فسانۂ آزاد

فسانۂ آزاد

چہارم

پنڈت رتن ناتھ صاحب درکا شمیری لکھنوی

سنگِ میل پبلی کیشنز

چوک اردو بازار ـــ لاہور۔۲

۱۹۸۴ء

———— روپے

طابع ———— شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر ———— نیاز احمد
سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

فسانۂ آزاد

جلد چہارم

مقدمہ

العیش کہ بادِ صبح گلبو آمد   مے نوش کہ آب رفتہ در جو آمد

خوش باش کہ بخت خفتہ سر بالا برد
دولت زنشاط تہنیت گو آمد

الٰہی یہ کس شاہد ناز آفرین کی سواری باغ جہان مین آئی ہے کہ حور و ملک اور سیرِ فلک تک دل کی آنکھون سے تماشائی ہین۔ عروس بہار کا خیر مقدم سنتے ہی عنادل نے دھوم مچائی گرد و نواح گلستان عالم پر گھٹا چھائی موسم گل اور وقت نائے نوش ہے۔ ابر ہے یا پیر مغان کا پردہ پوش ہے۔

کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج

بوے گل جنون تازہ باد نوروزی غالیہ ساز نسیم سحری سے بہشت کی لپٹین آتی ہین۔ مشام روح کو طبلۂ عطار بناتی ہین صوفیان صافی طینت بے دھڑک جام لنڈھاتے ہین اور مست ہو کر یہ شعر زبان پر لاتے ہین۔

گردن شیشہ جو کاٹے ترے پیمانے پر   خون برستا ہو ساقی ترے میخانے پر

خیر یہ تو تمہید تھی اب آمدم بر سر مطلب کچھ کم تین سال سے فسانۂ آزاد نذر ناظرین فرخ نہاد کیا جاتا ہے اس فسانہ کی تین جلدین عنایت ایزدی اور مالک مطبع کی نیک نیتی سے طبع ہو کر تیار ہو گئین اور اب جلد رابع کی نوبت آئی فسانۂ آزاد کی تعریف کرنا اپنے منھ آپ میان مٹھو بننا ہے۔ اور خود ستائی یا دون کی لینا اپنا شیوہ نہین۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ اگر اپنے قدر دانون کی قدر دانی کا شکریہ نہ ادا کرون تو لوگ کہین کہ احسان فراموش ہے اور کفران نعمت ہمارے مذہب رندانہ تک مین جائز نہین ہے اس سے بڑھکر معراج ہمارے لیے اور کیا ہو گی کہ علما فضلا فقرا شعرا اور جادو طراز انشا پردازون الغرض اصناف سخن کے کملا نے مضامین فسانہ سنتے ہی آہنگ وجد کیا گردن ہلائی اور مصنف نے ہاتھون ہاتھ اپنی محنت و جانفشانی کی داد پائی حضرت حق تو یہ ہے مصرع

راست میگویم و یزدان نہ پسندد جز راست

کہ اردو ہماری زبان تھی ہند و دعوی زبانی کرے تو کافر اصل

مین اُردو مسلمانون کی زبان ہے اور سچ پوچھو تو لکھنؤ اِس گوہر نایاب کی کان ہے ۔

دعویٰ زبان کا لکھنؤوالون کے سامنے
اظہار بوے مشک غزالون کے سامنے

گو خاکسار سرشار بھی فصحاے لکھنؤ کی خدمت کیمیا خاصیت مین باریاب ہے اور گو ان زباندانون کی صحبت مین بہت کچھ سیکھا مگر ہاے پھر بھی کچھ نہ سیکھا ہنوز روز اول ہے ۔ کوشش بلیغ کی جان لڑا دی کہ مثل مسلمانون کے زباندانی کا دعویٰ کر سکین مگر یہ بھاری پتھر نہ اُٹھ سکا ناچار چوم کے چھوڑ دیا ۔

دولت بغلط نبود از سعی پشیمان شو
کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو

جن اصحاب قدسی آب نے اُردو زبان کی ماہیت پر غور کیا ہے اور اس بحر ناپیدا کنار کی تہ کو پہونچے ہین آنکو خوب معلوم ہے کہ اُردو عجیب قسم کی زبان ہے ۔ شہر اور دیہات کی زبان مین تو خیر سلف سے خلف تک فرق ہوتا آیا ہے ہم کہتے ہین خاص شہر کی زبان مین اختلاف ہے اوسط درجے کے شریف مسلمانون مخدرات عصمت سمات کی اور زبان ہے محلات کی شوخی اور چباخ پٹاخ تڑاق پڑاق پیاری بول چال کا رنگ ہی جدا گانہ ہے ۔ علما کی اور زبان شعرا کی اور زبان ہے اور اسمین اصلا شک نہین کہ زبان کے لحاظ سے ہنود اہل اسلام کے مقلد مین بس وہ اور دعویٰ زبان دانی : اکس بر تے پر تتا پانی ہے

صبح مجموعۂ گل مرغ سحر داند و بس
کہ نہ ہر کو ورقے خواند معانی دانست

نثر انی تیجی اپنی وضع کے خلاف ہی ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہین کہ ہم نے اُردو زبان شرکین مین اہل اسلام کی پاکدامن مخدرات ہمسایہ اور جوانی مین مسلمان فصحاے گرانمایہ سے سیکھی ہے مگر ہان ہر کس و ناکس کی یہ طاقت نہین کہ ہماری زبان پر حرف رکھ سکے ۔ کیا مجال ۔

گر بد گہرے کشند دم طعن
معنی زندش طپانچۂ لعن

اور بغض و حسد تو دوسری چیز ہے مگر ۔

حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ
قبول خاطر و لطف سخن خداداد است

حسد وہ کالی ناگن ہے جسکے کاٹے کا منتر ہی نہین جسکا سم اُتارے نہین اُترتا شیطان علیہ اللعن عقل کی آنکھون مین پٹی باندھکر حاسد کو یہ پٹی پڑھا دیتا ہے کہ محسود کے ہنر کو بھی ہمیشہ عیب ہی ظاہر کرے ۔

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست
گل ست سعدی و در چشم دشمنان خار ست

خیر ۔ مصرعہ

شکر ہے حاسد نہین محسود ہون

حاسد شیطان کے حوالے ۔

چشم بد اندیش کہ بر کندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

سیرے سخن کے مدعی کے لیے قابلیت خداداد اور زباندانی شرط ہے اور یہ بخیر ۔

دشمنی ہمچنے ہنر دست و آن وبانی کہ نیست
از تو خود لنگر و سازیکہ در چنگ نیست
در سخن چون ہم زبان و ہم نوا ے من بود
چون دست بر پیچ و تاب از اشک آہنگ نیست

راست میگویم من و از راست سر نتوان کشید
ہر چہ در گفتار فخر تست آن ننگ نست

ہان ناظرین حق بین و انجوبہ گزین سے البتہ اس بات کی داد چاہتا ہون کہ جو کچھ لکھا قلم برداشتہ لکھا ۔ با اینہمہ سخندانان صافی مذاق نے توصیف کے پل باندھ دیے دکل اثار بتر شح بما فیہ ،

مصرعہ

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

لاریب بیشک اور بلاشبہہ ایسے ایسے خدا ئے سخن اور مستند

زبان دان اس فسانے کی توصیف مین عذب البیان ہین کہ اگر نفس مطمئنہ نفس امارہ کو مغلوب نکرتا تو میرا نفس ابتک مغرور ہو چکا ہوتا لیکن یہ وہ نفس نہین ہے جو سرکشی پر آمادہ ہو فسانۂ آزاد کا ماحصل یہ ہے کہ اسکے کلہاے مضامین و خیالات رنگین سے نشر رائحہ اخلاق ہو اور ناظرین کے دماغ کو معطر کرے کوئی بیان ایسا نہین جس سے اخلاقی نتیجہ نہ نکلتا ہو۔ آزاد آزاد وحامی اسلام عاشق دلدادہ اب بمبئی سے روانہ ہوے میدان کارزار مین فتح وظفر اُنکی دونون لونڈیونکا نام تھا اقبال انکا نامخریدہ غلام تھا خاتون بہ لقا حسن آرا بیگم کی پاکدامنی کی قسم کھانی چاہیے کہ اپنے قول کا نہ دل سے خیال رکھا گو رخنہ اندازون نے تہمتین تراشین اور سعی موفور کی کہ حسن آرا کا دل آزاد کی طرف سے پھر جائے مگر عشق صادق لڑکونکا کھیل تھوڑا ہی ہے ثریا بیگم کی عفت کے صدقے کیسی کیسی نازک حالتون مین اس عفیفہ نے اپنے کو اغواے شیطانی سے بچایا ورنہ اس حالت مین بہتون کا شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے چکنا چور ہو گیا ہے اس مطلق العنانی کو دیکھیے اور اس پاکدامنی کو دیکھیے صل علے۔ خواجہ بدیع الزمان کی قرولی بھی یادگار ہے ایسے تکیے اور شہ زور جوان بھی کسی نے نہ دیکھے ہونگے اللھم زد فزد۔

اب جلد رابع مین آزاد پاشا ہندوستان کو واپس آئینگے اور گلچھرے اُڑائینگے۔ مس میڈا اور مس کلیرسا بھی کسی مصلحت سے آئی ہین جسکا حال ناظرین کو وقتاً فوقتاً معلوم ہوتا جائیگا جسقدر بیان بے سلسلہ ہین وہ سب بعنوان مناسب ختم ہو جگے اور ہر بیان سے نتائج معقول نکالے جائینگے۔ اب ناول مین جدت یہ ہے کہ اُردو کے اور فسانونکی طرح ایشیائی خیالات سے معرا ہے گو مرزا رجب علی بیگ سرور سبر و سیادگار زمانہ اور سخنور رنگین ترانہ اُستاد مسلم الثبوت تھے گر اس خداے سخن کا نام سُنکر اچھے اچھے زباندان متعصبون کا ذکر نہین اپنے کان پکڑتے ہین مگر تحفۂ مختصرہ فسانۂ آزاد انگریزی ناولون کے ڈھنگ پر لکھا گیا ہے جنمین کوئی امر خلاف لیاقت یا حسب عقل محال نہین اُردو فسانون سے اسکا رنگ نہین ملتا۔

طرز دگران وداع کردم
طرز دگر اختراع کردم

حاشا ہم یہ نہین کہتے کہ یہ اعجاز و نیرنگ یا نسخۂ ارژنگ ہے مگر یہ ضرور کہینگے کہ مشاطۂ فکر نے اس عروس ملائک نظر فریب اور شاہد رعنا کو طرز نو ہی سے آراستہ کیا ہے۔ اور خوبرویان شنگول کے حسن سے اُسکا حسن دوبالا کر دیا ہے۔ ؎

اللہ رے دماغ تبان حرد ف کا
تکیہ لگائے بیٹھے ہین بین السطور کا

انیست طلسم جانگدازان
انگیختہ ام گل جنون را
نیرنگ فسون عشقبازان
در طرز فسانہ لبس فسون را

آن را کہ سر زنکتہ دانی ست
داند کہ زبرش معانی ست

آزاد پاشا استنبول سے روانہ ہوے

بازیاران وطن را سفرے درپیش ست
رہ نوردان بلا را خطرے درپیش ست
عاقبت ناصیہ ما شود آئینۂ بخت
کوکب طالع ما را نظرے درپیش ست
اے صبا بر سر آفاق گل مژدہ بہ بیز
کہ شب تیرہ ما را سحرے درپیش ست

سر قافلہ سپہ سالار رومین تن و سرآمد نام آوران صف شکن فرخ نہاد وعالی نژاد یعنی میان آزاد بعد خرابی البصر والنظر نامی جہاز پر سوار ہوئے سحر رنگی روح وروان خواجہ بدیع الزمان اور مس کلیریسا نگار کج کلاہ۔ مس میڈا روکش مہر وماہ ہمراہ تھین نور کے تڑکے جہاز روانہ ہوا۔ آزاد پاشا اور انکے ہمراہیون نے اپنے احباب اولوالالباب کو جو ساحل بحر سے ان مسافران راہ دور دراز کو دیکھ رہے تھے اشارون سے سلام کیا اور جہاز کا لنگر کھولا گیا جبتک جہاز والون کو ساحل اور ساحل والونکو جہاز نظر آیا حسرت اور حیرت سے دیکھا کیے اور جب جہاز نظر سے اوجھل ہوا تو لوگون نے دعا مانگی کہ یا خدایا جہاز آسانی اور لطف کے ساتھ داخل منزل مقصود ہو مس میڈا کے دل کا عجب حال تھا گورے گورے گالونکی رنگت متغیر ہوئی جاتی تھی کبھی باپ بھائی کبھی ماں بہن یاد آتی تھی۔ مس کلیریسا کے عارض گلرنگ پر قطرہای اشک اسطرح جھلکتے تھے جیسے برگ گل پر شبنم ساحل بحر کی طرف بصد حسرت نظر ڈالتی اور باوصف کوشش ضبط آنسو ٹپ ٹپ نکل پڑتے خواجہ بدیع الزمان کی باچھین کھلی جاتی تھین مبارکباد کی غزلین یاد آتی تھین مگر کلیریسا اور میڈا کے خیال ادب سے ٹال جاتے تھے دل ہی دل مین مزے اڑاتے تھے بغلین بجاتے تھے آزاد پاشا کو اس درجہ خوشی تھی کہ جامے مین پھولے نہین سماتے تھے ہر سمت حسن آرا ہی نظر آتی تھی ہر گوشے سے مسرت وشادمانی فتح وکامرانی ہی جلوہ دکھاتی تھی ایک بار کان مین سپہر آرا کے آواز آئی۔ دولھا بھائی مبارک یہ صدائے خوش آیندہ سنتے ہی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ساتھی متحیر کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہے خود بخود بے وجہ ہنس دیے مگر آزاد کس سے کہتے کہ انکا دل کیا مزے لوٹ رہا تھا۔

معشوقہ رنگین ادا مس میڈا کے انقباض خاطر سے آزاد کی خوشی اور مزہ کسی قدر کرکرا ہو گیا تھا۔ بلطائف الحیل سمجھایا کہ سائین کے سو کمیل خواستہ خدا ہے۔ تواسی سال ہم تمکو قسطنطنیہ واپس لائینگے اور ہنسی خوشی تمہارے باپ ماں سے ملائینگے یہ سفر بھی چندروزہ ہے انشاء اللہ صبح وشام داخل ہندوستان ہونگے مگر اسوقت تمہاری پریشانی اور اشک افشانی نے میرے دلکے ساتھ وہ کیا جو برق خرمن کے ساتھ کرتی ہے یا تیغ گردن کے ساتھ خدارا ہنس دو تو گویا مول لیلیا۔ ؎

کشاد غنچہ اگر از نسیم گلزار است
کلید قفل دل ما تبسم یار است

میڈا۔ اے ہے۔ تم اتنا بھی نہ سمجھے یہ غم کے آنسو نہین خوشی کے اشک ہین اسوقت فرط طرب سے رو دی۔ غم کیسا اور الم کیسا اس سے بڑھکر اور کیا خوشی ہوگی کہ تم ساتھ ہو منھ مانگی مراد پائی دلکی تمنا بر آئی۔ اللہ نے ہماری سن لی اور دلی آرزو پوری کی تمہاری سرکردگی مین کل عساکر روم مظفر و منصور آئے غنیم نے شکستو پر شکستین کھائین۔

آزاد۔ ایک تبسم ناز میرے دل کے ساتھ وہ کریگا جو غنچہ ناشگفتہ کے ساتھ باد بہاری کرتی ہے ذرا ہنس دو۔

میڈا۔ ہیچ چہ بے سبب ہنسی ہنی چہ۔ اور یون چاہے ہنسی آتی بھی اب کہنے سے دہنسکر، اے لو از خود ہنسی آگئی۔

آزاد۔ ہنسی نہین آئی۔ میری جان مین جان آئی۔

میڈا۔ خیر۔ آپکی خاطر تو ہو گئی۔ ازین چہ بہتر۔

آزاد۔ خدا اے اسباب لا سباب ہے۔ شکر خدا۔ صد ہزار شکر خدا

میڈا۔ جسوقت بمبئی داخل ہونے کی خبر حسن آرا بیگم سنین گی

باغ باغ ہو جائینگی۔ مگر خدا جانے ہمارا حال سنکر اُنکا کیا حال ہو سوتیاڈاہ مشہور ہے اور ہندوستان کی عورتین خوب جانتی ہین کہ سوتیاڈاہ کسے کہتے ہین اگر مس حسن آرا پڑھی لکھی ہین تو باہم خوب گذریگی ورنہ بیزاری ٹپنا معلوم۔

آزاد۔ جان من وہ حسن گلوسوز اور نور عالم افروز ہے کہ نظارۂ مُہر بے خبری نگاہ کوئی اس جمال بین پر نظر نہین ڈال سکتا سترہ پا سانچے کا ڈھلا ہوا ہے ؎

نونہال ریاض حسن و شباب
گل نوخیزۂ گلشن مہتاب
تیغ ابرو ہے قاتل عالم
چشم جادو ہے سحر سے ہمدم
نور سیماہے رو کش خورشید
صبح عارض ہے رشک صبح امید

دام کاکل وہ رخ پہ جلوہ پذیر
مُرغ دل جسمین سیکڑون ہین اسیر

اور تربیت و تعلیم کا حال کیا بیان کرون دیکھ ہی لو گی ع
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اور ابھی نام خدا نوخیز ہے ؎

می چکد شیر ہنوز از لب ہمچون شکرش
گرچہ در عشوہ گری ہر مژہ اش قتالیست

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک ہندی نے آزاد پاشا کو سلام کیا اور اُردو مین ہمکلام ہو پوچھا آزاد پاشا حضور ہی کا اسم مبارک ہے خوجی نے گردن ہلا کر کہا جی ہان یہی ہمارے آزاد ہین جنھون نے جنگ کے میدان مین سب کو نیچا دکھایا جو سامنے آیا اُسکو واصل جہنم کیا انکی تلوار خون آشام ہے۔

مصرع

نیامِ تیغ قضا سے بر ملقب ہے قاتل کی آستین کا

آزاد نے مصافحہ کرکے اُنسے دریافت کیا کہ آپکا اسم شریف دولت خانہ کہان ہے فرمایا خاکسار کو محمد مہدی کہتے ہین اور غریب خانہ ایک بستی ہے بجنور۔ لکھنو کے پاس اِس مضافات لکھنو سمجھئے وہین غریب خانہ ہے آپکی تعریف اکثر اخبارون مین نظر سے گذری جی خوش ہو گیا جدہ پرسون استنبول مین ایک ضروری کام کے لیے داخل ہوا تھا اور آج روانہ ہوا اقیام اکثر بمبئی مین رہتا ہے۔ مگر سال مین ایک مرتبہ وطن ضرور جاتا ہون اور دو تین مہینے رہ کر پھر واپس آتا ہون آزاد نے کہا حضرت میری نسبت جو کلمات توصیف آپنے بیان کیے آنکا تہ دل سے مشکور ہون مگر اُن کو مین حضور کی ذاتی لیاقت اور حسن عقیدت پر محمول کرتا ہون ورنہ من آنم کہ من دانم کہیے کہ وطن مین تو خیریت ہے۔

محمد مہدی نے کہا۔ جی ہان فضل الٰہی ہے۔ مگر ایک حادثہ نادیدنی اور سانحۂ ناشنیدنی سے تم بپا ہو گیا۔

یہ کہکر محمد مہدی کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے دو تین منٹ رو کر رومال سے اشک پونچھے اور خاموش ہو رہے آزاد اور خوجی کو حیرت ہوئی کہ یا خدا یہ کیا اسرار ہے آہستہ دریافت کیا خیریت تو ہے اِسوقت خلجان پیدا ہو گیا خدا ہی خیر کرے حضرت واسطے خدا کے فرمایئے محمد مہدی نے با دل سرد و آہ پُر درد یون بیان کیا آپ نے مرزا ہمایون فر بہادر کا نام سنا ہوگا مشہور و معروف شہزادے تھے۔

آزاد۔ ہان ہان۔ شہزادے نہ۔ شہزادہ ہمایون فر بہادر۔

خوجی۔ مجھسے سُنیے خورشید لقا بیگم کے حقیقی بھائی۔

ہمارے ملک کے شہزادون مین بس وُہی تو ایک ہین اللہ رے کون۔ ہان پھر اُنکو کیا ہوا وہ تو ہمارے آقا اور مربی ہین ہنس مکھ خندہ پیشانی۔ خوبرو۔ ذی مروت عالم خوش بیان

شہزادون مین فرد ہین۔

محمد مہدی۔ آنکی نسبت ایک نواب زادی سے کہ از بس حسینہ و جمیلہ شیرین حرکات و رنگین ادا نوخیز عنبر مو ہین قرار پائی جسنے سُنا خوش ہُوا کہ دولھا دولھن چندے آفتاب چندے مہتاب خدا نے اپنے ہاتھ سے جوڑی بنائی ہے۔ بنا او بنی دونون کی بن آئی ہے۔ اسکے بعد محمد مہدی نے کہا کہ چونکہ آپ لوگ مرزا ہمایون فر بہادر سے واقف ہین لہذا مجھے افسوس ہے کہ آپکو یہ خبر سنکر سخت ملال ہوگا۔

آزاد اور خوجی دونون نے کہا حضرت جملہ معترضہ رہنے دیجیے اصل مطلب بیان فرمایئے کہا۔ ہمایون کی والدۂ معظمہ شہزادی بیگم اور دُلھن کی مان بڑی بیگم دونون نے منظور کر لیا رسمین ادا ہوئین دولھن کو مانجھے بٹھایا۔ مانجھا۔ بھجوایا طرفین سے جوڑے آئے اِدھر دُلھن اُدھر دولھا بشاش کہ چین کرین گے خوب مزے اُڑین گے۔

اب سُنیے کہ اِن دونون مین سچا عشق یہ اسپر قربان وہ اُسپر نثار دل و جان سے عاشق۔ ایک مرتبہ مرزا ہمایون فر نے بیگم صاحب کے باغبان سے سانٹھ گانٹھ کی۔ خوب یارانہ پیدا کیا۔ وہ شہزادے یہ مالی۔ انعام پر انعام۔ اور بیشمار روپیہ دیا۔ نوبت بایجا رسید کہ ایک روز ہمایون مالی بنکر شہزادہ بہادر گئے اور گلدستہ بیگم صاحب کی خدمت مین پیش کیا بیگم سمجھ گئین کہ کوئی عاشق زار و جان نثار شہزادہ عالی تبار ہے مسکرا کر کہا یہ کون ہے مالی بولا حضور میرا بھانجا ہے مگر وہ تاڑ گئین کہ کوئی شہزادہ ڈورے ڈالنے آیا ہے الغرض دو چار روز کے بعد خط و کتابت شروع ہوگئی نامہ و پیام کی نوبت آئی ایک مرتبہ شہزادہ ہمایون فر فیل فلک شکوہ پر سوار ہو کر بیگم صاحب کی محلسرا کی طرف گئے اُسوقت باغ مین سب ہمجولیان چہل پہل مین مصروف تھین یہ تاک لگائے سب کو گھور رہے تھے بیگم کی نظر پڑی تو رنگ رو متغیر ہوگیا۔ ٹاٹ بافی اوگی پائون سے نکل پڑی رزائی کاندھے سے سرک گئی مارے بدحواسی کے عجب حال تھا سر پیر کا ہوش نہ تھا۔

آزاد۔ قاعدہ ہے۔ نامحرم کی اِدھر اُدھر جا بیجا نظر پڑے تو خواہ نخواہ عورت جھیپ ہی جائیگی۔ اور پھر کنواری عفیفہ۔

خوجی۔ اے ہے واللہ بس کچھ نہ پوچھو۔ مصر مین یہی حال ہوا ایک کنواری چھوکری جھروکے سے تاک جھانک کر رہی تھی اینجانب جو اُدھر سے گذرے تو چار آنکھین ہوتے ہی اُسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا چاہا کہ دروازہ بند کر دے مگر دروازہ کی عوض آنکھین بند کر لین اس بے حواسی کے صدقے واللہ ہے عجب حُسن خداداد تھا بس جیسے بمبئی والی بیگم۔ نور کا عالم اور سِن کوئی مسا کر کے چالیس بیالیس انتہا تینتالیس چوالیس برس کا۔ اور کیا۔

آزاد۔ (مُسکرا کر) بس!!! ابھی پانے کے قابل ہے۔

خوجی۔ اور نہین تو کیا اور صورت واہ وا ہ ہے تو سانولی رنگت مگر نمکینی کی کان ہے۔ واللہ ملاحت کی جان ہے۔

آزاد۔ درین چہ شک۔ ہان جناب (محمد مہدی صاحب) ہان پھر کیا ہُوا آپ شہزادہ کا حال بیان کیجیے پورا حال فرمایئے۔

محمد مہدی۔ دُولھن کے ہان فنسون پر فنسین آنے لگین تمام شہر کی بیگمین شہزادیان نواب زادیان مخدرات کثرت سے جمع تھین ڈومنیان دور دور سے بلوائی گئین دولھن کا دماغ فلک الافلاک پر تھا ہمجولیان بدل گئی مذاق

چہل کرتی تھین ۔ محبت و مودت کا دم بھرتی تھین اُدھر دولھا کے ہان دھما چوکڑی مچی تھی طبلے پر تھاپ پڑتی تھی ارباب نشاط نے محفل رقص و سرود کو وہ رونق دی تھی کہ باید و شاید مرزا ہمایون فر نے بنارس اور آگرہ اور جونپور اور مرزا پور اور دہلی اور لاہور اور جبلپور دور دور سے خوش گلو گانیوالیان بلائی تھین جسنے کہدیا کہ خداوند فلان مقام پر ایک گانیوالی ہے اُس خوش گلو کو بغیر دیکھے سنے فوراً حکم ہوا کہ بلوا لو۔

اب سُنیے کہ شادی کے روز وہ دھوم دھام اور وہ اژدہام تھا کہ بیان سے خارج ہے مگر عین گریال مین غلہ لگا۔

نوشہ سمند صرصر تگ پر سوار ہو کر جاتا تھا کہ عین برات مین ایک شقی نے تلا ہُوا ہاتھ دیا اور سر تن سے جدا ہو گیا کھٹ سے الگ۔

آزاد۔ لے! آہ آہ! ہے ہے توبہ توبہ!!! معاذ اللہ

خوجی (سر پیٹکر) افسوس صد افسوس ہائے ستم وا ستم۔

آزاد۔ اسوقت بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اُف وہ ایسا سانحہ جگر دوز پہلے کبھی نہین سُنا تھا!! ع

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

آزاد اور خوجی دونون کی آنکھین اشکبار ہو گئین اور محمد مہدی بھی خوب روئے مس کلیر سا نے وجہ گریہ وزاری دریافت کی۔ خوجی بیان کرنے ہی کو تھے کہ آزاد نے اشارہ سے منع کیا اور دوین کہا عجب بے تکے آدمی ہو جب ہم مردون کو اس خبر وحشت اثر کے سُننے سے اس درجہ رنج ہوا تو عورتون اور خصوصاً کم سن کا کیا حال ہو گا۔

محمد مہدی۔ ابھی آپ نے سُنا کیا ہے اے جناب دُلھن لاشے پر آئی مہندی ہاتھون مین لگی ہوئی سر پہ تاج ہر ہفت آرائش سے مزین از سر تا پا نور رشک پری و حور اُف ہائے ہائے ستم ہو گیا۔

آزاد۔ للہ اب تذکرہ نہ کیجیے۔ کیون صاحب اسوقت اُس بیچاری کا کیا حال ہو گا ہان نام آپکو معلوم ہے۔ بیگم صاحب کا کیا نام ہے لڑکی کس کی ہین کس محلہ مین مکان ہے۔

محمد مہدی (دولھن کا نام تو نہین یاد مگر اسقدر جانتا ہون کہ بڑی بیگم کی صاحبزادی ہین شہر سے دو کوس پر مکان ہے۔

آزاد۔ (کان کھڑے کر کے) کیا! کسکی!! کسکی صاحبزادی ہین۔

محمد مہدی۔ شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ایک بیگم صاحب رہتی ہین بڑی بیگم اُنکا نام ہے اور دو لڑکیان ہین ہین تو پوتیان مگر لڑکیان ہی مشہور ہین دونون اسقدر خوبصورت ہین کہ بیان سے باہر صغر سنی کی حالت مین مین نے بھی اُن دونون پریونکو دیکھا تھا بچہ حور ہین۔ آفتاب مہتاب دونون گردہا سُئد العظیم۔

آزاد۔ آپکو انکے مشاہدے کا کیونکر موقع ملا۔

محمد مہدی۔ بجرے پر دریا کی سیر کو جایا کرتی تھین دو بار مین نے بھی دیکھا غش آ گیا۔ اپنے ہوش مین نہ رہا۔

آزاد۔ (کانپتے ہوے) خدا خیر کرے ہوش اُڑ گئے یا خدا یہ کیا اسرار ہے۔ بجرے دن کا بھی ذکر کیا اور دو کنواری چھوکریان بھی ہین اور بڑی بیگم کا نام بھی آیا اور یہ بھی کہا کہ اصل مین پوتیان ہین مگر لڑکیان مشہور ہین کچھ دال مین کالا ضرور ہے خواجہ صاحب کچھ سُنا۔

خوجی کیا عرض کرون پیر و مرشد میری عقل خود گم ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے۔ بھلا کیون حضرت کوئی بوڑھا آدمی بھی وہان تھا پیر مرد۔

محمد مہدی - ہان وہ اُن دونون صاحبزادیون سے بہت شفقت ہے اور مثل اپنی لڑکیون کے سمجھتا ہے مگر آپ دونون صاحبونکے اصرار کا سبب نہ معلوم ہوا آپ اُن کو کیا جانین -

آزاد اور خوجی دونون کو شک کے عوض یقین تھا کہ حسن آرا بیگم اپنے قول سے پھر گیئن - آزاد اپنے دل کو لاکھ ڈھارس دیتے تھے مگر بے سود یہ غزل ترجمان دل تھی -

ای دل بچشم زخم حوادث فگار شو
اے چشم از تراوش دل اشکبار شو
ای خون بدیدہ در دگداز جگر فرست
اے دم بسینہ در د چراغ مزار شو
اے لب بنوحہ نالہ جانکاہ ساز دہ
اے سر بغصہ خاک سر رہ گزار شو
اے خاک چرخ گرنتوان زوزجا در اے
اے چرخ خاک گرنتوان شد غبار شو
اے نوبہار چون تن بسمل بخون غلط
اے روزگار چون شب بے ماہ تار شو
اے ماہتاب روے بسیلی کبود کن
اے آفتاب داغ دل روزگار شو

آہ این چہ سیل بود کہ مارا ز سر گذشت
تنہا ز سر مگو کہ ز دیوار و در گذشت

خوجی استقدر تشویش کی ضرورت نہین ہے خدا جانے کس کا ذکر کرتے ہین پہلے دریافت تو کر لیجیے مفصل حال تو سُن لیجیے

آزاد - اب کچھ باقی بھی رکھا ہو بڑی بیگم کا نام آہی گیا حسن آرا بیگم اور سپہر آرا بیگم کا نام نہین آیا - وہ بھی سُن لیجیے گا -

خوجی کیون حضرت اگر تکلیف نہو تو مہربانی کر کے پھر اس قصے کو بیان کیجیے یہ فرمایے کہ اُس دُلہن کا نام کیا ہے حُسن آرا بیگم -

محمد مہدی - مجھے معلوم نہین مگر اُسکی ماں کا نام بڑی بیگم ہے مکان نہایت دلچسپ ہے دریا سامنے موجزن اِدھر اُدھر مرغزار پُربہار سبزے کی لہک اور چو طرفہ کی صفائی سے آنکھون کو وہ نور حاصل ہوتا تھا کہ مین عرض نہین کر سکتا سُبحان اللہ سبحان اللہ - ؎

صفائی در وے از فیض الٰہی
نسیمش رنگ و بوے ہست گلشن
نسیمش چون دم عیسیٰ فرح بخش
صباحش دارشست از غازہ حور
بساط در وے از مہر سپہر
صباحش آبروے ہفت کشور
صباحش چون کف موسیٰ منور
نسیمش را بہار از موج کوثر

دم صبحش ز مہر آئینہ در کف
نسیمش از بہاران حلہ در بر

خوجی بھائی جان - چاہے کوئی مار ڈالے ہمین یقین نہ آئے گا کہ حسن آرا بیگم تمہارے خلاف ہو جایئن اور اپنے قول سے پھر جایئن ہمین حیرت یہ ہے کہ تمہارے دل مین ایسا خیال پیدا کیونکر ہوا -

آزاد - ہے تو ایسا ہی مگر عورت پھر عورت ہی ہے - کچھ اعتبار نہین -

خوجی بجا ارشاد ہوا - مطلب یہ کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین درست اور ہم نے جو ایکبار یہی کہا تو حضور ہم سے کیسے بگڑے تھے اور کیا کیا باتین سُنائی تھین - یاد ہین یا بھول گئے - بتاؤ -

مس میڈا جتون سے تاڑ گئی کہ حضرت کو اپنی مطبوعہ

یاد آتی ہین گو وطن چھوڑنے اور ماں باپ اعزہ اقربا اور بہنون کی جدائی کا سخت رنج تھا مگر عمداً اور قصداً مسکرا کر کہا آپ ہمین رخصت کیجیے۔ جب یہین سے یہ حال ہے تو وہان کا خدا حافظ ہی بس دیکھ لیجیے بے مروتی بھی تو کتنی۔

آزاد نے مس میڈا کے دست سیمین مین ہاتھ دیکر کہا جانمن تم اور یہ بدگمانی! واہ۔ جانتک تم پر نثار ہے مگر خیال آہی جاتا ہے کہ حسن آرا کی بدولت ہمنے سیر تو بہت کی مگر جان جوکھم۔ جانکے ہر دم لالے پڑے ہوے تھے اگر پرفستان بھیجدیے جاتے تو کوئی بھی نہ پوچھتا کہ ؎

چرا تنہائی و صحرا نوردی | چنین چون سر بسر اندوہ و دردی
چہ پیش آمد ترا و حال چونست | مگر صحرا نوردی از جنون ست

جدا چون گشتی از یاران غمخوار
چرا اے ہمچو مجنون سر بہ کہسار

یہ کہکر آزاد پاشاہ نے دل بہلانے کے لیے یون گفتگو کی دل لگی بازون کے چٹکلے بھی غضب کے ہوتے ہین۔ بذلہ سنج کسی مقام پر چوکتے ہی نہین رنگین مزاجی اور ظریفانہ طبع نعمت خداداد ہے ؎

بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن
کہ لطفِ زندگانی ہے بدن مین جب تلک خون ہے

میدان جنگ مین قلعہ قاچار کے پاس ہماری فوج کا پڑاؤ تھا جسکو ہم نے ارمان نامے شہر مارا اور جسکو لشکر آگے بڑھا تلایہ غنیم کی کیفیت دریافت کرنے گیا تھا۔ اور ہم لوگ مزے سے گپین اڑا رہے تھے علیقو پاشا اپنے خیمے سے دوڑے آئے اور ہنستے ہوے ایک اخبار مجھے دیا مینے پڑھا تو مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے دل لگی بازون سے خدا کی پناہ پڑھتا ہون تو اشتہار مگر تمام دنیا کے اشتہارون سے نرالا۔ مضمون سننے کے قابل ہے

پڑیو چلو

لندن اور قرب وجوار لندن کی جتنی حسینہ جمیلہ گلبدن پستہ دہن نوخیز کم سن شوخ وبیباک چست وچالاک دوشیزہ چھوکریان ہین ان سب کو مژدہ تازہ ونوید بے اندازہ کہ ہمارے ٹھیٹر کے لیے ایک سَو خوبصورت اور گلفام ونازک اندام کنواری لڑکیون کی ضرورت ہے نوجوان مسون کو لازم ہو کہ درخواستین بھیجین مگران شرطون کا ضرور خیال رہے

۱۔ درخواست دینے والے کی عمر سترہ برس سے کم اور بیس سال سے زیادہ نہو ع

جوانی کی راتین مرادون کے دن

۲۔ ایسی ویسی عورت درخواست نہ دے

۳۔ شوخی رگ رگ مین کوٹ کوٹ بھری ہو۔ بقول شاعر ؎

معمور ہون شوخی سے شرارت سے بھری ہون
انسان نہ مجھے سمجھو مین جنت کی پری ہون

اس شعر کے مصداق ہو۔ بلکہ اس سے بھی افزون۔

۴۔ نظر غلط انداز جادو کا کام کرے سحر بابل کو لوگ بھول جائین کل تماشائی یہی سمجھین کہ یہ رشک پری بصد شان دلبری ہمین پر نظر ڈال رہی ہے۔ ہمین کو رجھا رہی ہے۔

۵۔ خرام ناز کبک دری کو خجل کردے سرو گلشن دیکھے تو مارے شرم کے گڑ جائے چال ایسی مستانہ ہو کہ ع

نہ پیئے اور جھومتی جائے

مُردون کو زندہ کرجے۔ ؎

بہر زمین کہ چو آبِ حیات بخرامد | وہان مردہ بزیر زمین آب شود

۵- حیا و بے شرم منزلون دور رہے۔ بیبائی انکے نام کی قسم کھائے بالکل آزاد منش اور بیباک روش ہو۔

۷- گردن فوارۂ نور ہو۔ ع

گردنت صبح بہشت ست گر انصاف بود

۸- گورے گورے گال شب کے وقت اسطرح چمکین جیسے اندھیری رات مین ماہ تابان۔ دونون رخسار تابان بوسہ فریب ہون جو دیکھے بے ساختہ جی چاہے کہ منہ چوم لے اور ہر فرد بشر کی زبان پر یہ شعر ہو۔ ؎

نگار خلد صبح ست این نہ رخسار ست | نگاہ کن ورق سادہ چہ پر کار ست

۹- ادا کی یہ کیفیت ہو کہ اعدو اسکی ادا پر دل و جان سے قربان ہو جائے ہر بات مین غمزہ کا جو روپ نیا اظہار ہو۔ ؎

چشم نگاہ دور بحسرت نگرانست | تا غمزۂ خونریز تو غارتگر جانست

۱۰- لگاوٹ بازی مین طاق ہو۔ مگر خالی خولی لگاوٹ ہان اسکا ذرا خیال رہے۔

۱۱- اسقدر لکھدینا ہوگا کہ بلا مرضی مہتمم تھیٹر نوکری نہ چھوڑ سکیگی یہ نہین کہ ادھر ادھر تنے ایرے غیرے پچکلیان آ کے لے اڑین۔

اس طرح کی سو پریان ہمین درکار ہین اور مقصد یہ ہے کہ یورپ اور ایشیا اور امریکہ ان تینون براعظم کی سیر کرکے رنگین طبع امرا کو دونون ہاتھون سے لوٹین جسوقت یہ سو حوران بہشتی نژاد یکمر کے اسٹیج پر آئینگی اور اپنے دلربا تماشے دکھائینگی کیا لطف ہوگا۔

اب سنئے کہ روز موعودہ کو تھیٹر کے دروازے پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے تماشا بین اس غرض سے جوق جوق جمع ہوئے کہ جلسے کے نوجوان ستون کو گھور دیکھین شعلہ رو خوبان عنبر موے آنکھین سینکین۔ صافی مذاق آدمی دو گھڑی کی دل لگی کے لیے آئے۔ بے فکرے بگڑے دل بھی سیر گشت کرتے ہوئے اسطرف آنکلے کہ اچھی اچھی صورتین ہی دیکھنے مین آئینگی۔ اخبارون کے رپورٹر پنسل اور نوٹ بک لے کے پہونچے لوکل خبر ہی ملی۔ مصورون کی بن آئی مرقع پیش نظر تھا ایک سے ایک بڑھکر حسینہ ایک سے ایک خوبرو اور قوس ابرو الغرض میلا جم گیا۔ اور کئی ہزار کنواری نوخیز کمسن ٹوٹ پڑین۔ سب نازک بدن اور غنچہ دہن سب زیبا اندام اور سیم تن۔ سب نازک نگاہ اور کج کلاہ سب نو روش غیرت مہر رشک ماہ۔ اٹھتی جوانی عنفوان شباب امنگون کے دن جوبن پھٹا پڑتا تھا۔

ایک تو یون ہی حسن خداساز تھا اسپر بناؤ چناؤ نے اور بھی ستم ڈھایا۔ اسطرح یہ ہوا کہ باہمی مقابلہ اور بن ٹھن کے آئین۔ الغرض تھیٹر کی سڑک پر غنچہ کھلا ہوا تھا۔ اور شہر اور گرد و نواح کی کل حسینین جمع تھین اور سب نکھری ہوئین دور تک دو رویہ پرستان ہی نظر آتا تھا۔ اندر کا اکھاڑا شرماتا تھا۔ ؎

مجمع ہے حسینونکا یا کوئی مرقع ہے
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

نوجوان تماشا بینون کا عجب حال تھا نظر ناز کرتی ہوئی گل رخسار ہی پر جاتی تھی نگاہ اپنے طالع فرخ پر اتراتی تھی یہ خبر سنکر بڑے بڑے امرائے ذوی الاقتدار اور شہزادگان عالی تبار تفریح طبع کے لیے اس مقام پر آئے جس دوشیزہ پر نظر پڑی یہی گمان ہوا کہ کوہ قاف سے پری اتری ہے یا جنت کی حور ہے عوام نے غل مچانا شروع کیا قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے۔ بعض شریر آدمیون نے ان پریون سے چھیڑ چھاڑ

بھی شروع کر دی - دو چار شوخ و بیباک عورتوں نے ان بدمعاشوں پر ہاتھ صاف کیا آخر کار چلد سولیڈیوں کو ٹھیڑ والوں نے بہزار خرابی اندر بلا کر بند کر دیا تاکہ عوام انکو دق نکریں انہیں سے اکثر منتخب کی گئیں اور وہ چھٹی ہوئی عورتیں تھیٹر مین نوکر رکھی گئی ہین - اخبار مین درج تھا کہ دس آدمی اس کام کے لیے مقرر تھے کہ جن عورتون نے تھیٹر مین بھرتی ہونے کی درخواست کی تھی اُن کا امتحان لین اور دیکھین کہ شوخی اور چستی و چالاکی اور بیباکی اور رنگین ادائی اور دلربائی اور حسن مین فرد ہین یا نہین -

میڈا - جس جسنے رجھایا ہوگا وہ ضرور مقرر کر دی گئی ہو گی مگر دل لگی دیکھنے کے قابل تھی بڑا تماشا ہو گا -

خوجی اس مقام پر اگر اینجانب ہوتے تو واللہ تھیٹر دیٹر سب بالاے طاق رہتا اور سب کی سب بندے کے دم کے ساتھ ہو جاتین -

راوی - درین چہ شک مگر ہمنے تو سنا تھا کہ حضور بیدم کے ہین - غرض کہ آپ بھی طرفہ رقم ہین ع

	سب صورتِ لنگور فقط دم کی کسر ہے	

میان آزاد کو منجملہ اور باتون کے ایک گر یہ بھی خوب یاد تھا کہ روتے کو ہنسا دیتے گو خاتون یوسف لقاس میڈا کا دل کسی قدر بھر آیا تھا مگر اس اشتہار کے مضمون کو حضرت آزاد نے ایسی لطافت اور خوبی سے ادا کیا کہ وہ بت شیرین حرکات مسرور و محظوظ ہو گئی خواجہ صاحب نے دیکھا - مین ہی پھسڈی رہا جاتا ہون چونک کر کہا - آخاہ ----- خوب یاد آیا - لاحول ولا قوۃ لاحول ولا قوۃ - توبہ توبہ - مین تو بھول ہی گیا تھا اور واللہ یاد ہوتا تو ہرگز ہرگز جہاز پر سوار نہوتا -

میڈا - ہان! خیر اب اُتر جایئے جہاز روک لیا جائے -

آزاد - ہان ہان اب بھی سویرا ہے حضرت - جایئے جایئے -

خوجی - اس دفعہ کا ذکر نہین ہے - بھائی جان - جب مین وہان سے سوار ہوتا تھا تب ہی بھول گیا ورنہ بمبئی سے روانہ ہی نہوتا بے بدلہ لیے انتقام لیتا مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید (پیشانی پر ہاتھ مار کر) بر کلہ خود باید زد - واللہ کھوپڑی بھنا گئی -

میڈا - اِنکی باتین پہیلیان ہوتی ہین معمہ کہتے ہین -

آزاد - کچھ سمجھ مین نہین آتا معلوم ہوتا ہے کسی نے اِن کو ٹھونکا ہے مگر انتقام لینا بہت جلد یاد آیا -

خوجی - ایک دن کا ذکر ہے بندہ درگاہ ہولی کے دن بازار مین نکلے اور شہر ہندوؤن کا - لوگون نے منع کیا کہ آج باہر نہ نکلیے ورنہ رنگ پڑ جائیگا ہم اُس زمانے مین اُونچی بنے ہوے تھے واللہ بالکل گینڈا بنا ہوا تھا ہاتھی کی دم پکڑ لی تو مس نہ سکا اور ہاتھی کتنا دیو کا بچہ نہین دیو کا بھی دادا پیر - قین سے ٹول کے چاہا کہ بھاگے مگر کیا مجال جسنے دیکھا عش عش کرنے لگا کہ واہ پٹھے -

آزاد - ہین! پٹھے کاہے کے - ڈھانڈے نہین کہتے -

خوجی - بس اب آپ دل لگی پر اُتار و ہوے تو خیر سمجھا گیا آپ سے بندہ نہین عرض کرتا - سنو! مس میڈا - بس صاحب ہم بازار مین آئے تو دیکھا ہڑبونگ مچا ہوا ہر یک را بینی آغشتہ خلاب ہیبت خراب ہر بینندہ را بر حماقت خود خندہ زن میکند - اے کاش بعوض اینہمہ افعال وحشیانہ و حرکات مجنونانہ در ایام ہولی گلاب پاشی شدی چہ خوش بدے -

کنیزان گلپوش گلفام گلبدن پیش و پس اردو گرد نشیند و
ہر یک در دست خویش قمقمہ گیرد۔

ہولی آمد بہار شد پیدا ہر طرف لالہ زار شد پیدا
ز عبیر و گلال و پچکاری رنگ بر روی یار شد پیدا

میڈا۔ پکا دیوانہ ہے۔ کچھ گھڑے کی چڑھی ہے۔

خوجی۔ خیر صاحب خلاصہ کلام یہ کہ مجھے اور شہزوری کا زعم اور یہ دعویٰ کہ مرد کی کیا اصل و حقیقت تھی بس مین ہوا کھاتے اکڑتے بڑھتے پہونچا تو ایک مقام پر کیا دیکھتا ہون کہ کوئی سَو آدمی کے قریب جمع اور رنگ اُچھل رہا ہے میرے پاس پیش قبض اور قرابینچہ۔ اور تمنچے بس کیا عرض کرون

آزاد۔ مگر قرولی نہ تھی۔ افسوس۔

خوجی۔ سنا بھی بات نہ کاٹو۔ مین نے کہا یارو دیکھ بھال کے ان مردون پر رنگ ڈالنا دل لگی نہین ہے۔ پہلے تو وہ لوگ ذرا اگڑبڑا گئے اور مین ڈراتا ہوا آگے بڑھا مین نے کہا سمجھا جائیگا۔ ان سَو کے سَو کو ایک دم مین دکھاؤن تو سہی ایک پٹھان نے آگے بڑھکر کہا میان پہلوان تم سپاہی آدمی ہو اور گران ڈیل جوان۔

راوی۔ درین چہ شک۔ کیسے کچھ۔ دیکھیے ذرا اگر نیگا نہین ایسا نہو بوا زعفران کسی طرف سے صورت دکھا دین تو غضب ہو جائے۔

آزاد۔ خلاصہ یہ کہ آپ آگے بڑھے ماشاء اللہ کیون نہین۔

خوجی۔ خانصاحب نے کہا کہ آپ ہین آدمی سپاہی گران ڈیل جوان مسلح۔ ہتھیار بند۔ اگر آپ کو غصہ آگیا تو غضب ہو جائیگا مگر مین نے ایک نہ مانی مین نے کہا سنو بھئی تم مسلمان ہو کے رنگ اُچھالتے ہو اُنھون نے کہا۔ حضرت ہمارا ان لوگون کا چولی دامن کا ساتھ ہے بندہ پینترے بدل کے آگے بڑھا۔ بس حضرت دو لونڈون نے پچکاری تانی اور رنگ ڈال دیا اور اُسی پٹھان نے پیچھے سے تان کے ایک جوتا دیا تو کھوپڑی پلپلی ہو گئی پھر کے جو دیکھتا ہون تو ڈبل جوتا ڈھائی تلے کا۔ سمجھاؤن بجھاؤن۔ مسکرا کر آگے بڑھا۔

آزاد۔ اپنا جوتا کھاکے آگے بڑھے۔ ماشاء اللہ!!!

میڈا۔ اور اُس زمانے مین سپاہی بھی تھے اور مسلح بھی تھے قسیر جوتا کھا کے چپکے ہو رہے۔ واہ ری جوانمردی۔

آزاد۔ چپکے ہو رہتے تو خیریت تھی۔ مسکرائے بھی۔

راوی۔ اور بات بھی دل لگی کی تھی مسکرا تے۔ تو کیا رو دیتے آدمی فہمیدہ ہین۔

خوجی مین تو سپاہی ہون تلوار سے بات کرتا ہون۔ جوتے سے کام نہین لیتا۔ جوتی خورے کوئی اور ہی ہون گے جی حضرت کجا تلوار کجا جوتی بیزار اور ہم سلک صلح کل کے سالک ہین سب سے مل کے چلنا۔

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

مس کلیرسا اُس وقت آرام کر رہی تھین خواب ناز سے بیدار ہوئین تو منہ دھو کر مس میڈا کے پاس آئین یہان قصے پڑ رہے تھے انسے بھی خواجہ بدیع الزمان صاحب کی پوری پوری سرگذشت بیان کی گئی اور خواجہ صاحب اپنی بہادری اور سیاپوش کاری کا حال سنکر بہت ہی خوش ہوتے تھے اس علم کے صدقے کہ باوصف واقفیت

فنون جنگ جوتا کھاکے خاموش ہو رہے چون تک نہ کی۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

خواجہ صاحب اس گفتگو کے بعد یہ شعر پڑھکر افیون گھولنے لگے۔

کھو دیا حُسن تم کو نے ستم ایجاد دو کا ۔ اڑ گیا رنگ دھوان بنکے پریزاد دو کا

آزاد۔ ایک اسیر والاتبار کی دخت پری چہرہ پڑوس کے ایک لڑکے سے عالم طفلی مین کھیلا کرتی تھی اس لڑکے کے ماں باپ غریب آدمی تھے مگر شریف اور وضعدار جب لڑکی سن بلوغ کو پہونچی تو پڑوس کا لڑکا ڈورے ڈالنے لگا اور وہ بھی اسیر عاشق ہوگئی دونون شادی پر راضی ہوے ایکدن لڑکے نے اس پری پیکر سے کہا پیاری میرا قصد ہے کہ جب شادی ہو تو پہلے مہینے مین ہم اور تم خوب سفر کرین یہان سے پارس جائین وہان خوب گھومے اُڑائین پھر وہان سے افریقہ کی سیر کرین مصر کے منار دیکھین ہندوستان مین روضۂ تاج بی بی کی بڑی تعریف سنی ہے لگے ہاتھون وہ بھی دیکھ لین الغرض تمام دنیا کی سیاحی کر آئین۔ وہ حور شمائل چپ چاپ سنتی گئی جب یہ اولوالعزم لڑکا خاموش ہوا تو اُسنے مسکرا کر کہا جانِ من سیر و سیاحت کرنے مین تو کچھ ہرج نہین سوال یہ ہے کہ تمھارے پاس اسقدر روپیہ بھی ہے کہ ساری خدائی کی سیر کروگے لڑکے نے کہا کہ جب ہمارے تمھارے شادی ہو جائیگی تو ہمین روپیہ کی کیا ضرورت رہیگی۔ لڑکی بولی۔ یہ سچ ہے مگر ابا کہتے ہین کہ مین اپنا روپیہ اور اپنی دولت تجھے اُسوقت دونگا جب مر جاؤنگا انکی حین حیات مین اس ثروت کی مستحق نہین ہو سکتی یہ خبر سنکر لڑکے نے آہ سرد کھینچی اور کہا اچھا جان جان اگر یہ بات ہے تو پھر شادی بھی اُسیدن ہوگی جب تمھارے ابا کو دفنا کے واپس آئینگے بالفعل ملتوی رہے۔

کلیریا۔ ایک کسی مجسٹریٹ نے ایک گواہ سے پوچھا کہ مدعی کی ماں تمھارے سامنے روتی تھی یا نہین گواہ نے کہا جی ہان بائین آنکھ سے روتی تھی۔ کانی عورت ہے مین نے دیکھا تھا کہ اُسکی بائین آنکھ سے آنسو جاری تھے اور داہنی گال لڑھک کر دامن کی خبر لاتے تھے مجسٹریٹ نے اسی بنا پر دعوی خارج کردیا۔

خوجی بھئی کوئی بات بھلی ہی نہین معلوم ہوتی رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ جس شخص نے ہولی مین بے ضابطگی کی تھی اسکی قرار واقعی مرمت کرون واللہ اگر اُسوقت یاد آتا تو ہرگز ہرگز جہاز پر سوار نہوتا۔ مگر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید

برکلہ خود باید زد۔

آزاد۔ اور فارسی عرصے سے نہین بولی یہ کیا۔

خوجی بابا ہے من بسیار منکہ پارسی زبان نیسدانم چہ دانم کہ

ہیچ ہم نیسدانم۔ ؎

جو اک فارسی دان سے کہا کہ اب مجھکو ۔ ہوئی ہو بندش اشعار فارسی مین دقت
کہا یہ بعد تامل کہ دون جواب تجھے ۔ جو میری بات کا ملے یا تجھکو ہو تیقن
جو چاہے یہ کہ کہے ہند کا زباندان شعر ۔ تو بہتر اسکیلیے ریختی کا ہو آئین
اگر یہ کہ کے وہ کیون شعر فارسی ناحق ۔ ہو تمسخر فارسی دان کا ہو مرید نفرین

آزاد۔ مگر میرزا افاخر مکین اور ابوالفیض فیضی فیاضی اور شیخ ابوالفضل اور آرزو اور فقیر اور غنیمت اور مرزا بیدل اور غالب دہلوی یہ ایسے شعرائے گرانمایہ گذر گئے ہین کہ اپنی آپ ہی نظیر تھے ان کے کلام پر ایرانی بھی ایراد نہین کرسکتے مگر ہان ایرانی لاکھ گیا گذرا ہو پھر ایرانی ہے۔

رات کی آمد آمد اور پریون کی چہل

مغنی دگر نغمہ بر تار زن　　　گل از نغمۂ تر بدستار زن
بہ پروازش آن گل انشا نوائے　　　نگویم غم از دل دلی از غم ربائے
دل از خویش پردار دبر ساز زن　　　ہم از خویش گشتے بر آواز نہ

ثریا بیگم کا پری خانہ کثرت حوران گل رخسار سے پرستان کو شرماتا تھا اس اکھاڑے کو راجہ اندر بھی دیکھتے تو عش عش کرنے لگتے بیچ مین دلھن مثل گل خندان - ادھر ادھر ہمجولیان - وہ چاند تو یہ ہالہ وہ بدر تو یہ نجوم بہار کی یہ وقت خوبرویان بناتی نہال کہین طاوسان زمرد دین پر و بال کہین شاخ گل پر عنادل رنگین مقال بلبلون کے چہچہے قدر دون کے قہقہے ہوائے گلشن جنون تاز نسیم طرب انگیز غالیہ ساز رندان سے آشام کے ہاتھ مین جام بادۂ شیراز اور لعل مین عروس طناز ممتاز محفل مین پری ہونکا جمگھٹ غنچہ کھلا ہوا کوئی محو بان فرخار پر طعنہ زن کوئی گلعذار کوئی گلبدن آفت رسے جوبن کوئی دلربائی مین طاق یکہ لئی کج ادائی مین شہرۂ آفاق گلا مٹ کے جھکنڈے یاد عاشق آزاری مین استاد حشمت ہو قوس ابرو جانی بیگم خوش خو بذلہ گو آسمان جاہ تاوک نگاہ - نظیر بیگم کی سلوگی مین لاکھ بناؤ سے اغرض جو تھی اپنے طرز مین بے نظیر تھی - ؎

شعر
بیا خوشا نازک ودل ہا تو انا　　　زنادانی بکار خویش دانا
تبسم لبسکہ درد لہا طپیسے ست　　　دہن ہا رشک گلہائے ربیعے ست
ادائے یکگلستان جلوہ سرشار　　　خرامی صد قیامت فتنہ دربار
زر نگین جلوہا غارت گر ہوش
بہار بستر و نور وز آغوشش

اسی سنیے کادھر ڈومنیون کا مجرا ہو رہا تھا ایک پر تکلف اور خوشنا کمرے مین وزیر ڈومنی ناچ رہی تھی و زیر حسن و جمال مین بے نظیر تھی ہر ادا دلربا و دلپذیر تھی تانین جان ستان چہرہ رشک مہر تابان - دوسرے کمرے مین ایک کمسن کافر کیش پرکالۂ آتش ڈومنی شہزادی کا مجرا ہوتا تھا اسکے طرز رقص پر آسمان جاہ کے میان بہت ریجھے ہوے تھے -

آسمان جاہ - بیل ہم سے نہ مانگنا - ہمارے میان کا تمپر دل آیا ہے انسے طلب کرو تو مالا مال کردین - دامن طلب زر مراد سے بھر دین -

شہزادی - (زیرلب مسکراکر) بندگی - آپ کی عنایت -

جانی بیگم - باچھین کھل گئین نواب زادے تک ان پر جان دیتے ہین اللہ رے تیرے ناز - اونہ! اوشہ!!

آسمان جاہ - جان دین وہ جو انکی طرف دیکھ نہ سکین انکے دشمن جان دین یون کہو کہ اچھے شہزادون کا دل آیا ہے -

جانی بیگم - یہ اُلٹی بات ہے دل گیا کہ دل آیا ؎ ع

دل گیا ہاتھ سے لوگون نے کہا دل آیا

آسمان جاہ - بی فیضن جان تمکو تو اس اجڑے ہوے شہر کی ڈومنیونکا گانا کاہے کو اچھا لگتا ہوگا -

جانی بیگم - انکے لیے دیہات کی میراثنین بلوا دو -

فیضن - ہان پھر دیہاتی تو ہم ہئی ہین جو اسکا کہنا کیا اس فقرہ پر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ گھر بھر گونج اٹھا اور فیضن سخت شرمائی - جانی بیگم بولین - بس یہی بات تو ہمین اچھی نہین معلوم ہوتی ایک تو فیضن اتنی دیر کے بعد بولین اُسپر

اُسپر

بھی سب نے ملکر انکو بنا ڈالا بوا کی لفظ پر اور بھی قہقہہ پڑا شہزادی بھی مسکرائین اسکے بعد فہیمن ڈومنی آئی۔

فیضن۔ اس ڈومنی کا کیا نام ہے۔ فن ہے۔

جانی بیگم۔ ہم گنوارین نہین کہتے ہین تم شہر کی ہو فن کہو۔ بس گانو اور شہر مین یہی تو فرق ہے۔

فہیمن۔ (فیضن کیطرف اشارہ کرکے) بیگم صاحب بڑی سیدھی ہین تین پانچ نہین جانتین۔ سادہ مزاج بلکہ۔

جانی بیگم۔ اے ہے۔ کہین اب بیگم صاحب نہ کہدینا۔ بیگم کے نام سے چڑھتی ہین بیگم اور خانم دونون سے نفرت ہے فہیمن مجرا کرنے لگی دو کمسن عورتین سارنگی بے تین ایک طبلہ بجا رہی تھی ایک مجیرے کی جوڑی۔ اسکی خوش الحانی کی شہر مین دھوم تھی (بندھن وار باندھو سب مل کے مالنیان)۔ اسکو ایسی خوش الحانی سے ادا کیا کہ جس نے سنا بے اختیار تعریف کی اسکے بعد (نیار نگیلا نہی ری چھبیلی اسکو چھیڑا تو اور رنگ جم گیا فہیمن نے آسمان جاہ اور دلہن کی بہنون اور بھانجیون کا آنچل پکڑا۔ پنکھا ورسلے۔ لڑ لڑ کے۔ بیل لی۔

گو فہیمن بڑی خوش تھی مگر شہزادی سے زیادہ خوبرو نہ تھی۔ سبز گرنٹ کا پائجامہ پڑا قے دار گوٹ بناؤ چناؤ کرکے ٹھسے سے آئی تھین دروازے کے پاس سے دو رنگین مزاج چمن طبع نوجوان کان دھرے چپکے چپکے سُن رہے تھے اور ادھر شاہانے کی دھن مین کبھی فہیمن کبھی شہزادی گا رہی تھی (بندھن وار باندھو سب ملکے مالنیان) ثریا بیگم کے پدر بزرگوار نے قبلہ و کعبہ کے ہان فنس بھوائی اور خدمتگار سے کہا دست بستہ عرض کرنا کہ برات چل چکی ہے حضور تشریف لائین دو مشعلچی اور چوبدار اور خدمتگار بھی بھیجے گئے کہار رنگی وردی سرخ بانات کی تھی پشت پر کلابتونکی تکلیان اور پریان بنی ہوئین پگڑیان پیچ دار چاندی کی مچھلیان لگی ہوئین آئین گھونگرو پڑے ہوے گلے مین چاندی کا ڈھولنا۔ ہاتھون مین چاندی کے کڑے شیر دہان قبلہ و کعبہ کی ڈیوڑھی پر آئے خدمتگار نے عمدہ خانم کو پکارا

خدمتگار۔ ذری حضور کو اطلاع کردو کہ سواری بھیجی ہے اور عرض کیا ہے کہ قبلہ و کعبہ تشریف لائین۔ دیر نہین ہے۔

عمدہ خانم۔ اچھا حسینی یہ ڈیوڑھی کی لالٹین کیون گل ہو گئی

حسینی۔ جلائے دیتی ہون آج ہوا بڑی تیز چلتی ہے۔

عمدہ۔ اے تو اندر کے چراغ اور لالٹین نہ گل ہون۔ ہوا اسی نگوڑی لالٹین کو لگی۔ اسی کو گل بھی ہونا تھا۔

چوبدار۔ ذری جلدی سے اطلاع کردو جلدی ہے

خدمتگار۔ وہ تو حسینی لڑ رہی ہین اطلاع کون کرے۔

عمدہ۔ اے ہے تو یہ کیا جھنجھٹ مچائی ہے۔ اوئی یا پھر مینھ برستا ہے اور! جاتے جاتے جاؤن یا گر پڑون بوکھلاہٹ کاہے کی ہے۔

خدمتگار۔ ہان صاحب جاتے جاتے جاؤ۔ گر پڑین تمھارے دشمن۔

حسینی۔ یہ گرنیگی بھی تو گون سے۔

عمدہ خانم نے قبلہ و کعبہ کو اطلاع دی۔ بستر سے اٹھے جامہ منگوایا۔ بر دیانی زیب بر اور کپڑے پہنکر باہر رونق افروز ہوے چوبدار نے جھک کر آداب عرض کیا۔

قبلہ و کعبہ فنیس پر سوار ہوے مسند و تکیہ سامنے رکھا گیا

دستی روشن ہوئی جب دولھن کے مکان پر پہونچی تو علاحدہ کمرے مین بیٹھے باہر ناچ ہو رہا تھا وہ موقوف ہو گیا۔
چوبدار۔ لطف علی (خدمتگار) بھنڈی خانہ مین جا کے پیچوان تیار کرو۔ جلد لاؤ۔
لطف علی۔ ابھی ابھی لیجیے سب سامان لیس ہے فقط آگ رکھنی باقی ہے لگے ہاتھون پیچوان لاتا ہون۔
چوبدار۔ دستی اور زیر انداز لیتے آنا۔ سمجھے۔
لطف علی ہان ہان صاحب سمجھے۔ سمجھے۔ گنوار نہین ہین کہ آپ ہمین سکھانے آگئے ہین۔ خوب سمجھے کی ایک ہی کہی۔
چوبدار۔ سوائے اپنی بڑائی کے دوسری بات نہین اور ہمکو اس سے ٹھری نفرت۔ نواب بنے لوگبو کرتے۔
نواب۔ اب آپسمین لڑوگے یا کام کروگے۔ قبلہ و کعبہ اتنی دیر سے تشریف رکھتے ہین۔ پیچوان تک نہ آسکا
چوبدار۔ اس لطف علی کا قاعدہ۔ ہے کہ جو کام اس سے مین کہتا ہون آسمین دیر لگاتا ہے اور کام چور نوالہ حاضر۔ باتین بہت بنانی آتی ہین۔
ان دونوین بہت کم بنتی ہے چوبدار اپنی حکومت جتاتا تھا۔ خدمتگار اپنے تئین فرعون سمجھتا تھا۔ بتی کیونکر دوسرا خدمتگار پیچوان لایا زیر انداز بچھایا۔ بدھنے کی کا ہے کی غرض تھی قبلہ و کعبہ نے نوش جان فرمائی دولھن کی مان کو معلوم ہوا کہ قبلہ و کعبہ تشریف لائے ہین کشتی مین عطر کی شیشی اور الائچی اور بلوری ہشت پہل تشتری مین دو رخی چکنی ڈلی قاب مین مزیدار گلوریان لگائین جنمین چاندی کے ورق لپٹے تھے۔ زرد کاشانی مخمل کا کشتی پوش کلابتون کا کام کیا ہوا ترنج بنے ہوئے۔ مُلاقن مہری کو بلایا کشتی دی وہ کشتی لیکر باہر گئی۔

ملاقن نے آداب عرض کر کے کہا بیگم صاحب نے آداب عرض کیا ہے اور یہ کشتی حضور کے لیے بھیجی ہے کشتی پوش اٹھایا قبلہ و کعبہ نے فرمایا ہماری طرف سے بیگم صاحب کو دعا کہدینا۔ مہری سلام کر کے اندر گئی ادھر قبلہ و کعبہ نے مزیدار گلوریان کھائین دھوان دھار مشکبار حقہ پیا۔
پرانے فیشن کے متقی متشرع بزرگ اور ثقات مین حضور و مجتہد العصر کے پاس بکمال ادب بیٹھے تھے مگر نوجوانو نکے عیش مین خلل پڑا۔ انکا انکا رنگ مختلف۔ انکے اور خیالات انکی نوجوانی کی امنگ ادھر تو یہ کیفیت تھی ادھر ڈومنیون نے زنانخانے مین خوب دھما چوکڑی مچائی چہل کی گرم بازاری تھی تو سب کی سب شوخ طبع رنگین مزاج اور نوعمر تھین مگر آسمان جان اور جانی بیگم کی شوخی ستم ڈھاتی تھی۔ فیضن بیچاری کے ماسکے جاتی تھی۔
بیگما بیگم۔ چوتھی کے دن ہم سویرے سے آئینگے۔
جانی بیگم۔ اس روز تیس چالیس طائفو نکا ناچ ہوگا۔
نظیر بیگم۔ کشمیری نہین آتے۔ ہمین انکی باتون مین بڑا لطف آتا ہے حشمت بہو۔ نوابصاحب کو زنانے مین ناچ کرانے کی چڑھ ہے ڈومنیون تک مضائقہ نہین اور ہے بھی ایسا ہی۔
آسمان جان۔ سچ تو ہے۔ یہ سب اپنے اپنے دل کے تعلق ہے جو عورت بدی پر آئے تو اسکی بات ہی اور ہے نہین تو شریف زادی کے لیے سب سے بڑا پردہ دل کا ہے۔
بیگما بیگم۔ تمھاری زبان نہ رکے گی۔

آسمان۔ انکو میری زبان ہی کی پڑی ہے آئے دن میری زبان ہی کو ٹوکا کرتی ہین ۔ بہن اسکے معنی۔

جانی بیگم۔ اے ہے اللہ انکی زبان کو نظر بد سے بچائے کالا دانہ منگواؤ۔ کالا دانہ۔ کہین نظر نہ لگ جائے۔

فیضن۔ شہزادی بڑا ال گیو کو ڈھونڈ تار سے یہ گیت گاؤ۔

آسمان۔ (قہقہہ لگاکر) کیا گاؤ کیا گاؤ۔ یہ گیت؟ اے واہ ہے۔ گیت کنڈے والیان گاتی ہین۔

جانی۔ اور انکو ٹھمری ٹپے غزل سے کیا مطلب نکما گاؤ کہروا ناچ جو یہ خوش ہون۔

شہزادی۔ بہت اچھا۔ گوریانے مارا برہ بان گوریا نے مارا برہ بان (مسکراکر) کہروا ناچنا تو ہمارا کام نہین ہے مگر ہاں کہو تو گاؤن۔

بیگما۔ چلو دل لگی تو ہو چکی اب کوئی غزل گاؤ۔

باعثِ وحشت ہوئی بے اعتنائی آپ کی
مجکے جنوا نے لگی ہے جدائی آپ کی

آسمان۔ اے ہے یہ تو بوڑھی غزل ہے۔

جانی۔ اور جوان غزل کیسی ہوتی ہے نئے نئے محاورے تراشتی ہو بہن۔ بوڑھی غزل!!!

مبارک محل۔ ہم بتائین یہ غزل یاد ہے۔

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی
رہے نہ ہاتھ ابھی ہے رگِ گلو باقی

کرو نکو کھولدے ظالم جو ذبح کرتا ہے
کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی

جدا ایک رات بھی سویا وہ گل گلے مل کر
تو بھینی بھینی مہیٹو ن رہی ہے بو باقی

شہزادی سنے یہ نادر اور دلربا غزل دل لگا کر گائی تو سمان بندھ گیا ہنسی مذاق غل غپاڑا آوازے پھبتیاں سب موقوف دل کے کانون سے سبنے غزل سنی اور داد دی شہزادی نے موقع وقت کو غنیمت سمجھ کر خوب بیل لی جسکا انچل پکڑا اُس سے علی قدر حیثیت کچھ نہ کچھ لیا اور خدا کے فضل سے سب شہزادیان امیرزادیان تھین ایک نے دوسرے کی دیکھا دیکھی خوب روپیہ لٹایا اور ڈومنیون نے بھرپور انعام پایا اتنے مین مغلانی کی چھوکری وزیرن ڈولی سے اتری اور آنکر برات کا حال یون بیان کیا۔

وزیرن۔ اے حضور مین کیا عرض کرون خدا جھوٹ نہ بلائے کوئی پچاس ساٹھ تو ہاتھی ہونگے ہاتھی کیا بادشاہون کا فیل خانہ ہے اور باجے کی وہ دھوم کہ بیان سے باہر اور خلقت ایک پر سو سو آدمی ٹوٹے پڑتے ہین اسقدر کا جماؤ جو آٹھونکے میلے مین بھی نہین ہوتا اور سنا ہے کہ چوک کے کمرے دس دس بیس بیس اشرفی کرایہ پر لوگون نے لیے ہین چھتین پٹی پڑتی ہین۔

بیگما۔ آج نواب صاحب دلی حوصلہ نکالین گے۔

جانی۔ کیسا کچھ۔ مگر دل کا حوصلہ تو کل رات کو نکلیگا کیون ثریا بیگم۔

آسمان (قہقہہ لگاکر) میرے دل کی بات کہی۔

نظیر۔ ہان ہے تو یہی دل کا حوصلہ تو کل رات ہی کو نکلیگا۔ چاہے دُلھن سے پوچھ لو۔

جانی۔ (دُلھن کی پیشانی پر ہاتھ رکھکر) اے ذری سر اونچا کرو۔ اوئی۔ ایسی نگوڑی شرم بھی کیا۔

نظیر۔ اچھا چاہے جسطرح بیٹھو مگر اتنا بتاؤ

کہ یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں۔ بس پھر چاہے سر کٹوا دو اور چھکا دو

جانی۔ اخاہ یہ بھی نظر کر کے ہنس ہی رہی ہیں۔ کیوں نہیں۔

وزیرن۔ ہنستے ہی گھر بستے ہیں ہنستے ہی گھر بستے ہیں بیوی اللہ کرے تمام عمر ہنسی خوشی سے بسر کرنا نصیب ہو یہ انکا اقبال تھا کہ ایسے گھر گئیں۔

آسمان۔ واہ یہ اُس دولھا کا اقبال تھا کہ ایسی جورو پائی۔

جانی۔ جوڑی خوب ہے۔ وہ بھی گورے چٹے یہ بھی آگ بھبھوکا وہ انکو دن رات گھورا کرینگے یہ اُن کو۔

آسمان۔ تمھارے دولھا کیسے ہیں بہن۔

جانی۔ تمکو اس سے کیا۔ چاہے جیسے ہیں اگر دولھا دولھا بدلو تو ہم راضی ہیں بہ خوبصورتی ہو ادل بدل ہو جائے۔

مبارک۔ تناہی بات ہے تم راضی ہو نہ ہو۔

جانی۔ ہاں ہاں۔ ہم تو تم تک سے دولھا بدلنے کو راضی ہیں مگر تمھارے میاں کو ہم نے دیکھا نہیں ہے۔

آسمان۔ میں بتاؤں۔ میں بتاؤں۔ اے وہی جو اکبری دروازے کے نیچے بیٹھا کرتے ہیں کبڑے کبڑے سے وہ ہیں نہیں۔ اسپر بے اختیار قہقہہ پڑا اور مبارک محل کا چہرہ مارے غصے کے سُرخ ہو گیا۔ عورت تھی تمیز اور نستعلیق یہ گفتگو بڑی بڑی معلوم ہوئی گو لاکھ ضبط کیا مگر چہرہ ترجمان دل تھا۔ آسمان جاہ سنے گلے لگایا۔

آسمان۔ بہن ہمارا کہا سنا معاف کرنا۔

مبارک۔ نہ معاف کرونگی تو کرونگی کیا آخر

جانی۔ ایسی باتوں سے آپسمین فساد ہو جاتا ہے کسی اور کو کہتیں تو وہ آنت کے اس سے بڑھ کر کہتی ہاں! کسی کو کتنا دل لگی نہیں ہے۔

آسمان۔ یہ لڑواتی ہیں بہن۔ سچ کہتی ہوں۔ یہ لڑواتی ہیں بڑی ایک ہو۔

مبارک۔ تم دونوں ایک سی ہو۔ جیسی تم ویسی وہ نہ تم کم نہ وہ کم مگر شریفوں میں اور بہو بیٹیوں میں بیٹھنے کے قابل نہیں ہو آگ لگ گئی زمانہ کو۔

آسمان۔ زبان نہ ماننے کے سینے ہم۔ سے

کن نظر دارد اے بندہ من تو اے بستان جانی ہم	دماغ نازکی من بر نتابد تقاضا را

خیالش را بسلک بہر با اندازی بستم
پسندیدم بہ مستی محمل خواب زلیخا را

مبارک۔ پڑھ لکھ کر یہ باتیں سیکھیں واہ۔

جانی۔ دیکھیے تو سہی۔ اب دل میں کٹ گئی ہونگی۔

مبارک۔ یہ میں ایسیوں سے بات نہیں کرتی ہوں۔

آسمان۔ اتنک کر، جتنا دبو اتنا اور دباتی ہیں اور ہمکو اپنی امارت دکھاتی ہیں۔ تم بات نہیں کرتیں تو یہاں کس کو تمنا ہے رونی صورت بات کی اور رونے لگیں۔

مبارک۔ مہری ہماری فنس منگواؤ ہم جائینگے۔

بیگم صاحب کو خبر ہوئی تو اُنھوں نے اصرار بلیغ کیا اور مبارک محل کو سمجھا بجھا کر راضی کر دیا۔

آسمان جاہ سے کان میں کہا کہ بیٹا اب انکو نہ چھیڑو ورنہ ہمارے لیے بڑی بدنامی کا سبب ہو گا۔ آیندہ تمھیں اختیار ہے۔

اُستانی جی کی کارستانی

اور عروس پری پیکر ماہ سیما سپہر آرا کی رفع پریشانی

جانان مرا بی تو بیا رید
وین مردہ تنم بیار سپارید
گر بوسہ زند برین لبانم
ار زندہ شوم عجب مدارید

اشاء اللہ آج کس دھوم دھام سے عروس بہار کی سواری گلشن جہان مین آئی ہے کہ ملک روح فلک اور حور دور از قصور گلزار جنان سے تماشائی ہے نونہالان چمن جامے مین پھولے نہین سماتے ہین اپنے حسن خدا آفرین پر اتراتے ہین گلبن پر بلبل کی رنگین بیانی اور شاخسار پر مرغان خوش الحان کی نغمہ خوانی ادھر کبک دری کی مستانہ چال ادھر طوطیان زمردین پر و بال عاشق شاد معشوقہ پریزاد سے ہم آغوش ہے نامے موسیقار ترانہ فروش ہے کہین ساقی تو پہ شکن طاؤس خرام کہین مریدان پیر مغان رندان می آشام قاضی و واعظ تک بے دھڑک شراب قندی ہندوستان لنڈھاتے ہین اور یہ شعر پڑھ کر حضرت خضر کو راہ پر لاتے ہین ؎

عیدست و نشاط و طرب زمزمہ عام ست
می نوش گنہ بر من اگر بادہ حرام ست

الٰہی یہ خوشۂ انگور ہے یا عقد ثریا ـ گلشن غیرت باغ نعیم اشجار رشک طوبیٰ ؎

در سر ذرۂ ہر خاک ہوائے دگر ست
ہان و ہان سبزۂ نوخیز گر ظل ہماست

بہار کا جوش مضمون کے عنوان مسرت توامان سے نمودار ہے ـ سرخی سے عاشق سرخرو اور معشوق عنبر مو کی آرزوے دلی کا بر آنا آشکار ہے ـ مرزا ہمایون فر کا سپہر آرا بیگم کو گلے لگانا ـ گو محالات کو ممکنات کو کیا ہے ـ گو کچھ سمجھینگے کہ یہ ایشیائی خیالات پوچ یا ور ہوا خرافات ہین مگر یہ غلط فہمی ہے سب واقعات ہین ناظرین فسانۂ آزاد کو مژدۂ تازہ اور نوید بے اندازہ ہو کہ شہزادۂ خاقان کلاہ ثریا جاہ کی دلی آرزو بر آئی اور عروس گلبدن کو خدا نے پیار سے شہزادے کی صورت زیبا دکھائی ؎

بازہا طراف باغ آتش گل در گرفت
دشت پہ بیکار طرح سمنخانہ ریخت

مرغ بر تم سخان مزار ز سر گرفت
باد بہ اطراف دشت صنعت آذر گرفت

گلبن افسردہ را روح بقالب دمید
سبزۂ پژمردہ را نامہ دیر بر گرفت

بار خدایا کیا اسرار ہے کہ عین فصل خزان مین جوش بہار ہے قالب بیجان مین از سر نو جان آئی مردے نے صورت دکھائی ـ یہ یقین نہین آتا اور کیونکر یقین آئے حیرت سی حیرت ہے ـ مرزا ہمایون فر ہادر نے زخم کاری کھایا جنازہ اٹھا مقبرہ بنا اب انکا زندہ ہونا یعنی چہ ـ ساری خدائی مین شمع آفتاب لیکر ڈھونڈھیے تو ایسا کوئی انسان نہ پائیے گا جسنے مردے کو قبر سے نکلتے دیکھا ہو یہ نیچر کے خلاف ہے حسب عقل حسب عادت دونون طرح محال گو بعض ضعیف الاعتقاد آدمی کہ بس کہ فقیرونکی دعا سے مردے جی اٹھا سمجھا کرین ہم کب مانتے ہین ـ یہ سب ڈھکوسلا ہے ایسے اعتقاد

کو دور ہی سے سلام ہے مردوں کا نئے سرے زندہ کر دینا یہ بس خداے قادر ہی کا کام ہے خدا کی خدائی مین کون دخل دے سکتا ہے اے توبہ کیا مجال کیا طاقت ۔ ؎

قوائے بلاغت بسبحان رسید ۔ نہ در کنہ بیچون سبحان رسید

شیشہ پتھر پر گر کے چکنا چور ہو جائے پھر لاکھ سر کو پٹکو ممکن نہین کہ تمام عالم مین کوئی اسکو جوڑ سکے ۔ یہ شاید ممکن بھی ہو مگر قبر شق ہو کر مردہ باہر نکلے اور زندہ ہو جائے

این خیال ست و محال ست و جنون

چمن مین سبزہ و گلاب ہزار بار مرجھائے اور ہزار بار نشو و نما پائے دریا مین موج و گرداب بن بن کے مٹ مٹ جائے مگر روح جب ایکبار تن سے نکلی پھر قالب مین آنا محال ہے بعد مرگ زندہ ہو جانا مجنونانہ خیال ہے ۔ ؎

کس نیامد ازان جہان کہ پرسم ازو ۔ کا حوال مسافران عالم چون شد

اب سنیے کہ عروس دلفگار سپہر آرا روز و شب شہزادے کی یاد مین سر دھنتی تھی جوش جنون سے تنکے چنتی تھی تمام عالم اسکی آنکھون مین تیرہ و تار تھا ۔ بستر غم کلیجے کے پار تھا دن کو نالہ و زاری رات کو اختر شماری ہر دم بیقراری رہتی تھی شہزادے کی ابدی جدائی سے کو رونے تکلیفین سہتی تھی لی طول تھا ہجریون کی فہمائش اور بھی آتش غم پر روغن کا کام کرتی تھی ہر لحظہ و ہر آن ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی ۔ بزبان حال و قال سے یہی اشعار ورد زبان تھے ۔ ؎

گیستم دل شکستہ غم زدہ ۔ بیدلے خستہ ستم زدہ
برق بیطاقتی بجان زدہ ۔ آتش غم بجان و مان زدہ
از گداز نفس تباب و تبے ۔ در بیابان یاس تشنہ لبے
خس طوفانی محیط بلا ۔ سربسر گرد کاروان فنا

دردمندے جگر گداختہ ۔ از غم و ہجر زہرہ باختہ

نہ ہمین نالہ و فغان بہ لبم
من و جان آفرین کہ جان بلبم

ہمجولیان لاکھ لاکھ سمجھاتی تھین کہ اب تو جو ہوا سو ہوا جہانتک ممکن ہو دل کو ڈھارس دو بہاؤ ۔

روح افزا ۔ سپہر آرا خدا را ایسا غضب نکرنا کہ اما جان کی کمر ایک تو اس غم نے توڑ ڈالی رہی سہی اور بھی کمر ٹوٹ جائے

حسن آرا ۔ بہن یہ تو سوچو کہ دنیا مین وہ کون عورت ہے کہ جسنے کبھی غم کی صورت نہین دیکھی جسکا کوئی عزیز کبھی مرا نہ ہو تمھارے پڑوس ہی مین کیسے کیسے سانحے ہوے ابھی کل ہی کی بات ہے اخبار مین کیا پڑھا تھا کہ دولھا دلھن کو لیکر ریل پر بیٹھا شادی کو دو ہی دن گذرے تھے کہ ایک کمبخت سفاک نے دولھا کو تلوار سے شہید کیا دنیا عیش کے لیے نہین ہے دنیا دار محن ہے الدنیا دار الغرور و العقبیٰ دار السرور ۔ ؎

گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست
ور نیز بدست ہم بہ تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی
کین نیک و بد جہان بتقدیر تو نیست

سپہر ۔ باجی جان اب ہمکو زیادہ نہ چھیڑو ۔

حسن ۔ (اشکبار ہوکر) یا خدا ہمین اس مصیبت سے رہائی دے اب ہم یہ غم کسی طرح نہین سہہ سکتے یا جان جائے تو خوش ہون یا کسی طور سے یہ غم دل سے جائے ورنہ اس زندگی سے موت ہی اچھی جسنے ہمین ایسی مصیبت مین ڈالا ہے جس سے ایسے عاجز ہین

جسکے ہم نوحہ خوان ہین۔
سپہر۔ باجی دل اب کہان ہے ابتو دلکی عوض غم ہے ۔ ؎

دارم دلی اما چہ دل صدگونہ حرمان در بغل
چشمے وخون در آستین اشکے وطوفان در بغل

روح۔ یہ سچ۔ مگر دانشمندی سکے یہی معنی ہین کہ وقت مصیبت انسان دلکو سنبھالے جسقدر تم پریشانی ظاہر کروگی اُسیقدر گھر بھر کا دل اُداس ہو گا محلے والونکی نیند حرام ہو جائیگی اپنے بیگانون کے عیش مین خلل واقع ہو گا ہم پر تو جو کچھ پڑی وہ پڑی۔ افتاد۔

سپہر آرا ذار ذار رو کر بہن خاتون جنت کی قسم جو کچھ بھی میری سمجھ مین آتا ہو کہ تم کیا کہتی ہو مجھکو سمجھاتی ہو نہ کہ مین رونا چھوڑ دون بہن۔ ؎

تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو
رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

مین خود جانتی ہون کہ رونے سے بجز اسکے اور کوئی نتیجہ نہین کہ اپنی آنکھین کھوؤن مگر جب اپنے بس مین ہو نہ۔ جو شے امکان سے خارج ہو اُسکو کوئی کیا کرے۔

مغلانی۔ حضور سارا شہر روتا ہے۔ چھوٹے بڑے سب زار زار روتے ہین۔ اور جسوقت دولہا کی شکل یاد آتی ہے دل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے کل منے میان کے یہان گئی تھی وہ ہین نہین منجھلے نواب کے پوتے اُنکی بیوی نے مجھکو محلدار سے باتین کرتے ہوے دیکھکر اپنے پاس بلایا مین نے آداب عرض کیا بس آنسو اُنکی آنکھون سے جاری ہو گئے اور دیر تک رویا کین بیچاری کہنے لگین کہ اگر کوئی میرا عزیز بھی خدا نہ کرے مرجاتا تو مجھے اسقدر ملال نہ ہوتا اُنکی چوٹی

بہن نے کہا جسدن برات نکلی تھی چقون سے دیکھتی تھی واہ کس شان سے مرزا ہمایون فر بہادر گھوڑے پر بیٹھے تھے ہاے شہزادے بادشاہی خاندان مین اُنسے زیادہ ذی وقعت اور کوئی شہزادہ نہ تھا۔

حُسن آرا نے اشارہ سے مغلانی کو منع کیا کہ ایسی باتین نکرو اور سپہر آرا نے جو یہ تقریر سُنی تو ہمایون فر کی تصویر سامنے کھنچ گئی۔

مغلانی جب ایماے حسن آرا خاموش ہوئی تو سپہر آرا نے کہا۔ ہان بی مغلانی نے پھر کیا کہا ان باتون سے ہمارے دل کو تسکین ہوتی ہے۔

حُسن۔ نہین بہن۔ تسکین نہین ہو سکتی اور رنج بڑھ جائیگا ہاے مین تمکو کسطرح سمجھاؤن کہ ہمایون فر کو اب دل سے بھلا دو مگر سمجھاؤن کسکو۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اُستانی جی ڈولی سے ڈیوڑھی مین اُترین اندر آئین بڑی بیگم صاحب سے ملین۔

بڑی۔ اُستانی جی اب کوئی تدبیر بتاؤ۔ سپہر آرا کا دل کیونکر بہلے مجھے یقین نہین کہ اسکی جان بچے اگر یہی حال نہانہ قائم ہے تو دیکھ لینا بیچاری جلد مر جائیگی۔

اُستانی۔ اللہ نہ کرے خدا نہ کرے ع

مزن فال بد کاورد حال بد

مین نے وہ بات سُنی کہ آپ بھی خوش ہو جائین۔

بڑی۔ (آہ سرد بھر کر) اُستانی جی مین اُمید نہین کہ ایسی کوئی خبر سُنین۔ اُس بیچارے کا زندہ ہونا معلوم اور بغیر اسکے لڑکی تباہی زدی کا بچنا محال۔

اُستانی۔ آپ سُن تو لین پہلے مین کیا غافل تھی۔ مین

کئی فقیرون اور کئی مجذوبون سے پوچھ چکی ہون اور سب
کی راے ہے کہ اگر سپہر آرا بیگم مرقد منورہ پر جائین تو ہمایون
فر بہادر ضرور زندہ ہو جائین اب مین ایک نہ مانونگی ادھر کی
دنیا اُدھر ہو جائے ایک بار کوشش تو کرو۔

بڑی - حسن آرا اور خورشید دولہا کو سمجھاؤ۔

اُستانی - مہری - عباسی - ذری جاکے حسن آرا بیگم کو بلا لاؤ۔

مہری - بہت خوب حضور - کہونگی اُستانی جی نے بلایا ہے۔

عباسی جاکے حسن آرا بیگم کو بلا لائی حسن آرا بیگم اُستانی جی
کو بندگی کرکے ادب سے ساتھ بیٹھین اُنھون نے کہا کہ بیٹا تم
خوب جانتی ہو کہ مین سست اعتقاد نہین ہون مین بے سمجھے
بوجھے کوئی بات نہین کرتی - مین نے دنیا کا نشیب و فراز
خوب دیکھا ہے تجربہ کار ہون تمھاری بہن کے خرمن عیش پر
بجلی گری ہے اور تباہ کر دیا کہ اللہ ساتوین دشمن کو بھی نصیب
نہ کرے اور اسی سبب سے گھر بھر روتا ہے - اب تمھارے ہاتھ
ہنسی اور خوشی اور آرام اور طرب و نشاط کوچ کر گیا ہے
تو ابھی تک نکاح نہین ہوا تھا اور سپہر آرا کی شادی
ہو سکتی ہے مگر اسقدر جرأت کس مین ہے کہ اُس سے
شادی کا ذکر کرے خیر اب سنو کہ پہلے میری بھی راے نہ تھی کہ
سپہر آرا بیگم ہمایون فر کی قبر پر جائین - مین بھی سوچتی تھی کہ یہ سب
باتین ہین اگر ایسا ہوتا تو فی صدی ستر آدمی مر کے زندہ ہو جاتے
مگر مجھ سے دو چار ایسے لوگون نے کہا ہے کہ اب مجھے یقین آگیا
اور مین ایک نہ مانونگی اس بارہ مین ہرگز ہرگز دخل نہ دو
اور خورشید دولہا کو مین سمجھا لونگی - میرا ذمہ ہے -

حسن آرا - اُستانی جی مین تو ایسی پریشان ہون کہ زندگی
وبال ہے آپکو اختیار ہے مگر سپہر آرا پھر وہان سے زندہ آئیگی
اول تو یون ہی نیم جان ہے - رہی سہی جان اس خیال کے نذر ہوگی
اور ہمایون فر کا زندہ ہو جانا تو بے ادبی معاف سواے دیوانون
کے اور کسی کو باور نہ ہوگا -

اُستانی - بیٹا تم اتنا نہین سمجھتین کہ مین کوئی دیوانی ہون

حسن - ہمایون فر کی مان اِسکو کب جائز رکھین گی کہ اُنکے
لڑکے کی قبر پر خون ہو اور ایک جان جائے -

اُستانی - صاحبزادی مین اسوقت شہزادی بیگم ہی کے
پاس سے آتی ہون وہ کہتی ہین اگر ایسا نہ ہوا تو مین اپنی
جان دونگی اُنھون نے مجھے اسی لیے بھیجا ہے کہ تم جاکے
میری طرف سے ہاتھ جوڑو اور خوشامد کرو کہ واسطے خدا کے
سپہر آرا بیگم کو قلعہ مین لے جائین - عمر بھر بندۂ احسان
رہونگی اب تم سمجھ کے جواب دو -

حسن - امان جان جانین اور آپ جانین دولہا بھائی
سے بھی مشورہ کر لیجیے -

اُستانی - اچھا بس بیٹا تم جاؤ - ہم خورشید دولہا کو سمجھائے لیتے ہین
حسن آرا بیگم رخصت ہوئین سپہر آرا بیگم نے پوچھا کیون بلایا
تھا - کہا کچھ نہین یون ہی تمھارا حال پوچھتی تھین مین نے کہا
رویا کرتی ہین کسی کا کہنا نہین مانتین - افسوس کیا کہین
بیچاری نے دعا دی کہ اللہ انکی مصیبت دور کرے (آہ سرد)

سپہر - ہان بہن مصیبت جان کے ساتھ ہے واے قسمت

حسن - بہن کیا ہون کیا -

سپہر - یہ مجھسے پوچھتی ہو!!!

اِس فقرے پر حسن آرا اور روح افزا بے اختیار رو دین
اور سپہر آرا نے گردن نیچی کر لی - مغلانی نے آہستہ آہستہ
سمجھایا کہ اگر آپ دونون اِنکے سامنے اسطرح رونگی تو انکا کیا

انکو سمجھانا چاہیے یا اُنکے سامنے رونا چاہیے۔ مہری جا کے پانی لائی دونون نے منھ دھویا۔

اُستانی جی نے نواب صاحب کو بلوایا اور بڑی بیگم کے سامنے اُنکو سمجھایا اُنھون نے کہا اگر اس تدبیر سے نقش مراد کرسی نشین اور تیر دعا بہدف اجابت قرین ہو تو فہو المراد چشم ما روشن دل ما شاد مگر قیاس اسکا مقتضی نہین آیندہ اختیار بدست مختار اور ہان خوب یاد آیا یہان سے تو سپہر آرا اس آرزو مین جائینگی اور وہان سے ناکام و نامراد آئینگی تو اُنکی زندگی کا خدا ہی حافظ ہے۔

اُستانی۔ اول تو یہ آپنے بے سمجھے اور بلا ثبوت کہدیا کہ ناکام و نامراد آئینگی۔ اب مین کہتی ہون کہ ہرگز ہرگز ناکام و نامراد نہ آئینگی۔ اور یہ کیا فرض ہے کہ سپہر آرا سے صاف کہدیا جاوے۔

ن۔ بھلا کوئی بات بھی ہے۔ کیا وہ دودھ پیتی ہین صاف سمجھ جائینگی کہ ہمایون فر کی قبر ہے عجب نہین کہ قبر کے دیکھتے ہی خدانخواستہ جان نکلجائے اگر بچ بھی گئی تو اس صدمے سے زندگی اس سے دوچند زیادہ تلخ ہو جائیگی خوب سوچ لیجیے

من نگویم کہ این مکن آن کن | مصلحت بین و کار آسان کن

اُستانی۔ مین سپہر آرا کو سمجھا دونگی بس! مین کہدونگی کہ ایک دن کیلیے اس عروس کی قبر پر چلی چلو اس سے مُردے کی روح خوش ہوتی ہے۔

ن۔ اچھا پھر اگر آپ کو اصرار ہے تو کیا مضائقہ خدا کے لیے یہ نہ کہیے گا کہ تمھارے چلنے سے ہمایون فر زندہ ہو جائینگے للہ ایسا نہ کہدینا۔ اُستانی جی اُٹھکر سپہر آرا کے پاس آئین۔ سپہر آرا نے حسرت سے اُنکی طرف دیکھا اور گردن نیچی کرکے رونے لگین۔ اُستانی جی نے پیشانی نورانی کا بوسہ لیا اور کہا بیٹی خدا بہت جلد تمھاری مصیبت کو دور کریگا مگر اتنا بتاؤ کہ کل یا پرسون نرسون تمکو کوئی خواب بھی دکھائی دیا تھا یا نہین سپہر آرا نے آنسو پونچھکر آہستہ سے کہا جی ہان پرسون شب کو خواب دیکھا تھا کہ شہزادہ مجھ سے کچھ کہہ رہا ہے جب مین شہزادے کے قریب گئی تو اُنکی زبان سے سنا ؎

پس از گشتن بخوابم دید نازم بدگمانی را | بخود پیچید کہ ہی ہی دی غلط کردم فلانی را

یہ شعر پڑھکر سپہر آرا کو غش آگیا اور دھم سے گر پڑی اُستانی جی نے اپنے زانو پر اُنکا سر رکھا۔ مغلانیان مہریان خواصین دوڑ آئین لخلخہ و گلاب عطر و عنبر لائین کوئی مسی کو پانی سے تر کرکے ناک کے پاس لیجاتی تھی کوئی عطر سونگھاتی تھی تھوڑی دیر مین ہوش آیا آنکھین کھولدین اور آنکھین کھولتے ہی یہ شعر پڑھا ؎

پس از گشتن بخوابم دید نازم بدگمانی را | بخود پیچید کہ ہی ہی دی غلط کردم فلانی را

سپہر۔ اُستانی جی۔ اتنی حسرت رہگئی کہ اسکا جواب مینے بنائی ز پس از کشتن یہ تہمت! مگر کس سے کہون۔ خیر ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی | جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

وہی دولھا کے کپڑے پہنے تھے۔ ہائے لوگو کسی طرح تجھے اُس کشتۂ ناز و ادا کی صورت تو دکھا دو۔

اُستانی۔ بیٹیا۔ ہمارا کہنا مانو تو پھر دیکھو لطف یہ سب رنج و غم دور ہو جائے چٹکیون مین سب درد دکھ جاتا رہے مگر جب مانو بھی۔ اگر کوئی رنجیدہ آدمی کوئی بات کہے تو اُسکو ضرور ماننا چاہیے

سپہر۔ اچھا اسکا جواب تو دیجیے کہ اس طعنے کا جواب کیا دون۔ ؎

پس از کشتن بخوابم دید نازم بدگمانی را
بخود پیچید کہ ہے ہے دے غلط کردم فلانی را

اُستانی۔ پھر وہی بات۔ کیا اتنا بھی نہ سمجھین یہ طعنہ نہین ہے جبھی کہتی ہون کہ ؎

ذی لیاقت ہزار ہو بابا
ابھی ناکردہ کار ہو بابا

یہ چھیڑ چھاڑ ہے۔ ہاے اتنا بھی نہ سمجھیں۔
سپہر۔ (خوش ہو کر) کیا
اُستانی۔ اب یہ بتاؤ کہ دو چار روز ہماری راے پر چلوگی یا نہیں اگر ہمارا کہنا مانو تو خیر ورنہ بیکار ہے۔
سپہر۔ ایک بات کے سوا اور سب مان لین گے بس یہ نہ مانونگی کہ ضبط گریہ کردن۔ یہ میرے بس مین بھی نہیں ہے۔ اور جو فرمائیے۔
اُستانی۔ اچھا مانا۔ خوب رولو جس مین دل کا بخار چھٹ جاے۔
سپہر۔ یون نہین جب دل بھر آتا ہے تو آنسو اُمنڈنے لگتے ہین ع

اے وا دل من اے وا دل من

اُستانی جی نے تھوڑی دیر تک سپہر آرا سے تخلیے مین ایسی باتین کین جس سے سپہر آرا بیگم کو کسیقدر تشفی ہوئی اُستانی جی نے کہا بیٹا وہ تدبیر سوچی کہ تمھارے دل کی تمنا بر آئے اگر خدا نے چاہا تو مین سرخرو ہونگی۔ ــہ

اُسکا ہی کون جسکی مدد پر خدا نہو	ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہو

تم میری خاطر سے دو چار روز میری راے پر چلو پھر تم خود دیکھ لوگی کہ کیا بات حاصل ہوئی ہے اور رونے کو جسقدر رو ؤ مین منع نہین کرتی۔ مگر اتنا کہے دیتی ہون کہ مین چار روز تک یہان سے کہین نہ جاؤنگی ہان ایک صلاح اور دیتی ہون ذرا دل کو مضبوط کر دو تو کہون صبح کیوقت باغ سے پھول توڑو اور اپنے ہاتھ سے توڑے ہوے پھول ہمایون فر کی قبر پر چڑھاؤ اتنا کہنا مانو ادھر کلی چٹکے اُدھر پھول توڑ دو اور قبر پر چن دو یا ہار بنا کے اِدھر اُدھر رکھ دو تاکہ تمھارے ہاتھ کے پھولون سے اُس بیگناہ مقتول کی تربت معنبر رہے بڑی بیگم نے بمضمونِ قہر درویش بر جان درویش سپہر آرا کا مقبرے پر جانا منظور کیا اور کیا کرتین مرتا کیا نہ کرتا نواب صاحب بھی کہتے ہی بن پڑی کہ اچھا اگر اُستانی جی اس بات کی ذمہ دار ہین تو بسم اللہ حسن آرا بیگم کی ایک نہ چلی اور باہم سبنے اتفاق راے کر لیا کہ یہ حسرت بھی باقی نہ رہجاے اُستانی جی کی دور اندیشی اور حکمت عملی کا کیا کہنا سوچین کہ دفعۃً اس خیال سے سپہر آرا کو قبر پر لیجانا کہ ہمایون فر زندہ ہو جائینگے خلاف مصلحت ہے گو اُنکو یقین واثق تھا کہ ایسا ہی ہوگا مگر خیال کیا کہ سائین کے سو کھیل خدا جانے کیا اتفاق ہو لہٰذا دوسرے دن صبح کو سپہر آرا بیگم کو پالکی گاڑی پر بٹھا کر قلعہ معلّٰی لے گئین حسن آرا بیگم اور روح افزا اور دو مغلانیان اور ایک مہری ہمراہ تھی جب گاڑی قلعہ معلّٰی مین داخل ہوئی تو پردہ کرایا گیا سپہر آرا بیگم باغ فرح بخش مین گئین تو دل بھر آیا گو صبح کا سہانا سمان اور ہر برگ و بار نور افشان مگر مفارقت یار جانی دل پر نشتر کا کام کرتی تھی نالہ وزاری کبھی آہ سرد بھرتی تھی۔ ــہ

بوقت صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم
نہادم روے بر روے گل و از خویشتن رفتم

اُستانی۔ بیٹی چنبیلی کی بھی کتنی نازک بو باس ہوتی ہے
سپہر۔ دل کی کلی نہ کھلی نہ کھلی۔

صد غنچہ بشگفت اِلا دل من	اے وا دل من اے وا دل من

اُستانی۔ صبح کا سمان بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے اس سے دماغ کو تازگی پہونچتی ہے۔ سامنے کے تختے مین کیسے کیسے گل

شاداب کھلے ہین آنسے آنکھونکو نور حاصل ہوگا۔

سپہر۔ اور جو عاشق پری منظور نظر آنکھون کے نور کے ساتھ دشمنی کر گیا ہو۔ مانا کہ گل شاداب ہین۔ چمن سرسبز و سیراب ہین کہین ریحان ہے کہین ضیمران۔ مگر۔ ؎

خوش ست سرو ولیکن دل فراغ کجاست
دل از گلے کہ تسلی شود بباغ کجاست

کسی کی ہوا اسوقت کشان کشان باغ مین لائی مگر بجز اسکے کہ داغ کہن نئے ہوے اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ؎

چون مے کشان بگلشنم آرد ہواے تو | دریای گلبن افتم و میرم بپاے تو

استانی۔ پھول توڑ لو۔ دیکھو اسوقت تمکو تسلی ہوگی جب اپنے ہاتھون سے اس کشتۂ ناز کی قبر پر پھول چڑھاؤگی۔

سپہر۔ استانی جی مجھے خدا جانے اسوقت کیا کیا یاد آتا ہے مگر دل ہی دل مین روتی ہون۔ ہاے مجھسے وعدہ تھا کہ نکاح کے بعد دو ہفتے تک باغ مین رہینگے اور وہان بمسرت و طرب زندگی کے لطف اٹھاینگے مگر۔ ع۔

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

حسن۔ بہن۔ جہانتک ہوسکے ان باتونکو دل سے بھلاؤ

سپہر۔ کیا دل لگی ہے ان باتون کی یاد جان کے ساتھ ہے اور انکا مٹنا میری جان کی فنا پر موقوف ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی دل سے یاد نہ جائیگی۔ ؎

مرے تو نشۂ الفت اتر گیا عاشق | وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا

عاشقون کا دل بعد مرگ بھی مضطر رہتا ہے ؎

دل عاشق نگیرد تسلی بعد مردن ہم | سرشک گر کشتہ این سیماب کے آرام میباشد

روح۔ اللہ کسیکو یہ دن نہ دکھلائے!!

مغلانی۔ بیگم صاحب سارا شہر روتا ہے چھوٹے بڑے سب

استانی۔ اب تھوڑی سی دیر مین آفتاب کی کرن پہونچیگی سویرے سویرے پھول توڑ لو تو اچھا ہے۔

سپہر آرا نے اپنے نازک ہاتھون سے پھول توڑے اور دوپٹے مین رکھکر سب کے ساتھ مرقد منور کی طرف بحسرت چلی اور یہ کلمات زبان پر لائی۔ لوگو یہ اندھیر دیکھو دلہن دولہا کی قبر پر پھول لیے جاتی ہے۔ کون دلہن؟ وہ دلہن جسنے دولہا کی صورت بھی اچھی طرح نہین دیکھی تھی وہ دلہن بنی ہی نہ تھی کہ بیوہ ہوگئی وہ ناکام نامراد دلہن جسکی دلکی کلی کھلنے ہی کو تھی کہ مرمر کے جھونکون نے اسکو مرجھا دیا۔ ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچون پہ ہے جو بے کھلے مرجھا گئے

اتنے مین باغبان آیا جھک کر آداب بجا لایا۔ اور کئی ہار بدھیان طوق سب پھولونکے بنے ہوے ایک تشتری مین رکھکر سپہر آرا بیگم کو دیے اور ادب سے کے ساتھ ایک روش مین گردن جھکا کر کھڑا ہوا۔ سپہر آرا کے ادھر ادھر انکی دونو بہنین تھین پیچھے پیچھے مغلانیان اور مہری اور ایک طرف استانی جی جریب ٹیکتی ہوئی جاتی تھین جب مرقد مطہر کے قریب پہونچین تو سپہر آرا کے دل کا عجب حال ہوا جسکا بیان حیطۂ تحریر سے خارج ہے اشک پریشان گل رخسار الہ پر قطرہاے شبنم کی طرح جھلکنے لگے مگر انھون نے بہت ضبط کیا اور آنسو پی پی کر آگے بڑھین استانی جی نے دعا دی۔ ؎

گزین خاک ریحان و سنبل دمد
دگرگونہ گون لالہ و گل دمد

دفعۃً سپہر آرا کی نظر قبر پر پڑی تو دیکھا کہ وصلی خوش خط منشی شمس الدین صاحب اعجاز رقم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی وسط مین رکھی ہوئی ہے تشتری رکھکر وصلی کو اٹھایا۔ پڑھا تو بشاش ہوگئی۔

سپہر۔ استانی جی یہ تو فال نیک ہے۔ وصلی مژدۂ وصل دیتی ہے یا خبر وصال اگر وصال ہو تو فہو المراد اگر وصل ہو تو دل ماشاد۔

استانی۔ اسمین کیا لکھا ہے۔ بیٹا مین پڑھ سکتی ہون

سپہر۔ مین خود پڑھے دیتا دون۔ سنیے۔ ؎

بیا بباغ و نقاب از رخ چمن برکش
دل عدو نہ اگر خون شود در آذر کش
سخن بجیب غنا از تو اے مطرب ریز
اشک بیدرد چو از نگار رخ جبر کش
نشاط ورز و نگہر باش شادمانی کن
ہمان ستان و قلمرو کشاے و لشکر کش

استانی جی نے وصلی لیکر چوم لی اور کہا فتح ہے ادھر انکی زبان سے فتح فتح کی آواز نکلی ادھر مغلانیون نے (آمین۔ آمین) کی صدا بلند کی۔ حسن آرا اور روح افزا نے وصلی کو بغور دیکھا۔ ادھر سپہر آرا نے قبر کی طرف خطاب کرکے یہ اشعار پڑھے۔ ؎

اے رہ نور و عالم بالا چگونۂ
ما بے تو در غمیم تو بے ما چگونۂ
از سایہ در غم تو سیہ پوش شد ہما
اے خفتہ در نشیمن عنقا چگونۂ
فرزند نیست کہ تا تو آب دہد اے جہان تنہا

در روضۂ جہان بہ تماشا چگونۂ
ما بجود اِن بہ حلقۂ ماتم نشستہ ایم
از خویشتن بگوے کہ تنہا چگونۂ
بے مطرب و ندیم و کنیزان ماہ روے
بے باغ و قلعہ و لب دریا چگونۂ
اے بعد مرگ راتبہ خوار تو عالمے
پروانۂ چراغ مزار تو عالمے

اے شہزادۂ فرخ نہاد و عالی نژاد کجا وہ جلوس شاہانہ کجا یہ خاک کا کاشانہ۔ اٹھتی جوانی ہی مین داغ حسرت دے گئے۔ ؎

دائم زروزگار کہ شہزادہ برخورد
از خوبی و جوانی و فرخندہ گوہری

سب سے بڑھکر حسرت تو یہ ہے کہ قبر مین اکیلے ہین اور تنہائی کے عادی نہین۔ ہاے ہاے کیسے بیچین ہونگے مصاحبت نہ رفیق خویش نہ یگانہ نہ اپنا نہ بیگانہ بڑی الجھن ہوتی ہوگی۔ جس شخص کو صبح و شام دن رات ہزارون آدمیون مین بیٹھنے کی عادت ہو اسکو دفعۃً یہ تنہائی ضرور کھلے گی۔

اتنے مین قبر کے کونے سے ایک پیر مرد نود سالہ نمودار ہوا ریش مبارک بگلے کے پر کی سی سفید منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت گالون پر جھریان آنکھین گڑھے مین دھنسی ہوئین مگر با ایں ہمہ پیری [illegible] نور اور تقدس چہرہ سے نمودار تھا سپہر آرا اور حسن آرا اور روح افزا اور مغلانیان اور مہری ان سب کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا حسن آرا کو

حیرت تھی کہ یا اللہ قبر کے کونے سے یہ کیونکر نکلا اور
باقی سب کو شک کی جگہ یقین تھا کہ کوئی فرشتہ ہے
مگر استانی جی کے چہرے سے حیرت یا گھبراہٹ نہیں معلوم ہوتی
تھی فوراً ؎

پیر برآورد سر از جیب ناز
گشت بدلداری شان نکتہ ساز
مژدۂ صبح طرب آورد و گفت
رنگ تبسم بلب آورد و گفت
کامی زدگان ستم روزگار
آئینہ رحمت پروردگار
شاد شوند از غم دل دارہند
دل شدگان داد ہو سہا دہند
رحمت حق آئینہ دار شماست
وقت پذیرفتن یک یک دعاست
از غم گردون ہمہ نا امیدان
ہر چہ بجز امید بجز امیدان

سپہر۔ اے پیر ملکوتی صفات برگزیدۂ کائنات ہم
کم سنین اول تو خائف ہوئیں کہ یہ کون ہیں اور
گوشۂ قبر سے کیونکر آئے مگر پھر ہمارا شک دور ہو گیا ہیں
پورا یقین ہے کہ آپ فرشتے ہیں صرف دو سوالوں کا
جواب چاہتی ہوں۔ اور بس۔
۱۔ میری ایسی مصیبت زدہ بھی کبھی دیکھی ہے۔ ع۔

دوشیزۂ کہ بیوہ کنندش بدختر ے

ہائے ہائے۔ ستم! ستم!
۲۔ اب اس زخم کے لیے کوئی مرہم کارگر ہے یا نہیں؟

پیر مرد۔ میں چاہتا ہوں کہ رنگین بیانی کے ساتھ تیرے
سوالوں کا جواب دوں اسوقت بحر طبع جوش زن ہے

کسقدر مغرور کرتا ہے مرا فیض زبان۔
خامہ بل کھانے لگا شل مزاج نوجوان
گھورتی ہے زلف مضمون شکل افعی بار بار
پوچھتی ہے کون دیکھے گا مرا حسن نہان
فکر کہتی ہے خیال پاک دامن کی قسم
مس کرے مجھکو تصور یہ مجال اسکی کہاں
مرحبا اے جوش صادق ہو گئی دم آشنا
حبذا اے شوق تو بہر خدا ہو مہربان
تو خیال دکھلا رہی ہے فکر رنگین کی بہار
کثرت گلہائے مضمون سے ہے سینہ بوستان

سپہر۔ اے پیر مرد ملکوتی صفات مجھ بخت جلی غمزدہ کو
اسوقت رنگین بیانی اور شستہ زبانی نہیں بھاتی
صاف صاف اور راست راست بلا کم و کاست بتا دیجیے
کہ اب کوئی علاج ہے یا نہیں اگر لاعلاج ہے تو صبر
رو پیٹ کے بیٹھ رہوں اگر علاج پذیر ہے تو کوشش کروں
بس اور کچھ نہیں چاہتی۔
پیر مرد۔ دنیا میں کوئی درد لا دوا نہیں ہے۔ ؎

ہر چیز کہ دل بدان گراید
گر جہد کنی بدست آید

مگر السعی منی والاتمام من اللہ
لے دختر گلفام و دلارام گو تیری مصیبت اور شاہزادے
کے قتل کا سانحہ بھی ایسا سخت و جانگزا ہے کہ سنگ
دلوں تک کے دل موم ہو جائیں حتی انقلب

آدمی بھی اِس حادثۂ روح فرسا کا حال سُنکر ساون بھادون کی طرح اشکون کے تار باندھ دیتے مگر دنیا مین اس سے بڑھکر سانحے ہوے ہین چنانچہ بطور مشتے از خروارے و قطرۂ از بحر ناپیدا کنار چند مثالین دیتا ہون۔

گوش دل سے سُنو ایک شہر مینو سواد اور رو کش بہشت شداد مین ایک شاہ ذی جاہ دارا دربان فلک بارگاہ کمال عدل و انصاف کے ساتھ حکمران تھا اس خدیو سکندر مرتبت کی دختر پری پیکر کالبقیس منزلت نام تھا حُسن یوسف جمال مہین کا ادنیٰ غلام تھا۔ ~

اگر دیدے رُخ آن حور پیکر
خلیل بت شکن میگشت آذر

سارے خدائی کے شہزادگان کج کلاہ اسکے حُسن خداساز اور ناز و انداز کی توصیف سُنکر عاشق زار تھے نکاح کے لیے دل و جان سے تیار تھے۔

صدہا والیان ملک تاج و تخت کو چھوڑ کر حکمرانی و بادشاہی سے منھ موڑ کر دید کے مشتاق تھے ہزارون بندۂ درم ناخریدہ لاکھون عشاق تھے سب آرزومند کہ اس گل گلزار خوبی و غنچۂ شاخسار محبوبی کے بلبل ہون عقد نکاح مین لائین دل کی حسرت نکالین لطف اُٹھائین اِس بت سفاک نے سبکو ناوک نگاہ سے گھائل کیا سب کو اپنی طرف مائل کیا لیکن فرط غرور سے کسی کو خلوت یا جلوت مین بار نہ دیا سب نخچیر تیر الم تھے۔ ~

غرفہ مین اجازت مگر نداد آے گل	کہ بر سینے کنی عندلیب شیدارا

ایکروز مرغان خوش الحان کی نازک آواز اور باد نوروزی کی غالیہ سازی نے صبحدم اُس حور وش کو خواب ناز سے بیدار کیا بستر سے بصد نزاکت اُٹھی۔ ~

جاگی مُرغ سحر کے غل سے
اُٹھی نکہت سی فرش گل سے

دیکھا کہ شاخ گل پر عنادل کا ہجوم ہے اور چمن مین مرغان خوشنوا کی دھوم ہے صفیر بلبل بیشمار۔ ع

بالاے نخل ایکجو بلبل تو گل ہزار

عنادل کی زمزمہ سنجی نے ایسا مست و مسرور کیا کہ جھومتی ہوئی بستر سے چلی خواصون سے پوچھا یہ بلبلین ہوئی متوالی ہو رہی ہین کیا انکی مستی اور جنون پرستی کے یہی دن ہین۔ ایک بیباک و آزمودہ کار نوجوان خواص نے کہا حضور اگر جان بخشی ہو تو لونڈی عرض کرے مگر خوف معلوم ہوتا ہے کہ مبادا جواب ناگوار طبع نازک ہو شہزادی نے درخواست منظور کی خواص نے تین بار قول کیا اور یون جواب دیا۔

قربان جاؤن لونڈی نے ہر قسم کی صحبت دیکھی سیکڑون کنوؤن کا پانی پیا ہے اور حسن و عشق کے امور سے واقف ہون ایک ضرب المثل ہے کہ جسکے گھر مین بیر کا درخت ہوگا وہان ڈھیلے ضرور آئینگے حضور حُسن خدا کی امانت ہے حسن کے ساتھ رحمدلی بھی چاہیے گل بیوفا ہے بلبل بیچاری فصل بہار مین سرپٹکا کرتی ہے وفور غم سے نوحہ خوان ہے جوش جنون سے تنکے چُنتی ہے سر دُھنتی ہے مگر گوش گل تک اسکی رسائی نہین ہوتی ایسا ہی انسان کا بھی حال ہے شہزادی سمجھ گئی کہ میری طرف اِس خواص نے خطاب کیا فوراً حکم دیا کہ آج شہر مین منادی کر دو کہ جو جو شہزادے میرے عاشق زار

ہیں سنا ہے دم اس شہر سے نکلجائیں ورنہ کل صبح کو بیرحم جلادوں کے ہاتھ سے مقتول ہونگے یہ خبر پاتے ہی نام کے عاشق شہوت کے بندے ہوا و ہوس کے چیلے فہر بہ رہو گئے مگر ایک عاشق صادق جو شہزادہ عالم و عالیشان تھا اس خبر سے خوش ہوا لوگوں سے پوچھا یارو اگر آج نہ گئے تو کل قتل ہونگے مگر قاتل کون ہے۔ جلاد کی کیا تاب و طاقت کہ شہزادوں پہ ہاتھ اٹھائے اور انکی گردن پہ تلوار چلائے ہاں اگر وہ بت سفاک قتل کرے تو گردن حاضر ہے لوگوں نے کہا میاں شہزادی و وزیرزادی سب رکھی رہیگی کہیں کسی اور خیال میں نہ رہنا کل صبح کو گردن ماری جائیگی دیدار جانان نصیب ہونا امر محال ہے شہزادہ کھلکھلا کر ہنسا اور ایک کاغذ پر ایک شعر لکھکر آستہ اہل شہر کی خوشامد کی خدارا شہزادی تک کوئی یہ پرچہ پہونچا دے ایک دل لگی باز مسخرے نے جو شہزادی کی ڈیوڑھی پہ مقرر تھا کاغذ لے لیا اور اس خواص سلیقہ شعار کو دیکر کہا کہ حضور کی خدمت میں پیش کردو کہنا ایک دیوانہ نے دیا ہے خواص نے وہ کاغذ اپنے پاس رکھا اور جب دیکھا کہ شہزادی کا مزاج بحال ہے تو وہ کاغذ پیش کرکے عرض کی کہ حضور یہ پرچہ شہر میں کسی دیوانے نے لکھکر حضور کی خدمت میں ملاحظے کے لیے پیش کیا ہے اگر مرضی مبارک ہو تو بسم اللہ ملاحظہ فرمائیے شہزادی نے وہ پرچہ لیا اور پڑھا تو یہ شعر لکھا تھا۔ ؎

شاد باش اے دل کہ فردا روز بازار جزا
مژدۂ قتلست گرچہ وعدۂ دیدار نیست

شہزادی پڑھکر کمال مسرور و محظوظ ہوئی حکم دیا کہ اس دیوانے کو حاضر کرو اسی دم شہزادہ حاضر کیا گیا۔

شہزادی۔ دیوانے۔ تیرا کہاں مکان ہے۔

شہزادہ۔ بالفعل تو بے خانمان ہوں۔

شہزادی۔ کہیں جگہ ملے تو رہے یا نہ رہے۔

شہزادہ۔ ہاں ایسی باتوں سے جان کے دل میں جگہ ملے تو کیوں نہ رہوں۔

شہزادی۔ مگر دیوانے تری سودائی خبطی کا کون ٹھکانا۔

شہزادہ۔ سُنا نہیں۔ ع

دیوانہ بکار خویش ہشیار

شہزادی۔ باتوں سے تاڑ گئی کہ شاہزادہ عالی تبار اور عاشق زار ہے ترحمی جتون کرکے بصد ناز پوچھا۔ ؎

کیا نام ہے اور وطن کدھر ہے
ہے کونسا گل چمن کدھر ہے

شہزادہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر یوں جواب دیا۔ ؎

گل ہوں تو کوئی چمن بتاؤں | غربت زدہ کیا وطن بتاؤں

گھر بار سے کیا فقیر کو کام
کیا لیجے چھوڑے گاؤں کا نام

خواصیں بھی بخوبی سمجھ گئیں کہ کسی بڑی سلطنت کا صاحب تاج ہے مگر عشق نے خانمان خراب کر دیا ہے۔

الغرض شہزادی زہرہ تمثال کو اس جادو جمال نے بٹھایا عقد کا وعدہ ہوا اور شہزادہ شب کو وہیں رہا۔

مقربان سلطانی نے حضور شاہ کی خدمت میں اطلاع دی جہاں پناہ ایک بات ضروری عرض کرنی ہے مگر کہتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہے شہزادی کے محل میں ایک اجنبی کا گذر ہوا اور وہ ابھی تک وہیں ہے اگر باور نہ آئے تو حضور خود بنفس نفیس چلکر دیکھ لیں چنانچہ بادشاہ نے حجرے میں جا کر دیکھا تو خبر سچ نکلی فوراً حکم دیا یہ شخص قتل کیا جائے اور شہزادی کی اس پر جان جاتی تھی

قدمون پر گر پڑی کہ واسطے خدا کے اسکو قتل نہ کرو اس کا دامن لوث عصیان سے پاک ہے مگر بادشاہ نے ایک سنی وہ بیگناہ قتل کیا گیا تو اسکا سر شہزادیکے پاس بھجوایا - ہے ہے - اس سفاکی پر خدا کی مار وہ بیچاری پاکدامن تمام عمر کے لیے سختی کے ساتھ قید کی گئی -

اس سے بڑھکر ایک واقعہ جگر دوز سناؤن ایک راجپوت بڑا کرارا جوان اور نامی پہلوان آزمودہ کار سپاہی اور جیوٹ کا آدمی تھا ایک شب کو ڈاکوؤن نے اسکا گھر جو ایک گاؤن مین تھا گھیر لیا دروازہ توڑ ڈالا اندر گھس گئے اسکی جورو نے بڑی خوشامد کی کہ ان ڈاکوؤن سے نہ بھڑو مگر چھتری آدمی تلوار کے مُنھ مرنا اپنا ایمان سمجھتے ہین اُسنے ایک نہ مانی اور غضب یہ کہ اِسکی بیوی کو وضع حمل ہوے دو ہی روز ہوئے تھے راجپوت نے ڈاکوؤن کا خوب مقابلہ کیا مگر وہ تیس یہ اکیلا آخرکار زخمی ہو کر تیورا کے گرا - اسکی بیوی اپنے ننھے سے بچے کو گود مین لگائے ہوے زار زار روتی تھی زخم ایسا کاری لگا کہ راجپوت اسیوقت راہی ملک بقا ہوا - ڈاکوؤن نے بکمال سفاکی و بزدلی عورت بیچاری پر بھی ہاتھ صاف کیا عورت گری تو میان کی نعش بے کفن کے قریب - اِسوقت اس مصیبت زدہ کے کیا خیالات ہونگے شوہر مُردہ پڑا ہے دو دن کا لڑکا گود مین اور خود شوہر کی لاش کے پہلو بہ پہلو سسک رہی تھی اور اس معصوم بچے کی بیکسی پر حسرت سے نظر ڈالتی تھی کہ ہاے اب اسکا کون ہے باپ مردہ پڑا ہے مان نزع کی حالت مین - گھر مین تیسرا آدمی نہین کہ اس دو دن کے بچے کی خبر لے وا اسے افسوس ہے - ہے !!! اس روایت نے سب کو بدرجۂ اتم ملول کر دیا پیرمرد نے کہا بس تھوڑی دیر مین وہ عورت بھی بلک بلک کر مر گئی مگر دم تک کبھی بچے کیطرف دیکھتی تھی اور کبھی شوہر کی لاش کیطرف اُف اُف -

ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائینگے
کچھ نہ نیک و بد سوا لے جائینگے
کیا ہوے وہ بادشاہ نامور
کیا ہوے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا اسکندرِ صاحب قران
کیا ہوا جمشید دارائے جہان
کیا ہوے یوسف عزیز دو جہان
کیا ہوے یعقوب پیر ناتوان

چھوڑنا دنیا کا اِکدن ہے ضرور
چار دن کو رنج ہو یا ہو سرور

یہ کہکر اُس پیرمرد نے اُستانی جی سے مصافحہ کیا اور سپہر آرا کا ہاتھ لے کر اِس پیرزن خوش سیرت کے سپرد کیا اور رخصت ہُوا -

اُستانی - بٹیا ذری آنکھین تھوڑی دیر کے لیے بند کر لو -

حسن - اُستانی جی یہ کون تھے - فرشتے ہین نہ -

روح - چاہے تمکو یقین نہ آئے مگر ہم تو اُن کو فرشتے سے بڑھکر سمجھتے ہین - چہرہ نورانی - باتین حقانی - خدا ترس -

سپہر - وہ فرشتے ہون یا اِنسان مگر میرے لیے تو آنکی تقریر نے مرہم زخم جگر کا کام کیا - افسوس ہے کہ اسقدر جلد چلے گئے -

سلطانی - کیسی تول تول کے باتین کرتے تھے کہ واہ جی واہ

دوسری ۔ تب ہماری سپہر آرا بیگم کے دل کو تشفی ہوئی تو فرشتے سے بھی بڑھکر تھے ۔ دیکھا کیا جلال چہرہ سے برستا تھا ۔ اُفوہ ۔

تیسری ۔ جلال تو جلال اور رعب کیا ہے ۔۔

سپہر آرا ۔ پھول ہاتھ میں لیے اور قبر کو کئی بار بوسہ دیکر کہا باجی جان میں اسکو متبرک سمجھکر بوسہ نہیں دیتی ہون یہ تو پتھر ہے مگر مین نے اس سبب سے چوم لیا کہ رنج و غم کا بھاری پتھر مجھ سے نہ اُٹھ سکا اور پھر یہ بھی جانتی ہون کہ میرے پیارے شہزادے بہادر کی قبر ہے مین اسکو پھولون سے بساؤنگی اور عطر و گلاب کے قرابے کے قرابے اسپر لنڈھاؤنگی اور خوب روؤنگی ۔ ؎

فوارہ دار اشک زند فرقتم جبہ بہ ہجر
گم کردہ راہ چشم بہ شبہا گریستن

یہ کہکر پھولون اور پھولون کے ہار سے قبر کو رشک گلستان کردیا ۔ اور ان اشعار حسرت بار کو ترجمان دل بنایا ؎

شاد سخن سرائے سخنور نو ازرا
در بزم عیش نوحہ سرا کرد روزگار
شاخی کہ بود موسم آتش کدہ بر
از نخل عمر شاہ جدا کرد روزگار
مرگ اینچنین تیغ مرغ نازک ندیدہ بود
کام اجل بہدیہ روا کرد روزگار
شہزادہ خورد سال بدو روزگار پیر
شوخی بشاہزادہ چرا کرد روزگار
فرزند بادشہ نشناسد معانقہ
آغوش گور بہر چہ وا کرد روزگار

آن سرو سایہ دار کہ بارش نبود کو
وان نو گل شگفتہ کہ خارش نبود کو

سپہر آرا نے اسکے بعد کہا ۔ استانی جی چو طرفہ سناٹا ہی نظر آتا ہے عالم ہو ہے ۔ اداسی سی اداسی چھائی ہے ۔ اسکے بعد کہا کہ آج ہم کھانا بھی یہین کھائینگے یہان سے جانے کو جی نہین چاہتا ۔ تھوڑی دیر اور شہزادے کی قبر کو دیکھ لین گو وہ بیچارہ تہ خاک ہے مگر اسکی خاک سے بھی ویسی ہی الفت ہے جیسی اُس سے تھی ۔ استانی جی نے حکم دیا کہ ایک آدمی فوراً گھر پر بھیجا جائے ہم سب کے واسطے کھانا لائے ۔ حکم پاتے ہی آدمی روانہ ہوا اور ادھر استانی جی سپہر آرا کے دل کو تسلی دینے لگین ۔

استانی ۔ دیکھ لینا بیٹا شہزادہ ضرور اٹھ کھڑا ہوگا ۔

سپہر ۔ استانی جی ایسا آج تک کبھی ہوا ہی نہوگا ۔

استانی ۔ جبہ تبہ آٹھ دن کی پیدائش تمنے ابھی دیکھا کیا ہے ۔ بلا ذمہ آج کے ساتوین دن تم اور وہ ایک جگہ نہ بیٹھے ہو تو سہی جس بات کو تم جانتی ہی نہین ہو اُسمین دخل کیون دیتی ہو بھلا اگر ریل گاڑی تمنے اپنی آنکھون نہ دیکھی ہوتی تو کبھی ہزار برس بھی یقین نہ آتا کہ بے گھوڑے بیل اونٹ ہاتھی کے سو سو گاڑیان صرف ہوا کے زور سے اُڑتی جاتی ہین اور مہینون منزلون طے کر جاتی ہین مہینون کے راستے گھنٹون مین طے ہوئے ہین یا اگر تاربرقی کا حال کوئی تمسے کہتا تو تم باور کرتین برسون کی راہ پر ایک دن مین خبر جاتی ہے لنڈن کی خبر گھنٹون مین آتی ہے ۔

اُفوہ ۔ سیکڑون اور بہت سی باتین ہین فراشن کا حال سُنا ہی ہوگا ۔ مار ڈالو مگر وہ ہرگز حال نہ بتائینگے چاہے

اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے میں پوچھتی ہوں آخر اسکا سبب کیا ہے وہ لوگ وہاں کا حال کیوں نہیں بتاتے کروروں قراشن ہیں مگر چاہے کوئی قتل کر ڈالے تکے تکے کرے وہ ایک بات بھی بتا ئینگے ہرگز ہرگز نہیں بتاتے۔

بمبئی میں ایک خاتون عصمت مآب روس سے آئی ہیں۔ اُنکا نام میڈم بلوٹسکی ہے۔ ایک روز شملہ میں دس پانچ فرنگنوں اور فرنگیوں کے ساتھ کہ بڑے با اعزاز اور مشہور لوگ ہیں یہ خاتون اُس باغ میں معروف گلگشت تھی ایک لیڈی نے کہا آپ اکثر کہا کرتی ہیں کہ آپ عالمہ ہیں اور غیب کی بات بتا سکتی ہیں اور ہمالیہ پہاڑ کے لوگوں سے روز آپ سے خط و کتابت ہے مگر کبھی کسی بات کا ثبوت نہ دیا جب جانیں کہ اِن امور کو ثابت کر دیجیے۔ میڈم موصوفہ نے کہا۔ میں کوئی شعبدہ باز تو ہوں نہیں مگر تمہاری خاطر سے کچھ دکھاؤنگی۔ ایک میم صاحب سے جو ان باتوں کی قائل نہیں پوچھا کہ اگر کوئی شے تمسے کھو گئی ہو تو ہمیں بتاؤ کہ کوئی چیز تمنے کسی کو دی ہو اور وہ پھر نہ ملی ہو یا تمہیں یاد نہو کہ فلاں کہاں گئی تو ہمیں بتاؤ دیگی اور منگوا دونگی اُسنے کہا ہاں ایک جگنو جسکو میں بہت عزیز رکھتی تھی ایک کرنل صاحب کی میم نے نمونہ کے طرح پر مجھ سے لیا تھا مگر مجھے یاد نہیں کہ واپس لایا نہیں ملا اور وہ ولایت چلی گئیں۔ روس کی معزز خاتون نے ایک کاغذ پر اپنا نام لکھا اور اُسکی پشت پر اُس لیڈی سے نام لکھوایا اور کہا کہ اسکو جیب میں رہنے دو آدھ گھنٹے کے بعد ایک روش میں جاکر اُس عورت سے کہا کہ سلنے والا تیا تو اُٹھا دو وہ جو پتا اُٹھانے گئی تو دیکھا وہی کاغذ ہے۔ اُٹھایا تو اُسمیں جگنو موجود جو گم ہو گیا تھا باغ میں جتنے انگریز اور جسقدر میمیں تھیں سب دنگ ہو گئیں اور اس میم نے بیان کیا کہ سات برس سے اس جگنو کا پتا نہیں تھا اب یہ کیا بات ہے۔

سپہر۔ اُستانی جی۔ اندھا جب پتیا ہے جب آنکھیں پائے یوں تو ایسے ایسے صدہا قصے پڑھ ڈالے مگر اپنی آنکھوں دیکھیں تو پتیائیں ورنہ مصیبت تو پڑی ہی ہے مگر کتنے جلد شہزادے بہادر چل بسے۔

	طرارہ بھرتے ہی ہو چکا عدم میں سمندِ عمر کیا چالاک نکلا	

اُستانی۔ اب اسکا تو خیال ہی نہ کرو۔ یہ تو خیال ہی فضول ہے۔ اس سے واسطہ کیا بات ساری یہ ہے کہ جس امر کو انسان سمجھ نہیں سکتا اس میں شک کرتا ہے اور جب شک ہوا تو اسکو غلط تصور کرتا ہے۔

سپہر۔ آخر آپکا منشا کیا ہے کچھ معلوم تو ہو۔ کیا آپ کے نزدیک یہ قبر اسیطرح بنی رہیگی اور ہمایوں فر زندہ ہو جائینگے

اُستانی۔ زندہ ہو جائینگے کیا معنی۔ ان کو مردہ کون کہتا ہے اے وہ مرے ہی کب وہ زندہ ہیں۔

سپہر آرا۔ ہاں انکا نام تو اتبک زندہ ہے۔

	زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند	

ہے ہے شہزادی بیگم کے ناز و نکالا یا لاڈ گیسووں والا اس بھاری پتھر کے نیچے دبا پڑا ہے۔ جو فرش گل و فرش مخمل پر آرام کرنیکا عادی تھا وہ اب خاک پر بستر جا کر سو رہا ہے جو ہر وقت ہزاروں آدمیوں میں زندگی بسر کرتا تھا وہ اب دنیا سے الگ تھلگ پڑا ہے۔ بوئے گل کی طرح باغ جہانسے چل بسی اس خاکدان سے

عالم قدس کو سدھارے اب ہمین عیش و راحت و آرام سے کیا سروکار ہے ؎

بے یار تجھسے خاک ساغر لگائیے ۔۔۔ شیشون کو تاک تاک کے پتھر لگائیے

راحت کی جا کہین بھی نپائی بجز عدم
ہر سو برنگ برق تپان ڈھونڈتے پھرے

عین لطف کے دن عمر مین جمعیت خاطر پہ بجلی گری ۔ ؎

شب غم اور خاک تیرہ ہے ۔۔۔ اے فلک کون یہ وتیرہ ہے

اُستانی جی آپنے مجھپر بڑا احسان کیا یہان آنے سے میرے دل کو ایک طرح کی ڈھارس ہوئی اب مین روز نور کے تڑکے آیا کرونگی ۔

کنج مین بن کے وحشت عاشق کہوے ۔۔۔ بام آؤ کیا تماشا دیکھتے ہو دور سے

اے جنون وحشت جو نہین ہو مری مٹی عزیز
باز آیا مین کفن سے غسل سے کافور سے

اُستانی ۔ کیون حسن آرا بیگم ہم نے کیا کہا تھا اُنکو وہین لیچلو جان بابا ابھی تم تجربہ کار کیونکر ہو سکتی ہو ہے کہ نہین ۔

سپہر آرا ۔

سپہر ۔ اُستانی جی ہم تو بس یہ جانتے ہین کہ ۔ ؎

دل لگانا عذاب ہوتا ہے ۔۔۔ آدمی کیا خراب ہوتا ہے

خدا کسی کو غم فراق نہ دے جدائی انسان کی دشمن ہے ۔

ہجر مین تڑپا ہو نہین صورت بسمل کیا کیا ۔۔۔ دیکھیے کتنے لوٹا ہے مرا دل کیا کیا
ہمکو دو بزم طرب ہوگی ترے اُٹھنے سے ۔۔۔ کف افسوس ملینگے نہ جلا جل کیا کیا
لغش پا جو ہے مرا ہے وہ لہو کا چشمہ ۔۔۔ خون کے لاتی ہے مجھے ہر ایک منزل کیا کیا

اُستانی جی جب سپہر آرا بیگم کو لیکر گھر پہ واپس آئین تو بڑی بیگم نے دیکھا کہ لڑکی اسقدر ملول نہین جسقدر پیشتر تھی جناب باری کا شکریہ ادا کیا ۔

سپہر آرا نے کہا اماجان مین آج بڑی دیر تک شہزادے کی قبر کو پھولون سے آراستہ کیا کی سچ کہتی ہون اماجان قبر سے بھی درد ٹپکا پڑتا ہے آپ کو یقین نہ آئے تو چل کے دیکھ لیجیے بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ اب آواز آئی اور اب آواز آئی اور وہان خوب یاد آیا ۔ قبر کے کونے سے ایک پیر مرد نمودار ہوا بوڑھا آدمی ہے بھون تک کے بال سفید ہو گئے ہین اور دانت سب کے سب چو ہے کی نذر کر چکا ہے پہلے تو مین بہت ڈری مگر اُسکا نورانی چہرہ دیکھکر خوف کافور ہو گیا اُس نے دو دو باتین ایسی بیان کین کہ دل بھر آیا اور سوچتی رہی کہ دنیا مین آکے خوشی کی بات سے خوش ہونا یا ماتم مین بیٹھا بیکار رہے ۔ خوش تو وہ ہو جو یہ سمجھے کہ تمام عمر اسکی خوشی مین بسر ہوگی اور ایسا کرونگی شاید ایک ہوگا جسنے کوئی غم نہ دیکھا ہوگا ۔

چون حاصل آدمی درین جاے دو در ۔۔۔ جز درد دل و کاہش جان نیست دگر
خرم دل آنکہ یکنفس زندہ نبود ۔۔۔ وا سودہ کسی کہ او خود از مادر

اور رووے وہ جو یہ سمجھے کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور دنیا کے مصائب سہیگا رنج و غم دونون میرے نزدیک فضول ہین ۔

مجھے نہ اب رنج ہے اور نہ کبھی تمام عمر کسی امر کی خوشی ہوگی لازمۂ انسانی یہ ہے کہ خدا کو نہ بھولے وقت مصیبت تو اکثر زندہ لوگ اور ملحد تک خدا کو یاد کرتے ہین مگر خدا ترسی کے یہ معنی ہین کہ آرام اور عیش اور فارغ البالی کے وقت اُسکی یاد سے غافل نہو ورنہ پرستش خود غرضی ہے اور بس خدا کو ہر وقت حافظ و ناصر سمجھے ؎

دریاے گنہ شد دل بیمار ہست ۔۔۔ یارب چہ شود اگر مرا گیری دست
گر در عمل انچہ ترا باید نیست ۔۔۔ اندر کرمت انچہ مرا باید ہست

اُستانی جی اس تقریر سے کمال محظوظ ہوئین اور بڑی بیگم کی باچھین کھل گئین کہ لڑکی اس دانشمند پیر زن کی بدولت راہ

راست پر آگئی۔ روح افزا اور بہار النسا اور حسن آرا بھی دل ہی دل میں مسرور تھیں کہ آرزوے دلی بر آئی جس بات کی ہرگز امید نہ تھی وہ ظہور پذیر ہوئی بہنیں باہم چپکے چپکے باتیں کرنے لگیں۔

بہار۔ یہ استانی جی نے کیا گھول کے پلا دیا۔ کئی کس حالت زار میں تھیں کہ خدا دشمن کو بھی نہ نصیب کرے اور اب کیسی باتیں کر رہی ہیں استانی جی کا یہ احسان کبھی نہ بھولینگی۔

حسن۔ روح افزا بہن سے پوچھو کہ دو باتوں میں ایسی کایا پلٹ ہو گئی اور ایک بڑھا آدمی بھی قبر کی طرف سے آیا اُسنے بھی دو دو باتیں بیان کیں کہ میرے دلپر بڑا اثر ہوا اور سپہر آرا بھی غور سے سُنا کی اور دو چار دفعہ اسیطرح کہتیں تو یقین ہے کہ غم دور ہو جائے استانی جی بڑی تجربہ کار عورت ہیں

روح۔ یہ سب انھیں کے سبب سے اور انھیں کی کوشش سے ہوا یا کچھ اور۔ اور کیسی شیرین کلامی سے سمجھاتی تھیں کہ جی خوش ہو جاتا تھا نصیحت کے معنی بھی یہی ہیں۔

بہار۔ وہاں روئی تو نہ تھی۔ سپہر آرا۔

روح۔ بہت روئیں کہاں تک ضبط کرتیں۔ قبر کو دیکھا تو دل بھر آیا ہم لوگوں نے بہت سمجھایا مگر فہمایش کارگر نہ ہوئی پھر استانی جی نے سمجھایا اونچ نیچ دکھایا۔ یہاں مجھے ڈر تھا کہ مبادا کہیں طبیعت نصیب اعدا زیادہ بے چین ہو جائے مگر اندر آئی تو دیکھا پہلے سے کسیقدر سکون ہے

حسن۔ راہ میں بھی اچھی طرح سے باتیں کیں اور وعدہ کرتی آئی کہ اب رنج و غم کے پاس نہ جاؤنگی۔ خوشی اور رنج دونوں سے مجھے اب کچھ واسطہ نہیں ہے خدا جانے اسوقت کسلئے

بات تھی یا اب بھی ویسا ہی خیال رہیگا۔

مغ۔ حضور وہاں کا جانا اکسیر ہو گیا۔

مہری۔ روز سویرے سویرے وہاں جایا کریں تو اچھا صبحکو جائیں تو دس بجے چلی آئیں۔

حسن۔ اوہ آج ذرا طبیعت خوش ہوئی۔ نہیں میں تو سمجھتی تھی کہ بہن ہاتھ سے گئی اسکے بچنے کی کوئی امید نہ تھی دن رات کڑھا کرتی تھی۔

سپہر آرا نے بڑی بیگم سے کہا۔ اماں جان ہمیں چاندی کی دو عمدہ تشتریاں بنوا دیجئے تو ہم انھیں میں پھول توڑ توڑ کے رکھیں اور جب دونوں تشتریاں بھر جائیں تو پھولوں سے قبر کو معطر کروں بڑی بیگم بولیں بابا بنوانے کی کیا ضرورت ہے اللہ کا دیا سب کچھ موجود ہے کسی چیز کی کمی نہیں ایک چھوڑ سَو تشتریاں لو سپہر آرا نے کہا اماں جان ہم ایسی تشتری چاہتے ہیں جو اچھوتی ہو۔

بڑی بیگم نے فوراً حکم دیا کہ دو چاندی کی اور دو گنگا جمنی تشتریاں بنوائی جائیں اور ایک آدمی مقرر ہو کہ سنار سے بہت جلد بنوا لے اُسی روز بارہ بجے رات کو چار تشتریاں آئیں۔

دوسرے روز نور کے تڑکے سپہر آرا اور حسن آرا اور بہار النسا نے نماز پڑھی اور استانی جی کے ساتھ گاڑی پر سوار ہو کر پھر قلعہ کی طرف گئیں شب کو کسیقدر بارش ہوئی تھی اِس سبب سے سردی اور بھی چمک گئی اور روشوں میں ناز کے ساتھ پھرنے لگیں۔

حسن۔ آج بڑی خنکی ہے۔ کل مینہ برسا تھا نا۔

سپہر۔ کل رات کو؟ سچ! ہمیں معلوم ہی نہیں۔

بہار۔ تم سو گئیں تھیں اور اسوقت تمہاری آنکھ لگی تھی

اسوجہ سے مین نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔

مہری۔ اور حضور اسوقت غافل سو رہی تھین بوئین دیر سے اور یہان بھی بہت ٹھہری تھین بس تھکاوٹ کے مارے آنکھ لگ گئی۔

سپہر۔ جیجی آج سیلن بہت ہے اور ہوا کے سبب سے سردی اور چمک گئی۔ کیا دیر تک برسا تھا۔

حسن۔ اے نہین ہی کوئی پندرہ منٹ باندا بوندی ہوئی تھی

سپہر۔ مگر کتنا سہانا سمان ہے۔ اہاہا۔ اور مرزا ہمایون فر کی قبر پر کیسا نور برس رہا ہے

کوکبہ مین و علم و کوس و ناے
حاجب و سرہنگ دوان پیش پیش
چشم قسم خوردہ برفتار سیل
بوکہ درین روز گراید بمن
آہ اینچہ سیل بود کہ ما از سر گذشت

پرچم رقصندہ بہ فرق لواے
فوج روان از پس کشور کشاے
گوش نخود رفتہ بہ بانگ درلے
شاہ عدو بند قلمرو کشاے
تنہا ز سر مگو کہ ز دیوار و در گذشت

حسن۔ اب پھول تو توڑ رہین۔

سپہر۔ پھولونکو توڑ کے بلبلونکا دل دکھاؤن۔ ؎

بگو اے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی
دل بلبل شکستی غنچہ را سربستہ آوردی

بہار۔ بلبل کو گل کی کمی کیا ہے۔

حسن۔ یہ سب پھول ہی لگے ہین یا کچھ اور بلبل کو گلستان مین پھولون کی کمی ہو یہ عجب بات ہے۔ ع۔

گلون کا قحط نہین بلبلونکا کال نہین

سپہر۔ جس گل کو دیکھتی ہون خندان ہے۔ مگر نہین ہے تو میرا غنچۂ دل۔ اسپر ہمیشہ اوس پڑی رہتی ہے۔ ؎

عشق از چہ شگفتہ ماجرا نیست
رسوائی عشق بد بلا نیست

خداوہ دن جلد دکھاے کہ مین اپنے پیارے شہزادے کو بغل مین

لیکر عیش کرون اور بوس و کنار سے لطف زندگی حاصل ہو

چون گل بشگفت در گلستان
مرغان بنواز نند دستان

سپہر آرا نے بہار النسا کے کان مین کہا اب اسوقت ملنے غم کے اسقدر جنون کا زور ہے کہ استانی جی کا بھی مطلق خیال نہین کچھ پروا نہین کہ یہ ساتھ ہین یا نہین۔ بہار النسا بولی بہن دلپر چوٹ ہے نا جنون کی سی کیفیت ہے خدا جانے اسوقت انکے دل کی کیا حالت ہوگی مگر چھپا تک ہو سکتا ہے سب دل کے سمجھاتی ہین۔

الغرض دو گھنٹے کے بعد سپہر آرا ہنسی خوشی گاڑی پر سوار ہوئی اور استانی جی سے کہا اب اسوقت کیا معلوم کیا سبب ہے کہ طبیعت آپ ہی آپ بحال ہو گئی۔ دونون بہنین خوش ہوئین کہ وہ پریشانی اسقدر عرصے کے بعد خدا کر کے دور ہوئی استانی جی الحمد للہ کہکر گاڑی پر سوار ہوئین اور بگھی چلی۔ راہ مین سپہر آرا بیگم نے بیقراری نہین ظاہر کی۔ مگر ؎

ہر جا گل و بلبلے بہم دید
دل غرقہ بخون ازان صنم دید

بر سینۂ غنچہ داغ می سوخت
گل از جگر و دماغ می سوخت

برات کی تیاریان

ثریا بیگم کا مکان برات کے دن پریخانہ تھا۔ بڑے بڑے سے پریان نکھر نکھر کے تمکن تھین سب کو یہی خیال تھا کہ ہم کسی سے دبکے نہین۔ حسن و جمال نکھار سنگار جوبن مین سب سے بڑھ چڑھ کے ہون۔ چہل کی باتین ہوتی جاتی تھین آسمان جاہ کی شوخی و شرارت جانی بیگم کا چلبلاپن اور اچپلاہٹ مبارک محل کی نستعلیق گفتگو ڈومنیون کی

نازک آوازیں اور گلے بازی اور بوڑھی مغلانی کے لطیفے
اور مسنون مجولیوں کی چہل سے عجب لطف تھا خوشی
ہر در و دیوار سے برستی تھی۔ یون تو سب طرح ارمان تھین مگر
آسمان جاہ اور جانی بیگم کا نمبر بڑھا ہوا تھا یہ سکو بات
بات مین چہاتی تھین۔
بیگم۔ فراشون کو حکم دو کہ بارہ دری کو فرش بکلف اور
جھاڑ کنول سے دلہن کی طرح سجائیں کہ جگمگانے لگے۔ ہر کمرے
اور دالان اور شہ نشین مین صاف شفاف چاندنیان
بچھین اور ابرا وتی اور صینی غالیچے ہون ایسا نہ ہو ہنسی ہو۔
مہری۔ اے حضور سب انتظام تو کل ہی سے ہو گیا ہے۔
بیگم۔ ہان چلو خیر میرے حواس اسوقت ٹھکانے نہیں ہین
اتنا کر کرا کے کہیں ہیٹی نہ ہو جائے کہ پھر لوگون کو ہنسی کا
موقع ملے منجھلے آغا کو ذری باہر سے بلا لاؤ۔
مہری۔ حضور وہ تو اسوقت میرے فرشتے خان کی بی نہ
سنگے جو کوئی بولتا ہے اسکو پھاڑ کھاتے ہین۔
بیگم۔ اچھا تم جاکے دیکھو سب انتظام ٹھیک ہے یا نہین
مہری۔ (باہر سے آکر) حضور سب سامان لیس ہے بارہ دری
اسوقت دلہن بنی ہوئی ہے۔ فرش فروش سب چوکس۔
دریچون مین سوزنیان لگی ہین
بیگم۔ آبدار خانے والے سے کہو کہ ٹھکے اور عنبر اللہ خانی
حقے اور ڈیڑھ حقے اور حچران تیار رکھے۔ تمباکو کھانے
کا ہے۔ مہری۔ حضور آغا صاحب نے حکم دیا تھا کہ دو سیر
تماکو محمد علی کی دوکان سے لے آؤ۔ اور حچران نانڈو نہیں
ہکو دسیے گئے ہین گڑکے کے دسے جھجر صراحیان جھجر پان سب
تیار ہین۔ پانی کیوڑے سے دہان بھی بسایا ہے

بیگم۔ تم اتنا جاکے کہدو کہ غلے کے لیے پانچ ٹکے الگ
بھروا رکھین۔
مغ۔ قربان جاؤن حضور اللہ رے خیال۔ اندر باہر
ادنی ادنی باتون کا خیال ہے۔ واہ واہ۔
مہری۔ آغا صاحب نے سب باتون کا بندوبست کر لیا
ہے۔
بیگم۔ اچھا تو گجراتی الائچیان جو گھر سے کی اور دو رخی
ڈلیان بھاؤ۔ ان پر چاندی کے ورق لگے ہین۔
یہ الگ رہین۔ وہ ہار بھی لیتی جاؤ اور حشمت ہوسے عطر کے
کنتر نکلوا لو۔ باہر کسی کو حکم دو کہ شیشیون مین عطر بھرے اور
شیشیون کے منہ پر سنہری گوٹا باندھو کشتیون مین عطر
اور ڈلی اور الائچی اور گلوریان لگی رہین۔
مہری نے باہر جاکر منتظمون کو کشتیان دین اور کہا بیگم صاحب
فرماتی ہین کہ انہین عطر پان سب تیار رہین۔ آغا صاحب
منجھلے اور بھلے آدمی تھے کہا ہان ہان صاحب سنا سنا۔
بیگم صاحب سے کہو یا تو ہکو انتظام کرنے دین یا خود ہی باہر چلی
آوین آخر ہکو کوئی گنوار سمجھی ہین کل سے انتظام کرتے کرتے
ہم شل ہو گئے اور جب برات آنیکا وقت قریب آیا تو صلاح
دینے لگین کہ یہ کرو وہ کرو۔ جاکے کہدو کہ باہر کا انتظام ہمارے
تعلق ہے آپ کیون خواہ مخواہ دخل دیتی ہین آپ
خاطر جمع رکھین ہم اپنے بندوبست کر لین گے۔
مہری نے بیگم صاحب کو اطلاع دی کہ آغا صاحب فرماتے
ہین ہم سیکھے سکھائے ہین ہکو کسی امر کے سکھانے کی ضرورت
نہین ہے اور حضور روشنی کا تو ایسا انتظام ہوا ہے کہ شہزادون
کے ہان بھی نہین ہے جھاڑ کنول مردنگ بھابے دو شاخے

اسطرح روشن ہین کہ دن معلوم ہوتا ہے زربفت کی مسند بچھی ہے اشرفی بوٹی کا گاؤتکیہ اغل بغل دو اور مسندین ہین۔ زرد کاشانی مخمل کی داہین طرف سپر کارچوبی کام ہے بائین طرف سبز مخمل کی مسند قرینے کے ساتھ بچھی ہوئی ہے دوسری مہری نے بیان کیا کہ بارہ دری کے پھاٹک پر نوبت خانہ ہے اور نوبت خانہ پر کارچوبی جھول پڑی ہے کہین کنول اور گلاس کہین سبز اور سرخ ہانڈیان۔ جھاڑ خوشنمائی کے ساتھ لٹکے ہوے ہین اور سبز سرخ زنگاری اودے قمقمے بڑی بہار دکھاتے ہین اڈومنیین اور دیہاتنین کھڑی ناچ رہی ہین شکل صورت تو اچھی ہے پوشاک بھی بُری نہین مگر شین قاف درست نہین ہے بس اتنی کسر ہے۔ آسمان بی فیضن کو کسی طرح انکا ناچ دکھا دو یہ بیچاری جب سے آئی ہین تڑپ رہی ہین کئی بار پوچھ چکی ہین کہ کوئی دیہاتن بھی ناچنے آئی ہے یا نہین۔

فیضن۔ ہم تو ناہین پوچھا۔ جو چاہو لگاؤ۔

آسمان۔ (قہقہہ لگاکر) اور تو کیا لگائین۔ بس بے اختیار قہقہہ لگانے کو جی چاہتا ہے۔ (ہم تو ناہین پوچھا۔)

جانی بیگم۔ بڑی دیر کے بعد بولی تھین مگر زبان سے فنا نہین ہے۔

حشمت بہو۔ آہستہ سے) بڑے بوڑھون کے آگے تو زبان کو روکا کرو۔ ہم جولیون مین چاہے جیسی گفتگو کرلو کچھ بات نہین مگر بزرگون کا کچھ خیال رکھا کرو۔

آسمان۔ آپ بھی بولین۔ شان خدا۔ ان کو بڑا خیال رہتا ہے آئین وہان سے نصیحت دینے۔ خود را فضیحت و دیگران را نصیحت۔

مبارک۔ جو بولے وہی دھری جائے بات کرنا دو بھر ہے

آسمان۔ منہ دھری جاے" واہ بہن جواب تو اس کا ہم ضرور دیتے مگر مبارک محل بہن ہماری باتون سے خفا ہو جاتی ہین اور ہم سیدھی سادھی عورت۔

جانی۔ دوین چہ شک۔ وہی تو سیدھی سادھی ہین ایک تم اور دوسری ہم باقی سب کی زبان اس فراٹے سے چلتی ہے جیسے ساون بھادون کے دنون مین پرنالے۔

فیضن۔ شہروالیان تو انکے آگے بول ہی نہین سکتین۔

جانی۔ اسلیے شہروالیان اور دیہاتنین سب جگتی ہین۔

آسمان۔ بی فیضن سے ہاری بی کو ردیتی ہے۔

حشمت۔ کیا جانے دروازے پر کیسی روشنی ہے۔

مہری۔ دروازے پر ؟ اے بیگم صاحب جانے ملے بھر مین روشنی ہے۔ دیوالی معلوم ہوتی ہے جدھر نکلجاؤ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دھوپ پھیلی ہوئی ہے بارہ دری سے بازار تک دو رویہ کاٹھ کے لہریے دار کٹہرے پر گلاس روشن ہین فیضن بوبو یہ گلاسون مین کڑوا تیل جلایا ہے یا میٹھا۔ میٹھا تیل جلاکے کیا دیوالہ نکالنا ہے۔ کسی نے کہا تیل کہان ہمارے شہر مین تیل کے عوض پانی جلتا ہے۔ مہری مسکراکر بولی ناریل کا تیل ہے اور ہر موڑ پر برج بنے ہوے ہین ایسے سجتے ہین کہ مین کیا بیان کرون سوئی گر پڑے تو کوس بھر سے دکھائی دے۔ دکانین بھی بہت سی آئی ہین تنبولی سرخ کپڑے پہنے ہوے ٹھسے کیساتھ دوکان پر بیٹھے ہین ہاتھونین چاندی کے کڑے تھالیونین سفید عمدہ پان اور بڑے صافی پر رکھے ہوے ایک تھالی مین چھوٹی الائچیان تھین ایک مین ڈبیان کتھ معطر بسا ہوا۔ پھرتی اور صفائی کے ساتھ گلوریان بنارہا تھا تماش بین ڈٹے ہوئے گلوریان خریدتے تھے دوکان کے سامنے پر شن تھا

ایک سمت ساقنوں کی دوکانیں تھیں جہاں پری کا جوبن پھٹا پڑتا تھا۔ رامن کی لگاوٹ بازی اور جال بین پر ہزار دن عش عش تھے۔ ؎

وہ ترا حسن خداداد ہے ماشاءاللہ
تجھ سے خورشید کو بھی حسن کا دعوی نہوا

اونچی دکان پر طشت اور دیگچے رکھے ہوے۔ سامنے برنجی حقے اون پر نقش کیا ہوا۔ اُلٹی مینیں اور سالوا اور کلابتون کے نیچے ایک سمت ٹھاک منڈیاں سلگ رہی ہیں گڑ سے دل دھو نیر دم لگاتے ہیں تو آسمان کی خبر لاتی ہے بنگرے لوٹے پڑتے ہیں کسی نے کہا مصرع

بی بی ساقن دموں کی خیر رہے

کوئی بولا۔ دم برقرار آج تو سالجمان کے دم لگواؤ۔ آدمی چلو بیر تنباکو جا رہے ہیں بی ساقن کے سامنے پاندان رکھا ہے دوسری جانب صندوقچہ اسپر اطلس کا غلاف تکیہ ایک جانب نشان کے ساتھ سوت کی ڈوریوں سے تنا ہوا ہے پھولداری مین دھواں دھار دھوئیں سے ہیں غول غول دوکان پر آئے ہیں

ایک۔ ہم تو سالجمان پر مٹے ہوے ہیں واللہ۔

دوسرے۔ اور بندے بعد یان کے عاشق ہیں سالجمان کی ایسی تیسی وہ نشے جمتے ہیں کہ واہ جی واہ۔

تیسرے۔ اور ہم اکبر نگر کی بیچ دم لگایا چینو سے کا

چوتھا۔ تو نکلے ہو بچہ۔ اے سالجمان میں وہ قدرت ہے کہ ایک دم لگاتے ہی ہوش و حواس ہوا ہو جائیں یہاں سے لے کر کلکتے تک اسکی دھوم ہے نیپال کی ترائی میں اشرفیوں کے مول بکتی ہے۔ ایک پانوں رکاب میں اور دم لگا کے گھوڑے کی پیٹھ پر جاتے ہی جاتے لے اڑے جی۔ ع

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

دولہن کے دروازے پر میلہ لگا ہوا تھا اور اسقدر چہل پہل کہ بیان سے باہر جو فرد بشر اسطرف سے گذرتا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ کشت زعفران میں پہونچا ہر سمت عیش و عشرت ہی نظر آتی تھی ہر طرف نشاط اور خوشی ہی جلوہ دکھاتی تھی ؎

در بہاران چمن از عیش نشانے دارد
برگ ہر نخل کہ بینی رگ جانے دارد
غنچہ مشکیں نفس و لالہ بجوش گل بوے
انجمن مجمرۂ غالیہ دانے دارد
باد چون نوسفران دسوہم رفتن قصہ
آب چون نکتہ دران طبع روانے دارد

محلسرا کے اندر چہل پہل ہو رہی ہے

آسمان۔ شکر اللہ نے ہماری صورت بری بنائی ہے مگر شکر ہے کہ ہم نے طبیعت بڑی مزیدار پائی ہے۔ بی فیضن اسوقت ناک بھون چڑھائے بیٹھی ہیں گھر سے لڑکے آئی ہو ہیں یا صورت ایسی ہے جانی۔ انکا چپ ہی رہنا اچھا۔ بنائی یہ جاتی ہیں خفیف ہیں ہونا پڑتا ہے۔ شکل تو یہ ہے۔

آسمان۔ تمھاری کون ہیں۔ کیا کوئی دور دراز کا رشتہ قائم کیا تمھاری تو سالی ہیں نا۔

حشمت۔ جب خوش انکی سالی کیونکر ہو سکتی ہیں انکی بہنوئی ہوں تو ہوں۔ کیوں جانی بیگم

جانی۔ دل لگی کرتی ہو نہ بہنوئی نہ سالی یہ ہماری دوگانہ ہیں ہو گا ہیں۔ کیوں۔

فیضن۔ (بگڑ کر) دوگانا کوئی اور ہوگی۔ گالیاں نہ بکا کرو ہم نہ بولیں نہ چالیں کسی سے۔

اسپر بے اختیار گل شہزادی کو ہنسی آئی بی فیضن سمجھیں کہ دوگانہ گالی ہے جبھی بد دماغ ہو گئیں۔

حشمت۔ ہاں آسمان جاہ تم میں یہ بڑی بری عادت ہے کہ ہماری بی بی فیضن کو گالیاں دیتی ہو۔ بھلا دوگانہ تو

دوگانہ ہون اُنکے دشمن جو انکی طرف دیکھ سکین آواہ بڑی دلہن کے آئی ہین وہ بیچاری تو گردن جھکائے بیٹھی ہین اور تم چھیڑ خانی سے باز نہین آتین ۔

آسمان ۔ لڑوا دو وہ تو سیدھی سادھی ہین شاید تمہارے پھرتون مین آ بھی جائین مگر میرے اوپر فقرے چُست کرنا قیامت ہے مجھسے بُری کوئی نہین یون تو مجھ سے زیادہ پاکباز پاک نظر پاکدامن ہونا ذری مشکل ہے مگر ان صفتون کے علاوہ مجھے اسکا بڑا خیال رہتا ہے کہ حیا کا دامن ہاتھ سے چھٹنے نہ پائے حیاداری مین آسمان جاہ سے سر ہو تو معلوم ثریا بیگم از برائے خدا باتین کرو ۔

جانی بیگم سے ایک بی بی نے کہا کیسی باتین کرتی ہو تمہاری طرح سے بک بک کیا کرین دلہن کی طرح بیٹھنا چاہیے یا چہل دل لگی کرنا ۔ اچھی صلاح دیتی ہو ۔ کیا ہنسواؤ گی ہمجولیون مین ۔ کیا خاصی بات کہی اسوقت سے کہہ رہی ہو دُلہن تمہارا کہا مانتی بھی ہے نہ تم کہتی ہی ہو ۔ یہی حیاداری ہے اس حیا کے صدقے (آہستہ سے) چھپٹے سے منھ ۔

حشمت ۔ آسمان جاہ محفل کی رونق ہین جس محفل مین یہ نہون وہ بالکل سُونی معلوم ہو ۔ انکے سبب سے خوب قہقہے بازی ہوتی ہے ۔

آسمان ۔ پھر یہ تو ہی ہے ۔ محفل عاشق ہے تو مین رنگ‌گا عاشق کو معشوق کی صورت سے تسلی اور تشفی ہوتی ہی ہے ہمسے مبارک محل ہین ناحق خفا ہو گئین ۔ کہئی میل کروا دے مبارک نہین بہن تم بڑی منھ پھٹ ہو ۔ اور یہ عیب ہے ۔

آسمان ۔ اب صاف صاف کہون تو برا مانو اور میرے کون جھگڑا مول لے ۔ ذری ذری سی بات مین جھنجھتی ہو ۔ یہ کون بات ہے آپسمین ہنسی مذاق ہوا ہی کرتا ہے کیسی کی نرم گرم بات سے بگڑنا کیا ۔ ع

ہر ایک بات پہ کہتی ہو تم کہ تو کیا ہے ‖ تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

نیفعن برا مانین تو ہمین حیرت نہو ۔ یہ بیچاری دیہات مین رہتی ہین قصباتی بولی قصباتی راہ و رسم جانین انکو بیہانگی چہل سے کیا لگاؤ ۔ مگر تم اتنی بڑی شہزادی ہو کے بات بات مین رو دیتی ہو ۔ تمسے البتہ بڑا تعجب ہے ۔ نیفعن ان باتونکو نہ سمجھ سکین یہ بجز ۔ اور دل تو میرا صاف ہے ۔ بمثال آئینہ مگر مین اپنی شوخ چتون کو کیا کرون اور ہان حاضر جواب بھی ہون مگر جانی بیگم کی طرح زبان دراز نہین ۔

جانی ۔ (مسکرا کر) اب میری طرف جھکین ۔ اِدھر عنایت ہوئی

حشمت ۔ چونکھا اڑتی ہین ۔ چوکھا ۔ اف ری شوخی ۔

آسمان جاہ نے کہا لڑکپن مین مین بالکل الھڑ تھی او بناوٹ کرنا نہین جانتی تھی مگر خدا ہی ہمسائی کا بھلا کرے جنھون نے مجھے چاق چوبند کر دیا ۔ ایک دن سہ پہر کو مین نہا کے کوٹھے پر بال سکھا رہی تھی سردی کے دن تھے دھوپ مین آ کے بال سکھانے لگی پیچھے تاک کوئی مسا کرکے بارھوان برس ۔ نیمی بی ہمسائی نے مجھے دیکھا تب تک مجھے اُنسے بات چیت نہین ہوتی تھی پہلے سعادت گنج مین انکی املاک تھی اب کچھ دن سے پڑوس مین آ کے رہی ہین ۔ پاس پڑوس مین رہنے سہنے سے میل ہو ہی جاتا ہے خیر مجھے جو انھون نے دیکھا تو سوچین کہ بھائی کے ساتھ نکاح ہو تو خوب بات ہے انکا ایک چھوٹا بھائی ہے کوئی انیس ان سال ہو بس دوسرے دن وہ ہماسے ہان آئین سامی جان سے ملین پھر آمد و رفت شروع ہو گئی تو رفتہ رفتہ انکی طرف سے شادی کا پیغام لائی گرامی جان نے کہا کہ ہمین اور تو کوئی عذر نہین ہے لڑکا پڑھا لکھا سعادتمند معقول

پسند ہونہار لیکن ہمارے ہان غیر جگہ شادی آجتک کسی نے نہین کی آخر
تیز آئی گئی بات ہو گئی مجھے دُھن کہ دیکھون لڑکا کیسا ہے۔ مین نے
مہری کی چھوکری سے جو میری مُنہ بولی تھی کہا مین کسی ترکیب سے
مجھے اُس کا لڑکا دکھا دو۔ بس ایک دن کوئی دو گھڑی دن رہے
وہ دوڑی آئی اور میرے کان مین کہا۔ بیوی چلیے وہ کھڑے
ہین مین دوڑ کے اوپر گئی کھڑکی مین چقین پڑی تھین مین نے
دیکھا تو کوئی انیس برس کا سن اُٹھتی جوانی کے دن اور
ایسا کہ مین کیا کہون۔ انگریزی کپڑے پہنا دو تو بالکل ولایتی معلوم ہو
جانی۔ بال بھورے تھے یا سیاہ یہ بتاؤ پہلے۔
آسمان۔ بھورے نہین بالکل شبرنگ جھلکتے ہوے۔
جانی۔ خیر اور آنکھین۔
آسمان۔ آنکھین اور کان دیدہ نشنیدہ مسکرا کر۔ افسوس
کن گوارون مین میٹھی ہون آکے۔ مین نے کہا آنکھین
اور کان دیدہ شنیدہ۔ کوئی سمجھ دار ہی نہین۔
جانی۔ بس ایک تم سمجھدار ہو اور سمجھدار کی ہر جگہ خرابی اب
بات ختم کرو ہان تم نے وہ لڑکا دیکھا پھر۔
آسمان۔ بڑی دیر تک مین گھورا کی اور مین نے دعا مانگی کہ
یا خدا باجی جان کا دل پھر جائے اور اُس نوجوان خوبرو کے
ساتھ ہماری شادی ہو تو عمر بھر ہنسی خوشی سے بسر کرین چھریرا
دراز قامت ہنس مکھ دیندار و جوان اور خوبصورتی کا حال
تو بیان ہی کر چکی ہون مہری کی چھوکری نے کان مین چپکے سے
کہا حضور یہ شعر بھی کہتے ہین اور حکیم صاحب کے پاس
جاتے ہین شعرون تک تو خیریت تھی جب حکیم صاحب
کا نام لیا تو مین کسی قدر چونکی۔ امین یہ حکیم صاحب کی
دوا دارو کیون کرتے ہین کیا خدانخواستہ کوئی عارضہ ہے

اُسنے میری تشفی کی معلوم ہوا کہ وہان جا کے طب سیکھتے ہین
خیر ڈھارس ہوئی تھوڑی دیر مین وہ چوک کی طرف چلا گیا
اور مین تڑپتی رہی۔
جانی۔ لگی بُری ہوتی ہے بہن۔ ہان
مبارک۔ اور تمھین شرم نہین آئی کہ صاف صاف سب
باتین کر رہی ہو کچا چٹھا بیان کر دیا۔ اے واہ۔ واہ واہ۔
جانی۔ تو کیا کہا کیا۔ یہی کہا نا کہ انکا جی چاہتا تھا کہ اُنکے
ساتھ شادی ہو پھر اسمین کون گناہ ہے یہ بھی کوئی عیب ہے
بھلا اور اپنے سن والیون مین بیان کیا تو کیا بُرا کیا۔ تم تو
بوڑھیون کی سی بات کرتی ہو۔
آسمان جاہ نے اِس تقریر کے بعد سلسلۂ سخن یون شروع
کیا رات پہاڑ ہو گئی کاٹے نہ کٹی۔ کروٹین بدلا کی مگر اسکا
خیال دل سے نکلا ایک بجے کے وقت چاندنی نے کھیت
کیا ایسی نکھری ہوئی چاندنی کہ سوئی دور سے نظر آئے مہتاب
معشوقون کی طرح منظر فلک سے جلوہ افگن ہو تو مین گھبرا کے
اُٹھ بیٹھی مگر مفلس کی جوانی اور جاڑے کی چاندنی۔ چاندنی
چھٹکنے سے طبیعت تو خوش ہو گئی۔ مگر ایک ساعت کے لیے
میری چچازاد بہن نے جو میری کیفیت دیکھی تو پریشان ہو مین پلنگ
سے پلنگ ملا تھا کہا کیون۔ کیون آسمان خیریت تو ہے آج کیا ہے کہ ادھر
سے اُدھر اُدھر سے اِدھر کروٹین بدل رہی ہو مین نے کہا کچھ نہین۔ کیا
جانے کیا سبب ہے کہ آج نیند نہین آتی اور طبیعت بھی کسیقدر بے چین ہے
اتنا بس کہنا تھا کہ اُنھون نے گھر بھر مین کھلبلی مچا دی
مغلانیون کو جگایا۔ پیش خدمتون کو آواز دی۔ یہان
تک کہ امی جان بھی اپنے کمرے سے آگئین اور پھوپھی
اماں بھی دوڑی آئین۔ خیر ہے۔ خیر ہے

کیسی طبیعت ہے بیٹی۔ کوئی ماتھے پر ہاتھ رکھکر کہتی تھی اُف کیسا جل رہا ہے۔ کوئی نبض پر ہاتھ رکھکر بولی خفیف خفیف تپ بھی ہے۔ کسی نے کہا ہاں بدن ٹھنڈا ہے اب مین کس سے کہون کہ مجھے نہ بخار ہے نہ ماتھا جلتا ہے نہ کوئی عارضہ ہے نہ کسی قسم کا مرض ہے مین عشق مین گرفتار ہون۔ امان جان نے فرمایا چوبدار کو حکم دو کہ میانہ نکلوائے اور مسجد کے پاس جو حکیم صاحب رہتے ہین اُنسے کہیے کہ بیگم صاحب نے بلایا ہے چلیے بڑا ضروری کام ہے۔ مین لاکھ سمجھاتی ہون کہ اسکی کچھ ضرورت نہین مین اچھی ہون مگر گھر بھر ایک طرف کہ حکیم صاحب کو ضرور بلانا چاہیے میری ایک نے نہ سُنی مگر نہین نہین۔ ہان ہان کیا ہی کی مہری نے چوبدار کو حکم دیا۔ کہارون نے میانہ اُٹھایا اور حکیم صاحب کے یہان داخل ہو گئے۔

حکیم صاحب آئے نبض دیکھی سمجھ گئے کہ لڑکی خاصی اچھی بھلی چنگی ہے مگر وہ باتین کین کہ توبہ ہی بھلی۔ مین دل ہی دل مین بہت ہنسی۔ حکیم صاحب نے دو نسخے لکھے لیے جوڑے پانچ روپیہ دیے گئے بڑے اصرار سے قبول کیا گلوریان چکھین۔ الائچی کھائی عطر ملا۔ چلتے وقت فرمایا کہ خیر بیگم صاحب کی خاطر سے مین نے اسوقت پانچ روپیہ قبول کر لیے لیکن جس روز صاحبزادی کا غسل صحت ہوگا اُس روز لونگا حکیم صاحب تشریف لے گئے تو مین نے امی جان سے کہا کہ خدا کے لیے مجھکو اس دوا سے بچاؤ۔ اللہ جانے کیا گھانس پھوس لکھ گئے ہونگے اور مین عنایت ایزدی سے چنگی ہون۔ مجھے کسطرح کی شکایت نہین مین تو کہتی ہی تھی کہ حکیم صاحب کو ناحق بلاتی ہین مگر آپ نے نہ مانا۔ اب مجھے اس دوا سے معاف رکھیے امی جان نے کہا اچھا اگر تمکو اسقدر خیال ہے تو خیر جانے دو۔ مطلب تو تمہاری صحت سے ہے فقط مہری کی چھوکری میرا دلی حال جانتی ہے اور کسی کو نہین معلوم تھا دس بارہ روز تک مین ہر روز اُسکو دیکھا کی اور بی ہمسائی نے بھی آنا جانا شروع کیا شادی تو اسکی ساتھ نہین ہوئی مگر بی ہمسائی نے ہمین برق کر دیا۔ ؎

الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابی دل مین
چلے آئین کلیجہ تھام کر وہ میری محفل مین

اس شعر کو آسمان جاہ نے نازک آوازی کے ساتھ آہستہ آہستہ ادا کیا تو سب نے تعریف کے پل باندھ دیے آسمان جاہ نے کہا بی شاہزادی کو سامنے بٹھا دو۔ بھلا گائین تو ہمارے مقابلے مین جو آواز بھی نکل سکے۔

شہزادی۔ ناز کے ساتھ ہنسکر اے حضور ہماری کیا طاقت ہے حضور کتنا نور کا گلا پایا ہے کہ واہ۔

آسمان۔ یقین نہین آتا۔ ع۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

شہزادی۔ ایلو اور سنو۔ اللہ جانتا ہے مین تو خود ہی کہتی ہون کہ آواز حضور نے اچھی پائی ہے گلا چارا ہے۔

آسمان۔ اچھا یہ غزل گاؤ مگر ذری دل لگا کے۔ ؎

اُسکا ہے کون جسکی مدد پر خدا نہو — ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہو
اوج و حضیض لازم و ملزوم ہین یہان — کوئی بھلا بڑھا ہو کہ آخر گھٹا نہو
راحت مزا نہین ہے بُرائی ہی ہے یہان — سبکا بھلا ہو اور کسی کا برا نہو

شہزادی۔ یہ غزل تو آپکی زبانی سُنی اور جو کوئی غزل یاد ہو کہیے تو گاؤن۔ ؎

تازہ ہے چمن حمد خدائے دو جہان کا
پھر دخل نہین گلشن قدرت مین خزان کا

حشمت بہو۔ ہان بس یہی گاؤ۔ یہ ہمین بہت پسند ہے اسی مین تو یہ شعر ہے (دیکھو صدف جسم مین عالم دُر جان کا)

اب دولھا کے ہان کا ذکر سُنیے وہان دُلھن کے گھر سے زیادہ دھوم دھام تھی۔ نوجوان شہزادے اور نواب زادے جمع تھے۔ دولھا سے برابر والے دل لگی کر رہے تھے

ایک۔ ارے یار آج تو بے سرور جائے جانا فضول ہے۔

دوسرا۔ نوشہ کو ایک جام ضرور پلا دینا بھی۔

تیسرا۔ خدا کے لیے اس مُردار مینا بازار کی رہنے والی کا نام زبان پر نہ لاؤ۔ عجب قطع کے آدمی ہو۔ لاحول ولا قوۃ۔

دولھا۔ (آہستہ سے) یہ دونون پی کے آئے ہین۔

ایک۔ ارے میان خدا سے ڈرو پینے والے کی ایسی تیسی

دوسرا۔ ہو نہ ہو میان پینے والے کو کچھ کہتے ہین۔

دولھا۔ ضرور پی کے آئے ہین۔ اور دونون کے دونون غین ہونگے۔ یہ مردک جب پیتے ہین قسم کھا لیتے ہین کہ یا تو بیہوش ہو جائینگے یا گر پڑینگے۔ اے لعنت خدا ایسے منھ پر لاحول ولا قوۃ۔ آپ ہماری برات کے ساتھ نہ چلیے۔

ان صاحب نے کہا۔ آپ شراب کے لطف کیا جانیے مرزا نوشہ غالب مرحوم مین خوب کہ گئے ہین۔ ؎

بدست آنچہ بہندوستان کشند از قند	ہم از فرنگ بیار ار نباشد از شیراز

دیوان خانے مین ثقات مسن بزرگ لوگ حضرت آدم کے عصر میٹھے تھے اور آصف الدولہ نصیر الدین حیدر کے وقت کی باتین کر رہے تھے۔ ایک مولانا صاحب بولے وہ زمانہ گیا نہ وہ وقت ہے۔ وہ لوگ ہین بس خانہ نشینی اختیار کرنے ہمارے ایک پُرانے آشنا تھے انکے پاس کبھی کبھی جایا کرتے تھے مگر اب کس کے پاس کیا جائین کوئی ملنے کے قابل ہی نہین ملاقات کس سے کرین۔ (مولانا) حق ہے اور علم و فضل کی تو اب قدر ہی نہین لکھے پڑھے آدمی کو کوئی پوچھتا کاہے کو ہے نہ منطق کی قدر نہ علم ادب سے واسطہ نہ شعر و شاعری کا چرچا۔ مین کیا عرض کرون خواجہ صاحب وہ لوگ نظر ہی نہین آتے یا الٰہی یہ کیا ہوا۔ یہ کیسی ہوا بندھی ورنہ آج کل وہ زمانہ ہے کہ ایک گالی کھائے مگرچہ اب ندے نکلنے بسی اسی مین ہے ورنہ دوسرے روز عدالت کے کٹہرے مین کھڑا ہوگا (خواجہ) لا بد۔ بیشک اصل بات ہے ایسا ہی ہے جناب والا بڑا نازک وقت آگیا ہے۔

ایک صاحب نے کہا اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ اس زمانے مین دس مین تین چالیس کی عموماً نوکریان تھین مگر دہری برکت ایک بھائی گھر مین نوکر ہے اور دس بھائی اسکے سبب سے کھانا کھاتے ہین بارہ دری مین ناچ ہو رہا تھا نوجوان اور رنگین طبع اور رنگیلے آدمی بارہ دری مین ڈٹے ہوے تھے۔ دولھا کے والد ماجد بزرگون کے پاس بیٹھے۔

اتنے مین دولھا کی مان نے مہری بھیجی۔ مہری نے خدمتگار سے کہا کہ دولھا کو اندر بھیجو۔ میان سے کہدو کہ اندر سے کہلا بھیجا ہے کہ نوشہ کو اب بھیجیے۔ رات زیادہ آئی ہے نہانے کے لیے بلایا ہے۔ نوشہ محل سرا مین چلے خدمتگار نے بلوری کا اکا دکھایا۔ دربان نے محل کا پردہ اٹھایا اندر داخل ہوے منڈھے کے چارون طرف بقیشی بند سوار بند جا بجا لگا تھا۔ آم اور امرود اور انار رنگیان

لٹک رہی تھین نیچے ایک سوا ایک کورا گھڑا تھا شگنے پر ا کیس لونٹی کا بدھنا رکھا تھا اور بدھنے مین جو لگے ہوے دولھا کی مان نے باواز بلند کہا لڑکیون کو منع کر دو کہ کوئی چھینکنے دینگے نہین خبردار کوئی چھینکنے نہ پائے گھر بھر مین بچون کو منع کر دیا کہ جسکو چھینک آئی ہو ضبط کرے اب دل لگی دیکھیے کہ اس ٹوکنے سے سب کو چھینک آنے لگی کسی نے ناک کو انگلی سے دبایا کوئی لپک کر باہر چلا گیا اور بیگم صاحب کا نادری حکم کہ خبردار کوئی چھینکیگا تو وہ جانے گا دولھا نے لنگی باندھی چوکی پر آئے بدن مین اُبٹنا ملا گیا۔ سر مین بین ڈالا۔ دولھا کی بہن سر پر پانی ڈالنے لگین

دولھا۔ افوہ کتنا سرد پانی ہے اور ہوا بھی اسقدر تیز ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ ٹھٹھرا جاتا ہون۔

مغلانی۔ (بوڑھی) پھر حضور شادی کرنا کچھ دل لگی ہے

بیگم۔ (عزیز) اور نہین تو کیا۔ سردی کیا ہے اور ہوا کیا ہے جوڑی پانا دل لگی بازی ہے۔

دولھا۔ اوہ۔ قسم خدا کی آج بڑی ٹھٹھرن ہے۔

بیگم۔ (عزیز) دل مین تو خوش ہونگے۔ ظاہرداری بھی تو کتنی اور آج تمھین بھلا سردی لگے گی۔ توبہ توبہ۔

جب غسل سے فراغت پائی تو دولھانے کھڑاؤن پہنی چادر اوڑھی کمرے مین آئے خواص کشتی مین خلعت لگا کر لائی دولھا نے کپڑے پہنے۔ مشروع کا پائجامہ انگرکھا جامدانی کا اسپر جامہ تمامی کا بیش قیمت کارچوبی خلعت زیب بر کیا سر پر دستار جیغہ کلغی لگائی گئی کلغی کے اردگرد گوہر آبدار اور بیچ مین زمرد کا خوش رنگ نگینہ کمر مین شالی پٹکا دور دراز کشمیر کا بنا ہوا۔ پگڑی پر پھولون کا سہرا یاقوت زمرد کی لڑیان لگی ہوئین۔ اسکے بعد دوشالہ سبز رنگ اوڑھا۔ ہاتھ مین سرخ ریشمی رومال۔ اِکے روشن ہوے ٹاٹ بانی پھندنے دار قیمتی بوٹ پہنا اور اندر سے تشریف لیچلے۔ مان بہنون اور خواصون نے کہا (بسم اللہ) نوشہ خوش خوش باہر تشریف لے گئے بیگم صاحب نے لڑکیون اور اعزہ سے کہا۔ اب چلنے کی تیاریان کرو برات تھوڑی دیر مین جانیوالی ہے۔

ہمکو پہلے سے پہونچ رہنا چاہیئے مہری انسے جاکے کہو پہلے سواریان سوار ہولین پھر برات جاے ادھر دولھا کی بہنین نواب بیگم اور خورشید بیگم اپنے اپنے کمرے مین گئین اور کمرے نے لگین خواصون کو حکم دیا کہ کپڑے لاؤ پائجامہ گرنٹ کا پربہار۔ گوٹ کہنی دار۔ اسپر مخمل ٹکے ہوے بیل بنی ہوئی گاج کا دوپٹا۔ بیچ مین فردی بوٹی کے ستارے کی چمک۔ انگوری بیل کی جھلک پوتیو کی کارچوبی بنت فوق البھڑک۔ بادلے کے آنچل بیش بہا نایاب خوشنما حسن دان آئینہ سامنے رکھا ہوا ہے چوٹی گندھی ہے شیشیان آئین عطر لگایا۔ پیش خدمتون نے صندوقچے سے زیور پہنایا۔ یہ تو نواب بیگم کے ٹھاٹھ تھے۔ خورشید بیگم نے فیروزی گرنٹ کا پائجامہ پہنا۔ کلیون پر چٹکی اور لوزات کی گوٹ لگی ہوئی گوٹ پر گوکھرو کی تحریر لاجواب بے نظیر۔ دوپٹا ڈھاکے کی ململ کا پیازی رنگا ہوا ہلکا۔ اُنھون نے بھی زیور بیش قیمت سے جوبن کی آگ کو بھڑکایا اودھر اُسپر یہ ستم کر نیو الاعطر لگایا۔ خواصون مغلانیون پیش خدمتون مہریون اصیلون کو حکم ہوا کہ کپڑے بدلو۔

احمدی خانم نے پٹارہ دست بقچہ صندوقچہ ہر کاروں کے

سپرد کیا۔ انھون نے بنگلی پر رکھوایا دونون بہنین ہزہفت آرایش سے مزین ہوکر آئین تو ایک ٹھٹول ہیرلی نے کہا اخاہ! اخاہ! آج تو عالم ہی اور ہے۔ یہ زرق برق لباس اور یہ عطر روح پرور کی بو باس۔

بیگم۔ (دولھا کی مان) اپنے گھر چلے لڑکیون کے لیے سواریان بھیجین۔

مہری۔ (باہر جاکر) حضور صاحبزادیان سمدھیانے جانے کے لیے تیار ہین سواریان بھجوائیے۔ وہان ہماری کوئی سنتا ہی نہین نقار خانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

نواب۔ (دولھا کے باپ) سکھپال اور حجیان نکالواؤ دروازہ پر لاکر لگاؤ۔ کہدو بہت جلد نکالین فوراً لائین۔

مہری۔ (اندر جاکر) حضور سواریان نکالی گئین چلیے

مہریون نے سکھپال اٹھایا۔ نواب بیگم ادائے دلربا کے ساتھ سوار ہوئین انکے بعد حجیان آیا۔ چھوٹی بہن بصد ناز کرشمہ تمکن ہوئین بسم اللہ کہکر کہار چلے۔

داہین باہین مہریان مشعلچیون کے ہاتھ مین دستیان کیپان آگے آگے خاص بردار سلیقہ شعار سپاہی اور خدمتگار پگڑیان سرخ گولہ دار منقش کے پھندنے لٹکتے ہوے جسطرفسے سواری مثل بادبہاری نکل گئی ہر کوچہ و برزن عطر کی خوباس سے بس گیا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ پریون کا اڑن کھٹولا ہے مہریان چمکتی ہوئی جاتی تھین جوبن اور شوخی پر اتراتی تھین اسکے بعد بیگم صاحب نے حکم دیا کہ اور اعزہ کے لیے فنس لگاؤ سواریان ہوئین۔ فنسون پر کمخواب زربفت سبز گرنٹ زنگاری اطلس کے چھپکے بنت لگی ہوئی مغلانیان ہیش خدمتین ڈولیون اور آیہ اور خانہ کی عورتین جو بہلون پر سوار ہوئین فنسو کی

بغل مین مہریون کے ہاتھ مین اکے اور ایک ایک بر قدم مہری فنس کا پایہ پکڑے ہوے ساتھ تھی دو دو چپراسی اور دو دو ہرکارے اور مشعلچی دستیان روشن کیے ہر فنس کے ساتھ چلے ماماؤن اصیلون حبشنون گرجنون کے لیے رتھ لگائے گئے بہت تیار ناگوری بیل سجے ہوے گلے مین گھونگرو پڑے ہوے ماتھا اور پانون مہندی سے اور سینگ سیندور سے رنگے ہوے دس پانچ بنجتانے والے ساتھ ہو لیئے۔

بیگم۔ (مادر نوشہ) سب سوار ہوگئین اچھی طرح سے۔

مہری۔ ہان حضور۔ مہریان ادھر ادھر ساتھ ہین۔

بیگم۔ لڑکیان تو اب پہونچ گئی ہونگی سمدھیانے۔

مہری۔ جی ہان سرکار۔ کہار سکھپال لیکے ہوا ہوے۔

بیگم۔ کپڑے نکالو۔ ہم بھی چلین اب دیر ہوتی ہے۔

گرنٹ کا آسمانی پائجامہ۔ ململ کا ہلکا رنگا ہوا اودا می دوپٹہ ہاتھون مین ہیرے کے سادے کڑے۔ کانون مین تین انتیان۔ فیروزہ و زمرد کی انگوٹھیان پہنین فنس پر سوار ہوئین۔

اب سنیے کہ نوشہ کے باہر آتے ہی ہمسنون عزیزون دوست احباب نے مذاق شروع کیا۔ حضرت آج تو آسمان پر دماغ ہے واہ آسمان کی ایک کہی یہ نہین کہتے کہ فلک الافلاک پر ہے اور کیون نہو۔ دلھن بھی عنایات ایزدی سے ایسی پائی ہے کہ لاکھون مین انتخاب کرور دن مین لاجواب آپ تو اسطرح تعریف کرتے ہین کہ گویا دیکھ ہی آئے ہین تو کیا کچھ ڈر ہے۔ دولھا کیطرف مخاطب ہوکر کہون بھائی جان ہمین ایک نظر دیکھنے دوگے۔ بولو بھئی۔ اللہ رے تیرے غرور اب اس وقت

بول چکے ذرا قطع شریف تو دیکھیے ماشاء اللہ ماشاء اللہ ابھی نہ ہنسواؤ خدا کے واسطے نہ ہنسواؤ۔ آج تو خیر ہنسے ہین کل پیٹ بھر کے چھیڑ لینا۔ کل تو اور بھی زمین پر قدم نہ رکھین گے کل انکا پتا کہان ملیگا۔ شام ہی سے داخل دفتر لاکھ بلاؤ آتا کون ہے۔ سر پھوڑا ڈالو سنتا کون ہے اسپر ایک صاحب نے کہا۔ حضرت اب دل لگی ہو چکی آخر دل لگی کی کوئی حد بھی ہوتی ہے۔ وہ تو بول نہین سکتے اور آپ چھیڑ خانی سے باز نہین آتے۔ کل دل لگی مذاق کیجیے تو ہم سر پر کھیے ہمارے نواب بھی وہ وہ فقرے چست کہین کہ سب کے سب بند ہو جائین ماشاء اللہ الفاظ فقرہ باز خوش مذاق ظریف لطیفہ گو بذلہ سنج کل کا دن بدلو تو پھر اب بیچارے کو کیون چھپاتے ہو۔ ھو اہ مخواہ۔

دولھا مسکرا مسکرا خاموش ہو رہتا تھا۔ آدمی سے تھے طبیعت دار جی چاہتا تھا کہ جواب دین مگر ادب مانع تھا سوہلب کا خیال اجازت نہین دیتا تھا کہ جواب دین دولھا کے پدر بزرگوار نے مہتممون سے پوچھا کہ جلوس سب آ گیا یا کچھ باقی ہے دولھا کے والد ماجد بارہ دری کے باہر جلوس دیکھنے آئے کہا کہان کہان کا جلوس آنا باقی ہے۔ تاکید کرو۔ دو تین ہرکارون چوبدارون کو دوڑا دو۔ کہو صاحب اب دیر ہوتی ہے جلوس بھیجیے ایک چوبدار نے عرض کیا کہ خداوند نواب تجمل علیخان بہادر کے ہان سے ابھی ہاتی نہین آئے حکم ہوا کہ ان کے داروغہ سے کہو فیلخانہ والون کو فوراً تاکید کرے۔ کل ہم نواب صاحب کو خود لکھین گے۔

استنے مین نواب تجمل علیخان بصد زیب و تجمل مع رفقا تشریف لائے۔

نواب۔ دولھا کے باپ پیادش بخیر آداب عرض ہے

تجمل علیخان۔ تسلیم تسلیم اب کیا دیر ہے حضرت کے سنبھے۔

ن۔ دیر فقط حضور ہی کی تھی اور کسیکی دیر نہین ہے اور آپکے ہان سے ہاتھی ابھی تک نہین آئے یہ ماجرا کیا ہے اور اوپر سے آپ بھی ہمین کو للکارتے ہین معقول۔ شان خدا

تجمل۔ بجا۔ دونون موجود ہین۔ ہاتی بھی اور پاٹھا بھی

ن۔ سبحان اللہ۔ ہاتی اور پاٹھی کی ایک ہی کہی۔

تجمل۔ لاحول ولا قوۃ۔ ہاتی نہین ہتھنی سہی۔

میرزا۔ (سہی) کی ایک ہی کہی۔ کیسے آپکی ہاتی اچھی سہی ہتھنی۔ آپ نے خریدا یا نہین خریدا۔

تجمل۔ اب برات کی تیاری ہو حضرت۔

میرزا۔ سب لیس ہے۔ دیکھیے کیسی برات نکلتی ہے۔

پہلے دولھا کی بہنون کی سواریان پہونچین۔ پردہ کرایا گیا۔ نواب بیگم اور خورشید بیگم اترین۔ دلھن کی بہنین تا در خانہ پیشوائی کے لیے آئین۔ ہنسی خوشی استقبال کیا۔

حشمت بہو۔ اے ہے کسقدر پھونک پھونک کے قدم رکھتی ہو۔

خورشیدی۔ زمانہ ہی ایسا نازک آ گیا ہے بہن۔

حشمت۔ سچ! اور تم تو اگلے وقتون کی ہو۔

نواب بیگم۔ کیسی کچھ بوڑھی ہو گئین بیچاری اب۔

حشمت۔ گھنٹون سے آپکی آمد آمد تھی۔ اباجان ابھی ابھی تو آئی ہین۔ ہائے خدا خدا کر کے تشریف تو لائین ایک سجا سجایا کمرہ انکے لیے تجویز کیا گیا تھا دونون بہنین جا کے بیٹھین۔ پیش خدمتین خواصین وغیرہ آئین کمرہ خوشبو سے مہک

سبز رنگا ہوا - فرش صاف - دری چاندنی غالیچہ چینی سرخ چھت گیری - اِدھر اُدھر چاندی کی پلنگڑیان - حشمت بہو سے باتین ہوتی ہی تھین کہ کسی نے آہستہ سے یہ شعر گاتے ہوے کمرے کے دروازہ پر ہاتھ مارا آواز سے معلوم ہوا کہ کوئی کم سن اور خوش گلو عورت ہے -

پھر دعاے وصل نمازین پڑھا گئے
آمد سے تجھکے بت مغرور سنگے سے لئے

اتنے مین آسمان جاہ کمرے کے اندر تشریف لائین اور مسکراکر کہا بندگی - دولھا کی بہنون نے بندگی کا اٹھلاتے ہوے جواب دیا اور پوچھا یہ آہستہ آہستہ کون گارہی تھین - آسمان جاہ کب ہند رہنے والی تھین کہا - کیون - جسے گانا آتا ہے وہ ضرور گائے گا - اگر تمکو اسمین دخل ہو تو کوئی ٹھمری سناؤ - اسوقت سُننے کو جی چاہتا ہے حشمت بہو نے اشارہ سے منع کیا اور آخر کار جھلاکر کہہ اٹھی کہ تم بڑی بدتمیز ہو - نہ موقع دیکھو نہ محل - جو منھ مین آیا بک دیا انکے پاس بیٹھو - خاطر کرو - دولھا کی بہنین ہین - آسمان جاہ نے کہا کیا خفا ہو گیئن بہن - اللہ جانتا ہے ہمنے سیدھے پن سے کہا تھا برا نہ ماننا بہن خدارا روٹھنا نہین کہ آپ گی میرے ماتھے جاے -

نواب بیگم نے ہنسکر جواب دیا - اے بہن روٹھنا منانا کیسا اور تم نے کہا ہی کیا جو ہم خواہی نخواہی منھ چلائین حشمت بہو کی طرف مخاطب ہو کر بولین - تمنے کاہے سے جانا ہمن کہ انکی باتون سے ہم بُرا مان گئے مگر بے ادبی معاف اگر ہرج نہو تو وہی شعر اُسیطرح گائیے -

آسمان - یہ مین نے دولھا کے حسب حال کہا ہے -

برسون خدا سے دعا مانگی ہوگی جب جاکے کہین ایسی چاندی دُلھن ملی - چاند مین داغ ہے انمین داغ نہین لاکھو دو لاکھ مین ایک ہین -

ازباغ رخش بہار خار سے
بربرگ گلشن چمن نثار سے

ایسی صورت زیبا پائی ہے کہ مین کیا کہون - اب جب دولھا دیکھینگے تو رعب حسن سے بات کرنی مشکل ہو جائیگی -

خورشیدی بیگم - دولھا کیا کم ہین اللہ کے فضل سے مردون مین ایسا خوبصورت بھی کم ہو گا - اللہ نظر بد سے بچاے -

آسمان - تو میان بیوی کیا چاند سورج کی جوڑی ہین ع

چندے خورشید چندے مہتاب

دولھا کو چاہیے کہ ایسی دلھن پائے تو دل سے خدا کا شکریہ ادا کرے - اس سے بڑھکر اور کیا دولت ہو گی روپیہ پیسا زر و زیور جواہرات سب اسکے آگے ہیچ ہے - حسین بیوی بڑے خوش قسمت میان کو ملتی ہے -

نواب بیگم - (حشمت بہو سے) انکا نام کیا ہے -

حشمت - انکو نہین جانتی ہو - واہ - آسمان جاہ

نواب - کیا! آسمان جاہ! واہ - یہ تو مردانہ نام ہے آسمان جاہ سلیمان جاہ کسی بیگم کا نام نہین سُنا -

حشمت - اصل مین تو انکا نام نازک ادا بیگم ہے مگر انکو یہی نام پسند ہے - ابھی ہمجولیان سب انکو آسمان جاہ کہتی ہین -

نواب - ماشاء اللہ بڑی خوش تقریر ہین -

آسمان - چشم بد دور - چشم بد دور - دیکھنا کہین نظر نہ لگجاے خوش تقریر ہین خوبصورت ہین ادا

کتنی پیاری ہی ہے کہ ادا اُسپر خود لوٹ ہو جاے۔ ایسی ویسی تھوڑا ہی ہین۔

نواب۔ یہ تم کسکی تعریف کر رہی ہو۔ مین تو تمہاری تعریف کرتی تھی (مسکراکر) اپنے منہ آپ۔

آسمان (خورشیدی بیگم کی طرف اشارہ کرکے) اور مین اُنکی تعریف کرتی تھی کیا مین نہین اس لائق ہون اتنے مین ایک مہری نے کہا سمدھنین آگئین سواریان اُتر رہی ہین بڑی بیگم صاحب استقبال کو گئی ہین۔

دُلہن کی مان نے دولہا کی مان کی پیشوائی کی ایک کمرے مین بصد تعظیم و توقیر بٹھایا۔ پوچھا لڑکیان آگئین۔ احمدی خانم داروغہ بھنڈی خانہ نے کہا ہان حضور اس کمرے مین صاحبزادیان تشریف رکھتی ہین۔ کہا لڑکیون سے جاکے دریافت کرو کہ کچھ کہنا تو نہین ہے اس نے واپس آکر کہا حضور بڑی صاحبزادی نے فرمایا کہ مین کل رات کی تھکی ہون اور آج دن کو بھی سونے کی نوبت نہین آئی ذرا آرام کر لون تو حاضر ہون مگر چھوٹی صاحبزادی نازک ادا بیگم صاحب باتین کر رہی ہین۔ دُلہن کی مان بولی۔ واہ یہ نہ ہوگا کہ آن کے سو رہین انکو بلوا لیجیے۔ احمدی خانم بلا لو۔ کہو یہان محفل مین آن کے بیٹھیے۔ آج گانا سُنیے ناچ دیکھیے ہنسنے بولنے کا دن ہے یا سو رہنے کا کل دنکو جسقدر جی چاہے سو لین۔ محفل مین دو مسندین لگی ہوئی تھین ایکطرف زرد کاشانی مخملی مسند اُسپر کارچوبی کام دوسری جانب سبز نواب بیگم اور خورشید بیگم چھم چھم کرتی ہوئی تشریف لائین حشمت بہو اور نازک ادا بیگم ہمراہ تھین اِن دونون نے دولہا کی بہنون کو مسند پر بٹھا دیا حکم ہوا کہ ڈومنیون کو بلاؤ۔ کہو ناچ شروع ہو محفل قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنیدنی۔ غنچہ کھلا ہوا تھا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ پریان قاف سے آئی ہین حوران جنت کی کیا حقیقت تھی۔ دُلہن کج کلاہ۔ خوش نگاہ۔ حشمت بہو۔ مشکین مو نازک ادا بیگم (یعنی آسمان جاہ) گلفام غیرت مہر و ماہ۔ جانی بیگم شگفتہ رو۔ مبارک محل پسندیدہ خو۔ بی فیضن سادہ مزاج مگر یہ سادگی بھی جوبن سے کم نتھی۔

اب دولہا کے ہان کا ذکر سُنیے مہتمان سلیقہ شعار نے برات معشوق کی طرح سبھی سبکے آگے نشان فیل کوہ شکوہ پر پھریرا اُڑ رہا ہے گویا زبانِ حال سے کہتا تھا کہ فتح و ظفر ہمرکاب نوشاہ قدسی مآب ہے نشان کے ہاتھی کے سامنے انار اور ہزارے چھٹ رہے تھے اور جابجا مہتابین روشن تھین۔ سفید مہتاب کے مقابل مین چاندنی گرد تھی۔ سُرخ مہتاب سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت احمر پیکر ہوا مین ملا دئے گئے ہین اور سبز مہتاب دیکھکر تماشائی کہتے تھے چاندنی کا سبزے مین کھیت کرنا اِسے کہتے ہین۔ انگریزی باجے والونکی دھوم دورُویہ بازارون اور چھتون پر تماشایون کا ہجوم گھوڑے سرمرتک صبار فتار عنبرین دم ضیغم شکار تیز و سبک خیز۔ زیور سے از سر تا پا لدے ہوے۔ سائیس سلیقہ سے باگ لیے ہوے دو سپاہی اِدھر اُدھر ساتھ کلغی زیب سر طرارے بھرتے جاتے ہین تماشائی انگلیان اُٹھاتے ہین کوئی سرنگ کوئی مشکی کوئی نقرہ خنگ۔ بلکہ شرق چشمک برق۔

گلگون فرسا عنبرین موے　　دریا گہران آتشین خوے
پیچیدہ ہوا بہ عنبرین دم　　بے کردہ صبا بآہنین سم

گھوڑوں اور ہوا داروں پر نواب زادے شہزادے سوار کم سن مگر شوخ طبع سمجھدار۔ ادھر فرس نمر غام دوم تے کنوتی بدلی ادھر انھوں نے شہسواروں کی طرح ران پھیر کے جمائی اسپر بھی شرارت کی تو مار کھائی چابک اُٹھایا اور شراپ سے جمایا۔ نوخے کے سامنے شہنائی بجنے لگا گردن ہلائی واہ میاں غوثی کیوں نہو۔ اپنے فن کے تم بھی یکتا ہو۔ لاجواب بے ہمتا ہو۔ ایک ایک لفظ صاف سُنائی دیتا ہے۔ راگ اور راگنی کو اپنا کیے لیتا ہے۔ الغرض

گلگون تھا کسی کا باد رفتار
گلرنگ کسی کا تھا ہوادار
ہاتھی تھے تو بستیوں کی دست تھی
گھوڑے تھی تو چابکی کی بت تھی

نشانوں کے ہاتھی کے ساتھ ایک نواب صاحب منتظم تھے اور اُنکے ہمراہ اُنکے کئی ہمن دوست احباب۔ باہم دل لگی ہوتی جاتی تھی بات بات پر چھیڑ چھاڑ تھی۔ ایک۔ بھئی اچھی برات سجائی اور خوب آتشبازی بنائی اللہ دو۔ حضرت آتشبازی کیا بنوائی ہے یوں کہیے کہ چاندی گلوائی اور چاندی جلائی۔ ایک اُنار تو آسمان کی خبر لاتا ہے۔ گردھوان آسمان کے بھی پار ہو جاتا ہے۔ محمود آتشباز اپنے فن کا یکتا ہے یہ آپکی زبان ہے یا پھلجھڑی چھوٹ رہی ہے۔ دو۔ آپ بھی واللہ دم چرخ ہیں ماشاء اللہ۔ نوشاہ کی برات میں دم چرخ کا کیا کام ہے ہاں تو اور ہم اسکے قائل ہیں کہ گندھک کا پتا ہی نہیں یہ بات ہماری سمجھ میں نہ آئی کہ گندھک کیا ہوئی کچھ تو ہوئی شاباش ہے محمود۔ میاں محمود کی ہر سمت تعریف ہو رہی تھی۔ واہ بھئی محمود واہ۔ کیوں نہو۔ سبحان اللہ محمود دونو ہاتھوں سے سلام کرتے جاتے تھے اور باچھیں کھلی جاتی تھیں آرائش کے تختوں کا وہ جوبن کہ جسنے دیکھا عش عش کرنے لگا ایک ہاتھی ایسا نادر بنا تھا کہ نقل کو اصل کر دکھایا تھا مہتھنی نے دھوکا کھایا۔ سونڈ سے سر کو سہلایا جانور تو جانور بعض بعض تخت انسانوں کو مغالطہ دیتے تھے خصوصاً چانڈو بازوں کا تخت تو ایسا بنایا تھا کہ چانڈو والوں کو شرمایا۔ ایک چانڈو باز نے جھلا کر کہا۔ اِن کمہاروں کو ہم سے عداوت ہے یہاں کسی کے لینے میں نہ دینے میں۔ مردودوں نے کیسی اوندھی اودھی صورتیں بنائی ہیں۔ خدا ان سے سمجھے ایک محفل کی تصویر از بس عجیب اور خوشنما تھی فرش تکلف پر لوگ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہیں صدر میں مسند بچھی ہے اور نوشاہ تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور سامنے طائفے کا ناچ ہو رہا ہے سارنگی والے کے کاندھے پر ہاتھ ہے۔ مہری ساتھ ہے نوجوانان رنگین مزاج چوک کے کمروں کو تکتے جاتے تھے نشان کے ہاتھی سے لیکر آخری ہاتھی تک برات کا اسقدر پھیلاؤ تھا کہ کسی نے کم دیکھا ہوگا نوشہ بعد گرد و فر گلگون زریں سُم پر سوار تھا چہرہ سے دبدبۂ خسروی نمودار تھا۔ ؎

فرزانہ تھے فلک شکوہے
دانش منشے خرد پژوہے
للفش بہار شادمانی
فرش بہ جوم مہربانے

اور شبدیز سبک خیز کی اٹھکیلیوں کا حال کچھ نہ پوچھیے جو لانیوں پر تھا۔ ؎

بہجستنی حور سامر سے
بہدوستے حور گیسو دمے
تنگ خیز لش خندہ زن بر نسیم
کہ در جنبش انگیز د از گل شمیم

ہم از بادِ صبح سبک خیز تر
ہم از نکہتِ گل دلاویز تر

ہر سمت عیش و طرب کا سامان ہر در و دیوار نور افشان جامہ دری کی بہار تھی عروس باغ پر نکھار نو بہار اور جوش جنون۔

پیچھے ایک ہاتھی پر شہدون اور غربا کے لیے ایک شخص روپیہ لٹاتا آتا تھا اور شہدے غل مچاتے تھے کہ لالے او نواب تیرا باپ تو زر دبیٹ کرتا تھا تو سفید بیٹ کرتا ہے مطلب یہ کہ نوشہ کے دادا نے ایک دفعہ اشرفیان لٹائی تھین یہ اسکا حوالہ دیا۔ صدہا شہدا ساتھ ایک ایک پر دس دس گرے پڑتے تھے اور جان پر کھیل کے باہم لڑتے تھے وہ شور کہ کان پڑی آواز کا سننا محال تھا۔ ابے اِدھر ابے ادھر۔ او موذی ۔ ابے تجھ سے اللہ سمجھے جو کچھ بچا لے جائے او کنجوس ۔ خیر دولہا دلہن دعا مانگتے جاتے ہین کہ الٰہی کہین جلدی سے سویرا ہو اور سویرا ہوتے ہی شام ہو جائے۔ کہین لیلی شب صورت دکھائے بغل گرم اور دل شاد ہو۔ گھر آباد ہو۔ ثریا بیگم ہاتھ آئین ۔ نصیب جاگ جائین قرملت معشوق ہو اور ہم ہون ۔ ؎

جادو صفتے منم فریبے
نگذاشتہ در جہان شکیبے

اور دلہن یہ دعا مانگتی تھی کہ یا خدا کہین اس جھنجھٹ سے چھٹکارا پاؤن تو لطف زندگی اٹھاؤن اتنک ہمیشہ مصیبتین ہی جھیلی ہین کچھ اور دنون تو گوشہ عافیت مین امان پاؤن مگر خدا کا شکر کہ پڑھا لکھا اور شائستہ اور خوبرو شوہر پایا

در حسن و دلبری یگانہ
حسنے و بہار دلفریبے

در عشق بہ ہیدلے فسانہ
عشقے و جہان جہان شکیبے

سہانا سمان تو تڑکا۔ سپیدۂ صبح نمودار ہی ہونے کو تھا اور جو سنے تھی درجۂ اعتدال پر ہوا مین نہ اسقدر برودت کہ انسان ٹھنگر بنجائے نہ اسقدر حرارت کہ انسان تھک جائے جو شے تھی اعتدال پر تھی چمنستان اور گلزار پر بہار اور لالہ زار اور باغ و راغ سب پر جوبن تھا۔ ایک سے ایک بڑھکر۔

طاؤس چمن بجلوہ سازی
خضرائے زمین شگفتہ گل گل
سنبل کف پائے سرو بستان

بلبل ز جنون بشعلہ بازی
در سایۂ گل و مہک سنبل
خلخال بپائے نو عروسان

گلبرگ چکاند چشمۂ نوش
فوارۂ غنچہ آتشین جوش

بوئے گل خاطر آویز۔ رائحہ باغ مشک ریز۔ عاشق شاد کی بغل مین معشوق پریزاد۔ خزان روپوش ہے۔ ہنگام نوشا نوش ہے۔ ؎

خمن و سرو گل لالہ جوش در جوش

ریحان و بنفشہ دوش بر دوش

دریا دریا ز عنبر تر
صحرا صحرا ز مشک اذفر

یہ وہی ثریا بیگم ہین جو ابھی کل تک ادھر ادھر ماری ماری پھرتی تھین جنکا ساری خدائی مین ٹھکانا ہی نتھا اپنا نہ پرایا۔ جنکو معلوم نتھا کہ کہان جائین اور کس کے پاس رہین اور کیونکر زندگی بسر کرین اور وہی ثریا بیگم آج اِس ٹھسے سے دُلہن بنکے بیٹھی ہین ۔ اور اِس کر و فر سے اُنکی برات آئی ہے مفت کی مان بھی اُنکو ملی اور مفت کا باپ بھی اُنھون نے پایا اور مفت کی بہنین بھی ہاتھ

آئین - کبھی چند روز اچھی طرح سے ایک مقام پر نہیں جمنے پائین مزاج مین وحشت انتہا سے زیادہ تھی اور جنون کے ہاتھ بک گئی تھین دو دن ایک مقام پر رہین مگر جنون کے آتے ہی وہ مقام بھی چھوڑا - ؎

پھر چلے دامن صحرا کی طرف آئی بہار
پھر ہوا جوش جنون دست و گریبان ہمسے

کبھی اس درجہ عفت نے مزاج مین دخل پایا کہ حورین انکے دامن پر نماز پڑھین اور اچھے اچھے صلحا انکی پاکدامنی کی قسم کھائین اور کبھی وحشت نے یہ پٹی پڑھائی کہ زنان بازاری کی طرح رہنے لگی - ؎

کیا خوب مزاج کا طریقہ ہے واہ | کہ صنو گے رہزن گم کردہ راہ
اے بندہ نواز یہ تلون کیسا | لاحول و لاقوۃ الا باللہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ عین صغر سنی کے عالم مین اس بت ناداں کے خود مطلب والدین نے ایک پیر فرتوت کے ساتھ اسکی شادی کردی تھی صرف اس طمع سے کہ بوڑھا مالدار ہے آج مرا کل دوسرا دن مرنے سے دولت ہمارے حصے مین آئیگی - چین کرینگے - بوڑھے میان نے شادی کے دوسرے ہی دن شہر چھوڑا اور بیوی سے کہہ گئے کہ مین جوانی کی نکر مین جاتا ہون خدا نے چاہا تو بہت جلد آؤنگا - ثریا بیگم تو ایسا دولہا چاہتی تھین جیسے نواب صاحب ہین جوان خوش رو خوش وضع پیر مرد سے انھین لطف کیا آتے تو کہا اللہ کرے بہت جلد واپس آؤ مگر دل مین دعا مانگی کہ کل مرتے ہو تو آج ہی مرجاؤ خیر ایک تو یہ زمانہ تھا اُسوقت مین بھی ثریا بیگم مغموم و ملول تھی کہ بڈھا بہت چار برس چھ مہینے - سو وہ ابھی بچیا ئی سے پھر اسکی دولت ہماری ہو جائیگی اسکے بعد ثریا بیگم نے رنگ بدلا - ثریا بیگم سے بی اللہ رکھی بھٹیاری ہوئین - سرا مین رہنے لگین میان آزاد پر عاشق ہوکر نکاح کی خواستگار ہوئین کچھ عرصہ تک سرا مین رہین بعد ازان پھر رنگ بدلا - آزاد کے فراق مین جوگن ہوگئین اس حالت مین بالکل یکہ و تنہا - یک بینی و دوگوش سب سے الگ تھلگ رہنے لگین - یہان ایک وحشی نے ایسا ناک مین دم کردیا کہ بھاگتے ہی بن پڑی اور استانی جی کے ہان رہنا شروع کیا - استانی جی کی تعلیم و تلقین نے انکے دل پر بڑا اثر کیا مگر تھانہ دار کی لاگ ڈانٹ کے سبب سے اس بیچاری کو یہان سے بھی بھاگنا پڑا اب شبو جان کا خطاب پایا ناظرین کو سلار و خدمتگار اور وہ رونیو ایجنٹ یاد ہونگے - وہان سے بھاگین - چوڈن اور ڈاکوون کے پالے پڑین یہان بیگن کے نام سے مشہور ہوئین پھر ایک پولیس انسپکٹر سے سابقہ پڑا آخرکار پادری صاحب کے ہان آئین اور مس پالین نام ہوا -

ان سب باتون کے بعد نواب ثریا بیگم شوخ کی شادی ایک امیر ذوی الاحترام و عالی مقام کے ساتھ قرار پائی اور وہ دلہن بنی سر جھکائے ہوے بیٹھی ہین اس دور سے انقلاب یہ وہی اللہ رکھی ہین جو سرا مین بیحجاب رہتی اور شہر بھر کے چکر لگایا کرتی تھین اور جو آزاد کے عشق کا دم بھرتی تھین یہ وہی شبو جان ہین جو ریونیو ایجنٹ کے ہان سے شب کو بھاگی تھین یہ وہی جوگن ہے جو میدان بیابان مین بالکل اکیلی رہتی تھی اور جسکے یان ہر قسم کے مرد اور عورتین بے دھڑک آیا کرتی تھین اسمین ثریا بیگم

آج حیا کے سبب گردن نیہوڑا کے سر جھکا کے بیٹھی ہین لہو
سامنے شہزادیان اور نواب زادیان اور امیر زادیان
چہل کر رہی ہین۔ نہ نواب صاحب خرکار کے بیجاتے نہ
ثریا بیگم اس درجے کو پہونچتین۔ اِدھر نواب صاحب
گھوڑے پر سوار تزک و احتشام کے ساتھ آتے ہین۔
اِدھر یہ دلہن بنی ہوئی آن بان سے بیٹھی دل مین دعا
مانگ رہی ہین۔ ؎

وان لف نے کھائے پیچ پر پیچ — طرفہ کلغی یہ ہان تھا سر پیچ
آنچل ہوے وان نقاب عارض — سہرا ہوا یان حجاب عارض
وان گل سے بہار بوستان تھی — آرایش تخت گل یہان تھی
بادل سے وہ وان گرج رہی تھی — یان جھوم سے باجے بج رہے تھے

الماس کے وان تھے جھاڑ فانوس
یان جلوہ فروش تخت طاؤس

ثریا بیگم کے دل مین طرح طرح کے خیالات آتے تھے یا خدا کہین یہان کسی کو نہ معلوم ہو جائے کہ یہین پالین ہے یا خدا کوئی یہ نہ سن سکے کہ سرائین اس نے بود و باش اختیار کی تھی تہبڑ بڑی فضیحتی ہو۔ یا الٰہی کسی کو کانون کان نہ معلوم ہو کہ بھٹیاری اسدرکھی اسی کا نام ہے۔ ہے ہے ایسا نہ کوئی اُس زمانے کی جان پہچان آجائے۔ ہے ہے مین تو پھر کسی مصرف ہی کی نہ رہون۔ پھر تو کہین کی نہ رہون ادھر کی رہون نہ ادھر کی رہون یا خدا مجھ کو بچا لے شادی ہو جائے پھر جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا۔

نازک ادا بیگم کی چھوٹی بہن مہر سیما جو اپنی سسرال سے برات کے ٹھاٹھ دیکھ کر آئین تو تعریف کے پل باندھ دیے محفل مین آن کر کہا باجی جان ایسی برات واللہ کبھی آج تک دیکھی نہ تھی۔ ملاار جب مین فنس سے اُترو انے آئی تو ہاتھ جوڑنے لگی کہ مین بھی وہان سے جا کے برات دیکھ آؤن سانڈنی سوار اتنے ہین کہ مین کیا کہون سب سانڈنیون کے پانوءن مین گھونگرو۔ اور تلنگون کی کئی کمپنیان ہین کالی کالی وردیان جیسے دشمنون کا منھ کالا ہو اونچی اونچی جھنڈیان جیسے براتون کا بول بالا ہو باجے والون کی بہت سی برادریان ہین اور لونڈے [illegible] وردیان پہنے بیٹھے ہین کڑم دھم کڑم دھم کر رہے ہین آواز دُہل و قرنا افزوہ کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اور ایک نئی بات دیکھی کم سن کم سن چھوکریان مزدور ہیجڑے ہاتھ مین کنول ہین اور اسقدر کی تیز اور صاف روشنی ہے کہ مین کیا کہون نظر نہین ٹھہرتی تھی اور ہاتھیون پر شہر بھر کے شہزادے ہین۔ شاید ہی کوئی آج نہ آسکا ہو۔ ؎

بھالے والے بہت سجیلے جوان — برچھی بردار سب نکیلے جوان
ہاتھیون پر امیرون سارے — جیسے فیل فلک پہ ستارے
امرا شاہزادے سب ہمراہ — جلوہ گر آئین اسطرح و شاہ
جیسے گل بلبلون مین فوج مین شاہ — شمع پروانون مین ستارون مین ماہ

حشمت۔ تو بڑی دھوم سے برات آئی ہے کیون۔
مہر سیما۔ برات کیا ایک طلسمات کا سمان نظر آتا ہے۔
آسمان۔ اور دولہا کیسا ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ بہن۔
مہر سیما۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ ایسا خوبصورت دیکھا نہ سنا۔ سینہ جیسے شیر کا۔ کمر چیتے کی سی۔ آنکھ بالکل ہرن کی سی ہزار دھزار مردون مین ایک دیکھنا کیسا جوان ہے

آسمان۔ مجھ چھٹ اور سب کے سب آج نیر جان دینے لگین جسپر فرمایشی قہقہہ پڑا حشمت آرا نے منع کیا کہا واسطے خدا کے اب یہ باتین رہنے دو۔ دولھا کی بہنین سب آ گئی ہین اب ذری اِن باتون کو تہ کر رکھو۔

آسمان۔ ایلو یہ خوش۔ اے بی تم تو بات کرتے زبان کاٹتی ہو۔ واہ وا صاحب اے جب کی سند ہے کہ خود تمہارے کلیجے پر چوٹ لگے۔ اور بہنوئی کے گھر نہ جاؤ تب کی سند ہے جی دل لگی نہین ہے۔

حشمت۔ بڑی بے دھڑک اور منہ پھٹ ہو بہن جو منہ پر آیا بک دیا اور جو مین ابھی کچھ کہون تو آپ بے مزا ہون۔

آسمان۔ وجہ۔ بے مزا کیون ہونے لگے۔ ہم تو خدا لگتی کہتے ہین۔ چاہے کسے باشد۔ صاف تو یہ ہے حشمت بہو نے سمجھایا اور ہاتھ جوڑے کہ للہ اسوقت نہ ہنساؤ کام کا وقت ہے پھر کل دن بھر ہنسا کرنا کیا ہے۔ نازک ادا بیگم بولین اچھا خیر خاطر ہے تمہاری تم بھی کیا یاد کروگی یہ شیخی خوری میرے مزاج مین نہین ہے۔ سچ کہتی ہون جو اپنی والی پر آئی تو ایک کام نہ کرنے دونگی۔ اے سنو تو بہن۔ یہ خورشید بیگم کو تو ہم نے آج دیکھا کیا صورت پائی ہے۔

حشمت بہو نے کہا مین ہزارون باری دیکھ چکی ہون دونون بہنین اچھی ہین۔ اللہ اُنکے بھائی کے حُسن کی تو شہر بھر مین تعریف ہے۔ جسکی زبان پر دیکھو اُنکی توصیف ہے۔ نازک ادا بیگم نے گلوریان کھا کر سب کو صلاح دی کہ چلو اب چل کے محفل مین بیٹھو۔ سب کی سب اٹھ کھڑی ہوئین

نازک ادا۔ اِسوقت ہم تو یہ فرمایش کرینگے ڈومنی سے

طلب ہے تا ہو شانہ گیسے کو یاد کرتے ہین	خدا جانے یہ آرایش کرینگی دل کس کس کا

آپ سنئے کہ اِدھر برات دروازے کے قریب آئی اور اِدھر دُلھن گر پڑی اور بیہوش ہوگئی۔ مغلانیان مامائین اصیلین آتو دوا جی خواصین اور بیگیات سبنے دُلھن کو گھیر لیا ارے خیر تو ہے یہ ہوا کیا۔ کوئی پانی لائی چھینٹے دیے کسی نے عطر۔ کسی نے مٹی پر پانی ڈال کے سنگھایا مگر ہوش نہ آیا۔ دلھن کی مان گھبرائی ہوئی اِدھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی

حشمت۔ اے یہ ہوا کیا انا جان۔ یہ ہوا کیا۔

نازک ادا۔ ابھی خاصی اچھی بھلی تھین۔ غش آگیا۔

نواب بیگم۔ کیا کبھی غش آجاتا تھا پہلے بھی آتا تھا۔

راوی۔ یہ کس کو معلوم۔ پہلے یہ تو پوچھو کہ اسکے پہلے بھی گھر مین کسی نے ثریا بیگم کو دیکھا تھا اپنے مطلب کے لیے بیٹی بنائی کوئی اُنکے مزاج کا حال کیا جانے تجویز ہوئی کہ فوراً حکیم صاحب بُلائے جائین۔

دُلھن کا شہید خنجر ناز شہزادہ جمشید فرجوان طناز کے مرقد منور و مطہر پر سر کھولے ہوئے جانا۔ دولھا کا گلگون سنداں جگر پر آنا اور عروس حور وش کو گلے سے لگانا۔ ؎

گذشت عہد سموم و وزید باد خنک
ز جان بہ تن دگر از تن بجان مبارکباد

اور آپ سوز ہو تو اشنائی جی کی سی۔ یہ پیر زن آسمان مین تُکلی لگاتی تو عجب کا مقام تھا اُنکی دوربینی کے صدقے۔ گمراہو نکے لیے خضر تھین مار گزیدہ کو تریاق اور عاشق کو وصل معشوق سیم ساق سے وہ تسلی نہوتی جو انکو

نصائح دلپذیر اور پند سودمند سے سپہر آرا بیگم کے قلب کو حاصل ہوئی۔ شہر بھر کی راے تھی کہ سپہر آرا بیچاری تاب فراق نہ لائے گی سسک سسک کے شہزادے کی یاد مین جان گنوائیگی۔ کسیکو اس نوخیز امیرزادی کی زندگی پر ترس آتا تھا۔ کوئی بڑی بیگم کی پیرانہ سالی پر رحم کھاتا تھا۔ کسی کو اس پری پیکر کے حسن خدا آفرین اور ادا دلنشین کا خیال تھا کسی کو اس رشک قمر کی بیقراری اور اختر شماری کا قلق تھا۔ کوئی آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا۔ کوئی رو رو کے آنکھین کھوتا تھا۔ چھوٹے بڑے بوڑھے بالے بڑھے سب کو یقین تھا کہ یہ بیچاری مصیبت کی ماری اب کوئی دم کی مہمان ہے کسی کی جرات نہین ہوتی تھی کہ سپہر آرا کو سمجھائے یا تسکین دے ڈرتے ڈرتے اگر کسی نے تشفی دی بھی تو وہ اور بھی زار زار روتی اور کہتی کہ کیا اب تمہاری یہ مرضی ہے کہ مین دل کا بخار بھی نہ نکالون اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کے مرون ہاے کیسے سنگدل لوگ ہین

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

لیکن واہ ری اُستانی جی بڑے گاڑھے وقت آڑے آئین سپہر آرا تو کسی کے فرشتے خان کی بھی نہ سنتین۔ یہ کسیکی مانتی نہ تھین مگر مانا تو اُستانی جی کو۔ خدا جانے اُنھون نے کیا افسون پھونک دیا کہ ہر ایک بات مان لی۔ واللہ اعلم کیسا منتر پڑھا کہ انھین کا دم بھرنے لگین۔ جو کچھ حکم دیا اسپر بخوشی عمل کرنے لگین۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ دو دن برابر سپہر آرا بیگم قلعہ معلی تشریف لیگئین اور گلہاے نوشگفتہ اپنے گورے گورے ہاتھون سے توڑ کر اپنے عاشق دلدادہ کی قبر پر چڑھائے۔ کبھی دریاے غم جوش پر آیا تو تربت عنبرین کو جوے اشک اضطراب فروش سے تر کر دیا اور کبھی پیارے پیارے ہاتھون سے قبر کو پھولون کی بوباس سے معطر کر دیا کبھی جھک کر سرہانے کی سمت سے پیار سے بوسے لیے۔ کبھی بزور الم کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دعا مانگی کہ اے میرے خدا بحق رسول و آل رسول میرے شہزادے بہادر کی صورت دکھا دے اور کچھ نہین تو مجھ نصیبون جلی کو اس سوختہ داغ ہجر کی کفن کی خوشبو ہی سنگھا دے اے پاک پروردگار میری آرزو بر لا خواب ہی مین اسکی صورت زیبا دکھا

پیاسا ہون ساقیا مے کوثر کا خم لیے
بھر دے خدا کی راہ مین کاسہ فقیر کا

کبھی آپ ہی آپ مسکراتی کبھی ہنس دیتی تھی۔ کبھی قبر کی چٹ چٹ بلائین لیتی تھی۔ ایک آنکھ سے ہنستی ایک آنکھ سے روتی تھی کبھی انتہا کی محظوظ کبھی کمال مغموم ہوتی تھی اعزہ اقربا دنگ کہ یہ کیا ماجرا ہے کسی نے کہا دماغ مین مارے رنج کے خلل ہو جائیگا۔ کسیکی راے تھی کہ طائر روح شکار شہباز اجل ہو جائیگا۔ تیسرے روز حسب معمول اُستانی جی نے جو اس گم کردہ راہ کے دل کے ساتھ خضر فرخ پے کا کام کرتی تھین۔ سپہر آرا اور اُنکی بہنون کو ساتھ لیا گھبی پر سوار ہوئین اور دم کے دم مین داخل قلعہ معلی ہو کے تڑکے وہان پہنچین۔ ہری بھری شاخون پر طیور ذی شعور غزلخوان۔ طاؤسان زمردین پر و بال صحن گلشن مین رقصان۔ شمشاد پر قمری سرو پر فاختہ رشک زن گلبن پر گل گلون پر جوبن نسیم غالیہ بار سن سن چل رہی تھی

دایۂ بہار بوستان کے نونہالان چمن کو آہستہ آہستہ پنکھے جھل رہی تھی ۔ ؎

بہار در چمن انداز گل فشانی کرد
بشاخ نخل تمنا ثمر مبارک باد

سپہر آرا بیگم پائنچے اُٹھائے ہوئے روشون کی سیر کر رہی تھین ۔ گلون پہ ہجوم عنادل دیکھکر ایک مقام پر کھڑی ہو گئین اور اُستانی جی کی طرف مخاطب ہو کر کہا اُستانی جی ۔ اِن بلبلون کی خوش قسمتی پر ہمین رشک آتا ہے اپنے اپنے معشوق کو بغل مین لیے کس مزے سے بیٹھی ہین ساری خدائی کے جھگڑون سے سروکار نہین ۔ قید رنج سے آزاد ۔ بغل مین معشوق ہو رنز ادیم عاشق کا دل کیون نہ شاد ہو اور ایک ہم ہین اللہ نہ کرے کہ ایسا کوئی بھی نامُراد ہو ۔ ؎

لگائے سینہ کھڑی ہے نامرادی
تمنائے دلی نکلے کدھر سے

مگر واہ مین تو اِس کشتۂ خنجر فراق کی قائل ہون کہ مرگئے دم تک اُف بھی نہ کی ۔ جوانمردی اسے کہتے ہین اور استقلال اِسکا نام ہے بلبلون کو دیکھو کسقدر دھوم مچاتی ہین ایک ذری سے درد مین انسان تڑپنے لگتا ہے نہ کہ زخم کھائے اور لب تک نہ ہلائے اور مرتے دم کلمہ زبان پہ لائے اور جان آفرین کو جان شیرین سونپ کر اِس مُشتی جوانی مین اُٹھ جائے ۔ ؎

بات رکھ لی وہ اِنکا م سے مرتے مرتے
نہ لب پہ کچھ زبان پر شکایت آئی

اُستانی جی نے کہا ۔ بیٹا ۔ دنیا اسی کا نام ہے بلبل کی نغمہ سنجی اور مستی ترانہ سنجی اور جنون پرستی بھی دو روزہ ہے فصل خزان آئی اور اُسکے خرمن دل پر بجلی گرائی ۔ دو دن بہار کے تو دس دن پت جھاڑ کے کوئی بھی اس جہان فانی مین ایسا ہے جو سدا خوش ہی رہا ہو ۔ کرورون مین ہزارون مین نہین تو ایک ایسا ڈھونڈھ نکالو جہان گل ہو وہان خار ہے ۔ تو ام خزان و بہار ہے یہ سب انسان کے دل کے ساتھ ہو ورنہ کس کی خوشی اور کہان کا غم دونون یکسان ہین دو دن کی زندگی حباب سے بھی زیادہ بے ثبات ہے ۔ پس یہی ترجیح کی بات ہے آج دیکھتی ہو کہ ہر روش مین گل خندان ہین ۔ ہر کیاری مین بلبلین شادمان ہین ۔ ہر شاخ پر طیور چہچہے زنان ہین کل دیکھو تو نہ گل ہوگا نہ بلبل ۔ نہ جوش بہار نہ ترانۂ ہزار ۔ خزان کا عمل ہوگا اور ہر شے خار سے بھی زیادہ خشک نظر آئیگی ۔ سپہر آرا کے دل پر اِس نصیحت نے بڑا اثر کیا اِس گل نصائح کی شمیم روح افزا نے اُنکے دل و دماغ کو معنبر کر دیا جب ذرا تشفی اور تسلی ہوئی ۔ تو حسن آرا بیگم کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا باجی جان تم تو دعا کی قائل ہی نہین ہو ورنہ مین ہاتھ جوڑ کے عرض کرتی کہ خدا اسے پاک سے دولہا بھائی کے واپس آنے کی دعا مانگو ۔

اب ہم آزاد نہ کہین گے ۔ دولہا بھائی کہا کرینگے ۔

حسن آرا نے دانتون کے تلے اُنگلی دبائی اور کہا ہائے خدارا اب ایسا نہ کہنا ۔ بہن زمانہ کا حال دیکھتی جاتی ہو کہ فلک سے کیسے انگارے برس رہے ہین دم کا کیا بھروسا آج موئے کل دوسرا دن ۔ آزاد کو خدا صد و سی سال کی عمر عطا کرے جہان ہون خوش ہون اور جہان رہین خوش رہین ۔

سپہر آرا نے بات ٹال کے تھوڑی دیر کے بعد پھر اُسیکا اعادہ کیا ۔ مگر اَبکی اور طرح پر ظاہر کیا کہا باجی جان ایسے مین

اگر دولھا بھائی آجائیں تو ہمارا دسوہ ل ذرا دور ہو۔ اور اللہ نے چاہا تو آیا ہی چاہتے ہیں صبح و شام داخل ہی ہوا چاہتے ہیں۔ یا خدا جلد اصورت دکھا دے۔

حسن۔ آج ویسی خنکی نہیں ہے جیسی کل سویرے تھی۔

سپہر۔ دن تو کل بھی ٹھنڈا تھا مگر آج ذرا کم خنکی ہے۔

حسن۔ کسی دن اماجان کو بھی لائینگے جو وہ منظور کر لیں۔

سپہر۔ ہم کہدینگے۔ میں بڑا اصرار کرونگی کہ چلیے کل سویرے سویرے آجائیں اور ٹھنڈے ہی ٹھنڈے یہاں سے روانہ ہو جائیں۔

استانی۔ کل نہیں پرسوں سعد اکبر ہے پرسوں ساتھ لیتی آنا۔

سپہر۔ استانی۔ اگر میں یہیں ہفتہ دو ہفتہ رہوں تو کیسا۔

استانی۔ بیٹا۔ تم ہو کس فکر میں جمعرات کے دن دیکھو تو اللہ نے چاہا کیا ہوتا ہے پرسوں ہی تو جمعرات ہے۔ بس آج کا دن بھر اور کل کا دن۔ دو دن بات کرتے کٹتے ہیں ہے کہ نہیں۔

سپہر۔ خوشی کا تو ایک مہینا بھی کچھ نہیں معلوم ہوتا مگر رنج کی ایک رات پہاڑ ہو جاتی ہے۔ رنج کی ایک گھڑی کاٹے نہیں کٹتی۔ اچھا دو دن یہ بھی سہی۔ شاید آپ ہی کا کہنا سچ نکلے۔ خدا سے۔

حسن۔ استانی جی جو کہیں گی سمجھ بوجھ کے کہیں گی۔ بے سمجھے بوجھے نہ فرمائینگی۔ شاید اللہ کو اس غم کے بعد خوشی دکھانی منظور ہو۔

سپہر آرا ایک کیاری میں جاکر پھول توڑنے لگی گلہائے نو دمیدہ کی بوباس سے شام جان معطر ہو گیا تھا دو کنگا جمنی اچھوتی تشتریاں دونوں ہاتھوں میں تھیں ایک تشتری سبزے پر رکھدی اور پھول توڑ توڑ کے دوسری میں رکھنے لگی۔ حسن آرا اور بہار النسا حسرت سے اس خستہ گلفام صید مصائب آلام پر نظر ڈالتی تھیں روح افزا اور استانی جی علیحدہ باتیں کر رہی تھیں۔

جب سپہر آرا اپنے دست نازک سے پھول توڑ چکی تو استانی جی نے کہا پہلے یہ پھول بیجاؤ پھر اور توڑنا۔ جلدی کیا ہے۔ سپہر آرا تشتری لیکر قبر کی طرف چلی۔

حسن۔ آج پھولوں میں بڑی خوشبو ہے۔ واہ واہ واہ

روح۔ میں اتنی دور کھڑی ہوں مگر دماغ بس گیا۔

استانی۔ سویرے کا وقت ہے ہوا کے جھوکوں سے خود خوشبو آتی ہے اور پھول بھی ابھی کے ٹوٹے ہوئے ہیں۔

روح۔ انگریزی پھولوں میں ذرا بھی خوشبو نہیں آتی۔

حسن۔ مگر دیکھنے میں بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ خوشنما اور خوشرنگ۔

روح۔ جالی خربوزہ کس کام کا۔ خوشبو ہی نہوئی تو کیا

سپہر۔ پھول تو دو ایک روز ہنس بھی لیتے ہیں۔ مگر جو کلیاں بن کھلے مرجھا جاتی ہیں انپر بہت بڑی رقت آتی ہے۔

حسن۔ ہائے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

سپہر۔ بڑی رقت آتی ہے مگر یہ ہماری ہی حال کا نقشہ کھینچا ہے۔ مصرع

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

استانی۔ جو کھلے انھوں نے کیا پایا۔ وہ بھی مرجھا ہی گئے اور جو نہیں کھلے وہ بھی مرجھا گئے۔ بات تو جب تھی کہ پھول کھلتے تو پھر حشر تک نہ مرجھاتے۔ آج کھلے کل مرجھا گئے سوکھ گئے تو کیا ایسا ہی انسان کا حال ہے۔ مصرع

منزل بریں کاخ خستہ مہوا

دلا تا کے دریں کاخ مجازی ‖ کنی مانند طفلان خاکبازی

جن لوگوں نے کبھی کوئی غم نہیں دیکھا وہ بھی آخر میں جان بحق تسلیم ہوے اور جن لوگوں نے دیکھا وہ بھی ایکدن چل بسے

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ‖ رفت و منزل بدیگرے پرداخت

انسان یہ سمجھتا ہے کہ کبھی موت آنے ہی کی نہیں۔ مکان بنوائیگا تو سوچے گا کہ خدا کرے ہزار برس تک اِسکی بنیاد ایسی ہی رہے کہ جب نہ ہوا ئیگا تو ایسے جو برسون کی خبر لائین روپیہ صرف کرتے ہوے جان نکلتی ہے کہ ایسا نہو پھر اسی زر کے سبب سے محتاج ہون پریشانی مین زندگی بسر کرین لیکن یہ خبر ہی نہین۔ کہ ع

سب ٹھاٹھ پڑا رہجائیگا جب لاد چلیگا بنجارا

سب سے اچھے وہ طیب النفس لوگ ہین جنکو رنج سے رنج نہ غم سے غم ہوتا ہے۔ اِنسے زیادہ خوش اور کوئی نہین اور جن لوگون کو دنیا کی زیادہ فکر ہے اُن دنیا پرستوں کو سب سے زیادہ رنج ہے سب سے اچھے وہ جو خدا کی راہ پر مٹے ہوے ہین۔ ؎

دنیا طلبا چہ کو ہمت رنجوری ‖ عقبیٰ طلبا چہ کو ہمت مزدوری
مولیٰ طلبا کہ داغ مولیٰ دارد ‖ در ہر دو جہان مظفر و منصوری

دوست اور دشمن دونون کیساتھ بلطف و نرمی پیش آئے کسی کا کبھی برا نہ چاہے۔ اپنے پرائے سب سے مل کے رہے اور کسی کا دل نہ دکھائے اس سے بڑھکر کوئی مذہب نہین ہے

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرفست ‖ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

جسوقت سپہر آرا بیگم اپنے پیارے ہاتھ مین طشتری لیکر قبر کیطرف اٹھلاتی ہوئی گئین اُنکے دل کا عجب حال تھا۔ کبھی سوچتی تھین کہ یا خدا مین اسوقت شہزادہ ہمایون قدر کی قبر کے پاس کھڑی ہون وہ شہزادہ جسکو مین دل و جان سے عزیز رکھتی تھی جو میری روح سے زیادہ مجھے عزیز تھا جسکو مین پیار کرتی تھی جسنے مدتونکی کوشش کے بعد وہ سعید دن پایا کہ دولھا بنے ہوے اشہب صبا رفتار پر سوار دلھن کے ہان آتا تھا مگر خلعت کے عوض کفن پہنایا دلھن تاج کے عوض سر کھولے ہوے مرقد منور پر آئی۔ کہان بناؤ چناؤ کے ساتھ دلھن بنی سر جھکائے بیٹھی تھی کہان اُسکی نعش بے کفن پر آئی۔

جس سے ملنے کی برسون سے آرزو تھی ہاے جیغہ الگ سرپیچ جدا خلعت ہے خون کے شرابور ہے ہین دونون ہاتھون مہندی لگی ہوئی اور اُسی ہاتھ سے خون کا دریا روان ہو تو آٹھ آٹھ آنسو رونا آئے یا نہ آئے۔ لوگو کسینے آجتک بھی دیکھا ہے کہ دلھن اپنے پیارے دولھا کی لاش کو دیکھے۔ شہزادہ بہادر خدا کیلیے کچھ تو جواب دو تم نہین سے مجھے قتل کر گئے ہین زندہ درگور ہون۔ تم مجھ سے اچھے ہو ہاے تمھین یہ بھی نہین معلوم کہ سپہر آرا کے دل پر کیا گذر رہی ہے۔ کون سپہر آرا۔ وہ سپہر آرا جسکے دیدار کے لیے تم ہمایون مالی بنکر آئے تھے یاد ہے کہ تم نے ایک گلدستہ مجھے دیا تھا مین تو اُسیدم سمجھ گئی کہ ہمایون مالی نہین کوئی شہزادہ عاشق مزاج ہے کوئی ایسا فلک بارگاہ ثریا جاہ شہزادہ ہے جسکے تیر نگاہ نے میرے دل کو نخچیر کر دیا جسکے سرو قد نے مجھے فاختہ بنایا۔ وہ گل تم مین بلبل وہ شمع تم مین پروانہ۔ وہ شمشاد تم مین قمری ساور اُسکی قبر کے پاس مین کھڑی ہون۔ لوگو میرے دل کو کیا ہو گیا۔ ہے ہے جو تم کبھی کوئی اتنا بھی کہتا کہ ہمایون فر تجھے داغ حسرت دیجائینگے تم چھوڑ کے جنت کو سدھارین گے تو مر جاتی کانون سینہ مین آتش مشتعل ہے کہ جسکو ہم پیار کرتے تھے وہ

حوروں کی بغل میں ہو۔ حوریانِ جنت اس سے بغل گیر ہوں اور میں منہ تکتی رہ جاؤں۔ واہ ہمایوں فر واہ شرط محبت یہی تھی۔ مصرعہ۔

جانے بس خوب لطف آزمائی آپ کی

کیوں حضور کو گلے سے اشارہ بازی اسی لیے ہوتی تھی کہ دغا دے جاؤ گے۔ نیل کوہِ شکوہ پر سوار ہو کر اسی غرض سے آئے تھے کہ خون رلاؤ گے عباسی کے ہاتھ اور زبانی پیام اسی سے بھیجے تھے کہ ایک دن اپنی قبر پر بلاؤ گے مگر میں تو اپنی سنگدلی اور سخت جانی کی قائل ہوں کہ بخار تک نہ آیا۔ کس کس صفت کو یاد کر کے میں روؤں رزم میں بہادر جنگ بزم میں اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ؎

تیغش آن برق کہ خون بار است	دستش آن ابر کہ زر افشان است
ذات او عقل مجسم آمد	رائے او صائب و محکم آمد
نور قلبش ز علوم نافع	مہر جرأت ز جبینش ساطع
سرورِ لشکر اہل اسلام	روح در پیکر اہل اسلام

ایسا شاہزادہ فریدون مرتبت دارا منزلت اور اسطرح دنیا سے اٹھ جائے۔ لوگو اتنا بتا دو کہ دنیا میں انسان کے لیے وہ کون صفت ہے جو اس بیچارے میں نہ تھی وہ کون نعمت ہے جس سے ہمایوں فر محروم تھا۔ اخلاق۔ فیاضی۔ سخاوت۔ ہمت۔ علم۔ فضل۔ حیا۔ وفا۔ ایک ہو تو اسکو روؤں۔ کس کس کو روؤں یا میرے پروردگار

چشم او بود حیا آلودہ	دل او بود وفا آلودہ

مگر اب وہ آنکھ ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی ہاں اے غدر البتہ کھو گئی کہ حباب تک باقی ہے مجھے کیا ہو گیا۔ ہمایوں فر کو ادھر میں دکھیا بدبخت بیوہ فاکہوں اُف اُف مگر میرے استقلال اور ضبط کو خدا ہی جانتا ہے۔ ؎

یہ غم سے پیٹی کہ بس نیلا کر دیا منھ کو	ہو یہ روئی کہ گلا گھٹ گیا منھ کو

گر نہ نالہ کیا سستر ہے سیا منھ کو
بنے کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو

رونے سے تو ناچار تھی۔ رونا تو ضبط نہ ہو سکا اور کیونکر ضبط ہوتا جب دل کباب ہو جائے۔ تو بو کیوں نہ بلند ہو۔ گھر بنے کی لاش پر بے حجاب دیرا گلندہ نقاب گئی اور اس نعش بے کفن اس نعش خونین اس نعش گلگون کی سیکڑوں بلائیں لیں۔

سپہر آرا فرط جنون سے یہ کہہ رہی تھی کہ دفعۃً ایک مرغ زمردین پر و بال گنبد مزار شہزادہ فرخ گہر پر آن بیٹھا اور چہکارنے لگا سپہر آرا نے اس طائرِ ذی شعور کو دیکھکر یہ شعر پڑھا۔ ؎

نوائے کبوتر بام حرم چہ میدانی
طپیدن دلِ مرغان رشتہ بر پا را

اس شعر کو ایسی حسرت سے سپہر آرا نے ادا کیا۔ کہ استانی جی تک کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور حسن آرا اور روح افزا تو ڈاڑھیں مار مار کر روتی تھیں بہار النسا سکتے کے عالم میں تھی روتی تھی نہ کچھ کہتی تھی سپہر آرا نے ہنسکر کہا واہ استانی جی واہ کہاں تو مجھکو سمجھاتی تھیں اور کہاں خود رونے لگیں۔

استانی جی کے دبیر اس تقریر کا ایسا اثر ہوا کہ سپہر آرا کو گلے لگا لیا۔ اور ایک گھنٹے تک سمجھایا کئیں۔ سبزۂ نو دمیدہ پہ دونوں بیٹھ گئیں سپہر آرا سر جھکائے ہوئے انکی نصیحت سنا کی۔

تھوڑی دیر کے بعد استانی جی نے حال یون صاف صاف بیان کیا۔

استانی۔ بیٹا جو وعدہ مین نے کیا اسکو پورا کرونگی۔

سپہر۔ استانی جی مین سچ کہتی ہون مجھے باور نہین آتا۔

استانی۔ اب صاف صاف کہون باور آئے یا نہ آئے بات نہ کاٹنا۔ آج کے دوسرے روز۔ توبہ۔ کل سے مطلب ہے۔ کل ہمایون فر تمہاری بغل مین نہ بیٹھے ہون تو سہی۔

سپہر۔ تمہارے منہ مین گھی شکر۔ خدا ہمچنین کند۔

حسن۔ کل بھی کچھ دور نہین ہے۔ جب اتنے دن تک صبر کیا۔ تو کل کون دور ہے۔ کل ہی آیا ہی داخل ہے۔

سپہر۔ باجی جان۔ کس ہوئی نگوڑی کو ذرا بھی باور آتا ہو اور جو کل بھی کچھ نہ ہو تو دل کے پرزے پرزے اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین گے انتظار کا بھی آخر ٹھکانا ہے۔ ع

ایسا کیا ضعیف غم انتظار نے	آنکھوں کو میرے بار ہے خواب گران تلک

حسن۔ کیون استانی جی دیکھا مین کیا کہتی تھی آپ سے۔

سپہر۔ پھر مجھ سے کوفت نہ کھایا جائیگا۔ ابھی علیل ہوئی تو مرض کی جڑ ہی گھر کر جائیگی۔ جالینوس بھی آئے تو جی چھوٹ جائے اور اس مجھٹ سے تو یہی بہتر ہے کہ موت آ جائے۔

ہون اس قدر الم سے نڈھالی ہوتی	شب ہجر انکی مرض سے سنبھلی ہوتی

ایک بوڑھی مغلانی نے آن کے تسلی دی کہا انشاءاللہ تو استانی جی کی بات صحیح نکلیگی۔ نمک کی قسم کھا کے کہتی ہون میرا دل گواہی دیتا ہے کہ شہزادہ بہادر حضور کی صورت ضرور دیکھینگے اور ہنسی خوشی شادی ہوگی۔ سپہر آرا نے مغلانی کیطرف دیکھ کر یون جواب دیا اے بوا کہ ہم تمہارا خیال ہے سست اعتقادی بھی تو کتنی ہے بھلا آج تک کسی نے یہ بھی سنا ہے کہ مردہ قبر توڑ کے نکل آئے۔ توبہ۔ توبہ ایسے ہم زمین مین دھنس جائینگی۔ یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ قبر کے پاس سے قہقہے کی آواز آئی حسن آرا کے کان کھڑے ہوے۔ سپہر افزا اور بہار النسا چونکین۔ استانی جی غور سے دیکھنے لگین مغلانیان متحیر کہ یہ قہقہہ کس نے لگایا۔ سپہر آرا نے مسکرا کر کہا یہ سنا تم کیسا بگڑ گیا۔ قبر سے آواز قہقہہ آئی یہی حیرت ہے مگر بس سنا نہین۔

ہمہ مو کشتہ ہون تیغ نرگس مخمور کا
ہر دہان زخم ہے یا خندۂ مستانہ ہے

قبر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کیون بندہ پرور خود تو ہنسئے اور ہمین رولائیے۔ ہنس ہنس کر رولانا حضور ہی کا کام ہے۔ اس خندہ زنی کا جواب اب کیا دون۔ کوئی سامنے ہو تو کہون۔ دغابازون سے کیکا بس نہین چلتا۔ بیوفاؤن کا کوئی کیا کرلے۔ اسوقت ہوا کے جھونکون سے سپہر آرا کی زلف پریشان اور بھی پریشان ہوئی جاتی ہے اور موے مشکبو شبرنگ گل رخسار کے بوسے لیتے تھے۔ ع

کھولدی ہے زلف کس نے پھول سے رخسار پر
چھاگئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر

استانی جی نے سپہر آرا کو سیکڑون واسطے دلائے۔ اے ہے خدا تم ان باتون کا کل تک ذرا بھی خیال نہ کرو آج کا دن تو کسی شمار قطار مین نہین ہے کل شب کو تم جہان آؤ اگر ہمایون فر دولہا بنے خلعت پہنے جیغہ سرپیچ زیب سر کئے تمہے نہ ملین تو

ہماری صورت سے نفرت کرنا اور کبھی ہماری بات کا ذرا بھی یقین نہ کرنا۔ دس بجے کے وقت استانی جی ان سبکو لیکر روانہ ہوئین گھر مین آئین تو بڑی بیگم نے کہا آج سویرے ادھر تمہاری گاڑی روانہ ہوئی۔ ادھر مہری نے آنکر کہا حضور ایک شاہ جی آئے ہین داروغہ صاحب فرماتے ہین کہ بڑے باکمال پہونچے ہوے فقیر ہین وہ تو ایسی باتین کہتے ہین جسے معلوم ہوتا ہے کہ شہزادے اللہ کی عنایت سے زندہ ہین۔

استانی جی نے کہا۔ آمین۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو سپہر آرا نے غور سے سُنا گو حسن آرا کی صحبتین فقرا وغیرہ کا اعتقاد جاتا رہا تھا مگر اہل الغرض مجنون مثل مشہور ہے غم والم نے انکو اس درجہ سراسیمہ کردیا تھا کہ شہزادے کی نسبت جو کچھ فرقہ کوئی سُناتا فوراً باور کر لیتین لیکن ظاہر مین آہ سرد بھر کر خاموش ہو رہتی تھین بڑی بیگم نے فقیر کی اسقدر تعریف کی کہ استانی جی نے نہایت مشتاق ہوکر اصرار کیا کہ شاہ جی پھر بلوا لیئے جائین انسے کہا جائے کہ پھر تکلیف کرکے تشریف لایئے بڑی بیگم نے کہا انکو تو مین نے خود نکالا ہے باہر گئے ہین استانی جی کے اصرار اور خواہش کے بموجب بڑی بیگم صاحب نے مہری کو حکم دیا کہ شاہ جی صاحب سے کہو کہ اگر تکلیف نہو تو ازراہ عنایت پردے تک تشریف لائین مہری نے ادب کے ساتھ عرض کیا حضور اگر تکلیف نہو تو ذرا ڈیوڑھی تک چلے چلیئے بڑی بیگم صاحب نے فرمایا ہے کہ شاہ صاحب سے جاکے کہو کہ صاحبزادی آگئی ہین وہ بھی اپنے کانون سے سن لین۔ شاہ صاحب نے کمر اوّن پہنے۔ تہ بند باندھا اور ڈیوڑھی پر آئے استانی جی اور بڑی بیگم اور سپہر آرا اور انکی بہنین اور بیش خدمتین سب پردے کے اسطرف کھڑی تھین۔

استانی۔ شاہ صاحب آپکو اسوقت بڑی تکلیف ہوئی مگر ہم کیا کرین۔ ہم ایسی ہی مصیبت مین گرفتار ہین اللہ کسیکو یہ مصیبت نہ دکھائے یا خدا سات دشمن کو بھی یہ دن نصیب نہو مگر اسمین انسان کا چارہ کیا ہے۔ ہان ایک بڑے کامل فقیر نے دعوی کیا ہے کہ کل کچھ خوشخبری سننے مین آئیگی۔ واللہ اعلم

شاہ صاحب۔ مشیت ایزدی مین انسان کا کچھ بس نہین ہے۔

	بے رضاے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت	

خدا کی مرضی۔ ہرچہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولی۔

استانی۔ اب کچھ دعاے خیر ہمارے حق مین کیجیے۔

	روی مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند سببش بندگی حضرت درویشان ست	

شاہ۔ حقایق و معارف آگاہ شیخ سیف اللہ انا اللہ برہانہ نے خوب فرمایا ہے۔ سب ایک چیز ہے اور اضافت اسما ساقط ہے۔ التوحید اسقاط الاضافات۔ نہ آسمان ہے نہ زمین ہے نہ مکان ہے۔ نہ مکین۔ نہ نور ہے نہ ظلمت۔ نہ اندوہ ہے نہ کلفت۔ نہ سرخ ہے نہ زرد ہے نہ سیاہ ہے نہ سفید۔ نہ خوف ہے نہ امید۔ نہ گھر ہے نہ بازار۔ نہ یار ہے نہ اغیار۔ نہ دنیا ہے نہ آخرت نہ ذلت ہے نہ مغفرت۔ نہ دوزخ ہے نہ بہشت۔ نہ غلمان ہے نہ حور۔ نہ غلطی ہے نہ قصور۔ نہ نہر ہے نہ سلسبیل ہے نہ زنجبیل سب وجود ہی وجود ہے حقیقی نہین ہے

این غم و شادی کہ اندر حیطہ است صورت عکسین و نقش از نہر ست		پیش این شادی و غم جز نقش نیست تا ازان صورت شود معنی درست

	نقشہاے کان درین حمام ہاست از برون جامہ کن چون جامہاست	

خدا کی کنہ حقیقت میں دخل دینا چھوٹا منہ بڑی بات ہے، انسان کی یہ تاب، طاقت، کیا مجال۔ خدا اگر تمہارے گھر غضب بھی ہو اسی کنواری دوشیزۂ معصومہ پر خدا کا قہر نہیں ہو سکتا دل گواہی دیتا ہے کہ مرزا ہمایوں فر زندہ ہیں اور کل شکوہ ضرور نظر آئینگے بات یہ ہے کہ یہ بات محال مطلق معلوم ہوتی ہے مگر انسان کیا اور اسکی فہم کیا مشت خاک۔ ذرۂ بے مقدار۔ مضغۂ گوشت اتنا تو انسان کو معلوم ہی نہیں کہ میں ہوں کیا پھر خدا کے رموز کو بھلا کیا سمجھیگا

استانی۔ آپ ابھی تو نہیں جائینگا شاہ صاحب۔

شاہ۔ میں اسوقت یہاں سے رخصت ہونگا جب دولہا کے ہاتھ میں دلہن کا ہاتھ ہوگا۔ ہائے اس دوشیزۂ معصومہ کا سہاگ کے عوض سوگ نصیب ہوا۔ مگر یہ سوگ نشین نہیں یہ دلہن ہے۔ آگ کو خدا نے گلزار کر دیا۔ کبھی کسی نے سنا ہے کہ آگ باغ ہو جائے۔ مگر خدا کی قدرت۔

شاہ صاحب نے اس طرز کی باتیں کیں کہ انکے تقدس اور انکی بزرگی کا نقش بڑی بیگم کی لوح دل پر بخوبی مرتسم ہو گیا حسن آرا کی طرف دیکھکر کہا اگر کوئی شاہ صاحب کی بات کو یاد نہ رکھیگا تو میری نظروں سے گر جائیگا۔ اور میں پھر کبھی اسکی صورت دیکھنے کی روادار نہونگی۔ حسن آرا آپ جانیے طبیعت دار تھا سمجھ گئی کہ اسی طرف اشارہ کیا۔ کہا اماں جان مجھے انکی باتوں سے خود یقین اور کامل یقین ہو گیا ہے کہ شاہ صاحب خدا رسیدہ ہیں۔ شاید انھیں کی دعاے خیر سے ہماری مصیبت رفع ہو جاے۔ دنیا میں بہت سی باتیں ایسی ہوئیں ہیں کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ عورتیں توام کے عوض تین تین بچے جنی ہیں کسی کے دو منہ کا لڑکا ہوا ہے کسیکے دو ناک کا بچہ پیدا ہوا ہے۔ خدا کی خدائی میں دم نہیں مار سکتے جب بڑے بڑے مشہور فلسفی اور علما کی عقل دنگ ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔

شاہ صاحب کی دعا کو خدا اثر قبول دے آمین۔

استانی جی نے شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا حضور خوب جانتے ہیں کہ عیش و عشرت کا زمانہ دم کے دم میں ختم ہو جاتا ہے۔ اگر ایک ہفتے تک برابر ڈومنیوں کا ناچ رہے اور رات دن دھما چوکڑی مچے تو بھی وقت معلوم ہو مگر رنج کی ایک گھڑی پہاڑ ہو جاتی ہے۔ صاحبزادی کو ان باتوں کا کم یقین آتا ہے اور کیونکر آئے۔ دل تو صید الم ہے جب شہباز کے پنجے سے طائر دل رہائی پاے تب تو باور آئے۔ حضور انکو کچھ کمال دکھائیں تاکہ یہ آپکا دم بھرنے لگیں اور کل تک خوش رہیں۔

شاہ صاحب نے کہا یہ کون بڑی بات ہے تھوڑے سے ماش منگوائیے۔ ماش آئے کچھ پڑھکر شاہ صاحب نے سب کے سامنے ایک چلو پانی لیکر ماش پر چھڑکا اور پھر کچھ پڑھکر زور سے زمین پر ماش پھینکے اور کہا آپ سب ہٹ جائیں اس مقام کی زمین بہت جلد شق ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک گھنٹے میں زمین شق ہوئی اور ڈھیلے سوراخ کے قریب اونچے ہو کر ادھر ادھر گرے۔

بڑی بیگم۔ اب اس سے بڑھکر کمال اور کیا ہوگا بھلا۔

سپہر۔ اماں جان۔ اب میرا دل گواہی دیتا ہے کہ ان کی دعاے خیر سے نقش مراد کرسی نشین اور تیر دعا ہدف اجابت قرین ہوگا۔ اس زور سے زمین کا شق ہونا انوکھی بات ہے جیسے زلزلہ سا آگیا یہ کیا بات تھی باجی جان۔

مغلانی - حضور میں سمجھی بھونچال آ گیا - اسقدر کی زمین ہلی

بہار - فقیر ہیں نہیں تو دنیا کیونکر قائم ہے - اتنا تو سمجھو -

روح - جس وقت مٹی اڑی ہے دھک سے رہگئی - اللہ اللہ کیوں حسن آرا تمنے کیفیت دیکھی تھی -

حسن - جی ہاں - مجھے خود حیرت ہے کہ یہ کیا اسرار ہے خداوندا -

سپہر - اب تو درویشوں کے کمال کی قائل ہوئیں - باجی جان

استانی - ہاں ہاں بیٹا اسمیں شک کیا ہے - فقیر فقرا کا کوئی بھی آج تک مقابلہ کر سکا ہے - یہ لوگ بادشاہی کی کیا اصل و حقیقت سمجھتے ہیں بادشاہی پر انکی گدائی کو شرف ہے

عباسی - عقل نہیں کام کرتی ہے - ماش پڑھکر پھینکے اور زمین پھٹ کے مٹی چاروں طرف اچھل پڑی - یہ کیا ہوا - الٰہی

استانی - اور سب سمجھ چکے اب ایک تو باقی رہگئی ہے -

شاہ صاحب نے فرمایا ان باتوں سے متحیر وہی ہوں گے جو فقرائے کامل اور درویشان قدسی آب کی عظمت اور انکے تقدس سے واقف نہیں ہیں - ورنہ فقرا نے مردوں کو زندہ کر دیا ہے - منزلوں سے باہم باتیں کیں ہیں غیب کا حال بتا دیا ہے ؎

راست گویم بادشاہی در جہان پیدا شود
نام او تیمور شہ صاحبقران پیدا شود

دو سو برس بیشتر ایک عارف باللہ ولی حق آگاہ نے حکم لگایا تھا اور ویسا ہی ہوا - مشہور بات ہے -

اب سنیے کہ بڑی بیگم نے اپنے کل اعزا اقربا کو بلوایا اور یہ مژدۂ روح افزا سنایا کہ ایک درویش عارف آگاہ کی برکت دعائے سحری و نیم شبی سے شہزادہ جنت آرامگاہ زندہ ہو جائیگا اور ہنسی خوشی سپہر آرا کو عقد نکاح میں لائیگا - بعض ضعیف الاعتقادوں کو یقین آیا کہ فقیر کامل اور خدا شناس کی دعا سے مردے کا زندہ ہونا محال نہیں ممکن ہے - مگر جو لوگ عقل سلیم سے بہرہ وافی رکھتے تھے انھوں نے اس پیشین گوئی کو تسلیم نہیں کیا بڑی بیگم کو تو حق الیقین تھا کہ درویش کی دعا ضرور اثر دکھائے گی دوسرے روز انھوں نے خوب تیاریاں کیں گھر بھر میں صرف حسن آرا کے چہرے سے رنج نمودار تھا باقی سب خوش و خرم کہ منھ مانگی مراد پائی حسن آرا کو خوف تھا کہ مبادا سپہر آرا کی جان جائے ہمایوں فر کے زندہ ہونے کی انکو ذرا بھی امید نہ تھی مگر خیال یہ تھا کہ ایسا نہو اس پیر میں سپہر آرا کی جان کے لالے پڑیں جاتی تو اس خوشی میں ہے کہ شاہزادہ جمشید فر فریدون کمر کے ساتھ آئے گی اور وہاں سے نیم جان ہو کر آئے تو اور بھی ستم ہو جائے - ایسا ہو تو یہی شعر خدانخواستہ صادق آ سکے ؎

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

ہائے وہ وقت خوب یاد ہے جب ہمارے ہاں گانا ہو رہا تھا اور دفعۃً گولا آ کے لگا - اف - ہائے ہائے شہزادہ کی روح زبان حال سے یہی کہتی ہوگی ؎

منم آن سیر ز جان گشتہ با تیغ و کفن
بدر خانۂ جلاد غزلخوان رفتم

حسن آرا کے ان خیالات سے کوئی واقف نہ تھا اور نہ مارے خوف کے کوئی ظاہر کر سکتا تھا مگر دل ہی دل میں کڑھتی تھیں اور سپہر آرا پر حسرت سے نظر ڈالتی تھیں -

مہری۔ دا ئیسین، عباسی۔ اور سب تو خوش ہین مگر حسن آرا بیگم اُداس سی معلوم ہوتی ہین۔ یہ کیا وجہ۔
عباسی۔ اللہ جانے۔ ہان اُس روز سے زیادہ اُداس ہین آج۔
مغلانی۔ سوچتی ہونگی کہ دیکھیے اسکا نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ تو دور اندیش ہین نہ اللہ کو شاید کچھ اچھا ہی کرنا منظور رہا۔
تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہو گئی اور جمعرات کو چار گھڑی دن رہے سے میلا جما۔ قلعہ معلیٰ کے اندر صحن دلکش مین وہ بھیڑ بھڑکا کہ شانے سے شانہ چھلتا تھا ایک طرف تنبولیون کی دکانین آراستہ تنبولنین کمسن نوخاستہ۔ پیارے پیارے ہاتھون سے عطر بار مشکبو گلوریان بنا رہی ہین عاشق تنون کو لبھا رہی ہین چونا صبح کی جلا سے زیادہ سفید چکنی ڈلی خال عارض خوبان فرخار پر طعنہ زن جس سبز بخت نے ایک بیڑہ کھایا سرخرو ہو گیا۔ سولہ سنگار کیے ٹھٹے سے تخت پر تمکن ہے۔ بگڑے دل بیفکرے ڈٹے ہوے آوازے کس رہے ہین واہ بی منی واہ تمھارے ہی دم کا ظہور ا ہے۔ (ظہورا)
ایک سمت حلوائی ہی حلوائی۔ حلوا گیہو کی مٹھی مٹھی لبل چال اور وہ شیرین ادائی اگہی دکان ہے یا شکرستان ہنگام توصیف زبان طوطی شکر خانہ بنجاے یوسف مصری دیکھے تو عشق جرائے۔ شیرین دہن شیرین کار شکر لب شکر بار۔ ایک طرف مہرویان خورشید جلوہ عطر روح پرور کی شیشیان اور کنٹر لیے مٹھی ہین۔ آگہی یہ دُکان مشکبار ہے یا ختن و تاتار ہے۔ دماغ روح لخلخہ سیراب ہے اور آگے بڑھے۔ سہ

مالنین آٹھ دس بہت کمسن — پیاری پیاری ادا غضب کے دن
گفتگو کتنی شستہ و رفتہ — گہر ایک ایک دُر نا سفتہ

گوندھتی ہے کھڑی ہئی کوئی ہار
گیند بازی مین ہے کوئی سرشار

اور مزار منور کا تو عالم ہی اور تھا۔ جھاڑ اور کنول سے ہر در و دیوار پر غضب کا جوبن تھا مزار کے دروازہ پر دلہن کا گمان ہوتا تھا۔

حسن مین ذرہ ہے باغ رضوان کا
باب چمپم ہے یا گلستان کا

نور کے تڑکے سے چھڑکاؤ کا بندوبست ہوا تھا۔ نہرین کیوڑے اور گلاب سے چھلک رہی تھین۔ روشین چھلک رہی تھین۔ جا بجا فوارے لطف خداداد دکھا رہے تھے نونہالان چمن اپنے اپنے جوبن پر اترا رہے تھے۔

باغ تھا یا کہ تھا وہ باغ مراد — کھل گیا غنچہ دل ناشاد
ہر گل تر سے آئی بوے امید — نغمۂ عندلیب نے دی نوید
پائی بو باس یار کی گل مین — زلف کی وضع دیکھی سنبل مین

سرو ہین مثل قامت خوبان
گل ہین رشک عذار محبوبان

جس تاریخ سے قلعۂ معلیٰ کی تعمیر ہوئی یہ چہل پہل اسمین کبھی نہین ہوئی تھی جس سمت نظر جاتی تھی گل و غنچہ بہار رو سبزہ زار اور پری پیکر رشک قمر نوجوان خوبرو عورتین ہی دکھائی دیتی تھین۔ شام سے روشنی کا انتظام کیا گیا۔ سوئی گرتی تو دور سے نظر آتی۔ قلعہ کے پھاٹک کے سامنے صدہا خوانچہ والے صدا دے رہے تھے۔ خریدار خصوصًا انہی سودا لے رہے تھے شہزادگان ذوی الاقتدار

نوابان گردون مدار اور امرا و عمائد شہر اور حکام و اہل عملہ جوق جوق جمع تھے جو آتا تھا قلعہ معلی کا جوبن دیکھ دیکھ کر عش عش کرتا تھا۔

ایک۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ شہزادہ آج زندہ ہو جائگا

دوسرا۔ دریں چہ شک۔ اتنی بڑی بات کہیں غلط ہوتی ہے۔

تیسرا۔ اور ایسے زبردست اور کامل فقیر کی۔ جسکا آج ثانی نہین ہے۔ جو حکم لگایا وہی ہوا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

چوتھا۔ بندھیا چل پہاڑ کی چوٹی پر برسون نیم کی پتیان ابال کر نمک کے ساتھ کھائی ہین قسم خدا کی ہین ذرا جھوٹ نہین کہتا

پانچوان۔ سلطان علی کی بہو تین دن تک خون تھوکا کی پھر بید بھی آئے اور حکیم بھی آئے اور دنیا کے لوگ جمع ہوئے کچھ بھی نہ ہوا خون گھنٹے بھر مین دو تین بار آتا ہی گیا بس مین جا کے شاہ صاحب کو بلا لایا۔

چھٹا۔ انھین شاہ صاحب کو جنھون نے یہ حکم لگایا ہے۔

دو۔ جی ہان۔ انھین کو۔ بس یہ گئے۔ ایک نظر اسکو دیکھا کہا لڑکی جوان اور خوبصورت ہے۔ بھلا ایسا ہو سکتا ہے کہ سب یہان سے ہٹ جائین صرف ہم اور یہ رہین۔ لڑکی کے باپ کو شاہ صاحب پر بڑا اعتقاد تھا کہا فوراً۔ ابھی اسیدم اتنے مین شاہ صاحب ہنسے اور کہا نہین کسی کے ہٹنے کی ضرورت نہین ہے۔ خون اسکو نہین آتا اچھی ہے لوگون نے کہا آمین آمین۔ خدا ایسا ہی کرے از این چہ بہتر۔ خدا ہمچنین کند۔ اور حضور کی زبان سے نکلا ہے تو ایسا ہی ہو گا۔ بس جناب شاہ صاحب نے ایکبار اسکے سر پر دست شفقت رکھا وہ وقت ہے اور یہ وقت ہے جیسے خون نہین گیا

دو۔ ہائین۔ بھائی فقیر کا گھر پڑا۔ دو مہینے قبر مین مردہ رہا اور فقیر نے قبر دیکھکر کہا یہ زندہ ہے۔ کھدواتے ہین تو مردے نے آنکھیں کھولدین۔

دو۔ میان فقرا ہی سے دنیا قائم ہے بس اسکو یاد رکھو۔

گھٹھول۔ (قدم لیکر) کیا بات کہی ہے بس لاکھ روپے کی بات ہے۔ واہ حضرت واہ۔ آپ بھی یادگار ہین۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

مسخرہ۔ ڈبیا مین بند کرنیکے قابل ہین۔ ایسے آدمی پیدا کہان ہوتے ہین اور جو پیدا بھی ہوے تو اتنی عمر تک زندہ نہین رہتے اور جو بے حیائی سے جیے بھی تو نکما جیے برے حوال۔

ظریف۔ واقعی حضرت کیا نکتہ ارشاد کیا ہے۔ فقرا ہی سے دنیا قائم ہے واللہ واہ۔ کیون نہو۔ آپکی ذات بھی غنیمت ہے۔ مولانا صاحب حضور کا دولت خانہ کس بستی مین ہے۔ پیر مرشد۔

مولانا۔ (گھبرا کر) جی ہان ہے تو کرسی مین کیلئے باپ کا اجارہ ہے۔ کرسی کا رئیس ہون۔ پشت ہا پشت سے یہین دولت خانہ ہے۔

اتنے مین خبر ہوئی کہ سپہر آرا بیگم عنقریب گھر سے روانہ ہونے والی ہین یورومین جنٹلمین اور لیڈیان بھی سیر دیکھنے آئی تھین ایک نواب صاحب نے جو منتظم تھے انکے واسطے شامیانہ نصب کرا دیا ایک میم صاحب نے منتظم سے ہمکلام ہو کر پہلا کیا

میم۔ ول کیا آپ لوگ سمجھتا کہ اسمین (قبر) سے مردہ جیتا ایسا ہونے سکتا۔ کبھی دیکھا ہے کہ مر کے جیئے۔

منتظم۔ حضور خدا کی قدرت اور صاحب لوگون کا اقبال

اسپر کل لیڈیون اور جنٹلمینون نسے قہقہہ لگایا۔

میم - ول صاحب لوگ بڑا اکبال - مُردہ پچے۔

منتظم - ہان حضور بڑا اقبال ہے اور ایسا ہی اقبال ہے

میم - ول ہمارے باپ چرچ یارڈ مین سوے -

منتظم - حضور یقین ہے کہ شہزادہ بھی اُٹھے۔

ادھر یہ باتین ہوتی تھین اب اُدھر کا حال سُنیئے۔

عروس پستہ لب خورشید غبغب مہر سیما سپہر آرا بیگم بھی اپنے کمرے مین گئین اور وہان دُلھنون کی طرح نکھرنا شروع کیا۔ شاطگان نادر فن کی کارستانی سے جوبن اور بھی دوبالا ہوگیا۔ خوبرویان فرخار و چگل کا حسن انکے جمال جہانسوز کے مقابل مین گرد تھا ہاتھون مین رنگ حنا اور پور پور رچیلے۔ پوشاک گران بہا زیب تن زیور نے حسن خداساز کی آگ پر روغن کا کام کیا زلف چلیپا کو ایسا سنوارا تھا کہ زاہد صد سالہ بھی دم بھرنے لگتا۔ اول تو کمسن دوسرے اُمنگ کے دن اُٹھتا جوبن غضب کا یعنی عنفوان شباب۔ جعد شکین کا پیچ وتاب اور قیامت یہ کہ بوٹا سا قد اور اُسپر چھریرا بدن سے

جوبنون پر شباب کی امنگ کیان — ستم انداز و ناز قہر کا سن
انکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز — دلربا بات بات کی انداز
ساحری تاب کیا جو آنکھ ملائے — چشم ہاروت جسنے آنکھ چھپائے
خشمگین برق خرمن دل وجان — جتنے تھین رہزن متاع توان
سر حسین فدا وہ قامت ہے — ناز پروردہ قیامت ہے

وہ جوبن تھا کہ زاہد بھی ڈورے ڈالے - نازوادا کے ساتھ پائیچے اُٹھاتی ہوئی کمرے سے اُتری تو بڑی بیگم صاحب نے فرمایا - لو بیٹی اللہ نے مری آرزو پوری کی واہ دیائی اب خدانے چاہا تو فتح ہو لیس اب بہن فراشکنین ہا سپہر آرا بڑی بنا ؟ کے قریب گئی اُنھون نے چھاتی سے لگایا سپہر آرا نے کہا اماجان بس اب یا ادھر یا ادھر۔ یا شہزادہ کو لیکے ہنسی خوشی آؤنگی یا اسی کی قبر کے پاس دفنائی جاؤنگی۔

بڑی بی - مان صدقے بیٹی اسوقت بدشگونی کی باتین نکرو۔

سپہر - اماجان دودھ تو بخشدو۔ سائین کے سوکھیل اللہ جانے کیا ہو کیا نہو - شاید اللہ کو کچھ اچھا ہی کرنا ہو آج ایک دفعہ اور نصیبا آزمالین - اماجان یہ آخری دیدار ہو آپکا دم کہو باجی جان چلتی ہین - بہار النسا بہن کہا سنا معاف خدا کے لیے میرا ماتم نہ کرنا میری تصویر آبنوس کے صندوقچے مین ہے وہ دیکھ لیا کرنا جب تم سب مل کے ہنسو بولو تو میری تصویر بھی سامنے رکھ لیا کرو۔ لے ہے اماجان تم روتی کیون ہو۔ مین تو اجل سے دو چار ہونے جاتی ہون اور تم چاہتی ہو کہ اپنی بہنون سے دلکی بات بھی نہ کہنے پاؤن جو بھی مرضی ہو تو خیر

بہار - دلگی لگاکے کیسی باتین کرتی ہو سپہر آرا۔ واہ۔

روح - (رو کر) بہن جو ایسا ہی ہے تو نہ جاؤ۔ جاہو جو ہو۔

استانی - لے ہے واہ کیا اچھی بات سکھاتی ہو۔ واہ واہ۔

بڑی - حسن آرا - بیٹا بہن کو سمجھاؤ - ہم کیا کہیں ایسے قصاب ہین کہ جان بوجھ کے اتنی بڑی برابر کی لڑکی کو مار ڈالینگے

حسن - اما - ام - مجھے -

استانی - ہچکی بندھ گئی روتے روتے اب مین کس کسکو سمجھاؤن -

بڑی - یا اللہ یہ ہونا کیا ہے - حسن آرا - بیٹیا ادھر دیکھو

حسن - اماجان - ہم ہین اب نہ چھیڑو -

روح - کیا ہمارا نصیبہ - لوگ کہتے تھے انکی رتی بلند ہے

حسن - ہان - بلند ہو چکی - یا پاک پروردگار ہماری مصیبت دور کر

پیشخدمتین۔ آمین آمین۔ اللہ آمین۔ خدا دعا مین برکت دے اللہ بڑا کریم ہے دم کے دم مین فقیر کنگال کو بادشاہ کردیتا ہے امین یہ قدرت ہے تیری کریمی کے صدقے۔

اُستانی۔ اُسکی مہر ہو جاے تو کون بڑی بات ہے۔

	دریاے کریمی مین ہین سو طرح کے جلوے دیکھو صدف جسم مین عالم دُر جان کا	

سپہر۔ اما جان اب ضبط محال ہے۔ اتنا تو ضرور کہونگی کہ میری قبر اُسکی قبر کے پاس بنانا۔ نہین۔ جبتک تم اپنے مُنھ سے نہ کہو گی تب تک مین باہر قدم نہ رکھون گی۔

بڑی۔ بٹیا۔ اس خیال فاسد کو دل سے دور کرو کہا مانو۔

سپہر۔ اما جان۔ ہرگز ہرگز تو مانونگی نہین۔ اِس مین چاہے جو ہو۔

بڑی۔ بھلا میری زبان سے یہ کلمہ نکلیگا ؟ لوگو اس کو کیا ہوا۔ ہاے اُسکے غم نے اِسکو سودائی کردیا ہاے ہاے!۔

سپہر۔ آپ فقط اسقدر قبول دین کہ اگر مین مرگئی تو میری قبر ہمایون فر کی قبر کے پاس بنیگی۔

بڑی (سر پیٹ کر) الے لوگو آخر غضب اِسکو اب کون سمجھاے اس غضب کو دیکھنا کہ ماں کے منھ سے کیا مقولہ کراتی ہے۔ نا بٹیا میری زبان سے یہ کلمہ نہ نکلیگا۔

اُستانی۔ (تم فقط اِن کردو) (اچھا) کہدو۔ بس۔

سپہر۔ اچھا و چھا مین نہین جانتی۔ جو مین کہون وہ کہیے۔

اُستانی۔ (بڑی بیگم سے) پھر دلکو مضبوط کرکے کہدو صاحب

بڑی بیگم۔ اے ہے۔ نا بہن۔ ہم سے نہ کہا جائیگا۔

حسن آرا۔ سپہر آرا جو تم کہتی ہو وہی ہو گا جو خدا نخواستہ ایسی نوبت آئی اللہ وہ گھڑی نہ دکھائے۔ بس اب ہٹ نہ کرو۔ مین نے صاف صاف کہدیا۔ جیسا اما جان کا کہنا ویسا ہمارا کہنا۔ سپہر۔ کیون باجی تم اکیلی بہت گھبراؤ گی ؂

	فنا ہے سب کے لیے مجھپہ کچھ نہین موقوف یہ رشک ہے کہ اکیلا رہے گا تو باقی	

اچھا ذرا کان مین کچھ سن لو۔ دو دو باتین کرلین۔

حسن آرا بیگم نے بہن کا ہاتھ پکڑا اور علٰحدہ لے گئین۔ سپہر آرا نے گلے سے مل کر کہا۔ باجی جان از براے خدا تم میرے بعد مجھے دل سے بالکل بھلا دینا۔ مین سوچتی ہون کہ تمھارا دل کیونکر بہلے گا مگر میری ہی بھتی کھائے جو۔ اسقدر سپہر آرا کہہ چکی تھی کہ حسن آرا زار زار رونے لگین بھتی کھانیکے لفظ پر اسکا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ بالکل بے قابو ہوگئی۔ سوچی کہ اللہ اللہ ہمارنسے تو کٹے جاتی ہے بلکہ اسکے دشمن مرنے جاتے ہین اور باینہمہ یہ کہتی ہے کہ ہماری بھتی کھائے، حضرات ناظرین کیسا نازک وقت ہے ہاے افسوس اسکے بعد سپہر آرا نے کہا۔ باجی جان آزاد کو ہماری طرف سے آداب عرض کردینا اور کہدینا کہ مرتے دم تک تمکو نہین بھولی بلکہ یہ شعر زبان پر تھا۔ ؂

	اِس عشق مین ہم تو ہین نذارد کوئی دم مین اللہ سلامت رکھے اُنکو دو جہان مین	

دونون بہنین خوب زور سے گلے ملین اور دونون آٹھ آٹھ آنسو روئین اسکے بعد روح افزا اور بہار النسا اور جہان آرا اور گیتی آرا اور کل پیشخدمتون اور مغلانیون وغیرہ سے علٰحدہ علٰحدہ ملی اتنے مین اُستانی جی نے کہا اب سوار

ہونا چاہیئے۔ سپہر آرا نے چلتے وقت کہا از برائے خدا ہمارے گھر میں کنول ضرور جلایا کرنا۔ اس پر پھر کہرام مچا۔ اور آسمانی جی نے سپہر آرا کو سوار کرایا۔ ایک بگھی پر بڑی بیگم اور سپہر آرا اور حسن آرا اور روح افزا دوسری پر جان آرا اور گیتی آرا اور دو اور بیگمات عصمت سمات تیسری پر بڑی بیگم اور بہار النسا اور خورشید لقا۔ چوتھی پر شہزادی بیگم اور مہ لقا بیگم اور دو کمسن بیگمیں پیچھے مغلانیاں وغیرہ الغرض سولہ بگھیاں یہاں سے روانہ ہوئیں مشعلچی خلعت دار سپاہی مہربان نوکر چاکر سب ساتھ تھے۔ اور گھوڑوں پر اور اعزہ اور اقربا انکے پیچھے بگھیوں کے بعجب قلعہ معلیٰ کے پھاٹک پر سواریاں پہنچیں تو شاہ صاحب نے حکم دیا کہ دلہن سمند گھوڑے پر سوار ہو اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے میں داخل ہون۔ اور قبّت شاہ صاحب کا حکم گویا بمنزلۂ وحی آسمانی تھا۔ بڑی بیگم نے حکم دیا کہ فوراً سمند سیاہ زانو حاضر ہو۔ سپہر آرا بیگم خنگی جہیدہ میان خوشخرام آمیختہ گوش زرین لگام پر بصد ناز معشوقانہ خوش ادائی اور دلربائی کے ساتھ سوار ہوئیں قلعے میں داخل ہوئیں تو گلگون فراغ نعل کوتاہ سم آہو شکار باریک دم کو روشوں اور سبزے پر کڑکڑا دیا۔

ہر سبزہ و گل سمند رانان	سیر دقدمے ببوے جانان
میافت زباد نکہت دوست	گر بود ز عشق مغز تا پوست
فارغ ز بہار بوے باغش	پیچیدہ وصال در دماغش
میداد نسیم مژدۂ یار	می کرد نشاط در دلش کار
میشد برو امید پایان	میرفت سرد شوق گویان
صبا و بہار ہم عنانش	در بوے نگار ست جانش
میراند فرس چو گام رانان	تا دیدہ سواد شہر جانان

چہل پہل اور نور ہو نور اور خلق خدا کی جماعت اور تماشائیوں کی کثرت دیکھکر اس عروس خورشید طلعت کو امید ہوتی تھی کہ جام دل شراب آرزو سے پورا ہوگا۔ جوں جوں گلگون آتش مزاج ہوا ہوا جاتا تھا اور بھی تیزی پر آتا تھا۔ اور سپہر آرا کی آتش شوق بھی بڑھتی جاتی تھی ؎

می گشت بہر قدم در ان راہ
امید دراز و راہ کوتاہ

جب سپہر آرا قبر کے قریب آئی اور دیکھا کہ تربت عنبرین جگمگا رہی ہے تو آنکھوں کو نور ہو نور حاصل ہوا ؎

افروخت دو دیدۂ مرادش
افزود سواد بر سوادش

تماشائیوں نے نعرے پر نعرے بلند کیے اسقدر شور و غل مچایا کہ آسمان سر پر اٹھایا۔ سپہر آرا نے قبر کے پاس گھوڑا روک کر کہا۔ اب کیا حکم ہوتا ہے۔ خود جاگو گے یا ہمکو بھی یہیں سلاؤ گے ہم ہر طرح راضی ہیں اگر طالع بیدار نے یاری اور مددگاری کی تو جاگ اٹھو گے ورنہ میں بھی بخت خفتہ کی بدولت یہیں سو رہونگی اور اسطرح سوؤنگی کہ پھر عمر بھر نہ جاگونگی۔ قسم کھاؤنگی کہ حشر تک سوتی رہوں گی۔

دل باندوہ پرور وہی طرح مانیگا۔ یا تو موت آئے یا شہزادے کا حسن عالم آشوب دیکھنے میں آئے یا جان کا چھٹکارا ہو یا وصل شہزادہ ہو۔

ہمایون فر ذرا آنکھ تو کھولو۔ دیکھو معشوقۂ سرو قامت پستہ دہن سیمین بر غنچہ دہن سرو قد صنوبر پر ناز کرتی ہوئی آئی ہے سنبل زلف مشک اندود سے تمہاری روح کا دماغ تازہ ہو جائے تو زہے نصیب اس بیوفائی کے صدقے ہو جہ بے سبب روٹھ گئے اور تیر خورش

پیکان پولاد سا ے کا ہمارے دل کو نشانہ بنایا۔ خدا کے لیے ذرا آنکھ تو کھولو۔ دیکھو کیا سمان ہے قلعۂ معلیٰ نور افشان ہے نیچے چمن زار۔ اوپر ابر بسرت گہر بار جامہ دری کی بہار ہے۔ کہین گل خندان۔ کہین ترانہ ہزار ہے۔ ؎

پھر چلے دامن صحرا کی طرف آئی بہار
پھر ہوا جوش جنون دست گریبان ہمسے

اتنے مین استانی جی اور بڑی بیگم اور آنکی صاحبزادیان اور شہزادی بیگم اور کل بیگمات آئین۔ چارو نطرف مہربان پردہ کیے ہوے تھین قبر سے دور تک آدمی ہٹادیے گئے اور تین سمت قنات گھیری گئی۔ فرش بچھا۔ شاہ صاحب بلوائے گئے اسوقت تماشائیون کے اشتیاق اور جوش اور ولولے کی انتہا نہ تھی۔ الانتظار اشد من الموت کا نقشہ تھا ہر کہ مہ دست بدعا تھا کہ بار خدایا قبر شق ہو جاوے اور شاہزادہ سلیمان منزلت ملندر مرتبت صورت دکھائے۔ شاہ صاحب تشریف لائے اور یہ اشعار آبدار باآواز بلند پڑھنے لگے۔

سب ترے حکم اے الہ العالمین خاک کے پتلے کو تو گویا کرے	ایک تنا ہل نہین سکتا کہین قطرۂ ناچیز کو دریا کرے

نار کو دم مین گلستان تو کرے
مور کو دم مین سلیمان تو کرے

یہ سب تیری ہی قدرت کا کھیل ہے۔ لم یلد ولم یولد وحدہٗ لاشریک تیرا کوئی ثانی نہین۔ تیری قدرت کی ہر شے گواہ ہے ؎

سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ
تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ

ہم لوگ تیرے احکام پر نہین چلتے ہم لوگ تیری خدائی مین شک کرتے ہین مگر تو گبرو ترسا تک کو رزق پہونچاتا ہے شرمندہ گنہگار رہین تقصیر ہین ع۔

روز و شب بندہ مصیبت مین اسیر

ہم لوگون نے تجھ کو نہین پہچانا۔ تیری حقیقت کو کہین جانا۔ ؎

مغفرت تیرا ہے تیری سب کو ناز تو ہی مونس دل غریبان ہے	اے مرے کارساز بندہ نواز مرہم زخم سینہ ریشان ہے

یہ کہکر شاہ صاحب گر پڑے۔ دو ایک آدمی آنکے اٹھانے کو گئے مگر مریدون نے منع کیا اور کہا خبردار انکے قریب نہ آنا اسوقت اور ہی عالم ہے ادھر اس سبز پری پیکر نے گھوڑے پر سوار ہو کر قبر منور کا طواف کیا اور باآواز بلند یون زمزمہ سنج ہوئی۔ میرا کعبہ یہی ہے مجھے اسوقت ہر در و دیوار اور ہر برگ و بار سے شہزادے کی صورت نورانی نظر آتی ہے۔ ع

جدھر دیکھتی ہون ادھر تو ہی تو ہے

اتنی تو دیدۂ عشق کی تاثیر دیکھیے
جس سمت دیکھیے تری تصویر دیکھیے

آفوہ۔ آج ہمایون فر نے معجزہ دکھایا۔ باجی جان سچ کہتی ہون ہزارون ہمایون فر نظر آتے ہین ایک دو نہین ہزارون۔

ہر سمت ہمایون فر ہی ہمایون فر ہین۔ اور کتنا سہانا سمان ہے یہ رات روز روشن پر خندہ زنان ہے۔ ؎

نوجوانان چمن استادہ ہین چالاک و چست
نغمہ زا ہین نالہ ہائے عندلیب خوش بیان
اٹھ رہے اٹکھیلیون پر برق ہو بیتاب جان
چہچہے ہین طائران خوشنوا کے ہر زبان

ہے کہیں بلطف تبسم ہیں کسی جا قہقہے
کوئی مینا در بغل کوئی سبو بر پاسبان
مسرتوں سے آج تو خالی کوئی دم ہو گیا
کھول دے بند نقاب روئے معنی بیان

شاہ صاحب اللہ اکبر کہکر اُٹھ بیٹھے اور بہت زور سے قہقہہ لگا کر فرمایا لو مبارک فتح ہے فتح ہے۔ اتنا سننا تھا کہ تھوڑی ہی دیر میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تمام شہر میں مختلف خبریں مشہور ہو گئیں ایک محلے میں یہ گپ اُڑی کہ ادھر سپہر آرا بیگم ہاتھی پر سوار ہو کر قلعے کے پھاٹک میں آئیں اُدھر بجلی زور سے کوندی اور بجلی کے ساتھ شہزادہ آسمان سے گرا اور گرتے ہی اچک کر سپہر آرا کے ہاتھی پر سوار ہو رہا) اِس جھوٹ میں کیا سچ۔ دوسرے محلے میں یار لوگوں نے یہ بھی سپہر آرا کو شاہ صاحب نے ایک اندارے میں ڈھکیل دیا تو اندارے کا پانی اُبلا اور اُسکے ساتھ ہی طوفان آگیا قلعے کی دیوار سے دو ہاتھی پانی اونچا ہو کر چال کہ کر کوئی آدمی غرق ہو سکے جب طوفان فرو ہوا تو دیکھا کہ قبر پر ہمایوں فر اور سپہر آرا میں میٹھی میٹھی باتیں ہو رہی ہیں واہ رے سچ سب مرتے جاتے ہیں جھوٹوں کو کبھی بخار بھی نہیں آتا ایک محلے میں فقرہ بازوں نے یہ فقرہ چست کیا۔ شاہ صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنا سر کاٹ ڈالا اور پھر اسی حالت میں ایک بکرے کا سر کاٹا۔ اپنے دھڑ پر بکرے کا سر رکھا اور بکرے پر اپنا سر۔ دونوں میں خوب لڑائی خوب ہی گتھم گتھا ہوا۔ دونوں کے سر سے ایک شے زرد رنگ کی گرتی تھی جو نہایت ہی چمکیلی تھی۔ اسطرح کی چمک کہ میں کیا کہوں بس کچھ نہ پوچھو گویا شب تاب سے بھی زیادہ چمکتی تھی۔ اس سے رفتہ رفتہ ڈھیر لگ گیا۔ اور اُس ڈھیر کو ایک ہما نے آ کے کھا لیا۔ (رلو ہی) بجا ارشاد ہوا ہم نے تو سنا کہ مغلانے نگل لیا (اس جھوٹ پر خدا کی مار) بس جناب ہما کو شاہ صاحب نے پکڑ کر بھونا اور کباب کر ڈالا۔ اتنے میں جو دیکھتے ہیں تو شاہ صاحب کے سر پر خاص انہیں کا سر تھا جب کباب پک چکے تو شاہ صاحب نے ماش پڑھ کے پھینکے اور کباب کے ٹکڑے باہم ملکر آدمی بن گئے۔

اور وہ شہزادے ہیں، واہ بھئی واہ تم سب سے بڑھ گئے۔ یہ گپ تو اُڑ رہی تھی۔ اب سنیئے کہ جانڈو بازوں کو جو خبر ہوئی تو اُنھوں نے اپنے طرز پر مشہور کیا۔

رامو۔ ابے یاران۔ ہمایوں فر جی اُٹھے۔ میان دُنی۔ ابے جا۔ آیا وہاں سے۔ ہونھ۔ کیا دل لگی ہے

رامو۔ بدتے ہو کچھ کچھ۔ آؤ بدلو۔ آئے بن آئے۔

دُنی۔ ہم بد کے پاس تین ٹکڑے ہوتے اور تو کیا بدے گا۔

رامو۔ نکل جائے اُسپر لعنت (لعنت) آؤ بدو۔

دُنی۔ اچھا آؤ ایک ایک پونڈا بدتے ہیں بمبئی کا پونڈا۔

رامو۔ واہ دوا لہ نکلوا دیگا۔ چلا وہاں سے ایک پونڈا بدتے ایک ایک بھانڈی بدو تو بات ہے۔

فقیرے۔ (پونڈا چھیلتے ہوئے) الے میان اور کچھ بھی سنا بھئی۔ شہزادے صاحب جی اُٹھے۔ قسم خدا کی۔ شہر بھر میں ہلڑ ہے اور لوگ دیکھ آئے ہیں۔

رامو۔ لو ہم کہتے تھے تو کسی کو یقین ہی نہیں آتا تھا۔ اب تو یقین آیا۔ کہتے ہیں کہ ہم شہر خبرے ہیں۔

نورا۔ (دھنک لے کے) اجی خدا خدا کرو۔ کہیں جی سکتے ہوں کیا دل لگی ہے سیر سیر بھر گھٹیاں بدتے ہیں

رامو۔ مبش ۔ لاؤ ہاتھ پر ہاتھ ملا کر جو کل جائے اسکی ایسی تیسی۔ مگر کپتان کے کنوین کی کھٹیان ہون ۔

نورا ۔ منظور۔ بلا سے سیر بھر کھٹیان ہی یارون کے کھانے مین آئینگی۔ مرزا شیخ جی کی زبانی سن آئے ہین مگر یہ مانتے ہی نہین تو اسکو کوئی کیا کرے ۔ سے بھلا وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین ۔

رامو۔ شیخ جی کون باپ تمہارے آخر معلوم تو ہو۔

نورا ۔ اجی وہ جو مسجد مین جھو نک ڈالتے ہین ۔ وہ جنتر منتر مانتے ہین یا نہین ۔ بوڑھے سے آدمی ۔ وہ خود دیکھے آئے ہین کہتے ہین سپہر آرا کو شاہ صاحب نے جا نڈو بلا یا پہلے ہی چھینٹے مین گر پڑی پھر افیم کھلائی پھر پلائی بیہوش ہو گئی ۔ پھر کچھ پڑھا اسکے بعد قبر پر چاندسور رکھ دیا ۔ بس چانڈو کا رکھنا تھا کہ قبر شق ہو گئی ۔ اور شاہزادہ ہمایون فر بہادر کفن پوش قبر سے نکلے ۔

یہ تو سب گپ تھی حقیقت حال یہ ہے کہ جب خاتون ماہ لقا سپہر آرا بیگم گلگون فراخ نعل پر سوار ہو کر قدمنور کے ارد گرد اٹھلاتی تھین سامنے ایک روشنی نمودار ہوئی اسطرح کا نور کہ سب کی نظر جھپک گئی بھیڑ چھنٹ گئی تماشائی دور دور کھڑے ہوے راستہ چھوڑ دیا دیکھا کہ ایک بیش قیمت اور صبا رفتار ضیغم شکار سبزہ عربی اٹھکھیلیان کرتا چلا آتا ہے نعرۂ خوشی بلند ہوا اور گلگون سبک خیز قریب آیا تو لوگون نے مرحبا مرحبا کا غل مچایا تمام قلعۂ معلی گونج اٹھا کسی نے کہا ہمارے ملک کا شہزادہ وہ جاتا ہے کوئی بولا احسنت مرحبا سپہر آرا بیگم انگشت حیرت بدندان کہ خداوندا یہ کیا اسرار ہے ۔ شاہ صاحب نے فرمایا دلھن کو لاؤ ۔ ادھر سپہر آرا ادھر ہمایون فر گھوڑے سے اُترے اور جوش مستی مین دونون بیحجاب گلے ملے ۔

اسوقت ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ جوڑی بر قرار یا خدا یہ چاند سورج کی جوڑی اسوقت تک قائم رہے جبتک شمس و قمر جلوہ گر ہین جب لوگون نے شہزادہ کو اپنی آنکھونسے دیکھا تو سخت استعجاب ہوا شاہ صاحب کی بڑی شہرت ہوئی اُنھون نے حکم دیا تھا کہ دو گھنٹے کامل تک شاہزادہ اور سپہر آرا باہم ہمکلام ہون ۔ تیسرا آدمی اُنسے نہ ملنے پائے ۔ چنانچہ قلعۂ معلی کی ایک عمارت مین جو پہلے ہی سے آراستہ کر دیگئی تھی دونون عاشق معشوق بیٹھے ۔ دو خواصین خدمت کیلیے ہمراہ تھین آپس کی گفتگو سننے کے قابل ہے

سپہر ۔ واہ بندہ پرور ۔ ع

جلائیے بس خوب لغت آزمائی آپ کی

اچھی عنایت کی تھی ۔

شہزادہ ۔ معقول ۔ اُلٹی آپ شاکی ہون خدا جانے کس کس سے شادی کا وعدہ کیا تھا آپ نے خمیازہ اُسکا ہمکو اُٹھانا پڑا ہے ۔

سپہر ۔ اللہ نے تمہاری صورت دکھائی ۔ ہم تو یہی سمجھے تھے کہ کوئی دم مین خود بھی چل بسینگے ۔ مگر زندگی تھی بچ گئے ۔

شہزادہ ۔ خدا کو اچھا ہی کرنا منظور تھا ۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

وہ وقت یاد ہے جب ہاتھی پہ سوار ہو کر باغ کے پاس گیا تھا اور تم نے مجھے دیکھکر اسقدر شرمائین اور لجائی تھین کہ جیسے اوسان خطا ہو گئے گورے گورے ۔ گالون کا رنگ متغیر ہو گیا تھا ۔

سپہر۔ ایک بات ہو تو یاد رہے۔ حسن و عشق کے جھگڑے برسون فیصل نہین ہوتے مگر خدا کا شکر ہے کہ ہمکو پا لون دکھایا۔

خدایا زبانے کہ بخشیدہ
دادم بجنبش گرایدہ
خرد را سگالم کہ بسپردہ
بہر پردہ دمساز کس جز تو نیست

بہ نیروے جانے کہ بخشیدہ
زراز تو حرفے سرایدہ
خود از من حیرتے رودہ
شناسندہ راز کس جز تو نیست

سپہر آرا فرط طرب سے رونے لگی۔ ہمایون فر نے آنسو پونچھے اور سمجھایا۔ گلے لگایا۔ پانی منگوایا۔ منھ دھویا۔

شہزادہ۔ اب آج تو رونے سے سروکار نہین ہے۔ آج تو خوشی کا دن ہے۔ عیدست زیادہ سعیدیہ روزہے سے

غنچہ مشکین نفس ولالہ بجوش خوشبوے
باد را راہ بخلوتکدۂ غنچہ چراست
سبزہ را مایہ انداختہ بادے در سر
گریہ سر سبز شادیست ولی ابر بہار

انجمن مجمرہ و غالیہ دانی دارد
گر نہ باشاہ گل راز نہانی دارد
بر خود از ہمسری سرو گمانی دارد
نیز چون من مژہ اشک فشانی دارد

سپہر آرا بیگم نے شہزادۂ نجیب مرتبت کے گلے مین پیارے پیارے ہاتھ ڈالکر کہا تمہین خدا کا واسطہ سچ سچ بتاؤ یہ کیا اسطرح ہے اور تو اور بابی جان کو سخت تعجب ہوگا اور سچ کہون کل تک بلکہ آج شام تک میرا دل بھی نہین قبول کرتا تھا کہ ایسا ہوگا اور کیونکر قبول کرتا۔ کوئی بات بھی ہے۔ آج تک ایسا کبھی ہی ہوا تھا کبھی نہین۔ دیکھا نہ سنا۔ مگر جتنا خدا نے رُلایا تھا۔ اُس سے زیادہ ہنسایا بھی۔ اُسکی کریمی کے قربان بڑا مسبب الاسباب ہے۔

شہزادہ۔ ابھی اِس ہنسی کا کیا بھروسا ہے ایسا نہو پھر رُلا دے

سپہر۔ بسم اللہ ہو۔ برائے خدا کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اماجان تو ذری ذری سی باتین تنک کرتی ہی تھین مین

اب اُنسے بھی زیادہ تنکی ہوگئی وہ سچ کہتی ہین کہ۔ ع

مزن فال بد کاورد حال بد

شہزادہ (مسکراکر) جان جان خدا کو ابھی ہی کرنا منظور تھا جو محبت ہم مین تم مین اب ہوگی وہ پہلے نہوگی۔ گو تم مجھپر ہزار جان سے عاشق ہو اور مین تمپر مرتا ہون مگر اب تو جان گنوا کے تمکو پایا اور تمہاری آس بالکل ٹوٹ گئی تھی تمہارے نزدیک اس پیرو مرشد شاہ جی نے مردہ زندہ کردیا خدا نے چاہا تو ہم اور تم اسطرح زندگی بسر کرین کہ آجتک کسی میان بیوی کو ابتداے آفرینش سے نصیب نہوئی ہو۔

سپہر۔ ہمارا کہنا مانو تو باغ مین چل کے رہین۔

شہزادہ۔ (مسکراکر) ہمارا کہا مانو! کی ایک ہی کہی۔

سپہر۔ اللہ جانتا ہے مین تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہین کرنا چاہتی ہون۔ جو کہو وہ دل و جان سے منظور۔

شہزادہ۔ سنو تو۔ یہ باتین تو کل تک کیا معنی برسون رہ ختم ہونگی اور شاہ صاحب نے کچھ سمجھ ہی کر ہمکو تمکو یہان چلّے مین بھیجا ہے۔

سپہر۔ (شرماکر) اب بہت باتین نہ بنایئے بس۔

شہزادہ معقول باتین بنانے کی ایک ہی کہی۔ قسم خدا کی۔ شاہ صاحب بُرا مان جائینگے۔ تو پھر لینے کے دینے پڑینگے اچھا دریافت کرلو۔

سپہر آرا۔ (لجاکر) کیون بے شرم کرتے ہو واہ۔

شہزادہ۔ ایک گنواری بھدسیل مثل ہے۔ کہ من بھائے مونڈیا ہلائے۔

سپہر۔ چلیئے۔ خیر ایسا ہی سہی۔ حضور کی بلا سے۔ بس

شہزادہ۔ اچھا تم کسی پیش خدمت کو بھیجکر شاہ صاحب سے دریافت کرواؤ دیکھو کیا کہتے ہیں ہم سے زیادہ کوئی واقف نہوگا۔

سپہر۔ اچھا ہم استانی جی سے کہلا بھیجتے ہیں۔

سپہر آرا بیگم نے ایک مہری کو بلایا کہ استانی جی سے جا کے کہدو کہ شاہزادہ بہادر نے سلام کہا ہے اور دریافت کیا ہے کہ ہمکو سب سے الگ تھلگ یہاں بھیجا ہے اور ہمکو بھیجا تو دلھن کو کیوں ساتھ بھیجا۔ مہری ہنستی ہوئی استانی جی کے پاس گئی مگر کہتے ہوے جھجکی۔ مغلانی سے کہا اسوقت شہزادے نے باتوں باتوں میں کہا کہ ہمکو تمکو جو شاہ صاحب نے یہاں تنہا بھیجا ہے تو خالی خولی تو ہوں ہی کے لیے نہیں بھیجا ہے سپہر آرا شرمائیں جب شہزادہ نے اصرار کیا تو انھوں نے کہا ہم اٹھکے چلے جائین (حاشیہ) آخرش دولھا نے مجھے بلایا۔ کہا استانی جی سے جاکر کہو کہ شاہ صاحب سے دریافت کردیں مغلانی نے استانی جی سے صاف کہدیا استانی جی نے شاہ صاحب کو پردے کے پاس بلایا اور یوں ہمکلام ہوئیں۔

استانی۔ شہزادے ایک بات دریافت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ آگ اور پھوس کا ساتھ کیا اب اسکو ضروری سمجھیں۔

شاہ۔ ہاں انسے کہدو کہ شاہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

نشیں ترش از گردش ایام کہ صبر	گرچہ تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

یہ تو آج کل کے لیے ہے اور برسوں اور بات ہے۔ ؎

غنچہ بر محبوب را چاک گریبان باز کرد	ہم گرہ بستہ سبز خود ناز دھلیز پیدا کن

اسوقت باہم پیار اور محبت کی باتیں کریں یہ گلوری بنائیں انکو کھلائیں وہ بیڑے لگائیں یہ کھائیں تھوڑی دیر میں عزباکر سیم ضد خیرات کرنا ہوگا۔ آج تمام رات سونے نپائینگے شہزادہ فرخ بخت تمام عمر شادمانی اور کامرانی کیساتھ زندگی بسر کریگا۔ جاہ و جلال عظمت و اقبال کی روز بروز ترقی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ ؎

زہے با فر و کشش فرخندہ آثار جہانگیری	خہے با دولتش آمادہ اسباب جہانبانی
گرامی ہمنشین را طالع اقبال جمشیدی	ہمایون مسندش را پایہ اورنگ سلطانی
ہمش با خلق گوناگون سازش در سخا انجم	ہمش با خویش نگار تنگ نازش خور دادنی
طرب در بزم عیشش بردہ جوران ابقاصی	کرم بر خوان فیضش خواندہ ضولنر ایہا

استانی۔ حضور اگر تکلیف نہو تو ایک پرچے پر آپ اپنے ہاتھ سے خود جواب لکھدیں۔ بس انکی تشفی ہوجائیگی۔

شاہ۔ اچھا ایک فقرہ لکھونگا وہ خود سمجھ جائینگے۔

استانی۔ مگر ایسا جامع ہو کہ دم نہ مار سکیں۔

شاہ صاحب نے ایک کاغذ پر یہ فقرہ لکھدیا (التعجیل من الشیطان والتانی من الرحمٰن) سنا نہیں ع

کہ تعجیل کار شیاطین بود

استانی جی نے مہری کو یہ پرچہ دیا وہ شہزادہ کے پاس گئی شہزادہ نے یہ فقرا پڑھا تو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ سپہر آرا نے دیکھا تو مارے ہنسی کے اچھل پڑیں

سپہر۔ اچھا جواب دیا میں خوش میرا خدا خوش۔

شہزادہ۔ دلہین تو کہتی ہونگی کہ شاہ جی نے کیا غضب کیا مگر ظاہر میں خوشی دکھاتی ہیں۔ دنیا میں کسقدر زمانہ سازی ہے کہ الاماں۔

سپہر۔ واہ۔ یہ زمانہ سازی اور دغابازی مردوں کو مبارک رہے ہم اسکے قریب نہیں پھٹکتے۔ تو زمانہ سازی۔

شہزادہ۔ بھلا قسم تو کھاؤ کہ شاہ صاحب کے جواب سے تم خوش ہوئیں کھاؤ قسم دل میں کچھ زبان میں کچھ۔ ہو نہو۔

سپہر۔ یہ کیوں یہ کیوں۔ آخر کیا کچھ کسیکی چوری ہے۔

شہزادہ۔ چوری نہین ہے تو صاف صاف کہدو۔

سپہر۔ مین یہ باتین کیا جانون بھلا۔ کبھی ایسی ویسی بہو بیون کی صحبت ہی نہین رہی جو اس طرح کی باتین سکھائین مگر ہان سُنا ہے کہ خورشید لقا بیگم ان باتون مین بہت برق ہین اور مین تو ابھی کل تک یہ بھی نہین جانتی تھی کہ چوٹی کیونکر گوندھی جاتی ہے۔ ؎

کبھی چوٹی کی خبر تھی نہ تھا کنگھی کا خیال
بار ہا آکے ہی رہتے تھے مرے سر کے بال
خوف آتا تھا کہین آنے سے جانے سے مجھے
تھا یاد خبر تھی نہ بہانے سے سبھی

شہزادہ۔ بجا۔ مگر مین نے جب دیکھا پٹیان ہی جمی ہوئی دیکھین۔ جب نظر پڑی بناؤ چناؤ کے ساتھ اور سُنتا تھا کہ حضور ہر دم چوٹی کنگھی سے لیس رہتی تھین۔ یہ آج آپکی زبانی معلوم ہوا کہ بولی حیران ہین۔

سپہر۔ بولی حیران آپکے ہان ہوتی ہونگی۔

شہزادہ۔ یا الٰہی۔ آخر کہ کہون بھی یا نہ کہون۔

سپہر۔ مسکرا کر درست یا تو کچھ کہئیے ہی نہین اور اگر کچھ کہیے تو فرض ہے کہ گالیان ہی دیجیے۔ صلواتین ہی سنائیے خیر بندہ نواز۔ اختیار ہے۔

شہزادہ۔ اُف۔ سپہر آرا تمہین امید تھی کہ مجھکو اس حالت مین دیکھو گی اور مجھ سے تم سے مذاق ہوگا اور ہم تم زانو بزانو بیٹھے ہونگے مگر خدا کی شان ہے ؎

صدقے اس بندہ نوازی کے ترے مین جاؤن
باپ مان ہوتے ہین کب ایسے شفیق و اشفق

سپہر۔ اللہ جانتا ہے۔ مین تو نہین واقف ہو گیا تھا کہ اب حشر مین تمہاری صورت دیکھینگے مگر خدا کی قدرت کل تک بلکہ مین نے کہا آج شام تک باور نہین آتا تھا کہ تمکو زندہ دیکھون گی۔

دو گھنٹے کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا کہ اب مرزا ہمایون فر بہادر اور سپہر آرا یہان آئین اور سب کے پاس بیٹھکر باتین کرین اُستانی جی نے کہا مین اسکا مطلب نہین سمجھتی۔ ہمایون فر اور سپہر آرا یہان آئین یہان کے کیا معنی اور سب کے پاس بیٹھکر باتین کون کرے یہ سب باتین آپ صاف صاف بیان کر دین تو آپکے حکم کی تعمیل کیجاوے۔

شاہ۔ دولہا اور دُلہن اس مقام پر آن بیٹھین جہان اُنکے مان باپ بہنین اعزّہ اقربا سب بیٹھے ہین اب آپ سمجھین! پھر مین نے یہ کہا تھا کہ ہمایون فر اور سپہر آرا سب کے پاس بیٹھکر باتین کرین وہ سب کون ہین۔ اُن دونون کے اعزّہ اب بھی اگر نہ سمجھو تو مجبوری ہے۔ مگر ایک گھنٹے کے عرصے مین اس حکم کی تعمیل کیجائے۔

اُستانی۔ ایک گھنٹہ! ابھی ابھی۔ دس منٹ مین۔

شاہ۔ جو حکم دون فوراً بجا لاؤ۔ ورنہ اچھا نہین ہے۔

بڑی۔ شاہ جی یہ باتین نہ فرمائیے۔ ہمایون اور سپہر آرا ابھی حاضر ہوتی ہین۔ آپ کے فرمانے کی دیر تھی۔

بڑی بیگم ایک تو یون ہی ضعیف الاعتقاد تھین۔ ستم اُسپر یہ ہوا کہ تمام عمر سانحے ہی سانحے دیکھے اور اس سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ اس بڑھوتی وقت مین داماد مر گیا اور کمسن لڑکی بیوہ ہو گئی گو نکاح ابھی نہین ہوا تھا مگر بڑی بیگم لڑکی کو بیوہ سمجھتی تھین شاہ صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ ورنہ اچھا نہین ہے۔ بس بڑی بیگم صاحب

کانپ اُٹھین شاہ صاحب کی کمال خوشامد کی اور قدمونپر سر رکھا ہاتھ جوڑے اور رو رو کر کہا شاہ صاحب احسان کرکے بُھلانا اچھا نہین ۔ جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن ۔ لونڈی کو ذرا عذر نہین ہے ۔ بہار النساء نے بھی اُنکی راے سے اتفاق کیا مگر ہمایون فر کی والدہ اور اُنکی بہنین اس قسم کی باتین ظاہر نہین کرتی تھین اور اُستانی جی کی باتون سے اسطرح کا کوئی امر ظاہر نہوتا تھا حسن آرا بیگم کا عجب حال تھا خورشید لقا بیگم نے حسن آرا کے ہاتھ مین ہاتھ دیا او کہا بہن ذری دو دو باتین کرلین اسوقت ہم تم دونون ایک حالت مین ہین جیسی تم ویسی مین ہون تم دُلھن کی بہن مین دولھا کی بہن مگر ایک بات دیکھتی ہون کہو کہون کہو نکہون

حسن ۔ بہن اسوقت دماغ آسمان کے اوپر ہے اور کہون تو بات ہی ایسی ہوئی مگر سچ کہون انتہا سے حیرت ہے ۔

خورشید لقا ۔ ہان ۔ بس یہی مین کہنا چاہتی تھی ایک بات سچ سچ کہنا ۔ مگر تم قسم کھاؤ کہ سچ سچ اور صاف صاف

حسن ۔ سنو بہن ۔ مین تو قسم وسم کو نہین مانتی مگر ہان مین اپنے ایمان سے کہتی ہون کہ مین سچ سچ اور صاف صاف کہدونگی ۔

خورشید ۔ بس مین یہی چاہتی تھی ۔ اب یہ بتاؤ کہ تمھین کچھ تعجب ہوا یا نہین ۔ یہان اسوقت تم ہو یا مین ہون میرا بھائی ہے حقیقی بھائی اور تمہارا بہنوئی ۔ تمہاری حقیقی بہن کا دولھا ۔ نہ مین کوئی لفظ اُسکے خلاف کہونگی نہ تم کہو گی ۔ بس ۔ بھلا آج تک تم نے یہ بھی سنا تھا کہ مردہ جی اُٹھے

حسن ۔ ہے ہے ۔ مجھسے کہتی ہو ۔ مردہ جی اُٹھے تو اور بات ہے کون مردہ جسکی قبر بن گئی ہو اور جسکو مرے ہوے ہفتے گذر گئے ہون مین کیا کہون بہن بعض بات کہنے کے قابل نہین ہوتی ہے ۔ بس گو مگو کا معاملہ ہے ۔ تم بتاؤ کہ تمنے اپنے بھائی کو دیکھا یا نہین مین نے تو ہمایون فر کو ابھی نہین دیکھا مین نہین کہہ سکتی کہ وہی ہمایون فر ہے یا کوئی اور ہے دیکھو مین نے صاف صاف بیان کردیا جیسی کہ ہمایون فر کی تمھین محبت ہے ویسی ہی مجھے بھی محبت ہے کہ نہین مگر تم اپنی آنکھون سے دیکھ لو تب ہمین یقین آئے ۔

خورشید ۔ بہن مین سچ کہتی ہون مین نے بھائی کو بخوبی دیکھا میرا وہی بھائی ہے ۔ وہی ہمایون فر ۔ وہی ۔ وہی مگر تعجب سے بھی درجہ بڑھ گیا ۔ سوچو تو ماجرا کیا ہے ۔

حسن ۔ کیا کہون کچھ سمجھ مین نہین آتا یا اللہ کیا بات ہے

خورشید ۔ بس یہین پر ہماری عقل بھی کام نہین کرتی ۔

حسن ۔ تم اچھی طرح کہہ سکتی ہو کہ ہمایون فر ہی ہین ۔

خورشید ۔ اب مین کیونکر کہون ۔ اور کیا کہون مجھے ہمایون فر ہی کی قسم ہے یہ میرا بھائی ہے اور دوسرا کوئی نہین ہے

حسن ۔ کوئی بات تمنے دیکھی جس سے یہ کہتی ہو ۔

خورشید ۔ ایک بات ۔ ہزارون باتین دیکھین

حسن ۔ بس ہمین اب تسلی ہوئی ۔ گو مین نے ہمایون فر سے خود باتین کین مگر پھر بھی یقین نہین آتا ہے کہ وہی ہین ۔

خورشید لقا بیگم نے کہا بہن تم ہم سے کچھ نہ کہلواؤ ۔ اسمین ایک بھید ہے ۔ جسطرح فراشن کے لوگ کسی کو اخبار نہین بتاتے اسیطرح ہم بھی نہ بتائینگے ۔ نواب مرزا فرامش ہوگئے ۔ لاکھ لاکھ قسمین دین نہ بتایا نہ بتایا مگر اتنا کہے دیتی ہون کہ یہ ہمایون فر ہی ہین ۔

اب سنئے کہ دور دور تک شہر مین اس خبر کی شہرت ہوئی اور شہر بھر مین چٹکیون مین معلوم ہو گیا کہ فقیر کامل کی دعائے خیر سے مرزا ہمایون فر بہادر زندہ ہو گئے سب انگشت حیرت بدندان تھے کہ یا باری تعالےٰ یہ کیا اسرار ہے علمائے اجل و فضلائے اکمل میدان فکر مین عقل کے گھوڑے دوڑاتے تھے مگر ذرا بھی سمجھ مین نہین آتا تھا کمند وہم کنگرۂ قصر سر الٰہی تک نہین پہونچتی تھی ۔ ع

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

شان خدا کہکر سب خاموش ہو رہتے تھے ۔ عوام کو انتہا سے زیادہ حیرت تھی کہ یا خدا مُردہ اتنے دن کے بعد کیونکر زندہ ہو گیا اکثر آدمیونکو یقین نہین آتا تھا کہ یہ خبر صحیح ہے ہزارہا آدمی بمجرد استماع خبر حیرت اثر قلعہ معلی گئے کہ مرزا ہمایون فر بہادر کو اپنی آنکھون سے دیکھین اکثر ایسے ہی تھے جنھون نے یہ خبر سنکر قہقہہ لگایا اور کہا کہ کیا بھیڑیا دھسان خلقت ہے جسنے جو کچھ کہدیا فوراً یقین آگیا ۔ اس خوش اعتقادی کے صدقے ۔ ع

برین فہم و دانش بباید گریست

سست اعتقاد تو شاہ صاحب کا ایمان لائے تھے اچھے اچھے تربیت یافتہ اور صاحب کہتے تھے کہ آج ہماری برسون کی بحث مٹ گئی اللہ اللہ اسقدر عرصے تک مرزا ہمایون فر بہادر قبر مین رہین اور پھر زندہ موجود ۔ ڈاکٹرون اور طبیبون نے بعد امتحان کہدیا کہ جان مطلق باقی نہین ہے قبر مین دفنائے گئے قبر بنی گئی اسپر مقبرہ بنا ۔ اور وہ اسپہر مرتبہ اسمین سے آن موجود ہوے شان پروردگار شان پروردگار

اب سنئے کہ روح افزا اور بہار النسا اور جہان آرا وغیرہ تو انتہا سے زیادہ خوش تھین مگر حسن آرا انگلی دانت کے تلے دبائے ہوے سکتے کے عالم مین کہ یا اللہ مین کیا دیکھ رہی ہون ۔ کیا سچ مچ یہ ہمایون فر ہی ہین بڑی بیگم بار بار سجدے کرتی تھین شگفتہ تھین جامے مین پھولے نہین سماتی تھین مگر استعجاب سبکو تھا کہ یہ کیا بوالعجبی ہے حیرت نہین تھی تو استانی جی کو یا دولہا کی طرف کی دو چار مخدرات کو شہزادی بیگم ہمایون فر کی ماں اور مہربان کے چہرہ سے ذرا بھی حیرت نہین برستی تھی ۔ قس علیٰ ہذا انکی بہن خورشید لقا بیگم اور مہ لقا بیگم کے بشرے سے بھی استعجاب نہین ظاہر ہوتا تھا آپسمین انواع و اقسام کی باتین کرتی تھین ۔

خورشید ۔ (اوہ) ہمایون فر نے کتنے بار دھوکا دیا ۔

مہ لقا ۔ ہے ہے ۔ جب دشمنون کے ڈوبنے کی خبر آئی تھی تو کانپ گئی یا اللہ وہ دن دشمن بلکہ ساتوین دشمن کو بھی نہ دکھاوے

مہری ۔ حضور غضب کا سامنا تھا اس روز ۔ ہے ہے ۔

بڑی بی ۔ بوا بو ۔ از برائے خدا اسوقت ایسی بدفالین زبان سے نہ نکالو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا ۔ اب گذشتہ را صلوٰۃ ۔

حسن ۔ اماجان ۔ کیا ہمایون فر ہی ہین ۔ ذری غور سے دیکھو

بڑی بی ۔ اے لو اور سنو ۔ ابھی انکو اسمین شک ہے ۔ واہ لڑکی واہ ۔ بیٹا فقیر کا گھر بڑا ہے ۔ ابھی کل تو تم پیدا ہوئین اور آج بڑونکی باتون مین دخل در معقولات دینے لگین ۔ یہ بھی کوئی بات ہے تمہارے آگے تو کوئی ستی بھی چھوڑ ڈالتا تو تم یہی بکے جاتین کہ ایسا نہین ہو سکتا اُف آج جان مین جان آئی اللہ سے دعا ہے کہ مین بھی ٹھنڈے ٹھنڈے اپنی اولون سہجائی

کی زندگی ہے ایسے ایسے صدمے سہے کہ کمر ٹوٹ گئی۔ یا اللہ اب مجھے اٹھا لے بس زندگی سے سیر ہو گئی ہوں۔

عباسی۔ اے حضور ایسی بات نفرمائیے جہن آرا بیگم اور سپہر آرا بیگم کے تو لڑکے کھلائیے۔ حضور کا سایہ ہزاروں برس قائم رہے اور حضور انکے پوتے پروتے دیکھیں۔

بیٹھنے والیاں (آمین آمین کہتی جاتی تھیں خورشید لقا بیگم بولیں بہن (حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر) اللہ نے جیسی مصیبت ہم پر ڈالی تھی آج تک کسی پر ویسی مصیبت نہیں پڑی ہو گی اور جیسا کرم ہم پر کیا ایسا کرم بھی آج تک کسی پر نہیں کیا ہو گا۔ اسکی کریمی کے صدقے بڑا کریم ہے جب دیتا ہے تو یونہیں دیتا ہے کسکو امید تھی کہ یہ دن دیکھینگے توبہ توبہ۔ مگر اسکی شان صدقے اپنے پاک پروردگار کے اسوقت جی چاہتا ہے کہ اسی جگہ پر شہر بھر کی ڈومنیاں جمع ہوں اور رات بھر ناچ دیکھیں آج رت جگا کریں۔

مغلانی۔ کیا اسمیں بھی کچھ کلام ہے حضور مرزا ہمایون فر از سر نو زندگی پائیں اور ہم رت جگا نہ کریں آج تو گھر گھر رت جگا ہو گا۔

مہری۔ اسمیں کیا شک ہے۔ سارے شہر نے سوگ لیا تھا۔

ابتری۔ پھر وہی باتیں شروع کیں۔ میں کیونکر انکو سمجھاؤں کسی کا کہنا کوئی مانتا ہی نہیں یہ عجب ان لوگوں کی خاصیت ہے لاکھ سمجھاؤں سمجھتے ہی نہیں۔ ع

مزن فال بد کا ورد حال بد

ادھر باتیں ہو رہی تھیں ادھر شاہ صاحب کے ارد گرد ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع تھے ہزارہا آدمیوں کا ہجوم کوئی قدموں پر ٹوپی رکھتا تھا کوئی پاؤں چومتا تھا۔ کوئی دور سے دعائیں دیتا تھا اور شاہ صاحب بڑے غرور کے ساتھ آواز بنا کر یہ اشعار ادا کرتے تھے۔ ع

اے خداوند کارساز کریم
ملک و صانع و قدیم و حکیم
خیمہ برپا کن سپہر بلند
آسمان ساز اور زمین پیوند
نقش پرداز کارگاہ جہان
کاتب نسخۂ زمین و زمان
تونے برپا کیئے ہیں یہ افلاک
خاک کو تونے دی ہے صورت پاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر
انکی آرایش شاخ ہیں ہو شجر

ایک۔ سب حضور ہی کی دعا کی برکت ہے شاہ صاحب

دوسرا۔ سچ۔ اسمیں کسی کو شک ہے ورنہ یہ شکست

تیسرا۔ حضور نے ریاض بھی بڑا کیا ہے۔ برسوں تیرہ بختوں کہا تھا کہ سبزی کی پتیاں آبا لیں اور نمک لا کر کھا لیں۔

چوتھا۔ اے سبحان اللہ۔ بہت مشکل ہے بہت مشکل ہے جب ایسے ہیں تب ایسے ہیں۔ یہ زندہ ہیں مرے کو تو کون نہ مرتا کیا کوئی نٹ بھی جائیگا اسے تو بہ کیا مجال۔ ایک دن سب امر ہن گے۔ ع

کیا ہوا اسکندر صاحبقران
کیا ہوا جمشید دارات جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوا وہ دکر و فرو جاہ و مال
کیا ہوے یوسف عزیز دو جہان
کیا ہوے یعقوب پیر ناتوان

دنیا ایک دن چھوڑنی ہوگی یہ سب جانتے ہیں مگر ہم لوگوں کو ہمایون فر کے مرنے سے جو رنج ہوا تھا اسکا حال ناگفتہ بہ ہے۔ خیر کیف انجام اچھا ہوا شب کو قلعہ معلی میں اس درجہ چہل پہل تھی کہ اچھے اچھے میلوں میں نہیں ہوتی ہے تمام دنیا کی نعمت موجود تھی۔ ہر قسم کی دکانیں بھی سجائی ہزاروں تماشائی۔ زن و مرد بشاش کہ آج خدا نے دن دکھایا دولہا کو دلہن سے ملایا خوشی کے شادیانے بجتے تھے

چوک مین دُکاندار ٹھے سے دُکانین سجتے تھے مرزا ہمایون فر سے شہر بھر خوش تھا انکو کُل رعایا بادشاہ سمجھتی تھی انکی سخاوت انکی فیاضی انکی رحمدلی کا نقش سب کے لوح دل پر منقوش تھا غرض گھر گھر رت جگا تھا پچھلے کو مرزا ہمایون فر بہادر سپہر آرا کو ساتھ لیکر فنس پر سوار ہوے اور اپنے گھر گئے۔ خورشید لقا بیگم اور مہ لقا بیگم اور شہزادی بیگم دونون نے بلائین لین شاہ صاحب کے حکم کے بموجب اس شب کو سپہر آرا اور ہمایون فر الگ تھلگ رہے۔ صبح کو نکاح ہوا۔ شاہ صاحب نے کہدیا تھا کہ خبردار خبردار شرعی رسوم کے علاوہ اور کوئی رسم ادا نہ کیجاے لہذا اُنکے حکم کی تعمیل کی گئی صبحکو چپ چاپ نکاح ہوگیا۔ نکاح کے وقت حسن آرا اور بہار النسا اور روح افزا نے کئی بار دولھا کو چھیڑا اور ہمایون فر بھی دل لگی سے باز نہین آئے نکاح کے بعد حسن آرا اور شہزادے سے میٹھی میٹھی باتین ہوا کین۔

شہزادہ۔ بعد مدت آج آرزو برآئی برسون کو ٹھے پر دھوپ کھائی مصیبت اُٹھائی تب جاکے آج شاہد تمنا سے ہم آغوش ہوا۔ ابتدا تو وہی تھی جب مین عاشق النسا بنکر آیا تھا۔ وہ دن بھی تمام عمر یاد رہیگا۔

حسن۔ جسوقت مہری تمھاری تصویر لائی ہمنے دانت کے تلے اُنگلی دبائی پاؤن کے تلے سے مٹی نکل گئی سپہر آرا بہت گھبرائین اور کہا باجی یہ تو بڑی بیڈھب ہوئی اب کیا کرین۔

شہزادہ میری خوش نصیبی تھی کہ اُنسے تو خیر مگر شکر ہے کہ آپ سے [illegible] مل چکا ہون۔ اس سے بڑھکر خوش قسمتی کیا ہوگی کہ ایسی خوبصورت شریف زادی کو بن بیاہے گلے لگاؤن۔

حسن۔ (گردن نیچی کرکے) کیا ہوا۔ چھوٹے ہو کہ نہین۔

شہزادہ۔ اچھا اگر یہ ہے تو اب پھر ایکبار سہی۔

حسن۔ (شرماکر) اب یہ کافی ہین۔

اس فقرے پر روح افزا نے ہنس کر کہا۔ واہ اچھی باتین ہورہی ہین سالی بہنوئی تو مین دیکھتی ہون بہت بے تکلف ہین۔ سپہر آرا اسوقت کیسی گردن جھکائے بیٹھی ہوئی ہین گویا کچھ جانتی ہی نہین ایسی سیدہی بنی جاتی ہین۔

شہزادہ۔ اُنکو اسوقت بولنے کا منصب نہین ہے۔ ہم تو ان سے (حسن آرا کی طرف مخاطب ہوکر) باتین کرتے ہین ہان حضور تو آپ نے کیا فرمایا چھوٹا بہنوئی جو سالی سے گلے ملے تو ہرج نہین ہے۔ پھر بسم اللہ تب تک تو سالی بہنوئی کا کوئی ذکر ہی نتھا۔ اب ہم آپ کے خرد ہین اور سالی تو آدھی جورو ہوتی ہے۔

حسن۔ وہ کوئی اور ہوتی ہونگی تو کوئی ایسی جورو ڈھونڈھی ہوتی جسکی بہنین شوخ اور چربانک اور بیباک ہون۔

شہزادہ۔ حضور کی شوخی کیا کم ہے۔ ہم تو آپکو بھی شوخ طبع سمجھتے ہین۔ رگ رگ مین شوخی بھری ہے۔

ع

خوبرو جتنے ہین دل لیتی ہے سب کی شوخی
ہر مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی

حسن۔ خیر میری رگ رگ مین شوخی ہو یا نہو مگر تمھاری رگ رگ مین شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہے ایک دفعہ کیا دیکھتی ہون کہ پتنگ آکے مہتابی پر گرا۔ پڑھتی ہون تو ایک شعر ع۔

ازعاشقان صادقت اے دلستان منم
اول کسیکہ بر تو فدا شد ز جان منم

سمجھ گئی کہ ہو نہو پڑوس کا شیطان ہوگا۔

شہزادہ۔ اب مجھ سے بھی گستاخی ہوگی۔ دیکھیے مین نے عرض کر دیا۔ اب مانیے یا نہ مانیے۔ آپکو اختیار ہے۔ مگر پھر شکایت نہ کیجیے گا۔ ہان۔ ہمایون فر نے حسن آرا سے کہا۔ قسم خدا کی میری جان جاتی تھی جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اسطرح کوٹھا مجھے کھینچتا تھا۔ جب دیکھو کوٹھے ہی پر۔ دھوپ مین کوٹھے پر۔ گرمی مین کوٹھے پر سردی مین کوٹھے پر۔ مینھ برسے تو بھی کوٹھے سے جانے کو جی نہ چاہے شب کو شبنم ہی مین سو رہے مگر مہتابی کا ساماں نچھوڑا اور جب کسیدن قسمت نے یاوری کی اور تم دونون پر یون مین سے کوئی نظر آئی تو گویا کرورون روپیہ مل گیا۔ ایک دن سپہر آرا ہمارے رجھانے کے لیے اِس بناؤ چناؤ کے ساتھ مہتابی پر آئین کہ جان نکل گئی جی چاہا اُڑ کے پہونچون۔ مگر سٹپٹا کے رہ گیا اور حضور کی بھی ہمپر نظر پڑتی تھی چاہے اب نہ کہیے۔

حسن۔ اُنہ اونہہ! ایسے ہی تو آپ بڑے حسین ہین۔ چشم بد دور۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ ذرا سی آئینے مین صورت تو دیکھون واہ کیا قطع شریف ہے۔

شہزادہ۔ اگر بُرے ہین تو ہمین کیون بیاہی آپ نے

حسن۔ تمھاری خوش نصیبی تم اور ایسی چاند سی بیوی پاؤ اور دیکھنا خدمت نکرو تو سہی۔ تمھاری تو قسمت کھلگئی۔ آپ اور باتین بنائین شان خدا۔

روح۔ ہان سپہر آرا کے تو تلوؤنکو نہین پہونچتے۔

حسن۔ اِس مین کیا شک ہے بہن سپہر آرا لاکھون مین لاجواب ہے اگر ایسی تھی نہین تو یہ تکلیفین کیون اُٹھائین فرماتے نہین ہوا ادھر ادھر سے باتین بناتے ہو۔

شہزادہ۔ ہمارے بھائیون اور ہماری بہنون سے پوچھو تو البتہ ہمارا اور دُلہن کا مقابلہ کرین۔

گیتی آرا۔ (قہقہہ لگا کر) اے ہے تو عورت ہی پیدا ہوئے ہوتے مردوے کیون ہوے۔ داڑھی مونچھ لگا کر چلے ہین دُلہن سے مقابلہ کرنے۔ واہ بندہ پرور۔ واہ اللہ جانتا ہے کہین اور کہوگے تو ہنسے جاؤ گے اور پھر چلے ہین دُلہن سے مقابلہ کرنے۔ کاہے مین دُلہن سے مقابلہ کروگے۔

شہزادہ۔ اب جواب تو اسکا مین ضرور دیتا مگر تمھاری بہن چٹکیان لے رہی ہین۔

روح۔ جھوٹے ہو۔ جھوٹ بولتے ہو۔ اُس بچاری کا تو ہاتھ الگ ہے۔ یہ تہمتین تراشتے ہو۔ کیون صاحب اس جھوٹ کے صدقے اس تہمت کے قربان۔

شہزادہ۔ تم سب تو اپنی بہن کی سی کہا چاہو۔ ہماری طرف کا کوئی ہوتا تو ہمارا جنبہ کرتا۔ اچھا تم دلہن ہی سے پوچھ لو۔

روح۔ سپہر آرا تمھین ہمارے سر کی قسم سچ سچ بتانا تمنے چٹکی لی تھی یا نہین۔ بولو صاف صاف اسمین چوری کاہے کی ہے نہ بتاؤگی تو ہمین رنج ہوگا۔ یہان کوئی بڑی بوڑھی تھوڑا ہی ہے بولو تمھین اللہ کی قسم جو نہ بتاؤ۔

شہزادہ۔ واہ بتا چکین۔ اے لو پھر چٹکی لی۔

سپہر آرا نے روح افزا کے کان مین کہا مجھ سے چاہے

جسکی قسم لو مین نے چٹکی وٹکی تو نہین لی مگر ہان شیطان دور سے اُنکو صورت دکھاتا ہو تو مین نہین جانتی۔

روح افزا بولی۔ اہا۔ جبھی چونک چونک اُٹھتے ہین مین بھی کہتی تھی یا خدا کیا سبب ہے۔ یہ آج معلوم ہوا لو صاحب اب تو ہماری بہن نے بھی آپ کو جھوٹا بنایا۔ اب تو ذرا شرماؤ۔ مگر پھیری منھ پر لوئی تو کیا کریگا کوئی بیجیا کے بیسون بسوے شہزادہ نے کہا یون تو یہان جتنی ہین سب شوخ و شنگ پری چہرہ دلربا شیرین ادا حاضر جواب تیز طبیعت زبان دراز ہین مگر روح افزا بیگم سب سے بڑھ کے معلوم ہوتی ہین۔ اِن کی باتین بڑی گرما گرم ہین۔ آفت رہی شوخی سیماب کو شاید قرار نہین اور بے ادبی معاف ایک ایک بولی پھڑکتی ہے۔

	زچشم بد رُخ خوب ترا خدا حافظ	

حسن آرا بیگم تو اسکو معیوب نہین سمجھتین کہ بڑی سالی چھوٹے بہنوئی کے گلے لگے آپ اپنی کہیئے۔

روح۔ آپ ہین بڑے بھلے مانس۔ بس اور تو کیا کہون اور یہ تو مین آپ کی باتون ہی سے سمجھ گئی تھی۔

شہزادہ۔ کیا کہنا ہے۔ آپکی سمجھ کا کیا کہنا ہے۔ ع

	خوشا لطافتِ اندازہ و ادا فہمی
	زہے نزاکتِ انداز مدعا دانی

روح۔ آپ اپنے نزدیک بڑے لفاظ اور لسان ہین اور ابھی ہم سب لحاظ کرتی ہین کہ جو کوئی اپنے گھر مین مہانی کے لیئے آئے اِسکو کیا ستائین مگر یہ سر چڑھتے جاتے ہین۔

بہار۔ پھر کیا اِنکے لفاظ ہونے مین کسی کو شک بھی ہے۔ ہین لسان۔ تم نہ کہو ہٹ دھرمی سے تو اس سے کیا ہوتا ہے۔

روح۔ تم تو باجی ابھی آئی ہو۔ جو پہلے سے آئی ہوتین تو دیکھتین کہ کیا کیا باتین کر رہے تھے۔

شہزادہ۔ بھلا آپ کو یقین ہے کہ میرا سا سیدھا سادہ اور ایسی ویسی باتین کرے۔ توبہ۔ توبہ۔ کیا مجال۔ اِنکا جو جی چاہے سو کہلین۔

بہار۔ ایسے سیدھے سادے تو آپ نہین ہین۔ (دوپٹا سنبھال کر) آپ بھی بہت دور ہین۔ جی۔ (زلف عنبر بار پر ہاتھ پھیر کر)

حسن۔ (روح افزا کے کان مین) بہار النسا ہن اِسوقت خوب بنکھر کے بن ٹھن کے آئی ہین۔ خبط ہے ان کو۔

روح۔ تمنے دیکھا نہین پہلے دوپٹے کو دو چار بار سنبھالا پھر چوٹی کو درست کیا اور سنوارا پھر آئینے کے سامنے بیٹھین اِن کو تو مرض ہے یہ۔ امی جان پیر ٹوکتی رہتی ہین

بہار۔ کیا باتین ہوتی ہین چپکے چپکے۔ ہم بھی کچھ سنین میرا ہی ذکر ہوگا۔ یہ حسن آرا بڑی ایک ہین۔

حسن (ہنستے ہوے) بہن آج آئینے کے پاس آپ کم بیٹھین۔

بہار۔ یہ مین تو سمجھ ہی گئی تھی۔

شہزادہ۔ آخاہ۔ بہار النسا بیگم ہین۔ برسون بعد دیکھا یاد ہے۔ جب ہم تم ساتھ کھیلا کرتے تھے یا بھول گئین

بہار۔ ہمین تو سب یاد ہے۔ مگر شکر ہے کہ آپکو بھی یاد ہے ایک دن سیر ہوئی۔ مولوی صاحب نے ان کو تین شعر

بر زبان یاد کراے اور مین بھی سنتی جاتی تھی۔ دوسرے دن جو مولوی صاحب نے پوچھا تو انکو شعر نہ یاد نہین نکلین اور مین پردے کے پاس سے سُن رہی تھی۔ لڑکپن کا زمانہ تو تھا ہی مین نے دہن سے شعر پڑھ دیے۔ بس مولوی صاحب نے اِنکو بہت شرم دلائی۔ یاد ہے۔

شہزادہ۔ اس فقرہ بازی کا کیا جواب دون۔ بھلا وہ کون شعر تھے۔ جب آپ اسقدر ذہین ہین تو شعر ضرور یاد ہونگے۔

بہار۔ ہان ہان۔ عمر بھر یاد رہین گے آپ کی طرح ہمارا حافظہ خراب نہین ہے تم ہمیشہ سے اپنے حافظہ کی شکایت کرتے ہو۔

شہزادہ۔ دیکھیے۔ در پردہ آپ نے مجھے جھوٹا بنایا دروغگو را حافظہ نباشد۔ یہ در پردہ یعنی آپ نے کہی۔ خیر اچھا شعر تو سُنا دیجیے آپکے حافظہ کی کیفیت تو دیکھ لون۔

بہار۔ ایلو ہمارے حافظے کی کیفیت اب دیکھینگے آپ بے

فکر معاد یان جسے تمام عمر نہین — حیوان سمجھتے ہین ہم اسے وہ بشر نہین
سرکش کو باغ دہر مین نیکی کا پھل کہان — دیکھو کہ ثمر مین کبھی ہوتا ثمر نہین
انسان کہیں ہیں علم و فن سے ہین آپ ہا — بے آبرو ہو آدمی کو علم گر نہین

ہین تینون یہی شعر ہین کہ نہین۔

شہزادہ۔ (مسکراکر) بجا۔ کس نامعقول نے کبھی اور شعر سُنے بھی ہون۔ آج ہی سُنے ہین ماشاء اللہ آپ اب فقرہ باز بھی ہو گئی ہین اور (اُردو) مین نے کبھی کسی سے پڑھی ہی نہین۔

بہار۔ اللہ رے جھوٹ۔ اُف رے جھوٹ۔

روح۔ اسکے تو حضور بادشاہ ہین۔ ایک سچ تو نا اور غلط ابھی کہتے تھے کہ سپہر آرا مجھے چٹکی لیتی ہین تمھین دیکر پوچھا تو سپہر آرا نے بالکل انکار کیا اب نے جھگڑے کون۔ فورا کے تڑکے

چون از دم باد نوبہاری — گل بر سر شعلہ زد عماری
بر دست صبا نگار بستند — پیرایۂ نو بہار بستند
دوران بہار رنگ و بو داد — گلدستہ بدست آرزو داد
سیراب دار سبزہ دا تا — دوران چو مزاج دل توانا
گل کرد بہار عشق سازان — خورشید دماغ عشقبازان

سالیان شہزادہ فلک بارگاہ نوشاہ کج کلاہ سے چہل کرتی تھین محبت کا دم بھرتی تھین کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا۔ شاہ صاحب کے حکم کے بموجب دولھا دلھن دونون ایک پالکی گاڑی مین سوار ہوے جسمین چار سمند رہوار برق کردار جتے ہوے تھے قطعی ممانعت تھی کہ رخصت کیوقت بھی کوئی رسم بجز رسم شرعی کے نہ ادا ہو۔ دولھا دلھن کی سواری کے ساتھ پچاس سپاہی اور بیس خاص بردار تھے بس باقی (الحمد اللہ خیر صلاح) شہزادہ کے دو رفیق خاص مسلح گاڑی کے ہمراہ اِدھر اُدھر گھوڑون پر سوار ہمراہ ہوے اور دم کے دم مین شہزادے کے محل مین سواری پہونچی۔ وہان بھی کوئی رسم ادا نہین ہوئی۔ شاہ صاحب نے کہدیا تھا کہ ایک ہفتے تک پرنس ہمایون فر بہادر گھر سے باہر نہ آئین۔ گو شہزادہ نے کئی بار خواہش کی کہ اپنے احباب سے ملین مگر خورشید لقا بیگم نے بھائی کو نہ اُٹھنے دیا۔ کہا اگر تم باہر جاؤگے تو مین ساتھ چلونگی مجبور ہو کر شہزادے نے احباب سے ملنے سے انکار کیا شبکو وہ سامان ہوے کہ چشم فلک نے آجتک نہ دیکھے ہونگے انکا مفصل حال معرض بیان مین آئیگا۔

خواجہ بدیعا بدیع

آغا حضور ہین۔ آیئے آیئے بعد مدت حضور کی زیارت ہوئی یہ آپ بوکھلائے ہوے کیون ہین کیئے۔ صورت ہی ایسی ہے دریں چہ شک یہ تو ظاہر ہی قطع مبارک اسقابل ہی کہ تو چلے

اور جہان تماشاگاہ ہو فوراً بھیجے اور ایک ایک تصویر دنیا بھر کے عجائب خانون مین رکھی جائے۔ حضور ابتک تھے کہان۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ خواجہ بدیع الزمان کو ہمنے جہاز پر چھوڑا تھا خیر۔ خدا خدا کرکے مع الخیر داخل سوئز ہوا اسکندریہ مین آزاد پاشا مس میڈا کے اصرار سے ایک ہفتے تک مقیم رہے جس ہوٹل مین پہلے فروکش ہوے تھے وہین اب بھی ٹکے۔ خواجہ بدیع الزمان اکڑتے ہوے انکے پاس آئے اور کہا آزاد اب یہان ذرا ہمارے ٹھاٹھ دیکھیے گا۔ پہلے تو لوگون سے دریافت کرلو کہ ہمنے کشتی نکالی تھی یا نہین مارا چارون شانے چت اٹھا اٹھا کے دے دے مارا اٹھایا اور دے پٹکا اور کسکو۔ اُس پہلوان کو جو تمام مصر مین نامور تھا جسکا نام لیکر مصر کے پہلوانونکے اُستاد کان پکڑتے تھے میان سچ ہی تو ہے اور اُسکو دیکھو تو آنکھین کھلجائین کیسا بدن چور ہوتا ہے اُسکا قد جو رہے پہلے تو مجھے ریلتا ہوا اکھاڑے کے باہر لیگیا اور مین بھی جب جاپ چلا گیا بس بھائی پھر تو مین نے قدم جما کے جو ریلا دیا تو بول گیا۔ اب کھینچتی ہونے لگی تو بڑے سے بڑے جوڑون مین کھینچتی کم ہوتی ہے مگر وہ اُستاد اور مین جگت اُستاد اُسنے پیچ کیا مین نے توڑ کیا۔ وہ پشت پر آیا مین نے تھاما اُسنے دستی کھینچی مین بغلی ڈوبا۔ اُسنے ڈنڈا لگایا مین نے اُچک کے کاٹ کھایا۔

راوی۔ سبحان اللہ یہ سب سے بڑھکر پیچ ہے۔ آپنے اتنی تکلیف کیون گوارا کی۔ حضرت جکت دینے کی کیا ضرورت تھی۔ بھلا بیٹھے کے کوسنا کیون نہ شروع کردیا کاٹ کھانے کی بات پر آزاد اور مس کلیرسا اور مس میڈا کو بڑی ہنسی آئی اور خواجہ صاحب بھی مسکرائے کہ جو کارنمایان سرزد ہوے تھے لگے

حالات سنکر یہ سب بشاش ہوے ہین اسکے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا بس جناب دو گھنٹے تک برابر کی لڑائی رہی۔ وہ کرارا تھگا کڑیل جوان گران ڈیل موٹا تازہ پھپتا۔ بیبھے اور قد مین کیا بتاؤن کاہے سے تشبیہ دون۔ بس جیسے حسین آباد کا سنگھنڈا سو وہ بھی جو گھنڈا بن کے رہگیا ہے اسکا قد اس سے بھی نکلتا ہے اُسین قوت اور یہان اُستادی کرتب مین نے اُسکو ہنپا ہنپا کے مار ڈالا جب اُسکا دم ٹوٹ گیا تو چرمر کو ڈالا ہات تری گیدی کی۔ بس جناب قلعہ جنگ کے پیچ پر مارا تو چارون شانے چت اور کوئی پچاس ہزار آدمی دیکھ رہا تھا تمام شہر مین مشہور تھا کہ ہند کا پہلوان آیا۔

آزاد نے کہا بھائی جان سنو اپنے تئین میان مٹھو بننے کی سند نہین ہے جب جانین کہ ہمارے سامنے کشتی دو اور پہلے پہلوان کو بھی دیکھ لین کہ کیسا ہے تمھاری اِسکی جوڑ ہے یا نہین فرض کرو تم سے کم ہو یا اٹھارہ بیس کا فرق ہو اگر تم بیس ہو وہ اٹھارہ تو پھر دے مارنا کون بات ہے اسکی سند نہین خواجہ صاحب بگڑ کر بولے کچھ عجب آدمی ہین آپ سارے بیا!، کہتے جاتے ہین بھیا جوان گران ڈیل یقین ہی نہین آتا تو ہم اسکو کیا کرین ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لیجئے اتنے مین ہوٹل کے دو ایک آدمی خوجی کے اردگرد جمع ہوے اُنسے کہنے لگے

خوجی۔ کیون میان ہمنے ایک کشتی نکالی تھی یا نہین۔

مصری۔ واہ ہمارے ہوٹل کے بونے نے البتہ اٹھا کے دے پٹکا واہ چلے وہان سے کشتی نکالنے میان گدا کھا گئے اور باتین کرتے ہو۔

خوجی۔ او گیدی جھوٹ بولنا سور کھانا برابر ہے۔

مصری۔ ہاتھ پاؤن توڑ کے دھر دینگا آپ اور کشتی

خوجی - جی ہان جی ہان ہم اور کشتی! کوئی آئے نہ نہین اب ہی بسم اللہ مین بند نہین ہون - (خم ٹھونک کے) بلواؤ اُس پہلوان کو -

اتنے مین بونا سامنے آن کھڑا ہوا اور آتے ہی چڑھانے لگا خواجہ صاحب بگڑ کھڑے ہوے آزاد کی طرف اشارہ کیا کہ یہی پہلوان ہے جسکی کشتی ہم نے نکالی تھی - آزاد بہت ہنسے کہا بس ٹائین ٹائین فش بونے سے کشتی نکالی تو کیا کسی برابر والے سے کشتی نکالتے تو جانتے اسی پر اسقدر ناز تھا یا آگھی کان سُنتے سُنتے تھک گئے یہان جو آن کے دیکھتے ہین تو وہی ڈھاک کے تین پات لاحول ولاقوة خواجہ صاحب نے گردن ہلا کر کہا کہنے اور کرنے مین فرق ہے جناب اگر حضور اُس سے ہاتھ پاؤن ملائین تو ظاہر ہو جائے کہ لوہے کے ہاتھ پاؤن ہین اور میرے ہاتھ پاؤن فولاد کے ہین آپکی نرم نرم اُنگلیان اور نازک کلائیان دُکھنے لگین گی بونا خم ٹھوک کے سامنے آن کھڑا ہوا اور خواجہ صاحب پینترے بدل کے پہونچے آزاد پاشا اور مس کلیرسا اور مس میڈا اور ہوٹل کے اکثر آدمی ان دونون کے گرد ٹھٹھ لگا کے کھڑے ہو گئے

خوجی - آؤ بچہ چٹا گھنیر آج بھی گدا دونگا -

بونا - ا سمجھا خاک نہین آج تمہاری کھوپڑی ہے اور میرا جوتا -

خوجی - ایسا گدا دون کہ یاد کرو - عمر بھر یاد رہے تو سہی -

بونا - انعام تو ملے ہی گا پھر ہمارا کیا ہرج ہے -

خوجی - انشاء اللہ وہ گدا دونگا کہ یاد کروگے - ع

	من کہ باشم کہ بر آن خاطر عاطر گذرم	

بندہ نرا گلا ہی نہین ہے اسوقت -

اب سُنیئے کہ ادھر خواجہ صاحب ادھر بونا پہلوان دونون گُندے تول تول کے رہجاتے تھے - خواجہ صاحب نے گھونسا تانا بونے نے مُنھ چڑھایا یہ چپیٹے اُسنے گدا مارنے کا قصد کیا - خوجی نے جھلا کر چپت جمائی - بونے نے دھول لگائی - اور لطف یہ کہ دونو ہی چاندگھٹی گھٹائی چکنی اِس زور کی آواز آتی تھی کہ سُننے والون اور دیکھنے والونکا جی خوش ہو جاتا تھا -

میڈا - خوب آواز آئی تڑاق - ہان ایک اور -

کلیرسا - اسوقت اسقدر ہنسی آتی ہو کہ بیان نہین کر سکتی

خوجی - بی ان ہنسی آئیگی جسکی کھوپڑی پر گذرتی ہے اُسکا جی ہی جانتا ہے

آزاد - ارے یار فرا زور سے چپت بازی ہو -

خوجی - دیکھیے تو دم کے دم مین بیدم کیے دیتا ہون کہ نہین

آزاد - مگر یار اسکا قد تو بہت ہی پست ہے -

خوجی - ہائے افسوس - بھئی تم ابھی بالکل ناتجربہ کار ہو واللہ جو ذرا بھی تجربہ ہو بس اور تو کیا کہون ارے کمبخت اسکا قد چور ہے - جسطرح میرا بدن چور ہے -

راوی - کیا خوب آپکا بدن تو ضرور ہی چور ہے -

خوجی - یون دیکھنے مین تو کچھ نہین معلوم ہوتا مگر اکھاڑے مین چسٹ اور لنگوٹ باندھ کے کھڑا ہوا پس پھر دیکھیے بدن کی کیا کیفیت ہوتی ہے دبیتہ بالکل گینڈا بنا ہوا کوئی کہتا ہے دُم کٹا بھینسا ہے کوئی کہتا ہے ہاتھی کا پاٹھا ہے کوئی کہتا ہے ناگوری بیل ہے کوئی کہتا ہے جمنا پاری بکرا ہے اور مین اِدھر اُدھر شانے کو دیکھتا ہوا رہجاتا ہون کوئی دو جوتے بھی مارے تو کچھ پروا نہین تو وجہ کیا وجہ یہ کہ مستغنی ہون یہ جانتا ہون کہ کوئی بولا اور مین نے اُٹھا کے دے مارا ذرا غصہ آیا انجر پنجر الگ کر دئے بھئی طاقت کا بھی کیا کہنا ہے

خواجہ صاحب نے کئی بار جھلا جھلا کر بیتین لگائین ایکبار اتفاق سے اُسکے ہاتھ مین اِنکی گردن آگئی اور اِس زور سے گردن پکڑی کہ خواجہ صاحب کے چھڑائے نہ چھوٹی بہت ہاتھ پاؤن مارے بہت کچھ زور لگائے مگر اُس نے دونون ہاتھون سے گردن پکڑلی اور لٹک گیا تو خوجی کسیقدر جھکے اُنکا جھکنا کہ اُس نے اور بھی زور سے جھٹکا دیا تو مُنہ کے بھل زمین پر دو تین لپٹر صحیح کرکے بونا بھاگا اور خواجہ صاحب اُسکی دم کے ساتھ۔ اُسنے جاتے کے ساتھہی دروازہ بند کرلیا خواجہ صاحب نے پٹخنی کھائی تو تماشائیون نے قہقہہ لگایا اور اتفاق سے مس کلیریسا نے تالیان بجائین۔ اے ہے بس اِنکے غصے کی کچھ نہ پوچھیے۔ آسمان سر پر اُٹھا لیا او گیدی بودے بزدل گیدی اگر شریف زادہ ہے تو آجا مقابلے پر گیدی زمین پر گرا تو بھاگ کھڑا ہوا۔

آزاد - کیا گر پڑا!! اجی حضرت کون گر پڑا ہوش کی خبر آپنے پٹخنی کھائی یا اُسنے چہ خوش چرا نباشد۔

آزاد - (بناوٹ کی راہ سے) لئے میان آخر یہ ہوا کیا کون گرا کون جیتا ہم تو اِسطرف دیکھ رہے تھے معلوم نہین ہوا کہ کسنے دے مارا۔

خوجی - (اکڑ کر) !! ایسی بات آپ کا ہکو دیکھنے لگے تھے انجر پنجر ڈھیلے کردیے گیدی کے مگر اِسکا قد چھ رہے دیکھنے مین بونا ہے مگر باون گز سے کم اِسکا قد نہین ہے واللہ کشتی دیکھنے کے قابل تھی مین نے ایک نیا پیچ کیا تھا آج بھی چارون شانے چت گرا اور اُسکے گرنے کے وقت ایسی آواز آئی کہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پھٹ پڑا آپنے سُنا ہی ہوگا

آزاد - وہ ہے کہان کیا کھود کے زمین مین گڑا دیا آپ نے

خوجی - نہین مردم آزاری سے ڈرتا ہون بھاگتا ہون اور قسم ہے واللہ پورا زور نہین کیا ورنہ کیا میرے مقابلے مین ٹھہرتا توبہ توبہ ہاتھ پاؤن توڑ کے چُرمُر کر ڈالتا۔ مین وہ جن ہون گرتے ہی مین چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خم ٹھوک کے شیر خرد اُٹھ کھڑا ہوا۔ نانی ہی تو مرگئی مردک کی۔ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

خون خشک ہوگیا۔ بس روتا ہوا بھاگا۔

آزاد - مگر خواجہ صاحب گرا تو وہ اور یہ آپکی پشت پر گرد کیون اتنی لگی ہے۔ اِسکا کیا سبب ہے۔

خوجی - ہان! بدغور کر کے ہیین پر ہم بھی قائل ہوگئے حضرت کلیریسا۔ بس اسیطرح اس دفعہ بھی تمنے کشتی نکالی تھی۔

خوجی - سچ کہون اس مرتبہ مین اپنے زعم مین آپ ہارا اور پورا زور بھی تو نہین کیا مین نے۔ ورنہ لاش پھڑکتی ہوتی اور اب بھی۔ ع

پھر جلتے رہے کہ اندھاری

مَیڈا - بڑے شرم کی بات ہے ذرا سا بونا نہ گرایا گیا اِنسے

خوجی - (سر پیٹ کر) جی چاہتا ہے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹون۔ بس اور کچھ نہین غضب خدا کا کہتا جاتا ہون کہ اس گیدی کا قد چھ رہے آخر میرا من چھ رہے یا نہین اُسوقت میرے تن پر انگرکھا یا دگلا کچھ نہین ہے اُسوقت ذرا میرے ڈنڈ دیکھیے گا اور ابھی کپڑے پہن لون تو یہی معلوم ہونے لگون جیسے مچھتا میز۔ بس یہی فرق سمجھو اگر آزاد ڈھونڈینگے تو رنج ہو جائیگا اوّل تو مین گرا نہین اُسنے مجھے نہین پچھاڑا اپنا لنگر مین اپنے آپ نہ اُٹھا سکا اپنے زعم مین آپ ہارا دوسرے اُسکا قد چھ رہے باون گز مین مین اُسکا دھڑ رہتا ہے

لنکا کی فوج کا ہے چھوٹے سے چھوٹا وہاں باون گز کا ہوتا ہے۔ دوسرے روز آزاد ان دونوں پریزادوں کو لیکر بازار خاص کی ایک کوٹھی سے باہر آتے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب افیون کی پینک میں اونگھتے ہوے چلے آتے ہیں سامنے سے سات ستر دُنبے جاتے تھے دنبے والے نے پکارا ہٹو ہٹو بچو بچو وہ آپے میں ہوں تو بچیں وہاں سُنتا کون ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دنبے سے دھکا لگا اور دھم سے سڑک پر آرہے گرتے ہی چونک کے غل مچایا او گیدی کوئی ہے لانا قرولی آج اِس بہروپئے کی جان اور اپنی جان ایک کردونگا خدا جانے اِسکو میرے ساتھ کیا عداوت پڑ گئی آنکھ کھولکر دیکھتے ہیں تو دنبے گرتے میں جمے ہوے تھے فرماتے ہیں کیا ہیں اور سُنیے۔ واہ بے بہروپیے واہ اچھا گیدی۔ بھلا آج چڈا شتربان بنکے آئے ہیں آج ہمارے مقابلے کے لیے سانڈنیاں لائے ہیں۔ ابے یہاں ہروقت چوکنے رہتے ہیں۔ مگر استاد یہ ختر غمزے اچھے نہیں۔ کبھی عورت بنکے آئے ٹھور رچایا۔ خیر دو گھڑی بغل ہی گرم ہوئی سہی۔

ایک دفعہ بزاز کی دوکان پر بھی آیا مگر اُس روز اور کچھ نہیں تو مٹھائی کھانے میں آئی۔ آج یہ ہاتھ پاؤں توڑ ڈالنے سے کیا ملا۔ گھٹنے سب لہولہان ہوگئے۔ اچھا بچہ اب تو میں ہوشیار ہو گیا ہوں۔ اب کی سمجھونگا۔ وہی مثل ہے یہ ؎

	ابر کے اندر جو کچھ ہے نور و تاب	
	ہے وہ نورِ آفتاب و ماہتاب	

راوی ہی۔ سبحان اللہ حضرت سبحان اللہ۔ کیا برجستہ شعر آپ نے پڑھ دیا۔

آزاد اور اُن دونوں مہ وشان حور نژاد کو دیکھا تو بہت ہی خفیف ہوے۔ آزاد نے کہا کیا پھر شیخی کھائی اس لفظ پر بہت جھلائے۔ پھر کیا معنی۔ کیا کبھی اور بھی شیخی کھائی تھی الغرض بیانسے کرایہ کی سواری پر آزاد نے ہوٹل انکو پہنچایا۔

شادی کے ٹھاٹھ

ناظرین نا ہید تن گل پیرہن شکین مو پسندیدہ خو ثریا بیگم کے پہنچانے کے حال میں لکھا گیا تھا کہ برات کے وقت دلھن کو غش آگیا اور گھر بھر میں کھلبلی پڑ گئی۔ دُلھن کی ماں الگ بدحواس۔ بہنیں الگ پریشان۔ مہمان براتی دنگ کہ بیٹھے بٹھائے یہ کیا گل کھلا۔ مگر دلھن کے بیہوش ہونے کا سبب کسیکی سمجھ میں نہ آیا۔ مہمانوں نے انکی ماں سے سبب دریافت کیا اور پوچھا کہ کیا کبھی غش آجاتا تھا۔ اب وہ بیچاری کیا کہے کہ ثریا بیگم کی صورت بھی کبھی پہلے نہیں دیکھی تھی۔ نواب صاحب نے دُلھن کی کیفیت پر آگہی پائی تو انکی بھی طبیعت گھبرائی۔ اِس عروس طاؤس زیب صنم فریب پر جان جاتی تھی۔ ہزار جان سے اسکے گل رخسار پر عاشق تھے ہمسنوں سے کہا یارو ذرا دریافت تو کرو۔ آخر یہ باعث کیا ہے غش کیوں آیا کسی نے لخلخہ سونگھایا یا نہیں۔ یا مارے بدحواسی کے ہاتھ پاؤں بھول گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مہریون نے اطلاع دی کہ دُلھن نے آنکھ کھولدی مگر ابھی تک گھبراہٹ اور بےچینی کم نہیں ہوئی اور کہتی ہیں کہ مارے گرمی کے خدانخواستہ بدن پھکا جاتا ہے دونوں آنکھیں جل رہی ہیں مگر گرمی ذرا کم نہیں ہوتی۔ اور جسم سے شعلے نکل رہے ہیں۔

نواب صاحب نے اپنی مہری کو بلوایا اور سمجھایا کہ جاکے

خورشید بیگم سے کہو کہ دُلھن کی دلجوئی کرین اور مُنہ پر پانی کے خوب چھینٹے دین اور اگر زیادہ ضرورت ہو تو ڈاکٹر صاحب کو بلواؤن۔ مہری نے باہر آکر عرض کیا حضور اب ڈاکٹر کی کوئی ضرورت نہین ہے طبیعت بحال ہے مگر پسینے آرہے ہین اور پانی پانی کرتی ہین لیکن کوئی بات گھبرانے کی نہین ہے۔ فضل الٰہی ہے نواب صاحب کی جان مین جان آئی۔ بار بار طبیعت کا حال دریافت کرتے تھے پورے ایک گھنٹے مین دلھن اپنی اصلی حالت پر آئی ہمجولیون نے دِق کرنا شروع کیا کہ غش کا سبب کیا تھا۔ خصوصاً نازک ادا بیگم (آسمان جاہ) اور جانی بیگم نے ناک مین دم کردیا۔ صدہا اینڈے بینڈے سوال کئے

جانی بیگم۔ آخرش یہ غش کا سبب کیا تھا۔ ہمین یہ معلوم ہو کہ کیون غش آیا۔ اللہ اللہ اب سمجھے۔ حُسن کی یہ تاثیر ہے کہ ہنوز صورت دیکھی ہی نہین۔ ابھی باہر ہی ہین کہ انکو غش آگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دولھا پری چہرہ ہے اللہ رکھے۔

نازک ادا۔ اے نہین۔ کیا جانے اگلی پچھلی کون بات یاد آگئی

جانی بیگم۔ صورت سے تو خوش رہتی ہے۔ وہ ہنسی آئی یا لو پھر گردن جھکا دی۔ ایسی شرم بھی نگوڑی اجیرن ہو جاتی ہے ذری پھر ہنس دو۔ وہ ہنسین۔ ع

دہ لب پہ آئی ہنسی دکھو مسکراتی ہو

حشمت بہو۔ یہان تو پاؤن تلے سے نکل گئی۔ خون خشک ہو گیا کہ یہ کیا ہوا۔ ابھی خاصی بھلی چنگی بیٹھی تھی دیکھتے ہی دیکھتے بیہوش ہو گئی۔ بارے بخیر گذشت۔

مبارک محل۔ اِن سے دہ قرآن درمیان ایسا ہی تھے

نواب کی لڑکی کا حال بھی ہوا تھا مگر وہ اور ہی بات ہے اور پھر وہ بیچاری۔ خدا نکرے وہ بات نتھی۔

جانی۔ ہم بتائین۔ ثریا بیگم بیچاری ننھی ہین ابھی۔ جب سنا کہ برات دروازے پر آئی تو سہم گئین کہ یہ ایک مردوا اور ہمارا میان بنے مگر اب اتنی دیر مین کچھ سمجھ بوجھ کے تشفی ہو گئی

نازک ادا۔ سیر تو جب ہوتی کہ نکاح کے وقت دُلھن کو غش آتا۔ میان کو بتانے تو کہ وا اچھے سبز قدم ہو۔

بیگم۔ (مادر عروس) اے یہ کون گفتگو ہے۔ بھلا۔ واہ ر

نازک ادا۔ جانی بیگم ذرا انکا نام بھی فہرست مین لکھ لو بہن

بیگم بوڑھی عورت ایک نوقوت سامعہ سے بے بہرہ دوسرے نازک ادا رگ و پے سے واقف۔ جب نازک ادا یعنی آسمان جاہ نواس پیرزن پر آوازہ کسا اور کھلی کھلی کہی تو وہ وہان سے ہٹ گئین سوچین کہ اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے۔ مغلانیان کھڑی سُن رہی تھین کسی نے دانتون کے تلے انگلی دبائی کسی نے کہا بڑی ڈھیٹ ہین۔ برابر والیون ہمسنون ہمجولیون مین جو چاہین کہہ لین۔ یہ تو بڑے بوڑھون سے بھی نہین چوکتین حشمت بہو نے نازک ادا بیگم اور جانی بیگم کو سمجھایا کہ اب نہین نوغہ کے ساتھ پھکڑ نہ لڑنے لگنا اور ذری ہاتھا پائی دھینگا مشتی سے باز رہنا۔ ہمارے گھر کا یہ دستور نہین ہے۔ جانی بیگم نے ہاتھ پھیلا کر کہا۔ اے واہ ہے۔ بڑی بی تو بڑی بھولی بی بجان اللہ اس گھر مین نئی نئی گرگٹ کی عورتین نظر آتی ہین۔ گنوارن ہو کون دولھا گھر مین پتہ آگے دن آئے اور سالیان سب چھیڑے رہین کوئی تمہاری ہی سی سالی سالیان ہوتی ہو نگی جو انگلیون پر گنی کا ناچ نچائین اور بے ڈھول لگائے تو رہی نچائے ہاتھ موڑ کے بہو کے چپت گا لو ستم

مگر تم کہیں دیہات کی ہو۔ بھلی نہ گنوار وپن کی۔ اور سنیئے کہ آج ہی کے دن تو سالی بہنوئی کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے وہ سالیوں کو گھورتا ہے اور سالیاں اسکو۔

اب سُنیئے کہ گو محل سرا سے مہری پر مہری آتی ہے اور تشفی دیتی جاتی ہے کہ اب طبیعت خدا کے فضل سے روبراہ آئی ہے مگر نواب صاحب کو چین نہیں آتا تھا انھوں نے اپنے احباب سے کہدیا کہ جب تک ڈاکٹر صاحب نہ آئینگے اور اپنی آنکھ سے مریضہ کو نہ دیکھینگے تب تک مجھے تسلی نہو گی۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر صاحب تشریف لائے تو ایک صاحب نے اعزہ میں سے ایک صاحب کو سمجھادیا کہ ڈاکٹر صاحب سے کل حال بیان کردو۔ دُلھن کے پدر بزرگوار اور ایک بھائی نے پردہ کرایا۔ ڈاکٹر صاحب تشریف لے گئے نبض دیکھی حال پوچھا کہا گھبرانے کی بات نہیں ہے فضل آلٰہی ہے مریضہ کے اعزہ اقربا کی تسلی کے لیے نسخہ لکھدیا۔ مگر کسی کو انکے بیان سے تشفی نہوئی اور نہ دوا کی کچھ ضرورت تھی غش کا سبب ہی اور تھا ڈاکٹر صاحب کا محلسرا میں داخل ہونا تھا کہ دُلھن کی ہمجولیوں نے دریچوں چقوں دروازوں مختلف مقاموں سے ڈاکٹر صاحب کو دیکھنا شروع کیا۔ شامت اعمال سے یہ صاحب سیاہ فام بدسے بدقطع تھے اور اسوقت کپڑے بھی عجیب طرح کے پہنے تھے اِن ٹھٹھول ہنسوڑ شوخ طبع نوجوانوں نے ڈاکٹر صاحب پر آوازے کسنے شروع کیے۔

ایک۔ اے بوا ذری قطع تو دیکھو۔ آدمی کیا موا نوبت کا دھونسا ہے سو لس ہے کہ آدمی ہے۔ اچھے بدبد کو بلایا

دوسری۔ تو نہ کیا جار آنے والا فرخ آبادی ترپوز ہے

تیسری۔ یہ تو تمباکو کا پنڈا ہے یا آدمی ہے اُف وہ صدہر کالا

اسکے آگے چراغ ماند پڑ جائے۔ کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا

چوتھی۔ آبنوس کا کندا ہے اُلٹا تو انگوڑا۔

پانچوین۔ اور اس کالی کالی صورت پر یہ لال لال ٹوپی ماشاء اللہ سے کسقدر زیب دیتی ہے۔ آپھین آپھین

چھٹی۔ یہ دھوتیا پرشاد ہندوا بھلا کیا علاج کریگا۔ اے دوا جی ذری جاکے اُمی جان کو سمجھاؤ تو کہ اس نگوڑے لنگور سے کیا علاج ہوگا۔ کوئی اچھا حکیم بلائیں۔ اس جنگلی (وحشی) کی سمجھ میں کیا خاک آئیگا۔

ساتوین۔ کینڈا کتنا سڈول ہے۔ خیر سے ہاتھ پاؤں کیسے چھوٹے چھوٹے ہیں ننھے ننھے۔ خدا کی مار ایسے موئے آدمی پر۔

آٹھوین۔ نوبت کے دھونسے کی اچھی ہوکی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کرسی پر متمکن ہوے۔ آدمی تھے سیدھے اور تازہ وارد اُردو زبان میں واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتے ہی بے تکی اڑائی۔

ڈاکٹر۔ دارود (درد) ہوتے۔ کون جگوں (جگہ) ہوتے

راوی۔ یہ فقرہ سُنتے ہی سب بیگمات کھلکھلا کر ہنس پڑیں اور اس زور سے قہقہہ لگایا کہ ڈاکٹر صاحب بھی چونک پڑے

خواص۔ نہیں حکیم صاحب۔ وہ۔ ڈاکٹر صاحب درد ور و تو نہیں بتاتی ہیں۔ مگر دیکھتے ہی دیکھتے بیہوش ہوگئیں غش آگیا اللہ جانے کیا بات ہوئی۔

ڈاکٹر۔ گاشی کیس کو بولتے (غش کسکو کہتے ہیں؟)

خواص۔ حضور میں سمجھتی نہیں۔ گانس کیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

ڈاکٹر۔ گاش کیس کو بولتے۔ (غش کسکو کہتے ہیں؟)

ڈاکٹر۔ تم لوگ تو بھائی گول مال کرنے مانگتا تم ہمارے کو بھائی نہیں دینے سکیگا۔ ہم جُبان دیکھے۔ جُبان جبان

راوی۔ یہ اُدھر جبان جبان کہتے تھے اور ادھر قہقہے پر قہقہہ پڑتا تھا۔ شوخ طبع نوجوانوں کو ہنسنے کا اچھا موقع ملا۔

نازک ادا۔ اوئی نوج ایسا حکیم ہو۔ ڈاکٹر کی دم بنا ہے۔

جانی بیگم۔ دنیا بھر کی باتین پوچھے گا۔ مگر نبض پر ہاتھ نہ رکھیگا اے بوا انکو نبض دیکھیے۔ اچھے جانگو کو پھانس لائے ہین۔

ڈاکٹر۔ نابج کیسا بات۔ ہم لوگ نابج دیکھنا نہیں مانگتا جبان دکھائیگا جُبان جُبان۔ اس ماپھک (موافق) جب ڈاکٹر صاحب نے دیکھا (جبان) کا لفظ کسیکی سمجھ مین نہین آتا تو مُنھ کھول کے زبان باہر نکالی۔ اِس پر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ ساری بارہ دری گونج اُٹھی۔

نازک ادا۔ مبارک قدم دیکھتی کیا ہے مُنھ مین خاک دھول جھونک دے۔

جانی۔ مُنھ کاہے کو گھنٹا بیگ کی گڑھیا ہے۔

حشمت بہو۔ مین بھی حیران تھی کہ یا اللہ یہ جُبان کون چیز ہے۔

نہ بھالو مُنھ کھولتا نہ جُبان دیکھتے۔ ذری ایک دفعہ پھر مُنھ کھولے تو مین پنکھے کی ڈنڈی حلق مین ڈالدون۔

ڈاکٹر۔ جس ماپھک ہم جُبان دکھایا۔ اِس ماپھک دیکھنا مانگتا

مبارک محل۔ دیکھنا مانگتا۔ ہم ہنسنے مانگتا۔

ڈاکٹر۔ شاب مائی لوگ کھلی کرتا۔ جبان نہین دکھانے مانگتا۔

نازک ادا۔ اے زبان دکھا دو ثریا بیگم۔ کیا کچھ ہرج ہے۔

ثریا۔ (آہستہ سے) واہ اس نگوڑے نامحرم کو مین زبان دکھاؤن مجھ سے یہ ہو سکیگا۔ اِنسے کہو ٹھنڈے ٹھنڈے ہتھوا اُٹھا لین

ڈاکٹر۔ جبان کے دکھانے مین کون کباہت (قباحت) ہیگا

نازک۔ تیرا سر قباحت ہیگا۔ تو شری ہیگا یا سودائی۔ اِن دونون مین کون ہیگا۔ (ہنسکر) اچھے موے گنوار کو علاج کے لیے بھیجا ہے۔ نوابصاحب سے کہو پہلے اسکے دماغ کا علاج کرین۔ جب سے آیا ہے جُبان ہی جُبان بکا رتا ہے۔

جُبان کے دکھانے مین کون قباحت ہیگا۔ گنوار کا لٹھ ہے موا۔

جانی۔ اے ہے بہن قباحت نہین۔ کباہت کہو۔ خالی کباحت ہی نہین۔ کباہت۔ مبارک قدم کہتی کیون نہین کہ زبان کیا دیکھوگے نبض دیکھو۔

مبارک قدم۔ اے حضور کس سے کہون۔ کوئی آدمی ہو تو اُس سے کہون۔

الغرض۔ دلھن کے باپ اور بھائی نے اصرار کیا کہ ثریا بیگم زبان دکھاوین مگر اُنھون نے نہ مانا نہ مانا۔ کہا چاہے اچھی ہون چاہے نہون ہرگز ہرگز زبان نہ دکھاؤنگی۔

جب زبان دیکھ لی تو باقی کیا رہا۔ زبان دیکھی تو چہرہ پہلے دیکھا۔ اللہ اللہ کیا انقلاب ہے۔ وہی اللہ رکھی ہین جو بیحجاب کھلم کھلا سرا مین رہتی تھین جنمین اور بھٹیاریون مین ذرا فرق نتھا۔ جو آزاد کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہو کر تماشا دیکھنے جاتی تھین اور بڑی مطلق العنانی سے مردونمین جاکے بیٹھتی تھین وہی اللہ رکھی اب ثریا بیگم شوخ کے نام سے مشہور ہین اور دلھن بنی بیٹھی ہین وہی ثریا بیگم جو گلی کوچون مین ماری ماری پھرتی تھین اور وہی ثریا بیگم اب ڈاکٹر کو زبان نہین دکھلاتین اللہ اللہ۔ الغرض بڑی حجت و تکرار کے بعد جناب ڈاکٹر صاحب نے ایک ہاتھ کی نبض دیکھی اور نوابصاحب سے کہا (نابج) تو اچھا ہے

ناچ مین کیا ہت ہے۔ سو نہین۔ کوچہ کوچہ دیمرج سے چلنے مانگتے۔ کیا ہت ہوا ہین۔ سو نہین ہے۔ ہان جری جری سارا دیمرج رہے سو ہم بکر لیش لکھتا۔ گوپال بابو کی دکان سے آئیگا۔ ایک شوخ مغلانی نے انکے بنانے کیلیے کہا۔ بابو شاہب ناچ تو ایک ہی ہاتھ کا دیکھا ہم دونون ہاتھ کا ناچ دیکھنے مانگتا۔ اسپر قہقہہ پڑا اور بابو صاحب نے یون جواب دیا ہملوگ ناچ ایک ہاتھ کا دیکھکر شتاب بچار کر لین سکتا۔ دوسرے ہاتھ کا ناچ ہم دیکھنے مانگتا نہین۔ ایک ناچ کے بیچ مین سب بات مغلانی۔ (آہستہ سے) اللہ تجھے تجھ سے (مخاطب ہو کر) ہان حضور کیون نہین۔ یہ تو اپنا اپنا کمال ہے بعض حکیم صرف قارورہ دیکھکے حال بتا دیتے ہین۔ بعض صورت دیکھکے۔ ڈاکٹر۔ سو بات نہین۔ تمھارا حکیم لوگ کرورا دیکھنے جانتا کیا ہی ہم کرورے کے سو دو سو ٹکڑے کرتا۔ سب الگ الگ۔

مغلانی۔ جی ہان حضور بجا ہے۔ (آہستہ سے) تمھاری نانی کی آنکھ۔ اب آپ نسخہ لکھیے جس مین جھٹ پٹ دوا آجاے۔ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھا۔ مغلانی نے پانچ روپیہ دیے رخصت ہوے تو دلھن کی مان نے میان کو بلایا۔ کہا یہ کسکو لائے تھے گھڑی گھڑی کہے جبان دکھاؤ جبان دکھاؤ۔ اور نبض کو کہے ناچ ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ انھون نے کہا بڑی بری عادت ہے کہ ایک بھلامانس تو علاج کرنے آیا۔ اور تم لوگون نے بنا ڈالا۔ اور شریف کے یہان اسطرح کی قہقہہ بازی کیا معنی مین دل مین کٹ جاتا تھا۔ مگر اس وقت بجز خاموشی کے اور کیا موقع تھا۔ بنگالی آدمی اور تازہ وارد آہ وہ کیا جانے بھلا وہ بولین۔ واہ ایک اور کہا یہی بنگالی ہے وہ جن بابو کو پہلے لائے تھے اُس دن وہی تو آخر بنگالی ہی ہے پھر کسطرح نبض دیکھی۔ سب حال پوچھا۔ دل جوئی کی۔ آدمیت سے پیش آیا۔ نہ تو اُس نے ناچ کہا نہ "گول مال کیا نہ "جبان" دیکھی۔ ثریا بیگم بولین چاہے سر پٹک کے مر جاتا مین ہرگز ہرگز زبان نہ دکھاتی۔ اس فقرے پر ناظرین کو ضرور ہنسی آئے گی جو گن کی حالت مین اِنھین کس نے نہین دیکھا۔ اللہ رکھی سے کون واقف نہین جب شبو جان بنی تھین جب کہان کی پردہ نشین تھین مگر آج ٹھاٹھ ہی اور ہین۔

ناظرین کو حیرت ہوگی کہ برات کے آتے ہی ثریا بیگم دفعۃً بیہوش کیون ہوگئین۔ اب سُنیے کہ ادھر دروازہ پر برات آئی اُدھر ثُریا بیگم نے دیکھا کہ مغلانی ادھیر عورت سے باتین کر رہی ہے اُس عورت کو انھون نے کسیقدر پہچانا مگر کچھ کچھ شک تھا۔

استنے مین مغلانی نے کہا (تم اپنی ہی کہتی ہو ممولا) ہماری نہین سنتین۔ ممولا کا لفظ سننا تھا کہ انکے ہوش اُڑ گئے۔ اور ستم اسپر یہ ہوا کہ ممولا نے ایک فقرہ اور چست کیا۔ کہا کوئی لاکھ پردون مین اپنے کو چھپائے ممکن نہین کہ پہچانے نہ لین سُنا نہین۔ ؎

جانتے ہین حال اہل عاقل قیافہ دیکھکر	خط کا مضمون بھانپ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

ثریا بیگم کا رنگ فق ہوگیا۔ وجہ یہ کہ یہ عورت ممولا ان سے خوب واقف تھی۔ انکے میکے مین برسون رہ چکی تھی اور یہ شعر اُسکو ورد زبان تھا۔ ہوش اُڑ گئے کہ یہ کہان سے آگئی اُس عورت نے ان کو سرا مین دیکھا تھا۔ سوچین کہ مبادا میرا کل حال سب کے کہدے تو بڑی ہی بیعزتی ہو

اِدھر کی رہوں نہ اُدھر کی۔ اِن خیالات نے انکو ایسا پریشان کیا کہ ہوش اُڑ گئے۔

ممولا کو ثریا بیگم ہنسا کرتی تھین کہ تو ہرجائی ہے آج ایک کے پاس کل دوسرے کی بغل مین پرسون تیسرے سے سانٹھ گانٹھ اور آج وہی ممولا انکو ایک نئے مقام پر دیکھتی ہین یہ وہی ثریا بیگم ہین جنکی ماں انکی دوسری شادی نہین منظور کرتی تھین اور اب دُلھن بنی بیٹھی ہین اور دروازے پر برات آئی ہے ممولا نے انکو برسون باہر دیکھا تھا اور اب اسی ممولا کے سامنے کہتی ہین کہ مین تو ہرگز ہرگز زبان نہ کھاتی آنکھ کے اشارہ سے ممولا نے پوچھا یہان کیا ہے ثریا بیگم نے گردن پھیر لی کچھ جواب نہ دیا مگر وہ ایک شریر آواز سے کہنے لگی ایک لڑکی گود مین لیکر اُسکے ساتھ کھیلنے لگی اور باتون باتون مین در پردہ انکو ستاتی تھی ہم کیسکو پہچانتے ہین ہم بخوبی جانتے ہین برسون مین بھی دیکھا تھا محل مین دیکھا تھا بوڑھا میان تھا ان فقرون پر بچہ اتفاق سے ہنس پڑا تو ممولا نے کہا۔ وہ ہنسی آئی وہ ہونٹھون پر ہنسی آئی وہ مسکرائین ہان ہنس دو ہنس دو ذرا ہنس دو دوسرا نام یاد ہے۔ اللہ رکھی نام تھا ان فقرون نے ثریا بیگم کو نہایت ہی بیچین کر دیا رنگ فق ہوگیا چہرے پر زردی چھائی ہمجولیون نے یہ کیفیت دیکھکر انکی ماں کو بلایا کہا ڈاکٹر کی دوا سے ایک ساعت کے لیے آرام ہوا تھا مگر اب پھر طبیعت کا وہی حال ہے دیکھو چہرہ کیسا اُتر گیا ہے انکی ماں کو تشویش ہوئی دولھا کی بہنون نے کہا ابھی حکیم کو بلواؤ ڈاکٹری دوا سے کچھ فائدہ نہین ہوا۔

ثریا بیگم۔ اماجان ہمارا جی چاہتا ہے کہ لیٹ رہین ذرا۔

بیگم۔ اچھا اچھا بیٹا کیا ہرج ہے سو رہو نہ جی بیچین ہے۔

ثریا بیگم۔ اندھیرا ہو تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔

خورشید بیگم۔ ایک گھڑی بھر آنکھ لگے تو بیچینی جاتی رہے بیٹھے بیٹھے یہ ہوا کیا اللہ۔ ڈاکٹر کو پھر بلاؤ۔ مگر موا جانگلو تو اُنہوں کر آتے ہی کہے جبان دکھاؤ۔ نابج نہ دکھاؤ شیطان کی پھٹکار موے گنوار پر نبض نہین دیکھتا زبان دیکھنے کو موجود

الغرض سب کی راے ہوئی کہ حکیم صاحب بلوائے جائین اور ثریا بیگم تھوڑی دیر کے لیے آرام فرمائین۔ ممولا سوچی کہ اب زیادہ چھیڑتی ہون تو دُلھن دشمن ہی ہو جائیگی۔ لہذا خاموش ہو رہی اور دُلھن نے آرام کیا کمرے کے دروازے بند ہوگئے حکم تھا کہ کوئی چون تک نکرے کبھی ایک گھڑی ہوئی ہوگی کہ آنکھ کھل گئی۔ کہا اب کچھ آرام ہے دُلھن کی ماں نے خدا کا شکر ادا کیا اور حکم دیا کہ کچھ روپیہ خیرات کیا جائے بہت کچھ روپیہ تھا جو اُسیر تقسیم کیا گیا۔

آپ سُنیئے کہ دلھن کی علالت کا حال سنکر برات بہت گھبرائی مگر رسوم کا ادا کرنا فرض تھا بلشت آیا دولھا کے گھوڑے کے پاؤن کے نیچے پانی ڈالا گیا۔ نواب سنجر سطوت صاحب پشت توسن سے اُترے اور محفل مین مسند پر بصد طنطنہ و دبدبہ متمکن ہوئے۔

دُلھن کے پدر بزرگوار نے بصرف زر کثیر طائفے بلوائے تھے۔ خوش گلو خوبرو۔ پاکیزہ خو۔ اب محفل رقص و سرود کا حال سُنیئے۔ فرش مکلف دری چاندنی قالیچے صاف و شفاف بارہ دری دلھن کی طرح سجی سجائی۔ نوجوانون کی طبیعتین جولانیون پر ڈٹے بیٹھے ہین۔ کہ کوئی پری پیکر محفل مین آنکھین سینکنے کا موقع ملے۔ ع

ساقیا آج تو چھلکا دینا — کوئی جام جہان نما دینا
پر ہو وہ جام غیرت خورشید — آبرو ریز ساغر جمشید

ایک پرکالۂ آتش کافر کیش برق کردار تیز گفتار خوش الحان نوجوان حسینہ چھم چھم کرتی اٹھلاتی اور نزاکت کے ساتھ قدم دھرتی ہوئی محفل مین آئی - نوخیز جوانون نے منہ مانگی مراد پائی - ایک پیر فرتوت نے پوپلے منھ سے کہا (خدا خیر کرے) اس پر محفل بھر نے قہقہہ لگایا اور وہ پری وش ناز و ادا کے ساتھ زیر لب مسکرا کر بولی بڑھے منہ مہاسے اس بڑھاپے مین بھی عاشق تن بننے کا شوق چرایا ہے آپ نے ہنس کر جواب دیا بیوی ہم بھی کسی زمانہ مین جوان تھے - ہمارے بھی چاہنے والے تھے اب بوڑھے ہو گئے تو کیا ہوا - ولولہ نہین دل تو وہی ہے ؎

پیری کہ دم ز عشق زند بس غنیمت ست
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست

اسنے مسکرا کر کہا بجا - زبانی داخلہ تو یہی ہے - دنکو اونٹ نہ سوجھتا ہوگا گالون پر کمروں جھریان پڑی ہین منہ پچکا مگر طبیعت رنگین مزیدار پائی ہے اللہ نظر بد سے بچائے پیر فرتوت - بس اسوقت کچھ نہ پوچھو تمکو دیکھتے ہی - ؎

ناوکِ عشق دل کے پار ہوا
طائر ہوش تنک شکار ہوا

یہ آفت جان بلائے بے درمان ناچنے کھڑی ہوئی تو ستم ڈھایا ایسا ایسا چکر لگایا کہ نوجوانون اور رنگین طبع لوگون کے دل کو نخچیر تیر عشق بنایا ہنگام رقص دوپٹہ جو کبھی کبھی ہٹ جاتا تھا تو گوری گوری گردن قیامت بپا کرتی تھی تمام محفل اس حور وش کا دم بھرتی تھی - نوجوان باہم آہستہ آہستہ اِس گلبدن کے حسن و جمال کی تعریف اور جوش و خروش کا اظہار کرتے تھے -

ایک - بے اختیار جی چاہتا ہے کہ گردن کو جا کے چوم لون -

دوسرا - اب یہ ہم سے بچ کے کہان جائیگی - اجی یاد رکھو ہمارے گھر کل ہی پرسون نہ پڑ جائے تو اپنا نام بدل ڈالون دیکھ لینا -

تیسرا - قسم خدا کی کتنی صورت زیبا پائی ہے کہا کہون اسی مین تو اِسکی غلامی کرنے کو حاضر ہون - دریافت تو کرو کہان سے آئی ہے - دیہاتن تو نہین معلوم ہوتی ہے شہر کی وضع سے معلوم ہوتا ہے -

چوتھا - شین قاف تو درست ہے اور وضع بھی اچھی ہے

پانچوان - ہم سے پوچھو مراد آباد سے آئی ہے - تمام ہندوستان مین اِسکی دھوم ہے - گانا - ناچنا گانا ان سب مین فرد ہے -

آپ سنیئے کہ کئی نوابزادے اور کئی نوجوان اس نگار گلعذار پر لٹو ہو گئے اور رحمن صاحب نے بیڑا اٹھایا تھا کہ اس عروس نو خاستہ کو گھر ڈال لینگے وہ سب سے زیادہ لٹو تھے - اِس معشوق گل پیرہن نے شاہ عدیم المثل مرزا محمد حسین متخلص بہ قتیل کی ایک ایسی بے نظیر غزل گائی کہ تمام محفل نے وجد کیا گردن ہلائی - ؎

غم عشق تو پایانے ندارد / چہ دردست اینکہ درمانے ندارد
جنون را گو کہ سوے ما نیاید / کسے اینجا گریبانے ندارد
چہ داند رتبۂ خار مغیلان / سیہ روزے کہ دامانے ندارد
اگر در گریۂ مجنون بجوئید / کہ لیلی چشم گریانے ندارد
ز نقش کشتۂ ناز تو پیداست / چہ حیرتہا کہ پایانے ندارد
سوال بوسہ شاید ہست از تو / لبش می جنبد و جانے ندارد

مسلمانان مسلمانش نگویند
قتیل کافر ایمانے ندارد

اس غزل نے کل حاضرین و سامعین کو مست اور بیخود کر دیا سب کی زبان پہ بار بار یہ شعر آتا تھا اور انتہا سے زیادہ بیخود کرتا تھا۔ ؎

غم عشق تو پایانے ندارد | یہ درد است اینکہ درمانے ندارد

ایک صاحب کی آنکھون سے بے اختیار اشک جاری ہوگئے یہ وہی صاحب تھے کہ جنھون نے ٹھان لی تھی کہ گھر ڈال لینگے۔ انکے احباب نے سمجھایا کہ اس گریہ زاری اور انکساری سے کیا مطلب نکلیگا یہ کوئی گھر گرہست یا کسی شریف کی بہو بیٹی تو ہے نہین کون مشکل بات ہے کل ہی خیمہ لڑاؤ۔ ہم درمیانی بنینگے مگر اسوقت تو خدا کے لیے آنسو نہ بہاؤ۔ ورنہ لوگ ہنسینگے انھون نے کہا بھائی جان آنکھون پہ اختیار ہے اچھا نہ روئینگے دیکھو آپ میری دلکو بھی سمجھا جائیے گا دل کو کیا کرون مین تو خود چاہتا ہون کہ اظہار راز دل نہ ہو مگر وہ کمبخت خود ظاہر کر دے تو میرا کیا قصور ہے۔ ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

حضرات ناظرین اس قسم کے جلسون سے یہ نتیجے پیدا ہوتے ہین اب انکا کہین ٹھکانا نہین۔ گھر بار چھوڑ دین تو عجب نہین مگر دنیا مین کوئی ملک کوئی بر اعظم ایسا نہین ہے جہان رقص و سرود کی گرمی بازار نہو۔ وحشیون کے ملکون مین بھی ناچ رنگ کی گرم بازاری ہے۔ شائستہ قومون مین بھی اسکا رواج ہے۔

اب سنیے کہ دو چار رنگین مزاج بہار طبع نوابون نے دو گھڑی کی دل لگی کے لیے دو ایک طائفون کو عین محفل مین اپنے پاس بلا کر بغل مین بٹھایا اور ان غیرین حرکات حسینون کے ساتھ میٹھی میٹھی باتین کرنے لگے۔

نواب۔ آپکے دماغ تو اب آسمان پر ہین جی۔ صاحب

حسینہ۔ پھر۔ ہوا ہی چاہین۔ اللہ نے ہمین حسن ہی ایسا دیا ہے کہ تم ایسے ہزارون بلکہ تمسے اچھے اچھے سر ٹیک کرتے ہین۔

نواب۔ کیون نہین۔ آپ ایسی ہی ہین۔ مگر غریبون کے ساتھ تو اتنی لن ترانی کی نہ لیا کیجیے۔

حسینہ۔ ہمکو لن ترانی زیبا ہے جو کہین بجا ہے ؎

بیجا نہین حسینون کی ہین لن ترانیان
اے غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہے

لالہ۔ آپ فارسی زبان مین بھی برق معلوم ہوتی ہین۔

حسینہ۔ جی نہین مجھے کیا تمیز ہے آپ لوگون کی صحبت مین بیٹھکر کچھ شد بد جاننے لگی ورنہ ہمین کیا آتا ہے ؎

جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

اکثر اصحاب نے انکی تعریف کی۔ ایک صاحب نے فرمایا یہ ہمارے شہر کی ناک ہین۔ دوسرے صاحب بولے اسمین شک نہین خلق مین طاق۔ خوش خوئی مین شہرۂ آفاق۔ علم موسیقی مین باکمال صاحب حسن و جمال۔ رنگین ادا نازو غا۔ ملنسار۔ باغ و بہار۔ بذلہ سنج مرنجان مرنج تیسرے صاحب نے ان کی تائید کی۔ اے حضرت دور دور تک شہرت ہے انکی۔ اب اس شہر مین جو کچھ ہین یہی ہین اگر مشعل آفتاب

لے کر ڈھونڈھیے تو نظیر نہ پایئے اسپر اکثر احباب نے قہقہہ لگایا اور داد دی کہ واہ حضرت یہ آپ ہی کا حصہ ہے نظیر کا لفظ کیا خوب لائے۔ انکا نظیر نام تھا۔ لہذا اس لطیفے کو لوگون نے پسند کیا اور مداح ہوے اس جلسے مین دو چار دیہاتی بھی بیٹھے تھے مُنے میان۔ جھیٹن میان۔

حسین علی۔ گجراج سنگھ۔ ان کو نظیر کا پاس آکر بیٹھنا سخت ناگوار ہوا۔ چاہا کہ اعتراض کرین مگر کچھ دیر جرأت نہوئی آخر کار نہ رہا گیا اور بآواز بلند یون فرمانے لگے۔

منے۔ واہ اچھا طریقہ شہر کا ہے۔ پتریا کو سامنے بٹھایا۔

جھیٹن۔ شہر کے لوگون کا یہی قاعدہ ہے ہمارے دیہات مین اگر کوئی محفل کے بیچ مین بٹھائے تو سب بھائی بند اُٹھ جائین۔

گجراج سنگھ۔ پتریا میٹھے کا ہے کو نہیں نہ کھائے۔

نواب۔ بجا ہے حضور۔ شہر والے بڑے ہی بدتمیز ہوتے ہین۔

آغا۔ دیہاتیون کی لیاقت ہم بیچارے کہان سے لائین۔

لالہ۔ اور علم مجلس مین دیہاتی بھائی سے ہم لوگ کیونکر مقابلہ کر سکتے ہین۔ اے توبہ یہ وہ شائستہ تربیت یافتہ صحبت یافتہ۔ باتمیز لوگ۔ ہم شہر کے رہنے والے بدتمیز۔ بدحقیقت۔

آغا۔ (مسکرا کر) یہ سب صاحب اسوقت بہت بگڑے ہوے معلوم ہوتے ہین۔

گجراج۔ ہون۔ بگڑنے کی بات ہی ہے ہم لوگ اجت دار (عزت دار) ہینگے۔ شہر کے آدمی جا مین جو سمجھ لین ہم اُنکو کیا سمجھتے ہین۔

آغا۔ تو جناب آپ شہر کی محفل مین کیون تشریف لائے

گجراج۔ کاہے کا بلایا۔ ہم لوگ بن بلائے آئے۔

نواب۔ اچھا بہر آپ قصور ہوا وہ ہوا آیندہ احتیاط رہیگی اسوقت تو معاف فرمایئے۔ اب ایسی خطا نہوگی۔

آغا۔ اب آپ سب صاحب غصے کو تھوک دیجیے۔ اتنی مہربانی کیجیے اور اگر اسقدر سخت قصور ہوا ہے کہ معافی کے قابل نہین ہے تو بندہ حاضر ہے گردن مارئیے پھانسی دیجیے ان سب مین میان حسین علی ذرا فہمیدہ تھے گو ناگوار انکو بھی ہوا مگر اپنے ساتھیون کو سمجھایا کہ لڑنے جھگڑنے سے کیا واسطہ ہے جو ہوا وہ ہوا۔ گجراج سنگھ نے راے دی کہ سب کے سب اُٹھ کھڑے ہو چلدو مگر حسین نے سمجھایا کہ اس سے اور بھی ملال بڑھیگا اگر چلنا ہے تو دم بھر کے بعد اُٹھ جائینگے۔ ابھی بے موقع ہے۔ اضطراب کی کیا ضرورت جب یہ جھگڑا طے ہو گیا اور اس خوش الحان حسینہ نے دو ایک ٹھریان ختم کین تو لوگون نے فرمائش کی کہ فارسی کی کوئی غزل پھر گاؤ۔ اور اُس ناظورۂ دل فریب نے خسرو کی یہ غزل شروع کی اور بہت خوش دلی کے ساتھ گائی

ع بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی ۔ بملک دلبری پایندہ باشی

نواب۔ (گردن ہلا کر) کیا خوش آواز ہے سبحان اللہ

حسینہ۔ (بندگی کرکے) آج آواز کسیقدر خستہ ہے۔

لالہ۔ واہ۔ واہ۔ خستہ ہوا نہو۔ آپ رنگ جما لیتی ہین۔

راوی۔ جب بزرگون نے لڑکون اور کم سنون کے سامنے بے دھڑک اِن بیسوا ؤن سے گفتگو اور چہل کی تو خود بھی بزرگون کے نقش قدم پر چلنے لگے اُنھون نے

آزادی اور مطلق العنانی کے ساتھ گفتگو کی کسی نے آوازہ کسا۔ کسی نے پھبتی کہی جب اُس نے یہ شعر گایا۔ ؎

جان سوزی اگر در غمزہ آئی
شکر ریزی اگر در خندہ باشی

تو ایک کمسن نواب زادے نے جو پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہ تھا بآواز بلند کہا۔ واہ جان من کیون نہو یہ شعر تو ہمکو تمہاری طرف مخاطب ہو کر کہنا چاہیئے نہ کہ تم ہماری طرف مخاطب ہو کر کہو اور لطف یہ کہ ان صاحبزادے کے والد بزرگوار بھی محفل مین بیٹھے تھے اور وہ کسیقدر رنگیلے آدمی تھے ایک دل لگی باز مسن آدمی نے کہا شاباش میان صاحبزادے شاباش۔ باپ نے ماری پدڑی اور بیٹا تیر انداز۔ ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

مگر اس ڈھیٹ اور بدتمیز لڑکے کو اب بھی شرم نہ آئی ذرا چتون پر میل نہین اس حسینہ نے یہ شعر پڑھا تو میان صاحبزادے نے پھر آوازہ کسا ؎

ز قید دو جہان آزادہ باشم | اگر تو ہمنشین بندہ باشی

آپ نے فرمایا۔ انشاء اللہ ہم آج ہی سے ہمنشینی کی فکر مین ہین مصاحب بھیجتے ہین کہ کل مدارج طے کر لے۔ انشاء اللہ۔

حسینہ۔ بہت خوب ایسے رئیس کا کیا کہنا مگر بھول نجایئے گا۔

نواب زادہ۔ بھولنا کیسا۔ اب طبیعت آئی سو آئی۔ مگر تم بھی حتمی وعدہ کرو۔ ہم دل دیتے ہین تم قول ہی دو۔ ؎

زبان آپنے دی تھی کہ بوسہ کل دینگے | بحمد اللہ اب تو نہین ہین گفتگو باقی

نواب صاحب نے جو صاحبزادے کی کیفیت دیکھی تو مارے غصے کے فوراً اُٹھ کھڑے ہوے۔ صاحبزادے نے آہستہ سے کہا کہ خس کم جہان پاک، تمام محفل اس بدتمیز ناخلف کی اس حرکت ناشائستہ سے اُسکو بنظر حقارت دیکھنے لگی۔ سب نے کہا کہ ایسا گستاخ لڑکا ہمنے آجتک نہین دیکھا۔

طائفہ بدلا گیا۔ ابکی ایک پری پیکر گلرو عنبرین مو بعجب ناز معشوقانہ سے محفل مین آئی اور آتے ہی بیٹھ گئی۔ پیچھے سازندے۔

نواب۔ این ابکی خیر۔ اے صاحب ناچیئے گائیے۔

جواب۔ کل سے طبیعت بیمزہ ہے۔ دو ایک چیزین آپکی خاطر سے کہیئے تو گا دون ایمان کی قسم طبیعت بیمزہ ہے

نواب۔ اچھا رنگ لائین۔ واہ واہ واہ واہ۔

جواب۔ کچھ جھوٹ بولنے سے فائدہ ہے۔ کبھی آپکے ہان ناچی نہین ہون۔

نواب۔ مزہ کرکرا کر دیا۔ تمہارے ناچ کی بہت تعریف سنی ہے لوگون نے یہانتک مبالغہ کیا کہ جنسے سیکھتی ہین اُنکے بھی کان کاٹتی ہین۔ دو برس سے ناچ نہین دیکھا ہے تمہارا کمال اشتیاق ہے

جواب۔ میری بدقسمتی مگر سچ کہتی ہون کہ آج ناچنے کے قابل نہین ہون گائے دیتی ہون اسمین عذر نہین ہے۔

اُنہون نے پہلے ٹھمری شروع کر دی ایک مصاحب نے اس نوجوان نواب زادے کے کان مین کہا حضور یہی دیکھنے کے قابل ہے۔ حضرت نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ہمتو اُسی کے چاہنے والے ہین جو بھی ہو تو بھولے سے آنکھ نہ ڈالین

ہو نہیں اس شکوہ کا بالا — اُس پری کا ہوں چاہنے والا
کہ جو موسیٰ کو کوہ تمکین ہے — عیسیٰ آسمانِ تزئین ہے
جو عزیز دل زلیخا ہے — یوسفِ مصرِ حُسن زیبا ہے
ہے وہ سر حلقۂ سمن رویان — ہے وہ سردار عنبرین مویان
سرور خیل گلرخان ہے وہ — بلبل بوستان جان ہے وہ
بادشاہِ جہان حسن ہے وہ — یوسف کاروان حسن ہے وہ

الغرض محفل رقص وسرود مین گلبدنون گل پیرہنون نے ایسا رنگ جمایا کہ سب کو اپنا شیفتہ و شیدا بنایا۔ ہر سمت حسین و زہرہ جبین طائفے گٹھتے سے بیٹھے تھے اور بارہ دری مین دو جگہ ناچ ہوتا ہے۔

چیدہ چیدہ وہ شہر بھر کے حسین — غیرت افزای حسن لعبت چین
نور کے طائفے نفیس نفیس — رشک افزای زہرہ بر جبیں
کتنی آراستہ وہ صحبت تھی — الغرض تکلف کی زیب و زینت تھی

تمام محفل مین مشک بو دھولن دھار تمباکو کی خوشبو بس گئی تھی بیچ بیچ انون کے بیش بہا جوڑ زہرہ انداز معرق۔ دستیان جھلکتی تھین روشنی سے بارہ دری جگمگاتی تھی۔

نور برسا اسطرح سے فرشی جھاڑ — جیسے تابندہ طور کا تھا پہاڑ
طرفہ دیوارگیریون پہ بہار — دل شمس و قمر بھی جن پہ نثار
روشنی مین ہر ایک شمع لگن — آتش طور پر بھی چشمک زن
روبرو نور شمع کے اسلا — شمع مہتاب کو فروغ نہ تھا

روشنی بزم کی جو دیکھنے آئے
آتش طور رشک سے جلجائے

جب وہ گلرخ گا چکی تو ایک صاحب نے مذاق کی راہ سے کہا آپ کے گانے کی تعریف کرنا ہی فضول ہے آپ ایسا گاتی ہین کہ جو تعریف کرے وہ احمق۔

ایسا اچھا گلا ہے۔ وہ مسکرا کر بولی۔ تعریف کے قابل تو مین نہین ہون مگر آپ نے زبردستی ناحق تعریف کی مین کس قابل ہون یہ آپ اپنی ہی تعریف کرتے ہین مگر یہ آپ کو کیا سوجھی کہ تعریف کرنیوالے کی شان مین احمق کا لفظ استعمال کیا یہ اپنے منہ آپ میان مٹھو بنا کیا معنی اسکے جواب مین فرمایا (آپکی حاضر جوابی دیکھنا چاہتا تھا) والا نہ اسکے کہنے کی کیا ضرورت تھی) اس (والانہ) پر لوگون نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا اور یہ حضرت کسیقدر خفیف ہوے تو اس تیز طبیعت زبان دراز نے کہا۔ اچھا ہوا تم کو محفل مین بولنے کو کس نے کہا ہے جوتے اور بنائے گئے۔ سے

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

خوا ہی نخوا ہی شخصیت جتانے سے انسان ذلیل ہوتا ہے اب اور کچھ فرمایئے ذری گھڑی بھر دل لگی تو ہے آپ کیا آئے گویا بھانڈ آ گئے۔ آپ کے بغیر محفل سونی تھی اب کبھی محفل مین بولنے کا قصد نہ کروگے مگر بھیا کی بلا دور بات کرنے کی تمیز نہین اور چلے ہین ہمکو جھپانے واہ۔ لاکھ خیر چہرہ کا رنگ اڑا ہوا ہے۔

قبلہ و کعبہ محلسرا مین تشریف لے گئے۔ وہان پردہ کیا گیا۔ جہان دلہن کا پلنگ تھا وہان تمکنت جتے خواص نے جوان گاؤ تکیہ اور جھک کر آداب عرض کیا چکنی ڈلی الائچی گلوریون کا خاصدان پیش کیا عطر کی شیشیان ادب کے ساتھ سامنے رکھین قبلہ و کعبہ آہستہ آہستہ حقہ پینے لگے

بیگم۔ (دلہن کی ماں) آداب عرض ہے۔

قبلہ و کعبہ۔ بندگی۔ خدا تمکو مبارک کرے۔ اس کی اولاد دیکھو۔

بیگم۔ خدا آپکی دعا کو تاثیر دے اور آپکی برکت قدم سے ایسا ہی ہو۔ شکر ہے کہ اس تقریب کی بدولت مجھے آپکی زیارت حاصل ہوئی۔ زہے نصیب۔

قبلہ و کعبہ۔ دُلھن سے دریافت کرون۔

بیگم۔ جی ہان۔ بسم اللہ۔ دریافت کیجیے اب رات تھوڑی ہی ہے۔

قبلہ و کعبہ (دُلھن سے) نواب سنجر سطوت جو مرزا سلیمان سطوت کے لڑکے ہین اُنسے تمھارا نکاح ہوگا تم اجازت دیتی ہو کہ مین تمھارا وکیل ہون تم نے مجھے اپنی طرف سے وکیل کیا۔

اسکے جواب مین آواز نہ آئی۔ دُلھن شرماکر خاموش ہو رہی قبلہ و کعبہ نے پھر پوچھا مگر صدا اے برنخاست

قبلہ و کعبہ۔ اجازت ہے مین وکالت کرون یا نہین

دُلھن۔ (گردن جھکاکر خاموش ہو رہی) جواب ندارد

بیگم۔ بیٹی آہستہ سے کہدو سب کہتے ہین کیا بنی بات ہے۔

دُلھن۔ پھر گردن جھکاکر خاموش ہو رہی۔ جواب ندارد۔

قبلہ و کعبہ۔ (بیگم صاحب سے) آپ سمجھا دین وقت جاتا ہے۔

بیگم۔ مین تو کئی بار کہہ چکی اب کیا کرون۔ کہدو بیٹی

قبلہ و کعبہ۔ انکی ہمجولیون سے کہیے کہ سمجھائین رات بہت کم ہے۔

دُلھن کی مان نے حشمت بہو سے کہا۔ تم سمجھاؤ بیٹی۔ حشمت بہو کان مین کہنے کو تھین کہ نازک ادا اور جانی بیگم چمکتی ہوئی آئین نازک ادا نے کان مین کہدو بہن ورنہ لوگ سمجھینگے کہ اور سے وعدہ ہو گیا ہے یہ نہین پسند ہے جانی بیگم نے کہا کیون سب کو دق کرتی ہو۔ جی تو چاہتا ہوگا کہ ابھی نکاح ہی جلد ہو مگر نخرون سے باز نہین آتی ہو۔ بڑی دیر کے بعد دُلھن نے سب کے اصرار سے نہایت ہی آہستہ سے کہا (ہون) دُلھن کی مان بولین قبلہ و کعبہ نے سُنا انھون نے کہا نہین مطلق آواز نہین آئی۔ جس شہ نشین مین دُلھن کا پلنگ تھا اسمین کھچا کھچ عورتین بھری تھین سب دُلھن کو گھیرے ہوئے تھین۔ دُلھن کی مان نے کہا بیوی ذری غل نہ مچاؤ تاکہ قبلہ و کعبہ لڑکی کی آواز سن لین جب سب خاموش ہو گئین تو پھر نہایت آہستہ سے دُلھن نے (ہون) کہا کون دُلھن ثریا بیگم اور وہی ثریا بیگم جو امیر بیگم کے نام سے مشہور تھین جو آزاد پاشا کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہوکر شہر بھر کا چکر لگاتی تھین جسپر بگڑے دل آوازے کستے تھے جنکو ہرکس و ناکس چھیڑتا تھا جو جوگن ہوکر آزاد کے فراق مین زندگی بسر کرتی تھین جو شبو جان کے نام سے رینیو ایجنٹ کے ہان رہین جنپر لوگون نے بڑی کی تہمت لگائی جو مس پالین کا لقب پاکر پادری صاحب کے بنگلے پر رہا کین۔ وہی ثریا بیگم اب قبالی نکاح کرتے ہوئے شرماتی ہین یہ وہی ثریا بیگم شوخ ہین جو نواب سنجر سطوت صاحب کے ہمراہ ہاتھی پر سوار ہوکر جنگل مین شیر کے شکار کے لیے گئی تھین اور آج حضرت مجتہد العصر والزمان کے سامنے (ہون) کہنے سے انکار ہے الغرض جب ہون کی آواز آئی تو قبلہ و کعبہ نے دُلھن کی مان سے دریافت کیا کہ اُسیکی آواز تھی۔ یا کسی اور کی دُلھن کی مان نے

کہا حضور اُسی کی آواز ہے پھر تکرر پوچھا تو بھی تشفی نہوئی پھر اور عورتون سے شہادت طلب کی سبنے کہا واقعی دلہن کی آواز تھی۔ اسمین ذرا شک نہین۔ قاضی صاحب بسم اللہ کرکے محل سرا کے باہر تشریف لائے۔ یہان مفتی صاحب دولہا کی طرف سے وکالت کرنے کو آئے تھے۔ اس اثنا مین دولہا کے احباب نے نواب صاحب (دولہا) سے مذاق کرنا شروع کیا۔

ایک۔ میان سُنتے ہو۔ جسوقت تمسے پوچھا جائے کہ نکاح منظور ہے یا نہین تم گھنٹہ بھر تک جواب نہ دینا۔ خبردار خبردار۔

دوسرا۔ اور نہین تو کیا فوراً کہدینگے (ہان) ایسا نہین ہوسکتا۔

تیسرا۔ جب مُفتی صاحب اصرار کرین اعزہ اقربا ہاتھ جوڑین تب بہت آہستہ سے کہنا (بہت خوب منظور)۔

چوتھا۔ منظور کے بعد اتنا ضرور کہدینا کہ بدرجۂ مجبوری منظور ہے۔

دولہا۔ (آہستہ سے) یارو خدارا اسوقت نہ ہنساؤ۔

احباب۔ تو ہمکو اسقدر تشفی دیدو کہ اپنے تئین سب کے سامنے تہ ہنسوانا نہ سمجھے۔ ایسا نہو تم فوراً منظور کر لو اور دلہن کی طرف والے خواہ مخواہ ہمکو ہنسین اور پھر جھینپنا پڑے۔

دولہا۔ (آہستہ سے) دولہا نہین بنے تھے مگر براتین تو بہت سی دیکھین تھین۔ دُولہا سے وہ بات چاہتے ہو جو دُلہن کو کرنی چاہیے اچھا صاحب (مُسکرا کر) اگر یہ مرضی ہے تو دو گھنٹے مین منظور کرونگا۔

احباب۔ آپ ایک اُستاد ہین۔ مفتی صاحب پورا سوال کرنے بھی نہ پائینگے کہ آپ گردن ہلا دینگے اور یہ بُرا۔ مفتی صاحب نے کہا مہر زیادہ حسب دستور دریافت کیا تو اُنھون نے کہا مہر زیادہ ہے۔ دُلہن کے بھائی نے جو وہان موجود تھا کہا۔ اس سے کم نہ بندھیگا۔ جسقدر مان کا مہر ہے اس سے کم نہوگا دولہا کے باپ نے فیصلہ کیا۔ کہا اِس جھگڑے سے کیا فائدہ آپنے کہو اور بڑھا دین دو چار لاکھ کہتے ہین منظور۔ بلکہ چار لاکھ اور میری طرف سے بڑھا دین آٹھ لاکھ کردین شرفا مین مہر باندھنا شرع کی پابندی ہے۔ الغرض نکاح شروع ہوا۔ دلہن کی جانب سے قبلۂ کعبہ دولہا کی طرف سے مفتی صاحب دولہا سے دریافت کیا گیا تو اُنھون نے نکاح فوراً منظور کر لیا اور اُنکے احباب مسکرا کر اُنکی طرف دیکھنے لگے بعد نکاح کشتیان آئین کسی مین دوشالہ رومال کسی مین بھاری بھاری ہار پلیٹون مین چکنی ڈلی الائچی۔ پان بلوری ہُشت پہل شیشیون مین عطر روح پرور۔ کسی مین نقل اور مصری اور قند کے کوزے دولہا کے ایک دوست نے کان مین کہا بس جاؤ بھی دُلہن نے تو دو گھنٹے مین منظور کیا مگر حضور ایسے رت بجھے کہ ذرا بھی انکار نہ کیا اور اسقدر دیر تک سمجھا چکے تھے جب قبلۂ کعبہ رخصت ہونے لگے تو دولہا نے پانچ اشرفیان نذر دکھائین مُفتی صاحب اور قبلۂ کعبہ کو خلعت دیا گیا۔ حکم ہوا کہ کشتیان ساتھ بھیجدو دولہا نے ہاتھ چومے۔ اور لوگون نے مصافحہ کیا۔ فنس تک اکثر صاحب آئے قبلۂ کعبہ سوار ہوے تو محفل مین پھر وہی دھما چوکڑی مچی سب طائفون نے ملکر مبارکباد گائی۔

شادیانہ غرض بجے اسدم ... طائفون نے بھی جمع ہوکے بہم
بھیرین کے مطربن بادلِ شاد ... گائی اس نور کی مبارکباد

ہوگئے مست اہل بزم تمام | بھولیان بھر کے لیگئے انعام

اسکے بعد محلسرے تھالی جوڑا آیا۔ شربت آیا شربت پلائی کی اکیس اشرفیان دین۔ دُلہن کیطرف کا خدمتگار جوڑے کے آیا تھا اُسنے پانچ اشرفیان پائین پہلے پانچ اشرفیان لینے سے انکار کیا کہا۔ دو شالہ دلوائیے حضور مگر لوگون کے سمجھانے سے انعام قبول کیا دُلہن کے لیے جھوٹا شربت بھیجا گیا۔ ادھر اہل محفل کو شربت پلایا گیا۔ ہار کی کشتیان آئین ادھر شربت پلایا گیا ادھر ہار گلے مین ڈالا عطر لگایا چکنی ڈلی الائچی پان کھلایا۔ اتنے مین اندر سے آدمی آیا کہ دولھا کو بلایا ہے۔ دولھا بہانے خوش خوش اُنہے جب ڈیوڑھی مین پہونچے تو اُنکی بہنون نے آنچل ڈالا اور دولھا کو لیجاکر دلہن کے پاس مسند پر بٹھایا۔ سے

زیب مسند ہوئی جو دولہا دلہن | کچھ عجب وقت تھا عجب جوبن
وہ بساوٹ دُلہن کی وہ بو باس | وہ مہک عطر کی وہ سوہا لباس
وہ لپٹ ہار پھول کی ہر سو | بھینی بھینی وہ مہدی کی خوشبو
وہ مبارک سلامت اور وہ رسوم | اور وہ میراثنون کے گانیکی دہوم

گالیان منہ سے سنکو دینا گاہ
نازغمزے سے بیل لینا گاہ

(نازک ادا سے) لائیے سیری نچھاور تو لائیے۔ اور پھر پورا نیگ دلوائیے۔ حضور ہی تو ہمارے جھگڑنے کا وقت ہے۔

ڈومنیون نے ریت رسم شروع کی۔

پہلے آرسی مصحف کی رسم ادا کی مصحف لائے آئینہ آیا بیچ مین رکھے گئے سر پر سُرخ دو شالہ ڈالا۔ نواب صاحب نے گھونگھٹ اُٹھا۔

نازک ادا۔ کہو بیوی مُنہ کھولو مین تمہارا غلام ہون۔

نواب۔ بیوی مُنہ کھولو مین تمہارے غلام کے غلام کا چیلا ہون اُسپر فرمایشی قہقہہ پڑا اور نازک ادا نے دولھا کے چٹکی لیکر کہا۔ خوشامد کرو پھر وہی کہو۔

نواب۔ بیوی مین تمہارا زر خرید غلام ہون مُنہ تو کھولو حشمت سہو۔ جبتک ہاتھ نہ جوڑو گے مُنہ نہ کھولینگی۔

راوی۔ اللہ اللہ یہ وہی ثریا بیگم ہین جو برافگندہ نقاب و حجاب شکار کھیلنے گئی تھین۔ اور بنگالی بابوؤن کو ہنستی تھین آج یہ نخرے ہین کہ نواب سنجر سطوت بہادر غلام بنتے ہین اور شنوائی ہی نہین ہوتی۔ اللہ اللہ کیا تجاہل ہے۔

مبارک محل۔ اوپر کے دل سے غلام بنتے ہو۔ دل سے کہو تو آنکھین کھولدین ورنہ گھنٹون تک ترسا کرو گے صاف صاف تو یہ ہے۔

نواب۔ یا الٰہی۔ اب اور کیونکر کہون۔ خطِ غلامی لکھے دیتا ہون۔ بیوی۔ خدارا ذرا جمال مبین دکھا دو۔ آنکھین کھولدو۔

دولھانے ایک دفعہ دل لگی دل لگی مین غل مچا دیا کہ وہ آنکھ کھولی سالیون نے کہا۔ جھوٹ کہتے ہو ہرگز آنکھ نہین کھولی کون کہتا ہے۔ آنکھ کھولی کہین کھولی نہو۔

ڈومنی (دُلہن سے) مین واری اب آنکھین کھولیئے بیچارے غلام بنتے بنتے تھک گئے اب رحم کی جاہے مُنہ نہ دکھائیے آپ انکی طرف نہ دیکھین آپ فقط آنکھ کھولدین وہ آپکو دیکھین آپ چاہے نہ دیکھین۔

نازک ادا۔ واہ دولھا تو چاہے پیچھے دیکھے پہلے ہی گھور رہے تھے لنگی

ڈومنی۔ مین واری آپ آنکھین کھولدین اب کبتک ٹمکائیگا

کس لیے دیکھیے کسی کی طرف
دیکھیے آپ آرسی کی طرف

اتنے مین دُلھن نے ذرا آنکھ کھولی اور نواب صاحب سے چار آنکھین ہوتے ہی شرمائے گردن نیچی کر لی۔ آنکھ جُھکا لی۔

نازک ادا۔ دل مین تو کہتے ہونگے کہ بیشک اسی قابل ہے کہ اسکے غلام بنین کیا جانے دُلھن نے میان کی صورت دیکھی یا نہین کیون ثریا بیگم۔

دُلھن نے لجائے گردن اور بھی جُھکا دی جواب کیا دیتی

دولھا۔ جی ہان دیکھی۔ پھر آپ فرمایئے۔ کچھ فرمایئے۔

نازک ادا۔ ایسے ڈھیٹ دولھا بھی نہین دیکھے ابھی ناحق دلھن نے آنکھین کھولین۔ جب قدمون پر ٹوپی رکھتے تب کھولتین۔

دولھا نے اکیس پان کا بیڑا کھایا پائجامے مین ایک ہاتھ سے ازاربند ڈالا دولھا نے ساس کو سلام کیا۔

ساس نے خلعت بیش بہا دیا اور نگینوں سے جڑا ہوا نکا ہار ڈالا اور نبات چنوانے کی رسم ادا ہوئی۔ ڈومنی نے کہا۔ حضور اب نبات چنوائی جائے دلھن کے شانے گھٹنے ہاتھ وغیرہ پر مصری کی چھوٹی چھوٹی ڈلیان رکھی گئیں اور جُھک جُھک کے دولھا نے کھائین اسوقت نازک ادا کا خندہ شکر آمیز اور حشمت بہو کا تبسم نمک ریز لطف دیتا تھا عروس پاکیزہ رو عنبرین مو کے نبات چننے کے وقت ایک قسم کی گدگدی ظاہر کرتی تھی۔ سالیان دولھا کو چھیڑ رہی تھین کسی نے چٹکی لی کسی نے گدی پر ہاتھ پھیرا یہ بیچارے ادھر اُدھر دیکھ دیکھ کے رہجاتے۔

ڈومنیون نے (بنے کا دل بنی سے لاگا) گانا شروع کیا ایک شاخ سمن پستہ دہن ڈومنی نے دولھا کے ہاتھ مین موم کی گولی دی کہا بوجھو تو یہ کیا ہے۔ پہلے خاک نہ سمجھے مگر ہاتھ سے گولی دبائی تو مسکرا کر کہا موم ہے ڈومنیان بولین اللہ کرے دُلھن کی طرف سے دولھا کا دل موم ہو جائے۔ دُلھن کی مان اور بڑی بوڑھی عورتین ذرا دُلھن کے گرد سے اِدھر اُدھر گئین اور چھچھوریون نے چہل شروع کر دی

جانی بیگم۔ ایسی چربانک سالی بھی نہ دیکھی ہوگی۔

نواب۔ ایک چربانک ہو تو کہون۔ یہان تو جو ہے شوخ و شنگ ہے اور نازک ادا بیگم تو معاذ اللہ سوار کو گھوڑے پر سے اُتار لین۔ زبان تو رُکتی ہی نہین۔ زبان کیا کترنی ہے۔

نازک ادا۔ (بندگی کر کے) کیا تعریف کی ہے واہ واہ

جانی بیگم۔ کیا کچھ جھوٹ ہے تمھاری زبان کی صفائی کرنا چاہیئے

نازک ادا۔ اور تم اپنی کھوز مانے بھر کی چھیتی مردونے گر آنکھون مین بیٹھتی ہو۔ دولھا کو اسوقت سے گھور رہی ہو

مبارک محل۔ جبھی ان دونون مین خوب بنتی ہے۔ وہ چربانک یہ چھیتی دونون اچھی ملین ع

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

نازک ادا۔ ایک ہوئی یاد رکھیے گا جی ہان۔

حشمت بہو۔ کیسی کھری بولی ہے جیسے مرد بول رہا ہے

نازک ادا۔ یہان اسوقت اتنی کھڑی ہین اور ایک سے ایک حسین کم سن جو ہے پری۔ مگر انکی نظر جب پڑتی ہے جانی بیگم پر

جانی بیگم۔ پھر۔ پڑا ہی چاہے پہلے اپنی صورت تو دیکھو

شان خدا۔ آپ اور ہمارا مقابلہ کریں اے تیری قدرت
نازک ادا۔ یہ تو اپنی اپنی طبیعت ہے۔ ع

محبت میں سبھی یکساں ہیں جس سے جسکی بن گئی

ہمارے چاہنے والوں سے کوئی پوچھے تو حال معلوم ہو
تمہاری طرف کبھی تھوکیں بھی نہیں۔
مبارک محل۔ (دانت کے تلے انگلی دبا کر) بس حد ہو گئی
ایک بوڑھی خانم صاحب نازک ادا بیگم اور جانی بیگم کی باتیں
سنکر بولیں۔ اوہ دونوں کس غضب کی لڑکیاں ہیں تلے
تیس اوپر سب اور دونوں کیسی تڑ بڑ تڑ بڑ باتیں کرتی ہیں
میرے تو ہوش اڑ گئے اسوقت نازک ادا نے آہستہ
سے کہا نہیں اماجان ایسا نہ کہو یہ بیچاری کبھی کہیں چلتی
ہیں نہ آتی ہیں (مبارک محل کی طرف مخاطب ہوکر) آپ
انکو بے نقط سناتی ہیں خانم صاحب بے اختیار ہنس پڑیں
اور کہا تم بڑی شوخ ہو کہیں پر چپ نہیں رہتیں۔
جانی بیگم۔ جی ہاں انکے دیدے کا پانی ڈھل گیا ہے۔
کہتی تو آپ انکو ہیں اور وہ مبارک محل کو بنانے لگیں
خانم۔ اور تم خود کیا کم ہو۔ خود را فضیحت دیگران را نصیحت
جیسی تم ویسی نازک ادا بیگم۔ دونوں کلاں ہو۔
آسمان جاہ۔ میرے دل کی کہی۔ کیا کلی ہی جاتی تھیں
جانی۔ چاؤ بی تم بھی تو اس تعریف میں شریک ہو۔
آسمان — ہم تو ہیں ہیں۔ مگر تم کیسی نیک بنی جاتی تھیں
جانی۔ اے گردن نیچی رکھو ذرا سی۔ تھوڑی سی دیر گردن
جھکا کے نہیں بیٹھا جاتا ہے۔ واہ دلہن بنی ہیں۔
نازک ادا۔ ہاں دیکھتی ہو کیسی تنی ہوئی بیٹھی
ہے۔

حشمت — تم بھی رہو ثریا بیگم ان کو کہنے دو انکا مزاج
ہی مشغول ہے خاصی اچھی طرح تو بیٹھی ہو چھیڑنے سے مطلب
نازک ادا۔ کل یہ خوب گا رہی تھیں۔ ع

نہیں روزن جو قصر یار میں پروا نہیں ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں

اس شعر کو ایک گھنٹہ تک گایا کیں۔
جانی — گانا تو خیر۔ بتاتی خوب ہیں۔
نازک — اور ناچتے نہیں دیکھا تمنے کوئی کتھک انکے
مقابلہ میں کیا ناچے گا۔ کہو ایک گھنگرو بولے کہو دونوں
بولیں اور تلوار پر ایسا ناچتی ہیں کہ بس کچھ نہ پوچھو۔
جانی۔ کیا معلوم کس سے تعلیم پائی تھا کوئی کتھک تھا اسنے
دل لگا کے ناچنا سکھایا ہے۔ نواب سنجر سلوت کی چاندی
ہے روز مفت کا ناچ دیکھینگے۔
نون نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا۔ اپنی اپنی قسمت ہے
خدا کی دین اسمیں کسیکا کیا۔
حشمت بہو۔ اتنی بیحیائی زیبا نہیں ہے ہنسی دل لگی کا بھی
ایک موقع ہوتا ہے اور وہ بھی جیسی شریفوں میں جائز ہے۔
یہ نہیں کہ بے شرمی بدگمانی سے جو چاہا کہدیا۔ واہ
نازک — ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ وہ کونسا وقت
ہے جسوقت ہنسی دل لگی جائز ہوتی ہے برات کے دن ہنسنا
بولنا ناجائز ہوگا۔ کیوں اب رہی یہ بات کہ کیسی
چہل ہو بلبلیہ نہیں ہونی چاہیے اسکا جواب یہ ہے کہ ہمنے تو
اتنا کہا کہ دلہن ناچتی اچھا ہیں پھر کیا کچھ جھوٹ ہے یہ
تو نہیں ہمنے کہا کہ خدانخواستہ مجرے کو جاتی ہیں اتفاق
میں دلہن کی ماں نے دلہن سے کہا ہیں واری بیٹی اب

نہ بھول کھلوانا۔ ذری دلکو قابو مین رکھو اسوقت میرے ہاتھ پاؤن پھول گئے کہ یا پروردگار خیر کیجیو۔ بارے اسکی کرسی کے صدقے کہ بخیر گذشت۔ مغلانی نے کہا حضور اب فضل آلہی ہے اب آپ اسکا خیال نہ کرین اور کیا وہ نہین کھیتین سلامتی سے سیانی ہین سمجھدار ہین بیگم صاحب ہنسکر کہا۔ نازک ادا بیگم کہان ہین اب نوشہ کو بہت دق نہ کرنا۔ وہ شوخ گلعذار بولی کہ اب اسوقت ہم آپکی نہ سنینگے۔ پھر دلھن کی مان دوسرے کمرے مین گئین تو نازک ادا نے ثریا بیگم کو پھر چھیڑنا شروع کیا اور یون تقریر کی۔

نازک۔ دُلھن مین سب باتین اچھی ہین شکل صورت اچھی نک سک سے درست۔ چہرے مُہرے سے درست مگر ذرا بخیل ہین بخیل ہوتین تو تورہ بندی تو انکے ہان ہوتی سبکے ہان حصے بٹتے ہین۔ انکے ہان نہ بٹتے مگر بلا وزردے کے لوازمے ہین دام بھی خرچ ہوتے ہین اور وہ یہ خرچہ نہ چاہین چہرہ شاہی نہ نکلنے پائین (دولھا کی طرف مخاطب ہوکر) تم فضول خرچ اور یہ جزرس یہ نبھیگی کیونکر۔

دولھا۔ خیر مین اپنے نپٹ لونگا۔ سمجھا جائیگا۔ آپ فکر نہ کیجیے۔ مین جزرس بیوی چاہتا تھا۔ اب خوش ہوئین۔

نازک ادا۔ (ٹھنک کر) سُن لیا ہے نہ کہ دُلھن گورِی چٹی ہے مگر جب دیکھوگے تو قلعی کھل جائے گی معلوم ہوگی حقیقت

نواب۔ تمہارے کوسنے پر شکل کتنی بھلی معلوم ہوتی ہی سبحان اللہ

نازک ادا۔ اے ہی۔ یہ گئے کہین ہمارے میان کے سامنے نہ کہنا

نواب۔ تم انکو کیا مانتی ہو۔ تم کسی کو کب ماننے لگین

نازک۔ اب دیکھین یہ (دولھن کی طرف اشارہ کرکے) تمکو مانتی ہین یا نہین دو ہی دن مین ہمکو معلوم ہو جائیگا۔

نواب۔ جدھر دیکھتا ہون رنگین مزاج حسین طبع شوخ چشم ہی نظر آتی ہین پرستان مین بیٹھا ہون اور آپ تو سب سے بڑھکر حاضر جواب اور تیز طبیعت ہین۔ ع

شوخ و رنگین مزاج باتین قہر	
گرم و حاضر جواب فتنۂ دہر	

حشمت۔ اگر انکی سی دو ایک اور ہوتین تو اسوقت بالکل بیحیائی کی باتین ہونے لگتین ذرا شرم چھو نہین گئی ہے آپ کو۔

مُبارک۔ اچھا اسوقت کی معاف ہے۔ اسوقت جو چُہل کرین بیزہ مگر ہان یہ عورت کیا آگ بھبوکا ہین۔

نازک ادا۔ جانی بیگم دولھا خالی خولی بیٹھا رہے یہ کیا بات ہے۔

جانی۔ پھر تم کیا کرتی ہو۔ دولھا کوئی شرمیلا ہو تو چھیڑین وہ خود شمشیر برہنہ ہین (مسکراکر) خوش ہوگئے۔

نواب۔ خیر انصاف تو کیا ہم تو منصف مزاجونکے قائل ہین

نازک ادا۔ یہ بات ہین تو پہلے سمجھی تھی کہ ہر پھر سکے جب نظر پڑتی ہے انھین پر پڑتی ہے۔ انکی سی ڈھونڈھو ہی جائے

جانی۔ اب بار بار ایسی باتین کرنیسے کیا فائدہ

نازک۔ (مبارک محل کی مان ہین) بہن جو رنگلی ذری نکل گئی ہے۔ جاکے پائجامہ بدل ڈالو۔ کہا مانو۔

مبارک۔ مجھے بھی کوئی فیضن عقرز کیا ہے تم جیسے اپنی تو خبر لو

نازک۔ خوب یاد دلایا۔ یہ بی فیضن نہین نظر آتین کیوم اڑنچھو ہوگئین بی فلانی ذری دیکھو تو فیضن کدھر جا پڑین

جانی ۔ اے ہے تم نے نہین سُنا وہ تو صبح پہ ہین بہت بگڑی ہوئی ہین اور شہر والیون کو بارہ بارہ سو باتین سُنا رہی ہین کہ یہ بڑی ڈھیٹ ہوتی ہین۔ نوشہ ہو یا کوئی ہو کسی غیر کے سامنے جانا کیا معنی لاکھ لاکھ کہا نہ آئین وہی تو ایک پردہ نشین ہین ۔ اور کیا کسی کو پردہ کا خیال ہے سب پر حرف رکھتی ہین۔

نازک ۔ مجھے اس کا حال ہی نہین معلوم تھا دیکھو مین جاکے لاتی ہون نہ آئینگی تو کچھ سنینگی بھی مجھ سے۔

دولہا نے یہ تقریر سُنی تو اُنکو بھی شوق ہوا کہ فیضن کو دیکھین نازک ادا بیگم سے کہا آخر اُنہین کیا بات ہے جو باہر نہین آتین نوشہ سے بھی کوئی پردہ کرتا ہے۔ نازک ادا بیگم بولین تم اپنے مطلب کی بات کہا ہی چاہو۔ کیون نوشہ سے پردہ کیون نہین کرتی ہین کون کہتا ہے نوشہ سے پردہ نہین ہوتا اچھا دیکھو مین جاکے لیے آتی ہون۔

یہ کہکر نازک ادا بیگم اُس کمرے مین گئین جہان فیضن بیٹھی تھین

نازک ۔ یہ یہان کیون بیٹھی ہو۔ بہن کیا آدمیون سے نفرت ہے۔ سب وہان بیٹھے ہین تم یہان گھُس کے بیٹھی ہو واہ وا۔ یہ اچھی ادا ہے۔

فیضن ۔ ہم نہ جاب (گھبراکر) مین نہ جاؤنگی۔

نازک ۔ پھر گنوارپن کی لی نہ۔ ہم نہ جاب نہ جاب سواے وہی گنوار پنے کے اور کوئی بات نہین۔

فیضن ۔ اچھا پھر ہم تو نہ جائینگے۔ میرے قصبے مین جو سُنیگا وہ اُلہنا دیگا اور ہم کو سب مل کے ہنسینگے۔

نازک ۔ تم کسیکو کاہے کو کہو۔ بس چپکی ہوئی۔

فیضن ۔ ہم جھوٹ نہ بولینگے ناگہر ہونا اچھا نہین۔

اسکے بعد دولہا محفل مین بلائے گئے اور اُدھر عورتون مین شربت پلائی شروع ہوئی ڈومنیون نے سمدھنونکو خوب گالیان دین۔ اسطرف والی ہنستی اور قہقہے لگاتی تھین اُسطرف کی عورتین شرماتی تھین اتنے مین دولہا کی مان نے سمدھن سے کہا اب دن زیادہ آگیا ہے دولہا کو بلوائیے اُسکے بعد حکم دیا کہ جہیز نکلے باورچی خانے کے داروغہ سے کہا گیا کہ کھانا تیار رہے۔ اُسنے کہلا بھیجا کہ جوڑے کا کھانا سب تیار ہے صرف حکم کی دیر ہے۔ جو جو اسباب جہیز محل سرا سے نکلتا جاتا تھا دیوانجی کاغذ پر قلمبند کرتے جاتے تھے جب فہرست تیار ہوئی۔ تو دولہا کے باپ سے کہا پیرومرشد کسی داروغہ یا معتبر آدمی کو حکم ہو کہ فہرست مطابق کل اشیا کو جانچ لے داروغہ نے بمقابلہ فہرست کل سامان جانچ لیا۔ دولہا اندر آیا اور مسند پر دُلہن کے پاس بٹھا دُلہن دل ہی دل مین کہتی تھی کہ یا خدا کہین وہ عورت پھر نہ آجاے۔ مثل مشہور ہے گھر کا بھیدی لنکا ڈھاے ادھر ہمجولیان دولہا سے چہل کرتی تھین اودھر دُلہن کے دل مین طرح طرح کے خیالات جاگزین تھے کبھی سوچتی تھی کہ آزاد جب روم سے واپس آئینگے تو خدا جانے اپنے دل مین کیا سمجھینگے۔ ساری کی کرائی محنت رائیگان کردی۔ اتنے دن تک جوگن بنی رہی اسکا حال آزاد کو بھلا کیونکر معلوم ہوگا مین اُسکے واپس آنیکی خبر کیونکر سنونگی۔ آزاد سے کون کہیگا کہ تیرے درد فراق مین اسقدر عرصے تک مصیبت جھیلی۔ اول تو روم سے واپس آکر حُسن آرا کے ساتھ شادی ہوگی مجھے پھر

کیون یاد کرنے لگے اور کبھی خیال آیا بھی تو انھین معلوم کیونکر ہوگا کہ کہان ہے یہ بات تو اُنکے وہم و گمان مین بھی نہوگی کہ اُن کا نواب سنجر سطوت کے ساتھ نکاح ہوا یہی سمجھینگے کہ یہ وضع عورت تھی کہین نکل گئی - خیر وہ جو چاہے خیال کرین خدا کرے جہان ہون اچھے رہین اور خوش و خرم رہین دولھا کو کیا معلوم کہ دُلھن اسوقت کس فکر مین ہے آپ سُنیے کہ نازک ادا بیگم پھر اُس کمرے مین گئین جہان بی فیضن چپ چپ بیٹھی تھین اور اُنسے میٹھی میٹھی باتین کرنے لگین -

نازک ادا - کیا اب عورتون سے بھی پردہ کرتی ہو بن

فیضن - کیون کیا دولھا باہر ہے - اندر نہین آوا (آیا)

نازک - این ! دولھا محفل مین گیا اب کوئی آدھ گھنٹے مین پھر آئیگا -

فیضن - ہمسے کو ڈکہنا ہین تو چلو پھر چلین -

نازک - اب تو ہم ذرا لیٹین گے - بالکل شل ہو گئے

فیضن - مبارکباد (مبارکباد) بدا ہو جا سکے تب لیٹو -

نازک - اچھا چلو پھر وہین چل کے بیٹھین یہان اکیلے مین آنکھ لگ جائیگی اے تم نے دولھا کی صورت بھی دیکھی ہے یا نہین -

فیضن - ہان دیکھی کاہے ناہین - گورے گورے ہین - ہین شہ -

نازک - ہان سچ بتانا بہن تمہارے میان کیسے ہین گورے ہین یا سانولے سچ سچ بتاؤ تمھین پیار کرتے ہین تم سے محبت ہے -

فیضن - دشرما کہ جیسے ہین تیسے ہین اللہ کوئی کو کیا -

نازک - ایسے تیسے ہین یہ تو تم اپنے مُنھ سے کہو مجھسے کیا سروکار اس مین آخر شرم کی کونسی بات ہو ہم اپنے میان کا حال بتا دین ہمارے میان کا چھریرا بدن بہت خوبصورت سرخ و سفید آدمی ہین گورے چٹے - میانہ قد - چہرے پر ڈاڑھی نہین ہو صوفیانہ کپڑے پہنتے ہین وضع بانکی شعر کہتے ہین تین سو روپیہ ماہواری کا وثیقہ ہو اور دکانون کا کرایہ کوئی ستر بہتر روپیہ ماہواری آتا ہے اور ہمارا ایک سو نوے روپیہ کا وثیقہ ہے ایک یہودن کو انھون نے گھر ڈال لیا ہو مگر وہ مالدار ہے اُسکے پاس بھی جائداد بھی مع زیور و غیرہ کے ملا کے کوئی پچیس چھبیس ہزار کے پیٹے مین ہو اور ہمارے میان ایکدم کی بھی ہماری جدائی نہین گوارا کرتے دل و جان سے ہمپر عاشق ہین بغیر ہمارے اُنکو ایک دم چین نہین -

فیضن - اچھا پھر کہدیپ چلو وہین چل کے بیٹھین -

نازک - یہ بتاؤ کوئی تمہارے میان کو لیے بھاگتا ہے آخر خوف کاہے کا ہے - آؤ - اچھا چلو دُلھن کے پاس چل کے بیٹھین -

فیضن کو لیکر نازک ادا بیگم دلھن کے شہ نشین مین آئین چق اُٹھائی تو فیضن نے دولھا کو دیکھا اور دیکھتے ہی جھجک کے بھاگنے کو تھی کہ نازک ادا بیگم نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ملے وا کیا بھاگی تھین جبھین جانے بھی دو ایک تھین بڑی بیہودہ ہو فیضن نے ہاتھون سے چہرہ چھپا لیا تو جانی بیگم نازک ادا کی مدد کو اُٹھین دو نون نے پکڑ کے چہرہ کھولدیا فیضن و بیاہن نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے مگر بے سود - آخرکار رسو چلی وہ اکے روبرو کل شہر والیون نے قہقہہ لگایا دولھا بھی انکی بیقراری پر عدو وحشت

دیکھکر ہنسنے لگا گرچہ کہ ساس اور کئی بوڑھی عورتین وہان بیٹھی تھین اس سبب رومال مُنھ کے پاس لیجاکر آہستہ آہستہ ہنسنے مبارک محل بولین اے آخر اس وحشت کا کچھ ٹھکانا بھی ہے جسطرح سب بیٹھی ہین اسطرح تم بھی بیٹھو جھینپی ہوئی - تم کو اتنا پردے کا خیال کیون ہو - فیضن کو بدرجہ مجبوری وہان بیٹھنا پڑا تو پھر لیان چپکے چپکے آوازے کسنے لگین ایکنے کہا انکا گورا پنڈا ہے دوسری بولی تم شہر کی عورتین اُنکی سی تمیز کہان سے لاؤگی بات چیت کیسی درست ہو گفتگو شستہ بول چال صاف تیسری نے مسکراکر کہا شین قاف درست ہو بھی بولی اسوقت ہم سے پوچھتی تھین کہ ٹونا کسے کہتے ہین اور کئی رسمون کا نام لیا کہ وہ ریت نہین ہوئی ہمنے کہا ہمین نہین معلوم ہمنے ان رسمونکا کبھی نام ہی نہین سنا حشمت بہو نے فیضن سے کہا بہن تمکو یہان آنے مین کیا عذر تھا آج کے دن پہلا کیسا اور تمکو دولھا کیا جانین کہ کون ہو اب جو اتنے نخرون کے بعد آئین تو ہم سب کہدینگے کہ یہ فلان شخص کی بیوی ہین اور فلان مقام مین رہتی ہین فیضن صاحب ہم سب کہدینگے نہین تو اچھی طرح شگفتہ ہوکے بیٹھو ۔

فیضن - ہم کا اب جانے دو - اب ہم جاب ۔

نازک ادا - کہان اب جاب تنک بتاؤ - جاب کہان

جانی بیگم - تم لاکھ بتاؤ تمسے گنواری بولی ہرگز ہرگز نہ بولی جائیگی وہ تو جسکی زبان ہے وہی خوب بول سکتا ہے ۔

بیگم - (دولھا کی مان) تو اس بچاری کو تم سب کی سب کیون دق کرتی ہو خواہ مخواہ - اُسنے کیا قصور کیا ہے تمہارا نہ - حشمت بہو - آپ بھی ہنستی ہین یہ بُرا تھوڑا ہی مانتی ہین

بیگم - اب رودین اس سے زیادہ بُرا اور کیا مانینگی -

نازک ادا - جی نہین آنکھ مین درد ہو اور کام ہے اس سے آنسو آگئے رونے والی نہین ہین ۔

اب چلنے کی تیاریان ہونے لگین - حکم دیا گیا کہ سواری منگواؤ دلھن کی مان بہنین ہمسائی اعزہ اقربا سب رونے لگین دُلھن کی مان نے سمدھن سے کہا بہن لونڈی دیتی ہون اسپر مہربانی کی نظر رہے وہ بولین - واہ کیا کہتی ہو اولاد سے زیادہ ہے ۔

جسطرح خورشیدی اور نواب بیگم کی محبت اور خاطر کرتی ہون اسیطرح اسکو عزیز رکھوگی تم نے ہمارا گھر آباد کیا ہے جیسی اور اولاد ویسی ہی میرے نزدیک یہ بھی ہے ۔

شربت پلائی کے جسقدر روپے تھے انہین کچھ اور بڑھا کر سلام کے وقت ساس نے دولھا کو دیے تو نوشاہ نے دلھن کو گود مین اُٹھایا اور سکھپال پر سوار کیا ۔

الغرض آگے جسگھڑی نوشاہ
پھر تو ہر سو تھا جوش رقت کا

لیچلا گود مین اٹھاکے وہ ماہ
اور دلھن کو بھی رنج فرقت کا

باہر اندر چلو چلو کی وہ دھوم
سمدھنون کا در محل پہ ہجوم

سمدھنین رخصت ہوئین جوش رقت کی یہ تاثیر تھی کہ دلھن بھی رونے لگی - گو گھر بھر سے انکو واسطہ نہ تھا جسکو مان کہتی تھی اسکی کبھی صورت بھی نہین دیکھی تھی - جو باپ بنے تھے اُنسے مطلق رشتہ نہ تھا حشمت بہو کا نام بھی نہین سُنا تھا مگر وہ وقت ہی ایسا تھا کہ بے اختیار رونے لگین سکھپال دروازہ پر لگایا گیا تھا بارہ مہریان ساتھ ہوئین جو ادھر سے اُدھر سونے کی مچھلیان جھلکتی جاتی تھین نوق ابھرک پوشاکین ستم ڈھاتی تھین ۔

برات رخصت ہوئی نوشہ خلعت پہنے ہُوے

بشاش کہ چاندسی دلہن پائی۔ ع

زیب رخ موتیون کا وہ سہرا
آب صاف اُسکی پیدا تھا
روے مہ پر ہجوم پروین ہے
باغ رُخ پر شگفتہ نسرین ہے
موتیون کا وہ گوشوارہ تھا
ہر گہر صبح کا ستارہ تھا

جیغۂ الماس کا زلا قیمت ہے
اور سرپیچ کی تھی وہ زینت ہے

برات دُولھا کے گھر پر آئی عروس محافہ کہاروں کے کندھون پتھا ایک بکرا محافہ کے گرد پھرا کر تصدق کیا گیا بعد ازان کہاریان۔ محافے کو اُٹھا کر زنانی ڈیوڑھی پر لیگئین۔ دُولھا کی بہن آئین دلہن کے پائون محافے سے لگا کے طشت مین دودھ سے دھوئے اور کف پا مین ورق نقرۂ لگائے دولھا نے عروس رنگین ادا کو گود مین اُٹھایا اور مسند پر لیجا کر بٹھایا۔ دولھا باہر جانے کو تھے کہ ان کی بھاوج نے کہا۔ ہائین کہان چلے۔ دامن پر نماز پڑھنا ہوگی دولھا نے عروس کے دامن پر نماز پڑھی پھر شیر برنج آئی پہلے دلہن کے ہاتھ پر رکھکر دولھا کو کھلائی اس شکر لب شیرین حرکات کے دست سیمین سے جو کھیر کھائی تو دماغ آسمان پر تھا کہ اللہ اللہ ایسی مہ پارہ بیوی ہاتھ آئی بھاوج ڈھکائی تھی ادھر نوشہ نے مُنھ بڑھایا اُدھر بھاوج نے ہاتھ ہٹایا تھوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی۔ بعد ازان دولھا کے ہاتھ پر شیر برنج رکھی گئی اور دلہن سے کہا کھاؤ وہ شرمانے لگی دولھا کی بہنین دولھا کا ہاتھ عروس کے مُنھ تک لے گئین کھیر کھانا گویا سمّ ہو گیا شرم نے اجازت نہ دی کہ سب کے سامنے دولھا کے ہاتھ سے کھیر کھائے دولھا باہر آیا خورشیدی بیگم اور نواب بیگم اور دولھا کی بھاوج اور بہنین اور انکی ہجولیان اور خواصین مش خدمتین مغلانیان سب دلہن کو گھیر کر بیٹھین وہ شرمائی جاتی تھی یہ صورت دیکھنے کا انتہا سے زیادہ اشتیاق ظاہر کرتی تھین دلہن کے ساتھ کئی عورتین اسکے میکے سے آئی تھین بی بی مبارک نے کہا بیوی گھبراتی کیون ہو دو چار روز مین اچھی طرح سے دیکھنا ان کو یہان خوش و خرم رہنا خدا نصیب کرے مگر انھون نے ایک نہ سُنی۔ گھونگھٹ اُٹھا اُٹھا کے دیکھنے لگین اور شرمیلی دلہن اور بھی شرماتی تھی۔

دولھا کے احباب نے جنسے بے تکلفی تھی کہا حضرت مبارک ہو مگر سچ بتاؤ تمہاری طبیعت کے موافق دلہن ہے۔

دولھا نے کہا بس مین اور کچھ نہین جانتا۔ اسقدر کہہ سکتا ہون کہ خدا کا کمال شکرگزار ہون۔ اسپر قہقہہ پڑا۔

دولھا کے احباب نے کہا بھائی خدا کے لیے اس نگار شوخ کو بلوا دیجیے کل سمدھیانے قتیل کی غزل گائی تھی۔ ع

غم ہجر تو پایانے ندارد
چہ درد است این کہ درمانے ندارد

نواب صاحب نے کہا واہ۔ اب بندہ اس پھیر مین نہین پڑتا مجرد اور متاہل مین زمین و آسمان کا فرق ہے اور تجرد کے عالم مین بھی مقدس لوگ منہیات و معصیات سے بری رہتے ہین اور لوث معصیت سے انکا دامن پاک رہتا ہے نہ کہ جب شادی ہو گئی ہو برس مین دو ایک دفعہ کسی تقریب مین ناچ ہو تو عجب نہین ورنہ اب بندہ درگاہ ان امور قبیحہ سے احتراز و اجتناب کرینگے۔

احباب نے قہقہہ لگا کر کہا۔ یہ کہیئے کہ اب آپ تائب ہوے

سنرچیے کھائے بلی حج کو چلین۔ نواب صاحب نے جواب دیا
سنا نہین التائب من الذنب کمن لاذنب له در توبہ باز است
اکثر شایستہ قومون مین یہ قاعدہ ہے کہ اگر مجرد اس قسم کے افعال
کا مرتکب ہو تو چندان برا نہین سمجھتے مگر متاہل سے اس قسم کے
حرکات سرزد ہون تو نظر حقارت سے دیکھا جائے اور ہونا
بھی ایسا ہی چاہیے اگر اس پر ہماری قوم کار بند ہو تو بہت سے
گناہون سے بچین یہ عیاشی اور بدمعاشی ہی کا نتیجہ ہے کہ میان
بیوی مین نہین بنتی اور انواع اقسام کے امراض مین لوگ
گرفتار ہو جاتے ہین دیکھ لیجیے گا اینجانب اب کیسے پاکدامن
ہو جاتے ہین تم سب کو یقین نہین آتا ہے مگر دیکھ لینا ان مبرض
آدمیون کی صحبت سے اب ہمین نفرت ہے۔

آزاد کے واپس آنے کی خبر

اب سنیے کہ مرزا ہمایون فر بہادر جمشید مرتبت دارا منزلت
کے زندہ ہوتے ہی شہزادی بیگم اور بڑی بیگم نے اپنے اپنے
اعزہ و اقربا کو اس مژدہ طرب خیز اور نوید بہجت انگیز کی
بذریعہ تار برقی اطلاع دی جسنے سنا خوش ہوا کہ جس چیز کی
مطلق امید نہتی وہ ظہور پذیر ہوئی بمبئی سے بیگم کے نام تار
بھیجا گیا سنتے ہی باغ باغ ہو گئین۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد روانگی کے وقت
بمبئی مین ایک مرزا صاحب کے ہان فروکش ہوئے تھے جنکی
بیوی حسن آرا سپہر آرا کی بہن تہین ان بیگم صاحب کو میان آزاد
سے ایک قسم کا عشق صادق تھا جب آزاد رخصت لیکر
روانہ ہوئے تو انکا دل بھر آیا تھا اس شوخ شنگ برق کردار
نغز گفتار نے جو ہمایون فر کے زندہ ہونے کا حال سنا تو جامے
مین پھولی نہ سمائی۔ بار بار تار برقی پڑھوائی مرزا صاحب اسوقت
کہین باہر گئے تھے۔ خواص نے ایک پڑوسی سے جو انگریزی خوان
تھے تار کا کاغذ پڑھوایا۔ بیگم صاحب نے فوراً میان کو بلوایا
اور چمک کر کہا۔ لو مبارک۔ ہمایون فر کے مرنے کی خبر
غلط تھی۔ مرزا صاحب نے تار برقی خود پڑھی خوش تو ہوئے
مگر دل کو تسکین نہین ہوتی تھی۔ سوچے کہ مردے کا زندہ
ہونا معنے چہ۔ یہ محض لغویات ہے کسی فقرہ باز نے بھیجدیا
ہوگا مگر اسکی تحقیقات بخوبی ہو سکتی ہے۔

مرزا۔ خدا کرے سچ ہی ہو۔ مگر دل نہین مانتا۔
بیگم۔ یہ کاہے سے۔ یہ کاہے سے۔ کیا تعجب کی بات ہے۔
مرزا۔ اور نہین بھی ہے۔ کبھی ایسا سنا ہے۔ ہم بھی یہانسے
تار بھیجتے ہین دیکھین اسکا جواب کیا آتا ہے۔
بیگم۔ وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین تھی۔
مرزا۔ کسی فقرہ باز کی کارستانی ہے۔ کوئی بیفکرے ہین۔
بیگم۔ ایسے بیفکرے نہین ہوا کرتے جو روپیہ کا روپیہ
صرف کرین اور بیوقوف کے بیوقوف بنین۔ تم چاہے مانو چاہے
نہ مانو ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ بیشک مرزا ہمایون فر
زندہ ہو گئے گو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی بات سے زیادہ
اور کسی چیز کا انسان کو یقین نہین آ سکتا مگر یہ سوچتی ہون
کہ آخر کسی کا سر پھر گیا تھا کہ خواہی نخواہی اتنا روپیہ
خرچ کرتا اور بیوقوف بنتا اور خدا کی شان سے کیا بعید
ہے وہ کون شے ہے جو خدا کی قدرت سے
باہر ہے آگ کو گلزار کر دیا ہے مور ضعیف کو یہ طاقت دی
کہ حضرت سلیمانؑ کی دعوت کی ابا جان لڑکپن مین
ہمین مناجات سکھاتے تھے۔

ہے ترے حکم اے آلہ العالمین	ایک پتا ہل نہین سکتا کہین

تجھسے روشن ہے زمین و آسمان ‎ تیری قدرت کی ہیں سب نیرنگیان
خاک کے پتلے کو تو گویا کرے ‎ قطرۂ ناچیز کو دریا کرے
کُن کے کہنے سے کیا عالم بپا ‎ اور جب چاہے اُسے کردے فنا

ذات تیری بےبدیل و بےمثال
پاک بےہمتا قدیر و ذوالجلال

مرزا صاحب نے کہا ہان سچ تو کہتی ہو۔ خدا کی قدرت سے کوئی بات بعید نہین ہے وہ بڑا مسبب الاسباب ہے تم اتنے دن سے اسقدر مغموم و ملول تھین کہ توبہ ہی بھلی اور سچ کہون میری بھی روح رو تی تھی کہ ہاے یہ کیا ستم ہوگیا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آج یہ مژدہ سُننے مین آیا ایک بات اگر کہون تو تم کو شاید یقین نہ آئے مگر بے کہے رہا نہین جاتا یہان ایک روسی میم رہتی تھین روس کے خاندان شاہی سے تعلق ہین بہت بوڑھی اور مقدس عورت ہین انکی نسبت مشہور ہوا تھا کہ معجزے دکھلاتی ہین اور عیون باطن سے منزلون کی چیزین دیکھ سکتی ہین مجھے اسکا یقین نہین آیا ایک روز مین خود انکے پاس گیا مین نے کہا آپکی بڑی تعریف سُنی ہے کچھ عجائبات دکھایئے۔ مسکرائین۔ کہا مین شعبدہ باز نہین ہون۔ الغرض دس بارہ بار کہا اصرار کیا اور ایک روز ہاتھ جوڑ کر اور قدمونپر ٹوپی رکھکر عرض کیا کہ آج یہ سر ہے اور آپ کا در ہے جبتک مجھے عجائبات نہ دکھایئے گا مین یہان سے نہ ٹلونگا اُنھون نے کہا اگر مین یہ باتین سب کو دکھاؤن تو لوگ بدظن ہو جائین اور سمجھین کہ یہ شعبدہ باز ہین مگر چونکہ تم نے اصرار کیا ہی لہذا مین مجبور ہو گئی اب تم بتاؤ کہ تمھارے اعزہ مین سے اس مہینے مین کسی نے انتقال کیا ہی مین نے کہا ہان مرزا ہمایون فر بہادر نے کہا تمنے بھی انکو دیکھا تھا مین نے کہا ہان تصویر دیکھی ہے حکم دیا کہ آنکھ بند کرو مین نے آنکھ بند کی اور پھر کھولی تو دیکھتا ہون ایک کرسی پر مرزا ہمایون فر بہادر بیٹھے ہین ہوش اُڑ گئے اور مین کانپ اُٹھا کہ یا خدا یہ کیا دیکھ رہا ہون جسطرح تصویر مین انکی شکل دیکھی تھی اسیطرح کرسی پر بیٹھے تھے مجھے خائف دیکھکر ہنسے کہا اس خوف کا کیا سبب ہے مین خبیث نہین ہون پریت نہین ہون تمھارے ملک کا شہزادہ ہون پھر مجھسے خوف کرنا کیا معنے مین نے دست بستہ پوچھا خداوند کچھ فرمایئن تو یہ کیا ماجرا ہے مسکرا کر فرمایا شان خدا۔

بیگم۔ ہمین یقین نہین آتا۔ یہ کب کی بات ہے۔

مرزا۔ اب یقین نہ آنے کا علاج ہی نہین بھلا جھوٹ بولنے سے مجھے کیا فائدہ ہوتا آخر اور مین تو خود کہتا ہون کہ کیسکو دنیا بھر مین اس بات کا یقین نہ آئیگا لیکن جس بات کو بچشم خود دیکھا اسکو کیونکر نہ باور کرون کوئی لاکھ شک کرے مین نہ مانونگا۔

بیگم۔ اچھا تار بھیج کے دریافت تو کرو کہ یہ خبر سچ ہے یا نہین اللہ کرے سچ ہو۔ بھلا تار کا جواب کبتک آجائیگا۔

مرزا۔ آج ہی یہ تار بھی اعجاز سے کم نہین ہے۔ شعر

دمبدم از عالم اجسام می بخشد خبر
پیش دستی میکند بر نبض انسان تار برق

یہ کہکر مرزا صاحب نے تار کا جواب لکھا اور دریافت فرمایا کہ یہ خبر سچ ہے یا غلط بیگم صاحب نے کہا اگر یہ خبر سچ ہے تو آج رت جگا کردنگی لکھنؤ سا شہر ہوتا تو ڈومنیان بلواتے گانا سُنتے۔ یہان کی ڈومنیون کو دور ہی سے سلام ہے۔ نہ زبان درست نہ قطع درست وہ بات کہان

مرزا صاحب نے کہا خدا کی قسم تم پر روز بروز جوبن آتا جاتا ہی اور یہی سبب ہی کہ مین تمہارا درم نا خریدہ غلام ہو گیا ہون اور خدا کے فضل سے تم سب بہنین ایک سے ایک بڑھکر ہو حسن آرا کے حسن و جمال کا کیا کہنا سپہر آرا کی شوخی و دلربائی بہار النسا کی کج ادائی و ناز اکثت روح افزا کی رنگین بیانی اور حسن خدا داد کا کیا کہنا جو ہے نازک اندام گلفام۔ مگر ہم کو سب مین تم ہی پسند ہو اور حسن آرا پر آزاد دلشو ہین آزاد کا نام زبان پر آیا تو بیگم صاحب کے چہرہ کا رنگ بدل گیا گورے گورے گالون کی سرخی اور بھی جھلکنے لگی آہ سرد بھر کر کہا خدا جانے آزاد بیچارہ کہان ہوگا۔ رہا ایسا ہنستی آدمی بھی کسی نے کم دیکھا ہوگا خلیق وعدے کا سچا اور عالم و فاضل۔

مرزا۔ ایک بات کہون۔ بُرا نہ ماننا۔ کہون یا نہ کہون۔

بیگم۔ ہان ہان کہو۔ بُرا ماننا کیا معنی۔ کیا گالیان دوگے۔

مرزا۔ اسکا کیا سبب ہی کہ جب آزاد کا نام آتا ہے تو تم ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو کوئی وجہ ضرور ہے۔

بیگم۔ اس بدگمانی کے قربان جیسے مردوے خود ہوتے ہین ہر دم ویسا ہی اورون کو بھی سمجھتے ہین۔

	نہ شاید ہوس باختن باسگے	
	کہ ہر بامداد ش شود بلبلے	

مرزا۔ نہین آخر سبب اسکا کیا ہے آزاد مین کیا خصوصیت ہے ہم بھی سنین۔

بیگم۔ خصوصیت یہ ہے کہ ہماری پیاری بہن کے میان ہین۔

مرزا۔ (مسکرا کر) خیر یہان تک تو خیریت ہے کہ پیاری بہن کے میان ہین مگر۔

بیگم۔ (تیلی چتون سے) بس بس۔ اگر مگر رہنے دو۔

مرزا۔ پیاری بہن کے میان ہین یہانتک تو ہرج نہین۔

بیگم۔ (مسکرا کر) بڑے بدگمان اور لطف یہ کہ بدگمان بھی نہین مزاج ہی ہے دل لگی مذاق مین کسی سے بھدنہین اور کچھ نہین تو یہی سہی کہ آزاد کا نام لیکر ٹھنڈی سانسین کیون بھرتی ہو۔

مرزا۔ نہین ہم نہ مانینگے تم لاکھ ٹالو۔

بیگم۔ چلو بس ہنسی ہو چکی یہ باتین باجیون مین ہوتی ہین شریفون مین انکا ذکر نہین ہوا کرتا۔ واہ واہ۔

مرزا۔ اخبارون مین تو آزاد کی بڑی تعریف چھپی ہے۔

بیگم۔ اور ہم سے ذکر بھی نہ کیا اگی آئین تو ہم تم انکے ساتھ ساتھ جائین۔ اے وہ بونا موا فیجی سا تھے یا کہین مار ڈالا گیا۔

مرزا۔ اسکی تو بڑی تعریف چھپی ہو وہ بھی وہان لڑا۔

بیگم۔ واہ بس یقین آ چکا ہمین ٹینی مرغ کے برابر تو قد اور لڑینگے رن کی زمین مین۔

مرزا۔ اخبار والا تو ایسا ہی لکھتا تھا اب تمہین یقین آئے یا نہ آئے اسکو ہم کیا کرین۔ آزاد کا حال یہان ایک ماسٹر ہین۔ انکو خوب معلوم ہے اسکے پاس روم کے اخبار آیا کرتے ہین۔

بیگم۔ خدا کے لیے انسے منگواؤ۔ اور ہمین کچھ سناؤ۔

مرزا۔ پھر وہی بیتابی۔ پھر وہی بے چینی۔ اللہ اللہ سبب کیا ہے آخر کچھ تو بتاؤ۔

ماسٹر صاحب کے ہان سے اخبار کا فیل آیا۔ مرزا صاحب نے بیوی کو دو تین مضمون سنائے کمال محظوظ ہوئین کہا تم بھی

عجب بیفکرے ہو۔ اتنے دن ہو گئے اور ہمیں ذرا اطلاع نہ دی ۔ لے خدا را صاف صاف اور مفصل حال بتاؤ۔ آزاد آجکل کہاں ہیں مرزا صاحب نے کہا یہ تو نہیں معلوم مگر سُنا کہ قید ہو گئے تھے پھر قید سے رہائی پائی وہاں کوہ قاف کی ایک نوجوان عورت اُنپر عاشق ہوئی آزاد سے خواہش نکاح ظاہر کی ۔ انھوں نے کہا ہم حسن آرا بیگم سے وعدہ کر آئے ہیں لہذا شادی قبول نہیں کر سکتے اسپر وہ آگ ہو گئی۔

بیگم۔ آزاد ایسا ہی خوش رو جوان ہے ۔

مرزا۔ کیا تم بہت جل نکلی ہو صاحب ۔

بیگم۔ (مسکرا کر) عورتیں تو ہوتی ہی چالاک ہیں مگر مردوں سے زیادہ بدگمان کوئی نہیں ۔

مرزا۔ آخر کسی غیر مرد کے حسن کی تعریف کرنا کیا معنی ۔

با سایہ ترا نمی پسندم
عشق ست و ہزار بدگمانی

مرزا صاحب نے اونکے دست رنگین کا بوسہ لینا چاہا ۔ مگر بیگم صاحبہ نے پکڑ کر ہاتھ جھٹک دیا اور کہا جو ایسی بدگمانی ہے تو خدا حافظ یہ بدگمانی تو دیوانہ پن ہے اب کوئی کسی کا نام تک زبان پہ نہ لائے اسے واہ اچھی بدگمانی ہے ۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہاں سے ڈیوڑھی میں آواز دی مہری باہر آئی اور ایک کاغذ محلسرا میں لیگئی۔

مرزا۔ لو جواب آگیا مگر ہمیں سخت تعجب ہے کہ اسقدر جلد جواب کیونکر آیا ۔ یہ ماجرا کیا ہے ۔

بیگم۔ اسے ہے اب بات بات میں تعجب ہونے لگا ۔

مہری ۔ حضور وہ رسید مانگتا ہے ۔

مرزا ۔ شکر خدا ہزار شکر کی جگہ بعض وقت کی بات اتنی سچی ہو جاتی ہے کہ واہ ۔

بیگم ۔ سچ ہے نہ ۔ بتاؤ خدا را بتاؤ تو ۔

مرزا ۔ یہ وہاں سے نہیں آئی ہے ۔ یہ تار برقی آزاد نے بھیجی ہے روم سے آئی ہے شکر خدا شکر خدا ۔

بیگم ۔ بیزار ہو کے ہنسی مذاق کا یہ موقع نہیں ہے ۔ تمھیں کلام اللہ شریف کی قسم سچ سچ بتاؤ ۔

مرزا (سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم آزاد کے پاس سے آئی ہے لکھا ہے کہ ہیں آج یہاں سے روانہ ہوا ۔

بیگم ۔ تم انگریزی کیا جانو ۔ ابھی کل تو شروع کی ہے کسی اور سے پڑھواؤ تو ہمیں تشفی ہو ۔ مہری ۔ باقر کو دو اور کہو کہیں سے پڑھوا لائے ۔

مرزا ۔ اب یہ بدگمانی نہیں تو کیا ہے ۔

بیگم ۔ آپ کی بلا سے بدگمانی ہی سہی ۔ بس ۔

تھوڑی دیر کے بعد باقر نے مہری کو بلا کر کہا ۔ کہدو کہ محمد آزاد نے روم سے تار دیا ہے کہ ہم یہاں سے روانہ ہوئے راہ میں کہیں قیام نہ کرینگے یہ سُنتے ہی بیگم صاحب کی باچھیں کھل گئیں کہا یا خدا اسیطرح سے دوسری بھی تار آ جائے تو خوب بات ہے دو دو خوشیاں ہوں ۔

ادھر یہ باتیں ہوتی ہی تھیں کہ مولانا عبد القدوس صاحب مرزا صاحب کے دولتخانے پر تشریف لائے مرزا صاحب کو اطلاع ہوئی کمرے میں آئے معانقہ کیا مولانا صاحب کو تعظیم و تکریم کے ساتھ بٹھایا ۔

مولانا صاحب بعد معانقہ یوں زمزمہ سنج بیان ہوئے

الحمد للہ کہ آج حضرت مولانا محمد آزاد صاحب کا تار ایسا روز خلائق ننگ و نام کے پاس آیا کہ مولانائے ممدوح جو محض بقصد اقتدار مشوبات اخروی یہ عازم روم ہوئے تھے مع الخیر والعافیت روانۂ وطن ہوئے ان صاحب نے مرزبوم روم میں وہ نام حاصل کیا کہ ایک عالم مداح ہے اور انکی شجاعت کے ساتھ ہی انکے علم کی بھی لوگ بدرجۂ غایت توصیف کرتے ہین اور کیون نہ کرین ۔ ؎

انسان کو حلم فائدہ دیتا ہے | آئینۂ عقل کو جلا دیتا ہے

دنیا مین جو عزت ہو تو عقبیٰ مین بہشت
یہ دونون جہان مین مرتبہ دیتا ہے

مرزا صاحب نے کہا جی ہان میرے پاس بھی تار آیا اکثر اخبار آزاد کے مداح ہین اور وہ اسی تعریف کے قابل ہین

مولانا ۔ بدرجۂ اتم عذب البیان اور رطب اللسان ہین ۔

مرزا ۔ انسان مین جو جو باتین ہونی چاہئین وہ سب اس مین موجود ہین ۔

مولانا ۔ ملکوتی صفات آدمی ہے ۔ انسان کیا معنی ۔

مرزا ۔ بیشک فرشتہ صفت آدمی ہے ۔ ؎

جوہر تو مجھ مین سکھے ملکوتی صفات کے
انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

مولانا ۔ ہم اس کلمے کو کسیقدر زیادتی سمجھتے ہین ۔ اسکا جو فعل ہے خالی از حکمت نہین ۔ انسان بنانے چاہے ملک ؎

خیمہ بر پا کن سپہر بلند | آسمان ساز اور زمین بر بند
نقش پرداز کارگاہ بدن | کاتب نسخۂ زمین و زمن

تو نے بر پا کئے ہین یہ افلاک
خاک کو تو نے دی ہے صورت پاک

مرزا ۔ حضور کے واسطے حقہ منگواؤن ۔

مولانا ۔ کیون تکلیف فرمائیگا ۔ چندان عادی نہین ہون

مرزا ۔ حقہ بھر لاؤ (مولانا سے) اب کی آزاد پاشا سے کہا جائے کہ ایک لکچر دین اس کام کے لئے موزون ہین اور اس لکچر مین روم کے انتظام کی کیفیت بیان کرین کہ انتظام سلطنت اور نظم و نسق مملکت قابل پسند ہے یا نہین سننے کے لائق ہوگا ۔

مولانا ۔ ع ۔

باطل ست آنچہ مدعی گوید

روس اگر بد نظمی دولت رفیعہ کا شاکی ہے تو غلط ہے انتظام روم مین جائے دم زدن نہین ہے اب معلوم ہو جائیگا

مولانا عبد القدوس صاحب رخصت ہوئے اور آدھ گھنٹے کے بعد جواب تار آیا جسکے الفاظ درج ذیل ہین ۔

ہمایون فرزندہ ہین سپہر آرا نے بھی گویا از سر نو زندگی پائی ۔ یہان سب کو حیرت ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے ۔ تم کو مبارک ہو ۔

مرزا ۔ لو جواب باصواب آیا شکر خدا ہزار شکر خدا ۔

بیگم ۔ پڑھو تو پڑھو تو ۔ خبر صحیح تو ہے پہلے اتنا تو بتاؤ ۔

مرزا ۔ سُن لو ۔ ہمایون فرزندہ ہوگئے ۔ اسمین شک نہین ہے سپہر آرا نے بھی گویا نئے سر سے زندگی پائی خدا نے سُن لی یہان سب لوگونکو حیرت ہے کہ یہ کیونکر زندہ ہوئے تم کو مبارک ۔

بیگم ۔ (خوش ہوکر) اللہ نے ہماری سُن لی ۔

مرزا ۔ کسیکی دعا بے اثر نہین جاتی ہے ؎

تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب | دعائے کند من کنم مستجاب

بیگم - پھر تار بھیجو لکھو یہان جس نے یہ خبر سُنی وہ جامے مین پھولے نہین سمایا - خدا تم سب کو مبارک کرے اور ہمایون فر کی تصویر کھنچوا کر ہمارے پاس بہت جلد بھیجو - وہ نگرد دولھا بنے ہون - خلعت اور جیغہ اور سرپیچ سب ہو - ہم پھر انکو اس طرح دیکھنا چاہتے ہین -

مرزا صاحب نے ایک لائق انگریزی خوان سے تار کا مضمون لکھوایا اور اسیدم تار گھر بھجا -

ادھر کی تو یہ کیفیت تھی اب ادھر کا حال سُنیے کہ حسن آرا کے ہان آزاد کا تار آیا - پیرمرد نے چُپکے سے تار کا حال سُنایا تو اس مژدۂ طرب انگیز نے انکے دل کے ساتھ وہ کیا جو نسیم سحری - غنچون کے ساتھ کرتی ہے - اسکے علاوہ اور بھی دو چار مقامون پر تار آئے کہ آزاد پاشا روم سے بعد فتحیابی روانہ ہوے -

حسن آرا بیگم نے روح افزا کے کان مین کہا بہن روم سے تار آیا ہے اس مین لکھا ہے کہ آزاد پاشا قسطنطنیہ سے روانہ ہوے اور بہت جلد ہندوستان مین داخل ہونیوالے ہین روح افزا ان کو گلے لگا کر بولین مبارک ہو سپہر آرا کو بھی اطلاع دو کہ ہم جا کے ابا جان سے کہتے ہین کہ آزاد آ کے داخل ہین -

تخت کی رات شہزادہ فلک منظر
اور عروس پری پیکر کی ملاقات

بیا ساقی آئین جسم تازہ کن
بہ پرویز ازمے دروے فرست
بہ دور پیاپے بہ پیالۂ مے
نکیسا دمان را براش درآر

طراز بساط کرم تازہ کن
بہ بہرام از نے سر ودے فرست
بشور رو مادم بغر سائے نے
بہی حر ورا ور خراش درآر

یون تو عروس ماہ سیما سپہر آرا کا جوبن سادگی مین بھی لطف خدا داد دکھاتا تھا مگر آج جوبن خود اس قمر رخسار کے جوبن کی بلائین لیتا ہے اور کیون نہو تخت کی رات ہی - کون - آہ جو رشک لیلۃ القدر ہے اور غیرت لیلۃ البدر ہے - ع

شبے دیدہ روشن کن دلفروز
زاجزاے خود سر بسر چشم روز

بروشندے مایہ اندوز بود
چنین شب گر بہر یک روز بود

رخے جلوہ گر در سپند سیاہ
چراز مہ دمک جوش نور نگاہ

نگویم شبے ماہ وش دلبرے
خور از زیور یک شش گوہرے

کی مشاطگان چابک دست و نادرہ فن اس غرض سے بصرف زر کثیر بلوائی گئی تھین کہ دلھن کو بہ صفت آرائش سے مزین کرین گیسوے عنبر بو اسطرح سنوارے تھے کہ کالی ناگن کو ڈستے تھے توسم آمارے سے نہ اُتر تا رخ زیبا دیکھکر حوران جنت بوسہ لینے کی آرزو رکھتین اور ایک بوسہ شکر آمیز و جان پرور کی قیمت روضۂ رضوان لگاتین تاہم حسرت ہی لیکے جاتین اور یہ شعر زبان پر لاتین - ع

زان لب شکر بوسۂ عقیق دگران شد
در طالع ما تلخی دشنام نوشتند

ہاتھون کی مہندی رنگین ادا معشوقو نکو خون رُلاتی اور دست نازک کی نزاکت دیکھکر نازکی شرما جاتی - حنائی انگلیون مین بیش بہا انگوٹھیان اور گوری گوری کلائی مین کالی کالی چوڑیان اور جڑاؤ کڑے شیر دہان پیارے پیارے کانون مین بجلیان اور راتیان - زلف شبرنگ مین چھپکے کی جھلک جیسے اندھیری رات مین کرتک شب تاب کی چمک - از سرتاپا جوش نور رشک پری غیرت حور قیامت صنوبر دوش بدوش - آفت جان غارت ہوش - نسرین بدن

نسترین بناگوشے

الماس شراد غمزہ اش تیز
محبوبۂ ملک ناشکیبان
نازک بدنے چنانکہ دانی
شیرین نگہے فریب صد کام

ہم دشنہ فسان وہم نمک ریز
اعجوبۂ شہر دل فریبان
در کردہ بگوشش اوگرانی
در رستہ شگفتہ مغز بادام

در مستی نرگس سیاہش
صد میکدہ ریزہ ہر نگاہش

اس درجہ نور حسن گلو سوز و جمال عالم افروز تھا کہ آئینہ میں صورتِ زیبا اور چہرۂ رعنا دیکھ کر ایک ہمین تیجدیت سے جو مسکرا ساتھ آئی تھی کہا ۔ عمدہ خانم تمھین ایمان کی قسم سچ کہنا ایسی شکل وصورت تمنے کسی بیگم کی دیکھی ہے اسنے کہا واری جاؤن تمہاری آنکھون کی قسم کھا کے کہتی ہون آنکھون سے زیادہ کوئی پیارا نہین ہوتا یون خوبصورت اور نام خدا کم سن تو حضور ہین ہی مگر سچ عرض کرتی ہون اسوقت عالم ہی اور ہے ۔ شہزادہ بہادر (توبہ توبہ) حسیدہ کرین عجب نہین ہے جسوقت حضور نشستین سے باہر کے دالان مین چل کے بیٹھینگے دیکھیے گا عورتین کیا کہتی ہین ۔

مکھڑے کے آگے چاند ماند ہے اور اس گورے گورے مکھڑے پر گیسوؤن نے اور بھی جوبن کی آگ کو بھڑکا دیا ہے اللہ نظر بد سے بچائے ۔ شاطہ اور خواصین بولین آمین ۔

سپہر آرا نے کہا ہم کچھ غرور کی راہ سے نہین کہتے اللہ جانتا ہے آج ہمین اپنی صورت روز سے کہین اچھی نظر آتی ہے یا شاید آنکھین دھوکا دیتی ہون ۔ خواص بولی حضور ہرگز نہین آج ان دونون نے اپنی کاریگری دکھا دی ہے انعام لینگے چاند مین داغ ہے حضور مین داغ نہین

سپہر ۔ آج وہ بھی بہت نکھر کے آئینگے ہے کہ نہین ۔

خواص ۔ ہان حضور اور وہ تو روز ہی نکھرے رہتے ہین ۔

سپہر ۔ ماشاء اللہ سے خوش رو اور سکلے ٹھلّے کے گبرو ہین ۔

خواص ۔ ہان اسمین کیا شک جو عورت دیکھتی ہے گھنٹون دیکھا کرتی ہے ۔ اوّل تو شہزادے ۔ شہزادگی کا رعب کہان جائے دوسرے قبول صورت تیسرے ابھی سبزہ آغاز بھی نہین ۔ مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور ہاتھ پاؤن ماشاء اللہ سے اچھے ہین پھر آرام کتنا ہے کسی بات کی خدا کے فضل سے کمی نہین ۔ فکر پاس پھٹکنے نہین پاتی اللہ کا دیا سب کچھ ہے حضور بعض بات کہنے کی نہین ہوتی وہ جو میرے مکان پاس پڑوس ڈومنی رہتی ہے عجوبہ ابھی کم سن ہے کوئی برس پندرہ ایک کی ہوگی اک شہزادہ ہین ادھر امام باڑے کے پاس رہتے ہین بھلا سا ہی نام ہے اسوقت بھولی جاتی ہون خیر ۔ وہ دو سو روپیہ مہینا دیتے تھے کہ رات کو ایک دفعہ تمھارا مجرا ہوگا مگر اسنے نہ مانا اتنا غرور ہے بڑی ٹھسّے کی عورت ہے مگر جہان انکو دیکھا بیقرار ہو ہو جاتی ہے اسوقت عجوبہ کا تن اور بل سب نکل جاتا اور شہزادے کو چاہتی ہے دیکھیے تو تعجب ہو کہ ایسی مغرور عورت اور اسقدر ریجھی ہوئی مگر حسن کا اثر ہے اگر مرزا ہمایون فر یاد فرمائین تو کوئی پاؤن سے آتا ہے وہ سر کے بل آئے مگر انمین ایک یہی وصف ہے کہ بد وضع کے سائے سے بھاگتے ہین ۔ یہ اٹھتی جوانی ۔ یہ شباب یہ حسن اور اللہ کا دیا سب کچھ پاس زر و زیور املاک جواہرات اور پھر خود سر مگر مجال کیا کہ انکی صحبت مین کبھی ایسی ویسی کو کوئی دیکھ لے انھون نے شہزادی بیگم سے کہہ دیا تھا اپنی مان سے کہ اماجان ہم اپنی شادی

اپنی راے سے کرینگے) سو وہی ہوا اور ایسے میان کے لیے ایسی ہی بیوی چاہیے تھی اللہ جوڑا برقرار رکھے بحق رسولؐ و آل رسولؐ۔

جب مشاطگان کامل فن سلیقہ شعار دلھن کو سنوار چکین اور سپہر آرا بیگم چھم چھم کرتی نازو ادا سے قدم دھرتی ہوئین اس کمرے مین تشریف لائین جہان اُنکی سسرال کی مخدرات بیٹھی تھین خورشیدی بیگم اور نواب بیگم نے بھاوج کو از سرتاپا دیکھا تو خوش ہوئین دیجانی نے اچھی بیوی پائی ایک شوخ طرح نوجوان نے کہا کہ اگر اندھیرے کمرے مین انکو اسوقت بٹھاؤ تو روشن ہو جاوے۔ چاہے کیسا ہی گھٹا ٹوپ اندھیرا ہوے انکا مکھڑا جھلکنے لگے۔ اور تاریکی زائل ہو جائے سپہر آرا نے فرط حلم اور حیا سے گردن نیچی کر لی تو اس شوخ طبع نے کہا آج کوئی ہمایون فر کے دل سے پوچھے خورشیدی بیگم کے آنسو بھر آئے۔ کہا بہن بڑی بڑی مصیبتون کے بعد آج خدا نے یہ دن دکھایا ہے اسکی کسکو امید تھی مگر اللہ بڑا رحیم ہے اسکی کارسازی کے صدقے۔ ہماری بہن کی جسطرح ہماری سنی اللہ کرے سب کی سن لے ساتوین دشمن کو وہ وقت نہ دکھائے۔ نواب بیگم نے اشارہ کیا کہ اب یہ باتین نہ کرو۔ ایک مغلانی بولی جو ہوا وہ ہوا۔ انجام تو اچھا ہوا انکو (دلھن کیطرف اشارہ کرکے) اس گھر مین آنا تھا۔ چرخ لاکھ بدی پہ ہو جب خدا اپنی مدد پر ہے۔ تو وہ کیا کر سکتا ہے۔ شہزادی بیگم نے مہری کو حکم دیا کہ نواب دولھا نواب بیگم کے میان اسے جاکے کہو کہ شاہ جی صاحب سے اسقدر دریافت کر لین کہ اگر آج ڈومنیان گائین تو کچھ ہرج تو نہین ہے مہری نے باہر جاکر عرض کیا۔ نواب صاحب نے شاہ صاحب سے دریافت کیا۔ حکم ہوا کہ مطلق ضرورت نہین ہے ڈومنیون نے یہ خبر سنکر شاہ صاحب کو دل مین کوسا کہ اچھے آئے ہمارا ہی گلا کاٹا مگر ہمارا صبر ضرور پڑیگا۔ گانا بجنا چنا موقوف ہو گیا۔ ڈومنیان اپنے اپنے گھر گئین کیا کرتین مجبور تھین۔ آپ سنئے کہ ادھر چاندنی نے سبزے مین کھیت کیا اور مہتاب عالمتاب نے جلوۂ جہان آرا دکھایا ادھر میان بیوی کے وصل کا وقت آیا۔ شہزادہ فلک منظر عطر جان پرور سے بسے ہوئے۔ بحر جوش طغیانی پر تھا۔ مستی اور صنم پرستی کا حال کچھ نہ پوچھیے طبیعت کی امنگ اور دل کے ولولہ کی انتہا ہی نتھی بے پیے نشہ جم گیا۔ بیخودی کا عالم تھا شوق کی افزونی کا کیا کہنا۔ تمام محلے مین جسم و لباس کی خوشبوے رنج پرور بلند تھی۔

الغرض۔ دلھن کو کمرے مین پلنگ پر بٹھایا۔ دولھا کی عزیز مسن عورتین ہمراہ گئی تھین۔ دولھا کو کمسن عورتون نے بہت چھیڑا تھا انمین دو چار دولھا کی عزیز تھین دو چار غیر تھین۔ دولھا سے ان کمسنون نے کہدیا تھا کہ ذری خبردار رہیے گا تاک جھانک ضرور ہو گی۔ انھون نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے۔ شوق سے خوب دل کھول کے تاک جھانک کیجیے۔ دلھن کی ایک ہجولی عروس کی والدہ سے اصرار کرکے ہمراہ عروس آئی تھی اس سے دولھا کی عزیزون نے دن بھر چہل کی وہ اکیلی پڑ گئی گر وہ بھی طبیعت کی تیز تھی مگر ان سب سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہو گیا ہان اگر جانی بیگم یا نازک ادا بیگم ساتھ جاتین تو ہزار مین ہند ہوتین۔ جب دلھن کو مسن عورتون نے پلنگ پر بٹھایا تو دولھا کو بلوایا دلھن نے پانی پینے کو مانگا دولھا نے پانی مانگا اور مسکرا کر کہا

خدا کرے مین شل بابی کے تم سے برتاؤ کرون دلہن کو اسپر ہنسی آئی مگر ہنسنے کا وہ کون موقع تھا ضبط کی۔ ۔ ۔

جب عقد کی انکے ساعت آئی ۔ دو رشتون مین اک گرہ لگائی
یکجا کئے وہ عروس و داماد ۔ وہ شیر دل اور یہ پریزاد
حیرت نے آئینہ دکھایا ۔ شربت دیدار نے پلایا
زلفین ہوئین چہرے کی بلائین ۔ نو بادہ نگاہین سحر آگین
جوڑی جو ملی بنے بنی کی ۔ سنگت ہوئی راگ راگنی کی

زیبا تھا بنے بنی کا جوڑا
یکجا دولھا دلھن کو چھوڑا

ادھر تو شاہ کجکلاہ۔ اُدھر عروس غیرت ماہ۔ دولھا قمر رخسار دلھن گلعذار۔ وہ شیر دل شیر مرد۔ یہ نزاکت و حسن مین فرد۔ وہ سرو روان گلشن برنائی۔ یہ گلبن نورستہ گلزار زیبائی۔ وہ سرو صنوبر خرام۔ یہ گلبدن گل اندام۔ وہ خورشید منظر شگفتہ رخسار۔ یہ رشک قمر باغ و بہار۔ یہ بیقرار و بیتاب۔ ادھر مانع وصل شرم و حجاب ادھر لب پر محبت کی تقریر۔ ادھر حیا دامن گیر۔ اِدھر اصرار۔ اُدھر انکار ادھر شوق بوس بے تاب۔ اُدھر ہول و اضطراب اور۔ ۔ ۔

اسطرف تو فور خواہش دل ۔ پردۂ شرم تھا اُدھر حائل
شوق کہتا تھا اب حجاب ہے کیا
شرم مانع کہ اضطراب ہے کیا

شہزادہ۔ اب یہ حیا کیسی اور یہ حجاب کیسا۔ اور خوف کسکا

سپہر۔ (لجا کر) کچھ خیر ہے۔ سیدھی سیدھی باتین کرو۔ میری جان کے دشمن ہوئے تھے وہ تو کہو ان شاہ صاحب کا خدا بھلا کرے اللہ کرے جو آرزو انکے دل مین ہو وہ پوری ہو جائے برے گاڑھے وقت آڑے آئے ورنہ ابتک خدا جانے ہمارا کیا حال ہوتا۔

شہزادہ۔ جانِ من۔ خدارا اِس قسم کی گفتگو نہ کرنا ورنہ میرے اور تمہارے دونون کے لیے بُرا اور دونون کے حق مین مضر ہے اتنا یاد رکھنا۔

سپہر۔ اچھا مانا۔ مگر کل سے باغ مین چل کے رہو۔

شہزادہ۔ اسمین کچھ قباحت نہین جو کہو حاضر ہون۔ اور خصوصاً اسوقت۔ تمہین اسوقت کی خصوصیت کیون کی بولو۔

سپہر۔ (شرما کر) اللہ جانے مین ایسی باتین نہین سمجھتی۔

شہزادہ۔ اے ہے سچ کہو۔ کیون نہین۔ مین خوب جانتا ہون کہ حضور بالکل نا سمجھ ہین۔ ہمایون مالی تک سے تو باتین کر چکی ہو اور ہم سے کہتی ہو مین نہین سمجھتی۔ بجا۔

سپہر (مسکرا کر) چہ خوش۔ ایک تو ہمنے احسان کیا اسکا شکریہ ادا کرنا درکنار اور اُلٹے ہم کو شرماتے ہو اب احسان فراموش ہوئے یا نہین بندگی۔

شہزادہ۔ اور مہتابی پر سے گھورا کرتی تھین کیون صاحب۔

سپہر (شہزادہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر) اچھا پھر کیون شادی کی۔ جانتے تو تھے کہ مہتابی پر سے گھورا کرتی ہے۔ کسی نے زبردستی کی تھی۔

شہزادہ۔ ہان ہمارے دل نے فوہ مجھے وہ خوب یاد ہے جب عاشق النسا بیگم بنکر مین تمہارے ہان گیا تھا اور گلے ملا تھا

سپہر۔ بھلا یہ کون بھولی بھالی تھی جی کیون صاحب آخر بتاؤ یہ کون بھولی بھالی تھی ایک تو شرماتے نہین اوپر سے ہنستے ہو۔ واہ واہ ماشاء اللہ۔

شہزادہ۔ اور وہ پتنگ یاد ہے جسپر ایک شعر لکھا تھا۔
سپہر آرا۔ بھولے کوئی اور ہوگئے گرا مند جانتا ہے تمنے بڑی بڑی شرارتین کی تھین۔ اتنے بڑے شاہزادے اور ڈھٹائی کی باتین۔ یہی شعر تھا نہ۔ ؎

از عاشقانِ صادقت اے دلستان منم
اوّل کسیکہ بر تو فدا شد ز جان منم

شہزادہ۔ ہان۔ الشکر اکہ خیر۔ ہمران باتونکا تو نتیجہ نکلا کہ ہم تم آج اسوقت یہان بیٹھے ہین۔ اپنا مطلب تو حاصل ہوگیا ایک مرتبہ عباسی کو رشوت دیکر یہ شعر لکھ بھیجا تھا۔ ؎

ترا امید وعدۂ شب درمیان زلف او
روزگاری شد کہ روز از کینۂ ما میرود

اُس بیوقوف نے بڑی بیگم صاحب کو دیدیا وہ کچھ سمجھی نہین خیر آئی گئی بات ہوگئی ورنہ بڑی رسوائی ہوتی۔ خدا نے بچا لیا۔
سپہر۔ اخاہ۔ آپکو اسکا خیال ہے۔ خیر بڑی بات اتنے مین زلف عنبر بار کے رائحۂ مشکین نے دونون کو ایسا مست کیا کہ۔ ؎

دادند بدست یکدگر دست
گشتند بجام وصل سرمست
مژگان ہزار غمزہ آمیخت
ابرو ہزار عشق آویخت
شد دور دو آرزو پیاپے
ابرو دو نگہ پیالہ دو مے
فتراک ادب ز دست دل شد
بیکران ہوس عنان گسل شد
ناہید باہ شد ہم آغوش
گلدستہ صد ستارہ بر دوش
بکچند دران کرشمہ سازی
کردند دو غنچہ بوسہ بازی
گشتند بجلوہاے گستاخ
پیچیدہ دو نخل شاخ در شاخ

بعد مدت یہ نوبت آئی۔ شب وصل نے صورت دکھائی۔ سپنے نے بنی کو پیار کیا دولھا دلھن سے ملا۔ عروس زہرہ جبین زینت آغوش دین و دنیا کا غم فراموش ہی۔ شادمانی و کامرانی کا وقت ہے۔ ایک تو دولھا جوان گلبدن دوسرے عروس نوخیز شاخ سمن۔ ؎

اور سامان وہ قیامت کا
وہ نکھار اس پری کا آفت کا
وہ سہری پہ سیج پھولونکی
وہ شب عیش دل ملونکی
وہ لبون سے ہم لب آغوش
گرم اُس منہ سے ہالۂ آغوش

الغرض۔ ؎

مستانہ ملا دلہن سے دولہ
صحبت ہوئی دخت رز سے دونا

شہزادۂ رشک سنجر و سکندر فر شاہد آرزو سے ہم آغوش ہوے اور عروس حور پیکر کی دل کی کلی کھلی تو میٹھی میٹھی باتین ہونے لگین
شہزادہ۔ ع۔

آنچہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

سپہر۔ مجھے بھی یہی حیرت ہے۔ یا خدا ایسا تو کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔
شہزادہ۔ اب اسکا ذکر ہی نکرو لب شیرین کا بوسہ لیکر گذشتہ را صلواۃ۔ اب تو صنم عشرت سے ہمکنار ہین مضیٰ ما مضیٰ۔
سپہر (ہنسکر) تو اب مجھے ایک لغت بھی یہان رکھنا پڑا۔
شہزادہ۔ (ہنستے ہوے) مطلب یہ کہ جو ہوا وہ ہوا۔ مضےٰ ما مضےٰ۔
سپہر۔ جسوقت مین گھوڑے پہ سوار ہوکر سیکچے مزار پہ گئی ہون اُفوہ عجب حال دل تھا۔ مین کچھ بیان نہین کرسکتی ہون اور کان مین یہی آواز آتی تھی ؎

سوار توسن نازست و بر خاکم گذر دارد
بیا اے آرزو چندان کہ دریابی رکابش را

شہزادہ۔ اُف اُف اُف ساز برائے خدا۔ آج کی شب تو ان باتوں کا ذکر تک نہ کرو۔ یہ کیسا ستم ڈھاتی ہو خدا کا واسطہ خاموش رہو پچھلے کے وقت دونوں کی آنکھ لگ گئی

بر بستر لالہ مست خفتند
از نکہت گل فسانہ گفتند

یہ شب بھی یادگار تھی۔ روز عید سے زیادہ مسرت بار تھی بقول حضرت تجلی۔ ساغر لب تشنگان خار حرمان از فروغ کوکبش بادۂ فیض در جام۔ طوطیان ارواح را در شگفتہ زار مقالش چاشنی شیر و شکر در کام اس کلام کی مصداق تھی۔ ؎

مہتاب شگوفہ چمن خیز
سیارہ پیالۂ طرب ریز

نور کے تڑکے عروس رنگین ادا و مہ لقا سپہر آرا۔ ؎

جاگی مرغ سحر کے غل سے
اٹھی نکہت سی فرش گل سے

دیکھا کہ سپیدۂ صبح نمودار ہونے کو ہے گھبرا کر اٹھی تو شہزادے کی آنکھ بھی کھل گئی۔ دلہن کو گلے لگایا لب شیرین و رخسار رنگین کے بوسے لیے۔ کچھ دیر تک ہم آغوشی و گرمجوشی رہی اسکے بعد۔ ؎

چون باز دم باد نوبہاری
گل بر سر شعلہ زد عماری
بردست صبا نگار بستند
پیرایۂ نوبہار بستند
دوران بہار رنگ بوداد
گلدستہ بدست آرزو داد
سیراب ہوا چو مغز دانا
دوران چو مزاج دل توانا

دولہا زنانے مکان سے باہر آئے خدام باادب آداب بجالائے انکے تین دوست مرزا صاحب نواب رونق الدولہ اور نواب مبارک الدولہ بہادر تشریف لائے اور انکو دیکھکر مسکرائے گاڑی سے اترے صاحب سلامت ہوئی۔

مبارک الدولہ۔ آج بندگی کا جواب کاہکو دینگے بھلا

شہزادہ۔ ہے تو ایسا ہی اسمین کچھ شک نہین ہے۔

رونق الدولہ۔ مسکراتے ہوئے خانہ زاد بھی بہت جھک کے مجرا عرض کرتا ہے۔

شہزادہ۔ دور باش۔ ادب۔ کوئی ہے۔ کسیکو غنے دو

رونق الدولہ۔ یا الٰہی۔ ع

ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانون پہ دھرتے ہین

شہزادہ۔ ہمارا دماغ پریشان مت کرو صاحب۔ چلتے پھرتے نظر آؤ کل ہم پاسبانونکو موقوف کر دینگے ہر کس و ناکس کو آنے دیتے ہین ہمارا مرتبہ نہین پہچانتے سب کی شامت آگئی ہے (مسکرا کر) تم لوگون کو کس نے آنے دیا۔ خبردار آیندہ ایسی بے ادبی نہ ہونے پائے۔

رونق الدولہ۔ حضور تو اسوقت سب کو برطرف کرنے والے معلوم ہوتے ہین حضور کے خانہ زاد غلام کے غلام کے غلام ہین۔

شہزادہ۔ ہم خوشامد کی بات نہین سننا چاہتے۔ برطرف

مرزا صاحب۔ کہئے حضور سرگذشت تو کہئے بخیر گذشت

شہزادہ۔ معقول! سرگذشت کیسی۔ یار یہ رسم سخت خراب ہے کہ عورتین دق کرتی ہین۔ تاک جھانک بس ستم ہے واللہ عین کربلا مین غلہ لگانا جو مشہور ہے وہ یہی ہے اور سنئے دوا جی نے ناک مین دم کر دیا وہ جو ہمراہ تشریف لائی ہین۔ بی بی مبارک اور انکی ایک ہجولی بھی آئی ہین مگر چندان شوخ نہین ہو۔ لیے یار یہ نازک ادا بیگم کون ہے

اسکی ٹوہ لگاؤ۔

رونق الدولہ۔ مین واقف ہون۔ انتہا کی شوخ طبع بڑی شغول ہے مگر پاکباز پاکدامن۔ عفیفہ۔ اس طبیعت کی عورت ہی نہین دیکھی پہلے سمجھے تھے دھوکا ہوا اعتسا کہ رنگین طبع ہین اور کسی قدر آوماتی مگر ع

	خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم	

ہماری رائے صحیح نہ تھی۔

شہزادہ۔ حضرت ہمین یقین نہین آتا۔ واللہ مین نہ مانونگا۔

مبارک الدولہ۔ لاحول ولا قوۃ اب آپکو ان امور کیطرف نہین متوجہ ہونا چاہیے اول تو کیسکی بہو بیٹی کا ذکر کرنا انسانیت کے خلاف ہے آپ شہزادے ہین آپمین بادشاہون کی خو بو چاہیے دوسرے کسی عفیفہ پر خواہ مخواہ شک کرنا چہ معنی دارد اور اب تو حضور نے تائید ایزدی سے پیاری دلہن پائی ہے شہر مین کیا معنی دور دور تک اپنی آپ ہی نظیر ہین اب ان خیالات سے درگذریے۔

شہزادہ۔ کہتے تو سچ ہو۔ انسان سے اس دنیا مین اگر افعال نیک نہو سکین تو بدی کی طرف بھی تو نہ مائل ہو اور پھر گناہ بے لذت۔ نازک ادا کا ذکر کرکے اگر دل بدی کیطرف مائل ہوا اور نفس امارہ طبیعت پر غالب آیا تو بجز گناہ بے لذت کے اور کیا ہے خصوصا ہمارے مزاج کے آدمی کو جو آجتک اس قسم کے گناہون سے بری ہے پھر زبانی داخلہ کرکے داخل معصیت ہونا یعنے چہ۔ حق یہ ہی جو لوگ صوم صلوٰۃ اور شرع کے پابند ہین وہ بہت خوش رہتے ہین اور جو حضرات افعال قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہین وہ ایسی ہی ہزارہا انواع و اقسام کی تکلیفین برداشت کرتے ہین کسیکا بدن پھوٹ نکلتا ہی کوئی مرض مبارک مین گرفتار ہوتا ہی کوئی عوام الناس ہمچشمون کی نظرون سے گر جاتا ہی ہمنے آجتک نہین دیکھا کہ کسی وضعدار یا سچے مولوی یا عالم کو کسی نے نظر حقارت سے دیکھا ہو مگر خرابی یہ ہی کہ اب جو لوگ عیاشی کرتے ہین انکا مردون مین شمار ہی اور جو اس گناہ سے محترز ہین وہ بیچارے نظرون سے گرے ہوے ہین کوئی کہتا ہی اجی حضرت پارسائی تو بجز حقیقت ہی کہ جامہ ندارم دامن از کجا آرم کوئی کہتا ہی یہ روکھے پھیکے آدمی انکو ان باتون سے کیا واسطہ یہ گھر مین پڑے دن رات گھسے رہتے ہین ہان یہ ضرور کہونگا کہ جو علماء عام اس سے کہ ہندو ہون یا مسلمان بنتے زیادہ ہین انکو بھی لوگ پسند نہین کرتے اور قل اعوذیے کہلاتے ہین

نواب مبارک الدولہ بہادر گو خوش مزاج خوش مذاق خوش خو آدمی تھے مگر منہیات و معصیات سے اجتناب کرتے تھے انکی نصیحت نے شہزادے کے دل پر بڑا اثر کیا نواب صاحب نے سمجھایا کہ حضور جب خداوند کریم نے آپکو اسقدر ماہ پارہ لور پیکر بیوی کا میان بنایا تو اورونکو گھورنا اور گرہستونکی بہو بیٹیون پر عاشق ہونا اور ریجھنا کفران نعمت ہی۔ میان کو بیوی کا خیال چاہیے بیوی کو میان کا زید کبھی نہ چاہیگا کہ اسکی بیوی بکر سے آشنائی کرے تھا لہذا اگر سن پائے کہ اسکی جورو پر عمرو کی نظر بد پڑتی ہی تو عمرو کا دشمن ہو جائے جب مردون کے دلمین اسقدر خیال ہی کہ بیوی پاکدامن رہے تو وجہ کیا جو عورتون کے دلمین یہ خیال نہو کہ مرد پاکدامن نہ رہی جب مردونکو اسقدر رشک ہی تو عورتونکو رشک کیون نہ ہو ہمارے نزدیک جسقدر حق میان کو اپنی بیوی کا اسیقدر بیوی کو میان کا ہے پس وجہ کیا ہو کہ میان جو چاہے کرے اور بیوی اُس سے مواخذہ نہ کرسکے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک مین مردون نے عورتونکو بدتر از بہائم سمجھ لیا ہے۔

میان عیاشی بدمعاشی زناکاری کرین اور بیوی نداچون نکرین

اور طرہ اسپر یہ کہ جو بھلا مانس ایسا نہ کرے اور ایک ہی نیکبخت پر قانع رہے وہ زنان ختری کہلاتا ہی۔ اگر میان بیوی کا عاشق دلدادہ اور بیوی میان کی عاشق زار ہو تو سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کس لطف کے ساتھ زندگی بسر ہو ہندوستان کے ادبار کا خاص سبب یہی ہو کہ میان اور بیوین جیسی الفت ہونی چاہیے ویسی ہونے نہین پاتی کیونکہ جسطرح میان کا قاعدہ ہو کہ زن نیک خوش سیرت وپارسا سے خوش ہوتا ہے اسیطرح بیوی بھی ایسے میان کی لونڈی ہو جاتی ہی جو عیاشی سے نفرت کرے یہ تو بندھی چوٹین ہین چار بیویون کا حکم ہے۔ مانا۔ سلنا۔ مگر ساتھی اسکے یہ بھی تو شرط ہے کہ عدل کرو۔ بی۔ یہ تو سُن لیا کہ چار بیویون تک حکم ہے مگر شرط ثانی سے چشم پوشی کی۔ میرے ایک آشنا ہین خدایار خان تین شادیان کہین تیسری جسکو حال مین بیاہ کے لاے اُسی کے ہان رہتے سہتے ہین۔ پہلی دو بیویون کی برسون صورت نہین دیکھتے۔ ایک روز مین نے انکو آڑے ہاتھون لیا صاف صاف کہتے ہی بن پڑی کہ بھائی جان وہ ابھی کمسن ہے اور نہایت خوبرو اور خوش وضع مین نے کہا اب آپ گنہگار ہوے عدل کہان رہا خدا کا یہ حکم نہین ہے اور حسن اور سن پر لحاظ کرو بلکہ حکم یہ ہے کہ عدل کرو کیا آپ کی پہلی بیبیان آپکی اس حرکت سے خوش ہوئی ہونگی ہرگز نہین کیا کچھ نہ انکو رشک ہوا ہوگا اور انکا رشک بجا ہو اور خدا کے فضل سے وہ دونون صاحب اولاد ہین آپنے صرف نفس امارہ کے اغوا سے شادی کی اور بُرا کیا بہت بُرا کیا دنیا مین چند روز لطف اُٹھا لیجیے مگر عقبےٰ مین معلوم ہوگا وہان آپ سے مواخذہ کیا جائیگا اور لینے کے دینے پڑینگے اور یون عیاشون کا تو ذکر ہی نہین زندان باتون پر مطلق لحاظ نہین کرتے انکا تو یہ قول ہی ؎

زن نو کن اے دوست در ہر بہار
کہ تقویم پارینہ ناید بکار

اسکا کچھ جواب ہی نہین بجز سکوت کے۔

شہزادہ۔ حق ہے واقعی جسقدر خیال میان کو اپنی بیوی کی عفت کا ہوتا ہے اسیقدر خیال بیوی کو ہوتا ہوگا کہ اسکا میان ہر دیگی چمچہ نہو۔

رونق الدولہ۔ اجی حضور یہ سب باتین ہین۔ مرد پھر مرد ہے اور عورت پھر عورت ہے بیوی کو اس سے کیا واسطہ کھانا لے کپڑا لے پڑی رہے۔

مبارک الدولہ۔ انے لعنت خدا تپر۔ لاحول ولا قوۃ ایسے آدمیون نے ہندوستان کو غارت کیا کہنے لگے مرد پھر مرد ہے اور عورت پھر عورت ہے۔ بجا۔ عورت کو تو بالکل جانور سمجھتے ہین بنی نوع انسان مین عورت داخل ہے یا نہین پہلے یہ بتائیے اگر داخل ہے تو آپ کو اسقدر آزادی آپ کی بیوی نے کیون دی کہ آپ تباہ ہو جائین۔

رونق الدولہ۔ بس بس سمجھ گئے تم بیشک زنان ختری ہو

جسطرح بکی بدی جاتی نہین — نیک کے دل مین بدی کی تخمین
دیکھ رنگین ہے بدی کا بدثمر — نمکسونگی کا ہی پھل اے بےخبر

رونق الدولہ۔ ایسے شعر رودکے کسی مردودہی کو پسند ہونگے واہیات خرافات مہمل بےمعنی۔ از سر تا پا بالکل خبط شعر ہین

یہ سنکے وہ شوخ مسکرا کے — بولی ملے چھاتی سے لگا کے
گلچین تو نہین فقط چمن کا — محرم ہے تو سارے تن بدن کا
یہ کہکے لبون سے قند گھولے — مستی سے بند لونگے عقدے کھولے
دامان صبح مناتھی گل بدامان — اپنی رُخ مہر پر شفق بان

مبارک الدولہ۔ نیکی کا شعر حضور کے خلاف ہے بدی کے اشعار ہون تو حضور خوش ہو جائین گلے لگایا اور بوسہ بازی ہوئی اور دھول دھپا ہُوا۔ اِن باتون سے خوش ہونگے ہمارے حضور رونق الدولہ بہادر نیکی کا ذکر نہ آنے پائے

شہزادہ۔ اب حمام کرکے بندۂ درگاہ آرام کرینگے اور کوئی بارہ بجے خاصہ چنا جائے گا۔ کھانا کھا کے پھر سو رہینگے۔

رونق الدولہ۔ خدا خیر کرے۔ کیا تمام شب جاگتے ہی رہے

شہزادہ۔ نہین میان دو دن کے تھکے ہوئے ہین اب آرام کرین یا نہ کرین۔ یا کوئی بیل مقرر کیا ہے۔ سہ پہر کو بس ایک گھنٹے سے زیادہ نہ سوؤنگا۔ زیادہ سونا بیشک بہت برا ہے

مبارک الدولہ۔ خدا کے لیے اب سوقت نہ سونا یہ کیا بات ہے

اتنے مین کشمیری بھانڈ دروازے پر آئے اور مبارکباد گانے لگے سپہر آرا کو وہ وقت یاد آیا جب بھانڈ انکے دروازے پر آئے تھے اور غل مچا مچا کر ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشدم گایا تھا اندر حُسن آرا اور سپہر آرا کا رنگ فق۔ باہر خاص بردار چوبدار خدمتگار دنگ کہ یا خدا لڑکا کسکے ہوا۔ حسن آرا اور سپہر آرا کنواری لڑکیان بڑھی بیگم بیوہ اور ماہک دیرینہ روز۔ وہ وقت سپہر آرا کو یاد آیا تو آزاد پاشا اور سپہر آرا اور ہمایون فر کے مکان کا آگ سے جلنا اور انکا دریچے سے بے قابو ہوکے گرنا سب یاد آ گیا اور اس ضمن مین آزاد پاشا بھی یاد آئے اُدھر بھانڈ گاتے تھے۔ اِدھر اُس عروس زیبا خصائل کے دل مین طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔ مغلانیان۔ انا۔ خواصین محلسرا کی ڈیوڑھی مین آکر دروازے کے پاس سے چپ چپکے دیکھتی تھین۔ مہریان بچون کو گود مین لے لیکر باہر کھڑی تھین۔ بھانڈ مسخراپن کر رہے تھے انکو خاطر خواہ انعام دیا گیا۔ ایک موٹے تازے بھدے

بھانڈ نے کہا۔ قربان جاؤن آج تو کچھ ایسی رقم عنایت ہو کہ عمر بھر کھاؤن کوئی تو ڑا دلوایئے کہ مین بھی شادی کرون دوسرے بھانڈ نے پوچھا اب بوڑھوتی وقت شادی کرکے کیا کرے گا کہا۔ اجی جاؤ بھی تم کیا جانو جورو کی جورو اور ثواب کا ثواب کہا اچھا تو پھر ہم بھی تمھارے پڑوس مین مکان لینگے۔ ایک بولا خداوند سرکار کے دربار سے نامحروم جائین تو تعجب کا مقام ہے۔ ایک ایک دوشالہ ہمارے وطن کا ہمکو دیجیے دعائین دیتے جائین۔ ؎

الٰہی در جہان باشی باقبال	
جوان بخت و جوان دولت جوان سال	

خدمتگار کی شامت اعمال۔ ڈپٹ کر جواب دیا۔ بس اب جاؤ جو پانا تھا پا گئے اور تم لوگون کو تو کوئی دس ہزار بھی دے تو تم بے لڑے نہ جاؤ۔ اتنا کہنا تھا کہ سب کے سب چمٹ پڑے پھر کیا تھا اللہ دے بندہ لے۔

ایک۔ (تو ند مٹکا کر) یہ بے وقت کی پیدائش کا کہان سے بولا۔

دوسرا۔ (گریز مین تھا) اب فٹ فٹانے لگا۔ ہان زین چہ چہ۔

تیسرا۔ (آخاہ) ابے میان یہ تو ااماں بھنیا سے کا لڑکا ہے۔ بھئی خوب آدمی تھے انکے باپ مگر انکی ماں شیرین لے توبہ اے توبہ توبہ کر بندے عورت کیا تھی چڑیل تھی۔

چوتھا۔ اور یہ تو اپنے کو حسینی حلوا سوہن والے کا سالا بتاتے تھے۔

پانچوان۔ بھانجی خورصاحب سلام۔ سلام بڑے بھائی ادھر ادھر۔

چھٹا۔ یہ سبکو برطرف کرکے آئے ہیں۔ ہاں ہیں بھی برطرف ہیں۔

خدا کے غضب سے ذرا دل میں کانپ
جنکو زر کے منھ کو ڈستے ہیں سانپ

خدمتگار ان فقروں پر اور بھی جھلّایا اور گالیاں دینے لگا۔ جسقدر یہ جھلّاتا تھا اُسیقدر بھانڈ اور بھی فقرے چست کرتے تھے۔ ہٹ جانا بھئی۔ چکٹ نہ دے بیٹھے۔ چوٹ کیا ہی جا بتا ہے۔ ارے میاں سنگھاڑا ای کوٹھی سے کب آئے (میاں پاگل خانہ ہے) یارو دیکھنا۔ کہیں بسرا تو نہیں ہے بھونکنے تک خیریت ہے۔ کہیں ٹنگڑی نہ لے دا جھک کر۔ رکھی خیر۔ اللہ نے بچایا۔ بھئی منھ میں گولی لئے ہے گرگٹ ہے گرگٹ۔ ہمین تو بسکھوپڑے کا بچہ معلوم ہوتا ہے مرزا ہمایون فر اور انکے احباب گو یہان سے دور تھے مگر پھبتیون کی آواز بخوبی سن سکتے تھے اور قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے۔

مبارک الدولہ۔ کوئی آدمی اسنے بجڑ پڑا ہے۔ آسی پر فقرے بازیون کی بوچھار ہو رہی ہے اِنکو تو بھڑ کا چھتا سمجھنا چاہئے۔ کچھ کہا اور شامت آئی۔

رونق الدولہ۔ بڑے حاضر جواب ہوتے ہیں۔ کسی مقام پر بند نہیں رہتے۔

شہزادہ۔ سخرے کسی سے دبتے ہیں اور خصوصاً بھانڈ تو بہر ہی بجلی ہے انکو کچھ دلوا کے رخصت کرو دارو غہ صاحب کیون غل مچا رکھی ہے۔ ہم چپ لگا رکھی ہے۔

دارو غہ صاحب تشریف لیگئے کیم و شیم آدمی تھل تھل دارو غہ صاحب نے جاتے ہی کہا۔ یہ کیا ہے بھئی یہ کیا غل مچایا۔ انکا اسقدر کہنا تھا کہ بھدے بھانڈ نے کہا آئیے اور سب نے یہی ہانک لگائی۔ آئیے آئیے آئیے معقول یہ کیا ہوا۔ کیا ہولی آگئی۔ ایک بولا بھئی میر فیض علی آئے دوسرے نے کہا قاضی صاحب آگئے۔ اب ان کی (خدمتگار کی طرف اشارہ کرکے) چھوٹی ہمشیرہ کے ساتھ ہمارا نکاح ہو گا۔

دارو غہ۔ کیا بات کیا ہے۔ کیون فحش بکتے ہو۔ مطلب بتاؤ۔ فضول گوئی سے کیا فائدہ نکلتا ہے۔

بھانڈ۔ خداوند نعمت بات ساری یہ ہے کہ یہ بیچارہ ہمارے غلام کا لڑکا تباہ حال ہے اگر غریب زادے کے ہان ممکن ہو تو چپکو نہیں اِسکا اسم کر دیجیے۔ آپ یہان سولہوان آنے کے مالک ہین۔

دوسرا۔ نہیں دارو غہ جی۔ بھولے سے بھی ایسا نہ کیجیے گا۔

آدمی گھانس راستے مین یہ خود کھا جائے گا۔

یہ ایک ہی حضرت ہین۔ حرام خور کہین کا۔

تیسرا۔ اسکی استری کسی دھوبی کے ساتھ نکل گئی ہے

دارو غہ۔ میان قدرت ایک اشرفی لا دو۔ بس صاحب اب تو چھٹکارہ ملیگا۔ جان عذاب مین کر دی۔

بھانڈ۔ اللہ کرے آپ کے ہان آپ ہی کے برابر بیٹا ہو۔

سب بھانڈون نے ملکر کہا۔ آمین۔ آمین۔

شہزادے نے یہ لطیفہ سنا تو کمال محظوظ ہوے اور سب مارے ہنسی کے لوٹنے لگے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے دارو غہ صاحب بہت جھلّائے کہا کمبخت نکال دو اور سنئے اب پھر بھی آوازے کسنے لگے خبردار جو کبھی اس ڈیوڑھی پر قدم رکھا ہو گا بھانڈون نے اشرفی لی سلام کیا دعا دی اور چلتے پھرتے نظر آئے۔ خدمتگار نے ہزار منت اور چلتے چلتے دارو غہ کو

بھی سے ڈالا۔ ایک نشد و خند۔ جب داروغہ صاحب شہزادہ
گردون مدار کے روبرو آئے تو دیکھا قہقہہ پڑ رہا ہے جیسے
ہوسے کہا حضور مین تو گیا تھا فیصلہ کرنے وہ مجھے صلواتین
سُنانے لگے معاذ اللہ خدا اِنسے بچائے کیسی سُنتے ہی نہیں
گالیان دین برا بھلا کہو۔ وہ سُنتے کسکی ہین کان پر جون
بھی تو نہین رینگتی وہان یہ نقشہ ہے لاحول ولاقوۃ۔ عجب
قسم کے آدمی ہین۔ آدمی کیا مسخرون کے سردار ہین
یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک خدمتگار نے جھک کر
عرض کیا خداوند صفی پور سے غفورن آئی ہین حضور کے
سلام کے لئے مبارک الدولہ نے کہا بلا بھیجیے۔ دو گھڑی
دل لگی ہوگی۔ ہمایون فر حمام گئے غفورن کو حکم ہوا ذرا
تامل کرو جب حمام سے تشریف لائے تو پھر حکم دیا گیا
کہ حاضر کرو۔ آئین اور سب کو سلام کر کے بیٹھین اور یہ
بیٹھی ہی تھین کہ اور ایک نیکبخت حاضر ہوئین حضور لاڈلی آئی
ہین فرمایا بلالو۔ الغرض اس مژدۂ طرب انگیز کا حال سنکر
کل ارباب نشاط نے آنا شروع کیا تجویز ہوئی کہ شب کو بشرط
اجازت شاہ صاحب خوب دھما چوکڑی مچے ہمایون فر نے
کہا حضرت مجھے بندہ دس گیارہ بجے سے زیادہ نہ بیٹھیگا
ہان صبح کو جسوقت کہو آجاؤن۔

مبارک الدولہ۔ آپ ٹھیک گیارہ بجے یہانسے جائین
اور چار بجے محفل مین ہون بس اسمین کسیطرح کمی نہونے پائے

رونق الدولہ۔ جی ہان درست ہو اگر وہ چلے جائین گے
تو آپ روک لینگے یہ نخرے۔ ایسے بہانے کسی اور کو دیجیے گا۔

مبارک الدولہ۔ نہین آخر دروغ گوئی سے فائدہ کیا
ہوگا۔ اچھا بھلا ذمہ گیارہ بجے جائین اور چار بجے آجائین گے
۱۱ بجے کے قبل گئے تو تم سزاوار اور اگر ہم بجے کے بعد گئین تو
ہم گنہگار دو گھڑی دن رہے تک شہزادہ ہمایون فر بہادر کے
دولتکدے پر احباب اور مصاحبین و رُفقا و ارباب نشاط کا
اسقدر ہجوم تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی مگر دوپہر سے جبکہ
شاہ صاحب نے سُنا کہ اسقدر ہجوم ہے فوراً حکم دیا کہ شہزادہ
باہر نہ بیٹھے اور چونکہ پہلے ہی شاہ صاحب کی ممانعت تھی اور بلا
اجازت شاہ صاحب شہزادہ باہر آنکر احباب مین بیٹھا لہذا وہ
کسیقدر بدماغ ہوگئے شہزادی بیگم نے ہزارون قسمین دین کہ بیٹا
واسطے خدا کے باہر نہ جانا ورنہ مین اپنا سر پھوڑ ڈالونگی۔
دُلہن کو سمجھایا کہ جب کمرے مین بیٹھین تم ہرگز نہ جانے دو اور
قسمین دیدے کر بٹھانا۔ چنانچہ جب ہمایون فر محلسرا مین
آئے اور کمرے مین جا کر بیٹھے سپہر آرا نے تخلیے مین کہا
اگر میری اجازت کے بغیر باہر جاؤ تو مجھی کو روؤ۔ شاہزادے
نے بوسہ لیکر کہا۔ کیا مجال تم اتنی بڑی قسم دو اور مین نہ مانون
یہ امر محال ہے۔ الغرض شہزادہ کو یہین بیٹھنا پڑا اور بھاوجون
کی دل لگی اور کمسن اعزہ کی چہل سے دل بہل گیا۔ بارہ دری
سے دوبار احباب نے بلوایا تو ہمایون فر نے کہلا بھیجا۔ ؎

رشتہ در گردنم افگندہ دوست
میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

انھون نے اسکے جواب مین یہ شعر لکھا۔ ؎

دیدار می نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

تھوڑی دیر کے بعد وہ لوگ چلے گئے۔ شہزادہ نے
ایک کرسی بچھوائی اور کہا کہ لالہ خوشوقت رائے سرراہ
مرزا سلیم شاہ کو حکم دو کہ سامنے سے باتین کرین لالہ نے کہا

خداوند حضور تو بالاخانے پر ہین اور غلام تحت الثریٰ مین
اُنھون نے کہا مطلب تو باتون سے ہے۔ اور وہ مطلب
حاصل ہے لالہ نے عرض کیا خداوند اسوقت تو غلام کو آزاد
کر دیجے۔ دعوت گاہ جانا ہے۔
شہزادہ نے کہا کہ لالہ صاحب آپ تو غضب کرتے ہین
بھلا یہ وقت دعوت مین جانے کا ہے۔ مدعو آپ کسکے ہین
اور دعوت مین آپ کیا کھائینگے یہان ہی سب چیزین حاضر
ہو سکتی ہین۔ آپ اتنا فرمائین کہ دعوت مین آپ کیا
کھائینگے۔ آپ بتاتے کیون نہین۔
لالہ۔ حضور تو مالک ہین جو چاہین کہین مگر یہ لوگ جو خوشامد
خورے اور نیونچوڑ ہین انکا کہنا بڑا معلوم ہوتا ہے۔ بس
اب علم کی قسم بندہ درگاہ بلا اشتباہ کچھ عرض کرے
فضول محض ہے۔
شہزادہ۔ میان ان لوگون کی باتون پر نہ جاؤ تم یہ بتاؤ
کہ دعوت مین کھانا کیا ہوگا۔
لالہ خداوند۔ غلام حضور کا نمک پروردہ ہے۔
شہزادہ۔ ہو۔ پھر اس سے مطلب کیا۔ لاحول۔
لالہ۔ حضور مالک ہین اور میرا دعوت کا وقت جاتا ہے
اگر حکم دین تو غلام نہ جائے بس۔
شہزادہ۔ آپ جائیے۔ مگر اتنا تو معلوم ہو جائے کہ آپ
وہان کیا کھائینگے۔ ہم یہان ہی منگوا دین۔
لالہ۔ تو خداوند سنیئے۔ بڑا روپیہ صرف کرنا ہوگا۔
شہزادہ۔ آپ کی بلا سے ہم صرف کرینگے۔ آپ فرمائیے
لالہ۔ خداوند پہلے تو ٹھرے کی دارو ہوگی یا سونفی
چھ آنے بوتل کی کوئی پانچ آنے کی بوتل کوئی چھ آنے کی
اور حضور ہم لوگ پوری بوتل یا آدھی بوتل پینے کے عادی
شہزادہ۔ اوّل مقدمہ چھ آنے کی بوتل اور کھانا۔
لالہ۔ خداوند۔ بس اسکا حال نہ پوچھئے قلیہ اور پوری اور
ترکاری اور سب سے بڑھکر یہ کہ دال دو طرح کی ہوگی کیوٹی
اور ارہر کی دال۔
شہزادہ۔ این! دو طرح کی دال! غلط بالکل غلط۔
لالہ۔ حضور صحیح عرض کرتا ہون۔ دال دو قسم۔ قسم اول
کیوٹ۔ قسم دوم ارہر۔ یہ دو دال بدلے ما اہل دعوت
ہر دو قسم حضور کی بدولت۔
شہزادہ۔ ہمین یقین نہین آتا۔ ارے میان تم لوگون مین بھی
دو قسم کی دال ہوتی ہے۔ تعجب ہے۔ کبھی ممکن نہین بالکل
جھوٹ بولتے ہو سراسر جھوٹ۔
لالہ۔ حضور کے قدمون کی قسم دو قسم کی۔
شہزادہ۔ تو دوالہ نکل جاتا ہوگا بھئی۔ لاحول ولا۔
لالہ۔ خداوند دوالے سے بدتر دو طرح کی دال کیوٹ
اور ماش کی یا ارہر کی اور چنے کی اور قلیہ۔ یہ اسی
طرح ہے۔
شہزادہ۔ بھلا گوشت کئے طرح کا ہوتا ہے اس کی بھی
تفصیل بیان کرو۔
لالہ۔ دال تو دو طرح کی ضرور ہوگی گوشت چاہے دو
طرح کا ہو یا ایک طرح کا ہووے۔ مگر قلیہ ضرور
بالضرور ہوگا بیشک ہوگا اسمین کچھ شک نہین۔
شہزادہ۔ اور دارو خوب پیتے ہوگے۔ ہے نہ۔
لالہ۔ حضور بس اب بے ادبی ہوتی ہے۔ اب خداوند
کچھ نہ کہوائین اب ہم لوگ بہ زبردستی کے کہ سکتے ہین کہ خداوند

ہمارے مالک۔

شہزادہ۔ اب آپ بہکنے لگے۔ ذرا سنبھل کے بات کرو

لالہ۔ خداوند دو طرح کی دال۔ دو طرح کی اور بلکن و بلکہ ہان حضور دو طرح کی اسمین کوئی شک نہین دال اور دو طرح کی۔ طرح اول جسکو بزبان پارسی ارہر گفتہ و بزبان ہندی ماش آنرا۔ آنرا۔ آنرا ماش

شہزادہ۔ (مسکراکر) خوب فارسی بولتے ہو شاباش۔

لالہ۔ حضور ہماری زبان ہے۔ انشاء مادھورام۔ رقعات لالہ خرسندراے۔ دستور الصبیان از مصنفہ لالہ نوندرا دیوان لالہ خرم۔ یہ سب از بر حفظ زبان ہین اور یہ سب زبان دان ہین انکی خاص زبان فارسی ہے اور حضور کے سب نمک پروردہ ہین خداوند زبان فرس من غلام کما ینبغی جانتا ہے۔ ؎

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندین بار
بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

حضور لب ولہجہ کو دیکھین۔ آداب خداوند آداب۔

شہزادہ۔ یمئی لالہ تم واللہ ایک ہی شخص ہو۔ کیون نہو خرد ہو۔ اور فارسی تو ایسی بولتے ہو کہ۔ باید و شاید مگر تم لوگون مین سب دوالے معلوم ہوتے ہین ارے غضب دو طرح کی دال۔ دو طرح کی دال۔ اللہ اکبر بڑے فضول خرچ ہو۔ اور سونفی پیتے ہو لاحول ولاقوۃ استغفراللہ۔

لالہ۔ خداوند ہم لوگ دوزہ پیتے ہین روز۔

شہزادہ۔ بلاناغہ! ہمین یقین نہین آتا۔ اور پیتے بھی بلاناغہ ہو غلط ہے بالکل بہتان۔

لالہ۔ حضور اور دو طرح کی دال ہوتی ہے ہر روز۔

شہزادہ۔ اور دعوتون مین تو بڑی بدعت ہوتی ہوگی۔

لالہ۔ خداوندا دھیلا کی اسوقت ادھیلا کی اسوقت دونون جون۔ یہ جون اور وہ جون ؎

انچہ کردی تو بہ ہیچ یہ انسان نکند
مرگ با جان نکند کفر با ایمان نکند

شہزادہ۔ فارسی تو آپ کی زبان ہے اور لب ولہجہ تو بالکل مثل ایرانیون کے ہے۔ کیا کہنا آؤ لالہ ذرا فارسی تو بولو اگر طبیعت حاضر ہو۔

لالہ۔ حضور الاعالم و عالمیان طبیعت خاکسار ہر دم حاضر است مگر والا نہ طبیعت من کہ متلون بدرے چون بوسے کہ یک آدھا سے ٹرا اندرون حلق بذریعہ گلوے من حاضر و جاری اندو آن در طبیعت کھلبلی کی انداز د ؎

مرا بارہا در حضر دیدہ
ز خیل و چراگاہ پرسیدہ

شہزادہ (قہقہہ لگاکر) آپ ہم کو بھی کچھ فارسی پڑھا یا کیجیے۔

لالہ۔ خداوند غلام حاضر ہے مگر محنت حضور کے تعلق ہے اگر آپ محنت کرین تو بسم اللہ۔ الا ورنہ غلام کو کیا عذر ہے۔

شہزادہ۔ بھلا کبھی پی کے بہکتے بھی ہو سچ سچ بتانا۔

لالہ۔ حضور عالم ایک روز للا کی ہماری کنکا بھر زیادہ پلاے دہس بس بھر حضور دو دن تک ہوش اگرچہ آج بجا ہے مگر۔

مصاحب۔ حضور اب یہ چلے اپنے آپے مین نہین ہین۔

شہزادہ۔ جی ہان مین خود دیکھ رہا ہون اسوقت باتین کیسی گھل گھل کے کر رہے ہین۔ توبہ ہی بھلی۔

مصاحب۔ لالہ صاحب بھلا آج تو نہین پی ہے بھئی سچ کہنا۔

لالہ۔ نہ کہینگے سچ تو ہرگز ہرگز نہ کہین۔ چہ اگویم کہ چہ کردم۔ انچہ کردم کردم۔ مگر کسیکا اجارہ اسین نہین ہے۔ از ماست کہ برماست۔ بس انچہ کرد آن سگ کرد آن مرغ کہ بکرد۔ من نکردم۔

اب سُنیئے کہ لوگون نے صاحب کلکٹر سے جاکے کہا کہ خداوند وہ شخص ہمایون فر نہین ہے مگر ہمایون فر بنٹھا ہے حضور اسکی کامل طور پر تحقیقات کرین تو قلعی کھلجاوے دو چار آدمیون نے کوتوال سے مخبری کی تین چار آدمی ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کے پاس گئے انسے جاکر خبر دی کہ ہمایون فر بجادہ تو قبر مین سو رہے ہین۔ حضور اس امر کی ضرور تحقیقات کرین لالہ اور شہزادہ مین جو گفتگو ہوئی اُسکا بھی چرچا جڑ دیا کوتوال اور کپتان صاحب یہ خبر سنکر صاحب کلکٹر کے بنگلے پر جانے کے لیے تیار ہوے اور عزم کیا ادھر شاہ صاحب کو جو خبر ہوئی کہ شہزادہ کوٹھے پر سے بے دھڑک باتین کرتا ہے اور نیچے دو ایک آدمی مصاحبین مین ست کمرے مین تو آگ ہو گئے۔ فوراً ڈیوڑھی پر آگئے اور کہا شہزادی بیگم سے کہو کہ مین ڈیوڑھی پر کھڑا ہون آپ ذرا پردے تک چلی آئین شہزادی بیگم گھبرا کے اٹھین۔ لڑکیان خواصین استانی جی ساتھ آئین پردے کے پاس ہو کھڑی ہوئیان کیا

شہزادی۔ شاہ صاحب خیریت تو ہے کیون یاد کیا۔

استانی۔ آپ نے اسوقت خود کیون تکلیف فرمائی شاہ صاحب

شاہ صاحب۔ بہت برا ہونیوالا ہے۔ بہت ہی برا ہونے والا ہے۔

شہزادی بیگم۔ (آہستہ سے) خدا نکرے آخر کہئے تو کیا سبب کیا ہے۔ دفعیے کا کوئی طریقہ بھی ہے یا نہین

شاہ صاحب۔ از ماست کہ بر ماست۔ پیر خود کردہ را چہ علاج۔

استانی۔ کیا حضور کے حکم کے خلاف کوئی بات ہوئی۔

شاہ صاحب۔ ایک بات سراسر خلاف بالکل خلاف افسوس۔

شہزادی۔ صاحب لوگون کے پاس جانے نہین دیا باہر سے بلا لیا۔ باہر نہین جانے پائے۔ اب کون بات خلاف ہے۔

شاہ صاحب۔ بے دھڑک اور بے تکلف کوٹھے کے کمرے سے دروازے کے پاس کرسی بچھا کر باتین کر رہے ہین قاتل کے دوستون مین سے اگر کسی کو خلش باقی ہو تو ممکن ہے کہ کوئی داغ دے۔ بس اب زیادہ نہ ٹھہرو کھلاؤ اور اسکو سمجھا دو۔ ؎

من نگویم کہ این مکن آن کن	مصلحت بین وکار آسان کن

فیدہ ہوکے نیچے بنے جاتے ہین۔ توبہ توبہ مین کہانتک سمجھاؤن۔

شہزادی بیگم نے شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اُستانی جی نے بڑی تعریف کی۔ خواصون نے کہا حضور ہی کی دعا سے ہمنے آج یہ دن دیکھا ورنہ امید کسکو تھی۔ توبہ توبہ شہزادی بیگم نے فوراً دونون بیٹیون کو حکم دیا کہ تم جاکے وہین بیٹھو اور کمرون کے سب دروازے بند کرو بیچ کے کمرے مین تم بھی بیٹھو اور ہمایون فر

کو بھی بٹھاؤ خورشید لقا بیگم اور مہ لقا بیگم ساتھ کوٹھے پر
گئیں اور ادھر شاہ صاحب نے کہا میں چند باتیں بتاتا ہوں
استانی جی قلمبند کرتی جائیں اور انھیں کے مطابق کارروائی ہو
ایک۔ مرزا ہمایوں فر ایک ہفتے تک ہرگز ہرگز باہر نہ نکلیں
دو۔ جالک بند رہے صرف کھڑکی کھلی رہے اور ایک دربان
اور ایک سپاہی تلوار لیکر ہر وقت کھڑکی پر حاضر رہنا چاہیے
تین۔ بلا اطلاع کوئی شخص نہ آسکے اسمیں چاہے جو ہو
چار۔ اپنے قریب کے دو چار اعزہ اور شہزادے کے دو ایک
احباب دلی کو اس سے مطلع کر دیجیے تو مضائقہ نہیں۔
پانچ۔ شہزادہ کوٹھے پر عمدہ بجائے کمرہ میں محفوظ مقام پر
رہیں اور جو دروازے یا دریچے باہر کے رخ ہیں وہ ہمیشہ بند رہیں
چھ۔ احاطے میں ہر وقت دو سپاہیوں کا پہرا رہے۔ ایک باہر ڈیوڑھی
میں دوسرا محلسرا کی پشت پر اور دونوں مسلح رہیں۔
سات۔ احاطے میں کم سے کم دس بارہ آدمی خاص بردار
سپاہی خواص خدمتگار۔ چوبدار۔ یہ ہر دم لیس رہیں۔ اور
ٹہلا کریں۔
آٹھ۔ چھوٹے شاہزادے کا باہر ہی رہنا مصلحت ہے لیکن
ساتھ دو ایک اور مصاحب بھی رہیں تو مضائقہ نہیں مگر
ایسا ویسا ایک ہفتہ تک نہ آنے پائے۔
نو۔ بذریعہ تحریر اگر کوئی صاحب مرزا ہمایوں فر سے مزاج
پرسی کریں تو مضائقہ نہیں مگر ملاقات قطعی موقوف۔
دس۔ اگر بزرگوں یا حاکموں میں کوئی آئے تو مجھ سے
دریافت کر لیجیے پھر اجازت دیجیے لیکن ملاقات کوٹھے
ہی پر سے ہوگی باہر تو کسی طرح آ ہی نہیں سکتے۔
گیارہ۔ دلھن کو بطور خود سمجھا دیا جائے کہ شہزادے کو اٹھنے
نہ دیں وہ لاکھ باہر جانے کی کوشش کریں مگر ہرگز نہ جانے پائیں
بارہ۔ کمرے کی جسقدر تصویریں ہیں سب میرے حوالے ہوں
تیرہ۔ شہزادے کا کھانا بغور دیکھ لیا جائے پہلے وہی کھانا
گھر بھر کھائے پھر آگے بھیجیں بجا ہے یا کوئی اور ہوشیار اور
معتبر خادم کے ذریعہ سے جائے۔
شہزادی بیگم۔ بہت اچھا اسکے خلاف ہرگز ہرگز نہ ہونے پائیگا
شاہ صاحب۔ داتا تمہارا بھلا کریگا۔ مائی ہم شاہ جی
فقیر آدمی شہزادے سے سروکار نہ شہزادی سے واسطہ اگر
کہا مانو تو واہ واہ نہ مانو تم جانو تمہارا کام جانے اور اب ہم جاتے ہیں

مراد ما نصیحت بود گفتیم	حوالت با خدا کردیم و رفتیم

استانی۔ نہیں حضور ایسا نہ فرمایئے۔ ہم نہ جانے دینگے
شاہ صاحب۔ فقیر کو سیاحی سے کام ہے قیام وضع کے خلاف ہے

درویش رواں رہے تو بہتر
آب دریا بہے تو بہتر

شہزادی بیگم۔ کچھ دن تک تو قیام کیجیے۔ آپ کا گھر ہے
جبتک رہیے۔ آپ کے رہنے سے ہمارا فائدہ ہی ہے
نقصان نہیں ہے۔ مگر کچھ دن تو قیام فرمایئے۔
شاہ صاحب۔ تو ایک شرط ہے وہ یہ کہ جو آپ کا باغ ہے
اسمیں ایک عمارت ہے اسکی چھت پر میں رہوں مگر تنہا
اور آپ مشہور کردیں کہ شاہ صاحب حج کو گئے ہیں۔ اس
میں مجھے عذر نہیں ہے مگر مخفی رہے تو بہتر ہے۔
شہزادی بیگم سے گفتگو کرکے شاہ صاحب باہر آئے اور
باغ میں رہنے لگے۔
اب سنیے کہ خورشید لقا اور مہ لقا بیگم نے شہزادے کے
کمرے میں جا کر سب دروازے بند کر دیے اور بہ لطائف الحیل

سپہر آرا کو علحدہ لے گئین اور یون گفتگو کی۔

خورشید لقا۔ تم ان کو باہر نہ جانے دینا شاہ صاحب خفا ہوتے ہین۔

سپہر۔ (شرماکر) اچھا۔ مگر جب کوئی میرا کہنا مانے بھی

خورشید۔ (مسکراکر) بجا۔ تم کہو تو۔ ضرور مانین گے دیکھ لینا۔

مہ لقا۔ اسنے سب کہدو تو انکو بھی خیال رہے شاہ صاحب ابھی آئے تھے اُنھون نے کہا کہ اب مین ذمہ دار نہین ہون

سپہر۔ کیا۔ کس بات کا۔ کیا ابھی کچھ اور باقی ہے۔

مہ لقا۔ اللہ نہ کرے۔ مگر وہ کہتے تھے کہ ہمایون فر کرسی بچھا کر باہر کے رخ کیون بیٹھے اور ایک بات اُنھون نے ایسی کہی کہ پانؤن تلے سے مٹی نکل گئی ازبراے خدا انکو دروازو نکے پاس نہ جانے دیا کرو۔

سپہر۔ (آہستہ سے) وہ کیا بات ہے سچ سچ بتا دیجیے گا۔

خورشید۔ اُنھون نے کہا کہ شہزادے کے ابھی بہت دشمن ہین۔ ایسا نہو کوئی انکو دیکھ پائے اور گولی چلائے تو پھر

سپہر۔ غضب ہے۔ اُفوہ۔

مہ لقا۔ اب تم سمجھ گئین نا اب خدا کے لیے جس طرح ممکن ہو سمجھا دو۔ ورنہ۔ ہان۔

سپہر۔ بس اب مین۔ (مسکراکر) خاموش۔

خورشید۔ اٹھتے بھی نہ دون گی۔ یہی کہنے کو تھین نا۔

سپہر۔ (گردن جھکا کر) اُفوہ۔ یا خدا اب کیا منظور ہو جو شہزادے سے خورشید لقا نے کہا دیکھو اسد جانتا ہے جو تمنے ہمارا کہنا نہ مانا تو ہم ہیرے کی کنی کھا کے سو رہین گے تمکو گھر کیون کاٹے کھاتا ہے خاصی اچھی طرح یہان بیٹھو اٹھو ایک اٹھوارہ بات کرتے تو جاتا ہے ایسا بھی دوستو نکا کیا خیال ہے جانتے تو ہو کہ سو دشمن ہین سو دوست ہین تم ہماری قسم کھاؤ تو ہم کو یقین آ ئیگا۔

شہزادہ۔ بہن کے سر کی قسم جو کہو گی اسکے خلاف نکرونگا

مہ لقا۔ ہمارے سر پر ہاتھ رکھو تو ہمین یقین آ جائے بس

شہزادہ۔ تم خوب جانتی ہو کہ مجھے قسم کا اعتبار نہین مگر مین سچ کہتا ہون کہ یہان سے کہین جانے کا قصد نہ کرونگا۔

خورشید لقا اور مہ لقا سمجھا بجھا کر چلی گئین اور سپہر آرا نے شہزادہ بلند ارادہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر لب شیرین کا بوسہ لیا اور کہا گو بیحیائی ہو مگر ع

ہانی خواہسیم ننگ و نام را

دیکھو شہزادے واسطہ خدا کا اب ہماری جان کے دشمن نہو۔ ہمایون فر نے بوسہ کا جواب دیکر کہا خدا کے لیے اصرار نکرو ایک ہفتہ کیا معنی دو ہفتہ تک شاہ صاحب کے حکم کا پابند رہونگا۔

نواب ثریا بیگم کی چوتھی

شب عروسی کو نگار قمر رخسار ثریا بیگم کا حسن خدا آفرین جمال یوسف پر خندہ زن تھا۔ دلھن کی جوانی اور مستی دولھا کی شاہد پرستی۔ اسکا شباب انکا اضطراب گو ثریا بیگم نواب صاحب کے ساتھ شکار کے لُطف اُٹھا چکی تھین مگر خلوت مین لجائین۔ بات کرتے ہوئے شرمائین۔ دولھا نے رخسار رنگین کا بوسۂ شکر ریز لیا۔ بوس و کنار کی گرمی بازار تھی۔ دولھا دلھن پر ہزار جان سے عاشق دلھن دولھا پر نثار تھی۔ وہ عطر روح پرور مین بسے ہوے اور محرم کے بند کسے ہوے۔ ~

گہ پاے طرب بخاک بوسی | گہ صیت نشاط نو عروسی

ثریا بیگم جامے مین پھولے نہین سماتی تھی کہ کس درجے سے کس رتبے کو پہونچی ایسے گرفتار امیر الاقتدار گردون مدار کی چاہتی بیوی بنی وہ اسیر ہزار جان سے عاشق یہ عذرا تو وہ وامق۔ دونون خوب دل کھول کے گلے ملے اور بوسہ بازی نے آتش جنون کو اور بھی بھڑکا دیا

بر پردۂ دل نگار بستند	در حجلہ بیکدگر نشستند
ابرو بکنایہ راز میگفت	مژگان باشارہ ساز میگفت

ناہید بماہ شد ہم آغوش
گلدستۂ صد ستارہ بردوش

دلھن کا نقش مراد کرسی نشین ہوا۔ دولھا کا تیر دعا ہدف اجابت قرین ہوا۔ یہ شاد وہ بامراد۔ دلھن البیلی چھیل چھبیلی نگر لوچو ؛ ہر چند انتہا کی شرمیلی - دولھا سرخرو فائز المرام شیر دل۔ شیر اندام۔ دلھن کا جام دل بادۂ مراد سے لبریز۔ اور کاکل مشکین عنبربار و گل بیز۔ دولھا نے مسکرا کر کہا الحمد للہ بعد مدت دل کی ہوس نکلی مراد بر آئی جس چیز کی برسون دعا مانگی وہ آج پائی۔ ٹھان لی تھی کہ یا تو شادی ہی نکرینگے یا اگر بیاہ کرینگے تو کسی برق کردار رشک مہر منیر فریب دلکش قمر کو۔ ع

معشوق بہ پیچے تو پریزاد دیکھیے

اسکے بعد نواب صاحب نے بوسہ لیکر ــ ہ

گفتہ قدمت مبارکم باد	خاک قدمت مبارکم باد
بنشین منشین نشین از دست	جان و خرد و دل و تن از دست

برجلوہ گہ مراد بنشین
چون چشم منستان و شاد بنشین

تمام شب دولھا دلھن نے لطف جیسے پایا ان اُٹھایا انکا خندۂ خندہ شکر ریز نمکین ۔ ان کا تبسم زدہ مہ و شیرین

دونون کمسن۔ ع۔

جوانی کی راتین مرادونکے دن

نواب۔ مین تو صورت دیکھتے ہی عاشق ہو گیا تھا سن سے جان نکل گئی۔ بھوک پیاس بند۔ آیہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھی کہ خدا نے ایسی صورت زیبا دکھائی ادھر تمنے آنکھ لڑائی بھر کیا تھا سمجھا کر مار لیا ہے۔

ثریا بیگم۔ ہم نے آنکھ لڑائی۔ کیون نہین۔ ماشاء اللہ سے حضور ایسے ہی خوبصورت ہین۔ شان کردگار یہ مردوے اتنا جھوٹ کیون بولا کرتے ہین۔

نواب۔ بجا ہے۔ ہم لوگ ایسے ہی ہین۔ عورتین بڑی شایستہ ہوتی ہین۔ مگر یہ کیا سبب ہے کہ اناث مین مردون کی طرح آج تک ولی سننے مین نہین آیا۔

ثریا بیگم۔ ہان صحیح ہے۔ مگر نمرود اور شیطان اور شداد کی بہن بھی نہ کوئی سنی ہوگی۔ کوئی عورت ایسی تھی جس نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔

نواب۔ واہ یہ کہا۔ اس سے کیا مطلب۔ پیر پیغمبر نبی سب مرد ہی ہوے عورت کا کہین ذکر بھی نہین سنا اور پھر ناقص العقل ہونا تو ظاہر ہی ہے۔

ثریا بیگم۔ جتنے ملا اور صدیق پیدا ہوے عورتون ہی کے بطن سے پیدا ہوے یا زمین سے یا آسمان سے آئے۔

نواب۔ ہاے اس ادا کے صدقے۔ قسم خدا کی میان کیا غلام بنایا ہے۔ یہ اداے دلربا کھپ گئی ہے۔ خدا نظر بد سے بچائے۔

رات بھر دولھا دلھن کی آنکھ نہ جھپکی میٹھی میٹھی باتون اور مزیداریون مین رات معلوم بھی نہوئی اور ادھر موذن نے

مسجد مین اللہ اکبر کی آواز بلند کی۔ ہمسایے کے ہندو بھجن گانے لگے۔ دروازے پر حافظجی مناجات پڑھنے مین مصروف ہوے شوالون مین ٹھناٹھن گھنٹے بجنے لگے پھاٹک پر نوبتی نے ڈہل صبح بجایا مرغ نے ککڑونکون کی آواز لگائی۔ چہچہے۔ ع

پیدا ہوا سپیدۂ طلعت نشان صبح

مرغانِ چمن بہ نکتہ رانی — چون برہمنان بہ سبحہ خوانی
خون در رگ لالہ جوش در جوش — ریحان ز بنفشہ دوش بر دوش
آب از لبِ جوی نغمہ پیوند — بر سوسنِ دہ زبان زبان بند
از سبزۂ تر بچشم بینا — مستانہ ہوا شکست مینا
گل را بکف نگار پیوند — مشاطۂ صبح شد حنا بند
خضرا ے زمین شگفتہ گل گل — در سایۂ گل دمیدہ سنبل
نوکرد بہار عشق دیرین — پیچیدہ صبا بشاخ نسرین

گلبرگ چکاندہ پستۂ نوش
فوارۂ غنچہ آتشین جوش

نسیم سحری کے جھونکون نے دولھا کو بیدار کیا عروس زیبا شمائل بھی خواب ناز سے بیدار ہوئی۔ نواب جم اقتدار دیوانخانہ مین آئے۔ سپاہی خدمتگار مصاحب آداب بجالائے۔ حکم ہوا حمامی سے دریافت کرو حمام تیار ہے عرض کیا ہان خداوند تیار ہے نواب صاحب جلوخانے مین داخل ہوے خدمتگار نے حقہ پیش کیا۔ حمامی مجرا بجا لایا سکھو دھوان دھار حقہ پیکر لنگی باندھی کھڑاؤن پہنکر تشریف لیچلے۔ حمامی نے حمام کا پردہ اُٹھایا حمام مین آئے۔ حامیون نے سر مبارک پر مین ڈالا سر دُھلاکر کنگھی کی مشت مال کرنا شروع کیا۔ لنگی باندھی اور کھیس اوڑھکر جلوخانے مین رونق افروز ہوے حکم دیا کپڑے لاؤ۔ خواص نے دست بقچہ لاکے سامنے رکھا لباس فاخرہ زیب تن کیا اور دیوانخانے مین کرسی پر متمکن ہوے اعزہ اقربا خالہ زاد بھائی چچازاد بھائی احباب رفقا مصاحبین داہنے بائین ارد گرد بیٹھے سلیقہ شعار خدمتگارون اور باتمیز ملازمون نے حقے پیچوان پیش کئے۔ گلوریون کا خاصدان آیا اور چہل ہونے لگی۔

نواب مبارک الدولہ انکے چچازاد بھائی دلی دوست اور رازدار تھے انھون نے چھیڑنا شروع کیا۔

مبارک الدولہ۔ کہو بھائی سرگذشت بیان کرو شیر کہ بھیڑ۔

نواب۔ (مسکراکر) شیر بھیڑ کیسے۔ بھیڑ کوئی اور ہوتے ہونگے۔

مبارک الدولہ۔ تم تو کہتے ہو سویرے سے کھانا نہین کھایا تھا کھٹی ڈکارین آتی ہین سوء ہضم کی شکایت تھی۔

نواب۔ اجی فاقہ ہو یا سوء ہضم ہو اس سے کیا واسطہ مشتا نہین۔ ع

فاقہ ہو کہ پیاس ہو مگر شیر شیر ہے

مبارک الدولہ۔ اُو ہو ہو ہو! آج تو بہت اکڑتے ہین حضور۔

نواب۔ اور اکڑتے کب نہ تھے شیر دل مرد ہین کہ باتین

مبارک الدولہ۔ اِسکا حال خدا جانے ہین کیا معلوم

نواب۔ اے یار بے اختیار جی چاہتا ہے کہ اس پری جم کو بلواؤن جسنے وہ غضب کی غزل گائی تھی۔ ہائے۔

سوال بوسہ نہ داشت از تو — لبش می جنبد و جانے ندارد

مبارک الدولہ - کل کچھ رائے تھی آج کچھ ہے یہ کلیا پلٹ کل تو رونق الدولہ سے لڑتے تھے آج خود ہی کہنے لگے ماشاء اللہ۔

احباب مین جو آتا تھا نواب صاحب کو دیکھکر پہلے مسکراتا تھا اور انکے مسکرانے کے جواب مین یہ بھی مسکرا دیتے تھے آنکھ اور ابرو سے باتین ہوتی تھین - رونق الدولہ تو رنگین طبع آدمی تھے - اُنھون نے نواب صاحب کے ہاتھ جوڑے اور کہا بھائی خدا کے لیے اس کا ذکر بلواؤ ارے بھئی آج چوتھی کے دن ناچ نہ دکھاؤ گے کچھ فرض ہے کہ جب کوئی طائفہ بلوایا جائے تو بدھی منشا رہو ارے صاحب گانا سُنئے ناچ دیکھیے۔ دو گھڑی چہل کیجیے ہنسے بولے - مانتا ہون واللہ شادی کو ایک ہفتہ کیا معنی دو دن بھی نہین ہوے اور حضور قلابن مینچی مگر یہ مولوی پن ہمارے سامنے نہ چلنے پائے گا اور لوگون نے بھی انکی راے سے اتفاق کیا - یہانتک کہ دو ایک بے تکلف دوستون نے آدمی بھیجکر کئی طائفے بلوا لیے۔

اب سنئے بی بی مبارک ددا اور مغلانیان وغیرہ جو ساتھ آئی تھین دلھن کے پاس گئین مُنھ دھلوایا گلوری دی - شہ نشین مین شرماکر بیٹھی تو گھر بھر کی عورتون نے گھیر لیا - ہمجولیون نے باہم اشارہ بازی کی خوب چہل ہوئی ددا کہتی جاتی تھی بیویو ذرا دم تو لینے دو دلھن کو سب نے گھیر لیا وہ بیچاری گھبرا رہی ہے۔

خورشید ی بیگم - اب کبتک شرمائینگی ہم بھی دیکھتے ہین۔

نواب بیگم - اور دو چار روز - بس تو گردن اور جھکالی

ددا جی - جو گردن نہ جھکائین تو آپ ہی سب ہنسین کہ کیسی ڈھیٹ ہے ذرا نہین شرماتی اور یون تنی ہوئی بیٹھی ہے ہمجولی - واہ کبھی نہ کہین - اچھی طرح سینہ تان کے بیٹھین ددا (مسکرا کر) واہ بیوی اچھی تیز سکھاتی ہو جسمین سب کے سب مل کے دلھن کو ہنس ڈالین واہ ایسی سادی تھین ہین اتنے مین بابت کی آواز آئی معلوم ہوا کہ دلھن کا بھائی آتا ہے - روشن چوکی بجتی ہوئی - لوگ ادھر ادھر ساتھ - بارہ دری مین متمکن ہوے چوبھا آگے لگایا گیا شربت قند پلایا گیا دلھن کے بھائی نے پانچ اشرفیان چوبے مین ڈالین دولھا کی ماں نے مہری کو حکم دیا کہ دولھا کو اندر بلا لو - مہری چمکتی ہوئی باہر گئی یون تو نواب صاحب کے ہان بچاسون خوصین مثل خدستین مغلانیان ددا آتون استانی مہریان تھین مگر یہ مہری سب سے کم سن اور انتہا کی تمکین اور آہو چشم تھی اور چال ایس غضب کی پائی تھی کہ طرز خرام سے دل پامال کرتی چلتی تھی یہ جو سینہ تان کر باہر گئی اور چمک چمک کر ملازمون سے باتین کرنے لگی تو کئی جوان عاشق تن ریجھے اور محفل سے اُٹھ کر اس طرف آئے مہری ایک طبیعت دار سیکڑون کو گھائل کر چکی تھی - چتونون سے تاڑ گئی کہ دل آیا اور دلربائی ایسا بھلایا کہ محفل سے دوڑے آئے پھر کیا تھا ایک ایک ادا پر سب کی جان جاتی تھی کبھی دوپٹہ سنبھالتی تھی کبھی مسکراتی تھی کبھی دوپٹے کو ذرا کس لیا کبھی سینہ اُبھار دیا کبھی کسی آدمی کو گھر کنے لگی - کسیکو سا خدا کی مار موے - درگور اور سنو ہمسا اور چہل - کسی غیبانی مالزادی چھتیسی سے ایسی باتین کرے یا ڈیڑھ قیمہ ہو تو مُنھ درست ہو میان کا۔

ایک نواب صاحب نے بڑھکر کہا کیا ہے بی مہری صاحب کیون بگڑ رہی ہو خیر تو ہے۔ کیا کسی نے چھیڑا تھا۔ مہری چتون کر کے جواب دیا۔ اے حضور یہان بادشاہ زادون کو منہ نہین اچھے اچھے شہزادے صورت دیکھکر مل علی اکتے ہین۔ اور بندی کسی طرف آنکھ اٹھا کے نہین دیکھتی۔ یہ موا جرکٹا آدمی چلا ہے ہم سے ہلنے منہ بنوا جاکے پہلے رچمک کر ابھی دل برآ جائے تو تگنی کا ناچ نچاؤن۔

نواب۔ تمھارا کیا نام ہے۔ مگر واللہ کسقدر شستہ تقریر ہے

مہری۔ (مسکراکر) بندگی حضور ہی سے امیرونکی صحبت رہی ہے۔

نواب۔ این! تم مردونکی صحبت مین رہی ہو یہ کیسے گھر چلو آج ہمارے ساتھ برا نہ ماننا۔ واسطے خدا کے۔

مہری۔ (گردن پھیر کر مسکراکر) حضور ہم اس قابل کہان کہ حضور کے ساتھ رہین۔ مگر ذری آہستہ آہستہ کہئے ایسا نہو محل مین کوئی اطلاع کردے تو حضور کی بیگم صاحب بدظن ہو جائین میری ٹکے کی اوقات ہے حضور۔

نواب۔ (ہنسکر) یہ تم اپنے منہ سے کہو۔ مین نہین کہہ سکتا ٹکے کی اوقات والی کو کیا کہتے ہین برا نہ ماننا۔

نواب صاحب کو انکی شوخی اور زیر لب مسکرانا اور انگلیان مٹکانا اور چمکنا ایسا پسند آیا کہ باتین ختم ہی نہین کین جب کچھ دیر تک دولھا نہ آئے تو انکی ماں نے دوسری مہری بھیجی اس نے خدمتگار سے کہا۔ دولھا کو اندر بھیجدو حضور یاد کرتی ہین دولھا اندر تشریف لائے۔

پلنگ پر بیٹھے۔ دداجی نے دلھن کا گھونگھٹ ہٹا کر کہا سیان اسکی مینڈیان کھولدو جب مینڈیان کھول چکے حکم ہوا سکھپال نکالا جائے دلھن ابھی ابھی سوار ہونگی۔

دلھن سکھپال پر سوار ہوئی۔ چار مہریان دو ادھر دو ادھر سرخ دوپٹے بھڑکاتی جوانون سے آنکھین لڑاتی ہوئی چلی جاتی تھین آگے آگے روشن چوکی باد بہاری باجا بجاتا ہوا۔ اپنے ہان پہونچین سکھپال سے اترین ماں نے سر سے پانون تک بلائین لین بہنین آئین۔

اب انکے حمام کی تیاریان ہونے لگین۔ حمام مین پردہ ہوا پیش خدمت اور خواصین ساتھ گئین۔ حمامی باہر چلے گئے خواصون نے پہلے ابٹنا ملا۔ جو نور کی خوشبو دار کھلی آئی پیشخدمت نے سر ملا خواص نے کنگھی کی سہتا سہتا گرم پانی ڈالا آہستہ آہستہ کیسا کرنا شروع کیا اسکے بعد بیسن ملا۔ نہاکر جلو خانے مین آکے بیٹھین۔ مغلانیون نے چادر اور رومال سے بال خشک کئے پھر سر مین تیل ڈالا۔ آئینہ سامنے لگایا۔ خواص نے چوٹی گوندھی جھپکا چاندنی کا افشان لگائی از سرتاپا دھانی جوڑا پہنا دوپٹہ سبز کریب کا لچکا ٹنکا گوکھرو ٹکا ہوا جھگلی کی چھڑیان سبز گرنٹ کا پائجامہ منقش ازار بند ریشم کا موباف جوتا سبز کاشانی مخمل کا گھنگرو لگے ہوے زیور اور پھولونکا گہنا پنھایا۔ عطر سے بسایا چھم چھم کرتی آئین۔

اب دولھا کے ہان کا حال سنئے۔

بیگم (ماما و فوشہ) داروغہ سے دریافت کرو چاندی کی ترکاریان تیار ہین۔ اب چوتھی کھیلنے کا وقت آگیا۔

مہری۔ حضور عرض کرتا ہے کہ ہان تیار ہین سب لیس

بیگم۔ منڈسی سمجکر ترکاریان منگوالو اب دیر نہ کرو۔

مہری ۔ خداوند ہر قسم کی ترکاریان موجود ہین حکم ہو منگوا لون ۔ باہر ٹوکرے کے ٹوکرے پٹے پڑے ہین ۔

بیگم ۔ ہان لے آؤ ۔ اور خوان پوش اور کشتیان سب حاضر کرو ۔

ٹوکرون پر ٹوکرے آنے لگے ۔ مالن کو حکم ہوا گہنا لائے پھولونکا گہنا لیکے مالن حاضر ہوئی ۔ طرّہ ۔ بدھی ۔ طوق ۔ پہنچ بند ۔ جوشن ۔ ہار ۔ خواصون وغیرہ نے کشتیون مین گہنا لگایا اور چاندی کی ترکاریان لگائین خوانون مین رنگترے سنگترے ۔ آڑو ۔ کیلے ۔ ان سب پر خوانچے رکھے گئے ۔ خوان پوش کسے گئے کشتیون پر کاشانی مخمل کے سبز زرد سپید اودے مالٹی کشتی پوش رکھے جنپر کارچوبی کام بنا ہوا تھا ۔

اب دولہا کی بہنین فنسون پر سوار ہو کر روانہ ہوئین طرح طرح کے جھمکے ۔ کوئی تہی اطلس کا کوئی تاش کا کوئی زربفت کا کوئی کمخواب کا ۔ مہریون نے داروغہ کے حوالے کئے ۔ انھون نے مزدورون کے سربراہ کار کے سپرد کئے ۔ کشتیان مہریون کے ہاتھ مین تھین ارگن باجا ۔ باد بہاری ۔ روشن چوکی ۔ تاشے والے ساتھ ہوے ۔

ادھر دولہا گھوڑے پر سوار ہوا ۔ دلہن کے مکان پر پہونچے بارہ دری مین دودھ مسند پر بٹھایا ۔ بھائی بند یار دوست داہنے بائین خواصون نے پھولان لگایا ۔ طائفہ آیا ۔ ناچ ہونے لگا ۔

مبارک الدولہ ۔ لو بھلے اسی پر کاذ آتش قاتل خونخوار کو بلایا ۔ قسم خدا کی یہ لب چلے تو اسکو ہرگز محفل مین نہ آنے دون تو جوانون کو خراب کرتی ہے ۔ دو گھڑی کی حکومت بھی ہو جائے تو ۔ سمجھے ۔

نواب ۔ ہان ہان مجھے دو گھڑی کی حکومت ہو جائے تو شہر بدر کروا دون ۔ اور آپ سے ہونا ہی کیا ہو واہی قدر دان

مبارک الدولہ ۔ اے ہے بھائی سن تو لو ۔ دو گھڑی کی حکومت ہو تو اسکو مارے غصے کے اپنے گھر ڈال لون ۔

رونق الدولہ ۔ کچھ نہ پوچھو ۔ جان و دل دونون حاضر ہین ۔

	دل و جان دین و ایمان ہو جو لینا ہو صنم لیلو	

آنکھ تو دیکھئے سن و سال دیکھو ۔ ابھی کوئی پندرھوان برس ہوگا ۔

مرزا ۔ بھلا واہ ہے حضرت ۔ عورت کاہیکو ہے جادو ہے ۔

ہر پڑا دو پری رو و پری خو	غلط گفتہ پری شرمندہ او

اتنے مین اس بت سیم بدن نے مسکرا کر کسی کے کان مین کچھ کہا تو گردن پھیرنے مین دوپٹا سینہ پر کھسکا اور ادھر رونق الدولہ نے اپنی چھاتی پر آہستہ سے ہاتھ مار کر کہا ہاے قریب جو لوگ بیٹھے تھے وہ مسکرانے لگے ۔

انھون نے باواز بلند کہا کمبخت کیون قتل عام کر رہی ہو واسطے خدا کے اسوقت ذرا ادا رہنے دو ۔ ورنہ مین ڈھیر ہو جاؤن گا ۔

حسینہ ۔ ایسے ہوتے میان تو اتنا سِن نہ آنے پاتا ۔

رونق ۔ تیغ نگاہ نے گھائل کر دیا ہے ۔ یہی تو خرابی ہے کہ تیر نیمکش ہے جو ادھر سے ادھر پار ہو جائے تو سبحان اللہ

	تر سے تیر نیمکش کو کوئی میرے دل سے پوچھے یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	

حسینہ (مسکرا کر) کوئی فرمائش کیجئے ۔ غزل ٹھمری ۔ ٹپہ

رونق الدولہ۔ کوئی فارسی غزل کہئے۔ ہم تو اُس قتیل والی غزل پر مرے ہوتے ہین۔ ویسی ہی غزل ہو تو لطف دے اور رنگ جمے۔

حسینہ۔ رنگ جمانے کی جسکو ضرورت ہو وہ یہ فکر کرے یہان رنگ جمانے کی ضرورت نہین ہی آپکے محفل مین بیٹھنے بھر کی دیر ہے رنگ خود بخود جم جائیگا۔ گاکے رنگ جمایا تو کیا

رونق الدولہ۔ حسن کا بھی بڑا غرور ہوتا ہے کیا کہنا۔

حسینہ۔ ہوتا ہی ہے اور کیون نہو حسن سے بڑھکر کون لذت ہی

بگڑے دل۔ آپس ہی مین دانہ بدلول ہوگا یا کسی کی سنوگی بھی۔ اب کچھ گاؤ بیوی۔ آج چوتھی ہے۔ دوگال ہنس بول لین تھوڑا ہی ہے۔ کوئی غزل شروع کر دو یا ٹھمری گاؤ۔ یا کوئی آشنائی ہو مگر بہت مشکل نہو۔ آسان ہو

رونق الدولہ۔ ہم عرض کرین بشرطیکہ شنوائی ہو۔

	بہار آئی ہے بھرتے بادۂ گلگون سے پیمانہ رہے لاکھون برس ساقی ترا آباد میخانہ	

بگڑے دل۔ اجی پرانی چیز تو سو برس کی پرانی کوئی نئی غزل بتائیے۔ چھپائی ہوئی حسین لوگ پھڑک جاوین۔

	زنجیر جنون کڑی نہ پڑ یو دیوانے کا پاؤن درمیان ہو	

اتنے مین محل سرا سے دولھا کی طلبی ہوئی۔ گلوری کھاکے دولھا اُسکے محل مین داخل ہوے۔ دلھن اور دولھا کو آمنے سامنے بٹھایا تامی کا دسترخوان بچھایا۔ چاندی کی لگن رکھی گئی۔ ڈومنیان آئین اُنھون نے دلھن کے دونون ہاتھون مین دولھا کے ہاتھ سے ترکاری دی پھر دلھن کے ہاتھون سے دولھا کو ترکاری دی۔ ڈومنیون نے خوش الحانی کے ساتھ گانا شروع کیا۔

دیہہ ہریالی کہہ سے نہ بولے۔ ترپ بنے کا جی شکر کے برسوے پکے جو دن لاگا گمی۔ یہ ہریالی کہہ سے نہ بولے

دلھن کے ہاتھ سے کنگنا کھلوایا۔ کھولا ڈومنیون نے مگر نام کو دلھن نے ہاتھ لگا دیا۔

اب ترکاریان اُچھلنے لگین۔ دولھا کی سالی نے نارنگی کھینچ ماری۔ حشمت بہو۔ اور مبارک محل تو خیر مگر نازک ادا اور جانی بیگم نے دولھا کو بہت دق کیا۔ آخر کار جھلا کر ایک چھوٹی سی نارنگی اُنھون نے تاک کے لگائی۔ نازک ادا بہت شرمائی۔ اور ہمجولیون نے خوب قہقہہ لگایا۔

جانی بیگم۔ تو عجیب کاہے کی ہے اور نہین شرمائی کیا ہے

مبارک محل۔ ہان ہمین بھی تعجب ہے شرمانے کی کیا بات ہے اور ہے بھی تو تم کو شرم کاہے کی شرمائے تو وہ جسکو کچھ حیا ہو تم نے تو بھون کھائی۔

حشمت بہو۔ تم بھی بیکھو نازک ادا ہین۔ اے ہے ایسا شرمائین کہ اب رعب نہین ہوتا۔ ہمین اسوقت بڑا تعجب ہے (ہنسکر)

نازک ادا۔ شرماتا کون ہی۔ کیون جی پھر مین بھی ہاتھ چلاؤن۔

دولھا۔ بسم اللہ بسم اللہ چشم ما روشن دل ما شاد۔ ضرور ہاتھ چلائین ابھی تک تو خالی خولی زبان چلتی تھی

نازک ادا۔ اب کیا جواب دون۔ جاؤ چھوڑ دیا تم کو

دولھا کی بہن خورشید بیگم نے رنگترہ کھینچ مارا اُنکی مغلانیون نے دولھا کیطرف ڈالیون پر آڑو پھینکے دونون طرف سے میوے اُچھلنے لگے دولھا نے بس ایک

نازک ادا کو تاک لیا تھا جو میوہ اٹھایا انہیں پر پھینکا اور شست باندھ کر نارنگی پر نارنگی پڑنے لگی اور اُس شوخ مہ لقا کا ادا کے ساتھ چونک پڑنا عجب لطف دکھاتا تھا۔

جب جانی بیگم نے دولہا پر بوچھار کر دی تو دولہا کی انا نے کہا۔ لے دیکھو لڑکیو۔ کہیں چوٹ نہ لگے۔ دلہن کی ماں بھی تڑپنے لگی۔ مگر سنتا کون تھا۔

چوتھی کھلوا کر دلہن کے ہاتھ میں کھیر دی اور دولہا کو دھکا دیا نازک ادا نے اسوقت کا بدلہ لے لیا۔ ادھر دولہا منہ لائے ادھر اُسنے دلہن کا ہاتھ اُچھال دیا ناک میں کسیقدر یونہی سی چوٹ آئی۔

دولہا۔ خیر اب وہ موقع تو رہا ہی نہیں۔ اچھا کیا ہوا۔

نازک ادا۔ ہاں! اب وہ موقع ڈھونڈھتے ہیں بجا۔

جانی بیگم۔ اب کیا ہر گھڑی تمہیں شیر رہو گی۔ کسی اور کا وقت آئیگا یا نہیں۔ اسوقت بہت دق کیا اب بولئے آپ فرمائیے۔

نازک ادا۔ ہاتھ جوڑو ہاتھ جوڑو۔ اچھا نہیں تو ہم ایک نہ مانینگے۔ ہاتھ جوڑو صاحب صورت کیا دیکھ رہے ہو۔

دولہا۔ اچھا صاحب معاف کرو بس اب تو خوش ہوئیں

نازک ادا۔ واہ اچھا خیر خاطر ہے۔ ورنہ بے ہاتھ جوڑوائے نہ رہتی اور دلہن کے قدموں پر سر رگڑواتی۔

دولہا۔ اسمیں عذر نہیں مگر ہان تخلیہ ہو سب کے سامنے نہیں۔

تھوڑی دیر تک چہل پہل رہی۔ نواب نامدار عاشق تن اور رنگین مزاج تو تھے ہی ان گلبدن حوران پری وش سے مذاق کرتے رہے نازک ادا کی ادائے نازک نے انکو اسقدر لبھایا کہ دل ہاتھ سے بے اختیار جاتا رہا۔

نازک ادا۔ (نخرے کے ساتھ) ایسے ڈھیٹ دولہا بھی نہیں دیکھے۔

دولہا۔ اور ایسی بے تکلف اور چنچل بیگمیں بھی نہیں دیکھیں

نازک ادا۔ اے ابھی تمنے دیکھا ہی کیا ہے۔ اب ذرا ہوش سنبھالو۔ ابھی دیکھو چنچل! اے بے تکلف! بغلیں تو سنے کوئی۔

دولہا۔ اچھا یہاں اتنی ہیں کوئی کہہ دے کہ نازک ادا بیگم کی سی شوخ طبع اور ڈھیٹ کبھی کسی نے آجتک دیکھی ہے

نازک ادا۔ (مسکرا کر) اے! (دانتوں کے تلے اُنگلی دبا کر) یہ تم ہمارا نام کہاں سے جان گئے صاحب۔

دولہا۔ آپ مشہور عورت ہیں یا ایسی ویسی۔ آپکو کون نہیں جانتا کوئی ایسا بھی ہے جو حضور سے واقف نہیں

نازک ادا۔ تمہیں اللہ کی قسم بتاؤ۔ ہمارا نام کہاں سے جان گئے۔

مبارک محل۔ بڑی ڈھیٹ ہیں۔ اسطرح باتیں کرتی ہیں جیسے برسوں کی بے تکلفی ہے ہنسی مذاق چہل اور شے ہے اور یہ اور بات ہے۔

نازک ادا۔ اے تو تم کو کیا اس سے۔ اسکی فکر ہوگی ہمارے میاں کو تم کاہے کو کانپی جاتی ہو۔ یہ جانی بیگم کہاں چل دیں۔

مغلانی۔ (بوڑھی) اونھ! اونھ (آہستہ سے) اِنسے آپ نہ جیت سکینگے انکے منہ ہی نہ لگئے نہیں تو سیکڑوں ہی سنائینگی

مبارک ادا۔ توبہ ایسی زبان دراز منہ پھٹ کوئی ہو

دولہا۔ آپکے میاں سے اور ہم سے بڑا پیار انہ ہے

نازک۔ اے لو کیسا کچھ۔ یارانہ نہین وہ ہو۔ وہ بیچاری
کسی سے یارانہ نہین رکھتے۔ اپنے کام سے کام ہو۔ کم کھانا
اور خوش رہنا۔ بس۔
دولھا۔ مین خوب واقف ہون۔ بھلا بتاؤ تو ان کا نام
کیا ہے نام تو لو جانین کہ بڑی بے تکلف اور رنگین ہو۔
نازک۔ انکا نام۔ ہمارے میان کا نام! اِدھر اُدھر
دیکھکر انکا نام سنجر سطوت ہے (مسکرا کر)
دولھا۔ افوہ۔ بس اب ہم ہار گئے۔ قسم خدا کی مین ہار گیا
مبارک محل سلطان کوئی حبشی ہی نہین سکتا زبان اسقدر
کی بنتی ہو کہ شاید سلطانی شترخانے کی سانڈنیان بھی بلبلتی
ہونگی۔ جب ہم دونون سے ایسی بے تکلف ہین تو ہم لوگ کی
اصل حقیقت ہی کیا ہے۔ مجھے انکی باتون سے بڑی حیرت
ہوتی ہے ایسی بیبانی نہین چاہئے۔
نازک ادا۔ اپنی اپنی طبیعت اسمین کسیکا اجارہ نہین ہے
دولھا۔ ہمتو آپ سے بہت خوش ہوے خدا کرے اب
دو دو باتین ہو جایا کرین بڑی ہنس مکھ اور خلیق ہو
جب سب رسم ہو چکین تو دولھا اور دلھن یکے بعد دیگرے
روانہ ہوے۔ پردہ کرایا گیا۔ دولھا کی بہنین اور رشتہ دار
سوار ہوئین۔ دولھا کے مکان پر داخل۔ یہان
تھوڑی دیر تک گانا ہوا اسکے بعد نواب صاحب محلسرا مین
تشریف لائے۔ ثریا بیگم نے کہا افوہ آج بہت تھکے۔
نواب۔ نازک ادا بیگم تو بڑی شوخ اور رنگین معلوم
ہوتی ہین بعض بعض موقعون پر مین شرما جاتا تھا مگر وہ نہین
شرماتی تھین کہنے لگا ہے جو میری بیوی ایسی ہو تو دم بھر
مجھ سے نہ رہتے غضب خدا کا غیر مرد سے اس بے تکلفی سے باتین
کرتا تم ہے یا نہین شوخی بھی تو کہانتک۔
ثریا بیگم۔ مجھے خود حیرت ہو کہ کن لوگون مین رہی ہے۔
نواب۔ تم نے کبھی پہلے تو انکو کاہے کو دیکھا ہوگا۔
ثریا بیگم۔ توبہ توبہ۔ مفت کی مان بھی مل گئی اور مفت
کی بہن بھی بن بیٹھین۔ اور میان بھی مل گئے۔
نواب۔ افوہ ایجاب و قبول کے وقت کسقدر رعب سے
اور نخرے سے کہے ہین کہ الامان۔ مارے ہنسی کے برا حال
تھا۔ بی صاحب بولتی ہی نہین اور یہ کسیکو خبر ہی نہین
کہ ہاتھی پر سوار ہو کر شکار کھیلنے گئی تھین اور مہینون بیحجاب
اِدھر اُدھر گھوما کین۔
ثریا بیگم۔ مجھے خود ہنسی آتی تھی۔ مجھ اپنی بپتی پر ہنسی آتی ہو
نواب۔ اور مجھے کئی باتون پر ہنسی آتی تھی ایک تو یہ کہ تم
بنتی اسقدر تھین۔ دوسرے یہ کہ تمھاری فرضی مان میرے
ساتھ اسطرح پیش آتی تھین جیسے کوئی خاص اپنے
داماد کے ساتھ پیش آتا ہے۔
ثریا بیگم۔ سنئے بندہ پرور۔ اب نازک ادا بیگم وہان جانے
نہ پائینگی یہ بھی یاد رہے۔ کس محبت کی نظر سے
گھور رہے تھے کیون صاحب۔
نواب۔ اس بہتان کے صدقے تم نے کیونکر دیکھ لیا۔
ثریا بیگم۔ کیون خدا نخواستہ کم سوجھتا ہے کچھ ابھی
تو اللہ کی عنایت سے روشنی بدستور ہے
یہ خوب بات پوچھی۔
نواب۔ گردن جھکائے ہوئے دلھن بنی تو بیٹھی تھین یہ
کیونکر دیکھ لیا کہ مین گھور رہا تھا اور ایسی خوبصورت تو
کچھ ہین نہین اللہ اللہ۔

ثریا بیگم۔ مجھ سے جانی بیگم نے قسمین کھائین کہ گھور رہے تھے۔
نواب۔ ارے غضب تو اُن کی باتون کا تم کو یقین ہوگا ہمکو یقین نہین ہے۔ زمانے بھر کی شوخ طبیعت۔ وہ لڑوا تی ہین۔
ثریا بیگم۔ سنئے اگر مین نے سن پایا کہ آپ نے کوئی گھر ڈالی یا نوکر رکھی یا ادھر ادھر آوارگی کرنے لگے تو مجھ سے ایک دم بھر نہ بنیگی۔ ہان یہ یاد رکھیے گا مین یہ نہین دیکھ سکتی۔
نواب۔ کیا مجال قسم خدا کی۔ کیا طاقت۔ ایسی بات ہے بھلا۔
ثریا۔ ایک جانی بیگم پر کیا فرض ہے حشمت ہو نے کہا پھر یون ہنسے کہا کیا کچھ چھپی ہوئی بات تھوڑا ہی ہے اور ہان خوب یاد آیا۔ بھول ہی گئی تھی کیون صاحب نارنگیان پھینکنا اور کھینچ مارنا کیسا یعنی انکی شوخی کا ذکر کرتے ہو اور اپنی شرارت کا حال نہین کہتے۔
نواب۔ جب اُسنے دق کیا تو مین بھی مجبور ہو گیا۔ پھر۔
ثریا بیگم۔ کسنے دق کیا۔ وہ بھلا بیچاری کیا دق کرتی تم کو تم مرد وہ عورت ذات بھلا کوئی بھی مقابلہ ہے۔
نواب۔ وہ سوا مرد ہے۔ ذرا اُسکے سامنے پانی بھرتے ہین مردونکی کیا حقیقت ہے آخر مین بند ہی ہو گیا تھا۔
ثریا بیگم۔ یہ اخبار اتنے رکھے ہین اور پڑھتے پڑھاتے ایک نہین ذرا دو گھڑی کوئی اخبار ہی سناؤ وہ بڑا اخبار اٹھاؤ۔ نواب صاحب نے ایک بڑا اخبار اٹھایا۔ دو چار خبرین سنائین اسکے بعد ایک خبر پڑھکر ہنس دیے ثریا بیگم نے پوچھا ہنستے کیا ہو کہا اسمین ایک عجیب خبر درج ہے۔
ثریا بیگم نے اصرار کیا تو نواب صاحب نے یون سنایا ؎

فغان کین لولیان شوخ شیرین چشم شہر آشوب
چنان بردند صبر از دل کہ ترکان خوان یغما را

ایہا الناظرین ایک بت سفاک ستمگر جو رپیشہ نے مار ڈالا عشق نے ایسا چرکا دیا کہ کہین کا نہ رکھا تڑپا دیا شبو جان نامی ایک گل پیرہن پری جان جاتی تھی۔ ہائے سونے کی چڑیا پھنسی تھی مگر ہاتھ سے نکل گئی۔ پھر سے اُڑا دی میرے خدا نگار سلار وے خدا سمجھے اس مرغے نے کہین کا نہ رکھا۔ سونے کی چڑیا اُڑا دی اور مین سون کھینچ کے رہ گیا یا خدا اگر میری سُن لے تو کیا کہنا ہے شبو جان پیاری اب کیونکر نظر آئے وہ گورے گورے گال اور وہ کالی کالی کیل وہ سفید سفید کلائیان اور حنائی ہاتھ۔ اس سلار وے خدا سمجھے کہ بے دیکھے ایسی پری کو جسکو مین شیشے مین اُتار چکا تھا بھگا دیا واضح ہو کہ شبو جان بصد آن بان ایک روز بوقت شب دیجور راہ مین ملین قریب آئین تو دیکھا کہ ایک پری جسم سفید پوش اینڈتی ہوئی سامنے سے چلی آتی ہو اُسنے مجکو گھورا مین نے اُسکو وہ میری جوانی اور کڑے ہاتھ پانوُن اور ورزش کے بدن او خوبروئی پہ عاشق ہو گئی اور مین اُسکی جوانی اور برنائی خوبصورتی اور رعنائی پر ریجھا۔ غرض اب ہاتھ پکڑا۔ ہاتھ پکڑنا تھا اُسنے کہا کیا ایک دن ہاتھ دیتے ہو دوسرے دن چھوڑ دوگے مین نے کہا کیا مجال قول مردان دارد۔ بس ساتھ ہوئی میرا آدمی ہمراہ تھا نہین۔ سلارو۔ اس مردود کو سلارو ہی کہنا چاہیے وہ کمبخت ساتھ تھا۔ اسکو بڑا معلوم ہوا۔ بس گھر پر آنکر مجھ سے اور شبو جان سے نکاح ہوا۔ مین عرض نہین کر سکتا کہ حسن اور جمال کی

چھوکری ہو کوئی سا کرکے اُنیس برس کی یا تیرہ سولہ کی ہوگی سولہ سے زیادہ نتھی - سلارو نے بھگا دی یا بیچ ڈالی یا بہکا دیا اگر کوئی صاحب پتہ لگا دین تو احسان ہوگا -

راقم آثم بندہ - وکیل سرکاری نزد یوشا سٹر صاحب

ثریا بیگم یہ مضمون سنکر مسکرائی - مگر دل ہی دل مین ہنسی آئی کہ وکیل صاحب نے اچھی بے پر کی اڑائی نواب صاحب اس حال سے واقف نتھے کہ شبو جان انکی بغل مین بیٹھی ہین ہنسکر کہا کوئی پاگل یا مسخرہ ہو - شبو جان خاموش ہورہین اسکے بعد نواب صاحب نے پھر قہقہہ لگایا اور بیگم صاحب کو مضمون سنایا - سنو صاحب جو یہ شخص ایک مرتبہ یہ مضمون چھپوا چکا تھا اور بندہ خاموش رہا - آج میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ ابے نا معقول تو بھی جواب لکھ مین اپنا سر کھجلانے لگا پھر مجھ سے کہا کہ ابے جواب نہین لکھتا مین نے کہا مین ایسے پاجیون کے منھ نہین لگتا جب دوست نے اصرار کیا تو جانتے تو ہو کہ یہان عمر بھر بھاڑ جھونکا کئے - کچھ لکھے پڑھے تھوڑا ہی ہین اسنے کہا ہم لکھ دیتے ہین ہم نے کہا بیش سو یہ جواب ہے -

شبو جان انکی منکوحہ نتھی - اسکی ہم قسم کھاتے ہین مگر اتنا ہم نے شبو جان ہی کی زبان سے سنا تھا کہ انھین کی خالہ ہین تحت

ثریا بیگم - کھلکھلا کر ہنس پڑین، کسی بچے مسخرے کا لکھا ہے

نواب - لاحول ولا قوۃ - یہ دو نو کے دونون پاگل معلوم ہوتے ہین

ثریا بیگم - ہان آگے پڑھو تو آگے کیا لکھا ہے افوہ - تو یہ

نواب - ہان آگے لکھا ہے (آپ فرماتے ہین کہ کس حسن و جمال کی چھوکری ہو واہ کبھی چھوکری بتلاتے ہو کبھی شبو جان کبھی بیوی - کبھی خالہ - اور ایک جگہ مجھے مرغ بنایا ہوا ایسے چیونچ بھی کسینے نہ دیکھے ہونگے -

ثریا بیگم - (ہنسکر) اللہ یہ کون شخص ہو کوئی مسخرا ہو کیا

نواب - نہین کوئی بڑا ستین آدمی ہو مریخ سنتی جاتی ہو مگر ابھی تک مسخرے ہو نہین شک ہے - سبحان اللہ یہ مسخرا اسکا باپ مسخرا الدولہ خیر سنو - ٹوٹے ہوے مکان کو محل مقرر کیا - اور چھپر کا نام رکھا بنگلہ - اور ٹرووس کے وہ مریل ٹٹوے اصطبل کے گھوڑے بنائے واہ بے گدھے

اخیر مین نواب صاحب نے نام پڑھا تو (سلارو) سلارو کی لفظ پر ثریا بیگم کو بے اختیار ہنسی آئی - اسقدر ہنسین کہ ضبط کرنا محال تھا - نواب صاحب نے کہا مضمون تو واقعی اس قابل ہے کہ جسقدر زیادہ ہنسی آئے کم ہے مگر سلارو نام تو اسقدر ہنسی کے لائق نہین -

نواب صاحب اس حیرت مین تھے کہ سلارو نام سنکر یہ اسقدر کیون ہنسین اور وہان سلارو اور ریز ایجنٹ دونون کی صورت نظرون تلے پھر گئی - کل باتین یاد آگئین ثریا بیگم کو ایک خیال البتہ ہوا کہ ایسا نہو کہین نواب صاحب کو یہ سب باتین معلوم ہو جائین - انسے کل امور جہانتک مخفی رکھے جائین وہین تک اچھا ہے -

نواب صاحب ایک مضمون کو غور سے پڑھنے لگے ثریا بیگم کی نظر جو اخبار پر پڑی تو انھون نے (آزاد) پڑھا -

ثریا بیگم - ذرا یہ اخبار ہمکو دینا ابھی دیدو نگی - لاؤ ذرا

نواب - ایک ضروری مضمون پڑھ رہا ہون ابھی دیتا ہون ٹھہر جاؤ

ثریا بیگم - اور ہم چھین لین تو - اچھا زور زور سے پڑھو ہم بھی سنین

نواب - تم کو اسکا حال کیا معلوم ہو - ایک شخص ہین آزاد -

احمد آزاد۔

ثریا بیگم۔ کون آزاد ملے وہ تو نہین جسکو کسی بیگم نے کسی ملک کو بھیجا تھا۔

نواب۔ اُنھون نے ایک بڑی فتح پائی بڑی تعریف چھپی ہے

ثریا بیگم۔ سناؤ۔ اللہ کرے وہ سرخرو ہو کر آئین۔ آمین

نواب۔ تم اُنکو کہانسے جانتی ہو کیا کبھی دیکھا ہے۔

ثریا بیگم۔ واہ دیکھا کسی اور نے ہو گا آنکھ ہمنے تو اُنکا ذکر سنا ہے کہ سلطانون کے بڑے دوست ہین اور اسلئے گئے ہین کہ ترکون کا ہاتھ بٹائین اللہ ایسے باحمیت مسلمان کو صدی سال کی عمر دے

نواب۔ اِسوقت جی خوش ہو گیا کہ تم اپنے مذہب مین پکی ہو آزاد کے لیے دل و جان سے دعا دو کہ وہ کامیاب ہو اسکے بعد نواب صاحب نے مضمون سنایا۔ ثریا بیگم بہت مسرور ہوئین گیارہ بجے تخلیہ ہوا۔

ہمایون فر کی نسبت شک

آپ سُنیئے کہ مرزا ہمایون فر بہادر کے دوبارہ زندہ ہو جانے کی خبر گھر گھر مشہور ہوئی۔ انگریزی اخبارونکے نامہ نگارون نے تار کے ذریعے سے اڈیٹرونکو اطلاع دی۔ اردو اخبارون مین مختلف طرز کے بیان چھپے۔ ایک اخبار نے اِس کل معاملے کو خدا کی قدرت پر چھوڑا۔ لکھا کہ ہمارے ملک کے شہزادہ گردون مدار و جم اقتدار حضور پرنس ہمایون فر بہادر کا دوبارہ زندہ ہونا اصلا مقام حیرت نہین خدا بڑا مسبب الاسباب ہے بس جو لوگ حیرت کرتے ہین وہ بر سر غلط ہین۔ اُنھون نے خدا کی قدرت ابھی تک نہین پہچانی۔ ہمنے مرزا ہمایون فر بہادر کو اس مرتبہ نہین دیکھا مگر ہزارون آدمیون نے شہادتین دین کہ وہی ہین یہانتک کہ انکی ماں نے اُنکو پہچانا اُن کی بہنون نے پہچانا۔ اُنکے احباب نے پہچانا اور حسب پابندی قواعد و اصول شرع متین نکاح بھی ہو گیا۔

مرزا ہمایون فر کا دوبارہ زندہ ہو جانا نئی روشنی کے جوانون خصوصاً نیچریہ لوگونکو حیرت مین ڈالتا ہے۔ لیکن وہ لوگ اسقدر متعصب ہین کہ اس امر اہم کو خلاف نیچر سمجھکر کہتے ہین کہ ایسا ہو ہی نہین سکتا۔ حالانکہ بچشم خود کل امور دیکھ رہے ہین مگر تعصب سے خدا سمجھے۔

یہ ایک اڈیٹر صاحب نے راے ظاہر کی۔ دوسرے اخبار کے اڈیٹر نے جو نیچری تھے اسکے خلاف یون لکھا آجکل جس اخبار کو کھولو جس پرچے کو دیکھو۔ جس صحیفے پر نظر ڈالو مرزا ہمایون فر کے دوبارہ زندہ ہونے کی خبر ضرور درج ہو گی ہم دیکھتے ہین کہ سارا زمانہ دیوانہ ہو گیا ہے اور سب کو فصد کی ضرورت ہے اگر گورنمنٹ ہمارا کہنا مانے تو ہم یہی صلاح دین کہ سب کو ایک سرے سے پاگل خانے بھیجدے۔ غضب خدا کا اچھے اچھے پڑھے لکھے اور تربیت یافتہ آدمیون کو یقین واثق ہے کہ واقعی ہمایون فر زندہ ہو گئے۔ استغفراللہ اس ضعیف الاعتقادی کے صدقے یارو آخر کچھ عقل بھی رکھتے ہو۔ مرُدے بھی کہین زندہ ہوئے ہین ہم جانتے ہین کہ نواب شہزادی بیگم نے اس معاملے مین بہت کچھ روپیہ صرف کر کے لوگونکو یقین دلایا کہ مرزا ہمایون فر یہی ہین اور جب ماں نے اپنا بیٹا اور بہنون نے بھائی تسلیم کر لیا تو پھر کسی اور کو کیا پڑی ہے کہ انکار کرے اور کون نہین جانتا کہ نواب شہزادی بیگم خوشامد پسند شہزادی ہین۔ بس اُنکے خوف کے مارے کوئی چون نہین کر سکتا۔ ہان مین ہان

ملا نے والونکو خدا سلامت رکھے اچھا فقرہ چست کیا۔

بھلا کوئی ذیعقل بھی اس بات کو تسلیم کریگا کہ ایک درویش کی دعاے خیر اور برکت سے مردہ جی اُٹھا قبر بدستور بنی کی بنی ہی رہی اور مرزا ہمایون فر بہادر باہر موجود ہو گئے جو لوگ اسکو باور کرین اُنسے زیادہ احمق کوئی نہین ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ لوگ ان باتونکو کیونکر تسلیم کر لیتے ہین ہمارے ملک کا ہونہار شہزادہ ہمایون فر بیچارہ تو چل بسا اور اب اُسکا زندہ ہونا معلوم۔ یون کہنے کو جس کا جو جی چاہے کہہ لے۔ کوئی کسیکی زبان نہین روک سکتا۔

ہم چاہتے ہین کہ گورنمنٹ اس بارے مین کامل تحقیقات کرے جن لوگونکو مرزا ہمایون فر بہادر کی خدمت مین نیاز حاصل تھا اُنسے دریافت کیا جائے وہی ہین یا کوئی اور بہتر ہے کہ قبر کھود دی جائے ابھی تک کفن میلا نہوا ہوگا دیکھا جائے کہ قبر مین لاش ہی یا نہین بس ساری قلعی کھلجائیگی۔

ایک اور اخبار کے اڈیٹر نے یہ رائے زنی کی۔

ہمنے ایک نامہ نگار کے ذریعے سے ایک عجیب حیرت خیز خبر سنی ہے۔ جسکا ہمکو مطلق اعتبار نہین ہی وہ لکھتے ہین کہ شہزادہ ہمایون فر جنکو ایک شقی القلب سفاک نے نہایت بزدلی کیساتھ عین برات مین قتل کیا تھا ایک شاہ صاحب کی دعا سے زندہ ہو گئے۔ شاہ صاحب کی نصیحت اور حکم کے موافق نواب سپہر آرا شب کو بن ٹھن کے شہزادۂ مبرور کی قبر پر گئین قلعۂ معلی مین حضرت شاہ نور اللہ مرقدہ کے قبہ کے پاس جہان شہزادہ کا مقبرہ بنا ہے گھوڑے کی باگ روکی۔ اُسوقت قلعۂ معلی مین ہجوم عام اور بڑا اژدحام تھا ہزارہا آدمی جمع ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوے دور دور سے لوگ آئے تھے بعض کو یقین تھا کہ اس شب کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سپہر آرا بیگم خدا نخواستہ خدا نخواستہ صدمۂ جانکاہ کی تاب نہ لا سکینگی اور انکے دشمنون کی جان جائیگی مگر خدا کی شان شاہزادہ ہمایون فر فرس بادرفتار پر سوار سامنے سے نظر آئے۔ کئی آدمی گر پڑے اکثرون کو غش آگیا اور بعض سکتے مین تھے کہ یا خدا ہم یہ کیا دیکھ رہے ہین مگر اسمین کسیکو شک نہین کہ ہمایون فر ہی ہین ہمارے نامہ نگار صاحب نے شہزادہ کو پاس سے بچشم خود دیکھا اور وہ اسکی تصدیق کرتے ہین۔ لیکن با اینہمہ ہمین یقین نہین آتا۔ ہمارا قصد ہے کہ خود جاکر دیکھین اور لوگون سے پوچھین اور خود حضور مرزا ہمایون فر بہادر سے ملین اور زبانی گفتگو کرین تاکہ یہ شک رفع کرین۔

ایک آزاد اخبار نے جسکی ملک مین بڑی وقعت تھی یون رائے ظاہر کی کہ آج ہم نے عجیب طرح کی خبر سنی۔ ہمارے نامہ نگار صاحب نے جو بڑے معتبر اور راستباز ہو ہی ہین۔ ایسی خبر لکھی کہ باوصف انکے تقدس کے ہمین اسکا یقین نہین آتا فرماتے ہین کہ شاہزادہ مرزا ہمایون فر ایک فقیر خدا رسیدہ کی دعا سے زندہ ہو گئے اور لطف یہ کہ قبر بدستور رہی اور شاہزادۂ محتشم الیہ قلعے کے پھاٹک سے کمیت گھوڑے پر سوار ہو کر کڑکڑاتے ہوے تشریف لائے ہم یہ سطرین لکھ رہے تھے کہ دو انگریزی اخبارون مین سے اسی مضمون کے تار نظر آئے۔ ایک نے لکھا ہی کہ دہلی پرنس مرزا ہمایون فر کی نسبت یہان مشہور ہی کہ وہ زندہ ہین دوسرا لکھتا ہے کہ شہزادہ ہمایون فر جنکے قتل کا حال درج اخبار ہوا تھا زندہ ہو گئے ہین اسمین کچھ راز ضرور ہی انکا زندہ ہونا معلوم ہوا سکا

تو کسی دشمن عقل ہی کو یقین آئیگا اور ایسے سست اعتقاد
شاید دنیا مین دو ہی چار ہونگے ہمارے نزدیک اس معاملہ
مین گورنمنٹ کو پوری پوری تحقیقات کرنی چاہیئے۔

اچھی دل لگی ہوئی۔ ہم نے اپنے معزز نامہ نگار کو لکھا ہے
کہ اس معاملے مین جہانتک سچی سچی خبرین سنین اُنسے ہمین
دقتاً فوقتاً مطلع کرتے رہین۔

ان سب سے زیادہ سخت راے ایک اخبار نے ظاہر
کی جسکا مطلب بطریق خلاصہ یہ ہے۔

ہمارے ایک ہمعصر کی راے ازبس صحیح ہی کہ سارا زمانہ
پاگل ہوا جاتا ہے ہمکو بھی انھین لوگون کے زمرہ مین سمجھ لو
آجکل ساری دنیا مین ہلڑ مچا ہوا ہے کہ شہزادہ ہمایون فر
جی اُٹھے۔ افسوس ہے۔ ہمارے ملک کے ساتھ اس قسم
کے ضعیف خیالات وہ کرتے ہین جو موت جان کے ساتھ
کرتی ہے۔ اس ضعیف الاعتقادی نے ہندوستان کو
کہین کا نہ رکھا چھینکئے تو کوئی کام نہ کرین بلی راستہ کاٹ جائے
تو گھنٹون کھڑے رہین دو گدھے سڑک کے ادھر اُدھر
ہون تو بیچ سے جانا گناہ ہے۔ اب یہ شگوفہ چھوڑا کہ مرزا
ہمایون فر بہادر جنکے قتل کی خبر ابھی کل ہی مشتہر ہو چکی
ہی جیتے جاگتے ہین یہ شہزادہ ایسا ہوشیار اور فہمیدہ اور
لائق اور خلیق تھا کہ اسکے قتل اور وفات کا سارے عالم نے
رنج کیا دور دور تک لوگونکو کمال افسوس ہوا کہ ایسا خوبصورت
اور نیک سیرت اور وضعدار شہزادہ اس بیرحمی سے قتل
کیا جاسے اسکی جوانی اور شہزادی بیگم کی بیرانہ سالی پر
افسوس آتا تھا اگر مرزا ہمایون فر زندہ ہین تو ہمین خوشی
کا مقام ہی مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے یا تو قتل کی خبر غلط یا
زندہ ہونیکی خبر یا سچ۔

ہمین معلوم نہین کہ اُنکے قاتل نے پھانسی پائی تھی یا نہین
لیکن اگر اُسنے پھانسی پائی اور اب ہمایون فر زندہ ہوگئے
تو کبھی یہ خبر ہمارے نزدیک اس قابل نہین کہ کوئی
عقلمند آدمی اسپر لحاظ کرے بلکہ ہمارے نزدیک اُس سے
بڑھکر بیوقوف نہین جو اسکا ذرا بھی یقین لائے گورنمنٹ
پر فرض ہی کہ اس معاملہ مین باضابطہ تحقیقات کرے ممکن ہی
کہ کوئی شخص شہزادی بیگم کو بہکا کر ہمایون فر بن بیٹھا
ہو ممکن ہی کہ یہ شخص جو اپنے کو ہمایون فر مشہور کرتا ہے
شہزادہ کا ہمشکل ہے اب اسکو اچھا موقع ملا۔
شہزادی بیگم کی نصف جائداد کا مالک بن بیٹھا گورنمنٹ
کو اس امر مین یہ انتظام کرنا چاہیئے۔

ایک۔ جن لوگون سے مرزا ہمایون فر سے زیادہ رسم
تھا انکو بلا کر دریافت کرے کہ یہ وہی ہین یا کوئی اور۔ وہ
لوگ انکا امتحان لین تخلیے مین جو باتین ہوتی تھین
وہ دریافت کرین اگر ہمایون فر ہین تو بےشبہ سب
باتین بتا دینگے اور امتحان مین پورے اُترینگے اگر ہمایون فر
نہین ہین تو آئین بائین شائین بکنے لگینگے۔

دوسرا۔ جن حکام سے ملاقات تھی وہ بطور خود کل امور
کو جانچین شہزادے سے ملین اور دیکھین کہ جسطرح
ہمایون فر ملتے تھے اسیطرح ملتے ہین یا نہین۔

تیسرا۔ قبر فوراً کھدوائی جائے اور دیکھا جائے کہ ہمایون فر
ہی کی لاش ہی یا کسی اور کی اس سے بڑا بھید کھلیگا۔

انگریزی اخبارون نے بھی ایسی ہی راے ظاہر کی۔
حاکم ضلع نے انسپکٹر پولیس اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ

پولیس کو بلایا اور تخلیے مین اُنسے یون گفتگو کی۔

کلکٹر۔ مرزا ہمایون فر از سر نو زندہ ہو گئے یہ کیا بات ہے

کپتان۔ خدا جانے یہ کیا ماجرا ہے اور سارا شہر کہتا ہے

اودہی ہین مینے انکو کبھی دیکھا نہین۔ مین ابھی مقرر ہو کے آیا ہون۔

کلکٹر۔ ہمین سخت تعجب ہے کہ یہ لوگ یقین کیونکر کر لیتے ہین

کپتان۔ حضور یقین تو ہم کو بھی ہے اور کیونکر نہو۔

کلکٹر۔ ایک اخبار نے راے دی ہے کہ قبر کھودی جائے اور ایسا ضرور ہو گا۔ ہم کل تک حکم دینگے۔ کہ قبر کھود یجاے

انسپکٹر۔ ہان کچھ تو حال ضرور ہی معلوم ہو جائیگا۔ اچھی بات ہے

کلکٹر۔ دنیا بھر کہے مگر ہم باور نہ کرینگے اور کیونکر باور کر لین۔

انسپکٹر۔ آپ خود شہزادی بیگم تک چلے چلین تو سبحان اللہ اُنسے بہت سی باتین کرنی ہین اور ہمایون فر بھی ملتے

صاحب کلکٹر نے کہا ہم بلا اطلاع دئے ہوے چلتے ہین تاکہ دفعۃً انکے مکان پر پہونچ جائین اور فوراً شہزادے کو بلائین۔ الغرض حکام اور انسپکٹر گھوڑون پر سوار ہوے اور دن سے شہزادی بیگم کے مکان پر موجود۔ پہرہ دارون حکام کی صورت دیکھکر نوکر چاکر آدمی گھبرائے کہ خیر باشد اور سب بڑھکر خیال یہ ہوا کہ کوتوال صاحب کیون ساتھ ہین۔

مرزا ہمایون فر کے بھائی نے سب سے ہاتھ ملایا عزت کے ساتھ بٹھایا اور باتین کرنے لگے۔

صاحب۔ شہزادہ صاحب زندہ ہو گیا۔ آپکو مبارک ہو

بھائی۔ تسلیم۔ مین آپ کی ہمدردی کا کمال شکر گزار ہون

صاحب۔ کہان ہے شہزادہ صاحب۔ آپ ہمارا اطلاع دیجئے

بھائی۔ وہ تو محلسرا مین ہین مگر مین خود اطلاع کر دونگا آپ تشریف رکھیے مین حاضر ہوتا ہون۔

زنانے مین خبر ہوئی تو شہزادی بیگم نے کہا ہم بلا حکم کے انکو اب باہر نہین بھیج سکتے پہلے شاہ صاحب سے اجازت لاؤ پھر انکو لیجاؤ۔ اسمین صاحب ہون یا کوئی ہون سپہر آرا کو جو خبر ہوئی تو شہزادے کا دامن پکڑ کے بیٹھ گئی کہا بھلا تم جاؤ تو۔ چاہے ادھر کی دنیا اودھر ہو جائے ہم نہ اُٹھنے دینگے تم باہر جانے کا نام زبان پر لاتے ہو ہمین وہم ہوتا ہے از براے خدا کچھ دن تو کہا مانو شہزادہ بوسہ لیکر بولا بدل وجان اسوقت کیا معنی جسوقت کہو جاؤن کہو نجاؤن ایک ادنی سی بات کے لیے اسقدر اصرار کرتی ہو دل وجان سے فرمانبردار ہون خدا کرے ہم دونون عیش وعشرت کے ساتھ زندگی بسر کرین۔

اب سنیے کہ شاہ صاحب رنگ لائے اُنسے جو دریافت کیا گیا کہ مرزا ہمایون فر کی ملاقات کو صاحب کلکٹر آئے ہین جائین یا نہ جائین ملین یا نہ ملین تو صاف انکار ہرگز نہ ملین محلسرا سے باہر آئے اور مین چل دیا۔ بذریعہ تحریر ملاقات ہو صاحب کلکٹر سے کہا گیا تو اُنھون نے گردن ہلائی۔ کہا اچھا ہم کچھ لکھ دے آپ شاہزادے کو دین اور اسکا جواب لادین۔ شہزادی بیگم نے کہا ہان اسمین عذر نہین ہے مرزا ہمایون فر نے خط پڑھا اور اسکا جواب لکھا۔

My Dear Sir
Yes I am Prince Homa-
yun for Bahadur -
Idont Knowe whethe

I was dead or alive, but I have come to know one thing that there are certain secret forces in nature bey and the good of the Europeons your sincerely Mirza Homayun far

صاحب کلکٹر نے پڑھا تو مسکرائے اور کپتان صاحب بھی ہنسے کلکٹر صاحب نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور ہمایون فر کی تحریر کا اس سے مقابلہ کیا تو یکسان ـ جب صاحب ممدوح بنگلے سے آئے تھے تو مرزا ہمایون فر کا ایک خط ساتھ لائے تھے دونون کو ملایا تو بالکل ایک اور لطف یہ کہ اس خط مین (beyond) لفظ تھا اور اس خط مین بھی ـ اور دونون مین (a) ملا ـ

کلکٹر ـ اب ہم کو شک نہین باقی ہے ـ بیشک وہی ہین ـ

کپتان ـ ہان خط تو بالکل ایک ہے اور beyond اسمین بھی (a) سے اسمین (a) سے ہے مگر ملاقات سے کیون انکار کیا ـ

انسپکٹر ـ شاہ صاحب کا حکم نہین ہے وہ فقیر جسنے دعا دی تھی

کلکٹر ـ اسکا حکم مانتے ہین اور ہمارا حکم کوئی نہین مانتا ـ

کپتان ـ (مسکرا کر) اچھا کیئے دور سے دیکھ سکتے ہین یا یہ بھی نہین ـ

شاہ صاحب سے دریافت کیا گیا فرمایا سایہ تک نہیں دیکھ سکتے اسپر دونون حاکمون کو غصہ آیا مگر خاموش ہو رہے کچھ کہنے کا موقع تو تھا ہی نہین شاہ صاحب کو دل ہی دل مین برا بھلا کہا صاحب کلکٹر ہمایون فر کے بھائی کو علیحدہ لے گئے ـ پوچھا آپکو خوب معلوم ہے کہ یہ ہمایون فر ہی ہین

کلکٹر صاحب نے مرزا ہمایون فر کے بھائی سے ایک گھنٹے کامل تخلیے مین باتین کین اور خوب سمجھایا کہ آپ پھر جا کر غور و تعمق سے دیکھیے کہ وہی ہمایون فر ہین یا کوئی اور وہ لڑکا ہنسا اور ہنسکر بولا آپکو یقین ہی نہین آتا مین پردہ کرائے دیتا ہون ـ آپ خود چل کر گفتگو کر لیجیے ـ دونون حکام اسپر راضی ہوے لڑکے نے جا کر شہزادی بیگم سے کہا اما جان پردہ ہو جاے تو وہ آکے دیکھ لین ـ

شہزادی بیگم ـ تا پہلے شاہ صاحب سے دریافت کر لو بیٹا ـ

لڑکا ـ اسمین کیا حرج ہے اما جان ـ یہ تو کوئی قباحت کی بات نہین ہے پھر گھڑی گھڑی شاہ صاحب کو کیون دق کرین آیندہ جو آپ کی راے ہو ـ

شہزادی بیگم ـ مہری ـ جا کے دریافت کر لو ـ ہماری طرف سے آداب عرض کرو ـ اور کہو پوچھتی ہین کہ صاحب لوگ اوپر جا کے دیکھ لین صرف یہی غرض ہے ـ

مہری ـ (تھوڑی دیر کے بعد) حضور فرمایا کہ شہزادے شہ نشین مین رہین چو طرفہ سے بند ہو ـ باتین کرنے مین ہرج نہین مگر چار آنکھین نہونے پائین ـ

شہزادی بیگم ـ جاؤ کہہ دو ـ ہم اوپر بند و بست کیے دیتے ہین مرزا ہمایون فر سے جب شہزادی بیگم نے یہ سب بیان کیا تو کھلکھلا کر ہنس پڑے یہ کہکر شہزادی بیگم چلی گئین اور ادھر سپہر آرا نے ہزارون قسمین دین کہ واسطے خدا کے تم تلے نہ جانا مین تمھاری صورت انکو نہ دیکھنے دونگی ـ

اتنے مین دونون حکام مع انسپکٹر صاحب کے آئے دو نواب زادے ہمایون فر کے اعزہ ہمراہ تھے

کلکٹر- ول پرنس ہمایون فر یہ سب کیا بات ہے۔
شہزادہ- خدا کے کارخانے مین ان باتون سے کسیکو دخل نہین اور جو دخل دے وہ کافر ہے ہی خوب سمجھا ہے۔
کلکٹر- آپ وہی ہمایون فر ہین- یا کوئی اور شخص۔
شہزادہ- (مسکراکر) کیا خوب- ابتک شک ہے- وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہ تھی مجبوری ہے۔
کلکٹر- ہم نے آپکو کچھ دیا تھا آپ نے پایا یا نہین۔
شاہزادے نے کہا- مجھے یاد نہین- کلکٹر صاحب نے کئی سوال کئے اور باہر آنکر کپتان صاحب سے کہا کہ یہ شخص ہرگز ہمایون فر نہین ہے ابھی حکم ہو کہ قبر کھودی جائے شہر بھر مین ہلڑ ہو گیا کہ شہزادے کی قبر کھودی جائیگی- صاحب کلکٹر نے جو ایسی باتین کین تو شک ہوا کہ ہمایون فر نہین ہین شہزادی بیگم اور بڑی بیگم اور حسن آرا نے یہ خبر سنی تو دھک سے رہ گئین اُستانی جی کو اس خبر کے سنتے ہی غش آ گیا۔

عروس ثروتی

اسکندریہ مین آزاد پاشا کئی روز تک فروکش رہے وجہ یہ کہ ہیضے کے سبب سے جہازون کی آمدورفت بند ہو گئی تھی قطعی حکم تھا- کہ اسکندریہ سے بجز تاجرون کے کسیکا جہاز نہ جانے پائے اور وہ بھی اسی حالت مین جب اکثر سارٹیفکیٹ دے کہ ہم جہاز کے جانے سے چندان نقصان متصور نہین ہو عدن سے بھی آمدورفت بند تھی اسکندریہ اور عدن دونون مقامات پر ہیضے کی بڑی شکایت تھی آزاد پاشا بیچارے سے مجبور ہو کر یہان پر قیام کیا مگر سوچے کہ بغیر دلبستگی کے اس ملک بیگانہ مین دل نہ بہلیگا- اور دلبستگی کے لیے خوجی کافی تھے مس میڈا اور مس کلیریسا نے آزاد سے کہا کہ انکو کسیطرح بنانا چاہیے
آزاد- اجی خواجہ صاحب اب تو یہانسے رہائی کچھ دنون تو مشکل ہے۔
خوجی- فکر بیچو فکر بیچو کہ بیچ کے چلے آئے تا فکری نہ کرو
آزاد- مگر یار تم نے وہان نام نہ کیا- افسوس کی بات ہے
خوجی- بجا درست- ہونہہ! کہنے لگے تم نے نام نہین کیا- ہم نے نہین تو کیا تمنے نام کیا- حلوا خوردن را روئے باید- یہ منہ کھائے جو لائی۔

	ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجاست نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند	

آزاد- سر منڈاتے ہی کہین اولے نہ پڑنے لگین۔
خوجی- مگر غدر کی ہر بار کیون لیتے ہین آپ نے کیا کیا آخر- کچھ معلوم تو ہو کون گڑھ فتح کیا- کون لڑائی لڑے- ہان یہ کیا کہ مس کلیریسا کو چومتے ہوے چلے گئے آپ تو مس کلیریسا اور مس میڈا اور پولینڈ کی شہزادی اور یہ اللہ وہ اور ان اور انپر عاشق ہوے اور یہان بندہ نواز معرکے لڑے۔

	منم آن پیل دمان و منم آن شیر یلہ نام بہرام مرا و پدرم بو جبلہ	

اصل افغانی ہون بابا- پھر مجھ سے لڑکے کوئی کیا کرے گا۔
آزاد- آپ نہین تو از عفران پر عاشق ہوے تھے۔
میڈا- خواجہ بدلیا- اپنے ملک کے کچھ حالات تو ہم سے بیان کرو- وہان کے رؤسا کیسے ہین انکا کیا حال ہے

خوجی - روسا تباہ - امرا خراب - پریشان حال ان بزم - وہان کے شوق دنیا سے نرالے ہین - جنگ بازی کا شوق - طرح طرح کے پتنگ بنے - گول - دوپنا ماہی جال - مانگدار - بھیڑیا - طوقیہ - خربوزیہ - لنگوٹیہ - چیپ - بگل - کنکیا - سفید - للیتا - کلیتا - دس دس اشرفی پیچ لڑایا - میدان پر میدان ہوگئے - یون ہفتہ وار میدان تو اکثر مقامات پر ہوتے ہین مگر بارہون ماس میدان کسی نے کم سُنا ہوگا اور فی پیچ ایک ایک اشرفی پتنگ باز اپنے فن کے کامل بلکہ اکمل - کوئی ڈھیل لڑانے کا استاد ہے کوئی گھسیٹ ایسی لڑاتا ہو کہ آجتک کسی نے نہ لڑائی ہو میان ولایتی کے جھنڈے گڑے ہوے ادھر پیچ پڑا ادھر غوطہ دیتے ہی کہا وہ کاٹا - لوٹنے والونکی چاندی تھی ایک ایک دن مین دس دس سیر لوٹی -

آزاد - کیون صاحب یہ بڑی خوبی کی بات ہے -

خوجی - بے بت - تم کیا جانو - تم تو کتاب کے کیڑے ہو تمکو ان باتون سے کیا واسطہ سچ کہنا کبھی پتنگ لڑایا بھی ہو

آزاد - ہمنے پتنگ کی اتنی قسمین ہی نہین سنی تھین -

خوجی - واہ جانگلو ہونہ بھولا پیٹیا جانتے ہو کسے کہتے ہین -

آزاد - ہان مثلاً تم پتنگ اُڑا رہے ہو ہم ڈور توڑ لین اسی کا نام پیٹیا ہے - ہے کہ نہین - ہم تو جانتے ہین اسکو پیٹیا کہتے ہین کیون صاحب -

خوجی - واہ شاباش - اور جھکل کسے کہتے ہین -

میڈا - ہان ہان تم اپنا کام کرو - اور وہانکے دولتمند کیا کرتے ہین کوئی اچھا کام بھی کرتے ہین یا نہین -

خوجی - ہان افیم اور چانڈو کثرت سے پیتے ہین - ع

کھو دیا حسن مدک نے ستم ایجادون کا
اُڑ گیا رنگ دھوان بن گئے پریزادونکا

آزاد - اور کبوتر بازی کا حال تو بیان کرو -

کلیرسا - مین سوچتی ہون کہ ہندوستان چل کے وہانکی مخدرات اور شریف زادیون سے رسم بڑھاؤن اور انکو پڑھاؤن

آزاد - تم چل کے اُردو فارسی سیکھ لو اور پھر انکو پڑھاؤ

کلیرسا - ہم نے سنا ہے کہ ہندوستان کی عورتین بالکل جاہل ہوتی ہین اور شہزادیان تک تعلیم نہین پاتی ہین بڑے شرم کی بات ہے

آزاد - مگر مس حسن آرا کو دیکھو گی تو خوش ہو جاؤ گی -

کلیرسا - ہم تو بیشک خوش ہونگے مگر خدا جانے وہ ہم کو دیکھکر خوش ہوتی ہین یا نہین اسکا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے

میڈا - نہین امید نہین کہ تم دونون کو دیکھکر حسن آرا خوش ہون وہ چاہتی ہونگی کہ آزاد کی بغل مین بجز اسکے اور کوئی نہو - جب ہم تمکو دیکھینگی تو انکو ملال رنج ہوگا -

کلیرسا - (تنک کر) کیا ذرا ہی ہوش کی باتین کرنا -

میڈا - یہ کیون یہ کیون - اسقدر تنکتی کیون ہو -

کلیرسا - بغل مین آزاد کے تم ہو گی اور کسی پر کیون تہمت تراشتی ہو اسے ہان کہنے لگین جب ہم تمکو بغل مین دیکھین گی ہم سے واسطہ -

میڈا - اخاہ حسن آرا تو حسن آرا مین دیکھتی ہون تم کو ابھی رقابت کی سوجھی - اچھا تو ہے چوگڈم ہو جائے -

کلیرسا - معاف کیجیے مین تمہاری طرح بھسا نہین پڑتی ہون

میڈا - چہ خوش - جب انھون نے کر دڑون بار سر ٹیک کی تب مین نے قبول کی سو وہ بھی جب سُن چکی کہ میدان

جنگ مین انھون نے نام کیا تھا ورنہ اُنمین ہے کیا نہ حسین نہ جوان نہ طاقت اور نہ تربیت یافتہ -

خوجی - اور ہم - ہکو کیا سمجھتی ہو آخر -

میڈا - تم بڑے حسین جوان ہو - اور تو اور گران ڈیل ماشاء اللہ

آزاد - ہم بھی کسی زمانے مین خواجہ صاحب ہی کے سے گران ڈیل اور شہ زور سے تھے مگر اب وہ بات کہان اب تو مرے ہوے بوڑھے آدمی ہین ۔ ؎

مرا چنین چہرہ گلفام بود
بلورسینم از شوخی اندام بود

خوجی (گندے تول کے) اجی ابھی کیا ہے ابھی شباب کے عالم مین ہماری کیفیت دیکھیے گا - جب عین جوانی کا عالم ہوگا -

آزاد - کیون صاحب قبر مین عین جوانی کا عالم ہوگا نہ -

خوجی - اجی کیا بکتے ہو - ابھی ہمین شادی کرنی ہے بھائی

میڈا - تم مس کلیرسا کے ساتھ شادی کر لو -

کلیرسا - آپ ہی کو مبارک رہین -

میڈا - تمھارا تو آزاد پاشا پر دانت ہے مین سمجھ گئی -

خوجی - یہ تو نہین جانتے ہین قسم کھاکے کہتے ہین کہ اگر ہمارے ساتھ دوسرا خوبصورت جوان کوئی ہو تو ٹانگ کی راہ نکل جائین ۔ ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد
رویت ہمہ سال لالہ گون باد

یہ شعر ہمارے ہی لیے کہا گیا تھا ۔ ہم ایسے ہی ہین -

آزاد - ابلا سکندریہ مین آپکی شادی ہو تو خوب بات ہے ورنہ ہم تو دو دو لیجائین اور آپ اکیلے جائین اس سے لوگونکو شک ہوگا کہ آزاد بالکل پھٹکار رزدے ہین وہان کسی نے نہین پوچھا -

خوجی - اہاہاہا - واللہ یہ تو تم نے ایک ہی سنائی بیشک صحیح ہے ۔ درین چہ شک ۔ اب ہمین شادی کیضرورت واقع ہوئی ہے -

آزاد - مگر کوئی خوبصورت جسپر سب کی نظر پڑے -

خوجی - (آنکھین نیلی نیلی کرکے) اسکے کیا معنے حضرت

آزاد - مطلب یہ کہ انتہا سے زیادہ حسین و مہ جبین ہو پری بھی اسکے مقابلہ مین شرماے حور بھی دیکھے تو تعجب کرے -

خوجی - اور ہمین حضور کو بھی گھورا گھاری کا موقع ملے درست ہے خداوندا - چہ خوش چرانما شد - کیا مجال خواجہ صاحب سمجھے کہ آزاد نے یہ کلمہ بدی کی راہ سے کہا بگڑ کر بولے - باباے من بدریع من را خوب خوب معلوم شد کہ من از شما التفات دارم والا شما از من چہ شود سکہ گفتہ است ۔ ؎

ہر کہ بعد از عاشق بر مزارش گل برد
فتوی از من در بتان زور آفتاب لبس

من فہیدہ ام کہ اگر زوجہ من بدریع خوبروے چہ خوش بودے مگر شما زوجہ من براے خود خوبرو خواستی کہ گفتہ است ؎

نادان منم من روش کار رندانہ | بر ہر کہ کند رحم سر از یار ندانند
بی خنجر دو فتنہ نبود معتقد رحم | دلہائی عزیزان طلبم انکار ندانند
دانم کہ بد گشت و ندانم کہ غم من | خود کمتر از آنست کہ بسیار ندانند
بیگانہ بران رند حرامست کہ غالب | در بیخودی اندازہ گفتار ندانند

آزاد - کیون صاحب ہم سے اسقدر بدظن ہین -

خوجی - اجی حضرت جورو کے معاملے مین بندہ کسی سے یارانہ نہین رکھتا - ایسے یار جیے کوئی اور ہوتے ہونگے جی قبلہ ایسے یاران کہین اور ڈھونڈھیے - ؎

اگر فہم ہے تو چشم دل سے کر تو نظر
زبان کا مرتبہ سعدی سے لیکے تا بہ حزین

آزاد - حزین کون تھے یار خوب ہے - واہ رے غضب -

خوجی - خدا کی مار اس بدبخت پر جو ہماری شان مین ایسا لفظ استعمال کرے اُس سے خدا ہی سمجھے اور مین کچھ نہین کہہ سکتا -

بُبیڈا - کیا ہے خواجہ بدیع کیا ہوا - کیون بگڑ گئے -

خوجی - ہان دیکھو تم بھی مانس اور شریف زادی ہو نہ ہمنے صاف صاف کہدیا کہ خواجہ بدیع اور یہ کم بخت تو خوجی کہتا ہے - ہمکو کیا تم نے خوجی کہا خدا کی عنایت سے تمہارے سامنے ہی اُس پری پیکر نے خواجہ بدیع کہا جی حضور دل لگی نہین ہے - ؎

گمرہی خود منزل مقصود کی ہے رہنما
خضر ملجاتے ہین جنکو راستہ ملتا نہین

خواجہ صاحب نے مس کلیرسا سے پوشیدہ طور پر کہا واسطے خدا کے ہمارے لیے کوئی ایسی بیوی ڈھونڈھو جو جان ہندوستان ہو جسپر ساری خدائی کے شہزادے اور وضعدار لوگ جان دیتے ہون آزاد کا کھٹکا ہین بھی ہے اور نہین بھی ہے - وجہ یہ کہ رخنہ اندازی سے باز نہ آئینگے یہ ہم خوب سمجھے ہوے ہین اس شخص کی عادت مین داخل ہے کہ جو عورت ہمپر عاشق ہوگی اسکو بہکا دیگا اس سے تو ہمکو کسی قدر کھٹکا ہے اور یہ جو ہم نے کہا کہ ہمکو کھٹکا نہین ہے یہ اس سبب سے کہ جسوقت خواجہ صاحب یعنے اینجانب کے جمال انور کو بی صاحب دیکھین گی بس پھر آزاد کیا معنی آزاد کے باپ سے بھی کچھ نہو سکیگا مجھے دیکھکر اسوقت مارے حسد کے جل بھن کے خاک ہوگئے اور یہ شعر پڑھنے لگے - ؎

مرا ہمچنین چہرہ گلفام بود
بلورینم از شوخی اندام بود

کلیرسا - آزاد تمہاری سی جوانی کہانسے لائین ہی کہتے ہین

خوجی - بس بس - خدا تم کو سلامت رکھے اور خدا کرے تم کو میرا سا شوہر ملے - اس سے زیادہ اور کیا دعا دون -

کلیرسا - کچھ سر تو نہین پھر گیا ہے اور سینے گا -

خوجی - ہاے غضب ابھی سے عورتین ہمکو بُرا سمجھنے لگین - مگر ایک ہی انوکھی عورت ہین جنھون نے یہ کلمہ کہا ورنہ جو دیکھتی تھی عش عش کرتی تھی ہاے جوانی اور حسن بھی کیا شے ہے مگر یہ سبب کیا کہ تم ہمکو دیکھکر نہ رہین -

کلیرسا - اپنے اوپر سے تجھ ایسو کو صدقے کر دون -

خوجی - اچھا ایک درخواست ہے جان بخشی ہو تو کہون -

راوی - اس جان بخشی پر ایکبار جوتے کھا چکے تھے مگر اتنک ٹرائے جاتے ہین اور پھر جان بخشی کا لفظ زبان پر لائے -

کلیرسا - کہو مگر اینڈی بینڈی بات زبان سے نکالی تو تم جانو گے - جو منھ پر آیا بک دیا - واہ واہ -

خوجی - نہین ایک بات - کہون یا نہ کہون -

کلیرسا - کہو کہو - کس قسم کی بات ہے ہم بھی تو سنین -

خوجی - کچھ شادی بیاہ کا ذکر ہے -

کلیرسا۔ کہین شائستین تو نہین آئین ہین اور سنئے یہ
اور شادی۔
خوجی ۔ کیون کیا ہوا۔ آخر ہم مین کون بات نہین ہے کچھ
معلوم ہو۔ اندھا ہون۔ کانا ہون۔ لولا ہون۔ لنگڑا ہون
بد قطع ہون وہ کونسی بات ہے جو اینجانب مین نہین
اگر تر سے کون سکے۔
کلیرسا۔ حلوا خوردن را روئے باید۔ چلے ہین ہمارے
ساتھ شادی کرنے۔
خوجی۔ آخر عورت مرد کی شادی باہم ہوتی ہے۔ مرد مرد
یا عورت عورت کی ہوتی نہین۔
کلیرسا۔ خدا کی شان۔ ارے کچھ خبط ہے۔
خوجی۔ خبط! بجا۔ اب خبط کا حال سون میمون
ہندیون سلمانیون۔ مصریون۔ ترکون۔ عدن کی عورتون
بمبئی کی مستورات ان سب سے جاکے پوچھ لو حال معلوم ہو
کیا دل لگی ہے ہونھ! انکو دنیا بھر کی عورتون سے بڑھکر
حسین شوہر کا خیال ہو تو جب خواجہ بدیع کہ تم ہی کو
بیاہا ہون۔
کلیرسا۔ کچھ سڑی ہوا ہے۔ خبلی سا معلوم ہوتا ہے۔
اتنے مین آزاد نے پوچھا کیا باتین ہو رہی ہین۔ آج
مس کلیرسا اور میان بدیعا صاحب بہت کھل کھل کے
باتین کر رہے ہین خدا خیر کرے۔ مس کلیرسا تم انکے
پھیر مین نہ آنا یہ بڑے چالاک دی ہین یہ باتون باتون
ہی مین عاشق کر لیتے ہین یہ انکی شیرین بیانی کا اثر ہے ؎

اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان مین ہے
کسیکی آنکھ مین جادو تری زبان مین ہے

عجیب جادو بیان آدمی ہے۔ خوجی بولے خیر اب تو
تنے اُنسے کہہ ہی دیا یہ واقف ہوگئین ورنہ آج ہی شادی ہوتی
اور ہین کرتے اب آج نہین کل سہی کل نہین پرسون سہی
بے شادی کیے جاؤنگا نہین درین چہ شک۔
کلیرسا۔ تو اپنے کو اس قابل سمجھتے ہو شان خدا۔
خوجی۔ اس اُس قابل کے بھروسے نہ رہنا مین عجیب
جادو بیان آدمی ہون۔ اجی حضرت کسیکی آنکھ مین سحر
ہے ہماری زبان مین سحر ہے آزاد نے تو بیان کیا ہی
ہے یہ بے سمجھے بوجھے ایسا بیان نہ کرتے۔
خواجہ صاحب سحر بیان جادو زبان نے فرمایا کہ مس
کلیرسا کو ہم اپنے عقد نکاح مین لائین اور مس میڈا
آپ کی ہو سکے رہین۔
آزاد۔ سنا۔ مس میڈا کا نام زبان پر نہ لانا۔
کلیرسا۔ اللہ اللہ۔ آپ کی میڈا ایسی پری بن کے
آئی ہین۔
خوجی۔ اجی تم گھبراؤ نہین مجھے بھی تمغہ ملیگا یہ بڑی جنگ
مین نام برآوردہ ہین بندہ بحری مین نام کرے گا۔
آزاد۔ تو اپنے وقت کے ہم اور آپ سکندر رہین۔
خوجی۔ سکندر۔ سکندر۔ سکندر۔ کو ہم کیا سمجھتے ہین؟

آنچہ در ظلمت سکندر آرزو کرد و نیافت
در سواد خط آن توقیع عنبر یافتم

آزاد۔ بوا زعفران کی سی عورت ہو۔ تو ضرور بیاہ کرلو
خوجی حضرت مس کلیرسا نے اگر منظوری نہ ظاہر کی تو پھر
ہم کوئی اور ڈھونڈھ لینگے۔ مگر یہ انکی غلطی
ہے عجب نہین کہ صبح و شام راہ راست پر

آ جائین۔ خیر خدا حافظ و ناصر ہے۔ اگر خواستہ خدا ہے تو کوئی پریوش حور پیکر بغل مین ہو گی۔ ؎

اگر دیدی رُخِ آن حور پیکر
خلیل بت شکن میگشت آذر

ہمنے ٹھان لی ہے کہ انوکھی بیوی کے ساتھ شادی کرینگے جس عورت مین کوئی نئی بات ہو اسکو بیوی بناوٴن تو سبحان اللہ۔ ورنہ بیکار فضول ہو ایسی ہو جسکی صورت دیکھنے سے بھوک پیاس بند ہو جائے۔

آزاد پاشا اور کلیرسا اور میڈا ہوا کھانے گئے مگر خواجہ صاحب بیوی کی تلاش مین علٰحدہ تشریف لے گئے راہ مین اتفاق سے آزاد کو اُنکے جان پہچان ملے آزاد نے گاڑی روک کر کہا۔ تم یہان کہان۔ کہا حضور حج کو گیا تھا۔ وہان سے ایک قدردان یہان لے آیا آزاد نے کہا خوجی بھی یہین ہین تمھارے دوست اسقدر سنا تھا کہ وہ بہت ہنسا اور آزاد سے اور اس سے بڑی دیر تک سرگوشی ہو کر ایک بات ہوئی آزاد نے مس میڈا اور کلیرسا کو بھی اطلاع دی۔ جب خواجہ صاحب آئے تو اُنسے بیان کیا گیا کہ ایک نہایت خوبصورت عورت تمپر جان دیتی ہو ابھی دوشیزہ اور پانزدہ سالہ ہے اور کل ہی شادی ہو گی انھون نے فوراً منظور کر لیا اور دوسرے روز یہ دل لگی ہوئی۔ کہ ظریفون کے استاد میان آزاد نے مس کلیرسا اور مس میڈا کو گاڑی پر بٹھایا اور کوچ بکس پر خواجہ بدیع الزمان صاحب جلوہ افگن ہوے راہ مین خواجہ صاحب نے کئی آدمیون کو بگھی پر جھلا کر آواز لگائی اوجانیالا۔ ہائیٹ ہائیٹ۔ آئی یو فول ہٹ جاوٴ

اپنے کو بھی اُلّو کی دم فاختہ بنا لیا غلبۂ ذکاوت اسے کہتے ہین۔ ایک مقام پر ایک بہرا گاڑی کے سامنے آ گیا۔ یہ غل مچایا ہی گئے اور گاڑی کلے پر پہونچ گئی حضرت بہت ہی بگڑے۔ بھلا بے کیدی بھلا بچا ہی جا کے چھوڑونگا۔ جب اور کچھ بس نہ چلا تو آج جان دینے آیا آزاد نے پوچھا کیا ہے خواجہ صاحب خیر تو ہے۔ کہا اجی حضرت آج میان بہروپئے نیا جیس بدلکر آئے ہم گلا پھاڑ پھاڑ کر غل مچا رہے ہین وہ مردک سنتا ہی نہین جب ہمنے سمجھے کہ ہو نہو بہروپیا ہی ہو۔ گاڑی کے سامنے آگے آڑ جانے سے کیا مطلب۔ ہم سے سنئے آپ نہ سمجھے! بندہ ایک کائیان جیتو ن سے تاڑ گیا کہ آج پہیے کے نیچے کچلنے آیا ہے ادھر ادھر لپٹ جاتا گھوڑے زور مین تو جا ہی چکے تھے پہیا پاوٴن کے پرپچے اُڑا دیتا۔ اب پوچھیے فائدہ وہ ہمسے سنئے۔ فائدہ یہ کہ ٹانگ یا پاوٴن تو مانگے گا نہین ہے دو چار دن یا دس پانچ روز یا تین چار ہفتے مین پاوٴن اچھا ہو جاتا اور یہ لوٹ پوٹ کے چنگا مگر ہماری گاڑی پکڑ جاتی۔ جی اب پوچھو کہ تم کو کیا فکر ہے ہم لوگ بھی تو سوار ہین اسکا جواب ہم سے سنئے سین تو چھوکریان بچکے چھوٹ جاتین تم اور ہم۔ اچھا جنکی نظر پڑتی ہین پڑ پڑتی تمکو لوگ خدمتگار سمجھتے۔ ہم رئیس کے دھوکے مین دھر لیے جاتے اور بے بھاوٴ کی پڑتین حضور تو اچھے رہتے ہمارے ماتھے جاتی اللہ نے بچایا مگر ہین بھی اتنی قردیلان بھونکتا کہ کبھی کبھی تو یہ لوگ بھی یاد کرتے۔ جی۔ دل لگی ہو مگر۔ مصرعہ

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

اتنے مین اتفاق سے دس بارہ ڈبے سامنے سے آ گئے

مونہے دیکھتے ہی گلا پھاڑ کے چلاّنا شروع کیا۔ او گیدی
من بدیع اندرین وقت بالاے کوہ بخش ست آن نہ
نہ کہ تو من خواجہ بدیعارا از شترہاے خود بزیر انداز
بیا داز من مقابلہ (مقابلہ) کن۔

جب دُنبے قریب آئے تو حضرت بدیع نے دُنبے والے کو اس قہر کی چتون سے دیکھا کہ گویا کھا ہی جائین گے اُسکی انکی چار آنکھین ہوئین تو خواجہ صاحب اکڑ گئے انکا نرالا کینڈا دیکھکر اُسکو ہنسی آئی۔ انہین تاب کہان کہ کوئی ہنسے اور یہ خاموش رہین آگ ہو گئے پہلے تو چین کو ڈانٹ بتائی۔ روک لے۔ روک لے بے۔ تو نہین روکے گا (بگڑ کر) ابے تو نہین روکے گا۔ کوئی ہے۔

آزاد۔ خداوندا اب کیا مصیبت پڑی حضور۔ خیر تو ہے

خوجی۔ بس اس نامعقول سے کہو کہ باگ روک لے مین اس گستاخ بے ادب کو سزاے مناسب دے آؤن تو بات کرون مردک میرا کینڈا دیکھکر ہنس دیا۔ کوئی مسخرہ مقرر کیا ہے۔ کانا ہون اندھا ہون آخر ہے کیا بات

آزاد۔ کون تھا۔ کون خداوند۔ نام تو سنون مین۔

خوجی۔ ابے اس چلتے کا نام کیا جانون کہئے انگریس کوئی نام بتا دون مجھے دیکھا تو ہنسے آپ۔ خون آنکھون مین اُتر آیا۔

آزاد۔ بھائی جان دیکھکر جی تو خوش ہوا ہو گا کہ کیا خوش رو جوان ہے۔

خوجی۔ ارے یار سچ کہا۔ لاحول ولاقوۃ بھی سچ کہے

آزاد۔ اب بتاؤ ہو گئے کہ نہین جو مین نہ سمجھاتا تو پھر۔

خوجی۔ پھر کیا۔ خون بے گناہ برگردن خواجہ بدیع الزمان۔

روے سخن صفاہی بناگوش گل گزید
بانگ قلم نشاط نواے ہزار یافت

آزاد۔ بعد مدت یہ شعر زبان پر آیا۔ یہ حضور ہی ہین شاید

خوجی۔ (مسکراکر) تسلیم۔ اور آپ کے سر مبارک کی قسم ابھی ابھی حسب حال موزون کیا ہے نہ کہئے گا۔ کیون قبلہ آداب

آزاد۔ حسب حال ہو نہین تو کچھ شک نہین مگر قسم اپنے سر ناپاک کی کھانا۔ معقول۔ ہمارا سرکہ و مقرر کیا ہے غالب کا یہ شعر ہے۔ ؎

در روزگار ما نتوانند شمار یافت
خود در روزگار انچہ درین روزگار یافت

یہ مطلع ہی ہاتھ تیرے جھوٹے کی ایسی تیسی۔ شرطے یا نہین

خوجی۔ تو توارد ہو گیا ہو گا۔ صائب اور غنی کے کلام مین کسقدر توارد تھا۔ پھر غالب کا اور ہمارا کلام ملا تو حیرت کیا ہے اور غنی کشمیری اور ملا غنیمت اور طغرا اور خسرو اور فیضی اور آرزو اور متاخرین غالب اور بدیع بھی تو ہندی فارسی دان شعر لکھتے ایک مشاعرے مین ہمنے یہ مطلع پڑھا تھا۔

بسکہ بر بیست نامزدہ تو سرتا پای من
نالہ میرو ید چو خار ہی از اعضای من

آزاد۔ جی بجا ہی۔ مطلع تو خیر۔ مگر مقطع آپنے خوب فرمایا ہے

حسن لفظ و معنیم غالب گواہ ناطق است
بر عیار کامل نقش من مو آباے من

خوجی۔ (دانت کے تلے انگلی دباکر) اُف اُف لاحول ولا۔

آزاد۔ کیون جناب یہ تو آپکے باپ غالب دہلوی کا مقطع ہے اور مطلع شاید آپ ہی کا ہو۔ بھلا اس سے فائدہ کیا اور جو وہین کہین ایسی ہی بے پر کی اڑائی تو ذلیل ہو گے

خوجی۔ کیا۔ مجال۔ اسطرح اکڑتا اینڈتا چلون کہ معلوم

آزاد۔ مگر وہان کہین علم بردار نہ بن جانا اتنا خیال رہے ورنہ مین

سب مین ذلیل و خوار ہونگا نجھے صاحب۔

خوجی۔ اجی ہان سمجھنے کو تو ہم سب سمجھتے ہین مگر استاد ایک بات نہ سمجھے پوچھو وہ کیا۔ پوچھو۔ وہ یہ کر آپ کیا بن کے چلتے ہین دوست۔ یا آقا۔ یا نوکر۔ یا مصاحب یا خانہ زاد۔

آزاد۔ بھئی مصاحب بنکے چلینگے گر سادہی درجے کے

خوجی۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ نوکر کے نوکر اور مالک کے مالک سب

نجھ نعرۂ غضب کی یہ صولت ہو گر نہین
فیصل ہون پر دبجو کے باشندگان تمام

آزاد۔ مکرتم وہان قرولی کو میان ہی مین رکھنا ایسا نہو قرولی بات بات پر نکلے تو ستم ہی ہو جاے۔ کہتے ہو نہ وعدہ ہا کیون خواجہ صاحب۔

خوجی۔ نعرے کے کیا ہجے ہین عین ہے یا الف اور آخر مین الف ہے یا عین الف ہوگا شاید رے الف نارا۔ اور بعض نون الف رے ہمزہ لکھتے ہین۔ مگر ملا جامی نے نون الف رے الف ہی باندھا ہے

آزاد۔ بجا۔ کیون جناب جامی کیون کہا جامی کے کیا معنے۔

خوجی۔ عجب کوڑھ مغز ہو۔ نانون۔ گانون۔ ٹھانون کے معنی بھی کہین ہوا کرتے ہین۔ تلہر باجان کی پیدائش بکاس ا ماجان کی تولدگاہ۔ امروہہ جہان کے برتن مشہور ہین۔ انتی پور جہان کے ہم چکلہ دار تھے۔ پیتے پور جہان والد مبرور کی نظامت تھی۔ سلون جہان ہم وگلے والی پلٹن کے کمیدان تھے ان سبکے نام تایئے ویسا ہی جامی بھی ہے

آزاد۔ یہ ہمکو معلوم ہی نتھا۔ تو جامی مہمل لفظ ہے۔

خوجی۔ ایک مہمل دوسرے بالکل مہمل یعنی مہمل حد بھر مہمل

آزاد۔ جی۔ اور خواجہ بدیعا۔ یا خواجہ بدیع الزمان بجاوہ

خوجی۔ اونہہ! ایک کلیہ بتادیا۔ یہ بھی مہمل در مہمل۔

اسپر آزاد کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

اتنے مین کوچبین نے گاڑی روک لی۔ خوجی گھبرا کر کوچ بکس سے اترے تو پایہ دان سے دامن اٹکا اور منھ کے بل گرے مگر چوٹ کم آئی جلدی سے جھاڑ پونچھ اٹھ کھڑے ہوے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے آزاد اور اُن دونون پری پیکرون کو بے اختیار ہنسی آئی۔ خوجی نے پہلے تو لبون پر انگشت شہادت رکھکر آہستہ سے کہا چپ چپ مگر جب اُن سبنے اور بھی زور زور سے ہنسنا شروع کیا تو خوجی سر پیٹنے لگا اور بہت ہی تیکھا ہوا۔

آزاد۔ دیکھو پھر وحشت کی لی۔ ادھر جو دلھن والے دیکھتے ہون تو کیسی ہو۔ گرد و رد پونچھو۔ ذرا آدمی بنو۔

لاحول ولا قوۃ۔

خوجی۔ ارے یار گرد ورد تو جھاڑ چکا مگر یہ تو بتاؤ کہ ہمکن دیکھ سکتے ہین بھئی واللہ یہ اُس بہروپیے کا کام تھا۔ میرے شتون کی آنکھون مین خاک جھونک کے ٹانگ پکڑ کے گھسیٹ لیا اچھا شادی ہو لے پھر بیوی کی صلاح سے مردود کو نیچا دکھاؤن گا۔ ؎

ہینکر زرہ و رخش پہ ہو سوار	جلون سوے میدان پے کارزار

آزاد اور وہ دونون پریان گاڑی سے اُترین خوجی کی سسرال کے دروازہ پر آئے۔ خواجہ صاحب گاڑی کے اندر بیٹھے رہے۔ جب اندر سے انکے بلانے کو آدمی بھیجا گیا تو انھون نے کہا ان سے کہدو ؎

ستم ز غم عشق تو ستم ستم | دل در طلب وصل تو بستم بستم
گویند مرا عاشق بدنام توئی | منکر نتوان بود کہ ہستم ہستم

اُسنے اندر جاکے کہدیا کہ وہ تو کوئی نئی زبان بولتے ہیں ہماری سمجھ میں نہیں آئی آزاد نے ایک پرچہ پر یہ عبارت لکھی اور اسی آدمی سے کہا کہ یہ کاغذ جاکے دکھادو۔

"خوجی تم واقعی بلم بردار ہو۔ شریف نہیں اور پاجی پن تو تمہارے بشرے سے ظاہر ہے۔ اے لعنتِ خدا مردک وہ غیرت خوردور از قصور اس محبت سے آدمی بھیجے اور تو نہ آئے اگر نہ آئے تو حضور کی چپت گاہ پر ایک بال نہ ہوگا اور خود دلھن آن کے تم کو لیجائینگی۔ آزاد"

خواجہ صاحب دو لفظوں پر آگ ہوگئے۔ ایک خوجی دوسرے پاجی۔ رقعہ چاک کرڈالا اور آدمی سے کہا۔

بے پردگی محشر رسوائی خویشم
در پردہ یک خلق تماشائی خویشم

آدمی پھر اپنا سا منھ لیکر واپس آیا۔ آزاد نے اندر سے ایک چھتی دبنگی۔ بھدی۔ موٹی تازی عورت بھیجی۔ اُسنے آؤ دیکھا نہ تاؤ گاڑی سے اُتارا اور گود میں اُٹھاکر اندر لیچلی۔ خوجی سمجھے تھے کہ دلھن یہی ہے۔ اکڑتے ہی تھے کہ اُسنے گود میں اُٹھالیا اور جھپ سے مکان کے اندر داخل ہوگئی۔ صحن میں خوجی کے بٹے پکڑ کر دے مارا اور اوپر سے دبانے لگی۔ آزاد کوٹھے پر سے کیفیت دیکھتے جاتے تھے کلیرسا سے ہنسی ضبط نہو سکی۔ اور مس میڈا کے پیٹ میں بل پڑ پڑ گئے۔ خوجی نے بآواز بلند کہا اماجان معاف کرو۔ ایسی شادی پر خدا کی مار۔ بندہ در گذرا واسطے خدا کے چھوڑ دے نیکبخت۔ شادی ہونا تو درکنار

بسم اللہ ہی غلط ہوگئی۔

اتنے میں آزاد نے پوچھا کیا ہے بھئی آزاد کی آواز سنکر عورت الگ ہٹ گئی اور خوجہ نے یوں جواب دیا۔

خوجی۔ کچھ نہیں میاں۔ اختلاط کی باتیں ہوتی ہیں کیوں!

آزاد۔ کچھ نہیں۔ اماجان کا لفظ کسی نے کہا تھا شاید

خوجی۔ واہ وا۔ یہاں اور ہندوستانی کون ہے سوائے آپ کے فرمایئے۔

آزاد۔ اور آپ۔ آپ کیا خراسانی ہیں یا بدخشانی۔

خوجی۔ بھائی جان (خاموش باش) ہزار بار کہہ دیا کہاں کابلی باپ ترکی۔ مسلمان ہوں۔ مگر ولایت زا۔ نہ کہ ہندی الاصل۔

آزاد۔ اچھا آکے دلھن کے پاس بیٹھو۔ وہ کب سے گردن جھکائے بیٹھی ہے بیچاری اور آپ شنوائی نہیں کرتے۔

خوجی۔ کیا دلھن۔ اور این شکوکیست من دانستم کہ ہمین زوجۂ آیندۂ من بدیعاست۔ اگرچہ دبیز اعضاست والا شبوہ شکرین و چہرۂ خوش و دیدار سنت جمالی خربوزہ است۔

آزاد۔ اجی یہ تو لونڈی ہے۔ اس سے کیا واسطہ صاحب یہاں آیئے۔

خوجی اوپر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک کونے میں دوشالہ اوڑھے ہوئے دلھن بیٹھی ہے مگر گردن زمین دوز ہے۔ قریب جاکر بیٹھے۔ کلیرسا اور میڈا ذرا فاصلے پر تھیں۔ خواجہ صاحب نے دون کی لینا شروع کی۔ مس کلیرسا صاحب ہمارے اباجان بارسے کے سادات تھے۔ رضوی اور زیدی

اور تنکو ہی مین سب سے بڑھے ہوے اور اماجان خاص امراے
کابل کی صاحبزادی تھین انکے ہاتھ پانون اگر آپ دیکھتین تو ڈر جاتین
راوی۔ تو عورت کیا چڑیل تھی ڈائن تھی۔
خوجی۔ اچھے اچھے پہلوان نام سننے سے کان پکڑتے
تھے یہ پنجے اور یہ چوڑی کلائی۔ اور سینہ شل سینہ شیر اور
کمر چیتے کی سی پتلی اور رنگ بالکل جیسے شلجم اور وہی پھیکا
اور آنکھیں خونخوار۔ ایک دفعہ رات کو گھر مین چور آیا اور
مین ڈرا بھائی۔ مگر واہ ری اما جان۔ اگر زندہ ہون تو
خدا بخشے اگر خدانخواستہ جان بحق تسلیم ہوئین تو بھی خیر۔
راوی۔ سبحان اللہ ان کا حال نہین معلوم کہ زندہ ہین
یا روانۂ باغ خلد خیر اور یہ بھی خوب فرمایا کہ اگر زندہ ہین تو
خدا بخشے بہت ہی خاصے۔ ہان صاحب چور آیا۔
خوجی۔ چور کی آہٹ پائی اور اسطرح لپکین کہ جیسے بلائے
بے درمان جاتی ہے اُس لعین کو جیبر غٹو کیا۔
آزاد کو یہ فقرہ سنکر اسقدر ہنسی آئی کہ فرش ہوگئے اور
خوجی نے بغور دیکھا کہ دلھن کو ہنسی ضبط کرتی تھی مگر بیتاب
تھی۔ سوچے کہ ہمسے کوئی بے ضابطگی عمل مین آئی ہے
مگر کچھ پروا نہین اما جان کی تعریف تو ہوئی۔ فرمایا کہ بس
ادھر انھون نے جیبر غٹو کیا اُدھر چور غین بول گیا۔
ہات تیرے کی مین نے پکار کے کہا اما جان جانے نہ پائے
مین بھی آن پہونچا اتنے مین ابا جان کی آنکھ کھلی پوچھا
کیا ہے مین نے کہا ہے کیا اما جان سے اور ایک چور سے
پکڑ ہو رہی ہے۔ سو چور کو انھون نے گرفتار کرلیا۔ اب مین
جاتا ہون کہ گرفتار کرون۔ تو ابا کس اطمینان سے کہتے ہین
دیکھے پڑے رہو سردی مین اُسنے اتنک چور کو بے دم
کر کے قتل کر ڈالا ہوگا۔ مین جو جاکے دیکھتا ہون تو لاش
پھڑک رہی ہو تو جناب ہم ایسون کے لڑکے ہین۔
آزاد۔ پھر ایسے ہو۔ تب ایسے ہو۔ سورون کے سور
ہی ہوتے ہین۔
خوجی۔ دہنسکی تسلیم۔ مس کلیرسا اسوقت ہماری باتون پر
بہت ہنس رہی ہین۔ کیا پڑا پایا۔ ابھی ہم انکی نظرون
مین نہین جچتے۔
آزاد۔ دلھن آج بہت ہنستی ہین ہنس مکھ بیوی پائی۔
خوجی۔ اجی بڑی خرابی یہ ہے رسنبھل کر اُردو تو یہ کیا
سمجھی ہونگی مصر کی رہنے والی۔ اردو کیا جانین۔
کیون صاحب۔
آزاد۔ آپ بھی بس جو نگاہی رہے۔ ارے بیوقوف
اُردو سے انھین کیا تعلق یہ مصری بولتی ہین اور
کچھ کچھ ترکی۔
خوجی۔ بڑی خرابی یہ ہے کہ یہان جس گلی کوچے مین
نکل جایئے سب کی نظر پڑا چاہے۔ اچھا۔ اور یہ ہوا
چاہین بدظن۔ سے

باسایہ ترا نمے پسندم
عشق ست و ہزار بدگمانی

اسکو مین کیا کرون اگر ان کو سیر دکھانے ساتھ
نہ لے چلون تو نہین بنتی لے چلون تو نہین بنتی کہ مبادا
کسی پر پچھم کی نظر پڑے اور وہ گھور گھور کے دیکھے
یہ سمجھین کہ وجہ خاص ہے اور یہان نشار بگڑ جائے
اور اُس سے بڑھکر خرابی یہ ہے کہ مجھے گھورے بغیر کوئی جوان
یا ادھیڑ عورت رہے یہ ممکن نہین اب فرمایئے کیا کیا جائے کچھ

جارہ ہے۔

آزاد - ہم سمجھا دینگے۔ ارے میاں خوب ہے۔ وہ توبہ توبہ رگالون پر تھپڑ لگا کر توبہ خواجہ صاحب وہ بہروپیا بھی یاد ہے۔

خوجی - آپنے نہین سنا آج دنبے کی شکل بن کے آیا تھا اور بیلے گاڑی کے سامنے آکے ڈٹ گیا اب مین غل مچا رہا ہون ہائیٹ ہائیٹ۔ مگر وہ کسکی سنتا ہی توبہ استغفار تو مطلب سکا مین نے کہا نہ مطلب خاص یہی تھا کہ گاڑی کے تلے پاؤن کچل جائین اور ہکو دھرد دے کہ انھون نے میرے پاؤن زخمی کیے۔

آزاد - جی بڑی بدشگونی کے لیے اپنی ناک کٹوانا بھلا

خوجی - طبیعت - ایک مرتبہ ہمنے بھی ایسا ہی منصوبہ کیا تھا

آزاد - اوہنا - یعنے ناک کٹوانے کا منصوبہ کیا تھا۔

خوجی - نا صاحب کمی ناک مین گھس گئی مین نے چاہا کہ بھاڑ مین منھ جھونک دون حسین وہین جل بھن کے مر جاؤن

اسپر آزاد نے قہقہہ لگایا اور دلھن بھی ہنسین۔

آزاد - دلھن منھ بند کئے کیون بیٹھی ہین ناک کی تو خیر ہے۔

خوجی - کیا بکتے ہو میان مگر اب مجھے بھی شک ہو گیا تم لوگ عمدہ زبان مین سمجھا دو بھائی۔

ناک تو دکھا دے۔

مس کلیر سانے دلھن کو سمجھایا سمجھنے کو تو سمجھی لیکن خدا جانے کس سبب سے دلھن نے تمام چہرے کو بڑی ہوشیاری سے ناک ذرا سی دکھا دی۔

خوجی - صدقے - صدقے اس خود بینی کے صدقے

آزاد - واہ دینا - قربان اس ناک کے - لوگون نے تو دردناک بات کہی تھی مگر خدا نے بچایا - ان لوگون کی آنکھ ہے آنکھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک - نکشا جیا بڑے احوال - داد دو یار داد -

آزاد - بھئی کیا کیا چلے کیے ہین - مانتا ہون ماشاءاللہ واہ

خوجی - تسلیم - قدردانی شرط ہے - یار جی چاہتا ہے اس ناک کا ایک بوسہ لون تم دلوا دو بھائی جان خیر ہے۔

آزاد - اچھا جاؤ مگر صرف ناک کا بوسہ لینا - خبردار ہوشیار

خوجی - اور نہین تو کیا بیشک فقط ناک کو چوم لون گا - واللہ

دلھن نے پھر تمام چہرے کو چھپا کر ناک باہر نکالی۔

خوجے نے کہا مس میڈا کلیر ساگفتن وہ کہ از سامنے سے ذرا اس سمت کو (دہشیدہ روند) آزاد نے کہا او نھرا کیا ہے تم بوسہ لو - خواجہ صاحب نے چپکے سے دو بوسے لیے تو دلھن بھی ناک کے بوسے کی طالب ہوتی جیسے ہی انھون نے بڑھائی اسنے زور سے چپت دی اور یہ تلملاتے ہوئے پیچھے ہٹے۔

آزاد - او بے ادب - این لاحول ولا قوۃ - توبہ توبہ۔

خوجی - اے میان جاؤ بھی یہان ناک ہی کا صفایا ہو گیا تھا انکو بے ادبی سوجھی ہے اور سنئے۔

آزاد یار بسم اللہ تو غلط ہوئی پہلے تو گاڑی سے گرے وہ تو کہئے منھ ہاتھ اتفاق سے بچ گیا ورنہ کمر بچ پر کھوپڑی پڑتی تو چٹا خا بولتا اور پھوٹ کیطرح کھل جاتی اور پہلا سابقہ جو اُنسے پڑا تو آن بی صاحب نے ناک ہی تاکی خدا ہی خیر کرے - یار اچھے گھر بیاہ دیا۔

آزاد - واہ یہی کہتے تھے کہ ہم بڑے تیار ہے اور کائیان ہین

خوجی - کیون صریح - دلھن بوسہ لیا چاہتی ہو کیا انکار کرتی ہو

دلھن بنجاتے۔ اول تو یہان کی زمین ہی کچھ جدا گانہ ہین دلھن کیا بیوہ سی معلوم ہوتی ہے۔ مگر خیر وہ بیوہ ہی سہی باشد۔ کچھ تو لحاظ ہو۔ بوسے کے عوض چکت دے بیٹھی

آزاد۔ ارے گاؤدی یہ غمزے ہین یہ نخرے کہلاتے ہین۔ جی۔

خوجی۔ (ہنسکر) واہ رے غمزے غمزے کیا ہین نشتر غمزے ہین واہ

آزاد۔ کیون بھئی لڑائی پر جانے کا بھی اتفاق ہوا تھا خواجہ صاحب۔

خوجی۔ ہہ خوب اکبھی کی ایکہی کہی۔ مانتا ہون اُستاد کیا ننھے بنے جاتے ہین۔ جانتے تھوڑا ہی ہین کہ کیدن تھے شاہی مین گل بنے مشہور تھے اب بھی جو چاندماری ہوئی ہم ہی بیس رہے۔ اور دور کیون جاؤ سوریا پار وا لی جنگ مین اینجانب نے وہ نام پیدا کیا کہ کہو مصر مین دو سو شادیان کرلون۔ جناب والا۔

آزاد۔ مس میڈا ہنس رہی ہین۔ گویا تم جھوٹے ہو بالکل

خوجی۔ جناب والد بزرگ کو خدا بخشے۔ واللہ وہ گر بتا گئے ہین کہ ہر مقام پر کام آتے ہین۔ کئی باتین بتا گئے ہین۔ ایک تو یہ جب کسی سے لڑائی ہو پہلا وار اپنا کرنا آئین چاہے دیو ہی کیون نہو بات کرتے ہی چانٹا دینا ادھر گفتگو شروع ہوئی اُدھر تمنے لپڑ دیا پھر وہ تو چیتلا ہو گیا اب اسکا رعب نہوگا کہ ہاتھ چلائے۔ جیسے چیتا شیر۔

آزاد۔ جی ہان آپ تو کئی جگہ اس نصیحت پر عمل کرچکے ہین ایک تو جوا زعفران پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ سچ کہنا کتنی بے بھاؤ کی پڑی تھین۔ دوسرے زین ہنے ناک مین دم کردیا تھا پھینکتے پھینکتے ناک پھکنی کی جھاڑی بنگئی تھی حسن آرا النسا اور زینت النسا کے مکان کے پاس اُس کسان نے اچھی خبر لی تھی کہ میان کو مع ٹٹو ہی کے کانجی ہوس لیے جاتا تھا اور آخر مین بہروپئے نے خوب دق کیا اچھے اچھے جھانسے دئے ان لوگونمین برتاؤ کرنے مین اپنے والد بزرگ کی نصیحت کو بھول گئے اس مین سے ایک آدھ کو تو بات کرتے چانٹا دیتے تو ہم جانتے۔

خوجی۔ اب مین اپنا سر پیٹ لون کیا کرون یار د جس جس مقام پر اپنے حلم کے سبب سے ذلیل ہوا تھا اُن سب کا ذکر کیا وہ تو کہئے خیریت ہوکہ دلھن اُردو نہین سمجھتی ورنہ نظرون سے گر جاتا۔

اس فقرے سے آزاد مسکرائے اور دلھن ہنسنے لگی تو خواجہ صاحب اکڑ کر فرماتے کیا ہین۔ واہ رے مین اور واہ ری میری قسمت واللہ وہ ہنس مکھ خندہ پیشانی بیوی پائی ہوکہ جی خوش ہوگیا ہر دم ہنستی رہتی ہو اور بے وجہ سمجھتی خاک نہین مگر ہنس دیتی ہو آزاد نے کہا اور لطف یہ کہ ہنستی بھی ہو تو عین موقع پر جس مقام پر ہنسنا چاہئے وہان ہنستی ہے یار بڑی طبیعت دار ہو اور نازک اندام گلفام خوجی اور بھی اکڑ گئے کیون میان آزاد تمنے دلھن کو اچھی طرح دیکھا بھی ہو بھئی پہلے دیکھ لو آنکھین دونون ہون مگر گاؤدیدہ نہو گاؤدیدہ معشوق سے مجھے نفرت۔

آزاد۔ ایسی چھوٹی چھوٹی آنکھین جیسی ہاتھی کی ہوتی ہین

خوجی۔ بس یہی مین چاہتا ہون وہ معشوق کیا جسکی بڑی بڑی آنکھین ہون۔ تعریف یہ ہوکہ ذرا ذرا سی آنکھین اور ہنسنے کے وقت بالکل بند ہی ہو جائین مگر یار گلا کیسا ہو اسکی ہمکو بڑی فکر ہے۔

آزاد - گلا کیا معنی - کیا ہندوستان مین گانگی تعلیم دوگے لاحول

خوجی - اے ہے سمجھتے تو ہو ہی نہین مطلب یہ کہ دراز گردن یا کوتاہ گردن ہو پہلے سمجھ لو پھر اعتراض جڑ دو - یہ نہین کہ کاتا اور لے دوڑی -

آزاد - گردن اور سر اور دھڑ سب ایک ہو - گویا گردن ہی نہین

خوجی - یہ کیا - تو کیا کوتاہ گردن کی تعریف ہو یا دراز گردن کی

آزاد - پاگل ہو کون - اے نامعقول کوتاہ گردن تنگ پیشانی حسین عورت کی ہی نشانی - محاورات اور شکلین بھول گئے

خوجی - محاورے تو کوئی ہم سے سیکھے آپ کیا جانین مگر ازبرائے خدا پاگل اور نامعقول ایسے ایسے لفظ زبان سے نہ نکلئے گا جی ہان حضرت میری یہان کرکری ہوگی اور کیا وارث علی خان بنکے پاس جاکے زانو سے زانو بھڑا کے بیٹھے ہین الگ ہٹ - اور سنئے بیوی کیسکی پاس کوئی بیٹھے -

آزاد - یہ ڈپٹ - اللہ اللہ الگ ہٹ ہٹو بھی نہین ہٹ کیون صاحب اپنی سسرال مین ہماری اتنی بے وقعتی کرتے ہین آپ - اچھا خیر - دیکھا جائے گا -

خوجی - آپ تو دل لگی دل لگی مین برا مان جاتے ہین اور ہماری علت کمبخت ایسی خراب ہو کہ بے چہل کئے رہتے ہی نہین -

آزاد - چلو ہوگا کچھ - بھئی ایک نئی بات دلھن مین دیکھی پانون بڑے بڑے ہین کوئی - خدا جھوٹ نہ بلائے تو سیرے پانون کے برابر ہونگے -

خوجی - پھر تردد کا کوئی مقام ہے - اگر پانون بڑے نہوتے تو معشوق مین حرف آتا - سنا نہین سر بڑا گنوار کا اور پانون

بڑا ... دار کا -

راوی - بجا الٹے پیدا ہوئے تھے کیا اچھا الٹ پھیر ہے -

آزاد - اور قد و قامت کا حال ہی نہ پوچھئے تاڑ کے برابر قد ہے آپ کو پاڑ باندھنے کی ضرورت ہوگی -

خو - واللہ مجھے اسوقت معلوم ہوگیا کہ آپ بالکل بدتمیز آدمی ہین اور شعر شاعری سے تو تعلق لگاؤ ہی نہین ہو معشوق کی کیا تعریف ہو یہ تعریف معشوق کی نہین ہو کہ بونا ہو یا عورت بونی ہو جب سنیے گا تو سرو قامت رشک شمشاد سنا نہین

سب اسکو سرو باندھے ہین تو اسکو تاڑ باندھ
بوسے کی گر ہوس ہو تو گرد اسکے پاڑ باندھ

مین دیکھتا ہون کہ دلھن مین جسقدر حسن کی باتین ہین سب کو آپ عیب سمجھتے ہین - ع -

برین عقل و دانش بباید گریست

آزاد - اچھا یہ کون سا معشوق پن ہو کہ چہرے کی طرف نظر ڈالی - اور خواہ مخواہ بوسے لینے کو جی چاہا - فرمایئے سچ کہون میری طبیعت تو ڈانوان ڈول ہوگئی تھی کلیرسا کو تو مین نے بہانے سے اسطرف بھیجا اور اس عروس شکرلب کو کئی بار چوما اور اس نے بھی بوسے لئے -

خوجی - (بگڑ کر) کیا قسم خدا کی قرولی لیکے ابھی ابھی مردود کا کام تمام کرونگا - یہ گرہست کو ہرجائی پن کیسا -

آزاد - سن تو لو - سن تو لو -

خوجی - (تیکھے ہو کے) اجی بس سن چکے اسوقت رگ حمیت جوش زن ہو - ایسی دیسی کی ایسی تیسی چھپتیسی اور کیسی دبکی دبکائی بیٹھی ہین گویا کچھ جانتی ہی نہین ہین صورت سے نفرت ہوگئی -

آزاد - اب جہان دانہین وہان فریاد کون کرے کوئی سننے

سمجھائین بھائی پہلے اسکو دھوکا تھا کہ آزاد ہی شادی کرینگے اب معلوم ہوا کہ ایک اور صاحب کو دیے پھر اسکا کیا قصور تھا۔

خوجی۔ تو بندہ نواز یہ قبل نکاح بوسیدن کا گرد اینا چہ معنی دارد۔ آپ نے کہا من بوسم چو ستاہون مین انھون نے کہا بوس چوم تو۔ کہین بھی آجتک سُنا ہے کہ نکاح ہوا ہی نہین اور بوسہ بازی ہونے لگی۔

آزاد۔ ہر ملکے دہر رسمے۔ بس یہ اسکا گر ہے۔ دگر ہیچ۔

خوجی۔ اب آپ سے رنج ہوا تھو۔ دونون خدا کے فضل سے یہان موجود ہین۔ ایک پولینڈ کی شہزادی تین ہوئین ایک اللہ رکھی چار۔ ایک حسن آرا بیگم سب کی سرتاج پانچ پانچ ہین۔ کچھ ٹھکانا ہے اور پھر بھی اسپر توجہ ہے۔ ع

زنشتر نگہ تستم بہ محفلے نہ رسیدم
کہ دردلم نگہ تستی بخاطرم نہ رسیدی

پھر تو جناب سنئے نوٹ کا روپیہ آپ کے اس خادم کے پاس بھی ہے اور میرزا جی بھائی کی کوٹھی مین بھی بہت کچھ پیدا کیا۔ یہان سے ہندوستان تک بندہ مع اپنے قبائل کے جا سکتا ہے۔ جی کچھ حضور کا دست نگر یا زرخرید غلام یا خانہ زاد نہین ہون۔ اور نہ محتاج ہون۔ اب آپ تو جائین بندہ انسے دو دو باتین کرلے پھر شادی کی کرائے پیچھے دیجائیگی

آزاد بسم اللہ کہکر اٹھنے ہی کو تھے کہ دلھن نے پانؤن سے دامن دبا لیا۔

آزاد۔ اب بتاؤ۔ اُٹھنے نہین دیتین۔ اب مین کیا کرون

خوجی۔ (ڈپٹ کر) چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ اجی چھوڑ دو۔

آزاد۔ چھوڑ دو۔ صاحب۔ دیکھو تمھارے میان خفا ہوتے ہین۔

خوجی۔ حاشا بندہ میان دیان نہین بنا۔ ہم تو شگفتہ خاطر آدمی ہین۔ اس بے اعتدالی کو یہان کب جائز رکھنے والے ہین

آزاد۔ ارے یار ایک دفعہ بھی اگر اسکی رسیلی نشیلی انکھڑیان دیکھ لو تو غلامی کرنے لگو۔ بہت بڑھ بڑھ کے باتین نہ بناؤ باتی رہی بے اعتدالی کبھی انسان ہی تو ہے اچھی صورت پر کون نہین ریجھتا۔ ع

فصل گل مین ہاتھ سے جاتا رہا اپنا مزاج
جوشش سودا باعث بے اعتدالی ہوگیا

خوجی۔ تم سے بطور اختلاط کرتی ہین یہ معاملہ کیا ہے۔

آزاد ہنسنے لگے اور دلھن نے بھی قہقہہ لگایا۔

تب تو خوجی گھبرائے کہا بیگم تو مسکراتی ہی تھی اب قہقہہ بازی بھی شروع کردی ایسا نہو رفتہ رفتہ پاپوش کاری کرنے لگین

آزاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند غلام کا قصور معاف ہو۔ خانہ زاد آزاد کا قصور نہین۔ آپ کی انکی شادی ہو جائے۔ بس پھر اگر بندہ آنکھ اٹھا کے دیکھے تو گنہگار۔ قابل دار سزاوار۔ خواجہ صاحب اکڑ کر بولے اچھا منظور۔ اسمین عذر نہین مگر اتنا سمجھا دینا کہ یہ بڑے اکڑے خان ہین۔ ناک پر مکھی بھی نہین بیٹھنے دیتے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ خواجہ صاحب نے قرولی میان سے نکالی اور ایک کونے کی طرف جھپٹ کے گھٹنا ٹیک کر بیٹھے۔ نگاہ کونے سے لڑی ہوئی اور زبان سے بکتے جاتے ہین نکل تو موذی نکل اگر مرد ہے تو نکل موذی۔

خواجہ صاحب نے دلھن کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا سنو جی صاحب ہم ہین نامی آدمی۔ موذی ہم سے سیانا موذی دیوانہ ہمارے ساتھ چلتی ہو تو دو شرطین ہین۔

ایک یہ کہ کسی غیر مرد نامحرم کو صورت نہ دکھانا نہ کہ بوسہ بازی۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بندہ خدا کے فضل سے خوبصورت گر گران ڈیل جوان ہے اور خیر حسین تو نہین کہہ سکتا (مسکرا کر) مگر اللہ نے ایسی صورت دی ہے کہ ہندوستان سے روم تک دوسرا اس شکل و صورت کا نہین نظر آیا تو جو کوئی عورت دیکھتی ہے پہرون گھورا کرتی ہے۔ ٹکٹکی بندھ جاتی ہے۔ اسمین تم ٹھہرین ناواقف اور عورت ذات بہوتیاڈاہ بری ہوتی ہے ایسا نہو کہ تم دلھن ہو جاؤ یا کسی عورت سے لڑ پڑو۔ دو باتین یاد رکھیے گا۔ بھائی آزاد۔ ذرا انکو انکی زبان مین سمجھا دو یارے۔ آزاد نے ٹوٹی پھوٹی زبان مین کچھ کہا اسکے بعد مس کلیریسا اور مس میڈا باغ مین جا کر ٹہلنے لگین اور آزاد نے میان بیوی کے تخلیے کی فکر کی اور کہا خواجہ صاحب آپ اگر ذرا باہر چلے جاتے تو مین سمجھا دون۔ ایک منٹ کے لیے۔ خوجی بولے جی درست بس بس۔ یہ ہمرے ہونٹ دانکو دیکھیے گا آپ ایسے چہوکرے میری جیب مین پڑے ہین اور سنیے کیا انکو مقرر کیا ہے۔ یہ نخرے کسی گنوار سے چلئے۔ اب تم جاؤ ہم انسے دو باتین کر لین۔ مگر قاضی مفتی کوئی تو آئے۔ یہ شادی کیسی۔ نکاح تو ہولے۔ بانے نکاح ہی۔ آزاد نے کہا اسقدر بدگمانی پر خفا۔ اکی بار ذرا باہر چلے جاؤ۔ اچھا چلو ہم بھی چلتے ہین انکی لونڈیان اور خادمہ اور ماشاطہ آن کے بناؤ چناؤ کرکے انکو بٹھائین پھر آپ آیئے اگر کچھ بدگمانی ہو مین تمھارے ساتھ ہی چلتا ہون اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت دون خواجہ صاحب نے یہ بات پسند کی۔ آزاد کو لیکر باہر آئے۔

تھوڑی سی دیر کے بعد ایک عورت نے آن کے خواجہ صاحب سے کہا آپ چلئے اور یہ صاحب (آزاد) باغ مین سیر کرین۔ خوجے کمرے مین داخل ہو کر پلنگ پر دلھن کے پاس بیٹھے۔ خادمہ پلنگ کے پاس کھڑی تھی۔ اس کو اشارہ کرکے کہا باہر چلی جا۔ سب دروازے بند کیے۔ دلھن سے کہا جان من خدارا اب تو برقع اُٹھاؤ للہ اتنا نہ ترساؤ زیادہ ترسانا اچھا نہین۔ ؎

طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

صداے برنخاست۔ یہ سمجھے کہ دلھن ہے شرمیلی پھر کہا جان جان اب حیا و شرم کو بالاے طاق رکھو۔ خدا کے لئے صورت زیبا دکھاؤ۔ ع

نہ چھپاؤ نہ چھپاؤ رُخِ تابان ہم سے

دلھن گردن جھکائے ہوئے چپ چاپ بیٹھی رہی خواجہ صاحب اور آگے کھسک کے بیٹھے اور فرمایا کہ نور چشمی لخت جگری عزیزی للہ اسوقت شرم کو بھون کھاؤ۔ ذرا چہرۂ زیبا کی جھلک دکھاؤ۔ کیون ترساتی ہو ارے کب تک ترسائے رکھیو جی۔ کب تک ترسائے رکھیو جی۔ دو منٹ تک خواجہ صاحب نے علم موسیقی کا خون کیا اپنے نزدیک گویا رجھاتے تھے اے تری قدرت جب یون بھی دلھن نے نہ مانا تو برقع کیطرف ہاتھ لیگئے اسنے انکا ہاتھ پکڑا تو اب میان کے چھڑائے نہین چھوٹتا دھر دھر کے زور کر رہے ہین مگر ہاتھ گویا دیو کے ہاتھ مین آگیا اب خوشامد کی باتین کرنیلگے چھوڑ دو پیاری بھلا کسی غریب کے ہاتھ توڑ ڈالنے سے کیا ملیگا اور یہ تم خوب جانتی ہو کہ ہم تو تم سے کبھی زور نکرونگا نہین

یہ مجھ سے نہ ہو سکیگا پھر خواہ مخواہ کسی لیے کیون دق کرتی ہو پیارا کچھ نہین بگڑیگا مگر تمہارے ننھے ننھے ملائم ملائم ہاتھ دکھنے لگینگے

خود گلا کاٹون اگر خنجر عنایت کیجیے
دیکھیے دکھ جائیگی نازک کلائی آپ کی

دلھن نے ہاتھ چھوڑ دیا تو انکی جان مین جان آئی دل مین سوچے کہ دلھن کیا دیوزاد ہے یہ تو پھر کس نکال ڈیگی مگر اسقدر فائدہ ہوگا کہ لوگ شہ زور اور پہلوان کہنے لگینگے یہ کیا کم ہے آہستہ کہا کیون پیاری ہمارا قصور تو بتاؤ۔ پھر ہمین ترساتی کیون ہو حیا ہو چکی اب حیا کب تک رہیگی۔ آخر حیا کی بھی کچھ انتہا ہے یا نہین سے بس برقع اٹھاؤ۔ ؎

برقع ز عارض برفگن یک صبحدم تا دیدآن
گردر فراش صبح را خورشید تابان در بغل

دیکھو تو کیسے کیسے شعر پڑھ رہا ہون اب بھی نہین رنگتین لاحول ولا قوۃ۔ بھئی اس ملک کے عجیب عجیب ڈھنگ ہین [illegible] کا مقام ہے۔ توبہ کر بندے۔ توبہ کر بندے۔ برقع کے پاس ہاتھ لیجانے ہی کو تھے کہ روح فنا ہو گئی۔ جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا۔ سر پر رکھکر کہا پیاری آخر ماجرا کیا ہے منہ سے بولو سر سے کھیلو بت کیطرح چپ چاپ بیٹھی ہو مگر مین اس نازک کمری کا قائل ہون کتنی ذرا سی کمر ہے ہوا کے جھونکے سے لچکنے لگے تعریف محال ہے

دیوان مین خالی ہی جگہ چھوڑ دی ہم نے
مضمون یہ باندھا تری نازک کمری کا

جی کڑا کر کے خوجی نے برقع ہی پر سے بوسہ لے لیا۔ بوسہ لینا تھا کہ ادھر سے اور بندہ سے۔ خوجی پلنگ کے نیچے اور دلھن انکی چھاتی پر جا بیٹھی اور دو تین ادھر ادھر لگائے مگر چپ بیٹھے ہوے۔ انکا اتنے ہی مین کام تمام ہو لیا۔ جب

دلھن نے انکو چھوڑا تو لیٹے ہی لیٹے شیخ سعدی کا قول زبان پر لائے

ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز | کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد
عاشقان کشتگان معشوق اند | بر نیاید ز کشتگان آواز

دلھن پھر پلنگ پر جا بیٹھی یہ بھی اُٹھے۔ کہا۔ جانی ایک بوسہ کے عوض تو تمنے بھُرکس نکال ڈالا اب کی بوسہ کی جرأت کی تو جان کے لالے پڑ جائینگے۔ ایسی بیوی سے درگذرے اگر اب تو سنگ آمد سخت آمد۔ پھر جی کڑا کر کے پلنگ پر جا بیٹھے مگر ذرا ٹھٹک کے قدموں پر ٹوپی رکھدی اور کہا اب جان اور عزت اور آبرو اور توقیر سب تمھارے ہاتھ ہے۔ مین نے کیدائی کی ہے رسالداری کی ہے گڑھیان فتح کی ہین میدان لڑا ہوا ہون معرکے دیکھے ہین۔ بہروپیون کو جھانسے دیے ہین اس فقرے پر دلھن بے اختیار ہنس دی۔ خوجی بشاش کہ مار لیا ہے فرمایا۔ وہ ہنسی آئی ناک پر آئی۔ منھ پر آئی لب پر آئی۔ آخر کھلکھلا کر ہنس ہی دین کیون نوجان من لے اس بات پر گلے لگ جاؤ۔ دلھن نے ہاتھ پھیلائے خوجی گلے ملے تو دلھن نے اس زور سے دبادیا کہ تین بل گئے۔ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ دیکھو چوٹ آجائیگی۔ ناحق اپنی نازک کلائیون کی دشمن ہوئی ہو۔ دیکھو دیکھو چوٹ نہ آجائے گئین راوی۔ دل ہی جانتا ہوگا پھر جی۔ چھٹی کا دودھ یاد آگیا ہوگا۔ اور کہتے کس مزے سے ہین کہ تم کو چوٹ آجائے گی، اچھے گھر بھیانہ دیا۔ ایسی دلھن بھی کسی نے کم دیکھی ہوگی پہلے ہاتھ پکڑ لیا تو میان کے کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑی پھر اٹھا کے دے مارا۔ اب کی گلے ملے تو پسلیان چور چور ہو گئین۔ اچھی نازک اندام بیوی ہین

خواجہ صاحب اپنی بد قسمتی پر زار زار روتے تھے کہ بیوی
بی بی بھی تو اس درجہ بد مزاج کہ ہاتھ نہیں لگانے دیتی بولتے
ہیں تو جواب ندارد ہاتھ بڑھاتے ہیں تو وہ گدا دیتی ہے
ہاتھا پائی میں وہ اسنٹے بس۔ پنجے کلائی میں چوکس
انکی دال نہیں گلنے پائی اور وہ وار پر وار کرتی جاتی ہے
دو بارہ پنجی بتائی ایک مرتبہ ہاتھ مڑوڑ ڈالا وہ تو بسم اللہ
ہی غلط ہوئی تھی پہلے ہی ناک پر چپت دی وہ تو کہیے خدا
نے ناک بچائی ورنہ جہا نہیں نکو بنتے کہ بیوی کے پاتے ہی
ناک گنوائی۔ خواجہ صاحب سوچے کہ جان پر کھیل کر
ایک دفعہ اور کوشش کروں بہت ہوگا مار ڈالے گی اور
کیا کرے گی اٹھ کھڑے ہوئے کپڑے اتارے۔ لنگوٹ کسا
اور پیترا بدل کر کھڑے ہوئے پہلے بیوی کو سمجھا دیا
سنو جی صاحب ہم ایک شاہزادے ہیں اور معشوق مزاج نزاکت
کے دھنی بات کے دھنی سوز ناک پر کبھی بیٹھے قلم تراش سے
ناک ہی اڑا دوں سمجھیں۔ ابتک میں دل لگی کرتا تھا تم عورت
میں مرد اور عورت بھی کیسی کہ نازک بدن نازک اندام نازنین
راوی۔ آپکا دل ہی جانتا ہوگا کہ کیسی نازک بدن ہیں
خوجی۔ اگر اب کی ذرا تم نے گستاخی کی تو آگ ہو جاؤنگا
راوی۔ اس ڈانٹ ڈپٹ کے صدقے آگ ہو جائیے گا تو
کیا کیجیے گا۔ جل بھن کے خاک ہو جائیے گا اب ہم کو یقین ہو گیا
کہ آپ کی شامت آگئی ہے ایک دفعہ بھر کس نکل چکا ہے
اب کی جان کی خیریت نہیں نظر آتی میاں چلبلا رہی ہیں
ایسا نہو ہاتھ پاؤں توڑ کے دھر دے۔
خوجی۔ تم نازک عورت اور میں مرد بھی کیسا گران ڈیل
بنوٹیا۔ بنکیت۔ لڑنتیا۔ ابھی کل ہی کی بات ہے
کہ ہوٹل کے ایک پہلوان کو دے مارا تو چار دن تلملائے
چت۔
راوی۔ اے سبحان اللہ۔ کیوں نہو حضور کے
گران ڈیل ہونے میں کیا شک ہے۔ آدمی کیا دیوزاد ہو
اللہ ری کلائی اور اُف رے سینہ فراغ۔
خوجی۔ اب میں پیترا بدل کے کھڑا ہوا بس اب اگر ذرا
بے ادبی کی بات ہوئی تو ستم ہو جائیگا پھر یا تم ہی نہیں
یا بندہ ہی نہیں۔ یوں تو موم ہوں مگر غصے کے وقت
معاذ اللہ فولاد میرے آگے موم سے بدتر تو وجہ کیا۔ جو
گرجتا ہے وہ برستا نہیں لے اب برقع اٹھادو برقع اٹھادو
گھونگھٹ اُلٹو۔ ورنہ خیر نہیں ہے۔ کہیں اونچا نہیں سنتی
(تالیاں بجا کر) سنتی ہو۔ برقع اٹھاؤ ذرا اشارہ سے
برقع برقع نقاب اُلٹو۔ سے

پیرہن میں نہیں یوسف ہوں جانی
رہے بو سی سے تیری لن ترانی

واللہ مجھے رحم آتا ہے شب عروسی اور یہ باتیں
بی بی آخر کچھ تو منہ سے بولو۔ منہ سے نہ بولو۔ اشارے
ہی سے باتیں کرو۔ یا الٰہی یہ شرم اجیرن ہو گئی۔ حیا
بھی تو کتنی۔ گنوارین کی شرم سے ہم عاجز آگئے۔ ع

بیٹھ جاؤ خود حیا اُٹھ جائیگی

اب مجھے اور بھی غصہ آیا۔ ایک بار اور سمجھائے
دیتا ہوں۔
خواجہ صاحب بکا کیے وہاں شنوائی ہی نہوئی آدمی
بھلے تو تھے ہی بگڑ کر کہا اب سنبھل اور سمجھ کہ
قضا کا سامنا ہے۔ یہ پنجہ بدیع پنجہ اجل ہے۔ ع

نیام تیغ قضا سے بس مرتبہ ہی قاتل کی آستین کا

پیر کمکر خواجہ صاحب پھر منیر اید لا اور اکڑ کر کھڑے ہوے مگر کمبخت تول تول کے رہ جاتے تھے جرأت نہین ہوتی تھی کہ ہاتھ بڑھائین چوٹ کھائے ہوے تھے۔ آخر کار جان پر کھیل ہی گئے اور جھپٹ کر دلھن کی گردن مین حلقوم باندھا حلقوم باندھنا تھا کہ دلھن نے ایک ہاتھ سے حلقوم کا توڑ کیا اور دوسرے ہاتھ سے ان کی گردن لی۔ اب خواجہ بدیع الزمان صاحب بیتاب ہین۔ دانت پیستے ہین مگر بے سود گردن نہ چھوٹی نہ چھوٹی تو جھلا کر کاٹ کھایا۔ کاٹنا تھا کہ اس نے زور سے ایک تھپیڑ دیا اور خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع سابق پہلے الٹا دشمن کا منھ پھر گیا۔ دانت کٹکٹا کے ریلنا چاہا تو دلھن نے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور گردن اب تک پھنسی ہی ہے۔ مجبور ہو گئے رونے لگے خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین۔ اللہ کرے بوا زعفران کا اور تیرا مقابلہ ہو جائے یا خدا اسکے دونون ہاتھ ٹوٹ کے گر پڑین ہاے اسوقت اگر خداوند کریم ایک منٹ کے لیے زور عطا کرے تو سرمہ بنا ڈالون اس مردود کا۔ کیا خوب مردود نی کی ایک ہی کہی۔ یہ مردکی ایسی ہی ہے۔ غل مچا کر کہا چھوڑ دے بس کر دیا ہی چھوڑ دے ہاے قرولی نہ ہوئی ورنہ دکھا دیتا۔ مگر افسوس قرولی کمرے کے باہر رہ گئی دلھن نے انکو چھوڑ دیا تو تڑپ کر باہر نکل آئے۔

اب سنیے کہ سن کلیسا اور مینڈا ایک دروازے کی دراڑون سے کل کیفیت دیکھ رہی تھین۔ جب خوجے صاحب باہر نکلے تو انھون نے یون گفتگو کی۔

آزاد۔ مبارک باشد۔ کہئے دلھن خوبصورت ہو یا نہین یار ہو خوش قسمت۔ واہ استاد کیا کہنا ہے۔

خوجی۔ خدا کرے آپ بھی ایسے خوش قسمت ہون آمین آمین

آزاد۔ کیا اسے بھی کیا بد قطع ہے ہم نے تو بڑی تعریف سنی تھی مگر تم پھر افسردہ ہو کے آئے ہو اسکا کیا سبب ہے

خوجی۔ بھائی جان وہان تو فوجداری ہو گئی عورت کیا دیونی ہے یہ تو بوا زعفران کی جوڑیدار ہی۔ واللہ کچومر نکل گیا انتہا کی بد مزاج ہی چکت دی دے مارا ہڈیان پسلیان چور کر ڈالین بیدم کر دیا۔ لاحول ولا قوة دلھن کیا ڈائن ہے۔

آزاد۔ تم خاموش ہو رہے ارے میان مرد کیسے ہو۔

خوجی۔ وہ آپ ایسے چار پہ بھاری ہے۔ اُسے عورت نہ سمجھیے گا۔

آزاد۔ آپ تو ہین پاگل۔ بھئی یہ اس ملک کا رواج ہے کہ شب عروس مین پہلے دو گھنٹے تک میان کو مارتی ہین چپتین لگاتی ہین۔ کاٹ کھاتی ہین۔ پھر میان باہر آتا ہے اور پھر جاتا ہے۔

خوجی۔ تو بھائی صاحب پتو جرأت نہین ہوتی۔ وہان تو تیاڈ کی کی نوبت آگئی اور مین مروت کے سبب سے بول نہ سکون۔ مروت کا گھر خراب۔

آزاد۔ تو شب عروسی کیا دیو گردم کی لڑائی تھی جس کا مادھورام نے انشامین ذکر کیا ہے۔ ابھی میان کی رسم نرالی ہے۔ لاحول ولا۔

خوجی۔ جی مین تو آیا تھا کہ اُٹھا کے دے مارون مگر عورت کے منھ کون لگے۔

آزاد - لاحول - آپ نے اچھا کیا اور وہ تو نازک عورت ہے۔

خوجی (اپنے دل میں) نازک تو جیسی ہیں ہم ہی جانتے ہیں خدا کی مار اس نزاکت پر یہ چرمر کر ڈالا - ان کی ادنے سی ادا اور یہاں جان پر صدمہ۔

آزاد - اچھا اب بسم اللہ کر کے پھر جایئے جاؤ میاں

خواجہ صاحب بمصداق قہرِ درویش بر جانِ درویش جانے کے لیے مستعد ہوئے مگر آزاد پاشا سے کہا کہ اگر شرائط مندرجۂ ذیل میں کوئی شرط آپ کو منظور نہ ہو تو اطلاع دیجیے اور جب تک آپ یہ شرطیں پوری نہ کرینگے تب تک ہم نہ جائینگے۔

اوّل - اگر ہم سے باتیں نہ کیں تو ہم مار بیٹھیں گے بس سمجھ جائے

دوّم - اور اگر ہمارا ہاتھ مروڑ ڈالا تو ہم کوسنا شروع کر دینگے

سوم - اگر کوئی بات ہماری شان کے خلاف ہو لی تو ہم دشمن ہی ہو جائینگے۔

چہارم - جو اس مرتبہ لیا ڈگی کی تو تخنی بتائینگے چاہے چوٹ آئے

پنجم - برقع ہمارے جاتے ہی اُلٹ دے۔ گھونگھٹ سے ہمیں نفرت ہے۔

(۱) حضور آپ بھی اتنے ہوئے۔ اے تری قدرت۔

(۲) خوب سمجھے - مگر افسوس ہے کہ آپ خاک نہ سمجھے

(۳) بس یہ تو ہم سمجھے ہی تھے۔ اور آپ ہیں کس مرض کے

(۴) آپ کیا اور آپ کی شان کیا۔

(۵) اسے ہے۔ آپ دشمن ہو جائینگے - خدا ہی خیر کرے آپ سے دشمنی پیدا کر کے دلہن رہیگی کہاں۔ رہنا دریا میں اور مگر سے بیر۔ آپ دشمن ہو جائینگے تو آپ کی کھوپڑی کا خدا حافظ ہے۔

(۶) اتنے ہوئے پہلے ہی دفعہ تو پٹ کر چکے مگر بیچ کی بلا دور بڑی تخنی بتانے والے آئے ہو زعفران نے اتنی بے بھاؤ کی لگائی ہیں کہ یہ چپت گاہ کے پھوسڑے اُڑ گئے مگر اس بے سری کے صدقے اب تک وہی خم و دم ہیں۔

(۷) چوٹ کیوں نہ آئیگی آپ کے ہاتھ بھی تو فولاد کے بنے ہوئے ہیں پھونک ملے تو بستر لڑھکیاں کھاتے چلے ہیں تخنی بتانے شان خدا۔

(۸) وہ برقع اُٹھیں یا نہ اُٹھیں تم ٹاٹ تو اُلٹ دو بے ٹاٹ اُلٹے فائدہ معلوم۔ اچھے گئے بیا نہ ہے بچہ - دیکھو تو سہی۔

(۹) کیسی کچھ۔ پھر نفرت ہے تو خود اُلٹ دو مرد ہو کہ عورت۔

آزاد نے کہا انہیں کوئی شرط سخت نہیں مگر ان شرمیلی دلھن پہلی شب کو اپنے آپ کیوں برقع اُلٹنے لگی - آپ جاتے ہی برقع اُلٹ دیجیے گا اگر پاک دامن ہی تو آنکھیں نیچی کر لے گی - ورنہ کوسیگی۔ گالیاں دیگی برا بھلا کہیگی اور یہی شرافت کا ثبوت ہے کہ گالیاں نہ دے چپ چاپ سن لے۔

آزاد - شبِ عروسی کیا جنگ کربلا ہے۔ معاذ اللہ۔

خوجی - حضرت میں ہی ایسا کرارا آدمی ہوں کہ اتنی سختیاں سہیں ورنہ دوسرا تو بیتاب ہو جاتا دل لگی نہیں ہے اسکے لیے چاہیے کہ کوئی بڑا دل کا مضبوط آدمی ہو اس زور سے ہاتھ مروڑے کہ روح پر صدمہ ہوتا مگر وہ اور ہے میں آنسو ڈبڈبا آئے مگر پی گیا ذرا اُف تک نہ کی وہی خم و دم تیور رنگ نہ میلے ہوئے دل میں تو

سمجھ گئی ہو گی کہ آدمی بڑا مضبوط ہے اور مین نے باتون باتون مین یہ بھی کہہ دیا تھا کہ مین رستم کی اولاد سے ہون دلہین کا نب اٹھی ہو گی لیکن معشوق مزاج وہ بھی ہے ظاہر مین گویا سنا ہی نہین مگر بار کسیقدر اونچا سنتی ہے

آزاد - تو پھر کیا سبب ہے مین کرون - بیوی بھی ملی تو بہشتی -

خوجی - (مسکراکر) دیکھین اب کی کیسی گذرتی ہے مین ابھی فیصلہ ہی کر دونگا ادھر یا ادھر - بس - یا تو وہی نہین یا ہم ہی نہین -

آزاد - کیا کیا - سچ مچ فوجداری ہی پر آمادہ ہو بھائی خدارا کہین ہمکو نہ دھروا دینا پردیس کا معاملہ ہے اپنا وطن بھی نہین کہ کسی سے کچھ کہ سکین اور چاہے جو ہو قردلی ہرگز ہرگز آپ کے ساتھ نہین جا سکتی -

خوجی - اچھا یہان ہاتھ کیا کم ہین - قردلی مرد کے لیے ہے جب عورت سے مقابلہ ہے - تو قردلی کی کیا ضرورت ہے ہاتھ کیا کم ہین قردلی سے - قربان جاؤن اپنے استاد کے - مین کیا کچھ اس سے کم ہون -

آزاد - تو فقط میٹھی میٹھی باتون سے مسخر کر لو - بس -

خوجی - اسمین تو اینجانب برق مین - بھائی ہان - اسمین کوئی ہمارا مقابلہ کیا کریگا - بھلا - شیرین زبان شیرین بیان - شیرین ادا اور شیرین حرکات جی حضرت جب کوئی بولے بھی - وہ تو بات ہی نہیں کرتی بات کرتے چانٹا لگاتی ہے آسکو ہم کیا کرین - یہانپر ہم بھی قائل ہو گئے

آزاد - اب کی جا کے میٹھی میٹھی باتین کرو - پانوں دباؤ ہاتھ جوڑو - پھر دیکھیے کیسی مطیع ہو جاتی ہیں - اب دیر ہوتی ہے جائیے - خواجہ صاحب کمرے مین تشریف لیگئے - پھر کپڑے اتارے جب وہان سے بھاگ کے باہر نکل آئے تھے تو کپڑے پہن لئے تھے اب پھر کپڑے اتارے صرف لنگی پہنے رہے اور بستر اٹھا کر سامنے آن کھڑے ہوے دلھن ہنسی تو ان کی جان مین جان آئی - خود بھی قہقہہ لگایا اور اکڑ گئے پلنگ پر جا کر بیٹھے اور پانون دبانے لگے اب خوش ہین کہ دلھن راہ راست پر آئی

خوجی - اوہو ہو - دیکھو جو لطف میل مین ہے وہ بگاڑ مین کہان ہے - لطف تو یہی ہے کہ میان بیوی مل جل کے رہین - یک جان و دو قالب - یہ اسپر عاشق وہ اسپر فدا - وہ گل تو یہ بلبل وہ شمشاد تو یہ قمری - وہ لیلی تو یہ مجنون وہ شیرین تو یہ فرہاد -

دلھن - (آہستہ سے) ہمکو چھوڑ کے تو نہ چلے جاؤ گے -

خوجی - (چونک کر) ارے! یہ تو اردو بول لیتی ہین جی - یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے - جان مین رشانہ ملا کر بولو جانی - اردو بولتی ہو - اوہو ہو ہو - پھر تو خوب گذریگی جی خوش ہو گیا خدا سلامت رکھے - واہ اللہ میان واہ کیا بیوی ملی ہے اس زبان کے صدقے - ہان کیا پوچھتی تھین -

دلھن - بیمروتی تو نہ کرو گے - تم پردیسی ہو - پردیسیو کا کون ٹھکانا - مسافر تو پنچھی ہے آج یہان کل وہان پرسون سمندر پار

مسافر سے کرنا ہے کوئی بھی پیت	مثل ہے کہ جوگی ہوے کسکے میت

خوجی - یا خدا تیری کریمی کے صدقے کیسی زباندان بیوی ملی ہے

دلھن - زباندانی ہم کیا جانین میان مگر ہان ٹوٹی پھوٹی زبان ہے -

خوجی - سمجھے - اور ٹوٹی پھوٹی زبان اور میان اور پردیسی اور یہ شوخوانی - اس سے بڑھکر اور زباندانی کسکو کہتے ہین اسقدر کیا کم ہے کافی ہے -

دلھن - میان کچھ نہ پوچھو کس مصیبت سے یہان آئے ہم کو ایک

جبشی جھکا کر سیچنے لئے جاتا تھا بارے خدا خدا کر کے یہ دن نصیب ہوا کہ حضور کی زیارت کی۔

خوجی۔ جانِ من ابتک تم ہمسے صاف صاف نہ بولین۔ اتنی دیر تک دق کیون کیا۔ اسمین تمہارا فائدہ کیا تھا خواہ مخواہ کسی بھلے آدمی کو دق کرنے سے فائدہ۔

دلھن۔ تمہارے ساتھی آزاد نے جیسا ہم کو بنایا ہم نے تم سے ویسا ہی برتاؤ کیا۔

خوجی۔ واللہ۔ اچھا آزاد۔ ٹھہر جاؤ بچہ سمجھا جائے گا۔ چیڑا گلچھر و جاتے کہان ہو۔ دیکھو تو کیسا بدلا لیتا ہون۔ یہ کہہ کر خواجہ صاحب نے اپنی ٹوپی اُنکے قدمون پر رکھ دی اور کہا بیوی بس اب تو یہ سمجھو کہ میان نہین خدمتگار ہی خواص ہی درم ناخریدہ غلام ہے خانہ زاد ہے۔ بندہ بے زر ہے ملازم خاص ہی۔ گر کبتک جبتک ہماری ہو کے رہو۔ ادھر حضور نے گردن کشتی کی ادھر بندہ درگاہ بگڑ کھڑے ہوے بس پھر کیسکے بار نہین مجھ سے بڑھکر ذی مروت کوئی نہین ہی مگر مجھ سے بڑھکر شریر بھی کوئی نہین ہی دونون باتین مجھ مین ہین شرارت تو رگ رگ مین کوٹ کوٹ کر بھری ہی اور مروت بھی اسقدر ہی کہ جسکا حساب نہین۔ خواجہ بدیع نے کہا کہ اُنکی کدو ہریان کہا کرتی تھی کہ ارے خوجے ایک طرف سے تونے دودھ پیا اُسمین زہر تھا دوسری طرف سے دودھ پیا اُسمین آب نبات تھا ایک سمت سے خلق اور علم دوسری سمت سے غیظ و غضب گُھل کے چلا دوستی ظاہر کی تو غلام کے غلام کا چہ لام اور اگر کسی نے بل کی لی تو مجھ سے زیادہ پاجی کوئی نہین بشاروالہ ماشاء اللہ حضور اپنی تعریف اپنے آپ کرتے جاتے ہین غلبۂ ذکاوت اسکو کہتے ہین زندہ باش زندہ باش شاباش شاباش آج سے ہم آپکو پاجی کہکے پکارینگے۔ گبڑ نہ جانیے گا بیشک اوربی شبہ اور بلاریب تم پاجی ہو

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے

دلھن نے خواجہ صاحب کی دلجوئی کی کہا مین تم کو بجائے اپنے بڑے ابا کے سمجھتی ہون جو اس مین ذرا فرق ہو تو ناک کٹوا ڈالو۔ مجھے کچھ عذر نہو گا۔

مرادی۔ کسکی ناک۔ تمہاری یا خوجی کی ہو چالاک سیقدر

خوجی۔ دیکھو تو بس لطف اسمین ہی اور نہین تو کیا۔ تم ہمپر عاشق ہم تمہارے شمع رخسار پر پروانہ۔ ہی لطف اسی مین یا نہین اور جو تم ہم سے خفا ہو ملین ہم تمسے تو تم الگ تمہ بھلا بیٹھی رہو ہم الگ۔ تم اُدھر بڑبڑا رہی ہو۔ ہم ادھر کسیکی زبان چلی کسی کا ہاتھ چلا۔ تم نے کوسنا شروع کیا ہمنے دو ایک لپوٹے لگا دیے تم رو رو کے یا بی پی سے کوسنے لگین ہم نے لڑانا شروع کیا تم اور کچھ کہین ہمنے دو چار اور لگا دین چلئے السلام خیر صلاح اب تو خواجہ صاحب شیر ہو گئے۔ فرمایا کہ مجھ مین کئی ہنر ہین۔ ایک تو آجتک سیکڑون پہلوانون سے لڑا اور ہمیشہ کشتیان نکالین دوسرے قرولی چلاتا مجھ سے بڑھکے ساری خدائی مین کوئی نہین جانتا تیسرے گھوڑے پر ایسا سوار ہوتا ہون کہ بایدو شاید۔ ایسی ران پٹری اچھا شہسوار نہین جا سکتا۔ چوتھے فارسی ہم خوب لکھتے ہین اور خوب بولتے ہین کیا کہین وہ کانسل جو یہان تعین تھے وہ تو چلے ہی گئے ورنہ ہم اُنسے ملتے۔ پانچوان ہنر یہ ہے کہ افیم کھانے مین بند نہین جا ہے جسقدر دیدو چانڈو کے جتنے کہو چھینٹے لگا دُن۔ مدک کے دم لگاؤن چرس کی لو آسمان تک پہونچاؤن۔

دلھن۔ تمہارے پہلوان ہونے مین شک نہین اور

سپاہی آدمی ہو۔

خوجی۔ اسی بات پر نقاب ہٹا دو اب تو بے تکلف ہو گئے۔

دلھن۔ تم تو ہاری مانتے ہو نہیں اپنی ہی سی کہے جاتے ہو کسی اور کی بھی سنو گے یا اپنی ہی کہو گے کل سے ہماری موچھ میں درد ہے اس سے کپڑا منھ پر رکھا ہے جس میں ہوا نہ لگے بڑا درد ہوتا ہے۔

خوجی۔ کاہے میں درد ہے۔ کیا کہا۔

دُلھن۔ اے موچھ تو کہا کانوں کی ٹھیٹھیاں نکال کر دو اوئی۔

خوجی۔ موچھ کیا۔ موچھ کیسی۔ (متحیر ہو کر) یہ بکتی کیا ہو۔

دلھن۔ (تیہا لگا کر) اے سچنے دور ہوے خدا کی شان یہ منھ کھانے چولائی ہو خر! سُنئے لگے کیا بکتی ہو۔ بکتا تو خود ہے۔ مونڈی کاٹے۔

خوجی۔ اے تو بیوی۔ آخر یہ موچھ کیسی کہتی ہو۔ کہتا تو کہتا سُنتا سڑی ہو جاتا ہے۔ عورت ہو یا مرد ہو۔ خدا جانے تم موچھ کسے کہتی ہو۔

دلھن۔ (خوجی کی موچھ پکڑ کے) اسے کہتے ہیں یہ موچھ نہیں ہے

خوجی۔ بڑی دل لگی باز ہو۔ اللہ جانتا ہے۔ میں بھی سوچتا تھا کہ کیا کہتی ہیں۔ موچھ۔ چلو بس اب دل لگی ہو چکی نقاب اُٹھاؤ میں صدقے گھونگھٹ اُلٹو۔

دلھن۔ اللہ جانتا ہے۔ میری موچھ میں درد ہے اگر یقین ہی نہیں آتا یہ تو دیکھو میاں ۔ع ۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

خوجی۔ موچھ۔ کل کو کہو گی میری داڑھی بڑھ چلی ہے واہ

دلھن۔ قسم کلام اللہ کی یہ دیکھو اب یقین آیا یا نہیں

خواجہ بدیع الزمان غور کر کے دیکھتے ہیں تو ذرا ذرا سی مُچھیں پھر غور کر کے دیکھا تو گھبرائے۔ پوچھا آخر بتاؤ تو جان من یہ موچھ کیا معنے۔ وہ بولی کیا معنے کے کیا معنے اللہ کی شان اسمیں تم کو اصرار کیا ہے۔ صورت شکل کی اچھی ہوں نک سک سے درست ہوں۔ کم سن ہوں پھر تیز طبیعت ہوں طاقتور ہوں تمسے کسی سے کشتی ہو میں اُٹھا کے دے ماروں۔ خوجی چونک کر بولے (ایں! کیا) مجھسے اور کسی مردسے کشتی ہو تو تم اٹھا کے دے مارو۔ ایسی جورو سے ہمندہ در گذرا۔ خیر دل لگی رہنے دو۔ آخر بتاؤ تو یہ موچھ کیسی ہے۔

دُلھن۔ جو بات کسی عورت میں نہو وہ مجھ میں موجود ہے

خوجی۔ تجپر خدا کی مار پیاری۔ بھلا عورت کو موچھ سے کیا واسطہ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ۔ع

اُستاد ہ سرنگوں ہو کہ سب رُک گئے ہیں دانت
بجپڑے پہ بسکہ تھوکرون کی نت پڑی ہے مار

دلھن۔ اب میں شعر و یر تو کچھ نہیں جانتی مگر اتنا جانتی ہوں کہ تم بالکل گدھے ہو ہمارے ملک کی جتنی عورتیں ہیں سب کے موچھ ہوتی ہے بے موچھ کی کوئی عورت نہیں ہوتی

خوجی۔ آپکی ایسی تیسی پیاری۔ کیا الو مقرر کیا ہے۔

راوی۔ اسے سبحان اللہ۔ ایسی تیسی کے بعد پیاری کے لفظ نے وہ لطف دیا ہے کہ بادشاہ (تجپر خدا کی مار پیاری) اور آپ کی ایسی تیسی پیاری۔ آپکی بھی ایسی تیسی جناب خواجہ صاحب آپ پر خدا کی مار حضور پر پیارا صاحب۔

دُلھن۔ ملے ہے تم تو بالکل اناڑی ہو سب عورتیں تمنے دیکھیں کہانسے یہ موئی بازاری عورتیں بھی کسی گنتی میں ہیں۔ لے گھر گرہستوں ہو دن

بیٹیو نکو دیکھو۔ ذرا ذرا سی موچھ سب کے ہے۔

خوجی۔ واہ ہے یہ عورتین کیا پھبتیان ہین۔ بندۂ درگاہ درگذرے۔ بس بیچ بی بی ہزار نعمت پائی صاحب جی ہان۔

دلھن۔ اللہ کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ اس عمر مین بڑھاپا خوش رو جوان پہ ہی شمائل ہماری نظر سے نہین گذرا جو دیکھا ہو تو سامنے والی (خوجی کی آنکھ کیطرف اشارہ کر کے) دونون دیدے پٹم ہو جائین۔

خوجی۔ (مسکرا کر) مین کس لائق ہون۔ ہان کسی زمانے مین تھا۔

دلھن۔ قسم کھا کے کہتی ہون کہ اس اتنی عمر مین کوئی ایسی قبول صورت عورت نہین دیکھی۔ نہین دیکھی۔ میان اللہ تم کو دو چار برس اور زندہ رکھے۔

خوجی۔ آخر تمہاری کیا عمر ہوگی ابھی تو ماشاء اللہ جوان جہان ہو اٹھتی جوانی ہے ابھی سے اتنی تجربہ کار کیونکر ہوگئین۔

دلھن۔ واہ۔ اے شادی ہوتی تو تم ایسے لڑکے کھیلتے ہوتے۔

خوجی۔ واہ سب غلط۔ آخر آپ کا سن شریف کیا ہے۔

دلھن۔ اے یہی کوئی چالیس بیالیس پینتالیس چھیالیس

خوجی۔ (قہقہہ لگا کر) صاحبزادی ہم سے اڑتی ہو۔ واہ رے پچاس برس کے تو میرے پوتے موجود ہین اور خدا نہ جھوٹ بلائے تو کم از کم ریش از ریش میر اس کوئی باون ترپن سے کم نہ ہوگا۔ میرے آگے کی لڑکی ہو ابھی۔ ع۔

اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو

میرے چھوٹے بھائی کی پوتی تمہاری دادی جان سے بڑی ہوگی اور وہ بھی چھوٹا بھائی۔ ع

برادر کی یہی ہے نیک بختی ۔ کہ ہے پیش برادر وقت سختی

سلف سے عالمون نے لے خرد نے ۔ کہا ہے قوت بازو برادر

دلھن۔ اتنی دیر سے بیٹھے باتین بنا رہے ہو اتنا نہین ہوتا کہ ذری بوسہ تو لین گویا تھک جائینگے بس بس محبت دیکھ لی

جانیے بس خوب الفت آزمائی آپ کی

آپ اس قابل نہین ہین کہ آپ سے الفت کرے یا دل لگائے

خوجی۔ میرے زہے قسمت زہے نصیب کہ حضور طالب بوسہ ہوئین مین تو سمجھا تھا کہ بوسہ مجھے نصیب نہ ہوگا ہزار شکر ہے کہ خود حضور نے طلب کیا۔ ورنہ۔ ع

یک بوسہ ہر گزم لب سیمین برے نداد
گویا نہال عاشقیٔ ما برے نداد

دلھن۔ اچھا اسی بات پر بوسہ لیلو۔ مگر بس ایک بوسہ

خوجی۔ برقع ہٹاؤ تو لطف بوسہ حاصل ہو ورنہ کیا فائدہ اس سے۔

دلھن۔ نہ۔ حجاب بھی کوئی شے ہے یا موئی بیحیائی ہی کے ہاتھ بک گئے ہو۔ اوئی بیحیائی بھی تو کتنی ہو خیر!

خوجی۔ اچھا تو برقع ہی پر سے سہی دو دو تین بوسے لے لے۔ ع

برقع ز عارض بر فگن کی صبحدم تا جاودان
گردد فراش صبح را خورشید تابان در بغل

یہ شعر ہر بات کے جواب مین کہونگا اور روٹھ جاؤنگا۔

دلھن۔ اوئی سچ کہنا تو گویا معشوق تم ہو تم عورت ہو اور ہم مرد۔ اس معشوق مزاجی کو آگ لگے اللہ کرے۔

خوجی۔ دو باتین ہین دونون کا جواب دیجیے۔

(۱) تم مجھ سے مل کے رہنا چاہتی ہو یا بگاڑ کر کے۔

(۲) یہ موچھین سچ مچ کی ہین یا مصنوعی۔ اور بنائی ہوئی ہین۔

دلھن نے کہا اچھا پھر تم بھی کیا یاد کروگے لو برقع اٹھائے
ڈالتی ہوں مگر اسوقت سے تم اپنے کو میرا غلام سمجھو۔
تمھاری شرطیں تو میں سن چکی ہوں - اب تم میری شرطیں
سنو۔ لیکن اگر ایک شرط کے بھی خلاف عملدرآمد کیا تو میں
بگڑ ہی جاؤنگی - اور تمھاری بوٹیاں نوچ نوچ کھاؤنگی
خواجہ صاحب نے برقع پر ہاتھ پھیر کر مسکراتے ہوے جواب
دیا جان من تمھارے لئے جان و مال سب حاضر ہے
یہ کیا بات ہے جو حکم ہو فوراً بجالاؤں اب شرطیں بتائیے
بدل و جان منظور ہیں یہی شرط کروگی کہ کسی عورت کو
نظر بد سے نہ دیکھنا - سو اگر نظر بد سے پری تک بھی نظر پڑے
تو آنکھیں تلوؤں کے تلے مل ڈالنا ایسی سہ پارہ کے
ہوتے ساتے پھر کسی ایسی ویسی پر نظر ڈالوں کیا مجال ہے

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا	سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

دوسری شرط یہ ہوگی کہ کسی سے کشتی نہ لڑو۔ تم کو
خوف ہوگا کہ شاید کبھی ہاتھ پاؤں پر ضرب آئے ۔ اس
خیال پر مجھے بڑی ہنسی آتی ہے جان من تمھارا میاں
لڑکپن سے کشتی لڑتا آتا ہے ۔ باپ پہلوان - دادا پہلوان
پردادا مشہور آدمی اور مورث اعلی رستم کا نام تو سب نے
سنا ہے - ہندوستان میں پہلوانوں نے ہمارا نام سنا اور کان
پکڑ لیے جو مقابلہ کو آیا اُس نے نیچا دیکھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ
جھور کے میلے میں ایک پہلوان آیا - شیدی بڑا مشٹنڈا گینڈا
بنا ہوا پنجاب کا نامی گرامی پہلوان اُسنے کہا ہم کشتی لڑینگے
مگر اس شرط پر کہ کوئی ہمارا ہی سا گراں ڈیل ڈنڈیل و جسیم
ہو اسقدر ضخیم و فخیم اور ڈنڈیل آدمی کہاں ملتا لوگوں نے
ہم سے آن کے کہا - ہم نے کہا اچھا - سمجھا جائیگا - اپنے کل
پٹھوں کو لیکر ہم اس طرف سے نکلے جہاں وہ لگا تھا
اُسنے مجھے ٹوکا - کہو بھئی پہلوان کہانکی تیاریاں ہیں میں نے
کہا بھائی پہلوانی ہم کیا جانیں ایک دنی سے ادنی ہیں بولا
چاہے جو ہو اگر پہلوان ہو تو پھر آؤ - دو دو باتیں ہو جائیں میں نے
کہا باتیں تو ہو ہی رہی ہیں کہنے لگا کہ یہ زبانی داخلہ یا ہم اوپر
ہوں یا تم - یا تم آسمان دیکھو یا ہم کو دکھاؤ - جسکو خدا دے وہ لے
بس پھر ہم کب چوکنے والے ہیں - ہم نے کہا بھائی سنو ہے

کرتے چون کو وہ نہیں ہمتو سخن میں سبقت	پر وہ کچھ ہم سے سنیگا جو کہیگا ہمکو

ہم کسیکو ٹوک کے نہیں لڑتے - ہاں تم نے ٹوکا اب
ہم موجود ہیں - مصرعہ -

جب ٹوکتے ہیں غیظ تب آتا ہے شیر کو

مگر یاد رکھو تم ہم سے لڑوگے نہیں - اُسنے کہا تمھی سے
لڑیں اور تمھارے باپ سے لڑیں - بس قبلہ -
راوی - چہ خوش بیوی کو قبلہ بنایا - ہو خلف الرشید -
خوجی - بس قبلہ جناب والد مرحوم کا لفظ جو اس گستاخ نے
اسکی زبان پر آیا تو بندہ آگ ہوگیا - میں نے کہا آؤ بسم اللہ
پھر تو مجھے اور اُس سے زبان ملی -
شیدی - ابھی ابھی کشتی ہو - اکھاڑا کھدوا یا جاوے -
خوجی - کسکا اکھاڑا ہمیں بالو پر ہو ادھر یا اُدھر -
شیدی - اچھا یونہی سہی آؤ چٹنی کر ڈالونگا - بچہ -
خوجی - ادبے گیدی جو بچ سنبھال کر آؤ میرو نہیں اس قسم کی
باتیں مطلق جائز نہیں ہیں دل کا حوصلہ نکال لو نہ آکے
شیدی - اچھا آؤ - اتنے برسوں کا تمھارا ریاض

خاک مین ملا دون گا۔

خوجی۔ تو بھائی جان جسکو خدا دے وہ بنی بنائی بات ہے

شیدی۔ ہان ہان بنی بنائی بات تو ہے مگر دیکھ لینا انجر پنجر ڈھیلے کردو نگا دا اکڑ کر) پہلوان ہون ہجڑ نہین ہون

بس مجھے غصہ آیا باندھ کے جھٹ لنگوٹ مستعد اب دریا کے گھاٹ پر دو تین کرور آدمیون کی بھیڑ ہو گئی تھی اسیوقت کو قوال نے ٹھٹھ لگا دیے اور روپیہ آٹھ آنے چار آنے تکٹ باندھ دیا۔ اور بندہ اور شیدی اکھاڑے مین آترے جیسے ہی مین نے کپڑے اتارے اور علی کا نام لے کے تین ڈنڈ پیلے۔ بس حضرت شیدی کانپنے لگا جب سکھے تو کیا کہے۔ مین نے خم ٹھونک کے کہا بسم اللہ۔

شیدی۔ ہم نہ لڑینگے صاحب۔ ہم کو انکار ہے اس سے

صاحب۔ دل لگتی ضرور ہو گا تم سمجھائے کو توال صاحب

کو توال۔ خداوند اس شیدی نے انکو خود ٹوکا تھا۔

صاحب۔ دل اکھاڑے کے باہر تم نہ جانے پائیگا۔ آن بنے ایسے۔

شیدی۔ خداوند اسکا بدن چوبے ہے۔ پہلے مین سمجھا کہ میری جوڑ ہے مگر اب میرے حواس جاتے رہے ہوش ٹھکانے نہین ہین مین نہ لڑونگا۔

خوجی۔ دیکھو پہلوانی کرتے ہو مگر پہلوان کا کینڈا تک نہین پہچانتے کہ پہلوان کیسے ہوتے ہین واہ حضرت واہ۔

چہ الفردان نہ پسند از سخن رد
ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو

پھر ایک گھنٹے تک کو توال اور صاحب کہا کئے وہ نہ لڑا نہ لڑا۔ ہم وہ ہین۔

دلھن نے کہا اب تم نے اپنے دل سے گھڑ کے ایک بات بنائی ہم ان دونون شرطون مین سے ایک شرط بھی نہین کرتے ہماری شرطین یہ ہین۔

پہلی شرط۔ افیم کھانا قطعاً چھوڑ دو۔ بالکل۔

خوجی۔ بس اب دونون شرط کی ضرورت نہین افیم چھوڑ دی اور دوسری پہلی ہی شرط مین حضور نے فیصلہ کر دیا اور شرطین خدا جانے کسقدر سخت ہونگی خدا کے لیے اس شرط کو جانے دو۔ واسطے خدا کے کوئی اور شرط اسکے عوض تجویز کر دو

دلھن۔ اچھا دوسری شرط سنو۔ ہندوستان مین جب مکان لو۔ کسی بہروپیئے کے پڑوس لو۔ ورنہ ہم ایکدن تمہارے ساتھ نہ رہین گے۔

اسقدر سننا تھا کہ خوجی آگ ہو گئے اور مارے بوکھلاہٹ کے اردو کے عوض فارسی بولنے لگے۔ ناپا باسے من بہریع۔ مکان ما قریب بودو باش شخص دصورت تغیر باشد ہرگز نباشد پرسی کہ چرا نباشد۔ گفتم کہ ازین وجہ نباشد کہ مکان ما لائق شہدگان نیست۔ فہم کردی اے غضب من ونزد بہرد پیا مانم چرا مانم۔ ہرگز نمانم۔ ع

من کہ باشم کہ بران خاطر عاطر گذرم

اسوقت جلوہ خون خشک ہو گیا بہروپیے کی تو صورت سے مجھے نفرت ہے۔ دو شرطین بیان کین دونون جان کی دشمن لاحول و لا قوۃ۔ بس اب شادی اور خانہ آبادی معلوم۔ مین سمجھا تھا کہ خدا کو کچھ بہتری منظور ہے اب سمجھ گیا کہ خانہ بربادی کی فکر ہے احمد میان کو کوئی نہ ملا۔ ساری دنیا مین ہمین ڈھونڈھ نکالا۔

گرچہ بر دیگرے قضا باشد | ہر بلائے کز آسمان آید

برزمین نار سیدہ می پرسد
خانۂ انوری کجا باشد

دلھن۔ فارسی تو خوب بولتے ہو میان مگر (صورت تغیر) ہم نہ سمجھے۔

خوجی۔ (اکڑ اکڑ) ہو ہو کر کیا تعریف کی ہر کہنے لگین فارسی تو خوب بولتے ہو میان۔ یہ نہ کہا کہ ایرانیون کو مات کر دیا۔ فارسی تو خوب بولتے ہو میان واہ۔ مگر خیر۔ تعریف تو کی آزاد کمبخت تو تعصب کے سبب سے اسقدر بھی تعریف نہین کرتا (صورت تغیر) کا لفظ ایرانیون کا محاورہ ہے شیرازی بہروپیے کو صورت تغیر کہتے ہین۔

دلھن نے کہا جانِ من۔ از برائے خدا سچ سچ بتاؤ کہ شادی کے بعد تو ہمارے باپ سے بدلا نہ لوگے۔ جب تم داماد اور وہ تمھارے خسر ہوے تو پھر نا چاقی نہونی چاہیے۔ مل جل کے کام کرو۔ یہ نہین کہ وہ تمھارے دشمن ہون تم انکے۔ خوجی نے تشفی دی۔ کہا کیا مجال اور اگر وہ اُن دامادون مین ہین جن ملعونون کی نسبت یہ شعر چسپان اور صادق ہے۔

کیون نہ برسین فلک سے انگارے
بیٹی دے کر دماد کو ایسے

راوی۔ معقول۔ یہ حضور ہی کا کلام ہوگا۔ دماد کتنا فصیح لفظ ہے وہ تو آپکا کینڈا اچھا ہی نہین رہتا اشدفردہم

خوجی۔ اگر اس شعر کے مصداق ہین تو خیر ورنہ بندہ تو انکا دعاگوے قدیم ہے اور اب خردی بزرگی کا واسطہ ٹھہرا اتنا سمجھ لیجیے۔ بس۔

دلھن نے کہا۔ اچھا ہم اب نقاب اٹھاتے ہین مگر سنبھلے ہوے ایسا نہو کہ چہرہ کی ضیا اور نور موفور اور حسن گلوسوز دیکھکر آنکھین خیرہ ہو جائین اور دم سے گر پڑو۔

خوجی۔ واہ میان کروڑون پریان دیکھ ڈالی ہین۔ جی

دلھن۔ کروڑون تو پھر ہم کو کاہکو پسند کروگے مگر خوب یاد رکھنا صورت دیکھتے ہی تڑپنے لگوگے۔ اگر ہوش و حواس قائم رہین تو ناک ناک بدتے ہین۔ چاہے بدلو

خوجی۔ واہ ہماری ناک کٹی تو تمھارا اور ہمارا دونون کا نقصان ہے اور تمھاری کٹی تو دونون کا زیان۔

دلھن۔ نہین تو پھر مین صورت نہ دکھاؤنگی نہ دکھاؤنگی

خوجی۔ اچھا صاحب بدلی۔ ناک ناک بدلی۔ ادھر یا ادھر

دلھن نے کہا خیر بدلی تو بدلی۔ یون ہی سہی۔ اب مین برقع اٹھاؤن یہ کہکر دلھن نے نقاب کو اُلٹ دیا اور خوجی بیچ سے گر پڑے اٹھے اور پھر گرے اور سگ پاسوختہ کی طرح ادھر ادھر گھبرائے ہوئے پھرنے لگے مگر پانون دھرتی سے پڑتے تھے اسقدر غل مچایا کہ آسمان سر پر اٹھایا۔ اس وحشت کے صدقے یا خدا بچائے اگر اس منحوس کی صورت آج بعد مدت دیکھی او گیدی (دروازہ پر ہاتھ مار کر) ہائے دروازہ بھی بند ہے۔ او گیدی خدا تجھ سے سمجھے نامعقول

راوی۔ جھوٹ کی ایسی تیسی۔ بڑے فارسی دان بنے تھے

دلھن۔ تم بہروپیے کے نام سے اسقدر چڑتے کیون ہو۔

خوجی۔ یہ نہ پوچھو۔ ہم کو بمبئی کے ایک بہروپیے نے سخت دق کیا تھا بہروپیے کے نام سے مجھے کامل نفرت ہے اور خصوصاً اس بمبئی والے بہروپیے نامعقول کے نام سے۔

دلھن۔ کون کون بمبئی کا بہروپیا۔ کونسا بہروپیا۔

خوجی۔ ملے صاحب وہ بڑا نامی گرامی بہروپیا ہے

دلھن - اے ہے تم وہی خوجی تو نہین ہو مسخرے جو آزاد کے ساتھ بمبئی مین آئے تھے اور ایک بہروپئے کو جھانسا دیگئے تھے۔ کئی روپئے کا پارسل اپنے نام لکھکر بھیجدیا۔

خوجی - ائے! افوہ - ہم اسقدر مشہور ہوے ہین۔ مگر اسوقت تمنے ہمین قتل ہی کر ڈالا - کہین کا نہ رکھا - آگ ہو گیا ہون آگ۔ مصرعہ -

پانی جو ٹپکا تو آگ سا ہو جاؤن گا

دلھن - کاہے سے مین نے تو ایک بات کہی۔

خوجی - خوجی کس بھکوے کا نام ہے۔ خوجی ہو جی۔ او بہو تے آپ دونون کی ایسی تیسی - ہمارا نام جناب خواجہ بدیع الزمان صاحب - سچ ہے خوب کہین اور رہتے ہونگے اور یہ تم نے کیا کہا کہ مسخرے ہو مسخری تو خود ہو گی - ہم ظرافت پیشہ شیخ لطیفہ گو ہین مسخرے کی دم مین رسا ملکی کی - مگر تہذیب ہمارے چل دینے کا حال نہین کیونکر معلوم ہوا۔

دلھن - وہ میرے باپ ہین اب تمہارے خسر ہوے۔

خوجی - (اچھل کر) اہو ہو ہو - جی خوش ہو گیا - ہائے میرے آگے ہی کی گانٹھ بنا کے چھوڑا ہے مین نے خسر اپنے کے چھوڑا۔

ہر مین رشتہ دہ کہ جان فشانم رواست
کر اینہا مژدہ آسائش جان ماست

شکر ہے کہ اسکے خسر تو ہوے - ہان جناب من آزاد پاشا روم کے وزیر جنگ کا مصاحب مین ہی ہون مین پرائیوٹ سکریٹری ہون۔

دلھن - خیر تو اب اور شرطین تو سن لو۔

خوجی - یہ شرط اب مجکو منظور ہے کہ مین کسی بہروپئے کے پڑوس مین رہون مگر افیم کا ترک کرنا محال ہے یہ ہم سے نہو سکیگا نہو سکے گا۔

دلھن - اچھا ایک شرط اور ہے - جس جہاز پر بہت سے کمہار سوار ہون اسی جہاز پر ہم تم بھی جائین۔

خوجی - ارے غضب خدا جانے کیسے - کمہار کی صورت سے نفرت ہے ہان اگر کمہارون کے ہان ننہال ہو تو کیا مضائقہ وہ بھی آپ کے سسرے نہین ادھر بہروپیا ادھر کمہار - یہ تو سب ہوا اب آپ ذرا تو صورت دکھائین۔ خدا کی مار اس خرناشخص پر (دوسرے دروازے پر ہاتھ مار کر) ارے یہ بھی بند ہے - یا خدا کس غضب مین جان پڑی (تیسرے دروازہ پر ہاتھ مار کر) افوہ یہ بھی بند ہے اب مین بچونگا کدھر سے آزاد آزاد (شیشے کی راہ سے) آزاد آزاد پاشا - مس کلیریسا - مس میڈا - پولینڈ کی شہزادی لٹے نہین مرزا صاحب - ارے کوئی ہے ہرمزجی۔ سب مر گئے ہائے گاڑھے وقت کسی نے مدد نہ دی ہے

اسکا ہے کون جسکی مدد پر خدا نہین
ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہین

جب خدا ہی من بدیع بدبخت کا نہین تو کون ہو۔ (زور سے) یا خدا میری سن - خدا سے کیونکر اس کمبخت پلید نے سب دروازے بند کر دئے۔

راوی - اس بوکھلاہٹ کے صدقے۔

خوجی - اس مصیبت مین کبھی نہین پڑا تھا - افتاد - ہائے افسوس (سر پیٹ کر) یاران این چہ شد - مرا این چہ شد کہ درین چاہ نابکار وعمیق گرفتار شد - افسوس میکنم یاران من نالہ کہ بسیار افسوس دارم ائے کوئی اس

بیگس کی خبر لو۔ دولہن کیطرف مخاطب ہوکر اچھا آج پھر تم
ہی نہین یا ہم ہی نہین دو نو مین ایک نہین او گیدی
تو دولہن نہین۔ گیدی ہے اور جو دو روز کی تپ نہوتی
تو اٹھاکے دے مارتا۔

گیدی۔ اچھا صاحب ہم گیدی ہی سہی آگے فرمائیے۔

خوجی۔ ایسی صورت خدا کسیکو نہ دکھائے یہ کون علتنی ہے۔

گیدی نیے حضرت پہلے تو ناک کٹوائیے سامنے آئیے۔

خوجی۔ دور دور سے باتین کرو دور دور سے۔

گیدی۔ دور سے نہین مین ناک کاٹونگا ہم سے آپ سے
شرط ہے پہلے ناک کٹوائیے۔ پھر اُس پارسل کے
روپئے لائیے کیا باپ کا مال سمجھکر اپنے نام لفافہ لکھا لیا
اب داہنے ہاتھ سے روپیہ لاؤ اور ناک سامنے کرو تو
چھری تیز کرکے اڑا لون۔

خوجی لگ رہو۔ بس مین بھلا آدمی ہون۔ جی الگ لگا

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب حضور خواجہ بدیع الزمان
صاحب عرف (بدیعام) آزاد کے ساتھ بمبئی مین داخل
ہوے تو ایک بہروپیے نے انکی ناک مین دم کر دیا پہلے
عورت کا بھیس بدلکر آیا سرا مین انھون نے سیٹی بجالی
انکو ایسا غچہ دیا کہ جھپے مین آگئے آخرکار نوبت باینجا
رسید کہ وہ اونکو گود مین اٹھاکے لے بھاگا اسکے قبل
انکی اُنکی گفتگو سننے کے قابل تھی۔ ناظرین کی تفریح
طبع کے لیے اس پیاری پیاری تقریر کا کسیقدر حصہ نذر
کیا جاتا ہے۔

عورت۔ اللہ جانتا ہے کتنے وجیہ جوان ہو اور خدا
پاک کی قسم کیا ہاتھ پانون پائے ہین مگر داڑھی منڈوا ڈالو

خوجی۔ (اکڑکر) ابھی کیا ہے جوانی مین دیکھنا۔

عورت۔ ڈیل ڈول کتنا پیارا ہے اور نک سک سے
کتنے درست ہین آپ کہ ماشاء اللہ۔ جی خوش ہوگیا مگر
داڑھی منڈوا ڈالو۔

خوجی۔ (دونو بازو نکو پھڑکا کر) اور جو مین ورزش
کرون تو شیر ہی لندھور کو لڑا دون۔

عورت۔ ذرا کان تو پھٹپھٹا ڈالو۔ شاباش ہے۔

خوجی۔ ایک بات کہون بُرا تو نہ مانوگی۔ سچ بتانا۔

عورت۔ جو بُرا مانونگی تو ذرا کموڑی سی لا دونگی۔

خوجی۔ (ہاتھ جوڑکر) جان من جان بخشی ہو تو کہون۔

عورت۔ کیا کسی بھٹیاری یا کسی بھٹیارے کی جان
لگے اے ہان۔

خوجی۔ کہون کہ ڈالون۔ اچھا اگر خون معاف ہو جاے

عورت۔ (چپت لگاکر) اسکے خون کیسا بھکوے
خون لایا ہے۔

خوجی۔ یہ دھول دھپا شریفون مین کہان جائز ہے بھلا

عورت۔ شریف بچہ ہوتے کہ کون نگوڑی سمجھتی ہے (ٹوپی
پھینک کر ایک اور چپت جمائی چٹاخ) آنکھین کیا ٹلی ٹلی
کرتا ہے پھوڑ دون دونون دیدے۔

راوی۔ واہ۔ واللہ اچھی آنکھ پھوڑی آنکھ لڑائی خدا
چشم زخم حوادث سے بچائے۔ جسم بھر مین اسنے دیدہ و
دانستہ مین آنکھ ہی پر نشتر مارنا چاہا عورت کیا آنکھ پھوڑ نہ تہی

خوجی۔ اب ہمارا مطلب تو اس کمبخت مین خبط ہوا جاتا ہی
یہ بتاؤ کچھ مانگین تو دو یا نہ دو۔

عورت ہان کیون نہین (کان پکڑکر) ایک لپڑ اِدھر اور

دوسرا ادھر کیا نئے بولتے ہین آپ چیستان بجھواتے ہین
خوجی - ہم یہ مانگتے ہین - ہمارے ساتھ شادی کرلو -
تمھارے ساتھ شادی کرنے کو جی چاہتا ہے - ! -
جب اُسنے بیاہ کا اقرار کرلیا تو خوجے کو جھپ سے گود
مین اُٹھالیا اور بغل مین دباکر لیچلی - خوجے بہت ہی چکرائے
لاکھ ہاتھ پانون مارے ہزار زور لگائے مگر اسنے جو دبایا
تو اسطرح لیچلی جیسے کوئی چڑی مار جانورون کو پھڑپھڑاتے
ہوے لے چلے اب سارا زمانہ دیکھ رہا ہے کہ خوجی پھڑکتے
ہوے چلے جاتے ہین اور وہ کشیدہ قامت عورت چھم چھم
کرتی اور پھرتی کے ساتھ قدم دھرتی یہ گئی وہ گئی ایکبار
خوجے بھاگ نکلنے کو تھے مگر اسنے پھر چینٹر غوں کیا - خوجی بولے
چھوڑتی ہے یا نہین اُسنے کہا ہم شریفون کی بہو بیٹیان ایک
سر ہو رہین - میان کو چھوڑنا کیا معنے - خوجے سر پیٹنے لگے کہ
ابھی سے میان کیونکر ہوے - ارے یار کیا شہر خیلہ ہے ایک
ڈائن بھلے مانس کو ملے ڈالتی ہے اور کوئی بیچ بچاؤ تک
نہین کرتا یارو خدا کے لیے بچاؤ للہ بچاؤ - لیکن واہ رے
مین داڑھی بچا ہی لی بڑی دیر کے بعد اُسنے انکو چھوڑا تھا
اسکے بعد دوسرے روز سپاہی بنکر آیا خوجی کو مٹھائی کی
چاٹ دیکر بزاز کی دکان پر بٹھایا اور انکی ضمانت دیکر ان
کو دکان پر گرو رکھکر لمبا ہوا - یہ جو تھوڑی دیر کے بعد اُٹھنے
لگے تو بزاز نے للکارا - آخر انکے نام پر رقعہ آیا بات جیسکی
کیون کھاگئے نہ غچا دیکھا ابکی پھر پھانسا، تب کی بیوی بن کے
چپتیا دیا - ابکی میان بن کے غچا دیا، اُس بہروپیے سے خواجہ
صاحب اسقدر ڈرتے تھے کہ ہردم ہر لحظہ اُسیکا نام زبان
پر آتا تھا ذرا کھٹکا ہوا اور اُنھون نے غل مچانا شروع کیا کہ
بھلا بے گیدی ابے بھلا ابے بہروپیے بھلا - اچھا بچہ
سمجھا جائیگا - یہانتک کہ پہلے ایک بار حضور خواجہ صاحب
درخت کے سائے مین آرام فرماتے تھے اتفاق سے
چیل نے بیٹ کردی تو جھلاکر درخت کیطرف نظر ڈالی
اور بآواز بلند کہا بھلا بے گیدی بھلا آج چیل بن کے آیا
اب سنئے کہ یہی بہروپیا ایک رئیس نامدار کے ساتھ حج کے
لیے گیا تھا - بعد زیارت حرمین الشریفین رئیس موصوف مصر
کی سیر کیلئے آئے بہروپیا بھی ساتھ تھا آزاد پاشا سے اثنائے
راہ مین جس ہندی سے ملاقات ہوئی - (جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے)
وہ بہروپیا ہی تھا - آزاد نے اس سے فرمائش کی کہ
یہان خوجے کو چکما دو تو جانین - چنانچہ یہ راے قرار پائی
کہ بہروپیا عورت کا بھیس بدلکر ایک کمرے مین بیٹھے اور خوجے
سے کہین کہ تمھاری شادی کے لیے ایک پری پیکر دوشیزہ
تجویز کیگئی ہے - خواجہ صاحب عقل کے دشمن تو تھے ہی فوراً
شادی کرنے پر آمادہ ہوے یہان آئے تو دیکھا کہ مونچھ
اور داڑھی والی بیوی ہے جب صبر ازبلیغ کے بعد دلھن نے
برقع اُٹھایا تو بہروپیے کی صورت دیکھکر خوجے کانپ اُٹھے
اور بوکھلائے ہوے کمرے مین دوڑنے لگے بہروپیے نے
دو اقرار کئے تھے کہ اگر برقع اُلٹنے کے بعد خوجی گھبرا نجائین
تو بہروپیے کی ناک کاٹ ڈالین اور اگر گھبرا جائین تو بہروپیا
انکی ناک اڑاے اب اُسنے ناک اڑانے کی فکر کی اور یہ
بھی کہا کہ ہمین چکما دے کے آئے تھے اب پارسل کے
روپیے اُگلئے - ورنہ مرمت کیجائیگی - خواجہ صاحب بوٹیان
نوچنے لگے کہ کس مصیبت مین جان پڑی -
بہروپیا - داہنے ہاتھ مین روپیہ لیسا دیجئے ایک بات اور سنا کہ

ادھر لائیے بندہ چاقو تیز کر رہا ہے۔

خوجی۔ جا بیجا منھ سے نکالوگے تو بس بگڑ ہی جائیگی

بہروپیا۔ اور بنی کب تھی۔ ناک ادھر لاؤ۔ آج سے نکٹے تو کہلاؤ گے ہم اسی مین خوش ہین کہ خوجے بیابرے احوال۔

خوجی۔ (تمیز کا اشارہ کر کے) خوجے کی ایسی تیسی تمیز کی

بہروپیا۔ ہیش باد۔ ناک تھی بھی بڑی۔ ہات ترے کی

خوجی۔ او گیدی الگ رہنا۔ بس الگ ہی رہنا۔ کہدیا ہے ہان کیا دل لگی ہے ہونھ! بڑے وہ بنکے آئے ہین ابھی آپ میرے غصے سے واقف نہین ہین۔

بہروپیا۔ مین خوب واقف ہون کم زور مار کھانیکی نشانی

خوجی۔ ہم کمزور ہین۔ یا خدا اسوقت گرے پر بجلی گرے اور ہم دونون جل بھن کے خاک ہو جائین آزاد دروازے سے جھانک کر) اے آزاد۔ نہ بول کمبخت۔ مس کلیرسا صاحب اجی مس میڈا کوئی ہے۔ واہ سب کے سب ٹھ مارے پڑے ہین اچھی دلھن دکھائی۔

بہروپیا۔ اب بتاؤ وہ پارسل والے روپے دوگے یا نہین

خوجی۔ کیسے روپے اور کسکی پارسل۔ آیا وہان سے

بہروپیا۔ پھر مجھ سے آپ سے بگڑ ہوگی۔ بس اور اس سے بڑھکر کیا ہوگا ناحق بن ناحق ہاتھ پاؤن توڑ کے دھرونگا

خوجی۔ کیا (مسکرا کر) ماشاء اللہ بچے جاکے ہوٹل والونسے تو دریافت کرو کہ کس جوانمردی کیساتھ مصر کے پہلوانونکو اٹھا کے دے مارا چارون شانے چت۔

بہروپیا۔ اچھا پھر اب تمھاری قضا آئی ہے۔ ہڈیان جھلجلاتی ہین۔ خواہ مخواہ ناحق ہاتھ پاؤنکے دشمن ہوے ہو۔

خوجی۔ سچ کہتا ہون۔ ابھی میرا غصہ تم نے نہین دیکھا ہے۔

راوی۔ کیونکر دیکھتے اسوقت یہ کہان تھے جب بوا زعفران پر آپنے غصہ اُتارا تھا۔ جب کمھار کی مرمت کی تھی۔ جب کسان کو کانجی ہوس لے گئے تھے۔ غرض کہ بہروپیے کی خیر اسکو نہین نظر آتی ہے۔ خوجے کے ہاتھ سے اسکی قضا آئی ہے۔

بہروپیا۔ اب ایک دفعہ پوچھکر پھر ہاتھ سے خبر لونگا۔

خوجی۔ اور مین قرولی سے بات کا جواب دونگا۔ گیدی

بہروپیا۔ ہم سے تم سے کیا اقرار تھا؟ کہ ناک بدی تھی۔ نہ ناک تراش کے چیلون کو دینگے۔ چیل چلو چیل چلو۔ انڈے بچے والی چیل چلو۔ حضور کی ناک اور چیل کی چونچ۔

خواجہ صاحب سوچے کہ اب اس سے چھٹکارا محال ہے اول تو کرارا آدمی۔ دوسرے گران ڈیل تیسرے شہ زور جوتھے جوان۔ یہ پستہ قامت ضعیف الجثہ۔ ڈبلے چپتلے ہاتھ پاؤن۔ ماشہ بھر کے آدمی۔ کوئی پھونک مارے تو بتانے لگین۔ مگر تیکھے پن کے سبب سے دب کے رہنا محال تھا۔ آخر کار بہروپیے سے بہ لجاجت پیش آئے۔

خوجی۔ بھائی جان پردیس مین ہم کو تم کو مل جلکے رہنا چاہیے۔ مگر خدا جانے تم کیسے ہندوستانی ہو کہ ہندوستانی کا ساتھ نہین دیتے۔

بہروپیا۔ پارسل کا روپیہ دائین ہاتھ سے ڈالدو تو خیر۔

خوجی۔ اجی لاحول تم بھی کیا باتین کرتے ہو۔ اسے توبہ۔ سے

کوئی پوچھے تو کیا پوچھے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

پارسل کا ذکر کیسا۔ بزاز کی دکان پر ہم بھی تو حضور کیطرف سے کچھ پوچھ آئے تھے کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے چلو فراغت ہوئی

بہروپیا۔ اچھا تو وعدہ پورا کرو ناک تو کاٹنے دو۔

خوجی۔ واہ بھلا مجھ غریب آدمی کی ناک کاٹنے سے فائدہ ناک چھوڑ چاہے دونوں کان کاٹ ڈالو۔ مگر ہمارا اچون کم نہ ہوگا۔

راوی۔ ہم جانتے ہین ناک کاٹنے سے اور دوبالا ہو جائے گا۔

اتنے مین آزاد پاشانے دروازے پر آواز دی جناب خواجہ صاحب اور خوجے کفن پھاڑ چیخ اُٹھے خوش آمدی خوش آمدی بیا برادرم بیا۔ ع۔

بیا برادر آؤ رے بھائی ع

بہروپیے نے دروازہ کھولدیا۔ مس کلیرسا نے آتے ہی قہقہہ لگایا۔

آزاد۔ کہئے حضرت شادی مبارک ہو۔ یار آج ہماری دعوت کر دو۔

خوجی۔ زہر کھلاؤ اور دعوت مانگو یہ جو ہمنے آپ کی حمایت کی کرورون مصیبتون سے بچایا۔ لاکھون خطرون مین جان پڑی اسکا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ نے ہمکو ذلیل کیا مس روز دل افروز کے روبرو ہمکو کیا جانے کیا کیا کہا اور ہزار ہا باتین سنائین مگر ہم خاموش ہو رہے اب اسوقت یہ گل کھلا۔ بس قسم خدا کی۔ خیر۔

باز یاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

ایک تو اس مرد نامعقول سنڈے نے بھر کس نکال ڈالا اور مین اس دھوکے مین کہ عورت ہو اسکے منھ کون لگے کوئی پہلوان ہو تو خم ٹھوک کے لڑون مگر دلہن سے لڑنا چھوٹی بات ہو یہان تو یہ خیال تھا اور وہان وہ اور ہی فکر مین تھا اب ہم یا مصر مین نوکری کر لینگے یا پھر روم واپس چلے جائینگے وہان کے لوگ قدردان ہین دن بھر مین اگر دو چار شعر بھی کر لین تو کھانے بھر کو بہت ہین روپیہ شہرت تو کم ملیگا نہین ان اشعار نے ہمین ایک اشرفی دلوائی تھی۔

بی می نکند کفن من جامہ روائی
سر دست ہوا آتش بیدرد کجائی
باید کہ صلاحی بود از بستن صہبا
تا ناطقہ راروی دہد نادرہ زائی
عیب است دم صبح دہانی تماشا
ما و کفن خاکستر و آئینہ روائی

خیر بس انسان کچھ کھو ہی کے سیکھتا ہے۔ ہم بھی کھو کے سیکھے اب تمام عالم مین کسی کا بھروسا نہ رہا۔ دینا ہے اپنا مطلب افسوس صد افسوس۔ اب خموشیدن بہ از خروشیدن کے مسلک کا سالک ہونا لازم ہے۔ ع

نفس با سوز و ساز ست امروز
خموشی مخبر راز ست امروز

کلیرسا نے کہا یہ ٹھائی اور دعوت نہ دینے کی باتین ہین اُڑن گھائیان کسی اور کو بتانا۔ ہم بے دعوت لئے نہ رہینگے۔ ایسی بیوی پائی جلسہ اور دعوت ندارد۔

خوجی نے کہا۔ ہان صاحب آپکو کیا یہان بڑی بسلی کا فیصلہ ہو گیا تھا ان کو دل لگی سوجھتی ہے۔ خدا کرے جیسی بیوی ہم نے پائی ویسا ہی شوہر تم پاؤ۔ بس اب اس سے بڑھکر اور دعا کیا دون ع

بد نہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

مس میڈا نے مسکرا کر خوجی کو سلام کیا۔ حضرت نے جھلا کر کہا بس بس سلام رہنے دین حضور دور ہی سے سلام ہے لیکے دھروادیا اور اوپر سے سلام کرتی ہین ایسے سلام سے در گذرے اور مین اسوقت ایسا پاگل بنگیا کہ کچھ نہ پوچھو اتنا بھی نہ سوچا کہ مصر کی عورت اُردو کیونکر بول سکتی ہے۔ لیکن پری پانے کا شوق آنکھوں پر پٹی بندھ گئی آخر کار اُلو بنے وہ تو کہیے بڑی خیر گذری ورنہ ناک ہی گئی تھی اور پارسل کے روپے اگلے پینے پڑتے قدرتے بڑی خیر کی

خواجہ صاحب سے لاکھ لاکھ کہا۔ مگر اُنھون نے قسم کھائی کہ باہر چہ بادا باد۔ چاہے جو ہو ہم آزاد کی صورت نہ دیکھینگے ہمین ایک قسم کی نفرت ہو گئی۔ ہندوستان سے اتنی دور کے فاصلے پر آئے راہ مین ہماری وجہ سے دل لگی رہی راستے بھر ہنساتے ہوے آئے وینیشیا کو انسے ملا دیا۔ مس روز کے ہان ہمارے قدم کی برکت سے چہل پہل رہی سفر کے خطرون سے ہماری دعاے نیم شبی و سحری نے بچایا۔ پولینڈ کی شہزادی کے ہان ہم کام آئے ورنہ قید مین پڑے پڑے آنکھین مانگتے ہوتے میان ان سب باتون کا انجام یہ ہوا کہ ہمین پر چکمے چلنے لگے اور اس بدبخت نالائق سخت بہروپیے سے منھ بگڑ گیا معاذ اللہ خیر

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

سمجھا جائیگا ۔ ع

چور جاتے رہے کہ اندھیاری

یارب مرے خامے کو زبان دے | منقار ہزار داستان دے
پانچ انگلیون مین یہ حرف زن ہے | یعنی کہ مطیع پنجتن ہے
ختم اسپہ ہوئی سخن پرستی | کرتا ہے زبان کی پیش دستی

الغرض آزاد پاشا ان دونون حوران جنت کو لیکر چل گئے مگر خوجے نے انکا ساتھ نہ دیا۔ گھنٹون آزاد سمجھایا کئے مس کلیریسا نے خوشامد کی میڈا بہ لجاجت پیش آئین لیکن انھونے ایک کا کہنا نہ مانا۔ بہروپیئے نے کہا اب ہم تم دونون اکیلے رہ گئے ہین چلو جہان ہمارے نواب صاحب ٹکے ہین وہین چل کے رہو۔

خواجہ صاحب بہروپیئے کے ساتھ روانہ ہوے اور کہا کہ اب تمھارے ساتھ ہین چاہے بناؤ چاہے چکما دو۔

چالا

چوتھی کے دن نواب جم اقتدار نے وہ لطف اُٹھائے کہ جی خوش ہو گیا نازک ادا بیگم کی شوخی اور اچپلا پن جانی بیگم کی لفاظی اور چلبلا پن حشمت بہو کی نازک ادائی اور دلربائی مبارک محل کی نستعلیق باتین الغرض جدھر نگاہ جاتی تھی کمسن حسین ہی نظر آتی تھین نازک ادا کی چلبلی باتون نے ان کو لبھا لیا۔

ثریا بیگم بھی کسیقدر کشمکش مین کہ میان کی نظر اس شوخ بیباک چست و چالاک پر بے طور پڑ رہی ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت ہاتھ سے جاتی رہے اور دل قابو مین نہ رہے غضب کہ نواب صاحب نے انکے چھیڑنے کے لیے کئی بار نازک ادا کی تعریف کی اور ثریا بیگم جھلانے لگی۔

نواب۔ نازک ادا بیگم کی ادا نے ہمین مار ڈالا۔ ادا خود اُسکی ادا پر لوٹ پوٹ ہے۔ اور آنکھ تو ایسی نشیلی رسیلی پائی ہے کہ ہاے ہاے۔

ثریا بیگم۔ عجب بیہودہ باتین ہین تمھاری خدا جانے کن لوگون مین تمنے تعلیم پائی ہے نازک ادا کی ایسی تیسی

نواب۔ تم ناحق تیکھی ہوتی ہو۔ مین تو صرف اُنکے حسن کی تعریف کرتا ہون۔

ثریا بیگم۔ اے تو کوئی ڈھونڈھ کے ایسی ہی کی ہوتی اور نہیں۔

نواب۔ تمھارے یہان کبھی کبھی آیا جایا کرتی ہین۔

ثریا بیگم۔ مجھے اُس گھر کا حال کیونکر معلوم ہو مگر جو تمھارے یہی پچھن ہین تو خدا حافظ ہے آج سے یہ باتین شروع ہو گئین۔

نواب۔ مین تو ہزار جان سے فدا ہو گیا ہون۔ ع

کافرِ غارتگرِ ایمان من
دلبر من جان من جانان من

ثریا بیگم۔ اور جانی بیگم پر بھی تو بار بار نظر پڑتی تھی۔

نواب۔ وہ بھی پرکالۂ آتش ہے چندے آفتاب چندے مہتاب۔

ثریا بیگم۔ ہان سچ ہے۔ گھر کی مرغی دال برابر۔ ابھی دوسرا ہی دن ہے اور یہ حال ہے۔ سچ ہے مردوے ہرجگی بچا۔ اسی سے کہلاتے تھین خیر اب تو ہین آن کے پھنس ہی گئی۔ مگر مجھے وہی محبت ہے جو پہلے تھی تمھاری محبت۔ البتہ جاتی رہی۔

نواب۔ دل لگی تو ہو چکی۔ قسم کھا کے کہتا ہون جو تمھارے مقابل مین کوئی بھی جچتی ہو۔ کوئی جچتی ہی نہین خدا گواہ ہے نواب صاحب کا منشا اس چھیڑ چھاڑ سے یہ تھا کہ دو گھڑی کی دل لگی ہو مگر جب اُنھون نے دیکھا کہ اپنا مطلب بھی فوت ہوا جاتا ہے تو کان پکڑ لیے کہ اب ایسی دل لگی نہ کرینگے اور دلھن کے رخسار چوم کر یون سمجھانا شروع کیا۔ تم اتنی بڑی دانشمند ہو کر ذرا سی بات پر روٹھ گئین۔ بھلا اگر بُرے دلھین بدی ہوتی تو تمھارے سامنے انکی تعریف کرتا۔ لے توبہ مجھے کوئی پاگل ستر(؟) گیا ہے کیا۔ اے واہ سبحان اللہ۔ مطلب فقط یہ تھا کہ دو گھڑی کی دل لگی ہو تم ذرا انکو۔ مین ذرا چھیڑون تمھارے روٹھنے منانے مین بھی تو ایک لطف ہے مگر تم کچھ اور ہی سمجھین میرے ہوش اُڑ گئے۔ خوب یاد رکھنا کہ جبتک میری اور تمھاری زندگی ہے کسی اور عورت کو نظر بد سے نہ دیکھونگا اگر دیکھون تو شریف نہین

ثریا بیگم۔ وہ عورت کیا جو اپنے شوہر کے سوا کسی نامحرم کو بُری نظر سے دیکھے اور وہ مرد کیا جو اپنی بیوی کے سوا پرائی بہو بیٹی پر نظر ڈالے اور سچ سچ تو یہ ہے کہ میان بیوی جب ہی خوش رہینگے کہ یہ اُسپر فدا ہو وہ اسپر شیدا نہین تو دل نہ ملیگا۔ بس صاف صاف یہ ہے۔

نواب۔ بس یہی ہماری بھی رائے ہے اور جو لوگ دس دس شادیان کرتے ہین۔ دو جورو۔ چھ بیسوائین گھر پڑی ہوئی انکو ہم اچھا نہین سمجھتے ہزارون نہین شاید دو ایک ایسے ہون تو ہون ورنہ عدل کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے اور زبانی داخلہ اور شے ہے کہنے کو سبھی کہتے ہین اور کرتا کوئی بھی نہین۔

ثریا بیگم۔ جو نازک ادا جانی بیگم کی سی عورت کے ساتھ اب تم شادی کرو تو پھر ہین کاہے کو پوچھو پھر عدل کہان ہے

نواب۔ اے توبہ۔ کیا کہتی ہو تم لاکھون کرورون مین انتخاب ہو۔

ثریا بیگم۔ مگر تمنے تو اس طرح انکی تعریف کی کہ مین سمجھی دل ہی قابو مین نہین ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔

نواب۔ فقط مذاق تھا۔ ورنہ کجا تم کجا وہ۔ کوئی مناسبت بھی ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اول تو سن مین فرق پھر حسن مین فرق۔ خالی خولی شوخی ہوئی تو کیا۔

ثریا بیگم۔ اب مجھے بناؤ نہ بہت۔ خالی خولی شوخی! کیا بدقطع ہین وہ تو حسین اور خوبرو نہین ہین بہت چل نکلو۔

اب سنیے کہ صبح کو دلھن کے میکے سے مہری آئی آن کر بیٹھی آداب بجا لائی۔ عرض کیا۔ دولھا میان سے کہہ دیجیے آج بڑی سالی کے ہان آئین اور دلھن کو بلایا ہے بیلا چالا ہے۔ بیگم صاحب مادر نوشہ نے پوچھا انکے میکے مین آئین یا حشمت بہو کے ہان کہا حضور میکے مین بلایا ہی حضور دلھن کو اسیوقت اجازت دین۔

بیگم۔ اچھا۔ تمھارے ہان وہ لڑکی تو بڑی ہی غضب کی ہی نازک کسی سے دبتی ہی نہین۔ کسی بات مین تبدنہین اکثر تیز طبیعت بھی لڑکیان دیکھین وہ سب سے نرالی ہے۔

مہری۔ (مسکراکر) حضور طرح طرح کی طبیعتین ہوتی ہین۔

بیگم۔ ایسی طبیعت بھی کیا کچھ تو شرم یا حیا کا خیال ہو۔

مہری۔ حضور بیگم صاحب نے بھی کئی بار سمجھایا۔ حشمت بہو کو خود بھی برا معلوم ہوا مگر وہ سمجھتی ہی نہین مگر کیا کہ باتین ہی باتین ہین۔ کوئی جا بیجا بات نہین سننے مین آئی آجتک ہان یون جو کوئی دیکھے تو یہی سمجھے کہ۔

بیگم۔ وہ خالی باتین ہی انکو کیا کم ہین افوہ۔

خورشیدی۔ اما جان ہمارے تو ہوش اڑگئے اور اس بیچاری نیضن کو بات بات پر بناتی تھین اسکو تو رلا ہی چھوڑا۔

نواب بیگم۔ وہ تو باتین ہی گنوارون کی سی کرتی تھی۔

بیگم۔ اے واہ۔ وہ لاکھ گنوار دیکی سی باتین کرے پھر اس سے کیا۔ انکو تو نہ بنانا چاہئے تھا۔ اور پھر جو اپنے ہان آئے اسکی خاطر کرنی چاہیے انسان کو یا اس سے اسقدر دل لگی کرے کہ وہ پھر کبھی آنے کا نام زبان پر نہ لائے

خورشیدی۔ ہان یہ سچ ہے مگر ہم کو انکی وضع سے۔ (آہستہ سے) معلوم ہوتا ہے (دبے دانتون) نیک نہین ہین آگے خدا جانے۔

بیگم۔ یہ نہ کہو بیٹا۔ ابھی تمنے دیکھا کیا ہے۔

نواب۔ (اشارہ کرکے) کہا انکی مہری بیٹھی ہے اسکے سامنے کچھ نہ کہو۔

خورشیدی۔ (آہستہ سے) ہم نے تو بہت ہی آہستہ سے کہا

نواب۔ دلھن کے کان ہین، تم برا نہ ماننا۔ ہم لوگ آپسمین ہنستے ہین اور کیا ہم جانتے نہین ہین کہ نازک ادا پاکدامن عورت ہین۔

دلھن۔ (شرماکر آہستہ سے) جیساکوئی ہوگا اسکو ویسا سب کہینگے۔ اس مین برا ماننے کی کون بات ہے اور مین کیون برا مانونگی۔

راوی۔ ناظرین کو خوب معلوم ہے کہ نواب صاحب نے جو نازک ادا پر چاہ سے نظر ڈالی تو ثریا بیگم کو برا معلوم ہوا کہا ہمارے ہوتے سلطے کسی اور پر نگاہ پڑے۔ ستم ہی تو نہین بس خورشیدی بیگم اور نواب بیگم اور ساس کے کہنے کا برا نہ ماننا اور اصل مین دیکھیے تو برا کیون نہ مانتین۔ نام کی بہن بن بیٹھی تھین ورنہ ثریا بیگم۔ اللہ رکھی جوگن تھیں جان اس پالین کو نازک ادا اور جانی بیگم سے کیا واسطہ کچھ نہین پھر برا ماننے کا کیا سبب۔

الغرض دلھن کی ساس نے حکم دیا کہ دارو غہ سے کہو

باجے والے باد بہاری والے روشن چوکی والے سب حاضر ہوں۔ مغلانیاں پیش خدمتیں خواصیں تیار ہوں۔ سکھپال لگایا جائے۔ فوراً تعمیل حکم ہوئی۔ سواری ٹھٹے سے چلی شہزادہ بیگم دم کے دم میں سکے میں داخل ہوئیں یہاں مکان پہلے ہی سے آراستہ سجا سجایا تھا گنگا جمنی پلنگ کونے میں بچھا ہوا اطلس میں چاندی کی پلنگڑی عمدہ عمدہ نفیس بہ نفیس پردے پڑے ہوئے۔

شام کو دولھا چلا۔ صوفیانہ مگر بیش بہا لباس زیب تن ہوا۔ لطافت پوشاک خارج از بیان ہو۔ عطر کی خوشبو سے تمام محلہ بس گیا۔ اور مصاحبوں نے حسن و جمال اور جامہ زیبی اور ریاست اور شان و شوکت اور اخلاق کی تعریف کے پل باندھ دیے۔

ببر علی۔ حضور اسوقت ایران کے شہزادے معلوم ہوتے ہیں۔

نور خان۔ اسمیں کیا شک ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہزادہ کسی سلطنت کا ولیعہد مسند لگائے بیٹھا ہے اللہ ہر بلا سے محفوظ رکھے۔

عیدو۔ حقتعالے کرے کسی ملک کی بادشاہی ملے۔ ع

اے قدت ہمچون صنوبر وے رخت چون سیم بے
دارو در دے کہ داری در میان لام بے

اس شعر پر وہ قہقہہ پڑا کہ میاں عیدو جھینپ گئے اور رفقا میں تو ایک دوسرے سے لاگ ڈانٹ ہی تھی سب نے ہنسنا شروع کیا اور آوازے کسنے لگے۔

ایک۔ واہ میاں عیدو واہ اچھی بے تکی ہانک لگائی

دوسرا۔ حضور کو بولنا ہی کیسا فرض تھا۔ ع

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

تیسرا۔ مگر کتنا موزوں شعر میاں عیدو کو یاد آیا۔ وے رخت چون م ی کی کتنی کہی رخ اور پے سے مشابہت بھی تو ہے بولیں گے ضرور چاہے آئے جائے خاک نہیں

چوتھا۔ زبان کی چل کو کیا کریں اور پہلے مصرع کے بعد ع

دارو دردی کہ داری درمیان لام بی

کسی قدر چیستان ہے (عیدو کیطرف مخاطب ہوکر) آپ بھی بالکل۔ گاف۔ دال۔ ہے ہی رہے۔

پانچواں۔ اوہ۔ واللہ ہنستے ہنستے انسان لوٹ لوٹ جائے آدمی تو آدمی گدھوں تک کو ہنسی آئے انکی باتوں پر مرد خدا شعر پڑھنا ہی کیا فرض تھا خواہ مخواہ اپنے کو ہنسوانا کیا فرض ہے اگر حضور کی تعریف کرنے کا شوق تھا تو یوں کہا ہوتا۔ ع

مداح چون توئی نسترن و غنچہ چون منے
بادیدہ داغ بہر شنیدن گوش بس
حاشا کہ در گمان گذرانی نظیر من
اے بخت تو بسبزی و عمر تو در خوشی

نازم بشکوہ خویش بلندست شان تو
بوئی گل ست نغمۂ ناتوان تو
یکتا دری بدور تو گردیدہ آن تو
آن نو بہار وایں چمن بے خزان تو

ہموارہ باد روے زمین جلوہ گاہ تو
پیوستہ باد خنگ فلک زیر ران تو

رفقا۔ آمین آمین۔ ثم آمین۔ یارب العالمین۔ ع

ایں دعا از من و از خلق خدا آمین باد

خدا ہمچنین کند۔ اب میاں عیدو کی آنکھیں کھلی ہونگی کہ ہاں شعر شاعری اسے کہتے ہیں جی حضرت اور نہیں آپ نے شعر پڑھا تھا۔ ع

چہ خوش گفت ست کالی داس در ژند
لونکل لونکل لنٹسل استمار

مصاحب۔ خداوند نظر بد سے حضور کو خدا بچائے اس وقت سج دہج اور آن بان ہی نرالی ہے جو عورت دیکھے تو ہزار جان سے عاشق ہو جائے ذرا فرق اس مین نہین شیر مرد ایسے ہی ہوتے ہین ریاست چہرے سے نمودار ہے۔ جرأت آنکھون سے آشکار۔ مروت بشرے سے عیان۔ سخاوت بات بات سے نمایان

ایک رفیق بولا۔ پیر و مرشد واسطے خدا کے ذرا آج چوک کیطرف سے چلیے گا قربان جاؤن آج ہی دن ہے کہ ہمارے حضور پر نور چوک کی جانب سے چلین۔ ذرا ادھر ادھر کرون سے احسنت و مرحبا کی آواز تو بلند ہو۔

نواب۔ بیکار ہے۔ جسکی بیوی ہو اُسکو ان باتون نہ پڑنا چاہیے۔

رفیق۔ اے حضور یہ تو ریاست کا تمغہ ہے خداوند۔

دوسرا۔ کیا شک ہے رئیس اور ریاست اسی کے معنے ہین

تیسرا۔ حضور یہ تو غریب مفلس آدمیون کے لیے ہے کہ ایک بیوی سے زیادہ نہو۔ دوسری بیوی کو کھلائیگا خاک مگر امرا کا تو یہ جوہر ہے۔ ایک ہو یا دس ہون اور بادشاہ بادشاہون کے آٹھ آٹھ نو نو سے زیادہ محل ہوتے ہین۔ ایک دو کی کون کہے ایک دو کس شمار قطار مین ہین بھلا۔ جسکو خدا نے دیا ہوتا ہے وہی اس قابل سمجھا جاتا ہے ہر کوئی تھوڑا ہی ایسا ہوتا ہے۔ ع۔

لائق افسر نباشد ہر سرے

چوتھا۔ ارے بھئی تم لوگ خاک نہین سمجھتے۔ بالکل عقل سے بے بہرہ ہو رئیس لوگ کہین چوک کے کمرے تاکا کرتے ہین۔ جسکو آنا ہو گھر پر حاضر ہو در بدر مارے مارے پھرنے سے کیا مطلب نکلتا ہے۔

پانچوان۔ حق یہ ہے کہ عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے۔

راوی۔ سبحان اللہ۔ مگر عیب کرنا فرض ہے۔ کیا خوب بھرے دے رہے ہین ریاست کے یہی معنی ہین کہ بدمعاش اوباش عیاش بدوضع خدائی خوار ہو۔ غریب بیچارہ کیا کھا کے بدمعاشی کریگا لاحول ولا قوۃ اسکی کیا ہستی ہے یہ جوہر امیرزادون ہی کا ہے اور تو خیر حضور کی صحبت مین شاعر کیسے کیسے گرانمایہ بیٹھے ہین ایک سے ایک بڑھ چڑھکر ہے اپنے وقت کا فیضی اور خاقانی اور عرفی اور عسجدی ہی تین

عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیئے

اسے سبحان اللہ تقطیع سے یہ مصرع کسقدر درست ہے ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔

الغرض نواب صاحب کو ایسا چنگ پر چڑھایا کہ چوک ہی سے لیگئے۔ مگر نواب صاحب گردن جو نیچی کی تو چوک بھر مین کسی کمرے کیطرف نہ دیکھا اس پر مصاحبون سے ہاتھ نہ چڑھائے اے حضور از براے خدا ایک نظر تو دیکھ لیجے۔ للہ ایک نظر دیکھیے تو سہی کیا کٹاؤ ہو رہا ہے حضرت یوسفؑ کے حسن کا فقط شہرہ ہی شہرہ سنتے ہین مگر حضور کا جمال ہمین آنکھون سے دیکھ لیا۔ اگلم زد فرزد۔ خدا اس سے اور زیادہ دولت حسن عطا کرے آمین عنایت خدا سے آج اس حسن کا جوان اس شہر مین تو نہین ہے ساری خدائی کا حال کون جانے مگر اس شہر مین تو واقعی کوئی جوان حضور کے حسن کو نہین پہنچتا اور

مردانہ حسن یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر ببر کچھار سے چلا آتا ہے دوسرا بولا مگر اس وضع کے پاس کو دیکھئے گا ذرا سر نہیں اٹھایا۔ یہ نہیں کہ بدمعاشون کی طرح تکتے چلین کبھی ادھر اور کبھی ادھر کیا مجال۔ ع

بجھکے رہتے ہین سوا انکو سوا مشکل ہو

نواب صاحب یہین سوچتے جاتے تھے کہ ان بدوضع بدتمیز خوشامدخورون کے ہاتھ سے چھٹکارا محال ہے یہ تباہ ہی کر ڈالینگے۔ انکے پھندے مین پھنسے اور داخل جہنم ہوئے ہم نے ٹھان لی ہے کہ تادم زیست کسی عورت کو نظر بد سے نہ دیکھینگے یون ہنسی دل لگی مذاق کی اور بات ہے مگر بدی کے قریب نہ جائینگے اور یہ بدبخت ہمین چنگ پر چڑھاتے ہین اگر یہی صحبت ہے تو خدا ہی حافظ ہے اسنے بچنا معلوم۔ س

گر ہمین مکتب ست و این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

سسرال مین پہونچے باہر دیوانخانے مین بیٹھے ناچ شروع ہوا اور مصاحبون نے ادھر خداوند نعمت ادھر ارباب نشاط نے تعریف کے پل باندھ دیے ہمارے خداوند خوب سمجھتے ہین کوئی علم ایسا نہین جس سے آگاہ نہون ہر فن کے استاد ہین اور اس علم موسیقی کے تو کامل استاد ہین دوسرے نے کہا مگر یہ بھی اپنے فن کی کامل ہین ایسی خوش آواز اب دوسری شہر مین نہین ہو اگر شاہی زمانہ ہوتا تو لاکھون روپے پیدا کر لیتین اور اب بھی ہمارے حضور کے سے قدردان جوہر شناس بہت ہین مگر پھر بھی کم ہین ہولی کی تو کوئی چیز گائیے۔ کیون حضور ہولی کی فرمائش کرون۔

نواب۔ جو جی چاہے۔ اختیار ہے گانے دو۔

رفیق۔ حضور فرماتے ہین یہ جو ادا کریگی رنگ جمالیگی مگر ہولی ہو تو اور بھی اچھا۔ ہولی رنگ بھری بنی بن آئی ہے جا تر نار۔

نواب۔ ہمنے یہ نہین کہا تھا۔ تم لوگ ذلیل کرادوگے ہمین۔

رفیق۔ کیا مجال پیر و مرشد۔ کیا طاقت اے توبہ توبہ حضور کا نمک کھاتے ہین نمک خوار نمک پر در قدیم۔ س

قدیمان خود را بیفزا اے قدر
کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

ہم غلامون سے اور یہ امید خدا وند سر جاتا رہے نمک کا ضرور پاس رہیگا اور یہ تو حضور دو گھڑی ہنسنے بولنے کا وقت ہی ہے۔ س

غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

نواب۔ (چپکے سے) دریافت کرو کہ کھانے مین کتنا عرصہ ہے ہم جلد جانا چاہتے ہین طبیعت پریشان ہے

رفیق۔ حضور کھانا تیار ہے اور خدا نخواستہ نصیب اعدا دور از حال مزاج بے لطف کیون ہے آج سویرے سے کچھ طبع مبارک بے لطف سی تھی۔

اتنے مین دولھا زنانخانے مین تشریف لے گئے پیشدست نے خاصہ چنا طعام نوش جان کرنے کے بعد سالی نے ایک بھاری خلعت بہنوئی کو اور ایک بیش بہا خلعت بہن کو دیا۔ اشرفیان دین شب کو

دلہن دولہا کمرے مین گئے۔

دوسرے روز ثریا بیگم نے اصرار بلیغ کیا کہ اپنے گاؤن پر چل کے رہو ہم شہر مین رہنا نہین چاہتے ۔ نواب صاحب تو اُنپر جان ودل سے عاشق تھے ہی فوراً حکم کی تعمیل کی ۔ اب کچھ روز تک انکو گوشۂ عزلت مین رہنے دیجیے آیندہ انکا ذکر کیا جائیگا۔

ریل کی سواری اور جنٹلمین

ایک دودھ پیتا بچہ تک جانتا ہے کہ ریل کی سواری سے زیادہ اور کسی سواری مین آرام نہین ہے مگر اکثر حضرات جو وحشت کے ہاتھ بک گئے ہین اس آرام سے محروم رہتے ہین کوئی لاکھ سمجھائے وہ سُنتے کسکی ہین جو بات ذہن مین سمائی وہ سمائی دھن کے پکے انھین لوگونکو کہتے ہین حال مین دو صاحبون نے لکھنؤ سے بریلی تک سفر کیا دونون ہندو- ایک نئی روشنی والے ۔ دوسرے پُرانے فیشن کے آدمی اب سُنیے کہ ساڑھے چھ بجے شام کو بریلی کی ریل جانیکا وقت ہے- نئی روشنی والے جنٹلمین سوا چھ بجے روانہ ہوے سات منٹ مین اسٹیشن پر پہونچے گاڑی درجہ اول کی پلیٹ فارم کیطرف بیگلے اور رپ رپ کرتے ہوے اسٹیشن مین داخل ہوے فوراً دوسرے درجہ کا ٹکٹ لیا اسباب رکھا اور پلیٹ فارم پر چرٹ پیتے ہوے ٹہلنے لگے ادھر اُدھر دیکھتے ہین تو انکے دقیانوسی خیالات والے دوست کا پتہ نہین ٹہلتے ٹہلتے ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ حضرت درجہ سوم کے کنڈکٹر کے ساتھ ٹھیکے باہر کھڑے ہوے ہین ایک ہاتھ مین بیگ دوسرے مین گٹھری بغل مین ایک پوٹلی دوسری بغل مین لکڑی اور گھبراؤ ن اس مقام پر وہ ریل چل ہی کہ الامان ہر فرد بشر چاہتا ہے کہ مین ہی سبکے پہلے پہونچ جاؤن یہ بھی اس ہجوم اور طوفان بے تمیزی مین جاکر بیٹھے کمرے مین نئی روشنی والے دوست نے کہا آپنے فرمایا بند ہے - انھون نے برقنداز کو اشارہ کیا کہ انکو نکل آنے دو- اُسنے فوراً دروازہ کھولدیا- ہانپتے ہوے آئے

جنٹلمین ۔ کیا درجہ سوم کا ٹکٹ لیا ہے لاحول ولا قوۃ

دقیانوسی- بھئی درجہ سوم کے ٹکٹ مین دام نہین صرف ہوتے۔

جنٹلمین ۔ لاحول ولا قوۃ - فرق کیا ہے چھ آنے کا فرق بھی کوئی فرق ہے تیسرے درجہ کا ایک روپیہ چودہ آنہ محصول ہے دوسرے کا دو روپیہ چار آنہ - اللہ اللہ خیر صلاح مگر آرام کتنا ہے -

دقیانوسی - کیا کہئے ہم چوک گئے - جو یہ معلوم ہوتا تو پہلے ہی سے لیتے مگر استاد تو نے اچھا رنگ جمایا ہے سب یارانہ ہے اور سنئے ہم کانسٹبل کو تین ڈبل رشوت کے دیتے رہے ایک نہ سنی آنکھین نیلی پیلی کرکے ڈپٹ دیا اور تمھارے ایک اشارہ سے جھٹ دروازہ کھولدیا- ہم کو بھی تو یہ گر بتاؤ - اب باتین نہ کرو ہم کسی درجے مین جاکے بیٹھے جاتے ہین ورنہ ریل ٹک جائیگی -

جنٹلمین - ابھی تو پہلی گھنٹی بھی نہین ہوئی ہے اور آپ چل کے ہمارے ساتھ بیٹھیے کچھ پروا نہین ہے۔

دقیانوسی ۔ نا صاحب دھروانے کی فکر ہے کیا ٹکٹ لیا تیسرے درجہ کا بیٹھین دوسرے درجے مین کھلائے تو فوراً جہلخانے بھیجے جائین - ایسے دوسرے درجے سے ہم درگذرے قبلہ۔ تم کھلائے غم نہ کھائے۔

جنٹلمین - تم چل کے بیٹھو تو- اچھا تم اپنا ٹکٹ ہمین

دے دو اور ہم اپنا ٹکٹ تم کو دین ۔ بس اب تسلی ہوئی
الغرض دقیانوسی خیالات والے نے اپنا ٹکٹ
انکو دیا اور انکا ٹکٹ خود لیا ۔ اب انکے دوست مارے وحشت
کے جلدی کر رہے ہین کہ ریل مین بیٹھ جاؤ ایسا نہو ہین
تاکتے رہ جایئن ٹکٹ کلکٹر آیا تو جنٹلمین نے ایک چونی
اور ایک دوانی دے دی اور ٹکٹ کی پشت پر لکھوا لیا
حضرت دقیانوسی جو گھبرا کے ریل مین بیٹھنے لگے تو
پوٹلی بغل سے کھسک کر پلیٹ فارم پر آرہی قلی نے
خیر خواہی دکھانے کی غرض سے معاً اٹھا دی بوکھلائے
ہوئے تو تھے ہی ریل مین آن کے بیٹھے اور اسباب کہا
لطف یہ کہ جبتک پلیٹ فارم پر کھڑے رہے گٹھری اور
بیگ اور لکڑی اور پوٹلی کوئی شے ریل پر نہین رکھی اور سوار
بھی ہوے تو سب سامان کے ساتھ اس وحشت کے صدقے
پوٹلی تک کھسک پڑی جب درجے مین جا کے اطمینان سے
بیٹھے تو دور کی سوجھی جس قلی نے پوٹلی اٹھائی تھی اسکی تلاش
ہوئی اتفاق سے اسکا پتہ نہ لگا ۔ اب انکو اور بھی وحشت نے گھیرا
کہ خدا جانے کیا رکھا تھا ۔ کوری تھا ۔ کون تھا غرضکہ پوٹلی ملی تو کہا ہوا
انکے صرف کی نعمتی جنٹلمین نے کہا چلو خوب شد ۔ ہماری چاندی کے
اس پوٹلی مین حلوا سوہن تھا ۔ ریل چلی تو دقیانوسی خیالات
والے نے غل مچایا ۔ جے کالی جی کی ۔ اسپر کئی آدمی ہنس پڑے
اور انکے دوست نے کہا کہ اگر کہنا ہی تھا تو آہستہ سے کہا ہوتا
کفن پھاڑ کے چیخ کیون اٹھے ۔ خیر جس جس مقام پر ریل ٹھہرتی
اور گارڈ یا ڈرائیور نظر آتا وہان حضور جھک کر سلام ضرور کرتے
اب سنئے کہ جنٹلمین کے پاس سب سامان لیس تھا مٹی
کی کوری صراحی مین پانی کمل مین دو سیر برف کھانے
کے لیے دال موٹھ ۔ مٹھائی انار عمدہ عمدہ فواکہ مگر دقیانوسی
کا منھ سل گیا تھا ریل پر کھانا گناہ تھا ایک سٹیشن پر پہونچے
تو معلوم ہوا کہ یہان آدھ گھنٹہ ریل ٹھہرتی ہے ۔ جب چھ
منٹ رہے تو حضرت دقیانوسی پلیٹ فارم پر گئے ۔ برہمن سے
پانی لیا منھ دھویا مگر جوتا اتار کے پانی پینے ہی کو تھے
کہ سیٹی ہوئی بوکھلا کے دوڑے تو ایک کھمبے سے ٹکر لگی
پھر ندھیا کے گرے مگر قہر درویش بر جان درویش پھر اٹھے
ریل چلنے ہی کو تھی کہ یہ درجے مین بیٹھ گئے مگر جوتیان تھا
اب سنئے کہ پیاسے کے پیاسے رہے اور جوتہ الگ غائب
غلہ ہوا ۔ جنٹلمین جس مقام پر جاتے ہین انکی تعظیم ہوتی
ہے جو شے مانگتے ہین فوراً ملتی ہے مگر انکو کوئی
نہین پوچھتا ۔
دقیانوسی نے ٹکٹ کو ایک بٹوے مین رکھا تھا اور
کئی بار گرہین دیکر چادر مین باندھا ۔ جنٹلمین نے نمبر دیکھ لیا
اور منی بیگ مین ٹکٹ رکھ لیا جب بریلی پہونچے بڑی
دل لگی ہوئی ۔ جوتہ ندارد تھا ۔ اب ریل سے اترین تو کیونکر
نئی مصیبت پڑی ۔ جنٹلمن نے ایک قلی کو بلایا اس
کا جوتہ ان صاحب نے پہنا ۔ اب دونون دوستون مین
گفتگو ہونے لگی ۔
جنٹلمین ۔ اسوقت ڈھائی بجے ہین رات کے وقت
کسی کو خواہ مخواہ کیون جگاؤ گے ہمین سو رہو
صبح کو چلے جانا ۔
دقیانوسی ۔ یہان کہان ۔ باہر مسافر خانے مین نا چلئے
جنٹلمین ۔ مسافر خانے مین جو کٹے گھسیارے گراس کٹ
رہتے ہین ہم اسمین رہینگے جنٹلمین ویٹنگ روم ۔

یہ کہکر جنٹلمین اُس کمرے مین داخل ہوے چپراسی نے سلام کیا اور ادب کے ساتھ کھڑا ہو اقلی اسباب لائے چپراسی نے کوچ پر بستر بچھایا اسباب لگایا۔

اُنھون نے فوراً لمونیڈ کا ایک گلاس برف ڈالکر پیا خوب آرام سے اُس سجے سجائے کمرے مین سوئے سویرے اُٹھے وہین غسل کیا کپڑے بدلے۔ آدمی نے جوتہ صاف کیا گاڑی منگوائی مزے سے سوار ہوے اور جہان جانا تھا وہان گئے دقیانوسی خیالات کے ذات شریف بھی ملے پوچھا کیسی گذری کہا اِکّے پر سوار ہو کر سرا پہونچے وہان ایک چھوٹی بڑی کوٹھری ملی چارپائی موجود نہ تھی۔ مسافرون کی کثرت سے سب رک گئی تھین اور ہمارے پاس فرش ندارد ناچار چادر بچھائی اور بیگ دبا کر بیٹھے اونگھا کئے رات کو کتون نے ناک مین دم کردیا ایسی مصیبت کبھی نہین پڑی تھی خدا خدا کرکے کہین سویرا ہوا آب غور کا مقام ہے کہ جنٹلمین نے اپنی تجربہ کاری کے سبب سے ریل کی سواری کے بے بہا فوائد حاصل کئے مگر دقیانوسی خیالات والا بیچارہ اس سواری مین بھی مصیبت سے نہ بچا۔ از ماست کہ بر ماست کی مثل صادق آتی ہے۔ حلوا سوہن گیا گذرا جوتہ غائب ہوا بھوکے پیاسے رہے رات آنکھون مین کٹی اب فرمایئے۔ اس فشن کے آدمی ریل کو کیونکر اچھا کہین۔ مگر ع

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بریلی سے دونون صاحب روانہ ہوے۔ اس مرتبہ جنٹلمین نے کوٹ پتلون شرٹ کالر کے علاوہ ٹوپی بھی انگریزی ہیٹ زیب سر کی ریل پر پہونچے تو گھڑی جیب سے نکال کر وقت دیکھا معلوم ہوا ابھی پندرہ منٹ باقی ہین جنٹلمن نے اپنے دوست سے کہا اس مرتبہ تم خود ویٹنگ روم مین جاکر بیٹھو تاکہ تمھاری جھجک جاتی رہے مین بھی دو تین منٹ مین ٹکٹ خرید کر آتا ہون یہ صاحب آپ جانئے ناواقف محض جنٹلمین کے کمرے کے عوض لیڈیون کے کمرے مین گھس گئے آیا نے کہا کچھ خیر تو ہے کہان دڑاتے ہوے چلے آئے میان باہر چلو۔

آپ حضرت جکرائے جاکے کرسی پر ڈٹ ہی تو گئے آیا اور بھی آگ ہوگئی۔ اے میان کیسی سننتے بھی ہو واہ اے لو اس کان سے سنا اس کان سے اڑا دیا۔

دقیانوسی۔ ہمارا بستر کوچ پر لگا دو اور چرٹ لاؤ۔

آیا۔ پاگل ہے کون یہ بیبیانہ کمرہ ہے۔ تم یہان کہان آئے۔

دقیاسی۔ ہوٹل والے سے بولو کہ لیمونیڈ ہمارے واسطے جلد لائے۔

آیا۔ کچھ گھانس تو نہین کھا گیا ہے۔ اے یہ ہے کون ہولا خبط میان کچھ پی کے آئے ہو کیا۔

دقیانوسی۔ غسل خانہ کدھر ہے۔ پانی لاؤ۔ ہم غسل کرین گے۔

آیا۔ این! اچھے بنگلے سے پالا پڑا۔ کوئی میم صاحب جو آئینگی تا پھر آٹے دال کا حال معلوم ہوگا۔ لالہ۔

دقیانوسی۔ بولا کو ہوٹل والے سے کہ میٹھا پانی لائے اور برف۔

آیا۔ آگ لگے ایسے سڑی کو موا دیوانہ۔ لالہ یہ میم صاحبون کا کمرا ہے۔ تم باہر جاؤ نہین جانے کیا آفت آنیوالی ہے

مین ترس کھاتی ہون اور تم سر پر چڑھے جاتے ہو۔

دقیانوسی۔ دل ہمارا جو تہ صاف کردو۔ برش لے آؤ جلد

راوی۔ جو جو باتین دیکھی اور سنی تھین سب کا حکم دیا آیا جو کہتی تھی اس سے کچھ واسطہ نہین یہ اپنی ہی کہے جاتے تھے

آیا۔ یا اللہ اچھے سے پالا پڑا ہے کی ہانک لگائے ہی جاتا ہے اب مین چپراسی کو بلاتی ہون۔

دقیانوسی۔ بیشک بلاؤ۔ بولو صاحب آیا ہے تم کہان بھاگ گئے

آیا۔ (ہنسکر) بے اختیار ہنسی نکل گئی۔ اب آپ خر جاتے ہو یا صاحب کو بلاؤن پھر مین توبہ۔ اللہ۔

دقیانوسی۔ صاحب کو بلاؤ۔ پو ٹکٹ لے کے آؤ۔ اور اسس روم مین بیٹھو۔

راوی۔ اپنے مطلب کی خوب سمجھے گویا انکے دوست جنٹلمین کیطرف کا اشارہ کیا تھا۔

آیا۔ ٹکٹ نہین تمھارے واسطے ریل کی ریل لے کے آئینگے۔ گھر کی پکی اور باسی ساگ۔ صاحب سے بولو صاحب سے بولو۔ لایا ہے وہان سے۔

اتنے مین مس واپنر ہیم آئین۔ دیکھا کہ یہ ذات شریف کرسی پر ڈٹے ہوئے ہین۔ آیا نے غل مچا کر کہا۔ اٹھو لاٹھو چلو دیکھو میم صاحب آئی ہوئی ہین۔ آپنے میم صاحب کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے۔ بٹی پٹی بھول گئے مگر کمرے کے باہر نہین نکلتے۔ اب دو اور میمین آئین اور حضور ڈٹے ہوئے ہین جنٹلمین کو جو خبر ہوئی تو دروازہ پر آن کر کہا جی حضرت یہ زنانے کمرے مین کیون گھس گئے اب خدارا باہر آؤ ورنہ ایسا نہ ہو پٹ جاؤ۔ اگر حضور کی یہی حرکتین ہین تو خدا ہی حافظ ہی۔ معقول۔ بھائی ذرا عقل سے کام لو بالکل پاگل ہی بنجاؤ

دقیانوسی۔ کتب خانہ نین تھیٹرون مین ناچ گھر مین تماشون مین ہم نے ہر مقام پر دیکھا ہے کہ لیڈیان اور جنٹلمین ہمارے ساتھ بیٹھے ہین اور علی ہذا القیاس۔ دعوتون مین ہمین کوئی عذر نہین کہ یہ کمرہ خالی کردین مگر وجہ کیا۔

جنٹلمین۔ آپ تو ہین پاگل۔ ع۔

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

خدا کے لئے باہر آؤ۔ یہ دونون معزز خاتونین باہر کھڑی ہین۔

دقیانوسی۔ (کھڑے ہوکر) جان عذاب مین کردی آخر سبب تو بتاؤ۔

راوی۔ دیکھئے سبب معلوم ہوا جاتا ہے۔

اتنے مین اسٹیشن ماسٹر آیا۔ میم نے یون کہا۔

میم۔ لیڈیون کے کمرے مین یہ میلا کچیلا بدتمیز نیٹو بیٹھا ہے اسکا دوست اسکو سمجھاتا ہے مگر یہ نہین مانتا۔

اسٹیشن ماسٹر۔ تم کون ہے اس کمرے مین لیڈیون کے کیا مانگتا ہے۔

دقیانوسی۔ ہم جنٹلمین ہے اور اس کمرے مین ٹھہر سکتا ہے۔

اسٹیشن ماسٹر۔ (خفا ہوکر) باہر آؤ چلو باہر۔ ایکدم سے

دقیانوسی۔ (جھلاکر باہر آئے) ہم صاحب سے رپوٹ کرے گا۔

اسٹیشن ماسٹر۔ تم پاگل ہے۔ میم لوگ کے کمرہ مین جانا کیا بات۔

دقیانوسی۔ تو ہم کیا قلی ہیں یا چمار ہیں ہم بھی آج سے جنٹلمین ہیں ہم

جنٹلمین (اسٹیشن ماسٹر سے انگریزی مین) مین انکو لیے

جاتا ہون انکے دماغ مین کسقدر خلل ہے۔

دقیانوسی دوست کو لیکر جنٹلمین ریل مین آن بیٹھے سمجھانے لگے۔ یار تم تو آمد کی سینے لگے۔ اسوقت خدا نے بچا لیا ورنہ ایسی بے بھاؤ کی پڑتین کہ یاد ہی تو کرتے۔ بڑے بڑے اسٹیشن پر دو درجے ہوتے ہین ایک کمرہ لیڈیون کے لئے اسمین مرد بیٹھ نہین سکتا۔ دوسرا کمرہ جنٹلمینون کے لیے اسمین عورتین نہین جاتین ابھی ہمارے نقش قدم پر چلوا تو آج کی نہ لو۔ ہم بھی ابتدا مین بڑی زکین اٹھا چکے ہین جب جا کے پکے ہوے بسیار سفر باید ہم نے چاہا تھا کہ ٹوپی بھی انگریزی دیا کرین اور دیتے بھی تھے مگر اسکی اتار ڈالی پوچھیے وجہ۔ دوسرے درجے مین دو کمرے ہندوستانیون کے لیے ہین اور دو کمرے یورپین کے لیے اب ہم کس مین بیٹھین اگر انگریزون کے کمرے مین بیٹھتے ہین تو وہ بیٹھنے نہ دینگے کہ تم ہندوستانی ہو انگریزی کپڑے پہننے سے انگریز ہونا معلوم اور ہندوستانیون کے کمرے مین بیٹھنے سے بدرجہ ہو جائیگی اسوجہ سے ٹوپی بدل ڈالی جالین یاد رکھین اور انگریزی کپڑے پہنے اور انگریزی بولنے کی لیاقت نہوئی تو بھی پرلے سیکڑون پھبتیان ہوتی ہین ؎

ذرے گل کا غذ گل تر ہو نہین جاتا
تتلی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہین جاتا
جس پاس تمھا ہو اُسے موتی نہین کہتے
ہر ہاتھ کو ناقل ید بیضا نہین سکتے

دقیانوسی۔ تو آپنے آج اچھا دھرا دیا ہوتا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ لیڈیون کا کمرہ الگ ہوتا ہے اور مردونکا کمرہ الگ خیر۔ اب سیکھ گئے آیندہ سے احتیاط رہیگی۔

جنٹلمین۔ اور گارڈ اور ڈرائیور کو جھک جھک کے سلام بھی کیا کرو کیونکہ کبھی نہ کبھی کام ہی آجائینگے۔

دقیانوسی۔ نہین اب تو اچھون اچھون کو سلام نکریگا اب تو کایا پلٹ ہی ہوگئی۔ اب کیون صاحب جب ٹکٹ لینے جائینگے تب کیا کرینگے ریل پیل ضرور ہوگی وہان کون جانے گا کہ جنٹلمین ہین یا نہین۔

جنٹلمین۔ لاحول ولا قوۃ۔ ہم تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لیوین ہی کیون

دقیانوسی۔ ہان ٹھیک ہے۔ اچھا خیر جانے جو ہو۔ جان پر کھیل کے دوسرے ہی درجے کا ٹکٹ لیا کرینگے بلا سے ادھر یا ادھر

راوی۔ ادھر ادھر کے بھروسے بھی نہ رہیے گا اگر اسیطرح جان پر کھیل گئے تو ایک روز چار ابرو کا صفایا ہو جائیگا۔

جنٹلمین۔ اب کہین ایسی غلطی نہ کرنا کہ لیڈیون کے کمرون مین دھس جاؤ جنٹلمین بنکے پٹنے یا ذلیل ہوئے تو کیا۔ مگر یہ لباس تو بدلو۔

دقیانوسی خیالات والے کو راستے مین گرمی جو معلوم ہوئی تو پہلے انگرکھا اتار کے بیٹھا۔ پھر پائجامہ نکال ڈالا اور لیٹے انکے دوست جنٹلمین کی آنکھ لگ گئی تھی دو گھنٹے کے بعد جاگے تو دیکھتے ہین کہ حضرت بالکل خوش غلاف ہین یہ کیا دھوتی اور کرتا باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

جنٹلمین۔ اے بیوقوف تو نرا دھنیا پرشاد ہی سا مرد خدا ہم تو کہتے ہین کوٹ پتلون پہن اور تو دھوتی پہن کے سو رہا ہے

دقیانوسی۔ ارے گرمی کے برا حال ہے آپکو کوٹ پتلون کی پڑی ہے ہم ایسی جنٹلمینی سے درگذرے۔ بلی بنکے چوہا لنڈورا ہی ہو کر جئے گا۔ چہ خوش حرا نباشد۔

جنٹلمن نے کہا اول تو آپ ننگے بیٹھے ہین آپکو جنٹلمین
کون سمجھے۔ دھوتی اور کرتا پہن کے بیٹھنا ننگا ہی بیٹھنا
کہلاتا ہے دوسرے جنٹلمینیت کا سامان نہین ہمارا
بستر دیکھو کیسا صاف ستھرا ہے اوڑھنے بچھانے دونو کا
سامان لیس۔ برف نفاست سے ساتھ ہے سوڈا کی ٹھنڈی
ٹھنڈی بوتلین لگی ہوئی ہین تیسرے خوشگوار خوش ذائقہ
مٹھائی ساتھ نمکین چیزین پاس۔ مزے دار بسکٹ موجود دھرے
ٹرنک مین۔ چاہا آنے دانی دیا سلائی مستعد۔ تمھارے پاس ایک
میلا کچیلا بیگ ایک گٹھری۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح پھر تمھین
کوئی جنٹلمین کیونکر سمجھے اپنی عزت اپنے ہاتھ ہے میلے کچیلے
پھٹے پچھٹے کپڑے پہن کے آئے بستر تک ساتھ نہین اور اس پر
طرہ یہ کہ لنگوٹی باندھ کے بیٹھے دقیانوسی خیالات والے بولے
اپنا اپنا خیال ہے ہم کالا بانت کا گوشت اور اسقدر دبیز گرم پتلون
اور سب لوگ غلیظ نہین ہو جائین ایسے جنٹلمین بننے کو دور ہی سے سلام ہے

نگار نازک ادا حسن آرا کی بیتابی

فرزانہ کرد دفتر جنون خواند | از جادوِ عشق این فسون خواند

نگار شوخ و شنگ رشک پریزخان فرنگ نازک ادا حسن آرا
بیگم جو بادِ صبا کیطرح سحر خیز تھین بھور کے تڑکے فرش گل سے
اٹھین مِس خدمت نے کیوڑے کے بسے پانی سے منھ دھلایا
تھوڑی دیر کے بعد انھون نے نماز صبح پڑھی مگر بہار النسا
اور روح افزا اور گیتی آرا ابھی تک آرام ہی کر رہی تھین حسن آرا
انکے پلنگ کے قریب جاکر بہنونکو جگانے لگین اے بہار النسا
بہن اب اٹھو دیکھو تو کتنا دن چڑھا ہے تم ابھی تک آرام ہی
مین ہو آج یہ ماجرا کیا ہے جیسے کوئی گھوڑے بیچ کے سوتا ہے
اٹھنے کا نام ہی نہین لیتین اور روح افزا بہن کا ہمین اور بھی تعجب آتا ہے

روز تو منھ اندھیرے کھٹ سے اٹھ بیٹھتی تھین آج خبر ہی
نہین ہوتین پیاری بولی حضور رات بڑی دیر تک باتین
ہوا کین سرکار تو سو رہین مگر بہار النسا بیگم نے جو ایک کہانی
شروع کر دی تو دو بجا دئے حسن آرا نے کہا۔ اخاہ جبھی سب
کے سب چادرین تانے پڑی ہین کاہیکی کہانی کہی تھی۔

پیاری کہانی کا حال کہنے لگی

حضور۔ گل با صنوبر چہ کرد۔ بہت بڑی کہانی ہے مگر دو
تین جگہ برے برے ذکر آئے تو مین ڈرنے لگی۔ اور مجھے
ڈرتے ہوئے دیکھکر گیتی آرا بیگم نے اور بھی ڈرانا شروع
کر دیا انکے نزدیک تو دو گھڑی کی دل لگی تھی۔ مگر میری
جان پر بنی بلیون خون خشک ہو گیا جہانپر عاشق اور معشوق
کا حال بیان کیا وہان البتہ جی لگتا تھا۔

حسن آرا بہت ہنسین اخاہ۔ ابھی سے عاشق معشوق
کا حال بھلا لگنے لگا۔ بڑھ کے خدا جانے کیا کرینگی ایک ہی
چھٹی ہو گی۔ تیری چتون ہی کہے دیتی ہے کہ بڑھ کے
غضب کی ہو گی۔

پیاری نے گردن نیچی کرکے یہ مصرع پڑھا۔ ع

آج فتنہ ہون کوئی دن مین قیامت ہونگی

بوڑھی مغلانی نے کہا وہ تو تمھارے بچپن ہی کہے
دیتے ہین ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔
میان نگوڑے کی ناک مین دم کر دیگی۔ آنکھین کیسی
کھنچی رہتی ہین۔ اور بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے۔

اتنے مین حسن آرا بیگم نے بہار النسا کو زبردستی جگایا
وہ انگڑائی لے کر جھک جھک پڑتی تھین مگر یہ پھر اٹھا
اٹھا کے بٹھاتی تھین مارے اٹھین آنکھین ملتی ہوئی بولین

تو یہ جگانے کی آخر اسقدر جلدی کیا تھی کل رات کو ہم نے تو
اپنے حساب رت جگا کیا اور یہ خواہی نخواہی صبح کو جگانے
لگیں اور کل خود دو گھڑی رات گئے ہی سو رہیں۔
حسن آرا - ہمکو چاہیے چار بجے کے بعد سونے دو۔ اللہ
جانتا ہے نماز کے وقت نہ اُٹھیں تو سورہ پیہ ہارتی ہوں
نماز قضا ہونا کیا معنے آجتک کبھی قضا نہیں ہوئی ہے۔
بہار النسا - اب بہت بڑھ بڑھ کے باتیں نہ بناؤ پرسون
کیا ہوا تھا پرسوں کے نو بجے اٹھی تھیں سارے میں دھوپ
پھیل گئی تھی کہ نہیں۔
حسن - (ہنسکر) واہ یہ بھی خبر ہے کہ منھ ہاتھ دھو کے
اچھی طرح فارغ وضو کرکے نماز پڑھ کے پھر سو رہی تھی
چاہیے بی مغلانی سے پوچھ لو۔
مغلانی - ہاں ہاں بیگم صاحب مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔
بہار - یہ بولیں شگون کی بڑھیا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے
مغلانی - اللہ گواہ ہے حضور بہت سویرے اٹھی تھیں اور
فارغ ہوکر نماز پڑھی گلوری کھائی۔ پھر افسردہ پیا۔ لیکن
(ملکہ) میں نے لوٹا بھی تھا کہ۔
حسن - صبح کا وقت ہے خنکی کا اسوقت نہ پیچھے رہے
کہ نہیں۔
بہار (مسکراکر) تو اسی کو کہنے دیا ہوتا۔ تم بیچ میں کیون
کود پڑین خواہی نخواہی - اے ان دونوں کو تو جگاؤ
گیتی آرا اور روح افزا ابھی بیدار ہوئیں پلنگ سے
اٹھیں روح افزا کی آنکھیں جھکی پڑتی تھیں گیتی آرا جھومتی
ہوئی چلتی تھی - ان تینوں بہنوں نے علیحدہ علیحدہ نماز
ادا کی اور چاروں بہنیں کمرے کے دروازے کھول کر
تو ننھا لان چمن کا جوبن لوٹنے لگیں۔
روح افزا - اسوقت باغ جوبن پر ہے اور ہوا سے کیسی
بہشت کی لپٹیں آتی ہیں اور یہی باغ ہے کہ ان دنوں
میں سونا نظر آتا ہے۔
بہار - اے ہے مکان کاٹے کھاتا تھا۔ مگر اب شکر کرو۔
انجام تو بخیر ہوا اب حسن آرا کی ہی شادی ہوجائے تو بس کوئی فکر نہ رہے
اتنے میں پیاری نے چونک کر کہا ہاں خوب یاد آیا۔
میں یہ تو کہنا بھول ہی گئی تھی رات کو میں نے انھیں خواب
میں دیکھا وہ جو آتے نہیں تھے۔ وہ گورے گورے ہیں نہیں
وہ جو حسن آرا کو بہت چاہتے تھے۔ حسن آرا نے کہا کیا
واہیات خرافات بکتی جاتی ہے چاہتے ہونگے تجھکو دیکھا کیا
اور نہیں اچھا ہاں کیا خواب میں دیکھا پیاری نے تھوڑی
دیر یاد کرکے آزاد کا نام لیا اور خواب کا حال بیان کرنیکو
تھی ہی کہ مہری نے آن کے کہا۔ حضور جلدی چلیے۔ سرکار
بلا رہی ہیں۔ یہ سنتے ہی حسن آرا بڑی بیگم کی خدمت میں
حاضر ہوئی آداب بجالائی بڑی بیگم نے کہا بیٹا استانی جی
کے ہمراہ ذری تھوڑی دور جانا ہے کھڑے کھڑے ہو
آؤ چاہے فنس پر جاؤ چاہے بگھی پر۔
حسن - بہت خوب مگر جانا کہاں ہوگا اماں جان۔
بڑی بیگم - شہری مسجد میں ایک درویش رہتے ہیں بہت
خدا رسیدہ ہیں بڑے باکمال اُنسے دو باتین
دریافت کرنی ہیں۔
حسن - تو اماں جان آپ خود تکلیف کریں یا فقط استانی
جی کو بھیج دیں میرا جانا بہت معیوب ہے ایسے معاملوں میں
بڑی بوڑھی جائے تو پھر ہرج نہیں بھلا شاہ جی کا

سن شریف کیا ہوگا۔

مہری - اے حضور ابھی گبھرو جوان ہیں بہت ہوگا بیس بائیس برس کا سن ہوگا اور چہرے سے اسقدر کا نور برستا ہے کہ میں کیا عرض کروں بڑے رسیدہ ہیں

حسن - امّا جان ہمارا جی تو نہیں چاہتا آپ ہی جائیں

بڑی بیگم - تم مٹھیہ جاؤ تو میں کہوں بھلا کوئی چاہے گا کہ اولاد بڑی راہ چلے سبھی چاہتا ہے کہ میرا لڑکا سب سے بڑھکے بہادر ہو۔ مولوی دعا مانگتے ہیں کہ یہ اسقدر پڑھ لکھ جائے کہ کوئی اس سے مقابلہ ہی نہ کرسکے بھلا میں بے سمجھے بوجھے بے پوچھے گچھے تم کو وہاں بھیجدیتی کیسی نادانی کی باتیں کرتی ہو پھر استانی جی تمھارے ساتھ ہی ہیں مغلانیاں مہریاں گھر کی دس پانچ عورتیں سب ہمراہ ہونگی تمھیں ڈر کاہے کا ہے سنا ہے کہ شاہ جی غیب داں ہیں غیب کی باتیں بتاتے ہیں اُنسے دو باتیں پوچھنی ہیں ایک یہ کہ آزاد زندہ تو ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہندوستان میں آئینگے یا نہیں۔

اتنا سننا تھا کہ حسن آرا کے چہرے کی رنگت بدل گئی گو ضعیف الاعتقادی سے نفرت رکھتی تھی - مگر دل میں سوچی کہ اچھا پوچھ لو چل کے۔ اپنا ہرج ہی کیا ہے کہا بہت خوب میں جاؤنگی کپڑے بدل کے ابھی آتی ہوں ہٹیلی نازنینوں نے گیسوئے عنبر بو سنوارے لباس فاخرہ دگراں بہا زیب تن کیا اور بنکے نکلیں تو یہ معلوم ہوا کہ زمین پر دوسرا آفتاب نمایاں ہوگیا۔ ست

خوبین نگہے کرشمہ کوشتے	ہم خنجر و ہم نمک فروشتے

بہار النسا اور روح افزا اور گیتی آرا اور جہاں آرا نے یہ خبر سنی تو حسن آرا کو کوٹھے پر بلوایا پوچھا کہاں کی تیاریاں ہیں بہن کہا امّا جان ایک کام کو بھیجتی ہیں میرا دل تو نہیں بھرتا مگر اماجان اصرار کرتی ہیں کہ ضرور بالضرور جاؤ۔

گیتی آرا - تم بہن پہیلیاں بجھواتی ہو بھیجتی کہاں ہیں

حسن - کوئی درویش مسجد میں رہتے ہیں انکے پاس بھیجتی ہیں

روح افزا - کیا مطلب کیا ہے۔ یہ اماجان کو ہو کیا گیا آخر - کمسن لڑکیاں کہیں اسطرح سے ماری ماری پھرتی ہیں تم ہرگز ہرگز نہ جاؤ۔

حسن - اب جیسی رائے ہو آپ جاکے اماجان سے کہئے

روح افزا - میں ابھی ابھی جاتی ہوں۔ واہ یہ کیا بات ہے

یہ کہکر روح افزا گیتی آرا کو لیکر بڑی بیگم کے پاس گئی کہا اماں جان کچھ خیر ہے حسن آرا بیگم کو کہاں بھیجتی ہیں آپ یہ سن و سال یہ حسن و جمال دوشیزہ کنواری کوراپنڈا ایسی حالت میں کہیں یوں بھیجتا ہے کوئی آئندہ اختیار ہے آپ کو میں صلاح نہ دونگی۔

بڑی بیگم کے مزاج میں سب سے زیادہ دخیل روح افزا ہی تھیں گیتی آرا بھی دبے دانتوں ہاں میں ہاں ملاتی ہیں بڑی بیگم نے روح افزا سے کہا۔ آج کل کی لڑکیاں سمجھتی ہیں کہ ہم سے بڑھکر کوئی نہیں ہے بڑی بوڑھیاں تو کسی گنتی ہی میں نہیں ہیں اور ہم کو موت نہیں آتی۔ آنکھ بند کرلیں تو یہ سب کو بکر دکھیں کچھ نصیبوں جلی نے کچھ تو سوچا ہے اور ڈر کاہے کا ہے یہ میں نہیں سمجھتی۔

روح افزا - آپ جانیں آپکا کام جانے ہم کو کیا واسطہ۔

بڑی بیگم - اچھا تو پھر زبان ذری چھوٹی کرو۔ تم دخل نہ دو

گیتی آرا - اماجان کسی سے پوچھ لیجیے ہمین تو ہرج نہین ہے

بڑی بیگم - مین دیکھتی ہون یہ سب کی سب مجھے عقل سکھانے کا دم دعوے رکھتی ہین جو ہے وہ اپنے کو افلاطون ہی سمجھتی ہے۔

روح افزا - (اُٹھکر) آپ سے کہے کون ہم سے تو بے ادبی نہوگی۔

گیتی آرا - اچھا پھر تم اسقدر اصرار کیون کرتی ہو جانے دو استانی جی تو ساتھ ہین ہی۔ اِتنی عمدہ تین ساتھ ہین اور وہ درویش بھی جانتے بوجھے اور نیک اور بوڑھے ہونگے بس پھر کیا ڈر ہے جانے دو۔

بڑی بیگم کو جو سمائی وہ سمائی۔ بہار النسا وغیرہ نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر اُنھون نے اپنی رائے قائم ہی رکھی اور حسن آرا تو جانے پر آمادہ ہی ہو گئی تھی اُستانی جی اور دو بوڑھی مغلانیان اور ہمریان ساتھ گئین سواری کے ہمراہ چار خاص بردار اور دو سپاہی تھے مسجد کے دروازہ پر پردہ کرایا گیا شاہ جی کے پاس جو لوگ بیٹھے تھے وہ تھوڑی دیر کے لیے باہر آئے

حسن آرا بیگم ناز و ادا سے چلین۔ اور شاہ صاحب سے چار آنکھین ہوئین تو درویشی سے منھ موڑا عشق سے ناتا جوڑا

در باب کہ حال عشق اینست	اینست کمال عشق اینست
چون عشق علم کشد بمعشوق	آتش زند بعاشق و معشوق
چون آتش عشق بر فروزد	پروانہ و شمع ہر دو سوزد
در عشق چنین کراست یارا	این نشہ بعاشقان گوارا
ہندست و ہزار عالم عشق	ہندست و جہان جہان غم عشق

حسن آرا پر اسوقت وہی عالم تھا اگرچہ کبھی اس روز تک کبھی اسقدر جوبن پر نہ تھی اٹھلا کے جو ادھر گئی تو نظر پڑتے ہی شاہ صاحب کا تقدس اُڑنچھو ہو گیا۔ ع

زان غمزہ کہ در خرام کردہ	صد زلزلہ فتنہ دام کردہ
ہر جا نگہے ستارگی کرد	خون در جگر نظارگی کرد

درویش کا بے اختیار جی چاہا کہ اُٹھکے گل رخسار کے بوسے لے مگر رعب حسن اور پاس وضع نے اجازت نہ دی دزدیدہ نگاہ اس گل گلزار خوبی و عندلیب خسار محبوبی پر نظر ڈالتا تھا زہد اور تقوے کے خرمن کو برق عشق نے صاف جلا دیا۔ ع

پنجہ زد عشق لباس پارسائی پارہ شد
طاعت صد سالہ اش تاراج یک نظارہ شد

دل کو دونون ہاتھون سے تھام کر اس ہوش ربا ناز سے ہم کلام ہوئے۔

شاہ صاحب - بیٹی! تیرے اوپر خدانخواستہ کیا مصیبت پڑی ہے جو تو اس سن مین میرے پاس دوڑی آئی

حسن آرا - عشق و حسن کامیابی و ناکامی کا جھگڑا پڑا ہے

درویش - (بادل پُر درد آہ سرد بھر کر) ع۔

در عشق بجز گداختن نیست	این سوختن ست و ساختن ہست

حسن آرا - (رنگ فق ہو گیا) ہائے غضب شاہ صاحب یہ کیا فرمایا۔

شاہ صاحب - (نہایت جوش و خروش کے ساتھ)

چون بقاصد بسپرم پیغام را	رشک نگذارد کہ گویم نام را
گشتہ ز تاریکی روزم نہان	کو چراغے تا بجویم شام را
آن ہم باید کہ چون ریزم بجام	روزنے در گردش آرد جام را
از دل تست آنچہ بر من میرود	می شناسم سختی ایام را
ما کجا و گوچہ سودا و رست	ذرہ ہائے آفتاب اشام را

رحمت عام ست دائم خاص را ‌‌ | ‌‌ عشرت خاص ست ہر دم علم را

حسن آرا۔ مین صدقے میرے شاہ صاحب صاف صاف بتا دیجیے۔

راوی۔ اِس فقرے نے شاہ صاحب کو اور بھی بیتاب کردیا (مین صدقے میرے شاہ صاحب) ہاے ستم شاہ صاحب اسوقت اُستانی جی کو دل ہی دلمین کوستے تھے کہ یہ کمبخت دیرینہ روز کہان سے آئی۔ اگر خلوت ہوتی تو اظہار مطلب کرتا۔ قدموں پر سر دہرتا اسکے سامنے کہتا ہون تو یہ پوش خبر ہاتی ہے نہین کہتا تو دل نہین مانتا لہذا یہ باعی ترجمان دل کی اور روتے روتے آہستہ سے پڑھی۔

خلوت مین نہین ہے یار کیونکر ملئے ‌‌ | ‌‌ جلوت مین نہین ہے عار کیونکر ملئے
رونے نے تو کھو یا خواب کا بھی آنا ‌‌ | ‌‌ دریا حائل ہے یار کیونکر ملئے

اُستانی جی نے شاہ صاحب سے کہا کہ تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہے شاہ صاحب نے صاف صاف کہدیا کہ اگر تخلیے مین تم سے باتین کرونگا تو پھر اس صاحبزادی سے بھی خلوت ہی مین باتین کرنی پڑینگی اور گو مجھے اِس مین اصلا عذر نہین ہے مگر شاید یہ لڑکی جھجکے۔

حسن آرا نے گردن جھکائی استانی جی بھی مطلب سمجھ گئین اور مغلانیان باہم اشارہ کرنے لگین۔

شاہ صاحب۔ صاحبزادی عشق کے جھگڑون مین نہ پڑنا خبردار۔

حسن آرا۔ اب تو جو ہوا وہ ہوا۔ جو مین پوچھون وہ بتائیے۔

شاہ صاحب۔ (مسکراکر) تم وہ سوال کروگی افسوس صد افسوس۔

حسن۔ (گھبراکر) ہاے ہاے۔ تمھاری زبان سے جب سُنا افسوس ہی کا لفظ سننے مین آیا خدارا بتاؤ کیا حال ہے۔

شاہ صاحب۔ (بآواز بلند خوش الحانی کے ساتھ) ع

لب شیرین تو جان نمک ست ‌‌ | ‌‌ دینگہ گفتم ز بان نمک ست
در نہادِ نمک از رشک لبت ‌‌ | ‌‌ ہست شوری کہ فغان نمک ست
اے شدہ لطف و عتابت ہمہ ناز ‌‌ | ‌‌ تا ز دور عہد تو کان نمک ست
شور ہا صرف فغانم گردید ‌‌ | ‌‌ نمک از عسرتیان نمک ست

حسن آرا۔ استانی جی اب چلیے ہماری سمجھ مین کوئی بات نہین آتی۔

شاہ صاحب۔ اچھا صاف بتا دون پوچھنا شروع کرو۔

حسن آرا۔ آزاد کہان ہین خط آیا تھا کہ روانہ ہوتا ہون

شاہ صاحب۔ روانہ ہوے ہین مگر علیل ہین آنکھ بند کرلے

راوی۔ حسن آرا نے آنکھ بند کرلی اور تھوڑی دیر کے بعد شاہ صاحب کے حکم کے مطابق کھولدی۔

شاہ صاحب۔ کچھ دیکھا کوئی شے نظر آئی یا نہین

حسن۔ ہان آزاد کی صورت جسطرح پہلے ملے تھی اسی لباس مین اسوقت بھی مین نے اُنکو دیکھا۔

شاہ صاحب۔ طبیعت ناساز ہے اور ایک عورت سے نکاح ہوگیا ہے اور وہ بد وضع عورت ہے آنسے اور اُسکے پہلے شوہر سے لڑائی ہونیوالی ہے جسکا نتیجہ بہت خراب ہے۔ ع

صاحبدل ست و تا مو رعشقم بسامان عوش نکرد
آشوب پیدا انگک داند وہ پنہان خوش نکرد

اور اس مین تو کوئی شک نہین کہ آزاد کو تم نہین دیکھ سکتین

ہان ایک بات ہے وہ خلوت مین کہنے کی ہے اگر سب ہٹ جائین تو بیان کرون۔

حسن آرا نے کہا یا اُستانی جی میرے پاس بیٹھی رہین یا مغلانی یا سامنے سے سب ہٹ جائین مگر دور نہ جائین

الغرض کُل عورتین سامنے سے ہٹ گئین اور شاہ صاحب نے یون کہنا شروع کیا۔

شاہ صاحب۔ پیاری ایک آزاد نہین ہزار آزاد تمھارے دام محبت مین اسیر ہو جائینگے اور مین تو خط غلامی لکھے دیتا ہون۔

حسن آرا۔ (متحیر ہو کر) شاہ صاحب ہائین۔

شاہ صاحب۔ (کانپ کر) نہین نہین جان من واسطے خدا کے خفا نہو یاد رکھو مین شاہزادہ ہون فقط تمھارے عشق مین یہانتک آیا اور خدا نے مجھے تمھارا چہرۂ زیبا دکھایا۔ مین نے تمھارے حسن خدا آفرین کا بہت کچھ شہرہ سُنا تھا اور جیسا سُنا تھا اُس سے دوچند پایا۔

حسن آرا۔ تو آپ میرے عاشق زار نکلے یہ کہئے۔

شاہ صاحب۔ میری شکل میری صورت میری گفتگو سے شہزادگی پائی جاتی ہے یا نہین آزاد مین کیا ہے آزاد ہین کہان

حسن آرا۔ بس خبردار ایسا ذکر نہ کرنا تم فقیر نہین ہو۔

شاہ صاحب۔ اچھا جان جان یاد رکھنا کہ کسی فقیر نے کچھ کہا تھا۔

روے مقصود کہ شاہان بدعای طلبند
سببش بندگی حضرت درویشان ست

حسن آرا کی آنکھین پرنم ہو گئین اور درویش کو کوستی ہوئی چلین۔

اُستانی جی۔ کیا چلوگی۔ دونون ہاتین پوچھ لین۔

حسن آرا۔ اللہ کرے اِسکا جنازہ نکلے۔ موا ٹھگ زمانے بھر کا۔ اٹھائی گیرا۔ درویش بنا ہے۔

درویش نے حسن آرا کے غیظ و غضب کا حال دیکھکر بد دعا دی اور کہا اگر آج کے آٹھوین روز تو خبر بد نہ سُنے تو فقیری چھوڑ دون۔ قدم درویشان رد بلا۔ فقیر کا بڑا گھر ہے۔ فقیر دن سے بگاڑ کر آج تک کوئی بھی بھلا ہے۔ رہے دریا مین اور مگر سے بیر۔

حسن آرا بکمال سراسیمگی گاڑی پر سوار ہوئی اور دفور غم سے ضبط گریہ نہ کر سکی۔ اُستانی جی نے بہت سمجھایا مگر فہمایش نے اُسوقت اصلا اثر نہ دکھلایا۔ درویش کا اس بیتابی کے ساتھ بد دعا دینا ستم تھا۔ بہزار خرابی گاڑی پر پہونچی حسن آرا مکان مین گئین تو بڑی بیگم نے حیرت کے ساتھ کہا کیون یہ آنکھین لہو کی بوٹیان کیون ہو گئین خیر تو ہے۔

حسن آرا۔ ہاے آزاد۔ اور واے آزاد۔ اما جان۔

بڑی بیگم۔ کچھ کہو تو بیٹا۔ کیا کہا کیا سُنا خیریت ہے یا نہین

حسن آرا۔ طوفان الم سینہ مین جوش زن ہے۔ اب کیا کرون۔

بڑی بیگم۔ اُستانی جی۔ بہن تم ہی بتاؤ۔ یہ کیا ماجرا ہے

اُستانی جی۔ ساری خدائی کا بدذات۔ لوگون کے بہکانے کے لئے فقیر بن بیٹھا ہے آج اللہ نے بڑی خیر کی عجب زمانہ آ گیا ہے۔

بڑی بیگم۔ بی مغلانی ذری اِدھر آنا ہے کا نہین مجھے مفصل حال بتاؤ۔

حسن آرا۔ لو گو یہ دن ہے یا رات تاریکی سی تاریکی ہے

شد ہر گاہی ہر ہم بے خانمان شد مجو من
باہر کہ نشستم دمی چون خویش محزون کردمش

ہین آج یقین ہو گیا کہ ہماری جان جائیگی وصل جانان کی نوبت نہ آئیگی کاش کہ صورت ہی دیکھ لیتی وہ بھی نصیب مین نہین مغلانی نے بڑی بیگم سے سارا حال یون بیان کیا

حضور وہ تو کوئی شہدا اچھا معلوم ہوتا ہے اُسنے تو ایسی ایسی باتین کین کہ میرا دل چاہا کہ مُنھ پکڑ کے نوچ لون صاحبزادی پر بڑی نظر ڈالتا تھا۔

بڑی بیگم۔ ایں! آسمان سے انگارے کیون نہین برسے

حسن آرا۔ اماجان اُسنے چلتے وقت ہمین بددعا دی

بڑی بیگم۔ چمار کے کوسے کہین ڈانگر مرتا ہے۔ چلے مُنھ دھو ڈالو بیٹا۔

اُستانی جی۔ ایسی نُچی بات کا بُرا ماننا کیا۔ مگر ہان بڑا دھوکا ہو گیا اس سے کوئی انکار نہ کریگا جو ہمین پہلے ذرا بھی معلوم ہو تو ہرگز ہرگز نہ جائین۔ خیر اب تو جو ہوا سو ہوا اور مجھے تعجب ہے کہ تم ایسی فہمیدہ ہو کر روتی ہو۔ ابھی کل تک تو لڑتی تھین کہ دعا کیا چیز ہے۔ دعا بے اثر ہے اور آج بددعا کا اس درجہ خیال ہے۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

بہار النسا۔ اُستانی جی آپ نے خوب بات کہی مجھ سے چھین لے گئین۔

روح افزا۔ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ چھوٹی چھوٹی لڑکیون کا ایسی جگہ جانا مصلحت کے خلاف ہے مگر اماجان خفا ہونے لگین تو مین بھی چپکی ہو رہی اور کیا کر سکتی ایسے خدا رسیدہ بہت دیکھے ہین ہر کوئی خدا رسیدہ ہی بنجائے تو دنیا مین کوئی ایسا ویسا کاہیکو باقی رہے۔

بڑی بیگم۔ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے

اُستانی جی۔ مگر کان پکڑے کہ آج سے بے سمجھے بوجھے ایسی جگہ نہ جاؤنگی میری روح پر صدمہ ہے اسوقت لیکن بخیر گذشت ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے بہت ٹھیک ہے۔ ؎

چو از قومی یکے بیدانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

گیتی آرا۔ ہم اور ان کو ہنستے تھے کہ عورتین جنون کی جگہ کالے پہاڑ درگاہ مین جاتی ہین مگر یہ خبر ہی نتھی کہ ہم سے خود ہی ایسی بیوقوفی ہوگی عورتون کی بڑی عبادت یہی ہے کہ گھر کی چار دیواری مین چپکی سے رہین۔

روح افزا۔ سر پیٹتی رہی مگر اماجان کی ضد تو جانتی ہی ہو ایک نہ سنی بلکہ اور خفا ہونے لگین پھر مین کیا کرتی۔

حسن آرا۔ نہین بہن عشق کے جھگڑے ایسے ہی ہوتے ہین یہ گتھی کیسے سلجھائے سلجھنے والی نہین ہے عاشقی و معشوقی کیا کچھ ہنسی ٹھٹھا ہے۔ ؎

از فروغ عشق جان تابندہ است
جسم عالم زین حرارت زندہ است
عشق فردوسی حصارش خار خار
ظاہرش دوے باطنش باشد بہار
صورتش نہر ست و معنی صاف ... ل
شعلہ آبستن صد رنگ گل
عشق بارانی سحابش جملہ دل
عشق طوفانی حبابش جملہ دل

در بشر ایمان و کفر و این و آن
شعلۂ دو دچراغ عشق دان

اُستانی جی۔ حسن آرا بیگم۔ مین کہتی ہون یہ تمھین ہو کیا گیا ہے آخر تم اور بددعا کا اسقدر خیال کرو اور ون کو ہنستی تھین اب تم اپنی کہو۔

حسن۔ اُستانی جی خاتون جنت کی قسم کھاکے کہتی ہون بد دعانے مجھے نہین تڑ لایا مطلب میرا یہ کہ مین اس سبب سے نہین روئی کہ دعاے بد کا خدا نا کردہ کچھ اثر ہوگا مگر جو کوئی آزاد کو بُرا کہتا ہے تو مجھسے سُنا نہین جاتا۔ بس بات ساری یہ ہے مین سچ کہتی ہون اُستانی جی مجھے مایوسی ہوگئی ہے مین سوچا کرتی تھی کہ اگر آزاد کی صورت اللہ نے نہ دکھائی تو مین کیا کرونگی یا اُنکے ساتھ نکاح ہو یا موت آئے

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہی	بجلی ہی کاش آئے مرے آشیان تلک

اُستانی۔ جبتک روم مین آزاد تھے تب تک ہمارا دل بھی بے قابو تھا۔ مگر اب تو روانہ ہو چکے۔ تار بھی آگیا اب کیون اسقدر تشویش ہی۔ بیکار جان ہلکان کر رکھی ہی ؎

وہ بھی آیا نہ آئے آپ مین ہم	اِسکو کہتے ہین انتہاے فراق

یہ شعر تمھارے حسب حال ہے۔

حسن۔ اُستانی جی اب دل ایسا ضعیف ہوگیا ہے کہ مین کچھ عرض نہین کر سکتی ذری سا صدمہ جگر کو پاش پاش کر دیتا ہے شاید غم ہی سہنے کے لیے پیدا ہوئی تھی دیکھیے اب آیندہ کیا ہوتا ہے اب تو غم ہی سہا۔ ؎

ہون مین وہ بُلبل کہ مثل طائر قبلہ نما	عمر قفس مین بھی نہ پھیرا خانۂ صیاد سے

اُستانی۔ کیون حسن آرا۔ ایک بات کہین۔ بُرا تو نہ مانو گی

حسن۔ آپ کو اُستانی جی مین مثل اپنی مان کے سمجھتی ہون۔

اُستانی۔ وہ بات یہ ہے کہ تم اس صفائی کے ساتھ آزاد اور نکاح کے لفظ زبان پر کیونکر لا سکتی ہو بڑی بیگم صاحب کے سامنے ہمارے سامنے اور عورتون کے سامنے اِس طرح صاف صاف باتین کرتی ہو کہ ہمین بڑا تعجب ہوتا ہی ابھی تم کہہ رہی تھین کہ عشق کے جھگڑے ایسے ہوتے ہین

حسن۔ اُستانی جی اب تو آپ اسکو از سرگذشت کا نقشہ ہے بس جب سارے زمانے مین مشہور ہو گیا کہ آزاد کو حسن آرا نے روم مین بھیجا ہی تو پھر اب گھونگھٹ کیسا۔

آزاد کی یاد نے حسن آرا کو انتہا سے زیادہ بیقرار کر دیا کوٹھے پر جاکر سو رہین۔ جہری پنکھا جھلنے لگی۔ ادھر سامنے کے کمرے مین روح افزا اور گیتی آرا نے ایک مغلانی سے جو حسن آرا بیگم کے ہمراہی مین گئی تھی مفصل حال پوچھا تو اُسنے یون کہا۔ اے حضور وہ تو چھٹا ہوا شُہدا معلوم ہوتا ہی۔ اللہ اُس سے بچائے ابھی کوئی بیس بائیس برس کا سن ہوگا ہاتھ پاؤن اچھے ہین اور بڑا گورا چٹا ہے۔ شنجرفی بدن۔ جیسے خون برستا ہے تہمد باندھے تھا اور صندلی رنگا ہوا کرتا پہنے تھا آستینون دار۔ ڈھیلی ڈھیلی آستین اور کرتا گھٹنون تک تھا۔ سر پر مانگ۔ مُنڈیان جمی ہوئی۔ بالون مین حنا کا تیل پڑا ہوا۔ اور موتیے کے عطر سے بسے ہوئے صاحبزادی کو دیکھتے ہی عاشق ہوگئے مین سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھی۔ مین چتونون سے تاڑ گئی کہ میان کی نیت بُری ہی گھور کے دیکھنے لگا موا اور یہ جھینپ جائین اور حضور بعضی بات کہنے کی نہین ہوتی یہ اُسوقت بنی ٹھنی بھی بہت تھین ایسا جوبن تھا کہ مین کیا عرض کرون۔

روح افزا۔ اور مین نے منع کیا جیسے یہ سامنے آئین چھوٹتے ہی مین نے کہا اخاہ عطر مین کپڑے ڈوبے

ہوے ہین جاتی درویش کے پاس ہو اور بتا دیہ مگر سنتا کون ہے۔

گیتی آرا۔ مین نے بھی تو کہا تھا حسن آرا نے کچھ سنا ہی نہین یا

مہری۔ حضور جب وہ گھورنے لگا مین تو کانپ گئی۔

گیتی آرا۔ چلو اب کسی کے سامنے زبان پر نہ لانا

روح افزا۔ یہ اما جان کی ساری غلطی ہے اسکو کوئی کیا کرے

مہری۔ کہنے صاحبزادی یہ میٹا رہیٹی اور نیت۔

گیتی آرا۔ پھر یہ اُٹھکے چلی کیون نہ آئین۔ بیٹھنا ہی کیا فرض تھا۔

مہری۔ ایک دفعہ اُنکی ٹھڈی پر ہاتھ پھیلا کر کہا بی بی ذرا اونچی کرکے بیٹھو۔ میری روح لرز گئی تھی کہ اللہ خیر کرے یہ فدا پیچھے کھسک کر بیٹھین پیچھے کھسکنا تھا کہ وہ موا ذرا سی آگے کو بڑھا اتنے مین بیگم صاحب کے زانو سے زانو بھڑا کے بیٹھ گئے تو۔ جیسیکر۔ آپ مین کیا کہون۔ خدا غارت کرے مونڈی کاٹے کو۔ اسے مجھی کو گھورنے لگا۔

گیتی آرا۔ ضرور اس مین کیا شک ہے۔ تیری ضرور نظر پڑی ہوگی۔

روح افزا۔ اے لو کیسی کچھ۔ یہ کیا کسی سے کم ہین توبہ توبہ

مہری۔ بس حضور کہنے لگا کہ جو کچھ پوچھنا ہے تخلیے مین چل کے پوچھ لو۔ حسن آرا بیگم اب اسکا کیا جواب دیتیں اُسپر اُستانی جی بولین چلو مین خلوت مین چلتی ہون جو کہنا ہو مجھ سے کہو۔ وہ اسپر کیون راضی ہوتا اور اللہ جانے جادو کردیا یا سحر کردیا کیا کردیا کہ حسن آرا بیگم سے نے ہم سب سے کہا ذرا تم تھوڑی دور ہو جاؤ تو مین یہان ہی اُنسے پوچھ لون۔ اُستانی جی ذرا پیچھے ہٹ بیٹھین مگر پیچھے پھیر کے مین حضور آنکھ لڑائے رہی اُنھون نے آزاد کا حال پوچھا تو واہی تباہی بکنے لگا اور اخیر مین بولا تمکو آزاد کی فکر اور پروا کیا ہے ایک آزاد پر فرض کیا ہے ہزار آزاد دام کاکل مشکین کے اسیر ہو جائینگے اگر آزاد نہ آئین تو ہم موجود ہین اتنا کہنا تھا کہ میری روح لرزنے لگی اور انکا رنگ فق ہوگیا پھر کہنے لگا مین شہزادہ ہون فقیر نہین ہون یہ اُٹھ کھڑی ہوئین تو پھر بتادی اور کہا اللہ نے چاہا تو آزاد کی صورت کبھی نہ دیکھی گی یہ گاڑی پر آتے ہی رونے لگین پھر اُس گھڑی سے اور ابتک ہچکی بند نہین ہوئی۔

روح افزا۔ توبہ۔ خدا بچھے ایسے ایسے موذیون سے یہ نقیسہ ہین یا بہر وپیے۔

آپ سُنئے کہ حسن آرا بیگم جو عین اضطراب و بیقراری مین سوئین تو خواب پریشان دیکھنے لگین آزاد کی یاد مین تو آرام کیا ہی تھا دہی باتین خواب نکر نظر آئین دیکھا کہ آزاد ایک توسن عقاب ہیبت پر سوار لب جو گھوڑے ہین حسن آرا نے قریب جا کر کہا اجی حضرت مزاج شریف اور یون مکالمہ ہونے لگا۔

آزاد۔ (چونک کر) حسن آرا۔ حسن آرا۔

حسن آرا۔ آپ گھوڑے سے اُتریگا بھی یا نہین۔

آزاد۔ حسن آرا۔ یا الٰہی مین خواب دیکھ رہا ہون کیا؟

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ	چہ زند پیش باز روئین چنگ

یہ بوستان کا شعر نہین گلستان کا شعر ہے۔ بوستان کا وزن ہی اور ہے فعولن فعولن فعولن فعول۔

منم کہ نالہ بمرغان گلشن آموزم ۔۔۔ بروی خاک پہ بسمل طپیدن آموزم
زبسکہ دشمن جان و دل خودم ہردم ۔۔۔ جفائی تازہ بآن چشم پرفن آموزم
عجب مدار زبیتابی من شیدا ۔۔۔ کہ طرز کشتن خود را بدشمن آموزم
قتیل غمزۂ آن نشتر نگاہ مدام ۔۔۔ کشودن رگ جان را بہ رگزن آموزم

حسن۔ جی تو چاہتا ہے کہ لب لعل شیرین کا بوسہ لون مگر سوچتی ہون کہ تمہارے ہونٹھ اس شرف کے قابل ہین یا نہین
آزاد۔ (مسکراکر) اللہ اللہ آب کوثر سے ہونٹھ دھو لو۔ ہمارے لب وہ لب ہین جنکے بوسے کی حورانِ جنت کو آرزو ہی
حسن آرا۔ ہان یہ گویا آپ کو بڑے فخر کا مقام ہے اور یہ نہ ہو اگر حور سامنے سے نکل جائے تو ناگوار گذرے حور بھی کوئی شے ہو
آزاد۔ ہمارے مرنے کے بعد کیا کرنے آئی ہو مگر خیر شکر ہے اسقدر توفیق تو ہوئی کہ بعد مرگ مرقد پر آئین۔ ؎

سر مزار بپرسش لالہ زار آمد ۔۔۔ طپیدن دل پرخون نابکار آمد
نشد چو عشق کس دم مرگم کفیل گور و کفن
دل ستم زدہ نالان زکوے یار آمد

حسن آرا۔ دیکھو آزاد ایسی باتین کروگے تو میرا دم نکلجائے گا۔
آزاد۔ یہ فقرہ بازی رہنے دو۔ تم جاکے جوان فقیرون سے تخلیے مین باتین کرو آزاد کی فکر کیون ہوگی۔
حسن آرا۔ ہاے (زور سے) ہاے آزاد یہ بدگمانی۔
آزاد۔ بس دیکھی تیری کالبی اور باون پُرے اجاڑ مین ابتک تمہارے خیالات کا ادب کرتا تھا مگر بس دیکھ لیا ؎

من فدائے این تمکین کز ادب بکوے او
نیست صید بسمل را رخصت طپیدن ہا

حسن۔ اتنا تو پوچھا ہوتا کہ تمہارا حال کیسا ہو

آزاد۔ مجھ سے تو دریافت کیا ہوتا کہ تجھپر کیسی گذری ؎

چہ پیش آمد ترا و حال چون است ۔۔۔ اگر صحرا نوردی از جنون ست
جدا چون گشتی از یاران غمخوار
چرائی ہمچو مجنون سر بہ کہسار

حسن آرا۔ تو گھوڑے سے اُترو۔ تم آسمان پر ہم زمین پر آزاد بسم اللہ کہکر گھوڑے سے اُترے مگر گھوڑے سے اُترتے ہی کیا دیکھتی ہین کہ وہ اونٹ بنگیا۔
راوی۔ واہ رے شتر غمزے۔ اب کیین میان آزاد نہ بلبلانے لگین۔
خیر۔ آزاد نے کہا پیاری حسن آرا مین نے تمہارے حکم سے سر کٹایا ہے گو اِس دنیا مین اسقدر خوش قسمت نتھا کہ لعل گرم ہوتی مگر یہ خوشی کیا کم ہے کہ بہشت مین تم ہم آغوش ہوگی (حسن) آزاد مین خواب دیکھ رہی ہون اچھا تم سے مجھ سے پہلے پہلے کہان ملاقات ہوئی تھی مین نے کیا کہا تھا تم نے کیا کہا تھا۔
آزاد۔ اے مدرسے امتحان پہلے بھی امتحان لیا تھا اور اب بھی لیتی ہو اس مصرع کا دوسرا مصرع موزون کرنے کا حکم تھا ع

شب چو آمد ماہِ ما بر بام ما

مین نے جواب دیا تھا وہ فرمایئے اور شہسوار کا مصرع بھی مجھے یاد ہے۔
حسن آرا۔ تم ہی بتاؤ یہ سوال مجھ سے ہے یا تم سے
آزاد۔ شہسوار نے کہا تھا۔

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
گرشمہ از جوہر دل جام ما

مین نے اُسپر اعتراض جمایا۔ مین نے کہا شراب کو شعرائے گرانمایہ اور فصحائے بلند پایہ نے جوہر روح باندھا ہے جوہر دل نیا محاورہ ہے۔ چنانچہ لسان الغیب حافظ شیراز کا شعر بھی بطریق حال پڑھا تھا۔ ؎

بدہ ساقی آن جوہر روح را
دوائے دل ریش مجروح را

اور پھر مین نے اس مصرع پر دوسرا مصرع یون لگایا ؎

شب چو آمد ماہِ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

حسن آرا۔ ہان صحیح ہے بھلا مردے کو کہین حافظہ بھی ہوتا ہے تم جھوٹ کہتے ہو کہ مین نے سر کھایا اور یہ اور وہ یہ سب میرے چھیڑنے کی باتین ہین۔

آزاد۔ مرے کہین بولا بھی کئے ہین اچھا بتاؤ ہمسے کون تاریخ پوچھی تھی کسکی شادی کی تاریخ پوچھی تھی تم نے۔

حسن آرا۔ میر نابالغ۔ بارہ سو چھیانوے عدد اسکے ہین

آزاد۔ وہ وقت مجھے خوب یاد ہے جب پردہ گر پڑا تھا اور سپہر آرا دم کے دم مین چمک دمک کر ایکہی ذرا تن مین نظر سے اوجھل ہوگئین مگر حضور ذرا استعلیق ہین سے بھاگی تھین سپہر آرا نے جھلا کر کہا۔ اے اللہ کرے اس ہوا کو آگ لگے اُسپر بجلی پڑے اور مین نے یہ شعر بھی پڑھا تھا

کسکا حجاب کسکی حیا اور کہان کی شرم
پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھایئے

تم دونون کھڑی ہوئی تھین۔ ہائے دیکھتے ہی دل ہاتھ سے جاتا رہا تڑپنے لگا حواس بجا نہ تھے بھوک پیاس بند ہوگئی مگر مجھے تعجب ہوا کہ بہو بیٹیون مین اس آزادی کے ساتھ میری رسائی کیونکر ہوئی ملاح نے مجھے بڑی مدد دی ورنہ مین کچھ نہ کر سکتا ظاہر مین تو جھڑکتے تھے کہ یہ کیا کچھ گڑیا گڈون کا بیاہ ہے ذرا جلد بازی نہ کرنا میان گبرو گمرو دل مین خوش تھے کہ مطلب بر آری ہوگی اور اشارے سے کہتے جاتے تھے کہ ہان خبردار جو چوکے یہی موقع ہے ہم بھی شیر ہوگئے۔

حسن۔ ہمایون کا حال بتاؤ۔ زندہ ہین یا مر گئے۔

راوی۔ اب بہکنے لگین اب خدا ہی خیر کرے۔

آزاد۔ بس ایک پہاڑ نظر آیا مگر حسن آرا میری جان تمھاری ہی بدولت نکلی۔ از راست کہ بر راست۔ اب کیا کیا جائے کمال افسوس کا مقام ہے عین اُٹھتی جوانی مین عین عنفوان شباب مین مین نے قضا کی اور تم نے اف تک نہ کی افسوس۔ ؎

بخونم دست و تیغ آلود جانان
چگویم در سپاس بیکسی ہا
بدآموزان وکیل بی زبانان
زہی نامہربان مہربانان

دم مردن چو در شکم تنگ گیرند
فراخیہائے عیش سخت جانان

حسن آرا۔ اب مجھ سے صاف صاف کہدو کہ تم ہو کیسے دنیا مین ہو یا نہین ہو اگر ہو تو خدارا اب کہین نہ جاؤ اور نہین ہو تو صاف صاف بتاؤ مین بھی وہین آؤن جہان تم ہو۔

آزاد۔ حسن آرا گو یہ خواب ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ مین مرگیا پلونا کی لڑائی مین مینے ایک گولی کھائی اور اس گولی نے جان صدقہ کر

بر لب زہرہ نوا پرواز
نغمہ غیر از فغان نخواہم

حسن آرا نے بہ لجاجت و منت و سماجت کہا کہ بس اب مین صرف ایک بوسے کی طالب ہون اگر مرضی اور رائے ہو تو میری تمنا کا خون اپنی گردن پر نہ لو مجھے ہنسی خوشی بوسے لینے دو اور بااختیار رہے۔ بوسہ لینے دوگے تو جان شیرین تلخی کے ساتھ نہ نکلیگی مرتے وقت آرام ملے گا نہ دوگے تو تلخ کامی سے مرونگی میری زندگی بحال ہو جبتک جیون معلوم مگر وقت نزع اور دم واپسین میرا خوش کرنا تمہارے ہاتھ ہے
آزاد کا دل بھر آیا۔ آہ سرد کھینچکر کچھ کہنے کو تھے مگر فرط غم سے زبان بند ہوگئی حسن آرا نے بیتاب ہو کر گل رخسار اور چاہ ذقن اور چشم و ابرو کے کئی بوسے متواتر لیے اور چونکہ آنکھون سے اشک اضطراب فرط شوق امڈے آتے تھے آزاد کے دامن اور لباس اور رخ و ابرو پر قطرہ ہائے اشک ٹپ ٹپ گرتے جاتے تھے آزاد نے جب اس نگار رنگین ادا کی بے قراری اور بیقراری دیکھی تو بوسے لینے کو منع نہ کیا۔
حسن۔ تم اسی کو بڑا احسان سمجھتے ہوگے کہ مین جو بوسے لے رہی ہون تو تم خاموش کھڑے ہو جبتک نہین دیتے مگر مین یہ سوچتی ہون کہ ملے تو دم واپسین۔ دیدار بھی نصیب ہوا تو آخری وقت۔ ؎

تپ ہجر سے حال تھا برا جو وصال ہوا تو وبال ہوا
نہ تو مین ہی رہا نہ مرض رہا اثر عیسیٰ کے دست شفا کی قسم

آزاد۔ غنیمت جانو اور شکر بجا لاؤ کہ بوسے تو نصیب ہوگئے۔
حسن۔ (متواتر بوسے لیکر) آہی یہ اس وقت بھی جگ ہنسائی ہے
آزاد۔ اس وقت بڑی خوش قسمت خوش نصیب خوش طالع ہو۔
حسن۔ خوش نصیب تو اپنے کو تب سمجھون جب مراد بر آئے

قانع بہ تجلی نشو و شائق دیدار	پروانہ مہتاب تسلی نتوان کرد

آزاد۔ اللہ اللہ کسقدر سختیان تمہارے سبب سے مین نے اٹھائین
حسن۔ اور ہم نے جو رنج سہے وہ کسی شمار قطار ہی مین نہین
آزاد۔ کیا تم بھی کسی جنگ پر گئی تھین۔ تمہاری جان بھی معرض خطر مین تھی تم کو بھی کسی نے قید کیا تھا۔ تم بھی پہاڑون پر گولیان کھا کھا کے مجروح ہوئی تھین۔ تم اپنی چار دیواری مین مزے سے بیٹھی ہو تم درویش کے پاس جاؤ تم کو اس سے کیا واسطہ کہ آزاد کون ہے اور کہان ہے مرے جاہے جیے۔
حسن۔ ہماری تباہی کا حال ناگفتہ بہ ہے مگر تم سے جب کوئی بیان کرے تب تو سنو اور جب سنو تب تو کوئی بیان کرے یہان تو آہ بھی اچھی طرح نہین نکل سکتی تھی ضعف کی بھی کوئی حد ہے الامان الامان۔ ؎

کب پہونچی آہ ضعف سے گوش بتان تلک
سو جا ٹھہر کے سینے سے آئی زبان تلک

آزاد۔ اب بندہ وہ آزاد ہی نہین تم نے بے وفائی کی
حسن۔ ہائے ہائے۔ ایسی تو نے کیطرح آنکھین بدل لین ہے

ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

آزاد۔ حسن آرا اگر تم کو ذرا بھی میری محبت ہوتی تو
حسن۔ (گریہ و زاری کر کے) بس آزاد بس خدارا اب کچھ نہ کہو۔ تمکو میری محبت کا اسقدر رشک ہے کہ تم سمجھتے ہو ہم ذرا بھی تمہارا پیار نہین ہائے کس سے کہون آفرین نہین کہتے کہ اتنک تمہارے نام پر یون ہی بیٹھی ہون۔ ؎

ہم از لے سے خلد بار مین سوتے نہین	آفرین کیے ہمارے دیدہ بیدار

آزاد۔ میدان جنگ۔ ہرست توپ و تفنگ۔ دنگو معرکۂ رستخیز شب کو ہنگام ستیز رن کی زمین خون سے لالہ زار۔ گولونکی بارش گولیون کی بوچھار۔ فرس کی بیقراری۔ اتوا ب اژدر دہانکی شرر باری گھوڑے گولیان کھا کھا کے ہنہناتے تھے طاؤس طناز کی چہل بل دکھاتے تھے۔ آبدار تلوارونکی چمک۔ لیس دار وردیو ں کی جھلک اور تیرا آزاد شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے حسن آرا کا حکم بجا لاتا تھا زخم پر زخم تھا مگر غنیم کو پشت نہین دکھاتا تھا۔ بڑھ بڑھ کے ہاتھ لگاتا تھا۔ ؎

معرکہ پڑتے ہی اٹھ جائینگے غیرون کے قدم
جب سمجھنا ہو سمجھ لین سر میدان ہم سے

یہ شعر میرے حسب حال تھا مگر افسوس صد افسوس کہ جسکے واسطے یہ سب پاپڑ بیلے وہی اپنا نہوا شومی طالع و ادبار۔

ز جوش آتش غم شعلہ افشان شد چراغ من
خدایا بر دلم رحمے کہ خون گردید داغ من

حسن۔ آزاد۔ جو میرے امکان مین تھا اس سے مین نے بھی دریغ نہین کیا۔ آزاد مین بھی دو بار تیرے سبب جان کھو چکی تھی اعزہ اقربا سب مایوس ہو چکے تھے یہان تک کہ تجہیز و تکفین کی تیاریان ہونے لگین مگر مجھے تو یہ دن دیکھنا تھا کہ آزاد سا مہربان آزاد سا عاشق مجھے بیوفا کہے۔ خیر۔ اسمین کسی کا کیا چارہ ہے جو کچھ خدا نے دکھایا وہ دیکھا اب اور جو کچھ دکھائیگا وہ دیکھونگی جسطرح مین نے ابتک بسر کی خدا دشمن کو بھی نہ نصیب کرے۔ ؎

کس طرح کٹتی ہین راتین کسطرح کٹتے ہین دن
میری حالت گر وہ بدخو دیکھتا روتا ضرور

آزاد۔ چلو اب تو جھگڑا ہی نہ رہا۔ اب تو فراغت ہی ہوگی

حسن۔ ہا ہے مین یہ باتین سنکر جیتی رہون ہائے کس سے حال دل کہون۔ دلدار دلبر تو میری صورت ہی سے بیزار ہے اب کہانتک ماجرائے دل بیان کرون طاقت گویائی نے صاف جواب دیا۔ ؎

چلتی نہین زبان بھی اب آگے کیا کرے
آتا ہے ہر سخن پہ ترے ناتوان کو غش

آزاد۔ لیلی و مجنون شیرین و فرہاد کی طرح ہمارے تمہارے عشق کا حال بھی زبان زد خلائق ہوگا مگر تمہاری بیوفائی اور کج ادائی سے ہمارا نام خود بدنام ہوگا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا

ہوا جو کچھ کہ ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

حسن۔ دل سوختون کو جلانے سے کیا فائدہ ہے آزاد
آزاد۔ خود ہی دل جلاؤ اور خود ہی دلسوختہ بنو۔ واہ
حسن۔ اگر ہم نے جلایا ہو تو خدا ہم کو جلائے بس اور کیا۔ قبر مین بھی یہ خیال دردانگیز میٹھی نیند نہ سونے دیگا کہ آزاد نے ہمین بیوفا کہا۔ ؎

دردِ رنج والم نے غم تنہائی نے
قبر مین بھی انھین دو چار نے سونے نہ دیا

آزاد۔ ہائے اگر زندہ ہوتا۔ یا خدا ایک دن کے لیے بھی زندگی دیتا تو وصیت کر جاتا کہ خبردار عشق سے منزلون دور رہنا اس کا آغاز خراب انجام انتہا سے زیادہ خراب اوائل مین انسان دل کو ڈھارس دیتا ہے کہ صنم مراد سے ہم آغوش ہونگے مگر یہ خیرہ صلاح ہے صرف خیال ہی خیال ہے۔ ؎

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا

یہ سنکر حسن آرا نے فرط اشتیاق و وفور بیتابی و جوش ہجر جنون سے آزاد کو بے دھڑک چھاتی سے لگا یا اور بوسہ لینے ہی کو تھی کہ آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ بستر اور تکیہ اشکون سے تر ہے روتے روتے یہ غزل آہستہ آہستہ لیٹے ہی لیٹے پڑھنے لگی

آنکھیں دکھلا کے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات اُس فتنۂ بیدار نے سونے نہ دیا

اپنی آنکھوں مین کھٹکتا رہا کانٹے کی طرح
مجکو اس میرے تن زار نے سونے نہ دیا

طور پر برق کے مانند مین تڑپا شب ہجر
ایکدم حسرت دیدار نے سونے نہ دیا

یاد دلوا کے مجھے یار تری آنکھون کی
باغ مین نرگس بیمار نے سونے نہ دیا

کہہ دا ابرو و مژگان نے ترے کاہش کی
تیر نے برچھی نے تلوار نے سونے نہ دیا

خواب مین بھی نہوا اُس ماہ کا تا وصل نصیب
اسلئے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

موت بھی ہجر کی شب سوتی رہی عیسی بھی
ایک مجکو دل بیمار نے سونے نہ دیا

اُسکی آنکھون کے تصور نے اُڑا دی مری نیند
اپنے بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا

مغلانی۔ حضور کیا طبیعت خدا نکرد استہ کچھ بے لطف ہے

حسن۔ نہین۔ کیون طبیعت وہ طبیعت نہین ہے جو بے لطف ہو یہ بھی طبیعتین ہین ورنہ ا تبک مرض تو مرض مرض کی جڑ ہی نہ باقی رہتی۔ ـــہ

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھے وان پہونچا نہ سکا
وہ آنہ سکا مین جا نہ سکا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

مغلانی۔ لونڈی کی طبیعت گھبراتی ہے اور الجھن ہوتی ہے

حسن۔ بس میری بھی یہی کیفیت ہے بعینہ یہی حال ہے

مہری۔ سرکار مُنہ دھو ڈالین تو ذری طبیعت ہلکی ہو جائے۔

حسن۔ کیسا منہ اور کسکی طبیعت اُلٹی ہو گئی۔ ـــہ

قبر مین جنکو نہ سونا تھا سُلایا اُن کو
یہ ستم ہے مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

اتنے مین روح افزا اور گیتی آرا کو خبر ہوئی کہ حسن آرا بیگم بیدار ہوئی ہین دونون کمرے مین آئین دیکھا تو آنکھین پرنم اور خون کبوتر کی سی سرخ گھبرائین کہ یہ کیا ماجرا ہے روح افزا نے پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ گیتی آرا نے مہری کو حکم دیا پنکھا جھلو۔

روح۔ بہن سونے سے ذرا ذرا طبیعت تو ہلکی ہوئی ہو گی خود جاگین یا کسی نے جگا دیا۔ کتنی دیر ہوئی۔

حسن۔ گلے لگاتے ہی آنکھ کمبخت سے کھل گئی ہاے ہاے۔

روح۔ کیسا گلے لگاتے ہی۔ کسکو گلے لگاتی تھین۔

حسن۔ بڑے بڑے شکوے بڑی شکایتین۔ بے حد گلے کیا کہون کیا نہ کہون۔

یار اگر آتا نہین تو ہی شب فرقت مین آ
اے اجل تجھنے بھی کیا ہمکو بھلایا یاد سے

روح۔ ہمکو وحشت ہوتی ہے یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔

حسن۔ تمھین وحشت مجھے جنون۔ مجنون۔

اور وحشی کا ساتھ کیا دونون قریب قریب ایک سے
مگر یا اللہ مین نے کیا کیا جو اسقدر بد دماغ پایا۔

گیتی آرا۔ حسن آرا یہ بہکتی کیون ہو نصیب دشمنان ہذیان کی سی کیفیت ہے ہوش کی سی باتین کرو بہن اُٹھ بیٹھو منھ اچھی طرح سے دھو ڈالو۔

حسن۔ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلاؤ تو جی مین جی آئے

روح۔ مہری۔ جا کے تھوڑا سا جواہر مہرہ شربت انار مین ملا کر لے آ برف ڈال کے مگر کیوڑہ الگ لانا

مہری نے حکم کی تعمیل کی داروغہ سے جواہر مہرہ شربت کیوڑہ لیا برف ڈالی چاندی کے کٹورہ مین شربت لائی کیوڑہ اور آب شیرین ملایا جب کیوڑا خوب ٹھنڈا ہوا تو روح ماما نے اُٹھا کر حسن آرا کو پلایا

حسن۔ دل کو ذرا تسکین ہوئی ورنہ قلب کا عجب حال تھا۔

روح۔ اب منھ بھی دھو ڈالو لگے ہاتھون لاؤ پانی۔

حسن۔ (منھ دھو کر) آنکھین اس طرح جل رہی تھین جیسے تنور۔ پنکھا زور زور جھلو جس مین خوب ٹھنڈک ہو۔

روح۔ اب تم لیٹ رہو اور لیٹے ہی لیٹے باتین کرو۔

حسن۔ کسی پہلو چین نہی آئے جب بیٹھے کون اور باتین کیا کرون جب دل ہی قابو مین نہین تو لیٹنے سے کیا آرام ہو گا۔

یار نام خدا ہے کشتی مین
نا خدا آج یار بیڑا ہے

کہین جہاز کے داخل ہونے کی خبر سنون تو جی اُٹھون۔

روح۔ سنو گی سنو گی۔ تار آ ہی گیا ہے پھر گھبراہٹ کا ہیکی ہے۔ بیڑا پار ہی ہو جائیگا۔ اللہ مسبب الاسباب ہے

گیتی۔ ہم سمجھے تھے سونے سے ذری چین ملے گا آرام ہو گا۔ مگر ویسی کی ویسی ہی ہو حسن آرا دل کو ڈھارس دو خدا کے لیے ذرا دل کو مضبوط رکھو ایسی فہمیدہ ہو کے یہ باتین

بہار النسا اور بڑی بیگم نے جو سنا کہ جواہر مہرہ اور شربت انار اور برف اور کیوڑہ کی اوپر ضرورت ہے تو گھبرا گئین بہار النسا جھپٹ کر کوٹھے پر گئین پیچھے پیچھے بڑی بیگم بھی جریب ٹیکتی ہوئی پہونچین گو حسن آرا کو شربت پینے سے کسیقدر سکون ہوا تھا مگر بے چین تھی بہار النسا نے پیشانی اور سر پر ہاتھ رکھا اور پلنگڑی پر بیٹھ کر یون ہمکلام ہوئین۔

بہار۔ کیون طبیعت کیسی ہے کچھ حال تو کہو۔

حسن۔ قلب پر گرمی سی معلوم ہوتی تھی مگر جب سے انار کا شربت کیوڑہ اور پانی اور برف ملا کے پیا تب سے کسیقدر سکون ہے اور جواہر مہرہ بھی تھا۔

بڑی بیگم۔ (بیٹھ کر) آخر یہ قلب پر گرمی کیون ہو گئی کسی بات کا برا نہ مانو سمجھ تو گئی ہو کہ بد وضع آدمی ہو۔ بس پھر کیا۔

حسن۔ نہین اماجان ہمنے ایک خواب دیکھا ہے جسنے ہمین بہت ہی پریشان کر دیا۔ مین لیٹی لیٹی خدا جانے کیا سوچ رہی ہون اماجان کے قدمون کی قسم بڑی کوشش کرتی ہون کہ طبیعت بہلاؤن مگر نہین بہلتی اب اسکا کیا علاج کرون

بڑی بیگم - کوئی کتاب پڑھو - دو گھڑی سیر باغ کو جاؤ
جوڑی سی تیار کرا کے ہوا کھا آؤ - شطرنج کھیلو گنجیفہ کھیلو
بھی ترکیبین دل بہلانے کی ہین -
روح افزا - ہم بتائین نازک ادا کو بلوا لیجیے تو خوب
بات ہے -
بڑی بیگم تشفی دے کے چلی گئین - ادھر فنس اور
دو سپاہی لیکر دو مہریان نازک ادا بیگم کے ہان پہونچین
انھون نے پیغام کہا فنس پر سوار کرایا - اور روانہ ہوئین
کھٹ سے فنس داخل -
یہ وہی نازک ادا بیگم ہین جنھون نے ثریا بیگم کے
میان نواب سنج صولت کو انگلیون پر نچایا اور فیضن کو
بنایا تھا نازک ادا بیگم فنس سے اترین اترتے ہی پوچھا
روح افزا بہن کہان ہین روح افزا سے ادب نے بہت
بنتی تھی کوٹھے پر آئین -
نازک - آج بیوقت کی طلبی کیسی ہے صاحب کیا حکم ہے
روح - برسون شکل ہی نہین دکھاتی ہو - واہ ری مروت
نازک - ہم کچھ دن سے مرزا صاحب کے ہان تھے انکی
لڑکی کا نکاح تھا کئی دن تک جشن رہا وہان - اب چھٹی
ہوئی جا کے -
روح - مرزا صاحب کون اے وہ بتولڑی والے کے
بھائی -
نازک - ہان ہان وہی دیبے کے پاس مکان ہے نا
گیتی - انکی لڑکی کہان ہی حشمت ہو گی تو شادی ہو ہی
گئی ہے انکی لڑکی کونسی ہے - شاید ہو -
نازک - اُنھون نے اپنی لڑکی ثریا بیگم اپنی چچی کے
گود بٹھائی تھی - تو لڑکی کو یہ وہان سے آئین -
روح - سن کیا ہے - ہو گی کوئی تیرہ چودہ برس کی -
نازک - نہین بہن - خاصی سیانی ہے - حسن آرا سے دو
ایک برس بڑی ہی ہوگی بلکہ تین چار برس بڑی ہو تو
عجب نہین - حسن آرا کہو کیسی ہو تم -
حسن - (آہستہ سے) اچھی ہون - آپ کا مزاج شریف
نازک - شکر ہے بہن - دعا کرتے ہین - مبارک ہو بہن
حسن - ہان بزرگونکی دعا سے سپہر آرا بیاہ گئی خدا اُنکا
سہاگ قائم اور برقرار رکھے - آمین - آمین
نازک - مگر اللہ بہتر جانتا ہے کسیکی سمجھ ہی مین نہین
آیا کہ یہ کیا ہوا - ایسا آج تک کبھی ہوا ہی نتھا کسی نے
سنا ہی نتھا - چلو جو ہوا اچھا ہوا - مگر درویش کی ترہی
معتقد نہین - ع

اُس بوریا نشین کا دل سے مرید ہون
جسکے ریاض زہد مین بوے ریا نہو

حسن - کیا معلوم کون فقیر اچھا ہے کون برا ہے ہم کو تو
فقیرون اور درویشون کا ذرا عقیدہ نہین دل کی صفائی
سے بڑھکر کوئی زہد نہین اور اسکا حاصل ہونا دلگی نہین ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است	از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

نازک - آخر تم اسوقت ہو کیسی لے روح افزا بتاؤ تو بہن
کیسی ہین کیسی - اسوقت کچھ سست سی معلوم ہوتی ہین
روح - ہان کچھ طبیعت سست ہے تم ذرا دل بہلاؤ -
نازک - دیکھو دو ایک شعر سناتی ہون - ع

بتے دارم از اہل دل رسم گرفتہ	بشوخی دل از خویشتن ہم گرفتہ
رگ غمزہ از نیش مژگان کشودہ	سر فتنہ در زلف پرخم گرفتہ

برخسار و عرض گلستان ربودہ		بہنگام عرض جہنم گرفتہ

فسون خواندہ کار عیسے نمودہ
پری بودہ و جام از جم گرفتہ

حسن۔ ہمکو تو اپنے بخت واژگون سے شکایت ہے شعر بھی ویسے ہی یاد ہیں۔ جو بات ہوئی پوری ہے اپنی ناکامی کے صدقے افسوس صد افسوس۔ ؎

موت مانگوں تو رہے آرزوے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے

میری ایذا کے لیے بحر میں جلن آتی ہے
کاٹنے دوڑتی ہے ماہی بے آب مجھے

نازک۔ آخر اسکا سبب کیا ہے۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ آزاد اور روح افزا کے کان ہیں، کیا کہیں گھائل ہوئی ہو کسی کے تیر نگہ نے زخمی کر دیا مگر کھلم کھلا اسکا اظہار کیا۔ اگر وہ بھی راضی ہے تو نکاح کر دو اگر نہیں راضی ہے تو مجبوری ہے بس بات ساری یہ ہے اور اس طرح علانیہ اظہار کرنا تو اچھی بات نہیں ہے۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حسن آرا نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

ابر اشکبار و ما خجل از نا گریستن		ہزار رہ تفاوت آب شستن تا گریستن

نازک ادا نے حسن آرا کے قریب جا کر کہا بہن یہ بڑی بری بات ہے جو کچھ ہو دل میں نہ رکھو ہمجولیوں سے کہو مجھے مطلع کرو۔ ؎

درمان ہے کہ درد لا دوا ہے

اگر لا دوا ہے تو دل کو مضبوط کرو شریفوں میں یہ باتیں کب جائز ہیں ہم نے آجتک کسی شریف زادی کا یہ حال ہی نہیں سنا کیا لڑکی تمہیں کنواری ہو میں نہ کہتی مگر مجھے ڈر کا ہے کا۔ میں تو کہوں اپنے باپ سے۔ مانو تو واہ واہ نہ مانو تو واہ واہ۔ ہمارا کام صلاح دینا ہے چاہے عمل کرو چاہے نہ کرو۔ اور تم تو اللہ کی عنایت سے پڑھی لکھی ہو فہمیدہ ہو تم سے ان باتوں کا سرزد ہونا تعجب کی بات ہے اٹھو بیٹھو باتیں کرو۔ واہ واہ واہ۔

نازک ادا نے حسن آرا کو خوب آڑے ہاتھوں لیا پہلے تو کچھ دیر تک حسن آرا ٹالتی گئی مگر آخر کار مجبور ہو کر جواب دیا۔

حسن۔ (بے پروائی کے ساتھ) ؎

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان
ما نمیخواہیم ننگ و نام را

نازک۔ یہ باتیں کچھ دیوان حافظ ہی کی اچھی معلوم ہوتی ہیں کالے پانی کی بھی لسان الغیب نے تعریف کی تھی پھر پینا شروع کرو۔ ؎

بیار بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ ؎

ما مریدان روبسوے کعبہ چون آریم چون
رو بسوے خانۂ خمار دارد پیر ما

اب کیا کوئی کہے کہ نہ مانیگا کہ حافظ یوں ہی لکھ گئے۔

حسن۔ میں بحث کرنا نہیں چاہتی۔ ؎

جنونی کو کہ از قید خرد بیرون کشم پارا
کنم زنجیر پای خویشتن دامان صحرا را

نازک۔ تم بحث کر نہیں سکتیں بحث کیا کرو گی بھلا۔

حسن۔ اچھا یوں ہی سہی۔ ؎

من و انکار زمی این چہ حکایت باشد
غالبا این قدرم عقل کفایت باشد

نازک۔ یہ نکمی بات ہے اس سے پرہیز کرو بہن

حسن۔ (افسردگی کے ساتھ) ؎

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

ہوش وحواس ٹھکانے نہیں ہین۔

نازک۔ ہوش کی دوا کرو بھلے مانس کے ہان پیدا ہو کے ایسی باتین کب زیبا ہین ایک انوکھی یہی تو ہین بس۔

حسن۔ اور دل دُکھتا ہے ان باتون سے فائدہ؟

روح۔ نازک ادا کے کان مین۔ سخت بات نہ کہو بہن۔

نازک۔ یہ کیون۔ یہ کیون۔ ہم تو کہین گے باپ سے۔

باصاف دل مجادلہ باخویش دشمنی ست
ہر کو کشد بر آئینہ خنجر بخود کشد

روح۔ مجادلہ کیسا۔ تسلی دینی چاہیے۔ صفا ہونا چاہیے۔

نازک۔ اے تو بہن تسلی کس بات کی دون۔

گیتی۔ چلو باغ کی سیر کرین۔ اٹھو حسن آرا۔

حسن۔ دور ہی سے سلام ہے ہم اب کہین نہ جائینگے۔

گیتی آرا نے اشارے سے کہا کہ تم جو کہتی ہو وہی کیے جانا۔ نازک ادا نے کچھ سوال کرنا شروع کیے

نازک ادا۔ نکاح تم سے ہوگیا ہے یا ابھی نہین ہوا

حسن۔ ابھی نہین۔ کسکا نکاح۔ ہاے افسوس۔ ؎

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

مگر کوئی کیا جانتا ہے کہ انجام کیا ہوگا۔

نازک۔ یہی معلوم ہو تو پھر کیا ہے۔

حسن۔ بات ٹالنے کے لیے۔ ؎

بادبرسے ہر آئینہ پرہیز گفتہ اند — آئے دروغ مصلحت آمیز گفتہ اند
لفظے ہم از حکایت شیرین شمردہ ایم — آن قصہ شکر کہ بہ پرویز گفتہ اند
خون بختین بگو تو کرد اچشم ماست — مردم ترا بلے چہ خونریز گفتہ اند
بشگفتہ دل زیاد تو گوئی دروغ بود — از نوبہار انچہ بہ پائیز گفتہ اند

غالب ترا بدیر مسلمان شمردہ اند
آرے دروغ مصلحت آمیز گفتہ اند

نازک۔ ہان خیر۔ شعر پڑھو۔ باتین کرو۔ ہنسو بولو۔

حسن۔ ہنسو بولو۔ بولنے مین کیا ہرج ہے مگر ہنسے کون

گیتی۔ ہنسو تم اور روئین تمھارے دشمن۔

حسن۔ (آہستہ سے)۔ ؎

دو چیز تیرہ عقل ست دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ہمارے لیے مصلحت یہی ہے کہ اب اسوقت سے سکوت اختیار کرین۔

نازک۔ واہ وا کیا اچھی مصلحت ہے۔ ؎

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل — سُن سُن کے اسے سخنوران کامل
آسان کہنے کی کرتے ہین فرمائش — گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

یہ رباعی حضرت غالب دہلوی کی ہے۔

حسن۔ ہمین معلوم ہے مگر۔ گویم مشکل وگرنگویم مشکل۔ یہ مصرع اچھا ہے اور خوب آیا رباعی کا چوتھا مصرع جان رباعی ہے۔

نازک ادا۔ گو ہم مشکل ورنہ گویم مشکل تمہارے حسب حال ہے۔

حسن۔ ہم کو ہر طرح کی مشکل ہی مشکل ہے۔

اِتنے میں اُستانی جی اوپر آئیں۔ کہا تم نے کچھ سنا آج غضب ہو گیا صاحب نے جو حکم دیا تھا کہ مرزا ہمایون فر کی لاش کھودی جائے اُسکی نسبت آج سخت تاکید کی گئی۔ اُدھر مزدور قبر کی طرف چلے اِدھر ہمایون فر بھاگ گئے اب اُنکا پتا ہی نہیں ہے مگر سپہر آرا نے کہلا بھیجا تھا کہ کچھ فکر نہ کرنا۔

اِتنے میں ملّاح یعنی پیر مرد نے آن کے کہا۔ حسن آرا بیگم ذرا فال تو دیکھو سپہر آرا بہت گھبرا رہی ہیں گو ہونا کچھ نہیں ہے مگر تشویش تو ہوگی۔ روح افزا بولی یہ فال کی قائل کب ہیں۔ فال اُس کو دکھلاؤ جو فال کی معتقد ہو۔

حسن۔ (اُستانی جی سے آہستہ آہستہ) یہ بات کیا ہے۔

اُستانی۔ گھبراؤ نہیں سپہر آرا نے مجھ سے کہہ دیا ہے۔

حسن۔ اللہ اللہ۔ اب ہم ایسے غیر ہو گئے کہ ہم سے کچھ بیان ہی نہ کیا جائیگا خیر۔

اُستانی۔ اے نہیں صاحبزادی مگر۔ ع

ہمہ کارم ز خود کامی ببدنامی کشید آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

حسن۔ ہمایون فر کہاں چل دیے اور کیوں گئے

اُستانی۔ یہی تو بھید نہیں کھلتا۔ یہی تو راز سربستہ ہے

حسن۔ مگر قبر کا کھدنا تو غضب ہے۔ ہماری سمجھ میں ابھی تک یہ بات نہیں آئی کہ یہ موت کیسی تھی اور یہ زندگی کیسی اور دوبارہ زندہ ہونا کیا معنے۔

اُستانی۔ اخاہ اس پیری میں تہ پڑو۔ ع

کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

حسن۔ نہیں اُستانی جی صاف صاف بتاؤ یہ کیا بات ہے۔

اُستانی۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔

حسن۔ ہم نے آج ایسا پریشان خواب دیکھا کہ خدا نہ کسی کو دکھائے ہوش اُڑے ہوے تھے۔ اور آپ نے یہ خبر اور آن کے سُنائی۔ میں مہری کو سپہر آرا کے یہاں بھیجے دیتی ہوں۔

اُستانی۔ وہاں چوکی پہرا ہے کوئی جانے ہی نہیں پاتا۔

حسن۔ یا اللہ گھر سے کیسکو بھیجو۔ عسکری بھائی کو بلاؤ ان سے کہو خدارا ذری چلے آؤ۔

محمد عسکری نے جو خبر پائی کہ حسن آرا بیگم بلاتی ہیں تو کھل کے ریشہ خطمی ہو گئے کپڑے پہنکر برآمد ہوے دہی گلبدن کا ڈھیلے پائچوں کا پاجامہ۔ شربتی کا چنا ہوا انگرکھا گول جوگونیہ ٹوپی۔ سرخ نری کا بوٹ بکسوے دار عطر میں بسے ہوے تسبیح ہاتھ میں پیچھے خدمتگار تشریف لائے پہلے بڑی بیگم سے ملے محمد عسکری کو بہار النسا نے اوپر ہی بلایا۔ جو پردہ کرتی تھیں وہ سب ہٹ گئیں بہار النسا یوں ہم کلام ہوئیں۔

بہار النسا۔ مرزا ہمایون فر کے ہاں کا کچھ حال سنا۔

محمد عسکری۔ (مسکرا کر) ہاں ہاں شہر بھر میں مشہور ہے

مہری۔ ایسے ہیں نہ سنئے۔ کسنے نہیں سُنا سب جانتے ہیں

عسکری۔ مگر تشویش کی بات نہیں ہے۔

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

بہار النسا۔ جب مرد ہونہ۔ حسن آرا کو کون سمجھا سکتا ہے صبح سے رونے کا تار باندھ دیا ہے اور خدا جانے کیا کہتی جاتی ہے۔

محمد عسکری۔ نہین ماشاء اللہ فہمیدہ ہین سمجھانے سے سمجھنا کیا معنی وہ خود ہی سمجھتی ہونگی۔ ہمارے سمجھانے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔

بہار۔ حسن آرا دیکھو عسکری کیا کہتے ہین۔

حسن۔ آپنے انھین میرے دکھڑے کے لیے بلایا ہے یا ہمایون فر کا حال پوچھنے کے واسطے۔

عسکری۔ وہان کا حال کیا پوچھتی ہو بہن۔ خیر صلاح ہے۔

حسن۔ خیر صلاح۔ یہ نگوڑے دس دس پہر کیون بیٹھے ہین۔

عسکری۔ کون کہتا ہے۔ بہرا ہے نہ دہرا ہے فقط بات یہ ہے کہ آجکل گھر سے باہر نہین نکلتے دن رات محل ہی مین رہتے ہین اور نہ کوئی وہان جانے پاتا ہے اسی سبب سے لوگون نے مشہور کر دیا کہ بھاگ گئے ورنہ کوئی بھاگا وَاگا نہین سب گپ ہے۔

حسن۔ یہ ملاقات کا دروازہ کیون بند کر دیا۔

عسکری۔ سہمے ہوئے ہین صدمہ سا صدمہ اُٹھایا۔

حسن۔ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے۔ بھلا ہم جائین تو جانے پائین یا جانے بھی نہ پائین ہم سے تو شک نہین ہے۔

عسکری۔ پہلے دو سپاہی فنس کا جھٹکا اُٹھائینگے پھر مہریان آن کے دیکھینگی پھر مغلانی بیچانینگی پھر ڈیوڑھی مین گذر ہوگا ہمایون فر سے بات نہ کر سکوگی۔ ہان بہن سے ملو تو ملو مرزا صاحب تو اندھیرے مین بیٹھے ہین۔

حسن۔ اندھیرے مین بیٹھنے کا کیا سبب ہے بھلا۔ ہو نہ ہو!

عسکری۔ شاہ صاحب کی رائے جو آنکا حکم ہے کسی کا اجارہ ہے

حسن۔ اچھا آپ جاکے پتہ لگایئے اور سپہر آرا کے پاس ہمارا پیغام پہونچایئے۔ مین رقعہ لکھے دیتی ہون۔

یہ کہکر حسن آرا بیگم نے رقعہ لکھا۔

پیاری بہن شہزادہ بہادر کی صحت مزاج سے اطلاع دیا کرو تم تو وہان جاکے ہم سب کو بھول گئین اور اسقدر بھولین کہ کبھی یاد نہین کرتین مین آون تو ممکن ہی نہین ہے شہزادی بیگم اپنی ساس کی خدمت مین ہماری طرف سے بندگی عرض کر دو اور شہزادے سے کہو کہ کسی رات شب کو بندگاہ ہی مین یہانتک آ جائیں کیا پاؤن کی مہندی گھس جائے گی۔

یہ شبہ کہتے ہو موقع تھا اور کہا تھی
مہندی پاؤن مین تھی آپکے برسات تھی
کج ادائی کے سوا اور کوئی بات نہ تھی
دنکو آ سکتے نہ تھے آپ تو کیا رات نہ تھی

بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

یہ خط لکھکر محمد عسکری کو دیا ادھر وہ روانہ ہوئے اُدھر پیاری دوڑتی ہوئی آئی کہا حضور یہ خط ایک لڑکا بازار مین لیے جاتا تھا مین چھین لائی اُنھون نے خط پڑھا وہو ہذا۔

ما نامہ ببرگ گل نوشتیم
باشد کہ صبا باو رساند

جان آزاد۔ آہنگ گرم شوق نے خطاب و القاب سب بھلا دیا طول مقال شوق و اظہار مبالغہ سے گذر کر نفس مطلب لکھے دیتا ہون کہ میرے آہنگ شوق کی آبرو اب خدا کے ہاتھ ہے میری شمشیر خارا شگاف اور تیغ خونریز غلاف سے جو ہو سکیگا وہ میری بسالت و شجاعت کے گواہ ہونگے غنیم کا فتح کر لینا تو ہمت مردانہ کے نزدیک کوئی بڑی بات نہین۔ ہان فتح الباب

دل حسینان فرانس میں کھبر رہے جب میں نے تمہارے دل پر فتح پائی تو روسیہ کیا بیچارے ہیں تین چار دن میں بمبئی سے شل نظر روان ہونگا اور میرا جہاز بہت جلد قسطنطنیہ کے قریب لنگرانداز ہوگا شکست و فتح کا حال خدا جانے اسوقت بحر انمار بسالت ہر رگ و پے میں موج زن ہے جوش و خروش کی انتہا ہی نہیں مجھے خوب معلوم ہے کہ تم راتوں کو مجھے یاد کرکے چونک پڑتی ہوگی میری تصویر ہر دم تمہارے روبرو رہتی ہوگی لطف صحبت آنکھوں میں پھر جاتا ہوگا اور بعض اوقات تم دیوانوں کی طرح سر پٹکتی ہوگی مگر میرے استقلال کو دیکھو کہ محبوب مطلوب کے حکم کی تعمیل کے لیے میں نے کیا کیا گوارا کیا ایک اشارے کی دیر تھی کہ لڑکی کا جانا فوراً منظور کر لیا ہے سرباز وں اور سچے عاشقوں کا یہی کام ہے ورنہ عشق خام ہے اور عاشق برائے نام - پیاری سپہر آرا بھلا تمکو کیا سمجھاتی ہونگی وہ تمکو بات بات پر طعنے دیتی ہونگی کہ ایسا ہی عشق تھا تو شہر بدر کیوں کیا اگر تم مستقل رہو اور وضع اہل آبرو اسی کی مقتضی ہو کہ دل کو تشفی دو تم دونوں پیاری بہنوں کو میری وجہ سے بڑا صدمہ ہوا ہوگا اگر مجھ سے ملاقات نہوتی تو تم کیوں مضطر و پریشان ششدر حیران ہوتیں لیکن اب تو جو ہوا وہ ہوا کچھ دن کلیجے پر پتھر رکھو میں روم داخل ہوتے ہی خط پر خط بھیجونگا - ہماری ایک صلاح مانو اردو کا اودھ اخبار ضرور پڑھا کرو - اسمیں جنگ کا پورا پورا ذکر اشاعت پاتا ہے راہ میں بخار نے ناک میں دم کر دیا تھا اب خدا کے فضل سے صحیح و سالم ہوں - یہاں کچھی راہ میں خوب خوب تماشے دکھاتے ہیں - ایسا مسخرہ بھی کم دیکھا ہوگا خیر یار زندہ صحبت باقی جیتے ہیں تو پھر ملینگے ورنہ جسدن لیلیٰ اور مجنون فرہاد اور شیرین کا نکاح ہوگا اُسی دن ہم تم بھی دولہا دلہن بنینگے - خدا حافظ بمبئی سے اپنی روانگی کا تار بھیجونگا .

آزاد خستہ جان

اس خط کے پڑھتے ہی حسن آرا کی آتش جنون مشتعل ہو گئی اور بیقراری سے اسقدر روئیں اسقدر روئیں کہ الامان ہے

گریان شد و تلخ تلخ بگریست بے گریۂ تلخ در جہان کیست

روح - پیاری یہ کسکا خط لائی اسوقت کس نے دیا تھا -

پیاری - حضور ایک لونڈا وہی بہشتی کا لڑکا بازار سے لاتا تھا خانصاحب نے اُس سے یہ کاغذ چھین لیا یہ مجھے دیا کہ اسکو سونگھو دیکھو عطر کی خوشبو آتی ہے - بس میں لے کے دوڑ کے یہاں چلی آئی - وہ غل ہی مچاتے رہے -

روح - مہری - خانصاحب سے جاکے پوچھو یہ خط کسکا ہے

مہری - (باہر جاکر) خانصاحب - خانصاحب - اے خانصاحب -

خانصاحب - بی عباسی خانم ہیں - آج تو عجب جوبن ہے

مہری - اے آگ لگے تیرے جوبن پر - جب دیکھو موئے کو جوبنوں ہی کی پڑی رہتی ہے - بھلا اسے جوبن کی فکر ہمارے میاں کو ہوگی تم کون ہو ادھر آؤ ابھی ابھی حاضر ہو

خان - حاضر ہوا سرکار - حکم - حضور خانم صاحب -

عباسی - (مسکرا کر) تو مرتے وقت بھی دل لگی بازی نہیں چھوڑے گا - مرتے دم تک جوبنوں ہی کی فکر رہیگی -

خان - اب حکم تو فرمایئے کہ دل و جان سے بجا لاؤں

عباسی - یہ تمنے کیا شگوفہ چھوڑ دیا - گھر بھر میں کھلبلی مچی ہے

کوئی روتا ہے کوئی اُداس بیٹھا ہے یہ ہے کیا ماجرا۔

خان۔ کیا کیا۔ رونا دھونا کیا معنی۔ کیا ہوا کیا۔

مہری۔ اوپر سے کہتے ہو کیا ہوا کیا بیرے کا سر ہوا ایک ایک کے دو دو ہوئے یہ خط کہان سے لائے ہو کیا جانے کیا لکھا ہوا ہے اسمین حسن آرا بیگم پڑھتے ہی رو دین اور سب کے سب اُداس ہین۔

خان۔ کیا کہتی ہو عباسی۔ خط کیسا مین نے کون خط دیا۔

عباسی۔ اے بیاری یہان سے لیکے گئی اور حسن آرا بیگم کو دیا کہ دیکھیے عطر سے کیسا بسا ہے یہ خط۔ وہ لے کے پڑھنے لگین۔

خان۔ بیاری کو ہم نے کون خط دیا تھا بلاؤ تو۔

عباسی۔ اب ہم کیا جانین وہی کہتی ہے۔ ہمین کیا معلوم

خان۔ اخاہ۔ مین سمجھا بہشتی والا لونڈا لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین کے بیاری کو دیا۔ وہ لے کے بھاگ گئی

عباسی۔ معاذ اللہ خط کیا ماتم نامہ ہے دشمنون کے لیے

خان۔ ارے لونڈے۔ او بھستا وہ خط تو کہان سے لایا تھا سچ سچ بتا دینا۔ کہان پڑا پایا۔

لونڈا۔ ایک آدمی نے پنساری کی دکان پر کیوڑا لیا تھا دو پیسے کا۔ پانی مین ملایا اور پی گیا۔ کیوڑے کے آبخورے پر یہ کاغذ تھا مین نے اُٹھا لیا کون کیا کچھ چوری کا ہے۔

عباسی نے جاکے کہا حضور پنساری کی دکان کے پاس کاغذ پڑا تھا وہین سے اُٹھا لایا۔ وہ خانصاحب نے چھین کے اُسکے حوالے کر دیا۔

حسن۔ اس تحقیقات کی کیا ضرورت ہے۔ ع

دنیا ہیچ ست وکار دنیا ہمہ ہیچ

نیکنامی کے ساتھ جیے بس یہی بڑی نعمت ہے۔ ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو | ہمہ خندان بدند تو گریان
آنچنان زی کہ بعد مردن تو | ہمہ گریان بوند تو خندان

نازک ادا۔ بیری پڑھا بن کیا رباعی کہی ہے۔

حسن۔ کیا کہون بہن۔ دل ہی سرد ہو گیا مجھے یہ شعر خوب یاد ہین بارے کسطرح بگڑ بگڑ کر طعنے دیے تھے اور یہ اشعار زبان پر لائے۔

اگر صحرا نوردی از جنون ست | چہ پیش آمد ترا و حال چون ست

جدا چون گشتی از یاران غمخوار
چرا ای ہمچو مجنون سر بکہسار

ہے ہے ارے کیا بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔

نازک۔ کیا خواب دیکھا کیا۔ اچھا ہم سے حال تو بیان کرو سرے سے کہو کیا دیکھا۔ آزاد کس حالت مین تھے۔

حسن۔ کہنے لگے میدان جنگ اور توپ و تفنگ اور معرکۂ رستخیز اور ہنگامۂ ستیز کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

یہ شعر روز پڑھا کرتے تھے۔

نازک۔ تو خواب کو تم مانتی ہو۔ خواب ہے کیا۔

روح۔ واہیات خدا جانے یہان کتنے خواب دیکھ ڈالے اس سے ہوتا کیا ہے خرافات ہے۔

حسن آرا کی طبیعت اُلجھنے لگی بار بار یہ شعر پڑھتی تھی۔ ؎

نیا شد کہ صبا باور ساند | ما نامہ ببرگ گل نوشتیم

اتنے مین روح افزا نے بات ٹالنے کے لیے نازک ادا بیگم سے دریافت کیا کہ تم کو فقیرونکا عقیدہ ہے یا نہین اُس نے اشارے سے کہا کہ بات ٹالدو۔

روح۔ پہلے حسن آرا اپنی راے دین پھر ہم بیان کرینگے

حسن آرا نے کہا مین اسوقت اپنی راے نہین ظاہر کر سکتی مگر مختصر طور پر البتہ کہونگی۔ بہن بات ساری یہ ہے کہ مردوے ظاہر آباد و باطن خراب ہوتے ہین جو فروش گندم نما۔ یہ جتنے فقیر اور مجذوب اور باکمال اور رسیدہ بنتے ہین سب بنے ہی ہین جو لوگ رسیدہ ہین وہ اپنے کو ظاہر نہین کرتے رسیدہ سے کیا مطلب۔ مطلب یہ کہ نیک کام کرتے ہین بدی سے محترز رہتے ہین۔ مگر انکو اس سے کیا واسطہ کہ لوگونکو اپنے مکان پر جمع کرین۔ مجھے حیرت ہے کہ یہ لوگ ضعیف الاعتقادی کے بندے کیونکر ہو جاتے ہین کمسن نوخیز لڑکیان اور درویشون سے لڑکا مانگین لڑکے کہین فقیرونکی دعاؤن سے پیدا ہوا کرتے ہین اے توبہ جو طریقہ جناب باری نے مقرر کیا ہے اُسکے خلاف لڑکا ہو سکتا ہے نہ لڑکی۔ جو فقیر یہ دعوی کرتے ہین کہ اُنکی دعا سے لڑکا پیدا ہو جائیگا اُنسے بڑھکر مکار کوئی نہین ؎

شہدا مکر سے مکائد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ان رنگے سیارون سے خدا کی پناہ۔ ابھی کوئی چار پانچ برس ہوے کہ ایک فقیر املی والی گلی مین آن کے ٹکا۔

روح۔ ہندو تھا یا مسلمان دونون مذہبون کے فقیر ہوے۔

حسن۔ وہان ایک سنارن رہتی تھی کوئی چھبیس ستائیس برس کا سن تھا میان سے اُس سے روز جھگڑا رہتا تھا ایکدن وہ فقیر کے پاس گئی۔ جاکے حال بیان کیا فقیر نے دیکھا تو جوان عورت میان سے ناراض۔ زیور سے لدی ہوئی اور خوش قطع چھکے سے کہا کہ مائی کوئی پھول من مین لو اُنھون نے کہا۔ اچھا لیا۔ فقیر کچھ دیر تک غور کرکے بولا سبز رنگ کا پھول ہے۔ واہ این گل دیگر شگفت۔ یہ نیا گل کھلا سبز پھول آجتک نہین سنا تھا۔

روح۔ بس لوگ جسے گدے بازی کہتے ہین وہی ہے۔ رمال کیا ہین نجومی کیا ہین۔ وہ اُنسے بڑھے ہوئے۔

حسن۔ ہم جب کبھی سنتے ہین کہ کمسن شریف زادیان فقیرون سے ملتی ہین تو آنکھون مین خون اتر آتا ہے۔ حسن وہ بدبلا ہے کہ چاہے کیسا ہی پارسا ہو حسین عورت پر نظر پڑیگی۔ دل اور حسن مین عجب قسم کی قوت مقناطیسی ہے ؎

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

کوئی مرد دنیا مین ایسا نہین جو حلف اُٹھائے کہ حسین عورت کو دیکھکر اُسکے دلمین بدی کا خیال نہ آئیگا۔

روح۔ اے توبہ کرو بہن۔ خدا خدا کرو۔

بہار۔ عورتون کیطرف سے تو ہم حلف اُٹھاتے ہین۔

نازک۔ اور خصوصاً وہ عورتین جو ہر دم بنی ٹھنی رہتی ہین چاہے تیس پینتیس سے تجاوز کر جائین۔ مگر معلوم بارہ ہی برس کی ہوتی ہین اُنکی طرف سے تو ہم بھی قسم کھاتے ہین تم بھی تو خیر سے ابھی بارہ ہی برس کی ہو

بہار۔ نہ بارہ سہی تیرہ سہی۔ ابھی میرا سن ہی کیا ہے۔

نازک۔ اے ہے کیا ننھی بنی جاتی ہین ؎

خدا اترا بت نادان دراز سن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

بہار - درگاہ جاتی ہو یا نہین - ضرور جاتی ہوگی -

نازک - جو جسکا مذہب ہے اُسکی وہ پابندی کرتا ہے ہندنیان گو متی گنگا جمنا جاتی ہین کہ گناہ دُھل جائین - جاتی ہین یا نہین تو انھین جاتی ہین یا نہین جاتین - میمون کو دیکھو گرجا گھر ہر اتوار کو پہونچتی ہین پھر ہم بھی گئے تو کیا ہرج ہوا یہ دہ دل کا ہے -

بہار - یہ سب کہنے کی باتین ہین - دل کا پردہ تو ہے ہی مگر بُری صحبت سے بچنا چاہیے - ۵

با بدنشین مباش بیگانہ اد | در دام افتی اگر خوری دانہ او

اسی سبب بڑی عورتون کو گھر مین نہین آنے دیتے بھلے مانس کے ہان ایسی ویسی نہین آنے پاتین -

اِتنے مین ایک مغلانی نے آنکر کہا بڑی سرکار مزاج کا حال دریافت کرتی ہین فرماتی ہین کہ جو جی چاہے اور طبیعت بحال ہو تو دو گھڑی کیلیے یہان آ جائین - روح افزا نے کہا اسوقت طبیعت خدا کے فضل سے رو براہ ہے باتین کر رہی ہین اما جان سے کہدو کہ اللہ کے فضل سے اب اچھی ہین مغلانی نے جا کے بڑی بیگم سے کہا تو انکے دل کو ڈھارس ہوئی نازک ادا بیگم بڑی دیر سے مبنبی تھین مگر تعجب کا مقام ہے کہ ابتک مذاق اور چہل کا کوئی کلمہ زبان سے نہین نکالا آخر کار نہ رہا گیا اور یون ہمکلام ہوئین -

روح - ہمارے دو چار سوال ہین انکا جواب دینے والا کوئی ہے اتو نہین تو یہان کوئی نہین ہے -

حسن - اب خدا جانے کیسے سوال ہین - کچھ معلوم ہو -

روح - پہلا سوال یہ ہو کہ اگر ہم تمہاری آنکھ پھوڑین تو تم راضی ہو یا ناک کاٹین تو خوش ہو - مطلب یہ ہو کہ ترجیح کس کو دو اسکو یا اسکو -

حسن - واہ واہ کیا سوال کیا ہے - ہونھ! -

پیاری - نہ ناک کٹانا اچھا نہ آنکھ پھوڑوانا ہم تو کان کٹوانے پر راضی ہو جاوین -

روح - جب وہ مانے بھی - وہ کہتا ہے کہ یا ناک کاٹونگا یا آنکھ پھوڑونگا اور وہ زبردستی کرتا ہے تو ان دونون مین کسکو ترجیح دو -

پیاری - جو آنکھ ہی نہ رہی تو پھر کام کون کرے گا -

بہار - اور جو ناک کٹ گئی تو پھر کیا ہوگا -

پیاری - تو پھر نکٹا جیا بُرے احوال - ناک کٹی بہار کی کان کٹے سلامت -

حسن - مین کہتی تھی کہ کس قسم کا سوال ہوگا -

نازک - اور دوسرا سوال یہ ہو کہ شتابو کی بڑی بہن گلابو کے لڑکا پیدا ہوا عیدو - عیدو نے بقریدی کیساتھ شادی کی اور بقریدی شتابو کی مان تو بقریدی کا نواسا گلابو کا کون ہوا -

حسن - جو اس سوال کا جواب دے وہ پہلے اپنی فصد کھلوائے دیوانگی کی علامت ہو یہ سوال بھی اور جواب بھی پاگل بنا ہے

بہار - یہ کیا گلابو شتابو کی باتین کرتی ہو کوئی اور ذکر چھیڑو تمنے کبھی کسی فقیر سے کوئی بات پوچھی تھی کبھی سابقہ پڑا ہے یا نہین -

نازک - ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ بار بار فقیرونکی کیون تفتیش ہوتی ہو - ہمارے شہر مین شریف زادیان فقیرونکے

کہان ملتی ہین بدکی تو اور باتین ہین۔ تقیرون سے کیا مطلب ہان یہ کہو کہ محلدار چرباک ہوئی یا مغلانیان مبدوضع نوکر رکھین اور شہدی ہڑدنگی مہریون سے سابقہ پڑا یا پاس پڑوس کی گرگیان عورتون کے مزاج مین دخیل ہوئین انھین باتون سے طبیعت رنگین ہو جاتی ہو اور جہان بدوضع عورتون نے شہدی پن جیسے شونے مین سہاگا ے اُڑا۔

حسن - جو وضعدار لوگ ہین وہ ان سب باتونکا بندوبست کر لیتے ہین اور جو لوگ خود بد وضع مردوے ہین اُنکو شکایت کا موقع نہین ہم کہتے ہین مردوے خود تو منہیات و معصیات سے اجتناب نہین کرتے ہین اور عورتونکو ناقص العقل کہتے ہین کوئی کہتا ہے۔

ع به کید زن بود دانا گرفتار
ع زنان را کیدہاے بس عظیم ست

مگر عورتون کا حصہ ہو اب اُنسے کوئی پوچھے کہ دنیا مین جتنے گناہ ہوے تمھاری ذات سے ہوے یا عورتونکی ذات سے مرد فیصدی بانوے گنہگار تو عورتین فی ہزار دو۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مگر کسی کا منہ کوئی رد کرتا ہے۔

بہار - تم مردون سے بہت خلاف ہو گئی ہو۔

حسن - وہ اسی قابل ہین جب ہمکو بُرا کہینگے تو بُرا سنینگے بھی سے

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

وہ ہمکو جھوٹا متہم کرتے ہین مگر ہم صحیح کہتے ہین سے

بدنہ بولے زیر گردون گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اب سنئے کہ محمد عسکری جسکو حسن آرا بیگم نے مرزا ہمایون فر بہادر کے ہان بھیجا تھا اور سپہر آرا کے نام خط لکھدیا تھا واپس آئے حسن آرا نے بیتاب ہو کر پوچھا خیریت ہے محمد عسکری نے سپہر آرا کا خط دیا لکھا تھا

میری پیاری باجی جان کو میرا سلام پہونچے۔ باجی تم ہرگز نہ گھبراؤ جو کی پہرا کیسا۔ گھر کے سپاہی مسلح پہرے پر بیٹھے ہین جسمین کوئی ایسا ویسا نہ آنے پائے بس اسمین ڈر کا کون مقام ہے آپ سے کسی نے جھوٹ کہدیا ہو پہلے صاحب کی رائے ہوئی تھی کہ قبر کھود یجاے مگر پھر لوگون کے کہنے سننے سے راضی ہو گئے کہ اب قبر کھدوانے سے کیا ملیگا اُنکو یقین ہو گیا تھا کہ مرزا ہمایون فر ہی ہین مگر اب پھر لوگون نے پھیر دیا مین نے آپکا خط اُنکو دکھایا تھا پڑھکر بہت ہنسے کہا میری طرف سے اسقدر کہدو کہ مین ہی عاشق الفنا ہون جو گلے مل چکا ہون مین نے کہا بڑی بہن کو مین ایسا نہین لکھ سکتی مگر اُنھون نے قسمین دے دیکر لکھوایا ہے معاف کیجیے کہتے ہین کہ وہ شعر بھی لکھدو جو پتنگ پر لکھا تھا سے

از عاشقان بیاد قت لے دشمن منم
او دل کسیکہ بر تو فدا شد ز جان منم

اما جان کا مزاج کیسا ہو اُنسے کہدیجیے گا کہ ہر روز دو دفعہ آدمی آیا کرے یہ کس نے بہکا دیا کہ کسیکے آنے جانے کا حکم نہین ہے باجی جان آج ہم نے ایک اخبار مین ایسی بات دیکھی کہ اگر لکھون تو پھڑک جاؤ مٹھائی قبول تو بتائین ہم نے پڑھا کہ آزاد نے روم مین بڑی نیکنامی حاصل کی پلونا کوئی مقام ہو وہان بڑی بھاری جنگ ہوئی تھی اس جنگ مین آزاد نے وہ کارنمایان کیا کہ آج ساری خدائی مین کسی سے سرزد نہین ہوا۔ لاکھون آدمیون کے مقابل مین صفین توڑ کر مردانہ وار قلعے سے نکل آئے اور کئی ہزار آدمیون کی جانین بچائین پہلی کارگذاری تو یہ تھی کہ جب جہاز ڈوبنے لگا اُنھون نے ستر آدمیونکو چھوٹی چھوٹی کشتیون پر اُتار دیا اور اکیبار دو عورتونکی جان بچانے کیلئے دور تک پیر کے گئے اخبار والا لکھتا ہے کہ اُنکا نام سونے کے پانی سے لکھنا چاہئے یہ ایسے کارگزار سورما اور

بہادر ہیں، دوسری کارروائی سنو گی تو پھڑک جاؤ گی کوہ قاف کی ایک پری جسکے حسن و جمال کی روس و روم میں دھوم ہے انپر عاشق ہوئی اور اُسنے چاہا کہ یہ اُسکو عقد نکاح میں لائین مگر اُنھون نے صاف انکار کیا تمہارا نام لیا کہ ہم اُنسے شادی کا اقرار کر آئے ہین اور شادہ عورت کرو رہتی ہے - ع

	این کار از تو آید و مردان چنین کنند	

پھر ایک جنگ مین معدودے چند سپاہیون سے روسیون کے لشکر جرار کو ایسی شکست دی کہ بھاگتے راستہ نہ ملا۔

وہ بھی تم کو مبارکباد دیتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا وہ دن جلد دکھائے کہ آزاد یہان داخل ہو جائین اب قصد ہے کہ جس مکان مین پہلے رہتے تھے وہی جو ہمارے مکان کے سامنے ہے اُسی مین اُٹھ آئین مگر صاحب لوگ نہین مانتے ہین کہتے ہین وہ مکان مخدوش ہے مین بفضلہ اچھی ہون آپ ذرا اندیشہ نہ کیجیے روح افزا بہن بہار النسا بہن گیتی آرا بہن کیخدمت مین بندگی پیاری کو دو ایک دن کے لیے یہان ہی بھیجدیجے۔ سپہر آرا۔

یہ خط پڑھکر حسن آرا کو کسقدر تشفی ہوئی پانی منگوا کے منہہ دھویا نماز پڑھی خدا کا شکریہ ادا کیا۔ بہنون کو ساتھ لیکر باغ مین آئین اور مصروف گلگشت چمن ہوئین

روح - کیا ٹھنڈی ہوا ہے جی چاہتا ہے اسی چبوترے پر سو رہین

حسن - آج رات کو یہین سوئینگے ہم سب۔

نازک - اب ہم جائینگے بہن - دیر ہوئی ہے۔

حسن - یہ کون رات کو یہین رہو تمہارے میان اجازت دے دینگے۔

	حسن آرا بیگم کی بیقراری	*

نازک ادا بیگم نے باغ مین دو ایک ایسی مذاق اور دل لگی کی باتین کہین کہ روح افزا لگاکے بولی بہن خاتون جنت کی قسم ہم آج تمھین نہ جانے دینگے اور جو چلی جاؤ گی تو ہمین بڑا رنج ہوگا۔ ناحق جھگڑے فساد سے کیا فائدہ۔ نازک ادا نے مسکرا کے جواب دیا اے واہ اچھا جھگڑا ہے ہمارے میان کو دم بھر کی جدائی ناگوار گذرتی ہے رات بھر یہین ہون تو انکو نیند نہ لگے اُنکے دشمن تڑپا کرین اور مجھ سے خود نہ ہو سکیگا کہ ایسے میان کا دل دکھاؤن جو مجھپر پروانہ ہے آپ اپنی محبت نہ کرو تمھین تمہارے سے بہان نہین ہین کہ مہینون میان کی صورت ہی نہ دیکھین

الغرض اس چہل کے بعد نازک ادا بیگم شب باش ہوئین اور ناچ ہونے لگا۔ نازک ادا بیگم سنسورٹ کو تھین ہی سوچین کہ کسی نہ کسی طور پر حسن آرا کو ہنسانا چاہیے کہا بہن ایک لالہ کا لکھا ہوا فارسی خط تمکو سنائین تو لوٹ لوٹ جاؤ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ جائین۔ ایک شخص کا باپ مر گیا انکو لالہ صاحب تعزیت نامہ لکھنے بیٹھے۔ سوچے عنوان شعر کے بغیر سونا رہیگا آؤ بھی کوئی شعر بھی درج کردین سوچتے سوچتے یہ شعر یاد آیا شتر بے مہار کیطرح قلم اُٹھایا اور ریگستان قرطاس مین شتر غمزے کرتے ہوے بلبلانے لگے لکھتے تو ہین دوست کے باپ کا تعزیت نامہ اور شعر

زان پیشتر رسید که در دوزخ جا کند		واے گر باشد ہمین امروز را فردا لو

ماشاء اللہ کیا دعاے خیر ہے سیدھا دوزخ بھیجدیا اور خالی دوزخ ہی نہین قعر دوزخ۔ اس علاکے صدقے کوئی لکھتا ہے انار اللہ برہانہ کوئی لکھتا ہے نور اللہ مرقدہ سترتش عنبرین باد۔ خدا ایشان را علیٰ مراتب ثراہ برد اللہ مضجعہ انھون نے پڑاتے ڈھرے کو چھوڑا کہانکا جھگڑا۔ طبیعت جدت پسند ہے۔ ایجاد ضرور ہو۔ ع

طرز دگر اختراع کردم		طرز دگران وداع کردم

اسے کیون نہو شاباش اُنکے دوست نے خط پڑھکر بڑی دعائین

دی ہونگی کہ ابا جان کو لالہ صاحب نے جنم واصل کیا۔

حسن ۔ اور بہادری کتنی ظاہر کی ہے۔ زان نیش سید

نازک ۔ یہ تو شعر لکھا۔ اسکے بعد القاب سنو۔ یہ بھی ساری خدائی سے انوکھا۔ القاب کیا لکھتے ہین۔

دوست صاحب سراپا پوست صاحب۔ بندہ ہمہ اوست صاحب مثل پدر بزرگوار خود بعمر ہفتاد و یک سال روانۂ عالم جاودانی شدہ پس ماندگان را داغ حسرت دہند و بہ بیکنٹھ سدھارند۔

ان القاب کے سنتے ہی حسن آرا اور روح افزا کھلکھلا کر ہنس پڑین اسقدر ہنسین کہ بیتاب ہوگئین پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔

حسن ۔ دوست صاحب نے پھڑکا دیا اور سراپا پوست صاحب اس سے بڑھ گیا اس سوجھ بوجھ کے صدقے کہ بندہ ہمہ اوست صاحب یہ صاحب دوست کی طرف ضمیر ہے وہ کس کے بندے ہمہ اوست کے اور دعا نے تو ستم ہی ڈھایا۔ گو انکے دوست کا باپ مرگیا تاہم یہ تعزیت نامہ پڑھکر بے اختیار ہنس دیے ہونگے مگر جلدی مرجانے کی دعا نہین دی۔ بعمر ہفتاد و یکسال روانۂ عالم جاودانی شوند بڑی ہے ہوا۔

روح ۔ اور یہ تو کہا ہی نہین کہ پس ماندگان را داغ حسرت دہند و بہ بیکنٹھ .. .. اسکے آگے کیا لکھا تھا۔

نازک ۔ سدھارند۔ یعنی سدھارین ہندو اکثر بولتے ہین۔ مگر یہ مصدر اچھا بنایا۔ سدھاریدن سدھارنا۔

حسن ۔ وہ سمجھے ہونگے کہ ایکدن مرینگے سب۔ کوئی عاقبت کے بورئیے تو بٹورے گا نہین پھر صاف صاف کیون نہ لکھدیا اور عمر بھی کچھ ایسی کم نہین ہے اکہتر برس کا سن کچھ کم نہین ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ کوئی کیا کرے گا۔ سکندر آب حیوان سے محروم کیوں واپس آیا یہی سمجھ کے کہ بہت جینے مین لطف نہین۔

نازک ۔ یہ تو القاب تھا اب آداب سنئے۔ اسکا طرز بھی ساری خدائی سے نرالا ہے۔ لکھتے ہین۔ بعد ادائے مراسم تعزیت کہ خدایا این عمر کسے را نصیب کند بعمر ہفتاد و یکسالہ پدر ہر کس بشر ملکہ تو انگر بود نہ تہیدست بہ جنت رود و بعد ادائے مراسم ماتم پرسی کہ لازمۂ بشری نہ از دل بلکہ حسب رواجست آنکہ کہو تو اس فقرے کو پھر پڑھکر سناؤن۔

حسن ۔ بس خدا را اب ایسے فقرے نہ سناؤ ورنہ مارے ہنسی کے بہت برا حال ہوگا خدا کی مار ایسی فارسی لکھنے پر اور فارسی کیا معنے اُردو لکھتے تو اس سے بھی بدتر ہوتی۔ وہ تو دعا مانگتا تھا کسی کا باپ مرے اور تعزیت نامہ لکھے

روح ۔ ہماری سمجھ مین کچھ کچھ مطلب آیا۔ پھر کہو بہن

نازک ۔ اسکے معنی یہ کہ تعزیت کا خط خدا سب کے پاس بھجوائے اور اکہتر برس کی عمر جتنے امیر بوڑھے ہین سب جنت کی راہ لین اور ماتم پرسی فقط حسب رواج بلک کرتے ہین کچھ ضروری اور لابدی امر نہین ہے عقل کا دشمن تھا اور اسمین ذری بال برابر بھی جھوٹ یا مبالغہ نہین ہے مین نے خود پڑھا تھا ابا کے پاس وہ بیچارہ خط لایا تھا۔ کہا دیکھیے قبلہ ایسے ایسے بے تکے بھی دنیا مین موجود ہین۔

تعزیت نامہ مین مسخرہ پن نہ سُنا ہوگا۔

اسکے بعد نازک ادا بیگم نے خط کا مضمون سنایا وہ القاب اور آداب دونوں سے بڑھا تھا۔ فارسی لکھتے لکھتے اب اردو کا خون کرنے لگے وہو ہذا۔ خبر وحشت اثر وفات والدم آپکے اسقدر نازک ادا بیگم نے کہا تھا کہ حسن آرا اور روح افزا نے زور سے قہقہہ لگایا اور ہنستے ہنستے گل رخسار اور بھی سرخ ہوگئے

سرخ ہو گئے والدم آپکے اس جملے نے پھڑکا دیا بیتاب کر دیا۔

حسن۔ خدا جانے لالہ کا باپ جیتا تھا یا دبعمر ہفتاد و یکسال روانۂ جنت شدہ کا نقشہ تھا اگر زندہ ہو تو یہ لفظ ضرور دکھا دینا چاہیے۔

روح۔ خوش تو بہت ہوں کہ اچھے ہونہار صاحبزادے ہیں

نازک۔ خبر وحشت اثر وفات والدم آپکے بذریعہ اخبارات و خطوطات سنکر کمال ملال بالاجمال لاحق حال این ذرۂ بیمثال و خاندان کے آل و عیال از نیپال تا بھوپال تا ل ہوا

راوی۔ اس تک بندی کے صدقے۔ خط کیا چوہا ن والوں کی بانی ہے۔ مگر ہم تو اسکے قائل ہیں کہ قافیے کیا ڈھونڈ ڈھونڈھ کے نکالے ہیں اس طبیعت داری کے قربان۔ داد استاد کیا کہنا ہے۔ ساری خدائی سے کیندڑا نرالا ہے مگر خطوطات کی ایک ہی کہی۔ یہ بھی داخل حماقت ہے کلمات تو رٹو ہے اور مردہ تک اسکا مقابلات نہیں کر سکتے قافیے کے لیے بھوپال نال اور نیپال کا لانا مقدم تھا یہ نینی تال کو کیوں چھوڑ دیا۔ واہ لالہ وہی بڑے لال کیوں نہ ہو۔

حسن خطوطات خطوط کی جمع الجمع بنائی ہے دور کی سوجھی

نازک۔ اس فقرے کے بعد آپنے یہ برجستہ شعر لکھ دیا ہے

برفت از جہان لالہ جیو نامدار	شتابی بہ بیکنٹھ گشتہ فرار

راوی۔ کیا۔ کیا مغز در ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے کوئی بڑا کڑا وارنٹ جاری ہوا تھا۔ وہ بھی سوچے کہ برٹش عملداری میں جہاں جاؤنگا پکڑ آؤنگا ایسی دور کا سپاٹا ماروں کہ وارنٹ وارنٹ سب رکھا ہی رہے اور قعر دوزخ میں وارنٹ لے کے جانے کی کسے جرأت ہوگی۔ ہاں اگر راقم خط لالہ صاحب کمر ہمت چست باندھتے تو مقام عجب نتھا۔

نازک۔ لالہ کے بعد جیو کے لفظ نے کیا لطف دکھایا ہے اسکے بعد اور فارسی شعر لکھے مگر سب برمحل برجستہ اور با معنی اور مضمون خیز

این چہ شد این چہ شد کہ گفت شتاب	لالہ عمر شصت و یازدہم
چون ازین تہنیت شدم آگاہ	بود تاریخ خوب او نہم
سینہ کوبیدم و بترسیدم	چون شنیدم کہ بود وی ہم
مردمانان بگو بہ بخشایش	خالق جن و انس دیو و آدم
بہر تاریخ فکر کردم من	گفت ہاتف بگو کہ قم قم قم
چون نمودم دوبارہ من قم قم	شدہ تاریخ فوت لالہ کم

روح۔ پاگل تھا کوان۔

حسن۔ پہلے شعر میں این چہ شد این چہ شد کی تکرار کیا مزہ دیتی ہے۔ قند مکرر سے بھی شیرین بیانی کی حلاوت بڑھ گئی اور لالہ کی اضافت نور علی نور۔

روح۔ کوبیدم کیا معنی۔ مصدر کوفتن ہے کوبیدن۔

حسن۔ ہم تو سمجھے تھے کہ فارسی بھول گئیں مگر نہیں یاد ہے آمدنامہ بحر حفظ ہے اور تو اور یہ لالہ ناچنے لگے کیوں کیا بات میں انسان تمر کنے لگتا ہے اور مردمانان اچھی جمع بنائی۔

نازک۔ ایرانیوں کے باپ کو بھی کبھی نہ سوجھی ہوگی ہن اور مصرعہ۔

	خالق جن و انس دیو و آدم	

(ہنسکر) اللہ جانتا ہے مجھسے ہنسی نہیں ضبط ہو سکتی۔ قافیے کے لیے آدم کو آدم کر دیا ہے بے دم کا گدھا ہو اُف اس آدم نے مار ڈالا۔

حسن۔ اور۔ مصرعہ

	ایک مصرع کی بڑھ گئی ہے دم	

روح۔ ہاں۔ وہ تو منشا یہ تھا کہ جن وانس بھی ہو دیو بھی ہو آدم بھی ہو کوئی بات رہ نجائے۔ قافیے سے کیا سروکار۔

حسن۔ اور یہ قم قم قم چہ معنی دارد۔ کہیں خود نام بدنام کرین ہاتف بیچارے کا۔ اور دوبارہ قم قم سے کیا واسطہ یہ فقرہ (والدم) والے جملے سے بھی بڑھ گیا۔

نازک۔ گم کی اچھی کہی اور تاریخ کیا صاف ہے۔

روح۔ جھٹ پٹ کہی۔ مورخ بھی اچھے اور شاعر بھی ہے اسکے بعد یہ عبارت لکھی۔ برادر بجان برابر سنو نصیحت سننا (اسکو سنو نہ پڑھیے گا سنو پڑھیے) دنیا مین ملک الموت کا کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔

راوی۔ نئی بات بتائی۔ آجتک کسیکو معلوم ہی نتھی۔

لالہ۔ ملک الموت جم راج ہین موت کے مالک یعنی بادشاہ۔

راوی۔ اے سبحان اللہ۔ یہ معنی نئے ایجاد کیے ملک کے معنی بادشاہ۔ یعنی موت کے بادشاہ۔ ابتک جو لوگ سمجھے ستھے کہ موت کے فرشتے کو ملک الموت کہتے ہین وہ غلط خیال تھا

لالہ یہ بادشاہ ہم رعایا۔ اگر اچانا گ کسی نے شل چکلہ داروں سے مقابلہ کیا تو رانڈ ڈالا گیا۔ جسطرح ہندسان جانور آگے تھے اب رانڈے گئے تو ہندران ہو گئے۔

ایک شخص جسکا نام حالموں تھا ملک عرب مین دعوی فرمایا کہ ہم مرنے کو ٹال بخوبی کرینگے۔

راوی۔ اس ترکیب کے صدقے اور دعوی فرمایا ماشاء اللہ

لالہ۔ سو خدا کو برا معلوم ہوا۔ ملک الموت کو حکم مار ڈالنے کا اس شخص کے ہوا فوراً ہوا۔

راوی۔ مار ڈالنے کا اُس شخص کے ہوا فوراً ہوا۔ ہم تو سمجھے تھے یہ صاحب فارسی ہی اچھی لکھتے ہین مگر اب معلوم ہوا کہ

اُردو کے بھی اُستاد بے بدل ہین اور تحقیق کا درجہ تو بہت بڑھا ہو نازک ادا بیگم کی لفاظی اور طراری کے صدقے ردتوں اور افسردہ دلوں کا دل بہلانا اِنکے بائین ہاتھ کا کرتب تھا باتوں باتوں مین وہ رنگ باندھا کہ حسن آرا بیگم قہقہہ پہ قہقہہ لگانے لگین۔

نازک۔ ابھی کیا۔ اور سنو۔ لکھتے ہین (از انجا کہ مین نے خبر خلاف مسرت اثر زبانی ان لوگونکے سنی جو صم بکم ہین جو منھ سے بولتا اور فرق وان سے کھیلنا نہین جانتے لہذا شک ہوا اور خنک بیشک ہوا کہ مبادا النعم لے مالا یدرک کلہ یہ خبر غلط کی اشتہار ہوئی ہو لہذا دریافت کرتا ہون اور لکھے دیتا ہون کہ اگر اچانا غلط ہو تو خدا کرے والدم آپکے نہ مرے ہون)

حسن (قہقہہ لگا کر) پھر والد کے بعد ضمیر متکلم للئے

روح۔ اور مسرت اثر کے پہلے خلاف کا لفظ کتنا موزون ہے وحشت اثر نہ لکھا۔ خلاف مسرت اثر یعنی ایسی خبر جس کا اثر مسرت کے خلاف ہے۔ جو سوجھتی ہے نئی ہی سوجھتی ہے۔

نازک۔ اور اسکا مطلب بھی کچھ سمجھین زبانی اُن لوگونکے جو صم بکم ہین الخ۔ وہ کون لوگ ہین حسن آرا بتا ئیگی۔

روح۔ ہماری سمجھ مین تو یہ نگوڑا فقرے کا فقرہ نہ آیا۔

حسن۔ (جو منھ سے بولتا نہ فرق وان سے کھیلتا) تو ہم سمجھ گئے یعنی منھ سے بولتے ہین نہ سر سے کھیلتے ہین۔ اچھا وہ کون لوگ ہین اللہ عقل کام نہین کرتی اور صم بکم بھی ہین (غور کرکے) ہماری سمجھ مین نہین آتا پھر پورا فقرا پڑھیے شاید ذہن لڑ جائے۔

نازک ۔ (فقرہ مکرر پڑھکر) جب جانین کہ سمجھ جاؤ بہن

حسن ۔ یہ لغو اسے مالا یدرک کلہ ۔ سمجھ مین نہین آیا ۔

نازک ۔ اے ہے ۔ تم اس ہیر مین پڑی ہو یہ تو کسیکی سمجھ مین بھی نہ آئیگا اور ہم بھی نہ سمجھے یہ بتاؤ ہم کم کون لوگ ہین جو نہ منھ سے بولتے ہین نہ فرقدان سے کھیلتے ہین ۔

حسن ۔ اب سمجھ گئی ۔ کسی دوست کا خط گیا ہوگا حروف سے مراد ہے (ہنسکر) یہ تو ہر چاچ کے مضمون سے بھی بڑھ گیا ۔

نازک ۔ ہان اخبار سے مطلب ہے وہ ایک ہی بات ہے اسکے بعد اسکے دیتا ہون ؛ اُسنے خط کو اور بھی درست کر دیا اپنے حساب لکھنے بیٹھے تھے اور دعا مانگتے ہین کہ خدا کرے اگر غلط ہو تو وہ نہ مرے ہون ۔ اُف (دو منٹ تک ہنسکر) اُف تڑپا دیا ۔ اگر خبر غلط ہو تو اللہ کرے وہ نہ مرے ہون پھر یہ شعر لکھے سب شعر بر محل اور برجستہ ۔ ؎

دل خراب بد اسطلبست آیت باب
چو زود رفتن من پیش نیم گشتہ نگار

دلم چو چنگ زلیخا شکستہ در خلوت
غمم چو تہمت یوسف دویدہ از بازار

گل حیات من از بسکہ بست پژمردہ
اجل نمیزند از ننگ بر سر دیوار

ز دوستان منافق جہان بشد دلم
کہ پیش روزی الماس سکنم دیوار

اگر کرشمۂ صلم کشد دگر غم ہجر
نہ آفرین ز لبم بشنوند نہ زنہار

حسن ۔ جو شعر یاد آیا فوراً لکھدیا ۔ خبر سے مطلب ہے ۔

روح ۔ اور نہین تو کیا مطلب ۔

نازک ۔ ان اشعار کے بعد خط سہمات لکھی زلفنے ہین بندہ درگاہ خیر خواہ بلا اشتباہ نے وفات والدم آپکی تاریخ موزون کی ہے اگر زندہ ہون اور زندہ در گور تو فہو المراد کیونکہ انکے مرنیکا اسقدر رنج نہوگا جسقدر اس رنج کے بیکار جانے کا اور اگر صبح شام مرنے والے ہون تو بھی خیر کیونکہ ابھی اس سن کے روز باقی ہین ورنہ یا رسال تک ایک کا مداخلہ ہو سکتا ہے اس سے اطلاع ضرور دینا اگر وہ زندہ ہون اور خاندان سامی کے بیچ مین کوئی اور مرا ہو یا عنقریب مرنے والا ہو تو بھی میری محنت رائگان نہ جائیگی نام والدم آپکے کا بدل کر نام اسکا درج ہو جائے گا ۔

حسن آرا اور روح افزا اور نازک ادا اور بہار النسا اور گیتی آرا نے اس زور سے کھلکھلا کر قہقہہ لگایا کر نیچے تک آواز گئی اور بڑی بیگم کمال مسرور ہوئین ۔

حسن ۔ اپنی تاریخ کی بڑی فکر ہے انکی جان کی فکر نہین

روح ۔ جان کی فکر کیسی وہ تو مناتے ہین کہ مرین ۔

نازک ۔ اور کیا جسمین تاریخ بیکار نہ جانے پائے ۔

حسن ۔ مردہ بہشت مین جائے یا دوزخ مین انکو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے ۔ تاریخ کسی نہ کسی کے کام آجائے ۔

نازک ۔ ہان گھر بھر مین کوئی اور مرتا ہو یا مر گیا ہو اُسیکے کام آجائے اس ہمدردی کو تو دیکھیے ۔ شیطان کی پھٹکار اس عقل پر اور نگوڑی کون تاریخ ہے جسپر اسقدر اتراتے ہین کہ ایک نہ ایک مر ہی جائے ۔ ؎

نہ فارسی نہ عربی نہ ترکی ۔
نہ تال کی نہ سم کی نہ سُر کی

یہ تاریخ کہی ہے کسی ٹُر کی
حویلی علی نقی خان بہادر کی

تمنے یہ روایت نہین سنی ہے کیا ۔ کسی شاعر سے نواب علی نقی خان بہادر نے فرمائش کی کہ ہمارے مکان کے بنا کی تاریخ کہدو اسنے یہ تاریخ کہی (حویلی علی نقی خان بہادر کی) انشاء اللہ خان انشا نے جو تاریخ دیکھی تو تین مصرع اور موزون کیے اور یہ بھی ہو ۔ ؎

فارسی نہ عربی نہ ترکی
نہ تال کی نہ سم کی نہ سری

گیتی ۔ بہت دن سے گیند نہین کھیلا ۔ کیون بہن لاؤ کھیلین

حسن۔ اب وہ شوق ہی نہین رہا۔ وہ ولولہ ہی نہین ہے

زیور ہین نہ دستار کے زیب ہین سر کے
شغل گل بازی نہ ادہر کے نہ اُدہر کے

نازک۔ ہان اب وہ شوق کہان بوڑھی ہوئین ناگاہ پر بھریان پڑ گئین۔ کیا کرین بیچاری۔ مجبور ہین کوئی ایکسو دس برس کا سن تو ہوگا اما جان۔

حسن۔ (مسکرا کر) ہان اسمین کیا شک ہے بیشک

نازک۔ مگر دانت بدستور قائم ہین۔ بیسون دانت گن لو۔ یہ عجیب بات ہے اور بال بھی ابھی تک سفید نہین ہوے پکا بال ایک نہین نظر آتا۔ یہ کمال ہے۔

گیتی۔ تم تو انکی بیٹی کے برابر ہوگی نازک ادا۔

نازک۔ بیٹی۔ اے پر دتی کے برابر۔ ایک سو دس برس کا انکا سن اور چودھوین مین ہم۔ ہمارا چودھوان سال۔

روح۔ اونہہ! اونہہ! یہ کم سنی۔ دو برس اور گھٹا کے بارہ ہی برس کی نہ بن جاؤ یہ تو اپنے میان کے سامنے کھو جاکے جسمین قدر کرین بارہ برس کی بنو بلکہ گیارہ ہی برس کی۔ ع

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن | جوانی کی راتین مرادونکے دن

تمنے اسمین بھی دو تین سال کم کر دیے۔

نازک۔ ہمارے میان ہماری ہر حال مین قدر کرینگے

شب ماہ مین روح افزا کو گیند کھیلنے کا بے اختیار جی چاہا حسن آرا سے کہا بہن آؤ اٹھو آؤ گیند کھیلین اسوقت چاندنی خوب نکھری ہوئی ہے۔

حسن۔ رات کے وقت ان باتونکا خیال نہ کیجیے۔

روح۔ یہ کیون پڑیان صاف ہین کہین تنکا تک تو پڑا نہین ہے کیڑے کوڑے کا تو دہان خوف ہوتا ہے جہان گھانس پھوس ہو۔

حسن۔ ہم تو اب لیٹینگے۔ لیٹے لیٹے باتین کرینگے بس

روح۔ تم آؤ نازک ادا۔ ہم تم باجی جان گیتی آرا بہن سب مل کے دو گھڑی دل بہلائین۔

حسن۔ واہ۔ دل بہلانے کا کیا عمدہ طریقہ ہے اور دل وہ بہلائے جسکا دل بہلنے کی حالت مین ہو۔ یہان تو عیش عشرت خوشی نام ننگ سب سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ع

از نکوئی نشان نمیخواہم | خویش را بدگمان نمیخواہم
زیست بی ذوق مرگ بیش نبود | دل اگر رفت جان نمیخواہم
تنگ دستان زخندۂ دل تنگ اند | بزم خنیا گران نمیخواہم
بادۂ من مدام خون دل ست | ارمغان ارمغان نمیخواہم
کس نمی نالد از فسانۂ من | دردل درمیان نمیخواہم
دوستان زینہار غم نخورند | شادی دشمنان نمیخواہم

آتش اندر نہاد من زدہ اند
لالہ در ارغوان نمی خواہم

ہاے مین باغ مین کیا کرنے آئی۔ مفت مین بیٹھے بٹھائے مصیبت تازہ اُٹھائی۔ افسوس۔ ع

بے گلعذار آکے گلستان مین کیا کیا
ہان یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا

نازک۔ پھر شیطان نظر آیا۔ خدا ہی خیر کرے۔

حسن۔ بہن میرا دل تو تنور کی طرح پھنک رہا ہے۔

نازک۔ یہ کاہے سے۔ جب آزاد کے آنے کی خبر پائی تو پھر اب دل تنور کی طرح کیون پھنک رہا ہے اب خوشیان مناؤ کہ خدا نے یہ دن دکھایا!

زرا ایسا طرب انگیز مژدہ سنا - رنج و غم سے اب کیا سروکار ہے

حسن - ہاے مجھے خواب کی باتین سب یاد ہین اف کس غصے کے ساتھ کہا ہے کہ تم جا کے فقیرون اور درویشون کے پاس بیٹھو - تم کو ان امور سے کیا تعلق ہے تمکو کیا پڑی ہے توپ و تفنگ کے مورچے پر تو ہم سینہ سپر ہین مگر جو تمنے ہمارے ساتھ کیا وہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی نہ کرتا ہوگا

آنچہ کردی تو بمن ہیچ بانسان نکند
مرگ با جان نہ کند کفر با یمان نکند

اے غضب میری نسبت یہ بدگمانی - بس ہی تم سے

سوح - حسن آرا تمھاری عقل کو یہ ہو کیا گیا ہے -

نازک - تم تو کبھی خواب واب کو مانتی ہی نہ تھین اب عقل کو کیا ہو گیا - تم تو کہتی تھین کہ خواب کوئی شے نہین ہے اور سچ بھی یون ہی ہے - انسان خدا جانے کیسے کیسے خواب پریشان دیکھتا ہے مگر فہمیدہ آدمی اسکا خیال تھوڑا ہی کرتے ہین اے تو بہ - مثل نہین سنی ہے کہ خواب و خیال -

سوح - ایک دفعہ خود انھون نے ہی ایسا بے سر و پا خواب دیکھا کہ جسکی انتہا نہین کبھی دریا کبھی پہاڑ اور کبھی جھیل اور کبھی مردہ اور کبھی زندہ -

حسن - دنیا کے بھی کیا کارخانے ہین عقل کام نہین کرتی

اڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا | ہوتا ہے شعبدہ نئے تیرے آسمان سے کیا

معلانی - حضور حکم ہو تو سرکار کو کہانی سناؤن -

حسن - کہانی اسکو سناؤ جسکے ہوش ٹھکانے ہون

نازک - دیکھو حسن آرا انھین باتون سے انسان کا نام بدنام ہو جاتا ہے اور تم ہاری نتی ہو نہ جیتی کسیکی سنتی ہی نہین ہو

کوئی شعر پڑھو -

حسن - دباے سرد بھر کر ؎

اے شعر ترانگیز دخاطر کہ حزین باشد
یک نکتہ درین معنی گفتیم کہ ہمین باشد

عشق کا گھر خراب ہو کہین کا نہ رکھا - ہاے ؎

نگویم کہ تو نامردی ای عشق | ولیکن بوالعجب بیدردی ای عشق
بجان من بلا آوردی ای عشق | جہانم را تباہی کردی ای عشق

ترا من نا خدا دانستہ بودم

زجورت جان من بر لب رسیدہ | جگر خون گشتہ از مژگان چکیدہ
بردن کارم از دستت رسیدہ | دلت دادم مسلمان زادہ دیدہ

تہ کافر ماجرا دانستہ بودم

نازک - حسن آرا ان باتون سے کیا ملیگا مفت مین آنکھین کھو بیٹھنے سے کیا فائدہ سمجھو تو خیر ورنہ تم کو اختیار ہے ہم کیا کرین -

حسن - ترکستان و مازندران اور شاہان عالی دودمان سنجر و قزل ارسلان اور بقراط و سقراط اور سعدی و خاقانی و عسجدی و نظامی گنجوی اور طاہر وحید اور امرا القیس اور متنبی یہ سب عشق کے بندے تھے کوئی بھی ایسا ہے جو عشق سے بری ہو - کوئی نہین -

نازک - پھر اس سے مطلب معقول - اچھی بے تکی ہے

حسن - بے تکی نہین بہن انصاف کرو کہ اگلا خواب مین بھی ملا تو روکھے پن کے ساتھ بالکل خشکی مزاج مین جیتون تیکھی آنکھیں خون کبوتر - ؎

بخواب دیدہ شبے خویش را بہ بستر من
ستیزہ خوب در آمد نگاہ اندر من

نازک۔ تار کا آنا صاف خبر دیتا ہے کہ آگئے داخل ہیں۔

حسن۔ ہائے یہ سچ۔ مگر۔ ے

نوید وصل وہم سید ہر ستارہ شناس
نکردہ ژرف نگاہے مگر در اختر من

اتنے میں مرزا ہمایوں فر بہادر کا خط آیا۔

پیاری۔ (حسن آرا سے) حضور یہ خط آیا ہے۔

حسن۔ (چونک کر) کیا ڈاک پر آیا ہے۔ یا خدا آزاد کا خط ہو۔ دیکھوں ایں! مہر تو ہے ہی نہیں۔ کسنے دیا ہے۔

پیاری۔ سرکار۔ ایک چوبدار لایا ہے اور اسکے ساتھ ایک آدمی اور بھی ہے۔ کہا کہ خاص حسن آرا بیگم کے ہاتھ میں خط دینا۔

حسن۔ (خط لیکر) ایں! یہ خط تو ہمایوں فر کا ہے۔

پیاری۔ ہاں حضور وہیں سے آیا ہے ایک چوبدار ہے ایک خواص۔

حسن آرا نے خط کھولا اور پڑھا۔

حسن آرا بیگم کو ہمایوں فر کا خادمانہ سلام پہونچے۔ زیارت تو محال ہے۔ شومی طالع۔ مگر المکتوب نصف الملاقات ہی سہی مجبیر جو جو سختیاں گذریں ہیں میرا خدا ہی خوب جانتا ہے مگر خود کردہ را چہ علاج۔ از ماست کہ بر ماست ے

شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی گریان نکلا

خیر مضی ما مضی۔ ع۔

کہاں تلک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

آپ کی چھوٹی ہمشیرہ جان میری چاہتی بیوی بخیر و عافیت ہیں خوش و خرم و دلشاد بسر رو محظوظ مگر ابھی کچھ دن تک میں کسی سے مل نہیں سکتا صرف سپہر آرا میرے پاس رہتی ہیں اور کبھی کبھی بہنیں بھی آجاتی ہیں بس۔ باقی الحمد للہ خیر صلاح کیا کہوں بیٹھے بیٹھے جی اکتایا کرتا ہے سپہر آرا اور سہ لقا بیگم سے شطرنج ہوا کرتی ہے ایک نقشہ حل طلب آپکے پاس بھیجتا ہوں سب بہنوں کو غور کرکے حل کر دیجیے

سرخ

	شاہ سبز						
پیادہ سبز	پیادہ سرخ			اسپ سرخ			
	پیادہ سرخ						
	پیادہ سبز						

سبز

سرخ پہلے چلے اور سات چال میں مات کرے۔

حسن۔ سات چال میں! یہ نیا نقشہ۔

نازک۔ شطرنج منگوا لو۔ غور کرو۔ شاید نکل آئے۔

حسن۔ جو نقشہ صحیح ہے تو نہ نکلنا کیا معنی اور جو نقشہ ہی غلط ہے تو مجبوری ہے مگر سات چال کا نقشہ آج تک نہیں سنا۔

نازک۔ (روح افزا کے کان میں) یہ خط آنا اسوقت اکسیر ہو گیا۔

حسن۔ شطرنج لے آؤ پیاری۔ چاندی کی مہروں کی۔

روح۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔ دیکھو اسوقت ان کی کیا کیفیت تھی اب یہ بے غور کیے نہ رہینگی اللہ دیکھ لینا

نکال ہی چھوڑینگی۔

حسن۔ پہلے مرتبہ بھی انھون نے ایک نقشہ بھیجا تھا۔ ہم نے حل کر دیا۔ اب دیکھیے اُنکی عزت رہتی یا نہین۔

حسن آرا بیگم تو ادھر شطرنج کے نقشے پر غور کر رہی تھین ادھر ہمجولیون مین باہم چہل ہوتی تھی۔

روح۔ باجی جان آپ کے بال ہوا سے بکھر جاتے ہین۔

بہار۔ تمھاری بلا سے بکھرنے دو۔ تمکو ہمارے بالون سے کیا واسطہ۔ اپنے بالونکی فکر کرو۔ کیا کچھ چڑھ نکال لی ہے ہم ایسی باتون سے نہین چڑھتے۔

گیتی۔ آج گیسو اچھی طرح سنوارے نہین گئے۔

روح۔ ذرا تردد مین تھین نہ۔ یہی سبب ہے۔ بس۔

بہار۔ کیا اسوقت سب کی سب ایک ہو گئین۔

نازک۔ تمھارے میان بڑے خوش قسمت ہین بہن۔ ہر دم بناؤ چناؤ کے ساتھ رہتی ہو۔ ؎

خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینے کو یاد کرتے ہین

بہار۔ ہماری آرایش کیا۔ آرایش تم لوگونکی ہی جو ماشاءاللہ سے جوان جان ہو۔ ہم کس شمار مین ہین بھلا گر۔ ؎

مرا ہمچنین چہرہ گلفام بود
بلورین تنم از خوبی اندام بود

حسن۔ اب تم لوگ باتین نہ کرو ہم نقشہ حل کر رہے ہین۔

روح۔ اچھا چلو اس طرف چلین۔

نازک ادا نے کہا کیون حسن آرا ہمایون فر نے تمکو اور سپہر آرا کو دونون کو دیکھا تھا۔ اسکا کیا سبب ہے کہ تم کو پسند نہ کیا سپہر آرا کو پسند کیا۔ حسن مین سن مین جوبن مین ادا مین آن مین کسی بات مین تم اپنی بہن سے کم نہین ہو پھر اسکا کیا سبب ہے کہ سپہر آرا ہی پر ریجھے۔

روح۔ طبیعت دل۔ اللہ اُنسے تو کبھی نہین سکتے تھے۔

نازک۔ چاہے بُرا مانو چاہے بھلا۔ ہم اتنا ضرور کہینگے کہ ہم نے آجتک کسی بھلے مانس کی لڑکی کو کسی مردوے کے پیچھے ایسا گرویدہ نہین دیکھا جیسا حسن آرا کو دیکھا۔ تو اپنے آپ ہی سے گذر گئین بالکل کچھ مجھے ہنسی آتی ہے اور کچھ رنج ہوتا ہے دلہن وہ جو گھنٹون ایجاب و قبول مین ترسا دے قبلہ و کعبہ ہون یا مفتی سوال کرتے تھک جاتے ہین اور وہ جواب نہ دے نہ یہ کہ ماں باپ کو تو کسے طاق پر اور اپنا میان اپنے آپ ڈھونڈھ نکالے اور طرہ یہ کہ روم کی لڑائی پر بھیجدے لے واہ۔ اب ہم اپنے میان کو سپاہی کی بہو کھلائینگے۔ کہان کا جھگڑا اکھٹ دنگی میان چند روز کے لیے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ پہاڑونکے پہاڑ پر دو ہزار جانورون کا شکار کرو اور پھر جنگل جا کے شیر مارو اور شیر افگن خان کا خطاب پاؤ تب تو ہم بیوی نہین ورنہ ہمسے کوئی واسطہ نہین پھر ہم اپنا نام نورجہان بدل دینگے۔

اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا۔ یہ سب سمجھ لیان ہنس ہی رہی تھین کہ بڑی بیگم صاحب جریب ٹیکتی ہوئی باغ مین آئین دیکھا کہ یہان قہقہے پڑ رہے ہین سخت متحیر ہوئین کہ یا خدا یہ کیا اسرار ہے ابھی تو خبر آئی تھی کہ حسن آرا کے دشمن سسکنے بچنے لگے اور یہان آئی تو قہقہون کی آوازین آتی ہین

بڑی۔ عباسی حسن آرا کہان ہین۔ اب کیسی ہین۔

عباسی۔ فضل الٰہی ہے۔ میٹھی شطرنج کھیل رہی ہین

بڑی۔ کس سے اور دوسری کون ہین۔ روح افزا۔

عباسی۔ نہین حضور آپ ہی آپ۔ اور کوئی نہین ہے

بڑی۔ اے واہ کہین اکیلے اکیلے بھی شطرنج کھیلی جاتی ہے

روح۔ (آگے بڑھکر) کیون نہین کھیلی جاتی۔ اما جان نقشہ وہی بیٹھی نکال رہی ہین اسوقت جنون کا زور تھا مگر جب سے مرزا ہمایون فر کا خط آیا تب سے ذرا اطمینان سے بیٹھی ہین۔

بڑی۔ اللہ اطمینان ہی رکھے کیا جانے اس لڑکی کو کیا ہے کبھی ایک ہفتے تک صحیح نہین رہتی ہو مجھے اسی بات سے بڑا اندیشہ ہے۔

حسن۔ امان جان مین سنتی جاتی ہون مجھے کوئی ڈر نہین ہے

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست

بڑی۔ تم گھبراؤ نہ بیٹا۔ اللہ فضل کریگا اور تمھاری آرزو بر آئیگی۔ بیٹا اسکی کریمی سے کچھ بعید ہے۔ کون جانتا تھا کہ آزاد میدان جنگ سے بخیر و خوبی واپس آئینگے۔ کسکو معلوم تھا کہ وہ تمغے لٹکائینگے مگر خدا کی شان۔ تو بیٹا اسکی کریمی سے کچھ بعید نہین ہے۔

حسن۔ امان جان ذری غور کرنے دیجیے۔

روح۔ ہان امان جان اب انکو نہ چھیڑیے۔

گیتی۔ اب آپ جائین یہ اچھی ہین۔

نازک۔ ہان ہان۔ ہم آپس مین ہنس بول رہی ہین اور حسن آرا کا مزاج بہت اچھا ہے۔ ؎

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد ۔ وجود نازکت آزردہ گزند مباد

ہمین دعا طلبم ہند تب زایزد پاک

بہیچ عارضہ شخص تو دردمند مباد

روح افزا اور بڑی بیگم محلسرا مین گئین تو اس بوڑھی عورت نے روح افزا سے کہا بیٹا ہم نے کل رات کو خواب مین دیکھا تھا کہ ایک سانپ حسن آرا بیگم کی چارپائی کے نیچے پھنکارے بھر رہا ہے قریب تھا کہ حسن آرا چارپائی کے نیچے ہاتھ ٹٹول کے دیکھین کہ کون جانور ہے اتنے مین ایک موریلا نظر آیا حسن آرا کا ہاتھ لٹکا ہی تھا کہ سانپ بڑھا اور ہاتھ مین کاٹنے ہی کو تھا کہ طاؤس رنگین پر و بال نے جھپٹ کر سانپ کو شکار کیا۔

روح۔ امان جان یہ تو خوب ہی خواب ہے۔ سچا اور صاف

بڑی۔ کل خواب دیکھا آج اسکی صداقت ہوئی۔

روح۔ مور تو سانپ کا دشمن ہے سانپ کی مور کے آگے نہین چلتی۔ خدا کے بھی کیا کارخانے ہین۔

بڑی۔ بس سمجھ گئی کہ حسن آرا کے دشمن کسی مصیبت مین مبتلا ہونے والے ہین مگر خدا کا شکر ہے کہ سانپ کیلیے مور بھی موجود ہے جو مرضی خدا۔ ؎

گرچہ یوسف فتادہ درچہ دیدی ۔ گاہے خود را براوج چرخ دیدی

میدانندت چنانکہ نخواہندت

کار تو بہ جہد ہست صدرہ دیدی

تم فارسی پڑھی ہو اور مین ان پڑھ ہون

روح۔ لو اما جان اب تو آئی ہوئی ٹل گئی۔

بڑی۔ ہان شکر ہے خدا کا۔ جیسی یہ ٹلی اللہ کرے سب کی مصیبت اسیطرح دور ہو جائے دشمن بھی کبھی ایسا روز سیہ نہ دیکھے۔

روح۔ اما جان سنتے ہین کہ آزاد کے ساتھ کوئی عورت اور بھی آتی ہے یہ بڑی ہوئی اما جان۔

بڑی بی۔ منکوحہ ہے کہ غیر منکوحہ یہ بتاؤ ہمین۔
روح۔ اس سے کیا واسطہ دونون یکسان ہو تو برابر ہے۔
بڑی بی۔ ایک شخص کے چار محل تھے۔ ایک منکوحہ تین غیر منکوحہ ایک روز اسنے ایک غیر منکوحہ سے پوچھا کیون بیوی تمکو کون فصل پسند ہے اُسنے کہا فصل سردی کی سب سے اچھی ہے۔
میان۔ سردی کی فصل مین کیا بات ہے۔
بیوی۔ کھانے کا لطف پینے کا لطف پہننے کا لطف گرما گرم بسترون آرام سے سو رہے ہین معشوق سے بغل گرم ہے۔ شراب خواری غرض کہ ہر قسم کا لطف حاصل ہوتا ہے
میان دوسری بیوی کے ہان گئے پوچھا بیوی تمکو کون فصل پسند ہے کہا میان سب سے گرمی کی فصل اچھی ہے۔
خسخانہ ہے برف آب ہے پنکھا چل رہا ہے ٹھنڈے ٹھنڈے چھٹے پی رہے ہین بیلون ہارون کی خوشبو آ رہی ہے چین ہی چین لکھا ہے۔
تیسری کے ہان گیا۔ وہان بھی یہی پوچھا۔
میان۔ کیون بیوی سب سے بہتر کونسی فصل ہے۔
بیوی۔ میان فصل ہے اور برسات کی باغ مین جھولے ہین مینھ برس رہا ہے چھاجھم۔ کوئل کوک رہی ہے یار سامنے ہرے ہرے درخت لہلہا رہے ہین زمردین پتے مزہ دکھا رہے ہین گلابیان چنی ہوئی ہین شراب پیرا پر لنڈھائی جاتی ہے۔ معشوق پر پڑا ہو پہلو مین چھری لگی ہوئی ہے کوئی ساون گاتا ہے کوئی ملہار اڑا رہا ہے۔
اسکے بعد میان منکوحہ بیوی کے پاس آئے۔

بیوی۔ اخاہ!۔ آج بعد مدت کہان بھول پڑے۔
میان۔ ایک بات پوچھنے آئے ہین۔ فصل کون اچھی
بیوی۔ کیا فصل کیسی کیا کوئی پہیلی ہے
میان۔ تینون فصلون مین تمکو کون فصل سب سے زیادہ پسند ہے سردی کہ گرمی کہ برسات یا کوئی نہین یا سب
بیوی۔ میان فصل روپے کی سب سے اچھی۔ بے زر عشق ٹین ٹین اگر زر نہین تو سردی گرمی برسات تینون فصلین بیکار ہین سردی مین مارے جاڑے کے اینٹھ جائینگے گرمی مین لون کے تھپیڑے جھلسا دینگے برسات مین چھپر ہزار جگہ سے ٹپک رہا ہے مقدم چار پیسے ہین تو فصل نہ روپے کی سب سے اچھی۔ ورنہ خیر صلاح ہے سہ

خواجہ بدیع مسرور

ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پر ز مے
طامات تا بچند و خرافات تا بکے

کچھ دن تک تو آزاد پاشا مصر مین اسطرح رہے جسطرح اور مسافر رہتے ہین مگر جب کانسل کو انکے آنے کا حال معلوم ہوا اپنے اتاچی کو کہ ہندی تھے ہوٹل بھیجا اور کہا اُنسے کہو یہان آئین اور ہمارے یہان رہین اتاچی نے ہوٹل مین آ کر آزاد سے ملاقات کی اور بہت تپاک ظاہر کیا۔
اتاچی۔ مجھے کانسل نے آپ کے پاس بھیجا ہے اُنکو سخت شکایت ہے کہ آپ یہان آئین اور ہم سے نہ ملین۔
جس بسالت اور شجاعت سے آپنے میدان جنگ مین کارنمایان کیے اُسکا شہرہ دور دور تک ہوا ایسا شاذ ہی کوئی ہو گا جو آزاد پاشا کے نام نامی سے واقف نہو

جو اخبار آتا ہے اُسمین آپ کا ذکر خیر ضرور ہوتا ہے وہ آپ کے ساتھ مسخرہ کون ہے وہ بونا خوجی۔

آزاد۔ (مسکرا کر خواجہ صاحب کیطرف اشارہ کیا) یہ ہین!

خوجی۔ جی وہ مسخرے اور بونے کوئی اور ہونگے اور خوجی خدا جانے کس بھکوے کا نام ہے ہم جناب عزت مآب خواجہ بدیع الزمان بدیع خوش مذاق لطیفہ گو۔ مسخرے کے پڑوس نہین رہتے اور بونے کی ایک ہی کہی۔ ہاے مین کس سے کہون کہ میرا بدن چور ہے۔ بونا لائے دہانسے ہونھ!۔

آزاد۔ خواجہ صاحب کا ذکر مذکور بھی اخبار مین پڑھا ہوگا۔

کانسل۔ جی ہان۔ اِنکی بڑی دھوم ہے۔ مگر ایک مقام پر تو واقعی اُنھون نے کار نمایان کیا۔ خواجہ صاحب کا ذکر مذکور کانسل صاحب سے بھی رہا ہے۔

راوی۔ آزاد اور اٹاچی دونون نے خواجہ صاحب کے ساتھ لفظ ذکر مذکور جو کہا تو حضرت بہت بگڑے سمجھے کہ خواجہ مذکور کہا بگڑ کر فرماتے کیا ہین۔

خوجی۔ خواجہ مذکور! خواجہ مذکور کوئی اور ہونگے ہم خواجہ موصوف ہین اور خواجہ ممدوح کہو۔ خواجہ صاحب محتشم الیہ کہو خواجہ مذکور نفرین کو کہتے ہین۔

آزاد۔ گستاخی ہوئی مذکور نہین خواجہ سرور سہی بس!

خوجی۔ ہان یہ پانا۔ خواجہ صاحب سرور تک خیریت ہے۔

راوی۔ جی اسمین کیا شک ہے۔ سرور نہین صاف صاف مرحوم و مغفور سہی۔ کہان کا جھگڑا مذکور البتہ خلاف شان ہے۔

اٹاچی۔ آپ کا دولت خانہ کس شہر مین جناب خواجہ صاحب سرور کرسی مین تو ریاست نہین ہے حضور سرور کی۔

خوجی۔ جناب بندے کا دولتخانہ اودھ کے بیچ مین ہے۔

راوی۔ بہت ہی خاصے۔ کرسی نہین گو پائو سہی۔

کانسل۔ مجھے اسوقت سخت حیرت ہے کہ اتنے ننھے ننھے تو آپ کے ہاتھ پائون ہے جنگ مین آپ کس برتے پر شریک ہوے تھے۔

خوجی (مسکرا کر) یہی تو کہتا ہون حضرت کہ بندۂ درگاہ کا بدن چور ہے۔ دیکھیے ذرا ہاتھ ملائیے۔ مین فولاد کی انگلیان یا نہین ہر رگ و پے مین فولاد کوٹ کوٹ کر بھرا ہے اور اگر ابھی زور کرون تو آپ کی ایک آدھ انگلی توڑ کے رکھ دون

اٹاچی کو غصہ آیا کہ ذرا ہوا آدمی اور ہماری انگلیان توڑنے کا زعم جھلا کر انگلیان ذرا اکڑی کین تو خواجہ بدیع سرور کی جان پر بن آئی اور چیخ کر کہا او گیدی اتنی قد لیسان بھو کو نگا کہ یاد کرے گا۔ آزاد ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے اٹاچی سے کچھ دیر تک گفتگو ہوئی۔

آزاد نے وعدہ کیا کہ شام کو ضرور حاضر ہونگا۔

اٹاچی رخصت ہوے۔

خوجی۔ یہ آپ کی عجیب عادت ہے کہ اغیار ناہنجار کے سامنے اتنے بڑے لائق اور سورما اور سرور دوست کی ہجو کرتے ہو اور جو ہاتھ ٹوٹ جاتا تو کیسی ٹھہرتی مین ملے مروت کے بولا نہ چاہا ہون ورنہ میان کی سٹی بٹی بھول جاتی۔

آزاد۔ یہ حضور ہر مقام پر مروت کو کیون دخل دیتے ہین ایسی مروت کیا جس سے خواہ مخواہ جوتیان کھائے۔ کئی مقام پر آپ نے کئی مقام پر آپنے جوتیان کھائین

کئی متعلم پر ذلیل ہوئے مگر مروت نہ چھوڑی نہ چھوڑی ایکدن
اس مروت کے بدولت کہین کا بھی ہو بس نہ بھیجے جائیے۔

خوجی۔ (مسکرا کر) ارے میان دل ہی تو ہے (چونک کر) کیا کہا کیا کہا۔ جوتیان کھائین نکالے گئے کس مردک نے جوتیان کھائین اور کس مردک نے لگائین۔

راوی۔ این! خواجہ مبرور و مردود کی نسبت یہ گستاخی کہا خبردار خواجہ مبرور اور جوتیان اور کفش کاری۔

آزاد۔ کیون خواجہ صاحب۔ جب ان سب نے ہمارا حال سنا تو کیا حسن آرا نے نہ سنا ہوگا۔

خوجی۔ ضرور بالضرور۔ اب آج کے آٹھوین دن شادی ہو مگر استاد ورادو ایک روز بمبئی مین ضرور رہنا۔ وہ شوخ اسوقت نظر کے سامنے ہے۔ ع

گر بہ سنبل کدۂ روضۂ رضوان رفتم
ہوس زلف ترا سلسلہ جنبان رفتم

آزاد۔ گھبرا کے شعر پڑھ ہی دیا خواجہ مبرور نے بھائی اگر حسن آرا بیگم ہمارے حالات اخبار مین پڑھتی گی ہین تو سبحان اللہ سبحان اللہ۔

خوجی۔ اجی گھبرا کے کہون ہو بھائی جان۔ ع

در نظر روے بازنامہ خوش ست
نغمہ جو ہوش ز سر ے برد
بادہ بدین موج چہ موجہ خوش ست
رہ زدن مطرب این رہ خوش ست

ہر کہ ز چہ آب کشدہ سود اوست
سبزہ کہ روید لب جو خوش ست

خواجہ صاحب نے بڑی خوشی ظاہر کی کہ کانسل اور اتاجی صرف آنا دہی سے نہین واقف ہین بلکہ اینجانب کا نام بھی بخوبی جانتے ہین فرمایا کہ کیون بھائی آزاد تمنے جان جوکھم کی

تو نتیجہ معقول نکلا حسن آرا سی حسین و مہ جبین بیوی پائی ہم نے جو جان لڑادی تو کیا پایا۔

آزاد۔ یار تم بھی ایک پریا کے ساتھ شادی کرلو۔ اب رستے مین تو ہم کہین ٹھیرینگے نہین۔ یہین سے تجویز کرلو۔ ادھر ہندوستان پہونچے ادھر کھٹ سے شادی ہوگئی مگر کوئی اچھی سی تجویز ہو۔

خوجی۔ سوچو۔ پھر سن سال زیادہ نہو۔ اور شکل صورت اچھی ہو بس ہم تو صرف اسقدر چاہتے ہین۔ دو باتین ہون۔

آزاد۔ حسن آرا کے مکان کے پاس ایک درزی رہتا ہے اسکی بیوی بس کچھ نہ پوچھو۔ رنگت تو سانولی ہے مگر ایسی نمکین کہ مین کیا کہون اور ابھی کم سن بہت ہو بہت ہو کوئی چالیس بیالیس۔

راوی۔ بس۔ اسقدر کم سن کے ساتھ تو خواجہ صاحب مبرور شادی نہ کرینگے۔ ہمین یقین نہین ہے۔

آزاد۔ اور درزی دن رات زمین کا گز بنا رہتا ہے

خوجی۔ کیا خوب مگر یکسوئی نہین حاصل ہوئی۔ ع

اس شوخ کے کوچے مین نہ جایا کرو حجام
چھین جائینگے اوزار کسی روز تمہارے

آزاد۔ خیر اچھی ضلع جگت کو بالاے طاق رکھو۔ اس درزن کی فکر کرو۔ اور لطف یہ کہ گھر مین دو میان بیوی بس اللہ اللہ خیر صلاح سو بیوی کو تو آپ بیاہتا ہے اور میان کو جہنم داصل کیجیے۔

خوجی۔ بھلا ٹیٹما مین اور اسمین کیا فرق ہے۔

آزاد۔ یہ اُنسے دو چار برس کم سن ہین یہ سرخ و سفید ہین وہ نمکین ہے بس اتنا فرق ہے اور کچھ نہین۔

خوجی۔ اسم شریف اُنکا کیا ہے۔ مسلمان ہے نا۔
آزاد۔ اور نہین تو کیا ہندنی کے ساتھ شادی کروگے
عجب بیوقوف آدمی ہو۔ نام شتاب جان ہے۔
خوجی۔ مگر یکی پوڑھی بات تو ہوے پہلے۔
آزاد۔ آپ کو اس سے کیا واسطہ۔ پھر تو سمجھ کے ہم نے کہا ہے۔ ہمارے پاس اُسکا خط آیا تھا کہ خواجہ صاحب اگر منظور کرین تو مین حاضر ہون۔
خوجی۔ ہان۔ بس اب ہم قائل ہو گئے بس انشاء اللہ آج کے آٹھوین روز شتاب جان ہماری بغل مین ہونگی نام کتنا پیارا ہے۔
آزاد۔ شام کو کانسل سے مل کے چلے چلو آج ہی۔
خوجی۔ اجی کہان کا کانسل ہمکو شتاب جان کی پڑی ہی یا ہمارے سامنے خط لکھ کے بھیجدو مضمون ہم بتائینگے۔
آزاد۔ (قلمدوات کاغذ لیکر) بتاتے جاؤ۔
خواجہ صاحب نے شتاب جان کے نام آزاد سے خط لکھوایا۔
مشفق و مہربان بی بی شتاب جان سلمہا الرحمن۔
بعد ملاقات جسمانی و زیارت روحانی کہ مافوق آن نہ باشد از نگاہ ملاحظہ کنند کہ از برادر صاحب مکرمی ام جناب غفران مآب خواجہ بدیع الزمان بدیع کہ از بس لائق ملاقات و افزونی محبت شدند ملاقی شدہ گفتگوے شدم گفتم کہ حسنے جمیلے و حسینے و بہتر از یوسف لقاے قوم۔
درزی کی فارسی کیا ہے بتانا نہین۔ درزی کی فارسی لاحول ولا قوۃ بتائیے گا نہین۔ حجام نائی شیرینی فروش حلوائی ترہ فروش۔ ترکاری والا۔ تمباکو فروش۔ تمباکو والا شیر فروش گھوسی۔ پارچہ والی گلی بزاز۔ عطار عطر بیچنے والا گوش صاف کان میلیا۔ گل فروش مالی۔ گل فروش مالن زمانے بھر کی فارسی یاد ہو درزی کی فارسی بھول گیا اچھا گزر جا لونگا یوسف لقاے قوم آن کہ جامہ قطع کردہ بر بالاے زنان و مردمان و بچگان چہ یکسالہ و چہ دو سالہ راست برقعے کندہ برادر تیار ست آن خواجہ بدیع کہ در میدان براے جنگ و اسپہ لاید ص

کوکبۂ علم و کوس و نای / پرچم رقصندہ بفرق لوای
حاجب و سرہنگ و ان پیش پیش / فوج ہروان از پی کشور کشای
چشم قسم خوردہ بہ رفتار پیل / گوش ز خود رفتہ بہ بانگ درای
آنکہ درین دائرۂ لاجورد / تیغ زر خسرو خاور گرفت

آن خواجہ صاحب بدیع مہر قدر را براے عقد شما تیار کردہ اند امیدوارم کہ از تاریخ نکاح خواجۂ مہر ور آن جان جہان معشوق من اطلاع شود و جہ تنک کی خیاط خیاط۔
درزی کو خیاط کہتے ہین خوب یاد آیا۔ گاذر دھوبی خیاط درزی اور ہین شعر بھی اسکا یاد ہے بے تامل شعر پڑھ دیا بس۔

خیاط زمانہ بے تکلف
بر قد تو دوخت جامۂ فتح

ہان صاحب لکھیے۔ آن خواجہ بدیع کہ از حسن و جمال وے بوے یوسفی مات و ہان تنگش رشک جیحون و فرات ص۔

سیم تن خوش لقا و گل رخسار / یوسف حضرت و باغ و بہار
خواجۂ خواجگان بدیع الدین / گل باغ لیاقت و ایثار
وقت رزم آن کہ شیر دل بہادر / وقت بزم آنکہ بود لب شکر بار

خواجہ صاحب رسالدار بودہ۔
دوسرا مصرع موزون نہوا کہا جلسہ چھوڑ دو۔

ہر چند در ادا کل ادا کل خواجہ صاحب بدیع الزمان انکار نمودہ شد کہ من مردے ہستم حسین و سبز و چرا باین طور نکاح منظوری و جہ دالانہ از گفت و شنود من گفت کر لبیا بہتر۔ ؎

شادی جلوۂ گلفام مبارک ہووے
عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے

اسکے بعد خواجہ صاحب نے خط پھر سنا اور یون ہدایت کی

خوجی۔ دراورا لل اوا ال۔ اسکے کیا معنے سمجھے۔

آزاد۔ یعنے پہلے پہل یا ابتدا ابتدا مین کیون نہ کہو گے

خوجی۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش۔ شاباش۔ اچھا خط کو ختم کرو آخر مین لکھو۔ راقم آثم آزاد پاشا۔ آثم سین سے لکھنا۔

آزاد۔ مین تو ثے سے لکھ گیا اب بنا دون۔

خوجی۔ نہایت بد املا ہو۔ اب کہین املا الف سے نہ لکھ جانا عین میم الف لام۔ املا کی املا ہے۔

آزاد۔ بجا ارشاد ہوا عین میم الف لام تو عمال ہوگیا

خوجی۔ دہ .. .. .. لاحول ولاقوۃ نہین عین میم لام الف علا۔

اب سنیے کہ خط لکھ کے تیار ہوا اور بھیجدیا گیا اور خواجہ صاحب کمال مسرت کے ساتھ ادھر ادھر گپین اڑانے لگے۔ مس میڈا سے جا کے کہا اب ہماری خوشامد کیجیے آج کے آٹھوین روز ہمارے ہان آپ کی دعوت ہوگی عمدہ سے عمدہ قسم کی برانڈی تجویز کر رکھیے بی شتاب جان کے ہاتھ پلواؤنگا۔

میڈا۔ شتاب جان کون۔ تمہاری بہن کا نام ہے۔

خوجی۔ این! توبہ۔ شتاب جان سے مجھ سے شادی ہونے والی ہے آپنے مجھے بھیجا تھا کہ وہان جا کے نام کرو پڑو گنوہر و تو پھر نکاح ہوگا اب مین سرخرو ہوا پھون اے جامے مین پھولے نہین سماتا ابھی آزاد نے کہا کہ نئے کئی خطوط انکے نام آچکے ہین ؎

شنیدم چو آزاد من این سخن
زشادی نہ گنجید در پیرہن

میڈا۔ کیا سن ہوگا بیوہ تو نہین ہین۔

خوجی۔ خدا نہ کرے درزی زندہ ہے ابھی۔ بیوہ یعنی چہ

میڈا۔ کیا میان والی ہے۔ ماشاء اللہ اور آپ سے ساتھ نکاح کرینگے اور میان کہان جائیگا۔ سن کیا ہے

خوجی۔ ابھی کیا سن ہے۔ کل کی لڑکی ہے کوئی چالیس برس کی انتہا چالیس سال۔ بس پینتالیس ہو شاید۔

آزاد۔ بس پچاس کے پیٹے مین ہین عین عنفوان شباب

میڈا۔ پینتالیس ہی برس کی ہے۔ کیا پالوگے اسے

خوجی۔ (ہنسکر) ہمکو تو اپنی قسمت پر ناز ہے۔

میڈا۔ بھلا شکل صورت کیسی ہے۔ بد قطع تو نہین ہے

خوجی۔ آزاد سے پوچھ لو چندے آفتاب چندے ماہتاب مین تو آزاد کو دعائین دیتا ہون جسکی بدولت خواجہ حسین سرور کو شتاب جان ملی۔ بس۔ واہ۔ خواجہ مسرور کیون نہو۔ ؎

تا گل و سنبل و ریحان ز رہ باغ جو بیند
تا کف و موجہ و گرداب بہ دریا بینند

آزاد فرخ نہاد مع خوجی و دمہ و شان پریزاد رونق بخش بمبئی ہوے

آمد آشفتہ بخواب شبے آن پیمان شکن	ہمدمش مہر فزاد بنکہ صبر گداز

وہ چہ شب سحر آہوی غزالان ختن
وہ چہ شب سحر ابروی عروسان طراز
چہ پر چہرہ نگار یکہ ندارد شکش
در پس پردہ فطرت فلک لعبت باز
خواب نے زاویہ دار دو اوی حسن
خواب نے آئینہ صورت اوئی ...

خواب را شب ہمہ شب دیدہ بیاید دوم
کہ بر دیم در این واقعہ را ساختہ باز

ایک شب کو آزاد فرخ نہاد با دل شاد دس بجے کے بعد بستر استراحت پر گئے معشوقہ پریزاد یاد آئی شوق وصل نے گدگدایا سوچے کہ بعد خرابی بصرہ یہانتک خدا لایا۔ میدان کارزار مین کوس نصرت بجایا۔ غنیم کو نیچا دکھایا۔ عروس آرزو سے دو چار ہوے۔ شاہد مراد سے ہمکنار ہوے اب انشاء اللہ مع الخیر داخل منزل مقصود ہونگے رنج کے بعد راحت پائینگے خوشیان منائینگے اسی خیال مین آنکھ لگ گئی تو خواب مین حسن آرا نے صورت زیبا دکھائی بوس و کنار کی نوبت آئی۔ معشوق سراپا ناز شوخ طناز کا جوبن نہایت طراز بر خندہ زن تھا آخر یہ جادو تھا یا جوبن تھا۔ ؎

بت دلربا نعبتے دلفریب
بلاے قرار و عدوے شکیب
ز سر تا بپا باغ آراستہ
شگفتہ در وانچہ دل خواستہ
گلش مشک سا سنبلش گلفروش
مہ شام پرور شب صبح پوش
بقامت صنوبر بہ چہرہ آفتاب
دو ہندوے بیناد و جادو بخواب

سیہ نرگس او ز مستی خراب
دو آہو بہ چنگال شیران بخواب

صبح کو آنکھ کھلی تو خوش خوش بستر سے اُٹھے دیکھا خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع پلنگ مین پڑے ہین آہستہ سے جگایا دونون نے ملکر نماز صبح پڑھی۔ بعد فراغ نماز خوجی اور آزاد مین باتین ہونے لگین آزاد نے کہا خواجہ صاحب

شب کو ہم نے خواب دیکھا تھا کہ حسن آرا ایک سجے سجائے کمرے مین نازک پلنگڑی پر بصد ناز و ادا تمکن ہین اور اینچا نب کے ہاتھ مین انکا دست سیمین ہے۔ بوسہ بازی ہوتی جاتی ہے معشوقہ پریوش کبھی لجاتی کبھی مسکراتی ہو اسوقت حسن آرا پر عجب عالم تھا۔ جب سے ایزد پاک نے لفظ کن سے دنیا نمود اور ما فیہا کو آشکار کیا حسن آرا کی سی دخت گلفام حور پیکر رو کش قمر خلق نہین ہوئی۔ جمال دلربا کے مقابل مین لیلی و شیرین کا جمال دلفریب گرد۔ اور حسن گلو سوز و عالم افروز کی خجلت سے رنگ مہر منیر زرد۔ ہنگام تقریر منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ ؎

میدہد گفتار تو جان کشتہ زار ترا
ظاہرا خاصیت عیسیٰ ست رفتار ترا

خواجہ صاحب نے یہ تقریر سنکر منہ بنایا۔ اور فرمایا ع

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

آخر ابھی بچے ہی ہو نہ۔ اول تو دن کے وقت خواب کا بیان کرنا غلطی ہے۔ مسافر گمراہ ہو جاتا ہے دوسری غلطی یہ سرزد ہوئی کہ آپ نے شعر غلط پڑھا ع۔

میدہد گفتار تو جان کشتہ زار ترا

غلط ہے یون کہیے۔ ع۔

میدہد گفتار تو جان کشتۂ زار ترا

میدہ کیا معنی۔ میدہد کہیے۔ تیسری غلطی آپ نے یہ کی کہ حسن آرا کی بیجا تعریف مین انتہا سے زیادہ مبالغہ کیا خلق مین خلق نہین ہوئی واہ کون کہتا ہے نہین ہوئی کیا شاب جان سے بڑھ کے ہین۔

شتاب جان کے تو تلوون کو بھی نہ پہونچین اور میرے سامنے کہنا گویا لڑائی مول لینا ہے۔

آزاد مسکرائے۔ خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ بھی غلطی ہو گئی۔ اب آیندہ خیال رہیگا۔ بیشک شتاب جان حسن و جمال مین اپنی آپ ہی نظیر ہین۔

ہوٹل والون سے خواجہ صاحب نے کہا اگر ہماری جانی بیوی کو دیکھو تو غش آجائے اور کوئی چھ مہینے سے اینجناب پر اُس پری پیکر کی نظر پڑتی تھی اب انشاء اللہ لطف رہیگا کمان کا جھگڑا۔ اُسکی دعا مستجاب الدعوات نے سن لی تہے نصیب زہے بخت ایسی قسمت کہان تھی مگر سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا ہے۔ اب آزاد کے سامنے تھوڑا ہی آنے دونگا تابا۔ ہرگز نہین۔ ایسا ہرگز نہین ہو سکتا کیا مجال استغفر اللہ استغفر اللہ ہر بیست محال مگر وہ ندزی بڑا بدنصیب آدمی ہے فاقے ہوتے ہین ع سحر

ہر سحر ش تیرہ تر از تیرہ شام	فاقہ بہ فاقہ کشید سے مدام

یہ کیفیت ہے دس روپیہ ماہواری مقرر کر آیا ہون۔ چال غضب کی ہے بی شتاب جان پر جان جاتی ہے

چتون مین لگاوٹ ہاے غضب مژگان کی جھلک پھر ویسی ہے
دل چھین لیے اسکی ہمین جبین ابرو کی لچک پھر ویسی ہے
وہ چینی نازک رنگ اسکا اور بھرے بھرے وہ رخسارے
صورت پہ امنگ جوانی کی چہرے پہ دمک پھر ویسی ہے
وہ سرخ ملائم ہونٹھ غضب اور اودی اودی وہ مسی کی دھڑی
دانت موتی کی اینٹھن لڑی ہنسنے مین چمک پھر ویسی ہے
ہر آن ہر اسکے آن نئی اور ساتھ ادا اب ویسی ہے
ہے ناز کرشمہ اور عشوہ غمزے کی کمک پھر ویسی ہے۔

مینڈھا۔ تم سے بات چیت بھی ہوئی تھی یا دور ہی دور سے دیکھا

راوی۔ دیکھا کس نالائق نے بات چیت کیسی صورت آشنا بھی نہین ہین اور خدا جانے شتاب جان کوئی ہو بھی یا نہین

خوجی۔ جی ہان۔ مین کئی بار گفتگو کر چکا ہون۔ باتین کیا کرتی ہو لبون سے قند گھولتی ہو شیرین زبان شیرین بیان ع

نہ عاشق ہے فقط اسکا دم نظارہ حیران ہو
کہ آئینے کی صورت آپ وہ مہ پارہ حیران ہو

اور رنگین بھی ہین چشم بد دور۔ جی کبھی کبھی بادۂ گلرنگ کا بھی شغل رہتا ہے یہ بات نہین ہے کہ روکھی پھیکی ہون جب مس کلیریسا آئین تو اُنسے بھی کہدیا آپ کو اپنے ہاتھ سے جام پلائے خدا وہ دن تو دکھائے ع

دہن اُس گل کا چٹکتا ہے برنگ غنچہ
پی کے جب وہ مئے گلرنگ مزہ لیتا ہے

ہاے اسوقت یاد آگئین ایک چھری سی کلیجے پر پھر گئی واے ستم ہاے ستم کیا غضب ہو گیا۔ یا خدا تو اُس گلبدن کی صورت دکھا۔ ورنہ فراق یار مین مر جاؤنگا۔

ہوٹل کے آدمیون نے جو میان خوجی کو اسقدر خوش و خرم دیکھا تو متحیر ہو کر سوال کرنے لگے۔ ایک نے کہا آج کیا پایا جو اُچک رہے ہو۔ دوسرا بولا۔ خیر باشد خواجہ صاحب یہ اسوقت اسقدر خوش کیون ہو تیسرے نے کہا معلوم ہوتا ہے کسی کا ترکہ ملا ہے کوئی دولتمند رشتہ دار لاوارث مر گیا تار آیا ہے ہم کو نہ بھول جانا صاحب۔

خواجہ صاحب اکڑے جاتے تھے کہ ہم بھی اس قابل ہوے

خوجی۔ آج وہ خوشخبری سنی ہے کہ جامے مین پھولے نہین سماتا

خانساماں۔ کہئے تو سہی۔ کچھ ہم بھی تو سنین حضرت

خوجی ۔ ہمارے گھر میں فرزند ارجمند تولد ہوا ۔
خانساماں ۔ ہاں شکر ہے ۔ کیا تار پر خبر آئی ہی مبارک باشد
خوجی ۔ ہاں ۔ ہمارے قبلہ نے ہمکو لکھا ہے کہ خدا کی عنایت سے فرزند نرینہ تولد شد مبارک باد بالبنون والعادہ ۔
آزاد ۔ خدا کی عنایت تو ہے ہی یہ کہو کہ پڑوسیوں کی عنایت سے لڑکا ہوا ۔ پوچھئے آپ نے ہندوستان کب چھوڑا تھا ۔
خوجی ۔ کب کیا معنی ۔ کوئی دو برس ہوے ہونگے ۔
خانساماں ۔ این ۔ چہ خوش ۔ اور لڑکا اب ہوا ۔
خوجی ۔ ارے (دانت کے تلے انگلی دبا کر) افوہ ۔
آزاد ۔ زبان سے لمنا نہیں ہے ۔ دو برس کے بعد بیٹا ہوا آپ کے ہاں اسے لعنت خدا ۔ پیٹے سے منہ چلے دہاں سے وہ بن سکے ۔

خوجی ۔ اچھا اب تو ایک بیوقوفی ہوئی سو ہوئی پھر اب اسکے اعادہ کی کیا ضرورت ہی کہ خواہ مخواہ آتو بناتے ہو بھائی صاحب اصل بات یہ ہی خانساماں جی کہ ایک شتاب جان نامی غریب زادی پر ہماری جان جاتی تھی اب آج اُنے ہمکو خط لکھا کہ شادی منظور ہے تو آؤ بس کچھ نہ پوچھو کر دل کا کیا حال ہے مارے خوشی سے بند چپٹ چپٹ ٹوٹ گئے ۔ ؎

	عنقائے قاف قدر تو اوج ہوا گرفت زو ماند بیضۂ کہ درین آشیان نہاد	

جب مس کلیریسا ہوا کھاکے آئین تو میڈا نے اُنسے حال بیان کیا انکو بھی شگوفہ ہاتھ آیا خواجہ صاحب کو بلایا کہا مبارک باشد یہ خوشخبری تو ہمسے کہی ہی تھی آپنے ہمین سے سنا ہی کہ نہایت حسین ہی خواجہ صاحب اکڑ کر بولے

درین چہ شک چندے آفتاب چندے مہتاب ۔ ع ۔		
	ادا خود لوٹ ہے اُسکی ادا پر	

اُس روز آزاد پاشا نے جہاز کا بندوبست کیا اور جمعہ کے دن مع دونوں پریوں اور خواجہ صاحب کے جہاز پر سوار ہوے ۔ سوار ہونے کے وقت خوجی نے باآواز بلند گانا شروع کیا ۔ ؎

لے رے ملاح لگا کشتی مرا محبوب جاتا ہی	شتابو کی تمنا مین مجھے دل کھینچے آتا ہی
اگر چھوڑا بدیسی ہو کے خواجہ نے گئے لونڈے	شتابو کیلیئے جی بیکل سے تلملاتا ہی

	بدیع سیان نہ گھبراؤ وہ پھر ایکے آتا ہی	

جو لوگ اُردو سمجھتے تھے وہ انکی بے تکی ہانک سنکر کھلکھلا کر ہنس پڑے ۔ صبح کا سہانا سماں ۔ ساحل بحر میلوں فراخ آواز اسقدر گونجی اور خوجی ایسے محظوظ ہوئے کہ دیر تک گونج ہلا ہلا کر گاتے ہی گئے ۔ یقین واثق تھا کہ بیچو بادے کی روح شرمائی ہوگی ۔ تان سین گورمین بیرتا ہوگا آزاد نے شہ دے دے کر اور چنگ پر چڑھایا ۔ جوں جوں انکی تعریف ہوتی تھی اور اکڑتے جاتے تھے ۔
آزاد نے بار بار پر چپک دی تو گلا پھاڑ پھاڑ کے چیخنے لگے (شتابو کی تمنا مین مجھے دل کھینچے آتا ہی)
اب سنئے کہ ایک ٹھاکر صاحب جو بغرض تجارت اکثر اوقات سفر بحری کر چکے تھے خوجی کو دیکھکر سمجھے کہ یہ کوئی بڑے باکمال عارف باللہ ہیں آؤ دیکھا نہ تاؤ قدموں پر ٹوپی رکھدی اور کہا سائیں جی دعائے خیر دو خواجہ صاحب اور بھی اکڑ گئے بہت زور سے ہانک لگائی دگر چھوڑا بدیسی ہو کے خواجہ نے گئے لونڈے شتابو کے لیے جی بیکل سے تلملاتا ہی ٹھاکر صاحب کانپ اٹھے پھر قدم لیے آزاد نے ہنسی کو بہت ضبط کیا ٹھاکر سے کہا مجذوب ہین

سمجھ بوجھ کر انسے باتین کرنا۔ ٹھاکر کو اور بھی یقین ہو گیا کہ یہ ولی حق آگاہ ہین۔

ٹھاکر۔ سائین صاحب ہمارے حق مین دعاے خیر دیجیے غلام ہون۔

خوجی۔ (ٹھاکر کے سر پر ہاتھ پھیر کر) خوش رہو بابا ؎

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میان خوش رہو ہم دعا کر چلے

ٹھاکر۔ آپ کس شہر مین بود و باش کرتے ہین سائین صاحب

خوجی۔ ع

درویش ہر کجا کہ شب آمد سراے اوست

حق حق۔

ٹھاکر۔ (کانپ کر) اب مجھے اُمید ہے کہ بیڑا پار ہو جائیگا

خوجی۔ بیڑا پار کردگار۔ مدد۔ مدد۔ مدد حق حق۔ ؎

دو چشم جگر گور روز سے کباب | کہ بشگفت گوئندہ بار باب
دریغا کہ بعدم بسے روزگار | بروید گل و بشگفد لالہ زار

بسے تیر و دے ماہ و اردی بہشت
بیاید کہ ما خاک باشیم و خشت

+ اللہ باقی۔ من کل فانی۔ اللہ بس باقی ہوس ؎

چو دی رفت و فردا نیامد بدست
حساب از ہمین یک نفس کن کہ ہست

جہاز کا لنگر کھولا گیا تو خوجی نے بہت زور سے کہا بیڑا پار ناخدا پار یا خدا بادۂ عرفان مین سرشار۔ گنہگار شرمسار یا پالک سپہ دگار رشتاب جان گل رخسار۔ خواجہ رنگین بیان بدیع الزمان سے ہمکنار) جہاز اسطرح رواں ہوا ؎

جسطرح سے بیت ابر تر بار پہ جائے | اسطرح سے نغمے کی صدا تار پہ جائے

چند گھنٹون مین یہ کیفیت ہوئی کہ نیچے سطح آب نظر آتا تھا اوپر چرخ لاجوردی۔ ادھر ادھر بحر ناپیدا کنار سر پر فلک زرنگار باد نوروزی مشک افشان و غالیہ ریز روح افزا ہوائے عطر بیز تصور نے یہ رنگ جمایا کہ آزاد کے کان مین کوس ظفر کی صدا آتی تھی اور خوجی کو چو طرفہ فرضی معشوقہ صورت دکھاتی تھی مرکز خاک سے مثلثات افلاک تک عالم نور تھا رنج و غم جہازیون کے دلون سے اسطرح دور تھا جیسے شرق سے غرب یا نیکی سے بدی۔ آزاد سرو شاد بغل مین مس میڈا ھنر پری زاد سامنے کلیریسا نگار حور نژاد خوش کیلیے خواجہ بدیع الزمان شاعر نغز گفتار ضیا بیگم کے عاشق میڈا کی کج ادائی کلیریسا کی دلربائی۔ یہ باغ و بہار وہ خورشید عذار ایک ناوک نگاہ دوسری کجکلاہ یہ شگفتہ رو۔ وہ قوس ابرو۔ اُسکی زلف چلیپا عطر گستر اُسکا طرۂ تابدار روح پرور ؎

ہم متاب و گر سنبل پریشان را
یکے مساز بقتلم دو نا مسلمان را

میڈا۔ (چہل کے لیے) کلیریسا بہن دیکھو ہم سے ان باتون مین نہ بنیگی اللہ جانتا ہو بگڑ جائیگی بس مین کل سے دیکھ رہی ہون کہ تم انکو (آزاد کیطرف اشارہ کرکے) بے طرح گھور رہی ہو کچھ ہم سے بڑھکر ہو ذری آئینے مین اپنی صورت تو دیکھو

کلیریسا۔ (مسکرا کر) چہ خوش۔ اس بدگمانی کے صدقے اسے بھی ہم وہ ہین۔ جن پر ایک عالم کی نظر پڑتی ہے تمہارے آزاد بیچارے کیا ہین۔

میڈا۔ یہ باتین سنی ہوئی ہین نا ایسے ہین کہ تمہاری نیت ڈانوان ڈول ہو گئی

کلیرسا- اب تو تم صاف صاف کہنے لگیں تم کو شرم نہیں آتی اگر ہم مارے شرم کے گڑے جاتے ہیں واہ اچھا مذاق ہے

میڈا- بُرا نہ ماننا بہن - آزاد کیطرف کوئی بدنیتی سے دیکھے تو ہمارا دل بیقرار ہو یا نہو نہیں انصاف سے کہو اب انصاف تمھارے ہی ہاتھ ہے -

کلیرسا- اب صاف صاف کہواتی ہو - کیون چاہے یہ بُرا مانین چاہے بھلا مانین پہلے حضرت ہی نے نظر ڈالی بیٹھے تو ہین پوچھ نہ لو -

آزاد- خوب اب مجھسے لڑوانے کا ارادہ ہے کیا

خوجی - کر تو کر نہین تو خدا کے غضب سے ڈر -

کلیرسا- اچھا اِنسے پوچھ لونا - کیون بندہ پرور آپنے کئی بار اظہار محبت کیا تھا یا نہین - مین نے کہا تھا یا نہین کہ میڈا ہم سے بدظن ہو جائیگی -

میڈا- چلو بس اب بڑھ بڑھ کے باتین نہ بناؤ -

کلیرسا- عشق بھی کیا چیز ہے مرد وے تو اپنی گون سے عاشق ہوتے ہین مگر عورتین جو ندھیا ہی جاتی ہین عجب کارخانہ ہے -

آزاد- تو کیا ہم مس میڈا پر گون سے عاشق ہوے ہین

خوجی - استاد تم بڑے گون گہرے ہو تمھین ہین خوب جانتے ہین اپنے مطلب سے تو کہین پر چوکتے ہی نہین وہ بے بدل استاد ہو -

آزاد- اب یہان ٹراؤگے تو جہاز سے ڈھکیل ہی دونگا

خوجی - دیکھا نہین ہر کسی کو دکھنے تول کر ہاتے دو ہاتھ دو باتون تو ہین ہی نہین - ہو نہ بڑے سرنگ بنے ہین اتنا اتنے مین ایک ملاح نے کہا لوگو ہوشیار رہنا جو خبردار آندھی آتی ہے طوفان کی آمد آمد ہے - دوسرے ملاح نے کہا گھبراؤ نہین زور کا طوفان نہین ہے جلد دور ہو جائیگا۔ اس خبر کے سنتے ہی اکثرون کے ہوش اُڑ گئے اور بہتیر تھرانے لگے مگر خواجہ صاحب کی بیقراری سب سے بڑھی ہوئی تھی غل مچانے لگے ارے دہائی ہو لوگو دہائی ہے - یاران دہائی ہے دہائی ہے یاران - دہائی ہے غمگساران - جہاز کی دہائی بیڑے کی دہائی - سمندر کی دہائی - ہاے شتاب جان - واے شتاب جان - اری میری پیاری شتاب دعا مانگ -

آخری فقرہ کہکر ایک مرتبہ اکڑ کر آزاد کی طرف دیکھا آزاد انکی قبر تک سے واقف تھے تاڑ گئے کہ فقرے کی داد چاہتے ہین کہا لے سبحان اللہ شتاب جان کیلیے شتاب کیا خوب ضلع جگت سے تو کہین چوکتے ہی نہین کبھی -

خوجی - تسلیم - یہ تو کوئی تعریف نہوئی - بندہ نواز اپ جناب اس فن کے نقاد اس علم کے مسلم الثبوت اُستاد ہین جی کوئی برابری کرے تو بھلا -

آزاد- اور لطف یہ کہ ایسے نازک وقت مین بھی نہین چوکتے

خوجی - یا خدا میری سن لے - مین رکوع و سجود و تمام و تمام صوم و صلوٰۃ و دعا کا پابند - فقیر کامل و عالم و فاضل علامہ با عمل فیلسوف اور دقاق ہون مستجاب الدعوات ہون - برگزیدہ کائنات اشرف المخلوقات ہون انسان کا انسان علم مین - وقت نبرد شیر مرد - در صلح بالکل سر لے یار و خدا کو یاد کرو سو کرا سکی درگاہ سے دعا سے خیر مانگو کہ خواجہ بدیع الزمان بچ جلے اور شتاب جان سے بیاہ ہو اور عمر بھر نباہ ہو خوب ہو - سے

زبان درد ہات عندلیب ہیار	کتونت کہ چشم مست اشکے بہار

نہ پیوستہ باشد روان در بدن ‌| نہ ہموار گردد زبان در دہن

مکن عمر ضائع بہ افسوس و حیف
کہ فرصت عزیزست والوقت سیف

یا باری تعالے میری مدد کر اور مجھے بچالے خداوندا۔

راوی ۔ اچھی دعا مانگی اور سب چاہے غرقاب ہو جائین مگر حضور بچ نکلین۔ شتاب جان کے ساتھ شادی کی ٹھہر چکی ہے

آزاد ۔ خواجہ صاحب یہ کیا سبب ہے کہ آپ صرف اپنے حق مین دعاے خیر مانگتے ہین اور بیچارون کا بھی تو خیال رکھیے جناب

خوجی ۔ میان اسمین ایک لم ہے ۔ بندہ مستجاب الدعوات جو دعا مانگونگا وہ قبول ہو جائیگی اگر سب کے لیے دعا مانگون تو سب بچ جائین مگر ایک خرابی ہے کہ اللہ میان کا ہم پر احسان ہوگا اور ہم پرائے پھٹے مین کیون پانون ڈالین نہ صاحب یہ ہم سے تو نہ ہو سکے گا بندہ بدور۔

اتنے مین آندھی کی آمد آمد ہوئی مس کلیریسا تو ملک رستخیز دیکھے ہوئے تھین ۔ ذرا بھی اس کا تشویش نہ کی بلکہ جس رخ سے آندھی اٹھی تھی اسکو دیکھا کین ۔ میمڈا گوہانکی وغیرہ تھی سپاہی زادی تھی مگر اس نازک اندام کے دل مین کسیقدر خوف جاگزین تھا ۔ آزاد استقلال کے ساتھ جہاز کے کپتان سے باتین کر رہے تھے مگر خواجہ صاحب کے ہوش اڑے ہوئے کہ یا خدا اگر جہاز ڈوبا اور ساتھ ہی خود بدولت بھی غریق بحر فنا ہوے تو شتاب جان کیا کریگی ۔ سب سے زیادہ انھین کو زندگی عزیز تھی سوچے کر چاہے مر جائین مگر اپنا سلامان بیس رہے ۔ فوراً انیم کی ڈبیا لی اور خوب کس کے کمر مین باندھکر کہا ملدیا رو ۔ ہم تو تیار ہین اب چاہے آندھی آئے چاہے بگولا ۔ چاہے طوفان بلکہ طوفان کا باپ آئے تو کیا مضائقہ ہے ۔ چینا بیگم کو اب کلیجے سے لگا لیا بس ۔ ع ۔

ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

ڈوبین بھی تو انھین کے ساتھ ۔ ع ۔

ہم تو ڈوبینگے مگر یار کو لے ڈوبینگے

تنہائی سے یہان طبیعت کو نفور رہے ۔ اکیلے ڈوبے تو کیا فرمایے ۔ ڈوبین تو دو ایک کے ساتھ ۔ جہاز والے انکی عقل پر ہنستے تھے کہ اگر ڈوبنے کا خیال ہے تو انیم کیا بچا لے گی ایک ڈبیا نہین کھیت کا کھیت لے بیٹھیے تو کیسا ہوتا ہے بعض آدمی کسیقدر بدحواس تھے اور جو بدحواس نہ تھے وہ بھی کچھ کچھ منتشر تھے کہ واللہ اعلم طوفان کیا گل کھلائے مگر خواجہ صاحب تان لگا رہے تھے مت ارے ملاح لگا کشتی مرا محبوب جاتا ہے ۔ شتاب کی تمنا مین مرا دل تلملاتا ہے میان نہ گھبراؤ وہ سہرا اسکے آتا ہے یہ بے تکی ہانک سنکر آزاد نے کہا خواجہ صاحب آپ تو بیوقت کی شہنائی بجاتے ہین پہلے تو خوب روئے چلائے اور اب تان لگانے اور اپچ کی لینے لگے ماشاء اللہ کیا عقل ہے ۔ یہ گانے کا وقت ہے بھلا ۔

الغرض اس مرتبہ کے سفر مین باد شرطہ نے اس کا موقع نہ دیا ایک مرتبہ طوفان کی آمد آمد تھی مگر فرو ہو گیا ۔

خواجہ صاحب ٹھاکر کو راہ مین الو بناتے ہوے مزے سے آتے تھے اور قہقہے پر قہقہے پڑتے جاتے تھے ۔ آزاد نے خوجی کے کان مین کہا ۔ استاد آتے ہوے مس فرشیا یعنی مسز ایبلیٹن کے سبب سے راستہ کٹا اب جاتے ہوے ٹھاکر کے سبب سے دل بہلیگا ۔ ٹھاکر صاحب بار بار خواجہ صاحب عارف باللہ سے مختلف امور دریافت کرتے تھے اور میان ہم

فقیر کامل بنے ہوئے کل امور کا اناپ شناپ جواب دیتے تھے

ٹھاکر۔ سائین جی جمعہ کے دن سفر کرنا کیسا ہے آپکے نزدیک۔

خوجی۔ سعد جمعہ کو روز آدینہ کہتے ہین نیک دن ہے۔

ٹھاکر۔ اور جمعرات کے دن سفر کیسا۔

خوجی۔ اچھا جمعرات سعد اکبر ہے۔ ؎

ہر گناہے کہ کنی در شبِ آدینہ مکن
تا کہ از صدر نشینان جہنم باشی

آزاد۔ ٹھاکر صاحب آپ کب سے سفر کر رہے ہین ہوگی کوئی دس برس۔

ٹھاکر۔ ایسا کہ جب سعادت علیخان تخت نشین ہوے ہمارا سن کوئی چودہ برس کا تھا تب سے ہم سفر کرتے ہین اور ہر سال سفر مین رہتے ہین۔

آزاد۔ تو آپ اودھ کے رہنے والے ہین مگر اتنا سن آپ کا نہین معلوم ہوتا کہ سعادت علیخان کے وقت جلوس آپ چودہ برس کے ہون۔ چودہ برس کے سن سے آپ سفر کرتے ہین اور اب تک ضعیف الاعتقاد بنے رہے

ٹھاکر۔ سنیچر کے دن آپ سفر کر کے دیکھ لین صاحب

خوجی۔ انسے اس بارے مین گفتگو ہی نہ کرو یہ ملحد ہین خدا کو نہین مانتے انکا بابا آدم ہی نرالا ہے۔ ؎

از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم
من رسم این دیار ندانم مسافرم

آزاد۔ بھلا اودھ آپنے کب چھوڑا تھا۔ وہان کی کوئی تازہ خبر بھی معلوم ہے۔ آپکے اعزہ اقربا کہان رہتے ہین۔

خوجی۔ ان باتو نکا تیجھے جواب دینا۔ پہلے ہماری سنو ہر صبح کو بعد مناجات نظامی گنجوی کے یہ اشعار پڑھ لیا کرو۔ ؎

دریغا کہ بگذشت عمر عزیز	بخواہد گذشت این دم چند نیز
گذشت آنچہ در ناصوابی گذشت	وزین نیز در نیابی گذشت
کنون وقت تخم ست اگر پروری	گر امید داری کہ خرمن بری
بشہر قیامت مرو تنگدست	کہ وجہے ندارد بہ حسرت نشست

اگرت چشم عقل ست تدبیر گور
کنون کن کہ چشمت نہ خوردست مور

ٹھاکر۔ مین یہ شعر ابھی لکھ لونگا (آزاد کیطرف مخاطب ہو کر) اودھ چھوڑے ہوے کوئی تین مہینے کئی روز ہوے۔ تازہ خبر یہ ہے کہ ایک بیگم صاحب نے اپنے عاشق کو حکم دیا کہ اگر شادی کرنا چاہتے ہو تو روم جاؤ اور وہان اپنے مذہب والون کی طرف سے خوب لڑ بھڑ کے جب واپس آؤ گے تمھارے ساتھ نکاح ہو جائیگا۔ لوگ اسکے عاشق کی تو تعریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ معشوق کا حکم پاتے ہی چلا گیا مگر بیگم کی نسبت اکثرون کی رائے ہے کہ عورت اچھی نہین ہے۔ وہ بیگم شاعرہ بھی ہین چنانچہ اُنکے نام سے ایک غزل مشہور ہے جسکو ارباب نشاط محفلون اور جلسون مین اکثر گایا کرتے ہین۔ ؎

جو عندلیب ہو قید قفس مین زار رہے	غضب کی بات ہے بلبل گلون مین خار رہے
ہزارون بھاگ گئے تیغ غم کی بارش سے	ہم ایک جان بکف تھے کہ جو دو چار رہے
ہماری آہ جگر سوز سے قیامت تک	فلک کا سینۂ بے مہر داغدار رہے
عجب ہے چرخ کا چکر کہ سر زمین پہ بھی	قرار سے نہ پیادہ نہ شہسوار رہے
ہماری بلند پائی کے فیض جوشش سے	حباب بھی جو اٹھے تو بھی ہمسوار رہے
اٹھے کبھی خوشی سے نہ چمن سے بیٹھے	قدم قدم پہ گرے ضعف سے نزار رہے

مزا اسی مین ہے رگ رگ کے ہوتے ٹکڑے | ہمارے قتل کو خنجر نہ آبدار سہی

ملا ہے ہمکو پتا آنے والے ہین آزاد
خدا کرے کہ ہمیشہ وہ ہمکنار رہے

آزاد نے آہ سرد بھر کر کہا ٹھاکر صاحب شاعرہ ہونے مین کچھ فرض نہین ہے کہ فاحشہ ضرور ہو ۔ اکثر عورتین ہندو مسلمانون مین ایسی گذر گئی ہین جو پڑھی لکھی تھین ۔ اور اب بھی اکثر ایسی عورتین موجود ہین کوئی تیز طبع ہوئی وہ شعر کہنے لگی اسمین قباحت ہی کیا ہے ۔ زیب النسا کیسی عفیفہ و پاکدامن عورت تھی وہ شعر بھی کہتی تھی ۔ ؎

وائے بر شاعران نادیدہ | غلطی را بخود پسندیدہ

سر در اقد یاری گویند
سرو چوبے ست ناتراشیدہ

لکھنؤ کی ایک شاعرۂ آتش زبان کا مطلع سنیئے ؎

سینے کو چمن بنا کے جائینگے ہم
گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم

ایک شاعر کا مطلع کس دھوم کا ہے ۔ ؎

سر اُنکا کے قاتل نے کہا
پھل لگا ہے آج نخل دار مین

مگر بات یہ ہے کہ آج کل شریف زادیان تو لکھنے پڑھنے سے بھاگتی ہین انکو شوق آرائش و تراش خراش ہے ۔ دن بھر بنی ٹھنی رہین ۔ ہر دم مانگ چوٹی مین گرفتار رہین ۔ پڑھنے لکھنے سے انکی بیزار اور بیسواؤن نے اپنی قدر کے لیے لکھنا پڑھنا شروع کیا تاکہ اُمرا مین انکی اور بھی قدر رہو وہ شاعر بن بیٹھین ۔ بعض بعض خود شعر کہتی ہین بعض بعض اورون سے کہوا کر اپنے نام سے مشہور کرتی ہین ۔

اسی سبب سے شریف زادیان احتراز کرنے لگین ۔ اور اُس بیگم بیچاری نے جو اپنے عاشق کو روم بھیجا اور شرط کر لی تو کیا گناہ کیا ۔ حمیت اسلام اسی کی مقتضی تھی ۔

ٹھاکر نے کہا ہان ہماری بھی یہی رائے ہے مگر بعض آدمی خصوصاً بڈھے اسکے خلاف ہین سنا ہے کہ وہ بہنین ہین دونون بیاہی ہوئی ہین ۔ ایک اُنکا نام سپہر آرا بیگم ہے وہ بیاہی گئی ہین اور وہ جو روم گئے ہین اُنکا نام آزاد ہے اُنکو حسن آرا بیگم منسوب ہونے والی ہین ۔

ایک شخص محمد عسکری نامے اس بیگم کے عزیز و نہین ہین انکا بھی بڑی بہن پر دانت تھا چنانچہ اُنھون نے مشہور کر دیا ہے کہ آزاد نے روم مین ایک نیچ قوم عورت کے ساتھ شادی کر لی جسوقت حسن آرا نے یہ خبر اخبار مین پڑھی دھک سے رہ گئی اور اسقدر رنج ہوا کہ بیان سے باہر ہے ۔ لوگ سمجھے کہ مر گئین

ٹھاکر اسقدر بیان کر چکا تھا کہ مرنے کے لفظ پر آزاد کی زبان سے (خدا نہ کرے خدا نہ کرے) یہ کلمات نکل گئے ٹھاکر صاحب چکرائے کہ اِنکو حسن آرا سے کیا واسطہ پوچھا کیا آپ بھی واقف ہین مسکرا کر جواب دیا ہان کچھ کچھ ۔

ٹھاکر نے بیان کیا کہ حسن آرا ہزار جان سے آزاد پر عاشق ہین یہانتک کہ انکی شادی کی خبر سنکر مارے قلق کے زندہ در گور تھین آزاد نے پھر (خدا نہ کرے) کہکر آہ سرد کھینچی اور دل مین سوچے کہ خدا ہی خیر کرے جو آتا ہے ایک تازہ مصیبت کی خبر سناتا ہے ۔ پہلے سنا سپہر آرا کے میان نے قضا کی اب سنتے ہین کہ حسن آرا علیل ہو گئی ہین محمد عسکری نئے بگڑے دل پیدا ہوے مگر خیر ۔ بہت گذر گئی تھوڑی مصیبت اور باقی ہے ۔ خوجی نے انکے کان مین کہا ۔ میان ۔ اب دل کا ذکر ہی نہ کرو کوئی کچھ کہیگا کوئی کچھ خدا پر چھوڑ دو بس

اسمین سب قدرتین ہین - جہاز پر دل بہلاؤ ٹھاکر اُنو چھنسا ہے اسکو بناؤ - بس -

خوجی - بڑا کر - سنو بچا ہماری نصیحتین گوش ہوش سے سنو ایک تو یہ کہ سفر روزگر دکر تین بجے سے اُٹھکے ۳ بجے اُٹھے اور چار پانچ کوس نکل گئے - ورنہ سفر اور خواب مین بڑا فرق ہے - بعد المشرقین - ؎

شبے خوابم اندر بیابان قید	زدبست پای دیدن ز صید
شتربانے آمد ہول و ستیز	زمام شتر بر سرم زد کہ خیز
مگر دل نہادی بمردن ز پس	کہ برمی نہ خیزی ببانگ جرس
مرا ہمچو تو خواب خوش در سرست	ولیکن بیابان بپیش اندرست

خنک ہوشیاران فرخندہ بخت
کہ پیش از دہل زن بسازند رخت

دوسری نصیحت یہ ہے کہ ایک بیوی سے زیادہ کے ساتھ شادی نہ کرنا اور اگر وہ قضائے ایزدی سے مرجائے تو مجبوری ہے زوجۂ ثانیہ کا خیال دل مین نہ لانا تیسری نصیحت یہ ہے کہ رات کو دو گھنٹے تک ٹھنڈے پانی مین کھڑے رہکر یاد خدا کرنا اسمین چاہے مرجاؤ مگر منھ نہ موڑنا گرمی سردی برسات تینون فصلون مین اسکا خیال رہے ورنہ پھر پچھتاؤ گے اور یہ اشعار زبان پر لاؤ گے - ؎

دریغا کہ فصل جوانی برفت
بلہو و لعب زندگانی برفت
دریغا چنان روح پرور زمان
کہ بگذشت برما چو برق یمان

چوتھی نصیحت یہ ہے کہ عمدہ غذا اور عمدہ پوشاک سے پرہیز رکھنا کھانے کو جو کی روٹی پہننے کو ادنٰی پاپوش اور پانی

دسترخوان پر نہ پلاؤ ہو نہ باقرخانی - یہ کہکر اکڑ گئے اور آزاد کی طرف غرور کی نظر سے دیکھا - آزاد نے کہا واہ شاہ صاحب پانی اور باقرخانی کا خوب قافیہ ملایا فرمایا یہ چٹکلے ہین - غذا اے لذیذ اور پوشاک عمدہ دنیا پرستون کے لیے ہے نہ کہ فقرا کے لیے - ؎

ز سودائے آن پوشم واین خورم
نہ پرداختم تا غم دین خورم

خواجہ صاحب نے آزاد سے دریافت کیا کہ (جہاز کسوقت بر میمون مقام داخل شوند) آزاد بولے حضرت اب ترکی نہ بولیے اردو ہی مین ہم کج مج زبانون سے باتین کیجیے یہ میمون مقام چہ معنی دارد -

خوجی بہت ہنسے اور یون سمجھانے لگے - برادر میمون مقام کا لفظ نہین سمجھے تو باز چہ خواہی فہمید - آزاد نے کہا برادر کے بعد میمون نہ کہا ہوتا دیکھیے ایک ہوئی یاد رکھیے گا اب ہماری زبان سے بھی کوئی جا بیجا کلمہ نکلا تو برا نہ مانیے گا - خیر - خواجہ میمون مقام کے معنی تو بتاؤ - فرمایا میمون مقام مرکب ہے ساتھ دو لفظون میمون اور مقام کے - میمون کے معنی بندر (بروزن چقندر) اور مقام کے معنی جگہ - جگہ کو عربی مین گاہ کہتے ہین - میمون پہلے اور مقام اسکے بعد دونون جب مرکب ہوے تو ملکر میمون مقام لفظ قرار پایا - یعنی بندرگاہ یعنی وہ جگہ جہان بندر رہے -

آزاد - میمون کے معنی بندر - سلمنا ہم کو معلوم ہے مگر بندر کے بعد یہ کہنا کیا فرض تھا کہ بندر بروزن چقندر - خیر اسکو بھی جانے دو مقام کے معنی کی کیا ضرورت تھی

اس لفظ سے کون واقف نہین ہے اور پھر جگہ کی عربی بتانا کیا فرض تھا اور سیمون مقام کیون کہا - بندرگاہ ہی کیون نہ فرمایا -

خوجی - عام فہم الفاظ ہماری زبان سے نہ نکلینگے -

آزاد - سبب - کیا بہت پڑھے لکھے آدمی ہین - آپ سبحان اللہ

خوجی - سبحان اللہ سیت - کیا کچھ جھوٹ بھی ہے عام فہم الفاظ زبان سے نکلین تو زبان کاٹ ڈالون پڑھا جن ہون اور ہماری طبیعت تو وقت پسند واقع ہی - جب شعر پڑھا دق مغلق سے

شاہد ہستی مطلق کی کمر ہے عالم
لوگ کہتے ہین کہ ہے پر ہمین منظور نہین

اب اسمین ہم کیا کرین - فرمایئے اور شعر سنیئے اس سے بھی ڈبل یعنی سمجھ مین آئین تو میرا ذمہ - جن صاحب کو دعوی ہو وہ کہکر دیکھ لین - سنئے -

بوسہ کیسا ہی غنیمت ہے
کہ نہ سمجھے وہ لذت دشنام

اتنے مین ملاحون نے کہا اب بمبی سامنے سے نظر آتی ہے سُنتے ہی خوجی کی باچھین کھل گئین چلا کر کہا یارو ذرا دیکھنا بی شتاب جان کی نفس تو نہین آئی ہے کرم بخش نامے مہری ساتھ ہوگی اطلس کا چھٹکا ہی اور کہاروتی گھڑیان مہوی رنگی ہوئی ہین مچھلیان ضرور لٹک رہی ہونگی - بی شتاب جان بہت ملے شتاب جان صاحب آزاد پاشا - آواز آئی - اے یار آواز آئی خدا کا واسطہ بتادو بی شتاب جان - اے کرم بخش - مہری مہری کیا بہری ہے -

لوگون نے سمجھا کہ صاحب ابی بندرگاہ تو آسنے

دیجیے بی شتاب جان اور کرم بخش یہان سے کیونکر سن لینگی کہا اجی ہٹو بھی - تم کیا جانو کبھی کسی پر دل آیا ہو تو سمجھو اسے نادان عشق کے کان دو کوس تک کی خبر لاتے ہین اور کون کوس کڑی منزل کے کوس کیا شتاب جان نے آواز نہ سنی ہوگی - واہ بھلا کوئی بات ہے مگر جواب کیون نہ دیا یہ پوچھو - اسمین ایک لم ہے پوچھو وہ کیا - وہ یہ کہ - ع

معشوق نہین ہمین اگر اتنی بھی شہو

اگر آواز کے ساتھ ہی آواز کا جواب دین تو بندے کی نظرون سے گر جائین - مزہ جب ہے کہ ہم بوکھلائے ہوئے اِدھر اُدھر ڈھونڈھتے اور آوازین دیتے ہون کہ بی شتاب جان صاحب - اجی بی صاحب اور وہ بیچھے ہی مین پیچھے سے ایک دھول جمائین اور تنک کر کہین - اللہ رے موئے کا ٹاٹا آنکھون کا اندھا نام مین سکھ غل مچاتا پھرتا ہے شتاب جان - شتاب جان - اے بی صاحب تیری بی کو کیا کہون - موئی کہین جرخاکا تری ہوگی - اور ہم دھول کھا کر عمداً کہین کہ دیکھیے سرکار ابکی دھول لگائی تو خیر جو اب دھول لگائی نہ تو بگڑ جائیگی - بس کہدیا ہے اور وہ جھلا کر ایک اور جمائین کہ اینجانب کی ٹوپی گھوڑے پر جا کے گرے اور ساتھ ہی اس گھٹی ہوئی کھوپڑی پر تڑاتڑ دو چار اور جمادین تب ہنسکر کہون - جان من خدا گواہ ہے اسوقت پیٹ بھرا ہے ورنہ مارے بھوک کے آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی تھین سفر اور پردیس مین ایسی چاند تارہ سرپارہ کہان ملتی جو بے دم ٹک دھول پر دھول جماتی اور ابھی کیا ہے پیاری ذرا اتر دی ہو کے بیٹھین تو پھر دو ایک جوتے

ضرور اگانا۔ ہاں بے پاپوش کاری کے طبیعت بےچین رہتی ہے۔

آزاد۔ بالفعل کہیے تو خاکسار ہی لگا دے جی۔

خوجی۔ (مسکرا کر) ارے نہیں حضرت آپکو تکلیف ہوگی

آزاد۔ واللہ کس مردود کو اپنے حساب تکلیف ہو۔ دو جوتوں میں آپ اس درجے کو پہونچ جائیں کہ پھر عمر بھر آرام سے سوئیے۔ ع۔

نے غم دزد نے غم کالا

یا کہیے فقط سونگھا ہی دوں گو تکلیف ہو کچھ پروا نہیں اسکا کہاں تک خیال کرونگا۔

خوجی۔ میاں پہلے منہ دھو آؤ۔ دل لگی نہیں ہے ان کھوپڑیوں کے سہلانے کے لیے پریوں کے ہاتھ چاہییں نہ کہ تم ایسے دیو زادوں کے۔

آزاد۔ خدا کرے جسوقت شتاب جان آپ پر پاپوش کاری کریں اُسوقت ہم بھی ہوں۔ کہتے جائیں کہ ہماری خاطر سے ایک اور۔ پھر پڑے اکی رنجک چاٹ گئی مگر خوب چٹاخ سے آواز آئی ہاں ذرا ایک اور۔ اور ذرا اور ایک آواز جائے۔ ؎

تا صبح کے سر پہ ایک جائے چٹاخ سے ... پھر ہاتھ مل رہے ہیں کہ اچھی پڑی نہیں

اتنے میں ساحل بحر نظر آیا تو خواجہ صاحب نے غل مچایا شتاب جان صاحب جی حضور کا غلام فرزندانہ آداب عرض اسقدر کہہ چکے تھے کہ لوگوں نے قہقہہ لگایا۔ اور خوجی متحیر ہوئے کہ یہ کیا اسرار ہے۔ آزاد سے پوچھا کہ اس خندۂ بے محل کا کیا سبب ہے۔ آزاد بولے آپ کی حماقت اسکا سبب ہے گدھاپن خود کرتے ہو اور اوپر سے ہم سے پوچھتے ہو کہ اسکا کیا سبب ہے کیا فقرہ کہا تھا آپ نے ذرا پھر فرمائیے گا خواجہ صاحب نے طیش کھا کر پھر وہی فقرہ سنایا۔ اجی حضور غلام فرزندانہ آداب عرض کرتا ہے۔

آزاد۔ تو آپ شتاب جان کے صاحبزادے فرزند دلبند ہیں۔

خوجی۔ یہ کاہے سے۔ صاحبزادے ہیں یا میاں ہیں شوہر خاص

آزاد۔ پھر یہ فرزندانہ آداب کیسا ہوتا ہے۔ جورو کو کوئی فرزندانہ آداب عرض کرتا ہے۔ تو آپ کی بیوی کیا حضرت کی والدۂ شریفہ ٹھہریں۔

خوجی۔ (اگالو پر تھپڑ لگا کر) آ ررررر غضب ہو گیا بڑا بڑا ہوا واللہ ستم ہو گیا۔ سخت مصیبت میں گرفتار ہو گئے ایسے خفیف ہوئے کہ توبہ ہی بھلی۔ ارے ہی خفت سی خفت ہے مگر چرطے کی زبان پھسل گئی لیکن تشفی یہ ہے کہ بدحواسی کے وقت ایسا کلمہ زبان سے نکلا اور وہ بھی اپنی پیاری شتاب جان کی نسبت۔ جی۔ پھر دریں چہ مضائقہ باشد اب تو صاف صاف فنس نظر آتی ہے۔ وہ دیکھیے ہوا سے زلف درہم و برہم ہوئی جاتی ہے۔ ؎

سمجھ کر چھیڑ او مشاطہ اسکی زلف پر خم کو
خدا کے واسطے برہم نہ کر اسباب عالم کو

وہ مہری سامنے ڈٹی کھڑی ہے اخاہ اب تو بی کریم بخش بھی بالطہر ہیں۔ سرو قامت رشک شمشاد ہے اس حور کردار کی مہری بھی پریزاد ہے۔ وہ ہنسی آہاہا۔ دُرد ندان سنے مار ڈالا کیا پیارے دانت ہیں۔

چمک لعل بدخشاں کی مٹا دے
ترے ہونٹوں پہ ایسا رنگ پان ہے

یاران مژدہ باد کہ عروس مانوس من و نگار گلعذار من

وصبیۂ من بی شتاب جان ذات حسنہ از جبر ٹو کہ زر نگار سرامی ہسیند و میگوید ۔ ؎

یار نام خدا ہے کشتی مین
آ خدا آج پار بیڑا ہے

آزاد۔ یار عمر بھر مین برجستہ شعر آج ہی سنا جب حال

خوجی۔ درست۔ اور وہ شعر جو کانسل کے نام ہم نے لکھا تھا۔ ؎

اے قبائے بادشاہی راست بر بالائے تو
مصرع ثانی حذف شد والائے تو

آزاد۔ مگر ایک غضب پھر کھایا۔ پہلے شتاب جان کو اپنی مادر مہربان بتایا۔ ابھی ایک ایسا کلمہ کہا کہ پھر مہیب جاؤگے زبان سے کہنا ہی نہین۔

خوجی۔ کیا طاقت۔ ہم نے کیا کہا تھا۔ یہی کہا تھا نہ کہ عروس من ونگارِ من وصبیۂ من بی شتاب جان۔ پھر کیا عروس نہین یا صبیہ نہین ہے۔

آزاد۔ اے لعنت خدا مارے کم بخت صبیہ عربی مین لڑکی کو کہتے ہین لے اب سر پیٹو کبھی ماں بناتا ہے کبھی لڑکی اور پھر اوپر سے غرّاتا ہے۔

خوجی۔ (سر پیٹ کر) زبان تراش ڈالنے کے قابل ہے لیکن خبر گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط۔

آزاد۔ یار وہ دیکھو سامنے کیا نور کا تڑکا نظر آتا یہی ہماری شتاب جان ہین۔ کیا صورت ہے۔ ؎

چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہے سرو
گوش نازک ہین گل تر غنچۂ گل ناک ہے
جلوہ گر خال سیہ ہے روئے آتشناک پر
چشمۂ خورشید مین زنگی مگر تہ آب ہے

اتنے مین جہاز لنگر انداز ہوا اور لوگ اترنے لگے خواجہ صاحب دور ہی سے فرنگی شتاب جان کو ڈھونڈھنے لگے۔ کرم بخش او کرم بخش اب خدا کے واسطے یہ چوچلے رہنے دے۔ کمبخت معلوم ہے آپ غضب یار ہین مگر آپ کب تک ترساؤگی۔ لاحول ولا قوۃ مین نے ایک دن اس مہری سے دل لگی کی تھی بس تب سے منھ چڑھ گئی۔ ؎

خواجہ با بندۂ پری رخسار
چون در آید بہ بازی وخندہ
ہیچ عجب گو چو خواجہ حکم کند
دین کشد بار ناز چون بندہ

آزاد مس کلیریسا اور مس میڈا کو لیکر خشکی پر آئے اسباب اتار لیا اتنے مین مرزا صاحب نے دوڑ کر آزاد کو گلے لگایا۔ آزاد کمال مسرور ہوے خوجی سے مصافحہ ہوا مگر ان دونون پری پیکرون کو دیکھکر کسی قدر حیرت ہوئی۔ آہستہ سے پوچھا یہ دو ماہرو معشوق کہان سے لائے ہو کیا پرستان کی پریان ہین۔ مسکرا کر جواب دیا ہان۔ کہونگا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ خواجہ بدیع الزمان کفن پھاڑ کے بول اٹھے ادھر ادھر شتاب جان ادھر مہربان۔ کرم بخش او کرم بخش کرم پھوڑ کم بختی کے نشان میان خواجہ بدیع الزمان تیری تلاش مین سرگرم ہین اور تو شتہ بتاتی ہے۔ جان جان۔

مرزا۔ کس کو پکارتے ہو جناب خواجہ صاحب مین بلا لوں تھو۔ بڑے منہ مین آئے۔ آپ ہین کیا بیچارے۔ وہ

حال ہی اور ہے ایسا حال کہ کبھی آپکے فرشتون نے بھی دیکھا ہوگا شتاب جان (ریشہ خطمی ہوکر) کیون کیا پیارا نام ہے۔

مرزا۔ کیا بیاہ لانے کوئی پری چہرہ مگر استاد۔ نام تو ہندوستان کا ہے۔ ذرا دیکھا تو دور نظر سے خوش گذرے

آزاد۔ گھر مین تو خیریت ہے۔ بیگم صاحب کا مزاج تو اچھا ہے۔ اور سب خیر وعافیت ہے زمین ہے یا چھڑا دیگئی

مرزا۔ بے نوکر ہے۔ گھر مین بہمہ وجوہ خیریت ہے۔

راوی۔ کوئی آزاد ہی کے دل سے پوچھے۔ مطلب تو اس معشوق شوخ کی خیریت دریافت کرنے سے تھا مگر ہیر پھیر کرکے پوچھا گھر مین خیریت ہی بیگم صاحب کا مزاج اچھا ہے زمین نوکر ہے یا نہین

بجا ارشاد ہوا زمین سے آپ کو سروکار۔ آپ اپنی طرار سالی کا ذکر خیر کیجیے۔

آزاد۔ بیگم صاحب سے تم بہت جھوٹے بنے مگر اتفاق شکایت تو ضرور کرتی ہونگی۔ خدارا لڑوا نہ دیجیے گا۔ آپ لگی باز آدمی ہین آپ سے خوف معلوم ہوتا ہی ہین

مرزا۔ ہمایون فر کا حال کچھ سنا آپ نے۔ ہاے۔ ہاے

آزاد۔ افسوس۔ سخت افسوس ہوا سپہر آرا کے غم والم کا حال ناگفتہ بہ مگر اسکے ساتھ ہی گھر بھر کی بری حالت ہوئی ہوگی۔

مرزا۔ دریں چہ شک یہ تو قاعدے کی بات ہے۔ ؎

چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

مگر مژدہ باد کہ زندہ ہین۔ جندہ پرسون وہانسے آیا

آزاد کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ مرنا اور زندہ ہوتا یعنی چہ باصرار تمام دریافت کیا کہ بعد مرگ زندہ ہونا کیا معنی آپ سچ سچ فرمایے کہ مرزا ہمایون فر کا کیا حال ہی۔ مرزا صاحب نے کہا یہ ایک طول طویل قصہ ہے۔ خلاصہ عرض کر دیا کہ سپہر آرا کا شہزادے کے ساتھ نکاح ہوگیا اور اب وہ خوش وخرم ولطف شادی حاصل کر رہے ہین۔ اب اس ذکر کو جانے دیجیے اور اپنا حال کہیے۔ بہت سے اخبارون مین آپ کا حال نظر سے گذرا شاباش بھائی۔ ع۔

این کار از تو آید ومردان چنین کنند

خصوصاً پلونا کی آخری جنگ مین تو تمنے بڑا نام کیا مین نے وہ مضمون پڑھ کے بیگم صاحب کو سنائے تھے۔ بہت خوش ہوئین یہ نوید مسرت خبر سنکر آزاد کی باچھین کھل گئین۔

اتنے مین خواجہ صاحب نے جو ابتک افیم گھولنے کے سبب خاموش تھے چسکی لگا کر غل مچایا شتاب جان پیاری۔ مین تیرے واری جلدی سے آ ری صورت دکھاری۔ آنسو ہین جاری عقل ہے عاری۔ مین تیرے واری صورت دکھاری۔ یہ کج ادائی۔ واہ۔

کج ہے مژگان یار بھی ہم سے
بس اسی خار نے ہمین مارا

جان من جس بستر پر تم سوئی تھین اسکو ہر روز صبح شام سونگھ لیا کرتا ہون اور اسی کی خوشبو پہ زندگی کا دارومدار ہی

رخسار وہ رکھ کے سو گیا تھا
گل تکیون کو روز سونگھتا ہون

تیری سی بو کسی مین پائی | سارے پھولونکو سونگھتا ہون

مرزا صاحب نے کہا آخر یہ ماجرا کیا ہی جناب خواجہ صاحب ع

چون بباید سنوز خر باشد

کا نقشہ ہے ساری خدائی کی سیر کر آئے مگر عقل سے بے بہرہ ہی رہے۔ شتاب جان کون ہے کہان ہے آپ کو کیا ہو گیا۔ سفر سے رہی سہی عقل اور بھی فنو د ہو گئی ماشاء اللہ اگر آپ عاشق صادق ہین تو فریاد کیسی۔ ؎

کب اپنے منھ سے عاشق شکوہ بیداد کرتے ہین
دہان غیر سے وہ شکل نے فریاد کرتے ہین

خواجہ صاحب نے تیکھے ہو کر جوابدیا۔ جی ہان کہنے اور کرنے مین زمین آسمان کا فرق ہے جناب والا۔ کہنا سب جانتے ہین مگر کرنا مشکل ہے اور شعر خوانی مجھ سے کیجیے ایسی ہی ایسے دو کرور شعر پڑھ دون۔

مرزا۔ دو کرور تو خیر دس کرور برس تک بھی آپ سے نہ پڑھے جائینگے۔ آپ دو ہی چار شعر فرمائین۔ بسم اللہ

خوجی۔ بسم اللہ تو بسم اللہ ہی سہی سنتے جایئے اور گنتے جایئے۔ ؎

یہی کہہ کہہ کے ہجر یار مین فریاد کرتے ہین
وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین
اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اُڑنے کی تب آزاد کرتے ہین
رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا جامۂ فولاد کرتے ہین
صفت ہوتی ہے جانان جس غزل مین تیرے ساعد کی
تو ہم ہر بیت پر آنکھون سے اپنی صاد کرتے ہین
جنون خیزی چمن مین کی یہ اُسکے قد موزون نے
سوال اب قمریون سے طوق کا شمشاد کرتے ہین
نہین ہے درد مند عشق کو کچھ کام نالون سے
دہان زخم کو دیکھو تو کب فریاد کرتے ہین

جو وہ سوتے ہین سو جاتا ہے گویا فتنۂ محشر
جہان جاگے قیامت خلق پر بیداد کرتے ہین

اسقدر شعر جو اس بحر مین پڑھ دیے تو خواجہ صاحب اکڑ کے بولے اب بھی نہ کوئی شرمائے تو اندھیر ہے اور قسم شتاب جان کے فرقدان مبارک کی کہ دو کرور پورے دو کرور شعر اسی بحر مین نہ پڑھکر سناؤن تو خواجہ ہیچ نام بدل دو یہ کیا بات ہے قول مردان جان دارد۔ ہان اور سنیے بس ؎

نہین ہم شغل سے رہتے ہین غافل ایکدم ہمدم
جو بت کو بھول جاتے ہین خدا کو یاد کرتے ہین

آزاد۔ اسوقت تو مرزا صاحب کو آپ نے خوب نیچا دکھایا مانتا ہون اُستاد ماشاءاللہ ہزارون ہی شعر یاد ہین۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا حافظہ ہے۔ مگر ایک مثل اسوقت غلط ہوئی جاتی ہے۔

مرزا۔ (ہنسکر) جی ہان۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔

خوجی۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ اب جب قائل ہوے تو مثلین یاد آئین جب سب طرف سے ہارے چلے نان پارے۔ یہان کوئی ایک شعر پڑھے تو ہم دس کرور شعر پڑھین جانتے ہو کہان کے رہنے والے ہین بمبئی والو تمکو ہم کیا سمجھتے ہین۔

اب سنیے کہ ایک عورت نے خواجہ صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر اشارے سے انکو اپنے قریب بلایا۔ خواجہ صاحب گو خوب جانتے تھے کہ شتاب جان کو کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا تھا مگر دشمن عقل مجسم حماقت ساحل بحر سے پکار رہے ہین اور فرضی

مسہری کا نام بی کرم بخش رکھدیا اس عورت نے جو بلایا تو باچھین کھل گیئن ۔

خوجی ۔ قریب جاکر ہمارے دماغ عرش بریں پر ہیں ۔

عورت ۔ اے در موے ۔ اِنکا دماغ ! رہین جھوڑو نمین خواب کمین محلون کا کہان ہو تیرا دماغ ۔ مونڈی کاٹا آیا وہانسے دماغ لیکر ۔ بڑا دماغ دار بنا ہے ۔ اب بول کچھ لایا بھی ہے یا خالی خولی محبت جتاتا ہو بے زر عشق نہین مین لا جو کچھ لایا ہو دے دے ۔

خوجی ۔ ادن ۔ لایا ہو ۔ لایا کیا ہو ۔ تم اپنا نام تو بتا دو

عورت ۔ دھپ جما کر ، مونڈی کاٹا ۔ نام بتا و نام بتاو

خوجی ۔ این ! قسم بارہ گنڈے کی اب کی دھپ لگائی تو لگائی جو کہین اگلی ہاتھ اُٹھایا تو بہت ہی بیڈھب ہوگی اے واہ اور سینے کا گلہری رنگ لائی ۔

عورت ۔ دوسری دھپ جما کر بیڈھب کیا تیرا سر ہوگی

آزاد ۔ ارے یار یہ کیا ماجرا ہے ۔ بے بھاؤ کی پڑنے لگین اُستاد اب کوئی دم کے دم مین کھوپڑی گنجی ہو جائیگی ہان اگر اور

خوجی ۔ اجی عاشق معشوق کے یہی مزے ہین بھائی جان

عاشقان کشتگان معشوق اند
برنیاید زکشتگان آواز

عورت ۔ اب ترکی نہ بولو ۔ سیدھی طرح سے جو کچھ لائے ہو ہمارے ہاتھ رکھدو نہین بہت بُری ٹھہریگی ۔ عاشق بنے ہین اندھے تھے دینے لینے کا نام نہین ! ایسے عشق کا کیا کہون اور ایسے عاشق کی ہان گردن ماریے جہان پانی پینے کو نہ ملے اپنا ہی پاتمین بتا ہو

خوجی ۔ یا الٰہی ۔ آپ اپنا نام تو آہستہ سے بتا دیجیے ۔

عورت ۔ اے ہے کیا ننھے بنے جاتے ہین یا تو دو کوس سے غل مچایا تھا شتاب جان شتاب جان یا ایسے ننھے ہو گئے خدا کی سنوار شیطان کی پھٹکار تجھ ایسے موے سودائی پر تصنوعی شتاب جان نے خواجہ صاحب کی گت بنائی ۔ خوجی ریشہ خطمی ہوے جاتے تھے جامے مین پھوے نہین سماتے تھے آزاد سے کہا کیون حضرت سچ کہیے گا اب تو آپ ہمارے قائل ہوے دیکھیے اینجانب کی شناخت کیسی ہو مبئی سے تا بہ لندن تک ایسی خوبصورت عورت ہمین دکھا دیجیے تو جانین ۔ کیا طاقت ۔ کیا حسن ہے صدقے ذرا مسکرا دو جان من سے

حق نمک چگونہ فراموش میشود | داغ مرا بخندہ نمک سود کردہ

مین تو اس شوخ کی چال ہی سے سمجھ گیا ۔ آزاد نے کہا بارک اللہ قریب کے پیے دور بھی کیا خوب خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا یار اب تو تمھین ہماری بات کا یقین آیا ۔ ہے مستانہ چال یا نہین خرام ناز اسے کہتے ہین ۔ ؎

سرو من برخاست وز قدش قیامت شد پدید
غیر آن قامت کہ من دیدم قیامت را کہ دید

ادھر خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا اُدھر اُس عورت نے ایک اور دھپ جمائی ۔ مونڈی کاٹے شاعر کا بچہ بنا ہو (کان پکڑکے) چل گمرے ۔ برسن ہوے مُنھ ہی نہین دکھاتا اسی منھ سے غل مچاتا تھا شتاب جان شتاب جان خواجہ صاحب کی کھوپڑی پر ایکی اس زناٹے سے چپت پڑی کہ انکا دل ہی جانتا ہوگا یا انکی چاند ۔ جھلا کر کہا ۔ بس اب زیادہ ہاتھا پائی نہ کرنا ورنہ جاکے اما جان کے سامنے فریاد کرونگا کہ دیکھو اما یہ شتاب جان ہمکو چٹ پٹ مار بیٹھتی ہین واہ کیا مفت کا پایا ہو ۔ جیسے کوئی لا وارث ہے

مرزا ۔ یہ آپ کی منکوحہ ہین یا صرف رسم ملاقات ہے

شتاب جان ۔ میرے انکے بزرگون کے مراسم چلے آتے ہین

مرزا ۔ تو تم اور یہ بھائی بہن ہوے نہ رشتہ قائم ہوا ۔

خوجی ۔ ذرا سنبھل کے فرمائیے گا مین آپ کا بڑا لحاظ کرتا ہون

شتاب ۔ اے تو کچھ جھوٹ بھی ہو آخر آپ میرے ہین کون ڈھول لگا کر بول مونڈی کاٹے بول (چٹکی لیکر) آخر آپ کون ہین ہمارے بتایئے تو چلا وہان سے بڑا وہ بن کے روٹی نہ کپڑا اسینت مینت کا بھترا ۔

خوجی ۔ لو بی صاحب نکاح تو ہو لے ۔ ذرا چھری کے تلے دم لو ۔

شتاب ۔ (چوتا نکال کر) اللہ کرے تجھپر آسمان پھٹ پڑے معشوق سے کوئی اس قسم کی باتین بھی کرتا ہے ۔ چھری کے تلے دم لو ۔ یہ معشوقون سے کلام ہوتا ہے (چوتا دکھا کر) دو ن لگاؤن بے بھاؤ کی ۔

خوجی ۔ (ذرا پیچھے ہٹ کر) کیا مضائقہ ۔ حاضر ہون سے

	عاشقان کشتگان معشوق اند برنیاید ز کشتگان آواز	

بس یہ شعر ورد زبان خواجہ بدیع الزمان ہے ۔

شتاب ۔ خیر دل لگی تو ہو چکی ۔ اب یہ بتاؤ کہ خیریت سے رہے ۔ خدا نے آج ہمین یہ دن دکھایا کہ تم سے ملایا ۔ ہزار شکر صد ہزار شکر ۔

خوجی ۔ تھے میدان جنگ مین مگر دل تمھاری طرف تھا ۔

آزاد ۔ ہر روز یاد کرتے تھے بیچارے ۔ بڑی محبت ہے ۔

اتنے مین مرزا صاحب نے کہا کہ آزاد پاشا اور مس میڈا اور وہ دوسری پری پیکر گاڑی پر سوار ہو گئین اب تشریف لے چلیے خوجی بولے اب بعد مدت جان جان پا کے کہان جاؤنگا ۔ آپ چلیے مین بھی حاضر ہوتا ہون مجھے راستہ خوب یاد ہے ۔ ہم کہین بھولنے والی اسامی ہین ۔

راوی ۔ اے تو یہ آپ اور راستہ بھول لین ۔ کیا طاقت خدا جانے وہ کون ذات شریف تھے جو حوض مین گر پڑے تھے جنکو کانسٹبل نے رگیدا تھا جانا کہین تھا پہونچے کہین اور حوض ہی مین اشعار موزون کیے تھے ۔ ع

پلا ساقیا مالوے کی افیم	کہ ہے شوق گلگشت باغ نعیم
پلا ساقی دن کا ہون ساقیا	جھلک آب سود کی جھٹ پٹ دکھا
کرم کر فقیرون پر مائی ڈیر	مین قربان جاؤن ذرا کم سویر

اور خدا جانے مرزا صاحب کے مکان کے دھوکے مین افیمی کے ہان کون گھسا جاتا تھا ۔

الغرض وہ سب تو ادھر روانہ ہوے ادھر زخمی شتاب جان ناز سے حضرت خواجہ بدیع کو ہمراہ لیکر چلین گاڑی پر سوار کرایا اور اپنے گھر کی راہ لی ۔

خواجہ صاحب خوش و خرم کہ دل لگی دل لگی مین معشوقہ ہاتھ آئی یہ عورت ادھیڑ تھی کوئی اڑتیس برس کا سن ۔ کسیقدر نمکین ۔ دراز قد مگر گران ڈیل ۔ بچہ فیل ۔ خوجی ایسے دس کو بغل مین دبا لیتی ۔ گھر پہنچی تو شتاب جان نے کہا ۔ کچھ کھانے کو پکوایئے ۔

خوجی ۔ چہ خوش آب رنگ لائی گلہری بسم اللہ ہی غلط ہوئی مین سپاہی آدمی ۔ میرے پاس بجز ڈھال تلوار چھری کٹار کے اور کیا ہے یا تمغے سو وہ مین کسی کو دے نہین سکتا آزاد کے صندوق مین ہین ۔

شتاب ۔ کمائی کرنے گئے تھے وہان سے کیا لائے ۔ تمغے لیکے چاٹون تلوار سے اپنی گردن ماروں چھری بھونک کے مر جاؤن ۔ نگوڑی چھری تلوار سے کہین پیٹ بھرتا ہے

خوجی ۔ یہ دل لگی بازی نہین اچھی ۔ برسون کے بعد آئے ہین کچھ کھلواؤ کچھ پلواؤ ۔ پھر جب ہم رسالداری کرینگے تو تم کو بھی دینگے گھبراہٹ کاہے کی ہے ۔

شتاب ۔ اچھا تو ایک کام کرو ۔ ہمین ایک کاغذ پر اسقدر لکھ دو کہ شتاب جان خوجی کی بیوی ہے ۔ یا ہمارے نام خط لکھو اور اُسمین جورو ہم کو ۔ بس پھر ہم تم سے کچھ نہ مانگین گے ۔

خوجی ۔ تو مطلب یہ ہے کہ سفیدی پر سیاہی پھیر دون چشم ما روشن دل ما شاد ۔ ازین چہ بہتر ۔ خانۂ احسان آباد بالنون والصاد ۔ لاؤ کاغذ قلم دوات (لکھنے لگے)

خط دوستی نمط بنام شتاب جان مشفق مہربان زوجۂ زوجگان سرور شوہران دآشنائے خویشان نوراللہ مرقدہٗ بعد بوسہ بوسہ شوق ملاقات وکنار کنار اشتیاق تحصیل لقا با بقا من میگویم کہ بری گریہ کما قال السعدی ؎

تب تو اہل دل کی خوشبوسے معطر ہو دماغ
جستجو مثل صبا جب دربدر پیدا کرون

راوی ۔ نئی بات معلوم ہوئی ۔ شیخ مبارک نہاد اُردو شعر بھی خوب کہتے تھے ۔ خوجی نہوتے تو یہ بات کسکو معلوم ہوتی

خیر اب خواجہ صاحب کے خط کا بقیہ سنیے ۔

جان شوہران وروح روان خویشان خویش و سر دل خواجہ دلریش مالک ملک آن بان سارے معشوقون سے بدن کی جان نورچشمی لخت جگری شتاب جانصاحب ہوت اُس بہوت کے جواب مین اگر ازراہ مذاق دھوت یا دوت بھوت نہ کہے تو ہمارا ہی خون پیے ۔ جگر گوشۂ من بدیع چگویم کہ برمن چہا گذرتی ہے ۔ آزاد کہتے ہین کہ خواجہ تگ شتاب جان عزیز نہین رکھتین حال جنگ پہ شروع خواہد داد ۔ داد از دست غفلت و ادواد مین نے دو بڑے کام کیے وہ تم سُن ہی چکی ہوگی ۔ ایک یہ کہ دس ہزار کی ناک کاٹ ڈالی ۔ دس ہزار کون ۔ زندے نہین مُردے زندے سے تو کوئی بھی نہین ڈرتا ۔ مُردے سے البتہ خوف معلوم ہوتا ہے زندونسے تو مین بولا بھی نہین مگر ادھر غنیم کی فوج نے شکست پائی اُدھر بندۂ درگاہ قرولی چھری قرابینچہ پتھر کلا شیر بچے اور میدان مین گھٹ سے داخل جسکو دیکھا کہ سسک رہا ہے اُس سے چھٹک کے چلا اور جسکو دیکھا کہ بالکل سرد ہو گیا ہے اُسکی ناک اڑا دی بکالا پتھر کلا اور ناک کھٹ سے الگ کی قرولی اور کان کتر لیے ۔ ہات تیرے کی ۔ جبتک میدان گرم تھا تب تک تو تمہارا سعادتمند آدمی خواجہ بدیعا ادھر اُدھر چھپ کے بیٹھتا تھا کبھی پیڑ پر چڑھ گیا ۔ کبھی پھنگی پر ہولیا کبھی اِس شاخ پر کبھی اُس شاخ پر ۔ چوطرفہ بید کتا پھرتا تھا ۔ دوسرے مین لڑائی کا نام آیا اور بندہ بھاگ کھڑا ہوا تو وجہ کیا مردون نا کبھی کوئی مرد زندہ آدمی سے مقابلہ ہی نہ کریگا مردہ جو مُردے سے بھڑے زندے کی ناک کاٹ لینا کون بڑی بات ہے جب جانین کہ کوئی مُردے کی ناک کاٹ لے یہ کام تمہارے ہی سعادتمند آدمی خواجہ بدیع سے ہوا ایک مرتبہ بڑی مصیبت پڑی ۔ ترک اور روسی دونون کا قاعدہ ہے کہ لڑ بھڑ کے کٹ مرنا جانتے ہین مگر بعد فتح مردون کے قتل کی فکر ہی نہین ۔ سپاہی وہ جو مُردے کو بے حقیقت کر دے ہان صاحب بس جنگ کے ختم ہوتے ہی سب اپنے اپنے دھندے لگے مگر سپاہی کو زیر فلک چین کہان ہم بھیگی بلی بنے ہوئے ایک اونچے درخت پر بیٹھے تھے کہ کبھی کسیکے لپیٹے مین ناحق بن ناحق کون پاؤن ڈالے ۔ درخت سے

اُترے حسب معمول بندوق لی پندرہ ہزار کے کان کاٹ لیے یہ ایک ادنی سی بات تھی۔ بائیں ہاتھ کاٹ کر جب بس دو مردے بونے لگے تب تو مین ڈرا ۔۔ ۔۔ ۔۔ وہ ۔۔۔۔۔ لاحول ڈرنا کیا معنی ہم سپاہی زادے کہین ڈرا کرتے ہین۔ اک ذرا جھجک سی ہوئی بدل کے پیترا مین نے پوچھا۔ چہ میگوئی ایک بولا آب۔ دوسرے نے کہا شراب۔ آب جسنے کہا تھا اُسکو پانی پلایا۔ شراب جسنے مانگی تھی اُسکو شراب پلوائی دونون گر پڑے۔ ان دونون کو بندے نے چھوڑ دیا باقی اور سب کے کان کاٹ ڈالے ناکین جڑ سے اڑا لین اور سینے بڑی کوشش اس بات کی تھی کہ قلعے سے باہر نکلون یہ عین سپاہی پن ہے۔ مین سوچتا تھا کہ اگر قلعے کے باہر آیا تو مبادا فی النار ہون۔ ذرا سی گولی اچھے ڈھوکے ڈھو کو گرا دیتی ہے مین ڈھو سے ذرا زیادہ ہون میرے بیے گودہ کافی تھا مین سوچتا تھا کہ یا خدا اگر فی النار ہوا تو اپنی جگر گوشہ عزیزی شتاب جان معشوق شوہران سے کیونکر ملونگا اور سنو گلی کوچون گانون میدان کے لونڈے لاڑے صورت دیکھتے ہی دور سے سلام کرتے اور میری سواری کے ساتھ رہتے تھے

وہی آخر ہے جنون کا اثر وہی ہو لڑکونکو اب بھی کاوش
کہ میری مٹی کے روز مجنون بگاڑتے ہین بنا بنا کر

وہان جب شہر مین جاتا تھا شہر بھر کی کمسن عورتین آرزو رکھتی تھین کہ کسیطرح ایک نظر ہم کو دیکھ لے مگر ہم کب دیکھنے والے تھے بھلا۔ اے توبہ۔ ہان ایک زن حسین و خوشجمال ہمشکل جان جانان ملقب بہ دق خاتون شتاب جان کی ہمشکل ہم صورت سے البتہ نظر لڑائی مگر صورت کا اثر وہ تھا طلب نہوئی کئی بار دیوانے پر سر ٹکرا آئے ؎

دردسر کی یہ دوا ہمکو ملی
سر تری چوکھٹ سے ٹکراتے ہین ہم

پھر تو یہ کیفیت تھی کہ وہ گھر سے نکلی اور ہم سایہ کیطرح پیچھے پیچھے ساتھ ہو لیے پیر جناب گالیان بھی دین اور پتھر بھی کھائے اور ڈرے بھی مارے مگر خواجہ بدیعا نے پیچھا نہ چھوڑا نہ چھوڑا ایسے ڈٹے رہے کہ بس کچھ نہ پوچھو جان کسی نے کہا کیدا نعاصب آ گئے بس گالیان دینے لگین ؎

لیا جس نے ہمارا نام مارا بے گنہ اُسکو
نشان جسنے بتایا بس وہ تیرونکا نشانہ ہو

غرض کہ جنگ مین ہم نے بڑا نام کیا آزاد پاشا آئے وہان سے بڑے سپاہی بنکے تم ہے شتاب جان کے سر مبارک کی یہ صرف اس خواجہ بدیع ہی کی جوتیونکا صدقہ ہے کہ پاشا اور نامی گرامی بن بیٹھے یہ تو جانتے بھی نتھے کہ جنگ کرا کیکو کہتے مار مار کے مین نے اصول سکھائے۔ اب ذرا اسکا ادو خط پر جھکو ذری تبسم ناز بھی چاہیے۔

تبسم نے عمر مین فرمایا تو ہوتا
ذرا بجلی کو تڑپایا تو ہوتا

اب آداب بجا لاتا ہون۔ جیونگا تو پھر ملونگا سانڈنے نال بے اومیان۔ یادش بخیر۔ سونے کی صراحی شیشے کا پیالہ پتیا کیون نہین سانڈے نال بے میرا ماہرو ڈھولا۔ باقی الله الله خیر صلاح۔ ماخیر و شما بسلامت۔
راقم الدعا خواجہ بدیعا۔

مرسلہ فی الہوطل الاسکندریۃ الملک المصر

ادھر ادھی۔ اے سبحان اللہ عربی خوان بھی حضور ہین ماشاء اللہ صرف و نحو مین کیا خوب دخل ہے ہوطل ہوٹل کی عربی ہے۔

جب خواجہ صاحب یہ خط لکھ چکے تو بآواز بلند اپنی جگر گوشہ شتاب جان کو سنایا۔ اور اکڑ اکڑ کر کہنے لگے کیوں جان من سچ کہنا کیا کیا فقرے لکھے ہیں ہاں بجا ہی ہی بجا ہی نہیں تو منشی بے بدل ہوں تمہاری شان میں وہ غزل کہونگا کہ پھڑک جاؤ اور طرز لعینہ ایسا ہوگا مگر اس سے رنگ اچھا۔ ع

ابر میں کب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے	ماہ کس رات چراغ تہ داماں نہوا
مینھ برستا ہے تو بجلی بھی چمکتی ہے ضرور	تو تو اک روز مرے رونے پہ خنداں نہوا
نظر آیا نہ کبھی یار کی تلوار میں گھاٹ	غسل میت کا ہمارے کبھی ساماں نہوا
ہجر میں کون سے عاشق کے نہ تو کام آئی	اے اجل ایک ہمیں پر ترا احساں نہوا

اب سنیے کہ شتاب جان کے مکان پر ایک فارسی خوان بھی بیٹھا تھا مگر وہ آدمی پھٹے کپڑے پہنے ہوئے بوچا کان ندارد۔ خط سنکر خوجی کیطرف مخاطب ہوا۔

بوچا۔ آپ کا دولت خانہ کہاں ہے۔ سلام علیک۔

خوجی۔ آپ کو کیا واسطہ۔ سپاہی ہوں کوڑ کتا ہے۔ ایسے ہم کہیں رہتے ہیں تو اپنی کہ اور اگر لڑنے کا دعوی ہو تو لے قرابین اور میدان کر۔

بوچا۔ ہم تو علمی بحث کرتے ہیں اور تم سے لڑکے کون اپنو بنے ذرا ذرا سے ہاتھ پاؤن۔ بٹیر کے برابر قد۔

خوجی۔ ہونھ! بٹیر کے برابر قد ارے نادان یہ چہ ربط من

بوچا۔ ابے جا چونٹے آیا وہاں سے جلد بن ہے۔

برادی۔ خوجی بھلا کب کسی کی سننے والے تھے بہت ہی بگڑے اور اگر شتاب جان نہ روکتیں تو بوچے کو مار ہی ڈالتے۔ خیر اب صلاح ہوئی کہ علمی بحث ہو۔

خواجہ صاحب نے کہا کہ ہمکو آجتک کسی نے قائل نہیں کیا تھا اول اول انہوں نے ٹوکا ہم بے بحث کیے نہ رہینگے بوچے نے کہا خط از سر نو پڑھیے تو عرض کروں۔ خوجی پڑھتے جاتے تھے اور وہ ٹوکتا جاتا تھا۔

خوجی۔ جان شوہران۔

بوچا۔ ہو ہو۔ واہ رے بے حمیت شوہر۔ اچھا شوہر ہے۔ جان شوہران یعنی کئی شوہر ہیں ایسے شوہر پر خدا کی سنوار۔

خوجی۔ وارے کہکر شوہران کا الف نون کاٹ ڈالا روح وروان خویشان خویش۔

بوچا۔ خویشان یعنی دامادوں سے مطلب ہو اور خویشان کے بعد خویش کا لفظ کتنا موزون ہے۔

خوجی۔ نہایت ہی غصے سے (اکڑ کے) یہ مہمل اعتراض ہے فوراً اُٹھ جائیگا۔ نور چشمی لخت جگری۔

بوچا۔ لعنت خدا معشوق کو نور چشمی اور لخت جگری صاحبزادی ہیں آپکی

خوجی۔ یہ بھی بالکل بے تکا اعتراض ہے معشوق کو اگر لخت جگر کہا تو کیا نقصان ہے اور نور چشم تو وہ ہے ہی۔ بہوت

بوچا۔ شتاب جان چاہے دھوت دھوت نہ کہیں ہم تو دھوت دھوت کہے دیتے ہیں۔ واہ اچھا معشوق ہے جسکو آپ بہوتا کرکے پکارتے ہیں اور خواہش یہ ہے کہ وہ اسکے جواب میں دھوت کہے۔ واہ رے بے تکے۔

خوجی۔ جگر گوشہ۔

بوچا۔ جگر گوشہ لڑکے کو کہتے ہیں۔

یا چھوٹی بہن کو، معشوق کو نہیں لکھا کرتے۔ خوجی خیر آپ کی بلا سے۔ ؎

من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش
ہر کسے آن درود عاقبت کار کہ کشت

بوچا۔ اور چا گذرتی ہے اِس فقرے نے تو خط میں جان ڈالی۔ ایک ترکی لفظ بھی ملا لیا ہوتا، بہت چوکے۔

خوجی شرح خواہد داد۔ داد داد از دست غفلت داد داد۔ بوچا۔ دہشت۔ بالکل بے تکا ہے۔ اِسکے معنی کیا ہوے اور ہم کو تو اِس فقرے نے پھڑکا دیا کہ جب کالی مُردوں کی ناک کاٹی زندے سے بحث کرنا اور لڑنا فضول ہے وہ تو سب کر سکتے ہیں بات یہ ہے کہ مُردوں کا مقابلہ کرے۔ ورنہ سپاہی ہی نہیں۔ واللہ کتنے بہادر سپاہی ہو۔ اور طرہ یہ کہ اگر کوئی سسک رہا ہے تو بھی حضرت اُسکے قریب پھٹکے دور ہی دور رہے شاباش میاں شاباش شتاب جان کو اچھے ملے

خواجہ صاحب نے بڑی نادانی یہ کی کہ جو سسک رہا تھا اسکے قریب نہیں گئے۔ اس خوف کو ملاحظہ فرمایئے ڈرے کہ مبادا کاٹ کھائے یا چکت لگائے اور یقین کیے ہے کہ حضور مُردوں سے نہ ڈرے ہوں۔

شتاب جان نے کہا اور تو خیر۔ مگر کیوں میاں یہ چرکا اور بندوق سے ناک کیونکر کاٹ ڈالی جاتی ہے اسپر خواجہ بدیع بہت بگڑے جواب دیتے ہیں بند تو تھے نہیں کہا تم تو ان باتوں کو کیا جانو۔ تم آرائش اور سنگار جانو یہ باتیں وہ سمجھ سکتا ہے جو عقل سے بہرہ رکھتا ہو۔ ؎

اس تمنا میں ہم افسوس ہوے سودائی
تیرے ہاتھوں سے مگر چاک گریباں نہوا

پھر وہ عورت بولی تم کبھی میاں بنتے ہو کبھی سعاد تمند آدمی مجھے خوف ہے کہ ایسا نہو تم عدالت میں بھی میرے لڑکے بنجاؤ تو پھر مجکو شرمانا پڑے اسپر خوجی نے طیش کھا کر اپنے حساب لطیفہ کہا فرمایا واہ لڑکے کی ایک ہی کہی۔ عدالت تک نوبت آئی تو ہم تمہارے باپ بن جائینگے۔ گھر بھر لوٹنے لگا شتاب جان اور بوچا اور کل گھر کی یہ کیفیت تھی کہ سب کے سب لوٹ لوٹ گئے۔ واہ خواجہ صاحب واہ۔ زبان سے کہنا نہیں بیوی کے باپ بننے پر تیار ہو گئے اس عقل کے قربان اور کس مزے سے کہتے ہیں۔ لڑکے نہیں ہم باپ بنجائینگے۔ ماشاءاللہ مگر سپہ گری کا ثبوت اچھا دیا کہ لڑائی کا نام آیا اور بندہ بھاگ کھڑا ہوا اور اُسپر طرہ یہ کہ دم مردہ ہیں تم واہ اچھے مرد ہیں کیا کہنا۔

الغرض شتاب جان نے اُنسے خط لے لیا۔

اب ادھر کا ذکر سُنیے کہ آزاد خوش خوش مرزا صاحب کے مکان پر داخل ہوے اور زہین نے بیوی کو اطلاع دی کہ آزاد آگئے۔

آزاد فرخ نہاد بمبئی سے روانہ اور عازم ملک جاپان ہوے

کہاں ہے تو اے ساقی تیز ہوش
کہ ماندے مجکو آیا ہے جوش
پلا جلد اک جام کوثر مجھے
خراب شراب ہے کر مجھے
وہ ذوق آشنا لذت افزا ابا
کہ تسنیم ہو خرم سے جسکے آب
وہ مے مشتری جسکی ہیں سر فروش
وہ مے جسکا صدیق ساخم بدوش
وہ مے جسکی قلقل ندائے صلوٰۃ
سبو و صراحی ادائے صلوٰۃ
وہ مے جسکی نکہت نسیم بہشت
وہ مے جسکی تلخی نعیم بہشت
وہ مے جسکی کلفت صفائے سحر
وہ مے جسکی قلقل دعائے سحر
وہ مے جسکی بوجان صاحبدلان
وہ مے جسکا رنگ آتش مقبلان
وہ مے جس سے مومن زبان تر کرین

وہ مے جس سے برہمن کافر کریں گے

نگار طناز و سراپا ناز خیز حرکات و رنگین اندازیی ببئی کے مرزا صاحب کی چاہتی بیوی نے جو آزاد فرخ نہاد کی آمد آمد کی خبر پائی تو جامے میں پھولی نہ سمائی۔ لونڈی سے کہا زمین مدت کے بعد آرزو بر آئی۔ پیاری بہن کے پیارے کے آنے کی خبر پائی۔ اس مژدۂ طرب انگیز نے میری روح کے ساتھ وہ کیا جو باد بہاری غنچۂ گل کے ساتھ کرتی ہے۔ ع

برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسائش جان ماست

زمین بولی قربان جاؤں حضور۔ یہ تو قاعدہ ہی کہ جب کسی عزیز کی آمد آمد ہوتی ہی تو دل بشاش ہو جاتا ہی نہ کہ آزاد سا عزیز۔ یاد ہے جب چلتے چلتے گاڑی پر سے اتر کر حضور کے کان میں کچھ آہستہ سے کہا تھا یاد ہے نا۔ یہ فقرے سنکر بیگم صاحب لجائیں اور تنک کر بولیں زمین اللہ جانتا ہے جو مجھے محبت نہوتی تو میں اسوقت تیری آنکھیں لوہے کے تلے مل ڈالتی اور جان کی ہی دہن پہونچا دیتی موئی شفتل خام پارہ۔ ملکے کی اوقات۔ اس کائنات پر پھولی ہوئی ہے۔ اور ہمارے سامنے مسکرا مسکرا کر اور آنکھیں مٹکا کر باتیں کرتی ہے۔ زمین گردن نیچی کرکے بولی سرکار جو میں نے بڑے مرزا صاحب سے ذری بھی ذکر کیا ہو تو اللہ مجھے مرنا بھی جنت نصیب نہو۔ اور صاف صاف کہلواؤگی تو میں ضرور نہ کہونگی کہ گاڑی سے اتر کر آزاد نے کان میں بات کہنے کے بہانے سے حضور کے گال چوم لیے تھے حضور بڑا جیوڑ میں جب لونڈی کہیں ادھر ادھر کسی ایرے غیرے سے کچھ کہیا ن سے کہتی پھرے کیا مجال آج تک زبان پر لائی ہوں گو زبان تر تر ڈائیے۔ ایسا ہو سکتا ہے بھلا۔

بیگم صاحب نے طیش میں آکر موئی اندھی تجکو دور سے یہی سوجھا ہوگا کہ گال چوم رہے ہیں۔ وہ کان میں کچھ کہنے کو تھے مگر مارے گھبراہٹ کے رخسار پر ہونٹھ جم گئے۔ زمین نے قہقہہ لگا کر جواب دیا۔ سرکار تو غضب ڈھاتی ہیں چلیے خیر ایسا ہی سہی۔ مگر لونڈی نے انکو حضور سے باتیں کرتے تو ضرور دیکھا۔ آہستہ آہستہ مسکرا مسکرا کر باتیں ہوتی تھیں بیگم صاحب سمجھ گئیں کہ زمین راز دان ہی کہا سنو زمین صاف صاف یہ ہے کہ مجھے حسن آرا سے عشق ہی وہ مجھپر عاشق اور میں اسپر عاشق ہوں اور اسکو آزاد سے دلی عشق ہی پھر بتاؤ مجھے آزاد سے الفت ہو یا نہو۔ ع

پیار انہیں پیاری کا ہی پیارا
رنج انکا ہو کس طرح گوارا

اس روز آزاد نے چلتے چلتے بوسہ لیا تھا مگر صدق دل اور صفائے دل سے اب تم چاہے جو تہمت لگاؤ۔ اللہ گواہ ہی کہ میری نیت بد نہیں ہی اور میں سچ کہتی ہوں نیت بد ہو بھی تو نہیں ہو سکتی چھوٹی بہن کا دولہا غضب ہی کہ اسپر نیت ڈگمگائے بہو بیٹیوں کی یہ خو نہیں ہے اور لاکھ دو لاکھ میں دو چار ایسی ہوئیں تو کیا۔ نیک امدر بہ و بد امدر بہ نگ مشہور ہے مگر یہ عشق خدا اس سے بچائے یہ موجہ نیرنگ ہی۔ پارسا ڈگی پارسائی کو میں ملائی۔ امرا کے خرمن امارت پر اسنے بجلی گرائی۔ یہ ن ہی دل بھی آتا ہے اور انسان کو حیوان سے بدتر بناتا ہی

یہ کہکر بیگم بصد ناز و ادا اٹھیں۔ خواص کو حکم دیا کہ کہیں کی صندوقچی لائیے۔ اس میں سے آزاد کی تصویر پر تصویر نکالی تصویریں لا ہی چاہتی تھی۔ ع

نازسے خانۂ قدرت نے کہا واہ رے ہین
اور تصویر یہ بول اُٹھی کہ اللہ رے ہین

تصویر دیکھتے ہی عشق نے اثر دکھایا اور جنون نے زور کیا اب ساری چوکڑیان بھول گئین نہ یہ یاد رہا کہ چھوٹی بہن سے نکاح کا وعدہ ہو اہے نہ یہ خیال رہا کہ پیاری کا پیارا ہے تصویر کو زہن اور خواص کے سامنے چوم لیا زہین نے محو اس کیطرف اور خواص نے زہین کیطرف حیرت کے ساتھ دیکھا۔ مگر دونون سلیقہ شعار تھین شکل بکر تصویر خاموش ہو رہین۔ سے

دھوم ہے خسرو اقلیم جنون آتا ہے
خلل انداز صف صبر و سکون آتا ہے
فوج غم ساتھ ہے آمادۂ خون آتا ہے
صاحب لشکر نیرنگ و فسون آتا ہے

قابل دید تماشا حشم و جاہ کا ہے
داخلہ تخت گہ دل مین شہنشاہ کا ہے

وہ فلک قدر شہنشاہ زمن کون کہ عشق
رستم معرکۂ رنج و محن کون کہ عشق
تیغ زن تیر فگن قلعہ شکن کون کہ عشق
مالک ملک دل و جان و بدن کون کہ عشق

گرد مین ہے روش بادبہادری دیکھو
حضرت عشق کی آتی ہے سواری دیکھو

کیا جلوس اسکی سواری کا دکھاتا ہے بہار
فیل آفت کے جلو مین ہے ستم گر ہوار
آگے آگے ہے علم نالۂ خورشید نجار
گرد فشان اسکا پھریرا کہ دھوان آتشبار

دل ٹوٹے ہین نقیب آہ کے ہر کارے ہین
آبلے سینۂ عشاق کے نقارے ہین

بیگم صاحب اس تصویر جوان ماہرو پر ایسی ریجھین کہ حیا سے منھ موڑا بے شرمی سے ناتا جوڑا۔ بار بار تصویر چومتے تھین۔ زہین اور خواص کسی تدبیر سے انکو کوٹھے پر لے گئین اور ایک کوچ پر لٹایا۔ ایک نے پنکھا جھلا دوسری نے عطر سنگھایا۔

بیگم۔ ہمین غش آیا ہو تو عطر لخلخہ سنگھاؤ گرمی دماغ پر چڑھ گئی ہو تو پنکھا جھلو۔ یہ دونون علاج اسوقت بیکار ہین

زہین۔ حضور خدا را دل کو قابو مین رکھیے وا سنے کرائے

بیگم۔ زہین یہان تم رہو اور یہ خواص بس اور کوئی نہ آنے پائے ریل کے آنے کا وقت تو ابھی دور ہے۔

خواص۔ سرکار اسوقت ذری آرام کر لین تو خوب بات ہے۔

زہین۔ ہان حضور ایک ذرا سو رہیے تو یہ سب خلش دور ہو جائے۔ بڑی شرم کی بات ہے حضور مجھے کہنا زیبا نہین ہے چھوٹا منھ بڑی بات۔ مگر بے کہے رہا بھی تو نہین جاتا۔ یہ جو خرابی ہے۔

بیگم۔ دروازے بند کردو۔ جو وہ آئین تو کہدینا کہ طبیعت نصیب اعدا یون ہی سی بے لطف ہو گئی تھی اب ذرا آنکھ لگی ہے جگایے نہین۔ اور جو آزاد ساتھ ہون تو انسے بھی یہی کہدینا۔ یہ حال کسی پر کھل جائے تو حقارت کی نظر سے ہمین دیکھے۔

خواص۔ خبر تو آزاد کے آنے کی کل سے ہے۔ آج ضرور آئینگے۔ اور آج سویرے سے میری بائین آنکھ پھڑک رہی تھی

زہین۔ اللہ اللہ کیا دیو دلیل ہے۔ انکی بائین آنکھ پھڑک رہی تھی تم کیا اللہ تمھاری بائین آنکھ کیا۔

بیگم۔ آنکھ پھڑکتی تو ہماری بائین آنکھ پھڑکتی۔ تم سے کیا سروکار بالکل پھوہڑ ہی رہی اور میرے دل کو خدا جانے

اسوقت بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا۔ کس سے کہون اور کہان جاؤن۔ کہون تو اپنے کو ہنسواؤن اور بھاگ کے جاؤن تو کہان جاؤن۔

خواص۔ اے حضور عشق تو میری گھٹی مین پڑا تھا آزاد کو مین نے دیکھا ہے۔ ابھی اٹھتی کونپل ہے مسین بھیگتی ہین اور حسن تو اللہ نے تین حصے انکو دیا ہے ایک حصے مین ساری خدائی ہو مگر میری مجال کیا کہ دل کا حال زبان تک لائے لونڈی کہین سرکار کے منھ چڑھ سکتی ہے۔

زرین۔ اخاہ انکے جوہر تو اب کھلے اور اس بیحیائی پر خدا کی سنوار کہ سرکار کے سامنے بے ادبی کرتی ہے۔

خواص۔ جوانی مین بندی نے بھی سیکڑون ہی گھر گھائے ہین اس شہر مین جتنے گھونگھر والے ہین وہ سب مجھے جانتے ہین مگر لگاوٹ کی اور الگ۔ فقط باتون کا مزہ ہے

بیگم۔ اللہ گواہ ہے تمھاری باتون سے میرا جی جلتا تھا مگر خیر آخر مین تمنے بگڑی ہوئی بات بنائی۔ ورنہ تم بہو بیٹیون مین رکھنے کے قابل نہ تھین۔

زرین۔ اے بوا تمھارے میان کہان ہین۔ ہین بھی یا نہین۔

خواص۔ مواکل ہوا۔ تنباکو کا پنڈا خدا جانے کہان چلا گیا زمین کھا گئی کہ آسمان کھا گیا۔

اتنے مین بیگم صاحب کی آنکھ لگ گئی تو زرین نے خواص سے کہا آج تو تمنے ایسی باتین کین جو کبھی پہلے نہین کی تھین اور مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ اتنی جلد تم بے تکلف کیونکر ہو گئین اور بے تکلف بھی کس سے جسکا نمک کھاتی ہو ہم نے آجتک ایسی منھ پھٹ عورت دیکھی نہ سنی خواص نے کہا

تم یہ باتین کیا جانو۔ کیا ہم سے زیادہ نمک حلال ہو۔ مین نے دیکھا کہ سرکار کا دل اسوقت بیطور آیا ہے اگر انکی سی کہتی ہون تو برا اور جو انکو سنبھالتی نہین ہون تو برا۔ ہر طرح خرابی ہے مین نے وہ بات کہی جو انکے دل پر اثر کرے مگر پھر ویسی ہی بدل گئی بات کرنے کیلیے سلیقہ چاہیے۔ تم سوچو تو کہ بڑے مرزا صاحب کے سامنے بھی انکی خدا نخواستہ یہی کیفیت رہی تو کیا ہو گا۔ ایک تو میان بیوی مین تھنی ہو جائیگی۔ دوسرے آزاد صاحب یہان نہ آنے پائینگے تیسرے خرابی یہ ہو کہ پھر سرکار اپنے میکے نہ جانے پائین۔ خدا ہی خیر کرے مین کہتی ہون ابھی سے تو یہ حال ہے اور جو آزاد کی انکی چار آنکھین ہون کیا ستم ہو جاسے کسی نہ کسیطرح سرکار کو سمجھانا چاہیے۔

زرین (بہت آہستہ سے) اس باری بھی انکی یہی کیفیت تھی مگر ایسی خود رفتہ نہین ہو گئی تھین جیسی اب ہین ابکی تو بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔

خواص۔ میرا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے مین کیا کہون یہ ہونا کیا ہے۔ یارب یہ تو بڑی بڑی ہوئی۔

زرین۔ میان سمجھینگے بیوی بدراہ ہو گئین پاس پڑوس کی عورتین طعنے دینگی۔ گھر مین دن رات تکرار رہے گی کچھ گل کھلنے والا ہے بہن۔ ہمارا ماتھا ٹھنکتا ہے رحم و فضل کرے اپنا۔

خواص۔ آمین۔ ہم تو جانتے ہین ذری آرام کرنے سے طبیعت کا رنگ بدل جائیگا اور جو نہ بدلا تو قیامت کا سامنا ہو گا۔

اتنے مین مرزا صاحب اور آزاد با شاد دروازے پر

گاڑی سے اُترے۔ خدمتگار نے جھک کر آزاد کو آداب عرض کیا اسباب لیا۔ دونوں صاحب کمرے میں آکر بیٹھے مرزا صاحب محلسرے میں تشریف لانے مہری سے پوچھا تمھاری بیگم صاحب کہاں ہیں۔ اس نے کہا حضور کمرے میں ہیں۔ یہ ادھر تشریف لے گئے۔ دیکھا دروازے چوجی کی آنکھ کی طرح بند ہیں۔ ایک دروازے پر ہاتھ مارا۔

زہرن نے قریب آکر کہا حضور غل نہ مچائیں سرکار کی طبیعت نصیبِ دشمنان کچھ یونہی سی بے لطف ہو گئی ہے اب ذری آنکھ لگی ہے سونے دیجیے۔

مرزا۔ دروازہ تو کھولو خیریت۔

زہرن۔ جی ہاں حضور فضل الٰہی ہے۔ مگر ابھی سوئی ہیں۔

مرزا۔ تو طبیعت ہے کیسی۔ خدانخواستہ بخار کی آمد تو نہیں ہے۔ دروازہ کھول دو میں نبض تو دیکھ لوں۔

زہرن۔ بہت خوب مگر کھڑ بڑ ہوگا اور آنکھ کھل جائیگی۔

مرزا۔ اچھا جانے دو۔ جب بیدار ہوں تو مجکو بلوا لینا اور کہدینا کہ میرزا آزاد بخیریت آگئے۔ باہر بیٹھے ہیں۔

زہرن۔ خیریت سے تو آئے۔ میری طرف سے بندگی کہدیجیے گا۔

مرزا۔ (مسکرا کر) بہت اچھا جگانا نہیں۔ سونے دو۔

زہرن۔ بہت خوب بیدار ہونگی تو عرض کردونگی۔

مرزا صاحب باہر تشریف لائے۔ کہا گھر میں سوتی ہیں اور طبیعت بھی کسیقدر ناساز ہے میں نے زہرن سے کہدیا۔

آزاد سمجھے کہ بیگم صاحب نے بے اعتنائی کی شاید کوئی امر طبع نازک کو ناگوار گذرا۔ بڑی دیر تک اسی فکر میں غلطان پیچان رہے کہ یا الٰہی یہ کیا سبب ہے کہ ہم سے ملنے سے انکار کیا انکو شک کی عوض یقین تھا کہ مرزا صاحب نے بات بنائی۔ بیوی کو ہمارے آنے کی خبر سنائی۔ تو ملنے سے اُنھوں نے انکار کیا طبیعت بے چین ہو گئی اور یہ اشعار زبان پر لائے۔ ؎

غلمان گر ز ما بار سخن باید داد	فرصت یک دو سہ ہے تجھ چمن باید داد
سنگے در قدم سرو سمن باید داد	فرش خارے پے آسائش تن باید داد
بیغربیم نفسی و وطن باید داد	بعد ازین گوش بر افسانۂ من باید داد

گر من از ناز و گلے تازہ حکایت دارم
از وفائے کہ در دوست شکایت دارم

آپ سنئے کہ ایک چپراسی نے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر مرزا صاحب کو سلام کیا۔ اور ایک لفافہ دیا لفافہ کھولا چٹھی کا مضمون یہ تھا آج بتاریخ۔

ساڑھے چھ بجے آپ صاحب رجسٹرار یونیورسٹی کے دفتر میں آئیے مشورہ کرنا ہے۔

مرزا۔ بھئی اسوقت تو جانے کو جی نہیں چاہتا۔ بعد مدت ایک دوست آئے ہیں انکی تواضع کرنا لازم ہے ورنہ وہ کہینگے کہ اچھے میزبان کے مہمان ہوئے۔

آزاد۔ استغفر اللہ۔ آپ جائیے۔ میں ابھی کئی روز تک مہمان رہونگا۔ آپ جائیے کوئی کام ہوگا شاید۔

الغرض مرزا صاحب نے گاڑی تیار ہونے کا حکم دیا اور سوار ہو کے رجسٹرار کے دفتر گئے۔ ادھر آزاد پاخانے گئے پاس زہرن آئی جھک کے سلام کیا۔

آزاد۔ کہو زہرن۔ اچھی رہیں اور سب خیر و عافیت ہے

زہرن۔ حضور کی جان و مال کو دعا دیتی ہوں۔

حضور تو اچھے رہے۔ اسوقت جیسے کروڑون روپے ملگئے جسدن حضور یہان سے گئے تھے ہماری سرکار کا عجیب حال تھا۔

آزاد۔ بیگم صاحب کا مزاج شریف۔ کیا ابھی آرام ہی مین ہین۔

زیبن۔ جی نہین حضور کو بلاتی ہین اور بڑے مرزا صاحب کو

آزاد۔ مرزا صاحب تو ابھی گاڑی پر سوار ہو کر کسی صاحب کی ملاقات کو گئے ہین۔ بیگم صاحب سے کہو کہ اگر تنہا آنے کی ہمین اجازت دین۔ تو ہم حاضر ہون۔ ورنہ خیر۔

زیبن نے جاکے بیگم صاحب سے کہا۔ وہ بولین مین ڈیوڑھی سے سن رہی تھی جاکے کہہ اگر ہزار بار آپ کو غرض ہو تو حاضر ہو کے سلام کر جائیے۔ ورنہ کچھ ضرورت نہین۔ یہ کہکر بیگم صاحب اوپر کمرے مین متمکن ہوئین۔

ادھر زیبن نے آزاد سے پیغام کہا تو حضرت مسکرا کے کہا۔ چلو صاحب ہمین غرض ہو تب تو چلتے ہین کوٹھے پر تشریف لائے۔ کمرے مین قدم رکھتے ہی خواصون نے کہا حضور دہین تشریف رکھین کرسی آتی ہے۔

آزاد۔ یا الٰہی۔ خدا خیر کرے اب تو خواصین اور مغلانیان تک للکارنے لگین۔ خیر صاحب جو چاہو کرو اس ظلم کی انتہا ہی نہین (کرسی پر بیٹھکر) سرکار کہاں ہین۔

زیبن۔ ذری بیٹھیے۔ نہ دل ہو جیے۔ ذری زیور تو نہین لین۔ آرام مین تھین۔ ابھی حمام کیا کپڑے بدلے جاتے ہین۔

کرسی پر بیٹھکر آزاد پاشا یون ہمکلام ہوئے

آزاد۔ بیگم صاحب کی خدمت مین آداب عرض ہے۔

بیگم۔ بندگی۔ آپ کو جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے۔ مجھے اور کئی ضروری کام ہین آج سخت عدیم الفرصت ہون زیادہ دیر تک بک بک کی مہلت نہین

آزاد۔ اللہ اللہ۔ اللہ اللہ۔ ع

ہم ایسے ہوگئے اللہ اکبر اے تری قدرت
ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانون پر دھرتے ہین

غلام صرف سلام کو حاضر ہوا ہے۔

بیگم۔ تو سلام ہو چکا۔ اب ٹھنڈے ٹھنڈے ہوا کھائیے۔

آزاد۔ مزاج شریف۔ آج تو حضور کا مزاج آپ ہی کی زلف چلیپا کی طرح پریشان ہے خدا خیر کرے آخر کس جرم مین بندہ مورد عتاب ہوا۔ نکردہ گناہ غریبون پر یہ ظلم روا ہے

بیگم۔ ناکردہ گناہ! بجا! ایسے ناکردہ گناہ دو ایک اور ہون تو بات کی بنجائے آپ ناکردہ گناہ ہین بس زبان نہ کھلواؤ

آزاد۔ اچھا صاحب گنہگار ہین۔ معاف کیجیے ع

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو
ہر کس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میان من و تو چیست بگو

بیگم۔ غضب خدا کا ایک خط تک بھیجنا قسم تھا۔ اسطرح کوئی اپنے اعزہ اقربا کو تڑپاتا ہے اور اب آئے گرمجوشی دکھاتے ہو۔ چھوٹے ہو۔ عزیز ہو۔ کیا کہون کوئی اور ہوتا بتا دیتی۔

آزاد۔ آپ خطاپوش و عطاپاش ہین قصور معاف فرمائیے بیشک گناہ تو ہوا۔ مگر مین سوچا کر

خط بھیجکر مفت مین محبت بڑھانی کیا فائدہ واللہ اعلم زندہ واپس آؤن۔ اس سے بہتر ہے کہ ایسی فکر کرون کہ انکے دل سے بھول ہی جاؤن اگر حیات مستعار باقی ہی اور زیارت نصیب ہوئی تو چٹکیون مین گناہ معاف کرا لونگا۔ ورنہ یا قسمت یا نصیب یا بخت۔

اس فقرے نے بیگم صاحب کے دل پر بڑا اثر کیا۔ غصہ مبدل بہ محبت ہوا۔ زمین کو نیچے بھجا کر حقہ بھر لاؤ خواص کو حکم دیا۔ پان بناؤ۔ میدان خالی پاکر آہستہ سے چق اٹھائی۔ آزاد کو صورت زیبا دکھائی۔ آنکھین ہوئین چار، دل مین آیا پیار۔ معاً چق ڈالدی۔ اور یون باتین کین۔

بیگم۔ وہ کہان گئے ہین۔ تمھارے ساتھ ہی آئے تھے۔

آزاد۔ جی ہان کسی صاحب نے انکو اسوقت بلایا ہے۔

بیگم۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہان نہین ہین تو ابھی آپکو نہ بلواتی ذرا توقف کرتی۔ انکے ساتھ ہی آتے۔

آزاد۔ (آہستہ سے) خدا نے مجھے خوب موقع دیا شکر ہے۔

بیگم۔ (چین بجبین ہوکر) کیا کہا کیا کہا۔ ہان ذری پھر فرمائیے۔ موقع کیسا۔ یہ آپنے کیا کہا ہمین ذرا سنون تو کس چیز کا موقع ملا۔

آزاد۔ یہ چق اُٹھنا ستم تھا قہر کا بکا نظر آیا۔

چلون سے ہے حسن کیا نمودار
یون چھپاتے ہین صفائے رخسار

بیگم۔ واہ چق کا اٹھنا کیسا۔ ہوا سے ذرا سی ہٹ گئی ہمین انکی اجازت نہین ہے کہ کسیکو منھ دکھائین۔

آزاد۔ اللہ اکبر۔ اب ہم ایسے غیر ہوگئے۔

اب یہ صورت ہے کہ اے پردہ نشین
تجھ سے احباب چھپاتے ہین مجھے

اتنے مین بیگم صاحب نے چق اٹھا کر کہا کہ سے آؤ۔ یہان بیٹھو۔ آزاد نے جو بے حجاب صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا اُس روز بلا کا نکھار تھا۔

دیکھ کر نور جبین داغ مہ تابان کا
چشم حیران سے آئینہ سوا حیران ہے
دل عاشق کی طرح بدر فلک قربان ہے
حسن کہتے ہین جسے جسم وہ ہے یہ جان ہے
سحر ہے قہر ہے آفت ہے نظارہ انکا
غضب آشوب قیامت ہے نظارہ انکا
پیاری پیاری وہ پری چاند سے وہ رخسارے
حور جنت کے بھی ہونگے نہ عارض ایسے
جبین پیشانی یہ کیا لطف دکھاتی ہے کہ واہ
جوہر اس آئینے مین وہ ہے کہ سبحان اللہ

آزاد۔ (ادب کے ساتھ قریب بیٹھکر) یہ آج ہمارے قتل کے لیے اسقدر نکھری ہو۔ کیون تمھارا مارا کبھی پانی بھی نہ مانگ سکے۔

بیگم۔ کچھ خیر ہے۔ ہوش کی دوا کرو صاحب۔ واہ یہ کیا گفتگو ہے۔ شریف زادون کی صحبت بھی کبھی رہی ہے۔

آزاد۔ مجھ سے گناہ بے گناہ سرزد ہوتا جاتا ہے۔

بیگم۔ حسن آرا کے نام تمنے کوئی خط بھیجا تھا۔ مجھے لکھا ہے کہ جسدن آئین فوراً تار پر اطلاع دینا اور ہماری طرف سے بہت پوچھنا۔

آزاد۔ خالی خولی پوچھنے کیلئے لکھا ہے یا یہ بھی لکھا ہے

کہ ہماری طرف سے گلے لگانا بوسہ لینا۔ خیر ؎

پوچھی ہی خبر مریض غم کی — کیا بات ہے اس مسیح دم کی
بجلی تری شوخیون کے آگے — اے آہ شرر فشان نہ چمکی

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

میرا خدا اور مین کہ اس سفر نے بالکل توڑ دیا مگر دل کو اس خیال سے البتہ تقویت ہے کہ حسن آرا کی صورت زیبا سے آنکھونکو نور حاصل ہوگا۔ ہم تو بندۂ عشق بتان ہین۔

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جوان ہو

بیگم۔ یہ باتین سب بنی ہوئی ہین۔ پہلے ہم خوب تحقیقات کر لینگے۔ تم عاشق مزاج جوان پھر اس پر دیس مین کوئی کیا جانے کہ آزاد پاشا کی شادی ہوئی یا نہین کسی سے کچھ وعدہ ہوا ہے یا نہین ہوا ہم مردون کا اعتبار کیا

آزاد۔ یہ بدگمانی۔ مگر افسوس ہو کہ حضور نے بکمال شوق وصلی بغرض وصال بھیجی تھی اور امتحان بھی لیا تھا کہ اسکی نیت میری چاہ مین ڈانوان ڈول تو نہین ہے لیکن خاکسار کیطرف سے کشش ہوئی اور کشش سے آپ کی کوشش بیکار گئی تب حضور نے بات بنائی۔

بیگم۔ (لجاکر) اے لو اور سنو۔ واہ واہ۔ یہ تو لفظا امتحان تھا کہ حسن آرا سے عشق صادق ہے یا نہین۔

آزاد۔ ثریا جر تر اسے کہتے ہین ؎

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

بیگم۔ اب تو تم بہت بڑھ بڑھ کے باتین کرنے لگے۔ چلتر باز کوئی اور ہوتی ہوگی۔ چلتر باز سمجھتے ہو تو ہمارے خاندان کیون شادی کی فکر کی کہتے ہوے شرم نہین آتی۔

آزاد۔ خیر اس جھگڑے کو جانے دو۔ یہ بتاؤ کہ اب ہمارے ساتھ چلنے کا قصد ہے یا نہین۔

بیگم۔ نہین یہ دستور ہمارے ہان کا نہین ہی صاحب بہنوئی کے ساتھ جوان جوان سالیان سفر نہین کرتین وقت پہ انکے ساتھ مین آؤن جاؤن گی۔ اے ہان خوب یاد آیا وہ موا ٹھگنا خوجی کہان گیا جیتا ہے کہ چل بسا۔

آزاد۔ واہ چل بسنے کی ایک ہی کہی۔ وہ تو قسم کھا کے آیا ہے کہ مرنے کا نام زبان پر نہ لائیگا۔

بیگم۔ لڑائی پر بھی مسخرہ پن کرتا تھا۔ یا وہان مارے ڈر کے ادھر ادھر چھپ رہتا تھا۔ بڑا مسخری ہے۔

آزاد۔ بات بات پر بہروپیا یاد آتا تھا۔ بات ہوئی اور غل مچانے لگا۔ بہروپیا آیا بہروپیا آیا۔ مصر مین سامنے سے اونٹ آتے تھے اور خود بدولت افیون کی پینک مین جھومتے جاتے تھے اتفاق سے اونٹون کے ریلے مین منہ کے بل گرے تو کفن پھاڑ کر چیخ اٹھے۔ بھلا بے بھلا او گیدی۔ ہات ترے بہروپیے کی ایسی تیسی۔ نہ ہوئی قرولی ورنہ بھونک دیتا تو دھوان اُس پار جاتا۔

بیگم صاحب اس فقرہ پر بہت ہنسین۔

آزاد نے کہا۔ از برائے خدا تم جاکے پردہ مین بیٹھو صاحب تمہاری تو ہر ایک ادا مارے ڈالتی ہے۔

پیشتر تو اسقدر شوخ نہ تھین یہ اس مرتبہ کس کامل فن

مشاطہ نے لگاوٹ بازی سکھا دی۔ خدارا چق کے اندر بیٹھو۔ جوبن الگ پھٹا پڑتا ہے اور آن اسپر اور بجلی مارے ڈالتی ہے۔ ع۔

آج فتنہ ہو کوئی دن میں قیامت ہوگی

بیگم صاحب لٹّد اب تو ایک۔ ب وس ہ دو۔ بیگم صاحب نے کہا اے ہوش کی دوا کر مردوے۔ ہجے کر ہجے (ہنسکر) ابھی تو تمھارے الف بے پڑھنے کے دن ہیں کیوں صاحب پیٹ سے پاؤن نکالے معلوم ہوتا ہے روم کی آب و ہوا بہت راس آئی۔

آزاد۔ اللہ اللہ اس دفعہ تو خود سر جھکا دیتی تھین ہمین اجازت کی ضرورت ہی نہین رہتی تھی اب کی یہ انکار جب نگاہ اشارت آشنا نہ تھی۔

بیگم۔ تسلیم کیون صاحب یہی آپ کی پارسائی ہے بندگی۔

آزاد۔ اچھا تم ہی انصاف کرو کہ پارسائی کے خلاف کونسی بات میری زبان سے نکلی صرف ایک امر وہ بھی ایسا تھا کہ خلاف طبع گذرتا مگر دفعۃً ایسی بات کہدی کہ میرا دل خود مجھ پر نفرین کرنے لگا۔ ادا اس کا نام ہے۔ ؎

کیا سخن ساز ہے وہ سحر بیان
چپ ہے جو مصلحتاً غنچہ دہان
نقرے نقرے سے ظرافت ہے عیان
لاکھون انداز ہون ایک نہین

سن گفتار تبسم اسکا
شرح اسکی ہے تکلم اسکا

اسقدر کہہ چکے تھے کہ وہ شوخ سراپا ناز مست ناز ہوکر اٹھکھیلیان کرتی ہوئی دوسرے کمرے کیطرف چلی آنکھون سے

جو یہ کیفیت دیکھی تو چاہا کہ جھپٹ کے ہاتھ پکڑ لین اٹھے ہی تھے کہ وہ شوخ بے مہر ہرن کی چھل بل دکھا کے دم کے دم میں لڑے او جھل ہوگئی اور یہ منھ ہی دیکھتے رہے۔ اتنے مین خواص نے اس کمرے سے آن کر کہا سرکار کہتی ہین کہ حضور اب چل کے باہر ہی تشریف رکھین۔ مرزا صاحب بھی آتے ہونگے اب زیادہ دیر تک یہان بیٹھنے کا موقع نہین ہے بات وہ کرے جسمین حرف نہ آنے پائے آزاد چپ چاپ اٹھے گر دل کہتا تھا کہ اب یہان سے کہان جاؤ گے نقش پا کی طرح جم جاؤ۔ ؎

پہلو یار سے اٹھنے کو تو اٹھے لیکن
درد کی طرح اٹھے گر پڑے آنسو کیطرح

ہزار خرابی باہر تشریف لائے خدمتگار نے حقہ بھر دیا پلنگ پر لیٹے لیٹے حقہ پیتے اور سوچتے جاتے تھے کہ آزاد تم سے آج بڑی لغو حرکت سرزد ہوئی اگر مرزا صاحب یکہ لیتے تو اپنے دلمین کیا کہتے۔ ہاے افسوس۔ یا خدا مین وہی آزاد ہون یا کوئی اور حسن آرا کی بہن کو نظر بد سے دیکھنا غضب ہے یا نہین مگر عشق کو کیا کرون۔ ؎

عشق کسطرح ستاتا ہے خدا خیر کرے
تیرہ عالم نظر آتا ہے خدا خیر کرے
ہجر الفت مین ڈبا تا ہے خدا خیر کرے
دل بہت رنج اٹھاتا ہے خدا خیر کرے

پھر سے ہے حسرت و غم دیکھئے کیا ہوتا ہے
نزع میں اب تو ہین ہم دیکھیے کیا ہوتا ہے

اب یہان زیادہ توقف کرنا غلطی ہے۔ خدا کرے حسن آرا کے مکان پر آج کے چوتھے روز داخل ہو جاؤن۔ آمین۔ ؎

اے چارہ گر آ جلد کہ دم چارہ گری ہے
مین جان سے مرتا ہون تجھے بیخبری ہے

ایک دفعہ ہی خیال آیا کہ اگر یہ شوخ بے وفا حسن آرا کو لکھا چٹھا لکھ بھیجے تو ستم ہی ہو جائے گل کی کرائی محنت رائگان ہوئے لینے کے دینے پڑیں۔ روم کا جانا اور تمغے پانا سب بیکار ہو جائے اور ہنسی جو ہو وہ بالائے طاق اللہ اللہ۔ ایک وہ وقت تھا کہ مس میڈا کی سی حسین سرجبین نے خود شادی کی درخواست کی اور ہم نے قطعی انکار کر دیا۔ مصیبتیں جھیلیں کم سختیاں برداشت کیں اور ایک آج کا دن ہے کہ جو عورت حسن آرا کی بڑی بہن اتنے بڑے شفیق مرزا صاحب کی بیوی اور ہماری یہ نیت۔ یا خدا اسوقت میرا نفس ہزاروں باتیں سنا رہا ہے۔ مگر حسن شہر آشوب و زاہد فریب کا کیا علاج کروں ؎

اللہ رے دل کی ہرزہ تازی / میں اور محبت مجازی
بندی ہو تم آفت جہان میں / سوگند ہے پیر مجازی
ہے رشتۂ جان پہ زخم نشتر / اے تفرقۂ یاس دل نوازی
اس چشم کا محو ہوں شب و روز / دیکھو تو مری زمانہ سازی
سینے میں اک آگ لگ رہی ہے / بھائی کسے میری جانگدازی

مجبور وہ ہاے دل کا جانا
اللہ رے اسکی ترکتازی

اللہ رکھی سے دل ملا مگر دامن لوث عصیان سے پاک رہا حالانکہ وہ مطلق العنان آزادہ روش بیباک عورت تھی مگر ہم صاف رہے۔ پھر حسن آرا کے ساتھ اسقدر عرصے تک رہنے کا اتفاق ہوا اور اسکے علاوہ اور بھی حوران سیم بدن تھیں مگر آزاد گناہ سے بری ہی رہا۔ پھر وینشیا سے بے تکلفانہ ملاقات ہوئی پاکی کے ساتھ قس علی ہذا زینت النسا اور اختر النسا سے اسطرح ملا جسطرح شاید دنیا میں کوئی عورت نامحرم سے ملی ہوگی۔ لیکن عنایت ایزدی سے کسی مقام پر ذرا لغزش نہ ہوئی۔ اس مرتبہ بھی میں اسقدر گستاخ نہیں ہوا تھا مگر ابکی خدا جانے کیا ہو گیا۔

اس بار آنکھوں سے اظہار دل کرتا تھا صرف چشم و ابرو کے اشارے سے تا کسی پہ یہ نہ کھلنے پائے کہ ان کا بیگم صاحب پر دل آیا ہے ؎

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا

مگر اس دفعہ تو بالکل نڈر ہی ہو گیا۔ کچھ کسی کا خوف ہی نہیں رہا خدا خدا کر کے میدان جنگ سے بھاگ کر تو آیا۔ اب کوئی بات ایسی سرزد ہو جس سے مورد عتاب ہوں تو ستم ہے یا نہیں۔ جذب دل کی تاثیر تو دیکھی خدا نے ہماری سن لی ؎

ہوئی تاثیر آہ و زاری کی / رہ گئی بات بیقراری کی
مبتلائے شب فراق ہوئے / ضد سے ہم تیرہ روزگاری کی

تیری ابرو کی یاد میں ہم نے
ناخن غم سے دلفگاری کی

آزاد نے ٹھان لی کہ اب بیگم صاحب سے چار آنکھیں نہ کرینگے اس زن پارسا کا جیتے جی بھاگ جانا اس امر پر دال ہے کہ وہ نظر حقارت سے دیکھنے لگی ورنہ وہ اور اسقدر بے مہری۔

حسن آرا پھر یاد آئیں۔ اور انتہا سے زیادہ شوق چرایا کہ جسطرح ممکن ہو پر لگا کے پہنچیں ؎

پھر محبت میں مزا آتا ہے / کیوں نہ کھائیں ہمیں غم بھاتا ہے

پھر کھچ جاتی ہے پتلی دیکھوں — سیم تن کونسا نظر آتا ہے
مدعائے کشمکش شوق کہ پھر — دل کہین کھنچے لیے جاتا ہے
عشق کی زمزمہ سنجی ہی ہے — ولولہ ناک مین دم لاتا ہے
ہر غم پردہ نشین جو ناصح — پھر زبان کھولتے شرماتا ہے

پھر ہون دیوانہ بجو دس کا
خار تلوے مرے سہلاتا ہے

لیٹے ہوئے آہستہ شعر پڑھ رہے تھے کہ زمین دروازے پر آئی کہا حضور سرکار نے یہ پرچہ دیا ہے کہا ہی اسکو پڑھیے پڑھا تو ذیل کی عبارت نظر سے گذری۔

آزاد دولہا کو آنکی بڑی سالی کا سلام۔ ابھی ابھی مین نے زمین کی زبانی سنا ہے کہ حضور کے ہمراہ دو فرنگنین آئی ہین دونون کم سن ہین۔ دونون ناوک نگاہ دونون رشک مہر و ماہ دونون خوش انداز دونون مست و طناز۔ سہ۔

پری زاد و پری رو و پری خو
غلط گفتم پری شرمندۂ او

آپ کی جوانی اور طبیعت کی رنگینی مجھ سے چھپی ہوئی نہین ہے اللہ کی عنایت سے حضور عاشق مزاج آدمی ہین اور آگ پھوس کا ساتھ کیا جب اتنے بڑے سفر مین گھر بار چھوڑ کر آپ کے ہمراہ آئین تو ظاہر ہے کہ نڈر اور بیباک ہین۔

یہ تو میرے دل کو شک کی جگہ یقین ہے کہ وہ لاکھ مہ جبین ہون مگر حسن آرا کے تلوون تک کو نہ پائینگی۔

وہ چشم سیاہ تو نہ ہوگی — وہ شوخ نگاہ تو نہوگی
پامال روش جہان نہوگا — وہ گرمی گفتگو نہوگی
وہ فتنہ فزا چلن نہوگا — ہر بات مین بانکپن نہوگا
ویسی تو نہوگی عشق بازی — ویسی تو نہوگی طرحداری
ویسی تو نہوگی جامہ زیبی — ویسی تو نہوگی دلفریبی

کیا اُنکے بھی ویسے ہی ہین گیسو
خمدار و سیاہ و عنبرین بو

اگر واقعی تمنے ان دونون کے ساتھ شادی کر لی ہے تو بڑا ستم ڈھایا پھر امید نہ رکھنا کہ حسن آرا تمکو منہ لگائین ساری کی کرائی محنت تمنے خاک مین ملا دی اور اگر شادی نہین کی تو یہان کیا کرنے لائے اگر کسی اور بات کا شوق تھا تو بمبئی تو اس پیشے کے لیے بدنام ہے یہین سے دو چار لے گئے ہوتے۔ شرم نہین آئی شرم چہ کتی است کہ پیش مردان آید۔ اب حسن آرا کو برا معلوم ہو تو بجا ہے دار ددہ نہ کہینگی کہ ہم آتش فراق مین جلین اور تم دو سوتون کو ساتھ لے کے آؤ۔ سہ۔

کیا قہر ہے کیونکر نہ اُٹھے درد جگر مین
میری تو بغل خالی اور آپ ور کے بر مین
اِک آن بھی مجھسے نہ ملو آٹھ پہر مین
گھر چھوڑ کے اپنا رہو یون اور کے گھر مین
سنتے ہین شب و روز کہین بزم دگر مین
کیونکر نہ ہو تاریک جہان میری نظر مین

ہر روز تو اے مہر درخشان ہی کہین اور
ہر رات تو اے شمع شبستان ہی کہین اور

اگر وہ دونون بدصورت ہین یا ادھیڑ یا اوسط درجے کی

خوبرو ہوتین تو کسی کو یقین نہ آتا کہ آزاد اُنسے ملتفت ہونگے
مگر ستم تو یہ ہے کہ دونون نوعمر ہین۔ دونون سیم بَرِ
گلرخسار نازنین غیرت باغ و بہار ہین۔

حسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر
مین بھی حاضر ہون تمہین نور کا دعویٰ ہو اگر

تم اور غیرون کو ساتھ لاؤ۔ دو دو کو ایکدم سے بیاہ ہوا اگر
تمہاری طرح حسن آرا بھی اجتک شادی کر لیتین تو پھر آپ
کیا بنا لیتے۔ غضب خدا کا۔ تمکو اسقدر بھی خیال نہ ہوا کہ حسن آرا
کے دل پر کیا اثر ہوگا۔ تمہارے ہزارون چاہنے والے
ہین تو اسکے گاہک بھی اچھے اچھے شہزادے ہین
وہ بھی زبان حال و قال سے کہتی ہے۔

پھر تم ہی تو دلبر نہین ہے یار جہان مین
تم سے بھی زیادہ ہین طرحدار جہان مین
باقی ہین ابھی دل کے طلبگار جہان مین
اس جنس کی ہو گرمی بازار جہان مین
نکلینگے بہت آپکے اغیار جہان مین
ایسے بھی ہزارون ہین خریدار جہان مین

معشوق نہ سمجھے گر تمہین عشاق بہت ہین
یہ یاد رہے میرے بھی مشتاق بہت ہین

اب صاف یہ ہے کہ وہ دونون لولیان فرنگستان
شوخ و شنگ ہمین دکھا دو۔ انکی بات چیت رنگ ڈھنگ
سے ہم تاڑ جائینگے کہ تم سے التفات خاص ہے یا نہین گر یہ
سنتی ہون کہ یا اللہ آخر پھر انکو اتنی دور سے لائے کیون ہو
کیا سچ مچ سوداگری کی فکر ہے۔ کیون نہو۔ سوجھی اچھی
محنت کا نتیجہ یہ تھا دل لگانے کی یہی سزا ہے کہ عاشق
کے دل کو زخمی کرے۔

یون دل شکنِ عاشق جانباز نہووے
ان بوالہوسون سے کبھی دمساز نہووے

تم مردون کی بات کا ٹھکانا کیا۔ آج کچھ کل کچھ
کبھی نمک کبھی بے نمک کبھی دوست کبھی دشمن۔

حسینون کی کیا بات کا اعتبار
کدھر تھی طبیعت کدھر ہو گئی

غرض کہ مین نے جو لکھا ہے اسکو بغور پڑھیے اور میری
تشفی فرمائیے کہ وہ دونون کس غرض سے ساتھ آئی ہین
آخر وجہ کیا دو کمسن خوبصورت عورتین واللہ پھر اسکے ہو
کے ساتھ کیون آنے لگین اسکا جواب ابھی دیجیے
ورنہ سمجھ لیا جائیگا۔

کانون مین نہو اگر اُلجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

مین نے ٹھان لی ہے کہ حسن آرا کو آپکے اس آزادانہ
حال سے اطلاع دون کہ اب وہ آزاد نہین ہین۔
اب وہ دو دو بغل مین رہتی ہین اور تیسری کی فکر ہے
اب پھر بیٹیون پر نظر بد ڈالتے ہین مگر جبتک میری تشفی
نہوے گی کہ تمہارا دامن لوث سے پاک ہے تب تک
یہ خیال دل سے دور نہ ہوگا اور اگر تشفی نہ دے سکے
تو پچھتاؤ گے۔

پھر ورنہ بُری ہوگی پچھتاؤ گے آزاد
اپنے کیے کی تم بھی سزا پاؤ گے آزاد

یہ خط پڑھکر آزاد نے زمین پر نظر ڈالی کہا کیون
زمین تم ادھر کی اُدھر اور اُدھر کی ادھر لگاتی ہو

اللہ ہا ہم لر رسوائی ہو یہ باتین اچھی نہین۔ انہین انسان ذلیل ہو جاتا ہے تم نے بیگم صاحب سے کیا جا کے کہدیا غرض نہین آتی ہم سے تو پوچھ لیا ہوتا مرزا صاحب سے تو دریافت کیا ہوتا۔ قلم دوات کاغذ لاؤ۔

زمین۔ اے حضور تو میرا اسمین کیا قصور۔ مجھسے جو سرکار نے پوچھا مین نے بیان کر دیا اسمین بندی نے کیا گناہ کیا۔

آزاد۔ خیر جو ہوا وہ ہوا اگر تم سے کسی نے یہ جڑ دی۔

زمین۔ کوئی اور بھی ساتھ گیا تھا۔ یا بس آپ ہی اکیلے تھے۔

آزاد۔ خدمتگار تھے۔ ہان یہ انہین کی شرارت ہے۔

زمین۔ بیگم صاحب بڑی خفا ہین حضور۔ اسوقت بہت بگڑی ہوئی ہین اور کسی سے بولتی ہین نہ چالتی ہین بڑے غصے مین یہ خط لکھا تھا۔ اب اسکا جواب ذری بڑی نرمی سے لکھیئے گا۔

آزاد۔ مصرعہ۔

کہ آہن بہ آہن توان کرد نرم

نرمی کیسی۔ ملائمت کے کیا معنی۔ ہمین سکھاتی ہو۔

آزاد نے قلم دوات کاغذ لیکر جواب خط یون لکھا۔

اے گل گلستانِ رعنائی — نو بہار ریاض زیبائی
اے مہ آسمان حسن و جمال — بے نظیر جہان وہم و خیال
اے بت رو بہی نہ نہادہ — در کعبِ کافری نیفتادہ

اے تغافل شعار بے پروا
حال معلوم تجھکو کیا میرا

بیگم صاحب کی خدمت مین تسلیمات عرض کرتا ہون حضور کا نامہ گلہ ریز و شکایت آمیز غلام کی نظر سے گذرا اس بدگمانی کے قربان۔ آپ مجھ سے پوچھتی ہین کہ ان مُون معشوقون مین کوئی ایسی بھی ہے جو حسن آرا کا مقابلہ کرے آپ فرماتی ہین۔ ؎

وہ فتنہ فزا چلن نہ ہوگا
ہر بات مین بانکپن نہ ہوگا

سنئے حضور مین آرا بیگم حسن آرا ہی ہو۔ بجا وہ بجا یہ ؎

وہ غمزہ فتنہ گر نہین ہین — وہ ناز نہین ہین پر نہین ہین

ویسی تو شرارتین نہین ہین
وہ گرم اشارتین نہین ہین

حسن آرا کا طرۂ عنبرین اور دست نگارین اور کمر نازک اور ناز دلربایانہ اور ادا اور انداز معشوقانہ جسوقت یاد آتا ہے دل قابو مین نہین رہتا اور تم بدگمانی کی باتین کرتی ہو بیگم صاحب آپکو شاید یقین نہ آئیگا مگر مین سچ عرض کرتا ہون کہ اکثر مقامات پر ایسی ایسی حوروش نوعمر شوخ و شنگ دشمن زہد کافر کیش پریان زہرہ جبین ہین کہ اگر حسن آرا کا سچا عشق نہوتا تو مین ہندوستان مین آنے کا نام نہ لیتا مگر افسوس ہے کہ میری کل محنت رائگان گئی مین حسن آرا کی محبت کے سبب سے ایسے ایسے مقامات مین گیا جہان جہان کے لالے پڑے تھے جہان فیصدی ننانوے دم کے دم مین پتے کیطرح بھُن گئے مگر مین نے اُف تک نہ کی یہ حسن آرا کی محبت اور حسینہ رعنا جمال کے عشق کا جذبہ تھا جو مجھے اُن ہائل مقامون مین شیر دل کر دیتا تھا ہزارون سختیان اس خیال سے آسان معلوم ہوتی تھین کہ یہ مشقت جمیل کر دی آرزو پوری ہوگی خدا اور خدا کا رسول آگاہ ہے جن جن جنگلون اور

میدانون اور سنسان ہولناک پہاڑ و بیزمین گیا کوئی گر
گیا ہوگا ہفتون دامن کوہ کی ایک تیرہ و تار کوٹھری مین قید
رہا جہان انسان کیا کسی جاندار کی صورت نظر نہین آتی
تھی اور دن رات مین دو روٹیان اور ایک جام آب
ملتا تھا ہفتون ایک عمیق اور مہیب غار سے کی کوٹھریون
مین قید رہا اور یہ سب اس جرم کی پاداش مین کہ ایک
ناز آفرین یاسمن بدن پری مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی
اور مین انکار کرتا تھا کہ حسن آرا کو کیا مُنہ دکھاؤنگا اپنے
دل زار کا حال کس سے کہون۔ کہون سب کچھ جب کوئی
سُننے والا بھی ہو۔ ؎

سرکنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشکافم اگر طاقتِ دیدن داری

یہ دونون مخدرات نوخیز جو میرے ساتھ مین انکا مین
رہین منت بیکران اور مرہون عنایت بے پایان ہون
انھون نے جان بچائی ہے گاڑھے وقت مین آڑے آئین
ورنہ ہندوستان دیکھنا کس بدبخت کو نصیب ہوتا

امید روز وصل تھی کس بدنصیب کو
قسمت اُلٹ گئی مرے بخت سیاہ کی

باینمہ حضور کا عتاب۔ یہ خفگی۔ وا ے ناکامی جو
کام ہوا الٹا ہی ہوا قسم سے کیا شکایت کرون۔ ع

تقدیر سے گلہ ہے بتون سے گلا نہین

از برا ے خدا کہین حسن آرا کو نہ لکھ بھیجنا اور اگر یہی چاہتی
ہو کہین جان دون تو صاف صاف کہدو اس نازک دماغ
کو کیون بدماغ کردگی۔ مین تو سمجھتا تھا کہ بعد فتح و ظفر
عروس زرین کمر پری پیکر سے ہم آغوش ہونگا بادۂ
مسرت ساغر دل مین جھلک رہا ہوگا۔ شاہد شنگول کے لب
لعل کے بوسے نصیب ہونگے اسی کی چاہ نے کچھ وردن
کنوئین جھنکوائے۔ اسی کے وصل کیلیے بن بن گھوے

جز مہر تو نیست سرنوشتم	نقش غم تست سرنوشتم را
عشقت نگذاشت باغ باغم	سرتا سر سینہ داغ داغم
صبر و دل و دین بکار بردم	عمریست کہ انتظار بودم

گر رہ بودم بروے خورشید
از مہرِ تو کے شوم سپید

اس بت جادو جمال لیلی تمثال سے کوئی جا کے اتنا تو
کہدو کہ تیرا شیدا جان بکف میدان رستخیز مین گیا اور
مردانہ وار لڑ بھڑ کرکے وہ نام پیدا کیا جو تجھ سی پری مرج نشین
چار بالش دلبری کے شوہر کے شایان شان ہو از براے
خدا کوئی پیغام بھیجنا ؎

وہ کہ ز دست بردہ زین دل ناتوان من
پیش صنم کری بردہ سوختہ نیم جان من
یاد کرش پیش مہر وی خیز کہ پیش میرت
چون کہ رسی باو رسان بندگی از زبان من

اب زیادہ کیا لکھون۔ طبیعت بے چین ہو گر قدر شناسی
بر جان درویش۔ ع۔

ہرچہ از دوست میرسد نیکوست

یہ خط لکھکر زہین کو دیا اور کہا جواب لاؤ زہین خط
لیکر گئی تو بیگم صاحب نے آنکھون سے لگایا اور پڑھکر
زہین سے کہا جاکے کہدو۔ کل جواب ملیگا۔ آزاد نے کہا
اسقدر جاکے کہدو۔ ؎

غیر کہین آنکھ سے تم نامہ لگانی کہین ہو

خاک مین نام کو دشمن کے ملاتی کیون ہو

اتنے مین آزاد کی آنکھ جھپک گئی تو خواب دیکھا کہ ایک زن نازنین رشک لیلی غیرت شیرین سرِ بالین کھڑی کہہ رہی ہے کہ اے آزاد پاک نہاد و عالی نژاد کچھ ہماری بھی خبر ہے یا کہ حسن آرا بت سیمین غنچہ دہن ہے یہ دو نون پریان رگ جان پر نشتر زن ہین۔ سپہر آرا کی بہن کی چلبلاہٹ تو وہ جانتی ہی ہے اللہ رکھی پر جان جاتی ہو مگر آخر ہم بھی تو گل بدن گلبدن نوخیز خوبرو ہین۔ چہرہ مہرہ صاف نک سک سے درست عضو عضو سانچے مین ڈھلا ہوا چندے آفتاب چندے ماہتاب یا تو حسن آرا کے سوا اور کسیکو عقد نکاح مین نہ لاؤ یا ہم سب کے ساتھ شادی کرو۔ یہ نہو نے کا کہ ان دونون فرنگنون کو بیاہو اور ہم کو ترساؤ۔ سمجھے مین کون ہون اسقدر اس پر کاتۂ آتش نے کہا تھا کہ آزاد خواب ہی مین ہم کلام ہوے اور بڑی دیر تک باتین رہین۔

آزاد۔ کوئی نظر کے سامنے ہو تو پہچانون تم سرہانے کھڑی ہو۔

عورت۔ انشاء اللہ اب ہماری آواز سے کان بالکل آشنا ہین شان خدا اور اس غرور کے صدقے کہ ذرا سر اٹھا کر دیکھنے کی قسم کھائی ہے وا رے قسمت سچ ہے مرد وے بڑے بے مروت ہوتے ہین اور ہم باینہمہ بے مروتی تمہارے اوپر فدا ہین مگر یا اللہ ہم سے ایسی کون خطا سرزد ہوئی۔ ؎

کیا ایسی بنی مجھ پہ کہ پامال جفا ہون

تم اتنے بگڑ جاؤ مین اسیر بلا ہون

تم چھوڑ دو یون اور مین پابند وفا ہون

تم سے نہون آزردہ مین گو جی سے خفا ہون

یہ چاہیے مجکو بھی کہ اب اور کو چاہون

ایسی کسی معشوقۂ دلجو پہ فدا ہون

ہر دم جو سو عاشق مضطر نگران ہو
نگر ستم اسکے دل نازک پہ گران ہو

آزاد۔ خدا کے لیے اپنا نام تو بتاؤ۔ باتون سے محبت کی بو آتی ہے دلمین سوز و گداز پایا جاتا ہے۔

عورت۔ آزاد۔ ذری تو سوچ لو خدا کے لیے ہم سے ہمارا نام نہ پوچھو۔ خود ہی بتاؤ کہ یہ نام ہے اور ذری گلے سے لگ جاؤ۔ واسطے خدا کے۔

آزاد۔ جان من۔ بے سمجھے بوجھے کسی کو دل دینا ہمارا شیوہ نہین۔

عورت۔ پھر جان من کیون بنایا اس خطاب کا کیا سبب ہے۔

آزاد۔ یا آپکی آواز تو سنی ہے مگر اسوقت ذہن نہین پہنچتا

عورت۔ آزاد ہماری بہن تمہارے دیکھنے کو تڑپ رہی ہین۔

آزاد۔ بی صاحب آپ تو پہیلیان بجھوا رہی ہین۔

اتنا سنا تھا کہ وہ زن خوبرو رونے لگی اور اسکے تکیے پر جو ے اشک جاری تھی۔ ؎

از ہر مژہ اشک آتشینے
میریخت بہر گل زمینے
یکدو خروش بجز دانہ
میریخت سرشک دانہ دانہ

گریان شدہ تلخ تلخ بگریست
بے گریۂ تلخ در جہان کیست

آزاد نے اصرار کیا کہ اپنے نام سے مجھے شادکام کرو

عورت۔ میرا نام ۔ ۔ ۔ زینت النسا۔

آزاد۔ بستر سے اٹھکر۔ زینت النسا زینت النسا مجھے معاف کرنا اوہ۔ اسوقت میرا دل بھر آیا۔

اختری بہن تو اچھی ہین۔

زینت۔ اللہ کا شکر ہے ہر روز تمھاری یاد مین رویا کرتی ہین۔ جب سے تم گئے تمھارا حال معلوم ہی نہین ہوا پھر نہین سنا کہ تم کہان ہو تمھاری بے مروتی پر افسوس کرتا ہے کہ دو خط بھیجکر رہ لیے۔ خیر جہان رہو خوش رہو زینت النسا تمکو بہت یاد کرتی ہے اور حسن آرا نے آج ہی بلایا ہے چلو تو سواری موجود ہے ڈولی لیتی آئی ہون مگر ایسا نہو زینت النسا کو شک ہو۔ یہ سمجھ لو۔

معشوق شیرین ادا ماہ لقا زینت النسا بیگم جھپٹ کر گلے لپٹ گئی اور کہا آزاد اب میرے حال پر رحم کرو مین تمکو اپنا منھ دکھا چکی ہون اب کسی نامحرم کو کیا دکھاؤن مگر تم ایسے بیمروت ہو کہ خدا کی پناہ اے غضب خدا کا تمھین خوف خدا بھی نہین ریل پر کیسی کیسی میٹھی میٹھی باتین کرتے آئے کیسی کیسی لگاوٹ کی باتین کین کہ درم ناخریدہ غلام کر لیا۔ کبھی ہنس ہنس کے باتین کرنا۔ کبھی سچے عشق کا دم بھرنا۔ کبھی ہاتھ جوڑنے۔ کبھی شراب اور سوڈا پلانے کا شوق کبھی ہمارے ہاتھ کی گلوری کھانے کا ذوق ہم لاکھ انکار کرتے تھے کہ عیسائی ہو گئے ہو کیا شراب سے نفرت کلی ہے مگر آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے اور ایک آج کا دن ہے کہ شنوائی ہی نہین ہوتی ہے خدا کے لیے منھ سے بولو۔ گھنٹے بھر سے گلے لپٹی پڑی ہین آپ خبر ہی نہین ہوتے۔ آزاد نے کہا سنو جی سپہر آرا صاحب ہم سے اور تمھاری بہن سے وعدہ ہو گیا ہے کہ نکاح کرینگے اب تم خود ہی انصاف کرو کہ تمکو ہمسے کیا رشتہ ہے۔ چھوٹی سالی ہوئین یا نہین۔ سپہر آرا نے کہا سے

معلوم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد

علیقوم پاشا سے اور آزاد سے جنگ ہوئی تو زینت النسا نے کہا ہماری بہتی کھائے جو آپسمین لڑے۔

اتنے مین آزاد نے دیکھا کہ اختر النسا زینت النسا کے سرھانے کھڑی رو رہی ہے پوچھا خیر باشد۔ کہا تمھارے فراق مین میری بہن نے جان دی اور تم کو خبر ہی نہین ہائے بہن کہان گئین یہ جگر خراش خبر سنتے ہی آزاد کا دل ایسا الجھا کہ آنکھ کھل گئی۔ تو دیکھا کہ زینت النسا نہ انکی ہمشیرہ غنچہ دہان فقط پلنگ اور مرزا صاحب کا مکان عالیشان خواب کی حالت یاد کرکے بہت روئے یہانتک کہ ہچکی بندھ گئی۔ سے

بیٹھے بیٹھے انھین کیا جانیے کیا یاد آیا

طرح طرح کے خیالات سے آزاد کا دل بھر آیا اور گو لاکھ ضبط کیا مگر آنکھین بے اختیار پر نم ہوگئین مینا جو کسی کام کے لیے باہر آئی تھی یہ حال دیکھکر اندر دوڑی گئی

بیگم صاحب سے کہا۔ حضور وہ تو نصیب دشمنان برا حال کر رہے ہین آنکھون سے آنسو اس طرح ٹپ ٹپ گر رہے ہین جیسے ساون بھادون کی جھڑی لگی۔ کیا جانے اسوقت انکے دل پر کیا گذر رہی ہو۔ ذری آپ چل کے پردے کے پاس سے دیکھین تو۔

بیگم صاحب بیقرار ہوکر چھم چھم کرتی ہوئی چلیں تو زمین نے کہا حضور پازیب اُتار ڈالیں۔ اِسکی آواز سے خبردار ہو جائینگے۔ بیگم صاحب نے پازیب اُتاری اور آہستہ آہستہ ڈیوڑھی میں آئیں۔ دربان کو زمین نے اشارے سے ہٹا دیا۔ پردے کے پاس کھڑی ہوئیں تو دیکھا آزاد کی دامن کُہنی میز پر ہے اور ہاتھ سر پر رکھکر رو رہے ہیں۔ آنسو ہیں کہ امنڈے ہی چلے آتے ہیں تھمتے ہی نہیں۔ بیگم صاحب کا دل یہ حال زار دیکھکر بھر آیا سمجھیں کہ میری تحریر آزاد کو ناگوار گذری۔ آہستہ سے پکارا آزاد آزاد۔ آزاد۔ ہر صدا بر نخاست۔

زمین۔ (آزاد کے قریب جا) حضور دیکھیے کون سامنے کھڑا ہے۔ اِدھر ملاحظہ فرمایئے۔ یا الٰہی۔ سرکار در کے پاس آگئیں ذری ادھر تو نگاہ کیجیے۔

راوی۔ آزاد نے گردن نہ اُٹھائی۔ بدستور رویا کیے۔

بیگم۔ آزاد جو روئے تو ہمیں کو ہے ہے کرے۔

زمین۔ اے ہے بیوی ایسی قسم نہ کھایئے۔ حضور اب تو رونا موقوف کیجیے۔ مہری ذری پانی تو لا دُ ٹھنڈا ٹھنڈا۔

بیگم۔ ہاں صراحی اٹھا لا۔ مُنھ پر چھینٹے دو منھ پر۔

زمین۔ حضور کیا غضب کر رہے ہیں۔ کچھ کسی کی خبر بھی ہے۔ وہ سامنے کون کھڑا ہے ذری ملاحظہ تو کیجیے۔

بیگم۔ ہمیں روے ہمیں گور میں گاڑے جو ادھر نہ دیکھے۔

آزاد۔ (بیگم صاحب کی طرف رخ کرکے) ارشاد۔

بیگم۔ روتے تم ہو اور وسواس یہاں مجھے ہوتا ہے۔

آزاد۔ نہیں آپ کو وسواس نہو۔ خدا جانے اسوقت مجھے کیا یاد آیا آپ تشویش نہ کریں فضل الٰہی ہے۔

بیگم۔ خیر دل ہی تو ہے۔ مگر اب تو مُنھ دھو ڈالو۔

آزاد۔ جی ہاں پانی منگوایئے مگر آپ کو تکلیف ہوتی ہے آپ تشریف لے جایئے میں اچھا ہوں آپنا حق کیوں تکلیف کرتی ہیں۔ بہت دل نہ دکھایئے۔

بیگم۔ اب جو چلے رہنے دو۔ مُنھ دھو ڈالو۔

زمین لے آن کے کہار و رہے ہیں۔ یا نوں تلے سے نکل گئی۔ اپنے خود میں نہیں رہی کہ اللہ یہ کیا اسرار ہے آئے دیکھتی ہوں تو سچ مچ رو ہی رہے ہیں۔ واہ میاں واہ مرد وے ہوکے آنسو بہاتے ہو تمسے چھوکریں اچھی یہ تم لڑائی میں کیا کرتے تھے رن کے میدان میں اماجان یا دوا جی نہیں یاد آئی تھیں مردوے اور رونا ملے واہ۔

آزاد۔ جلاؤ اور کہو کہ خبردار دھواں نہ نکلنے پائے۔

بیگم۔ ایلو کیا خوب۔ جلانے کی ایک ہی کہی۔ جلاتے تم ہو یا ہم ایک چھوڑ دو دو وہاں سے لائے اور اوپر سے تین بناتے ہو مُنھ دکھانے کے قابل نہیں رکھا اپنے کو۔

کیوں جی یہی شرط محبت تھی میں نے جب سنا دل مسوس کے رہگئی حسن آرا بیچاری نے فقط اُڑتی ہی خبر پائی تھی کہ آزاد نے کسی عورت کو بیاہ لیا تو سُنتے ہی چہرہ زرد اور رنگ فق ہو گیا بچاری کہا میں اسکی اماں پیروں کا سایہ دعائیں مانگتے مانگتے زبان تھک گئی ایک وہ اللہ کی بندی ہے ایک تم ہو کر جوڑی کی جوڑی ساتھ لائے اور اوپر سے کہتے ہیں۔ جلاؤ جلاؤ تمھیں شرم بھی نہیں

آتی -

آزاد - کیا ٹیڑھی کھیر ہے - نہ کھاتے بنے نہ چھوڑتے بنے ہم سمجھتے ہین کہ حضور کی عنایت سے شاید حسن آرا تک رسائی بھی نہ ہوگی پروانہ جل بھن کے معشوق ہی مین پیوست ہوجاتا ہے مگر یہان جل بھن کے خاک بھی ہو جائین - تاہم وصل معشوق نصیب نہ ہوگا - ؎

آگ مین کودکے پروانہ جو بیہوش ہوا
جسکی الفت مین جلا اُس سے ہم آغوش ہوا

مگر یہان تیہر دن اور گو لونین درا تے ہوے گئے الواپ اثر درد ہان کی شرر افشانی سے مطلق نہ ڈرے اور نتیجہ کیا ہوا - بدگمانی - پریشانی - جگت ہنسائی - بدنامی ؎

حال سنبل سے زیادہ ہے پریشان اپنا
مثل گل چاک ہے ہر وقت گریبان اپنا
اب ہے نرگس سے سوا دیدۂ حیران اپنا
جسم داغون سے سراپا ہے گلستان اپنا

اور آپ پوچھتی ہین کہ بیقراری کا سبب کیا ہے -

یہ کہکر آزاد کی آنکھین پھر اشکبار ہوئین اور گو بیگم صاحب نے دور سے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر آنسو نہ تھمے - زمین نے قریب جاکر منھ پر آب سرد کے چھینٹے دیے تو منھ چھپا لیا - یہ سوچتے تھے یا خدا حسن آرا جب سنینگی کہ دو خوبصورت قمر طلعت نوجوان دوشیزہ ساتھ ہین تو اپنے دل مین کیا سمجھینگی - اور بیگم صاحب کا ایک فقرہ اور بھی انکو شاق گذرا جب انھون نے کہا کہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے تو بیگم صاحب بولین جسکے لیے ہے اسکے لیے ہے ہم کو کیا - تمھارے دونون بیٹھے یہ کیفیت دیکھکر بیگم صاحب سے نہ رہا گیا زمین کو حکم دیا کہ بارہ دری سے ڈیوڑھی مین لاؤ - زمین نے قدمون پر سر رکھکر کہا خداوند بیگم صاحب ڈیوڑھی مین بلاتی ہین اس ڈیوڑھی پر کوئی نہین ہے بارہ دری مین آمد و رفت عام کا دوسرا راستہ ہے حضور ضرور تشریف لائین ورنہ بے پڑا ہی چلی آئینگی بیگم صاحب - زمین نے کہا حضور آئین اسطرف کوئی نہین ہے - پردہ ڈال دیا - قنات کھڑی کر دی بیگم صاحب نے آن کر انکی پیشانی پر ہاتھ رکھا زمین کو حکم دیا کہ جلکے خوب سرد پانی لے آ - زمین کو اس بہانے سے بھیجا اور قریب تھا کہ پیشانی نورانی کا بوسہ لین کہ اتنے مین محلدار سامنے آن کھڑی ہوئی -

بیگم صاحب نے جھلا کر کہا کھڑی منھ کیا تکتی ہو - پنکھا لاؤ - محلدار کا جانا تھا کہ جبین انور کو بسنتی رومال سے پونچھکر بوسہ لیا تو آزاد نے ہاتھ جوڑکر یون گفتگو کی - خدا کے لیے مجھے آزاد کردو - یہ کیا غضب کرتی ہو سب کو معلوم ہو گیا ہوگا - کبھی تو وہ عتاب کبھی یہ عنایت عجب مزاج پایا ہے - ؎

چشم امید کبھی ہے نگہ یاس کبھی
مرہم ریش کبھی سودۂ الماس کبھی

بیگم - بجا ہے - اسوقت ہالۂ آغوش کی زینت ہوگئی ان پیارے پیارے ہونٹون سے بوسہ لیا اور آپ ابھی تک خفا ہی ہین -

آزاد - نوازش عنایت مہربانی - خانۂ احسان آباد

بیگم - یہ ہر گھڑی کا رونا اچھا نہین - آخر بتاؤ تو یہ دونون کون ہین یہ معما اب تک نہ کھلا کہ یہ کون ہین اور حضور کے ہمراہ کیون آئی ہین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے

آزاد - ضرور بالضرور - دال مین کالا کالا ضرور ہے -
بیگم - اچھا تو پھر صاف صاف کیون نہین بتا دیتے ہو -
آزاد - (مسکرا کر) بیاہتا بیوی ہین دونون - اور کیا کہون
بیگم - اچھا صاحب بیاہتا بیوی نہین دونون آپکی بہنین سہی اب خوش ہوے حضور میا اب بھی کوئی جھگڑا ہے برسون بعد آئے تو ایک کانٹا ساتھ لے کے - تو یہ ایسا نصیب کہان تھا کہ دو گھڑی ہنستے بولتے سو رچہ تو بیٹھی ہی ہر ہین اسپر خاک ڈالون اور جسکی ہو رہون تو حسن آرا کیا کہیگی کہ واہ بہن تم نے ہمکو لکھا بھی نہین اور سلامتی سے دو دو کھیپ کی کھیپ لائے ہوتے دو مین کیا فائدہ ہوگا -
آزاد - دیکھتی جایئے آپ ل لگی کرتی ہین اور بندہ خاموش ہے پھر اب میری بھی زبان کھلیگی -
بیگم - تو ہماری تمھاری برابری ہی تم تم ہی ہو ہم ہم ہی ہین زبان کھول کے کیا کروگے بیچیاے بیسون بسوے -
آزاد - دو ہو ئین حضور - اب ہم بھی چھیڑ سنیگے کیا خوب - ع -

تم کہو اور سنا کرے کوئی

کیا ہمارے منھ مین زبان ہی نہین -
بیگم - آپ کی آنکھ ایسی جادو بھری ہو تو بسم اللہ کیجیے پھر کیا -
آزاد - کیا کہون بجز اسکے کہ - ؎

زندگانی کا مزہ عشق مین کھو بیٹھے ہین
اپنی کشتی اسی دریا مین ڈبو بیٹھے ہین

تقدیر سے اور آزاد سے جنگ ہو رہی ہی دیکھین کون فتحیاب ہوتا ہے - جنگ دو سہ دارد - شاید میری تقدیر تمھاری ہی صورت بنکر آئی ہے - خیر تم ہی سے نبٹ لینگے -
بیگم - مطلب کی بات کیسی چبا جاتے ہین - ایک ہی استاد ہو -
آزاد - کیا خوب یہ تو مجھکو کہنا چاہیے تھا صاحب - ؎

منھ بناتے ہین جو بوسہ مانگو
بات مطلب کی چبا جاتے ہین

بیگم - آپ ہین کیا مال کہ ہمین آپ کی پروا ہو - یہ کہو کہ تمھارے رونے پر رحم کیا - ہم نے کرم کیا ورنہ ایسے ایسون سے بات کرنا وضع کے خلاف ہی - جی حضرت
راوی - اس مرتبہ تو حضور اور بھی شگفتہ ہو گئین - چشم بد دور بھلا یہ کونسی شرافت ہی - غور تو کیجیے -
آزاد - ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ اگر میری بیکسی پر رحم کرو تو اسقدر صاف بتا دو کہ حسن آرا کو کیا لکھو گی -
بیگم - اللہ جانتا ہے اگر ہمکو اسقدر معلوم ہو جاے کہ یہ دونون کس غرض سے آئی ہین تو ہم خاموش ہو رہین -
آزاد - بہتر - ان دونونکو یہان بلا لاؤن -
بیگم - اونکو آنے دو - آپ نے صلاح لیکے جواب دونگی -
آزاد - (مسکرا کر) خیر تو ہم مین اور ان مین کچھ فرق بھی ہی مین تو تم کو اور حسن آرا کو ایک نظر سے دیکھتا ہون -
بیگم - (شرماتی ہوئی) چھو - اچی - بس اب مین کچھ کہہ بیٹھون گی - بڑے بے شرم ہو - چھٹے ہوے بے حیا -

اِستنے مین خادمہ نے آن کر کہا کہ بڑے مرزا صاحب آگئے بیگم صاحب چھپٹ کر کوٹھے پر ہو رہین۔ آزاد بارہدری مین آن کر بیٹ رہے۔

مرزا صاحب گاڑی سے اُترے

آزاد۔ مصرعہ۔

طاقتِ مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت

مرزا۔ آپنے حمام کیا یا نہین۔ بڑی دیر ہوگئی ہے۔ حضرت جسطرف جاتا ہون۔ صدہا آدمی گاڑی روک روک کے حضور کے حالات استفسار کرتے ہین۔ کئی انگریز پوچھ چکے اور پونا کے مجسٹریٹ کے نام تار دیا گیا ہے وہ آپ کی ملاقات کے بہت شائق ہین اور یہان کے ایک چیف جسٹس نے صاحب جسٹرار سے کہدیا تھا کہ اگر آزاد پاشا کے آنے کی خبر سنو تو ہمین ضرور اطلاع دینا۔ کل شام کو سب صاحب آپ سے ٹون ہال مین ملنا چاہتے ہین۔ چنانچہ دو روز انہ انگریزی اخبارون کے اڈیٹرون نے بھی مجھ سے دریافت کیا مین نے کہا آپ نوٹس دے دین کہ کل ٹھنڈے وقت ٹون ہال مین ملاقات ہوگی۔

ہان صاحب یہ تو فرمائیے کہ دو نون پریان کون ہین یہ تو ہم جانتے ہین حسن آرا سے بھی خوبصورت ہین

آزاد۔ واہ۔ اچھی قدر دانی کی۔ حسن آرا کی سی آن کہان سے لائینگی۔ وہ ادا ہی اور ہے۔ آپنے شاید حسن آرا کو دیکھا نہین ؎

واعظ ہمارے سامنے کرتا ہے وصف حور
شاید کہ اُسنے جلوہ دکھایا نہین ہنوز

وہ جادو بھری نگاہ کجا۔ آنکھ کیا سحر بابل ہے ؎

ناوک انداز جدھر دیدۂ جانان ہونگے
نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجان ہونگے

مرزا۔ حضرت ایک تو نہین ہے کسی اور ملک کی معلوم ہوتی ہین وہ جو سیہ چشم ہین اور جنکے رخ انور کا زلف شب رنگ نے اور بھی جوبن دو بالا کر دیا ہے۔ وہ فرنگ کی نہین ہین۔

آزاد۔ ایک تو روس کی ہین۔ دوسری کوہ قاف کی پری۔

مرزا۔ یہ کہان مل گئین مع شادی ہو چکی ہے نہ۔ یا بڑا کیا حسن آرا سنینگی تو کیا کہینگی۔ آخر ملین کسطرح۔

آزاد۔ ہوٹل مین ہم ٹھہرے تھے۔ وہان یہ بھی آیا کرتی تھی۔ کوہ قاف کی پری سے ایک دن آنکھین لڑین دوسرے روز کمرے مین دروازے کے پاس کھڑی ہوئین اتفاق سے مین بھی وہین پر کھڑا تھا مگر مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ یہ پری اسقدر قریب ہے کہ دفعتہً ؎

پردے سے ایک آواز خوش آئی
جسنے چپ سی مجھ کو لگائی

وصف کی اسکی تاب کہان ہے
رنگ بیان کی لال زبان ہے

کیا کہون اسکی سحر بیانی
لفظ کئی اور لاکھ معانی

چھیڑ کی باتین جادو مائل
جس سے مسخر ہو ہی گیا دل

پردہ اٹھایا شوق نہان نے
منھ کو چھپایا تاب و توان نے

چلمن اُٹھا کے دو ہین گرا دی
ایک جھلک سی اپنی دکھا دی

آواز خوش کان مین آتے ہی مین تاڑ گیا کہ ہو نہو وہی پری پیکر حور وش پرکالۂ آتش ہے اور ویسے ہی دماغ مین اسطرح کی خوشبو آئی کہ مست ہو گیا روح تک سرفناک ہوگئی

اس شوخ نے دروازہ کھولا اور معاً بند کرلیا۔ ہاے اس شوخی کے صدقے جھلک دکھائی اور صورت چھپائی سب

کیا کہوں عالم اسکی جھلک کا — رنگ اڑے ہے مہر فلک کا
جون نظر آئی وہین نہان تھی — کیسی بجلی برق طپان تھی
زلف مسلسل سلسلہ جنبان — حلقہ کاکل یا دُرو دندان
تیغ شکاری جنبش ابرو — چشم کی گردش شوخی آہو
بسکہ وہ شکل پردہ نشین ہے — دل سے زبان تک آئی نہین ہے
گرچہ مرا ہر موے زبان ہو — توبھی سراپا وہ نہ بیان ہو

الغرض رفتہ رفتہ نوبت باینجا رسید کہ شب ماہ مین ہم اور وہ نازنین ہاتھ مین ہاتھ دیے سیر کرتے تھے اس روش ہین کرسیون پر بیٹھے۔ اُس روش مین ٹہلے۔

ادھر مرزا صاحب اور آزاد مین یہ گفتگو ہوتی ہی تھی ادھر خواجہ صاحب کو پٹھان بچی پڑھا رہا تھا کہ شتاب جان بیوہ ہین انکے ساتھ شادی کرکے کیون مفت مین الو بنوگے

برسبیل تذکرہ یہ کہانی جان کی شروع کی۔ جان نام ایک شخص جانورون کی بولی خوب سمجھتا تھا آپ جانیے دنیا تو بیوقوفون سے خالی نہین ہے دو چار الو کی دم فاختہ ہاتھ جوڑنے لگے کہ یار ہم کو جانورونکی بولی سکھا دو۔ مگر جان نے کہا خبردار ہرگز ایسا کہنا۔ اسمین ہماری جان کا خطرہ ہے۔ معاف ہی کیجیے تو بہتر ہے۔ تمھارا فائدہ کرون اور اپنی جان دون بھلا یہ کون دانائی ہے آخرکار جب ساری دنیا کی سیر کرلی اور دیکھا کہ اس علم سے کچھ وصول نہین تو گھر واپس آئے جب سب جگہ سے ہارے تو آئے نان ہارے۔

اپنی بہن سے انھون نے کہا کہ برسون ادھر اُدھر مارا مارا پھرا اب تنگ گیا۔ جی چاہتا ہے کہ شادی کرکے گھر ہی پر رہون کہین آؤن نجاؤن۔

بہن۔ خدا تمھاری آرزو برلائے مگر بھائی واسطے خدا کے بیوہ کے ساتھ شادی نہ کرنا۔ ورنہ پچھتاؤگے۔ ۵

رہ راست برو اگرچہ دور است
زن بیوہ مکن اگرچہ حور است

جان۔ یہ کیون۔ مین نے بعض بعض بیوہ ایسی دیکھین ہین جو کنواریون سے اچھی ہین حسینہ و جمیلہ خوب رو قوس ابرو اور زردار بھی ہین

بہن۔ بھائی تم یہ باتین کیا جانو۔ بیوہ کا دل موسم زمستان کے آفتاب کا سا ہوتا ہے۔ نہ گرمی نہ روشنی۔ جیسی حور ہوئی۔ ویسا ہی اسکا اثر ہو اگر دوشیزہ کا دل موسم تابستان کے آفتاب کا سا ہوتا ہو گرمی کی گرمی روشنی کی روشنی اور اعتبار نسیم سحری کے وقت بھینی بھینی خوشبو آتی ہے۔

جان۔ اچھی بہن اب لو مین رخصت ہوتا ہون۔

بہن۔ خدا حافظ ہے جایئے۔ مگر جو کچھ مین نے کہا ہے وہ بھول نجانا ورنہ یاد رکھو بہت پچھتاؤگے۔

خیر بہن سے رخصت ہوکر حضرت روانہ ہوے اور ایک شہر مین جہان انکے اور اعزہ اقربا رہتے تھے شادی کی فکر مین بود و باش اختیار کی رفتہ رفتہ اکثر کنواری لڑکیون اور بیوہ عورتون سے ملے اور منتخب کرنے لگے۔

اب سنیے کہ جب دوشیزہ لیڈیون کی صحبت مین ہوتے تھے تو انکی بھولی بھولی باتین اور خلقی ادا اور جبلی

باتیں پرمٹس ہوش کرتے تھے اور جب بیوہ عورتوں کی صحبت مین نشست و برخاست کا اتفاق ہوتا تھا تو انکی اشارت آشنا نگاہ اور بے حجابی سے ملنا اور چہل اور مذاق دل کو گدگداتا تھا۔ سوچے کہ یا خدا کنواری سے شادی کرون یا کسی بیوہ کو بیاہون۔ کنواریان بھی رنگین ادا بانکی ترچھی اور حسین ہین اور بیوہ بھی شیرین بیان نازک میان اور مہ جبین ہین۔

آخر کار ایک صنم دل فریب طاؤس زیب بیوہ پر ایسے مفتون ہوے کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا اور اُسی بت بے پیر کا کلمہ پڑھنے لگے اور نوبت بانیجا رسید کہ اُسکو اپنے گھر لے آئے اور شادی کر لی۔

میان۔ بیوی دیکھو اب مل جل کے رہنا۔ ہان۔

بیوی۔ میان تم پر سے قربان جاؤن۔ دل سے تمھارا پیار ہے۔

میان۔ خدا کرے ہم تم مزے اور لطف سے زندگی بسر کرین۔

بیوی۔ تمھاری سی ہو کے رہونگی۔

میان۔ ایسی ہی بیوی مین چاہتا تھا دل مین ہم نے ہم کو ڈرا دیا تھا کہ خبردار بیوہ کے ساتھ شادی نہ کرنا۔ مگر یہ بیوہ دل و جان سے ہم پر قربان اور عاشق زار ہے۔

بیوی۔ تم کبھی اپنے دل مین یہ خیال نہ کرنا کہ مین تم سے زیادہ دنیا مین کسی اور کا کہنا مانونگی ایسا نہین ہو سکتا۔

اب سنیے کہ ادھر یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر گھر کی مرغیون نے آپس مین کہا۔ آج ہمین فاقہ ہے۔

بط۔ ہمارے مالک ہمین بالکل بھول گئے۔ افسوس ہے

مرغی۔ مین مگر مین کون کی بانگ دونگی تاکہ انہین یاد آئے۔

بط۔ تم بانگ دو۔ تمھارے بانگ دینے سے انکو شک ہوگا مین خود بانگ دونگا۔ پھر فاقہ نہ رہیگا۔

یہ گفتگو سنکر جان بہت ہنسے۔ خادمہ کو حکم دیا کہ مرغیون اور جانورون کو کھلاوے۔

بیوی۔ کیا ہنسے میان۔ آخر ہنسی کس بات پر آئی

میان۔ تم کو اس سے کیا مطلب ہو تم اپنا کام کرو۔

بیوی۔ بس جاؤ معلوم ہو گیا کہ تمھین ہمارا ذرا بھی پیار نہین ہے۔ یہ بھی کوئی بڑی بات ہے ذرا بتا دو تو کیا ہو جائے گا۔

میان۔ اگر بتا دونگا کہ کیون ہنسا تو میری جان جائیگی۔

بیوی۔ چاہے جو ہو مجھے بتا دو ضرور۔ اگر میرا پیار ہے تو ضرور بتا دو۔ ورنہ مین سمجھونگی کہ تم میرے دشمن ہو جانی میان نہین ہو۔

راوی۔ اللہ ری محبت۔ میان کا قول ہے کہ اگر چہ بتا دونگا تو جان جائیگی۔ بیوی کہتی ہے کچھ پروا نہین۔ چاہے جان جائے مگر مجھے معلوم تو ہو کہ ہنسے کیون تھے۔

اسپر ہمین ایک مثل یاد آئی کہ ایک شخص نے بیوہ سے اقرار کیا کہ مین تمھارے ساتھ شادی کرونگا شادی کے لیے ایک روز مقرر ہوا مگر دونون مین بحث ہونے لگی۔

مرد۔ مین سامنے والے گرجا مین شادی کرونگا۔

بیوہ۔ واہ مین ہرگز نہ مانونگی۔ سات بار اُس گرجا مین میری شادی ہوئی ہے اور مین قسم کھا کے کہتی ہون کہ سامنے ہی بار اور اُسی گرجا مین بیاہی جاؤنگی جب تو

دو چراغ بالہوے کہ اچھے گھر بیاہ دیا۔ کہا۔ بی صاحب
جو سات بار اور شادی کرنے کا شوق چرایا ہے تو غلام کو
معاف ہی رکھیے بی بخشے چوہا لنڈورا ہی جیے گا غرض
الغرض میان نے مجبور ہو کر کہا۔

میان۔ اگر میری زندگی کی خواہان ہو تو کفن منگوا رکھو
کیونکہ ادھر از بستہ کھلا ادھر مر جاؤن گی۔

بیوی۔ اچھا (آدمی کو حکم دے کر) کفن جا کے
لے آؤ

راوی۔ اس بے تکلفی اور بے ساختہ پن کے صدقے
جھٹ سے کفن بھی منگوا لیا اور اصرار کے ساتھ کہا
میان کفن ہین کے ہم کو بتا دو کہ ہنسنے کس بات پر تھے

میان۔ اچھا مین ذرا آخری پرستش کر لون اب
مرتا تو ہون ہی یاد خدا تو کر لون (یہ کہکر یاد خدا مین مصروف
ہو گئے۔

اب سنیے کہ ایک مرغ نے اتفاق سے ایک دانہ پایا
اور کٹکٹنے لگا۔ مرغی نے قریب آن کر پوچھا (یہ کیا ہے
تمنے زمین پر کیا پڑا پایا) مرغ نے جھلا کر کہا۔ تجھے
اس سے کیا واسطہ۔ یہ مجھسے امید نہ رکھنا کہ مین
ہر ایک بات خواہ مخواہ تجھ سے بیان کرتا پھرونگا۔
مین اپنے مالک کا سا پاگل نہین ہون کہ اپنی ظالم جورو
کے سبب سے اپنی جان دے رہا ہے۔ جان نے جو یہ سنا
تو کفن پھاڑ کے چیخ اٹھا اور بیدلے کر اپنی بدبخت بیوی
پر رسید کر کے کہا اے ظالم عورت۔
کیا تو مجھے ایسا بیوقوف سمجھتی ہے کہ تو ذرا سی بات
کے لیے میری جان لے اور مین چپ چاپ زندگی سے

ہاتھ دھوؤن مجھے بہن کی نصیحت یاد ہے کہ بیوہ کے ساتھ
کبھی شادی نہ کرنا۔

خوجی۔ یار یہ تو تمنے بڑی سنائی۔ مگر شتاب جان کے
بیوہ ہونے کا ثبوت کیا ہے اس سن مین تو بیوہ ہونے کیسا
سنا نہین۔

پٹھان۔ انکا کیا سن ہے آپ کے نزدیک۔ آپ انکو کوئی
بچہ سمجھتے ہین کیا آخر آپ کے نزدیک انکی کیا
عمر ہو گی۔

خوجی۔ ابھی کیا عمر ہوگی بہت ہون پینتیس چھتیس۔

پٹھان۔ پینتیس چھتیس نہ سہی سینتیس اڑتیس سہی۔

خوجی۔ پھر اس سن مین بیوہ ہونا کیا معنی۔ ارے یار تم عورتون
کی باتین نہین جانتے یہ اپنی قدر بڑھانے کیلیے کہدیتی ہین
کہ ہم تو بیوہ ہین یعنی اپنی خوبصورتی ظاہر کرتی ہین کہ
تمھارے پہلے اور بھی ہم پر ریجھ چکے ہین تم ہی اکیلے
نہین ہو۔

پٹھان۔ (مسکرا کر) اور اکثر عورتین سن بھی زیادہ بتاتی
ہین اسکا کیا سبب جناب خواجہ صاحب بہادر۔

خوجی۔ ہونہہ! اب سب گر ایک ہی دن مین گھول کر
پلا دون۔

پٹھان۔ (قدم لیکر) خدا کے لیے استاد بتا دو۔
آخر پھر شاگرد ادھورا رہ جائیگا تو کون بدنام ہوگا۔

خوجی۔ بس اس سے زیادہ بتاتی ہین کہ لوگ تجربہ کار
سمجھین اور عزت کرین۔

پٹھان۔ سبحان اللہ واہ استاد کیا کہنا ہو اور صحیح بھی یون
ہی ہے اگر عورت اپنے کو کم سن بتائے تو کوئی شادی

کلہے کو کہے کوئی پاگل ہے کہ پندرہ سولہ برس والی کے ساتھ شادی کریگا۔ ہان چالیس کی ہو پچاس کی ہو تو کیا مضائقہ۔ اب یہ فرمائیے کہ بی شتاب جان صاحب کے ساتھ شادی کرنے کا قصد ہے یا نہین ایسا نہو کہ پھانسا دیجیے اور شادی نہ کیجیے گرہ باندھ رکھو استاد اگر نباہا تو بہت پچھتاؤگے اور عمر بھر یاد کروگے کہ ہان کسی شاگرد نے صلاح دی تھی۔

خوجی۔ بعضی شاگرد تو لڑکے کے بجاے ہوتا ہے تو اگر شتاب جان کے ساتھ مین نے نکاح پڑھوایا تو وہ تمھاری والدہ کے بجاے ہوئین۔

پٹھان۔ یہ پیچھے سمجھا جائیگا پہلے منظوری تو ظاہر کیجیے۔

خوجی۔ اچھا صاحب منظور۔ خدا جانے میری صورت مین کونسی بات ہے جو کمسن گلبدن گلعذار ایک نظر سے دیکھ لیتی ہے ریجھ جاتی ہے اور جان و دل سے کوشش کرتی ہے کہ یہ گبھرو گرانڈیل جوان ہمارا میان بنے اور یہان شنوائی ہی نہین کرتے کہ کہتی کیا ہے مصر مین ہزارون عورتین عاشق ہوئین اور کون عورتین شہزادیان اور نوابزادیان اور بڑی بڑی عالی خاندان بی ایسی ویسی نہین اور حور کی بچیان بچہ حور دور از تصور مگر میان نظر اٹھا کر دیکھا ہو تو قسم لو۔ ؎

صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری
کثرت دود سے سیاہ شعلہ شمع خاوری

اتنے مین بی شتاب جان صاحب تشریف لائین۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ خدا کر کو بچاے آفت ری نزاکت نازک بدن نازک ادا نازک اندام معشوق ہے اللہ ری نازکی۔ چوٹی کے بوجھ سے کمر جھک گئی۔ ؎

میان سگویم ولیکن نداری در میان چیزے
خجالت میکشم از بسکہ تہمت بر کمر بستم

شتاب جان نے کہا آپ سے تخلیے مین کچھ عرض کرنا ہے اگر جی چاہے اور گران نہ گذرے تو ذرا اس طرف چلیے خواجہ صاحب مسکرا کر بولے اللہ کی شان خدا کی قدرت ہے کہ معشوق تک ہم سے اصرار کرین اور ہاتھ جوڑین کہ حضور ذرا تخلیے مین چلین کچھ کہنا ہے۔

خواجہ صاحب تخلیے مین تشریف لاے شتاب جان کے قریب بیٹھے اور ہنسکر کہا ارشاد۔ جو حکم ہو بجا لاؤن من بدیعا کو اگر توپ کے دہنے پر بھیجیے تو ابھی جاؤن۔ ابھی وہ تو کہو تمھارے سبب سے خاموش ہون ورنہ ابتک دس پانچ کو قتل کر چکا ہوتا۔ بائین ہاتھ کا کرتب ہے۔ یہ کہکر خواجہ صاحب جھپٹ کر دروازے کے باہر گئے اتفاق سے ایک گاڑی والا گاتا ہوا گاڑی آہستہ آہستہ ہانکتا چلا جاتا تھا حضرت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اسکی طرف مخاطب ہو کر گالیان دینے لگے۔ او گیدی۔ قابوچی۔ بھلا خبردار جو آج سے یہ بے ادبی کی۔ نامعقول جانتا نہین ہم کون ہین یہ بے ادبی۔ ہمارے مکان کی طرف سے گاتے ہوے نکلنا کیا معنی۔ ہم بھی کوئی رعایا ہین اور پھر ایک نازک اندام رنگین قبا حسن کی کان شتاب جان کا مکان۔ برگ گل کی بو چمن چمن کے دماغ مین آئے تو سر گرانی ہو جاے۔ کلیون کا چٹکنا گوش

نازک کو از بس گراں گذرتا ہے۔ ؎

اگر بر چہرۂ گل پا گزارد نجیہ می سازد
شکستِ رنگِ گل چون ریزہائے شیشہ پا لغزد

یہ تو نازکی کا حال ہے اور تو گیدی گاڑی کی گھڑ گھڑاتا ہوا ادھر سے نکلا۔ گاڑی والا پہلے تو گھبرایا کہ یہ ماجرا کیا ہے گاڑی روک کے خوجی کی طرف گھورنے لگا مگر جب خان صاحب نے اشارے سے کہا کہ یہ پاگل سودائی ہیں تو مسکرانے لگا۔ مسکرانا تھا کہ خواجہ صاحب آگ ہو گئے جھپٹ کے گاڑی کے پاس پہونچے اور قریب تھا کہ لکڑی جمائیں کہ۔ اتنے میں ایک رہرو نے انکے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ اب خوجی سپٹا رہے ہیں اور وہ چھوڑتا نہیں اور بھی جھلائے۔

خوجی۔ بس کہدیا۔ خیر اسی میں ہے کہ ہمارا ہاتھ چھوڑ دو ورنہ بہت پچتاؤ گے میں جو بگڑ و نگا تو ایک پلٹن کے منائے بھی نہ مانونگا پھر انجر پنجر ڈھیلے کر دونگا۔

رہرو۔ ہاتھ تو رستم کے چھوڑائے بھی نہیں چھوٹتا۔

خوجی۔ لاؤ تو میری قرولی۔ لاؤ تو پتھر کلا میرا۔

رہرو۔ لاؤ تو میرا جوتا لاؤ تو میرا ڈھائی تلے والا جوتا لاؤ تو زیر پائی اور گرگابی۔

خوجی۔ (آہستہ سے) شریفوں میں ایسی ہی گفتگو ہوتی ہے جناب۔

رہرو۔ شریفوں سے نہیں تم ایسے پاجیوں سے گفتگو ہوتی ہے شریف آپ کے قبلہ گاہ بھی تھے کہ آپ شریف بنے ہیں۔

خوجی۔ اچھا ہاتھ چھوڑ دو۔ ورنہ اتنی قرولیاں بھونکونگا کہ یاد کرے گا تمام عمر۔ قسم کھا کے کہتا ہوں میرا بدن جو رہتا اگر اسوقت کپڑے اتار دوں تو کیا مجال ہے پلٹن کی پلٹن بھاگ کھڑی ہو۔ کیا مجال ہے جو کوئی سامنا کر سکے۔

رہرو نے جو دیکھا کہ شیخی بگھارنے لگے تو ہاتھ کو اور بھی مروڑنا شروع کیا۔ خوجی کی جان پر بن آئی مگر کریں کیا۔ سب سے زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ شتاب جان کہیں ایسی حالت میں نہ دیکھ لیں تو پھر بالکل نظروں سے گر جائیں۔

الغرض اور تماشائی جمع ہوے۔ لوگوں نے پوچھا کیسا ہے۔

خو۔ ہم شاہی کے کمیدان ہیں جی اور ہے کیا۔

تماشائی۔ پھر اس سے مطلب اسوقت جکڑے کیوں کھڑے ہیں آپ۔

رہرو۔ صاحب یہ گاڑی والا بیچارہ گاتا ہوا چلا جاتا تھا حضرت نے گالیاں دینی شروع کیں کہ گاتا کیوں ہے

خوجی۔ ہمارے دولت خانے کی طرف سے گاتا جاتا تھا ہم نے روک دیا۔

تماشائی۔ اے صاحب آپ منع کرنے والے کون۔ آپ کچھ خدائی فوجدار ہیں خلق خدا کے منع کرنے والے آپ کون ہیں۔

خوجی۔ چھوڑ دو جی۔

رہرو نے خواجہ صاحب کے ہاتھ چھوڑ دیے۔ جھاڑ پوچھ کے اندر گئے۔ شتاب جان سے کہا میں بات پیچھے کرتا ہوں قرولی پہلے بھونکتا ہوں۔ مردک رہرو

گاتا ہوا جاتا تھا جاتے کے ساتھ ہی مین نے پکڑ کے پٹے اتنی چپتین لگائین کہ بھرتا ہی بنا دیا۔ دو چار حمایتی آئے انکا بھی بھرکس نکالا۔ ہات تیرے کی۔ آگ برستی ہے میرے منہ سے مگر مین دیکھتا ہون کہ تم میرے قتل کی پوری پوری فکر کر رہی ہو ابھی اور بھی نکھر کے آئین اسوقت اور بھی جوبن ہے غضب کا پھبن ہے۔

ستم کا جوبن ہے اور اِس چال نے مجھے مارڈالا تڑپا دیا۔ اب زندگی محال ہے۔ ہائے کیا چال ہے۔ سے

پیشتر زانکہ دہد خامہ بدستش استاد
الف قامت او مشق قیامت میکرد

اب یہ بتاؤ بی شتاب جان صاحب کہ جس نکبخت بدنصیب سے پہلے تمہاری شادی ہوئی تھی وہ اب کہان ہین اور کس قماش کے آدمی تھے اور تم سے اُس سے جدائی کا کیا سبب ہوا۔ شتاب جان نے کہا یہ تو مین سب عرض کرونگی پہلے یہ فرمائیے کہ اُس موئے کو نکبخت کہا تو بدنصیب کیون کہا جو نیک بخت ہے تو بدنصیب کیونکر ہو سکتا ہے۔ خوجی نے آہ سرد بھر کر کہا۔ جان جان۔ قسم خدا کی میری باتین جواہرات ہین تولنے کے قابل ہین نیک بخت اس سبب سے کہا کہ آپ کی سی ماہرو شاہد رعنا جال پائی اور بغل گرمائی اور بدبخت اس سبب سے کہا کہ یا وہ مر گیا یا تم نے اسکو نکال باہر کیا یا وہ کسی اور پر ریجھا جو ہر طرح بدبخت ہوا۔ اگر مر گیا تو جوان مرگ ہوا۔ کیونکہ ابھی تمہارا ہی کیا سن ہے جو اس کا یہی کچھ ہو گا۔ اور اگر تم نے نکال دیا تو وہ مردود ہوا اور اگر کسی اور پر ریجھا تو یاد رکھنا مغفرت نہوگی کجا تم کجا وہ۔ سے

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہے
دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہے

شتاب جان نے کہا۔ پہلے میری شادی ایک بڑے خوش رو جوان کے ساتھ ہوئی تھی۔ جبکی نظر اُس پر پڑی وہ دیکھ گیا ہاتھ پاؤن خوب صورت اور سانچے کے ڈھلے ہوئے گول بدن چہرہ نورانی۔ شنجرفی رنگ خون برستا تھا۔ آنکھین مست خواب۔ سے

درعہد جمال تو نگیرند زگل آب
عکس تو بہر آب کہ افتاد گلاب ست

اور زیب و آرائش نے اور بھی جوبن کو دوبالا کر دیا۔ سے

صد نکل خوب حرخ کشید و خراب ساخت
تا صورتے بسان تو اے آفتاب ساخت

خوجی۔ بی شتاب جان صاحب کا خدا گواہ ہے۔ بندہ آپ کے ساتھ شادی ضرور کریگا۔ آپ تو فارسی خوان ہین۔ ازین چہ بہتر واہ واہ۔

شتاب جان۔ اور حاضر جواب ایسا تھا کہ ادھر بات کی ادھر غزل کی غزل موزون کر ڈالی۔ بڑا تیز طبیعت۔

خوجی۔ یہ بات تو اینجانب مین بھی ہے۔ دس ہزار شعر ایک نشست مین کہ دون پورے دس ہزار ایک کم نہ دو زیادہ اور خدا میرا گواہ ہے۔ آنکھین میری نرگسی ہین۔ رنگ میرا بھی سرخ ہے ہاتھ پاؤن میرے بھی سانچے کے ڈھلے ہین اور بمبئی بھر مین

مشہور ہو گیا کہ شتاب جان کے ساتھ خواجہ بدیع الزمان کی شادی ہونے والی ہے۔ ؎

اُس پری وش سے لگاتے ہین مجھے
لوگ دیوانہ بناتے ہین مجھے

خواجہ صاحب نے دل مین ٹھان لی کہ شتاب جان کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ ورنہ جگت ہنسائی ہوگی کہ آزاد تو مزے سے بیاہ لائے اور ایک حسینہ سے یہان شپتہ لگایا اور بدیع پاشا جیسے گئے ویسے ہی آئے۔ ہنسنے والے دنیا مین بہت ہین۔ پھبتیان ہونگی کہ۔ ؎

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چون بیاید ہنوز خر باشد

شتاب جان لگاوٹ کی باتین کرتی ہی تھی۔ سوچے کہ موقع اچھا ہے جب خوجی نے معشوقہ کو یقین دلایا کہ آپ سے نکاح کرنے پر حضرت تلے ہوئے ہین تو شتاب جان نے چند شرطین پیش کین۔

شتاب جان۔ خواجہ صاحب اسمین شک نہین کہ آپ سا دولھا ملنا مشکل ہے۔ اول تو جوان جہان گبھرو۔ ابھی مسین بھیگتی ہین۔ دوسرے آدمی کیا شیر معلوم ہوتے ہو سینہ فراخ کلائی چوڑی۔ کمر نازک۔ پھر سپاہی آدمی ہو اور میرے وطن کی عورتین سپاہیون کی عاشق زار ہین اسکے علاوہ شاعر ہو۔ مگر ذرا مزاج کے جھلے ہو بس اتنی خرابی ہے۔

خوجی۔ اگر اطاعت کروگی۔ مطیع ہو کے ہوگی تو ہم موم دل ہو جائینگے اور جو کلہ بکلہ ہم سے لڑوگی تو ہمارا مزاج بیشک جھلا ہے۔

شتاب جان۔ میان مین لونڈی ہو کے رہونگی مجھے کیا واسطہ۔

خوجی۔ ازین چہ بہتر۔ خدمت سے عظمت ہے حضرت سلامت۔

شتاب جان۔ مگر یہ بتاؤ کہ رہو گے کہان مین بمبئی مین رہونگی یا گرد نواح بمبئی مین۔ یہ نہوگا کہ تمھارے ساتھ ملکون ملکون ماری ماری پھرون۔

خوجی۔ ابھی مین تمھارا ساتھ دینے کو آمادہ ہون جہنم تک تو جان من تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگا بس انتہا ہوگئی۔

شتاب جان۔ اللہ کرے تیری زبان جل جائے اور سنو موے کی باتین۔ جہنم مین جا تو۔ بالکل پھوہڑ ہی رہا۔ یہ تو بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔

خوجی۔ تم جہان رہوگی وہان مین بھی رہونگا۔ مگر۔

شتاب جان۔ اگر مگر مین نہین جانتی۔ ایک تو تمکو افیم نہ کھانے دونگی تم نے افیم کھائی اور مین نے کسی بہانے سے زہر کھلا دیا۔

خوجی۔ اچھا نہ کھائینگے۔ پینگے۔ کچھ فرض ہے کہ افیم کھائین ہی افیم نہ کھائی۔ پی سہی۔ چھٹی ہوئی۔

شتاب جان۔ کھانے دونگی نہ پینے دونگی۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ نوکری ضرور کرو بغیر نوکری کیے گذارا نہین ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ میرے عزیز دوست رشتہ دار جو آتے ہین یہ سب بدستور آیا کرینگے۔

خوجی - چہ خوش - اِن بدمعاشون کو ہرگز نہ آنے دونگا۔

الغرض بعد خرابی بصرہ راے قرار پائی کہ شتاب جان کے ساتھ نکاح ہو جاے مگر خواجہ صاحب نے جو انکے رنگ ڈھنگ دیکھے تو کھٹکے اور مزہ یہ کہ دوسرے روز وہ انکو ایک قصبے مین لیگئی جو بمبئی سے کئی اسٹیشن کے فاصلے پر تھا - وہان آزاد نہ مرزا صاحب نہ اپنا نہ بیگانہ خویش نہ بیگانہ - شتاب جان دشمن خانصاحب سیدھی بات نہین کرتے۔ جان عذاب مین شتاب جان کے ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہین تو وہ ٹھوکر لگاتی ہے -

خوجی - مین تو دل لگی کرتا تھا - شادی کیسی - اور بیاہ کیسا چھ اوپر ساٹھ برس کا میرا سن ہے - اب مین شادی کیا کرون - ایک پاؤن قبر مین لٹکائے بیٹھا ہون - تم ابھی اللہ کی عنایت سے جوان ہو - تمکو سیکڑون خوبرو جوان مل جائینگے عجب طبیعت تمنے پائی ہے میرے منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت خواہ مخواہ کے لیے نکاح کرکے عمر بھر غم کی آگ مین جلنا اس سے کیا فائدہ ہے۔

شتاب جان نے یہ قصہ سُنکر کہا - تم کو اس سے مطلب کیا بوڑھے ہو یا جوان اسکی مجھے فکر ہونا چاہیے جب میرا تم پر دل آیا اور تم نے مجھے پڑچک دی اور مجھسے کہا کہ شادی منظور ہے پھر اب انکار کرنا کیا معنی اچھے ہو تو میرے اور بُرے ہو تو میرے - اب تو مین سارے زمانے سے کہہ چکی کہ شادی ہو گی خواجہ بدیع صاحب ہمارے دولھا بنینگے - اب مجھے کیون ذلیل کرتے سب مین ہنسی ہو گی۔

خواجہ صاحب سوچے کہ بہت بُرے پھنسے - یہ دیس شہر بیگانہ - ایک آدمی سے بھی ملاقات نہین - مفلس کا پاس نہین - اور یہ شادی پر تلی ہوئی ہے اپنی عقل پر خواجہ صاحب نے کمال افسوس کیا اور ایک گوشے مین جاکر آزاد پاشا کے نام یہ خط لکھا -

محمد آزاد پاشا قوت بازوے برادران میرے بڑے بھائی اور بزرگ یہ خط غور سے ملاحظہ فرمائین سلامت بعد گریہ گریہ سلام و اشک بندگی کے حال زار من بدبخت چہ برمرازی کہ عشق مین شتاب جان کے جان کھونا کام ہے - ع

کارے کہ نکو نشد نکو شد

کہ نہ شد - میری آنکھ سے اب غفلت کا پردہ اٹھ گیا مین چھ اوپر ساٹھ برس کا ہونگا - اِس سن شریف مین زوجۂ ثانیہ کا خیال غلط در غلط اور سراسر غیر واجبی ہے شتاب جان جیسے پریون سے جان دیتا ہون اب مجھ پر خود عاشق ہے اور جسطرح پر جسم زار اس بیچ کا چور ہے اسیطرح شکل صورت بھی چور ہے مجھے کوئی دیکھے تو سمجھے ہڈیان تک گل گئی ہین مگر آپ خوب جانتے ہین کہ انھین دُبلے پتلے ہاتھ پاؤن پر مین نے مصر کے ایک نامی گرامی پہلوان کو لڑا دیا اور انھین ظاہری ننھے ننھے ہاتھ پاؤن پر ایک دیو نما حبشی سینے بلا زعفران کی پتھر اور لاتین سہین اور اُف تک نہ کی - دوسرا ہوتا تو کبھو مر نکل جاتا - اسی طرح میری شکل مین یہ بات حاصل ہے کہ گو ڈھول کے

اندپول ہے مگر جو دیکھتا ہی عاشق ہو جاتا ہی مرد عورت دونون۔ یہ عجیب بات ہے مین بعض اوقات خود متحیر ہوتا ہون کہ یہ کیا اسرار ہے مگر کوئی بات سمجھ مین نہین آئی خیر۔ اب دلی خواہش یہ ہے کہ یہان سے نجات پاؤن اور بھاگ جاؤن۔ تم بطور لطائف نوازش نامہ جدا خرچ کشیر اور فوج بھیجو کہ خواجہ بدیع صاحب کیدا ان کو ہم لوگ لینے آئے ہین۔ بس سب باتین طے ہو جائین ورنہ موت کا سامنا ہے۔ ؎

مین مرگ وصال سے بھی خوش ہون
دل جان سے اسقدر ہے بیزار

سوچا تھا کہ اگر شادی نہ ہوگی تو لوگ ہنسینگے کہ آزاد دو ساتھ لائے اور ایک کو ہندوستان مین بیاہا اور خواجہ بدیع با وصف لیاقت وصباحت ولڑنے بھڑنے روم کے موجی کا موجی ہی رہا۔ اگر فوج آجائیگی تو شتاب جان خائف ہو کر مجھے چھوڑدینگی۔ اور اگر زبردستی نکاح پڑھوالیا گیا پھر مین زندہ نہ رہونگا وہ تو سب سے کڑی شرط یہ کرتی ہین کہ افیم بالکل ترک کردو۔ اور نوکری کرلو۔ افیم کا ترک کرنا معلوم۔ اس شرط کے صاف یہ معنی ہوے کہ جان دے دو۔ زندگی سے ہاتھ دھو۔ شادی کے پھیر مین مرجاؤ۔ اور جان ہے تو قبلہ جہان ہے۔ اب رہی نوکری۔ اس سے طبیعت نفور۔ یہان تو لڑکپن سے فقرہ بازونکی صحبت مین رہے گپ اڑانا باتین بنانا چانڈو پیسا اور پلانا افیم کی چسکی لگانا یہ ہمارا کام ہے ہم سے نوکری تو نہ ہوگی۔ اور لیاقت ٹھہری واجبی ہی واجبی املا تلک نہین درست ہے۔ حساب کتاب سے کبھی واسطہ ہی نہین رکھا۔ پھر اب نوکری کسکی کرین۔ سرکاری نوکری کی تلاش ہی فضول ہے۔ انسان بچپن سالانہ ہوا اور انھون نے کہا تشریف لیجائیے اور یہان پچپن اور دس پینسٹھ برس کے ہین بلکہ دو ایک اس سے بھی بڑے ہی ہونگے۔ کم نہ ہونگے۔ خیر جناب والا نوکری کا تو یہ حال ہے ہم تو بس اسی مصرف کے ہین کہ کسی نواب زادے کی صحبت مین رہین اور اگر اس کے مزاج مین بو ریاست نہو تو ہم رئیس گر بن جائین۔ اور ایسا بیکار رئیس انکو بنا دین کہ وہ بھی یاد کرے چانڈو کا قوام ہم سے تیار کرالو۔ افیم ایسی عمدہ پلائین کہ عمر بھر یاد کرے۔ جس محفل مین جاے ہم مصاحب ہوے ساتھ ساتھ ہون۔ باقی رہا یہ کہ ہم محرری کرین یا جمع خرچ لکھین یا مختار بن بیٹھین یہ خیر صلاح ہے جسکو اپنا کام غارت کرنا ہو وہ ہم سے تعلق کرے۔ بس اندرین صورت اگر ذرا اسقدر عنایت کرو کہ ہمکو یہان سے چھٹکارا دلوادو تو بڑی عنایت ہوگی۔ ؎

چشمۂ فیض سے کچھ اب تو اشارہ ہو جاے
نام ہو آپکا اور کام ہمارا ہو جاے

جواب کا منتظر ہون مس میڈا کو سلام مس کلیرسا کو بندگی۔ مرزا صاحب ہمکو یہان پھنسا کے چلے گئے اچھا چھانسا دیا۔ بیگم صاحب کی خدمت مین بندگی عرض کر دینا۔ اب خط کا اختتام ہے اور دوپہر کا وقت اسکے بعد شام ہے۔ ؎

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

امیدوار مغفرت ایزد منان بندۂ خواجہ بدیع الزمان متخلص بہ بدیع نوگرفتار عشق شتاب جان

کیا جاتی تھی جان بے شکایت | کیون ہوتے دم سخن نہ آئی
یون داغ عدو کا شکر لے دل | بے شرم تجھے جلن نہ آئی

گلشن مین جو خاک مین ہوا میں
بلبل طرف چمن نہ آئی

ہر چند نخواہم کہ از من آزردہ شدہ معتوب شوم
والا آن شوخ چنان ربود از من دل کہ خود ہم دلبر
و دلدار ست و از نگاہ برادرانہ آن شوخ مارا امید ہے

ہے مجھ پہ نگاہ لطف منظور
کیا خوب نظر ہے چشم بد دور

خدا جانے تم لوگ مجھے خاک مین ملاتے ہو مین نے کیا قصور کیا رو م گیا۔ تمہاری طرف سے لڑا بھڑا تمہارا ساتھ دیا۔ وقت بے وقت کام آیا صلاح دی مشورہ دیا۔ اور اب وہی آزاد مجھے فنا کیے دیتا ہے اور خاک مین ملائے دیتا ہے۔

مین شمع نہین مرے رلانے سے حصول
لوبان نہین مرے جلانے سے حصول

مین خردۂ گل نہ آب باران بہار
ظالم مرے خاک مین ملانے سے حصول

فقط۔ حررہ ایضاً یعنی خواجہ بدیع الزمان بدیع

یہ خط لکھکر شتاب جان کو دیا اور کہا خدا کے لیے اسیطرح سے آزاد پاشا کے پاس جلد پہونچاؤ۔ اُن سے آخری صلاح لیتا ہون۔

شتاب جان۔ آخری صلاح کیسی ہوتی ہے کیا مرتے ہو۔

خوجی۔ پہلے تم کو بیاہ تو لین۔ ابھی مرنے کا زبان پر نام نہ لاؤ تم بیکار ہمین کوستی ہو۔ ابھی تو تمہارے ساتھ شادی کرنی ہے۔

شتاب جان۔ پھر کسی سے کہنے سننے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔

خوجی۔ شادی بیاہ کوئی خالہ جی کا گھر نہین ہے۔ ذرا اس بارے مین انسان کو سوچ سمجھ لینا چاہیے نشیب فراز اونچ نیچ۔ دنیا مین شادی سے بڑھکر اور کیا ہے۔ یہ بڑا نازک معاملہ ہے بے سمجھے بوجھے شادی کر لینا عقل کے خلاف ہے یہ تو تم خود ہی جانتی ہو کہ سالہا سال سے تمہارا عاشق زار ہون فقط اسقدر البتہ دریافت کرنا ہے کہ تمہاری شرطون کو کہا تک منظور کرون بس اور کچھ نہین۔

شتاب جان۔ جاؤ ہم نے بلا شرط شادی منظور کر لی۔

خوجی۔ ازین چہ بہتر۔ اچھا منظور۔ دل سے منظور ہے۔ مگر خدا کے لیے یہ خط تو بھیجدو۔

شتاب جان نے خط لیکر ڈاک کے ذریعے سے روانہ کر دیا اور خوجی سے کہا کہ یہان تم اپنے کو خواجہ پاشا یا بدیع پاشا مشہور کرو تاکہ تیری وقعت ہو۔

خواجہ صاحب نے جھلا کر کہا۔ معقول۔ مشہور کرو کیا معنی۔ کیا کچھ غلط بات ہے۔ ہم پاشا ہمارا باپ پاشا۔ پدر بر پدر پاشا۔ مشہور کرنا کیا معنی

بدیع پاشا تو ہمکو حضرت سلطان سے خطاب ملا تھا۔
یہ سلطانی خطاب کوئی ہم سے چھین سکتا ہے بھلا۔
اور ابھی تو ہمکو یہان آئے عرصہ نہین ہوا۔ دو چار روز
مین دیکھنا کیا نتیجہ ہوتا ہے اور کتنے آدمی ہماری زیارت
کو آتے ہین۔

اب سنیے کہ خانصاحب خاص مالوے کے باشندے
تھے انھون نے جو خوجی کو افیم کا شائق پایا تو مالوے
کی نہایت عمدہ عمدہ افیم پلائی۔ دو دن مین خواجہ صاحب
جرعہ جرعہ کرکے اسقدر پی گئے جسقدر چار دن مین
بھی نہ پیتے۔ سفر مین آپکی صحت مین بہت بڑا
فتور پڑا تھا اور اس مقام کی آب و ہوا بھی نہ راس
آئی۔ طرہ اسپر یہ ہوا کہ افیم چوگنی استعمال کرنے لگے
اور غذا مین قلت ہوئی۔ دو ہی دن مین چرمر ہو گئے
خانصاحب سے افیم پیتے ہوے یون
گفتگو کی۔

خوجی۔ صاحب واللہ ہے دوسرا اتنی افیم پیتا تو
بول جاتا کیا مجال ہو کہ اس شہر مین کوئی مقابلہ کرسکے
اور اس شہر پر کیا موقوف ہے جہان کہیے مقابلہ کے لیے
آمادہ ہو جاؤن کوئی تولہ بھر پیے تو مین سیر بھر پی جاؤن
اور افیون کا گھولنا تو ہمارے سوا اور کوئی جانتا ہی
نہین۔

خانصاحب۔ مگر استاد آج کچھ اجڑ بجڑ بہت ڈھیلے
نظر آتے ہین۔

خوجی۔ ہان بھائی۔ آج تو ہمین کچھ برے آثار نظر
آتے ہین۔

خان۔ ہم جانتے ہین کہ تمنے افیم بہت پی لی ہے۔

خوجی۔ واہ۔ ایسا کہین کہنے گا بھی نہین۔ حضرت۔ آپ
بھی آجایئن اور بندہ درگاہ بھی بیٹھے ہین مقابلہ کیجیے

خواجہ صاحب شام تک اور بھی ضعف سے ضعیف
ہو گئے مگر مالوے کی پرانی افیم کا ذائقہ جو چکھا تو چھوڑنے کو جی
نہ چاہا خانصاحب سے سن چکے تھے کہ بارہ برس کی پرانی
افیم ہے دو دن مین سوا پاؤ افیم پی گئے اور اسکے
علاوہ دس تولے چانڈو اڑایا۔ شام کو پلنگ مین
سو رہین لیٹنے لگے تو شتاب جان نے دق کرنا شروع
کیا۔

شتاب۔ اے خواجہ صاحب۔ خواجہ صاحب
این! اے واہ ہے۔

خوجی۔ (بچشم نیم باز سے) ہون ہون۔ سونے دو۔

شتاب۔ اے آگ لگے تیرے سونے پر مردوے کب تک
سوتا رہے گا سونے کی بھی کوئی انتہا ہے۔ اوئی۔

خوجی۔ (ذرا کروٹ لیکر) ہے

قاتل جفا سے باز نہ آیا وفا سے ہم
فتراک مین جو سر ہے تو جان ہے رکاب مین

شتاب۔ بھلا خیر۔ ہم تو سمجھے تھے مُبر آگئی (دھنسک)

خان۔ کہتی کس سے ہو۔ وہ ہین کہان۔ وہ
سو پہنچے خدا گنج۔

شتاب۔ اے! ایلو پھر پلنگ مین آیا ابھی تو زندہ
ہو گیا تمھارے یہ تو دم چرسا معلوم ہوتا ہے۔

خان۔ (کان کے قریب جاکر) خواجہ صاحب ہے

کھو دیا حسن مدک نے ستم ایجاد دن کا

اُڑ گیا رنگ جو ان ہی کے پریزادون کا

خوجی۔ (آہستہ سے سر کھجلا کر) یار ذرا سونے دو بھائی
شتاب۔ (چپت جما کر) ہیہے ہان پینک او نکا کام نہین ہی
خوجی۔ ہم تو اس ڈر سے نہ ہنسنگے نہ ہنسنگے ؎

جو کوئی صنم پسند آئے نجھ کو
دو دن اللہ پھر دکھائے مجھکو
کوئی ماہ لقا جلوہ دکھائے مجھکو
سبدن دکھائی ہی نصیری رات نا

شتاب۔ ہم دم چورا نہیں۔ اس پینک کو خدا غارت کرے جسنے ہزارون کی جان لی۔ اللہ کرے افیم کے کھیتون مین آگ لگے۔

خان۔ خواجہ صاحب۔ شتاب جان بہت پی گئے ہین یہ ایسا نہو آج چل بسین تو غضب ہی ہو جاے۔

شتاب۔ اے کسی تدبیر سے موے کو شہر بدر کرو۔

خان۔ خواجہ صاحب۔ اجی خواجہ صاحب۔ این بولتے ہی نہین۔ بولو صاحب۔

شتاب۔ ہے ہے یا تو ان سمے کی مٹی نکل گئی اب کیا کرون۔

خان۔ مرزا صاحب کو بلوائیے جنھون نے یہ بلا پیچھے لگائی۔

خواجہ بدیع الزمان کی کیفیت دگرگون ہوئی فوراً حکیم صاحب بلوائے گئے نبض دیکھکر کہا کسی قسم کا سم استعمال مین آیا ہے۔ اور ضعف اسقدر بڑھ گیا ہے کہ مرض غالب اور طبیعت مغلوب ہو گئی ہے۔ خانصاحب نے عرض کیا کہ حکیم صاحب مہربانی کرکے کوئی ایسی دوا دیجیے جس سے انکی طبیعت ذرا ٹھہرے تو ہم انکے اعزہ کو تار کے ذریعے سے مطلع کرین۔

حکیم صاحب نے پھر نبض دیکھی کل حالات دریافت کیے اور بسم اللہ کہکر نسخہ لکھا اور کہا ابھی پلا دو۔ یہ کہکر حکیم صاحب تشریف لے گئے اور شتاب جان ازبس سراسیمہ ہوئین ؎

ساقیا اب نازبیجا کس لیے
بے مزہ ہے شکر افشانی تری
اے تنک ظرف اسقدر بدخو نہو
بے نیازی کا سبب ہے بدمزاج
کام کیا اب ساغر سرشار سے

ہین ابرو بے محابا کس لیے
بے نمک ہے سرکہ پیشانی تری
دل ہوا کھٹا ترش ابرو نہو
کیا رہی ہے ہمکو تیری احتیاج
بادہ کش ہون جام چشم یار سے

دیکھ دور ساغر مل کی بہار
پھر گئی آنکھون کے آگے چشم یار

آزاد فرخ نہاد نے مرزا صاحب سے ان دونون جادو نگاہ پریون کے ملنے کا حال بیان کیا اور صاف صاف کہدیا کہ مس کلیرسا کے ساتھ شادی کا ذکر بھی نہین آیا ہان کوہ قاف کی پری سے البتہ عہد و پیمان ہوا ہے۔ اس شوخ پرفن کا احسان میری گردن پر ہے تادم واپسین اسکا احسان نہ بھولونگا بار منت سے سر نہین اٹھا سکتا۔ اول تو مین خود بھی اسیر فرنگ تھا اور اسپر طرہ یہ ہوا کہ محبوب گل رخسار مجھ سے لگاوٹ کی باتین کرنے لگی ؎

کیا کہون پرسش نگاہ کرم
چشم سے غمزہ دادخواہ ستم

لب جان بخش جاں سے جو کیا کیا
شادیاں دلکو ہمکنار رہی کی
دیکھ اُس لب کی گوہر افشانی

الفت آلودہ گفتگو کیا کیا
ہائے باتین وہ دوستداری کی
ہو گیا آب ابر نیسانی

مگر مرزا صاحب لِ زبرائے خدا آپ بیگم صاحب کو سمجھا دیجیے کہ حسن آرا کو ابھی اس امر کی اطلاع نہ دین -

مرزا صاحب نے انکی تشفّی کی اور کہا آپ چلیے تو دو دو گفتگو ہو جائے یہ کہکر مرزا صاحب آزاد کو لیکر محل سرا مین تشریف لائے بیگم صاحب جھپٹ سے کوٹھری مین چلی گئین اور یون باتین ہونے لگین -

مرزا - آزاد پاشا کو مبارکباد دو کہ صحیح وسلامت واپس آ گئے - خوشیان مناؤ کہ خدا نے یہ دن دکھایا -

بیگم - خدا انکو صد وسی سال کی عمر عطا کرے - آمین

مرزا - بڑے بڑے ریاض کے بعد ہندوستان واپس آئے ہین -

بیگم - اگر سچے دل سے ریاض کیا ہے تو اللہ اسکا اجر دیگا

مرزا - اگر سچے دل سے کیا معنی کیا اسمین کچھ شک بھی ہے -

آزاد - حضرت اس مرتبہ ہم سے خفا ہین - حالانکہ میرا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ صرف حسن آرا کی خاطر سے یہ زحمتین اُٹھائین اور پھر یہ بھی سوچا کہ - ع -

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

ایک تو اس محبوب مطلوب کی خاطر ہو گی دوسرے برادران دینی کی ...

مرزا - محمد آزاد صاحب یہ دو تحفے حضور کے لیے لائے ہین -

آزاد - (مسکرا کر) ایک اپنے لیے ایک اپنے دوست مرزا صاحب کے لیے -

بیگم (بہت تیکھی ہو کر) اور تم سے اُمید کیا ہے کانٹے بو کر میرے حق مین - مین نے ایسا ہی گناہ کیا ہے - دو تین اور نہ انکے واسطے لیتے آئے کہتے ہوئے شرم نہین آتی پیٹھے سے مُنھ -

مرزا - یہ چاہین بگڑین ہم تو خوش ہوئے کہ ایسا نادر تحفہ ہمارے واسطے لائے - پھر اب مین مکان تجویز دون -

بیگم - پھونک دون مکان دکان کو - اسنے اور اُسپر کیا تھی کس صفائی کے ساتھ کہتے ہین - ایک اپنے لیے ایک اپنے دوست کے لیے -

مرزا - اچھا صاحب ہم کو دکھا دو اسمین کیا عیب ہے

بیگم - خیر ہنسی تو ہو چکی اب بتاؤ مین کیا کرون حسن آرا کو نہ لکھون تو نہین بنتی - لکھون تو نہین بنتی - گونگو کا معاملہ ہے تم جا کے اُن دونو نکو دیکھو کہ کس وضع کس قطع کی عورتین ہین -

آزاد - آپ سوقت ہمارے ساتھ چلیے - اور وہان تھوڑی دیر بیٹھیے بلکہ دونون کو اپنے ساتھ ہی لیتے آیئے -

بیگم - نہین نہین - یہان انکا کچھ کام نہین ہے - اور سنو ہم اپنی بہن کی سوت کو اپنے ہان بلائین -

مرزا - آخر آزاد کا بھی تو کچھ خیال ہے یا نہین ہے -

بیگم - مین دیکھتی ہون تم یا تون ہی باتون مین ریجھ گئے -

آزاد - بھابی صاحب کچھ نہ پوچھیے ذرا سے بعد کلیجا پکا دیا کہ خدا کے لئے انکے ہمراہ ہوٹل چلو از برائے خدا ہوٹل چلو اور تم نے ایسی اچھی طرح سے صورت نہین دیکھی ہے -

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

مرزا - اب یہ لڈو اُڑینگے - آپ کی دو گھڑی کی لگی ہے
اور یہان دو تین روز تک کھٹ پٹ کی گرمی بازار رہیگی
مرزا صاحب سے زین نے کہا حضور کوئی مولوی صاحب
آپکو باہر بلاتے ہین - مرزا صاحب باہر تشریف لائے
آزاد تو کمرے ہوے مگر بہانے سے حقہ اُٹھا لیا اور پھر
ذرا بیٹھ گئے اور آہستہ سے یہ اشعار پڑھے ۔ ؎

تمکو یہ طور یہ انداز کہان آتے تھے	ستم حادثہ پرداز کہان آتے تھے
ایسے دھمکا فسوساز کہان آتے تھے	اسقدر مہر فزا ناز کہان آتے تھے

چشم فتان کو خیال نگہ ناز نہ تھا
غمزہ مانند سرے اشک کے غماز نہ تھا

بیگم صاحب نے جھپ دکھا کر کہا بس یہی تم مین عیب ہے
وہ چلے گئے اور تم ڈٹے بیٹھے ہو - آزاد نے حقہ لیا اور
پیتے ہوے چلے - باہر آئے تو مرزا صاحب نے کہا جناب علامہ
محمد آزاد صاحب آپ ہی ہین - جناب حافظ امان الحق
صاحب سے معانقہ کیجیے آزاد نے حافظ جی صاحب
سے معانقہ کیا اور گفتگو ہونے لگی -
حافظ صاحب - عرصہ دراز سے مشتاق زیارت تھا
آج کے روز سعید یہ سعادت نصیب ہوئی اب حضور کا
یہان کب تک قیام ہے -
آزاد - جناب دو چار روز کے بعد عزم روانگی وطن ہے
حافظ - جو کارنمایان آپ سے سرزد ہوے انکا تمام اہل
اسلام کو شاکر ہونا لازم ہے - ہم لوگ اخبارات کے ذریعہ
سے آپ کے حالات فتح و ظفر دیکھتے تھے - عرض نہین
کر سکتا کہ طبیعت کسقدر محظوظ و شاد ہوتی تھی -
آزاد - مین نے کوشش کی کہ اپنا فرض ادا کرون مگر ادا

کیا تو کسی پر احسان نہین اور اگر احیاناً اتفاقیہ یا اپنی پست ہمتی
سے اسکے ادا کرنے مین قاصر رہا تو افسوس ہے یسعی ولا اتمام من اشد
حافظ - فرض ادا کرنے مین صرف کوشش ہی کرنا مشکل ہے
جس شخص کے دلمین یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنا فرض ادا کرے وہ
داخل حسنات ہو چکا اور خصوصاً اس ذمہ داری کا فرض
اسکا ادا کرنا ہر ایک شخص کے امکان مین نہین ہے آپنے
اپنے علو ہمت اور حمیت سے ثابت کر دیا کہ اسلام کے سچے
خیر خواہ اور سچے دوست ہین ۔ ؎

حماک اللہ من شر النوائب	جزاک اللہ فی الدارین خیراً

آزاد - تصدیق ہے کہ مولانا محمد عبد القدوس صاحب اور مولانا
محمد اطہر صاحب وغیرہ بزرگون سے ملون اس مرتبہ شرف
ملازمت حاصل ہوا تھا -
حافظ - اس خاکسار کو انھین بزرگان مقدس نے آپکے
پاس بھیجا ہے کہ کل شام کو اگر تکلیف نہو تو بلدۂ بمبئی کے
ٹون ہال مین ضرور تشریف لائیے -
مرزا - پہلے یہ رائے قرار پائی تھی مگر ابھی ابھی صاحب
رجسٹرار یونیورسٹی کا خط آیا کہ پرسون جلسہ منعقد ہوگا -
حافظ - بہتر ہے - کل علمائے بمبئی بسر و چشم آئینگے اور
اہل اسلام جوق جوق جمع ہو گئے انکے علاوہ پارسی اور
یورپین اور ہنود اور ہر مذہب و ملت کے لوگ آزاد سے
مشہور جنرل کو دیکھنے آئینگے - آج کل تمام عالم مین آزاد کا
ڈنکا بج رہا ہے اللہم زد فزد - اکثر اصحاب نے فکر کی ہے کہ عربی
مین آپ کیلیے قصیدے تصنیف کرین - اس روز قاضی
صاحب قبلہ اسپاچ کرینگے -
آزاد - (ہنسی کو ضبط کرکے) یہ اُنکی نوازش ہے ورنہ من آنم

کہ من دانم بندہ اس قابل کہاں کہ علما و فضلا اسپاج کریں مگر خدا کی دین۔ میرا دین و ایمان یہ ہے کہ برادران قومی سے خصوصاً اور بنی نوع انسان سے عموماً ہمدردی کے ساتھ پیش آؤں جبتک اپنی قوم کی اعانت نہ کروں تب تک صبر و شکیب محال ہے۔

لبِ شاہد و بادہ صبر توبہ توبہ
اس عمر میں دل پہ جبر توبہ توبہ
ایام شباب اور وہ بجو ساقی
فصل گل و جوش ابر توبہ توبہ

حافظ۔ بندہ اب رخصت ہوتا ہے پرسوں انشاء اللہ ضرور ملونگا۔ آج درس و تدریس کے سبب سے نہ قاضی صاحب قبلہ کو دم زدن کی مہلت ہے اور نہ جناب مفتی صاحب کو۔ مولانا عبدالقدوس صاحب نے مسہل لیے ہیں ورنہ سب صاحب بالضرور آتے۔

آزاد۔ یہ توجہ اور عنایت کیا کم ہے۔ خانہ احسان آباد۔

حافظ۔ رخصت ہوتا ہوں (استادہ ہوکر) تسلیمات عرض ہے۔

آزاد۔ (ادب کے ساتھ) تسلیم فی امان اللہ۔

مرزا صاحب نے آزاد سے کہا کہ نصف بمبئی آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے اور سب کے سب یہاں ابتک آ گئے ہوتے مگر میں نے آج کا دن خود ٹال دیا کہ دو دن تو آرام کر لیجیے پرسوں انشاء اللہ شام کو سب جہان سے ملیے گا۔ بہت خوش ہو گئے۔

حافظ جی رخصت ہوے تو آزاد اور مرزا صاحب نے کھانا کھایا تھوڑی دیر آرام کیا۔ دو گھڑی دن رہے دونوں صاحب فٹن پر سوار ہو کر ہوٹل میں آئے آزاد پانا کمرے میں گئے تو مس میڈا نے فرط محبت سے بوسہ لیا مس کلیریسا نے خوش خوش ہاتھ ملایا۔ آزاد سے شکایت کی کہ واہ اجنبی شہر میں اتنی دیر تک خبر ہی نہیں لی۔ بمبئی ہی سے یہ حال ہے تو اپنے وطن پہونچکر تو شاید بالکل بھول ہی جاؤ گے جب آزاد نے مرزا صاحب کی تشریف آوری کا حال بیان کیا اور کہا کہ حسن آرا کے بہنوئی ہیں کلیریسا اور میڈا دونوں مسکرائیں کہا اچھا ہم حمام کر کے کپڑے بدل لیں تو اسے بخوشی ملیں۔ آزاد نے باہر آن کر برآمدے میں کرسیاں بچھوائیں اور کہا کہ بعد حمام ملاقات ہو گی۔ آدھ گھنٹے کے بعد دروازہ کھلا اور یہ دونوں بلوائے گئے آزاد نے مس میڈا کیطرف اشارہ کر کے کہا (مس میڈا اور مرزا صاحب) مس میڈا ہاتھ بڑھانے ہی کو تھیں کہ مصافحہ کریں مگر مرزا صاحب ان رسوم سے ناواقف۔ چپ لگا بنے کھڑے رہے تو آزاد نے اشارے سے کہا کہ مصافحہ کرو۔ حضرت نے ہاتھ ملایا۔ اسکے بعد اسی طرح مس کلیریسا سے مصافحہ ہوا۔ دونوں پریاں نکھر کے بیٹھی تھیں ایک بت گلعذار۔ دوسری نغز گفتار۔ ایک پری تمثال۔ دوسری جادو جمال اسکا حسن دلاویز۔ اسکا جمال مہر انگیز۔ رخسارے گل تو زلف سنبل سراپا چمن ماہ فریب یا سیمین بدن۔ انکی نو خاستگی اور آراستگی دیکھکر مرزا صاحب دنگ ہو گئے کلیریسا پر نظر ڈالتے ہیں تو پریزاد۔ میڈا کو دیکھتے ہیں تو رشک خوبان نوشاد۔ ایک مہ وش پری دوسری غیرت بتان آزری زلف چلیپا سے روح افزا خوشبو چلی آتی ہے جس سے روح کا مشام معطر ہو جاتا ہے الٰہی یہ زلف عنبر بار ہے یا مشک تاتاری یا طرۂ تابدار ہے یا رایحۂ نسیم بہار ہے۔ کلیریسا کے تبسم ناز نے مرزا صاحب کے

زخم جگر پر جراحت کا کام کیا - اس تبسم کے صدقے ؎

چون لب لعل تو تشریف تبسم بخشد
داغ را برہنہ سازم کہ نمک پوش کند

اور میڈا کے گالوں مصفا پر جو نظر پڑی تو مثل آئینہ حیران ہو گئے ؎

زدان اندر گلوش از صفا آب | چو تار ریسمان از گوہر ناب

مرزا - یہ صاحب کوئی ایسی زبان سمجھ سکتی ہین جسمین ہم گفتگو کرین -

آزاد - فرانسیسی شاید سمجھتی ہون - پوچھیے -

آزاد تاڑ گئے کہ مرزا صاحب کا دل آگیا سوچے کہ اب لیتہ بیگم صاحب کے سامنے انکے چھیڑنے کا موقع ملا - انکی نظر اسے چھپی نہ رہیگی - وہ چالاک و تیز مزاج ہین یہ سیدھے سادھے مسلمان - ہمکو خوب موقع ہاتھ آیا کہ انکو آڑے ہاتھون لین اور بیگم صاحب کو پر چیک دین اب سنیے کہ میڈا نے سادگی سے مرزا صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرانسیسی مین تقریر کرنا شروع کی -

میڈا - ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوے اسم شریف -

مرزا - (بغلین جھانک کے جھیپ گئے) کیا فرمایا -

آزاد - (فرانسیسی زبان مین) جواب دیجیے مرزا صاحب

مرزا - (دونون کی طرف دیکھکر اردو مین) جی ارشاد -

آزاد - (پھر فرانسیسی مین) جواب دو صاحب باتین کرو -

مرزا صاحب نے اردو مین آزاد سے کہا یار کیون ذلیل کرتے ہو مین یہ گٹ پٹ کیا سمجھون - عجب طرح کے دنگی باز آدمی ہو اردو بولو فارسی مین گفتگو کرو -

آزاد نے مسکرا کر مس میڈا سے کہا یہ فرانسیسی نہین سمجھ سکتے اسوقت مس میڈا نے اس طرح اداے دلربا کے ساتھ مسکرایا کہ آزاد کا بے اختیار جی چاہا کہ لب لعل اور عارض گلگون کے بوسے لین مگر کلیسا اور مرزا صاحب کی وجہ سے مجبور تھے ایک دفعہ ہی کمر لچکاتی ہوئی کرسی سے اٹھین تو مرزا صاحب نے آزاد کی طرف دیکھ آہستہ سے کہا - ؎

لبکہ باریک تر از موے میانست اورا
بر کمر بار کمر بند گران ست اورا

آزاد - کوہ قاف کی مس میڈا ہی ہین کچھ سمجھے حضور -

مرزا - (گھبرا کر) معافی چاہتا ہون مجھے بالکل خیال ہی نہ تھا

الغرض تھوڑی دیر کے بعد آزاد اور مرزا صاحب ان دونون پریون کو سوار کرکے گھر لے چلے -

مرزا - میرا خدا اور مین کہ بدی کی راہ سے نظر نہین ڈالی اگر بدی کی نیت دل مین ہو خدا جنت نہ نصیب کرے کفار کے ساتھ حشر ہو - گناہگاری تا بہ کے - کچھ زاد راہ کی بھی فکر چاہیے - ؎

مومن شوق گناہگاری کب تک | لے تیرہ درون سیاہ کاری کب تک

ہان اپنے خدا کو باز آ بہر خدا
لے دشمن دین بتون سے یاری کب تک

آزاد - بیگم صاحب ان دونون حور نژاد و رشک خوبان نوشا کو دیکھکر بہت افسردہ دل اور کبیدہ خاطر معلوم ہوتی ہین -

مرزا - ہان کچھ بندۂ درگاہ سے بھی کھٹکی ہوئی ہین -

آزاد - مین انکی چتونون ہی سے تاڑ گیا تھا جانی جان

مرزا - مگر قسم ہے خدا کی کلیسا کی سی بانکی عورت آج تک نہین دیکھی - سبحان اللہ قتل عام کر دیگی -

آزاد۔ اسین تو شک نہین۔ بلا کی صورت پائی ہے ~

کشیدہ قامتے چون تازہ شمشاد	بہ آزادی غلامش سرو آزاد
دو لعلش از تبسم در شکر ریز	دہانش در تکلم شکر آمیز

بخندہ از ثریا نور می ریخت
نمک از پستۂ پر شوری ریخت

لب لعل برگ گل۔ چشم مست ساغر مل۔ تازہ و نازک اندام نسترن عذار گلفام۔ خدا جانے کس خوش نصیب کی زیب آغوش و زینت کنار ہو گی۔ چاند سا کھڑا ہے واللہ

چشم چون نرگسے کہ خفتہ بود	فتنہ در خواب او نخفتہ بود
تنگ چشمے ز تنگ چشمی دور	ہمہ سرزان زخاک او از نور

آب گل خاک رہ پرستانش
گل کمر بند زیر دستانش

مرزا۔ آپ تو تعریفین کر کر کے اور بھی طبیعت کو پریشان کیے دیتے ہین ہین کیا اندھا ہون۔ مین تو دیکھ رہا ہون نزع کی حالت مین ہو اور انسان دیکھ لے تو ملک الموت سے لڑ پڑے بجلی سے بھی زیادہ شوخ و شنگ اور گرما گرم ہے دل کی آنکھون مین اُس بت جادو جمال کے دیکھنے سے نور آئے اور زلف عنبر بار دماغ روح کو معطر کر دے مگر ہائے ~

خجل از لطف نگاہت بدو بادام نیم
وز لب لعل تو شرمندۂ دشنام نیم

اب سنیے کہ بیگم صاحب نے آئینے مین اپنی صورت دیکھی تو ان دونون محبوبان گلرخسار سمن عذار کے حسن دلاویز کے مقابل مین رنگ جمتا نظر نہ آیا۔ فوراً مشاطۂ آزمودہ کار کو بلوایا اور کہا آج تمھاری مشاطگی کا کمال ہین دیکھنا منظور ہے۔ دریچے کے سوراخون سے اِن دونون پریوں کو دیکھو اور پھر ہماری صورت پر نظر ڈالو۔ اگر اس طرح پر سنوار دو کہ انکے سامنے چہرہ ماند نہ نظر آئے تو موتیون اور اشرفیون سے دامن بھر دون

زمین۔ اے حضور کوئی مشاطہ ہوتی تھی یہ مشاطہ گر ہین اِنکی دو ہی مہینے تو لکھنؤ چھوڑے ہوے کربلا کی زیارت کو جاتی تھین لون جو گئی تو ماندی ہو گئین۔ یہ نواب بادی الزمانی بیگم اور نواب محبوب محل کے ہان نوکر تھین ایک تو حضور کی صورت یون ہی ماشاء اللہ ایسی ہے کہ لاکھ دو لاکھ مین ایک ہین آپ اور پھر مشاطہ ایسی جو لکھنؤ کی ناک ہے۔ سونے پر سہاگا۔

مشاطہ۔ قربان جاؤن سرکار۔ نواب وجاہت علیخان بہادر کی چھوٹی صاحبزادی کی صورت ایک تو کالی کلوٹی دوسرے اُس پر چیچک کے داغ اور باپ مان کوئی نہین روپیہ ایرے غیرے پچکلیان مل کے چکھ گئے ایک مہینے لونڈی خدمت مین رہی۔ پھر اس طرح کا نور چہرے پہ برسنے لگا کہ مرزا حیدر علی بیگ کے لڑکے نے دو لاکھ کا مہر نکاح کے وقت لکھ دیا۔ اور تیسرے لونڈی نے کوئی بڑی تندہی نہین کی تھی اور حضور تو یون ان دونون سے بُری نہین ہین مگر ہان جھوٹ بولنا اور سور کھانا برابر ہے جسکا نمک کھاینگے اُس سے جھوٹ کبھی نہ بولینگے کس زندگی کے لیے۔ بات یہ ہے کہ یہ دونون ابھی دن سن مین بہت کم ہین اور مسکرا کر۔ اچھوتی۔

زمین۔ (مسکرا کر) یہ ایک ہی کہی۔ اچھوتی! ہونہہ!

مشاطہ۔ بس حضور جو تازگی چہرے پر بارہ برس کے

سن مین ہوتی ہے وہ اٹھارہ برس کے سن مین بھی نہین ہوتی مگر ہان بعضی عورتون کی بلا کی کاٹھی ہوتی ہے۔ لڑکی اور مان بہنین معلوم ہوتی ہین۔ سو سرکار ایسی ہین اگر حضور سے بڑھ کے کوئی بات ہے تو یہی ہے کہ ابھی کنوارپنے کے دن تو زمین۔ اور کوئی چاہے لاکھ بناؤ چناؤ کرے وہ بات نہین حاصل ہو سکتی وہ تو بات ہی اور ہے نہ۔ جو بات اللہ نے پیدا کی وہ بات بندہ بھلا کیا کر سکے گا۔ کس برتے پر تتا پانی۔

مشاطہ۔ بہن۔ اللہ کا دوسرا توبہ توبہ توبہ دنیا کے پردے پر کون ہے مگر اُسی خداے پاک کی قسم کھاکے کہتی ہون حضور دناک پر مٹی لگا کر اور کان پکڑ کر بڑے بول کا سر نیچا توبہ کرکے کہتی ہون کہ وہی بات نہ پیدا ہو تو ناک کٹوا ڈالون اور پھر اس پیشہ کا نام نہ لون چاہے لکھ رکھیے۔

بیگم۔ اچھا باتین تو بہت بناتی ہو چکنی چپڑی۔ دیکھین جو کچھ کہا وہ کہا تک کر دکھاتی ہو۔

مشاطہ۔ حضور۔ ع۔

	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے	

بسم اللہ شعبدہ باز تو جھوٹ موٹ کا باغ لگا دیتے ہین مگر دم بھر کے لیے۔ اور لونڈی وہ گل بوٹے دکھائے جنکو خزان کا خوف نہین ہر دم شاداب مگر نواب صاحب کو خدا سلامت رکھے جم جم جیین اُنسے انعام لونگی۔ ہان

زمین۔ اے حضور ہی انعام دینے کے لیے کیا کم ہین اور مرزا صاحب تو دیکھتے ہی خوش ہو جائینگے۔ ایک بار کی نواب قدسیہ محل نے خوش ہو کے ہین اپنے خاص پہننے کا نیا جوڑا دیا ہین جو بہن کے احمد کے ابا کے سامنے گئی تو سلامین کرنے لگے اور اسقدر خوش ہوے کہ مین کیا کہون۔

بیگم۔ اب با تو نہین تو دیر ہوتی ہے اور۔

زمین۔ تو حضور کمرے مین تشریف لیچلین۔ چلو ہین۔

مشاطہ۔ بسم اللہ۔ ہمین کیا عذر ہے یہ دونون کہان سے آئی ہین۔ کیا کوئی انکو باہر سے لایا ہے۔ نئی پوشاک ہے۔

زمین۔ یہ مرزا صاحب کے ایک دوست کے ساتھ آئی ہین۔

مشاطہ۔ ایسی ایسیون کو مرزا صاحب کو نہ دکھایا کیجیے حضور (مسکرا کر) اتنی لونڈی کی عرض لیئے۔ حضور تو خود دانا بینا ہین۔

بیگم۔ (ہنسکر) یہ کاہے سے تم نے کہا۔ وہ ایک نہین دس کو گھر ڈالین۔ ہم سے بڑھ کر کسیکی خاطر ہو سکتی ہے۔

مشاطہ جادو خیال کی کارستانی دیکھا بکدستی سے بیگم صاحب کا حسن خدا آفرین اسوقت جمال یوسف پر چشمک زن تھا آئینے مین صورت زیبا دیکھی تو سر مین نخوت کی ہوا بھر گئی سوچی کہ اللہ ری مین۔ اپنے بھولے پن کے صدقے آج تک اپنے جوبن سے بے خبر رہی نہ تھی ایڑی چوٹی پر ایسی ایسی ہزارون کو قربان کر دون کمر سے چھت پر اسطرح جھومتی ہوئی آئین جیسے طاؤس چمن ابر کے دن صحن گلشن پر رقص کرتا ہے۔ عطر مین اسقدر بسی ہوئی تھین کہ دور تک محلہ طبلہ عطار بن گیا تھا

پیشخدمت کو حکم دیا جس کمرے مین ان پریون سے ملاقات ہو گی اسکو خوب معطر کرو۔ پھولونکی سیج بچھی۔ عطر کے کنستر کھولدیے گئے طرح طرح کے ولایتی پردے دروازون پر لٹک رہے تھے جب سب انتظام لیس ہو گیا خواص نے عرض کیا حضور اب بلوائیے سب سامان درست ہے ہر شے قرینے کے ساتھ رکھی ہے۔ دنیا کی ہمہ نعمت موجود ہے۔

بیگم۔ آج البتہ تمنے ہمین خوش کر دیا بھرپور انعام دونگی۔

مشاطہ۔ حضور اس سے زیادہ انعام اور کیا ملیگا کہ سرکار خوش ہو گئین اور انعام تو روز ہی پایا کرتے ہین مگر آج لونڈی نے وہ ریاض کیا ہے کہ اگر کسی صاحب ملک کی بادشاہ بیگم کی خدمت کرتی تو پشتہا پشت کے لیے جاگیرین ملجاتین۔

بیگم۔ اب آج کے دن تو خاموش رہو کل سمجھا جائیگا۔

مشاطہ۔ (بندگی کرکے) اللہ وہ دن دکھائے کہ صاحبزادہ گود مین کھیلتا ہو اور گھر مین ہم سب خوشیان منائین کہ اللہ کے فضل سے بیٹا ہوا۔

راوی۔ مشاطہ نے تو اپنے حساب بیگم صاحب کے خوش کرنے کے لیے دعا دی تھی مگر وہ کسقدر بد دماغ ہو گئین انکی خواہش تھی کہ ابھی دو چار برس اولاد نہو تو اچھا۔ مگر کسی سے یہ راز ظاہر نہین کی تھی کہ ہمجولیان ہنسینگی اور طعنے دینگی کہ واہ۔ ایک تم ہی انوکھی عورت ہو۔ جوبن کا اتنا خیال دیوانہ پن ہے۔ لوگ تو اور دعا مانگتے ہین کہ اللہ بیٹا دکھائے اور تم الٹی دعا مانگتی ہو کہ ابھی دو چار برس بیٹا نہو۔ جوبن برقرار رہے۔

پھر۔ زیبن نے آکر کہا۔ سرکار وہ دونون تو اردو کا ایک حرف بھی نہین سمجھ سکتین۔ بڑے حضور نے کسی صاحب لوگ کے ہان سے ایک میم بلوائی ہے۔ آیا ہے کسی صاحب کی انگریزن آیا وہ بولی سمجھائیگی مگر سرکار آفت کی چستی اور طرہ یہ کہ ذرا انہین جھجھکتی ہین۔ بڑے حضور بھی بیٹھے ہین اور وہ جو آئے ہین وہ بھی بیٹھے ہین وہ بھلا خیر ساتھ ہی لائے ہین۔ اسطرح تنی ہوئی بیٹھی ہین سینے کو ابھارے کہ مین کیا کہون ملکون ملکون کا پانی پیا ہے نا ہزارون کنوؤن کا جو پانی پیے وہ بے حجاب کیونکر نہ ہو جائے اب دیکھین یہان آن کے باتین کرتی ہین۔ کیا کہتی سنتی ہین۔

زیبن۔ حضور وہ بات نہین ہے جو سرکار سمجھتی تھین۔ بڑے حضور کی دونون سے ایک پر بھی نظر نہین پڑتی اور پھر چاہے نظر پڑتی بھی ہو اب تو دشمنون کی آنکھون مین خاک اسوقت جو سچ مچ کی پری بھی آئے تو نظر دل سے گر جائے اب یہ دونون آئینگی تا کھل جائے گا۔

بیگم۔ دونون بڑے آئینے آمنے سامنے لگا دو۔ اور اُس تصویر پر غلاف چڑھا دو اور خاصدان مین گلوریان بہت سی تیار رہین چاندی سونے کے ورق ان پر لپٹے ہون مگر گلوری کھانا یہ کیا جانین۔ یہ تو بسکٹ اڑاتی ہونگی بس جو انگریزون کی غذا ہے۔ ہان خوب یاد آیا انکے واسطے کالے پانی کی فکر کی ہے یا نہین۔

مشاطہ۔ (ہنسکر) کیا کالے پانی بھیجیے گا۔

بیگم۔ (مسکرا کر) ہان جو انکی نیت بری ہوئی تو یہی کرنا پڑیگا۔ ذری تم بھی غور سے دیکھنا انکی نظر تو کسی اور رخ سے نہین پڑتی ہے۔

مشاطہ۔ حضور لونڈی تو پہلے ہی عرض کر چکی کہ ایسی خوبصورت اور بیباک بن بیاہی لڑکیون کا آنا جانا اچھا نہین۔ آیندہ حضور کو اختیار ہے۔

بیگم۔ مین اس غم کا توتا نہین پالتی۔ انکو اختیار رہے جاکے کہو کہ آئین مگر پہلے انکو بلا لاؤ جو کچھ کہنا سننا ہو کہدین جسمین پیچھے نہ کہین کہ یہ نہین تھا وہ نہین تھا کہو ذری حضور یہانتک آجایئے۔

زبین نے جاکے دونون پریون کو بہت جھک کے سلام کیا اور مرزا صاحب سے کہا حضور گھر مین ذرا بلاتی ہین۔ مرزا صاحب زنانخانے مین آئے بیگم صاحب کو دیکھا تو آنکھین کھل گئین از سرتا پا نظر ڈالی علحدہ کمرے مین لیجا کر گل رخسار کا بوسہ لیا۔ مگر بیگم صاحب جھپٹ کر باہر چلی آئین کہا بس بس۔ اب یہ اختلاط اور ٹھنڈی گرمیان رہنے دیجیے مین سب دیکھ رہی تھی۔ مجھ سے اڑکے کہان جایئےگا وہ جو داہین ہاتھ کو بانکی سی بیٹھی ہے اُس پر بے طور حضور کی نظر پڑتی ہے۔ گھر ڈال لو۔ کہو مشرف با سلام ہو جائے نکاح کر لو۔ ولایت محل نام رکھنا۔ ظاہرداری کے لیے ہم سے پیار اور دل مین اورون سے لگاؤ۔ خیر اچھا ہی سہی۔

مرزا صاحب نے مسکرا کر کہا۔ کچھ خیر ہے۔ ہوش مین رہو۔ خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ مین جوان صالح ہون اور یون دیکھنے کے لیے اچھی چیز پر کسکی نظر نہین پڑتی مگر آج تم اپنی تو کہو جادو کرد یا خدا کے لیے ذرا بات تو سن لو۔ بیگم صاحب تنک کر بولین۔ جی بس باتین رہنے دیجیے سنی ہوئی ہین سب باتین کیا ہم کو بیوقوف مقرر کیا ہے۔ ع۔

رخ میری طرف نظر کسین اور

اچھا اب انصاف کے تو یہ معنی ہین کہ ہمارا اور انکا اپنے دل مین مقابلہ کرو اور پھر دیکھو کسیقدر فرق ہے کسوٹی پر اچھا برا معلوم ہو جاتاہے۔

مرزا۔ تم اڑتی چڑیان پکڑنے لگین مین دیکھتا ہون بے سبب بدگمانی۔

بیگم۔ چلو تم کو کیا۔ تم کو تو سونے کی چڑیا ہاتھ لگی۔

مرزا۔ اس بدگمانی کا کیا ٹھکانا ہے بھلا۔ تم تو اپنے سائے سے بھڑکنے لگین۔ آخر اس دم تک کبھی تم نے کسی سے ہماری شکایت سنی۔ کبھی سنا کہ فلان عورت پر نظر بد ڈالی پھر اسقدر خفگی اور بدگمانی کا کیا سبب ہے۔

بیگم۔ سنی تو نہین مگر آنکھون دیکھی۔ ع۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

سنتی تو بیشک یقین نہ آتا مگر اب تو آنکھون دیکھ چکی آزاد نے بیٹھے بٹھلائے نیا روگ لگایا۔

مرزا۔ اب تو تم ترساتی ہو اور بیکار ترساتی ہو مجھے دیر ہوتی ہے۔

بیگم۔ مین تو اسطرح ترساؤن جسطرح بے رحم انا لڑکے کو دودھ کے لیے ترساتی ہے ابھی دیکھو تو سہی۔

مرزا۔ (قہقہہ لگاکر) کتنی سیدھی سادی ہو۔ توبہ کسی اور کے سامنے کہتین تو مجھے سخت شرمانا اور جھینپنا پڑتا یہ تم کو سوجھی کیا (پھر قہقہہ لگاکر) لاحول ولا قوۃ۔

بیگم۔ ابھی نہین۔ کیکو آنے دو پھر دل لگی ہوگی

دیکھو تو سہی ہمارے سامنے کسی پر نظر بد ڈالنا۔

مرزا۔ اب دیر ہوتی ہے صاحب۔ تم بیٹھو مین جا کے بلا کے لاتا ہون۔

بیگم۔ ہان دیر کیون نہ ہوتی ہوگی۔ گھورنے کے لیے دیر ہوتی ہوگی۔

مرزا صاحب نے کہا مین جاتا ہون تم خواہ مخواہ جھگڑا کرتی ہو۔ بیگم صاحب نے ہاتھ پکڑ کے کہا۔ فرش کی نشست تو ہوگی نہین کرسیون کی نشست ہوگی اور جو کچھ کہنا ہو کہدو۔ کوئی بات اُنکے خلاف نہونے پائے۔ مرزا صاحب نے کہا سب ٹھیک ہے یہ کہکر باہر آئے اور آزاد سے کہا تشریف لے چلیے۔

اتنے مین ولایتی آیا جو فرانسیسی اور اُردو سمجھتی تھی آ گئی اور سب ملکر زنانے مکان مین آئے۔

بیگم صاحب نے پڑوس کی ایک رئیس زادی افتخار النسا بیگم کو بلایا اور ایک پارسی لیڈی کو جب آزاد اور مرزا صاحب کو آتے ہوے دیکھا تو افتخار النسا بیگم ہٹ گئین کمرے مین بیگم صاحب بناؤ چناؤ کرکے شہزادی بنی ہوئی بیٹھی تھین ان دونون دوشیزگان مہر طلعت نے مسکرا کر اُنسے ہاتھ ملایا اور قریب بیٹھین بیگم صاحب نے گھبرا کے آیا سے بھی مصافحہ کیا اُنھون نے ان حوران بہشتی کے حسن اور سراپا وضع پر نظر ڈالی اُنھون نے بیگم صاحب کے جمال اور ہندوستانی لباس کو غور سے دیکھا۔ بیگم صاحب اپنے دلمین سوچین کہ مین لاکھ بنی ٹھنی مگر ان دونون پریونکے مقابل مین ٹھہر نہین سکتی۔ انکی یکایک دانا زآفرین ہر سانچے کا ڈھلا ہوا چاہ زنخدان دیکھا تو صل علی کہنے لگین اور سوچین صرف ایک ذقن سیمین پر تمام عالم کی حسینہ نثار ہو جائین تو میز یبا ہے انھین تو زہے ہاتھ دھو بیٹھین۔ ؎

من آن روز از سلامت دست شستم ؎ کہ آن چاہ زنخدان آفریدند

لطافت ہاے عالم جمع کردند
بہ آن چاہ زنخدان آفریدند

اور یہ دونون نازنینان عالم فریب طاؤس سی بیگم صاحب کی وضع اور پوشاک غور سے دیکھتی تھین انکا گلنار اطلس کا پاجامہ جھلکدار تھا عطر کی فتنہ انگیزی ستم تھی۔ کپڑون کی جگمگاہٹ دیکھکر نظر جھپکی جاتی تھی۔ بیس پھول اور جھمکے کو دیکھکر مس کلیرسا نے آہستہ سے میڈا سے کہا یہ کتنا پیارا زیور ہے

میڈا۔ ان دونون زیورون سے حسن دوبالا ہو گیا ہے۔

کلیرسا۔ جو یہ زیور مس میڈا کے سر کے زیب ہون تو مسٹر آزاد حسن آرا کو بھی بھول جاوین۔ ذرا مس میڈا اپنے سر پر لگا دو تو۔

کلیرسا۔ کیون آزاد۔ ایک روز میڈا کو از سرتاپا ہندستانی کپڑے پہناؤ۔ زیور اور لباس سب ہندوستانی ہو۔ اس پوشاک مین بھی بڑی خوبصورت نظر آئینگی۔

میڈا۔ اچھا ہم تم دونون مین کون اچھی معلوم ہوتی ہے۔

کلیرسا۔ (آیا سے) بیگم صاحب سے کہو کہ آپ ہماری پوشاک پہنین اور ہم آپ کی وضع اختیار کرین۔ آپ ہم کو اپنا جوڑا دین۔

آیا۔ (اردو مین) اس مایک بولتا کہ کل ہم تم دونون ادل بدل کپڑا کرین گا۔ تم ہمارا اہم تمارے کا۔

بیگم۔ کیا بولین یہ بولی تو ہمارے جد کی سمجھ مین بھی

نہ آسکے گی۔
زرین۔ کیا جانے کیا کیا بکتی ہین اول بدل کیسا۔ اچھی بولی ہے۔

افتخار النسا بیگم پردے مین سے خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین ادھر آزاد مسکرائے ادھر بیگم صاحب کو ہنسی آئی۔ آزاد نے مس کلیریسا کا مطلب سمجھا دیا۔
بیگم۔ (آیا سے) کہدیجیے کہ ہم بہت خوشی سے آپ کا لباس پہنینگے اور ہمارا جوڑا جو آپ نے پسند کیا (مسکرا کر) خیر۔ آپکو مبارک ہو۔
آیا۔ (فرانسیسی مین) بیگم صاحب کہتی ہین کہ ہم نے منظور کیا۔
کلیریسا۔ کہدو کہ ہم آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوے مگر افسوس ہے کہ نہ ہم آپ کی زبان جانتے ہین نہ آپ ہماری زبان سے واقف۔
آیا۔ مس صاحب بولئے مانگتا کہ جبان کسی کا بھی ٹیک نہین ہے اور دیکھ کے بہت دل اچھا ہونے سکا دوست کے مافک۔
بیگم۔ اے کیا اول جلول باتین کر رہی ہین۔ تم خود کیون نہین سمجھاتے۔
آزاد۔ واہ چپ چاپ بیٹھے ہوئے ہین۔
میٹا۔ بیگم صاحب فارسی عربی پڑھی ہین یا نہین۔ انگریزی انکو پڑھوائیے۔ ہم اگر بمبئی مین رہتے تو ضرور سکھاتے مگر مرزا صاحب تو خود ہی نہین جانتے۔
آیا۔ دوسرا مس صاحب کہتا بیگم صاحب کو انگریزی جبان سکھانی ٹھیک بات ہے ہم بمبئی مین رہیگا تو سب سکھانے سکتا

آزاد۔ کہتی ہین کہ اگر مین بمبئی مین رہتی تو انگریزی ضرور سکھا دیتی اور پوچھتی ہین کہ فارسی عربی پڑھی ہین۔
بیگم۔ کہدو کہ اردو اچھی طرح جانتی ہین۔ خط پڑھ لیتی ہین لکھ لیتی ہین کہین میری ہیٹی نہ کرنا۔ یہ نہ کہدینا کہ کچھ جانتی ہی نہین ہین۔ کہدو فارسی بھی پڑھی ہین مگر عربی کی لیاقت کم ہے۔
آزاد۔ ہان پڑھی لکھی تربیت یافتہ ہین۔ کئی زبانین جانتی ہین۔
کلیریسا۔ بیگم صاحب سے کہیے کہ مہربانی کرکے کچھ گائین
آیا۔ مس کلیریسا آپ سے گجل گانے کہتا ہے۔
بیگم۔ کیا۔ غزل گانا۔ مین سمجھی نہین کیا کہا۔ آزاد تم ایسے چپ ہو رہتے ہین کہ توبہ ہی بھلی۔ کیا سچ مچ گانے کی فرمائش کی ہین گانا کیا جانون۔
آزاد۔ اِنکے ملک مین کوئی عورت ایسی نہین جو گا نہ سکتی ہو اگر کوئی عورت علم موسیقی سے بے بہرہ ہو تو اُسکی شادی دقت سے ہوتی ہے۔ ہر ملک و ہر رسمے۔
کلیریسا۔ کیا باتین ہو رہی ہین۔ کیا بیگم صاحب کو گانے مین عذر ہے۔
آزاد۔ ہم لوگون مین بہت شاذ و نادر کوئی عورت گاتی ہے اور جو گاتی ہے اُسکو رواج کے مطابق لوگ ہنستے ہین
میڈا۔ ہم ہندوستانی گانا سننا چاہتے ہین۔
آزاد۔ ڈومنیان بلوائی گئی ہین۔ آج شب کو جلسہ ہوگا گانا سُنیے مگر گرہست عورتین اس طرح پر نہین گا سکتی ہین۔ بیگم صاحب نے مرزا صاحب کے کان مین کہا آزاد والی کونسی ہین اور آپ سے کے لیے

آنکو لائے ہین۔ کہا دونون مین سے جو ہم کو پسند ہو۔ تم کو اِس سے کیا مطلب اب بتاؤ تم خوبصورت معلوم ہوتی ہو یا وہ۔ آپا ان سے کہنا۔ بیگم صاحب نے کہا بات یہ ہے کہ یہ دونون ابھی کنواری ہین۔ بن بیاہی لڑکی اس عمر مین ضرور اچھی معلوم ہوگی اور خصوصاً جب اسقدر سنگار کیا ہو۔ مین ایک بات پر بڑی دیر سے غور کر رہی ہون کہ نہ لچکا ہے نہ پٹھا نہ کرن بھول نہ بادلا نہ جھلی اور پھر بھی ایسی نفیس پوشاک ہے کہ اسکی صفائی اور نفاست کی قسم کھانی چاہیے۔

آزاد نے کہا انکے طرز معاشرت کا حال ہم سے پوچھو تراش خراش بناؤ چناؤ کنگھی چوٹی کی فکر مین یہانکی خاتونین سے زیادہ غلطان پیچان رہتی ہین۔ یہان سوا سے پائجامے ڈوپٹے کرتی رضائی دولائی۔ ..کے اور کیا ہے مگر ولایت کے ملکو نمین ہر روز پچاس پچاس طرح کے نئے ایجاد ہوتے ہین اور اخبارون کے ذریعہ سے اشاعت پاتے ہین۔ وضع اور قطع اور تراش خراش کے بہت سے اخبار ہین جنمین خاص یہی باتین درج ہوتی ہین درزیون اور درزنون کی آمدنی کا حال نہ پوچھو۔ انکی دکانون پر اژدحام عام ہوتا ہے۔ دو تین گھڑی دن رہے پری پیکر رشک قمر لیڈیان کمر کمر کردہ کانون اور کوٹھون مین جلوہ افگن ہوتی ہین جو شے پسند آتی ہے خریدلی قیمت دریافت کرنا پوچھنا کہ اسکے دام کیا ہین سیکھا ہی نہین بعض بعض فیشن تو واقعی دل کو اسطرح لبھا لیتے ہین کہ بیان سے باہر بعض بعض کھیل ایسے ہین کہ انکی پوشاک دنیا سے نرالی ہے جسوقت کسی جلسے یا دعوت مین لیڈیان ناچنے کھڑی ہوتی ہین اسوقت انکی ادا اور چھب دیکھیے تو ہندوستان کے انداز و کرشمے کو بھول جایئے اسوقت یہ پریان گلے سے سینہ صافی تک بالکل برہنہ رہتی ہین۔ اسمین چاہے امیرزادی ہو چاہے شہزادی چاہے غریب بیسنے کے پاس سے اکثر مینٹل بہارنیمی پوشاک ہوتی ہے اور مردونکے ساتھ ناچتی ہین اگر کسی مرد نے اٹھکر کسی لیڈی سے کہا کہ آپ میرے ساتھ ناچیے تو اُسپر فرض ہے کہ مرد کو ساتھ لیکر رقص کرے ہان اگر پہلے ہی سے اقرار ہوگیا ہو کہ ہم تمھارے ساتھ ناچینگے تو انکار کیا جا سکتا ہے اگر میان بیوی کسی جلسے مین ہون تو پہلے وہ دونون رقص کرینگے پھر اگر بیوی کا جی چاہا تو کسی اور جنٹلمین کیساتھ ناچے اور اگر میان کو خواہش ہوئی تو کسی لیڈی کیساتھ رقص کیا

بیگم۔ اوئی۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ بھلا تم ان دونون مین سے کیسکے ساتھ ناچو تو دیکھین اور ساتھ مل کے کیونکر ناچتے ہین۔ ایک کے بعد دوسرا ایک ناچ چکا پھر دوسرا ناچے گا۔ پہلے مرد ناچے کہ عورت۔

آزاد۔ دونون ساتھ ناچتے ہین۔ ایک کی کمر دوسرے کا ہاتھ

بیگم۔ (نہین ایسی دوانی نہین ہین) واہ پرائے مرد کے ساتھ کمر مین ہاتھ ڈال کے ناچنا کیسا معنی کیا اُڑاتے ہین۔

مرزا۔ نہین نہین صحیح کہتے ہین۔ اپنے اپنے ہان کا رسم ہے۔

آزاد۔ اچھا مین خاموش رہونگا تم آپا کے ذریعہ سے خود دریافت کرو۔ آپ یون پوچھیے کہ تم دونون مین سے کسی نے آزاد کے ساتھ ناچا ہے۔

بیگم صاحب نے آپا سے کہا ان سے پوچھو کہ آپ

دونوں میں سے کسی کے ساتھ آزاد ناچے بھی ہیں میڈا نے کہا۔ انکو تو ناچنا آتا ہی نہیں۔ ایک فرانسیسی افسر قسطنطنیہ میں آکر کچھ دن رہا تھا وہ البتہ رقص کا اُستاد تھا
بیگم صاحب کو اب یقین آیا کہ واقعی یہ خاتونیں مردوں کے ساتھ ناچتی ہیں پوچھا کیا ہاتھ میں ہاتھ دیکر ناچتی ہو۔ اُسپر مس کلیرسا نے اداے شیریں کے ساتھ اُٹھکر آزاد کا ہاتھ پکڑ لیا اور بانکپن سے بصد شوخی رقص کرنے لگیں اول تو خیز مراد ون کے دن۔ دوسرے جوش و نشہ مستی جوانی کی امنگ تیسرے طبیعت رنگین پائی تھی جو سے ناز آفرینی کی استادہ سینۂ صافی اُبھار کر ناچنا اور آزاد کا شرمانا اُسوقت عجب بہار دیتا تھا۔
بیگم۔ (قہقہہ لگا کر) اللہ جانتا ہے میں تو انکی قائل ہو گئی نامحرم کے ساتھ کس لطف سے ناچ رہی ہیں اور دیکھنے والے کو دیکھو چہرہ کا رنگ فق ہوا جاتا ہو۔
مرزا۔ ہر ملکے دہر رسمے۔ اسمین کسی کا اجارہ نہیں ہے
بیگم۔ مگر آزاد کو ناچنا و اچنا خاک نہیں آتا۔
آزاد۔ ادر سنیے۔ مین ناچنا کیا جانوں میرے ملک کی رسم نہیں۔ بیگم صاحب نے مس میڈا اور مس کلیرسا سے کئی سوال کیے اور بیسیوں ترکیبوں سے کل حالات دریافت کیے جب انکو معلوم ہوا کہ مس میڈا کی بدولت آزاد نے قید سے رہائی پائی اور انھیں کی مدد سے اسقدر روپیہ ملا کہ فوج میں بھرتی ہو سکے تو نہایت مسرور ہوئیں مگر ایک بات دریافت کرنا باقی رہ گئی۔
بیگم۔ آپ نے ہمارے آزاد کو جو ہمدردی کی خدا آپ کو اسکا اجر دے۔

میڈا۔ میں نے انپر کوئی احسان نہیں کیا۔ مجھے انسے دلی عشق ہے یہانتک کہ اگر یہ میرے ساتھ شادی کرنا نہ پسند کریں تو بھی انکا ساتھ نہ چھوڑوں۔
بیگم۔ آفرین ہے صد آفرین۔ مگر یہ تو بتائیے کہ یہ دوسری جو آپ کے ہمراہ ہیں انکو آزاد سے کس قسم کا تعلق ہے اُنسے تو شادی بیاہ کا تعلق نہیں ہے یا یہ بھی شادی ہی کے لیے آئی ہیں۔
میڈا۔ جی نہیں۔ انکے سامنے نہ کہیے گا۔ جب میں موجود ہوں تو میں کیونکر پسند کرونگی کہ میرے علاوہ کوئی اور انکی محبوبہ کہلائے ہمارے ملک میں دو چار شادیوں کا رواج نہیں۔ ایک مرد ایک عورت۔ ہم عرصے تک فرانس میں رہے اور وہان ہی کی رسوم کی زیادہ پابندی کرتے ہیں اس امر سے آپ اطمینان رکھیں۔ مگر ہان حسن آرا کے ساتھ کرنا تو انپر فرض ہے اسمین اصلا شک نہیں۔
بیگم صاحب کو ڈھارس ہوئی کہ مس کلیرسا سے آزاد کی شادی نہوگی۔ باقی رہیں مس میڈا انکے حالات ہمدردی سنکر بیگم صاحب خود دعائیں دیتی تھیں کہ انکے سبب سے آزاد نے یہ درجہ حاصل کیا ورنہ فوج کی افسری کیونکر مل سکتی۔
بیگم صاحب کے چہرے کی تازگی و شگفتگی دیکھکر آزاد نے مرزا صاحب سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے بیگم صاحب کا شک رفع ہو گیا۔
اتنے میں مس میڈا نے افتخار النسا بیگم کی جھلک دیکھی یہ پردے سے کل باتیں سن رہی تھیں مگر آزاد اور مرزا صاحب کے باعث شریک صحبت نہیں ہوئی تھیں میڈا نے کہا

ابھی مین نے اس پردیس مین کسی لیڈی کی صورت دیکھی کیا اس ملک مین عورتین بھی عورتون سے پردہ کرتی ہین - آیا نے جب اسکا ترجمہ سنایا تو بیگم صاحب بہت ہنسین مرزا صاحب سے کہا اب تم انکو لیکے جاؤ باہر بیٹھو۔ تو اختار النسا بیگم یہان آئین آزاد اور مرزا صاحب باہر تشریف لائے اور بیگم صاحب چھم چھم کرتی ہوئی برآمد ہوئین پارسی لیڈی کے مس ہیڈا اور کلیرسا سے ہاتھ ملایا اور یا ہم چہل اور مذاق ہونے لگا۔

اب سنیے کہ بارہ دری مین مرزا صاحب نے اپنے عشق کا حال ظاہر کیا اور آہ سرد با دل پردرد بھر کر کہا بھائی صاحب آپنے ہمکو کہین کا نہ رکھا - دین کا نہ دنیا کا- مس کلیرسا کے ناوک نگاہ نے دل پر نشتر کا کام کیا لاکھ چاہتا ہون کہ بات کو ٹال دون مگر دل ہے کہ اُمنڈا آتا ہے ۔ع

دوستو عشق جفتہ نے ستایا ہی مجھے
آتش شوق نہانی نے جلایا ہی مجھے
کیا کہون کیا غم پنہان نے دکھایا ہی مجھے
ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے

چہرۂ راز سے پردہ نہ اُٹھاؤن کب تک
گر غم پردہ نشین ہی یہ چھپاؤن کب تک

خرابی یہ ہے کہ اگر ذرا راز کھلجائے تو پہلے گھر مین جھگڑا ایسا ہو صنم عابد فریب کا ملنا دوسرا مقدمہ ہو مگر یہ جھگڑا پہلے ہی شروع ہو جائے اور صبر کرون تو تلک صبر کی کچھ حد بھی ہے ۔ع

ہر تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کیجیے صبر اگر صبر کی غایت ہووے

مین اکثر احباب سے کہتا تھا کہ عشق ہی کیا بلا تو جو کیا کسی پر عاشق ہوا ہوتا تو جانتا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ عشق کسے کہتے ہین ایک حبیب سے ہنسکر مین نے کہا تھا۔ یار برا نہ مانو تو ایک بات کہون۔ یہ عشق سب ڈھکو سلا ہی ڈھکو سلا ہے اُسنے آہ سرد کھینچکر کہا ۔ع

رویا کرینگے آپ بھی پہردن اسیطرح
اٹکا کہین جو آپکا دل بھی مری طرح

اگر مس کلیرسا پر اظہار عشق کرون تو خوف ہی کہ مبادا اُنکے طبع نازک پر گران گذرے کیدہ ہو جائین بیگم صاحب سے شکایت کردین۔ ہم عاشقی کا دم بھرین جان نذر کرین وہ اُ لٹا رسوا کردین ۔ع

مین نے تمکو دل دیا تینے مجھے رسوا کیا
مین نے تم سے کیا کیا اور تینے مجھ سے کیا کیا

آزاد سنیے مرزا صاحب۔ اصلیت یہ ہے کہ یہ بت تند خوے بلاے جان انسان عدوے شکیب ملائک فریب بڑی باکی عورت ہے اور ابھی آپ کو انکا حال اچھی طرح نہین معلوم ہوا ہے یہ تو سوا مرد ہین - زن شیر افگن یہ وہ جری عورت ہے جو پشت فرس ضیغم شکار پر سوار ہو کر میدان جنگ مین آئی تھی گھوڑا ہوا سے باتین کرتا تھا اور یہ میدان رستخیز مین ہرن کی سی چھل بل دکھا رہی تھی۔ حیرت تھی کہ یا الٰہی میدان کارزار اور یہ عروس نسترن عذار - !

توسن فلک شکوہ تیز خرام اور یہ معشوقہ گلفام گل اندام جسوقت تجلی آہو سکر کو کرکڑاتی ہوئی میدان مین آئی ناظرین انگشت حیرت بدندان تھے خاص شاہ کی سواری کا توسن ہوا نہاد تھا زمین پر

قدم رکھتا ہی تھا ؎

از لعل او پر زمین ز گام او کو شنین
باد بہاری خرامش او نمود جولان گہش او
آہو من بغام برکیوان نقش خورشید فر

ز آہنگ او اگر زمین در طبع او خالی غضب
سحر فدائے بیش او چون مہر بیش لعب
تا ز او دل بسند ان محرو مین ہم آہن غضب

آباد ہر آن بادہ میمون ہمایون
خوش گام چو خیز دم ودہ انجام چو دلدل

اُسوقت آپ اِس نازآفرین کو دیکھتے تو ہوش اُڑ جاتے مرزا صاحب نے اِس زن شیرافگن کی جراُت اور آزاد کے مقابلہ کا حال اخبار میں دیکھا تھا تحیر ہو کر کہا ارے یہ وہی ہین چہ خوش یہ تو ہمیں معلوم ہی نتھا۔ یہ راز آج کھلا۔ اب اور بھی مر مٹے۔ رہی سہی آرزو کا بھی خون ہو گیا۔ پھر بھلا ہم ایسون کو یہ کیا مال سمجھینگی۔ توبہ توبہ۔ فکر ہی کرنا فضول ہو۔ لاحول ولا قوۃ اب اور ذکر سنئے ؎

معشوقی ہو آپ کی نرالی
ہر ناز و ادا ستمگری ہے
یہ تمنے نئی طرح نکالی
عاشق کشی آہ دلبری ہے

درپیش ہی ہو گر سبھی کو
چاہے کوئی کاہے کو کسی کو

اب اِس خیال خام سے بندہ درگذرا۔ اب عشق کا نام لون تو گنہگار

اتنے مین اندر سے ایک مہری نے آنکر کہا حضور ذری آپ کو گھر مین بلاتی ہین۔ مرزا صاحب نے پوچھا خیر تو ہے۔ کہا ہان حضور کھڑے کھڑے ذری چلے آئیے۔ مرزا صاحب تشریف لائے بیگم صاحب ایک شہ نشین مین تنہا بیٹھی تھین وہان اُنکو بلایا اور مسکراکر یون مکالمہ کیا۔

بیگم۔ کون پسند کی تم نے دونون ابھی ناکتخدا ہین۔
مرزا۔ ہم نے باہم نے وہ پسند کی جو ان دونون سے بڑھ کر ہے۔
بیگم۔ اوئی۔ غضب۔ کیا کوئی اور بھی ان کے ساتھ ہین۔
مرزا۔ ہان اُسی پر ہمارا دل آیا ہے۔ بلا کی عورت ہے
بیگم۔ ہے کہان۔ یہان ہی ہے یا یہان سے کہین دور ہے۔
مرزا۔ یہ کیا سامنے بیٹھی ہے (بوسہ لیکر) یہی ہے۔
بیگم۔ (مسکراکر) اب حسن آرا کے نام تار بھیجدو کہ آزاد خیریت سے آ گئے۔ خوشیان مناؤ۔ ایک ہفتے مین آ کے داخل ہین۔
مرزا۔ اچھا ابھی بھیجتا ہون مگر تمہاری تشفی ہوئی یا نہین۔
بیگم۔ بے تشفی ہوئے کبھی منظور بھی نہ کرتی حسن آرا ہماری دشمن نہین ہے۔ مین نے باتون ہی باتون مین سب حال پوچھ لیا۔
مرزا۔ تو مین تار بھیجے دیتا ہون اور آزاد سے کہتا ہون کہ ایک خط بھی لکھ بھیجین تاکہ حسن آرا کو یقین کامل ہو جائے ذرا شک نہ رہے۔
بیگم۔ مَیڈا اُنکے ساتھ جائیگی اور وہ ہماری سوت یہان رہیگی (مسکراکر) چلو اچھا ہے مہرج ہی کیا ہے

آزاد نے جو یہ مژدۂ بہجت خبر سنا تو باچھین کھل گئین فوراً تار لکھکر مرزا صاحب کے نام سے

بھیجا اور حسن آرا کے لیے یہ خط لکھنے لگے ؎

اے جلوۂ برق خانمان سوز — اے شعلۂ آتش جہان سوز
اے طعنہ زن فسون نگاہان — اے موجد قتل بیگناہان
اے مہر عروج کج ادائی — اے ماہ برج بے وفائی
اے نقش نگار مسکن حسن — اے تازہ بہار گلشن حسن
اے نورس بوستان خوبی — ہے تجھ پہ نثار جان محبوبی
اے جادوئے پر فن فسون ساز — بازی دہ عاشقان جانباز
اے باعث قطع دست سیما — اے غیرت دلبر زلیخا
اے دار و درد مندنیراران — اے مرہم زخم دلفگاران
اے موجب آہ و زاری دل — اے باعث بیقراری دل
اے حوصلہ سوز چارہ سازان — آتش زن آرزو گدازان

اے محرم و محرم تمنا
اے ہمدم و ہمدم مسیحا

جان آزاد۔ تمہارا عاشق جانباز میدان جنگ سے واپس آگیا۔ مگر کسطرح اسطرح جیسے شیر ببر کچھار سے نکل کر ڈکارتا ہوا شکار کرتا ہے اور جھومتا ہوا پھر کچھار کی راہ لیتا ہے۔ جو کوئی پوچھتا تھا کہ میاں جوان ہندوستان چھوڑ کے اس سفر دور و دراز کی زحمت کیوں سہی تو یہ شعر زبان پر لاتا تھا۔ ؎

آنکھ آفت جان سے لڑائی
اک ترچھی نظر کی برچھی کھائی

میدان جنگ میں اکثر تم یاد آئیں یاد آنے کے یہ معنی نہیں کہ تمہارا خیال دل میں جاگزین ہوا ہو۔ وہ تو رگ و پے میں پیوست ہے مطلب یہ ہے کہ اکثر اوقات تمہاری یاد بیقرار و بیتاب کر دیتی تھی اور یہ اشعار ترجمان دل تھے ؎

جلوۂ بزم عشرت و رونق خانہ ہائے ہائے
زمزمہ و ترنم و رقص ترانہ ہائے ہائے
ساقی و مطرب و مے و وصل شبانہ ہائے ہائے
گردش چرخ حیف حیف دور زمانہ ہائے ہائے

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روئے سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

میں سوچتا تھا کہ یا خدا ہنسے بولے تو وہی دن اور مفارقت برسوں۔ اور طرہ یہ کہ اس مفارقت کی انتہا ہی نہیں ہر سمت آگ ہی برس رہی ہے دو دن چین سے گذرے تو جدائی نے کہیں کا نہ رکھا۔ عداوت! ؎

گرچہ کئی برس کے بعد رات ہوا وصال یار
ہمدم و ہمنشین رہے ہمنفس اور ہمکنار
لیک نہ دل کو چین تھا اور نہ جان کو قرار
جس سے کہ ڈر رہے تھے ہم وہی ہوا مآل کار

صبح دمید و شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روئے سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

کئی مقام پر خدا نے جان بچائی۔ مرتے مرتے بچا توپوں اور بندوقوں کے دھوئیں سے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان کے نیچے ایک اور آسمان بن گیا ہے۔ رن کی صورت خدا نہ کسی کو دکھائے۔ مگر ان سب مقاموں پر جب مجھے یاد آتا تھا کہ حسن آرا بیگم کا وصل اس مصیبت و پریشانی کا نتیجہ ہوگا تو باچھیں کھل جاتی تھیں کہ اگر جان کے لالے پڑے ایک گولی نے کام تمام کر دیا تو خیر اور کچھ نہیں یہ تو لوگ کہینگے کہ برادران دینی کے لیے

اپنی جان دی اور اگر جان بچ گئی تو سبحان اللہ ہم آرام سے ہین اور ہم سیم تن ہین ۔ ؎

کلی ہر بار تیغ نغز ملاقات مین بات	بدر آمیز بیان حرف دکھایا نہ مین بات
ہر روش آکر کے ایماو اشارہ مین بات	ہر سخن مین سخن نغز ہو ہر بات مین بات

اشہب گلگون نسب تھا اور تیغ الماس بار۔ دنیا سے واسطہ نہ مافیہا سے رو کار۔ اومین ایک سچ ہنس پری تمثیل فریفتہ ہو گئی اور اُسے دائمی اسقدر مدد دی کہ اگر وہ نہوتی تو مین کسی مصرف کا نہ رہتا۔ عجب پیاری اور دلربا تھی اور پری پیکر وہ ہے ۔ ؎

پری زاد پری رو پری خو
غلط گفتم پری شرمندۂ او

تمہاری بہن آنکی ملاقات سے بہت خوش ہوئین اور تم تو انکے قدم لو گی کہ تمہارے آزاد کی جان بچائی مگر یہان مین ہم تو تمہاری بدگمانی اور خوش اعتقادی کے قائل ہو گئے سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایک ذرا سی بات کے سنتے ہی یقین کر لیا کہ آزاد ہم کو بھول گئے اور یہان پہاڑ اور دریا اور موت کے منہ مین کودنے کو مستعد واہ ۔ شکایت سی شکایت ہے ۔ ؎

سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

مگر میری شکایتون کا دفتر تو وقت ملاقات کھلیگا۔

سپہر آرا کی شادی مبارک ہو مین نے ایک اندوہناک حال جسوقت سنا تھا کچھ بیان نہین کر سکتا کیا حال تھا بہت رویا مگر پھر خود ہی دل کو سمجھایا کہ نادان روتا کیون ہے کیا تو حشر تک کا ٹھیکہ لیکے آیا ہے ۔ ؎

یاران رفتگان کو کیا رو بیئے حسرت
کیا تم روانہ سوے ملک عدم نہو گے

اگر رونے سے کچھ فائدہ ہو تو خیر یہ آرزو بھی نکال لے ؎

عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال
صد سال می توان بتمنا گریستن

جہان آرا بہن اور عیتی آرا بہن کی خدمت مین بندگی حضور بڑی بیگم کو اگر یاد ہون تو جھک کر آداب کہدینا۔

یہ خط لکھکر آزاد نے روانہ کیا۔ ادھر بیگم صاحب نے مرزا صاحب کو بلوایا اور یون باتین کرنے لگین۔

بیگم صاحب نے اپنے پیارے شوہر سے بصد ادائے ناز آفرین نہایت شیرینی کے ساتھ گفتگو شروع کی۔

مرزا صاحب ایک تو یون ہی اپنی بیوی کو دل سے چاہتے تھے دوسرے اُسپر طرہ یہ ہوا کہ مشاطہ سحر کار نے جوبن کو رشک حسن پری کر دکھایا۔

بیگم ۔ اُف فوہ ۔ آج اللہ نے منہ مانگی مراد دی انکی کریمی کے صدقے اسوقت جی بہت خوش ہے ۔ ایک تو آزاد کے آنے کی خوشی ۔ دوسرے وہ جو کھٹکا تھا کہ ان دونون سے جو کم ہے وہ بھی اب جاتا رہا دونون یکجا ہین بیچاریان ۔

مرزا ۔ آج ڈومنیون کا گانا تو سنا دو ۔

بیگم ۔ اے ہم رت جگا کرنے والے ہین مین نے تو سویرے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رت جگا ضرور کرینگے اس سے بڑھکر اور خوشی کیا ہو گی ۔

مرزا ۔ تمھین اختیار ہے تار تو ہمنے بھیجدیا بڑی بیگم کے نام اور آزاد نے حسن آرا کو خط بھیجا ہو کہ ہم بمبئی داخل ہو گئے

بیگم صاحب نے اُسی روز سے رتجگے کی تیاریان کین
صبح کو اعزہ کو بلوایا۔ کسی کے ہان سے ماش تیل صدقے
کے لیے آیا۔ کسی نے پیسے بھیجے۔ کسی کے ہان سے صدقے
کے روپے خاصدان مین لگا کر آئے عمدہ خانم خواص
کو حکم دیا کہ جا کے سب عزیزون کو بلا لاؤ وہ سب رشتہ دارون
کے ہان گئی۔ کہا آج رتجگا ہے آپ کو بلایا ہے چار
گھڑی دن چڑھے مٹھائیان لے لیکے سب آ بن
جمع ہونے لگی۔ داروغہ کو حکم دیا کہ میدا اُٹھی شکر
اندر بھیجدو۔ کل سامان باورچیخانے مین بھیج گیا۔
مالن بلوائی گئی۔ سہرا لانے کا حکم ہوا۔ نہایت نادر سہرا
بنا کر لائی۔ ایک لڑکرن کی مقیش کے پھندنے لگے
ہوے سہرے کا سرا کارچوبی بنا ہوا۔
ادھر گلگلے پکنا شروع ہوے اور گھر کی عورتون نے
اللہ میان کی سلامتی گائی۔ مع پروار سلامت
سلامت باشد۔ آزاد سلامت، سلامت
باشد۔
بیگم۔ آج کا دن اللہ نے بڑی بڑی منتون کے
بعد دکھایا۔
ہمجولی۔ ہین کہان۔ کسی پردے اور یا کھڑکی
یا روشندان سے دیکھ سکتے ہین۔ سنا لڑائی پر
گئے تھے۔ وہان بڑی بول کے آئے ہین۔
بیگم۔ تصویر دیکھو گی یا سچ مچ کی صورت۔
ہمجولی۔ سچ مچ کی صورت ہو تو اور بھی اچھا۔
بیگم۔ تو بلوا لون۔ سامنے نکلو گی انکے۔
ہمجولی۔ ادئی اور سنو۔ جان نہ پہچان بڑی

خالہ جی سلام۔
بیگم۔ اچھا آؤ۔ ہم دکھا دین۔ زین ذری انکے کان مین
جا کے کہدو کر باغ مین آزاد کو لیکے ٹہلین تو دکھا دین
زین نے باہر جا کر مرزا صاحب کے کان مین آہستہ
سے کہا۔ حضور انکو لیکر ذری باغ مین چہل قدمی کرین
دو چار صاحب دیکھنے والی ہین۔
مرزا۔ حضرت آیئے باغ مین ذرا گلگشت کرین۔
آزاد۔ کیون زین نے کچھ آپ کے کان مین کہا
ہے ٹھیک
مرزا۔ (مسکرا کر) ہو بڑے خوش قسمت استاد۔
راوی۔ آپ ایسے سادہ نوجوان کی سلامتی مقدم
ہے۔
آزاد۔ بتایئے تو آخر ماجرا کیا ہے۔ باغ مین
لیجا کر کیا ہو گا۔
مرزا۔ دو ایک رنگین طبع آپکو دیکھنا چاہتی ہین۔
آزاد۔ بسم اللہ مگر خالی خولی دیکھنے سے بندہ درگاہ کی
تشفی نہ ہو گی اسقدر آپ مہربانی کر کے کھلا بھیجین۔
مرزا۔ اسکے کیا معنی۔ بدنیتی ابتک نہ گئی خداوندا
آزاد۔ نہین حضرت بدنیتی نہین رونمائی چاہیے بس

قانع بہ تجلی نشود مشتاق دیدار
پروانہ بمہتاب تسلی نتوان کرد

آزاد فرخ نہاد مرزا صاحب کے ساتھ باغ مین آئے
تو وہ شوخ طبع بیگم صاحب دیکھکر بولین۔ بہن تمھارے
بہنوئی تو چشم بد دور ہزارون مین ایک ہین۔ جبھی تو وہ انکے
ساتھ چلی آئین مین بھی کہتی تھی اللہ یہ کیا باعث ہے

اب بھید کھلگیا تاکہ خوش رو اور بڑے ہنس مکھ آدمی معلوم ہوتے ہین تم سے تو گھر کا رشتہ بھی ہوگا۔ بیگم صاحب نے دبے دانتون کہا۔ ہان گھر کا رشتہ ہی ہے۔ آزاد بھی دزدیدہ نگاہ دیکھتے تھے مگر دروازے کی بلندی کے سبب سے اچھی طرح صورت نہین دکھائی دیتی تھی۔

اب سنیے کہ مس کلیریسا اور مس میڈا اور آیا اور پارسی لیڈی مین ہندوستان کی رسوم کی نسبت باتین ہوتی تھین اور اکثر امور کا ذکر سنکر ان دونونکو حیرت ہوتی تھی۔ کبھی کبھی بیگمات کی پوشاک کی نسبت بھی سوالات کرتی تھین۔

اتنے مین آزاد نے ان دونون کو باغ مین بلوالیا اور کلیریسا کو دیکھتے ہی مرزا صاحب یہ اشعار زبان پر لائے

نگ دارو مریز کب تلک یون | بس جام مین بھر شراب گلگون
پھر لب سے مرے اسے لگادے | ساغر کئی متصل پلادے
ساقی ہین یہ روزہاے گلگشت | ہے غیرت باغ ہر یہ ودشت
اب دور فلک سے دل ہو اشاد | ہے نام محل کا مہر آباد
ہین جلوۂ نوبہار کے دن | پدمستی بادہ خوار کے دن
تزئین چمن کے ہین یہ ہنگام | گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
کیا رنگ چمن بہار پر ہے | عالم گل ولالہ زار پر ہے
آیا ہے نظر جو سرد بستان | شمشاد کھڑا ہے مخت حیران
اور دیکھ کے جلوہ ہاے شمشاد | پابند طرب ہے سرو آزاد
ہے وجد فزا نواے بلبل | قربان ترانہ ہاے بلبل

دلکش ہے غضب صداے قمری
کیا چیز ہے ہاے ہاے قمری

تمام تو خوب دھاچوکڑی مچی تمام شب دو میان

گائی زہین چار بجے رات کو منہ ہاتھ دھو کر دار وغہ کو حکم دیا کہ سینی مین گلگلے لگاؤ اور پلیٹ مین چاول اور بالائی کے رحم رکھو اور چومک بناکر قاب مین رکھو اور اسکو گھی سے بھر دو۔ محلدار نے چومک بنائی اور نارڈے کی چار بتیان بناکر چومک مین رکھین اور گھی سے لبالب بھر دیا۔ ایک پلیٹ مین سہرا اور پھول رکھے گئے اور ایک پلیٹ مین نذر کے پانچ روپے کشتی مین کل اشیا رقرینے کے ساتھ رکھی گئین اور اس پر کشتی پوشش خوان مین سینی رکھکر مہری کو دیگئی ننھین لگائی گئین۔

سواریان صبح ہوتے ہوتے مسجد مین داخل ہوئین۔

مس کلیریسا اور مس میڈا فرش پر سوار تھین آزاد اور مرزا صاحب سامنے بیٹھے تھے۔

کلیریسا۔ اس ملک کی عورتون کی نسبت ہماری راے غلط تھی۔

آزاد۔ کس امر مین۔ حسن وجمال مین یا عقل و فہم مین۔

کلیریسا۔ ہم سنتے تھے کہ ہندوستان کی عورتین بالکل جاہل اور ان پڑھ ہوتی ہین اور شکل وصورت بھی اچھی نہین ہوتی مگر ہم نے مرزا صاحب کی بیوی اور انکی بیگم صاحب اور دو تین اور عورتون کو جو دیکھا تو سرخ وسفید پایا۔

آزاد۔ شرفا کی عورتین بہت فہیدہ ہوتی ہین مگر ہان یورپ کی لیڈیون کی طرح ترتیب یافتہ نہین ہوتین پڑھی لکھی بہت کم ہین اور جو پڑھی لکھی کہلاتی ہین وہ بھی واجبی ہی واجبی لیاقت رکھتی ہین۔

کلیریسا۔ مرزا صاحب کی بیگم صاحب سے ہم بہت خوش ہوے۔

مرزا۔ وہ بھی آپ سے بہت خوش ہین تعریف کرتی تھین۔

کلیریسا۔ خندہ پیشانی۔ فہیدہ۔ ذی لیاقت۔

مرزا۔ ہان۔ خدا کا شکر ہے۔ خوبصورت بیوی بڑے خوش قسمتونکو ملتی ہے۔ اس سے بڑھ کے خوش نصیبی اور کیا ہوگی۔ ؎

زن نیک خوش سیرت و پارسا ۔۔۔ کند مرد درویش را پادشا

ئیڈا۔ (کسیقدر لجا کر) اگر یہ بات صحیح ہو تو ہمارے نزدیک آزاد سے زیادہ خوش نصیب دنیا مین کوئی نہ ہوگا۔

آزاد۔ (قہقہہ لگا کر) اسمین تو شک نہین۔

مرزا۔ اور لطف یہ کہ بفضل خدا سے دونون جمیلہ۔

کلیریسا۔ بیگم صاحب نے مجھسے کہا کہ جس بے تکلفی سے آپ دونون اسقدر دور و دراز کے سفر مین آئی ہین اسقدر بے تکلفی ہمارے ملک کی عورتون سے محال ہے مگر مجھے حیرت ہے کہ مرزا صاحب ہماری تقریر کیونکر سمجھے۔

آزاد۔ اشارے سے اور آدمی تیز فہم ہین ہی۔

اتنے مین ٹمٹم مسجد مین داخل ہوئی اور نفیس سامنے سے نمودار ہوئین۔ دستیان روشن۔ روشن چوکی بجتی ہوئی گلا اذان کہ رہا تھا۔ جب اذان سے فراغت کی تو مہریون نے کہا مولویصاحب آپ باہر تشریف لیجایئے۔ زنانی سواریان اترینگی مولویصاحب خوش ہوگئے باچھین کھل گئین حجرے مین آکے بیٹھے۔

ستورتین اترین طاق مین سہرا باندھا گیسا۔ جو ٹمک روشن کی اور ماشدمیان کا طاق گلگون سے بھواجہلی کی چار بتیان لال اور سبز روشن کین۔

بیگم۔ اے کیون ہین۔ یہ دونون میمین بھلا کیا سمجھتی ہونگی۔

خانم۔ سمجھتی بوجھتی کیا ہونگی بھلا۔ یہ کہو کہ اپنے دل مین ہنستی ہونگی۔ انھون نے یہ باتین کہان دیکھی ہونگی۔

آیا۔ اور نہین کا ہنسنے کا بات ہین۔ اپنا بات اپنا رسم اپنا ملک ہنسنے کا بات نہین کچھ۔

کلیریسا۔ کیا کہتی ہین۔ ہماری نسبت کچھ گفتگو ہو رہی ہے۔

آیا۔ ہان کہتی ہین کہ آپ اپنے دلمین ہنستی ہونگی۔

کلیریسا۔ نہین سمجھا دو کہ ہم لوگومین بھی ایسی رسمین اکثر ہوتی ہین اسمین ہنسنے کی کوئی بات نہین ہے۔

بیگم۔ (آیا سے) کہو کہ آپ کو بھی ہماری خوشی مین شریک ہونا لازم ہے آپ دونون مل کے ناچین بگرگھر پر جلکر۔

خانم۔ یہ کیون۔ گھر پر کیا فرض ہے۔ یہان کیا حرج ہے۔

بیگم۔ مولویصاحب سے پوچھ لو انکے ناگوار تو نہ گذریگا

مولویصاحب نے کہا یہان تو مین پسند نہین کرتا مگر یہان زینون سے اترکر وہ جو صحن ہے وہان اگر یہ رقص کرین تو کچھ مضائقہ نہین وہ مقام بالکل علیحدہ ہے۔

مس میڈا اور مس کلیریسا کو بیگم صاحب اپنے ساتھ اس مکان مین لیگئین اور وہان ایک عمدہ مقام پر ان دونون حور عابد فریب نے بہ عمدگی اردو ہی گانا شروع کیا

مرزا۔ دونون علم موسیقی کی استاد ہین ایک سنگ بکساہ

تو دوسری بار۔ آزاد۔ کیا نور کا گلا پایا ہے جس طرح گل باد نسیم سے کھل جاتا ہے اسیطرح میرا غنچۂ دل اس صورت دلکش سے کھل گیا۔ تال سم سُر سے کتنی درست ہین اسوقت کا سمان بھی خوب ہے۔ روح افزا پھول سرسبز بار آور درخت۔ ہری بھری شاخین جھوم رہی ہین۔ ارے یار جو کہین ان دونون کو ہندوستانی گانا سکھایا جاوے تو اور بھی زیادہ لطف ہو۔

آزاد۔ ان دونون مین کلیرسا خوب گاتی ہین۔ تمام روس مین اس بت جادو نگاہ کی خوش آوازی کی دھوم ہے اور رقص مین میڈا اچھی ہین۔ ان دونون نے تعلیم پائی ہے۔

مرزا۔ مگر یہ سب کچھ ہے۔ اس بیچاری کو سمجھاؤ تو کہ اپنی زندگی مفت مین کیون تباہ کرتی ہے۔

ساقی نے سرخ رائگان ہے	خم بھرے کہ چشم خونفشان ہے
یکبارگی آگئی خموشی	بدمستی شوق سرگران ہے
کس پردہ نشین نے تیز دیکھا	اس جوش پہ راز دل نہان ہے

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

آزاد۔ واللہ مجھے حیرت ہے کہ وہ کون لوگ ہین جو انگریزی علم موسیقی کو پسند نہین کرتے بندہ تو دل و جان سے عاشق ہے۔

مرزا۔ اجی جو انکے گانے کو برا کہے وہ کافر۔

آزاد۔ یہ کیا کفر کی باتین زبان سے نکالتے ہو دسکرا کر

مرزا۔ واہ کفر کیسا اور ایمان کیسا۔ ؎

سن اے مومن یہ ایمان ہی ہمارا
نہ کہنا کفر ہے عشق بتان کو

بڑی ہی دیر تک رقص و سرود کی محفل آراستہ رہی بیگمات نے بھی کا ہے کو اس قسم کا ناچ دیکھا تھا۔ ان دونون لعبتان فرنگ کے رقص نے کمال سرور و محظوظ کیا۔

بیگم۔ عجب طرح کا ناچ ہو۔ بھاؤ بتانے کو کوئی واسطہ ہی نہین۔

خانم۔ ہم نے تو آج ہی دیکھا ہین پہلے پہل۔

زرین۔ جب مرد کے ساتھ ناچتی ہین تو یون خالی خولی ناچنا انکے نزدیک کون بات ہے۔ ہمکو تو یہ ناچ نہین بھاتا

مہری۔ اپنی اپنی پسند ہے۔ کسی کو کوئی ناچ پسند آتا ہو کسی کو کوئی ناچ مگر ناچ واچ تو ایک طرف انکی جوانی کی امنگ اور چست لباس اور شوخی البتہ اس قابل ہے کہ بادشاہ وزیر تک انکا دم بھرنے لگے اور کیسا ہی پرہیزگار کیون نہو انکا لوہا مان جائے۔

رقص کے بعد مس کلیرسا نے بیگم صاحب کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور مسجد کے صحن مین آئین یہان سب عورتون نے سجدے کیے طاق کی بلائین لین سہرے کی بلائین لین مہرا اس نے طاق سے سات گلگلے اٹھا کے پلیٹ مین رکھ لیے اور بیگم صاحب نے نذر کے پانچ روپے رکھدیے اور حکم دیا کہ چلنے کی تیاریان ہون۔

خواص۔ مولویصاحب چراغی کے روپے رکھے ہین۔

مہری۔ اب آیئے ہم جاتے ہین سب دیکھ بھال لیجیے عورتین سوار ہوئین آزاد اور مرزا صاحب مس میڈا اور کلیرسا پھر حسب سابق فٹن پر سوار ہو کر چلین

مرزا۔ آزاد صد شکر کہ اردو یہ نہین سمجھتی ہین۔ مگر

آزاد - چپ رہو صاحب۔ شاید تاڑ جائین۔ دل کو سمجھاؤ

مرزا - بجا۔ دل ہی قابو مین ہوتا تو پھر کیا تھا۔ ؎

ناصح نادان یہ دانائی نہین — دل کو سمجھاؤن مین سودائی نہین
کس توقع پر امید وصل اب — طاقت صبر و شکیبائی نہین
دعوی ہین جان سوز اسقدر — پھر نہ ہوگے تم مین بیجائی نہین

گر نہین ملتا ملونگا شہر سے
کیون مجھے کیا پاس رسوائی نہین

اب سنیئے کیفیت۔ جسوقت میان آزاد حسن آرا کے نام خط لکھ رہے تھے حسن آرا انکو خواب مین دیکھ رہی تھین بیدار ہوئین تو شوق نے گدگدایا اور خط لکھنے بیٹھین۔ ؎

صد حیف سینہ سوز فغان کا اگر نہو
یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو

پیارے آزاد۔ جب سے گئیو موری سدھ ہی نہین لی کیسے کٹھن کٹھور کسی نے آجتک معشوق سے یہ بے اعتنائی یہ بے وفائی نکی ہوگی۔ ؎

کوئی بھی اسطرح جلاتا ہے — کوئی بھی اسقدر ستاتا ہے
کوئی بھی اتنا بھول جاتا ہے — یہی رہ رہ کے جی مین آتا ہے

مین بھی پروا تری ذرا نہ کرون
ہون تو عاشق مگر وفا نہ کرون

وہ جو ہمدم ہے تیری مہ پارہ — اشک جیسے نجوم سیارہ
وہ بھی ہوتی چلی ہے آوارہ — تازہ تازہ ہے شوق نظارہ

مژہ سے شوخیان ٹپکتی ہین
آنکھین زہرہ نمط جھپکتی ہین

مین اخبارون مین پڑھ چکی ہون کہ حضور ایک سیم تن مس کو ہمراہ لائے ہین مبارک ہو۔ آپ کو وہ مبارک اسکو آپ مبارک۔ اسوقت مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک سیم بدن سمن عذار ولایتی مس باغ دلبہار حضور کی زینت کنار ہے اور گلزار پر فضا مین حضور اُس پری کا رُخ آتش کیساتھ ٹھکیلیان کر رہے ہین اور بدلی خوب چھائی ہوئی ہے جو اشعار مین نے تمھاری زبانی لب دریا والی بارہ دری مین سُنے تھے وہ یاد آ گئے اور خواب مین مین نے دیکھا کہ تم اُسکے لب شیرین کے بوسے لیکر وہی شعر پڑھ رہے ہو ؎

کیا کیا ہی بجا رہا ہے دھوم کر — آتا ہے مدام جھوم جھوم ابر
چل سوے چمن بہار دیکھین — سیر گل و لالہ زار دیکھین
بیٹھین لب آب جو پہ اکدم — پی جائین سبو سبو پہ اکدم
شاید اسیطرح چمن آ کے — جی بھر کے کچھ افزا بجا لے
پائے دل بیقرار تسکین — مسرور ذرا ہو جان غمگین

اترین چمن سمن کے ہین یہ ایام
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام

مین نے دور سے کہا۔ جلاؤ۔ جلاؤ۔ اچھا آزاد ع

تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے

تم نے ادھر اُدھر دیکھکر لوگون سے پوچھا یہ مصرع کس نے پڑھا مین نے ایک جھاڑی مین چھپ کر یہ شعر پڑھ دیا ؎

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

جسوقت مین سوئی تھی مجھے تمھارا اور اس گلعذار مس کا تہ دل سے خیال تھا اور اُسی خیال مین غلطان پیچان ہو کر آنکھ لگ گئی۔ قاعدہ ہے کہ جس چیز کا زیادہ خیال ہوتا ہے اُسی کو انسان خواب مین دیکھتا ہے مگر خواب مین بھی مجھ سے یہ نہ دیکھا گیا کہ غیر تمھارے

ہم آغوش ہو اور میں کھڑی ترسوں ہے

تو سوا شربت دیدار مداوا نہیں
جز لطف تار رفیق ہے دل صد پارہ
ساتھ جینے میں پھرین دل کسی کے بھی آوارہ نہیں
کیا کہون تاب نہیں طاقت نظارہ نہیں

کیونکہ پرسے لے ہوے تیور یہ تمہارے دیکھون
کیونکر ان آنکھوں سے غیر کے اشارے دیکھوں

چھوڑ دینا تھا تمہیں چھوڑ نہ کو بیٹھے
دل یہ کہتا تھا اس انداز ستم کو نہ سہے
چھوڑ دینا تھا سجانے پے ہم تو نہ تجھے
نیست کر دینا تھا درد دل کو نہ مجھے

قابل ترک نہ تھی ہوس ستم آرا نہ کہ مین
نالق مہو تھی یہ رنجش بیجا نہ کہ مین

مگر خدا کی شان۔ خیر۔ ظالم کبھی خیر و عافیت سے تو اطلاع ہو یا کرے اور سچ تو یون ہے کہ بالکل قطع محبت ہی کر دو تو اور اچھا ہے

سبب گذرے تو کسی کا بھی گذارا کیون ہو
اگر پڑے چشم ست جو اس ست اشارہ کیونکر ہو

خدا حافظ و ناصر ہے جہان رہو خوش رہو۔ ـــ

تا نہ سر صبر مین نہ اثر اضطراب مین
بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب مین

اور اس خواب نے اور بھی حسرت کی آگ کو بھڑکا دیا۔ ـــ

شب وصل اسکے تغافل کی زنہت تاب نہین
تلخی مرگ ہے آنکھون مین شکر خواب نہین

خدا جانے یہ خط حضور کی نظر انور سے گذریگا بھی یا نہین مگر جب دل بھر آیا تو مجبور ہو کے خط لکھا کہ ذرا دل ہی بہلیگا ہائے افسوس تم اور مجھے مضمون خط لکھوا اور شعلہ رو مسون کو لا کے مجھے آتش غم مین جلاؤ۔ ـــ

امتحان کے لیے جفا کب تک
التفات ستم نما کب تک
غیر سے بیوفا یہ تم تو کہو
ہے ارادہ نباہ کا کب تک

تمسکو خو ہو گئی برائی کی
در گذر کیجیے بھلا کب تک

اسی خط پر اکتفا کرتی ہون سمجھتی تھی کہ اب سرخرو ہو کر ولایت سے واپس آتے ہین لطف صحبت اٹھیگا مگر ـــ

صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری
کثرت دود سے سیاہ شعلہ شمع خاوری

خدا جانے اس عشق کی بدولت ہماری قسمت مین کیا لکھا ہے اور کیا ہونا ہے۔ ہرچہ بادا باد۔ ـــ

الغرض ہز چمن عشق عجب آفت خیز
مدتون ہمکو رہا اسکی ہوا سے پرہیز
آخر کار ہوئی بوے گل شوق جو تیز
رنگ نفرت نے جمایا نہ رہی راہ گریز
گل یہ بھولا نہ رہے اور کسی کام کے ہم
بندۂ عشق ہوے ایک گل اندام کے ہم

آخر سوچو تو کہ سب چھوڑ کے وعدے کرکے ایسی طوطا چشمی تمکو کب زیبا تھی۔ اب اگر اس پرکار آتش کے ساتھ شادی ہو گئی ہے تو میری زندگی تم نے تلخ کر دی۔ مین لونڈی بن کے رہون یہ انہونی بات ہو اور دل تو مجھے رہ رہ کے یہ خیال آتا ہے کہ آزاد ہم سے نکاح کا اقرار کرکے روم جائین اور وہان خوبصورت سی عورت پسند کرکے شادی کر لین اور کلیجے سے آزمائین۔ ـــ

ما زیاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

اسی خیال مین دن رات غلطان پیچان ہون کہ یا الٰہی آزاد کی طبیعت اس قدر کیون بدل گئی۔ اس

کایا پلٹ کا خدا ہی حافظ ہے سچ ہے ۔ مصرعہ

حسینون کی کیا بات کا اعتبار | کدھر کی طبیعت کدھر ہو گئی

اگر تم مجکو اور اُسکو برابر بھی سمجھو اور عدل بھی کرو تو بھی یہ خیال میرے دل سے نہ جائیگا کہ تم نے مجھسے اسقدر اظہار محبت کرکے مجھے پھندے مین پھنسایا اور پھر اور دلن سے دل ملایا ۔ مصرعہ

اے دل تو مرا بدام خویش آوردی | صد گونہ فساد مرا پیش آوردی

چون وا بستی گرد دل گرفتار تو شد
بیگانگی تمام پیش آوردی

آزاد جو محبت تم کو ہم سے پیشتر تھی اُسی کی قسم ہے آخر تم ہم سے اسقدر خلاف کیون ہو گئے ہو خیر دو توجہ ہوا سو ہوا ایک بات یاد رکھو جب تک ہمکو تسلی نہ ہوگی اور ہم کو بخوبی ثابت نہ ہو جائیگا کہ تم نے دوسری شادی نہین کرلی تب تک اسطرف آنیکا قصد نہ کرنا ۔ مین نے تمھین روم اس غرض سے بھیجا تھا کہ تم نام نیک حاصل کرکے آؤگے مگر تم نے وہ نام حاصل کیا کہ دل ہی جانتا ہے ۔ واہ وا ۔ بس دیکھ لیا ہائے مین نے بے دیکھے بوجھے دل دیا اور اب عمر بھر رنج اور غم سہونگی ۔ اِس عشق کو خدا غارت کرے ۔ شعر

یہ وہ موتی ہے لڑی جسکی طبیعت آبدار | آبرو کھو کے ہوا خاک یہ غلطان وہ شہر
یہ وہ یاقوت ہے رولے جو خون آٹھ پہر | یہ وہ الماس ہے ٹکڑے ہو جس سے کہ جگر

آتش اِس لعل کی گر آب مین پیدا ہو جائے
دفعتہً جل کے گہر سیپ مین جونا ہو جائے

یہ وہ بدنام ہے اسکا اگر صبح کو نام
شام تک کھائے غم و غصہ غذا ہو گئے حرام

اُسکے اوصاف کا ہووے جو دہن سے کوئی کام
شمع کیطرح زبان منھ مین جلے وقت کلام

اس پشیمان سے زمانے کے جگر جلتے ہین
گو ہیزہ ادہست دور ہین پہ یہ جلتے ہین

سپہر آرا بیچاری ہوسے پن کے سبب سے کہتی ہے باجی جان یہ سچ نہین ہے سب جھوٹ ہے لوگ ناحق لڑوانے کیلیے گپین اُڑاتے ہین مگر مین اُس سے کیا کہون کہ مین اخبارون مین صاف صاف پڑھ چکی ہون ۔ خیر ۔ ع ۔

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

راقمہ

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

یہ خط لکھکر بیرو کو دیا اور کہا اپنے ہاتھ سے ریل کے ڈاکخانہ مین جاکے ڈال آؤ خبردار گم ہوگا تو عمر بھر نہ بولونگی رجسٹری کراکے بھیجنا یہ خط حسن آرا بیگم نے اپنی بہن کے پاس بمبئی بھیجا کہ انکی روانگی کا تار آیا ہے ۔ بمبئی مین اگر تم سے ملین تو یہ خط دیکے جواب اپنے سامنے لکھوا لینا ۔ اسکے علاوہ بہن کو اور بھی اکثر باتین لکھین ۔

اب سنیے کہ ادھر خط گیا اُدھر دربان نے ڈیوڑھی مین آواز دی ۔ عباسی ذرا بہسان آؤ عباسی باہر گئی ۔

دربان ۔ یہ تار آیا ہے ۔ اندر اطلاع کردو ۔

عباسی ۔ تار ! تو پڑھیگا کون ۔ کسی انگریزی نویس کو بلا لو ۔

دربان ۔ تم جاکے کہو نہین کہ دو پہلے ۔

عباسی - (اندر جاکر) حضور ایک چپڑاسی تار لایا ہے۔

روح - کہان سے تار آیا ہے۔ اللہ کرے سب خیر و عافیت سے ہون۔ اِس نگوڑے تار کا نام سنتے ہی میرا کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگتا ہے پوچھ کہان سے آیا ہے۔

تار کا نام سنکر، حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا سب بیقرار اور متوحش ہوگئین نیچے چلی آئین۔

حسن - تار کے نام سے کانپ جاتی ہون اللہ رحم کرے۔

روح - عباسی کیا مر گئی موئی چڑیل۔ اے عباسی۔

عباسی - (ڈیوڑھی سے) آئی حضور آئی (دربان سے) پوچھتی ہین تار کہان سے آیا ہے کچھ معلوم ہے۔

دربان - ارے میان تار کہان سے آیا میان جوان

چپڑاسی - اب یہ ہم کیا معلوم دستخط کر دو چلے جائین اب دیر ہوتی ہے صاحب خفا ہونے لگتے ہین کہ کہان تھے۔

دربان - (ایک لڑکے کیطرف مخاطب ہوکر) خوب آئے جناب آپ ذری یہ تار تو پڑھ دیجیے گا۔

راوی - اتنے مین عباسی مع تار کے اندر گئی کہا حضور یہ تو اُنکو معلوم نہین مگر تار لے آئی ہون۔

مغلانی - اے یہ تو کاغذ ہے حضور تار کہان ہے۔

عباسی - اور سنو اسی کو تار بولتے ہین صاحب۔

حسن (مارے عجلت اور وحشت کے لفافے کو چیر کر) لفافہ تو لال ہے اور خط کا کاغذ سفید چکنا۔

عباسی - حضور کسی کے ہان شادی بیاہ ضرور ہے یا جاہے ختنہ ہو یا لڑکا پیدا ہوا ہو - دربان سے کہتو ہے کہ انگریزی نویس کو بلا لائے اب سنیے کہ یہان صاحبزادے جو خط پڑھنے آئے تو تار ندارد۔ عباسی غائب۔ پکارا وہ تار لے آئی۔

دربان - حافظ جی کے لڑکے اسوقت خوب ملگئے ہین پڑھو تو بھائی کہان سے تار آیا ہے۔

ہمن - بیجا فرام بمبئی۔ یعنے بمبئی سے یہ تار آیا ہے۔

عباسی - کس کے نام بھیجا ہے اور کس نے بھیجا ہے۔

ہمن - بمبئی سے آیا ہے۔ اب مضمون یہ ہے کہ آزاد پاشا داخل بمبئی ہوے اور یہان فروکش ہین اور علما ر بمبئی کیطرف سے اِنکی خدمت مین ایک ایڈریس دیا جائیگا اور ایک ہفتے مین روانہ ہونگے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے آزاد پاشا خوش و خرم اور صحیح و سالم ہین۔ عباسی دوڑتی ہوئی اندر آئی۔ کہا حضور مبارک ہو آپ کی بہن کا تار بمبئی سے آیا ہے۔ لکھا ہے کہ آزاد پاشا سفر کرکے یہان آئے ہین اور اللہ کے فضل سے خوش ہین۔ اب وہ ایک ہفتے مین روانہ ہونگے۔

حسن آرا بیگم اس مژدۂ روح افزا کے سنتے ہی اسقدر مسرور ہوئین کہ باوصف کوشش اخفا مخفی نہ کر سکین بے اختیار ہنس پڑین مگر فوراً ضبط کیا۔

روح - لو بہن مبارک ہو آج ہمنے کہاہی تھا کہ کوئی نہ کوئی خوشخبری ضرور سنینگے سویرے اُٹھتے کے ساتھ ہی بائین آنکھ پھڑکنے لگی۔ اماجان سے کہا وہ بولین اللہ نے چاہا تو کوئی اچھی خبر آئیگی۔

عباسی - اُفوہ۔ راتون کو اُٹھ اُٹھ کے روز ہاتھ اُٹھا اُٹھا کے دعائین مانگین۔ بارے اللہ نے سن تو لی غریبونکی۔

مغلانی - غریبون کا خدا فریادرس ہے۔

عباسی - سنا بڑے خوبصورت گبھرو ہین - خدا مبارک کرے۔

جسطرح غنچۂ گل ہبوب نسیم سے کھلجاتا ہے اسیطرح حسن آرا بیگم کا دل اس نوید مسرت خبر سے شگفتہ ہو گیا روح افزا سے کہا بہن ہم نے ناحق یہ خط بھیجا۔ خدا کرے بہن نہ دکھائیں مگر ہم کو اس بات کا بڑا کھٹکا ہے کہ آزاد اپنے ساتھ ایک پریجمال مشتری خصال دوشیزہ حسینہ کو کیون لائے۔ آگے اور پیچھے کا ساتھ کیا ایسا پایا تو ہم مردون مین کسی کو نہین دیکھتے۔ اگر شادی کر لی ہے تو چاہیے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے ہندی عمر بھر بن بیاہی ہی رہیگی اور جو شادی نہین ہوئی ہے تو ہم کو یہ تو بتا دین کہ ساتھ کیون لائے۔ بارے خیر۔ صحیح وسلامت آگئے وہ بھی سرخرو ہوے اور اللہ نے ہمین بھی سرخرو کیا۔

اتنک آزاد کا راسخ قول تھا میرے ذرا سے اشارے مین ہندوستان وطن۔ اعزہ۔ اقربا۔ احباب چھوڑکر غربت اختیار کی اور غربت کیسی۔ ہر دم جنگ ہا ادھر توپ ادھر تفنگ۔ ؎

پسر خیال و خواب زمانہ | مشغلہ خواب و خواب فسانہ
عیش وطن اندوہ غریبان | دست جنون سے چاک گریبان
پاؤن سے وحشت سر اٹھائے | شوق مغیلان تلوے کھجائے

سیر گلستان سے خفقان ہو
دیکھ کے جدول اشک روان ہو

مصیبت تو بیچارے نے بڑی اٹھائی مگر آخر مین قدم ڈگمگا گئے ثابت قدم رہنا خالہ جی کا گھر نہیں ہے

واہ آزاد واہ!

روح - بہن - یہ کلمہ سے ثابت ہوا کہ کسی فرنگن کو روس سے ضرور لائے ہین - کیا اپنی آنکھون سے دیکھ آئی ہو - سنی سنائی کہتی ہو نہ پھر بع -

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

سننے اور دیکھنے مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔

حسن - بہن ایک نہین دس اخبارون مین پڑھ چکی اب کیونکر یقین نہ آئے - ایک اخبار مین پڑھتی تو کہتی کہ غلط - دو مین یہ خبر درج ہوتی تو سمجھتی کہ جھوٹ ہے جب گوڑی بھر اخبارون مین ہو تو کوئی کیونکر شک کرے -

آیندہ واللہ اعلم بالصواب -

روح - سچ کہتی ہون حسن آرا بالکل غلط سراسر جھوٹ ہے

حسن - اللہ کرے جھوٹ اور بے بنیاد خبر ہو - آمین -

بہار - خبر بھی تو اخبار ہی مین درج ہوئی تھی کہ آزاد نے سائین گھڑ ڈالی شاید اسیطرح یہ بھی کسی نے چھپوا دی ہو اسکا ثبوت کیا ہے بھلا -

حسن - ہم تو آزاد کو مرہم زخم دل اور چارہ گر مرض غم سمجھتے تھے مگر وہ نمک پاش جراحت نکلے - ع -

تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے

ہے جستجوے یار مین سعی رہ عدم | اے شوق دیکھیے کہ رہے دم کہان تلک
تاثیر کو بھی آگئی ہوتی اسکے ہاتھ مین | کھایا کرون میں اے ستمگر کہان تلک

اس زندگی سے میرا دم آیا ہو ناک مین
آخر تحمل قلق و غم کہان تلک

جب روم مین تھے تو جان کے لالے پڑے تھے یا اب کیا جانے کس میدان بلاخیز مین مورچے پر لڑ رہا ہو گا۔

یا خدا کس دشت جنون انگیز مین برسرِ پیکار ہو گا - واللہ اعلم کس کس مصیبتون مین گرفتار ہو گا - کس کس خطرے سے دو چار ہو گا - سوچتی تھی کہ مجھے کیا سوجھی بیٹھے بٹھائے اُس گلبدن جوان رعنا کو اجل کے مُنھ مین کیون بھیجا بڑی رسوائی اور جگت ہنسائی ہوگی - اب جو خدا خدا کرکے واپس آئے تو سمجھتی تھی کہ آب رفتہ جو مین آیا بچھڑے ہوے کو خدا نے ملایا مگر گل کے پہلو مین خار کیا خبر اُسنے پر مارگنجہ دار یہ کیا خدا جانے وصل ہو یا نہو - ع

وصل جانان کہان سوا ے خیال
ہم ہین مایوس امیدوار ہے دل

روح - تو ببئی سے حال دریافت کرو فلک آزا کو سب حال کب کا معلوم ہو گیا ہو گا - جب فرو کش ہی وہان ہین تو کیا اُنپر یہ حال مخفی رہ سکتا ہے - ہرگز نہین -

حسن - ہمارا تو دل قابو مین نہین وہ آخر خط پڑھین یا ہی گی آپ ہی سب کچا چٹھا لکھ بھیجین گی - ہے ذہین -

روح - نہین - تم خود دریافت کرو بہن کے نام لکھو

حسن - اچھا اگر شادی کر ہی لی ہے تو یہان پھر کس مُنھ سے آئینگے بھلا اور اگر شادی نہین کی ہی تو بیشک آئینگے مگر دال مین کالا کالا ضرور ہے - مین لاکھ دل کو ڈھارس دون وہ خود ہی آئینگے اور نہ بلائین گے - ع

نہ بلائینگے وہ نہ آئینگے
جوش لبیک دم جا کبتک

بہار - اچھا تو اس جھنجھٹ سے تو یہی اچھا کہ خط لکھہ بھیجو -

حسن - بہت خوب - بیلدہی ذری قلمدان لے آؤ -

حسن آرا بیگم نے آزاد کے نام ذیل کا مختصر موزون خط پھر اُسی دم لکھا - وہو ہذا - ع

کھولیو ساقی مُنھ کو سبو کے — پیتے ہین کب گھونٹ لہو کے
جام شراب احمر بھر دے — چشم بھر آئی ساغر بھر دے
جب ہو سُن آواز کسی کی — آہ فلک انداز کسی کی
شور فگن ہی بانگ تظلم — صور شکن ہی بانگ تظلم
غور سے سن فریاد ستمکش — جلد کہین دے داد ستمکش
مست شراب غم کی خبر لے — سینہ کباب غم کی خبر لے
بادہ سرشک و چشم پیالہ — ہاؤ ہو ستا نہ ہے نالہ

نشۂ غم نین خال دگر ہے
بادۂ الفت زہر اثر ہے

جسطرح زہاد صد سالہ اِس طمع سے دنیا کی لذتون کو ترک کرکے یاد خدا مین مصروف ہوتے ہین کہ اس زہد و تقویٰ کے صلے مین خدا اُنکو جنت اور حور و قصور اور شراب طہور اور نظارۂ سلسبیل و کوثر عطا کرے گا اسیطرح تم معرکۂ جنگ مین اِس طمع سے سر کے بھل گئے کہ بعد فتح حسن آرا کے ساتھ نکاح ہو گا جسطرح زاہد عبادت کی سختیونکو عین راحت سمجھکر برداشت کرتا ہے اسیطرح تم نے جنگ کی مصیبتون کو آسائش سمجھکر برداشت کیا یہ شعر گویا تمھارے حسب حال تھا - ع

گردون نہ سخت جانی من داغ دس ہنوز
تنادم کہ مز دمبر سیں از امتحان ہنوز

مگر تم وہ زاہد ہو جو سو برس تک عبادت مین راسخ ہو کر مرنے دم افعال قبیحہ کا مرتکب ہوتا ہو اور اطاعت صد سالہ کو

بالکل تاراج کر دیتا ہے میری حالت اب اس مسافر کی سی ہے کہ منزل پر پہنچکر سنے کہ جانا مشرق تھا اور وہ گمراہ مغرب چلا آیا دن بھر کی محنت رائگان گئی اور دل پارہ پارہ ہو گیا خدا نہ کرے کہ ویسی ہی مصیبت کسی پر پڑے۔

یارب نہان مباد کہ جشن بد نام من
آخر اگر روزگار روئے شادمان دہد

مگر اب بھی ایسی ظالم ستم ایجاد آزاد والا نژاد کا دم بھرتی ہوں اور دل سے دعا کرتی ہوں کہ یارب وہ جہاں رہے خوش رہے میں تو اس غم میں جان دونگی مگر میری تربت صرف اس سبب سے ہمیشہ سرسبز رہیگی کہ ایک غنچہ دہن کی یاد اور فراق میں میری تمام عمر گذری تو مبارک ہو اگر شادی نہ کی ہو تو میری خاطر سے یہ ارمان بھی دل سے نکال لو جب تک میں غذائے شعلہ رد موجود ہے جس کو اسقدر مسافت بعید اور راہ دور و دراز سے ساتھ لائے تو پھر دل کا ولولہ کیوں رہ جائے۔

مرا اگر بادہ ندارم ز روزگار چہ حظ
ترا اگر بہشت دنیا شاہی از بہار چہ حظ

میرے دل کی دوا ہو گئی اور مرض کی جڑ تک کھو دی گئی درد دل کی دو دوائیں ہیں۔ شربت دیدار۔ یا شربت اجل ہر سمت سے مایوسی ہی مایوسی نمودار ہو تو درد دل کا دفعیہ معلوم مگر یہ مایوسی گو درد دل کا دفعیہ نہ کر سکے دل کے ساتھ تو اکسیر کا کام کرتی ہے یعنی دل ہی نہیں رہتا تو دوا کی کیا ضرورت ہو۔

یا سم ز جان گزائی خواہش نجات داد
درد مرا بداغ دوا کرد روزگار

عشق سے خدا سمجھے اس خانہ خراب کا یہی تجربہ آخری ہے۔

عشق کے زہر سے ہر ملو ملو کار ہیں — عیش تھتھہ ہر ایک بزم گرم شیون
تلخ سے بچھڑے یہی کی جھلکی ہوئی ہیں — ابتدا ہی ایام مست پابند محن

فاختہ ہی نہیں دیتی ہے کو کو کی صدا
ہے کبوتر کی بھی آواز نہیں یا ہو کی صدا

تیغ سبزہ ہے کہ تلوار ہے اس گلشن میں — سخت کل کو بھی کمان ہے اس گلشن میں
ہے گیا موت کا بازار ہے اس گلشن میں — جتنے بوٹے ہیں طیار ہیں اس گلشن میں

پتے پتے کو بھی تیغ بران سمجھے ہیں
جو انار ایسے ہیں کہ کم نہیں ان سے نہیں

مگر پہلے تو عشق نے عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور جب کام تمام ہو گیا تو اب یہ سمجھ آئی مگر اب کیا ہو تا ہے۔ اب ہر دم لب پر آہ سرد ہے سینہ میں جلن اور دل میں درد ہے

نالہ جب کرتی ہوں آگ سی لگا دیتی ہوں
برق نسرین فلک دم میں جلا دیتی ہوں

روح۔ اب بہت سخت نہ لکھنا ورنہ آپس بیچارے کا بھی یہی حال ہو گا جو تمہارا حال ہے۔ نرم الفاظ لکھو بہن۔

بہار۔ انسے زیادہ بے چین وہ ہونگے کہ اسقدر مصیبتیں سہ کے پھر بھی عروس آرزو سے ہمکنار اور مہ پارہ ستم کوش سے ہم آغوش نہوے۔

حسن۔ اب اسوقت تو جو زبان قلم پر آیا وہ لکھ ڈالا

روح۔ ہمکو سنا دینا پھر خط روانہ کرنا۔

حسن۔ بہت اچھا۔ صاف لکھا ہے۔ ہرچہ بادا باد۔

یہ کہکر حسن آرا بیگم نے پھر سلسلۂ تحریر شروع کیا

اگر تم کو یہ خیال ہے کہ ہم جوان رعنا جمال ہین تو ہمکو بھی غرور ہے کہ ہم بھی پری تمثال ہین ۔ سه

تمکو جو ہی یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہین
ہمکو بھی ہے خیال کہ ہم لاجواب ہین

مگر فرق اسقدر ہے کہ تمپر جو رکھی اُسکے بس مین آ گئے اور ہم تمہارے نام پر بیٹھے ہین اگر فرشتہ بھی نظر بد ڈالے تو آنکھین مل ڈالون تم ہر دیگی پچھے ہو ۔ تم سے اب اختلاط کرنا وضع کے خلاف ہے ۔

نہ شاید بہوس باختن با گلے
کہ ہر بامدادش بود بلبلے

خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا ۔ اگر نظر بد کا خوف نہو تو اس لولی شیرین کار و تند رو رفتار (گھر کی ٹکی باسی ساگ) کی تصویر کا خاکہ تو بیجد وہین دیکھون تو کونسی ایسی جادو ادا ہے جسپر آپکا دل پھسل پڑا ۔ ذرا مین اپنی صورت سے مقابلہ تو کر لون ۔ سه

ہم سے بہتر کوئی محبوب خدا کی قدرت
وصل اُنکا نہین مرغوب خدا کی قدرت
پانون کل پڑتے تھے کچھ آج وہ سرکار ہین

ہم تجے اور وہ خوش اسلوب خدا کی قدرت
ہم سے یہ چال بہت خوب خدا کی قدرت
چھوٹے سے منھ کو بڑی بات سزاوار نہین

ہمارا بھی خدا حافظ ہے ۔ خدا کے ہاتھ بڑے بڑے ہین ۔ تمہارے سبب سے ہمارے گلستان عیش پر ابر غم چھایا مہر مسرت گہن مین آیا ۔ سه

ابتو آفت مین پھنسے خیر جو ہونا تھا ہوا
ہے جنون جوش پہ وحشت کی ترقی ہے کمال
نکس لعم کرتا ہے گھبرا کے اب سینے سے

کوچہ عشق کجا منزل آرام کجا
خیر ہو خیر ہو دیکھون کہ ہے تقدیر مین کیا
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے یہ دل سینے سے

میرے لڑکپن کی تصویر جس سے بھولا پن برستا ہے ہمین سے پاس موجود ہے ذری اُس تصویر سے اپنے معشوق نو کی صورت ملاکر فرمایئے میری تصویر خورشید ہے تو وہ سہا ۔ نور اور تاریکی کا مقابلہ کیا ۔ جب تم سے آنکھ لڑی تمہارا بخت بیدار تھا مگر مین بد نصیب تھی ۔ مین نے کڑی اُٹھائی تم نے ولایت زا بیوی پائی ۔۔ اچھے بھلے دل کو مین نے بیٹھے بٹھائے کہین کا نہ رکھا ۔ کلیجہ پک گیا ۔ اب کہین جاؤن تو سنبل کی طرح پریشان اور مثل گل خون در جگر ہون ۔ زیست سے تنگ ہون اور کیونکر نہون ۔ سوت سے کوئی بھی خوش ہوئی ہے ۔ سه

رقیبا ز آتش عشقش من مہجور میسوزم
تو میسوزی تو از نزدیک من از دور میسوزم

ایک دو نہین ۔ دس بارہ اخبارون مین پڑھ چکی کہ محمد آغا پاشا سلمہ روم سے کوہ قاف کی ایک پری کو ہمراہ لائے ہین ۔ ایک ہی اخبار مین پڑھتی تو کہتی کہ شاید جھوٹ کا پتلا بنایا ہے مگر سب کے سب تو کاذب اور دروغ گو نہین ہو سکتے یا سب کو آپ سے ایسی عداوت ہوگی کہ طوفان باندھا ۔ یہان بھی تم کو معشوقون ہی سے پالا پڑا ہے ۔ سه

جس سے رغبت ہو وہی شے وہ عطا کرتا ہے
منھ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے

اب ہمارے اور اپنے دل کا مقابلہ کرو ۔ یہان حیرانی و سرگرانی وہان وصال یار جانی ۔ یہان دلمین خلش خار غم ۔ وہان بغل مین معشوق زرق دم ۔ یہان ہجوم یاس و نامرادی ۔ وہان خوش وقتی و شادی ۔ یہان قلق و دلفگاری ۔ وہان بوس و کنار اور عشوہ بازی

یہان آہ شعلہ بار۔ وہان زیب آغوش صنم شیرین کار ؎

یان دل مین بھری اُمید دیدار ۔ وان دل مین رقیب کے دو رخسار
یان چشم کو خواہش نظارہ ۔ وان غیر سے دمبدم اشارہ
وان بزم مین راگ ہو رہا ہو ۔ یان نالون کا تار بندھ گیا ہو
وہ غیر کے ساتھ شب گذارے ۔ یان نیند نہ آئے غم کے مارے
وان وسعت خوابگاہ گلزار ۔ یان اپنے نصیب بستر خار
وان زانو غیر تکیۂ سر ۔ یان نیچے دھرا ہو سر کے پتھر
بوسون کے مزے عدو اُٹھائین ۔ ہم جان سے تنگ کام جائین
وہ مے کا سبو پیا کرین وان ۔ ہم دل کا لہو پیا کرین یان
انکو ہو سرور ہم کو ہو غم ۔ ہو عید انھین ہمین محرم

وہ چین سے کاٹتے اپنی اوقات
یان دل کو ہو اضطراب دن رات

وہ دن مجھے خوب یاد ہے کہ جب مینے ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ آزاد نے ایک پاجی کی جورو کے ساتھ شادی کر لی۔ اتنا روئی اتنا روئی کہ آنکھین لہو کی بوٹیان بن گئین۔ کہین پاجی کی جورو اسی خام پارہ سے تو مراد نہین ہے جو آجکل آپ کی زینت کنار رہے۔ اُسنے میرا جی جلایا ہے اور مجھے کہین کا نہین رکھا اس خیال نے مجھے تون رُلایا تھا کہ آزاد نے ایک کمینی عورت کو گھر ڈال لیا ایسی بیچین ہوئی کہ دل بھر آیا اور اتنی ضعیف ہو گئی کہ سانس تک رک رک کے چلنے لگی اور اماجان اور باجی اور سپہر آرا گھر کا گھر مُردہ اور بیدم سمجھکر رونے لگا وہی رنج کا سامنا اس خبر کے پڑھنے سے ہوا ؎

پھر داغ کہن ہے تازہ وتر ۔ پھر زخم جگر ہنسے ہے گل پر
پھر چشم ہے خونفشان وخونبار ۔ پھر چہرہ ہے زعفران زار
پھر دیدۂ تر ہے وقف دامان ۔ پھر ہاتھ ہے مائل گریبان
پھر ناوک درد دلشکن ہے ۔ پھر سینے کا زخم خندہ زن ہے
پھر داغ جنون سے سر پہ ہے گل ۔ پھر نالہ ہے ہمنوائے بلبل
پھر ہے وہی پیچ وتاب دل کو ۔ پھر ہے وہی اضطراب دل کو
پھر ہے وہی سنگ در وہی سر ۔ پھر سر ہے وہی وہی ہے پتھر
پھر ہمدم وہمنفس ہوئی آہ ۔ دمساز ہے نالۂ سحرگاہ

گستاخ ہے آہ تون چکان پھر
منھ لگنے لگا ہے کچھ فغان پھر

اب ہزار بات کی ایک بات ہے کہ یا تو صفائی کر دو یا ادھر آنیکا رُخ نہ کرو۔ ورنہ بہت پچھتاؤ گے۔ ؎

کانٹون مین نہ ہو اگر الجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

حسن آرا جگر فگار وغم زدہ

یہ خط لکھکر روح افزا اور بہار النسا وغیرہ کو سُنایا۔ گھر کی ٹکی باسی ساگ اسپر قہقہہ پڑا اور تصویر کے بیے خلکے کی لفظ کو سب نے پسند کیا۔

روح۔ اور تو سب اچھا ہے مگر ذرا سخت باتین لکھی ہین اور جو یہ خبر جھوٹ ہوئی تو انکو کسقدر رنج ہوگا۔

حسن۔ اب جو لکھنا تھا وہ لکھا۔ پیاری کسی معتبر آدمی کو دے کہ خط ابھی ریل کے ڈاکخانہ مین ڈال آئے۔

روح۔ اچھا پھر اب بھیجدو سمجھا جائیگا۔

حسن آرا بیگم نے بڑی بیگم سے پوچھا اماجان اگر آپ کی صلاح ہو تو ہم سپہر آرا کو آج بلوائین اور انکو لکھ بھیجین کہ خوشی کا تار آیا ہے۔

بڑی بیگم نے کہا اچھا۔ اسپر بہار النسا مسکرا کر

بولی (پھیری منھ پر بوئی تو کیا کریگا کوئی) حسن آرا سپہر آرا کے نام خط لکھنے بیٹھین ۔

اب اِدھر کا حال سنیے

آزاد پاشا نے بمبئی مین سب سے پہلے ذیل کا لکچر دیا ۔ وہو ہذا ؎

اے تماشائیان بزم سخن ۔۔۔ وے مسیحا زمان نادر فن
اے گرانمائگان عالم حرف ۔۔۔ خوش نشینان این بساط شگرف
ہر یکے صدر بزم یار گہے ۔۔۔ شمع خلوت سرائے کار گہے
ہر یکے پیش تاز قافلۂ ۔۔۔ ہر یکے کتخدائے مرسلۂ
اے بشغل وکالت آمادہ ۔۔۔ داد غمخواری جہان دادہ
اے شگرفان عالم انصاف ۔۔۔ بسفارت رسیدہ از اطراف
اے سخن را طراز جان دادہ ۔۔۔ صفحہ را ساز گلستان دادہ
عطر پُر مغز گیتی افشانان ۔۔۔ پہلوانان پہلوی دانان
اے رئیسان این سواد عظیم ۔۔۔ وے فراہم شدہ ز ہفت اقلیم

اے گرامی فنان ریختہ گو
نغز دریا کشان عربدہ جو

یا ایہا السامعین ۔ آج کا مبارک دن میری سوانح عمری کی تاریخ مین یادگار رہیگا کہ مجھ ایسے ذرۂ بیمقدار اور ناچیز آدمی کی خاطر سے اسوقت ایسے ایسے علماے اجل اور فضلاے اکمل دانش پژوہان بالغ فن ۔ امراے غریب نواز مربع نشینان چار بالش امارت اور ہر طبقے کے اصحاب اولی الالباب یہان رونق افروز ہوے آپ سب طیب النفس اور کامل خرد اور ہمدرد بزرگون کی جسقدر زیادہ توصیف کرون کم ہے ۔ سفلہ منش اور پست ہمت آدمی دوسرون کی ترقی جاہ دیکھکر آتش حسد مین جلتے ہین مگر جو بزرگوار دل پرور داور عقیدۂ پرجوش اور نیک نیت رکھتے ہین وہ غریب الوطنون سے بلطف پیش آتے ہین اور جن لوگون کو باحمیت سمجھتے ہین اُنکی ترقی مناصب کے لیے دعا مانگتے ہین ۔

اے صاحبان ہمایون فطرت و بزرگان والاہمت آپکا خادم خانہ برباد جسکا نام آزاد ہے اسوقت صدق دل سے عرض کرتا ہے کہ ؎

گر در طلب دوست بود پاے تو سست غمگین مشو
در خود باشی بہ جست و جو چابک و چست ۔ مغرور مشو
اخلاص بہ نسبت ست و نسبت ازلی ست چون شبنم و مہر
گر جذبہ قوی فتاد و پیوند درست ۔ یچو نہ اَز

ان چار مصرعون پر تیرہ زیچمدان کا عمل ہے ۔
میری نسبت کوتہ اندیشون نے بہت بہت تہمتین تراشین اور کم ظرفون نے بڑے بڑے جوڑ مارے مگر مین نے جادۂ نیکی سے باہر قدم نہ رکھا اور دائرۂ اعتدال سے تجاوز نہ کیا آفرین آفرین صد آفرین معرکۂ روم و روس کی نسبت مجھے بالفعل بطریق خلاصہ اسقدر عرض کرنا ہے کہ گو ظاہرا سلطنت عثمانیہ نے ایک قسم کی شکست پائی مگر یہ شکست باعث تشئید بناے مملکت ہوئی ۔ ع

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

زین رنگ کہ در گلشن اجابت دمید ۔۔۔ پژمردہ گل ولالہ شاداب دمید
در کلبۂ اقبال ترقی خواہان
گر مہر فرو نشست مہتاب دمید

مگر افسوس صد افسوس کہ دولت رفیعہ روم کے اراکین واعیان اعلیٰ کا دامن لوث تعصب و بغض و حسد سے

پاک نہین ہے (افسوس صد ہزار افسوس) رُوم کی رعایا رُوم کے جرار اور جانباز سپاہی معرکۂ رستخیز مین جان بکف جاتے تھے اور قسم کھاتے تھے اور قرآنِ اُٹھاتے تھے کہ غنیم کو پشت نہ دکھائینگے (بارک اللہ) مارینگے اور مر جائینگے (خدا اجر دے) چنانچہ اُنھون نے ایسا ہی کیا جسوقت غازیان دین اللہ اکبر کہکر شمشیر الماس بار و خارا شگاف ہاتھ مین لیکر بزن بزن اور فاقتلوا فاقتلوا کہتے ہوے میدان مین جاتے تھے جرات اُنکی بلائین لیتی تھی (شاباش) بسالت دل سے دعائین دیتی تھی جوانمردی صدقے ہوئی جاتی تھی ادھر للکار اور کوچ کا حکم ہوا ادھر۔۔ ے

بولی یہ تیغ دم سر اعدا پہ لون گی مین
برش یکا۔ ی تو یہ ٹھہرنے نہ دونگی مین

روم کے سپاہیونکی جرات یادگار تاریخ رہیگی ایک ایک سپاہی کو زعم تھا کہ غنیم کے ہزار ہزار کو کاٹ کے مرونگا۔ اگر روم کی سپاہ جرار کی طرحِ افسرانِ عساکر سلطان بھی ثابت قدم اور خیر طلب اور حبیب وطن ہوتے تو یہ گلشن مینو سواد دست تطاول خزان سے مصئون اور محفوظ رہتا جسوقت کرناو سرناو قرناو غرنا کی آوازرن کی زمین پر بلند ہوتی تھی روم کے دل سوز اور جیوٹ کے سپاہی اس طرح بڑھتے تھے جیسے شیر کچھار سے شکار کے لیے جاتا ہے اور اجل سے ایسی ہنسی خوشی سے دوچار ہوتے تھے جیسے عاشق زار سمن عذار معشوق سے ہمکنار ہو۔ برابر ان مبارزان جان نثار کی زبان سے یہی صدا آتی تھی کہ ہان برادران شیر دل بڑھے ہوے۔ ہان غازیان بلند حوصلہ تلے ہوے اس میدان مین جان کام آئے تو سمجھو کہ زندہ ہو گئے یہ موت نہین خلد علیین کا زینہ ہے۔ ادھر قفس عنصری سے مرغ روح نے پرواز کیا اُدھر رضوان نے استقبال کرکے باغ نعیم کی ہوا کھلائی۔ ادھر گردن تن سے جدا ہوئی اُدھر حورون نے صورت زیبا دکھائی ادھر سلسبیل وکوثر کی نہرون نے روح تازہ از سر نو بخشی۔ برسون کی عبادت کا فاصلہ نہین ہے یہ اس میدان بلاخیز وحشت انگیز مین ایک دن کام کرنے کا صلہ ہی۔ جن لوگون نے ہزارون بار طوف کعبہ کیا ہی اور جو سفر دور دراز سے صد بامرتبہ حج عتبات عالیات سے مشرف ہوے ہین اُنکے لیے بھی وہ درجہ نہین جو ان برادران دینی کے لیے درجہ ہے جنھون نے اس سرزمین مین حفاظت ملک وحمیت اسلام کی نظر سے جان دی۔ تمھارے جسم کا ایک ایک قطرۂ خون جو اس جنگ مین بہیگا حشر کے دن ہزار ہزار دریائے رحمت ہوگا۔ یہ سپہر سرمہ رنگ ان سواد الوجہ فی الدارین اور سواد القلب فی العقبیٰ دشمنون کا منھ کالا کریگا جو دست تعدی ہمپر دراز کرتے ہین مگر ہمارا خدا ہماری بانگ تظلم خوب سُنتا ہے۔ تمھاری تجہیز وتکفین کے لیے گو کافور وعنبر اور عود ومشک اذفر نہین مگر یاد رکھو کہ جس مقام پر تمھارا پسینا بھی گرا ہے وہ زمین کا چپہ تاتار پر زخ زن ہوگا اور تمھاری نعش بے کفن سے منزلون تک زمین اسطرح بس جائیگی جیسے شاہی باغون کے تختۂ گل سے دماغ بس جاتا ہے گو تم کئی دن پلک پر پلک نہین مار سکتے ہو مگر حشر کے دن تک ایسی میٹھی نیند سوؤ گے کہ تیرہ باطنون کی طرحِ فشار قبر معلوم بھی نہوگا کہ کہتے کسے ہین۔ تمھاری خاک سے گلہائے رُوح افزا اُگینگے اور تمھاری تربتون پر ہمیشہ ہما کا سایہ چتر بنا رہیگا دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ے

هیچ ست ببین نود کہن را — بر هیچ هیچ نوشتن را
هر چرخ مناز بر نیمش — بر هیچ پیچ دبر نیشش
سیلاب غم ست در سرورش — طوفان بلا ست در تنورش
اینجا شجرے نشد برومند — کش باد فنا ز پاے افگند
نیرنگ فناست پردہ پشگان — سیمرغ بقا مجو ازین قاف
ہرچند مقام دلپذیر ست — زین مرحلہ کوچ ناگزیر ست

تو آبلہ پاے و کاروان تیز
برخیز ازین گریوہ برخیز

پھر کس دن کے لیے اٹھا رکھو گے۔ کیا حشر تک زندہ ہی رہو گے (ہرگز نہین ہرگز نہین) سلطان گیتی داور فخر خاقان زمان ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی حضرت قدر قدرت سلطان عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ و دولتہ نے جو سلوک بمقتضاے آئین جہانداری و قوانین شہریاری تم پر مرعی کیے ہین اُنکا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اس ملک اور اس سلطنت کو غنیم کی یورش سے محفوظ رکھو جب شاہ گیتی ستان حکمران ہو اور سپاہی شیر ژیان ہو اور خدا نگہبان ہو تو پھر کوئی کیا کر سکتا ہے ہان۔ جوانان روئین تن ثابت قدم رہنا۔ قلعہ شکن عسکر شکن نصرت اثر فیروزمند منصور عدوبند۔ یہ تمھارے خطاب ہین (بیشک و بلا شبہہ) یک در گیر و محکم گیر یا تو اس معرکہ نبرد مین آئے ہی نہ ہوتے اور اب جو آئے ہو تو مستقل مزاج اور ثابت قدم رہو ورنہ ادھر کے رہو گے نہ اُدھر کے۔ ع

گہ دین مین تھا لقب یگانہ اپنا۔ تھے بت سے خفا
گاہے صنم کو ہم نے جانا اپنا۔ اللہ ری خطا
سب دیر و حرم کی خاک چھانی مومن۔ کیا خاک کہین
دیکھا تو کہین نہین ٹھکانا اپنا۔ جی بیٹھ گیا

اسکے مصداق ہو گئے (ہرگز نہین ہرگز نہین) جسوقت یہ نصیحت ترکون کے گوش گزار ہوتی تھی خون جوش مین آتا تھا اور قدم آگے بڑھ جاتا تھا۔ مگر افسران فوج نے بڑا دھوکا دیا۔ رشوتین اُنھون نے لین سہل انکاریان اور بے پروائیان اُنھون نے کین۔ حسد نے اِنکے دلمین جگہ پائی۔ کینے نے اُنکے سینے کو مسکن بنایا افسوس کا مقام ہے (ہزاران ہزار افسوس) جسوقت ایک معصوم بچہ سیزدہ سالہ جو اپنے باپ کی چوری سے بھاگ کر چلا آیا تھا اور زخمیون کی خدمت کے لئے ہمہ تن مصروف تھا مارا گیا اسوقت تمام اہل فوج اور جزدیا کل از خرد تا بزرگ از اعلی تا ادنے سب اشکبار ہو گئے۔ ع

آشوب قیامت از جہان خاست — شیون ز زمین و آسمان خاست
از ماتم شان جہان بجوشید — صد فتنہ زمان زمان بجوشید
غم سوخت درون دودمان را — ماتم کدہ شد جہان جہان را
بگرفت فلک ستارہ باری — بنشست جہان بسوگواری

اس معصوم بچے سے سب کو محبت تھی۔ اب حضرات سامعین مقابلہ کرین کہ ایک بچہ رومی تو یون جان لڑائے اور افسر یون کانہی دین۔ ع

یہ کہکے لی نیام سے تیغ شرر افشان — شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان — دہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان
ثابت ہوا کہ چہرۂ خورشید کٹ گیا
غل تھا کہ فوج رُوس کا دفتر الٹ گیا

(نعرۂ جوش و خروش بلند ہوا)

ہماری الماس بار تلوار اور سیف لنگر دار جس طرف چمک ہے

جاتی تھی صفون کی صفین کاٹ آتی تھی۔ جدھر گئی بجلی گرائی دم کے دم مین ادھر آئی۔ اُدھر آئی۔ یہ چمکی وہ سر کے دو ٹکڑے کردیے۔ یہ اُنگلی وہ عدو کو لقمہ کیا۔ خون کے شرّاٹے اسطرح بہ رہے تھے کہ الامان الامان۔ ؎

جنبش غضب پہ چمک گرگئی گھمسان کرآئی ۔ جمیعت اعدا کو پریشان کرآئی
لشکر کے زرہ پوشونکو بیجان کرآئی ۔ چارآئینہ والونکو بھی حیران کرآئی

نکلی وہ اجل بنکے جو شمشیر کی صورت
ایک ایک کا منھ تکتا تھا تصویر کی صورت

مین نے جو کچھ کیا میرا خدا جانتا ہے یا مین جانتا ہون اپنے منھ میان مٹھو بننا اپنی وضع کے خلاف ہے۔ ؎

کس منھ سے کہون لائق تحسین ہون مین ۔ کیا لطف جو گل کہے کہ رنگین ہون مین

ہوتی ہے حلاوت سخن خود ظاہر
کہتی ہے کہین شکر کہ شیرین ہون مین

روسیون کے جوش وخروش کی بھی مین تعریف کرتا ہون مگر جو لوگ کل معاملات سے واقف ہین وہ ضرور مجھسے اتفاق کرینگے کہ روسیون کا اور ہمارا کوئی مقابلہ نہ تھا وجہ یہ کہ اُنکے پاس فوج کثیر تھی۔ ہماری اور اُنکی فوج کا مقابلہ نہین ہو سکتا اُنکا ملک زیادہ۔ رقبہ زیادہ۔ آمدنی زیادہ۔ لوگ زیادہ پھر وہ آمادۂ جنگ ہوگئے تھے۔ ہم غافل وہ آٹھون گانٹھ کمیت اسپر طرہ یہ ہوا کہ ہمارے ہاتھ پانون ہمارے دشمن ہوگئے یونان گرد جو بڑا سرحدی ملک ہے ہمارے بالکل خلاف ہے سرویا جانی دشمن بلغارستان عدوے مہیب۔ ہرزگونا خون کا پیاسا (توبہ الامان) جرمن بغلی گھونسا (خدا سمجھے) آسٹریا ہمارے کمال خلاف ہے۔

اُس طرف ساری خدائی تھی اِدھر کچھ بھی نہین

بااینہمہ ترکون نے وہ کیا جو روسیون سے نہو سکا۔ ترک تلوار کے بڑے دھنی ہین جب دست بدست جنگ ہوئی چھکے چھوڑا دیئے۔ ؎

ناگن سی گئی فوج کو مسمار کرآئی ۔ جو جو تھے لب نہر نہین پار کرآئی
ساحر کو فنا مست کو ہشیار کرآئی ۔ جب موذی کی بل کی بلے مار کرآئی

سرسبز تھی لاکھون مین یہ اقبال تھا اُسکا
تھا جسم کبود اور دہن لال تھا اُسکا

شہباز سی نظرون مین جیسے تول کے آئی ۔ اکدم مین بہی ظالمونکو رول کے آئی
غل تھا نے لگا ہمین جس غول کے آئی ۔ بومرگ مفاجات دہن کھول کے آئی

خونریزی اعدا کا بس عمدہ تھا اُسی کو
بے ذبح کیے اب یہ نہ چھوڑیگی کسی کو

پلونا کی جنگ مین جس استقلال اور ثابت قدمی اور جوانمردی سے ترکون نے مقابلہ کیا شاید ساری خدائی مین اس جراءت کے ساتھ کوئی نہ لڑیگا۔ اگر کوئی صاحب اُسوقت وہان ہوتے تو ترکون کی بسالت دیکھکر عش عش کرنے لگتے مگر فنا سب کے لیے ہے اور کوئی قوم ایسی نہین جسنے ہمیشہ فتح وظفر ہی پائی ہو۔ اچھے اچھے سپہ سالار اور بڑے نامی نامی شہید پیوند خاک ہوئے ؎

افسوس جہان سے دوست کیا کیا نہ گئے ۔ اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے

تھا کون سا نخل جسنے دیکھی نہ خزان
وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

کل افسران روم مین جنرل عثمان پاشا البتہ سب سے زیادہ قابل قدر ہین جنھون نے جان نذر کردینے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا اور سب سے زیادہ تر دغا سلیمان پاشا نے کھیلی محمد علی پاشا کا دامن بھی لوث سازش سے پاک نہین ہے مگر

واہ ری سپاہ روم۔ پیادون نے البتہ کار نمایان کیا۔ (آفرین شاباش، ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

مین اُس عفیفہ خاتون بلقیس مرتبت عالی منزلت کا تہ دل سے شاکر ہون جسکے ایما سے مین روم جاکر شریک جنگ ہوا اور اِس شرکت سے داخل حسنات ہوا گو اس ملک کی رسوم و قواعد کے مطابق کوئی دوشیزہ عفت مآب کسی نامحرم سے یہ نہین کہہ سکتی کہ مین تمھارے ساتھ بشرائط چند در چند شادی کرونگی اور کوئی ایسی ہو بھی تو اُسکی جگت ہنسائی اور رسوائی ہو مگر صاف ظاہر ہے کہ اُس عفیفہ نے ایسی شرائط نیک پر مجھے بھیجا تھا جسکو سُنکر سچے مسلمانون اور برادران دین کو خوش ہونا چاہیے مجھسے یہ اقرار کیا تھا کہ تم روم جاکر اُس ملک مین برادران دینی کی طرف سے شریک جنگ ہو تو مین تمھارے ساتھ نکاح پر راضی ہو جاؤن گی

(حمیت۔ حمیت۔ شاباش) سے

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

(اُس عفیفہ کے قدم دھو دھو کے پینے چاہئین) اسکے بعد ایک آواز آئی (یہ وہ عفیفہ ہے جسکے دامن پر حوران بہشتی نماز پڑھین) دوسری آواز آئی (حمیت دینی اِسکا نام ہے اور حُبّ قوم اسے کہتے ہین) تیسری آواز آئی (آفرین باد برین ہمت) مین صحیح عرض کرتا ہون کہ جن بلاخیز مقامات مین مین کبھی مضطرب ہوتا تھا صرف اِس اُمید سے کہ ایسی بیوی ملیگی مجھے کمال تقویت ہوتی تھی اور جب کبھی مین زخم کھاتا تو یہ شعر یاد آتا سے

دہ کہ ز دست میر و این دل ناتوان من
پیش صنم کہ می برد سوختہ نیم جان من
باد کہ پیش میر وی خیز کہ پیش میرمت
چونکہ رسی باو رسان بندگی از زبان من

اِس دوشیزہ جادو ادا پری تمثال یوسف جمال کی تعریف میرے امکان سے خارج ہے۔ انتہا یہ کہ اِسکے ایک اشارے نے مجھے مجبور کیا کہ روم جاؤن اور سوچا کہ جب یہ کمسن نوعمر خاتون حمیت اسلام کی دلدادہ ہے تو شائے بر حال اُس مرد کے جو برادران دینی کی مدد سے عاجز اور قاصر رہے۔ اور اگر اُسکی یاد اور اُسکے حکم کی تعمیل اور اُسکے وصال کا شوق نہ گدگداتا تو شاید اسقدر کارہاے نمایان مجھسے وقوع مین نہ آتے جسقدر اب وقوع مین آئے۔ یہ سب اُسی رنگین ادا کی سحر بیانی کا اثر ہے جسکی تعریف حیز امکان اور احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اگر کوئی اس تعریف کا شمہ ادا بھی کرسکتا ہے تو وہ مین ہون جسکے دلپر اثر ہو چکا ہے اور جسکا دل انتہا سے زیادہ شکرگذار ہے۔ سے

ملاح چون توئی نسزد غیر چون منی
نازم بشکوہ خویش بلند آستان تو
باید دماغ بہر شنیدن گوش و بس
بوئے گل ست زمزمۂ ناتوان تو
ہم بندہ از تو خوشند و ہم خواجہ سرفراز
تو میزبان و اہل جہان میہمان تو

ہم سبزہ از تو خرم و ہم گل شگفتہ روے
تو باغبان و روے زمین بوستان تو

لطف یہ کہ ادھر ترک حسن آرا بیگم کو دعائین دیتے تھے اُدھر روسی اخبار برابر اُسکی مدحت سرائی مین رطب اللسان تھے چنانچہ مختلف اخبارون کا ترجمہ بطور خلاصہ عرض کرتا ہون۔

۱۔ ہمنے سنا ہے کہ ہندوستان کی ایک امیرزادی نے جو ابھی بالکل نوعمر اور دوشیزہ ہین ایک رئیس زادے سے جو اُنپر ریجھے ہوے تھے یہ شرط کرکے روم بھیجا کہ رومیون کی فوج مین بھرتی ہو کر نام کرین…

تو اُنکے ساتھ شادی کرینگی۔ خدا کرے ہماری روس کی لیڈیان بھی اسیطرح حبِّ وطن کا لحاظ کرین مگر افسوس ہی کہ وہ فرقۂ نہلسٹ کی حامی ہین اور گورنمنٹ کی مدد کے عوض دشمنی پر آمادہ ہین —

۲ - روم کی لیڈیان تک دست بدعا ہین کہ ترک ظفریاب ہین اور محبت اسلام کا بحر ناپیداکنار اسقدر موج زن ہے کہ اسکی لہر ہندوستان تک پہونچی - چنانچہ آزاد نامے ایک جنرل کو کسی بن بیاہی بیگم نے اس غرض سے رُوم کے ملک مین شریک ہونے کی صلاح دی کہ بعد واپسی نکاح کرینگی

۳ - جو لیڈیان گورنمنٹ کی دشمن ہین اُنکو اس خبر کے سُننے سے شرم آنی چاہیے کہ ہندوستان تک کی بیگمین دعا مانگتی اور سعی بلیغ کرتی ہین کہ جسطرح ممکن ہو ترک فتح پائین برعکس اسکے ہمارے ملک کی امیرزادیان باغیون اور مفسدون کو مدد دیتی ہین —

۱ - خدا کرے آپس ہی مین تیغ چلے اور روس تباہ ہو جائے۔

۲ - آمین - فرقۂ نہلسٹ ہی بدلا لیگا - انشاءاللہ تعالےٰ۔

۳ - حسن آرا بیگم کا نام متبرک اس قابل ہے کہ آب زمزم سے مُنھ دھو کر اس نام کو زبان پر لائے ۔

۴ - اور روس روسیہ کی نسبت ان باتون سے ظاہر ہوتا ہی کہ گھر ہی مین پھوٹ ہے اور ازل سے اسکی قسمت یہی لکھا ہی کہ گو چاہے جسقدر عظمت حاصل ہو جائے انجام خراب ہی ہے ؎

بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

اس مقام پر میری یہ خواہش نہین ہے کہ مین اپنی مصیبتون اور پریشانیون کا حال بیان کرکے آپ لوگون کو رنجیدہ اور ملول کرون مجھپر جو کچھ گذری مین نے کمال استقلال و رغایت ثابت قدمی سے نوائبِ سخت کو برداشت کیا - اُف تک کی ہو تو خدا سمجھے اوائل سفر مین ہمارا جہاز جیا ٹینیز جزیرہ پیرم کے قریب غرق ہو گیا اس جہاز کے غرقاب ہونیکے وقت جو کچھ مینے کیا وہ تمام عالم پر روشن ہے مین اپنے آپ اُسکا تذکرہ کرنا نہین چاہتا مگر ایک اخبار مین جو اسی شہر مین طبع ہوتا ہے کسی نامہ نگار نے اسکا حال من وعن لکھا ہے اور وہ اخبار یہ ہے -

اخبار نکالکر آزاد نے کہا - اگر کوئی صاحب یہ اخبار پڑھکر حاضرین جلسہ کو سنائین تو خاکسار رہین منت بیکران ہوگا -

ایک قاضی صاحب نے اخبار لیکر پڑھنا شروع کیا وَ ہو ہٰذا -

سفر بحری محمد آزاد سلمہ اللہ تعالےٰ

زاہد جو ہین اُنھین ہے طاعت پہ گھمنڈ | اہل دنیا رکھتے ہین دولت پہ گھمنڈ
واقف ہین اطاعت سے نہ دولت سے جو
ہے اُنکو اگر تو تیری رحمت پہ گھمنڈ

جو لوگ خدا کی رحمت پر ناز کرتے ہین وہ دولت کو فانی اور طاعت کو خوشامد سمجھتے ہین اور امور خیر کے انجام دینے پر ہر دم تلے رہتے ہین چنانچہ ہندوستان کے ایک باحمیت اہل اسلام عالی نژاد آزاد نام جو سلطنت مقدس روم کے عازم تھے اور جنھون نے ٹھان لی تھی کہ اسلام کے نام پر خون بہائینگے بمبئی مین جہاز جنی ڈینس پر سوار ہو کر خدا کا نام لے کر روانہ ہو گئے اور حامیان دین متین نے اُسوقت زبان حال و قال سے یہ شعر پڑھا - ؎

بہ سفر رفتنت مبارک باد
بہ سلامت روی و باز آئی

یہ مردِ خدا ولی حق آگاہ عارف باللہ محض بقصد اِدخال ثواب اخروی عازم استنبول ہوا ہے ع

آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو

اصل حال یہ ہے کہ آزاد نامے ایک جوان خوش رُو زیبا شمائل رعنا جمال یوسف خصال کی حسن اتفاق سے ایک عفیفہ نازنین کے حسن دلفریب اور عارض بہار آفرین پر نظر پڑی تو ہزار جان سے عاشق ہوگیا اور صاف صاف کہدیا کہ جان من تم پر جان جاتی ہے اُس بت شیرین حرکات نے لگاوٹ کی کہ انکا دل قابو سے جاتا ہی رہا اور کلمہ پڑھنے لگے ادا نے دیوانہ کردیا۔ ؎

لازم یہ ادا و ناز سہنا ہی نہ تھا | اور اُسکی طرف دیکھکے ہنا ہی نہ تھا

اظہار کیا کہ چاہتے ہین تجھکو
کہ بیٹھے ہم اُس سے جو کہ کہنا ہی نہ تھا

اس آنکھ لڑنے کا نتیجہ انکے حق مین ایک معنی کرکے برا ہوا بیچارہ اس پھیر مین ردم گیا ہے کہ بعد حصول فتح ہندوستان واپس آئے تو اس معشوق ملائک فریب کو عقد نکاح مین لائے حسن بھی کیا بد بلا ہے۔ ؎

اے جمال تو بتاراج نظر ہا گستاخ | وے خرام تو بہ پامالی سرہا گستاخ
داغ شوق تو بہ آرائش دلہا سرگرم | زخم تیغ تو بگلگشت جگرہا گستاخ

نازِ دلہاے نزارش چہ محابا باشد
سر زلفکہ بہ پیچید بہ کمرہا گستاخ

دیدہ باید کہ شب حاملہ فردا چہ زاید مگر اس نیکبخت نوعمر خاتون کی نیکی اور پاس حمیت اسلام کی قسم کھانی چاہیئے اور اس شیر دل دوست اسلام کی جوانمردی اور جانبازی کی جسقدر تعریف کیجے می زیبد۔ جو مسلمان حضرت قدر قدرت سلطان بن سلطان ابن سلطان خلیفۃ الرحمانی حضرت عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ وضاعف قدرہ کی افواج ظفر امواج کی اعانت کو اُٹھ کھڑا ہو اُسکی تعظیم بھی کافۂ اسلام جمہور مسلمین پر فرض عین ہے۔ عادل باذل حامی دین ظہیر المذہب ؎

اے ذات تو جامع صفت عالی کرم را | وے برشرف ذات تو اجماع اُمم را
حقا کہ ز اسم تو عیانست کہ در شرع | فرزانہ وزیری شہ بطحا و حرم را
در عہد تو از گوش بدل راہ نیابد | آوازۂ اسکندر و افسانۂ جم را
گر حرف وقار تو فرا آب نویسند | از موج بہ طوفان نتوان کرد رقم را
اے در روش کوکب عزم تو بہ شبگیر | بر دین و پرن سجہ سر انگشت علم را

معذورم اگر نام تو در بحر نگنجد
در کوزہ چسان جاے دہم دجلہ و یم را

جس وقت جہاز غرق ہونے لگا سب کو یہ فکر تھی کہ اپنی اپنی جان بچائین مگر آزاد کو یہ فکر تھی کہ چاہے اُسکی جان جاتی رہے مگر اور کسی پر آنچ نہ آنے پائے۔ (آفرین۔ آفرین صد آفرین) گلستان سعدی کی حکایت منظومہ مین جس مرد خدا کا ذکر ہے اُسکے بھی آزاد نے کان کاٹے اور اُس سے بھی گوے سبقت لے گئے ؎

جوانے پاکباز و پاک رو بود | کہ با پاکیزہ روئی در گرو بود
چنین خواندم کہ در دریاے اعظم | بگردابے درافتادند باہم
چو ملاح آمدش تا دست گیرد | مبادا کاندران حالت بمیرد
ہمین گفت از میان موج تشویر | مرا بگذار و دست یار من گیر
درین گفتن جہانی بر وے آشفت | شنیدندش کہ جان میداد و میگفت

حدیث عشق زان بطال منیوش
کہ در سختی کند یارے فراموش

اُس شخص نے تو اپنے دوست کی نسبت اسقدر محبت

ظاہر کی تھی مگر آزاد نے ان لوگون کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی جنکو کبھی پیشتر نہین دیکھا تھا (ہمدردی اسکو کہتے ہین) اس شخص نے ساٹھ ستر آدمیون کو لائیف بوٹ پر سوار کرایا اور انکی جان بچائی ورنہ وہ گھبرا کر ڈوب گئے تھے۔

اب سنئے کہ ایک بوٹ مین سے ایک ولایتی صاحب نے جو فوج کے لفٹننٹ تھے لڑھکنی کھائی آزاد نے ساتھ ہی کود کر انکو سمندر سے نکالا اور اس کوشش و کشش مین خود بہ گئے (افسوس صد افسوس) اور اسی حالت مین جزیرہ پیرم مین داخل ہوئے (شکر خدا) حضور سلطان نے جو رعایا کے سچے خیر خواہ ہین اس خبر کو سنکر آزاد کی بڑی تعریف کی اور اس سے ثابت ہے کہ حضور محتشم الیہ جزو امور تک پر نظر ڈالتے ہین۔

اس پر ایک مفتی صاحب نے بآواز بلند مدحت حضرت سلطان مین یہ اشعار عظمت بار پڑھکر حاضرین کو سنائے۔ ؎

محیط بخشش و دریا کف و سحاب نوال
قمر ہلالے و فلک خرگہ و ستارہ سپاہ

ز خاک رہگذرش سرمۂ رز و کیہون
بر آستان درش سجدہ آبر و جباہ

بجواو نگفتہ کس از خسروان بروئے سریر
حدیث فقر و فنا لا الٰہ الا اللہ

طرب بطبع تو شامل چو رنگ با رخ گل
بقا ز خصم تو زائل چو خندہ از لب جاہ

اسکے بعد آزاد پاشا نے یون بیان کیا۔

ایہا السامعین۔ روم کا انتظام ملک اور طرز تمدن مین نے ویسا نہین پایا جیسا یورپ کے شائستہ ملکو نمین ہونا چاہیے طرز معاشرت یہان کے طرز معاشرت سے بدرجہا بہتر ہے وہان کے مسلمان کوٹ پتلون جاکٹ سترٹ زیب بدن کرتے ہین فرق صرف اسقدر ہے کہ انکی ٹوپی سرخ یا سیاہ ہوتی ہے جسکو ترکی ٹوپی بولتے ہین اور جو اس ملک کے پیر و ان نیچر کے سرون پر نظر آتی ہے (قہقہہ) ترک نہایت خوش رو جوان ہوتے ہین مثل انگریزون کے سرخ و سفید۔ عورتین بھی انتہا کی حسینہ و نمبسمہ ہین اور طرہ یہ کہ سیہ چشم و عنبرین مو۔ ایک دخت گلفام پری کردار حور نژاد کچھ دن بھیس بدل کر فوج کے ساتھ رہی اسکے دل سے لگی تھی کہ رومیون کو ہر طرح مدد دے مگر اسکے باپ نے حلیہ چھپوا دیا اور فوج سے اسکو بلا لیا۔ شوخ برق وش انا البرق کہتی ہوئی میدان کارزار مین جاتی تھی جب ترکون کو معلوم ہوا کہ یہ ایک شریف خوش باش کی دختر نیک اختر ہے تو اور بھی زیادہ بحر حمیت جوش زن ہوا کہ یہ لڑکی اس جرات کو کام مین لائے اور ہم مرد منھ تاکتے رہجائین بس پھر اسوقت تو ان کی صفین کی صفین گردن شیرون کے بھگا دینے کا دم رکھتی تھین ؎

ہتھیار چمکتے ہوے اور برق سی تازی
دیندار و خوش اطوار و وفادار و حمازی

ترکی و قریشی و حسینی و حجازی
زوردار و لشکر شکن و صفدر و غازی

جب آنکھ ملائین تو دلیرون کو بھگا دین
قبضے پہ رکھین ہاتھ تو شیرون کو بھگا دین

حضرات سامعین۔ میری کل کامیابی اور شہرت روم ایک دوشیزہ بلقیس مرتبت کے سبب سے ہوئی اگر وہ مدد نہ دیتی تو صنم آرزو سے ہم آغوش نہ ہوتا۔ اگر وہ اعانت نہ کرتی تو شاہد تمنا سے ہمکنار ہونا مشکل ہو جاتا کیا آپ بزرگون نے اس پری کردار تدرو رفتار کا نام سنا ہے لہان شناہے سنا ہے حسن آرا بیگم حضرات سامعین یہ پیارا نام حسن آرا بیگم وہ نام ہے جسکو مین دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون ۔ ؎

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

گر جس دوشیزہ کا مین نے اسوقت حوالہ دیا وہ اور ہی ہی اُسکے ذریعہ سے مین نے فوج مین عہدۂ جریلہ پایا۔ اُسکے ذریعے سے مین اس قابل ہوا کہ رسالے کی افسری کے عہدے کا سامان بہم پہونچایا اُسی کے ذریعہ اس لائق ہوا کہ ترکون کو مدد دون۔ پلونا کی جنگ مین جو کچھ بسالت و شجاعت مین نے ظاہر کی وہ اُسی کے بحر عنایت کی ایک لہر ہے اُس دوشیزہ سمن عذار کبک رفتار۔ رشک حور و پری افشان جبین دلبری کا نام مس میڈا ہے۔

سامعین نے یہ نام سُنکر با آواز بلند دعا مانگی کہ خدا اِس زن نیک سیرت کو فائز بمرام کرے اور اُسکا ساغر دل بادۂ نشاط سے بھرے۔

۱۔ جو نیک مرد ہین اُنکی مصیبت کے وقت نیک مرد اور نیک بیبیان اُنکے کام آتی ہین۔

۲۔ خدا کرے یہ دوشیزہ پری جمال مشرف باسلام ہو (سب نے ملکر آمین آمین کی صدا بلند کی)

۳۔ آزاد پاشا کو لازم تھا کہ اُس زن خوش سیرت کو یہان لاتے تاکہ ہم اُسکے دیدار سے دلی مسرت حاصل کرتے

۴۔ جو نیک بیبیان ہین وہ نیک مردون کو وقت ضرورت جان سے اُٹھکر مدد دیتی ہین اور جو نیک مرد ہین وہ امور حسن پر تلے رہتے ہین۔ ؎

مردان خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

آزاد نے پھر سلسلۂ سخن شروع کیا اور کہا حضرات سامعین مین نے اسوجہ سے اُس نیک عورت کا ذکر چھیڑا کہ اگر آپ صاحبون کے دلون مین میری طرف سے کوئی شک ہو تو اُسکو دفع کر دین۔ (ہرگز شک نہین۔ ہرگز شک کا دخل کا فرگزد)

اس نیک بی بی نے مجھے اس طرح سے مدد دی تھی کہ مین اسکو عقد نکاح مین لاؤن۔ (کچھ مضائقہ نہین اگر عدل کرے تو چار نکاح تک جائز ہین) مین نے کئی بار انکار کیا اور کہا کہ مین حسن آرا بیگم سے جسکی ایک ادائے دلربا کا عاشق زار ہون اور جسکی ترچھی نظر نے مجھے گھائل کر دیا اقرار کر آیا ہون اب اگر یہان سے شادی کرکے جاؤن تو وہ اپنے دل مین کیا سوچیگی اسپر اُس دوشیزہ جادو ادا نے مجھے قید کرا دیا۔ آخر کار خود اُس پر رحم آئی۔ ؎

جنگ جو رُخ کلہان صلح و صفا نیز کنند
غنچہ ساز ند دل و کار صبا نیز کنند

قید سے رہائی اِسی کی بدولت نصیب ہوئی۔ اسکے بعد اُس نے وزیر ملک سے میری سفارش کی۔ روم مین اسوقت طوائف الملوکی کا ڈنکا بج رہا تھا اور یہ ہر ملک کا قاعدہ ہے مگر ہان کہین کم کہین زیادہ ذرا سے شک پر لوگ قید کر لیے جاتے تھے۔ سلطان مراد آفندی اور سلطان عبدالمجید خان فردوس آرامگاہ کا جو لوگ جنبہ کرتے تھے اُنکی بڑی جستجو تھی اگر مس میڈا مدد نہ دیتی تو افسری کا عہدہ فوج سلطانی مین مجھے نصیب نہ ہوتا۔

حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ بڑے پابند صوم و صلوٰۃ نمازی روزہ دار متقی۔ متشرع شب زندہ دار عادل بادشاہ ہین اُنکی عظمت و جبروت کے جھنڈے گڑے ہین اور بڑا دبدبہ و طنطنہ ہے ؎

شیر یزشہ ز رخش بر فتار تیز ترا
سر سنگ شد بر ستم و ستان برابر ست

بدخواہ را ز اشتلم خار خار خوف
دل در خراش سینہ بہ پیکان برابر ست

کیوان نہ دیدہ کہ بود دیدبان بام
گفتی کہ بام کاخ بکیوان برابر ست

جسم ز آفتاب بر ستان نشانہ
گفتند شہ بہر درخشان برابر ست

ہم کعبہ بر زمین بود و ہم سہر شاہ
تا اہتمام نیر رخشان بہ بذل نور
در ہر دو پلہ بار بمیزان برابرست
در شہر و باغ و کوہ و بیابان برابرست

باد البقاے شہ کہ بفر فروغ بخت
وہیم شہ بہ نیر رخشان برابرست

حضور سلطان نے حتی الوسع کوشش بلیغ کی کہ روم فتح و نصرت حاصل کرے اور میدان جنگ مین اُسی سلطنت کا ڈنکا بجے مگر دو چار افسران فوجی کے بغض و حسد اور باہمی عناد نے سب کوششین بیکار کر دین (افسوس صد افسوس) بیشک وہ افسر اس قابل ہین کہ بعد تحقیقات سخت سزا پائین رومی اور ایسے طامع افسوس رومی بہادر اس بسالت سے لڑے کہ سوارون کے رخ چھوٹ چھوٹ گئے اور افسران نے صرف اسوجہ سے کہ فلان افسر کی بدنامی ہو روسیون سے ساز کر لیا۔ (ستم ستم۔ ہائے ستم وائے ستم)

کیا شرم کی بات نہین ہے کہ ایسے معرکہ مین روم کے افسران فوجی اسقدر پست ہمتی ظاہر کرین کہ روسیون سے رشوتین لیلین۔ (شرم شرم) بیشک شرم کی بات ہے۔

گر نیک اندر بود بد اندر نیک۔ ع

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

اگر ہمارے جنٹون کے میجرون اور کرنیلون اور جرنلون نے وہی نکملالی اور ثابت قدمی اور مستقل مزاجی ظاہر کی ہوتی اور اُسی نیکدلی اور یکدلی اور جان نثاری سے لڑے ہوتے جسطرح اور ادنی درجے کے سپاہیون نے جان لڑائی تو ہمارے جھنڈے کا پھریرا آج آنرو سے ڈینوب پر اُڑتا ہوتا مگر۔ ع

ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

خیر۔ مضی ما مضیٰ۔ رنج والم۔ شادی وغم۔ شکست وظفر توام ہین ایک روز وہ تھا کہ روم ہی روم تمام مشرقی حصۂ یورپ اور مغربی حصۂ ایشا اور ہسپانیہ وغیرہ مقامات مین نظر آتا تھا اور ایک آج کا دن ہے مگر پھر بھی اس سلطنت کی نسبت جو کچھ گپ بازاری مشہور ہے اور جسقدر رگھٹا کر لوگ اسکا نام لیتے ہین وہ بہتان اور تعصب ہے روم کو صرف لائق منتظمون کی ضرورت ہے اگر روم کے اراکین سلطنت طرز تمدن سے واقفیت حاصل کرین تو اب بھی روم اپنی اصلی حالت پر آسکتا ہے۔

ٹرکی کو چند امور کی ضرورت اشد ہے۔

۱۔ فرمانروائے ملک مدبر اکمل ہو۔ مستقل مزاج۔ مردم شناس۔ منتظم جری۔ دور اندیش۔ غیر متعصب و رانگلستان کی صلاح کا پیرو۔

۲۔ وزرا اعلےٰ درجہ کے ناظم۔ طرز تمدن سے واقف رعایا کے خیر خواہ۔ ملک کے خیر طلب۔ ہر دل عزیز سلطان کے مطیع اور بہی خواہ

۳۔ محکمون کے افسر کسی کا جنبہ نہ کرین۔

۴۔ افسران فوجی مین باہم خصومت نہو اور ٹرکی کے علاوہ اور ممالک یورپ کے مدارس حرب مین تعلیم پائین۔

۵۔ مال کا کام ان افسرون کے تعلق رہے جو کفایت شعاری کے اصول سے واقف ہون اور بڑی کوشش کیجاے کہ خزانہ عامرہ کی آمدنی عمدہ طرز پر صرف ہو۔ یہ نہین کہ ہزارون کی جگہ لاکھون اُڑا دیے اور لاکھون کے عوض کروڑون۔

۶۔ رشوت ستانی کی سزا نہایت سخت قرار پائے۔ روم مین رشوت کا دروازہ باز ہے اور اسی سبب اکثر امور کا انتظام بعنوان شائستہ نہین ہو سکتا۔ کبتک رشوت لینے والونکے ساتھ رعایت

کیجائیگی اول مقدمہ یہی ہے کہ باب رشوت ستانی مسدود ہو - بیشک بیشک) اگر رشوت کا دروازہ کھلا نہ ہوتا تو روسی اسطرح آسانی کے ساتھ ورّاتے ہوئے شپکا گھاٹی پر نہ جم جاتے بیشک اسطرف کے جنرل افواج سلطانی نے جان بوجھکر اغماض کیا روسیون کا نام ہوا کہ ایسے جری ہین کہ شپکا گھاٹی پر درّاتے ہوئے داخل ہوگئے اور ترکون کی بدنامی ہوئی کہ ذرا روک نہ سکے - ہم کسلیے سامنے سر چھوڑین کہ ہماری سپاہ اعداکی اس فوج کو جو شپکا پر وندناتی تھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی مگر دنیا بھر مین یہ مشہور ہوا کہ روسیون نے بڑی جراٗت کی افسوس صد افسوس -

۷ - ماتحت ملکون سے معاہدہ پختگی کے ساتھ کیا جائے مثلاً مانٹی نیگرو سرویہ - بلگیریا - رومانیا وغیرہ وغیرہ -

۸ - انگلستان کو روم اپنا دلی دوست سمجھے -

اگر ان امور کے مطابق ٹرکی کارروائی کرے تو سبحان اللہ حضرات سامعین - فرانس وہ ملک ہے جسکے ادنے ادنے آدمی جنگی عزت و توقیر پر جان دیتے ہین - نپولین بوناپارٹ جو اپنی آپ ہی نظیر تھا جسنے یورپ مین غرب سے شرق تک کوس ظفر بجایا اس فرانس نے ذراسی غلطی کے سبب سے شکست پائی اور جرمن نے نیچا دکھایا - کیا گھوڑے پر سے شہسوار نہین گرتا - کیا پیراک آج تک کوئی نہین ڈوبا - کیا اچھے اچھے پہلوانون نے کبھی کشتی نہین کھائی کیا کوئی دعوی کرکے کہہ سکتا ہے کہ اگر نلسن زندہ رہتا تو کبھی شکست ہی نہ کھاتا اگر دریائے ستلج پر پورس کے ہاتھی آگ کے شعلون سے نہ بھڑکتے تو کیا سکندر اعظم فتح بھی پاتا - نپولین اور ڈلنگٹن کا مقابلہ کیجیے - مگر اتفاق وقت ایک ذراسے سپاہی نے استنے بڑے آزمودہ کار جدل کے چھکے چھڑا دیے بارہا تجربہ ہوا ہے کہ ع -

پیادے غالب آتے ہین سوار پشت توسن پر

شیواجی ایک ادنی مرہٹا تھا جسکی مقابلہ سلاطین دہلی کو کوئی وقعت نہ تھی مگر عالمگیر سے بادشاہ ثریا جاہ کی ناک مین دم کر دیا کیا اس سے عالمگیر کی سبکی ہوئی - یا سیواجی کا مرتبہ بادشاہ سے بڑھ گیا - ہرگز نہین عالمگیر پھر عالمگیر تھا اور سیواجی باینہمہ اقتدار پھر لوٹڑا ہی تھا مانا کہ بعض ممالک کے مقابل مین روم کی اب وہ سطوت و حشمت نہین جو کچھ سال پیشتر تھی مگر ہاتھی لٹے گا تو کہان تک لٹے گا - روم گو زمانہ حال مین کسی قدر دب گیا مگر اب بھی اُسکی پرانی طاقت عود کر سکتی ہے اگر منتظم اور اعیان دولت کارگزار اور لائق ہوے تو عود کریگی اور ضرور عود کریگی - ۵

با چشم کم مبین من ظاہر ذلیل را
عیب از غلاف کہنہ چہ تیغ اصیل را

اے برادران باحمیت اس شکست سے ہمارے تمہارے دل چھوٹے اور حوصلے پست نہونے چاہیئین - ہمت مردان مدد خدا -

اُس عروس عربدہ جو کے لطف و کرم کا مجھے تہ دل سے ممنون و شاکر ہونا چاہیے جسنے مجھے موقع دیا کہ مین روم کی حالت پر نگاہ ژرف ڈالون اور جو کچھ ہو سکے مدد دون اور رومیون کے کام آؤن بے اختیار دل چاہتا ہے کہ اس شکر لب کی توصیف مین مدح سرا ہون -

عنادل گل رُخے تو گلعذار انند — اسیر دام بلاے تو دل شکار انند
غبار راہ وفاے تو شہسوار انند — غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

میرا سا عاشق جانباز اور اُسکی سی معشوقہ طناز و غماز کوئی ہو تو بتاؤ ہم اسمین فرد وہ اُسمین فرد دونون اپنی آپ ہی نظیر ہین عدیم السہیم - لاثانی - بے عدیل - کجا قیس کجا آزاد وہ شاگرد مین اُستاد - ؎

اک جوان ہون بالم خو کردہ ۔ شور وحشت کا نمک پر وردہ
حکم بے ربط وہ ملک جنون ۔ افسر داغ بسر چون مجنون
کیا کیا گریہ کیا کچھ نہ کیا ۔ نہ رہا مرتبہ اُسکا نہ رہا
قیس کو اس سے بھلا کیا نسبت ۔ ایک شاہ ایک گدا کیا نسبت
ذرے کو مہر سے کیا رتبہ ہے ۔ کچھ بھی ذرے کا بھلا رتبہ ہے
قیس اک طفل دبستان جنون ۔ اور مین استاد زباندان جنون

حضرت سامعین - روس کی ایک پری چہرہ خاتون میرے مقابلہ کے لیے میدان مین آئی اور پیغام بھیجا کہ یکہ وتنہا مجھسے تنکے مقابلہ کیجیے - سوچا کہ اگر مین نے اُس لولی دلفریب گلرخسار کو زیر کیا تو ناموری کیا خاک ہوگی (قہقہہ قہقہہ) سب یہی کہینگے کہ عورت پر شیر تھے اور اگر اتفاق سے وہ غالب آگئی اور مجھکو مغلوب کر دیا - (بڑے زور کا قہقہہ) تو بڑی ہی کرکری ہوگی مگر مجبور ہوکر جانا ہی پڑا اُس یکہ تاز میدان خوبی و فارس مضمار محبوبی کو دیکھا تو تیر نگاہ دل کے پار ہوا - زن کافر کیش نے مومن سے کلمہ پڑھوالیا - فرس فلک سیر پر اسطرح ران پٹری جمائے بیٹھی تھی کہ شہسوار کی کیا حقیقت ہے - ؎

شکر بنے چابکے چستے دلبرے ۔ بھرآ ہو بکینہ تند شیرے
گل بے آفت باد خزانی ۔ بہار تازہ بر شاخ جوانی
یک بزم ازارم صد در کشادہ ۔ بد ورخ ماہ را دو رخ نہادہ
براد ہم زین ہند رستم نہادست ۔ بے خوردن نشیند کیقبادست
شبے گر گنج بخشی را دہد داد ۔ کلاہ کبر قازن رہبرد باد

سخن گوید دراز مرجان برآید ۔ زند شمشیر شیراز جان برآید

سراپا دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا وہ تلوار کا وار کرتی تھی اور مین بوسے سے جواب دیتا تھا وہ جھلا کر شمشیر دو پیکر تول کے جھپٹتی تھی اور مین گورے گورے گال چوم لیتا تھا -

(فرمائشی قہقہہ)

۱- اپنے مطلب مین سپاہی کہین چوکنے والے ہین - تو یہ -
۲- عورت کی تلوار کا جواب بوسۂ رخسار ہی تھا -
۳- اس معشوقہ پری تمثال کی تصویر دیکھنے کے لائق ہوگی -
۴- شاید مس کلیر سا کا ذکر ہے - مین نے لندن کے اخبارون اور یہان کے دو ایک اُردو اخبارون مین ذکر خیر پڑھا تھا -
۵- ایسا واقعہ بھی کم ہوا ہوگا - بلکہ شاید نہوا ہو -

آزاد نے کہا - نتیجہ بد یہ ہوا کہ وہ بت مہر سیما مجھے گرفتار کر لیگئی اور وزیر جنگ سے حکم دلادیا کہ سیبیریا کے برفستان مین انکو بھیجدو چنانچہ سو سواروں کی حفاظت سے بھیجا گیا -

مین سوچا کہ دس پانچ بوسون کے عوض مفت ہم نے آزادی ہاتھ سے دی - اب بھلا ٹرکی کو ہمسے کیا فائدہ پہونچیگا - اے کاش کسی بڑی لڑائی مین کام آتے - جان جاتی تو خیر - اب تو ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ؏

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

جسوقت شہسواران روس کی حراست مین چلا ہون غرض نہین کر سکتا کہ کیا کیفیت تھی جینے سے عار موت کا طلبگار جان بار تھی - اُس بت سنگدل کو میرے حال پر ذرا رحم نہ آیا ؎

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو ۔ ہان جان پر بنے ترے دل مین اثر نہو
دیکھین غم و دروں پہ کبتک نظر نہو ۔ میرا شگاف سینہ ترا چاک در نہو

اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو	ڈرتا ہون مین نزول بلا بیشتر نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون	گر وہم جان نثاری پیغامبر نہو
معشوق دیئے سے زاہد مفلس کو پان سے	قطع تعلقات کس امید پر نہو
عابد فریب شوخی در غبت فزا نگاہ	مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
سودا تھا مجھکو گرمی بازار عشق کا	اُسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو

اب یہی ہے آہ تاب گسل ہر جفا کے ساتھ
جب جان سے گذر گئے پھر درگذر نہو

ایک بار مین نے اُس گلبدن ناوک نگاہ سے مکالمہ بھی کیا تھا وہ سننے کے قابل ہے دہو ہذا۔

آزاد - حضور دو چار بوسون کے عوض یہ ستم -

گلبدن - دو چار بوسون کے عوض دو چار ہزار کی جان لیجاتی ہے عاشق بنے تھے تو اب خمیازہ کھینچو - عشق دل لگی نہین ہے -

آزاد - حضور دو بوسون کے عوض دو سُوے لین -

گلبدن - اب بھی شرارت سے باز نہین آتا - اچھا -

آزاد - اب تو جرم ہوا اگر رحم دلی بھی لازمہ انسانی ہے - انسان سے جرم ہوا ہی کرتا ہے - خدا تو معاف کر ہی دیتا ہے ورنہ ع

عاشق کی سزا جو پوچھتی ہو ؎

مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ	کالے ناگون سے مجھکو ڈسواؤ
شمشیر سے قتل ہو جو منظور	ابرو کے اشارے سے کر دو چور

زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو
اپنے دل تنگ مین جگہ دو

گلبدن - (شوخی کے ساتھ) جب پرستان مین تم ہو گے تب ان ٹھنڈی گرمیون کا حال معلوم ہوگا - ہمارے رخسار تابان کے بوسے اور تم لو - شان خدا لے تیری قدرت - ؎

بت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

آزاد - خدا سے اسکی شکایت ہو تو مین زیبد تمھارے رخسار تابان کیون اسقدر عابد فریب بنائے - مگر ہم بھی تو چشم بد دور مہ رو جوان ہین -

گلبدن - چشم بد دور - مہ رو ہونے مین آپ کے کیا شک ہے -

آزاد - مین ایک پری تمثال لیلیٰ جمال کا عاشق زار ہون اور وہ بھی دل و جان سے مجھپر ریجھی ہوئی ہے - اب تو واسطے خدا کے میرا قصور معاف کر دو - مجھے اپنی جان جانے کا خوف نہین ہے مگر صرف اسقدر خیال ہے کہ اُس معشوق سیم بدن کا کیا حال ہوگا - ہے ہے -

گلبدن - انکو سامنے سے لیجاؤ - بس -

الغرض دو تین دن مین دریاے ڈینوب کے پار ہوا مگر خدا کی شان صبح کو آنکھ کھولتا ہون تو نہ لشکر نہ وہ دریا ایک کوہ فلک شکوہ کی چوٹی پر محمد آزاد ایک نازک اور بیش بہا پلنگڑی پر آرام کر رہے ہین - ع

سبحان اللہ شان تیری -

وہ رات عمر بھر نہ بھولیگا عجب شب تھی --

لیلۃ القدر لیلۃ البدر - ؎

شبے خوش ہمچو صبح زندگانی	نشاط افزا چو ایام جوانی
سواد طرہ اش خجلت دہ حور	بیاض عارضش نور علی نور
نسیمش جعد سنبل شانہ کردہ	ہوایش اشک شبنم دانہ کردہ

وہان بھی وہی پیش آیا ایک روز دو روز تو ہم ذرا ذرا خوش رہے ایک پری ایک قلعۂ کوہ کی ملکہ تھی۔ ایسی حسینہ و جمیلہ کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی ہوگی اور شنید کے کانون نے کبھی نہ سنی ہوگی ہمندے آفتاب چندے مہتاب مگر اُس حسینہ نے بھی شادی کا پیغام کیا۔ مجھے منظور کجا۔ دوسرے دن مجھے ایک ہیبت ناک مقام مین قید کر دیا۔ ؎

لاش پر آینگی شہرت شب غم دیتے ہین
اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین

دھیان آتا ہی ترے منہ مین زبان لینے کا
جی ہم اے شوخ پہ سیر علم دیتے ہین

کردیا خانۂ اغیار ہوسناک خراب
وا رونے کی مزے دیدۂ نم دیتے ہین

مرگئے رشک سے ہم تو کہ وہ دشمن کو خطا
خط ترسائی پر اعجاز رقم دیتے ہین

دم نکلے اے اثر آ کہ معلوم ہوا
جن پہ دم دیتے ہین ہم وہ ہمین کو دیتے ہین

کیا دوا سے ہو تری رنجش ہر دم کا علاج
چارہ گر کیون مجھے اب رنج بہم دیتے ہین

مجھے اس شہزادی نے پہاڑ کے ایسے مقام مین قید کیا کہ مین بیان نہین کر سکتا۔ کہتے ہوے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین توپ کے مہرے پر جانا آسان ہی مگر اُس وحشت کدہ مین ایکدم بھر بھی ٹھہرنا عذاب جان ہے۔ خدا دشمن کو بھی اس قید تنہائی سے بری ہی رکھے۔

مین دو ہفتے کامل اُس مقام تیرہ و تار وحشت زار مین یکہ و تنہا رہا۔ ایک عجب طرح کی گلی صراحی مین پانی آتا تھا اور چینی کے پیالے مین دو روٹیان اِسوقت دو روٹیان اُسوقت بس۔ اعدا اعد خیر صلاح اس قید خانہ مین جو مجھپر گذری خدا کسی کو نصیب نہ کرے خیال کیجیے کہ دو ہفتے تک انسان کی صورت نہین دیکھی (الامان - الامان) ایک آدمی جو کھانا لانے پر مقرر تھا ایک روشندان کے ذریعے سے پیالا لٹکا دیتا تھا اور صراحی پانی کی بھری ہوئی مجھے ملتی تھی۔ ایک روز صبح شام دونون وقت وہ بندۂ خدا روٹی لانا بھول گیا۔ قہر درویش بر جان درویش۔ تن بتقدیر خاموش ہو رہا۔ دوسرے روز روشندان کی راہ سے اُسنے کہا۔ اے مرد مصیبت زدہ کل میرا باپ سخت علیل بلکہ جان بلب تھا اِس سبب سے مین تیرا کھانا نہ لاسکا معاف کرنا۔ مین نے دونون روٹیان پیالے سے نکالین تو دیکھا کہ بھنے ہوے گوشت کے بھی دو ٹکڑے رکھے ہین۔

اُسنے کہا اے شخص آج شہزادی کی چوری سے مین تیرے واسطے گوشت بھی لایا ہون مین نے اُسکا شکریہ ادا کیا۔

گوشت کے ساتھ روٹیان کھائین پانی پیا تو نیند اسقدر غالب آئی کہ سو گیا خواب مین مینے دیکھا ایک جنگ مین ترکون کو شکست ہوئی ہی اور جنرل کوئی بھی اُس موقع پر فوج کو ذرا مدد یا اعانت یا ہدایت نہین کرتا۔ مین خواب ہی مین جھلایا اور غل مچایا کہ او افسرو واسطے خدا کے دل مضبوط رکھو اور جہان تک ممکن ہو سکے کوشش کرو کہ ترکون کو فتح حاصل ہو اس حالت مین میری آنکھ کھل گئی گو بندہ خواب کی تعبیر کا قائل نہین مگر دل پر بڑا خراب اثر اِس خواب کا ہوا۔ پھر آنکھ لگ گئی تو حسن آرا بیگم نظر آئین مگر شاکی بلکہ کمال شاکی کہ آزاد نے خط تک نہ بھیجا۔ آخر کار میرے ایک رفیق و ندیم نے جسکا نام خواجہ بدیع الزمان ہی اپنی جان پر کھیل کر میرا پتہ لگایا اور پتہ لگاتے لگاتے میرے پاس آیا پہاڑ کی ایک گھاٹی مین غار تھا اِسی مین مجھے محبوس کیا تھا۔ دروازہ باہر سے بند۔ اس مقام پر پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان جلتے ہوے کانپتا اور خاکسار آزاد آپ سب صاحبون کا خادم اُسی وحشت زار مین دو ہفتے تک رہا خیر۔ خواجہ صاحب نے آکر دھواں دھار سے ہاتھ مارا اور خنجر

کس ترکیب سے اِس نحیف ضعیف الجثہ نے دروازہ کھولا اور قصر کوہ مین جو قعر دوزخ پر طعنہ زن تھا آیا - مین ضعف کے مارے ایک گوشے مین پڑا ہوا آنکھین بانگ رہا تھا - خواجہ صاحب نے قریب آنکر مجھے دیکھا مگر تاریکی کے سبب سے اُنکو کچھ نظر نہ آیا - جب تھوڑی دیر مین تاریکی کے عادی ہوگئے تو آہستہ سے مجھے جگایا مین سمجھا کہ شہزادی نے رحم کھاکر مجھے بلوایا ہے - اب سنئے نہ خواجہ صاحب کی آواز نہین پہچانتا - وہ لاکھ کہتے ہین کہ مین خواجہ بدیع - مگر میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ خواجہ بدیع کس شخص کا نام ہے اس بدحواسی کو ملاحظہ فرمائیے (ہوا ہی چاہیے) اب خواجہ صاحب جو میرے قریب آئے تو معطر و معنبر - انکو مین نے کبھی عطر لگائے دیکھا ہی نہ تھا - ذرا گمان نہ تھا کہ خواجہ صاحب آئے ہین - اب وہ باتین کرنے لگے -

خو - بھائی آزاد - ارے میان تم مجھے بالکل بھول گئے -

آزاد - شہزادی نے بھیجا ہے پیغام کیا کہا ہے -

خو - ارے میان مین ہون - خواجہ بدیع تمھارا دوست -

آزاد - روسی زبان ہم نہین سمجھتے - ہمسے فرانسیسی زبان مین گفتگو کرو صاحب - فرنچ ہم بول لیتے ہین -

خو - افسوس صد افسوس - آزاد اے بھائی مین تمھارا خادم ہون خواجہ بدیع الزمان - تمھارا خادم خاص -

آزاد - شہزادی کے خادم خاص ہو یا عام ہو - مطلب کہو -

خو - مطلب یہ کہ مس میڈا نے تمھارے پاس بھیجا ہے -

آزاد - (چونک کر) خوجی - اوہ مجھے یہ اسوقت کیا ہوگیا خواجہ صاحب - آپ یہان - اوہ - شکر خدا صد ہزار شکر خدا -

خو - مین نے ٹھان لی تھی کہ جسطرح ممکن ہوگا جاؤنگا اور بالضرور جاؤنگا - چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجائے جان کی پروا نہین جب آزاد ہی نہین تو جان کیا مال ہے - شہزادی سے ملا تو تمھاری بڑی تعریف کی ہے اور بہت کچھ سمجھایا - ؎

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم
برائے یار فروشی دکان نمی باید

مین نے خواجہ صاحب سے بیان کیا کہ یہ شہزادی مجھپر عاشق ہے اور اُسنے مجھ سے شادی کا پیغام کیا تھا - مگر جب مین نے منظور نہین کیا تو سخت بد دماغ ہوگئی اور نوبت بانجا رسید کہ مجھے یہان قید کر دیا -

خوجی نے اُسوقت بڑے غور کے بعد اِس کا جواب دیا - یہ سچ ہے - ؎

سخن دان پرورده پیر کہن | بیندیشد آنگہ بگوید سخن

خو - آپنے بہت بُرا کیا اور محض لڑکپن کیا -

آزاد - مجھسے تو یہ نہین ہوسکتا تھا کہ مین حسن آرا سے شادی کا اقرار کرکے ایسا احسان فراموش اور دروغگو ہو جاؤن کہ دوسری کر لون اور اُسکو جلاؤن یہ ہمسے نہین ہوسکتا ؎

نشاید ہوس باختن با گلے
کہ ہر بامدادش شود بلبلے

مرد عورت دونون کے لیے صادق آتا ہے -

خو - صاحبزادے مصلحت وقت بھی تو کوئی شے ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن

آزاد - خیر - وہ تو جو ہوا سو ہوا - اب کیا ممکن ہے -

خو - شادی کر لو - رہو سہو - گھر گھاٹ سے تو واقف ہو -

آزاد - ایسا نہو کہ اُسکی محبت مین آجاؤن اور پھر اُس قول و قرار کا

مطلق خیال نہ رہے جو حسن آرا سے ہوا ہے۔

خو- آپ ہین دیوانے- یہان جان کے لالے پڑے ہین-

آزاد- خیر مجبور اسے ہو- مین اپنی راے کے مطابق کام کرنا نہین چاہتا خدا کی عنایت پر بھروسہ ہے اور تمھاری صلاح پر-

خو- اب چار پانچ شعر پڑھئے- ہم ایک فال دیکھتے ہین دیوان حافظ نہین ہے تو نہین سہی-

آزاد- بہت خوب ایک شعر تو غالب کا سنئے- ؎

آنچہ در مبدء فیاض بود آن منست　　گل جدا ناشدہ از شاخ بدامان منست

اور دوسرا شعر مومن خان دہلوی کا سناتا ہون- ؎

آسمان فتنہ کچھ ایسا نہین سے اہل جہان
کوئی باقی نہین رہنے کا امان ہونے تک

تیسرا شعر خداے سخن میر انیس کا سنئے- ؎

خیبر کا در اُکھاڑ لے وہ جل شانہ
ٹکڑا نمک سے کھائے جو نان شعیر کا

اور چوتھا شعر شایان کا ملاحظہ فرمایئے- ؎

آنکھین رکھتی تھین پریزادوسے در پردہ ساز
دلکو تھا غیرت شمشاد سے در پردہ ساز

پانچوان شعر حضرت یادگار کی یادگار ہے- ؎

اُبٹنون سے ترے چہرے کو ضیا دلوائی
مسّی اور پان سے دانتون نے تجلی پائی

خو- آنچہ در مبدء فیاض بود آن منست- فال نیک ہے نہایت عمدہ شگون- دو شعر ذرا بیڈھب پڑھے تھے- مگر تیسرے شعر نے جان ڈال دی- چوتھا شعر حسب حال اور دال بر نیک فال ست کہ از پریزادان ساز بودہ- دو در عیش و عشرت باز بودہ- پانچوان اشعار از ہمہ شعر ہا ملیح و خوب و نرم و فصیح ست- یعنی- ؎

اُبٹنون سے ترے چہرے کو ضیا دلوائی
مسّی اور پان سے دانتون نے تجلی پائی

فال نیک ہے- ہم جا کے سفارش کرین اور شادی ہو جائے

الغرض با اینہمہ دوسری بار کنوین مین قید کیا (الامان- الامان- الحفیظ یہ قید اور بھی سخت تھی مگر قہر درویش بجان درویش چہ کردہ شودم) خیر کچھ دن اس کنوین مین بھی بسر کئے صرف ایکبار دن بھر مین کنوین سے باہر آتے تھے- یا کسی روز دو بار- پھر دن رات اسی اندھیرے مین- یہ اندھیرا نئے طرز سے بنایا گیا تھا اور خاص اسی غرض سے کہ حیثیت دیدہ آدمی اسمین قید کیے جائین اس تذکرے کے بیان مین کلیجہ منہ کو آتا ہے- بالفعل میدان جنگ کے حالات سنئے ایکبار ایک لق و دق میدان مین ختلی خرام- تیز گام اشہب بر شکار پر سوار کمال سراسیمگی کے ساتھ یکہ و تنہا جاتا تھا- قدم قدم پر روح فنا تھی کہ مبادا روسیون کی فوج ملجائے یا کسی درندے سے دوچار ہون سوچتا تھا کہ بار خدا جاؤن تو کدھر جاؤن اور راستہ پوچھون تو کس سے- (توبہ توبہ) خیر بقول شخصے جدھر سینگ سمائے اُدھر چلا- تھوڑی دیر مین اجل نے صورت دکھائی- حضرت ملک الموت مزاج پرسی کیلئے آئے- دفعتہً پچیس تیس روسی سوار نظر آئے (الامان الامان- ارے غضب) اور لطف یہ کہ ہم اور وہ آمنے سامنے (اُف اُف- توبہ توبہ) اب جائے ماندن نہ پاے رفتن- بھاگون تو وہ تیس مین یکہ و تنہا بیک بینی و دو گوش مین بھاگتا تو فیصلہ تھا- ایک سوار نے ماگولی چلائی

دائین - خدا نے بچایا - گھوڑے کو اشارے سے پھیر کر ایک سوار کو تلا ہوا ہاتھ سر دہی کا دیتا ہون تو پشت تو سن سے زمین پر - لاش پھڑکنے لگی ان لوگون نے پھر گولی چلائی مگر خدا نے مجھے پھر محفوظ رکھا - مین نے پھر تلوار کا بھرپور ہاتھ مارا تو دو کو زخمی کیا - پھرتی سے گھوڑا بڑھا کر چاہتا تھا کہ ایک اور شقی کے دو ٹکڑے کر دون مگر خود ہی زخمی ہو گیا - ؏

جب تو کتے ہین غیظ تب آتا ہی شیر کو

زخم کھاتے ہی آگ ہو گیا - بیخوف و خطر کمیت خوش خرام کو آگے بڑھا کر تین سوارون کا چشم زدن مین کام تمام کر دیا - روسیون کے بیڑے مین دنادن کی آواز گئی تو معا اسی سوار بھیجے - ادھر ایک آزاد نیجان ادھر اسی جوان دو دو رہے شیر حضرات سامعین اسوقت مجھے حسن آرا بیگم یاد آئین سوچا کہ یا خدا مرتا تو ہون ہی اب زیست کی امید انتہا کی بیوقوفی ہو گر اسوقت وہ گلبدن میری حالت اور بسالت اور مایوسی دیکھے تو گویا جی اٹھون - ہنوز اسی سوارون کی جماعت مجھ تک آنے نہین پائی تھی کہ روس کے چند سوارون نے اپنے ساتھیون کو زخمی اور بسمل اور مردہ دیکھکر گھوڑے بڑھائے اور جھلا کے وار کرنے پر آمادہ ہو گئے مین بھی اشعار رجز پڑھ پڑھ کر تلا ہوا تھا - ؎

سر تیغ من خون شیران خورد　　ہمان گرز مغز دلیران خورد
چو تیغ من از کینہ آید برون　　کند ہفت کشور چو دریائے خون
ہر آنکس کہ آید بدین داوری　　کہ پیشم توانائی و جنگ آوری

خدا بڑا مسبب الاسباب ہے اسکی کریمی کے صدقے - ادھر اسی سوارون کا پرا دور سے نمودار ہوا اور روسی جو مجھ سے لڑ رہے تھے سمجھے کہ ترک آ گئے - ایسے چوندھیائے کہ بھاگتے راہ نہ ملی پر بھاگنے کی بھی ہاگ اٹھائی مگر بھاگنے نہ پایا تھا کہ کئی روسیون نے بارچھہ ماری اور مین لڑ بھڑ کر آخر کار اسقدر زخمی ہوا کہ گھوڑے پر نہ بیٹھ سکا اور چوندھیا کر گرا مجھے پھر اسوقت کا حال مطلق نہین معلوم ہے مگر روس کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ جسوقت مین گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا اور روسی ہمارے سرھانے پر کھڑے ہو کر یون مکالمہ کرنے لگے -

ایک افسر - کیا مر گیا یا جان ابھی باقی ہے -

دوسرا - سینے پر اور قلب پر ہاتھ رکھکر دیکھو

تیسرا - مگر بڑا جیالا جوان تھا - شاباش

چوتھا - ناک کاٹ لو - یہ مردود اسی قابل ہے -

حاضرین نے یہ فقرے سن کر کمال افسوس کیا اور ایک عالم میں رونے لگا کہرام مچا ہوا تھا -

پانچوان - ہمارے نزدیک اسکا قتل ضروری ہے - زندہ چھوڑنا بر افعی را کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست موذی کا فنا ہی کرنا مصلحت ہے -

چھٹا - آؤ اسکے زخمون پر چرکے دین -

ساتوان - بھلا اگر بیڑے مین لیچلین تو کیسا -

آٹھوان - اجی یہین فیصلہ کر دو اور سر کاٹ کے لیچلو -

ایک شقی نے کہا کہ نہین چاہے جو ہو اسکو اسی دم قتل کرو - اور اسکا سر کاٹ کر لیچلو - یہ کہکر اُسنے تلوار سونتی اور قریب تھا کہ گردن پر پھیر دے (حاضرین فرط بیقراری و غم و غصہ سے اٹھ کھڑے ہوے اور الامان کے نعرے بلند ہونے لگے) اسپر ایک جمول نے کہا مرے ہوے کو مارنا - بیٹے ہوے کو مٹانا گرے ہوے کو ٹھوکر لگانا آئین شجاعت سے بعید ہے - الغرض بیڑے مین مجھے لیگئے اور دسوین روز مین اس

قابل ہوا کہ پہل قدمی کرون مین روسیون کا اس امر مین شکریہ خاص ادا کرتا ہون کہ میرے علاج مین وہی ہمدردی ظاہر کی جو خاص ترک ظاہر کرتے۔ (آفرین آفرین) مین اگر زخمی ہوکر گر نہ پڑتا تو جان ہی جاتی۔ میدان نبرد مین میرے قدم آج تک ڈگمگانے نہین پائے۔ ؎

ہم ہینگے امتحان عشق مین ثابت قدم
ہار جانا دل کا ننگ ہمت مردانہ ہے

اب سنئے کہ ایک ناؤ مین مین قید کیا گیا مگر ہمت ٹوٹ گئی کہ ستم ہی ہوگیا اب بھاگ جانے کا کون راستہ ہے۔ اب بھاگ کے جائینگے کیونکر۔ مگر ایک سوار نے مدد دی شب کو دو بجے کے وقت وہ میرے پاس آیا مجھسے کہا اب موقع ہے اسوقت سب سپاہی اور سوار میٹھی نیند سو رہے ہین صرف ایک پہرے والا جاگتا تھا۔ مین نے معاً تپنچہ سر کیا اور پہرے والیکو اسی مقام پر ٹھنڈا کیا تپنچے کی آواز سنکر دو چار آدمی بیدار ہوے دو تین نے غل مچایا۔ ترک آگئے ترک آگئے اور اونے روسی زبان مین کہا۔ یار وہ یہ تو دل لگی تھی بس اتنے ہی مین ڈر گئے اور جو سچ مچ ترک آہی جائینگے تو بھاگتے راہ نہ ملیگی انکو یقین ہوگیا کہ مذاق ہی مذاق ہے ادھر وہ سوئے اُدھر آزاد پاشا ایک توسن خوشخرام پر سوار ہوکر چلے اور گھوڑا دریا مین ڈالدیا بسم اللہ الرحمن الرحیم اوہم باد پا دریا مین اٹکھیلیان کرتا ہوا جانے لگا اتفاق سے دس پندرہ قدم جاکے گھوڑا ہنہنایا اور اپنے سائے سے آپ بھڑکا غضب کا سامنا تھا شب تیرہ و تار۔ رہوار باد رفتار۔ علاوہ برین شور خاش یہ سب تو تھا ہی رعد کے گرجنے کی آواز آئی۔ الٰہی خیر۔ ؎

ہر بلائے کز آسمان آید	گرچہ بر دیگرے قضا باشد
برزمین نارسیدہ می پرسد	خانۂ انوری کجا باشد

حضرات سامعین میری مصیبت پر غور کیجیے۔ سمندر کی طرف مخاطب ہوکر مین نے جوش جنون مین خدا جانے کیا کیا کہا۔ او ظالم او بیرحم سمندر۔ یاد رکھ کہ آج ایک عاشق تیرا مہمان ہے مجھے کیا معلوم تھا کہ پیوند خاک ہونیکے عوض اس دریاے قہار مین مقبرہ بنے گا۔ عاشق زار کو آرزو ہی رہجائیگی کہ تہ خاک جائے۔ مگر اس عاشق کی قسمت مین کسینے بھی نہین پائی ہے۔ اے کاش کہین مزار بنتا تو حسن آرا کبھی دو پھول تو چڑھا تین۔ فاتحہ تو پڑھنے آتین۔ کبھی تو شعر ہمارے حسب حال بھی ہوتا۔ ؎

جو آئے تربت عاشق پہ ناز کہتا ہوا	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوئے

مین کس دلی مسرت سے چلا تھا اور سوچتا جاتا تھا کہ قسمت کا پنجے سے چھوٹا۔ اجل کے منہ سے نکلا اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ لاکھون حسرتون کا خون ہوگا۔ ہزارون آرزوئین خاک مین ملجائینگی زندان بلا سے نجات پائی تو اس گرداب بلا مین آن پھنسے۔ ؎

کام نہین جسز ناکامی	آب کے بدلے خون آشامی
موجۂ دریا اشک دمادم	آہ و فغان دنبالہ ہے
کاوش تازہ ہیسم جی کو	نزع کی حالت ہر دم جی کو
سخت مشوش ہین کیا کیجے	دلکو تسلی کیونکر دیجے
ضعف دل اپنا زور جتائے	نیند کے بدلے غش پہ غش آئے
ولولہ طاقت شور قیامت	رات کٹی جون روز قیامت
دل کے قلق سے دشت نوردی	نقش قدم سے صحرا گردی

درد نہان نے بیر نکالا
عمر ابد نے مار ہی ڈالا

ایک مرتبہ اس زور سے رعد کی آواز آئی کہ مین سمجھا آسمان پھٹ پڑیگا۔

بجلی چمک رہی تھی فرس بیقرار تھا

اسپر بھی فلک بھر کو چین نہ آیا (شاعرانہ خیالات ہین معاف فرمایئے گا آزاد) باد مخالف نے چلنا شروع کیا اور گھوڑا اسقدر بیقرار کہ الامان۔

حاضرین اف ری مصیبت۔ اللہ اللہ۔ وہ تنہائی اور وہ دریائے تہار وہ تاریکی شب اور پردیس بجلی اور رعد ادھر باد مخالف توبہ آزاد خدا آپکو اجر دے

ایک - آمین آمین - باحمیت ایسے ہی ہوتے ہین

دوسرا - آفرین باد برین ہمت مردانہ تو - صد آفرین -

تیسرا - اس شخص کے قدم دھو دھو کے پیے تو جا دارد۔

چوتھا - درین چہ شک ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

آج تیرا طوطی بولتا ہے مرحبا آزاد مرحبا۔

اس سے بڑھکر ستم یہ ہوا کہ موسلا دھار مینہ برسنے لگا آسمان سے بارش اور دریا مین موجون کی جولانی۔ گھوڑا دس دس ہاتھ اچھلتا تھا اور مین نہ کبھی بیشتر اس گھوڑے پر سوار ہوا تھا نہ کبھی اس دریا کی صورت سے آشنا تھا اُف ری مصیبت خلاصہ یہ کہ میری بدبختی کو اسپر بھی چین نہ آیا۔ بجلی اس زور سے چمکی کہ گھوڑا قابو سے جاتا رہا۔ اگلے پاؤن سے کھڑا ہوکر بائین طرف جو پھرا تو آسن جمانا محال ہوگیا اور اچھل کر دریا مین ہو رہا۔

اس فقرے اور جگر دوز سانحے نے کل حاضرین کو آٹھ آٹھ آنسو رلایا جسے دیکھو گریہ کنان اشک ریز۔ اس سے بڑھکر مصیبت اور کیا ہوگی۔ انتہائے مصائب اسیکا نام ہے۔

ایک - (رو کر) قیامت کبریٰ کا سامنا تھا۔ افسوس۔

دوسرا - بڑا جگر دوز خرد سوز سانحہ نادیدنی ہے۔

تیسرا - اس بیکسی اور بے بسی کو دیکھیے۔ الامان۔ الامان۔

چوتھا - سننے سے تو ہم لوگون کا یہ حال ہوتا ہے وائے بران کس کہ جسپر خود سب مصیبتین بیتین۔ اُف نوہ۔ بس ستم ہے۔

پانچوان - بیکسی سی بیکسی تھی۔ خدا دشمن کو بھی اس مصیبت سے محفوظ رکھے۔ عدوے جانی کو ایسا روز بد نہ دکھائے۔

آزاد - بس کچھ عرض نہین کر سکتا کہ دلپر کیا بنی تھی۔ ـــہ

ہر دم لب پر جان حزین تھی ہر آن آہ باز پسین تھی

شور فغان تمہید قیامت داغ جنون خورشید قیامت

گریہ شور آمیز تلاطم آب وہ آئینۂ قلزم

دیکھے جدھر کو چشم بھر آئے آنکھ مین آنسو خون نظر آوے

اول تو زخمی بیار خستہ جان۔ نہ تاب توان۔ اتنے دن کا علیل جسم مین نام کو طاقت نہین اسپر ستم یہ کہ مینہ مین بھیگا اور چرخ کے پرچرکا یہ دیا کہ گھوڑے سے گرا۔ ـــہ

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے اور چرکا دیا جلاد نے جاتے جاتے

مرتا کیا نہ کرتا۔ ناچار پیرنے لگا۔ مگر چڑھاؤ کا ٹنا دل لگی نہین ہے اور وہ بھی کس حالت مین دو ہاتھ لگاتا ہون تو بیس قدم پیچھے جاتا ہون جسقدر زور کرتا ہون اُسی قدر موج کے تھپیڑے دو ہیے جاتے ہین جس طرح خس و خاشاک ادھر ادھر نالون مین بہا بہا پھرتا ہے وہ میری کیفیت تھی۔ (سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین) کئی بار کوشش کی کہ ساحل تک آؤن مگر حباب کے پانی کے تھپیڑے پھر بیس قدم پیچھے ہٹا دیتے ہین۔ ـــہ

حسرت پہ اُس مسافر بیکس کی رُوئیے
جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

خدا خدا کر کے ساحل کے قریب آیا تو غش آ گیا اور عین بیہوشی مین گر پڑا۔ دیر کے بعد آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہون کہ دریا پلوی کر رہا ہے پاؤن کی اُنگلیان پانی مین ہین اور کبھی کبھی ریلا زین مارتا ہوا پاؤن اور نصف ٹانگ تک آن کر رجعت القہقری واپس جاتا ہی۔ آنکھ کھلی تو سرہانے پر ایک وہی سوار نظر آیا۔ ارے (لاحول ولا قوۃ) ہوش اُڑ گئے مگر غور کر کے دیکھا تو وہی گھوڑا۔ اصیل گھوڑے کا کیا کہنا۔ بزار خرابی اُٹھا۔ گھوڑے کی پیٹھ ٹھوکی تو ہنہنانے لگا۔ مین نے کہا شاباش غازی مرد۔ کیون نہو۔ قہر درویش بر جان درویش جسطرح ممکن ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ ایک مصیبت ہو تو بیان کرون خیر۔ ع

ہوا جو کچھ سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

خواجہ بدیع الزمان نے میرا بڑا ساتھ دیا۔ یہ محض ایک افیونی ہے مگر پرلے سرے کا مسخرہ۔ عدالت مین ایکبار پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے پس اُسنے وہ وہ مسخرے پن کی باتین کین کہ الامان۔

عدالت۔ تمہارا کیا نام ہے جی۔

خو۔ ہمکو سب لوگ ماشاء اللہ خان کہتے ہین صاحب۔

عدالت۔ ماشاء اللہ خان۔ نیا نام ہے اور باپ کا نام

خو۔ ہمارے باپ کا نام استغفر اللہ خان بہادر ہے۔

عدالت۔ دادا کا نام بھی کوئی ایسا ہی ہو گا۔

خو۔ نعوذ باللہ خان بہادر بندے کے جد امجد کا نام تھا

عدالت۔ (ہنسکر) اور پردادا کا نام کیا تھا۔

خو۔ پردادا کا نام ثم باللہ خان بہادر ولد انشاء اللہ خان بہادر۔ بنت عیاذ اللہ خان بہادر تھا۔

بنت کی لفظ پر اور بھی قہقہہ پڑا۔ صاحب جج اور وکلا اور فریقین اور حاضرین سب بہ آواز بلند ہنس پڑے تو خواجہ صاحب نے کہا ہمارے مورث اعلیٰ کا نام سبحان اللہ خان تھا۔ پھر کہا نہین نہین مین نے غلطی کی۔ مورث اعلےٰ لاحول ولا قوۃ الا باللہ خان تھے اور انکے بھائی کا نام عظمۃ اللہ خان تھا۔

وکیل۔ پاگل خانے مین بھی رہنے کا اتفاق ہوا تھا۔

خو۔ قرولی ہوتی تو جواب باصواب دیتا۔

وکیل۔ (عدالت سے) حضور اس پاگل کی سند نہین۔

خو۔ خاصے ہو بھئی۔ واہ جانگلو۔ چہ ابنا شد۔ ع

بلبل یان آ کے خوش بیانی سیکھے　انداز فغان مجھسے فغانی سیکھے

رونا مری آنکھون سے کرے حاصل ابر
دریا مرے اشکون سے روانی سیکھے

حاضرین اس مسخرے کی گفتگو پر بہت ہنسے۔ بڑے بڑے متین علما تک مسکرانے لگے۔

آزاد نے کہا۔ حضرات سامعین مجھے وہ وقت خوب یاد ہی جب استنبول سے رومیونکی فوج نصرت موج جنگی سامان اور اقواپ اژدر دہان اور باگمپل ور آن بان کے ساتھ میدان نبرد کیطرف چلی روم کے فوجی آدمی قابل دید ہین وجیہ۔ گرانڈیل۔ ڈنڈ پیل۔ پہلوان۔ رویئن تن بانکے سیم بدن۔ نہایت حسین وخوش رو جرائت کے نہنگ بحر آشام رنگین مزاج مگر تند خو۔ بہادر طبع گر وقت وغا شیر ژیان

اور بیل و مان کی حقیقت نہ سمجھین۔ جسے دیکھو زرق برق
بحر بسالت مین غرق وردی زیب تن۔ بگال اندام گلبدن
گھوڑے اٹھکھیلیان کرتے جاتے تھے تمام شہر فوج کے
دیکھنے کے لیے جمع تھا۔ چھتون پر تل رکھنے کی جگہ نہ تھی شہر
بھر کے زن و مرد امیر و غریب اوسط درجے کے لوگ رئیس
زادیان عمائد رؤسا عوام دکانون اور چھتون پر ٹھٹھ لگائے
ڈٹے ٹکڑے تھے ایک خاتون زیبا اندام گلفام نے اپنے کسی
عاشق زار کو دیکھکر رومال ہلایا کسی نے ہاتھ سے اشارہ کیا
عورتین پردے سے دعا مانگتی تھین کہ خدا ان نوجوانون او
ن تجربہ کار سپہ سالارون کو سرفراز کرکے واپس لائے۔
۱۔ یا خدا سلطنت عثمانیہ کی عظمت حشر تک برقرار رہے۔
۲۔ یا خدا یہ جتنے جاتے ہین سب نکلالی کے ساتھ کارروائی
کرین اقبال قدم قدم پر انکے ساتھ ہو۔
۳۔ اور نصرت و فیروزی انکی غلامی کا دم بھرے۔
۴۔ بوڑھون اور جوانون کا خدا حافظ ہے۔
۵۔ انشاء اللہ معرکہ پڑا تو انکی جرأت دیکھنا۔
۶۔ فتح فتح (نعرۂ خوشی)۔ فتح۔ (جوش و خروش) ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

ترکون کے حسن پر روس کی لیڈیان اسقدر ریجھی تھین کہ
بس آنکھون ہی آنکھون مین پیے لیتی تھین جیسا کہ عورتین
کہتی ہین جن ترکی افسرون اور سوارون کو روسی قید کرکے
لیگئے تھے جب انکو بعد جنگ رہا کر دیا اور وہ عازم وطن ہوئے
تو روس کے اسٹیشن پر صدہا جوان جوان عورتین ہی عورتین
جمع تھین۔ اکثر ان نے انکی مفارقت کے رنج مین بے اختیار
آنسو بہائے اور اکثر مچل گئین کہ ہم انکے ساتھ روم جائینگے
روسی اسوقت اسقدر خفیف ہوے ایسا جھینپے اور دلیر
کٹ کٹ گئے کہ بیان سے باہر۔ سو سوا سو نوجوان خاتون
گھر گھر کے آئین اور ترکون سے لڑ لڑ اکر مچلی جاتی ہین کہ ہم
انھین کے ہمراہ جائینگے۔ اللہ اللہ رے حسن۔ گرہست
ہو بیٹیان اپنے آپے مین نہین رہین۔ سچ ہے ؏۔

سعدیا روز ازل حسن بہ ترکان دادند ؎

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

جب ہماری فوج صدر بازار یعنی چوک مین پہونچی تو ترکی
خاتونون نے جھرو کون سے گل افشانی کی۔ ایک صنم صندلی
رنگ شوخ و شنگ نے تاک کر میری طرف پھول پھینکا مین نے
ہاتھ سے روک کر پھول کو چوم کر بٹن مین لگا لیا اس مقام پر
ذرا فوج رک گئی اور جھرو کے سے آواز آئی ؎

سروے از ناز جلوہ گر کن	بر ما بغلط یکے نظر کن
اے خرمن گل کہ سبزہ رائی	بر سوختہ خرمے نظر کن
غافل بگذر کہ سوخت جانم	از آتش آہ من حذر کن
پروانہ نیم کہ سوزم اے شمع	با سوختہ لمحہ بسر کن
امشب درم در آے چون صبح	شام سیہ مرا سحر کن

چون دست نمیدہد وصالت
دست من و دامن قیامت

مجھے آجتک نہین معلوم ہوا کہ وہ خاتون کون تھی الغرض
ترکون کا جوش و خروش عام تھا مگر بعض افسرون نے
جنیر باب عالی کو کامل بھروسا تھا ایسی کورنگی کی کہ جسقدر
زیادہ افسوس کرین کم ہے۔ ایک ایک فرزند

دوازدہ و سیزدہ سالہ جو فوج کے ساتھ گیا اُسنے جان شیرین روم کے نام پر قربان کرنیکا عزم بالجزم کر لیا مگر دو چار فرانس اعلےٰ اور اُنکے ماتحت افسرون نے ستم ڈھایا - اگر ہم تھی انھین کیطرح رہتے تو رنج و مصائب کاہے کو سہتے - مگر روم سے سچا عشق ہے - ؎

گر دل مین اثر نہ تیرے غم کا ہوتا | کاہیکو یہ لوٹتا تڑپتا ہوتا

کیسی آرام سے گذرتی اوقات
اے کاش کہ میرا دل بھی تجھسا ہوتا

میدان جنگ مین ترکون کے جرس فلک شگاف اور کوس گردون خروش کی آواز دور تک جاتی تھی اور فوجی باجا تو اسقدر جوش دلاتا تھا کہ بیان سے باہر - آدمی تو آدمی گھوڑے تک مست ہو جاتے تھے اِدھر روم کا لشکر جرار اُدھر روسیون کی فوج آزمودہ کار - اِدھر کا سنگ برنگ شیر - اُدھر باشی بزوق جانباز و دلیر - سپہ سالار نے ایکبار ہم سب کو مخاطب کرکے حوصلہ بڑھانے کے لیے چند کلمات کہے جنکو مین نے پنسل سے کاغذ پر لکھ لیا تھا اور وہ فقرے یہ ہین - اے غازیان باوفا و مردان خدا ہمارا لشکر فیروزی پیکر نصرت اثر دریاے ناپیداکنار کیطرح اس جوش و خروش سے جاتا ہے کہ ہمارا ہی دل جانتا ہے دل گواہی دیتا ہے کہ ہمارا ایک ایک نیزہ روسیون کے کلیجے کے پار ہو گا تو وجہ کیا - دل مین کچھ ایسا ہی ولولہ ہے جس کو ہم بیان نہین کر سکتے - حضرت سلطان المعظم کے کلمات مہر انگیز نے ہم سب کو درم ناخریدہ غلام کر لیا ہے اور جو باتین حضور ظل سبحانی نے فرمائین اُنسے ہم بھی خوب واقف ہین - ہمارا دل اِن باتون کے مزے لے رہا ہے خدا حضرت سلطان المعظم کو ہمیشہ عین با آبرو رکھے - ؎

بادشاہے کہ پاسگاہش را | برتر از چرخ سائبان بستند
بر فنا ثابت نوجوانش را | بہ ظفر عقد جاودان بستند
رہروان قوافل جبروت | ہودج قدر او گران بستند

سائبان قضاے دولت را
از مکان تا بہ لامکان بستند

اے مردان جنگ جو و غازیان با صدق و صفا اگر استقلال کو کام مین لاؤ تو غنیم روسیہ کو دم کے دم مین تباہ و خوار کر دو اور جو دور اندیش و آخر بین ہین وہ ہمیشہ ایسے اوقات مین جان دینا ذریعہ مغفرت سمجھتے ہین جب خدا نے تمھین ایسا گردون مدار و جم اقتدار بادشاہ دیا ہے جو اپنی آپ ہی نظیر ہے - ایک مقام مین دونون لشکر آمنے سامنے مورچے باندھکر منتظر ہین کہ غنیم کیطرف سے گولی چلے تو ہم جواب دین آخرکار روسی گولہ انداز ان کی توپون پر تبیان پڑین اور گولہ چلا ہی تھا کہ طرفین سے آگ برسنے لگی ؎

دو لشکر چو دریاے آتش دمان | کشادند باز از کمین ہا کمان
دگر بار در کارزار آمدند | بشیر افگنی در شکار آمدند

دراے جگر تاب و فریاد زنگ
ز سر مغز می برد و از روی رنگ

ایک شبانہ روز یہی کیفیت رہی اور ہزارون نوجوان زخمی و مقتول ہوے - اُدھر روس کی لاشین پھڑک رہی ہین اُدھر ہمین زخمی کراہتے ہین کوئی تڑپتا ہے کہین مردہ پڑا ہے آدھی رات کو دست بدست جنگ شروع ہوئی طرفین کے سپاہیون نے شجاعت کی داد دی - اُسوقت آپکے خادم نے

للکارا کہ او روسیاہ ناہنجار خبردار اور ۔ ؎

یہ کہکے لی نیام سے تیغ شررفشان	شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان	وہشت سی تھرتھرا گیا یہ چرخ آسمان

ثابت ہوا کہ چہرۂ مہتاب کٹ گیا
غل تھا کہ فوج روس کا دفتر الٹ گیا

حاضرین ۔ شاباش آزاد ۔ شاباش ۔ آفرین باد ۔
قاضی ۔ ایسے مومنون کیلیے خلد علیین مین جگہ ہی ۔
مرزا ۔ حق ہی ۔ دنیا مین عزت عقبیٰ مین مرتبۂ اعلیٰ ۔
مفتی ۔ تہ دل سے ان صاحب کیلیے دعا نکلتی ہی ۔
حاضرین ۔ خدا اس شخص کی دلی آرزو برلائے ۔ آمین ۔
آزاد ۔ جسکی طرف گھٹنا ٹیک کر شمشیر دو پیکر چمکائی چوندھیا دیا معلوم ہی نہوا کہ کب چمکی اور کب گلے پر آئی ۔ ؎

اترے گلے سے جسکے اسی کو خبر نہو
کاٹے گلے ہزار کے اور خون مین تر نہو

یہ کہکر آزاد پاشا نے نیام زرین سے وہ تیغ دودم لنگردار مُحرانی خارا شگاف نکالی اور چمکائی ۔ تو لوگون نے اٹھ اٹھکر تلوار کو چوم چوم لیا اور کہا کہ یہ تلوار اسی قابل ہی کہ غنیم اسے گلے لگائین ۔

اس جنگ مین کوہ قاف کی اس دخت شکر لب کا خط مین نے پایا جسکا مطلب یہ تھا ۔

پیارے آزاد آجکل اخبارات میری روح کی غذا ہین میری آنکھین تمھارے نام کو فوراً تلاش کرلیتی ہین ۔ او ظالم او ستمگر خط تو بھیجا کر یہان جان پر بن آئی ہی اور تجھنے سکوت اختیار کیا ہی کہ الامان ۔ بھلا حضور ہی انصاف کرین کہ جب عاشق میدان جنگ مین ہو اور خیر و عافیت کی خبر معشوق کو نہ ملے تو زندگی تلخ ہو یا نہو ۔ تم اور یہ بیوفائی افسوس

صد افسوس تمسے یہ امید نہ تھی ۔ ؎

یون تو منھ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سبکو
جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے

حضرات سامعین ۔ مس میڈا پر مین کچھ اس وجہ سے نہین ریجھا تھا کہ وہ سمن سینہ و صبح عارض ہے بلکہ اسکے لا تعد و غیر محدود احسان کے بار سے میری گردن نہین اٹھ سکتی ۔ یون تو خدا کے فضل سے جس مقام پر گیا اچھی اچھی سیم ساق شعلہ رو پریان ہزار جان سے عاشق ہوگئین ایک مقام پر وہ صورت دیکھنے مین آئی کہ مین کیا عرض کرون دہن تنگ مرکز دائرۂ عیش ۔
زنخدان سیب سیمین ۔ زلف دراز کمند سبزین ابرو سیہ تاب ۔ مژگان گران خواب ۔ چال وہ مستانہ کہ کبک دری کے ہوش اڑائے ۔ ؎

بہر چمن قد موزون او خرام کند
ز طوق فاختگان سرو چشم دام کند

مجھے دیکھا تو اشارے سے اپنی طرف بلایا ۔ مگر کج ادائی کے ساتھ سوچا کہ جاتا ہون تو خوف ہے واللہ اعلم کس کی بہو کس کی بیٹی ہی ۔ کوئی مرد اسکا کوئی عزیز دیکھ لے ۔
نامحرم کے ساتھ باتین کرتے ہوئے دیکھکر دل مین شک ہو مگر نہ رہا گیا حکم کی تعمیل ہوئی ۔ آنکھین صہبائے حسن سے گلرنگ جیسے ہی مین گیا ۔ اپنی زبان مین کچھ پوچھا مین نے اشارے سے کہا مین نہین سمجھا تو وہ رنگین ادا معشوقہ فرانسیسی زبان بولنے لگی ۔
معشوقہ ۔ تم کس ملک کے رہنے والے ہو اور کہان جاتے ہو ۔

مین - مین ہندوستان کا رہنے والا ہون اور روم جاتا ہون اسوقت تمہارے جمال ہی نے مجھے بالکل فریفتہ کرلیا -

معشوقہ - روم !- اس جنگ نبرد کے وقت مین !!!

مین - ہان اگر زندگی ہے تو خیر ورنہ یا قسمت یا نصیب -

معشوقہ - ہم نہ جانے دینگے - تم نے ہمارے یہان چوری کی ہے -

مین - (متحیر ہوکر) کیا! چوری!! سپاہی اور چور!!!

معشوقہ - بیشک تمنے ایک چیز ہمسے چرالی ہے -

مین - جان من تمکو دھوکا ہوا ہے - مین اور چوری -

معشوقہ - اگر دھوکا تھا بھی تو اب یقین ہوگیا -

مین - خوبرو ظالم تو ہوتے ہی ہین مگر تم اظلم ہو - تمھین جس خدا نے ایسی پیاری پیاری صورت دی ہے وہی خدا انکو دل بھی ایسا دے کہ میرے اوپر رحم کرنے لگو -

معشوقہ - تمہاری دعا خدا نے قبول کرلی - تجھے -

مین - شکر خدا - مگر ایک درخواست ہے -

معشوقہ - مین نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ تمنے چوری کی اور اب صاف صاف کہتی ہون کہ تو میرے جسم سے میرا دل چرالے گیا -

مین - اللہ اللہ خوبرو اور سرو قامت اور گلعذار تو ہو ہی ماشاء اللہ ظریف اور شوخ بھی ہو - اب التماس قبول کرو اور ایک بوسہ لینے دو -

معشوقہ - (مسکرا کر) بڑے جلد باز ہو - کیا مفت کے رخسار پائے ہین ان رخسارون کے بوسہ لینے کے لیے بڑا نصیب چاہیے -

مین - خدا جانتا ہے اسوقت بڑی مایوسی ہوگی - ہان بس یہ سمجھ لو کہ درد دل کا علاج اسوقت بوسہ ہی ہے -

معشوقہ - مین بے غور کیے ہوے کسی مریض کا علاج نہین کرتی -

مین - لے بس تو ہم سمجھ گئے کہ یہ درد لاعلاج ہے - ؎

دربارہ مین مرے طبیب کو غور ہے آج	معلوم ہوا مزاج بے طور ہے آج
اس حال مین کل تلک تو جینا معلوم	آج آؤ کہ زندگی مری اور ہے آج

معشوقہ - دیکھو خوب یاد رکھو کہ جسقدر لگاوٹ تم اسوقت کرتے ہو اُسی قدر میرا دل قابو سے جاتا ہے - سنو مین ایک امیرزادی ہون والدین نے قضا کی اور دولت کثیر چھوڑ کر مرے - مین سوچتی تھی کہ کسی غیر ملک کے باشندے کے ساتھ شادی کرلون اور اُسی کے ہمراہ اُسکے وطن مین جاکر رہون اب آج خدا نے تمہاری صورت دکھائی -

مین سمجھ گیا کہ آثار اچھے نہین ہین - اب اسنے بے طور لگاوٹ بازی کرنا شروع کی ہے - خیر مگر حسن دلاویز ستم تھا - وہ جوبن کہ مین کیا عرض کرون -

معشوقہ - اب یہ بتاؤ کہ ہماری خواہش پوری ہوگی یا نہین -

مین - ابھی ذرا کسی قدر غور کے بعد کہونگا -

معشوقہ - (چھری نکالکر) او بدبخت بچہ تو نے لگاوٹ کی باتین کیون کین - اب تو ہے اور مری چھری ہے -

مین - (گردن جھکاکر) سر حاضر ہے - گردن پرایا ہے - اسپر آپ کا قبضہ نہین ہوسکتا -

معشوقہ - (جھلاکر) کوئی ہے - اسکو جانے نہ دینا -

بس دو حبشی آئے بڑے تنگے موٹے تازے - اغل بغل بیٹھے اور وہ معشوقہ قہر جمال بددماغ ہوکر چلی گئی -

اب مین سوچتا ہون کہ گناہ بے لذت اسی کو کہتے ہین اگر زلف چلیپا چھوتا اور سانپ ڈستے تو اپنے جرم پر منفعل ہوتا اگر لعل لب کا بوسہ لیتا اور ہیرے کی کنی کھلاتی تو بھی کچھ لطف حاصل ہوتا بوس وکنار کی نوبت آتی اور اس گناہ کے عوض شاہد اجل سے ہم آغوش ہوتا تو بھی سوچتا کہ جرم کی سزا ہے مگر کر تو ڈرا ورنہ کر تو خدا کے غضب سے ڈر۔ خاموش۔ قہر درویش بر جان درویش۔

یہ رباعی یاد آئی۔ ؎

اے خواجۂ خواجگان دم خشم و عتاب — کیا تاب کہ دے سکے کوئی تجھکو جواب

گر جرم کا میرے وزن کرنا ٹھہرا
انصاف سے کر اپنے کرم کا بھی حساب

اپنی حالت زار دیکھکر بے اختیار رونا آنے لگا۔ ؎

ہین خونفشانیان عبث اے چشم اشکبار — اگر کام دل بگریہ میسر شدے زیار

صد سال میتوان بتمنا گریستن

بیہودہ ہای رنج ہین کن مرتو نسے خون — عمرم بگریہ ہای ہوس صرف شد کنون

عمرے بتازہ باید دہر جا گریستن

نالۂ دل شگاف و نعرۂ تاب گسل نے اثر دکھایا وہ نازنین شوخ پھر آئی اور یون ہمکلام ہوئی۔

معشوقہ۔ مجھے تم بڑے بیوقوف نظر آتے ہو غضب خدا کا جس شخص کو ایسی جمیلہ جوان عورت ملے اور جو ثروت و دولت لیکر اُسکے ساتھ چلدے وہ شادی سے انکار کرے۔

مین نے لجاجت اور منت سماجت سے کہا کہ مین غریب الوطن آدمی ہون۔ نہ مجھے دولت و ثروت جاہ و حشم سے مطلق سروکار نہین خدا نے مجھے بہت کچھ دولت عطا کی ہے میری شادی بھی ہوگئی مین حسن آرا بیگم سے اقرار کرکے آیا ہون کہ بعد واپسی شادی کرونگا۔ اب مین کسی اور پر نظر نہ ڈالونگا۔ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے حبشیون نے بھی سمجھا یا کہ جس شخص کو آپ سے اسقدر انکار ہو اُس سے اصرار کرنا کیا معنی۔ خدا خدا کرکے وہان سے چھٹکارا پایا

حاضرین۔ حسن آرا کے ساتھ تمنے سچی محبت کا اظہار کیا۔ آفرین ہے۔ بیگم صاحبہ کو بھی تمھارا شکر گذار ہونا لازم ہے۔

مرزا۔ بیشک۔ بیشک۔ شکر گذار ہونا چاہیے۔

ایسی ایسی عابد فریب خاتونین خود درخواست کرین اور حسن آرا کے خیال سے یہ اُنکی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھین

سبحان اللہ۔ ؎

گوہر پاک نواز مدحت ما مستغنی ست
دست مشاطہ چہ با حسن خداداد کند

مرزا۔ بڑا نام نیک حاصل کیا چشم بددور۔

حاضرین۔ ہر مسلمان انکو اپنا سچا دوست سمجھتا ہے۔

مرزا۔ درین چہ شک۔ اسمین ذرا مبالغہ نہین۔

حاضرین۔ حسن آرا بیگم بڑی خوش نصیب ہین۔

آزاد۔ حضرات میرے دل اور دماغ سے کوئی جانفشانی کا حال پوچھے میرے پاؤن سے کوئی آبلے کا لطف سنئے۔ جب جاکے یہ دن خدا نے نصیب کیا۔ ورنہ مین تھا اور آہ شرربار اور یاس کے اشعار۔ ؎

جذب دل نے در آزمانا چھوڑ دے — پائے نازک کا ستانا چھوڑ دے

جان سے جاتی ہین کیا کیا حسرتین
کاش وہ دل مین بھی آنا چھوڑ دے

گوش نازک پر کیسے رحم کر — جوش افغان غل مچانا چھوڑ دے

داغ سے میرے جہنم کو مثال — تو بھی واعظ دل جلانا چھوڑ دے

ہونٹ مجنون گر مین نہ آئین بھون — فصل گل گلشن مین آنا چھوڑ دے
سب یہ ترت آزاد کا خون ہوا — رنگ پان کو منھ لگانا چھوڑ دے

بے دعاے نوح تھی
چشم تر طوفان اٹھانا چھوڑ دے

الغرض اُس بت سیم برن کے ذہن مین بات آگئی اور مجھے بالکردیا - ایک مصیبت ہو تو بیان کردن - ہزارون مصیبتون مین گرفتار ہوا تھا - بارے خدا کا شکر ہے کہ نصیب پھر آئے اور خوشی کے دن دکھائے مین اکثر اپنے دل کو ڈھارس دیتا تھا کہ - ؎

دلا چند باشی زغم در خمار — سر از جیب مستی بعشرت برآر
حیات ابد جو بمیخانہ رو — کہ بخشند شراب کہن جان نو

بگیر آب از زمزم و کن وضو
بدوست امانت دہی با سبو

ہان مجھسے راہ مین ایک قصور البتہ ہوا تھا کہ جب ہمارا جہاز غرق ہوگیا اور مین پیرتا ہوا جزیرۂ پیرم مین پہونچا تو اُس وقت وہ سردی کھائے ہوئے تھا کہ خارج از بیان ہے - ٹھٹھر رہا تھا - ایک شخص نے شراب دی اور مین نے پی لی - اُس شراب کا نام جمیگارم ہے -

ایک - کچھ ہرج نہین بطریق دوا بدرجۂ مجبوری جائز ہے -

دوسرا - عدم واقفیت مین پی لی - معاف ہے -

تیسرا - بابا در توبہ باز ست -

آزاد - مین جھوٹ نہین بولونگا مین نے شراب جھکر پی بھولے چوکے سے نہین پی بلکہ جان بوجھکر پی مگر وقت واپسی مصر مین توبہ کی - مفتی آمنیس آفندی گواہ ہین عین کانشل فرانس کی کوٹھی کے سامنے مسجد ہے وہان توبہ کی تھی -

قاضی - بس - التائب من المذنب کمن لا ذنب لہ -

مرزا - جی ہان - اور اُسوقت یہی علاج تھا -

آزاد - بے شبہہ - واقعی اگر دختر رز کو اُسوقت منھ نہ لگاتا تو جان پر بن آتی - مین نے بدرجۂ مجبوری و بحالت مایوسی پی لی -

بیا ساقی آن ہمدم جان بیار — کہ درد سر است اختلاط خمار
بمن دہ کہ ہستم ہوا خواہ می — بجامم بود چشم در راہ می
از آن می رسانند آنکہ کیف بلند — در افگند افلاک را در کمند

سزد گر زند لاف افسون گری
کہ پیوستہ در شیشہ دارد پری

خیر اگر گناہ ہے تو حضرت لسان الغیب حافظ شیراز بچا لینگے اسپر فرمایشی قہقہہ پڑا -

ا - اچھے کو مرشد بنایا سچ ہے - ؎

بامریدان رو بسوے کعبہ چون آرد پیر ما
رو بسوے خانۂ خمار دارد پیر ما

حضرات سامعین - ایک خط جو محبوب شیرین ادا حسن آرا بیگم نے اپنی ہمشیرۂ مکرمہ کے نام بھیجا تھا وہ آپکے سامنے پڑھنے کو جی چاہتا ہے اس سے اس گلفام نازک اندام کے دل کی کیفیت صاف معلوم ہو جائیگی -

میری پیاری بہن ! خدا کرے ہمیشہ خوش رہو - اللہ وہ دن دکھائے کہ ہم تم ایک دسترخوان پر کھانا کھائین باہم چہل ہنسی مذاق ہو آمین - اب ذرا میرا دردِ دل سنو - یہان ایک جوان ماہرو قوس ابرو پریزاد آزاد فرخ نہاد آیا تھا - جوان نیک طینت اور پاکباز اور نامی گرامی شعرا کے ساتھ ہمساز ہین - اصرار کیا کہ نکاح ہو - ساعت سعید کو بیاہ ہو

میری زبان سے نکل گیا کہ روم جائیے سلطان مکرم دیموں کے حملے سے بچائیے نام کرکے آؤ اور تمغے لٹکاؤ تو کیا مضائقہ وہ ایک دُھن کا آدمی۔ فوراً منظور کرلیا اور مجھے اطلاع بھی نہ دی اور چل کھڑا ہوا۔ اب فراق مارے ڈالتا ہے دل قابو میں نہیں۔ تم خوب جانتی ہو کہ میں ابھی ناکردہ کار ہوں ع

عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیے

یہاں جگر پاش پاش ہو گیا اور ابھی بسم اللہ ہی ہے ۔

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

وہ بمبئی ہی کی راہ سے روم جائینگے۔ تم سرویہ ہوٹل میں پتہ لگاکر اُنکو دولہا بھائی کے ذریعے سے بلواؤ اور میرا خط پڑھواؤ۔ اِتنا ضرور کہنا کہ کیا مروت اِسی کی مقتضی تھی کہ مجھ شہید خنجر کشتہ تیغ وفا کو تڑپاؤ۔ ؎

میدانم ترا در دل چہ اُفتاد
کہ وادی صحبت دیرینہ برباد

اُن کی تصویر شناخت کے لیے بھیجی ہوں میرا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ ؎

بیماری عشق لا دوا ہے — اس بلغ کی اور ہی ہوا ہے
کچھ روگ جو دل پے خلش ہو — درمان کے لیے دوا دوش ہو
آخر یہ تو جی سے اپنے ہے تنگ — ایسا نہوا اور لائے کچھ رنگ
مجنون ہوا گر تو فصد کیجے — سایہ ہو تو دوڑ دھوپ کیجے

کریا دکہیں چہ ذقن کو
کودے نہ کنوین میں باولی ہو

پھر آزار دو طعنے دیتی ہے کہ ایسی ہی محبت تھی بڑی تھی تو بھیجا کیوں مگر دل گواہی دیتا ہے کہ آزاد سرخ رو آئیگا۔ حسن آرا۔

اب میں سب صاحبوں سے رخصت ہوتا ہوں اور جناب باری سے دعا مانگتا ہوں کہ سلطنت رفیعۂ روم کو ترقی روزافزون نصیب اور اہل روم تشئید بناے مواخات میں زیادہ ساعی باخیر ہوں۔ آمین۔

سامعین وحاضرین نے اِس زور سے تالیاں بجائیں کہ کمرہ گونج اُٹھا جب جلسہ برخاست ہوا تو اکثر علما وفضلا آزاد کے پاس آئے اور کمال تپاک اور محبت کیساتھ ہمکلام ہوئے۔

قاضی۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کیا خوب تقریر کی ہے۔

آزاد۔ تسلیم۔ تقریر تو بخیر یہ سب آپ کی مہمان پروری اور ذرہ نوازی ہے۔ کل انا، تیرشح بما فیہ

مفتی۔ صاحب سیف اور صاحب قلم۔ دونوں باتیں حاصل ہونا آسان امر نہیں ہے۔ یہ خدا کی دین ہے۔

محدث۔ حضور سلطان المعظم نے بھی آپکی قدر کی۔ بہت مغتنم بادشاہ ہیں ہو السلطان اکبر السلطان مالک الارض والسما، ونحن عباد احقرون قابلون للعدم والفنار ما او ینا شکر عشر الوف احسانہ بساعۃ من الساعات۔

آزاد۔ (مرزا صاحب) حضرت ان صاحب کا نام لکھ لیجیے۔

مرزا۔ (مسکراکر) بہت خوب درج رجسٹر ہیں۔

آزاد۔ اِس عشق نے ہمیں خدا جانے کیا کیا دکھایا ہے ؎

این عشق ندانم ز کجا خاست | اگر ز ہر رگ ریشہ ام بلا خاست
یک جان و ہزار برق اندوہ | کاہے چہ کند با تشنین کوہ
اے فتنہ چہ لغاستی نمکینم | وے خرچ چہ داری از کینم
بر قتل منت چہ لشکرست این | آئین کدام کشورست این

اے کوکب بخت سوختم دا اے
بر آبلہ جگر بہ بخشا اسے

قاضی - جناب باری نے آپ کی ذات مجمع صفات مین قابلیت اور علمیت اور شجاعت اور مروت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے - چشم بد دور آپ کا دل صفا منزل آئینہ ہے - آپ نے ہم لوگون کو رہین منت اور مرہون عنایت فرمایا اور آپ کی تقریر سے ہم لوگ اور بھی محظوظ و متمتع ہوے خدا آپ کو اجر نیک دے - آمین -

آزاد - بزرگون کی دعاے خیر سے دل کی ایک آرزو تو بر آئی اسی طرح شاید خدا کے فضل و کرم سے اور امیدین بھی پوری ہون -

قاضی - بیشک آپ کی آرزوے دلی بر آئیگی -

آزاد فرخ نہاد کی آمد آمد کی تمام بمبئی مین دھوم مچگئی - اس شب کو بمبئی کے رئیس اعظم پارسی نے جسکے فرزند دلبند کو آزاد نے ڈوبنے سے بچایا تھا - ان کو باصرار و انکسار تمام مدعو کیا - مکان دلھن کی طرح سجا سجایا تھا جب آزاد اس رئیس کے دولت خانہ طرب کاشانہ مین داخل ہوے تو دیکھا کہ دور نور سے چراغان اور جھاڑ کنول ہانڈی کی روشنی سے چکا چوند کا عالم ہے آنکھ نہین ٹھہرتی جدھر نگاہ جاتی ہے حوران بہشتی ہی نظر آتی ہین وہ جھمکڑا کہ پریان شرمائین لعبتان چین رشک کھائین - یہو دیوان دو پارسیونکی مہ وشان زرین کمر کے جمگھٹے نے ستم ڈھایا - کوئی سامری فریب - کوئی دشمن صبر و شکیب - سیم ساق شہرۂ آفاق - سمن سینہ غمزہ زن نسرین بدن بستہ دہن - ؎

ہر نگاہے بسان تازہ بہار | ہمہ در دستہا گرفتہ نگار
لب لعل چو لالہ در بستان | خندہ شان چون بہار خورستان
دست و ساعد پر از علاقۂ زر | گردن و گوش پر ز لولوئے تر
بر کشیدند مرغ دار نوا | در کشیدند مرغ را ز ہوا
بردہ آواز شان ز رشتے فریب | ہم ز ماہی و ہم ز ماہ شکیب
یک جہان پر نگار نورانی | ہر زہ چون خیال روحانی

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب اول مرتبہ آزاد بمبئی سے عازم روم ہوے تھے اس عالی مرتبت پارسی نے دعوت کی تھی وہی سمان انکی نظرون تلے آج بھی پھر گیا - وہی پریون کا دنگل وہی چہل پہل - وہی پریون کے جمگھٹے - وہی معشوقون کے جھمکڑے - کوئی اٹکھیلیان کرتی تھی کوئی ناز دلربا سے قدم دھرتی تھی - کوئی فرط مستی سے بھونیون کو چومتی تھی کوئی صحن مین ابر کی طرح جھومتی تھی - ؎

رخ آراستہ دستہا زر نگار | بشادی و دیدہ نماز ہر کنار
مغانہ مے لعل بر داشتہ | بیاد مغان گردن افراشتہ
ہمہ کار شان شوخی و دلبری | گہ افسانہ گوئی گہ افسونگری
جز افسون چراغی نیفروختند | جز افسانہ چیزے نیاموختند

فرو ہشتہ گیسو شکن در شکن
یکے پاے کوب و دگر دست زن

اب سنئے کہ ان حوران زاہد فریب مین ایک صنم عربدہ جو تند خو یغماگر کاروان ہوش - عدوے صبر آفت کوش

موجد رسم کج ادائی افشان جبین خود نمائی - سبحان ملاء اعلی کے ہوش اُڑانے والی نسیم باغ وجاہت شمیم طرۂ صباحت پیشانی نورانی سے بارقۂ حسن درخشان مطلع جبین سے نور جمال مثل شعلۂ مہر منیر تابان رشک عرایس ہندوستان - رو کش حسینان جہان - خرد سوز طاوس زیب چمن افروز عابد فریب -

فرماندہ خیل کامیابان | پیشانی او زبخت تابان
او سرور خیل وخیل رایان
بر درگہ او کلاہ سایان

جن ناظرین نے فسانۂ آزاد جلد اول کو غور سے پڑھا ہے وہ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ غیرت لعبتان نوشاد صنم پرست آزاد کون ہے یہ نظیر بیگم ہین جنکی تاریخ ہم حوالۂ قلم کر چکے ہین - یہ پری دخت شیرین حرکات ناز وادا اور انداز روح افزا کے ساتھ آزاد کیطرف آئی مسکراتی ہوئی ہاتھ ملایا اور بصد محبت واداؤن ہمکلام ہوئی -

نظیر - کیسے حضرت پہچانا یا دل سے بُھلا دیا!

آزاد - واہ دل مین جسکی جگہ ہو اُسکو کوئی بُھول سکتا ہے - ؎

شب چو در بزم حدیث از رُخ خوب تو گذشت
شمع پیش از ہمہ انگشت شہادت بر داشت

نظیر - (زیر لب مسکرا کر) آپنے تو سکندر اور دارا اور اچھے اچھے نامی سپہ سالارون کو مات کر دیا - روم مین وہ نام کیا کہ ساری خدائی آپ سے واقف ہے مگر یہ شعر آپ نے اسوقت موزون نہ پڑھا - تاہم صاف کیے دیتی ہون -

آزاد - موزون نہین تو کیا ناموزون ہے - شان خدا

نظیر - جی ہان بیشک ناموزون ہو - اسوقت مجھے دیکھکر آپکا یہ شعر پڑھنا ایک قسم کی لگاوٹ ظاہر کرتا ہے اور یہ ستم ہے -

آزاد - (شرما کر) خیر قصور ہوا - انسان -

نظیر - حسن آرا بیگم سے رسل و رسائل کا سلسلہ جاری ہے -

آزاد - جی ہان - کہیے آپ کا نکاح کسی کے ساتھ ہوا -

نظیر - ابھی کسی نوجوان خوبرو کی قسمت نہین کھلی

آزاد - واللہ سچ ہے - ایسی مہ جبین نازنین دیکھی نہ سُنی -

نظیر - کسی قلعے کی جنگ مین آپ اشہب عقاب طلعت کی پشت پر سوار ہو کر دریا کی طرف جاتے تھے اور سواران جرار ہمراہ رکاب ظفر انتساب تھے - یہ تصویر میرے پاس ہے - جسوقت یہ تصویر لندن کے تصویردار اخبار مین میری نظر سے گذری اور مین نے اپنی ہجولیون کو دکھائی سب کی سب عش عش کرنے لگین - ؎

گوہ پیکر مرکب صرصر تگی ہامون گذار
نقرہ خنگی آہنی سُم اشہب عنبر غبار
پشت و پیشانی و دنبال و سر و ساق و سُم
کوتہ و پہن و دراز و نرم و سخت و استوار

ایک ہجولی نے سب کے سامنے آپ کی تصویر ملائک فریب کو چوم لیا - ؎

عجب ہے کھینچی مصور نے کس طرح تصویر
کہ شوخیون سے تو اک رنگ پر رہی کیونکر

آزاد - وہ بی صاحب اگر اسوقت یہان ہون تو ذرا ملاقات کرا دیجیے - واقعی مجھکو اُن سے ایک قسم کی محبت ہو گئی ہے -

نظیر - وہ اور اسوقت یہان ہون - سبحان اللہ -

آزاد - سن کیا ہے - ہوگی صافی طبع رنگین مزاج -

نظیر - ہماری ہم سن ہے - مگر بڑی چلبلی اور شوخ طبع -
آزاد - پھر اگر مضائقہ نہ ہو تو ملاقات ہو جائے -
نظیر بیگم نے خادمہ کو حکم دیا اور وہ جا کے ایک پر کالۂ آتش و دوشیزہ لالہ رخ بے نظیر آفاق نازک کمر نازک بدن نازک اندام کو ساتھ لائی نظیر بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا آزاد بلاتے ہیں -
آزاد - مزاج شریف حضور کا -
نظیر - لے ہے تیری شرم - تصویر چومنے میں شرم نہ تھی اب حیا پھٹ پڑی ہے -
یہودن - (لجاکر) واہ وا - کیسی تصویر -
آزاد - حضور کے چہرے سے ثابت ہوتا ہے کہ رنگ فق ہے اور رخ گلرنگ پر عرق مثل شبنم نمودار ہو گیا ہے -
نظیر - چور کہیں چھپا تھوڑا ہی رہتا ہے -
یہودن - (شرماکر) واہ کسی کو لیے مرتی ہو -
آزاد - سرکار قصور معاف - اور نہیں تو ایک نظر تو ادھر دیکھ لیجیے - ہم تو فقط ایک نظر کے سائل ہیں -
نظیر - انصاف تو اسی کا مقتضی ہے کہ جب کاغذی تصویر کو چوم لیا تو اصل کے بھی بوسے لیں -
یہودن - تم خود کیوں نہیں بوسے لیتیں -
آزاد - واہ اللہ کیا اسمیں عذر بھی ہے کچھ -
نظیر - (مسکراکر) جی بجا ارشاد ہوا -
آزاد - اللہ اللہ اب ہم ایسے گئے گذرے -
نظیر - اب کیا معنی - اس لگاوٹ بازی کے صدقے -
آزاد - اچھا انھیں کو سمجھاؤ -
نظیر - یہ کہنے سے نہ مانینگی - اللہ جانتا ہے تصویر دیکھتے دیکھتے ایسی مست ہو گئیں جیسے بھونرا کلیوں کا رس چوس چوس کر مست ہو جاتا ہے - اور تڑپ سے بوسہ لے لیا -
یہودن - خدا سے ڈرو نظیر بیگم توبہ توبہ
آزاد - خیر صاحب نہ سہی اب ہم بھی نہ کہینگے - ؎

کالے ڈسیں جو زلف تمہاری اگر چھوئیں
لو اب تمہارے سر کی قسم کھائے جاتے ہیں

نظیر - وہاں کون عورتیں آپ پر عاشق ہوئی تھیں سنا کوئی بادشاہزادی عاشق تھی - عشق بھی کیسا بربلا ہے - ؎

شاہنشہ بے ہنر و عشق ست
سلطان خرابہ گرد عشق ست

آزاد - جس جوان رعنا شمائل کو خدا نے صورت زیبا دی ہے اسپر سب صورتیں ریجھیں گی -
یہودن اور نظیر بیگم تنک حنگ کر ادائے معشوقانہ کے ساتھ چہل کرنے لگیں - آزاد کا مطلب دونوں طرح حاصل تھا -
یہودن - اس چلبلے پن کا ایک روز خمیازہ اٹھاؤ گے
نظیر - تمہارے طرح سے یہاں کوئی مردوں کی تصویریں نہیں چوم لیا کرتا ہے شرم نہیں آتی - باتیں بناتی ہو -
یہودن - تمنے خود تصویر چوم لی ہوگی -
آزاد - جسنے تصویر کا بوسہ لیا وہ اصل کا بوسہ لیتے ہوئے کیوں شرمائے گی مجھے برا نہ معلوم ہوگا -
یہودن - لے چہ خوش کیوں نہیں - بجا -
آزاد - اس شوخی کے صدقے -

خوبرو جتنے ہیں دل لیتی ہے سب کی شوخی

ہے اگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی

نظیر - پلونا کی لڑائی کا حال بیان کیجیے -

ہودن - ہان ہم مشتاق ہین کہ آپ کی زبان خاص سے پلونا کی جنگ کا حال سنین -

آزاد - مجھے کوئی عذر نہین - مگر اس زبان مین کہ سب کی سمجھ مین آئے چھوٹے بڑے سب سمجھ سکین -

نظیر - اُردو مین کہو مگر عربی نہ چھانٹیے گا -

آزاد نے جنگ پلونا کا حال یون بیان کیا

رُوسیون نے پلونا کے قلعہ کو ہر چہار طرف سے محصور کر لیا تھا اور یورپین ٹرکی کے قریب قریب کل سپاہ روس جو اُس جانب تھی اُسی مقام پر یورو ملغ سے زیادہ مجتمع ہوگئی اب ترکی بھاگین تو کدھر سے بھاگین - مفر کی راہ بند ہے - گو چہ اگر یز مسدود - قلعہ دشمن بے شمار - ترکی بہت کم - سامان رسد قلعہ مین واجبی ہی واجبی گولہ یون ہی سا - بارود ناقص - فوج شل تھکی ماندی - روسی برق دم تازہ دم فوج - بارود گولہ سامان رسد سب لیس - رجمنٹ پر رجمنٹ جوق جوق اُمڈی آتی ہے - کالم پر کالم ٹوٹا پڑتا ہے - جسوقت - ع

وہ شام الم اور وہ صحرا کی سیاہی
ترکون کی پریشانی و اندوہ و تباہی

یاد آتی ہے خون رلاتی ہے - یاالٰہی یہ ہو گا کیا جسطرح بھڑبھونجا بھاڑ مین چنے بھون ڈالتا ہے اسطرح غنیم کے گولے پلونا کی فوج کو بھون کر رکھدینگے - افسوس کا مقام تھا - ع

نہ جنگ کا سامان نہ کچھ فوج ادھر ہے
لُٹ جانے کا بھی خوف ہے شبخون کا بھی ڈر ہے

حضرت توکل بخدا - زار روس تار پر تار بھیجتا جاتا تھا کہ جسقدر لشکر ہو سب پلونا کی سمت روانہ کیا جائے - پلونا کلید خزانہ فتح ہے جو راستے ترکون کی فوج کے آنے کے تھے وہ سب روسیون نے مسدود کر دیئے پس جب مینے خبر پائی فوراً ولایتی کمر سے نکالی اور گھوڑے کی پیٹھ پر تھا بس بزن بزن کی آواز ہر بن مو سے آتی تھی - ایک مقام پر ٹوکے گئے وہان خدا نے بچایا - بندہ سمند راہوار پر سوار ہو کر معرکہ نبرد مین ڈپٹا اُسوقت کی کیفیت قابل دید تھی - گھوڑے ہم لوگون کی رانون کے تلے سے نکلے جاتے تھے - یہ چھل بل یہ تیزی - ع

دیکھی نہین کسی نے یہ تیزی شتاب مین
ہی جیسے زین صاف یہ تخل ہی خواب مین

ہماری اتو اپ برق بار - اُنکی بندوقین دوزخ شرار جسوقت تلوار چمکی ہے پرے کے پرے صاف تھے - روسی - ع

بس تیغ کے چلتے ہی معدوم ہو گئے

کوئی وار خالی نہ گیا - دو کے چار کیے اور ایک کے دو - ع

ڈھالون پہ سوارون کی وہ صمصام نہ ٹھہری
بجلی سی میان سیہ شام نہ ٹھہری
زیر زرہ جسم بد انجام نہ ٹھہری
اللہ رے روانی کہ تہ دام نہ ٹھہری
دریا کو بھی اس طرح کا چالاک نہ دیکھا
ایسا کبھی مچھلی کو بھی پیراک نہ دیکھا
گرتی تھی پیاپے صف اعدا پہ جو شمشیر
نیزے نہ اٹھا سکتے سر اپنا کسی تدبیر
دہشت سے کمانین تھین خمیدہ صفت پیر

پر دار تھے ہر چند پہ اُڑ سکتے نہ تھے تیر

روپوش جو ڈھالین تھین تو بے دش ہوئی تھین
تلوارین بھی جوہر سے زرہ پوش ہوئی تھین

اس مہم کا سر کرنا بڑا مشکل تھا مگر پلونا ابھی کہان۔ ہنوز دہلی دور است کا نقشہ تھا۔ وہان سے ڈبل کوچ کیا۔ تھکے ماندے بے آب و دانہ ایک جگہ پر پڑاو ڈالا اِدھر اُدھر سوار بھیجے کہ کوئی گانون ہو تو رسد کا سامان بہم پہونچے یہان اس فکر مین تھے کہ دفعتہً ایسی خبر پائی جسنے ہوش اُڑا دیے سنا پلونا کی جانب سے گرد اُٹھی ہی اور روسیونکا رسالہ چلا آتا ہے۔ فوراً بگل ہوا۔ گو سب کے سب بالکل شل تھے مگر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مقابلہ کیا ہماری فوج کی دو کمپنیان پہلے آگے بڑھین۔ پھر کچھ فاصلے پر دو کمپنیان اور تھین اسکے بعد خلص فوج کی بارہ کمپنیان ہمنے فقط ایک فوج کو بڑھایا اور باقی کا مون کو آراستہ کرکے نشیب مین چھپا دیا تاکہ روسی صرف اسی قدر آدمی دیکھین اور وہ کمینگاہ سے قلع قمع کرین۔ جب جنگ کی نوبت آئی تب روسی سمجھی کہ دھوکا ہوا مگر نوشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا نقشہ تھا۔ آخرکار روسیون نے ٹھان لی کہ جان پر کھیل جائین۔ ؎

وقت ضرورت چو نماند گریز
دست بگیرد سر شمشیر تیز

ایک نامہ نگار جو قلعۂ فلک شکوہ سے جنگ کی کیفیت دیکھ رہے تھے یون رقم طراز ہین (میں واٹرلو کی جنگ مین لڑا) فرانس اور روس کی لڑائی مین شریک حرب تھا جنگ قرمیہ مین مین نے تمغے پائے۔ روس اور اسکی مختلف جنگون مین شریک حال تھا اور بڑا اسمر اور سن رسیدہ آدمی ہون لڑکپن سے جنگ ہی کے میدانون مین پرورش پائی تھی اور آپ سب صاحبونکو تعجب ہوگا کہ مینا معرکۂ نبرد ہی مین پیدا ہوا تھا۔ کوئی شائستہ ملک دنیا کے پردے پر ایسا نہین جسکے قواعد سے ہم واقف نہین۔ مگر ترکون کے سے تلوار کے دھنی اور روسیون کے سے مستقل دیکھے نہ سُنے۔ آزاد پاشا ایک سپہ سالار رُستم ہے جو اپنے وقت کا اسکندر اعظم جولینس سیزر۔ ٹاملی اور نپولین ہے وہ شجاعت ظاہر کی کہ سبحان اللہ اُسکی توصیف مین زبان قاصر ہے۔ ؎

بلبل سے کبھی وصف گل تر نہین ممکن | آئینے سے اوصاف سکندر نہین ممکن

ذرے سے ثنائے شہ خاور نہین ممکن
جبرئیل سے تعریف پیمبر نہین ممکن

ترک شل ہو گئے تھے مگر با اینہمہ انکا ہاتھ نہین رکتا تھا اور روسی گو شل نہین ہوئے تھے لیکن دیر تک لڑنے بھڑنے کے سبب سے پریشان تھے طرفین سے گولی چل رہی تھی اور میدان جنگ گرم تھا آخرکار روسی بھاگ کھڑے ہوئے اور آزاد پاشا نے حکم دیا کہ تعاقب کرو)

الغرض بعد خرابی بصرہ ہم لوگ داخل پلونا ہوئے

نظیر۔ ابھی تو باہر ہی لڑائی ہو رہی تھی۔

آزاد اور نہین تو کیا۔

نظیر۔ جب تم لوگ فوج لیکر پہونچے تو بڑی خوشی ہوئی ہوگی۔

آزاد۔ جان مین جان آئی۔ کوس فتح بجنے لگا۔

نظیر۔ کتنے ایک آدمیون سے تم داخل ہوئے تھے۔

آزاد۔ اُسوقت اسدرجہ مسرت تھی کہ کچھ نہین سوجھتا تھا پچہ ہزار کئی سو روسی گرفتار کر لیے تھے مگر اسلحہ چھین چھین کر

سب کو آزاد کر دیا۔

یہودن۔ سنا ہے یہودیون پر روسی بڑا ظلم کرتے ہین۔

آزاد۔ ہان۔ بعض بعض مقامات پر۔

یہودن۔ خدا ظالمون سے سمجھے گا اور سزا دیگا۔

نظیر۔ سچ کہتا ہون۔ اب صاف صاف کہدو۔ تمکو آزاد سے محبت ہی یا نہین۔ لگی لپٹی کی سند نہین راست راست کہدو

یہودن۔ اگر تم صاف صاف بیان کردو تو ہم بھی کہدین۔

نظیر۔ ہم سے کیا واسطہ۔

یہودن۔ واسطہ نہین تعجب ہی اُس بار شادی کرنے کا خود ہی پیغام کیا تھا۔ ہم سے اُڑتی ہو۔

آزاد۔ اللہ اللہ یہ تو واقف کار معلوم ہوتی ہین۔

نظیر۔ دیوانی ہین۔ اور سنو۔ اسوقت کہان ہو۔

آزاد۔ یہی تلوار جنگ مین ہمارے پاس تھی۔ ۵

سر پر سوار کے تو کبھی یہ بغل مین تھی
گہ گردن سمند پہ گاہے کفل مین تھی

جسوقت آزاد نے پلونا کی جنگ کا حال بیان کیا کل سیڈیان جو اُردو سمجھ سکتی تھین آزاد کی حالت نازک اور جوانمردی اور بانکپن پر عش عش کرتی تھین اُنھون نے بیان کیا کہ روسیون نے ہر سمت سے گھیر گھار ناکہ بند کر کے اونچے مورچون سے قلعہ پلنا کی دیوارون پر گولے مارنا شروع کیے جسقدر توپین لانا اُنکے امکان مین تھا سب اُسی قلعہ کے گرداگرد لگا دین اور اسطرح کی آواز گونجتی تھی کہ الامان الحذر ترکون نے ٹھان لی کہ جان پر کھیل جائینگے مگر یہ نہو گا کہ قلعہ ہماری موجودگی مین ہاتھ سے جاتا رہے۔ سپہ سالار عساکر سلطانی کا بحر لہالت موجزن تھا سپاہ تو ہر مقام پر جان بکف جاتی ہی تھی اگر اس قلعہ مین بھی ویسے ہی افسر ہوتے جیسے شپکا وغیرہ مقام مین تھے تو پلونا کا بھی قلع قمع ہو جاتا مگر اس قلعہ کا سپہ سالار غازی با حمیت خدا ترس جنگ آزما انتہا کا جری شیر دل مستقل مزاج آدمی تھا مجھ سے عین اُسوقت جبکہ غنیم کی دہرتی دمک اور بجلی کڑک توپون کے گولون نے دیوارونکو چھلنی کر دیا یہ تقریر کی۔

جنرل۔ آزاد تمھاری جرأت پر مجھے کامل بھروسا ہے۔

مین۔ بیشک ہونا چاہیے اور ضرور ہونا چاہیے۔

جنرل۔ اب تمھاری کیا صلاح ہی۔ بھاگنا محال اور دوراز حال۔ مقابلہ ضرور ہے مگر بیکار۔ محض بے سود۔ ہمت ہارنا اور فوج اور سامان عدوے روسیہ کے حوالے کردینا بزدلی کی دلیل اور ننگ ترک ہی۔

آزاد۔ چاہے جو ہو۔ جب دیکھیے کہ اب آخری وقت ہے تلوارین سوت سوت کے قلعہ سے نکل پڑیے۔ ہرچہ بادا باد

جنرل۔ بس ہماری بھی یہی رائے ہی۔ یہ کہکر جنرل نے ایک کاغذ پر آزاد کو نہایت عمدہ سرٹیفکٹ لکھدیا اور حضرت سلطان سے سفارش کی کہ اس شخص کے ساتھ سلطنت عثمانیہ جو سلوک کرے تھوڑا ہے۔

بس جب یہ کیفیت ہوئی کہ گولیان نہین رہین۔ گولون کا قحط ہو گیا رسد ندارد۔ دیوارین براے نام رہ گئین فوج بیدل ہو گئی اور اُدھر سے گولے اور بھی سرگرمی اور تیزی کے ساتھ آنے لگے تو جنرل نے حکم دیا کہ سب کے سب مرنے اور جان دینے کے لیے آمادہ ہو جائین۔ اُسوقت اس طرح جوش و خروش تھا کہ خارج از بیان ہی۔ وہ نعرے بلند ہوتے تھے

کہ الامان الامان ۔ الحذر ۔ جو تھا جان بکف مستعد آمادہ ہے ؎

آمادہ جان دینے پہ چھوٹے بڑے ہوئے	تلواریں ٹیک ٹیک کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے

نیام سے شمشیر عدوکش نکال نکال کر پیادے پیدل اور سوار پشت توسن پر پھاٹک کی راہ سے اسطرح چلے جسطرح طوفان سخت و عظیم میں سمندر کا پانی اُمڈا چلا آتا ہو۔ ایک سپاہی نے بڑھ کر آواز دی مرنیوالے کو کون روکتا ہی دوسرے نے کہا شیروں کو کون ٹوکتا ہے ادھر ہماری فوج کا بھڑبھڑا کے قلعہ کے باہر آنا تھا کہ روسیوں کے چھکے چھوٹ گئے اُنکو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ترکی جانکو ہتھیلی پر رکھکر اس جوش کے ساتھ بیخوف نکل پڑیں گے۔ جس جانب سے ہماری سپاہ جرار نکلی اُس طرف کے روسیوں کا تو واقعی قلع قمع ہی ہوگیا مگر تازہ دم فوج نے آنکر اُنکا بدلہ لیا۔ جنرل گرفتار ہوگئے۔ سخت مجروح ہوئے تھے خاکسار نے ہزارہا روسیوں کو تہ تیغ کیا اور سنئے چند مردان کارہی کے ساتھ نکلو د بچ آیا ورنہ خدا جانے اُسوقت ہڈیاں کہاں ہوتیں۔

اس کے بعد محفل رقص و سرود آراستہ ہوئی۔ آزاد نے ناچ دیکھا۔ طعام لذیذ نوش جان کیا اور تھوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئے۔

دوسرے روز ایک جلسے میں اکثر حکام یورپین نے اُنسے ملاقات کی اور اُنکی تندرستی کا جام پیا کئی جلیل القدر حاکم اُنکی شجاعت و واقفیت فنون جنگ کی توصیف میں عذب البیان ہوئے۔

اب سُنئے کہ ادھر میاں آزاد نے روانگی کی تیاری کی ادھر حسن آرا بیگم کا خط اُن سے موجود۔ بیگم صاحبہ نے پڑھا تو مرزا صاحب کو بلوایا اور کہا آزاد کو پڑھ کر سنا دو۔ آزاد نے اُسکے جواب میں بیگم صاحب کی یوں تشفی کی سُنئے حضور یہ تو آپکو کامل یقین ہوگیا کہ یہ دونوں امیرزادیاں اور حُسن کی عورتیں ہیں اب اس امر کا ثبوت کہ یورپ میں جنگلی قوم کی یہ ہیں ونگی تو قیر و عزت کرینگے یا نہیں۔ مرزا صاحب سے دریافت کیجیے کہ آج کے جلسے میں سب شہر کا معزز افسر تھے کوئی جج۔ کوئی چیف جسٹس کوئی بیرسٹر کوئی سکرٹری۔ کوئی کمشنر اور اُنکی لیڈیاں بھی ساتھ تھیں پوچھیے ان دونوں خاتون سے کسطرح بے تکلفی اور تپاک سے گفتگو کرتی تھیں۔ ذرا غور کیجیے۔ حسن آرا اس بارہ میں جسقدر مجھ سے ملول ہوں اُسیقدر اُنکی محبت کا اظہار ہی۔ وہ نہیں چاہتیں کہ مجھے کسی اور لوٹی شوخ کی کنار میں دیکھیں مگر آپ اُنکی تسلی کیجیے۔

بیگم۔ مفت چہ خوش کچھ مٹھائی کھلوائیے تو کیا مضائقہ ہی۔

آزاد۔ جان تک حاضر ہے۔ مگر سفارش کیجیے۔

بیگم۔ میں اسی وقت جواب لکھے بھیجتی ہوں۔

آزاد۔ تسلیم خانۂ احسان آباد۔

آزاد نے کہا لائیے میں مسودہ لکھ دوں آپ نقل کر لیجیے گا یہ کہکر جواب خط منجانب بیگم صاحب یوں لکھا۔

میری پیاری بہن خوش رہو۔ تمہارے دو خط تابڑ توڑ آئے۔ ؎

مسرّت نامہ را چون بر کشادم	گہے بر دیدہ گہ بر سر نہادم

آزاد کے ساتھ دو دو شیزہ ولایت زادی ہیں دونوں حسین اور شوخ اور ظریف اور سیم ساق مگر تمہاری رائے غلط ہی تم آزاد کی طرف سے شک نکال ڈالو وہ جوان صالح ہے ایک دوشیزہ کا نام مس میڈا ہے ؎

نسرین بچمن نہ دمد گر بدن اینست | با غنچہ صبا دم نزند گر دہن اینست

اور دوسری کا نام مس کلیرسا۔ یہ دونون ہماری مہمان ہین ہم کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتے۔ ~

چون مشرف شوی بمہمانے | ہرچہ داری فدائے مہمان کن
دررہ مردمی و دلداری | ہرچہ دلخواہ او بود آن کن

اگر ان دونون مین ہم کوئی بات خلاف پاتے تو اُنکی مہمانی ہرگز قبول نہ کرتے۔ مین نے پہلے ہی آزاد سے کہدیا تھا کہ جبتک مجھے تشفی ندوگے کہ یہ دونون کون ہین اور کیون آئی ہین تب تک میرا دل تمھاری طرف سے صاف نہوگا مس میڈا کو وہ اس اقرار سے لائے ہین کہ یہان اُسکے ساتھ شادی کرین۔ مگر بہن اگر یہ نہوتی تو آزاد کہان بمبئی کے عالمون اور صاحب لوگون اور میمونکی گفتگو کا حال درج ہی اُسکو پڑھ کر تمھین خود حیرت ہوگی کہ آزاد کس قماش کا آدمی ہے جنگ مین رقص و سرود کی محفل تو تھی ہی نہین وہان تو۔ ~

بجائے نغمۂ نے صوت دلکش حفاظ
بجائے جرعۂ مے بادۂ محبت دوست

اب خدا کے لیے اُنکو ایسے جگر خراش کلمے نہ لکھنا مین پرسون یہان سے روانہ ہونگی اور سب باتین سمجھا دونگی خاطر جمع رکھو۔ اماجانکی خدمت مین بندگی سپہر آرا کا بحال تو لکھا ہوتا۔ وہ کہتے ہین کہ اپنی بہن کو خط لکھا ہمارا نام کچھ نہین سچ ہی ہرچہ از دل دور از دیدہ دور۔

آزاد۔ بس اسکی نقل کر دیجئے تو احسان ہی۔

بیگم۔ اچھا دو چار باتین اور بڑھا دو چاہو۔

مرزا۔ نہین بس کافی ہی۔ اب زیادہ بیغیرتی فضول ہی۔

آزاد۔ آپ کی توجہ سے سب امور رو براہ لائینگے۔ ~

شکر نعمت‌ہائے تو چندان کہ نعمت‌ہائے تو

بیگم۔ اب بہت باتین نہ بنائیے۔

مرزا۔ باتین نہین بناتے۔ تمکو در پردہ بناتے ہین۔

آزاد۔ تو اب آج کوچ کی تیاری ہی۔

مرزا۔ خوجی کو یہین چھوڑ دیجئے گا کیا۔

اب سُنیئے کہ خوجی کی لاکھ تلاش کی گئی مگر پتہ نہ ملا۔ فرضی شتاب جان نے اُنکو کہین کا نہ رکھا آزاد کو کمال افسوس ہوا اور کئی اخبارون مین انھون نے خوجی کا حلیہ اور اشتہار چھپوا دیا۔

دوسرے روز میان آزاد بیگم صاحب سے رخصت ہوئے بیگم صاحب نے ہنسی خوشی رخصت کیا اسٹیشن پر ہزارون آدمی جوق جوق جمع تھے ریل پر سوار ہوئے تو درجۂ اول مین ایک یورپین کے ہاتھ مین اُردو اخبار دیکھ کر اُن سے مانگا اور سب سے پہلے یہ اشعار نظر سے گذرے۔ ~

سوائے خداوند ارض و سما | نہین ہے سزاوار حمد و ثنا
زبان تر زبان اُسکی تعریف سے | قلم خوش رقم اُس کی توصیف سے
ہوا بُلبُل اُسی سے ہی رنگین بیان | ہوئی طوطی اُسی سے ہی شیرین زبان
بھرا ہی عجب شوق مین اُسکے ذوق | کہ ہر شوق پر اُسنے پایا ہی فوق
وہ دل ہوگیا رو کش کوہ طور | بھرا جسمین اُسکی محبت کا نور
جہا نین اُسیکا ہے جلوہ عیان | دل آشنا پر نہین کچھ نہان
اُسی کی تو بُو سے مہکتا ہے گل | کہ جسپر بُلبُل مچاتا ہے غل
عیان شمع مین بھی اُسیکا ہی نور | یہ ہی حق مین پروانہ کے کوہ طور
تماشائے قدرت تو ہر شے مین ہے | دف و چنگ و سارنگی و نے مین ہے
غذا رگل مُو شور بلبل مین ہے | قد سرو و کو کوئے قلقل مین ہے

لبِ ابرو و عشوہ کار انہین ہی
کہان ہو سکے حمد اُسکی ادا
زبانِ قلم تو یہان ہو قلم
رہِ فکر مین بھی رسائی نہین
اب اس بحرِ حیرت مین جنبش نکر
کہ ہے یہ ثناے خداے قدیر
جو ہو عقل کو کچھ رسائی بیان
اب اس مہلکہ سے بچا چاہیے
کہ نعتِ نبی بعد حمدِ خدا
اسی سے ہے آغاز ہر کام کا
پلا ساقی وہ بادۂ فیض کوش
کہ نعتِ حبیبِ خدا ہو بیان
زبان پاک کر کے بمشک و گلاب
رسولِ خدا و سرِ انبیا
محمدؐ شہنشاہ ہر دو جہان
پناہِ امم شافعِ مذنبین
لیا جسنے ظاہر ہدایت کا نور
جہان اُنکے سایہ مین معمور ہے
ہوا اُنکے باعث سے پیدا جہان
یہ رتبہ جو معراج مین پا گئے
نہین اُنکے اعجاز سے کچھ عجیب
نہین اب زبان مین رہی کچھ توان
ہمیشہ ہو اُن پر درود و سلام
اب اے ساقیا جام معنی پلا
ہر اک داستان اسکی میخانہ ہو

تپ و نالۂ عشقبازان مین ہی
نہ کلکِ روان ہی نہ فکرِ رسا
رہے کیسے پھر اُسمین تابِ قلم
مگر حمد کی حد نہ پائی کہین
یہان لغزشِ عقل کا ہے خطر
نہین مدحِ شاہ و امیر و وزیر
کرے حمدِ محمود کی کچھ بیان
مگر نعتِ حضرت کہا چاہیے
وسیلہ ہے بہرِ قبولِ دعا
یہی ہی سببِ حسنِ انجام کا
کرے نشۂ معرفت جب سے جوش
ملے اُس سے مقصودِ ہر دو جہان
کر اے خامہ نعتِ رسالتمآب
حبیبِ اِلہٰ و شہِ اتقیا
شہنشاہِ اعجاز گیتی ستان
امامِ رسل خاتمِ مرسلین
کہ جنسے ہوئی ظلمتِ کفر دور
اسی سے نظر سے وہ مستور ہے
اگر وہ نہوتے نہوتا عیان
ابھی تو گئے اور ابھی آ گئے
کیے ہین بہت ایسے امرِ غریب
جو اوصاف اُنکے کرون کچھ بیان
تمام آل و اصحاب پر بھی مدام
کہ ایسا کہون ایک قصہ بنا
ہر اک شعر راوق کا پیمانہ ہو

گلستانِ گیتی کی رنگین بہار
کھلا کر کبھی حسنِ شیرین کا باغ
کبھی گلبنِ حسنِ لیلےٰ کا رنگ
اب اک اور غنچہ کھلایا نیا
کہ اک قصۂ دلکش و دلکشا
کہ تھا بمبئی مین کوئی نوجوان
جسیم و وسیم و حسین و شکیل
فنِ شاعری مین بھی استاد تھا
جہان تک تنعم سے محظوظ تھا
ستودہ سیر اور عالی ہمم
تعشق بھی جو اُسکی خدمت مین تھا
کہ تھی ایک بیگم اُسی شہر مین
نہایت حسین اور نہایت جمیل
سراپا تو اُسکا کہان ہو بیان
کہ حاصل ہو مانندِ حسنِ اتم
عجب حسن اُسکا دلاویز ہے
وہ گیسوے شکین وہ مشکین کمند
وہ مفرق میان سرِ دلستان
جبین بدر ہی اور ابرو ہلال
نگہ دامِ دل لے برناؤ پیر
وہ چہرہ بہارین ہی یا آتشین
زبان و رخ یاقوت و دندان گہر
لبِ لعل حلواے قوت روان

نئے گل کھلاتی ہی لیل و نہار
کیا بلبلِ کوہ کن داغ داغ
دکھا کر کیا بلبلِ قیس دنگ
اور اک بلبل اُسکا بنایا نیا
زبانی خلایق کے یون ہے سنا
امارت پناہ و شرافت نشان
لئیق و خلیق و فہیم و عقیل
تخلص مین مشہور آزاد تھا
تمول مین ہر غم سے محفوظ تھا
تمامی مرادات حاصل بہم
سبب اُسکا اسطرح پیدا ہوا
نظیر اسکی رکھتی نہ تھی دہر مین
جمالِ جہانگیر مین بے عدیل
مگر آزماؤن تو طبعِ روان
رسائی سخن کو ہو سر تا قدم
حیا سا تجھ لے سکے بلا خیز ہے
وہ سر حسن کا آسمان بلند
کہون راہ ظلمات یا کہکشان
بہر چشم ہی اور مردمِ غزال
مژہ تیر دبینی چو پیکان و تیر
وہ خالِ اُسیہ مشکین ہے یا عنبرین
زبان پارۂ لعل و کانِ درر
دہن خندہ گلہاے رنگین فشان

خواجہ بدیع الزمان علیہ الرحمتہ و الغفران

فرعون تبت شداد منزلت نمرود وقار میان خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع دگلے والی پلٹن کے رسالدار الشہیر بہ خوجی مارے ہوکے اسقدر افیم گھولکر پی گئے کہ جانکے لالے پڑے افیم ہی کی پینک مین پڑے پڑے اشعار آبدار موزون کرتے جاتے تھے ذہن کا بخارا کھلا تھا اور طبیعت حاضر۔ ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا۔ لے اڑا۔ حضرت بدیع کا نتیجۂ طبع نامبارک ملاحظہ ہو۔ ــہ

اے ساقی مشک رنگ و شب فام
دے بھر کے افیم ناب کا جام
جبتک ہے بدن مین جان باقی
ٹپکا منھ مین افیم ساقی
یہ جینا بیگم کا عاشق زار
یعنی خواجہ بدیع بیمار
برسون سے ترس رہا ہے ساقی
رہجائے نہ آرزو یہ باقی
ساقی قدح افیم دیدے
اور اسمین ملا کے نیم دیدے
نشے کے پینک خوب بڑھ جائین
اور کڑوے کریلے نیم چڑھ جائین
نشے مین جو کہنے بیٹھون اشعار
پینک کے ہو دیو مجھ پہ اسوار
کاغذ کا ورق سیاہ ہوجائے
دشمن میرا تباہ ہوجائے
سطرین ہون مشک رنگ خوبان
اور روکش کاکل حسینان
ہر لفظ بنے حبش کی دلہن
اور خواجہ بدیع شوہر آن
ہر لفظ ہو خال روے معشوق
بل روکش رنگ بوے معشوق
ساقی چینی کی پیالیان لا
آب اسود کا جلوہ دکھلا
ہونٹھون پہ جان آگئی ہے
بیہوشی آج چھا گئی ہے
بندہ کوئی دم کا میہمان ہے
خوبی کا تری جہان بیان ہے
گر رحم پلا افیم چینی
نازت بکشم کہ نازنینی
ہونٹھون پہ آگئی مری جان
رنجہ مفرا اسے امدادان
تو بیخبر اور مین ہون رنجور
اس ملک کا گیا یہی ہے دستور
ہے میری دعا کہ خالق کُن
برپا رہے تری دکان بر ہُن

جم جم جیسے ساقی عدو مال
زندہ رہے حشر تک بہ اقبال
جبتک ہین فلک پہ ماہ و خورشید
ساقی کی دکان ہو قابل دید
مجمع رہے وان افیمیون کا
دل باغ دل چیونٹی مکھیون کا
بیماری موت بد بلا ہے
بس اسکی افیم ہی دوا ہے
مرجاؤنگا گر نہ دیگا افیون
سوگند بذات پاک بیچون
پیاری ہے افیم جان و دل سے
پیاری ہے افیم تیرے تل سے
بیداد نہ دیگا کیا مری داد
ہے قول نسیم لائق صاد
بیماری کا جو اپنی ہو بیمارا
رنج اُس پہ ہو کسطرح گوارا
ہیہات نہین کوئی مددگار
ہونٹھون پہ ہے جان خستہ و زار
خیر اب تو جان پر بنی ہے
بیماری مرگ دل لگی ہے
دوا ایک منٹ مین لا ہے مری یار
ہوجاؤنگا مین اجل سے دوچار
ہے نزع کا وقت وا دریغا
اب یاد خدا کرو بدیعا
ہر شاخ مین ہے شگوفہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے دہ دو زبان سے یکسر
حمد حق و مدحت پیمبر
باغ انگلیون مین یہ حرف زن ہے
یعنی کہ مطیع پنجتن ہے

شتاب جان۔ اسوقت تو کروڑون شعر سنا دیے۔
خو۔ طبیعت بدیع کاندوسکے نالے سے کم نہین۔
شتاب جان۔ کیا سچ مچ مرنے کا وقت آگیا۔ اللہ خیر کرے۔
خو۔ ہاے میری جوانی پر اجل کو رحم نہین آتا۔ ہاے میرے عنفوان شباب پر ملک الموت ترس نہین کھاتا۔
شتاب۔ ابھی برسین ساٹھ ایک کا سن ہوگا۔
خو۔ ساٹھ برس کی عمر بھی کوئی بڑی عمر ہوئی۔ ــہ

ہزار وصد وسیزدہ سالہ مرگ
زمانہ ندید وزنانش بجور

یہ شعر دادا جان کے مرنے کے بعد ہماری پردادی نے بصد حسرت پڑھا تھا ہمارے خاندان مین ہزار برس سے کوئی کم مرا ہی نہین -

خواجہ صاحب کا دماغ دائرۂ صحت سے متجاوز ہوا تو بہکی بہکی باتین کرنے لگے اور جو گفتگو کسی قدر سمجھ کے بھی کرتے تھے وہ بھی کسی کی سمجھ مین نہین آتی تھی - کیونکہ ارد گرد سب اجنبی ہی تھے -

خو- ہرمزجی بھائی - ذرا مصر کے پہلوان کو بلاؤ -

شتاب - مصر کے پہلوان کون آپ کہان ہین -

خان - دماغ برا بخرے چڑھ گئے - سرسام ہو گیا ہے -

شتاب - خانصاحب اب انکی فکر کچھ کرنا چاہیے ایسا نہو پولیس کے آدمی ہمکو گرفتار کر لیجائین - کہان کا سوا پریت کی طرح آن کے چمٹا ہنسی ہنسی مین ہستوا ہو گیا -

خان - خواجہ صاحب کی ذرا نبض تو دیکھ بی بی -

شتاب - مین عورت ذات نبض کیا دیکھ سکون -

خو- (آہستہ سے) -

پلا ساقیا مالوے کی افیم | کہ ہے شوق گلگشت باغ نعیم
کرم کر حقیر دن پہ مائی ڈیر | مین قربان جاؤن ذرا کم ہیر
پیاسا کئی دنکا ہون ساقیا | جھلک آب اسود کی مجھکو دکھا
نہ مطرب نہ ساغر نہ مینا نہ چنگ | نہ چانڈو نہ افیون گانجا نہ بھنگ
جلا دے دم واپسین ای کریم | سرعطلے یہ کہہ قم باذن الافیم
نہ تاخیر کر ساقی مشک رنگ | پلا جام افیون ابھی بیدرنگ
دم بینک و عیش بے رنج و غم | پڑھون یہ کلام فصیح عجم
کرمسا ترحم بحال سقیم | کہ ہستم اسیر کمند افیم
ہمہ ٹپکے مری منہ مین افیون ناب | تو کم ہو ذرا جوشش اضطراب
پھرون خوب بازار مین بیدھڑک | وہ ٹھنڈی ہوا اور وہ ٹھنڈی سڑک
سخیان افیون بر می خورند | افیمان نبات و شکر می خورند
نگہدار مارا از راہ خطا | خطا در گذار اے دا فیمم نما

نداریم غیر از تو فریاد رس
بدہ جام افیون زیاتی ہوس

یہ جوانی کے زمانہ کا کلام ہے - ہائے افیم وائے افیم

شتاب - ارے بدبخت افیم ہی نے تو یہ درگت کی اور افیم ہی کو پکار رہا ہے خدا اس افیم موئی سے سمجھے -

خو- شتاب جان از برائے خدا افیم کو برا نہ کہو -

خان - خواجہ صاحب خدا خدا کرو - اللہ کو یاد کرو بھائی -

خو- بھائی جان رہ بہروپیا انکی موت لیکر آیا -

خان - پھر وہی بہکی ہوئی بات کی - بہروپیا کیسا ہوتا ہے -

خو- بدبلا - کبھی مولانا بن کے آیا - کبھی چیل - مگر ابکی اس بہروپیے نے ہمین کہین کا نہ رکھا - اچھا اگر چنگا ہوا تو قردلی سے خبر لونگا -

شتاب - (آہستہ سے) ابھی چنگے ہونے کی امید باقی ہے -

خان - اب جنازے پر قردلی سے خبر لینگے -

خو- ارے یارو تو پین بھرو - ع

مارو گولے ڈن ڈن ڈن
بولے رن بھئی بولے رن

خان - بی بی اب سرسام کی زیادتی ہے - ان کو کہین

جل کے پھینکدینا چاہیے یا کہو تو تھانے پر رپورٹ لکھوا دون-
شتاب- میرے تو ہاتھ پاؤن پھول گئے-
خو- (آہستہ سے) بھائی آزاد- ذرا سی افیم دیدو-
شتاب- ارے کم بخت اللہ کو یاد کر- مر رہا ہے موے-
خو- اور موے پر سو درے (رو کر) ارے یاران گرداگرد من بدیع از من بشنو کہ من مردے رسالدار و کمیدان بودم و جنگ روم و روس اندر کارے کردم- ص

ز نقل سمندان دران پہن دشت	زمین آسمان گشتہ شش و ہشت

راوی- اچھی اصلاح دی- اور مصرع کو موزون کر دیا-
شتاب- ذرا حبشن کو جاکے بلا لاؤ- میرے خان صاحب-
خان- مگر تمکو اس مردے کے پاس تنہا کیونکر چھوڑون-
شتاب- ہماری فکر نہ کرو- رحیمن ہمارے پاس بیٹھی ہے تم ٹیک کر بلا لاؤ-
خانصاحب جاکے حبشن کو بلا لائے تو دیکھا خواجہ صاحب بالکل بہکی ہوئی باتین کر رہے ہین- جن کا سر پیر ہی نہین-
خو- کبھی کیون لڑائی تھی- اور جو ہم جاکے سیدکرین
خان- کبھی لڑ چکی اب ملک الموت سے لڑائی ہے-
خو- اچھا افیم سے لڑائی ہی- کوئی ہی الا افیم- ص

خراب و سیہ مست و تر دامنم	بدہ اوپیم اوپیم اوپیم

حبشن- انکی حالت غیر ہے- اب ڈاکٹر کو دکھاؤ ہمارے ساتھ ایک ڈاکٹر آئے ہین تم لوگ پردہ کرد تو دکھا دون پردہ کرایا گیا ڈاکٹر صاحب تشریف لائے-
ڈاکٹر- زبان دکھاؤ زبان (زور سے) زبان-
خو- ہم کسی کو زبان نہین دکھاتے ہم کمیدان ہین-
ڈاکٹر- (منھ کے پاس ہاتھ لیجاکر) زبان زبان-
خو- (منھ بند کرکے) دخان دخان دخان

ہٹ جے دور شو مرد گیدی خرے	الگ ہٹ مرے پاس سے تو پرے

ڈاکٹر- کیا سودائی ہو- خلل دماغ ہے نا-
حبشن- میان ان سے کوئی واقف ہی نہین ہی- آج پہلے پہل یہان نازل ہوے- افیم معتاد سے چوگنی مارے ہوکے کھا گئے-
خان- اب بے پی پر سے بدحواسی کی باتین بک رہے ہین-
ڈاکٹر- کچھ علاج ولاج بھی ہوا یا ارادہ خدا ہی پر ہین-
خان- جی پہلے حکیم صاحب کا علاج ہوا اس سے فائدے کی صورت نظر نہ آئی تو ڈاکٹر صاحب کا علاج ہوا اب دوا پیتے ہی نہین-
ڈاکٹر- ایک طرف سے آپ منھ کھولین ایک طرف سے مین-
خان- تکلیف ہوگی انکو اس سے کچھ فائدہ ہے
ڈاکٹر- ہان ہان صاحب ہے- کیون نہین زبان دیکھونگا-
خو- صبح کا سہانا سمان ہی- اور بدیع سخندان ہی- ص

بدیعا بس اب روک اپنی زبان	دم صبح ہوتا ہے پینک کا دھیان

ڈاکٹر کے زبردستی منھ کھولکر زبان دیکھی اور خانصاحب نے دل لگی بازی کی نظر سے تھوڑی سی بیت منھ مین ڈال دی تو خواجہ صاحب بہت ہی جھلّائے - اوگیدی خرابے او بہروپیے - بھلا بچہ - بھلا - بیماری مین ڈاکٹر بن کے آیا اور میان سب ٹھہرے اجنبی - ؎

خدا کی قسم شکر کر شکر کر	فرا بنچہ پاس ہوتا اگر
تزدلی سے خالی ہی میری کمر	تو چھ کرکے مین بھونک دیتا مگر

جو پستانس مین ہوتا نہ مین بے خبر
تو تبجٹے کیصورت اُڑا دیتا سر

تھو تھو - لاحول ولا - ارے اب پانی تو دے -

خان - کیا ہوا خواجہ صاحب بہادر جھلّاتے کیون ہو -

خو - اجی یہ گیدی بہروپیا عجب بدذات آدمی ہے -

خان - اسوقت آپ کیسے ہین جناب -

خو - ہو تھو - زندہ در گور - ؎

از حالتم مپرس نہ زندہ نہ مردہ ام
خود من گلوے خویش بدشنہ فشردہ ام

ڈاکٹر - خیر سے حضور شاعر بھی ہین -

شاتاب - (پردے سے) ڈاکٹر صاحب اسکو کوئی دوا جھٹ پٹ دیجئے - کہین یہ یہان سے دفان بھی ہو موا -

ڈاکٹر - مین نے نسخہ لکھدیا ہے - سامنے کے دواخانہ سے منگوا دو بہت جلد فائدہ بخشیگا - بشرطیکہ پرہیز کرین -

شتاب - پرہیز نہ کریگا تو اناغفیل بھی ہو جائیگا -

خو - یاخدا ذرا طاقت دے تو ان سب کے ترولی بھونک دون -

شتاب - مرمونڈی کاٹے - اور سنو -

خواجہ صاحب نے جو (مرمونڈی کاٹے) کا لفظ سنا تو آگ بھبوکا ہو گئے اور صدہا بے نقط سنائین اور بڑی دیر تک اپنی تعریف کیا کیے - جھلّاکر کہا (ہماری شان یہ کلمہ او زبان شتاب جان - بس ہم سمجھ گئے کہ یہ زن کج عقل ناقص راے ہیچکارہ است) - ؎

زنان را کیدہاے بس عظیم ست
ز کید زن شود دانا گرفتار

مین اگر اپنے کارنامون کا شمار کرون تو طومار ہو جائے لہٰذا بقولے دانۂ از انبار و قطرۂ از بحار زخار و مشتے نمونہ از خروار سُنئے -

۱ - شاہی مین سالداری و کیدانی اینجانب سنے کی

۲ - لڑکپن مین فیل نشین تھے - امیر - کبیر -

۳ - چار معلم عربی فارسی اُردو اور علوم سکھانے کے لیے تھے ایک شاعر ایک پھونٹیا ایک بنکیت ایک کشتی گیر ایک قوّال ایک شہسوار ایک گل چلانے والے ادب آموزان

۴ - اور والد ماجد ایسے متمول تھے کہ - ؎

ہمہ اسباب شاہی حاصل او	تمام آرزوے در دل او

فلک در خیلش از جوزا کمر بند
ظفر پابند تیغش سخت پیوند

۵ - ہم نے جو لڑائی لڑی ترکیب کے ساتھ جہان ذرا بھی خوف دیکھا چنک رہے اور ذرا غنیم نے بھاگنے کا ارادہ کیا جڑھ دوڑے بھاگتون کے آگے اور مارتون کے پیچھے -

۶- اقلیم کے اُستاد- اس فن مین ہماری قسم کہاتے ہین لوگ-

۷- کبھی آجتک سچ نہ بولے مگر کیسیکو معلوم بھی نہین ہوا کہ یہ کاذب ہے- جب دروغ گوئی کی اسطرحپر کہ گویا سچ سچ اور واقعی بیان ہی- ؎

راستی موجب رضاے خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

اس کا ہم نے بطلان کیا- اس کلام کو ہم نے بالکل ہی باطل کردیا-

۸- بات بات پر قسم کھائی اور ہمیشہ غلط- تمام عمر اس شعر پر دارومدار رہا- ؎

سیدھے مکان پر سے کچہری کو جائیے
قرآن بات بات پہ جھوٹا اُٹھائیے

۹- روم مین وہ وہ لڑائیان دیکھین اور ایسے ایسے محاربات عظیم مین شریک ہوے کہ الامان الامان مگر اس دانائی کے صدقے کہ میدان مین کبھی گئے ہی نہین کبھی تخت پر بیٹھے تماشا دیکھا کیے کبھی دور سے کسی ٹیلے پر بیٹھے سیر دیکھ رہے ہین اور یہ شعار ورد زبان ہین- ؎

مین وہ ہون سوختہ قسمت کہ کرے خرچ کفن
مشعل برق مرے دود جگر سے روشن
داغ گر آتش سوزان ہی تو سینہ گلخن
کاش جل کر کہین بر باد ہو خاکستر تن
چند سوزم زغم و چند گدازم یارب
تحت ناساز و بدل سوز چہ سازم یارب
سوزش غم نے کیا ایسا عناصر مین فتور
جلنے لگی نون شعلہ کہ کس ہی رگون مین مستور
مجھ سے پروانہ کرے اسم نفسی کیا مقدور
گرم ہنگامہ سمندر کا تو میرے حضور

برق کو جلوہ فزو شد من محزون چہ کنم
خرمنے بود مرا سوختم اکنون چہ کنم

اور روم مین بیمار در نجور تو تھا ہی نہین عین فصل بہار اور جوانی بھی صدہا اوصاف سے مملو ہون-

ڈاکٹر صاحب نے دوا پلائی اور کہا ایک ایک گھنٹے کے بعد پیے جائیے گا دو دن مین خواجہ صاحب کو آرام حاصل ہوا- قرضی شتاب جان گھر چھوڑ کر چلی گئی تھین- حبشن نے انکی خدمت کی اور ڈاکٹر نے جم کے علاج کیا سات آٹھ دن مین اسقدر طاقت آگئی کہ چلنے پھرنے لگے آزاد کا مطلق پتہ نہ معلوم ہوا شتاب جان بھی غائب غلہ بمبئی دور- یا الٰہی اب جائین تو کہان جائین اور کرین تو کیا کرین- حبشن نے کہا اب آپ اپنا شبیھتا کیجئے اور رلیسے ہو جیے- بمبئی واپس جانا بیکار ہی اور شتاب جان ہی کون- تمکو مرزا صاحب اور آزاد نے دھوکا ہی دھوکا دیا تھا-

خواجہ صاحب کو سخت افسوس ہوا کہ آزاد پاشا کے ساتھ اسقدر عرصہ دراز تک ریاض او رجان جوکھم کر کے آخر کار یہ نتیجہ نکلا کہ ہندوستان مین لا کے ہمین چھوڑ گئے ایک گوشے مین جا کر خوب روئے اور پانی سے آنسو پونچھکر حبشن سے باتین کرنے لگے تا کہ غم غلط ہو حبشن نے ان سے کئی سوال کیے-

خو- قسمت کہان سے ہمین کہان لائی-

حبشن- آپکا گھونسلا کس جھاڑی مین ہی- حضرت

خو - ہمارا دولتخانہ صوبۂ خوزستان مین ہی -

حبشن - کون صوبۂ خوزستان - یہ کس نگوڑے چوپٹ آباد کا نام ہیا خوزستان کس ویرانے مین ہی -

خو - ہونہہ! جانو سب ملک انکے دیکھے بھالے ہین سے ہم ملکون ملکونکی ہوا کھا آئے ہین خوزستان ایک صوبہ ہی درمیان شکر قند اور جلیبستانکے متصل دریاے بتاشا

حبشن - شکر قند تو آج تک کسی ملک کا نام نہین سُنا تھا انوکھے ملکونکے نام لے رہے ہو -

خو - شکر قند! ہونہہ - سمر قند کا چھوٹا بھائی ہی -

حبشن - وہان آپ کس محلے کی خاک چھانا کرتے تھے -

خو - حلوا پور مین شیرین بلغ کے پاس دولتخانہ ہے -

حبشن - آپکا مکان بھی خیر سے میٹھے محلے مین ہی -

خو - مکان کسی اور کا ہو گا - ہم دولتخانہ مین رہتے ہین نام کسی اور کا ہوتا ہو گا - ہم اپنے نام کو اپنا اسم شریف کہتے ہین مگر اسوقت تمھاری شبرنگ صورت آبنوسی پر ایک پھبتی سوجھی ہی سچ کہنا حبشی حلوا سوہن کی کتنی ہوئی ہے - بی بی اب تو ہمکو شتاب جان کے فراق نے مار ڈالا ورنہ ہم کسی زمانے مین بذلہ سنجی کے اُستاد تھے - ؎

عشق نے بدیعا نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

راوی - اور یہ خبر ہی نہین کہ مصرع کا تقطیع مین گرجاتا ہی خالی بدیا بچا تا ہی میان بدیعا بھی بچھلکے تاؤ ہی رہے -

حبشن - آپ شعر بھی کہہ لیتے ہین - بڑی خوبیوں کے آدمی ہین حضور مگر قد کیا خوب پایا ہی - ماشاءاللہ ماشاءاللہ

خو - ہان ہین تو ہم بڑی خوبیونکے آدمی - اور شعر کی تو نہ کہو بڑے شیرین کلام اُستاد کی خوتیان سیدھیان کی ہین - میان حلاوت لکھنوی کا نام سُنا ہو گا - جی اور تو نہین جانتا اُستاد نہوتے تو کہدیتا کہ بلا تشبیہ شیطان سے زیادہ مشہور ہین - اُنھین کی بیعت لایا -

حبشن - جو جیسا ہوتا ہی اسکو ویسا ہی مل جاتا ہی شکر خورے کو شکر اور موذی کو ٹکر - تم شکر پر جان دیتے ہو تو وہ میان حلاوت قند پر مرتے ہونگے -

خو - قند اور شکر تو ہماری زبان مین ہی مگر جانی - ؎

خواہش قند کی ہی نہ خواہان شکر کے ہین
چسکے پڑے ہوے تری میٹھی نظر کے ہین

حبشن - اشد اشد بیرے عاشق تو نہین ہین آپ چہ خوش

خو - یہ کیون - ہمین پہچانا - ہم کون ہین -

حبشن - خدا جانے - مگر آدمی تو نہین معلوم ہوتے - ذری الگ ہٹ کر بیٹھیے ایسا نہو پینک مین آنکر ڈھلک جائیے (مسکرا کر) کہین مجھپر گرو تو میری ہڈی پسلی ہی ٹوٹ جائے -

راوی - درین چہ شک - تم خود ہی ہٹ بیٹھو - خوجی ساجھد اسنڈ اگر پڑے تو تمھاری خیر کہان بھلا ہاتھ پاؤن سب چکنا چور ہو جائین -

خو - اب تو آپ غمزے کی لینے لگین - زہے نصیب -

ہین یہ سمجھا حبشنی دیکھ کے حلوا سوہن
جلوہ دکھلاتی ہی شاید شب وصلت میری

حبشن - چکنی چپڑی باتین بناتے ہین - یہ نہین ہوتا کہ دو پیسے کی کھٹیان لیکر ہمین کھلائین -

خو- اچھا فقرہ دیا ہے شربت وصل کھٹیاں کھلاؤں۔ تم جیسا استاد کیونکر چل بسا اور میں اُستاد کا یہ شعر پڑھتا جلیبیوں کی طرح پیچ وتاب کھاتا رہجاؤں۔ ـ س ـ

کھٹیاں وہ کھاکے رانکو فقرے سے ٹل گئے
افسوس مفلسی میں مرے دو ڈبل گئے

جبش عمر بھر محلات میں رہی تھی۔ اُردو کے محاوروں سے واقف تھی قاف سے درست دو ایک شعر جو سُنے تو انکی شیرین بیانی کی قائل ہوگئی باصرار کہا کہ اپنا کلام سنائیے یہ میٹھے میٹھے شعر بڑا مزہ دے رہے ہیں۔

خواجہ صاحب نے فرمایا ہم جب پڑھتے ہیں قدردان کے سامنے پڑھتے ہیں تمنے قدردانی کی تمھارے سامنے ضرور پڑھینگے مگر پہلے جناب استادی منبع فصاحت و مجمع بلاغت پستہ دہن گل روشکر لب۔ قند کلام۔ نباتنا بیان۔ رشک حافظ حلوائی۔ غیرت نور انان بائی حضرت حلاوت صاحب کے کلام شیرین فرجام تبرکاً پڑھتا ہوں پھر اس عاصی پُر معاصی حقیر فقیر کے اشعار عذوبت بار کے مزے چکھیے جناب اُستاد فرماتے ہیں۔ ـ س ـ

زہر اے یار کرو گو ہیں گنہگار نہیں — ہم بھی اے غیرت شیریں ہیں وفادار نہیں
کیا تری کاکل پیچاں کا کیا نظارہ — کسواسطے بل کھاتے ہیں یہ زار نہیں
مسری جلاب کو گلقند عجب ہے تیار — ڈالوں کر شکر تر آتری جو بیمار نہیں
ہے یہی ذہن مرے گل ہے لب شیریں کے — قند گھلجائیں کہ شکر خورد نگی منقار نہیں
کیوں زبانیں ہمیں مٹھائی ہوئی مشتی انکی — جابجا ہے ہمیں شیرینی لو دھر زردار نہیں
کیوں عشاق ہیں جنبہ کی مولود کرد — ہیں بھی گھی کے ہو شکر تری دیوار نہیں
عرق بھی نہ وہ بیرونگی ہوا یہ دل — ہو عرض آب بجا شربت شیریں تو اور نہیں
سب شیریں کی تری ہے یہ سف مصری کی طرح — ہو معہم ہے چار طرف عقل بازار نہیں

کیوں نہ باتوں میں حلاوت ہے حلاوت رہی بلا
صاف مصری کا مزا ہے تری گفتاروں میں

خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع عقل کے پتلے تو تھے ہی سمجھے کہ یہ جبش ریجھ گئی۔ اپنے اُستاد میاں حلاوت کے اشعار عذوبت بار اور کلام شیرین کی چاشنی سے معشوقہ کے دل و دماغ کو سرور موفور بخشا جبش ایک ایک شعر پر کھلکھلا کھلکھلا کر داد دیتی تھی

جبش- تم تو بڑا دور دراز سفر کر آئے ہو۔

خو- ایک سفر- پنجاب۔ اور اودھ۔ اور پورب۔ اور پچھاؤں۔ اور بمبئی۔ اور مصر۔ اور عدن۔ اور روم۔ اور روس کی سرحد اور فرانس ہمنے کیا نہیں دیکھا اور جس جس مقام پر گئے وہاں ہمارے حسن کی تاثیر نے عورتوں کے دلوں پر ایسا اثر کیا کہ یہ حسن ہمیں دوبھر ہوگیا جان عذاب میں ہے کہ یا الٰہی کیا کروں۔

بوا زعفران نامی ایک عورت ہم پر اسقدر فریفتہ ہوئی کہ بگڑ کے پہلے دے جوتا دے جوتا مار کر اُڑا دیا اور ہماری جرأت کو دیکھو کہ اُف تک نہ کی۔ کان پر جوں تک نہ رینگی۔

جبش- ہمکو یقین کیونکر آئے۔ باتیں تو سب بناتے ہیں بھلا جب جانیں کہ سر جھکاؤ اور ہم دو چار لگائیں پھر دیکھیں کیونکر اُف نہیں کرتے۔

خو- ہاں ہم حاضر ہیں مگر عشق کا وہ درجہ تو ہو اور آج افیم بھی یوں ہی سی پی ہے- صرف برائے نام جب نشے میں اور پینک کے مزے لوٹیں تب البتہ آزماؤ۔ ہم مرد میدان ہیں۔

استحان کو یہ کاری مین ہین ثابت قدم
جوتیان جسدم لگا کر چلے ہے جانان دیکھ لے

حبشن۔ اے ہے پھر نگوڑی افیم کا نام لیا۔ توبہ توبہ
خو۔ افیم ہماری گھٹی مین پڑی ہے بی صاحب۔
حبشن۔ مرتے مرتے بچے اور ابتک افیم ہی افیم کئے جاتے ہو دوسرا ہوتا تو افیم کا نام زبان پر نہ لاتا یہ نوبت پہونچی کہ اُٹھنے بیٹھنے مین دِقت ہوتی ہے
خو۔ تمکو اسکے مزے کیا معلوم ہون بڑے بڑے فقرا جب کمال ریاض کرتے ہین تب جاکر کہین وہ درجہ حاصل ہوتا ہے جسکو بیخودی کہتے ہین۔ سہ

بندۂ عشق تبارم بخدا
بخدا کار ندارم بخدا

وہی درجہ ہمکو بلا ریاضت افیم کی پینک مین حاصل ہوتا ہی پھر ایسی شی کو ہم بھلا کیونکر چھوڑین اور لطف یہ کہ نفس پر افیم ہمیشہ جبر کرتا ہی چنانچہ مین اکثر جگہ پٹا اکثر مقامون مین جوتیان کھائین کبھی کوئی کابجی ہوس لیگیا۔ کبھی کسی نے دل لگی مین کھوپڑی پلپلی کردی۔ مگر انکسار مزاج نے اجازت ندی کہ جواب ترکی بترکی دون اسکو بھی جانے دیجئے افیم مین یہ کتنا بڑا فائدہ ہی کہ شب زندہ دار ہو جاتا ہی صبح کیوقت ذرا آنکھ جھپکی تو جھپکی رات بھر نیند نہین آتی
حبشن نے کمال افسوس کیا اور کہا کہ اگر یہی حال ہے تو دیکھ لینا ایکدن اسی پھیر مین جان دوگے مجھے تمھاری خیر نظر نہین آتی۔
خواجہ صاحب گو بیماری کے سبب سے سخت پریشان ہوگئے تھے مگر چانڈو خانے مین بیٹھنے کا چسکا اور پھر یہ بھی خیال تھا کہ اب جہاندیدہ ہوگئے ہین چل کر ذرا چانڈو خانے مین سیر و سیاحت کا حال تو دیکھین۔ ڈولی منگوا کر سوار ہوئے اور چٹ چانڈو خانے مین داخل۔ لوگون نے انپر نظر ڈالی۔ تو متحیر کہ یہ نئے پنچھی کون پھنسے۔
خو۔ سلام علیکم یاران۔ سلام علیکم برادران۔
امامی۔ مالیکم بھائی۔ مالیکم۔ آؤ کہان سے آنا ہوا۔
خو۔ ذرا لگنے دو پھر کہون۔ مگر مین بیٹھ نہین سکتا۔ دو برس لڑائی پر خستہ ہوگیا۔ جب دیکھو مورچہ بندی۔ ہردم ساز و سامان سے لیس۔ مرمٹے۔ مگر وہ نام کیا کہ ساری دُنیا مین مشہور ہوئے اور قسم جناب والد کی روح کی شیطان بھی ایسا مشہور نہوا ہوگا جیسا بندہ نے نام کیا یہ سب اُسکی کریمی ہی۔
امامی۔ لڑائی کیسی۔ اب اس زمانے مین خانہ جنگیون تک کا ذکر تو سُننے مین نہین آتا۔ لڑائی کیسی۔
خو۔ تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے بیٹھے کیا جانو۔
قادر۔ (چانڈو کی نگالی چھوڑ کر) کیا روم روس کی لڑائی سے آتے ہو کیا۔ اور تو کوئی لڑائی نہین سُنی۔ ہان ایران والے اور توران والے سے مورچہ بندی ہوگئی تھی۔
خو۔ تم کیا جانو روم روس کی لڑائی کا حال۔
امامی (مسکرا کر) اجی حضرت یہ نہ کہیے انکو ساری خدائی کا حال معلوم رہتا ہی انسے کوئی بات چھپی ہوئی نہین ہی۔
قادر۔ روم والے نے روس کے بادشاہ سے کہا کہ جسطرح تمھارا چچا ہمکو خراج دیتا تھا اُسی طرح تم بھی دیا کرو مگر اُس نے نہ مانا۔ اسی بات پر تکرار ہوئی تو روم کے شہنشاہ نے کہا اچھا اپنے چچا کے مقبرے مین چلو اور پوچھو دیکھو کیا آواز آتی ہے بس صاحب

سننے کی بات ہے کہ وہاں جاڑوں کا چھینٹا اُڑنے لگے) بس جناب روس والے نے کہا ہم نہ دینگے تو اس بات پر تکرار ہوئی روم کے شہنشاہ کے پاس حضرت سلیمان کی انگشتری تھی اور وہ انہوں نے کسی فرشتے یا موکل کی مدد سے ہوا پر بھیجی تو صدہا جن حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ روس میں ہر چہار طرف آگ لگا دو تو روس کی چار دیواری جلنے لگی۔ روس والے نے سب زبردونکو جمع کرکے کہا کہ آگ بجھاؤ تو سوا کروڑ سقے مشکیں بھر بھر کے پانی لیے کھڑے تھے اور مشکیں اتنی اتنی بڑی کہ دو لاکھ من پانی سمیں آئے۔

خو۔ کیوں صاحب یہ آپ سے کسنے کہا ہے۔

امامی۔ اجی یہ نہ پوچھو۔ لنسے فرشتے سب کہہ جاتے ہیں۔

قادر۔ بس صاحب سننے کی بات ہے کہ سوا دو کروڑ مشکیں تھیں فی مشک دو لاکھ من پانی تھا لگے جاڑوں کو نون پرتی تھیں مگر آگ بھڑکتی جاتی تھی تو بادشاہ نے حکم دیا کہ دو کروڑ لاکھ سقے کام کریں اور مشکوں میں چھتیس چھتیس کروڑ من پانی ہو۔

خو۔ او گیدی کیوں اسقدر جھوٹ بولتا ہے۔

شبراتی۔ میاں سُننے دو بھائی۔ عجب آدمی ہو۔

خو۔ مردِ خدا میں تو سُنتے سُنتے پاگل ہو گیا۔

قادر۔ اجی آپ لکھنؤ کے میں آدمی ان ملکوں کا حال کیا جانیں روم و روس مازندران توران انوپ شہر کا حال ہم سے سُنیئے۔

امامی۔ وہاں کے لوگ بھی دیو ہوتے ہیں دیو۔

قادر۔ روس کے بادشاہ کی غذا کا حال سنو تو چکرا جاؤ سویرے منہ اندھیرے چھ بکروں کی یخنی۔ چار بکروں کے کباب دس مرغ کا پلاؤ اور دو مور ایک ترکیب کے ساتھ کھاتے ہیں اور نو بجے کے وقت تو مرغ کا شوربہ اور دس سیر ٹھنڈا پانی۔ بارہ بجے جواہرات کا شربت کبھی پچاس من کبھی ساٹھ من۔ چار بجے دو دیگچے بکرے دو دیگچے ہرن دو دیگچے کبوتر جنگلی شام کو شراب کا ایک پیپہ اور پہر رات گئے گوشت کا ایک چھکڑا۔

امامی۔ جب تو طاقتیں ہوتی ہیں کہ سو سو آدمیوں کو ایک آدمی مار ڈالتا ہے ہندوستان کا آدمی کیا کھا کے لڑیگا۔

شبراتی۔ ہندوستانیں اگر ہاضمے کی طاقت کچھ ہو بھی تو جاڑوں کے سبب سے واللہ سب کے سب مر جاتے۔

قادر۔ اسمیں کیا کلام ہے بھائی صاحب۔ دریں چہ شک۔

امامی۔ سُنا ہاتھی سے تنہا مقابلہ کرتے ہیں۔ روس والے۔

قادر۔ ہمسے سُنو۔ دس ہاتھی ہوں اور ایک روسی دسوں کو مار ڈالیگا۔ ہاتھی کی مستک پر گھونسا مارا اور وہ چنگھاڑ کے بیٹھ گیا بیٹھا اور مر گیا۔

خو۔ روس جانے کا کبھی اتفاق ہوا ہے آپ کو۔

قادر۔ اجی ہم گھر بیٹھے ساری دنیا کی سیر کر رہے ہیں۔

امامی۔ حضرت انکو سب باتیں یوں ہی معلوم ہیں۔

خو۔ یاروں ہم کس سے کہیں ابھی جنگ کے میدان سے آتے ہیں ہمنے تو وہاں ہاتھی دیکھے ہی نہیں۔

قادر۔ روم والوں نے جب آگ لگا دی تو گیارہ برس گیارہ مہینے گیارہ دن گیارہ گھنٹے گیارہ منٹ گیارہ سکنڈ گیارہ پل جلا کی اب جاکے برسوں فرزی فرزی آگ بجھی ہے نہیں تو عجب نقشہ تھا کہ تمام ملک جل رہا ہے اور روم والے جب رات کو سوتے ہیں تو ہر مکان میں دو دو دیوں کا پہرہ رہتا ہے۔ جو

ایکدن بھی روم مین رہے گا اُسکے پاس پری ضرور آئے گا اور
سایہ اُس پر رکھے گا۔
خو۔ اُف نوہ۔ سر پیٹنے کو جی چاہتا ہی۔ ارے یار واس
جھوٹ پر خدا کی مار۔ ہم برسون رہے ایک دیو
بھی نہین آیا۔
قادر۔ آپکی تو صورت ہی سکے دیتی ہی کہ آپ روم
ضرور گئے ہین خدا جھوٹ نہ بلائے تو گھر کے باہر
قدم نہین آیا۔
خو۔ بھلا روم کی دارالسلطنت کا نام کیا ہے۔
قادر۔ مرزبان دس کوس اِدھر دس کوس اُدھر پہاڑ ہی

مرزبان شہر ہی اس آن کا اے یار ہے
دیکھے انسان تو فرشتہ بھی معاشق کرے

راوی۔ یہ خوجی کے بھی چچا پیدا ہوئے خواجہ
صاحب تو محقق بنکر گئے تھے مگر قادر نے چکرا دیا۔
خواجہ صاحب سمجھے تھے کہ سب کو بند کر دینگے اور چانڈو
خانے مین انکا طوطی بولنے لگے گا۔ مگر یہان جو آئے
تو دیکھا کہ یار لوگ زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہین۔
خو۔ مرزبان نام کا تو کوئی شہر ہی نہین۔
قادر۔ ابی تم کیا جانو۔ مرزبان وہ شہر ہی جہان اجنہ
اور پریان پہاڑ و نیر رہتی ہین اور دس کوس کے فاصلے پر
آدم زاد اور پہاڑ و نیر وہان بادل روئی کے گالونکی
طرح چشمونمین پانی پی پی کے آسمان پر جاتے ہین اور
آسمانکے رہنے والونکو پانی پلاتے ہین۔
خو۔ تو وہ روم جسکا حال آپ کہتے ہین اور ہو گا اور
جس روم سے مین آتا ہون وہ اور ہے۔

قادر۔ روم کے ملک مین عورتین ہاتھی پر سوار ہوتی ہین
اور ہاتھی بھینسے جنگلونمین جا کر انکا شکار کرتی ہین اور
مرد۔ دن رات گھر مین رہتے ہین مگر ایسے جری ہین
کہ ایک ترک دس شیرون کو بھگا دے۔ تین برس کے
ایک بچے نے ایک شیرنی کو کھیل کھیل مین ایک پتھر مارا
تو شیرنی کا مُنھ الٹ گیا اور مر گئی۔
خو۔ یا خدا ان لوگونکو سیدھے ڈھرّے لگا۔
قادر۔ اچھا بتاؤ روم کے بادشاہ کا کیا نام ہی۔
خو۔ ہم سے پوچھتے ہو۔ شانِ خدا۔
قادر۔ ہان ہان آپ سے پوچھتے ہین۔ بتائیے۔
خو۔ سُلطان عبدالحمید خان بہادر غازی۔
قادر۔ (ہنسکر) واہ وا۔ بس بس آپ ٹھیک نہین جانتے
امامی۔ پھر یہ کیا کہتے ہین کہ ہم روم سے آتے ہین۔
قادر۔ بھلا لڑائی کا انجام کیا ہوا یہی بتائیے۔
خو۔ پلونا کی جنگ مین سپہ سالار ترک قید ہو گیا قلعہ ہمارے
ہاتھ سے نکل گیا اور روسیون نے فتح پائی۔
قادر۔ کیا کہتا ہی بدبخت۔ خبردار جو اب ایسا کہا ہو گا تو
لتیے پوتڑین مارونگا کہ بھرکس ہی نکل جائیگا۔
نواب۔ جی مین آتا ہی کہ اسوقت انکی مرمت کر دون۔
امامی۔ ہمارے بادشاہ کے حق مین بُری بات نکالنا کیا
معنی ہرخواہ بے ادب آدمی۔ بچہ یہان ایسی باتین کروگے
تو پٹ جاؤگے اور سُنتے اچھے ملے۔
خو۔ سُنو صاحب ہم شاہی کے کمیدان ہین اور۔
قادر۔ اب زیادہ بولوگے تو اُٹھکر کچومر ہی نکال دونگا
ہم سے بڑھکر روم کا حال تو جانتا ہے۔

نواب - روم کا بادشاہ بڑا بادشاہ ہے۔

نفس زخوی تو گلدستہ بند رنگینی	گہ زردی تو آئینہ دار حیرانی
لب تو زندہ کن معجز مسیحائی	رخ تو جلوہ دہ شوکت سلیمانی
بہ صفحہ از خم تیغ تو گر کشد نقشے	چو نامہ شق شود از خوف سکربانی
فلک بہ گرد چاہ تو معتکف سیرست	ز رزرد شب کفش سبحہ سلیمانی
بگرد سُم سمند تو نسبتے دارد	سزد کہ ناز کند سرمہ صفاہانی
سپہر بارگہا روزگار مرتبتا	کہ از تو یافتہ جنس کرم فراوانی
براوج قصر جلالت بہ نیمہ راہ رسد	خیال انوری وسعی فکر خاقانی

بذوق نعمت خوانت چنان بحرص افتاد
کہ در دہان صدف کرد آب دندانی

خو- جناب آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں۔

قادر- قسم خدا کی اگر ذرا بولے تو بلبلنگی نہیں۔ نہ

امامی- اب تم بے پٹے نہ جاؤ گے کیا

خو- (دلمین) اگر روم مین ہوتے تو ہر مرزجی کے آدمیوں سے پٹواتا اور درخت مین بندھوا کر ڈنڈے کھلواتا۔ مگر - ع

با ہمین مردمان بباید ساخت
چہ توان کرد مردمان این اند

چہ کردہ شود۔ کیا کیا جائے۔ بجز سکوت کامل۔

شبراتی- یہ ہین کہان کے- قبر سے نکل بھاگا ہے کیا- صورت تو دیکھو مُردے کی سی۔

خواجہ صاحب کو سب نے ملکر ایسا ڈپٹا ایسا ڈپٹا کہ گیدی اور قرولی اور قرابنچہ اور رکمیدانی اور دگلے والی پلٹن سب بھول گئے گئے تو بڑے زعم مین تھے کہ جلکے چانڈو خانے مین یون ڈینگ ہانکین گے اور جہاندیدہ بنکر روم اور وسکے مہرے کا مرقع کھینچ دینگے مگر وہان لینے کے دینے پڑے لہذا دم بخود ہو رہے ہے اور سکوت ہی کو مصلحت وقت سمجھے چانڈو کے چھینٹے پی کر چلتے ہوئے اثنائے راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ بہت سے آدمی ایک مقام کھڑے باتین کر رہے ہین حضرت بھی جھک پڑے کوشش کی کہ بھیڑ کاٹ کر در آئے ہوئے جائین مگر ذرا سے آدمی ننھے ننھے ہاتھ پانون- بیماری نے اور بھی مردہ کر دیا تھا- جسطرف چلے لوگون نے دھکا دیا لڑھکنی کھاکے دس قدم پر ہو رہے ہے ادھر اُدھر دیکھا تو کوئی جان پہچان نہین- جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑے ہوئے بچیا کی بلا دور آخر کار بڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک گران ڈیل پہلوان بیٹھا ہے اور لوگ اسکی تعریف کر رہے ہین کہ واہ اُستاد کیا کشتی نکالی ہے اپنے سے دونے کو نیچا دکھایا۔

خواجہ صاحب نے اپنے ڈیل پر بھی نظر ڈالی اور پہلوانی کے زعم مین چلے مصافحہ کرنے۔

خو- (ہاتھ بڑھاکر) یا اللہ ہو بھئی پہلوان۔

پہلوان (متعجب ہوکر) سلام بھائی جان --

خو- ہم اسوقت اس قدر خوش ہین کہ بس نتھنے کھلے ہو گئے واللہ اب اس سے زیادہ اور خوشی کیا ہوگی کہ ہمنے اپنے ایک جوڑیدار کو پایا اور تمتو ہمارے بدن ہی سے سمجھ گئے ہوگے کہ ہمارا ساتھی پہلوان ہے۔

راوی- جی ہان کیون نہین وہ تو آپ کا کینڈا ہی نہین چھپا رہتا ہے جو دیکھتا ہے دور سے پہچان جاتا ہے کہ پہلوان آرہا ہے -

پہلوان- تم کہان کے پہلوان ہو -- بھائی صاحب

خوجی - یار کیا بتائیں - اپنے ساتھیوں میں اب ایک بھی نظر آتا شیدی سالمین شیدی لندھور کے ساتھ کے لڑے ہوے ہیں - اب کوئی پہلوان جچتا ہی نہیں -

پہلوان - مگر کیا کاٹھی ہے اور ہاتھ پانوں کیسے سڈول ہیں کہ واہ وا -

خوجی - میاں بڑے ریاض کیے ہیں اور تیسرے پہر بدن چور رہے اور میرا قد بھی چور ہے -

پہلوان - (ہنسکر) استاد کچھ ہمکو بھی بتاؤ -

خوجی - (اکڑ کر) واللہ تم خود استاد ہو - ہماری صورت دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ یہ استاد بے بدل ہے -

اتنے میں پہلوان کے ایک شاگرد نے جسکا سن پندرہ سولہ برس سے زیادہ نہ تھا خوجی کے قد و قامت پر نظر ڈالکر استاد سے کہا بھلا اسکے گینڈے سے کوئی بات لڑنیتے پن کی ظاہر ہوتی ہے اگر کہیے تو ابھی لدا دوں خواجہ صاحب آگ ہو گئے اور لڑکے کو دو ایک باتیں سنائیں تو اسنے آؤ دیکھا نہ تاؤ گردن پکڑ کر آنٹی دی تو خواجہ صاحب دھم سے زمین پر گر پڑے اور ادھر فرمائشی قہقہہ پڑا پہلوان نے لڑکے کو ڈانٹا اور خواجہ صاحب کو تو تھمبو کر کے سمجھایا کہ آپ بڑے ہیں اس لونڈے کے منہ نہ لگیے -

خوجی - اللہ گواہ ہے لونڈا سمجھکر چھوڑ دیا گیدی کو -

پہلوان - اسمیں کیا شک ہے - یہ ہے کیا مال -

خوجی - کوئی استاد اور برابر والا ہوتا تو دکھلا دیتا -

پہلوان - برابر والا بولتا ہی کاہے کو -

خوجی - اور بولتا تو اسوقت لاش بھی پھڑکتی ہوتی - اور اس لونڈے کو توچر مڑ ہی کر ڈالتا -

پہلوان - آپ نے کس استاد سے کشتی سیکھی ہے -

خوجی - (ٹھہر کر) ہمنے اپنی والدہ سے کشتی سیکھی ہے -

راوی - اے سبحان اللہ - اسپر اور بھی قہقہہ پڑا اور اس مرتبہ پہلوان بھی ہنس دیا -

۱ - کیا وہ بھی پہلوان تھیں - کیوں استاد -

۲ - انکو کسنے کشتی سکھائی تھی - والدہ نے آپکے -

۳ - انکو زبان سے لہنا ہی نہیں ہے -

خوجی - اسمیں ہنسی کی کونسی بات ہے ہمنے اپنی ذات سے (منہ پر تھپیڑ لگا کر) اے لاحول ولا قوۃ - کیا گدھے بنے ہیں جناب والا کشتی سیکھی ہے - توبہ توبہ - اسیطرح کبھی کبھی کشتی کے وقت بھی اپنے زعم میں آپ گر پڑتا ہوں تم کہاں رہتے ہو پہلوان -

پہلوان - ہم آجکل نواب ذوالفقار علیخاں کے یہاں ہیں - تین روپے روز دیتے ہیں اور ایک بکرا آٹھ سیر دودھ دو سیر گھی اس وقت دو سیر اس وقت اور ایک روپیہ روز کا تیل بندھا ہے -

خوجی - (چونک کر) ذوالفقار علیخاں ! -

پہلوان - جی ہاں - جنکو بٹیروں کا بڑا شوق ہے -

خوجی - اخاہ بھلا وہاں چانڈو کا بھی شغل رہتا ہے -

پہلوان - کچھ نہ پوچھیے خداوند دن رات -

خوجی - بھلا وہاں سیتا بیگ بھی ہیں -

پہلوان - ہاں ہیں آپ کیونکر جان گئے -

خوجی - اور میر صاحب بھی ہیں پیرو بھی ہیں -

پہلوان - جی ہاں میر صاحب اور سیتا بیگ اور پیرو تو مصاحب ہیں اور کسی کا نام نہ لیجیے - یا علی

بھی کوئی ہین کیا آپ وہان ہو آئے ہین۔

خوجی۔ یاد علی ہمارے وقت مین نہ تھے۔ ہمارے وقت مین شجاعت علی منے میان اچھے مرزا۔ چھٹن میر آغا مبارک قدم بونڈی یہ لوگ تھے۔

پہلوان۔ آپ کا کیا نام ہے آپ کیا دربار مین تھے۔

خوجی۔ بھلا صف شکن علیخان مبٹیر کا ذکر بھی سنا ہے۔

پہلوان۔ (قہقہہ لگاکر) اخاہ تو یہ کہیے آپ کل باتونسے واقف ہین۔ صف شکن علیخان کو تو اب تک رُوتے ہین لوگ۔ اور قبر بھی بنی ہوئی ہے اور وہان کوئی خوجی خوجی بھی سنا بڑے ہنسوڑ آدمی ہین وہ وہان مسخر دیئین نوکر تھے۔

خوجی۔ آزاد نامے بھی کوئی صاحب وہان تھے۔

پہلوان۔ جی ہان وہ جو سانڈنی لیگئے ہین مگر سنا وہ تو کسی ملک مین لڑائی سر کر رہے ہین نواب صاحب سے ایک روز کسی نے کہا تھا کہ آزاد اور خوجی دُونون لڑائی پر گئے ہین تو لوگون نے یقین نہین کیا کہ خوجی افیمی آدمی بھلا سمندر مین کیونکر گئے ہونگے عمر بھر مسخرہ پن اور چانڈو بازی کیا کیے اُنکو جنگ اور مورچے سے کیا واسطہ۔ مگر آزاد تو دور دور تک مشہور ہین۔

خوجی۔ یہ مرزا کمبخت کہتا ہوگا کہ خوجی افیمی آدمی ہر اُسکو جنگ سے کیا واسطہ۔ اچھا گیدی تجکو دربار سے پھر نکلواؤن تو سہی ایک دفعہ نکلوا چکا ہون گیدی کو شاعر کے نیچے ہی بنے ہین۔ ؎

نواب کی چاہ دیکھیے گا
مرزا کا نباہ دیکھیے گا
بچونسے ٹکڑے ٹکڑے سمجھون
انشاء اللہ دیکھیے گا

جوتی خورے ہمین بنائین
ماشاء اللہ دیکھیے گا
افیون کی لم مین پان سے نکلی
تقصیر و گناہ دیکھیے گا

مرزا کی اپج افیم کا رنگ
سبحان اللہ دیکھیے گا

مین بھی شعر کہکر نواب صاحب کو سناؤنگا۔

پہلوان۔ مین جو شہر کے قریب پہونچا تو ایک قبر نظر آئی پڑھتا ہون تو یہ لکھا تھا۔ ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

مزار پُر انوار مقبول بارگاہ لم یزلی دلی حق آگاہ عارف باللہ حضرت صف شکن علی شاہ برد اللہ مضجعہ و انار اللہ برہانہ۔ ؎

پختہ مکان کی طرح سے ہے فکر گور بھی
انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے

رہتا ہے آدمی کا نشان اِس جہان مین
بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہدار
کین نورِ چشم ماست کہ در بر گرفتہ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

خوجی۔ (ہنسکر) یہ سب ہمارے وقت کی باتین ہین۔ ایسا نہ ہو نواب صاحب کو کہ یاد کرینگے۔ آپکے ساتھ ہم بھی چلینگے یا اگر تم دیر مین جاؤ تو ہم چلدین۔

پہلوان۔ مین تو آج ہی ریل پر جاؤنگا۔

خوجی۔ بھائی ہمکو ضرور ساتھ لیتے چلو۔

پہلوان۔ چلیے بسر و چشم۔ میرا آمین ہرج ہی کیا ہر۔

خوجی۔ ہم اپنا کرایہ دینگے اور چلے چلینگے۔ ؎

من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم | بندۂ بارگاہ سلطانیم

من ز خدمت دمے نیا سودم
گاہ بیگاہ در سفر بودم

پہلوان - ہمکو نواب صاحب نے صرف دو دن کی اجازت دی تھی کل اور آج - کل یہان داخل ہوئے آج دنگل مین کسی نکالی اور شام کی ریل پر چلدینگے مزے سے ہمارے ساتھ مرزا سیتا بیگ بھی ہین -

خوجی - واللہ - ہو ہو ہو - بڑی خوشی ہوئی -

الغرض شام کو پہلوان کے ساتھ خواجہ بدیع صاحب ریل کے اسٹیشن پر آئے - پہلوان نے کہا وہ دیکھئے مرزا صاحب کھڑے ہین جاکر مل لیجیے - خواجہ آہستہ آہستہ گئے اور پیچھے سے مرزا سیتا بیگ کی آنکھین بند کرلین -

مرزا - کون ہے بھئی (ہاتھ ٹٹول کر) کوئی مسماۃ ہین کیا - کمبخت کیون گلے کا ہار ہوئی ہے -

پہلوان - بھلا بوجھ جائیے تو جانین -

مرزا - کچھ سمجھ مین نہین آتا - مگر ہین کوئی مسماۃ -

خوجی - بھلا گئے ہی بھلا - ابھی سے بھول گیا - کیون -

مرزا - (ہاتھ چھوڑ کر) اخاہ - خواجہ صاحب ہین - کہو بھئی خوجی اچھے تو رہے یار ہے -

خوجی - خوجی کہین اور رہتے ہونگے اب وہ خوجی نہین ہین ہین جناب مولانا خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع کہا کرو -

مرزا - ارے کمبخت بغلگیر تو ہو - اللہ اللہ -

خوجی - سرکار کیسے ہین - مگر ہین خیر و عافیت ہے - دواجی تو ابھی جیتی جاگتی ہونگی -

مرزا - وہ عاقبت کے بورے بٹوریگی - سرکار فضل الٰہی سے اچھے ہین بیگم صاحب پر کچھ آسیب تھا مگر اب ذرا ذرا تخفیف ہے - کہو تمنے تو خوب نام پیدا کیا -

خوجی - نام ! ارے ہم میجر تھے میجر خواجہ سنا ہوگا -

مرزا - سرکار کو اس لڑائی کے زمانے مین اخبار سے بہت شوق تھا آزاد کا ذکر ہر روز نظر سے گذرتا تھا اور آپ کا حال پڑھتے تھے - آزاد کو تو سب جانتے ہین بڑے گل چلے قدر انداز لائق فائق عالم فاضل شاعر سپاہی خوبصورت جوان ہین مگر تمھارا حال جب سے پڑھا تب سے سرکار کو اخبار کا اعتبار جاتا رہا دواجی روز کہا کرتی تھین کہ موا خوجی وہان کیونکر پہونچا - افیمی آدمی سمندر کی صورت دیکھ کر اسکا پتہ کیون نہ پھٹ گیا تم فقرہ باز آدمی نشہ پانی سے کام جنگ سے تمکو کیا واسطہ -

خوجی - اب اسکا حال تو اُن لوگون سے پوچھو جو مورچون پر ہمارے شریک تھے - تم مزے سے بیٹھے بیٹھے - مال پختیان اڑایا کیے تمکو ان باتون سے کیا سروکار وہان اگر ہمارا ساتھ دیتے تو جانتے کہ بڑے مرد ہو - مگر بھائی نشون مین نشہ شراب کا ادھر کوس جنگ بجا اور سپاہی مستعد کارزار ہوئے اُدھر یار دوستنے گلابی سامنے رکھی اور چسکی لگائی -

شراب دے ایسی ہی ساقی | کہ جس سے غم رہے مطلق نہ باقی
گلابی رکھدے لاکر میرے پاس | کہ ہو وطن پینے کی جسمین بو باس

سناؤن ابتدا سے پھر وہ قصہ
کہ فی الواقع یہی میرا ہے قصہ

مرزا - اب سرکار کے سامنے نہ کہنا کہ شراب پی تھی ورنہ دربار سے کھڑے کھڑے نکال دیے جاؤگے بچہ -

خوجی۔ اب تو سرکار کے باپ کے نکالے بھی نہین نکل سکتے۔

مرزا۔ ایک مرتبہ تو خبر کے کاغذ مین لکھا آیا تھا کہ خوجی نے شادی کر لی ہے۔

خوجی۔ ارے یار! کا حال نہ پوچھو۔ اپنے حسن و جمال کا حال تو ہمکو باہر جاکے معلوم ہوا جس ملک جس شہر جس نالو پر نکل گیا وہان عورتین ہمپر عاشق ہو گئین۔ اور ایک سے ایک پری پیکر۔ خصوصاً ایک کمسن گلعذار برق کردار نے تو مجھے کہین کا نہ رکھا۔ ع

ایک شوخ پر جی اپنا فدا رہتا ہی | اپنے پہلو مین وہ گل صبح و مسا رہتا ہی
اسکی باتوں پہ دل اپنا لگا رہتا ہی | غیر کے نام سے جی اپنا ہٹا رہتا ہی

صبح کو وہ بھی جانب نہ ذرا دیکھتی تھی
جاے آئینہ مرے منھ کو سدا دیکھتی تھی

مصر کے ملک مین تھا عشق کا شہرہ یہ صنم
انگلیان اٹھتی تھین ہم تم جو نکلتے تھے بہم
عشق بازی کی مری کھاتے تھے عشاق قسم
جان دیتا تھا وفا پر مرے سارا عالم
بند سب ستے ہو جاتے تھے بازارونکے
ہوش اڑ جاتے تھے یوسف کے خریدارونکے

مرزا۔ اخاہ۔ آپ تو واللہ بڑے شاعر ہو گئے ہین۔

خوجی۔ ہو گئے ہین کیا معنی! اور شاعری بھی کیا کھیل ہے۔ ع

خواجہ بہ فصاحت و بلاغت
گویا سلمان ساوجی ہے

مرزا۔ تو آپ کے حسن پر کل عورتین مرتی تھین ماشاء اللہ ایسا ہی حسن و جمال ہے۔ بجا۔

اب دیکھیے سرکار کے سامنے جاکر خواجہ صاحب کیا سامان باندھتے ہین واللہ بلبل ہزار داستان ہون۔ طوطی ہندوستان ہون بات سے صداے قلقل آواز سے خندہ گل ثابت ہو۔ اہو ہو۔ قسم خدا کی ایک قصر دلکش و معلے مین سواران ترک کے ساتھ دو ہفتے رہنے کا اتفاق رہا ہین ایک بارہ دری خدا جانے کس وقت کی بنی ہوئی تھی چوطرفہ انہار آبدار اور سبزہ زار پربہار (یہ سب فقرے یاد کیے ہوئے تھے) ایک روز بعد حصول فتح جو اینجانب کا اسطرف گذر ہوا تو بارہ دری کو دیکھکر عش عش کرنے لگا اور کوئی گھڑی دن رہے کا وقت تھا اور بارہ دری نور سے معمور ع

صاف شفاف سجل نور کی وہ بارہ دری
قصر قیصر کہون رفعت مین دیا کو مری
ہو دنے ششدر کہین بھولے سے جو آجاے پری
دیدۂ ماہ مین تھی تاب سے خیرہ نظری
ٹھاٹھ سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
ماہرویریون کے جھرمٹ سے پریخانہ تھا

بس حضرت حیرت ہوئی کہ میدان جنگ اور ایسی شوخ و شنگ

مرزا۔ بھئی خوجی واللہ تم تو اس عرصے مین بلا کے رنگین طبع طلیق اللسان ہو آئے ہو۔ اللہ اللہ اب وہ خوجی ہی نہین ہین۔

خوجی۔ بھائی جان مورچے پر میرا جیالا پن دیکھتے تو دنگ ہو جاتے خیر پہلے اس معرکہ کا حال تو سنو۔ بس حضرت غور کرکے دیکھا تو نور کا عالم۔

دلکش اک حسن خداداد ہے اس گلرو کا
ہے اسی پیکر بلقیس پہ عالم شیدا
طشت از بام ہوا حسن کا اسکے تھہرا
جا بجا دیر و حرم مین ہے اسی کا چرچا

پیر گردون نے کہان دیکھا ہی اُسکا ثانی
خاک بر سر ہو اگر دیکھ سے خاکہ مانی

اژدہا چوٹی ہی کافر ہی بلا ہی جادو
دام دلکش ہین بلا کے ڈپریشان گیسو

کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو
ہو گئی صید شکاران حرم کے آہو

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائے یہ غزال
آہو چشم کہ ہے زلف کا خال اک جنجال

بس حضرت اُسپر میرے علاوہ پچاس ٹرکی افسر بھی عاشق ہوئے اور سات فرنگی۔ طے یہ قرار پائی کہ جس سے وہ پری راضی ہووے وہ اُسکو عقد نکاح مین لائے۔ ایک روز سب کے سب بن ٹھن کر آئے مگر اُس شوخ کی نظر آپ کے خادم پر ہی پڑتی تھی۔

مرزا۔ لے کیون نہین۔ ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہو گی۔

خوجی۔ سُنئے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ معاً اُٹھلاتی ہوئی آئی اور میرا ہاتھ لیکر اپنے سینے پر رکھ لیا۔

مرزا۔ این! واہ رے خوش نصیب تمھین واللہ۔

خوجی۔ اب سنئے کہ بغض کی آگ اُن سب کے دلون مین بھڑکی کہا ہم نہ مانینگے۔ جو شخص اس پری کے مطبوع طبع ہو دو دو ہاتھ رقیبون سے لڑے ہمنے کہا خیر۔ ؎

جتنا کوئی ہمارا دشمن ہو گا
گلگیر صفت جو سر بھی کاٹینگے عدو

اتنا طبع رسا کا جوبن ہو گا
تا اپنا مثال شمع روشن ہو گا

ہمنے کہا منظور۔ ہم جوانمرد ہین۔ ع

ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے

دس ٹرکی اور چار یوروپین افسرون کو نیچا دکھایا۔ جب کئی افسرونکو ایسی چوٹین لگائین کہ بلبلانے لگے خون بہہ نکلا۔ اور تڑپ تڑپ گئے خون نکلنا کیا معنی۔ لے تو بس پھر تو اورون کے بھی کان ہوئے اور پری بھولی

بولتے تو سب کے سب وہ بنجاتے۔

مرزا۔ واجبی بات ہے مجبور تھے۔

خوجی۔ اب دربار کے رنگ ڈھنگ کا حال کہو۔

مرزا۔ تمھین سب کو چلکر ٹھیک بناؤ گے اور تو سب خیر مگر جھمن نے وہ چپلخوری پر کمر باندھی ہے کہ یا آلٰہی توبہ۔

خوجی۔ کہو مرزا تو اچھے ہین نادر بیگ۔

مرزا۔ ہان مگر آتے جاتے کم ہین۔ ایک رانی کے مختار ہو گئے ہین

راوی چین لکھتا ہے اب مزے مین ہین۔

خوجی۔ چپڑی اور دو دو۔ مبارک قدم کا کیا حال ہے۔

مرزا۔ چھوٹی بیگم کے مزاج مین بہت دخیل ہے مگر جھمن کی دشمن۔

خوجی۔ یاد ہے جب مرزا نادر بیگ اور جھمن مین چخ چلی تھی۔

مرزا۔ اجی صدہا خدمتگار پچاسون خاص بردار کئی خواص اس شخص نے موقوف کرا دئے نان بائی کا لونڈا بھی مرزا بنگئے۔ مرزا بنگئے اصل مغل۔ جھمن تو کہا کرتا ہے کہ ع

اصل بد از خطا خطا نہ کند

خوجی۔ ایک دن مبارک قدم نے کہا کہ اس موے زنیمی مرزا کو شہر بدر کر دو۔ تو آپ تڑا کر بولے کہ واہ بیگم صاحب ہونگی تو اپنے گھر کی سارے شہر سے انکو کیا علاقہ ہے وہ ابھی کل آئین یہان اس گھر مین برسون سے رہتے ہین عمر بسر کر دی۔ جیسے نواب ویسی بیگم۔

مرزا۔ لے ہے اُسدن تو سب مصاحبون نے چو طرفہ ہی للکارا تھا اور مرزا کی جان عذاب مین تھی۔ کسینے کہا۔ ابے او نمک حرام تو اور بیگم صاحب کو بُرا کہے۔ چھوٹا مُنھ بڑی بات

حضور کے سکے کو ڈولکتاہے اب نامعقول اسی پر تو وہ ڈل قافیہ اڑاتا تھا ؎

افیون کی لم مین پلنسے نکلے　توقیر وگناہ دیکھیے گا
مرزا کی اتیج افیم کا رنگ
سبحان اللہ دیکھیے گا

خوجی یاد ہین شعر - ہمکو تو پوری غزل ازبر ہی - مگر بھائی سرگشت بھی بلا کا ڈینگیا ہے - اسقدر گپ اڑاتا ہے کہ الامان لامان ہم اسکندریہ گئے روم گئے - فرانس مین رہے رومانیا کے رئیس دیکھے مصر کے امرا سے سابقہ رہا مگر استاد ایسے بھولے بھالے سیدھے سادے رئیس نہین دیکھے - غضب خدا کا ایک بدمعاش نے جو کہدیا کہ مرزا کے رہنے سے فرشتے کل املاک کو بھونک کر خاک سیاہ کردینگے تو کامل یقین ہو گیا - اب کوئی لاکھ سمجھائے وہ سنتے کسکی ہین -

مرزا - اور فرشتون کے خوش کرنیکے لیے برہمن جاپ کر رہے ہین دوسری طرف قرآن خوانی ہو رہی ہے - ہزار ہا لمپ اور کنول روشن ہین اور محفل رقص آراستہ ہے اسلیے جاتے ہین کہ ہان ابھی سارنگی چھڑتی جائے - ؎

جبتک کہ نہ دل کی بیکلی جائے
اودا ئرے واے گت چلی جائے

اور نواب صاحب برابر کہتے جاتے ہین کہ خبردار کہیں دلہن کے ادھر نہ آنے پائے - آئے اور پٹو اس کالی بلا سے اللہ بچاسے اور لوگون نے کہنا شروع کیا کہ خداوندا گر خدانخواستہ مرزا صاحب ہوتے تو فرشتے دہ دند مچاتے کہ الامان الحذر - اسوقت خدا جانے کیا ہو گیا ہوتا -

خوجی - سرکار مرزا نے خط خوب لکھا تھا - ؎

حقوق خدمت صدسالہ لعب اطفال ست
بکشورے کہ درو کو دکان خداوندانند

اور القاب انجیون کے پشت پناہ لکھا تھا -

اس بیماری کے عالم مین ہنے وہ وہ شعر کہے کہ واہی وا -

مرزا - بھلا نادر بیگ کے مقابل کے ہین -

خوجی - اجی وہ کیا جانے شاعری کس چڑیا کا نام ہے ؎

در بہشت آئی نظر جب تو یہ عاشق نے کہا
نشۂ افیون کا بڑھا ہے یہ عمارت میری

مرزا - واہ ہے افیم کا رنگ نہ چھوڑا -

خوجی - اور سنیئے لاکھون اسقدر ؎

کیون نہ سترک مین رہے گرد ہر اک افیونی
ڈھیر کٹون کا زمین پر ہے کہ تربت میری

اور جو شعر ہے عذوبت مین تر بتر -

کہتا ہے خوانچہ فرنی کا تو زردے کا طباق
ورق نقرے سے کرے کوئی زینت میری

اور نزاکت کا شعر سنئے گا - بس نزاکت کا خاتمہ ہے - ؎

ٹوٹ سکتا نہین افسوس بتاشا مجھسے
بڑھ گئی کھا کے مٹھائی یہ نزاکت میری

اور مصری کی بنیا کی تعریف مین ایک نادر شعر موزون ہو گیا ہے سنو گے تو مزہ پاؤ گے - ؎

مصری کی بنیا چلے صنم پیچھے اے انسیم
ہو جا بلطف کھیت وہان نیشکر کے ہین

مرزا - (ہنسکر) آپکے ذہن کا بخارا کھلا ہوا ہے -

خوجی - بھائی جان یہ اللہ کی دین ہے کسی کا اجارہ نہین ہے

مرزا - مگر پہلے تو آپ ایسے شعر نہین کہتے تھے -

خوجی ۔ ہائے افسوس ۔ اے ہمیان تم تاثیر صحبت کا اثر ؂

کمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

بس اسقدر یاد رکھو اور ہم بڑے تجربہ کی باتین کرتے ہین حضرت ۔ جی مسیتا بیگ نے کہا مینے مرزا کا خط برزبان یاد کر لیا ہے ۔ مگر خوب لکھا ہی اُسنے کیا لکھا کسی سے لکھوایا ہوگا ۔ افیمیون کی پشت پناہ دام مفتہ ۔ لاکھ سکھایا بتایا مگر تم کونڈے ہی رہے تمھارے جد امجد تک کی توہین اٹھین کھی ہین اس پیرانہ سالی مین تمنے ہمین دربار سے نکلوایا اچھا خیر ۔ مگر دیکھو تو کیسا ناچ نچاتا ہون کہ عمر بھر یاد کرو ۔ ایک بدمعاش نے زٹل قافیہ اڑایا اور تمکو اُلّو بنایا کہ پہلی کو فرشتے آن کر تمھارا گھر خاک سیاہ کر دینگے اور تمکو عقل کہان کہ جھوٹے سچے مین تمیز کر سکو بیوقوف بنا بھی نہین ۔ سمجھتا کہ فرشتون کو گھر جلانے سے کیا واسطہ مگر ایک شیطان نے جو پٹی پڑھائی تو آنکھین بند ہو گئین ذرا تو دل مین غور کرو کہ ساری خدائی مین کہین بھی ایسا اندھیر ہوا ہے ۔ مفت خورون نے میری بیخ کنی کے لیے یہ ہوا باندھی اور آپ تو دشمن عقل ہین ہی ۔ اے افسوس ع

گوسالۂ ما پیر شد و گاو نشد

ہمکو کیا ایک در بند ۔ ہزار در کھلے ۔ یہان نہین اور کہین سہی ؂

گر تم نہین تو اور بت مہ جبین سہی
ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہین سہی

اب تو بندہ آپ کے ہان آنے سے رہا ۔ مگر کسی کا دل دکھانا نہین اچھا ہوتا ع

اے رشک قمر دل کا جلانا نہین اچھا

گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود | دل را شکستہ ، نہ کہ گوہر شکستہ

دریا مین رہکر مگر سے بیر ۔ او میان یادش بخیر ۔
خوجی ۔ اجی اس جھگڑے کو چولھے مین ڈالو مفت کا کھیڑا نکالا ہے ۔ اب یہ تو بتاؤ کہ ہمسے نواب صاحب خوش ہونگے یا نہین ۔ تم گر چک دینا اور ہم تم یک جان دو قالب بنکر رہینگے ۔
مرزا ۔ درین چہ شک ۔ مین کہونگا خداوند یہ اب سب مصاحبون کے سرتاج ہوے اور حضور کا ملک ملک انھون نے نام کیا کہ فلان نواب صاحب بہادر کے رفیق ہین سرکار بڑی قدر کرینگے ۔ تم دیکھو تو سہی ایسی بات ہے بھلا ۔ مگر ذرا تم اپنے کو لیے رہنا ۔
خوجی ۔ کون ۔ مین ؟ مین تو ایسا ہون کہ لوگ دنگ ہو جائین اور جانے کے ساتھ ہی فوراً ایک لکچر دون ۔
جب گھنٹی بجی اور ٹکٹ بٹ چکے اور مسافر چلے تو پہلوان اور مرزا مسیتا بیگ کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ صاحب بھی پلیٹ فارم پر آئے اور پہلوان کیطرح حضرت خود بھی اکڑتے چلتے تھے ۔ ریل کے دو چار اہلکارون نے انکی برزخ مبارک دیکھکر آوازے کسے ۔ اور پھبتیان کہنا شروع کین ۔
ا ۔ کیا گینڈا ہے استاد واہ کیون نہو ۔
ب ۔ آدمی کیا گینڈا بنا ہوا ہے ماشاء اللہ کیا ہاتھ پانون ہین ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ۔ کیون صاحب کتنی ڈنڈ آپ پیل سکتے ہین ۔ استاد ہین صاحب ۔

خوجی - اجی حضرت بیماری نے توڑ دیا ورنہ مین تو ایک پوری ریل پر لدکے جاتا تھا!

اہلکار - اسمین کیا شک ہے - ایک ایک ران دو دو من کی ہے -

خوجی - قسم کھاکے عرض کرتا ہون اب آدھا نہین رہا -

اہلکار یہ سب آپکے شاگرد ہونگے -

خوجی - یہ پہلوان ہمارے اکھاڑے کے خلیفہ ہین اور باقی سب شاگرد ہین اور یہ لونڈا اکھاڑے کا پٹھا ہے - سب ملاکے ہمارے چالیس بیالیس ہزار آدمی شاگرد ہونگے کم نہ ہونگے

اہلکار - دور دور سے لوگ شاگردی کرنے آتے ہونگے -

خوجی - (مسکرا کر) دُور دُور سے - اب آپ ملاحظہ فرمائین کہ ہندوستان سے لے کے تا بہ بمبئی اور کلکتہ اور جزیرہ پیرم اور عدن اور مصر اور اسکندریہ اور مالٹا اور پارس اور روم اور رومانیا اور روس تک میرے شاگرد ہین لاکھون کے قریب -

راوی - (ہندوستان سے لے کے) سبحان اللہ کیا محاورہ ہے اور (روس تک) اس سے بھی بڑھ گیا -

خوجی - مصر مین ایسا ہوا کہ ہزارون آدمیون کی بھیڑ نظر پڑنے لگی ایک دو نہین ہزارون ہی تھے - بس ایک پہلوان کی شامت آئی ایک میلے مین ہمکو ٹوک بیٹھا ٹوکنا تھا کہ بندہ بھی چٹ لنگوٹ کس کے سامنے آن موجود کہدیا کہ و بھئی حاضر ہین - تھوڑی دیر تک تو باتین ہوا کین - لکھو کھا آدمی جمع -

پہلوان - ہم مصر کے پہلوان اور تم ہندوستان کے

ہم - بھائی ہم تو پہلوان نہین ایک دنیا سے شاگرد ہین -

پہلوان - واہ ہم تمہارے کینڈے سے سمجھ گئے

ہم - اچھا پھر تم سمجھو - ہم تو اپنی زبان سے نہ کہین گے -

پہلوان - اُستاد ہم سے تم سے ہوگی ضرور گر کے ہان -

ہم - مستعد ہین - آیئے - بسم اللہ -

پہلوان - اُستاد اسطرح پنجنی بتاؤن کہ یاد کرو -

بس مین نے کچھ کہا نہ سنا اُسی دم جُٹ گیا اور چھپتی ہونے لگی پھر خوب خوب پیچ ہوئے - اُسکے مصری پیچ - ہمارے ہندوستانی داؤن - سے

سلسلہ کشتی بھپتی کا نہ مین چھوڑونگا | مرتے دم تک مین اس فن کو کبھی چھوڑونگا

تھوڑی دیر مین اُٹھاکے مین نے دے مارا -

اتنے مین دوسری گھنٹی ہوئی - خواجہ صاحب ایسے بوکھلائے کہ زنانے درجے مین دھنس پڑے - لینا لینا دوڑو یک الگ الگ دروازہ سے لگا اب درجۂ اول مین گھس پڑے صاحب نے ڈانٹ بتائی وہانسے بھاگے تو اب مرزا صاحب کا پتا نہ پہلوان کا - مرزا صاحب - مرزا صاحب - ارے یار پہلوان ہوت - او پہلوان لاحول ولا قوۃ - ارے یار و مر گئے! ہاہا اس بہروپیے نے جھانسا دیا ہوگا - واللہ خوب سمجھا - اتنے مین مرزا صاحب نے پکار کر بلایا اور ریل پر اپنے پاس بٹھایا - خواجہ صاحب نے ریل پر سوار ہو کر جناب باری کا شکر ادا کیا - صحیح سلامت بعد طی منازل و قطع مراحل جان بچاکر مع الخیر و عافیت داخل منزل مقصود ہوئے - پہلوان نے کہا بھائی صاحب ابھی یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آپ بخیریت داخل ہو گئے - خواجہ صاحب

نے کہا - جی ہاں یہ تو کہیے گا آپ لوگوں سے خدا کی پناہ
اب داخل منزل مقصود ہونا اور کسے کہتے ہیں کیا آپ کی یہ
نیت ہے کہ راہ میں ٹانگ توڑ کے دھر دیجیے یا اندھیرے اُجالے
میں کہیں سنگسار کیجیے گا نہیں آپکی تقریر سے صاف مترشح
ہوتا ہے کہ آپ دشمنی پر آمادہ ہیں - پہلوان نے کہا بھلا ایسی
بات ہے - آپ اور ہم خواجہ تاش ہیں آپکے سر پھوٹنے یا
ٹانگ ٹوٹنے سے ہمیں کیا ملجائیگا - مرزا اسیتا بیگ نے
چھیڑنے کے لیے اور بھی پر چک دی -

خواجہ صاحب تھکے ماندے بہت تھے سوئے تو ہیں
منزل مقصود میں آنکھ کھلی شام کے وقت مع مرزا اسیتا
بیگ و پہلوان نواب صاحب کے ہاں داخل ہوئے دیکھا
کہ دربار میں حوالی موالی سب جمع ہیں

خوجی - آداب عرض ہے پیر و مرشد (پینترا بدل کر)
نواب - (متحیر ہو کر) اخاہ خوجی ہیں آؤ آؤ بھئی آؤ -
خوجی - (پھر آداب عرض کرکے) حاضر ہوں خداوند - (قدم لیکر) الحمد للہ کہ یہ سعادت ابدی پھر مجھے نصیب ہوئی -
غفور - خوجی میاں سلام -
خوجی - سلام بھائی - مگر ہمکو خوجی میاں نہ کہنا اب ہم فوج کے افسر ہیں بدیع پاشا -
جھمن - آپ بادشاہ ہوں یا وزیر ہمارے تو خوجی ہی ہو
خوجی - ہاں بھائی یہ تو سہی ہے - خداوند حضور کے نمک کی قسم ملکوں ملکوں اِس دربار کا نام کیا -
نواب - شاباش خوجی - شاباش ہمنے اکثر اخباروں میں تمہاری تعریف پڑھی اور بہت محظوظ ہوئے -
خوجی - (سلام کرکے) خداوند غلام کس لائق ہے - مگر - ع

یہ کیا شرف ہے کم کہ تمہارا غلام ہوں	مانا کہ جاہ و منصب و ثروت مجھے نہیں

دداجی - اخاہ خوجی میاں آئے ہیں اچھے رہے بیٹا -
خوجی - بندگی دداجی - ذری چھوٹی سرکار سے کہدیجیے کہ خواجہ بدیع پاشا حاضر ہے اور آداب عرض کرتا ہے -
ددا - اچھا میں تو تمکو روز پوچھا کرتی تھی -
نواب - اور انکا نام بھی سنا - اب خوجی میاں نہ کہا کرو - اب انکو روم سے خطاب ملا ہے - بدیع پاشا -
ددا - یہ تو مجھے نہ یاد رہے گا - کون بدیع پاشاہ
خوجی - دداجی تم کہدینا کہ حضور کا غلام خواجہ بدیع حاضر ہو اور آداب عرض کرتا ہے -
جھمن - ارے یار تو سمندر میں جہاز پر کیونکر سوار ہوا -
خوجی - ہونھ! یہ سمندر میں جہاز پر کیونکر سوار ہوا -

مورچوں پر جرنیلوں اور سپہ سالاروں اور کرنیلوں
اور میجروں سے بھڑ بھڑ پڑے ہیں اور مارتے مارتے
مارتے بڑے بڑے کرارے اور تجربہ کار افسروں کا
ناک میں دم کر دیا ہے پلونا کی جنگ میں خداوند دس لاکھ
آدمی ایک طرف اور ستر سواروں کے ساتھ غلام دوسری طرف
پھر یہ ملاحظہ فرمائیے کہ چودہ دن برابر مقابلہ کیا اور چھکے
چھڑا چھڑا دیے -

جھمن - ارے اسقدر جھوٹ!!! ادھر دس لاکھ ادھر ستر بھلا کوئی بات ہے -
خوجی - تم کیا جانو - لونڈے - بچے گھر سے باہر نہیں نکلے وہاں ہوتے تو اوسان خطا ہو جاتے بچہ -
نواب - بھئی - ہمیں کچھ شک نہیں تمنے بڑا جیالا پن کیا خبردار آج سے انکو کوئی خوجی نہ کہے - بدیع پاشا کے لقب سے

پکارے جائین۔

خوجی (سلام کرکے) آداب حضور۔ مچھمن گیدی جنھون نے منھ کی کھائی نہ آخر۔ خداوند رئیسون کی صحبت مین ایسے مردود کا گذر افسوس کا مقام ہے۔ اب تو حاضر ہوا ہون۔ دیکھیے گا کیا کیا باتین عرض کرتا ہون خداوند جس طرح زار روس رہتے ہین اسطرح حضور کا طرز معاشرت ہو تو سہی۔

نواب۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ خانۂ احسان آباد۔

مرادی۔ اب چین ہی چین لکھتا ہے۔ واہ خواجہ صاحب واہ۔ بلی کی قسمت سے چھینکا ٹوٹا۔ اب کیا پوچھتے ہو۔

مہیری اور دودو۔ نواب تو درم ناخریدہ غلام ہو گئے۔

نواب۔ کیون صاحب بھلا ہندوستان کے باہر بھی کوئی ہمکو جانتا ہے۔ سچ سچ بتانا بھائی۔

خوجی۔ خداوند جہان جہان غلام گیا حضور کا نام بادشاہت سے زیادہ مشہور ہوگیا۔

خوجی کے احباب اور محلے کے لوگ اور دربار کے آدمی جوق جوق جمع ہوے اور خوجی پینترے بدل بدلکر ڈینگ اڑانے لگے۔ بنظر احتیاط خواجہ صاحب نے ایک نامی گرامی اخبار مین ایک اشتہار درج کرایا جسکا منشا یہ تھا کہ اگر آزاد پاشا کی نظر انور سے یہ اشتہار گذرے تو اپنے رفیق قدیم خواجہ بدیع کو بلوالین اور پتہ بھی درج کردیا۔ یہ اشتہار کسی لائق شاعر کا تصنیف کیا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب نے اپنے نام سے اخبار مین درج کرادیا۔

فرسٹ کلاس جنٹلمین اور ہندوستان کی ضعیف الاعتقادی

ان بزرگوار کا ذکر خیر وقتاً فوقتاً جلد ثانی مین کیا ہے اور غالباً ہمارے ناظرین باتمکین فرسٹ کلاس جنٹلمین کے نام سے خوب واقف ہونگے یہ وہی صاحب ہین جنھون نے ہندوستانی وضع ترک کرکے جاکٹ پتلون ڈاٹا تھا کچھ دنون تو انکے مزاج مین وحشت نے بہت دخل پایا آخرکار ہمارے فرسٹ کلاس جنٹلمین نے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرکے وہ وضع اختیار کی جسمین نہ انگریز ہنین اور نہ ہندوستانی یہ پھبتی کہین۔ ع

جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہ کن بگڑا
چلا جب چال کو ہنس کی اُسکا چلن بگڑا

انھون نے دل مین ٹھان لی کہ ہندوستان کی ضعیف الاعتقادی کی بیخ کنی کرین یہ صاحب جھاڑ پھونک جادو ٹونے سحر بھوت پریت چڑیل ٹوٹکے وغیرہ امور کے قائل نہ تھے کوشش بلیغ کی کہ جو مکار رنگے سیار بنکر سست اعتقاد آدمیون کو بہکاتے اور اُنسے کچھ لے مرتے ہین اور جنکے مکر سے ہندوستان کی ایک حصہ خلقت تباہ ہے اُنکو نیچا دکھائین اور انکے مکر کی ترقی کے مانع ہون۔ ایک روز اُنھون نے اپنے فشن کے دو چار آدمیون سے مشورہ کیا اور انسے اس کام مین مدد چاہی تین چار دوستون نے بیڑا اٹھالیا کہ جہانتک ممکن ہوگا مدد دینگے۔

میر۔ ہم آجتک ان باتون کے قائل ہی نہوے۔

لالہ۔ پڑھا لکھا آدمی ان باتون کو کبھی نہ مانیگا۔

ٹھاکر۔ پرانے فشن کے لوگون کے سامنے کہو تو لڑ پڑین۔

شیخ۔ وہ تو معاذاللہ اسی کو دین و ایمان سمجھتے ہین۔

لالہ۔ وہ لوگ تو قسمین کھاتے ہین کہ ہمنے اپنی آنکھون سے بھوت پریت دیکھے ہین۔

شیخ - حضرت یہان تک یقین ہے کہ مُردے زندہ ہو جاتے ہین -

جنٹلمین - ہزارون گپین لوگ اُڑاتے ہین مگر سب بے اصل

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک صاحب منے میان نام سے جو عالمون کی صحبت مین عرصۂ دراز تک بیٹھے تھے تشریف لائے انھون نے جو یہ تقریر سنی تو بحث کرنے لگے - کہا واہ صاحب واہ دنیا مین آپ کسی چیز کو مانتے ہین یا کسی چیز کو مانتے ہی نہین - جادو کے آپ قائل نہین ٹونے کو آپ ہیچ سمجھتے ہین ٹوٹکون کو آپ بے اثر بتاتے ہین - ابھی آپ نے عامل نہین دیکھے ہین - قسم خدا کی اگر دوستی کا خیال نہوتا تو آج شب کو کوئی خبیث بھیجدیتا - پھر آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوتا -

جنٹلمین - آپ دوستی کا خیال نہ کیجیے اور کچھ ضرور دکھلایئے

منے - اب آپ سے حجت کون کرے اسیطرح ہمارے محلے مین ایک حجتی رہتے تھے وہ بھی انکار کیا کرتے تھے کہ دیو کی کیا حقیقت ہی اور جن کیا مال ہی اور پریت کو ہم کیا سمجھتے ہین ایکدن بندے نے انکو چپڑ غٹو کیا - جب مینے دیکھا کہ ہاری مانتے ہین نہ جیتی تو کئی بار سمجھایا کہ بھائی ہمسے حجت نہ کیا کرو ورنہ ایکدن زک پاؤگے اور منھ کی کھاؤ گے یہ کوچہ بڑا نازک ہی مگر سنتے کسکی تھے ہوا کے گھوڑون پر سوار - مینے ایک عامل سے کہا کہ اِس شخص کو نیچا دکھانا لازم آیا انھون نے کہا بھائی صاحب ہم تو اچھے اچھے کرے خان کو بلوانے والے لوگ ہین وہ بچارے کس کھیت کی مولی ہین اسپر مینے کہا کہ کوئی ہلکا سا کرتب دکھایئے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے انھون نے کہا آج شب کو انکی چارپائی الٹ دیجائیگی جتنی مرتبہ چارپائی پر سوئینگے اُتنی ہی مرتبہ چارپائی اُلٹ دیجائیگی اور نچنی پر نچنی کھائینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بڑے گھر دم میرے پاس وہ دوڑے آئے ہاتھ جوڑکر کہا بھائی صاحب خدا کے لیے میرا پیچھا چھڑایئے مینے جو کچھ کہا جھک مارا -

مرزا - کس مردود کو ذرا بھی اسبات کا یقین آیا ہو -

لالہ - پڑھا لکھا آدمی کہین ایسی بات بیان کرتا ہے -

شیخ - ایسی ایسی بے سر و پا کہانیان بہت سی سُنی ہین -

جنٹلمین - اجی توبہ توبہ یہ ڈھکوسلے ہم کب مانتے ہین -

منے - اور تو نہین لالہ جی کو کہیے آج ناچ نچاؤن -

جنٹلمین - ضرور - سو کام ہزار کام لاکھ کام چھوڑکے -

لالہ - اور جو اثر نہوا تو مین جرمانہ بھی لونگا - آپ سے -

منے - منظور - مگر پھر شکایت نہ کیجیے گا - چارپائی مکان پر ہوگی مگر آپ گھورے پر اوندھے پڑے ہونگے -

اسکے بعد منے نے کہا - ایک مرتبہ کانگڑا آباد مین ہم ایک مجذوبہ کے پاس گئے مجھے دیکھتے ہی ہنسی اور کہا - آئے آئے لائے ولائے کچھ نہین خالی خولی فتح چاہتے ہین - مین نے ہاتھ جوڑے اور قدمون پر ٹوپی رکھکر عرض کیا کہ اگر فتح ہو جائے تو آدھا مال تمھارا کہا اپنی بہن سے نہ بگاڑنا - جا کل خوش خوش آئیگا ترکے کا مقدمہ تھا ادھر گھر پر آیا اُدھر سنا کہ چونتیس ہزار روپیہ ہمارے چچا نے گھر پر بھیجدیے ہین - بس جناب مینے ٹھان لی کہ سترہ ہزار مجذوبہ کو دونگا مگر یارون نے سمجھایا کہ کچھ سٹری ہوے ہو بھلا کوئی اسقدر روپیہ ایسی ویسی دیوانی کو دیتا ہی لالہ صاحب اور شیخ جی کے سے حضرات نے خوب بھرے دیئے اور روپیہ تو آپ جانتے ہین ہر دل عزیز چیز ہے ہم بھی سوچے کہ کیسی مجذوبہ اور کہان کا اقرار

سب روپیہ ہضم کر لیا - اسکو خبر ہوئی تو کہا اچھا کمدینا اسمین سے دس روپے تیرے ہین باقی سب ہمارے ہین بس جناب چوتھے روز آگ لگی محلے والون نے سب روپیہ لوٹ لیا دس روپیہ لیکر ہم شاہ جہان پور گئے تھے وہ تو ہمارے ہاتھ آئے باقی سب صفایا ہو گیا اب ہم کیونکر نہ مانین -

اتنے مین ایک صاحب اور تشریف لائے اور یہ گفتگو سنکر اُنھون نے سُننے کا ساتھ دیا اور وہ ولندیزی گپ اُڑائی کہ الامان - کہا آپ لوگ تو بے بجھے بوجھے راے دے دیتے ہین - ابھی صاحبزادے ہین تا آپ ہمنے یہان تک دیکھا ہے کہ ایک شہید مرد کے طاق کے پاس سیکڑون گھوڑے کھڑے ہین اور ہر گھوڑے پر ایک آدمی سوار ہر مگر سوارون اور گھوڑون دونون کے سر ندارد - بس گھوڑے اور سوار سب طاق کے اندر داخل ہوتے گئے -

جنٹلمین - بس از براے خدا خاموش رہما اللہ ری گپ -

شیخ - بس انھین حضرات نے تو یہ گپین اڑا رکھی ہین -

لالہ - اور ہم تو اُن لوگون کے قائل ہین جو ان خبرون کو تسلیم کر لیتے ہین - لاحول ولا قوۃ -

جنٹلمین - کیون میان منے تم نے کوئی چڑیل بھی دیکھی ہے -

منے - حضرت اب آپ سے کون کہے - آپ لوگ ہاری مانتے ہین نہ جیتی -

بڑی دیر تک یہ بحث ہوا کی - آخر کار جب جلسہ برخاست ہوا تو جنٹلمین نے منے کو بلایا اور کہا اگر تم کوئی عامل بلا لاؤ اور وہ ہمکو کامل ثبوت دے تو ہم بھی ان چیزون کے قائل ہو جائین -

منے میان نے کہا بس اب آپ اس بارے مین ہمسے کچھ نہ کہین - مین سمجھ لونگا - اس خوبصورتی سے کل باتین دکھاے کہ آپ کو حیرت ہو جائے - ہملے وہان ایک عامل رہتا ہے اس فن کا نقاد ہے - اس سے مین کہونگا - اور کل شام کو ساتھ لاؤن گا

دوسرے روز شام کو منے میان ایک عامل کو ساتھ لائے - میانہ قد خوبصورت - مرغولہ مو - دراز گیسو - خوش پوش - از سر تا پا معنبر و معطر -

جنٹلمین - آیئے - (منے میان سے) آپ ہی ہین -

منے - جی ہان - جناب مولوی محمد برکت علی صاحب -

جنٹلمین - آپ کو مین نے ایک سبب خاص سے تکلیف دی

عامل - مین سُن چکا ہون - عرض کرون حضرت یہ کوئی شعبدہ تو ہی نہین مگر آپ رئیس ہین اور دریافت کرنا چاہتے ہین تو لازم آیا کہ آپ کو نیچ کے طور پر اسقدر سمجھا دون کہ ان باتون مین کسی قدر خطر اور ضرر بھی ہے بالفعل ایک ادنی سی بات عرض کرتا ہون - ایک صاحب ہین برمٹ کے داروغہ ہندو ہین انھون نے ایک چپراسی کی جورو اپنے گھر ڈال لی اور وہ چپراسی رنج مین مر گیا اور مرنے کے بعد وہ خبیث ہو گیا اور داروغہ کو ستانے لگا عورت نہایت حسین اور خوبصورت ہے - داروغہ کی یہ کیفیت کہ دن رات تپ شدید - طبیبون اور ڈاکٹرون اور بیدون کا علاج ہوا مگر بیکار محض نوبت باینجا رسید کہ شب کو جاری اوند صادی کبھی اُنکے سرہانے پر بلیان بولتی تھین کبھی بستر پر چوہون کی قطار نظر آتی ہے اور ہر روز خواب مین اُنسے کہتا تھا کہ تجھکو مار ڈالونگا -

جنٹلمین۔ کیون صاحب یہ آپ کو یقین ہے کہ خلل دماغ نہین ہے۔

عامل۔ کیسا خلل دماغ حضرت سنتے جایئے۔ جس قبلہ مجھسے رجوع لائیے۔ یہ نہ عمل کے زور سے اسکو زیر کیا اب اگر آپ اجازت دین تو داروغہ صاحب اور اُس عورت کو بلاؤن اور آپ کے سامنے عمل کرون۔

جنٹلمین۔ ضرور بلوایئے۔ مین کمال مشتاق ہون۔

عامل۔ مٹے میان بلالو۔ گاڑی پر ہین دونون

جنٹلمین۔ کیا آپ ہمراہ لیتے آئے ہین۔ پھر بلوایئے پردہ کر لیا گیا۔ داروغہ صاحب آئے۔ لحیم و شحیم اور گران ڈیل کشیدہ قامت جوان۔ چالیس برس کا سن۔

پیچھے پیچھے ایک عورت بوٹا سا قد۔ سرخ و سفید۔ نازک اندام۔ پاکیزہ رو۔

جنٹلمین نے دیکھا تو جی خوش ہوگیا

عامل۔ یون آن کر بیٹھو۔ شرماتی کیا ہو صاحب۔

عورت۔ (آہستہ سے) یہ کسکا مکان ہے۔

عامل۔ ہمارے ایک دوست ہین انکی کوٹھی ہے۔

جنٹلمین۔ داروغہ صاحب آپ ہی ہین۔ کون ٹھاکر ہین آپ۔

داروغہ۔ ہم تو سُنار ہین صاحب بنارس کے رہنے والا

جنٹلمین۔ آپ اب بھی بڑے بڑے خواب دیکھتے ہین۔

داروغہ۔ جی ہان۔ مگر اب جب سے مولوی صاحب کی مہربانی ہوئی ہے بڑے بڑے خواب کم دیکھنے مین آتے ہین۔

جنٹلمین۔ پہلے کس قسم کے خواب آپ دیکھتے تھے۔

داروغہ۔ آدھی رات کو دس بارہ بلیان لڑتی ہوئی سرہانے نظر آتی تھین اور جب مین اُٹھ بیٹھتا تھا تو کبھی گیند ابنکر اُڑاتی تھین۔ کبھی کتا بنکر اور رات کو میرے کان مین کوئی شخص یہ اشعار ہمیشہ پڑھا کرتا تھا۔ ؎

بنایا آتش غم نے مجھے چراغ مزار ۔۔۔ مزار یار پہ مجکو جلایا آخر کار
فلک بگریہ در آید ز اشکباری من ۔۔۔ زمین بلرزہ در آید ز بیقراری من

اور دوسرے تیسرے سرھانے پر یہ شعر لکھا نظر آتا۔ ؎

مین نزع مین تھا بلوا نہ سکا کوئی مجھے وان تک پہنچا نہ سکا
وہ آ نہ سکا مین جا نہ سکا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا

اور جب نہانے بیٹھون تو پانی کھولنے لگے کیسا ہی تازہ اور ٹھنڈا پانی ہو مینے ہاتھ لگایا اور آگ ہوگیا۔

جنٹلمین۔ یہ کہیے تو آپ بڑی مصیبت مین پھنسے تھے۔

عورت۔ مین بھی جب سے انکے گھر مین آئی بہت ہی مصیبت مین ہون کھانا کھاتی ہون تو پچتا نہین۔ پانی پیتی ہون تو معلوم ہوتا ہے کانٹے چبھتے ہین تالو جلنے لگتا ہے۔

داروغہ۔ اچھا اب رات جاتی ہے۔

عامل۔ آپ پاک صاف ہین اسوقت۔

جنٹلمین۔ جی ہان ابھی حمام سے آیا ہون۔

عامل نے عورت کو اپنے قریب بٹھایا اور داروغہ صاحب سامنے بیٹھے۔ جنٹلمین نے بھی ایک کونے مین جگہ لی اور عامل نے دھونی جلا کے تکی ہانک لگائی۔ ع

ایہا المشغول فی فکر البیان ؎

ایہا المطرود عن باب الہدا ۔۔۔ تا کجا شرست نیاید از خدا
چند آمیزی باین ناسوتیان ۔۔۔ ہائے دھوئے گئے چون لاہوتیان
زمزمہ بر ساز جگر زن از خروش ۔۔۔ تا بیاید نور عرفانت بجوش
عاشقان را خود مذاق دیگر ست ۔۔۔ وجد و ذوق و اشتیاق دیگر ست

چند باشی در پے فکر معاش — مشت خاکے ریز بر فرق تلاش
ایہا المسروف فی ثوب الریا — پند انشا گوش کن بگذر ریا
اے فقیہ بادپیمائے الفضول — چند گوئی از فرع واز اصول
نیست در بند اخذ و جر مرام — خویشتن را کردی آماج ملام
از پے جلب منافع ہمچو سال — گشتہ از اہل دغل چشمے بہ ال
مرشدت شیطان نگند این سو — درس تاگوئی میان مدرسہ
از شرائع وز ہدایہ اے فقیہ — چند باشی ضرب شیطان اشبیہ
صاف زین عمامہ و تحت الحنک — بیحکد یکسر ریاے بے نمک
زین عباے صوف کشتی مسخ — مینمائی در نظر چون شپرہ
ست یا خفاش مس اہل الوقار — لاتری شمساً ولا ضوء النہار

یہ کہکر عامل صاحب نے اور بھی بے تکی ہانک لگائی اور جھوم جھوم کر کہنا شروع کیا۔ دھونی میری جلتی ہے۔ جلتی ہے اُلتی ہے۔ دھونی میری جلتی ہے۔ مکڑی موچھین اور بڑی داڑھی بلبے بالون والا ہے درجہ میرا اعلے ہے۔

داروغہ کی یہ کیفیت تھی کہ کانپ رہے تھے عامل نے کچھ بڑبڑا کر داروغہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو وہ دشمن عقل جھومنے لگا۔

عامل۔ آپ کون صاحب ہین۔ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی اس وقت۔

داروغہ۔ ہم دستابل اُدھجے ہین۔ تربینی پور کے رہنے والے۔

عامل۔ اس بچارے نے آپ کا کیا قصور کیا تھا۔

داروغہ۔ (قہقہہ لگاکر) جسپر ہمارا دل آیا تھا اُس سے اِسنے میل جول بڑھایا۔ اب ہم اِسکو مار ڈالینگے اسنے ہین بڑا دکھ پہونچایا ہے یہ ہمارا دشمن ہم اسکے دشمن۔

عامل۔ جو کچھ بھینٹ آپ کو دلوادین مگر اِسکو چھوڑ دیجیے۔

اوجھا۔ اُسنے انگور کی ٹٹی مین مجھکو ایک اچھا سے وعدہ کیا کہ اگر ہمکو وہ عامل نہ ستائے تو ہم اُسکے نام پر بچاس باھمنون کو کھلائینگے سو ہمنے تین دن تک اسکو دق نہین کیا مگر اسنے وعدہ پورا نہ کیا۔

عامل۔ یہ اس عورت کو بھی چھوڑ دیگا اور باھمنون کو بھی کھلائیگا اب تم اسکو چھوڑ دو۔

اوجھا۔ اچھا تمھارے کہنے سے چھوڑے دیتے ہین مگر وعدہ دس دن مین پورا نہ ہوا تو بڑا استم ہو جائیگا اور پھر ہین اسکو مار ہی ڈالونگا۔

یہ کہکر داروغہ گر پڑا اور عامل نے کچھ پڑھکر کہا۔ اُٹھ حکم معبود سے حضرت فوراً اُٹھ بیٹھے اور یہ اشعار زبان پر لائے ۔

اے کہ گستردی بسان عنکبوت — دام تلبیس از پے تحصیل قوت
تار و پود ہستیت گسستنی است — این زمان صید گیریت اندکی است
بس کہ سہا لطمات گردیدہ است — دل ضعیفان از تو رنجیدہ است
تا کجا این سعی بیجا بہر صید — این تکبر تا کجا این مکر و شید
تا کجا باشی میان مزبلہ — بہر شیطان در د خود کن ہو قلہ

قل ہو اللہ احد آغاز کن
ذکر الا اللہ را دمساز کن

عامل۔ یہ ایک حافظ ہین بڑے عالم انسے بڑی مدد ملیگی۔

جنٹلمین۔ یہ ان دونون کو داروغہ جی کے سر شریف پر آپنے بلوایا ہے یا از خود آگئے۔

عامل۔ (ہنسکر) خود کہین آیا کرتے ہین۔ یہ لوگ بادشاہ وزیر کی نہین پروا کرتے۔ التجا کی ہی تب آئے ہین اب انکی زبانی سنیئے۔

عامل - حافظ صاحب آداب عرض ہے - اِسوقت کی تکلیف معاف فرمایئے گا -

حافظ - اب آپ بہت پریشان کرنے لگے اور مین مارے مروت کے کچھ بولتا نہین ہون -

عامل - اس بیچارے کا حال تو ہمکو کچھ بتلایئے اس سے کیا قصور سرزد ہوا -

حافظ - اُنھون نے ایک شخص کی منکوحہ بی بی کو بدنیتی سے اپنے گھر مین رکھا دتتا ل نامے اوجھا اوسپر عاشق تھا اُسکو برا معلوم ہوا تب سے یہ بخار مین پڑے ہین اور اُس عورت کا میان الگ انپر جادو کر رہا ہے -

عامل پھر اب اِسکا کچھ دفع دخل کیجیے تو احسان ہے -

حافظ - ایک بکرا تو اپنے ہندوؤنکے قاعدہ کے موافق دیبی پر قربان کرکے مالن کو دے دے اور جنون کی مسجد مین منت مانے اور اس عورت کو ترک کر دے -

عامل - آپ اپنا دست شفقت اِس بیچارے کے سرپر رکھین تو اُسکی مخلصی ہو -

داروغہ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ لیا تو ضعیف الاعتقادون نے نعرہ مارا اور باہم کہنے لگے کہ چونکہ حافظ جی صاحب نے اس بیچارے ستم رسیدہ کے سرپر دست شفقت پھیر الحمد اللہ امید ہے کہ اب وہ کتا ل کے جرم سے محفوظ رہے -

اتنے مین حافظ جی نے عورت کیطرف مخاطب ہو کر کہا تمنے بہتون کو گھائل کیا ہی مُردے تک تمہارے جادو سے نہ بچے - اب تم یہ بتاؤ کہ یہ شخص تمکو پسند ہے یا نہین -

عورت نے شرما کر کہا کہ اوجھا ہمین ہر روز رات کو خواب مین ستاتا ہی اور ہمکو اپنا میان بالکل پسند نہین ہے - ہم انھین کے پاس رہنا چاہتے ہین یہ کہکر عورت کی آنکھون سے اشک جاری ہوئے حافظ جی نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھے - ؎

پے تعظیم اشک اسطرح آہ سرد اُٹھتی ہے | کہ جیسے قطرہ افشانی سے پہلے گرد اُٹھتی ہے
گرہ حسرت کی ہر تار نفس مین پڑگئی جس سے | یہ کیسی ہوک کر رومئے ابھی درد اُٹھتی ہے

حافظ - اب بندہ رخصت ہوتا ہی - خدا حافظ و ناصر -

عامل - یہ دیر آمدن و شتاب رفتن کیا معنی - ؎

گاہے گاہے جو ادھر آپ کرم کرتے ہین | وہین بیٹھ جاتے ہیں اور ستم کرتے ہین

حافظ - ایک سر و ہزار سودا - ایک انار و صد بیمار -

عامل - اگر کچھ کھلیئے تو بے تکلف فرما دیجیے گو آپ کے قابل یہان کچھ بھی نہین ہے ؏

برگ سبز ست تحفہ درویش

حافظ - ہماری غذا رنج و بلا - ؎

درویش بلانوش بلا چیٹ ہی میان دوست | پینک مین جو آ دین
افعی کو مسل کر کرین افیون کا گولہ | ہین ایسے بلا چیٹ

اتنے مین داروغہ پھر گر پڑا اور جب عامل نے اٹھ حکم معبود سے کہکر ران پر ہاتھ مارا تو گر مڑا کر اُٹھ بیٹھے - سست اعتقاد آدمیون کو شگوفہ ہاتھ آیا عامل کی بڑی قدر دانی اور عظمت کی مگر جاہلین دل ہی دلین ہنس رہے تھے کہ عجب بھیڑیا دھسان خلقت ہے نہ کہین حافظ جی نہ کہین وہ تتا ل وبجے کا پتا ہی - داروغہ صاحب ہی کبھی حافظ بنجاتے ہین کبھی تتا ل بنجاتے ہین مگر جہلا کے ذہن مین یہ بات جمگئی ہی کہ عامل نے عمل کے زور سے داروغہ افیون کے سرپر تتا ل وبجے کو جو برسون ہوے مرگیا تھا بلالیا اور پھر حافظ جی کو جو عالم باعمل ہین داروغہ کے سرپر بلوا کر خوبصورتی کے ساتھ کل امور پوشیدہ کی تحقیقات کر لی اسطرح طرح کی باتین ہونے لگین

ایک - دستامل ۔ وجھے ہمارے گانوں سے کوس بھر کے فاصلے پر ترمنی پور مین رہتا تھا - لال بخار کے عارضے مین گرا کہ پھر طبیعت نہ سنبھل سکی آٹھ دس برس کا عرصہ ہوا مر گیا اب وہ اس عورت کے سر پر بولا اور حافظ جی کے کلام سے بھی اسکی تصدیق ہوئی ۔

دوسرا - ان او جھونسے نارایں اپنی پناہ مین رکھے ۔

تیسرا - ہم توان عاملون کے قائل ہوگئے برسون کے گڑے مردے اکھاڑتے ہین ۔

چوتھا - جسوقت بلایا اُسی وقت آئے اور جسوقت رخصت کیا کان دبائے چلے گئے ۔

پانچوان - عامل اچھا ہو تو سب باتین صاف صاف معلوم ہو جاتی ہین اور بعضے کٹھ ملا جانتے واتنے خاک نہین مگر اپنے تئین مشہور بہت کر دیتے ہین ۔

جنٹلمین نے داروغہ اور انکی معشوقہ رعنا جمال کو علحدہ لیجاکر باتین کین پوچھا کہ سچ کہیے گا اسوقت آپکی کیا کیفیت ہوتی ہے - داروغہ صاحب کچھ کہنے کو تھے مگر عورت نے پیشقدمی کی اور تیزی کے ساتھ کہا ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

خود آزمائیے عامل تو بہت بڑے شخص ہین مین ادنےٰ سی عورت ہون کہیے تو وہ باتین دکھاؤن کہ آپکے آئے ہوئے حواس غائب ہو جائین - جنٹلمین نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا کہ صاحب اسکی کوشش کرنیکی کیا ضرورت ہے میرے حواس تو آپکی صورت دیکھتے ہی اُڑ گئے - تعجب ہے آپکو ابتک یقین نہین آتا کہ میرا ایمان مجھپر جادو کر رہا ہے اور اُسی کے جادو سے اُنکی یہ کیفیت ہو رہی ہے کہ دن رات بخار مین پڑے رہتے ہین اور رات کو بُرے بُرے خواب دیکھتے ہین تھوڑی دیر کے بعد ان سب کو رخصت کیا اور صحبت احباب مین عامل داروغہ فیون کا خوب خاکہ اُڑایا - منے میان سر پیٹنے لگے کہ اب بھی آپ سب صاحبون کو یقین نہ آئے تو ستم ہے ۔

اب سنئے کہ جنٹلمین کو اسبات کی ٹوہ ہوئی کہ ہر قسم کے شعبدہ بازون فریب دازون مکارون عیارون ٹھگ سیارون کی کارستانیون اور عیاریون کی تحقیقات کامل کرین ہر روز انکے مکان پر دس پانچ آدمی اس قسم کی خبرین لاتے تھے کہ آج فلان شخص کی لڑکی پر جن آئے کل فلان شخص کے بیٹے پر کوئی پیر آنیوالے ہین پرسون ایک تہ خانے مین سے جن کی آوازین آتی تھین - فلان مکان پر ایک گوشے سے دس سر کا ایک دیو نکلا جو دو سو مسافرون کو کھا گیا یہ ہر مقام پر جاکر خود تحقیقات کرتے مگر خیر سے کسی امر کی ذرا بھی اصلیت نہ پاتے ۔

اب سنئے کہ جنٹلمین کو ایک مرتبہ کسی عزیز کی بارات مین شریک ہونیکا اتفاق پڑا تو کیا دیکھتے ہین کہ دولھا کی مان نے کم سے کم پندرہ بار تاکید کی کہ خبردار کوئی چھینکے نہین - ناکونکو قابو مین رکھو جسوقت دولھا کو کپڑے اور خلعت پہنانیکا وقت آیا اتفاق سے ایک شخص نے چھینکدیا - اسپر اسقدر جھگڑا ہوا کہ الامان والحذر نوبت بانیجا رسید کہ وہ بیچارہ اُٹھکر چلا گیا - اب سنئے کہ ایک تخت پر دو لڑکے باہم بیت بازی کر رہے تھے ایک نے یہ شعر پڑھا ۔ ؎

اٹھے ہین خفتگان خاک عدم سے چونک چونک
موج نسیم کوے یار آج تو تیری باس سے

دوسرے نے تھوڑی دیر مین یہ شعر پڑھا ۔ ؎

کمر باندھے ہوے چلنے پہ یان سب یار بیٹھے ہین
بہت آگے گئے باقی جو ہین تیار بیٹھے ہین

اسپر دولھا کے ایک بزرگ نے جو پرانے فیشن کے سچے تھے کہا لڑکو بیت بازی موقوف کرو بس اب خاموش رہو مگر لڑکے کب ماننے والے تھے وہ سنتے کسکی ہین ایک لڑکے نے اس خیال سے کہ بات نہو جاوٴن یہ بیت پڑھی ۔ ع

دیکھتے ہی اسے کچھ جی جو بھر آیا اللہ
ہم بھی کیا رو دئے ہین کل بلبل بستان سے لپٹ

بزرگ ۔ تو نہ مانیگا بے ۔ ہزار بار کہدیا کہ بیت بازی موقوف کرو یہ کسکا لڑکا ہے جی ۔
لڑکا ۔ واہ ہم بات لین اپنے اوپر ۔ خاموش کیون رہین ۔
بزرگ ۔ بھلا ابکی کوئی بیت پڑھو تو ۔
لڑکا ۔ لے کی چاہیے نہ ۔ ع

ٹٹ پونجئے بساطی کی کیا ہی بساط یار
سوداگرون کی ناک مین دم ہے بساط سی

ادھر اُس نادان لڑکے نے یہ شعر پڑھا ۔ ادھر بزرگ جھلائے لوگون نے سمجھایا اور فہمائش کی کہ آپ معمر ہو کر بچے سے لڑتے ہین ۔ یہ زیبا نہین ۔
بزرگ ۔ بچہ بے ادبی کرے اُسکو کوئی کچھ نہ کہیگا ۔
لوگ ۔ جناب قبلہ وہ بیت بازی کر رہے ہین ۔
بزرگ ۔ اس سعید وقت مین رنج اور رونے اور ٹٹ پونجئے بساطی کا کیا ذکر ہے ۔ یہ بدشگونی ہے یا نہین ۔
لوگ ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ یہ نئی بات سنی ۔
بزرگ ۔ ہمارے یہان یہ باتین جائز نہین رکھی جاتین ۔
لوگ ۔ اچھا تو پھر جن جن باتون کو لوگ منحوس سمجھتے ہین اُن سب سے کنارہ کیجیے ۔
بزرگ ۔ بیشک ۔ ہم اپنے فرزند کی برات مین کبھی ایسی بات جائز نہ رکھینگے ۔ خوشی کے شعر پڑھین تو حرج نہین ۔

چمن مین جام صہبا ہے گھٹا ہے جائے خلوت ہے
اگر ایسے مین آجاوٴ تو صاحب وقت فرصت ہے

اسطرح کے شعر پڑھین تو بسم اللہ ۔
لوگ ۔ قبلہ ۔ بھلا آپکے نزدیک کانے کا سامنے آنا کیسا ۔
بزرگ ۔ (گھبرا کر) اس سے کیا مطلب ۔ اس سے کیا مطلب
لوگ ۔ اس سے بڑے بڑے مطلب ہین ۔
بزرگ ۔ آپ سب صاحب بالکل بدتمیز ہین ۔
لوگ ۔ بدتمیز نہین ۔ آپکے چھوٹے بھائی صاحب کا ایک کونا آباد و دوسرا چوپٹ آباد ہے ۔
بزرگ ۔ (بہت جھلا کر) آپ لوگ کسیکا دل کیون دُکھاتے ہین ۔
لوگ ۔ دل نہین دُکھاتے ۔ ہم کہتے ہین کہ اگر آپکے بھائی صاحب سامنے آئین تو ایسا نہو کہ بدشگونی جلوہ دکھائے جسوقت نوشہ گھوڑے پر سوار ہو اُنسے کہیے گا کہ سامنے نہ آئین ورنہ ذلیل ہونگے ۔
۱ ۔ اس مین کیا شک ہے صاحب ۔
۲ ۔ کانے سے بڑھکر اور کیا چیز نحس ہے ۔

۳ ۔ کانے کی بدذاتیان دل مین کرو تم یقین
آیا ہے قرآن مین کان من الکافرین

۴ مگر واللہ کانا بڑا شریر ہوتا ہے ۔
الغرض جسوقت نوشہ کے سوار ہونیکا وقت آیا لوگون نے جو تاک مین بیٹھے تھے حضرت واحد العین کی خبر لی ۔
۱ ۔ قبلہ آپ ذرا باہر جاکے برات کا انتظام کرین ۔
۲ ۔ اور بہتر ہو کہ آپ برات کے پہلے ہی جائین ۔

۳ - مگر خدا کے لیے برات کے پہلے جاکے سمدھیو نکے وہان نہ گھس بیٹھیے گا ورنہ ذلیل ہو جائیے گا -

۴ - چلیے جناب باہر چلیے - اب سوچتے آپ کیا ہین -

۵ - کیا نوشہ کو گود مین اُٹھانے کا شوق ہے

۶ - ارے توبہ - کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا -

بارے ہزار خرابی کلنے کو باہر لائے اور کہا کہ آپ برات کا انتظام کیجیے جب انکوٹال چکے تو نوشہ سے کہا کہ چلیے نوشہ تو دبڑے شکی آدمی تھے دس قدم گئے ہونگے کہ ایک عورت نظر آئی فوراً واپس - اب کوئی کہتا ہے - پان کھالو - کوئی کہتا ہے پانی پی لو - نوشہ بیٹھے پان کھایا جوتا اُتارا - پھر چلے - ابکی نادری حکم تھا کہ یہانسے گھوڑی تک خبردار کسی عورت کی صورت نظر نہ آئے -

آدمی - خبردار - کوئی ادھر اُدھر غل بغل بھی نہو -

دوسرا - بھولا دیکھتے رہنا - خبردار کوئی عورت نہ آنے پائے -

بزرگ - یہ نام کیون لیا - اِسکی کیا ضرورت تھی -

الغرض اس مرتبہ خیریت سے گذری نوشہ گھوڑے پر سوار ہوا برات چلی - چلتے چلتے کہین اتفاق سے نشان کے ہاتھی کے سامنے تھوڑی دور پر ایک بلی راستہ کاٹ گئی - جو صاحب سب کے آگے انتظام کرتے جاتے تھے اُنھون نے فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی روک لے اور دو چار معمر آدمیون کو بلاکر مشورہ کیا -

نندلال - بلی سامنے سے راستہ کاٹ گئی

دیبی دین - براتون مین یہ باتین نہین دیکھی جاتی ہین

نندلال - واہ صاحب - براتون مین نہین تو کیا جنازون مین دیکھی جاتی ہین -

رام پرشاد - اسے تو جبتک کوئی برات ادھر سے نہ جائے تب تک برات یہین کھڑی رہے اور یہ ہو نہین سکتا -

نندلال - بس یہ ہو سکتا ہے کہ راستہ بدل دیا جائے -

رام پرشاد - ہان دوسری سڑک سے چلیے بس یہی ٹھیک ہے

برات دوسری جانب سے چلی تو جنٹلمین نے کہا کیون صاحب اگر خدانخواستہ اُدھر سے بھی بلی آئے تو پھر کیا کارروائی کیجائے -

ایک صاحب نے فرمایا اجی اب اسکا ذکر ہی نہ کیجیے -

مزن فال بد کا درد حال بد

الغرض بعد وقت برات دُلھن کے مکان پر پہونچی اور جنٹلمین کو شگوفہ ہاتھ آیا -

اسکے بعد کسی شخص نے انسے کہا کہ ایک رئیس زادی پر فلان محلے مین آسیب آتا ہے سننے مین آیا ہے کہ چاندنی رات مین نکھر کر مہتابی پر گئی تھین اور کئی ہمجولیان ساتھ تھین اتفاق سے وہان بے ادبی کی بس اُسی وقت سے تپ مین مبتلا ہو گئین اور اب یہ کیفیت ہے کہ ہر جمعرات کو شب کے وقت ہاتھ پاؤن اینٹھنے لگتے ہین اور وہ وہ شعر پڑھتی ہین کہ مین کیا بیان کرون ایک دن پوری میزان عربی سُنا گئین - تو وہ کیا پڑھتی ہین پڑھنے والا تو کوئی اور ہے پرسون مین بھی گیا تھا میرے دوست ایک عامل بجگوا لے گئے تھے کہ تم بھی کچھ مدد دو - پوچھا مزاج اقدس - اگر کسی - شے کی خواہش ہو تو حاضر کرین - اس کے جواب مین کھلکھلا کر اشعار پڑھے - ؎

جرعۂ مے بیاور از اشفاق — ساقیا تا شود دماغم چاق
واشد خاطرم اگر طلبی — ہم فیضی رسانیم بمذاق
تا بیایم بسان خم در جوش — روح را این قیود باشد شاق

از حقیقت دست بمن بکشای
بادل وجان کنون ہمیخواہم
رحم فرما بیا برای خدا

یا ببر سوی منزل عشاق
ہمدم مطربان شوم بوثاق
می پسندم دگر بدرد فراق

لوح سینہ ام مصفا کن
ہم بشوئیش ز لوث بی اغراق

حضرت میرے تو ہوش اڑ گئے - بالکل اہل ایران کے لہجے مین شعر پڑہنے سب کے سب دنگ ہو گئے -

اتنے مین ایک عامل نے کہا کیا آپ جام صراحی اور نغمہ ودف کے بھی شایق ہین بس اتنا کہنا تھا کہ سرہانے پر جو پیالی رکھی تھی اٹھالی اور خادمہ کو حکم دیا کہ اسکو دھولا جب مہری نے پیالی دھو کر دی تو کچھ پڑھا اور کہا ہے شراب طہور - تھوڑی سی خود پی اور باقی ماندہ مین کچھ مجھے پلائی کچھ اور عاملون کو - پیتے ہی نشہ چڑھ گیا - پھر مین کیا عرض کرون کہ کیا کیا لطف اٹھائے ہین - ع

شراب کہنہ کہ روشن گر روان من ست
مصاحب من و پیر من و جوان من ست

مینے کہا - کہیے حضرت - شراب طہور کے لطف اڑا رہے ہین آپ بہت ہنسے اور سر سے دوپٹا ہٹا کے کہا - ع

ارو ے بہشت زد بجیابان وگر گمند
آمد زمان مستی دروی کش نزنند

عامل - آپکی خدمت مین اس سے کیا خطا ہوئی ہے -

شہید - مین شہید مرد ہون - میرے طاق پر اسنے بے ادبی کی تھی مجھے سخت غیظ آیا - اس دخت نازنین چہرہ پر اب مین عاشق ہون مگر آہ سرد بھرتا ہون کہ اسکو میرے سبب سے تکلیف ہو پہنچی ہے - لیکن مجبوری ہے - ع

دارم آہی کہ بود جملہ صفا آتش آتش
تخم تبخالہ فرو ریخت بدل دانہ اشک

ما دو شہ ق سپر شعلہ دود آتش آتش
بار در گشت بجا ثمر آتش آتش

شعلہ طور تجلی بودم سینہ گرم
کہ کنون سر کشد از جملہ جیا تبش آتش

جنٹلمین - آپکی ایسی تیسی - سوائے گپ کے دوسری بات نہین

شیخ - مین سچ عرض کرتا ہون جناب -

جنٹلمین - اجی بس اب گپ نہ اڑاؤ بہت -

اتنے مین ایک مہاجن آیا - جنٹلمین نے پوچھا کہیئے حضرت کوئی تازہ خبر - کہا آج کل تو یہی خبر مشہور ہے کہ نواب خورشید علی کی صاحبزادی بہت ماندی ہین -

جنٹلمین - کیا بخار آتا ہے عارضہ کیا ہے -

مہاجن - اصل مین انکو بیماری دیماری تو ہے نہین انپر کوئی شہید مرد آتے ہین -

جنٹلمین - آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ بیماری نہین ہے -

مہاجن - سارا شہر کہتا ہے کیا کوئی چھپی ہوئی بات ہے -

جنٹلمین - کسوقت شہید مرد آتے ہین - کوئی دن مقرر ہے

مہاجن - ہان جمعرات اور سوموار کو آتے ہین اور سنا ہے کہ دو دو گز اچھل اچھل پڑتی ہین اور باپ چچا سر سب کے سب روکتے ہین تو روکے نہین رکتین - کوئی پہیر ہے آپ لوگ تو کاہیکو مانینگے سنتے ہین کہ رات کو عطر لگا کے کہین گئی تھین - راستے مین شہید مرد کا طاق ملا وہان اتفاق سے کہارون نے کاندھا بدلا اور لاعلمی مین انھون نے تھوک دیا اور اسیدم آٹھون کہارون اور دو مشعلچیون اور سپاہیون اور دو مہریون نے جو ہمراہ تھے ٹھوکر کھائی اور منھ کے بھل زمین پر آرہے -

جنٹلمین - دیکھیے شیخ صاحب کسقدر اختلاف بیانی ہوتی ہی
شیخ - گر جناب اصل بات مین تو اختلاف نہین ہے -
جنٹلمین - ہان لیکن جبتک کوئی معتبر آدمی نہ کہے تب تک ہمین یقین نہ آئیگا -
شیخ - درست ہے ہم سب تو غیر معتبر ٹہرے ہین -

اتنے مین احاطے کے اندر ایک پالکی آئی اور ایک پستہ قامت خوبرو سفید پوش اُسپر سے اُترے - خدمتگار نے کہا حکیم صاحب تشریف لائے ہین حکیم صاحب آئے صاحب سلامت مزاج پرسی ہوئی -

جنٹلمین - کہان سے تشریف لاتے ہین آپ -
حکیم - مرزا خورشید علی صاحب کے یہان گیا تھا اُنکی چھوٹی صاحبزادی کی کسیقدر طبیعت ناساز ہے -
جنٹلمین - مینے تو سنا ہے کہ آسیب کا پھیر ہے مگر ایسے ہی ویسے لوگون کی زبانی سننے مین آیا ہے -
حکیم - لاحول ولا قوۃ - محض لچر چیز ہے خفقان کا عارضہ ہی دماغ اصیحح نہین ہے قلب پر گرمی آگئی ہے -

الغرض جنٹلمین وہان سے روانہ ہوے -

ایک روز ایک شخص نے انسے آن کر کہا کہ ایک فقیر ایک عورت کو یہ فقرہ دیکر بہکائے لیے جاتا ہے کہ تیرا زیور چوگنا کر دونگا - آج ریل پر سوار ہو کر دونون بھاگنے والے ہین -

جنٹلمین نے اُنکو ساتھ لیا اور فقیر کے پھانسنے کی نیت سے ریل پر آن ز دونون کے قریب بیٹھے جب منزل مقصود پر باباجی اور زن رعنا جمال اسٹیشن پر اترے تو چھاچھم کی آدا ز اور اُس بت یوسف لقا کے حسن گلو سوز و ناز نے کل حاضرین کو محو دیدار کر دیا - اتفاق سے آزاد پاشا بھی اسٹیشن پر روانگی کی غرض سے آئے تھے - اُس فقیر اور اُس عروس ناز آفرین کو دیکھکر جنٹلمین کے قریب آگئے اور یون مکالمہ شروع ہوا -

آزاد - مجھے آپکی خدمت مین نیاز نہین حاصل ہے مگر مین چاہتا ہون کہ آپ سے مجھسے ملاقات ہو مجھے آپسے کچھ دریافت کرنا ہے -
جنٹلمین - (ہاتھ ملاکر) مین آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوا -
آزاد - آپنے انگریزی کی تعلیم کہان تک پائی ہے -
جنٹلمین - مین حال مین انگلستان سے آتا ہون تین برس تک وہان مینے انگریزی کے علاوہ بہت سے علوم کی تعلیم پائی ہے -
آزاد - اب آپ یہان کس عہدے پر ممتاز ہین -
جنٹلمین - مین بیرسٹری کرتا ہون اور کچھ ریاست بھی ہے -
آزاد - جناب یہ تو تمہید تھی مگر مطلب سعدی دیگرست کچھ دریافت کیا چاہتا ہون لیکن خوف ہے کہ مبادا آپ بدماغ ہو جائین -
جنٹلمین - جی نہین آپ فرمائین مین سمجھ گیا ہون -
آزاد - اس نوجوان لیڈی سے آپکو کیا تعلق ہے -
جنٹلمین - مطلق نہین اب آپ پوچھیے گا کہ ساتھ کیونکر ہوا اگر فرصت ہو تو سنئے طول طویل قصہ ہے -
آزاد - آپ فرمائین مجھے سخت حیرت ہے کہ ایسی حسینہ پری پیکر برق وش اور اس بے تکلفی سے ایسے فقیر کے ساتھ جو خود نوجوان ہے اسکا رہنا کچھ ٹھیک بات نہین ہے -
جنٹلمین - آپ انکے حالات سے مطلق واقف نہین ہین -

آزاد - جی کیونکر واقف ہون مگر ہی کچھ دال مین کالا کالا
جنٹلمین - یہ عورت گرہستن ہی آپنے اچھی طرح سے اسے دیکھا نہین - اسطرحکی خوبصورت اور پری چہم ہی کہ مین تعریف نہین کر سکتا - اللہ رے حسن - ع

رہے تو گل ز لب تو قند ست || گلقند علاج درد مند ست

اگر تمام دنیا کے معشوق ایک مقام پر جمع ہون تو مجھی کامل یقین ہی کہ یہ حسینہ سب سے بڑھ چڑھکر رہے لیلیٰ و شیرین کا تو نام ہی سنا ہے لیکن اسکے خدا داد حسن کے مقابل مین مینے یورپ تک مین کوئی عورت نہین دیکھی - ع

گل رخسار پہ گلہای چمن صدقے ہون | لب پان خوردہ پہ یاقوت یمن صدقے ہون
وہ چمک دانتومین ہی در عدن صدقے ہون | دیکھکر حور و پری بھی ہمہ تن صدقے ہون

قد موزون اگر اُس گل کا نظر آجائے
سرو گلزار مین پیارے ابھی شرما جائے

وہ جبین صاف کہ آئینہ ہو جس سے حیران | جلوۂ حسن پہ ہو نیر تابان کا گمان
ہین وہ ابرو کہ خجل جس سے ہو تیغ صفہان | بیت ابرو کو ہلالی کا نہ پہونچے دیوان

اس پریزاد سے پھر کوئی کنارہ نہ کرے
ہجر اُسکا کوئی دنیا مین گوارہ نہ کرے

مینے ایک روز دیکھا کہ یہ چھم چھم کرتی ہوئی ایک مندر سے نکلی اور ایک خادمہ اسکے ساتھ تھی متحیر ہوا کہ یا خدا اسقدر کمسن اور ایسی خوبرو ایسی پری جمال ایسی کان حسن ایسی صبیح دو حبیہ اور اس مطلق العنانی سے ایک مہری کے ساتھ باہر آتی جاتی ہی زیور سے آراستہ و پیراستہ - خوشنما اور بیش بہا ساری زیب تن کیے ہوے - سمجھا کہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی - تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہون کہ چھما چھم کرتی ہوئی ایک بغیا مین داخل ہوئی - مین بھی پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ ساتھ گیا چھپتا ہوا تو دیکھا کہ بغیا کی ایک روش مین صاف ستھری چٹائی بچھی ہی اور اسکے ایک کونے مین مرگ چھالا یعنی ہرن کی کھال پر ایک فقیر صندلی کپڑے پہنے ہوے بیٹھا جاپ کر رہا ہی کمسن سرخ سفید - کشیدہ قامت - ہاتھ پاتون اچھے - چپ چاپ بیٹھا دیکھتا رہا -

آزاد - اب وہان کوئی اور بھی ہی یا وہی دونون -

جنٹلمین - وہی دونون - جاپ کرکے اس عورت نے مسکرا کر کچھ کہا - فقیر نے قہقہہ لگایا مین اسقدر دیکھ رہا تھا کہ مزے مزے کی باتین ہو رہی ہین -

آزاد - لاحول ولا قوۃ - ہان جناب - پھر -

جنٹلمین - شاہ جی اُٹھی کچھ آڑو توڑے عورت کو دیے اُسنے آنکھون سے لگائے اور کھائے اتنے مین ایک باغبان آیا مجکو دیکھکر سلام کیا مینے اشارے سے بلایا اور یون گفتگو کی -

مین - یہ شاہ جی کسیکے جلنے آنے سے برا تو نہین مانتے ہین -

مالی - اسوقت اگر کوئی جائے تو سراپ دے - بیٹھیں -

مین - سراپ کیا مین اس لفظ کے معنی نہین جانتا -

مالی - مطلب یہ کہ باباجی جب برا مانتے ہین تو بری دعا دیتے ہین اسوقت ایک مائی بیٹھی ہین اور انسے باباجی بہت خوش ہین -

مین - یہ کوئی بوڑھی عورت ہین نہ -

مالی - (ہنسکر) صاحب بات یہ ہی کہ یہان جوان بوڑھی ادھیر سب عمر کی عورتین آتی ہین باباجی کو ان باتون سے کوئی واسطہ نہین -

مین - باباجی کا سن کیا ہوگا - کوئی تیس برس -

مالی - ہونگے کوئی بائیس چوبیس برس کے -

مین - اور عورت کی عمر کیا ہوگی - یہ آئی کیون ہین -

مالی - کوئی اُنیس بیس برس کی ہوگی - آئی اسلیے ہین کہ لنکے یہان

نے کسی کو گھر مین ڈال لیا ہے اور یہ انکو ناگوار ہے تو باباجی کے پاس آئی ہین کہ اُسکا دل اُس عورت کیطرف سے پھر جائے ۔

مین ۔ بھلا باباجی مین اتنی قدرت ہے ۔

مالی ۔ صاحب یہ کون کہے ۔ ہے نہین تو لوگ آتے کیونکر ہین ۔

مین ۔ ہان یہ تو بتاؤ ۔ یہان آتا کون کون ہے ۔

مالی ۔ صاحب مرد کم آتے ہین عورتین بہت آتی ہین ۔

مین ۔ ہم تو سمجھے ہی تھے ۔ بھلا ہم بھی ملین ۔

مین نے مالی سے کہا بھئی تم ہمکو ان باباجی کا مفصل حال بتاؤ تمھاری تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کچھ کہنے کو ہو مگر کہتے ہوئے جھجکتے ہو ۔

مالی نے کہا حضور یہ باغ ایک زمیندار کا ہے اُنکے ہان باباجی بہت آتے جاتے ہین اور وہ اُنکو بہت مانتے ہین ۔ سیر بھر گوشت اور آدھ سیر گھی اور تین پاؤ آٹا اور ڈیڑھ پاؤ چاول اور آدھ سیر دودھ اور ایک آنے روز کی بالائی اُنکے واسطے مقرر ہے اور جو میوہ چاہین کھائین زمیندار ان کے لڑکا نہین ہوتا تھا ہزارون گنڈے تعویذ کیے مگر لڑکا نہوا ۔ باباجی نے چار مہینے پڑھ پڑھکر پانی دیا تو حمل رہا لڑکا ہوا تب سے باباجی پجنے لگے خلاصہ یہ کہ آج اِس عورت کو باباجی ایک پہاڑ پر لیے جاتے ہین یہانسے دو تین کوس پر ہے ۔ پہاڑ کیا ایک ٹیلا ہے مگر کالے پہاڑ کے نام سے مشہور ہے وہان جاکر اُسکا گہنا دونا کر دینگے ۔

آزاد ۔ سبحان اللہ تو یہ کہیے کہ باباجی بہت بڑھے ہوئے ہین ۔

جنٹلمین ۔ مین اسی لیے انکے ساتھ ساتھ چپکے سے آیا ہون کہ انکو بھرا دون آپکو اگر فرصت ہو تو مدد دیجیے ۔

آزاد ۔ حضرت فرصت تو عنقا ہے مگر ضرور مدد دونگا ۔

الغرض آزاد اور جنٹلمین دونو نے ٹھان لی کہ فقیر کو گرفتار کرین اودھر وہ کامنی ناز و ادا سے کمر لچکاتی دل ناظرین خرام مستانہ سے پامال کرتی باہر آئی ۔ باباجی نے گاڑی کرایہ کی ۔ ادھر آزاد اور جنٹلمین بھی بگھی پر سوار ہو کر ساتھ ساتھ چلے ۔ باباجی اِس ماہرو کو لیکر ایک سرا مین فروکش ہوے یہ دونون بھی وہین اُترے ۔ صبح کو منھ اندھیرے باباجی نے کالے پہاڑ جانیکی تیاری کی معشوق جمیلہ و حسینہ کے لیے فنس منگوائی ۔ خود پیادہ پا پیچھے پیچھے آزاد اور اُنکے دوست بھیس بدل کر ساتھ ہوئے کالے پہاڑ پر باباجی نے اشنان کیا اور پوجا پر بیٹھے آزاد اور اُنکے حبیب صادق ایک گوشے سے کُل کیفیت دیکھ رہے تھے وہ پری بھی بصد شان دلبری برافگندہ نقاب اس فرحناک ٹیلے پر مصروف خرام ناز تھی آزاد نے کہا حضرت بجا فرماتے تھے واقعی کیا صورت زیبا پائی ہے ۔ صل علی صل علی ۔ بڑی دیر تک یہ دونون اِس رشک نگارار منی کو گھورا کیے ۔

اتنے مین اُسکی نظر آزاد پر پڑی تو خلقی شوخی اور جبلی شرارت سے منھ چڑایا اور فنس کے قریب منھ پھیر کر کھڑی ہو گئی ۔ آزاد مسکرا کر رہگیے اللہ ری شوخی اور اُف رے چلبلا پن دمکے دم مین تن تنکے جوبن دکھانے لگی وہ نکھار کہ حور جنت بھی دیکھے تو قدم لینے مین انا البرق کہتی ہوئی آزاد کے قریب آنکر آزسرتاپا انپر نظر ڈالی اِسوقت آزاد کے دل کا عجب حال تھا ۔ ؎

چشم بد دور وہ آنکھین ہوئین ناگہ دوچار | برق سی ٹوٹ پڑی خرمن دل پر یکبار
صبر باقی نہ رہا دل مین نہ قابو نہ قرار | آہ سوزان ہوئی سینے مین یہان آتشبار

سرنگون بیٹھ گئے فوارۂ مژگان اُٹھے
دونون آنکھون سے غضب اشک کے طوفان اُٹھے

قد جو بوٹا سا تھا گل نے قیامت کا پا | سرو رفتار نے کی حشر کی آفت برپا

شوخیون سے بھی عجب گرم شرارت پیدا ہر ادا سے بخدا طرز نزاکت پیدا

نکہت زلف سے کم مرتبۂ مشک ہوا
شرم سے ناف مین آہو کے لہو خشک ہوا

درویش کچھ بڑبڑا کر اُٹھے تو آزاد اور جنٹلمین ادھر ادھر عمداً وقصداً کھسک گئے۔

باباجی نے لکڑیان جمع کر کے ایک مقام پر رکھین اور روشن کر کے ایک برنجی تھیلی مین اس گلبدن کا کل زیور رکھا اور حکم دیا کہ قفس مین بیٹھکر آنکھین بند کر کے جاپ کرے ؎

وہ تو سادہ غریب کیا جانے اس مزور کو کیونکر پہچانے

وہ تو اُدھر جاپ مین مصروف ہوئی اِدھر اُس مکار نابکار نے کونڈی مین بھنگ رگڑی اور اسمین تھوڑا دھتورہ ملا دیا اور ایک کورے سکورے مین بھر کر قفس کے پاس جاکر کہا۔ مائی یہ پیالہ پی لے۔ اُس عروس زیبا شمائل نے پوچھا اسمین کیا ہے۔ باباجی نے کہا یہ شیو کی بوٹی ہے مائی۔ جو پیے وہ تینون لوک کی سیر کرنے لگے۔ عورت تو باباجی کے کمال کی قائل تھی فوراً اسکورا لیا اور پی گئی پیتے ہی نشے نے وہ زور باندھا کہ الامان اور نشے کی ساتھ ہی دھتورے نے رہے سہے حواس اور بھی غائب کر دیے بیہوش ہو کر قفس مین گر پڑی ادھر باباجی نے زیور کو کپڑے مین باندھ کر اوپر سے صندلی رنگا ہوا دوپٹا اوڑھا قفس کے کہارونکو پہلے ہی رخصت کر دیا تھا۔ ایکمرتبہ جھانک کر دیکھا تو عورت کو قفس مین بیہوش دیکھکر کہا۔ مائی جی اب شام تک یہان پرمیشر کی یاد مین رہو یہ کہکر باباجی نے گردن قفس کے اندر ڈالی اور آزاد اور جنٹلمین تاس سے تاڑ گئے کہ بوسہ بازی کا شوق چرایا ہی جیسے ہی اس مزور روسیاہ نے قفس بند کر کے جنگل کی طرف جانا چاہا آزاد ایکطرف سے جھپٹے اور جنٹلمین نے دوسری جانب سے گھیر لیا اور باباجی گرفتار ہو گئے۔

باباجی۔ بچہ سنت سادھوؤنکے دکھ دیے سے کیا ملیگا۔

آزاد۔ اب تو ہمنے آپ سے باکمال فقیر کے قدم لیے۔

جنٹلمین۔ اب تینون لوکون کی سیر دیکھیے گا۔

باباجی۔ بچہ میرے سے تمھارے کو کیا واسطہ ہے

آزاد۔ ہمکو کچھ سکھائیے۔ آپ تو ایک ایک کے دو دو کرتے ہین۔ اس زیور مین کچھ یارون کا بھی حصہ ہے

جنٹلمین۔ اب بیٹھیے یہان پر ورنہ ہم دو تم اکیلے۔

آزاد۔ بے ایمان اس کامنی نازک بدن کو بیجان چھوڑ کر حضور بھاگے کہان جاتے تھے۔ جی۔

جنٹلمین۔ رکھ زیور اُتار چادر اور بیٹھ سامنے۔

باباجی۔ بچہ دیکھو اب سنت کے منھ سے کچھ بُری دعا نکلیگی بابا رمتے جوگی ہر کا بھجن کیا۔ موج آئی جہان گئے۔ موج آئی جہان رہے اور تم دونون ڈاکو ہمارے کو روکتے ہو۔

آزاد۔ اب خیریت اسی مین ہے کہ زیور رکھدو۔

جنٹلمین۔ حضرت آپ تو انکی خبر لیجیے اور مین اوس بیچاری کو دیکھتا ہون۔ جو بے بسی کی حالت مین بیہوش پڑی ہے۔

آزاد نے اُس مکار بدوضع کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا تو منھ کے بل گرا اور برا بھلا کہنے لگا۔ زیور اُسنے چھینا گیا اور زانو بزانو بٹھایا۔

اِدھر جنٹلمین نے قفس کھولی اور کوٹ کے دامن سے پنکھا جھلا۔ سامنے کے چشمہ سار سے اُس مہوش کے لوٹے مین پانی لائے اور زن نسرین دہن کے منھ پر خوب چھینٹے دیے اور پھر دامن سے پنکھا جھلا۔ اتنے مین ایک آدمی بڑا سا لٹھ لیے ہوئے نمودار ہوا

آزاد - تم کون ہو - او جوان - کون ہو تم -
جوان - گانون کا چوکیدار ہون صاحب یہ کیا ہے -
آزاد - یہی چوکیداری کرتے ہو یہان واردات ہوگئی تم کو خبر ہی نہین دیکھو وہ عورت پالکی مین بیہوش پڑی ہے -
چوکیدار - آہا - اے وہی باباجی ہین ایکبار اور یہان بھی واردات ہوئی کوئی سادھو کسی عورت کو یہان لے آئے اور کہا کہ چاندی کا گہنا سب سونے کا گہنا بنا دونگا - بس یہان لاکے کیا جانے کیا پلا دیا اور لے دے کے چلدیا -
باباجی - وہ کوئی سادھو ہوگا بابا - کوئی چانڈال ہوگا -
آزاد - اس برتن مین کل زیور رکھکر عورت کو فنس مین لٹا دیا اور کہا مالا جپتی جا اور بھنگ مین دھتورہ ملا کے پلا دیا وہ بیہوش ہوگئی -
چوکیدار - بس گئے چودہ برس کے لیے - ہم جاکے تھانے پر رپٹ بولتے ہین کہ باباجی پکڑے گئے ہین -
چوکیدار نے اپنے ایک بھائی کو آزاد کے قریب بٹھایا اور کہا کہ باباجی کی خبرداری رکھنا اور خود تھانے کی راہ لی - ادہر متواتر چھینٹے دینے اور پنکھا جھلنے سے عورت کو اسیقدر ہوش آیا - مگر ایک دم کے لیے ہوش آیا اور پھر غوطہ کھایا -
جنٹلمین - اب طبیعت کیسی ہے (آہستہ سے شانہ ہلاکر) اب کیسی ہین آپ کچھ کچھ فرق ہے نا -
عورت - آنکھین بند مگر گردن کے اشارے سے - ہان
آزاد - ایک کام کرو فنس اسی درخت کے سایے مین لاکے رکھو - یہ سایہ دار ہے ذرا ٹھنڈک رہیگی -
باباجی کی گردن پکڑی اور کہا فنس اٹھاؤ - ایکطرف آگے باباجی پیچھے آزاد دوسری طرف جنٹلمین اور چوکیدار - سایے مین فنس آئی تو آزاد نے اُس محبوب صبیح کے رخ رعنا سے زلف چلیپا ہٹائی اور کہا منھ پر خوب زور سے پنکھا جھلو اس سے اسقدر ہوش آیا کہ ایک دفعۃ آنکھین کھول دین اور اشارے سے بتایا کہ بڑی گرمی معلوم ہوتی ہے -
جنٹلمین - (آہستہ سے) ابھی بالکل کمسن ہے والسلام
آزاد - کوئی شانزدہ سالہ ہوگی یا کچھ کم و بیش - ؎

غدار ابت نادانی راز من تو کرے | ستم گر تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

جنٹلمین - حضرت یہ عروس دلربا اس قابل ہی کہ کہ تربیت پائے اور کسی ذی لیاقت اور فہمیدہ کی پیاری بیوی ہو -
آزاد - شادی تو اُسکی ہوگئی ہوگی کیون شاہ جی -
باباجی - ہمتو نہین جانتے بچہ - سادھو کو کیا کام -
جنٹلمین - اگر شادی نہوئی ہوگی تو ہم شادی کر لینگے اگر ہاتھ نہ آئی تو برسون نہین تو مہینون تک ضرور دل بیچین رہیگا - خدا میری دعا کو اثر دے مگر اپنی دعا ہمیشہ بے اثر ہی پائی - ؎

تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین | بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب مین

تپ دل نے سینہ کو گلخن بنا دیا - ؎

شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیون ہو
گرہو دلسوز مرے مجھکو جلاتے کیون ہو

اتنے مین اُس سرمایۂ نازنینی غیرت لعبتان چینی نے آنکھ کھولدی اس جادو بھری نگاہ سے آزاد اور جنٹلمین کو دیکھا کہ دونون کا دل ہاتھ سے جاتا رہا - ؎

کیا کہون پرسش نگاہ کرم | چشم سے غمزہ داد خواہ ستم

عروس - (متحیر ہوکر) مجھے یہان کون لایا -
آزاد - یاد کیجیے - کچھ یاد ہے - یہ کون مقام ہے -

عروس - (ادھر اُدھر نظر کر کے) یہ تو کوئی بن ہے -
آزاد - یہان ہم آپ کس لیے ساتھ آئی تھین - یاد ہے؟
عروس - ہم تو کسی کے ساتھ نہین آئے تھے ہم کیون آنے لگے ایسے دن مین ہم بہو بیٹیون کو ان جنگلون سے کیا واسطہ ہے -
آزاد - کسی بابا جی کے ساتھ آئی تھین سوچ لیجیے -
عروس - (چونک کر) ہان ہان - ہمین کچھ پلا کے بیہوش کر دیا -
آزاد - مجکو سب معلوم ہے - اب مزاج کیسا ہے -
عروس - نقاہت نہین ہے اور گرمی بہت لگتی ہے -
آزاد - آپکی یہ کیفیت دیکھکر یہان سب کو تردد تھا -

اُس نازنین مہ جبین کی گوہر افشانی اور سحر بیانی نے ان دونون کو اور بھی نخچیر تیر الفت بنا دیا ؎

حرف منہ سے جو اُسکے نکلے پڑین — ایک غنچے سے لاکھ پھول جھڑین
دیکھ اس لب کی گوہر افشانی — ہو گیا آب ابر نیسانی
حال پوچھا جو ناتوانی کا — بڑھ گیا زور سخت جانی کا
لب جان بخش چارہ جو کیا کیا — اُلفت آلودہ گفتگو کیا کیا
پوچھنا اب مزاج کیسا ہے — غش یہ پھر تمکو آج کیسا ہے
دیکھو کس کس کا ہے بُرا احوال — یہ بنایا ہے تمنے کیا احوال
شادیٔ دل وہ ہمکناری کی — ہائے باتین وہ دوستداری کی

یہ اشعار آزاد اور جنٹلمین اور اس ماہرو کے حسب حال تھے آزاد کا مزاج دریافت کرنا جنٹلمین کا دم عشق بھرنا اور اُس کافر عابد فریب کی جادو بیانی و جادو طرازی ستم ڈھاتی تھی -
آزاد - پانی پیجیے گا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی منگواؤن -
عروس - پیتی تو - مگر دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہے - سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے - جب اُس بابا دھوے نے پانی کی تو اب کسکا بھروسا کرون - تم کسی ہندو کے ہاتھ پانی منگواؤ اور اپنے سامنے پلاؤ تو پی لون - اسوقت بڑی پیاس لگی ہے -
آزاد - اجی پانچون انگلیان برابر نہین ہوتین اور تمھاری خدمت کے لیے تو جوان فرفر و خلج حاضر ہو جائین - ؎

شمع پر کچھ نہین موقوف کہ سارے ظالم — پانی آگے گرے رہے عرصہ جو بچھڑے ہمین

عروس - اس کمبخت کو کیا کہون جو مجھے مدہوش کر کے چھوڑ کر چل دیا -
آزاد - چل کہان دیتا - یہ سامنے بیٹھا ہے - ہمنے گرفتار کر لیا - اب کہین جانے بھی پائیگا -
عروس - تھو ہے اسکی فقیری پر مین اسکی صورت نہین دیکھنی چاہتی - افوہ - اتنا بڑا بے ایمان -
بابا جی - مائی جی - سنتون سادھوؤن کو بُرا کہنا اچھا نہین کیا جانے کس روپ مین کون ہو اور چاہ تو مائی پہلے تیرے ہی طرف سے ہوئی تھی اب تم پریت نہین کرو گی سو ہی اچھا - کسینے کہا ہے بابا (آزاد کی طرف مخاطب ہو کر) - ؎

چلو اب چین سے آرام کرو جان بچی
اب کسی اور سے پیغام کرو جان بچی
اور پیدا کوئی گلفام کرو جان بچی
اُنسی سے کے عشق مین اب نام کرو جان بچی
تم کرو مجھ سے گریز اور مین کرون تم سے نباہ
اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ

آزاد - اخاہ - بابا جی تو بڑے عاشق تن بڑے دل معلوم ہوتے ہین - یہ کیسے پورے مکار ہیں مردود - شعر شاعری مین برق ہین اور خیر سے اشعار بھی واسوخت کے یاد ہین -

عروس - اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم دونون کون ہو -

آزاد - ہم سب بتا دینگے - اب آپ فکر کم کیجیے -

عروس - ہائے میان سنینگے تو کیا کہینگے -

پولیس والونکو خبر ہوئی تو ساد و ڑپڑے باباجی کو آن کر دیکھا گرفتار کیا - آزاد اور جنٹلمین - دونون چوکیدار - باباجی اور پولیس سٹے روانہ ہوئے - اثناے راہ مین تھانہ دار نے کہا - یہ باباجی اشتہاری مجرم ہین پار سال بھی اسی مقام پر ایک جوان عورت کو بیہوش کرکے اُسکا زیور لیگیا تھا اور باندے مین ایک شخص کے ہان ٹکے اسکو اپنا چیلا بنایا - سات روز تک اسکے ہان رہے آٹھوین روز شب کو مال و اسباب لیکر چلدیے تو اب تک آتے ہی ہین - مگر وہ بھیڑیا دھسان خلقت ہے کہ الامان الامان - ایک دفعہ انکا حلیہ لکھکر آیا تھا - دوسری مرتبہ پھر اشتہار چھپا - تیسری دفعہ پھر خبر آئی کہ ایک فقیر نے جسکی یہ شکل یہ صورت یہ قد و قامت ہے فلان مقام پر ایک لودھے کے ہان آگ لگادی اور اُسکی جورو کو کہ از بس جمیلہ و خوبرو ہے مع زیور کے بھگا لیگیا اور کئی ہزار کے تمسک بھی اُڑا دیے یہ لودھا مہاجنی کرتا تھا اب آج پکڑے گئے

آزاد - لیکن ضعیف الاعتقاد آدمیون کو ان حضرت کیطرف سے عقیدہ ہوگا وہ انکو خدا رسیدہ اور عارف باللہ ہی سمجھینگے سچ ہے -

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے | خصوصاً آج کل کے اشقیا سے

تھانہ دار - کانپور سے دو کوس پر پورہ ہے عین لب دریا ایک فقیر کھپریل ڈالے ہے - اردگرد پیپل اور برگد کے درخت ہین اس دلچسپ مقام پر ایک مرتبہ مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا ایک چوری کی تحقیقات کے لیے گیا تھا مینے زمیندار سے کہا کہ اگر بندوبست کرو تو مین آج یہین قیام کرون اُسنے ایک چھولداری نصب کرادی تو مینے بڑے بڑے تماشے دیکھے وہ فقیر بڑا ڈنڈپیل جوان ہے - سرخ و سفید - باباکا پرمیشر داس نام ہے پڑھا لکھا خاک نہین - اور علمی البتہ کچھ کچھ جانتا ہے وہ بھی برائے نام مگر دور دور تک لوگ سکے کمال کے قائل ہین پہلے ایک لالہ صاحب آئے ٹٹو سے اُترکر فقیر کے قدمون پر گر پڑے اور دو روپے نذر کے دکھائے اور کچھ کھوپرا پان قند مصری کے کوزے نذر کیے -

فقیر - مین نے اپنے آدمی سے آج صبح کو کہدیا تھا کہ لالہ صاحب آتے ہین سو آپ سچ مچ آہی گئے -

لالہ - بلہاری - مہراج چکرورتی راج کر رہے ہو -

فقیر - فقیر کا بڑا لگھڑ ہے ایک چکلہ دار نے ہمسے زبان بلائی تھی تو ہمنے فارسی اور عربی اور انگریزی اور پنجابی اور ہندوستانی اور بنگلے مین اسکو جواب دیا - اُسنے کہا تم کیا پاکھنڈ کرکے یہان بیٹھا ہے ہمنے کہا بابا آجکے تیسرے روز پاکھنڈ نہ رہیگا سو بابا اُسکی گریکی تیسرے روز اُسپر زمیندار نے چڑھائی کی اور قید کرلیا -

لالہ - ہان مہراج - فقیر ہین نہین تو پر تھوی کیونکر تھمی ہے - فارسی والا لکھتا ہے کہ ؎

اے دل مقصود کہ شاہان بدعا طلبیم | بستہ بندگی حضرت درویشان است

ہم تو انکی باتون ہی سے سمجھ گئے تھے کہ لالہ فارسی وارسی بھی واجبی واجبی جانتے ہین - خیر شام کو سنا کہ لالہ صاحب انکے کسی دشمن کے قتل کی فکر مین ہین اور باباجی سے تین سو روپے کا اقرار ہوا ہے کہ اگر دو مہینے مین منتر کے زور سے اُسکو نہ مار ڈالون تو فقیری چھوڑ دون لالہ صاحب شام کو روانہ ہوے تو دو عورتین آئین ایک جو ان کوئی پندرہ سولہ برس کا سن دوسری بوڑھی - ان دونون نے باباجی کا بڑا شکریہ ادا کیا وجہ یہ کہ اُس بوڑھی عورت کا لڑکا بعارضہ تپ دق سرسام

محنت تحصیل ہو گیا تھا بوڑھیا اُن بڑھ جاہل اُنکے پاس دوڑی آئی اور روتی ہاتھ جوڑے فقیر نے حسب معمول جاپ کی راکھ دیدی اور کہا کچھ کھلا دینا کچھ ادھر اُدھر لگا دینا عورت نے آتے ہی راکھ کھلائی بید راتی معالج تھی صبح کو لڑکے نے آنکھ کھولی تپ کم ہوئی۔ عورت نے بید کی محنت اور علاج کا تو مطلق خیال نہ کیا مگر یہ بات دل میں جم گئی کہ باباجی کی چٹکی اور دعا سے لڑکا اچھا ہوا فقیر نے بوڑھی کی خوبصورت لڑکی کے گورے گورے رخسار و نبیر محبت پدری سے ہاتھ پھیرا اور کہا لڑکی تو مجھے مثل اپنے باپ چچا کے سمجھنا یہ دونوں نہیں تو اور عورتوں کا ایک غول آیا اُمین کئی عورتین تھین۔ مگر باباجی کی نظر ایک عروس عنبرین زلف زرین قبا آفتاب جلوہ ہی پر پڑتی تھی اور یہ حور سرشت باباجی کی نظاربازی اور آنکھونکے اشارون اور توجہ خاص سے جھیپی جاتی تھی کہ بجولیان بنا مینگی اور طعنے دینگی کہ اتنے بڑے پاکدامن باباجی زاہد و عابد بھی تجھپر ریجھ ہی گئے یہ پریزاد معشوقہ واقعی کان حسن و جمال تھی۔

دو لعلش از تبسم در شکر ریز	دو ہانش در تکلم شکر آمیز
بخندہ از ثریا نور می ریخت	نمک از پستہ بر شور میریخت
کشیدہ قامتے چون تازہ شمشاد	بہ آزادی غلامش سرو آزاد

ناصیۂ انور سے فروغ کوکب جمال نمایان تھا اور جبین مبین سے نور شمس کمال عیان۔ باباجی نے لاکھ ضبط کیا مگر نہ رہا گیا کہا مائی تو کسکی کنیا ہی اور تیرا بیاہ ہوا ہے یا نہین تو مہارانی ہوگی ہاتھ دیکھون اِس مہر سپہر رعنائی نے لجاتے ہوئے دست نازک بڑھایا باباجی نی ہاتھ مین ہاتھ لیا اور کہا بیٹی تو بہت اچھے گھر جائیگی اور بڑی عمر ہے اور تو راج کریگی۔ مین یہ سب سیر دیکھ رہا تھا ایک شوخ و بے تکلف اُس غول مین سے بول اٹھی باباجی تمہاری نظر پڑی تو اسی پر پڑی۔ ہم اتنی بیٹھی ہین ایک سے بھی مخاطب نہوے اتنی کہنا تھا کہ باباجی بہت خفا ہوے اور جلال مین آکر ہزارون بے تکی باتین کہین۔

الغرض وہ ناظورۂ مشتری خصال اُس سیاہ قلب مزور کے دام تزویر سے محفوظ رہی۔

جنٹلمین نے اس ضلع مین ایک روز وہانکے علما و کملا اور لائق فائق آدمیونکے روبرو لکچر دیا جسکا خلاصہ درج ذیل ہی

اے اہل ہند اٹھو خوب سوچکے	پیدا کیا تھا تمنے جو کچھ سب وہ کھوچکے
اب تک رہی ہی جسپہ تغافل یہان تلک	دنیا مین نیم وحشی وجاہل تو ہوچکے

حضرات سامعین بڑے افسوس کا مقام کہ ہمارے ملک کا اور ملکہ ہمارے قول فعل حرکات وسکنات چال ڈھال اور ہر قسم کی ترقی ملکی و قومی و علمی مین سدباب ہی اگر مشعل آفتاب لیکر بھی ڈھونڈھیے تو ساری خدائی مین ایسی ضعیف الاعتقاد قوم نہ پائیے جیسی ہندوستان مین بستی ہی۔ ہندو اور مسلمان دونون اس سے بری نہین۔ اس کے کئی اسباب ہین۔

ا۔ عورتون کا جہل۔ افسوس کی بات ہی کہ ہمارے وطن مالوف کی نسوان پڑھی لکھی نہین ہوتین اور انکی جہالت ہماری ترقی کے ساتھ وہ کرتی ہے جو سانپ کا زہر انسان کی جان کے ساتھ کرتا ہی گنوار ونکی عورتین تو خیر یہ کہکر بری ہوجائینگی کہ ہمارے یہان باپ بھائی گانوئن کے مرد خود ہی اَن پڑھ ہوتے ہین تا بہ نسوان چہ رسد مگر جو اصحاب تربیت یافتگی اور لیاقت کا دم بھرتی ہین وہ اِس جرم سی ہرگز ہرگز بری نہین ہو سکتے کہ اپنی مخدرات کو علم کی نعمت سے محروم رکھتے ہین۔ لڑکا ابتدا ابتدا مین عورتون ہی پر زیر تربیت پاتا ہے اور یہ ظاہر ہی کہ اگر مان تربیت یافتہ ہو تو لڑکا بھی بچپن ہی کی حالت سے اپنی لائق اور پڑھی لکھی مان کی تربیت یافتگی سے فیض پائیگا اگر اوائل مین لڑکا کسی گنوار ن کے

سپرد ہو تو بجز اسکے کہ گنواری بولنے مین طاق ہو جائے اور کچھ نہ سیکھیگا ادب تمیز سلیقہ وہی عورتین سکھا سکتی ہین جو خود سلیقہ شعار اور باادب ہین - ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ذی لیاقت اور تربیت یافتہ میان اور غیر تربیت یافتہ جاہل بیوی مین محبت کیونکر ہوتی ہے -

راوی - جنٹلمین کے اس فقرے پر حاضرین مین سے ایک جاہل مطلق نے کہا (آپ اپنی جورو کو پڑھائیے مگر اورونکو نہ ہدایت دیجیے) اسپر ایک شخص اُس جاہل کیطرف مخاطب ہو کر بولا (بیٹھیے بیٹھیے لکچر سننے دیجیے) اور جنٹلمین نے یون کہنا شروع کیا -

حضرات سامعین - اثنائے لکچر مین ایک بزرگ نے جھلا کر ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی جورو کو پڑھائیے مگر اورونکو گمراہ نہ کیجیے - اسکے جواب مین مین دست بستہ عرض کرتا ہون کہ مینے ایسا کیا ہے اور تربیت یافتہ بیوی میرے نزدیک میان کے آرام و آسائش مزید کا باعث ہوتی ہے - علم شے بے بدل ہے اگر میان بیوی دونون پڑھے لکھے ہون تو محبت باہمی کو ترقی حاصل ہو مگر اس ملک مین شیطان نے یہ پٹی پڑھا دی ہے کہ ادھر عورت پڑھ لکھ سکی اور ادھر اُسنے نامحرمونکے نام عشقیہ خطوط لکھنے شروع کیے - حیف صد حیف کہ اس خیال خام نے بیچ کا ڈر ہوا جسکی فی الحقیقت اصلیت نہین ہے ہم لوگونکے دلون مین ایسی جگہ کر لی ہے کہ الامان - الامان - یہ کہنا کہ عورتین بعد تحصیل علم یا زبان اسقدر دیدہ دلیر و بیحیا ہو جائینگی کہ غیر مردونکے نام عشقیہ مراسلت جاری کرینگی علم و فضل پر حرف رکھنا اور روز روشن کو شب دیجور کہنا ہے - نیک و بد ہر رنگ ایک مشہور مسئلہ ہے - ممکن ہے کہ تربیت یافتہ عورتین بھی کسیکی طبیعت بوجوہ چند در چند مائل بہ بدی ہو کیونکہ کوئی فرد بشر جسکو عقل سلیم سے بہرہ وافی ہے یہ نہین کہہ سکتا کہ حرف شناس ہو کر فی الفور ہر دو نیکی سے انسان ہر حالت مین بالکل بیکدل ہی ہو جاتا ہے مگر یہ کلیہ قائم کرنا کہ تربیت و تعلیم عورتون کی طبیعتونکو بد کر دیگی محض غلط اور بے سروپا کہانی ہے - یہ ہمارا ہی قصور ہے کہ ہم اپنی عورتونکو تربیت و تعلیم کی نعمت عظمیٰ سے بے نصیب رکھتے ہین اور اسکا نتیجہ قبیح یہ مستخرج ہوتا ہے کہ وہ بچونکی پرورش انکو آرام سے محفوظ رکھنے عمدہ عمدہ باتین سکھانے کی قابل نہین ہوتین - ان پڑھ عورتون سے یہ امید رکھنا کہ وہ ہمین وقت ضرورت اہم امور مین مشورہ دینے کے لائق ہونگی انتہا کی حماقت ہے اور ظاہر ہے کہ وہ میان جنکی بیویان نجی امور مین مشورہ معقول دینے کی لیاقت رکھتی ہین بڑے خوش نصیب لوگ ہین -

راوی - اسپر ایک صاحب نے کہا (ایسے ہی ایسے خیر خواہ ہندوستان مین دو چار اور ہون تو ملک ستیاناس ہو جائے)

جنٹلمین - افسوس صد افسوس آپ ہی سے بزرگوارونکے خواب غفلت سے چونکانے کیلیے ان لکچرونکی ضرورت ہوا کرتی ہے -

سامع - بیشک آپکی رائے قابل صاد و داد ہے -

دوسرا - واقعی ہمارے ادبار کا بہت بڑا باعث یہی ہے کہ اس ملک کی عورتین غیر تربیت یافتہ ہوتی ہین -

تیسرا - مسلمانونکی پرانی کتابون سے ثابت ہے کہ پڑھی لکھی عورتونکی سلف مین بڑی قدر و منزلت تھی -

چوتھا - ہنود کے ہان بھی اکثر رشیون اور منیون کی مخدرات تربیت یافتہ ہوتی تھین چنانچہ لیلاوتی اور گارگی بی بی مشہور ہین -

جنٹلمین - گو زمانہ ادبار نے ہمین یہ گمراہ کیا کہ عورتون کی تربیت یافتگی کو ہم معیوب سمجھنے لگے گو سرکار کوشش ہو فوق کر رہی ہے تاہم ہم لوگ ذرا توجہ نہین کرتے اس سے زیادہ ادبار اور کیا ہوگا مگر ع

غم مخور حافظ بسختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را

انشاءاللہ ایک روز فائز المرام ہونگے -

حاضرین - انشاءاللہ جوئندہ یابندہ -

ہر چیز کہ دل بران گرایذ	گر جہد کنی بدست آید

جنٹلمین ۔ ہم اُس روز جامے مین پھولے نہ سمائین جب ہم سنین کہ مسلمان شریف زادیان اخلاق کی چھوٹی چھوٹی کتابوں کا مطالعہ کرتی ہین اور وقت کا ایک حصہ اسی مین صرف کرتی ہین یا ہندوون کی نوجوان عورتین اخلاق کے عمدہ عمدہ رسالون سے اپنے دلون کو نور بخشتی ہین ۔ مگر ہنوز دہلی دور ست عورتون کو چاہے ناقص العقل کہو چاہے موردطعن بتاؤ حقیقت حال یہ ہی کہ یہ سب مردون ہی کا قصور ہی اگر مخدرات ہندوستان تربیت یافتہ ہون تو ضعیف الاعتقادی نصف رہ جائے ۔

۲ ۔ دوسرا سبب خاص ترقی ضعیف الاعتقادی ہندوستان کا یہ ہی کہ بچونکو لڑکپن ہی سے ذہ وہ باتین سکھائی جاتی ہین جنسے بڑھکر بھی فضول خوف اُنکے دلون مین جاگزین رہتا ہے ۔ لڑکا ذرا رویا اور اُسکی مان نے کہا وہ آیا ارے چپ چپ پکڑ لیجائیگا کبھی اندھیرے سے ڈراتی ہین کبھی طرح طرح کی بولیان بولتی ہین اور دل مین خوش ہوتی ہین کہ بچہ سہم کے خاموش ہو رہا ۔ مگر یہ نہین سمجھتین کہ اُسکے حق مین سم کی خاصیت رکھتا ہی ۔

۳ ۔ سبب ضعیف الاعتقادی کی ترقی کا یہ ہی کہ جو جس نے گپ اڑائی اُسکو آمنا وصدقنا تسلیم کر لیا ۔ فقرہ باز لوگ غضب کے ہوتے ہین ۔ ایک روز اپنے ایک دوست کے مکان پر مین نے دو چار صاحبونکی زبانی اسطرح باتین سنین کہ دل ہی دل مین ہنسی آئی ۔ ایک پنڈت بھڈری ۔ دوسرا گانون کا ٹھاکر زمیندار ۔ تیسرا اہیر ۔ چوتھا ڈفالی ۔

زمیندار ۔ مہراج بھلا ہاتھ دیکھنے سے عمر کا حال بتا سکتے ہو

بھڈری ۔ کاہے ناہین ہاتھ کی لکیر و نمین سب لکھا ہے ۔

ڈفالی ۔ (اپنا ہاتھ بڑھا کر) بھلا بتاؤ تو ۔

بھڈری ۔ (ہاتھ دیکھکر) ستر برس بعد مرت ہے ۔

ڈفالی ۔ میرا چھیالیسوان سال ہی تو کے برس اور ہین ۔

زمیندار ۔ یہ نہ بتائینگے اتنا بتا دیا کہ ستر برس کے سن تک تمھاری موت نہین ہے ۔ ابھی چوبیس برس تک تو جو کم ہے پھر چاہے سترھوین مین چاہے بہتر کے ہو کے ۔ چاہے اسی برس کے ہو کے ۔

اہیر ۔ ہمرا بیاہ کب تک ہوئیے مہراج ۔

بھڈری ۔ (ہاتھ دیکھکر) دوئی مہینے کے لگ بھگ ۔

راوی ۔ اتفاق سے اِسکی شادی کو سوا مہینا باقی تھا بس یقین کامل ہو گیا کہ یہ بھڈری بڑا باکمال ہے اب تو زمیندار صاحب اور بھی خاطر کرنے لگے ۔

زمیندار ۔ ڈپٹی صاحب کے ہان ہمارا ایک مقدمہ ہے پرشن تو دیکھو مہراج کہ جان ہے یا نہین جو جیت جائین تو کچھ کھلائین ۔

بھڈری ۔ کوئی پھول من مین لیو اور رنگ بتلے دو ۔

زمیندار ۔ ہان ۔ اچھا ایک پھول لیا ہمنے ۔

بھڈری ۔ ڈبدھا نہ کرنا ۔ بس ایک ہی بار لو ۔

زمیندار ۔ ہان ۔ ہان لیا ۔ سفید رنگ کا پھول لیا ۔

بھڈری ۔ (پوتھی کھول کے اور بڑبڑ کرکے) اچھا ہے ۔

زمیندار ۔ (خوش ہوکر) جیت جائینگے بھلا ۔

بھڈری ۔ بیچ کھیت ۔ اس جیتو کہ سینک کھڑی ہے ۔

زمیندار ۔ بس اب ہمکو یقین ہو گیا ۔ مگر پرسون ڈپٹی صاحب بہت خفا ہوے تھے ۔ کہ تم اسکول مین دو کتابین پڑھکر ہمکو دھمکاتا ہے اور قانون سکھاتا ہے ۔

بھڈری ۔ کل ٹھنڈے ہو جائینگے ۔ کرودھ پاس نہ آئے ۔

اہیر - مہاراج برکھا ناہین ہوت ہے - ہے کچھ اُپاؤ -
بھڈری - دس دن آسن مار کے بیٹھ جاؤن تو جل تھل ہو جائے -
اہیر - واہ مہراج سب کا جلاے لیو -
بھڈری - ٹھاکر کہین تو ہی سامنے والے مندر مین بیٹھون -
زمیندار - بیٹھیے بیٹھنے سے کہہ دینگے سیدھا پہنچا کریگا اور
ایک آدمی خدمت کو رہیگا جو بارش ہو تو جی اُٹھون -
بھڈری - ایک سمان مین جل کا نام کہین نہین - اور پرانی
سب بیاکل ہین اجمیر مین تھا - بس جب دیکھا کہ مینہ کا کہین
پتا نہین اور اکال کے لچھن ہین تو ایک مہاجن نے ہمسے کہا
کہ مہراج کچھ یوگ کرو - سو ہم بس بستر بچھا کے مرگ چھالا
اور مالا کی جاپ کرنے لگے اور دھوپ کہے کہ مین پرتھوی بھر کو
پھونک دونگی - اور ہم جو پیڑ کے چھائے مین بیٹھے تو اٹھتا ناہین
ایک جوگی نے کہا مہراج چلئے تروا ہے مین جاپ کرو - ہمنے کہا
اب چپکے رہو مت دو دن اور ایک رات جاپ کیا پھر ایسی برکھا
ہوئی کہ سو کوس تک جل تھل تالاب ندی سب بھر گیا
اور دریا ایسا چڑھا کہ چوگنا پاٹ ہو گیا -
اہیر - تو تو آج ہی سے لگا لگا دیوؤ -
زمیندار - آپ آج ہی سے فکر کیجیے - اگر کہین پانی برس
جاے تو پھر کیا کہنا ہے -
بھڈری - دیکھ لینا مہراج - آج بیٹھا دو دن پیچھون اور
مینہ برسنے لگے یہ کون بات ہے -
قصہ مختصر بھڈری نے سب مین مشہور کر دیا کہ مینہ
برسانے کی غرض سے بیٹھے ہین - اب پنچ کوسی لوگ چلے آتے ہین اور
مہراج بیچ رہے ہین رات کو یہ شخص دس بجے سے صبح تک ٹرّے
سے وند ناتا تھا اور صبح کو کہتا تھا کہ رات دن پلک نہین جھپکاتا
اور جہلا اسکو باور کرتے تھے اتفاق سے چوتھے روز ذرا بارش
ہوئی برسات کے دن تو تھے ہی مینہ کا برسنا تھا کہ لوگون کے
دلون مین اور بھی عقیدہ جم گیا اور تب سے بھڈری جس طرف
نکل جاتا تھا لوگ بڑی تعظیم سے پیش آتے تھے -
جنٹلمین اسقدر کہہ چکے تھے کہ پرانے فیشن کے ایک
بزرگوار جو یہ خیالات سنکر جھلا رہے تھے بگڑ اٹھے اور استادہ
ہوکر باواز بلند کہا اگر ان سب باتون کا ثبوت نہ دون تو آج
سے پنڈت نہ کہیے - نام بدل ڈالون -
جنٹلمین - کیا آپ اسکا ثبوت دے سکتے ہین کہ فلان
شخص نے مینہ برسا دیا -
پنڈت - فلان شخص نہین - ہم خود برسا سکتے ہین
جنٹلمین - آپ فارسی خوان بھی ہین -
پنڈت - جی ہان مین پٹواری ہون - شاہی مین تو کچہری
مین نوکر تھا -
جنٹلمین - اگر ان کل امور کا ثبوت آپ دے دین تو ہمپر
بڑا احسان ہوگا -
پنڈت - سنو صاحب تم لوگ تھے بڑے نیکی بدی شیطان
دیوتا ایک کے بھی قائل نہین اور ہم حوالہ دیا چاہتے ہین کتب قدیم کا
ہمارے یہان لکھا ہے کہ کسی زمانے مین دو دو ہزار برس کی عمر ہوتی
تھی اور اب پاپ کے سبب سے اسقدر تنزلی ہوئی کہ اوسط زندگی
تیس سال کی ہے - سو بھی نہین - پھر اب پاپی زیادہ ہین یا پہلے تھے -

ہزار وصد و سیزدہ سالہ گرد	زمانہ ندیدش زمانہ بخورد

یہ رستم کی ماں نے کہا تھا کہ ہزار ایکسو تیرہ برس کا ہو کر مرا اور
اسکے نزدیک ابھی تک بچہ ہی تھا - تو جس زمانے مین پاپ زیادہ
اس زمانے مین اگر ہم پرانی باتین کہین تو کون مانتا ہے

جنٹلمین - آپ کی تقریر کا نتیجہ و ماحصل ہی نہین معلوم ہوتا -

پنڈت - ہم اگر سچے ہین تو جلتا بلتا توا ہاتھ پر رکھدو ہمارے ہاتھ کو ذرا ہو کہم نہ پہونچیگی - یہ فقط منتر کا زور ہے -

جنٹلمین - حضرات مین یہ نہین چاہتا کہ کسی صاحب سے خاص اس مقام پر بحث ہونے لگے - ہان اگر ان صاحب کو دعوی ہے تو کسی روز لکچر دین اور لوگونکو جمع کرکے سب سامنے منہہ برسائین

ایک - آپ اپنا لکچر ختم کیجیے انسے کیا مطلب -

دوسرا - اور یہ امر آداب مناظرہ کے بھی خلاف ہے -

جنٹلمین نے سلسلۂ سخن یون جاری کیا - ؎

سخن درست بگویم نمی توانم دید | کہ می خورند حریفان و من نظارہ کنم

جسوقت ہم دیکھتے ہین کہ اور قومین ہمسے گوے سبقت لیجاتی ہین اور ہم روز بروز پست خیالات کے سبب سے تحت الثری کو پہونچتے جاتے ہین ایک خاص باعث اس ادبار کا یہ بھی ہے کہ شگون اور بدشگونی فال بد اور فال نیک کے ہملوگ دل سے قائل ہین ہنود مین ساعت دیکھے بغیر کوئی باہر قدم نہین رکھتا ایک مرتبہ ہمارے دوست کے پاس صاحب مہتمم بندوبست کا ڈاکٹ آیا کہ عرضی تمہاری مورخہ فلان تاریخ نظر سے گذری تمکو حکم ہوتا ہے کہ کل تک حاضر ہو تو پچیس روپیہ ماہواری کی سند کلرکی تمکو عطا کیجائے - اب سنئے کہ کل کو دو روز باقی تھے اور چھ گھنٹے کا راستہ اور ساعت تیسری تاریخ کی - پھر اسنے لاکھ لاکھ سر ٹپکا مگر جا نہ سکا - اسیطرح ایک سوداگر نامی کے ایجنٹ نے کلکتہ سے تار بھیجا کہ یہان کئی علاقے نصف قیمت پر بہت جلد بکنے والے ہین آپ اس تار کے دیکھتے ہی روانہ ہون لاکھون کا وارا نیارا ہوگا مگر ساعت نہ نکلی اس سبب سے وہ بیچارہ نہ جا سکا اور پھر اسنے افسوس کے ساتھ سنا کہ اسکے علاقے متصل ہی کئی علاقے کوڑیون کے مول بک گئے - گھڑی بھر مین گھر چلے اور ڈھائی گھڑی کی بھدرا -

اسکے علاوہ اور بھی اکثر باتون مین نحوست اور سعادت کا خیال کامل رکھا جاتا ہے گھوڑا خریدا جائیگا تو سیکڑون شقین نکالی جائینگی کہ فلان عیب کا گھوڑا سوار کو مار ڈالتا ہے اور فلان عیب کے گھوڑے سے مالک کی بیوی مر جاتی ہے اور فلان عیب کے گھوڑے سے دیوالہ نکلجاتا ہے مگر اسکی ذرا بھی اصلیت نہین بھلا گھوڑے کے عیب کو انسان کی زندگی اور معاملات تجارت سے کیا واسطہ - ہان اگر کاٹ کھاتا ہو یا سوار کو جمنے نہ دیتا ہو تو البتہ اس قسم کے گھوڑے کا خریدنا یا اسپر سوار ہونا غلطی ہے - [illegible] کو انسان کے معاملات سے ہم لوگون نے اسقدر دخل دیدیا ہے کہ الامان - الامان - ایک دقیانوسی کے سوال -

دقیانوسی - بھلا صاحب لوگ ان باتونکو نہین مانتے -

جنٹلمین - مطلق نہین - بالکل ذرا بھی نہین -

دقیانوسی - اور ہمنے اپنی آنکھونسے دیکھا کہ جہان گھوڑے کو منحوس پایا فوراً گولی ماردی - کہا وہ ایسا گھوڑا منحوس -

جنٹلمین - یہ آپ کی غلطی ہے -

دقیانوسی - واہ آپکے کہنے سے نہ ذراسی انگریزی پڑھی اور بس پدرم سلطان بود - ؎

آدمی را بچشم حال نگر | از خیال پری و دیو بگذر

جنٹلمین - مین عرض کرون سبب اسکا یہ ہے -

دقیانوسی - اچھا تو اسنے گولی کیا سمجھکر ماری -

جنٹلمین - تو عرض کرتا ہون بندہ نواز - آپ تب تشفی بھی دین -

دقیانوسی - آپ اگر اسکا جواب دین تو شاگرد ہو جاؤن -

جنٹلمین - گھوڑدوڑ مین گھوڑا گرا ٹانگ ٹوٹ گئی صاحب نے گھوڑونکے ڈاکٹر کو بلوا کر دریافت کیا ہوگا کہ اسکا علاج ہو یا نہین

دقیانوسی - نہ کسی کو بلوایا نہ کچھ بھی -

جنٹلمین - اچھا صاحب خود واقف ہوگا کہ اب ٹانگ اچھی نہین ہوسکتی - سوچا کہ تین ٹانگ کا گھوڑا کس مصرف کا گولی ماردی -

دقیانوسی - واہ یہ سبب نہ تھا -

ہمانترمین - بیشک یہی سبب ہوگا -

جنٹلمین - خیر اس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے - اب سنیئے کہ ٹونا ہے یہ صدقہ رکھنا بھی ایک بہت بڑی بھاری غلطی ہے اور اکثر لوگونکو شک کی جگہ یقین ہے کہ بعض عورتون پر شہزادے جن - سید - پیر آتے ہین جمعرات کے دن ڈومنیان بلائی جاتی ہین اور وہ سر پر کھیلتے ہین اور گھنٹون تک چھوچھارا کرتی ہے مگر اصل مین دیکھیے تو سب بکر - ہزارہا آدمی اسکے قائل ہین یہ ادبار کا کیا علاج ہے بجز اسکے کہ زمانے پر چھوڑ دے لکچر ختم ہوا -

دو چار دن بعد ایک روز جنٹلمین کسی گانون کیطرف جو شہر سے دو کوس کے فاصلے پر واقع تھا نکلگئے تو کیا دیکھتے ہین کہ پچاس ساٹھ عورتین ملکر گاتی ہوئی کھیتون کیطرف جارہی ہین -

جنٹلمین - (ایک مسافر سے) کیا اُنکے ہان آج کوئی تقریب ہے -

مسافر - جی نہین حضرت - چری کو نکلی ہین -

جنٹلمین - کیا چری اور چرائی کیسی -

مسافر - حضور جب دو تین ہوا خراب چلتی ہے یا پانی وانی نہین برستا تو عورتین چری کو نکلتی ہین اور گاتی جاتی ہین کہ -

کالی لوٹت ہے بجار
منھو نا ہین برست گھبار

چالیس چالیس پچاس پچاس کا غول نکلتا ہے کھیتو نمین پر لکے کنارے جلکے پوجا کرتی ہین مالن پوجا کراتی ہے - اسکے بعد بھونری سینک کے گڑ کے ساتھ کھاتی ہین - انکو یقین واثق ہے کہ اس تدبیر سے ضرور بارش ہوگی مگر یہ سب ڈھکوسلا ہے - جو عورتین چری کو جاتی ہین وہ اِدھر اُدھر سے پیسے مانگتی ہین اور جو کچھ ملتا ہے اسمین کچھ تو مالن کو دیا جاتا ہے اور کچھ بھونریون اور گڑ مین صرف ہوتا ہے -

جنٹلمین نے دیکھا کہ ان عورتون نے پوریان اور پوے تلے اور بتاشے منگائے اور ایک بکرا منگوایا وہ دیبی کے نام پر قربان کیا قربانی کے بعد بکرا پکایا گیا - جو گوشت نہین کھاتی تھین اُنھون نے پوریان کھائین - باقی نے گوشت اور پوری -

جنٹلمین نے کہا انمین اکثر کمسنین بھی ہین - بھلا کمسنون اور بوڑھون کے خیالات مین کچھ فرق ہوگا یا نہین مسافر نے کہا حضور ایک بات پیدا کرلی ہے اور انمین جیسے خیال بوڑھی عورتون کے ویسی ہی جوانون کے ہین -

جنٹلمین - انسے جو شکایت کرے وہ گدھا - انکی عقل کتنی یہ سمجھتی ہین کہ اگر دیبی کی خوشامد کرین تو شاید خوش ہوکر مینھ برساوے یا مصیبت دور کردے گانون کی رہنے والیان ان پڑھ اعزا اقربا پاس پڑوس کے باشندے سب جاہل عقل کا نام کو سون نہین فہم کا منزلون پتا نداردکس لطف کے ساتھ مل مل کے گاتی ہین سب کی سب سفید کپڑے پہنکر پاک صاف ہوکے بن ٹھن کے آئی ہین اب اسوقت انکے قریب کوئی فکر نہین آسکتی یہ سب سے بری اور محفوظ ہین -

مسافر نے کہا جب دو تین مینھ نہین برستا لونڈے لاڑیے بھی

خوب غل مچاتے ہین ۔

ہر سو رام چھڑا گئے سے	بڑھیا مر گئی فاقے سے

جنٹلمین ۔ یہ تو ہمنے بھی سنا ہے ۔

ایک شخص نے جنٹلمین سے کہا ۔ وہ آپکے ساتھ انگریزی لباس پہنے ہوئے سٹیشن پر کھڑے تھے اُنکو آپ نے پہچانا

جنٹلمین نے کہا ۔ جی نہین ۔ مین نے اُنسے نام دریافت کیا تو عبداللہ نام بتایا اور مجھسے اسقدر کہا کہ مین مصر سے آتا ہون اور اپنے وطن جاتا ہون ۔ وہ اُسوقت سوار ہی ہونے کو تھے کہ یہ خبر سُنکر رک رہے اُسنے کہا حضرت وہ بڑے شخص ستھے مجھسے آج صبح کو ایک پنساری نے کہا کہ چودھری صاحب مین اُنکو جانتا ہون وہ جو اسٹیشن پر ساتھ تھے

جنٹلمین ۔ کیا بتایا گیا ۔ تم تو پہیلیان بجھواتے ہو ۔

چودھری ۔ آزاد پاشا ہی ہین ۔

جنٹلمین ۔ اہا ہا ہا ۔ دیکھا مین کہتا ہی تھا کہ ہون نہون آزاد ہون ۔ اُنکی تصویر کئی اخبارون مین دیکھی ہے ۔

چودھری ۔ اور مجھے معلوم ہوتا تو بے دعوت کیے ہرگز نہ جانے دیتا مگر خیر اتفاق بہت بڑے نامی آدمی ہین ۔

جنٹلمین ۔ مجھسے ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی مگر خیر مینے اُنسے ثریا بیگم کا کل حال بیان کردیا ۔ مجھے کیا معلوم کہ یہ آزاد ہین اور وہ بھی کھود کھود کر پوچھنے لگے ۔

چودھری ۔ ثریا بیگم کون وہی جو نواب سنجر صولت کو منسوب ہین ۔

جنٹلمین ۔ جی ہان وہ آزاد کے نام پر جان دیتی ہین ۔

چودھری ۔ تو ایسا نہو کہ سنجر صولت سے جھگڑا ہو جائے ۔

جنٹلمین ۔ جی نہین اب وہ منکوحہ ہین ۔ مجھے خوب یاد ہے ۔ جسوقت مین نے اُسکے حسن کا حال بیان کیا اور سراپا کھینچا تو آزاد نے آہ سرد کھینچکر شعر پڑھے تھے اور وہ شعر مین نے لکھ بھی لیے ہین ۔

خدمتگار سے کوٹ منگوایا اور یہ اشعار سُنائے ۔

دو رہ صد رہ در گرفت آہ جگر خراش من	گشت مقام جبرئیل مسکن بود و باش من
حضرت عشق بہر من نشوی برای جیب	آہ کجا شدی تو ای مرشد خیل تاش من
نکہت جام بادہ چیست نجم ریخت طبع تر	نازکی مشام جان موجب انتعاش من
بگذر و از نجا از میل صنم پرستی آ	کیست بجز خیال دوست ذریت تراش من

روش بجبہہ ... شعاع آفتاب

... جلال ... باعث ارتعاش من

اور یہ کہا کسیقدر آب دیدہ بھی ہوئے مینے یہ بھی کہا کہ آزاد پر جان و دل سے عاشق ہے اور آزاد کے نام پر جوگن ہوگئی تھی ۔ سب چپ چاپ سنا کیے ۔ ہمین اطلاع بھی نہین کی مگر ہمارے اُنکے خیالات بالکل ایک ہین ذرا فرق نہین ۔

چودھری ۔ جی ہان ۔ آپ ہندو دین مین کافر وہ مسلمانون مین دونون بے دین ۔ آپسے کیون نہ اتفاق رائے ہو ۔

کبوتر با کبوتر باز با باز	کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

نماز پڑھتے بھی کبھی اُنکو دیکھا ۔

جنٹلمین ۔ دو دن ساتھ رہا تین بار ہمارے سامنے نماز پڑھی ۔

چودھری ۔ لوگون کے دکھانے کے لیے ۔

جنٹلمین ۔ ضعیف الاعتقادی کے تو وہ جانی دشمن ہین ۔

چودھری ۔ دماغ خشک ہوگا بس یہی سبب ہے ۔

جنٹلمین ۔ تم مسلمان ہوگئے اگر چیچک کے دفعیہ کے لیے مالن بلا دیا ہم ہندو ہوکر عشرے کے دن شربت پلا دیں تو

زمانہ کیا کیگا یا ہنود کے مذہب پر قائم رہو یا مسلمانون کے مذہب پر یہ آدھا تیتر آدھا بٹیر کے کیا معنی۔ تھالی کے بینگن متلمل یقین غرض کہ اچھا اچھا نسا دے گئے اب شکایت کرونگا

جنٹلمین کو معلوم تھا کہ آزاد پاشا بمبئی مین مرزا صاحب کے مکان پر مقیم ہین۔ اُنھون نے فوراً خط لکھا کہ آپکے دوست اور عزیز آزاد پاشا سے مجھسے ملاقات ہوئی مگر افسوس ہے کہ اُنھون نے اپنا نام مجھسے مخفی کیا۔ آپ براہ عنایت انکے پتہ سے مجھے اطلاع دین۔

چودھری صاحب نے کہا جب آزاد ایک نواب صاحب کی سرکار مین تھے تو مجھسے بڑی ملاقات تھی مگر تب یہ بات حاصل نہین تھی اب اسقدر نام برآوردہ اور مشہور ہوے ہین کہ تمام ہندوستان انسے واقف ہے ہم ایسونکو کب پوچھتے ہین ایک روز نواب صاحب کے ہان دور چلا تو معاذ اللہ مجھے اسقدر نشہ تیز ہوا کہ الامان۔ دوسرے روز آزاد سے ملاقات ہوئی تو کان مین یہ شعر پڑھا۔ ؎

رخت از بہر تفرج بدر صومعہ کش اینقدر معتکف خانۂ خمار مشو

بس مین تپکا ہو رہا ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

الغرض جنٹلمین نے اپنی عمر کا ایک حصہ اسی مین صرف کیا کہ ضعیف الاعتقادون کو تلقین کرین اور مکارون اور عیارون کی مکاری اور دام تزویر سے بچائین۔ ہندوستان کے مختلف حصون مین سیر کے لیے گئے اور جو کچھ تجربہ حاصل ہوا وقتاً فوقتاً اخبارون کے ذریعے سے اسکو اشاعت دی اردو مین مختلف رسالے چھپوا کر شائع کیے اور ہزارون آدمیونکو جال سے نکالا۔ ابتدا ابتدا مین لوگونکو انسے بہت کم ہمدردی تھی کیونکہ یہ جاکٹ پتلون ڈانٹ کر غرور کے ساتھ پھرا کرتے تھے مگر جب سے انگریزی لباس کے ساتھ اُنھون نے انگریزی خیالات نفیس بھی ظاہر کیے تب سے انکی بڑی قدر ہونے لگی اور عوام اُنسے بدرجۂ غایت خوش ہوے۔ ثریا بیگم کے بیان سے آزاد کے دلون پر اُنھون نے سانپ لٹائے

معشوقۂ نسرین بدن ناطورہ پستہ دہن ناز آفرین۔
نازک اندام پولینڈ کی شاہزادی گلفام کی حسرت و پشیمانی۔
اور صدہا بیگناہون کی مصیبت و پریشانی ؎

دل لگانا بہت آسان ہے پہ دشوار نباہ عیش آغاز مین انجام کو ہے نالہ و آہ
ہو اسے زنہار نہین رہتا ہے قابو ناشد صبر و ہوش و خرد اس عشق مین دیکھے ہین تباہ

عدد عشق سے جب تنگ کا ہے لفظ عیان
یعنی تنگ ہین مشہور عیان راچہ بیان

خوبرو گر نظر آئے تو انھین چھیڑین اب اور اگر بات کرین کہ نہ حسینونکو جواب
جلے ہو تو پھری کوچۂ جانان سے شتاب عشق انگیز کبھی پاس رکھے اسباب

بہر نفع جو حسینون کا تو گر دے فی النار
عاشقانہ نہ پڑھے بھول کے شعر و اشعار

اغیدہ زہرہ تمثال شیرین جمال نورس نہال گلزار خوبی و گل سر سبز بوستان محبوبی فرخندہ خو عنبرین مو یعنی پولینڈ کی نوخیز شہزادی تازہ رو کہسار فلک شکوہ و عظمت بار سے دامن کوہ کے لالہ زار پر بہار کا مشاہدہ کرتی تھی۔ نور کا تڑکا۔ صبح کا سہانا سمان۔ شجرون مین مرغان خوشنوا غزلخوان حمد کردگار جہان آفرین مین رطب اللسان و عندلیب البیان ہر سمت طیور خوش آہنگ کی ترانہ سنجی بلند تھی ہر طرف مسرت و انبساط افراح و نشاط پھولونکی مست کرنیوالی بوے خوش فصل گل اور موسم دلکش ؎

چشمہ شوخوان مین گلشن کی ہر وہ بحسپ بہار | چہچہے کرتے تھی ہر شاخ پہ مرغان ہزار
سبزۂ خط رخ غلمان تہ تو طوبیٰ اشجار | خندہ کے دلکو بہا لیگئی موج انہار

شور گلبانگ ہوا صاف صدائے قلقل
دل بلبل پہ ادھر شور نمک خندۂ گل

پچاس ساٹھ ماہ نو عمر گلبدن خادمہ خوش سلیقہ ادھر ادھر لئے لئے دلربا سے کھڑی تھین کہ ذرا اشارہ ہو تو خدمت بجا لائین نہین سولہ سنگار کرکے روشون مین ادب کے ساتھ استادہ شہزادی پاکیزہ مشرب مہ سیما کبھی مرغان جادو نوا کے خوشنما پنجروں کے قریب جاکر چمکارنے کے خوش ہوتی تھی کبھی سبزۂ نو دمیدہ کی لہک سے آنکھون کو نور بخشتی تھی پھولونکی بھینی بھینی بو باس پر یہ طرہ ہوا کہ پندرہ بیس الکسن عورتین زرق برق لباس زیب بدن کیے ہوے ہاتھ مین دستنبو اور عطر لیے ہوے ہوا کے رخ کھڑی تھین اور جھونکے کے ساتھ بہشت کی لپٹین آتی تھین۔ ع

بھینی بھینی وہ ہوا اور چمن کی وہ بہار | اور گا دونکی وہ شوخی وہ ایک سمت قطار
ہو نسیم سحری جسپہ جان جانسے نثار | نو کی بر جستگی روشن تھا وہ سارا کہسار

تھے جگہ جگہ دن مین کہین ہار کہین گلدستے
تھے کہین جام بلورین کہین گنڑے کے

مہوش ناوک نگاہ شہزادی کج کلاہ چلبلے پن کے ساتھ قصر معلے مین آئین آرام کرسی پر جو از بس مثل بہار خوشنما تھی تمکن ہوئین اور ایک خادمہ جمیلہ سے باتین کرنے لگین۔

شہزادی۔ آج بدلی اور گھٹا نے کہسار کو ایسا پر فضا کر دیا ہے کہ سبحان اللہ سامنے دیکھو مور سیلے کس مستی کے ساتھ مصروف رقص ہین۔

خادمہ۔ حضور ابر پر طاؤس دل و جان سے عاشق ہین۔

شہزادی۔ چکور شعلے پر۔ بلبل گل پر۔ پروانہ شمع پر اور طاؤس ابر بہاری پر جان دیتا ہے اکثر کتابون مین اسکا ذکر دیکھا ہے۔

خادمہ۔ اپنے اپنے معشوق کو سب چاہتے ہین انسان ہو یا حیوان۔

شہزادی۔ تم بھی کسی پر عاشق ہو کسی پر دل آیا کہ نہین۔

خادمہ۔ (گردن نیوڑھا کر) حضور سے مین بے ادبی نہین کر سکتی ہون۔

شہزادی۔ کئی دن سے دیکھتی ہون کہ ذرا اٹھلا کے چلتی ہو۔

اتنے مین دوسری خادمہ آگئی جسکا لڑکی نام تھا شہزادی اسکی طرف مخاطب ہو کر بولی۔ لڑکی بتا تو۔ چند روز سے انکے مزاج مین ذرا البیلا پن آتا جاتا ہے یا نہین۔ لڑکی پہلے تو خاموش ہو رہی مگر جب دیکھا کہ سرکار اسوقت چہل ہی پر آمادہ ہین تو دبے دانتون کہا حضور اب اٹھتی جوانی ہے۔ اٹھو اٹھتے ہین کے اگلے دن تو یہی ہین یہ البیلی نہ ہونگی تو کون ہوگا۔ ع

جان عشاق یہ شوخی تری آفت ہوگی | اٹھو فتنہ تو کوئی نہین قیامت ہوگی

ایک وہ دن تھا کہ اٹھلانا اور چمکنا اور سنورنا جانتی ہی نہ تھین اور اب تو ہر دم نازکی نئی مین گرفتار رہتی ہین جب تک کسی سے آنکھ لڑی ہی ہے اسکے یہ بات پیدا نہین ہو سکتی۔ ع

واقف رمز دلنا یہ نہ مری جان تھی تو | سیدھی سی بھولی تھی نادان تھی تو

اور اب خیر سے ہم ایسے بیس کو راستہ بتاتی ہین۔

شہزادی۔ (خادمہ سے) کیون اب تو قلعی کھل گئی۔

خادمہ۔ حضور یہ اپنی بیتی سنا رہی ہین اور کیا کہون۔

شہزادی۔ دل دے تو ایسے کو جو دلدار ہو۔ جو احسان مانے مگر لاکھ دلدار ہو مسافر سے محبت کرنا اور مسافر پر مرنا بڑی غلطی ہے جس وقت مسافر نے بات بھی نہ کہی آبدیدہ ہو کر، اُن کا کون ٹھکانا۔

لزی۔ حضور از برائے خدا اس طرف خیال ہی نہ کیجیے۔
شہزادی۔ لزی۔ بھلا تمکو یقین ہے کہ کسی دم بھی اس مسافر کو بھولتی ہوں جسکے سبب سے میرا دل نخچیر تیر الم ہے۔ ع

دو شمائل جوان رعیت باشفتہ سر ما
زد نیزہ بر جان کہ بخون جگر ما

ایک وہ دن تھا کہ اس جوان رعنا کے دکھانے کی غرض سے دن بھر بن سنورے رہتی تھی کہ شاید کوئی چھب کوئی ادا اسکو بھائے شاید کسی بات سے سینے کی چڑیا ہاتھ آئے ہر دم بناؤ سنگار کے پیچھے دیوانی بنی رہتی تھی کہ اگر یہ جوان زیبا شمائل وجیہ و گندم گون عاشق ہو جائے تو مزے سے زندگی بسر ہو مگر۔ ع

[illegible]
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

خادمہ۔ مگر ایک آپ ہی نہیں حضور سارا زمانہ روتا ہے۔ ع

یہان جنت کی نعمتا سبزۂ بیگانہ تھا
باغ عالم میں ہی گل کا اب فسانہ ہو

لزی۔ بھلا کسی اخبار میں بھی حضور نے انکا حال کچھ پڑھا۔
شہزادی۔ ہاں اسقدر معلوم ہوا کہ بندرگاہ بمبئی میں خیر و عافیت سے داخل ہوئے مگر ایک خط تک بھیجا ہائے ستم ہے کس نا آشنا کو دل دیا جاروں کی جانتی تھی کبھی انکا روٹھنا ہمارا منانا کبھی ہمارا روٹھنا انکا منانا۔ ع

عجب طلعت کچھ آپ کی ہمیشہ چھپا رکھیے
کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے

مگر۔ ع۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

لزی۔ حضور اگر پتا معلوم ہو تو آپ ہی کوئی خط نہ بھیجیے۔
شہزادی۔ واہ جواب کے انتظار میں اور بھی جان کھوؤں۔
لزی۔ ایسی بات نہیں ہے۔ جواب آئے اور پھر آئے۔
خادمہ۔ خدا تمھاری زبان میں برکت دے۔
شہزادی۔ خط بھیجنے کو بھیجوں مگر انتظار جواب موت سے بدتر ہوگا۔ اور جبتک جواب آئیگا مثل ماہی بے آب تڑپتی رہونگی اور کل جو کوشش کرتی ہوں وہ الٹی ہی پڑتی ہے۔ ع

موت مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے
ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے

لزی۔ اچھا حضور اپنے نام سے خط نہ بھیجیں۔ میں اپنی طرف سے لکھوں اور بھیجوں اسمیں آپکا حال شرح و بسط کے ساتھ درج کردوں۔
شہزادی۔ ہاں اسمیں سبکی یا ڈر تو میں بھی نہیں ہے۔
لزی۔ تو مجھے اب اجازت ہے نہ۔ میں خوب طویل خط لکھونگی۔
ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ ادھر کوہسار پر قصر ارفع کے قریب ایک نیا گل کھلا۔ دو سوار مسافر کی صورت بنائے ہوئے آئے ایک ایرانی کپڑے پہنے تھا دوسرا روسی۔ گھوڑوں پر سے اترے گھوڑے درخت کی شاخوں سے باندھے۔ ایرانی نے زین پوش سبزے پر بچھایا اور روسی ایک درخت کے تنے پر بیٹھا ایرانی نے ایک مالن سے فارسی زبان میں کہا کہ ہمیں تھوڑا پانی پلاؤ اسوقت ہم بہت پیاسے ہیں۔ وہ اُنکی بولی نہیں سمجھی۔ جوش جوانی کے غرور سے چتون سنجھی کرکے شوخی کے ساتھ دوسری روش میں چلی گئی تو روسی نے اپنی زبان میں سمجھا دیا کہ یہ کمبخت پیاسے ہیں انکو پانی لاکے پلا دے۔ مالن جھلاتی ہوئی چلی۔ ایک قیمتی گلاس میں آب سرد لائی۔ ایرانی نے پانی پیا اور عجمی لہجے میں یہ غزل گانے لگے۔

اے عشق قطع کردہ رہ سلسبیل را
از ما سلام شوق رسان جبرئیل را

پیوستہ آہوان حرم یاد می کنند
آن [illegible] مان بنلے خلیل را

نازم بقدرت تو کہ حیران نمودہ است
عقل و قیاس و وہم و خیال و دلیل را

رفت بجائے چشمۂ آبحیات ہست
زاہد دعاے خیر رسد سلسبیل را

از زیر دست پنجۂ زبردست کندہ شد
نشنیدہ ای قصۂ اصحاب فیل را

اس نغمۂ باربدی کی آواز جو محل مین گئی تو شہزادی بلقیس قبا نے متحیر ہو کر ایک کنیز باتمیز سے پوچھا یہ کون ہے کچھ عجب طرح کا گانا ہے لونڈی نے خدام سے دریافت کیا انھون نے دست بستہ عرض کیا سرکار دو سوار مسافر آئے ہین کہتے ہین کہ ہم لوگ بہت تھکے ماندے اور شکستہ ہین اگر اجازت ہو تو یہان دم بھر آرام کرین اور [illegible] شہزادی عالی ہمت نے جھروکے سے [illegible] دیکھا [illegible] وضع قطع سے شاندار اور رئیس معلوم ہوتے ہین انکے آرام کے لیے کل سامان مہیا کر دو۔ اسی دم بجرد استماع حکم خدام با ادب نے سامان راحت مہیا کر دیا

ایک چلبلی اور شوخ طبع غنچہ دہن [illegible] روسی جوان خوش اندام کا مقام فراش سینہ بالا بلند پر ایسی ریجھی کہ بار بار اسکے قریب سے چمک چمک کر جانے لگی۔ روسی سمجھ گیا کہ یہ زن نازنین مہ جبین سیر گل رخسار تابان پر مثل بلبل عاشق ہے ایک دفعہ اشارے سے بلایا اور ایک نخلی جھاڑی مین جو خس وخاشاک سے پاک اور نہایت صاف ستھری تھی ہری ہری دوب پر بیٹھ کر بے غل وغش ہمکلام ہوا۔

روسی۔ تم کسکی نوکر ہو اور یہ پہاڑ پر کسکی عالیشان عمارت ہے عجب دلچسپ مقام ہے جی چاہتا ہے کہ تمام عمر یہین رہون۔

نازنین۔ اب ایسی اور وقت باتین کرو گی ہماری سرکار دیکھ لینگی تو بدظن ہو جائینگی اور تمھارے لیے بھی اچھا نہین ہے۔

روسی۔ آپکی سرکار کا سن شریف کیا ہے۔ ہین رنگین مزاج چمن طبع یا بالکل روکھی پھیکی ہی ہین۔

نازنین۔ دیکھو سرکار کی نسبت کچھ نہ کہنا ہمین جو چاہے سو کہہ لو۔

روسی۔ تم اسوقت وحشت کیون لیتی ہو۔ دو سو عورتین کام کرنے کے لیے حاضر ہین تمھاری پکار ہو گی نہین اور یہ مقام گنجان اور سایہ دار ہے کسی کو کانون کان خبر تو ہو گی نہین کہ یہ کیا باتین کر رہی ہین۔

نازنین۔ مسافر سے محبت کرنا اپنے دلکو دکھانا ہے۔ ہماری سرکار اب پچھتاتی ہین کہ یہ کیا آیا [illegible] کا معاملہ۔

روسی۔ کیا انکا بھی کسی پر دل آیا ہے جسے انکا حال تو بیان کرو [illegible] کون جسکے ساتھ شادی ہونے سے [illegible] ہین۔

نازنین۔ شادی بڑے نام ہوئی ہے جسکے ساتھ شادی ہوئی وہ مفقود الخبر ہین اور اگر یہان کوئی شخص اسکا نام زبان پر لائے تو روسی جاسوس گرفتار کر لیجائین آزاد پاشا کا نام سنا ہو تم ایسا خوبصورت جوان بھی نہین دیکھنے مین آیا بس کچھ نہ پوچھو اسکو میدان جنگ سے گرفتار کرا لائین اور وزیر جنگ نے حکم دیدیا کہ سیریا بھیجدو۔ دریا کے اس پار آئے ہی تھے کہ شہزادی نے انکو گرفتار کر لیا اور کچھ دن کے بعد انسے شادی ہوئی۔

روسی۔ ہان! ہمکو اس معاملہ کی خبر ہی نہین ہوئی۔

نازنین۔ سارے زمانے بھر مین مشہور ہے۔ بس جب۔

روسی۔ (بات کاٹ کر) ہو گا کچھ ہمکو اس جھگڑے سے کیا سروکار اب یہ بتاؤ کہ اگر ہم ساتھ لیجائین تو چلو یا نہ چلو۔

نازنین۔ ہم تو شہزادی کے خانہ زاد ہین۔ ہان اگر تم یہ اقرار کر لو کہ یہان سے باہر نہ جاؤ گے تو ہمین کچھ عذر نہین ہے۔

روسی۔ اور کھائینگے کیا۔ اگر نوکری ہو جائے تو ہرج ہی کیا ہے۔

نازنین۔ اسکی ہمین مدار ہون جسدن شادی ہوئی اسیدن سے تمھارا اسم ہو گیا۔ کھانا سرکاری لباس سرکاری مکان سرکاری خرچ ضروری ملا کریگا۔

روسی۔ واہ پھر کیا پوچھنا ہے تمھاری سی دلبر ہمخوابہ اور یہ آرام

اگر تم چھوڑ کے چلے جاؤ تو ہمسے زیادہ بیوقوف اور کون ہے۔
نازنین۔ ایسا نہو کہ قول بھول جاؤ جسطرح آزاد پاشا
بھاگ نکلے اسی طرح تم بھی بھاگ جاؤ تو مفت مین ہماری ہنسائی
اور جگت ہنسائی ہو اور تمام عمر ہمکو اس رنج مین جلاؤ۔
روسی۔ قول زبان کے ساتھ ہے۔ اقرار کرکے جھوٹے کوئی او
ہونگے۔ اور تم خود ہی غور کرو کہ ہمارا اسمین کیا نقصان ہے۔
نازنین۔ سچ ہے۔ جسوقت سے مینے تمکو دیکھا ہے ہزار جان عاشق
زار ہون۔ جان جاتی ہے مین اسوقت جانے کھیل کے آئی ہون۔
روسی۔ دل کو دل سے راہ ہے۔ یون تو یہان پر ایک سے ایک بڑھکر آفت جان بلاے بیدرمان مگر تمھاری
ادا اور حسن و صفا اور شوخی نے دل کو بیقابو کر دیا۔
یہ خوشخبری سنکر نازنین زہرہ جبین باغ باغ ہو گئی۔ ع

بلبل کو لے جب نہو ہرگز انفعال کا · غنچہ کو شگفتہ مین ہوتی ہے جدم
قمری کو وصل سرو کی جتنی ہو خوشی · آہو کو جو سرور ہو وے بوقت رم

حضرات ناظرین۔ ساری خدائی پر روشن ہے کہ روسی جاسوس بلا کے آدمی غضب کے تیلے انتہا کے شریر اور خالی دماغ ہوتے ہین ورنہ وضع اور لب و لہجہ بدلنے مین تو انسے کوئی سبقت لیجانا امر محال ہے۔ اس فن کے بادشاہ ہین یہ وہی ذات شریف واللہ اعلم کون ہین مگر ہم انکی چالاکی کے قائل ہین کہ کس خوبصورتی سے آزاد کے معاملات مین بے غرضی ظاہر کرتے ہین۔ نازنین نے ذکر چھیڑا بھی تو کسیقدر حال سنکر بات ٹال دی گویا بالکل واسطہ ہی نہین اور اس لگاوٹ بازی کے ہتھکنڈے سے زہرہ جبین کو باتون باتون مین اپنے بس مین کر ہی لیا۔ اب سنئے کہ انسے بحث و جرح کرکے اس زن عابد فریب نے ٹھان لی کہ شہزادہ سے اسکا ذکر مذکور کرے۔ مگر سوچی کہ پہلے انکے حال سے آگاہی ہو سے پھر تذکرہ کرون پوچھا تم کہان کے رہنے والے ہو اور پیشہ کیا کرتے ہو روسی نے کہا مین وارسا کے کالج کا پروفیسر ہون یہان اس غرض سے سرکاری طور پر بھیجا گیا ہون کہ پہاڑیون پر علمی تحقیقات کرون مین علم جیالوجی کا عالم ہون پوچھا یہ مسلمان تمھارے ساتھ کیون آیا ہے کہا یہ بھی بڑا عالم اجل ہے نازنین نے اصرار کیا کہ انسے کہو کسیطرح پھر گائین۔ میری سمجھ مین تو نہین آتا مگر آواز بڑی پیاری ہے۔ یہ کہکر نازنین دفعۃً اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اب دیر ہوتی ہے ہمین جانے دو۔ روسی نے اصرار کیا کہ گانا سن لو تو جاؤ کہا دور ہی سے سنینگے یہ کہکر سمن پوش چلنے ہی کو تھی کہ روسی نے لب لعل شکرخا کا ایک بوسہ لیا اور جھاڑی کے باہر آئے۔ جھاڑی کے باہر دونون آئے تو دیکھا کہ تین عورتین چھپی ہوئی کھڑی ہین روسی تو بدلا گیا مگر یہ نازنین مارے شرم کے کٹ گئی اسطرح عرق آلود ہو گئی جیسے ورق گل پر قطرہ ہاے شبنم جھلکتے ہین ان تینون چنچلیون نے چہل کرنا اور پھبتیان کہنا شروع کین

ایک۔ (زہرہ) اب چھپ چھپ کے جھاڑیونکی سیر ہونے لگی۔
نازنین نے فرط غیرت سے گردن نیچی کر لی۔ اور خاموش ہو رہی۔
دوسری۔ (امینہ ؟) بہن یہ تمھارے بھائی ہونگے جنکے ساتھ جھاڑی سے نکلی ہو۔ یا رشتے کے اور عزیز ہین۔
نازنین۔ (پیشانی نورانی عرق آگین ہو گئی)
تیسری۔ (لوسی) جوانی بھی کیا مست موسم ہے۔
نازنین۔ (آنکھین نیچی کرکے آہ سرد کھینچی)
لوسی۔ اب کہین اُسکے ساتھ بھاگ نہ جانا بہن۔
روز۔ مگر ہم تو انکی نظر کے قائل ہو گئے کیا پریزاد اور خوش رو کشیدہ قامت جوان ڈھونڈھ کے نکالا ہے۔

لوسی - ہمین کیا شک ہو کوئی سو پچاس مین ایک ہوتا ہو یہ ہزار دو ہزار مین فرد ہو - سرو قد - رعنا جمال - وجیہ خوش رو

نازنین - یا الٰہی جو کوئی بھلا مانس راستہ پوچھے تو بتلانے مین عیب ہے کچھ تم جیسی آپ ہو ویسا ہی سب کو سمجھتی ہو اور ہمین یہ کاٹ چھانٹ اور یہ باتین نہین آتین - تم بھی مجبور ہم بھی ناچار -

لوسی - یہ باتین سب سنی ہوئی ہین - تمھارا دل اسیر ضرور آیا ہے تم لاکھ کہو ہم ایک نہ مانینگے - تمکو اس سے دلی محبت ہے -

نازنین - (رنگ کر شوخی کے ساتھ) -

ہان جی ہان غیر سے کی ہم نے محبت تمھین کیا
اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمھین کیا

تم کون ہو - ہمنے خوب کیا - اپنے فعل کے ہم مختار ہین -

لوسی - اب تمھین شرم کہان - اب تو بیحیا ہو گئین -

ان چار دن مین تھوڑی دیر تک چہل ہوا کی شام کو جب نو عروس سرمایۂ نازنینی - روکش مہوشان چینی بناؤ چناؤ کرکے ایوان فلک توامان سے برآمد ہوئی تو کل پیش خدمتین بافلی تہ زیب بدن کرکے دو رویہ کھڑی ہوئین اور وہ بصد آن بان دلبری اٹھلا اٹھلا کے سبزہ و روش چمن مین مصروف خرام ناز ہے ؎

گشتہ قمری خیال سر بر خاک آشیان بند
ہر جا سایہ افگند نمین از قد رعنائش

لچکتی ہوئی نازک کمر اور کج کلاہ زیب سر ؎

ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم بر طرف کجکلاہے

اس ناز و انداز دلربایانہ سے چمن روح افزا مین اٹکھیلیان کرتی تھی کہ دفعۃً وہ جوان رعنا سامنے نظر آئے ایک بالا بلند آفتاب جبین شوخ چشم روئین تن شیر دل صف شکن - دوسرا ایرانیونکے لباس سے آراستہ جوان خوبرو نو ساختہ جسن گلو سوز پر نگاہ نہین ٹھہرتی تھی ؎

ہیچکس را نبود بر رخ تو تاب نظر
مگر آئینہ کہ او را دل پولاد بود

پولینڈ کی شہزادی آہن پوش ہمین تنگی ان دونون ملعونون پر نظر پڑی مگر ازانجا کہ غرور حسن تھا آنکھین نہونے دین دیکھا بھی تو انکھیون سے اسطرح کہ انکے فرشتون کو بھی خبر نہو پہلے تو سمجھی تھین کہ کوئی ایسے ویسے مسافر ہونگے - جب انکی شکل صورت قد و گل رخسار جمال ڈھال وضع و لباس پر نظر ڈالی تو سمجھی کہ رئیس زادے ہین ایک خادمہ سے کہا ہم سمجھے تھے کہ ایسے ویسے ٹٹ پونجیے ہونگے مگر یہ بیشک جنٹلمین ہین -

وہ دونون آہستہ آہستہ ادھر ادھر سیر کرتے ہوئے دور نکل گئے تو باہم یون مکالمۂ دلچسپ کرنے لگے -

ایرانی - اہا ہا - خدا کی قسم - یہ تو سچ مچ کی پری ہے - گوش صفا گوش کے موتیون سے جوبن کی عجب کیفیت ہے ؎

اختر بہ شجر آیہ بنا گوش تو گوہر
یا شبنم افتادہ بہ برگ سمن این

روسی - اسکا خیال ہی نہ کرو کیونکہ جس کام کے لیے بھیجے گئے ہو وہ غت ربود ہو جائے گا - ہان ہمین شک نہین کہ وہ صورت زیبا پائی ہے اور وہ دلربائی و کج ادائی ہے کہ بیان سے باہر - پریزاد ہی پریزاد - جب ہی تو اسنے آزاد کو گھائل کیا ؎

کہ اندکر تو بہ تیغ غمزہ کشتہ نشد
ہمین سبزۂ حسن تو یا خدا ہست نیست

ایرانی - پھر اب ہو گا کیا - ہمسے تو اپنا فرض نہ ادا کیا جائیگا مجھے اس شوخ پرفن کے غمزے نے قتل کر ڈالا ؎

چشم اجل از دور بحسرت نگرانست
تا غمزۂ خونریز تو غارتگر جانست

روسی - حسن و جمال کی تعریف تو برسون سے سنتے تھے مگر یہ نہین معلوم تھا کہ اسقدر بلا کا فریب حسن پایا ہے خدا نے آپ اپنے ہاتھ سے بنایا ہے - آزاد جب ہی پھسل پڑے

بھلا ایسی حسینہ پلکے کوئی بیوقوف ہوکر چھوڑ دے ہم تو نوکری
چھوڑ دین وطن چھوڑ دین - اعزا و اقربا چھوڑ دین دین چھوڑ دین
دنیا چھوڑ دین مگر ایسی گلرنگ معشوقہ سیم بدن کو ہاتھ سے دینا
انسان کا کام تو نہین ہے - اللہ رے جمال با کمال - ایک نظر
بھر کر دیکھا اور جان جاتی رہی -

روسی اور ایرانی اس ناظورۂ ماہ سیما عروس رنگین ادا
کے نکھار اور جوبن پر ستہ دل سے عاشق زار تھے اور دونون
اپنے اپنے دل مین سوچتے تھے کہ خدا کرے ہمسر رہیجے -

اثنائے تقریر مین روسی نے کہا اب ہم اور آپ اس بات کا
تصفیہ کر لین کہ اگر نیت ڈانوان ڈول ہوئی اور نوکری ترک
کر کے اس بت سفاک کی غلامی اختیار کی تو کسکی قسمت کھلیگی -

ایرانی - جو زبردست ہو - یہ زبردستی کا معاملہ ہے -

روسی - خیر تو معلوم ہوگیا کہ آپکی طبیعت مین فساد ہے -
صلح آپ نہین چاہتے - اچھا کیا مضائقہ ہے - ہرچہ بادا باد -
اگر جنگ کے عزم مین تو ہم بقدم بقدم یون بھی حاضر ہین اور ع

اگر مزاج مین شر وان نہین تو یان بھی نہین

ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا -

ایرانی - ہم فیصلہ کر دین - وہ جو کمسن اور خوبصورت خادمہ
جھاڑی مین تسے باتین کر رہی تھی اُسکے ساتھ تم شادی کر لو اور
اس شہزادی کے ساتھ ہماری شادی ہو -

روسی - بجا ہے مین کیا شک ہے حضور ایسے ہی ہین -

ایرانی - ورنہ چھوٹ مین نہ تمکو کچھ ملیگا نہ ہمکو - وہی
مثل ہوگی کہ - ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے
گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

جب دونون سیر کر کے واپس آئے تو باہم صلاح ہوئی کہ چلکر
ملاقات کرنی چاہیے - ایک خادمہ سے کہا - شہزادی کو اطلاع دو
کہ وہ دونون آپکی ملاقات کو حاضر ہوئے ہین - شہزادی نے
اجازت دی - یہ دونون صاحب تشریف لیگیے - ٹوپیان
اُتار کے سلام کیا - شہزادی نے نازک آوازی کے ساتھ کہا -

آپ کہان کے عازم ہین تو ایرانی روسی زبان مین جواب
دینے کو تھا ہی مگر یہ سوچکر کہ قلعی کھل جائیگی فوراً زبان رک لی
اور روسی سے باتین ہونے لگین -

روسی نے کہا حضور مین وارسا کا پروفیسر علم جیالوجی ہون
مجھے گورنمنٹ نے بھیجا ہے کہ اس پہاڑ پر تحقیقات علمی کرون
حضور کے نام بھی سرکاری طور پر خط آتا ہوگا کہ اگر مدد کی ضرورت
ہو تو خدام ذوی الاحترام سے مدد دلوائیے گا - حضور کی ذرہ
نوازی کا ممنون ہون -

شہزادی - یہ دوسرے صاحب کہان کے ہین -
ایشیا کے ؟ -

روسی - حضور یہ میرے ساتھ کھودنے کا کام کرتے ہین -
یہ کوئی افسر نہین ہین - یہ ایک قلیل اوقات آدمی ہین -
ایران سے بھاگ کر لندن آئے - وہان سے جرمن -
وہان اب وارسا مین میرے ساتھ ہو لیے -

ایرانی اصل مین ایرانی تو تھا ہی نہین روسی نے اسکے خلاف
جو دو ایک جلی کٹی کہین تو دل ہی دل مین جلگیا - مگر بولنے کا
موقع تو تھا ہی نہین - بولتے تو شہزادی کو کھٹک جاتی کہ کچھ
دال مین کالا کالا ضرور ہے - شہزادی نے روسی کو اجازت
دی کہ کرسی پر بیٹھین - مگر ایرانی بیچارے کو کھڑا ہی رہنا پڑا

شہزادی - اب روم و روس مین کیا ہو رہا ہے -

روسی۔ ہملا اِتنے بین یورپ ملکر فیصلہ کرنے والے ہین۔

شہزادی۔ ایک شخص آزاد بھا روم کیطرف سے آیا تھا۔ اُسکی تصویر بھی ہمارے پاس ہے۔ پہلے سنا روسیون نے گرفتار کر لیا تھا پھر معلوم ہوا کہ ہندوستان مین داخل ہوا۔

روسی۔ (تجاہل عارفانہ) آزاد ہنے تو نام بھی نہین سنا آزاد کس ملک کا رہنے والا تھا فارسی زبان مین اِنکا نسبے تم جانتے ہو۔

ایرانی۔ مین فقط اسقدر جانتا ہون کہ حضرت بڑے ذات شریف ہین کس مزے سے آپ کرسی پر ڈٹے بیٹھے ہین۔

روسی۔ (یہ بھی نہین جانتے) آزاد کا کچھ پتا دیجیے۔

شہزادی۔ مجھے اسوقت سخت حیرت ہے۔ آزاد سے زیادہ مشہور تو اس کال جنگ روم و روس مین کوئی نہ تھا۔

ایرانی۔ ایک شخص کا ذکر ہنے سنا ہے کہ ہندوستان سے آیا تھا اور تلوار کی لڑائی لڑتا تھا۔ اُسکی تلوار پر یہ شعر لکھا تھا۔ ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندرمیان خاک و خون بینی سرے

روسی۔ اخاہ (تو نہین سمجھون نے پلونا کی جنگ مین نام کیا تھا) آزاد پاشا کہیے تو ہم سمجھین۔

ایرانی۔ آزاد پاشا کو مین خوب جانتا ہون۔ ایک دن دریا کے کنارے وہ اور ہم بیٹھے پہاڑ کے جوبن لوٹ رہے تھے اور بادۂ احمر کا دور چل رہا تھا یہ جو مست ہوے تو جھوم جھوم کر شعر پڑھنے لگے۔ ؎

میرود خندہ بسامان بہاران زدہ
خون گل ریختہ وی بگلستان زدہ
شور سودائے تو نازم کہ بگل می بخشد
چاک از پردۂ دل سر بگریبان زدہ
آہ از جرم وصال تو کہ ہر سو از رد
نشتر از ریزش مینا برگ جان زدہ

اندرین تیرہ شب زیر دو زندان خستہ
آہ ازان نالہ کہ تا شب ہے باز زدہ
انجمن از حسرت تابان اثر جلوہ نشست
لب روشن بطرب گہ چراغان زدہ
ہمہ تن نالۂ مرغان سحر خوان زدہ
گل شبنم زدہ باشد لب خندان زدہ

یہی دو ایرانی مین کہی ہوی تو تھی ہی۔ فوراً روسی زبان مین ترجمہ کر کے شہزادی گلعذار کو سنایا۔ وہ شہید خنجر ناز آزاد کا حال سنتے ہی اسطرح کھل گئی جیسے غنچہ بادِ نوروزی کے ہتراز سے ہو جاتا ہے فوراً کرسی منگوا کر ایرانی کو اشارے سے حکم دیا کہ بیٹھو اور یون ہمکلام ہوے۔

شہزادی۔ تم سے کب ملاقات ہوئی تھی۔

ایرانی۔ مجھے اُنسے دوستی اس سبب سے پیدا ہوئی کہ وہ فارسی خوب بولتے ہین اسی باعث سے باہم اتفاق ہو گیا۔

شہزادی۔ تم تو روسی زبان بھی اچھی طرح بول سکتے ہو۔

ایرانی۔ ہان حضور کچھ کچھ زبان بگاڑ لے۔

شہزادی۔ اب آزاد پاشا کہان ہین۔

ایرانی۔ ہندوستان مین داخل ہو گئے۔ پلونا مین جب وہ گرفتار ہو کر لائے گئے تو میری ہی مدد سے رہائی پائی۔ دو بجے رات کے مینے اُنسے کہا کہ اب موقع ہے وہ مستعد تو تھے ہی اور رات ایسی اندھیری کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے اور ایک تمنچہ لا دیا۔ بیڑے بھر مین فقط ایک پہرے والا جاگتا تھا جب وہ ذرا او گھنے لگا تو آزاد نے اُسی کا تمنچہ لیکر سر کیا۔ وہ تو گولی کھا کے دھم سے گرا اور گرتے ہی اتنا چت اور ادھر آزاد گھوڑے پر سوار ہوے مگر تمنچے کی آواز سے دو چار آدمی جاگ اٹھے کیا ہے کیا ہے یہ آواز کہان سے آئی مینے کہا ابھی سے یہ حال ہے اگر ترک سچ مچ آ جائینگے تو شاید تم لوگونکے ہاتھ پاؤن ہی پھول جائینگے وہ لوگ سمجھے یہ دل لگی کرتے ہین پھر بدستور سو رہے میری آواز پر اُنکو پہرے والے کا دھوکا ہوا سمجھے کہ دل لگی مین اسنے بادِ ہوائی فیر داغ دی۔

شہزادی - اور آزاد اب کہان ہین - روانہ ہوے -

ایرانی - عرض کرتا ہون - آزاد نے گھوڑا آہستہ آہستہ بڑھایا اور دریا مین توسن باد پیما ڈال دیا -

شہزادی - (گھبرا کر) حفاظت سے کنارے پہونچ گئے -

ایرانی - حضور یہ بڑا طول طویل قصہ ہے - اب سنئے کہ ادھر تو آزاد کا گھوڑا دریا مین آیا اودھر آسمان پر ابر کی گھٹا چھائی کہ الامان الامان - ؎

تند و پر شور و سیہ مست گھسا آ مد	نی کشان شرد هکہ بر آمد و بسیار آمد

شہزادی - یہ کون بات ہے جو ہم سمجھتے ہی نہین سکا بیان کیا -

روسی - بس نہین یہی تو جنون اور خبط ہے

ایرانی - بس حضور میرا تو کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا -

روسی - بات ہی ایسی تھی - دریا کا واسطہ اور اندھیری رات -

ایرانی - اور دریا کا پاٹ مین کیا بیان کرون -

شہزادی (آبدیدہ ہوکر) مختصر طور پر کہا -

شہزادی قمر طلعت اپنے عاشق خورشید جمال کی مصیبت کا حال سنکر کمال مضطرب بیقرار ہوئی - آنکھین پرنم - دل حسب رنج و غم چاہتی تھی کہ کسیطرح انجام کا حال سنون کہ آخر کار کیا ہوا مگر بہت ضبط کیا تاہم آنسو نکل ہی پڑے - ایرانی نے روسی اور روسی نے ایرانی کیطرف نظر کی اور دل مین دونون خوش ہوے کہ جس کام کے لیے آئے تھے وہ انشاء اللہ بہت جلد پورا ہو جائیگا - ہمین کامل یقین ہے -

ایرانی نے سلسلۂ سخن پھر شروع کیا اور کہا - گھوڑا قدم قدم پر رکتا اور جھجکتا تھا مگر یہ رانِ شیر جانے شہسوار دن کیطرح بیٹھے ہی رہے انکے دل پر بھی سخت صدمہ تھا مگر قہر درویش بر جان درویش چلتے چلتے ایک دفعہ بجلی چمکی اور فرس تند خو ادہم بیقرار ہوا - تھوڑی دیر مین برق جہندہ نے یہ ستم ڈھایا کہ گھوڑا تڑپ کر ران کے تلے سے نکل گیا اور آزاد نے غوطہ کھایا -

یہ فقرہ سنکر شہزادی کا جسم نازک کانپنے لگا - اور دم کے دم مین بیہوش ہوگئی بیچاس ساٹھ پیش خدمتین دوڑ پڑین لخلخہ سنگھایا - صدہا ترکیبین کین جب ہوش آیا تو شہزادی نے ایرانی کو بلایا اور آہستہ آہستہ یون پوچھا -

شہزادی - انجام بخیر ہوا -

ایرانی - جی ہان حضور آپ مطمئن رہین -

شہزادی - ہاے تم یہ جانو مین اس جوان سہی قد پر جان دیتی ہون جس دن مجھسے جدا ہوا ہے - مجھسے زیادہ بیقرار تھا - ؎

چھوڑ کر مجکو تڑپتا وہ سدھارا گھر کو
حال میرا مرے بیرحم سے دیکھا نہ گیا

خیر ہر چہ باد اباد - ہان انجام کیا ہوا - اسوقت دل رنج والم کا نشانہ ہوگیا ہے نئے تند آتی ہے تیر دو تار - ؎

دیوانہ ہی خورشید لب بام نہین ہے	خونبار نئی عاشق شفق شام نہین ہے
جب تک نہ سکون جان کو آرام نہین ہے	پروانہ ہون جلنے کے سوا کام نہین ہے
پر وصل مین بس ناخ بت ...	بس نکلا کا سینہ تو بھی خام نہین ہے
وہ بلبل نالان ہون کہ نالا دن ہاے	اس دن مین بجز ... کہ آرام نہین ہے
اللہ رے اس ترک پری رو کی محبت	کچھ جان کا ہوش اور دل کا نام نہین ہے

ایرانی - پھر وہ دریا باہر آئے بیہوش ہوگئے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ دریا پانون چوم رہا ہے اور وہ فرس گلگون نژاد ہوا نہاد سرہانے کھڑا ہے -

شہزادی - بڑا اصیل گھوڑا ہے -

ایرانی - آمین کیا فرق ہے - کچھ دیر بعد گھوڑے کو چمکار اسوار ہوے مگر یہ مشکل - الغرض خدا خدا کرکے اس مصیبت سے نجات ملی

شہزادی - مین چاہتی ہون کہ تم عمر بھر یہین رہو

ایرانی - مین تو خانہ بدوش آدمی ہون

شہزادی - تمنے ہمارے آزاد کے ساتھ بڑا سلوک کیا اس احسان کا شکریہ بھلا کون ادا کر سکتا ہے اُنکے ساتھ دو دو شہزادیان بھی ہین اور اُن دونون کے سبب سے آزاد بآسانی و خیریت جان بچا کر جا سکے مجھسے تو پہلے شادی ہی سے انکار کیا تھا - حسن آرا کوئی ہین اُنسے وعدہ کرکے آئے تھے اور اُنکی تعریفین کیا کرتے تھے کہ کوئی سمجھے دنیا مین بس اس سے زیادہ کوئی حسینہ ہی نہین اور مجھے اپنے حسن ہیچ پر ناز - ایک دن مینے بھی جھلا کے کہا کہ یہ تعریفین کسی ایسی ویسی کو سناؤ - مین تو سمجھتی ہون کہ دنیا کے پردے پر مجھسے زیادہ حسین کوئی ہے ہی نہین اور تم حسن آرا کے حسن کو سب پر فوق دیتے ہو - ؎

دل حزین کردہ شکن کا جواب بنا | تری گلی مین جگر دلاں لیکے بیٹھے

مگر سوچتی ہون کہ کجا ہندوستان کجا روس کا یہ حصہ جاؤن کجا آسمان - آزاد یہان کیا کرنے آئینگے اور مین جاؤن تو کیونکر جاؤن شاید کبھی ایسا زمانہ بھی آئے کہ آزاد سے ہمکنار ہون - ؎

نکل جائیگی سب کجی آسمان کی
کبھی تو پھرے گا زمانہ ہمارا

دل کے دینے مین سیکڑون بکھیڑے ہین جہان کسی بت سفاک پر دل آیا بس عشق کے ستم ڈھایا غضب کا سامنا ہوتا ہے -

دیدۂ گریستہ بتان مین خطر سودا ہے | اور کچھ سوا نگہ لے دل یہ تماشا لاکے

قسمت جو کچھ میرے دلپر گذری تو مین جانتی ہون یا میرا دل جانتا ہے ہائے اس صورت اور اس شکل کا جوان کہان پاؤن گی - پھر ایک بوڑھی خادمہ بولی حضور آپکی بات کی تردید کرنا تو داخل بے ادبی ہے مگر اُس شخص کا ذکر ہی کیا جو چھوڑ کر چلدیا - وہ تو مس کلیرسا اور مس میڈا کے پھیر مین تھے اور حضور انکی جدائی مین آٹھ آٹھ آنسو روتی ہین - شہزادی مہ طلعت نے کہا ؎

یا تنگ کر ناصح نادان مجھے اتنا | یا لا کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

ایرانی - کلیرسا نے کیا مدد آزاد کو دی -

شہزادی - کلیرسا ہی تو یہان سے نکال لیگئی - ورنہ روسی زبان بولنا آزاد کیا جانین - مجھسے تو فرانسیسی مین بات چیت ہوتی تھی - استنبول سے مس کلیرسا نے ایک خط میرے نام بھیجا تھا اگر پڑھو تو منگواؤن -

ایرانی - (بیغرضی کے ساتھ) اچھا منگوا لیجیے -

خادمہ - (خط دیکر) حضور بہت پوشیدہ خط ہے -

ایرانی نے خط پڑھا تو نفس مطلب یہ تھا -

میری سب سے زیادہ معزز اور پیاری شہزادی -

تمھارا عاشق زار و گلعذار شجاعت کا نہنگ بحر آشام آزاد انکو نام بڑی بڑی سختیون اور مصیبتون کے بعد خدا خدا کرکے استنبول مین داخل ہوا راہ مین میرے سبب سے جان بچی ورنہ روسی زبان مین جواب دیتے نہین اور مار ڈالے جاتے آزاد دن رات تمھاری جدائی مین گریہ و زاری کیا کرتے ہین پرسون روانہ ہندوستان ہونگے -

یہان کے اخبارون مین آپکی نسبت مختلف روایتین شائع ہوئی ہین جنکے سننے اور پڑھنے سے آزاد کا دل بھر آیا اور دو تین بار دھاڑین مار مار کر روئے - آپ ان دونون مین کسی پر ہرگز بھروسا

نہ کیجیے گا اور بہت سمجھ بوجھکر چلیے گا نہایت نازک معاملہ
ہو گیا ہے - تیری بھی بڑی تلاش ہے

مس کلیرسا

ایرانی نے غور و تعمق سے خط پڑھا اور رخصت ہوا - جب
روسی اور ایرانی ملے تو دونوں نے بڑی خوشی سے ہاتھ ملایا
اور اس طرح گفتگو ہونے لگی کہ خوب زور سے قہقہہ لگایا -
روسی - کہو کیا کارگذاری کی - بے معاملہ چوکس -
ایرانی - یار لوگ کہیں چوکنے والے ہیں -
روسی - میں تو اسوقت بڑی دور نکل گیا تھا - ثبوت کی
ادنی ضرورت نہیں ہے - کامل ثبوت موجود ہے -
ایرانی - کلیرسا کا خط پڑھکر آتا ہوں اسوقت -
روسی - مس کلیرسا !!! مس کلیرسا کا خط
ایرانی - ہاں ہاں - مس کلیرسا کا خط یہ لیجیے -
روسی - (خط پڑھکر) افوہ اس چھوکری نے فرقہ نہلسٹ
کے بھی کان کاٹے - سخت حیرت ہے کہ روسی لیڈیاں
اسقدر بیباک ہوتی جاتی ہیں اور کوئی ذرا روک ٹوک
نہیں کرتا اس کام کا انجام بہت خراب ہوگا -
ایرانی - بس اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ دوشیزہ
شریف زادیاں رئیس زادیاں اور اسٹیشن تک دوڑی
امن کہ ترکی قیدی جو رہا ہو کے اپنے وطن جاتے ہیں انکے
ساتھ جانیں بڑے شرم کی بات ہے -
روسی - ابھی کل کی بات ہے کہ مس کلیرسا کی سارے روس
میں دھوم مچی تھی کہ واہ ری خاتون عالی ہمت - اس ذرا سی
لڑکی نے اچھے اچھے مردوں اور جنرلوں کے کان کاٹے کہ عین
معرکۂ رستخیز میں فرس عقاب طلعت پر سوار ہو کر سیمبن پر جاتی
اور اس آن بان کے ساتھ غنیم سے مقابلہ کرتی ہے - اسی بڑی شک
نازک اندام اور یہ ہمت مردانہ - آج سنتے ہیں کہ مس کلیرسا کو آزاد
پاشا بھگا لیگئے - اے لعنت خدا - توبہ توبہ - کیا روس میں آزاد
سا جوان رعنا و گلفام نہیں ملتا تھا -
روسی - اب زیادہ انتظار اچھا نہیں سبکو بلواؤ -
ایرانی - ہاں بس ایک ذرا سا اشارہ کافی ہے -
روسی - ہم جانتے ہیں بہتر ہے کہ سویرے سے منہ اندھیرے پہاڑ گھیر
لیا جائے شہزادی کے پاس بھی کسیقدر فوج ہے - اور یہ بُرا -
ایرانی - لاحول ولاقوۃ وہ فوج کاہے میں ہے -
اسیدم ان دونوں آزمودہ کار روسی افسروں نے اس فوج
کے جنرل کے نام خط بھیجا جو اس کہسار کے دامن پر پہاڑ سے
آدھ کوس پر ایک کمینگاہ میں خیمہ زن تھی اور خود آرام کیا -
اب ادھر کا حال سنیے کہ شہزادی عالی جاہ و کج کلاہ تمام شب
بیقرار و مضطرب رہی - دم بھر چین نہیں - پیش خدمتیں خواصیں
سب مضطرب کہ سرکار کی طبیعت آج نصیب اعدا دائرۂ اعتدال
سے متجاوز اور جدائی میں انتہا سے زیادہ رنجور و بدحواس ہے -
وہ بانوئے قوس پر دکبھی کروٹیں بدلتی تھی - کبھی ٹھنڈی سانسیں
بھرتی تھی اور بصد حسرت و یاس ایک ایک سے پوچھتی تھی کہ
میں آزاد کو کہاں پاؤں کہ ہر ڈھونڈھنے جاؤں -

ڈھونڈھتی اس گل رعنا کو کہاں جاؤں میں	آؤ اب بیا گلا کاٹ کے مر جاؤں میں
وہ تو گذرا نہ ادھر جی سے گذر جاؤں میں	عشق بازوں میں بھلا نام تو کر جاؤں میں

شمع دل گور پہ شاید وہ جلانے آئے
پیٹنے رونے جنازے کو اٹھانے آئے

جوش جنوں میں کبھی سر ٹپکتی تھی کبھی دلکو تھام کر اٹھتی
تھی اور بحسرت کے ساتھ بیٹھ جاتی تھی لب خشک

چشم پُر نم - تپ ہجر کا بھڑکنا اور کلیجے کا ہاتھوں اچھلنا - تو فسانہ تھا تھوڑی دیر بیٹھ گیا تو دس منٹ کے بعد پچھاڑیں کھاتی تھیں

صبر و شکیب منزلوں دور تھا - ؎

جان کا دھیان نہ اپنا فکر رسوائی | وحشت دل نے بنایا تھا مجھے سودائی

حد سے یہاں تک متجاوز ہوئی بے پروائی
کوئی سمجھائے نہیں خاک وہاں شنوائی

خادمہ - سرکار جو ہونی تھی وہ ہوا - اب حضور دشمنوں کا یہ حال کیوں کرتی ہیں اگر آزاد سچے ہیں تو آئیں اور ضرور آئیں اور اگر سچے نہیں ہیں تو ایسے آدمی سے دل لگانا ہی فضول ہے اپنا تو یہ قول ہے سرکار -

شہزادی - ہمیں کسیکی نصیحت اسوقت پسند نہیں آتی -

خادمہ - حضور ذرا نیند کا جھونکا لیجیے -

شہزادی - توبہ - توبہ - کسکی نیند یہاں کلیجے پر سانپ لوٹ رہے ہیں - آنسو ہیں کہ اُمڈے آتے ہیں - دل قابو میں نہیں - نیند کیسی -

خادمہ - ہاں ہاں ہمیں کیا فرق ہے مگر ڈھارس دیجیے -

شہزادی - اب بے آزاد کے دیکھے ڈھارس ہونا معلوم -

خادمہ - کیسی خوش ہوتی تھیں - اس اُفتاد کا حال کیا معلوم تھا

شہزادی - کون جانتا تھا کہ تقدیر پلٹے کھائیگی -

خادمہ - رنج سا رنج ہے - الٰہی توبہ - مگر اسکا علاج کیا -

شہزادی - اسکا علاج بہت سہل ہے - چٹکیوں میں فیصلہ ہو سکتا ہے - پھر تم سب سر پیٹتی ہوئی روؤگی اور ہمیں یاد کروگی دیوار و در سے سر ٹکراؤگی اور سارے زمانے میں مشہور ہوگا کہ - ؎

جان پر کھیل گئی چاہ ز ملا رابہ آہ	طیش میں کھا سوئی کچھ رات کو انا شنا

خادمہ - اے حضور آپ یہ کیا زبان سے نکالتی ہیں -

دوسری - اُف ہمارے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں -

تیسری - ڈاکٹر صاحب کو بلواؤ ایسا نہو دماغ کی طرف ابخرے صعود کریں - اب حضور کے کہنے سننے میں نہ جاؤ ڈاکٹر کو بھیجدو -

ایک طبیب حاذق جو خاص شہزادی کی سرکار عظمت آثار میں نوکر تھے بلوائے گئے مگر کوئی عارضہ ہو تو سمجھ میں آئے -

ڈاکٹر - زبان کسیقدر خشک ہے ..

شہزادی - زبان خشک ہے اور دل قابو میں نہیں اور نیند آتی ہی نہیں لاکھ لاکھ کوشش کرتی ہوں مگر آنکھ نہیں جھپکتی

ڈاکٹر - ہمارے نزدیک دل پر کوئی صدمہ پہونچا ہے -

خادمہ - حضور میں سب عرض کروں گی -

دوسری - بات ساری یہ ہے کہ آج کسی مسافر کا خیال آگیا ہے بس تب سے بیساختہ رو رہی ہیں اور ذرا دم بھر بھی چین نہیں آتا

ڈاکٹر - اخاہ یہ سبب ہے اب تو جہانتک ممکن ہو اس امر کا خیال ہی نہ کیجیے گویا ایک بات ہوئی ہی نہیں -

شہزادی - آپ بھی بچوں کی سی باتیں کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب اول تو آزاد کی ایک ایک ادا پر ہزار جان سے عاشق ہوں اُسکی جدائی میں دل کہاں تاب لا سکتا ہے بھلا ممکن ہے یہ اسکو بھی جانے دو - میرے سن و سال اور حسن و جمال پر نظر ڈالو یہ عنفوان شباب - بھلا سردی کی راتیں تنہائی میں کیونکر کاٹوں اب اگر آزاد کے ساتھ شادی نہوئی ہوتی تو خیر کسی اور سے بیاہ کرتی اب تو بجز اسکے کہ دن رات اِسی غم میں گھلوں اور کیا ہو سکتا ہے -

ڈاکٹر یہ گرما گرم فقرے سنکر خاموش ہو گیا -

ڈاکٹر صاحب نے اسکا کچھ جواب نہ دیا - کہا میں نیند کی

دوا ابھی تیار کر کے بھیجے دیتا ہون - اُس دوا کے استعمال سے آنکھ لگ گئی اب کوئی گھڑی بھر رات باقی تھی - یہ بانوے مہ لقا نواب ناز مین تھی اور اُدھر مخالف اپنی گھات مین تھے ہنوز سپیدہ مطلعت نشان صبح پیدا ابھی نہونے پایا تھا کہ روسی اور ایرانی یعنی وہی دونون روسی جاسوس فوج کے استقبال اور صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھانیکے لیے کہسار سے چلے - اثناے راہ مین فوج سے مڈھ بھیڑ ہوئی - کرنل نے ہاتھ ملایا اور ایک درخت کے پاس لیجا کر ان دونون سے نج کے طور پر گفتگو کی -

کرنل - تمام عالم کے اخبار روسیون کی بے حمیتی کی شاکی ہین اور بڑے زور شور اور شد و مد سے لکھتے ہین کہ روس کی لیٹ ہونکی میا کی - اور مطلق العنانی اگر ایسی ہی رہی تو روسیونکو چلو بھر پانی مین ڈوب مرنا چاہیے -

روسی - بس کا یہ ساہی کے تو یہ سب کلنت ہوے ہین -

کرنل - یہ تو سارے عالم مین مشہور ہے مگر ثبوت بھی ہم پہونچا ہے - شہزادی کا کیا حال ہے - سُنا نہایت زہرہ جبین مہ طلعت عورت ہے -

ایرانی - دیکھنے سے بھوک پیاس بند ہو جاے اور آپ دیکھ لیجیگا ممکن نہین کہ اُسکا بال بیکا ہو - عجب حسن دلاویز ہے - ؎

جمال جہانگیر مین بے عدیل　　نہایت حسین اور بغایت جمیل
قد ناز کا سرو دلجوے غلام　　نسیم چمن پا کمال خرام
وہ گیسوے مشکین وہ مشکین کمند　　جمال مبین مین پری سے دو چند
لب لعل حلواے قوت روان　　دم خندہ گلہاے رنگین فشان
وہ دست حنائی چو برگ چنار　　کف دست پر لالۂ تر نثار
وہ چہرہ بہاریت ہم پا آتشین　　وہ خال اُسپہ مشکین ہم پاے عنبرین

وہ لوح شکم صبح اُمید ہے　　نہین ناف وہ قرص خورشید ہے
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا　　وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا
وہ پنجہ کہ ہو جس سے خون بہار　　کیا اُسنے مرجان کا پنجہ فگار

کرنل - مین دیکھتا ہون کہ اُسنے تمکو بھی گھائل کر دیا -

ایرانی - وہ ایسی ہی ناوک نگاہ ہے -

کرنل - (روسی سے) کیا حضور بھی کشتۂ ناز ہین -

روسی - اور کیا آپ بچ جائینگے - خیر -

کپتان - مین نے اُس خوبروے نوساختہ کی تصویر دیکھی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو گیا - واللہ اس قابل ہے کہ ہر دم اُس بُت کا سجدہ کرے - کوئی چار مہینے ہوے جب مین نے تصویر دیکھی تھی - دیکھتے ہی ؎

اسیر دو زنجیر گیسو ہوا　　قتیل دو شمشیر ابرو ہوا
اُٹھا عشق کا مار مست شکار　　کیا صید آرام و صبر و قرار
مٹا عیش و راحت اُٹھا رنج و درد　　ہوا دیدہ خونبار و رخسار زرد
کیا چشم فتان نے ایسا فسون　　ہوا دیکھتے ہی مین مست جنون
جگر خون و دل زخمی و سینہ چاک　　نفس شعلہ افشان و جان سوزناک
دل و دیدہ و فکر و وہم و گمان　　نے سب خیال صنم کے مکان
ہوا خسرو عشق جب جنگ کوش　　ہزیمت گزین ہو گیا شاہ ہوش
ہوا اور طرہ بحر غم مین غریق　　ہوا آتش سوز دل مین حریق

کرنل - ہم دیکھتے ہین کہ اُسنے سب پر جادو کر دیا ہے -

ایرانی - مگر آزاد کا نام لیا اور اُسکی آنکھین اشکبار ہو گئین -

کپتان - پھر آزاد بھی تو ایسا ہی خوبصورت جوان -

کرنل - ہزار دو ہزار مین فرد - شیر دل - شیر مرد -

ایرانی - مین کچھ بیان نہین کر سکتا کہ کسقدر نازک اندام اور رنگین ادا ہے خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ رخ انور کی

جھلک سے نظر خیرہ ہوتی تھی اللہ رے اور اُف رے حسن خدا آفرین - ع -

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اب سنئے کہ اس گفتگو کے بعد فوج کے آدمی روانہ ہوئے اور ایک سو پچاس سواروں نے اس صنم عشوہ گر نازک کمر کا دیوان سہر تو امان چاروں طرف سے محصور کر لیا - خدام شہزادی نے جو یہ حال دیکھا تو ہاتھ پانوں پھول گئے - مگر اللہ رے رعب اتنی کسی میں جرات نہ تھی کہ اپنی خاتون بلقیس منزلت کو خواب ناز سے بیدار کریں - کرنل نے اپنا اشہب آہو شکار بڑھایا اور ایک سپاہی سے جو پہرے پر رہا تھا کہا شہزادی کو اطلاع دو کہ روس کے سواروں نے گھیر لیا ہے -

سپاہی نے کہا میں ابھی ابھی خبر کئے دیتا ہوں - تیس ۳۰ چالیس پیش خدمتیں جو سراسیمگی کے ساتھ باہر دوڑی آئی تھیں یہ خبر سنکر اور بھی زیادہ سراسیمہ و مضطرب حال ہوئیں کرنل نے انکی طرف مخاطب ہو کر فوجی افسروں کی طرح غرور کے ساتھ ڈپٹ کے حکم دیا کیا کھڑی دیکھتی ہو - جاکے ابھی اطلاع کرو) انمیں کٹو نامے ایک نوخیز پیش خدمت نے بانکی ادا سے تنک کر کہا - " یہ دھمکیاں کسی ایسی ویسی کو دو جاکے ہم اُنکے نوکر ہیں جنکے باپ کے دربار میں تم ایسوں کی اطلاع نہیں ہوتی تھی "

کرنل - کیا ! ہم سرکاری افسر فوجی ہیں -

کٹو - ہوا کرو حضور آرام میں ہیں -

کرنل - کیا جگا نہیں سکتی ہو -

کٹو - آپ اسوقت ہیں کہاں - اتنا نہیں جانتے کہ کسکے دربار میں آئے ہو - یہ بادشاہ کی لڑکی شہزادی ہیں - تم ایسے ہزاروں یہاں ٹھوکریں کھایا کرتے ہیں -

کرنل - دیکھو گے کی تمھاری اوقات اور -

سپاہی - (پہرے والا) یہاں غل نہ مچاؤ سرکار آرام میں ہیں -

اس فقرے پر کرنل کے ساتھیوں کو بے اختیار ہنسی آئی - کہ اتنے بڑے عہدہ دار فوجی اور اسطرح ڈپٹے جاتے ہیں پیش خدمتیں للکار اگر تم ایسے یہاں چیختے نہیں پاتے حضور آرام میں ہیں

سپاہی نے ڈانٹ بتائی کہ غل نہ مچاؤ سرکار کی نیند میں خلل آئیگا

کرنل نے چاہا کہ پہریدار کو سزا دے مگر یتیمان اور ایرانی نے سمجھایا کہ گو اب مثل قیدی کے ہوں مگر پھر بھی شہزادی ہیں - بادشاہ کی اولاد کا ادب کرنا چاہئے اور یوں تو تمھارے پاس اتنے آدمی ہیں چاہے مکان کھود کر پھینک دو - کس کی یہ سد -

کرنل - اللہ رے رعب حسن - واللہ کوئی یہ نہیں کہتا کہ اس بے ادب پہرے والے کو کھود کر دفن کر دو - جو صلاح دیتا ہے یہی صلاح دیتا ہے کہ جانے بھی دو - شہزادی ہیں - حسن اسے کہتے ہیں -

ایرانی - ابھی تو آپنے شہرہ ہی سُنا ہے دیکھا کہاں ہے - ع

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

جب اُس رخ تابان پر نظر پڑے تب دیکھئے گا ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہینگے -

وہ عروس طاؤس زیب گھڑی بھر رات رہے دوا کے زور سے سوئی تھی - تمام شب کی بیقراری - گریہ وزاری - اختر شماری آہ سرد دل پُر درد چشم گریاں و سینہ بریاں انتہا کی مصیبت و پریشانی میں رات کٹی تھی اب نیند آئی تو گویا گھوڑے بیچکر سوئیں اور گو کل محل سرا کو سپاہ نے محصور کر لیا تھا تاہم کسی پیش خدمت یا ملازم یا اہلکار کو مقدور جرات نہ تھی کہ جگانے کی کوشش کرتا - کوئی سات بجے کے بعد آنکھ کھلی مگر کروٹ بدلکر پھر سو رہی آپسمیں پیش خدمتیں باتیں

گرنے لگین - یا الٰہی یہ ہونا کیا ہے جو شہزادی اس ناز و نعم سے پالی گئی ہو اور جو اس دل و دماغ کی ہو وہ قید کی سختی کیونکر برداشت کریگی - خدا جانے کیا حکم ہو - یہان یہ شان و شاہجہ حکومت کرتی تھین - آجتک تو شہزادی پن کی بو دماغ سے نہین گئی - اب یہ کیا ہوگا کچھ سمجھ مین نہین آتا -

۱ یہ آخر شش ماجرا کیا ہے - قصور بھی تو معلوم ہو -

۲ قصور صاف ہے - وہی آزاد کا جھگڑا ہے -

۳ لے ہے تو اب کیا آئی - ہے ہاے ہاے -

۴ ہمارا تو دل گواہی دیتا ہے کہ کچھ بھی نہو گا -

۵ انکا رعب دیکھ لینا کہ سب پرچھا جائیگا -

۶ بڑی خرابی یہ ہے کہ مس کلیرسا کا نام انتہات زیادہ مشہور ہوگیا ہے اگر آزاد اور مس کلیرسا اور حضور سب گرفتار ہوتے تو اور بات تھی مگر اسمین تو یہ خرابی ہے کہ وہ دونون تو نکل کے بچ نکلے باقی رہین یہ سب کی خفگی انھین پر اُتاری جائیگی -

۷ - اب خدا مالک ہے - حضور کو اب اطلاع کر دو -

اتنے مین شہزادی قمر طلعت از خود خواب ناز سے بیدار ہوئی طشت زمردین مین پیش خدمتین عرق گلاب بھر لائین جسکی بو باس سے تمام محل معطر ہوگیا اس گلبدن نے منہ دھویا لباس گران بہا زیب بدن کیا -

اتنے مین ایک خواص نے بڑھکر دست بستہ عرض کیا سرکار بڑا غضب ہوگیا اب اللہ کے ہاتھ عزت ہے - بس وہی عزت کا بچانے والا ہے -

شہزادی - (متحیر ہوکر) ہم سمجھے نہین کیا ہوا -

خواص - حضور چوطرفہ سے محل گھرا ہوا ہے -

شہزادی - کیا! گھرا ہوا ہے -

خادمہ - اور دو چار افسر فوجی سامنے گھوڑون پر سوار کھڑے ہین پہلے تو ڈانٹ ڈپٹ بتائی کہ اطلاع دو اور چنین و چنان مگر اب خاموش ہین -

شہزادی - (کمال استقلال کے ساتھ) - ع -

انیہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر

یہ مصیبت بھی جھیلونگی -

خادمہ - حضور اب کیا کیا جائیگا -

شہزادی - کچھ گھبرانے کی بات نہین ہے -

اُس مہوش زرین کمر نے دروازونکے شیشون کی راہ سے دیکھا تو سوارون کی وردیان چمکتی نظر آئین - ادھر آنکھ کرنیل اور کپتان اور روسی اور ایرانی پر نگاہ پڑی تو کف افسوس ملنے لگی کہ ہاے بڑا دھوکا ہوا - یہ دونون جاسوس بنکر آئے تھے - [illegible] کچا چٹھا کہدیا -

اتنے مین کرنیل نے پیغام بھیجا کہ اب خواب ناز سے بیدار ہوئین یا نہین - شہزادی نے کہا کہدو خاموش رہین - خواص نے باہر جاکر کہا - بیدار تو ہوئین مگر حکم دیا ہے کہ کہدو خاموش رہین - دوسری خواص کو حکم دیا کہ ایک آدمی آئے اور جو کچھ عرض کرنا ہو عرض کرے -

کرنل گھوڑے سے اُترے اور محل معلیٰ مین آئے تو آنکھین کھل گئین -

کرنل - (خواص سے) یہ تو بادشاہونکے بھی ٹھاٹھ نہین ہوتے -

خواص - اور بادشاہ ہوتے کیسے ہین -

کرنل - جسطرف نظر جاتی ہے نور کا عالم ہے - سہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

آگے بڑھے تو دیکھا کہ شہزادی ہماد و جمال بہ لقا زہرہ تمثال شیرین ادا بصد ناز برنائی و انداز رعنائی متمکن ہے - سہ

وہ جلوہ کہ دانا بھی دیوانہ ہو | وہ چہرہ کہ دل جس پہ پروانہ ہو
بشر اسکی صورت پہ قربان ہو | ملک دیکھکر اُسکو حیران ہو
وہ عشوہ ستم اور وہ غمزہ بلا | غضب کا کرشمہ بلا کی ادا
سبے دیکھکر اُسکا [illegible] | کجا صبر و دانش کہان تاب و مجال
یہ جادو بھرا شوخی و دلبری | یہ فتنہ ستم اُسکی بیدادگری

شہزادی نے [illegible] جو نظر ڈالی تو کرنل کی آنکھ جھپک گئی۔

شہزادی۔ مطلب بیان کرو۔

خواص۔ مطلب کہو مگر اختصار کے ساتھ حضور کی طبیعت نصیب اعدا ناساز ہے۔

کرنل۔ (کاش) بیت اندوہ، بیچارگی۔ حکم حاکم مرگ مفاجات اور اگر یہی نصیب میرے۔

شہزادی۔ کیا یہ ہے کون۔ کوئی دیوانہ ہے کون۔

کرنل۔ حضور حکم حاکم مرگ مفاجات۔

خواص۔ ایں! اسے ہوش کی دوا کر دو۔

کرنل۔ مجھے یہان آنکر افسوس ہوا کہ مین کیون آیا۔

خادمہ۔ تمسے صاف صاف کہدیا گیا کہ خبردار زیادہ گوئی سے یہان کام نہ لینا۔ مطلب سے مطلب رکھنا۔ اور تمنے بک بک لگائی ہے۔

شہزادی۔ اسکے دماغ مین خلل ضرور ہے۔

کرنل۔ مجھے صیغۂ جنگ سے حکم ہوا ہے۔ لہذا حاضر ہوا۔

شہزادی۔ کس امر کا حکم ہوا ہے۔ اس سے دریافت کرو۔

خادمہ۔ اے حضور کس سے دریافت کرین۔ کوئی آدمی ہو تو اس سے دریافت کرین۔ یہ تو وحشی ہے۔ سودائی دیوانہ۔

کرنل۔ دیوانہ تو نہین تھا مگر اب تو ضرور دیوانہ ہون ؎

دیوانہ اک پری کی ہے رکھتی ہو مجھے | زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

شہزادی۔ ہان کیا حکم دیا ہے۔

کرنل۔ حکم ہے کہ اس قلعہ کو محصور کرکے رپورٹ کرون کہ مس کلیسا اور حضور کی سازش سے آزاد کیونکر بھاگ گئے۔

شہزادی۔ اچھا بس رخصت جو حکم تمہارے نام ہے اسکی تعمیل کرو۔

کرنل۔ حضور قسم کھاکے کہتا ہون کہ اسوقت دلکی کچھ عجیب ہی حالت ہے آزاد کے ساتھ اب مجھے آپ سے زیادہ ہمدردی ہے۔ بڑا ذی ہوش اور شجاع آدمی ہے ؎

یلان سپہ سینہ و شیر جنگ | بڑھے آگے میدان مین جب گرم جنگ
اٹھایا جو گرز گران سنگ کو | کیا ریزہ ریزہ صف جنگ کو
اٹھا اژدہا سے کمند رسا | ہوے صید شیران دشت وغا

لاکھون آدمیون کی بھیڑ بادل گھٹ کے ٹھٹ لگے ہوے تھے مگر آزاد کو سب مین فرد پایا۔ کسی سے دب کر نہ رہا ؎

کہین رستم و اسفندیار جوان | تہ خاک [illegible] ہے دہان
دکھائے جب پہلوانی کے جوش | اڑے دیکھکر پہلوانون کے ہوش
بیان کیا کرون جرات آزاد کی | کہ ہمت دلیرون کی برباد کی
چلائی جو شمشیر گردن فشان | کیا پارہ پارہ تن پر دلان

کرنل نے اس ناظورہ حسین کے خوش کرنیکے لیے آزاد پاشا کی تعریف کے پل باندھ دیے۔ شہزادی آفتاب جبین کمال شوق سے کرنل کی باتین سنا کی۔ آخر مین کہا بیشک آزاد ایسا ہی شیر مرد ہے۔ وہ نام کیا کہ ساری دنیا مین مشہور ہو گیا۔

کرنل۔ حضور اب آرام سے رہین اور مجھے خادم سمجھین۔

شہزادی۔ تم سب کتنے آدمی ہو۔

کرنل۔ ہم سب ملاکے دو سو آدمی ہین۔

شہزادی۔ دو سو آدمی ہین افسر کتنے ہین۔

کرنل - جی ہان - بہت عجلت کے ساتھ ہم لوگ بھیجے گئے -
شہزادی - (خواص سے) اون کو بلا کے حکم دو کہ سب کے لیے کھانے کا بندوبست کر دین - ہر روز کے واسطے ٹھیک وقت پر شاہی باورچی خانے سے کھانا جایا کرے
کرنل - حضور تو وہ فکر کرتی ہین کہ ہم لوگونکی جان ہی پر بن آے اور ہم کسی امر مین حضور کے حکم کی تعمیل کے خلاف نہین ہین
شہزادی - آزاد کا کیا حال سنا - ہندوستان پہونچے ؟
کرنل - حضور مس کلیرسا اور مس میڈا کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین داخل ہوے - وہان انکی بڑی قدر و منزلت کیگئی اور کیون نہ قدر ہوتی ہر دل عزیز آدمی ہی - دنیا کا کوئی فن ایسا نہین جسمین وہ طاق نہو - ؎

تمامی کمالات مین طاق ہے	بہت پردل و چابک و چاق ہی
فن شاعری مین طلیق اللسان	امارت پناہ و شرافت نشان

شہزادی - اچھا اب آپ اپنا بندوبست کیجیے -
کرنل صاحب رخصت ہوکر باہر آئے - کل محل اور اُسکے اردگرد مکانون کو دیکھا جابجا پہرے تعینات کیے اور خیمے مین تشریف لیگئے کپتان اور ایرانی اور روسی سب نے ملکر کرنل سے کھود کھود کر پوچھا کہ کیا باتین ہوئین کہا حضرت ہم اپنے فرائض منصبی کو نہین ادا کر سکتے اللہ رے جمال حسن اسکا نام ہی - آزاد بڑا خوش نصیب آدمی ہی کہ ایسی خاتون پری وش اسپر دل و جان سے عاشق ہو گئی -
خواصین پیش خدمتین کنیزان خانہ زاد خدام باادب جو بیشتر فوج کی آمد اور گھسان کے محصور ہونے سے غنچے کیطرح گرد انقباض مین تھے کرنل کی اطاعت و فرمان برداری اور خادمانہ تقریر سے باغ باغ ہو گئے دو گھنٹے مین محل اور اردگرد کی عمارات عالیشان اور پہاڑ کے وہ حصے جنمین شہزادی ثریا جاہ فلک بارگاہ کے متوسل رہتے تھے روسی فوج کے پہرے سے محفوظ کیے گئے اور سوار مختلف مقامونپر خیمہ زن ہوے دوسرے روز افسرون نے باہم مشورہ کیا - گو کل افسران فوج اس مہ طلعت ملائک فریب کی ناوک نگاہ کے گھائل تھے مگر مجلس شوریٰ مین آخری راے یہی قرار پائی کہ شہزادی کی نسبت صاف صاف امور سے صیغہ جنگ کو اطلاع دی جائے - لیکن ان لوگون نے اسقدر البتہ کوشش کی کہ شہزادی کے ساتھ اور بیگناہ خاتونون اور عورتونکو بھی مجرم قرار دیا - بہرکو حسب ضابطہ تحقیقات کی تو شہزادی نے کمال بانک پن اور غرور کے ساتھ یہ اظہار لکھوائے - کچھ دن کا عرصہ ہوا کہ ایک نوجوان خوبرو کمسن تربیت یافتہ خورشید لقا شیر دل اسطرف گذرا - مجھے چار آنکھین ہوئین تو سخت متحیر ہوئی کہ یا خدا یہ کس ملک کا رہنے والا ہی - رخسار تابان کی رعنائی نے یورپین کے حسن و جمال کو تازہ کر دیا - دور خسار گلاب کے پھول سے زیادہ شاداب تھے آنکھین اسطرح کی جادو بھری کہ دیکھتے ہی انسان قتل ہو جاے - ؎

نہ جوہر سے کہ شمشیر او رآغوش ست	زہیبت نگہش تیغ ہم زرہ پوش ست

سر اور مونچھ کے بال شبرنگ - سبزہ آغاز جوان طناز وضع کچھ انگریزی لہجہ ترکی مین نے خادمونکو اشارہ کیا کہ اُسکو میرے روبرو حاضر کرو چنانچہ بمجرد استماع حکم کی تعمیل کیگئی قریب آیا تو مین نے دیکھا کہ چہرے سے ریاست اور ایک قسم کا غرور برستا ہی مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ آزاد پاشا ملک روس کا جانی دشمن ہی شخص ہی اگر یہ معلوم ہوتا تو با وصف عشق مین گرفتار کرکے گورنمنٹ مین پیش کر دیتی - اس سے جو مین نے اسکا حال پوچھا تو اُسنے کچھ اور ہی بیان کیا - مین سمجھی فرانسیسی ہے - فرانسیسی زبان ایسی اچھی بولتا ہی کہ خاص اہل زبان معلوم ہوتا ہی اور مجھسے بیان

بھی کیا ہے۔ میں رسالے کا لفٹنٹ ہوں اور فرانسیسی فوج کا افسر کمیشن۔ دس بارہ دن تک وہ اس ایوان شاہی میں رہا بعد ازان در پردہ شادی کا پیغام کیا گیا۔

ایک دن میں اُس جوان گل پیرہن کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی تو میں نے عمداً چھیڑا اور پوچھا کیوں لفٹنٹ تم تو کہتے ہو ہم بڑے سیاح ہیں ہندوستان اور چین اور انگلستان اور فرانس اور روم روس سب ملکوں کی سیر کی ہے ایمان سے کہنا تمھارے نزدیک کس ملک کی عورتیں سب سے زیادہ حسین ہیں مسکرا کر جواب دیا کہ بناؤ چناؤ تراش خراش میں فرانس کی لیڈیوں کے مقابلے میں ساری خدائی کی عورتیں گرد ہیں مگر حسن جسکا نام ہے وہ کوہ قاف والیوں پر ختم ہے۔ جارجیا اور سرکیشیا کی عورتیں واقعی سچ مچ کی پریاں ہیں اور انکی بانکی ٹوپیاں اُنکے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکاتی ہیں مگر جس خوبصورتی سے فرانس کی وضعدار عورتیں اظہار حسن کرتی ہیں وہ دنیا کے پردے پر کہیں نہیں ہے۔ لگاوٹ میں انسے کوئی سبقت نہیں لیجا سکتا انکی ادائیں ستم ہیں اُنکی اداکی نشتر زنی شوخ چٹکیاں دل کو بے قابو بلکہ رگ جان کی مضطر کرنیوالی ہیں جو ہی شیرین حرکات رنگین ادا۔ ایک غمزے میں صفوں کی صفیں تلپٹ کر دیں۔ غمزہ کیا پیغام اجل ہے۔ ے

چشم اجل از دور بحسرت نگرانست	تا غمزۂ خونریز تو غارتگر جان ہست

اگر وہ قاف کی حور نژاد معشوقین اس لگاوٹ بازی میں طاق ہو جائیں تو ساری خدائی کی بادشاہی کر لیں یہ حسن خیز ملک اصنام زاہد فریب کی کان ہے جسپر نظر پڑتی ہے از سرتا پا مجسم حسن ہے فرشتے انکے دہن پر نماز پڑھنے کی آرزو کریں تو بھی زیبد۔ ے

ملائک دوش بر رخسار خوبت آیۃ الکرسی	ہمی خواندند و میگفتند رخسار اینچنین باید

اور ہندوستان کی عورتیں نازآفرین ہیں۔ انکا حسن گندم گون آدم فریب ہی بلکہ فرشتوں تک کو لبھائے۔ اسکے علاوہ وسط ایشیا کے بعض ملک بھی حسن کے لیے مشہور آفاق ہیں مثلاً نوشاد خلخ۔ فرخار سیہ چشمان۔ کشمیر چگل۔ آذر۔ ان ملکوں کے خوبان پری پیکر اس قابل ہیں کہ برسوں انکا سجدہ کرے بعض بعض انمیں سے واقعی قیامت کبریٰ سے دوش بدوش ہیں۔ ے

جلوۂ آن سرو قامت دیدہ ام	یا بچشم خود قیامت دیدہ ام

میں نے مسکرا کر کہا بھلا جتنی حسین عورتیں تمنے دیکھیں ان سب میں ترجیح کسکو دیتے ہو۔ ہنسکر جواب دیا۔ ے

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

میں تو اسکی ناوک نظر کی کشتہ تھی ہی یہ سنکر اسقدر مسرور ہوئی کہ جامے میں پھولے نہ سمائی۔ اب مجھسے اور اُس سے چہل اور پیار کی باتیں ہونے لگیں میں نے کہا لفٹنٹ سچ کہتی ہوں میں نے بھی بڑے بڑے سفر کیے ہیں اور اچھے اچھے خوبرو جوان رعنا میری نظر سے گذرے ہیں مگر جو بات تم میں پائی وہ کسی میں نہ پائی سرو قد بالا بلند فراخ سینہ گل رخسار بلکہ گل بھی تمھارا رخسار تابان دیکھ عرق عرق ہو جائے۔ ے

بجمال شاہد گل بنما رخ نکو را	کہ بہ آب شرم شوید ز عذار رنگ و بو را

اسپر وہ صنم گلفام بولا پھر اگر یہی سمجھتی ہو تو بسم اللہ جب میاں بیوی راضی تو کیا کریگا قاضی۔ ہمارا تمھارا دل ملگیا اب ہمیں کسیکا کیا اجارہ میں نے کہا یوں نہیں یہ دل کا سودا کوئی اوچھا وچھلا نہیں ہے پہلے اس بات کا ثبوت دو کہ تم بھی مجھپر اسی قدر ریجھے ہو اور خالی خولی زبانی واظلے سے کچھ نہو گا۔ میرے دل پر اسبات کا نقش مرتسم کر دو تو میں مانوں۔ لفٹنٹ نے کہا جان من چاہے قتل کر ڈالو مگر اسبات کا ثبوت نہ مانگو اتنا نہیں سوچتی ہو کہ وطن اعزہ و اقربا نوکری سب چھوڑ کے حضور کے در دولت پر آستانہ بوسی

کے لیے حاضر ہوا۔

بے دوستان تو ام در جہان ہیچ مستا
امروز جز این [illegible] نگاہ نیست

اگر قتل کرنا منظور ہے تو ایک اشارہ کافی ہے خنجر و شمشیر
کی ضرورت نہیں۔ فقط ایک اشارہ بس ہے ۔ ع

عاشق کا قتل ہو جو منظور
ابرو کے اشارے سے کرو تم

میں نے چاہا کہ یہاں آنے کے پہلے تمھیں میرے حسن کا حال
کیونکر معلوم ہوا کیا تمھارے نام کی تمام عالم میں دھوم ہے کون
نہیں جانتا کہ پولینڈ کی شہزادی جمال و حسن میں سب سے بے نظیر ہے
ہزاروں بار آپکی تصویریں دیکھیں اور دیکھا تمام تمام کر لیا
ہر ایک دن مرا جاگیا۔ [illegible] کیا۔ دل ہاتھ سے جاتا رہا
اب شادی منظور ہے تو کہوں۔ اس دلاور کی تقریر نے مجھے اور
بھی فریفتہ کیا اور اب مجھے ثابت ہو گیا کہ یہ نوجوان
لفٹننٹ میرا عاشق زار ہے۔ جب صاف صاف باتیں ہوئیں
تو اس نے کہا میں چند شرطوں کے بغیر شادی نہ کرونگا۔ چونکہ
میں خود بھی بلا شرائط شادی کرنے پر راضی نہ تھی میں نے منظور
کیا کہ پہلے تم اپنی شرطوں سے مجھے اطلاع دو پھر میں اپنی
شرطیں پیش کروں اُسکی شرطیں یہ تھیں۔

۱۔ میں بڑا بدگمان آدمی ہوں کسی نوجوان یا وجیہ آدمی سے
ہنسنے بولنے ملنے جلنے کی اجازت نہ دونگا۔ ہاں بوڑھا یا بدصورت
آدمی ہو مضائقہ نہیں۔ یا بالکل قریب کے رشتہ دار جیسے حقیقی
بھائی۔ خالہ زاد بھائی۔ چچازاد بھائی۔ بس اور کوئی نہیں اور
اگر کسی رعنا شمائل کے ساتھ چہل کرتے دیکھا تو ستم ہو جائیگا ۔ ع

با سایہ ترا نمے پسندم | عشق است و ہزار بدگمانی

۲۔ اگر کسی روز بھی میری طبیعت اپنے سے خلاف پاؤ تو مجھے
شریف نہ سمجھنا۔ میں چاہے مر جاؤں مگر قول مردان جان دارد
گو ۔ ع

بال بیٹھے کے طول غم ہجر عشاق | [illegible] بنارس کا زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب عشق [illegible] | حسن کشمیر ہے مشہور میان آفاق

چشم پنجاب [illegible] کی کرامت
جسم لاہور کا اور قامت دہلی [illegible]

زبان زد خاص و عام ہے مدت سے اگر کسی ماہرو کی طرف
نظر اٹھا کے دیکھوں تو قابل دار
۳۔ [illegible] چاکروں بس یہ وضع نہ بگڑی ہو۔
۴۔ اگر سیر و سیاحت کی چاہت ہو تو ہم تم دونوں ساتھ
ساتھ سفر کریں۔
۵۔ اپنے ۶۰۰ اداقربا کو سمجھا دینا کہ اب یہ ہمارا ایمان اور ہم
رنگی ہوئی ہیں۔ وہ مجھے [illegible] پیش آئیں بطریق اس
رشتے کے عزیز سے پیش آنا چاہیئے۔
۶۔ پانچ دس تک بدمعاش کو نہ بسنے دینا۔
۷۔ اگر ہم کسی مہ جبین نازنین سے چہل کریں تو تم بدگمان نہ ہونا
کیونکہ ہمارا امزاج ہی اس قسم کا واقع ہوا ہے۔
میں نے یہ شرطیں سنکر کہا کہ سب کے پہلے تو میری شرط یہ ہے
کہ شادی کے بعد تم کسی خوبصورت عورت سے چاہے خادمہ ہی
کیوں نہ ہو چار آنکھیں کر کے باتیں ہی نہ کرو اور تمہاری سب
شرطیں منظور ہیں۔ مگر ساتویں شرط ہزار برس تک نہ منظور
کرونگی۔ الغرض شادی ہوئی شب عروسی کو مجھے معلوم ہوا
کہ لفٹننٹ میرا عاشق زار اس دن میرے جوبن پر بھی
عاشق تھا جو دیکھتا تھا وہ یہی کہتا تھا ۔ ع

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین پیدا | افق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
صبح صادق ہی شب قدر کی یا نام خدا | ہی مہ دہر کا نور اسکے مقابل پھیکا

حرف تقدیر نظر آئے یہ ہے پیشانی
آب کے رشک سے ہے آئینہ پانی پانی

چشم بیضا نہیں ہی یہ گوکی سحر | ہی خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی
آنکھ کھل ہی بعینہ تو ہی تجلی لیلی | ماہ دو ہفتہ من مین ہی کہ وہ بدرِ حجی
یا پرستان مین تجلی کا تماشا ہی آج | یا نہ پر یونکو ہوئی عرش پہ معراج

گرچند روز کے بعد ہمارے باغ الفت مین نفاق کی خزان کے آثار نمودار ہوئے اور لفٹنٹ نے ہمین اسقدر دکھ پہنچایا کہ جب محبوبی نے اسکو قید کردیا کئی روز تک میری یہ کیفیت تھی کہ دن رات سوائے تڑپنے کے اور کوئی کام نہین مثل ماہی بے آب بیقرار رہتی تھی روز عورتون مردونکو بھیجون اور وہ جاجا کے اپنی طرف سے سمجھائین کہ بہت برا کرتے ہو پچھتاؤ گے ایسی معشوق طناز پاکے اسقدر بدنصیب ہو سب کے سب سمجھاتے تھے مگر بے سود ذرا اثر نہین ہوتا تھا آخر کار ایک عورت سے کہا کہ اب انکی طرف سے ہمارا دل پھر گیا وہ اگر پری اور حور جنت بنکر بھی آئین تو ہم نہ مخاطب ہون یہ خبر سنکر یہ معلوم ہوا کہ تیر کلیجے کے پار کردیا سوچی کہ تیرا غرور اسی معرور نے توڑا۔ اللہ اللہ رے استقلال یہ چین یہ آرام یہ عیش اور یہ بے پروائی اور بھی زیادہ صدمہ ہوا اور روز و شب اسکی یاد مین کڑھا کی

بچھڑا محبوب سے یک لخت مرے پاس سے آہ | لوٹ لی کشور دل لشکر غم نے ناگاہ
دولت صبر و تحمل ہوئی فرقت مین تباہ | درد و غم نے دل ناشاد سے پیدا کی راہ

بہ گیا خون جگر آنکھ سے دریا ہو کر
جان بھی تن سے ہوا ہو گئی شعلہ ہو کر

مینے جھلا کے سختی کے ساتھ سزا دی مگر جسقدر سختی اسنے نہین اٹھائی اس سے زیادہ زیادہ مجھے برداشت کرنی پڑی

ایک تو اپنا رنج و غم اسپر طرہ یہ کہ معشوق کے صدمے کا صدمہ خون جگر کھا کھا کر رہجاتی تھی۔ ایکدن کسی نے مجھسے کہا حضور تو خود اپنے آپ کو کڑھاتی ہین۔ اگر ایسا ہی عشق ہے تو ایکدن قید خانے مین انکے دیکھنے کو خود بھی جائیے مجھے بھی یہ رائے پسند آئی۔ دوسرے دن بن ٹھن کے گئی تو دیکھتے ہی دونے اکالیس مینے بے اختیار گلے لگا لیا۔ ہ

پھر وہی تن تھی لطف وہی عیش اٹھا | راحت جان کے آتے ہی لبن آیا آرام
خلوت آٹھون پہر اور بند دخاص و عام | نہ ملاقات نہ دربار نہ مجرا نہ سلام

شکر صد شکر کہ پھر آئی گلستان مین بہار
دیدۂ دہر مین پھر اشک کھٹکا صورت خار

اب کی اسطرح کی الفت ہوئی کہ بالکل یک جان دو قالب دم بھر اگر جدائی ہو تو طبیعت بیچین ہو جاے۔ اب مجھے یقین واثق ہو گیا کہ تمام عمر عیش و طرب مین کٹیگی۔ اب صلاح ہوئی کہ ان زخمیونکی تیمارداری کے لیے بچاس فی اکثر اپنی طرف سے بھیجین اور گورنمنٹ مین درخواست دین ضرور منظور ہو جائیگی درخواست لکھی مگر بھیجنے کی نوبت نہ آئی اب سب مین یہان مشہور ہو گیا کہ اس جوان ماہرو اور شہزادی مین انتہا کی الفت و محبت ہے۔ ہ

فرط سے چاہ کے اک جان دو قالب گویا
دونون مطلوب تھے اور دونون تھے طالب گویا

ایک روز للی نامے خادمہ نے مجھسے آنکر یون کہا۔

للی حضور ایک بات سنی ہے جو جان بخشی ہو عرض کرون۔

شہزادی۔ ایسی کونسی بات ہے کیا کوئی گالی دو گی۔

للی۔ اے حضور لونڈی کی کیا مجال۔ توبہ۔ توبہ۔

شہزادی۔ اچھا بیان کرو۔ اب ہم کمال مشتاق ہین۔

للی۔ حضور ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ فرانسیسی نہین کی فوج مین اور

آزاد پاشا انکا نام ہے۔ یہ تو قید روس سے بھاگ آئے ہین۔
شہزادی۔ کیا بکتی ہے، کس حاسد نے بیان کیا۔
للی۔ حضور ہی کا ایک سپاہی ہے وہ کہتا تھا۔
شہزادی۔ اس سپاہی کو ابھی ابھی اسی دم حاضر کر دیہان۔
للی۔ حضور اُسکو کسی حیلے سے بُلوا لین اور سُن لین۔
شہزادی۔ تم خود جاکر حکم دو کہ سرکار نے ابھی یاد کیا ہے۔
للی جاکے ایک سپاہی کو بُلا لائی۔ شہزادی نے خشمگین ہوکے کہا تو کیا طوفان باندھا کرتا ہے للی سے تو نے لفٹنٹ کی نسبت کیا کہا تھا کل۔
سپاہی۔ حضور کل نہین آج کہا تھا کہ یہ آزاد پاشا ہین۔
شہزادی۔ آزاد پاشا ہین اور فرانسیسی نہین ہین۔
سپاہی۔ سرکار اگر آزاد نہون تو قتل کا حکم صادر ہو۔ مین تو انکو کئی بار دیکھ چکا ہون بڑے نامی ترکی جنرل ہین
اِس سپاہی نے مجھے ایک تصویر لاکے دکھائی جسپر فرانسیسی اور روسی زبان مین لکھا تھا جنرل آزاد پاشا سپہ سالار فوج ترک واقع آن روے دریاے ڈینوب۔ تصویر جو دیکھتی ہون تو لفٹنٹ سے بالکل مشابہ ہوش اُڑ گئے۔ حواس باختہ۔ روح پر صدمہ۔ یا الٰہی اب کیا ہوگا۔ اس شخص کے ساتھ تو شادی بھی ہو گئی اب ہو کیا سکتا ہو اگر گرفتار کرا دیا تو مین تمام عمر رنج و غم سہونگی دوسری شادی کی قسم کھائی ہو اور اگر کسی سے ذکر نہ کرون تو دل نہین مانتا۔ قہر درویش برجان درویش۔ مجبوری کا عالم تھا۔ سوچی کہ یا خدا اب کس سے صلاح لون۔ سپاہی کو دھمکایا کہ خبردار زبان سے نہ نکالنا۔ اتنے مین لفٹنٹ نے آکر طعنے دینے شروع کیے کہ واہ بس ہی الفت کا دم بھرتی تھین اتنی دیر تک ہماری خبر ہی نہ لی۔
مینے کہا وہ۔ آنکھ جھپک گئی تھی۔ پاس بٹھا کر ادھر ادھر کی باتین کرنے لگی مجھے تو ٹوہ تھی۔ مینے باتون باتون مین کچا چٹھا دریافت کر لیا جب کبھی ترکون کی شکست کا ذکر کرون رنگ فق ہو جاے اور جب روسیون کی ظفر کا ذکر کرون تو چہرے پر اداسی چھائے جب مین تاڑ گئی کہ یہ بیشک وہی ہے۔ ہاتھ ملکر رہ گئی مگر اب کیا ہو سکتا تھا مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کا نقشہ تھا۔ ایک دن شب کو باغ مین ٹہلتے ٹہلتے مینے پوچھا تمنے آزاد پاشا کو بھی دیکھا ہے۔ پہلے تو جواب دینے مین ذرا جھجکا مگر پھر بے دانتون کہا ہان استنبول مین دیکھا تھا۔ مینے کہا جو کہین وہ گرفتار ہو تو مین ہزارون روپیہ خیرات کرون۔ ہمارے ملک کا بہت بڑا دشمن ہے یہ کہکر مینے اُسکے چہرے کی طرف نظر ڈالی تو معاً تاڑ گئی کہ آزاد بیشک یہی ہے۔ پھر اسی امر کی نسبت مینے اس سے سوالات کیے
شہزادی۔ سُنتے ہین آزاد بہت خوبصورت آدمی ہے۔
لفٹنٹ۔ ہان خوبصورت نوجوان آدمی ہے آزاد پاشا۔
شہزادی۔ عورتین تو اُسکو دیکھکر ضرور ریجھ جائین۔
لفٹنٹ۔ تمکو اسوقت آزاد کیون یاد آیا۔ اسکا ذکر کا نام زبان پر لاتی ہو وہ صبح شام گرفتار ہی ہوا چاہتے ہین۔
شہزادی۔ خدا کرے قید ہو جائے مین جو سُن لون کہ دس کوس کے فاصلے پر بھی یہان سے آزاد کسی جگہ مقیم ہین تو خدا کو گواہ کرکے کہتی ہون فوراً صدہا آدمی دوڑا دون اور مشتہر کر دون کہ جو شخص اُسکو زندہ لائیگا وہ انعام کثیر مع جاگیر پائیگا اور جو اُسکا سر لائیگا وہ صرف انعام کثیر کا مستحق ہوگا۔
لفٹنٹ۔ اگر زندہ آپکے روبرو آیا تو آپ ضرور ریجھ جائینگی اور اگر مُردے کا سر آیا تو خیر۔ وہ تو مجبوری کا عالم ہے۔
شہزادی۔ یہ سمجھتے کوئی اور ہونگے ہم ایسے لوگون

پر نہین رکھتے جو ہمارے ملک کے عدو ہین۔ اُنکے لئے تیغ دودم ہے مگر مینے جو آزاد کی تصویر دیکھی تو معلوم ہوا کہ ابھی بہت کمسن آدمی ہین۔

لفٹنٹ۔ (چونک کر) تصویر کہان دیکھی۔

شہزادی۔ لندن کے اسٹریڈ لندن نیوز اور گرفک ہین۔

لفٹنٹ۔ کبھی دل لگی باز نے چھاپ دی ہوگی

مین نے تصویر منگوا کر آزاد کو دکھائی تو دیکھتے ہی رنگ فق ہوگیا۔

شہزادی۔ یہ آزاد ہی کی شبیہ ہے یا اور کسیکی کیون صاحب

لفٹنٹ۔ ہان۔ (گھبرا کر) دیکھون۔

شہزادی۔ صورت ملتی ہے یا نہین ملتی ہے۔ یہ بتاؤ۔

لفٹنٹ۔ (پریشان ہوکر) کس سے۔ کس سے۔

شہزادی۔ آزاد سے اور اس تصویر سے مشابہت ہے یا نہین۔

لفٹنٹ۔ (شرما کر) دیکھون۔ مگر۔ مگر۔

شہزادی۔ اب اسمین اگر مگر کاہے کی ہے۔ صاف صاف بات ہے۔

لفٹنٹ۔ قدمون پر گر کر۔ ؎

زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو | اپنے دل تنگ مین جگہ دو

مین نے کہا آزاد تمنے نردوت کھیلی۔ اب ہمکو تمنے کہین کا نہ رکھا۔ اگر تمکو بچاتی ہون تو دل نہین مانتا اور گورنمنٹ کو اطلاع دیتی ہون تو بھی دل گوارا نہین کرتا حیرت مین ہون کہ کیا کرون کیا نکرون اور تمنے ابتک ذرا اطلاع نہ دی اسکے چوتھے پانچوین روز آزاد کو دو لیڈیان ساتھ لیکر چمپت ہوئین مجھے جکمادیا اور اُدھر روسی فوج کے سوارون نے بھی اُنکو گھیر لیا اب مجھے نہین معلوم کہ آزاد کہان ہین۔

اس اظہار کی نقل کرنیل نے مع اپنی راے اور کل امور متعلقہ اور مس کلیرسا کے خط کے وزیر جنگ کے پاس بھیجدی وزیر جنگ نے حکم دیا کہ شہزادی ابھی زیر نگرانی فوج رہین ایک افسر اعلی کو تحقیقات کامل کے لیے بھیجا۔ ان حضرت نے آتے ہی آسمان سر پر اُٹھایا۔ دریاے نیوا کے کنارے پر ایک قصبہ واقع تھا اُسکے متمول مہاجن کی گرفتاری کا حکم جاری کردیا بیچارے کو خبر ہوئی تو سخت متحیر کہ یا خدا یہ کیا آفت آئی ہے مین تو بجز لین دین کے اور کسی سے واسطہ ہی نہین رکھتا۔ جنرل نے میرے نام گرفتاری کا حکم کیون جاری کردیا۔ اُسکی بیوی نے علحدہ لیجا کر یون بیان کیا۔

بیوی۔ تمکو اسکا حال نہین معلوم ہے مین سمجھ گئی

میان۔ مجھکو تو پولیٹکل معاملات سے سروکار ہی نہین تھا

بیوی۔ اصلیت یہ ہے کہ اللہ نے اس جنرل نے پیغام ایک مکان لیا تھا اور اسمین بودوباش اختیار کی اس بدبخت کی مجھ پر نظر پڑی تھی مگر مجھے اسکی خو بو چال ڈھال سے نفرت تھی۔ مین نے شادی سے انکار کیا بس آگ ہوگیا دو بار گھر جلادیا ایک مرتبہ ڈاکوؤنکے ذریعے سے چوری کرادی اور اب برسونکے بعد یہ بدلا لیا

میان۔ کیا اندھیر ہے۔ مین گورنمنٹ مین کل امور پیش کرونگا۔

بیوی۔ میرے پاس اُسکا خط موجود ہے۔

یہ کہکر بیوی نے میان کو خط دیا جو سترہ برس کا لکھا ہوا تھا پڑھا تو عبارت ذیل درج تھی۔

او ظلم کی ڈھانے والی۔ مجبر تو نے وہ کیا جو موت جان کے ساتھ کرتی ہے میرا دل تجھپر آیا ہے اور میری جان جاتی ہے تیرا اطلاع انخلاع کے باغ مین چلنا دل کو پامال کرتا ہے سینونسے تیرے

دیدار کی زیارت کے لئے گرجا جاتا ہون دو گھنٹون تیرا رخ انور گھورا کرتا ہون۔ مگر افسوس تو وہ ظالم شقی القلب ہے کہ ذرا رحم نہین کرتی مین سچ کہتا ہون کہ غلام بیکار رہونگا اور مثل خادمون کے خدمت بجا لاؤنگا اس مہاجن مین کونسی خوبی ہے بجز سود پر اسکا دارومدار ہے۔ یورپ کی لیڈیان فوجی افسرون کی عاشق زار ہوتی ہین اور ہمیشہ فوج والون ہی سے شادی کرنا پسند کرتی ہین مگر تو وہ انوکھی عورت ہے کہ مہاجن کو مجھ ایسے مشہور سپہ سالار پر فوقیت اور ترجیح دیتی ہے۔

مین جسوقت سنتا ہون کہ وہ مہاجن دو دو دن آکر تیرے ہان رہتا ہے اور تو بناؤ چناؤ کرکے اسکے ہاتھ مین ہاتھ دیکر چاندنی راتون کو دور دور کوس میٹھی میٹھی باتین کرتی نکلجاتی ہے تو کلیجے پر سانپ لوٹتا ہے اور درد جگر تڑپا دیتا ہے ؎

کیا تعجب کیونکر نہ اُٹھے درد جگر مین
اک آن بھی تجھسے نہ ملو آٹھ پہر مین
سنتا ہون شب و روز کہ تم غیر کے گھر مین
ہر روز تو ای مہر درخشان ہی کہین اور

میری تو بغل خالی ہے اور آپ در کی کہین
گھر چھوڑ کے اپنا رہے یون اور کے گھر مین
کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر مین
ہر رات تو ای شمع شبستان ہے کہین اور

جو دل تیرے خدا ہی اسکو جلاتی ہو غضب ڈھاتی ہو۔ ہائے قیامت کا سامنا ہے۔ چھوٹ چھوٹ کے رونا آتا ہے درد دل کی چمک کا حال کیسکو کیا معلوم ہے ہمسے بولنا کیسا آنکھ اٹھاکر ہماری طرف دیکھنے تک کی قسم کھائی ہے۔ بیدرد ادائی ہے یہ انتہا کی بیوفائی ہے اس مہاجن کی قسمت مین کہانسے لاؤن۔ اچھی اچھی امیرزادیان تمنا رکھتی ہین کہ مین ذرا اُنسے ہنسکر بات کرون جس سوسائٹی مین سنو میرا ہی چرچا ہے جس محفل مین جاؤ میرا ہی تذکرہ ہے سنٹ پیٹرسبرگ سے شہر مین ہزارون خاتونین میرے حسن پر عاشق ہین مگر خدا جانے اللہ نے تجھے کیسا انوکھا دل دیا ہے کہ جو بات ہے نرالی ہے جو بات ہے انوکھی اب میرا

اور کیا چارہ ہے کہ زہر کھا کے مر جاؤن یا دریائے ڈینوب مین ڈوب مرون مین خوب جانتا ہون کہ اس قسمت کی تجیل مین میری جان ایک دن جانی ہے جس معشوق کو ہم چاہین جسکی دل و جان سے عاشق اور دیوانے ہون وہ اور کو چاہے غیر دنیسے ربط بڑھائے اور ہمکو آتش غم مین جلائے تو صدمہ ہو یا نہو ؎

رشک کیونکر نہو ای یار ذرا انصاف کرو
بات مجھسے نہ کرو غیر سے ہنسکر بولو
رشک سے کیون نہ جلے عشق کا خرمن اپنا

اپنے کو غیر صنم غیر کو اپنا سمجھو
آتش غم مین جلاؤ مین خود چین کرو
محفل غیر ہو جب شمع روشن اپنے

اور اگر یہی سرد مہری ہے تو خیر اس مہاجن سے اور سر راہ سمجھ لینگے فوجی آدمیون نے مقابلہ کرنا دریا مین رہکر مگر سے بیر کرنا ہے۔

مہاجن نے جو یہ خط پڑھا تو آگ ہو گیا اپنے لڑکے کو بلا کر خط دیا اور کہا مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر دینا اور خوب لڑنا دولت خدا کے فضل سے کافی ہے۔ یہ کہکر کے مہاجن بیوی سے ملا دونون گلے لپٹ لپٹ خوب روئے۔ اس عرصہ مین کانسٹبلون نے کئی بار غل مچایا کہ ہمین فوراً گرفتار کرنیکا حکم ہے۔ مہاجن گریہ و زاری کرتا ہوا باہر آیا اور کمال ذلت و خواری کے ساتھ سپاہی ڈھکیلتے ہوے اس معزز اور بیگناہ ساہوکار کو لے چلے۔

اب سنئے کہ ادہر ساہوکار بیچارہ حوالات مین بھیجا گیا ادہر مکان پر پہرہ بیٹھ گیا اور پولیس کے آدمیون نے نصف سے زیادہ دولت لوٹ لی اس اندھیر کو دیکھئے مہاجن کے لڑکے نے مجسٹریٹ کے سامنے وہ خط مع عرضی کے پیش کیا تو اہلکارون نے حسب ایمائے حاکم خط بدل دیا اور لڑکے کو جعل کے جرم مین ماخوذ کرکے چھ برس قید سخت کی سزا دی۔ مہاجن کے ساتھ بڑی سختی کی گئی اس سے کہا گیا کہ اپنی جورو کو چھوڑ دے جس سپہ سالار نے تجھے ماخوذ کیا ہے وہ اس سے شادی کریگا اور اپنی دولت کا نصف حصہ داخل کرکے

سیدانون مین دائم الحبس ہو وہ روتا ہے سر پیٹتا ہے کہ ارے یہ کیا اندھیر ہے مین پولینڈ کی شہزادی سے واقف ہی نہین آزاد کا مینے نام ہی نہین سُنا۔ مجھے اس امر سے مطلق واقفیت نہین کہ وہ کون ہے کب گرفتار ہوا کب بھاگا شہزادی سے اس سے کیا تعلق تھا اور مجھے بیگناہ جہنم کو بھیجے دیتے ہو مگر سُنتا کون ہے۔ اب وہی باتین تھین۔ یا تو بیوی سے کنارہ کش ہو نصف دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور یا تو تمام عمر سیبیریا کے برفستان مین زندگی بسر کرے۔ اُسنے کہا دولت نصف نہین بجا ہے سب کی سب چھین لو عذر نہین مگر جیتے جی بیوی کی بیغیرتی تو ہمسے نہ دیکھی جائیگی لوگون نے سمجھایا کہ کچھ سودائی ہو اب وہ تمھاری بیوی کہان ہے تم سیبیریا مین ہوگے اور وہ تمھارے رقیب کی بغل مین۔ اسپر ساہوکار زار زار رویا اور رگ حمیت جوش زن ہوئی مگر بجولان جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ اُسیوقت اسکو یہ خوشخبری بھی سُنائی گئی کہ اسکے لڑکے نے جعل کی علت مین قید سخت کی سزا پائی۔ اس خبر سے اور بھی دل بھر آیا اور اسقدر رویا کہ بالکل دیوانہ ہوگیا۔

اُسی روز حکم دیا گیا کہ اس شخص کی نسبت یہ جرم سخت سنگین من کل الوجوہ ثابت ہوگیا اور صدہا معزز معزز لیڈیون اور معتبر معتبر جنٹلمینونکی شہادت کامل اور گواہی کافی پہونچی کہ اسکی سازش سے آزاد پاشا جسکو گورمنٹ روس نے قید کر سیبیریا بھیجا تھا اثناے راہ مین رہا کر دیا گیا۔ گورمنٹ موصوف کو مناسب ہوا کہ ایسے بدخواہ ملک کو سخت ترین سزا دے تاکہ اورونکو عبرت ہو اور پھر کسی بدنفس کو جراُت نہ پڑے کہ ایسی شرارت اور نمک حرامی کا مرتکب ہو۔ لہذا حکم ہوا کہ سیبیریا سرد ترین اور سب سے بدتر مقام مین یہ شخص قید کیا جاے کھانے پینے کو ترسایا جائے اور اس سے وہ کام لئے جائین جو اس سے ادا نہو سکین۔ گورمنٹ نے اس معاملے مین کامل غور کر لیا ہے اور بعد تحقیقات نہایت ملایمت اور رحمدلی کے ساتھ یہ سزا دی ہے اسکا جرم اس لایق تھا کہ ایسی سخت سزا دیجائے جس سے بڑھکر اور کوئی سزا نہو مگر یہ گورمنٹ کی نہایت رحمدلی اور مہربانی ہے کہ اسکو یہ سزا دیگئی۔

یہ حکم اُس مہاجن کو سنایا گیا۔ مہاجن کو سنتے ہی غش آگیا اور بڑی دیر تک بیہوش پڑا رہا۔

روس کے حکام شقی القلب نے اس ستم رسیدہ مصیبت زدہ ساہوکار کو غش کی حالت مین دیکھکر انتہا سے زیادہ خوشی ظاہر کی اور اُسکے بے بس لڑکے اور بیکس جورو کو اس واقعہ ہولناک سے بغرض مسرت اطلاع دی۔ لڑکا جسوقت قید خانے مین اُس کے باپ کو ناکردہ گناہ محض حسد اور بغض کے سبب سے اسقدر سخت ترین سزا دیگئی تو آٹھ آٹھ آنسو رویا اور دو دن تک ہر دم اُسکی آنکھونسے اشک جاری رہے۔ مہاجن کی جورو کو خبر ہوئی تو بیجان ہوگئی۔ ع۔

کالو تو لہو نہین بدن مین

لڑکا قید خانے مین شوہر پر آسمان پھٹ پڑا خود تنہا بیکس بینی و دو گوش۔ پولیس والے نصف دولت چھین لیگئے جو لوگ حفاظت کے لیے مقرر ہوئے تھے وہی ڈاکو نکلے ع

چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

حکام دشمن جانی سب کی یہی نیت تھی کہ اس ساہوکار کے گھر مین کوئی باقی نہ رہے اور ہم کل دبیہ اور جایداد لوٹ کھائین علاوہ برین اُس عرصے مین دو ایک صاحب ڈورے ڈالنے بھی آئے مگر اس پاک دامن عورت سنے

شیشۂ عصمت کو سنگ وساوس شیطانی سے بچایا۔
اب سنیئے کہ جس شخص نے سب سے پہلے آکر اس بیچاری مصیبت کی ماری سے اسکی شوہر کی قید سخت کے حکم سے اطلاع دی اسنے مسکراکر اور ہنسکر کہا۔ لے اب سزا کو ہو چکی کیا ہوا آگے آیا۔ اب بھی اگر اس جنرل کے ساتھ راضی ہو جاؤ تو بہتر۔ تمھارے میان تو اب حشر تک تمکو صورت نہ دکھائینگے۔ اُنکے نام حکم ہوا ہی کہ چونکہ تمنے آزاد پاشا سے نامی جنرل غنیم کو قید سے رہائی دینے مین مدد دی لہذا گورنمنٹ روس تمکو تمام عمر کے لیے سیبریا کے بدترین مقامو نمین قید کرتی ہے۔ اسکے علاوہ اب بچہ جی کو غذا بھی اچھی ہی اچھی ملیگی اور محنت اسقدر لیجائیگی کہ کلیجہ منہ کو آئے تمھارا لڑکا تو اب جیتا نہ بچیگا۔ اُسکو تو مُردون مین خیال کرو ان فقرون نے اُس ناکردہ گناہ عورت کے جگر پر برچھی کی نوک کا کام کیا اور گویا برچھی جگر کے پار ہو گئی اور کسی نے اُس زخم پر نمک چھڑکا تمام عالم تیرہ و تار نظر آتا تھا گلے مین کانٹے چبھ گئے۔ آنکھوں سے طوفان اشک جاری ہوا ہاتھ پاؤن سرد کہنے کا عالم کہ الٰہی بیٹھے بٹھائے ہم پر یہ کیا مصیبت آئی کسی کے لینے مین نہ دینے مین۔ میان کے نام دائم الحبس کا حکم بیٹا تین سال کے لیے قید مین اس تباہی مین ساری خدائی مین اسوقت ہمارا کوئی نہین ہی کئی بار اپنے اعزا کا نام لیا کہ فلان شخص کو بلا دو مگر پہرے والون نے صاف جواب دیا اور کہا ہمین حکم ہے کہ اگر اس راستے سے کوئی چلے تو گولی مار دو۔ عزیز کیسے۔ بس پانچ اعزا و اقربا جو مدد کو آئے بھی انکو پہرے والون نے دور ہی سے للکارا اور بندوق چھتیا کے ڈرایا کہ آگے بڑھے تو دھوان اُس پار ہوگا صرف یہ عورت اور اُسکی اسی لڑکی اور دو خادمہ عورتین گھر مین باقی اللہ اللہ خیر صلاح اور دروازے پر ڈبل پہرا اور پہرے والے چھٹے ہوئے گرگے جنکی ہر وقت یہی نیت رہتی تھی کہ اگر ساہوکار کی جورو راضی ہو تو اُسکو چپکے سے بھگا لیجائین انمین سے بعض بعض نے الفاظ نالائم سے بھی مخاطب کیا مگر وہ بیچاری کیا کرتی۔ مجبور تھی اپنی بچی کو دن رات چھاتی سے لگا کر زار زار رویا کرتی تھی۔

شدت گریہ سے آنکھوں کی فراوانی ہے	کشتی چرخ تلک کشتی طوفانی ہے
شوق دل مستعد سلسلہ جنبانی ہے	آہ پُردرد کہ زنجیر پریشانی ہے

حلقے آنکھون مین نہین ضعف کی تصویرین ہین
جسم لاغر مین رگین جتنی ہین زنجیرین ہین

زبان اور گلو اور تالو خشک۔ چہرے پر مُردنی چھائی۔ دل مورد الم۔ گرفتار غم۔ سوچتی تھی کہ یا الٰہی اس بیچاری لڑکے پر قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی۔ مان کی تنہائی۔ باپ کی جدائی۔ اپنی پریشانی۔ ہائے افسوس وائے افسوس اور اُسکا باپ مصیبت مین ہوگا کہ لڑکا مفت قید خانے مین بھیجا گیا خود تمام عمر کے لیے محبوس ہوئے جورو چھٹی لڑکے ہاتے چھٹے۔ دولت جہنم مین گئی یا خدا اگر ایکی مصیبت دور ہو جائے تو مین سب سے بڑھکر نہال ہو جاؤن یا خدا۔ وے جسدن سے پیدا ہوئے اِن جابرون کی سختیان سہتے سہتے کلیجہ پک گیا لڑکپن مین بعض قومی لٹیرون نے باپ کی جمع لوٹ لی۔ اب میان اور بیٹے اور گھر پر تباہی آئی انکے جور و تعدی کے سبب سے ایک دن بھی چین سے نہ گذرا۔ ع

کیا پوچھتے ہو عمر کٹی کس طرح اپنی
جز درد نہ دیکھا کبھی اس تیس برس مین

پہرے والون نے یہ بیقراری دیکھ کر کہا اب بھی جنرل کا

کسنا مان لو نہین تو زبردستی لیجائینگے ۔

اس جبر و ظلم پر بھی اُن شقی القلب سفاکون کو تسلی ہوئی حکم دیا گیا کہ عورت کو بھی حاضر کرو جس درجے مین مہاجن قید تھا اسکے پاس کے درجے مین عورت بھی قید کی گئی ۔ لوہے کی سلاخون کی راہ سے ساہوکار نے اپنی مصیبت زدہ بیوی اور اُس عفیفہ غمزدہ نے اپنے میان کو دیکھا اور کہا بس اب تسکین اسقدر رہے کہ ہم تم ایک ہی جگہ رہینگے ۔ یہ کہکر دونون پھوٹ پھوٹ کر خوب روئے مگر دلون کو اسقدر ڈھارس ضرور تھی کہ گو رات دن صدمے سہین لیکن جدائی تو نہوگی لڑکے کی مفارقت ابدی کا سخت قلق تھا مگر اس سے کوئی چارہ بھی نہ تھا تھوڑی دیر مین ایک افسر آیا اور میان بیوی کو قریب دیکھکر آگ ہو گیا کہا یہ کیا اندھیر ہو ۔ اِن دونون کو علحدہ علحدہ قید کرو اور اگر ایک مغرب بھیجا جائے تو دوسرے کو مشرق بھیجو ۔ منزلون کا فرق رہے سپاہیون نے اُس پاکدامن شریف زادی کو زبردستی اُٹھایا اور جب وہ مچلنے لگی تو ایک بیرحم ظالم نے اس زور سے لات ماری کہ وہ نازونعم پروردہ امیرزادی گر پڑی اُسپر ساہوکار کو اسقدر طیش آیا کہ مارے غصے کے زنجیر توڑکر دوڑا مگر جاتا کہان لوہے کی سلاخون سے ٹکرایا اور اسقدر خون بہا کہ گر پڑا عورت ہاتھ جوڑ کر یہی کہتی جاتی تھی کہ چاہے جسقدر سخت سزا دو مگر للہ برائے خدا انکو جدا نہ کرو ۔ سپاہی کشان کشان لیگئے ۔ اِدھر ساہوکار نے سب کی لاعلمی مین دم کے دم مین دم توڑا اور دنیائے دون سے ہمیشہ کے لیے منہ موڑا ۔ اُدھر سوادا وجہ سپاہی اِس نازنین کو اس بدعت کے ساتھ لیے جاتے تھے اور ادھر زبان حال سے لاش کہتی تھی کہ ۔ ؎

لکھو اس برق وش سے آج لازم ساتھ جانا ہے
جنازے پر ہمارے ابر رحمت شامیانہ ہے

جب اس نازپروردہ کو اس بیدردی کے ساتھ یہ ظالم خونخوار ایک علحدہ قیدخانے مین لیگئے تو وہان پھر کہا کہ اب بھی سویرا ہے اگر مان لے تو تیرے شوہر کے ساتھ بھی رعایت کرین اور تو نے خود تو وہ تکلیف اُٹھائی کہ شاید پھر کبھی اسکا نام بھی زبان پر نہ لائے ۔

اتنے مین ایک آدمی دوڑا آیا اور بہت ہنسکر کہا اور بھی کچھ سُنا ۔ انکے میان تو سر ٹکرا کر مر گئے ۔ سر پھٹ گیا بھیجا نکل پڑا اور چوندھیا کے گرا مگر کسی نے فکر بھی نہ کی بس ایک مرتبہ پہرے والے نے دیکھا تو کہا ارے یہ تو مردہ پڑا ہے جاکے دیکھتے مین بالکل سرد ۔ اطبا آئے سب سے ڈاکٹر نے آکر دیکھا ۔ کہا مر گیا ۔ یہ فقرہ سُنتے ہی اُس عورت کی آنکھون سے خون سُرخ سُرخ آنسو جاری ہو گئے ۔ ؎

اشک خون سے اے جنون نسبت کیا اکسیر کو
کردیا دم مین طلائی آہنی زنجیر کو

کانون مین طرح طرح کی آوازین آنے لگین کبھی آواز آئی کہ جیسے اسکا لڑکا سامنے کھڑا کہہ رہا ہے کہ امان جان ! کو کہان بھیجا ! اے آپا ۔ کیا غضب کیا ۔ اتنا بڑا امیرزادی مہاجن اور اس تیرہ وتار کوٹھری مین دم توڑے اور نعش بے کفن کے ارد گرد کوئی نہ پھٹکے واہ وا جسکے پاس کروڑون کی جائداد ہو وہ کفن تک کو ترسے کبھی کان مین آواز آئی کہ وہی مہاجن مبرور بیوی کی طرف مخاطب ہو کر کہتا ہے ۔ ؎

او مسیحا نہ خبر لی تو نے
وہ جو بیمار تمھارے مر ہی گیا

آنکھوں میں اندھیرا چھا یا ہوا تھا اور کلیجہ ہاتھوں اچھل رہا تھا دیوانی کیطرح ادھر ادھر جاتی تھی گھبرے والے قہقہہ لگاتے تھے۔

۱- بن داون کا ناچ آج دیکھا۔

۲- اب رنڈاپے مین زندگی بسر کرنا فضول ہے۔

۳- وہ جنرل اب بھی موجود ہے۔ کہو تو پیغام بھیجین۔

۴- ابھی تو کیا ہے۔ صبح شام لڑکے کی بھی خبر آتی ہوگی۔ ابھی تو میاں ہی کا سانحہ دیکھا ہے۔

۵- تمہارے ساتھ شادی کر لو تو بیوی سمجھین۔

۶- بڑی ضدی عورت ہے۔ اسکو ایسی جگہ قتل کرے جہان پانی نہ ملے۔

۷- جسطرح انکے میاں کی جان گئی کسیکو کانون کان خبر ہی نہین کہ کیا ہوا کیا نہین ہوا۔ مرگیا۔ مرجائے۔

۸- وہی بلکہ اور جہنم مین جائے ہمکو مطلب ہے۔

۹- کہو جی صاحب اب کیا سوچ ہی میان کو تو چت کیا۔ اب کسکی فکر ہے۔ اب ہمکو مار ڈالو ایک ہم ہی باقی ہین۔

اس غمزدہ دل شکستہ کا حال تو یہان چھوڑا اب سنئے کہ ایک اور افسر فوج جو پولینڈ کی شہزادی نسرین بدن کے معاملات کی تحقیقات کے لیے بھیجے گئے تھے انھون نے دیکھا کہ جنرل نے وہ برسونکا بغض دل آج نکالا ہین جسقدر سب جاتے ہین انکو یاد آیا کہ انکے قصبے مین انھون نے ایک بساطی کے باپ کی قبر الھڑوا ڈالی تھی بساطی نے استغاثہ کیا تو انکو جرمانہ سنگین دینا پڑا اور اس روز سے یہ اور وہ جانی دشمن ہوگئے ایکمرتبہ لاگ ڈانٹ مین اُسنے انکو قید بھی کرادیا تھا یہ موقع پاکر انھون نے اُسکے پھانسنے کی فکر کی اور اُس قصبے کے مجسٹریٹ کو لکھا کہ چونکہ فلان بساطی پر جرم ثابت ہوگیا ہی کہ آزاد پاشا قیدی کو اُس شخص نے پولینڈ کی شہزادی سے سازش کر کے بھگادیا تھا لہذا حسب الحکم کمیشن اطلاع دیجاتی ہو کہ پولیس کی حراست مین اسکو فوراً روانہ کیجیے مجسٹریٹ نے بساطی کے ہان دو سپاہی بھیجے جب اُسکے دروازے پر سپاہی پہونچے تو اسکو باہر بلایا اور کہا۔

سپاہی۔ چلو تمہاری گرفتاری کا حکم آیا ہی چلو ساتھ۔

بساطی۔ کیا! گرفتاری! گرفتاری کیسی صاحب؟۔

سپاہی۔ گرفتاری کیسی! ہونھ! قیدیونکو بھگا بھگا دیا۔ اور کہتا ہے گرفتاری کیسی کیا ننھے ہین۔

بساطی۔ کیسے قیدی عجب دل لگی کے آدمی ہین۔

سپاہی۔ کچھ گھاس تو نہین کھا گیا ہے چل ساتھ۔

بساطی۔ صاحب مجھے قیدیون سے کیا سروکار ہی مین تو بساطی ہون صبح سے شام تک شہر بھر کے صدقے ہوا شام کو چار پیسے ملے تو روٹیان چلین قیدیونکو مین کیا جانون۔

سپاہی۔ آزاد پاشا اپنے آپ کو سازش کرکے اسنے ملک کے غنیم کو رشوت کی طمع سے بھگا دیا۔

بساطی۔ (متحیر ہوکر) کون پاشا کون۔ آپکو دھوکہ ہوا ہے کسی اور کی طلبی ہوگی مجھے لڑائی کا حال بھی اچھی طرح نہین معلوم ہو۔ لڑائی اور قید کیسی۔

سپاہی۔ ہمارے نام یہ حکم ہے کہ تمکو گرفتار کرکے فوراً لیجائین۔

بساطی۔ سرکاری آدمی سے کون بولے۔ تم دس ہم اکیلے۔

سپاہی۔ (تھپڑ مار کر) چل آگے بڑھ۔ کہنے لگا۔ تم دس ہم اکیلے تم بڑا ہو تو کیا پروا ہو جانتے ہو سرکار۔ تی پولیس کے آدمی ہین۔ گورنمنٹ روس کی پولیس کے آدمی ہین۔

بساطی۔ اچھا بہتر غریب آدمی ایک بساطی ہین مگر دیکھ لینا کہ نہلست اسکا بدلا لینگے۔ بس ہماری آہ کا اثر دیکھنا۔

سپاہی ۔ (ایک اور تھپڑ لگا کر) بس چلا چل ۔ ابکی بولا تو اسی جگہ ڈھیر ہو جائیگا ۔ سوا اسے وہی فضول تقریر کے دوسری بات نہین ۔

دو آدمیون نے ادھر اودھر ہاتھ پکڑے اور ایک آدمی نے بازو لیا اور دھکے دیتے ہوئے لیچلے ۔ بساطی متحیر کہ یہ کیا آفت آگئی خدا جانے کسکے دہوکے مین مجھے لیے چلتے ہین ۔ بساطی دس قدم بھی نہ گیا ہوگا کہ ایک عورت نے آواز دی اور پکار کر روتے ہوئے کہا اے کہان چلے ذری یہان تو آؤ گھر مین کیا قیامت بپا ہوگئی سپاہی عمداً ٹھہر گئے تو زن مذکور نے قریب آنکر کہا اسقاط حمل ہوگیا اور بہت بیچین ہین بساطی کے ہوش اڑ گئے سپاہیونسے بصد عجز کہا از برائے خدا مجھ بیگناہ کو چھوڑ دو ۔

سپاہی ۔ کاہے کو چھوڑ دین ۔ جو ملک کے دشمن کا ساتھ دے اسکو چھوڑنا چاہیے یا قتل کرنا چاہیے چلے چلو ۔

بساطی ۔ بھائی ہاتھ جوڑ کر میرے ہان آج صبح سے طبیعت بیچین تھی ۔ اسوقت یہ خبر سنی ۔ مجھے کیون تباہ کرتے ہو ۔

سپاہی ۔ چلو خوب ہوا ایسے موذیون کی یہی حالت ہوتی ہے ہم ایک نہ سنینگے اور زیادہ بولوگے تو سزا دینگے ۔

الغرض یہ بیرحم سپاہی اس بساطی کو کشان کشان زبردستی لیگئے اور اُسیدن پولینڈ کی شہزادی کے کسار کیطرف روانہ کیا بیچارہ ادھ موا ہوگیا تھا ہر دم اسی خیال مین تھا کہ بیوی کا خدا جانے کیا حال ہوگا ۔ واللہ اعلم کسینے ایسے نازک وقت مین مدد بھی دی ہو ۔ یا نہ دی ہو ہر دم سوچتا تھا کہ یا خدا مجھسے کونسی خطا سرزد ہوئی جب وہ صید بلا کسار مین پہونچا اور اُس شقی افسر سے آنکھین دوچار ہوئین تو سر پیٹ لیا ۔ کہا ہائے ستم مین یہی سوچتا تھا کہ کس دشمن جانی کے سبب سے اس مصیبت بیجد مین گرفتار ہوا یہان آیا اور اس کافر ستمگر کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ انھین حضرت کی کارستانی ہے ۔ اچھا اب تو پھنسے ہی ہین لیکن اگر اب بھی کبھی موقع ملا تو زندہ نہ چھوڑونگا ۔ اور بے جان لیے نہ رہونگا ۔

افسر ۔ اب موقع قبر مین ملیگا ۔

بساطی ۔ ہان پھر اب تو تمھارے بس مین ہین ہی ۔

افسر ۔ (سپاہیونسے) یہ شخص بڑا بدمعاش ہے اسکی بڑی حفاظت رکھنا ۔ دُہری دُہری زنجیرین ہاتھون پاؤن مین ہون ۔

سپاہی ۔ خداوند ہم تو بخطر راست اسکے ساتھ آئے ہین چلتے وقت اسکے گھر مین اسقاط حمل ہوگیا تھا مگر ہمنے اسکو اجازت نہ دی کہ گھر تک ہو آئے اور راہ مین اسطرح لائے ہین جیسے کوئی جانی دشمن کو لاتا ہے اور راستے بھر مین حضور کو گالیان دیتا آیا ۔

راوی ۔ اِس جھوٹ مین کیا سچ ۔ راستے بھر گالیان دیتا آیا کوئی پوچھے اسکو معلوم کہان تھا کہ کس کے حکم سے گرفتار ہوا اور کہان جاتا ہے ۔

افسر ۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ یہ مردود ہمارے ہتّے چڑھا ۔

بساطی ۔ کیا کسی بیکس پر ظلم ڈھانا اچھا تھوڑا ہی ہوتا ہے اسکا نتیجہ ضرور نکلیگا ایک نہ ایک دن ۔

افسر ۔ مین تو تمکو اسطرح قتل کرونگا کہ بوٹیان نوچ نوچ کر چیلون کو دون کو دون اور رکھڑ اجنوا دون اور قبر پر جوتے لگاؤن

بساطی ۔ بیش باد ۔ ع

> خدا ہی اس خپ کی داد دیگا کہ ترتیبن روندی ڈالتے ہین
> اجل کے مارے ہوے کسی سے نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین

افسر ۔ سب سپاہیونکے نام حکم جاری ہوا کہ اسکو آج دانہ پانی کچھ نہ ملے اگر بھوکا ہے تو بھوکون مرے اور اگر پیاسا ہے تو پیاسون مرے

بساطی ۔ اسی سے تیرا باجی پن صاف ظاہر ہوتا ہے ۔ ع

نہ تو دانہ ہی قفس مین نہ ذرا پانی ہی
کیون جی صیاد اسیر کی یہ بیجانی ہی

افسر۔ اسقدر روؤگے کہ عمر بھر یاد رکھوگے جگر کے ٹکڑے آنکھونکی راہ سے نہ گرین تو نام نہ رکھنا جگر کے ٹکڑے !!!۔

بساطی۔ پھر بھی کچھ پروا نہین ہے۔ ؎

دامن گل کر دیا ہی دامن کہسار کو
ابر سیکھے آکے جب ابر رسانی کا رنگ

ہائے یہ درد دل یہ غم جدائی یہ بیعزتی مجھسے نہ سہی جائیگی بس سے وا اگر موت ہی آجائے تو بہتر ہی۔ اس کاوش سے تو چھوٹون ؎

جا بجا بہت دلے نہ مو ہجر یار مین
محجوب کیا اجل بھی نہین اختیار مین

افسر۔ مین تو تیرے خون کا پیاسا تھا۔ یہ موقع میرے ہاتھ آیا ہر از غنیمت سمجھا فو۔ اُحکم دیا کہ اس بساطی والے کو بھی پھانسو کئی بار مردود زک دے چکا ہو۔ واللہ پیاسا ہون اسکے خون کا پیاسا ہون

بساطی۔ یہان خون بھی خشک ہو گیا ہے۔ خون کجا۔

دل سوختو کے تن مین نہین خون بجز آتش
سر کٹ کے نہ خون شمع کا گلگیر سے ٹپکے

افسر۔ مین اس خبر سے بہت خوش ہوا کہ جسوقت سرکاری سپاہیون نے اس ناہنجار کو گرفتار کیا اُسوقت اسیر ایک اور بھی کوہ مصیبت گرا تھا۔ خوب ہوا۔

راوی۔ ایسے بد نفس ملعونون پر خدا کی مار۔ انکا نفس امارہ نفس مطمئنہ پر غالب ہے اور یہ بالکل شیطان مجسم ہین۔ انسان کے زمرے سے اُنکو خارج سمجھنا چاہیے۔ ؎

اے نفس پلید آدمی بن
گئے مین ولی کی خصلتین ہین

بساطی نے کہا۔ یہ وقت غریبون پر ظلم ڈہانے کا نہین ہے اسیوقت اپنے ملک کیطرف سے جان لڑا دو۔

بساطی کی نسبت حکم ہوا کہ چھ برس قید سخت بھگتے اور ہر مہینے کے آخری ہفتے قید تنہائی دیجائے۔ پورے سات دن قید تنہائی اور باقی قید باشقت ورنہ اگر کوئی شخص ملازم یا غیر ملازم سرکاری بساطی کے گھر کے حال سے اسکو اطلاع دے یا کسی قسم کی رعایت اُسکے ساتھ ظاہر کرے یا اس امر کی کوشش کرے کہ بساطی کو قید خانے کی سختی کم معلوم ہو تو وہ دس برس قید کی سزا پائیگا بساطی کو کسی ایسے قید خانے مین بھیجین جو اُسکے مکان سے کم سے کم دو کوس کے فاصلے پر ہو۔

بساطی بیچارہ اُسی روز قید خانے بھیجا گیا۔ کیا بدنظمی ہے الامان۔ الامان۔ جسکو چاہا تباہ کر دیا۔ اب اس عروس ماہرو کی مصیبت و پریشانی کا حال سُنئے۔

پولینڈ کی ماہرو شہزادی کے عارض درخشان پر فرط غم سے زردی چھا گئی۔ دل کا کنول کمھلانے لگا۔ روس کے ظالم افسرون نے کئی بار چاہا کہ اس گلبدن کے نقد عصمت کو محک امتحان پر کسین مگر رعب حسن سے کسیکی جرأت نہ پڑی اکثر افسر فوجی وردیان ڈانٹے آلات حرب لٹکائے بن ٹھن کے آتے اور سج دھج دکھاتے تھے مگر آزاد کے مقابلے مین ایک بھی نہین جچتا تھا ؎

الا کہ تسکین دل کو دکھلاتے ہین ہم
ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر

شہزادی ان افسران روس کی جستجو نے تاڑ گئی تھی کہ میرے حسن بلاخیز نے انکو مبتلائے عشق کر لیا۔ گو وہ وقت بناؤ چناؤ کا نہ تھا مگر انکے رجھانے اور قتل عام کرنیکے لیے طوعاً و کرہاً بن ٹھن کے رہتی تھی کہ اس سے اور کچھ فائدہ نہین تو اسقدر تو مطلب نکلیگا کہ حسن دلفریب کے رعب سے کسیقدر رکم تعدی کا خیال دلمین جاگزین ہو ایک روز یہ رشک حور دور از تصور رستم کا نکھار کر کے مسیح نشین چار بالش امارت تھی کہ رسالے کے ایک کپتان نے جو حسن جمال مین اپنی آپ ہی نظیر تھا خواص سے کہا ذرا ہماری اطلاع کر دو ہم سرکاری

پیغام سُنانا ہے۔ خواص نے شہزادی کی خدمت ہمایون مین عرض کیا۔ حکم ہوا بلاؤ۔ کپتان جنگی وردی پہنے کھٹ پٹ کرتا ہوا آیا تو دیکھا کہ شہزادی کا چہرۂ انور بن گہے چاند پر طعنہ زن ہے اور ازسرتاپا نور کا عالم ہے۔ ادا ے معشوقانہ نے ستم ڈھایا۔ ناوک چتون جگر کے پار ہو گیا۔ چشم خونریز نے کہین کا نہ رکھا۔

کپتان۔ حضور دریافت کیا گیا ہے کہ حضور کو کسیطرح کی تکلیف تو نہین ہے ابھی حضور کی نسبت کوئی خاص حکم نہین آیا ہے۔

ارے ظالمو۔ از براے خدا بیگناہون کا خون کیون گردن پر لیتے ہو اس مہاجن کی جان لی اُسکی بے شوہری اُکو مثل ماہی بے آب تڑپایا۔

کپتان۔ غلام کو اس معاملے مین دخل نہین ہے حضور۔

شہزادی۔ اُنکی آہ خالی نہ جائیگی۔ یہ ظلم! اف! ؎

چال ایسی چلی مین تم کہ نہ کھلے — آئین کیا ظالم تجھے جانا نہین

کپتان۔ حضور ہمارے جنرل سے اور اس ساہوکار سے دلی عداوت تھی اِس سبب اُسکو گرفتار کر لیا ہے اور اُسکا گھر بھر تباہ کر دیا گیا۔ سپاہی اور فوج کے آدمیون نے شیخی پیدا کر اعقل کے خلاف ہے رہنا دریا مین اور مگر سے بیر اور ایک مہاجن پر کیا فرض ہے ایسے ایسے ہزارہا آدمی ناکردہ گناہ سزا پائینگے اب تو ہمارے بس مین نہین

شہزادی۔ ہاے آزاد دل لگانیکی اچھی سزا دی۔ افسوس۔

کپتان۔ حضور اب اونکا نام ہی زبان پر نہ لائیے۔

شہزادی۔ واہ اُسکا بھولنا میرے دل کی قضا پر موقوف ہے۔

کپتان۔ تو اُسکے بار بار یاد کرنے سے بجز غم کے اور کیا نتیجہ ہے۔ حضور اور کسی بات مین دل بہلائین دنیا مین ایک سے ایک خوبرو جوان موجود ہے اچھے اچھے شہزادے امیرزادے جنگلی جوانی پھٹی پڑتی ہے چہرہ دیکھتے ہی انسان دنگ ہو جائے کہ اللہ اللہ خدا نے ایسی ایسی صورتین بھی پیدا کی ہین صلِّ علیٰ۔ آزاد کا بار بار تذکرہ کرنے سے حضور کے دل کو رنج اور بھی ستونی ہو جائیگا۔

شہزادی۔ اِس رنج مین جو لطف ہے وہ کسی خوشی مین نہین ہے۔ ؎

اے غم دلدار سینہ سے نہ جا — ہجر مین دل تجھسے بہلاتے ہین ہم

اتنے مین ایک خواص نے آکر بیان کیا حضور کچھ اور بھی سُنا یہ تو بڑا اندھیر کر رہے ہین۔ یہانسے تین کوس پر دو بہنین رہتی تھین دونون کے میان کھیتی کرتے ہین ایک سپاہی سے اور ایک بہن کے میان سے آپسمین عداوت تھی بس سپاہی نے زکیت مین جاکے اُسکو گرفتار کر لیا اور کہتا ہے کہ آزاد پاشا کے بھگا دینے مین تو بھی شریک تھا۔ وہ لاکھ طرح پر بری ہونیکا ثبوت دیتا ہے مگر اُسکی کوئی سنتا ہی نہین شہزادی نے کہا اس ظلم کا نتیجہ بُرا ہوگا جب ہی تو ہلٹ کے فرقے کو اسقدر زور ہوتا جاتا ہے دوسری خواص بولی حضور اس محلے اور سے مین دو سو ستر آدمی مختلف جگہون سے پکڑ آئے ہین اور سب پر یہی شک ہے کہ اونکی سازش سے آزاد پاشا رہا ہوئے تھے انمین ہزار میل فاصلے کے رہنے والے ہین اور تین تین سے زیادہ آدمی اِس پہاڑ کا نام بھی نہین جانتے اُدھون نے آزاد کا نام تک نہین سنا مگر مجرم قرار دیے گئے دو عورتین اسطرح زرار رہی ہین کہ سُننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین ایک ان مین سے دریاے ادبی کے کنارے کی رہنے والی ہے اور کہتی ہے کہ یورپین روس مین آنیکا کبھی اتفاق ہی نہین ہوا تھا پولیس کی لاگ ڈانٹ کے سبب سے یہ تہمت تراشی گئی آزاد پاشا کی سازش مین یہ بھی شریک ہے

کپتان نے ڈرتے ڈرتے قدم بڑھا کر شہزادی کے دست نازک مین ایک کاغذ دیا اور بصد عجز کہا کہ حضور اس عرضی کو ملاحظہ کرلین شہزادی نے عرضی لی اور پڑھی مضمون یہ تھا۔

حضور شہزادی بلقیس منزلت۔ جو شخص جان بکف حاضر ہو کر

عرض حال کرے اُسکی جان بخشی لازمۂ شان شہریاری در شایان دبدبۂ جہانداری ہی اور جبکہ حضور کا سا فرمانروا اور خادم کا سا غلام ہو تو اور بھی زیادہ ترحم چاہیے حضور کی سطوت و عظمت و دبدبہ و طنطنہ کی ربع مسکون مین دھوم مچی ہو اور کیون نہو ؎

در امیری رحم دے بود افزون شکوہ	گلشن خندہ بہ آرایش افسر دارد
چنین چرخ دگر نیست مقام مریخ	اکان جو بہر سنگ کنون جائے برین در دارد
مہر دیدی کہ بستان ز از شبنم جبیند	ہمچنین روز جہان تخم ستم بردارد
بسکہ در عالم ز ارائی دکشور گیری	ور زش قتل عدو شادی دیگر دارد
تیغ تمارست جہان آہن نخشین کہ مگر	خار در پیرہن خویشتن جوہر دارد
توسنش راست بجائے کہ بہنگام خرام	عرق افشانی از ریزش اختر دارد
از تو جز داد نخواہم ایدر آئینہ زداد	ہمچنین کار نہ یاد آتش کیفر دارد

مین شہر اوما کا باشندہ ہون۔ والد بزرگوار کو سرکا خطاب حاصل تھا۔ اُنکی وفات کے بعد وہ خطاب مجھے ملا۔ والد میرے فوج بحری کے افسر تھے جنگ قرمیہ مین کئی تمغے حاصل کیے میرا بڑا بھائی ترکستان مین عہدۂ جلیلہ پر ممتاز تھا۔ عم بزرگوار نے تمام عمر سفارت کی وزرین فوج رسالہ روس کا کپتان ہون عمر چھبیس سال کی۔ روپیہ میرے پاس کثرت سے ہے شکل و صورت کا حال ظاہر ہی۔ ایک نظر اُٹھا کے ملاحظہ کر لیجیے۔ باقی رہا تعلیم اُسکا حال یہ ہی کہ مین روسی فرانسیسی ترکی اور جرمنی چار زبانین جانتا ہون اور اور علوم مین خدا کے فضل سے حاذق ہون مصوری مین آج تمام روس مین میری شہرت ہی۔

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

اِس لگاوٹ بازی نے خط پڑھکر پھاڑ ڈالا اور زیر لب مسکرا کر کہا۔ کچھ خیر ہو۔ تم یہان جس کام کے لیے آئے ہو اُسکی فکر کرو ان باتون سے تمکو کیا واسطہ اور اگر پھر یہ بے ادبی کی تو پچھتاؤ گے یہ کہکر نہایت تیکھی نظر سے کپتان کو از سرتا پا دیکھا تو بیچارا کانپنے لگا۔

چشم جادو اور بھی قتل کیے ڈالتی ہو کیا آنکھ ہے

جلائے اُسنے اپنے دم مین سو سو مار ڈالے ہین
تری آنکھون نے ہے شکوہ مسیح ابن مریم کو

شہزادی۔ کوئی تدبیر ایسی بھی ہو کہ ہمین اِس بلا سے نجات سکون؟

کپتان۔ (ہاتھ جوڑ کر) ہان ہمین اس بات کا ذمہ دار ہون۔ اگر میری رائے پر کل معاملات چھوڑ دیے جائین تو خطرے سے محفوظ رہیے۔

شہزادی۔ تم کس شہر کے باشندے ہو آوٹ سکے؟

کپتان۔ ہان حضور۔ ڈیوک جیروف کی بھانجی سے میری شادی ہونے کو تھی۔ مگر وہ بیچاری مر گئی اخبارون مین چھپ گیا ہے۔

شہزادی۔ تُمنے کس کس ملک کی حسین عورتین دیکھی ہین۔

راوی۔ اُف ری لگاوٹ۔ کپتان سمجھتے ہونگے کہ اب ہونے کی پڑیا باندھ آگئی شہزادی ریجھی۔ مگر اللہ اللہ خیر صلاح

کپتان۔ صدہا عورتین ایسی ایسی حسین دیکھی ہین کہ دنیا مین نظیر نہین رکھتین مگر وہ سب ایکطرف اور حضور ایک طرف ؎

سائے کیطرح وہ ترے پاؤن پہ گر پڑی	ای حور جسکی دیکھے روپ دکھ رین

مگر اب تو اسقدر حکم ہو جائے کہ عرضی پر لحاظ کیا جائیگا۔ تو میرا دل بے قابو ہو گر وعدہ چاہتا ہون اگر زبان مبارک سے اسقدر کہہ دیجیے کہ دیکھا جائیگا تو بھی روح خوش ہو جائے۔ اب تو اگر سچ مچ کی پری بھی سامنے آئے تو اُسکی طرف رُخ نہ کرون اور وجہ کیا جس پری کی صورت دیکھکر پریونکے ہوش اُڑین اُسکو چھوڑ کر کسی اور کو کیون دل دون۔ حورین جنکی دیدار کی تمنا مین مرتی ہونگی۔

تو قدم جس جا رکھے آنکھین بچھائین خوبرو
حلقۂ چشم پری حلقہ بنے خلخال کا +

ڈیوک کی دختر گلفام و شکر لب پر جان دیتا تھا۔ اس سانحہ جگر دوز و روح فرسا نے مجھے نیم جان کر دیا۔ دو برس کامل یہ دونون کی یہی کیفیت رہی۔ اب خدا خدا کر کے ذرا دل قابو مین آیا تھا تو پھر چرکا کھایا۔ اب اس مصیبت مین مبتلا ہون کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔ تو عشق کا عالم ہو ان برسون کر دی جھیلی ہوائین کوئی کب کیا مقابلہ کرے گا۔ ؎

| خاطر ہو ن بغم عشق کہ ہین کوہ ہمسری |
| اے عندلیب تو سے ہے گل بوستان تاک |

مگر جیسے ہی دل کا حال خدا اکی جانتا ہے کہ عشق بازی مین کیا لذت ہے۔ شہزادی نے تو ہمین جان پر ستم کیا۔ ؎

| دامن نے شوق جیب بے تا یان کر دی |
| خانۂ عاشق جا نباز چہ ویران کردی |

ساری خدائی کے معشوقون کو اگر تصویر تو پر دکھائی جائے تو خدا کی قسم کبھی حسن کا دعوی کیا معنی نام تک زبان پر نہ لائین۔ یہ حسن صبیح خدا اسی کو دیتا ہے جو محبوب خدا ہے۔ اللہ جمیل و یحب الجمال ترکون کا قول صحیح ہے۔ یہ جوانی اور شباب اور اسپر آب و تاب سبحان اللہ۔ ؎

| باعث غیرت خوبان جہانی امروز |
| ناز کن ناز کہ اے شوخ جوانی امروز |

شہزادی کی لگاوٹ بازی کام کر گئی۔ کپتان تو پہلے ہی سے کشتۂ ناوک نگاہ تھا۔ اس معشوقہ رشک لیلی کی لگاوٹ دیکھکر جامے مین پھولا نہ سمایا اور اس درجہ مفتون ہوا کہ واقعی اگر وہ حکم دیتی کہ سمندر مین کود پڑو تو دریغ نہ کرتا۔ کپتان نے کہا کہ اب اگر حکم ہو تو قریب کی کرسی پر بیٹھون۔ شہزادی نے خواص کو اشارہ کیا۔ اسنے ایک کرسی ذرا فاصلے پر بچھا دی اور کپتان کو بیٹھنے کی اجازت دیگئی۔

کپتان۔ ع۔

| شکر نعمتہاے تو چندان کہ نعمتہاے تو |

خواص۔ جو آدمی اور مخبر آئے ہین وہ سب بلگیریا کے باشندے ہین اور سب گواہ ہین۔

شہزادی۔ خوب نصف الملوکی کی کیفیت ہے۔ اللہ رے ظلم اب سننے کہ دوسرے ہی دن حکم نادری یا کہ جو لینڈ کی شہزادی کی کل املاک ایک دن کے اندر ہی اندر نیلام کر دو اور ایک مینار بنوا کر اسپر شہزادی کی تصویر ہو اور یہ فقرے لکھے ہون کہ شہزادی نے جسکی تصویر ہے اپنے ملک کے ساتھ دشمنی کی اور ترکی افسر کو جو ہمارے خون کا پیاسا ہے پناہ دی اور اسکے ساتھ شادی کر لی لہذا اس مینار پر کندہ کیا جاتا ہے کہ جسکی نظر پڑے وہ ایسی بدخواہ ملک عورتون کو نظر حقارت سے دیکھے) اسکے علاوہ اور بھی کئی حکم تھے۔

۱۔ شہزادی کی کل خواصین گرفتار کر لیجائین۔

۲۔ دس کوس تک کی عورتین اور مردون کی تحقیقات ہو اور جسپر ذرا بھی شک ہو اسکو سزا دیجائے۔

۳۔ شہزادی کی جایداد کل ضبط کر لیجائے۔

۴۔ مس کلیرسا کی نسبت تمام روس مین تحقیقات ہو کہ کہان ہے۔ واقعی آزاد کے ساتھ چلی گئی جیسا سب مین مشہور ہوا کسی نے گپ اڑا دی ہے۔

۵۔ جو لوگ مس کلیرسا کی جان پہچان عزیز رشتہ دار دوست ہون سب کو ذرا شک مین بھی سخت سزا دیجائے۔

۶۔ پولینڈ کی شہزادی کے لئے ایک مقام تجویز کیا گیا ہے جو بالکل مضر صحت ہے بالفعل اسکو میدان جنگ مین بحضور زار پیش کر دو

کپتان نے یہ خبر پائی تو زار زار رونے لگا اور اسی حالت مین شہزادی کے پاس گیا اُسکو گریہ و زاری کرتے دیکھکر شہزادی سمجھ گئی کہ کچھ دال مین کالا کالا ہی۔

شہزادی۔ کیون کیون خیر تو ہے حواس ٹھکانے کرو۔

کپتان۔ حواس اور ہوش دونون خیر باد کہہ گئے۔

داور را امید گاہا من کہ اندر عمر خویش
سختی و بیمہری از گردون فراوان دیدہ ام
آن اسیر تیرہ روزم کہ عمرے در جہان
آفتاب از روزن دیوار زندان دیدہ ام
ہر نفس پیچیدہ ز وحشت دود سودا در سرم
بسکہ در شبہاے غم خواب پریشان دیدہ ام
در پریشانی بران ماتم کہ گوئی چشم از ین
خویش را سرگشتہ در کوہ و بیابان دیدہ ام
وہم سنگین دلی ست بر من دین چرا نبود کہ من
خود چہ نو میدی ز گردشہاے دوران دیدہ ام
لاغرم زانسان کہ ہر گہ موج بیتابی زدہ است
دل ز پہلو چون می از مینا نمایان دیدہ ام

شہزادی۔ (آہ سرد بھر کر) مین سمجھ گئی کہ۔

کپتان۔ مجھے (رو کر) اسوقت (بہت رو کر)۔

شہزادی۔ دل دھڑک رہا ہی۔ یا خدا کیا عیش و عشرت اسیدم تک کا تھا۔ یہ کڑھے اسی لیے دل لگایا تھا کہ دُہرے دُہرے رنج سہون۔ بڑا غضب ہو گیا اب صاف صاف بتا دو۔

کپتان۔ جانی (رُجو نمک کر) معاف کرنا۔ یہ لفظ بیساختہ میری زبان سے نکلگیا۔ تمھاری نسبت سخت حکم آیا ہی۔

شہزادی۔ ہان پھر کوئی چارہ بھی ہی۔ آمدیدہ ہو کر ہاے کس نازے ان باپ نے پالا تھا اور کس کس طرح مین دعا مانگتی تھی کہ یا خدا بڑھے کے مین لاکھ دو لاکھ مین ایک ہون۔

ده بمن اے رازق برنا و پیر
یوسف اقبال بخواہم رسان
پس ز تو خواہم کہ جوانم کنی

حسن و جمالی کہ بود دلپذیر
ہمچو زلیخا بہ شبابم رسان
رونق خوبان جہانم کنی

مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ جوانی اور حسن ہی آفت ڈھائیگا۔ (آنسو پونچھ کر) دل لگانے کی خوب سزا پائی۔ آزاد ارے کہین سے تو صورت دکھا ظالم۔ ؎

خلوت مین تیرے یار نہ جلوت مین مجکو ہاے
باتین جو دل مین بھر رہی ہین سو کہان کہون

کپتان۔ ایک تدبیر ہے اگر مانو اور منظور کرو۔

شہزادی۔ (آہ سرد بھر کر) اب بھی نہ منظور کرونگی۔

یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواص نے آکر عرض کیا۔ حضور دو افسر آئے ہین کہتے ہین کہ آپکی نسبت جو حکم آیا ہی وہ سُن لیجیے اور یہ مجلس اخالی کیجیے۔ شہزادی کو سُنتے ہی سکتے کی سی کیفیت ہوئی۔ کہا کہدو اسوقت میری طبیعت ناساز ہے اور میرے حواس ٹھکانے نہین ہین۔ اگر ذرا تامل کرین تو احسان ہے ورنہ اختیار بدست مختار۔

ہے ہے ابھی کل کی بات ہی کہ ان الا گوہر اور عظمت مآب شہزادی کی ادنی خواصون نے روسی کرنل کو ڈانٹ بتائی تھی اور آج وہ خود کہتی ہی کہ (اگر ذرا تامل کرو تو احسان ہی آیندہ اختیار بدست مختار) زمانے کا بھی کیا انقلاب ہے۔ اسوقت شہزادی کے دل کا عجب حال تھا۔ دیوانی کیطرح کبھی اُٹھتی اور کپڑے چاک کرتی تھی کبھی دیوار دن سے سر ٹکراتی تھی جی چاہتا تھا کہ خوب زور سے رودے مگر یہ سوچتی تھی کہ یہ افسران فوج اپنے دلون مین

کیا کہینگے۔ کپتان دفور الم سے بولتا تھا نہ چالتا تھا شہزادی نے خواصون کو حکم دیا کہ نفیس سے نفیس بے بہا جوڑا نکالو اور کل جواہرات حاضر کرو۔ دو گھنٹے مین لباس قیمتی اور زیور و جواہرات سے آراستہ ہو کر دلھن بنکر ایک قیمتی کرسی پر بصد شان امارت متمکن ہوئی اور حکم دیا کہ دونون کو بلاؤ دونون آدمی جنمین ایک افسر اور دوسرا اسکا اٹاچی تھا آئے اور اس گوہر شاہوار دریاے حسن و لاآویزو مہر شرقستان جمال حیرت انگیز کو دیکھا تو۔ع

صبر رخصت ہوا آگاہ کے ساتھ	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ

افسر۔ (کانپتے ہوے) مین جو کچھ کہنے آیا تھا سب بھول گیا۔
اٹاچی۔ (آہستہ سے) افسوس صد افسوس اس کان حسن جان حسن روح رواں حسن کے نام اور یہ حکم نادری جبھو۔ی ہو۔
شہزادی۔ جو کچھ میرے اعمال مین لکھا گیا ہے اُس سے مجھے بھی اطلاع دو کیا حکم کیا ہے۔ پھانسی کا حکم ہے قتل کا حکم ہے ہاے آزاد۔ ارے کافر تیرے ہی سبب سے میری جان پر بن آئی اور تیرا کہین پتا ہی نہین۔ ع

بجرم عشق توام می کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

اب مجھے صاف صاف بتاؤ کہ مین اپنے قتل کی بپتا آپ تیاری کرون یہ حکم زار روس نے دیا ہے یا وزیر صیغۂ جنگ نے یا کمیشن نے ذرا مین خود بھی وہ حکم دیکھنا چاہتی ہون۔ع

لاؤ تو قتل نامہ ذرا مین بھی دیکھ لون
کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی

افسر۔ قتل یا پھانسی کا خدا نخواستہ ذکر ہی نہین ہے۔
شہزادی۔ وہ جو کچھ ہوگا قتل اور پھانسی دونون سے بڑھ چڑھ کر ہوگا کم نہوگا۔ پھر اب جو کچھ ہو۔ ہرچہ باد آباد۔

افسر۔ اب آزاد کا نام بھی زبان پر نہ لائیے۔
اٹاچی۔ ہان۔ ورنہ شاید اس سے زیادہ مصیبت پڑے
شہزادی۔ جب عزت گئی۔ نام مٹا۔ دولت پاس نہ رہی سزا پائی قید ہوئی۔ جان کے لالے پڑے تو اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔
اٹاچی۔ شاید بر سر رحم آئین۔ ہمارے نام حکم ہے کہ آپکو حضور زار لیجائین اب آپکو یہان سے وہان چلنا ہوگا۔
شہزادی۔ جو کچھ حکم ہو۔ اب تو پرائے بس مین ہون۔
اٹاچی۔ آپکی پیش خدمتین سب گرفتار ہونگی۔
شہزادی۔ افسوس کرے کوئی دھر اجانے کوئی گیہون کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ ان بیچاریونکی کیا خطا ہے گر حکم حاکم۔
اٹاچی۔ آپ کا کل مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔
شہزادی۔ جب مین خود ہی ضبطی مین ہون تو مال و اسباب کیا شے ہے۔ مال جانے اسکا غم نہین مین قتل کیجاؤن مگر ان بیچاریون نے میری خدمت کرکے یہ پھل پایا اور خدا جانے کیا کیا حکم جاری ہون۔
افسر۔ مس کلیرسا کی نسبت بھی سخت حکم آیا ہے انکے اعزا و اقربا سب گرفتار کیے جاتے ہین اور سب سزا پائینگے۔
شہزادی۔ آزاد کی چاہ نے ایک مجھی کو کنوین نہ جھنکوائے بلکہ بہت سے گھر گھائل کیے خدا جانے کون کون ابھی تباہ ہوگا

اک مین ہی دل جلا دون تو کافی ہو آب تیغ
کیونکر بجھے گی آگ یہ گھر گھر لگی ہوئی

عشق بلاخیز نے اس گل رخسار کو یہ روز بد دکھایا۔ عشق بھی بلاے بے درمان ہے اسکے پھندے مین جو پھنسا وہ

کہین کا نہ رہا۔ ؎

قتل عشق کی جا جو جری ہو کے چلی	جو چُنے پھول شہادت کے وہ پھولے وہ پھلے
سر کو جانباز جھکا دیتے ہین خنجر کے تلے	کبھی خنجر کبھی تلوار سے کٹتے ہین گلے

شوق کامل کی جو تائید ہوا کرتی ہے
روز قربانیون مین عید ہوا کرتی ہے

یہ وہ ہے تیر کہ سینے سے گذر جاتا ہے	یہ وہ خنجر ہے کہ تا ناف اُتر جاتا ہے
پانوں رکھتا ہے جو اس وادی مین جاتا ہے	آنکھ کھلتے ہی یہان نور نظر جاتا ہے

سرفرازون کو بھی سرسام ہے سر دھنتے مین
غافل اس بھاڑ مین دانون کی طرح بھنتے ہین

شہزادی نے کہا خیر پھر تن بہ تقدیر جو کچھ مصیبت پڑے بھگتونگی اب کوئی چارہ تو نہین مگر مجھے کسطرح لیجلو گے بے عزتی کے ساتھ یا عزت سے گو اب یہ پوچھنا ہی فضول ہے مگر تاہم اسقدر خیال ہے کہ جاہے اور جو کچھ حکم ہو۔ اس بےعزتی سے محفوظ رہون کہ گلی کوچون بازارون مین ادنی ادنی آدمیون کے سامنے ذلت و خواری ہو افسرون نے تسلی دی اور کہا اسکا تو آپ کبھی خیال ہی نہ کرین ۔

آخر اسی روز شام کو شہزادی گھر بار کو خیرباد کہکر فوج کی حراست مین بادیدۂ تر سعد روانہ ہوئی۔ کل اسباب شاہی اور عمارات عالیشان اور باغ دلکشا و جواہرات و زر و زیور سرکار مین ضبط ہوگیا نتیجہ یہ تھا کہ خواصین سب گرفتار ادھر ایک کہرام مچا ہوا تھا شہزادی کی یہ کیفیت کہ ہر شے پر حسرت کی نظر ڈالتی تھی مگر فرط الم سے دہن تک خشک ہو گئے۔ بس کبھی اتنا تو کہتی تھی کہ ہماری تقدیر جسکو باعث آرام سمجھے تھے وہی دل دشمن نکلا

سمجھے تھے جسکو یار وہ نکلا ستم شعار	کیا جانتے تھے جامۂ گل مین نہاں ہے خار
بزم طرب مین رکھتے قدم دل ہوا فگار	آئینہ ہو گیا ہمین شمشیر آبدار

بیمار کی قضا ہو تو اکسیر کیا کرے
تقدیر جب ہو بد کوئی تدبیر کیا کرے

مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ نتیجہ کیا نکلیگا۔ سوا خدا کوئی علیم غیب دانی کا دعوی کر نہین سکتا۔ افوہ۔ اُس روز مین کسقدر محظوظ تھی جب آزاد سے ہمکنار ہوئی مارے خوشی کے جامہ مین پھولے نہین سماتی تھی مگر جسکو گل سمجھی تھی وہ کانٹے کیطرح پہلو مین چبھا جسکی زلف چلیپا کا عشق تھا اُسی نے زنجیر پہنائی۔ اللہ اللہ کتنا نیچا دیکھا۔ کچھ ٹھکانا ہے کہان میرا وہ غرور اور کہان یہ حال بس آزاد سے نظر کا لڑنا غضب ہو گیا دیکھتے ہی سحر کر دیا۔ ؎

جادو کیا کہ تمنے اُڑا دئے ہمارے ہوش
افسون کیا کہ عشق کا پیدا ہوا یہ جوش

خواصون کی گریۂ و زاری کا حال کچھ نہ پوچھیے۔ غل مچا مچا کر کبھی فوج والون کو کوستی تھین کبھی اپنے طالع واژگون پر افسوس کرتی تھین ۔

۱۔ یا خدا ہمنے کیا گناہ کیا تھا کہ یہ دن دیکھا۔

۲۔ ہے ہے ہماری بادشاہزادی در بدر یون گرفتار مصائب ہو۔ جو ابتک اس ٹھاٹھ اس ناز و نعمت اس آن بان سے رہی وہ اب قیدیون مین شمار کیجائے حیف صد حیف۔

۳۔ یا الٰہی یہ کیا ہوتا ہے۔ دنیا سے الگ تھلگ ایک گوشے مین بیٹھے تھے مگر بخت بد نے اتنی بھی اجازت نہ دی۔

۴۔ اب آخر ش جلنا کہان ہوگا۔

۵۔ جہان ہماری نحوست ہمین لیجائے اگر ہم سب کو پھانسی دو اور ہماری بادشاہزادی بچ جائے تو ہمین انکار نہین۔

شہزادی۔ میرے غرور کی یہی سزا تھی۔ ؎

سرکشی بندۂ عاجز کو بہت بیجا ہے	اک کف خاک ہے انسان کو تبہ کیا ہے

ایک کا ایک ہی سرکوب کہ دنیا ہی ہو جو فرعون یہان اُسکے لیے موسیٰ ہی
کبر کس کس کے لیے باعث تذلیل ہوا
مورد طعن تکبر سے عزازیل ہوا

خواص - حضور غرور تو چھو نہین گیا تھا -

دوسری - اب اسکا ذکر ہی کیا ہے جو ہونا تھا سو ہوا اور جو ہونا ہوگا وہ اب ہوگا - اللہ کرے سب بلا ہمپر آجائے مگر ہماری سرکار پھر بدستور اسیطرح چین کرین -

شہزادی کل خواصون سے رخصت ہوئی اور سب سے بخندہ پیشانی ملی گو دل پر جو گذرتی تھی اُسکا حال ظاہر ہی مگر دل کو بہت مضبوط کیا اور مستعد ہوگئی کہ جو کچھ سزا دیجائیگی برداشت کرونگی - اُف کا کلمہ زبان سے نہ نکالونگی خواصین اپنی شہزادی کی ابدی مفارقت کے وقت غش مین آگئین اور شہزادی کا دل باوصف ضبط بھر آیا جسوقت خواصین اپنی مہربان شہزادی اور شہزادی اپنے پیارے مسکن سے جدا ہوئی ہر سمت بیکسی برستی تھی روسی افسر خود زار زار روتے تھے شہزادی نے تو دل کو مضبوط کر ہی لیا تھا - ذرا اُف تک نہ کی مگر چلتے وقت جبکہ کہرام کی آواز کانون مین آئی تو آنکھون مین اندھیرا چھا گیا - بڑی دور تک خواصون کی شیون و بکا کی آواز آیا کی یہ آواز شہزادی کے دل پر تیر سے زیادہ اثر کرتی تھی - فوج پیچھے پھر کر دیکھتی جاتی تھی اور کل حاضرین اس گوہر کان امارت و شہریاری کی حالت پر افسوس کرتے تھے آٹھ میل تک ہر مقام پر ہزارہا آدمیون کا غول ٹھٹ کے ٹھٹ جمع دس میل کے سفر کے بعد فوج کا پڑاؤ پڑا شہزادی کے لیے ایک نہایت خوشنما اور بیش قیمت چھولداری نصب ہوئی جب تین چار گھنٹے گذر گئے تو کپتان اُنکی چھولداری مین آیا - اور یون ہمکلام ہوا -

کپتان - اگر اجازت ہو تو حاضر ہون کچھ کہنا ہی -

شہزادی - ہونھ! اب اجازت کسکی اب تو قیدی ہون اور تمہارے بس مین ہون - وہ دن اب کہان نصیب ہونگے -

کپتان - شہزادی اب بھی سویرا ہے -

شہزادی - اب کیا ہو سکتا ہے - فقط اسقدر خیال ہی کہ دیکھین قید کی سزا دیجاتی ہی یا موت کی - اگر قید ہوئی تو مر جاؤنگی اور اگر پھانسی دیگئی تو جان جائیگی مگر مجھے قید سے پھانسی پسند ہی -

کپتان - قید اور پھانسی دونون سے بہتر ہی کہ بھاگ چلین

شہزادی - واہ کہین ایسے ایسے قیدی بھاگ سکتے ہین بھلا

کپتان - اچھا اس سے تمکو کیا واسطہ - ہم سمجھ لینگے -

شہزادی - اگر کسیطرح ان موذیون سے چھٹکارا ملے تو کیا پوچھنا ہے چین ہی چین لکھتا ہے - لیکن یہ ایسے غافل کیون ہونے لگے -

کپتان - آپ فقط اسقدر فرمائین کہ بھاگ چلنا منظور ہی یا نہین - اگر منظور ہو تو بسم اللہ - گو مین اپنی جان پر کھیل جاؤنگا اور اُسکا انعام بھی لونگا -

شہزادی - انعام دینے کے قابل تو اب نہین ہون - مگر

کپتان - اگر زر کی ضرورت نہین جو انعام مانگون وہ پاؤن تو

شہزادی - منظور - مگر ایک امر مستثنیٰ ہے باقی سب منظور -

کپتان - واہ میری جان معرض خطر مین ہو تو مستثنیٰ امر مین کیون ماننے لگا صاف صاف یہ ہے - اچھا آپ کیا سمجھین

شہزادی - کپتان - اسوقت مجھسے کچھ نہ پوچھو رو دینے لگی

کپتان - (آنسو پونچھکر) کیون گھبراتی ہو -

شہزادی نے بدحواس ہو کر کپتان کے زانو پر سر رکھ دیا اور لپٹ کر

اسقدر زار زار روئی کہ الامان۔ کپتان دلمین خوش ہو گیا کہ اس نازنین عنبر مو کو اب پھندے مین لے آیا آنسو برابر پونچھتے جاتے۔

شہزادی۔ ہاے اب کیا ہوگا۔ (ہچکی) خدا جانے کس کس کی جوتیان کھانی ہین کس کس کی گالیان سُننی ہین (ہچکی) یا خدا اسیدم موت آجائے۔

کپتان۔ خدا نکرے خدا نکرے مین نے تمکو سیدھا ڈھرا تبا دیا اب کیون اسقدر پریشان ہوتی ہو۔

شہزادی۔ (کپتان کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر) ہے ہے یہ کیا ہوا

کپتان۔ (بوسۂ عارض لیکر) پیاری خدارا اسطرح نہ روؤ ورنہ سچ کہتا ہون کہ میرا دم ہی ٹوٹ جائیگا۔

شہزادی۔ مین تو نہ روؤن مگر جب دل بھی مانے ہاے آزاد کے پاس کسکو بھیجون۔ وہ ہو تو شاید بیڑا پار ہو جاے۔ مگر

کون ہمدرد ہے دنیا کہ جو ہانتک جائے — جسطرح ہو اُسے سمجھا کے یہانتک لائے
نامہ لکھون تو نظر اور ہی عالم آئے — جسکا جلنے کو کہون کاہ مجھے بتلائے
مرغ ہو بیحرکت ٹوٹے ہوئے پر کسطرح — چھپ سے چاہ مین صدقہ بھی کیونکر کسطرح

کپتان۔ یہ تو خیال خام ہے کہ آزاد کمک کو آئین۔

شہزادی۔ اگر میرے دل کے حال پر اُسکو آگہی ہو تو ضرور آئے

کپتان۔ جان جان۔ اُنکو تمسے محبت تھی کب۔

شہزادی۔ واہ محبت تو ایسی ہو جسکا حق ہے وہ مجھپر فریفتہ مین اسیر مفتون اور واقعی اُسکا حُسن ہی ایسا ہو۔ ؎

رخ کی تشبیہ کسکو یہ پیاری نہوئے — مہر مہ چرخ کی کب آنکھ کے تارے نہوئے

کپتان۔ خیر اب آزاد کی یاد کو دل سے بھلا دو مطلب سے مطلب ہے اگر یہ شرط کرلو کہ بعد رہائی میری پیاری بیوی اور میرے آغوش کی زینت ہوگی تو مجھے جان جوکھم کرنے مین بھی عذر نہین۔

شہزادی نے کپتان سے کہا کہ مجھے اس شرط کے منظور کرنے مین بھی کوئی عذر نہین ہے کیونکہ مین اگر ڈرتی ہون تو اس امر سے کہ سر بازار میری بے عزتی نہو اگر میرے نام یہ حکم ہو کہ فلان مقام کے قیدخانے مین محبوس کیگئی تو مین خوشی سے قیدخانے مین ہون اور وہان کسیکو اپنی صورت نہ دکھاؤن لیکن مین سوچتی یہ ہون کہ اگر تمہارے ذریعے سے رہا بھی ہوئی تو انجام کیا ہوگا۔ گرفتار ہونگی اور شاید اس سے زیادہ ذلت ہو۔ کپتان نے تشفی دی اور کہا مین فرقہ نہلسٹ کا ایک سرغنہ ہون۔ مجھے کون ستا سکتا ہے۔

کپتان۔ تو اب قول سے نہ پھرنا۔ ہان۔

شہزادی۔ کیا مجال۔ اگر تیرے ذریعے سے رہائی ہو تو بیشک بیوی بنکر رہون۔ اب تم اسکی فکر کرو۔

کپتان۔ تو یون تھوڑا ہی رہائی ہو جائیگی۔

شہزادی۔ اسکا مطلب مین بھی بڑے شرم کی بات ہو۔

کپتان۔ نہین نہین۔ میرا اور منشا نہین ہے مطلب یہ کہ پہلے زار کے پاس جاکر دیکھو کہ کیا حکم ہوتا ہے اگر قید یا سزا کا حکم ہو تو مین اُسوقت سمجھ لونگا۔

یہ کہکر کپتان نے اُس گل نودمیدۂ گلزار حُسن کے رخسار دلنواز کا بوسہ لیا اور رخصت ہوا۔

اب سُنئے کہ سپاہی اور افسر باہم طرح طرح کی باتین کرتے تھے اور شہزادی بیچاری چُپ چاپ سُنتی جاتی تھی۔

سپاہی۔ حضور چھ سو آدمی پر ظلم کیا گیا ہو۔

افسر۔ اجی ابھی ایسے ایسے خدا جانے کتنے سو ہونگے۔

سپاہی۔ کئی عورتین پکڑ آئین کئی مہاجنون کا سرکاری حاکمون نے روپیہ لوٹ لوٹ لیا اور جسنے ذرا چون کی وہ عمر بھر کو تباہ ہوا دس کوٹھیون مین تو مین اپنے ہاتھون آگ لگا آیا ہون۔

افسر۔ ہمارا ایک ٹھیت تھا۔ وہ بھی مہاجن ہے۔

سپاہی - حکم ہو تو پکڑوا بلاؤن - یہ کون بات ہے -
افسر - مگر وہ یہان سے تین ہی کوس کے فاصلے پر ہو اگر اسوقت کوئی بھیجا جائے تو فوراً پکڑ آئے -

سپاہی نے وردی ڈانٹی - بیس جوان ساتھ لیے اور اُس مہاجن کے بھائی کو پکڑ لایا - کہا حضور چور حاضر ہے گروہ نہ ملا اُسکا بھائی ملا افسر نے کہا کیون بچہ رشوت کا روپیہ لیکر ہضم کر گئے اور جب مانگا تو ٹیتے بتائے - تمھارے بھائی نے اور تمنے اور وہ جو تمھارے بڑے باپ بنے ہین سبنے ملکر سرکاری کام مین ہمسے دغلی اور روپیہ غائب غلہ - اب بتاؤ کیا سزا دون اُسنے کہا صاحب مجھسے واسطہ - باپ اور بھائی نے جو کیا وہ اُنکے ساتھ گیا مجھے آپ کیون دق کرتے ہین وہ دونون مر گئے برسون کی بات ہے اور اگر حکم ہو تو لا دون جو وعدہ کیا ہو اُسکا دوچند بلکہ سہ چند - کپتان نے اُسکی بیوی کے نام ایک خط لکھوایا اور جسقدر جی چاہا لکھوالیا - وہ خط دیکھتے ہی روپیہ سپاہیون کے حوالے کیا گیا - جب روپیہ آگیا تو کپتان نے کہا اچھا چکما ہو دیکھا اسطرح غچا دیتے ہین - روپیہ کا روپیہ لیا اور اب سزا کی سزا دینگے حکم ہوا کہ انکو گرفتار کرو - وہ مصیبت کا مارا شب کو وہین گرفتار کیا گیا -

اسکے بعد ایک عورت نے آکر کرنیل سے کہا کہ کمبخت مجھے وطن سے یہان پکڑوا بلوایا اور اب پھر پیٹ بھر کھانا بھی نہین دیتا ہو اور میری گود مین یہ معصوم بچہ کھیلتا ہے - کپتان نے نہایت بیدردی سے حکم دیا کہ اسکے بچے کو ہمارے سامنے اِس کنوین مین پھینک دو جس آدمی کیطرف اشارہ کیا تھا اُس شقی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً لڑکے کو ایک کنوین مین ڈھکیل دیا -

راوی - اللہ ری ناخدا ترسی -

عورت - (کنوین کیطرف جاکر) ارے میرے معصوم بچے -
سپاہی - (جھڑک کر) ادھر جائیگی تو تو بھی کنوین مین ہو گی -
افسر - اِسکو مارو - اور یہان سے لیجاؤ -
عورت - (روکر) یا خدا اسکے بال بچونکو بھی اسیطرح کوئی زبردستی آدمی قتل کرکے بوٹیان چیلونکو دے -
افسر - اسکی زبان داغ دو - ابھی ابھی داغو -

شہزادی سے نہ رہا گیا کانپتی ہوئی پہرے والے سے کہا از برائے خدا میری طرف سے کہدو کہ بس اب اسکو زیادہ نہ ستاؤ - سویرے کوچ ہوا اسیطرح کئی دن کے سفر کے بعد زار روس کی قیامگاہ تک پہونچے - افسران فوج نے شہزادی کے کل حالات مفصل سے زار کو اطلاع دی - حکم ہوا کہ روبرو بلواؤ شہزادی اُسی آن بان سے آئی جس آن بان سے شہزادیونکو جانا چاہیے وہی ٹھاٹھ وہی عظمت وصولت -

شہزادی - ادب کے ساتھ سر جھکا کر بت کے کھڑی ہوئی
زار - یہ کسکی پوشاک ہے -
شہزادی - یہ خاص شہزادیان پولینڈ کی پوشاک ہے
زار - تمھارے پاس اسقدر بے بہا پوشاک کیونکر رہی کیونکہ افسران فوجی کے نام حکم تھا کہ کل اسباب چھین لو -
شہزادی - میرا رعب حسن اور پھر یہ جانتے ہین کہ بادشاہ کی بیٹی ہو - شہزادی ہے -
زار - شہزادی تو ہو مگر شہزادیونکی سی خو بو نہین ہے -
شہزادی - خیر نہین سہی - اب تو قیدی ہین -
زار - تمسے بڑی بُری بات سرزد ہوئی -
شہزادی - مگر اب صرف اسقدر عرض ہے کہ -
زار - اب بتاؤ کہ تمھارے ساتھ کسطرح سلوک کیا جائے

شہزادی ۔ جس طرح بادشاہون کے ساتھ سلوک کرتے ہین
زار ۔ افسوس ہے کہ تمنے اپنے ملک کا نام بد کیا ۔ ؎

چرا ز قومے یکے بیدانشی کرد — نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمی بینی کہ گاوے در علف زار — بیالاید ہمہ گاوان دہ را

اگر تمکو بری کردین تو پھر سب کو جرأت ہو کہ گورنمنٹ کے مخالفون کو مدد دین ۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ صرف اغواے شیطانی کے سبب سے تم اسقدر چوندھیا گئین کہ روس کی عزت اور نام اور عظمت کا ذرا خیال نہ رہا تمھین یہ کہتے ہوے شرم نہین آتی کہ بادشاہ کی لڑکی ہون
شہزادی نے گردن نیچی کرکے یون جواب دیا حضور عشق نے مجھے کہین کا نہ رکھا مین خود سمجھتی ہون کہ مجھسے یہ کیا حرکت سرزد ہوئی مگر سنئے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد مین چوندھیا گئی تھی ۔ عشق نے مجھے بالکل اندھا کر دیا تھا ۔ ؎

یہ وہ موتی ہے لڑی جسکی طبیعت اسیر — آبرو کھوکے ہوا خاک مین غلطان وہ شیر
یہ وہ یاقوت ہے رلوایا جو خون آٹھ پہر — یہ وہ الماس ہے سو ٹکڑے ہوے جسسے کہ جگر

آتش اس لعل کی گر آب مین پیدا ہو جائے
دفعتہ جلکے گہر سیپ مین چونا ہو جائے

یہ وہ بدنام ہے لے اسکا اگر صبح کو نام — شام تک کھائے غم و غصہ غذا ہووے حرام
جسکے اوصاف کا لیوے جو دہن سے کوئی نام — شمع کیطرح زبان منھ مین جلے وقت کلام

اس پتنگے سے زمانے مین جگر جلتے ہین
گو بریزاد بہت دور رہین پر جلتے ہین

عشق نے مجھے کہین کا نہ رکھا ۔ اب میری التماس فقط اسقدر ہے کہ چاہے پھانسی قید قتل جو سزا تجویز کی جائے مگر یہ نہو کہ کوئی میرے باپ دادا کو جو پولینڈ کے حکمران تھے میرے سبب سے برا کہے کہ فلان بادشاہ کی بیٹی یا پوتی اسدرجہ ذلیل ہو گئی کہ سڑک کوٹ رہی ہے یا ایسی نوبت آئے کہ قلی و رکار گر اور دوکاندار اور بازاری آدمی مجھے گالیان دین یا میری توہین کرین حضور کو خدا نے شہنشاہ بنایا ہے اور مین بھی والی ملک کے سلسلے سے ہون لہذا حضور کو اسقدر خیال تو ضرور رکھنا چاہیئے ۔

زار نے تامل کے بعد کہا مجھے تمہاری حالت پر بہت افسوس ہے لیکن ملک کے لئے سیاست بھی ضروری امر ہے مین بلا غور و فکر کوئی راے نہ دونگا ۔ آزاد پاشا ترکی کا بڑا نامی سپاہی ہے کئی جنگون مین اسنے روسیونکو شکست دی اور اسکی گرفتاری ہمارے حق مین اکسیر کی خاصیت رکھتی تھی تمنے اس سے شادی کرکے اپنے ملک کو ذلیل و خوار اور ہار کے گورنمنٹ کو دشمن جانی بنایا اور ادھر مس کلیریسا نے جسپر مجھے ناز تھا وہ لغو حرکت کی کہ روسیونکو شرمانا چاہیئے یہ کہکر افسران فوجی کو حکم دیا کہ اس شہزادی کو کسی عمدہ مکان مین قید رکھنا ۔

شہزادی کی حفاظت اور حراست کے لیے پچاس کاسک اور سو پولیس کے کانسٹبل اور دو فوجی افسر مقرر ہوے جنمین اس سنبلین مو کا عاشق زار کپتان دلفگار افسر و سرغنہ تھا ۔ جب اس لالہ عذار نے یہ خبر فرحت اثر سنی کہ میرا عاشق میری حراست کے لیے مقرر ہوا ہے تو جناب باری کی درگاہ مین شکریہ ادا کیا اور یقین کامل ہوا کہ وہ کسی نہ کسی تدبیر سے مجکو رہائی دیگا اور جو ذلت و خواری افسران فوج کے سبب سے ہونیوالی ہے اس سے مجھے محفوظ رکھیگا ۔

اس روز کپتان نے اپنی معشوقہ سیمتن کو صورت نہین دکھائی یہ انتہا سے زیادہ بیقرار و نعل در آتش تھی کہ بار خدایا یہ کیا ماجرا ہے با آن شوری و باین بے نمکی کجا وہ زور و شور اور عشق کی گرمی بازار کجا یہ سرد مہری کہ پورے بائیس گھنٹے تک خبر ہی نہ لی ادھر جھانکا تک نہین دلمین شک پیدا ہوا کہ شاید اسوقت جوش مستی سے چوندھیا کر زبان سے کہدیا کہ مدد دونگا اور ہم تم دونون مزے سے زندگی بسر کرینگے اور اب

دماغ کی گرمی چھنٹ گئی ہو اور سوچا ہو کہ اگر سازش کر کے مجھے رہا کیا تو پیچھے صید بلا ہو گا۔ الغرض اس سرد مہری سے شہزادی کی رہی سہی امید بھی منقطع ہو گئی اِس حالت یاس و نومیدی میں اُس گلعذار نے آزاد کو یاد کیا اور دیوانہ وار مضطرب حال ہو کر آپ ہی آپ کہنے لگی واہ آزاد۔ واہ تم وہاں مس حسن آرا بیگم سے مصروف بوس و کنار اور ہم یہاں شاہد اجل سے ہم آغوش ہونے کی تیاریاں کریں۔ ع

تم وہاں غیر کے ہاتھوں سے پیو جام شراب
آتش غم سے یہاں اپنا کلیجہ ہو کباب

تم کرو خواب گہ ناز میں آرام سے خواب
خاک اُڑاتے پھریں ہم دشت مصیبت میں خراب

خندۂ عیش تمھیں گریہ و ماتم ہمکو
ہر مہینے ہو تمھیں عید محرم ہمکو

اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ آپکے واسطے یہ حکم ہوا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ شہزادی کے ہوش و حواس فنا ہو گئے ہاتھ پاؤں تھر تھر کانپنے لگے کہ یا خدا کیا جانے کیا حکم ہوا ہے بڑی دیر تک جرأت نہیں ہوئی کہ حکم پڑھے جو شخص لایا تھا اُس سے عاجزی کے ساتھ کہا ذرا تامل کرو میرے حواس ٹھکانے ہو لیں تو میں پڑھوں۔

اب سُنیئے کہ جس مکان میں شہزادی مقید تھی اسمیں دو درجے تھے چھت پر دو کمرے۔ وہ دونوں اُنکے قیام کے لیے آراستہ کردیے گئے تھے کھڑکیوں کی راہ سے شہزادی دریا کی روانی دیکھ دیکھ کر اپنے کہسار کے آبشاروں کو یاد کرتی تھی کہ دفعتہً کپتان گھوڑے پر سوار سامنے سے نظر پڑا تو جان میں جان آئی۔ اُنکے مکان قیام کے چاروں طرف ہر وقت دو دو کاسک اور چار چار کانسٹبلوں کا پہرا رہتا تھا پھاٹک پر چار کاسک اور دس کانسٹبل مکان کے حصۂ زیریں میں دو جوان شمشیر برہنہ اور بھری ہوئی بندوق لیے ٹہلتے رہتے تھے چھت پر چار کاسک مسلح اور احاطۂ مکان کے باہر بیس کانسٹبل مختلف مقاموں پر تعینات تھے شہزادی سوچی

کہ یا الٰہی اگر کپتان نے کوشش رہائی بھی کی تو میں جاؤنگی کدھر سے مگر کپتان کو دیکھکر کسیقدر تسلی و تشفی ضرور ہوئی۔ اور اس ڈھارس سے اتنی جرأت ہوئی کہ وہ کاغذ کھولا اور حکم آخری پڑھا جسمیں یہ باتیں لکھی تھیں۔

۱۔ پولینڈ کی شہزادی کی نسبت یہ جرم بخوبی ثابت ہو گیا کہ اُسکے ذریعہ سے روس کے دشمن ٹرکی کا ایک افسر فوجی جسکا نام آزاد ہے کچھ عرصے تک امن میں رہا۔

۲۔ پولینڈ کی شہزادی نے اُس افسر کو دیدہ و دانستہ اپنے ہاں جگہ دی اور گو اُسکے علم و یقین میں تھا کہ یہ شخص مجرم ہے تاہم اُسکے ساتھ خفیہ طور پر شادی کر لی۔

۳۔ پولینڈ کی شہزادی نے ایسے شخص یعنی اُسی آزاد کو جو قید ہو کر بحراست سپاہ روس سیبریا بھیجا جاتا تھا اپنے سپاہیوں کے ذریعے سے دھوکہ دیکر پکڑوا بلایا اور اسکو اپنے ہاں آرام دیکر اُسکے ساتھ شادی کر لی اور پھر جب دیکھا کہ اُسکی جان معرض خطر میں ہے تو اُسکو کافی مدد دیکر دریا کے پار باسایش روانہ کر دیا۔

۴۔ پولینڈ کی شہزادی کی شادی جائز طور پر نہیں ہوئی اور نہ آزاد پاشا شادی کرنے پر راضی تھا مگر جب اُسنے دیکھا کہ اس زن بد وضع کی خواہش پوری کرنے سے جان بچیگی تو مجبور ہو گیا۔ لہذا اس عورت نے باوصف دعوائے شہزادگی خلاف شرع کام کیا اور منہیات و معصیات سے باز نہ رہی۔

۵۔ پولینڈ کی شہزادی نے مس کلیرسا کو بھگایا اور اُسکو آزاد کے ساتھ روانہ ہندوستان کیا اور ان دونوں کی جان کی حفاظت کے لیے اپنے آدمی ساتھ کردیے تاکہ وہ روسی فوج سے اُسی زبان میں باتیں کریں اور اگر کسی کو شک بھی ہو تو ان لوگوں کے سبب سے وہ شک رفع ہو جائے۔

لہذا حکم ہوا کہ پولینڈ کی شہزادی کا کل مال اسباب جائداد وملکیت ضبط اور خاص پولینڈ مین تمام عمر کے لیے مقام ؟سن کے مشہور کالے جیلخانے مین قید کیجائین اور اُنسے کسیقدر سخت اور ذلیل کام لیا جائے۔

جو کمرہ اُنکے لیے مقرر ہو اُسمین بجز سقے اور باورچی کے اور کوئی نہ جانے پائے۔ دو وقت کھانا دیا جائے اور وہ کمرہ اسطرح کا ہوگا کہ قد آدم تک پتھر کی دیوارین ہون اُسکے بعد لوہے کی موٹی سلاخین تاکہ دنیا مین کسیکو نہ دیکھ سکین۔

یہ حکم قضا نشیم پڑھکر رنگ فق ہوگیا وہ آدمی حکم دکھاکر رخصت ہوا اور تھوڑی دیر مین شہزادی کچھ جو مارے بدحواسی کے زمین پر پڑی ہوئی چپکے چپکے رو رہی تھی کسیکے پانون کی آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو کپتان۔ کپتان نے آتے ہی اُس دل شکستہ غمزدہ کو زمین سے اُٹھایا اور گود مین لیکر مسہری پر لٹایا۔

شہزادی۔ وہان اسطرح کون مسہری پر لٹائیگا۔ (رو کر)

کپتان۔ (آہستہ سے) وہان کہان۔ کیا مجال۔ ای توبہ۔

شہزادی۔ (زار زار رو کر) وہان تو انسان کی صورت بھی نظر نہ آئیگی۔ پولیس کا کالا جیلخانہ۔ یہ ہی آزاد کے عشق نے یہ گت کی اور سچ پوچھو تو وہ تو ابتدا ہی سے گریز کرتا تھا۔

کپتان۔ (بہت آہستہ سے) تھوڑی سی برانڈی لایا ہون

شہزادی۔ (ہاتھ جوڑ کر) کل تو جیلخانے مین جکی پیس رہی ہونگی۔ یہ ناز و نعم کی باتین اب کیسی۔ اب مجھے آج ہی سے زمین پر لیٹنے کی عادت ڈالنے دو۔

راوی۔ یہ کہکر شہزادی مسہری سے اُتر کر زمین پر لیٹ رہی۔

کپتان۔ پیاری یہ کیسی باتین ہائین اُٹھو (اُٹھاکر پھر مسہری پر لٹایا) مَینے جو وعدہ کیا تھا وہ ضرور پورا کرونگا اطمینان رکھو۔

شہزادی۔ کپتان اسوقت ساری خدائی مین سوائے تمھارے اور کوئی نظر نہین آتا اور اگر مین سچ مچ بچ گئی جسکی امید نہین تو تمھاری لونڈی ہوکے رہونگی۔

کپتان۔ لونڈی ہوکے۔ واہ یہ کہو کہ مین البتہ تمھارا غلام ہوکے رہونگا۔

شہزادی۔ کجا وہ عیش۔ کجا یہ روز بد۔ وہ کون عیش ہی جس سے مین محروم رہی بادشاہی کا سامان اسباب جہانداری حاصل تھا۔ اور آزاد کے ساتھ تو دو تین دن اِس لطف سے بسر ہوے کہ دل ہی جانتا ہی ہاے۔ ؎

مین ہون اور تم ہو اب ارمان لو دل کے	مجھسے تنہائی مین کہتے تھے گلے مل ملکے

مگر مصرعہ۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

کپتان۔ مینے پوری پوری فکر کر لی ہی۔ کانون کان کسی کو خبر ہی نہو اور ہم تم چلدین۔ پھر کسیکی کیا طاقت ہی کہ ڈھونڈھ نکالے فرانس مین چلکر رہین انگلستان چلے چلین جرمن مین بود و باش اختیار کرین۔ روم مین قیام کرین خدائی بھر پڑی ہی۔ ہر مقام پر کوئی مواخذہ کرسکتا ہی بھلا تمہین اس ترکیب سے نکال لیجاؤنگا کہ پہرہ والون کے فرشتے خان کو بھی خبر نہونے پائیگی میرا ایک دوست ہے چوری اور ڈکیتی مین طاق اُسے سیکڑون فن یاد ہین اور ان فنون کی کنہ سے ایسا واقف ہے کہ کوئی کیا اُسکا مقابلہ کریگا۔ اُسنے آج آنیکا وعدہ کیا تھا مگر سویرے سے منتظر ہون ابتک نہ آیا۔

شہزادی۔ تم خود چلے گئے ہوتے اب چلے جاؤ۔ ؎

دوڑ کر جاتا ہی پیاسا چاہ پر	چاہ پیاسے تک نہین آتا کبھی

کپتان۔ مین اسدرجہ مضطر و دلگیر ہون کہ حواس بجا نہین

شہزادی۔ بات بھی ایسی ہی۔ میرا نامۂ اعمال دیکھا ہی ہوگا۔

کپتان - اونھ وہ سب لکھا کرین - ہوتا کیا ہی اگر کوئی ہمارے مقابلے کو آئے تو منھ کی کھائے اچھے اچھے شجاعون کے ہاتھون سے ہتھیار گر پڑین - تم ذرا نہ گھبراؤ -

شہزادی - خدا نے اسوقت تمکو بھیجا نہین تو ساری خدائی مین میرا کون تھا کوئی نہین - اُسکی کریمی کے صدقے - خیر آزاد نے تو دل کو نشانۂ تیر غم بنایا ہے -

کپتان - یا الٰہی باربار وہی ذکر -

ذکر رقیب عاشق شیدا کے سامنے
اچھی نہین یہ آپ کی تقریر دیکھیے

شہزادی - اب ایسا نہو کہ یہ باتین ہی ہوتی رہین اور وقت ہاتھ سے جاتا رہے - پھر خدا جانے کس کس کی سختیان سہنی پڑین اگر میری رہائی چاہتے ہو اور خواہش ہو کہ ہم تم ہمکنار ہون تو فکر سے ہرگز نہ چوکو - ورنہ - ؎

ٹھہری نہ شب وصل کی تدبیر دیکھیے
کیا شعبدہ کرے فلک پیر دیکھیے

روز اسی فکر مین رہی کہ شاید آج بچون شاید خبر آئے کہ رہین بری ہو گئی مگر انتظار ہی انتظار رہا - ہر روز نئی ہی خبر سننے مین آئی اور وہ جو جیتے جی انسان کو مار ڈالے - ؎

ہزار بار قیامت گذر گئی ہمپر
مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے

کپتان - یہ کیسے کہے کہ کل ہی سے اِس حکم کی تعمیل ہوگی -

شہزادی - قیاس مقتضی ہی - اب آخر کبتک تساہل کو کام مین لائینگے اتنے بڑے قیدی کے نام حکم ہوا اور فوراً اسکی تعمیل ہوئی کہین برسون لگائے جاتے ہین -

کپتان - ابھی وزیر جنگ کی رائے زار نے لی ہی یہ حکم مجاریہ شہنشاہ ہی مگر آخری حکم نہین ہی - اب مجھے اجازت ہو تو جاؤن ورنہ پہرے والے دلمین سوچینگے کہ شاید سازش کر رہے ہین اور کل راز سربستہ کھل جائیگا - اچھا ! ابقدر حکم ہو جائے کہ لب شیرین کا بوسہ لون -

شہزادی - ابھی موقع نہین ہی تھین بوسے کی سوجھتی ہی اور یہان جان پر بنی ہی جب اس خرخشے سے بچین تو پھر تھین اختیار ہی -

کپتان - واہ اچھا خشک جواب دیا - ؎

طالب وصل سے تم آج بھی جھگڑا لائے
پھر وہی کل کیطرح وعدۂ فردا لائے

یہ کہکر کپتان نے ایک بوسہ لیا اور رخصت ہو کر باہر آیا تو ایک کاسک نے کہا حضور روس مین ایک بیگناہ بھی نہ بچیگا ہم لوگ تو خیر کے لیئے بدنام تھے ہی مگر افسوس ہی کہ افسرون نے ہمارے بھی کان کاٹے - اسوقت فقط اس شہر مین ایکسو آٹھ مہاجن گرفتار ہین اور اُنسے زبردستی کیجاتی ہی کہ جسقدر روپیہ زر و زیور جواہر ہو سب لاکے جمع کرو ورنہ تم قید کیے جاؤگے اور مال و اسباب سرکار مین ضبط ہو جائیگا - اٹھتر ساہوکار ہمارے پاس قید کرکے بھیجے گئے ہین کسی پر کوئی جرم قائم کر دیا کسی پر کوئی - اس کس مپرسی کا کیا ٹھکانا ہی صدہا عورتین تباہی کے گرداب مین ہین - گورنمنٹ کچھ شنوائی نہین کرتی - افسوس تو یہ ہی - کپتان نے کہا - اِس حالت جنگ مین ایسا ہی ہوا کرتا ہے -

کاسک - واہ سارا مُلک خاک مین ملجائے اسی سبب سے تو نہلسٹ کے فرقے کو فروغ حاصل ہی اور سبب کیا ہی آخر -

کپتان - اسی باعث سے روس بدنام ہو گیا ہی -

کاسک - اور حضور ستم ہے کہ نہین شہزادی اور آدمیون کو مدد دے - کلیرسا اور آزاد کے ساتھ نکل جائے اور مین یہ بھی سُن چکا ہون کہ کئی افسر کوشش کر رہے ہین

کہ اس شہزادی کو قید خانے سے نکال لیجائین اور مزے سے شادی کرین۔

کپتان۔ (آگے بڑھکر) پہرے پر ضرور رہنا۔

کاسک۔ حضور خوب چوکس رہتا ہون۔

کپتان صاحب کے پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ یہ بیڈھب ہوئی یہ کاسک باتون باتون مین سب کچھ کہہ گیا ایسا نہو جاکر کہین جڑدے تو لینے کے دینے پڑین اور دھر لیے جائین ؎

دید گیسوے بتان مین خطر سودا ہے
اور کچھ سوانگ نہ اے دل یہ تماشا لائے

اتفاق سے یہ تقریر کاسک کی شہزادی نے بھی سنی۔ گویا پانون کے تلے سے زمین نکل گئی اور سوچنے لگی کہ شاید یہ کاسک میری اسکی تقریر کان دھر کے سن رہا ہوگا۔ جب ہی اسکو معلوم ہوا ورنہ یہ اسنے کیا سمجھ کر کہا کہ بعض افسر شہزادی کی رہائی کی فکر مین ہین پھر مایوسی نے صورت دکھائی اور طائر دل حسرت و حرمان کا شکار ہوا۔ ؎

بھرا ہے حسرتون سے جسقدر دل اس زمانے مین
کبھی درہم نہ اتنے ہونگے قارون کے خزانے مین

پھر دل کو سمجھایا کہ اس قید سے رہائی اور چھٹکارا پانا امر محال ہے کپتان آدمی جوان اور رنگین طبع ہے خوبصورت اور سنبل مو شہزادی نوخیز دیکھکر ایسی باتین شروع کر دین جس سے مین بھی لگاوٹ کرنے لگی جب عشق کیا تو اب خیال سزا کیا جو ہونا ہو وہ ہو سمجھا جائیگا۔ ؎

محیط عشق مین انسان مشت خاک تو کیا
پہاڑ ہو تو وہ گھل گھل کے کنکری ہو جائے

کپتان کو اپنی غلطی کا حال دوسرے روز معلوم ہوا جب شام کو افسر اعلیٰ نے شکایت کی سرکاری چٹھی بھیجی کہ شہزادی کو اب تک جیلخانے کیون نہ لیگئے اگر سکرٹری صیغۂ جنگ کے پاس اطلاع بھیجی جائے تو کیسی ہو۔ تمکو لازم ہے کہ بمجرد رسید خط ہذا شہزادی کو قید خانے لیجاؤ۔ مگر اسقدر رعایت کیجائے کہ قید خانے تک سواری پر بھیجی جائین اور وہان عام قیدیون کے سے کپڑے نہ پہنائے جائین بلکہ سلسلۂ خاندان شاہی کا کیقدر لحاظ رہے۔ یہ حکم پڑھتے ہی کپتان کے ہوش اڑ گئے اور کانپنے لگا۔ سوچا کہ اب کیا منھ لیکر شہزادی کے سامنے جاؤن ایک لفٹنٹ کو بلا کر حکم دیا کہ یہ کام تم اپنے تعلق کر لو۔ لفٹنٹ نے مجاشہزادی کو اس سانحۂ ہوش ربا سے اطلاع دی۔

لفٹنٹ۔ اب آپ قید خانے چلین۔ آج ہی کا حکم تھا۔

شہزادی۔ کیا! قید خانے۔ تم کون افسر ہو۔

لفٹنٹ۔ مین لفٹنٹ ہون۔ مجھے میرے کپتان نے جو اس حراست کے افسر ہین بھیجا ہے۔ سواری تیار ہے تشریف لیچلیے۔ مگر آپ کے ساتھ رعایت کیجائیگی کہ جو کپڑے عام قیدی پہنتے ہین وہ آپکو نہ پہنائے جائینگے سارے ملک کو آپ کی قید کا افسوس ہے اور ایک آپ پر کیا فرض ہے بہت سے بندگان خدا ناکردہ گناہ صید الم ہوئے شہزادی کو یقین کامل ہو گیا کہ کپتان نے صرف دھوکا ہی ہو کا دیا تھا دل ہی دل مین سخت افسوس کیا اور سوچنے لگی کہ بیوفا سے وعدے کا ثمرہ یہی ہوتا ہے۔ ؎

بیوفاؤن سے محبت کا نتیجہ ہے یہی	شوخ چشمون سے مودت کا نتیجہ ہے یہی
کجادا لوگون سے الفت کا نتیجہ ہے یہی	کج اداؤن سے مروت کا نتیجہ ہے یہی

ظلم عاشق پہ یہی طرز وفا ہوتی ہے

کیون یہی چاہنے والونکی سزا ہوتی ہے

شہزادی - اچھا چلیے - قیدی کو بھلا کیا عذر ہی - گر -

راوی - مگر کہکر غش آگیا اور گر پڑی -

لفٹنٹ - ہان ہان! کوئی ہے - کانسٹبل -

کانسٹبل نے آکر مدد دی اور جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو لفٹنٹ نے سمجھا یا کہ ابھی اپیل کا موقع ہے آج نہین برس بھر مین دو برس مین - کیا ہمیشہ روس مین یہی اندھیر رہیگا -

شہزادی بادل محزون اُٹھی اور زندان کے چلنے کو تیار ہوئی - کہا اے فلک بیرحم مجھ بگناہ کو یہ دن دکھایا - مین اِس قابل تھی کہ کسی فرمانروا ے ثریا جاہ کجکلاہ کی زینت آغوش ہوتی کسی خاقان جم مرتبت فریدون فر کے محل کی رونق ہوتی مجھے زندان بلا مین بھیجنا ستم ڈھانا ہے اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی دہری بیکر جانانہ سیم بدن بیتابانہ کوٹھے سے اوتری - ع

اثر آتش سودا سے دوا جلتی ہی
مین جہنم مین جاون یار جلون انکو کیا
سب فرقتین بھلا ساتھ مرا کیا دیگی
سوز دل ایسی ہوئی ہے آگ بھی پانی پانی
خون عشاق کا جاتا نہین بالا بالا
عشق نے ایسا کیا اور ہی عالم پیدا
آتش عشق نے اک آگ لگا رکھی ہی

تیرے بیمار کی صورت سے شفا جلتی ہی
واعظو نسے بھی طبیعت گئی کیا جلتی ہی
شمع کو دیکھتا ہون تا بکجا جلتی ہی
ٹھنڈی ٹھنڈی آہ سے زہرہ جلتی ہی
برف سے پانی مین ہی پیال جلجلتی ہی
زندگی تنگ ہے صورت سے قضا جلتی ہی
دل جدا جلتا ہی اور روح جدا جلتی ہی

سوز دل کا تو کبھی حال نہین سنتا ہی
جان کیسی مری اے ناشنوا جلتی ہی

ایک دن وہ تھا کہ دس دس مشاطگان مہر لقا زلفین بنانے کے لیے نوکر تھین اور لوگ کہتے تھے کہ - ع

یہ خود بین ہوکہ دن دن بھر خود آرائی مین رہتے ہو
بسر ہو جاتے ہین دو دو پہر زلفین بنانے مین

خدا جانے یہ کسکی چاہ نے مجھے کنوین جھکانے دل لگاتے ہی موت سامنے سے نظر آئی - اس سفاکی کے صدقے کہ دل تو چھین لیا اور قضا کو پیچھے لگا دیا - ع

قیامت ہے کسیکو پیار کرنا اس زمانے مین
قضا کا سامنا رکھا ہوا ہے دل لگانے مین

گاڑی پر سوار ہو کر شہزادی روانہ ہوئی - سو کاسک اور دو سو کانسٹبل اور ایک لفٹنٹ اور دو اور افسر ہمراہ تھے جب بازار مین پہونچے تو ہزارہا تماشائی ادہر آدہر جوق جوق جمع ہوگئے - کاسکون کو دل لگی سوجھی تو لوگونکو گرفتار کرنا شروع کیا ایک بیوہ ضعیفہ نے شہزادی کو اس حالت مین دیکھکر کہا - ہاے ہاے ارے لوگو یہ بادشاہ کی اولاد ہے شہزادی ہے - اِسکو کیون مفت مین قید کیے دیتے ہو - ارے ظالمو ذرا خدا سے ڈرو کچھ خوف خدا ابھی ہے یا نہین -

کاسک - تو کون ہے بڑھیا -

ضعیفہ - بیٹا مین سو برس سے اس ملک مین رہتی ہون -

کاسک - اِس شہزادی کی کون ہی -

ضعیفہ - کوئی بھی نہین - پولینڈ مین میرا بھی مکان تھا وارسا مین رہتی تھی اب تو روسیون کے ظلم سے وہان سے نکالی گئی -

کاسک - اسکو بھی گرفتار کرو چل ساتھ - تو بھی اسمین شریک ہے کیا بڑھ بڑھکر باتین بناتی ہی -

ضعیفہ - چل ہٹ مجھے ہاتھ لگایا ہوگا تو تو جانیگا -

راوی ضعیفہ یوہ عقل سے خارج تھی۔ کاسکون نے گرفتار کر کے کمیشن کے حکام اعلیٰ کے سپرد کر دیا اور انھون نے چار پانچ روز کے بعد منجملہ اور بیگناہون کے اس بڑھیا کو بھی قید کی سزا دی۔ اس ذہیر کو دیکھیے اور آگے چلے تو ایک شخص نوجوان نے جھک کر بڑے غور سے شہزادی پر نظر ڈالی دس کانسٹبلون نے سنگینون سے اسکو اسقدر زخمی کیا کہ فوراً دم توڑا۔ اور دس قدم چلے تھے کہ ایک مرد خوبرو نے شہزادی کو اس حالت زار مین دیکھکر آہ سرد بھری اور اسکی مصیبت پر رحم کھا کے روسی زبان مین ایک شعر پڑھا جسکا مطلب بالکل اس بیت کے مطابق ہے۔ ؎

نکل جائیگی سب کجی روسیون کی	
کبھی تو پھرے گا زمانہ ہمارا	

لفٹنٹ نے فوراً اسکو روک لیا اور کہا تم اپنے کو اب قیدی سمجھو۔ ہمکو تم باغی معلوم ہوتے ہو۔ اس حیرت زدہ نے کہا کہ حضور اسوقت میرا دل بھر آیا اور مین سچ کہتا ہون کہ آپ افسر لوگ اسقدر بدعت کرتے ہین کہ توبہ ہی بھلی مگر۔ ع

غریبون کا خدا فریاد رس ہے

لفٹنٹ نے دس کانسٹبلون کو تھانے سے بلوایا اور اس آدمی کو زیر حراست حکام تحقیقات کے پاس بھجوایا اور لکھا کہ یہ باغی شہزادی کو دیکھکر ایک مرتبہ کو چیتے کیطرف جھپٹا۔ مگر اسکا وار خالی گیا۔ دوسری مرتبہ جیسے گھوڑے کی طرف حملہ کیا اور قریب تھا کہ تلوار چلائے مگر فوراً پکڑ لیا گیا حکام نے حسب معمول بلا تحقیقات سزاے موت کا فتویٰ دیا اور دو روز کے اندر وہ ناکردہ گناہ عالم فانی سے پدرود کر گیا اتنے مین قید خانے پر گاڑی داخل ہوئی۔ شہزادی نے قید خانے کی صورت دیکھکر آنکھین بند کر لین مگر سوچی کہ اتنوا اسی مین رہنا ہے تا کجے خوف کھاؤنگی۔ شاید صبح شام جان ہی نکلجائے فلک ناہنجار نے ستایا ہے تو کیا ہوا۔ شاید خدا قید خانے ہی کی ہوا راس لائے۔ اگر آج ہی جان جائے تو عزت کی بچے اور گویا جی مین جی آئے۔ ؎

گیا غم عدو جو چرخ بدافعال ہوگیا	لے لیگی ہمکو یار کی آغوش مین مین

شہزادی گاڑی سے اتری اور محبس کی طرف آہستہ آہستہ چلی۔ خدا یہ وقت بدکسی کو نہ دکھائے۔ اب آنسوؤن کا تار بندھا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانس آتی تھی۔

لفٹنٹ۔ آپ کے لیے اس کمرے مین خیر کچھ بستر سا بچھا دیا گیا ہے گو حکم تو نہین ہے مگر شہزادی ہین آپ اسکا ہمکو بھی پاس چاہیے۔

شہزادی۔ شہزادی کون ہے بھئی۔ مگر اب تو جیسے اور قیدی ہین ویسی ہی مین بھی ہون۔

لفٹنٹ۔ آپ کے لیے یہ لباس تجویز کیا گیا ہے۔

شہزادی۔ (آہ بھر کر) ؎

تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا

ایک کمرے مین جو کل قید خانے مین ممتاز تھا شہزادی لائی گئین۔ لفٹنٹ نے کہا۔ کئی دن کے سفر نے آپکو رہا سہا اور بھی مضمحل کر دیا۔ لفٹنٹ اور سپاہی اور کاسک اور کانسٹبل تھوڑے عرصے کے بعد روانہ ہوئے جیلر نے آکر کہا آپکے لیے مین خاص جیلر مقرر ہوا ہون اور میرے ماتحت پچاس سپاہی ہین اور دس کاسک مگر خوب یاد رکھیے کہ مین آپکا خادم ہون بیجا جو جی چاہے وہ کھائیے اور فرمائش کیجیے اور جب جی چاہے آرام فرمائیے کچھ دن کے بعد مین آپکو اسقدر اجازت دونگا کہ آپ میرے ساتھ

اس باغ مین ٹہلین حضور مجھے نہین جانتی ہین مگر میرا بوڑھا باپ نکن نامے آپ کے ہان دربان تھا۔

شہزادی۔ ارے تو نکن کا لڑکا ہے۔ وہ تو ابھی ہمارے یہان رہی لگا ہوا تھا۔

جیلر۔ ہان حضور مین نکن کا لڑکا ہون اور حضور کا غلام بلکہ خانہ زاد۔

شہزادی۔ یہ بھی میری خوش نصیبی کی بات ہے۔

راوی۔ خدا نہ کرے کہ کسی پر مصیبت پڑے جس شخص کا باپ شہزادی کے ادنی دربانون اور غلامون مین تھا وہ اب شہزادی سے کہتا ہے کہ (کچھ دن بعد مین آپکو اسقدر اجازت دونگا کہ آپ باغ مین ٹہلین) اور مزا یہ کہ (میرے ساتھ) اللہ رے انقلاب نکن دربان نے بجز سلام کے شہزادی سے بات بھی نہ کی ہوگی اور اسی نکن کا لڑکا اب شہزادی کی نگرانی کے لیے مقرر ہوا ہے چاہے جس قسم کی تکلیف پہونچائے اور چاہے جو اذیت دے جسکا سلام شہزادی نہین لیتی تھی اُسکا لڑکا کہتا ہے کہ مین تمکو فلان امر کی اجازت دونگا۔ اب سنیے کہ دوسرے روز نکن کی لڑکی جو اپنے بھائی کے ساتھ رہتی تھی شہزادی کے پاس چپکے سے گئی اور ادب کے ساتھ عرض کیا کہ مین نکن کی بیٹی ہون ایک مرتبہ حضور کے ملک مین اپنے باپ کے پاس گئی تھی اور دو مہینے تک وہان رہی تھی مگر حضور کے سلام تک نوبت نہ آئی۔ اس فقرے نے شہزادی کو رُلایا۔ ہائے ستم۔ اُف رے انقلاب نکن کی لڑکی نے روس کے افسرون کی بدعت کا حال بیان کیا اور کہا حضور میری ایک ہمسائی پر اکبار تہمت لگائی گئی کہ پولیٹکل مفسدہ پردازی مین شریک ہے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اُسکا چچازاد بھائی مفسد تھا اور وہ بیچاری بالکل بے قصور مگر اسکو دو برس کی قید کا حکم ہوا اور اسنے قید خانے مین اتنی مصیبتین جھیلین کہ ناگفتہ بہ

وہ جسوقت اپنے جیلخانے کا حال بیان کرتی تھی بے اختیار آنسو نکل آتے تھے اور کہتے کہتے اس بیچاری کو غش آجاتا تھا تین برس کے بعد وہ بیچاری رہا ہوگئی۔ سزا دو برس کی دیگئی تھی مگر سال بھر اور قیدخانہ بھگتا اور کوئی نہین پوچھتا کہ یہ کیا اندھیر ہے جب اپنے ماں باپ کے پاس آئی اور رہائی پائی تو دس دن بھی اچھی طرح نہ رہنے پائی تھی کہ تو پولیس کے سپاہی اُسکی تلاش مین پروانۂ اجل لیے ہوے آن پہونچے اور گرفتار کرلے گئے آرزو ہی رہگئی کہ اے کاش اس مصیبت زدی کا جرم تو معلوم ہوتا مگر اس آرزو کا خون ہوا اور وہ جلاوطن کردیگئی اور اس قید خانے مین حاکمون کا قاعدہ ہے کہ قیدیون کو پٹواتے ہین اور بعض کو برچھی کی نوک سے زخمی کرکرا کے نمک چھڑکتے ہین ان کل باتون کے مقابلے مین تو حضور بہت عفو ہین آرخنجل مین بہت سی شریف زادیان قید ہین ہزارون کی راہ سے شریف تھی عورتون کو ذرا سی خطا اور ذرا سے شک مین گرفتار کرلائے اور چھوڑدیا اور کہدیا کہ اگر اس ضلع سے باہر گئی تو لوٹ جائیگی میرے چچا نے بیان کیا تھا کہ ایک دفعہ جو وہان گئے تو ایک عورت نے انسے اپنا حال زار یون کہا مین ایک شریف کی لڑکی ہون۔ اُڈیسا کے دارالعلم مین کچھ طلبا نے فساد کیا تھا۔ جسکے جرم مین اُنکی مان بہنین بھی پکڑی گئین۔ چندروز کا عرصہ ہوا کہ اس سلطنت مین ایک حکم نسبت قطع برید داڑھیون کے صادر ہوا تھا جسکی وجہ سے ہزارون بیچارون کی داڑھیاں اُڑگئین جو لوگ عزت دار ہین اُنکو اپنی داڑھیون کے واسطے دنیا بڑا اعلی ہذا القیاس ایک قسم کے کوٹ پہننے کی ممانعت ہوئی تو یہ کیفیت تھی کہ درزی گلی کوچون مین مقراض لیے کھڑے رہتے تھے اور جسکے کوٹ کا دامن تعداد منظور شدہ سے زیادہ دیکھا اور اسکی قطع برید کردی۔ یہانتک جو ہمنے کیفیت ظلم بدعت سلطنت حکام

روس کی تحریر کی ہو وہ خاص باشندگان روس کی نسبت ہے ممالک مفتوحہ کا جنکی رعایا سے کوئی تعلق قومی مذہبی حکام و بادشاہ کو نہین ہے اُس سے بدتر حال ہوا اور اُنپر تو جو ظلم از جانب روس ہوتا ہے وہ قابل بیان نہین -

جسدن سے قبضہ روس پولینڈ پر ہوا اُس دن سے حکم شاہی کے بموجب کل اسکول و دار العلوم بند کردیے گئے تاکہ رعایا تعلیم حاصل کر سکے - سولھوین صدی مین پولینڈ مین سات دار العلوم تھے اب صرف دو رہ گئے اور وہ بھی اُس جز مین جو پر قبضہ آسٹریا ہے پولینڈ کے باشندونکو اپنی زبان اصلی مین گفتگو کرنیکی سخت ممانعت ہے انکو حکم شاہی ہے کہ اپنے گھر مین روزمرہ گفتگو زبان روسی مین کیا کرین اگر کوئی باشندہ پولینڈ اپنی زبان مین گفتگو کرنیکے جرم مین ماخوذ ہوتا ہے تو اُسپر سزائے سنگین ہوتی ہے جسوقت تک کہ انکے پاس کوئی جائداد اور مال باقی رہتا ہے اسوقت تک انپر جرمانہ اسقدر سنگین کیا جاتا کہ وہ آخر کار بالکل فقیر ہو جاتے ہین اور تب قید کرکے برفستان سیبریا کو روانہ کردیے جاتے ہین جو لوگ سوای اپنی دیسی زبان کے دوسری زبان سے بالکل ماہر نہین ہین انپر اس حکم کی کیا سختیان گذرتی ہونگی یہ خوب سمجھ سکتے ہین جو کسی دوسری زبان سے خود واقف نہین ہین اکثر مورخون کا قول ہے کہ حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صدی مین کم سے کم قریب دس لاکھ باشندگان پولینڈ روس کے جبر و ظلم کی وجہ سے ضائع و ہلاک ہوئے ہین

یہ باتین ہو تی ہی تھین کہ جیلر نے دوڑ کر اپنی بہن سے کہا بھاگو - وہ آگئے - یہ سنتے ہی وہ بدحواس ہوکے بھاگی اور شہزادی دروازے کیطرف دیکھنے لگی کہ کون آتا ہے -

اتنے مین کپتان رپ رپ کرتا ہوا آیا - پہلے جیلر کو دھمکایا کہ تو اسوقت دوڑ کے کیون یہان آیا تھا اور دھمکا کر نظر بند کردیا - شہزادی سے کہا - آج شب کو مطلق نہ سونا مین بارہ بجے آکے تمکو نکال لیجاؤنگا -

شہزادی نے کہا تم ایسے جھوٹ بولنے والے آدمیون کی باتون کا ہمین یقین نہین آتا - اب ہم جسطرح ہین اسی طرح زندگی کے دن پورے کرلینگے -

کپتان قدمون پر گر پڑا - اور کہا جان من ایسی بات ہے بھلا مجھے دھوکا ہوگیا اور اسی سبب سے مین تمسے مل نہ سکا مگر آج اس خوبصورتی سے لیچلون کہ کانون کان کسی کو خبر بھی نہ ہو ایسی بات ہے بھلا -

یہ کہکر کپتان رخصت ہوا اور صبح کو جیلر نے وہ کمرہ خالی پایا تو گورنمنٹ مین رپورٹ کی برسون تحقیقات رہی اور ہزارون آدمی بیگناہ مورد عتاب ہوے مگر شہزادی اور کپتان کا حال کسیکو نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئے - ع

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت -

اب جیلخانے کے محافظون پر آفت آئی - دربانون کی شامت آئی - ایک ایک سے سخت بازپرس ہونے لگی سب حیران کہ یا الٰہی شہزادی کیونکر نکل گئی اور کدھر سے جیلخانے کے باہر گئی - عرصۂ دراز کے بعد معلوم ہوا کہ شہزادی کپتان کے ساتھ امریکا مین مزے سے زندگی بسر کرتی ہے -

دلبران بالا بلند و گیسو کمند کی جادو طرازی اور نواب صاحب کے دربار مین میان آزاد کی تعظیم و تکریم اور خوجی کی فقرہ بازی ۵

بہار گائیو مطرب جہان گلستان ہے — پیالہ دیجیو ساقی کہ جوش باران ہے
برنگ گل جسے اب دیکھئے وہ خندان ہے — بہار عیش سے ہندوستان گلستان ہے
بہار باغ مین کیا کیا کھلا ہے سبزۂ گل — شگفتہ غنچۂ منقار عندلیبان ہے
ریاض دہر مین پھرنے لگی ہے صورت — مراد دل عقب آرزو شتابان ہے
چمن مین بات جو کیجے تو منھ سے پھول جھڑین — اب ابر نو نہین یہ فیض بہار بستان ہے
کہین ہے آئینہ سے صاف تر زمین چمن — کہ اس سے سبزۂ نارستہ تک نمایان ہے
نسیم جانب گلشن چلی یہ کہتی ہوئی — اگر ہوا آتش نمرود دم مین بستان ہے
زبان حال سے کہتی ہے موج نکہت گل — اب اس نون یہ ہجوم گل گلستان ہے
نگہ نہین ہے کہ گردش مین چشم نرگس کی — جو کیجے بے حرکت تو یہ بہشتان ہے

کہان تلک بھرے دامن مین گل نگہ بچھین
چمن مین خرمن گل سے تا گریبان ہے

ہر بوستان بسالت شمع بیشہ شجاعت دلیرون کی جان و روح عزیز و ممدوح حضرت آزاد کو شوق چرایا کہ یاران قدیم اور محبان صمیم مہ وشان زرین کمر اور معشوقان پری پیکر جنسے کبھی یاد اللہ تھی اُن سب سے ملتے ہوے چلین ذرا حسن آرا بیگم کو اور بھی اشتیاق ہو ع

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

سب سے پہلے زینت النسا اور اختر النسا کے میکے کی راہ لی جب اُس قصبے مین پہونچے تو ایک مقام دیکھ کر خواجہ بدیع الزمان بدیع یاد آئے اور آپ ہی آپ بے اختیار ہنسنے لگے۔ ایک گاڑی پر کچھ سواریان تھین انمین سے ایک کم سن شوخ نازنین نے قہقہہ مار کر کہا اے واہ یہ انسان مین حواس ہی حواس تو ہین اور سب کیا۔ واہ رے مردوے شکل و صورت تو اچھی ہے دیدار و آدمی ہے مگر دماغ کی طرف گرمی ضرور چڑھ گئی ہو۔ آزاد آواز سے تاڑ گئے کہ کوئی تو خیر مغرور طرار ہے اور زندہ دل رنگین طبع آدمی تو تھے ہی آہستہ سے کہا کہ جب ایسی ایسی پیاری صورتین نظر آئین تو انسان کے ہوش حواس کیونکر ٹھکانے رہین۔ خدا اس حسن و آرائش کو دن دونی رات چوگنی ترقی دے۔ آمین۔ وہ نگار گل رخسار تنک کر بولی۔ اے یہ تو دیکھنے ہی کو دیوانہ معلوم ہوتا تھا اپنے مطلب کا بڑا پکا نکلا سچ ہے ع

دیوانہ بکار خویش ہشیار

اور اسنے ہمارا حسن کہان سے دیکھ لیا۔
آزاد۔ اس پردے سے تین چھن کر نور آتا ہے ع

نہین روزن جو قصر یار مین پردا نہین ہوگا
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن تک

معشوق۔ نہین میان ہم ڈر گئے تمھین کیون بھائی بے دھڑک آدھا بیٹر اللہ نے تمکو وہ صورت دی ہے کہ لاکھون کرو ڑون مین ایک ہو مگر اس شکل صورت پر لمبے لمبے مشکبو بال ہون مانگ جمی ہون بالون مین سوندھ رومال والا تیل پڑا ہو باریک شربتی کا انگرکھا ہو۔ تین کرتی کا۔ صراحی بنی ہو کرتا پھوٹ پھوٹ کے نکلے۔ شربتی کے انگرکھے اور جالی لوٹ کے کرتے سے گورے گورے ڈنڈ شنجرف کے سے نظر آئین چست گھٹنا ہو ایک اشرفی کا ٹاٹ بافی بوٹ زیب پا ہو اور جو کامدانی کی پیاری صدری پہن لو تو آہا ہو۔ اس بدلی مین جوبن ستم ڈھائے۔ عطر سے از سر تا پا بسے ہو پیچھے مصاحب رفقا حضور خداوند پیر و مرشد قبلۂ عالم سرکار کہتے ہوے آہستہ آہستہ ہمراہ رکاب ہون خدمتگارون کے ہاتھ مین کابین اور بیڑھن ہون جیو تب

اس ٹھاٹھ کے ساتھ چوک سے نکلو دو رویہ کروں پر کشادہ ہونے لگے۔ انگلیاں اٹھیں کہ وہ زمین چل رہے ہیں ارباب نشاط آپس میں باتیں کریں کہ ہیں یوں تو خدا کی خدائی میں ایک سے ایک بڑھکر جری اور قبول صورت جوان دیکھنے میں آیا مگر سچ کہنا اس سج دھج تک سک کلے ٹھلے کا گبھرو بھی نظر پڑا ہے میں تو دیکھتے ہی دیوانی ہوگئی اور وہ مستانہ چال ہے کہ جکو رسا منے چلے تو بھوبھڑ معلوم ہونے لگے۔ تم وہ بریا جوان ہو مگر خیر سے آنکھ کے آگے ناک سوجھے کیا خاک۔ یہ سب چھوڑ سپے پر پیچ کرا کے لنڈورے ہوگئے اے داوری آپ کی عقل۔

اک ذرا میں بھی تو حضور کے رخ انور کی زیارت کروں آخر انسان ہم بھی ہیں۔ پھر انسان کو انسان سے پردہ کیا۔

معشوق۔ (مسکرا کر) اے ہے آپ بھی خیر سے انسان ہونے کا دم بھرتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔ مینڈکی بھی چلی مداروں کو۔

آزاد۔ وہ بیوفائی تو تمہارے فرقے کا حصہ ہے۔

معشوق۔ (پردہ ہٹا کر شوخی کے ساتھ) اے صاحب لیجیے بس اب تو چار آنکھیں ہوئیں۔ اب کلیجے میں ٹھنڈک پڑی۔

آزاد نے دیکھا تو سوچنے لگے کہ یا خدا یہ صورت تو کہیں دیکھی ہے۔ اور اب خیال آتا ہے کہ آواز بھی سنی ہے مگر۔ اسوقت ذہن سے بات اتر گئی یا الٰہی کہاں دیکھا تھا۔

معشوق۔ پہچانا ہے۔ بھلا اتنا نہیں سمجھتے کہ بے جانے بوجھے میں جوان جہان تم غیر مرد نا محرم سے اسطرح بے جھجک کیوں باتیں کرتی اور پھر کوئی ایسی ویسی کالی کلوٹی چیچک رو بد قطع چھوکری ہوتی تو مجھے پوچھتا ہی کون ماشاء اللہ سے وزیرزادوں بادشاہزادوں کی نظر پڑتی ہی اول تو بہار بن ہی کیا ہے۔ دوسرے خدا داد حسن تیسرے اللہ نے شوخی رگ رگ میں کوٹ کے بھری ہے ایک رئیس زادے ہیں نواب بنے صاحب۔ چک منڈی کے پاس ایک حاطہ ہے اسمیں رہتے ہیں مجھسے کوئی دو دو باتیں ہوئی یقین کہ بس بے اختیار کہہ اٹھے کہ ڈھونیاں تو بہت دیکھیں مگر اس آن بان کی کم۔ ع

تا غمزۂ تو خنجر بیداد برکشید
ہر کس کہ سر نکرد فدا در سر کشید

آزاد۔ یا الٰہی اس تمہید کو ختم کیجیے۔ یہ تو بات معلوم ہو کہ آپ کون ہیں مجھے تو اتنا یاد آتا ہے کہ کہیں دیکھا ہے مگر یہ خیال نہیں کہ کہاں دیکھا ہے۔

معشوق۔ اچھا ایک پتہ دیتے ہیں اب بھی نہ سمجھو تو خدا تمسے سمجھے۔ بتا دوں کسی نے یہ غزل گائی تھی یاد ہے۔ ع

کوئی مجھسا دیوانہ پیدا نہوگا — ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہوگا
نہ دیکھا ہو جسنے کہے اسکے آگے — ہمیں لن ترانی سنانا نہوگا
گیا ہوگا گلگشت کو جبکہ وہ گل — تو گلزار پھولا سمایا نہوگا
قیامت کے منکر ہیں جو ای ستمگر — ترے قد و قامت کو دیکھا نہوگا
کبھی اسکی ہمسے نہ جائیگی ہرگز — فلک جب تلک خوب سیدھا نہوگا

وہ ایسا نہیں چپ رہے بات سنکر
کوئی اور ہووے گا گویا نہوگا

آزاد۔ اب سمجھ گیا۔ پہلے وہاں کی خیر و عافیت بیان کرو۔

ظہورن۔ اللہ کا فضل ہے۔ دونون بہنین مزے سے رہتی ہین اختر النسا کے میان تو اُنکا زیور دیور کھا پی کے بھاگ گئے تھے اب اُنھون نے دوسری شادی کی ہے اور زیب النسا بھی خوش و خرم ہین۔

آزاد۔ تو ہم اب اُنکے میکے مین جائین یا سسرال

ظہورن۔ سسرال نہ جائیے۔ میکے مین چلیے اور وہان سے کسی مہری کی زبانی پیغام بھیجیے۔ یہ سب سے بہتر بات ہے

آزاد۔ کیا تم بھی وہان ہی چلتی ہو خدا جانے اُنکے مزاج کیسے ہین یا نہین آدمی معقول ہین اور رنجان مرنج کسی کے لینے مین نہ دینے مین۔

ظہورن۔ ہمنے تو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ حضور ہین جب مین اِس بے تکلفی کے ساتھ آپ سے باتین کرنے لگی تو یہ دونون مجھے چٹکیان لین اور سمجھائین کہ کبرا کے لیے اس مسے اختلاط کی باتین نہ کرو اللہ جانے صاحب ہے گورا ہے کوئی یہودی ہے تم اُنگلیان مٹکا مٹکا کے شوخی کے ساتھ باتین کرتی ہو۔ وہ مرد تم عورت ناحق بن ناحق کو بیٹھے بٹھلائے فضیحتی تو تو مین مین ہو اُس سے کیا فائدہ۔ اور مین اپنے دل مین ہنسون کہ ہمتو اپنی سرکار سے چہل کر رہے ہین اور یہ کانپتی جاتی ہین تھرائی جاتی ہین۔ بدن کانپ رہا ہے۔ جب عمدہ خانم نے میرا مُنھ بند کر دیا اور کہا او بدبخت اِس عثمانی پر خدا کی مار ایک ایسے نامحرم پر آوازے کستی ہے جسکے مُنھ سے آگ جھڑتی اور چہرے سے جلال برستا ہے مین نے کہا مین سرشت ہوئی ہون۔ اُنکی ادا اُنکی جوانی اُسکا شباب مجھے دل سے بھاتا ہے

مرد جیلی ہے ہین سنکر ہوے یہ طرز گفتگو ۔ ایک عالم جسپہ مرتا ہے وہ عالم چال کا

آزاد۔ ہمکو ان دونون کا کچھ حال معلوم ہی نہوا۔

ظہورن۔ بس حضور اب ذری زبان نہ کھلوائیے۔

آزاد۔ خیر باشد یہ کیون۔ اِسمین ہمارا کیا قصور ہے۔

ظہورن۔ بے ادبی معاف جان بخشی ہو تو عرض کرون بیشک حضور ہی کا قصور ہے پاؤ اُنگل کا ایک پرزا اتک نہ بھیجا اور اوپر سے قصور پوچھتے ہین۔

آزاد۔ ہماری وفاداری اور سچی محبت کو دیکھو کہ پہلے اسی آستانے کی زیارت کو آئے ورنہ ہمین کیا غرض تھی۔

یارب دب رہا ہے جنون مین بھی اسقدر
آتا ہون سجدے کرتا ترے آستان تلک

ظہورن۔ حضور جسدن زینت النسا بیگم کے میان نے اُنسے کہا کہ لو آزاد واپس آتے ہین۔ مصر تک آگئے۔ بس بیساختہ یہ شعر زبان سے نکلا۔

کون صیاد گل رخسار سے جیسا دے ہے ۔ شور بلبل کم نہین شور مبارکباد سے

مگر روز کہا کرتی تھین کہ آزاد کی جدائی کا غم میرا کلیجہ کھا گیا مجھے کہین کا نہ رکھا لیکن حضور اسقدر کے پاکباز بھی کم دیکھے ہونگے اللہ ری پاکدامنی اب چلیے تو خلیے مین عرض کرون اب اُنکے میکے مین بس ایک اُنکی چچی ہین اور ایک اور کوئی دُور دراز رشتے کی ہین۔

آزاد نے کہا آپ دن تھوڑا ہے اور فرصت کم اور باتین بہت کرنی ہین چلنا چاہیے ظہورن بولی چلیے۔ بلکہ اگر تکلیف نہو تو گاڑی بھی اِسی بہلی پر آکر بیٹھ جائیے آزاد نے کہا یہان تو میدان بلود رچھ ویرانہ آبادی کا نام نہین۔ یہان کون دیکھتا ہے مگر ہمارے لیے اتنی یہ بات بیہودہ ہے سو خدا خوب جانتا ہے کہ یہان صرف اس شعر پر عمل ہے

بتون کو جو دیکھا گنہ کیا ہمارا ۔ خدا کی خدائی تماشا ہمارا

کبھی آج تک بدی کی طرف طبیعت مائل ہی نہین ہوئی نفس امارہ

ہمیشہ مغلوب کرتے رہے ہاں منشی کی لگی جہل مذاق ہو تو ہمیں
بند نہیں سودہ بھی دور ہی دور رہے۔ حسن آرا بیگم سے جو وعدہ
کیا تھا اسپر ابتک قائم ہیں ایک ایک مہ جبین اور ایک
ایک ناز آفرین نظر سے گذری مگر دل نے یہی گواہی دی کہ حسن آرا
سے بڑھکر کوئی خوبصورت تدرو رفتار گل رخسار غنچہ دہن سیم بدن
نازنین تیز طبیعت خوش طلعت اور انتہا کی طرار و حاضر جواب ہے

نقشہ بنا کے اس نے دکھا دی جو اسکی داد	تصویر بول اٹھی کہ حاضر جواب کی

ظہورن۔ تو اب آنا ہو تو آیئے۔ اب شام ہوتی ہے۔
آزاد۔ نہیں الگ ہی الگ چلنا اچھا ہے۔ کیا ضرور ہے کوئی
اعتراض کرے کوئی برا بھلا کہے خواہ مخواہ کی بدنامی سے کیا فائدہ
ظہورن۔ حضور پر تو زینت النسا خدا نخواستہ جان دیتی تھیں
اور دن رات کہا کرتی تھیں کہ یا خدا کسیطرح آزاد کا دل
حسن آرا کی طرف سے پھر جائے۔
آزاد۔ وہ تو انکی باتوں سے مترشح ہوتا تھا۔ الغرض زینت النسا کا
میکہ وہان سے چند ہی قدم کے فاصلے پر تھا ادھر پہلی ادھر آزاد کی
فٹن پہونچی۔ ظہورن نے اندر جا کر زینت النسا کی چچی کو اطلاع دی
کہ آزاد آئے ہیں متحیر ہو کر کہا اللہ اللہ آزاد آئے ہیں فوراً بلاؤ
آزاد۔ بندگی عرض کرتا ہوں اوہ اتنے ہی دنوں میں اسقدر بوڑھی ہوگئیں
چچی۔ بیٹا اب ہماری جوانی کے دن تھوڑا ہی ہیں تم کہو خیر و عافیت
کے ساتھ آئے۔ آنکھیں تمھارے دیکھنے کو ترس گئیں۔
آزاد۔ جی ہاں۔ میں بخیریت آیا۔ دونوں صاحبزادیوں کو بلوائیے
سنا زینت النسا کی بھی شادی ہو گئی ہے۔
چچی۔ ہاں اب تو دونوں بہنیں کچھ انگریزی بول لیتی ہیں اختری کا
دولہا یون تو بالکل لائق نکلا۔ زیور گہنا پاتا سب بیچ کر کھا گیا۔
اللہ جانے کدھر نکل گیا۔ اب دوسری شادی ہوئی ہے۔
ایک ڈاکٹر ہیں ساٹھ تنخواہ ہے اور اوپر سے کوئی چار روپیہ روز
کی اوسط پڑ جاتی ہے خوش و خرم ہیں۔ اور اختری کو پیار کرتا ہے
اور زینت النسا کے میاں اسکول میں پڑھاتے ہیں دو سو کی طلب
ہے اور اخبارون سے بھی انکو کچھ نہ کچھ مل رہتا ہے غرض کہ دونوں اب
خوش ہیں اور اچھے گھر گئی ہیں۔ زینت تو روز تمکو یاد کیا کرتی تھی
کہ یا اللہ آزاد کبتک آئینگے اور اخبارون میں اکثر تمھارا ذکر پڑھنے میں آتا
تھا دونوں بہنیں خوش ہوتی تھیں کہ آج فلاں لڑائی میں آزاد نے فتح پائی آج
فلاں قلعہ مسمار کر دیا آج ادھر یورش کی کل اسقدر روسیون کو زک دی۔
آزاد۔ جناب قبلہ کی وفات کا سخت رنج ہوا۔ گو مرحوم

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

راوی۔ بہت جلد یاد آیا کہ اس بڈھے کی تعزیت کے لیے
کوئی کلمہ زبان سے نکالیں۔ انکو زینت النسا اور اختر النسا کے
حالات سے یہ کہان فرصت تھی کہ ادھر مخاطب ہوتے۔ یا سے خبر تم پوچھو
چچی۔ ہاں وہ تو اچھے گئے مگر مجھے کہیں کا نہ رکھا۔
آزاد۔ اتفاق بھلا انکی شادیاں انکے سامنے ہوئی تھیں
چچی۔ دونوں کی شادیاں کر کے مرے۔ کوئی چھ مہینے کے بعد
اتنے میں ظہورن نے کہا اے اب انکے بلانے کو آدمی بھیجو
او بی اللہ کب سے آئے ہیں۔ ابتک تو ہمنے دس پھیرے کیے ہوتے
مگر تم سب کے سب چپ چاپ بیٹھے ہو۔ آدمی بھیجو۔ مہری بھیجی
گئی پہلے اسنے زینت النسا کی سسرال میں جا کر چپکے سے
کہا بی بی صاحب وہ آئے ہیں جنکے ساتھ بونا سا نہیں تھا
کہیں بڑی دور کا سفر تھا وہیں نہیں گورے گورے
جوان بہت خوبصورت ہیں وہ آئے ہیں۔ کہا ہے
کہ اپنے ساتھ ہی لاکر دونوں بہنوں کو بلوایا ہے۔
زینت النسا نے کہا کون آزاد تو نہیں کہا جی ہاں خوب پہچانا آزاد

زینت النسا نے جو آزاد کی خبر سُنی تو مہری سے کہا سچ سچ آزاد آ گئے ہین اُسنے کہا بی بی مین اپنی آنکھون دیکھ آئی ہون ڈاکٹر صاحب کے ہان بھی جاتی ہون۔

زینت النسا نے فوراً کپڑے پہنے اور ایک آیا ساتھ لیکر میکے کی طرف چلی۔ مکان کے اندر قدم رکھتے ہی غل مچا کر کہا ہیلو آزاد گڈ ایوننگ اِدھر سے آزاد اُدھر سے وہ پریزاد شوخی کے ساتھ جھپٹی اور ہاتھ ملا کر یون ہمکلام ہوئی

زینت النسا۔ واہ۔ واہ۔ بے مروتون کے بادشاہ اور بیوفاؤن کے سردار ایسے ہی ہوتے ہین۔ کیون صاحب جب سے گئے ایک پرزہ تک بھیجنے کی قسم کھائی۔

آزاد۔ یہ تو فرمایئے کہ یہ پوشاک کب سے زیب بدن ہوئی۔

زینت۔ جب سے شادی کی۔ اُنکا خوش کرنا ہمارا فرض ہے ہم اُنکی خوشی کے خواہان۔ وہ ہماری خوشی کے جویان وہ سو روپیہ ماہوار ی اسکول سے پاتے ہین اور اخبارون مین مدد دیتے ہین اسوقت مجھے لاکھون روپے ملگئے۔

آزاد۔ (آہستہ سے) زینت النسا خدا گواہ ہے میری روح اسوقت مسرور ہے کہ ایک تو تمکو دیکھا اور خوش وخرم دیکھا دوسرے مین نے یہ مژدۂ روح پرور سُنا کہ تمھارے میان پڑھے لکھے اور ذی استعداد آدمی ہین اور سب سے زیادہ خوشی یہ ہے کہ تمسے بنتی ہے۔ خوب یاد رکھنا میان اور بیوی مین جسقدر محبت و اُلفت ہو اُسی قدر لطف زندگانی ہے ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ جن میان بیوی مین اتفاق نہین وہ باہم خوش کیونکر رہ سکتے ہین میان بگڑے ہوئے ہین۔ بیوی مُنہ پھُلائے ہوئے ہین۔ واہ۔ شریف اور رذیل تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ مین کچھ تو فرق ہونا چاہیئے۔ میان بیوی پر عاشق ہو اور بیوی میان پر نثار تو سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

زینت۔ اب کہو حُسن آرا تو جامے مین پھولے نہ سماتی ہونگی

آزاد۔ اب مجھے کیا معلوم۔ مگر یقین تو ہے۔

زینت۔ آزاد حُسن آرا سے بڑھکر کوئی خوش قسمت ہو تو نے آج تمنے وہ نام پیدا کیا ہے کہ باید وشاید۔

واضح ہو کہ زینت النسا اور اختر النسا اُن عیسائی خاندانون مین تھین جنھون نے عہد شاہی مین لکھنؤ کی بود و باش اختیار کی تھی اور سرکار عظمت مدار سے اُنکی بسر اوقات کے لیے سرمایہ کافی دیا جاتا تھا اُنکے ہان کی عورتون کے دو نام ہوتے تھے ایک مسلمانی دوسرا عیسائی عورتین اکثر سایہ اور میمونکی پوشاک پہنتی تھین گھر سے باہر نکلنا معیوب سمجھا جاتا تھا بعض بعض جو باہر جاتی تھین وہ خاندان مین مشہور تھین کہ انکا دین ذلیل ہے مگر خاندان کے مردون کو اختیار تھا کہ جسکے ہان چاہین زنانے مین چلے جائین اختر النسا اور زینت النسا کو باہر جانے کی روک ٹوک نہین تھی مگر اپنون کے سامنے بے جھجک بازارون مین پھرنا انکو بھی ناپسند تھا۔ ہان دور دراز کے سفر یا ریل کی سواری مین بے نقاب جاتی تھین۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ زینت النسا کے حسن مبین اور جمال عابد فریب پر آزاد ہزار جان سے عاشق تھے اور اِس عروس سراپا ناز کو آزاد سے اِسقدر عشق تھا کہ دم بھر کی جدائی بھی شاق گذرتی تھی۔ آزاد نے دل لگی دل لگی مین کبھی کبھی اِس پری جسم کے رخسار چوم بھی لئے تھے مگر اُس زمانے مین اِن دونون کی شادی نہین ہوئی تھی اور زینت النسا سمجھتی تھی کہ اب نہین تو اور چند روز مین شاہد مراد سے ضرور ہم آغوش ہونگی۔ آزاد کی بوسہ بازی گو خلاف حیثیت تھی مگر بدی کی راہ سے نہ تھی۔ باہم روشنون مین ٹہلتے ہوئے کبھی کبھی رخسار گلرنگ

کا بوسہ لے لیتے تھے اور جب زینت النسا تنگ ہو کر برا بھلا کہتی تو شرما کے ہاتھ جوڑتے اور اپنے دل میں سخت خفیف ہوتے تھے مہینوں ایسا ہوا تھا کہ آدھی آدھی رات تک باغ میں بیٹھے کہانیاں کہہ رہے ہیں مگر ممکن کیا کہ دونوں میں کسی کی نیت بھی ڈانواں ڈول ہو کیا مجال ابکی آزاد نے زینت النسا کی بات چیت اور برتاؤ میں کسی قدر فرق پایا اور ظاہر ہے کہ جب شادی ہو گئی تو اب آزاد کے ساتھ اس لطف سے کیونکر پیش آ سکتی تھیں۔ تاہم محبت میں ذرا کمی نہ تھی۔ خیر۔

اتنے میں اختر النسا بھی آئیں مگر انکی وضع میں نیم پن بہت کم تھا آتے ہی کہا مبارک۔

آزاد نے بکمال فصاحت و بلاغت میاں اور بیوی کے باہمی اتحاد و موافقت کی نسبت یوں تقریر کی۔

دنیا میں اس سے زیادہ اور کوئی نعمت نہیں ہے کہ نیک سیرت اور پاکدامن اور تربیت یافتہ حسینہ جمیلہ ذی ہوش بیوی ملے ہندوؤں کا قول ہے کہ جن خوش نصیب خوش قسمت آدمیوں نے اس جنم میں سونا دان کیا ہوتا ہے انکو اس جنم میں چاندی سی بیوی ملتی ہے اور حق یوں ہے کہ پری پیکر گلرخسار بیوی باعث آسائش تن ہوتی ہے مگر ساتھ ہی اسکے حسن باطنی کی دولت سے بھی مالامال ہو۔ انسان چاہے کیسے ہی غم و فکر میں ہو ممکن نہیں کہ تربیت یافتہ فہمیدہ اور حسین بیوی اسکے غم کو دفع نہ کر دے مصر میں مجھے واپس آتے ہی کئی روز تک اس محلے میں قیام کرنے کا اتفاق ہوا جہاں یوروپین رہتے ہیں پڑوس میں ایک جرمنی کا مکان تھا۔ میاں کا سن تیس برس کا بیوی جو تیسویں میں ایکدن اس جرمنی کے افسر نے خفا ہو کر کہا کہ ہم تمھیں موقوف کر دینگے۔ جرمنی کو یہ کلمہ سخت شاق گذرا اور گھر میں آیا ملول و

غمگین آتے ہی بستر پر بکمال افسوس لیٹ رہا اسکی بیوی نے کہ طبع سلیم سے بہرہ وافی اور معدن عقل خداداد تھی فراست سے دریافت کیا کہ میاں اسوقت خلاف معمول جو دفتر سے آ کر اس حسرت کے ساتھ لیٹ رہے اسکا کوئی سبب خاص ضرور ہے۔ پہلے سمجھی کہ شاید طبیعت بے لطف ہو گئی ہو۔ میاں کے قریب جا کر بیٹھی تو عقل سے دریافت کیا کہ اس امر کا باعث علالت طبع نہیں کچھ اور ہی ہوگا۔ فوراً باغبان کو حکم دیا کہ تازہ تازہ گلہائے سبز توڑ کر گلدستہ بنائے کئی گلدستہ سرہانے پر رکھے اور خود بن ٹھن کر لباس بیش بہا زیب بدن کر کے قریب آن بیٹھی پھولوں کی بھینی بھینی مہک نے انکے دماغ کے ساتھ وہ کیا جو کحل الجواہر آنکھ کے ساتھ کرتا ہے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ سرہانے عروس نازنین نگار زہرہ جبین بصد شان دلربائی ٹھسے کے ساتھ متمکن ہے۔ کل فکر و غم بھول گئے اپنی پیاری بیوی سے بکمال طرب یوں ہمکلام ہوئے۔

میاں۔ ان گلدستوں کی بوئے عنبر بار نے میرے دل کے ساتھ اسوقت وہ کیا جو مار گزیدہ کے ساتھ تریاق کرتا ہے مگر اس سے زیادہ لطف تمھارے رخسار کے نظارے سے حاصل ہوا ادھر گلدستوں کی نکہت روح افزا سے نسیم عنبر آلود ہے۔ ادھر رخسار انور کی چمک دمک سے دل کو تازگی حاصل ہوتی ہے کہ

دل من داند و من دانم و داند دل من	

بیوی۔ اگر جی چاہے تو اٹھ کر چمن کی سیر کرو۔

میاں۔ تمھارا سراپا کیا کم چمن سے ہے ؎

رفتار میں عالم ہے تری سرو رواں کا	قد سرو ہے رخسار ہے گل آنکھیں ہیں نرگس

الغرض ان دونوں میاں بیوی کا مکالمہ دلآویز سنکر میں انتہا سے زیادہ خوش ہوا کہ میاں بیوی میں محبت ہو تو ایسی ہو۔ وہ میاں کیا جو بیوی کا عاشق زار نہو وہ بیوی کیا جو میاں پر

سے دل سے نثار ہو۔

ایک مرتبہ بسنت کے دنون مین حسب اتفاق ایک گانون مین گذر ہوا تو کیا دیکھتا ہون کہ عورتین سولہ سنگار کر کے اٹھکھیلیان کر رہی ہین اور سب کی سب زرد پوش بسنت کا لطف جیسا اس گانون مین دیکھا متنا ہی رہی۔ کہ اچھے اچھے شہرون میں اسکی نصف کیفیت حاصل ہو اور واقعی ہندوستان کا بسنت ہوتا ہی ایسا ہی کہ جسقدر زیادہ تعریف کیجیے می زیبد کسی نے خوب کہا ہے چند البسنتی پوش ہولی بازان ہند کہ زعفران زار کشمیر یک گلستان رنگ باختہ اوست و گلستان کابل حسرت آب رنگ اوست بر چہرہ زنان صد چمن رنگین ساختہ و سیمین تنان ست کیمیا سازی کشودہ۔ بر سر ہم آب طلا ریختہ و صراحی گردنان شبو برنگس خواب آلودگی و گر گلاب بیدار بلج شدہ در چنین ہنگام رنگ آمیزی فانوس اگر ہم رنگ شعلہ شمع نشود بمقراض گلگیر بریدنی ست و چادر مہتاب اگر برنگ زعفران رنگین نماید بہ پنجہ مہر دریدنی ست زبان برگ گل در وصف گلال لال ست و اگر چہ تو دید دماغ غنچہ شمیم عنبر ابیر نزیست گرچہ بیدہ۔ باغ از رستہ فوارہا چندین ہزار پچکاری سامان کردہ بہ تجار غبار راہ ہولی بازان تحیر بدامان بستہ صفحہ خاک از سودہ مطلق کاغذ زر افشان دور ساغر باگردش چشم محبوبان و چشمک دل موج می با بردی خوبان باشارہ ابرو در سخن شاہین ترازوی می فروشان با ابروے بتان ہمہ پلہ حباب بادہ با صفاے چہرہ گلعذاران کلہ کجلہ ہر سو از ہجوم ساغر شگوفہ زار لیست نمایان و ہر طرف از انگشت ساغر کشان ہار اے باطلوع نشان و نوامان۔

اب سُنیے کہ ادھر تو آزاد یا شاجوش مین یہ پڑھ رہے تھے ادھر وہ دونون مہ وشان سہی قد نازک بدن باہم چپکے چپکے باتین کرتی ہوئی مسکراتی جاتی تھین جب آزاد نے یہ کیفیت دیکھی تو ذرا خاموش ہو رہے

زینت النسا نے کہا۔ ہان ہان آپ فرمائیے آپ کیون خاموش ہین آزاد بولے تم دونون کے مسکرانے سے مجھے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی مذاق کی بات ہے اختر النسا نے مسکراتے ہوئے شوخی کے ساتھ جواب دیا آپ اسوقت ہین کہان۔ ذکر بسنت کا اور تعریف ہولی کی بسنت کے شعر پڑھتے ہوتے تو خیر مضائقہ نداردے

پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی | ہے جلوہ تن سے در و دیوار بسنتی

آزاد۔ دل مین بہت ہی شرمائے۔

زینت۔ ہان خیر یہ جوش کی بات تھی اب مطلب کہیے۔

اختر۔ اللہ جانتا ہی کہ آپ کی اس تقریر کا بہت بڑا اثر ہوگا

زینت۔ اول خود لائق دوسرے تجربہ کار آدمی۔

آزاد۔ میرا منشا صرف یہ ہے کہ میان بیوی مین جسقدر زیادہ الفت اور محبت ہوگی اسیقدر زیادہ آسائش و آرام سے بسر ہوگی نہ کہ ایسا اور جوتی پیزار اور لڑائی جھگڑے مین بڑی بڑی خرابیان ہوتی ہین جنسے خدا بچائے۔

دلبر لالہ رخسار سیم اندام زیبا خرام مہر سپہر حسن و صفا زینت النسا بیگم نے کہا آزاد بہت صحیح کہتے ہو واقعی میان بیوی کو باہم اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے کہ ایک جان دو قالب ہون ہمارے نزدیک اس سے زیادہ لطف و آسائش اور کسی امر مین نہین ہے دنیا ہو اور پیاری بیوی ہو عفیفہ پاکدامن حسینہ گلبدن بگردیسی زبان بڑی خوش نصیب وہ لوگ ہین لیکن مردون مین بھی بعض بعض ایسے بے حمیت ظالم ہوتے ہین کہ خدا کی پناہ۔ ان بد وضع دیون کو گھر مین چین ہی نہین پڑتا۔ بازاری عورتین چاہے کیسی ہی بدقطع بدشکل بدصورت چیچک رو ہون اور بیوی چاہے چاند کا ٹکڑا ہو مگر اپنی بدنصیبی کو کیا کرین بیوی دشمن اور چڑیل نظر آتی ہے اور وہ بیسوا بازاری عورت حور معلوم ہوتی ہی اس

ادبار کو کوئی کیا کرے اور سچ یون ہی کہ اگر مرد نیک دل اور تعلیم یافتہ ہو تو بیوی مطیع ہو جاوے اور لونڈی بنکر رہی ورنہ عورت بیچاری کیا کر سکتی ہی۔ بڑی بُرائی یہ ہے کہ محض شیطان کے ورغلانے سے لوگ ایک بیوی پر قادر نہین رہتے دو دو چار چار شادیان کر لیتے ہین یہ رسم اہل اسلام مین بھی جاری ہی اور بعض ہنود مین بھی مگر سو مین شاید ایک ہی ایسا ہوتا ہو گا جو سب بیویون سے برابر عدل کر سکے مرد وا چاہے فرشتہ بنکر کیون نہ آئے ہم نہ مانینگے کہ سب بیویون سے اُسکو مساوی محبت ہو گی جب چار بیویان ہوئین تو سن اور شکل صورت اور لگاوٹ مین چارون مختلف ہونگی۔ اب فرض کرو کہ ایک بیوی پانزدہ سالہ اور شیرین کلام نازک اندام کرشمہ ساز جادو طراز بلورین ذقن پستہ دہن ہی اور باقی بیویون مین کوئی سن سے کوئی بد قطع کوئی بدصورت۔ ساری خدائی ایکطرف ہو جائے مین نہ مانونگی کہ جسقدر اُس دلبر عشوہ فروش آفت ہوش سے میان کو لطف زندگانی اُسقدر کسی اور سے ہو۔ ٥

ہو رہا آنکھ وند ا پے کبھی شیدا تیرا | سب بیگانہ ہی اے دوست شناسا تیرا

آزاد یہ تقریر سنکر ازبس محظوظ ہوے۔ کہا زینت النسا اسوقت جو خوشی مجھے حاصل ہوئی ہی اُسکا اظہار محال ہی شکر ہی کہ تمنے پڑھا لکھا خوش لیاقت اور عالم میان پایا اِس سے ہمکو بڑی خوشی ہوئی یہ اُنھین کی صحبت کا اثر ہی کہ اب تم چشم بد دور اسقدر فہیم اور خوش بیان ہو۔ اختر النسا کے پہلے میان کا حال سُنکر البتہ ہمین کمال افسوس ہوا تھا مگر اب تم کہتی ہو کہ اُنکے میان کی عادت بھی اچھی ہی اور اُن دونون مین بنی ہوئی بھی ہی۔ تم دونون جیسی نیک اور خوش اخلاق اور پاکباز اور حسین تھین ویسے ہی زیرک اور تربیت یافتہ میان بھی پائے۔

اختری بولی اُس موے سے خدا بچے مجھے کہین کا نہین رکھا تھا جب تین مہینے تک میری خبر ہی نہ لی تو مجبور ہو کر مین نے ایک خط بھیجا۔ ٥

اے چارہ گر مریض بتیاب | اے نور فزاے چشم بیخواب
مرہم نہ زخمہاے عاشق | درد عاشق دوا اے عاشق
اے نبض شناس جان مضطر | ناسور دواے دیدۂ تر
اے مایۂ لطف زندگانی | جان بخش وفاے جاودانی
دھیان آپ کا اندنون کدھر ہے | کچھ حال کی بھی مرے خبر ہے
اک آگ سی لگ رہی ہی تن مین | شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
کیا عضو گداز یان کہون مین | انگشت نماے شمع ہون مین
بیمار ہون اور قریب مُردن | ہر دم ہی عذاب جان سپردن

اسکے بعد نثر مین بہت کچھ لکھا تھا مگر جواب ندارد۔ زندگی تلخ ہو گئی تھی۔ جان کے لالے پڑے۔ ایسی ہی حالت مین عورتین اور خصوصًا نوعمر عورتین آوارہ ہو جاتی ہین آخر کوئی صدمے کہان تک سہے۔ ٥

اس زندگی سے میرا دم آیا ہی ناک مین | آخر تحمل قلق و غم کہان تلک

مین ضبط کرتی اور میان کے جیتے جی رنڈاپے مین زندگی بسر کرتی مگر جب ضبط نہو سکا اور دل ہاتھ سے جاتا رہا تو مجبور ہو کر لکھنا پڑا کہ او بیرحم ظالم بے حجتی کہان تک اب دل کو اپنے قابو مین نہین پاتی ہون ورنہ شکایت نہ کرتی ٥

قابو مین نہین ہی دل ہم وصل اپنا | اس جور پہ جب کرتے ہین تجھسے گلا اپنا

آزاد پاشا چپکے بیٹھے ہی کو تھے کہ زینت النسا نے اُنکی تعریف کے پل باندھ دیے۔ آزاد اللہ جانتا ہے تمنے وہ نام پیدا کیا ہے کہ ہمارا ہی دل جانتا ہے اخبارون مین تمھاری تعریف پڑھ پڑھکر وہ بہت ہی خوش ہوتے تھے کہ اس

ہندی مسلمان نے بسالت و دلیری سے وہ نام پیدا کیا کہ آج ربع مسکون مین اسکا سہیم و نظیر نہین ہی پہلے جو پیغام شادی آیا اور رفتہ رفتہ سب باتین ٹھیک ہو گئین تو اُنسے جا کر کسی نے کہدیا کہ وہ آزاد پر دل و جان سے عاشق ہی اور مشہور ہی کہ آزاد کی چھپ کر اُس سے رسم ہی دو چار روز تک اُنکو شک رہا اور شادی ملتوی

تہمت ترے عشق کی لگادی مجھپر	کر دی مری جان حرام دی مجھپر

نے دن کو قرار اور نہ ہی رات کو خواب
دل نے ترے ہائے کیا بنادی مجھپر

مین سوچی کہ اگر اسی طرح بدنام ہوئی تو خدا ہی حافظ ہی بارے جب اُنکو یقین ہو گیا کہ دشمنون نے تہمت تراشی ہے تو کرجا مین جا کے شادی ہوئی۔

اختر۔ خدا لگتی کہنا آزاد۔ اُنکو تُسے عشق تھا یا نہین۔

زینت۔ اب اس سے کیا مطلب۔ اِسکا ذکر ہی بیکار ہی کبھی بھولے سے بھی زبان پر نہ لاتا۔

آزاد پاشا نے ایک خوش نصیب آدمی کا ذکر کیا جو اپنی بیوی پر دل و جان سے فدا تھا اور جسکی پیاری بیوی اپنے میان کی جدائی بھی گوارا نہین کرتی تھی۔ میان اور بیوی سچے عاشق و معشوق کیطرح ہر دم ایک ہی مقام پر لطف و مسرت کے ساتھ رہتے اگر میان کو احیاناً کسی وقت ایسے ضروری کام کے لیے جانا ہوتا جسمین بیوی کی چند روزہ یا تھوڑی دیر کی مفارقت سے اجتناب محال تھا تو اُدھر یہ ادھر وہ تڑپتے اور جب تک مِل نہ لیتے مثل ماہی بے آب مضطر و بیقرار و طپان رہتے۔ اُنکے گھر مین ہر دم خوشی ہی کے شادیانے بجتے تھے کسی وقت کسی گھڑی اُنکو ملول و افسردہ خاطر نہ پایا میان نے بیوی کو دیکھا تو غم و فکر منزلون دُور ہو گئی۔ بیوی نے میان کو دیکھا اور دل کا کنول کھل گیا اگر کوئی بھولی دل لگی مین آ کر کہتی کہ بہن آج تمھارے میان فلان عورت سے ہنس رہے تھے تو کبھی باور نہ کرتی۔

زینت افسانے کہا۔ ایسے میان بیوی کا کیا کہنا اور ایک نگوڑے ظالم مردوے ہوتے ہین جو بیوی کے ہوتے ساتھی کیا جانے کیا کیا ظلم ڈھاتے ہین۔

آزاد۔ اگر بیوی بھی خوش سلیقہ ہو تو میان ہاتھ ہی چھاتی رہین

اختر۔ واہ ہم تو مان چکے شہدے ہی تو لچے میان سے اللہ نہ کرے کہ کسی بھلے مانس کو پالا پڑے بڑی خرابی ہوتی ہی

زینت۔ ہان اچھا یہ تو خوش سلیقہ مین پھر اُنکے میان اُنکے بس مین کیون نہ آنے۔ جسکے مزاج مین پاجی پن ہو اُس سے بھلے مانس سے کبھی نہ نبیگی۔ میان تو آدھی رات تک چنڈو پیا چاہین بیوی گھر مین پڑے پڑے تارے گنین میان صبح سے جائین تو ایک بجے گھر مین آئین اور وہ بھی کسی روز آئے کسی روز نہ آئے۔ بیوی بچاری چھپر کھٹ پر پڑی ہوئی تنہا ایک بینی دو گوش کیا جانے کیا سوچ رہی ہی اور بعض آدمی جنکے مزاج مین کمینہ پن ہی اُنکا قاعدہ ہے کہ بات ہوئی اور بیوی کو مار بیٹھے ایسے شوہر سے تو بیوہ ہونا اچھا بھلے مانسون کی بہو بیٹیان بھلا مار دھاڑ کی عادی کیونکر ہون۔

اختر۔ یہ تو ڈھنیے جولاہے کوری چمارون کی باتین ہین

زینت۔ نہین بہن جو لوگ شریف کہلاتے ہین انمین ایسے موجود ہین کہ بات ہوئی اور تھپڑ دیا۔ جوتی سی اُتار دی اُتار لی

آزاد۔ ایسے مردون سے عورت کبھی خوش نہ رہیگی۔

اختر۔ اے چولھے کی جڑ مین جائین ایسے مرد جسبھی کنوئین مین کود پڑتی ہین۔ زہر کھا کے سو رہتی ہین۔ افیم کھا کے جان

دیدیتی ہین اور آخر کہین کیا بیچاریان۔

آزاد ۔ جس گھر مین میان بیوی مین نہ بنیگی اُسکو ہمیشہ تباہ ہی پاؤگے میان بیوی مین کیون نہ بنے وجہ کیا۔

زینت ۔ اُفوہ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک بڑھنگی عورت جسکا کوئی برس اٹھارہ ایک کا سن ہوگا اپنے میان کو ذرا سی بات پر ہاتھ بھیلا بھیلا اور اُنگلیان مٹکا مٹکا کر کوس رہی تھی مین نے جو کھڑکی کھولی تو دیکھا میان صحن مین چپ چاپ کھڑا ہے اور بیوی چھت پر سے ہزارون صلواتین سُنا رہی ہے اور اسطرح سے کوستی ہے کہ کوئی دشمن کو بھی نہ کوسے گا اللہ کرے تیرا جنازہ نکلے موت تیری قبر بنے۔ کتے کی موت بھونک بھونک کے جان دے۔ مرتے وقت کوئی تیری قریب پھٹکے

آزاد ۔ لاحول ولاقوۃ ۔ دونون بدنصیب اور کم بخت۔

اختر ۔ ایسی بیوی کا منھ لیکے جھُلس دے۔

زینت ۔ میرے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

آزاد ۔ اور رونگٹے کھڑے ہونے کی تو بات ہی تھی ہماری سمجھ مین نہین آتا اور پھر ایسے میان اور بیوی مین باہم میل جول کیونکر ہو جاتا ہے۔

اختر ۔ اللہ جانے۔ خدا بُرے سے پالا نہ ڈالے بڑی مصیبت پڑجاتی ہے کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتی۔

زینت ۔ اے بس ادھر تو کوس رہی تھی اُدھر میان باہر چلدیا تو لہرا لہرا کر گانے لگی۔ گویا کوئی بات ہی نہین ہوئی تھی تانین لینے لگی۔ ؎

غیرون پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا	میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب	تھا ساز گار طالع ناساز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے	مومن مآل کار کا آغاز دیکھنا

اختر النسا اور زینت النسا اور آزاد اور ڈومنی سب ملکر خانہ باغ کی سیر کو چلے یہ وہ مقام ہے جہان آزاد فرخ نہاد ان دونون مہوشان چست و چالاک شکین فتراک کے ساتھ شب کو گھنٹون چہلین کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی جوش طرب بوسے کی بھی ٹھہر جاتی تھی۔ مگر با اینہمہ ان دونون کے شیشۂ پاکدامنی کو سنگ بدنامی صادر نہین ہوا تھا چلتے چلتے ایک روش مین آزاد نے زینت النسا کا پیارا پیارا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اُم اختر النسا اور ظہورن سے دور ایک مقام پر لیجا کر کہا۔ زینت النسا سچ کہنا یہ درخت یاد ہے۔

زینت ۔ اب ان باتون کو جانے دو لڑکپن کی باتین ہین۔

آزاد ۔ مگر بخدا ہم تمھاری پاکدامنی کی قسم کھاتے ہین۔

راوی ۔ سب سے پہلے اُسی مقام پر آزاد نے اُس بدیع الجمال کے رُخسار رعنا کا بوسہ تر لیا تھا۔

زینت ۔ آزاد اب تمکو ان باتون کا ذکر کرنا نازیبا ہے۔

آزاد ۔ ہان ہے تو ایسا ہی مگر۔ ؎

دل آزردہ کہتا ہے نہ بولون یاس سے لیکن
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آ ہی جاتی ہے

زینت ۔ (قہقہہ لگا کر) اے ہے مین کہتی ہون تمکو ہو کیا گیا ہے کیسے بے تکے شعر پڑھتے ہو۔ بھلا اسوقت اس شعر کے پڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ماشاء اللہ چشم بددور مین بھی شعر پڑھ دون۔ ؎

نسیم گل مین ہے تاثیر معجز عیسیٰ
نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار

اب فرمائیے ہمنے اچھا شعر پڑھا یا آپ نے۔

آزاد - اجی ہوگا بھی - یہ بتاؤ کہ تمھارے میاں خوبصورت آدمی ہین - بہر قطع تو نہین ہین چاہیے جیسے ہون لطف کے ساتھ نباہ ہو -

آزاد نے نہایت ہمدردی کے ساتھ زینت النسا کو انواع و اقسام کی نصیحتین کین اور خوب ذہن نشین کیا کہ جہان تک ممکن ہو میان کی اطاعت مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھنا -

آزاد - اب کہین اطاعت سے یہ نہ سمجھ لینا کہ صبح اٹھکر میان کے قدم لے یا میان کو معاذاللہ خدا کے برابر سمجھے -

زینت - اسمین بھی کوئی عیب نہین ہی -

آزاد - شایستگی کے خلاف ہی - یورپ کی قومون مین جتنے میان ہین اُن سب کا قاعدہ ہے کہ بیوی کی آسائش کو اپنی آسائش پر مقدم تصور کرتے ہین اور یہان قضیہ بالعکس ہے

زینت - اسمین مین اتفاق نہ کرونگی -

آزاد - وجہ جو آسائش یورپ کی عورتونکو حاصل ہی وہ ہندوستان کی عورتون کو کہان نصیب ہے - دھوپ مین اگر میان بیوی ساتھ چلتے ہون تو میان بیوی کے چھتری لگائیگا

زینت - یہ تو بیوی پر کوئی احسان نہین ہی -

آزاد - یہ احسان فراموشی کی بات ہے -

زینت - احسان کیا ہی اسمین میان نے چھتری لگائی تو بیوی پر احسان کیا کیا چھتری اس غرض سے لگائی کہ گل رخسار آفتاب کی حرارت سے سیاہ نہو جائے گالون کی رعنائی اور گوراپن نہ جانے پائے -

(مسکرا کر) کیا خوب -

یہان مہاجنون جوہریون مین دیکھو عورتین دس دس بارہ بارہ ہزار کا زیور پہن کر نکلتی ہین اور میان لنگوٹا لگائے دکان پر مکھیان مارا کرتے ہین -

آزاد - مگر چاہے دس ہزار چاہے دس لاکھ کا بھی زیور ہو پاؤن مین جوتا نہوگا یہ کون انسانیت ہے -

زینت - ؎

زیور ہین نہ دستار کے نے زیب ہین سر کے
شل گل بازی نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے

اختر - آزاد تمھارا اسقدر نام ہوا کہ تمام ہندوستان مین مشہور ہو اور باینہمہ تم ابھی بعض باتون مین بدستور سابق ہی ہنسی مذاق چہل کرتے ہو -

آزاد - یہ کیا کوئی چیستان ہے -

اختر - جب ظہورن کی گاڑی ملی تو عین سر راہ تمنے چہل کرنا شروع کیا - بھلا جو کوئی دیکھ لیتا تو کسقدر شرم کی بات تھی -

آزاد - ہان تھا کون اگر کوئی ہو بھی تو اپنا قول و شعر دن بدیہی ؎

بتون کو جو دیکھا گنہ کیا ہمارا | خدا کی خدائی تماشا ہمارا

اگر بتون کو دیکھا تو ہرج ہی کیا ہوا - آنکھونکو نور ہی حاصل ہوا - اور بات ساری یہ ہی کہ دل صاف ہونا چاہیے ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

اختر - واہ - یہ باتین کتابون ہی مین اچھی معلوم ہوتی ہین ہمنے ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ آزاد باثناعین جنگ کی حالت مین صرف اغوائے شیطان سے ایک گلرخسار و نیز زیبا اندام کے ساتھ چلدیے اور اُسکو عقد نکاح مین لائے جسنے سنا اُسنے خلاف ہو گیا حسن آرا بیگم نے جسوقت یہ خبر پائی

مسکرا کر ایک بجولی سے کہا بہن یہ سب جھوٹی باتین ہین آزاد ہو کسی کے تیر نگہ کا گھائل ہو؟ کیا مجال جو میرا عاشق ہو وہ دنیا مین کسی کا عاشق نہین ہو سکتا ۔ ؏

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا
سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا

ہان اگر ساری خدائی کی پریان اسکی عاشق ہون تو تعجب نہین جبتک ہمین نہین دیکھا تھا تب تک جاے جسپر آزاد عاشق ہوتے مگر جن پر پہلے عاشق ہوئے تھے وہ سب ہماری طرف مخاطب ہو کر کہینگی ۔ ؏

کیستی اے کہ دل تنگ کسے جاے تو شد
سرو من فاختہ سرو دل آراے تو شد

مگر جب محمد عسکری کی شرارت سے حسن آرا نے ایک اخبار مین پڑھا کہ آزاد نے ایک سائیس کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی ۔ تو بیہوش ہو گئین اور اسقدر صدمہ ہوا کہ لوگ سمجھے خدانخواستہ جان پر بنگئی ۔ بارے بخیر گذشت ۔

زینت النسا اور اختر النسا نے ہندی عورتون کا جنبہ کیا اور آزاد نے یورپین لیڈیون کی طرفداری کی انھون بیان کیا کہ ہمارے ملک کی شریف زادیونکی جو حالت ہے اسکا الزام ہم مردون ہی کی گردن پر ہے ہمنے اپنے ملک کی مخدرات کو بالکل ذلیل کر رکھا ہے ۔ انکو قریب بہائم کے سمجھتے ہین پڑھنے لکھنے تحصیل علم حساب کتاب مطالعہ کتب سے انکو کوئی حق ہی نہین ۔ اگر کسی نے کہا بھی کہ تعلیم نسوان سے بیشمار فائدون سے ہم لوگ ناواقف ہین اور ملک کے ادبار کا ایک سبب خاص یہ بھی ہے تو بگڑ کے جواب دیا کہ واہ عورتون کو پڑھا کے کیا سرکار دربار مین انسے نوکری کرانی ہے ۔ آپ نے ہان کی عورتون کو پڑھایے آپ کو تعلیم نسوان مبارک رہے سب سے بڑھکر فائدہ تو ماشاء اللہ انھین یہی ہے کہ ادھر بی صاحب نے شد بد دو حرف سیکھے ادھر کاغذ کے گھوڑے دوڑنے لگے یہ خیال ان لوگون کے دلون مین جم گیا ہے کہ عورتون کو تعلیم دینا انکے واسطے کانٹے بونا ہے وہ تو علانیہ پکارتے پھرتے ہین کہ جس کسی کو اپنے ناموس مین بٹا لگانا ہو وہ عورتون کو پڑھائے مطلب کہ پڑھنا ناموس کا دشمن ہے یون بی صاحب پھول لیکے ٹھمریان گائین گلے وا از خوش آواز رنگین مزاج بیباک ہون مگر تربیت کا نام آیا اور چراغ پا ہوئے ۔ ؏

برین عقل و دانش بباید گریست

اب انکو کوئی لاکھ سمجھائے انکے ذہن مین جو بات جمی ہے وہ رفع نہو گی انکو معلوم ہی نہین کہ اسکے فوائد کیا ہین ۔ ہنود کی اکثر قومون مین یہ قاعدہ ہے کہ دن بھر میان بیوی ایک جگہ نہین رہتے صبح سے دس گیارہ بجے رات تک بیوی میان کی صورت دیکھتی ہے نہ میان بیوی کے جمال کا نظارہ کر سکتے ہین ۔ چکوا چکوی کی سی کیفیت ہے کہ ۔ ؏

دن بھر تو الگ تھلگ ہے وہ — بارہ بجے رات سے ملے وہ

اب بتایئے بیوی کو میان اور میان کو بیوی کی کیا محبت خاک ۔ اور سنیے ہوا اور شہرے مین پردہ ہر وقت گھونگھٹ سمجھاتے ہین کہ یار وہ کیا اندھیر ہے ۔ اس پردے پر خدا کی مار یہ جنون ہے پردہ مگر سنتا کون ہے اور لطف یہ کہ چاہے گھر در نہ ہو روپیہ پاس نہ ہو ممکن نہین کہ عورتون کے لئے تکلف کا فرش بچھا ہو یا کمرہ سجا سجایا ہو ۔ وہی مٹی اور گوبر ۔ گو بعض اقوام ہنود مین یہ رسم جاری نہین ہے مگر کثرت سے ایسی

تو مین ہین ہان اہل اسلام مین تکلف اور بناؤ چناؤ کا زیادہ خیال ہے لیکن تربیت اور تہذیب اور شایستگی مین دونون قریب قریب یکسان ہین یورپ کی لیڈیون کا کیا کہنا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ع

| چہ نسبت خاک را با عالم پاک |

ہان اسقدر ہم ضرور کہینگے کہ ہندؤن کی عورتون کو خیالات مذہبی اور ضعیف الاعتقادی کے سبب سے اپنے میان کی اطاعت کا بہت خیال رہتا ہے۔

اختر۔ مگر یہ نہین معلوم تھا کہ دن کے وقت میان بیوی جدا رہتے ہین۔ یہ گنوارون مین ہو تو شاید ہو

ظہورن۔ نہین حضور۔ ہمارے مکان کے وہان ایک دو رہتے ہین۔ مہاجنی کرتے ہین سو ہمکو اکبار ہی بلایا تھا مجرا تھا۔ بس جیسے ہی انکی بہو کے میان باہر سے آئے وہ چارپائی سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئی اور حضور یقین مانیے گا اگر ست کم کوئی بہنے نہ سولہ ہزار کے زیور سے گوندنی کیطرح لدی ہوئی تھی۔

زینت۔ واہ اچھا پردہ ہے پردہ کیا ہی گنوارپنا ہے۔

آزاد۔ اسمین کیا تماشا ہے یہ گویا بڑے سلیقے کی بات کی

اختر۔ اُنکے ہان کی تمیز یہی ہے۔

آزاد۔ اگر تم کو کوئی کہے اختر النسا کہ میان کے سامنے گھونگھٹ کرکے جاؤ اور کبھی چارپائی پر نہ بیٹھو۔ تو منظور کرو یا نہین

اختر۔ ماوئی۔ واہ واہ۔ یہان تو اجیرن۔ دیواری مین بھی قید نہ رہا جائے۔ گھونگھٹ کیسا۔

آزاد۔ حسن آرا اسوقت یاد آگئین۔ ع

| اسیر اے یار تیرے عاشق و معشوق دونون ہین |

| گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا |

اختر۔ ہندؤن مین عورت کی دوسری شادی ہوتی ہے

آزاد۔ شاستر کے ہو نکالنے سے اسکی درست تو جائز ہے مگر شریفون مین اب بیوہ کی دوسری شادی ناجائز قرار پاگئی ہے۔ ان شودرون مین میان کے حین حیات بیوی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کر سکتی ہے۔ باہم کچھ ذرا سا بھی جھگڑا ہوا اور میان بیوی کو چھوڑ بیٹھا بیوی نے میان کو چھوڑ دیا۔ انھون نے کسی اور مرد کو بیاہ لیا انھون نے جسکے ساتھ چاہا بیاہ کر لیا۔

سچی محبت اُسی حالت مین ہوگی جب میان بیوی دونون کے دل ملین اسمین ہندو ہو یا مسلمان یا عیسائی یا شودر یا عالی خاندان کے باشندہ۔ ع

| کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست |

اختر۔ نہین ہے کیون نہین ہوتا۔ کیا معنے شریف اور ذلیل مین اسقدر فرق نہوگا جسقدر ہماری قومون مین ہوتا ہے۔

آزاد۔ ہان۔ مگر شریف اور ذلیل کے کیا معنی۔ ہان کم درجے کے لوگون مین البتہ ہر امر کا خیال رہتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ میان بیوی ربط ضبط اور میل جول کے ساتھ رہین تو سبحان اللہ ورنہ کہین لینے نہین جاتا ہے بزرگون نے جو جو قاعدے شادی بیاہ کے مقرر کئے وہ ہر طرح اچھے ہین مگر ہم انکا برتاؤ ہی نکرین تو اسمین ہمارا قصور ہے بیشک ہمارا قصور ہے۔ ع

| ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست | ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست |

شب کو آزاد پاشا نے ایک سجے سجائے کمرے مین آرام کیا۔ صبح دن دونون گلبدنون نے پھر انکے ساتھ نسیم سحری کے لطف اٹھائے مزے مزے کی باتین کین تھوڑی دیر مین ظہورن نے زینت النسا کا حال اُنسے بیان کیا۔ آپ کو انکا پچھلا حال بھی کچھ معلوم ہے جب

سے آپ گئے اُس دن سے اللہ جانتا ہے آنکھیں لہو کی بوٹیاں بنگئیں دن رات آپ ہی کی صورت نظروں میں رہتی تھی سمندر کی کیا اصل حقیقت ہے اُنکے اشکوں کے سامنے بحر ناپیدا کنار کی بھی حقیقت نہ تھی۔

یہ چشم وہ ہے سمندر کو دھار پر مارے	بجا ہے طعنہ گر ابر بہار پر مارے

اس عرصے میں کئی نواب زادے اور کئی عیسائی انکے حسن و جمال کا شہرہ سنکر آئے کہ پیام شادی کریں اور دو ایک معاشوں نے یہ بھی چاہا کہ باتوں باتوں میں انکو نکال لیجائیں۔ مگر اللہ ری حیا۔ اُنسے بات تک تو کی نہیں۔ ایک نواب نے دو تین عورتیں سکھا پڑھا کے بھیجیں اور اُنھوں نے وہ وہ سبز باغ دکھائے کہ میں خود چکرا گئی مگر انھوں نے ہر مقام پر اپنے دامن کو پاک رکھا۔ یہ بہت مشکل ہے۔ دو ایک امیر زادوں کو دکھا بھی دیا اور کہا حضور پر انکی جان جاتی ہے مگر انھوں نے کہا کہ میں اُسکے ساتھ شادی نہ کرونگی جسکی دو دو تین تین بیویاں ہیں میں تو ایسا چاہتی ہوں جو علاوہ حسن ظاہری کے حسن باطنی کی دولت سے بھی مالا مال ہو۔

زینت النسا نے گردن جھکا کر کہا آزاد خیر وہ جو کچھ ہوا اچھا ہی ہوا اگر اور شہر کے مردوں اور شہر کی عورتوں سے خدا محفوظ رکھے۔

میرے پاس ایک عورت آئی تھی اسطرح کی میٹھی میٹھی باتیں کرے کہ میں کیا بیان کروں۔ میں اُس سے بہت خوش ہوئی۔ میری بڑی اطاعت کرتی تھی اور کبھی آجتک ایک حبہ کا سوال نہ کیا۔ ایک مرتبہ میں نے پاجامہ کرتی دوپٹا نوادیا تو سلام کرکے لیا آنکھوں سے لگایا دعائیں دیں اور کہا حضور اس عنایت کے عوض میں لونڈی بھی جانتک قربان کردیگی جس دوسرے روز آئی تو خوش خوش میرے قریب بیٹھی۔ کہا حضور نے مجھے کل جوڑا عطا کیا تھا میں نے بھی جوڑے کے جواب میں حضور کے لیے جوڑا تجویز کیا ہے میں تو سادگی کے سبب کچھ بھی نہیں کہہ سکتی کیا ہے تو اسنے صاف صاف کہا حضور ہمارے محلے میں ایک نواب صاحب رہتے ہیں فیل نشین اُنکے صاحبزادے کا سن کوئی انیس برس کا ہوگا میں عرض نہیں کرسکتی کہ کیا جوبن ہے اور ماشاء اللہ سے سبزہ آغاز ہیں مسین بھیگتی ہیں اور رنگت کی یہ کیفیت جیسے کندن دمک رہا ہے چہرے سے خون برستا ہے اور خوش پوشاکی میں پانچوں پوشاکیں بدلتا ہے ہر دم عطر سے بسا ہوا اور حضور ابھی پار سال تک کالج میں پڑھتے تھے ہر مہینے کتابیں انعام میں پائیں اور شاعر بھی ہیں اگر حضور ایکبار دیکھ لیں تو پھر جی نہ چاہے کہ کسی اور کے ساتھ شادی ہو میں سوچی کہ آزاد تو اب حسن آرا کے میاں ہو ہی گئے ہیں اُنسے ہاتھ دھو شاید یہ سچ کہتی ہو اگر ایسا ہی خوبصورت سبزہ آغاز جوان طناز ہے تو برائی کیا ہے عیسائی ہو یا مسلمان۔ ہمکو شادی سے مطلب ہے میں یہ فکر نہیں ہو کہ کسی مسلمان کو عیسائی کریں اُسکے ساتھ شادی کرنے میں کچھ نیم راضی ہوئی تو اور گئی کہ جھکیا گئی چوتھے دن مجھسے کہا ذری چلکر کوٹھے پر باغ اور سبزی کا لطف تو دیکھیے۔ دو گھڑی جی بہلے۔ میں جو کوٹھے پر گئی تو تھوڑی ہی دیر کے بعد میری طرف مخاطب ہوکر کہا حضور وہ دیکھیے اُسی شہزادے کی سواری مثل باد بہاری آرہی ہے اب اسوقت غور سے دیکھیے کہ کسقدر جوبن ہے اور زیادہ بدبہ و طنطنہ بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔

قریب ہی تھا کہ زینت النسا اُس قمر رخسار کی زینت آغوش ہو اور شادی ہوکر تمام عمر کے لیے مصیبت میں پڑے کہ مجھسے بھی انھوں نے اتفاقیہ ذکر کیا میں نے جو اُس نواب زادے کو دیکھا تو عش عش

کرنے لگی ۔ وہ صورت زیبا کہ ملائک سجدے کرین گر دوسرے روز دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہر بھر مین اُس سے بڑھکر شہدا اور کوئی نہین ہے تین تو بیسوائین نوکرا اور چار محل مین اور دو منکوحہ بیویون کو طلاق دی خرچ کی یہ کیفیت کہ ہزار کی مرغی دس ہزار کا خرچ صحبت مین شہدے لتے لیے ہردم جمع ع

	لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل	

دن رات چانڈو بازی اور مدک بازی کا شغل رہتا ہے اور افیم گھلتی اور چرس کے دم لگتے ہین ۔ ہ

کھودیا حسن مدک نے ستم ایجاد نکا	آ گیا رنگ صوان بگے پر زاد نکا

اگر مین نے ادھر اُدھر تحقیقات نہ کی ہوتی تو غضب ہی ہوجاتا جسطرح وہ سب محلون مین پڑی ہوئی زندگی کے دن بسر کرتی ہین اسیطرح اِنکا بھی حال ہوتا ۔

دو روز یہان رہ کر آزاد رخصت ہوئے چلتے وقت زینت النسا نے پوچھا ہان خوب یاد آیا وہ موا بوتا اینچی کہان ہے آزاد نے کہا اُسنے روم اور میدان جنگ مین بڑی مدد دی مگر اتنا بڑا خبطی بھی نہین دیکھنے مین آیا اب خدا جانے کہان ہے یہی تک ساتھ تھا ۔ اختری اور زینت النسا سے رخصت ہونے کے وقت انھون نے اقرار کیا کہ خط کتابت کا سلسلہ جاری رکھینگے اور شادی کے بعد اُن دونون کو مع اُنکے شوہرونکے بلوائینگے زینت ۔ ایسا نہو کہ بھول جاؤ ۔ بڑی شکایت ہو گی ۔

آزاد ۔ کیا مجال بھولنے کوئی اور ہونگے یہان تم دونون کی یاد سے ہردم دلکو خوش رکھتے ہین ۔ لے اب خدا حافظ و ناصر ہے

ان دونون بہنون سے رخصت ہوکر ریل کے اسٹیشن پر آئے اور تین گھنٹے مین اُس مقام پر پہونچے جہان ہوٹل مین مس میڈا اور کلیرسا کو چھوڑ آئے تھے ۔ اُن دونون مہوشان بدیع الجمال کو ہمراہ لیکر پھر سفر کیا تو ایک مقام پر آزاد کچھ پڑھ کر ایسے بے اختیار ہو گئے کہ ہنسی ضبط نہ کر سکے ذیل کی سطرین نظر سے گذرین ہ

شور شد از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

مزار پُر انوار مقبول بارگاہ عزیز حق آگاہ عارف باللہ حضرت صف شکن علی شاہ بردا اللہ مضجعہ و انار اللہ برہانہ ۔ ہ

پختہ مکان کسطرح سے ہی فکر گور بھی	انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے
رہتا ہے آدمی کا نشان اِس جہان مین	بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے
اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہدار	کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتۂ

	حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا	

حضرات ناظرین میان صف شکن علی شاہ سے خوب واقف ہین فسانۂ آزاد جلد اول مین اِس انوکھے پیر کا ذکر خیر ہو چکا ہے کہ مصاحبون نے بڑے دے دے کر نواب صاحب کو خوب تیار کیا اور صف شکن علی شاہ کی اِس درجہ تعریف کی کہ انسان تک سے بڑھا دیا ۔

۱ ۔ اے حضور وہ تو عربی بھی سکتا تھا ۔

۲ ۔ حضور غلام نے اُسکو وظیفہ پڑھتے دیکھا ہے ۔

۳ ۔ اجی ہر روز صبح شام گھنٹہ بجاتا تھا ۔

۴ ۔ پابند صوم و صلوٰۃ بھی تھا جناب والا ۔

۵ ۔ حضور سے اب ذکر کرتا ہون کہ دس پانچ مرتبہ مین نے افیم پلادی مگر ذرا نشہ نہوا ۔ ہان آنکھین البتہ لال ہو گئی تھین ۔

۶ ۔ پیر مرشد بچھلے سے حق حق کی آواز کا بک آیا کرتی تھی حضور کو ہمنے کئی بار جگا کے سنوا دیا تھا ۔

۷ ۔ حضور ایک خوبی ہو تو عرض کرون ۔

نواب ۔ مجھے تو اُس سے عشق ہو گیا تھا جی ۔ مین اُسکی ایک ایک ادا پر جان دیتا تھا وہ کیلی جو چنچ وہ بیتابی سے

کا کن چگنا حکمتی کھائی اور ڈٹ گیا۔ سیکڑون عرکون مین ڑ
اگر کور آیا، وہ چونچین ہوئین اور حریف دم دبا کر بھاگا۔
یہ تیسر خداوند مجھولا ہی جنور تھا کیا شان ہے اسکی قربان
قربان اُسی ہو ہو یا کا کس بل تھا۔
نواب ۔ (آہ سرد) ؎

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

نواب نے بار بار اس تصویر آزاد کی نظرون کے سامنے تھی ان دونون لعبتان سہی قد سے تذکرہ کیا تو اور بھی قہقہے پڑے۔

جب شہر مین پہونچے تو آزاد کو شوق چرایا کہ جسطرح ممکن ہو نواب صاحب اور اونکے رفقا سے ضرور ملین مس میڈا اور مس کلیریسا کو ہوٹل مین چھوڑا اور گاڑی کر کے نواب صاحب کے دولتخانہ پر آئے اِدھر گاڑی سے اُترے اُدھر خدمتگارون دربانون سپاہیون خواصون نے غل مچایا کہ خداوند محمد آزاد پاشا تشریف لائے مین حضور آزاد صاحب آ گئے۔ پیر و مرشد آزاد آ گئے ہین۔ میان خوجی بہوت تمھارے آقا آ گئے۔ نواب صاحب رفقا مصاحبین احباب سب کے سب گھبرا کے اُٹھ کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ آزاد پاشا رپ رپ کرتے ہوئے ترکی فوجی وردی ڈاٹے چلے آتے ہین نواب صاحب نے جھپٹ کر مصافحہ کیا اور گلے لپٹ گئے اور یون ہمکلام ہوئے۔

نواب ۔ بھائی جان آنکھین تمھین ڈھونڈھتی تھین۔
آزاد ۔ بحمد اللہ کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی۔
نواب ۔ ا ہا - اب یہ باتین نہ کرنا۔ واللہ صاحب ضلع اور صاحب کمشنر تک تمھاری ملاقات کے شائق ہین۔
مصاحب ۔ بڑا نام کیا واللہ کرورون آدمی ایک طرف اور حضور ایک طرف سینہ سپر جان بکف لڑے۔
خوجی ۔ غلام بھی آداب عرض کرتا ہے۔
آزاد ۔ (ہاتھ ملا کر) ول خواجہ بدیع الزمان۔
نواب ۔ کیا خواجہ کون! بدیع الزمان۔ بدیع الزمان کب سے ہوا۔ خوجی کہئے صاحب۔ بدیع الزمان - ا۔
خو ۔ حضور یہان خدا جانے کون کون ماکت یکھ آئے ہین
نواب ۔ سنا آپ نے تین تین کروڑ آدمیون سے تن تنہا مقابلہ کیا بھئی مسیتا بیگ بلا کا آدمی ہے۔
مسیتا بیگ ۔ خداوند اللہ کی دین ہے۔
غفور ۔ میان اچھے رہے۔ ہمسے ابھی دو اجی نے کہا
نواب ۔ ارے بھئی گنگا جمنی حقہ بھر لاؤ آپکے واسطے۔
آزاد پاشا کو ایسا دیوانہ سمجھنا میان مسیتا بیگ اُنکی تعریف کمشنر تک کی زبان سے سنی اور سنا آپنے شہنشاہ روس سے بھی ملاقات ہوئی مگر جب وہ ملنے آئے تو آپ اپنی کرسی ہی پر بیٹھے رہے بھائی جان اب تمنے وہ درجہ حاصل کیا ہے کہ ہم اگر حضور کہین تو ہمارا فخر ہے کجا شہنشاہ روس کجا ہم۔
خو ۔ خداوند مورچے پر انکو حضور دیکھتے تو عش عش کر جاتے جیسے شیر کچھار مین ڈکارتا ہے ؎

بلبل بیدل بہ تنگ گل در بند قبا | در دل شوریدہ نہان نہان کس نیست

آزاد ۔ سبحان اللہ بعد مدت آپ کی زبان سے برجستہ شعر سنا
نواب ۔ (ہنسکر) مردود ہمیشہ گدھا ہی بنا رہیگا۔
خو ۔ خداوندا۔ بندہ وہ خوجی نہین ہے۔
نواب ۔ ابے تو نامعقول ہے بے محل شعر پڑھنے کی کیا

ضرورت تھی بلبل بیدل سے یہان کیا سروکار ہے۔
خو۔ خیر حضور مالک ہین جو چاہے سو کہ لین۔
نواب۔ کیون جناب انھون نے کوئی کشتی نکالی تھی۔
آزاد۔ میرے سامنے تو دو چار نہین دو چار ہزار بارہ بھیا لے البتہ گئے تھے اور ایک بونے تاک سے انکو اُٹھا کے دے مارا تھا ورتون نے گدے دیئے تو گز گز بھر زمین سے نیچے گرے۔
مصاحب۔ (قہقہہ لگا کر) واہ بھئی خوجی واہ
رفقا۔ رنگ اسوقت تو بھانڈا پھوٹ گیا۔
آزاد۔ کیا یہ گپ اُڑاتے تھے کہ مینے کشتیان نکالین۔
میسیتا۔ اے حضور جب سے آئے ہین ناک مین دم کر دیا گیدی نے بات ہوئی اور نکالون قرولی۔ دو دن ایک دے ماردن اُٹھا کے۔ نجھولے بٹیر کے برابر تو قد اور اسپر یہ خم دم۔
نواب۔ برسون تو کہتے تھے کہ مصر مین ہینے آزاد کے برابر کے ایک پہلوان کو دم بھر مین آسمان دکھایا۔
آزاد۔ لگر کی کشتی اور باسی ساگ۔ آسمان دکھایا ایک بونے تک سے گردن ناپی اور اُٹھا کے دے مارا۔ چلے وہان سے دُون کی لینے۔
نواب۔ اجی یہ ہمیشہ کا جوتی خورہ ہے۔
مصاحبین۔ (قہقہہ لگا کر) بجا ہے جناب اسمین ذرا شک نہین۔
اتنے مین نواب صاحب کے ہان ایک منشی صاحب تشریف لائے۔
نواب۔ منشی صاحب آپ کو پہچانا۔
منشی۔ اخاہ۔ حضور جنرل محمد آزاد پاشا صاحب ہین۔

زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا	کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

حضور بڑا نام پیدا کیا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔
آزاد۔ جناب مین کس لائق ہون۔ من آنم کہ من دانم
نواب۔ اجی کمشنر صاحب انکے مداح ہین بس اب اور اس سے زیادہ اعزاز کیا ہوگا۔ یعنی میرے تو فخر ہین۔
منشی۔ درین چہ شک۔ بیشک فخر قوم ہین۔
خو۔ اجی جناب میدان کارزار مین آپ دیکھتے تو غش غش کر جاتے گھوڑا دیا یا اور۔ لاکھ آدمیون کے پرے مین گڑ گڑاتے ہوے دن سے موجود۔
منشی۔ آپ نے بھی بڑا ساتھ دیا خواجہ صاحب۔ مگر آپکی بہادری کا کہین ذکر نہین سُننے مین آیا ہے۔
خو۔ آپ ایسے گیدیون کو مین کیا سمجھتا ہون۔ ہمنے وہ کام نمایان کیے ہین کہ بادشاہ قرولی ہاتھ مین لی اور صفون کی صفین صاف کر دین۔
منشی۔ اب کہیے اب تو آپ نواب صاحب کے ہان بنے ہین نا
خو۔ آگ ہو کر بنے ہو گئے آپ بنتے کوئی اور ہین۔ مینا کیا مینی کوئی نفرہ مقرر کیا ہے اسے گیدی۔
نواب۔ بگڑ گئے حضور۔ بگڑ گئے میان گیدی خیر پیر مرشد یون پوچھنا چاہیئے تھا کہ اب تو آپ نواب صاحب بہادر کے ہان بھی اسی عہدے پہ ممتاز ہوے نا۔ یہ سب بالائے طاق پوچھا تو کیا پوچھا کہ آپ یہین بنے ہین نا۔
منشی۔ اچھا جناب معاف فرمائیے۔ اب یہ بتائیے کہ آپ کی تنخواہ کیا رکھی۔

خو۔ قسم ہے حضور کے قدمون کی ملکون ملکون گیا اور ہزارہا قسم کے آدمی دیکھے مگر آجتک اس فشن کا بدتمیز دیکھنے مین نہین آیا محض بدسلیقہ مردک پوچھتا ہے کہ آپکی تنخواہ کیا رہگئی ہے صحبت یافتہ لوگ یون پوچھتے ہین کہ اب آپکو کچھ ترقی ہوئی یا نہین ۔ ؎

منت ز غلامانش ای شوخ پری فن چرا گشتۂ با من زار دشمن

آزاد ۔ واقعی جو باتین خواجہ صاحب نے دیکھی ہین وہ کسی اور کو کہان نصیب ہوئین ۔ ع

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

اور خواجہ صاحب یہ آپنے بیان کیا تھا کہ جس روز آپ کی عاشق زار تھین جناب ایک پری آپپر فریفتہ ہوگئی تھی ۔

خو۔ ایک پری اہوہو! ایک پری! یون نہین کہتے ہر مقام پر پریان دل و جان سے عاشق ہو جاتی تھین ایک سے ایک بڑھکر پری جھم جھم پر قدم خوش کردار تندرو رفتار ۔ ؎

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

سب سے پہلے تو ہم پر بوا زعفران (ارے) لاحول (منھ پر تھپیڑ لگا کر) لاحول ولا قوۃ ۔

آزاد ۔ (قہقہہ لگا کر) ہان ہان بوا زعفران کہو کہو ۔ ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے

خو۔ (ہاتھ جوڑ کر) واسطے خدا کے معاف کرو واللہ نہ کہو ہے ہے غضب ہو گیا ۔ یہ ہمنے کیا کیا ۔

نواب ۔ جناب آزاد صاحب ۔ اگر آپنے اس امر کو مخفی رکھا تو واللہ بڑا رنج ہو گا (ہاتھ باندھکر) مین بھی دست بستہ عرض کرتا ہون اب فرمایئے میرا زیادہ خیال ہے یا اس گیدی کا خواجہ صاحبنے کل حاضرین کو مخاطب کر کے جنگ کے حالات کا یون سمان باندھا ۔ کہا جس روز آزاد پاشا اور ہم پلونا کے قلعہ مین تھے اُس روز کی کارروائی دیکھنے کے قابل تھی قلعہ مذکور پانچ طرف سے محصور تھا ۔

مصاحب ۔ جی چار طرف سے محصور ہونا تو مشہور ہے یہ پانچوان کون طرف آپ نے پیدا کیا ۔ جو بات کہو گے وہی انوکھی ۔

خو۔ تم ہو گدھے کسی نے بات کی اور تمنے کاٹ دی یون نہین دون ۔ دون نہین یون ایک طرف دریا تھا اور خشکی بھی تھی اگر جنوب کے سمت دریا ہی سے محصور کرتے تو فوج قلعہ خشکی سے نکلجاتی اور اگر صرف خشکی ہی پر قبضہ ہوتا تو اُتر کی سمت سے نکل بھاگتی یہ خرابی تھی مگر تم ایسے گوکھون کو اسکا کیا حال معلوم کبھی جنگ پر گئے ہو ۔ کبھی توپ کی صورت دیکھی ہو کبھی ہوا تک تو دیکھا نہو گا اور چلے ہین بانسے ترکی کرنیل کے بچے بنکر ۔ کیسے خوب کہا ہے ؎

سب گرمی نفس کی ہین اعضا گدازیان دیکھو نہ زندگی ہے سراپا زبان شمع

راوی ۔ سبحان اللہ ۔ سبحان اللہ عین موقع پر شعر پڑھدیا

خو۔ بس قبلہ و کعبہ اب کرین تو کیا کرین ہاتھ پاؤن پھولے ہوے کہ یا الٰہی کیا ہونا ہے اب ۔ جائین تو کدھر جائین اور بھاگین تو کدھر ۔

نواب ۔ واقعی وقت تو بڑا نازک تھا ۔

آزاد ۔ جناب نازک کیا جان کے لالے پڑے تھے ۔

خو۔ اور روسیون کی یہ کیفیت کہ گولے برسا رہے تھے اور ہر طرف سے آگ برس رہی تھی ۔ سب ترکی گھبرائے ہوے کہ یا الٰہی اب کیا ہوگا ۔ ؎

مجھپہ عاشق ہی نہین کچھ ظالم صبر آخر کرے وفا کب تک

پس آزاد پاشا نے مجھ سے کہا کہ بھائی جان اب کیا سوچتے ہو تم دو گے یا نکلجاؤ گے ۔ مین آگ بھبھوکا ہو گیا کہا نکلجانا کیا معنی ۔ ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

آزاد نے کہا بغیر نکل نہ جانا ۔ مین نے کہا بسم اللہ چلکر دیکھ لو ۔

اب اتنے مین قلعہ کی دیوارین چلنی ہوگئین اور پچاس طرف
سے گولے برسنے لگے۔ بس آزاد پاشا نے سب فوج
محصور سے کہدیا کہ اب قلعہ کی دیوار توڑ کر ہلوگ نکلنے والے ہین
یہ کہکر مجھ سے کہا کہ تم سب کے مقدمۃ الجیش ہو اور بندہ مسلح ہوکر
ختلی عربی نژاد مہر انہار پر سوار ہوا تو گھوڑے کی یہ کیفیت کہ اڑا
ہوا جاتا تھا اس مقام پر یہ حال تھا کہ ع

بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر	

قلعہ کے باہر میری شمشیر خونش غلاف جو نکلی تو دو لاکھ رومیون
کو تہ تیغ کیا۔ دو لاکھ پورے دو لاکھ۔
رفیق۔ اس جھوٹ پر خدا کی مار ارے کمبخت کیون لطف سخن
کھوتا ہے اور سب سچ کہا مگر یہان پر آ کر منہ کے بھل گر پڑا الہی لعنت خدا
نواب۔ واللہ مجھے ابتک لطف آتا تھا مگر اس نے
دو لاکھ آدمیونکا ذکر کر کے کل لطف خاک مین ملا دیا۔
خو۔ اچھا آزاد سے پوچھیے بیٹھے تو ہین سامنے۔
نواب۔ حضرت سچ سچ کہیے گا اور آپ سچ سچ تو ضرور ہی
کہیے گا جھوٹ بولنے سے آپ ایسو کو کیا واسطہ۔ بس فقط
اتنا کہیے گا کہ یہ واقعات کہان تک صحیح ہین۔
آزاد۔ جناب والا۔ بلونا کا جو کچھ حال بیان کیا وہ تو سب
صحیح ہے مگر دو لاکھ آدمیونکا تہ تیغ کرنا یہ میان خواجہ صاحب کا
طغیان زبان ہے اور صاف یہ ہے کہ بلونا کی تو انھون نے صورت بھی نہین
دیکھی آجتک یہ تو ان دنون خاص قسطنطنیہ مین تھے۔
اسپر بڑا فرمائشی قہقہہ پڑا اور آواز دیر تک گونجا کی بیگم صاحب
نے قہقہے کی آواز سنی تو مہری کو بلا کر کہا جا کر دیکھنا تو یہ
قہقہہ کیسا پڑا اسوقت۔
مہری۔ اے حضور وہ آئے ہین جو تھے خوبصورت سے آدمی

بیگم۔ اوئی تو تو پہیلیان بجھواتی ہے۔
مہری۔ سرکار وہ آتے نہین تھے گورے گورے سے آدمی
بیگم۔ غفورن۔ ذری باہر دریافت کرو کہ یہ قہقہہ کس بات پر پڑا۔
غفورن۔ مین عرض کرون حضور نے ابھی پہچانا نہین وہ آئے
ہین میان آزاد حضور نے تو چقون مین سے انکو دیکھا ہو۔
بیگم۔ اخاہ آزاد آئے یہ ہوا خوجی جھوٹے ہین کہتا تھا کہ آزاد
اب یہان نہ آئینگے۔ جا کے خیر و عافیت تو دریافت کرو ہماری
طرف سے نہ پوچھنا۔ ہان کہین ایسی بات نہ کرنا۔
غفورن۔ واہ حضور۔ کوئی دیوانی ہون کیا۔ باہر سے آن کر
حضور صحیح سلامتی سے آئے۔ مجھسے پوچھنے لگے غفورن اچھی تو ہو
مین نے جھک کر سلام کیا اور کہا ہان حضور۔ اچھی ہون دعا
دیتی ہون۔ حضور باخیریت سے آئے کہا ہان۔
بیگم۔ ہمین بڑی خوشی ہوئی۔ نواب کہتے تھے کہ آزاد
نے اس ملک مین بڑا نام کیا۔ توپ کے منہ لڑے۔ تم نے
کبھی توپ دیکھی ہے غفورن۔
غفورن۔ اے اوئی اللہ نہ دکھائے حضور۔
مہری۔ ہمنے دیکھی ہے سرکار اور ہم تو روز ہی دیکھتے ہین
بیگم۔ توپ دیکھی ہے۔ تمھارے میان کسی فرقے مین سوارون
کے سائیس ہونگے۔ توپ نہین ایک وہ دیکھی ہے۔
مہری۔ حضور یہ سامنے توپ ہی لگی ہے یا کچھ اور۔
راوی۔ انکے مکان مین مغلانی اور خواصون کے ایک خواص
تھی رحیمن نام سب خواصون اور محل کی عورتون سے
موٹی تازی۔ مہری نے جو اسکی طرف اشارہ کیا بیگم صاحب
اور غفورن اور خواصین کھلکھلا کر ہنس پڑین۔
رحیمن۔ کیا پڑا پایا بہن غفورن۔

غفورن - آج ایک نئی بات دیکھنے مین آئی ہی بہن
رحیمن ہمکو بھی دکھاؤ - آپ ہی آپ لطف اٹھانا کیا معنی ہم
بھی دیکھین کوئی مٹھائی ہے یا کھلونا ہے کیا ہے کیا -
غفورن - توپ کی توپ اور عورت کی عورت -
رحیمن - (سمجھ گئی) تمہین لوگون نے تو ملکر ہمین اتنا
ذلیل کر دیا -
بیگم - اے آگ لگے تیرے اس جھوٹ کو اب اور کیا
موتی ہوتی پھول کے کپا تو ہو گئی ہے -
رحیمن - اے ہے سرکار نے اندھیر ہی کر دیا کل گر کاٹا تو مین
ہوگئی یہ کہتی ہین موتی اور پھول کے کپا ہوئی ہے - ع

	بر عکس نہند نام زنگی کافور

بیگم - یہ قہقہہ کس بات پر پڑا تھا غفورن -
غفورن - حضور وہ نگوڑا فیمی دون کی لے - ہاتھا کہ مین نے
یہ کیا اور یہ وہ کیا - اتنے مین نواب صاحب نے پوچھا -
کیون آزاد صاحب یہ سچ کہتا ہے - انھون نے کہا ہان ہان تھے
کیا اس شہر کے قلعہ کی صورت تک دیکھی نہین - یون
ڈینگ ہانکنا اور بات ہے بس خوجی تو دانت پیس کے
رہ گئے اور ادھر سب کے سب ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے -
بیگم - آزاد ویسے ہی ہین یا کچھ جھلس گئے -
غفورن - وہ تو اور بھی سُرخ و سفید ہو کے آئے ہین
مہری - مگر خوجی کو وہان کی آب و ہوا ابھی راس آئی -
غفورن - حضور لڑائی کے وقت نگوڑے مین کا کیا حال ہوتا ہوگا
بیگم - اے ہے آدمی کانپتے ہونگے کہ اب مرنا کیا ہی بڑے
سورما کا کام ہے کہ وہان قدم جما سکے - اللہ بچائے -
غفورن - آزاد کے دل جگرے کو تو دیکھیے ابھی نام خدا
کل کے بچے ہین مگر دل وہ شیر پایا کہ واہ جی واہ -
مہری - حضور سنتے ہین دو شیرون سے انھون نے
مقابلہ کیا -
غفورن - کیا کچھ جھوٹ بھی ہے اور دونون کو مارا -
بیگم - ان - اوہ - تمنے بھی کوئی شیر دیکھا ہے -
غفورن - ہان حضور بہتیرے - ایک تو شیرنی دیکھی ہے جو
نوابصاحب کے کٹہرے مین بند رہتی تھی اور ایک شیر باغ مین
دیکھا تھا اسکے لئے مکان بنا تھا اور بڑی حفاظت ہوتی تھی مگر حضور
دیکھنے مین تو گھوڑے سے چھوٹا جانور اور جو ذرا ابھرے تو انسان
کے اوسان خطا ہو جائین - ہاتھی کو ایک تھپڑ مین زمین دکھاتا کہ
ادھر تھپیڑ دیا ادھر کان پکڑ کے زمین پر بٹھا دیا اتنے بڑے جانور کا
دھڑ کا ڈھونڈے پتا نہین لگتا آدمی کس گنتی مین ہے آزاد ہی
کی طاقت تھی کہ دو دو شیر انکو مار ڈالا - اف ری جوانمردی
خوجی نے دیکھا کیا - اگر ناک نہین جمنے دیتے سوچے کہ آزاد جب
تک نہین آئے تھے تب تک تو خیر بعض بعض آدمی ان بھی لیتے
تھے مگر جب سے یہ آئے کوئی سمجھتا ہی نہین کہ بک کیا رہا ہے
اور لطف یہ کہ مین تو آزاد کی تعریف کرتا ہون اور یہ آپ شریف
میرے ہی دشمن ہوئے جاتے ہین موقع پا کر آزاد کو دمونپر ٹوپی
رکھ دی اور کہا برسون تمہارا ساتھ دیا ہے دو دو باتین سن لو -
آزاد - فرمائیے فرمائیے - آپ تو کانٹون مین گھسیٹتے ہین -
خو - اب زمانہ سازی تو رہنے دو -
آزاد - مین آپکا مطلب سمجھ گیا مگر کہانتک ضبط کرون -
خو - اس دربار مین میرے ذلیل کرنے سے اگر کچھ پائیے
تو اختیار ہے آپ کو -
آزاد - لاحول ولاقوۃ آپ بزرگ ہین -

خو - (سر پیٹ کر) ہائے افسوس عمر بھر ساتھ دیا۔ جان لڑادی اور اب اس دربار مین جہان رزق کا سہارا ہی آپ ہمکو اُلّو بناتے ہین تاکہ روٹیون سے جائین۔

آزاد - بھئی اچھّا اب تمھاری ہی سی کہینگے۔

خو - مجھے رنگ تو باندھنے دو ذرا۔

آزاد - آپ رنگ جمائین بندہ تائید کریگا۔

خواجہ صاحب کا چہرہ گلنار ہوگیا نہایت ہی بشاش کہ اب گپ کے پُل باندھ دونگا اور جب آزاد کی کمک ہوئی پھر کیا پوچھنا ہے نوابصاحب نے مُسکرا کر کہا خوجی بھئی یہ کیا سرگوشی ہو رہی ہے کچھ راز و نیاز کی باتین ہوتی ہین

خو - خداوند ملکی معاملات پر بحث ہو رہی تھی۔

نواب - کیا! ملکی معاملات کیسے!۔

خو - حضور میری راے ہے کہ اس ملک مین بھی ملک نواز بلند کیطرح نہرین جاری ہونی چاہئین اور آزاد پاشا کی لے ہی کہ نہرون کے ذریعہ سے آب پاشی تو ممکن ہے مگر آب و ہوا خراب ہی

مسیتا - اناہ تو یہ کہیے آپ شہر کے اندیشے مین دُبلے ہین

خو - تم کو کھے یہ باتین کیا جانو پہلے اتنا تو بتاؤ کہ ایا ترکی مین کشتی توہین ہوتی ہین۔ چلے وہان سے جالینوس کی دُم بنکے

نواب - ہم دیکھتے ہین گو سڑی ہے مگر باتین ٹھکانے کی کرتا ہے

آزاد - تو ان امور مین تو واقعی انکو دخل ہے۔

غفور - حضور انکو بڑی بڑی باتین معلوم ہوتی ہین۔

آزاد - صاحب سفر بھی تو اسقدر دور دراز کا کیا تھا کجا ہندوستان کجا روم خیال تو کیجیے۔ اگر جائے تو کچھ سیکھ آئے

خو - اور کیا۔ اور نہ کہ ہم ایسے عالم و فاضل۔ ۵

بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

مصاحبین - (زور سے قہقہہ لگا کر) واہ واہ بس علمیت کا پورا پورا ثبوت دیا۔

ایک - ارے میان قرآن شریف یاد نہین۔

دوسرا - ہان واللہ خوب سوجھی۔ ایک ایک بات پر ایک ایک آیت پڑھ دیا کرو نا واقف آدمی سمجھین کہ بڑا عالم متبحر ہے۔

تیسرا - جی باہر جانے سے دو چار باتین جاننے لگے ہین بس!

چوتھا - واہ اب آپ دیکھیے اسی اٹھوارے مین انشاء اللہ پنساری کی دکان کھولا چاہتے ہین۔ ہلدی کی گرہ تو پاس ہے ہی

میر صاحب - کیون خواجہ صاحب پہاڑ تو آپ نے کثرت سے دیکھے ہونگے۔

خو - ایک دو۔ کرورون۔ مگر جو لطف وہان ہے اس سے زیادہ لطف اور کہین نہین ہو سکتا۔ بلندی کی یہ کیفیت کہ آسمان سے باتین کرتے ہین۔

نواب - بھلا آسمان وہان سے کسقدر دور بچتا ہو۔

خو - حضور کوئی ایک دن کی راہ۔ ہر مگر زینہ کجا۔

نواب - اور کیون صاحب ہان سے تو بخوبی معلوم ہوتا ہوگا کہ مینھ کس جگہ سے آتا ہے۔

خو - خداوند پہاڑ کی چوٹی پر مین تھا اور مینھ نیچے برس رہا تھا یہ ایک ہی دفعہ نہین دیکھا بلکہ صدہا بار ہم اوپر سے دیکھ رہے ہین کہ نیچے مینھ برستا ہے اور جہان ہم ہین وہان کچھ بھی نہین

نواب - کیون صاحب یہ سچ ہے عجیب بات ہے بھئی۔

آزاد - جی ہان پہاڑ کے نیچے بارش ہوئی اور ہم پہاڑ پر سے دیکھ رہے ہین۔

مسیتا - اور یہ جو مشہور ہے کہ بادل تالاب مین پانی پیتے ہین

خو - یہ تم ایسے گدھون مین مشہور ہوگا۔

نواب - (مسکرا کر) بدلا نکالنے کا اچھا موقع ملا ہے۔
مسیتا - خداوند تمام زمانے مین مشہور ہے کہ بادل پانی پی کے اُڑتا ہے تو اُسکے پرون سے پانی گرتا ہے۔
نواب - بھئی یہ تجربہ کار لوگ ہین جو بیان کرین وہ صحیح ہے۔
خو - اور خداوند دریا کے مخزن ہمنے دیکھے۔
نواب - (زبان دبا کر) مخزن؟ دریا کا مخزن؟ -
خو - ہان خداوند جہان سے دریا نکلتا ہے عجب مقام ہوتا ہے۔ دریاے ڈنیوب کا نام آپ نے سنا ہی ہوگا۔ اتنا بڑا دریا ہے کہ سمندر اسکے مقابلے مین شرما جائے اور مخزن جو جاکے دیکھا تو ہوش اُڑ گئے۔ حضور اتنا بڑا ازخار دریا اور ایک رئیس کے دیوان خانہ کے احاطے سے نکلا ہے۔
میر صاحب - ایں! ہمین یقین نہین آتا سب غلط ہے۔
خو - یہ لوگ واللہ کنوئین کے مینڈک ہین۔
نواب - مکان کے احاطے سے - جیسے یہ ہمارے مکان کا احاطہ۔
خو - بلکہ اس سے بھی چھوٹا۔ حضور خدا کی خدائی ہے اسمین بندے کو کیا دخل ہے بیچارے کو - اے توبہ - ۵

ای برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم   وز ہرچہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر   ما ہمچنان در اول وصفِ تو ماندہ ایم

اور خداوند ہمنے ایک مقام پر دیکھا کہ جسقدر شہر ہے سب لبِ دریا ہی بسا ہوا ہے صرف ایک قطار۔ ایک صف اسی مین دکانین اسی مین مکان اسی مین کوٹھیان اسی مین محل اور ایوان سب اسمین اور دریا کے اُس پار باغ۔ امیر اور غریب سب دریا کی روانی کے مزے اُٹھاتے ہین اور سامنے باغ لہلہاتے ہین اور دوسری سمت جنگل اور فضا اور خداوند استنبول مین ایک جانور خانہ ہے۔

میر صاحب - تمکو تو دھوکے سے کسینے اُسمین بند نہین کر دیا۔
خو - بس ان جانگلوؤن کو اور کچھ نہین آتا۔
نواب - اجی تم اپنا مطلب کہو۔ اس جانور خانے مین کوئی نئی بات تھی۔
خو - خداوند ایک تو ہمنے بھینسا دیکھا۔ بھینسا کیا ہاتھی کا پاٹھا تھا اور ناک کے اوپر ایک سینگ۔ یہ ارنا بھینسے سے بڑا ہوتا ہے۔ نہایت قوی ہیکل جانور۔ بڑا گران ڈیل اور طاقتور۔ اتفاق سے جس مکان مین بند تھا اُسکی سلاخون مین سے تین سلاخین ٹوٹ گئین اور وہ جناب سمٹ سمٹا کے نکلا تو معاذ اللہ کا مقام ہے بس کچھ نہ پوچھو ہوش اُڑ گئے دو ہزار آدمی گدبد ایک کے اوپر دوسرا اور دس پر سو اسطرح گرے کہ بیہوش کوئی چار پانچ سو آدمی زخمی ہوئے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا منہ ٹوٹا کسی کا سر پھوٹا اور جو بیس آدمی جان سے گئے۔ جب مین نے یہ کیفیت دیکھی تو سوچا کہ اگر تم بھی بھاگتے ہو تو بڑی ہنسی ہوگی۔ لوگ کہینگے کہ یہ کمیدانی کیا کرتے تھے۔ ذرا سے ارنے بھینسے کو دیکھکر بھاگ کھڑے ہوئے گو ہزارون آدمی بھاگے مگر انمین اور ہم مین فرق تھا۔ خیر قبلہ بس ایکدفعہ جھپٹ کے جو جاتا ہون تو گردن ہاتھ مین آئی بس بائین ہاتھ سے گردن دبائی اور دبوچ کے بیٹھ گیا پھر لاکھ لاکھ زور مارے اُسنے بہت تڑپا۔ مگر کیا مجال ہمسے تندیا ہین نے جھنجھوڑ ڈالا۔ ذرا گردن ہلائی اور مینے دبوچا جتنے آدمی کھڑے دور سے تماشا دیکھ رہے تھے سب دنگ ہو گئے کہ واہ رے پہلوان اور چو طرفہ سے تعریفین ہونے لگین۔
۱ - آدمی کا ہے کو ہے دیو کا بچہ ہے۔
۲ - شیر بچہ ہے۔ شیر بچہ۔ کمال کیا ہے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ

۳ - بھائی پہلوان بے قتل کیے نہ چھوڑنا۔
۴ - وہ کب چھوڑنے والے ہین اُہو ہو ہو ایک جھنجھونی بتا۔
۵ - اللہ اللہ - اتنا سا آدمی اور اِس ڈھوکے ڈھو کو دبائے ہوئے ہے شاباش شاباش - ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

جب مین نے دیکھا کہ حریف کا دم ٹوٹ گیا تو بآواز بلند للکارا ؎

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین | وہان غیرے ہمشکل نے فریاد کرتے ہین
رقم کرتا ہون جسدم شکر کا تیری تیغ ابرو کا | گریبان چاک بنا جامۂ فولاد کرتے ہین
جو یہ سچ ہی نہین ہے حکم جنبش ایک سر کو | تو بس ہم وہی کرتے ہین جو آپ ارشاد کرتے ہین
جسے یہ ذبح کرتے ہین نہین پھر دیکھتے اسکو | یہ بت اللہ اکبر کسقدر بیداد کرتے ہین

بس کہکے مین نے گردن چھوڑ دی اور کہا بھلا ہٹ تو کیا مجال سٹپٹا کے رہگیا۔ چاہا کہ اُٹھے مگر ہس تک نہ سکا۔ میری طرف دیکھا اور آنکھین بند کرلین لوگون نے اسقدر غل مچایا کہ توبہ ہی بھلی تھوڑی خدا
۱ - ارے او پہلوان کیون سب کی جان کا خواہان ہوا ہے۔
۲ - بھائی جان جہان اسقدر احسان کیا ہے اتنا اور احسان کرو کہ جسطرح ممکن ہو اس بلا کو کٹہرے ہی مین ڈالدو۔
۳ - ذرا بچھڑے تو ستم برپا کر ڈالے۔
۴ - ایسی ایسا نہو کہ انھین میان کو ہضم کر جائے۔
بس اتنا سننا تھا کہ مین نے ایک تھپڑ لگایا۔ چوندھیا کے تڑ سے گرا۔
مسیتا - اسکے کیا معنی۔ تڑ سے گرا۔ آپ کے خوف کے مارے لیٹا تو تھا ہی پھر لیٹے لیٹے کیونکر گر پڑا۔
خو - واہی ہو۔ بس حضور مین نے کان پکڑا تو اسطرح ساتھ ہوا جیسے بکری۔ اُسی کٹہرے مین پھر بند کر دیا۔
نواب - کیون صاحب سچ ہے یہ روایت۔
آزاد - مین اُسوقت موجود نہ تھا۔ شاید سچ ہی ہو۔
میر صاحب - بس بس قلعی کھلگئی غضب خدا کا جھوٹ بھی تو کتنا گردن دبائی اور ہمسے نہ دیا۔ اس کفر پر تو جی چاہتا ہے کہ اُٹھ کے گدا دون کہ دس گز زمین مین گڑ جائے نامعقول گینڈی سے تو نیچے لڑے گا پہلے ہمسے تو ہاتھ ملائیے بڑے پہلوان بنے ہین۔
خو - قسم ہے خدا کی جو ابکی کوئی کلمہ زبان سے نکلا تو اتنی قرولیان بھو کونگا کہ عمر بھر یاد کریگا۔ تو اپنے دل مین سمجھا کیا ہے یہ سوکھی ہڈیان لوہے کی سلاخین ہین۔
نوابصاحب نے آزاد سے دریافت کیا کہ گو آپ اُسوقت وہان نہون مگر یہ تو فرمائیے کہ اتنے بڑے جانور سے انسان ضعیف البنیان مقابلہ کر سکتا ہے بھلا۔
آزاد تو خوجی سے وعدہ کر چکے تھے انکا رنگ پھیکا نہونے دینگے انھون نے کہا نواب صاحب بات یہ ہے کہ بعض آدمیونکو ملکہ حاصل ہے کہ ادھر جانور کو دیکھا اُدھر اسکی گردن پکڑی اور تیرگی سی ترکیب سے دبایا کہ پھر جانور کسی مصرف کا نہ رہا اگر خواجہ صاحب کو بھی یہ ترکیب معلوم ہے اور یہ بات سچ ہے تو استعجاب کا مقام نہین ہے۔
نواب - بس اب ہمکو یقین آگیا۔
مسیتا - ہان خداوند کیا عجب ہے۔ ہوا ایسا ہی ہو۔
رفیق - صاحب یونہی ہے کیسے۔ جب حضور کے ذہن مین ایک بات آگئی تو آپ کس کھیت کی مولی ہین۔
مصاحب - حق ہے یہی بات ہے بھائی جان یہی بات ہے۔
میر صاحب - اور جب ایک بات کی لم بھی دریافت ہوگئی تو پھر اُسمین انکار کرنا کیا معنی۔
نواب - کیون صاحب جنگ مین تو آپنے خوب نام پیدا کیا ہے یہ بتائیے کہ آپکے ہاتھ سے کسقدر آدمیونکا خون ہوا ہوگا۔

خو۔ غلام سے پوچھیے۔ انھون نے کل ملاکر کم سے کم دو کرور آدمیون کو تہ تیغ کیا ہوگا۔

نواب۔ دو کرور شاباش شاباش۔

خو۔ جب تو روم اور شام اور توران اور ملتان اور ابی سینا اور جرمنی اور آسٹریا اور انگلستان اور فرانس مین انکا نام ہوا ہے

نواب صاحب نے کہا۔ افوہ۔ خوجی کو کتنے ملکون کے نام یاد ہین۔

آزاد۔ نوابصاحب اب انکو وہ خوجی نہ سمجھیے۔

خو۔ خداوند مین نے ایک دریا پر خدا اُکو گواہ کرکے کہتا ہون وہ کام کیا کہ ساری خدائی عش عش کرگئی صرف تن تنہا مین اور ہزارون آدمیون کا مقابلہ کیا۔

نواب۔ لاحول ولاقوۃ سب غلط محض غلط۔

مسیتا۔ حضور تین حصے جھوٹ اور ایک حصہ صحیح۔

میر صاحب۔ ہم تو کہتے ہین سب ڈینگ ہے۔

رفیق۔ اور نہین تو کیا۔ یہ مضغہ گوشت بلکہ مشت استخوان اور دعوی یہ کہ کرورون آدمیون سے مقابلہ کرین۔

آزاد۔ نوابصاحب اس بات کی تو ہم بھی گواہی دیتے ہین اس جنگ مین مین شریک نہ تھا مگر مینے اخبار مین انکی تعریف دیکھی تھی اور وہ اخبار میرے پاس موجود ہے۔

منشی۔ اخاہ۔ خواجہ بدیع الزمان آپ ہی ہین مین نے ایک اردو اخبار مین اُسکا ترجمہ دیکھا تھا۔

نواب۔ تو اب ہمکو یقین آگیا جب جنرل آزاد صاحب نے کہا اور جب دوسرے صاحب نے گواہی دی تو صحیح ہے۔

آزاد۔ وہ موقع ہی ایسا تھا۔

خو۔ یہ ! موقع ہی ایسا تھا بجا ارشاد ہوا۔

آزاد۔ نہین نہین بھئی تمنے تو واقعی کارنمایان کیا۔ مگر موقع ایسا اچھا ملا کہ اگر دس کرور بھی ہوتے تو اُنکے ہاتھ پانوُن بھول جاتے یہ آپ کا کام تھا۔

خو۔ ان ہاتھ پانوُن پر سب کچھ کیا اور پھر نلوہ نکل آئے اور طرہ یہ کہ ہر مقام پر خوبان مہ جبین عاشق زار اور یہان فراق یار اور ہجر کے صدمے غضب ہین۔ ؎

ہجر مین اس گل کے ہر گل کا گریبان چاک ہے	چشم نرگس مین ہے آنسو قطرہ شبنم نہین
یار کی صورت کو رضوان دیکھکر کہنے لگا	سچ تو ہو یہ آدمی بھی حور سے کچھ کم نہین

حضور ہم بھی دوسرے رستم ہند ہی ہین۔ واللہ۔

آزاد۔ کچھ اور بھی تمنے بیان کیا یا نہین خواجہ صاحب

خو۔ حضور نے قطعی ممانعت کردی تھی۔

نواب۔ کیا کیا۔ کیا ہمسے کچھ چوری کی بات ہے۔

آزاد۔ پیر و مرشد صف شکن علی شاہ وہان ملے تھے۔

نواب۔ (بہ آواز بلند) واہ۔ لوصاحبو سنو۔ ارے میرا صف شکن علی شاہ۔

مصاحبین۔ (بآواز بلند) جزاک اللہ جزاک اللہ واہ رے صف شکن علی شاہ۔

خو۔ خداوند اس ڈانٹ ڈپٹ کا بٹیر بھی کم دیکھا ہوگا۔

نواب۔ دیکھا ہی نہین کم کیسا۔

مصاحبین۔ حق ہے حق ہے۔ واللہ بہت صحیح ہے۔

نواب۔ ارے میان غفور ذرا محل مین اطلاع کردو کہ صف شکن علی شاہ بخیریت ہین معرکہ وار دگیر مین انکو لوگ دیکھ آئے ہین۔

غفور۔ سرکار یہ کسنے کہا۔ یہ خوشخبری کسنے سنائی۔

نواب - ہمارے مہربان دوست آزاد پاشا نے -
غفور - ڈیوڑھی پر آیا - خدمتگار ور بان چپراسی خواص سب یہان نواب کی سادگی پر کھلکھلا کھلکھلا کر ہنس رہے تھے -
خدمتگار - ایسا اُلو کا پٹھا بھی کہین نہ دیکھا ہوگا -
غفور - دیکھتے ہو - نرا پاگل ہی - واللہ نرا پاگل -
چپراسی - ابھی دیکھیے تو کیا کیا حاشیے چڑھائے جائینگے -
خواص - اسمین کیا شک ہے میان - ابھی جنگ مین شریک کیے جائینگے غفور نے مہری کو بلایا اور کہا جاکے اندر کہدو کہ سرکار نے فرمایا ہے کہ ہمارے صف شکن علی شاہ بخیریت ہین اور روم کی جنگ مین لوگون نے اُنکو دیکھا تھا - مہری نے اندر جاکر ہنستے ہنستے کہا سرکار مبارک ہو بڑی خوشی کی خبر غفور کی زبانی سُننے مین آئی ہی - حضور نے کہلا بھیجا ہی کہ ہمارے صف شکن علی شاہ مسکر اکر روم کی لڑائی مین ہین معتبر لوگون نے دیکھا ہی بیگم صاحب نے سنتے ہی قہقہہ لگایا اور کہا ان موؤن نے پھر نواب کو اُنگلیون پر نچانا شروع کیا جاکے کہدو کہ ذری اُنکو یہان بھیجدے کہ بیگم صاحب کھڑے کھڑے بلاتی ہین -

نواب صاحب کو اطلاع ہوئی آزاد کیطرف مخاطب ہو کر رخصت کے طالب ہوے - کہا ابھی کوئی گھڑی دو گھڑی مین حاضر ہوتا ہون -

آزاد بسم اللہ آپ تشریف لیجائیے - سرکار نے یاد کیا ہی خاکسار کیطرف سے آداب عرض کر دیجیے گا - نوابصاحب اُٹھے مگر اُٹھتے ہی پھر بیٹھ گئے اور کچھ سوچ کر کہا حضرت جانیکو تو مین جاتا ہون مگر وہ دریافت کرینگی کہ مفصل حال بیان کرو تو مین کیا کہونگا کچھ حال تو بیان فرمائیے -

مسیتا - حضور اسمین حال کیا پوچھتے ہین سرکار جنگ کوئی مُنہ تاکنے دل لگی دیکھنے تو جاتا نہین ہے سوائے اسکے کہ لڑے اور مارے اور مرے - بس اور عجب نہین کہ جنگ کا حال سُن سُنکر دل مین جوش پیدا ہوا ہو -
نواب - بھئی کیا بات کہی ہی - بس یہی بات ہی -
خو - حق ہی پیر مرشد - اسوقت مسیتا بیگ کو خوب سوجھی
مسیتا - اسوقت کیا معنی ہمیشہ ہی خوب سوجھتی ہی -
آزاد - خواجہ صاحب اِسکا حال دریافت کیجیے خوب واقف ہین -
خو - ساتھ تو سچ پوچھیے تو میرا ہی اُنکا بہت رہا - ان کی انگریزی وضع سے بہت جھگڑا تے تھے -
نواب - بھلا کسی مورچے پر گئے تھے یا نہین - دور ہی سے دعا دیا کیے -
خو - خداوند غلام جو عرض کریگا کسی کو باور نہ آئیگا اور یہ آپ کے پاجی مصاحب مجھے جھوٹا بنائینگے اور مین جھلاؤنگا اور مفت کی ٹھائین ٹھائین ہو گی -
نواب - کیا مجال - خدا کی قسم اب تم میری رفیق خاص ہوے تمنے جو تجربہ حاصل کیا ہی بھلا دوسرا تمھارا مقابلہ کرسکتا ہی
خو - یہ حضور کے اقبال کا اثر ہی خداوند ورنہ من آنم کہ من دانم کا نقشہ ہی ارذل خلائق ہیچمیرز ہیچمدان نالائق رد خلائق مردود مطرود نامعقول ہون -

میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد | جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

حضور بات یہ ہوئی کہ غلام لب چشمہ سار ایک پیالی مین آہستہ آہستہ افیم گھول رہا تھا کہ بس درخت کیطرف جو نظر کرتا ہون تو نور کا عالم

یا اُکھی۔ یہ کیا ماجرا ہی یاخدا یہ کیا اسرار ہی غور کر کے دیکھا تو روشنی پہلے تو مین سمجھا کہ چنار کا درخت ہی مگر دم کے دم مین ہمارے حضور صف شکن پھر سے آن کر ہاتھ پر بیٹھ گئے۔

نواب۔ شکر خدا ہزار شکر خدا۔ بڑے خوش ہوے ہو گے۔

خو۔ حضور جیسے کروڑون روپیہ مل گیا دنیا بھر کی اقلیم کے مالک بن بیٹھے حضور کا حال بیان کیا۔ یہان کا ذکر چھیڑا اسرکار کی بیقراری اور فراق مین نصیب اعدا گریہ وزاری کا حال کہا۔ بس حضور پھر تو یہ کیفیت تھی کہ کسی لڑائی مین غنیم جم ہی نہ سکے جنگ ہوئی اور روسیون نے توپون پر تی لگائی اور ادھر میرے شیر نے کیل ٹھونک دی۔

نواب۔ اہن آہاہاہا۔ واللہ ای میرے صف شکن علی شاہ

مسیتا۔ خداوند جانور کیا جادو ہی۔ سحر ہی پر کالہ آتش ہی

خو۔ بھلا اُسکو کوئی بشر کہہ سکتا ہی اور جانور آپ خود ہین ایسا ثقیل اور سخت اور ناملائم لفظ اُنکی شان مین آپ استعمال کرتے ہین۔ نامعقول!۔

نواب۔ مسیتا بیگ اگر تمکو اچھی طرح رہنا ہی تو رہو ورنہ اپنے گھر کا راستہ لو۔ اِسکے کیا معنی آج کو صف شکن کو جانور بنایا کل کو مجھے جانور کہوگے۔ مصاحب ہو کہ آقا ہو۔

مصاحب۔ خداوند بجا ارشاد ہوا یہ نرے پھوہڑ ہین۔

مسیتا۔ حضور۔ یون تو۔ مگر

حضور۔ اچھا تو اب خاموش ہی رہیے صاحب قصور ہوا

خو۔ نہین تو ہم کمالات کا حال سن چکے مگر تب بھی اپنی ہی سی کہے جائینگے۔ دوسرا اگر اسوقت جانور کہتا تو گلا پھاڑ کے چیر کے دھر دیتا مردک کے۔ نہ ہوئی قرولی۔

مرزا صاحب واہ خواجہ بدیع واہ۔ اس فن کے تو بادشاہ ہو جس مصاحب کو چاہو بات کی بات مین نکلوا دو کمال حاصل ہی

نواب صاحب آپ اسوقت خوجی کا جامہ پہنے ہوے ہین ایک مسیتا بیگ پر کیا فرض ہی جسکو کہو نکلوا دین مگر واہ رے صف شکن اللہ رے تیری جرأت۔ خواجہ صاحب نے ایک جنگ دریائی کا حال یون بیان کیا خداوند نعمت خشکی مین تو سب کوئی لڑ سکتے ہین مگر تری مین لڑنا البتہ کارے دارد۔ سو حضور تری کی جنگ مین صف شکن اور بھی سب سے بڑھکر رہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چھوٹا سا دریا تھا اسطرف ہم اُس طرف غنیم لب دریا مورچہ بندی ہو گئی اور گولیان چلنے لگین دھنا دھن بس خداوند مین کیا دیکھتا ہون کہ صف شکن موجود آتے ہی دیکھا آو نہ تاو ایک کنکری لیکے کچھ بڑھ کر اِس زور سے پھینکی کہ ایک توپ پھٹ گئی اور ہزار ٹکڑے ہو گئے۔

نواب۔ اہن ا واہ واہ۔ کیا کہنا ہی۔ مصرعہ

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

مسیتا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ خداوند غور کا مقام ہی کہ ایک ذرا سی کنکری کاکن کے دانے کے برابر اور توپ کے بہتر ٹکڑے کر دئیے۔

مصاحب۔ کیا پوچھنا ہی۔ اللہ ری کنکری۔

مسیتا۔ کنکری نہین تھی وہ۔ وہ خدا جانے کیا تھا۔

خو۔ ہو نہہ۔ کنکری!۔ اب سنیے کہ دوسری کنکری جو بڑھ کے پھینکی تو ایک اور توپ پھٹی اور بہتر ٹکڑے اور کوئی تین چار ہزار آدمی مجروح اور مقتول ہوے۔

نواب۔ اس کنکری کو ملاحظہ فرمائیے گا۔ کیا بلا کی کنکری ہی اہن واہ!۔ اللہ اللہ! دوسو ٹکڑے توپ کے اور چار ہزار روسی مجروح اور مقتول خدا کی شان ہی واہ رے میرے صف شکن اللہ میان نے

تیری قدر نہ کی۔

خو۔ خداوند چودہ توپین اُڑا دی گئین اور جتنے آدمی بیٹھے تھے سب تر بتر ہو گئے۔ کچھ پوچھئے نہ حضور آجتک کسی کی سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا ہوا۔ اگر ایک گولہ بھی پڑا ہوتا تو لوگ سمجھتے کہ شاید اُس گولے مین کچھ سامان کچھ مصالح ہی ایسا تھا مگر ذراسی کنکری تو کسی کو معلوم نہین ہوئی۔

نواب۔ اور کیونکر معلوم ہو ماش کے دانے کے برابر کنکری معلوم کسے ہو مگر بلا کی کنکری تھی کہ توپ کو اُڑا دیا اور دو ہزار کر کرڈالے اور ہزار ہا آدمیونکی جان لی۔ اللہ ری کنکری کہ کمال جا ہو کہ کنکری ہی۔ واہ بھئی کوئی جاکے ذرا صف شکن کی کاایک تولاؤ۔

اتنے مین پھر مہری نے آکر کہا حضور بڑا ضروری کام ہے ابھی بلایا ہو نواب صاحب خوجی کو زنانخانے مین لے چلے خوجی کی آنکھونمین دوہری پٹی باندھی گئی۔ نوابصاحب نے اُنکو حکم دیا کہ پہلے ڈیوڑھی مین ٹھیرے رہو مین بیگم صاحب سے دریافت کرون تو بلاؤن جیسے ہی اندر قدم رکھا بیگم صاحب نے قہقہہ لگایا۔

نواب۔ ایک تم پر کیا فرض ہی سارا زمانہ آج خوش ہی۔

راوی۔ خوب سمجھے۔ ع

	برین عقل و دانش بباید گریست	

بیگم۔ صف شکن علی شاہ اب کہان ہین۔

نواب۔ واللہ مجھے یہ حال معلوم ہی نہ تھا کہ جنگ و جدال مین بھی برق ہین مین تو سمجھتا تھا کہ صرف خانہ جنگیون ہی مین اُستاد ہے مگر اُسنے تو جاکے توپون مین کیلین ٹھوک ٹھوک دین۔ اللہ اللہ خدا جانے یہ سب سیکھا کس سے ہے۔

بیگم۔ یہ خدا کی دین ہی سیکھنے سے کہین ایسی باتین آتی ہین۔

نواب۔ واللہ سچ کہتی ہو بیگم صاحب سچ ہی پیاری اسوقت تم سے جی خوش ہو گیا۔ اے غضب خدا کا کجا توپ۔ کجا کیل۔ کجا صف شکن۔ خیال تو کرو۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

بیگم۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو صف شکن کو ہزار پردون مین چھپاکے رکھتی۔ کبھی ہوا بھی نہ دیتی مگر اب تو جو ہوا سو ہوا۔ ہان خوب یاد آیا سُنو وہ تو ابھی جیتے جاگتے ہین اور تمنے اُنکا مزار بنوا دیا یہ کیا۔

نواب۔ واللہ خوب یاد دلایا۔ پیش از مرگ واویلا۔

بیگم۔ یہ تو صریح کوسنا ہوا کسی بیچارے کو۔

نواب۔ کوسنے کے علاوہ اسمین اور فیہ بھی ہی۔ فرض کرو سیر کرتے ہوئے اسیطرف آنکلے اور پڑھے لکھے تو ہین ہی نظر پڑ گئی کہ مزار پر انوار میان صف شکن علی شاہ تو اُسوقت کہینگے کہ ماشاءاللہ یہ لوگ میری موت ہی کے خواہان تھے کیا جھپاک سے قبر بنوا دی ہی اس سے بہتر یہی ہی کہ کھُدوا ڈالون نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ نوابصاحب نے بیگم صاحب سے کہا ہمارا ایک انا رفیق خواجہ بدیع الزمان جسکو ہم لوگ خوجی خوجی کہتے ہین جنگ کے میدان مین صف شکن سے ملا تھا اگر اجازت دو تو یہان بلالون پھر اُسکی زبان سے اُنکا حال سُنو۔ دیکھو تو کہتا کیا ہی۔

بیگم۔ اوئی جہنم مین جائے موا۔ اور سُنو اس افیمی کو گھر کے اندر لائینگے واہ ہم ایسا حال سُننے سے درگذرے۔

نواب۔ سُن تو لو۔ اول تو بوڑھا پیٹ مین آنت نہ منھ مین دانت دوسرے معتبر تیسرے دوہری دوہری پٹی بندھی ہی۔ اچھا ڈیوڑھی سے کہے۔

بیگم۔ ہان اسکا مضائقہ نہین۔ مگر مین اُن موئے لنگارون خوشامد خورون کے نام سے جلتی ہون انھین کی صحبت مین اُن ہاڑونکو بہونچے

نواب۔ این! ماشاءاللہ۔ ع

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج | ما گذشتیم ز لطف تو غضب را چہ علاج

خو - خداوند غلام حاضر ہی -
بیگم - این! کیا ڈیوڑھی مین بٹھا آئے تھے -
خواص - ساونی مین تو سمجھی کہ کنوئین مین سے کوئی بولا -
بیگم - اے موا افیمی ہردم پینک مین رہا چاہے -
نواب - خواجہ صاحب کیا سو گئے ارے میان خوجی -
دربان - خواجہ صاحب خواجہ صاحب دیکھو سرکار کیا فرماتی ہین
خو - (چونک کر) جی پیر و مرشد - حکم خداوند عالم -
بیگم - دیکھا اللہ جانتا ہی اونگ رہا تھا موا مین تو کہتی ہی تھی کہ اونگتا ہی - وہ تو ہردم پینک ہی مین رہتا ہی -
نواب - بھئی ذری صف شکن علی شاہ کا حال تو کہہ چلو
خو - خداوند تو اب آنکھین تو کھلوا دیجئے -
بیگم - کیا کتیا کے پلے کی طرح آنکھین ہی ابھی نہین کھلی ہین -
نواب - پہلے حالات بیان کرو - ذرا توپ والا ذکر خیر چھیڑو یہان کسی کو یقین ہی نہین آتا ہی -
خو - خداوند یہ وہی مثل ہوئی - ؎

یوسف نہین ہی یار کہین جسپہ انگلیان | کاٹین گلے نگاہ جو سوئے گلو کرین

اور حضور یقین کیونکر آئے بھلا یقین آنے کی بھی کوئی بات ہی جبتک اپنی آنکھون سے نہ دیکھینگے کبھی نہ مانینگے -
نواب - تو بھئی ہمنے کیونکر مان لیا - اتنا تو سوچو -
خو - حضور اللہ نے سرکار کو چشم بینا دی ہی آپ سمجھین تو کون سمجھے خداوند کسی شاعر نے خوب کہا ہے - ؎

آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی | اس سے بھی آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوتی

تو حضور کا دل تو مثال آئینہ ہی خداوند کیفیت یہ ہوئی کہ دریا کے دونو طرف آمنے سامنے گھوڑچڑھی توپین اور سپاہی بندوقین چھتیائے ہوے گولیان چلا رہی تھے بس صف شکن نے ایک کنکری اٹھا کر خدا جانے کیا افسون پھونک دیا کہ ادھر کنکری پھینکی وہان ادھر توپکے دو سو ٹکڑے ہی اور ہر ٹکڑے نے سو سو روسیونکی جان ماری -
بیگم - اس جھوٹ کو آگ لگے افیم بی بی کے نگوڑونکو کیا کیا سوجھتی ہی بیٹھے بیٹھے ایک کنکری سے توپ کے سو ٹکڑے ہوگئے اوئی خدا کا ڈر ہی نہین -
نواب - انھین یقین ہی نہین آتا تو اسکو کوئی کیا کرے -
بیگم - (جھلا کر) چلو بس خاموش رہو - کاہے کا یقین آئے ذرا اسا موا بٹیر اور کنکری سے اسنے توپکے دو سو ٹکڑے کر ڈالے اللہ جانتا ہی تم اپنی فصد کھلواؤ جراح کو بلاؤ کہو ہفت اندام کی فصد کھولو
نواب - اب خدا جانے ہمین جنون ہی یا تمھین -
خو - خداوند بحث سے کیا فائدہ - عورتون کی سمجھ مین یہ باتین نہ آئینگی حضور وہ بیچاری کیا جانین -
بیگم - محبوبن دربان سے کہو اس نگوڑی خوشامد خور کو جوتے مار کے نکال دو خبردار جو کبھی اسکو ڈیوڑھی مین آنے دیا -
خو - سرکار تو خفا ہی ہوتی ہین ناحق بن ناحق -
بیگم - ناحق بن ناحق امین کہین آج اسکو قتل نکر ڈالون ارے دربان محبوبن کھڑی سنتی کیا ہی -
محبوبن - حسینی او حسینی اس موئے ٹھنڈی کاٹنے کے کان توڑ کان پکڑ کے تھپڑ مارتا ہوا لیجا اور سنو یہ بھی تنے ہوے -
خو - بس بس - دیکھو کان دان کی دل لگی اچھی نہین -
محبوبن - (چپت لگا کر) اب چلتا ہے یا پچلتا ہی -
خو - (ٹوپی زمین سے اٹھا کر) اچھا اگر آج جیتی بچ جائے تو جب ہی کہنا - ابھی (ایک تھپڑ دون تو دم نکلجا ے -
اتنا ہی کہنا تھا کہ دوسری مہری نے بھی کان پکڑ کے میان خوجی کو

خوب چپتایا۔ یہ آگ ببھوکا ہو گئے۔ مگر سوچے کہ نواب صاحب نے تو آج اسقدر اعزاز بخشا ہے اگر سب لوگون پر کھل جائیگا کہ مجبورن کی جوتیان کھائین تو بات بیڈھب ہو گی اس سے بہتر یہ ہے کہ خاموش ہو رہو جھاڑ پونچھ کے باہر آئے۔ برف کا پانی پیا۔ ٹھنڈے ہوے گلوری چکھی اور لیٹ رہے۔

ادھر کا حال سُنیے کہ بیگم صاحب نے خوب ہی آڑے ہاتھون لیا اور دانت پیس پیس کر کہا۔ ذرا سوچو تو کہ تم کو ہو کیا گیا ہے۔ کہان بٹیر کہان توپ۔ کہان جنگ۔ خدا جھوٹ نہ بلائے تو بلی کھا گئی ہو یا انھین دوزخی مصاحبون مین سے کسی نے نکال کے بیچ لیا ہو گا اور انکو پٹی پڑھا دی کہ وہ توصف شکن علی شاہ تھے اور ہنستے تھے اور نماز پڑھتے تھے یہ کیسطرح یہانسے نکلنے جائین تو گھر کا انتظام ہو ورنہ اللہ اللہ خیر صلاح ہے۔ آخر تم کسی اپنے دوست سے تو پوچھو دیکھو اور لوگون کی کیا راے ہے۔

ایک مولوی کو تو بلوایا تھا پھر اُسنے کیا کہا۔ اُسنے بھی کہا کہ کچھ جنون ہو گیا ہے۔ خود منتے ہو کہ مجھے بناتے ہو۔ بٹیر اور عالم اخاصے بھلے چنگے پڑھے لکھے گورے چٹے آدمی مگر ان مصاحبون پر آسمان پھٹ پڑے اُنھون نے کہین کا نہ رکھا۔

نواب۔ خدا کے لئے ان میرے مصاحبون کو نہ کوسو جا ہے مجھے برا بھلا کہو مگر ان بیچارے جان نثارون کی نسبت تو ایسی باتین زبان سے نہ نکالو۔

بیگم۔ اللہ موے مفت خورون سے سمجھے اور کیا کہون۔

نواب۔ از براے خدا ذرا آہستہ آہستہ کہو کہین بعض سن لین تو بھڑ بھڑا کے اُٹھ جائین پھر مین اکیلا گھمان ہی مارا کرون۔

بیگم۔ واہی ایسے بڑے گھر سے ہین اے تم تو جوتیان مار کے نکالو تو چون نہ کرین اور اس ذرا کو تو دیکھو۔ یہ ہی کوئی سُن نہ لے۔ جو بھڑ بھڑا کے نکلجائینگے تو کیا ہو گا۔ اللہ کرے کل جلتے ہون تو آج ہی جائین۔ اللہ کہین انکو یہان سے دفان تو کرے۔

مہری۔ (ذرا آہستہ سے) حضور توجہ کہین ذری اس موے خوجی کی کہانی تو سنی ہوتی۔ اور جو ذری آپ ان کان کرتی جائین تو زمین اور آسمان کے قلابے ملا دے۔

بیگم۔ اچھا اُسکو بلاؤ تو ذری یکو صف شکن کا کچا چٹھا کہ سنائے مگر جھوٹ بولا اور مین آگ ببھوکا ہو گئی۔

نواب۔ یا الٰہی یہ تمسے کس نے کہدیا کہ خواہی نخواہی جھوٹ ہی بولیگا اتنے دن سے رفاقت کرتا ہے کبھی آج تک جھوٹ نہین بولا اب ہی جھوٹ بولنے لگے گا اور آخر اتنا تو سمجھو کہ جھوٹ بولنے سے اسکو مل کیا جائیگا۔

بیگم۔ اچھا بلاؤ مین سنون توصف شکن نے کیا کیا سامان کئے

مہری نے باہر جا کر خوجی کو بلایا۔ خواجہ صاحب جھلائے ہوے پھر کھٹ پر دراز تھے کہا جا کے کہدو اب ہم وہ خوجی نہین ہین جو پہلے تھے۔ آنے والے اور جانے والے اور بلانے والے اور بلوانے والے اور بھیجنے والے اور بھجوانے والے سب کو کچھ کہتا ہون مہری نے جھلا کر داروغہ کو کہا۔ تم ذری دیکھئے کیا ہو داروغہ جی اُٹھ کے جہنم واصل نہین کرتے موے کو۔ داروغہ نے قریب آ کر آہستہ سے کہا خبردار اب انکی شان مین ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا ورنہ حضور بد دماغ ہو جائینگے اب تو جو کچھ ہین یہی ہین۔ مہری نے خوشامد کر کے کہا۔ اے خواجہ صاحب سرکار یاد کرتی ہین۔ اور تم نہین چلتے اور حضور بھی بلا رہے ہین لوگون نے سمجھایا۔ داروغہ نے خوشامد کی آزادی فہمائش کی بارے بہزار خرابی خواجہ صاحب ڈیوڑھی مین آ گئے۔

مہری۔ حضور خواجہ صاحب ڈیوڑھی مین تشریف رکھتے ہین

خو۔ آداب عرض کرتا ہون سرکار صاحب کیا پھر کچھ مہربانی کی نظر غریب کے حال پر ہوگی ابھی کچھ انعام باقی ہو تو اور مل جائے
بیگم۔ اگر ذرا بھی جھوٹ بولیگا تو تو جانیگا صف شکن کا حال بیان کر مگر سچا سچا۔ ذرا جھوٹ کا نام نہو خبردار۔
خو۔ واہ ری قسمت ہندوستان سے بمبئی گئے وہان سبکے سب حضور حضور کرتے تھے۔ عورتین عاشق مرد غلام۔ مصر مین ہزارہا عورتین کمر بستہ حاضر ترکی مین کوہ قاف کی پریان نقد جان دیکر نثار۔ تقریر صورت نگاہ چتون۔ سب مین جادو بھرا جس نے دیکھا دنگ ہوگیا۔ ؎

دم بھر کجھا ہی جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے — دیکھے تو جی ہی نکلجا ہی نگہ تیر یہ ہے
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر — پیچ مین پڑ گئے اس زلف کی زنجیر یہ ہے
قتل ہوگا کوئی اس تیغ سے یہ لکھا ہے — جوہر تیغ نہین ہے خط تقدیر یہ ہے

مسر بزنا مے ایک نہوش ہر ادا پر ہزارون عادتین تھی مگر۔

لگا دل اُس بت نا آشنا سے — عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے

جب کبھی اسکی یاد مین نیند آتی ہے رات بھر عمدہ عمدہ خواب دیکھا کرتا ہون اور جو زلف کی یاد مین آنکھ لگی تو پھر کچھ نہ پوچھو۔ ؎

خواب مین اک نور آتا ہے نظر — یاد مین تیری جو سو جاتے ہین ہم

بیگم۔ اب بتاؤ بیگم افیمی نواب یا نہین۔ بھلا کہو اس جھنجھٹ سے ہمین کیا۔ اسطے مطلب کی ایک بات نہ کہی واہی تباہی بکنے لگا
خو۔ حضور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پہاڑ کے اوپر تو روسی اور نیچے ہماری فوج اور ہمکو معلوم نہین کہ روسی موجود ہین ہمنے دامن کوہ مین پڑاؤ کا حکم دیا۔ سپاہیون اور سوارون نے وردیان اُتارین اور کھانے پینے کی فکر مین ہونے لگین اب سب بیفکری کے ساتھ انتظام کر رہے ہین۔
اتنے مین حضور ایک سوار نے چونک کر کہا روسی روسی۔ پہاڑ پر روسی ہے۔ بیڑے بھر مین ہلڑ مچ گیا سب کی نظرین پہاڑ کی چوٹی کی طرف۔ دو چار آدمیون نے کہا بھئی عجب دل لگی بازآدمی ہین خواہ مخواہ ڈرانا۔ روسی یہان کہان۔ یہ دو دو بار گردوری ہو چکی ہے۔ پہاڑ بالکل صاف ہے اور روسی آتے تو کہان سے آتے کوئی راہ بھی نکلی ہے یا وہ ادھر اُدھر سے کود پڑتے پھر سب کے سب اپنے کامون مین مصروف ہوے۔ مین ایک ندی کے پاس بیٹھا افیم گھول رہا تھا۔
بیگم۔ ہنسکر وہ تو گھٹی مین پڑی تھی افیم کہان چھٹتی۔
مہری۔ مرتے دم بھی یہ افیم ہی پکارا کریگا۔ اف ری لت
محبوبن۔ حضور انکو تو مین نے کئی بار ہی سویرے آگ کے انگیٹھی کے پاس پڑا ہوا دیکھا ہے۔ دست پناہ ایک ہاتھ مین اور چلم دوسرے ہاتھ مین۔ تو اکہین۔ اور تمباکو کہین۔
مہری۔ اور باتین کیسی تول تول کے کرتے ہین کہ کوئی جانے بڑے وہ ہین۔
خو۔ باتون مین اور کام مین زمین و آسمان کا فرق ہے۔
بیگم۔ اچھا ہان ہان سچ تو ہے۔ تم اپنی کہانی شروع کرو۔
خو۔ مین مزے مزے افیم گھول رہا تھا اور افسر اور سوار اور پیادے سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے کہ پہاڑ پر سے تالیون کی آواز آئی این! یا الٰہی! یہ تالیان کس نے بجائین سب کے سب پھر غور سے دیکھنے لگے مین پیالی لبون تک لے ہی گیا تھا کہ اوپر سے روسیون نے باڑھ ماری کوئی چار سو بندوقین ایک ہی دفعہ سر ہوئین اور آدھے آدمی مجروح اور مقتول ہوے مگر واہ رے مین خدا گواہ ہے پیالی ہاتھ سے نہ چھوٹی صاحب سنیئے کہ فوراً صف شکن علی شاہ موجود اور میرے ہاتھ پر جھپٹکر چونچ جو افیم سے تر کیا اور زور سے چونچ کھولی تو دو قطرے پہاڑ تک کی خبر لائے

اور پہاڑ جو پھٹا تو اراراد ھون اور لطف یہ ادھر کا ایک آدمی ضائع نہین ہوا۔ بس مین نے صف شکن کا منھ چوم لیا بیٹر کیا ہی خدا جانے وہ کون نایاب شے ہے۔ ہ

تیغش آن ابر کہ خون بارانست ۔۔ دستش آن ابر کہ زر افشانست
ذات او عقل مجسم آمد ۔۔ رائے او صائب و محکم آمد
نور قلبش ز عیام نافع ۔۔ مہر جرات ز جبینش ساطع
باطنش از زہد بتغم ظاہر ۔۔ دانش از گل دنیا طاہر
دست ہمت بہ زر آلود از ان ۔۔ کہ بجز زر نبود جود عیان
ور نہ او کے سر دنیا دارد ۔۔ روے دل جانب عقبیٰ دارد
وعدہ اش صادق و عہدش واثق ۔۔ زین چشم بست زیادہ لائق
سیم و زر بخشد و منت نہ نہد ۔۔ مزد بے رنج و مشقت بدہد
صد و سی سال سلامت باشد ۔۔ ہر دم افزونی دولت باشد
دخل اغراق بہ تقریرم نیست ۔۔ یک قلم شبہہ بہ تحریرم نیست

اب ہم کیا دیکھتے ہین کہ ہزار ہا روسی مرا پڑا ہوا ہی بندوقین اور بارود اور گولی اور گولا اور سامان اور رسد سب تباہ کجا پہاڑ کجا جو تی۔ کجا دامن کوہ۔ ایک قطرہ آب نہ اللہ اعلم کیا بات تھی کچھ سمجھ مین نہین آتی اور لطف یہ کہ انسے جو ہاتھ جوڑ کر دریافت کیا تو مسکرا کر خاموش ہو رہے مین نے پوچھا کہ اگر تمکو کوئی روسی کبھی گرفتار کر لیجائے تو تم کیا کرو ہنسکر برجستہ جواب دیا ہ

ہین سبکدوش سدا قید الم سے آزاد ۔۔ کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہی

بیگم۔ صف شکن باتین کس زبان مین کرتے ہین کسی زبان میں نا
خو۔ حضور ایک زبان ہو تو مین عرض کرون۔ اُردو فارسی عربی ترکی انگریزی دلندیزی اور۔
بیگم۔ (قہقہہ لگاکر) انگریزی تو انگریزی مگر ولندیزی مین بھی بول سکتے ہین یہ کس ملک کی زبان ہو شاید اسیطرف کوئی ملک ہو گا روس کے آس پاس۔
خو۔ اب حضور سے کون کہے۔ ہ

مست گیا جب مین تو ای مہر نظر آیا مجھے ۔۔ دست خر گشتہ مرا ابرو نظر آیا مجھے

نواب۔ اب یقین آیا کہ اب بھی نہین یقین آیا۔ اُف ری بدگمانی
راوی۔ اب بھی بیگم صاحب کو یقین نہین آتا تعجب ہے۔
بیگم۔ چلو بس چپکے بیٹھے رہو۔ خدا گواہ ہے مجھے رنج ہوتا ہی کہ ان حرام خورون کے پاس بیٹھ بیٹھ کے محقین ہو گیا گیا ہی۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ کس سے کہون یا اللہ۔
نواب۔ اے افسوس غضب کا سامنا ہے۔ یہ بڑے آدمی سب کے سب جھوٹ کیون بولینگے۔ خوجی کو مین کچھ انعام دیدیتا ہون یا کوئی جاگیر لکھدی ہے اُس کے نام کہ بیگم صاحب کو جھوٹی کہانی سنایا کرو۔
خو۔ خداوند اگر اسمین ذرا بھی شک ہو تو خدا مجھے غارت کرے جھوٹ بات کبھی زبان سے نہ نکلیگی چاہے کوئی مار ڈالے مگر بولونگا سچ ہی۔ بیگم صاحب نے کہا ایمان سے کہنا کبھی مورچے پر جانے کا بھی آج تک اتفاق ہوا تھا کہ جھوٹ موٹ فقرے ہی سنایا کرتا ہی۔
خواجہ اسپر بہت ہنسے فرمایا حضور مالک ہین آقا ہین جو چاہین فرمالین مگر غلام نے جو بات اپنی آنکھون دیکھی وہ عرض کی اسمین اگر فرق ہو تو پھانسی کا حکم دیدیجیے ایک بوڑھی بوڑھی مغلانی جو ضعیف الاعتقاد دن میں نانی تھی خوجی کی کہانی سنکر بولی سرکار اسمین آپ کو تعجب ہی کیا ہی یہ کون بڑی بات ہی ہماری محلے مین ایک کتا رہتا تھا بہت بڑا کتا۔ کالا بالکل کالا لڑکے اپنے محلے کے لونڈے چھوکریان تو مین یہ وہ سب اسکو جانتے تھے لڑکے کان پکڑا کرتے تھے مارتے تھے دق کرتے تھے مگر وہ ذرا چون نہین کرتا تھا ایکدن پڑوس کی ایک چھوکری نے اسکو زور سے ڈھیلا مارا

تو کانسے خون بہنے لگا اٹھا اور آنکھین نیلی پیلی کرکے بھونکنے لگا چوکیدار نے پھر چاہا کہ ڈھیلا مارے مگر ایک جوگی نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کیون جان کا دشمن ہوا ہی بابا یہ کتا نہین ہے اسی رات کو چوکیدار نے خواب دیکھا کہ کتا اُسکے پاس آیا اور اپنا زخم دکھا کر کہا یا تو ہی نہین یا ہم ہی نہین۔ سویرے جو چوکیدار اٹھا تو اسنے پاس پڑوس والون سے خواب کا ذکر کیا اب محلے بھر مین ڈھونڈھ مارا کہین کتے کا پتہ ہی نہین دوپہر کو چوکیدار کنوئین پر پانی بھرنے گیا پانی دیکھتے ہی بھونکنے لگا۔

بیگم۔ سچ! اہا ہا۔ کتے سے تو ہم بھی بہت ڈرتے ہین۔

مہری۔ حضور اللہ بچائے اس بلا سے۔ ہی ہی دشمن کے بھی نہ کتا کاٹے تو یہی جلتی اسطرح کی موت کسی کو نہو یا خداوند۔

نبلانی۔ حضور کتے کے بھیس مین کیا جانے کون ہوتا ہی۔ ۵

اے نفس پلید آدمی بن
کتے مین ولی کی خصلتین ہین

بس شہر مین تلاش کی کتا کہین نہ ملا اور دو دن مین چوکیدار کی عجیب حالت ہوگئی باباجی بلوائے گئے ہندو دھابیراگی اُسنے آن کر کہا بچہ ہمنے تو دیکھتے ہی کہدیا تھا کہ کیا جانے کون ہی پھر لاکھ لاکھ علاج کیا نہ اچھا ہونا تھا نہوا۔ چوتھے روز تڑپ تڑپ اور بھونک بھونک کے مرگیا۔

نواب۔ آپ اسکو کیا کہو گی۔ اب بھی صف شکن کے کمال کو نہ مانو گی۔ یہ تو بات ہی اور ہی کہ قاضی ہمکو بہت سمجھایا کیے مین سمجھی

بیگم۔ ہان ایسی باتین تو ہمنے بھی سنی ہین مگر۔

خو۔ اگر مگر کی گنجائش نہین حضور غلام چشم دید کہتا ہی۔ ۵

ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان
کار عشاق جانفشانی ہے

اور ایک روایت اور سنیے اسکا بھی شاید آپ کو یقین آئے میری سر پر آکر بیٹھ گئے اور کہا روسیونکی فوج مین دھنس پڑو ہوش اڑ گئے کہتا ہون صاحب ہو کہان میری جان جائیگی آپ کے نزدیک دل لگی ہی وہ سنتے کسکی ہین کہا چلو تو تم اور آدھی رات اور گھٹا چھائی ہوئی مجبور جانا پڑا۔ مگر مجھ سے کہدیا تھا کہ خبردار کسی آدمی کو چھو نہ جانا ممکن نہین کہ کوئی فرد بشر تمکو دیکھ سکے۔ چلا اور حضور سر پر جمے بیٹھے ہین بس جناب والا پہونچے وہ ہزارہا آدمی فوج ہی تھی دل جمع کوئی گاتا ہی۔ کوئی بجاتا ہی کوئی سوتا ہی کوئی منھ ہاتھ دھوتا ہی۔ مگر ہم سب کو دیکھتے ہین۔ ہمین کوئی نہین دیکھتا۔ بس صف شکن شاہ۔ اصطبل کیطرف لیچلے اور پھدک پھدک کے ہر ایک گھوڑی کی گردن پر بیٹھنے لگے جسپر بیٹھے دھم سے گرا جسپر بیٹھے تڑپ سے زمین پر لوٹنے لگا مین نے کہا آپ تو میرے سر پر ہین نہین اگر کوئی دیکھ لے تو مین کیا کرون مین تو بے موت مرا کہا خاموش رہو نہ بولو حضور باور کیجیے سات ہزار گھوڑی اسیدم دھم دھم کرکے لوٹ گئے واہ ری صفائی اور کمال ۵

اسکی رفتار کے جو لکھے وصف
کیا مری طبع کی روانی ہے
سرکٹا مینگے شمع سان افسوس
گر یہی اپنی بے زبانی ہے

بس پھر آن کے بیٹھے اور چپ چاپ چلے آئے۔ ایک مقام پر کسی روسی کو میری چاپ معلوم ہوئی کہا کون ہمنے جواب نہین دیا تو صف شکن نے آہستہ سے کہا جواب دینا تھوڑی دیر کی بعد کہا پیچھے سے جا کے ایک دھپ جماؤ دھپ پڑتے ہی ہوش اڑ گئے کون ہی۔ ادھر دیکھا کون ہی بھئی ادھر دیکھا کون ہی بھئی۔ تب تو جگر آیا اور مجھے زعم اور ایک دھپ دی۔ ۵

دکھاؤن حسرت دیدار اسے اور رشک در پردہ
گل نرگس سے کردون بند دیوارون کے روزن کو

جب وہان سے دور پہونچ گئے تو بڑی ہنسی ہوئی اور باہم ہمسے اور شاہ صاحب سے باتین ہونے لگین۔ بڑے لطف کے آدمی ہین

شاہ صاحب۔ کہو آج کی دل لگی دیکھی کتنے سوار بیکار ہوے

ہم۔ حضور پورے سات ہزار ایک کم نہ ایک زیادہ۔

شاہ۔ اور با اینہمہ کہ آج کل سفر کی سختی سے بہت ضعیف ہون

صید دہ ہون جسپہ صیاد ونکا بھی قابو نہین	ناتوانی نے بنایا طائر نکہت مجھے

ہم۔ خداوند آپ کا پایان قدم لینے کو جی چاہتا ہے۔

شاہ۔ خاموش رہو تم سیر دیکھتے جاؤ اور کچھ کہو سنو نہین چلتے چلتے جب تھک جاؤ ہم سے کہدو۔

ہم۔ واہ آپ سے کیون کہون۔ آپ کیا کرینگے بھلا۔

شاہ۔ یعنی مطلب یہ کہ اگر تھک جاؤ تو ہم اتر جائین جسمین کم تھکو۔

ہم۔ (قہقہہ لگا کر) مٹھی بھر کے آپ اور دعوی یہ کہ اس بوجھ سے ہم تھک جائینگے شان خدا آپ کیا اور آپ کا بوجھ کیا۔

بس اتنا میرا کہنا تھا کہ خدا جانے اور کیا جادو کیا سحر کیا افسون پڑھ کر پھونکا کہ میرا قدم اٹھنا محال ہو گیا اب قدم اٹھاتا ہون تو چلنا دوبھر۔ یا الٰہی کیا کیا جائے۔ کہا حضور اب تو بہت ہی تھک گیا ایک قدم چلنا محال ہے فوراً ابھر کر اڑ گئے تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے دس بیس گز من بوجھ تھا وہ اتر گیا۔

شاہ۔ کہو بڑے بول کا سر نیچا۔

ہم۔ ہان صاحب بڑے بول کا سر نیچا۔ ہزار وہین کہین۔

نواب۔ واللہ مجھے اسقدر باتین نہین معلوم تھین تو نئی نئی باتین معلوم ہوتی جاتی ہین (واہ رے صف شکن)۔

خو۔ غلام نے عرض کیا نا کہ۔ ؎

رائے او صائب و محکم آمد	ذات او عقل مجسم آمد

نواب۔ واللہ یہ تو کرامت کا درجہ ہے۔

خو۔ حضور خدا جانے کس بھیس مین ہے۔ اب سنیے صاحب ایک ہندو بیراگی وہان بھی ملا تھا درخت کی شاخ پر انکو دیکھکر سجدہ کیا جسطرح بتونکے سامنے سجدہ کرتا ہے مین نے کہا واہ اب تو جانورونکا سجدہ کرنے لگے تم۔ کہا جانور تم خود ہو اسکو جو جانور کہے آپ جانور ہے۔ یہ خدا جانے کون ہے تم اندھے ہو کیا جانو انکی عظمت کا حال کوئی ہمسے پوچھے۔

نواب۔ اللہ اللہ یعنی فقیر تک انکی عظمت کے قائل ہین۔

خو۔ بس حضور ایک مرتبہ ہی چلتے چلتے جو بیچ سے مجھے اٹھا لیا۔

نواب۔ این! ارے میان صف شکن نے میرے صف شکن نے شاباش شاباش (واہ رے صف شکن واہ۔ اہو ہو ہو۔

خو۔ خداوند مین دھک سے رہگیا اور اسدن سے پھر تم کا لفظ مین نے نہین استعمال کیا حضور کے تصدق جو کچھ غلام نے دیکھ ڈالا کسی نے کاہیکو دیکھا ہوگا۔ عورتین دیکھین تو ہان۔

بیگم۔ گھر کی پٹکی اور باسی ساگ۔ پر ہان نہین وہ دیکھین۔

خو۔ حضور۔ خیر۔

نواب۔ ذرا سنبھلے ہوے خوجی ورنہ بگڑ ہی جاؤنگا۔

خو۔ کیا مجال غلام کی۔ کیا طاقت خادم کی مگر حضور ہمکو جو کوئی جھوٹا کہتا ہے تو ہم جلکر خاک ہو جاتے ہین۔

بیگم صاحب کو نواب صاحب کی تقریر اور سادگی اور خوجی کی بے سروپا کہانی سے نفرت ہو گئی۔ اسوقت تو کچھ نہ کہا بلکہ عمداً اور قصداً صف شکن کی تعریف کی مگر ٹھان لی کہ آج خوب گہ تخلیے مین آڑے ہاتھون لینگی نواب صاحب خوش خوش ہوا کی خوجی سے کہا شاباش (واللہ تمنے ایسا سمان باندھ دیا کہ اب بیگم صاحب کو عمر بھر شک نہوگا اور صف شکن کی باتین یاد کر کر عش عش کرینگی۔

خو۔ حضور یہ تو سب واقعات چشم دید غلام نے بیان کیے ہین۔

نواب (درین چہ شک) یہی تو ستم ہے کہ سچی باتون کو وہ بناوٹ

سمجھتی ہین مگر اسوقت دم بخود ہوگئین اب شک نہ کرینگی

خو - مین نہین سمجھتا کہ غلام سے کیون اسقدر ناراض ہین

نواب - ناراض نہین ہین مطلب کہ اب اس بات کو تو سوا پڑھے لکھے اور تجربہ کار آدمی کے اور کوئی سمجھ نہین سکتا اور بھئی مین سوچتا ہون کہ آخر کوئی جھوٹ کیون بولے گا جھوٹ بولنے مین کسی کو فائدہ ہی کیا ہے -

خو - (اُچک کر) ای سبحان اللہ اعجاز - اعجاز - خداوند کیا بات حضور نے پیدا کی ہے - میرا دل مزے لوٹ رہا ہے - واقعی کوئی جھوٹ کیون بولیگا - ایک تو جھوٹا کہلائے - دوسرے کوئی اُسکی بات کو سچ نہ سمجھے - تیسرے مجلسون مین بے آبرو - اور فائدہ خیر صلاح -

راوی - ہمارا بھی صاد ہے - واقعی حضور کو خوب ہی سوجھی تو صاحب جھوٹ دنیا سے کوچ کر گیا حضور نے فتوی دیدیا کہ جھوٹ کوئی کاہے کو بولیگا -

نواب - بھئی ہم انسان کو خوب پہچانتے ہین - آدمی کا پہچاننا کوئی ہم سے سیکھے ایک نظر مین کھرا کھوٹا پہچان لینگے - مگر دو کو ہمنے بھی نہین پہچانا ایک تمکو دوسرے صف شکن کو - واللہ اس مقام پر ہم بھی چوک گئے -

خو - خداوند مین نہ مانونگا حضور کی نظر بڑی باریک ہے - ع

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

راوی - اور کچھ مطلب ہو یا نہو - نظر کا لفظ تو شعر مین موجود ہے خواجہ صاحب سے حضور اس درجہ محظوظ ہوے کہ ہاتھ مین ہاتھ دیکر باہر آئے مصاحبون اور نوکرون نے جو اسقدر بے تکلفی دیکھی تو جل مرے اور باہم اشارے ہونے لگے مصاحبین نے سرقد تعظیم کی نوابصاحب خوجی کا ہاتھ پکڑے ہوے خانہ باغ مین چہل قدمی کرنے لگے

ادھر آپسمین سرگوشی ہونے لگی -

مسیتا - ہین ! - ارے میان خوجی نے تو جادو کر دیا یارو !

غفور - میان یہ باہر کسی ملک سے سیکھ آئے ہین جادو -

مسیتا - تجربہ کار ہو گیا نا - اب اسکا رنگ جم گیا -

غفور - کیسا کچھ - بس اب سو طون آنے کے مالک ہین خوجی

مرزا - ارے میان - ہاتھ مین ہاتھ دیکر نکلے - گویا لنگوٹیے یار ہین واہ : واہ ری قسمت مگر آخر یہ خوش کس بات پر ہوے -

مصاحب انکو ابھی تک یہی نہین معلوم ہوا بتائیے صاحب

مسیتا - میان عجب کوڑھ مغز ہو کہنے لگے خوش کس بات پر ہو صف شکن کی تعریف کے پل باندھ دیے - اب لاکھ رنگ پھیکا کرنا چاہین ممکن نہین - اسکا رنگ تو خوب جما جمایا ہے -

مصاحب - بھائی جان ہمکو بھی ایسا موقع ملتا تو ہمارا رنگ بھی جم جاتا - وہ تو ولایت ہو آئے - جو جھوٹ سچ کہدین سرکار کو تہ دل سے یقین آجائیگا ہم کیا جھوٹ بولین اور واللہ صف شکن ہی کے پھیر مین آزاد بھی دشمنی اور اور اسباب لیکر رفوچکر ہوے تھے اور اُسی پھیر مین خوجی بھی بھیجے گئے تھے اور وہی دونون اب پھر موجود ہین اور یہ قدر افزائی ہے کہ خوجی اور نوابصاحب یار جے بنے ہوے باغ مین گلگشت کر رہے ہین -

مرزا - اسوقت خوجی کا دماغ چوتھے آسمان پر ہوگا حضرت -

مصاحب - اجی بلکہ اور اُسکے بھی پار - ساتوین آسمان پر -

غفور - مین باغ مین گیا تھا - نوابصاحب مونڈھے پر بیٹھے ہین اور خوجی تپائی پر اور خاص سرکار کی گڑگڑی خوجی پی رہے ہین - رحیم بخش بیٹھا پلا رہا ہے - یہ وہی خوجی ہین یا کوئی اور -

مرزا - ارے میان خوجی کو خدمتگار حقہ لیے پلا رہا ہے - !

غفور - چلکر دیکھ لیجے نا - بس جادو کر دیا - نہین آجتک

کبھی سرکار نے اِنکے ہاتھ مین ہاتھ کیون نہ دیا آج تک کبھی اپنا خاص حقہ دیا تھا نہ خوجی ہین جو چلیمین بھرا کرتے تھے یا کوئی اور ہین مگر جادو کا زور۔ جادو برحق ہی کرنے والا کافر۔ سب مین زیادہ یہی بنائے جاتے تھے مگر سخرالدولہ بھی آج مصاحب الدولہ بن بیٹھے۔

مصاحب۔ خوجی کو سب کے سب ملکر مبارکباد دو اور انسے دعوت معقول لو کہ اب اس سے بڑھ کر کون رتبہ ہی کہ سرکار کے دلی دوست لنگوٹیے یار ہو گئے کل تک بات بات مین للکارے جاتے تھے آج تخلیے کی صحبت مین حقے پی رہی ہین اور واللہ جو میری سمجھ مین بھی آتا ہو کہ یہ بات کیا ہی۔ خوجی سے کون ایسی بات بن پڑی کون کار نمایان سرزد ہوا جس سے اسقدر اعزاز حاصل کیا۔ خدا کی دین ہی۔ واللہ بس اس مقام پر عقل کام نہین کرتی۔

اتنے مین نواب صاحب خوجی کو لیے ہوے دربار مین آئے مصاحب اُٹھ کھڑے ہوے۔ سروقد تعظیم کی۔ خواجہ صاحب کو سرکار نے قریب بٹھایا اور آزاد سے کہا۔ جنرل صاحب آپکی صحبت اکسیر کی خاصیت رکھتی ہی۔ خواجہ صاحب تو عالم بے بدل ہو گئے

آزاد۔ یہ سب آپکے طفیل مین انھون نے سیکھا ہوگا مین کس لائق ہون۔ من آنم کہ من دانم۔ اور میری صحبت تو چند ہی روز ہوئی انکو۔ برسون سے تو آپکی شاگردی کر رہی ہین

نواب۔ واہ اب تو خواجہ صاحب میرے اُستاد ہین جناب۔

مسیتا۔ نہین خداوند خوجی کی حضور کے مقابل مین کیا اصل و حقیقت ہی بھلا اے لاحول ولا قوۃ۔ خواجہ صاحب بھی کوئی چیز ہین۔

نواب۔ (جھڑک کر) کیا بکتا ہی۔ تم لوگ جل مرتے ہو جب ہم خوجی کی تعریف کرتے ہین اور تم اُسکے مقابل مین ہیچ ہو۔

مصاحب۔ بجا ہی خداوند۔ یہ مسیتا بیگ تو ہمیشہ کے حاسد ہین

مرزا۔ لیجیے بڑے سرے کے حاسد انکے کاٹے کا منتر ہی نہین

رفیق۔ آخر خواجہ صاحب بیچارے نے انکا کیا بگاڑا ہے یہ ہماری سمجھ مین نہین آتا انکا باپ مارا ہی کوئی ضرر پہونچایا ہی پھر یہ کیون اسقدر خلاف ہین۔

نواب۔ مجھ سے سنو صاحب مجھ سے سنو بغض للہ اب کہیے

مصاحبین۔ سبحان اللہ خداوند واللہ بس یہی بات ہی۔ بغض للہ۔

خو۔ اب حضور اسکا خیال نہ کرین۔ جو چاہین کہ لین ؏

بس ای بندہ افتادگی کن چو خاک | زخاک آفریدت خداوند پاک

بھئی غفور ذرا سا پانی پینگے جلدی لاؤ۔

نواب۔ ٹھنڈا پانی لاؤ جناب خواجہ صاحب کے واسطے۔

خدمتگار صراحی کا جھلا آب سرد لایا۔ چاندی کے آبخورے مین پانی دیا۔ رومال لیے کھڑا رہا۔ خواجہ صاحب نے پانی پیا۔ خدا کا شکر کیا۔ نواب صاحب نے خاصدان سے دو گلوریان نکال کر اپنے دست مبارک سے خوجی کو دین۔ بندگی کر کے گلوریان لین اور چکھین۔

مرزا۔ اور مین نے مسیتا بیگ سے ہزار بار کہا کہ بھئی تم کسی کو دیکھ کے جلے کیون مرتے ہو۔ کوئی تمھارا حصہ نہین چھین لیجاتا پھر خواہ مخواہ کے لئے ایک تو اپنی طبیعت کو ہلکان کرتے ہو دوسرے ذلیل ہوتے ہو۔

نواب۔ مجھے اسوقت اُسکا کلام سخت ناگوار گذرا۔

مصاحب۔ حضور وہ بات ہی ایسی پھوہڑپنے کی کی ؏

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیب ست | گل ست سعدی و در چشم دشمنان خار ست

خوجی کے کروروں بنر سے چشم پوشی کرکے خوشامد کی ایک بات کہ اُٹھے اور جاتے ہین کہ اس دربار مین خوشامد خورون کی دال نہین گلتی۔

نواب نامدار اور آزاد اور خواجہ صاحب مین تھوڑی دیر کے لیئے تخلیہ ہوا جسمین نوابصاحب نے آزاد سے کہا کہ جس طرح یورپ کے رؤسا رہتے ہین اور جو جو امور اُنکی ناموری کے باعث ہوئے ہین اُنسے آپ ہمین اطلاع دیجئے تاکہ ہم بھی اُنکے نقش قدم پر چلین سبب اسکا یہ تھا کہ آزاد نے باتون باتون مین یورپ کے رؤسا اولوالعزم کی بڑی تعریف کی اور ایکبار یہ بھی کہا تھا کہ یورپ کے رئیسونکی صحبت مین اچھے اچھے لوگ رہتے ہین ؎

ہمنشین تو از تو بہ باید	تا ترا عقل و دین بیفزاید

آزاد۔ اگر آپ اُنکے نقش قدم پر چلین تو سبحان اللہ۔

نواب۔ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مین یورپ کے رؤسا کی تقلید نہ چھوڑونگا مگر مجھے دستور العمل لکھدیجئے۔

آزاد۔ اول تو آپکی صحبت مین چانڈو باز۔ مدکیے۔ چرسیے گنجیڑیے بھنگیڑیے۔ اس کثرت سے ہین کہ مین جانتا ہون شاید ہی کوئی اس سے خالی ہو۔ یہ بات شایان شان ریاست نہین

نواب۔ خواجہ صاحب کے سوا اور سب کو نکال دون۔

آزاد۔ انکو نکال دیجئے چاہے رہنے دیجئے۔ مگر اسقدر حکم ضرور دیدیجئے کہ حضور کے سامنے عین دربار مین نہ چانڈو کے چھینٹے اُڑائین نہ مدک کے دم لگائین اور نہ افیم گھولین نادری حکم دیدیجئے کہ اب دربار مین اسکا چرچہ نہ رہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ خوشامد خورے جو آپ کو بھرے دے دے کر اور جھوٹی تعریفین کر کر کے خوش کرتے ہین انکو ایکبار جھڑک دیجئے اور بے ادبی معاف اُنکی خوشامد سے اظہار مسرت نہ کیجئے

نواب۔ آپ صحیح فرماتے ہین واللہ آپکی بات میری دلمین کھُب گئی یہ مردود بھرے دیدے کر مجھے بلبلائے دیتے ہین۔

آزاد۔ ایک عام بات بھی نے کہی اور چو طرف سے اعجاز اعجاز کی آوازین آنے لگین یہ کیا لغو حرکت ہے۔

نواب۔ بھئی باوا جان کی روح پاک کی قسم کیا بات کہی ہے۔

آزاد۔ آپ کو خدا نے اسقدر دولت دی ہے اسواسطے نہین ہے کہ آپ چانڈو بازون اور خوشامد خورون اور نالائق بدمعاش آدمیون مین ضائع کرین۔ اسکا نتیجہ یہ نکالیے کہ ساری دنیا مین نہین تو ہندوستان مین تو آپکا نام ہو۔ خیرات خانے قائم کیجئے اسپتال بنوائیے طلباء کے لیے وظیفے مقرر فرمائیے علماء و فضلا کی قدردانی کیجئے۔ مین نے کبھی آپ کے دربار مین کسی عالم کسی فاضل کسی کامل منطقی فلسفی نثار شاعر فارسی دان عربی خوان کو نہین دیکھا سوا اُنھین فقرہ باز بدمعاشون کے جو کھائین اور غرائین۔

نواب۔ آج ہی سے اُنکی صحبت ترک۔ اب کل سے آپ ذی استعداد اور ذی لیاقت آدمیون کو اس دربار مین دیکھیے گا۔

آزاد۔ طرز معاشرت بھی بدل دیجئے آپ دنکو گیارہ بجے سو کے اُٹھتے ہین تو وجہ کیا۔ وجہ یہ کہ جب و بجے آپ بستر پر گئے تو تڑکے آنکھ کیونکر کھلے گیارہ بجے اُٹھ کے آپ منھ دھو کر چانڈو کا شغل کرتے ہین اُسکے بعد فقرہ بازون سے چہل ہوتی ہے وہ بے ادبی معاف آپکو بناتے ہین اور آپ سے روپیہ اینٹھنے کے لئے صدہا فکرین کرتے ہین دو تین بجے صبح کا کھانا آپکو نصیب ہوتا ہے پھر آرام کرتے ہین پچھلے پہر اُدھر اُٹھنا قسم ہے پھر نقشہ بازی ہونے لگی داستان گو آیا اُس نے داستان چھیڑ دی۔ کوئی دو بجے کھانا کھایا اور تین بجے سو رہے اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ دنیا مین کون کلام عمدہ آپسے سرزد ہوتا ہے افسوس ہے

نواب۔ سچ ہے خدا گواہ ہے ان لوگون نے مجھے تباہ کردیا۔ ؎

ہر کہ شاہ آن کند کہ او گوید | حیف باشد کہ جز نکو گوید

آزاد۔ سویرے تڑکے گجر دم اُٹھیے۔ رفع حوائج ضروری کے بعد حمام کیجئے اور ورزش کا ہر روز شغل رکھیے۔ اسکے بعد گھوڑے ہاتھی کبھی فٹن کی سواری پر ہوا کھانے جائیے۔ ہوا خوری کے بعد مطالعۂ اخبارات کیجئے۔ بعد ازان طعام نوش جان فرمائیے علما فضلا ظرفا آپ کی صحبت مین ہون۔ بذلہ سنجون لطیفہ گو اور خوش مزاج ندیمون کی گفتگو اور لطائف و مطائبات سے دل بہلائیے کوئی کتاب ملاحظہ مین لائیے دو گھڑی آرام کیجیے جاڑے سے پھر دربار مین آئیے۔ ضروری کامون کو دیکھیے کاغذات سمجھیے انتظام خانہ داری کیجیے۔ شام کی پھر ہوا کھانے جائیے۔

نواب۔ خدا کی قسم کیا باتین بتائین۔ بس آج سے اسی کے مطابق کاربند ہونگا۔ اچھا اور شب کو کیا کیا جائے۔

آزاد۔ شب کو آٹھ یا نو بجے کے وقت محلسرا مین تشریف لیجائیے۔

نواب۔ بہتر ہے کل ہی سے لیجئے ایک ایک حرف تعمیل نہو تو سمجھئے گا کہ بڑا جھوٹا آدمی ہے۔

خوجی۔ حضور مجھے تو برسون اس دربار مین ہو گئے جب سرکار نے کسی بات کی ٹھان لی پھر چاہے زمین اور آسمان ایکطرف ہو جائے آپ اُسکے خلاف نہ کرینگے مین تو برسون سے یہی دیکھتا آیا ہون

ہر چیز کہ دل بان گراید | گر جہد کنی بدستت آید

یہ تو سب انسان کی طبیعت کے متعلق ہے۔

آزاد۔ ہان ایک اور ضروری امر بھی ذہن نشین رہے۔ ایک اشتہار دیدیجئے کہ جو کوئی انگریزی خوان کسی عمدہ اور مفید انگریزی کتاب کا اردو مین ترجمہ کرے اُسکو بشرط پسند قرار واقعی انعام دیا جائیگا۔ بڑا نام ہو اور ہندوستان کے باشندے آپ کے ہم وطن دونون مین عالمین دین کہ اس فیاضی کے جلد دین خدا انکی دولت کی دن دونی رات چوگنی ترقی کرے۔

نواب۔ مجھے کسی امر مین عذر نہین۔ خواجہ صاحب آپ جرنیل آزاد صاحب سے کل امور دریافت کرکے قلمبند کر لیجئے اور مجھے وقتاً فوقتاً یاد دلاتے جائیے مین کل ہی سے اُنپر کاربند ہونگا

اب سُنیے کہ نواب صاحب اور خوجی اور آزاد پاشا کا تخلیے مین گفتگو کرنا چھوٹے سے بڑے تک کل مصاحبون کو ایسا شاق گذرا کہ آتش حسد مین جل مرے۔

سیتا۔ آج تو واللہ ہے کہ اپنا خون پی کے رہگیا یاردو۔

مرزا۔ دیکھتے ہو کسطرح جھڑک دیا معاذ اللہ۔ معاذ اللہ

سیتا جھڑک کیا دیا بس کچھ نہ پوچھو۔ مین عمداً خاموش ہو گیا ورنہ بیڈھب ہو جاتی۔ کسی نے اپنی عزت نہین بیچی ہو۔

مرزا۔ اور اب تخلیہ ہو رہا ہے۔ خوجی نے سب کو بلوایا۔

سیتا۔ کوئی لاکھ کہے ہم نہ مانینگے۔ بیشک جادو کر دیا۔

غفور۔ میان اسمین کیا شک ہے جادو نہین تو اور ہے کیا۔

مصاحب۔ اللہ جو ہماری سمجھ مین کچھ بھی آیا ہو کہ یہ کیا بات ہے خوجی ایک ذلیل آدمی مسخرہ!! اتنک درست نہین چانڈو باز افیمی بدوضع شہدا۔ اُسپر یہ نظر عنایت اور ہم لوگون پر یہ عتاب خدا کی شان ہے۔

رفیق۔ اور طرہ یہ کہ ایسے بدمعاش کو زنانے مین بلوایا۔

غفور۔ جی نہین۔ ڈیوڑھی مین پردے کے پاس کھڑی تھی اور آنکھون مین دوہری دوہری پٹی بندھی تھی۔

رفیق۔ اجی کیا کہتے ہو۔ اُلو کا گوشت نواب کو نہ کھلا دیا ہو تو ناک کٹوا ڈالون اِن لوگون نے ملکر اُلو کا گوشت کھلا دیا ہے بس جبھی تو اُلو بن گئے ورنہ اُلوین کی باتین کیون کرتے۔ اب سنیے کہ کون سیتا بیگ کیسے بہت خوش ہوئے کہ اب کسی دوسرے کو جرات

ہو گی لاحول ولا قوہ۔

دوسرا۔ اب تو کچھ دن خوجی نامعقول کی خوشامد کرنی پڑ گئی۔

مسیتا۔ ہماری بیزار اُس گرگے باجی کی خوشامد کرتی ہے۔

رفیق۔ پھر نکالے جاؤ گے۔ یہان رہنا ہو تو خوجی کو باپ بناؤ اور ابا جان کہو ورنہ پھٹکنے تو پاؤ گے نہین۔

دوسرا۔ اور نہین کیا رہنا دریا مین اور مگر سے بیر۔

مرزا۔ دو چار روز رنگ ڈھنگ دیکھ کے ہم تو یہان کا آنا جانا ترک کر دینگے بچشم کی خوشامد بھلا ہمسے ہوسکیگی ہرگز نہین ایسی نوکری سے درگذرے۔

مسیتا۔ کون بچشم۔ بچشم کون۔ آپ کے بچشم ہونگے ہم تو خوجی کو ایک ذلیل آدمی سمجھتے ہین۔

غفور۔ ارے صاحب اب تو وہ سب کے افسر ہین اور ہم تو گرگری بلا چکے ہم تو جیسے اُنھین کے تابعدار ہین آپ لوگ اُنکو مانین یا نہ مانین۔ ہمارے تو آقا ہین جیسے سرکار ویسے خوجی اور یہ وہی خوجی ہین جنکو ہم جھڑک دیا کرتے تھے۔

مرزا۔ سو برس بعد گھورے کے بھی دن پھرتے ہین بھائی جان یہ کسی کے وہم وگمان مین بھی تھا کہ خوجی سا ذلیل آدمی ور اُسکو سرکار اس تپاک سے اپنے پاس بٹھائینگے مگر اب آنکھون دیکھ رہے ہین۔ یہی دنیا کے انقلاب ہین۔ آزاد تو خیر خود رئیس زادے باکمال لائق فائق آدمی ہین اُنکا ہم کوئی کسی امر مین مقابلہ نہین کرسکتے مگر یہ بدبخت خوجی تو خانہ خراب ہین نہ اِدھر مین نہ اُدھر مین یہ بلا کدھر مین۔

نواب صاحب باہر تشریف لائے تو اس قطع سے کہ حضور کے دست مبارک مین چھوٹی سی نازک گڑگڑی گنگا جمنی اور خواجہ صاحب گڑگڑی کش نے سہے ہین دیکھتے ہی رفقا جل مرے اور دنگ ہو گئے کہ اللہ اللہ سرکار کے ہاتھ مین گڑگڑی اور یہ ادنیٰ کلچا مسخرہ رئیس بنا ہوا دم لگا رہا ہی۔ خواجہ صاحب مسند کا کوتاد پاکر بڑے غرور کے ساتھ بیٹھے مصاحبین و رفقا دم بخود کوئی چون نہین کرتا سب کی نظر خوجی پر ہی۔ ایک بے تکلف مصاحب نے سکوت کا طلسم توڑا۔

بے تکلف۔ خداوند آج کتنا بہار کا دن ہی اور کیسی بھینی بھینی خوشبو چمن سے آرہی ہی۔ اور ہوا بھی معتدل ہی زیادہ نہ کم۔

نواب۔ ہان آج کا دن اسی قابل ہی کہ منطقی بحث ہو۔

راوی۔ بہت ہی خوب اب تو مصاحب اور بھی چکرائے۔

مصاحب۔ خداوند آج کا دن تو گانا سننے کے لیے موزون ہی۔

نواب۔ ہان اگر سوزخوانی ہو تو کیا مضائقہ مگر سب سے بہتر یہ ہی کہ کوئی عالم آن کر بحث علمی چھیڑے۔ خواجہ صاحب آپ علمی بحث کیجیے۔

مسیتا۔ (اپنے دل مین) انکے باپ نے بھی کبھی علمی بحث کی تھی۔

مرزا۔ (ر) خوجی اور علمی بحث شان خدا۔ !!!!

رفیق۔ خداوند خواجہ صاحب کی لیاقت مین کیا شک ہی گو۔

نواب۔ اگر مگر کیا معنی۔ اگر مگر اسمین کیا کیا جناب خواجہ صاحب کی علمیت مین آپ کو شک ہی۔

خو۔ مین کچھ سوال کرون۔ آپ جواب دین۔ آپ پوچھین مین بتاؤن۔

رفیق۔ کس علم کی بحث کیجیے گا علم کا نام تو معلوم ہو۔

خو۔ ہان علم کا نام ہو کون کون علم آپ جانتے ہین ہم علم جالوجی (جیالوجی) مین بحث کرتے ہین علم جالوجی کا موضوع کیا ہی۔

رفیق۔ جی موضو۔ موضو کیا۔ اور یہ علم کا نام لیا آپ نے

مصاحب۔ کیون خواہ مخواہ کج بحثی کرتے ہو صاحب لاحول

دوسرا۔ صریح جانتے ہین کہ خواجہ صاحب علم متبحر ہین مگر کج بحثی

سے باز نہ آئینگے ہمارا انکا مقابلہ کیا۔ اُنکی تقریر تو آپ کی سمجھ ہی مین نہین آتی۔

تیسرا۔ خبط کو کیا کرین۔ پڑھے نہ لکھے اور بحث کو موجود۔

ہوگا نہ کوئی جہان مین ہمسا غافل
ہین اپنے فن مین آج ہم بھی کامل
سچ یہ ہے کہ ہم ہین اسکے مصداق
لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل

چوتھا۔ جی ہان یہ کونسی بات تھوڑا ہی ہو انکا ہمیشہ کا قاعدہ ہو کہ دخل در معقولات ضرور دینگے بدن مین ذرا نام کو بھی طاقت نہین مگر خم ٹھونک کے لڑنے کو تیار۔ گانے مین ذرا معلومات نہین مگر تان سین کی کسی نے تعریف کی اور حضرت بگڑ کھڑے ہوے۔

پانچوان۔ جناب خواجہ صاحب سُنا کہ دریا مین جہازون کے ڈبو دینے کے بھی آلے انگریزون نے نکالے ہین۔

کیون صاحب معاذاللہ۔ یہ تو خدائی کرنے لگے۔

خو۔ تارپیڈو اُس آلے کا نام ہو دو جہاز ہمارے سامنے غرقاب کیے گئے۔ پانی کے اندر ہی اندر تارپیڈو چھوڑا جاتا ہے بس جیسے جہاز کے نیچے پہونچا ویسے ہی پھٹا پھر جناب ہے خدا کی پناہ جہاز کے پرخچے پرخچے اُڑ جاتے ہین۔ گرو۔ ٹکڑے۔

مسیتا۔ اور کیون صاحب۔ یہ بم کا گولا کتنی دور کا تو ڑ کرتا ہو۔

خو۔ بم کے گولے کئی قسم کے ہوتے ہین۔ آپ کس قسم کا حال دریافت فرماتے ہین۔ بینوا و توجروا۔ تاکہ ویسا ہی جواب عرض کیا جائے۔

مصاجبین (دل مین خوب ہنسے) کہ بینوا و توجروا کی یہان کیا ضرورت تھی۔

مسیتا۔ یہی بم کے گولے۔ یہی جناب خوجی یہی۔

خو۔ بہت ہی خوب۔ ماشاءاللہ۔ اجی یہی یہی۔ واہ۔

نواب۔ کیون خواجہ صاحب جنگ کے وقت انسان کے دل کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ ہر طرف سے موت ہی موت نظر آتی ہوگی۔ توبہ توبہ واللہ بڑے بہادر۔ ان کا کام ہو سینہ سپر ہونا خالہ جی کا گھر نہین۔

مرزا۔ مین عرض کرون حضور لڑائی کے میدان مین اگر ذرا۔

نواب۔ خاموش ہو صاحب تمسے کون پوچھتا ہو کبھی بندوق کی صورت بھی دیکھی ہو یا لڑائی کا حال ہی عرض نے چلے ہو گویا ہمیشہ لڑائیون ہی مین رہے ہین۔

خو۔ جناب والا میں۔ ان جنگ مین جان کا ذرا بھی خوف نہین معلوم ہوتا مصرعہ۔

نامرد بھی ہو تو مرد ہو جاے

یہ ابھی موزون ہوا ہی مصرعہ برجستہ۔

نواب۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ع

نامرد بھی ہو تو مرد ہو جاے

مسیتا۔ جی ہان حضور یہ گلزار نسیم کی مثنوی کا شعر ہو۔

نواب۔ آپ کا سر۔ اول تو شعر نہین مصرع ہو دوسرے نسیم کی مثنوی کے اشعار اور اس مصرع کے وزن مین زمین و آسمان کا فرق ہو۔

مصاجبین۔ بجا ارشاد ہوا ہی حضور۔ وزن مین اختلاف ہو۔

آزاد۔ کجا وہ بحر کجا یہ بحر۔ کوئی تعلق ہی نہین۔ ؎

زنجیر جنون کڑی نہ پڑ جاے
دیوانے کا پانون درمیان ہو
ذرے کا بھی چمکے گا ستارا
قائم جو زمین و آسمان ہے
کس بج مین ہو نسیم بولو
آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہو

اور انکا مصرع ہو۔ ع۔

نامرد بھی ہو تو مرد ہو جاے

نواب۔ گلزار نسیم کی بحر منقصب مخبون ہو فاعلاتن فاعلاتن

فاعلن اور انکا مصرع بحر طویل ہو۔ مفاعیلن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات۔

قریب تھا کہ آزاد بے اختیار ہوکر ہنس دین مگر بہت ضبط کیا اور مصاحبون نے اعجاز اعجاز کا وہ غل مچایا کہ کان پڑی آواز کا سننا محال تھا نواب صاحب بہت خوش کہ سبکو اُتو بنایا منقضب اور مکعب اور فاعلاتن فاعلاتن فاعلن کہا اور سب کو انگلیون پر نچایا خواجہ صاحب نے پھر تقریر شروع کی اور کہا نواب صاحب آپکو یقین نہ آئیگا صحیح عرض کرتا ہون کہ ادھر فوجی باجا بجا اور ادھر دولہ جوش و خروش کا سمندر اُمنڈنے لگا۔

نواب۔ واہ دل کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ بزن بزن ہو۔ نا۔

خو۔ خداوند کیسا ہی بزدل ہو ممکن نہین کہ تلوار سونتکے فوج کے قلب مین نہ دھنس جائے تلوار برہنہ ہاتھ مین لی اور چمکائی اور دل بڑھا پھر اگر دو کرور گولے بھی سر پر آئین تو کیا ممکن ہے کہ آدمی ہٹ جائے اے لاحول۔ ع۔

دل کو مرے آفرین وہ جوش تماشا

اور آزاد کی جرأت کا حال۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ خواجہ صاحب نے موقع پاکر آزاد پاشا کی تعریف کے پل باندھ دیے پلونا کی جنگ مین جو کارنمایان آزاد سے سرزد ہوئے تھے انکا تذکرہ کرہی رہے تھے کہ ایک خدمتگار نے آکر سلام کیا اور کہا خداوند باہر ایک صاحب آئے ہین ٹم ٹم پر سوار ہین۔ کہا نواب صاحب کو ہمارا سلام دو ہمین اُنسے کچھ کہنا ہے۔ نواب صاحب نے کہا خواجہ صاحب آپ تکلیف کرکے از راہ عنایت دریافت کیجیے کہ کون صاحب ہین خوجی بڑے غرور کے ساتھ اُٹھے کہا مین ابھی دریافت کیے لاتا ہون یہ کون بات ہے باہر جاکر صاحب کو سلام کیا معلوم ہوا کہ صاحب ضلع نے انسپکٹر پولیس کو بھیجا ہے کہ دریافت کرو۔ روم کے نامی گرامی جنرل آزاد پاشا آئے ہین اور آپ ہی کے ہان فروکش ہین یا کہین اور۔ خواجہ صاحب کمال مسرور ہوئے

خو۔ جی ہان۔ جنرل آزاد پاشا آئے ہین اور اُنکے لفٹنٹ خواجہ بدیع پاشا بھی آئے ہین۔ دونون یہان فروکش ہین۔

انسپکٹر۔ ہم اور کسی کو نہین پوچھتا ہم آزاد کو پوچھتا ہے۔ گھوڑے سے اوتر کر اندر گئے اور دل نواب صاحب آپ کا مزاج اچھا۔ صاحب نے ہمین بھیجا ہے کہ جنرل آزاد پاشا کو جسنے پلونا کی لڑائی مین نام کیا ہے وہ آپ کے ہان ٹکا ہے یا کسی اور کے۔ ان صاحب اس سے ملے گا

نواب۔ بھلا اسقدر نامی گرامی رئیس کو اسکے سوا کہ جیسا کہ ہین ہون چھوڑکر کوئی نامی گرامی مسلمان کہین اور بھی ٹک سکتا ہے کیا طاقت۔ آزاد پاشا میرے مہمان ہین۔

انسپکٹر۔ دل تو صاحب اُس سے ملنے والا ہے آج۔ اگر اُسکو فرصت ہو تو اچھا۔ نہین اور روز جب منظور ہو۔

خو۔ مین اُنسے دریافت کرکے ابھی ابھی لکھ بھیجونگا۔

انسپکٹر۔ تو آپ سیدھا صاحب کو لکھیے ہم بنگلے پر نہین ہوگا۔

انسپکٹر صاحب رخصت ہوکر روانہ ہوئے تو مسیتا بیگ نے جو خواجہ صاحب کے دشمن اور رقیب تھے کہا۔ کیون حضرت اسکے معنی ہماری سمجھ مین نہین آئے کہ آزاد صاحب سے اسی وقت کیون نہ دریافت کرلیا۔ ایک عہدہ دار کو ایک حاکم نے اسقدر فاصلے سے بھیجا ہے اور آپنے اسکو ٹال دیا یہ کون دانشمندی ہے خواجہ صاحب نے نظر غیظ سے اُنکو دیکھا اور کہا تمسے ہزار بار منع کردیا ہے کہ اس بارے مین بولا کرو تم نہین سُنتے تم تو مود دشمن عقل۔ ہم چاہتے ہین کہ جنرل آزاد پاشا جب کسی حاکم سے ملین تو برابری کے دعوے سے ملین اسوقت جنگی وردی یہ نہین پہنے ہین کل جسوقت فوجی وردی ڈانٹ کے صاحب ضلع سے ملینگے سر و قد تعظیم کرے گا۔

نواب - اب سمجھے یا اب بھی گدھے ہی بنے ہو خواجہ صاحب کو تولنے چلے ہین - پہلے اتنے تو ہو لو وہ تلی ہوئی بات کرتے ہین ادھر یا اُدھر - ؎

سخن پرور و پیر مرد کہن ۔۔ بیندیشد انگہ بگوید سخن

واللہ کیا معقول بات سوجھی کہ ابھی ابھی دریافت کر کے لکھ بھیجونگا - اگر اسوقت کہدیتے آزاد یہ کیا پوچھتے ہین تو بہت ہی بُرا ہوتا - لہٰذا سوچ سمجھ کے کہا کہ دریافت کر کے اطلاع دیجائیگی -

خو - مین سوچا کہ یورپین انگریز کوئی ہو یا اسکاچ ہو آئرش ہو یا پولش ہو یا آسٹرین یا جرمنی یا فرانسیسی یا ڈچ یا امریکن ہو جب اتنے سے جھک کے ملے کہ یہ بھی کوئی ایسے ویسے آدمی نہین بڑے مستعد اور معزز جنرل ہین وردی ڈٹی ہو - تمغے لٹکتے ہون چمکتے ہون تب البتہ لطف ہے ورنہ کیا اور حضور دیکھ لیجیئے گا کہ یہ جہان ہمانشلے انکی قدر ہوگی

یہ جہان بس از راق صد جلد دیدم ۔۔ گفتم این منزلت از قدر تو می بینم بیش
گفت خاموش کہ ہر کس بجائے دارم ۔۔ ہر کجا پای نہد دست بدارند پیش

نواب - مگر واہ بھائی آزاد صاحب واہ - وہ نام پیدا کیا کہ حاسد جل مرے رقیبون کے سینے آتش بغض سے جل رہے ہین مگر شکر ہے کہ محسود خلائق ہوے حاسد تو نہین -

نوابصاحب نے انگریزی خوان کلرک سے اسیوقت خط لکھوا کر صاحب کے پاس بھیجا جسکی عبارت یہ تھی -

پیارے صاحب (ڈیر سر) اسوقت انسپکٹر پولیس مسٹر چارلیس جنکو آپنے میرے پاس بھیجا تھا مجھسے ملے - جنرل آزاد پاشا میری کوٹھی پر مقیم ہین اور ابھی دو ایک روز رہینگے وہ بخوشی آپسے ملنا چاہتے ہین اور دریافت کرتے ہین کہ آپ خود تشریف لائینگے

یا وہ آپ کے بنگلے پر آپ سے ملین - آپکا سچا دوست الخ

خط لیکر سانڈنی سوار کو بھیجا اور ادھر خاصہ چنا گیا - نوابصاحب آزاد خوجی اور کل رفقا کھانے بیٹھے -

خو - مین ایک چھوٹی سی چیز ہون مگر شہزادون تک کو رُلا سکتی ہون بتاؤ مین کون ہون اسکا کوئی صاحب جواب دین -

نواب - کیا کوئی پہیلی ہے - پیشتر ہمکو اسکا ملکہ تھا اب سب بھول بھال گئے خیال ہی نہین کہ چیستان کہتے کسکو ہین

خو - میری دُم میرے جسم سے دو چند طویل ہے تن کیا ہون

سیلیتا - (آہستہ سے) جانگلو آدمی تو ہو نہین پھر بن جانگا ہو -

خو - وہ کون چڑیا ہے جسکے پاؤن نہین اور نہ بازو ہوتے ہین نہ زمین پر رہتی ہے نہ ہوا مین مگر انسان کا گوشت اسکی روزمرہ غذا ہے -

نواب - یہ کون مشکل بات ہے - ؎

نہ بر آسمان و نہ زیر زمین ۔۔ ہمیشہ خورد گوشت آدمی

خو - اچھا ایک اور سنیئے - جب مین بھڑ بھڑا کے جاتا ہون تو کل جم غفیر منتشر ہو جاتی ہے عقلا فوراً پہچان لیتے ہین مگر سیلیتا بیگ کے سے احمق منھ ہی دیکھتے رہجاتے ہین -

سیلیتا - (زہر خندہ کر کے) تسلیم اچھی مثال دی واہ واہ صاحب واہ

خواجہ صاحب نے پہلے تو میٹھی میٹھی چیزون پر ہاتھ مارا اور جب سیر ہوے تو نوابصاحب نے کہا خداوند ہوبرٹ پاشا کے یہان ایک اور افسر فوج بحری تھا ہوبرٹ پاشا اسکی نسبت بیان کرتے تھے کہ جنگ بحری مین جب ایکمرتبہ برٹش اور فرنچ سے مڈبھیڑ ہوئی تو نشان امیر البحر کے ہاتھ مین تھا مگر قرائن سے ایسا معلوم ہوا کہ غنیم فتح پا جائیگا - امیر البحر نے کہا کہ اگر کوئی شخص اور جہاز دشمن کو جو جانب جنوب ہے لیکر اس طرف لے آئے تو آج فتح نصیب ہو ورنہ

نحج وظفر کی صورت دیکھنا غیر ممکن ہی بارہ ملاح کود پڑے اور اُنکے ساتھ ہی ایک پانزدہ سالہ لڑکا بھی کود پڑا۔

نواب۔ سمندر مین! ارے میان اُفوہ - ! بڑی سورما ہین

خو۔ خداوند اُنسے بڑھ کر جری ہونا امر محال ہی۔

نواب۔ سچ ہی۔ درین چہ جاے شک ست۔ اب کوئی اُنکے مقابلہ کا کاہے کو ہے۔ بس یہی یہ ہین اور اب کون ہی۔

خو۔ بس حضور امیر البحر نے ملاحون سے کہا کہ اِس لڑکے کو روک لو اور یون سوال وجواب باہمی ہونے لگے۔

سوال۔ تم ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش بھلا مفت مین کیون اپنی جان معرض خطر مین ڈالتے ہو۔

جواب۔ واہ میرے ملک پر اگر میری جان قربان ہو جاے تو کیا مضائقہ ہی یہ کہکر وہ لڑکا پیرتا ہوا چلا۔ سبحان للہ۔ سبحان اللہ

نواب۔ خواجہ صاحب کوئی ایسی فکر کیجیے کہ ہمارا آپ کا یارانہ ہمیشہ اسی طرح قائم رہے یکجان دو قالب۔

خو۔ جبتک ستو یار شاطر چاہیے نہ بار خاطر ہمکو یار کی یاری سے غرض ہی اگر صاحب سلامت رکھنا منظور ہو فہو المراد۔ ورنہ آپ اپنے گھر خوش بندہ اپنے گھر خوش چشم ما روشن دل ما شاد۔

نواب۔ یا۔ تم تو ذرا سی بات مین بگڑ کھڑے ہوتے ہو۔

خو۔ صاف تو یہ ہی کہ جو تجربہ ہمکو حاصل ہوا ہی اُسپر ہمکو نازہے ابھی - بیجا ہے بُرا مانو چاہے بھلا۔

نواب۔ ہان اِسمین کیا فرق ہی مگر بات تو سن لو۔

خو۔ حضرت سنیے آپ خوب جانتے ہین کہ عالم آدمی مستغنی ہوتا ہی اور میری استغنا سے بھی آپ خوب واقف ہین مجھے دنیا مین کسی سے دبکے چلنا شاق گذرتا ہی اور وجہ کیا کہ ہم کسی سے دب نکلین جب طمع ہماری مزاج مین چھو نہیں گئی۔ لالچ سے منزلون بھاگتے ہین۔ حرص کے قریب نہین جاتے ہمارے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور امیر اور غریب اور مفلس سب یکسان

ہرکس بہ ہر نیم نانے دارد	وز بہر نشست آشیانے دارد
نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے	گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

عالم آدمی کی سب کہین قدر ہے بمبئی مین ہماری قدر ہوئی

راوی۔ اسمین کیا فرق ہی۔ بہروپیے نے آپ کی گت بنائی زمین اور اُسکے دیور نے آپ کو الو بنایا۔ کانسٹبل نے آپکو حوض مین ڈھکیلا۔ اِس سے زیادہ قدر بمبئی مین کیا ہوتی۔

خو۔ مصر مین وہ اعزاز ہوا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔

راوی۔ ہمین بھی معلوم ہی۔ بہروپیے نے یہان بھی ناک مین دم کر دیا بھلا اتنی چپتین لگائین کہ کھوپڑی پلپلی ہو گئی بونے نے دوسری مرتبہ گنجی بتائی۔ یہ سب قدر افزائی ہی تھی یا کچھ اور

خو۔ استنبول اور قسطنطنیہ مین تو وہ قدر افزائی ہوئی کہ زمانہ واقف ہی۔

راوی۔ زمانہ واقف ہو یا نہو ہم تو آپ کی قبر تک سے واقف ہین۔

خو۔ حضور نواب صاحب اِس بے ادبی کو آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ مسیتا بیگ نالائق آپ کے سامنے چانڈو کے دم لگا رہا ہے۔ واہ رے دربار واہ رے رعب۔

نواب۔ کوئی ہی اِس نالائق بدتمیز کو نکال دو یہان سے

مصاحبین۔ حضور تو آج کچھ بے طور خفا ہین اسکا قصور کیا ہی دربار مین تو روز اسکا شغل ہوا کرتا تھا آج بھی اسنے چانڈو پیا تو کیا گناہ کیا۔

نواب۔ کیا کہتے ہو۔ چانڈو کا شغل ہمارے ہان کبھی نہین ہوا

خو۔ ہمین یہان آتے ہوے اتنے دن ہوے ہمنے کبھی نہین دیکھا

اور بھلے مانس شریف زادے بھلا چانڈو کا شغل کیون کرنے لگے یہ تو شرفا کا کام نہین ہی۔

اڑ گیا رنگ جو ان بنگلے پریزادون کا	کھو دیا حسن کئے ستم ایجادون کا

مرزا۔ تم تو غضب کرتے ہو خوجی۔ زمانہ بھر کے نشہ باز افیمی چانڈو باز کوئی نشہ نہین چھوٹا۔ اور اب آئے ہین وہان سے بڑھ بڑھ کے باتین بنانے ذرا سرکار نے مُنھ لگا یا کہ زمین پر قدم ہی نہین۔

خو۔ اوگیدی غفور انکی گردن مین ہاتھ دے۔

نواب۔ غفور ان سب بدمعاشون کو نکال باہر کرو خبردار جو آج سے کوئی یہان آنے پایا اگر ذرا اِس طرف کا رُخ بھی کرین کھڑے کھڑے چُنوا دو۔

مصاحبین۔ استادہ ہو کر خداوند بس اب کوئی فقرہ کلمہ نہ فرمایئے گا ہم لوگون نے اپنی عزت نہین بیچی ہی نوکری سے بے عزت نہونگے ہمکو کوئی پاجی یا چمار آپنے مقرر کیا ہی۔

نواب۔ آگ بھبھوکا ہو کر۔ نکالو اِن سب کو ابھی ابھی نکال دو خواجہ صاحب شہ پاکر اُٹھے اور ایک کتارا لیکر مسیتا بیگ پر جمایا۔ رفقا تو جھلائے اور بھرائے ہوے تھے ہی مسیتا بیگ نے کتار ا چھین کر خوجی کو ایک چانٹا دیا تو تیورا کے گرے انکا گرنا تھا کہ دو رفیقون نے انکو اور بھی ٹھیک بنایا۔

اتنے مین سپاہی آگئے انھون نے مسیتا بیگ اور ایک تیغ کو گرفتار کر لیا اور باقی سب کے سب چلدیے۔ خواجہ صاحب جھاڑ پونچھ کے اُٹھے اور اُٹھتے ہی انتظام کرنے لگے مسیتا بیگ کو اس درخت کے ٹھنے مین باندھ دے اور دو سو چابک لگا اور اس پاجی کو جو رنگ کر بہت کھاکے پھولا ہی۔ نمک حرام بے ایمان اپنے آقا کے دوستون سے لڑتا ہی بدن تنے کپڑے تر بتر ہین لوسی

الغرض مسیتا بیگ اور دو پاجی سقد ربے کہ بھرکس نکل گیا اور سپاہیونکے نام حکم ہو گیا کہ بلا اجازت کوئی صاحب آنے پائے اتنے مین میان آزاد نے آکر کہا کہ ہم صاحب ضلع کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے عرصے تک جنگ کا ذکر رہا اور سب صاحب اپنی جبلی لیاقت اور خلق سے مداح تھے کوئی بیس انگریز تھے اور گیارہ میمین۔ یہ لوگ تو اخبار کے کمال شائق ہوتی ہین جنگ کا حال اور جنرلون کا نام سب کو حفظ تھا۔

نواب۔ حضرت آج سے ہمنے آپ کی صلاح کے مطابق چلنا شروع کیا۔

آزاد۔ وہ حوالی موالی سب کہان فقرو ہو گئے۔

خو۔ سب کو شہر بدر کر دیا۔ اب کوئی پھٹکنے نہین پائیگا نادری حکم ہو گیا ہی کہ کوئی نہ آنے پائے۔

نواب۔ اب ہم حکام سے ملا کرینگے اور کوشش کرینگے کہ ہر ایک قسم کی کمیٹی مین شریک ہون واہی تباہی آدمیون کی صحبت مین اب مجھین تو مردود۔ بہت وقت ضائع کیا اب کان پکڑے خیر گذشتہ را صلوات آیندہ را احتیاط۔

آزاد۔ اب کتب کا مطالعہ شروع کر دیجیے۔ اخلاق جلالی اخلاق ناصری۔ کیمیای سعادت۔ دُرۂ نادرہ۔ اکبر نامہ۔ تزک جہانگیری۔ دیوان سعدی۔ دیوان خاقانی وغیرہ۔

نواب۔ بالضرور میرا پچیسوان سال ہی ابھی مجھے پڑھنے لکھنے کا بہت موقع ہی اور مجھے کرنا ہی کیا ہی۔ دولت موجود ہی خدا کے فضل سے چاہے تمام عمر پڑھون۔

آزاد۔ خدا توفیق دے۔ آمین آمین ثم آمین۔

خو۔ بس آج سے حضور علما ہی کی صحبت رکھین ایسا نہو کہ اِسوقت تو سب کچھ اقرار کر لیجیے اور کل سے پھر رای بدل جائے

آپ کی مستقل رہیے۔ السعی منی والاتمام من اللہ۔

نواب۔ انھین باتون سے تو ہمارے ملک کے رئیس تباہ ہین چانڈو مدک چرس گانجا بھنگ افیم۔ شراب کی کثرت عیاشی کثرت ازدواج صحبت بد۔ نقالی شرارت خوشامد خورونکا ہجوم ایک بات ہو تو کہون مگر خدا نے چاہا تو یہ سب باتین نام کو نہ دیکھیے گا

خو۔ انشاء اللہ بہمت مردان مدد خدا۔ سنا نہین ؎

بانگ برزد کہ این بگو چہ کسی | باکہ داری چو باد ہم نفسی
چہ کسی وچہ نام خوانندت | وز کدامی مقام خوانندت

راوی۔ پھر وحشت کی لی۔ کیون نہو۔

آزاد۔ اب صبح کو بندے کا کوچ ہی۔ مجھے بدل اجازت دیجیے

نواب۔ واللہ ایسی جلدی۔ دو چار روز تو اور رہو صاحب

آزاد۔ اب تو ہندوستان مین ہون انشاء اللہ اکثر ملاقات ہوا کریگی اور حاضر ہوا کرونگا۔

آزاد پاشا نے دستور العمل طرز معاشرت کی نسبت ایک مختصر رسالہ لکھکر نواب صاحب کو دیا اور شام ہی کو رخصت ہو کر ہوٹل مین مس کلیرسا اور مس میڈا کے پاس گئین آکر شب کو وہان آرام کیا اور سویرے مع ان مہوشان پری تمثال کی بسواری ریل روانہ ہوئے اور داخل منزل مقصود ہو کر ان دونون جادہ جمال کو ہوٹل مین اتارا اور انتظام ضروری کر کے سیر گشت کو چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک مقام پر چند سفید پوش وضعدار شریف زادے عین چوک کی ایک چھت پر بیٹھے ہین اتنے مین ایک خدمتگار نے آن کر کہا حضور اگر تکلیف نہو تو ذرا چھت تک آئیے میان کو حضور سے کچھ عرض کرنا ہو۔ آزاد نے کہا بہتر چھت پر جو گئے تو ان سفید پوش وضعدارون مین ایک صاحب کو بالکل اپنا ہمشکل پایا اونھون نے سروقد تعظیم کر کے انسے ہاتھ ملایا اور مصافحہ کرتے ہی کہا آئیے ہم آپ تخلیے مین کچھ باتین کرین۔ آزاد کا ہاتھ پکڑ کر علیحدہ لیگئے اور یون مکالمہ ہونے لگا۔

وضعدار۔ آپنے اپنی شکل آئینہ مین ہزارون بار دیکھی ہو گی

آزاد۔ مسکرا کر۔ ہان۔ اور اسوقت تو بغیر آئینہ کے اپنی شکل دیکھ رہا ہون۔

وضعدار۔ مین نے آپکو آج تک کبھی نہین دیکھا تھا مگر قیاس سے جانتا ہون کہ آپ محمد آزاد صاحب ہین اور لطف یہ کہ خاکسار کا نام بھی آزاد مرزا ہی۔

آزاد۔ کیا خوب ہمشکل ہمنام۔ مگر آپنے مجھے کیونکر پہچان لیا۔

مرزا۔ مین نے آپکی تصویرین دیکھی ہین۔ اور اپنی تصویر کے دھوکے سے خرید لایا ہون۔

آزاد۔ بجا ارشاد ہوا اسوقت آپکی ملاقات سے کمال مسرت ہوئی

مرزا۔ ذرا ابھی اور مسرور ہو جیے گا بھلا ثریا بیگم کو بھی آپ جانتے ہین۔

آزاد۔ متحیر ہو کر۔ جی ہان۔ اللہ۔

مرزا۔ جی ہان۔ اللہ رکھی۔ ثریا بیگم۔ نواب ثریا بیگم۔

آزاد۔ آپ کو اونکا حال معلوم ہی۔

مرزا۔ فضل الٰہی ہی۔ آپکے دھوکے مین انکے ہان پہنچا تھا انکو دھوکا ہوا کہ یہی آزاد ہین۔ تھیٹر مین ملی تھین دور سے دیکھتے ہی لونڈی بھیجی داروغہ آیا کہ بیگم صاحب آپکا نام پوچھتی ہین مین نے کہا آزاد مرزا بس یقین واثق ہو گیا کہ وہی آزاد ہین مجھے زبردستی اپنے گھر لیگئین اور شکایت کے دفتر کھولے۔ بس بس جاؤ دیکھ لیا ہم ہجر کے صدمے سے تڑپین اور تم ادھر ادھر مزے اور لطف اٹھاؤ۔ واہ کیا انصاف ہی۔ ؎

ما ز یاران چشم یاری داشتیم | خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مین خاموش ہو رہا۔ عذر کیا کہ مجھے معاف فرمایئے گا۔

آزاد۔ اب کہان ہین۔ آپ نے تو اسوقت وہ بات بتائی کہ جی خوش ہوگیا۔ اُفوہ۔ اللہ رکھی نے بھی ہماری ساتھ خیر مضی کی۔

مرزا۔ اب تو آپکے امکان مین نہین ہی کہ اُنسے مل سکیے اتو ایک نواب صاحب کے ساتھ انکا نکاح ہوگیا ہی۔ نواب سنجر سطوت صاحب

آزاد۔ آپ کو وہ کس حیثیت مین ملی تھین۔

مرزا۔ ایک محل عالیشان بیس روپیہ ماہواری کرایہ پر لیا تھا ڈیوڑھی پر دہرا دہرا پہرا ہر دم۔ دو دو جوان تعینات۔ دروازے پر گھڑی اور گھنٹہ۔ گاڑی جوڑی پالکی گھوڑے دیگر فنس۔ کہار چوبدار۔ خاص بردار۔ مہریان خواصین محلدار مشیخہ متین۔ مغلانیان۔ باورچی۔ ماما ئین۔ باغبان دس بارہ کمرے دلہن کی طرح آراستہ۔ فرش مکلف بچھا ہوا وہ ٹھاٹھ کہ باید و شاید۔

آزاد۔ ہمین حیرت ہوتی ہی واللہ یہ سب آیا کہان سے

مرزا۔ خدائی دین۔ دم مین فقیر کو امیر اور امیر کو فقیر کر دیتا ہی۔ ادنی ادنی محتاجون کو سیم و زر سے مالا مال کر دینا اسکے نزدیک کون بات ہی اور یہ تو ماشاء اللہ خاندانی امیرزادی ہین مگر اب واقعی چین کرتی ہین۔

آزاد۔ مجھپر تو جان دیتی تھی۔ مگر مین مجبور رہا۔

مرزا۔ آپ کے لیے تو وہ جوگن ہو گئی تھی مہینون جوگن بنی رہی اور اس طرح کی سختیان اُنپر ہوئین کہ اللہ کسی کو نہ دکھائے مگر وہ آزاد کا نام پاکبازی کے ساتھ لیتی رہی۔

آزاد۔ کیا اب دور سے بھی دیدار نصیب نہو گے۔

مرزا۔ ہرگز نہین مجھے تو انکا حال مفصل پیچھے معلوم ہوا پہلے تو ایک معتبر عورت نے بیان کیا لڑکپن سے کل تک کا حال سُن لیجیے جب بڈھے کے ساتھ شادی ہوئی تب بھی پاکدامن رہی اور ما گو سو برس کا میان پایا تھا مگر نیت کبھی ڈانوان ڈول نہین ہوئی نہ کسی نامحرم کی صورت دیکھی در کمال تو یہ کیا کہ سرامین رہکر پاک رہی۔ آفرین ہی۔

آزاد۔ سرائے کا حال تو مجھے بھی معلوم ہی۔

مرزا۔ بعد ازان جوگن بنین۔ وہان ایک ہلدار چوہری کا لڑکا سر ٹپک ٹپک کر مر گیا مگر اُسکا دامن بے لوث ہی رہا پھر ایک اُستانی جی کے ہان جاکے رہین وہان تھانہ دار نے ناک مین دم کر دیا۔ مگر وہان بھی گو جان کے لالے پڑے تھے تاہم نیکی سے مُنھ نہ موڑا۔ اللہ رے خیال پاکدامنی سچ ہی

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکسان نکرد

اسکے بعد ایک وکیل کے ہان رہنے کا اتفاق ہوا وکیل صنا عاشق زار ہوگئے۔ اچھی شے کے تو سب گاہک ہوتے ہین پلہ اور پھر ایسی شے کے جوانی کا عالم جوبن قیامت ڈھاتا ہی وضع قطع مین فرد۔ خوبصورتی مین یگانۂ آفاق مگر یہان سے بھی نکو نکلی۔

آزاد۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اتنے مقامون پر جانے اور رہنے کا کیا سبب ہوا۔

مرزا۔ یہ طول طویل قصہ ہے پھر کہدونگا مگر اُسکی پاکدامنی کی واللہ قسم کھانی چاہیے وہان سے ایک جنگل مین کسی ڈاکو کے ہاتھ لگی۔ اُسنے سونے کی چڑیا پاکر خوشی کے شادیانے بجائے مگر اُسکو دھوکا دیکر چل دی راہ مین ایک تھانہ دار نے گرفتار کیا دو دن تک اُسکے بس مین رہی تیسرے دن اُسکے پنجے سے چھوٹی تو اُسی نیکی اور عصمت کے ساتھ۔

آزاد۔ واللہ بے اختیار جی چاہتا ہی کہ ملون اور باتین کرون

مرزا۔ سبحان اللہ عورت کیا ہی سجدے کے قابل ہی (تو بہ توبہ)

آزاد۔ مگر آپ کو پوری تاریخ یاد ہی۔ مانتا ہون واللہ۔

مرزا۔ یہان سے پھر ایک پادری کے ہان گئی وہان پڑھنا لکھنا سیکھا مگر خدا جانے کس سبب سے وہانسے بھی بھاگ آئی۔

آزاد۔ حضرت مکان اور مقام اور شہر کا پتا بتائیے۔

مرزا۔ کاغذ لاکر۔ یہ پتا لکھا ہی۔ جائیے مگر ملاقات محال ہی کوشش کیجیے شاید کوئی فکر کارگر ہو جائے۔ مگر امید نہین

مرزا نے ثریا بیگم کا کچا چٹھا کہہ سنایا اور کہا کہ عرصہ دراز تک اُس بیچاری دخت گلفام صید مصائب و آلام کو تمھارا ہی نام وردِ زبان تھا اور یہی کہتی تھی کہ گو اب شادی ہونا تو غیر ممکن ہی مگر مین صرف اسقدر چاہتی ہون کہ جہانتک ممکن ہو سکے آزاد کا نام لیے بیٹھی رہون اور افعال نیک سے اپنے ملک کی نیک بیویون کو فائدہ پہونچاؤن۔ بڑی بڑی مصیبتون مین پڑی۔ بڑی بڑی سختیان اُٹھائین۔ مگر اُف تک نہ کی افسوس ہی کہ آپ کو ابتک اُس بیچاری کے حال سے اطلاع ہی نہوئی۔

آزاد۔ اسوقت میرا دل بھر آیا۔ واللہ وہ واقعی عجب عفیفہ و عصمت مآب رئیس زادی ہی۔ ؎

زن نیک خوش سیرتو پارسا | کند مرد درویش را بادشا

مرزا۔ مین تو بالکل چکمے ہی چکمے مین گیا تھا۔ مگر بعد کو جب مین نے ایک معتبر آدمی سے اسکے حالات سُنے تب البتہ کمال افسوس ہوا۔ کہ ایسی عفیفہ اور یہ مصیبت بڑی افسوس صد افسوس۔ اور حسن آرا بیگم کا حال تو آپکو معلوم ہی ہوتا رہتا ہوگا آج کل طبیعت داری بڑھی ہوئی ہی۔

آزاد۔ جی حسن آرا بیگم۔ مین سمجھا۔

مرزا۔ کیا خوب مجھسے اُڑتے ہین آپ؟ وہ اور یہ کیا معنی۔ ساری خدائی مین تو حسن آرا کا نام مشہور ہی۔ آپ جانتے ہی نہین روم کسلئے کہنے سے گئے تھے۔ جنگ کے میدان مین کس کو یاد کرکے بُرا حال کرتے تھے۔ مس میڈا سے شادی کا پہلے کیون انکار کیا تھا گویا ہمکو خبر ہی نہین یا ہم کسی گانؤن مین رہتے ہین۔

آزاد۔ حسن آرا کا نام تو سُنا ہے مگر۔

مرزا۔ اجی حضرت عقل کے ناخون لیجیے۔

آنکھین عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا
پتلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یہ شعر کس کے ہاتھ کا لکھا ہوا چوک مین کتب فروش حاجی نور محمد صاحب کی دکان پر ہی۔

آزاد۔ اس شعر کو حسن آرا سے کیا تعلق ہی سبحان اللہ

مرزا۔ ایک نواب صاحب نے کسی اخبار مین ایک مصرع چھپوایا تھا۔ مصرع

بجلی گری فلک سے زمین پر یہ غل ہوا

اور مشتہر کیا کہ اسکا دوسرا مصرعہ موزون کیجیے۔

آزاد۔ سہل مصرع ہے اسکے معنی کیا۔ ع

بجلی گری فلک سے زمین پر یہ غل ہوا

مرزا۔ خیر ایک صاحب نے غلبۂ ذکاوت سے اسکا مصرع ثانی یہ موزون کیا ؎

بجلی گری فلک سے زمین پر یہ غل ہوا | شمع حیات اہل جہان آج گل ہوا

آزاد۔ واہ وا۔ ایک مصرع لغو دوسرا مصرع اس سے بدتر

مرزا۔ حسن آرا نے اسکا جواب لکھا تھا کہ شمع گل ہوا خلاف محاورۂ صرف نحو ہی۔ شمع مذکر نہین مونث ہی اور گل ہوا مذکر لہذا مصرعہ بالکل لغو ہو گیا۔

آزاد۔ یہ کوئی حسن آرا کی تعریف نہین ہی۔

مرزا۔ دل مین تو خوش ہو گئے ہو گے اُستاد۔ یون چاہیے زبان سے نہ کہو خدا کی شان آپ اور ہمسے اُڑین۔

آزاد۔ آپ حسن آرا سے واقف ہی نہین اس امیرزادی کی لیاقت اور ذکاوت وذہانت اسقدر بڑھی ہوئی ہی کہ اس لغو مصرع پر اعتراض کرنے سے اُسکو فخر کا باعث نہین ہے۔ ایک شاعر نے مشاعرے مین غزل پڑھتے پڑھتے یہ شعر پڑھا

پیس کر آسیہ چرخ یہ کہتی ہی مجھے	مین نے دانہ یہ چنا ہی کسی نادانو مین

وہان ایک استاد بھی پچاس ساٹھ شاگرد لئے ہوے بیٹھے تھے اُنھون نے کہا سبحان اللہ۔ سبحان اللہ یہ شعر آپکے حصہ کا ہی ذرا پھر فرمائیے۔ اُنھون نے پھر پڑھا ہنسکر کہا شعر گفتن چہ ضرور آسیہ چرخ کیا معنی۔ آسیاے چرخ کہو آسیا کا مخفف آس ہی جیسے آسمان یعنی مانند آس آسمان چکی کی صورت ہوتا ہی۔ حافظ نے کہا ہے۔ ؎

مزرع سبز فلک دیدم و آس مہ نو	یادم کشتہ خود آمد و ہنگام درد

آسیا کہو یا آس اُسکا مخفف کہو۔ یہ آسیہ کیا معنی۔ اور مصرع ثانی بھی غلط ہی۔ مین نے دانہ یہ چنا ہی کسی نادانو مین نادانون مین دانہ کیونکر چنا۔ نادانون مین جب چنوگے کسی نادان ہی کو چنوگے اِدھر اُنھون نے یہ اعتراض کیا اُدھر ایک شخص نے کہا اعتراض کرنا سب جانتے ہین۔ آپ نے اسوقت حافظ کا شعر بالکل غلط پڑھا ہی۔ اسی اس غزل بھر مین کہین نہین ہی مہ نو کو آس یعنی چکی سے کیا واسطہ کوئی پسنہاری کلا لونڈا کہے تو مضائقہ نہین۔ حافظ نے یون کہا ہی۔ ؎

مزرع سبز فلک دیدم و آس مہ نو	یادم از کشتہ خود آمد و ہنگام درو

اُستاد کا مُنھ اتنا سا ہو گیا تب لوگون نے کہا کہ آپکو اعتراض کرنا ہی کیا فرض تھا۔ آپ اتنے بڑے اُستاد آپکو تو لازم تھا کہ اگر آپکا کوئی شاگرد اعتراض کرتا تو آپ اسکو للکارتے نہ کہ خود معترض ہون۔ اُستادی آپ نے بلشا دی۔

مرزا۔ اب فرمائیے ثریا بیگم سے پہلے ملیے گا یا حسن آرا سے

آزاد۔ ایک ذرا سیر کرتے ہوے جائینگے اور حسن آرا سے ملنے کے لیے تو بقول شخصے جوے شیر لائے۔ اب بھی کچھ تعجب ہے۔ دل اُنکا جان اُنکی تن اُنکا روح اُنکی ہم کس مین ہین جو کچھ ہے وقف ہے۔

آزاد نے ثریا بیگم کا پتا پھر مفصل پوچھا نواب سنجر سطوت کا نام ایک کاغذ پر لکھا اور آزاد مرزا کے اصرار سے اُنکے ساتھ کھانا کھایا اور رخصت ہوے۔ اثناے راہ مین حسن اتفاق سے انکو وہ چانڈو باز ملا جو اللہ رکھی کے پاس سرا مین اکثر آیا جایا کرتا تھا جھک کر آداب بجالایا اور یون ہمکلام ہوا۔

چانڈو باز۔ آپ نے اللہ رکھی کا بھی کچھ حال سنا ہے۔ وہ تو اب بیگم ہو گئین اب بڑے ٹھاٹھ ہین۔ مین کئی بار گیا مگر بڑی مشکلون سے اُن تک پیغام بھیج سکا وہان پرندہ تو پر نہین مار سکتا اب فرمائیے کیا شغل ہی۔ ہمنے سُنا آپ تو کرنیل ہو گئے اور بڑی بڑی لڑائیان سر کین۔

آزاد۔ بھئی ہمین ٹھیک پتا بتاؤ تو ہم جائین۔

چانڈو باز۔ آپ آج یا کل دانہ ہون پرسون اُسی شہر مین بندہ بھی ہو گا جہان آپ ہونگے وہان آپ کو ڈھونڈ نکالونگا۔

آزاد۔ اگر سچا وعدہ کرو تو نہال کردون مین پرسون ہوٹل مین جاؤنگا دو تین ہوٹل اس شہر مین ہونگے تم سب مین تلاش کرنا۔ دو میمین بھی میرے ساتھ ہین۔ مگر ضرور ملنا۔

چانڈو باز نے اپنی ساری سرگذشت بیان کی اور کہا تمھاری نام

برس بھر تک جوگن ہو کے رہی اور شادی کے وقت تک بالکل پاکبازی کے ساتھ بسر کی -

آزاد فرخ نہاد اور مہ وش پریزاد ثریا بیگم سے نامہ و پیغام

میان آزاد فرخ نہاد اُن دونون تدرو رفتار گلعذار باغ دہر خاتونون کو ہمراہ لیکر بعیت طاؤس زیب عابد فریب پری تمثال ثریا بیگم کی تلاش مین روانہ اور آزاد مرزا کے اشتیاق دلانے سے آرزومند نظارۂ جمال جانانہ ہوے۔ اللہ رکھی کی عفت و عصمت نے اُنکے دل مین جگہ کر لی اور جب اُنھون نے معتبر ذریعے سے سُنا کہ انکا نام نے لے کر ترپتی رہتی تھی تو اور بھی ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ آزاد نے مرزا سے پتہ تو پوچھ ہی لیا تھا اسی پتے سے حسینۂ مطلوبہ کو ڈھونڈھنے نکلے اثناے راہ مین مس کلیرسا نے ہندوستان کی مخدرات عصمت سمات اور خواتین عفت مآب کی نسبت اُنسے چند سوال کیے -

(۱) کیا شادی کے قبل عورت مرد اور مرد عورت کو نہین دیکھ سکتا آزاد نے کہا اس ملک مین یہ رسم ہی کہ لڑکے اور لڑکی کی شادی مان باپ کی راے پر ہوتی ہی اگر لڑکا کوئی عذر کرے تو بیجا سمجھا جاتا ہی اور کنواری لڑکی تو کوئی کلمہ زبان پر لا ہی نہین سکتی اگر والدین کی راے کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالے تو کل اہل قوم مین سخت بدنام ہو جائے کہ کنوارپنے ہی کے دنون اس لڑکی کی یہ خم دم ہین کہ مان باپ سے لڑتی ہی غضب خدا کا دوشیزہ اور یون کھلم کھلا تکرار کرے - عورتین طعنے دین کہ یہ کیسی شریف ایسی بےحیا لڑکی ہو گیا دیدہ دلیل ہی بہو بیٹی کے یہ معنی ہین کہ بےحیائی کا لفظ تک زبان پر نہ آئے نہ کہ یون مان باپ چچا چچی کے سامنے بےجھجک صاف صاف بکے اور ابھی کیا ہی یہی تو تیرہ صدی کا سمجھاؤ ہی اہل اسلام مین تو خیر اکثر رشتہ دارون اور اعزا ہی مین شادی ہوتی ہی اور اگر میان نے بیوی کو اور بیوی نے میان کو نہ بھی دیکھا ہو تو دونون کے مان باپ اور قریب کے عزیزون نے تو ضرور ہی دیکھا ہو گا مگر ہندوؤن مین ستم ہی انکا باوا آدم ہی نرالا ہی - میان راس کماری مین بیوی بنگلور مین بیوی کنگ مین میان اٹک مین جسدن تک بھونری پھیری جاتی ہی اُس دن تک اِن دونون کو نہین معلوم کہ کیسا جوڑا پایا - یہان دلہین دعا مانگتے ہین کہ یا الٰہی بیوی مہ پارہ پری وش غیرت حور بہشتی ہو - خدا کرے چار آنکھین ہوتے ہی نور کا بکا نظر آئے بلکہ آنکھ بھی جھپک جائے بلا خیر کی نگاہ رخ انور کی جھلک کی تاب نہ آئے دعا تو مانگتے ہین کہ چار آنکھین ہوتے ہی یہ ہو اور وہ ہو مگر دل مین یہ سوچتے جاتے ہین کہ خدا جانے چار آنکھین ہونگی یا تین ہی آنکھین ہونگی ورا دھر دلھن کی آرزو یا رب میان گلے ملے کے بھر و جوان نک سک سے درست پڑھے لکھے آدمی ہون ہجو لیان دیکھ کے عش عش کرنے لگین کہ واہ کیا خوبصورت مرد ہے - بڑی خوش قسمت ہو بہن -

کلیرسا - میان بیوی مین باہم محبت کیونکر ہوتی ہی - پھر ممکن ہی نہین -

آزاد - اب آپ سے تو ہزار بار کہہ چکے کہ ہندو عورت کو اپنے میان کی جسقدر محبت ہوتی ہی وہ اور کسی قوم مین نہ پاؤ گی ساری خدائی مین - شاید ہی کہین اور ہو - انکو سکھایا جاتا ہی کہ تم اپنے میان کے حکم کو معاذ اللہ خدا کے حکم پر ترجیح دو اور ہندوؤن مین برہمن پنڈت لوگ مذہبی کتابون کا خلاصہ کر کے اخلاق کی باتون کو ایک مقام پر جمع کرتے ہین اور مختلف تقریبون مین انکا ذکر کیا جاتا ہی اسکو کتھا کہتے ہین

کلیرسا۔ بھلا ہندؤں مسلمانوں مین بیوہ کی شادی جائز ہی
آزاد۔ شریف زادون مین یہ رسم نہین ہی۔ چاہی بارہ برس کی بیوہ لڑکی ہو جسنے میان کی صورت بھی اچھی طرح نہ دیکھی ہو اگر وہ بیوہ ہو جاے تو ممکن نہین کہ تمام عمر اسکی شادی ہو سکے اور ہندؤں مین تو اس بیچاری کی مٹی ہی خراب ہے۔ سہاگنون مین بیٹھنا بھی بعض اوقات ناجائز ہی۔
نہ کھانا اچھا کھاے نہ کپڑا اچھا پہنے۔ بہت سی تقریبین ایسی ہین جنمین وہ بیچاری بیٹھنے بھی نہین پاتی ہین۔
کلیرسا۔ اچھا ہم دونون اس بارے مین کوشش کرین کہ اس ملک کی عورتین ادبار کی حالت سے بری ہو جائین جس طرح مشن کی عورتین ادھر اُدھر پڑھانے جاتی ہین اسی طرح ہم بھی جایا کرینگے اور رفتہ رفتہ اُنکے دل پر اس امر کا نقش منقوش کرینگے کہ ہندوستان کی لیڈیان طرز معاشرت نہین جانتین۔
میڈا۔ تمنے تو بیان کیا تھا کہ اکثر بڑے بڑے شہرون مین مشن کی عورتین نواب زادون اور امیرون اور بنگالیون اور ہندوستانیون کے یہان جاتی ہین۔
آزاد۔ ہان برابر سوئی کا کام سکھاتی ہین اور انگریزی پڑھاتی ہین حساب سکھاتی ہین۔
میڈا۔ ہم دونون کی دلی خواہش ہی کہ اپنی ہندوستانی بہنوں کو یہ سب باتین سکھائین۔ جن رسمونکا تمنے ابھی ذکر کیا اُنکا حال سُنکر ہمین افسوس ہوتا ہی۔
آزاد۔ اچھا پھر تم دونون بھی اسی طرح جایا کرنا۔
جب آزاد پاشا اُس شہر مین داخل ہوے جہان ثریا بیگم رہتی تھین تو اُن دونون کلیدونکو ہوٹل مین لیجا کر ضروری انتظام کے بعد معشوقہ مطلوبہ کی تلاش مین چلے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک دلکشا باغ مین چند سفید پوش ایک رئیس کی صحبت مین بیٹھے گپین اُڑا رہے ہین سوچے کہ ان لوگون سے شاید پتہ لگے اتنے مین رئیس نے جو آزاد کو دیکھا تو مصاحبون سے کہا اِس شخص کو ہمنے کہین دیکھا ہی۔ مصاحبون نے بھی آزاد پر غور سے نظر ڈالی۔
نواب۔ ضرور کہین دیکھا ہی۔ مگر اسوقت یاد نہین آتا کہ کہان دیکھا ہی۔ جسقدر غور کرتا ہون اُسی قدر اُلجھن ہوتی ہی اور کچھ نہین سُلجھتی۔
مصاحب۔ خداوند ہو نہو آزاد پاشا ہون جنکی تصویر اُسدن اخبار مین حضور نے دیکھی تھی۔ چھوٹے صاحب نے تصویر دکھائی تھی وہی ہونگے۔
نواب۔ ہان سچ کہا یہ وہی باحمیت مسلمان ہی جو وطن اور یار دوست سب چھوڑ کے روم گیا تھا۔ اِنکو بلانا چاہیے بھئی یہ قدر و منزلت کے قابل ہین۔
ایک مصاحب نے جا کے اونسے کہا جناب نواب صاحب آپکو یاد فرماتے ہین اگر تکلیف نہو تو مہربانی کر کے کوٹھے تک تشریف لیچلیے بے تکلفی کی صحبت ہی آزاد نے فوراً منظور کر لیا
ادھر مصاحبون نے باہم گفتگو کی کہ ایسا نہو یہ صاحب بڑے متقی متشرع ہون تو اُنکے آنے سے صحبت درہم برہم ہو جائے اسپر ایک رفیق نے یون کہا۔
رفیق۔ جس شخص نے یہانسے فرانس اور روم اور روس کا سفر کیا اور انگریزی خوان ہی وہ اسی صحبت کو درہم برہم کریگا کیا مجال
مصاحب۔ اچھا تو باتون باتون مین اِنکو ٹٹولتا ہون
رفیق۔ چٹکیون مین یہ کون بڑی بات ہے۔
ادھر آزاد پاشا چھت پر آئے ادھر نواب قمر رکاب نے سر قد

تعظیم کی بھر مصاحبین اور رفقا بھلا کس شمار قطار مین سب اُٹھا کھڑے ہوے۔ نوابصاحب نے مصافحہ کیا اور اپنے قریب جگہ دی

نواب۔ اللہ کمال اشتیاق قدمبوسی تھا کمال اشتیاق

رفقا۔ حق ہی قسم خدا کی حق ہو۔ واللہ کمال مشتاق تھی

نواب۔ شکر ہی کہ آپ ایسے باحمیت بزرگوار کی زیارت ہوئی

آزاد۔ ان کلمات کو مین آپ کی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون۔ مین نے اپنا فرض ادا کیا بیشک یہ امر مجھپر فرض عین تھا اور وہ فرض خدا کے فضل سے ادا کردیا گیا

نواب۔ اخبارون مین آپ کی جرأت و شجاعت کا حال پڑھ پڑھکر ہم لوگون کو وہ دلی مسرت حاصل ہوتی تھی کہ ہمارا ہی دل جانتا ہی۔ خدا کرے اہل اسلام ایسے ہی اولوالعزم و عالی منزلت ہون

	این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد	

اب فرمایئے اسوقت آپ کی کیا تواضع کرون۔

مصاحب۔ حضور کوئی ایسی شے جنڈیل صاحب کو بلوایئے جس سے روح کو تازگی آئے اور طبیعت خوش ہو جائے اور بدن گرما جائے وہ شے حضور بھی جانتے ہین اور مین بھی جانتا ہون۔

خانصاحب۔ خداوند مجھے پارسال یرقان ہو گیا۔ دو مہینے ڈاکٹر کا علاج ہوا خاک فائدہ نہ کیا۔ بیس دن تک حکیم صاحب نے تختۂ مشق بنایا اور بھی عارضہ بڑھ گیا۔ پڑ دس مین ایک بیدراج رہتے ہین انھون نے کہا ہم دو دن مین اچھا کرتے ہین۔ دس دن اُنکا علاج رہا تو اُنھون نے وہ گرم دوائین دین کہ توبہ ہی بھلی۔ سونٹھ اور کالی مرچ اور شہد اور اللم غلم آخر کار ایک دوست نے کہا بھئی تم سبکا علاج چھوڑ دو تو ہم کہین وہ کرو بس حضور صبح شام برانڈی پلائی۔ دو دو چھٹانک شام کو دو چھٹانک صبح کو اس سے یہ کیفیت ہوئی کہ جو تھے روز بندہ خاصہ ہٹا کٹا ہو گیا۔

نواب۔ واللہ برانڈی اور یرقان! کیا شان خدا ہی۔

دیوانجی۔ سرکار ذیابیطس کے لیے تو برانڈی اکسیر ہی جاہی جسقدر دیتے جایئے جتنی زیادہ پیجئے اُسیقدر زیادہ فائدہ اگر بوتل بھر ختم کر جاے تو مرض منزلون دور ہو۔

راوی۔ بجا جو ہر دم مخمور رہی تو مرض کی جڑہی کھو جائے

خانصاحب۔ اور خداوند آنکھون دیکھی کہتا ہون کہ شاہی مین ناظم مردان علی خان کے کیمپ کے ساتھ خیر آباد مین رہنے کا اتفاق ہوا ایک سوار کو مرگی آتی تھی صد ہا علاج کیے مرض نہ گیا آخر کار ایک شخص نے کیدان سے کہا حضور حکم دین تو ایک دوا بتاؤن اور دعوی کرکے کہتا ہون کہ کل ہی مرگی نہ رہے۔

کیدان صاحب نے کہا۔ از این چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ بسم اللہ بتایئے۔ کہا خداوند دو چھٹانک شراب دیجئے اور اُسمین اسکا دونا پانی ملایئے مگر شراب دو آتشہ ہو اگر ایکدن کے استعمال مین فائدہ نہو تو جو چور کی سزا وہ میری سزا۔ کیدان نے کہا ہم اپنی زبان سے اجازت نہ دینگے کہ مسلمان کو شراب پلائی جائے لیکن۔ بس لیکن کہ کے رہگئے۔ لوگ سمجھ گئے کہ حضور کا بھی منشا ہی۔ اُسی دن شام کو شراب اور پانی پلایا۔ دوسرے روز عارضے کا کہین پتا ہی نہ تھا۔

نواب۔ اللہ۔ اللہ۔ یہ وصف ہین اسکے مگر حرام ہی۔

مصاحب۔ حضور گنوارون یا جیون نے اسکو بدنام کر دیا ہو

دو کس نام کند اہلِ خرد را غلط است	بلکہ کہ مشہور از صحبت نادان بدنام

آزاد - درجۂ اعتدال سے تجاوز کیا اور گیا گذرا۔

نواب - بھلا حرام اور حلال کی نسبت کیا راے ہے۔

آزاد - مذہب اسلام کی روسے تو حرام مطلق ہی۔

نواب - بھلا کیون صاحب - وہان کیا حال ہی۔

آزاد - مسلمان اور عیسائی برابر ایک میز اور ایک دسترخوان پر کھاتے ہین - ذرا فرق نہین - یہ صرف ملک ہندوستان کی دیکھا دیکھی قاعدہ نکالا ہی کہ بالکل مغائرت کا برتاؤ ہو - مگر ہان خوک کا لحم اگر میز پر ہو تو مسلمان اُس کمرے مین نہ بیٹھے گا

نواب - اور بادۂ گلگون اسکا بھی پرہیز ہے یا نہین -

آزاد - نیک اندر بد و بد اندر نیک - علما اسکے قریب نہین جاتے - مگر بعض بعض امرازادون مین اسکا شغل ہی اور شاہ ایران تو برابر جام پر جام لنڈھاتے ہین - ع

چون دانستم کہ مے عدوی دین ست
باللہ بخورم خون عدو را کہ رواست

مصاحب - حضور ایک عالم کا مقولہ ہے کہ شراب لوٹنی جائز ہی -

آزاد - ہرگز نہین وہ عالم نہین گمراہ ہی اور گمراہ کرنے والا ہی

دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے
تو بہ جناور ہزار تو بہ جناور

مصاحب - حضور کو کبھی اتفاق ہوا ہی (دبے دانتون)

آزاد - (مسکراکر) مجھے اعوذ!!! کیا مین مسلمان نہین ہون

نواب - تو ضرور ہوا ہے اتفاق - یہ بھی کیا خوب جواب دیا ہے -

مصاحب - خداوند اگر حکم ہو تو جنڈیل صاحب کے واسطے منگوایا جاسے ضرور اس رنگ مین ہین اور آج ہوا بھی خنک ہے -

اتنے مین ایک مصاحب جنکو اور رفقا نے سکھا پڑھا کر بھیجا تھا کہ جبہ اور عمامہ اور شرعی پائجامہ پہنکر آئے جناب مولانا صاحب یون تشریف لائے - آخاہ حضور مزاج انور نواب صاحب بھی بڑے تپاک سے پیش آئے - اور رفیقون نے بھی تعظیم و تکریم کی آزاد سمجھے کہ یہ کوئی بڑے مقدس بزرگ ہین مگر وہ اصل مین منجملہ اور خوشامد خورے رفیقون کے تھے اور صرف اس نظر سے کہ اِنکے تقدس کا خیال کرکے شاید آزاد پر جگہ چل جائے اِنکو مولوی بناکے لائے تھے -

نواب - مزاج اقدس جناب مولانا صاحب -

مولانا - الحمدللہ - بندہ ام تا زندہ ام - پشاور جانے کا اتفاق ہوا تھا - ع

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم
برائے یار فروشی دکان نمی باید

نواب - مین تو آپ کو بزرگ سمجھتا ہون دوست تو برابر والے کو کہتے ہین -

مولانا - آپ کی سعادت آپ کی بزرگی - آپ کی ریاست

مصاحب - مولانا صاحب حضور کس فرقے مین ہین اثنا عشری یا سنت جماعت -

مولانا - اس جھگڑے سے کیا مطلب -

مصاحب - حضور کا دم بھی غنیمت ہی - ہان خوب یاد آیا حضور ابھی یہان ذکر ہو رہا تھا کہ شراب جائز ہی یا ناجائز ہی

مولانا - یہ سوال تو متعلق بہ نیت و دل ہی - اگر تمہارا قلب صاف نہین تو ہزار بار حج کرو اور دو سو ہزار بار خیرات کرو اور روز نماز پڑھو کچھ نہین لیکن مسلمان کی تعریف یہ ہی کہ جو کرے صدق دل سے

خدا اور رسول کے احکام کو دل سے بجا لائے تو کبھی رنج و بلا مین گرفتار نہو
آزاد پاشا سمجھ گئے کہ محفل کی محفل شرابی ہی ہندو مسلمان سب اسمین ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔ اور یہ غضب انکو یہ فکر کہ محبوب مطلوب کا پتہ ملے۔ ادھر اُدھر کی باتین کرکے کہا حضرت ہمنے تو اس سفر مین ہر قسم کے آدمی دیکھے متشرع ایسے ایسے کہ شرع کے ایک ایک حرف کے پابند جان جاتی رہی مگر کیا مجال کہ نماز قضا ہو۔ دیکھ رہے ہین کہ غنیم کی فوج سر پر آگئی مگر جانماز بچھا کے مصروف عبادت ہوئے ممکن کیا کہ نماز کا وقت ٹلجائے اور ایسے آدمیون سے بھی صحبت رہی ہے کہ نماز کے قریب نہین پھٹکتے اُنکو روزہ و نماز سے اصلا سروکار نہین ایسے لوگ بھی دیکھے ہین کہ انتہا سے زیادہ احکام شریعت کے پابند اور اُسکے برعکس ایسون سے بھی سابقہ پڑا ہو جو بعث و نشر اور یوم الحساب اور قیامت اور آخرت کے قائل نہین ہم سب صحبتون مین رہے ہین۔ کسی صحبت سے پرہیز نہین۔ آپ لوگ مزے سے شوق کرین۔ بندی کا کچھ خیال نہ کیجیے۔

نواب۔ بھئی صحبت یافتہ آدمی کا کیا کہنا واللہ آزاد صاحب آپ مشک ہین۔ بندہ لحافون مین مشک کو لپیٹ کے اور بند کرکے لیجاؤ وہ اپنی خوشبو ضرور دیگا۔

مصاحبین۔ حق ہے خداوند کیا مثال دی ہے سبحان اللہ

رفقا۔ واقعی کیا خوب فرمایا ہو مشک اور بارہ لحاف

راوی۔ اور جو بندہ لحاف ہون۔ تو کیسا خوشبو آئے نہ کے

آزاد۔ میرا تو مطلق خیال ہی نہ کیجیے مین خود اس شغل مین تھا

نواب۔ اللہ پھر چھوڑ کیون دیا اے صاحب یہ تو اکسیر ہے اب آپ کو سکھانا تو حکمت بہ لقمان آموختن ہی مگر جس شے مین اسقدر فوائد ہون کہ یرقان کی مرض اور نزلے کی دافع

اور قلب کی مسکن ہو اُسکا ترک کرنا کیا معنے۔

مصاحب۔ خداوند غلام کے نانا جان حکیم مرزا محمد علی صاحب مبرور کے بیٹے تھے مجھلے بیٹے۔ اُنکا قول تھا کہ بھائی جان۔

رفیق۔ ایک ذرا ٹھیری ہوے استاد آپکے والد کسکے بیٹے تھے

مصاحب۔ اجی دل لگی رہنے دو صاحب جب دیکھو دل لگی جب دیکھو مذاق ہر گھڑی کی چھیڑ خانی اچھی نہین تو حضور بس اُنکا قول تھا کہ بیٹا اسکو کبھی نہ چھوڑنا۔ مگر دوا کے طور پر۔ بس ذرا اسی نواب صاحب نے خوش ہو کر کہا بھئی۔ ع

جب ملے دو دل مخل پھر کون ہے
بیٹھ جاؤ خود حیا اُٹھ جائیگی

مصاحبون نے آوازۂ سبحان اللہ بلند کیا۔ ای حضور سبحان اللہ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اعجاز۔ اعجاز پیر و مرشد۔ واللہ اعجاز کیا شعر پڑھ دیا ہی واہ رے پڑھنے

جب ہوے دو دل تو پھر کون ہے
بیٹھو صاحب آپ ہی اُٹھ جائیگی

راوی۔ اوہو ہو۔ واہ رے پڑھنے۔ واہ رے پڑھنے والی۔ اصلاح واہ رے شعر کی مٹی خراب کرنے والے۔ واہ رے گو کھے نوابصاحب نے غیر موزون شعر تو پڑھا تھا مصاحبون نے غلبۂ ذکاوت سے اصلاح بھی دیدی۔ ع۔

جب ہوے دو دل تو پھر کون ہے

اور لطف یہ کہ غیر موزون مصرع کو جو سکتا ہو تا تھا وہ ایک لفظ گھٹا بڑھا کر موزون کر دیا اور دوسرا شوخی سے مملو ہے۔ ع۔

بیٹھو صاحب آپ ہی اُٹھ جائیگی

اس بیساختہ پن کے عدد نے مصرعہ ۔

عالم اُسے کہتے ہیں بیساختہ پن نکلے

اتنے میں ایک رفیق اُٹھ کر نیچے گئے اور وہاں سے سامان طرب لائے تین بوتلیں ۔ ایک اکشانبرون کی دوسری ہوسکی تیسری شیم پین ۔ دس ٹمبلر ۔ بارہ گلاس ۔ ایک درجن سوڈا کی بوتل ۔ ایک بوتل بک اپ ۔ ع

برق چشمک زن زرف کہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

دوسرا ۔ واہ اُستاد بے پیئے ہی چڑھ گئی لگے جھومنے ۔

مصاحب ۔ اجی یہاں ہر دم نیچے ککڑی کی چڑھی رہتی ہے ع

پیون شراب اگر خم بھی دیکھ لون دوچار | یہ ایک بوتل یک ساغر وسبو کیا ہے

راوی ۔ چلتے چلتے مرزا نوشہ غالب مرور کو اصلاح دے ہی دی ۔

نواب ۔ فرمائیے حضرت برانڈی یا رم یا پھر بھی برانڈی لنڈھائیے

آزاد ۔ مجھسے ارشاد ہوا قبلہ مجھے معاف رکھیے حضرت ۔

نواب ۔ معاف ایک کوڑی نہو گی اجی بادہ جناب ۔

مصاحب ۔ سبحان اللہ شراب کے لیے کوڑی بھی کیا خوب

راوی ۔ کیا شراب کے لیے کوڑی ؟ یہ لطیفہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا اور سمجھے نوابصاحب بھی نہیں مگر مسکرا دیے ۔ گویا بہت بڑا لطیفہ بولے تھے ۔

آزاد ۔ میں صحیح عرض کرتا ہوں ۔ میں نے اس سے توبہ کی ہے مجھے بدل آزاد کیجیے ۔ میں ہرگز اسکا استعمال نہیں کر سکتا آپ شوق کیجیے ۔

نوابصاحب نے کہا آپ کی خوشی ۔ مگر ایک بات کہوں تو آپ بُرا مان جائینگے ۔ یہ فرمائیے کہ کسی مقام یا کسی موقع پر جمیگا رم پینے کا بھی اتفاق ہوا تھا ۔

آزاد ۔ (مسکرا کر) وہ موقع ہی اور تھا حضرت ۔

مصاحب ۔ اللہ رے یادداشت کچھ ٹھکانا ہے ۔ اللہ اللہ

دوسرا ۔ جواب ہے بے نظیر اور لاجواب ہے ۔ اللہ لاجواب ع

ہو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی
پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی

راوی ۔ ماشاء اللہ ۔ ماشاء اللہ ۔ کیا خوب تعریف کی ہے ۔

تیسرا ۔ خیال تو کیجیے کیا خوب گرفت کی ہے ۔

چوتھا ۔ خدا نظر بد سے بچائے ۔ اب جنڈیل صاحب کو شریک ہونا پڑا ۔

آزاد ۔ نوابصاحب سچ کہیے گا وہ موقع اور تھا یا نہیں

نواب ۔ حضرت ہاں تھا تو جان جوکھم کا موقع ۔ مگر ہم اصرار نہ کرینگے وجہ یہ کہ یہ فعل فی نفسہ بد ہے اور خلاف شرع مگر زبان اور صحبت اور لطف اسکا کیا کریں ۔ اب یہ کیا ضرور ہے کہ ہم ڈوبے تو اپنے ساتھ سبکو لے ڈوبیں کسی مسلمان کو ہم گمراہ کیوں کریں ۔ خود داخل معصیت ہوں اور اُسکو اپنے ساتھ عذاب میں گرفتار کریں بھلا یہ کون سی مصلحت کی بات ہے ۔ ہم تو آزاد پاشا کی تندرستی کا جام پیتے ہیں ۔

اتنے میں خدمتگار سلیقہ شعار نے ٹمبلر میں برانڈی لنڈھائی ۔ اور سوڈا کی بوتل دن سے کھول کر لائی اور برف کے چند قطرے لاکر حضور ۔ کو دیے ۔ نوابصاحب نے چسکی لگائی اور شعر پڑھا ۔ ع

شراب ایک نہ لنڈن کی ہو کہ کوثر کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہیں

رفقا - اور کتنا سچا اور صحیح کلام ہی -
آزاد - مین اس بات سے خوش ہوا کہ آپ سوڈا ملا کے پیتے ہین - جب بنے بادۂ ممزوج - مگر گنوار دل اور ناواقف لوگ خالی شراب کا استعمال کرتے ہین - یہ بالکل ہرا ہل ہی
مصاحب - اِس صحبت مین ایسا نہین ہوسکتا جو شئے ہو اصول سے اور ممکن کیا کہ کوئی بیقاعدہ ہو جائے کیا مجال سب اپنے اپنے درجے اور قاعدے کے مطابق -
مصاحبون نے بھی علی قدر مراتب رم اور لڈ ہوسکی برانڈی پانی مگر دو کے سوا اور سب سادے پانی کے ساتھ پی اور پانی کو بلبل ہزار داستان کی طرح چہکنے لگے -
ایک - واللہ اب ہوش آیا - جان مین جان آئی
دوسرا - کیسی کچھ اسوقت اگر نہ ہے تو غضب ہی ہو جائے
تیسرا - مقوی دماغ - مفرح قلب - مسکن دافع تشنگی اور لطف یہ کہ یہ اگر شاعر ہو تو شعر اچھے نکلینگے نثار ہو تو مقفے مسجع لکھیگا - عالم ہے تو علمیت کو زور ہو گا -
چوتھا - مگر اعتدال کے ساتھ رہے تو معتدل رہو ورنہ قلب کو حرارت ہو - دماغ کو پریشان کرے - جان عذاب مین ہو جائے اور صبح کو جب اُٹھے تب درد سر درد کمر درد اعضا - پریشان حال - پریشان روزگار

پراگندہ روزی پراگندہ دل

خانصاحب - خداوند ایکبار نیپال کی ترائی مین جانے کا اتفاق ہوا - چودہ آدمی ہمراہ تھے - وہان جنگل مین شہد کثرت سے تب - اور شہد کی مکھیونکی عجب خاصیت کہ جا ہے جس عضو بدن پر بیٹھین ممکن نہین کہ درد نہونے لگے وہان کے باشندون سے پوچھا کیون بھئی اسکا کچھ علاج بھی ہو کہا اگر ایک بار درد شروع ہوا تو پھر تمام عمر رہیگا - گیارہ مہینے اچھے اور ایک مہینے علیل - جس مہینے مین درد شروع ہو اُس مہینے مین ضرور عود کریگا لیکن اگر پہلے سے اسکا علاج کرے تو بڑا فائدہ ہو - پوچھا وہ کیا - کہا شراب کے ساتھ فلان پتی کا استعمال کرے اُن چودہ آدمیون مین دس ہندو تھے اور چار مسلمان دس ہندوؤن مین آٹھ برہمن - وہ تو شراب چھو نہین سکتے - مگر دو نے کہا کہ ہمکو شراب پینا گون ہی عمر بھر کا درد اور کرب گون نہین اور - باقی دو کایستھ تھے انکو چارہ ملا اور چار مسلمانون مین ایک بندہ - باقی تین اور - وہ تینون تو گالیان دینے لگے - ای تو بہ کیا مجال اگر چھینٹ پڑ جائے تو بدن کٹوا ڈالین - مگر بندے نے اڑائی - حضور یقین کیجیے ہم مزے مین رہے اور وہ سب کے سب ابتک جھیکتے ہین -
نواب - واللہ بھئی واقعی اسکے فائدے بڑے بڑے ہین مگر ہے کیا حرام ہی اگر حلال ہوتی تو کیا کہنا تھا -
رند - خداوند اب تو سب حلال ہی یکسکا حرام - بھلا شراب کو حرام کیون کیا اِس سبب سے کہ اسکے افعال حرام ہین یہ بذات خود حرام نہین ہی -
جب بادۂ تیز نے زور دکھایا تو مصاحبین نے طبیعت دکھانے لگے
ا - جام منھ سے لگا کر نصف پی گئے اور یون چہکے - ۵

می خورم و مخالفان چپ و راست	گویند مخور بادہ کہ دین را عدا است
چون دانستم کہ می عدوے دین ست	باللہ خورم خون عدو را کہ رواست

۲ - واہ بس - ہمسے سنو - (چسکی لگا کر) - ۵

ہر کجا حرف شراب ارغوانی میرود	از دہان خضر آب زندگانی میرود

۳۴- نواب صاحب ۔ سنیئے جنریل آزاد صاحب ۔ ؎

گرت نخوری طعنہ مزن مستان را ۔ گر تو بدبی توبہ رحم یزدان را
تو فخر بدان کنی کہ من می نخورم ۔ صد کار کنی کہ می غلام ست آن را

مصاحبین ۔ واہ واہ ۔ کیا برجستہ فرمایا ہی ۔ یہ طبع زاد حضور کے
نواب ۔ (اکڑکر) اجی اب اس سے کیا مطلب ۔
مصاحب ۔ خداوند غلام ایک نہ مانیگا ۔ بیشک اور بے شبہہ حضور ہی کا کلام الملوک کلیم الملوک ہی ۔
راوی ۔ اہو ہو عربی دانی کا بھی زعم ہے ۔
دوسرا ۔ قابلیت عالم بالا معلوم شد ۔ بس حضرت بس ۔
آزاد ۔ کلام الملوک ملوک الکلام ۔
مصاحب ۔ جی جناب اسوقت زبان قابو مین نہین ۔

یارو میری خطا معاف کردین نشے مین ہون
شیشے مین مے ہے دے مین نشہ مین نشے مین ہون

نواب ۔ نشے کی بات نہ ارد ۔ ہوش کی دوا ہوش کی دوا
مصاحب ۔ (آہستہ آہستہ) ہوش کی دوا ہوش کی دوا ۔
خانصاحب ۔ خداوند یرقان کی دوا ۔ دردسر کی دوا تپ کی دوا ۔ ہیضے کی دوا ۔ اسہال کی دوا ۔ اینٹھن کی دوا ۔ بواسیر کی دوا ۔ دق کی دوا ۔ بس انتہا ہی کہ موت کی دوا ۔
دیوانجی ۔ موت کی دوا مُردہ کو دیدی ... جانہین
آزاد ۔ چڑھی تو سب کو ہی مگر دیوانجی بہت دور پہ گئے ہین ۔
نواب ۔ آج صحبت مین یہ بے لطفی ہوئی ۔ ورنہ اور کبھی نہین ہوتی ہی ۔ خبردار سب کے سب خاموش بس کہدیا ہے ۔

دیوانجی ۔ خامو ۔ خا ۔ خاموش (نوابصاحب کیطرف مخاطب ہوکر) اُٹھائی گیرا ۔ دور ہو یہان سے کہتا ہی کہ گالیان بکو کیا ہم پاجی نہین ہین ۔
مین ۔ اجی تم پاجی ۔ تمہارے باپ پاجی تمھارا دادا پاجی
بدھو ۔ سب پاجی ۔ یہان ہی وہ پاجی اور جو نہین وہ پاجی ۔ اسپر ایک مصاحب بگڑ کھڑے ہوسے خداوند اسکے کیا معنی جو یہان ہی وہ پاجی اور جو نہین ہی وہ پاجی ۔ جناب والا بھی یہان نہین ہین ۔ انکو اس پاجی نے پاجی بنایا خون آنکھون مین اُتر آیا ہی ۔ کیون بے پاجی جناب والا کو پاجی کہتا ہے ۔
نواب ۔ (نشے مین) لاحول ولاقوۃ ۔ سچ ہی ۔ ؎

بلکہ می میشود از صحبت نادان بدنام ۔ نے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است

ہمنے بھی تو آخر پی ہی اور جناب جنریل صاحب دام اقبالہ انہین نابکارون نے مجھے مطعون کیا ورنہ مین بدنام نہوتا ۔
آزاد ۔ ہان پھر صحبت تو اپنے سے اچھے اور لائق کی چاہیئے
نواب ۔ مجھے ایک عورت نے نصیحت کی تھی جناب ۔ لیکن مین سمجھا نہین ۔ اے صاحب ایک برق دم زن جمیلہ نے ایک روز وہ جھمک دکھائی ۔ مین ہزار جان سے عاشق ہوگیا ۔ وہ بوٹا سا قد دلجو کہ کیا عرض کرون ۔ ؎

گر ز گل عارض وا ز غنچہ دہانی دیدہ است ۔ سرو را با قد دلجوی تو بودی نسبت

جب نوابصاحب نے دیکھا کہ آزاد سے مشہور آدمی کے سامنے محفل اور صحبت کی کرکری ہوتی ہی تو رمضانی خانصاحب کو بلاکر کہا بھائی دیوانجی اور مین اور اس لالہ بدھو کو یہانسے کسی حیلہ سے یہان سے لیجاؤ اور اوپر نہ آنے دو یہ مہمان بالکل اجنبی ہین انکی موجودگی مین محفل کی بدنامی بڑی بات ہی رمضانخان نے دیوانجی کے کان مین کہا

حضرت ذرا ادھر آئیے کچھ کہنا ہے۔
دیوانجی۔ علم قسم اگر تنگ گستاخی ہماری شان مین کرتیہو
ہمیسے تمسے اس ہوئی کہ شب وروز پا پوش بیزار کی۔
نوابصاحب سنت ہو سنو۔ ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

لنید انم کہ من۔ شراب۔
رادی۔ چلے بہکے۔ اب ہوش فرو ہوگئے۔ واہ۔

یہ دختر رز حرامزادی مُردار
مینا بازار کی ہے رہنے والی

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ جناب ہمنے انگریزون اور فرانسیسیون اور مختلف یورپ مین قومون کی صحبتین دیکھی ہین مگر یہ بات کہین دیکھنے مین نہین آئی اسوقت عمدہ عمدہ باتین ہوتین شعر شاعری کا چرچا۔ یا پولیٹکل امور یعنی معاملات ملکی کا ذکر ہوتا۔ لطیفے ہوتے۔ یہ نہین کہ دیوانجی الگ بک رہے ہین اور لالہ صاحب الگ پی کے بہک رہے ہین اور خانصاحب اپنے آپے سے باہر ہین معاذ اللہ۔
اتنے مین ایک مصاحب نے کہا۔ کیون حضور سات اور دس ہزار اور پچاس ہزار دو لاکھ ترسٹھ آنے کے ہوئے۔ مگر بات خاص یہ ہے نہ جان جان ہی اور مان مان ہی۔
نواب۔ کوئی ہی ان سب کو جو بدمست ہوگئے ہین نکال دو اسی وقت اسی دم نکال دو۔ ہرگز نہ ٹھہرنے دو۔
لالہ۔ ابھی نکال دو سب کو نشے مین چلو سب کو اور سب کے پہلے اس مردود کو رمضان خان پر نیپ لگاکر رمضان خان پٹھان آدمی نیپ پڑتے ہی آگ ہوگئے اور بکڑ کے بنے دو چار دھپین زور زور سے لگا بیٹھا۔ اسپر دو چار ادھر دو چار ادھر سے اٹھے اور دھینگا دھینگی ہونے لگی آزاد نے نوابصاحب سے کہا خاکسار تو اب رخصت ہوتا ہو۔ نوابصاحب نے انکا ہاتھ پکڑ لیا اور غل مچا کر سپاہیون کو حکم دیا کہ سب کو نکال دو حکم پاتے ہی سپاہیون نے تعمیل کی اتنے مین نواب صاحب آزاد کو لیکر وہان سے باغ مین آئے اور باہم مکالمہ ہونے لگا۔
نواب۔ شیخ سعدی کا قول ہمین تہ دل سے پسند آتا ہی۔

خوے بد در طبیعتے کہ نشست	نہ رود جز بوقت مرگ از دست

ایک مہ وش زرین کر نے وہ نصیحت کی تھی کہ اگر ہم آدمی ہوتے تو تمام عمر آسایش کے ساتھ بسر کرتے مگران مصاحبون سے خدا سمجھے ہمین بجر گھیر گھار کے پھندے مین پھانس لیا اب دیکھیے کہ گو ہزار مرتبہ خواہش ہوئی کہ انسے کنارہ کش ہون انکو موقوف کر دن۔ مگر انکے بس مین آگئے ہین۔
آزاد۔ تو جناب نواب صاحب ایسے ادنیٰ ادنیٰ نوکرونکا اسقدر منھ چڑھانا ہرگز مصلحت نہین ہے۔ عقل کبھی گواہی نہ دیگی کہ ایسے آدمیون کو آپ صحبت مین بلائین اور اس بے تکلفی سے آپ صحبت گرمائین۔ ~

با بد نشین و باش بیگانۂ او	ور دام اُفتی اگر ... دانۂ او
تیر از رہ راستی کمان اج دید	بنگر کہ چگونہ جست از خانۂ او

نواب۔ بھائی صاحب یہی باتین اُس عورت نے سمجھائی تھین
آزاد۔ آخر وہ کون عورت تھی اور آپسے کیا تعلق تھا۔
نواب حضرت عرض کیا نہ کہ ایکروز مسافرانہ طور پر ایک باغ مین بیٹھا مجمع یاران بے تکلف اور احباب بذلہ سنج دوست آشنا

اقارب چہل پہل - مذاق دل لگی سب جہک رہے تھے اور چہچہے کر رہے تھے ایک نغز گفتار - گلعذار - تدرو رفتار کمسن عورت سفید ڈلائی اوڑھے جگمگتی ہوئی آدھر سے نکلی گو وضع بالکل سادی تھی اور زر و جواہر سے بھی آراستہ نہ تھی مگر اسکی سادگی ہی مین وہ جوبن تھا کہ کچھ نہ پوچھیے - ع

حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنین نہین
زیور ہے سادگی تری رخسار کے لیے

اُسکا اِس مستانہ چال سے جانا ستم ہو گیا - دو چار بگڑے دلون نے بہ لطائف الحیل اسکو بلایا - وہ بے تکلفی کے ساتھ آن کر بیٹھی تو مجھ سے گفتگو ہونے لگی -

مین - مسند پر پاس آن کر بیٹھو صاحب - وہان کہان بیٹھ گئین -

وہ - قریب بیٹھکر ہین اسمین کیا عذر ہے جہان کہیئے -

مین - آپ کا اسم شریف بی صاحب -

وہ - حضور میرے نام سے کیا کام مجھے اللہ رکھی کہتے ہین - اوہی یہ نام نواب صاحب کی زبانی سنکر آزاد کے کان کھڑے ہوے مگر ابھی کچھ نہ بولے چپ چاپ سنتے ہی گئے

مین - اسوقت آپ کے آنے سے بڑی دلبستگی ہوئی ہے

وہ - آپ سب صاحبون کی عنایت - آپ رئیس ہین

بس جناب اتنے مین ایک مصاحب نے کہا حضور نوابصاحب غلام انکو جانتا ہے یہ تو بڑے عالی خاندان مین کی ہین اُس پر کالے آنکھیں نے اسطرح گھور کے دیکھا کہ اُنکے ہوش اُڑ گئے اور مین دھر دھر کے پوچھتا ہون کہ ان بی صاحب کا جو کچھ حال ہو بیان کرو وہ ایسا رعب حسن مین آگیا کہ بولتا ہی نہین سکتہ کا عالم اور مصاحبون مین دو چار مخبوط الحواس بھی تھے وہ بگڑ بگڑ کے ہماری شکایت کرنے لگے واہ بھی کیا زمانہ ہے - یہ زن بازاری مسند پر نوابصاحب کے پاس بیٹھے اور ہم شریف زادے جوتون کی جگہ پائین - شان خدا داہ ہم ابکی کس کو کہین الدوحوم چکلیدار تھے جسکا جاہ حشمت سا سر آزاد یا ڈنکا سامنے بجتا تھا - گزم دھم گرم دھم - آتی ہے سواری شیران شیر کی - انھین آنکھون سے یہ بھی دیکھا کہ دور دیہ فراشی سلام ہوتے جاتے تھے اور انھین آنکھون اب یہ بھی دیکھ رہے ہین -

اور اب اسوقت اگر بولو تو للکارے بھی جاؤ بچہ جی اجی ہم بولین ہی کیون کہ خواہ مخواہ کو للکارے جائین زمانے کا انقلاب اسی کا نام ہے - اگر اکبر بادشاہ کا وقت ہوتا تو رئیسون کے پاس عالم فاضل شاعر بیٹھے ہوتے اب انگریزی دان آدمیون اور بنگالی بابوؤن کی صحبت ہے نوشت و خواند ہی کا چرچا ہے - مگر اس طرف اللہ کے فضل سے سناٹا ہے - ع

بیکسی ہم تو ادھر ہین کہ جدھر کچھ بھی نہین

الغرض اب سنیئے کہ ایک مصاحب نے جو بی اللہ رکھی کے خلاف مزاج ایک بات کہی تو مجھے سخت رنج ہوا - مین نے اسکو نکلوا دیا اور وہ باہر جا کے مجھے گالیان دینے لگا - لوگون نے پوچھا ہون یہ غل کیا ہے تو وہ کہتے ہین خداوند ایک سید کی بیوی نے انتقال کیا ہے - کفن کا بندوبست اُس سے نہین ہو سکتا حضور کچھ کفالت کرین ہمنے حکم دیا کہ دس روپیہ دلوا دو اُن حضرت نے دس روپیہ تو لے لئے اور ہمکو گالیان کھلوائین وہ زور سے بھلا برا کہنے لگا اور ہمسے آنکر کہا کہ خداوند وہ لاکھون دعائین دیتا چلا گیا مگر یہ اور غریب شریف زادی حضور کا نام سنکر حاضر ہوئے ہین - ہم تو

بنے ہوئے تھے ہی حکم دیا کہ سو روپیہ دلوا دو۔ وہ سو بھی اُن لوگون نے اُڑائے اور ہمین بیوقوف بنایا۔

آزاد۔ اللہ اللہ! ایسے نمک حرام خدا انسے پناہ مین رکھے

نواب۔ سُنتے جایئے جناب اللہ رکھی کو وہ رفیق باہر سے گالیان دے رہا تھا اور وہ بیچاری کہہ رہی تھی کہ حضور دیکھیے مجھے گالیان دیتا ہے مگر میری عقل پر ایسے پتھر پڑے کہ مجھے ذرا نہ سوجھی مین نے لاکھ جتن کیے ہزارہا قسمین دین کہ اللہ رکھی تم یہان ہی رہو مگر اُس زن پاکدامن نے انکار ہی کیا اور کہا یہ ممکن ہی نہین۔ اسنے کہا کہ تمھاری صحبت پاجیونکے لائق ہے نہ کہ بھلے مانسون کے۔

تب مین نے اصرار سے پوچھا کہ آخر یہ تو بتاؤ کہ تمھین اسقدر رنج کاہے کو ہے۔ آبدیدہ ہو کر بولین حضور آپ تو اسوقت نشے مین غین ہین۔ ہزار باتین اُس مصاحب نگوڑے نے مجھے سنائین اور آپ نے ایک نہ سُنی کہ کیا بک رہا ہے۔ یہ بازاری عورت اور بیسوا اور سترچوہے کھاکے بی حج کو چلی خدا جانے کیا کیا کہا مگر آپ خاموش بیٹھے رہے اور آنکھین اشکبار تھین یہ کہکر بے اختیار رونے لگی مین نے صحبت مین تخلیہ کیا اور منھ دھلوایا اور پھر اصرار سے پوچھا کہ تم اس جوانی مین اسقدر پریشان حال کیون ہو تم سی عورت کے ہزارہا گاہک ہین تڑپ کے بولین جواب دیا حضور یہ سب قسمت کے کھیل ہین ہماری کیا بیچاری زندگی نگوڑی کسی کی نہو یہ سب اپنی کرتوتون ہوا اماں باپ نے اندھے کوئین مین ڈھکیل دیا ایک بوڑھے کھوسٹ کے ساتھ بیاہ کیا۔ آپ تو جیتین اُڑا لیے ہین تو بھاڑ مین جھونک گئے بوڑھے میان شادی کرتے ہی بھاگ کے دوسرے شہر اور رہے۔ ہم سرِ شام سے اکیلے رجیٹ کے سو رہتے تھے دن کو بیقراری رات کو اختر شماری تو وہ ہر دم گریہ وزاری ہمارا چودہ برس کا سن اُنکے حلوا کھانے کے دن۔ آج موئے کل دوسرا دن۔ ایک ایک ہڈی بدن کی گن لیجیے منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت اُنکی صورت سے مجھے نفرت تھی مگر ایک ہی دفعہ عمر بھر مین موے کو دیکھا تھا بس پھر دیکھا ہو تو آنکھین پٹم ہو جائین ایک دفعہ ہمنے خط بھیجا تو اُسکے جواب مین بہت پھلو پتو تو تھمبو آدُھگانت مگر سب زبانی داخلہ بارے انشاء غفیل ہوئے تو ہماری امان نے بڑا جشن کیا ہمنے کہا اب ہمین کسی جوان بھلے مانس کے ساتھ بیاہ دو۔ وہ راضی ہو گئین۔ ہمارے پڑوس مین ایک مولوی صاحب رہتے تھے۔ کوئی اسّی روپیہ مہینے کا وثیقہ ہے۔ اور اُنکا لڑکا مین جانون کوئی بیس برس کا ہوگا اسکول مین ماسٹر ہے۔ سو روپیہ مہینا پاتا ہے اور پڑھا لکھا آدمی چال چلن اچھا خندہ پیشانی نک سک سے درست لسّان خوش تقریر مکان کوئی دس بارہ ہزار کا اور اُس لڑکے کا ابھی خوب سجا سجایا اچھا آدمی خوش سلیقہ ہو بڑا تمیز انکے باپ مولوی ہین۔ اور دُور دُور سے اُنکے پاس پڑھنے کے لیے آدمی آتے جاتے ہین عورتین سب سلیقہ والیان اور ملنسار۔ تین چار دفعہ مجھسے اور اُس سے آنکھ لڑی تھی۔ ایکدفعہ اسنے ننھی مہری بھیجی اور کہلا بھیجا کہ ہم اپنے والد سے کہین جو تم راضی ہو مین سوچی کہ غضب ہو جائیگا جو کہین کھل گیا کہ نکاح کے پہلے ہی سے بات چیت تھی اور پیغام آتے جاتے تھے اور مہریون کی زبانی معاملے بھگتے تھے تو لوگ طوفان باندھینگے اس سے مین چُپکی ہو رہی مگر اماں سے کسی نے کہدیا کہ خبردار لڑکی کو اُسے بیاہنا یہ وہ کا بھلے مانسون مین بیاہ نہین ہوا کرتا۔ کہا دن

جولاہون دُھنیون مین ہو تو ہو تمھین شرم نہ آئیگی کہ ایک کے ساتھ پہلے بیاہا۔ اب دوسرے سے نکاح ہو۔ واہ خاندان مین بٹا لگاؤ گی تمھین ہفتاد پشت تک کا نام بد ہو۔ کہین ایسا بھی ہوا ہے بھلا آجتک کسی بھلے مانس کی بیوہ کی شادی ہوئی ہے خدائی بھر مین وجھٹ بدل گئین اب کوئی سوچو کہ ہتو دزات چلین پھکین مرین کھپین۔ جوانی مفت برباد ہوجائے اور وہ کہین کہ بھل نسی کا خیال ہے یا نہین واہ اچھی بھل نسی ہے پٹکی پڑے ایسی بھل نسی نگوڑی پر ہم درگذرے ایسی بس مین تو ایک رات کو گھر سے نکل بھاگی لیکن اُسدن سے آجتک جیسی پاک پیدا ہوئی تھی ویسی ہی ہون آج اوس آدمی نے جو ہزارون باتین سُنائین اور کہا کہ یہ تکے کی عورت ہے یہ بیسوا ہے یہ ایسی اور ویسی اور کیا جانے کیا کیا کہا۔ تو میرا دل بھر آیا عمر بھر مین ایک تو اس مولوی صاحب کے لڑکے سے آنکھ لڑائی الغرض بڑی پاکباز ہے۔

اللہ رکھی کا نام سُنکر آزاد نے بے پروائی سے باتین کرنا شروع کین گویا کچھ جانتے ہی نہ تھے مگر دل مین سمجھے کہ واہ ری اللہ رکھی جہان جاؤ اس نام سے لوگ واقف ہین کچھ دیر بعد پوچھا اللہ رکھی کی شکل صورت کا حال تو بتائیے۔ فرمایا جسم فربہ گدازگدرایا ہوا رنگ ملیح سبز۔ آنکھین بھوری بال سیمون کے سے۔ قد چھوٹا۔ کمر پتلی۔

آزاد سمجھ گئے کہ سُنی سُنائی کہتے ہین مگر جو باتین اُنھون نے بیان کین کہ ضعیف آدمی کے ساتھ شادی ہوئی تھی اور محلے کے ایک خوبرو پر جان جاتی تھی یہ سب پتے پتے کی باتین تھین اتنے مین نواب صاحب نے کسیقدر اور شغل کیا تو اُسی چبوترے پر لیٹ گئے ایک مصاحب نے آنکر میان آزاد کو سلام کیا اور کہا خدا سلامت رکھے حضور نے ہمکو نہین پہچانا مگر ہمنے پہچان لیا۔ آزاد نے اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور ایک روش مین چبوترے سے علیحدہ لیگئے

آزاد۔ مجھے نہین یاد ہے کہ آپ سے کہان ملاقات ہوئی تھی

مصاحب۔ کسی ہاتھی پر سوار ہوکر کہین گئے تھے جہان راستے مین صف شکن کی قبر ملی تھی۔ بندہ بھی ہاتھی پر سوار تھا یاد کیجیے

آزاد۔ کچھ سمجھ مین نہ آیا حضرت کوئی اور پتہ دیجیے۔

مصاحب۔ خیر اسکو جانے ہی دیجیے یہ فرمایئے ثریا بیگم سے ملنے کا عزم ہے یا نہین۔ اگر عزم ہو تو سب پوچھیے۔ یہ بالکل جھوٹے ہین کہ مجھ سے یون ملاقات ہوئی ہے۔ یہ فقرے اُنھون نے جو بیان کیے سب لغو۔ وہ اور ایک نواب ہین جنکے ان صف شکن بٹیر تھا۔ انسے اور اللہ رکھی سے بات چیت ہوئی تھی ایک سال تک اُنکی صحبت مین ایسا ویسا رفیق جانے بھی نہین پایا تھا۔ مگر پھر وہی رنگ رلیان۔

آزاد۔ اللہ رکھی اب ہین کہان پہلے تو یہی بتایئے

مصاحب۔ اب تو نواب سنجر سطوت صاحب کی بیوی ہین

آزاد۔ پھر ملاقات کیونکر ہو۔ رنگ ڈھنگ بتایئے۔

مصاحب۔ حضور وہان پرندہ پر نہین مار سکتا۔ مجال کسی کا کوئی جون تو کرلے اے تو کسی کی طاقت ہی نہین مگر ایسی پردل عورت بھی کم دیکھی ہوگی اور ہمارے سرکار تو جوتون کے بادشاہ ہین ایکدن دو بجے رات کو مجھے جگایا خود بدولت اُسس سامنے والی جھٹ پرہٹے اور بندہ پھاٹک کے پاس دراز تھا۔ اُٹھو اُٹھو یا الٰہی۔ خیر ہے یا الٰہی۔ خیر ہے فرمایا کہ ہمنے ایک غزل لکھی ہے ضرور سُنو اُسکے کہا فرمایئے خدا ونڈ تو آپ نے غزل پڑھی ؎

جسم ہے حیران جان آئینہ ادراک ہے

چاندنی اس ماہ کی اُتری ہوئی پوشاک ہے
دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہے
دامن پاکِ مہِ کنعان کو دیکھو چاک ہے
چہرۂ گلگون ہے گلشن قامت موزون ہی سرو
گوش نازک ہین گلِ تر غنچۂ گل تاک ہے
جلوہ گر خال سیہ ہے روے آتشناک پہ
چشمۂ خورشید مین زنگی گر تیراک ہے
وادیِ دل مین سمجھکر پاؤن رکھنا اے جنون
ہر بگولے مین نمایان گردش افلاک ہے
جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
توسنِ جانان سمند عمر سے چالاک ہے
رو دیا بہزاد بھی تصویر میری کھینچکر
صورتِ مژگان عاشق مو قلم نمناک ہے
اس جہانِ تنگ کو کہیے نہ کیون وحشت سرا
جس سحر کو دیکھیے اِسکا گریبان چاک ہے

چپ اب کہون تو کیا کہون اور مین یہ غزل رسالدار فقیر محمد خان گویا کی زبانی سُن چکا تھا۔ ؎

مے کشی مین مجھسے آزردہ ہوا دست نار
دور ساغر مجکو گویا گردش افلاک ہے

آزاد پاشا کو شک کی جگہ رشک ہوگیا کہ اِس شخص کے ذریعے سے شاہدِ مُراد سے ہم آغوش ہونگے اور جب اُسنے بیان کیا کہ فلان مقام کے تھانہ دار نے مجھسے اُس جوگن کا حال بیان کیا تھا کہ باوصف خوشامد و اصرار اور باوجود دھمکی وہ راہ پر نہ آئی اور ایکبار کنوئین مین ایک پاؤن لٹکاکر اسنے کہا کہ اگر ذرا قریب آئے تو مین کودہی پڑونگی تو

آزاد کا دل بھر آیا اور آہ سرد کھینچکر کہا۔

آزاد۔ حضرت ہم اُسے اسقدر پاکدامن نہین سمجھتے تھے

مصاحب۔ حضور کو مین سرا مین دیکھ چکا ہون۔ یاد ہے جب اونٹ بھڑکا تھا اور سو رہے تھے اور جب چانڈو باز کی نسبت آپ مین اور اللہ رکھی مین کچھ کھٹ پٹ ہوگئی تھی۔

آزاد۔ اُخاہ آپ تو واقفکار معلوم ہوتے ہین۔

مصاحب۔ مجھسے اکثر لوگ آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور مین آپ کی تعریفین سُن سُن کے دل ہی دل مین خوش ہوتا تھا کہ بحمد اللہ ہمارے کرم فرما ایسے ہوے۔ ؎

زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل
گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند

اسی طرح حضور کا نام بھی روشن رہیگا۔

آزاد۔ پھر جوگن ہونے کے بعد بھی کبھی دیکھا تھا۔

مصاحب۔ نہین خداوند۔ مگر ایک جوڑی والی جو نواب سنجر سطوت کے ہان آتی جاتی ہے اُسکا بیان ہے کہ ایسی حسین سیر چشم خوش سلیقہ اور پارسا عورت دیکھنے ہی مین نہین آئی سارے شہر مین شہرہ ہے۔

آزاد۔ مین بھی دور دور سے سنتا آیا ہون۔

مصاحب۔ اور جوگن بننے کی باتین ایک جوہری بچہ سے سُنوا دونگا۔

آزاد۔ کیا اس زمانے مین وہان جاتے آتے تھے۔

مصاحب۔ جی ہان حضور اُنھون نے بھی بہت پاپڑ بیلے مگر بے سود۔ محض بیکار۔ اِسکو کسی نے پہچانا ہی نہین ہے

آزاد اور میم صاحب میں وعدہ ہوا کہ کل کل کو رسطے ہو جائیں اور کسی نہ کسی ذریعے سے ثریا بیگم کے پاس پیغام بھیجیں۔ آزاد رخصت ہوئے ہوٹل میں گئے تو دیکھا کہ مجسم وحشت مصدر حماقت خواجہ بدیع الزمان علیہ الرحمۃ والغفران ایک کرسی پر پڑے دھرنے سے شکن ہیں اور رہ گئیں! اڑا رہی ہیں کہ اللہ اللہ دونوں پریاں سامنے بناؤ چناؤ کر کے بیٹھی ہیں کھلکھلاتی جاتی ہیں اور حضرت بدیا جھوٹ کے پل باندھ رہے ہیں آزاد آڑ میں کھڑے ہو کر ساری کیفیت سن رہے تھے تقریر سے معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب اُسی وقت نازل ہوئے تھے۔

کلیریسا۔ تم اپنی بیوی سے ملے بڑی خوش ہوئی ہوگی۔

خو۔ جی ان محلے میں پہونچتے ہی مارے خوشی کے لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ لونڈوں نے ڈھیلے مارے غل مچا کہ آئے بھی آئے۔ اب کوئی گلے لگاتا ہے۔ کوئی محبت کے مارے اُٹھا اُٹھا کے دے دے مارتا ہے۔ کوئی لپٹ جاتا ہے اور ہر فرد بشر مداح ہے کہ واہ خواجہ بدیع صاحب کیا کہنا ہے واللہ روم میں وہ نام کیا کہ جھنڈے گاڑ دیے۔ رو سیدوں سے خوب خوب تحفے گھر میں جو خبر ہوئی بیگم صاحب جامے کے باہر۔ لونڈی آتی ہے میاں سلام۔ میاں بندگی حضور اب کب تک ترسائیے گا چلیے بیگم صاحب بڑی دیر سے منتظر ہیں چلتا ہوں صاحب چلتا ہوں۔ کیونکر چلوں جب یہ اتنے بھوت چھوڑیں بھی۔ اب کوئی کہتا ہے ہمارے گھر چلیے آپ کے تشریف لے چلنے سے ہمارا اعزاز ہے۔ کوئی کہتا ہے چلکر غریب خانہ پر ایک چلم تمباکو پی لیجیے بس پھر چلے جائیگا۔ ایک ادھر گھسیٹتا ہے ایک اُدھر۔ اور یہاں جان عذاب میں ہے۔

میڈا۔ گھر کا حال بیان کرو وہاں کیا باتیں ہوئیں۔

خو۔ دہلیز تک بیوی ننگے پاؤں اسطرح دوڑی آئیں کہ ہانپ گئیں

میڈا۔ پاؤں ننگے۔ کیا تم لوگوں میں جوتا نہیں پہنتے

خو۔ ہائے ہائے اجی پہنتے کیوں نہیں جوتا تو ہاتھ میں تھا

میڈا۔ ہاتھ سے اور جوتے سے کیا واسطہ۔ پاؤں میں جوتا پہنا جاتا ہے آپ کی بیوی ہاتھوں میں پہنتی ہیں۔

خو۔ آپ اس ملک کو جبھی ہی نہیں ہو۔ آپ حبش اور کوہ قاف کی رہنے والی ہیں یہ باتیں کیا جانیں بقول ناز ہو ع

تم نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

میڈا۔ ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتا تو آخر کچھ کہو گے بھی

خو۔ اجی صاحب پاؤں سے جوتیاں نکالکر ہاتھ میں رکھلیں کہ کہیں دہلیز پر قدم رکھیں اور دل لگی دل لگی میں ہم کو بڑی بسلائیں

میڈا۔ کیا یہ بھی رسم ہے کہ بیوی جوتیاں لگائے

خو۔ یہ سب ناز و ادا اینجانب نے سکھائی تھی ادھر ہم گھر میں گھسے اُدھر اُنھوں نے پاپوش کاری کی۔ اب ہم چھپیں تو کہاں چھپیں۔ اتنا بڑا قد کوئی بونا یا متوسط قد کا آدمی ہو یا پستہ قامت ہو تو ادھر اُدھر چھپ رہے ہم چھپیں تو کہاں چھپیں کوئی جگہ ہی نہیں

کلیریسا۔ (مسکرا کر)۔ افوہ۔ اور سچ بھی ہے قد کیا تاڑ کا تاڑ

میڈا۔ کیا تمہاری بیوی بھی تمہاری ہی سی دراز قد ہیں

خو۔ اُنکے سراپا کا حال نہ پوچھیے۔ چندے آفتاب چندے مہتاب سر گول اور کنپٹی چوڑی۔

راوی۔ جو مسخری ہو گیا مگر کنپٹی کی تعریف خوجی ہی کا حصہ ہے

خو۔ اور آنکھیں ہاتھی کی سی ذرا ذرا سی براے نام۔

راوی۔ یہ عین حسن کی علامت ہے چشم بد دور خدا انہیں لگال کے اثر سے بچائے بھلا دیکھتی ہیں یا نہیں اُنکی تو آنکھ کا تارا ہے

خو۔ اور بال لائم جیسے حلوائے سب دود اور سفید جیسے بگلے کا پر

میڈا۔ اے ہے۔ یہ اپنی والدہ کی تعریف کر رہی ہو گیا۔
خو۔ خیر آپ خاتون ہین جو چاہین کہ لین۔ مگر دوسرا کہے کیا مجال۔ ایسا ہو نہین سکتا۔ کبھی ایسا ہو نہین سکتا اور آپ تو مالک ہین چاہے ذبح کر ڈالیے۔ ع

عاشقان کشتگان معشوق اند　　بر نیاید ز کشتگان آواز

ادھر بالی بال مین موتی پروئے ہوئے بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ موتیون کی لڑی ہے اور ناک اور کان سرخ رخسار کندن کے رنگ کی طرح دمکتے ہوئے روے او لبہ قند بلکہ شکر قند۔ ع

روے تو گل و لب تو قند است　　گل قند علاج درد مند است

مجھ سے کہا اتنے عرصے کے بعد آئے کیا لائے مین نے کہا ناچیز۔ تمغہ مجیدی تمغہ دکھایا تو کھل گئین۔ کہا ہماری پاس آج کل بانٹ نہ تھے ترکاری لینے مین بڑی دقت ہوتی تھی اب اس سے ترکاری تولا کرینگے۔
میڈا۔ (ہنسکر) کیا پتھر کا تمغہ ہے۔ کیا خوب قدر کی ہو واہ
کلیریسا۔ (قہقہہ لگا کر) یہ نئی بات سنی۔ اور تمغہ مجیدی تک کب لے
خو۔ واہ۔ واہ کہین ایسا کہنا بھی نہین۔ اور سنیے گا باقی رہا یہ امر کہ انھون نے تمغے کی یہ قدر کی تو صاحب بات یہ ہے کہ ہمارے ملک مین عورتونکی جو باتین ہین وہ ہمنے زوجہ کو نہین سکھا مین ہمنے تو اپنے مذاق کے موافق انکو باتین سکھائین تو اب ایسی بھولی ہین کہ بس کچھ نہ پوچھو اور یہان کی عورتین تو

ہے بسکہ ہر اک انکے اشارے مین نشان اور　　کرتی ہین محبت تو گذرتا ہے گمان اور

مین نے جو وقت اپنی بہادریون کا حال بیان کیا فوراً میری پیٹھ ٹھونکی اور کہا شاباش برخوردار ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت است

راوی۔ انکو یہ کہنے کا منصب ہی تھا۔

اتنے مین آزاد پاشا چپکے سے آگے بڑھے اور کہا آداب عرض ہے
خو۔ ہیو آزاد۔ ہیو ڈی یو ڈو سہ۔
آزاد۔ اخاہ آج تو خواجہ صاحب امیرانہ پوشاک پہنے ہین
خو۔ بھائی جان وہ رنگ جما کہ اب شاید اب خوجی ہی خوجی ہین اور سب تو صاحب کی صورت دیکھ کے بغلین جھانکتے ہین اور اینجانب چاق۔ گئے اور ہاتھ ملایا اور گفتگو کرنے لگے۔
آزاد۔ بھلا فرانسیسی بھی بولتے ہو۔
خو۔ اسوقت ان دونون پریون سے چہل کر رہے تھے
آزاد۔ بھائی ایک کام کے لیے یہان ٹھہر گئے ہین
خو۔ جو حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن۔ ع

من نگویم کہ این مکن آن کن　　مصلحت بین و کار آسان کن

آزاد۔ اللہ رکھی نامے ایک عورت ہے جنکا اصلی نام ثریا بیگم ہے کئی سال تک میرے صدمہ ہجر مین جوگن بنے ہین زندگی بسر کی اور اب برسون کے انتظار کے بعد ایک نواب کے ساتھ کہ وجیہ و خوبرو ہین شادی کر لی اب صرف اسقدر چاہتا ہون کہ ایکبار اس صنم شوخ سے مل لون بس۔
خو۔ بھئی سنو۔ اور ہم یہان آکے کیا کرتے ہین انکی ساری داستان ہم سن چکے کہ سرا مین رہتی تھی وہان سے یہان آئی اور خیر بات کو اب کون بڑھائے ثریا بیگم اب نواب سنجر سطوت کے محل مین ہین اور انکی تعریف شہر بھر مین ہوتی ہے باکیف۔ لیکن انسے ملنے کا تو دروازہ بھی مسدود ہو گیا۔ اگر نواب صاحب کہین تو معاذ اللہ ستم ہو جائے مگر خیر رفتہ رفتہ سمجھا جائیگا۔
آزاد۔ ایک شخص نے وعدہ کیا ہے کہ جوڑی والی کے ذریعے سے پیغام بھیجینگے آپ کی ہمراہی
خو۔ شاباش۔ واللہ۔ بس یہی طریقے ہین۔
یہ باتین ہوتی تھین کہ مصاحب انکو ڈھونڈھتے ہوئے آئے مس کلیریسا اور میڈا دوسرے کمرے مین چلی گئین اور مصاحب مع جوڑی والی کے آئے

مصاحب ۔ بے حضور یہ حاضر ہین جو کہنا سننا ہو کہہ سن لیجیے
آزاد ۔ شکل وصورت تو اچھی ہے۔ شاید سیرت بھی اچھی ہو۔
چوڑی والی ۔ (پان کی پیک تھوک کر) ہماری شکل صورت سے آپ کو کیا واسطہ اسکی فکر ہمارے میان کو ہو گی۔
آزاد ۔ واللہ انکے ذریعے سے مشکل آسان ہو جائیگی۔
خو ۔ ہان آدمی لسّان ہین اور تقریر پُر شوخ۔
چوڑی ۔ اے ہے۔ یہ اس موئے خرچی کو یہان کون لایا اپنے تو چھٹن کے ساتھ ٹال رکھی تھی۔ اس لکڑہارے کو یہان کس نے گانٹھا۔
آزاد ۔ این از راہ ست۔ یہ لکڑہارے ہین۔
چوڑی ۔ لکڑہارے کے سر پر کیا دو سینگ ہوتے ہین کچھ اور لکڑہارے کیسے ہوتے ہین جسنے جوتا سیا وہ موچی ہو جسنے لکڑی بیچی وہ لکڑہارا ہو گیا یہ یہان شریف بنتے ہونگے۔
خو ۔ خوبصورت آدمی چاہے گالیان دے لے ہم سپاہی لوگ کہین بُرا مانا کرتے ہین۔ کیا مجال ان شیرین لبون کے صدقے ؏

کتنے شیرین ہین تیرے لب کہ رقیب	گالیان کھا کے بے مزہ نہ ہوا

اور پھر اُسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ ؏

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

آزاد ۔ خیر صاحب یہ باتین تو ہوا ہی کرینگی۔ اب یہ بتاؤ کہ ہمارے بھی کام آؤ گی۔ اگر کوئی کام نکلے تو کہین ورنہ بیکار ہے
چوڑی ۔ (گلوری چبا کر) یا لکھی ہم تو سمجھے تھے کہ یا خدا کیا کہینگے۔ کہین میان ریجھے تو نہین کہ گھر ڈالنے کی فکر کی ہو میان سنو بات یہ ہے کہ آپ کا تو وہان گذر نہین ہو سکتا۔ مگر ہان جو بات کہیے مین اُنکے کان تک پہونچا دونگی۔
آزاد ۔ بس تم اسقدر کہدینا کہ آزاد نامی کوئی کے ہین اُنھون نے سلام کہا ہے اور کچھ نہ کہنا اسکا جو جواب دین اُس سے ہمکو مطلع کیجیے ۔ مگر جلد صبح شام۔
چوڑی ۔ آزاد آپ کا نام ہے یا کسی اور کا نام ہے۔
آزاد ۔ ہان ہان کسی اور کے نام اور پیام سے مجھے کیا واسطہ
چوڑی ۔ کبھا کبھی کی ملاقات ہے۔ واسطے خدا کے آپ انکو بدنام نہ کیجیے گا وہ یہان بڑی نیکنام ہین۔
آزاد ۔ مجھسے اُنسے ملاقات ہے مگر پاک نگاہی کی جو اسے خود ہی معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ بڑی نیک طبیعت اور دل کی پاک صاف ہین
چوڑی ۔ اے ہم خوب جانتے ہین حضور ۔ مگر نواب جان دیتے ہین۔ ذرا خدانخواستہ پاؤن بھی کانٹا چبھا اور گھبرا اٹھے۔
آزاد ۔ صورت ہی ایسی پائی ہے۔ ایک نواب صاحب پر کیا فرض ہے جو دیکھے گا ہزار جان سے عاشق ہو جائیگا گیر اُسا سانچے کا ڈھلا ہے جو عضو بدن ہے چوٹ کے قابل ہے مگر سب سے زیادہ اُسکی پاکدامنی دل پر اثر کرتی ہے۔
چوڑی والی کو آزاد نے اپنی تصویر دی اور وہ رخصت ہو کر چوڑی کے ٹوکرے مین تصویر رکھکر بخطر راست نواب سطوت بہادر کے دولت کدہ کو پہونچی محلسرا مین گئی معلوم ہوا کہ نواب ثریا بیگم کوٹھے کے کمرے سے سیر دریا کر رہی ہین۔
چوڑی ۔ حضور بندگی عرض کرتی ہون۔
ثریا بیگم ۔ کہو کوئی عمدہ شے لائی ہو۔ یا خالی خولی آئی ہو
چوڑی ۔ وہ شے لائی ہون جسے دیکھ کے آپ عش عش کرنے لگین۔
ثریا ۔ وہ کون شے ہے ذری دیکھین تو۔
چوڑی ۔ جی حضور انعام بھر پور لونگی آج۔
ثریا ۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کیا جانے کون شے ہے۔
چوڑی ۔ ذری صبر کیجیے اور تخلیہ کر دیجیے۔

مغلانی۔ کچھ خیر ہی۔ کیا کوئی ہاتھی گھوڑا بغل مین دبالائی ہو جواہرات کی پوٹریا نے آئی ہو کہ کسی کے سامنے نہ دوگی کچھ معلوم تو ہو۔ اے واہ۔

چوڑی۔ سرکار اتنا کہنا مین ان سبکو ذری ہٹا دین آنکھون سے پیاری کوئی شے نہین ہی۔ اِن آنکھون ہی کی قسم کھائے کہتی ہون نہ سب کے سامنے دکھانے کی نہین ہی۔

ثریا۔ اچھا بی مغلانی ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ۔ مہریو ذرا ہٹ جاؤ۔

چوڑی۔ سرکار ذری اِس چوڑی کو ملاحظہ کرین نہ تصویر دیکھے

ثریا۔ تصویر لیکر۔ کیا (چونک کے) سچ بتانا کہان پائی

چوڑی۔ پہلے یہ فرمائیے کہ یہ کون صاحب ہین اور آپسے بھی کی یاد اللہ کبھی کی جان پہچان بھی ہو یا نہین خوب غور سے دیکھیے

ثریا۔ بس یہ نہ پوچھو۔ یہ بتاؤ تمنے یہ تصویر کہان پائی۔

چوڑی۔ حضور ایک عورت کے پاس تھی وہ صبح شام اس تصویر کو چوم لیا کرتی تھی مین نے جو دیکھی تو مجھسے نہ رہا گیا اور حضور مین نے چوری کی۔ مگر حضور کے پسند ہو تو نذر ہی کیا جانے کس بڑے جوان کی تصویر ہی۔

چوڑی والی نے ہاتھ جوڑ کر کہا بیگم صاحب جنکی یہ تصویر ہی وہ اگر آج اِس گھر مین آجائین تو کیسا اور اگر آپکے سامنے آدین تو کیا انعام پاؤن۔ ثریا بیگم سمجھ گئین کہ آزاد انکو ملے ہین اور جنگ سے واپس آگئے۔ خدا کا شکر ادا کیا اور کہا جبین مین اس بارے مین اور کچھ گفتگو کرنا نہین چاہتی بجز اسکے اگر وہ صحیح سلامت آگئے تو اللہ خوش رکھے اور اُنکی دلکی مرادین برآئین لڑکپن مین ہم اور وہ ایک ہی جگہ مہینون کھیلا کیے ہین اسی سبب ہمکو اُنسے اُسی قدر الفت ہو جسقدر کسیکو اپنے بھائی سے ہوتی ہی

جبین حضور یہ تصویر اُنھین نے مجھے دی تھی اور کہا اگر موقع ہو تو پھر بھی ایک نظر دیکھ لین۔ ورنہ خیر کیا چارہ ہی۔

ثریا۔ کہدینا کہ آزاد تمھارے لیے دل سے دعا نکلتی ہی مگر اب پچھلی باتون کو جانے دو۔ اب ہم پرائے بس مین ہین اور گو لئے کو اچھی طرح دن دہاڑے دل کھول کر مل سکتے ہین مگر بدنامی ہی بھلے مانس کی بہو بیٹی کو یہ باتین نہین لازم ہین مانا کہ اپنا دل پاک صاف ہونا چاہیے مگر دنیا کو تو نہین معلوم پھر مفت بدنام ہونا کون سی عقلمندی ہی اور کہین نواب صاحب کو معلوم ہوگیا تو اُنکا دل کسقدر دُکھیگا۔

جبین۔ حضور ایک دفعہ مکھڑا تو دکھا دیجیے۔

ثریا۔ ارے چُپ چپ۔ کہین ایسا کہنا بھی نہ اب۔

جبین۔ حضور ان آنکھون کی قسم تڑپ رہے ہین

ثریا۔ چاہے جو ہو۔ مین نے بھی برسون ریاضت کیا ہی مگر جو بات اللہ کو منظور تھی وہ ہوئی اور اسی مین کچھ بہتری ہوگی اب ہم یہ چاہینگے کہ اپنے دل کو دکھائین۔ ہی ہی ایسا ہو سکتا ہی۔ یہ تصویر یہین چھوڑ جاؤ چاہے۔ مین اسے چھپا کے رکھونگی

جبین۔ تو حضور کیا کہدون۔ صاف ٹکا سا جواب۔

ثریا۔ نہین تم سمجھا کے کہدو کہ تمھارے آنے سے بہت خوشی ہوئی اُسکا حال خدا ہی جانتا ہی مگر یہان تمھارا آنا معلوم اور مین کہین جانے سے رہی وہ بھلا اگر آنکھ بھر کر دیکھا بھی تو کیا ہان اگر بازار کیطرف نکلین تو مین دیکھ لونگی وہ چاہین کہ اب مجھے دیکھ سکین یہ امر محال ہی۔

راوی۔ یہ وہی اللہ رکھی ہین جو سراپن چمکتی ہوئی نکلتی تھین جوگن بنکر کھلم کھلا میدانین رہین۔ آج یہ دم اور حیا کا اسقدر خیال ہی ناظرین خود سمجھ سکتے ہین کہ اسقدر آزادی کے بعد اسقدر حیا و شرم کتنی مشکل بات ہی۔ مگر ان خیالون پر خدا کی اِس درجہ مہربانی ہی

چوڑی والی نے آزاد سے جاکر ساری داستان بیان کی تو ثریا بیگم کی

پاکدامنی پر گھنٹوں عش عش کیا کیے اور جب گھر میں جیبن نے یہ خردہ پایا کہ اتنا کہا ہے کہ شادی کے دن ہم حسن آرا بیگم کے ہاں ضرور جائینگے تو آزاد کی باچھیں کھل گئیں چوڑی والی نے کہا گھنٹوں آپ کو دعائیں دیں اور کئی بار کہا کہ گو دیکھنے کو ترپتی ہوں مگر وضع کے خلاف کوئی کام کروں یہ امر محال ہے۔

آزاد پاشا کی توصیف بسالت اور حسن آرا کی آتش شوق کی تیزی

اب دوشیزہ نازک ادا اور معشوقہ رنگین قبا حسن آرا بیگم کا ذکر خیر سنیئے کہ جب بمبئی کی شوخ و شنگ بیگم یعنی انکی ہمشیرہ مہربان نے آزاد فرخ نہاد کے داخل ہندوستان ہونے کا مژدہ تار برقی اور خط کے ذریعے سے سنایا تھا انکے دل کی عجب کیفیت تھی شوق دیدار دو چند اشتیاق وصل جانان دن دونی رات چوگنی ترقی پر تھا۔ ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

ہمجولیاں آ آکر مبارکباد دیتی تھیں۔ بوڑھی مغلانیاں کھلائیاں بلائیں لیکر کہتی تھیں اللہ وہ شبھ گھڑی نیک ساعت جلد دکھائے کہ آزاد پاشا سہرا لٹکائے گھوڑے پر سوار دروازے پر کھڑے ہوں خوشی کے شادیانے بجیں محفلیں سجیں حسن آرا دل ہی دل میں خوش کہ اللہ نے چاہا تو اسی مہینے میں شاہد آرزو سے ہم آغوش ہوں پہلے دو ہی تین اخبار ملاحظہ انور سے گذرتے تھے اب اخباروں کی ڈاک بیٹھی ہوئی تھی اور کوئی دن خالی نہیں جاتا تھا کہ آزاد کی نسبت کوئی خبر یا تعریف یا مضمون یا رائے اخبار میں نظر سے نہ گذرے اس رستم ثانی کی بسالت اور شجاعت کا حال پڑھ پڑھ کر جامے میں پھولی نہیں سماتی تھی کہ جو دلی مراد تھی وہ بر آئی خدا پاک نے دعای سحری و نیم شبی سن لی۔ ایکدن سویرے سے ہمجولیوں کی ٹولیاں آنا شروع ہوئیں آزاد کی واپسی کا مژدۂ بہجت خیز سنکر فرط طرب سے دوڑی آئیں ہنسی دل لگی چہل ہونے لگی۔

نازک ادا۔ بہن مبارک۔ میں نے آزاد پاشا کی تصویر دیکھی ہے

بہار۔ آزاد پاشا وہ کون ہیں یہ تو نام ہی نیا سنا۔

نازک ادا۔ اے ہے۔ سچ کہنا تم نے سنا ہو یا نہ سنا ہو مگر حسن آرا کی تو ورد زبان ہوگا کیوں بہن (حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر) اے ہے تو اسقدر شرماتی کیوں ہو۔

مغلانی۔ (بوڑھی) اے حضور دلہن کے منہ سے کہلوایا چاہتی ہیں وہ بیچاری کیا جانیں آزاد پاشا کون ہیں شرمائیں نہ تو کیا کریں شرم کی بات ہی ہے

نازک ادا۔ اے ہے (منہ بنا کر) وہ بیچاری کیا جانیں وہ تو کچھ جانتی ہی نہیں ایک تم ننھی ہو دوسری وہ ننھی ہیں۔

گیتی۔ تم اپنے میاں کا حال سب سے بتاتی پھرتی ہو۔ ہے۔

نازک ادا۔ کیوں کیا کچھ چوری ہے میاں ہمارے حال کون بتائے گا۔ کبھی ہماری یہاں کا کچھ حال جانتی ہیں گیتی آرا بہن ان باتوں میں تم سے نہ بنیگی۔ کسی کے میاں سے تمکو کیا سروکار ہے بھلا۔

گیتی۔ (شرما کر) بڑی منہ پھٹ ہو بہن یہ بے حیائی کی باتیں تمہیں کو سجھتی ہیں ہنسی مذاق اور شے ہے اور یہ موؤں کی طرح بکنا اور شے ہے

نازک ادا۔ حسن آرا دلہن یہ کاغذ تو دیکھو (تصویر دیکر) نازک ادا بیگم نے ایک بہت بڑا لفافہ حسن آرا کو دیا حسن آرا جو کھولتی ہیں تو آزاد کی تصویر جی تو یہ چاہا کہ تصویر ہی کو گلے لگائیں مگر لحاظ مانع ہوا اتنے تصویر پھینکی جاتی ہے اور نہ اچھی طرح محبوب مطلوب کے جمال مبین اور رخ رنگین پر نظر ڈالی جاتی ہے مسکرا کر تصویر رکھدی تو نازک ادا بیگم بولیں دکھا دو تو آنکھ ہی نہیں جھپتی۔ خوشی ضبط نہ کر سکیں، ہنس ہنس پڑیں ناگاہ تصویر کو چوم کر اس شوخ بیحجاب نے کہا کیا شان خدا ہے ایسے ایسے گبھرو جوان پیدا کیے ہیں کہ تصویر دیکھکر جی چاہتا ہے اسی کاغذ کو گلے سے لگا لیں مگر بعض بیگمات اور بعض خدمتگار جو وہاں اسوقت موجود تھیں سخت حیرت ہوئی کہ یا الٰہی یہ کیسی شریف زادی ہے بہو بیٹیوں کی یہ تقریر ہی نہیں ہوتی کہ

نا محرم کی تصویر دیکھکر بوسے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہے کہ واہ کیا گبھرو جوان ہی جو خاتونین اور خواصین اُنکے مزاج اور خو بو سے واقف تھین اُنکو اس کلام سے ذرا بھی حیرت نہین ہوئی وہ خوب جانتی تھین کہ نازک ادا کی زبان کسی مقام پر نہین رُکتی مگر دل کی صاف ہین اور نیت کی درست ۔

نازک ۔ اللہ کری ہماری میان بھی ایسے ہی سبزہ آغاز ہو جائین ۔

جہان آرا ۔ کیا تمکو اپنے میان پسند نہین ہین کبھی تو وہ تعریفین کرتی ہو گویا یوسف ثانی ہین ۔ لاکھ بچاس ہزار مین ایک اور کبھی اسقدر گھٹا دیتی ہو ابھی اُس روز تعریف کے پل باندھ دئے تھے ۔

نازک ۔ ہای ہای تم تو بالکل گنوارن ہی رہین لبس بہن اُنکے خوبصورت ہونے مین کوئی شک بھی ہی مگر حسن آرا کے سامنے اپنے میان کی تعریف کیون کرین ۔ اُنکو دیکھو تو گھنٹون گھورا کرو ۔ ابھی تمنے حسین دیکھے کہان ہین

تمنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

اتنے مین ایک مہری نے آکر کہا حضور ایک آدمی بمبئی سے آیا ہے وہ کہتا ہی وہان جس گلی کوچے مین نکل جاؤ ہر طرف آزاد ہی آزاد کی دھوم ہی اور وہ تو کہتا ہی کہ ولایت مین وہ بادشاہ ہو گئے تھے بڑے مرزا صاحب سے باتین ہو رہی ہین اُسکے پاس ایک اخبار مین اُنکی تصویر بھی ہی ننگی تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے ہین آدمیون سے مقابلہ کر رہے ہین اور خون جسم سے بہ رہا ہے ۔

بہار النسا نے کہا بڑے مرزا صاحب سے جاکے تصویر مانگ لاؤ ۔ کہنا ابھی ابھی بھیج دینگے مہری جاکے تصویر لائی تو اِردگرد ہجوم ہو گیا اور تصویر دیکھی تو عش عش کرنے لگین اور باہم طرح طرح کی باتین ہونے لگین ۔

نازک ۔ ہان اسوقت تو یہی بنا ہوا ہی حسن آرا خدا گواہ ہے تم بڑی خوش نصیب ہو گھنٹا ٹیک کے تو ادنگا رہا ہی اس مُوئے کے دل گردے کو تو دیکھو کچھ ٹھکانا ہی یا اللہ اُنکو ذرا جان کا خوف نہین ہوتا ۔

روح افزا ۔ اور چہرے سے جلال برستا ہی ۔

بہار ۔ تین تین آدمیون سے لڑنا اور جان بچانا ۔ اوفوہ بڑے سورما کا کام ہی اور ادھر پانی سا کیا ہی ۔ آزاد کے ہاتھ مین بھی ہی اور اس سپاہی کے ہاتھ مین بھی کسی شے کا دھوان سا ہی ۔

نازک ۔ عقل بڑی کہ بھینس دھوان نہین یہ خون بہ رہا ہی ۔

بہار ۔ ہان سچ کہا ۔ یہ خون بہتا جاتا ہی اور لڑتے جاتے ہین ۔

مہری ۔ ای حضور اس ورق کو اُلٹ کر دیکھیے تو کیسی تلوار چل رہی ہی اور کیا گھمسان لڑائی ہو رہی ہی کہ توبہ ہی بھلی اس تصویر مین آزاد پاشا گھوڑے سے اُتر کر تین روسیون سے تن تنہا مقابلہ کر رہے تھے ایک روسی کو مجروح کر دیا تھا مگر دو مین دم باقی تھا وہ اپنی گھات مین تھے یہ اپنی گھات مین آزاد نے گھنٹا ٹیک کے ایک روسی کو پالٹ کا ہاتھ دیا تھا اور وہ اس ضرب شمشیر کو بچا نہ سکا تھا دوسرا ورق اُلٹا تو کیا دیکھتی ہین صد ہا سوارونکی تصویرین ہین سبکے سب دست بدست لڑکے کٹ کٹ گئے کچھ مرے پڑے ہین کچھ سسک رہے ہین کچھ ایڑیان رگڑ رہے ہین چند آدمی مجروح ہین مگر ایسا ایک بھی نظر نہین آتا جو صحیح و سالم ہو ۔ تصویر دیکھتے دیکھتے ایک مغلانی نے چلا کر کہا ۔ ای ہی سرکار دیکھیے یہ آزاد پاشا پڑے ہوے ہین آزاد لڑ بھڑ کے اسقدر مجروح ہوے تھے کہ جنبش کی طاقت نہ تھی یہ وہ مقام ہی جہان آزاد پاشا مس کلیرسا کے عاشق زار سے لڑکر زخمی ہوے تھے اور یہ وہ جنگ ہی جسمین ہزارہا بندگان خدا روسی اور ترک دونون تلوار کے زخم سے جان بحق تسلیم ہوے تھے اور زخمیونکے برابر زخمی اور مُردون کے برابر مُردے اور لاشون کے اوپر لاشین پڑی تھین ترک اور روسی دونون ڈھیر ۔ اس جنگ مین ایک آدمی محفوظ نہین رہا تھا

اس جنگ مین آزاد کو اسقدر بیکسی کے ساتھ زمین پر پڑے ہوی دیکھکر اکثر خاتونون کی آنکھین اشکبار ہوگئین اور حسن آرا کی پاس سے تصویر ہٹا کر یون گفتگو کرنے لگین۔

نازک۔ اللہ جانتا ہو دل بھر آیا کیون بہن اسوقت انکی کیا کیفیت ہو گی قلب ٹھکانے نہوگا اور قلب کیا وہ بیہوش ہین۔

بہار۔ میری آنکھون سے تو آنسو ٹپک پڑے بڑے ریاضو نکے بعد حسن آرا نے آزاد کو۔ خیر ہا۔

گیتی۔ افوہ۔ یہ رن کی زمین ایسی ہوتی ہی۔

مغلانی۔ بیوی مجھسے سُنو مجھپر تو سب تباہیان پڑ چکی ہین اس سن مین کیا نہین دیکھا۔ کوئی برس چھ بیس ایک کا سن ہوگا کہ مین اپنے چچا اور بھائی دربان کے ساتھ پنجاب سے آئی تھی اور میری چھوٹی بہن بھی ساتھ تھی چار۔ پانچ منزل کرکے ایکدن جھٹپٹے وقت سرا مین آن کر ٹھکے تب تک ریل ویل تو جاری ہوئی ہی نہ تھی لیس رات کو سُنا کہ یہان لڑائی ہونیوالی ہی ہوش اڑ گئے۔ ہمارے چچا بوڑھے آدمی۔ بھائی بچہ بہن چھوٹی ابا جان رونے لگین کہ یہان گولی چلیگی تو ہم کیا کرینگے مگر اللہ کو بچانا منظور تھا وہان کا زمیندار گاؤن نہ اپون مکان دکان چھوڑ کے چلا گیا تھا بھٹیاری زمیندار کے ایک خالی مکان مین آ گئی اور ہم سبکو بھی ساتھ لیتی گئی پھر حضور مین کیا عرض کرون مین نے تو یہ باتین کبھی دیکھی بھی نہ تھین دونون طرف گولا چلتا تھا۔ دھننا اور پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ آدمی اسطرح گرتے تھے جیسے ہوا کے جھوکون سے پت جھاڑ مین زور زور پتیان گر جاتی ہین۔

نازک۔ بہن مین غور کر کے دیکھ رہی ہون کہ صف کی صف مین کوئی ایسا نہین جو صحیح و سالم ہو کیا جانے کتنے جوان جن ان عورتین بیوہ ہوگئی ہونگی کیتنی ماؤنکی لال اس مقام پر مردہ پڑے ہونگے کتنے آدمیونکی آرزو مین خاک مین ملگئی ہونگی اور یہ سب کے سب تلوار ہی سے مرے ہین کیون بی مغلانی

مغلانی۔ جی ہان حضور دیکھیے نا یہ سب تلوار ہین ہین یا کچھ اور۔ گھوڑے الگ کھڑے ہین معلوم ہوتا ہی سوار گھوڑون سے اتر اتر کر لڑے ہین

بہار۔ نہین نہین جب سوار گر گئے تو گھوڑے بھی الگ ہو گئے ادھر گھوڑے بھی تو زخمی پڑے ہوئے ہین اور یہ دیکھو سوار اور گھوڑا دونون گرے ہین مگر آزاد کے پاس کئی زخمی اور بھی ہین۔

گیتی حسن آرا۔ آزاد اس قابل ہین کہ انپر سے قربان ہو جائے دیکھو کیسی کیسی مصیبتون سے بیچارہ دوچار ہوا۔ وہ تو کہو اللہ کو عزت رکھنی تھی نہین تو اس لڑائی سے بچنا کیا ہنسی ٹھٹھا ہی اور ایک اس لڑائی پر کیا فرض ہے کیا جانے کہان کہان کن کن مصیبتون مین گرفتار ہوے ہونگے۔

نازک۔ حسن آرا بہن قدم دھو دھو کے پئین۔

بہار۔ جان جوکھم سی جان جوکھم ہو۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ توپ کے منہ پر چلے گئے تلوار کی آنچ سے ذرا نہ ڈرے۔

روح حسن آرا کے دل کا حال اسوقت سوا ہمارے اور کوئی جانتا ہی نہین بھلا کوئی جانتا ہو تو بتائے مین جتون سے تاڑ گئی

نازک ادا۔ (آہستہ سے) ہم بتائین انکی دلی آرزو یہ ہو گی کہ سامنے والی مہتابی پر پلنگ بچھا ہو۔ اسپر پھول بچھے ہون اور عطر کی لپٹین آتی ہون اور یہ ہون اور آزاد ہون

روح۔ کیون حسن آرا یہ سچ کہتی ہین۔

حسن۔ انکی باتین تو ایسی ہی ہوتی ہین پلنگ ہو اور مسہری ہو پھولون کی بو باس ہو اور عطر ہو اور نازک ادا بیگم ہون (اور مسکرا کر) اب کیا کہون۔

نازک۔ نہین کہو کہو۔ کہ ڈالو ہم برا نہ مانین گے۔

روح - کے کون بھر کے چھتے کو چھیڑنا کونسی دانائی کی بات ہے
کوئی ایک کہے تم سو سناؤ - پھر کیون کوئی کہنے لگا -
نازک - خوش الحانی اور نازک آوازی کے ساتھ گاتی ہوئی

تانی تھا کوئی نہ مین حسن و جمال مین ۔ سورج کے قبضے مین ہے کرن جلی ڈھال مین
خال اسکا یار جو دیکھین تو ہون خجل ۔ ٹھہرین نہ پتلیان کبھی چشم غزال مین
آنکھون مین چھا بانکی کس انسان کا خیال ۔ آتے نہین فرشتے بھی اب کی خیال مین
چلنے مین پار پار سے آتی ہے یہ صدا ۔ نسبت نہین ہے سرو کو تجھ چال ڈھال مین
دھڑکا شب وصال کا دل سے نجائیگا ۔ ہوجائیگا وصال بلا یا وصال مین
تھا دل مین بوسہ اک لب جانانہ کا مانگیے ۔ کانٹے سے پڑ گئے ہین زبان سوال مین

بہار - کیا پیارا گلا پایا ہے اور غزل بھی چن چن کے نکالتی ہین جو سب مین زیادہ چہچہتی ہوئی ہو - اب آج رات کو نہ جاؤ تو ڈومنیونکو بلوائین بھلا حیدری کے مقابل مین گاؤ تو -

نازک - اے واہ - کل کو کہدوگی کہ حیدری کے مقابل مین ناچو - ہم تو فقط خوش قسمتیہ گاتے ہین - باقی اس سے کچھ یہ مطلب تھوڑا ہی ہے کہ ڈومنیون سے مقابلہ کرین -

ادھر اودھر دو ایک صفحے اُلٹے تو پھر آزاد پاشا موجود -

نازک - اے لو یہ تو ہر ورق مین موجود ہین حسن آرا تمھین ہماری قسم اس تصویر کو ضرور دیکھنا - نہ دیکھے تو ہماری بھتی کھائے -

حسن - اے واہ یہ اچھا اصرار ہے -

نازک - تو تمھارا ہرج ہی کیا ہے -

بہار - اب قسمین دیتی ہین دیکھ لو اک نظر -

حسن - (تصویر دیکھ کر) لو بس اب تو تمھاری خوشی ہوئی -

بہار - چلو بس تمھارا کیا ہرج ہوا - گھوڑے پر سوار ہین اور چابک کے ایک ہی وار دیتے تلوار ہے اور یہ خدا جانے کیا شے ہے بندوق تو نہین ہے کوئی دہین کی شے ہے -

گیتی - اسوقت اور ہی رعب ہے معلوم ہوتا ہے یہ افسر ہین اور سب سوار انکے ماتحت ہین - جب ہی سب آگے آگے ان کا گھوڑا ہے -

مغلانی - لو اور سنو - اے حضور افسر ہوتے تو اسقدر نام کہان سے ہوتا - اور کسیکا کیون نہ اسقدر نام ہوا - سب مین مشہور ہین آزاد پاشا -

نازک - یہی معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا اب اُڑا اب اُڑا -

گیتی - اے کسی سے کہو یہ تو پڑھکے سنائے معلوم تو ہو یہ کیا لکھا ہے اسمین لڑائی کا کچھ بیان ضرور ہوگا - مگر انگریزی یہان کون پڑھا ہے -

حسن - (آہستہ سے) باجی جان عسکری بھائی سے کہو کسی انگریزی خوان سے پڑھوا لین اور اسکا ترجمہ اُردو مین لکھ لین بس مین پڑھ کے سب کو سنا دونگی -

نازک - آخر انھون نے یہ بات پیدا کی نا - انکے تو دل سے لگی ہے - مہری کو بھیجدو باہر داروغہ سے کہے اسکا ترجمہ کرالاؤ - مگر جلدی سے آجانا -

مہری - اخبار لیکر باہر گئی داروغہ صاحب کو دیکر حکم سے اطلاع دی داروغہ اسیوقت ایک انگریزی خوان کے پاس گیا اور انکو ایک روپیہ دیکر ترجمہ کرالایا حسن آرا نے نازک ادا بیگم کو دیا اور انھون نے یون پڑھکر سنایا اس جنگ مین آزاد پاشا اور ایک جوان روسی لفٹنٹ سے بڑی سخت تلوار چلی - دو بار ایک روسی کا وار خالی گیا اور ایک مرتبہ اُسنے چوٹ ایسی بچائی کہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہے -

بہار - وہ روسی کہان ہے - تصویر مین نہین معلوم ہوتا -

مغلانی - شاید آگے اسکا کچھ حال لکھا ہو ابھی تک تو کچھ نہین لکھا ہے غور کرنے سے شاید تصویر مین بھی معلوم ہو جائے -

نازک - سنتی جاؤ - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اُس روسی کو ایک خاتون روس نے بھیجا تھا اور یہ اقرار کرلیا تھا کہ اگر

ترکون کے خون سے ہاتھ رنگین کرکے آئیگا تو فوراً تیرے ساتھ شادی کرونگی یہ لفٹنٹ اِس زن خوش جمال پر جان دیتا تھا اسقدر اشارہ پاتا تھا کہ فوراً فوج مین بھرتی ہوکے میدان جنگ مین گیا

بہار۔ افوہ۔ تو آزاد کی اور انکی ایک حالت تھی۔

نازک۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

ملانی۔ جب ہی وہ بھی خوب دل کھول کے لڑا ہے۔

گیتی۔ اسکے بھی دل سے لگی تھی نہ مگر یہ کیونکر معلوم ہوگیا کہ خوب دل کھول کے لڑا۔ دل تو گواہی دیتا ہے کہ جو شخص اِس طرح پر جائیگا اور بیڑا اُٹھا کے آئیگا وہ جان لڑا دیگا۔

نازک۔ آگے تو سب لکھا ہے نہ سنو اور دوسرا لفٹنٹ ترکی جو اُس نوجوان روسی کا مقابلہ کرتا تھا وہ بھی بعینہٖ اسیصورت سے آیا تھا کہ ہندوستان کی کسی امیرزادی نے جو حسن و جمال مین بے نظیر ہے اس سے کہا تھا کہ اگر تم روم کی جنگ مین شریک ہوکر نام پیدا کرو اور روسیون کو نیچا دکھاؤ تو مین تمھارے ساتھ شادی کرلون اور طرہ یہ کہ اِن دونونکو یہ بات معلوم تھی کہ ہمارا فریق ایک دوشیزہ جادو جمال سے وعدہ کرکے آیا ہے۔

بہار۔ چلو حسن آرا کے حسن کی تعریف لندن تک مین تو چھپ گئی۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔

نازک۔ اور ہین بھی اِسی قابل جسقدر تعریف کرو زیب ہے۔ لاکھ دو لاکھ مین ایک ہے۔

گیتی۔ مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے کہ دونون ایک ہی طرح کے ملے۔

روح۔ وہ بھی شادی کی فکر مین یہ بھی شادی کی فکر مین

بہار۔ اُسوقت دونون کے دلون مین جوش ہوگا۔

نازک۔ کیسا کچھ۔ مگر ہماری حسن آرا ہی کا جوش غالب رہا

بہار۔ اسمین کیا شک ہے ظاہری ایک بات ہے

نازک۔ جسکو جتنا شوق ہوگا اُتنا ہی جوش ہوگا۔ کسینے خوب کہا ہے

نہین روزن جو قصر یار مین پر وا نہین ہم کو
نگاہِ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

لوہے اور فولاد تک کی دیوار مین تو شوق کی نگاہ رخنہ کرتی ہے نہ کہ اپنے جسم کی اذیت وہ تو کوئی شے ہی نہین۔ اب سُنیئے کہ ادھر تو نازک ادا اور بہار النسا باتین کرنے لگین اُدھر حسن آرا نے چپکے سے اخبار کھولا اور پڑھنے لگین جب اُس خبر کی نظر پڑی تو اُسنے قہقہہ لگایا اور اُسی کے ساتھ اور سب نے قہقہہ لگایا تو حسن آرا شرما گئین۔

نازک۔ یہ بیتابی ہے۔ اللہ ری بیتابی دل۔ اوہو ہو ہو۔

روح۔ اللہ رے شوق۔ اُف ری جلد بازی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔

گیتی۔ پھر جسکا دل جسپر آتا ہے اُسکا تو یہی حال ہوتا ہے یہ تو بنی بنائی بات ہے۔ اسمین کہنا سُننا کیا۔

حسن۔ مین خدا جانے کیا پڑھتی تھی۔

نازک۔ خدا جانے یا ہم جانین۔ خدا ابھی کچھ جانتا ہے۔

حسن۔ ہماری خلاف جو کہیگا وہ خود ہی ہنسا جائیگا۔ ع

با صاف دل کجا دلہ با خویش دشمنی ست
ہر کو کشد بر آئینہ خنجر بخود کشد

ہم تو صاف دل پاکدامن پاکباز پاک باطن ہین ہمسے کوئی لڑکے کیا کرے گا تم ایک نہین ہزار کہو ہم کو شرمانے سے کیا واسطہ۔

نازک۔ اوہ ہے یہ تو ہنسی ہنسی ہی مین رو دین۔

بہار۔ ہان اسوقت کچھ مزاج درہم و برہم ہی۔
حسن۔ بار بار چھیڑنے کی کیا ضرورت ہی آنکا قاعدہ ہی کہ ہر کسی کو خواہی نخواہی چھیڑتی ہین اور جو کوئی بولے تو ڈھیٹ کہلائے نہ بولے تو بیوقوف بنے۔ لوگ ہنسین۔

گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

نازک۔ اسپر تو غالب نے خوب کہا ہے۔ ؏

ہی بسکہ کلام میرا مشکل اے دل	اُسن سن کے اُسے سخنوران کامل

آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

یہ غالب کی رباعی ہے مجھین حسن آرا بیگم (ہنسکر) اسوقت خفا اس سبب سے ہوئین کہ اُنکے پڑھنے اور مطالعے مین کیون ہرج ہوا نہ روح تو گئین نہ کوئی دیکھتا نہ انکا ہرج ہوتا۔ مگر مجھے مفت مین کیون مطعون کیا کہ کون خفا مجھسے ہون اُلٹی گنگا بہاتی ہو۔ اے واہ بہن واہ۔

بڑی دیر تک سب ہجولیان تصویرین دیکھا کین اور جب ترجمے مین یہ فقرہ نظر سے گذرا کہ آخرکار آزاد دانت تاتے ہوئے بلند حسن آرا کا نام لیکر جان پر کھیل کے سروہی کے ہاتھ لگانے اور روسی لفٹنٹ نے اپنی معشوقہ مطلوبہ مس کلیریسا کو یاد کرکے تلوار کے جواب مین اُدھر سے چوٹ کی مگر آزاد کا ہاتھ بھرپور پڑا اور روسی لفٹنٹ کا سر تن سے جدا ہو گیا۔
حسن۔ (افسوس کرکے) اے ہاے یہ بڑی سُنائی
مغلانی۔ پھر یہ تو ہئی ہے۔ جنگ دوسر دارد۔
بہار۔ اِس میم کے دل پر سانپ لوٹنے لگے ہونگے۔
گیتی۔ اِس تصویر مین نہین معلوم ہوتا کہ کہان پر ہی
مغلانی۔ (غور کرکے) اخاہ مین جانتی ہون یہ ہوگے۔
آزاد کے سامنے اسطرف یہ لاش جو پڑی ہی۔ یہی ہے
حسن۔ ہان یہی ہوگی۔ یہ دھڑ بیچاری کا اور یہ سر ہے
نازک۔ اُس میم کو چاہیے تھا کہ اپنے ہاتھ سے دفناتی اگر بیمروت عورت ہے تو اِسوقت کسی اور کی بغل مین ہوگی اور اگر باوفا ہے اور عشق سچا تھا تو اُسکی قبر ہی کو اپنا میان سمجھیگی۔
گیتی۔ (غور سے دیکھکر) کیون بہن جب اُس میم نے اپنے عاشق زار کی لاش اِس تصویر مین دیکھی ہوگی تو کہو کیا جانے دل کا کیا حال ہوا ہوگا۔
بہار۔ اب اِس خیال کو دل سے بُھلا دو۔ رنج ہوتا ہی۔
نازک۔ جب ہمکو سننے سے رنج ہوتا ہی تو جسپر بیچاری پر گذری ہے اُسکے دل کا کیا حال ہوتا ہوگا یا اللہ سب مصیبتون سے بچائے ؏

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہی بجلی ہی کا گذر ہو مری آشیان تلک

اِتنے مین ایک مہری نے آنکر عرض کیا سرکار پڑوس مین نوابصاحب کے ہان پادری صاحب کی میم آئی ہین وہ جو لڑکیونکو پڑھاتی ہین اور کبھی کبھی یہان پر چڑھکر آتی ہین۔ اگر حکم ہو تو انکو بلالیمن وہ سب پڑھکر فرسنا دیگی بہار النسا اور نازک ادا کو مہری کی صلاح پسند آئی۔ فوراً حکم دیا کہ جاکے اپنے ساتھ ہی لے آؤ خوب تدبیر بتائی۔ مہری نے جاکے نوابصاحب کے ہان بیگم صاحب سے عرض کیا اُنھون نے مس پرسی سے کہا مس پرسی وہان سے رخصت ہوکر مہری کے ساتھ یہان آئین۔ بیگمات نے از سرتاپا نظر ڈالی تپاک کے ساتھ کرسی پر بٹھایا اٹھارہ اُنیس برس کا سن سرخ و سفید اور تمکینی لیے ہوئے۔ گیسوے عنبر بو شب رنگ۔ آنکھین نیلی بوٹا سا قد۔ لباس صاف اور خوشنما۔ باہم یون مکالمہ ہونے لگا
بہار۔ بڑی تکلیف ہوئی میم صاحب۔ آپ اُردو سمجھتی ہین

آیا حضور مس بابا فارسی پڑھ لیتی ہین اور اردو خوب بولتی ہین اردو زبان تو مس بابا نے امتحان ہی دیا ہو اور انعام پایا تھا۔
مس۔ ہم اردو بولتے ہین اور ہم اسی ملک مین پیدا ہوے کلکتہ مین ہمارا مان باپ تھا۔ دونون وہین مرگیا۔
بہار۔ ذری اس اخبار کا مطلب تو سمجھاتی جائیے۔
گیتی۔ جہان آزاد پاشا کا ذکر ہو وہ مقام سنائیے گا۔
مس۔ ول آپ لوگ آزاد پاشا کو جانتا ہی گا۔
گیتی۔ جی ہان ہم خوب جانتے ہین اور وہ اب عنقریب آنیوالا ہے کیا آپ آزاد پاشا کو جانتی ہین۔
مس۔ ول۔ ہندوستان مین تو بیگم صاحب ایسا کوئی نہین ہی جو انکو نہ جانتا ہو جو کام انھون نے کیا وہ اس اتنی بڑی جنگ مین کسی سے نہین ہوا۔ بڑا جانباز آدمی ہی۔ اسنے بڑا انام پیدا کیا۔ بڑی بڑی لڑائی مین اسنے کمانڈ لیا جو افسر کہ درجہ مین کرنل سے چھوٹا ہو وہ کمانڈ نہین نے سکتا۔ ہان میجر لے سکتا اور یہ فقط ایک لفٹنٹ ہی تھا اور بہیس جگہ کمانڈ لیا اور جس جنگ مین گیا نام کیا۔ لیڈی لوگ آزاد کا تصویر بڑے شوق سے خرید تا ہی۔ فرانس مین آزاد کا بڑا ابڑا تصویر بھی اُتنے دام کو بکا کہ ہندوستان کے ایک سو روپے کے برابر اور جو تصویر بڑے آدمی کی لیڈی لوگ نے لیا وہ بڑے دام کا ہی اور مس لوگ جنکا شادی نہین ہوا وہ دو چار سے کہتا تھا کہ آزاد آئے تو اُسکے ساتھ شادی کا ڈھنگ ڈالے اور بڑے بڑے افسرونکی لڑکیونکو دل سے لگی ہی کہ آزاد کے ساتھ شادی ہو کوئی لیڈی اس اسٹیشن مین ایسی نہین جو آزاد کے نام سے واقف نہو یا جسنے آزاد کی تصویر نہ دیکھی ہو۔
بہار۔ آزاد کی شادی کسی اور کے ساتھ کیونکر ہو سکتی ہے

مس۔ ہان بیشک۔ تو ایک بیگم سے اقرار کر گئے تھے اب اگر اور کسی کے ساتھ شادی ہو تو بدنامی کی صورت ہی یا نہین ہمنے تو سب سے کہدیا ہے کہ یہ بات مشکل ہے۔
بہار۔ اور یہ تو سب مین مشہور ہو گیا ہو گا۔
مس۔ بیشک (حسن آرا کیطرف) یہ کون ہین آپکی۔
بہار۔ ہماری چھوٹی بہن ہین انکی شادی ابھی نہین ہوئی ہی
مس۔ ہمنے اسطرحکی خوبصورت ہندوستان کی بیبیون مین کوئی عورت آج تلک نہین دیکھی۔ بہت اچھی شکل اور رنگ ایسا ہے کہ صاحب لوگونکی میمون کا کم ہو گا اگر جو آپ انکو انگریزی کپڑے پہنائیے تو اس اسٹیشن مین شاید دو ہی ایک ایسا ہو میم جو برابری کرے۔
بہار۔ حسن آرا بیگم مس صاحب نے تو تمھاری بڑی تعریف کی
مس۔ ول۔ کیا حسن آرا بیگم۔ اسی نام کی ایک بیگم نے تو آزاد کو وہان بھیجا ہی۔ آپ اُسکو جانتی ہین کوئی۔
نازک۔ وہ بیگم صاحب یہی ہین کالے آتش ہین حسن آرا بیگم۔
مس۔ او۔ ہم بہت خوش ہین کہ ہمنے آپ کو دیکھا بیگم صاحب۔
حسن۔ آپکی عنایت۔ مین تو اپنے کو اس قابل نہین سمجھتی ہون تعریف کے لایق آزاد پاشا البتہ ہین جنھون نے ایسے ایسے کارنمایان کیے کہ تمام دنیا اُنکی مداح ہی۔
نازک۔ لے اب یاد رکھنا۔ آزاد کا نام لیا اور تعریف کی
مس۔ ول۔ اسمین کون ڈر یا حیا کا بات کون ہی۔
نازک۔ میم صاحب آپ لوگ کانا بھی جانتی ہونگی یا نہین۔

میس ہمکو گانا برسون سکھایا جاتا ہی۔ ہم گرجا مین گاتے ہین اور گھر مین گاتے ہین اور جب کھانا ہو تلہی تب گاتے ہین آپ بھی گانا جانتی ہین۔ کوئی غزل ہمکو سنائین آپ۔

نازک۔ میم صاحب ہمکو گانا سکھایا نہین جاتا بلکہ جو عورت ڈھول پر گائے اسکو حرف رکھتے ہین ہمنے تو فقط شوقیہ گانا سیکھا چوری سے گاتے ہین کہ ہمجولیون کے سوا اور کوئی سن نہ لے

کچھ قفس مین جانتے بوستان تلک
آزار کی رنگ چہرہ گیا زبان تلک

کب پہونچی تہ ضعف سے گرش تن تلک
سو جا ٹھہر کے سینہ سے آئی زبان تلک

عالم میں غم عشق کا مین کر نہ سکی
اک عندلیب ہو پڑھی بوستان تلک

آنسو مست ہین گیسو ونکے سلسلے میں
ساقی مرید جسکا ہی پیر مغان تلک

فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہے
بجلی ہی کا تو آئی مرے آشیان تلک

اس درجہ فرط ضعف سے پیچھے رہ گئے
پہونچی نہ آہ بھی جرس کاروان تلک

سو بار آگئی موت بھی فرقت مین پھر گئی
برگشتگی نصیب کی کہیے کہان تلک

اب آپ کچھ سنائیے۔ مگر ہمارا گانا نہ تو آپکی سمجھ مین آیا ہوگا اور آپ کو اسمین کچھ لطف حاصل ہوگا۔ مگر آپکا گانا ہمکو تو پسند ہی اور جسکا جی چاہے جو کہے۔ ہماری مکان کے سامنے گرجا ہے اتوار کے دن وہان صاحب لوگ اور میمین جمع ہوتی ہین ہمنے تو ہزار کام چھوڑ کے انکا گانا سنتی ہون۔

بہار۔ اچھا ابھی تو بیٹھی ہین پہلے اخبار سن لو۔

مس۔ ایک اخبار لیکر اسمین آزاد کا بہت ذکر ہی لکھا ہی کہ آزاد پاشا نے ترکون کے ساتھ بڑا احسان کیا۔ گو ترکون کی جوانمردی اور جرات مین شک نہین مگر آزاد پاشا سی کی بدولت ترکون نے وہ کارنمایان سرزد ہوئی کہ تمام عالم کے دل پر نقش جم گیا بڑے بڑے بہادر جنرل ہین آزاد پاشا نے ان مقامون پر دلیرانہ کارروائی کی ہی جہان کسی فرد بشر سے ادنی سا کام بھی نہو سکتا۔ آزاد نے ایک قلعہ کو غنیم کے حملے سے اسطرح بچایا کہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہی۔ گو اس افسر کا درجہ لفٹنٹ ہی کا تھا تاہم فوج قلیل لیکر قلعہ سے ایسے وقت مین باہر آیا جب غنیم کی سپاہ جرار تین طرف سے قلعہ کو محصور کیے ہوئے تھی۔

بہار۔ کیا! اللہ! تین طرف سے سپاہی قلعہ کو گھیرے تھے اور یہ قلعہ کے باہر نکل آئے۔ افوہ یا اللہ انکا دل کاہے کا بنا ہوا ہے۔

گیتی۔ جب تو اسقدر شہرت پائی کہ جو ہی آزاد ہی آزاد پکارتا ہی سوا آزاد کے اور بھی کسیکا نام سنا۔

میس۔ ہمنے عین لڑائی کے دنون مین انکا حال پڑھا تھا اور کلب گھر اور کتب خانے مین صاحب لوگ اور لیڈیان روز ابہی لئے جاتی تھین کہ آزاد کا تذکرہ پڑھین۔

مغلانی۔ آگے پڑھیے۔ جب باہر آئے تو کیا دیکھا۔

بہار۔ فوج سے لڑائی ہوتی ہوگی۔ میدان مین جہان لڑائی ہوتی ہو اور کیا دیکھتے سوائے گولی بارود کے اور کیا ہے۔

مس پرسی نے بیان کیا کہ آزاد پاشا کے عشق مین کئی عالی خاندان خاتونین اور کئی مشہور شہزادیان جو اچھے اچھون کیطرف آنکھ اٹھا کر نہین دیکھتی تھین ایسی بیخود ہوگئین کہ ننگ و ناموس کا اصلا خیال نہ رہا۔

نازک ادا بیگم بولین۔ جی ہان یہ حسن ایسی ہی شے ہے۔ ضبط کرنا بہت مشکل ہی حسن و عشق کی جھگڑے مین انسان پڑا اور رہ گیا گذرا پھر مفر کی صورت نہین

اور حسن تو واقعی بلائے بیدرمان ہے۔

من از آن حسن روز افزون که یوسف داشت دانستم	
که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را	

مس پرسی نے پولینڈ شہزادی کا حال بیان کیا کہ اس جادو جمال دوشیزہ مشتری خصال نے کئی معزز نوجوانون کو صرف اس جرم مین قید کر لیا تھا کہ اس کی عاشقی کا دم بھرتے تھے جہان اسقدر معلوم ہوا کہ رئیس یا امیرزادہ ہمپر عاشق ہے فوراً اسکی تخریب کی فکر کی وہ تو انکی لگاوٹ سے سمجھے کہ اب شاہد آرزو سے ہمکنار ہوئے مگر دیکھا تو مصیبت سے دوچار ہوئے کوئی ایسا نہین جو عاشق ہونے کے بعد ذلیل ہو کے اس آستان سے نکلوایا نہ گیا ہو۔

نازک ہان پھر عشق کے معنی ہی یہ ہین اور معشوقی نام اسی کا ہے کہ عاشق کی ذلت و مایوسی مین کوئی دقیقہ نہ باقی رکھے۔

مر گیا ہون مین وہ کہتا ہی کیا ہی کچھ فریب	دم سمجھتا ہی وہ ہمکو ہائے جسمین دم نہین
اپنے کوچہ سے نکلوایا ہمین اچھا کیا	ہو وہ جنت سی نکالا جائے وہ آدم نہین

مس۔ اُس شاہزادی نے آزاد کو بڑی ترکیبون سے اپنے ہان پکڑ بلوایا تھا یہ سوتے کے سوتے رہے اور انکے ساتھ کے سو روسی جوان کاسک جوان نگرانی کے لیے تعینات تھے وہ غافل ہی پڑے رہے اور شاہزادی کے سپاہی آزاد کو اس آسانی سے اور خوبصورتی کے ساتھ اُٹھالے گئے کہ کسی کو کانون کان خبر ہی نہ ہوئی۔

نازک۔ آزاد کو دیکھا بھی تھا یا نام ہی سن سن کے عاشق ہوگئین۔ ایسا بھی اکثر ہوا ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

مس۔ نہین دیکھا نہین تھا نام سُنا تھا اور تصویر دیکھی اخبارون مین اونکی صورت اور جوانی دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئی پس جسوقت آزاد اسکے روبرو گئے انکی ناوک نگاہ نے اس پریرو کے دلپر وہ اثر کیا کہ بیان سے باہر شدہ شدہ اپنے باتون باتون مین پیغام شادی اپنی ہی زبان سے کہا آزاد نے انکار کیا کہ مین تو ایک ہندوستان کی حسینہ نازنین سے اقرار کرکے آیا ہون یہان شادی کرنا کیا معنی اس مغرور سرکش بت پندار کو یہ تاب کہان کہ شادی کا لفظ زبان پر لائے اور مرد انکار کرے اور وہ بد دماغ نہ ہو فوراً ایک ایسے تیرہ و تار غار کوہستان مین بند کیا جہان آدمی کا نام تک نہ تھا صبح کو کھانا بھیجا جاتا تھا اور وہ بھی کھانے کے قابل نہین دو ہفتہ تک آزاد پاشا اُس بھیانک مقام مین جہان انسان کیا کسی پرند و چرند تک کا گذر نہ تھا قید رہے حسن آرا بیگم کو لیکن غور کرنا چاہیے کہ وہ انکا کیسا سچا اور پکا عاشق ہے

نازک۔ اسمین کیا فرق ہے۔ مگر طرفین سے عشق ہے خالی خولی انھون ہی نے سچا عشق نہین ظاہر کیا بلکہ انکا عشق بھی صادق ہے وہ مرد ہین انھون نے جنگ مین نام کیا۔ یہ عورت ہین انھون نے اپنی چار دیواری مین اظہار عشق صادق کیا۔

بہار۔ حسن آرا سچ کہنا یہ حال سُن سُنکے دل کیا خوش ہوا ہوگا

حسن۔ باجی یہ کوئی تعجب کی بات ہو تو کہو۔ اسمین تعجب ہی کیا ہے مگر وہ دن یاد کرو جب تم ہمکو بیچا اور بے شرم بناتی تھین

بہار۔ چلو اب اُسکا ذکر جانے ہی دو۔ رنج ہوتا ہے۔

نازک۔ آزاد کی صورت کیا دیکھی کہ ہزار جان سے آپ بھی بن عاشق ہوگئین مگر پھر ایک طرف اور یہ ایک طرف۔

دام کاکل دکھا دیا کس نے	مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے

کعبۂ دل گرا دیا کس نے
خم ابرو دکھا دیا کس نے

حسن۔ طینے جب دو کہ تم خود تعریف نہ کرتی ہو۔

بہار۔ واہ یہ تو کہتی ہین کہ انشد اللہ خدا نے ایسے گبھرو جوان بھی بنائے ہین یہ تو کوئی بات چھپاتی ہی نہین ایسی عادت گو ہین اس صفائی کے صدقہ۔

نازک۔ کیا جھوٹ ہے آزاد کو جو دیکھیگا گھنٹون تعریف کریگا فرق بس اتنا ہے کہ ہمنے زبان سے کہدیا تم لوگ صاف دل تو ہو نہین تم زبان سے نہین کہتے اور ہمارا قلب آئینہ ہو رہا ہے

حسن آرا کو شہزادی کے حالات بتقدر دلچسپ معلوم ہوئے کہ جس پری سے خود فرمائش کی۔ انھون نے کہا۔ ایک روز شہزادی جو حسن و جمال مین بینظیر ہے لباس گران بہا زیب بدن کر کے قیدخانہ کیطرف گئی۔ قیدخانہ کیا تھا پہاڑ کے ایک غار عمیق کو جسمین روشنی کا نام تک نہ تھا خاص اسی لئے اپنے طرز ظالمانہ سے مظلومون کے لئے قیدخانہ بنایا تھا ادھر قیدی اس مین داخل ہوا ادھر آہنی دروازہ بند کردیا اور تین تین سیر کے قفل ڈالدئے اور کبھی بے قفل ہی بند کردیا۔

حسن۔ اُف (کانپ کر) ہے ہے وہان زندگی کیونکر انسان بسر کرسکتا ہے۔

نازک۔ جب پڑی تو کیا کرے کچھ اپنا بس ہے۔

بہار۔ نہ آدمی نہ آدم زاد نہ بولنے والا نہ چالنے والا نہ کوئی ہمدرد نہ کوئی ہمراز یہان ایک دن بات چیت نکرے تو معاذ اللہ توبہ ہی بھلی ہی ایکدن کیا گھنٹہ بھر نہ بولے تو کھانا نہ ہضم

مغلانی۔ بڑی بڑی سختیان بیچارے نے اٹھائی ہین۔

گیتی۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا سختی سی سختی ہے

مس۔ بس غار کیطرف جاکے اس سوراخ کے پاس کھڑی ہوئی جدھر سے کھانا دیا جاتا ہے اُسدن عمدًا۔

حسن۔ (آپ کا قطع کلام ہوتا ہے) کیا کھانا روشندان سے دیا جاتا تھا۔

مس۔ اور نہین تو کیا۔ یہی تو بڑی سختی تھی۔

مغلانی۔ ہے ہے عورت کیا پتھر کے دل کی عورت تھی

گیتی۔ اللہ سمجھے ایسی موئی عورت سے توبہ توبہ۔

مغلانی۔ پھر آزاد نے بات مان لی۔ یا نہین مانی۔

مس۔ اس غار کے پاس جو جاکے کھڑی ہوئین اور کپڑون کی بوباس اور ولایتی عطر کی خوشبو جو آئی تو آزاد کا دماغ معطر ہوگیا۔

نازک۔ اور ابھی تک یہ نہ سمجھے ہونگے کہ اُسی معشوقہ جفاجو کی زلف عنبر بار کی لپٹین آتی ہین۔ کیا وقت تھا توبہ توبہ ؎

زلف کھولی ہے آصبا کس نے
آج ایسی جو تو معطر ہے

مس۔ آزاد کو کیا معلوم مگر اسوقت خوشبو نے انھین مست کردیا۔

نازک۔ وہ سمجھتے بھی تو کیا کرتے یہی سوچتے کہ ایک بجائے مین تو اُس حالت مین پہونچا اُنکی خدا جانے کیا تہر ہو ؎

از دل ما چہ بجا ماند کہ باز آمدۂ
دلربا یا نہ دگر بر سر ناز آمدۂ

حسن آرا نے شہزادی کو دل ہی دل مین خوب کوسا مگر کوئی لفظ زبان پر نہ لائی۔ مس نے کہا بس جسوقت خوشبو نے آزاد کو مست کیا اس سرمایہ نازنینی نے ایک کنیز باتمیز کو جو خوبروئی مین اور دلربائی مین عدیم السہیم تھی آزاد کے پاس بھیجا۔ انھون نے بارہ چودہ روز کے بعد جو جنس کی صورت دیکھی تو بہت ہی خوش ہوئے سمجھے کہ شاید اس ستمگر جفاجو کا دل نرم ہوا ہو اور یہ زن خوشخو خوبرو پیغام لائی ہو مگر جب

اُسنے حال کہا تو آہ سرد بھر کر رہ گئے۔

شاد باش اے دل کہ فردا روز بازار جزا
مژدۂ قتل ست گر یہ وعدۂ دیدار نیست

کنیز۔ اگر آپنے ابھی پھر انکار کیا تو بہت ہی پچھتایئے گا۔
آزاد۔ واہ ری قسمت کیا اچھا پیغام لائی ہو۔
کنیز۔ میان تمھارا سا مرد بھی نہین دیکھا۔ ایسی خوبصورت دوشیزہ ملتی ہے جو لاکھون مین انتخاب ہے خود درخواست کرتی ہے۔ بھلا اس صورت کی کوئی دیکھی ہے۔
آزاد۔ جسکو ہمنے دل دیا ہے۔ ہمین وہی بھاتی ہے ؎

سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا
ہو برا آنکھ ڈالے کبھی شیدا تیرا

کنیز۔ پھر اچھا اسطرح کبتک زندگی بسر کروگے اگر یہ امید ہو کہ اس غار مین پڑے پڑے ملجائے تو خیر بکتا کرو نہین تو آدمی بنو اور چل کے ایسی پیاری دلھن کی بغل مین بیٹھو
آزاد۔ یہان تو تپ ہجر نے آگ لگا دی ہے از سر تا پا پھونک دیا ہے اور تم کو مزید اریون کی سوجھتی ہے، ہم مین تم مین زمین آسمان کا فرق ہے۔

لگا دی آگ نالون نے فلک پر
فرشتو نکی زبان پر الامان ہے

کنیز۔ ہای ہائے ہم کیونکر اسکو سمجھائین دوسرا ہوتا سر کے بل جاتا اور خاکپا کو توتیائے چشم بناتا مگر انکی باتین دنیا سے نرالی ہین
آزاد۔ اچھا تم جاکے اسقدر کہدو کہ دو دو باتین کرنیکی حاجت ہین

ملا کر اس سے دو باتین تو کر لو
یہ کہتے ہین کہ گویا خوش بیان ہے

کنیز۔ اچھا یہ مانا مگر انکے سامنے ذرا ایسی بہکی بہکی باتین نہ کرنا وہ باتین کرنا کہ جسسے دل نرم ہو جائے ہمنے ایسا مرد دیکھا ہی نہین کہ ایسی پری کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کرے مگر اپنی طبیعت۔ اپنا دل۔

مس پرسی نے بیان کیا کہ شہزادی بیتاب ہو کر اس غار تار مین آزاد سے ملی اور سمجھایا کہ اے مرد خوبرو تو ناحق اپنا دشمن ہوا ہے جس پری سے وعدۂ شادی ہے وہ اب خواب مین بھی نظر نہ آئیگی اسکی صورت دیکھنے کو ترسیگا اور یاد رکھ کہ ابھی تک مین بر سر خشم نہین ہون۔
حسن۔ اللہ مجھے بر سر خشم نہ ہونے پر یہ حال تھا۔
مغلانی اور جو ہوتی تو کیا جانے کیا غضب ڈھاتی۔
گیتی۔ اف رے ظلم معلوم ہوتا ہے کہ کسی ڈکیٹ کے یہان پیدا ہوئی تھی اور بچپنے ہی سے اسکو ظلم کرنا سکھایا گیا تھا۔
مغلانی ہے تو ایسا ہی کوئی منہ جھلسے کہ اور اب کیا کروگی۔
حسن یہ بر سر خشم نہین بر سر رحم تھین آگ لگے ایسے رحم کو
بہار۔ تو اگر یہ حال تھا تو سیکڑون کو کھڑے کھڑے چنوا دیا ہوگا۔
حسن۔ ہان باتون سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
مس۔ آزاد نے کہا۔ ع

مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان

اگر بر سر خشم ہو تو کیا۔ اور اگر رحم کر، تو کیا اب اس سے بڑھکر اور کیا ایذا پہونچاؤگی۔ بھلا بس اب دل پکا ہو گیا چاہے جان جائے اور چاہے تکلیف ہو۔
حسن (آہ سرد بھر کر خاموش ہو گئی)
مس اسپر بھی اُسنے سمجھایا کہ ایجوان تو اپنی جان کا اپنے آپ دشمن ہوا ہے اگر حسن آرا کا نام زبان پر لایا تو کوئین مین قید کرونگی آئندہ تجھے اختیار ہے۔
حسن (آہ سرد بھر کر رونے لگی)
نازک۔ ہائین ہائین! حسن آرا کچھ خیر تو ہے؟

گیتی - لے یہ تو پچھلی باتین ہین ان باتون سے کیا واسطہ ہے
مغلانی - اب تو آزاد صحیح و سلامت ہنسی خوشی واپس آئے اب رونا دھونا خواہ مخواہ منحوس بات -

حسن - (مس سے) مجھے نہین معلوم تھا کہ یہ سختیان ہین
مس - ابھی تم نے سنا کیا ہے ہین - اس سے زیادہ -
بہار - چلو انجام تو اللہ نے بخیر کیا - بس یہی ہزار بات کی ایک بات ہے - کہ انجام بخیر ہو جسکا انجام بخیر ہو وہی بات بھی انکا انجام اللہ کے فضل سے اچھا ہوا کہ لڑ بھڑ کے نام کر کے واپس آئے

اتنے مین سپہر آرا کے یہان سے ایک مغلانی آئی دروازے پر ڈولی لگائی گئی بی مغلانی پردا کرا کے اُترین اور جھٹ پٹ حسن آرا بیگم کے پاس آئین یہان دیکھا تو میم صاحب بیٹھین ہین سب کو ادب کے ساتھ سلام کیا اور فرش کے ایک کونے پر بیٹھین حسن آرا نے پوچھا کہو وہان خیر صلاح ہے کہ - جی ہان خیریت ہے دو روز سے بڑے حضور کو کھانسی اور زکام نے اسقدر پریشان کیا تھا کہ توبہ ہی بھلی - بلغم کے مارے چھاتی بالکل جکڑ گئی تھی مگر پھر سر پر اٹھا لیا رات رات بھر جاگتے ہی گذری اور کل کی رات تو آنکھون ہی مین کٹی - ہارے خدا خدا کر کے گورے ڈاکٹر کے علاج سے ذرا ذرا طبیعت بحال ہوئی تو جان بچی اور ان کا قاعدہ ہے کہ ذری اگر خدا نخواستہ پاؤن مین پھانس بھی چبھی تو بس پھر کسی کو دم نہین لینے دیتے - پوچھا سپہر آرا بیگم تو اچھی ہین - مغلانی نے کہا جی ہان حضور اللہ کی عنایت سے خوش و خرم ہین ایک بات کہلا بھیجی ہے تاکید کر دی ہے کہ یا تو باتی جان کے کان مین کہنا یا روح افزا بیگم سے اور تیسرے کے کان مین بھنک نہ پڑنے پائے حسن آرا نے بیقرار ہو کر دریافت کیا کہ انتشار کی تو کوئی بات نہین ہے کہا جی نہین - انتشار کیسا کچھ جلدی نہین ہے کہدون گی ایسی ہی ویسی بات ہے حسن آرا اور روح افزا دونون بیتاب ہو کر کمرے مین گئین اور تخلیے مین مغلانی کو بلایا اور استفسار حال کیا مغلانی بولی حضور نواب صاحب نے کل آن کر سپہر آرا بیگم سے ایک نئی بات کہی رات کو جب ہوا کھا کے آئے تو بیگم صاحب سے فرمایا کہ آزاد پاشا کے آنے کی خبر بہت گرم ہے مگر ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ انھین کی شکل و صورت کا ایک آدمی یہان ہے اور اسکا نام بھی آزاد مرزا ہے آزاد اور مرزا ایک ہی ہے اور صورت قد و قامت چال ڈھال سب مین بعینہ ایک - فرق اتنا ہے کہ آزاد پاشا انگریزی کپڑے پہنتے ہین اور وہ شہر کی جامدانی چکن کے کپڑے پہنتے ہین اور کوئی بیگم ہین انپر آزاد لڑکپن مین عاشق تھے - ثریا بیگم نام ہے ان کے ہان آزاد و مرزا آزاد کے دھوکے مین جا چکے ہین تو اب ایسا نہ ہو کہ یہان بھی وہ ایسا رنگ جمانا چاہین آزاد مرزا ایک دفعہ کالے پانی جا چکے ہین وہان سے اس طرح سے بھاگ آئے کہ کسیکو کانون کان خبر ہی نہوئی اور اب کھلے بندون بازار رہتے ہین پولیس والے ذرا اسکے تک نہین ثریا بیگم کے ہان اس شخص نے چوری بھی کرا دی تھی یہان ہرگز ہرگز نہ آنے پائے ذرا بہت حفاظت رکھئے گا مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ وہان اٹھارہ اٹھارہ پہرے ہین بھلا کسی کی دال کیونکر گل سکتی ہے ثریا بیگم کے ہان تو سنا کہ وہ بن بلائے نہین گئے تھے - شاید مکان کے دروازے یا کسی تماشے مین آزاد مرزا پر نظر پڑی

تو سمجھیں کہ آزاد ہی ہیں فوراً داروغہ کو بلایا اور اشارے سے کہا کہ فلان شخص جو سامنے بیٹھا ہے اس سے جاکے نام دریافت کرو مگر اس خوبصورتی سے کہ کسی اور کو نہ معلوم ہونے پائے اور نہ وہ بُرا مانیں۔

داروغہ نے وہاں سے آنکر کہا کہ حضور انکا نام آزاد ہے اور مغل ہیں۔ بس ثریا بیگم نے کہا فوراً جاؤ اور کہو ایک بیگم صاحب نے پیغام بھیجا ہے کہ اسوقت آپ ذرا کھڑے کھڑے دو دو باتیں سن جائیں انکا کو لتا ہچ تھا انھون نے بخوشی منظور کیا جب بیگم صاحب کے پاس آئے تو کھل کھل کے مزے مزے کی باتیں ہونے لگیں مگر پھر شاید کھل گیا کہ آزاد نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہی ہے کہ آزاد پاشا کے پاس دو عورتیں ولایت سے آئی ہیں دونوں کنواری اور بڑی حسین اور صاحب جمال ہیں اسکی توہ لگانا چاہیئے کہ یہ دونوں کون ہیں اور انکے ہمراہ ولایت سے کیون آئیں جوان مرد اور جوان عورت کا ساتھ کیا اور پھر جب رشتہ ہونہ ناتا ہو نہ کبھی کی جان پہچان پردیس پرائے ملک سے کیونکر ساتھ چلی آئیں کچھ دال میں کالا کالا ضرور ہے۔ آخر ش وجہ کیا کہ آئی حسین عورتیں اسقدر فاصلے سے ایک اجنبی کے ساتھ دور دراز ملک میں آئیں ایسا ہو سکتا ہے کہیں۔ کوئی نہ کوئی فیہ اس میں ضرور ہے، اسپر حسن آرا بولی تم اسنے کہدینا کہ اطمینان رکھیں بس اتنا کہدینا مغلانی نے کہا بہت خوب میں عرض کر دونگی کہ بیگم صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ اس بارے میں کچھ فکر نہ کریں اطمینان رکھیں ہم نے سب باتیں دریافت کرلی ہیں اس میں کچھ اندیشہ نہیں ہے مگر حضور بجائے خود دریافت بھی کرلیں حسن آرا نے کہا بھلا تمہارے کہنے کی بات ہے بے دریافت کئے بھی کہیں ایسا ہو سکتا ہے ہمنے سب باتوں کو تحقیقات کرلیا ہے اتنے میں میم صاحب نے ورق الٹتے الٹتے کہا۔ اینا گل دیگر شگفت ہم تو شہزادی کا ذکر کر رہے تھے یہاں دو اور کی تصویر چھپی ہے۔ مس میڈا اور مس کلیریسا۔ مس میڈا ہیں اور یہ مس کلیریسا۔ یہ فقرہ سنکر سبکی سب جھک پڑیں اور اُن دونوں پریون کو دیکھکر عش عش کرنے لگیں مس نے کہا ایک ان میں سے کوہ قاف کی پری ہے مس میڈا یہ بانکی عورت اور دوسری روسی خاتون مس کلیریسا مغلانی نے یہ بھی بیان کیا کہ مرزا ہمایون فر ہمادر آزاد کے استقبال کے لئے بمبئی جانے والے تھے مگر صاحب نے منع کیا کہ یہاں جب آئینگے مل لینا۔

حسن۔ اب باہر ہوا خوری کے لئے جاتے ہیں

مغلانی۔ جی ہان حضور برابر جاتے آتے ہیں۔

حسن۔ صاحب لوگ جسطرح پہلے آتے تھے اب بھی آتے ہیں یا نہیں وہی چہل پہل رہتی ہے یا محلسرا سے باہر نہیں نکلتے

مغلانی۔ نہیں حضور باہر نشست رہتی ہے مگر ایسا عشق ہے کہ پورے ایک گھنٹے جمکر باہر نہیں بیٹھتے دو گھڑی بیٹھے اور اندر چلے آئے پھر چلے ایک ہی منٹ میں باہر چلے جائیں مگر بیوی کو ضرور دیکھ جائیں گے اسقدر کا عشق ہے۔

بہار۔ بہت ہنسے جاتے ہونگے گھر میں اکہ نہیں۔

مغلانی۔ حضور بھاوجیں بہت ہنسا کرتی ہیں اور وہ بیچارے شرماکے خاموش ہو رہتے ہیں اور صحیح بات ہے انکو جیسا جیسا عشق ہے ہم جانتے ہیں کسی رئیس کو بیوی کا عشق نہو گا۔

حسن۔ سچی بات ہے اس میں برائی کیا ہے بھلا

مغلانی۔ کچھ نہیں یہ تو ہونا ہی چاہیئے۔

بہار - جو میاں بیوی میں اسقدر محبت ہو تو کیا کہنا۔

نازک - جیسی ہمسے اور ہمارے میاں سے محبت ہے کہ ادھر انھوں نے کوئی بات کی اور مین نے کاٹ کھایا۔ وہ مجھپر عاشق مین او نپر قربان دونوں یک جان دو قالب

بہار - تمہیں اگر نہ بنے تو خدانخواستہ میاں کی تو جان ہی نصیب اعدا عذاب مین پڑے۔ تم کسی سے دبنے والی تو ہو نہین میاں ہوں یا کوئی ہو۔

نازک - سوار کو گھوڑے سے آتار یوں تو سہی۔

گیتی - زبان کیا مقراض والئی ہے رکتی ہی نہین کہین۔

نازک - بہن اللہ جانتا ہے ہمارے میاں ہمسے بہت خوش ہین مگر دن بھر چھیڑا کرتے ہین۔ انکے مزاج مین چہل بہت ہے اور ہمکو چہل سے عشق وہ بھی زندہ دل اور ہم بھی۔ ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

جہان - انکے سامنے اور مردو نکی تعریف کرتی ہو گی خوش تو بہت ہوتے ہونگے کہ ایسی بیوی ملی۔

نازک - خدا کرے کوئی آزاد کی سوانح عمری لکھے۔

حسن - تم کیوں نہین لکھتی ہو۔ اللہ نے لیاقت دی ہے۔ پڑہی لکھی ہو۔ طبیعت دار ہو۔ رنگین مزاج ہو تم اگر سوانحعمری لکھو بہن تو آزاد اور بھی مشہور ہو جائین۔

نازک - اب آزاد کی بغل مین جب بیٹھونگی تب لکھین گے۔

مغلانی - (مسکرا کر) بیگم صاحب بھی ماشاءاللہ کتنی صاف ہین

بہار - لو - اسنے بڑھکر اور بھی صاف گو کوئی ہو گا۔

نازک - غرضیکہ برسوں سے یہ فکر تھی کہ یا اللہ کسی طرح آزاد کی صورت دکھا تاکہ ادھر وہ سرخرو ہو ادھر ہماری بہن سرخرو ہو۔ کوئی کہتا تھا کہ حسن آرا بڑی ظالم معلوم ہوتی ہین۔ کوئی کہتا تھا ہائے غضب اس جوان رعنا کی آنکھوں نے جان لی بیٹھے بٹھائے مبتلائے بلا کیا۔

بہار - اوئی تو جس طرح ہم اس شاہزادی کو برا کہتے ہین اسی طرح لوگ انکو کہتے ہونگے ہائے ہماری تو یہی ٹھی اور سپہر آرا بیگم آئے دن بہن کو طعنے دیا کرتی تھین کہ باجی تم نے غضب کیا۔

حسن - چلئے انجام تو اللہ نے بخیر کیا ہزار غنیمت ہے۔

نازک - سبکی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ حسن آرا بڑی ظالم ہین۔

حسن - اور ظلم کی تو بات ہی تھی مگر اللہ کو اچھا کرنا منظور تھا کہ آزاد نے ساری خدائی مین نام کیا اور ہم سرخرو ہوئے

بہار - اسکے پہلے انکو جانتا کون تھا۔ اب البتہ ان کو تم سے شادی کرنے مین اس قدر فخر نہین ہے جس قدر تم کو فخر کی جگہ ہے۔

حسن (تنک کر) لے واہ باجی آپ بھی خوب باتین کرتی ہین اور سنئے لے واہ یہ اچھی بات ہے ہمین کیا فخر ہے بھلا

نازک - اے تمھین فخر یہ ہے کہ ایسے جوان رعنا اور نامی افسر کی بیوی بنوگی یہ کوئی فخر ہی نہین ہے اور اس سے بڑھکر فخر کیا ہو گا بھلا۔

مغلانی - تو حضور مین آداب عرض کرتی ہوں۔

حسن - اچھا یہ خط لیتی جاؤ اور جو ہمنے کہا وہ سمجھا کے کہدینا اتنے مین ملاقن مہری باہر سے ایک اخبار لائی اور حسن آرا بیگم کی چوری سے بہار النسا کو دیکر کہا حضور عسکری میاں یہ کاغذ لائے ہین کہتے ہین کہ نجم کا کاغذ ہے حسن آرا بیگم کو دیدو وہ پڑھکے بہت خوش ہونگی بہار النسا نے ملاقن سے اخبار

بے لیا اور روح افزا اور گیتی آرا کو بلا کر یہ گفتگو کی -
بہار - عسکری نے یہ اخبار بھجوایا ہے اور لکھا بھیجا ہے کہ حسن آرا کو دیدو وہ پڑھ کے خوش ہو گی اور ہمین معلوم نہین اس مین کیا ہے -
روح - نہین نہین باجی جان کہین ایسا غضب بھی نکرنا
گیتی - عسکری کے ہتھکنڈون سے تو ہمین نفرت ہو گئی ہے
بہار - ہان اُس باری تو جان ہی خدانخواستہ لی تھی -
روح - بھلا پھر ایسے کی بات کا کون ٹھکانا ہے -
گیتی - پہلے کسی سے سب اخبار پڑھوا لو - پھر دو -
بہار - تو کیا عسکری ایسا بد ہے کہ جان بوجھ کے پھر غلطی کرے اور اب اس سے اسکو ملیگا کیا خاک -
روح - اس میم کو بلا کے ادھر اودھر پڑھوا لو جو کوئی ایسی ویسی بات ہو تو الگ کر دو نہین تو کیا ہرج ہے
مس پرسی بلوائی گئین - بہار النسا نے کہا میم صاحب اس اخبار کو سرسری نظر سے ذری دیکھ جایئے کہ نہین کہین پر غلطی تو نہین ہے - میرا مطلب یہ کہ کہین آزاد کے خلاف تو نہین لکھا ہے -
مس (پڑھکر) جی نہین - اسمین تو آزاد کی بڑی تعریف کی ہے
بہار - ذری غور سے پڑھو -
گیتی آرا - ہان میم صاحب - ایسا نہ ہو کوئی اینڈی بینڈی بات ہو -
مس - ہمارے ذمے پر آپ ان کو پڑھا دین - بس
بہار - بلاقن ذری حسن آرا کو یہین بلا لو -
حسن - مستانہ چال کے ساتھ آئین اور مسکرا کر پوچھا باجی یہ آج کیا سرگوشی ہو رہی ہے کیا کوئی نیا گل کھلا ہے یہ سرگوشی ہو یہ نہین ہے جسے دیکھو کانا پھوسی کر رہا ہے -
بہار - یہ اخبار آیا ہے - پڑھو - خوش تو نہ ہو گی -
حسن - (اخبار لیکر دلی شوق کیساتھ پڑھنا شروع کیا -
اخبار کا مضمون جسمین آزاد ہی آزاد کا ذکر درج ذیل ہے -

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
وہان غیر سے بسمل نے فریاد کرتے ہین

یہی کہہ کے پھر یار ہمین فریاد کرتے ہین
وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین

اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اڑنے کی تب آزاد کرتے ہین

جو ہم وہ مصحف رخ دیکھکر فریاد کرتے ہین
تو کافر ہنسکے کیا کہتا ہے قرآن یاد کرتے ہین

کسی کافر کے کوچہ کا جو اکثر دھیان رہتا ہے
تو سوتے ہین بھی سیر گلشن شداد کرتے ہین

رقم کرتا ہون جسدم کاٹ تیری تیغ ابرو کا
گریبان چاک اپنا جامۂ فولاد کرتے ہین

جو یہ سچ ہے نہین بے حکم جنبش ایک ذرے کو
تو بس ہم وہ ہی کرتے ہین جو آپ ارشاد کرتے ہین

پہن کو طوق منت کا وہ مہرو ہنسکے کہتا ہے
مہ کنعان کے زندان کو ہم آج آباد کرتے ہین

نازک - اللہ کتنے شعر اتر ہین بھرے ہوئے ہین یہ تو گانے کے قابل ہین گاکر -

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
وہان غیر سے ہم مثل نے فریاد کرتے ہین

بہار - مین تو انکے گلے پر عاشق ہون اللہ جانتا ہے

نازک۔ تمہارے عشق سے کیا بھلا ہوگا خدا کرے آزاد
تمہارے گلے پر عاشق ہو جائیں پھر حسن آرا سے اور
تمسے روز لڑائی ہوا کرے۔
حسن (مسکرا کر) بڑی کہنے والی ہو توبہ توبہ۔
بہار۔ یہ تمہیں آج معلوم ہوا۔ یہ تو آزاد کے سامنے کہین
نازک۔ دیکھنا کیسی دلگی ہوتی ہے۔ شرما شرما کے رہ جائیں
تو جب ہی کہنا ہین چوکنے والی تو ہون نہین۔
اسکے بعد حسن آرا نے مضمون پڑھنا شروع کیا وہو ہذا
ہندیون کو نوید بشارت کہ ہمارے وطن مالوف وما نوس
ہندوستان جنت نشان کا ایک ہمدرد نوجوان محمد آزاد
نامے محض اس غرض سے روم گیا تھا کہ ترکون کا ہاتھ
بٹائے اور جنگ روس وروم مین ترکون کا شریک حال ہو کر
داخل حسنات ہو ہندوستان مین یہ صاحب اپنے کمال کو
ظاہر نہین کرتے تھے لوگ انکو سمجھتے تھے کہ یہ بادہ خوار
اور رند عالم سوز قلندر مشرب آدمی ہین مگر انکی لیاقت اور
قابلیت اور علمیت کے سیاح معترف تھے ایک مرتبہ ایک زاہد
نے انسے کسی مسئلہ علمی مین گفتگو کی تو انکی منطقی تقریر سن کر
دنگ ہو گیا۔ پھر شرع کی نسبت کچھ گفتگو ہوئی اسمین بھی
آزاد نے اعلیٰ درجہ کی واقفیت ظاہر کی۔ مگر عند التذکرہ
ایک مرتبہ زاہد نے کہا کہ باوصف علمیت آپکے مزاج مین تواضع
اور فروتنی نہین ہے یہ کیا وجہ۔ برجستہ جواب دیا ؎

تواضع چاہتے ہو زاہدو کیا بادہ خوارون سے
کہین جھکتے بھی دیکھا ہے بھلا شیشہ کی گردن کو

زاہد نے کہا یہ صرف زبانی داخلہ ہے یا واقعی کہا زبانی
نہین واقعی امر ہے پوچھا کیا آپ اسکو شرع کے خلاف
نہین سمجھتے بے جھجک کہا ؎

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

زاہد کو سخت استعجاب ہوا۔ آزاد نے کہا میری زیست
میری موت سب معشوق کے ہاتھ ہے۔ اگر زندہ رکھنا چاہے
تو عذر نہین اگر مار ڈالے تو شکایت نہین۔

قتل فنا ہے غیر کے ہاتھون مری بہار
سرسبز گرچہ ہون چمن روزگار مین

جب آزاد نے انسے دو گھنٹے کامل گفتگو کی تب یہ سمجھے
کہ آزاد باکمال آدمی ہے اب اس کو درجۂ اعلیٰ حاصل
ہوگا اور اسکو شعار و دثار صوفیون کا ہے۔

جام جم رکھدے طاق کسرے پر
میرا کچلو شراب سے بھر دے

زاہد نے دریافت کیا کہ کسی ولی اللہ کی بیعت لائے
ہو کہا اس سوال کا جواب نہ دینگے۔ ع

آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

آزاد فرخ نہاد کا چہرہ اس امر کا شاہد ہے کہ وہ مقبول
بندۂ خدا ہے۔ اہد جمیل وصحب الجمال۔ رخ انور سے نور
برستا ہے ؎

ہے ترے رخ سے آفتاب خجل
کف پا سے ہے ماہتاب خجل
جام پر ہنس رہا ہے ساغر لب
چشم مے گون سے ہے شراب خجل
ہنستے مین جب وہ دانت دیکھ سکے
ہو گیا گوہر خوشاب خجل
دیکھتے ہی عرق عرق ہو جائے
آگے اُس گل کے ہو گلاب خجل

بہار۔ کیا یہ سچ ہے حسن آرا ہمنے تو آنکھوں بھی نہین دیکھا۔

نازک۔ اب دیکھ لینا۔ اسی مہینے مین دیکھ لوگی بہن۔

مغلانی۔ اللہ وہ دن دکھائے آمین آمین۔

نازک۔ سپہر حسن آرا کے دماغ کاہے کو ملینگے مگر ان مین کوئی بات ہے جو انمین نہین۔ وہ بھی حسین خوبصورت ماہرو زیبا اندام بلورین ذقن ہین یہ بھی حسن مین بےنظیر نسرین بدن غنچہ دہن سیم تن کرورون مین ایک ہین وہ لاجواب یہ لاکھون مین انتخاب اون پر صدہا عورتین اور پریان عاشق ہوئین اور انپر یہ شعر صادق آتا ہے۔ ؎

سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر
صید کیا صیاد بندھتے ہین ترے فتراک مین

انکو دیکھ کر کوئی کہیگا کہ یہ کیا حسین جوان ہے تو ؎

انکی صورت دیکھ کر رضوان یہ کہنے لگا
سچ تو ہے یہ آدمی بھی حور سے کچھ کم نہین

یہ بھی عالی خاندان معالی دودمان ہین ان کے چہرے سے اگر شان ریاست عیان ہے تو ان کے بشرے سے بھی شاہزادگی کے آثار نمایان ہین۔ وہ راتون کو فرط عشق سے تڑپ تڑپ کر یہ شعر زبان پر لاتے ہون گے۔

تڑپتا ہون مثال برق یاد یار جانی ہے
مجھے ابر شب ہجران بلائے آسمانی ہے

یہ دن رات اس بیت کو ورد زبان کرتی ہونگی

بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے
فغان ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے

نازک ادائے حسن آرا سے اخبار لیکر پڑھنا شروع کیا
آزاد پاشا جوان وجیہ جوان رعنا خوش قطع خوش پوش سرخ و سفید طاقتور دراز قامت فراخ پیشانی ذی علم ذی استعداد شاعر غرا اخبار بےہمتا ہونے کے علاوہ فنون سپہ گری سے بھی خوب واقف ہین بانک پٹا کشتی لکڑی بنوٹ کوئی فن ایسا نہین جو انکو نہ آتا ہو اور بڑے ظریف اور بذلہ سنج آدمی ہین ایک روز اوپچی بنے ہوے ایک دریا کے کنارے ٹھرے موجون کا لطف اٹھا رہے تھے کہ دو بتان طناز و سراپا انداز محبوبان یوسف لقا در نگین ادا پر نظر پڑی اور آنکھ پڑتے ہی عاشق زار ہو گئے اس روز تو وہانسے تڑپتے ہوئے روانہ ہوئے مگر جو وقت زلف عنبر بار یاد آتی تھی سانپ کلیجے پر لوٹنے لگتا تھا ؎

صندلی رنگ کسی کا ہے جو یاد آجاتا
دردسر اور بھی صندل سے سوا ہوتا ہے

دوسرے روز پھر یہ وہین پہونچے اتفاق سے ان بتان عزیز جو کی ان پر نظر پڑی تو دو بہنین جن مین ایک کا نام حسن آرا دوسری کا فلک آرا ہے آپس مین یون گفتگو کرنے لگین۔

بہار۔ حسن آرا تو ٹھیک لکھا ہے مگر سپہر آرا کا نام فلک آرا اخبار لکھا۔ یہ اخبار رہنے دینا سپہر آرا کو دکھا دینگے۔

نازک۔ لو حسن آرا اب ہندوستان بھر مین مشہور ہو گئین۔

بہار۔ پھر ایسین چڑ ہانیکی کیا بات ہے۔

نازک۔ ہم کو کسی اور کی تقریر مین دخل دینا کیا فرض ہے خواہی نخواہی چھیڑ کے لڑتی ہے یہ عورت اور جو ابکی کچھ کہون تو کیسی ہو صاحب۔

بہار۔ آپ دل کھول کے کہئے منع کس نے کیا ہے۔

نازک۔ اب سنو ایک کا نام حسن آرا دوسری کا فلک آرا

حسن - بہن ذری سامنے تو دیکھو وہ دریا کے کنارے

فلک - باجی مین گھنٹہ بھر سے دیکھ رہی ہون کیا صورت ہے -

حسن - چپ چپ - ایسا نہ ہو کوئی سن لے -

دیوار گوش دارد آہستہ لب بجنبان

دیکھو سر سے پانؤن تک نور کا عالم ہے تصویر کھنچی ہوئی ہے سانچے مین ڈھلا ہوا ہے -

فلک - باجی ایسا آدمی تو نہین دیکھنے مین آیا ؎

وصف اُس عارض و گیسو کے کرون کیا واقعہ
روز روشن ہے اگر وہ تو شب تار ہے یہ

حسن - اور اسیطرح ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے -

فلک - باجی اُسنے کسی روز ہم تم کو دیکھ لیا ہے اب ذری اس طرح بے نقاب نہ نکلا کرو - زمانہ بُرا اور لوگ بد -

حسن - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان رعنا ہمارا دل لے لیگا -

نہ تھے ہم پیش ازین آگاہ حال عشقبازی سے
نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے

فلک - (کھڑکی کھول کر) باجی وہ تو اسطرح دیکھ رہا ہے -

حسن - ئے ہے - کیسی نادان ہے اری کھڑکی نہ کھولنا -

فلک - مین نے تو کھولدی (بند کرکے) کیون کیا کچھ ڈر پڑا ہے - ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

حسن - بہن تم تو سمجھتی نہین ہو یہ باتین بس پڑھتے ہی مین اچھی معلوم ہوتی ہین -

اتنے مین وہ جوان رعنا کسی قدر قریب آکر با آواز بلند دلکش واڈدی اشعار فارسی اس طرح گاتے ہوئے پڑھنے لگا تو یہ دونون بہنین کمال شوق سے سننے لگین ؎

درد دلم کہ پیش تو افسانہ بیش نیست
چشم ستارہ را مژۂ خون چکان دہد
رنجد ز سیر باغ مگر در خیال دوست
از جوش لالہ خاک ز خونم نشان دہد
چون دلستان ربود بہ یغما دے کہ بود
کام دلے کہ ہست ندانم چسان دہد
چون خود ز نازکی رقم صنع برنتافت
سعی نظر چگونہ خبر زان میان دہد
خشنودم از سپہر ندانند مگر کسے
کو دل چو من بدلبر نامہربان دہد
رنگ از گل ست و سایہ ز نخل و نوا ز مرغ
ہر جا بہار ہر چہ بود در خور آن دہد

حسن - اس مین غلط بیانی بہت ہے یہ غزل نہین پڑھی تھی -

بہار - پھر کون غزل تھی یاد ہے تمھین -

حسن - ہان ہان - خوب یاد ہے پہلا شعر یہ تھا -

از عاشقان صادقت اے دلستان منم
اول کسے کہ بر تو فدا شد ز جان منم

نہین نہین یہ تو اور شعر ہے ہمین غزل خود یاد نہین آتی -

گیتی - اور سپہر آرا نے کھڑکی سچ مچ کھولی تھی -

حسن - ہم دونون گھوڑونپر سوار دریا کی طرف

جاتے تھے کہ بھروں پر سوار ہو کے ہوا کھاتے ہیں۔ بس راہ میں نظر پڑی پہلے تو تعجب کیا کہ گھوڑے کی سواری کیسی مگر دوسرے تیسرے روز معلوم ہوا کہ ہندوستان بھر سے ان دونوں کی خو بو نہیں ملتی۔

نازک۔ اے ہاں کبھی عورت کو بھی گھوڑے پر سوار ہوتے دیکھا ہے۔

حسن۔ مرہٹوں کے ملک کی طرف سب سوار ہوتی ہیں۔

نازک۔ اچھا ہو گا سنو تو۔

ہر صبح باد صبح بر غان شاخسار
سرمستئ شمیم و نشان نغان وہد

یہ غزل سنکر وہ دونوں بہنیں مست ہو گئیں۔

حسن۔ اے ہے کیا جھوٹ فضول لکھا ہے۔

نازک۔ اے بہن اتنا نہیں سوچتی ہو کہ تمھارے گھر کی بات لکھی ہے اسقدر بھی لکھا تو بہت لکھا۔

نازک ادا نے بقیہ مضمون سنایا آخر کار ایک روز اُس جوان رعنا کے طالع فرخ نے یاری کی اور بخت بیدار نے مددگاری کی کہ اُن لعبتان چینی سرمایۂ نازنینی نے اسکو بلایا اور بہ لطف پیش آئیں بڑی بہن نے باتیں کیں۔

حسن۔ بڑے بے جھجک آدمی ہو جی۔ ماشاء اللہ۔

آزاد۔ (آہ سرد) دل پر درد سے بھر کر۔

غم عشق تو پایانے ندارد　چہ دردست اینکہ درمانے ندارد
جنون را گو کہ سوی ما نیاید　کسی اینجا گریبانے ندارد
اثر در گریۂ مجنون مجوئید　کہ لیلے چشم گریانے ندارد
چہ داند رتبۂ خار مغیلان
بسیہ روزے کہ دامانے ندارد

دس بارہ روز کی آمد و رفت میں دونوں کا دل مل گیا اور دونوں نے پاک بازی کے ساتھ کہا کہ بشرائط چند در چند شادی ہو۔ آخر کار اس عفت مآب بیگم نے یہ بات تجویز کی کہ آزاد۔ روم جائیں اور وہاں سے نیکنامی حاصل کر کے اور غنیم کو شکست دیکے واپس آئیں تو شادی ہو۔ وہ تو عاشق صادق تھا ہی فوراً اس رائے کو منظور کر لیا۔

اسکے بعد اخبار نویس نے آزاد کی کل کارروائیاں اور کارنمایاں اور سختیوں کو اس طرح پر ادا کیا تھا کہ جسنے سنا پھڑک اٹھا اور حسن آرا کے دل کا اسوقت عجب حال تھا اور جب درد و الم اور مصائب و سختی کا حال حسن آرا نے سنا تو آنکھیں اشکبار۔ اور وحشت کی سی حالت ہو گئی۔

السحذر جوش جنون سلسلہ جنبان پھر ہے۔
الاماں خاطر ناشاد پریشان پھر ہے
دامن وادی وحشت مرا دامان پھر ہے
جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے
موج اشکوں سے نظر آتی ہے زنجیر مجھے
پیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

اِن روائیتوں اور اخباروں نے حسن آرا کو آزاد فرخ نہاد کا اور بھی عاشق بنا دیا ایک تو یوں ہی عشق صادق تھا اور یہ بیان اسپر طرہ ہوئے جیسے سونے پہ سہاگہ۔ اب اور بھی شوق کی آگ بھڑکی کہ یا خدا جلد اس یوسف جمال کی صورت دکھا ایک ایک

دن کی جدائی سخت گذرتی تھی دل کو ڈھارس دیتی تھی کہ

غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب
عاقبت روزے بیابی کام را

حسن آرا بیگم دو روز تک اسی اُدھیڑبن مین رہین کہ آزاد سے خط و کتابت شروع ہوا۔ اصرار کرکے لکھین کہ روم سے بعد خرابی بصرہ واپس آئے تو اب اِدھر اودھر سٹرگشت کرتے ہو سیدھے راست آؤ تو ہم تم دونون صنم آرزو سے ہم آغوش ہون اس مصیبت اور پریشانی طرفین کے بعد شاہد مدعا جلوہ دکھائے اور لطف صحبت نصیب ہو آخر کار جب عاشق زار اور محبوب مطلوب کا پتا نہ ملا تو اپنی ہمشیرہ مہربان کے نام بمبئی خط روانہ کیا اور لکھا کہ باجی از برائے خدا بتاؤ تو کہ اب وہان سے کہان چلدئے آئے ہین تو یہ ترسانا کیا معنی۔ خط لکھ کر بھیجا ہی تھا کہ ایک مہری دوڑتی ہوئی آئی اور کہا حضور بمبئی سے شمس النسا بیگم صاحبہ تشریف لائی ہین اور ممتاز دولہ (نواب صاحب بھی آئے ہین) ابھی گاڑیان دروازے پر لگائی گئین۔ پردہ کرایا گیا ہے۔

حسن آرا اور اور ون کو سخت تعجب ہوا۔

کہ اتنے مین بہار النسا نے آواز دی تو شمس النسا بھی آ گئین۔ بمبئی کی شوخ و شنگ بیگم صاحب گاڑی سے اُتر کر چھما چھم کرتی ہوئی اندر تشریف لائین دو مغلانیان دو پیش خدمتین ایک محلدار دو مہریان جلو مین ہمراہ تھین جاتے ہی بہار النسا سے ملین بڑی بیگم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئین۔ وہ انکو دیکھکر نہایت ہی پیار سے دعائین دینے لگین حسن آرا اور روح افزا اور گیتی آرا کو گلے سے لپٹین۔

شمس النسا بیگم بہنون سے بغلگیر ہوئین اور تھوڑی دیر تک بڑی بیگم کے پاس بیٹھکر اِدھر اُدھر کی باتین کین بڑی بیگم نے دو بار مہری بھیجی کہ ممتاز دولہ کو بلا لاؤ۔ کہو۔ مجھے صورت دکھا جائین پھر چاہے دن بھر اپنے یارون دوستون کے پاس رہین۔ دوسری بار مہری لے آئی کہا حضور تشریف لائے ہین حسن آرا وغیرہ لحاظ کے سبب سے اٹھ گئین اور اوپر کمرون مین انکی نشست ہوئی۔

نازک۔ بہار النسا بہن تمنے ہمسے انکے آنے کا ذکر بھی نہ کیا کبھی کچھ تذکرہ ہی اس بارے مین نہین آیا۔

بہار۔ لو اور سنو۔ کچھ سان گمان ہو تب تو کہین۔

حسن۔ اے باجی تو دفعتہ پہونچ گئین اور ہمنے ابھی آپکے نام ڈاک کا نہ خط بھیجا۔ ہمین کیا معلوم تھا کہ یہ یہین موجود ہین۔

شمس۔ پرسون بیٹھے بیٹھے تم سب کے دیکھنے کو جی چاہا۔ بس مین نے بلا کے کہا اب جسطرح ممکن ہو چلو تین دن کا راستہ ہی یہ بھی ہوا کوئی بڑا سفر ہے انکے بھی دل مین کچھ آ گئی اسباب بندھنے لگا۔ ریل پر سوار ہوے اور کھٹ سے یہان آن موجود ہوے

مغلانی۔ حضور ریل کیا اڑن کھٹولا ہے پرندونکو بھی انسان نے مات کیا اس ریل کے سبب سے۔ انکو سنا کرتے تھے کہ انسان پنچھی ہے مگر اب آنکھون دیکھا کہان بمبئی کہان یہ شہر پرسون چلین آج پہونچ گئین واہ ری ریل۔

گیتی۔ کچھ لائی ہو بمبئی سے یا خالی خولی آئی ہو۔

شمس۔ کہتی جاتی ہون کہ بیٹھے بیٹھے اٹھ کھڑی ہوئی۔

نازک۔ اسیواسطے کسیکو اطلاع نہین دی

گیتی۔ اور کیا کہ جسمین کوئی فرمائش نہ کرنے پائے۔

شمس۔ اب سہی جو کچھ کہو منگوا دین ایک خط بھیجنے کی تکلیف ہے

دو پیسے کا خرچ ۔ سو اب وہ دو پیسے بھی خرچ نہین ہوتے جیسے یہ نگوڑا پیسے والا لفافہ چلا ہے۔

نازک تو پہلے لفافہ پر آپ ہی خط لکھتی ہونگی۔

شمس ۔ بہن ہمنے تمھین اچھی طرح پہچانا نہین ۔ شاید۔

گیتی ۔ اے یہ آسمان جاہ ہین انکو اور نہ پہچانو!!!

نازک ۔ کاہیکو پہچاننے لگین غریبونکو ۔ اب تو بمبئی کی ہوا کھائی ہے نہ ورنہ برسون ساتھ کھیلا ہے۔

شمس ۔ آسمان جاہ ۔ یہ تو مردانہ نام ہے۔

حسن ۔ یہ تو سوا مردوہین مردسے کیا کچھ کم ہین یہ۔

شمس ۔ اخاہ ۔ اب مین سمجھی یہ نازک ادا ہین اف وہ برسون بعد دیکھا بہن ۔ کہو وہ بیر والا مکان یاد ہے۔

نازک ۔ (ہنسکر ہان) وہ بھلا بھولنے والا ہے۔

شمس ۔ اب آجکل جعفری خانم کہان ہین بہن۔

نازک ۔ اُنکا ذکر نہ کرو ۔ بس ناگفتہ بہ ۔ وہ تو ایسی خراب نکلین کہ خدا نکرے کسی کی بہو بیٹی ایسی نکلے میان سے آئے دن جوتی پیزار ۔ ہوتی تھی ساس کی ناک مین دم کر دیا محلے بھر سے جھگڑا انکے خالو ابا کے لحاظ سے کوئی بولتا نہ تھا سب طرح دیجاتے تھے۔

بہار ۔ آزاد تو تمھارے وہان کوئی چار پانچ روز ٹکے رہے تھے

شمس ۔ نہین تو وہ اٹھوارے سے زیادہ بمبئی مین رہے جس طرف گلی کوچہ بازار کی طرف سے نکل جاتے تھے اُنگلیان اُٹھتی تھین کہ وہ آزاد پاشا جاتے ہین پارسیون نے اُنکی دعوت کی تھی اُسدن کئی من پھول اُنپر پڑے ۔ پارسیون کی عورتین رنگ برنگ قیمتی ساریان اور بیش بہا پوشاک پہن پہن کر اُن پر پھولون کی برکھا کرتی تھین ۔ صاحب لوگون نے بھی اُنکی دعوت کی بمبئی کے مولویون نے اُنکو بلوایا اور بڑی تعظیم اور تپاک سے اُنکی خاطر اور مہمانداری کی اور اتنی تعریفین ہوئین کہ وہ سنتے سنتے تھک گئے۔

نازک ۔ اللہ ری نازکی ۔ کوئی ہماری تعریف کرے تو ہم عمر بھر سنتے سنتے نہ تھکین وہ ایک ہی دو دن مین تھک گئے عورتون سے بھی زیادہ نزاکت ہے۔

حسن ۔ تمھاری تعریف تو ایک زمانہ کرتا ہے ۔ حسن کی تقریر کی

نازک ۔ آپ بھی بولین ۔ ماشاء اللہ خیر ۔ اور تمھاری۔

حسن آرا بیگم کسی بہانے اُٹھکر دوسرے کمرے مین گئین تو بہار النسا تاڑ گئین کہ خلوت مین آزاد کا حال پوچھنے والی ہین باتون باتون مین شمس النسا سے کہا جاؤ وہان حسن آرا سے باتین کرو ۔ شاید کچھ پوچھنا پچھنا ہو شمس النسا اُس کمرے مین جاکے حسن آرا کے پاس بیٹھین حسن آرا نے کہا باجی سچ کہنا تمھاری کیا رائے ہے شمس النسا تو آزاد کا دم بھرتی ہی تھی کہا بہن جس کی قسم کہو اسکی قسم کھاؤن یہ جوڑی اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے تمھارے لئے ایسا ہی میان چاہیئے جو تمھاری طرح حسن مین لاکھون مین ایک ہو تو علم مین بھی کوئی اسکا مقابلہ نہ کر سکے جس طرح ہمجولیون مین تم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ پڑھی لکھی ہو اُسی طرح مردون مین وہ ہین اُن کے مقابلہ کا کون ہے ۔ اس شہر کی بیگمون مین تم سے زیادہ تربیت کس نے پائی ہے کسی نے نہین اور ایک اس شہر پر غرض کیا ہے مین تو جانتی ہون ملک مین تم جتنا پڑھی ہو ہندوؤن اور مسلمانون مین کوئی لڑکی نہ پڑھی ہوگی ایسا ہی اُن کا بھی حال ہے ۔ پھر جیسے وہ پاکباز ہین۔

ویسی پاکدامن تم بھی ہو۔

حسن۔ یہ تو بتائیے باجی جان کہ وہ دُکڑی اُنکے ساتھ کیسی ہے۔

شمس۔ لے ہے اُسکا ہرگز ہرگز خیال نہ کرنا۔

حسن۔ آخرش یہ تو معلوم ہو کہ اُنکے ساتھ وہ کیون آئین۔

شمس۔ پہلے تو مین بھی کھٹکتی تھی۔ مین سچ کہون مجھے بھی شک ہوا کہ ایسی کمسن اور اسقدر خوبصورت طرحدار اور بانکی بن بیاہی چھوکریان ان کے ساتھ وہان سے کیونکر آگئین کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے مگر جب مین نے خوب دریافت کرلیا اور اُن دونون کو بلوایا اُنسے باتین کین۔ کئی دن انکو اپنے ہان رکھا تب میرا شک بالکل جاتا رہا تم بھی دیکھو تو جی خوش ہو جائے ایسی حسین ہین ایک سے ایک بڑھی ہوئی۔ ایک تو آزاد کی عاشق زار ہے اُس نے آزاد سے پیغام شادی اپنے آپ کیا مگر اُنھون نے صاف ٹکا سا جواب دیا کہ حسن آرا سے وعدہ کر کے آیا ہون اب بھلا تمھارے ساتھ کیونکر شادی کر سکتا ہون بس وہ آگ بھبوکا ہو گئی۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ قیدخانہ بھجوا دیا۔

حسن۔ باجی جان سچ کہنا ہے عاشق صادق یا نہین۔

شمس۔ لے لو اور سنو ہمسے پوچھتی ہو اسمین شک ہی کیا ہے

حسن۔ جہان جہان گیا۔ ہر مقام کی شاہزادیان اور رئیس زادیان عاشق ہو گئین ان سے انکار ہی کیا۔ اور ہمارا ہی نام لیا۔

شمس۔ ایسے ہی سے تو دل لبھاتا ہے ورنہ وہ کس کام کا جو ہر دیگی۔ اچھا ہو آج اس کو بیاہ کل اُسکو عقد

مین لایا۔ ؎

	نشاید ہوس باختن باگلے کہ ہر بامداد ش بود بلبلے	

حسن۔ اچھا تو کچھ معلوم ہوا کہ آخر پھر کیا ہوا قیدخانہ سے کیونکر بچے۔

شمس۔ اسی نے بچایا اُسنے اسنے کہا کہ اب مین تم کو اس زندانِ بلا سے رہائی دلوائے دیتی ہون بس رہا ہو گئے اور پھر اسنے کہا کہ کیون سٹری ہوئے ہو اب بھی مان جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے اسکے بعد آزاد کو فوج مین افسری کا عہدہ دلوا دیا۔ اب آزاد چکر مین آئے۔ بغیر روپیہ کے وہان کیا کر سکتے تھے بڑی مصیبت مین پڑے آخرکار وہی جا کے روپیہ لائی اور دست بستہ اسنے کہا کہ مین تمپر مرتی ہون اور تم مسلمان ہو۔ تمھارے یہان چار شادیان تک جائز ہین مجھے بھی اپنی لونڈی بناؤ آزاد کو اس بات سے نفرت کلی۔ مگر مجبور ہو کر منظور ہی کرنا پڑا

حسن۔ تو کیا شادی ہو گئی ہے۔ کیا نکاح ہو گیا ہے۔

شمس۔ ابھی نہین وہ مجھسے کہتی تھی کہ اگر حسن آرا بیگم اجازت دین تو شادی ہو ورنہ ہم اصرار نہ کرینگے بڑی صاف طینت اور نیک نیت ہے۔

حسن۔ یہ تو ٹیڑھی کھیر ہے ہم تو نہ چاہینگے کہ اس مصیبت کے بعد آزاد کو کسی اور کی بغل مین دیکھین۔

شمس۔ مجبوری ہے اُس نے بھی کارنمایان کیا ہی نوکری اُس نے دلوائی۔ اگر آزاد فوج مین بھرتی نہ ہوتے تو آج پاشا کا خطاب کسکو ملتا۔

حسن۔ یہ تو سچ کہتی ہین آپ۔ ہے تو ایسا ہی۔

شمس۔ اچھا اگر وہ روپیہ سے مدد نکرتی تو کیا ہوتا۔
حسن۔ بیشک یہ تمغے کون لٹکاتا اور نام کون کرتا۔
شمس۔ پس پھر اب تم کو سوچنا چاہیئے کہ تم سے کچھ کم اس کا حق نہین ہے اس بارے مین زیادہ اصرار کرنا نادانی ہے اور خبردار اب تو کہا خیر کہا اب کسی کے سامنے زبان سے نہ نکالنا۔ خبردار۔ خبردار۔
حسن۔ اے توبہ اسی سے تو مین یہان چلی آئی یہ باتین کسی کے سامنے کہنے کی ہین۔ بھلا مجھے تو یہ بھی نہین لازم ہے کہ آپ یا بہار النسا کے سامنے کہون مگر۔

کرمہاے تو مارا کرد گستاخ

شمس۔ آزاد اب آیا چاہتے ہین۔ کیا صورت زیبا اور سراپا سانچے کا ڈھلا ہے کہ تعریف نہین ہو سکتی۔
حسن (مسکرا کر) ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست
شمس۔ وہ دونون سایہ کیطرح انکے ساتھ ساتھ رہتی تھین۔
حسن۔ اس اجنبی ملک مین جائین کہان اور ہان یہ تو بتائیے زبان کون بولتی ہین۔ ہماری آپ کی سمجھ مین اُنکی بولی کاہیکو آئیگی۔
شمس۔ توبہ توبہ۔ وہی گٹ پٹ کیا کرتی ہین بس
حسن۔ دو دولھا بھائی سے تو نہ بنتی ہوگی۔
شمس۔ بڑی موافقت ہے۔ شکر و شیر۔ دونون ایک۔
حسن۔ وہ کیا کہتے ہین۔ ان دونون کی نسبت کیا رائے ہے
شمس۔ وہ تو آزاد کے بھائی بنے ہین جو ہین آزاد ہین۔
حسن۔ اماجان سے بھی ذری تعریف کر دیجئے گا جسمین وہ اور بھی زیادہ خوش ہون کہ حسن آرا کی رائے غلط نہین نکلی
شمس۔ مین سبھی کہدونگی اور تمھارے دولھا بھائی نے خود ہی کہدیا ہوگا۔ بھلا وہ کب چوکنے والے ہین۔

ادھر یہ باتین ہوتی تھین اُدھر نازک ادا بیگم کو شوق چرایا کہ کوئی غزل گائین اور دو گھڑی دل بہلائین بہار النسا بیگم انکے گانے پر عاشق تھین انھون نے اور بھی پر چاٹ دی اور اس شوخ رنگین مزاج نے یہ غزل خوش الحانی سے گانا شروع کی

غلطیدن من که در میخانہ ضرورست — بر نکہت مے لغزش مستانہ ضرورست
مستی گہر از اشک فشاندیم بمستی — یعنی عوض جرم جریمانہ ضرورست
تا نشئہ دو بالا شود بہر تفرج — لیسیدن ور دیۂ پیمانہ ضرورست

اے آنکہ گہے یک دو حرف رقم نوشتی
یاد آوری ربط قدیمانہ ضرورست

شمس النسا بیگم نے جو یہ خوش آوازی سنی تو بیقرار ہو گئین کہا یہ کون ڈومنی آئی ہے کیا گلا پایا ہے۔ ذری اسکو یہان بلاؤ
حسن۔ اے باجی بہار النسا بہن ذری اس ڈومنی کو بھیجدو۔
نازک۔ بہت خوب سرکار حاضر ہوئی ابھی آئی۔
شمس۔ یہ تو نازک ادا بیگم نے جواب دیا۔ ڈومنی کہان ہے۔
حسن (مسکرا کر) اے بہن ڈومنی کو یہان بھجوا دو ذری۔
نازک۔ وہ بڑی ڈھیٹ ڈومنی ہے کسی کی سنتی ہی نہین۔
شمس۔ منہ لگائی ڈومنی رہتی ہین جب ہی نہین سنتی بہن
نازک نے پھر بدستور گانا شروع کیا ہے ؎

چون بادیہ قیس تہی ماند در آنجا
وحشت زدہ چون من دیوانہ ضرورست

شمس۔ اے ہے تمنے بھی کیسا بہکا دیا مین سمجھی سچ مچ کوئی ڈومنی ہی ہے۔ یہ تو نازک ادا ہین خوب گانے لگی ہین
نازک۔ ہمکو ڈومنی بنایا ہے آپ نے یاد رکھئے گا ؎

می خوردن وخوش زلستین دیبہ شکستن
ما بنہا ہمہ در مشرب رندانہ ضرورست

شمس۔ اللہ جانتا ہے خوب گاتی ہو۔

اب سنئے کہ اُنھون نے جو جوش مین آکر گانا شروع کیا تو نیچے تک آواز گئی۔ بڑی بیگم صاحبہ کے پاس اُسوقت انکے اعزہ مین سے کلثوم النسا نامے ایک بیگم صاحب بیٹھی تھین۔ یہ بیگم صاحب گانے کی ازلس شائق تھین۔ بڑی بیگم صاحب سے منا فرمائش کر بیٹھین کہ اس ڈومنی کو بلاؤ بگر بے ساز کے گانا ادھورا ہوتا ہے۔

بڑی بیگم (مہری سے) کیا کوئی ڈومنی آئی ہے یہان بلالو۔

مہری۔ (مسکراکر) حضور ڈومنی یہان کہان ہے۔ یہان تو کوئی ڈومنی دومنی نہین آئی اور نہ گانے کی آواز آتی ہے۔

بڑی۔ مین نے بھی گانے کی آواز نہین سنی ڈومنی آتی تو مجھے بھی ضرور اطلاع ہوجاتی اور تھین گانے کی آواز کہان سے آئی۔

کلثوم۔ لے واہ۔ ایسی بات ہے۔ بھلا ٹھہر جاؤ۔

مہری۔ حضور کہین پڑوس سے آئی ہوگی آواز۔

کلثوم۔ کچھ سٹرن ہے کیا۔ صاف کوٹھے پر ڈومنی گاتی تھی۔

بڑی۔ اچھا کوٹھے پر ڈومنی ہو تو بلالو جا کے۔ کہو بلاتی ہین۔

مہری۔ بہت اچھا حضور۔ مگر آتی تو جاتی کدھر ہے۔

مہری تو خوب واقف تھی کہ نازک ادا بیگم تانین اُڑا رہی ہین جلدی جلدی کوٹھے پر جانے لگی کہ ادھر نازک ادا نے پھر بے تکلفی سے گانا شروع کیا۔ ؎

جشن خانانہ باقبال مبارک باشد
ثروت وحشمت واجلال مبارک باشد

کلثوم اب آواز آئی کہ اب بھی نہین سنائی دیا۔

بڑی۔ ہان سچ تو ہے لطیفن دیکھو تو کون ہے۔

لطیفن حضور مہری گئی ہے بیشک کوئی گارہا ہے۔

کلثوم۔ کوئی امامت ڈومنی کی آواز ہے اور شہری کی ہے۔

مہری جو چھت پر پہونچی تو زینے سے اشارہ کرنا شروع کیا کہ خاموش رہو۔ اب وہین سے انگشت شہادت ہونٹھون پر رکھکر اشارہ کرتی ہے کہ چپ رہو۔ مگر یہان سب کی سب ہنس رہی ہین۔ کیسے آئین! اگر مہری چڑھ گئی کیا۔ کوئی بولی آسیب ہے۔ اب اس زینے کی طرف سے ذرا آنکھ بوجھ کے جانا جب قریب آئی جھلا کر کہا حضور خاموش رہئے اشارے کئے جاتی ہون کوئی سنتا ہی نہین بڑی بیگم صاحبہ کے پاس کلثوم بیگم بیٹھی ہین وہ جو وہان رہتی ہین چھتے کے پاس

نازک۔ (دانتون کے تلے انگلی دباکر) ارے۔

بہار۔ اُنھون نے سنا تو نہین اب نہ گاؤ۔

مہری۔ اے حضور آدھے گھنٹے تک بحث رہی جب آپنے گانا موقوف کیا تو مین نے کہا مجھے تو گانے کی آواز نہین آئی وہ خفا ہونے لگین کہ واہ ڈومنی گارہی ہے مجھے کچھ تو ہنسی آئی اور کچھ دل مین شرم تھی۔

نازک ادا بیگم کو سخت رنج ہوا۔ بہار النسا سے یہ جو آئی ہین انکا ہمکو بڑا لحاظ ہے اب از برائے خدا کسی طرح بات ٹالو جو انکو معلوم ہوجائیگا کہ یہ گاتی تھین تو غضب ہی بپا ہوگا گانا سننے کی بڑی شوقین ہین مگر جہان بہو بیٹی مین کسی نے گانا سیکھا بس آگ ہوجاتی ہین۔

اتنے مین لطیفن نے آنکر کہا چلئے بلا رہی ہین وہ آئی ہین جھپتو دلی

کلثوم النسا بیگم کہن آپکا گانا سن لیا ہیں اب رٹ لگائی ہے کہ انکو بلالو۔ مگر انکو یہ نہین معلوم ہے کہ آپ گاتی تھین وہ تو ڈومنی کبھی ہوئی ہین۔

بہار النسا نے کہا کہ روح افزا کو بھیجدو یہ مجھکے بات ٹال دینگی روح افزا مہری کے ساتھ گئی۔

بڑی۔ بیٹا کوئی ڈومنی بلوائی ہے۔ یہ گانا کون گاتا تھا۔

روح۔ امان جان بغیر آپکے حکم کے ڈومنی کبھی بھی آئی ہے۔

بڑی۔ ہان وہی بہن نے کہا۔ اچھا پھر یہ گاتا کون ہے۔

روح۔ یہی مغلانی کی چھوکری۔ اور وہ جو پر سون چھٹن کی بہن آئی تھی ابھی ابھی اپنے گھر گئی وہ چھٹن سے بھی اچھا گاتی ہی کلثوم نے بے ناحق جانے دیا ہین تو بیچین ہوگئی تھی سنکر۔

بڑی۔ بس اسی لئے بلایا تھا۔ جاؤ بہنون کے پاس۔

روح افزا خوش خوش آئین کل باتین کہنے کو تھین کہ گیتی آرا نے کہا ہم چھجے کے پاس سے سب سن رہے تھے آپکے کہنے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔

مصنوعی مرزا ہمایون فر

سپہر آرا بیگم نے اپنی بہن سے کمرے مین علحدہ باتین کین اور کہا باجی جان میری سمجھ مین آجتک خود نہین آیا کہ یہ کیا اسرار ہے اور کیا ہوا اور تین چار دن سے راتون کو بُرے بُرے خواب دیکھتی ہون کبھی دیکھتی ہون کہ خدا نخواستہ گھر مین کئی جنازے آئے ہین۔ کبھی دیکھتی ہون کہ امان جان کو نصیب اعدا لوگ زبردستی جلا رہے ہین بس یہ خواب پریشان دیکھ دیکھ کے چونک اٹھتی ہون۔ کئی دن سے دو تین فرنگی روز آتے ہین۔ کوئی تصویر دیکھتا ہے کوئی باتین کرتا ہے کوئی پوچھتا ہے کہ فلان سال جب آپ سے کہان ملاقات ہوئی تھی۔

اب کل کا دن اس امر کے فیصلہ کا قرار پایا ہے کہ قبر کھودیجائے یا نہ کھودیجائے حسن آرا کو یہ خبر سنکر بڑا رنج ہوا کہ ابھی تک وہ جھگڑا باقی ہے۔ سپہر آرا سے پوچھا۔ سچ کہنا تم کو بھی کچھ شک ہوا یا نہین۔ وہ مسکرا کے بولی باجی جان مجھے بے اختیار ہنسی آتی ہے شک کاہے کا اور مین نے تو خیر دو رسے دیکھا انکی امان انکی بہنین انکی کھلائیان دائیان کسی کو تو دھوکا ہوتا۔ اب تو باہر آنے جانے کی اسقدر روک ٹوک نہین ہے جیسی پہلی تھی۔ کہتے تھے کہ اگر آپ بلائین تو کسی روز چلا جاؤن امان جان سے کہکر بلوا لیجئے۔

حسن آرا اسیوقت بڑی بیگم کے پاس گئین اور کہا امان جان اب تو شہزادے دولھا باہر نکلتے ہین کل بلوائیے نہ اُس روز سے آجتک آتے ہی آتے رہگئے اُسی دم بڑی بیگم نے مہری بھیجی اب سنئے کہ حسن آرا اور سپہر آرا اور گیتی آرا اور جہان آرا اور روح افزا اور بہار النسا اور شمس النسا اور دو تین اور ہجولیان مہتابی پر ٹھنڈی ہوائین کھا رہی تھین کہ مہری بیتابی کے ساتھ دوڑتی ہوئی آئی اور ہانپتے ہوئے یون کہنے لگی۔

مہری۔ اے حضور۔ اُف۔ مارے۔

روح۔ خیریت ہے یہ اسقدر دوڑکے کیون آئی نصیبن

مہری۔ حضور مجھے بڑی بیگم صاحب نے وہان اس وقت بھیجا تھا سمدھیانے۔ سو مین نے وہان دیکھا کہ بہت سے آدمی جمع تھے سنا کہ صاحب لوگون نے سرکار سے لکھوا منگایا کہ مجھ سے کہا نہین جاتا حضور۔

روح۔ کہو تو کیا لکھوا منگایا ہے۔ آئین!۔ اب چپ ہے اور یہان دل بے قرار ہوگیا۔

مہری۔ حضور میری زبان سے وہ لفظ نہین نکلتا ہین۔

حسن۔ سپہر آرا کے ہان سے آئی ہو نہ پھر وہان جماؤ کیسا۔

مہری۔ اس قدر کا جماؤ ہے کہ عرض نہین کر سکتی۔

سپہر۔ کلیجہ دہل گیا ہے اور یہ کم بخت نہین بتاتی۔ دور ہو میرے سامنے سے۔ اسکی صورت سے مجھے ہمیشہ سے نفرت ہے کیا آگ لگ گئی کوئی جل مرا۔ ڈوب گیا۔ زمین پھٹ گئی مکان ڈھے گیا آخر ہوا کیا بتانے مین کیا تامل ہے۔

مہری۔ حضور سنا کہ تحقیقات جو کی گئی تو شہزادے ہمایون فر نہین ٹھہرے سو اب صاحب لوگ جمع ہوئے ہین اور گھر بھر مین کھلبلی مچی ہوئی ہے۔

حسن (رنگ فق ہو گیا اور مثل پیکر تصویر خاموش۔

روح۔ (چہرے پر ہوائیان اُڑی ہوئین معدوم بجود۔

بہار (سکتے کا عالم۔ سکوت۔ مُہر بر لب۔

گیتی۔ سب کے چہرے کی طرف حیرت کی نظر سے دیکھ رہی تھی۔

جہان۔ باجی جان یہ کیا غضب کی بات کہہ رہی ہے۔

بہار۔ میرے تو حواس ہی ٹھکانے نہین رہے ہین۔

سپہر۔ امان جان سے کہو آدمی بھیجین دریافت کرین کہ کیا بات ہوئی۔ مگر تم لوگ ذرا دل کو مضبوط رکھو از برائے خدا پریشان نہ ہو۔ نہین تو میرا بہت برا حال ہو جائیگا۔

مغلانی (مہتابی پر آنکر) حضور کچھ سنا۔ اوہ۔ ہے ہے۔

حسن۔ امان جان کو خبر ہوئی یا نہین۔ اُنسے تو کوئی کہدو۔

مغلانی۔ وہ کب کی سن چکی ہین۔ نواب منظمت علی خان اور آغا صاحب اور چھوٹے مرزا صاحب کو بلوایا ہے اور عسکری میان انکی (سپہر آرا کی طرف اشارہ کرکے) سسرال دوڑے گئے ہین۔

اتنے مین ایک مامانے آن کر کل حال بیان کیا۔

ماما۔ حضور مین بھی وہین سے آئی ہون۔

روح۔ ہان یہ کیا بات ہے کچھ ڈر تو نہین ہے۔

ماما حضور ہوا یہ کہ آج دس دن سے ہر روز صاحب لوگ اور مجسٹر کیا جانے کیا عہدہ ہے وہ اور انکے افسر جو ہین وہ اور کئی ایک آیا کرتے تھے۔ سو اب وہ لوگ کہتے ہین کہ یہ مرزا ہمایون فر نہین ہین اور اب قہر کو دبائے گی۔

روح۔ ہمین اسکا حال کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ سپہر آرا آخر اس معاملے نے اتنا طول کھینچا اور تم کانون مین تیل ہی ڈالے بیٹھی رہین

سپہر۔ نہین بعضی بات تو زبان سے نکالی نہین جاتی بس سارا پھیرہ ہے کہ کہون تو مان ماری جائے نہ کہون تو باپ کتا کھائے تو کچھ کا معاملہ ہے۔ مگر گھبرانے کی کوئی بات نہین۔

حسن۔ مجھے بڑی تسلی ہوتی ہے کہ جب سپہر آرا خود والسلام زبان سے نکالے اور ذرا بھی پریشان نہو تو سمجھ لو کہ اسمین گھبرانے کی بات نہین ہے۔

روح۔ سپہر آرا ذرا ادھر آنا ہمین تم سے کچھ کہنا ہے۔ روح افزا نے قسمین دے دیکر پوچھا کہ صحیح صحیح حال بتاؤ اب جب سارے زمانے مین ایک بات مشہور ہو گئی تو اسکا مخفی رکھنا کیا معنی سپہر آرا بولین بہن۔ کئی دن سے اسکا ہلڑ تھا کہ ہمایون فر یہ نہین ہین اور وہ ہر روز اسم پڑھواتے تھے اور لوگون کو کھانا کھلواتے تھے دو دو سو بھوکے کھانا کھاتے تھے اور جس نے جو کہدیا وہ مان لیا کسی نے کہا ایک ہندو فقیر بڑا باکمال ہے اُسی کو بلا بھیجا اور مجھ سے آنکر کہا کہ اِس فقیر کا ایک تو کمال یہ ہے کہ زمین سے چار چار انگل اونچا ہو جاتا ہے بیٹھے بیٹھے چار انگل زمین سے اونچا

ہوا اور کسی چیز کا سہارا نہین۔ مین نے کہا اچھا پھر اس سے مطلب تب مجھے قسمین دیکر کہا لوگون کو ہمارے ہمایون فر ہونے مین شک ہے اسی سبب سے ہندو مسلمان جو ملے اور جو کہد ہمین انکار نہین۔

روح۔ تمنے اتنا تو پوچھا ہوتا کہ تم کو تو اپنے ہمایون فر ہونے مین شک نہین ہے۔ یہ تو پوچھنا تھا کہ لوگ شک کیون کرتے ہین۔

سپہر۔ شک کیون کرتے ہین۔ یہ تو اچھی بات آپ نے کہی۔ اے بہن تم ہو کہان ہمایون فر گھوڑے سے گرے زخم ایسا لگا کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے اُسی دم روح پرواز کر گئی۔

روح۔ اچھا تو لوگون کو اسکی تحقیقات کی کیون فکر ہے وہ تو جو ہوا سو ہوا۔ یہ لوگ بیکار کیون خواہی نخواہی کسی کے بیچ مین پاؤن ڈالتے ہین اور سرکار کو اس سے کیا واسطہ ہے۔

سپہر۔ جس شخص نے ہمایون فر بیچارے بیگناہ کو قتل کیا تھا اُسکو پھانسی دیجائے تو کس بنیاد پر۔ پھر سرکار کو بھی خیال ہے نہ کہ ایسا نہ ہو کوئی ایرا غیرا نتھو خیرا روپیہ کی طمع سے ہمایون فر بن بیٹھے۔

روح۔ تمھاری باتون سے پایا جاتا ہے کہ تم کو خود شک ہے

سپہر۔ اب تو جو ہے سو ہے۔ مگر بہن تمھین ایمان کی قسم کسی سے ذرا بھی ذکر نہ کرنا۔ مین سچ کہتی ہون مین نے ابھی تک باجی جان سے بھی ذکر نہین کیا ہے۔ شہزادی بیگم اور خورشید النسا اور قمر النسا سب کو معلوم ہے اور بھی کئی آدمی جانتے ہین۔

روح۔ یہ بھید ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ ماجرا کیا ہے

سپہر۔ بس اب جانے دو۔ یہ گفتگو ہی نکرو۔ اور صبح شام تو سب کھل ہی جائیگا۔ جب سرکار دربار تک بات پہونچی پھر بھلا کیا ہو سکتا ہے۔ باجی جان سے ابھی تذکرہ نہ کیجیگا

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک لونڈی نے آن کر کہا عسکری میان آئے ہین۔ بڑی بیگم صاحب نے حکم دیا ہے کہ جاکے بہار النسا بیگم کو بلا لاؤ۔ بہار النسا اور گیتی آرا دونون گئین۔

بہار۔ عسکری بتاؤ تو یہ کیا ماجرا ہے بھائی۔

عسکری۔ اصل مین حکام کو تو پہلے ہی سے شک تھا اور ایک اُنپر کیا فرض ہے زمانہ بھر کو شک تھا کہ بعد وفات از سر نو اُسی حیثیت مین پیدایش ہو اس کے کیا معنی آخر کار دو حاکم جو ہمایون فر کے بڑے دوست تھے باہر سے آئے ایک تو یہ ہما بدل دیئے گئے تھے وہ آگئے اور ایک پہاڑ پر تھے۔ اُنھون نے جو ان سے باتین کین تو صاف کھل گیا کہ ہمایون فر نہین ہین۔

بہار۔ ہان۔ تمنے کسی کی زبانی سنا ہے یا خود وہین سے آتے ہو

عسکری۔ ابھی سیدھا وہین سے تو چلا آتا ہون۔

بڑی۔ اچھا پھر۔ اب وہ بھی تو کہتے ہین کہ مین ہمایون فر نہین ہون

عسکری۔ وہ تو ابھی تک خاموش ہین مسکرا مسکرا کر رہجاتے ہین

بڑی۔ آخر شہزادی بیگم کیا کہتی ہین یہ حال کیا ہے اس سن مین آجتک ایسی بات سُننے مین نہین آئی تھی۔ سو اب آنکھون دیکھ رہی ہین۔ یا الٰہی ہمارے ہی لیے یہ سب باتین تھین۔

عسکری۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مرنے کے بعد جی جانا کیسا

اور اس کا یا پلٹ کے کیا معنی کچھ عجب گو مگو کا نقشہ ہے۔

بڑی بیگم نے آغا صاحب اور چھوٹے مرزا اور عظمت علی خان کو بلوایا ہے کہ جا کے دیکھو تو یہ کیا گورکھ دھندا ہو رہا ہے

عسکری۔ نواب عظمت علی خان تو ملے تھے وہ بھی حیرتین ہین کہ یا خدا یہ کیا ہو رہا ہے کسی کی سمجھ مین نہین آتا اور کیونکر سمجھ مین آئے کہتے تھے کہ مجھے بلایا تھا مگر مین جانتا ہون کہ اسی نے بلایا ہوگا سو مین بے کہے ہوئے نہ گیا۔

بڑی۔ اب کیا انکے واسطے ہوگا جو یہ ہمایون فر نہ ٹھہرے۔

عسکری۔ ہوگا کیا سزا ہوگی۔ بڑی مصیبت ہوگی۔

بڑی۔ سپہر آرا بیچاری کو زمانے کی گردش ایکدم چین نہین دیتی ذرا مہلت نہین ملتی۔

اب مرزا ہمایون فر مصنوعی کا مفصل حال سنئے دو شخص رو پہین جو انکے دلی دوست تھے جنکا حال پیشتر درج ہو چکا ہے وہ بلوائے گئے ایک میجر ڈاڈ دوسرے مسٹر رائٹ دونون صاحب ضلع اور انکے دو اسسٹنٹون کو لیکر مرزا ہمایون فر کے مکان پر آئے شہزادے نے تپاک سے ہاتھ ملایا مگر سوا اپنے شہر کے حکام کے اور کسیکو نہین پہچانا اور پہچانتے کیونکر کبھی دیکھا ہو تو پہچانین۔

میجر ڈاڈ نے یون گفتگو شروع کی۔

میجر۔ اس مرتبہ پونے دو برس کے بعد ہم آپسے ملا۔

شہزادہ (گھبرا کر) جی ہان عرصہ ہو گیا ابکی۔

میجر۔ آپنے شاید ہمکو پہچانا نہین ہمارا نام یاد ہے۔

شہزادہ۔ اسقدر یاد آتا ہے کہ آپکو کہین دیکھا ہے۔

میجر (حکام کی طرف اشارہ کر کے) شہزادہ صاحب ہمین بھول گیا

صاحب ضلع۔ آپ سے تو بہت بڑی ملاقات تھی۔ اگر وہ بھی کو آپ شہزادے صاحب سے ہی سیکھی ہے مگر تعجب ہے کہ آپ کو بھول گیا۔

شہزادہ۔ میری طبیعت آجکل نادرست ہے۔

رائیٹ۔ ول شہزادہ ہمکو پہچانا یا نہین پہچانا۔

شہزادہ۔ غور سے دیکھ کر مجھے آجکل ذرا کم نظر آتا ہے۔

میجر۔ آپ کے سننے کا طاقت تو کم نہین ہوا۔

صاحب ضلع۔ ہان سن تو سکتا ہے آپ۔ تو جو دوست برسون آپکے پاس رہا اور جس سے اتنے برس یارانہ تھا اسکو آپ بھول گئے اور اسکی آواز تک نہین سن سکتے ہم اب آپسے صاف صاف کہتے ہین کہ آپکی نسبت پوری پوری تحقیقات ہوگی۔ ایک تو آپنے سبکو یہ دھوکا دیا کہ مرزا ہمایون فر زندہ ہو گئے جس کے کچھ معنی نہین اور پھر آپ لاکھون روپیہ کی جائداد پر قابض ہو بیٹھے اور ہم خوب جانتے ہین کہ آپنے بے ایمانی کیا۔

شہزادہ۔ بے سمجھے بوجھے ایسے کلمے ہماری نسبت آپکو زبان سے نکالنی چاہئین

صاحب۔ سچ ہے۔ اگر مرزا ہمایون فر ہوتے تو ہمسے برابر کی ملاقات کرتے اور گو ہم سوچے کہ اس بات مین ہم دخل نہ دین مگر ہم کیونکر دخل ندین۔ مرزا ہمایون فر مار ڈالا گیا پھر زندہ کیونکر ہو سکتا ہے اسکا چھوٹا بھائی اسکا جانشین ہوگا آپ کوئی چیز نہین ہے۔

میجر۔ ہمین بڑا تعجب ہوا اور دنیا مین کسی کو یقین نہین آتا کہ اس صدی مین کوئی مردہ جی اٹھے اور فقیر کی دعا سے زندہ ہو جائے

صاحب (ہمایون فر کے برادر خورد سے) شہزادی سپہر آرا بیگم صاحب کو ہماری طرف سے جھک کر سلام کرے اور بولے کہ ہم کچھ کہنا چاہتے ہین پردہ ہو جائے۔

مرزا ہمایون فر مرحوم مغفور دامت مضمحہ کے چھوٹے بھائی نے

محلسرا مین جاکر اپنی والدہ سے کہا کہ صاحب ضلع آئے ہین اور کل قلعی کھل گئی وہ آپ سے گفتگو کرنے والے ہین پردہ ہو جائے مگر امان کو گئی کیا۔ تو بھائی کے گرفتار کرنے کی نیت ہین ہین۔ اور کہتے ہین کہ آپنے بے ایمانی کی اور آپ سزا پائینگے اب تو صاف صاف کے بغیر بات نہ بنیگی اور صاف کہنے مین کوئی ہرج بھی نہین ہے۔ مگر دو چار بزرگون سے بھی صلاح لے لیجئے۔ شہزادی بیگم نے نواب عظمت علی خان بہادر مرزا نادر حسین بیگ اور شہزادہ گرامی قدر کو بلوایا اور اسنے رائے لی کہ اب کیا کرنا چاہیے معاملہ طول کھینچ گیا اور نازک ہوگیا عظمت علیخان نے کہا آپ خوب جانتی ہین کہ مین آپ کا بھی رشتہ دار ہون اور آپ کے سمدھیانے سے بھی مجھے قرابت قریبہ ہے لیکن مین صلاح کیا دون مجھے تو آجتک خود ہی نہین معلوم کہ یہ اسرار کیا ہے۔ مرزا ہمایون فر قتل کئے گئے۔ اسمین شک نہین ہو سکتا۔ ہم لوگون نے اپنی آنکھون دیکھا چونکہ ایکبار انکے ڈوب جانے کی خبر مشہور ہوئی تھی اور پھر دوسرے تیسرے روز زندہ جیتے جاگتے آئے تو اس مرتبہ بھی لوگون نے یقین کرلیا کہ وہ ابھی تک زندہ ہی ہین لیکن دلسے کسی کو یقین نہ تھا دس پانچ بوڑھی عورتون یا ضعیف الاعتقاد مردون کو شاید پورا پورا یقین آگیا ہوگا مگر فی صدی دو چار کو اور جب ہم شہزادے کو دیکھتے ہین اور باتین کرتے ہین تو شک کی جگہ یقین ہوتا ہے مگر وہی ہین عقل کام نہین کرتی ہم صلاح کیا دین اور صاحب ضلع سے کیا کہین آپ مفصل حال بتائیے تو کچھ رائے زنی کا موقع ہو شہزادہ گرامی قدر نے بھی انکی تائید کی کہا کہ جو بات اسوقت صاحب نے کہی ہے اس سے ہمکو خود اتفاق ہے ہم کہین تو کیا کہین۔ ہمایون فر بیچارے کو خدا بخشے وہ جنت آشیان فردوس مکان ہین اب زندہ ہونا کیا معنی۔

اتنے مین خبر ہوئی کہ بڑی بیگم صاحب کے داماد مرزا صاحب بہتیجے سے آئے ہین اور بڑی بیگم نے انکو بھیجا ہے شہزادی بیگم نے کہا پردہ تو ہے ہی بلالو نا مرزا صاحب بھی تشریف لائے حاضرین سے بغلگیر ہوئے کسی سے مصافحہ کیا بیٹھے۔

مرزا۔ حضرت انوکھی بات انسان کو حیرت مین ڈالتی ہے شہزادہ ہمایون فر کے زندہ ہونیکا دنیا مین کسی ذی عقل کو بھی یقین آئیگا۔ ہان اگر برات کے دن کسی اور کو گھوڑے پر بٹھادیا تھا تو وہ اور بات ہے مگر اسکا بھی خدائی بھر مین کسی کو یقین نہ آئیگا اس بھید کو خدا ہی جانتا ہے ہماری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ معاذ اللہ۔

شہزادی۔ بیٹا مجھسے کچھ کہا نہین جاتا رو کر ہر طرح کی تباہی ہے

مرزا۔ آپ اس موقع پر ذرا استقلال رکھین۔

شہزادی۔ ہے ہے دیکھتے ہو کہ مین کس طرح ہمایون فر کے مرنیکا حال سنتی ہون اور ذرا اُف نہین کرتی مین نے تو کلیجہ پر پتھر رکھ لیا ہے

عظمت علیخان۔ پھر اب کچھ مشورے کا نتیجہ بھی نکلنا چاہیے

مرزا۔ اب کوئی بات تو مخفی رہ نہین سکتی۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

نادر حسین۔ کیا خوب بات آپنے فرمائی ہے۔ اب پوشیدہ اور مخفی رکھنا فضول ہے اور اس سے مطلب کیا نکلے گا۔

شہزادی۔ پھر صاف ہی صاف کہدیا جائے نا اچھا یون ہی سہی

اتنے مین صاحب ضلع نے پھر کہلا بھیجا کہ اب ہم زیادہ وقت نہین دیسکتے اور جسقدر زیادہ توقف ہوتا ہے اسیقدر ہمکو زیادہ شک گذرتا ہے مجبور ہو کر شہزادی بیگم نے صاحب ممدوح کو محلسرا مین بلا

صاحب۔ ہم سلام عرض کرتا ہے شہزادی صاحبہ۔

شہزادی۔ زندہ رہو برخوردار (دبے دانتون)

صاحب۔ آپ انکو ہمایون فر ہی سمجھتی ہین اور آپ کو یقین ہی کہ یہ وہی ہین ہم چاہتے ہین کہ برات کے دن جو لوگ خاص اس بات کے مہتمم تھے کہ شاہزادے کو خلعت پہنائین اور نوشہ کے گھوڑے کے ہمراہ ہین انکو بلائیے اُن سے علٰحدہ علٰحدہ کل حال دریافت کیا جائیگا۔

شہزادی۔ ایک تو انکا خدمتگار تھا رحیم بخش۔ دوسرے باپ کے وقت کا خواص۔ پیر خان۔ یہ دونون گھوڑے کے ساتھ ساتھ تھے اور ایک سپاہی تھا اسکا نام مجھے نہین معلوم اور گھر مین خلعت پہنایا گیا جب باہر گئے تو مرزا اسموءالقدر اور مرزا دارا مرتبت اور منجھلے نواب ساتھ تھے صاحب ضلع نے ان سب کے نام لکھ لئے اور پوچھا کہ انمین سے یہان کوئی حاضر ہے۔ کہا گیا کہ مرزا اسموالقدر اور چھوٹے نواب موجود ہین۔

عظمت علیخان بہادر منجھلے نواب کہلاتے تھے صاحب نے اور سب کے نام طلبی کے خطوط بھیجے اور مرزا اسموءالقدر کو علٰحدہ کمرے مین لے گئے اور میجر ڈاڈ۔ مسٹر رائٹ اور نواب محتشام الدولہ کے مواجہہ مین مرزا اسموءالقدر سے سوال کئے۔

صاحب۔ آپنے دیکھا تھا کہ برات کے دن گھوڑے پر نوشا کون تھا

مرزا۔ بخوبی تمام وکمال۔ مرزا ہمایون فر بہادر میرے سامنے سوار ہوئے تو میرے کانمین مذاق کی ایک بات کہی مین نے کہا اب اسوقت نوشہ بنے ہو ایسی بات نکرو کہ خواہ مخواہ ہنسی آئے۔ بس خاموش ہو رہے۔

صاحب۔ آپ شہزادے سے وہ بات پوچھئے جو انھون نے آپکے کانمین کہی تھی اور خود ایک کاغذ پر لکھدیجئے اور پھر اُنسے کہئے کہ وہ بھی علٰحدہ کاغذ پر لکھدین۔

مرزا اسموءالقدر بہادر نے ایک کاغذ پر پنسل سے لکھدیا اور صاحب ضلع نے اُس کاغذ کو اپنی پاکٹ مین رکھا اب شہزادے کو بلوا کر اُنسے جو کہتے ہین تو وہ آئین بائین شائین بتانے لگے

صاحب۔ آپکو یاد ہونا چاہئے ابھی کل کا بات ہے۔

شہزادہ۔ صاحب میرے ہوش حواس ٹھکانے نہین ہین۔

صاحب۔ اچھا تو آپ پھر تشریف لیجائیے ہم لوگ یہان تحقیقات کرتے ہین (مرزا صاحب سے) دل شہزادے صاحب آپنے کسی کو چھری لگاتے یا تلوار مارتے دیکھا تھا کہ کسی شخص نے مرزا ہمایون فر کو چھری بھونکی۔

مرزا۔ جی نہین مگر جیسے ہمایون فر گھوڑے پر لڑکھڑائے اور مین دوڑ پڑا میرے جانے تک وہ گر چکے تھے اور گرتے ہی سرد ہوگئے

صاحب۔ آپکو یقین ہے کہ وہ ہمایون فر ہی تھے۔ آپ نے زخم لگنے کے بعد بھی اُنکو اچھی طرح پہچانا تھا کہ ہمایون فر ہین۔

مرزا۔ بیشک بہت اچھی طرح اسمین ذرا شک نہین ہوسکتا

صاحب۔ تو آپکو خوب یقین ہے کہ گھوڑے پر مرزا ہمایون فر ہی سوار تھے اور زخم بھی اُنھون ہی نے کھایا اور وہ مر بھی گئے اسمین کوئی شک نہین ہے۔

مرزا۔ جو شک کرے وہ میرے نزدیک عقلمند نہین ہزارون نے دیکھا یا ایک دو نے مرزا ہمایون فر کا زخم کھانا اور لڑکھڑانا اور گرنا اور جان دینا ہزارہا آدمیون نے اپنی آنکھون سے دیکھا

صاحب۔ یہ جو مرزا ہمایون فر بنے ہین۔ یہ کون ہین آپ جانتے ہین

مرزا۔ یہانپر ہماری عقل چکر مین ہے۔ حیرت ہوتی ہے۔

صاحب۔ ہمایون فر ہین یا نہین ہین۔ آپ کی رائے کیا ہے

مرزا۔ ہرگز نہین ہمایون فر کیسے۔ وہ بیچارے قبر مین میٹھی نیند سو رہے ہین یہ سب بناوٹ ہے۔ خدا جانے یہ کون شخص ہے اور اس مین کیا بھید ہے۔

صاحب ضلع نے اسکے بعد مرزا دارا امر تبت کو بلوایا اور مصافحہ
کرکے کہا مجھے آپ کو اسوقت بڑی تکلیف دی آپ معاف
فرمائیے۔ مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ شاہزادی بیگم صاحبہ نے
کیا سمجھکر سب مین مشہور کر دیا کہ یہ مرزا ہمایون فر ہین چونکہ آپ
بھی برات کے مہتمم تھے اور شہزادہ صاحب نے اور شاہزادے کے شمول
مین آپکا بھی نام لیا اس سبب سے آپکو تکلیف دی آپسے گواہی
لی جائیگی جو کچھ آپ کو معلوم ہو وہ آپ بتائین۔

دارا امر تبت۔ مجھے تو برات کا کل حال معلوم ہے جو سوال
کیجیے اسکا جواب دون جہانتک مین واقف ہون جواب شافی
دینے مین دریغ نہ کرون گا۔

صاحب۔ مرزا ہمایون فر بہادر کہان ہین اسوقت۔

دارا۔ اسوقت اسی کوٹھی مین ہین مجھسے ابھی ملاقات ہوئی تھی

صاحب۔ تو برات کے دن جان کس کی گئی اور کون زخمی ہوا۔

دارا امر تبت۔ آپ سمجھتے نہین۔ اصلیت یہ ہے کہ برات
کی تیاری کے وقت ایک مخبر نے آنکر خبر دی کہ مرزا ہمایون فر
کا ایک جانی دشمن جو انکے خون کا پیاسا ہے انکے قتل کی فکر مین
ہے اور چاہتا ہے کہ ور پر دو نہین ہون وہ بے قتل کئے نہ رہیگا۔
صلاح ہوئی کہ گھوڑے پر سوار کراکے لیجانا مصلحت کے خلاف ہے اور
پھر خبر آئی کہ وہ خنجر کو تیز کر چکا ہے اور کئی آدمیون نے بیان
کیا تو یہ رائے قرار پائی کہ یہانسے دولھن کے مکان تک ایک
فنس مین سوار ہو کر جائین اور وہ بند رہے پردہ پڑا رہے
اور سپاہی مسلح ساتھ ہون کسی کو کیا معلوم ہو گا چنانچہ گھوڑے
پر ایک شخص کو خلعت پہناکر بٹھایا اور سہرا اسکے چہرہ پر اسطرح
پر لٹکایا کہ منھ نظر ہی نہین آتا تھا۔ برات چلی تو کسی کو کیا معلوم
کہ ہمایون فر ہین یا کوئی اور ہے اور گھوڑے کے اور گرد ہم ہی
سب لوگ تھے کسی کو کانون کان خبر بھی نہ ہوئی۔

صاحب۔ ویل یہ نیا بات سنا۔ یہ تو دوسری بات ہے۔

میجر۔ مگر یہ کیا سبب ہے کہ شہزادہ انکے دوست لوگ کو بھول گیا۔

دارا۔ صاحب انکے حواس آجتک ٹھکانے نہین ہین۔

صاحب۔ اچھا جب گھوڑے پر ہمایون فر کی عوض دوسرا آدمی
سوار ہوا تو آپ وہان تھا یا کہین اور اسوقت چلا گیا تھا۔

دارا۔ مین ڈیوڑھی مین کھڑا تھا جس مین کوئی آنے نپائے

صاحب۔ اور جب گھوڑا برات مین چلا تب آپ ساتھ تھا۔

دارا۔ کچھ لوگون کو جنمین پردہ تھا سوار کرا دیا۔ کوئی گھوڑے
پر کوئی ہاتھی پر کوئی تامدان پر کوئی کہین کوئی کہین اور ہم
تین چار آدمی گھوڑے کے ساتھ تھے اور جس فنس مین ہمایون فر
تھے اسکی حفاظت اور نگرانی کا بڑا اہتمام کیا تھا۔

صاحب۔ اگر کوئی شخص آپسے کہے کہ اس گھوڑے پر ہمایون فر
ہی تھے تو آپکو یقین آئیگا یا نہین آپکے سامنے تو کوئی اجنبی خلعت
پہنکر سوار ہوا نہین تھا۔ آپ صرف ڈیوڑھی مین کھڑے تھے۔

دارا۔ مجھے تو ہرگز یقین نہ آئے گا مین نے اس آدمی کو بیشک
نہین دیکھا۔ مگر یہ سب باتین میرے علم و یقین مین ہوئی تھین
اور مین خود شریک مشورہ تھا۔

میجر۔ شہزادہ صاحب ایک بات غور کے قابل ہے۔ شاید
مرزا ہمایون فر کے دوستون نے صرف اس خبر کے مشتہر کرنے کی
غرض سے ایسا کہدیا ہو کہ اب ہمایون فر گھوڑے پر نہین ہین
تاکہ جو سنے اسکو یقین آجائے کہ گھوڑے پر ایک شخص دولھا
بنا ہوا سوار ہے اسکا قتل کرنا بیکار ہے۔ وہ تو ہمایون فر ہی
نہین اسکے قتل کرنے سے کیا ملیگا اور اس تدبیر سے ہمایون فر
بچ جائے شاید وہ لوگ یہ امر سوچے ہون آپکی کیا رائے ہے

دارا - بیشک مقتول ہمایون فر نہ تھا ہرگز نہ تھا۔

صاحب - اچھا تو آپ کے ذریعہ سے بالکل نئی بات معلوم ہوئی - اب ہم نواب عظمت علی خان کو بلاتا ہے۔

نواب عظمت علیخان بہادر عرف مجھلے نواب تشریف لائے

صاحب نے حسب معمول الٹنے کہا کہ آپکی گواہی لیجائے گی - جو بات آپنے اپنی آنکھ سے دیکھی ہے اُسکو بیان کر دیجئے اور جو بات بچشم نہ دیکھی ہو اُسکی نسبت کہدیجئے کہ فلان شخص کی زبانی سنی سنائی کہتے ہین یا اگر کسی خاص آدمی کا نام نہ یاد ہو تو یون کہدیجئے کہ لوگون نے ایسا کہا تھا ہم آپ سے یہ پوچھتے ہین کہ مرزا ہمایون فر جسوقت گھوڑے پر سوار ہوئے اسوقت آپ موجود تھے یا نہین نواب صاحب نے کہا سنئے صاحب جو جو سوال کرنے ہون لکھ دیجئے مین اُن سب کے جواب لکھدونگا

صاحب نے یہ بات بہت پسند کی اور یہ سوال لکھوائے

۱ - مرزا ہمایون فر کو آپ پہچانتے ہین یا نہین۔

۲ - برات کے دن آپکے سامنے گھوڑے پر سوار ہوئے یا نہین۔

۳ - یہ صاحب جو اب ہمایون فر بنے ہین کون ہین۔

۴ - مرزا ہمایون فر کے قتل کیوقت آپ کہان تھے۔

۵ - آپنے انکو مردہ پایا یا کچھ کچھ جان باقی تھی۔

۶ - جسوقت ہمایون فر گھوڑے پر سوار تھے آپ ان کی صورت اچھی طرح دیکھ سکتے تھے یا نہین اور دیکھ سکتے تھے تو آپ کو شک تو نہ تھا۔

نواب صاحب نے ان چھ سوالونکے جواب یون لکھے

۱ - مین ہمایون فر کو بخوبی تمام وکمال پہچانتا ہون۔

۲ - برات کے روز میرے سامنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔

۳ - میری خود سمجھ سے خارج ہے - کہ کون صاحب ہین۔

۴ - مین گھوڑے کے قریب تھا مگر دیکھتا اور طرف تھا۔

۵ - بالکل سرد ڈاکٹر نے میرے سامنے کہا کہ اب ذرا جان باقی نہین ہے - گرتے ہی جان نکل گئی ادھر گرے ادھر ٹھنڈے ہو گئے۔

۶ - مین نے انکی صورت دیکھی اور بخوبی پہچانا کہ یہی ہین جب کیا کہ مین ہمایون فر کو نہ پہچان سکتا صورت صاف نظر آتی تھی

صاحب - دل تو آپنے ہمایون فر کو دولھا بننے کی حالت مین قتل ہو کر گرتے دیکھا اور وہ گرے تو پھر بھی پہچانا کہ یہ مرزا ہمایون فر ہین

نواب - بیشک اسمین تو کسیطرح کا شک ہو ہی نہین سکتا۔

میجر - بھلا نواب آپ سچ کہیے ہمسے بالکل صاف کہیے کہ یہ کون شخص ہے اور اسکو شہزادی بیگم نے کیونکر ہمایون فر سمجھ لیا یہ کیا بات ہے۔

نواب - جناب میجر صاحب مین صحیح عرض کرتا ہون کہ مجھے خود حیرت ہے مین کیا جواب دون مگر اسقدر البتہ خیال ہے کہ سپہر آرا کے ساتھ نکاح ہوا ہے خدا اس بیچارے کی عزت رکھے اور یون تو جو ہوا وہ ہوا۔

صاحب - اچھا تو آپکے نزدیک ہمایون فر زندہ نہین ہین

نواب - جناب اسمین تو کسی کو حجت اور انکار کا موقع ہی نہین ملسکتا - ہزارون آدمیون نے ہمایون فر کی لاش دیکھی اور شہر مین کہرام مچگیا مگر خدا جانے کیا ترکیب کر کے ان سبھون نے مل ملکر ایک فرضی اور مصنوعی ہمایون فر قائم کر دیئے اسکا کچھ سر پیر ہی نہین - لاحول ولاقوۃ بھی عجیب زمانہ ہے۔

انکے بعد میان رحیم بخش کا اظہار لیا گیا - اُنھون نے بیان کیا کہ (حضور مالک ہین) اور جو ہوا اسو ہوا اب حضور خدا ئے کا

دوسرا کوئی نہین کہ ہان کوئی مقابلہ کرسکے اُس کا مقابلہ کون کرے اور جو ن کرے سو تباہ ہو جائے اور اسکی کرنی وہی جانے آج اٹھارہ اٹھارہ برس سے نمک کھاتے ہین مگر نمکحرام نہین کہلاتے۔ بس بات ساری اتنی ہے کہ نمک حلال ہین صاحب اور شہزادے تو ایسے گئے کہ بس ہملوگ دل مسوس کر رہ گئے سب کچھ کرتے دھرتے ہی بنتی نہین۔ صاحب نے کہا تمسے اتنا بڑا قصہ نہین پوچھتے شہزادے کا سب حال بتاؤ

رحیم بخش بولے۔ حضور حال حوال کیا عرض کرون۔ حال حوال سب یہ ہے کہ مرے مرے سے دولھا بنے ہاتھی پر سوار جب برات ذرا دور نکل گئی تو بازار مین کسی نے اُنپر سروہی کا ہاتھ چھوڑا۔ ہملوگ سب دیکھتے ہی رہے اب ہمین کیا معلوم تھا خداوند کہ کیا ہونے والا ہے۔

صاحب۔ تمنے ہمایون فر بہادر کی لاش دیکھی تھی۔

رحیم بخش (روکر) ہان خداوند دیکھی کیون نہین تھی

صاحب تمنے خوب پہچانا کہ وہی تھے یا کوئی اور۔

رحیم بخش۔ حضور وہی تھے ہمارے مالک ہمارے شاہزادے

صاحب کوئی کوئی کہتا ہے کہ انکی جگہ پر اور کوئی تھا۔

رحیم بخش۔ حضور غلام کی سمجھ مین نہین آیا کہ کیا کہا۔

احتشام الدولہ۔ صاحب فرماتے ہین کہ بعض لوگون نے ایسا بیان کیا ہے کہ مرزا ہمایون فر گھوڑے پر سوار نہ تھے انکی عوض کسی اور کو بٹھا دیا تھا۔

رحیم حضور یہ کون کہتا ہے منھ بھر تو ہمارے کہے۔

صاحب جب ہمایون فر گرے سب کے پہلے ان کو کسنے روکا اور گرنے کے بعد کسقدر دیر تک زندہ رہے۔

رحیم۔ حضور بس ایک دفعہ ہی گرے کو سنبھالنا مشکل ہو گیا اور جب ہملوگون نے دیکھا تو خون جاری تھا اور جان جاتی رہی تھی بس گرتے ہی دم نکل گیا زخم بہت گہرا تھا اور چھری دور تک پیر گئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب آئے انھون نے دیکھا کہ جان باقی ہے یا نہین کہا مردہے (اب امین کیا ہے) چار پانچ منٹ ہوئے کہ مر گئے (روکر) حضور گھر پلٹ گیا۔ شہر تباہ ہو گیا اب کون رئیس ہے شہر مین

اسکے بعد پیر خان بلوائے گئے اور انکے اظہارات قلمبند ہوئے انھون نے قتل کا حال اسطرح بیان کیا مین گھوڑے کے پاس ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ جب گھوڑا سنہری مسجد کے پاس پہونچا تو میرے ایک دوست نے مجھسے کہا کہ اگر کوئی سبیل ہو ہو تو جا کے پانی پی آؤن مین اس سے باتین کرتا ہی تھا کہ ادھر یہ حادثہ ہوا اور مین نے اسوقت ہمایون فر بہادر کو دیکھا جب وہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور خون برابر جاری تھا اور ڈاکٹر صاحب نے سینے پر ہاتھ رکھکر کہا اب بالکل ٹھنڈا ہے۔ بس حضور کہرام مچ گیا۔

صاحب۔ گھوڑے پر سوار تھے شہزادے یا ہاتھی پر

پیر خان۔ حضور گھوڑے پر سوار تھے وہ تو بڑے شہسوار تھے۔ کیسا ہی شریر گھوڑا ہو تابع ہی کر لیتے تھے۔ لوگون نے کہا کہ ہاتھی پر سوار ہوجیے فرمایا نہین ہم گھوڑے ہی پر سوار ہونگے۔ مگر رہے نام اللہ کا۔

الغرض سب کے اظہار لیکر صاحب ضلع اور میجر ڈاڈو اور مسٹر رایٹ اور نواب احتشام الدولہ بہادر نے باہم مشورہ کیا تو ان چارون مین رایٹ صاحب اور نواب صاحب نے شہزادہ دارام تب کے بیان پر غور کرنے کی صلاح دی۔ مگر میجر ڈاڈو اور صاحب ضلع نے

اس والے کو پسند نہ کیا کہا اسمین بناوٹ پائی جاتی ہے یہ بالکل بے اصل بات ہے ایسا ہرگز نہین ہوا ہے۔ بعدازان صاحب ضلع نے شہزادی بیگم کو کہلا بھیجا کہ اب آپ کو ذرا تکلیف ہوگی۔ آپ وروعدہ باتین سن لین اور انکا جواب دین۔ پردہ کرا دیجیے تو کل باتین چلیکیون مین دریافت کرلیجائین۔ انھون نے نواب منزلت الدولہ کو بلوایا مگر صاحب موصوف نے کہا کہ نواب صاحب کو نہین جانے دے سکتے۔ کیونکہ یہ ایک گواہ مین آپ ہی اظہار لیجیے تو کچھ مضائقہ نہین۔

شہزادی بیگم کو فرط الم سے اس روز غش آگیا اور طبیعت اسقدر بیچین اور بے لطف ہوئی کہ ڈاکٹرون کی صلاح سے اسدن اظہارات ملتوی رہے۔ جب حکام نواب احتشام الدولہ اور پولس وارام تبت اور شہزادے گرامی قدر کی ضمانت لیکر روانہ ہوئے کہ مرزا ہمایون فر کہین بھاگ نجائین تو شہزادی بیگم نے ہمایون فر کو گھر مین بلوایا اور تخلیے مین انسے یون ہمکلام ہوئین۔

شہزادی۔ بتاؤ بیٹا اب کیا کیا جاوے۔ جو رائے ہو۔

ہمایون۔ اماجان صاف صاف کہنا اچھا ہوتا ہے۔

شہزادی۔ کسی وکیل سے پوچھ لو اسمین کچھ ہرج تو نہین۔

ہمایون۔ مطلق ہرج نہین ہرج کیا ہے آخر لوکا تمھارا ہون یا نہین۔ بادشاہ کی اولاد ہون۔ مال اسباب جائداد مکان زروزیور روپیہ سب میرا ہے یا نہین۔ پھر اسمین چوری کا ہیکی ہے آپ صاف صاف بیان کر دین۔

شہزادی۔ اچھا راست راست بے کم وکاست کہدون

ہمایون۔ ضرور اور آپکے کہنے کی نوبت ہی کا ہیکو آئیگی مین خود ہی بیان کردونگا سرکار کو فقط یہی خیال ہی کہ کوئی شخص آپکو اور ہمایون فر کے خاندان کو دہوکا دیکر مال اسباب پر قابض نہ ہو جائے اور اسکا یہان ذکر ہی نہین۔

شہزادی۔ چلو بس اب مجھے ڈھارس ہوئی (روکر) ہمایون فر انکا دشمن تھا۔ ہائے کہین کا نرکھا۔ ادھر کی رہی نہ ادھر کی رہی۔

ہمایون۔ امان جان اب یہی بہتر ہے کہ صاف صاف بیان کردو۔

راستی موجب رضائے خدا ست	
کس ندیدم کہ گم شدہ از رہ راست	

شہزادی۔ تو اب تم خود صاحب سے کہدو جنھین ہمسے پوچھنے کی کسی کو ضرورت ہی نرہے ہم اپنے منہ اور زبان سے کیون کہین۔ ہمین کہتے ہوئے اور بیان کرتے ہوئے بڑا رنج ہوگا ہائے کلیجہ پر پتھر رکھ لیا سِل رکھ لی۔ مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

ہمایون۔ (آبدیدہ ہوکر) ہائے جوان بھائی سامنے سے اُٹھ گیا۔ ہائے ہمایون فر تونے یہ کیا دغا دی دوست بن کے قوت بازو نبکے بھائی بنکے قتل کرگیا۔ اب رونا بھی اچھی طرح نہین آتا آنسو خشک ہوگئے ؎

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال	صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

شہزادی۔ اور لوگون نے کیا اظہار دئے سچ یا جھوٹ

ہمایون۔ دو ایک نے صاف صاف بیان کردیا کہ ہمایون فر مقتول ہوگئے یہ ہمایون فر نہین کوئی اور ہین مگر دارام تبت نے وہ قصہ بیان کیا کہ الامان جسکا سر نہ پیر۔

شہزادی۔ کوئی بات ایسی تو نہین کہی جو اونکے خود خلاف ہو۔

ہمایون۔ جی نہین بہت بچاتے رہے امان جان ہمتو اسوقت سے حکم دئے دیتے ہین کہ ہمکو ہمایون فر کوئی نہ کہا کرے ہمارا نام صاحب عالم فریدون سطوت مرزا انور الدین حیدر ہے۔

شہزادی - ابھی نہین جب حکام سے کہہ لو تب پھر سب مین آپ ہی شہرت ہو جائیگی۔ مگر خیر پھر بہرچہ بادا باد سمجھا جائیگا۔

صاحب عالم فریدون سطوت مرزا نور الدین حیدر شہزادی بیگم سے باتین کر کے باہر آئے انکی مان نے اُنسے کہدیا تھا کہ آج کسی طرح سستی یا رنج ظاہر نہ کرنا ورنہ پھر رعب جاتا رہیگا جاکر عمدًا اور قصدًا احباب سے ہنس ہنس کر باتین کین۔

شہزادہ - اُف آج بہت تھک گئے اُوہ (لیٹ کر)

احتشام الدولہ - اب کہین لیے نہو جئے گا بندے کی ضمانت ہو

عظمت علیخان - جی ہان بندہ بھی پھنسا ہی اور آپکا اعتبار کیا

احتشام - یار خدا کے لئے کہین فرالش ڈانڈے نہ ہو رہنا اسپر بڑا قہقہہ پڑا ایسا غل کہ ایک بوڑھے بزرگ نے آنکھین نیلی پیلی کرکے کہا - واہ وا واہ - ہو ہو - یہان تو خون خشک ہو گیا ہے اور انکو دل لگیان سوجھتی ہین۔

احتشام - قبلہ و کعبہ بہت رو چکے اب کہانتک روئین۔

یاران رفتگان کو کیا روئیے مسرت
کیا تم روانہ سوئے ملک عدم نہوگے

عظمت - قبلہ و کعبہ واقعی ہے تو یہی وقت کہ دن بھر روئیے۔

احتشام - بھائی جان دیکھو خدا کے لئے ہماری عزت رکھنا۔

شہزادہ - جاؤنگا تو کہان جاؤن گا بھئی کوئی ٹھکانا بھی ہے

بھاگے جہان جہان پہ بزاز اور بکٹ ملا
لٹ پٹ کے گھر کو آئے تو گھر کا ٹکٹ ملا

یہی مثل صادق ہوگی۔

عظمت - بھئی تم یہ بتاؤ کہ تم کون ہو واللہ یہان ابتک یہی نہین معلوم ہوا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے اور حضور کون ذات شریف ہین

شہزادہ - واللہ آپ بڑے زندہ دل آدمی ہین۔

احتشام - اور مین تو اسکا قائل ہون کہ جھپٹے داخل دفتر آپ محلسرا سے نکلتے ہی نہین اچھا رنگ جمایا واہ استاد واہ اور مرزا وارام تبت نے تو وہ بےپر کی اُڑائی کہ بس کچھ نہ پوچھو ایکبار صاحب خود چکرا گئے تھے۔

شہزادہ - حضرت کل تک آپ کو سب معلوم ہو جائے گا کہ بندہ کون ہے - ارے بار بڑی حیرت کا مقام ہے مگر مشئیت ما مضے جو شدنی امر تھا اسکو کوئی کیا کرے۔

ہوا جو کچھ سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

شہزادی بیگم نے دوسرے روز اپنے اظہار مین صاف صاف بیان کر دیا کہ جسوقت میرے لال میرے نازون کے پالے نرگسی آنکھون والے شہزادے کو اس موئے سوار نے اللہ کرے کتے کی موت مرے اللہ کرے مرتے دم پانی نہ نصیب ہو - ہائے (ٹھنڈی سانس بھر کر) جب اسنے بیخبری مین ہمایون فر پر تلوار چلائی - اور اس نازون کے پالے پر اسقدر فقرے کہکر بہت روئین اور تھوڑی دیر کے بعد آنسو پونچھکر یون بیان کیا اور مجھے خبر ہوئی تو قلب پر ایسا دھچکا لگا کہ مین کچھ (رونا شروع کیا)

صاحب - بیگم صاحب سبکو بڑا رنج ہوا - مگر خدا کا مرضی

شہزادی - صاحب مجھے تو اس پیرانہ سالی مین انگارون پہ لوٹنا پڑا ہے وہ مین لوٹ رہی ہون اور خدا جانے میری قسمت مین کیا کیا لکھا ہے۔

صاحب - صبر - صبر حضور بیگم صاحب آپ صبر کرین بہت صبر کرین

عظمت مختصر طور پر بیان کر دیجئے یہ حال سنا نہین جاتا۔

شہزادی۔ ہمائی غیرون غیرون کا سنکے کلیجا کانپتا ہے۔

انتظام الدولہ۔ سچ ہے ہمتو ہمایون فر کے عزیز رشتہ دار دوست بھائی ہین۔ غیرون غیرونکا حال بس ناگفتہ بہ۔

شہزادی۔ مین بے اختیار تڑپ کے نفس سے کود پڑی اور دوڑ کے دیوانی کی طرح کبھی ادھر گئی کبھی ادھر گئی۔ اتنے مین لوگ ہٹ گئے اور مجھے جگہ دی۔ بس مین نے ہنوز اچھی طرح لاش کو دیکھا بھی نہ تھا کہ تیورا کے گر پڑی اور غش آگیا ہائے اگر اسیدم مرجاتی تو کیا بات تھی یہ دن کیون دیکھتی مگر رسی مضبوط تھی جان کیونکر جاتی۔

صاحب۔ کسی کا اختیار کا بات نہین۔ کسی کے ہاتھ کا بات نہین۔

شہزادی۔ ہان اختیاری امر ہوتا تو یہ کیون ہونے پاتا بس اب آگے اور کیا کہون اتنی ہی دیر مین گلے مین کانٹے پڑگئے تالو خشک ہوگیا۔

عظمت۔ ہان بہتر ہے کہ اختصار کے ساتھ یہ حال مصیبت بیان ہو۔

شہزادی۔ بس اب اور کیا کہون۔ ہمایون فر اب کہان ہے مقبرہ بھی بن گیا اور اتنے دن بھی ہوگئے۔ اب ہمایون فر کی ہڈیان بھی نہ باقی ہونگی۔ ہائے ان دی میری بیحیائی کس طرح استقلال کے ساتھ باتین کرتی ہون۔

صاحب۔ بیگم صاحبہ دل بہت مضبوط رکھنا۔

شہزادی۔ اب اور کیا مضبوط ہوگا دل تو فولاد ہوگیا۔

صاحب۔ اور کیا ہو سکتا ہے۔ خدا کا بات آدمی کیا ہے۔

شہزادی۔ تو اب تو مجھسے کچھ اور نہین پوچھنا ہے۔

صاحب۔ اب یہ پوچھنا ہے کہ یہ کون ہمایون فر نا کی سوال ہے

(۱) یہ کون ہے جو ہمایون فر اپنے کو کہتا ہے۔

(۲) آپکو دھوکا دیا یا آپ نے اسکو اجازت دی۔

(۳) آپکا چھوٹا لڑکا کا حق محروم رہیگا اور آپکے بعد آدھے کا وہ اور آدھے کا یہ مالک ہو جائیگا اور یہ بڑی بات۔

شہزادی۔ ان تینون باتونکا جواب باصواب سنئے۔

(۱) یہ ہمایون فر نہین ہے۔ مگر اُس سے کم بھی نہین ہے۔

(۲) ہم نے اسکو آپ اجازت دی۔ اس نے کسی کو دھوکا نہین دیا مین نے خود کہا کہ تم اپنے کو ہمایون فر کہو مگر لوگون سے ابھی میل جول کم رکھو جسمین دفعۃً سب پہچان نہ لین کہ ہمایون فر نہین ہے۔

(۳) چھوٹا لڑکا محروم نہین ہوسکتا اسکا اوسکا دونون کا حق ہے آپ لوگ اس بات سے اطمینان رکھین

صاحب۔ دل حضور بیگم صاحب ہمکو بڑا تسلی ہوا۔ مگر کلی طور پر ہم ابھی نہین سمجھا کہ۔ یہ کون شخص ہین۔

بیگم۔ اب صاف صاف سنئے میرے تین لڑکے تھے اور دو لڑکیان۔ پانچ اولادین۔ ہمایون فر کا بڑا بھائی سات برس کے سن مین گم ہوگیا۔ زمانے بھر مین تلاش ہوئی کہین پتا نہ ملا۔ مجبور ہو کر رہگئی کہ اب کیا ہوتا ہے سمجھی کہ کوئی بہکا کے لے گیا۔ برسون اسیکا غم رہا۔ وہ لڑکا ہمالیہ کے پہاڑ پر کسی فقیر کے ساتھ رہنے لگا۔

ایک روز جبکہ وہ فقیر کسی ضرورت سے نینی تال آیا تو اسکو بھی ساتھ لے آیا اور اسکول مین بھرتی کیا چند سال کے بعد اُسنے ایک اخبار مین اپنے بھائی کے قتل کا حال پڑھا۔

بھائی تھا جوش خون کہان جائے

بس وہان سے چل کھڑا ہوا۔ یہان آیا تو رات کیوقت ایک آدمی

سے ملا جو اسکا کوکا ہے۔ کوکا نے اس کو نہین پہچانا مگر وہ پہچان گیا۔ باتون باتون مین اپنا نام لیکر پوچھا بھلا اس کو بھی جانتے ہو اگر وہ تمھارے سامنے آئے تو پہچان سکو یا نہین کوکا نے غور کر کے دیکھا تو ؎

صورت وہی رنگ رو وہی ہے
لہجہ وہی گفتگو وہی ہے

کوئی فرق نہین لگے لگایا اور مجھسے آن کر پوشیدہ بیان کیا اس کے بعد ہم سب کی یہ رائے ہوئی کہ اِسی کو ہمایون فر مشہور کرین اور اسمین کئی راز کی باتین تھین جنسے سرکار کو کوئی سروکار نہین مگر سوچی کہ اسطرح دفعۃً مشہور کردینا اچھا نہین لہذا اس مین بڑا اہتمام کیا گیا اور اب شادی بھی ہو گئی اور اِتنے دنکے بعد آپ لوگون کو معلوم ہوا۔

صاحب۔ ہم بہت خوش ہین بیگم صاحب اب آپ اُن کو ہمایون فر سمجھین اور اُس ہمایون فر کو بھول جائین۔

شہزادی۔ اب مجھے اجازت ہو تو جاکے سو جاؤن اسوقت میرا دل بھر آیا اور میرے حواس برجا نہین ہین۔

صاحب۔ ہم بھی آداب سلام عرض کرتا ہے۔

باہر آکر صاحب ضلع نے میجر ڈاڈا اور مسٹر ایٹ سے کل حال بیان کیا ان دونون کو یقین واثق ہو گیا کہ یہ بیان حلفیہ کذب سے مُعرّا ہے مگر بنظر مصلحت خود اسلئے دریافت کرنا پڑا اور لازم آیا کہ اُس فقیر کو جہان یہ برسون رہے تھے بلوائین اور جس اسکول مین شہزادہ پڑھتا تھا اُس کے ماسٹرون اور پرنسپل سے دریافت کرین اور شہزادی بیگم کے اعزہ کا اظہار لین کہ آیا کوئی لڑکا کھو گیا تھا یا نہین شہزادے کو بلاکر صاحب ضلع علحدہ لے گئے اور کہا اب ہمکو بخوبی معلوم ہوا کہ آپ مرزا ہمایون فر ہی ہین مگر حیرت ہے کہ آپ مرکر کس طرح زندہ ہو گئے شہزادے نے کہا آپ میرا امتحان لیتے ہین امان جان نے آپ سے کہدیا ہو گا کہ اصل حال کیا ہے۔ مین ہرگز ہمایون فر نہین ہون۔ ہمایون فر میرے چھوٹے بھائی کا نام ہے۔ اس بیچارے کی آنسو جاری ہو گئے زندگی نے (آنسو پونچھکر) وفا ہی نہ کی۔ افسوس۔

تحقیقات ضروری کے بعد صاحب ضلع مع اور حکام کے رخصت ہوئے اور ادھر بمبئی والے مرزا صاحب شمس النسا بیگم کے شوہر اپنی سُسرال آئے کہ یہان سبکو کل امور سے مطلع کرین بڑی بیگم کے پاس جاکر اُنھون نے کل چشم دید حالات بیان کیے۔

مرزا۔ لیجئے راز سربستہ کھل گیا۔ صاف صاف۔

بڑی۔ ہمایون فر کی نسبت کیا سُنا سُنایا سب ٹھیک ہے

مرزا۔ کیفیت یہ ہے کہ صاحب لوگ آئے اُنھون نے ایک ایک کا اظہار لیا کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ بیان کیا۔ آخر کار یہ رائے قرار پائی کہ شہزادی بیگم صاحب کے اظہار لئے جائین

بڑی۔ لے ہے کیا دربار مین بلائی گئی تھین۔ کیا کچہری مین جانا پڑا۔ یہ زمانہ جو چاہے دکھلائے۔ میرے رونگٹے اِسوقت کھڑے ہو گئے۔

مرزا۔ جی نہین خود صاحب آئے تھے اور پردہ کرا کے اظہار لیے

بڑی۔ یہ اظہار کاہے کے تھے کہ ہمایون فر ہین یا کوئی اور۔

مرزا۔ جی ہان کئی سوال کیے قتل ہوئے یا نہین آپ کو اس شخص نے دہوکا دیا یا آپ خود دہوکے مین آگئین اُنھون نے کہا یہ تو ہمایون فر کسی طرح سے نہین ہین۔

حسن۔ ارے۔ صاف صاف بیان کر دیا۔ اب کیا ہو گا۔
روح۔ میری کچھ عقل ہی نہین کام کرتی کہ یہ ہے کیا ماجرا۔
بہارہ ابرو کے پاس سب مفصل حال بیان کرو۔
مرزا۔ جی ہان کہتا ہون۔ صاحب لوگون نے سبکے اظہار قلمبند کر لئے اور بڑی بیگم کے اظہار بڑی خوشی سے لکھے اور پوچھا کہ اگر یہ ہمایون فر نہین تو آپ نے مثل ہمایون فر کے اس کو کیون اجازت دی انھون نے کہا صاحب اصل یہ ہے۔ کہ جب ہمایون فر کے قتل کا حال اخبارون مین چھپا تو ان کے بڑے بھائی نے جو کئی برس سے مفرور تھے نینی تال یا خدا جانے کہان دیکھا اور بھائی کے حادثہ کا حال سن کر خون جوش زن ہوا تو وہان سے سیدھے بخط راست یہان آئے۔
مغلانی۔ آغاہ حضور مین تجھی جب وہ بچہ بھاگا ہے تو مین شہزادی بیگم صاحب ہی کے ہان نوکر تھی۔ اُس دن کیسا کہرام مچا تھا کہ مین کیا عرض کرون اور اُسکو کئی برس ہوئین۔ بڑی۔ خدا کا شکر ہے کہ شاہزادہ ہے اور وہی بات اس مین بھی ہے جو ہمایون فر مین تھی ورنہ کوئی ایسا ویسا ہوتا تو اسوقت ہاتھ مل کے رہجاتی۔ سپہر آرا کو اللہ نے بچایا۔

حسن آرا بیگم اور اُنکی بہنین اور نازک ادا بیگم یہ سب ایک مقام پر اس مراہم کی نسبت گفتگو کرنے لگین سپہر آرا نے کہا ہمین منع کر دیا تھا کہ خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا اور اُن کی بھی تاکید تھی اسی سبب سے تو مین کہین آتی جاتی نہ تھی اور نہ وہ گھر کے باہر نکلتے تھے۔ مگر۔

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

ایسی باتین کہین پوشیدہ رہ سکتی ہین آخر کار بات کھل گئی مگر مجھے اب چندان اسکا خیال نہین۔ ہان ہمایون فر بیچارہ جسوقت یاد آتا ہے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتے ہین مگر اچھی طرح اُن نہین کر سکتی۔ نازک ادا بیگم نے کہا۔ صحیح ہے اُن کیونکر کر سکو صاحب عالم کی بغل مین بیٹھکر ہمایون فر کو یاد کرو یہ تمھین کب زیبا ہے اتو جو ہوا وہ ہوا مگر خیر پھر بھی ہم تو یہی کہینگے کہ نتیجہ اچھا ہوا تمھارے حق مین انجام بخیر ہوا ہان ہمایون فر بیچارے کی جان مفت مین گئی۔ یہ بڑا سانحہ ہے مگر اسمین تمھارا کیا قصور یہ تو شدنی امر تھا تم شہزادے کے ساتھ ہی بیاہی گئین وہی حسب نسب۔ نجیب الطرفین شریف الجانبین اولاد شاہ حسن و جمال وجاہت۔ قد و قامت شگفتہ روئی۔ لیاقت تمیز سلیقے مین ہمایون فر سے کم نہین یہ تو سوچو کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کیا ہوتا وہ حالت سوچو کہ گھر بھر کی زندگی تمھارے سبب سے تلخ ہو جاتی اور تم تو خدانخواستہ بس ناگفتہ بہ سپہر آرا بولی تمام عمر گرداب مین رہتی اور موج غم کے تھپیڑے ادھر سے ادھر۔ اُدھر سے اِدھر تہ و بالا کر دیتے مگر خواستہ خدا نہ تھا کہ کسی معصومہ کو بیوجہ مصیبت مین گرفتار کرے۔ اب خدا نے وہ فکر کی کہ ہمایون فر کا نام اچھی طرح زبان پر نہین لا سکتی خوف ہے کہ بہارا جو سنے دو بیچا کہنے لگے۔ ع

خوف سے لیتے نہین نام کہ سن لے نکوئی	دل ہی دل مین تمھین ہم یاد کیا کرتے ہین

جب کبھی یاد آجاتا ہے علٰحدہ جا کے رو آتی ہون اس کے سوا اور کیا چارہ ہے یہ تو آپس مین یہان اس بے تکلفی سے کہہ رہی ہون نہین کسی اور کے سامنے بھلا اسطرح کیونکر صفائی کے ساتھ بیان کر سکتی اور انکے روبرو تو کبھی آنکھ پر نمی یا ابرو پر میل ہی نہین آنے دیتی اُدھر جا کے ادھر جا کے ٹھنڈی سانس کھینچی اور پھر دلکو تسکین دی گذشتہ را صلوٰۃ۔

نام لکھ لکھکر ترا وصلی یہ روز و شب ہجر مین یون دلکو بہلاتے ہین ہم

نازک۔ اب ان باتون سے بھلا فائدہ کیا ہوگا۔

حسن یہ تو فی کیونکر ثابت ہوئی۔ کہو جو تمھارے دل مین ہے وہ دل ہی مین رکھو۔ اسکا اظہار نہ ہونے پہ۔ وہ منہ سے بات بڑی اور چلو زمانے بھر مین مشہور ہو گئی۔

گیتی۔ جوان آدمی کے مرنیکا تو غیر غیر کو رنج ہوتا ہے نہ کہ اپنون کو ہمایون فر کی وفات کا سوگ سارے زمانے کو ہے کوئی ایسا نہین جس کو ان کے مرنے سے قلق نہوا ہو مگر اسکا چارہ کیا اور جس شے مین مجبوری ہے جس مین بس نہین چلتا اُس مین بجز سکوت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

سپہر۔ مین کہتی ہون کہ اب تک درد فراق نے مجھے مار ڈالا ہوتا مگر اب تو اُف تک زبان پر نہین لا سکتی کس منہ سے کہون اور کہون تو کیا کہون۔ کچھ کہون بھی تو کہہ نہین سکتی۔

حسن۔ یہ تو ہم سننا بھی نہین چاہتے کہ تم کچھ کہو مین پوچھتی ہون کہ تم کچھ کہنا ہی کیون چاہو باقی رہا غم و الم کس کا عزیز نہین مرا ہے۔ اور کون نہین مرے گا دنیا مرے گی۔ ہان اگر یہ بات ہوئی ہوتی تو البتہ تمھارا رنج کرنا بجا تھا۔ اب ظاہر کرنا اپنے کو مطعون کرنا ہے۔

سپہر۔ سچ کہتی ہون باجی جان مگر قسم لو جو اسوقت کے سوا اور کبھی یہ باتین زبان پر لائی ہون۔ کیا مجھے آپ نادان سمجھی ہین۔

نازک۔ ایسے مقام پہ سب نادان ہو جاتے ہین اب ان باتون کو جانے دو۔ ہم کچھ پڑھتے ہین وہ سنو۔ مگر شرط یہ کہ دل کے کانون سے سنو۔

سلامی دیکھ تو ہے رنگ آسمان کیسا	غم حسین مین بنتا ہے سب جہان کیسا
ادھر فوج عدو سر کھلے پریشان حال	چلا ہے شام کو زہرا کا کاروان کیسا
خدا سے شرم نہ کی ظالمون نے وا ویلا	نبی کا کر دیا برباد دودمان کیسا

امام کہتے تھے اعدا سے دیکھو بن پانی
بلک رہا ہے مرا طفل نیم جان کیسا

نازک ادا بیگم نے اس اس نازک ادائی سے ان اشعار کو ادا کیا کہ سب بے اختیار رونے لگین اور کئی منٹ تک آنسو کے تار روکے نہ رک سکے۔

نازک۔ ہے ہے۔ کسی روز بہت سناؤنگی کہ تم سب پھڑک پھڑک جاؤ۔ آجتو اسوقت خراش کے سبب سے ذرا گلا صاف نہین ہے۔

بہار۔ ستم جب پڑھو گی خوب پڑھو گی۔

حسن۔ اسوقت اسقدر دل بھر آیا کہ بیان سے باہر ہے۔

سپہر۔ ہان باجی۔ اللہ جانتا ہے میرے قلب کا عجیب حال ہے

نازک۔ مین گھنٹون رویا کرتی ہون گھر پر۔

گویا کو یہ کہین کہ ہمارا ہے یہ محب
ہو روز حشر اتنی عنایت حسین کی

حسن۔ ساتنا پوچھنا بھول گئی کہ اب تو کسی بات کا ڈر نہین ہے۔

سپہر۔ کچھ نہین باجی جان اب ڈر اور خوف نہین۔

شمس النسا بیگم اور روح افزا اور سپہر آرا اور حسن آرا سب سے علحدہ ایک کمرے مین جاکر آزاد کی نسبت گفتگو کرنے لگین شمس النسا نے سپہر آرا نے کھود کھود کر کل باتین پوچھین تو اُنھون نے یون بیان کیا۔ مین بات ساری یہ ہے کہ وہ دل و جان سے ان پر فدا ہین اور یہ اُن کی خوش قسمتی ہے مین نے جو آزاد کو دیکھا تو خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون ایسا جی خوش ہوا کہ بیان نہین کر سکتی ہون نک سک سے درست۔ نوخیز جوان۔ رعنا شمائل زیبا خصائل

پسندیدہ کردار۔ وجیہ۔ شگفتہ رو۔ خوش تقریر اور شاعر اُن کا حال تو حسن آرا سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے۔ جتنے دن وہ بمبئی میں رہے میری روح کو فرحت حاصل ہوتی تھی اور میرا جی چاہتا تھا کہ میں اُن کو کسی طرح وہاں سے جانے نہ دوں مگر زیادہ اصرار کیونکر کر سکتی تھی۔

حسن۔ سپہر آرا کا بھی کبھی ذکر کرتے تھے انکو بہت یاد کرتے ہونگے۔ جب ہمنے کہا تھا کہ تم جاکے روم میں نام پیدا کرو اور جنگ میں شریک ہو تو سپہر آرا نے ہمسے مخالفت ظاہر کی اور بڑی دیر تک رو رو کر اصرار کیا کہ باجی جان جسطرح ممکن ہو ہماری خاطر سے اس اصرار سے درگذرو اور وہ بڑا زور لائی تھیں مگر میں نے ایک نہ سنی۔ ایک بات نہ مانی۔

سپہر۔ واہ بڑا کام کیا تھا بڑی ہیں آپ کہنا تو نچاہیئے مگر دانا مانئے تو کون (موئے دانتوں) شرم تو نہیں آتی۔

روح۔ ہاں کیا تو تمنے ظلم ہی تھا بہن۔ کہاں لڑائی کمبخت کہاں گولی بارود اور کہاں میاں آزاد یہ تم کو سوجھی کیا انوکھی

حسن۔ اب انصاف کرو بہن اگر ہم اسقدر اصرار کرکے نہ بھیجتے تو آزاد کو کون جانتا تھا۔ دنیا میں کوئی اتنا بھی تو نہیں سمجھتا تھا کہ آزاد ہیں کون۔

سپہر۔ تو اتنے ہی کے لئے آپ کو یہ کرنا پڑا کہ اُن کو میدان جنگ میں بھیجا اور مورچے پر جانے کا فتویٰ لگایا۔

حسن۔ لے ہے یہ اتنے ہی کے لئے ہوا۔

گیتی۔ اتنا تو ہم بھی کہیں گے کہ اگر آزاد روم نجاتے تو ابھی اتنا نام نہوتا اور لوگ طعنے دیتے کہ غیر جگہ بھی شادی کی تو گمنام آدمی کے ساتھ۔

حسن۔ اور اب۔ اب بھی کوئی کہہ سکیگا۔

سپہر۔ اب کون کہہ سکتا ہے۔ اب اُن سے زیادہ نیکنام اور کون ہے اب تو ہر طرف آزاد ہی آزاد کا نام ہے۔ وہ بھی بڑی تعریف کرتے ہیں۔ کئی اخبار پڑھ کر ہم کو سنائے اور یہانتک کہا کہ ہم کو فخر کا مقام ہے کہ وہ ہمارے ساڑھو ہوں ایسے ہم زلف کا ہمکو بیشک فخر ہے۔

روح۔ بھلا اتنا بڑا شہزادہ کبھی اپنی زبان سے ایسا کہتا

حسن۔ پھر آپ ہی کہیں۔ اب بتاؤ۔ آزاد کو ہمارا شکرگذار ہونا چاہیئے یا ہمکو اُنکا۔ یہ نام سب ہمارے سبب سے ہوا۔

روح۔ اسمیں تو شک نہیں مگر جان جوکھم تو تھی وہ تو کہو خدا نے بچا لیا اور جو خدا ناکردہ کچھ اونچ نیچ ہوتی تو لوگ کیا کہتے

اب سنئے کہ صاحب ضلع نے کامل تحقیقات کرکے شہزادی بیگم کو اطلاع دی کہ گورنمنٹ کو اب اسمیں اصلا شک نہیں کہ یہ ہمایون فر کے بڑے بھائی ہیں اب سرکار کو اُن سے یا آپ سے کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہے۔

صاحب عالم نے اپنے طرز پر گھر کا انتظام کیا اور دوسرے روز حسب الطلب اپنی سسرال آئے بڑی بیگم نے لڑکیوں کو بلا کر سمجھا اور سکھا دیا تھا کہ خبردار کوئی کلمہ اس قسم کا زبان پر نہ لانا جس سے غم یا رنج ثابت ہو اور ہمایون فر کا مطلق ذکر ہی نہ ہو ورنہ ان کے دل پر بڑا شاق گذریگا اور بھائی کے غم کا زخم از سر نو تازہ ہو جائے گا۔

حسن آرا نے سپہر آرا کو علیحدہ لیجا کر سمجھا دیا تو وہ بولیں باجی تمھارے نزدیک تو آج یہ نئی بات ہے اور یہاں اتنے دن رہتے سہتے گذرے اب خیال ہی قریب نہیں آنے پاتا۔ تم مجھے سکھاتی کیا ہو۔ جب صاحب عالم کی سواری بڑی بیگم کے دردولت پر پہونچی اعزہ نے

باہر کو ٹھی مین بٹھایا۔ تو اضع تکریم کی مُلسر مین خبر آئی بڑی بیگم صاحب نے اندر بلوایا۔ مگر جس خوشی اور تپاک سے داماد عروس کے گھر مین جاتا ہے اور جس شوخی اور پیار کے ساتھ سالیان دلگی مذاق اور چہل کرتی ہین اُسکا کہین پتا ہی نہ تھا۔ شاہزادے نے بڑی بیگم کو جھک کر سلام کیا اور قریب جاکر بیٹھے ادھر اُدھر سے سالیان تاک جھانک کرنے لگین۔ مگر کسی قدر افسردگی کے ساتھ ہمایون فر کی تصویر سامنے کھنچ گئی۔ حسن آرا کا دل بھر آیا۔ ہر در و دیوار سے مرزا ہمایون فر ہی کی صورت نظر آتی تھی۔ روح افزا بار بار بہنوئی پر نظر ڈالتی اور دل ہی دلمین کہتی تھی کہ اللہ اللہ اسقدر مشابہت بالکل ہمایون فر ہی ہین ذرا فرق نہین۔ گیتی آرا کی آنکھین فرط الم سے پُرنم ہو گئین مگر نیچی نظرون سے زمین کی طرف دیکھنے لگی تاکہ مبادا بہنین انکو روتے ہوئے دیکھین تو ان کی آنکھون سے بھی آنسو جاری ہو جائین۔ بہار النسانے جو ہمایون فر کے ساتھ بچپن مین کھیلی ہوئی تھین انکو غور سے دیکھا تو حسن آرا کے کان مین کہا۔ بہن انکو تو مین جانتی ہون اے یہ صاحب عالم ہین جب مین اور ہمایون فر بچپنے مین کھیلتے تھے تو یہ ہم دونون سے الگ الگ رہتے تھے ان کی مان شاہزادی بیگم کہا کرتی تھین کہ ہمایون فر کی سب سے بنتی ہے مگر اسنے کیا جانے کیسی طبیعت پائی ہے کہ کسی برابر والے سے میل نہین ہے

حسن۔ پھر تم پردہ کیون کرتی ہو۔ سامنے کیون نہین ہوتی ہو۔

بہار۔ اے واہ۔ مان نہ مان مین تیرا مہمان وہی مثل ہوئی۔

گیتی۔ (آنسو ضبط کرکے) اے بہن سپہر آرا کہان ہین۔

حسن۔ وہ پلنگ پر بیٹھی ہوئی تصویرین دیکھ رہی ہین۔

گیتی۔ چلو انھین کے پاس چلکے بیٹھین۔ انکو اکیلا نہ چھوڑ دو۔

حسن۔ آپکی بھی کیا باتین ہین وہ تو اُٹھ نہین کرتی اور وہ کیا آپ خواہی نخواہی چھیڑتی ہین جس مین ملول ہوتی ہون تو ہو جائین۔

بہار۔ ہان تمنے یہ میرے دلکی بات کہی۔ گھڑی گھڑی یہ کہنے سے کیا مطلب نکلتا ہے۔ اب تو پُرانی بات ہوگئی اسکو دلسے بھلانا چاہیے یا بار بار اُسی کا ذکر کرنا چاہیئے۔

گیتی۔ میرا اسوقت بے اختیار دل بھر آیا اُوہ۔ توبہ۔

روح۔ ایسا نہ ہو وہ اپنے دلمین بُرا مانین کہ یہان کیا آیا کہ شہر خموشان مین آیا کوئی بولتا ہے نہ چالتا ہے امی جان جی خاموش بیٹھی ہین اور ہم سب الگ بیٹھے ہین۔

حسن۔ بہار النسا بہن کو ذرا دیر کے لئے جانا چاہیے تھا۔ آخر اسمین عیب کی کونسی بات ہے اور آج کوئی غیر تو یہان ہے ہی نہین کہ ہنسیگا۔ ایک نازک ادا تھین سو وہ بھی اب نہین ہین۔ امّان جان بُرا ماننے سے رہین۔

روح۔ ہان ہان۔ باجی جاؤ۔ سچ تو کہتی ہین۔

گیتی۔ اے ہان ہم ہی سب ہین یہان یا کوئی غیر ہے جو دس گھر مین جاکے ہنسیگا۔ پھر جانے مین کیا چوری ہے تم کو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ آج برات کا دن ہے اور دولہا گھر مین آیا ہے برات کے دن دولہا سے پردہ کرنا کیا معنی۔ بہار النسانے کہا اچھا اگر تم سبکی یہی رائے ہے تو کیا مضائقہ پہلے تو آئینہ کے پاس گئین اور کئی منٹ تک اپنی صورت دیکھا کین حسن آرا اور روح افزا اور گیتی آرا سب لئے واقف تھین کہ دن رات نکھرنے کے سوا انکو اور کوئی کام ہی نہین آئینہ مین صورت دیکھی تو پسند آئی پانی منگوا کے مُنھ دھویا۔ پھر بناؤ چناؤ کیا۔ اب ڈوپٹے

کے بدلنے کی فکر ہوئی منلانی سے کہا یہ ڈوپٹہ نہ بہنین گے دوسرا لاؤ اسپر روح افزا اچھلا کر بولین ملے باجی از برائے خدا اس خطت درگذر واے واہ۔ اس ڈوپٹے مین ہوا کیا ہے خاصہ اچھا ڈوپٹہ ہے۔ مگر آپ سے کہے کون حسن آرا اور گیتی آرا نے قہقہہ لگایا تو صاحب عالم نے ادھر نظر ڈالی اور خوش ہوئے کہ مگر سونا نہین ہے قہقہے کی آوازین آتی ہین گو طرح طرح کے خیالات نے انکو ازبس ملول کر دیا تھا اور انکا دل بھی قابو مین نہ تھا مگر گھر سے عہد کرکے آئے تھے کہ انتہا سے زیادہ ضبط کرونگا اتنے مین ڈوپٹہ بدل کر اور دولھن بنکر بہار النسا جھم جھم کرتی ہوئی کمرے سے نکلین صاحب عالم نے دیکھا تو ؎

پائجامہ گلابی اطلس کا ۞ عطر جس مین لگا ہوا خس کا

نظر غلط انداز سے کئی بار دیکھا تو اس عروس نازنین کا جمال مبین بہت بھایا اور پسند آیا۔ بڑی بیگم کے بشرے سے ظاہر ہوتا تھا کہ انکو بہار النسا کا اس بے تکلفی سے باہر آنا برا معلوم ہوا۔ بہار النسا نے صاحب عالم کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ پہچانا یہ ونگ کہ یا الٰہی یہ پری پیکر مجھے کیونکر جانتی ہے غور کرکے دیکھا کہا جی نہین مین نے نہین پہچانا لاکھ سوچتا اور غور کرتا ہون کہ کہان دیکھا تھا کب دیکھا تھا مگر ذہن نہین لڑتا اور ہان تو جانتا ہون کہ دھوکا ہی دھوکا ہے بہار النسا نے مسکرا کر کہا (بجا ہے) اتنے مین بڑی بیگم بولین سچ تو کہتے ہین بیٹا تمنے انکو کہان دیکھا ہوگا بھلا یہ پہچانین توکیونکر پہچانین۔ بہار النسا بولین اَتی جان یہ بجا ہے بھول گئے ہون ہم تو نہین بھولے ہین ابھی تک انگلی مین نشان باقی ہے یہ آپ ہی کی عنایت ہے اب بھی نہین یاد صاحب عالم نے غور کرکے کہا۔ ہان ہان سچ کہا۔ اوہ برسونکی بات ہے مین نے اب بخوبی پہچان لیا۔ بہار النسا بیگم مین دونون بہنین ہمارے ساتھ کھیلا کرتی تھین۔ کچھ ٹھکانا ہے کتنا عرصہ ہوا۔

بہار النسا گو دلگی سے پاک اور نیت کی صاف تھین مگر انکے مزاج مین غرور حسن نے بہت دخل پایا تھا اور جسوقت اپنی پسند و مرضی کے موافق بناؤ چناؤ کرتی تھین اُسوقت گلوسوز حسن اور ادائے رنگین کے اظہار کا کمال شوق چرّاتا تھا اور یہی جی مین آتا تھا کہ کوئی دیکھے اور تعریف کرے صاحب عالم شہزادہ قمر طلعت کے دکھانے کے لئے کوئی ادا باقی نہ رکھی گو مارے شرم کے ذرا چار آنکھین کرتے ہوئے سحاظ آتا تھا مگر نظر غلط انداز ہی ستم ڈھاتی تھی۔

بہار النسا۔ ہماری بہن جیسے انکے یہان گئی بالکل دُبلی ہوگئی

شہزادہ (مسکرا کر) جی درست ہے آپ تو ایسا ہی کہا چاہین

بہار۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے۔ بہن دُبلی ہوئی ہے۔

شہزادہ۔ خدا خدا کیجئے صاحب دُبلا ہونا کیا معنی۔

بہار۔ اچھا سپہر آرا جو کہدین وہ صحیح ہے بس۔

شہزادہ۔ وہ تو خواہ نخواہ اپنی بہنونکی سی کہینگی۔

بہار۔ یہ کاہے سے معلوم ہوا وہ تو سسرال کا دم بھرتی ہے

شہزادہ۔ واہ یہ باتین ہین اچھا خدانخواستہ آپ نے کیا دبلاپن دیکھا اور یون تو قاعدہ ہی ہوتا ہے کہ سسرال والے خواہ مخواہ مورد طعن ہوتے ہین۔

بہار۔ تو ہم سسرال والون مین نہین ہین جی۔

شہزادہ۔ کوئی اور بھی کہتا ہے یا آپ ہی کی رائے ہے۔

بہار۔ تو تم لڑکے کس برتے پر ہو ہماری بہن کا جو حال ہم کو معلوم ہے تم کو معلوم ہوسکتا ہے کبھی پہلے دیکھا تھا پھر بھلا ہم سے حجت کیا معنی۔

بڑی بیگم تو تھوڑی دور پر ایک اور بوڑھی عورت سے آہستہ آہستہ باتین کرنے لگین اور ادھر انکو باتین کرنے کا موقع ملا جیسے بہار النسانے یہ فقرہ کہا (پھر ہمسے حجت کیا معنی) ویسے ہی کمرے سے آواز آئی (گدھا ہین کیونکر ثابت ہو) یہ گرما گرم فقرہ سنتے ہی بہار النسا ہنس پڑی اور کمرے سے بھی کئی کمسنون کے قہقہے کی آواز آئی اور صاحب عالم منھ پر رومال رکھکر مسکرائے اور اسقدر جھیپے اور عرق ہائے کہ بیان سے باہر۔

شہزادہ جس نے ہمین گدھے کا خطاب دیا ہے انکی صورت تک سے ناواقف ہین شوخی اور بے تکلفی تو اسی کی مقتضی ہے کہ رخ انور کی جھلک دکھا دین۔

آواز۔ پھر گدھے پن کی لینے لگے ایک نشد دو شد۔

شہزادہ (بہار النسا سے) یہ کون ہین بڑی گرما گرم بڑی تیز بڑی مقرر بے تکلف معلوم ہوتی ہین۔

آواز۔ بہار آرا کہتی ہین ہمکو انکی بات پر ہنسی آتی ہے۔

شہزادہ۔ یہ گھونگھٹ کیا معنے اے صاحب خاموش۔

آواز۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ بس خبردار۔ زبان سے بھی ان میاں کو لیتا نہین ہے کہتے کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہے۔

شہزادہ۔ آپ کا سا معرا اور لسان تو کوئی شاذ ہی ہو گا ناظرین شاید سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کون شوخ بیباک اس بے حجابی اور لگاوٹ بازی اور زبان درازی سے گفتگو کرتی تھی حسن آرا کی یہ تقریر نہین انکی شوخی بھی مستعلیق ہے۔ سپہر آرا یہ کلمہ صاحب عالم کے حق مین بھلا کیونکر زبان پر لاتی اور روح افزا گو مزاج کی تیز ہین مگر اسقدر بے جھجھک نہین گیتی آرا کے زبان آور ہونے مین شک نہین لیکن اسقدر ڈھیٹ نہین ہے۔ یہ نازک ادا بیگم ہین۔ جانے کو تو گھر گئین مگر رہا نہ گیا دوسرے روز واپس۔ آج آئین تو سُنا کہ صاحب عالم تشریف رکھتے ہین۔ یہ بھلا بے آوازہ کسے پھبتی کہے کب رہنے والی تھین حسن آرا نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر انھون نے ایک کی نہ سُنی اور موقع پاکر تڑ سے بول ہی اُٹھین۔

اب سنیئے کہ جب نازک ادا اور صاحب عالم مین سوال و جواب ہونے لگے تو روح افزا نے کہا چاہے جو ہو مین تو تمھارا نام بتا دونگی خدا جانے وہ کیا سمجھین۔

نازک۔ اخاہ۔ کیا چوری پڑی ہے مجھے ہو تم۔!

روح۔ اللہ جانتا ہے ہم نام لے دینگے جسمین تمھارے سبب سے کوئی اور تو مفت مین بدنام نہ ہو۔

نازک۔ اے روح افزا ہمت کہتی تو تم ہو اور نام سب کا ہو گا کہو تو اپنا نام لیکر کہو یہ تمھارے سبب سے کوئی اپنے کو کاہے کو بدنام کرنے لگا۔

روح۔ ہمارا نام تو نازک ادا بیگم ہے بہن۔

شہزادہ۔ اخاہ۔ یہ کہیئے۔ نواب آسمان جاہ تشریف فرما ہین۔

حسن (ہنسکر آہستہ سے) انکے نام سے کون نہین واقف ہے

روح۔ اب بولو۔ بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی تھین۔

گیتی۔ اچھی دھری گئین۔ اسوقت روح افزا نے بڑا کام کیا

شہزادہ۔ جب ہی مین سوچتا تھا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے یہ کون شوخ و شنگ بیگم صاحب ہین چٹاخ پٹاخ زبان ہے کہ فراٹے بھرتی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ نازک ادا بیگم صاحب تشریف رکھتی ہین۔ مزاج شریف۔

نازک۔ روح افزا دیکھو اسدر جانتا ہے تم کسی کا نام مفت مین لیکر لڑائی مول لیتی ہو اور پھر ہم اگر۔

روح۔ وہ تو گفتگو ہی سے پہچان گئے ہونگے۔

شہزادہ۔ آپکے کہنے کی ذرا ضرورت نہین ہے مین انسے خوب واقف ہون ماشاء اللہ بڑی گویا ہین اور مجھے تو اسوقت کمال مسرور کیا اسقدر تعریف کی کہ میری زبان اُسکے شکریہ سے قاصر ہے (مسکرا کر) تسلیم عرض ہے۔

نازک۔ اب کیا کچھ اور سننے کا قصد ہے۔

شہزادہ۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا کہیئے گا۔

نازک۔ پھر اب سننے کو جی چاہتا ہو تو ویسا ہی کہدو۔

شہزادہ آپسے جیتنا یا عہدہ برآ ہونا یہ تو محال ہے۔

نازک۔ سسرال مین آنکے بے سنے جانا کیا معنی۔

شہزادہ۔ اسمین کیا شک ہے۔ پھر سنا تو چکین آپ۔

بہار۔ مین تو دنگ ہوگئی۔ کہ یا اللہ یہ کون ہے کیسا پیڈھرک کہہ اُٹھین پھر جب آواز سنی تو پہچان گئی کہ سوائے نازک ادا بیگم کے اور کون ہوگا۔

نازک۔ مین نے سنا ہے آپ تو خوب نکھر سنور کے گئی ہین۔

بہار النسا (جھیپ کر) اب تمسے کون (شرما گئین۔)

نازک۔ ہان ہان۔ کہو کہو۔ کون۔ کہکے رکگئین۔ بس آخر جب دلہن چور نہین ہے تو شرمائین کیون۔ یہان سبکی سب ہنس رہی ہین کہ بہار النسا بیگم نے تو بے نکھرے ہو قدم نہین اُٹھایا۔

بہار۔ اچھا پھر تم کو کاہے سے رشک ہوتا ہے۔

شہزادہ۔ جلی آئیے نا مضائقہ کیا ہے۔

نازک۔ اللہ اللہ اتنو دہی شل ہوئی کہ پہونچا دیتے ہی ہاتھ پکڑ لیا۔ انھین سے باتین کیجیئے۔ بس اگر ہوس ہے تو ہمین قدر بس ہے۔

شہزادہ۔ خیر خوشی آپکی مگر ہمکو رنج ہوگا کہ ایک ذراسی بات مین انکار کیا۔ جیسے وہان بیٹھی ہین آپ ویسے یہان بیٹھیے

نازک۔ پھر وہی۔ اب کہو گے صلواتین سناتی ہو۔

شہزادہ۔ وہی کے بعد کہیئے تا وہی گدھا ہین ہمارا۔ خیر اب گدھے ہین یا جو کچھ ہین مروت کے یہی معنی ہین۔ کہ اتنے ستانے کے بعد یہان تشریف لائیے۔

زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم
زالتفات بہ مہمان سرائے دہقانی

روح افزا نے نازک ادا کو چھیڑنا شروع کیا اور چونکہ سب تجولیان روح افزا ہی کی طرف تھین اس سبب سے نازک ادا کی دال نہ گلی۔

روح۔ پھر انکے دماغ کیونکر نہ ہون جب شہر بھر کے شہزادون اور نوابونکی زبان پر انکا نام رہتا ہے تو یہ جسقدر غرور کرین بجا ہے۔

نازک۔ اے تم کاہیکو رشک کرتی ہو۔

روح۔ انکے کہنے کا اسوقت کوئی بُرا نہ ماننا۔

گیتی۔ ہان اسوقت سب کو برطرف کر کے آئی ہین۔

اس فقرہ پر بڑا قہقہہ پڑا اور سبکی سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑین مگر ایک دیہاتن جو دو تین دن سے یہان نوکر تھی اسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ قہقہہ کس بات پر پڑا سادگی کے ساتھ گیتی آرا سے سبب دریافت کیا تو وہ ہنس کر بولین اے لو انکو ابھی یہی نہین معلوم کہ یہ ہنسی کاہے کی ہے۔

نازک۔ کون۔ بی شکورن۔ یہ بیچاری بھلا کیا سمجھین۔

روح۔ کشمیری بھانڈ نقل کیا کرتے ہین کہ ایک رئیس کے دماغ پر گرمی جو چڑھ گئی تو سویرے اُٹھتے ہی جو جاتا ہے اسکو پھاڑ کھاتے ہین خدمتگار نے جھک کے سلام کیا اور وہ چراغ پا ہوئے۔

شکورن۔ کیا ہوے۔ کیا ہوے۔ چراغ۔ کیا۔!

نازک ۔ اب تم تو بہن الٹے وہ باتین کہتی ہو جو اچھی اچھی شہر والیونکی سمجھ مین بھی نہین آتین ۔ مکڑی مردانی بولی ۔

روح ۔ مطلب یہ کہ جسنے بات کی اُسکو پچھاڑ کھایا ۔ خواص آکی بندگی حضور تو فوراً بگڑ کر کہا ۔ تم برطرف ۔ مصاحبون نے فراشی سلام کیا ۔ بولے تم بھی برطرف اسیطرح سبکو برطرف کرتے کرتے یہانتک نوبت پہونچی کہ اپنی جورو تک کو برطرف کر دیا ۔

شکورن ۔ یہ کسکو برطرف کرکے آئی ہین انکے جورو کہان ۔

روح ۔ واہ ۔ کیا یہ مرد ہی نہین ہین لے یہ تو سوا مرد ہین ۔

نازک ۔ اے بہار النسا بہن کچھ باتین کرو ۔ خالی خولی بیچاے بیٹھے مکھیان مار رہے ہین نہ کچھ بولین نہ چالین اور کچھ نہین تو چہر خاہی کہین سے منگوا دو ۔ کا تاہی کرین ۔

شہزادہ ۔ اب آخر پردے سے گفتگو کب تک ہوا کرے گی باہر آیئے روبرو دو بدو گفتگو ہو ۔

لے توکل تو ہے اللہ کو مُنہ دکھلانا
آج مُنہ ہم کو دکھاؤ گے تو احسان ہوگا

نازک ۔ بے صبری ۔ اب سوال کیا ہے تو مراد پا چکے

بے سوالِ صبر کے دولت اگر پیدا کردن
مثل گل بے منتِ مخلوق زر پیدا کردن

شہزادہ ۔ واہ تونکی درگاہ سے سائل کہین محروم جاتے ہین

جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

اور تبون پر یہان ایمان لائے ہوئے ہین ۔

نازک ۔ مجھے تو کچھ بڑے لسان بڑے زبان آور معلوم ہوتے ہین ۔ اتنک یونہی بھیگی بلی بنے ہوئے بیٹھے تھے مگر اب معلوم ہوا کہ پیٹ مین گن بھرے ہوے ہین مگر واہ ری ادا ؎

کھُب گئی دلمین یہ کس خنجرِ مژگان کی ادا
دل تڑپتا ہے جُدا ٹکڑے جگر ہوتا ہے ۔

روح (دانتون کے تلے انگلی دبا کر) ہایئن!

گیتی ۔ (متحیر ہوکر) بس حد ہوگئی!!! ارے توبہ!

شہزادہ ۔ صاحب ہم آپسے ہارے ۔ بیشک ہار گئے ۔

روح ۔ اوہ یہ الٹے اسقدر بے جھجک کہا کیونکر گیا ۔

نازک ۔ اسکی سند نہین کہ ہاری ہاری پکارنے لگے ۔ جب جانین کہ اسکے جواب مین کوئی ایسا ہی پھڑکتا ہوا شعر کہو ؎

ہمد موکشتہ ہون تیغ نرگس بیمار کا ۔ ؛ اُٹھ رہاہن خم پر یان خندۂ مستانہ ہو

سیکڑون شعر یاد ہین ؎

پاسِ ادب رہا ہے جنون مین بھی اسقدر
آتا ہون سجدے کرتا ترے آستان تلک
فصل خزان مین گل کا تو آنا محال ہے
بجلی ہی کاش آئے مرے آشیان تلک
اس مہ کے وصف مین یہ ہوا مرتبہ بلند
پہونچی مری غزل کی زمین آسمان تلک
رکھین ادب سے پاؤن نہ ہم تیری راہ مین
باہر جب آپسے ہون تو پہونچین یہان تلک
کب پہونچی آہ ضعف سے گوشِ جہان تلک
سو جا ٹھہر کے سینے سے آئی دہان تلک

روح ۔ اسوقت گانے پر کچھ مہربانی کی ۔

بہار ۔ اب تو تمنے صاحب عالم کو بند کر دیا ۔

نازک ۔ جبھی تو خاموش بیٹھے ہین ۔

اتنے مین صاحب عالم کو آزاد پاشا یاد آئے تو اُن کی توصیف مین عرصۂ دراز تک رطب اللسان رہے ۔

شہزادہ ۔ حسن آرا بیگم تو بخیریت ہین۔

بہار ۔ ہان خیر و عافیت سے ہین آپ کے اس استفسار اور پرسش کا شکریہ ادا کرتی ہین کہ آپکو اسقدر خیال رہا۔

شہزادہ ۔ اب تو انشاء اللہ جشن مسرت ہوگا۔

بہار ۔ انشاء اللہ ۔ اب کچھ تھوڑی ہی کسر باقی ہے۔

شہزادہ ۔ سنا ہے دور تک آئے ہین مگر چشم بددور خوب نام پیدا کیا جہان سنو انھین کا چرچا اور جس کو دیکھو انھین کی تعریف کرتا ہے ایک جلیل القدر انگریز کی زبان سے ہمنے بڑی توصیف سنی وہ مجھسے کہنے لگے کہ ہندوستان کے اکثر مشہور انگریزی اخبارون مین ہمنے آزاد کی تعریف پڑھی اور ولایت کے کل پرچون مین انکی جرأت و لیاقت کا حال درج پایا ایسے نیکنام ہین۔

بہار ۔ انکے سب دوست ہین کوئی نام کو دشمن نہین۔

شہزادہ ۔ ایسے شخص کے سب دوست ہوتے ہین اور اسی سبب سے وہ اور بھی زیادہ مشہور ہوتا ہے ؎

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم
برائے یار فروشی دکان نمی باید

نازک ۔ کسی اخبار مین آزاد کی تصویر بھی دیکھی ہے۔

شہزادہ ۔ کسی اخبار مین کیا معنی ۔ کیا کوئی ایسا اخبار بھی ہے جسمین انکی تصویر نہو اور ہمارے البم مین تو کئی تصویرین ہین

نازک ۔ بھلا حسن آرا بیگم کی تصویر بھی کہین دیکھی۔

شہزادہ (ہنسکر) اب اسکا جواب وہ خود دینگی۔

بہار ۔ تم اپنی تصویر کھنچواؤ تو کیا مضایقہ ہے بہن۔

نازک ۔ ہماری تصویر تو اس لائق نہ ہوگی کہ کوئی دیکھے روح افزا کو اللہ نے وہ صورت دی ہے کہ۔

اسقدر کہا تھا کہ روح افزا نے جھلا کر انکا منھ پکڑ لیا اور نازک ادا (کہ) کہکر خاموش ہوگئین اور ہنسنے لگین۔

روح ۔ اے تو تم کاہیکو بدنام کرتی ہو۔

نازک ۔ تمھاری تو اور تعریف ہوتی ہے برا کیون مانتی ہو۔

گیتی ۔ اس قابل ہون تو برا نہ مانین ۔ ہان تم البتہ اس لائق ہو کہ سب کے پاس تمھاری تصویر رہے۔

روح ۔ اور ہمکو جانتا ہی کون ہے تم البتہ شیطان سے زیادہ مشہور

بہار ۔ نازک ادا کی زبان ولایتی مقراض سے کم نہین۔

شہزادہ ہان کیا اچھی مثال دی ہے آپ نے۔

نازک ۔ آپکو بھی ہماری قربان آئی ۔ شان خدا۔

صاحب عالم کچھ دیر کے بعد باہر دیوانخانے مین تشریف لائے یہان بڑی بیگم کے اعزہ نے تعظیم و تکریم کے ساتھ بٹھایا اور انکے سفر و سیر و سیاحت کا حال دریافت کیا انھون نے کہا خدا جانے کیا بات ہوئی کہ ہمنے وطن کو ترک کر کے کوہستان پر رہنا اختیار کیا ۔ عابد علی شاہ درویش نے وہان ہمکو پڑھائی منطق اور ریاضی اور علم ادب اور فقہ اور طب اور صرف و نحو مین خدا کے فضل اور استاد شفیق کی توجہ سے برق ہوگیا تو اسکول مین جاکر انگریزی پڑھی ۔ اگر خدا روپیہ دے اور عقل دے ۔ تو سال مین کم سے کم چار مہینے پہاڑ پر ضرور رہے اسپر تو جان آتی ہے خداداد لطف حاصل ہوتا ہے۔

این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل
آن شوخ ندارد کہ بگفتار در آید

نواب ۔ آپ کو نہین۔

شہزادہ ۔ فرمائیے فرمائیے آپکو کہہ کے آپ رہ گئے ۔ ہان

فرمائیے نا۔

نواب۔ کیا مطلب ہو اب ان باتون کا ذکر ہی کیا ہو اجو کچھ ہونا تھا خدا آپکی زندگی مین برکت دے اور صدوسی سال عمر آپکو عطا کرے ہمارے سرتاج اور نور عین ہین آپ۔

شہزادہ۔ مین نے اس سانحہ جگر دوز کا حال ایک اخبار مین پڑھا تھا تو شدت سے دل چھپکا پڑگیا تھا مگر بھائی کی محبت جوش زن ہوئی اور بڑی دیر تک مثل ماہی بے آب تڑپتا رہا کسی سے مین نے کچھ کہا نہ سنا دل ہی دل مین کڑھتا رہا یار دوست آشنا احباب سب متحیر کہ یا خدا آج اِن کو بیٹھے بٹھاتے کیا ہوا کسی نے کہا دماغ مین خلل ہو گیا ہے کوئی سمجھا ایک ساعت کا جنون ہے کسی نے تشخیص کی کہ کوئی عارضہ ہے الغرض سب نے عقل کے گھوڑے دوڑائے مگر کوئی یہ نہ سمجھا کہ درد دل کیا ہے۔ بس آواز بلند بھائی کا نام لیکر اتنا البتہ کہا کہ اب مجھے کوئی تمنا نہین ہے بجز اسکے کہ اپنی مادر ضعیفہ کو تسکین دون اور مزار پر سر پھوڑ دون

کنون نماند تمنا وگر امیر شوم
سر مزار تو بنشینم و فقیر شوم

نواب۔ ہائے افسوس اسکی جوانی مفت برباد گئی ہائے ہائے

رفیق۔ خداوند باغ مین تشریف لیچلیے وہان فرحت ہے۔

نواب۔ ہان چلیے سب صاحب وہین چلکر بیٹھین اب دل کو بہلانا چاہیئے۔ خدا کی خدائی مین کسی کو دخل نہین مشیت ایزدی کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ بس۔

رفیق۔ حضور ایسے سانحے ہوتے ہین کہ مین کیا عرض کرون

نواب۔ اِسی کا نام دنیا ہے اور دنیا کسے کہتے ہین۔

تفریح طبع کے لئے باغ مین گئے اور بات ٹالنے کی غرض سے نواب صاحب نے شعر خوانی شروع کی۔ ؎

ترا سمند کری دوڑ نیکا کیونکر عزم — تمام عرصۂ دہر اسکو تنگ میدان ہے
قدم قدم جو چلے وہ تو سب لگے کہنے — کبھی نظر سے نہان ہے کبھی نمایان ہے
شہا نہین ہے یہ بیجہ آسمانہ بلال — بتاؤن کیا کہ منجم کی عقل حیران ہے
تری سمند کا ذکر زبان جو ماری پا — نشان نعل کا نون اجتک نمایان ہے
ہر ایک سے سیکھتا ہی نہ بلیت اسے — ترا کمیت تو جیلن کو آب حیوان ہے
کہون غزال تو ہے بادپا کہون کیونکر — کہ اسکے سامنے بجیس رم غزالان ہے
پھر آئے بلاوہ ایسا ہی ایسکون مین — کہ اسکا عکس جہان تھا وہین نمایان ہے
کہون نہ شب سے کفیل کیا پھر شب قدر — اور آسپہ ہودج زرین مہ درخشان ہے

یہ تیز رو ہے کہ پل مین نگہ سے غائب ہو
اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے

شہزادہ۔ ع اگرچہ ڈیل مین وہ مثل چرخ گردان ہے انگریز چرخ کے قائل نہین وہ اسکو حد نظر بتاتے ہین اور ہم لوگ آسمان کے قائل ہین۔

رفیق۔ خداوند ان لوگون کی نہ کہیئے۔ وہ تو سوائے عقل کے بس اور شے کے قائل ہی نہین۔

نواب۔ اچھا اسمین تو عیب نہین عقل تو مقدم ہے مگر ہان حکم خدا مین عقل دوڑاتا اور جو شے انسان ضعیف البنیان کی فہم سے خارج ہو اس کو باور نہ کرنا یہ البتہ قیامت ہے۔ ؎

معقول اسکا جو نہین منقول خود نہین
حکم خدا مین دخل نہین ہے دلیل کا

رفیق۔ کیا خوب فرمایا ہے حضور نے اور سرکار سنتے ہین کہ یہ جو سمندر مین جوار بھاٹا آتا ہے اِسکے بھی لوگ قائل نہین ہین

شہزادہ - اسکے کیا معنی - جوار بھاٹا آتا ہے اور اسکے قائل نہین یہ نئی بات ہی وہ یہ کہتے ہین کہ قمر اور شمس ان دونون کی کشش سے جوار بھاٹا آتا ہے قمر چونکہ کرۂ شمس کی نسبت زمین سے قریب ہے اس سبب سے اسکی کشش کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہی اسکے اسباب خاص ہین -

نواب - ماشاء اللہ علوم انگریزی مین بھی دخل ہے -

رفیق - خداوند شہزادگی چھوڑ کے علم حاصل کرنے کی کوشش کی ہے -

نواب - اسمین کیا فرق ہی - اسی طرح علم حاصل ہوتا ہے -

شہزادہ - جناب علم تو دریاے زخار بلکہ بحر ناپیدا کنار ہے -

نواب - یہ سچ مگر کوئی زیادہ جانتا ہے کوئی کم کوئی بالکل ناواقف ہے اُسکو علم سے کوئی واسطہ ہی نہین اسقدر فرق ہے -

سامعین کے دلونپر صاحب عالم کی علمیت اور قابلیت کا نقشہ منقوش ہو گیا پہلے سب کو گمان تھا کہ اونمین اور مرزا ہمایون فر بہادر مین زمین و آسمان کا فرق ہوگا مگر یہ خیال دور ہو گیا - مرزا صاحب اور شہزادے مین کبھی کی ملاقات اور جان پہچان نہ تھی نواب حشمت علیخان نے اُن دونون مین ملاقات کرائی - اور یون تعریف کی

حشمت علیخان - (مرزا صاحب کیطرف اشارہ کرکے) آپسے ابھی ملاقات نہین ہوئی - آپ کے ہم زلف ہین بغلگیر ہوجیئے آپ خورد ہین انکے -

شہزادہ - (ایستادہ ہوکر) مجھے آپکی خدمت مین نیاز نہین حاصل ہے

مرزا - (بغلگیر ہوکر) جی ہان - مجھے بھی کبھی نیاز نہین حاصل ہوا تھا - آپکی تعریف بہت سنی ہے اور اسوقت آپکی تقریر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ واقعی عالم اور ذی لیاقت ہین -

شہزادہ - جناب یہ سب آپ اپنی ہی تعریف کرتے ہین کل اناء یترشح بما فیہ - ورنہ من آنم کہ من دانم - آپ کا قیام تو بمبئی مین رہتا ہے -

مرزا - جی ہان کئی سال سے بمبئی ہی مین قیام ہے -

شہزادہ - آپسے تو حضرت آزاد پاشا سے ملاقات ہوئی ہوگی

مرزا - جی ہان جب روانہ ہوئے تھے تب بھی اسی جانب سے گئے تھے اور آتے ہوئے بھی - اور دوسرا تو کوئی راستہ ہی نہین ہے

شہزادہ - ملاقات مین آپنے اُنکو کیسا پایا ہے نظیر -

مرزا - سبحان اللہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے جواب کا ہیکو کہتے ہین فرد ہین - کوئی علم - کوئی فن - کوئی امر ایسا نہین جس مین طاق نہون - اور بڑے مذاق کے آدمی ہین شکل و صورت سبحان اللہ سبحان اللہ نہایت وجیہ اور خوبرو جوان رعنا ہین -

شہزادہ - جنگ کے حالات اُنکی زبان سے کمال دلچسپ معلوم ہوتے ہونگے -

مرزا - کئی لکچر دیے بمبئی کے لوگون نے اُنکی بڑی قدر کی اور اسکے تو وہ ہر آئینہ مستحق ہین - ہنگام تقریر منھ سے پھول جھڑتے ہین - بڑے گویا اور زبان آور آدمی ہین -

شہزادہ - سنا ہے انکے ساتھ دو فرنگنین آئی ہین یہ صحیح ہے -

مرزا - ایک روسی لیڈی ہے - دوسری کوہ قاف کی پری

شہزادہ - اسمین کچھ کلام تو نہین ہے اور سنا ہے دونون جوان ہین

مرزا - نوخیز دوشیزہ حسین - نازنین - مہ جبین اور شوخ

شہزادہ - وہ بھی آپ ہی کے ہان فروکش ہوئی تھین یا کہین اور -

مرزا - وہ ہوٹل مین فروکش ہوئی تھین مگر ہمنے اُنکی دعوت کی تھی - اردو بالکل نہین سمجھتین ایک میم کو بلوایا تھا اُس کے

ذریعے سے کچھ کچھ مطلب سمجھ میں آتا تھا۔

شہزادہ۔ یہان تو خبر گرم تھی کہ ایک کے ساتھ عقد ہو گیا ہے مگر کسی کو اس امر کا یقین نہین آتا تھا اب آپکو مفصل حال معلوم ہوگا۔

مرزا۔ حضرت ان دونون نے انکی جان بچائی اور اگر یہ دونون نہوتین تو آزاد کا اسقدر نام بھی نہوتا اول تو یہ مفلس اور روپے کے بغیر کام چلنا معلوم بے زر عشق ٹین ٹین دوسرے اکثر امور مین انھین دونو نکی مدد کی خاص ضرورت تھی۔

اب مختصر اسکا حال سنئے کہ شمس النسا بیگم جو عرصے کے بعد خواب ناز سے بیدار ہوئین اور سب ہجولیون مین آئین اور معلوم ہوا کہ صاحب عالم عرصۂ دراز تک بڑی بیگم کے پاس بیٹھکر باہر گئے ہین تو انکو بڑا رنج ہوا کہ کسی نے بھی نہ جگایا مغلانیون پر خفا ہوئین۔ مہریون پر جھلّائین۔ حسن آرا اور روح افزا سے بگڑ کر کہا۔ اے بہن واہ سبحان اللہ ذرا جگایا تک نہ گیا۔

روح۔ تو سو کاہیکو رہی تھین کسی کو کیا پڑی تھی کہ جگاتا پھرتا۔ بمبئی سے یہانتک تو اشتیاق مین آئین اور یہان جان بوجھ کے سو رہین تو سانس ڈکار تک نہ لی۔

حسن۔ اوہ ہمکو کچھ خیال بھی نہ رہا کہ باجی یہین ہین۔ ورنہ ضرور جگاتی۔

روح۔ کوئی دن کو سوئے ہی کیون۔ رات سونے کے لئے خدا نے بنائی ہے یا دن۔

شمس۔ یہ ایک تو شرماتی نہین۔ دوسرے اوپر سے ہمکو باتین سناتی ہین۔

روح۔ جا کے سو رہین مجھے یاد تھا۔ مگر مین نے کہا سونے دو دن کا سونا بڑا منحوس ہوتا ہے بہن۔

بڑی۔ کیا ہے۔ کیا منحوس ہوتا ہے۔ نحوست کیسی۔

حسن۔ اب بتاؤ کسکی زبان سے نحوست کا نام نکلا اور انکے کان کھڑے ہوئے۔ یا الٰہی بڑا شک امان جان کے مزاج مین ہے۔

روح۔ امان جان دن کا سونا لوگ کہتے ہین منحوس ہوتا ہے۔

بڑی سلوگ کہتے ہین کیا معنی۔ کیا تم نہین جانتی ہو۔

شمس۔ امان جان میری طبیعت ذری یون ہی سی بے لطف تھی تو دو گھڑی کے لئے سو رہی۔

بڑی۔ بیٹا دو گھڑی سونے کی آج عادت ڈالی کل دوپہر سوؤ گی پرسون دن بھر سوتی ہی رہو گی۔ سونا نہوا بیماری ہوگئی خدا انخواستہ۔

روح۔ جتنی دیر تک صاحب عالم بیٹھے رہے یہ سویا کین انکو ہوش بھی نہین کہ وہ کب آئے اور کب گئے اور جو مین کہتی ہون تو خفا ہوتی ہین۔

بڑی۔ بُری بات ہے۔ سونے کے لئے رات کیا کم ہے۔

شمس۔ (آہستہ سے) (روح افزا کی طرف) اچھا اسوقت تو ہم قائل ہوگئے اب کبھی اور موقع کیا نہ ملیگا۔ ایسی کیون کہا دہی کرو۔

بہار۔ تو یہ جھگڑا کیون کرتی ہو۔ ابھی تو باہر ہی بیٹھے ہین۔ تھوڑی دیر مین آئینگے۔ دیکھ لینا۔ اب تو تم یہان رہنے کے لئے آئی ہی ہو۔ کیا آج ہی بھاگی جاتی ہو۔

نازک۔ تم تو کہا ہی چاہو۔ روبرو اور دو بدو باتین کر چکی ہونا

شمس۔ کیا کہا۔ کیا بہار النسا بہن سامنے ہوئین۔

روح۔ پھر کیا کچھ ہرج ہے آپ تو کہتی تھین کہ بمبئی مین

ہم ہوا کھایا کرتے ہین۔ زمانہ اسقدر پردہ نہین ہے اور
اب ایسی باتین کرنے لگین۔

حسن۔ ہان اسمین ہرج ہی کیا ہے کیا کوئی غیر ہین۔

شمس۔ اور آج ہی تو وہ دولہا بنکر آئے ہین۔ پھر دولہا کے سامنے ہونا تو شہر مین جائز ہے اور خصوصاً پہلے دن کچھ چھیڑ چھاڑ بھی ہوئی تھی یا نہین۔

شمس النسا بیگم نے بڑی بیگم سے باصرار کہا کہ امان جان مزدربو ایسے اتفاق سے آنکھ لگ گئی اور اُن سب نے شرارت کی ہمکو اطلاع تک نہ کی اور میری نیند ایسی ہلکی ہے کہ ذری آہٹ ہوئی اور نیند اُچاٹ اگر ذرا قریب آکر نام ہی لے دیتین تو مین جاگ اُٹھتی۔ مگر سب نے ایکا کر لیا کہ اس کو نہ جگانا بڑی بیگم نے مہری باہر بھیجی کہ جاکر دریافت کرآؤ کہ صاحب عالم کیا کرتے ہین مہری نے آکر عرض کیا حضور گنجفہ کھیل رہے ہین اور ورق ہوتا ہے دو روپیہ چاندا گیا ہے۔

شمس۔ تو بھلا گنجفہ چھوڑکر کیون آنے لگے۔

روح۔ اب تو اسوقت نہین جلدی کیا ہے اور تھوڑی دیر سہی

نازک۔ جب جانین کہ ان مین کوئی انکے ساتھ گنجفہ کھیلے

روح۔ سوائے تمھارے اور کون کھیل سکتا ہے بہن۔

نازک۔ مجھسے گنجفہ ہو تو دونون ہاتھ سے لوٹ لون۔

روح۔ وہ بھی کوئی کچے نہین ہینگے کہ کوئی اُنسے لوٹ لے

نازک۔ اچھا پھر کوئی انکو اس بات پر راضی کرے۔

گیتی۔ اسمین کسی کے کہنے سننے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تم کو اس مین حیا نہین کہ نامحرم کے ساتھ گنجفہ کھیلو تو انکو کیا شرم ہے

حسن۔ اور اُنسے کیا کچھ بعید بھی ہے اُنسے کچھ بعید نہین ہے۔

مہری۔ حضور باہر سب کہتے ہین کہ جو باتین شہزادون مین ہونی چاہئین۔ وہ ان مین سب حاصل ہین اور شکل وصورت تو شہزادونکی سی ہے۔ بڑی بڑی دور کا سفر کر آئے ہین۔

نازک۔ اے سپہر آرا تم اپنے میان کا کچھ حال نہین بتاتی ہو

سپہر۔ اے بہن پہلے تم بتاؤ تو پھر ہم بھی کچھہ کہین تم بڑی ہو بڑون ہی کا تتبع چھوٹے بھی کرتے ہین۔

روح۔ تو کیا انکو اِسمین کچھ عذر بھی ہے۔

نازک۔ جو پوچھو وہ بیان کرین۔ اللہ جانتا ہے بہن اسوقت اتنا جی خوش ہوا ہے کہ بیان نہین کرسکتی ہون خدا جوڑی قائم رکھے۔ اوفوہ سپہر آرا ہمکو تمھارا دل سے پیارا ہے۔

گنجفے مین بڑی چل لگی رہی۔ نواب احتشام الدولہ اور نواب عظمت علی خان ایک طرف۔ صاحب عالم اور مرزا صاحب ایک طرف اور تیسرے میان مذاق یہ صاحب بڑے بامذاق آدمی تھے۔ نقل محفل ظریف طبع۔ بذلہ سنج۔ لطیفہ گو جادو بیان مرنج مرنجان پہلے دور مین سب لے چلے تھے اٹھالئے تو تقسیم کرنا میان مذاق کے گلے پڑا اور اس سے انکو نفرت تھی۔ بہت ہی جھلائے۔

مذاق۔ (سرپیٹ کر) واللہ اوس پڑ گئی۔ بڑا شگون ہے جو سب کے پہلے تقسیم کرتا ہی واللہ وہی ہارتا ہے یہ بندھی ٹکی جوٹین ہین۔

مرزا۔ یہ نئی بات سنی۔ مگر ہان القاسم محروم

مذاق۔ بندہ پرور ایک تصویر کی صورت دکھائی دے تو کچھ جرمانہ دون۔ میرے ہاتھ تو اس قابل ہین کہ تراش ڈالے جائین

مرزا (احتشام الدولہ سے) تراشون حضرت۔

احتشام الدولہ۔ بسم اللہ۔ مہر عدد لکیر کھینچ کر۔

مرزا۔ لیجئے چنگ کا دہلا ترا شا ہے۔ نہ کہیئے گا۔
مذاق۔ ارے! تو صاحب چنگ ترشی رپور خلال برسی
احتشام۔ ہمارے لئے تو اچھا شگون ہو رنیجفے کا خالی خانہ (میان مذاق کی طرف کھسکا کر) حضرت کچھ لائیے۔ میان مذاق نے پہلے چار پتے دئے۔ تو شمشیر کا چوا۔ تاج کا دوا۔ چنگ کا اٹھا۔ اور برات کا دہلا۔ بہت خوش ہوئے اور ان چارون پر پتے رکھکر کہا۔ یہی ہوا۔ ادھر بھی دوسرے پتے تقسیم کئے تو چنگ کا پنجا۔ چھکا۔ قماش کا چوا۔ اور شمشیر کا اکا بہت ہی خوش ہوئے۔
مذاق۔ یہ ہاتھ چومنے کے قابل ہین (ہاتھ چوم کر)
مرزا۔ لاحول ولا قوۃ کیا ردے خدوے پتے دیے ہین۔
مذاق۔ تمام بندہ تو یون ہی کھیلتا ہے چارون میر۔ چارون وزیر۔ اپنے بنے لیتے ہین تو برات کا میر۔
مرزا۔ اُن پہلے ہی ہاتھ میر وزیر آنے لگے۔ لاحول ولا۔
احتشام۔ بُری ہوئی۔ ابھی صفایا ہوگا۔ انشاء اللہ۔
مرزا۔ انشاء اللہ۔ آمین آمین ابھی تاج کی نادری مذاق نے (پتہ کھولکر) شکر ہے خدا و خدا شکر ہے تیرا۔ برات کا میر اور چنگ کا میر۔ ابھی پھر کچھ ہونا چارون میر (پتا کھولکر برات کا اکا۔ کچھ پروا نہین۔ ٹیپ اوڑا دونگا ادھر دونون فریق کا رنگ فق اور میان مذاق کی باچھین کھلی ہوئین جو تھا پتا لیا تو مرزا صاحب اور احتشام الدولہ بہادر۔ اور عظمت علیخان اور صاحب عالم اور کل حاضرین نے آواز بلند قہقہہ لگایا اور اُچھل پڑے۔ آفتاب۔ آفتاب سب پتے ملائیے اور پھر سے بانٹئے۔
مذاق۔ واہ اسکی سند نہین۔ پہلے سے شرط نہین۔ ہوئی تھی۔
احتشام۔ کیسی شرط۔ ہوش کی دوا کرو بس شرط لائے دہان سے۔
مذاق۔ اجی حضرت اب ہتو وا اللہ رو دینگے اور پتے نہ دینگے نہ دینگے۔ غضب خدا کا برات کا میر اور۔ اکا مع ٹیپ زبردست کی اور چنگ کا میر۔ بھلا ہم کیونکر پتے آپ کے حوالے کر دین۔ کیا مجال۔
عظمت علی خان۔ اب پتے ملاتے ہو یا روتے ہو رو دو منہ۔
مذاق۔ (سر پیٹ کر) دل رو رہا ہے چھ آفتاب اور چھ چنگ کے میر کے۔ اسین ٹیپ اُڑاتا اور چھ برات کے میر اور اکے کے سب ملاکے کے ہوئے چھ چھ بارہ اور چھ اٹھارہ تو یہین ہو گئے جی اب فرمائیے مین کیونکر آپکے حوالے کر دون۔
الغرض بعد وقت گنجفہ از سر نو تقسیم ہوا تو آفتاب پھر میان مذاق ہی کے پاس آیا اور یہ اُچھل پڑے۔
مذاق۔ وہ مارا۔ آفتاب آیا ہے سورج کنڈ مین۔
احتشام۔ کیا ٹھیکرے کھلائیے ہین جب دیکھو تمہارے ہی پاس موجود رہتا ہے۔ پالو کر لیا ہے آفتاب کو بھی ہے
مذاق۔ حضرت آفتاب مذاق پسند ہو روشن دلون کے پاس آفتاب جاتا ہے نہ کہ ایسے دلیونکے پاس سے

تیرہ دل کی بزم مین جام شراب آتا نہین
جانب ظلمات ہرگز آفتاب آتا نہین

مرزا۔ تو سہی جو اسی کے سبب نحوست بازی بھر مین ہو۔
مذاق۔ اب آپ بانی بی بی کے کوسیئے بندہ تو یون ہی کھیلتا ہے۔

احتشام - بُری بازی ذرا نہین آتی - نم - رکھو نم -
مذاق - تو سہی یو خم سڑ جائے - ایک ورق عمدہ نہ نکلے -
عظمت - لایئے ابکی دست ہم لینگے - چارون میر -
چارون وزیر
مذاق - دو اوپر کی بازی کے دوے اور دو وسطے نیچے کی بازی کے -
عظمت - ابھی پتے دکھاؤن تو دہل جایئن میان مذاق
مذاق - آپ بھی عجب تماش کے آدمی ہین مگر ہمارے سر تاج ہین آپ -

گنجیفہ تقسیم ہو چکا تو میان مذاق نے کہا بارہ تین خم رکھے ہین اور دعوے کرکے کہتا ہون کہ بارہ میر اور بارہ وزیر اس مین نکلینگے ایک کم نہ ایک زیادہ - تینون خم اعلے سے اعلے ہون تو سہی -

مرزا - بارہ تو ورق اور چھبیس پتے - بہت ہی خاصے -
احتشام - جی ہان بارہ میر اور بارہ وزیر گھر کی ٹکی باسی ساگ
مذاق - میان میرے ورق انڈے دیتے ہین اب بتایئے
عظمت - بھلا ایک بات پوچھین بتاؤگے -
یہ خم کسکے نام کے ہین -
مذاق - حضرت یہ خم اسکے نام کا ہے جو -
(ایک ورق دیکھکر) سبحان اللہ سبحان اللہ - تاج کا دہلا نکلا (دوسرا) پتا نہ بتاؤنگا (تیسرا ورق) سبحان اللہ ایک سے ایک بڑھ کر (چوتھا پتا) خیر نظر بد کے لئے - لو دیکھو تو شمشیر کا نہلا ہے -
شہزادہ - اللہ اللہ - شمشیر کا نہلا ایسا گیا گذرا کہ نظر بد کے واسطے ہے تو معلوم ہوتا ہے اور سب میر ہی میر ہین -

عظمت - ابھی کب تماشا کرو - امراد وہ میر ہون چاہے وزیر ہون سب سوخت ہونگے - ٹیپ لئے بغیر نہ رہین گے نہین اور عقل سے کام لینا جانتے نہین بس فراغت ہوئی ادھر ٹیپ کی ادھر سوخت -
مذاق - چاہے جو کچھ ہو ہم - بزن ٹیپ کہ کفرستان بلرزد
شہزادہ - زبردست زبردست سب کی ٹیپ بے سمجھے بوجھے جائز ہے -
مذاق - جی خداوند - غلام کے ہان سب جائز ہے -

تاج ست زر سفید و شمشیر ست غلام
چنگ ست و زر سرخ و برات ست و قماش

مرزا - ابھی الف بے ہی پڑھتے ہین - آپ لاحول ولا قوۃ
عظمت - اور وہ خیر سے یاد نہین - بار بار نوک زبان کرتے ہین -
مذاق - جی حضرت بسم اللہ آفتاب برآمد - ہمراہ غلام
عظمت - کیون صاحب ہم ایک پتا آفتاب سے اٹھانا چاہتے ہین -
مذاق - بسم اللہ بسم اللہ - دو دو چہرہ شاہی حوالے کیجئے
عظمت - یہ اسیٹڈ ہے - یار - ہم نا نینگے -
مذاق - وہ آپ نا نینگے تو ہم کب مانینگے - پتا نہین اٹھانے پائیگا حضرت اور اگر اٹھایئے تو دو دو چہرۂ شاہی ادھر حوالہ کیجئے - ورنہ اللہ اللہ - خیر صلاح -
عظمت - ابھی مین دل لگی کرتا تھا کیسے پتے -
کھیل شروع ہوا - پہلا دور - اب سنئے کہ میان مذاق خوش ہوئے کہ آفتاب کے پتے لیکر تڑ سے سر کر دیا -
مذاق - قماش کا سر چوے سے آیا ہون ٹیپ نہ دونگا -

مرزا۔ (میرے ٹیپ کر) لیجئے خدا وند لیجئے۔ بسم اللہ۔

مذاق۔ کھیل چکے بھئی کیا سوچ رہے ہو۔ اللہ ری سستی۔

مرزا۔ (تاج کامہ کر کے) حضرت آپ کے یکلو سب سوخت ہو گئے (قہقہہ لگا کر صاحب عالم کیطرف) ا قدر ہائیگا۔ دوسو یکلو سوخت کر دیئے۔ یون گنجفہ کھیلتے ہین۔

مذاق۔ (دانتونکے تلے اُنگلی دبا کر) ارے!

عظمت۔ ہمنے تو کہا ہی تھا بھائی کہ وہ اسکے پاس اگر گنجفہ بھر چلا جائے تو اسکے بنائے کیا بنایا جائیگا۔ خاک وہی ڈھاک کے تین پات۔

احتشام۔ بہت اچھل کود مچائی تھی اب بولو بات تیرے کی۔

مذاق۔ اُف مار ڈالا ظالم۔ بالکل رہی مٹے واللہ۔

مرزا۔ دوسو یکلو سوخت ہوے۔ لائیے خرچ مین۔

احتشام۔ کانہیکے یکا تھے بھئی چنگ کے ہونگے۔

مذاق۔ دیکھئے چنگ کا میر گھوڑیا۔ اکا۔ دوا۔ تیا۔ چوا۔ پنجا۔ یہ تو ایک بازی کے ہین اب اور لیجئے برات کا میر گھوڑیا اکا دوا۔ گیارہ اکلو سوخت ہو گئے۔

مرزا۔ گیارہ کا ہیکو نو سوخت۔

مذاق۔ خدا ان لوگون کے گنجفے سے سمجھے جنھون نے کس کس کے یکلو سوخت کئے۔ واللہ کمال رنج ہوا مگر خیر دیکھو تو سہی۔

عظمت۔ اور ہم اشارے سے کہتے جاتے تھے کہ چنگ اُدھر مدار وہی اکا دوا کچھ دید و نہ مانا اب بھگتو ؎

آنچہ دانا کند کند نادان	
لیک بعد از خرابیٔ بسیار	

بس اتنا سا فرق ہے۔

احتشام۔ مین تو ایسا ہی گنجفہ کھیلتا ہون۔ ایسی مین چاہے کوئی کھیلے چاہے نہ کھیلے۔

عظمت۔ جی ہان بات بات پر یہی فقرہ تھا۔

مرزا۔ ایسی ترکیب کیجئے۔ کہ انکو تکو بھی نہ پہونچے۔

پہلی بانٹ مین میان مذاق نے چھ پتے پائے مگر ایک نادری چڑھی اور ایک چور چلگیا۔ اس سببسے پورے تیسون ورق ہاتھ سے گئے اور چونسٹھ روپے جیب سے نکالنے پڑے اسوقت میان مذاق نے بڑا مذاق کیا آدمی بڑے متمول اور سیر چشم تھے مگر دل لگی باز اور ظرافت چونسٹھ روپے جو گرہ سے گئے تو گنجفے کو اُٹھا اُٹھا کے پٹک پٹک مارا۔

احتشام۔ حضرت ہم تو ایسا گنجفہ کھیلتے ہین چاہے کوئی کھیلے چاہے نہ کھیلے ہم تو ایسا گنجفہ کھیلتے ہین شرماؤ شرماؤ اب۔

مرزا۔ اور اتنا بھونڈا چکما کھا گئے۔ سُرخ کا اکا نہ روکا گیا۔

عظمت۔ اجی نہین کہتے کہ بدے ہوئے گنجفہ مین نادری کیسی

مذاق۔ این اُف اُف۔ واللہ دونون نے ملکر دیدئیے مجھ سیدھے سادھے آدمی کو اُفوہ۔

شہزادہ۔ یکلو کے یکلو سوخت ہوئے اور نو نو۔ اور ورق مین نادری چڑھی اور سُرخ کا اکا نہ روکا گیا۔

عظمت۔ اور ابھی طرارے تھے کہ مین تو چھیانوے پتے پورے یاد رکھتا ہون کیا مجال کہ ذرا بھول جاؤن۔

احتشام۔ کیا غل مچایا تھا ایک دو نہین بوجھ کو لاچین

مذاق۔ حضرت اچھا ہوا بدا ہوا گنجفہ نہ تھا۔

احتشام۔ رو دو۔ رو دو۔ بس اتنے ہی مین۔

رفیق۔ حضور میں اسوقت سے بیٹھا دیکھ رہا ہون کہ دو چار سو بیٹنا بلگیان اس گنجفے مین ہوئین اور کوئی پوچھتا نہین کہ ہو کیا رہا ہے۔

مذاق۔ مجھسے کوئی لیگا کیا مین اور دون۔

اتنے مین ایک بوڑھے رئیس جو بڑے شوقین اور گنجفہ چور مین برق تھے آگئے۔ عظمت علی خان اور احتشام الدولہ اور صاحب عالم نے انکو حکم بدا اور میان مذاق اور مرزا صاحب نے بھی منظور کیا۔

احتشام۔ قبلہ کعبہ بدا ہوا گنجیفہ ہے ورق ہو رہے تھے۔

عظمت۔ انکے پاس چھپتے آئے تیغ کا اکا اتنا بڑا نامی اور بادی چور انلنے نہ روکا گیا اور پتا چل گیا اور ایک نادری بڑھی تو وہ چھ کے چھ رفو چکر ہو گئے۔

مذاق۔ اور مین نے اُسیوقت کہا کہ بدے ہوئے گنجفے مین نادری کیسی مگر سب کے سب ملگئے اور میرا گلا کاٹا اور مجھ سے پتے چھین لئے۔

رئیس۔ غلط کارروائی ہوئی۔ ورق مین نادری کیسی۔

مذاق۔ بندگی عرض ہے۔ آداب نواب صاحب۔ سنئے۔

عظمت۔ تمنے اُسوقت کیون نہ منع کیا جی مشتی کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد پہلے تو خاموش ہو رہے۔

احتشام۔ اور نو بیگو سوخت ہوے تماش کے پچھ اور برات کے تین۔ یہ کھیلنگے کیا۔

رئیس۔ (مذاق سے) کیون صاحب سچ ہے یہ۔

مذاق۔ جی ہان مگر بدا ہوا تھوڑا ہی تھا۔ پتون مین ایک سکہ ہو اور بیگو سوخت ہو نہین ہو سکتے یہ لئے مرتے ہین۔

رئیس۔ ہان بدا ہوا نہین ہوگا۔ سچ کہا۔

عظمت۔ کیا قبلہ و اخفر بدا ہوا تھا۔ اسمین فرق نہین۔

رئیس۔ ہمکو نہین یقین آتا۔ اگر بدا ہوا ہوتا تو نادری سوار کیسی اور بیگو سب کے سب کیونکر سوخت ہو گئے۔

عظمت یہ چکما کھا گئے تو ان سے ورق لئے جائین یا نہین۔

مذاق۔ کیون جھوٹ بولتے ہو۔ خدا کے غضب سے ڈرو۔

رئیس۔ ایسا بچکا کوئی نہین کھا سکتا کوئی گنوار مقرر کیا ہے۔

شہزادہ۔ تو یہ چو لنٹھ روپے کی رقم گئی داخل سمجھین۔

رئیس۔ کیا دو دو روپیہ پتا تھا۔ اور اول تو ہماری سمجھ مین ایسا آتا ہے کہ آپ دونون ملگئے تھے۔

مذاق۔ سبحان اللہ حضور بس کیا بات کہی۔ میرے دلکی یا دونون مین اشارہ ہوتے جاتے تھے اور باتین بھی ہوتی تھین انکو یہ دریافت کرنا تھا کہ سرخ کا وزیر کدھر ہے تو پوچھتے ہین کہو بھئی سرخ رو ہو۔ وہ بولے آجکل کے روسیاہ اپنا منھ رنگا کرتے ہین۔

رئیس۔ اسکا نام گنجیفہ نہین ہے ہم تو ٹکا ندین گے۔

مذاق۔ اور نہ مین دونگا۔ اسکا نام گنگفہ ہے۔

شہزادہ لیجئے حضرت تڑکا ہو گیا مفت مین ہاتھ تھکائے اور ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اچھا صاحب نصفی پر معاملہ کیجئے بلا سے۔

عظمت منظور کیجے۔ تو ہاتھ گرمائین۔ کیون صاحب

مرزا۔ اچھا جب آپ سبکو منظور ہے تو ہمین کیا عذر ہے۔

احتشام۔ گو نقدہ و حرمتہ۔ نقدی ملے نقدی۔

رئیس۔ بس اب تو ہمین پورالیقین ہوگیا کہ لُٹن ہے۔

نذاق۔ قبلہ وکعبہ یہ سب کے سب الیسٹیئے ہین۔

رئیس۔ تمھارے نام ڈگری دیدی لو فتح ہے۔

عظمت۔ واہ ہم اپیل کرینگے۔ آپ ان دونون سے رشوت کھاگئے۔

رئیس۔ (جھنکر) معقول اب کہین ہم جرمانہ نہ کردین۔

نذاق۔ اسطرح کے الیسٹیئے تو خداوند کہین نہ ہونگے۔

رئیس۔ کیا نصفی پر راضی ہوگئے تھے جلدی سے۔

نذاق۔ جی ہان یہ تو چہارم پر راضی ہوجاتے۔

عظمت۔ اجی ڈگری وی۔ ڈگری کے بھرسے نہ بھولیئےگا چولستھڑ وپے گن دیکھئے۔ ابھی ابھی۔

رئیس۔ این! ابھی ابھی تو نصفی پر راضی تھے۔

نذاق۔ جی ہان اس تماش کے لوگ ہین خدا کے واسطے ذرا تو شرمائیے۔ نام سنئے۔ نواب عظمت علی خان بہادر نواب احتشام الدولہ بہادر ماشاء اللہ اور فعل یہ کہ کملی ڈال کے لوٹ لیین۔

گنجفہ ختم ہونے کے بعد بڑی دیر تک دل لگی اور تماشین تماشین رہی۔ بعد ازان صاحب عالم شہزادۂ عالی مرتبت دار اور وہان فریدون حشم زنانخانے مین تشریف لے گئے شمس النسا بیگم نے چق سے بغور دیکھا۔ کہا ہن نہایت خوبصورت آدمی ہین ماشاء اللہ چشم بد دور۔

نازک۔ بھلا کیون شمس النسا بہن تم انکے ساتھ شادی کرلو تو کیسا۔ برا نہ ماننا۔ کیا ہرج ہی کیا ہے۔

شمس۔ بڑی بے شرم اور بیحیا ہو۔ تم تو خدا جانے کسکی صحبت مین رہی ہو۔ بھلا یہ کیا باتین کرتی ہو۔

نازک۔ صورت شکل اچھی۔ ہاتھ پاؤن اچھے خوبصورت

الٰہی ہر گلزار خلد باغ جنان	ایسین ہین بجلی رہے ہلکے نسیم
بگو گُل نہین یہ سخن کو صاحب فہم	ہمہ مین تیرہ نسان جو درشہو
رباب چنگ دف نے ہون تاکر بہشت	پیالہ بہری ہو جیسا اور مہتوا

نسیم عیش سے خندان ہو دوست گل کی روش
چمن مین عمر کی انکے رہے ہمیشہ بہار

یہہ مین نے انکو دعادی۔ ہے صاحب عالم

شہزادہ۔ جی حضور ارشاد۔ نازک اوا بیگم ہین۔

روح۔ انکا نام تو مین دیکھتی ہون زبان زد خاص و عام ہوگیا ہے اور اس بے تکلفی سے پکارتے ہین کہ گویا برسون کی جان پہچان ہے۔

نازک۔ صاحب عالم اسوقت یہ گاؤ ورنہ جانئے ہو سسرال مین بیٹھے ہو اور سالیان سب شوخ اور بہت چُلبُلی ہین۔

بہار۔ بہت چھٹ کیا ارتیبٹ کی نوبت آگئی۔

شکورن۔ (بہار النسا کے کان مین) یہ تو بہن بڑی ڈھیٹ ہے۔

بہار۔ سنئے ہٹ از برائے خدا چپ ہو۔ ان انکو چھیڑنا بہن یہ ہر کسی کی مان کی بہنین ہین۔ اتنی تین ایک تو ان سے مقابلہ کر نہین سکتی تم بیچاری کس گنتی ہو بھلا۔

شکورن۔ ہم تو یہی مارے ہولان ہین سلے ہان۔

نازک۔ بے زبانون کو بھی ماشاءاللہ زبان آنے لگی۔

کاٹنے دوڑتی ہے ماہی بے آب۔ مجھے

صاحب عالم کو انکی مذاق انگیز باتین اور لب و لہجہ اس قدر پسند آیا کہ کمال محظوظ ہوئے۔

سنتے ہی پیاری چھوکری خاصدان مین پان لیکر حاضر ہوئی اور ایک مہری حقہ بھر کر لائی۔ صاحب عالم پان کھاتے ہین تو کتھا ہی کتھا اور ایک بناہوا تمباکو جس سے انکو تنفر تھا فوراً پان پھینک دئے اور منھ دھو کر ٹھنڈا پانی پیا۔ حقہ پیا تو منھ مین ریت ہی ریت بھر گئی۔

شہزادہ۔ بہت خوب۔ پان مین چونے کی عوض کتھا اور الایچی اور مصالح کے عوض تمباکو ملا حقہ مین ریت اس گھر کی یہی ریت ہوگی۔ کیا مضائقہ۔ ہم بھی کسی کو ایسے ہی پان کھلوائینگے۔ تو جس نے لڑکپن سے کھایا ہو اسکے استعمال مین کیا عذر ہو سکتا ہے۔

نازک۔ اس بھروسے نہ بھولنا ہماری بہن بڑی نازک مزاج اور دماغ دار ہین تم بیچارے کیا ہو۔

شہزادہ۔ اسکا بدلہ تو ہم ضرور لینگے ابھی سے کہدیا ہے۔

حسن۔ (مسکرا کر) اے تو کس سے بدلا لوگے صاحب۔

شہزادہ جس پر بس چلے۔ قسم خدا کی مارے ریت کے منھ کا عجب حال ہوگیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔

الغرض ایک شب۔ ذ لطف اور ہنسی خوشی کے ساتھ بسر کرکے صاحب عالم مع سپہر آرا کے اپنے گھر گئے اور وہ گھر جو ہمایون فر کے قتل کے سبب سے ماتم کدہ بنگیا تھا پھر اپنی اسی شادمانی و کامرانی پر آگیا۔ صاحب عالم سسرال والون سے واقف ہوئے یہان سب سے ملاقات ہو گئی۔ مرزا صاحب سے ملے بڑی بیگم کے اعزہ نے انکو دیکھا اور دونون جگہ بدستور چہل پہل اور خوشی ہونے لگی۔

پری پیکران نسرین بدن کی عبرت ناک کہانی اور رفاہ عام مین آزاد کی جانفشانی

ساقیا آج تو چھلکا دینا | کوئی جام جہان نما دینا
پر ہو وہ جام غیرت خورشید | آبرو ریز ساغر جمشید
ساقیا دے مجھے شراب سخن | تجکو دکھلاؤن آب تاب سخن
جلد اے ساقی تسم طلعت | دے کوئی جام بادۂ الفت
چاہتا ہے جو تجکو راحت دے | تو مجھے آتی اب اجازت دے
تم سے شیشونمین آب سرخ بھرون | صبح سے شام تک شراب پیون
ساقیا اب نہ تو تامل کر | جلد بد مست نشۂ مل کر
ساقیا جلد دے شراب کا جام | دیر سے منتظر ہین مے آشام
ساقیا دیر کا نہین یہ مقام | مے دیدار کا کوئی دے جام

آزاد فرخ نہاد پاکیزہ مشرب عالی نژاد وہان سے ہمہ شوق ہو کر روانہ اور سر کے بل عازم نگارستان جانانہ ہوئے نگار قمر سیما مس کلیرسا اور محبوب رنگین ادا مس میڈا سے میٹھی میٹھی باتین ہوتی جاتی تھین۔ دل سے لگی تھی کہ پر لگا کر حسن آرا کے خانۂ طرب کاشانہ پر پہونچین اور نظارۂ جمال مبین معشوقہ مشتری خصال سے آنکھون کو نور موفور بخشین۔ ہر اسٹیشن پر ان دونون شاہدان برق عذار و گل رخسار کی انوکھی پوشاک اور حسن پاک مشاہدہ کرکے ناظرین و حاضرین دنگ ہوجاتے تھے اکثر بے تکلف آدمیون نے آزاد پاشا سے باتون باتون مین دریافت کیا کہ یہ کس ملک کا لباس ہے انھون نے اخلاق کے ساتھ راست راست بے کم و کاست کہدیا کہ ایک کوہ قاف کے امیرزادے کی صاحبزادی ہین دوسری روس کی خاتون اور یہ پوشاک خاص انکے ملک کی امیرزادیان زیب بدن کرتی ہین۔

اثنائے راہ مین ایک اسٹیشن پر صاحب مجسٹریٹ ضلع کی نظر آزاد پر پڑی۔ وضع اور قطع سے شیمن دیکھکر خواہش ہوئی کہ انسے ملیں۔ پہلے سوچے کہ اجنبی آدمی مسافر کبھی کی جان نہ پہچان۔ شاید انکو اسوقت کی ملاقات پسند خاطر نہ ہو مگر جرأت کر کے درجۂ اول کے قریب جاکر کہا اگر مضائقہ نہ ہو تو اپنے نام سے مجھے مطلع فرمایئے۔ آزاد نے بکمال خلق پاکٹ سے کارڈ نکالکر دیا کارڈ پر آزاد پاشا پڑھتے ہی صاحب مجسٹریٹ نے بڑے تپاک کے ساتھ ہاتھ ملایا اور کہا آپ اسوقت کس شہر کے عازم ہین مین آپکو نجانے دونگا مین اپنے کو بڑا خوش نصیب اور سعید اختر تصور کرتا ہون کہ آپ ایسے مشہور جنرل سے ملاقات ہوئی جو کارنمایان آپسے سرزد ہوئے اور جو نام آپ نے پیدا کیا وہ ہرگز تاریخ مین یاد رہیگا۔ اب آپ پلیٹ فارم پر تشریف لائیے مین آپ کو جانے نہ دونگا دو تین روز تک آپ میرے مدعو ہون۔ اس اسٹیشن مین سب لیڈیان اور جنٹلمین آپ کی ملاقات کو مغتنمات سے سمجھین گے مین نے گرافک اور لندن نیوز مین آپ کی تصویرین دیکھی ہین مگر اسوقت کچھہ خیال نہین تھا جب کارڈ دیکھا تو فوراً یاد آیا کہ یہ وہی جنرل ہین آزاد پاشا کہ ازبس ذی اخلاق اور یار باش آدمی تھے سوچے کہ رد دعوت خلاف عقل اور انتہا کی بیمروتی ہے۔ جب ایک جنٹلمین نے اس محبت سے تواضع فرمائی اسکی دلشکنی خلاف اصول انسانیت ہے۔ ع

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو

پوچھا ہم مبارک مجھے دعوت کے قبول کرنے مین عذر نہین مگر بہت ضروری کام درپیش ہے اور میرے ساتھ لیڈیان ہین۔ صاحب مجسٹریٹ نے کہا لیڈیان میرے ہان بھی ہیں اس سے آپ اطمینان رکھئے کارڈ دیکر کہا اب آپ غالباً خود دعوت رد نکرینگے آزاد نے کارڈ لیا تو پہلے یہ نام لکھا تھا کرنل اڈورڈ (ڈاپلٹن) ایپلٹن ایپلٹن کا نام پڑھتے ہی گلے لگا لیا اور کہا معاف فرمایئے گا۔ ہمارے ملک مین فرط محبت سے گلے ملتے ہین۔ ایپلٹن سے مجھے اسقدر یارانہ ہے کہ میرا ہی دل جانتا ہے وہ اور مین اور مسٹر ایپلٹن جنکو مین اب تک کبھی کبھی دیکھا کرتا ہون ہم سب ایک جہاز جنگی ڈپٹیشن پر بمبئی سے روانہ ہوئے تھے اور پھر جنگ کے میدان مین بھی میرا انکا ساتھ ہوا۔ ابتو اگر آپ نہ بھی دعوت کرینگے تو زبردستی دعوت لون۔

یہ کہکر آزاد نے مس کلیرسا اور مس میڈا کو اس امر سے مطلع کیا اور اسباب وہین اوتروالیا فٹن پر سوار ہوکر کرنل موصوف کی کوٹھی پر گئے مسٹر ایپلٹن یعنی صاحب مجسٹریٹ کی میم صاحب ان دونون پری رخون سے ملین آزاد سے مصافحہ کیا بڑے تپاک سے بٹھلایا اور انکی سکونت کیلئے کئی کمرے آراستہ کر دئے مسٹر ایپلٹن اور مس پیکر نے جوان کے ہان ملاقات کے لئے آئی تھین آزاد پاشا کی بڑی تعریف کی میڈا اور کلیرسا کا بھی دونون نے شکریہ ادا کیا کہ آزاد کی جان بچائی اور خود مصیبت اٹھاکر انکو غنیم کے پنجے سے چھوڑایا۔

آزاد۔ نلسن نے جنگ ٹرفلگر مین جو فقرہ کہا تھا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ۔

جب لوگون نے جہاز پر انتہا سے زیادہ اُسکی تعریف کی تو نلسن نے کہا (انگلستان کو اُمید واثق ہے کہ ہر شخص اپنا کام فرض سمجھکر انجام دیگا) مطلب یہ کہ مین نے کوئی ایسا کار نمایان نہین کیا۔ جو کسی نے نہ کیا ہو۔ یہی فقرہ ہر کارروائی مین میرا ہادی تھا۔

مس۔ یہ سچ ہے مگر ایسے آدمی بھی تو بہت ہین جو اپنا فرض نہین ادا کرتے۔ کرنے اور کہنے مین زمین آسمان کا فرق ہے۔

مس۔ تمنے وہ نام پیدا کیا کہ اب ساری دنیا مین تم مشہور ہو گئے ہو

کلیرسا۔ بیشک ٹالمی اور ہینبال اور اسکندر اعظم اور نپولین اور ولنگٹن کی فہرست مین انکا نام بھی لکھا جائیگا۔

میڈا۔ بلوناکی جنگ کے علاوہ ہر لڑائی مین انکی مردانہ کارروائی قابل قدر تھی۔

مس۔ (آزاد سے) مین اچھی طرح نہین سمجھی کہ کیا کہا۔

آزاد۔ جو آپ نے کہا وہی یہ بھی فرماتی ہین مس کلیرسا

مس۔ تمنے فرانسیسی زبان کہان سیکھی تھی۔ فرانس مین۔

آزاد۔ مین نے جو کچھ سیکھا ہے اسی ملک ہند مین سیکھا ہے۔

کرنل۔ آزاد پاشا تو کئی زبانین بول سکتے ہین۔

آزاد۔ جی ہان ٹوٹی پھوٹی بول سکتا ہون۔

کرنل۔ ہمنے اسٹنڈرڈ لندن نیوز مین وہ حال پڑھا تھا جب آپ ایک ٹاپو مین گرفتار اور محصور ہو گئے تھے اور وہان سے آپ روانہ ہو گئے ہین۔ اوفوہ وہ گھٹا کا چھانا اور گھوڑے کا ہنہنانا اور اُدھر بجلی ادھر خرمن برق وش کا چمکنا اور اندھیری گھٹا ٹوپ رات الامان الامان مگر

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

یہ ہر ایک کا کام نہ تھا۔

مس۔ اور وہ بھی یاد ہی کہ تن تنہا زینہ لگا کر آزاد قلعے کی دیوار پر چڑھ گئے تھے اور صد ہا آدمیون کو اس اکیلے نے بھگا دیا تھا۔

مس کلیرسا اور میڈا کی انکے میزبان مسٹر ایلیٹن نے بڑی خاطر کی اور عرصے تک مہمان اور میزبان مین شائستہ طور پر ہنسی اور مذاق ہوتا رہا تین چار گھڑی کے بعد آزاد پاشا مس میڈا اور مس کلیرسا اور میزبان صاحب سے رخصت لیکر شہر کی سیر کو گئے۔ آج آزاد بعینہ اُسی وضع سے اس شہر مین سیر گشت کر رہے ہین جس طرح روم جانے کے قبل سیر کیا کرتے تھے چلتے چلتے ایک باغ مین پہونچے۔ جو نہایت تفریح کا مقام تھا باغ کی ایک روش مین کرسی پر تمکن ہوئے دفعتہً انکے کان مین یہ آواز آئی۔

چلے ہم اے جنون جب فصل گل مین سیر گلشن کو
عوض پھولونکے پتھر سے بھرا گلچین نے دامن کو

سمجھکر چاند ہمنے یار تیرے روے روشن کو
کہا ہالے کو ہالہ اور مہ نو طوق گردن کو

جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کر دون مین دلکو
لڑاؤن دوست سے اپنے مین اس پہلو کے دشمن کو

کرون آہین تو منھ کو ڈھانپ کر وہ شوخ کہتا ہے
ہوا سے کچھ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامن کو

تو انسے جا ملتے ہو زاہد دیکھا بادہ خوارون سے
کہین جھلتے بھی دیکھا ہے بھلا شیشے کی گردن کو

صفت پوچھی جو ہمنے اس مسی و سرخی لب کی
صبا نے رکھدیا گلبرگ تر پر برگ سوسن کو

اے جی۔ اے جی۔ برگ سوسن کو۔

چلے ہم اے جنون جب فصل گل مین سیر گلشن کو

آزاد کے کان کھڑے ہوے کہ یا خدا یہ کون خوش گلو نازنین اس لحن باربدی سے غزل گا رہی ہی غزل کیا گا رہی ہی قیامت ڈھا رہی ہے۔

اتنے مین ایک کھڑکی کھلی اور ایک صورت زیبا نظر آئی نگار قمر رخسار باغ و بہار سرو قد سامنے کھڑی ہوئی مگر اتفاق سے اُسکی نظر انپر نہین پڑی اُس خوش گلو عنبر مو معشوقہ طرحدار نے یہ شعر خوش الحانی کے ساتھ ادا کیا۔ ؎

اس قدر گلکاریان کی ہین تری تلوار نے
زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالاے سر

ابروے خمدار پر دست رنگین رکھکر اُس بت بیداز نے کسی ہمجولی کو پکارا تو آزاد یہ شعر زبان پر لائے۔ ؎

ہاتھ رکھتا ہے وہ بت اپنی بھوُ پر اسطرح
جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

اس صنم عربدہ جو نے آواز سنتے ہی انپر نظر ڈالی اور چشم نیم باز کی طرح دریچہ نصف بند کر لیا۔ دوپٹے کو جو ہوا نے اُڑا دیا تو نصف دریچہ کے ادھر نصف اُدھر

صنم۔ (لفاظی کے ساتھ) اوُ۔ دوپٹے۔ خبردار۔

آزاد۔ اللہ رے غضب۔ دوپٹے پر بھی غصہ آتا ہے۔

صنم۔ این این یہ کون بولا لوگو دیکھو تو اس باغ مین آسیب ہے یا مرگھٹ کا مردہ بولا۔ اللہ خیر کرے۔

ہمجولی۔ اے کہان بہن۔ ہان ہان۔ اوئی مین تو ڈر گئی۔

صنم۔ (دریچہ کھولکر) لاحول ولا (ہنسکر) شیطان تک تو کھڑے کھڑے بھاگ جائے یہ بیچارہ کس مین ہے۔

آزاد۔ اللہ اللہ۔ مین تو سمجھا کہ محمل نازسے لیلی نکل آئی

صنم۔ (پھر کھڑکی آدھی بند کر کے) اخاہ۔ بڑے لسان ہین

آزاد۔ یا الٰہی یہ آدم زاد ہین۔ یا خوبان نوشاد۔

صنم۔ قاف کی پریان ہین۔ جنت کی حور ہین۔

آزاد۔ (اکڑ کر) ہمپر اسوقت قیامت کا عالم ہے۔

صنم۔ (قہقہہ لگا کر) اے صدقہ۔ اس عالم کا کیا کہنا میان۔

ہمجولی۔ (ہنسکر) اپنے منھ آپ میان مٹھو۔ بنی جی سمجھو۔

صنم۔ اپنی راہ لگو۔ اس خیال خام سے درگذرو۔ کیون بھٹکتے ہو۔

آزاد۔ بھٹکتے کوئی اور ہونگے ہم تو داخل منزل مقصود ہو گئے۔

کوچۂ عشق کی راہ مین کوئی ہمسے پوچھے
خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

ہمجولی۔ اس خبط مین بہتیرے پلٹ گئے ہین۔

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

صنم۔ منزل مقصود مین داخل ہونا دل لگی نہین ہی ہنوز دلی دور است۔ اس خیال خام سے درگذرو۔

آزاد۔ ہم تو اس مہربانی کے قائل ہین۔ مہان تحت الثری مین مہربان فلک الافلاک پر۔ آپ سوار۔ مین پیدل بھلا کیونکر بنے غریبون پر کرم کرنا چاہیے۔

غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
کہ پرسشی بکنی عندلیب شیدا را

صنم۔ از برائے خدا اب یہان سے بوریا بدھنا اوٹھاؤ لٹیہ سنبھالو اور چلتا دھندا کرو۔ ورنہ تم جانو تمھارا

کام جانے۔ ع

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار	
اب مان نہ مان تو ہے مختار	

آزاد۔ اچھا خدارا اس قدر بتا دو کہ خود مختار ہو یا۔
صنم۔ ہم اور خود مختار نہیں۔ سبحان اللہ خود مختار۔ خود فروش
مگر اس میں ایک بجوگ پڑا ہے۔ ہاں اگر جسمانی طاقت کا
بر دعوی ہو اور لڑنے بھڑنے میں بہند نہ ہو۔ تو
ٹھہرے رہو۔
آزاد۔ اتنی اجازت تو دو کہ قریب سے دو دو باتیں کر لیں
صنم۔ وہ کام کیوں کریں جسمیں طرفین کا ضرر ہو۔
ہمجولی۔ لے آنے دو بہن۔ آخر یہ بھی بندۂ خدا ہیں۔
آزاد۔ ایک شعر یاد آیا ہے سنئے گا۔

اے بت تم کو اگر بندہ نوازی آتی	
بخدا گھر میں تمہارے ہی خدائی آتی	

ہمجولی آزاد پر پہلے ہی سے ریجھی ہوئی تھی اور اُس
صنم گلبدن کا بھی اس جوان رعنا شمائل پر دل آ گیا تھا
بڑی سفارش کی کہ بہن بلوا لو کیا ہوا مرد آدمی قطع صورت
اچھی۔ ریاست کے آثار چہرے سے نمودار ہیں۔
صنم۔ خدا خیر کرے الٰہی خیر دل پر تیر نظر کام کر گیا۔
ہمجولی۔ ہے تو ایسا ہی۔ بھلا تم ہی ایمان سے کہو اس
شکل و صورت ہاتھ پاؤں کا جوان کبھی بھی نظر سے گزرا
ہے کبھی بھی دیکھا ہے۔
صنم۔ ہے تو خوبصورت مگر اللہ جانے چور ہے اُچکا ہے
کون ہے کون نہیں ہے ایسے کو بلانا اور صحبت گرمانا
خالی از خطر نہیں۔

ہمجولی۔ (دلربائی کے ساتھ۔ ہاتھ کے اشارے سے
بلا کر)۔ چلے آئیے۔
آزاد خوش و خرم با دل شاد فوراً اُٹھے پر گئے اور ان دونوں
مہوشوں کو دیکھ کر بدرجۂ غایت محظوظ ہوئے۔
صنم۔ (دوپٹہ سنبھال کر) واہ بہن واہ۔ نامحرم کو یہاں
بلوا لیا۔ تمہاری بھی کیا باتیں ہیں۔
آزاد۔ اس دوپٹے کے صدقے اور اس ادا کے قربان۔ ع

گرا دی یار نے بجلی دوپٹے کی کناری سے	
جھڑی منھ کی دکھا دوں میں بھی اپنی اشکباری سے	

ہمجولی۔ سچ کہتا ہے۔ منھ سے پھول جھڑتے ہیں۔
آزاد۔ اس قدر دانی کے قربان۔

پھر یہ دل شیفتۂ زلف پریشان ہو گا۔	
پھر مرا جوش جنون سلسلہ جنبان ہو گا	

صنم۔ بہن مسجد میں اذان ہو رہی ہے نماز پڑھ لو۔
ہمجولی۔ تم چلو ہم بھی آتے ہیں۔ اسوقت اللہ نے
دل کی آرزو پوری کی۔

مرادیں دل کی بر آئیں ہمارا حوصلہ نکلے	

صنم۔ قریب آ کے بیٹھو اور یاد خدا کرو۔ ع

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار	
صنم بغل میں ہے دل محو حق پرستی ہے	

آزاد۔ ذرا مہربانی کرکے وہ پنکھا اٹھا دیجیے تو بیٹھے
بیٹھے جھلیں۔
ہمجولی۔ (پنکھیا کو نہایت زور کرکے اٹھایا) موئی
پنکھیا کیا پہاڑ ہے ہاتھ دکھنے لگے ہاتھ ہلا کر۔
آزاد۔ اللہ ری نازکی۔ اُف ری نزاکت اللہ اللہ

ہمجولی۔ ہان گویا آپکے نزدیک دلگی ہے لے جیسے جوہی کے پہول کی پنکھڑی تو اُٹھتی نہین پنکھا کون اُٹھائے۔

آزاد۔ بہت لن ترانی کی نہ لیجئے۔

ہمجولی۔ (تیوری چڑہاکر) بس ان ترچھیان سنانے سے ہمارا دل پُرزے ہوتا ہے اور سنئے ایسے ہی آپ پر ہم ایسے ہین کہ ظاہرداری کے لئے نزاکت کا اظہار کرین۔

آزاد۔ یہ موباف قرمزی اس وقت ستم ڈہا رہا ہے۔

موباف سُرخ کیون نہ ہو گیسوے یار مین
شبخون یعنی لاتے ہین شب ہائے تار مین

صنم۔ (گاتے ہوئے) نہایت خوش گلوئی کے ساتھ۔

موباف ہی کناری کا زلف نگار مین
یا برق کوندتی ہے ۔ ابر بہار مین
جی ابر بہار مین ۔
موباف ہی کناری کا ابر بہار مین

دیکھئے ہمنے بھی ویسا ہی شعر پڑھ دیا۔ وہی موباف کا ذکر اس مین بھی ہے۔ نہ کہو گی بہن۔

آزاد پاشا سے اس مہوش عنبرین مو نے کہا اس مقام کو خوف و خطر سے خالی نہ سمجھنا۔ یا ہم نہین یا تم نہین ہو اور اگر سپاہی آدمی ہو تو تم خود تاڑ لوگے مگر ایک بات یاد رکھنا کہ اس صنم عربدہ جو کو بھولے سے بھی ہاتھ نہ لگانا ورنہ پچھتاؤگے) آزاد نے جو یہ تقریر سنی تو کسی قدر چکر مین آئے کہ ہندوستان سے تا باقصائے روم ہو آئے اور کسی نے ذرا چون تک نہ کی بال تک بیکا نہین ہوا اور یہان اسطرح کی دھمکی دیجاتی ہے کہ الامان الحذر یہ رنگین طبیعت صاف دل پاک باطن صافی مذاق آدمی۔ انکو فساد و عناد اور افعال بد سے کیا سروکار یہ تو صرف چھیڑ چھاڑ اور دل لگی مذاق کے آدمی تھے یہان جو یہ گرماگرم باتین سنین کہ سر ہے تو تم نہین اور تم ہو تو سر نہین سخت چکر لئے۔ سوچے کہ اگر یہ سنکر یہان سے بھاگ جاتے ہین تو یہ دونون نازنینین دل مین ہنسینگی کہ واہ یہ ڈینڑا اور تین کانے سچ ہے ہاتھی کے کھانیکے دانت اور دکھانے کے اور اگر گل کھلگیا کہ آزاد مارے ڈر کے بھاگ کھڑے ہوئے تو بڑی ہنسی ہوگی اور بدنامی مزید برآن اور اگر ٹھہر جائین تو آثار بُرے نظر آتے ہین۔ باتون باتون مین اُس نگار جادو جمال سے پوچھا آخر بتاؤ تو یہ ہلر کیا ہے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک اور بت پندار رشک نسرین رخان فرخار معشوقہ سمن عذار چھماچھم کرتی ہوئی آئی ؎

زرین طرہ بر ساق نگارین	چو تخت عنبرین خلخال پا در تخت

بڑے ٹھسے سے آکر فرش مکلف پر جلوہ افگن ہوئی صنم اور ہمجولی سے میٹھی میٹھی باتین ہونے لگین۔ آزاد نے از سر تا پا نظر ڈالی نور کا عالم۔ آفت کا جوبن۔ بلا کا حُسن قیامت کی پھبن اور اُسپر سجاوٹ اور لگاوٹ جیسے سونے پر سہاگہ ہاتھون اور پاؤنکی منہدی اور بھی ستم ڈہاتی تھی۔ زلف چلیپا فتنہ ساز نرگس پرفن کرشمہ طراز ہر عضو بدن نگین از سر تا پا سیمین۔

صنم۔ کہو بہن شیرین کیسی گذری۔ خیر و عافیت تو ہے۔

شیرین۔ صورت دیکھتے ہی رعب حسن مین آگئے اور مین نے خوب ترچھیان سنائین پھر جہان ایک دفعہ رعب چھا لیا بس مار لیا۔

ہمجولی۔ اور یہ تو کل کہتی تھین کہ شیرین کی محبت اب انکو روز بروز بہت کم ہوتی جاتی ہے۔

شیرین۔ سیٹھ پیچھے کہنا اور بات ہے کوئی منہ پر کہے تو جانین

صنم۔ ادی کیا کوئی تو بخانہ یا کوئی دمامہ لیکے آئی ہو۔
شیرین۔ (تیوری چڑھاکر) مین تمھارے ہتکھنڈے سن چکی ہون۔ تم ان کا جی ٹٹولنے گئی تھین اُنھون نے مجھسے رتی رتی حال کہدیا ہے۔
صنم۔ اچھا دیکھو لین تو کیسا آڑے ہاتھون لیتی ہون۔
ہجولی۔ آج آتے ہی ہونگے مگر بڑے خلیق اور ملنسار آدمی ہین۔
شیرین۔ لے بہن یہ کون صاحب ہین (آزاد کیطرف اشارہ کرکے)
صنم۔ تمھارے ہی فراق مین دور سے آئے ہین بیچارے۔ ہمنے ابھی خاطر کی بٹھایا۔ گلوری کھلائی۔ حقہ پلایا اب تم جانو یہ جانین۔
شیرین۔ ہمارے فراق مین تو کوئی کاہیکو آنے لگا۔ ہان تمھارے حسن کی شہرت سنکر آئے ہون تو کیا عجب ہے ہزارون ہی آیا کرتے ہین۔
صنم۔ اچھا اِنھین سے پوچھ لو۔ کیون میان ادھر کہان آ نکلے
آزاد۔ بتونکی بندگی کیلئے۔ بتون کا کلمہ پڑھتے ہین۔
شیرین۔ ماشاء اللہ آدمی لسان اور معتبر معلوم ہوتے ہین مگر نظر بد جب ہی نگاہ کہے دیتی ہے کہ دل صاف نہین ہے۔
آزاد۔ ایک نظر غلط انداز و عاقبت سوز نے تو خرمن صبر پر بجلی گرائی اب تقریر کیا جانے کیا ستم ڈھائیگی بے اختیار جی چاہتا ہے کہ سجدہ کرون اور قدم لون اور خاک پاکو توتیائے چشم بناؤن دل ہاتھ سے جاتا رہا ؎

نبے کہ برد دل مرا کفِ نگارینش
خمیر مایۂ صبح ست ساق سیمینش

شیرین۔ (مسکراکر) خیر سے رنگین مزاج اور موزون طبع بھی ہین اب یہ بتاؤ کہ کسکے مشتری ہو سودا کرنا مد نظر ہی یا سودائے خام ہے۔
آزاد۔ ہم پختہ مضمون کو کہین سودائے خام ہوتا ہے نقد دل لیجئے اور زلف کا بوسہ دیجئے۔ ع

اے جنون خوب ہے اس سودے مین ذرا اپنا

یہان تو اس خیال پر تلے رہتے ہین۔
یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ ایک اور ناظورہ مہ طلعت قمر پیکر نوخیز و نوخاستہ ایک بوڑھی عورت کے ساتھ آئی صنم اور شیرین سے گلے ملی اور ہجولی سے بوسہ بازی ہونے لگی اتفاق سے آزاد پر نظر پڑی تو اِس جوان مشین اور مہ جبین کو دیکھکر عش عش کرنے لگی۔
ناظورہ۔ لے بہن آج یہ نئی نئی صورت کہان سے دکھینے مین آئی۔
صنم۔ تمھارا نام سن کے بڑی دور سے آئے ہین اور تمھارے مہمان ہین۔ انکی خاطر کرو۔ آدمی رنگین معلوم ہوتے ہین مگر شہر والونکی باتین کیا جانین۔
آزاد نے مسکراکر صنم کی طرف نظر ڈالی اور ؎

ہنسکے کہنے لگا وہ برق عذار ؎ واقعی سچ ہے اے قمر رخسار
گو بھلا مین غریب و بیچارہ ؎ غمزدہ ہرزہ گرد آوارہ
شہر والون کی بات کیا جانون
اُنکا سا التفات کیا جانون

ناظورہ۔ بہن کم سن ہون تو کیا ہوا سچ کہتی ہون ایسے مردون سے ارتباط بڑھانے مین ضرر ہی ضرر ہے اِنکی چتون تو دیکھو یہ

کیسی اور کا ہے عاشق زار ؎ مے الفت کا اُسکی ہے سرشار

آزاد۔ دل ہی تو ہے وعدہ کرنا آسان مگر ایفا مشکل ہے اور

وہ لوگ بھی ہین جو ایک مرتبہ کے وعدے مین جان دین مگر وعدہ خلافی نہ کرین۔ ہان سے

مجھ سے فرقت زدہ سے چشم وصال	محض بے سود ہے کمال محال

اِس قدر فقرہ سنا تھا کہ شیرین جو ہزار جان سے آزاد کے گل رخسار کی بلبل تھی بیتاب ہوئی ضبط نہ کر سکی اور یہ اشعار حسرت آمیز زبان پر لائی۔

اے ظالم یہ کیا ستاتا ہے	کیون غریبون پہ قہر ڈھاتا ہے
سن تو او بے مروت اور دید	تیغ الفت سے ہمکو کرکے شہید

اوس کی عاشقی جتاتا ہے
کیون ہمین خاک مین ملاتا ہے

صنم۔ ہائین ہائین بہن اسقدر رنج سے باہر نہ ہو جاؤ۔
شیرین۔ پھر تمنے اسکو یہان کیون بلایا یہ سب کانٹے تمھارے ہی بوئے ہوئے ہین۔ خیر صاحب ہم پر ظلم ڈھاؤ صنم دلربا شیرین حرکات نے آہ سرد بھر کر آزاد سے کہا۔
جان من۔ جب تک تمھارے رخسار تابان پر نظر پڑی دل ہاتھ سے جاتا رہا مجھی کہ بخت برگشتہ نے یاوری کی تمام عمر شربت وصل سے شیرین کام رہونگی۔ سے

گل خوشی سے پھولے ہین نخل گلستان مین نہال
مژدہ باد اے دل زار آمد جانانہ ہے

ہجولی۔ اور وہ تمکو چٹکیون مین اُڑاتے ہین۔ وہ ادھر رخ ہی نہین کرتے خدا جانے کس کامنی پر دل آیا ہے۔
صنم۔ اے تو ظالم یہان کیا کرنے آیا۔ خواہی نخواہی ہمارا دل دکھایا اور مفت مین ہمکو رنج دیا۔ ہائے کوئی ایسا کرتا ہے۔ اگر سچ مچ کسی اور کا عشق ہے تو صاف صاف بتا دو
آزاد۔ ہان ہے تو ایسا ہی۔ سے

دوستو عشق نہفتہ نے ستایا ہے مجھے	آتش شوق نہانی نے جلایا ہے مجھے
کیا کرون کیا غم پنہان نے دکھایا ہے مجھے	ضبط وحشت نے یہ دیوانہ بنایا ہے مجھے

چہرۂ زار سے پردہ نہ اٹھاؤن کبتک
گو غم پردہ نشین ہے پہ چھپاؤن کبتک

صنم۔ ع۔ تو بھی ٹھنڈا رہے۔ جی کے جلانے والے
ہجولی۔ تم تو کوسنے لگین۔ بہن پانی پی لو (مسکرا کر)
صنم۔ کوسون نہ تو کیا کرون۔ جی بھر آیا ہے۔

کیون نہ خالی کرون جی کہ بھر آتا ہے
ہم جلتی جو نہین غصہ چلا آتا ہے

ہجولی۔ اور تم تو بیخبر ہین غزل گاتی تھین ہمین نے ہی تمکو دکھایا کہ بہن دیکھو وہ کون مرد نامحرم کھڑا ہے۔
صنم۔ یہ کانٹے تمھارے ہی بوئے ہوئے ہین اور اوپر سے بڑے غرور کے ساتھ کہتی ہین ہمین نے دکھایا تھا۔ کوئی جانے کوئی بڑا کار نمایان کیا اور اقضہ جانتا ہے بہن ہم جیسا اس جوان نوخاستہ کا پیارہے اسقدر حسن آرا کو اپنے آزاد کا نہ ہوگا۔
راوی۔ یہ فقرہ سنکر آزاد کا چہرہ گلنار ہو گیا۔
ناظورہ۔ اے ہان خوب یاد آیا۔ آزاد تو یہان آئے ہین شہر بھر مین دھوم مچی ہے کہ آزاد یہان کسی فرنگی کے یہان ٹکے ہین۔
آزاد۔ آزاد! آزاد کیا معنی کیا کسی کا نام ہے۔
ہجولی۔ (متحیر ہوکر) اوئی اے تمنے آزاد کا نام نہین سنا۔
صنم۔ برسون سے اُنکا نام مشہور ہے۔ گلی گلی لوگ جانتے ہین حسن آرا اور آزاد لیلی مجنون شیرین فرہاد سے کم نہین۔

شیرین - (ہنسکر) لے تو ہمارا نام کیون بار بار لیتی ہو -
صنم - تمہارے بیسیون فرہاد ہین ایک دو تھوڑا ہی ہین -
آزاد - حسن آرا کا نام تو ہمنے سنا ہی آزاد کا نام نہین سنا تھا کیا حسن آرا کے عاشق کا نام آزاد ہی ہے -
صنم - جی ہان - ایک وہ خوش قسمت عورت ہے اور ایک ہم ہین کہ کوئی آرزو آجتک نہ برآئی دل کی دل ہی مین رہی

نہ ربط اُس سے نہ یاری آسمان سے
جفا پر عدو لاؤن کہان سے
یہ حالت ہے تو کیا حاصل بیان سے
کہون کچھ اور کچھ نکلے زبان سے
قیامت تک دم آئی فغان سے
جہان لیکر چلے ہین ہم جہان سے
شب وصل آج کا عذر نزاکت
بچا ہے پر مجھ سے نیم جان سے
بُرا ہے عشق کا انجام یارب
بچانا فتنۂ آخر زمان سے

نہ بجلی جلوہ فرما ہے نہ صیاد
بکلکر کیا کرین ہم آشیان سے

آزاد نے دیکھا کہ صنم دلربا و رنگین ادا واقعی پروانہ شمع جمال ہے تو علیحدہ لیجا کر یون مکالمۂ دلاویز کیا -
آزاد - مین نے تو اپنا حال صاف صاف تم سے کہدیا -
صنم - یہ سچ مگر جب اپنا دل بھی قبول کرے صاحب -
آزاد - میری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ بیابان تم سب پریان اس مطلق العنانی اور آزادی کے ساتھ کیونکر رہتی ہو -
صنم - اسکا حال ہم ابھی نہ بتائینگے - پہلے دلکو ڈھارس دو - دل تو قابو مین ہی نہین ہے سوال وجواب کا دماغ کجا
آزاد - اور لطف یہ کہ جسپر نظر پڑتی ہے نوخاستہ - خوبرو نسرین بدن - غنچہ دہن - کمسن اور آزاد -
صنم - تم یہ بتاؤ کس کے اِک نگاہ کے گھائل ہو -

آزاد - کوئی ایسی ہی حور دور از قصہ ہے جس نے ہمین گھائل کردیا - اور جب زبان دی تو ل ہارے پھر بیوفائی اپنی وضع کے خلاف ہے - اس مین ہرچہ بادا باد -
صنم - تو تمہاری طرف سے ہاتھ دھو رکھین - بس -

گریہ و آہ بے اثر دونون
کسنے کشتی مری تباہ کی

آزاد نے تھوڑی دیر کے بعد ناظورۂ مہرسیما سے باتون باتون مین پوچھا کہ یہ کیا اسرار ہے یہ مکان ہے یا پرستان ہے اور تم سب کون ہو خدا را کچھ بتاؤ تو - ناظورۂ مہ لقا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے - کہا ہمارا حال زار قابل بیان نہین - ع

اتنا سینہ کوبیون سے ہاتھ تھک گئے
پیٹینگے اپنی جان کو یون ہم کہان تلک

آزاد اور اس سیم بدن سے دیر تک گفتگو رہی اور آزاد کی باتون سے وہ گلعذار اس قدر خوش ہوئی کہ کل حال بیان کرنے پر آمادہ ہوگئی لیکن اُسکی ہمجولی نے اشارے سے منع کیا تو بدرجۂ مجبوری وہ آفتاب جبین بات ٹالنے لگی -
آزاد - تم تینون بہن ہو یا نہین -
ناظورہ - ہم مین کسی مین باہم رشتہ نہین ہے -
آزاد - اچھا اتنا تو بتاؤ گھر گرست ہو یا نہین -
ناظورہ - (مسکراکر) آپ کے اس سوال کے صدقے -

لگے منہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیان صاحب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

آزاد - کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے -

ناظورہ - ہم تو سب کچا چٹھا کہہ سناتے۔ مگر ہماری ہجولی ہمکو اشارہ کرتی جاتی ہے۔ باغ مین چلو تو تنہائی اور تخلیے مین کل راز سے تمھین واقف کردین مگر اس بات کی قسم کھاؤ کہ چاہے جان جاتی رہے مگر کسی اور سے بیان نہ کرینگے۔

آزاد - افسوس کہ تم ہمارے مزاج سے واقف نہین ہو۔

ناظورہ - بے جانے بوجھے کوئی کیونکر واقف ہو۔

آزاد اور وہ معشوقہ پریزاد کسی بہانے سے باغ مین جاکر گلگشت چمن کرنے لگے جب انکو خوب معلوم ہوگیا کہ باغ مین ہمارے سوا اور کوئی نہین ہے۔ تو کہا ؎

فغان کیا دم بھی لینا پارہ ہائے دل اُڑاتا ہے
کہون کیا درد پنہان کی کلیجہ منہ کو آتا ہے
شناسا اُس نے مرا نالہ اثر بھی کچھ ہوا شاید
کہ دشمن کہہ گیا بیفائدہ کیون غل مچاتا ہے
پری ہوتے ہی انگارون پہ دوزخ مین پڑین حورین
تمھارا حسن عالم سوز کس کس کو جلاتا ہے
گران خوابی وہی ہے بخت خوابیدہ کی اے ظالم
مرا شور فغان ہمکو سوتون کو جگاتا ہے
گرائے اشک پڑتا تیر کیون خلتی ہین اے آنکھو
کوئی یون خاک مین اپنے گہر کو بھی ملاتا ہے
کبھی کی پھر گئین آنکھین فرشتے بھی نظر آئے
تمھارا منہ دکھانا دیکھئے کیا کیا دکھاتا ہے
مین ایسا ہون کہ دونگا تجکو طعنہ بیوفائی کا
بگڑتا کر تمھین دشمن سے کیون باتین بناتا ہے

آزاد نے کہا وہ دونون تو گانے مین مشغول ہین اب یہان کسی کے آنیکا خوف نہین وعدہ وفا کیجئے اور اس بھید سے ہمین اطلاع دیجئے۔

ناظورہ - یہ بڑا خراب مقام ہے اور یہان سبکی سب اسی قسم کی رہتی ہین ایک بوڑھی مکارہ کندن نامے برسون سے یہی پیشہ کرتی ہی خدا جانے اس نے کتنے گھر تباہ کیے اگر تجھسے پوچھو کہ تیرے مان باپ کہان ہین تو مین کیا جواب دون۔ مجھ سے کندن نے فقط اتنا کہا ہے کہ کسی گانون سے مجھے پکڑ لائی تھی میرے مان باپ نے بڑی تلاش کی مگر اُسنے مجھے گھر سے نکلنے نہ دیا میرا سن اُسوقت چار پانچ برس کا تھا جب یہ مجھے گھر سے بھگا لائی تھی۔

آزاد - لاحول ولاقوۃ تو یہان سب ایسی ہی جمع ہین۔

ناظورہ - یہ جو میری ہجولی ہین کسی بڑے آدمی کی بیٹی ہین انکے یہان لین دین ہوتا تھا۔ کندن بھی انکے یہان آنے جانے لگی اور اُن سبھے اس طرح کی سانٹھ گانٹھ کی کہ عورتین دوسرے تیسرے اسکو بلانے لگین انکو کیا معلوم تھا کہ کندن کے یہ ہتکھنڈے ہین۔

آزاد - توبہ توبہ۔ مگر اُس بڑھیا کندن کو ہمنے نہین دیکھا۔

ناظورہ - کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے مین آتی ہوگی۔

آزاد - توبہ توبہ۔ مگر اُس بڑھیا کندن سے ہم ملکر کچھ معاملہ کرین

ناظورہ - اے لو۔ یہ ایک ہی کُٹنی نیکی اور پوچھ پوچھ اسی پر تو اُنکی روٹیان ہین وہ تو اور خوش ہوگی۔

آزاد - بھلا مین توکس قسم کی باتین کرون۔

ناظورہ - وہ تمکو اسکا موقع ہی ندیگی کہ تم کچھ کہو جو کچھ کہنا ہوگا وہ خود کہہ چلیگی۔ لیکن جو تمسے پوچھین

کہ تم یہان کیونکر آئے تو تم کیا کہوگے۔

آزاد۔ مین کہدونگا کہ تمہارا نام سن کے یہان آیا تھا۔

ناظرہ سرو قامت نے آبدیدہ ہو کر کہا میان ایک مصیبت ہو تو کہین بادی النظر مین جو ہمین دیکھتا ہے سمجھتا ہے کہ یہ بڑی خوش نصیب ہین۔ پہننے کے لئے عمدہ سے عمدہ پوشاک گران بہا۔ کھانے پینے کے لئے غذیۂ لذیذ و نفیس رہنے کے لئے فرح بخش اور عالیشان عمارتین سیر کے لئے باغ فرحت افزا دلگی مذاق کے لئے ہجولیان ایک سے ایک پری پیکر رنگین ادا دل بستگی کے لئے جوانان طناز مہ طلعت سراپا انداز ہردم دلگی درچہل ہر وقت ہنسی مذاق۔

صبح تو جام سے گذرتی ہے ٭ شب دلارام سے گذرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گذرتی ہے

اور جب دیکھو بدن سے بوے عطر و عنبر آئے زلف سے مشک تتار اور عنبر سارا کی خوشبو اور مہک چلی آتی ہو تو ع

اٹھولی ہے کسنے کاکل مشکین پہ اے صبا
آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

مگر دل وحشت کدہ ہے۔ دلکو خوشی اور چین نہین ہے۔ بڑی خوش نصیب وہ بیبیان ہین جو ایک میان کے ساتھ تمام عمر بسر کرتی ہین۔

مگر ہم دوزخی عورتون کے ایسے نصیب کہان اس کندن بدبخت بڑھیا کو خدا غارت کرے جسنے ہمین کہین کا نہ رکھا اور یہان جتنی دیکھتے ہو سب ایسی ہی ہین ایک سے ایک بڑھکر سب کے دل روتے ہین۔ یہان سوائے ایک کے ایسی کوئی نہین ہے۔ جو اس زندگی سے خوش ہو بارے ع

قابل ستم کے چرخ نہ مین خاکسار تھا
پیسا عبث کہ آپ ہی مشت غبار تھا

اتنے مین صنم خوش گلو نے لہرا لہرا کر کوٹھے سے گانا شروع کیا۔

ہر جنبش مژگان سے ہے مقتول زمانہ ٭ کیا تیز ہے خنجر تری بیدادگری کا
اٹھا ہے یہ کسکے رخ پرنور سے پردہ ٭ خورشید مین عالم ہے چراغ سحری کا
اندر کا اکھاڑا ہے چمن موسم گل مین ٭ ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہے پری کا

یاد آئی مجھے اپنے دم بازپسین کی
دم ٹوٹتے دیکھا جو چراغ سحری کا

آزاد۔ واقعی اجنبی آدمی تو یہی سمجھے کہ یہ پریان ہردم خوش و خرم رہتی ہین۔ انکو کسی طرح کا تردد اور فکر نہین ہے کوئی گاتی ہے۔ کوئی بجاتی ہے۔ کوئی کھلکھلاتی ہے۔ کوئی تالیان بجاتی ہے جب دیکھو نقشے اور چہچہے۔ مگر تمہارے بیان سے معلوم ہوا کہ معاملہ برعکس ہے۔

ناظرہ۔ اے میان ہزارون آدمی سے بات چیت ہے مگر ہمارے ساتھ شادی کرنے کو کوئی پتیاتا ہی نہین اول تو اس کندن مردار سے ڈرتے ہین۔ دوسرے صاحب عظمت آدمی ہمسے نفرت کرتے ہین۔ شہدے لچے کی بات کا اعتبار کیا دو ایک نے نکاح کا وعدہ کیا بھی تو ایفا نہ ہوا۔

کس سے کس سے مین جا بجا نہ ملا ٭ پر کہین دل کا مدعا نہ ملا
دلربا سیکڑون ملے لیکن ٭ کوئی معشوق باوفا نہ ملا

یہ کہکر ناظرۂ دلفریب کی آنکھون سے بے اختیار آنسو ٹپک پڑے اور عرصہ تک روتی رہی۔ آزاد نے کہ از بس رحمدل آدمی تھے

رومال سے اشک پریشان پونچھکر سمجھایا کہ دل کو ڈہارس دو مگر اسکی آنکھون سے بدستور ہوے اشک جاری ہی سینا

بھر آتے ہین آنسو آنکھ مین لب یار کیا باعث
نکلتے ہین صدف سے گوہر شہوار کیا باعث
نہ وہ شوخی کی باتین ہین نہ وہ گرمی طبیعت مین
لبون پر دمبدم ہے آہ آتشبار کیا باعث
نظر آتا ہی پژمردہ گل رخسار کیا باعث | پریشان ہندون مین گیسوے خمدار کیا باعث

ناظورہ۔ اسکی رحمت اگر ہمکو گناہون سے پاک کر ڈالے تو اسکی کریمی ہی۔ ورنہ ہم تو آلودہ ہین ہی۔

آزاد۔ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اسیر شاکر رہو۔

ناظورہ۔ خدا کی رحمت تو بڑی ہی۔ اور اسکو فضل کرتے دیر نہین لگتی مگر اپنے گناہون کو جب دیکھتے ہین تو دل گواہی نہین دیتا کہ ہمکو بہشت نصیب ہو۔

صنم نازک ادا کو معلوم ہو گیا کہ ناظورۂ گلبدن نے اس جوان رعنا سے یہان کا کچا چٹھا بیان کر دیا۔ کوٹھے سے باغ مین آئی اور آزاد سے کہا کہ آپ کوئی بڑے فقرے باز معلوم ہوتے ہین صاحب۔ دم دیکے سارا حال دریافت کر لیا۔ ہمپر فقرہ تیز کرتے تو ہم جانتے کہ آپ بڑے فقرے باز آدمی ہین۔

آزاد نے کہا مجھے بڑا خلجان تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ باغ آراستہ مکان عالیشان۔ فرش مکلف کمرے سجے سجائے شیشہ آلات قیمتی پریان چہل کے لئے مستعد۔ ایک سے ایک نازک بدن پستہ دہن۔ سرو قامت۔ ماہ طلعت۔ خدمت کے لئے مہربان خواصین۔ زیور بیش بہا۔ زیب بدن آفت کا جوبن اور یہ مطلق العنانی سخت حیرت تھی کہ یا خدا یہ کا مکان ہی اور یہ کیسا سامان ہی بارے خدا خدا کر کے حیرت کا طلسم ٹوٹا

یہ تو اپنی سرگذشت کہہ چکی ہین اب آپ اپنا حال کہیے

صنم۔ تو مین بھی بچہ نہین ہون۔ ہم اپنا درد دل آپ سنائین تو بیجا اسلئے کہ آپ سن لین اور چلے جائین اور کیا نتیجہ ہی۔ خاک

آزاد۔ خیر اب اسکا حال تو خدا ہی جانتا ہے۔

صنم۔ خدا تو سب کچھ جانتا ہو میان لیکن ہمنے جسکی تابعداری کی اور جس کے ہاتھ ہم بک گئے ہین اگر ان پر کھل گیا کہ ہمنے اس بھید سے کسی غیر آدمی کو اطلاع دی ہے تو ستم ہی ہو جائیگا۔

آزاد۔ شریف زادون کا یہ شیوہ نہین کہ بھی کار از افشان کرین اور مجھے اس سے ملیگا کیا مگر آپ کو مجھ اجنبی کی باتون کا کیونکر اعتبار ہو۔ بہرکیف اگر اعتبار کے قابل ہو تو کہو۔

صنم۔ ہمارا کچھ فائدہ ہو یا اس قیدخانہ سے چھٹکارا ہو تو بیشک کہین ورنہ بیکار ہے۔

آزاد۔ مین تو اپنی طرف سے ضرور کوشش کرونگا۔

صنم۔ تم مردونکی بات کا اعتبار کرنا بیوقوفی ہی۔

آزاد۔ واہ کیا پانچون انگلیان برابر ہوتی ہین۔

صنم۔ میان ہمارا کیا حال پوچھتے ہو۔ ہمین اپنا حال خود ہی نہین معلوم۔ خدا جانے کہ ہندو کے یہان جنم لیا۔ یا مسلمان کے گھر پیدا ہوے ع آنکھ کھلنے بھی نپائی تھی کہ صیاد آیا۔ بس اتنا جانتی ہون کہ مجھے لڑکپن ہی کے زمانے مین کسی نے ماں باپ سے جدا کیا مگر قسم لو جو (آبدیدہ ہو کر) مجھے کسی نے کہا تک بھی ہو کہ ماں کون تھی اور باپ کون تھا۔ اور مین کہان پیدا ہوئی۔ اکثر خیال آتا ہی کہ اس مکان کی مالک ایک بوڑھی عورت ہی۔ اس بڑھیا کے کا ٹھکانا نہین۔ ایکدن کے لئے بھی کہین جائے تو محلے والے عزت دار آدمی کان پکڑین اسکا یہی پیشہ ہی کہ جس طرح ممکن ہو کمسن اور خوبصورت

لڑکیون کو پھسلا کر پکڑ لائے سارا زمانہ اسکے ہتکھنڈون سے واقف ہی مگر کسی سے آجتک ذرا بھی بند وبست نہین ہو سکا اچھے اچھے مہاجن جنکے ہان لاکھون کا لین دین اور بیوپار ہی اسکے مکان پر سری ٹیک کرتے ہین اور بڑے بڑے متمول شریف زادے اسکا دم بھرتے ہین شہزادون تک کے پاس اسکا گذر ہے مگر ہمنے اسکو روز بروز فروغ ہی حاصل کرتے دیکھا سنتے تھے کہ نتیجہ کار بد کا برا ہوتا ہے مگر اس کار بد مین جب سے زیادہ برا اور کوئی کام نہوگا اس مکارہ نے خوب روپیہ جمع کیا اور اسقدر نام کیا کہ دور دور تک مشہور ہوئی۔

آزاد۔ تم سب کی سب ملکر بھاگ کیون نہین جاتین۔

صنم۔ بھاگ جائین تو پھر کھائین کیا۔ یہ تو سوچو۔

آزاد۔ اللہ اکبر اس نایک دیرینہ روز نے اپنی مکاری اور زور سے اسقدر تم سبکو بیوقوف بنا رکھا ہے۔

صنم۔ بیوقوف نہین یہ بات صحیح ہے کھانے بھر کا سہارا ہو تو آج چلی جائین مگر جب سہارا ہو نہ۔ روٹی کپڑا کون دیگا۔

آزاد۔ (ہاتھ ٹیک کر) افوہ تمھاری آنکھون پر غفلت کی پٹی باندھ دی ہی۔ تم اتنا نہین سوچتین کہ تمھاری بدولت تو اسقدر روپیہ پیدا کیا اور تم کھانے کو محتاج رہو گی بھلا واہ واہ واہ جو پسند ہو اُسکے ساتھ شادی کر لو اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرو۔

صنم۔ یہ سچ۔ مگر اسکا رعب مارے ڈالتا ہے۔

آزاد۔ اُن رے رعب یہ بڑھیا بھی دیکھنے کے قابل ہی۔

صنم۔ اسطرح کی میٹھی میٹھی باتین کریگی کہ تم بھی اسکا کلمہ پڑھوگے سیکڑون گر ایسے یاد ہین کہ آدمی بس مین آجائے۔

آزاد۔ اگر مجھے اجازت دو تو مین کوشش کرون۔

صنم دلربا اور ناظورہ رنگین اور دونون نے بڑی لجاجت اور منت سے کہا کہ آپکا بڑا احسان ہوگا ہماری زندگی تلخ ہے اول تو ہمین ہر روز گالیان دیتی اور برا بھلا کہتی ہی اور ہمارے مان باپ کو کوسا کرتی ہی۔ گو ہمنے انکو آنکھون سے نہین دیکھا مگر خون کا جوش کہان جائے۔ اس فقرہ سے آزاد بھی آبدیدہ ہو گئے۔ اور اُنھون نے ٹھان لی۔ کہ صاحب ضلع کو جن کے یہان وہ مہمان تھے فوراً اس حال کی اطلاع دینگے اور انسے التجا کرینگے کہ اس ضعیفہ مکارہ کو سخت سزا دین۔

اتنے مین ہجولی نے آنکر کہا۔ آہستہ آہستہ باتین کرو وہ آگئی ہی وہ دونون آزاد سے رخصت ہوکر مکان مین گئین اور ہجولی نے کہا کہ تم آنکر کندن سے کہنا کہ کوئی نواب صاحب دروازے پر کھڑے آپکو پوچھ رہے ہین۔ آزاد کو تو پہلے ہی سے سکھا پڑھا دیا تھا مکان مین گئین تو کندن نے کہا کہ بیٹا آج ایک اور شکار کیا مگر ابھی ہم بتائینگے نہین۔ دونون اوپر کے دلسے خوشی ظاہر کرنے لگین۔ اتنے مین ہجولی دوڑی آئی اور کندن کے پاس جاکر کہا۔ امان جان کوئی نواب صاحب آئے ہین اور آپسے ملنا چاہتے ہین کندن نے ان تینون کو حکم دیا کہ کوٹھے پر جاؤ اور مہری کو بھیجکر انکو بلوایا۔ آزاد داخل ہوئے۔

کندن۔ تم کسلئے یہان آئے ہو اور کیا کام ہے۔

آزاد۔ مین خاص آپکے پاس آیا ہون۔ اور کام۔

کندن۔ اچھا بیٹھو۔ آجکل بے فصل کی بارش سے بڑی تکلیف ہوتی ہی اچھی وہ فصل کہ ہر شے قرینے کے موافق ہو برسات ہو تو مینہ برسے نہ اتنا کہ کھیت طغیانی کے سبب سے سڑ جائین اور نہ اسقدر کم کہ لوگ پانی کو ترسین سردی کے موسم مین سردی خوب ہو اور گرمی مین گرمی لون چلنے کے دن

ہون تو لون چلے اور ستے گرین۔ مگر جہان کوئی بات فضول ہوئی اور بیماری پیدا ہو گئی۔

آزاد۔ جی ہان اسمین کیا شک ہی۔ قاعدے کی بات ہی

کندن۔ اور بیٹا ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ آدمی برائی سے بچے اور نیکی کرے جو نیک کام کریگا وہی اچھا رہیگا ؎

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

انسان کو اسقدر یاد رکھنا چاہیے کہ ایکدن ہمکو اللہ کو منھہ دکھانا ہی جتنے پیدا کیا ہی بد آدمی کس منھ سے منھ دکھائیگا۔

آزاد۔ کیا خوب بات اپنے کہی ہے واقعی ایسا ہی ہے۔

کندن۔ مین نے تمام عمر اسی مین صرف کی کہ لاوارث بچون اور یتیمون اور بن مان باپ کے لڑکونکی پرورش کرون انکو کھلاؤن پلاؤن اچھی اچھی باتین سکھاؤن خدا مجھے اسکا اجر عطا کرے تو واہ واہ ورنہ اور کچھ فائدہ نہ سہی اسقدر فائدہ تو ہی کہ ان بیکسون اور بے بسونکی میری ذات سے پرورش ہوتی ہے

آزاد۔ خدا ضرور اجر دیگا (دل مین) اگر دوزخ اور بہشت اور سزا جزا صحیح ہی تو انشاءاللہ سب سے پہلے جہنم مین جائیگی انکو اور خدا اجر عطا کرے!!! ماشاءاللہ۔

کندن۔ تمنے میرا نام کہان اور کس سے سنا تھا۔

آزاد۔ آپ کے اخلاق کی خوشبو دور تک بلند ہی۔

کندن۔ واہ مین تو کبھی کسی سے اپنی تعریف ہی نہین بیان کرتی

ثنائے خود بخود گفتن نشاید مرد دانا را

جو لڑکیان مین پالتی ہون انکو بالکل مثل اپنے خاص جگر گوشہ بیٹیون کے سمجھتی ہون ممکن کیا کہ ذرا فرق ہو اور جب دیکھا کہ وہ سیانی ہوئین فوراً کسی اچھے گھر انکو بیاہ دیا۔ مگر خوب دیکھ بھال کے جانچ پڑتال کے اور بیٹا ہنسے ایک بات زنگیون سے سیکھی ہی پوچھو وہ کیا وہ یہ کہ جب شادی ہو مرد اور عورت کی رضامندی سے۔

آزاد۔ سبحان اللہ شادی کے معنی ہی یہ ہین۔

کندن۔ تمھاری عمر خدا دراز کرے دیکھو جو کام انسان کرے عقل کی رو سے کرے ہر پہلو کو دیکھ بھال لے۔

آزاد۔ بغیر اسکے میان بیوی مین کا حقہ محبت ہی نہین ہو سکتی اور یون مجبوری کی تو بات ہی اور ہے۔

کندن۔ سچ ہے میرا یہ قاعدہ ہو کہ جس شخص کو پڑھا لکھا اور چال چلن کا اچھا سمجھتی ہون اسکے مدعا اور کسی ایسے ویسے کے ساتھ نہین بیاہتی اور لڑکی سے پوچھ لیتی ہون کہ بیٹا اگر تم کو پسند ہو تو اچھا نہین کچھ زبردستی نہین ہی۔

یہ کہکر مہری کو اشارہ کیا آزاد نے اشارہ کرتے تو دیکھا مگر انکی سمجھ مین نہ آیا کہ اسکے کیا معنی مین مہری فوراً لوٹ گئی اور تھوڑی ہی دیر مین کوٹھے سے گانے کی آواز آنے لگی

جگر یہ کچھو نہین اثر لعنت عنبرین کا سانپ	کہ موج شک ہوئی انکی آستین کا سانپ
لگی جو چوٹی کیسلی تھی جسکی دھوم مین	جگر کو کاٹ گیا شانے یمین کا سانپ
بلا کی زلف نہین کسی کی تھی بوسہ گہ	کہ پھر گیا مری چھاتی پہ سینہ کا سانپ

کندن۔ مین نے ان سبکو گانا بھی سکھایا ہی گو یہان اسکا رواج نہین۔ مگر اسمین ہرج ہی کیا ہی۔ علم موسیقی ایک بہت بڑا علم ہے؟

آزاد۔ تمام دنیا مین عورتون کو گانا سکھایا جاتا ہی۔

کندن۔ ہان بس ایک یہی ملک ہی جہان نہین ہے اور سب جگہ کی عورتین کم و بیش گا سکتی ہین۔

آزاد۔ یہ تو تین کی آواز معلوم ہوتی ہی۔ مگر ایک ان سب مین خوش گلو ہی۔ اسکی گلے بازی اور نازک آواز کے ہم بھی قائل ہین اور یون تو سب ہی خوش آواز ہین۔

کندن۔ ایک تو انکا دل بہلتا ہے دوسرے جو سنے اسکا دل بہلے اور چیز اچھی۔ اسمین کچھ برائی نہین ہے۔

آزاد۔ مگر تعلیم بھی ہوئی ہے یا نہین۔ کچھ آپ نے پڑھایا بھی ہی یا نہین عورتون کو کسیقدر حرف آشنا بھی ہونا چاہیئے

کندن۔ دیکھو بلواتی ہون مگر بیٹا نیک۔ نیتی عجب شے ہے

آزاد۔ آپ کیا فرماتی ہین مین آپ کی باتون ہی ست سمجھ گیا کہ آپ نیک نیت اور نیک مزاج ہین۔

اس ٹھگ و ٹگنی بڑہیا نے سب سے پہلے صنم جادو جمال کو بلوایا وہ شرماتی اور لجاتی اور گردن نیوہڑاتی ہوئی آئی اور ضعیفہ کے قریب اسطرح گردن جھکا کے بیٹھی جیسے نئی شرمیلی دلھن کندن بہت خوش ہوئی کہ اس صنم کو جس طرح غیر مرد کے سامنے بیٹھنا سکھایا تھا اسی طرح نازک ادائی اور حیا کے ساتھ بیٹھی اور یہ علیہ ہی نہ تھا کہ آزاد سے گھنٹون کمپل ہو چکی ہے

آزاد۔ اے صاحب سر اونچا کر کے بیٹھو۔ یہ کیا بات ہی۔

کندن۔ (مسکرا کر) بیٹا اچھی طرح بیٹھو سر اٹھا کر۔

آزاد۔ جس طرح آدمی کی نشست ہی اس طرح بیٹھنا چاہیئے

کندن۔ ہماری سب لڑکیان شرمیلی اور حیا پرور ہین۔

آزاد۔ یہ آپ اوپر کیا گا رہی تھین ہم بھی کچھ سنین۔

کندن۔ نور۔ وہی۔ غزل گاؤ بیٹا گاؤ۔

نور۔ (گردن اونچی کر کے آہستہ) اماں جان ہمین شرم آتی ہی

کندن۔ کہتی ہی ہمین شرم آتی ہی۔ شرم کی کیا بات ہی غزل ہماری خاطر سے گاؤ۔

کیون نہ وہ پردہ نشین پھر مجھے سمرن مارے
مین نے تھے پھول کبھی جانب چلمن مارے

نور۔ (آہستہ سے کندن کے کان مین) اماں جان نہتی گایا جائیگا

آزاد۔ یہ نئی بات ہی۔

اجی چشم جادو یہ اتنا گھمنڈ
اجی سر اوٹھا کر ادھر دیکھنا
نسیم گل اُس زلف مین ہو تو آ
شب مہ مین کتا ہی وہ ماہ ہی

لب لعل و گیسو یہ اتنا گھمنڈ
اسی چشم و ابرو یہ اتنا گھمنڈ
نکہت اپنی خوشبو یہ اتنا گھمنڈ
رکابی سے اس رو یہ اتنا گھمنڈ

اکڑتا ہے کیا دیکھ دیکھ آئینہ
حسین گرچہ ہے تو یہ اتنا گھمنڈ

کندن۔ لو انھون نے گا کے سنا دیا اب تم کچھ کہو۔

مہری۔ کہیئے حضور یا آتی۔ سرکار آپ تو چاہتی ہین کہ پردے اور نقاب سے کام ہی نہ رکھین۔ دل کا پردہ کیا کم ہے مگر یہ مارے لحاظ اور شرم کے اور بھی زیادہ پردہ کیا کرتی ہین اے بیوی گردن اونچی کرو۔ معلوم ہے اللہ کے فضل و کرم سے خوبصورت ہو۔ تم اچھی طرح بیٹھو جسدن عروس بنو گی اُسدن البتہ اس طرح بیٹھنا تو کچھ مضائقہ نہین ہی۔

کندن۔ ہان بات تو یہی ہے اس مین کیا فرق ہی۔

آزاد۔ الحمد للہ ذرا گردن تو اٹھائی۔

بات سب ٹھیک ٹھاک ہے یہ ابھی
کچھ سوال و جواب باقی ہے

کندن۔ (ہنسکر) اب تم جانو یہ جانین۔

آزاد۔ اے صاحب ادھر دیکھیئے یا الٰہی۔ (دل مین) اللہ رے زور۔ ابھی گھڑی بھی نہین ہوئی کہ باغ مین اٹکھیلیان کر رہی تھین اور اب یہ پردہ اور شرم و حجاب ہے شان خدا۔

کندن۔ اب تو از برائے خدا گردن اونچی کرو۔

آزاد۔ اے صاحب برا بھلا کہہ لو۔

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

صنم - امان جان اب ہم یہان سے جاتے ہین اجازت دیجیئے۔

آزاد - اب دل قابو سے جاتا رہا۔

آفرین تجکو اے دل بے صبر
آ پھنسایا مجھے کہان تو نے

کندن نے چٹکی لیکر اشارہ کیا کہ کچھ بولو اتنا عرصہ ہوا اب کچھ باتین کرو جسمین انکا دل بھی خوش ہو۔

صنم - (نقاب ذرا ہٹا کر) امان جان حیا مانع ہے۔

آزاد - اس حیا کے صدقہ - اللہ ری حیا۔

عشق تا خام ست باشد بستہ ناموس ننگ
پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست

کندن - کچھ جواب دو بیٹا یہ کیا بات ہے واہ -

صنم - امان جان کسکو جواب دون جان نہ پہچان -

کندن - ان امور مین آٹھون گانٹھ کمیت - کسی بہانے سے اٹھ گئی - اسکے اُٹھتے ہی صنم نے بھی بناوٹ کے ساتھ چاہا کہ چلی جائے اسپر کندن نے ڈانٹ بتائی۔

ہائین ہائین!! اسکے کیا معنی -

بھلے مانس ہین یا کوئی نیچ قوم - شریف زادون سے خوف یعنی چہ بیٹھو یہ حیا ہے یا جنون اے ہان - حیا بھی تو کتنی - صنم عربدہ جو شرما کر ادا کے ساتھ بیٹھ گئی -

مہری پنکھا جھلنے لگی - ادھر کندن نظر سے غائب ہوئی ادھر مہری بھی بہانہ کر کے چمپت -

آزاد - اللہ اللہ - یہ بوڑھیا تو ایک ہی کائیان ہی -

صنم - (بہت آہستہ سے) ابھی دیکھتے جاؤ -

آزاد - اسکے کاٹے کا منتر نہین یہ وہ افعی ہے -

صنم - اب یہ اپنے نزدیک تمکو عمر بھر کے لیے غلام بنائے لیتی ہی اور جو ہمنے پہلے سے اسکا حال بیان نہ کر دیا ہوتا تو تم بھی چنگ پر چڑھ جاتے -

آزاد - بھلا یہ کیا وجہ ہی کہ تم انکے سامنے شرمایا کین -

صنم - ہمکو جو سکھایا ہے وہ ہم کرتے ہین کیا کرین!!

آزاد - ہان مجبوری ہی اسمین کیا شک مگر اُن دونو نکو کیون نہ بلایا - تمھین کو سب کے پہلے یاد کیا -

صنم - اے ہے ابھی دیکھتے جاؤ - سبکو بلائیگی -

آزاد - مین تو اسکی باتون سے دنگ - اے توبہ -

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

اتنے مین مہری پان اور الایچی اور عطر لیکر آئی -

آزاد نے کہا بی مہری صاحب یہ کیا اندھیر ہی آدمی دی سے بولتا ہے یا نہین - مہری تیکھی ہو کر بولی - اے یہ کیا ماجرا ہے واہ - اور سنو - کیا چپ ہیر کا روزہ ہے دیکھو تو کیسے قبول صورت گھر دہین - ابتو مسکرائین ذری گردن اُٹھا کے تو دیکھو لو اب ہمسے تو بہت نہ اڑو اللہ جھوٹ نہ بلائے تو بات چیت تک نوبت آئی ہوگی اور ہمارے سامنے گھونگھٹ کھینچتی ہین - یا الٰہی صنم نے بہت آہستہ سے کہا مہری ہمکو چھیڑو گی تو ہم امان جان سے کہدینگے -

راوی - اللہ رے تیرا بھولا پن - اس الڑھ پن کے صدقے

آزاد - ذری گردن تک اونچی نہین کرتین بولنا چالنا کسکا باتو بنتی ہین اور یا اپنی اما جان کا خوف ہے -

مہری - واہ واہ حضور واہ - بھلا یہ کاہے سے جان پڑا کہ بنتی ہین یا امان جان کے ڈر سے نہین بولتین اور یہ نہین ہو سکتا کہ خود دل ہی کی شرم اور آنکھون کی حیا کے سبب سے اسقدر سجاتی ہون -

آزاد - واہ آنکھین کہے دیتی ہین کہ نیت بدی کی طرف مائل ہے -

صنم - (تیوری چڑھاکر) خدا کی سنوار جھوٹے پر -

مہری - (قہقہہ لگاکر) شاباش بس یہ اسی بات کی منتظر تھین اور مین تو سمجھی ہی بیٹھی تھی کہ جب یہ زبان کھولینگی پھر بند ہی کر کے چھوڑینگی - سو ویسا ہی ہوا -

صنم - ہمین بھی کوئی گنوار مقرر کیا ہے کیا -

آزاد - واللہ اسوقت انکا تیکھی ہو کر تیوری چڑھانا عجب لطف دیتا ہی انکے جوہر تو اب کھلے ہم تو سمجھے تھے کہ بالکل کچھ جانتی ہی نہین ہین - آزاد - یہ کہان چلی گئین انکو بلوائیے صاحب - ؏ طاقت مہان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت معقول رہا -

مہری - حضور انکا قاعدہ ہے کہ اگر دو دل ملجاتے ہین تو پھر نکاح پڑھوا دیتی ہین - مگر مرد قاعدے سے چلے بھلامانس ہو - شریف ہو چار پیسہ پیدا کرتا ہو آپ پر تو کچھ بہت ہی مہربان نظر آتی ہین کہ دو باتین ہوتے ہی اٹھ گئین ورنہ مہینون آزمائش ہوا کرتی ہے اور آپکی شکل و صورت اور وضع ہی سے ماشاء اللہ برستا ہے کہ آپ رئیس ہین -

صنم - واہ اچھی پھبتی کہی بُوا - بیشک ریاست برستی ہی اتنے مین مہری نے آزاد سے پوچھا کیون میان حسن آرا بیگم کے عاشق میان آزاد کو بھی تمنے دیکھا ہے حسن آرا بیگم کو تو ہم دیکھ چکے ہین انکے یہان ایک چھوکری نوکر ہے بیاری اسکی آنکھین اٹھین تو ہمارا لگوا ہوا - وہان ہم نے حسن آرا کو دیکھا تو دنگ ہو گئی - وہ نورانی صورت پائی ہی اور گالون پر وہ رعنائی ہی کہ مین کیا عرض کرون جب ایسے معشوق نے آزاد کو پسند کیا تو بس اب اس مین شک نہین ہو سکتا کہ کرور دو کرور مین فرد ہے - ورنہ حُسن آرا کبھی نہ رجھتین جو جیسا حسین ہوگا ویسا ہی مغرور ہوگا

لیجا نہین حسینون کی ہین کن ترانیان	
لائے غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہے	

آجکل تو یہان بہت خبر گرم ہے کہ آزاد آنے والے ہین اور کوئی کہتا ہے کہ داخل ہو گئے - خدا جانے کیا سچ ہے کیا جھوٹ ہی مگر جو آئین تو ہزارون ہی آدمی انکے دیکھنے کو جائین کیونکہ زمانہ بھر مین انکا نام روشن ہی -

آزاد - بھلا حسن آرا خود بھی ویسی ہی حسین ہین جیسے آزاد ہین دونون مین زیادہ خوبصورت کون ہی - یہ کہ وہ

مہری - اب بے میان مین کیا جانون انکو مین نے دیکھا نہین حُسن آرا بیگم کو البتہ دیکھا ہے ان کے حسین ہونے مین کوئی شک نہین کرسکتا -

صنم - حُسن آرا بیگم کے حسن کا حال تو جب معلوم ہو کہ مقابل مین ہون اور یون نام نکلجانا اور بات ہے -

آزاد - اے ہے کیا الڑھ پن ہی - اب کسی حسین کے حسن کا حال سننا اچھا نہین معلوم ہوتا انکے سامنے کسی کی تعریف ہی نہ کرو کہ فلان شخص حسین ہے -

صنم - پھر کیا جھوٹ بھی ہی (آہستہ آہستہ)

لاش پر آینکی شہرت شب غم دیتے ہین
اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین

وصیان آتا ہے ترے منھ مین زبان لینے کا
جی ہم اے شوخ پئے سیر عدم دیتے ہین

کردیا خانۂ اغیار ہوسناک خراب
داد رونے کی مرے دیدۂ نم دیتے ہین

دم نہ لے لے اثر آہ کہ معلوم ہوا
جن پہ دم دیتے ہین ہم وہ ہمین دم دیتے ہین

آزاد- مین تو انکی آواز پر عاشق ہون واللہ صنم- خدا کی شان آپ کیا اور آپکی قدردانی کیا۔

آزاد- بجا ہے ولیمن تو خوش ہولی ہونگی- کیون مہری

مہری- اب یہ آپ جانین اور وہ جانین ہم سے کیا سامنے مین آزاد پاشانے مہری سے تخلئے مین پوچھا کہ یہ تینون لڑکیان انکی چھوکریان انکی لڑکیان ہین یا انھون نے مول لی ہین مہری مسکراکر بولی کہ حضور نے مجھے پہچانا یا نہین بندی اور مین حضور کو چٹکیون مین پہچان گئی جب حضور وو ایک بار ثریا بیگم کے ہان آئے تھے اور اُن کے بوڑھے میان کا خط لائے تھے انکے ہان مین ہی اسوقت تھی اور ایکدفعہ انکی قفس مٹھے سے جارہی تھی اور لونڈی قفس کا کونا پکڑے ساتھ تھی جب ہی حضور کو دیکھا تھا اب یاد آیا آزاد متحیر ہوکر مہری کیطرف دیکھنے لگے. کہا ہان بیشک اب یاد آیا کہ تم وہی مہری ہو کہو معلوم ہی کہ اب وہ کہان ہین مہری مسکرائی حضور اب وہ وہان ہین جہان پرندہ پر نہین مار سکتا مگر کچھ انعام دیجیے تو دکھا دون مگر دور ہی دور سے بات چیت ہوگی اور وہ تو آزاد کے لئے جوگن ہوگئی تھین انکا تو بڑا افسانہ ہی کہان تو وہ ٹھاٹھ تھے کہان سرا مین جا کے قیام کیا اور پھر جو طبیعت نے پلٹا کھایا تو جوگن ہوگئین- آزاد نے کہا-

در بتخانۂ عشق بتان اور آپ اے مومن
یہ حضرت آگئی اکبار کیا طبع مقدس پر

کجا سرا- کجا جوگن- یہ نئی بات ہی انکی عشق بازی کا حال اگر مشہور ہو تو لوگ سخت متحیر ہون کبھی جڑ بھی جھنگی یا تو بیگم صاحب کے مزاج ہی نہین ملتے تھے یا طبیعت نے پلٹا کھایا کہ سرا مین بھٹیاری بن کے رہین- اللہ رکھی نام رکھا اور یہ سب ایکطرف جوگن کا بھیس بدلا-

مہری- آزاد نے سیکڑون کو گھائل کردیا حضور-

آزاد- خدا جانے اس مین کیا بات ہی ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا- مگر جسے پیا چاہے وہی سہاگن- کیا سا نورا کیا گورا رے-

مہری- حضور کوئی بات تو ضرور ہوگی- مگر سچ کہتی ہون حضور نے بھی وہ صورت پائی ہے کہ لاکھون مین ایک کروڑون مین دو-

آزاد- اگر ثریا بیگم کو دکھا دو تو انعام دون اور بھرپور انعام دون مگر ہم نے ایک جگہ خبر پائی تھی کہ وہ آجتک نیکی کے ساتھ رہا کی اور آخرکار جب آزاد نے بالکل خبر ہی نہ لی اور حسن آرا کے ساتھ عقد ہونے کی خبر سنی تو کسی نواب صاحب سے عقد کرلیا اب ہان سے نکلنا محال ہے

مہری- حضور آزاد نے بھی برا کیا جو لینے پر جان دے اسکے ساتھ اسقدر بیرحمی سے پیش آنا نچا ہیئے-

آزاد- ہمنے سنا ہے کہ وہ اسوجہ سے طنطنت نہوے کہ اس

زمانے مین یہ اللہ رکھی کے نام سے مشہور ہین اور بھٹیاری
کے ساتھ نکاح کرنا وضعدار کب گوارا کرینگے۔
مہری۔ خیر تو سرکار اگر کچھ دلوائیں تو بیڑا اٹھاتی ہون
کہ ایک نظر اچھی طرح دکھادونگی۔ اسی ہفتہ مین آزما لیجیے
آزاد۔ منظور۔ مگر بے ایمانی کی سند نہین ہے۔
مہری۔ کیا مجال انعام پیچھے دیجیے گا پہلے ایک کوڑی
نہ دیجیے گا۔
آزاد۔ ہان اسکا مضائقہ نہین مگر کہ جلد دکھاؤ۔
مہری نے آزاد سے یہان کا کچا چٹھا کہا میان یہ
عورت جتنی اوپر ہے اتنی ہی نیچے ہے اسکے کاٹے کا منتر
نہین یہ وہ ناگنی ہے اسکا کاٹا منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے
لہر تک نہ آئے۔ ایسا زہر چڑھتا ہے۔ باتین تو اسطرح
کی کرینگی کہ کوئی جانے انسے بڑھ کر نیک بنا ہین کوئی
عورت نہ ہوگی اور جب سے کہتی ہی کہینگی کہ مین اپنی بیٹیونکو
پردہ وردہ نہین سکھاتی۔ پردہ دل کا ہے۔ اگر عورت بد ہے
تو سات پردون سے نکلجائیگی اور اگر نیک ہے تو لاکھ بے حجاب
ہو لاکھ گھونگھٹ سے واسطہ نہ رکھے ممکن نہین کہ اسکی عصمت
مین فرق پڑے اور باتین کرنے مین ایسی برق ہے کہ
توبہ ہی بھلی۔ دنیا بھر چکمے مین آجائے مگر اسکے ہتکنڈون
سے خدا بچائے۔ اللہ نہ کرے کہ کوئی بھلا مانس اسکے ہتے
چڑھے اب آج ایک اور غریب شریف کو بہکایا ہے یہان
ایک مرد آدمی رہتے ہین انکی ایک لڑکی ہے کوئی پانچ
چھ برس کا سن ہوگا اور کوئی اولاد نہین میان اندھے
بیوی بیچاری سلائی سے اپنا اور گھر بھر کا پیٹ
پالتی ہے۔ سو میان سلائی مین ایسے کون چھپن ٹکے
ملتے ہین اور پھر اس زمانے مین لے تو یہ۔ بس ان کے
ہان آنا جانا شروع کیا۔
آزاد۔ بھلا انکا مکان ہم دیکھ سکتے ہین۔
مہری۔ جی ہان۔ یہ کیا سامنے ہے۔ وہ کھپریل۔
آزاد۔ ہائے ہائے پڑوس ہی مکان ہے۔ گئی گذری۔
مہری۔ اب کیا یہ چھوڑتی تھوڑا ہی ہین۔
آزاد۔ اور یہ جتنی یہان ہین سب اسی فشن کی ہونگی
مہری۔ کسی کو چرا لائی ہین کسی کو مول لیا ہے کچھ پوچھیے نہ
آزاد۔ تو کیا وہ عورت بھی اپنی لڑکی کو بیچے گی۔
مہری۔ اس سے آج کہا کہ ہین یہ لڑکی بڑی پیاری معلوم
ہوتی ہے اور وہ بیشک بڑی قبول صورت ہے بڑھ کے
قیامت ہوگی۔ اسکی ماں سے دو ایک باتین ایسی
کہین کہ وہ مان گئی روپیہ تو بڑی چیز ہے۔ بے زری
انسان کو کہین کا نہین رکھتی۔ اس سے کہا ہم اس کو گود
بیٹھا لینگے۔ اپنی لڑکی بنا لینگے۔ ہمین تمھاری مصیبت بھی دور
ہو جائیگی اور لڑکی ٹھکانے رہیگی اور دروازہ سے دروازہ
ملا ہے دو نہین چاہے ہزار بار اپنے بچے کو دیکھ لو کوئی مشکل بات نہین ہے
آزاد۔ اچھا گھر اچکا دیا اور نیت کچھ اور ہی ہے۔
مہری۔ نیت کا حال ظاہر ہے یہ تو برس کی سوچتی ہین۔
آزاد۔ اب اسوقت ٹال کے کیون چلی گئی اور اس تندخو
کو کیون بلوا لیا۔
مہری۔ اب وہ بن ٹھن کے بناؤ چناؤ کرکے آئینگی اور خود
اسکے ساتھ آکے لگاوٹ کی باتین کرینگی۔
اتنے مین کسی نے سیٹی بجائی اور مہری فوراً ادھر چلی گئی
تھوڑی ہی دیر مین کندن آئی کہا۔ اہن! یہان تم اکیلے

بیٹھے ہو تو یہ معاف کرنا مہمان نوازی کے خلاف ہے مگر لو کیون کو کیا کرون اس درجہ شرمیلی اور حیادار ہین کہ جسکی حد نہین مہری کو پکار کر کہا لے انکو بلاؤ۔ کہو یہان آنکے بیٹھین۔ واہ یہ کیا بات ہی جیسے کوئی کاٹے کھاتا ہے اسپر وہ صنم عنبر مو چھم چھم کرتی ہوئی آئی۔ دیکھتے ہی آزاد کے ہوش اُڑ گئے اس مرتبہ غضب کا نکھار تھا ؎

ہی جنبش مژگان کے جو مقتول زمانہ | کیا تیز ہی خنجر تری بیداد گری کا

زلف چلیپا پریشان اور عنبر فشان آزاد دست ہو گئے ؎

نکولی ہر کس نے کاکل مشکین یہ اُٹھا | آئی ہر بو دماغ مین مشک تتار کی

زلف کا لہرانا اور بھی ستم ڈھاتا تھا ازسرتا پا جوبن ہی جوبن تھا وہ سنگار اور بناؤ چناؤ کہ زاہد صد سالہ تک کی نیت ڈانواڈول ہو جائے ؎

وہ ابروے خمدار مثل مہ نو | وہ رخسار ہی ماہ کامل کی صورت

آزاد اپنے دلمین سوچے کہ یہ صورت اور یہ پیشہ۔ حسن اور یہ طریقہ لے کاش یہ قمر رخسار کسی شریف زادے امیرزادے کی چاہتی بیوی ہوتی اور عصمت اور عفت کے ساتھ زندگی بسر کرتی۔ ٹھان لی کہ صاحب ضلع کو اس مقام پر کسی تدبیر سے ضرور لائینگے اور انسے التجا کرینگے کہ از برائے خدا اس زن مکارہ و دلالہ کے ظلم سے ان پریون کو بچاؤ اور تہذیب کی اشاعت مین ساعی ہو۔

کندن نے اگر صنم مہ لقا کے ہاتھ مین پنکھا دی اور کہا (ماری جیو ڈلائے جو بنیا) صنم نے اس چوتالے کو بڑی خوش گلوئی سے ادا کیا اور آزاد کو یہ سمان ایسا بھایا کہ وجد کرنے لگے۔ بیچ مین صنم ماہ طلعت کالبدر فی النجوم اور ادھر خوبرو اور کمسن پریون کا ہجوم بارش کا تار لگا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین اور گھنگھور گھٹائین اور اس لطف مین صنم مہرسیما کا تانین لینا اور بھی ستم ڈھاتا تھا۔

برق جہتنک زن زطرف کوہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

کندن۔ اگر کسی شے کی ضرورت ہو تو بیان کر دو۔

آزاد۔ اسوقت دل وہ مزے لوٹ رہا ہی کہ بیان سے باہر ہے

کندن۔ میرے ہان صفائی اور پاکی و نیکی سے کام لیا جاتا ہی

آزاد۔ آپکے کہنے کی اصلا حاجت نہین ہی۔

کندن۔ یہ مینی مین سب باتمیز باسلیقہ شعور دار ہین۔

آزاد۔ انکے شوہر بھی انھین کے سے ہون تو بات ہے۔

غالب ان سیمین تنون کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے

کندن۔ اس مین کسی کے سکھانیکی ضرورت نہین ہی مین انکے لئے وہ لوگ منتخب کرونگی جو خدائی مین فرد ہون انکو کھلایا پلایا پرورش کی گانا سکھایا۔ اب انپر ظلم کیونکر گوارا کرونگی۔

آزاد۔ اور تو اور مگر انکو تو آپ نے واقعی اسوقت۔

کندن۔ مین سمجھی۔ اپنا اپنا دل ہی اب دو چار روز یہان رہین اگر انکی طبیعت گوارا کرے تو انکے ساتھ آپ کا نکاح ہو جائے

مہری۔ ہان حضور مگر شرطین تو وہ دیکھئے آپ۔

کندن۔ خبردار بیچ مین نہ بول اٹھنا اب سمجھی۔

مہری۔ ہان حضور ہم سے خطا ہوئی۔

آزاد۔ پھر اب تو شرطین بیان ہی فرما دیجئے۔

کندن۔ اطمینان کے ساتھ بیان کرونگی۔

آزاد۔ (صنم سے) تم نے تو ہمین درم ناخریدہ غلام بنا لیا۔

صنم ۔ (جواب ندارد) خاموشی اختیار کی ۔
آزاد ۔ اب ان سے کیا کوئی بات کرے ۔

گوارا نہیں ہے جنہیں بات کرنا
سنیں گے وہ کاہے کو قصہ ہمارا

کندن ۔ اے ہان ۔ یہ تم مین کیا عیب ہے ۔ باتین کرو بیٹا ۔
صنم ۔ اماں جان کوئی بات ہو تو کیا مضائقہ اور یون خواہی نخواہی ایک نامحرم سے باتین کرنا بھلا کوئی دانائی ہے ۔
کندن ۔ اللہ کو گواہ کرکے کہتی ہون ۔ یہ سب کی سب بڑی شرمیلی ہین ۔
صنم ۔ اسوقت چونکی شبنم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نونہالان چمن نے موتیون کے ہار پہنے ہین غرض وہ بہار کا جوبن قابل دید ہے ۔
آزاد ۔ اللہ اللہ ۔ یا وہ سکوت و بیزبانی یا یہ رنگین بیانی اور بھی ستم ڈھایا اور آتش عشق کو بھڑکایا ۔

عشق ست بہ ملک بے نیازی	سلطان حقیقی و مجازی
آن شعلہ کہ سر کشد بتاراج	عشق ست کہ می نہد بسر تاج

یہ کہکر آزاد نے کندن سے رخصت چاہی اور کہا کہ آج معاف فرمایئے کل تک انشاء اللہ تعالیٰ حاضر ہونگا اور اگر ابھی آیا تو یہین مقیم رہونگا ۔ مگر تنہا آؤن یا دو ایک احباب بذلہ سنج کے ساتھ
کندن نے بہت اصرار کیا کہ اسقدر جلد پھر جانا اور ماحضر تناول نکرنا خلاف عقل ہے ۔ آپ یہان قیام کیجیئے اور کھانا کھا کے جایئے مگر آزاد نے کہا اسوقت تو بدل اجازت دیجیئے کیونکہ بڑا ضروری کام ہے ۔ کل انشاء اللہ باتین ہونگی ۔
وہان آزاد نے ہنوز باغ کے باہر قدم نہین رکھا تھا کہ مہری دوڑی آئی اور کہا حضور کو ہماری بی بی بلاتی ہین کہا کہدو ذری کھڑے کھڑے ہو جائین ۔ آزاد بی بی کندن کے حسب الطلب گئے تو کیا دیکھتے ہین کہ ناظورۂ عابد فریب اور صنم دلربا اور خوبرو ہیجولی کے علاوہ ایک اور طاؤس زیب عدوئے صبر و شکیب نوجوان غیرت حوران جنان بصد شان برنائی و انداز دلربائی بی کندن کے پاس متمکن ہین ۔ یہ رشک لیلیٰ ان سب سے نکیلی سجیلی حسن و جمال مین وہ چند شوخی اور آن بان مین بدرجہا زیادہ تھی ۔
کندن ۔ یہ ایک جگہ گئی ہوئی تھین ابھی ڈولی اتری ہے مین نے کہا تم کو ذری دکھا دون کہ میرا گھر بھی پرستان ہی ہے
آزاد ۔ اسمین تو شک نہین ۔ واقعی پری خانہ ہے ۔
کندن ۔ اور لطف یہ کہ بدی قریب نہین آنے پاتی ۔
راوی ۔ ماشاء اللہ ۔ ایسی نیکی پر خدا کی مار ۔
آزاد ۔ بیشک بدی کا یہان ذکر ہی کیا ہے ۔
کندن ۔ سب سے مل جل کے چلنا کسی کا دل نہ دکھانا یہ میرا شعار ہے مجھے آجتک کسی نے کسی سے لڑتے بھڑتے ہی نہ دیکھا ہوگا ۔
آزاد ۔ یہ جادو جمال بہت پندار واقعی
کندن ۔ اے ہے تم تو لگے کھلی کھلی کہنے ۔
راوی ۔ اس فقرے پر مہ پارہ نے جس کا نام نور رکھا گیا تھا لجا کر گردن نیوڑائی اور کندن کی طرف اشارہ کیا کہ ہم جاتے ہین ۔
کندن ۔ بیٹھو بیٹھو (آزاد کی طرف) بیٹا یہ لوگ ہنسی دل لگی کیا جانین ۔ گھر گرست بہو بیٹیان پھر کہین آئین نہ جائین ۔

ٹھہری۔ حضور کوئی دو برس کے بعد باہر نکلی ہین۔
آزاد۔ بیشک نہین آپ کے ہان کا قرینہ ہمین بہت پسند آیا (دل مین) تو آزاد جوڑ باہی نہ پھونک دون۔
کندن۔ بولو۔ بیٹا منھ سے کچھ بولو۔ دیکھو ایک مرد آدمی بیٹھے ہین اور تم بولتی ہو نہ چالتی ہو۔ یہ کیا بات ہی واہ۔
نور۔ (گردن جھکا کر) کیا آپ ہی آپ بکون۔
کندن۔ ہان یہ بھی ٹھیک ہی وہ تمھاری طرف مخاطب ہو کر بات چیت کرین تو بولو۔ یا یون ہی آپ ہی آپ۔ لیجیے اب تو صاحب آپ ہی کا قصور ٹھہرا۔
آزاد۔ بھلا سنیے تو مہمان نوازی بھی کوئی شے ہے یا نہین؟
کندن۔ ہان یہ بھی صحیح ہی۔ اب بتاؤ بیٹا۔
نور۔ امان جان ہم تو سب کے مہمان ہین ہماری جگہ سب کے دل مین ہی ہم اور کسی کی میزبانی کرین یہ ان ہونی بات ہی ہماری میزبانی جور و جفا۔ ہماری تواضع بیوفائی اور کج ادائی اس مین ہم ماشاء اللہ سے طاق ہین۔
کندن۔ اب فرمائیے حضرت۔ جواب پایا!
آزاد۔ وہ جواب دندان شکن پایا۔ کہ لاجواب ہو گیا۔
نور۔ نہین اگر ابھی تشفی نہ ہوئی ہو تو پھر اور فرمائیے۔
آزاد۔ واقعی انکی تواضع جور و جفا اور بیوفائی و کج ادائی ہی۔ درین چہ شک۔ خیر صاحب ہم مورد عتاب ہی ہون۔
نور۔ چہ خوش مورد عتاب ہونیکے لئے بھی بڑی قسمت درکار ہی اپنی لذت یہان بھی نہ چھوڑی۔ کوئی اتنا خوش نصیب ہو تو لے بھلے کہ ہم اسپر عتاب کرین۔
راوی۔ میان آزاد گو بڑے مقرر اور لسان تھے۔ مگر اس تیز طبیعت اور زبان دراز حاضر جواب بت گر خسار کے سامنے سٹی بٹی بھول گئے۔
کندن۔ اب کچھ فرمائیے یہ خاموش رہنا کیا معنی۔
نور۔ امان جان آپ کی تعلیم ایسی ویسی نہین ہے کہ ہم بند رہین۔
صنم۔ تم بند کیون رہنے لگین۔ مگر میان کی قلعی کھل گئی۔
کندن۔ لے صاحب کچھ تو فرمائیے۔

کچھ تو کہئے کہ لوگ کہتے ہین
آج غالب غزل سرا نہوا

آزاد۔ آپ شعر بھی کہتی ہین یہ کہئے۔
نور۔ (قہقہہ لگا کر) لے وا۔ ایسے گھبرائے۔ غالب کا تخلص موجود ہے اور پوچھتے ہین (آپ شعر بھی کہتی ہین)
صنم۔ آدمی ہین حواس ہی حواس تو ہین اور ہے کیا۔
آزاد۔ درین چہ شک۔
صنم۔ درین چہ شک درین چہ شک بس اب اور کچھ نہین سوجھتی
نور۔ ہم جو گردن جھکائے گربہ مسکین بنے بیٹھے تھے تو حضرت بہت شیر تھے مگر اب ہوش اڑے ہوئے ہین۔ حواس غائب عقل
صنم۔ تم پر ریجھے ہوئے ہین بہن۔ دیکھتی ہو کن انکھیون سے گھور رہے ہین۔
نور۔ لے ہٹو بھی ع۔ ایڑی چوٹی پہ موئے دیو کو قربان کر دن
آزاد۔ اللہ اللہ اب ہم ایسے گئے گذرے ہوئے۔
نور۔ اچھا آپ اپنے نزدیک سمجھے کیا ہین اپنے کو۔
کندن۔ یہ نہ کہو یہ ہم ہرگز نہ مانینگے ہنسی دل لگی اور بات ہی مگر یہ بھی لاکھ دو لاکھ مین دیدار دجوان اور ایک ہی ہین آنکھین نشیلی ہین۔
نور۔ اب امان جان کل تک تعریف کیا کرین گی۔

آزاد۔ پھر جو تعریف کے قابل ہوتا ہی اسکی تعریف ہوتی ہی

نور۔ اوہو اخدا۔ گھر کی پٹکی باسی ساگ۔

آزاد۔ رشک ہوتا ہوگا کہ انکی تعریف کیوں کی۔

نور۔ ہم تعریف سے مستغنی ہیں۔ البہ راستالش پسندی آید۔

کندن۔ یہ تو خوب کہی۔ اب اسکا جواب دیجئے۔

راوی۔ واہ ری ٹھگوں کی بڑھیا تو بھی موقع موقع پر خوب داد دیتی جاتی ہی۔ داد کیا دیتی ہے مول بڑھاتی ہی۔

آزاد۔ نہیں اصلیت بس اتنی ہی ہے کہ تعریف سے دلمیں رشک پیدا ہوا۔ خیر صاحب اپنی اپنی سمجھ۔

نور۔ بھلا خیر آپ اس قابل ہوئے تو کہ آپ کے حسن سے لوگوں کے دلوں میں رشک پیدا ہونے لگا۔

کندن۔ (صنم سے) بڑی دیر سے تمنے انکو کچھ سنایا نہیں بیٹا۔

صنم۔ پھر کیا کچھ انکے نوکر ہیں۔ اماں جان واہ۔

آزاد۔ دست بستہ۔ از برائے خدا کوئی پھڑکتی ہوئی غزل گاؤ اور اگر آپکی عنایت ہو کندن صاحب تو ان سب کو حکم دیجئے۔ ملکر گائیں۔

صنم (آہستہ سے) حکم! ماشاء اللہ! اونھ!!!

نازک ادا۔ حکم تو بادشاہ و وزیر کا نہ مانینگے ہم لوگ۔

البیلی۔ کے آدمی دکے پیر شدی۔ ابھی سے حکم چلانے لگے

صنم۔ جی ہاں۔ اب اسی بات پر کوئی گائیے۔

کندن۔ اچھا حکم کہا تو کیا گناہ کیا۔ کتنی ڈھیٹ لڑکیاں ہیں کہ ناک پر مکھی بیٹھنے نہیں دیتیں۔ کچھ ٹھکانا ہی۔

صنم۔ (نور سے) اچھا بہن آؤ ملکے غزل گائیں۔

الٰہی رشک قمر دل کا جلانا نہیں اچھا

نور۔ واہ واہ اماں جان نے بھی بوڑھی غزل نکالی ڈھونڈھ کے اس فقرے پر بڑا قہقہہ پڑا۔ پڑوس سے بی ہمسائی آواز سنکر کوٹھے پر آگئیں۔ کہا آج کیا یہ قہقہے پڑ رہے ہیں۔

نور بولی بی ہمسائی یہاں روز یہی چہچہے اور یہی قہقہے ہیں ہر دن عید رات شب برات اسکے بعد صنم اور نور نے ملکر یہ غزل گانا شروع کی۔

گیا یار آفت پڑی اس شجر پر
اداسی برسنے لگی بام و در پر

بیجا بھری دنکو آگ ٹھنڈی
قیامت ہوئی یاں دل نوحہ گر پر

ہے بہار گلشن کو آتش لگی ہو
نشتر کیا پڑے خاک گلہائے تر پر

کوئی دیو تھا یا کہ جن تھا وہ کافر
مجھے غصہ آتا ہی پھیلے پھر پر

پری زاد تھی اک شب وصل اسکو
اڑا لیگئی جھٹ بٹھا اپنے پر پر

مزے خوب لوٹو کیوں شیخ صاحب
ملینگے بہشت بریں میں اگر بر

پڑے اُڑ کر پیچ کون کا آ
ٹھہری اس شجر پر گھڑی اس شجر پر

[illegible] لیتا تو اس نے
وہ [illegible] سر نامہ بر پر

آزاد۔ آہاہا۔ ماشاءاللہ کیا تان ہیں۔

نور۔ ماشاء اللہ۔ لے سبحان اللہ۔ سبحان اللہ (قہقہہ)

صنم۔ (آہستہ آہستہ)

بھبن اگر چھب نگاہ سیج دھج تمہاری طرز خرام آٹھوں

نہ ہو دیں اس بت کے گر پیارے تو کیوں ہو میلے کا نام آٹھوں

ذقن زنخداں لب دہاں رخ جبیں دو نمک تبسم

سکھاتے ہیں اس پری کو کافر ملکے سب قتل عام آٹھوں

اداؤ ناز و حجاب غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل

تمہاری چتون کے آگے آگے پھرتے ہیں اہتمام آٹھوں

شکیب و صبر و قرار و طاقت نشاط و آرام عیش راحت

تمہاری الفت میں کھو کے بیٹھا ہوں۔

یہ مصرع ناتمام ہی رہا تھا کہ کسی شخص نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا کھولو۔ انسپکٹر صاحب دروازے پر کھڑے ہین۔

بی بی کندن نے دروازے پر جا کر کہا کون صاحب ہین

آواز۔ انسپکٹر صاحب آئے ہین۔ دروازہ کھول دو۔

کندن۔ تو یہان کس کے پاس تشریف لائے ہین۔

آواز۔ کندن مٹی کے ہان آئے ہین یہی مکان ہے یا اور دوسری۔

آواز۔ ہان ہان جی یہی ہے۔ ہمسے پوچھو۔

کندن۔ اچھا کھولتے ہین۔ مجھو بن ذری قفل کھول دینا۔

آواز۔ یہ اچھے ڈال کے۔ بہت ہے شسری۔

ادھر کندن پولیس والون سے باتین کرتی تھین ادھر آزاد اور صنم اور نازو رہ اور ممجولی اور نور جھپٹ کے باغ مین چلے گئے اور وہان کے مکان کی طرف کا دروازہ بند کر دیا۔

آزاد۔ خدا را بتاؤ تو یہ ماجرا کیا ہی۔

صنم۔ دوڑ آئی ہے میان۔ دروازہ بند کرنے سے کیا ہوگا زنجیر بھی چڑھا دو یا اللہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اس گھر سے نکلکر بھاگین۔

نور۔ ایکدم یہان کا رہنا گوارا نہین ہوتا ہی ہین مگر۔

آزاد۔ کسی کے ساتھ شادی کیون نہین کر لیتین۔

نور۔ اے ہی یہ کیا غضب کرتے ہو آہستہ بولو۔

آزاد۔ آخر یہ دوڑ کیون آئی ہے ہم تو سنین۔

صنم۔ کل ایک بھلے مانس آئے تھے اُن کے پاس ایک گھڑی سونیکی۔ زنجیر سونیکی۔ ایک بیگ اور پانچ اشرفیان اور کچھ روپے تھے یہ بھانپ گئین انھون نے اُس کو شراب پلائی اور گھڑی اور زنجیر اور روپے اور اشرفیان اور کپڑے تک بیہوشی مین اُتار لئے اور صبح کو کہا کہ اگر بڑا دُگے تو پولیس والون کو بلاؤن گی۔ وہ عزت دار سیدھا سادھا آدمی تھا چپ چپاتے چلا گیا اور انسپکٹر سے کہا کہ کل رات کو یہ معاملہ ہوا۔

ممجولی۔ انسپکٹر سے اُس سے دوستی تھی نہین تو وہان بھی نہ جاتا۔

صنم۔ پہلے انسپکٹر نے ایک برقند از بھیجا اُسکو اُنھون نے بھلا بھلا کہا تو ہٹا۔ کیا اب وہ دوڑ لے کے آئے ہین۔

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔ یہ ہتھکنڈے ہین۔

نور۔ کچھ نہ پوچھئے کہ جان کس عذاب مین ہی۔

آزاد۔ توبہ توبہ۔ ہوا ہی چاہئے۔

نور۔ اب خدا جانے کس کس کا نام دھر دینگی کیا آگ لگائینگی۔

صنم۔ بہن انسپکٹر ولنسپکٹر سے دبنے والی نہین ہین۔

نور۔ توبہ توبہ۔ وہ نہین دبینگی صاحب تک سے یہ انسپکٹر لئے پھرتی ہین دبے اُنکی جوتی۔ ہیجا کی بلا دور۔

صنم۔ چپ رہو چپ رہو ذری سنو تو کیا ہو رہا ہی۔ دروازے کے پاس سے سب نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ بی بی کندن پولیس والون سے بحث کر رہی ہین تم میرے گھر بھر کی تلاشی تو لو مگر یاد رکھنا کل ہی تو نالش کرون گی مجھے اکیلی عورت سمجھ کے دھمکا لیا ہے مین عدالت چڑھونگی واہ لینا ایک نہ دینا دو مین صاحب سے کہونگی کہ اسکی نیت خراب ہے یہ رعایا کو دق کرتا ہے اور پرائی بہو بیٹی کو تاکتا ہے۔

صنم۔ سنتی ہو کیسا ڈپٹ رہی ہین تھانہ دار کو۔

لوز - چپ چپ ایسا نہو - ادھر بھڑ بھڑا کر آ جائین -

اب سنئے کہ بی کندن نے مسافر کو کوسنا شروع کیا اللہ کرے اِس اٹھوارے مین اُسکا دم ٹوٹے اُسکا جنازہ نکلے اُسکی کھٹیا مچماتی نکلے موے نے آنکے میری جان عذاب مین کردی - مین نے تو غریب مسافر سمجھ کے ٹکایا وہ موا اٹھائے پڑتا ہے -

مسافر - انسپکٹر صاحب اس عورت نے سیکڑون کا مال مارا ہی -

کانسٹبل - اجی حضور یہ پہلے غلام حسین کے پل پر رہتی تھین وہان ایک اہیرن کی لڑکی کو پھسلا کر گھر لائی اور اسی دن مکان بدل دیا - اہیر نے تھانے پر رپٹ لکھوائی - ہم جو جاتے ہین تو مکان مین قفل پڑا ہوا - بہت تلاش کی پتا نہ ملا - پھر دو مہینے کے بعد ہی وہ چھوکری ندارد - خدا جانے کسی کے ہاتھ بیچ ڈالی یا مرگئی یا کیا ہوا -

کندن - ہان ہان بیچ ڈالی ہم بردہ فروش تو ہین ہی -

انسپکٹر - کیون حضرت جب آپکو معلوم تھا کہ یہ اسطرح کی بدکردار ہی پھر آپنے اسکو منہ کیون لگایا - اور اِسکے ہان ٹکے کیون

مسافر - شامت اعمال - اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ دو ڈھائی سو پر پانی پھر گیا اچھے اُلو بنے - مگر شکر ہے کہ مار نہین ڈالا -

کندن - جی اور کیا ہزار شکر بھیجیے کہ قتل نہین ہوئے -

انسپکٹر - تو ذرا نہین شرماتی مردار -

کندن - کیا! مردار!! اللہ گواہ ہے کہ -

انسپکٹر - کسی اور بھروسے نہ بھولنا خبردار یا ہی ڈالون گا ہان اور سنئے بس خیریت اسی مین ہی کہ یہان سے اُٹھ جاؤ اور انکا مال انکے حوالہ کردو -

کندن - مار ڈالو چاہے گھول کے پی جاؤ -

کانسٹبل - ہان مار ڈالو چاہے کھا جاؤ - مگر یہ اپنی عادتین نہ چھوڑین گی اور ہم نہین جانتے کہ جان بوجھ کر لوگ کیون پھنس جاتے ہین -

انسپکٹر - شامت اعمال بقول انکے - اور کیا کہین -

کندن - تو اب یہ ٹھائین ٹھائین کبتک رہیگی -

مسافر - خوش ہوئے آپ یہ ٹھائین ٹھائین ہی -

ایک کانسٹبل نے کہا حضور مین نے اسے اب پہچانا - یہ بڑی کلان ہے اپنے باپ کا نام حلیم اللہ لکھوایا -

دو مہینے کے بعد فوجداری کی گواہی مین باپ کا نام سلیم اللہ بتایا - ابکی شاید فہیم اللہ لکھوائے - اس فقرے پر بڑی ہنسی ہوئی اور خوب قہقہے پڑے -

انسپکٹر - تمھارے باپ کا کیا نام ہے -

کندن - رحیم اللہ - دادا کا نام رحیم اللہ چچا کا نام کریم اللہ

انسپکٹر - یہ یون نہ مانینگی - اسکو حوالات دکھاؤ -

کندن - تم مجھے کیا اکیلا سمجھے ہو - ابھی اپنے داماد کو بلاؤن تو آنکھین کھل جائین -

مہری - باغ سے بلا لاؤن انکو -

اتنا کہنا تھا کہ میان آزاد کے ہوش اُڑ گئے اور اُنھون نے زنجیر کو پھر دیکھا کہ بند ہے یا نہین - صنم دلفریب اور ناظورۂ طاؤس زیب نے ہنسکر کہا - لو دامادی مبارک ہو مگر ساس ایسی پائی ہی کہ شہر بھر مین لئے زیادہ مشہور خرانٹ نہو گی

آزاد - اس مردار کو سوجھی کیا لاحول ولاقوة -

مہری - (دروازے کے پاس سے) کھولئے -

آزاد - (آہستہ سے) خدا کی مار تجھپر اور تیری ہفتاد پشت پر

مہری - کھولئے حضور آپکی ساس بلاتی ہین -

کندن - ای بیٹا ذری ادھر آؤ مرد کی صورت دیکھ کر شاید یہ لوگ اس قدر کا جبر نکرین مین تو کہین کی نہ رہی۔

انسپکٹر - اخاہ! مرد کی صورت دیکھکر شاید اسقدر جبر نکرین! کیا توپ ساتھ ہی۔ ہم سرکاری آدمی پولیس کے لوگ اور تمھارے داماد سے دب جائین اب بتاؤ انکی جمع ملیگی یا نہین

کندن ایک کانسٹبل کو علحدہ لیگئی اور کہا مین اسوقت انسپکٹر صاحب کو ستر روپیہ دیتی ہون بشرطیکہ وہ معاملے کو طول ندین اگر تمھارے ذریعے سے یہ بات حاصل ہو جائے تو دس روپیہ تم کو بھی دونگی۔

جب انسپکٹر پولیس نے دیکھا کہ یہ مکارہ مفت مین دقت سنائی کرتی ہی تو ٹھان لی کہ اسکو حوالی دکھائین آدھ گھنٹے کامل تحقیقات کرکے اپنے ساتھ لیگئے چلے تو وہ مکارہ بہت رنگ لائی۔ مگر پولیس والون سے ایک نہ چلی

گئی ع زندان کو چلی مچل مچل کر چلتے وقت ان معشوقون کے کان مین کہا کہ اس مرد کو جانے ندینا اور نہ مہمانی کا کوئی دقیقہ اٹھا رکھنا۔ یہ کہکر وہ تو ادھر پولیس والون کے ساتھ گئی اور ادھر آزاد اور اُن اصنام گلفام کو آزادی کے ساتھ باتین کرنے کا موقع ملا۔

آزاد - بڑی بلا اسوقت ٹلی عورت کیا ہی سچ مچ بلا ہے۔

صنم - آپ کو ابھی اس سے سابقہ کہان پڑا ہے۔

آزاد - مین تو اتنے ہی عرصہ مین گھبرا اٹھا۔

ناظورہ - ابھی انکے ہتکھنڈے اچھی طرح آپنے دیکھے کہان۔

مہری - سونا جانے کسے - اور آدمی جانے بسے۔

صنم - ابھی یہ نہ سمجھنا کہ بلا ٹل گئی ہم سب باندھے جائین گے

آزاد - ہان گواہی ہوگی نہ - اور اس شرارت کو دیکھو کہ مجھے انسپکٹر سے مقابلہ کرنے کے لئے بلاتی تھی۔ خدا کی سنوار توبہ توبہ۔

صنم - شکر گذار تو ہوتے نہین کہ دامادی کا خطاب دیا

آزاد - واہ ایسی ساس سے بندہ درگذرا۔

صنم - انکی گلی سے کوئی بے لٹے نہین جا سکتا۔

آزاد - ہمارا خدا ہی حافظ ہے۔

تری گلی مین ہم اسطرح سے ہین آئے ہوئے
شکار ہو کوئی جس طرح چوٹ کھائے ہوئے

صنم - ایک عورت کو انھون نے زہر دلوایا تھا۔

آزاد - (اپنے دل مین) انشاء اللہ چودہ برس کے لئے بھجوایا ہو تو سہی غضب خدا کا اگر ایسی دو تین اور ہون تو شہر کا خدا حافظ و نگہبان ہے۔

ناظورہ - پڑوسن سے کوئی جاکے اتنا کہدے کہ تم اپنی لڑکی کو کیون ستیاناس کرتی ہو - جو کچھ روکھا سوکھا اللہ نے دیا ہے وہ کھاؤ اور پڑی رہو۔

مہری - ہان اور کیا ایسے پلاؤ سے دال دلیا ہی اچھا

صنم - تم جاکے بلا لاؤ تو یہ سمجھا دین حیلے سے۔

مہری جاکے پڑوسن کو بلا لائی - آزاد نے کہا تمھاری ہمسائی کو تو برقنداز لیگئے - اب یہ مکان ہمارے سپرد کر گئی ہین پڑوسن نے ہنسکر کہا میان انکو برقنداز لیجا کر کیا کرینگے آج گئی ہین کل چھوٹ آئینگی اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھوڑا ہی ہے

اتنے مین ایک آدمی نے دروازے پر ہاتھ مارا - مہری نے دروازہ کھولا تو ایک مرد مسن ذیشان نمودار ہوے - پوچھا بی کندن کہان ہین مہری نے کہا انکو تھانے کے لوگ کشان کشان لیگئے پوچھا کہ جرم کہا واللہ اعلم - پوچھا کتنی دیر ہوئی کہا آدھا گھنٹہ مرد مسن نے

کہا۔ یک نشدد وشد مین انکو اطلاع دینے آیا تھا کہ جس امیر کی لڑکی انھون نے بیچی ہے اُس نے اپنی لڑکی کو ڈھونڈھ نکالا اب وہ لڑکی صاف بیان کرتی ہے کہ کندن کٹنی نے مجھے نشہ پلا دیا تھا اور اس کے سوا ایک اور مقدمہ ابھی انپر دائر ہونے والا ہے۔

صنم۔ ایک سرے سے اتنے مقدمے۔ ایک دو تین۔

پیر۔ فعل بھی تو ایک سرے سے ہزارون ایسے ہین۔

ناظورہ۔ ہر روز ایک نیا پنچھی پھانستی ہین نت نیا۔

پیر۔ بس اب پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اب چھلکیگا۔

صنم۔ واہ روز یہی سنتے ہین کہ پیمانہ لبریز ہو گیا۔

پیر۔ اب موقع پاکے تم سب کے سب کہین چل کیون نہین دیتی ہو اب اسوقت تو وہ نہین ہے۔

صنم۔ جائین تو کہان جائین۔ بی تجھے سوچے کہان جائین

آزاد۔ اللہ رے رعب۔ بی ہی اتفاق کو ہم لوگ قسمت او۔ اسی کا نام اقبال ہے۔

پیر۔ جی ہان حضرت آپ تو نئے آئے ہین مجھے دو برس ہو گئے یہ عورت خدا جانے کتنے گھر تباہ کر چکی ہے۔ مگر کسی کی پرسش پولیس مین بھی گرفتار ہوئی مجسٹریٹی بھی گئی سب کچھ ہوا مگر بائی پائی۔ نیائی نیائی۔ کچھ عجب جال ہی

آزاد۔ اور یہ اسقدر خوبصورت عورتین ہو کر ادھر اُدھر کسی سے شیہ لڑائے چل بھی نہین دیتین مجھے یہ حیرت ہے

مہری۔ اچھا آپ دونون صاحب اپنا ذمہ کر لین۔

پیر۔ مین تو یہانتک کہتا ہون کہ انمین سے جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلی چلے کسی شریف کے ساتھ نکاح پڑھوا دونگا مزے سے زندگی بسر کرینگی۔

میان آزاد اُس پیر مرد کو لیکر باغ مین آئے اور تنہائی مین باتین کرنے لگے تو اس شہر کی اکثر پوشیدہ باتین انکو معلوم ہوئین جو اکثر آدمیون کو نہین معلوم تھین۔

پیر مرد۔ حضرت آپ ان لوگون سے نہین واقف ہین۔

آزاد۔ میری کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ کیا اسرار ہے۔

پیر مرد۔ جناب اس شہر مین دو نامی کٹنیان ہین ایک کندن دوسری ظہورن ان دونون کے سبب سے شہر والون کی ناک مین دم ہے۔

آزاد۔ سرکار کی طرف سے اسکا انتظام ہونا چاہیئے۔

پیر مرد۔ یہی تو خرابی ہے کہ کوئی کہنے والا نہین ہے۔

آزاد۔ خاکسار عرض کریگا اگر یہ سب صاف صاف بیان کرین اور صاحب کی صورت دیکھکر انکے دلون مین خوف پیدا نہو تو اسکا انتظام فوراً ہو سکتا ہے۔

پیر مرد۔ ان سب کو بلوا کر سکھا پڑھا دیجیئے۔

مہری نے صنم و دلفریب اور ناظورہ و طاؤس زیب اور ہمجولی اور رغیدہ سہ نقا کو بلوایا اور آزاد نے سمجھانا شروع کیا

آزاد۔ اگر تم سب صاحب ضلع کے سامنے ہو تو ہم صاحب ضلع سے کہکر تم کو اس مکارہ کے پنجے سے رہائی دلوا دین۔

ناظورہ۔ ازین چہ بہتر۔ بہتیری اور پوچھ پوچھ۔

صنم۔ ہم سب تو بتا دینگے اتنا ایک فعل تھوڑا ہی ہے کئی تو لڑکیان انھون نے بیچ ڈالین اور کئی لڑکیان چرا چرا لائین۔

پیر مرد۔ تم کو کل کارروائی معلوم ہی اور انکے سامنے بتاؤگی صاحب کے سامنے۔ ایسا نہو کہ وہان کچھ کا کچھ بکو۔

آزاد۔ نہین یہ سب ماشاء اللہ برق ہین۔

مہری۔ اور ایک بات جو مجھے معلوم ہو وہ کسیکو نہین معلوم ہو

پوچھو وہ کہا۔ پرسون رات کو ایک برس بھر کی لڑکی خدا جانے کہان سے لائین تھین اسکے لئے ایک انا نوکر رکھی ہی اور بیچ والی سڑمین میوے والونکے پچھواڑے ایک مکان لے دیا ہے یہ حال نہ کھلا کہ وہ کس بیچاری کا بچہ ہے اور کہان سے انکے ہاتھ آئی

آزاد۔ پولیس کے ذریعے سے اسکی تحقیقات ٹھیک ہو جائیگی۔

پیرمرد۔ اسمین کیا شک ہی مگر کچھ ٹھکانا ہی الامان الامان۔ خدا جانے کہان کہان پہونچتی ہی اور کس کس کو چکمے دیتی ہے۔

ناظورہ۔ ہم جسوقت اپنا حال بیان کرینگے اسوقت ان کے ہتکھنڈے کھلجائینگے اور انکو کون نہین جانتا۔

اتنے مین کسی شخص نے دروازہ پر آواز دی مہری نے پوچھا کون۔ کہا ہم ہین ممن۔ پوچھا اور کون ہے۔ کہا ہم ہین اور گلباز۔ مہری نے کہا اسوقت تو بیوی یہان نہین ہین اور نہ آپکے آنے کا موقع ہے۔ باغ کی طرف سے آیئے تو بات چیت ہو۔ آزاد سے مہری نے کہا کہ یہ دونون اس شہر کے بڑے نامی چور ہین۔ شاید آج کسی کے ہان چوری کرنے کا ارادہ ہے آپ لوگ مکان مین آجایئے۔ باغ مین ان سے بات چیت کر لونگی۔ باغ کا دروازہ کھولا تو وہ دونون چور ممن اور گلباز ڈھاٹے باندھے ہوئے آئے۔

ممن۔ کیا کندن آج گھر مین نہین ہین کبتک آئینگی۔

مہری۔ میان وہ تو بڑی مصیبت مین ہین پولیس کے لوگ انکو زبردستی ساتھ لے گئے۔

ممن۔ ارے! اخاہ مین سمجھا۔ خیر مگر ہمتو آج اور ہی منصوبے مین آئے تھے وہ جو مہاجن گلی مین نکڑ پر رہتے ہین انکی ہوا جمہر سے آئی ہے۔

مہری۔ جی ہان میرا جانا ہوا ہے۔ بہت سا روپیہ لائی ہے

گلباز۔ کندن سے ہمنے کہدیا تھا کہ آج شب کو یہان بیٹھک ہوگی مگر وہ خود غائب ہین اور آج خوب موقع تھا

مہری۔ کل سہی پرسون سہی جلدی کیا ہے۔

گلباز۔ واہ کل پرسون کی ایک ہی کہی کار امروز را بفردا مگذار

مہری۔ پھر مین کیونکر کہون مین مجبور ہون۔

گلباز۔ مہاجن گنگا گیا ہے۔ نہان ہے وہان۔ پرسون تک آجائیگا۔

ممن۔ لاحول ولا قوۃ۔

	ہسر کجا کہ رسیدیم آسمان پیداست

گلباز۔ بڑی بری خبر سنائی مہری اور آج ہم سب سامان سے لیس ہین۔

مہری۔ اچھا کل پر رکھئے۔ آج تو کچھ نہین ہوسکتا۔

گلباز۔ چارپائی پر دراز ہوکر۔

ما درچہ خیالیم فلک درچہ خیال	کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال

مہری تجھے مین حقہ بھر لاؤن۔ ابھی لائی ہون۔

گلباز۔ سناٹا ہوگیا مہری۔

سبحان اللہ خدائے بیچون
از چون و چرائے عقل بیرون

گلباز نے کہا ہمنے کئی آدمیون سے کہدیا تھا کہ بارہ بجے کے وقت کندن کے مکان پر آنا وہ کہینگے کہ عجب لغو آدمی ہے مگر آخر اس کا کیا سبب ہی کہ کندن نہ ہون تو ہم اپنی کارروائی سے غافل رہین۔

ممن۔ اچھا آؤ ایک بار چکر تو لگائین۔

گلباز۔ اجی اس فضول چکر سے کیا فائدہ۔ بیکار ہے۔

ممن۔ مہری حقہ پلاؤ تو ابھی لو لین۔ کل کندن کے مقدمہ مین

پیروی کرنا پڑیگی۔ پرسون تک انشاء اللہ ہاتھ گرمائیگا۔
گلباز۔ بیٹھک نہین ہو اور ایک آدمی اس مکان مین پہلے جائے جو مہاجن والے مکان کے پڑوس مین خالی ہو۔
ممن۔ ایکمرتبہ اور ہم اسی مہاجن کے ہان چوری کر چکے ہین
اتنے مین باغ کے دروازے کی طرف سیٹی کی آواز آئی گلباز نے کہا لو وہ آگئے ارے میان کون ہو۔ دلبر کسی شخص نے دروازے پر ہاتھ مارا گلباز نے آگے بڑھکے دروازہ کھولا۔
دلبر۔ بس اب دیر نکرو وقت جاتا ہے بھائی۔
درویش۔ قدم درویشان رد بلا۔ مدریے کہان ہین۔
مہری۔ حقہ بھرا رکھا ہے لیجئے۔ ابھی دم بھی نہین کھایا ہے۔
گلباز۔ ارے یار آج تو معاملہ ہیچ گیا۔
دلبر۔ این لاحول ولا قوۃ۔ دولاکھ روپیہ نقد رکھا ہوا ہے اس مین اگر ایک کم ہو تو کچھ جرمانہ دون پورا دولاکھ گنا ہوا۔
ممن۔ اچھا تو کہین بھاگا جاتا ہے۔
دلبر۔ یہ کیا فرض ہو کہ کندن ضروری ہو۔
ممن۔ بھائی جان ایک کندن کے نہونے سے کہین یار لوگ چوکتے ہین اور بھی کئی سبب ہین۔
دلبر۔ ایسے معاملے مین اور اسقدر لستا ہل۔
ممن۔ یہ سارا فتور گلباز کا ہے چنڈو خانے مین پڑے پھینٹے اوڑا کئے اور سارا کھیل بگاڑ دیا ہے۔
دلبر۔ آجتک اس معاملہ مین ایسے لونڈے نہین بنے تھے۔
درویش۔ وہ یاد ہو کہ جب ظہورن کی گلی مین چھری چلی تھی
دلبر۔ اوہ۔ اُسدن تو مجھے اسقدر غصہ تھا کہ الامان بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔ ہوا یہ سنتے ہو بھائی گلباز ارے میان تم تو مرشد آباد چلے گئے تھے اور یہان ظہورن نے ہمین اطلاع دی کہ سلطان مرزا نے انتقال کیا۔ سلطان مرزا کے محلے مین سب موٹے روپے والے اور سب بودے آدمی اور سلطان مرزا کے وہ سب عاشق اور سلطان مرزا انکا دم بھرتے تھے اب کسی چور یا ڈاکو کو جرأت کیونکر ہو کہ انکے محلے مین جائے۔
ممن۔ اے تو بڑا بانی کار اس فن کا تھا۔
دلبر۔ بس حضرت ہوا یہ کہ ادھر سلطان مرزا مرے ادھر ظہورن نے ہمین اور میان الماس کو بلوایا۔ وہ تو علیل تھے جا نسکے ہم اور محمد و بانکے دو آدمی ظہورن کے ہان گئے ظہورن نے کہا اب کیا دیکھتے ہو۔ اتنے گھر مین گھالو اب سلطان مرزا تو ہین نہین جنکا ڈر ہو۔ خیر ایک دن مقرر ہوا اُسدن ہم لوگ سب وقت پر ظہورن کے ہان پہونچے۔
اب سنئے کہ کسطرح جاتے ہین۔ جاگ۔ کوئی مناجات پڑھ رہا ہے کوئی گا رہا ہے۔ کوئی کھنکار رہا ہے محلے بھر مین جاگ یا الٰہی یہ کیسا محلہ ہے ان نامعقولون کو نیند بھی نہین آتی کوئی گھر ایسا نہین جہان روشنی اور جاگ نہو
ممن کسی نے پہلے سے محلہ والون کو اطلاع دے دی ہو گی۔
دلبر۔ جی ہان سنتے تو جایئے۔ پیچھے کھلا نہ۔
ممن۔ ظہورن سے تو کب یہ امید ہو سکتی تھی۔
دلبر۔ ظہورن کے یہان پہونچے تو اس سے حال بیان کیا اُسنے کہا مجھے خود شک ہوا ہے میرے ہان جو ماما نوکر ہو یہ اس روا کے ہتھکنڈے ہین۔ ہوا یہ کہ جسوقت ہم لوگون نے ظہورن کے دروازے پر آواز دی ماما جو پہلے ہی سے محلہ والون سے گٹھی ہوئی تھی اس نے پڑوس کے مکان مین کنکری پھینکی اور اُس پڑوسی نے دوسرے مکان مین اسیطرح محلے بھر مین اطلاع ہو گئی

ممن۔ ہائے ہائے یہ غضب ہوگیا۔ پھر اُس ماما مردار پر بھاپنج نکالی ہوگی۔

دلبر۔ یار وہ ماما تو بڑی نمک حلال تھی وہ سلطان مرزا کی نوکر تھی۔ اُسنے محلہ والون سے کہا کہ میاں تو مرتے مرگئے مگر محلہ مین کسی کو خبر نہین ہونچا یا اور مین اب ایسی پاجی ہوگئی کہ جان بوجھ کے اطلاع نہ دون۔ بس جناب جب وہ تبولی تو ایک شخص نے جھلا کے چھری سے مار ڈالا۔

ممن۔ خوب کیا واللہ بہت ہی خوب کیا ایسا ہی کرنا تھا۔

دلبر۔ بس پھر اس محلہ مین ہملوگون نے قصد نہین کیا۔

درویش۔ جس کو رحم آئے وہ ہمارے نزدیک چور نہین۔

ممن۔ ہان واللہ حق ہے درین چہ شک۔

پیرمرد نے آزاد پاشا سے پوچھا کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہی انھون نے اس سوال کا جواب ٹال کر کہا۔ اگر آپ ازراہ ہمدردی میرے شریک ہوکر اس قسم کی عورت مکارہ کا پتا لگائیے تو کمال شاکر و ممنون ہونگا۔

پیرمرد مین نے عرض کیا نہ کہ یہان دو عورتین اس قسم کی ہین کندن اور ظہورن۔ کندن کے ہتکھنڈے یہ ہین کہ وہ ادھر اُدھر سے معصومہ چھوکریون کو ڈھونڈھ لاتی ہی اُنکو بُرا کام سکھاتی ہی اور ظہورن بہو بیٹیون مین زیادہ گھستی ہے۔

آزاد۔ جن جن لڑکیون کو اُنھون نے اُنکے ماں باپ کی چوری سے بیچ لیا ہی اور جن جن کو اپنے ہان چرا کے لے آئی ہین اُن سب کا پتا لگائیے۔

مہری۔ میان اور تو اور اِن سب مین یہ (ناظورہ) کیطرف مخاطب ہوکر ایسی سیدھی اور پاکدامن لڑکی ہوتی کہ جسکا حق ہی مگر بس اب کیا کہون۔

ناظورہ۔ سب سے زیادہ ظلم اُنھون نے ایک گھوسی پر کیا ہی اُسکی لڑکی بڑی خوبصورت تھی کوئی برس چھ سات ایک کی جب ہوئی تو اُنھون نے اس گھوسی سے دودھ لینا شروع کیا۔ صبح و شام گھوسن دودھ دے جایا کرتی تھی اُن دونون کو ایسا گانٹھا کہ اُنکے بس مین آگئے ایکدفعہ گھوسی کو دس روپیہ دیئے اور بنارس کسی کام کے لئے بھیجا اور آنے جانے کا خرچ بھی دیا۔ گھوسن روز آیا کرتی تھی اور اُسکی لڑکی بھی ایسی ہل گئی تھی بس جب گھوسی کو کئی دن ہوئے تو ایکدن گھوسن کو کھیر کے ساتھ خدا جانے کیا کھلا دیا اور اُسکی لڑکی کو کھیر کھلائی جب دونون ماں بیٹیاں بیہوش ہوگئین تو دو آدمی اُنکے گھر پر بھیجکر لڑکی کو اُسی حالت مین پکڑوا لیا گھوسن گھر مین اکیلی بیہوش پڑی رہی۔ سویرے جب اُسکے ہان گاہک دودھ لینے گئے تو سناٹا دس بجے بارہ بجے تب تو محلہ والونکو شک گذرا اور دیوار پھاند کے دیکھتے ہین تو مری پڑی ہی تھانہ مین خبر ہوئی مگر پتا نہ ملا اور آجتک پتا نہین ملا ہے۔ جب گھوسی باہر سے آیا تو جورو کی نسبت سُنا کہ مرگئی اور لڑکی ندارد۔

آزاد۔ اُفوہ بڑا ظلم کرتی ہے۔ خدا اس سے سمجھے

پیرمرد۔ اجی جناب لیکے ایسے خدا جانے کسقدر ظلم کیے ہونگے

مہری۔ مجھسے اُنکی کوئی بات چھپی ہوئی نہین ہی۔

آزاد۔ پھر ایک فہرست تیار کرون ہین سو دو سو۔

مہری۔ این سو دو سو!! اے حضور روز ایک نئی بات پیدا ہوتی ہی یہ کیا کسی سے ڈرتی ہین اور ہزار بات کی بات تو یہ ہی کہ جب خدا سے نہین ڈرا انسان تو پھر کس سے ڈریگا

آزاد۔ اب وہ گھوسن کی لڑکی کہان ہے زندہ ہے۔

پیر مرد - اُسکا حال تو ہم کو بھی معلوم ہی اور سن وعن -
مہری - جی ہان زندہ ہی خاصی جیتی جاگتی موجود ہی -
پیر مرد - اگر آپ دیکھیئے تو بس جانئے کہ حور کی بچی ہی -
مہری - ایکدن خود وہ یہان آئی تھی مین نے جو دیکھا تو پہچانا
اب کوئی سولہ سترہ برس کی ہوگی جوان ہے -
پیر مرد - گاتی خوب ہی نہایت خوش گلو اور نازک آواز -
مہری - بس بی بی نے جو دیکھا کہ مہری نے اُسکو پہچانا نہین
تو پوچھا کہ انکو کبھی دیکھا تھا یا نہین مین نے کہا حضور یاد نہین
آتا اس پر اُس سے کہا ہماری مہری کو تو کوئی ٹھمری ٹپا
دادرا سناؤ بس وہ گانے لگی -

خم وپیچ آپ کی زلف چلیپا کے نرالے ہین
نہ ناگہ ہین نہ زنجیرین نہ سنبل ہین نہ کالے ہین
سنہری تکلے کا مو بات وہ زلفون مین ڈالے ہین
مگر جکڑے ہوئے سونے کی زنجیر و نمین کالے ہین
تمھاری چشم مژگان کے کرشمے دیکھے بھالے ہین
لئے دو دست ہاتھی بیچ مین یہ برچھے والے ہین
نہین پہنے وہ کالی چوڑیان گورنی کلائی مین
مرے ڈسنے کے خاطر آستین مین سانپ پالے ہین
کیا ہی قاصد وسکے آتے ہی عشاق کو دونون
جواب خط ہین یہ یا گور کے گھر کے قبالے ہین

بس یہ غزل اسطرح پر گائی کہ مین کیا عرض کرون -
ناظورہ - مین بھی اُس دن تھی جب وہ گا رہی تھی اور
تمنے سنا کہ وہ گھوسن کی چھوکری ہی تو تمھین بڑا التعجب
ہوا ہے بڑی خوبصورت ایسی کہ دید نہ شنید -
آزاد - غضب کرتی ہی کمبخت - افوہ - یہ ظلم -

ناظورہ - ابھی تک آپسے اُن بدعتون کا حال نہین بیان کیا
مہری - جی ہان سچ کہتی ہین انمین ذرا شک نہ سمجھئے گا -
صنم - ہماری داستان الگ الگ سن لیجیئے تو ایک پورا
قصہ ہوجائے بس سننے ہی کے قابل ہے -
مہری - دیکھیئے اب بندوبست ہوا جاتا ہی اور ایسا بندوبست
ہو کہ وہ بھی یاد کرین کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا -
آزاد پاشا یہ سب امور طے کر کے ناظورہ دلربا اور ان سب
پریرخون سے رخصت ہوکر صاحب ضلع کی کوٹھی پر آئے تو
پہلے اپنے کمرے مین گئے اور مُنھ ہاتھ دھوکر کپڑے بدلکر
اُس ہال مین تشریف لیگئے یہان صاحب ضلع مع اپنی میم کے
اپنے معزز مہمانون کے ساتھ ڈنر کھانے کے لئے میز کے ارد
گرد کرسیان بچھائے بیٹھے تھے ہنوز کھانا اچھی طرح چنا بھی
نہین گیا تھا کہ میان آزاد کمرے مین داخل ہوئے اور
انکو دیکھکر سبنے ملکر قہقہہ لگایا -
میم صاحب (صاحب ضلع کی) ہیلو! آپکے یہان اب شام ہوئی
راوی - آزاد پاشا اقرار کر گئے تھے کہ شام کو آجاؤنگا -
آزاد - (خفیف ہوکر) مجھے اتفاق سے دیر ہوگئی -
کلیسا - (گھڑی کھولکر) آپکے یہان آٹھ بر وس منٹ جاکے
شام ہوتی ہی (گھڑی دکھاکر) ملاحظہ فرمایئے -
آزاد - ایک تو مین خود ہی منفعل ہون دوسرے آپ اور
شرمندہ کرتی ہین مین نے کئی بار چاہا کہ اُٹھون مگر کامیاب نہو سکا
میڈا - (مسکراکر) خیر! کوئی ایسی دلچسپ جگہ تھی -
صاحب - بڑی دیر سے آپکا انتظار تھا - خدا خدا کر کے
اب آپ آئے آنکھین آپکو ڈھونڈھتی تھین -
آزاد - مین آپسے مفصل حال عرض کرونگا -

مئیڈا - اس شہر مین کبھی پہلے بھی آپکا اتفاق ہوا تھا۔
آزاد - ہان یون ہی سرسری طور پر آیا تھا۔
مئیڈا - کسی سے شادی کا اقرار تو نہین ہوا تھا۔
راوی - اس سوال پر بڑا قہقہہ پڑا اور آزاد بھی خفیف ہوئے
صاحب - ہان دیر ہونے سے تو ہم سبکو یہی شک ہوا تھا۔
کلیریسا - (مسکراکر) کچھ پانی تو ضرور مرتا ہی۔
مئیڈا - ہماری تشخیص بھلا کہین بیکار نکلی ہے۔
آزاد - جی ہان سب کے سب ملکے جس کو چاہین بنالین۔
صاحب - جبتک آپ اسقدر دیر کی وجہ کافی نہ بتائینگے۔ ممکن نہین کہ صفائی ہو آپ لوگ نہین تو چار شادیان تک جائز ہین
کلیریسا - انکے بشرے سے تو صاف پایا جاتا ہی کہ ہی کچھ ایسا ہی۔
میم - کیون صاحب کچھ تو بیان کیجئے آپ کیون خاموش ہین۔
آزاد - اب مین کیا بیان کرون۔ یہان تو سب قیافہ شناس ہی بیٹھے ہین کوئی بشرے سے تاڑ جاتا ہی کوئی چہرے سے پہچان لیتا ہی
مئیڈا - مگر معلوم ہوتا ہی وہان کھانا نہین ملا - کیون -
کلیریسا - (ہنسکر) ہان جبھی کھانے کے وقت آگئے۔
آزاد - اسوقت مین جہان تھا وہان خدا کسیکو نہ لیجائے۔
صاحب - اسکے کیا معنی وہ ایسا کون مقام ہے۔
میم - شاید کسی قبرستان کی طرف سے آتے ہین۔
آزاد - جی نہین پھر عرض کرونگا کمال افسوس ہی -
کلیریسا - کیون کیون خیر باشد کوئی بات ایسی تو نہین ہے جس سے تشویش ہی یا تو ذکر ہی نہ کرنا تھا یا اب کیا ہے تو پھر اچھی طرح کہو۔
میم - اچھا جلدی کیا ہی مگر ہم جانتے ہین زیادہ تشویش کی بات نہو گی شاید ورنہ تیور ایسے نہ رہتے۔

آزاد - جی نہین مجھے کیا یہان آنتون مین کوئی اس سے تعلق نہین رکھتا عوام کی نسبت ایک بات دیکھنے مین آئی۔
میم - اگر کوئی کسی پر جبر کرتا تھا تو پولیس والون کا قصور ہے اور انکو (شوہر کیطرف اشارہ کرکے) تم ہکا بندوبست اچھی طرح کرنا چاہئے
آزاد - ہان انھین سے کہونگا۔
میم - آپ بڑے ہمدرد آدمی معلوم ہوتے ہین۔
آزاد - کھانا کھانے کے بعد قصہ چھیڑونگا۔
میم - سننے کے قابل ہے یا نہین اگر سننے کے قابل ہی تو ابھی ہی ورنہ کل سویرے بلکہ اسکے سننے کی ضرورت نہین۔
صاحب - مین سمجھ گیا اس شہر مین قمار بازی کی گرم بازاری ہی جواری کسی بازار مین ایک دوسرے کی خواری کر رہے ہونگے
آزاد - نہین حضرت وہ اور ہی معاملہ ہے۔
کلیریسا - جس شہر مین جاتے ہین ایک نہ ایک بات کا انتظام ضرور کراتے ہین دنیا بھر کے ساتھ انکو ہمدردی ہی۔
صاحب - ہمدردی ہی کے جوش مین تو ترکی پہونچے تھے۔
کلیریسا - اس مین کیا فرق ہی مگر خدا ہمدردون کا ہمیشہ دوست رہتا ہے دیکھئے انکی محنت کیسی ٹھکانے لگائی۔
آزاد پاشا نے کہا مجھے آپ سب کے ساتھ کھانے مین مطلق انکار نہین ہی مگر بات یہ ہی کہ مین شراب کے استعمال کرنے سے محترز ہون۔ روم مین اور مسلمانون کی طرح مین بھی عیسائیون کے ساتھ کھاتا تھا مگر یہ سامنے والی بوتلین اٹھوا دیجئے۔ میم صاحب اور صاحب ضلع نے فوراً حکم دیا کہ یہ بوتلین اٹھا دو۔ مس کلیریسا نے مسکراکر کہا اگر شراب بھر ان برتنون کو نہ چھوئین آپ کھائین تو کیا ہرج ہے آزاد نے کہا اسمین ہمین عذر نہین ہی بسم اللہ ۔

میئڈا - ٹرکی میں لوگ اسقدر پرہیز نہیں کرتے۔

آزاد - ہاں وہاں ذرا آزادی زیادہ ہے۔

میئڈا - وہاں بھی گو اہل اسلام شراب نہیں پیتے لیکن اگر ٹیبل پر رکھی ہو تو انکو اس ٹیبل پر کھانیسے عذر نہو گا۔

آزاد - حقیقت حال یہ ہی کہ یہ سب باتیں مذہب پر زیادہ اور رواج پر کم منحصر ہیں۔ سور اور شراب دونوں سے شرع کے پابند ضرور پرہیز کرینگے اور اگر مسلمان ہیں تو انکو ضرور پرہیز کرنا چاہیے۔

صاحب - اچھا شرع میں تو یہ حکم ہی نہ کہ تم شراب نہ پیو اور سور کا گوشت نہ کھاؤ مگر ٹیبل پر رکھنے سے کیوں پرہیز ہی۔

آزاد - جس میں انتہاسے زیادہ نفرت ظاہر ہو۔

صاحب - ہاں یہ صحیح ہی اسکو مزید احتیاط کہتے ہیں۔

جب سب کھانا چنا گیا آزاد پاشا نے پرند جانوروں کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ بکری کے گوشت پر ہم پرندوں کے گوشت کو ترجیح دیتے ہیں صاحب ضلع اور میم صاحب نے عمداً شراب کے استعمال سے پرہیز کیا لیکن مس میئڈا نے صرف آزاد کے چھیڑنے کے لئے اصرار کیا کہ آپ تو ان سے علیحدہ بیٹھے ہیں اس میں کیا مضائقہ چنداں قباحت نہیں۔

صاحب - نہیں فرض ہی کیا ہی میں شام کو کسی قدر اسکاچ ہوسکی پینے کا عادی ہوں لیکن کھانا کھانے کے بعد سہی

میم - بیشک جلدی کیا ہی۔

جب ڈنر سے فراغت پائی تو مہمان اور میزبان ایک خوشنما کمرے میں جاکر باتیں کرنے لگے۔

آزاد - اب آپ میری خاطر سے ہوسکی استعمال کیجئے۔

صاحب - ول اب ہم آپ سکی تندرستی کا جام پئیں گے

میم - (خانساماں کو حکم دیکر) وہ دو تین بوتلیں لاؤ۔

صاحب - میں آپ سکی تندرستی کا جام پیتا ہوں۔

ان نوجوان لیڈیوں میں اگر شامپین کوئی پئیں تو کیا حرج ہے

آزاد - جی ہاں منگوایئے وہ تو غذا کو ہضم کرنیوالی شے ہے۔

صاحب - اسمیں نشہ نہیں ہوتا۔ اگر آپ بھی پئیں تو۔

آزاد - (ہنسکر) جی بس معاف فرمایئے۔

	اگر دم زشراب ناب توبہ	

کلیرسا - بھلا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپنے کبھی نہیں پی ہے۔

آزاد - میں آگے اسکا استعمال کرتا تھا مگر اب ترک کر دی ہے

میم - اچھا کیا کیونکہ آپکے ہم مذہب حرف رکھتے اور مرد دانا ایسا فعل کیوں کرے جس سے اپنے اوپر حرف آئے۔

میئڈا - ہم نے سنا ہی کہ آپ رم تک نہیں چھوتے۔

آزاد - (مسکراکر) بجا ہی سن چکی ہو نہ رم نے تو ایکبار واقعی میری جان بچائی تھی۔ جمیکا رم کو عمر بھر نہ بھولونگا مگر وہ اور موقع تھا یہ اور موقع ہے۔

صاحب - وہ کون موقع تھا اور اب کیا بات ہی۔

کلیرسا - اسوقت اگر جمیکا رم نہ ملتی تو بڑی بری حالت ہو جاتی۔ سردی کا وقت ہوا سرد اور سمندر کا پیرنا۔

آزاد - جسوقت ہمارا جہاز جنی ڈمیس ڈوبا ہی اور لائف بوٹ سے ہمارا ایک دوست گرا تو فوراً اسا تھ ہی میں بھی کودا پھر وہاں سے مجھے بوٹ نہ ملا۔

میم - اب میں سمجھ گئی جزیرۂ پیرم کے پاس کا ذکر ہے۔

صاحب - اخاہ - یاد آیا۔ ملاح نے جمیکا رم دی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد میم صاحب نے مس میئڈا اور مس کلیرسا سے فرمائش کی کہ ہم پیانو بجاتے ہیں تم دونوں ہمارے ساتھ گاؤ۔ یہ میم صاحب علم موسیقی میں اپنی آپ نظیر تھیں۔

مس کلیریسا۔ اور مس میڈا نے انکے ساتھ گانا شروع کیا۔ اور صاحب بھی شریک ہوئے جب آزاد پاشا سے اصرار بلیغ کیا تو بدرجۂ مجبوری انھون نے بھی شرکت کی مگر انھون نے صاف صاف بیان کر دیا کہ مجھے اس فن مین مہارت نہین ہی لیکن آزردن دل دوستان جہل است اسکے بعد انسے فرمائش کی گئی کہ اردو کی کوئی غزل گائین آزاد پاشا نے کہا حضرت مجھے تو کوئی عذر نہین مگر اس ملک مین متین آدمی اسکو اچھا نہین سمجھتے۔

صاحب۔ توبہ توبہ آپ اسوقت عذر کرتے جو وقت یہان مولوی لوگ بیٹھے ہوتے یہان آپکو سننے والا کون ہے

آزاد۔ مگر آپ کو اسمین لطف کیا حاصل ہوگا۔

میم۔ نہین ہم پسند کرتے ہین مگر سمجھ مین آئے۔

صاحب۔ اور سمجھ مین بہت کم آتا ہے آپ گائین تو آزاد پاشا نے بہت عذر کیا اور کہا کہ اول تو مجھے اسمین چندان دخل نہین دوسرے دخل ہوتا بھی تو غزلین اور ہندی فارسی کی چیزین یکہ ہندوستانیون ہی کی صحبت مین خوب لطف دیتی ہین ورنہ مجھے عذر نہین لیکن آپکو لطف حاصل نہ ہوگا اور میری طبیعت کو کلفت ہو جائیگی صاحب نے ایک عذر نہ مانا اور آزاد کو مجبور ہو کر گانا پڑا۔

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے	پائے نازک کا ستانا چھوڑ دے
جان سی جاتی ہین کیا کیا حسرتین	کاش وہ بھی دل مین آنا چھوڑ دے
گوش نازک پر کسی کے جم کر	جوش افغان غل مچانا چھوڑ دے
داغ سے میرے جہنم کو مثال	گو بھی واعظ دل جلانا چھوڑ دے
پردہ بھی کچھ حد بھی ای پردہ نشین	اٹھا کے آنچل منھ چھپانا چھوڑ دے
ہون وہ مجنون کہ زندان مین ہون	فصل گل گلشن مین آنا چھوڑ دے
آہ میری کب علائے نوح تھی	چشم تر طوفان اٹھانا چھوڑ دے

گر ہے مومن روزۂ وصل بتان
تو غم فرقت مین کھانا چھوڑ دے

میم۔ اچھا۔

صاحب۔ ہم کچھ کچھ سمجھے وہ جہنم کا شعر اچھا ہے۔

آزاد۔ خوب کہا ہے جناب۔

داغ سے میرے جہنم کو مثال
تو بھی واعظ دل جلانا چھوڑ دے

فرانسیسی مین مطلب سمجھا کر انسے میرے دل کے داغ کو واعظ جہنم سے مثال دیتا ہی اور مجھے افسوس ہوتا ہی کہ کس سے مقابلہ کیا کجا داغ دل کجا جہنم بھلا جہنم کو میرے داغ دل سے کیا نسبت مطلب یہ کہ میرے دل کا داغ جہنم کو مات کرتا ہے جہنم کی کیا اصل و حقیقت ہی۔

میڈا۔ ہر ملک کی شاعری کا مذاق جداگانہ ہی۔

صاحب۔ جیسے ملک کے خیالات ہونگے ویسی ہی شاعری ہوگی۔

آزاد۔ عرب کی شاعری مین اونٹونکا بہت ذکر ہے۔

صاحب۔ دل اور کچھ آپکی زبان سے سننے کو جی چاہتا ہی

آزاد۔ سبحان اللہ اب سوچتا ہون کہ کیا سناؤن۔

توبہ ہی کہ ہم عشق بتونکا نکرینگے	وہ کہتے ہین اب ہم کیا تھا اگر سینگے
ٹھہری ہی کہ لجھر اٹھینگے نہ ستے لگو	پر ہم بھی زلف کا سودا نکرینگے
اندیشۂ مژگان مین اگر خون کیا جو	نشتر سے علاج دل دیوانہ کرینگے
تشبیہ لبون سے ہین لب ہے نبات سے	مر جائینگے پر منت عیسی نکرینگے
پھر جائے نہ تا چشم صنم آنکھ کے آگے	سیر چمن نرگس شہلا نہ کرینگے

صاحب - ہمین کچھ نہین سمجھے مگر کانون کو اچھا معلوم ہوا۔
کلیرسا - کجا روس کجا ہندوستان اور ہم۔
میڈا - کجا کوہ قاف اور جارجیا اور روم کجا ہم اور یہ ملک کبھی خواب و خیال مین بھی نہین تھا کہ اس ملک مین آئینگے
آزاد - اتفاق مگر اب ان باتون کا خیال دل سے جانے دیجیئے ورنہ مفت مین تکلیف اور پریشانی ہوگی۔
کلیرسا - ہان اب خیال کرنا ہی بیکار ہی۔
اسکے بعد جو کچھ تقریر ہوئی اس مین ان پریون کے دل کی افسردگی پائی گئی آزاد نے لاکھ لطیفے کہے۔ فقرے بازی کی۔ مذاق کی باتین کین مگر انقباض خاطر کو دور نہ کرسکے جب دس بجے تو سب اپنے اپنے کمرون مین گئے۔
دوسرے روز آزاد پاشا صاحب ضلع سے ملنے نجب آرکے ہی گجردم روانہ ہوئے تو بی بی کندن کے مکان پر دم لیا اور مہری سے کہا کہ اگر تمھارے امکان مین ہو تو ثریا بیگم کو دکھلا دو۔ یہہ کہکر انھون نے جیب سے دو مرشدآبادی اشرفیان نکالین اور کہا بی مہری صاحب نذر مین از جائے خدا جسطرح ممکن ہو دکھادو۔
مہری - حضور اب وہ ثریا بیگم تو ہین نہین۔
آزاد - خدا گواہ ہی فقط ایک نظر بھر کر دیکھنا چاہتا ہون۔
مہری - یہ ممکن ہی اور آج ہی انشاء اللہ شام کو۔
آزاد - اچھا مگر ہمکو یہ بتاؤ کہ کہان ملین یہان ہی۔
مہری - جی ہان یہان سے مین آپکو لیچلونگی۔
آزاد - خدا تم کو سلامت رکھے بڑا کام نکلے گا۔
مہری - اے میان مین لونڈی ہون جیسے تب لونڈی تھی ویسی اب ہون تب بھی تمھارا ہی نمک کھاتی تھی اب بھی۔
آزاد - اچھا اتنا بتادو کہ کس ترکیب سے ملونگا۔
مہری - دنیا مین کسی کو نہین معلوم سجز میرے۔ بات یہ ہے کہ لڑکپن سے وہ ایک فقیر کی معتقد ہین اور نواب صاحب انکے میان نے اجازت دیدی ہی کہ جب اُن کا جی چاہے نفس پر سوار ہوکر جلوس کے ساتھ وہان جائین شاہ جی کا سن، خدا جھوٹ نہ بلوائے کوئی دو سو برس کا ہوگا۔
آزاد - اخاہ تو بڑے مقدس آدمی ہین۔
مہری - اسمین کیا شک ہی حضور اور جو کہدیتے ہین وہی ہوتا ہے کیا مجال جو فرق پڑے۔ یہ خدا نے زبان کو تاثیر دی ہی۔
راوی - آزاد ان باتون کے کب قائل تھے مگر مہری کے خوش کرنے اور بنانے کی نظر سے کہا۔ ہان صاحب فقیر مین نہین تو دنیا کیونکر قائم ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ درویش سے ہمکو کیا واسطہ ہم ثریا بیگم کو کیونکر دیکھین گے۔
مہری - مین شاہ جی کو ایک اور جگہ بہانے سے بھیجدونگی۔ آپ شاہ جی کی جگہ جاکے بیٹھ جایئے گا اور آپ کو اسوقت اپنا آنا کہونگی۔ ثریا بیگم کا قاعدہ ہی کہ وہ اس درویش سے ملتے ہی نذر دکھاتی ہین اور شاہ جی پیشانی کا بوسہ لیتے ہین مگر جبتک نذر دکھاکر بوسہ نہین لیا جاتا تب تک آنکھین بند رکھتی ہین
آزاد یہ مژدہ سُنکر کمال خوش و خرسند ہوئے۔
مہری - اتنے انعام مین میرا پیٹ نہین بھرتا۔
آزاد - اجی ہم تمکو ایسا خوش کردین کہ تم بھی یاد کرو۔
مہری - (سلام کرکے) بندگی حضور ہی کا دیا کھاتی ہون
آزاد - خدا کی قسم وہ ترکیب سوجھی ہی تم کو کہ باید و شاید کسی کے فرشتہ خان کو بھی نہ سوجھتی۔

مہری - اب آپ یہان ٹھہرین اور مجھے اجازت دین تو مین اسوقت سے جاکر بندوبست کرون اور شام کو ضرور لیچلون -

آزاد - بڑا احسان ہوگا - واللہ عمر بھر نہ بھولونگا -

مہری - اے حضور یہ آپ کیا کہتے ہین -

آزاد - ان مہری بس تمسے کیا کہین بس دل ہی جانتا ہے واللہ ایسی پاکدامن عورت نہین دیکھی اور میرے اوپر تو دل و جان سے عاشق ہی - مگر اتفاق -

مہری - حضور ایکدن آپ کا بہت ذکر کرتی تھین -

آزاد - کہان آپسے کہ ایسی طرحدار حاضر جواب خوبرو اور عفیفہ عورت بھی نہین دیکھی اسکی عفت کی قسم کھانی چاہیئے پاکدامنی ہو تو ایسی خدا اسکو ہمیشہ خوش و خرم رکھے -

مہری - جوگن ہوگئی تھین - ہائے ہائے سب عیش و راحت سے ہاتھ دہو بیٹھین یہ بہت مشکل ہے حضور اور مشکل کیا معنی ہم تو جانتے ہین کسی کے امکان مین بھی نہین ہی -

آزاد - تو اچھا اب ہم رخصت ہوتے ہین -

مہری - آپ بیٹھین حقہ پیتے جاییے گلوری کھاییے اور حضور یہ دونون اشرفیان لیتے جاییے مین لونڈی ہون حضور کی -

آزاد - قسم خدا کی ہین اور انعام دونگا اور خوش کر دونگا -

مہری - اے ہی حضور مجھے ہی نہین انعام تو دیجئے ہی گا امین کیا کچھ شک بھی ہی مگر مین اسکو پھیرے دیتی ہون کہ آپکو شاید دلمین شک ہو کہ کہین مہری لیکے چل نہ دین -

آزاد - ا ا اے لاحول - واہ واہ واہ واہ صاحب واہ لے اب رخصت شام کو ملینگے -

اُس روز دو گھڑی دن رہے آزاد فرخ نہاد معشوقہ پریزاد کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونے کے لئے دستو تھی ملاقات کے بہانے سے بی کندن کے مکان کی طرف چلے طبیعت بشاش چہرہ گلنار - رگون مین خون کے عوض شوق دوڑ رہا تھا گو کبھی کبھی یہ خیال انکو کسیقدر افسردہ دل کر دیتا تھا کہ مبادا دو براہ نلائے مطالب اصلی فوت ہو جائے ہو لے تقدیر صنم پری پیکر سے ملنے کی اجازت ندے مگر دل یہی گواہی دیتا تھا کہ اس شوخ سیم بدن کو آج نظر بھر ضرور دیکھونگا جسنے میری بدولت برسون مصیبتین جھیلین اور میرا نام لیلے کر نہون مین جا جا کے رویا کی سوچتے تھے کہ یا خدا میری بے اعتنائی سے کہین بد دماغ تو نہین ہو گئی عورت ہی بات کی دھنی اگر ایکمرتبہ بھی عمر بھر مین زبانسے نہین کا لفظ نکلجائے تو پھر ممکن کیا کہ کوئی ہان کہوائے گو دعا کے چندان قائل نہ تھے مگر اسوقت وفور شوق اور فرط جنون اور مسرت قلب و فرحت دل اور امید بیم نے باہم ملکر کایا پلٹ کر دی اور دست بدعا ہوا - کہ یا خدا جاہے دیدار جانان نصیب نہ ہو مگر یہ خبر نہ سنون کہ ثریا بیگم مجھ سے ناراض ہی اُسکے آئینۂ دل صفا منزل پر کدورت نہ آئی ہو اور مجھ سے اس سے پھر صفائی نہو یا خدا تو مسبب الاسباب ہی میری دعا قبول کر -

حضرت ناظرین یہ وہی آزاد ہین جو دعا کے کبھی قائل ہی نہین ہوئے تھے اور یہ وہی آزاد وہ آہ امید و بیم مین جو پڑے تو وہ سارے خیالات دلسے کالعدم ہو گئے اور اب آسمان کیطرف مخاطب ہو کر خدا سے کھڑے دعا مانگ رہے ہین طبیعت کا عجب نقشہ ہی گھڑی مین کچھ گھڑی مین کچھ رنگ بدلتا رہتا ہی مگر ایسے وقت انسان کی طبیعت اور اسکے خیالات نہین مایوسی یاد فور طرب یا فرط اشتیاق کے وقت

صاحب - ہمین کچھ نہین سمجھے مگر کانون کو اچھا معلوم ہوا۔

کلیسا - کہان وس کہان ہندوستان اور ہم۔

میتہدا - کہان کوہ قاف اور جارجیا اور روم کہان ہم اور یہ ملک کبھی خواب وخیال مین بھی نہین تھا کہ اس ملک مین آئینگے

آزاد - اتفاق مگر اب ان باتون کا خیال دل سے جانے دیجئے ورنہ مفت مین تکلیف اور پریشانی ہوگی۔

کلیسا - ہان اب خیال کرنا ہی بیکار ہی۔

اسکے بعد جو کچھ تقریر ہوئی اس مین ان پریون کے دلکی افسردگی پائی گئی آزاد نے لاکھ لطیفے کہے فقرے بازی کی۔ مذاق کی باتین کین مگر انقباض خاطر کو دور نہ کرسکے جب دس بجے تو سب اپنے اپنے کمرون مین گئے۔

دوسرے روز آزاد پاشا صاحب ضلع سے ملے نجبر ترکے تبی گجروم روانہ ہوئے تو بی لندن کے مکان پر دم لیا اور مہری سے کہا کہ اگر تمھارے امکان مین ہو تو ثریا بیگم کو دکھلا دو۔ یہہ کہکر انھون نے جیب سے دو مرشدآبادی اشرفیان نکالین اور کہا بی مہری صاحب نذر ہین از برائے خدا جسطرح ممکن ہو دکھادو۔

مہری - حضور اب وہ ثریا بیگم تو ہین نہین۔

آزاد - خدا گواہ ہی فقط ایک نظر بھر کر دیکھنا چاہتا ہون۔

مہری - یہ ممکن ہی اور آج ہی انشاء اللہ شام کو۔

آزاد - اچھا مگر ہمکو یہ بتاؤ کہ کہان ملین یہان ہی۔

مہری - جی ہان یہان سے مین آپکو لیچلونگی۔

آزاد - خدا تم کو سلامت رکھے بڑا کام نکلے گا۔

مہری - لے میان مین لونڈی ہون جیسے تب لونڈی تھی ویسی اب ہون تب بھی تمھارا ہی نمک کھاتی تھی اب بھی۔

آزاد - اچھا اتنا بتادو کہ کس ترکیب سے ملونگا۔

مہری - دنیا مین کسی کو نہین معلوم بجز میرے۔ بات یہ ہے کہ لڑکپن سے وہ ایک فقیر کی معتقد ہین اور نواب صاحب انکے میان نے اجازت دیدی ہی کہ جب اُن کا جی چاہے تنس پر سوار ہوکر جلوس کے ساتھ وہان جائین شاہ جی کا سن، خدا جھوٹ نہ بلوائے کوئی دو سو برس کا ہوگا۔

آزاد - اخاہ تو بڑے مقدس آدمی ہین۔

مہری - اسمین کیا شک ہی حضور اور جو کہدیتے ہین وہی ہوتا ہے کیا مجال جو فرق پڑے۔ یہ خدا نے زبان کو تاثیر دی ہی۔

راوی - آزاد ان باتون کے کب قائل تھے مگر مہری کے خوش کرنے اور بنانے کی نظر سے کہا۔ ہان صاحب فقیر ہین نہین تو دنیا کیونکر قائم ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ درویش سے ہمکو کیا واسطہ ہم ثریا بیگم کو کیونکر دیکھین گے۔

مہری - مین شاہ جی کو ایک اور جگہ بہانے سے بھیجدونگی۔ آپ شاہ جی کی جگہ جاکے بیٹھ جایئے گا اور آپ کو اسوقت اپنا آقا کہونگی۔ ثریا بیگم کا قاعدہ ہی کہ وہ اس درویش سے ملتے ہی نذر دکھاتی ہین اور شاہ جی پیشانی کا بوسہ لیتے ہین اگر جبتک نذر دکھاکر بوسہ نہین لیا جاتا تب تک آنکھین بند رکھتی ہین

آزاد یہ مژدہ سُنکر کمال خوش وخرسند ہوئے۔

مہری - اتنے انعام مین میرا پیٹ نہین بھرتا۔

آزاد - اجی ہم تمکو ایسا خوش کردین کہ تم بھی یاد کرو۔

مہری (سلام کرکے) بندگی حضور ہی کا دیا کھاتی ہون

آزاد - خدا کی قسم وہ ترکیب سوجھی ہی تم کو کہ بایدوشاید کسی کے فرشتہ خان کو بھی نہ سوجھتی۔

مہری۔ اب آپ یہان ٹھہرین اور مجھے اجازت دین تو مین اسیوقت سے جاکر بندوبست کرون اور شام کو ضرور لیچلون۔

آزاد۔ بڑا احسان ہوگا۔ واللہ عمر بھر نہ بھولون گا۔

مہری۔ اے حضور یہ آپ کیا کہتے ہین۔

آزاد۔ اف مہری بس تسے کیا کہین بس دل ہی جانتا ہے واللہ ایسی پاکدامن عورت نہین دیکھی اور میرے اوپر تو دل و جان سے عاشق ہی۔ مگر اتفاق۔

مہری حضور ایکدن آپ کا بہت ذکر کرتی تھین۔

آزاد۔ کہان تک آپسے کہ ایسی طرحدار حاضر جواب خوبرو اور عفیفہ عورت بھی نہین دیکھی اسکی عفت کی قسم کھانی چاہیئے پاکدامنی ہو تو ایسی خدا اسکو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔

مہری۔ جوگن ہو گئی تھین۔ ہائے ہائے سب عیش و راحت سے ہاتھ دھو بیٹھین یہ بہت مشکل ہے حضور اور مشکل کیا معنی ہم تو جانتے ہین کسی کے امکان مین بھی نہین ہی۔

آزاد۔ تو اچھا اب ہم رخصت ہوتے ہین۔

مہری۔ آپ بیٹھین حقہ پیتے جایئے گلوری کھایئے اور حضور یہ دونون اشرفیان لیتے جایئے مین لونڈی ہون حضور کی۔

آزاد۔ قسم خدا کی ہین اور انعام دونگا اور خوش کر دونگا۔

مہری۔ اے ہی حضور مجھے ہی نہین انعام تو دیجئے ہی گا ہین کیا کچھ شک بھی ہی مگر مین اسکو پھیرے دیتی ہون کہ آپکو شاید دلمین شک ہو کہ کہین مہری لیکے چل نہ دین۔

آزاد۔ ااے لاحول۔ واہ واہ واہ صاحب واہ لے اب رخصت شام کو ملینگے۔

اُس روز دو گھڑی دن رہے آزاد فرخ نہاد معشوقہ پریزاد کے شربت دیدار سے شیرین کام ہونے کے لئے دوستو کی ملاقات کے بہانے سے بی کندن کے مکان کی طرف چلے طبیعت بشاش چہرہ گلنار۔ رگون مین خون کے عوض شوق دیدار دوڑ رہا تھا گو کبھی کبھی یہ خیال انکو کسیقدر افسردہ دل کردیتا تھا کہ مبادا ارو براہ نلائے مطلب اصلی توت ہو جائے خوبئے تقدیر صنم پری پیکر سے ملنے کی اجازت ندے مگر دل یہی گواہی دیتا تھا کہ اس شوخ سیم بدن کو آج نظر بھر ضرور دیکھون گا جسنے میری بدولت برسون مصیبتین جھیلین اور سیر انام لیلے کر نجون مین جا جا کے رو یا کی سوچتے تھے کہ یا خدا میری بے اعتنائی سے کہین بد دماغ تو نہین ہو گئی عورت ہی بات کی دھنی اگر ایکمرتبہ بھی عمر بھر مین زبانسے نہین کا لفظ نکلجائے تو پھر ممکن کیا کہ کوئی ہان کہوائے گو دعا کے چندان قائل نہ تے مگر اسوقت و فور شوق اور فرط جنون اور مسرت قلب و فرحت دل اور امید و بیم نے باہم ملکر کایا پلٹ کردی اور دست بدعا ہوا۔ کہ یا خدا چاہے دیدار جانان نصیب نہ ہو مگر یہ خبر نہ سنون کہ ثریا بیگم مجھ سے ناراض ہی اُسکے آئینۂ دل صفا منزل پر کدورت نہ آئی ہو اور مجھ سے اس سے پھر صفائی نہو یا خدا تو مسبب الاسباب ہی میری دعا قبول کر۔

حضرت ناظرین یہ دہی آزاد ہین جو دعا کے کبھی قائل ہی نہین ہوئے تھے اور یہ وہی آزاد دو آبہ امید و بیم مین جو پڑے تو وہ سارے خیالات ویسے کالعدم ہو گئے اور اب آسمان کیطرف مخاطب ہو کر خدا سے گڑگڑے دعا مانگ رہے ہین طبیعت کا عجب نقشہ ہی گھڑی مین کچھ گھڑی مین کچھ رنگ بدلتا ہی رہتا ہی مگر ایسے وقت انسان کی طبیعت اور اسکے خیالات کی سند نہین مایوسی یا دفور طرب یا فرط اشتیاق کے وقت جو خیالات دلمین

جگہ پائین انپر بھروسہ کرنا عین خطا ہے خوف اور ڈر وغیرہ سے انسان کچھ کا کچھ کہنے لگتا ہے خلاصہ کلام یہ کہ آزاد کا یہ فعل انکی تلون طبع پر مبنی نہین ہو سکتا انسان کی طبیعت کا خاصہ ہی کہ ایسے نازک وقتون مین بدل جاتی ہے۔

الغرض آزاد کے دل مین طرح طرح کے خیالات نے جگہ پائی تھی اور دل ہی دل مین سوچتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور یون ملینگے اور یہ کہینگے کبھی خیال آتا تھا کہ اگر وہ کچھ گفتگو کرینگی تو ہم بھی جواب دینگے ورنہ سکوت اور کبھی کہتے تھے کہ وہ چاہے مخاطب ہون یا نہون ہمتو ضرور سجدہ کرینگے چاہے کفر ہی کیون نہو ایک مرتبہ ذہن مین یہ بات آئی کہ ایسی ملاقات اور اس دید وادید سے کیا فائدہ وصال ہو تو اچھی طرح دل کھول کے ہو ورنہ برائے نام وصال ہوا تو پھر کیا۔

موت جب نزدیک آئی چھوٹے اس سے تو کیا
فائدہ گو وہ ہوا تو یہ زیان ہو جائے گا

ثریا بیگم کی چھب اور ادا انکے دل مین کھب گئی اور پرانی صحبتون کا نقشہ آنکھونکے سامنے پھرنے لگا وہ سفید دلائی اور وہ نازک کلائی وہ گل رخسار اور وہ دست حنائی وہ شوخی وہ حیا کی وہ چیتی وہ چالاکی وہ جوانی کی امنگ اور وہ ترنگ سب باتین یاد آگئین تو آنکھین اشکبار ہوئین طفل اشک مچل مچلکر رخسار پر لوٹنے لگے گو انھون نے ضبط کیا مگر جب دل بھر آتا ہی پھر کوئی لاکھ سمجھائے ضبط کرنا محال ہو جاتا ہی ایک گوشے مین جہان بستی کا نام و نشان بھی نہ تھا کھنڈر مین جا کے خوب دل کھول کے روئے

دامن گل کر دیا ہے دامن کہسار کو
ابر سیکھے آکے ہم سے اشک برسانیکا ڈھنگ

اس حالت پریشانی و حیرانی مین آزاد اس مکان کے گھر پہونچے دروازے پر ہاتھ مارا مہری نے دروازہ کھولا اور یون مکالمہ کیا۔

مہری۔ لیجئے مبارک ہو سب معاملہ چوکس ہے۔

آزاد۔ الحمد للہ پھر جہان تم وہان کس بات کی کمی ہے۔

مہری۔ یہ سب حضور کے اقبال کی بدولت ہی مین کس مین ہون۔

آزاد۔ تم سے آج ملاقات ہوئی تھی ہمارا ذکر تو نہین آیا ہمسے انکے دل کا حال تو کہو کہ ہمسے خلاف تو نہین ہین۔

مہری۔ خلاف! ہو نہہ۔ اے حضور ابتک روتی ہین۔

آزاد۔ شکر ہے کہ ہماری طرف سے کدورت نہین ہے۔

مہری۔ جی نہین بالکل صاف اللہ جانتا ہی اکثر یہ فرمایا کہ ہائے جب آزاد سنینگے کہ اسنے ایک امیر آدمی کے ساتھ نکاح کر لیا تو اپنے دل مین کیا کہینگے۔

آزاد۔ (آبدیدہ ہوکر) اللہ ری محبت شدید۔

مہری۔ اور جہان آپ کا نام یا آپکا ذکر یا آپکا خیال آیا گھنٹون رویا کرتی ہین مگر اسکا حال میرے سوا اور کسیکو معلوم بھی نہین ہی یا انکی ایک ہمجولی ہین مولائی بیگم انپر سب روشن ہے بس۔

آزاد۔ آج ہماری نسبت کیا کیا باتین انسے ہوئین۔

مہری۔ سرکار بھلا آج مین آپکا ذکر درمیان مین لاتی خدا جانے آجکی چال پسند کرے یا نہ آئے۔ اب انکو اسبات کا بڑا خیال ہی کہ جو کچھ ہوا وہ ہوا لیکن عفت کے خلاف کوئی شخص ایک کلمہ بھی زبان پر لانے تک کا موقع نپائے مین نے آج عمداً قصداً دیدہ و دانستہ آپکے ذکر کی چھینٹ ہی نہین دی

آزاد۔ خوب کیا۔ واللہ بڑی دور اندیش اور دانا ہو۔

مہری۔ حضور امیر زادون اور شاہزادون ہی کے یہان عمر تیر کی ہی بچپنے سے شہزادیونکی غلامی کی ہی مین کیا کوئی گنواری ہون

آزاد - مہری خدا کی قسم ایکدن وہ تھا کہ ادھر سے پیام آتے تھے اور ادھر سے صاف جواب - قطعی انکار شنوائی ہی نہین ہوتی اور ایک دن آج ہے کہ ملاقات کے لئے تڑپ رہے ہین اور درد فراق مارے ڈالتا ہے -

کاہش جان ہی لب پہ ہائے فراق / کس بلا مین ہی مبتلائے فراق
کوئی دوزخ اسے پہونچتی ہے / نہ کسیکو خدا دکھائے فراق
کھا گیا غم ترا کلیجے کو / دل مرا ہو گیا غذائے فراق
سقف گردون مون جلا دے کہین / لے مرے آہ شعلہ زائے فراق
دل بھی بیگانہ ہو گیا مجھ سے / مین ہوا جیسے آشنائے فراق

شام سے آزاد پاشا مہری کے ساتھ ساتھ گئے تو ایک لق و دق میدان مین املی کے درخت کے قریب ایک اونچا چبوترہ نظر آیا وہان انکو بٹھا کر مہری نے کہا آپ ٹھہرین مین ابھی آتی ہون اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آنکر انکو ایک مکان مین لیگئی جس کے چارون طرف سناٹا اور ویرانہ تھا -

مہری - (آزاد) آپ اس مقام پر بیٹھئے وہ اب آتی ہی ہونگی جسوقت وہ آنکھ بند کرکے قریب آئین آپ فوراً اپنیانی پر بوسہ دیجئے گا اور جب وہ نذر دکھائین تو لے لیجئے گا - پھر آپ مین ان مین خود ہی باتین ہون گی -

آزاد نے یہ سب امور کان دھر کے سنے اور کہا کہ ان کے مطابق عمل مین لاؤن گا اسکے بعد مہری نے انکو تہمد بند ضوا دی اور انھون نے باندھی اور جس مقام پر مہری نے بتایا تھا وہان بیٹھے

آزاد - سنو تو ایسا نہ ہو کہ مجھے دیکھکر ڈر جائین -

مہری - لے حضور بھلا کوئی بات بھی ہی -

آزاد - خیر - ع - ہرچہ بادا باد - ما کشتی در آب انداختیم

مہری - تو سہی کہ بے اختیار ہو کر لپٹین - عاشق زار ہین

آزاد - یہ سچ مگر شاید کسی قسم کا خوف طاری ہو -

مہری - وہ ہمارا ذمہ ہی اور خوف کس بات کا ہی -

آزاد - یہ نہ کہو - برسونکے بعد دیکھینگی شاید ڈر جائین -

مہری - جیسے انسان برسون بعد دیکھتا ہی اُس سے ڈر جاتا ہی

آزاد - تم سمجھین نہین مطلب کہ وہ تو درویش سے ملنے آتی ہین اور جب آنکھ کھولینگی تو شاہ جی کا پتا بھی نہ پائینگی - ہماری صورت نظر آئیگی شاید دفعتاً ایک شخص کے دیکھنے سے سہم جائین

مہری - جی نہین دلکی مضبوط ہین - ایسا نہین ہو سکتا -

آزاد - یہ نہ کہو مہری - مگر خیر اب تو جو ہو سو ہو -

مہری - لے حضور وہ بنون جنگلون مین پھر آئی ہین -

آزاد - لاکھ پھری ہون پھر عورت ہی تو ہین آخر -

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ مکان کے قریب کسی شخص نے گانا شروع کیا

دلیل کاروان بانگ جرس ہی   گواہ درد دل اک نالہ بس ہی

بت ظالم نہین سنتا کسی کی / غریبونکا خدا فریاد رس ہے
رکھو تیار توشہ آخرت کا / سفر درپیش وان کا ہر نفس ہے
گلستان عیش باغ بلبلان ہو / نہین تو یار بن کنج قفس ہی
عبث ہی آرزو دنیائے دنی / تراب اللہ بس باقی ہوس ہی

آزاد - یہ اسوقت اس ویرانہ مین کون آن کے گاتا ہی -

مہری - یہ ثریا بیگم کے عاشق ہین - خبر پائی ہوگی کہ آج یہان آنے والی ہین ایک سودائی ہی دن بھر یہی بکا کرتا ہے - ع - غریبون کا خدا فریاد رس ہی ایک فقیر نے اس سے کہا کہ تیری مغفرت اسی شعر سے ہو گی -

آزاد - نواب صاحب کو اسکا حال معلوم ہی یا نہین -

مہری - سارے شہر بھر کو معلوم ہی - سڑی آدمی ہی دماغ مین خلل ہو گیا ہی دن رات یہی بکا کرتا ہے اور کوئی کام نہین

آزاد - اسنے ثریا بیگم کو کس زمانے مین دیکھا تھا -

مہری - شادی کے بعد اتفاق سے وہ کوٹھے پر کھڑی تھین اس نے دیکھ لیا لوگون نے یون ہی مشہور کیا ہی -

آزاد - اچھے اچھے بھگڑے یہان بھی جمع ہوئے ہین -

مہری - جب یہان آتی ہین یہ دروازے کے سامنے بیٹھ کے گایا کرتا ہی اسکا باپ کسرٹ کا گماشتہ تھا مگر یہ سودائی ہو گیا

آزاد - بھلا یہ تو بتاؤ کہ ثریا بیگم کے ساتھ کون کون ہوگا

مہری - وہ ایک مہریان ہونگی - مولائی بیگم ہونگی اور شاید کوئی مغلانی ہو - اور دس بارہ سپاہی خاص بردار ہونگے - چار پانچ دستیان روشن ہونگی -

آزاد - مہریان اندر ساتھ آئینگی یا باہر ہی رہینگی -

مہری - ساتھ ساتھ ہونگی مگر اس کمرے مین کوئی نہین آسکتا پرندہ تک پر نہین مار سکتا انسا کی کیا مجال ہے

آزاد - نذر دکھانے کے بعد پھر وہ کیا کرتی ہین -

مہری - مٹھیتی ہین - شاہ جی دعا دیتے ہین - جو کچھ کہنا سننا ہوتا ہی وہ عرض کرتی ہین شاہ جی کچھ حکم دیتے ہین -

اتنے مین کہارونکی آواز دور سے معلوم ہوئی اور دستیون کی روشنی نظر آئی - مہری نے کہا لے اب مستعد ہو رہیئے - سواری آن پہونچی - یہ کہکر شاہ جی کی بوڑھی خادمہ کو بلا لائی اور کہا سواری آتی ہی خبردار ہو -

اتنے مین اسی عاشق تن بگڑے دل نے یہ شعر گا کر ادا کیا

آتی ہی چمن مین مرے گلرو کی سواری ؛ اے باد صبا خاک اڑانا نہین اچھا

آزاد - بیشک سواری آگئی - اچھا شعر پڑھا -

مہری - حضور یہ بہت پڑھے لکھے آدمی ہین -

آزاد - ہان مین اتنی ہی دیر مین سمجھ گیا -

راوی - عاشق تن نے پھر ایک ہانک لگائی -

آیا جواب نامہ نہین از مرگ تب کھلا | تھی دیر اسلیے مرے خط کے جواب کی
نقشہ بنا کے مانی نے چاہی جو سادگی | تصویر بول اٹھی مرے خط جواب کی
کیا انفصال ہوگا اگر کاتب عمل | رکھدینگے پیش سامنے فرد حساب کی

مہری - اب جون جون سواری آگے بڑھیگی یہ کلبلانے لگین گے

آزاد - طبیعت ہی تو ہو مگر ضرر پہونچانے پر تو نہین آمادہ ہین

مہری - جی نہین دعائین دیتا ہی نفس کے ساتھ ساتھ جاتا ہے مگر دور دور قریب نہین جاتا الگ ہی الگ ٹھپکا ہوا -

راوی - جب سواری قریب آئی تو وہ غل مچایا کہ الامان -

رنگ اڑ جائے سبھی کاتب کے عرق حسن سے | گر تری تصویر رکھدین لا کے تصویرونکے بیچ

مرضی حق مین کبھی رکھا نہ ثابت اک قدم
عمر ساری کٹ گئی اپنی تو تقصیرون کے بیچ

اتنے مین سواری دروازے پر آن پہونچی آزاد کا دل دھک دھک کرتا تھا کچھ تو اس بات کی خوشی کہ یار جانی کا دیدار نصیب ہوگا اور کچھ اسبات کا خیال کہ طبع نازک پر گران نہ گذرے

آزاد - مہری دیکھو نفس سے اُترین یا نہین -

مہری - میان ابھی باغ مین جائینگی وہان سب کی سب بیٹھین گی ہنسین بولینگی سیر کرین گی پھر کہین یہان آئینگی

آزاد - اور جو ابکی پہلے یہان ہی آجائین -

خادمہ - نہین بیٹا - یہان بے اطلاع کیسے آئینگی -

آزاد - کیا اطلاع کرکے آتی ہین - بڑی درگاہ ہے -

خادمہ - این! اسکی عظمت سے تم ابھی تک ناواقف ہی ہے لے یہان وزیر بادشاہ ہونکی اطلاع ہوتی ہی -

آزاد - اللہ ری عظمت سچ ہی فقیر کا گھر بڑا ہے -

خادمہ - اور کوئی شاہ جی سے چار آنکھین کرکے تھوڑا ہی

باتین کرسکتا ہے لے توبہ۔ اتنی کسکی مجال ہی۔
آزاد۔ عورتین آئی ہین یا مرد بھی آتے ہین۔
خادمہ۔ (مسکراکر) اب جو یہ آئی ہین یہ عورت ہین یا مرد ہین اور انکا سن تو کوئی دوسو برس سے کم نہ ہو گا۔
آزاد۔ اللہ اللہ۔ تو مین جانتا ہون اُنسے زیادہ بوڑھا آدمی اب اس شہر مین کوئی نہین ہو گا۔ دوسو برس!!!
خادمہ۔ شہر لے تمام ملک مین تو کوئی ہو گا نہین۔
اتنے مین مہری نے آن کر کہا حضور مولائی بیگم بھی ہین اور انکی سب بائین ٹہل رہی ہین۔ چلکے دیوار کے پاس کھڑے ہوکر آڑ مین سے دیکھئے کیسی چہل ہو رہی ہے۔
آزاد۔ ڈر معلوم ہوتا ہی کہ کہین دیکھ نہ لین۔
خادمہ۔ لے ہان کیا ضرور ہی۔ خواہی نخواہی بنی بنائی بات بگڑ جائے اس سے کیا فائدہ۔ اور دیکھنے کو جلد ہی کیا ہی دو بدو گفتگو ہووے ہی گی۔
آزاد۔ ہان یہی ہم بھی سوچتے ہین۔ جانے دو۔
مہری۔ خدائے پاک کی قسم حضور جو ذرا کسی کو معلوم بھی ہو مگر آپ خدا جانے کیا سوچتے ہین ہماری خاطر سے چلے چلیئے۔
آزاد۔ یا الٰہی۔ اول تو خود مشتاق ہی کہ جسطرح ممکن ہو اُس بت سمن عذار دلنواز کو دیکھون مگر اس طرح نہین دیکھنا چاہتا کہ بقول انکے بنا بنایا معاملہ خراب ہو جائے۔
خادمہ۔ جانے بھی دیجئے اس سے کیا فائدہ ہے۔
آزاد۔ فائدہ برائے نام اور نقصان بہت۔
آزاد پاشا سے آخر کار نہ رہا گیا اور مہری کے ساتھ دیوار کے پاس جاکر آڑ مین کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ پانچ سات عورتین سر کھولے ہوئے گلگشت چمن مین مصروف ہین مگر ثریا بیگم کو انھون نے نہین پہچانا۔
آزاد۔ بی مہری ثریا بیگم کون سی ہین۔
مہری۔ ثریا بیگم نہ مولائی بیگم کے داہنے ہاتھ پر ہین۔
آزاد۔ بہت ہی خوب۔ مولائی بیگم کو مین کیا جانون۔
مہری۔ وہ دیکھئے اس طرف آئین یہ آئین۔
آزاد۔ مین نے ابھی نہین پہچانا دور کی شے کم نظر آتی ہی۔
مہری۔ لے نہین ابھی آپکی عمر ہی کیا ہے۔
آزاد۔ مین اسی سبب سے عینک لگاتا ہون۔
مہری۔ کل کے لڑکے اور عینک لے یہ کیا آئی ہین۔
آزاد۔ یہ (انگلی کے اشارے سے) ابتک ہمنے نہین پہچانا اتنا دیکھ رہا ہون کہ پانچ سات عورتین ہین بس۔
مہری۔ ہمکو تو سبکی صورت صاف نظر آتی ہی۔
آزاد۔ ہائے ہائے ہائے ہائے اس ہنسی نے ستم ڈھایا خدا کی قسم یاد آگئی صورت نہین دیکھی مگر ہنسی کی آواز آئی۔
مہری۔ ہان ہمین بھی آئی لے ہے جو ذرا ابھی انکو معلوم ہو جائے کہ آزاد کھڑے دیکھ رہے ہین تو اوفوہ خدا جانے دل کا کیا حال ہو گا۔
آزاد۔ پکارون۔ بے اختیار جی چاہتا ہے کہ پکارون
مہری۔ لتے تو نہین ہین آپ۔
اتنے مین دیوار کے قریب وہ سب کی سب آئین اور بیٹھکر باتین کرنے لگین۔
ثریا بیگم۔ لے مولا ذری ادھر تو آنا۔
ممولا۔ حضور حاضر ہوئی۔ ذری پانی پلیون
مولائی۔ ممولا سے کہو ذری گائین تو۔

مولا۔ حضور آج تو طبیعت ذری سست ہی

خواص۔ انکی طبیعت گانے کے وقت روز سست ہو جاتی ہی

مولا۔ اچھا تمھین گاؤ۔ کیا تم نہین گاتی ہو۔

خواص۔ ہمکو گانا آتا تو ضرور گاتے۔

مہری۔ (ثریا بیگم کی) مولا مین یہ بُری عادت ہی جب دیکھو نخرے ہی کی لیا کرتی ہین۔ خاصی چاندنی چھٹکی ہی۔

ثریا بیگم۔ اگر مولا اسوقت نخرے کی لینگی تو سزا پائینگی۔

مہری۔ ضرور حضور یہ اسی قابل ہین۔

مولا۔ یہ سب کی سب ہماری دشمن ہین۔

ثریا۔ درین چہ شک۔ اس مین کیا فرق ہی۔

مولا۔ جب ہوتا ہے تب یہ ہماری بیخ کنی کی فکر مین رہتی ہی۔

ثریا۔ جی ہان۔ آپ ایسی ہی ہین۔

مولا۔ اچھا پھر آج حضور کی بھی خوشی کر دونگی۔

مہری۔ اسطرح پھٹی پڑی آواز سے گاؤ کہ محلہ بھر گونج جائے

ثریا۔ محلہ! محلہ یہان کہان۔ بس شاہ جی ہین۔

مولا۔ ایسا گاؤن کہ بستی بھر مین آواز جائے۔

اتنے مین عاشق تن نے پیش قدمی کرکے گانا شروع کیا۔

پیتمبر مین نہین عاشق ہون جانی
رہے موسے سے تیری لن ترانی

ثریا۔ لے اس موے کو ابتک موت نہین آئی۔

مولا۔ یہ عاقبت کے بورئیے بٹورے گا۔

ثریا۔ اسکو کون موا کہدیا کرتا ہے اسکا نام مجھے معلوم ہو جائے تو جہان کا ہے وہین پہونچا دون۔

شاہ جی سے کہونگی کہ اسکو موت آئے۔

مولائی۔ اے واہ کاہے کو موت آئے بیچارے کو۔

مہری۔ مگر آواز اچھی ہی اور گانا بہت خوب ہی۔

ثریا۔ لے آگ لگے موئے کی آواز کو۔

مولا۔ حضور کہتی آپ اسکو ہین اور فضیحتی مین ہون۔

ثریا۔ (قہقہہ لگا کر) این! ۔ واہ ہی۔

مولا۔ میری زبان بھول گئی۔ مطلب یہ کہ مجکو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی سڑی سودائی ہے اور کسی کو ضرر نہین پہونچاتا ہے۔

مہری۔ ہان آہین تو شک نہین ہی۔ ہے تو ایسا ہی

آزاد۔ (مہری سے) خوب کھل کھل کے باتین ہو رہی ہین۔

مہری۔ ذری آہستہ آہستہ کہئے ایسا نہو سن لین۔

آپ سنئے کہ برق و باران نے اپنا رنگ ایسا جمایا کہ الامان آزاد اور مہری بھاگ کر دالان مین گئے اور ثریا بیگم اور مولائی بیگم مولا مہریان خواص سب کی سب ادھر ادھر دوڑنے لگین کہ یا الٰہی اب کہان جائین۔ اسپر ایک باغبان نے عرض کیا کہ حضور سامنے کا بنگلہ خالی کر دیا گیا ہی وہان بیٹھئے اور یہ سب اس بنگلے کی طرف گئین۔

ثریا۔ ہمین اسوقت مارے گھبراہٹ کے کچھ یاد ہی نرہا۔

مولائی۔ اے مین خود بھول گئی اور ہزار ہی باری اس بنگلہ مین آنکے بیٹھے مگر ہمنے اسوقت ساری چوکڑی بھلا دی

مہری۔ اور مین سمجھی تھی کہ آپ نہانا چاہتی ہین۔

ثریا۔ لو اور سنو کیا نہانے کا وقت نکالا ہے۔

مولا۔ انکی یہی بے تکی باتین ہین۔ رات کا وقت اتنی ٹھنڈک یون ہی ٹھٹھرے مین انکو نہانے کی سوجھتی ہی

مہری۔ حضور مین سمجھی شاید اس وقت جی چاہتا ہو۔

ثریا۔ اس وقت تو کھانے کو جی چاہتا ہے۔
مہری۔ شاہ جی کے یہان سے کچھ لاؤن۔ مگر فقیرون کے پاس کیا ہوگا دال روٹی بھی نہ ہوگی شاید۔
ثریا۔ اچھا کسیکو بھیجو تو۔ کہو جو کچھ ہو بھیج دین۔
مولائی۔ ہان اور کچھ نہ سہی تبرک ہی سہی۔
ثریا۔ واہ انکا تبرک کوئی پائے کہان۔
مہری۔ دیکھیئے مین جاکے لئے آتی ہون جو کچھ ہو۔
مولائی۔ دیکھو مہری ایسا نہ ہو کہ تم وہان کوئی بے تکی بات کہو جو دین وہ لے آؤ۔ جب فقیر کے پاس جاؤ تو اپنے عقیدہ کا چندان خیال ان خفیف باتون پر نہ رکھو اور جاؤ نہین۔
مہری۔ حضور مین کیا کوئی نادان ہون جو کوئی بات شاہ صاحب کے خلاف کرونگی۔ جو دین وہی تبرک ہی۔
یہ کہکر مہری نے ڈوپٹے کو لپیٹ لپاٹ کے اوپر سے ایک ڈھولی کا پردہ اوڑھا دوسری مہری نے مشعلچی کو حکم دیا کہ مشعل روشن کر دو ستی آگے آگے۔ دونون مہریان پیچھے پیچھے دروازے پر آئین اور آواز دی یہان آزاد اور شاہ جی کی خادمہ اور مہری سمجھین کہ بیگم صاحب آگئین آزاد اس مقام پر جاکر بیٹھے جہان شاہ صاحب بیٹھتے تھے خادمہ نے چھتری لگاکر دروازہ کھولا تو دیکھا کہ مہریان ہین۔
خادمہ۔ آؤ آؤ۔ کیا بیگم صاحب باغ ہی مین ہین۔
مہری۔ جی ہان مگر ایک کام کے لئے شاہ صاحب کے پاس بھیجا ہے یہ بتاؤ کہ اس وقت کچھ کھانے کو بھی ہی ہو تو دو۔
خادمہ۔ شاہ جی تو اس وقت وظیفہ پڑھ رہے ہین۔
مہری۔ لے ہے تو تمھین دو۔ کچھ ہے کہ نہین ہی۔

خادمہ کیسی باتین کرتی ہو بہن۔ نونا کیا معنی اللہ کا دیا سب کچھ ہی مگر ہان جو شاہ جی کی غذا ہے وہ ہی۔
مہری۔ اور اسوقت پلاؤ اور باقر خوانی کی کسکو خواہش ہی
خادمہ۔ چار موٹی روٹیان ہین اور ایک پیالہ مسور کی دال کا اور ایک صاحب نے کل شاہ صاحب نے فرمایش کی تھی وہ ایک پیالے مین سالن لائے ہین گوشت اور بھنڈی یہ شاہ صاحب کی اکثر فرمایش ہوا کرتی ہی۔
مہری لاؤ لاؤ جلدی لاؤ۔ ازین چہ بہتر۔
خادمہ نے چارون روٹیان اور مسور کی دال اٹھا دی اور گوشت کا پیالہ حوالہ کیا اور چھتری دی تاکہ مینہ کے سبب سے خراب نہ ہو جائے یہ سب لے کر دونون مہریان ہان پہونچین۔ ثریا بیگم نے کہا۔ کہو مہتا کہ مینی۔
مہری۔ حضور فقیر دنکے ہان سے بھلا کوئی خالی ہاتھ آتا ہے سب کچھ ہی یہ لیجیئے موٹے موٹے ٹکڑ ہین
مولائی۔ (ہنسکر) اچھا پھر اسوقت تو ہزار غنیمت ہین۔ فقیر کے ہان کی تو ہین جو بھونچے ہوئے ہین۔
مہری۔ اور یہ مسور کی دال کا پیالہ لیجئے حضور۔
ثریا۔ (ہنسکر) خیر کچھ لے تو آئی ہو خالی خولی تو نہین آئین اسوقت یہ روٹی دال ہی ہزار غنیمت ہی۔
مہری۔ اور حضور بھنڈی اور گوشت لیجیے۔
ثریا۔ گوشت واہ پھر کیا ہے۔ چھتری اور دو دو۔
مہری۔ ہاتھ جوڑ کر بیگم صاحب ایک عرض ہی۔
ثریا۔ کیا ہا کہو کہو۔ تمھاری باتو نسے ہین الجھن ہوتی ہی
مہری۔ حضور جب ہم کھانا لیکے آتے تھے تو دیکھا کہ باغ کے دروازہ پر ایک بیکس بیگناہ بیچارہ بکا دبکایا کھڑا بھیک مانگ رہا ہے

ثریا۔ پھر تمنے وہی باجی بنے کی لی نہ۔ چلو ہٹو سامنے سے

مولائی۔ بہن خدا را اتنی اجازت دو کہ جہان سپاہی بیٹھے ہین وہان وہ بدبخت بھی بیٹھنے پائے دیکھو وہ بیچارہ بیشک بیگناہ ہے۔ واجب الرحم۔

ثریا۔ پھر مجھسے کیا کہتی ہو تم خود حکم کیون نہین دیتین۔

مولائی۔ اچھا۔ مولا۔ جاکے سپاہیون سے کہدو کہ اسکو بلا کے بٹھا لین مینھ موسلا دھار برس رہا ہے اور ہوا بڑی تیز ہے

ثریا۔ بڑی ہمدرد ہین ہماری بہن کسی کی بیکسی نہین دیکھ سکتین اوہ اور ہمکو ظالم بیرحم کہتی ہین۔

مولانے سپاہیون کو حکم دیا اور انھون نے فورًا اس سودائی کو بلا لیا یہان آنکر محفوظ جگہ جو پائی تو حضرت نے تان لگائی۔

پر خدا ہین گردون ستایگا پھر کیا	نئے جیے کو یہ ظالم مٹایگا پھر کیا
ضعیف نالۂ ڈال سکا ہلا نہین سکتا	یہ جلکے عرش کا پایہ ہلایگا پھر کیا
شریک جو نہوا ایک دم کو بھولو نہین	وہ پھول آ کے لحد پہ اٹھایگا پھر کیا
خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو	ترا یہ سیرہ تمکو دکھایگا پھر کیا
کہو معشوق تقدیر سے کہ خیر تو ہے	بگاڑ کر مرا چہرہ بنایگا پھر کیا

پس فنا ہمین گردون ستایگا پھر کیا

ثریا۔ دلمیں آنہ۔ کمبخت بے غل مچائے کبھی نہ رہے گا۔

مولائی۔ بس یہی تو اسمین سخت عیب ہے۔ واہ رے شری

ثریا۔ بشری نہین اپنے مطلب کا بڑا پکا ہے۔

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند	ای آنکہ ہوشیار رہی ہی جو ستا

مولا۔ ہا کل قسمہ کیا ہو گا مگر دم ابھی وہی ہے۔

ثریا۔ ہان ہان کوئی نہین۔ بیچاری کی بلا دور۔

مولائی۔ مگر غزل وہی ڈہونڈھ کے اپنے ہی مطلب کی کہی ہے نقصان شرط ہی ہن ہان۔

ثریا۔ کیا کہتی ہو کمبخت بدنام کرتا پھرتا ہے۔

مولائی۔ ہان ہو تو برا۔ مگر کون نہین جانتا کہ شری سودائی ہے۔ تم کو اس سے کیا واسطہ ہے۔

ثریا۔ اب یہ مینھ کب تک برسا کریگا۔ نہ شاہ جی سے ملے نہ کوئی کام ہوا اس بنگلے مین پڑے ہوئے ہین۔

مولائی۔ حضور یہ مینھ تو عالمگیر ہے دیر تک برسا کرے گا۔

ثریا۔ کچھ پہرون کا حساب ہے کہ اتنے پہر برسے تو سو کوس کے گھیرے مین برسیگا اور اتنے دن برسے تو پچاس کوس تک برسیگا

مولا۔ اب تو یہ بارہ بجے سے ادھر نہین کھلتا۔

مولائی۔ ہاتھ دھونے کو پانی لاؤ تو شاہ جی کے تبرک بھیجے پڑین۔ اب آنتین قل ہو اللہ پڑھتی ہین۔

مہری نے پانی دیا دونون نے ہاتھ دھویا اور کھانے بیٹھین۔ اسوقت وہان مسور کی دال اور روٹی پلاؤ اور نرگسی کباب کو مات کرتی تھی اور بھنڈی اور گوشت کا کیا پوچھنا مالی نے انعام لینے کے لئے کیتھے کی چٹنی تیار کرا کے مہری کے ہاتھ بھجوائی اسوقت اس چٹنی نے وہ لطف دیا کہ کوئی ثریا بیگم کی زبان سے سُنے۔

مولائی۔ باغبان نے انعام کا کام کیا ہے اسوقت کیون بن

ثریا۔ اسمین تو شک نہین جبتک یہ نہو کھانیکا لطف کیا ہے

مہری۔ حضور جیسے ہی اسنے خبر پائی کہ شاہ جی کے ہان سے کھانا آتا ہے فورًا کیتھا توڑ لایا اور چٹنی ہوا کے پیش کی۔

ثریا۔ پانچ روپیہ انعام کے دیدو۔ کیا کچھ میوہ باغ مین نہین ہے میوہ ہو تو کچھ ڈالی لگائے اتنا بڑا باغ اور میوہ ندارد

مہری۔ حضور سب کچے ہین نہین تو اتنیک لے نہ آیا ہوتا

بھلا وہ چوکنے والا تھا۔ ایک چیل نہیں پکا ہے۔

اب سنئے کہ ادھر تو یہ چہل پہل تھی اُدھر آزاد باشا قہقہے لگا رہے تھے۔ دروازے پر جب کسی کے آنے کی آہٹ ہوئی اور مہریون نے پکارا اور مشعل والے نے روشنی دکھائی تو یہ سمجھے کہ محبوب مطلوب کی آمد آمد ہے مگر وہان معلوم ہوا کہ بیگم صاحب کے لئے موٹی موٹی روٹیان اور دال مسور جاتی ہے جب مہریان چلی گئین تو آزاد بہت ہنسے اور تھوڑی دیر تک بڑی دل لگی رہی۔

خادمہ۔ بھوک بھی کیا بُری شے ہے اب اسوقت مسور کی دال انکو قورمے سے زیادہ مزہ دیتی ہو گی۔

آزاد۔ یہ تو بنی بنائی بات ہے اسمین کیا فرق ہے۔

خادمہ۔ اور مین نے گوشت اور بھنڈی بھی اٹھا دی تھی

مہری۔ مولائی بیگم بڑی نفیس کھانے والی ہین

آزاد۔ مولائی بیگم ہون چاہے پادشاہ بیگم بھوک کے وقت سب یکسان ہین اگر بھوک کے وقت کھانا ملے تو بری بھلی ہے

مہری۔ ہان ہے تو ایسا ہی خدا جانے وہ بیچارہ سودائی کہان بھیگتا ہوگا اگرچہ یہ سامان نہ ہوتا تو ہم ضرور بلا لیتے۔

خادمہ۔ لو الو جب انکے آنے کا وقت ہوگا خود آ جائیگا۔

آزاد۔ میری ہی کوئی بات بری لگی ہوگی جس سے ملال ہو۔

ہمارا کچھ بعد شکوہ و شکایت کیا | خدا نخواستہ انسے کیون ملال کرین

ابھی یہ انسے پھر ہانک لگائی اور بیاتک آواز آئی

ویران ہے خانہ جلوۂ تیر طراز کا | آئینہ دیکھتا ہے منھ آئینہ ساز کا
زندہ ہی دفن کرو مجھے ہوکر اب | محتاج کون ہو اجل بے نیاز کا
ہے فکر کا ابتک کس نئے مال ہے | ہے محرم آہ فاتحہ افشائے راز کا

گستاخ والے فتنۂ محشر جگا گئے | خواب عدم میں چین ہے نہ خواب کا
گر گلشن خلیل جلائے تو کیا عجب | شعلہ ہمارے سوز ستمہ گداز کا
نادان دلکو اسکا ابتک یقین نہیں | اللہ کیا گمان تھا عمر دراز کا

آزاد۔ ایک تو خوش گلو ہے دوسرے غزل اعلیٰ درجے کی

مہری۔ حضور مین نے عرض کیا نہ پڑھا لکھا آدمی ہے۔

خادمہ۔ مگر پڑھنے لکھنے پر پتھر پڑ گئے کہ سودائی ہو گیا جب خدا خدا کرکے مینھ تھما اور چاندنی کھری تو ثریا بیگم نے مہری بھیجی کہ شاہ جی صاحب کو اطلاع دو اور دریافت کرو کہ اگر اجازت دین تو ہم آئین مہری نے خادمہ سے دریافت کیا اسنے کہا بسم اللہ تشریف لائین ثریا بیگم دو مہریون کو لیکر پردہ کرائے چلین مکان کے اندر تشریف لائین تو خادمہ سے کہا پوچھ لو اگر اجازت ہو آوین۔ خادمہ نے کہا پوچھنے کی کیا حاجت ہے آئیے آپ ہی کا گھر ہے دونون بیگم تشریف لائین حضرات ناظرین کیا یاد رکھتا ہے یہ وہ ثریا بیگم جو آزاد کی عاشق زار اور انکے گل رخسار پر مثل بلبل فریفتہ تھین آئین اور آزاد سے بعد مدت اب چار آنکھین ہونے والی ہین مگر آزاد شاہ جی بنے ہوئے ہین اور وہ اللہ رکھی جو سرا مین رہتی تھی پردہ نشین ثریا بیگم اور نواب ستجر طوت بہادر کی بیوی منکوحہ نہ یہ آزاد نہ وہ اللہ رکھی آزاد دل ہی دل مین کہتے ہین کہ یا خدا اب انتظار یار ستم ڈھاتا ہے

لے چارہ گر آبلہ و چارہ جو بیٹھا ہون بیچارہ

اور انکو معلوم ہی نہین کہ ہمیشہ جب سے چار آنکھین ہوئی ہین ملتے ہین ثریا بیگم نے آنکھین بند کین خادمہ نے ہاتھ پکڑ کر اور شاہ جی کے پاس لے گئین آزاد نے جو اس پری پیکر فریب بت ہمہ تن جبین آن نازنین کو دیکھا تو دل کا

عجب حال ہوا جب یہ مہ پارہ رنگین قبا قریب آئی تو آزاد نے اسکی پیشانی نورانی پر ہاتھ رکھکر بوسہ لیا ثریا بیگم کو سخت حیرت ہوئی کہ اور روز تو شاہ صاحب جبین پر بوسہ لیتے تھے آج ہاتھ رکھکر چوما کیا معنی آنکھ کھولی تو اس مرد زیبا اندام شیرین کلام فراخ سینہ شیر دل جوان رعنا پر نظر پڑی جس کے ساتھ مہینوں ایک مقام پر رہی تھیں جس سے چہل اور مذاق ہوا کرتا تھا جسکی اُٹھنی پر بیٹھ کر ہفتوں ٹھیٹر کا تماشا دیکھا کی تھیں جس سے زبردستی شادی کرنا چاہتی تھیں جسکا دل وجان سے عشق تھا جس کی ایک ایک ادا دل میں کھب گئی تھی جس کے عشق نے انکو رسوا کر دیا تھا اور جس کے عشق میں جوگن بن بیٹھی تھیں پہلے تو کسی قدر ٹھٹھریں اور سمجھیں کہ آنکھوں نے دھوکا دیا مگر قریب سے غور کر کے دیکھا تو شک دور ہو گیا۔

فرط مسرت سے آزاد کی زبان بند اور آنکھیں پُرنم ہو گئیں لاکھ کوشش کی کہ حرف مطلب زبان پر لائیں اور یہ مدعائے دلی کہہ سنائیں مگر زبان کھولنا محال ہو گیا۔

الٰہی نالہ اخگر نشان دے — فغان شعلہ ریز و خونچکان دے
عنایت کر مجھے آتش زبانی — کہ لب تک لا سکوں حرفِ نہانی

وہ اتنی گرمی طرز تکلم
کہ ہو غرق عرق برق تبسم

دونوں نے تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کو پیار اور حسرت کی نظر سے دیکھا مگر جرأت نہ ہوئی کہ ہمکلام ہوں آخر کار ثریا بیگم کی چشم نرگسی سے اشک اضطراب فرش پر ٹپ ٹپ گرنے لگے اور قریب تھا کہ آزاد دل کو سنبھالکر آنسو پونچھیں کہ معشوقہ غنچہ دہن وہان سے بصد یاس وحسرت روانہ ہوئی

خادمہ۔ حضور ذری ٹھہرئیے آنسو تو خشک ہونے دیں۔

ثریا۔ (اشارے سے) ہم سے کوئی بات نہ کرو۔

خادمہ۔ بیگم صاحب ذرا ٹھہر جائیے۔ از برائے خدا۔

مہری۔ حضور لونڈی کی ایک عرض سن لیجیے۔

ثریا بیگم کچھ کہنے کو تھیں مگر زبان گویا کسی نے پکڑ لی تھی

مولا۔ بیگم صاحب کیوں اسقدر کی جلدی آج کیوں کی

ثریا۔ (یوں ہی) نہایت آہستہ سے۔

مولا۔ خیریت تو ہے مجھے تو الجھن سی ہونے لگی۔

خادمہ۔ نہیں الجھن کی کوئی بات نہیں ہے۔

مولا۔ یہ سچ مگر نصیب اعدا رونے کا کیا سبب ہے۔

خادمہ۔ دھونی جل رہی تھی شاہ جی کو تو دھوئیں کا خیال نہیں اور یہ دھوئیں کو برداشت نکر سکیں آنسو آنے لگے

الغرض ثریا بیگم باغ میں آئیں۔ تو مولائی بیگم سے اُکھڑی اُکھڑی باتیں کیں اور بستر پر لیٹیں تو نیند آ گئی۔

ثریا بیگم اس درجہ ملول و افسردہ خاطر تھیں کہ اچھی طرح بات کرنا دوبھر ہو گیا تھا۔

مولائی بیگم نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سمجھیں کہ شاہ صاحب نے کوئی کلمہ بد انکے حق میں کہا ہوگا جس سے اسقدر پریشان حال ہیں پہلے مہریوں سے دریافت کیا انھوں نے کہا حضور ہمکو نہیں معلوم ہم تو زینے پر کھڑے تھے بیگم صاحب لے گئیں اور خلاف معمول اُلٹے پاؤں چلی آئیں۔ راستے میں بولیں نہ چالیں مگر ٹھنڈی سانسیں بھرتی آتی تھیں۔ مولائی بیگم نے یہ حال سنکر ثریا بیگم کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے کمرے میں لے گئیں۔

مولائی۔ بتاؤ تو بہن یہ ماجرا کیا ہی ہمارے دل مین ہول
ہوتا ہے گئین خوش خوش آئین نصیب اعدا ملال کا
چہرہ بناکے۔ یہ بے سبب نہین ہی۔
ثریا۔ کچھ نہین بہن سبب کیسا طبیعت ہی تو ہے۔
مولائی۔ یہ سچ مگر خوشی اور رنج کے لئے کوئی سبب
بھی تو ہوتا ہے بے سبب ہنسنا اور بے سبب رونا
تو دیوانون کا کام ہے جن کے دماغ مین خلل ہو۔
ثریا۔ بہن ہمسے اسوقت کچھ نہ پوچھو کہ سبب کیا ہی۔
مولائی۔ واہ بھلا ہمسے سبب دریافت کئے بغیر رہا
کیونکر جائیگا۔ آخرش کچھ بتاؤ۔ خاتون جنت کی قسم
ہمین الجھن ہوتی ہی۔
ثریا۔ بہن ایک طول طویل کہانی ہی شیطان کی آنت سے بھی بڑی
مولائی۔ اچھا کچھ کتر بیونت کرکے مختصر طور پر کہدو۔
ثریا۔ ان عمر بھر کے جھگڑون کو کوئی کہانتک مختصر کرے
مولائی۔ اچھا بہن نہ بتاؤ مفت مین ہماری جان عذاب مین آگئی
ثریا۔ بہن بات ساری یہ ہی کہ اسوقت شاہ جی تک نے
ہمسے چال کی اور جو کچھ ہمنے اسوقت دیکھا اس کے دیکھنے
کی برسون سے تمنا تھی۔ مگر اب آنکھین پھیر پھیر کے دیکھنے
کے سوا اور کیا ہی۔ خیر اب تو جو ہوا سو ہوا۔
مولائی۔ کیا۔ آزاد ملگئے کیا گلے مین ہاتھ ڈالکر۔
ثریا۔ چپ چپ۔ ع دیوار گوش دارد آہستہ لب بجنبان
مولائی۔ اچھا کہو تو یہ آزاد کہان سے آگئے ہمین بھی دکھلادو
ثریا۔ لے بہن ہم آنکھین بند کرکے گئی تو خلاف معمول
کے شاہ جی نے پیشانی پر ہاتھ رکھکر بوسہ لیا ہم پہلے ہی
کھٹکی کہ یا خدا یہ کیا اسرار ہی آنکھ کھولی تو آہ سرد بھر کر
گھٹنی ہی ملاقات تھا دونون کی زبان بند ہوئی اس وقت سے
اتنے آنسو نکلے کہ آنکھ پر سمندر کا دھوکا ہوتا ہی۔

دیکھے جوش دیدۂ تر کا	کھو ابر بہار سے آئے

مولائی۔ ہم کسطرح سے دیکھین بہت جی بھر بھر آتا ہے۔
ثریا۔ مولا کو بھیج کے اس مہری کو بلوالو۔
مولا کو حکم ہوا کہ جائے مہری کو شاہ جی کی زبان سے بلالائے
مولانے چھتری لگائی بارانی اوڑھی اور شاہ صاحب کے
ہان جاکر مہری سے کہا چلو تم کو بیگم صاحب بلاتی ہین۔
آزاد سمجھے کہ شاید دلہن کو کوئی بات آگئی ہو کیا عجب کہ نقش مراد
کرسی نشین ہو۔ مہری سے کہا۔ خدارا ایسی سفارش کرنا جو
تیر ہدف ہو مہری مسکراکر بولی حضور دیکھئے تو سہی یہ
طلبی کچھ نتیجہ ضرور دیگی یہ کہکر مہری مولا کے ساتھ
بیگم صاحب کے پاس گئی۔ تو مولائی بیگم نے تخلئے مین
اس سے کہا کہ جس طرح بن پڑے ہمین آزاد کی صورت
دکھادو مہری نے کہا ابھی فوراً اسی دم چلئے جب مولائی
بیگم نے جانے کا قصد کیا تو ثریا بیگم نے انکا ہاتھ پکڑ لیا اور
کہا تم وہان جاتی ہو اور ہمین حسد ہوتا ہے مگر خبردار خبردار
میری طرف سے کوئی پیام نہ کہنا۔ مہری نے آزاد کو فوراً
اطلاع دی کہ مولائی بیگم بکمال اشتیاق تم سے ملنے آتی
ہین۔ مگر بیگم صاحب نے کہدیا ہی کہ خبردار میرا ذکر نہ آنے
دینا جب مولائی بیگم رشک برق دم چھم چھم کرتی ہوئی آزاد
کے سامنے آئین اور چار آنکھین ہوئین تو اس جوان رعنا
شمائل کی صورت زیبا دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگئین
اور چونکہ یہ بھی کم عمر اور مہ جبین اور نہایت ناز نین حسین
آزاد نے بھی غور سے انپر نظر ڈالی۔

مولائی ۔ شاہ جی ہم غریبون کے وطن کیطرف کہان سے آنا ہوا

آزاد ۔ سیاحون کے قیام کا کیا ٹھکانا ۔ ہم لوگ تو پنچھی ہین

مولائی ۔ بھلا کبھی اور بھی پیشتر اس طرف آئے تھے ۔

آزاد ۔ آنا جانا کیسا ہم تو کبھی اپنے آپے ہی مین نہین آتے

نہ آئے آپ مین ہم یار پھر گیا آخر ۔ مزاج اپنا یہ خود رفتگی پسند ہوا

ہم فقیرون کو کہین آنے جانے سے کیا سروکار اٹھ کھڑے ہوئے
بعد مرجع ہوئی چلے دن کو سفر رات کو یاد آلہی کھانا ملگیا
تو کھالیا نہ ملا پروا نہ کی ہان غم ہی تو ایک وہ یہ کہ یار کو پائین

آتش غم سے تیرے اے شعلہ رو
مر گئے آہ کس خوش چشم پر
اپنا غمخوار اتو تم سمجھو نہین
جب تن آئے لائین اس علیلی کا
اور کچھ حاصل نہین پر نام کو
ایک خوش آتی نہین تیرے بغیر

شمع سان تو جلے جاتے ہین ہم
آہوؤن کی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
مدتون سے یار غم کھاتے ہین ہم
ای اجل کیا تجکو ترستے ہین ہم
عاشقون مین تیرے کہلاتے ہین ہم
لاکھ شکلین دل کو دکھلاتے ہین ہم

مولائی ۔ شاہ جی بُرا نہ مانئے گا ۔ کہین چوٹ کھائی ہے

آزاد ۔ جس دل مین عشق نہین وہ دل ہی نہین ۔ ہماری آہ گرم ترجمان دل ہی اک آگ سی لگی ہوئی ہے پھنک رہا ہون

جلتی ہی نالون سے برق اشکون سے دل کو زار
رعد کی چھاتی پھٹے وہ آہ بے تابانہ ہے

مولائی ۔ سنو شاہ جی آپ کی فقیری کو ہم خوب جانتے ہین ۔

آزاد ۔ ہم اپنے کو خود ہی نہین جانتے کون ہین اور کہان سے آئے اور کہان جائین گے اتنا البتہ جانتے ہین کہ فراق یار نے اسقدر ناتوان کر دیا کہ اب وصل مین زبان تک سے اظہار مطلب محال ہے

چلتی نہین زبان بھی اب اس کی کیا کرے
آتا ہے ہر سخن پہ ترے ناتوان کو غش ۔

گو دل سے یاد جانان کا بھلا دینا امر محال ہے مگر اسوقت تو دل کا عجب حال ہے ۔ پھر جنون سر پہ سوار ہوا پھر وحشت نے ہمانی کی ۔

ہاتھ پھر وحشت نے دوڑائے گریبان کی طرف
پھر مجھے جانا پڑا کوہ و بیابان کی طرف
پھر بہار آئی گل رخسار یاد آنے لگے ۔
مثل بلبل اڑ چلا دل پھر گلستان کی طرف
پھر کسی کا چاند سا مکھڑا مجھے یاد آگیا
دیکھتا ہون رات بھر پھر ماہ تابان کی طرف
اے جنون پھر ہمکو وہ خوش چشم یاد آنے لگا
روتے ہین پھر دیکھ کر چشم غزالان کی طرف

مولائی ۔ آپ کے سبب سے جو جو انھون نے کیا اور جدائی کا جسقدر رنج سہا وہ دوسرے سے نہ ہو سکتا مگر تم مرد بے مروت ہوتے ہو ۔

مولائی بیگم تو ان بنے ہوئے شاہ جی سے خوب واقف تھین ۔ تھوڑی دیر کے بعد مسکرا کر کہا ۔ شاہ صاحب یہ سب کانٹے آپ ہی کے بوئے ہوئے ہین اگر خدا مجھے دو گھڑی کے لئے بادشاہت دے دے تو مین آپ کو سیر دکھاؤن اور اب آپ درویش بنکر یہان تشریف لائے ہین ۔ فقیر کے معنی کیا ۔

فاقہ قناعت ۔ یاری خدا اور ریاض ۔ ان چارون مین آپنے کیا حاصل کیا ۔ فاقہ کشی کی کیفیت آپ کے ہاتھ پاؤن سے ظاہر ہے ۔ قناعت ہوتی تو روم کیون جاتے ۔ یاری خدا بخیر ۔ ریاض کا حال معلوم ۔ آپ فقیر کاہے سے ہوگئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص

تھوڑی دیر کے لئے کسی کے بہکانے کو فقیر بن بیٹھا ہی۔

آزاد۔ (مسکراکر) اور کوئی تو خیر اس پھندے مین پھنسے یا نہ پھنسے مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس جال سے نہ بچینگی۔ بے ادبی معاف۔

مولائی۔ (تنک کر) وہ کوئی اور ہی ہوتی ہونگی آپکو ایسی ہی عورتون سے سابقہ پڑا ہوگا۔

آزاد۔ اچھا آپ پردۂ عصمت سے باہر کیون آئین۔

مولائی۔ پردۂ عصمت کے باہر ہمارا دشمن نکلے۔

آزاد۔ اللہ رے تیرے حسن گلو سوز۔

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

مولائی۔ اللہ اللہ۔ اگر ایسے مغرور حسن اور حسین ہوتے تو شاید زمین پر قدم نہ رکھتے۔ اس شکل و صورت پر یہ ناز ہے۔ شان خدا۔ میان جنکو خدا نے حسن کی دولت دی ہے وہ زبان سے نہین نکالتے ہین۔ اتنی دیر سے ہم یہان آئے ہین کبھی ہماری زبان سے بھی حسن کی تعریف سنی ہے (ہنسکر)

آزاد۔ (مسکراکر) بجا ارشاد ہوا حسین جو ہوتے ہین وہ ایک جگہ آسن جماکے بیٹھ جاتے ہین۔ پھر ساری خدائی انکی زیارت کو آتی ہے اور وہ فرط غرور حسن سے بات تک نہین کرتے۔

مولائی۔ خدا خدا کرو۔ میان۔ یہ غرور اللہ کو برا معلوم ہوتا ہی۔

آزاد۔ جو مقبول بندگان خدا ہین اُن کو آپ خدا کے رموز سکھانے آئی ہین۔ شان خدا۔

خاصان خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

مولائی۔ یہ بتائیے کہ آپ نے جو اُس بیچاری کو خواہ مخواہ دق کیا اور اس کی آسائش مین خلل ڈالا اسکی کیا سزا دی جائے۔

آزاد۔ دیکھو خبردار فقیرون سے زبان نہ ملانا۔

مولائی۔ (تعجب کر) زبان ملانے کا حال۔ بس۔ ذری سنبھلے ہوئے زبان کو روکئے شاہ جی صاحب

آزاد۔ مین نے انکو کیا دق کیا انھون نے مجھے خود پریشان کر دیا۔

باغ جہان مین آہ بہار آئی لاکھ بار
وہ گل ہمین ان صبا کہ لایا قمر ہنوز
ظالم تو قتل کرکے ابھی تو مکر گیا
مین تو تڑپ رہا ہون پڑا خاک پر ہنوز

آخر ترے فراق مین میرا ہوا یہ حال
دیکھا نہ شام ہجر نے روئے سحر ہنوز

اگر صبر کئے بیٹھے ہین۔ دیکھین صبر کیا مزہ دکھاتا ہے

صبر کا کرنا دلا اچھا نہین۔
دیکھ تو ہوتا ہے کیا گھبرا نہین

مولائی۔ اب کیا خاک ہوتا ہی لاکھ صبر کرو تو کیا۔

آزاد۔ ایسی خشک خبر تو نہ سناؤ از برائے خدا۔

مولائی۔ اجی آپ یا پرے بیٹھئے۔ بس ہو چکا۔

آزاد۔ بیگم صاحب بھلا نہ مانئے۔ زری تو آپکے جانے کی نہین صاف صاف تو یہی کہ ہم فقط دو دو باتین کرنا چاہتے ہین

مولائی۔ واہ جب چار آنکھین ہوئین تب دو دو باتین کہین نہین اب کیا۔ اور دو باتین ہوئین بھی تو نتیجہ کیا اب انکو اپنی پاکدامنی کا خیال ہی کہ مبادا انکے میان سے

کوئی کچھ کا کچھ لگادے۔
آزاد۔ اچھا ایک نظر آنکھ بھر کے دیکھ ہی لون۔
مولائی۔ اب یہ ممکن نہین تم اس خیال سے درگذرو کیون مفت مین اپنی جان کو ہلکان کروگے۔
آزاد۔ (آبدیدہ ہوکر) مجھے تو چندان خیال بھی نہ تھا مگر ہندوستان مین مشہور ہوا ہے کہ وہ میرے واسطے خاک چھانتی پھری۔ اور لاکھ پاپڑ بیلے مگر میرا پتہ نملا۔
مولائی۔ اچھا یہ انکی بیوقوفی۔ آپ بھی تو مجبور ہین۔
آزاد۔ مانا۔ مگر صورت تو دکھا دو ذرا۔
مولائی۔ یہ بھی ناممکن ہی اب اس پھیر مین کیون پڑتے ہو
آزاد۔ تو بالکل ہاتھ دھو ڈالین افسوس اچھا چلئے باغ مین چلکر ذرا دور ہی سے دیکھے چھپوے پڑے رہین
مولائی۔ واہ۔ واہ۔ جب باغ مین ہون بھی۔
آزاد نے ملجاجت و سماجت دست بستہ عرض کیا کہ آپ میری طرف سے جاکر فقط اسقدر کہدیجئے کہ برسون میری یاد مین آپنے اپنی زندگی تلخ کی اب برائے خدا ذرا تو ترس کھاؤ
مولائی بیگم نے کہا تم اسوقت ہاری مانتے ہو نہ جیتی۔ کوئی لاکھ کہے وہ ایک نمانیگی۔ مگر خیر تم استقدر اصرار کرتے ہو تو جاتی ہون جہان تک زبان مدد دیگی مین اپنی طرف سے دریغ نہ کرونگی۔ آئندہ اختیار بدست مختار۔
یہ کہکر مولائی بیگم اٹھین اور بسم اللہ کہکر چلین باغ مین جاکر ثریا بیگم سے یون گفتگو کی۔
مولائی۔ بہن اللہ جانتا ہے کتنا خوشرو جوان ہے ہزار مین ایک۔
ثریا۔ دیکھو مولائی بیگم ہمسے بنے گی نہین پھر تم کو کیا

مولائی۔ اخاہ۔ اور تسپر اب کچھ واسطہ ہی نہین ہی
ثریا۔ کچھ باتین بھی ہوئین مفر، تو بڑے ہین۔
مولائی۔ شاہ جی بنکے بیٹھے تھے۔ پہلے تو بڑی فقیری کی لی مگر مین نے فقیری ذقیری چٹکیون مین مٹا دی تب تو کھل پڑے۔
ثریا۔ ہمارا ذکر بھی آیا تھا۔ کچھ کہتے تھے۔
مولائی۔ اے تو تمھارے سوا اور کسی کا ذکر بھی تھا۔
ثریا۔ کیا؟ تمنے یہ کہدیا کہ تم ہمارے ساتھ آئی ہو۔
مولائی۔ جاتے ہی۔ پہلے تو مین نے پوچھا شاہ جی صاحب کہان سے آنا ہوا لگے آئین بائین شائین اوڑانے تب تو مین نے آڑے ہاتھون لیا۔ بس۔ فقیری آپکی دیکھ لی۔ ہوش کی دوا کیجئے۔
ثریا۔ فقیری استر چوہے کھائے۔ بلی حج کو چلی۔
مولائی۔ کہا کیا کرون ایک بی بی نے دیوانہ کردیا۔
ثریا۔ ہین تو بات تک نہین کی مگر سچ کہون آنے کو تو فوراً چلی آئی لیکن قدم نہین اٹھتا تھا واللہ۔
مولائی۔ کیونکر قدم اٹھتا خیر اب تو جو ہونا وہ ہوا مگر بہن جو کہین انکے ساتھ شادی ہوتی تو کیا کہنا تھا
ثریا۔ دیکھو یہ چھیڑ خانی نہین اچھی۔ ہان ہمنے کہدیا ہی۔
مولائی۔ چھیڑ خانی کیسی کیا کچھ جھوٹ کہتی ہے۔
ثریا۔ اے بہن ہمنے انکے لئے بڑے بڑے پاپڑ بیلے (آہ سرد بھر کر) بن بن اور جنگل جنگل پھری۔ شہرون شہرون ہنڈکی۔ مگر انجام کچھ نہین ایک وہ دن تھا کہ ہمارے دروازے پر یہ پڑے رہتے تھے

اور سری ٹپک کرتے تھے اور قفس کے ساتھ ساتھ
دوڑتے تھے اور آج ہم انکی طرف رخ نہین کرتا
اور ایک دن وہ بھی تھا کہ ہم ہاتھ جوڑتے تھے اور یہ
ہماری سنتے ہی نہ تھے اس انقلاب کو تو دیکھو۔ ہائے
ستم یہ کیا ہو گیا۔ تم تو بہن مفت مین بکواتی ہو۔
مولائی۔ آخر مجھ سے سب حال تو کہو۔
ثریا۔ بہن کہہ تو دیا کہ تمام عمر کی کہانی کہان تک
بیان کرون۔
مولائی۔ اب یہ بتاؤ ہمارا کہنا اسوقت مانو گی۔
ثریا۔ تمھارا کہنا کچھ معلوم تو ہو کیا کہو گی۔
مولائی۔ پہلے قول دو پھر کہینگے۔ یون نہین۔
ثریا۔ واہ بے سمجھے بوجھے کون قول دے صاحب
مولائی۔ ہماری اتنی خاطر بھی نکرو گی بہن۔ خیر۔
ثریا۔ اب کیا جانے تم کیا اول جلول بات کہو۔
مولائی۔ بیگم کوئی ایسی بات نہ کہینگے جس سے نقصان ہو
ثریا۔ جو بات تمھارے دلمین ہے وہ میرے ناخنون پر ہے
مولائی۔ اخاہ کیا کہنا آپ ایسی ہی ہین۔
ثریا۔ اچھا اور سب باتین مانینگے سوا ایک بات کے
مولائی۔ وہ ایک بات کون سی ہے ہم سُن تو لین
ثریا جسطرح تم چھپاتی ہو۔ اسیطرح ہم بھی چھپاتے ہین۔
مولائی۔ (مسکرا کر) یہ خوب بات ہے ہم جو کہینگے تم کہدو گی
کہ بس یہی بات منظور نہین ہے پھر بنیگی کیونکر
ثریا۔ اس خیال خام سے درگذرو۔ بس یہان سے
چلنا ہی بہتر ہے۔
مولائی۔ اللہ کو گواہ کر کے کہتی ہون رو رہا ہے اور

دست بستہ مجھسے کہا کہ جس طرح ممکن ہو مجھسے ملا دو مین
یہ بھی نہین چاہتا کہ باتین کرون مگر اتنا چاہتا ہون
کہ نظر بھر کر دیکھ لون۔
ثریا۔ کیا مجال خواب تک مین صورت ندکھاؤن۔
مولائی۔ خواب مین صورت دکھانا تمھارے امکان
مین نہین ہے۔
ثریا۔ معلوم ہوتا ہے تمھاری بڑی خوشامد کی ہے۔
مولائی۔ رو رو کے ہاتھ جوڑ جوڑ کے۔ اور مجھے ترس
آتا تھا۔ مین ایسی ہون تو اچھی طرح جا کے ملون
سانچ مین آنچ کیا بجد لیسل مثل ہے مگر کتنی سچی ہے
ثریا۔ یہ تو سب جانتے ہین۔ کہ۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ

مگر بہن دنیا تو یہ نہین سمجھتی۔
مولائی۔ اے بہن تو دنیا سے ہمین کیا کام دنیا! دنیا!!
ثریا۔ جب کوئی اور بات تھی اور ابھی اور بات ہے۔
مولائی۔ یہان ایسا کون آتا جاتا ہے خواہی نخواہی
ڈر کا ہے کا ہے اے چل کے ذرا دیکھو تو اس کا
ارمان تو نکل جائے۔
ثریا۔ (گردن ہلا کر) اب کیا واسطہ رہا۔
مولائی۔ بڑی بے رحم۔ بڑی بیوفا۔ بڑی ظالم ہو بہن
ثریا۔ خیر آپکی بلا سے ظالم بیرحم ہی سہی۔

عاشق دلگیر نے پھر ہانک لگائی

مرا دلیست بیں کوچہ گرفتاری	کشادہ رو ترا از شاہدان بازاری
تنگی دہن دوست ناظر دارم	چو چشم باز بجو چشم رسد زبیماری

زلف طیان شکر خا گوی ز من جوئے — نشاط ہر مے و لذت جگر خوارے
چو زلف جو ہر متیم بود پریشانی — چو چشم ناز بجو کشتم رسد زبیارے
نہ جوش خون دل از قدر گریہ نسبت — چرا نباشد مرا ز تاب چہرہ گلنارے

شدان کہ ہمقدمان را ز من غبارے بود
ز رفتگان بگذشتم بہ تیز رفتارے

ثریا - اسکو پھر موت آئی بڑا ناک مین دم کر دیا ہی -
مولائی - مفت کی بدنامی ہمنے آجتک یہ سنا ہی نہین
ثریا - اے لو اب چلوگی بھی یا نہین یا دھنی دیکے بیٹھو گی -
مولائی - ہمتو تب تک نہ چلین گے جب تک تم ہمارا کہنا نہ مانوگی - کیا بڑی حیادار بنی ہین ستر چوہے کھاکے بلی حج کو چلی -
ثریا - سنو مولائی بیگم آخر ہر امر کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ہوتا ہی - اسکا نتیجہ تم کیا سوچی ہو - گو مین تمھاری خاطر سے چلی بھی تو نتیجہ کیا -
مولائی - نتیجہ یہ کہ اسکے دل کو سرور حاصل ہوگا -
ثریا - جب ہمارے دل کو سرور نہین حاصل ہوا تو کسی لوگے دل کو ہوا تو کیا - اور نہین ہوا تو کیا -
مولائی - اچھا ایک غزل گاؤ تو پھر چلے چلین -
ثریا - درست - ادھر سے مین گاؤن ادھر سے وہ گائین

جو نہان تھا وہی ہر سو عیان ہی — یہ کہئے لن ترانی اب کہان ہی
الٰہی ماہ کا تجھپر گمان ہے — زمین قدمونکے نیچے آسمان ہی
کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو — ز رنگ شمع ہر اک استخوان ہی
ٹپکتا ہی ہمارا خون اُس سے — تری تلوار تاکی گلفشان ہی

گیا ہے کوچۂ کاکل مین اب دل
مسلمان وارد ہندوستان ہے

جو نہان تھا وہی ہر سو عیان ہے -

مولائی - لے اب اٹھو بہن بس اب ہم نہ مانینگے -
ثریا - این - کچھ خیر ہے - واہ - اور سنو -
مولائی - اور سنو ونکے بھروسے نہ رہنا ہین مین قول ہار آئی ہون - قول جان کے ساتھ ہے -
ثریا - اچھا قول ہی - ماشاء اللہ ماشاء اللہ -
مولائی - کیسا خوبرو جوان ہی بھوک پیاس دیکھنے سے بند ہوجائے اور وہ بیچارہ فقیر بن کے آیا ہے اور گڑگڑا رہا ہی -

کس سے دون اس صنم کو مین تشبیہ
کب خدائی مین اسکا ثانی ہے

اور تڑپ تڑپ کے تمکو یاد کرتا ہے مگر وہ ظالم ہو تم کو جو سمائی بس وہ سمائی - پھر کسیکی مان کی نہین ہو وہ فریاد کرتا ہی تم خبر بھی نہین ہوتین - اور خدا جانتا ہے کہ ذرا اُف تک نہین کرتا -

کب اپنے منھ سے عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
وہان غیر سے ہم مثل نے فریاد کرتے ہین
یہی کہہ کہہ کے ہجر یار مین فریاد کرتے ہین
وہ بھولے ہمکو بیٹھے ہین جنھین ہم یاد کرتے ہین
اسیران کہن پر تازہ وہ بیداد کرتے ہین
رہی طاقت نہ جب اڑنے کی تب آزاد کرتے ہین

مولا - حضور اب رات آتی ہے کہ جاتی ہے -
مہری - اب کوئی بارہ کا عمل ہوگا مین جانتی ہون -
مولا - نہین تم تو اندھیر ہی مچائے دیتی ہو بارہ نہین بیس کا عمل ہی - کوئی دس بجے ہون گے -

ثریا۔ میری پوچھو تو کے بجے ہونگے۔ اسوقت۔
سپاہی۔ حضور دس اب بجین گے۔ نو بج گئے۔
ثریا۔ سواریان نکلواؤ لے اب چلو ہن۔ بس۔
مولائی۔ اچھا مین شاہ جی صاحب سے تو مل آؤن۔
ثریا۔ (مسکرا کر) خیر لگی کیا بری ہولی ہے۔
مولائی۔ بیٹے آپ کی بلا سے ہم ظالم نہین ہین۔
ثریا۔ خدا نہ کرے۔ آپ کے دشمن ظالم ہون۔ آپ بڑی فیاض ہین۔
مولائی۔ کیون پھر یہ چھیڑ خانی۔ فیاض نہ ہوتین تو اسوقت ایک سودائی کیون ساتھ ہوتا اور ایک مظلوم بدبخت فقیر کیون بنکے آتا۔ اب شرمائین۔
ثریا۔ (شرما کر) نامحرم سے بڑبڑ باتین کرنا تم ہی ایسون کا کام ہی جان نہ پہچان بڑی خالہ جی سلام۔
مولائی۔ وہ چھینا تو صورت ہی سے برستا ہی۔
ثریا۔ اسمین کیا شک ہی۔ تم کہتی ہی ایسا ہو۔
مولائی۔ ایک بڑی سودائی جس کا کونا لئے ساتھ ساتھ جاتا ہے دوسرے نے فقیر کا بھیس بدلا۔
ثریا۔ تم جاکے سمجھا دو کہ اب کسی اور سے دل لگاؤ یہلٹ پھر مانگ کی صدا آتی ہی۔ شاہ جی صاحب۔

مولائی بیگم نے کہا ہن ہم جھوٹے نہ بنینگے۔ جاکے اسقدر کہہ آؤنگی کہ مین نے لاکھ لاکھ سمجھایا خوشامد کی۔ ہاتھ جوڑے۔ ہر طرح سے فہمائش کی مگر وہ نہین مانتین۔ اب اسکو ہم کیا کرین۔

ثریا۔ مین نے کہا نہ تھا۔ تمھارے تو دل سے لگی ہے
مولائی۔ خیر صاحب وہ دل سے لگی سہی۔ بس۔
ثریا۔ ہنسی جاؤ گی۔ لوگ نام رکھین گے۔
مولائی۔ چلو تمھاری بلا سے نام رکھنے دو۔
ثریا۔ صاف صاف کہدینا کہ اب ملنا بجز رسوائی اور رنج کے کوئی اور نتیجہ ندیگا۔ اس سے اب فائدہ ہی کیا ہے ملنے سے پچھلی باتین یاد آئین۔ خواہ مخواہ کو رنج ہو گا۔ مفت مین رنج مول لینا بیٹھے بٹھائے ناحق جان کو عذاب مین ڈالنا کس خدا نے کہا ہے
مولائی۔ آپ مجھے سبق پڑھائین نہین۔
ثریا۔ تم پھوہڑ ہو اس سبب سے مین کہتی ہون۔
مولائی۔ ہان مین پھوہڑ ہون ہی۔ تمھاری سی طراری کہان سے لاؤن ہن۔ خیر ہم پھوہڑ ہی سہی مگر آج سے تمسے بھی نفرت ہو گئی۔
ثریا۔ ہان نامحرم کے پاس جاؤن۔ حیا کو بھون کھاؤن تمھاری طرح سے بدنامی سے نہ ڈرون جب تم خوش ہو۔
مولائی۔ چلو بس حیا کا نام نہ لینا ہمارے سامنے۔
ثریا۔ تمھارے سامنے حیا کا نام لینا ہی فضول ہی۔
مولائی۔ ایسی بڑی حیادار ہوتین تو اب میری زبان سے کچھ جا بیجا نکلنے والا ہے)
ثریا۔ کہہ ڈالو دل کا ارمان تو نکل جائیگا۔

مولائی بیگم مسکراتی ہوئی آزاد کے پاس گئین وہ سمجھے کہ شاید خوشخبری سنانے آتی ہونگی مگر ان کی صورت پہ نظر ڈالی تو پژمردہ ہو گئے۔ کہا معلوم ہوتا ہے آپ کی ذکاوت نے کام نہ کیا افسوس صد افسوس۔

نام لکھ لکھ کر ترا وصلی پہ ہم	ہجر مین یون دلکو بہلاتے ہین

میدانون مین انکو یاد کیا۔ مورچون پر ان کو یاد کیا لڑائی کے وقت انکو یاد کیا۔ انکی یاد ہر دم رہتی تھی اور یہ کہکر دل کو بہلا لیتے تھے کہ ایک دن انشاء اللہ دیکھ لینگے مگر۔

بھئ گیا حالت جدائی مین
دل کی حالت کباب کی سی ہے

مولائی بیگم بصد حسرت آزاد سے رخصت ہو کر اور باغ مین آن کر کہا ہن آج سے ہماری تمھاری محبت مین کسی قدر فرق آ گیا کیا اگر اس غمزدے سے ذری جل لیتین تو کیا حرج تھا اس کی خاطر سے نہین تو ہماری خاطر سے جلتین مگر خیر وقت نہین رہ جاتا ہے۔ اب تو کبھی دخل دینے کی جرأت نہ ہوگی کہ جو ثریا بیگم سے کہین گے وہ مان لینگی۔

مولانے بھی انھین کی تائید کی اور کہا حضور ہماری مجال کیا کہ سرکار کی باتون مین دخل دین مگر اسکا تڑپنا دیکھکر ترس آتا تھا اور اب بھی کیا گیا ہے اب سہی۔

ثریا بیگم نے کہا۔ اے یہ ماجرا کیا ہے ہماری کچھ سمجھ مین نہین آتا جو ہے اسی کی سی کہتا ہے۔ تم سب کو اُسنے کچھ چٹا دیا ہے۔

ممولا۔ ہان سرکار رشوت دی ہے۔ اس مین کیا شک ہے۔ ایسے ہی تو بڑے امیر وہ ہین اور ہم ایسے ہی تو بھک منگے ہین۔ حضور اگر ایک بار اسکا تڑپنا دیکھ لین تو رشوت وشوت کا حال معلوم ہو جائے۔ اس وقت کی خطا معاف ہو۔ لونڈی کے حضور دل پر چوٹ لگی ہے۔

مولائی۔ اللہ بڑھا لڑکا ظالم ستمگر بیوفا نا خدا ترس کوئی نہ ہوگا۔ جب مین رخصت ہوئی تو رو کر مجھسے کہا آپ از برائے رسول و خدا اتنا کہہ دیجئے گا کہ (ہائے)

بتِ ظالم نہین سُنتا کسی کی
غریبون کا خدا فریاد رس ہے

ثریا۔ ایسے ایسے شعر ہمکو بھی بہت یاد ہین۔ یہ اسی موقع کے شعر ہین جب عشق کا زور ہوتا ہی اور یہان عشق کی گرما گرمی کجا یہان تو سرد بازاری ہے۔ گرہستون اور بہو بیٹیون مین عشق کا کیا ذکر ہے۔

عشق کا حال بیسوا جانین
ہم بہو بیٹیان یہ کیا جانین

مولائی۔ وہ تو سودائی ہوے۔ ابھی دیکھیے اور کتنے بے گناہون کے سر جاتی ہے۔ خدا جانے کتنون کا خون اپنے سر لیتی ہین۔ اس ظلم سے خدا سمجھے۔ بس اور تو کیا کہون۔

ثریا۔ ٹھنڈا پانی لاؤ انکے لئے۔ اب پانی پیکے کوستی ہین اور تھوڑی دیر مین گالیان بھی دینے لگو گی آخر تمکو کیا میٹھا ہے اس مین۔ ہم نہین مانتے تم کو کیا۔

مولائی۔ بھلا پچھلی باتین تم کو کچھ یاد ہین یا نہین

ثریا۔ ایک دن مین نہا کر بال سکھا رہی تھی

تو مجھے دیکھکر پہلے تو مذاق کی باتین کرنے لگے
پھر یہ شعر پڑھا۔

لٹوں رتی ہے زلف کس نے جوبن سے رخسار پر
چھا گئی کالی گھٹا سی آن کر گلزار پر

مجھے وہ وقت خوب یاد ہے۔ دل بھر آیا مگر پھر اسمین
کوئی قصور نہین ہی بہن۔ تم ناحق برا مانتی ہو۔ بس اب
یہ باغ کاٹے کھاتا ہے اس چمن نے بڑے بڑے ہین
دکھ پہونچائے ہین۔ اور دل و جگر کو اس قدر چھلنی
کر دیا کہ جسکا حد و حساب ہی نہین۔

اسقدر گلکاریان کی ہین تری تلوار نے
زخمون سے رکھتے ہین ہم اک گلستان بالائے سر

پھر اب چلنا ہے تو چلے ہی چلو۔ یہان بیٹھنا اور درد
دل کو چمکانا ہے۔

مہری۔ نفسین لگانے کا حکم دو اب یہان ایک دم
بھی بیٹھنا گوارا نہین ہی۔

مہری۔ تیور خان۔ تیور خان۔ کہارون سے کہو نفسین
لگائین اور مشعلچیون کو حکم دو دستی روشن کرین اب
پانی بھی تھم گیا ہے۔

مولائی بیگم۔ ہم آج ناحق انکے ساتھ یہان آئے مگر خیر
سودائی نے جو سواری کی تیاری کی آواز سنی تو یہ بھی
کیل کانٹے سے لیس ہوئے اور ہانک لگائی۔

مین وہ ہون پروانۂ دیوانہ گر محفل مین جاؤن
خانۂ فانوس سے آئین نکل طفلان شمع

سپاہی۔ بس اب بوند پڑنا تھم گیا ہے۔ اپنا راستہ لو
کہارو۔ چونس کے ساتھ ساتھ چلین تو مرمت کر دو

سودائی۔ بھائی ہم تو کسی سے بولتے ہین نہ چالتے ہین
اول تو ہین ناتوان ضعیف کمر طاقت۔ دوسرے
لڑنے بھڑنے والا آدمی نہین تیسرے لڑین کس سے
یارسے کتے تک سے تو بحث ہے۔ لڑنا کیسا اتنی رات
بھر منید کسی کمبخت ہی کو آتی ہوگی۔

ہم ازل سے انتظار یار مین سوتے نہین
آفرین کیجئے ہمارے دیدۂ بیدار پر

سپاہی۔ اپنی راہ لو۔ نہین یہان سے
پٹ کے جاؤ گے۔

سودائی۔ وہ ہمکو ہزار دان بار پیٹ لین ہم
ان تک نہ کرین گے۔

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

عشق کے معنی ہی یہ ہین کہ چرکے پر چرکا کھائے اور تیور
پر بل نہ آئے۔ میل تک نہ آنے پائے اور ہزار بات
کی ایک بات یہ ہی کہ ایک بار جاہے فیصلہ ہی کر دین
اور روز کا قتل کرنا کیا معنی پر و بال باندھ کے کسی نے
بھی آج تک طائر کو بسمل کیا ہے۔

پرون کو کھول دے ظالم جو قتل کرتا ہے
کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی

نفسین لگائی گئین۔ مولائی بیگم اور ثریا بیگم نفسین
پر سوار ہوئین۔ دستیان ادھر ادھر روشن سپاہی
خاص بردار ساتھ مہریان ہمراہ سواری روانہ ہوئی
تو آزاد نے مکان کی دیوار سے سواری پر نظر ڈالی ا
اس قدر دل بھر آیا کہ آنکھین پرنم ہوگئین۔ مہری

سے کہا بس اب اسوقت دل کی عجب حالت ہے
رونا بھی نہین آتا ہے۔

مہری۔ چلئے حضور۔ یہ حسرت تو نہین رہی کہ صورت
نہین دیکھی۔ آنکھ بھر کے دیکھ تو لیا۔

آزاد۔ نہین خدا جانے کیا ہو گیا کہ ایک آواز تک نہ
نکلی۔ افسوس صد افسوس۔ اہاے یہ وہی ثریا بیگم اور
اللہ رکھی تھی مگر واہ ری پاکدامنی صدقے اس عفت
کے۔ جی خوش ہو گیا۔ شادی کرنے کے بعد میان کا ستقدر
خیال ہونا اور ایسے شخص سے نہ بولنا جسپر جان جاتی
تھی اور جس کو دل سے پیار کرتی تھی یہ ہر ایک شخص
کا کام نہین ہی۔ اُس کے رعب حسن اور پاکدامنی
ہی کا خیال تھا کہ خوف طاری ہو گیا اور اظہار حال
سے قاصر رہا۔

گم گشتہ بگوی تو نہ دل بلکہ خبر ہم
در لرزہ ز خوے تو نہ دم بلکہ اثر ہم
یارب چہ بلائے کہ دم عرض تمنا
اجزاے نفس می خزد از بیم تو در ہم

اب رخصت ہوتے ہین مگر اسوقت جائین تو کہان جائین
کوئی گیارہ کا عمل ہو گا اگر شاہ جی برا نہ مانین تو یہین
شب کو پڑ رہین صبح چلے جاوینگے۔

آزاد پاشا ایک چارپائی پر شاہ صاحب ہی کے ہان
لیٹ رہے تھکاوٹ کے سبب اچھی طرح نیند نہین آئی
اور اشعار ذیل کو ترجمان دل کیا۔

داغ تلخ گویائم لذت سم از من پرس
محو تند خو یائم حیرت رم از من پرس
موجۂ از شراب تم سخنی از کباب تم
سوز من ہم از جگرے سوز من ہم از من پرس
نیست با غنود تنہا برگ پر کشود تنہا
از عدم برون آمد سعی آدم از من پرس
بوسہ از لبا خوردہ عمر خضر از من خواہ
جام می بہ بیتیم نہ عشرت جم از من پرس
تیغ غمزہ با اغیار آنچہ کرد میدانی
خنجر تغافل را تیزی دم از من پرس

مہری۔ حضور اب سو رہیئے۔ بہت رات آئی۔
آزاد۔ ہان اب کل شام کو اس شہر سے چلے جائینگے
ممولا۔ اے ہی۔ اتنی جلد۔ کیون حضور کس سبب سے
آزاد۔ مہری۔ اب ہمارا یہان دل نہین بہلتا۔

باغبان کو کسی صورت سے جی لگنے کی
ایک تو مجکو قد یار سا بوٹا دکھلا

اللہ ری عظمت کس درجے سے کس درجے کو پہونچین
کجا اللہ رکھی بھٹیاری۔ کجا نواب ثریا بیگم زوجہ حضرت
نواب سنجر سطوت صاحب بہادر۔ کجا وہ گھاتین کجا یہ باتین
زمین و آسمان کا فرق ہی۔

نازم بہ صنم خانہ کہ شاہان جہان جوئے
ہم بر در آن خانہ گذارند قدم را

صبح کو آزاد پاشا نے منھ ہاتھ دھو کر نماز پڑھی اور
صاحب ضلع کی کوٹھی کی راہ لی۔

اب سنئے کہ مس کلیرسا اور مس میڈا نے یہان
باہم یہ مشورہ کیا تھا کہ ابکی آزاد آئین تو اُن سے صاف
صاف کہدین کہ ہم دونون کا منشا اب شادی کرنیکا نہین ہی

اب بس یہی ٹھان لی ہے کہ جسطرح ممکن ہو ہندوستان
کی عورتون کو فائدہ پہونچایئن دونون نے ٹھان لی
تھی کہ شادی نہ کرین اُردو۔ فارسی۔ ناگری۔ پڑھکر
ہند کی عورتون کے فائدہ پہونچانے مین ساعی ہون
اور انکو عمدہ عمدہ باتین سکھایئن۔

میڈا۔ ہمنے جب اپنا شہر چھوڑا۔ عزیز چھوڑے گھر بار
چھوڑا۔ بدنامی ہوئی تو پھر یہان آنکے شادی کرنا کیا معنی
بس خدا بھی خوش اور دنیا بھی خوش اور اپنی بہنون
کا فائدہ الگ۔ اسمین کبھی کوئی نام نہ رکھے گا۔

کلیرسا۔ ہم راضی اور ہمارا خدا راضی۔

مس کلیرسا اور مس میڈا نے تو یہ ٹھان لی تھی اور
آزاد اس فکر مین تھے کہ حسن آرا کسی ترکیب سے مس میڈا
کو پہلے ہی سے دیکھ لین اور کسی تیز طبیعت عورت کی زبانی
اس عروس مشتری رو سیماب طبع کے احسان کا حال جو
میری گردن پر ہی حسن آرا سن لے تو خوب بات ہے
جب یہ صاحب ضلع کے ہان پہونچے تو مس میڈا
اور کلیرسا دونون نے آڑے ہاتھون لیا۔

میڈا۔ بس بس جاؤ دیکھ لیا اگر یہی بے اعتنائی ہے
تو خدا ہی حافظ ہی صبح گئے دوسری صبح کو آئے آثار
برے ہین۔ اب وہ نظر نہین ہی۔

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہین چلتی ہی جب تقدیر پھرتی ہی

کلیرسا۔ کیون بندہ نواز یہ تلون کیسا۔

آزاد۔ یا الٰہی پہلے سن لو پھر کچھ کہو۔

میڈا۔ بس بس معلوم ہوگیا۔ مگر ہم ایسا نہین سمجھتے تھے
کہ خواہ مخواہ یہان لاکے ہم سے ایسے پھر جاؤ گے خیر صاحب

آزاد۔ (ہاتھ جوڑکر) حضور یکطرفہ ڈگری کیا معنی۔

کلیرسا۔ آخر آپ اتنی دیر تک تھے کہان۔

میڈا۔ ایسے غائب ہوے کہ پتا ہی نہین۔ آپکے جوہر
تو یہان آنکے کھلے۔ ہمنے تو اب تک بہت کچھ ضبط
کیا مگر ضبط نہ کرسکے۔

آزاد۔ آخر تم کو شک کیا ہوتا ہے۔ یہ تو معلوم ہو۔

میڈا۔ شک! شک!! ہمین شک نہین ہمین یقین ہوتا ہو

کلیرسا۔ اب تم دونون لڑلو تو ہم باتین کرین۔

میڈا۔ کیا خوب چہ خوش چرانہ باشد۔ ہم لڑین اور
آپ سیر دیکھین۔

کلیرسا۔ خواہ مخواہ لڑائی ہوا ہی چاہے جب دو دن
کا غوطہ لگاؤ گے تو خواہی نخواہی جھگڑا ہوگا۔

میڈا۔ اتنا نہ سوچے کہ پردیس مین اجنبی آدمی کے
ہان اکیلا چھوڑکے مین کہان جاتا ہون ابتدا اچھی
نہین ہوئی ہی۔

آزاد۔ کیا مجال جو اب کبھی ایسی خطا ہو۔

کلیرسا۔ اچھا اب اطمینان کے وقت کل حال بیان
کیجئے گا۔

آزاد۔ ہم تو مس میڈا کے حسن کے عاشق زار ہین۔
انکی خفگی سے روح لرزنے لگی ہی۔ اگر ایسی کوئی اور
صورت نظر سے گذرے یہ امر محال ہی۔

صورت گر نقاش چین رو صورت یارم ببین
یا صورتے کش اینچنین یا ترک کن صورتگری

میڈا۔ ہم کو تو ہین ایک سہارا ابھی یہ آزاد کا۔

کلیرسا - ہان کیسا کچھ - مگر یہ نہ کہو جو نیدہ یا بندہ -
میڈا - وقت ہی ہی نہ جو یندہ یا بندہ سچ مگر تلاش مین وقت تو ہوتی ہی اور یہان تو اسکی ضرورت ہی نہین
کلیرسا - پہلے تو اس ملک کی زبان سیکھنی چاہیئے -
میڈا - اے بہن آزاد تو کہتے تھے کہ اس ملک کی زبان سیکھنا بہت آسان ہی جتنی جلد اردو کو انسان سیکھ سکتا ہی اور کسی زبان کو نہین سیکھ سکتا -
کلیرسا - بس پھر کیا - جبتک ہم اردو نہ جانینگے تب تک کوئی ہمکو نہ مانیگا جس ملک کی عورتون کی تربیت ہم اپنے تعلق کرین اسکی زبان کا جاننا ضروری ہی -
میڈا - پھر مصمم قصد ہی نہ - ایسا ہو کہ نکل جاؤ -
کلیرسا - ایسی بات ہی بھلا - نکل جانا کیا معنی - جو کچھ کہا ہی سوچ سمجھ کے کہا ہی - اور سنو تو - کیا تمکو یہ یقین بھی تھا کہ مین اب شادی کرونگی - ہاے ہاے - بہن سب باتین جانتی ہو اور پھر نادان بنی جاتی ہو -
حضرات ناظرین نے فسانۂ آزاد کی جلد ثانی مین ملاحظہ کیا ہوگا کہ جب آزاد پاشا کی گرفتاری کی خبر مشتہر ہوئی یعنے جب مس کلیرسا کے لب لعل کے بوسون پر آزاد پاشا سیبریا کے برفستان بھیجے جاتے تھے اور اثنائے راہ مین پولینڈ کی شہزادی نے کہ پیشتر سے دل دادہ اور فریفتۂ حسن و جمال تھی انکو گرفتار کرلیا تو یہ خبر دور دور تک مشہور ہوئی اور مس میڈا سنکر فرط بیقراری سے میدان جنگ کی طرف اس امر کی تحقیقات کے لیئے گئین کہ آزاد کو کس نے گرفتار کیا - اور ایک مقام پر انھون نے دیکھا کہ کلیرسا ایک قبر کے ارد گرد سراسیمگی کے ساتھ پھرتی اور بار بار اسکو چومتی ہین - یہ قبر اُس بیچارے نوجوان روسی لفٹنٹ کی تھی جس کو میان آزاد نے ایک جنگ عظیم مین قتل کیا تھا اور جسپر کلیرسا دل و جان سے عاشق تھین -
میڈا - ہان بہن کہتی تو سچ ہو - مجھے خوب یاد آیا -
کلیرسا - جان پر صدمہ روح پر صدمہ تھا - اف تو وہ بھی اسوقت اسکی صورت اور اسکی باتین یاد آگئین ہی وہ میرے اوپر جان دیتا تھا - یا - اب وہی آزاد اس کا قاتل ہی جس کے ساتھ ہم ہندوستان اتنی دور آئے -
میڈا - اب ان باتون کا خیال کرنا ہی فضول ہی
کلیرسا - ہان سچ کہتی ہو بہن - اب اس سے کیا فائدہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا - اسکی زندگی ہی اس قدر تھی
میڈا - اسکے علاوہ بہن کلیرسا یہ تو سوچو کہ سپاہی کے لیئے تلوار کے منھ مرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کیا کچھ کم تھا -
آزاد پاشا نے ثریا بیگم کی ملاقات اور اپنی ناکامی و حسرت کا حال ان گلبدنون سے مطلق نہ بیان کیا صرف کندن کے ہان کے جانیکا تذکرہ کیا اور کہا کہ صاحب ضلع سے ہم اس بارہ مین آج ضرور بالضرور گفتگو کرینگے -
یہ کہکر آزاد صاحب ضلع کے گھر مین گئے اور یہان ان دونون سیمبر معشوقون مین باتین ہونے لگین -
کلیرسا - سب سے پہلے اس امر پر کچھ دئے جائین -
میڈا - ابھی کسی سے اپنا منشا ظاہر ہی نہ کرو -
کلیرسا - ہان - اچھا پہلے زبان سیکھ لین پھر سمجھا جائیگا مگر آزاد کو تو اطلاع دیجائے - انکی اطلاع کے بغیر کوئی کارروائی کیونکر ہوسکتی ہی -

میڈا۔ ہان اُنسے تو ضرور ہی کہا جائے گا سب۔
کلیسا۔ مگر وہ یہ ضرور سمجھین گے کہ مین جو ایک روز اُنسے کھچی ملا تو اُنھون نے یون دل کا بغض نکالا۔
میڈا۔ اے نہین بہن۔ ہم تو سمجھا لینگے اُن کو۔
کلیسا۔ اچھا تو آج تو اُن سے ذکر بھی نہ کرو۔
میڈا۔ یہ مانا آج نہین کل سہی۔ کل نہین پرسون سہی
کلیسا۔ اُردو اُنھین سے پڑھنا سیکھو۔ اُنسے بڑھکر سکھانے والا اور کوئی نہ ملے گا۔ فرانسیسی زبان خوب جانتے ہین۔
میڈا۔ ہان یہ تو سکھائین ہی گے۔ اگر پہلے ہی سے یہ معلوم ہوتا تو اس عرصے مین ان سے بہت کچھ سیکھ گئے ہوتے۔
کلیسا۔ تب تک یہ سوجھی کہان تھی مگر ہم بہت خوش ہین کہ یہان کا آنا بے سود نہوا۔ کوئی نہ کوئی مطلب ہی نکلا ورنہ دل گھبرا جاتا اور شاید سخت پریشانی ہوتی۔
میڈا۔ ہم جسوقت آزاد سے کہینگے کہ ہم نے شادی کرنیکا خیال بدل دیا اُس وقت وہ نہایت ہی خوش ہونگے۔
کلیسا۔ پہلے تو وہ یہی سمجھین گے کہ اُنکی ایک روز کی بے اعتنائی نے یہ کانٹے بوئے۔ پھر رفتہ رفتہ شاید یہ خیال دور ہو جائے۔
میڈا۔ ہان۔ اور آج اسوقت ذرا گرما گرم باتین بھی ہو ایک شادی ہین۔ اس سے اور بھی خیال ہو تو عجب نہین مگر ہونے دو ہمارا اس مین حرج ہی کیا ہے ہم انکو صاف صاف یقین دلا دینگے کہ اِسکا ہم کو ذرا بھی خیال نہین صرف طبیعت کی بات ہے مگر یہ خیال آیا کہ جب وطن اور عزیز اقارب سب کو چھوڑا تو اب وہ کام

کرنا چاہیے جس مین سب خوش ہون اور نام نیک حاصل ہو
دو گھنٹے کے بعد جب آزاد پاشا صاحب ضلع اور اُنکی میم صاحب سے ملکر ان گلبدنون کے کمرے مین آئے تو مس میڈا نے تھوڑی دیر کے بعد ذکر چھیڑا۔
میڈا۔ اب یہ بتاؤ کہ اسطرح بے تکین کے ساتھ کہان کہان گھوما کروگے اور کس کس سے ملوگے اور حسن آرا کے پاس کب جاؤگے روم مین نیکنامی حاصل کرکے واپس آئے ہو تو اب اقرار اور قول کے موافق نکاح پڑھوا لو جھگڑا گیا۔ اِدھر اُدھر بیہودہ دوڑ دھوپ کی کیا ضرورت ہی۔ وہ بھی اپنے دل مین سوچتی ہونگی کہ عجب تماشے کے آدمی سے سابقہ پڑا۔
آزاد۔ بس اب یہانسے انشاء اللہ وہین قیام ہوگا اب اور کہین نہ جاؤنگا۔ سیدھا حسن آرا کے مکان پر۔
میڈا۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہوتا ہے۔ ہم تو ہر طرح تابع احکام ہین مگر بات وہ کرو جس مین سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے اور کوئی عمدہ نتیجہ نکلے۔
آزاد۔ اس سے کیا مطلب۔ تمھارے لئے حکم کیا۔ تم دل و جان کے ساتھ ہو۔ تم دل تو وہ جان وہ جان تو تم دل۔ دونون یکسان۔ اور مین تو تمھارا اسقدر شکر گذار ہون کہ

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو رانم بہر یک داستانے
تمام گوہر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسان تو گفتن

میڈا۔ واہ شکر گزاری کی کون بات ہے بھلا ہمنے

جو کچھ آپکے ساتھ رعایت کی وہ اپنے عشق کے سبب سے کی اسمین آپ پر احسان لینی چہ۔ ہان اگر ہمارا مطلب متعلق نہ ہوتا تو اور بات تھی۔

آزاد۔ بہیئت مجموعی ہمکو آپ کا شاکر ہونا ضرور ہے۔

میڈا۔ مین آج بیٹھے بیٹھے سوچی۔ کہ ایک مرد کی اگر دو شادیان ہون تو وہ باہم مل جل کے رہ سکتی ہین یا نہین۔ سوچتے سوچتے میرے ذہن مین یہ بات آئی کہ ایک معشوق اور دو عاشق کچھ ٹھیک نہین مین یہ نہین چاہتی کہ حسن آرا کی رقیب بنون۔

آزاد۔ (گھبرا کر) مس کچھ خیر ہے۔ رقابت کیسی۔ وہ بہت شائستہ اور تربیت یافتہ لیڈی ہے اور تم بھی فضل خدا سے کوئی نادان نہین ہو۔ پڑھی لکھی اور فہمیدہ ہو۔

میڈا۔ ہمارا دل نہین گواہی دیتا کہ ہم اُنسے اچھی طرح مل سکین لہذا ہم صاف صاف کہے دیتے ہین کہ جو اقرار ہم مین تم مین ہوا تھا اُسکو اب بھلا دو۔ اب اسکا مطلق خیال نہ کرو۔

آزاد۔ (چہرہ زرد ہو گیا) مس کلیرسا کچھ سنتی ہو اس تقریر پریشان سے میرے ہوش اُڑتے ہین۔ یہ کہتی کیا ہین۔

میڈا۔ سنو آزاد مین ایمان سے کہتی ہون اور تم اُسکو باور کرو کہ مجھے تم سے مطلق ملال نہین ہے۔ مین سچ کہتی ہون یہ جو مین نے اپنا عزم بدلا یہ ملال کے سبب سے نہین ہی اور تم خوب جانتے ہو کہ مجھکو تم سے ملال کا کوئی سبب بھی نہین۔

آزاد۔ مین اسوقت گھبرایا ہوا ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ تم کو اسوقت ہو اکیا ہی اور تم کیون ایسی باتین کرتی ہو

میڈا۔ رفتہ رفتہ سب سمجھ جاؤ گے مجھے خبط نہین ہوا ہی آزاد مین سچ کہتی ہون مین نے کچھ سمجھ کے اپنا خیال بدلا ہے ہان اسمین ایک بات ہی تم شاید یہی سمجھے ہو گے اور اگر ایسا سمجھتے ہو تو تمھاری عقل پر استعجاب ہی شاید تمھین یہ گمان ہو کہ میڈا اب کسی اور سے شادی کرنے والی ہی مگر یہ خیال خام اور محض اتہام ہے ہونگی تمھارے ہی ساتھ مگر مثل بہن کے۔

آزاد۔ آہ۔ دیکھو کیسی باتین کرتی ہو اول جلول۔

میڈا۔ سچ کہتی ہون بھائی۔ اب مین تمھاری بہن ہون تم زیادہ اصرار نہ کرو۔ ممکن نہین کہ ایک میان کی دو بیویان ہون اور وہ دونون کو مساوی سمجھے۔

آزاد۔ اب اسوقت ہم تم سے اس بارہ مین گفتگو نکرینگے تمھاری بہکی ہوئی باتو نسے ہمین خوف معلوم ہوتا ہی خدا جانے تم اسوقت ہو کہان۔ کیون مس کلیرسا ہی کہ نہین۔

کلیرسا۔ اصلیت یہ ہی کہ اُنسے مجھ سے اس بارے مین بڑی دیر سے بات چیت بحث گفتگو ہو رہی ہی اور مین تمکو یقین دلاتی ہون کہ یہ تم سے مطلق ناراض یا ناخوش نہین ہین۔

آزاد۔ اس سے تو مجھے تشفی نہین ہوتی کہ یہ مجھ سے ناراض نہین ہین۔

کلیرسا۔ پھر کس چیز سے تشفی ہو گی۔ ناراض ہون تب۔

آزاد۔ یہ جو کچھ اس وقت کہہ رہی ہین وہ نہ کہین بس

میڈا۔ واہ اسمین تمھارا کیا ہرج ہی مطلق نہین۔

آزاد۔ ہمارا سراسر ہرج ہی، ہمارا نہین اور کسکا ہرج ہے

میڈا۔ ہان اگر یہ ہرج ہی کہ مین ایک نوعمر اور خوبصورت اور رعنا شمائل خاتون ہون اگر میری شادی ہو تو

تم لطف حاصل کرو اور زبان حال و قال سے یہ شعر پڑھو

اے صنم بند قبا را باز کن
شوق را افزاید از پہلوی تو

اگر وساوس شیطانی نے تم کو میری اس تقریر سے ناخوش کیا اور تم یہ سمجھے کہ لطف بوس و کنار جاتا ہے تو اس کا بھی جواب میرے پاس ہے اور وہ جواب یہ کہ حسن آرا بھی بفضل خدا سے خوبصورت اور گلبدن ہیں اور ابھی نوخیز کم کی لڑکی۔ جیسی میں ویسی وہ۔

آزاد۔ (ہاتھ میں ہاتھ دیکر) تم اسوقت کہاں ہو۔

میڈا۔ (مسکرا کر) ہم اسوقت ہندوستان میں ہیں

آزاد۔ اور یہ تم کو خوب معلوم ہی کہ اس وقت تمھارے ہوش ٹھکانے ہیں۔ ذرا سوچ سمجھکر جواب دو۔ میں بے تکا جواب نہیں جانتا۔

میڈا۔ ہمارے ہوش و حواس ہمیشہ ٹھکانے رہتے ہیں ہمارے ہوش ٹھکانے ہیں مگر تم اپنی کہو کہ تمھارے ہوش ٹھکانے ہیں یا نہیں۔ وہ ایسی کون سی بے ہوشی کی بات کی جس سے تم ہمیں بے ہوش سمجھے۔

آزاد۔ تمھاری باتیں اس وقت ہمیں ان لوگوں کی سی نہیں معلوم ہوتیں جنکا دماغ صحیح ہوتا ہے۔ خیر کسی ڈاکٹر کی خوشامد کرنا پڑے گی خدا ہی خیر کرے مدت بعد پلٹا کھایا۔

میڈا۔ اچھا ایک بات کا جواب دو ہمیں۔ فقط ایک بات۔

آزاد (میڈا کیطرف سے مسکراتے ہوئے منہ پھیر کے)

سبز وحشت اگر نہ ہو جائے | کہیں صحرا ابھی گھر نہ ہو جائے گا
رشک پیغام ہی عنان کش دل | نامہ بر راہبر نہ ہو جائے گا
ہجر پردہ نشین میں مرتے ہیں | زندگی پردہ در نہ ہو جائے گا
میر تغیر رنگ کو مت دیکھ | تجکو اپنی نظر نہ ہو جائے گا

اے قیامت نہ آئیو جب تک
وہ مری گور پر نہ ہو جائے

میڈا۔ ایں! اب انصاف سے کہو دماغ تمھارا صحیح نہیں ہی یا ہمارا۔

آزاد۔ (پھر مسکرا کر منھ پھیر کے)۔

مومن ایمان قبول دل سے تجھے
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جائے۔

میڈا۔ بہن کلیرسا۔ یہ انکو ہوا کیا ہے۔ (ہنستے ہوئے) سچ کہو انکے دماغ میں خلل ہی یا ہمارے دماغ میں منھ پھیر کے واہی تباہی بکتے ہیں۔

کلیرسا۔ (ہنسکر) اب وہ تمسے ناخوش ہو گئے ہیں بہن

میڈا۔ اے واہ۔ بھلا بھائی بہن کی ناخوشی کیسی بھلا

آزاد۔ (جھلا کر) کیا واہیات باتیں ہیں۔

میڈا۔ بھائی خفا نہو۔ میں چھوٹی بہن ہوں تمھاری

کلیرسا۔ اچھی دل لگی ہو رہی ہی۔ دونوں اچھے ملے

آزاد۔ ناحق ہمیں دق اور پریشان کرتی ہیں توبہ

میڈا۔ ہم اور تمھیں دق کریں۔ اپنے بڑے بھائی کو!!!

آزاد۔ قسم کھا کے کہتا ہوں مجھے اس وقت تمھاری باتیں اس قدر بری معلوم ہوئیں جسکا پایان نہیں ازبرائے خدا اسوقت یہ گفتگو ترک کرو۔

کلیرسا۔ تمھیں پیدا ہوتی ہوگی اور یہ مانتی نہیں

میڈا۔ (مسکرا کر) کیا ماران کیا کچھ خبر ہی۔ اور سنو کہنے لگے مانتی نہین۔ اچھا تمھین بتاؤ بھائی ہو کے جس شخص کو بہن کی محبت نہو اُسکو لوگ کیا سمجھین گے۔

کلیرسا۔ ہم اس امر مین اپنی رائے نہ دینگے بہن۔

آزاد۔ واسطے خدا کے انکو سمجھاؤ صاحب۔ للہ سمجھاؤ

میڈا۔ میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ کوئی مجھے سمجھائیگا وہ کونسی بات ہی جو مجھے کوئی سمجھائیگا۔ مین ناسمجھ ہون یا دودھ پیتی ہون۔

آزاد۔ یہ تو دودھ پینے کی بات نہین ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کے دماغ کا کچھ ٹھیک ہی۔ گھڑی مین تولہ گھڑی مین ماشہ۔ ابھی تک خاصی اچھی باتین کر رہی تھین۔

میڈا۔ قہقہہ لگا کر۔ اور تھوڑی دیر مین مُنھ پھیر لینگے

آزاد۔ ہان اگر ویسی ہی باتین کروگی تو خواہی نخواہی یہ ہوگا

میڈا۔ اب آج اسلئے رخصت ہو اور یہان سے چلو۔

آزاد۔ نا صاحب جبتک ڈاکٹر نہ کہدینگے کہ اب دماغ ٹھیک ہی۔ تبتک ہم ایک نہ مانینگے کہین آئینگے نہ جائینگے بس۔

کلیرسا۔ اب باتین تو حشر تک ختم ہونگی اور مصاف یہ ہی کہ ہمین الجھن ہوتی ہے بے سبب بیکار جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہی۔

آزاد۔ پھر انھین سے کہو جو بیٹھے بٹھائے فتنے اُٹھاتی ہین۔

میڈا۔ وہ اور ہم دونون اس بات مین متفق ہین۔

آزاد۔ اخاہ مین اب سمجھا۔ یہ مس میڈا اس تقریر سے در پردہ ہمارا امتحان لیتی ہین۔ کہ دیکھون آزاد کو حسن آرا ہی سے محبت ہی یا مجھ سے بھی کچھ الفت ہی۔

میڈا۔ خوب سمجھے۔ اب البتہ آپنے ملم دریافت کرلی

آزاد۔ جو مجھے پہلے سے معلوم ہو تو مین بھی چکما چلون مین ڈکھائی کرتا اور کہتا ہان پھر یہ تو سچ ہی کہ جو محبت ایک بیوی سے ہوگی وہی دوسری بیوی سے بھی ضرور ہو یہ امر محال ہی۔

میڈا۔ بہت چوکے اب یاد آیا تو کیا بہت ہی چوکے

آزاد۔ مس میڈا تمھاری رائے صحیح ہے۔ واقعی دو دو بیویون مین پھر وہ لطف نہین رہتا ہی جو سب سے زیادہ مطبوع طبع ہوگی اُسی کو میان پیار بھی زیادہ کرے گا۔

میڈا۔ نہین صاحب ہم یہ نہ مانینگے۔ انسان کو کونسی آنکھ پیاری ہوتی ہی۔ دونون۔ اگر کوئی کسی سے پوچھے کہ تمھاری داہنی آنکھ پھوٹے یا بائین۔ تو کیا جواب دوگے وہ یہی کہیگا کہ پھوٹے تمھاری اور ہماری دونون برقرار رہین۔ یہی کہیگا یا کچھ اور کہے گا۔ بس۔

آزاد اور مس میڈا مین دیر تک نوک جھونک کی باتین ہوا کین۔ کلیرسا دونون کے لطیفونکی داد دیتی جاتی تھی۔ اتنے مین صاحب ضلع کی میم صاحب نے ان دونون معشوقان رعنا کو بلوایا۔ تنہائی مین آزاد غور کرنے لگے کہ یا خدا میڈا نے آج یہ کیسی بے تکی بات کی کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہی۔ میڈا اور اس قسم کی باتین کرین سخت حیرت کا مقام ہے۔ پہلے شک ہوا کہ کسی نے بہکایا ہوگا پھر سوچے کہ یہان ملنے کا کس سے اتفاق ہوتا ہی جو کوئی بہکانے پاتا الغرض بہت غلطان پیچان رہی اور جب مختلف اقسام کے خیالات سے دل گھبرایا تو جی بہلانے کے لئے اشعار پڑھنے شروع کئے۔

کیون ہی پیچ و تاب نوشی بادہ خواری آگئی ۔ کس لئے ہی بیخودی غفلت شعاری آگئی
کیون رم جانانہ کی بدلی ہی خود رفتگی ۔ کس لئے شوخی ہوئی ہی بیقراری آ گئی

مقل ساز دم ناہید لغمہ کیا ہوا
آشنا سے ہوگئی بیگانگی جاتی رہی
بو ئے گل کو سونگھ کر سکتی ہو آتی ہے یاد
عشق مہ رو میں تجھے بیہوشی کس لئے

کیون گذرتی ہی فلک سے آہ و زاری آپکی
ہوگئی کس آشتی دشمن سے یاری آپکی
خاک اڑ کیون لگی بادبہاری آپکی
جون کتان شب ہے قبا ٹکڑے ساری آپکی

انکو حیران دیکھکر حیران رہجاتے ہو کیون
الٰہی نحو یاس ہے امیدواری آپکی

کلیر سا۔ (با ہر ے آنکر) کس زبان کے شعر ہین - ا - دو -
آزاد - ہان - مگر یہ تمھین کیونکر معلوم ہو گیا کہ شعر ہین یہ -
کلیر سا - اب کیا اسقدر بھی نہین معلوم ہو سکتا ہی -
میئڈا - ان شعرونکا مطلب کیا ہی - فرانسیسی مین ترجمہ کرو آزاد نے ان اشعار کا ترجمہ کیا تو ان دونون شاہدان حور بیکر کو بڑی ہنسی آئی میئڈا نے ادائے معشوقانہ سے کہا واہ واہ کیا شاعری ہی مطلب نہ معنی ایک مصرعے کو دوسرے مصرعے سے کوئی مناسبت ہی نہین اردو کی شاعری کیا ایسی ہی ہوتی ہی - فارسی مین تو اچھے اچھے خیالات ظاہر کئے جاتے ہین - مس کلیر سا نے بھی انکی تائید کی -
میئڈا اور کلیر سا نے دل مین ٹھان لی کہ تمام عمر ہندوستان ہی مین بسر کرین اُردو زبان سیکھ کر اس ملک کی شریف زادیون کو عمدہ عمدہ باتین سکھائین شام کو آزاد پاشا اُن دونون پریون کو ساتھ لے لیکر بسواری ریل یہان سے روانہ ہوئے -

میان آزاد داخل شہر معشوقہ پریزاد ہوئے

آزاد فرخ نہاد مع اُن دونون مہوشان پریزاد کے اُس شہر مینوسواد و رشک بہشت شداد مین شام کے وقت داخل ہوئے - جہان شاہد نازک بدن سیم تن گلگون قبا حسن آرا بیگم کا پریخانہ عشرت کاشانہ تھا معشوقہ شگفتہ رو کلیر سا اور نازک اندام ہمشکین تو مس میئڈا کو لیکر ہوٹل مین فروکش ہوئے - وہ شب اون کے نزدیک غیرت شب قدر اور رشک لیلۃ البدر تھی -

رخشندہ شدی چو ماہ شب خیز
بیجا کہ مہ ز نور لبریز
در پردہ دری چو مہ جبینان
ور راہبری چو دوربینان
از جوشش طرب زمانہ سیراب
یا از نظر زمین زمہتاب
سرگشتہ بصد فروغ جاوید
آئینہ نمائے روی خورشید

فرخندہ و مے خجستہ حالے
وز طبع زمانہ اعتدالے

بات بات پر آزاد کی باچھین کھلی جاتی تھین مسرت دل کی کیفیت کے اظہار مین زبان قلم لال ہے نشاط و انبساط کی گرمی بازار کا بیان محال ہی دماغ کنگرۂ عرش پر تھا - اللہ اللہ آج خدا نے وہ دن دکھلایا کہ بعد قطع منازل منزل مقصود پر پہونچے ہند سے تیسرے برس اور رمز یوم روم سے مع الخیر ہندوستان واپس آنے مدت کے بعد جناب باری نے شاہد آرزو کی صورت دکھائی اور مُنھ مانگی مراد پائی - کجا روم کجا ہندوستان کجا رن کی زمین اور جنگ کا میدان کجا حسن آرا کا صنم خانہ تازہ کن مشام جان - سرور بخش روح روان اوران بتان سیمین ساق یگانۂ آفاق کی میٹھی میٹھی باتین اور دلربائی کی خداداد گھاتین سمند طرب پر مہمیز کا کام کرتی تھین دونون سیماب طبع خاتونین ان کی سچی محبت کا دم بھرتی تھین

کلیرسا کے گیسوے غالیہ بار سے نسرین و نسترن کی خوشبو آتی تھی تو میڈا کی زلف عنبر بیز سوری و سمن کو شرماتی تھی یہ سرمست خوبی محو ناز۔ وہ نرگسی چشم سراپا انداز یہ گلرخ سیمبر وہ غنچہ دہن حور پیکر۔

خوبین نگہبان کرشمہ کوشان	ہم خنجر و ہم نمک فروشان
دل دزد و پری وشان سرمست	در کاوش سینہ ہا سبکدست

ان دونون نے وفور بہجت سے آزاد کو چھیڑنا شروع کیا

کلیرسا۔ آج بھلا آزاد پاشا کے دماغ کاہے کو ملینگے۔ آج تو فلک الافلاک پر دماغ ہونگے۔ اور کیون نہو ایک بت مہ جبین ناز آفرین بلائے جان عاشق حزین سے ہم آغوش ہونے کی امید ہے۔

میڈا۔ دیکھتی نہین ہو بہن کیسی باچھین کھلی جاتی ہین بات کی نہین اور باچھین کھل گئین۔ اور بات بھی ایسی ہی ہے ایسا یوسف لقا گلگون قبا جوان رعنا کبھی ایسی فیفیسی کو پیار نکریگا۔ جو دوشیزہ برگزیدہ جو کرورون کرورون مین انتخاب ہو اور جس کا حسن لاجواب ہو اُسکا چاہنے والا بھی ایسا ہی شیر مرد جوان خوبرو ہونا چاہیئے۔ حسن آرا کے حسن گلوسوز دلنور عالم افروز کی عمدہ تعریف یہ ہے کہ انسے صنم فریب نوجوان اتپر اسقدر ریجھے کہ جان بکف معرکۂ دار و گیر مین جا گئے

کلیرسا۔ اس مین تو شک نہین بہن کرورون مین فرد ہو گی

انہا گلرخش بہار خارے	بر برگ گلش چمن نثارے
تنہا نہ ہند چشم مستش	ہندی صنمان صنم پرستش

میڈا۔ اسوقت مارے خوشی کے بات کرنا بھی انکو دوبھر ہے بس یہی جی چاہتا ہو گا کہ اُسیدم اوس پری جسم کو زیب آغوش کرین اور یہ شوق و انتظار اور بھی ستم ڈھاتا ہے اور آتش عشق کو بھڑکاتا ہے۔

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

آزاد۔ عجب مخمصے مین جان ہے۔ آخر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اس وقت کمال مسرت ہے۔ بولون تو ہنسا جاؤن نہ بولون تو آوازے کسے جائین۔

کلیرسا۔ آپ کہئے گا کیا اسمین کچھ جھوٹ بھی ہے کہ آج جو خوشی تمھین ہے۔ دنیا مین کسیکو کم ہو گی۔ جس معشوق کی خاطر سے خدائی بھر کی خاک چھانی۔ اتنی سختیان جھیلین جان کو ہتیلی پر رکھکر ہنگامہ رستخیز مین گئے آگ مین پھاند پڑے اب اُسکے وصل کے مزے لوٹنے کا وقت آیا۔

میڈا۔ ہمتو آپکے حسن وزاف ون کے تب اور بھی قائل ہو گئے جب پولینڈ کی گلعذار شہزادی نے انسے بلجاجت و سماجت شادی کی درخواست کی اور طرہ یہ کہ اپنے زعم مین نکاح پڑھوا لیا مگر انھون نے وہان عرصے تک قیام نہ کیا ایفاے وعدہ کا خیال ہو تو اتنا ہو۔

آزاد۔ قول مردان جان دارد۔ وہ انسان کیا جسکو اپنے قول کا خیال نہو اور آزادونکو سب سے زیادہ ایفاے وعدہ کا خیال رہتا ہے دنیا مین اُنکے نزدیک اس سے زیادہ پابندی اور ہو ہی نہین سکتی۔ کسی شاعر نے آزادونکی تعریف مین کہا ہے۔

ہم آزاد ہین کے دلکو شوق آسائش پسندی ہو۔
وہان کچھ دیر تک ٹھہرے جہان ٹھنڈی ہوا پائی

مگر ہماری آزادی اسکی مقتضی نہین کہ آرام اور آسائش پسند ہون یون تو ہر ایک شخص آزاد بنکر کاہلی کا پتلا ہو سکتا ہے۔ ملگیا تو کھا لیا نہ ملا تو آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی ہین

اگر اسوقت مس میڈا کی کل باتون نے ہمارا مزہ کرکرا کردیا۔

میڈا۔ اے ہے وہ کونسی باتین ہین جنسے انکا مزہ کرکرا ہوگیا ہمتو سنین۔ ابھی۔ کیا ہی ابھی دیکھئے کیسے کیسے نگٹ لیتے ہین

آزاد۔ آپ ہی ظلم کرو۔ اور آپ ہی شکایت کرو امید دیکے مایوس کرنا کیا معنی۔ یا تو امید ہی نہ دی ہوتی یا اب جو کہا ہے پورا وہ کرو اور خدا گواہ ہے کہ تمھارا خیال محض غلط ہے اور بالکل خلاف اصلیت۔ تم خود ہی انصاف کرو کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ تمھاری سی خاتون جادو جمال ہاتھ آئیگی اوس سے تم بے اعتنائی کی باتین کرو تو اسکے دل کا کیا حال ہوگا اس نزاکت وطلعت اور اس قد وقامت نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے۔

تیرے قد موتیہ کیون نہ غش کی ہی	نقش پا رشک روے لیلے ہے
آنکھین نرگس ہین رخ ہے گل قد سرو	تو تو اے گل چمن سراپا ہے

میڈا۔ اب ان باتون کو تو جانے دو اسلئے بجز رنج کے اور کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ خاک! تم دلمین سوچو تو کہ ابھی کل کی بات ہے ہمارے ہنسنے پر تم روٹھے جاتے تھے قید ہی تھی مگر شادی کا اقرار نہ کیا اور تمھاری رایے بہت صحیح تھی جب جن آپ اسے اقرار کرکے آئے تو مجھے یا اثنائے راہ مین کسی اور محبوب سے دل لگانا انکے دل کو دکھانا ہے اور ان کو دیدہ و دانستہ رنج پہونچانا۔ مگر ہمتو بتان ہندی ہی کو ظالم اور جفاجو سمجھتے تھے تم اُنسے بھی بڑھ گئین۔

اتنی تو جفا نہ کر او بت	آخر مین بندۂ خدا ہون

ہمتو سمجھے تھے کہ تم دلدار ہو تمھارے سبب سے زندگی لطف کے ساتھ بسر ہوگی مگر تم تو ظالم اور سفاک نکلین جس سے امید کرم ہو وہی بر سر عتاب ہے۔

کہتا ہے مسیح جنکو جان بخش	ان ہونٹون نے آہ ہمکو مارا

کلیرسا۔ کیون آزاد پاشا اس ملک مین بھی عورتین بمبئی کیطرح پردہ کرتی ہین یا باہر نکل سکتی ہین۔

آزاد۔ ای تو بہ۔ یہان بھی پردے کی رسم ہے جس آپ بیگم لڑکپن مین دکھن کیطرف رہی تھین انکے ہان پردے کا خیال کم تھا مگر اب وہان بھی یہان ہی کی سی کیفیت ہے ہم ملکے دو ہر رہے۔ یہ باتین ہوتی تھین کہ ہوٹل کے ایک ملازم نے آزاد پاشا کو ایک کارڈ دیا جسپر ابرٹ ملٹیس کا نام چھپا ہوا تھا آزاد کمرے کے باہر آئے تو دیکھا ایک جوان لیڈی اور ایک نوعمر جنٹلمین ٹہل رہے ہین جنٹلمین نے فوراً مصافحہ کیا اور میم صاحب نے بھی بڑھکر ہاتھ ملایا اور آزاد ان دونون کو لے کر کمرے مین آئے تو مس کلیرسا اور مس میڈا سے بھی مصافحہ ہوا جنٹلمین کرسی پر بیٹھتے ہی یون ہمکلام ہوے۔

جنٹلمین۔ (آزاد کیطرف مخاطب ہوکر) آپ آزاد پاشا ہین (اور کلیرسا کیطرف اشارہ کرکے) یہ لیڈی پولینڈ کی نہین ہو کا مس کلیرسا ہین اور (میڈا کیطرف خطاب کرکے) آپ مس میڈا ہین۔ کوہ قاف کی رہنے والی۔

راوی۔ یہ سب دنگ کہ یا خدا کہ اس اجنبی آدمی کو جسکو ہمنے کبھی نہین دیکھا تھا یہ کیونکر معلوم ہوگیا اور اس نے ہم سب کا نام کس طرح بتا دیا۔

آزاد۔ بیشک آپکی رائے صحیح ہے مگر مین متحیر ہوا کہ آپکو اسکا علم کیونکر ہوا مجھے یاد نہین آتا کہ کبھی پیشتر آپسے مجھسے ملاقات ہوئی ہو اور یہ دونون لیڈیان تو کبھی اس ملک مین آئی بھی نہین پھر آپنے اسقدر صحت کے ساتھ کیونکر نام بتا دیے

جنٹلمین - مسٹر آزاد، تم وہ آدمی نہیں ہو کہ کوئی تربیت یافتہ تم کو دور سے دیکھے اور پہچان نہ لے کہ یہ وہی سپہ سالار ہیں جس نے روم اور اُسکی جنگ عظیم میں کارنمایاں کئے اور روسیوں کے چھکے چھڑا دئے تھے مس کلیریسا کے نام سے کون واقف نہیں ہے انھوں نے تم سے خانہ جنگی کی تھی گو میدان کارزار میں تمہارے آگے تلوار چلی مگر وہ ایک قسم کی خانہ جنگی ہی تھی اور مس میڈا کو کون نہیں جانتا وہ کون پڑھا لکھا آدمی ہے جس نے آزاد کی تصویر مختلف اخباروں میں نہیں دیکھی - کوئی آدمی ایسا نہیں جو آزاد کو نہ جانتا ہو جنگ کے دنوں میں جناب آزاد ہی کا نام ورد زبان تھا ہند و مسلمان یورپ میں سب دست بدعا تھے کہ خدا کرے آزاد پاشا کامیاب سرخرو ہوں مس کلیریسا اور میڈا کی نسبت خبر گرم تھی کہ آزاد پاشا کے ہمراہ آتی ہیں اور یہ جو مہمان دو ہی لیڈیاں تھیں مس کلیریسا کی صورت اور وضع اور قطع سے سمجھ گیا کہ روس کی لیڈی جنھوں نے اس جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا تھا یہی ہونگی اور مس میڈا کے شمائل اور وضع سے بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ کوہ قاف کی رہنے والی ہیں اور مس میڈا انھیں کا نام ہے اپنی بیوی کیطرف اشارہ کرکے انکو بھی کمال اشتیاق تھا کہ آزاد پاشا اور ان دونوں مسوں کو دیکھیں -

میم - اور آپ اس امر کے سننے سے خوش ہونگے کہ میں حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا بیگم سے خوب واقف ہوں اور اُنکے ہاں میری آمد و رفت بھی ہے -

آزاد - (نہایت خوش ہوکر) ہاں مجھے اسوقت بیشک کمال مسرت ہوئی - آپنے دیکھا ہوگا کہ حسن آرا کیسی تیز طبیعت اور شایستہ نواب زادی ہیں - اس ملک میں شاید ہی کوئی ہو میں واقعی اسوقت بہت محظوظ ہوں کہ آپ سے اُنسے جان پہچان اور ربط ضبط ہے -

میم - مسٹر آزاد پاشا ہم بیباک کہتے ہیں کہ ہم نے یہاں کی بیگموں میں ایسی پڑھی لکھی فہمیدہ اور سنجیدہ کوئی نہیں دیکھی اور اکثر امور میں انکی باتیں اور بیگموں کی باتوں سے مختلف ہیں میں نے اُنسے کہدیا ہے کہ ہیں تم بڑی خوش نصیب ہو کہ آزاد سے تمہارا عقد ہونیوالا ہے اور وہ خود اس رائے سے اتفاق کرتی اور اپنے کو بڑا خوش نصیب سمجھتی ہیں -

آزاد - آپ کی قدردانی اور انکی مہربانی ہے -

میم - کل اخبار جو ہم کو ملے ہم نے انکو سنائے اور روز کیا کرتا ہے اور انکا گھر بھر آپ سے خوش اور آپکا منتظر ہے

میم صاحب نے تھوڑی دیر گفتگو کرکے میڈا سے کہا ہم نے سنا تھا کہ حسن آرا کے ساتھ نکاح ہو کر پھر آزاد پاشا کی اور آپکی بھی شادی ہوگی -

میڈا - شرماکر - جی نہیں (گردن نیوڑا کر) غلط ہے -

میم - ہم نے کئی اخباروں میں پڑھا اور گریفک اخبار لندن میں آپکی تصویر بھی دیکھی تھی - ہم نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ مس میڈا ہیں -

جنٹلمین - یہاں سب کی تصویریں نظروں کے روبرو تھیں -

آزاد - جی ہاں - میں تو اس قابل نہیں ہوں مگر -

میم - اور آپ بیشک اس قابل ہیں - کہ شعرا آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں اور نثار آپ کی تعریف کے پل باندھ دیں -

آزاد - میں نے اپنا فرض ادا کیا اور جو شخص اپنا فرض ادا کرتا ہے وہ تعریف کا چنداں مستحق نہیں - کیونکہ

تو اُسکا فرض ہی تھا اُس نے کر دیا۔
جنٹلمین۔ بھائی صاحب فیصدی ایسے کتنے آدمی ہین جو فرض ادا کرنے کو سعادت سمجھتے اور فرض واجب ادا کرتے ہین
میم۔ جو شخص اپنا فرض ادا کرے وہ بیشک بڑی تعریف کا مستحق ہے آپنے وہ کارنمایان کیا کہ تاریخ مین عزت کیساتھ یادگار رہیگا اور مورخ مدت العمر آپکا نام اعزاز کے ساتھ زبان پر لائینگے
کلیرسا۔ آپ روم و روس کی جنگ کے وقت کہان تھین۔
میم۔ ہم دونون اُسی ملک مین تھے اور آزاد پاشا کے حالات بہت غور سے پڑھا کرتے تھے۔
حسن آرا بیگم کے ہان مین اکثر جاتی ہون اور جب جاتی ہون تب آزاد پاشا کا ذکر خیر ضرور ہوتا ہی جسدن حسن آرا کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ آزاد پاشا ایک جزیرے مین گرفتار ہو گئے تھے اور بڑی جرأت اور وقت کام کے بعد وہان سے چلے تو دریا کی طغیانی اور برق باران وغیرہ آفات سماوی نے اُنکو سخت پریشان کر دیا تو رونے لگین اور گو مین نے بہت سمجھایا مگر اُن کے دل کا عجب حال تھا۔
آزاد۔ خدا نے وہ سب مصیبتین دور کر دین۔

غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب ۔۔۔ عاقبت روزے بیابی کام را

اس شعر نے ہم کو ڈھارس دی اور آخر الامر خدا نے یہ دن دکھایا کہ یہان تک عزت اور نام اور خیریت کے ساتھ پہونچ گئے آیندہ جو کچھ ہو۔
میم۔ مین کل صبح کو ضرور حسن آرا بیگم سے ملونگی۔
آزاد۔ ضرور بالضرور ملئے اور کہیئے کہ دیکھا جان نثار اب شہر رشک فرخار مین مع الخیر داخل ہوا ہی خوشی کے شادیانے بجلئے
میم۔ بیشک کہونگی سنتے ہی فرط طرب سے آنسو جاری ہو جائینگے اُنکو آپ سے عشق صادق ہی دل و جان سے آپ پر نثار ہین۔
آزاد۔ اسمین کیا شک بھی ہو سکتا ہی اور یہ محبت طرفین سے ہی جسقدر ہمکو اُنسے عشق ہی اُسیقدر اُنکو ہم سے عشق ہی۔
جنٹلمین۔ ہم جانتے ہین انھین اسیوقت اطلاع دینی چاہیے
آزاد پاشا نے اپنے دل مین خدا کا شکر یہ ادا کیا کہ اس میم سے ملاقات ہوئی اور چونکہ اُنکو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ حسن آرا سے اُن سے تپاک ہی لہذا اور بھی مسرور تھے خصوصا اس خیال نے اُن کے دل کو کمال فرحت بخشی تھی کہ یہ میم صاحب آزاد کی کارروائیون اور جرأت کے کارنامون سے بخوبی واقف تھین اور آزاد کو اچھا سمجھتی تھین۔
کلیرسا۔ آپ نے فرانسیسی زبان کیونکر سیکھی۔
میم۔ مین فرانس ہی مین پیدا ہوئی اور وہان ہی مین نے تعلیم پائی چودہ سال کے سن تک مین فرانس ہی مین رہی پھر دو برس اس ملک مین رہی پھر ایک سال کے لئے انگلستان گئی۔ مگر علالت کی وجہ سے چار سال تک قیام رہا۔ پھر ایک سال فرانس مین رہی۔
کلیرسا۔ جب ہی آپ اسقدر صاف فرانسیسی بول لیتی ہین۔
میڈم۔ ہم لوگون نے تعلیم پائی تھی مگر خاص فرانس مین نہین
کلیرسا۔ ہان اور کیا صرف اسی لئے یہ زبان سیکھی کہ تعلیم خام نہ رہجائے اور آپ تو خاص فرانس ہی مین رہی تھین
آزاد۔ (جنٹلمین سے) آپ نے تو انگلستان مین یہ زبان حاصل کی ہوگی۔
جنٹلمین۔ جی ہان۔ مگر مین بھی کئی سال تک فرانس مین رہا ہون۔

میم۔ (کلیریسا) آپ روسی زبان مین کچھ گائیے تو۔ ہم کو لطف حاصل ہو۔

جنٹلمین۔ بہت فرق نہین ہی۔ کچھ یون ہی سا فرق ہی

کلیریسا۔ ہم نے انگلستان کی کئی لیڈیون اور جنٹلمینون کی زبانی سنا ہے بیشک کم فرق ہی۔

اتنے مین میان آزاد نے دونون مہمانون سے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو اسوقت ہمارے ہی ساتھ ماحضر تناول فرمائیے

میم۔ بہت خوشی سے۔ ہمکو ذرا عذر نہین ہی۔

صاحب۔ ہم بڑے خوش قسمت ہین کہ اسوقت آزاد پاشا اور مس کلیریسا اور مس میڈا کے ساتھ کھانے مین شریک ہوت

آزاد۔ یہی ہمکو بھی کہنا چاہیئے۔ مضمون واحد ہی۔

میم۔ ہم سچ کہتے ہین آزاد پاشا واقعی ہمکو اس شرکت سے بڑی مسرت حاصل ہوگی کیونکہ برسون سے آپکا نام سنتے گئے ہین

کلیریسا۔ ہم آپکی تندرستی کا جام شامپین پین گے۔

میم۔ (بہت خوش ہوکر) علے ہذا القیاس۔

اسکے بعد ہوٹل کے ملازمان سلیقہ شعار نے متصل کے کمرے مین میز پر نہایت قرینے اور خوش نمائی سے پلیٹین چنین گلاس اور لشلر لگائے جابجا چند بوتلین رکھین۔ گلدستون سے میز کو آراستہ کیا۔ لمپ روشن کیے اور آزاد پاشا کو اطلاع دی کہ حضور سب سامان لیس ہی آزاد اُن سب کو لیکر کھانیکے کمرے مین گئے اور فرط طرب سے اسقدر خوش ہوئے کہ حد و پایان نہین۔ اسوقت وہ سوچتے تھے کہ معشوق پری تمثال کے شہر مین بعد طے منازل و صعوبت سفر وارد ہوا اور اسوقت جانی مذاق کے ساتھ کھانے مین شریک ہون جو ناظورۂ زہرہ جبین حسن آرا بیگم سے خوب واقف ہین اور جو حسن آرا کو ہماری کارگزاری اور ہنر و آزمائی کے مضامین بصد فرحت پڑھکر سناتی تھین تو جامے مین پھولے نہین سماتے تھے اور دل مین سوچتے تھے کہ آج مُنھ مانگی مراد پائی اب ایام فرقت دور اور روز وصل قریب ہی۔

شد وعدۂ نوبہار نزدیک	شد نخل بہ برگ و بار نزدیک
دریافت کہ محنتش سر آمد	اقبال و گر ز در در آمد
شد عیش بدہ بہ غم نوردان	شد قرعہ بکام عیش گردان

گردون امید گرم تر کرد
صد اختر شوق در گذر کرد

کھانیکے وقت باہم لطف و طرب کی باتین ہونے لگین

میم۔ آزاد پاشا کے سبب سے حسن آرا بیگم کا بھی نام ہوگیا

دیوانۂ حسن او بہر کوئے	افسانۂ عشق او بہر سوئے

در آرزویش نشستہ شاہان
جان بر کف دست وصل خواہان

آزاد۔ انھین کے سبب سے ہمنے نام حاصل کیا ہے۔

کلیریسا۔ اسمین تو شک نہین۔ مگر تم نے اپنی جان کو بھی تو کچھ نہین سمجھا جب جاکے اسقدر نام حاصل کیا۔

میڈا۔ انھون نے وہ کام کیا جو کسی اور سے کم ہوگا۔

میم۔ پھر اسکا صلہ بھی تو پایا جہان جاتے ہین قدر و منزلت ہوتی ہی ہندوستان مین کون ہی جو انکو نہین جانتا۔

جنٹلمین۔ اور آج یہ کیا فرض ہی۔ برسون تک انکا نام نیکی کے ساتھ یادگار رہیگا۔ روم اور روس اور جرمن اور انگلستان او ہندوستان اور امریکہ ساری خدائی مین آزاد پاشا مشہور ہین۔

آزاد۔ یہ خدا کی دین ہی ورنہ مین ایک ذرہ بیمقدار

کیا کر سکتا تھا۔ لاحول ولا قوۃ۔ میرے امکان مین کیا
تھا عشق کا مزہ یہی ہے کہ پہلے مصیبت و پریشانی پھر
کامرانی و شادمانی ہو۔

عشق برخوردار سے چاہون کہ پھل ہووے نصیب
پہلے آہ و اشک سے نخل وفا پیدا کرون

اور یون تو اس عشق کے جھگڑون مین این جانب
مدت سے پڑے ہین کچھ آج پہلا ہی دن یا روم کا جانا
پہلی ہی منزل نہ تھی۔

آجکل سے ہی نہین ملک جنون زیر نگین
اس قلمرو مین ہے مدت سے اجارہ اپنا

جنٹلمین۔ کل میم صاحب آپ کا ذکر خیر کر رہی تھی اور
ہم کھانا کھانے کے بعد ابھی وقت لکھ بھیجتے ہین
کہ آزاد پاشا داخل ہو گئے۔
آزاد۔ آپکی نوازش۔ آپکی مہربانی۔ ابھی تک یقین
نہین آتا کہ کسی روز حسن آرا سے وصل بھی ہو گا کبھی کبھی تو
جی خوش ہوتا ہے کہ خدا نے چاہا تو اب وصل کے دن
قریب ہین مگر چونکہ مدتون سے ناکامی نصیب ہوتی
ہے لہذا طبیعت گھڑی گھڑی پلٹا کھاتی ہے۔

گفتگو کرتے ہین وصل یار کی
پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم

الغرض جب تک دیدار یار سے مسرور نہون تب تک
بیقراری کی حد نہین۔
میم۔ کیون مسٹر آزاد آپ حسن آرا بیگم کو کیسے جانتے ہین
آزاد۔ بس ملاقات ہونیکے چند ہی روز بعد روم گیا۔
میم۔ ہان حسن آرا ہم سے کہتی تھین کہ نئے طرز کی شادی ہے

آزاد۔ بہت صحیح کہتی تھین کیا اس مین شک بھی ہے
میم۔ اسکے کیا معنی۔ کیا عام قاعدہ کچھ اور ہے۔
آزاد۔ عام قاعدہ یہ ہی کہ میان بیوی کی صورت نہ
دیکھے اور بیوی نے میان کی شکل نہ دیکھی ہو۔
میم۔ لے یہ تو ہندوؤن کے ہان کا قاعدہ ہی۔
آزاد۔ جی نہین میم صاحب ہندو مسلمان سب کا قاعدہ ہی
جنٹلمین۔ آپ لوگ کس طرح منظور کر لیتا ہی کہ میان
نے بیوی کو نہین دیکھا۔ بیوی میان سے نہین واقف
اور شادی ہو گئی۔
آزاد۔ یہ بڑے عیب کی بات ہی کہ کنواری لڑکی کو کوئی
نامحرم دیکھ لے خصوصاً شرفا مین جہان پردہ ضرور
ہی اور یہ آزادی کہان کہ مرد اور عورت باہم بولتے چالتے
باتین کرتے ہین۔ یہ انکی خو بو سے واقف وہ انکی عادات و خصال
پر آگاہ ہو جائین۔ یہ کہان۔
جنٹلمین۔ اور جو لڑکی کو پسند نہو تو بھی شادی ہو جائے
آزاد۔ اہل اسلام مین ایجاب و قبول کی رسم جاری ہی
دولہن سے دریافت کر لیتے ہین مگر یہ دریافت کرنا صرف
برائے نام ہی کوئی دولہن ایسی بیشرم نہین جو انکار کرے
کیا مجال۔ اور ہنود کے یہان یہ قاعدہ ہی کہ سنسکرت
مین دولہا دولہن دونون کو کہنا پڑتا ہی کہ آج سے ہم میان
بیوی ہوے اور ہمارے یہ یہ فرائض ہین مگر چونکہ اس زبان
سے دونون واقف نہین لہذا کسی کی بھی سمجھ مین نہین
آتا ہی کہ کیا بیان ہو رہا ہی۔
جنٹلمین۔ (ہنسکر) یہ تو ایک کھیل ہی صاحب۔
میم۔ آپ تربیت یافتہ لوگ ان باتون کو کیون روا رکھتے ہین

کلیر سا - ہمین بھی سخت حیرت ہی - مگر ہر ملکے و ہر رسمے

میم - ایسی رسم بھی کیا - آپ لوگونکو اسکی پابندی نکرنی چاہیے یہ اُن لوگون کے لئے ہی جو پُرانے فیشن کے ہین -

جنٹلمین - (میم سے) اسیوقت ایک خط لکھکر بھیجدو -

میم - ابھی کھانے سے فراغت ہوئی اور خط لکھا

آزاد - انگریزی مین لکھیے گا تو وہ پڑھ نہین سکینگی -

میم - واہ واہ آپ دو برس کے بعد آئے اور ہمکو سکھانے لگے انگریزی نہین رومن سہی انگریزی حروف ہونگے اور اُردو عبارت

آزاد - (خوش ہوکر) ہان - تو اب ترقی کی ہی -

میم - روز بروز ترقی کرتی جائینگی - ہمین مطلق شک نہین

آزاد - خدا ہمچنین کند - ازین چہ بہتر - اس سے کیا بہتر ہے

میم - اسوقت تمھین ہر در و دیوار سے وہی نظر آتی ہونگی

آزاد - اسوقت! اسوقت کیا معنی ہر وقت -

یہ اک تیرا جلوہ صنم چار سو ہی
نظر جس طرف کیجئے تو ہی تو ہی

کس مست کے آنکھی آرزو ہی
کہ دست دعا آج دست سبو ہی

گلستان مین جاکر ہر اک گل دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو

مری اہل سیری کے صدقے ہائی
ترا حلقۂ زلف طوق گلو ہے

نہ ہوگا کوئی مجھ سا محو تصور
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہی

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤن کی
سحر سے یہی شام تک گفتگو ہی

ملا دے لب جام کو لب سے ساقی
چمن ہی ہوا ابر ہے آب جو ہی

نہین ہی سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

میم - ہم کو معاف کیجیے گا مس میڈا ہم نے آپ سے دہیات سوال کیا تھا جسکا ہمکو افسوس ہی اب ہم ایسا بھونڈا سوال نہ کرین گے -

جنٹلمین - ہان صحیح ہی - مگر ہم نے کئی اخبارون مین پڑہا تھا

میڈا - بالکل غلط ہی - اسکی ذرا اصلیت نہین -

جنٹلمین - کیون مسٹر آزاد آپ سچ سچ بتائیے -

راوی - گو مگو کا معاملہ تھا آزاد نے یون کہا -

آزاد - جناب یہ معاملہ - (بانی بنیے لگے) -

میم - (بات ٹالنے کے لئے) بلونا مین بڑا کام کیا -

آزاد - وہ سب حسن آرا بیگم کے حکم کی تعمیل تھی -

میم - یہ بھی تو آسان بات نہین ہی -

جنٹلمین - بہت مشکل بات ہی اور حق یہ ہے کہ انھون لے ساری خدائی مین نام کر دیا -

میڈا - این کار از تو آید و مردان چنین کنند -

کلیر سا - ہمکو دیکھیے کہان تو انکی جان کے دشمن تھے کہان اب انکے ساتھ یہان تک چلے آئے - کجا روس کجا ہندوستان - مگر اتفاق -

میم - انکی جان کا کوئی دشمن نہین ہو سکتا -

اتنے مین کمرے کے باہر سے آواز آئی (بھلا رے گیدی بھلا - خبردار ابھی اطلاع کے ورنہ اتنی قرولیان بھونکونگا کہ یاد ہی تو کرے گا) آزاد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے صاحب اور میم صاحب متحیر کہ یہ کس بات پر ہنسے -

میڈا اور کلیر سا تاڑ گئین کہ یہ وہی خوجی ہونگے -

آزاد - (خانساماں سے) دیکھو یہ کسکی آواز تھی -

خانساماں - (باہر جاکر) کون غل مچاتا تھا -

خوجی - غل مچاتا تھا! گویا ہم نفرے ہین آزاد پاشا سے کہدو کہ خواجۂ خواجگان حضور خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع تشریف لائے ہین ابھی اسی دم

اطلاع دو۔
خانساماں۔ بہت اچھا تو آپ ذرا دم بھر ٹھہرین۔
خوجی۔ او گیدی ہم کوئی نفر نہین ہین۔ ہم روم شام لوہ قاف سب کہین پھر آیا ہی۔
خانساماں۔ اے تو صاحب ابھی کھانیکی میز پر بیٹھے ہین
خوجی۔ ذل تم اطلاع دو جاکے۔
خانساماں۔ اچھا۔ مگر آپ تو عربی بولتے ہین اور بندہ جاہل آدمی۔ گو صحبت مین بیٹھتا ہون مگر عربی خوان تو نہین ہون۔
خوجی۔ جاکے کہدو خواجہ صاحب آئے ہین۔
خانساماں۔ (کمرے مین جاکر) کوئی خواجہ صاحب آئے ہین۔
آزاد۔ بلالو۔ بلالو (میم سے) یہ صاحب بھی میرے ہمراہ روم گئے تھے دیکھنے کے قابل آدمی ہین۔
خوجی۔ (باہر ہی سے) من خواجہ بدیعا ہستم۔ بابلے من
آزاد۔ (مسکراکر) خاموش اے گیدی خر۔
خوجی۔ توصیف خویش نہ کہ من میکنی من چہ قابل شما خود توصیف یعنی خودستائی کردی۔

چون باد دم از بہار میزد
گہ بر گل و گہ بجنا رمیزد

راوی۔ چہ خوش چرا نباشد۔ بعد مدت خوجی کی بے تکی ہانک سنی۔ اور شعر کیسا برجستہ و موزون پڑھکر سنا دیا ہے۔ اہو ہو ہو۔
آزاد۔ انچہ بک بک میکنی۔ خر گیدی خاموش باش
خوجی۔ اندرون این عمارت سر خود بیدا کنم یا نہ

آزاد۔ ع۔ تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی
خوجی۔ افوہ۔ واللہ۔ بہ دہان خود خورد دم۔ لے ہی
راوی۔ یعنی منہ کی کھائی۔ اس فارسیت کے صدقے
آزاد۔ بیا بیا۔ مگر از حرکات جنونانہ احتراز بکن۔
راوی۔ جب اسقدر یورپین کو دیکھا تو ذرا جھجھکے اور مس کلیرسا اور میڈ اسے ہاتھ ملایا۔
کلیرسا۔ آپ اتنے دن تک کہان تھے خواجہ بدی
خوجی۔ اوّل تو بندہ خواجہ بدی نہین بدیع کہیئے۔
کلیرسا۔ ہم اس زبان سے واقف نہین ہین صاحب
خوجی۔ یہ جو بڑے زباندان بنے ہین میان آزاد۔ انکو ہم کیا سمجھتے ہین بھلا یہ کیا ہین مقابلہ تو کرلین۔
آزاد۔ اے یار خدا کے لئے ہمارا رنگ پھیکا نکرو (اردو مین)
خوجی۔ (اکڑکر) ہان اب البتہ خاموش رہین گے۔
آزاد۔ حضور کی مہربانی کیون سب کے سامنے شرماؤ گے
خوجی۔ کہیئے اب کیا رنگ ڈھنگ ہے۔
آزاد۔ بدستور وہی حال وہی کیفیت

ز نالۂ عاشقانۂ من
گل کرد جنون بروزگارم
افروخت بلا بکینۂ من
زین شعلۂ غم کہ سر بلند است

حسرت کدہ ایست خانۂ من
آتش زدہ عشق در بہارم
آتشکدہ کرد سینۂ من
چون شعلۂ شرارہ ام سینہ سست

ہر شب ز غمش بصد تب و تاب
تا روز برآتشم ز مہتاب

خوجی۔ برادر این مس را چہ نام داری بابائے من
آزاد۔ اب آپ تو کل عجمی محاورے یہین ختم کردیجیے
خوجی۔ نہ بابا من در شما گفتگوے الفاظ سادہ چنین۔

وجہان گفتگو کردی کہ فہمی نہ کہ نہ فہمی۔ امین وبس۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کُلُّ مَن عَلَیہا فَان

آزاد۔ کیا برجستہ شعر پڑھا ہی عجب چونگا ہو۔

جھکے رہنے سے گردون کے کجی گردنکی ظاہر ہی
سمجھتا ہون خمِ شمشیر مین تسلیم دشمن کو

جیسا شعر آپنے پڑھا ایسا ہی ہمنے پڑھا۔

خوجی۔ واہ ری قدر دانی۔ بڑے زباندان بنے ہین۔

آزاد۔ بنے ہین۔ کیا اس مین شک بھی ہی۔

خوجی۔ اب اس باتون سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

آزاد۔ اس باتون سے!!! بہت خوب۔ آپ بھی علمائی نہین ہین اور آپکے بھائی بڑے شعراؤن مین تھے اور آپکے والد نیشن خوار اناموں مین تھے۔

خوجی۔ خیر صاحب آپکی داڑھی بڑی سہی بس اب یہ کہو کہ حسن آرا کو بھی خبر ہوئی یا نہین۔ نہوئی ہو تو بندہ پہونچے

آزاد۔ کھانے سے فراغت ہوے تو باہم مشورہ کرین۔

خوجی۔ واللہ مجھ پیر فرتوت سے زیادہ اس کام کے قابل اور کسیکو پاؤگے۔ مین بڑے کام کا آدمی ہون۔

آزاد۔ اسمین کیا شک ہی۔ بھائی جان۔ بیشک ہی۔

اثنائے گفتگو مین میم صاحب نے کہا کہ حسن آرا بیگم نے کئی بار ایک بونے کا ذکر کیا تھا اور وہ کہتی تھین کہ آزاد کے ہمراہ ایک مسخرہ بونا گیا ہے شاید آپنے کئی خطو مین اُس بونے کا ذکر کیا تھا۔ مین جانتی ہون یہ وہی ہین ہی قد و قامت وہی مسخرہ پن وہی باتین۔ آزاد بہت ہنسے اور خوجی کیطرف دیکھکر کہا جی ہان یہ وہی مسخرے ہین۔ اس شخص کے سبب سے راہ مین بڑی دل لگی رہی اور بعض مقامون پر اس نے ہمین مدد بھی بہت دی۔ نہایت معقول آدمی ہی مگر جھکی مغرور۔ یاوہ گو۔ اور مجنون اور بات بات پر لڑ پڑتا ہی۔ ذرا کسی سے بات ہوئی اور یہ مشت مشت پر آمادہ ہوگئے۔ بدن مین طاقت برائے نام بھی نہین۔ نتیجہ ظاہر ہے مگر یہ بے لڑے نرہین گے۔ یہ انمین عجب عادت ہی اور جو کوئی سمجھائے تو اُس سے اُلجھ پڑین۔ اسی سبب سے کوئی اُنسے بولتا نہین مگر بڑے تماشے کے آدمی ہین۔

خواجہ صاحب انگریزی خاک نہین سمجھتے تھے مگر باتون مین اسقدر تاڑ گئے کہ اینجانب ہی کا ذکر خیر ہے۔ خونخوار ہوکر آزاد سے یون مخاطب ہوے۔

خوجی۔ سنو میان۔ خواجہ بدیع ہفت زبان ہی۔ وہ کونسی زبان ہی جس سے یہ واقف نہین۔ فرمائیے۔ عربی فارسی ترکی اُردو فرانسیسی سب مین عبور انگریزی زبان کا بادشاہ۔ مین سمجھ گیا کہ تم از بسکہ شریر ہو فلہذا میرے بابت اور بندہ کسی را بکدام وجوہ بد مرد نہ گفتند وبس

آزاد۔ تم کو تو ہے جنون۔ تم سے واسطہ کیا۔ تمھارا۔ ذکر کس نے کیا۔ آپ بھی سمجھتے ہین کہ ہمارا ذکر کیا جاتا ہی شان خدا۔ ہونھہ!!!

خوجی۔ ان بھڑون مین لونڈے آتے ہونگے جی۔

کلیسا۔ کیا خواجہ کچھ خفا ہو کے گفتگو کرتے ہین اسوقت

میڈ۔ ہان معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہی۔ کیون خواجہ بدیع تم اسوقت ناراض کیون ہو اسقدر۔ آخر بے وجہ نہین کوئی نہ کوئی سبب تو ضرور ہی۔

خوجی۔ صاحب بات یہ ہے کہ ہمارا کہنا اِنھون نے آج تک نہ مانا۔ نہ مانا۔ اور ہم اُنکے دوست جان نثار ٹھہرے۔
میم۔ (مسکرا کرا) بیشک یہ بڑا مسخرہ ہی۔ جیسا اخبار والے نے لکھا تھا ویسا ہی اسکی قطع وضع بات چیت سب سے مسخرا پن برستا ہی اور قد تو ماشاء اللہ ان ہاتھ پانو پر یہ زعم!! اِسشان جگر
خوجی۔ اب اُلجھن ہوتی ہی۔ واللہ خفقان ہوتا ہے آپ کھانیسے فراغت پائین تو کیا مضایقہ پھر ہم اور آپ باہم کشتی کرکے فیصلہ کرینگے۔ اسوقت جھگڑا کرنا مناسب نہین مگر جلد فراغت کیجیے ورنہ رات جاتی ہی۔
کھانے سے فراغت پاکر جنٹلمین اور میم صاحب ان سب سے رخصت ہوئے اور کہا کہ ہم اسیدم حسن آرا بیگم کو اس نوید مسرت خیز کی اطلاع دیتے ہین۔ آپ مطمئن رہین۔ آزاد پاشا نے ان دونو کی نوازش و عنایت کا شکریہ ادا کیا انکے جانے کے بعد میڈا نے آزاد کو مبارکباد دی کہ جس شہر جس قصبے جس مقام پر جاتے ہو تم کو سب جانتے ہین تم سے کوئی ناواقف نہین۔ ایسا نام کسی نے کم پیدا کیا ہوگا کلیرسا بھی انکی ہمصفیر ہوئی اور کہا واقعی حسن آرا کے سبب سے یہ اور اُنکے سبب سے حسن آرا اسقدر مشہور ہین کہ دنیا مین ہر فرد بشر جو ذرا بھی پڑھا لکھا ہی ان دونون کو خوب جانتا ہی اور ہندوستان اور روم اور روس مین تو لکھے پڑھے اور ان پڑھ کوئی ناواقف ان سے نہین۔ یہ خدا کی دین ہی۔
اودھر تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اب حسن آرا کے ہان کا حال سنیئے وہ گل پیرہن غنچہ دہن گھڑی بھر دن رہے بناؤ چناؤ کرکے ہمجولیون اور بہنون کے ساتھ چھت پر اٹھلا رہی تھی اور باہم ہنسی خوشی مذاق کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔

نظیر۔ کہین کہین اسیوقت دلہن کو دکھاتے ہین شفق پھولی ہی۔ اس وقت معشوقون کا حسن دوبالا ہو جاتا ہی اگر اسوقت آزاد آجائین تو کیا کہنا۔
حسن۔ تمھارے مُنھ مین گھی شکر۔
بہار۔ سلے اب آگئے ہی داخل ہین۔ آج نہین کل کل نہین پرسون اب دنون کی بات ہی ہفتون کی بات نہین ہی
روح۔ جب برسون چٹکیون مین کٹ گئے تو دن تو بات کرتے معلوم نہوںگے اور ہمارا دل گواہی دیتا ہی۔ کہ آزاد صبح شام داخل ہوا چاہتے ہین۔ اگر اسمین فرق ہو تو جب ہی کہنا
حسن۔ تعجب کیا ہی۔ آخر ہندوستان مین آگئے اور جائینگے کہان سوا اس شہر کے اور کہان جائینگے۔
جانی۔ انکا تو یہی جی چاہتا ہوگا کہ دن رات آزاد انکے پہلو سے جدا نہ ہون۔ بس وہ ہون اور یہ ہون۔ دیکھین تو آزاد کی شکل صورت کیسی ہی جو یہ اسقدر ریجھی ہین انکے مذاق اور اُنکی پسند تو دیکھین مگر دل یہی کہتا ہے کہ آزاد کروڑون جوانون مین فرد ہونگے۔
نظیر۔ حسن آرا کی سی نزاکت اور انکا سا حسن بھی کسی مین کم ہے۔ آدمی کیا پھول پان ہی۔ نازکی خود ان کی نزاکت کی قسم کھاتی ہی۔
حسن۔ آپ اپنی تعریف رہنے دین۔ ہم اچھے ہین یا بُرے آپ نظر عنایت ہی رکھین۔ جانی بیگم کی صحبت مین باتین بہت سیکھ گئی ہو کیا۔
جانی۔ (آگ بھبوکا ہوکر) دیکھو حسن آرا ہزار بار کہدیا ہمارے مُنھ نہ لگو چہ خوش اب جانی بیگم ضرب المثل ہوگئی گویا۔
نظیر۔ سچ کہتی ہو حسن آرا۔ انکی صحبت ایسی ہی ہی۔ جو کوئی

انکو سمجھائیے تو الٹی آنتین گلے پڑین ہمکو یہ نہ چھیڑا کرین اٹھو دیا انھون نے ہمکو بن داموں مول لے لیا اب اس سے بڑھکر اور بدنامی کیا ہو گی کہ آئے دن ہمجولیان طعنے دیتی ہین کہ جانی بیگم کی صحبت مین رہتی ہو نہ۔

جانی۔ (تنک کر) اب کچھ تم سنوگی سمجھین۔ ہان ہمجولیان کیسا طعنے دیتی ہین۔ ذری ہم بھی تو سنین یہ طعنے دیتی ہین کہ جانی بیگم کی صحبت مین خراب ہو گئین اے ہی۔ کیا تمھی بیچاری ہین کہتے شرم نہین آتی۔ خدا کی شان ہماری صحبت مین اور یہ خراب ہون۔ تم روکھی پھیکی گنوارین ہماری قدر بھلا کیا جانو۔ دو دن پاس بیٹھو تو آدمیت سیکھ جاؤ۔ ہن۔

بہار۔ اسوقت تو جانی بیگم نے بہت ضبط کیا نہین تو خدا کی پناہ نظیر بیگم نے واقعی بہت بری بات کہی تھی مگر جانی بیگم نہین برا مانتو ہو کیون۔ تم اسوقت ذری دب بھی گئین کیا جانے اسکا کیا سبب ہی۔

جانی۔ مین اور ان ایسیون سے دب کے چلون نظیر ایسی ہین کیا بیچاری! پرائے گھر مین بیٹھی ہون اس سے خاموش ہو رہی ورنہ خیر نہین انکو اس زبان درازی کا مزا چکھا دیتی۔

روح۔ اے تو اسقدر رنگتی کیا ہو بہن۔ صحبت تو ان کو تمھاری رہی ہی اس مین کیا کچھ شک بھی ہی۔

جانی (مسکرا کر) اور مجھے رونا کا ہیکا ہے۔ یہی تو برا معلوم ہوتا ہی کہ میری صحبت کی بیٹھنے والی۔ آنکھون کی دیکھنے والی بلبلی بنی رہے۔

حسن۔ اللہ۔ یہ جھگڑا سارا اس بات کا تھا۔

روح۔ اے لو۔ چہ خوش۔ یہ معلوم ہی نہ تھا۔

حسن۔ سچ تو کہتی ہین انکی صحبت اور سیدھی ایسی رہین

نظیر۔ انکی صحبت سے اللہ پناہ مین رکھے (کان پکڑ کے) اتنے مین ایک مہری نے آنکر بہار النسا کے کان مین کہا اور دونون آہستہ آہستہ باتین کرنے لگین۔ تھوڑی دیر کے بعد بہار النسا بولین (لو آمین چوریکی کون بات ہی اچھی طرح کیون نہین کہتی ہو اب سبکو اشتیاق ہوا کہ کیا بات ہی اور نہایت اصرار کے ساتھ پوچھنے لگین تو مہری نے یون بیان کیا۔ ای حضور نیک قدم کے ابا ہوٹل مین نوکر ہین مین عسکری خانم کے ہان سے آتی تھی تو مین نے کہا چلو انسے بھی ملتی آؤن۔ وہان مین نے فرنگین دیکھین دونون جوان اور اسقدر کی قبول صورت کہ مین کیا عرض کرون چندے آفتاب چندے مہتاب بس حضور مین نے نیک قدم کے ابا سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا کیا معلوم کون ہین مگر انکے ساتھ ایک مسلمان بھی ہین سو مسلمان اس سے جان پڑے کہ بدمہری اور رکابانی سے انکو پرہیز ہی مگر وضع سے بالکل صاحب لوگ جان پڑتے ہین ویسے ہی گورے چٹے ویسی ہی وضع وہی کپڑے اور ستارہ دونون ہمین انگریزی بولنا نہین جانتین۔

روح۔ لو بہن مبارک آزاد داخل ہو گئے۔

گیتی۔ ہو نہو آزاد ہی ہون تمھارا بھی دل گواہی دیتا ہی۔

بہار۔ ذری بڑے میان کو بلانا۔ پیر مرد کو۔

مہری۔ اور حضور بڑے خوبصورت جوان ہین۔ ہملوگون کی زبان اچھی طرح بولتے ہین جب مین نے نماز پڑھتے دیکھا تو بڑا تعجب ہوا مگر نیکقدم کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہین عیسائی نہین ہین

بہار۔ مین چلکے امان جان سے کہتی ہون کہ آزاد داخل ہو گئے بہار النسا نے بڑی بیگم سے کہا امان جان مبارک ہو بچھڑے ہوئے آ گئے اب جشن کیجئے مہری کہتی ہی کہ ہوٹل مین ٹکے ہین بڑی بیگم بولین کہان ٹکے ہین۔ اوٹل گیا بس ٹڑا قہقہہ پڑا اور بہار النسا

نے کہا اماں انگریزون کی سرائے مین ٹکے ہین جہان صاحب لوگ اُترتے اور کھاتے پیتے ہین۔

بڑی بیگم بہت خوش ہوئین۔ اُسیوقت محمد عسکری کو بلوایا اور حکم دیا کہ وہان جا کے دیکھو آئے ہین یا نہین۔ محمد عسکری گاڑی پر سوار ہو کر ہوٹل گئے۔ اِدھر مغلانی نے حسن آرا بیگم کو ایک خط دیا جسکا مضمون یہ تھا۔

مائی ڈیر حسن آرا۔ اسوقت تم کو مژدہ سناتی ہون جس کی تم برسون سے بکمال اشتیاق مشتاق ہو سمجھین۔ مگر اس نوید رسانی کے عوض مین تم سے ایک دعوت کل ہی لونگی۔ آج ہم نے پتہ پائی کہ پارسیون کے ہوٹل مین دو لیڈیان اور ایک جنٹلمین فرودکش ہین۔ شام کو ہم گئے تو دور ہی سے صورت پہچان گئے بتاؤ کون تھے وہ جنٹلمین آزاد پاشا ہین اور وہ دونون لیڈیان وہ ہین جنکو تم خوب جانتی ہو۔ ایک مس میڈا کوہ قاف کی پری دوسری مس کلیرسا۔ روس کی خاتون مجھسے اور آزاد سے خوب باتین ہوئین۔ خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون اور تم خوب جانتی ہو کہ مین قسم کھانیکی عادی نہین ہون کہ اس اتنے بڑے شہر مین کوئی جنٹلمین ایسا نہین جو خوبصورتی اور رعنائی اور برنائی اور قوت مین اُسکا نقطۂ مقابل ہو باتین کرتے ہوئے مُنھ سے پھول جھڑتے ہین۔ ہر دل عزیز آدمی ہے الغرض آج میرا جی خوش ہو گیا کہ آزاد پاشا کی نسبت جو کچھ کہا اور پڑھا تھا اُس سے بھی بڑھکر چڑھکر پایا۔ کل لونگی اور کھانا تمھارے ہی ساتھ کھاؤنگی جب مین نے آزاد کو اطلاع دی کہ حسن آرا سے مین واقف ہون تو بہت خوش ہوئے۔

یہ خط پڑھکر حسن آرا نے بہار النسا کو سنایا اور یہ شعر زبان پر لائی

گیا ہی کوچۂ کاکل مین اب دل | مسلمان وارد ہندوستان ہی

سنے جو پھر نہ جاگے تا قیامت | ہمارے عشق کی وہ داستان ہی
تجھے کہتا ہون اے سنگ وخشت دل | وہان لیجل جہان وہ دلستان ہی

ادا و ناز غمزہ سے ہے آتا +
مرے یوسف کے ہمرہ کاروان ہی

جاتی اسوقت تو باچھین کھلی جاتی ہین۔ کیون نہو۔

نظیر۔ بات ہی ایسی ہی۔ برسون کے بعد آزاد کے آنیکی خبر سنی۔

روح۔ اللہ نے بڑی منتون سے یہ دن دکھایا خدا جانے کس کس نے اسکے لئے دعا مانگی جب یہ دن نصیب ہوا کہ آج آزاد کے آنیکے خوشخبری سنی اس سے بڑھکر خوشی اور کیا ہو گی۔

بہار۔ بہین کیا شک ہی بہن۔ گو لاکھ خوش بھے کہ آزاد نے یہ کیا وہ کیا۔ مگر پھر دل یہ کہتا تھا کہ سائین کے سو کھیل۔ بارے اللہ کو اچھا ہی کرنا منظور رہا۔

روح۔ اے بہن۔ کون ٹھکانا تھا۔ دور از حال ذرا سی گولی چنے کے برابر اچھے ڈھنو کے ڈھنو کو دم کے دم مین کہین کا نہین رکھتی۔ مگر چلو جو ہوا۔ اللہ نے ان دونون کو سُرخ رو کیا اب نکاح ہو اور انکی جوڑی برقرار رہے۔

اتنے مین مغلانی نے سپہر آرا کو جو خواب ناز مین تھین جگایا اُنکے آتے ہی مبارک سلامت کی آوازین چو طرفہ سے آنے لگین فرط طرب سے سپہر آرا کی آنکھین اشکبار ہو گئین حسن آرا سے کچھ کہنے کو تھین مگر زبان نے مدد نہ دی تھوڑی دیر کے بعد مسکرا کر کہا باجی جان شکر ہے کہ آزاد پاشا کی خیر و عافیت سے آنے کی خبر سنی سپہر آرا بیگم نے کہا ذری کسیکو بھیجکر آسمان جاہ کو تو بلوا لو اور حسن آرا نے مہری کو حکم دیا فنس نکلواؤ اور تم اور نیک قدم کی مان فنس کے ساتھ ہون دو سپاہی لے لو اور مشعلچی اور جانے نازک ادا بیگم سے کہو کہ (آہستہ سے) آزاد داخل ہوئے

ہین۔ چلیے بلایا ہے۔
روح۔ تم انکی ساس کا مزاج جانتی ہو وہ نہ بھیجینگی اسوقت
پھر بلانے سے کیا فائدہ۔ اور بات گنوانا ہے۔
گیتی۔ بہار النسا بہن کا نام لین تو بھیجدین۔
بہار۔ ہان نازک ادا کی ساس ہمپر ذری کیسقدر مہربان
ہین مگر یہ کچھ فرض تھوڑا ہی ہے کہ اسوقت بھیج ہی دین۔
حسن۔ انکے بغیر یہان سونا ہے ایک ہی کونا آباد ہے۔
جانی۔ کیا کہا۔ ذری پھر تو کہنا۔ پھر وہی چھیڑ خانی۔
الغرض مہری حکم بجا لائی۔ نازک ادا بیگم کی ساس نے
پہلے ناک بھون چڑھائی اور کہا بھلا اب یہ کون وقت ہے مگر
جب اُنھون نے دیکھا کہ نازک ادا بگڑ گئے بغیر جانیکو تیار ہوئین
تو کہا اچھا چلی جاؤ مگر کل ضرور آجانا یہ فنس پر سوار ہو کر دم بھر میں محلسرائے
حسن آرا ہوئین اور اُترتے ہی مبارک مبارک کہتی ہوئی کوٹھے پر گئین
نازک۔ حسن آرا کہان ہین آؤ بہن گلے ملین۔
حسن۔ یہ آج تو کچھ بہت ہی خوش خوش آئی ہین۔
نازک۔ چہ خوش۔ خوب۔ بہت ہی خوب۔ کہو بچھڑے ہوئے
ملے اسیطرح اللہ کرے ہمارے میان بھی شکار سے واپس آگئے ہین
حسن۔ کیا شکار کھیلنے گئے ہین۔ یہ کب گئے ہین۔
نازک۔ ارے کوئی اٹھوارہ ہوا ہوگا اور شکار ہی کاہے کا
شہرون کا شکار مگر وہ بڑے گل چلے ہین۔
جانی۔ وہ ٹٹیون کی آڑ مین شکار کھیلنے والے اسامی ہین
نازک۔ آخاہ جانی بیگم بھی ہین۔ اب تو حسن آرا کی بغل گرم
ہوگی بہن۔ اب انکے دماغ کاہے کو ملنے لگے۔
جانی۔ انکے دماغ یون نہین ملتے تھے اب تو اور بھی نہ ملینگے
حسن آرا دلہن جانتا ہو اس وقت تمھارے بشرے سے
خوشی برستی ہی کسی سے کچھ نہ کہو۔ مگر تمھارے چہرے سے
خوشی کے آثار نمایان ہین۔
نازک۔ اسوقت آزاد یہ شعر نظرون کے سامنے پھر رہے ہین

دیکھکر کون ترے چہرے کو حیران نہوا
اسکے دیکھین تری زلفین جو پریشان نہوا
جب مین سمجھا کہ یہ ہی سایہ گیسوئے دراز۔
پھر مجھے کچھ غم طول شب ہجران نہوا
ہم وہ بلبل ہین قفس ہی مین رہے ساری عمر
گذرا اپنا تو کبھی سوئے گلستان نہوا
اس تمنا مین ہم افسوس ہوئے سودائی
تیرے ہاتھون سے مگر چاک گریبان نہوا
جب تلک باندھے نہ خورشید رخ انکے مضمون
مطلع صبح مرا مطلع دیوان نہ ہوا
ابر مین لب نہ چھپا شرم سے تیرے آگے
ماہ کس رات چراغ تہ دامان نہ ہوا
کوئی بت تیرے سوا اے بت کافر بخدا
قبلۂ دین نہ ہوا کعبۂ ایمان نہوا

بہار۔ مین اسکے گلے پر عاشق ہون۔ ہان ہان بہن اور
کوئی غزل شروع کرو۔ کوئی عمدہ سی غزل کہو۔
نازک۔ اچھا ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پلاؤ تو گائین
حسن۔ ایک نہین بس۔ بلکہ کنوان کا کنوان پی جایئے
نازک۔ (پانی پی کر) آج جسقدر ہم خوش ہین اسی طرح
حسن آرا بھی خوش ہونگی بڑی خوشی ہوئی بہار النسا بہن
آزاد۔ بیچارے آگئے۔ چلو بہت اچھا ہوا۔
نازک ادا بیگم نے آہستہ آہستہ یہ شعر بہ لحن داؤدی ادا کیے
وابستگی سی ہے کسی کی لٹ دوتا کیساتھ + پالا پڑا ہے ہمکو خدا کس بلا کیساتھ

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

یارب وصال یار مین کیونکر ہو زندگی
نکلی ہی جان جاتی ہے ہر ہر ادا کے ساتھ

ہر دم عرق عرق نگہ بے حجاب ہے
کسنے نگاہ گرم سے دیکھا حیا کے ساتھ

دست جنون سے میر اگریبان سمجھ لیا
اُلجھا ہے ملنے شوق سے بند قبا کے ساتھ

مومن وہی غزل پڑھو شب جس سے بزم مین
آئی تھی لب پہ جان زہ وجد اکے ساتھ

جانی - تمھاری ساس تو نہین کچھ رولا لائی تھین -
نازک - مین نے جیسے ہی یہ خبر سنی جھٹ پٹ کپڑے بدل مغلانی کو ساتھ لے فنس پر سوار ہوئی جب دیکھا کہ جاتی ہی ہو تو کہا اچھا جاؤ کل چلی آنا -
گیتی - حسن آرا بیگم نے بڑی خوشی سے اسوقت بلوایا تھا -
نازک - آزاد آنکر ٹکے کہان ہین - خبر کیونکر ہوئی -
بہار - مہری نے آنکر کہا اور پھر میم صاحب کی چھٹی آئی -
اتنے مین محمد عسکری بڑی بیگم کے پاس آگئے اور آزاد کی ملاقات کا حال یون بیان کیا - مین ہوٹل گیا تھا پہلے تو مین نے دو تدرو رفتار گلرخسار سین دیکھین تو ن ابھی نو عمر ہین وہ ایک صاحب کے ساتھ ہوٹل کے ایک چمن مین چہل قدمی کر رہے تھے مین نے خانساماں سے پوچھا کہ محمد آزاد نامے کوئی یہان فروکش ہین - اُسنے کہا جی ہان وہ کیا ٹہل رہے ہین مجھے سخت تعجب ہوا کہ محمد آزاد نام اور یہ لباس جرأت نہوئی کہ آگے بڑھکر اُن سے ہمکلام ہون اتنے مین خانساماں نے اُنسے کہا کہ حضور کی ملاقات کو ایک صاحب آئے ہین وہ فوراً میرے قریب آئے اور السلام علیکم کہکر مجھسے مصافحہ کیا - اب مین حیران کہ یا الٰہی اُنسے کہون تو کیا کہون اور وہ مجھسے کئی سوال کر بیٹھے - آپکا اسم مبارک آپ کہانسے تشریف لائے ہین خاکسار کو کس غرض سے ممتاز فرمایا مین نے کہا جناب کا نام سنکر صرف زیارت کے لئے آیا ہون - کرسیان منگوائین خود بھی بیٹھے مجھے بھی بٹھلایا اور یون گفتگو ہوئی -
آزاد - دولت خانہ آپکا اسی شہر مین ہی یا کہین باہر -
مین - جناب ابتو کئی دن سے یہین قیام رہتا ہی -
آزاد - مجھے بیشتر بھی آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا -
مین - بیشتر مجھے کبھی آپ کی زیارت نہین نصیب ہوئی تھی لیکن آپ شہرۂ آفاق ہین یگانۂ دہر آپکی زیارت ہماری سعادت ہی -
آزاد - اپنے شہر کے متعلق آپ کوئی نئی بات نہین جانتے
مین - یہان ہر گلی کوچے مین حسن آرا بیگم کا فسانہ خاص و عام کے وردِ زبان ہی غالباً آپنے بھی اُن بیگم صاحب کا نام سنا ہو گا
آزاد - (مسکراکر) دنیا مین ہزارون خدا کے بندے پڑے ہین

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان مین

مین - بہت اچھا پھر یہی کہدونگا -
آزاد - غور سے نظر کر کے اب آپ پہیلیان تو بجھوائیے نہین صاف صاف بیان فرمائیے کہ آپ خود آئے ہین یا آپ کو کسی نے بھیجا ہے -
مین - حضرت صاف تو یہ ہی کہ بڑی بیگم صاحب نے مجھے بھیجا ہی

الحمد للہ کہ خدا نے یہ دن تو دکھایا تمام ہندوستان کو اسی دن کی آرزو تھی غالبًا اب تک وہاں سب کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ تشریف لائے ہیں۔

آزاد ۔ حسن آرا بیگم ۔ جنکا میں نے نام لیا اُنسے آپ صرف اتنا ہی کہدیجئے گا کہ تمہارا نام لے کر خاموش ہو رہے۔

میں ۔ بہت خوب مجھے تو بڑی بیگم صاحب نے بھیجا ہے۔

آزاد ۔ آپ بڑی بیگم صاحب سے میری خیر و عافیت کہدیجیے گا اور یہ بھی کہدیجیے گا کہ آپ بزرگوں کی دعا سے خیر سے بندہ واپس آیا ۔ صعوبت سفر اور زحمت جنگ کا حال ناگفتہ بہ ہی مگر اب وہ باتیں تقویم پارینہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں

میں ۔ کمال اشتیاق حضور کی زیارت کا تھا۔

آزاد ۔ آپکی عنایت ۔ مگر اسم شریف آپ نے نہ بتایا۔

میں ۔ خاکسار کو محمد عسکری کہتے ہیں ۔

آزاد ۔ بڑی بیگم سے کچھ قرابت ہی۔

میں ۔ (کسی قدر شرماکر) جی ہاں کچھ ہے۔

آزاد ۔ (ہنسکر) اس میں شرمانے کی کیا بات ہی حضرت

میں ۔ جی کچھ نہیں ۔ یہ تو ہوا ہی کرتا ہی۔

آزاد ۔ آپ اسقدر دانا بینا ہو کر شرماتے ہیں۔

حسن آرا بیگم کو نازک ادا بیگم نے بلطائف الحیل مہتابی پر بلایا اور کہا بہن ہم نے تم کو تخلیے میں اس لئے بلایا کہ اپنے طور پر کچھ پوشیدہ باتیں کریں اور تم کو سکھائیں کہ معشوق پن کسے کہتے ہیں ۔ گو اسمیں تو شک ہی نہیں کہ تمہاری ایک ایک ادا سے معشوق پن برستا ہی معشوق پن کوئی تم سے سیکھے مگر پھر بھی تجربہ اور شے ہی حسن آرا مسکرا کر بولی بہن سچ کہتی ہو میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ آپ کہتی کیا ہیں معشوق پن کیسا اور تجربہ کیسا ۔ یہ چیزیں بھی سکھانے سے آتی ہیں بھلا۔

نازک ۔ کیا تجربہ کوئی چیز ہی نہیں ہی۔

حسن ۔ خدا جانے کس بات کا تجربہ بہن ۔؟

نازک ۔ میاں سے کیونکر باتیں کرنی چاہئیں اس بات کا تجربہ۔

حسن ۔ ہاں پھر اسکا تجربہ ہمیں ابھی کیونکر ہو رفتہ رفتہ معلوم ہو جائیگا مگر جبکہ ہم اور وہ دونوں دل سے ایک دوسرے کے شیدا ہیں تو پھر تجربہ ہو یا نہو ۔ ہمارا عشق رنگ جما ہی لیگا۔

نازک ۔ بہن اسکے بھید کو تم کیا سمجھو گی ۔ یہ ناز و نیاز کی باتیں ہیں میاں سے اسطرح پیش آؤ ۔ اور ایسی معشوق پن کی گھاتوں کا برتاؤ کرو کہ وہ خود داد دیں ۔ اگر میاں اور بیوی کا دل ملجائے تو ممکن کیا کہ کوئی مرد ادھر ادھر آشنائی کرتا پھرے۔

حسن ۔ آپکی باتیں ہی انوکھی ہیں ہم دونوں تو لیلی مجنوں شیریں فرہاد ہیں بہن ۔ ہم میں آپسمیں ان باتوں کا برتاؤ کیسا
ع ۔ گر نگہ کند ورنکند دل بفریبد ۔ یہاں تو بات اور ہی ہی

نازک ۔ اچھا دیکھیں جو بات اور ولولہ آج ہی وہ کبتک بدستور رہتا ہی ۔ اگر سچا عشق ہی تو تمام عمر رہیگا ورنہ سال دو سال

حسن ۔ اب اسکا حال تو خدا ہی کو معلوم ہی ۔ مگر ہم اسوقت ایسی باتیں کرنا نہیں چاہتے کچھ اور ذکر چھیڑئیے۔

نازک ۔ کوئی غزل گائیں ایسی کہ تم بھی پھڑک جاؤ۔

وعدے کی جو ساعت دم کشتن ہی ہمارا
جو دوست ہمارا ہی وہ دشمن ہے ہمارا
آغشتہ بخون دست کو تو پوچھتے ہیں وہ
اُلٹے کف جلاد میں دامن ہے ہمارا

گو حسن آرا بیگم ضعیف الاعتقاد نہ تھیں مگر ان دونوں

شعرون نے انکو کسیقدر بیقرار کر دیا- کہا بہن گاؤ تو خوشی کی غزل گاؤ- خوشی کے دن سب خوشی ہی کی باتین اچھی معلوم ہوتی ہین-

نازک- تاڑ گئی اور یہ شعر زبان پر لائی-

چشم گلشن پر قدم رکھتا ہوا کون آئے گا
عطر فتنہ مین گل نرگس بسانی ہے بہار

غنچہ ہائے آرزوئے مومن اب کھلنے کو ہین
خیر مقدم گلشن ایمان مین آتی ہی بہار

وصل بتان کی دعا کرتے ہو شکر خدا
حضرت مومن تحسین دعوی مین ہے ہنوز

حسن- آپ چلکر وہین نہ بیٹھین یہان کیا ہی-

نازک- ہان اچھا دیکھو تو جانی بیگم کو اسوقت کیسا آڑے ہاتھون لیتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے کسی سے پالا پڑا تھا

نازک ادا بیگم تو اس فکر مین تھین اور ادھر جانی بیگم نے انپر پہلے ہی آوازہ کسا- مین کہتی ہون یہ نازک ادا کہان چینسلے پن کے ساتھ حسن آرا کو لے کر چلدین- بہن اسکے بھسلانے مین نہ جانا- یہ بڑی ایک ہین- یہ لاگر کہین تم اپنی ہی کرنا- سن لیا کہ آزاد پاشا آتے ہین اور یہ تو جانتی ہی ہین کہ مرد خوہشر وہین- اب حسن آرا سے محبت بڑھاتی ہین- دیکھو حسن آرا یہ اچھی بات نہین ہی- پھر رفتہ رفتہ سوتیاڈاہ نہ پیدا ہو جائے-

بہار (ہنسکر) دونون اچھی طبین کوئی کسی سے کم نہین- گیتی ابھی وہ ذری چپ ہین- مگر کچھ کہا ہی چاہتی ہین

روح- دونون شمشیر برہنہ ہین- چپ دپ کوئی بھی نہین ہی مگر یہ مہتابی پر کیا کرنے گئی تھین-

اب سنئے بڑی بیگم صاحب جریب ٹیکتی ہوئی چھت پر تشریف لائین ضعیف الاعتقاد تو پرلے سرے کی تھین کبھی خواب اور کبھی منت ماننے اور آنکھ پھڑکنے کا ذکر چھیڑا! بڑی- مین نے تو کل ہی کہدیا تھا کہ کوئی خوشخبری سننے مین آئیگی میری بائین آنکھ پرسون سے پھڑک رہی تھی-

روح- اماجان ابتو سب ہی کہینگے- اور آپنے کل سے کہا تھا کہ خوشخبری سننے مین آئیگی ہم نے تو آج ہی سنا-

مغلانی (خوشامد سے) مجھسے فرمایا تھا حضور-

روح- یہ بولین جھوٹون کی سردار- تم سے اماجان نے کہا تھا اچھا ہم سے کیون نہین کہا-

بہار- تم بڑی بے ادب ہو- جو منھ پر آیا بک اٹھین-

روح- اماجان (ہاتھ جوڑکے) ہماری آنکھ نہین پھڑکتی کبھی- آخر یہ آپکو بتایا کس نے ہے- اس سے ہوتا کیا ہی-

بڑی- بابا ابھی ناتجربہ کار ہو تم کیا جانو-

مغلانی- حضور نے آج صبح کو ایک گھڑی سے باتین کی تھین

بڑی- یہ ان باتونکو کیا جانین انکے سامنے کہنا ہی فضول ہے مین تو سویرے جب اٹھتی ہون ہوا کا رخ دیکھتی ہوئی-

حسن- (مذاق کی راہ سے) اماجان ہمین بھی بتا دیجئے-

بہار- خاہ انکو بھی زبان آئی ہمکو تو ان باتون کا عقیدہ ضرور ہی اور نہین نہین تو اتنے آدمی کیون مانتے ہین-

حسن- یہ روح افزا بہن کو خدا جانے کس نے کہدیا کہ ذرا کوئی بات نہین مانتی اور ہنستی ہین-

بڑی- (مسکراکر) تم سب ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہو-

بہار- یہ میرے دل کی بات کہی اماجان- کوئی پوچھے تم کون ابت مانتی ہو جو روح افزا کو للکارتی ہو خواہی نخواہی

حسن - اماجان یہ لڑواتی ہین مین کہا نہین مانتی -

بڑی - مین نے کل خواب دیکھا تھا کہ ایک آدمی - مگر نہ کہونگی اِن لڑکیون کو یقین تو آوے ہی گا نہین -

بہار - کہیے کہیے - اماجان - اِن لوگون کو یقین نہ آوے چاہے - مجھے تو آپ خوب جانتی ہین جب خواب دیکھا کوئی نہ کوئی بات ہوئی ضرور -

بہارالنسا نے کروڑون قسمین دین تو مجبور ہوکر بڑی بیگم نے خواب کا حال یون بیان کیا - کہا دو بجے کا وقت ہوگا جب میری آنکھ لگی تو مین کیا دیکھتی ہون کہ ایک آدمی کوئی اٹھارہ بیس برس کا سن ہوگا نہایت قبول صورت خوبرو ہزار دو ہزار مین دیدار و جوان سبزہ آغاز دروازے پر آنکے کھڑا ہوا - کہا حضور اب تو انعام دلوا دیجیے -

بہار - ہان اماجان بیشک صحیح ہے آپکا خواب ہمیشہ سچا نکلتا ہے اب بھی انکو یقین نہ آئے تو کوئی کیا کرے -

بڑی - بس مین نے کہا صاحبزادے کس بات کا انعام مانگتے ہو مسکراکر کہا - واہ حضور ملکون ملکون کا سفر کیا جان ہتیلی پر لیکر سارے زمانے کی خاک چھانی اور اب انعام کے وقت حضور فرماتی ہین کہ کاہے کا انعام - انصاف کیجیے اور میرا انعام مجھے دیجیے -

روح - یہ تو صاف صاف خواب ہے - وہ جوان آزاد ہونگے اور انعام مین حسن آرا کو مانگتے ہونگے - ہم اگر خود ایسا خواب دیکھین اماجان تو ہم کو ضرور یقین ہو جائے کہ خواب کا اثر ہوتا ہے -

حسن - (آہستہ سے) ہم تو اگر خواب دیکھین بھی اور وہ سچا بھی نکلے تو ہمین یقین نہ آئے کہ خواب کا اثر ہوتا ہے -

روح - ہے تو ایسا ہی یہ سب خواب و خیال ہے -

بہار - چلو چپ رہو - ہان اماجان پھر کیا باتین ہوئین -

بڑی - بس مین نے اُسکو چاندی اور سونا اور گلاب کا پھول ایک ہرن دیا - اور کہا اب یہ امانت تمھارے سپرد ہے -

روح - یہ چاندی سونا گلاب اور ہرن کا کون محل ہے

بڑی - بیٹا ابھی تم کیا جانو چاندی سے مطلب یہ کہ اُنکا بدن چاندی سا چمکتا اور سونا اس لیے کہ کندن سا دمکتا ہے اور گلاب کا پھول ظاہر ہے - اللہ نے انکو مکھڑا بھی ایسا ہی دیا ہے اور ہرن آنکھون سے مراد ہے -

بڑی بیگم صاحب تو اپنے خواب کا ذکر کرتی ہی تھین کہ اتنے مین فنس سے ایک اور ضعیفہ اُترین اور اُنھون نے آتے ہی مبارکباد کہکر اپنی کہانی یون شروع کی بڑی بیگم کیطرف مخاطب ہوکر ہن جسوقت تمھارے ہان سے پھری گئی مین آرام مین تھی اُسنے مجھے جگا دیا تو اُسوقت مین اُسپر بہت جھلائی مگر اُس نے وہ خبر سنائی کہ غصہ فرو ہوگیا مین اسوقت خواب دیکھ رہی تھی کہ جیسے بہت بڑا پہاڑ ہے اور اُسکی چوٹی پر ایک آدمی کھڑا ہے اور اسکو کوئی دھکیل رہا ہے وہ زور کرکے رک جاتا ہے مگر ایک شخص کمر باندھے مستعد ہے کہ اُس بیچارے کو زمین پر گرا دے اور پہاڑ کے دامن مین حسن آرا کھڑی ہے اور وہ آدمی حسن آرا کا نام لے لےکر کہتا ہے کہ خبردار مجھسے نہ بولنا مین نے حسن آرا کے حکم کی تعمیل کی ہے - مگر دوسرا شخص ایک نہین سنتا کہتا ہے یا تو پہاڑ سے اُتر جاؤ یا ابھی اس زور سے اُٹھا کے پھینکونگا کہ دھڑ سے نیچے گروگے اور وہ اسکے جواب مین کہتا ہے کہ حسن آرا نے ہمین حکم دیا ہے کہ تو جا کے آسمان کا تارا لا مین اب زینہ

لگا کے تار اُوتار لاؤن تو جہان تھا چلا جلاؤن۔
بڑی۔ دیکھو بنو روح افزا کہان ہین۔ کچھ سنا بیٹا۔
روح۔ ہان اماجان سن رہی ہون سب سنتی جاتی ہون
بہار۔ کیا اب بھی تم کو خواب کا یقین نہ آئیگا۔
گیتی۔ سچ کہون مجھے تو کچھ کچھ یقین آتا چلا ہے۔
حسن۔ (مسکرا کر) کہانتک یقین نہ آئیگا بہن۔
بڑی۔ ہان بہن پھر کیا دیکھا آنکھ تو نہین کھل گئی۔
بیگما بیگم۔ (بوڑھی کا نام) ابھی نہین بس پھر مین نے دیکھا کہ وہ آدمی زینہ لگانے لگا تو اس بیرحم دوسرے شخص نے زینہ کھینچ لیا اور وہ بیچارہ گر پڑا۔ مگر پھر سنبھلا اور ایسا مارا کہ اس شخص کا دم ٹوٹنے لگا۔ حسن آرا نے قہقہہ لگایا۔ اور وہ دی زینے پر چڑھ کر آسمان پر گیا۔ آسمان پر تھگلی لگائی تو نظرون سے غائب ہو گیا اور حسن آرا نصیب دشمنان رونے لگی کچھ دیر کے بعد آسمان سے وہ اُترا اور ایک بڑا سا تارا ہاتھ مین لایا بہار پر اوتر کر وہ اس فکر مین تھا کہ حسن آرا کے پاس جائے کہ بس اتنے مین مہری نے آواز دی اور آنکھ کھل گئی۔

جب بڑی بیگم اور بیگما بیگم دونون ضعیفہ خاتونین چلی گئین تو حسن آرا اور روح افزا اور سپہر آرا بہت ہنسین اور بہار النسا اور گیتی آرا سے مزے مزے کی نوک جھونک ہونے لگی
حسن۔ اِنسے اور اماجان سے خوب بنتی ہے۔
روح۔ بنا ہی چاہے۔ یہ ایک خواب کا حال بیان کرین تو وہ دس اُوپر کتنا اچھا ہو اعتقاد ہی۔ کچھ ٹھکانا ہے۔
بہار۔ تمہارا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔ تم تو کسی کو مانتی ہی نہین۔ تم دونون کی ایک رائے ہے۔ بھلا انکو جھوٹ بولنے سے کیا ملتا۔
گیتی۔ کیا تعجب کیا ہی۔ شاید دیکھا ہو خواب۔
بہار۔ آخر تم کبھی خواب دیکھتی ہو یا نہین پھر اگر انھون نے ایسا خواب دیکھا تو کون تعجب کی بات ہے۔
حسن۔ اوہ۔ باجی اللہ جانتا ہے بیگما بیگم نے اسوقت ایسی برجستہ کہی کہ مین دنگ ہو گئی۔ مین جانتی ہون شاید گھر ہی سے سوچتی آئی ہونگی۔ اور بے سوچے کہی تو اس فن مین ان کو کمال حاصل ہے۔
گیتی۔ اس بات مین ہم تم سے اتفاق نہ کرینگے۔ حسن آرا
بہار۔ تم اتفاق کرو یا نہ کرو وہ کب مانتی ہین۔ وہ تو جو سمائی سو سمائی۔ بس اب وہ بات دل سے نہ نکلے گی۔
اتنے مین ایک مغلانی نے آکے ان سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا حضور بڑی بیگم دریافت کرتی ہین کہ آپ کو کسیکو معلوم ہے ثریا بیگم کون ہین اور کہان رہتی ہین۔ نازک ادا اور جانی بیگم بولین۔ ہان ہان ہمین معلوم ہے نواب سنجر سطوت کے ساتھ انکا نکاح ہوا ہے رہتی تو یہین ہین مگر کچھ دن سے اپنے مہمان کے ساتھ باہر گئی ہین مگر آنے والی ہین صبح شام داخل ہوا چاہتی ہین مغلانی جواب لے گئی ادھر نازک ادا نے حسن آرا کے کان مین ثریا بیگم کا حال کہا اور برات کے دن وہ یہان آئینگی اس شب کو حسن آرا بیگم اس درجہ مسرور و محظوظ تھین جس کا حد و پایان نہین۔

حسن آرا بیگم سپہر آرا کے پلنگ کے قریب ایک مسہری پر لیٹین مگر نیند اُڑ گئی۔ مارے خوشی کے پلک کا جھپکانا بھی محال تھا۔ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر کروٹین بدلتی

تھین میم صاحب کا خط کا ہیکو تھا بشارت رسان تھا۔ سوچتی تھین کہ مجھے یہ حال پہلے سے معلوم ہوتا تو خدا جانے کیا کیا کہتی اور کیا کیا پیغام بھیجتی اب تک جواب بھی آگیا ہوتا لیکن اگر ہماری پیغامبر نکلے جاتین تو انسے پیغام کب ادا ہوتا

ایک ایک ادا اسو سو دیتی ہے جواب انکی
کیونکر لب قاصد سے پیغام ادا ہوتا۔

اتفاق سے سپہر آرا کی آنکھ کھلی تو دیکھا حسن آرا بیگم مسہری پر بیٹھی ہین۔ کہا باجی جان اتنی رات آئی آپ کو نیند نہین آتی۔ مسکرا کر جواب دیا آج نیند کو ہم نے بھلا دیا اسوقت خدا جانے کسکی یاد ہی۔

سپہر۔ لے ماندی ہو جاؤ گی باجی کوئی دو تو بجے ہونگے

حسن۔ نیند نہین آتی حضرت عشق بھی عجب چیز ہین جب فراق تھا تو درد ہجر کے سبب سونا نصیب نہ ہوا اب امید وصل ہی تو خوشی کے مارے آنکھ نہین جھپکتی۔

سپہر۔ یہ تو بنی بنائی بات ہی اسوقت بھی ایک قسم کی بیقراری ہی ہاں بے چینی ضرور ہو گی مگر یہ بے چینی ہزار ہزار آرام سے اچھی ہے

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

حسن۔ کیون بہن جسوقت مہری نے آنکے کہا تھا کہ آزاد تو چلدئے اور یہ خط دے گئے ہین اسوقت کو یاد کر دل کا کیا حال تھا۔ طبیعت دگرگون ہوئی جاتی تھی ایک؟ زمانہ تھا کہ دل آنا اور کسی پر مرنا جانتی بھی نہ تھی اور یکایک آزاد نے ایسا افسون پڑھ کے پھونکا کہ دل ہے ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب تک دل نہین آیا تھا تب تک الڑھونے کے دن تھے مگر جب عشق کی آگ سینے مین بھڑکی تب معلوم ہوا کہ عشق کسے کہتے ہین۔

نہ تھے ہم پیش ازین آگاہ حال عشقبازی سے
نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے

سپہر۔ کہو خدا کو اچھا ہی کرنا تھا نہین تو معاذ اللہ اگر خدا ناکردہ آزاد کے پاؤن مین ذرا بھی کانٹا چبھتا تو بڑی رسوائی ہوتی۔

حسن۔ اسمین کیا شک ہے۔ مگر بہن گو اسوقت تو تم ہم سے بہت خفا تھین لیکن سچ پوچھو تو آزاد کو ہم نے آزاد باخفا بنایا

سپہر۔ ہان اسمین کون کلام ہے۔ مگر باجی جان انکی دوسری ملعونہ مس میڈا نے بھی بڑا کام کیا انکا احسان آزاد کی گردن پر بھی ہے اور تمھاری گردن پر بھی اگر وہ اسوقت مدد نہ کرتین تو آزاد فوج مین بھرتی ہونے کی حسرت ہی لے کے چلے آتے اور یا تو پھر صورت ہی نہ دکھاتے۔

حسن۔ نہین معلوم میم صاحب کیونکر ہوٹل مین وقت پر پہونچ گئین۔

سپہر۔ انکو ٹوہ تھی نہ وہ بڑی ٹوہی ہین

حسن۔ کیا جانے ہماری نسبت انھون نے آزاد سے کیا کہا ہوگا

سپہر۔ اپنی تعریف کی ہوگی اور عشق و درد ہجر کا حال اس خوبصورتی سے بیان کیا ہوگا کہ جس کا حق ہے۔ ایک تو ان کی طبیعت خود رنگین ہے دوسرے انکے ہان بے دیکھے بھالے اور بلا عشق کامل کے شادی ہی نہین ہوتی۔ تیسرے تم سے اس قدر محبت کرتی ہین چوتھے آزاد کی بہادری اور حسن کی ہمیشہ تعریف کیا کرتی ہین۔ پھر انھون نے آپ کی وکالت کیون نہ کی ہوگی۔

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم
براے یار فروشے دوکان نمی یابد

حسن۔ ہان خوب یاد آیا۔ اما جان نے ثریا بیگم کا حال کیون دریافت کیا تھا۔ ایک مس میڈا ہو تو خیر مین دیکھتی ہون کہ ہر شہر مین کوئی نہ کوئی مہ پارہ پریچہرہ آزاد کی دلدادہ و شیفتہ ہے اور اگر ان سب پردہ بھی رستجھے ہین تو خدا ہی حافظ ہے پھر ہم سے نبھیگی

نہ شاید ہوس باختن با گلے
کہ ہر بامدادش بود بلبلے

سپہر۔ اب تو یہ بدگمانی ہے۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس بھی نہ تھی۔ یہ کاہے سے معلوم ہوا کہ ثریا بیگم بھی ان پر ریجھی ہوئی ہین۔

حسن۔ دریافت کا ہے کو کیا تھا پھر آخر۔ اور سنو تو وہ اللّٰہ رکھی کہان ہے۔ اسکا پتا نہ لگا کہ وہ کہان چلدی

سپہر۔ باجی جان اگر برا نمایئے تو کہون۔ اُس سے تو ہم کو بھی ہمدردی تھی اسکی باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ آزاد پر جان نثار کرنے کو مستعد ہے۔

حسن۔ تم کسی ترکیب سے کل سویرے اما جان سے پوچھنا کہ اما جان جس وقت بیگما بیگم آئی تھین آپ نے ثریا بیگم کا حال کیون دریافت کیا تھا۔

سپہر۔ اگی باجی دور کیون جاؤ۔ نازک ادا بیگم سے پوچھ لو اُنکو سارا حال معلوم ہے کہتی نہ تھین کہ نواب سنجر سطوت سے انکا نکاح ہوا ہے۔ سویرے ہم انھین سے پوچھ لین گے۔

حسن۔ بات یہ ہے کہ میڈا نے تو احسان کیا ہے۔ اُسکو تو آزاد جس قدر چاہین اور پیار کرین بجا ہے مگر اور کا نام ہمارے سامنے نہ لین۔

سپہر آرا کو اللّٰہ رکھی کا حال خوب معلوم تھا کہ آزاد کی روانگی کے بعد وہ جوگن ہو گئی اور ٹھان لی ہے کہ جب تک آزاد واپس نہ آئینگے اسی حالت مین رہیگی سوچین کہ اگر حسن آرا کو اس حال سے اطلاع دیتی ہین تو یہ اور کھٹکینگی کہ مبادا اُس نوجوان خوبرو کی وفاداری اور عشق کی کیفیت اور اس درجہ محویت آزاد کے دلمین کوئی اور خیال پیدا کرے اور مس میڈا کے علاوہ اُس کو بھی عقد نکاح مین لائین حسن آرا سے کہا سچ کہتی ہو۔

حسن۔ میڈا کے ساتھ شادی کا جو اقرار کیا اس مین تو مجبوری تھی اور اس مین ہمین بھی شکوہ سنجی کی گنجائش نہین ہے۔ کیونکہ میڈا کی عنایت اور رعایت کے بغیر کوئی کام نہ چلتا۔ مگر یہ ممکن نہین کہ آزاد ہمارے عاشق زار و وفادار ہو کر ایسی ویسی پر نظر ڈالین یہ ہمارا خیال خام تھا سچ ہے ع

عشق ست و ہزار بدگمانی

مگر ہم اپنی پسند اور اپنی شناخت پر جس قدر ناز کرین بجا ہے۔ ع

معشوق پسند تو بر انداز تو گیہے

آزاد وہ آئینہ طلعت جوان رعنا ہے جسپر ہندوستان سے اقصاے روم و روس تک اچھی اچھی زاہد فریب حورین دیکھتے ہی ہزار جان سے شیدا ہو گئین۔

زیر نیمش ہزار خرگاہ | صد تیغ و ترنج بر کف ماہ

صد صبح بہار در جبینش
صد دستہ چمن در آستینش

سپہر۔ جو عورت دیکھتی ہوگی اللہ گواہ یہی کہتی ہوگی کہ یا خدا یہ جوان شیر اندام و گلفام کس خوش نصیب خاتون عرش طالع کا زیب آغوش ہوگا۔

حسن۔ پولینڈ کی شہزادی صرف تصویر پر تنویر دیکھکر اسقدر ریجھ گئی واقعی اپنے وقت کا یوسف ہے۔ اب اسمین ذرا شک نہین رہا جو نغمۂ خوش روح کے ساتھ کرتا ہے وہ آزاد کا نظارۂ جمال انسان کی آنکھ کے ساتھ کرتا ہے
یہ حسن بھی بلاے بے درمان ہے۔ ؎

حسن آمد و بر جہان صلا زد
عشق آمد و صد در بلا زد
نی فن ترتیب ناگہانے
نی عشق بلاے آسمانی
حرف شب عاشقان دراز است
فسانۂ عشق جانگداز است

عشق ست سر سبو کشادہ
معشوق پیالہ عشق بادہ

سپہر۔ اب آج رات کو آپ کو نیند نہ آئیگی۔
حسن۔ اب رات ہے کہان۔ کوئی دم مین سپیدۂ صبح نمودار ہوا جاتا ہے۔ ہم سنا کرتے تھے ہن کہ عاشقون کی رات کاٹے نہین کٹتی مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ مژدۂ وصل بھی شب ہجر سے کم نہین اکثر راتون کو جب آزاد یاد آتے تھے اور مین بیقرار ہو جاتی تھی سوچا کرتی تھی کہ یا خدا جس شب کو آزاد کے بخیر واپس آنے کا مژدۂ بہجت خیز سنینگے کس مزے کی نیند آئے گی جیسے کوئی گھوڑے بیچ کے سوتا ہے۔ آج خدا نے یہ خوشخبری سنائی تو نیند نے ہوا بتائی۔ ؎

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کو دلم نہ بود از من +

ایک دفعہ مجھسے کسی قدر روٹھ گئے تھے تو مین نے مسکراکر کہا بندہ پرور یہ بے اعتنائی اور کج ادائی خدا کی شان۔ آپ بھی اتنے ہوے کہ ہم مہر و الطاف سے پیش آئین۔ اور آپ روٹھین۔ اُس کے جواب مین کہا شان خدا اب ہم ایسے گئے گذرے ہوے۔

سپہر۔ لسان اور مقرر تو پرلے سرے کے ہین۔
حسن۔ اسمین کیا فرق ہے باتین بھی ویسی ہی اور لگاوٹ بازی بھی ویسی ہی۔ اور دلربائی اور شان اور آن بان سب دل چھین لینے مین طاق مین ایک سے ایک بڑھکر اور مین بالکل ناآزمودہ کار۔ ؎

اب تلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ
کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہو اور کوئی ادائے دلخواہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ
میتوان برد بہر شیوہ دل آسان از من

سپہر۔ اوہ واقعی جب مہری نے آن کے کہا تھا کہ چلے گئے تو مجھے اسقدر کا قلق ہوا تھا کہ دل ہی جانتا ہے۔
حسن۔ مگر میرے استقلال طبع کی نہ تعریف کرو گی کیون سچ کہنا ہن تم نے لاکھ سمجھایا اور ہزارون دلیلون سے منت سے سماجت سے کہا مگر مین نے ایک نہ سُنی۔
اتنے مین نازک ادا بیگم کی آنکھ کھل گئی۔ کہا بھئی اللہ یہ کیا بک بک لگائی ہے پچھلے سے بکتے بکتے یہ

وقت آیا۔ زبان کیا کترنی ہے۔ ولایت کی مقراض
ہے کہ رکتی ہی نہیں۔
حسن۔ تم تو ایسا سوئین کہ کل تک اُوٹھنے کا نام ہی
نہ لیتین اب سویرے جو آنکھ کھلی تو یہ نخرے ا۔
نازک۔ تم کو آج بھلا کہان نیند آئی۔
حسن۔ پھر یہ تو سچ ہے۔ آج بھلا سونیکا کون موقع تھا۔
نازک۔ مجھے بڑی ہنسی آتی تھی جب مین سنتی تھی
کہ حسن آرا راتون کو خدانخواستہ رو یا کرتی ہین۔
حسن۔ کسی پر دل آیا ہوتا تو قدر و عافیت معلوم ہو جاتی

رو یا کرین گے آپ بھی پہرون اسی طرح
اٹکا کہین جو آپ کا دل بھی مری طرح

سپہر۔ ہے تو سچ بہن۔ دل آنا ستم ہے بخدا۔
حسن۔ پھر بھلا آپ کے ہنسنے کی کون بات ہے دل
ہی تو ہے جب ہجر یار نے ستایا تو خواہی نخواہی آنسو
آنکھون سے جاری ہو جائینگے۔
نازک۔ چلو اب تو خداوند کریم نے تمھاری سن لی۔
حسن۔ شکر ہے اُس کا مستجاب الدعوات نے ہماری
دعا قبول کر لی اور آزاد کو بھی سرخرو کیا۔
ورنہ کئی بار ہمین یون ہی سی امید رہی تھی اُسوقت
ہمارا دل بے قابو ہو گیا۔
نازک۔ ہوا ہی چاہیے۔ یہ تو قاعدہ ہے بہن۔
سپہر۔ بارے بخیر گذشت خدا نے سن تو لی۔
حسن۔ اُسدن البتہ ہمارا دل بہت مغموم ہوا۔
تھا جب ہم نے سُنا تھا کہ ایک عورت کے ساتھ آزاد
نے نکاح پڑھوا لیا۔

سپہر۔ مگر وہ تو طوفان اوٹھایا اور مجھے بالکل یقین
نہین تھا کہ آزاد روم مین جا کر کسی ایسی ویسی
کیطرف طبیعت مائل کرے۔
نازک۔ لے توبہ یہ ان ہونی بات تھی منزلون کیا
معنی بلکہ برسون کی راہ طے کر کے دور دراز ملک
مین جائے اس سے یہ امید کیونکر ہو سکتی ہے کہ
وہان جا کے کسی اور پر ریجھے جو لوگ اس قطع کے ہوتے
ہین وہ اتنی دور نہین جایا کرتے۔
حسن۔ مگر اس وقت خدا جانے ہمارے دل کو کیا ہوا کہ
بے اختیار رونا آ گیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ
مردنی چہرے پر چھا گئی۔
سپہر۔ اُس دن تو باجی جان خاتون جنت کی قسم بڑا
غضب ہو گیا تھا ڈاکٹرون اور حکیمون تک کی نبضین
ڈھیلی ہو گئین۔ اچھے اچھون کے رنگ چھوٹ
گئے مگر خدا نے بڑی کریمی کی۔
نازک۔ تب تک ہم سے تم سے اسقدر ربط نہین تھا
مگر ہم نے سنا تھا کہ حسن آرا بیگم کی طبیعت درجۂ اعتدال
سے متجاوز ہے اور پھر سننے مین آیا کہ ڈاکٹرون نے
خدانخواستہ جواب دے دیا۔
حسن۔ جواب تو دے ہی دیا تھا ان طبیب موؤن نے
صاف کہدیا تھا کہ اب نہ بچینگی۔ مگر ڈاکٹرون نے آن کے
مسیحائی کی اور ہمین جلا لیا۔ خدا جانے کون عرق دیدیا
عرق کیا آب حیات تھا پہلے دس قطرے پانی کے ساتھ
پئے پھر آدھ گھنٹے کے بعد دس قطرے اور استعمال
کئے خدا کی عنایت سے آنکھین کھول دین سب کی جان

مین جان آئی۔ رونا پیٹنا شروع ہو گیا تھا۔
نازک۔ دیکھین آزاد پاشا سے کیسی باتین ہوتی ہین۔
حسن۔ اللہ جانتا ہے اگر ان کی تقریر سن لو تو برسون نہ بھولو۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ منھ سے پھول جھڑتے ہین۔
نازک۔ اللہ اللہ۔ اور ہمارے میان کی تقریر سنو تو یہ معلوم ہو کہ ایش کے باغ منھ سے جھڑ رہے ہین۔
حسن۔ واہ آزاد کا کلام دلچسپ اور کج ادائی و دلربائی خدا جانتا ہے بس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ہزارون مین ایک دیدار و جوان ہے۔ اچھا اپنے میان کا اور ہمارے آزاد کا ایک دن مقابلہ کرو۔
نازک۔ اچھا جو خوبصورت ہو وہ دوسرے کی بیوی کو چھین لے۔
حسن۔ واہ بہن مطلب یہ کہ ہم سے سوتیا ڈاہ پیدا کرو گی پھر صاف صاف یہی کیون نہین کہدیتین کہ آزاد پر تمھارا بھی دل آیا ہے۔
نازک۔ اچھا خیر یون ہی سہی کیا مضائقہ ہے۔
حسن۔ اب نیند آتی ہے۔ ارادہ ہے کہ نماز پڑھ کے ذری سو رہون ورنہ طبیعت بہت بےچین رہیگی۔
نازک۔ اچھا اب بہن نماز پڑھو اور سو رہو۔

دوسرے روز ساری خدائی مین مشہور ہو گیا کہ سپہر بسالت و ہمدردی کے تابندہ اختر مشرقستان جمعیت و حب الوطنی کے مہر منور آزاد مرزا مع الخیر و العافیت بعد حصول فتح و فیروزی نام کر کے روم سے واپس آئے صبح سے بارہ بجے تک ہوٹل مین وہ اژدحام عام تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی تھالی اچھالی جاتی تو سر ہی سر جاتی۔ شہر بھر کے لوگ جمع تھے تانتا لگا ہوا تھا جس نے سنا فرط اشتیاق سے سر کے بل گیا مس میڈا اور کلیریسا خوش و خرم کہ آزاد کے ہموطن اُنسے ہمدردی کا اظہار کرتے ہین اور انکی دلی محبت کا دم بھرتے ہین۔ وفور جوش سے اکثر آدمیون نے آزاد کے قدم لیے اور بڑھ بڑھ کے تعریفین کرنے لگے کہ واہ رے سورمان مردان مرد شیر دل کیا کہنا ہے ع۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ یہ تمھارا ہی کام تھا بھائی جان۔
حافظ۔ آج جدھر جاؤ آزاد ہی آزاد کا چرچا ہے۔
شیخ۔ ہوا ہی چاہے برسون کے بعد خدا نے یہ دن دکھایا۔ بچھڑے ہوؤن کو ہم سے ملایا ہے حسن آزاد کی تصویرین دیکھ دیکھ کر دل کو ڈھارس دیتے تھے اسکو آج روبرو دیکھ رہے ہین اس سے زیادہ خوشی اور کیا ہو گی۔
سید۔ اجی کیسی خوشی ابشادی مرگ دو ایک کو ہو جائے تو عجب نہین خوشی کیا شے ہے یہ شخص اس قابل ہے کہ اسکے پانون دھو دھو کے پیئے۔
جماعت۔ (متفق اللفظ ہو کر) اسمین کچھ شک بھی ہے
آزاد۔ آپ سب صاحبون کی ہمدردی کا شکریہ۔ مگر مینے تو صرف اپنا فرض ادا کیا اور وہ بھی خالی از طمع نہین ایک تو یہ خیال تھا کہ حسن آرا بیگم محظوظ ہونگی اور اس کار گزاری کے صلہ مین اُنسے ہم آغوشی نصیب ہو گی دوسرا خیال یہ تھا کہ برادران دینی اور ملک کے کام آؤنگا جو مین ذریعہ مغفرت سمجھا گیا ہے۔ ان دونون خیالون نے مجھے اور بھی بر چیک دی۔
حافظ۔ دو لاکھ خیال ہون جب دل مضبوط نہین

کچھ نہین ہو سکتا پہلے دل تو ایسا مضبوط کرے اور اللہ رے استقلال - کچھ ٹھکانا ہے - استقلال کی بھی کوئی حد ہے - یہ آزاد ہی کا کام تھا -

سید - درین چہ شک تب تو آج طوطی بولتا ہے -

ایک - اسوقت کوئی حسن آرا بیگم کے دل سے پوچھے -

دوسرا - میرے دل کی بات کہی - واللہ سچ ہے -

تیسرا - حضرت ہم کو تو امید نہین تھی کہ آزاد یا شاذ زندہ آئینگے - ہم تو مایوس ہوگئے تھے - مگر خدا کی کریمی سے عہد سے کہ یہ روز سعید دیکھا -

چوتھا - اس اقبال کو دیکھئے کہ جس جنگ مین شریک ہوئے فتح ہی پائی جس سے مقابلہ کیا اُس کو نیچا ہی دکھایا کبھی کسی سے دب کے نہ رہے آج تک

حماک اللہ عن شر النوائب	جزاک اللہ فی الدارین خیرا

پانچوان - بھائی صاحب اس شکل و صورت کا آدمی ہر دل عزیز ہی ہوتا ہے - آدمی کیا پری ہے حسن ہے اور صورت دیکھئے تو شریف جو انمرد اور خوبرو -

زلف کو دیکھکے سنبل ہے پریشان کیسا
اسکا منھ دیکھکے آئینہ ہے حیران کیسا
تم کو لے قافلہ والو مہ کنعان کی قسم
میرے یوسف کا ہے یہ چاہ زنخدان کیسا
قامت سرو یہ ہے ناز تجھے اے قمری
دیکھ تو ہے یہ مرا سرو خرامان کیسا

میڈا - (مسکراکر) یہ بھی ہم کو خواجہ کا بھائی معلوم ہوتا ہے

کلیرسا - (زیر لب تبسم کرکے) بھائی! بڑا بھائی کہو -

آزاد - کہان تو باتین کر رہے تھے کہان ایسے مزے مین آئے کہ گانے لگے - بیشک خوجی کا بڑا بھائی ہی خواجہ صاحب اس وقت آرام کر رہے ہین - (ہوٹل والے سے) ذرا انکو جگا تو دو -

اتنے مین خواجہ صاحب آنکھین ملتے ہوئے برآمد ہوئے اور جم غفیر دیکھکر آواز بلند للکارے - این!! این جماعت پرور چرا این مردم سازش برائے بہر جنگ نمودہ بودہ یا اندچہ

آزاد - اجی حضرت تسلیم - واسطے خدا کے ترکی نہ بولو -

خوجی - (مسکراکر) حضرت ہم تو فارسی الفاظ بولتا ہین -

میڈا - خواجہ صاحب آپ کی جوڑ کے ایک اور بزرگوار بھی یہان موجود ہین - اب تک آپ بے نظیر تھے اب آپ کا جواب بھی ملگیا -

اتنے مین وہ مسخر الدولہ خواجہ بدلیا کا بھائی پھر ہانک لگانے لگا اور خواجہ صاحب بھی چکرائے کہ من چہ نش ام برادر کلان من بسیار نش است -

مسخرہ - ایک پیسے بلا ایک جھنجھی کوڑی سے لیکر کرور روپیہ تک کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ آزاد کا سا جوان نہ ہوا اور نہ ہوگا اور نہ ہے -

راست قامت ہے کج ادا ہے وہ	ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اسکی

آزاد - اوہو - واللہ بالکل خوجی ہی ہین - قد و قامت بھی ویسا ہی بات چیت بھی ویسی ہی ہے شکل و صورت بھی مشابہ اور برجستہ شعر تو ایسا پڑھا کہ خود خوجی جھیپ گئے ہونگے

میڈا - (رومال لب پر رکھکر مسکراتی ہوئی) لیں انکو چھپاؤ انکو دکھاؤ انکو چھپاؤ انکو دکھاؤ - ذرا فرق نہین -

مسخرہ - حضور مس صاحب بہادر سنیے گا ؎

ڈوپٹا منھ سے سرکایا تو ہوتا	چراغ زیر دامن کیون نہی ہو

خوجی۔ یہ کوئی مسخرہ ہے کون۔ اور تو اور یہ عورتون پر آوازہ کسنا کیا معنی۔ کچھ بیدعا تو نہین ہوا ہے۔

مسخرہ۔ کوئی ہم سے بڑھ کے دیکھ لے بڑا مردوا ہو آجائے

خوجی۔ (کتارا تول کر) کیا کیا۔ برس پڑون۔

مسخرہ۔ جا اپنا کام کر۔ جو گرجتا ہے وہ برستا نہین۔

خوجی۔ بچہ تمھاری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہے۔

مسخرہ۔ ماشہ بھر کا آدمی۔ بونٹے کے برابر قد اور چلا ہے ہم سے بڑانے۔ خدا کی شان۔ اسوقت فقط محمد آزاد کا لحاظ ہے ورنہ جہان کے تھے وہین پہونچا دیتا۔ اکڑنا وکڑنا سب بھول جاتے۔

خوجی۔ کوئی ہے لانا تو چنڈو کی نگالی لے آیئے۔

مسخرہ۔ گئے کہان ہین جو تم بلاتے ہو۔ ہم تو جہان کھڑے تھے وہین ہین شیر کہین بٹا کرتے ہین۔ جیسے سوجے ڈنٹے سوڈنٹے۔ اب تو ہاتھی اور مکنا مست ہاتھی بھی آئے تو ہٹنا معلوم۔

خوجی۔ (کمر کسکے) تمنا کھیل ہی تیری مین اسکو کیا کرون اب جو کچھ کہنا سننا ہو کہہ سن لو۔ تھوڑی دیر مین لاش پھڑکتی ہوگی۔ اتنا یاد رکھنا مین ایک نہ مانونگا۔

کیا گرم ہے خون میرا پڑے سیکڑون چھالے
پیدا ہوئی ظالم تیری تلوار مین گرمی

مسخرہ۔ مین بھی ایک نہ مانونگا ڈنٹا سوڈنٹا بس۔

گر نہو بیم خزان دل مین نہ امید بہار
پھر تو نخل ناامیدی مین ثمر پیدا کرون۔

راوی۔ بہت ہی خاصے اچھے ملے۔ دونون بے تکے۔ تیتن جنگلا مین اکیلا ہی مجھے جانے دو۔ خوب رنگی جوڑ ملی۔ ٹھینگے دیو ادو دونون اچھے ملے۔ جواب ترکی بہ ترکی۔ کوئی کم نہین

خوجی۔ تیرے ننھے ننھے ہاتھ پاؤن پر رحم آتا ہے۔

یاد آیا مرا تن پر داغ | اُسنے جب لالہ زار کو دیکھا

مسخرہ۔ ننھے ننھے ہاتھ پاؤن کے بھروسے نہ بھولنا نہین تو

بیخودی مین گل و سنبل کو جو دیکھو تو کہو
رخ گلرنگ یہ ہے زلف گرہ گیر یہ ہے

راوی۔ ابھی جوڑ پھڑکی۔ ہمرنگ کی دو ہی۔

آزاد۔ آپ دونون صاحب کیون لڑے مرتے ہین خواہی نخواہی دونون کے چہرے سے شرافت برستی ہے مگر خدا جانے اس جنگ گری اور پاجی پن کی باتون سے کیا ملتا ہے۔

مسخرہ۔ ذری زبان سنبھالے ہوئے حضرت اُنکو پاجی بنایئے مگر بندے کیطرف خطاب نفرمایئے گا سمجھے۔

خوجی۔ اس پاجی کو ہزار بار پاجی کہیئے۔ مگر بھلے مانسون کو اس مین شامل نہ کیا کیجئے۔ پاجی کوئی اور ہوتے ہونگے ہوٹل مین جتنے کھڑے تھے سبکو شگوفہ ہاتھ آیا اور بڑے شوق سے ان دونون بونے کوتہ پاچہ پہلوانونکی کشتی دیکھنے کے منتظر تھے کہ اب چلی اور اب چلی۔ یار لوگ آپ جانیے ایک ہی فقرہ باز آوازہ کسنے لگے تاکہ دونون جھلائین اور آپس مین خوب دھول دھپا ہو۔

ایک۔ بھئی ہم تو اُن کی طرف ہین (خوجی کیجانب)

دوسرا۔ ہم بھی۔ یہ اُنسے کہین سکت دار ہین۔

تیسرا۔ کون وہ کہین ہون نہ اُنمین ان مین بیس اور سولہ کا فرق ہے چاہے بدلو بولو کیا کیا بدتے ہو۔

چوتھا۔ اجی انسے کیا کہتے ہو ہم سے بد دہم انکے ہاتھ پر بدتے ہین (مسخرے کیطرف) ایک روپیہ سے تا بہ سو تلک مار دیا ہاتھ

خوجی۔ جس کا روپیہ فالتو ہو وہ انکے ہاتھ پر بدے اور جو کچھ گھر نا لیجانا چاہے وہ ہمارے ہاتھ پر بدے بس اشارہ کر دیا ہے

مسخرہ۔ ایک لپوٹے مین بول جائے تو سہی۔ بات کرتے کرتے پکڑ لاؤن اور چٹکی بجاتے چت کرون۔ یون یون (چٹکی بجا کر)

خوجی۔ نا۔ اتنی دیر خواجہ بدیع نہ لگائین گے۔

مسخرہ۔ تم تو بڑے ہو گئے گھورے پر اتنی دیر مین۔ تم اور مقابلہ مردان جنگی کرو۔ یہ منھ کھلائے جولائی ایک انگلی سے وہ پیچ باندھون کہ تڑپنے لگو۔ ؎

لیا جس نے ہمارا نام مارا ہیگنہ اُس کو
نشان جس نے بتایا بس وہ تیرون کا نشانہ تھا

آزاد۔ بڑھ گئے خواجہ صاحب۔ یہ آپ سے بڑھ گئے اب کوئی برجستہ شعر فرمایئے تو عزت رہے ورنہ اسی دم ڈوب گئی۔ جی حضرت دل لگی نہین ہے۔

خوجی۔ اجی اس سے اچھا شعر اور حسب حال۔

تڑپا نہ تہ خنجر مین ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا
تھا پاس ادب جو قاتل کا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا

مسخرہ۔ (لنگ کسکر جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا) او بے ادب

خوجی (کنارہ رکھکر) دیکھ تیری قضا آگئی ہے۔

مسخرہ۔ معلوم ہو جائیگا کسکی قضا آئی ہے۔ ذرا سامنے آؤ تو ایک جھڑپ مین زمین مین سر گھونس دون بس ایک ہی جھڑپ مین جی

خوجی اور مسخر الدولہ دونون کے سر پر جنون سوار ہوا۔ اور دونون نے ٹھان لی کہ ضرور کشتی کرینگے یہ سمجھے تھے کہ مسخرہ کیا مال ہے۔ جھٹتے ہی اٹھا کے دے مارون گا۔

وہ کہتے تھے ایسے ایسے بونونکو نیچا دکھانا کون بات ہے اشارہ مین لڑا دون اور چرم کر ڈالون اسکی اصل حقیقت کیا ہے

اتنے مین خواجہ بدیع الزمان پہلوان خم ٹھونک کے آگے بڑھے۔

خوجی۔ خم ٹھونک کر۔ اب بھی کہا مان۔ نہ لڑ۔

مسخرہ۔ (ڈنڈ پیل کر) یا علی مدد سے مدد کن خدایا۔

خوجی۔ آؤ خواجہ بدیع تم بھی دس ڈنڈ کر لو۔

مسخرہ۔ بس اب ڈنڈ مگدر رہنے دو آؤ۔ آنکر جھپٹ جاؤ ہمت مردان مدد خدا۔ قدم در دلیشان رد بلا

بال سا آنکھون مین کھٹکا کیا میری شب ہجر
یاد موے کمر یار نے سونے نہ دیا۔

جلد تلوار اٹھائی مرے سر پر رکھکر
سایۂ تیغ مین بھی یار نے سونے نہ دیا

ہجر مین سوتے تو کیا وصل مین منھ دکھلاتے
آخر گذری جو غم یار نے سونے نہ دیا

قبر مین جنکو نہ سونا تھا سلایا ان کو +
پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا

خوجی۔ اب اس وقت شعر شاعری سے کیا واسطے

آزاد۔ جاؤ بھی شاعری مین تو تم بالکل دب گئے

خوجی۔ کون واہ خوب سبھے مجھے تصور۔ اے حضرت

خلاقی مضمون کا ہے سب کو دعوے
کھلجائے جو چندے مین زبان بند کردن

خواجہ صاحب شعر پڑھنے مین مصروف تھے کہ اتنے مین مسخرے نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً اٹھ پڑا اور گردنین ہاتھ دیکر قریب تھا کہ زمین پر دے ٹپکے مگر خواجہ صاحب سنبھلے

اور جھلا کے مسخرے کی گردن مین ہاتھ ڈال کے کہا یہ
پنجۂ قضا دست اجل ہے۔ اب ہین ڈھیر ہوگئے ہین کی
مٹی بری تھی سمجھے) انکی گردن زور سے ہلا کر کہا کہ میان
بس اب تم کو ہم مرحوم کہین گے۔ تم مرے مین داخل ہوئے
خوجی۔ (دانت پیس کے جھٹکا دیکر) اور لے گا۔
مسخرہ۔ (گدا جما کر) لے اور لے گا اور لے۔
خوجی (گھونسا دیکر) اور ایک لیتا جا اور ایک اور۔
مسخرہ (دانت کٹکٹا کر) آج تجھے جیتا نہ چھوڑنے کا۔
خوجی۔ ہونٹ کی دوا کر۔ دیکھو ہاتھ ٹوٹا تو نالش کر دونگا
کشتی مین ہاتھا پائی کیسی بدتمیز بے شعور۔
راوی۔ سچ تو ہے کشتی مین ہاتھا پائی سے کیا واسطہ
مسخرہ۔ ہان۔ ہاتھ ٹوٹا تو نالش کر دوگے۔ اپنی بڑھیا
کو بلالاؤ کوئی لاش پر رونے والا تو ہو تمھاری۔
خوجی۔ (جھلا کر) یا تو قتل ہی کرینگے یا قتل ہون گے۔
مسخرہ۔ اور ہم قتل ہی کر کے چھوڑین گے۔
اتنے مین خواجہ صاحب نے ایک اَنٹی بتائی تو مسخرا
گرا مگر ہٹ اور خواجہ صاحب بھی اُس سے الگ منھ کے
بھل زمین پر آ رہے۔ اب نہ یہ اٹھتے ہین نہ وہ۔ دوسری
بار خواجہ صاحب نے مسخرے کو بیچنی بتائی اور نیچے پکڑ لائے
تو مسخرے نے فوراً انکی گردن دبائی۔ اب ادھر خوجی
تڑپ رہے ہین اُدھر مسخرہ نیچے دبا ہوا ہے نہ وہ انکی
گردن چھوڑتا ہے نہ یہ اُس کو چھوڑتے ہین دونون اپنے
اپنے داؤن گھات کر رہے ہین۔
مسخرہ۔ ہاتھ ڈال گئے ہین گردن نہ چھوڑون گا۔
خوجی۔ تو گردن مروڑ ڈالو گر مین ادھ مرا کر کے چھوڑونگا
گردن چاہے مرنڈا ہو جاے مگر پیس ڈالون گا۔
مسخرہ۔ (گردن زور سے دبا کر) اب بتاؤ بچہ جی۔
خوجی۔ (خوب دبا کر) اُسکا جواب یہ ہی سمجھا اُسکا جواب
یہ تھا ہاے گردن گئی گئی گردن موت کا سامنا ہے۔
مسخرہ۔ اے مرا۔ جان گئی پسلیان چرچر بول رہی ہین۔
خوجی۔ ہرچہ باداباد جو کچھ ہو سو ہو کچھ پروا نہین ہے۔
مسخرہ۔ یہان کسکو پروا ہے کوئی رونیوالا بھی نہین ہے۔
اتنے مین خوجی نے گردن چھڑائی اُدھر مسخرہ مٹا نکل بھاگا
اور خوب تالیان بجین۔ دونون سمجھتے تھے کہ ہم شیر ہین۔
خوجی۔ (اپنی گردن دبا کر) اُفوہ واللہ مین ہی ایسا بچیا
تھا کہ گردن بچ گئی ورنہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی۔ واہ رے ہم
مسخرہ۔ اور ہم کس سے کہین میرا ہی سا پاجی تھا کہ اتنی
دیر تک برداشت کی ورنہ دوسرا اتنک کب کا بول چکا ہوتا
اب یار لوگون نے پھر فقرے چست کئے اور دونون کو تیار
کرنا شروع کیا ایک صاحب بولے بھئی ہم تو انکے دم
کے قائل ہین۔ دوسرے نے کہا واہ۔ اگر کچھ آدھ گھڑی
اور کشتی رہتی تو وہ مار لیتا۔ تیسرے نے کہا۔ اچھا پھر ابھی
سہی۔ کیا کسیکا دم تھوڑا ہی ٹوٹا ہے۔

یار لوگ تو انکو تیار کراتے مگر ادن مین دم نہ تھا آدھ
گھنٹے تک دونون ہانپا کئے مگر زبان چلی جاتی تھی اور
اپنے منھ میان مٹھو بننے سے دونون نہین چوکتے تھے۔
خوجی۔ اک ذرا اور دیر ہوتی تو پھر دل لگی دیکھتے۔
مسخرہ۔ ہان بیشک دل لگی دیکھنے کا جب ہی موقع تھا
خوجی۔ خدا کا شکر کرو بچ گئے ورنہ منھ بگاڑ دیتا۔
مسخرہ۔ اب تم اس فکر مین ہو کہ مین پھر اٹھون۔

خوجی - کیون ہڈیان چلچلاتی ہین - اٹھون پھر -
مسخرہ - میرے دُبلے تپلے ہاتھ پانون پر نہ جاؤ -

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

فقرہ بازون نے دیکھا کہ پھر لڑائی کے قابل ہوئے تو فقرے چُست کرنا شروع کیئے -
ایک - خواجہ صاحب مین تو دم ہی نہین باقی ہے -
دوسرا - واہ اُن کا بدن چور ہے -
تیسرا - اچھا پھر تم انکے ہاتھ پر بد - ہم انکے ہاتھ پر بدتے ہین دیکھا نہین تھا کس ترکیب سے پکڑ لائے تھے ہاتھ لاتے ہی پکڑ لائے تھے اک ذرا دیر اور ٹھہرتے نا تو دم ہی نکل جاتا جو تھا - ہم تو انکے قائل ہین اتنی دیر تک گردن دبی رہی مگر ذرا چون تک نہ کی - اُف تک نہین - وہی تیور رہے ہی خم دم
پانچوان - واہ تعریف انکی کرو چٹکی بجاتے پکڑ لائے -
خوجی - یہ بات - اجی ہم نے مصر تک کے پہلوانون کو تو نیچا ہی دکھایا یہ بیچارے کس کھیت کی مولی ہین جو دیکھتا ہے عاشق ہو جاتا تھا -

دم بھڑک جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
دیکھے تو جی ہی نکل جائے نگہ تیر یہ ہے -
قتل ہونگا مین ترے ہاتھ سے یہ لکھا ہے
جو ہر تیغ نہین ہے خط تقدیر یہ ہے -
دیکھتے رہتے ہین ہم خواب پریشان اکثر
پیچ مین آینگے اس زلف کے تعبیر یہ ہے
خط ہوا اشک روان پنجۂ مژگان قاصد
چشم گریان ترے مضمون کی تاثیر یہ ہے

آزاد - اب زیادہ بکھیڑا نہ بڑھاؤ قصہ مختصر کرو -
مسخرہ - حضور مین بے نیچا دکھلائے نہ ہونگا
خوجی - (بڑھکر) آؤ دکھاؤ نیچا (ہاتھا پائی ہونے لگی)
مسخرہ - ابے تو گردن تو چھوڑ گردن چھوڑدے ہماری
خوجی - اس دفعہ تم نے گردن پکڑی تھی (ابکی ہماداؤن ہے)
مسخرہ - تھپڑ لگا کر - ایک (دوسرا گن کر) دو -
خوجی - چپت دے کے - تین تین -
مسخرہ - (گدے پر گدا جماکر) چار پانچ -
فقرہ باز - سو تک گن جاؤ یون ہی - ہان پانچ ہو گئین -
دوسرا - ارے یار بڑا غضب ہے ایسے ایسے جوان اور پانچ ہی تک گنگے رہ گئے - ہان چھ کی آواز آئے چھ کی
خوجی - جھلا کر چپت دی) چھ - چھہ اور نہین تو بڑی دیر سے لوگ مشتاق تھے کہ چھہ کی آواز نہین آتی اور یہ دل مین بھی خلش تھی آخر کار خدا خدا کر

یاد مژگان سے نہ آنکھون مین مرے نیند آئی
آہوؤن کو خلش خار نے سونے نہ دیا

اس مرتبہ وہ گھمسان لڑائی ہوئی اور اسقدر گدا چلا کہ دونون بیدم ہوکے گر پڑے اور رونے لگے
خوجی - بابا رے من بدیع آزاد - بندہ مردنی قریب -
مسخرہ - اُف بے موت مرے - آئے تھے تو آزاد پاشا کو دیکھنے یہان اس مسخرے سے چمٹ پڑے
لاحول ولا قوۃ -
خوجی - آزاد بھائی ہمارا مزار کسی پوست کے کھیت کے قریب بنوانا -
مسخرہ - آزاد پاشا سلامت - ذرا ہماری بھی سنیئے ہماری

قبر شاہ نصیح کے تکیے میں بنوائی جائے جہاں ہمارے والد ماجد خواجہ بلیغ الزمان دفن ہیں۔

خوجی۔ (چونک کر) کون کون۔ انکے والد کا کیا نام تھا۔

آزاد۔ خواجہ بلیغ الزمان کہتے ہیں۔ آپکے نام سے ملتا ہے

خوجی۔ گریہ وزاری کرکے) بھائی ہمیں پہچانا۔ میں خواجہ بدیع الزمان ہوں۔ مگر ہماری تمہاری یونہی بدی ہوئی تھی۔

مسخرالدولہ نے جو انکا نام سنا سر پیٹ لیا کہا بھائی یہ کیا غضب ہوا۔ ارے کیا ستم کیا قیامت کا سامنا ہے ہائے افسوس وائے افسوس حقیقی بھائی حقیقی بھائی کو مارے اور قتل کر ڈالے۔ افوہ غضب کا سامنا ہے۔

آزاد پاشا نے کہا ہم تو تعجب میں تھے کہ خوجی کی انکی صورت اس قدر کیونکر ملتی ہے وہی ہاتھ پانوں وہی قد و قامت بالکل ایک اور باتیں بھی ویسی ہی گفتگو بھی ویسی ہی۔ کسی امر میں ذرا فرق نہیں۔ بعینہ ایک سے آپ کا کیا اسم مبارک ہے اُس نے کہا بندے کو خواجہ رئیس الزمان کہتے ہیں۔

آزاد۔ یہ کہتے تھے کیا معنی۔ کہتے ہیں یا کہتے تھے۔ (

مسخرہ۔ کہتے تھے۔ اب تو ہم مردوں میں شامل ہیں نہ۔

آزاد۔ تو حضرت آپ مُردوں میں شامل۔ ہم تو مردوں میں شامل نہیں ہیں جو لوگ آپکو خواجہ رئیس الزمان کہتے ہیں وہ تو مرے نہیں ہیں۔

مسخرہ۔ جناب اسوقت ہوش بر جا نہیں واللہ۔

خوجی۔ ارے بھائی ہوش کجا حواس کجا۔ دو دو رنج ایک تو یہ کہ اپنی جان گئی۔ دوسرے یہ کہ بڑا بھائی ہمارے ہاتھ سے قتل کیا جاتا ہے۔ اور کیا جاتا ہے کیا معنی قتل کر ہی ڈالا۔ بھائی صاحب آپ بزرگ ہیں خطا معاف۔ قصور معاف کیجئے۔

مسخرہ۔ بھائی ہمارے ہاں تو ہوتی ہی آئی ہے۔

خوجی۔ ہائے کیا بات ہے۔ یہ پُرانے زخم ہیں۔

مسخرہ اپنے بڑے بھائی خواجہ لطیف الزمان کو ہم نے قتل کیا اور والد مرحوم کو اونھوں نے مار ڈالا تھا یہ کوئی نئی بات تھوڑا ہی ہے۔

آزاد۔ کیا آپ کے بڑے بھائی آپ ہی کے ہاتھ سے مقتول ہوئے تھے۔

مسخرہ۔ جی ہاں حضرت میں ایسا ہی بدبخت ہوں۔ بڑے بھائی کو قتل کیا۔ چھوٹے بھائی کے ہاتھ سے مقتول ہوا اب تجہیز و تکفین کی فکر کیجئے۔

اتنے میں خواجہ بدیع الزمان صاحب اوٹھکر خواجہ بلیغ الزمان صاحب سے ملے اور کہا بھائی اب ہم تم دونوں بڑے خواجہ صاحب کے پاس جاتے ہیں اور جناب مرحوم سے ملینگے۔ اور اب کیا کہوں مگر ہم نے سنا ہے کہ مرتے وقت ذرا انسان کو ہنس دینا چاہئے تاکہ لوگ کہیں ہنستے ہنستے مرا۔

منگر کہ دل خواجہ بدیع پر خون شد
منگر کہ ازین سرائے فانی چون شد
تسبیح بدست بود و افسون بدہن
با پیک اجل خندہ زنان بیرون شد

آزاد۔ حضرت بھلا مصرع کس قدر موزون کر کے آپ نے پڑھا ہے ع منگر کہ دل خواجہ بدیع پر خون شد

سبحان اللہ سبحان اللہ خواجہ بدیع اس مصرع مین عین لطف کی بات ہے۔

خوجی۔ بڑے بھائی۔ ہائے تم سے تو کچھ کہنے بھی نپائے بھائی جان ہمارا کلام تو تم نے سنا ہی نہین۔ میرا ہی کلام ہے۔ دیکھیے فخر خاندان ہوا یا نہین۔ ابا جان پڑھے لکھے تھے ہی نہین۔ بھائیون مین سب جاہل۔ آپ نے ذرا سی صحبت پائی ہے۔ بس۔ شاعر کوئی نہین بندے نے یہ کمال بھی حاصل کیا۔ کشتی مین بھی برق ہوا۔ روم تک ہو آیا۔ روس تک دیکھا۔ مین تو اس قابل ہون کہ مجھے ڈبیا مین بند کر رکھے۔ واللہ۔

اتنے مین خواجہ رئیس الزمان بھی کلبلا کے اُٹھے اور دونون بھائی گلے ملکے روئے۔ رئیس الزمان نے کہا بیٹا تم مجھسے کوئی بیس برس چھوٹے ہو تم نے اپنے باپ کو اچھی طرح نہین دیکھا تھا بڑی خوبیون کے آدمی تھے۔ ہم کو روز دکان پرلے جایا کرتے تھے۔

آزاد۔ کاہے کی دُکان تھی حضرت پرچون کی۔

رئیس الزمان۔ جی ٹال تھی۔ لکڑیان بیچتے تھے۔

خوجی۔ خ ام وش بس ک وت لازم شد۔

رئیس۔ کچھ دن لکھنؤ مین صاحب لوگون کے ہان خانساماں ہے

آزاد۔ برادر خر تو آپ ہی پر پھبتی ہوئی۔ آپ خر آپ کے برادر یجان برابر۔

خوجی۔ اے برادر خر خ ام وش باش مروک۔

خوجی۔ قلعی خاندان بدیعے کشاید۔ پدر مرحوم مردہ مدون مدیر ذکر شان نمودہ۔

آزاد۔ بس حضرت قلعی کھل گئی قابلیت عالم بالا معلوم شد ابا جان خانساماں اور حضور بدیع الزمان!!!

خوجی۔ (سر پیٹ کر) ہائے افسوس۔ یارو کیا غضب کی بات ہے۔ یہ اتنا بڑا تجربہ کار اور صاف صاف بک اُٹھا۔ افسوس۔

اتنے مین خواجہ بدیع الزمان اور خواجہ رئیس الزمان مین جوتی چلنے لگی۔ بڑے اور چھوٹے بھائی کی گفتگو سننے کے قابل ہے

خوجی۔ آپ نے اسوقت وہ بات کی کہ اگر جناب والد زندہ ہوتے تو اُسیدم آپکو طلاق دے دیتے۔ وہ حرکت ناشائستہ آپ سے سرزد ہوئی۔

مسخرہ۔ اور تم اتنے بڑے ناخلف ہو کہ جیتے جی باپ کو تم نے عاق کردیا تھا۔ وہ خبریا اور جھینٹے ہوئے آدمی ہو

خوجی۔ آپ تو گدھے ہین منھ پر کہنا تو خوشامد کرنا ہے۔

مسخرہ۔ ہم گدھے ہین یا وہ گدھے تھے جنھون نے تم ایسے گدھون کو پیدا کیا۔ انکو گدھا کہو تو سزد زیبد۔

خوجی۔ اچھا پنچایت سے پوچھو کون گدھا ہے۔

آزاد۔ حضرت آپ دونون کے دونون گدھے ہین۔

خوجی۔ چلو بس فیصلہ ہو گیا۔ اور ہم دونون پر کیا فرض ہے ہمارا خاندان کا خاندان ان گدھون سے بھرا ہے کچھ ایک ہی گدھا تھوڑا ہی ہے۔

آزاد۔ خیر۔ ع۔ این خانہ تمام آفتابست۔

اس تو تو مین مین کے بعد خواجہ صاحب اپنے بڑے بھائی کے ساتھ شہر کی سیر کو گئے اور آزاد سے وعدہ کر گئے کہ حسن آرا بیگم کے گھر ضرور جائینگے۔ ادھر آزاد سٹر گشت کرکے حسن آرا بیگم کے محل سرا تو امان مین داخل ہوئے پیرمرد بیٹھے حقہ پی رہے تھے۔

خوجی - سلام علیکم - پہچانا - ایسے جلد بھول گئے -

پیر مرد - وعلیکم السلام مین نے آپ کو نہین پہچانا -

خوجی - تم کیا پہچانو گے - تمھاری آنکھون مین تو چربی چھائی ہوئی ہے - تم بھلا ہمین کیا پہچانو گے -

پیر مرد - کیا! آپ تو کچھ عجیب مخبوط الحواس معلوم ہوتے ہین یہ وجہ کیا کہ جان نہ پہچان خواہ مخواہ کے لئے دس باتین سنا دین -

خوجی - اجی ہم تو سنائین بادشاہ کو تو کیا مال ہی گیدی

پیر مرد - این! ہوش مین اپنے ہے یا نہین یہ بکتا کیا ہے تو

خوجی - کوئی ہے محلسرا مین حسن آرا بیگم کو اطلاع دو کہ مسافر آئے ہین - مہمانی کرو ہماری -

پیر مرد - اخاہ (استادہ ہوکر) اخاہ خواجہ صاحب تو نہین ہین آپ - معاف فرمائیگا - حضرت آیئے بغلگیر ہون

خوجی - بھلا بے جانے بوجھے کوئی بھی کسیکو کچھ کہتا ہے -

پیر مرد - آپ تشریف رکھین مین خود جاکے اطلاع کردون خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آپ اور ہمارے آقائے نامدار اور عزیز میان آزاد صاحب خیر و عافیت سے واپس آئے - آدمی کو حکم دیا کہ حقہ بھر دو - اور آپکے سامنے لگا دو بندہ ابھی حاضر ہوا یہ کہکر پیر مرد خوش خوش اندر گئے اور بآواز بلند کہا او صاحب ع پس ماندے کا پیش خیمہ آیا -

خوجی داخل ہو گئے جنسے سنا تھا سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی کہ خوجی آئے ہین حسن آرا بیگم اور سپہر آرا اور روح افزا اور نازک ادا باغ کیطرف کے کمرے مین گئین اور چلمنون سے خوجی کو دیکھنے لگین - جانی بیگم اور گیتی آرا اور روح افزا بھی آئین -

خواجہ صاحب بفضل خدا ایسے خوش قطع تو تھے ہی انکو دیکھکر سب کی سب ہنس دین -

نازک - اہو ہو کیا گران ڈیل سڈول جوان ہے -

جانی - شانے کیسے بھرے ہین اور ہاتھ پاؤن کتنے خوبصورت ہین اور قد خیر سے کتنا موزون پایا ہے -

نازک - ارے اوموئے خوجی - اوہرے خوجی -

خوجی - (حیرت سے ادھر اُدھر دیکھکر) کون ہے بھئی -

نازک - (ہنسکر) ادھر دیکھ موئے تجھپر خدا کا قہر نازل ہو ادھر دیکھ آنکھین ہی پھوٹین جو ادھر دیکھے -

جانی - اللہ جانتا ہے ایسا عجیب غریب آدمی نہین دیکھنے مین آیا - اونٹ کی تو کوئی کل شاید درست بھی ہو - اسکی کوئی کل درست نہین ہنسی آتی ہے -

خوجی ادھر اُدھر دیکھتے کہ یا خدا یہ آواز کہان سے آتی ہے - اتنے مین پیر مرد آگئے -

خوجی - حضرت اس مکان کی عجب خاصیت ہے کچھ

پیر مرد - کیا کیا اس مکان مین کوئی نئی بات آپنے دیکھی

خوجی - آوازین آتی ہین مین بیٹھا ہوا تھا ایک آواز آئی پھر دوسری آواز آئی قہقہے کی آواز آئی - کسی نے میرا نام لے کر پکارا - مجکو برا بھلا کہا -

پیر مرد - آپ کیا فرماتے ہین ہم نے تو آج تک کوئی بات اس قسم کی دیکھی نہین پیدا یہین ہوے - بڑھے یہین - رہے سہے یہین -

خوجی - تو اسکے معنی یہ کہ مین غلط کہتا ہون -

پیر مرد - جی نہین مین استعجاب ظاہر کرتا ہون کہ یہ آواز کدھر سے آئی - شاید کوئی بھوت پریت ہو کیا عجب ہے

خوجی۔ (کھڑے ہوکر) اہا ہا ہا۔ واللہ خوب یاد آیا خوب ہی یاد آیا بھئی ہو نہو وہی مردک ہو۔ یہاں بھی پہنچا کیا۔

پیر مرد۔ کون۔ کیا کوئی جن یا آسیب آپکو ستاتا ہے۔

خوجی۔ واہ کیا سمجھا ہوں۔ بھلا گیدی بھلا۔

راوی۔ حضرات ناظرین غالباً سمجھ ہی گئے ہونگے۔

خوجی۔ اچھا گیدی آج اتنی قرولیاں بھونکی ہوں کہ تو بھی یاد کرے ہم سے بھڑنے کا مزا آج چکھ لے۔

پیر مرد۔ حضرت کچھ بتائیے تو کون ہے۔ جسے کچھ اور شک ہوتا ہے

خوجی۔ واہ شک کے کیا معنی اور آپ ہیں کون شک کے کرنیوالے صریح وہ ہمکو ہزار بار چکمے دے چکا اور آپ اُلٹا ہمیں کو الو بناتے ہیں۔ اسے صاحب یہ ایک بہروپیہ ہے ناک میں مردود نے دم کر دیا۔ واللہ ناک میں دم کر دیا۔ ایک ہم اکیلے تھے اب دو ہوے ہم اور بھائی جان وہ خواجہ رئیس الزمان ہم خواجہ بدیع الزمان اور دونوں کے دونوں کیسے پہلوانی برتتی ہے

پیر مرد۔ جبسے ہم آپکے بیٹھے ہیں ہم نے کوئی آواز نہیں سنی۔

خوجی۔ آپ تو مجھے کچھ سودائی سے معلوم ہوتے ہیں۔

پیر مرد۔ اچھا صاحب اپنے بھائی سے پوچھیے دیکھیے یہ کیا کہتے ہیں۔

خوجی۔ ہاے افسوس اے صاحب وہ تو افیم کی پینک میں غین ہیں اور یہاں مارے خوشی کے نیند حرام ہے۔

پیر مرد۔ خیر اب ان باتوں کو جانے دیجیے اب کچھ روم کا ذکر چھیڑیے بڑا غضب ہوا مگر خدا کا ہر حال میں شکر کرو صابر رہنا چاہیے انچہ مرضی مولے از ہمہ اولے۔

خوجی۔ آپکو روم روس کی پڑی ہے اور یہاں کچھ اور ہی خیال ہے حسن آرا بیگم سے اطلاع کر دی آپنے لے اب رخصت (اُٹھکر چلیے) رخصت (پھر واپس ہوے) اوہو خوب یاد آیا ہماری جانب سے آداب عرض کر دیجیے اور کہئیے کہ بندہ حاضر ہوا ہے اور خیریت سے سب کے سب گئے

جب پہلوانوں کے استاد نیق باتحقیق آزاد حضرت خواجہ بدیع صاحب کو معلوم ہوا کہ یہ آوازے کوٹھے پر سے جلتے ہیں تو دلمیں بہت ہی خوش ہوے اور فرط طرب سے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو دو ایک باتیں عرض کروں حسن آرا نے کمرے پر سے کہا کیا مضایقہ ہے فرمائیے۔

خوجی۔ یا خدا شکر ہے۔ ہزار شکر خدا کا حضور خاتون بلقیس مرتبت حسن آرا بیگم کی آواز کان میں آئی۔

بدین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست

پیر مرد۔ آپ کو کوئی امر اگر کہئیے میں کہنا ہے تو فکر کیجائے

خوجی۔ خوشی گلگیر ہے صاحب۔ اللہ رے مبارک دن

حسن۔ اب یہ بتائیے کہ خیر و عافیت سے تو آنا ہوا۔

خوجی۔ ہاں آئے تو خیر و عافیت ہی سے مگر۔

معشوق اور بھی ہیں بتا دے جہان میں
کرتا ہے کون ظلم کسی پر تری طرح

باری خیر گذشت۔ انچہ گذشت۔

کہہ رہا ہے کون کس سے بے شکیبائی بلا
مجکو قسمت سے نصیحت گر بھی سودائی ملا

ایک تو آزاد پر لے سرے کے آزاد دوسرے ان کے معشوق پریزاد نے یہ پٹی پڑھائی کہ جنگ میں جاکر نام کرو تو بات ہے جیسے سونے میں سہاگا۔ اسوقت حسن آرا بیگم کے دل سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا حالت ہے۔

ہو نہ بیتاب اور تمھاری آج ۔ نازہ کرلی ہے بیقراری آج

اڑ گیا خاک پر غبار اپنا | ہو گئی خاک خاکساری آج
نزع ہے اور روز وعدۂ وصل | ہے بہر طور دم شماری آج

تیرے آتے ہی دم مین دم آیا +
ہو گئی یاس امیدواری آج +

حسن - آزاد پاشا کا رستہ تمھارے سبب سے اچھی طرح کٹ گیا ہوگا
خوجی - حضور آزاد کے حسن نے انکے ساتھ ہمیشہ بدی کی جس ملک اور جس شہر مین گئے اچھی اچھی شہزادیاں ہزار جان سے عاشق ہوگئین - اور پولینڈ کی شہزادی کا حال تو بس ناگفتہ بہ - اسقدر روتی تھین اس قدر گریہ و زاری کرتی تھین کہ الامان الامان -

عدو نے دیکھے کہاں اشک چشم گریان سرخ
نہ آستین ہے نہ رومال ہے نہ دامان سرخ

حضور ایک روز آزاد کو قید کر دیا اور قید بھی ایسے مقام پر جہاں آدمی کیا پرندہ پر نہین مار سکتا - ع

وحشت دل نے کیا ہے یہ بیابان پیدا
سیکڑون کوس نہین صورت انسان پیدا

پندرہ دن اُسی غار کوہ مین بیچارے کو رہنا پڑا - ہائے افسوس
حسن (آبدیدہ ہوکر) ہمکو اُسوقت دعائین دیتے ہونگے -
خوجی - قسم خدا کی انکو یہی خیال تھا کہ یا خدا حسن آرا اپنے دلمین یہ نہ سمجھین کہ آزاد دغا دے گیا -
حسن - ہائے افسوس - اللہ ری محبت -
نازک - خاتون جنت کی قسم دل بھر آیا -
سپہر - پندرہ دن تک پہاڑ کے غار مین قید رہے !!!
خوجی - اسپر بھی چین نہ آیا - ایک اندارے مین قید کیا اور اندارا جنگل کے اندر -
حسن - (رو کر) جی چاہتا ہے کسی ترکیب سے اسیوقت آزاد سے ملون
خوجی - ایک مرتبہ اندارے سے آزاد نے یہ شعر پڑھا تھا -

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

جب مین نے کہا بھائی اب بھی اُس کافر سے صلح کر لو ورنہ مفر محال ہے - تو فوراً یہ شعر پڑھا -

ہے صلح عدو بے حظ تھی جنگ غلط فہمی -
جینا ہی تو آفت ہے مرتا تو بھلا ہوتا

اور حضور اس طرح کی حسین شہزادی کہ خدا گواہ ہے مین نے آج تک ایسا حسن گلوسوز دیکھا ہی نہین - جوانی اور حسن پھٹا پڑتا تھا خدا کی قسم مگر حسن آرا بیگم کے خیال سے ذرا توجہ ہی نہ کی -
خواجہ بدیع الزمان نے اس حسرت کے ساتھ آزاد کے مصائب کا حال بیان کیا کہ جس نے سنا رو دیا اور حسن آرا بیگم کے دل کی تو عجیب ہی کیفیت تھی -
نازک - ہم تو سمجھے تھے کہ یہ موا مسخرہ نرا پاگل ہے مگر ع

تو غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

جانی - اسطرح پر حال بیان کیا اور ایسی حسرت کی باتین کہین اور اسقدر کا رنج دیا ہے کہ توبہ ہی بھلی - حسن آرا آزاد کی لونڈی بن کے رہنا بھی تمھارے لیے فخر کا مقام ہے
حسن - مین خود جانتی ہون بہن تم کیا کہتی ہو -
سپہر - اللہ اللہ مین جسوقت سوچتی ہون کہ اندارون اور باولیون اور کنوؤن اور غارون اور پہاڑون مین پندرہ پندرہ دن اکیلے رہے تو کلیجہ منھ کو آتا ہے -
خوجی - حضور اُس شہزادی کو کسطرح چین نہ تھا ہجر

کے دنون مین تڑپنا اور وصل مین آیندہ مفارقت کا رونا ہائے ستم۔

> نے تاب ہجر مین ہے نہ آرام وصل مین
> کمبخت دل کو چین نہین ہے کسی طرح

نازک۔ بھلا کوئی دن ایسا بھی تھا کہ اس سفاک ظالم کو ترس آیا ہو اُسنے رحم کیا ہو۔ ہائے افسوس۔

خوجی۔ جس روز اُس بت خونخوار نے آزاد کی نسبت حکم دیا تھا کہ یہ اندارے مین جاکر قید رہین اور وہان قیدیکی کی طرح زندگی بسر کرین اوس دن سر سے پاتک سرخ پوشاک پہن کر آئی تھی۔

> ہوا ہون عشق مین گل پیرہن کے لازم ہے
> مرا کفن بھی ہو چون جامۂ شہیدان سرخ

نازک۔ اے ہے یہ تو سب سنا مگر کسیدن رحم بھی آیا تھا۔

خوجی۔ مین نے جاکے آزاد کو خوب سمجھایا کہ واسطے خدا کے عقل سے کام لو دشمن عقل نہ بنو۔ یہ دشت پر خار ہے یہان قدم قدم پر خوف ہے۔

سپہر۔ انکو لازم تھا کہ شہزادی کا کہنا مان لیتے۔

نازک۔ خدا جانے اُس مین کیا بجوگ پڑ گیا ہوگا۔

خوجی۔ بجوگ کیا معنی! آزاد یہی کہتے تھے کہ مین تو اسدم شادی کر لون مگر خرابی یہ ہے کہ مین وعدہ خلاف کے پاس نہین کھڑا ہوتا مجکو ایسے آدمی سے کلی نفرت ہے وعدے کے خلاف عمل مین لائے۔

حسن۔ اللہ رے خیال نبھائے وعدہ بھی تو مشکل بات ہے۔

خوجی۔ جسوقت آزاد کا سامنا ہوتا تھا وہ خونخوار مردم آزار عجب نگاہ قہر سے دیکھتی تھی۔ آنکھون سے خون ٹپکتا تھا

> چین جبین بلا و نگاہ غضب ستم
> کرتی ہے قتل اوس بت خونخوار کیطرح

سپہر۔ یہ تو پولینڈ کی شہزادی کا ذکر ہے۔

خوجی۔ جی ہان۔ یہ انھین کی عنایت کا ذکر ہے۔

نازک۔ وہان تو خواجہ صاحب ہی بیچارے کام آئے تھے

خوجی۔ حضور بعضی بات کہی نہین جاتی بس گو مگو کا نقشہ ہے کہے تو کوئی باور نکرے اور نہ کہے تو مصیبت کا سامنا ہے

پیر مرد۔ نہ کہنا کیا معنی ضرور کہیے سب مشتاق ہین۔

خوجی۔ اصل حال یہ ہے کہ وہ شہزادی مجھپر عاشق تھی۔

حسن۔ گھر کی ٹیکلی اور باسی ساگ موا الو کہین کا۔

نازک۔ عاشق ہو یا نہو۔ انکی ہٹی کے برابر تو ضرور ہوگی۔

خوجی۔ کیا! اب یہ تو گالیان بکتا ہے۔ اور حضور کو اختیار ہے مگر خدا ہی خوب جانتا ہے کہ مجھپر کون کون پری وش تدرو رفتار عاشق ہو گئی تھی۔ نیک و بد کی گنتی نہین سارے ملک کی خاتونین ایکدم سے عاشق ہو گئین۔ مگر شہزادی سے تو مین نے لگاوٹ بازی خود ہی نہ کی۔ ہان ایک خادمہ سے جو شہزادی کی بڑی منھ چڑھی اور انتہا کی حسینہ تھی اُس سے عشق کا اظہار کیا۔ گو مارے غم کے دل اس لائق نہ تھا مگر

> دل قابل محبت جانان نہین رہا وہ ولولہ وہ جوش و طغیان نہین رہا
> ٹھنڈا ہی گرمجوشی افسردگی سے جی کیسا اثر کہ نالۂ و افغان نہین رہا
> کرتے ہین اپنے زخم جگر کو رفو ہم اب کچھ بھی خیال جنبش مژگان نہین رہا
> کیا اچھے ہوگئے کہ جلانے پر ہے یارو نکو فکر چارۂ درمان نہین رہا
> ہر لحظہ مثل دیدۂ روشن ہین چشم پریشان آئینہ زار دیدۂ حیران نہین رہا
> دل قابل محبت جانان نہین رہا

سپہر۔ یہ تو شعر خوانی کا موقع نہین ہے۔ یہان تو مطلب ہے

طلب کہئیے۔ آزاد پاشا نے جو کچھ لکھا تھا سچ لکھا تھا۔

خوجی نے حقہ پی کر اپنی توصیف مین اپنی بسالت اور جوانمردی کا حال سطرح بیان کیا اور حالات تو آپ سنتے ہی ہونگے مگر ایک امر خاص کی نسبت مجھے کچھ کہنے دیجئے ایسا حال بیان کرونگا کہ پھڑک پھڑک جائیے گا اب ملاحظہ فرمائیے کہ سامنے دریا اور دریائے زخار جس کا اور نہ چھور پاٹ کا پتا ہی نہین۔ سامنے دریا موجزن اور ادہر اُدہر جنگل منزلون کی راہ پر جنگل ہی جنگل نظر آتا تھا اور دونون لشکر آمنے سامنے پرے جمائے ہوئے کھڑے ہین۔ ادہر سے بھی جنگی باجا بجا اُدہر سے آواز دہل آئی۔

حسن۔ اور آزاد کہان تھے اور تم کہان تھے۔

خوجی۔ مین تو خاص قلعے مین تھا۔ قلعہ معلی اور آزاد سمند و غاپسند پر سوار میدان کارزار مین جوانمردی کے ساتھ کارنمایان کر رہے تھے۔ ادہر گھوڑا کڑکڑایا اُدہر ہو رہے۔ کل سپہ سالارون مین بس وہی وہ نظر آتے تھے گو اور بھی جنرل تھے مگر آزاد کے حسن و جمال اور فن جنگ کے کمال کو کوئی نہین پہونچتا تھا اچھے اچھے خوشرو سپاہی انکی طرف دیکھ دیکھ کر تعریفین اور عش عش کرتے تھے اور او سوقت کی یہ تصویر ہے۔

مرادی۔ یہ تصویر مہری اندر لیگئی اور وہان کمال شوق سے سب کی سب تصویر پر گر پڑین اور مہری کے ہاتھ سے چھین لینے کی کوشش کی۔

پیر مرد۔ دیکھو دیکھو یہ کیا چھینا جھپٹی ہو رہی ہے

خوجی۔ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔

پیر مرد۔ خدا کو دیکھا نہین مگر عقل سے تو پہچانا۔

خوجی۔ لے تو صاحب آخر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ سبکی سب تصویر کی چھینا جھپٹی کر رہی ہین۔ حضور نے اس خوبی سے کل امور بیان کئے کہ تصویر دیکھنے کا سبکو تہ دل سے شوق ہوا۔

پیر مرد۔ اپنے تئین آپ حضور کہتے ہین۔ بہت ہی خوب

خوجی۔ یہ تصویر ملاحظہ فرمالیجئے تو پھر ہم کچھ اور بیان کرین

اب سنئے کہ تصویر حسن آرا بیگم نے چھین لی اور کہا اگر دیکھنا ہے تو آدمیت سے دیکھو ورنہ تصویر پھٹ جائے گی اور کسی کے دیکھنے مین نہ آئیگی۔ اس سے مطلب کیا نکلیگا

نازک۔ جو تصویر ہے ایک نئے طرز کی اور ہر تصویر سے بانکپن برستا ہے۔ یہ بات خدا نے آزاد ہی کے لئے پیدا کی ہے

سپہر۔ دیکھو باجی جان اور بھی کئی ہین مگر جو رعب انکے چہرے پر ہے وہ کسی اور کے چہرے پر نہین۔

نازک۔ اس مین کیا فرق بھی ہے۔ ع

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

وہ تو ہم جب ہی سمجھے تھے جب ہم نے سنا تھا کہ آزاد نامے ایک با حمیت مسلمان روانۂ روم ہوئے ہین

خوجی۔ حضور ان کی تعریف انسان کی زبان سے محال ہے۔

نازک۔ بھلا لڑائی کے دن بھی سپاہی اور افسر نماز پڑھتے تھے یا نہین۔ اُس وقت کوئی کم پڑھتا ہوگا۔

خوجی۔ سچ کہون بعض بعض پاشا اس قدر پابند نماز ہین چاہے کوئی توپ کے مہرے پر اڑا دے وہ بے نماز پڑھے ایک قدم آگے نہ بڑھتے۔ اور

اور یہان تو رند مشرب آدمی۔

مابہانیم دریں مستی ہر ذرہ ہمان
مستیم ز انبو دمطرب ساقی درکار
مستیم از نہ بود نامہ سیاہی فرجام
مستیم امانہ ازان بادہ کہ آید زرنگ

نہ ترب جمعہ شناسیم ما برمضان
مستیم ز انبود نغمہ مہیا سامان
مستیم ز انبود بادہ پرستی عنوان
مستیم امانہ ازان بادہ کہ ساغر ہمان

للہ الشکر کہ درساغر ما ریختہ اند
مے بے رنگ ز میخانۂ بی نام ونشان

مانا کہ کسی لڑائی مین آزاد کی فوج دب بھی رہی تھی۔

خوجی۔ کیا مجال ہے تو بہ کبھی ایسا کہنا بھی نہین۔

سپہر۔ تو کیا ہر لڑائی مین روسیون کو زک دی۔

خوجی۔ حضور ہر لڑائی مین زک دی۔ اور زک کیسی کہ معاذ اللہ تو بہ ہی بھلی۔ چھکے چھوڑ چھوڑ کے بھاگے۔ بڑے مرد میدان ہین جنکا نام آزاد ہے۔

خواجہ بدیع الزمان صاحب نے کئی بار آہ حسرت سے آزاد کے مصائب شدید کا حال بیان کیا کہ جس نے سُنا بے اختیار رو دیا کبھی کبھی اُنکی جوانمردی اور بہادری کا ذکر بھی کرتے تھے اتنے مین میم صاحب آ گئین۔ انھون نے حسن آرا سے مصافحہ کرکے روح افزا کی طرف مخاطب ہو کر کہا مبارک ہو سچ کہنا سب سے پہلے ہمین نے اطلاع دی تھی نہ۔

روح۔ واہ یہان وہ وہ شہر خبر [illegible] مین کہ شہر بھر مین کسی کے فرشتے خان کو کانون کان [illegible] بھی نہو اور یہان خبر ہو جائے۔

میم۔ کیا سچ سچ۔ ہماری اطلاع سے پہلے [illegible] خبر ہو گئی تھی۔

روح۔ ہان ہان۔ ایک آدمی نے آ کے کہا۔ آج ہوٹل مین دو لیڈین اور ایک صاحب اُترے ہین۔ مگر صاحب بہت اچھی اُردو بولتے ہین ہم نے عقل سے پہچان لیا کہ آزاد ہی ہون گے۔

میم۔ او۔ آنے کی خبر تو تھی ہی پہلے سے۔

روح۔ اب یہ بتائیے کہ آپ سے کیا کیا باتین ہوئین۔

میم۔ ہمین ایک نئی بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ مس میڈا آزاد کے ساتھ شادی نہ کرینگی۔ اور یہ پکی خبر ہے آج

حسن۔ واہ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔

بہار۔ آپکو کیونکر معلوم ہوا میم صاحب۔

میم۔ مین نے ان دونون سے تو پوچھا تھا کہ آیا حسن آرا کے بعد مس میڈا کے ساتھ آزاد کی شادی ہوگی۔ اُسنے فوراً جواب دیا کہ (نہ) مین نے اپنے دل سے یہ خیال دور کر دیا ہے

حسن۔ اسمین کچھ دقت ضرور ہے اس قدر عشق تھا کہ بیان سے باہر۔ اور اب یہ کیفیت۔ دفعۃً رائے بدلنا کیا معنی۔ کوئی سبب خاص ضرور ہوگا۔

میم۔ طبیعت ہی تو ہے۔ مگر ہمین ذرا شک ہے سمجھنا واقعی وہ اب ہرگز شادی نکرینگی۔ تم کو خوش ہونا چاہیے کہ آزاد کی تم ہی اکیلی بیوی ہوگی۔ بہت کسیکو بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے ہان تو اسکا رواج ہی نہین۔ [illegible] نے کئی سوتین [illegible] ایک شخص کی تین بیبیان اور ایک ہی [illegible] [illegible] رہتی تھین روز جوتا چلتا تھا جب دیکھو جوتی [illegible] [illegible] بیچ جھگڑا ہو رہا ہے۔ اور تینون مین جوتم لڑائی ہوتی [illegible] نت گلا گھٹنے کی بیماری تھی۔

[illegible]۔ یہ بیبیونکا ذکر ہے شریفون مین جو ملا کیا ہے بھلا یہ مجال شریف زادیان برداشت کرتی ہین۔

نازک - اب اس گفتگو سے کیا مطلب آزاد کا حال سنو-
میم - ہم نے تو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آزاد پاشا ہین-
روح - تو دو خوشخبریان آپ نے آج آنکے سُنائین ایک تو
کہ آزاد آئے - اور دوسری میئڈا سے شادی نہوگی-
حسن - ہم کو اس سے کوئی خوشی نہین ہوئی - کیونکہ میئڈا
اور ہم بہنونکی طرح زندگی بسر کرتے - یہ تو ممکن ہی نہین کہ
آزاد نے کسی ایسی ویسی سے اِتنا بڑا اقرار کر لیا ہو-
میئڈا کی قابلیت مین کون شک کر سکتا ہے اسکے علاوہ
آزاد نے اِس قدر نام اُسی کے سبب سے پیدا کیا-
اُسی نے اُنکو آزاد پاشا بنا دیا-
مغلانی - حضور اسدن بھی یہی کہہ رہی تھین اور آج
بھی حضور نے یہی فرمایا - مین اسکا مطلب نہ سمجھی گئی آپ
چھوکری نے کیا مدد دی یہ ہماری سمجھ مین نہین آتا-
حسن - جب یہ وہان داخل ہوے تو اُنکو کوئی بھی نہین
جانتا تھا - اس میئڈا اپر عاشق ہوئین شادی کا پیغام کیا-
مگر اُنھون نے صاف انکار کر دیا - اور کہا کہ ہم ہندوستان
مین وعدہ کر آئے ہین - ایفائے وعدہ ضرور ہے - اور مقدم
ہے - اسپر میئڈا نے کہہ سن کے وزیرون کو ایسی پٹی
پڑھائی کہ آزاد کو قید کر لیا-
مغلانی - اوئی ایسے عشق کو آگ لگے جس کو چاہے
اُس کو قید کرائے یہ اُلٹی بات سُننے مین آئی عجب
موئی بے تکی عورت ہے-
جانی - اور ابھی تک تو اسکے احسان کا کوئی بھی ذکر نہین
آزاد پر آخر اُسکا کیا احسان ہے یہی کہ جیلخانے بھیجدیا-
حسن - سن لو - جب جیل خانے مین کئی دن تک رہے تو رحم
آیا جا کے ملین - آزاد سے قول و قرار لیا - سفارش کی
چھوڑا دیا-

سپہر آرا نے کہا باجی جان آزاد لکھا کرتے تھے کہ خوجی
کے سبب دل بہلتا رہتا ہے اسکو اسوقت بنانا چاہیئے
جانی بیگم کی رگ رگ مین شوخی بھری تھی انکو سب سے بہتر
ترکیب سوجھی - کہا - ایک بات ہمین سوجھی ہے - ابھی ہم
سب پر ظاہر نہین کرینگے مگر ہن بہارالنسا اگر اجازت
دین تو اسی دم خوجی اُلو بن جائے-
بہار - اچھا ابھی اِن سے کسی سے نہ کہو ہم سے کہدو-
جانی - کان مین آہستہ سے کچھ دیر تک گفتگو کی-
بہار - کیا ہرج کیا ہے - بوڑھا ہی تو ہے - اسّی برس کا-
جانی - بس جب آپ نے حکم دیدیا ہے تو ہمین کیا چوری ہے
حسن - آخر کچھ کہو تو باجی جان ہم سے کہنے مین کچھ چوری ہے
بہار - جانی بیگم اجازت دین تو کہدون-
جانی - جی نہین کسی سے نہ کہو - اب مین تو جاتی ہون
اور آپ مجھے سب سامان لیس کر دیجئے-
یہ کہکر جانی بیگم اُٹھکے دوسرے کمرے مین گئین اور
بہارالنسا بھی وہان سے چلی گئین یہان ان سب کو حیرت
کہ یا خدا کون ترکیب سوجھی ہے - کہ کفر کے کلمے کی طرح
کسی سے بیان کرتے ہوئے ڈرتی ہین - اپنی اپنی عقل
کے موافق سب نے فکر کی-
نازک - ہم سمجھ گئے افیمی آدمی ہے - اسکی ڈبیا چرانیکی فکر
کی ہوگی - انہی کے پاس سے افیم گئی اور وہ مرا دخل ہے
روح - یہ بات نہین اسمین چوری کیا تھی-
مغلانی - نہین حضور اتنی شے کے لیے اُسکے اسقدر دور نہ جاتین

حسن - یہ بہار النسا بہن نے کیا کہا کہ بوڑھا آدمی تو ہے ہی
کیتی - اسمین کچھ نہ کچھ ضرور ہے - کھل جائیگا -
مغلانی - مین جا کے خبر تو لاؤن کہ کیا ہو رہا ہے -
اتنے مین بہار النسا بیگم نے آ کے کہا - چلو باغ مین چلکر بیٹھین اس بنگلے مین ہم سب بیٹھین گے اور اس کے نیچے خوجی اس تجویز کے مطابق باغ کے دلکش بنگلے مین جا کے سب بیٹھین - خواجہ صاحب اور انکے بھائی خواجہ رئیس الزمان صاحب اور پیر مرد بنگلے کے سامنے ایک دش مین مونڈھون پر بیٹھے - اور دونون بھائیون مین گفتگو ہونے لگی -
خوجی - کیون برادر بابا سے من ہر لیا - سچ کہنا اپنے خاندان مین ہم نے بھی کیسا نام روشن کیا ہے - کیون -
رئیس - کاہے مین نام روشن کیا معلوم تو ہو -
خوجی - ہان! یہ فرمایئے - روم گئے - روس گئے - اور
رئیس - پھر اس سے کیا ہوتا ہے - سُنا نہین -

خر عیسےٰ اگر بہ مکہ رود ✦
چون بیاید ہنوز خر باشد

ایک شخص دلی مین بارہ برس ہے مگر بھاڑ ہی جھونکا کیے -
خوجی - اے ہم فخر و افتخار قوم ہین -

یادگار زمانہ ہین ہم لوگ
یاد رکھو فسانہ ہین ہم لوگ

تم بڑے بھائی ہو - مگر بزرگی بعقل ست نہ بسال
تونگری بدل ست نہ بمال - یہ نہین سُنا -
نازک - یہ دونون بھائی بھائی ہین یا دشمن دشمن -
حسن - دونون یکسان - قد و قامت شکل دیوانہ پن سب مین ایک ہی سے ہین - یہ دونون جہان ہون وہان جی نہ گھبرائے -
مہری - (خوجی سے) کیون میان تم باپ بیٹے ہو -
خوجی - نہین باپ بیٹے نہین سالے بہنوئی ہین -
اس فقرے پر خواجہ رئیس الزمان صاحب نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا - بس بس - روم روس ہو آئے مگر لیاقت نہ آئی بھلا یہ کون مذاق ہے - افسوس -
اتنے مین ایک مہری نے پیر مرد کو اشارے سے بلایا اور کہا آپ اور خوجی کے بھائی ذری دیر کے لئے یہان سے چلے جایئے یہان پردہ ہوگا - خوجی کو بیٹھے رہنے دیجئے
خواجہ رئیس الزمان اور پیر مرد باغ کے باہر کوٹھی مین آ کر بیٹھے - حسن آرا اور انکی ہمجولیون نے کہا - یہ دونون ہٹا دیے گئے اب کوئی گل ضرور کھلیگا -
اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک جوان گبھرو دولہا بنا ہوا سامنے سے اینڈتا اکڑتا چلا آتا ہے - بالکل نوعمر سبزے کا نام نہین - گورے گورے گال - اور مستانہ چال گھٹنا چست نالسائی گرنٹ کا جوڑی دار - جالی نوٹ کا کرتا اُسپر شربتی کا انگرکھا کٹاؤ کا - سر پر بانکی پگیا گلابی رنگی ہوئی ہاتھ مین کٹار -
حسن - یہ کون ہے اللہ - اے بی مغلانی ذری دریافت تو کرنا
روح - اللہ مین ایہ کسکا لونڈا ہے برس پندرہ سولہ ایک کا
سپہر - (قہقہہ لگا کر) اوہو - باجی جان پہچانو تو بھلا
حسن - (ہنسکر) اے! اوہ بڑا دھوکا دیا -
روح - اوہو مین اب پہچانی -
نازک - یہ کون ہے کون - مگر سچ تو یہ ہے کہ پیار کرنے اور منہ

چومنے کے قابل ہے۔ بوٹا سا قد اور ایسا خوبصورت گبھرو تو دیکھا نہ سنا۔ ابھی بالکل کمسن ہے۔

حسن۔ بھلا اگر ملے تو چوم لو یا نہیں۔ (شرماکر)

نازک۔ اخاہ ہمارے لئے آپکو بھی زبان آئی۔

روح۔ لے بہن یہ جانی بیگم ہیں۔

نازک۔ (زور سے قہقہہ لگاکر) سچ مچ۔ اخاہ۔ اُف بیشک بڑا دھوکا دیا۔ اوہو۔!!!

سپہر۔ مین تو پہلے بھی ہی نہ تھی کچھ۔

اتنے مین وہ نوعمر گبھرو خوجی کے قریب آیا تو یہ چکرائے کہ اس باغ مین اسکا گذر کیونکر ہوا اور طرہ یہ کہ اُنکے پیچھے پیچھے بہار النسا بیگم جیسے ہی خوجی نے بہار النسا کو دیکھا (نظر پڑی) والی عون نے غل مچاکر کہا۔ اوئی۔ لے کون مردوا نامحرم باغ مین آگیا خواجہ صاحب دیکھو یا عورت ہے اسکو کسیطرح یہانسے نکالو ایک مہری جوان کے ساتھ تھی اُس نے بھی یہی کہا اور خواجہ صاحب اس جوان رعنا سے یون ہمکلام ہوئے۔

خوجی۔ سنو بھئی جوان ہم تم دونون سپاہی پیشہ ہین۔

جوان۔ وحشت سے۔ (اکڑتے ہوئے آگے بڑھا)

خوجی۔ (آگے بڑھکر) اجی حضرت آخر آپ کون صاحب ہین پرائے زنانے مین گھسے جاتے ہو یہ ماجرا کیا ہے۔

جوان۔ قضا کا نوحہ خوان ہے۔ کیا شامت آئی ہے۔

خوجی۔ سنئے بندہ پرور ہم اور آپ دونون ایک ہی پیشے کے آدمی ہین اور دونون ہمسن اور کمسن۔

جوان۔ ‌… کی بولوگے تو ہم بیشک کٹار مارین گے۔ ہم حسن آرا بیگم کے عاشق زار ہین اور اُنکے دام محبت مین گرفتار سنا ہے کہ آزاد نامے ایک عیار مکار یہان آنکر حسن آرا کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والا ہے اسی کے انسداد کے لئے آئے ہین۔

خوجی۔ آزاد کے مقابلے مین آپ ایک ادنی لونڈے ہین اور اس خیال خام سے درگذریے وہ بڑا صاحب سیف سورما تلوریا ہے اور آپ ابھی بچے اور صاحبزادے ہین۔

خواجہ صاحب بہت چکرائے۔ سوچے کہ اگر اس سے جھگڑا بڑھتا ہون تو جان جائیگی۔ اسکے پاس کٹار ہے اور یہان قرولی تک نہین۔ ڈر اور اگر خاموش رہتا ہون تو یہ سب خاتونین مجھے عورت سے بدتر سمجھین گی۔ تو تھبوکر کے سمجھایا کہ بھئی گبھرو دو باتین سن لو تو آگے بڑھو۔ اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ اس نے بہار النسا کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ ابھی اسیدم حسن آرا بیگم کو بلاؤ ورنہ کٹار مار دونگا۔

خوجی۔ ہائین! ہائین!! این عورت وشما۔ دو بابا مین

جوان۔ کیون تیری ہڈیان چلبلاتی ہین اے بوڑھے۔

خوجی۔ کیا آپ کچھ مجھ سے زیادہ جوان ہین۔ آپ ہین کیا

جوان۔ اچھا پھر پہلے تمھارا ہی کام تمام کردن ایک پہرے والے کو تو شہید کرآیا ہون اب تمھارکی باری ہے۔

خوجی۔ (پینترے بدلکر) ہم کسی سے دبنے والے نہین ہین

راوی۔ خواجہ صاحب پینترے بدلتے اور بررتے تو جاتے تھے مگر دو باتون سے غافل نہ تھے۔ ایک تو پیچھے ہٹتے جاتے تھے دوسرے بھاگنے کا راستہ تجویز رہے تھے۔

جوان۔ آج ہی کا دن تیری قضا کا تھا۔

خوجی۔ (پیچھے ہٹ کر) دیکھا نہین ہی کسیکو۔ کیا مجال

جوان۔ کوئی سپاہی ہو تو اُس سے مقابلہ کیا جائے تم

تم ایسون سے کیا مقابلہ کرون ۔ مگر جھلایا ہوا ہون اچھا
لے ایک چرکا۔ (ہاتھ بڑھا کر) لے بچ سنبھل۔
خوجی ۔ چونک پیچھے ہٹے تو گھبرا کے گرے اور گرتے ہی
آواز دی ۔ او ۔ ہرا اور بابائے من بدیعا اندر خواب گنار
تزولی بیار۔ این گیدی بر سرم کار زمن بدیعا ز انزا
اب تو سبکو معلوم ہی ہو گیا تھا کہ جانی بیگم مرد کے بھیس
مین آئی ہین یون ہی سب کی سب بے اختیار ہو ہو ہنس
رہی تھین مگر ان کے گرنے سے وہ زمانشتی قہقہہ پڑا کہ
الامان الامان۔
اب خواجہ صاحب کی سنئے کہ گرے تو اٹھتے نہین۔
جوان ۔ بس اسی برتے پر پھولا تھا ۔ اسے چپٹکار۔
خوجی ۔ من بدیع و گلے والی پلٹن کا رسالدار مگر

مردی نہ بود فتادہ را پائے زدن	
گر دست فتادۂ بگیرے مردے	

اتنے مین کئی مہریان اور مغلانیان اور محلدار اور
اتون اور دوا اور یہ اور وہ ادھر ادھر سے جمع ہو گئین
اور دو ایک نے لاعلمی مین بڑی بیگم کو بھی اطلاع دی اور
پہرے پر یہ مشہور ہو گیا کہ ایک سپاہی مسلح ہو کر خدا جانے
کس ترکیب سے باغ مین گھس گیا وہان خوجی کو زخمی کیا
اب اور بیگمات مین گیا ہے پہرے کے جوان اور کئی
آدمی ان کے ساتھ بے تحاشا دوڑ پڑے تو خواصون
نے روکا کہ تم اپنا کام کرو یہ آپس کی چہل ہو رہی ہے
اسکا خیال نہ کرنا چاہیئے ۔ بڑی بیگم کو بھی تسکین دی
گئی کہ لڑکیان آپس مین بول ہنس رہی ہین آپ
گھبرائین نہین۔

اب سنئے کہ خواجہ صاحب تو چارون شانے چت پڑے
ہوئے آنکھین کھول کھول کر اُس جوان رعنا کو دیکھتے
جاتے اور سمجھتے تھے کہ خدا نے اسکو ملک الموت کی صورت
مین بھیجا ہے ۔ مگر ٹک ٹک دیدم دم نکشیدم اور وہ جوان
زیبا شمائل رعنا خصائل برابر یہی کہہ رہا تھا کہ یہ اُسکے
نوربات سے ہین جب سنا ہے کہ آزاد کو ڈپٹ لون
ممکن کیا کہ ہماری بغل مین حسن آرا ہون۔
خوجی ۔ واللہ مین اسوقت اپنے زعم مین اپنے آپ ہا
مہری ۔ اسمین کون کلام ہے میان ۔ ایسا ہی ہوا۔
خوجی ۔ اور اب بھی اگر اُٹھون تو قیامت بپا کر دون
مہری ۔ اے نہین آپ کے دشمن اُٹھین۔
مغلانی ۔ ایسی آرام کی جگہ پاکر کوئی چھوڑتا ہے۔
خواص ۔ مگر گرے بھی تو اس زور سے کہ زمین ہلگئی۔
دوا ۔ ای مین سمجھی کہ بھونچال آگیا ۔ ماشاء اللہ جوان
بھی تو گران ڈیل ہین ۔ زمین کا کلیجہ تک دہل گیا اب
جسوقت اٹھین گے زمین اور بھی دب جائیگی۔
خوجی ۔ اسوقت گانے کو جی چاہتا ہے۔

فرق رادانہ یاقوت احمر ساخت خسارتن	
بیاے جوہری حسن مرصع را تماشا کن	

مغلانی ۔ اب ایسے آرام ہی کے وقت نہ گاؤ گے تو پھر
کب گاؤ گے۔
جوان ۔ کل ہم دریافت کرلین کہ آزاد کے کہان ہین
تو وہین پہونچین ۔ اسیدم جاؤن اور للکاردون اور
ڈانٹ بتاؤن۔
خوجی ۔ واہ گھر کی کھنگی اور باسی ساگ۔

جوان۔ کیا! کیا آزاد ہم سے بڑھکر تلو رہے ہین۔

خوجی۔ بہتون کا ارمان نکل گیا صورت دیکھتا تو رستم بھاگ جاتا۔

جوان۔ اچھا پھر کل سہی۔ دیکھو تو ہوتا کیا ہے۔

خوجی (کروٹ بدلکر) کل بھی کچھ دور نہین ہے۔

جوان۔ (کٹار دکھاکر) یہ کروٹ بدلنا کیا معنی چت سو اور سینے ایسے مزے مین آئے۔ اوپچی کلے پر کھڑا ہے اور انکو آرام و آسائش کی سوجھتی ہے۔ کیا بے تکلف آدمی ہین

خوجی۔ دیکھو بی مغلانی اسوقت ناحق کا خون ہماری گردن پر ہوگا۔ سچ کہتا ہون۔ اس وقت ایک آدھ کا خون ہو ا ہی چاہتا ہے۔

مغلانی۔ لے چپے دور موے بڑبڑا کے گر پڑا۔ مردوے کی صورت دیکھتے ہی۔ اور چلا ہے باتین بنانے۔

مہری۔ نوج کوئی ایسا مردوا ہو۔ صورت مردونکی سیرت عورتون کی۔

جوان۔ اس پر کیا فرض ہے جس کو ہم ڈانٹ دین گے وہ رعب مین آجائے گا۔

خوجی۔ اب کل معلوم ہوگا۔ کل ساری قلعی کھل جائیگی میان صاحب مین تو خیر اسوقت اپنے زعم مین اپنے آپ مُنھ کے بھل گر پڑا۔

راوی۔ ہم بھی گواہ ہین۔ وجہ یہ کہ حضور ہر بار اپنے زعم مین گر پڑا کرتے ہین۔ یہ کمال طاقت ہے غنیم کو دکھایا اور چارون شانے چت۔

مغلانی۔ لے تو اب اٹھوگے بھی یا یہین دفنائے جاؤگے

خوجی۔ ع۔ ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را۔

راوی۔ بس یہ عمدہ اصول ہے انھین کے مطابق کار بند ہوجیے جب سب نے زور زور سے قہقہہ لگانے شروع کیے اور بہار النسا اور اس جوان رعنا کا ہاتھ پکڑکر اوپر لیگیین تو خوجی مارے غصے کے اُٹھے اور خدا حافظ کہکر چلے ولیکن سوچتے جاتے تھے کہ آزاد سے جا کے کہونگا کہ حسن آرا کے ایک اور چاہنے والے پیدا ہوے ہین۔ جیسے ہی چتے کیطرف سے ہوٹل کی راہ لی۔ ایک کاغذ نظر سے گذرا اور اُسکو پڑھنے لگے۔

اس بہکانے اور پھسلانے کی تجارت سے ملک کی معصوم دخترون کو جو اپنے مان باپ کو بخوبی پہچاننے کی قابلیت سے معذور تھین۔ ایسا فروغ ہوا کہ بی کندن کھلے بندون اپنے افسون و فسانہ کے رواج مین کامیاب ہوئین اور باشان ہوس کار کی آمد و رفت روزمرہ اور داد و دہش اور دوسری طرف پولیس کی سازش میل جول رفاقت یکجہتی یکتا دلی اور اطمینان نے اسکو ایسا اندھا بنایا کہ وہ اصلاً مطلقاً اپنے افعال قبیحہ اور کردار ذمیمہ کی تمیز پر قادر نہو سکی اور سمجھتی تھی کہ یہ گرم بازاری اسکے پیشہ کے روبرو ترقی پذیر ہو گی اور اُسکے دام تزویر مین ایک نہ ایک الو پھنسا ہی رہیگا

گھڑی دو مین مرلیا باجیگی

گیدیون کے قبلہ گاہ۔ بدیون کے پشت پناہ گادویونکی جان بلکہ روح روان۔ دیوار حماقت کے پشتیبان چھچھے پہلوان میان خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع۔ (آنجہانی) غریق لجۂ نادانی نہایت حیرانی اور غایت پریشانی سے دل ہی دلمین۔ اس جوان رعنا شمائل زیبا خصائل کو بُرا بھلا کہتے پھرتے اور تیزی کے ساتھ قدم دھرتے ٹھنڈی سانسین بھرتے رشتہ گام جانے لگے اور

چونکہ ماشاء اللہ ڈنڑ پیل جوان اور کامل فن پہلوان تھے یہ کیفیت ہوئی کہ دس قدم چلے اور تیورانے لگے اللہ ری طاقت اول تو پستہ قامت۔ ماشہ بھر کا قد۔ دوسرے قطع شریف ازلبس موزون اونٹ کیطرح کوئی کل سیدھی نہیں اور سیر طرہ یہ کہ مدت کے بعد ایک چوبی قرولی جو کسی استاد نجار نے بیرو کو بطریق نذر دی تھی زیب دست تھی مثل مشہور ہے۔ اوچھے کے گھر تیتر باہر رہے کے بھیتر۔ کبھی داہنے ہاتھ مین لی بازار والونکی طرف دیکھکر چمکائی کبھی بائین ہاتھ مین لی اور اکڑ کے چلنے لگے اب زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ دماغ فلک افلاک پر ہے۔ اللہ ری نخوت! اور کیون نہو۔ خدا نے حسن دیا تو گلوسوز۔ نور عطا کیا تو عالم افروز۔ ایک تو گران ڈیل جوان۔ دوسرے فن سپہ گری مین طاق کشتی کے پہلوان بانکے بنے۔ بانے بنوٹ مین مشاق۔ خانہ جنگی مین شہرۂ آفاق اور سب صفتون سے بڑھکر صفت جناب باری نے عطا کی تھی کہ میدان جنگ مین بھاگتون کے مقدمۃ الجیش سپہ سالار نامدار بنتے تھے۔ کوئی اور بھاگے یا نہ بھاگے یہ سب کے پہلے میدان چھوڑنے کی فکر کرتے تھے۔ اللہ ری بہادری بازار مین اس عجیب الخلقت پر جسکی نظر پڑتی بے اختیار ہنس دیتا تھا کہ واہ ماشاء اللہ کیا قطع ہے اور اس بونے پن پر اکڑنا اور اینڈنا اور تن تن کر چلنا اور رشتہ گام جانا اور مصنوعی قرولی سے بھیڑ کو ہٹانا اور بھی لطف دیتا تھا فقرہ باز آپ جانیے زمانے بھر کے بے فکرے اون کو شگوفہ ہاتھ آیا جس گلی کوچے کیطرف سے خوجی نکلجاتے تھے لوگ انگلیان اٹھاتے تھے اور پھبتیون کے چھرے چلے جاتے تھے۔

۱۔ ذری سنبھلے ہوئے حضرت۔ دیکھئے کہین ٹھوکر نہ لگے
۲۔ آدمی کیا پیگو کا ٹانگھن ہے۔
۳۔ ہم کو تو چنڈول معلوم ہوتا ہے۔ (قہقہہ لگاکر)
۴۔ کلجگ کے باون اوتار کی ذریات مین سے ہے۔
۵۔ اکڑتے تو بہت جاتے ہو کہین ایسا نہو کہ کوئی چپت دے قرولی ورولی چھین لے۔
۶۔ ہاتھ پاؤن ماشاء اللہ کتنے سڈول ہین۔
۷۔ اے میان چھمن ذری ادھر تو دیکھو۔ یہ بھیڑیے کے پیٹ سے نکالے گئے ہین سنا ابھی تک آدمی کی بولی نہین بول سکتے۔ ادھر ادھر۔ واہ ہے

خواجہ صاحب کے ہاتھ تو بعد مدت قرولی آئی تھی اور برسون کی دعائے سحری و نیم شبی کے بعد منہ مانگی مراد پائی تھی فرط غرور سے کسی ایسے ویسے کی فقرہ بازی اور زباندرازی کا خیال ہی نہ تھا۔ اور کیون ہوتا پیل دمان کہین مور ضعیف کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

اتفاق سے خوجی کو اس ہوٹل کا خانساماں اثنائے راہ مین ملا جہان آزاد فروکش ہوئے تھے۔ اوسنے انکی وحشت دیکھکر اونکو روکا اور کہا خیر باشد۔ یہ اس وقت کہان لپکے ہوئے جاتے ہو پسینو مین تر بتر ہانپتے ہوئے خیر تو ہے۔ خواجہ صاحب خواجہ صاحب نے جواب نہ دیا صدائے برنخاست۔ وہ سوال کرتا ہے۔ بات پوچھتا ہے یہ قرولی دکھاتے ہین۔

خانساماں۔ آج تو آپ غریبون سے بات ہی نہین کرتے
خوجی۔ گھڑی دو مین مرا پا جیگی!!!
خانساماں۔ این! اسوقت تو خواجہ صاحب بے مین ہین

خوجی۔ (آگے بڑھکر) گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔
خانساماں تو ایک ہی دن مین انکی خو بو وحشیانہ گفتگو اور مجنونانہ حرکات سے واقف ہو گیا تھا۔ سمجھ گیا کہ معمولی وحشت ہے۔

خواجہ صاحب قرولی ہاتھ مین لئے اکڑتے جانے لگے اتنے مین انکے ایک پرانے شفیق ملے۔

شفیق۔ اخاہ۔ کہو بھئی خوجی۔ اچھے تو رہے صاحب

خوجی۔ مر کھپ گئے ہم تو جناب خواجہ بدلیا صاحب مین

شفیق۔ اللہ ری وحشت۔ روم روس ہو آئے مگر اس یکرنگی کے صدقے۔ کہ کینڈا وہی ہے ہم سمجھے تھے کہ آدمی بنکے آئے ہونگے۔ مگر وضعدار لوگ کہین وضع کے خلاف کام کرتے ہین۔ کیا مجال۔ پابندی وضع مقدم ہے۔

خوجی۔ ہر کس و ناکس سے باتین کرنا ہماری شان سے بعید ہے

شفیق۔ بجا ارشاد ہوا۔ حضور کی شان کا کیا کہنا۔ ہم دیکھتے ہین وہان جانے سے اور بھی گاودی ہو کے آئے۔

خوجی۔ ہونھ۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔

شفیق۔ بہت ہی خاصے اس تھرکنے کے صدقے۔ ولایت جاکے یہ شوق بھی پیدا ہوا۔ اب اندر سبھا مین نام لکھوائیے پیرانہ سالی کے لئے اچھا شغل تجویز کر کے آئے ہو۔ (زیر لب) ابے خدا آدمی تو یہ کیا حماقت ہے بات کا جواب دو ولایت کا کچھ حال بیان کرو۔ سوال از ریسمان جواب از آسمان ہم کہتے ہین آم۔ آپ کہتے ہین املی۔ سوال دیگر جواب دیگر چہ خوش چرا ابنا شد۔ واہ استاد۔

خوجی۔ بس گھڑی دو مین مرلیا باجیگی!!!

شفیق۔ دماغ مین خلل ہو گیا ہے اور انسان مین حواس ہی حواس تو ہے اور ہے کیا جہان حواس مین فتور آیا بس غنائم و بہائم سے بدتر ہو گیا۔ گو آپکے مزاج مین جنونکی قابلیت پہلے ہی سے تھی مگر وہان جاکے حضور خراد پر چڑھ گئے۔

خواجہ بدیع الزمان صاحب کو اپنی قرولی پر ناز تھا۔ ہر کس و ناکس کے منھ لگنا خلاف وضع اور کسر شان سمجھے گر .. تے ہوٹل مین داخل ہوے اور آزاد کو دیکھتے ہی منھ بناکے سامنے کھڑے ہوئے۔

آزاد۔ ع۔ خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام۔

خوجی۔ (قرولی کو داہنے ہاتھ سے بائین مین لیکر) ہونھ۔

آزاد۔ کیا! خدا خیر کرے۔ ارے میاں گئے تھے وہان؟

خوجی۔ (قرولی کو بائین ہاتھ سے داہنے ہاتھ مین لاکر) ہونھ

آزاد۔ یا الٰہی۔ کچھ منھ سے بھی تو بولو میان۔

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی!!!

آزاد۔ کیا! اسکے معنی کیا! جنون ہو گیا ہے کیا!

خوجی۔ بس۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔!!!

آزاد۔ حسن آرا بیگم کے ہان گئے تھے کسی سے ملاقات ہوئی کیا رنگ ڈھنگ ہے۔ تم تو مخبوط الحواس معلوم ہوتے ہو۔

خوجی۔ وہان گئے نہین تھے تو کیا جہنم مین گئے تھے۔ نہ جانا کیا معنی۔ جائین اور بیچ کھیت جائین۔ مگر

آزاد۔ اگر مگر کو تو رہنے دو۔ صاف صاف بتاؤ۔

خوجی۔ اس سے زیادہ صاف اور کیا ہوگا۔

آزاد۔ بھائی صاحب ہم نہین سمجھے۔ اور نہین الجھن ہوتی ہے۔ خواہ مخواہ کے لئے طبیعت پریشان کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ!

خوجی۔ اندر قیبان خدا ہے کن بابا ہے من بدلیج۔

آزاد - رقیبان کیا؟ (سُرخ ہوکر) یہ بکتا کیا ہے -

خوجی - بکتا نہین ہون سچ کہتا ہون - گھڑی دو مین کیا باجیگی - گھڑی دو مین مرلیا باجیگی -

آزاد (جھلاکر) خوجی اگر صاف صاف نہ بیان کروگے تو اسوقت بہت بُری ٹھہریگی - بس اب تم کو اختیار ہے -

خوجی - اور اُلٹے مجھی کو ڈپٹتے ہو مین نے کیا بگاڑا -

آزاد - وہان کا مفصل حال کیون نہین بیان کرتے -

خوجی - کیا بیان کرون حسن آرا بیگم سے باتین ہوئین - مثون آپکا ذکر خیر رہا - اینجانب آپ جانتے ہین ایک کسان آدمی مین نے جو شاعرانہ تقریر کی تو وہ سمان باندھا حسن آرا بیگم اور اُنکی ہمجولیان آٹھ آٹھ آنسو روئین اور پھر ایک لطیفہ ایسا کہدیا کہ قہقہے پڑنے لگے -

مس مینڈا اور مس کلیرسا اور پولینڈ کی شہزادی اور گرجی اور گیلی اور سبز پوش سب کے عشق کا حال بیان کیا - اور آپ کی پاکدامنی کا ثبوت دیا پورا پورا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جتنی میٹھی بھتین دلہین سب کی یہی خواہش تھی کہ آزاد ہمارے میان ہون تو بڑا لطف ہے -

آزاد - یہ کیا واہیات گفتگو ہے - پرائی بہو بیٹی کی نسبت کیسی بات زبان سے نکالنا پاجی پن ہے -

خوجی - اجی ہم تو باتون سے اشارون سے تاڑتے ہین

آزاد - اس حشمت کے صدقے - یہ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی - اسکی خبر نہ نکلی - عجب بے تکے ہو واللہ -

خوجی - سنتے جایئے مین نے آپ کا مفصل حال بیان کیا تو سب کی سب خوش ہوئین اور کہنے لگین کہ رجب علی بیگ سرور اور خواجہ امان سے بھی خواجہ بدیع بڑھ گئے اُنکی تقریر سے پھول جھڑتے ہین صورت تو کسیکی مین نے دیکھی نہین مگر آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ انتہا کی حسینہ و جمیلہ ہین اور سب شوخ و شنگ چلبلی -

اسکے بعد خواجہ صاحب نے پھر منھ بنایا اور بکمال فصاحت اور بلاغت اس واقعہ کا حال یون کہہ سنایا راویان فلان نقل ام و حاکیان حکایت غم تابوت قرطاس مین بعض مضمون کو یون رکھتے ہین کہ اندرین زمانہ یگانہ رنج کاشانہ مین ایک مرد خدا عارف با صد شرافت و نجابت و شناگاہ معروف مشہور جہان تجبان گیہان نامی خواجہ بدیع الزمان کہ شاعر اچھا اور منشی بہت اچھا تھا ایک پری کے باغمین داخل شد)

آزاد نے جو یہ بے تکی ہانک سنی تو انکو اور بھی اُلجھن ہوئی کہا ازبراے خدا مختصر طور پر کہو معلوم ہے کہ آپ سرور مغفور سے بھی اس فن مین بڑھ گئے - مگر نثاری کی لیاقت کے اظہار کا یہ کون موقع ہے -

خواجہ صاحب نے بگڑ کے کہا یارون کی تو یہی تقریر مسلسل ہے جسکا جی چاہے سنے خواہ نہ سنے - یہ کہکر اپنی کہانی کا سلسلہ یون شروع کیا -

(اُس باغ رشک راغ پُراز بلبل و زاغ)

آزاد - خدا کی مار اس بھونڈی تک بندی پر -

خوجی - بس تبلہ لبس اگر کل قصہ سننا ہے تو ٹوکئے نہین اگر ابکی ٹوکا تو واللہ نہ کہونگا - ذرا دل لگا کر سنیے (اس باغ رشک راغ پُر از مینا و زاغ مین ایک چمپئی رنگ نرگسی آنکھون والی متوالی کہ حسن مین یوسف مصری سے خراج لینے والی تھی چہان چہان خرامان خرامان نظر آئی دیکھتے ہی مین نے کہا دہائی فریاد رس الٰہی حسن اتفاق سے

لونڈوں نے جو مجھے اُس گلبدن پاکدامن پر لٹّو دیکھا تو تک بندی کے ساتھ آوازے کسنے اور پھبتیاں کہنے لگے
میں اُس حسن کے ظلم سے خداوند کریم کی دہائی۔
لونڈے۔ ڈبیا دیا سلائی۔ ڈبیا دیا سلائی۔
میں۔ فریاد رس آئی۔ الٰہی تیری دہائی۔
لونڈے۔ بس ہونے پہلوان کی سچ مچ شامت آئی۔
میں۔ جور حسن اور تعدی جمال اور جفائے ادا کی دہائی
لونڈے۔ بیٹھے بٹھائے ہونے کی شامت آئی۔ قضا نے صورت دکھائی۔ ڈبیا دیا سلائی۔

اس تکرار اور طبیعت داری اور غل کی آواز سے وہ فتنۂ چار بالش ناز سراپا انداز بیدار ہو گئی۔

آزاد۔ اس بے تکے پن کے قربان کہاں تو جہان جہان خراماں خراماں کہا تھا۔ کہاں خواب ناز کا ذکر ہے۔ واہ

خوجی۔ کیا عجب آدمی ہیں آپ بھی۔ چمن میں خرام کر رہی تھی۔ مگر نرگس مست من بدلیا دیکھتے ہی آنکھ لگ گئی۔ خیر اب سنئے کہ اُس نسرین بدن کے جلو میں ہزارہا پریاں کوہ قاف کی تھیں مگر تھوڑی ہی دیر میں ایک جوان کٹار بکف سامنے آیا اور مجھے للکارا تو اپنے زعم میں انیجانب اپنے آپ ہی گر پڑے۔

آزاد۔ بہت خفا ہو کر، تمھاری انھیں پاجی پن کی باتوں پر ہمیں غصہ آتا ہے بس۔ بھلا دل لگی اور فقرہ بازی اور تک بندی کا یہ موقع کون ہے۔ مگر کہے اُس سے جو سمجھے۔

خوجی۔ اجی جناب صاف صاف یہ ہے کہ حسن آرا بیگم کے ایک اور چاہنے والے پیدا ہوئے ہیں اور اُنکی زنان خانے تک رسائی ہے۔ باغ میں بندہ بیٹھا تھا اور باغ کے بنگلے میں حسن آرا بیگم اور اُنکی بہنیں اور بیگمات اور خواصیں بس۔ ایک جوان سامنے سے نمودار ہوا۔ اور بے دیکھتے ہی آگ ہو گیا۔

آزاد۔ کوئی خوبصورت آدمی ہے۔ کم سن ہے۔؟

خوجی۔ نہایت حسین اور ابھی بالکل کم سن ہے۔ بس بہت ہو تو پندرہ سولہ برس کا سن ہو۔ بس اس سے زیادہ نہیں ہے۔

آزاد۔ اور ہاتھ پاؤں کیسے ہیں۔ ڈنٹر پیل جوان ہے یا دبلا پتلا۔ وہاں کیا کرنے آیا۔

خوجی۔ بہت ہی نازک اندام پتلی کمر۔ لے بالکل ہی بچہ ہے۔ کا ہی بھی نہیں۔ حلوان سمجھئے۔ اُسنے کہا بھلا آزاد بیچارے کہا ہیں۔ اور کل ہی تو اُنسے کھڑے کھڑے سمجھ لونگا۔ میری موجودگی میں حسن آرا بیگم پر کوئی نظر ڈالے کیا طاقت یہ کہکر دراتا بنگلے میں چلا گیا جہان وہ سب بیٹھی ہوئی تھیں۔

آزاد۔ ایسین کچھ بھید ہے ضرور۔ تمھارے اُلو بنانے کے لئے شاید دل لگی کی ہو۔ مگر ہمیں اُسکا یقین نہیں آتا۔

خوجی۔ یقین تو ہمیں مرتے دم تک نہ آتا مگر وہاں تو قہقہے پڑ رہے تھے۔ اُس جوان خوبرو کے دیکھتے ہی بنگلے سے قہقہے کی آوازیں آنے لگیں اور جب میں اپنے زعم میں آ رہا تو اور بھی قہقہہ پڑا اس سے تو بھائی جان ہمیں بہت کھٹکا کہ کچھ دال میں کالا کالا ضرور ہے ورنہ نامحرم کو دیکھکر قہقہہ کیسا۔

خواجہ صاحب نے قسم کھاکر اور آزاد کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا آزاد اس سر کی قسم کھاکے کہتا ہون اور خدا اور خدا کا رسول گواہ ہے کہ بنگلے سے بیگمات نے قہقہہ لگایا میری آنکھون مین خون اتر آیا انہ مجھے یقین واثق ہوگیا کہ اس حسین جوان کی یہان بڑی قدر و منزلت ہوتی ہے۔ ورنہ غور تو کیجئے بھلا نامحرم کسی شریف زادی کے زنانے مین بید ھڑک جاسکتا ہے اور ہان خوب یاد آیا یہ تو کہنا بھول ہی گیا تھا کہ انکے پیچھے پیچھے ایک نہایت کمسن اور طرحدار نوابزادی تھین خوب بنی ٹھنی۔ بڑے ٹھسے پہلے تو اُس جوان کو دیکھکر بہت ہی اُچھلی کودین اور غل مچایا اور مجھے للکارا کہ تم کیسے مردوے ہو کہ انکو منع نہین کرتے۔ یہ پرائے زنانے مین کہان گھس آئے ہین۔ اور پھر انکے ہاتھ مین ہاتھ دے کر زینے پر سے گیئن وہ بھی بنگلے کی چھت پر داخل ہوگیئن اور اُس جوان کو بھی لیتی گیئن۔

آزاد۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اس بے سروپا کہانی کے کیا معنی ہین اگر ایسا ہوتا تو اب تک تمام ہندوستان مین خبر مشہور ہو جاتی۔ مگر خیر ع۔

	سمجھین گے دلا فتاب کیسا ہے	

انشاء اللہ۔ فہیدہ خواہد شد۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی

خوجی۔ اور اُسنے وعدہ کرلیا ہے کہ آج ضرور آونگا اور آزاد کو للکارونگا کہ اس خیال خام سے درگذر ورنہ تیرے حق مین اچھا نہ ہوگا۔

آزاد۔ خیر آنے دیجئے۔ بہت ہی خوش ہوکے جائینگے۔

خوجی۔ ہون! گھڑی دو مین مُرلیا باجیگی۔

آزاد۔ اخاہ۔ یہ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ کا یہ مطلب تھا یہ کہئے مگر اب تک ہم کو یہ سب خواب خیال ہی معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔

خوجی۔ بھائی سنو وہ جوان اور جوان کا ہیکو حلوان تو واقعی ایسا حسین ہے کہ مردون کا خود جی چاہتا ہے کہ اُسکے لب شکر خا کا بوسہ لین نہ کہ عورتین۔ ہونٹ ہین لعل یاقوت رنگ۔ رخسار تابان بوسہ فریب آدمی کیا پری ہے واللہ ؎

	ہمخانہ او مہر شدا ہ دیوانہ او بہر خدا ہ	

اور چال ورفتار کا عالم کچھ نہ پوچھئے سبحان اللہ جان اللہ ؎

	زان غمزہ کہ در خندہ ام کردہ صد زلزلہ فتنہ دام کردہ	

اور زلف مسلسل تو خدا کی قسم بس مرغ دل کی گرفتاری کے لئے زنجیر اور دام سے بھی زیادہ تھی سچ کہتا ہون اُس زلف پُرشکن و عنبر بار کا بھی کشتہ ہون ؎۔

	شب بھر تمہاری زلف مسلسل کی یاد مین دو سانپ ہین کہ سینے پہ لہرائے جاتے ہین	

اب ہم سوچے کہ اگر اسکے عشق کا اظہار کرتے ہین تو آزاد بگڑ جائینگے کہ واہ اچھے رہے گئے ہماری معشوقہ پریزاد کا حال دریافت کرنے اور وہان سے خود چرکا کھاکے آئے بیٹھے بٹھائے فضول عشق کے پھندے مین مرغ دل خوجی پھنسا آئے۔

راوی۔ اس فصاحت کے قربان واہ خواجہ صاحب واہ

آزاد۔ خیر سمجھا جائیگا اب تو ہم کھانا کھانے جاتے ہین یہ کہکر آزاد اور وہ دونون گلرخان پریزاد طعام لذیذ

نفیس نوشجان کرنے گئے مگر خواجہ صاحب ہوٹل مین کھانا کھانے کے خلاف تھے انکا قول تھا کہ جب قسطنطنیہ تک مین مین نے حتی الوسع ان امور کا پرہیز کیا اور عین جنگ کی حالت مین کسی ایسے مقام کا پکا ہوا کھانا نہ کھایا تو اپنے شہر اور اپنے ملک مین آنکے ذرا آدمیون مین بیٹھون کیون ہون۔ انھون نے ایک سرا مین جاکر جو ہوٹل کے ملحق تھی بھٹیاری سے کھانا پکوایا ماش کی دال روٹی اور سالن مگر اس وحشت کو ملاحظہ فرمایئے کہ بھٹیاری سے بھی بات بات پر یہی کہتے جاتے تھے کہ گھڑی دو مین مر لیا جائیگی۔

اب حسن آرا بیگم کے ہان کا حال سنئے کہ ادھر خواجہ صاحب گرتے پڑتے وہان سے نفرو ہوئے اور ادھر گھر بھر مین قہقہے کی آواز گونجنے لگی جانی بیگم کی کارستانی نے سب کو اس قدر ہنسوایا کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے جس نے سنا لوٹنے لگا اور خصوصًا جب خوجی کا مارے ڈر کے گرنا یاد آیا تو اور بھی ہنسی ہوئی۔

حسن۔ اوہ۔ جانی بیگم بہن نے تو اسوقت لٹا دیا۔

بہار۔ مجھے تو اس موئے کونے کی بوکھلاہٹ پر ہنسی آتی ہے۔ کیا دھم سے گرا ہے کہ توبہ ہے۔

جانی۔ اوہ۔ اسقدر گھبرایا کہ توبہ ہی بھلی۔

خواص۔ اے حضور حواس نفرو ہوگئے ہوش غائب۔

مہری۔ اور دل لگی تو جب معلوم ہوئی جب گرے پھر اٹھنے کا نام تک زبان پر نہ آیا۔ کس مزے سے لیٹے ہوئے تھے۔

نازک۔ اسوقت تو جی چاہتا ہے کہ جانی بیگم کو چوم لون۔

جانی۔ کیا مضائقہ ہے بسم اللہ پھر دیر نکر و بہن۔

سپہر۔ اب دل لگی ہو کہ وہ جاکے آزاد سے کچا چٹھا کہدے

حسن۔ ہان یہ ہمین خیال ہی نہ تھا۔ مگر آزاد ایسے کچے نہین ہین۔ کوئی لاکھ کہے وہ کب ماننے والے ہین ہان تشویش تھوڑی دیر ضرور رہے گی۔

نازک۔ تشویش نہین شک ہو جائیگا۔

باسایہ ترا نمی پسندم
عشق است و ہزار بدگمانے

حسن۔ پھر اسکا دفع دخل۔ خدا جانے وہ موا سٹری۔ سودائی کیا کہے۔ اور آنکے دلمین کیا خیال آئے بری ہوئی بہن۔ اب ہمین خود ایکطرح کی تشویش ہو گئی۔

سپہر۔ نہین باجی جان تشویش کا کوئی مقام نہین۔

بہار۔ نہین سچ کہتی ہین۔ وہ نگوڑا دوانہ ضرور جاکے کہیگا اور اسکو تو پورا یقین ہو گیا تھا کہ یہ مرد ہے اور گھڑی گھڑی کٹار کی طرف دیکھے اور پیچھے ہٹتا جائے۔ اس کے کہنے سے آزاد کو چاہے پہلے یقین نہ آئے مگر یہ ممکن نہین کہ جب وہ قسمین کھائے اور یقین دلائے تب بھی ان کو شک ہی رہے۔

حسن۔ پھر باجی جان آپ ہی سمجھئے۔ آپ نے انکو کیون اجازت دی اور جو انکے دلمین شک پیدا ہوا تو پھر کیسی ٹھہریگی

سپہر۔ اب اس وہم کا تو کوئی علاج ہی نہین ہے۔

نازک۔ ہان اگر شک کسیقدر رہا بھی تو رفع ہو جائیگا۔

سپہر۔ آخر یہ ہو سکتا ہے کہ خوجی کو آدمی بھیج کے ہوٹل سے بلواؤ۔ جو آدمی بلانے جائے وہ ہنسی ہنسی مین آزاد سے یہ بات کہدے۔

حسن آرا بیگم کی صلاح سے پیر مرد کو آزاد کے پاس روانہ کیا

کیے گئے تاکہ کل امور مفصل بیان کرکے انکی تشفی کرین۔
پیر مرد آصف الدولہ کے وقت کا درباری لباس پہن کرکے ایک پرانے دقیانوسی میانے پر سوار ہوے اور ہوٹل مین پہونچکر اطلاع کرائی آزاد نے جو اس مُحِب قدیم کو جو خاص باعث ملاقات اور ذریعہ رسائی تھا دیکھا تو بڑے تپاک سے استقبال کیا اور مصافحہ کرکے برآمدے مین کرسی پر بٹھایا اور قریب کی کرسی پر خود متمکن ہوکر یون مکالمہ کرنے لگے
آزاد۔ گو دل تو گواہی دیتا تھا کہ خدا ہماری محنت ٹھکانے لگائیگا مگر کبھی کبھی ابر مایوسی بھی گلشن دل پر چھا جاتا تھا۔
پیر مرد۔ بھائی آزاد۔ وہ کام تم نے کیا ہے کہ دوسرے سے نہ ہوسکتا مین نے اسوقت تحسین کیا دیکھا کہ آنکھون کو نور سے معمور کردیا۔
آزاد۔ اخبار تو آپ کے پڑھنے مین آتے ہونگے۔
پیر۔ برابر تار بندھا ہوا تھا۔ اور مجھکو تو سب سے زیادہ فکر تھی کیونکہ مین ہی ان امور کا باعث ہوا تھا جب مین نے تم کو دیکھا تھا معًا دل مین کھُپ گئی کہ یہ رعنا شمائل زیبا خصائل جوان حسن آرا کے قابل ہے حضور اب چاہے آپ انکار کرین مگر یہ سب ہماری ذات سے ہوا ہے۔ اگر ہم اسوقت ڈھیل دیتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ پردے کے تیر چلتے تھے انسان کی کون کہے۔ لوگون نے کیسے کیسے اڑنگے لگائے۔ اور اندازون نے کیسی کیسی دراندازیان کین مگر میرے سبب سے ایک کی بھی دال نہ گلنے پائی۔ آخرکار حسن آرا بیگم تک رسائی ہوئی بجرون پر سوار ہوکر ہوا کھائی سیر دریا کر آئی۔ دونون کی بن آئی۔ ایک وہ وقت تھا اور ایک یہ وقت ہے۔ ایک مرتبہ یہان خبر مشہور ہوگئی تھی کہ آزاد نے نصیب اعدا کسی نیچ قوم عورت کے ساتھ جو کسی ادنیٰ سے آدمی کی جورو تھی شادی کرلی۔ اور یہانتک گپ اوڑی کہ پہلے آزاد نے اوسکے میان کو سنکھیا دیکر مار ڈالا پھر شادی ہوئی اور خرابی یہ کہ یہ خبر ایک اخبار مین درج ہوئی اور وہ اخبار مفسدہ پردازون اور فتنہ اندازون نے جو انتہا کے قسی القلب اور ناخدا ترس ہوتے ہین کسی ترکیب سے حسن آرا بیگم کے نام بھیجا لیس اس مضمون کا پڑھنا تھا کہ آگ بھبھوکا ہوگئین اور زار زار رونا شروع کیا۔ دنکو چین نہ راتون کو قرار لب پر فغان و نالہ آنکھین اشکبار و ہوا اور کبھی گھر گلزار مین باول زار پھرتی تھی مگر گھر ویرانہ اور باغ خارستان سے بدتر نظر آتا تھا۔ لیس اوسی روز وفور رنج و قلق سے نوبت بانجا رسید کہ از بس ضعیف ہوگئین۔ نشست و برخاست کی طاقت نہین رہی اور آخرکار بات کرنا بھی دو بھر ہوگیا کیفیت رفتہ رفتہ ردی ہوتی گئی۔ حتے کہ ڈاکٹرون اور حکیمون تک کو صحت مین شک ہوگیا اور ایک روز آنکھین پھیرین اور نصیب اعدا اوپر کے دم بھرنے لگین۔ سرہالین کہرام مچا ہوا تھا مین باہر اپنے کمرے مین دم بخود پڑا ہوا سسکیان بھر رہا تھا کہ یا خدایہ کیا ہوا اوس گل خندان پر اتنی جلدی اوس پڑ گئی۔ کھلتے ہی مرجھا گیا۔ باد سموم نے غنچہ دل کو پژمردہ اور چراغ طمانیت کو افسردہ کردیا۔
آزاد۔ سارے غضب یہ نوبتین پہونچین۔ الٰہی توبہ۔
پیر مرد۔ اسدن کا حال کچھ نہ پوچھیے لیس ناگفتہ بہ ہے
آزاد۔ یہ کس ذات شریف نے کانٹے بوے تھے۔
پیر مرد۔ یہ نہ پوچھیے۔ گذشتہ را صلواۃ۔ مضی ما مضے۔

آزاد - اگر لیں تو پایان قدم لوں کہ واہ حضرت واہ

پیر مرد - خدا اللہ کرے ڈاکٹروں کی سریع التاثیر ادویہ اسقدر انانہ ہوا کہ معاً آنکھ کھول دی اور پانی مانگا تو لوگوں کے دلوں میں ڈھارس ہوئی جان میں جان آئی -

آزاد - ہم سمجھتے تھے کہ ہماری ہی داستان مصائب بے پایاں سے کوٹ کوٹ کے بھری ہے مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ ادھر بھی رقیبوں اور حاسدوں نے اپنے نزدیک کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا -

پیر مرد - آخر کار وہی چار روز گذرے ہونگے کہ اس مضمون دروغ بے فروغ کی قلعی کھل گئی اور حسن آرا کو کامل یقین ہوگیا کہ واقعی بالکل بے سروپا بات تھی -

آزاد - شکر خدا میں حیرت ہے کہ حسن آرا کو اس بات کا کیونکر یقین ہوگیا کہ آزاد سے ایسا فعل ناشایستہ سرزد ہوتا

پیر - طبیعت ہی تو ہے - دل میں ندی سمائی -

آزاد - خیر اسکی شکایت ملاقات کے وقت کیجائیگی -

پیر - وہ آپکے یہاں خوجی کہاں ہیں انکو بلوائیے وہ تو نقل محفل ہیں واللہ -

آزاد - آپکے یہاں سے جو آئے تو نہایت ہی برہم اب مجھ سے گفتگو نہیں کرتے - نہ کسی بات کا جواب دیتے ہیں ہر سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں کہ رکھ گڑی دو دن مر لیا باجگی -

پیر - حضرت وہ تو ایسے بنائے گئے کہ توبہ ہی بھلی - اگر سنی آپ جانئے ہزار شوخیوں کی ایک شوخی اور پھر آپ ہر خط میں یہاں خوجی کی تعریف لکھتے ہی تھے حسن آرا بیگم اور سپہر آرا اور روح افزا اور انکی سب بہنوں اور ہمجولیوں کو دل لگی ہاتھ آئی اول تو ماشاءاللہ ان بزرگوار کی قطع ہی ایسی ہے کہ صورت دیکھتے ہی انسان کو بے اختیار ہنسی آئے آدمی کیا زعفران زار ہے -

آزاد - حضرت اوسنے تو وہ کہانی سنائی کہ میرے ہوش اڑ گئے اگر سچ ہے خدا ہی حافظ ہے مگر خوجی کی بات کا جو یقین کرے اُس سے بڑھکر بے وقوف کوئی نہیں -

پیر - آپ تو خود دانا بینا آدمی ہیں - آپ کو سکھانا حکمت بہ لقمان آموختن سے کم نہیں - ہوا یہ کہ انھوں نے جو بہکی افیونیوں کی باتیں شروع کردیں تو وہ سب سمجھ گئیں کہ پرلے سرے کا احمق ہے چڑا اور گاودی اور مسخرا ہے - پھر کیا شگوفہ ہاتھ آیا - اور حسن آرا کی دو ہمجولیاں بھی اسوقت وہاں موجود تھیں - جانی بیگم اور نازک ادا بیگم یہ دونوں کمال شوخ اور چلبلی ہیں - انمیں جانی بیگم نے وہ مذاق کیا کہ خوجی کے آئے حواس غائب ہوگئے - کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان کٹار ہاتھ میں لئے اکڑتا ہوا چلا آتا ہے اگر خواجہ صاحب کو ذرا بھی عقل ہوتی تو صورت ہی سے بھانپ لیتے کہ عورت ہے - مرد اور عورت کا قد و قامت چال ڈھال وضع قطع بھلا کہیں چھپی رہتی ہے مگر انکو عقل ہے تو کوئی بحث ہی نہیں - دلپذیر النقش ہوگیا کہ یہ کوئی جوان نازک اندام ہم سے لڑنے کے لیے آتا ہے اونکے پیچھے پیچھے حسن آرا کی بڑی بہن بہار النسا بھی تھیں اب اگر ذرا بھی عقل سے کام لیتے تو سمجھ جاتے کہ سب دھوکا ہی دھوکا ہے مگر یہ سمجھے کہ بہار النسا کی عدم واقفیت میں وہ مرد خوبرو باغ میں گھس آیا ہے لگے غل مچانے

آزاد - لاحول ولا قوۃ تو کیا جانی بیگم مرد کا لباس

ہوں کرائی تھیں۔

پیر۔ جی ہان۔ لیکن صورت سے صاف معلوم ہوتا تھا۔

آزاد۔ بس اب یہ اشکال رفع ہو گیا۔ خوجی بھی عجب کمبخت آدمی ہے مجھ سے انکی بات ہی نہین کی جو کچھ ہم پوچھتے ہین اوسکے جواب مین یہی کہتا ہے کہ گھڑی دو مین مر لیا باجے گی آخر کار جب مین نے للکارا تو یہ کہانی کہی کہ حسن آرا بیگم کے ایک اور چاہنے والے پیدا ہوے ہین۔

پیر۔ لاحول ولا قوۃ۔ عجب خبط الحواس آدمی ہے۔

اتنے مین خواجہ صاحب بلوائے گئے آتے ہی کہا گھڑی دو مین مر لیا باجے گی۔ آزاد نے مسکرا کر کہا یہ صاحب آپکی زیارت کے لئے بڑی دور سے آئے ہین ان سے تو ملیے آپ کی لیاقت اور اخلاق اور ملنساری کے بڑے مداح ہین۔ خواجہ صاحب نے جھلا کر جواب بھی دیا تو وہی گھڑی دو مین مر لیا باجیگی۔ دھن کا پکا ہو تو ایسا ہو پیر مرد نے خوجی کی طرف مخاطب ہو کر بیان کیا کہ حسن آرا بیگم کو آپ سے ایک قسم کا لحاظ ہے اور لحاظ کا سبب یہ کہ آپ آزاد پاشا کے رفیق اور ہمدرد ہین اور روم تک آپ نے انکا ساتھ دیا تھا اوس روز آپ تشریف لائے تو بد دماغ ہو کر چلے گئے۔ لہذا آج مدعو ہین۔ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے کہ کئی قسم کی کھیر اور فیرنی اور قند کے چاول اور سفیدا اور انناس کا پلاؤ اور کئی طرح کے مربے اور میٹھا اچار اور میٹھی چٹنی الغرض آپ کے لئے بڑی تیاری کی جائیگی اور آپ کی خاطر سے اعلے سے اعلے افیون بھی منگوائی گئی ہے۔ دعوت بہت معقول ہے مگر شرط یہ ہے کہ چانڈو نہ پینے پائیے گا ہان یہ خیال رہے اور فرمایا ہے کہ اگر افیون کی چسکی لگاتے ہوے اپنا اور آزاد کا حال بہ تہذیب بیان کرتے جایئے تو اور بھی مزید لطف و عنایت ہے۔

خوجی۔ حضرت سنئے۔ بندہ کوئی چرکٹا یا لفرہ تو ہے نہین جی۔ کوئی کلجگا یا ایسا ویسا آدمی نہین۔ جی۔ بندہ بھی خواجہ بدیع الزمان آنجہانی کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔

پیر۔ (ہنس کر) یہ نئی بات سننے مین آئی۔ سبحان اللہ۔

آزاد۔ (قہقہہ لگا کر) واہ حضرت واہ یہ آج ہی سنا کہ مردون کے بطن سے بھی لڑکے پیدا ہوتے ہین آپ کے ابا جان بھی عجیب الخلقت آدمی تھے۔ واللہ۔

خوجی۔ لاحول ولا قوۃ (تیوری پر بل لگا کر) ہم بھی کہین سے کہ ہم آدمی ہین۔

آزاد۔ خیر شکر ہے کہ اسکے آپ مقر تو ہوے بمدت سے

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی ست بادنجان و بادنجانست بورانی

خوجی۔ کہنا چاہئے تھا والدہ شریفہ کے بطن مبارک سے منھ سے کچھ نکل گیا۔ بس اسی طرح بعض اوقات کشتی مین بھی اپنے زعم مین آپ آ رہتا ہون۔ خیر یہ تو سب کچھ ہوا اب کچھ اسکی خبر ہے وہ مسلح ہو کر اوجی بنکر آیا ہے چاہتا ہے۔ آپ بھی لیس ہو رہیے۔ ورنہ گھڑی دو مین مر لیا باجیگی۔

آزاد۔ کیون صاحب آپکے ہان غریبون پر کیا بدعتین ہوتی ہین کٹار بازون اور زمانہ سازون کو بلوا بلوا کے شریفون سے بھڑواتے ہین۔

پیر۔ حضرت خواجہ صاحب کو خدا ہی نے بچایا۔ واللہ

آزاد - افوہ بڑا پرانا نازنین ہم سے چھٹ جاتا - مگر یہ تو ہم سے کہتے تھے کہ وہ جوان رعنا بہت پستہ قامت اور دبلا پتلا آدمی ہے اپنے اُلٹے اگر چلتی تو یہ اوس کو ضرور نیچا دکھاتے ہم کو تو اس مین شک نہین ہے -

خوجی - اوہ اجی کیسا نیچا دکھانا - وہ کیا جانے کہ تلوار کیونکر استعمال مین آتی ہے ایک کیلی کر کے تلوار دلوا ان سب چھین لیتا قدر و عافیت معلوم ہو جاتی

آزاد - اچھا انکو جب لیجائیے تو آج پھر اوسی کو بلوا ئیے

خوجی - (دلمین کانپ گئے) جی ہان - مگر کیون کسی کا مفت نقصان ہو - مین بے ہاتھ پاؤن توڑے نہ ہونگا آپ دیکھ لیجئے گا -

خواجہ صاحب تو اوس جوان خوشرو کی ڈیٹ مین آکے گر ہی پڑے تھے جب آزاد نے پیر مرد سے فرمائش کی کہ انکو پھر بلوانا تو انکا خون اور بھی خشک ہو گیا اور دعا مانگنے لگے کہ بار خدایا آج اُسکی صورت پھر نہ دکھلانا اول تو اُسکے پاس کٹار - دوسرے وہ ابھی نوعمر تیسرے ہم ضعیف - بھلا مقابلہ کیا خاک ہوگا - بات ٹال کر پھر کہا کہ ہمارے نزدیک ان کو بلوانا فضول ہے - مفت مین ٹھائین ٹھائین جوتی پیزار تکرار ہو اس سے کیا فائدہ - ہان اگر آپ لوگ اُس بیچارے کی جان کے دشمن ہوے ہین تو کیا مضائقہ ممکن ہے کہ مین جھلا کے ہاتھ پاؤن توڑ ڈالون اور یہ بھی ممکن ہے کہ مارے غصّے کے ایسا زخمی کرون کہ عمر بھر بیکار پڑا رہے پھر کسی مصرف ہی کا نہ رہے - مگر مجکو اس سے فائدہ کیا ہوگا خواجہ صاحب نے یہ کہکر تھوڑی دیر کے بعد آزاد کو صلاح دی کہ پہلے پیر مرد سے کل حالات مفصل دریافت کیجیے اور پوچھیے کہ یہ کیا اسرار ہے - آزاد پاشا نے خوجی کا شکریہ ادا کیا اور کل امور کے استفسار کو انجمن کی راے پر محول کروا دیا -

خواجہ صاحب نے ایک پرچے پر کئی سوال لکھے جو بجنسہ نقل کئے جاتے ہین وہو ہٰذا -

سوالات باکمالات مستفسرہ من خوجی بدیع صاحب از پیر امرد باتمی جوان کی کٹار دست اندر آمد ابود مدے

اول سوال آن جوان کہ آیا تھا کو دام آدمی ہین

دوسرا - اید اختار اکو کس قادر عرکی سے وقفیت ہے گی -

تیسرا حسنا آر کو اور وہ کو حسنا آرا کا عشق ہین یا بالکل نہین ہین -

چوتھا - اولس روز بروخت آنی اولس کے کیا وجہ سب بیگ انت ہنس دیان تھا - اُلس سے بانی مرتا ہے انکا جواب دو کی تشفت نیہ ہووے - فقت آل راقم مستفصر من خوجی بدیع -

یہ سوالات جن کے حرف حرف سے لیاقت اور لفظ لفظ سے اعلےٰ درجے کی قابلیت برستی ہے اور جسکے جملے جملے اور فقرے فقرے مین فصاحت کوٹ کوٹ کر بھری ہے لکھ کر حضرت مستفصر خوجی بدیع نے آزاد کو دیے آزاد نے سنکر اگر پیر مرد کے حوالے کر دئیے -

انھون نے جابجا اسطرح نشان بنائے -

۱ - استفسر - ۲ - خواجہ - ۳ - پیر مرد - ۴ - بابت ۵ - کہ - ۶ - آمدہ - ۷ - کدام - ۸ - آدمی - ۹ - ایضاً -

۱۰- حسن آرا- ۱۱- کس قدر- ۱۲- عرصے- ۱۳- وقفیت ۱۴- بالکل- ۱۵- اُس- ۱۶- بر وقت- ۱۷- اُس ۱۸- وجہ- ۱۹- بیگمات- دیان کیا معنے- ۲۱- کہ- ۲۲- تشفی- ۲۳- فقط- ۲۴- الراقم- ۲۵- مستفسران

غلطیون کا نشان کرکے پیر مرد نے آزاد کی شہ سے اُسی وقت آزاد کے نام ایک رقعہ لکھا- خواجہ صاحب بحوالات دیگر پانی پینے باہر چلے گئے تھے جب واپس آئے تو آزاد نے یون سرگوشی کی-

آزاد- آپ تو خود بھی ذلیل ہوتے ہین اور مجھے بھی ذلیل کرتے ہین-

خوجی- کیون کیون خیر باشد- کیا ہُوا کیا حضرت

آزاد- سوال جو آپ نے لکھکر اُنکو دئے غلطیون سے ملو ہین- از سرتا پا غلط-

خود غلط بود انچہ من پنداشتم

خوجی- کیا مجال- کوئی گیدی کیا کھاکے مقابلہ کرے گا

آزاد- نامعقول دیکھو پیر مرد نے اس رقعہ مین کیا لکھا ہے

ربانی نہ کہا قلم دوات کاغذ منگا ایک رقعہ لکھا ہے اب چلو بھر پانی مین ڈوب مر جا کے-

خوجی نے رقعہ لیکر پڑھا تو آگ ہو گئے رقعہ ملاحظہ فرمایئے

معدن فیض و کرم مظہر الطاف اتم ذی جودت خوش نہاد محمد آزاد دام الاشراد دام بالاعزاز- بعد ما الیق بشانکم شے آنکہ تعجب کا مقام ہے کہ جو شخص آپ کی صحبت مین برسون رہے وہ بہ فحوائے مثل ہندی (کتے کی دُم بارہ برس زمین مین گاڑی مگر ٹیڑھی ہی نکلی) گاودی اور گدھا بنا ہے خوجی کی تحریر اس وقت نظر سے گذری-

یہ شخص تو بالکل جاہل ہے پیش پا افتادہ الفاظ کے املا مین ہزارون غلطیان-

خواجہ بدیع الزمان صاحب نے غلطیان پھر ملاحظہ فرمائین اور کہا خیر جاے استاد خالی (نیست)

آزاد- پھر بے تکی- تجھے کوئی کہان تک سمجھائے بد بخت پیر مرد- حضرت شیخ علی حزین کا خدمتگار اُنکی صحبت مین شاعر نامدار ہو گیا تھا- رمضانی اُسکا نام تھا- ایک دن کسی دن نے وق کیا تو اُنھون نے یون آواز دی

رمضانی نمکسان مے آیند

اُسنے معًا جواب دیا پیر مرشد-

نا کسان پیش کسان مے آیند

اور شیخ مبارک نہاد شیراز کی نسبت مشہور ہے کہ اُنکی لونڈی اُنکی صحبت مین حاضر جواب ہو گئی تھی ایک روز ایک شخص نے دروازے پر آنکر کہا سعدی سے کہدو (عبد اللہ آمدہ است) کنیز با تمیز نے دیکھا تو واحد العین ایک کونا آیا دو- شیخ سے جا کر عرض کیا عبد اللہ آمدہ است وہ متحیر ہوے عبد اللہ کیا معنی- پوچھا عبد اللہ کہا ہو گا عبد اللہ چہ معنی دارد- لونڈی نے برجستہ جواب دیا بہ عین او نقطہ واقع است تو جناب اُنکی صحبت مین لونڈی اور خدمتگار آدمی بنگئے چاہیئے تھا کہ آپکی صحبت مین یہ آدمی بنتے- مگر افسوس-

خوجی- بجا ارشاد ہوا مگر مجھے آپ کا بہت شکر گزار ہونا چاہیئے کہ آپنے لونڈیون اور غلامون سے مثال دی (بس رہنے دیا کر)- ملو تو اتنی قرولیان بھونکی ہونگی گیدی کہ یاد ہی کریگا- اور سنیئے ایک تو ہم یون ہی اپنی پریشانی

ین ہین کہ ولایت کے جانے سے ریاست پر دوسرا آدمی
قبضہ کرکے بیٹھا ہے۔ ملکیت پرایرے غیرے پچکلیان قابض
ہوگئے روپیہ جہان دفن کیا تھا وہ مقام نہین یاد۔ باغ
کی زمین ریل کی سڑک مین آگئی پار کے مکانات دریابرد
ہو گئے امام باڑہ تھا اُسمین اسپتال ہے دوسرا امام باڑہ
ین مدرسۂ اسلامیہ اُن لوگون کو نکالین تو کافر بنین
کرایہ مانگین تو بے حمیت قرار پائین یہی فکر کیا کم تھی کہ آپنے
اُن کے املا کی غلطیان بیان کرنا شروع کین اور سپیر
طرہ یہ کیا کہ لونڈی غلامون کی کہانیان کہکر ہمارا انسے
مقابلہ کیا۔ اچھے ملے بس اب خاموش رہیے گا۔

آزاد۔ بھئی تم تو منھ پھٹ زبان دراز آدمی ہو صریح جانتے
ہو کہ ہماری سسرال سے آئے ہین اور تم سے کہہ چکے تھے
کہ ہم اُنکے کمال شکر گزار اور ممنون ہین مگر تم کسیکی سنتے ہی
نہین اب اِنکے ہاتھ جوڑ دو ورنہ مین بد دماغ ہو جاؤنگا
اسکے معنی کیا یہ تقریر ہم کو سخت ناپسند آئی۔

خوجی۔ کیا آپ خفا ہوئے پیرمرد۔ واللہ بڑا افسوس
ہوا آپ ایسے اور ایسے اور آپ چار دمڑی کے ڈبل پیسے

	از تلامیذ تو ابلیس یکے کند سواد وز مریدان تو محمود یکے حلقہ بگوش	

اب بُرا نہ مانیے۔ میرا دل ہی مذاق کا خوگر ہے مین
کیا کرون اُسکو اگر بُرا مان گئے تو سرما و پاپوش ما۔
یا سرِشما۔ وہ۔ لاحول معاف کیجئے پاپوش ما و سرِ شما وہ
لاحول پھر بھولا۔ اجی پاپوش ما بان و سرِ مدعیان۔

خدایا تو بے چیز تا چیز کن	سرِ مزہائے جہان تیز کن

پیر۔ آپ کے مکان پر اسوقت آیا ہون۔ مکان نہین۔
مقام قیام سہی قیامگاہ سہی جسطرح چاہیے پیش آیئے
یہ توکل باتین آپ کے ادب اور تمیز پر محمول ہون گی
مجکو کیا غم ہے اور ہم تو زیر دست کیطرف ہین ہی۔ ورنہ
آپ تو کیا بیچارے تھے جو اتنی ٹیڑھی بات کرتے۔

خوجی۔ آپ تو سچ مچ خفا ہی ہوگئے (دست بستہ) نا بابا
من بدلیع سابق کیدان و گلے والی پلٹن۔ بر من رحمے
و بر مائے و دگر ہیچ۔ رحم بر کن و باقی ہیچ نمی خواہم بس بابا
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ بیرا نے آن کر اطلاع دی
حضور ایک گاڑی پر عورتین آئی ہین۔ گاڑی بند ہے
ایک خدمتگار جو گاڑی کے ساتھ ہے حضور کا نام
لیا اور کہا انکو اطلاع دو کہ ذرا مہربانی کرکے یہان
تک تشریف لائین۔

آزاد متحیر ہوے کہ یا الٰہی کون ہے۔ تھوڑی دیر غور
کرکے خوجی کو بھیجا کہ کُل امور دریافت کرکے اطلاع دین
خواجہ صاحب بھی مصنوعی قردلی لیکر اکڑتے ہوے سامنے
کھڑے ہوئے مگر گاڑی سے دس قدم الگ اور خائف

خدمتگار۔ حضرت آپ یہان کس کام کے لئے کھڑے
ہین اس وقت۔

بیرا۔ اُنھون نے اِنکو بھیجا ہے کہ جاکے دریافت کرو کون ہین

آواز۔ گاڑی کے اندر سے اے تو سامنے بلواؤ اِنکو۔

خدمتگار۔ حضرت ذری سامنے یہانتک آیئے۔

خوجی۔ (جوتے ہوکر) اوگیدی۔ کیا مجال بھلا گیدی بھلا

خدمتگار۔ (ہنسکر) اِن اکیا یہ کھپکھیان ہین بیرا خفقان

بیرا۔ کیا جانے باتین تو ایسی ہی کرتے ہین سر نہ پیر۔

آواز۔ اے ادھر بلاؤ انسے گاڑی کے قریب آنیکو کہو۔

خدمتگار- اجی صاحب آپ سے بیس بیر کہہ چکے آپ نہین آتے یہ کیا۔

خوجی- الگ گیدی (قرولی تولکر) الگ خبردار-

بیرا- این- انکو ہوا کیاہے- جاتے کیون نہین سامنے

خوجی- واہ جی تم عجب آدمی ہو- جانو نہ بوجھو آئے ہان سے کیا ہماری جان فالتو ہے جو گاڑی کے سامنے جائین

خدمتگار- اجی تم اُنجمن سے جاکے کہو کہ ذری یہانتک تکلیف کرین یہ کوئی مسخرہ سامعلوم ہوتاہے دیوانہ پاگل

خوجی- (آگ ہوکر) زبان سنبھال گیدی زبان سنبھال (دو قدم پیچھے ہٹ کر) کہدیا بس ورنہ اتنی قرولیان بھونکی ہونگی کہ یاد ہی توکرے گا۔

اتفاق سے آزاد نے انکی آخری بے تکی ہانک سن لی تو فوراً باہر آئے کہ کہین کسی سے لڑ نہ پڑے- باہر آئے تو دیکھا کہ ایک گاڑی برآمدے مین کھڑی ہے اور اُس مین زنانی سواریان ہین اور خواجہ صاحب سامنے پینترے بدل رہے ہین پوچھا خواجہ صاحب یہ آپکس سے بگڑ رہے ہین- جواب ندارد وہان سے جھپٹ کر آزاد کے پاس آئے اور اُنکے (ارد گرد) قرولی گھماتے ہوے پینترے بدلنے لگے- آزاد متحیر- پیرمرد حیران-

ہوٹل والے مسکرانے لگے- اور گاڑی سے قہقہے کی آواز آئی- واہ رے خوجی-

آزاد- خود بھی ذلیل ہوتے ہو اور کو بھی ذلیل کرتے ہو

خوجی- ہو (گاڑی کیطرف اشارہ کرکے) اب کیا ہو گا۔

آزاد- یہ تو بکتا کیا ہے (جھلاکر) ہو گا کیا۔

خوجی- ہو گا کیا- اِگھڑی دو مین مُرلیا باجیگی-

اتنے مین خدمتگار قریب آنے کو تھا کہ خوجی نے وہ غل مچایا اور اسقدر اُچھلے کودے کہ الامان الامان آزاد سے کہا کہ اِس سے کہدو دور ہی دور سے باتین کرے ورنہ گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی۔

خدمتگار نے بیان کیا کہ حضور انھون نے آتے ہی پینترا بدلنا اور یہ کاٹھ کا کھلونا نچانا شروع کیا اور بات بات پر مجھے گیدی بنایا نہ میری سنتے ہین نہ اپنی کہتے ہین- بس فقط پینترے ہی بدلتے جاتے ہین- اور کچھ نہین

خواجہ صاحب آزاد کو علیحدہ لے گئے اور کان مین کہا کہ میان خوب یاد رکھو اور لکھ رکھو کہ اس گاڑی پر عورتین نہین ہین اسپرہ ہین جنکی ذات سے گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی آزاد بے اختیار ہنس پڑے تو خوجی اپنا سر پیٹنے لگے اور پھر سمجھایا کہ وہ جوان رعنا جو حسن آرا کے ہان اُس دن بیڑا اٹھا کے آیا تھا وہی بند اُس مین ہوکے آیا ہو گا۔

آزاد- اللہ اللہ اب خبر کھلی- حضرت کے دلمین تو یہ بات جمی ہوئی تھی ناکہ وہ جوان ضرور مقابلہ کو آئیگا-

آزاد نے انکو جھڑک دیا اور کہا خواجہ صاحب بس آپ زیادہ ہمدردی میرے ساتھ ظاہر نہ کیجئے اور الگ جاکے بیٹھیے مگر خوجی کے دلمین تو کھپ گئی تھی کہ اس گاڑی مین وہی جوان چھپ کے آیا ہے اِنھون نے رونا شروع کیا-

اب آزاد لاکھ لاکھ سمجھاتے ہین کہ دیکھو ہوٹل کے اور مسافر دنکو بُرا معلوم ہو گا تم ناحق غل مچاتے ہو مگر خواجہ صاحب کہا یا تو جو اسپر سوار ہون وہ بے تامل اتر آئین یا مین پہلے دیکھ لون پھر آپ جائین- ورنہ گھڑی دو مین مُرلیا باجیگی

آزاد۔ (خدمتگار سے) اگر وہ منظور کرین تو یہ بوڑھا آدمی جھانک کے دیکھ لے یہ سٹری سودائی تو ہے ہی اسکو شک ہوا ہے کہ اس مین کوئی اور بیٹھا ہے اور وہم کی دارو لقمان کے پاس بھی نہ تھی۔

خدمتگار۔ مین جا کے دریافت کر لون تو عرض کرون

آواز۔ (گاڑی ہی سے سن رہی تھین) منظور ہے۔

خدمتگار۔ لیجیے حضور ہماری سرکار سن رہی تھین چلیے

خوجی۔ (سب سے رخصت ہو کر) دنیا تجھ سے رخصت ہوتا ہون آزاد و خدا تم کو شر نوائب سے مصئون رکھے اور فائز بمرام رکھے

چھٹتا ہے مقام کوچ کرتا ہون مین
رخصت اے زندگی کہ مرتا ہون مین
اللہ سے لو لگی ہوئی ہے میری
اوپر کے دم اس واسطے بھرتا ہون مین

آزاد۔ خواجہ صاحب اب آپکا دم واپسین ہے۔

خوجی۔ خدا تم کو سلامت رکھے۔ تمھاری بدولت بڑے چین سے واللہ اب جان نثار کیے دیتے ہین ایسدم من بدیع

بیر۔ ع۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

خوجی۔ یا خدا مارا بہ حشر ہمراہ نیکان شود۔ یا اللہ۔

خدمتگار۔ اب آخر مرنے کو جاتے ہو ذری قدم بڑھائے نہ چلو جیسے اب مرے نہ لیسے آدھ گھڑی کے بعد ایک ہی بات ہے

خوجی۔ بس گیدی۔ اسوقت جلال مین ہون۔ خبردار

آزاد۔ کیون مرے کو چھیڑتے ہو جی۔ خواہ مخواہ۔

بگھی سے اس قدر قہقہون کی آوازین آتی تھین اور رسد رجہ کھلکھلاتی تھین کہ خوجی اور بھی جھلائے مگر دم بخود ہو جاتے تھے اتنے مین خواجہ رئیس الزمان صاحب سامنے سے نمودار ہوئے اور انکو دیکھتے ہی خواجہ صاحب نے بانگ لگائی

خوجی۔ اے بیا برادر بزرگ بابائے من۔

رئیس الزمان (دوڑ کر) خیریت برادر ہے۔ ہے برادر خیریت ہے خیر برادر۔

راوی۔ اس وحشت کے قربان۔ آخر خوجی کے بڑے بھائی ہین نا یہ وحشت تو خلقی اور جبلی تھی۔

خوجی۔ (گلے ملکر) بابائے بزرگ من بدیع برائے موت رفتہ شدہ ام۔

راوی۔ رفتہ شدہ ام اور آمدہ شدہ بودند اور گفتہ شدہ کردہ بود یہ بندھی تلی چوٹین ہین حضور کی۔

رئیس۔ کیا بات کیا ہے کچھ ہم تو سنین صاحب۔

خواجہ صاحب نے اپنے بابائے بزرگ برادر بابائے بدیع کے کان مین کچھ کہا تو دونون پھر گلے مل مل کر خوب روئے

آزاد۔ یک نہ شد دو شد ع۔ خوب گذرے گی۔ الخ۔

بیر۔ دونون خبطی ہین۔ واللہ عجب مسخرہ ہے بھئی۔

خدمتگار۔ ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے حضور کہ۔

بیرا۔ ہم نے بھی تو کہا تھا کہ پاگل ہے کوئی۔

بھائی سے گلے ملکر خوجی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ گاڑی کے قریب جا کر خدمتگار سے کہا کھول دے۔ جیسے ہی گردن اندر ڈالی دیکھا دو عورتین صدر مین بیٹھی ہین اور دو سامنے گردن ڈالتے ہی انھون نے انکا عمامۂ فضیلت پھینک کر کھوپڑی پر دو چپتین لگائین خوجی کی جان مین جان آئی فوراً ہنس دیے آزاد کو اجازت دی کہ اب آپ جائین کچھ مضائقہ نہین ہے آزاد نے ان لوگون کو جو وہان ادھر ادھر کھڑے ہوئے تھے ہٹا دیا اور ان حسینان شیرین حرکات سے باتین کرنے لگے

آزاد - ارشاد - آپ کون صاحب ہین -

آواز - آدمی ہین - سُنا کہ آزاد پاشا آئے ہین عرصۂ دراز سے آپ کی تعریف سنتے تھے تو بسطرح پر ملنا خلاف وضع اہل آبرو ہے مگر دل نے نمانا کہ آپ سے مشہور آدمی آئین اور ہم زیارت سے محروم رہین -

آزاد - زہی نصیب کہ آپ میری نسبت ایسے کلمے زبان پر لائین مین صحیح عرض کرتا ہون کہ میری ہمیشہ یہی خواہش تھی کہ اپنے وطن اور اپنے برادران قومی کے لیے اپنی جان دون روم گیا اور وہان جنگ روم مین بھی شریک ہوا مگر یہ آرزو نہ برآئی -

آواز - اے خدا خدکرو - تمھاری جان تمھارے وطن اور برادران قومی کو بہت عزیز ہے - اس قیمتی جان کے تم مالک نہین ہو - یہ تو مال وقف ہی یہ وہ جان ہی جو سب کے گاڑھے وقت کام آتی ہے -

آزاد - سبحان اللہ - سبحان اللہ - بخدا نادیدہ مشتاق حصول لقا ہون اب جو آپنے تکلیف کی ہی تو مہربانی کرکے یہانتک قدم رنجہ فرمائیے اور نقاب دور کیجیے مین راست باز ہون - ؎

طالب نظارہ ام پردہ برافگن از رخ
پیش صفِ راستان شعبدہ بازی مکن

آواز - اچھا پیٹ سے پانون نکالے - ہاتھ دیتے ہوے پہونچا پکڑ لیا - چہ خوش - ہوش کی دوا کیجیے -

آزاد - اب مجھے بھی شعر خواہ مخواہ پڑھنا لازم آیا - ؎

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

آزاد - آخر آپ کی نیت کیا ہی - کچھ عشق کے طور معلوم ہوتے ہین تم پر یہ زیبا نہین - اپنے نام کا خیال رکھو صاحب

آزاد - عشق کا لفظ تو مین نے آج سُنا ہی صاحب ؎

مجھ سا نادان عشق کیا جانے
شوق زلف سیہ بلا جانے

آواز - کج ادائی کے ساتھ ہی ہی ایسے تھے بیچارے آپکے عشق کا آوازہ سارے جہان مین پھیلا ہے -

آزاد - اس دل سے خدا سمجھے جس نے ہمین بدنام کیا ؎

بدنام کیا بُرا ہو تیرا اے دل
ناکام کیا بُرا ہو تیرا اے دل
مومن کو تو بُت نے کیا سرکار بلا
کیا کام کیا بُرا ہو تیرا اے دل

آواز - اچھا اب رخصت - زہے نصیب کہ تم کو دیکھا -

آزاد - اگر مضائقہ نہو تو تشریف لائیے خانہ بے تکلف ہے پردہ ہو جائیگا ورنہ آپ کو اختیار ہے میری دلشکنی ضرور ہوگی اتنا سمجھ لیجیے -

آواز - اے ہان خوب یاد آیا وہ جو دو فرنگنین آپکے ساتھ آئی ہین وہ کہان ہین ذری بلالو اونکو بھی دیکھ لین -

آزاد - وہ شاید یہان آنے سے انکار کرین -

آواز - اچھا پردہ کرا دو - ہم اونسے ضرور ملین گے -

آزاد - بہت خوب - لیکن خاکسار ہو یا نہو -

آواز - ضرور تم سے کیا پردہ ہے - بندوبست کرو -

آزاد نے فوراً پردہ کرایا اور اون دونون گلبدنان مہ جبین کو اطلاع دی - ادھر گاڑی سے چار عورتین اوتریں اون مین دو ادھیڑ تھین اور دو کم سن کمرے مین آئین مس کلاریسا نے اون سے ہاتھ ملایا - مگر یہ اُنکی گفتگو سمجھین نہ وہ اُنکی گفتگو آزاد نے سمجھانا شروع کیا - اور بہت اچھی طرح سے بسلاست گفتا سمجھانے لگے

اونمین سے ایک چست وطرار نے جس نے اپنا نام قمر طلعت بتایا تھا آزاد سے کہا کہ ہماری طرف سے مزاج پرسی کیجیے اور کہیے ایک ور آپ کو غریب جانے پر بھی قدم رنجہ کرنا پڑے گا مس میڈا اور کلیرسا نے شائستگی کے ساتھ اسکا جواب دیا دو گلرخان سمبر سیونبر متمکن ہوئی تھین اور دو پیش خدمتین سامنے کھڑی تھین مس کلیرسا آزاد کے ذریعے سے اون دونون کے نام دریافت کیے ایک نے مسکرا کر کہا ہمارا نام پرکالۂ آتش۔ دوسری زیر لب تبسم کرکے بولی فتنۂ بیدار آزاد نے کہا آہستہ سے خدا ہی خیر کرے۔ بڑا سامنا ہی بھلا انسان ضعیف البنیان کی کیا اصل وحقیقت ہی کہ پرکالۂ آتش کی آنچ سے بچ سکے یا فتنۂ بیدار سے اوسکا بخت خفتہ مقابلہ کرے۔ مس میڈا اور کلیرسا کو ترجمہ کرکے سمجھا دیا کہ ان دونون نے اپنا اپنا نام چھپایا اور مصنوعی نام بتایا ہی مگر وہ بھی خالی از مذاق نہین۔ فتنۂ بیدار نے یون سلک بیان مین موتی پروئے؛

آزاد ایک مدت سے تمھارا نام سنتے تھے اور آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تھین۔ بارے شکر ہے کہ خدا خدا کرکے بعد مدت زیارت نصیب ہوئی۔ مجھے بڑا شوق اور دلی خواہش تھی کہ تم سے دو بدو گفتگو کرون مگر سچ کہتی ہون جیسا سنا تھا اُس سے کہین زیادہ پایا حسن مین خوبی مین رعنائی مین برنائی مین اخلاق مین گفتگو مین ہر شے مین تم کو یکتا پایا؎

شنیدم کہ راحت جانے
چون بدیدم ہزار چندانے

مین نے بیشتر کبھی تمھاری دلبر طناز سرمست خوبی ہو ناز

معشوقۂ عشقباز حسن آرا کو نہین دیکھا تھا مگر جیسے تمھارے سبب سے وہ اور اون کے سبب سے تم مشہور ہو تو بے اختیار جی چاہا کہ دیکھین حسن آرا کیسی ہین دیکھا تو چندے آفتاب چندے مہتاب۔ لیکن خوب یاد رکھنا آزاد کہ جسطرح تم اوسکے عاشق زار ہو اوسیطرح وہ بھی دل وجان سے تم پر نثار ہے تم نے بڑی بڑی سختیان اوٹھائین مصیبتین جھیلین مگر یہ نہ سمجھنا کہ وہ تمھاری جدائی مین تم سے کم مصیبت مین تھین

عاشق تنی کہ دیدہ از عشق
عاشق جرسے کہ بر فغان بست
عاشق قدحے کہ بر جگر زد
عاشق قدمے کہ شام غم زد

معشوق ہمان کشیدہ از عشق
معشوق ہمان جرس بجان بست
معشوق ہمان قدح بسر زد
معشوق برہ ہمان قدم زد

عاشق خلشے کہ در نہان یافت
معشوق ہمان خلش بجان یافت

اسکے بعد پرکالۂ آتش نے آزاد سے یون مکالمہ کیا۔

ہماری بہن نے جو کچھ کہا اُس سے ہمین اتفاق ہی ہم دونون گھنٹون ہر روز تمھارا ہی ذکر خیر کیا کرتی تھین بجز اسکے اور کوئی تذکرہ ہی نہ تھا۔ لیکن اتنا تو یہ فرمائیے بندہ پرور کہ حسن آرا ہی سے عقد ہوگا یا یہ دونون اہد فریب بھی اس اقرار سے آئی ہین آزاد نے مسکرا کر کہا۔ جی نہین یہ غلط مشہور ہوا تھا۔ جس روز حسن آرا سے اقرار کر کے گیا اور ساری خدائی مین مشہور ہوا کہ آزاد حسن آرا کے حکم کے بموجب روم گئے ہین انکی دلشکنی وضع کے خلاف ہے اور حق یہ ہی کہ جو بات حسن آرا مین ہے وہ اون مین کسی مین نہین ہے ع

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

دونون گلعذار کمال خوش ہوئین اور آزاد کی عرصے تک تعریف کرتی رہین کہ کس قدر پاکباز جوان صالح ہین۔ اتنے مین پیر مرد نے آزاد کو بلوایا اور کہا مجھسے دو دو باتین سن لیجیے پھر آپ ون سے باطمینان تمام گفتگو کیجیے بات یہ ہی کہ حسن آرا بیگم نے مجھے دو امر کے لیے آپکے پاس بھیجا تھا ایک یہ کہ آپ خوجی کی باتونین نہ جائیے آپکے دلمین ضرور ایک قسم کا خیال آیا ہوگا کہ حسن آرا بیگم کے ہان کسی نامحرم کا کیونکر گذر ہوا خیر اس سے تو آپ مطمئن ہین دوسرا امر یہ ہے کہ مس میڈا کے ساتھ آپ کی شادی ہوگی یا نہین آزاد متحیر کہ یا خدا ہان کہون یا نہین کہونگا سمجھ گئے کہ حسن آرا رخنہ انداز ہونگی۔ اونسے دیکھا نہین جائیگا کہ جس الفت اور رشتے سے اونکے پلنگ پر بیٹھون اوسی الفت سے کسی اور کے پلنگ پر بھی بیٹھ سکون۔ گو ابھی تک میڈا کے ساتھ شادی نہین ہوئی مگر حسن آرا کو ابھی سے رشک ہونے لگا اب کہین تو کیا کہین۔ میڈا شادی سے انکار کر چکی تھین صاف کہدیا تھا کہ عمر بھر شادی نہ کرین گی۔ لیکن آزاد کے دل مین اس ناظورۂ ملائک نظر فریب ہمہ زیب کے عشق نے بھی جگہ کر لی تھی اور ابھی انکو موقع بھی تھا کہ مس میڈا کو سمجھائین اصرار کرین کلیسا سے سفارش اٹھوائین اگر حسن آرا کو کہلا بھیجتے ہین کہ میڈا کے ساتھ شادی نہ ہوگی تو پھر ممکن نہین کہ اپنے قول کے خلاف کرین اور اگر اقرار کرتے ہین تو شاید میڈا پھر انکار کر جائے اور حسن آرا کے خلاف گذرے کہ ایک میان اور دو بیویان۔ بڑی دیر تک غلطان پیچان رہے کہ کیا جواب دین پیر مرد سے باتون باتون مین پوچھا کہ آخر اونکا کیا منشا ہے اگر مجھے معلوم ہو جائے تو کوشش کرون کہ اونکو خوش رکھون اور یہ بات میرے امکان مین ہے پیر مرد نے جواب دیا حضرت یہ اختیار نہین ہے کہ انکے دل کا حال آپکو بتا دین مگر ہان جو کچھ آپ جواب دینگے اوسکو عمدہ طرز سے بعنوان شایستہ اونسے کہدونگا۔ آزاد نے کہا جناب مس میڈا کے احسان میری گردن پر ہین کہ سر نہین اٹھا سکتا بار احسان سے سر اٹھانا محال ہے یہ نام یہ عہدہ یہ خطاب یہ عظمت انھین کی بدولت حاصل ہوئی ہے اور صاف تو یون ہی کہ روپیہ بھی انھین کی مہربانی سے ہم نے پایا ورنہ من آنم کہ من دانم جسوقت وزیر جنگ نے میرے نام پروانہ تقرری بھیجا میرے ہوش اوڑے ہوے تھے کہ یا خدا سامان اور تیاری کے لئے زر کسکے گھر سے لاؤن بڑی دیر تک مارے بدحواسی اور ضعف کے بری حالت تھی یہ کیفیت اور حالت زار دیکھکر اوس قمر رخسار تدرو رفتار نے مجھے تشفی دی اور اپنے پدر پیر سے جو معقول آدمی ہے زر خطیر لا کے مجھے دیا۔

پیر مرد نے کہا بس اسی تقریر کا خلاصہ مین عمدہ طور سے بیان کر دونگا اور جو کچھ وہ فرمائین گی وہ آپ سے آنکے کہدونگا چلو چھٹی ہوئی۔ خدا حافظ۔ یہ کہکر پیر مرد رخصت ہوے اور آزاد کمرے مین آکر ان گلبدنون سے باتین کرنے لگے پرکالۂ آتش نے فرمایش کی کہ یہان بیٹھے بیٹھے جی پر کلفت ہے اگر پردے کا مقام کوئی مقام سبزہ زار ہو تو چلیے سیر چمن کرین آزاد نے مسکرا کر یہ شعر پڑھا ؎

چشم نرگس بد نظر ہے اور گل بے اختیار	بیوفا سیر گلستان کیا کرے گا دیکھکر

پرکالۂ آتش نے کسیقدر شرماکر گردن نیچی کرلی مگر فتنۂ بیدار نے تیکھی چتون اور شوخی کے ساتھ کہا۔ ای واہ بہن یہ شرمانا لجانا کیسا ابھی بالکل اَنسلی ہی ہو نہ ؎

ہے ہے تمیز عشق و ہوس آجتک نہین
وہ چھیتے پھرتے ہین مجھے بیتاب دیکھکر

پرکالۂ آتش بولی عشق و ہوس آپ ہی کو مبارک ہے یہان اُستاد نے یہ سکھایا ہی نہین کیسا عشق اور کسکی ہوس ہان تم البتہ اس مین برق ہو۔ مگر تمھاری داستان بھی حسرت سے بھری ہے۔ فتنۂ بیدار نے آہ سرد کھینچی اور یہ مسدس کا بند زبان پر لائی ؎

نہوا عشق مین اس شوخ سے آرام کبھی
نہ دیے دست نگارین سے مجھے جام کبھی
لب شیرین سے سُنا ایک نہ دشنام کبھی
نہ ملی لذتِ عرض ہوس کام کبھی
جی کی جی ہی مین رہی بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی
کھودیا مفت مین جو دل مین نے دکھ ہی پایا
قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے گھبرایا
پردہ پُرفن نہ ملا یون ہی سدا ترسایا
نہ وہان مجکو بلایا نہ یہان آپ آیا
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

آزاد تاڑ گئے کہ اس معشوقۂ طناز کا دل بھی چوٹ کھایا ہوا ہی عشق نے طبیعت کو گداز کر دیا ہی۔ کسی جوان زیبا اندام سے عشق کا دم بھرتی تھی مگر وصل کے عوض مفارقت نصیب ہوئی اشعار مسدس تہ جان و دل ہین انھون نے بلجاجت درایت کیا کہ اپنے نام سے ابتو اطلاع دیجیے۔ جب یہانتک تشریف لائین قدم رنجہ فرمایا تو اب بے تکلفی کے ساتھ باتین کیجیے۔ مگر اس ستم رسیدہ کو خدا جانے اسوقت کیا یاد آگیا تھا کہ ایک بات کا بھی جواب دیا اور رو رو کر یہ شعر پڑھا ؎

تیرہ روزی کی رہی جلوہ فزائی ہی ہی
طالع بد کی یہ خوبی نظر آئی ہے ہے

جب آزاد اور ادن دونون مہوِش مسو نے اس خاتون رشک قمر کو زار زار روتے اور آنسو بہاتے دیکھا تو ان سب کا دل بھر آیا اور بہت کچھ سمجھایا کہ صبر کرو دلکو مضبوط رکھو۔ کچھ حال تو کہو۔ سمجھ ہی مین نہین آتا اشک اضطراب فروش پونچھکر اُس مہ پارۂ عابد فریب نے کہا۔ یہان تو دن رات کا رونا ہی۔ تم کب تک سمجھاوگے روز شب یہی کیفیت رہتی ہے۔ ؎

نقد روان اشک کا ہی صرف روز و شب
یاقوت لخت دل کا یہان خرچ ہی غضب
وہ در بے بہا جسے رکھین عزیز سب
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
پہونچادو یہ پیام اجل جان طلب تلک

آزاد نے قریب جاکر کہا حضرت آخر کس نے دکھ دیا ہی کون ایسا بیرحم ظالم ہی جس نے اسقدر جلد پریشان کیا ہی اُس نے کسیقدر جھلاکر اوس معشوقۂ نازنین نے کہا ؎

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اُلٹا
خیر صاحب ستم اُلٹا ہے زمانہ الٹا

یہ گرم گرم شعر سنکر آزاد کے ہوش اُڑ گئے ہین اآپ ہی

ظلم کرو۔ آپ ہی شکوہ آغاز۔ این چہ معنی دارد۔ خدا خیر کرے۔ غور کر کے دیکھا کہ یا الٰہی یہ کون ہے۔ ثریا بیگم سے بالکل صورت نہین ملتی۔ اوسکے ہونٹھ اس سے زیادہ سرخ ہین زیب النسا سے شکل مین بہت اختلاف ہے وہ نازک کمر زیادہ ہے۔ اختر النسا کے بال بھورے ہین حسن آرا کی تصویر ہردم آنکھون کے سامنے رہتی ہے وہ بات کہان بھلا پھر یہ کون ہے خداوندا۔ اب اونکو شک کے عوض کامل یقین ہوگیا کہ یہ ہماری ہی شکایت کرتی ہے اور اوس نے شعر ہی ایسا پڑھا تھا اب اُنکی جرأت نہین ہوئی کہ اس سے کوئی سوال کرین واللہ اعلم کیا کہہ بیٹھے اور دیکھتے ہین نوجوان اور نوعمر حسین گل اندام۔ سرو قامت مہر طلعت گرم نجود اور اوسکی یہ کیفیت کہ آنکھین برابر اشکبار ہین۔ ع

مرا سیماب اشک از دیدہ ہردم کم نمی باشد
بیاض دیدہ ام صبح ست بے شبنم نمی باشد

جب کبھی آزاد نے ڈرتے ڈرتے سمجھایا پکارا آتش نے کہا ہے مایوس کیون ہوتی ہو شاید کہ تمہین بیضہ برآرد پر و بال عنقا گردد۔ تو اس بیت کو ترجمان دل کہا

ناامیدی بر بد اشکے کہ می کاریم ما
رزق قارون مے شود تخمے کہ می کاریم ما

آزاد دنگ کہ یا خدا اس آہو چشم سے مجھسے کب آنکھ لڑی تھی حضرت غور کر کے دیکھتے مگر بے سود۔ اتنے مین مس میڈا نے فرانسیسی مین اُنسے پوچھا کہ کیا حسن آرا یہی ہین انھون نے گردن ہلائی۔ یہ محبوب تیز طبع گو فرانسیسی سے مطلق واقف نہ تھی مگر تاڑ گئی کہ میڈا نے کیا سوال کیا اور آزاد نے کیا جواب دیا۔ اور یہ رباعی زبان پر لائی۔

میگر دو ملم نہان چشم پر آب
دریا وسے گریۂ بیرون حساب
باشوق تمام دیدہ ام گفت بہ دل
من ہم اشکے بریزم اے خانہ خراب

مجبور ہو کر آزاد بادل ناشاد اوس پریزاد کو دوسرے کمرے مین لے گئے اور وہان کرسیون پر بیٹھکر یون مکالمہ شروع کیا۔

آزاد۔ از برائے خدا بتاؤ تو یہ ماجرا کیا ہے۔

فتنہ بیدار۔ پہلے لب لعل کا ایک بوسہ دو تو کہون پھر حال کہون۔

آزاد۔ بسم اللہ۔ مگر تمھین کسی اور کا دھوکا تو نہین ہوا

فتنہ۔ سبحان اللہ کیا سب تمھارے ہی سے بے وفا ہین۔

آزاد۔ مجھے تم نے کہان دیکھا تھا اور مجھپر عاشق کب ہوئی تھین۔

فتنہ۔ بجا ہو نہ! ہم سے اڑتے ہو عاشق کب ہوئی تھین۔

آزاد۔ یا الٰہی تو آخر مجھے بھی بتا دیجئے از برائے خدا۔

فتنہ۔ (بوسہ لے کر) اب بھی یاد نہین آتا واہ رے ہم۔

آزاد۔ قسم خدا کی اسوقت میرے ذہن مین نہین آتی یہ بات۔

فتنہ۔ ایک اور بوسہ لیکر روتے ہوے یہ شعر

پڑھکر سنایا۔

آنکہ رحم از دل برد ما تیر فریاد منست
وآنکہ نسیان آورد خاصیت یاد منست

راوی۔ آزاد نے اس حسرت آلود شعر کی بڑی تعریف کی۔

فتنہ۔ آزاد۔ خدا کے لیے تم بھی ایک بوسہ لے لو۔ نہ ترساؤ۔

آزاد۔ گومگو کا معاملہ ہے۔ ایک نہین مجھسے کیے ہزار بوسے لون مگر آخر مین سمجھ بھی تو لون کہ اس بوسہ بازی سے مجھے فائدہ کیا ہوگا۔

فتنہ۔ ہاے افسوس۔ ایسا ظالم ستمگر نہین دیکھا واے ستم۔

نہ کیونکر بس ہوا جاؤن کہ یاد آتا ہے رہ رہ کر
وہ تیرا مسکرانا کچھ مجھے ہونٹھون مین کہہ کہکر
کہان لخت جگر ہین سیل گریہ مین چڑھا دریا
چلے آتے ہین یہ ڈوبے ہوونکے لاشے بہ بہکر
نوید اے دل کہ رشک غیر سے چھوڑا وسی ہمنی
ستم کا کر دیا خوگر جفا و جور سہ سہ کر
بہار باغ دو دن ہے غنیمت جان اے بلبل
ذرا ہنس بول لے ہو زمزمہ پرداز چہ چہ کر
ستم اے شدت گریہ سرایت خون دل کی ہے
رکھے رومال چشم خون فشان پر لاکھ تہ تہ کر

آزاد۔ یہ میرا گھر نہین ہوٹل ہے بس سمجھ جائیے۔

فتنہ۔ مین بے بوسہ لیے اور دیے نہ جانے دونگی۔

آزاد۔ لے تو چکین۔ دوسرے امر کا نہ مجھے اختیار ہے۔

فتنہ۔ تم بھی بوسہ لو۔ اور ہم بھی بوسہ لین دونون

آزاد۔ میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہ کیا اسرار ہے خدایا

فتنہ۔ دل چھین کے باتین بناتے ہو بندہ پرور سے

ہم سمجھتے تھے گھر گھر کی آبادی
تو نے کی ہاے خانہ بربادی
آرزو تھی کہ نکلین گے ارمان
کہ خدائی کے کرتے تھے سامان
اس توقع سے اب ہوے مایوس
آگیا حرف بات مین افسوس
کب تلک درگذر بھلا ہووے
کیا کیا عشق کا برا ہووے

آزاد۔ اب مجھے فرصت نہین ہے۔ پھر کسی وقت تشریف لائیے گا۔

فتنہ۔ اچھا ایک بوسہ لو تو فوراً گھر مین چلی جاؤن۔

آزاد۔ یہ میری وضع کے خلاف ہے جان نہ پہچان بوسہ لینا کیسا۔

فتنہ۔ (رو کر) ہاے جان نہ پہچان۔ اے دل ساگھر تو نے غارت کر دیا ستمگر اور اب کہتا ہے جان نہ پہچان!!! یا خدایا۔

میری ہرزہ گردی ٹھکانے لگے
کسی شوخ کو رحم آنے لگے

آزاد۔ (مجبور ہو کر بوسہ لیکے) بس اب عدہ وفا کیجیے

فتنہ۔ (ہاتھ پکڑ کر) کیا وعدہ۔ کیا مزے مین بوسہ لیا اور اب رخصت کی سنائی۔ یہ وہ رخسار نہین ہین جنکا بوسہ مفت مل سکے نقد جان اس سودے کی قیمت ہے

ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ | نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

آزاد۔ یا خدا کس ضغطے مین جان پڑی۔ اب آپ تشریف لیجائین۔ خدا حافظ ہے۔

فتنہ۔ اچھا اب کب ملوگے کل ضرور آؤنگی یہان۔

آزاد۔ ضرور ہے اب خدا حافظ ہے۔ بندگی۔

آزاد فتنۂ بیدار سے رسیان توڑا کر چلے آئے اور اونکے بعد وہ بھی اٹھلاتی ہوئی آئی تو مس میڈا اور کلیرسا کیا دیکھتی ہین کہ اُسکے بال بکھرے ہوے ہین اور رخسار پیشتر سے کہین زیادہ سرخ۔ اِن دونون نے ایک دوسرے پر نظر ڈالی اور بکمال حیرت خاموش ہو رہین لیکن اس شوخ بے شرم نے آزاد کو بے نقط سنانا شروع کیا۔

فتنہ۔ سب گواہ رہنا مین تنہا اس وقت انکے ساتھ گئی اور وہان سے ہم ایک گھنٹے کے بعد آئے اور میرے بال اسوقت بکھرے اور زلف پریشان ہے اور انھون نے اسقدر بوسے میرے گالون کے لیے کہ اور بھی سرخ ہو گئے۔

پرکالۂ آتش۔ ہان ہین گواہ ہین خدا کو منہ دکھانا ہے بیشک تم اونکے ساتھ گئین تھین اور اکیلی۔

فتنہ۔ اور بوسون کا ثبوت بھی ہم نے دیدیا یا نہین

پرکالہ۔ بیشک ثبوت کامل ہے بہن۔ یہ گوری گوری گال اسقدر جلد ایسے لال لال کیون ہوے۔ بوسون ہی کے سبب سے۔

فتنہ۔ اب فرمائیے میان آزاد صاحب۔

آزاد۔ (چہرہ سرخ) اب آپ جائیے۔

فتنہ۔ اب مین جاؤن!!! اب کسکی ہو کے رہون۔

آزاد۔ مارے غصے کے کانپنے لگے۔ بس خبردار۔

فتنہ۔ ای ہے ہوش کی دوا کر مردوے۔

کلیرسا۔ (فرانسیسی مین) یہ کیا ماجرا ہے آزاد۔

میڈا۔ ہمارے خود ہوش اُڑے ہوے ہین۔ یہ ہے کیا۔

فتنہ۔ دوران۔ اب دونونکی گواہی ہوئی ہو تو سہی۔

آزاد پاشا کے ہوش پران۔ حواس فقرد کہ یا خدا اچھے گھر بیعانہ دیا اور وہ چمک چمک کرکے کہتی تھی کہ اچھا کھین قسم کھاؤ کہ تم نے مجھے چوما یا نہین۔ آپ ان چومنے والے تھے جو ہمارے میان دیکھ لیتے اسکو بھی جانے دو یہ دو گھنٹے تک اکیلے کمرے مین آپکے پاس بیٹھے۔

آزاد۔ اب ذلیل ہو کے یہان سے جاؤگی تم۔

فتنہ۔ زبان سنبھال کے بولنا بہت چل نکلو۔

آزاد۔ عجب مصیبت مین جان پڑی ہے۔ توبہ توبہ۔

فتنہ۔ ای ہے اب مصیبت یاد آئی پہلے کیا سمجھے تھے

آزاد۔ بس بس خبردار۔ اب ذرا زیادہ نہ بڑھنا۔

فتنہ۔ اوس سے کہو گاڑی برآمدے مین لائے اور ابھی لائے

آزاد۔ ہان خدا کے لیے تم یہان سے جاؤ۔

فتنہ۔ جاتی تو ہون مگر دیکھو تو کیا ہوتا ہے۔

آزاد۔ خیر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا۔ دیکھ لینگے۔

فتنہ۔ بس دیکھ لینگے عدالت مین قلعی کھلیگی۔

آزاد۔ اچھا عدالت پر رکھو۔ بس یہی سہی۔

فتنۂ بیدار مع پرکالۂ آتش کے گاڑی مین روانہ ہوئی اور دونون خواہین سامنے بیٹھین اور گاڑی روانہ ہوئی۔ اور خوجی نے یہ اشعار پڑھے۔ ؎

کھول دی ہے زلف کس نے پھول سے رخسار پر
چھا گئی کالی گھٹا سی پھول سے رخسار پر

کیا ہی افشان ہی جبین وابر وخدار پر
ہے چراغان آج کعبے کے در و دیوار پر

نقش پاسے بچشاخہ قبر پر روشن کرو
مر گیا ہون مین تمہاری گرمی رفتار پر

چشم بد دور آج ہے یہ کون گلرو جھانکتا
چشم نرگس کا ہے عالم روزن دیوار پر

ہم ازل سے انتظار یار مین سوئے نہین
آفرین کیجیے ہمارے دیدۂ بیدار پر

گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
آزاد۔ ارے میان خوجی آج تو غضب ہو گیا بھائی
خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
آزاد۔ بھئی واسطے خدا کے سنو تو غضب ہو گیا۔
خوجی۔ اجی صاحب گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
آزاد۔ بھئی مرلیا تو بج چکی۔ اب کیون بار بار وہی بک رہے ہو
خوجی۔ بھئی ابھی کیا ہے ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

ابھی تو ابتدا ہی ہے۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی
آزاد۔ تم نے کچھ سنا بھی دو بڑی گرگی نکلین۔
خوجی۔ اجی جو تمھاری دل مین وہ میرے ناخن مین ہے
آزاد۔ تم انکو جانتے ہو کہ یہ کون تھین دونون۔
خوجی۔ جی گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
آزاد۔ خدا کی مار تم پر۔ نہ درد کے شریک نہ غم کے شریک
خدا تم ایسون سے سمجھے۔ ابے نامعقول۔ افسوس
خوجی۔ میان صاحب یہ دونون بڑی کلان ہین۔
ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ نہ ملو نہ ملو نہ مانا نہ مانا تو اب بھگتو
آزاد۔ بھئی ہمین کیا معلوم تھا کہ ایسی بدذات نکلیگی۔
خوجی۔ سنیے یہان تھوڑے فاصلے پر ایک کٹنی رہتی ہے
کندن۔ یہ دونون اوسی کی چھوکریان ہین۔ اور وہ
دونون ایک ہی بد وضع شوخ طرار کافر ہین اور کندن
نے انکو سکھا پڑھا کے بھیجا تھا دونون کو لڑکپن سے
جانتا ہے بندہ ؎

نام خدا ابھی سے یہ طفلی مین حسن ہے
آیا ہے اوسکو دیکھ کے پیر و جوان کو غش

آزاد۔ واللہ تم۔ کندن کو کیا جانو۔
خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ ؎

مجھکو فارغ کر دیا حیرت نے اوسکی دید سے
خود وہ پردہ ہو جو مین نور نظر پیدا کرون

عجب نازک ادا نازک اندام نازک انداز ہے۔ ؎

یہ ہے مژگان کی تپش آمادہ یا ہی ناوک اندازی
کشش ہے یہ کمان کی یار نے تیوری چڑھائی ہے

آزاد۔ اوہو۔ ارے یہ کندن کی کارستانیان ہین
خوجی۔ آپ ہین ابھی لونڈے۔
آزاد۔ تو بدبخت پہلے اس فاحشہ کا نام لیا ہوتا۔
خوجی۔ ہونہہ۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔ ؎
جلد دنیا سے اٹھا لے ای فلک چشم عالم سے گرے جاتے ہین ہم

ایک خوش آئی نہین تیرے سوا
لاکھ شکلین دلکو دکھلاتے ہین ہم

خوجی نے آزاد سے کہا کہ یہ کندن ایک بڑی مشہور کٹنی
ہے اور اس کے یہی ہتکھنڈے ہین کہ بھلے مانسون کو پھانسے

اور اِن کو بلبلاتے اور دھمکا دھمکا کے اُن سے روپیہ لے چنانچہ یہ دونون چھوکریان آسی کے سکھانے سے آئی تھین اب یہ سارے شہر مین مشہور کرین گی کہ آزاد ہم سے ملتفت ہوگئے ہین اور عجب نہین کہ عدالت سے بھی چارہ جوئی کرین بہت بُرے پھنسے۔

آزاد۔ بھلا تم کو اس کا حال کیونکر معلوم ہوا۔

خوجی۔ اجی ہم کو کیا نہین معلوم ہے۔ یہ اچھا سوال ہے۔

آزاد۔ اچھا یہ اب اس کا کچھ توڑ بھی ہے۔

خوجی۔ ہان غور کرینگے کسی سے کچھ پوچھین کھینگے۔

آزاد۔ کندن کو تو مین جانتا ہون۔ اُسکے ہان ایک روز گیا بھی اور سب رنگ ڈھنگ دیکھ آیا ہون مگر اُس کے اِس پاجی پن کا حال کیا معلوم تھا۔

خوجی۔ افاہ جب ہی وہ پتا لگاکے یہان تک آئی۔ ع

گر جور و ستم پر طبع آئی اچھا
ہر شوق محبت آزمائی اچھا

ہان روزِ جزا کی آس ہے روز فزون
کر لیجئے جو ہوسکے بُرائی اچھا

آزاد۔ خواجہ صاحب اس وقت ہمین بڑی اُلجھن ہو رہی ہے ازبرائے خدا کوئی تدبیر سوچو یہ شعر شاعری کا موقع نہین ہے۔

خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

ہے بسکہ کلام میرا مشکل اے دل
سن سن کے اسے سخنوران کامل

آسان کہنے کی کرتے ہین فرمائش
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

سو جناب بندہ تو پابند وضع ہے۔ مگر اِس کی سہل ترکیب ہے۔

اتنے مین ایک شخص نے آنکے آزاد کو خط دیا اور کہا حضور فتنہ بیدار کا خط ہے۔ اس کا جواب مانگا ہے۔ آزاد نے خط لینے سے انکار کیا اور قریب تھا کہ اس خدمتگار کو ڈانٹ بتائین مگر خوجی نے خط لے لیا اور اشارے سے آزاد کو سمجھایا کہ خط پڑھ لو۔ پڑھا تو مطلب اول جلول ذرا سُنیے دیگر ازان پنج زن متکفل مہم برہمن شدہ بخانہ خود بردہ شوہر را گفت کہ او در زن فلان اقبال و مجمع خاندان مشرشوہر خود است۔ و وہ گفت کہ اگرچہ کمالات باندازہ حصا خارج ست و فضائل او از شرح و بیان مستغنی ہر حرفش گنجینۂ مضامین و معانیست بسخن غیر یا کلامش نسبت بہ بیانات و آیات قرآنی۔ ایک راہبر چند سفوت کدہ دل بنور توحید دور گیتے پرورد۔ ع

سینے کے سارے آبلے ناسور ہوگئے
اے دست عیش وصل کا ماتم کہان تلک

ہر کیف محفل آراستہ و بزم طرب پیراستہ ہو۔ ع

یکے محفل آراستانہ رود دے
کہ میوز شرمش برآورد خوے

نشستہ بہ رامش زہر کشورے
غریب اوستادے ورامشگرے

اگر کانٹون مین الجھنا منظور ہو
۶۔ تھوڑا لکھنا بہت سمجھنا

الراقمہ آثمہ خادمہ
فتنہ بیدار

آزاد۔ یہ کیا اناپ شناپ بکی ہے آثمہ کیا!۔

خوجی۔ بالکل بے معنی۔ بے کار بے تکی بات لاحول ولا۔
آزاد۔ پھاڑ کے پھینکدو کاغذ۔ اسی دم۔
خوجی۔ نہ نہ تم بھی اسکے جواب مین بے تکا جواب دو۔
آزاد۔ کوئی کاغذ اُٹھا لو۔ یا پنساری کی دوکان سے منگوا لو بس چھٹی ہوئی وہی پرچہ دے دو ذرا خدمتگار سے تو حال دریافت کرو۔
خوجی۔ ہائے افسوس بس یہی تو کہتے ہین کہ ابھی صاحبزادے ہو۔ ان لوگون کے خدمتگار گاودی ہوا کرتے ہین۔
آزاد۔ شاید باتون باتون مین اُگل پڑے۔
خوجی۔ واہ مجھے اور آپ کو دونون کو بیچ لائے جناب اور کیا۔ یا خدا ہماری مشکل آسان کر۔ یا باری تعالے آمین۔

رحمت حق آئینہ دار شماست	
	وقت بد بر فتن یک یک دعاست
ذوق بہ بالید دہش ساز کرد	
	حیرت دل بیخودے آغاز کرد
راست چو گل خندہ زنان خواستند	
	دست فشانان دومان خواستند

خدمتگار کو خوجی نے ایک پھٹا پرانا کاغذ دے کے کہا لو یہ جواب ہے جواب لے کر خدمتگار نے اپنی راہ لی اور خواجہ صاحب نے قہقہہ لگایا اب ہنسی کم ہی نہین ہوتی اکڑ گئے ہم کہ آپ سے ایک کار نمایان سرزد ہوا اور کسی کی تدبیر سوجھی جب ہنستے ہنستے تھک گئے تو زور سے ہانک لگائی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔ دو بار باجی اب پھر باجے گی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
آزاد۔ ارے تم نے یہ کہہ کہکر اور بھی تڑکا ہی دیا۔

خوجی (ہنسکر) گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
آزاد پاشا نے خوجی سے ساری داستان بیان کی۔ کہ فلان روز فلان شہر کی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر گذر ہوا تو دنگ ہو گیا معلوم ہوا کہ یہ کندن کون ہین مگر وہ تو اس دن گرفتار ہو گئی تھی خوجی نے کہا حضرت گرفتاری کی نہ کہیے وہ ہر روز گرفتار ہوا کرتی ہے اور روز رہائی پاتی ہے اس کی دور دور تک رسائی ہے۔ مین بھی سوچتا تھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ بے جانے بوجھے اُسنے ان دونون کو اس قدر بے دھڑک بھیجا ہے۔ اب حال معلوم ہوا بہت بڑے گھر بیانا دیا ہے۔ بھائی صاحب خدا ہی حافظ ہے واللہ۔
آزاد۔ واللہ ہوش اُڑے ہین مین بدنامی کو ڈرتا ہون۔
خوجی کیسی کچھ بدنامی بس توبہ ہی بھلی ہے صاحب۔
آزاد۔ لاحول ولا قوۃ۔ کیا مصیبت ہے واللہ۔
خوجی۔ اور ناکردہ گناہ۔ مین سچ کہون مین بھی کہتا تھا کہ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ آپ سمجھتے ہی نہین۔
آزاد۔ اب اس سے خدا جانے آپ کا کیا منشا تھا پہلے آپنے کہا ایک جوان رعنا۔ تم سے لڑنے آتا ہے۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔ یہ معنی بتائے۔ اب دوسرے معنے بتاتے ہو خیر صاحب مگر اس بلائے بیدرمان سے نجات پانے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین۔
خوجی۔ صاف صاف یون ہے کہ مجھے خود اس کا کچھ حال نہین معلوم تھا یہان کے ایک خانسامان نے کہا کہ ان دونون کو جو آئی ہین آپ پہچانتے ہین مین نے کہا نہین پوچھا آزاد پاشا سے ملاقات ہے مین نے کہا کبھی کی نہین

کہاں ان کا بہو بیٹیوں میں جانا اچھا نہیں ہے۔ تب تو میرے کان کھڑے ہوے۔ ایں! اس کے کیا معنی۔ کہا یہ دونوں چھوکریاں بی بی کندن کے ہاں سے آئی ہیں۔ اور ان کا آنا جوکھم سے خالی نہیں ہے کوئی نہ کوئی خرابی ضرور پیدا ہوگی ہوش اُڑ گئے جھانک کے دیکھتا ہوں تو قہقہے پڑ رہے ہیں فورًا سمجھ گیا کہ دونوں نے رنگ جما لیا چلیے آخر یہ گل کھلا اب میں پتا لگانے جاتا ہوں۔ اب میری کارگزاری اور کارستانی دیکھیے انشاء اللہ۔ مگر تم تبلاتے جاؤ میں لکھتا جاؤں ہر ایک کا نام لکھو اور معشوق کے نام۔

آزاد۔ اس سے مطلب کیا۔ نام کیا ہوگا۔

خوجی۔ بالکل صاحبزادے ہی ہو تم کو اس سے کیا۔

آزاد۔ آپ ہی لکھیے۔ آپ جانے آپ کا کام جانے۔

اے گل گلستان رعنائی　　نوبہار ریاض زیبائی
اے مہ آسمان حسن و جمال　　بے نظیر جہان وہم و خیال
اے دُرِ شاہوار ناسُفتہ　　گوہر آبدار ناسفتہ
اے گل تا بسر نیامدہ　　اے نہال بہ بر نیامدہ
غنچہ با صبا نخوشیدہ　　رنج گلچین ہنوز نادیدہ
لے دل و دین بیک نگہ بردہ　　خون بیچارہ عاشقی خوردہ
اے بت رو بہر نہادہ　　در کف کافرے نیفتادہ
اے تغافل شعار بے پروا　　حال معلوم کیا تجھے میرا
تجکو وان لاف کبریائی ہی　　یان بلا دین و دل پہ آئی ہی
تجکو دعوی ہی بے نیازی کا　　حوصلہ کس کو پاکبازی کا

کیون یہ دعوائے لن ترانی ہی
آخر اک دن قیامت آنی ہے

خوجی۔ واللہ خوب اشعار یاد آئے۔ دیکھو تو سہی۔ انشاء اللہ۔

آزاد۔ ہاں چلیے۔ اب مطلب بیان کیجیے تو لکھوں۔

خوجی۔ اب بندہ مطلب خود بزبان کریگا۔ سنیے جان من بلکہ بہتر از جان ناتوان من بعافیت باشند۔

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازانکہ من نمانم بچکار خواہی آمد

آزاد۔ اہو ہو سبحان اللہ بھئی کیا خوب لکھا ہے استاد۔

خوجی۔ اب اسکے بعد اور تو سنیے۔ اگر کل اشجار جہان قلم مسرت تھم اور کل دوات ہاے دنیا سمندر ہو جائیں تاہم۔

نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسان تو گفتن

جان من اشتیاق دیدار کی اور شوق ملاقات کا پایان نہیں ہے بس اشتیاق یہ ہے اور شہرۂ آفاق یہ ہے۔

الغرض خواجہ صاحب بیڑا اُٹھا کر گئے کہ بی کندن کا پتا لگائیں گے اور اُس کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائیں گے اودھر میان آزاد اُن دونوں سیم بدنوں کے پاس آئے تو دیکھا اُن کے بشرے کی کیفیت اور ہے۔

شرم غیظ و غضب غصہ حیرت چہرے سے نمودار تاڑ گئے کہ یہ سارے کانٹے فتنۂ بیدار کے بوئے ہوے ہیں۔ دم بخود ہو رہے میڈا نے منہ پھیر لیا کلیسریا ایک ناول پڑھنے لگیں۔ ان دونوں کو یقین ہو گیا کہ یہ زن خوش جمال یا تو بیاہتا آزاد کی بیوی ہے جس کو چھوڑ کر حسن آرا کے عشق میں آزاد روم چل دیے یا آزاد سے اور اس سے صرف ملاقات ہی ہو پس دونوں صورتوں میں آزاد کا فعل قابل نفرت تھا

اِن دونون مین بڑی دیر تک گفتگو رہی تھی اگر یہ جان پہچان نہوتی تو اس بے تکلفی سے باتین نہ کرتی۔ اور نہ اس کمرے مین تنہا جاکے بیٹھنے کی دونون مین سے ایک کو بھی جرأت ہوتی سخت حیرت اُن کو یہ تھی کہ زلف کا پریشان ہونا اور بکھرے بالون سے فتنۂ بیدار کا باہر آنا کیا معنے۔ الغرض جس قدر زیادہ غور کرتی تھین معاملہ خالی از شک نہین نظر آتا تھا عرصے تک بالکل سکوت کا عالم رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد آزاد نے خود ہی سکوت کا طلسم توڑا اور کہا کسی نے سچ کہا ہے کہ کر تو ڈرا ورنہ کر تو خدا کے غضب سے ڈر۔ مین نے اِن دونون عورتون کی جو ابھی یہان سے گئی ہین صورت بھی نہین دیکھی تھی اسوقت بلاکی طرح نازل ہوئی ہین انسان کا قاعدہ ہے کہ نئی بات کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے شامت اعمال اتنا زبان سے نکلگیا کہ اگر تکلیف فرمائی ہے تو مہربانی کرکے تشریف لایئے۔

	بیدار مے نمائی و بیر ہنر مے کنی بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی	

گفتگو اس قدر رشتہ در رفتہ سنی کہ دل کو اور بھی یقین ہوگیا کہ واقعی کوئی بڑی معالی دودمان ہین۔ ان کی خاطر کرنی چاہیے دونون حاضر جواب دونون زبان دراز بات کی نہین کہ جواب برجستہ موجود۔

الغرض باصرار تمام ومنت وسماجت یہانتک لائے یہان اُنھون نے گل کھلایا۔ پہلے باتون باتون مین پرانے عشق اور قدیم ملاقات کا اظہار کیا بعد ازان تخلیے کی صحبت پر اصرار کیا اور ان سب باتون کے بعد لے مری خدا اس درجہ مکارہ وعیارہ وبدوضع عورت تو نظر سے نہین گذری واللہ۔ اور ابھی پیچھا تھوڑا ہی چھوڑا ہے ابھی تک دق کیے ہی جاتی ہے۔ خدا خیر کرے۔ عجب مخمصے مین جان ہے۔

آزاد کی یہ تقریر مسلسل اِن دونون نے گوش ہوش سے سنی اور دونون کے دل پر مختلف اثر ہوا۔ میڈا سمجھی کہ یہ گریزین اور برارت تہمت عین ثبوت جرم ہے پیشتر کی ملاقات ضرور ہوگی۔ کلیرسا کو شک کی جگہ یقین ہوگیا کہ ہم دونون کے سبب سے شرماکر یہ کہانی بیان کی ورنہ اگر ہم نہ ہوتے تو اسوقت نہ جاتی۔ اِنکو یقین تھا کہ صرف ملاقات ہی نہین بلکہ نکاح ہوگیا ہوگا جب ہی وہ اس قدر شوخ اور بیباک تھی آزاد کی اس طویل وعریض داستان کا کسی نے جواب نہ دیا وہی پیشتر کی سی خاموشی۔ اب آزاد کے رہے سہے حواس بھی غائب ہوگئے کہ یا خدا خیر کیجیو اب خیر نظر نہین آتی۔ ان دونون پری پیکرون کے آئینۂ دل پر غبار آگیا ہے۔ اور ان کو گنجائش شکوہ سنجی بھی ہے کہ ان کے سامنے اِن کی موجودگی مین ہم ایک زن جادو جلال وفتنہ خیز کو اس بے تکلفی سے تخلیے مین لے گئے اور وہان دیر تک باتین کی اور پھر جب وہ وہان سے آئی تو بال بکھرے ہوئے۔ الغرض انکو سخت قلق تھا کہ اُس پُرفن زن محتالہ نے اِن کو ایسا چکما دیا کہ جس کا جواب نہین۔

اللہ اللہ آزاد اور ایسا بھونڈا چکما کھائین مس میڈا اور مس کلیرسا کے اُسکے لوحِ دل پر اس نے منقوش کردیا کہ آزاد اُس کے چاہنے والون مین ہین۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ بس انتہا ہے۔ جب انھون نے دیکھا کہ مس کلیرسا اور مس میڈا دونون اُن کی طرف مخاطب ہی نہین ہوتین اور ان کی بات کا جواب ہی نہین دیتین تو

کچھ عرصہ تک ضبط کیا آخر کار اُن سے نہ رہا گیا۔

آزاد۔ مس میڈا۔ تم نے ہندوستان کی مکار عورتین دیکھین مگر خدا کا شکر ہے کہ اس ملک مین ایسی شیشہ شکن ناموس بہت کم ہین۔

میڈا۔ ہو مجھے اِن باتون سے کیا سروکار ہے۔

آزاد۔ (شرمندہ ہو کر) اسکی کارستانی دیکھی۔

میڈا۔ مین اور کام مین اُسوقت مصروف تھی۔

آزاد۔ مس کلیرسا تم کچھ سمجھین یا نہین۔

کلیرسا۔ مین نے کچھ خیال نہین کیا کچھ سوچ رہی تھی۔

آزاد۔ اس زن بدسرشت سے خدا سمجھے لاحول ولا۔

میڈا۔ (کتاب کھول کے غور سے مطالعہ کرنے لگی)

کلیرسا۔ بدستور ناول پڑھ رہی ہین۔ بات کا جواب ہی نہین

آزاد۔ ہمارا سا سادہ لوح بھی کوئی کم ہوگا۔

کلیرسا۔ خود کردہ را چہ علاج۔ جیسا کیا ویسا بھگتو۔

آزاد۔ ہاے ہی تو مین چاہتا تھا کہ کچھ کہو تو سہی کلیرسا صحیح کہتا ہون باور کرو۔ جو کبھی پیشتر اُسکی صورت دیکھی ہو تو اِن چارون سے کبھی کی ملاقات نہین ہے کبھی دیکھا ہی نہین۔ اِس مکارہ نے دو داؤن پیچ کیا کہ ہم بالکل احمق بن گئے اب تو ایک بات ہو ہی گئی۔

کلیرسا۔ ایک بات ہو ہی گئی کیا معنی۔ اول تو کیسی کو شاذ ہی یقین آئیگا کہ جان نہ پہچان اور اس تپاک کیساتھ تم اُس کو علیحدہ کمرے مین لیجاتے اور پھر اس قدر عرصے تک بیٹھنا اور اس حالت مین باہر آنا اور اسکا اظہار عشق و بیقراری اور بھی شک پیدا کرتا ہے۔ لیکن تم نے جو بیان کیا کہ کبھی پیشتر کی ملاقات ہی نہ تھی اس سے ہم کو حیرت ہوتی ہے کہ تمھین یہ ہو کیا گیا۔ جس وقت اُس نے اظہار عشق کیا تمھین لازم تھا کہ فوراً یہان سے چلے جاتے یا صاف صاف اُس کو سمجھا دیتے۔

میڈا۔ وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب آیندہ کے لئے کیا فکر کی ہے۔ اسکی چتون اور تیور اور بات چیت سے پایا جاتا تھا کہ وہ نالش کریگی ہماری سمجھ مین اُس کی گفتگو تو آتی نہین مگر اُسکے طرز کلام سے کچھ کچھ سمجھے اور تم کبھی کبھی فرانسیسی مین اُس کی بات کا جواب بھی آہستہ سے دیتے۔

آزاد۔ مین نے خوجی کو بھیجا ہے اُنہنے مجھسے ایک ایسی بات کہی کہ میرے۔ رہے سہے ہوش بھی اُڑ گئے۔ اب خوجی گئے ہین کہ شاید معاملہ روبراہ لائین۔ یہان ایک عورت رہتی ہے کندن بوڑھی ضعیفہ عورت۔ ایک ہی بدکار ہے۔ خدا کی مار اُس پر اُس کے یہ ہتھکنڈے ہین کہ اِدھر اُدھر سے چھوکریان پکڑ لاتی ہے ایک طول طویل داستان ہے خلاصہ یہ کہ یہ زن مکارہ اُسی نے بھیجی تھی اب خوجی بیڑا اُٹھا کے گئے ہین کہ اُسکا پتا لگائین اور اُسکو دھمکائین۔

میڈا۔ واہ بھیجا بھی کسے۔ خوجی موئے سٹرے کو۔

کلیرسا۔ جو بات بنتی بھی ہو بگڑ جائے اُلٹی دھرا دے عجب خبط الحواس کو بھیجا۔ وہ وہان بھی قرولی نکالے گا اور بات بات پر گیدی گیدی غل مچائیگا ایسے شخص کو بھیجنا اپنے کو ہنسوانا ہے۔

آزاد۔ پھر اب اسوقت اور کس کو بھیجتا ع

گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت است

شاید خوجی کے ذریعے سے معاملہ روبراہ آ جائے۔

میڈا۔ اب کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ وہ جو آئی تھی اُسکا مکان

کہان ہے پہلے تو یہی دریافت کرنا تھا۔

آزاد۔ اب خواجہ صاحب آلین تو سب باتین معلوم ہون۔

اب سنیے کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع راجپوتانہ کی وضع کی ایک ٹپی باندھے قرولی مصنوعی ہاتھ مین لیے گرتے پڑتے تلاش مین نکلے جس خانساماں نے انسے کہا تھا کہ یہ چھوکریان بی کندن نے سکھا پڑھا کر بھیجی ہین اُس سے اُنھون نے یہ بھی دریافت کر لیا تھا کہ وہ یہان کس مکان مین مقیم ہے اور اُسی پتے سے ڈھونڈھنے نکلے ایک مقام پر تکیہ دیکھ کر کھڑے ہو گئے کہ کوئی رہرو نکلے تو اُس سے پوچھین اتنے مین ایک بوڑھی عورت سامنے سے نظر آئی۔

خوجی۔ کیون بوا۔ یہ تکیہ کس کے نام سے مشہور ہے۔

بوڑھی۔ کس کے نام سے مشہور ہے۔ جس کا تکیہ ہے اُسی کے نام سے مشہور ہے عارف شاہ کا تکیہ ہے حاجی نصرت کے بھائی۔

خوجی۔ تمھارا مکان کہان ہے مائی۔ ہم بھی فقیر ہین۔

بوڑھی۔ فقیر۔ فقیر تو نہین تم تو بہروپیے معلوم ہوتے ہو۔

خوجی۔ ارے رے رے۔ لاحول ولا قوۃ۔ لاحول ولا قوۃ۔

بوڑھی۔ سر پر ٹپی پانوُن مین چمرودھا جوتا۔ ہاتھ مین کاٹ کی قرولی یہ تو بہروپیا پن ہے۔ فقیرون کو تہمت کے سوا اور کسی لباس سے کیا مطلب۔

خوجی۔ ہائے ہائے۔ تم سمجھی ہی نہین ؎

درویش صفت باش و کلاہ تتری دار ۔ حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست

بوڑھی۔ مین مورکھ ہون نہ۔ کیا سمجھون بھلا۔

خوجی۔ اسکے معنی یہ کہ گرہستی مین جو شخص فقیری کا برتاؤ کرے وہ مقبول بندہ ہے۔ کچھ فرض تھوڑا ہی ہے کہ گھر بار چھوڑ کر جنگل مین جا بیٹھے نہ۔ یہ چیزین دل سے تعلق ہین خیر یہ تو ہوا کریگا۔ اگر ذرا سی آگ کہین سے لادو تو ہم ایک دم لگائین۔

بوڑھی۔ سامنے چلے جاؤ وہان آگ بہت سی ہے۔

خوجی۔ اِس محلے مین کون کون رہتا ہے کچھ معلوم ہے۔

بوڑھی۔ ہان ایک تو رفوگر رہتے ہین وہ سامنے والے مکان مین اور بغل مین ایک رنگریز ہے۔ اِدھر کی لین مین دھوبی رہتے ہین اور سامنے والے مکان مین ایک عورت آکے رہی ہے بدکار ہی معلوم ہوتی ہے۔

خواجہ صاحب سمجھ گئے کہ سامنے والے ہی مکان مین بی بی کندن آکے رہی ہین۔ جھومتے ہوے دروازے پر گئے اور تھوڑی دیر تک چپ چاپ بیٹھے تو اُنھون نے سنا کہ چند عورتین باہم باتین کر رہی ہین سوچے کہ شگون اچھا ہے فال نیک ہے شاید آزاد ہی کی نسبت گفتگو ہو کان دھر کے سنا تو یہ باتین گوش گزار ہوئین۔

"کچھ ہونا ہوانا تو ہے نہین مفت کی ٹھائین ٹھائین ہے"۔

"ای ہٹو بہن۔ ہوا اور بیچ کھیت ہو۔ ایسی بات ہے"۔

"دیکھ لینا جو کچھ بھی ہو۔ وہ کیا ایسے گنوار ہین۔"

"بیٹا تم تو سمجھتی ہی نہین ہو بدنامی کتنی بڑی ہے"۔

"تو اماجان ایسی ہی بدنامی کا لحاظ ہو تو سب ہی نہ دب جایا کرین"۔

دبتے ہی ہین۔ اِس پلٹن کے صاحب نہین کھڑے کھڑے نکلوائے۔

"تو وہ تو موقوف ہو جاتا۔ اُس کو تو یہ خوف تھا"۔

"اور ان کو یہ ڈر ہے کہ حسن آرا نہ بھڑک جائین لوگون مین مشہور نہو ورنہ بے عزتی ہو گی"۔

"اچھا تم نالش کس بات کی کروگی یہ بتاؤ"۔

"نالش کرینگے کہ ہندوستان سے جانے کے پہلے شادی کا وعدہ کر گئے تھے دس بارہ عورتین گواہ ہین اور کہہ گئے تھے کہ تم خبردار خبردار کسی کے ساتھ شادی نہ کرنا اور یہ بھی کہا تھا اگر کسی اور کے ساتھ نکاح ہوا تو تجکو اور اس کو دونون کو قتل کر ڈالونگا۔ اِس خوف کے سبب سے شادی نہین ہوئی اب جو اُن کے آنے کی خبر سنی اور لوگون نے کہا کہ وہ میمونکو بیاہ کے لائے ہین تو آگ ہوگئی کہ اُسنے تو اپنی جوانی کھوئی اُن کے نام پہ ہار اکر کے بیٹھی رہی اور یہ دہان سے بیاہ لائے۔

"اس مین فضیحتی ہوگی اماجان مگر ان تلون تیل نہین"۔

"تیل ویل کا نام نہ لو بدشگونی بُری بات ہے"۔

"اچھا اماجان تمکو اختیار ہے مگر نتیجہ اچھا نہوگا"!

"بیٹا تم ابھی ناکردہ کار ہو۔ جمّا جمّا آٹھ دن کی پیدایش چھوٹا منھ بڑی بات۔ دخل در معقولات۔ تو کندن جو تگنی کا ناچ نہ نچاؤن مجھ سے سیانا سو دوانا"۔

خواجہ صاحب سنتے سنتے تھک گئے۔ اگر عقلمند ہوتے تو چپ چاپ سنتے جاتے اور گھر کی راہ لیتے یا بی کندن کے ہمدرد بنکر بظاہر اُس سے ملجاتے اور اُس کو صلاح دیتے مگر یہ دشمن عقل انکو عقل سے کیا واسطہ جھلا کر ایک مرتبہ ہانک لگائی اوگیدی نکل تو آ۔ دیکھ تو کتنی قرولیان بھونکتا ہون کیا بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہی نالش کریگی اور بدنام کریگی اور روپیہ لے مریگی۔ روپیہ کیسی بزدل سے لے مری ہوگی۔ بڑی دہانسے بن کے آئی ہی۔ بی کندن نے جو یہ آواز سنی تو کوٹھے پر سے جھانکا دیکھا تو ایک پستہ قامت زمین دوز آدمی اکڑ کر ترا رہا ہی خادمہ سے کہا دروازہ کھولدے اور بلالے۔

خادمہ۔ (دروازہ کھولکر) کون ہے آیئے آیئے۔

خوجی۔ اوگیدی آنا جانا کیسا۔ خون کا پیاسا ہون۔

خادمہ۔ یا میرے اللہ میان کیا گرمی دماغ پر چڑھ گئی ہے۔

خوجی۔ بس بس جو کوئی آزاد کو کچھ کہیگا وہ کچھ سنیگا بھی۔

خادمہ۔ اوئی ہوش کی دوا کر مردوے کیا ہذیان بک رہا ہی۔

خوجی۔ دروازے کے باہر آؤ تو بتاؤن جی۔

خادمہ۔ (دروازے کے باہر آنکر) کیا گھول کے پی جائیگا۔ ابھی ایک پھونک مارون تو بس لڑھکنیان کھائے چلا ہی ہانسے باتین بنائے نگوڑا۔ مونڈی کاٹا۔ کلمُوا۔ اہہی۔

خوجی۔ عورت کے کیا منھ لگون۔ ورنہ شیر بھی مقابلے کو آئے تو ایک پہر مین چین بول جائے۔ تو کیا ہے۔

خادمہ۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ چلے ہین چین بلانے بڑا مردوا بنا ہے۔ ذری ہاتھ تو اٹھا۔ دیکھ اسی جگہ دفنائے دیتی ہون کہ نہین۔

اتنے مین بی کندن نے ایک عورت بھیجی اُس نے آنکے کہا یہ کیا دروازے پر غل مچا رکھا ہے۔ محلے والے سنین گے تو کیا کہین گے اوئی کیسا دیدہ دلیل ہے عورت کیا سودا ہوا ہی مردون کے منھ لگتی ہی۔ میان تم اپنی طرف دیکھو یہ ایسی ہی کلدرانی ہی۔ آخر ہوا کیا۔ یہ بات کیا ہی۔ خواجہ صاحب گدھے تو تھے ہی سمجھے کہ یہ عورت اُن کا جنبہ کرتی ہی۔ فرمایا کیا بتاؤن کیا ہی خواہ مخواہ غصہ دلاتی ہے جی چاہتا ہے کہ بھٹے کی طرح سر اُڑا دون مردار کا۔ خادمہ اس فقرے پر بہت اُچھلی کودی تو بہ تلا کے بعد اُس عورت نے سمجھایا اور تھوتھمبو کر کے ان کو اُلّو بنا کر مکان مین لے گئی خواجہ صاحب اکڑ کر ایک مونڈھے پر بیٹھے۔ بیٹھنا ہی تھا کہ ٹانگین اوپر سر نیچے دھڑا دھڑ مین گھر بھر مین قہقہہ پڑا اور خادمہ نے آواز بلند سے کہا دسترا

اور لے ہاتھ تیرے کی ہزار خرابی خواجہ صاحب سنبھلے اور سنبھل کر دوسرے مونڈھے پر چوکن ہو کر بیٹھے۔ خواجہ صاحب لڑھکنی کھا کر مونڈھے پر تو بیٹھے اور اب کی اور بھی اکڑ کر مگر ان کو شک ہوا کہ مبادا یہ عورتیں ساحرہ ہوں کیونکہ پہلی مرتبہ جب مونڈھے پر بیٹھے تو ان کو معلوم ہوا کہ کسی نے انکو پیچھے کھینچ لیا اور دوسری بار بھی مونڈھے کے پیچھے ایک ہاتھ نظر آیا۔ دو چار منٹ کے بعد بی بی کندن سامنے آئیں اور آتے ہی ایک دوہتڑ خوجی پر لگا کر کہا چولھے کی جڑ میں جائے ایسا میاں۔ برسوں کے بعد آج صورت بھی دکھائی پر بھیس بدل کر کے آیا۔ سچ کہتے ہیں ہرددیئے کی جورو ہر دم خطرے میں رہتی ہے تجھے موت آئے نگوڑے تیرا جنازہ نکلے۔ یہ ابتک تو تھا کہاں۔ خواجہ صاحب کے آئے حواس غائب۔ زبان بند۔ ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اُس نے ایک اور دھپ لگا کر انکے کان پکڑے اور کہا کیا چپ چاپ سن رہا ہے ٹک ٹک دیدم۔ دم نہ کشیدم۔ لو اور سنو موا منھ سے بولے تو سر سے کھیلے گویا کتیا بھونک رہی ہے۔

خوجی۔ یہ دل لگی بازی ہم کو پسند نہیں ہے۔

کندن۔ (دھپ لگا کر) شادی کیا سمجھ کے کی تھی۔

خوجی۔ تو شادی اسی لئے کی تھی کہ جوتیاں کھائیں۔

کندن۔ جوتی خورے (دانت کٹکٹا کر چکٹ دیا)

خوجی (تڑپ گئے) ہائیں! یہ عورت کیا ڈائن ہے۔ مار کے گوشت اڑا لیا یا خدا کیسا بُرا پھنسا خدا ہی خیر کرے۔

کندن۔ خیر نہیں اب یہاں سے جانا دل لگی نہیں ہے تیرا کون اعتبار موئے جس طرح ادھر دو تین برس چھوڑ کر چل دیا۔ خدا پر اسی طرح اب بھی چلدے تو کون روکنے سمجھانے والا ہے۔

خوجی۔ کیا ہر گھڑی چل ہی دیا کرونگا۔

راوی۔ واہ خواجہ صاحب واہ۔ گھبرا کے شوہر ہونا قبول دیے۔ ہم تو اس کے قائل ہیں۔ عمرت دراز باد۔

بی بی کندن نے آ کے جائزہ لیا۔ جیب ٹٹولی۔ تین روپیہ اور سات آنے انکے پاس نکلے وہ نکال لیے اور دو دھپیں دیں یہ بیچارے خاموش۔ گھر بھر میں قہقہہ پڑ رہا تھا اور یہ دم بخود دل ہی دل میں جل رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں اُس مکارہ نے انکی تپی بھی اُتار لی اور مصنوعی چوبی قرولی بھی چھین لی اور کہا یوں نہیں تو بی کندن کہ عدالت سے ایک ایک حبہ مہر کا وصول کر لوں خوجی جاتا کہاں ہے تو دیکھ تو سہی۔

خواجہ صاحب جان چھوڑا کر وہاں سے بھاگے اور ہوٹل میں داخل ہوے مگر ناک بھوں چڑھائے ہوئے۔

آزاد۔ مرحبا مرحبا۔ کہو۔ فتح! ابے! آثار بُرے ہیں۔

خوجی۔ گھڑی دو میں مر لیا باجیگی۔ گھڑی دو میں۔

آزاد۔ خدا خیر کرے۔ پتا لگا تھا۔ کیا بات چیت ہوئی۔

خوجی۔ گھڑی دو میں مر لیا باجے گی۔ افسوس۔

آزاد۔ کیا نالش جڑ دی یا اس سے بھی بدتر نیت ہو۔

خوجی۔ بیوی گئی تھیں روزے بخشوانے نماز بھی گلے پڑی ہم گئے تھے کہ آپ پر شوہریت کا دعویٰ نہ کیا جائے اُلٹے خود دھرے گئے وہ بوڑھی عورت مجھے لئے مرتی ہے۔ جلتے ہی کہنے لگی۔ اب تک کہاں تھا مونڈی کاٹے نگوڑے ایسے میاں کا جنازہ نکلے۔ برسوں سے خبر ہی نہیں لی۔ لیجئے اور سنئے خوب دھپیں لگائیں۔ تھپڑ دیے۔ بُرا بھلا کہا گالیاں دیں تین روپے سات آنے جیب سے

نکال لیئے قرولی ہضم کرلی اور کہا پرے دور ہو۔ لو نکھا ہے اب سرکار سے اپنے مہر کا دعوی کرونگی سو حضرت گھڑی دو میں مرلیا بلجے گی۔

اب سنیے کہ ادھر تو آزاد کو یہ تشویش تھی کہ دیکھیں وہ مکارہ عیارہ زن بدسرشت و بدوضع کہاں کہاں بدنام کرتی ہے اور اُسکی حرکات ناملائم سے کسقدر نقصان عائد ہوتا ہے اور اُدھر یہ خیال تھا کہ مس میڈا نے شادی سے انکار کیا ہے۔ اسپر طرہ یہ ہوا کہ خواجہ صاحب کی کارگزاری اور بھی انکے خلاف ہوئی اور اس سے بڑھکر ایک اور وقت خیریات سننے میں آئی۔ آزاد پاشا مس میڈا و کلیرسا سے اپنی پریشانی کا حال بیان کر رہے تھے کہ خواجہ صاحب نے آواز دی۔ آزاد باہر گئے دیکھا کہ پیرمرد گردن جھکائے ایک تپائی پر بیٹھے ہیں نہایت افسردہ و پژمردہ آزاد کے ہوش اڑ گئے۔ خدا ہی خیر کرے انکو تو خوش و خرم آنا چاہیے تھا یہ اس قطع سے پژمردگی کے ساتھ دبکے دبکائے کیوں بیٹھے ہیں اور وہ اسدرجہ محو غم و رنج و الم تھے کہ آزاد باہر آئے اور انکو انکے آنیکا حال بھی معلوم ہوا تاہم وہ گردن جھکائے ہی بیٹھے رہے۔ آزاد نے خوجی کو اشارے سے علیحدہ بلایا اور کہا یار یہ تو اسوقت اسطرح غم کی صورت بنائے ہوئے بیٹھے ہیں کہ مجھے خوف ہے مبادا کوئی بری خبر لائے ہوں جرأت نہیں ہوتی کہ انسے کچھ پوچھوں۔ کوئی ایسی ہی بات ہے جسکے سبب سے یہ اسقدر افسردہ ہیں اور گردن جھکا کر غم میں بالکل مستغرق ہو کر بیٹھنا اس بات کی دلیل ہے کہ جسطرح مجھے استفسار حال کی جرأت نہیں ہوتی اُسیطرح اُنہیں اظہار حال کی جرأت نہیں تم سے کچھ بات چیت ہوئی تھی خوجی نے ہنستے ہوئے جواب دیا قبلہ بے وقوفون بے وقوفون کی دو دان ہے۔ ادھر انجناب اُدھر یہ ہماری انکی اچھی جوڑ چھپکلی۔

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

وہاں سے آکے مجھے علیحدہ بلوایا اور کہا غضب ہوگیا سنتے ہی ہوش فغرو۔ کہو تو کیا ہوا خدانخواستہ کیا بجلی گری آفت آئی۔ کیا ستم بپا ہوا کچھ کہوگے بھی فرمایا۔ حسن آرا بیگم نے پیغام بھیجا ہے کہ مس میڈا کے ساتھ شادی نہ ہوگی تو لوگ مجھے برا بھلا کہینگے۔ آزاد پہلے اس بات کی کوشش کریں کہ مس میڈا اپنے ارادے سے باز آئیں اور یہ امر محال ہے لہذا بڑی دقت واقع ہوگئی مگر بھائی صاحب آپ چاہے مانیں چاہے نہ مانیں آپکو ذرا شک نہ سمجھیگا کہ یہ سب کارستانی ایسی خوبرو کی ہے جو کہ مارے کرآیا تھا اور وہ وہاں از بس خجل ہے اگر مجھے مہلت دیجیے تو میں جا کر پہلے اُسکا فیصلہ کر دوں مگر بڑی خرابی یہ ہے کہ آپ تو مجھے قرولی ترونے ہی نہیں دیتے۔ آپ ایک کام کیجیے کہ پہلے اپنی تشفی کر لیجیے کہ وہ جوان خوبرو وہاں آتا ہے یا نہیں اگر آتا ہو تو بس سمجھ جائیے کہ گھڑی دو میں مرلیا باجے گی۔ ورنہ اور تدبیریں و ترکیبیں ہیں بھائی جان عشق بد بلا ہے بس اتنا یاد رکھیے کہ عشق کا آغاز جیسا سخت ہوتا ہے ویسا ہی انجام بھی سخت ہے مگر ہاں فرق کیا ہے کہ انجام میں پیڈریاں میں آغوش گرم بستر نرم۔ آزاد کی سمجھ میں نہ آیا کہ صرف اتنی سی بات کیلیے یہ پیرمرد اسقدر مغموم و ملول کیوں ہوتا قریب جا کر کہا کیوں صاحب خیر باشد۔ آپ اسوقت افسردہ خاطر کیوں ہیں پیرمرد نے ایستادہ ہو کر کہا مجھے آپسے کچھ عرض کرنا ہے مگر تخلیے میں۔ یہ مقام ایسی نازک تقریر اور اہم امور کی بحث کا نہیں ہے آزاد ایک

خالی کمرے مین پیر مرد کو لے گئے اور خوجی کو بلوایا تین کرسیان بچھین تینون آدمی بیٹھے آزاد نے کہا پہلے تو یہ فرمایئے کہ حسن آرا بیگم کا مزاج کیسا ہے صحت تقدم ہے پیر مرد نے جواب دیا کہ فضل الٰہی سے بہت اچھی خوش و خرم ہین اور جب سے آپکے آنے کی خبر سُنی تب سے اونکی خوشی اور مزاج کے حال کا کیا کہنا اس سے مطلق بے ہیے اسکے بعد آزاد نے دریافت کیا کہ آپ اونکی جانب سے کوئی پیغام لیکر آئے ہین مُنھ سے کہا جی ہان - انھون نے آپکے پاس مجھے بھیجا ہے - انکو جسطرح خیال تھا کہ اگر آزاد کے ساتھ نکاح ہو تو کوئی یہ طعنہ نہ دے سکے کہ آزاد ایک گمنام آدمی پر ایسے معزز دودمان کی صاحبزادی نے بھی اسیطرح اب انکو یہ بھی خیال ہے کہ جو احسان مس میڈا نے کیا ہے اُسکا انکو پورا پورا انعام ملے اور چونکہ مس صاحب آپسے یہی اقرار کر کے آئی ہین کہ حسن آرا کے نکاح کے بعد ہم اُنکے ساتھ بھی شادی ہوگی لہذا انکو اس سے محروم رکھنا احسان فراموشی ہے وہ کہتی ہین کہ مین تو دل و جان سے آزاد پر عاشق ہون جس دوشیزہ یوسف لقا نے آزاد کے ساتھ اس قدر سلوک کیا کہ قید سے رہائی دلوائی عہدہ فوجی کے لیے سفارش کی پاشا کا خطاب اور لفٹننٹ کا عہدہ جزیلہ دلوایا زنجیر سے معین ہوئی اوسکے ساتھ تیون تیون ادھر جنگلون جنگلون اور لق و دق میدانون اور رزمگاہون اور ولایت غیر مین نور عشق سے گئی اور جب آزاد کی جانی دشمن کلیرسا سی سنگدل کو ایسا موم کردیا کہ اُسنے انکی جان بچائی نہین اسقدر مدد دی ایسکو آتش غم مین جلانا بالکل احسان فراموشی اور ناحق کوشی ہے مین تو اسقدر مس میڈا کی شکر گزار ہون کہ بدن کا رونگٹا رونگٹا انکو دعا دیتا ہے - اگر میرے سبب سے وہ اب انکار کرتی ہین تو جائز نہ رکھونگی کہ وہ اس قدر حیران اور پریشان ہون کون نہین جانتا ہے کہ سوتیا ڈاہ بُری ہوتی ہے مگر یہان تو بات ہی اور معاملہ ہی اور ہے - مین تو خوشی سے اجازت دیتی ہون ضرور شادی ہو ہم دونون بہنون کی طرح رہین گے -

پیر مرد نے اس خوبی اور خوش اسلوبی اور صفائی کے ساتھ گفتگو کی کہ آزاد عرصے تک دم بخود سوچا کیے - اتنے مین خواجہ صاحب نے بھی زبان کھولی اور وہ بے تکی ہانک لگائی کہ آزاد اور پیر مرد دونون ہنس دیے -

خوجی - بابا ہم نے بدلیا گھڑی دو مین مر لیا باجیگی -

پیر مرد - کیا مر لیا باجے گی - بھئی خوب ہمیں بدیع صاحب -

خوجی - گھڑی دو مین مر لیا باجیگی وہی بات -

آزاد - تمھارا سر - پاگل - خبط الحواس - چپ ہو -

خوجی - ہماری بلا کو کیا غرض پڑی ہے - بھلتو گم تم کہ ہم ہم نے اپنا حق ادا کر دیا - بس چھٹی ہوئی مانو تو فہو المراد نہ مانو تو تم کو اختیار رہے ہم تو یار شاطر ہین بار خاطر نہین -

مانو نہ مانو جان جہان اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہین

پیر مرد - ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ خواجہ صاحب کا منشا کیا ہے

خوجی - دیکھئے تھین ایسون نے ہمارے حضور کا مزاج بگاڑ دیا - گھڑون کی ٹریہون سے کچھ کم تھوڑا ہی ہو - اور آزاد دیکھ لینا گھڑی دو مین مر لیا باجے گی - ہندو فقیرون کا بہت ساتھ رہا ہے ہمارا بھاری اور بس گرد کے جو اسی دنیا مین اُنکے درشن دکھا دے - سوچ بچار کے جاگت رہو اِک دن رب کو منہ دکھانا -

پیر مرد - معقول آپ صوفی بنگئے - سبحان اللہ -

آزاد- اچھا مین اسکا جواب غور کر کے دونگا۔

پیر مرد- بہت خوب آپ اچھی طرح غور کر لین۔

خوجی- بھائی صاحب بندہ رخصت ہوتا ہی- ورنہ آپ اس اہم بات کا نوٹ کیجیے- بھئی تمھاری عقل کو ہندوستان مین آنکے کیا ہو گیا ہی یار ہائی افسوس وائی افسوس سچ ہی انسان کی عقل آب و ہوا پر منحصر ہے مگر واہ ری مین اور واہ ری میری عقل ساون ہری نہ بھادون سوکھی جس ملک مین گیا دھبا نہ لگا سمندر اور خشکی دونون سے عقل کو ضرر نہ پہونچا عقل اسکے معنی مین اور عاقل اسے کہتے ہین۔

آزاد- آپ کی عقل آپ ہی کو مبارک ہی- پاگل-

پیر مرد- آخر انکی رائے سے مجھے بھی تو اطلاع ہو۔

آزاد- اجی مجنون ہی مردک- کہتا ہی اُسی جوان خوبرو نے سکھا پڑھا کے بھیجا ہوگا- اس خبط کو دیکھیے۔

پیر مرد- لاحول ولا قوۃ- ای توبہ استغفر اللہ- ہونہہ

خوجی- (چڑھا کر) لاحول ولا ان قوۃ- این تو بانکا این تو بانکہ- تو بانکہ- استغف- لاحول- لاحول-

آزاد- این کیا دماغ پر گرمی چڑھ گئی- خبط ہے۔

پیر مرد- وہ تو آپکے بنانے کے لیے دل لگی تھی- بس-

خوجی- بجا اس بات کا یا تو ان کو یقین آئیگا یا ہندوستان کے بھولے بھالے پوتڑون کے رئیسون کو دل لگی لائے ہین وہان سے۔

پیر مرد- خیر صاحب آپ خاموش رہین ہم سمجھ لینگے۔

خوجی- اجی تم سمجھ کیا لوگے تم تو انکو بلبلاؤگے۔

یہ کہکر خواجہ میان سے جھلا کر باہر چلے گئے- اور وہان ایک درخت سایہ دار کے نیچے دری بچھا کر گھانس پر بیٹھے اور یون لکھنا شروع کیا۔

حضرت شاخ حمق آزاد دمق (برائے وزن نثر) سلامت خوجی بدلیا مازول (معزول نوشتہ بودہ می آید) ماشاء اللہ موج موجبت جل ہوادی مودعہ دمق وقاق مالیل آنکہ اگرچہ ورق قضا وقدر وری مادر غلانیدن ورع بور طہ ودیعت دارد ما گذشتہ آمدہ بودندے کہ جوان سیم تن نازک ادا نازک اندام قامت قد بسیار بلند دارد برای گھور یدن حس ان رای عالما را گفتہ است وبندہ بدلیا دیدہ بودہ آید الغرض غلات وغلام غصبہ غشادہ عزامت غالیحہ عقل ترا از سر تا پاے واز تا پاے تا جاے برداشتہ اگر چشم (دیدا) کن و دیدیدہ شوی فہمیدہ بودہ ای کہ کی خار ہی بے تخم ریزی کردہ شدہ است (یعنے کانٹے سب ادمی کے بوے ہوئے ہین) آین پیر مردم مردود عروق عریان عریض غرغرا عزاریل غرب عزازیل غزال عسس عسکرت والافلا- الہی آفتاب خجالت رحمدالست تابندہ باد-

من درویش را کشتی بغمزہ کرم کردی آلہی زندہ باشے	

حررہ خاکپاے مہمات مہمان ہیبت میادین

خواجہ بدیع الزمان شعر گوے رنگین

لفافے پر خواجہ صاحب نے یہ عبارت درج کی۔

حق تالے (تعالے) کردہ بود دست باشد کہ لیفافاے ہاذا (لفافۂ ہذا) در حطیل (ہوٹل) برسد وبعد برسد ازانجا در دست پاک نام دران نامین (نامی) آزاد پاشاے پایاے من بدیع برسد وازانجا از لیفافہ بخریت برسد۔

جہان جاتے ہو پیک صبا کے ہوش اڑتے ہین-	

لفافہ لیچلا ہے حوصلہ دیکھو کبوتر کا

بخیریت تمام من بدلیع گلکاری کردہ بودہ است

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

شنیدم کہ در روز امید و بیم | بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

عفی اللہ عنہ

بوقت نیک رسد یارب

خط دنیا سے نرالا تو لفافہ سازی خدائی میں انوکھا برسد ہزار مقام پر اور آخر میں عفی اللہ عنہ کسقدر موزون ہے ماشاء اللہ۔ اور پھر برسد یارب۔ لفافہ کیا خواجہ صاحب اپنے نزدیک گویا کتاب لکھنے بیٹھے تھے ع ہر کہ خواند دعا طمع دارم بھی موجود اور اشعار بھی جابجا اور لیفافاے بازاری لفافے کے جوبن کو اور چمکا دیا۔ واہ خواجہ صاحب یہ لفافہ لکھکر خواجہ صاحب نے خط بند کیا اور اسپر جلی قلم سے لکھا۔ چو ہر اللہ بد گران۔ آنکہ لیفافاے بازا ترا شد بودم ے۔ یعنی جو شخص یہ لفافہ کھولے اوسپر ہم یہ ترا شدن کے معنی انکے آمد نامے میں کھولنے کے ہیں ہوٹل کے خانساماں کو دیا اور کہا ذرا آزاد پاشا کو جاکے دید و ہوٹل والے تو انکو مسخرہ بناتے ہی تھے خانساماں نے کہا خواجہ صاحب آج تو بہت کچھ لکھ ڈالا اسمین کیا لکھا ہے

خوجی۔ بولو نہ میاں۔ گھڑی دو میں مر لیا جائیگی۔

خانساماں۔ ہان راستے میں بھی یہی کہا تھا آپ نے اسکے معنی کیا ہین۔

خوجی۔ بس اسکے معنی یہی ہین کہ گھڑی دو مین مر لیا جائیگی

خانساماں۔ واللہ ہم نہین سمجھے۔ کیا آپ کچھ آج دیوانے ہو گئے ہیں

خوجی۔ (اکڑ کر) اسے لاحول ہم لوگ کہین دبنے والے ہین بھلا۔

حسرتا کیونکر لکھون اس غم کا حال | کی فلک نے سفت بیٹھے بیٹھے چال

اس کو کسنے ایسا سکھلایا غضب
راستہ کس نے یہ بتلایا غضب

ہم کسی زمانے میں ہزارون آدمیون میں تنہی پھاند پڑتے تھے اور بلوہ بیچ کے نکل آتے تھے۔ اب بوڑھے ہوئے مگر سپہ گری کا وہی شباب ہے وہی آب و تاب ہے وہی لطف و کیفیت لاکھ بوڑھے ہون تو کیا۔

خانساماں۔ حضور نوابی میں کہان تھے کسی پلٹن میں

خوجی۔ جی ہان دگلے والی پلٹن مین کمیدان بہادر تھا

خانساماں۔ اور آزاد پاشا تو کہتے ہین کہ انڈے بیچا کرتے تھے اور آپکی اکثر ہجو کیا کرتے ہین ہم نے بلکہ کہا بھی کہ صورت سے تو رسالدار معلوم ہوتے ہین مگر وہ سنتے کسکی ہین۔

خوجی۔ بس اللہ انمین یہی عیب ہے۔ کیا کہتے تھے؟

خانساماں۔ انسے نہ کہیے گا ناحق خفا ہو جائینگے۔

خوجی۔ اجی انکو تو مین نے ایسا ایسا چھپایا ہے کہ یاد ہی کرتے ہونگے انھون نے تو (آہستہ سے) میری دوہال مین پرورش پائی ہے جی۔

اتنے مین ایک فقیر ہوٹل میں آیا۔ خواجہ صاحب کو درویشون کا بڑا عقیدہ تھا جھکر آداب عرض کیا۔ دری پر بٹھایا درویش نے انکو معتقد دیکھکر بنانا شروع کیا۔ پہلے یہ اشعار پڑھے۔

اے شدہ غافل ز جہان ہوش کن	بادۂ انجرف ز من نوش کن
شعبدہ بازان قضا و قدر	تا شدہ از کتم عدم جلوہ گر

آبی وخاکی بہم آمیختند — ہین کہ چہ نقش عجب انگیختند
بہ کہ چو عنقا زجہان گوشۂ — گیری وگیری ز وفا توشۂ
نیست جہان را خبرے از وفا — اہل جہان را اثرے از وفا
باہمہ کس زر دغا باختہ است — باختہ است ہر کہ بدو ساختہ ست

الحذر از بازی این حقہ باز
مہرۂ خود کردہ ازین حقہ باز

خواجہ صاحب نے جھٹ سے ایک اٹھنی نذر کی درویش نے پیٹھ ٹھونکی اور بچہ خوش رہ آباد کہکر لے لی اور قلم دوات کاغذ منگوا کر ایک پرچے پر یہ شعر لکھا۔

چار بودم سہ شدم اکنون دوم
از دوئی چون کم شدم یکتا شدم

خوجی کو یہ کاغذ دے کر کہا اسکا مطلب سمجھو اور بہت دیر غور کر کے خواجہ صاحب کہنے لگے بھلا اسکا مطلب کیا سمجھیں جب عاجز آگئے تو درویش نے کہا۔ چار بودم یعنی نیست ن ی س ت چار حروف ہین سہ شدم یعنی ہست ہ س ت اکنون دوم یعنی من۔ م ن دو حرف از دوئی چون کم شدم یکتا شدم۔ یعنی وحدانیت مین مل گئے یہ اہل تصوف کا قول ہے۔

خوجی۔ قربان ایسے فقیر کامل کے! ارے یار ہمارے پاس تو اب کچھ نہین ہے۔ خانساماں جی تم ہوٹل سے کچھ کھانا لاؤ۔

خانساماں۔ واہ جس مین ہمیر چھوتے ہی ٹرے لگین

درویش۔ فقر کی مذمت نہ کر بچہ۔ فقیر کا گھر بڑا۔

خانساماں۔ شاہ جی یہان صاحب لوگ ٹکے ہین ذرا غل مچاؤگے تو وہ بخوبی مرمت کر دینگے یہان سے راہ لیجئے

خوجی۔ بڑے بدتمیز ہو جی۔ فقیرون سے یہ گفتگو۔

درویش۔ بے بابا جانے دین کیون ہوتا ہے بچہ خفا خواجہ صاحب بھی فقیر کے ساتھ ساتھ چلے اور بازار مین آنکر ایک لالہ سے کہا میان لالہ جی دو پیسے لو اور ایک خط لکھدو عبارت ہم بتاتے جاتے ہین۔

محمد آزاد پاشا صاحب دام ظلہ

چار بودم سہ شدم اکنون دوم
از دوئی چون کم شدم یکتا شدم

اسکے معنی حل کیجیے تو جانین آپ بڑے کامل ہین اور واضح ہو کہ اگر اسکا حال لکھکر املی بازار کے برگد کے درخت کے پاس پھینک دیجیے گا تو ہم پا جائین گے۔

راقمہ بڑی بیگم عرف کریم النسا

یہ خط لکھوا کر ہوٹل کا پتہ لفافے پر لکھوایا اور ڈاکخانے مین خط ڈالدیا کہ آزاد ہمکو ضرور دکھائینگے ہم فوراً اوسکا حال بتا دین گے خواجہ صاحب و پیر مرد اور آزاد کو تو یہان چھوڑا اب حسن آرا بیگم کے پریخانے کا حال سنیے۔ میم صاحب نے انسے آنکے کہا کہ مس میڈا نے شادی سے قطعی انکار کر دیا تو انکے دلمین طرح طرح کے خیال آئے اخبارون مین یہ پڑھ چکی تھین کہ یورپ کی اکثر دوشیزگان جادو جمال نے ہماری حسد اور رشک و رقابت سے ایسے ایسے کام کیے ہین جنکے سننے اور پڑھنے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوے انکو خوف تھا کہ مبادا مس میڈا خودکشی کرے یہ رنج نہ سہ سکے کہ ولایت غیر اور ملک دور دراز سے شادی کا اقرار کر کے آزاد لائے اور یہان اس بے اعتنائی سے پیش آئے۔ علاوہ برین چونکہ اس ماہ طلعت نے آزاد کا ساتھ دیا تھا اور بڑی بڑی سختیون

سے بچایا تھا اور ہر مقام پر اُنکے کام آئی تھی اس سبب سے حسن آرا اُس مِس میڈا کو ویسا ہی چاہتی تھین جیسا اپنی بہنون کو عزیز رکھتی تھین۔ رات کو جب پلنگ پر استراحت کی تو انھین خیالات مین غلطان پیچان ہین پہلے تو چاہین کہ کسی ترکیب سے مس میڈا سے ملون۔ بھیس بدل کر جاؤنگی آزاد کو ذرا بھی نہ معلوم ہونے پائے اور مین باتون باتون مین سمجھاؤن کہ بہن اسمین تمھاری بدنامی ہوگی کوئی کہیگا آزاد نے نکاح کرکے گھر ڈال لی ہر کوئی کہیگا اچھا ہے تم بھی ملعون ہوگی اور آزاد کو بھی بدنام کروگی اس سے بہتر ہے یہی کہ ادھر حسن آرا سے نکاح ہوا ادھر تمھارے ساتھ شادی ہو جائے اگر وہ یہ عذر پیش کرین کہ حسن آرا ہم سے زمین گی روز جھگڑا ہوا کرے گا تو مین کہونگی ہرگز نہین ایسا کبھی نہین ہو سکتا مین خود حسن آرا سے اس بارے مین گفتگو کر چکی ہون۔ وہ کہتی ہین کہ میڈا نے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا ہے تادم مرگ اس احسان سے سبکدوش نہو سکون گی پھر سوچی کہ بھیس بدل کر جانا اچھی بات نہین ہے۔ شاید افشای راز ہو جائے تو مفت مین جگت ہنسائی ہو کہ اس چھوکری کی ڈھٹائی تو دیکھو ہوٹل سے مقام مین گئی جب ابھی سے یہ حال ہے تو بڑھ کے خدا جانے کیا کرے گی۔ اس سے خدا پناہ مین رکھے اللہ۔ دوسری تدبیر یہ سوجھی کہ کسیطرح سے انکو خود بلائین اور یہان تواضع و تکریم سے دعوت کرین تاکہ اُس کے دل مین یقین ہو کہ حسن آرا مجھے اپنی بہن کیطرح عزیز سمجھتی ہے۔ ایک دفعہ مجھسے ملجائین پھر ممکن کیا کہ اُنکے دل مین کوئی شک بھی رہ جائے۔ مین تو ہاتھ جوڑون پاؤن پڑون کہ بہن از برای خدا ہمارا خیال نہ کرنا ہم تم بہنون کیطرح رہین گے۔ جب مین اسطرح کہونگی تو ممکن نہین کہ اسکا دل نہ پسیجے اس خیال کے بعد انکو وہ کارروائیان یاد آئین جن کے ذریعے سے مس میڈا نے آزاد کی جان بچائی تھی اور جنکی سبب سے انھون نے اسقدر شہرت پائی تھی۔ اللہ اللہ جنگلون و کہسارستانون مین جانا اور آزاد کو صدہا آفات سے محفوظ رکھنا اور اپنی جان کو معرض خطر مین ڈالنا یہ ہر کسی کا کام نہین ہے یہ میڈا ہی کا کام تھا پھر جس میڈا نے آزاد سے عزیز کو مصیبت کے وقت اپنی جان پر کھیل کے مدد دی اوس کو ہم عزیز کیون نہ رکھین پتلیون کا تارا بناؤن۔ آنکھون مین جگہ دون اگر میڈا وہان نہوتین تو عہدۂ فوجی انکو کاہے کو ملتا اور ملتا بھی تو جامہ ندارم دامن از کجا آرم روپیہ تو پاس تھا ہی نہین تیاری کیونکر کرتے اسکو بھی جانے دو اگر مس میڈا مدد نہ دیتی تو روس سے چھٹکارا کیونکر ہوتا پولینڈ کی شاہزادی کے ہان بھیس بدل کر جانا اور مردانے کپڑے پہنکر انکو چکما دینا جرأت کا کام تھا ورنہ آزاد خدا جانے نصیب اعدا کس میدان برفستان مین پڑے ہوتے۔ ایسی میڈا کے ساتھ اگر مجھے ہمدردی نہو تو آدمی نہین۔

جب بڑی دیر تک نیند نہ آئی تو مغلانی نے کہا۔ ای ہے آج کیا سبب ہے کہ اتنی رات آئی اور آپکی پلک نہین جھپکتی مزاج تو اچھا ہے خدا نخواستہ نصیب دشمنان طبیعت تو بے چین نہین ہے حسن آرا نے کہا نہین بی مغلانی آج دن کو ذرا آنکھ جھپک گئی تھی اس سے ابھی تک نیند نہین آئی یہ فقرہ حسن آرا کہہ ہی چکی تھین کہ یہ آواز آئی اوہ اہا سب۔

جھوٹی باتین نیند اس سبب سے نہین آتی ہم سے ہمسے سنو۔
نیند کیا آئے۔ وہ چاہتی ہین کہ آزاد بغل مین ہون
حسن آرا۔ یہ کون بولین۔ یہ کسکی آواز تھی مغلانی۔
مغلانی۔ (ہنسکر) حضور مین بھی نہین کچھ۔
حسن۔ بس یا جانی بیگم یا نازک ادا بیگم دو مین سے ایک ہے
مغلانی۔ مجھے تو سرکار نازک ادا بیگم صاحب معلوم ہوتی ہین
حسن۔ انکے سوا اور اسقدر بے تکلف کون ہے یہان
آواز۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے۔ آخر پھر نیند کیون کھلی
حسن۔ کیسکا اجارہ ہے اچھا یون ہی سہی۔ بس۔
آواز۔ اب نیند کہان اب تو اس کروٹ سے اُس کروٹ اور اُس کروٹ اِس کروٹ رات کاٹنی ہوگی
حسن۔ خیر آپ کی بلا سے۔ دیکھو پھر وہی چھیڑ خانی
نازک۔ آخر بہن یہ تو کوئی بگڑنے یا بُرا ماننے کی بات نہین ہے اگر یہ خیال نہین تو پھر کاہے سے نیند نہین آتی۔ کوئی وجہ بھی تو بیان کرو۔
حسن۔ یا تو تکلیف کرکے یہان تک خود آئیے۔
نازک۔ اچھا آتی ہون (بستر سے اُٹھکر) سنون تو کیا بات ہے۔ دیکھ لینا وہی جھگڑا بیان کروگی مین تو بیزار ہو چلی ہون (حسن آرا کے پلنگ پر بیٹھکر) ہان بہن نیند نہ آنے کا کیا سبب ہے۔
حسن آرا۔ مین یہ سوچتی ہون کہ مس میڈا جو اسقدر فاصلے سے انکے ساتھ آئی ہے اور اب یہان آکے شادی سے انکار کرتی ہے اسکا کیا سبب ہے۔
نازک۔ اے بہن جب تک میڈا سے نہ ملین بات چیت نہو تب تک کیونکر بھلا کوئی رائے قائم ہو سکتی ہے تمھین اس کی کیا فکر ہے۔
حسن۔ مین تو کل سے اسی خیال مین غلطان پیچان ہون
نازک۔ تم کو اس جھگڑے سے کیا سروکار ہے بہن۔
حسن۔ کل مین نے پیر مرد کو بھیجا تھا۔ مگر وہ وہان سے دیر کرکے آئے ابھی کچھ حال نہین معلوم ہوا تڑکے ہی بلوا کے پوچھونگی۔
نازک۔ تمھارا انشا کیا ہے۔ دیکھو حسن آرا آزاد پر میڈا کا بڑا احسان ہے اس مین ذرا شک نہین۔ جو برابر فرق نہین۔ اور اب تمھاری یہ فکر کہ میڈا محروم رہے انصاف کے خلاف ہے دیکھو بہن جو بات ہمارے ذہن مین آئی ہم نے صاف صاف جتا دی۔ اب تم کو اختیار ہے نشیب و فراز سمجھ لو میڈا نے آزاد ہی سے سلوک نہین کیا تم سے بھی۔
حسن آرا چپ چاپ سنتی گئی اور اپنے دل مین بہت ہی خوش ہوئی کہ نازک ادا بیگم کی بھی یہی رائے ہے۔ اگر بہنون یا ہمجولیون مین سے کسی نے اختلاف بھی کیا تو ایک ہماری طرف سے بھی بولنے والی ہے جو ہمارا جنبہ کریگی۔
نازک۔ تم تو اسوقت غوطے مین ہو جیسے۔
حسن۔ نہین مین آپکی باتین سن رہی تھی۔
نازک۔ مین۔ تو اسوقت باتین نہین کر رہی تھی۔
حسن۔ آپنے جو فرمایا اُس پر مین غور کر رہی ہون۔
نازک۔ اچھا اپنی رائے سے بھی تو اطلاع دو بہن
حسن۔ ہماری رائے وہی ہے جو آپ سب کی رائے ہو
نازک۔ اگر تمھاری طرف سے اس بات کا اصرار ہوگا کہ آزاد اُس مس کے ساتھ شادی نہ کرین تو بہن سخت رنج ہوگا
حسن۔ اچھا بہن ایک کام کرو۔ بہلا النسا بہن سے

باتون باتون مین پوچھو۔ دیکھو وہ کیا کہتی ہین اور اماں جان کی کیا راے ہے۔

نازک۔ کیسی بچون کی سی باتین کرتی ہو واہ واہ۔

حسن۔ یہ کیون۔ یہ کیون کیا اُن سے نہ پوچھون

نازک۔ تم آزاد کے ساتھ شادی کرتی ہو یا اُنکو مول لیتی ہو۔ کسی نے بھی آجتک یہ قول و قرار کیا ہے کہ ضرور دوسرا نکاح نہ ہونے پائے غلام بچے میان کی اور اماں جان اس مین کیا کرین گی بھلا۔

حسن۔ اچھا پھر جو آپ کی صلاح ہو وہ کرون بس

نازک۔ صلاح کی اس مین کیا ضرورت ہے تم خبر بھی ہو

حسن۔ صاف صاف یون ہی بہن ہم نے سنا ہے کہ ہمارے سبب سے مِیڈا اب شادی سے انکار کرتی ہین اور ہم کو یہ پسند نہین سچ تو یہ ہے۔

نازک۔ ہان!۔ انکار کرتی ہے۔ یہ نئی بات ہے

حسن۔ میم صاحب نے پرسون کہا نہین تھا۔ یہان آن کے۔

نازک۔ ہم نے نہین سُنا۔ اب دریافت کرنا چاہیے کہ وہان سے یہان تک آ نکر اب انکار کرنا کیا معنے اس مین کچھ فی ضرور ہے۔

حسن۔ پھر کیونکر دریافت ہو۔ مشکل تو یہ ہے۔

نازک۔ ہم بتائین اسی موے بونے خوجی کو بلاؤ اُسکو افیم پلا کے ایسا اندھا کر دو کہ سب باتین بک چلے پہلے کل صبح کو اُنسے پوچھ لو کہ تم نے وہان جا کے کیا سُنا کیا دیکھا بھالا۔ مِیڈا کا رویہ کیسا ہے آزاد کے ساتھ نکاح پر راضی ہے یا نہین۔ یہ سب باتین معلوم ہو جائین تو پھر اس مین ہاتھ ڈالا جائے ویسی ہی تدبیر کرنی چاہیے مِیڈا کو تو پیار کرنے کو بھی جی چاہتا ہے

اتنے مین بہار النسا کی آنکھ بھی کھل گئی کہا یہ کیا بک بک لگائی ہے اتنی رات آئی انکو نیند ہی نہین آتی یہ کون ہے نازک ادا نے کہا۔ اگر ایسی ہی بڑی مزاجدار ہو تو الگ جا کے سو رہو نہ تم کو تو سوا سونے اور کھانے کے اور کوئی کام نہین ہے۔ چھ بجے سے سوؤ اور پھر بھی اٹھو۔ چراغ مین بتی پڑی اور انھون نے لمبے تانی

بہار النسا۔ تو یہ اتنا کہنا اور بھی ہمارے حق مین بُرا ہوا

نازک۔ جو کہے گا وہ سُنے گا بھی۔ کہو کیون کسکو بے اب ذری ادھر آن کے ایک جھگڑا تو طے کر دو۔

بہار۔ ہم کو تو نیند آتی ہے۔ بہن۔ سونے دو۔

نازک۔ مین غل مچاؤنگی (سرہانے بیٹھکر)

لگا کر دل بت آشنا سے
عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے

سوال بوسۂ لب سے رُکے تم
لگے چڑھنے تیوری فقیر کی دعا سے

ملایا مہر و مہ نے بار ہا منہ
نہین نسبت تمھاری نقش پا سے

ذرا دیکھو تو اللہ ری نزاکت
قدم اُٹھتا نہین بار حیا سے

ہزارون ہو گئے ٹکڑے گریبان
چلے دامن اُٹھا کے اس ادا سے

مسلمان بھی کرین سجدہ تو تمکو
دعا مانگی تو یہ مانگی خدا سے

بہار۔ ہان بہن از براے خدا یون ہی گاتی جاؤ۔

نازک۔ اٹھو بیٹھو ذری یہ کیا نحوست کی نشانی ہے

بہار۔ (اٹھکر) اچھا اب نہ سوئینگے۔

نازک۔ سُنو یہ غزل سُنو۔

عطر مٹی کا لگانا چاہیے پوشاک مین۔
خاک سے رغبت رہے ملنا ہے اک دن خاک مین

سارا عالم ہے تری دام محبت کا اسیر
صید کیا صیاد بندھتے ہین تری فتراک مین
کام کیا مجھ مست کو تیری گل وگلزار سے
باغبان بیٹھا ہو ہمین بنت العنب کی تاک مین
مین وہ ہون صید ستم دیدہ کہ مجھکو دیکھکر
اشک بھر آئے ہین چشم حلقۂ فتراک مین
ضبط اسے کہتے ہین قطرہ اشک کا گرتا نہین
ورنہ یان دریا بھرا ہے دیدۂ نمناک مین

حسن۔ جبہی تو باجی اُٹھ بیٹھین ورنہ یہ سویرے کے بغیر نہ اُٹھتین۔ نیند کے ہاتھ بک گئی ہین بالکل۔ اِسکے بعد نازک ادا نے وہ ذکر چھیڑا۔ کہا بہن ہم نے سنا ہے کہ مس میڈا جو آزاد کے ساتھ آئی ہین وہ اتنا دبی سے انکا۔ کرتی ہین شاید اونکے ذہین اب یہ خیال ہوگا کہ مبادا حسن آرا سے نہ بنے وہ بھی تو رئیس زادی بڑے امیر کی لڑکی ہے۔ اُسکا باپ بڑا صاحب ثروت ہے۔ اسی نے تو آزاد کو روپیہ سے مدد دی تھی جب وہ جنگی عہدی کی تیاری کر سکے ورنہ بغیر روپیہ کے کیا ہو سکتا۔ لیکن مین اتنا جانتی ہون بہن کہ تمہاری سب کی بڑی بدنامی ہوگی اور اگر انکو یہ معلوم ہوگیا کہ حسن آرا کے سبب سے شادی مین کھنڈت ہوئی ہے اتنا سوچ لو بس۔ اور یون اختیار ہے۔ بات یہ ہے کہ آزاد کی نیکنامی سب میڈا کے دم سے ہوئی اگر میڈا مدد نہ دیتی تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ شہزادی کے ہان سے انکو کون لاتا۔ اور کلیسا بھلا اپنے معشوق کے قاتل کا ساتھ دیتی لے توبہ۔ مگر میڈا کا ہونا اکسیر ہو گیا۔ اب تو حسن آرا کو چاہیے کہ اس میڈا کی قدر کرین کہ انکو اپنی بہن سمجھین۔ آئندہ جو سب کی رائے ہو۔ بہار النسا یہ تقریر سنکر بولی۔ بھلا اس بحث کا یہ کون وقت ہے۔ خواہ مخواہ بے وقت کی شہنائی بجاتی ہو۔ یہان ماری نیند کے طبیعت بچین ہے۔ انکو مس میڈا کی پڑی ہے۔ ہمکو میڈا سے کیا مطلب۔ آزاد چاہین ایک چھوڑ دوس نکاح کرین۔ ہم کوئی مزاحم ہین۔ یہ حسن آرا کی لیاقت ہے۔ کہ آزاد کو اپنا عاشق کرلین کہ اِنکے سوا اور کسی پر انکا دل ہی نہ آئے اور خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔ باقی رہا میڈا کا جھگڑا آزاد جانین اور میڈا جانین۔ وہ دونون باہم سمجھ لین ہم بیچ مین بولنے والے کون۔ اور اس سے تو کوئی انکار ہی نہین کر سکتا کہ آزاد پر میڈا کا بڑا احسان ہے۔ اسنے کئی مقام پر سلوک کیا ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا کہ جان بچائی اور روپیے سے ذرا دریغ نہ کیا۔ آزاد اگر اسکے ساتھ عمداً اور قصداً نکاح نہ کرین تو بڑے احسان فراموش ہین۔ لوگ حرف رکھین گے کہ جس نے تمکو پاشا اور افسر بنایا جس نے مصیبت سے بچایا جو گاڑھے وقت آڑے آئی اُسکے ساتھ جب تم نے اس درجہ بدسلوکی کی تو اورون سے بھلا کیا سلوک کروگے آزاد اِسکا کیا جواب دین گے بھلا کچھ بھی نہین مگر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ مس میڈا نے از خود انکار کیا یا تو اس درجہ عشق تھا کہ جھلا کے جیلخانے بھجوا دیا اور فرط ترحم سے وہان جاکر قول لیا اور عہد اور زر کثیر سے مدد دی اور پھر دور دراز راستہ طے کیا اور روس کے ملک مین جان پر کھیل گئی اور آزاد کو تلوہ نکال لائی۔ ایسی عورت کو جو دل و جان سے عاشق ہو اور جسنے اسقدر سلوک کئے ہون اسکو آنکھون نہین بلکہ دل مین رکھنا چاہیے مگر تمکو اس سے کیا بحث ہے ہمسے واسطہ کیا ہماری طرف سے کوئی پیغام اس مضمون کا نہین گیا کہ مس میڈا کے

ساتھ شادی کرینگے تو حسن آرا سے نکاح نہوگا ہم نے تو کبھی اس امر کا ذکر ہی نہیں کیا۔ اسمین کوئی سبب خاص ضرور ہے نازک ادا۔ بولیں بس یہی ہم بھی چاہتے تھے کہ میڈا سے یہان گھر بھر مین کسیکو ذرا رنجش نہو۔ بلکہ ہم سب کو اسکا شکرگذار ہونا چاہیے کہ وہ ہمارے کام آئی باقی رہا یہ امر کہ سوتیا ڈاہ اور بیبیون مین نہین بنتی۔ یہ شرفا کے ہان کی باتین نہین ہین۔ آزاد کیا ایسے نادان ہین۔ یا مس میڈا جو ہزارون کنوونکا پانی پی چکی ہو کوئی ناسمجھ ہے۔ یا حسن آرا بدتمیز ہین جبکہ دل سے میڈا کو چاہتی ہین اور آزاد انکے دلی عاشق اور انکے شکرگذار ہین پھر اسمین بگڑنا کیا معنی

یہ تقریر ہو کے بہار النسا نے کہا بہن اب سو رہو۔

نہین صبح کو آنکھ نہ کھلیگی اور نماز قضا ہوجائیگی ادھر یہ ادھر وہ دونون سو رہین۔ اسی مین جانی بیگم کی آنکھ کھلی مغلانی جاگتی تھین پوچھا اسوقت کس نے داستان چھیڑی تھی بیوی نیند مین تھی مگر کچھ کچھ سن رہی تھی کیا باتین ہوئی تھین مغلانی کہا حضور اسی فرنگن کی باتین ہوتی تھین کہ اسنے محمد آزاد پر بڑا سلوک کیا ہے اور اگر وہ مدد نہ دیتی تو آزاد کچھ نہ کر سکتے اول تو انکے پاس روپیہ نہ تھا دوسرے پردیس اجنبی کسی سے ملاقات نہین اور جنگ کا وقت میڈا نے انکو ہر بات مین مدد دی تو اسکا کتنا بڑا احسان ہے۔ جانی بیگم نے نازک ادا کو دو تین بار آواز دی مگر صدا بر نخاست حسن آرا کو جگایا وہ بھی نہ بولین جھلا کر اٹھین اور نازک ادا کی چادر منھ سے ہٹا کر کان کے پاس پانی کے قطرے ٹپکانے شروع کیے وہ چونک کے اٹھ بیٹھین دیکھا تو جانی بیگم پانی لیے سرہانے کھڑی ہین۔ کہا اے ہے۔ دو گھڑی سونے نہ دیا ابھی تک تو جاگتی ہی تھی بہن! ایک گھنٹے تک تو اب بک بک رہی ابھی آنکھ لگی تھی۔ مگر تمھارے ساتھ عداوت ہے تم نے جگا دیا تھوڑی دیر تک ان دونون مین باتین ہوئین اسکے بعد اپنے اپنے پلنگ پر آرام کیا۔ اب سنیے کہ سویرے نور کے تڑکے حسن آرا کی آنکھ کھلی منھ ہاتھ دھو کر پاک صاف ہو کر نماز پڑھی اور بعد ادائے نماز فوراً پیر مرد کو بلوایا اور یون گفتگو کی۔

حسن۔ کل تم بڑی دیر کے بعد آئے وہان سے۔

پیر مرد۔ ہان بہت عرصہ ہو گیا تھا۔ کوئی سات بجے تھے

حسن۔ ہان کیا بات چیت ہوئی معاملہ رو براہ ہے۔

پیر مرد۔ نہین آزاد تو پیغام سنتے ہی خاموش ہو رہے۔

حسن۔ کیا مس میڈا نے از خود شادی سے انکار کیا ہے۔

پیر مرد۔ ہان ہان۔ اسکی تو مین خوب تحقیقات کر چکا ہون۔

حسن۔ آخر اسکا سبب کیا ہے کایا پلٹ ہو گئی دفعتہً۔

پیر مرد۔ طبیعت ہی تو ہے طبیعت کا کون ٹھکانا ہے۔

حسن۔ آزاد سے اور تم سے باتین کیا ہوئی تھین۔

پیر مرد۔ آزاد پہلے تو بالکل سکتے کے عالم مین تھے۔

حسن۔ توبہ توبہ یہان آنکے بھی خوش نہوے۔

پیر مرد۔ اب خوش کیونکر ہون بھلا۔ تم ہی بتاؤ۔

حسن۔ انکی باتون سے یہ پایا جاتا تھا کہ مس میڈا سے وہ اصرار بلیغ کرینگے اور مجبور کرینگے کہ شادی پر راضی ہو جائے یا وہ بھی اب کنارہ کش ہین۔

پیر مرد۔ انکی تقریر سے صاف صاف کوئی بات ظاہر نہین ہوئی مگر اسقدر البتہ بشرے سے پایا جاتا تھا کہ بڑا رنج ہوا مین تو جانتا ہون کہ مس میڈا حشر تک شادی کریگی بڑی آن بان کی عورت ہے ایسی ویسی نہین ہے۔

حسن - اچھا مین یہ سوچتی تھی کہ مس میڈا کو یہان بلواؤن اور خود دو بدو گفتگو کرون اور سمجھاؤن -

پیر مرد - ہان شاید راے بدل دین - آزماؤ -

حسن - تم آج جا کے آزاد سے اِسکا ذکر چھیڑو -

پیر مرد - اچھا مین ابھی جاتا ہون تدبیر تو عمدہ ہی -

حسن - مین اسطرح ملونگی جیسے بہن بہن سے ملتی ہے -

پیر مرد - اگر اُنکے انکار کا یہی سبب ہی کہ آزاد اور تم دونون محمدی مذہب رکھتے ہو اور وہ عیسائی ہین - اور آزاد نے پہلے تمھین سے شادی کا وعدہ کیا تھا شاید اس سے وہ یہ سمجھی ہون کہ حسن آرا کی زیادہ قدر و منزلت ہو گی - لیکن جب تم اُنکے ساتھ اخلاق اور لطف سے پیش آؤ گی تو خواہ مخواہ اُنکے دل پر اثر ہو گا اور جو کچھ وہ سوچتی ہین وہ بھول جائینگی اور جب تم اُنسے اصرار کرو گی تو اور بھی زیادہ اثر ہو گا - بہرکیف اِس امر کی آزمایش ضرور کرنی چاہیے -

حسن - اور جو وہ نہ آئین تو بات ہی جاے مفت مین -

پیر مرد - پہلے آزاد سے بطور خود مشورہ کر لیا جائیگا -

حسن - ہان اُنسے اسقدر کہدینا کہ اگر مس میڈا کو یہان آنے پر مجبور کر سکو تو ذکر کرو ورنہ ہم نہین چاہتے کہ بلت جائے

بس نازک ست شیشۂ دل در کنار ما

یہ بھی کہدینا کہ اگر میڈا یہان تکلیف کر کے آئین تو نہایت مسرور و محظوظ ہو جائینگی اور ہم اور وہ ایک ہی دن کی ملاقات مین ایک جان اور دو قالب ہو جائین گے -

پیر مرد - ہان خوب یاد آیا اگر دوسری میم اُنکے ساتھ آئے تو ہرج تو نہین ہے میرے نزدیک اُسکا آنا اور بلوانا بھی ضرور ہی - پیر مرد کپڑے بدل کر میانے پر سوار ہو - اور کہارون سے کہا ہوٹل چلو - آزاد کے پاس آئے دیکھا کہ برآمدے مین بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہین میانے سے اُترے - کرسی کے قریب آئے مگر آزاد کو مخاطب نہ پایا - تو آہستہ سے کہا بندگی عرض کرتا ہون آزاد نے استادہ ہو کر ہاتھ ملایا اور کہا معاف فرمائیے گا مین اِس وقت خط پڑھنے مین مصروف تھا

پیر مرد - یہ کہان سے آیا ہی - ڈاکخانے سے آیا ہی یہ تو -

آزاد - جی ہان کر تو ڈر اور نہ کر تو خدا کے غضب سے ڈر -

پیر مرد - خیریت ہی - اِسکے کیا معنی - کیا کوئی خطرناک بات خدانخواستہ درج ہی - اندیشہ کا مقام تو نہین ہے تو بتا دیجیے

آزاد - جی نہین مگر کسیقدر اندیشہ کا مقام ہے بھی -

پیر مرد - فرمائیے - کچھ دفع دخل کیا جاے - کیا کوئی ایسی مشکل بات ہے کہ دفعیہ محال ہی - کچھ سنین تو کہ کیا ہی آخر

آزاد - حضرت یہ فرمائیے کبھی کندن کا نام آپنے سُنا ہے -

پیر - (چونک کر) اوہ بھائی کہین اُسکے پھیر مین نہ پڑنا وہ تو ایک ہی روسپی نشر اور مکارہ زن بد وضع ہی ہزارون آدمیون کو اُسنے زخمی کیا ہے - اسّی برس کا سن ہی بڑی خرانٹ تجربہ کار عورت ہے -

آزاد نے خط دیا اور کہا پڑھیے پڑھا تو یہ مطلب تھا -

اے چارہ گر مریض بیتاب ۔ اے نور فزاے چشم بیخواب
مرحم نہِ زخمہاے عاشق ۔ درد عاشق و دواے عاشق
اے نبض شناس جان مضطر ۔ ناسور زداے دیدۂ تر
اے مایۂ لطف زندگانی ۔ جان بخش وفاے جاودانی
دھیان آپکا اندنون کیہر ہے ۔ کچھ حال کی میرے بھی خبر ہے
بیمار ہون اور قریب مردن ۔ ہر دم ہے عذاب جان بیتر ن
ہے گرم اداے دل فریبی ۔ جان سوز حرارت سوز زی

اک آگ سی لگ رہی ہے تن مین
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین

بستر گئی یارب جلایا
اس آگ نے خاک مین ملایا

گر یون ہی جلا کیا مین ناکام
تو فرش زمین ہے اور آرام

کیا عضو گداز یان کہو نین
انگشت نمای شمع ہون مین

بیتاب طبیب دوڑے ہین
ہمسایون کے گھر تنور سے ہین

مونس دلسوز آزاد کو اُسکی چاہتی بیوی بزم آرا کی طرف سے معلوم ہو کہ۔

انچہ کردی تو بہ من ہیچ بہ انسان نکند
مرگ با جان نکند کفر بایمان نکند

آزاد جو تم نے ہمارے ساتھ کیا وہ دشمن بھی دشمن کیساتھ نہین کرتا او ستمگر ظالم خونخوار۔ مردم آزار۔ کیا یہی شرط محبت تھی سبحان اللہ ہم نے خدا کی بھر سے منھ موڑا اور ایک تم سے ناتا جوڑا مگر۔

لگا کر دل بُت نا آشنا سے
عبث ہم پھر گئے اپنے خدا سے

ہاے اکدن وہ تھا کہ تم نے قسم کھا کر کہا تھا کہ بزم آرا خدا اور خدا کا رسول گواہ کہ مین جبتک زندہ رہونگا بجز تیرے اور کسیکا نام بھی زبان پر نہ لاؤنگا مجھے ساری دنیا مین کوئی معشوق پسند ہی نہین ارے ظالم ایک دن بھی باتین یاد کرکے میرے پاس تک آ۔

تشریف یہان نہ لائی افسوس
مر کر تم بھی آئے افسوس افسوس

سینے کنی دلکی حسرتین دل ہی مین
افسوس افسوس ہاے افسوس افسوس

اس بیوفائی سے خدا بچے آزاد

ہجرا مین زیست بھی کیون چاہون
جان دادۂ شوخ بے وفا ہون

ہون غیر مرے نکلنے سے خوش
گویا کہ مین اُنکا مدعا ہون

کیا شکوہ جفاے آسمان کا
مین آپکو دور کھینچتا ہون

بی کندن کا خط پڑھکر پیر مرد نے کہا مین ابھی جاکے اسکو تنبیہ کرتا ہون۔ اُسکی کل میرے ہاتھ مین ہے مجال کیا کہ ذرا چون کرسکے یہ کہکر پیر مرد کندن کے ہان گئے۔

اب اُدھر کا حال سنیے کہ حسن آرا اور نازک ادا نے جو میڈا کا ذکر جانی بیگم سے کیا تو وہ تنک گئین۔ نازک ادا اور جانی بیگم اور حسن آرا مین مس میڈا کی نسبت گفتگو ہونے لگی جانی بیگم بولین بہن سنو اللہ والے لوگون کا تو ذکر ہی نہین وہ تو ہر بات کو آمنا و صدقنا تسلیم کرلیتے ہین۔ اُنسے کہدو بیری کے درخت مین آم پھلے انکو یقین آجائیگا۔ اُنسے کہدو تنجبین کی کلھیا مین دو من چاول پکے وہ فوراً باور کرینگے مگر عقل بھی آخر کوئی شے ہے۔ بھلا دنیا مین کسیکو بھی یقین آئیگا کہ نازک بدن البیلی چھوکری منزلونکی راہ طے کرکے آزاد ایک اجنبی کے ساتھ اتنی دور آئی اور عفیفہ ہی بنی رہی۔ کوئی قرآن کا جامہ بھی پہنے تو ہم کو یقین نہ آئے چلبلی۔ چنچل۔ شوخ۔ مست۔ اُٹھتی جوانی دیوانی ہو ہی وہ یہانتک آزاد کے ساتھ پارسا ہی بن کے آئی ہین۔ حسن آرا تو ابھی ناکردہ کار کل کی چھوکری ہین مگر یہ نازک ادا کو کیا ہوا۔ آخر تم کچھ سوچتی بھی ہو کہ جو نوخیز لڑکی دوشیزگی کے عالم مین وطن اور گھر بار اور عزیز اقربا چھوڑ کر ایک جوان کیساتھ چلی آئی وہ کتنی چھپیتی چربانک بے شرم ہوگی۔ وہ اور شادی سے انکار کرے واے تیری قدرت۔ ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی ایسی ہی ہوتین تو ماری ماری گھومتین کالے سر کا ایک تو انسے بچا نہوگا جب تو آزاد پر ریجھین اور مرد کے ساتھ ہولین اور ابھی وضع بیسوا کو اپنے گھر بلوانا چاہتی ہین نہین ہم تو صلاح نہ دینگے تمکو دعا مانگنی چاہیے۔

کہ میڈا سے اُنکا دل پھر جائے۔ نہ کہ اور اُلٹے تم اُنکو مجبور کرو
اور مین سچ کہتی ہون یہ جو دوسری ساتھ ہے۔ کلیرسا وہ
بھی بلا کی چھوکری ہوگی جس کے کاٹے کا منتر نہین۔ پہلے ایک
اور پلٹن کے جوان پر دل آیا تھا پس اسکو ہضم کر چلین ڈکار
تک نہ لی اور آزاد کی صورت دیکھکر پھسل پڑی۔ وہان سے
اِنکے ساتھ آئین ماتو اُسکا ایسا عشق تھا کہ قبر پہ ہر روز
جاتی تھین یا ایسی کا پلٹ ہوئی کہ اُسکے قاتل سے محبت
بڑھائی۔ اِن ہرجائیون کا کوئی اعتبار ہی نہین۔ ہمارے
نزدیک تو جو اعتبار کرے اُس سے زیادہ کوئی دیوانہ نہین
کیا روم روس مین آدمیون کی کمی تھی پھر گھربار کو خیرباد کہکر اس
ملک مین بے حجابی سے آنا کیا معنی۔ اِسکے صاف یہی معنی ہین
کہ دنیا مین کوئی کہنے سننے والا نہین جو چاہتی ہین سو کرتی
ہین اور آزاد بھی مجھے شاہد پرست معلوم ہوتے ہین روم
سے ایک لائے پھر روس سے ایک لائے اور جو کہین مصر مین
کچھ دن ٹک جاتے تو ایک اور لاتے۔ یہ باتین تو سمجھتی نہین کسی
نے جھوٹ موٹ کہدیا کہ میڈا نے آزاد کو بھرپور روپیہ دیا تھا
اور تم نے مان لیا۔ یہ سب گپ ہے پیار۔ ایسا نکالنا ذری۔
دل لگی نہین ہے منھ سے کہنا اور بات ہے کوئی تھیلیان کیکو تھا
دے تو ہم جانین بڑے باپ کا بیٹا یا بڑے باپ کی بیٹی ہے اس
خیال خام سے درگذر و بہن اور میڈا کے پھیر سے آزاد کو
بچاؤ۔ وہ بڑی دور رہے ہزارون کنوؤن کا پانی پیا ہے۔
جانی بیگم کی تقریر نے نازک ادا کے دل پر بڑا اثر کیا حسن آرا
کی طبیعت بھی میڈا کی طرف سے کسی قدر پھر گئی جانی بیگم نے
پھر فصاحت و لطافت سے بیان کیا کہ میری سمجھ مین یہ آتا ہے
مین کہ آزاد نے انکی تعریفون کی خود شہرت دی تا کہ اُنکے اِس

فعل کو کہ وعدہ کر کے تم سے گئے اور وہان سے ایک اور کو
لے آئے کوئی قابل اعتراض قرار دیکے اسی سبب سے انھون نے
یہ بھی مشہور کیا کہ میڈا کی بدولت آزاد نے نوکری پائی اور میڈا
ہی کے وجہ سے روپیہ ملا اور جان جوکھون کے وقت بھی یہی کام
آئی بھلا کوئی آدمی جسکو خدا نے ذری سی بھی عقل دی ہوگی
اِس بات کا یقین کرے گا کہ میڈا کل کی چھوکری اور کسی چھوکری
متوالی نوخیز چنچل وہ روس جا کے آزاد کو ڈھونڈھ نکالے اور
راستے مین آزاد کی جان بچائے ایسی موئی میسو ایئن دن
بھر مین ستر کو راستہ بتاتی ہین آپین آزاد ہو چا ہے تا در داد
کے باشندے اُسکو ایسی ہی توڑی تھی کہ آزاد کے ساتھ اِس قرار
پر یہان آئی کہ جب پہلے حسن آرا سے نکاح ہو جائے پھر اس
سے نکاح ہو۔ کیا سیدھی سادھی عورت ہے بیچاری یہ تو تمھین ایسے
بیوقوفون کو یقین آئیگا کہ وہ ابتک بن بیاہی ہے جو اسقدر بیباک
ہو کہ غیر مرد نامحرم کیساتھ روم سے یہان تک چلی آئے وہ جو نہ کرے
تھوڑا ہے بہن۔ مگر تم کسے کہے کون اور یہ جو مشہور ہے کہ مس میڈا شادی
نہ کریگی یہ سب باتین ہین جو ذری بھی ان باتون کی اصلیت
ہو شادی نہ کرنا کیا معنی شادی تو ہو چکی اب شادی کیسی فقط
تمھارا دل ٹٹولتے ہین کہ دیکھین حسن آرا کتنی ہین اور تم سیدھی
تو ہو ہی اور صلاح کار مین بھی نازک ادا بیگم ایک تو کڑوا کریلا
دوسرے نیم چڑھا ہم تو اُنکو آدمی ہی نہین سمجھتے اُنکی زبان تو
البتہ چلتی ہے مگر زبانی ہی داخلہ ہے باقی اللہ اللہ خیر صلاح
تم آنے اوڑانے کو کہو زمین آسمان کے قلابے ایک کر دین
مگر مطلب کی بات ندارد اُس سے بحث اور شرکا رہی نہین
رکھتی غضب کا دھوکو وہان سے دلائے اور دونون کا گھر پر کا ارشی
بلا کی طرحدار اور ابھی نو عمر۔ یہ سمجھتی ہین کہ وہ بڑے

اللہ واللہ لوگ ہیں عقل پر پتھر پڑنا اسی کو تو کہتے ہیں حسن آرا
تو خیر ابھی یہ باتیں کیا سمجھیں گو لاکھ ذہین اور طبیعت دار
ہیں کیا ہوا مگر ہیں تو انکی عقل پر رونا آتا ہے۔ یہ جو اپنے کو
بڑا دہ سمجھتی ہیں۔ ہیڈا ہیڈا ۔ رات کو پچھلے سے منہ چاٹ
گئیں نیند حرام کر دی جی میں آتا تھا بولوں اُسی وقت مگر لمبے
نیند کے غلبے کے بولا نہ گیا۔ نازک ادا بیگم نے نیچی گردن کر کے
ان سب باتوں کا جواب یوں دیا کہ بہن تم نے جو کچھ کہا وہ
سچ مچ بڑی دور کی بات ہے مگر اس بات کا دریافت ہونا
کہ ہیڈا کنواری ہے یا نہیں کچھ مشکل بات نہیں ہے چٹکیوں میں
معلوم ہو سکتا ہے اُنکی عورت کر و اُنکو بلواؤ دیکھو ہم بتا دیتے ہیں
کہ انکی شادی ہوئی ہے یا نہیں۔ بن بیاہی بھی کہیں چھپ
سکتی ہے۔ یہ تو بہت آسان بات ہے۔

نازک ادا کی رائے ہوئی کہ دیوان حافظ میں فال
دیکھو کہ ہیڈا نیک عورت ہے یا بد ہے حسن آرا تو فال کی
قائل نہ تھیں انھوں نے کہا بہن ہم فال وال کو نہیں مانتے
ہم تو صلاح کے البتہ قائل ہیں جو صلاح معقول ہو وہ بجا
لائیں اُسکے مطابق کام کریں۔ نازک ادا نے کہا اچھا دیوان
حافظ تو منگواؤ تم نہیں قائل ہو ہم تو قائل ہیں۔ تم دنیا میں
کسی بات کی بھی قائل نہیں ہو۔ اسپر بہار انسا اور گیتی آرا اور
جانی بیگم نے انکو آڑے ہاتھوں لیا۔ یہ لڑکی خدا جانے کس کی
بنائی ہوئی ہے جو بات کہو اُسکی نہیں قائل۔ واہ ابھی جمعہ جمعہ
آٹھ دن عقل کے دانت تو آئے نہیں ہیں چلیں وہاں سے ہم تو نہیں
قائل ہیں حسن آرا نے ہنسکر کہا بہن یہ بھی کوئی زبردستی ہے
ایک چیز ہماری سمجھ میں نہیں آتی تو ہم خواہ مخواہ کیونکر
مان لیں تم ہم سے کہو کہ آفتاب کالا ہے اور چاند آفتاب سے
بڑا ہے تو ہم کیونکر مان لیں گے۔

نازک۔ اے تو اس تو تو میں میں سے کیا واسطہ ہے۔
حسن۔ خیر صاحب میں اب کچھ نہ بولوں گی۔
بہار۔ اے تو دیوان منگوا لو حجت کیوں کرتی ہو۔
مغلانی۔ (کتاب لاکر) حضور یہ ہے وہ نہیں ہے۔
نازک۔ اچھا یہی سہی۔ جو کچھ ہو ہم اسی میں دیکھیں گے
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا خدا ہماری فال سچی نکلے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیقراری و من از فراق تل و آوارگی
برہمنان در تلاش او۔
بہار۔ بس بند کر دو کتاب کو ہم ایسی فال سے در گذرے
جانی۔ اے ہاں بیقراری اور آوارگی اور تل اور دمن
نازک۔ اے ہے آگے بھی تو سنو (سراغ یافتن ازو)
بہار۔ اسکے کیا معنی۔ سراغ کیا۔
نازک۔ اسکے معنی یہ کہ پتا مل گیا۔ اور کیا معنی۔

طوفان بلا کشا کے عشق است	سیلاب خرد بلائے عشق است
چون جوش زند موج غوغا	نے شہر شناسد و نہ صحرا

بہار۔ چلو بس نازک ادا۔ ایسی فال ہمیں پسند نہیں ہے
جانی۔ اسکے معنی تو سن لو۔ ہم تو نہیں سمجھے بہن۔
راوی۔ حسن آرا گو ضعیف الاعتقاد نہ تھیں مگر ان کے
چہرے کا رنگ بھی فق ہو گیا یہ طبیعت کا خاصہ ہے کہ گھڑی
میں کچھ اور گھڑی میں کچھ۔
نازک۔ ذری دو چار شعر اور پڑھنے دو بہن۔

آمد چو دمن بخانۂ خویش	پیچیدہ بخون ترانۂ خویش

بہار۔ یہ کون کتاب ہے خون اور آوارگی اور
یہ اور وہ۔

نازک۔ تم ایک امر سے واقف ہی نہین ہو۔
جانی۔ کیا جو کتاب ہو اُس مین فال دیکھ لے۔
حسن۔ حافظ کو لسان الغیب کہتے ہین۔ اس سے دیوان حافظ مین فال دیکھی جاتی ہے۔ سب کے کلام کو تھوڑے ہی خدا نے یہ تاثیر دی ہے۔
نازک۔ تم سب بکتی جاؤ ہو نکا کرو

جا داد پدر بقصر باغش | تا تازہ شود زگل دماغش
بشتاب زیار من خبر گیر | وز ابر بہار من خبر گیر
کز دشت زباد تند خیزد | برگ و بر نسیم بریزد
مادر بہ پدر شگافت رازش | تا راہ برو برگ و سازش
سر داد برہمنان دانا | در پویہ چو آرزو توانا

جانی۔ یہ تو اچھی فال ہے۔ مگر سمجھ مین تو آتا ہی نہین۔
حسن۔ بہ خوش پھر اچھی بُری کیونکر سمجھین بہن۔
بہار۔ ہان رائے ضرور لڑائین گی۔
نازک۔ (مسکرا کر) سچ کہتی ہین وہ

برخاست پدر بہ دلنوازی | بربست کہ بچارہ سازی
سرچشمہ جوئبار پویان | زان تشنہ جگر شود جویان

ہر جا کہ شوند بلبلان جمع
ریزند گل نظارہ بر جمع

نازک ادا نے جھلا کے کہا یہ تو خبط ادل جلول ہے آؤ ساتوان ورق دیکھین شمار کر کے ساتوان ورق کھولا

جنبش موکب از شہر دکن بہ تخت گاہ۔ بگردش قرعہ اقبال نقد باختہ از حریف کجباز گرفتن و اورنگ دولت را پیرایہ نو دادن۔

روزے کہ بر دیت مناظر | طالع بہ سجود بود منتظر

ہر جیسا گل طرب بکف بود | خورشید بخانۂ شرف بود
مہ با نظرات سعد منظور | در قلب بطین زاید النور

افوہ۔ یہ تو ملا کے سوا کوئی نہ سمجھے گا۔

پیدا ہمہ صلح در نہان جنگ | بیرون ہمہ موم در درون سنگ

سمجھین مطلب یہ کہ بظاہر تو موم دل ہے مگر باطن مین سنگ اور فولاد۔

ہمپایۂ زمانۂ فسون ساز
ہمدست ستارۂ دغل باز

بہن اسکا مطلب ہم لوگون کی سمجھ مین نہ آئے گا۔
حسن۔ ایسی کیون مشکل ہی کیا ہے ہمپایے کے معنی برابر یعنے زمانہ تو فسون ساز ہے تا فسون سازی مین وہ بھی زمانے کے برابر او مقابل کا تھا اور ستارۂ دغا باز سے دغا بازی مین مساوی تھا ہمدست اور ہمپایہ کے ایک معنی ہین
نازک۔ شاباش۔ جب ہی تو آزاد اور ریجھے۔

صد شعبدہ در نظر نہفتہ
شورابہ گل شکر نہفتہ

اس سے کیا مراد ہے بہن۔ شورابہ کیا۔
حسن۔ اس سب کا مطلب یہی ہے کہ ظاہر آباد و باطن خراب یہ نظر مین شعبدہ چھپا ہوا تھا جیسے فسون نظر بند کہتے ہین۔ اور یہان شاید ٹھنڈی بولتے ہین اور گل شکر میٹھی شے مین شورابہ ملا ہوا مطلب یہ کہ ظاہر مین دوست اور باطن مین دشمن۔
نازک۔ اچھا پھر اُس سے ہمارا مطلب کہان نکلتا ہے۔

گفت آن بفروغ لعل شب تاب
ما ؤ تو دو یک گل و دو یک آب

حسن بیکار کی تضیع اوقات ہے اور کچھ نہین مفت کی سمجھائین ۔ اس سے مطلب کیا ۔ دیوان حافظ کے شعر تو ایسے ہوتے ہین کہ اُسسے کچھ مطلب بھی نکل آتا ہے جاہے جو شعر ہو اپنے اپنے مطلب کو سب نکال لیتے ہین ۔ مگر یہان تو مطلب غت ربود ہے کچھ سمجھ ہی مین نہین آتا ۔

اتنے مین بڑی بیگم صاحب نے حکم دیا کہ مغلانی سبکو اوپر سے بلالو ۔ کہو آج یہین آنکے کھانا کھائین مغلانی نے حکم حضور سے اطلاع دی حیرت ہوئی کہ یاالٰہی یہ کیا سبب ہے سب دل کر گئین تو دیکھا کہ بڑی بیگم ایک عورت سے باتین کر رہی ہین ۔ اب ادھر آزاد اور خواجہ صاحب کا حال سنیئے ڈاک کا ہرکارہ ہوٹل مین وہ خط لے کر آیا جو خوجی نے کریم النسا کے فرضی نام سے بھیجا تھا ۔ آزاد کو خط دیا ۔ اُنھون نے پڑھا اور مسکرا کر خوجی کو بلایا ۔

آزاد ۔ خواجہ صاحب بھلا اس خط کے معنی بتایئے تو جانین

خوجی ۔ خط کے معنی کیا معنے بے معنی بات ہے ۔

آزاد ۔ تسلیم جلسے اُستاد خالی ست ۔ مطلب یہ تھا کہ اُس مین ایک چیستان درج ہے اسکو حل کیجئے تو جانین آپ بڑے قابل آدمی ہین ۔

خوجی ۔ حضرت طبیعت پر منحصر ہے ۔ ذہن لڑ جائے تو سبحان اللہ بدر جاج کے اشعار بھی یاد ہین مگر اسوقت ذہن بدی پر نہین ہے وہ معنی بتا دون کہ پھڑک جاؤ اور کہو اُٹھو کہ

ہے لچ سخنور وفہن فائق خواجہ	ذی فہم ذکی ذہین لائق خواجہ

رہتا یہ چرخ ہے تری شکر بلند
حلال غوامض و دقائق خواجہ

آزاد ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ ۔ واقعی اسوقت ذہن تو بہی مین ہے واللہ معنی بتا دوگے اگر اسمین فرق ہو تو کچھ ہارتا ہون کیا رباعی ہے کسی اُستاد کی ۔

خوجی ۔ جھوٹے کی ایسی تیسی ۔ بیش باد ۔ اُستاد کیا کھا کے کہے گا ۔ یہ اسی دم برجستہ موزون کی ہے ۔ مگر گھر کی مرغی دال کے برابر ۔

آزاد ۔ معمائے حل طلب یہ ہے ۔ مگر ذہن لڑا کے حل کرو تو جانین ورنہ کیا ۔

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام
از دوئی چون کم شدم یکتا شدم

خوجی ۔ کیا ذری بھر پڑھیے گا (منہ بنا کر) کیا شعر ہے کچھ مطلب ہی سمجھ مین نہین آتا ہے ۔

آزاد ۔ جی جناب خواجہ صاحب دل لگی نہین ہے ۔

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام

خوجی ۔ ٹھہر جاؤ ۔ ع چار بودم سہ شدم اکنون دو ام چار و سہ و دو ۔ چار اور تین اور چار اور تین سات اور سات اور دو دس ۔

آزاد ۔ (ہنسکر) ماشاء اللہ ۔ سات اور دو دس تو آپ خوب حل کرینگے ۔ بس بندہ نواز کیا خالہ جی کا گھر ہے لے سبحان اللہ ۔

خواجہ ۔ اچھا دوسرا مصرع پڑھو ۔ کیا یاد کروگے کہو تو سہی کچھ ۔ دوسرا مصرع پڑھو ۔

آزاد ۔ ع از دوئی چون کم شدم یکتا شدم ۔ پھر شعر کا شعر پڑھ کے سُنادُون ۔

خوجی ۔ بس از دوئی چون کم شدم ۔ لیجئے لیجئے ۔

راوی ۔ خواجہ صاحب بھی مطلب بھول گئے ۔ اب

جھلاتے ہیں یعنی یعنی کہ کہکے رہ رہ جاتے ہیں آگے آیت آئے حواس غائب۔

خوجی۔ مطلب یہ کہ۔ از دوئی چون کم شدم یعنی یعنی ازدوئی۔ لاحول۔

آزاد۔ اے لعنت خدا۔ بڑا دعوے کرکے آئے تھے۔

خوجی۔ ٹھہرو صاحب! کیا منھ کا نوالا ہے۔ آہ

آزاد۔ اتنی دیر۔ غضب خدا کا۔ کچھ ٹھکانا ہے۔

خوجی۔ لاحول ولاقوۃ۔ انھوں نے اور بھی جان کھائی

آزاد۔ بجا۔ اب آخر کے برس مین حل کروگے۔

خوجی۔ چار بودم یعنی چار تھا سہ شدم یعنی تین ہوا مین اکنون دوم۔ یعنی دو ہون مین ایک شخص۔

راوی۔ واہ خوجی۔ کیون نہو۔ ڈنڈ مل دو اینکے۔

آزاد۔ سبحان اللہ۔ حضرت کیا معنی پیدا کیے ہین آپ نے۔

خوجی۔ (جھلاکر) اس وقت مجھے یہ کیا ہوگیا۔

آزاد۔ بی جی ہیجو مددامام حسین کی۔

راوی۔ یہ تو آزاد نے بے تُکے کی کہی۔

خوجی۔ چار بودم یعنی فانی تھا۔ ف۔ ا ن۔ ی فانی۔ اور یعنی۔ چار بودم۔ فانی۔ یعنی۔

راوی۔ کچھ کچھ مطلب یاد آیا۔ مگر (زیست) نہ یاد تھا اسکے عوض فانی کہا۔ خیر آگے چلئے۔ اب پھر آیت۔

خوجی۔ چار فانی سے مراد ہے۔ سہ شدم یعنی پیدا شدم ہوا مین۔

آزاد۔ پیدا مین تین حرف ہین پ اور ی اور د اور الف۔ مگر حرف چار ہی ہین۔ اے سبحان اللہ

خوجی۔ ہائے غصے کے گالون پر دو ہتڑ لگاکر ہائے توبہ خدا کی مار۔ میری بھول پر شیطان کی پھٹکار

آزاد۔ بھول کیا معنی۔ کیا کسی سے یہ شعر پڑھ آئے تھے۔

راوی۔ پھر میان آزاد نے تہے کی کہی مگر خوجی کب سمجھنے والے تھے عقل کہان سے لاتے۔

الغرض بعد خرابی بصرہ خواجہ صاحب نے ایک گھنٹے کی مہلت طلب کی انکا قاعدہ تھا کہ جب کوئی بات بھول جاتے تھے تو جس مقام پر اُس بات کا وقوع ہوتا تھا وہان جاکے بیٹھتے اور غور کے ساتھ فکر کرتے تھے چنانچہ دری گھاس پر سایۂ درخت مین بچھائی اور یاد کرنے لگے تو ذہن نے بڑی مدد دی۔ اور اُسی دم اُٹھکر آزاد کے پاس آئے اور کہا لیجیے حضرت بسم اللہ۔ اب شعر کے معنی دست بستہ حاضر ہین

آزاد۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ فرمائیے۔ کیا حل کیا۔

خوجی۔ چار بودم سہ شدم اکنون دوم ہے یعنی چار تھا۔ مین اب دو ہون مین چار سے مراد زیست سے ہے ز ی س ت۔ یعنی عدم سے دنیا مین آیا تو سہ شدم یعنی تین ہوا مین یعنی ہست ہ س ت۔ تین حرف جب دنیا مین آدم تو سہ شدم (ہست) سمجھے اور پھر شاعر گفتہ بودہ است کہ اکنون دوام یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ یعنی اب دو ہون مین۔ سو کیا یعنی من م۔ ن۔ زیر من یعنی مین زیست سے ہست ہست سے من۔ چار سے ہین۔ تین سے دو پہلے مصرع کے معنی حل ہوگئے۔

آزاد۔ بارک اللہ۔ واہ خوجی واہ کیون نہو سبحان اللہ

خوجی۔ افسوس۔ پھر بھی خوجی ہی رہے۔ خوجی کی ایسی تیسی۔ مردود کی۔ خوجی۔ لائے وہان سے۔ کوئی دوسرا

معمہ کو حل کرتا تو خون تھوکنے لگتا۔
آزاد۔ اب دوسرے مصرعے کے معنی بھی لگے ہاتھوں بتا دیجئے
خوجی۔ از دوئی چون گم شدم یکتا شدم۔ اندرین من ہم گم شدہ بودہ ام از دوئی چون گم شدم۔ از دوئی چون گم شدہ بودہ ام بندہ تو اندر معنی این شعر گم شدگی ست (جھلا کر) پھر بھولا۔ لاحول ولا۔
آزاد۔ یہ بھولا کیا معنی حضرت کیا کسی سے پڑھکے آئے تھے۔
خوجی۔ آپکی بلا سے۔ از دوئی چون گم شدم۔ اچھا جناب
آزاد۔ اب آپکی عقل بھی کام نہین کرتی اسمین۔ ہان۔

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام
از دوئی چون گم شدم یکتا شدم

خوجی۔ وہ مارا یعنی جب من کی دوئی سمائی تو یکسوئی کہا دوئی سے گم ہوا تو بالکل یکتا ہو گیا۔ دو سے کم ایک ہے اور یکتا ہوا یعنی وحدانیت کا خیال آیا اور آدمی بن گیا از دوئی چون گم شدم یکتا شدم سبحان اللہ سبحان اللہ اب تو خوجی کا دماغ فلک الافلاک پر تھا مارے غرور کے اکڑتے تھے کہ ہمچو من دیگرے نیست۔ کیا مجال ہے کہ اس ملک مین کوئی دوسرا بجز ہمارے اس چیستان کو حل کر دے ٹانگ کی راہ نکل جاؤن۔ آزاد نے کہا یہ نہ کہو فضلنا بعضکم علی بعض بیشک آپ اکیلے تو یکتا نہین ہو اور بھی بہت سے بندگان خدا ہین جنکو ہمہ دانی کا دعوے ہے پھر ایک شعر کے معنی بتا دینے پر اس قدر غرور یعنی چہ۔ ع

غرور زیر فلک چاہیے بشر کو نہین
جنھین عروج ہے چلتے ہین سر جھکائے ہوئے

اسمین آپنے کمال کیا ظاہر کیا کہ ایک شعر کے معنی بتا دئے اگر ہم ذرا بھی غور کرتے تو بتا دیتے۔ اسمین مشکل کون بات ہے خواہ مخواہ کے لئے غرور کرنا اور ڈینگ کی لینا کون دانائی ہے اس سے تو اوچھا پن اور چھچھورا پن پایا جاتا ہے بس اور کچھ نہین
خوجی۔ اب تو بڑھ بڑھکے باتین بناؤ ہی گے پہلے تو سناٹے مین تھے کہ اب کیا کرین شعر مشکل ہے مطلب کچھ سمجھ مین نہین آتا اور اب غرا رہے ہو۔
آزاد۔ واللہ ایک ادنی آدمی اسکے معنی بتا دے سکتا ہے۔
خوجی۔ بھلا دیکھئے تو کسی سے۔ کچھ کچھ شرط سہی۔
آزاد۔ کوئی ہے خانساماں کو بلاؤ۔ خانساماں یہان آؤ۔
خانساماں۔ خداوند کیا حکم ہے حاضری چنون میز پر
آزاد۔ اے میان تم بھی تو کچھ پڑھے لکھے ہو یا بالکل ان پڑھ جاہل ہی ہو تو ایک شعر ہم پڑھتے ہین اسکے معنی بتاؤ۔
خانساماں۔ حضور یون ہی شد بد کچھ جانتا ہون۔
آزاد۔ اچھا خوب غور کرکے اس شعر کے معنی بتاؤ۔

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام
از دوئی چون گم شدم یکتا شدم

خوجی۔ جیسے بتا ہی تو دیگے۔ اجی وہ تو خانساماں کھانا پکانا اور پلیٹین میز پر رکھنا اور انڈے ابالنا جانے۔ اب آپ انکی تو کہئے بھلے۔ ہونہہ!۔
خانساماں۔ حضور یہ تو صوفیون اور موحدون کا قول معلوم ہوتا ہے اور مین تو خداوند پڑھا لکھا کم ہون مگر صحبت اچھے اچھون کی رہی اسکے یہ معنی ہون تو ہون کہ ایک شاعر نے معنی بتائے تھے چار تھا اب سہت ہوا تو تین ہوا اب دوئی جاتی رہی تو پھر کیا ہے۔ موحد ہو گیا۔
خواجہ صاحب پر سیکڑون گھڑے پڑ گئے اور عرق عرق ہو گئے

کہ اس خانساماں نے ہماری کرکری کر دی۔ ہم تو آپ جلنے کو دتے
تھے کہ ہیچ من دیگرے نیست اور اس کمبخت نے اُن کے شعر
کے معنی حل کر دئے۔ بڑا ہی غضب ہو گیا۔ حیرت تھی کہ ایک
جاہل اَن پڑھ کندۂ ناتراش نے ایسے ادق اور مشکل کلام
کے معنی کیونکر بتا دئے۔ سوچتے سوچتے انکو یاد آیا کہ جسوقت
اُس درویش نے اس شعر کے غوامض سے ہمیں اطلاع
دی تھی یہ خانہ خراب بھی بیٹھا سُن رہا تھا اور آدمی ہے
طبیعت دار۔ پس دل پر نقش ہو گیا غور کر کے دیکھا تو بخوبی یاد
آیا کہ خانساماں نے درویش سے زبان و سازی کی تھی ٹوپی
اتار کے اپنے سر پر ایک دوہتڑ دیا اور بہت روئے۔ آزاد
اور خانساماں اور قد ایک اور ہوٹل والے قہقہے لگانے
لگے اس سے خواجہ صاحب اور بھی جھلائے اور خانساماں
کو برا بھلا کہنا شروع کیا او گیدی خر گربہ مسکین بنا ہوا بیٹھا تھا
اور انکو گالیاں دیتا تھا اور اب ہاں سے آیا ہے بڑا وہ بن کے مطلب
بیان کرنے۔ بھلا گیدی خر بھلا۔ اچھا فہمیدہ خواہد شد۔ بچہ جی
ہائے۔ اگر اسوقت معلوم ہوتا کہ یہ غلبی گھونسلا ہے تو قرولی سے مردک کا
کام تمام کر دیتا۔ خیر مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد
تھے میں آزاد نے کہا گھڑی دو میں مر لیا باجیگی۔ خانساماں
نے بھی یہی کہا۔ تب تو خوجی کسی قدر چوکنا ہوئے کہ شاید آزاد
سے بھی اُس مردود نے کچا چٹھا بیان کر دیا ہے اور بھی جھلائے
اور پیٹنے لگے کہ غضب ہی ہو گیا ہمنے تو لالہ کو دو پیسے دیے خط
لکھوایا۔ یہ سب پاپڑ بیلے اور سمجھے تھے کہ اب ہمیں ہم ہیں
یقین ہو گیا تھا کہ آزاد کی کور بھی ہمسے دبیگی۔ اور اب انجانب کو
بھی نرا منشی سمجھیں گے مگر قسمت کے ہیٹے ہی رہے۔ اگر اس
خانساماں کو اسوقت پاتے تو کچا ہی کھا جاتے۔ خوجی بیچارے
دو گھڑی بھی شیخی نہ کرنے پائے ذرا موقع نہ ملا تھا کہ ڈینگ کی
لیں کہ دفعۃً خانساماں نے انکی شیخی خاک میں ملا دی۔ دل کی
دل ہی میں رہی اور تس پر طرہ یہ ہوا کہ آزاد نے (گھڑی دو میں مر لیا
باجیگی) کا آوازہ کسا۔ اور بھی ستم ہو گیا۔

آزاد۔ میاں خواجہ بدلیا صاحب (!) کیا خوب معما حل کیا ہے اور
طرہ یہ کہ کسی نے معنی بتائے نہیں۔ خود ہی ذہن لڑایا۔

خوجی۔ ہم اس بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتے ہیں ہمکو اگر
[illegible]ق کرنا ہو تو گفتگو سے کیجئے۔ ورنہ بس سکوت۔

آزاد۔ گفتگوے! بہت ہی خاصے پہلے زبان کی شستہ شوے
کرو۔ میاں۔ پھر گفتگو کرنا۔ ہونھ!

خوجی آپکے مزاج میں تو مذاق بھرا ہے اور بندہ آدمی نہیں ہے
مجسم سنجیدگی۔ زمین آسمان کا فرق۔

آزاد۔ ابی حضرت (گھڑی دو میں مر لیا باجیگی) ابھی ایک
بات کہدوں تو مر لیا بجنے لگے۔

خوجی۔ (اٹھکر جانے لگے) یہاں تو وہ بیٹھے جس کو منظور ہو کہ
ذلیل ہو بس اور دوسرا تو بیٹھنے سے رہا۔

آزاد۔ اب زیادہ بڑ ائیے گا تو مر لیا بجنے ہی لگے گی کیوں صاحب
درویشوں سے معنی پوچھ پوچھکر ہم کو دھمکانا اور غبا دینا اور
کریم النسا کے نام سے خط بھیجنا۔ کیوں بچہ بھلا گیدی بھلا اچھا۔

خوجی۔ (سر پیٹکر) اب خرابی یہ ہے کہ تم کو کسی بات کا یقین ہی
نہ آئیگا اچھا مصر کے کانسل کے نام جو خط لکھا تھا وہ کس سے
لکھوایا تھا اسمیں کیسی لیاقت صرف کی تھی۔ مگر بھائی جان
اب تو چر رہیئے (رہ کر) خیر ہمارا ابھی خدا ہے مطلب ملے مضے!
آئندہ سہی۔ انشاء اللہ۔

آزاد۔ اب صاف صاف کہدو کہ ہم قیافہ شناس ہیں یا نہیں ہیں۔

یا اسمین بھی کچھ شک ہے کیون کیسی جلد تاڑ گئے کہ کسی سے پوچھ کے آئے ہین اور تم نے غضب کیا خط بھی اُڑا دیا اور یہ نہ سمجھے کہ آزاد بڑا ناخوانشہ ہے بھلا خوجی گیدی اور ہمین جھکا دے سکے۔ کیا مجال ہے گیدی کی۔ ایسے ایسے خوجی ہمنے بہت دیکھے ہین بڑا خوجی بنکے آیا ہے شہید مردون سے بھی دل لگی۔ کان پکڑو۔ اور توبہ کرو خبردار۔ اب آج سے اگر کوئی ایسا فعل سرزد ہوا تو تم جانوگے کان پکڑ گیدی۔ ہمسے اور چکما۔ ہان اتنے آپ ہوئے۔

خوجی۔ شان خدا۔ شان خدا۔ لے تیری قدرت۔

خواجہ صاحب سخت ذلیل ہوئے گردن نیچی کر لی۔ اس قدر خفیف ہوئے کہ قرولی اور گیدی اور کیدانی اور رسالداری سب بھولے آخرالامر اس درجہ نادم ہوئے کہ آزاد کے ہاتھ جوڑے اور کہا حضرت قصور۔

اب ادھر کا حال سنیئے کہ بعد انفراغ طعام سب ہمجولیان بجے سجائے کمرے مین چھت پر آن کر بیٹھین اور مزے مزے کی باتین ہونے لگین۔

نازک ادا ۔ اب اسوقت سب جمع ہین سب کی سالینی چاہیئے جانی بیگم نے تو اُسوقت ایسی تقریر کی کہ ہمارے ہوش اُڑ گئے۔

بہار النسا۔ کیا بات ہے یہ میری سمجھ مین کچھ نہین آیا۔

نازک ۔ تمسے اُسدن بھی نہین کہ کوئی بات سمجھ سکو۔

بہار۔ بجا ہے مین ایسی ہی بیغزی اور بیوقوف ہون۔

نازک۔ وہ بات کون مشکل ہے جو سمجھ مین نہین آتی۔

بہار۔ مینڈا ہی کا ذکر ہے نا اچھا اسمین کون بات غور کی ہے

حسن۔ مینڈا کون ہے۔ بد وضع ہے یا نیک وضع ہے۔

بہار۔ وہ بد وضع ہے تو ہے اور نیک ہے تو ہے۔

جانی بیگم۔ (ہنسکر) چہ خوش۔ کیا بات کہی ہے۔ واہ بہن

گیتی آرا۔ بعض وقت اُنکی باتین ایسی ہی ہوا کرتی ہین۔

بہار۔ تم تو سمجھتی ہی نہین ہو مطلب کہ اگر نیک وضع ہے یا بد وضع ہے وہ جو کچھ ہے ابتو اُس سے نباہنا ہے۔ لبن چھٹی ہوئی۔ آزاد پر اُسکا احسان ضرور ہے اور جو آزاد اُسکا احسان نہ مانین تو سمجھ لو کہ دو کوڑی کے آدمی ہین جب اُسکا احسان فراموش کر گئے تو پھر اور کسی کو کیا مانینگے بھلا۔ اُنکو تو چاہیئے کہ جب تک زندگی ہے اُسکو پتلیون کا تارا بنائے رکھین۔

گیتی ۔ ہے تو ایسا ہی بہن کیسا کچھ سلوک کیا ہے اُسنے۔

بہار۔ ہان تو یہی تو مین بھی کہتی ہون۔ نا بیشک۔

جانی ۔ ہماری سمجھ مین آجتک نہ آیا کہ وہ سلوک کونسا کیا ہے یہی نہ کہ آزاد کو نوکری دلوا دی۔ اِسکا کیسا ثبوت ہے۔

بہار۔ اور سنو۔ خود آزاد کہتے ہین اِس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہوگا۔ آزاد نے خود بہرمز سے بیان کیا میم صاحب سے کہا۔

جانی۔ آزاد کے کہنے کا تو اِس بارے مین کچھ ٹھیک نہین ہے وہ تو اُسپر ریجھے ہوئے ہین اور اپنے ساتھ ٹرم سے لگا لائے ہین وہ جو کہین غلط ہے۔

بہار۔ اب اسکی تو بات ہی اور ہے بہن۔

جانی ۔ کوئی ہمکو قائل کر دے ہم خاموش ہو رہین بس۔

نازک ۔ بہار النسا تمھاری اُسوقت کی تقریر نہین سُنی۔

جانی ۔ ہم کہتے ہین بہن کہ ایسی کمسن عورت کوئی سترہ اٹھارہ برس کا سن اور اس قدر خوبصورت اور ایسی امیرزادی جیسا لوگون نے مشہور کیا ہے اُسکو کون ہی تباہی آئی تھی کہ اتنی دور دوڑی آئی۔ اور یوجہ بے سبب۔ اور پھر اگر ایسی پاک دامن ہوتین تو بس زبان نہ کھلواؤ۔ ایسی موئی ہرجائی عورتین کہین پاک دامن ہوا کرتی ہین۔ مگر تم لوگون کا تو۔

تو مین نے عجب قاعدہ دیکھا ہی کہ جسنے جو کہا آمنا وصدقنا تسلیم کرلیا۔

بہار النسا۔ یہ تو تم نے نئی بات کہی بہن۔ یہ کچھ فرض نہین کہ جو ملک مین عورت پاکدامن ہو وہ باہر نہ نکلے ہر ملکے وہر رسمے اور انکے ہان تو پردہ مطلق نہین ہے۔ یہ تو جانتی ہی نہین کہ پردہ کسکو کہتے ہین پھر مینڈا بیچاری کو ہرجائی اور اور وہ کہنا کیا معنی۔ اور اسے ہو کو تو تم مین دیکھتی ہو ن بالکل ہی ایسا ویسا سمجھتی ہو۔ وہ۔

حسن۔ ہان یہ تو انکی تقریر سے پایا جاتا ہے۔ باجی

نازک۔ ہان۔ یہ سمجھتی ہین کہ آزاد نے مینڈا سے وہین شادی کرلی ہے اور اب حسن آرا کے بہکانے کے لیے یہان آنکے یہ مشہور کیا۔

سپہر۔ یہ سب واہیات باتین ہین بالکل خرافات۔

حسن۔ ہان اسمین شک کیا ہی۔ آزاد ایسے نہین ہین

سپہر۔ کوئی کرور کہے ہم کو ہرگز ہرگز یقین نہ آئیگا۔

حسن۔ علیٰ ہذا القیاس یقین آنے کی کوئی بات بھی ہی بھلا

جانی۔ پھر جہان تم سے بیوقوفی ہوگی وہان۔

سپہر۔ اچھا یہ تم نے کاہے سے جانا بہن کہ آزاد کی شادی ہوگئی مینڈا کے ساتھ ہو جب بے سبب بلا ثبوت کوئی سبب بھی ہے

جانی۔ سب سے بڑا سبب تو یہی ہے کہ ایسی ست عورت کو کوئی اپنے ساتھ کاہیکو لائیگا جب تک اُسکی نیت ڈاوان ڈول نہو گی۔ اب ہم اسکا ذکر ہی نہ کرینگے۔ تم بالکل سیدھی ہو سب کی سب کچھ اور باتین کرو۔

وصل کی شب شام سے ہی بج گیا
دل نہ پھرا جان ہی ٹھہری خدا

جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
یہ تو نہ جانے کہین وہ تو گیا

شوخی قاتل کے مین قربان ہون
کہتے رہے سب یہ گیا وہ گیا

انکی دیکھا دیکھی نازک ادا بھی گنگنانے لگین

اجل سے خوش ہون کسطرح ہو وصال تو پھر
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے

بہار۔ یہ وہی شعر پڑھینگی جو اما جان کی ہزم ہے۔

جانی۔ لے ہان کوئی خوشی شادی عیش کا شعر پڑھو

نازک۔ یا الٰہی بات بات پر زبان کٹتی ہے۔

ہے جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
آنکھین ہین کسکی فرش تری جلوہ گاہ مین

اتنے مین میم صاحب کی آمد آمد کی خبر ہوئی اور تھوڑی دیر مین تشریف لائین آتے ہی اُنھون نے حسن آرا کیطرف مخاطب ہوکر کہا بیگم صاحب یہ عجب زبردستی ہی ایک عورت پر ظلم کرنا کہ خواہ مخواہ فلان مرد کے ساتھ شادی کرنے انوکھی بات ہی۔ تم کون کہنے والی ہو کہ مینڈا آزاد کے ساتھ ضرور ہی شادی کرے اُسکی طبیعت اُسکا دل گو اُسنے قرار یہی کیا تھا کہ آزاد سے شادی ہوگی مگر اب اُسنے اپنی را بدل دی وہ کہتی ہے کہ ہم اب شادی ہی نہین کرنا چاہتے اسمین کسیکا کیا اجارہ ہی۔ تم جو خواہ مخواہ اُسکو دق کرتی ہو اور آزاد کو بھی دو دن سے پریشان کردیا ہی اس سے کیا فائدہ سوچی ہو۔ بیکار کے لیے کسیکو رنج دینا ہمارے تو خلاف ہی۔ حسن آرا نے مسکرا کر کہا۔ تو یہ کہیے کہ آپ اُن دونون کیطرف سے سفارش کرنے آئی ہین۔ خیر کیا مضائقہ ہی ہماری طرف سے تو دکالت کی نہین اُنسے دو روز کی ملاقات اور وہ بھی سرسری طور کی اُنکا جنبہ کرنے لگین واہ وا واہ۔

میم صاحب نے کہا۔ ہان خوب یاد آیا۔ یہ تم نے ل کے اوس بڑی سودائی خوجی کو اور بھی دیوانہ بنا دیا۔ ایک تو یون ہی وہ پاگل تھا دوسرے تم نے اسکی رہی سہی عقل اور بھی غائب غلّہ کر دی۔ وہ وہان جا کے اسقدر بکا اسقدر بکا جسکی حد نہین اور خدا جانے کیا کیا کہا۔ اسکو تو یقین ہوگیا کہ حسن آرا کا دل کسی اور پر آیا ہے۔ مجھسے جسوقت آزاد نے ذکر کیا۔ مارے ہنسی کے برا حال ہوا اور مین قیاس سے بھی سمجھ گئی تھی کہ یا نازک ادا بیگم ہونگی یا جانی بیگم ان دو مین سے ایک کا کام ہے ممکن نہین کہ تیسرے کو یہ جرأت ہوئی ہو اور مین نے سنا کہ خوجی مارے ڈر کے گر بھی پڑے تھے۔

روح افزا۔ اسے کچھ نہ پوچھو۔ مارے ہنسی کے لوٹ لوٹ گئے

حسن۔ جیسے ہی اُنھون نے ڈانٹ بتائی پیچھے ہٹا مگر بکتا گیا اور اکڑتا گیا۔ اکڑتے جاتے اور پیچھے ہٹتے جاتے ایکدفعہ ہی دھم سے گر پڑا۔

بہار۔ اُسکو یقین ہوگیا تھا کہ یہ کوئی مرد ضرور ہے۔

جانی۔ پھر کیا کچھ جھوٹ تھا۔ اسکے مرد ہونے مین کوئی شک ہے

سپہر۔ مرد کی کیا حقیقت ہے تم تو سوا مرد ہو بہن۔

میم۔ آزاد کے دل مین بھی کسی قدر شک پیدا ہوا تھا مگر یون ہی سا۔ وہ یہی سوچتے تھے کہ یا حسن اخوجی اگر غلط بیان کرتا ہے تو کہا تک

حسن۔ وہ تو جب ہمارے ہان سے پھر مدے گئے تب اُنھون نے کل حال کہ سنایا ورنہ شک تو اُنکے دل مین پیدا ہو ہی گیا تھا میم اُنسے جا کے کہا کہ وہ جوان ڈرتا ہوا بنگلے کی چھت پر چلا گیا اور وہان سے قہقہے پر قہقہے کی آواز مین آئین ڈالی مین کالا اضرور ہے۔ یہ ممکن نہین کہ بالکل بے اصل ہو اور یہ بھی بیان کیا کہ ایک کمسن بیگم صاحب اُسکے پیچھے تھین بہار النسا بیگم تھین شاید۔ اور اپنے گرنے کا حال بھی بیان کیا مگر خوبصورتی کے ساتھ۔ کہا کہ مین غم مین اپنے آپ گر پڑا آزاد کو اس فقرے پر بڑی ہنسی آئی وہ سمجھے کہ خوجی پٹ گئے کئی بار آزاد سے کہا بھائی جان اب خیر نہین نظر آتی۔ وہان کچھ اور ہی رنگ ہین۔ ابتو نامحرمون کی دید بر مذاق اور دل لگی ہوتی ہے آپ ہین کس پھیر مین گو آزاد نے کئی مرتبہ جھڑک دیا اور کہا بس اب خبردار جو اس قسم کی گفتگو کی ہو مگر وہ کسکی سننے والے تھے مرغ کی ایک ہی ٹانگ قائم رکھی۔

حسن۔ یہان تو اُس نے بڑے تماشے کیے۔ اکڑتا جاتا مگر مارے ڈر کے پیچھے ہٹتا جائے اور کانپنے لگا تھا۔ جب اڑاڑا کر گرا تو اب اُٹھنے کا نام نہین لیتا پڑا ہوا ہے اور پڑے ہی پڑے بک رہا ہے کہ ہم کیدان ہین اور ہم نے رسالداری کی ہے اور این وآن اور چنین وچنان اسپر اور بھی ہم سب کو ہنسی آئی ہم ہنسین اور وہ جھلائے تو سبب کیا وہ سمجھے کہ اس مرد کے آنیسے یہ سب اسقدر خوش ہوئی ہین کہ جامے مین پھولے نہین سماتین اور اُسکو یہ خیال کہ ایسا نہو آزاد یون ہی رہ جائین۔ بڑے غصے مین یہان سے گیا تھا۔ اور پہلے تو کوئی آدھ گھنٹے تک آزاد سے کسی امر کا ذکر ہی نہ کیا۔ منہ پھلائے رہا اور خدا جانے آزاد نے کون مثل کہی تھی کہ ہاتھ دے دے پٹکا اور آنکھین نیلی پیلی ہوگئین اور غصے کے سبب سے کانپنے لگا۔ مگر آزاد نے سمجھایا کہ خاموش رہو ابھی کسی سے ذکر نہ کرو۔ سمجھا جائے گا۔

روح افزا نے کہا بہن ہم سب جھگڑا ہی پاک کیے دیتے ہین

اماں جان سے جا کے صاف صاف بیان کر دینا کافی ہے اسپر سب نے قہقہہ لگایا اور کہا کہاں تو خوجی کا ذکر ہو رہا تھا کہاں یہ میڈا کا حال ماں جان سے کہنے گئیں مگر روح افزا نے کسیکی نہ سنی اور جا کے یوں ہمکلام ہوئی۔

روح۔ اماں جان۔ آج ایک نئی بات سننے میں آئی۔

بڑی بیگم۔ خیر تو ہے بیٹیا۔ بری بات تو خدا نخواستہ نہیں ہی کسنے کہی۔ کسکی سنی۔ خدا خیر کرے۔

روح۔ اماجان سنتے ہیں کہ آزاد کے ساتھ۔

بڑی۔ کیا کیا۔ آزاد کے ساتھ۔ بس خاموش ہو رہیں

روح۔ سنا کہ اُنکے ساتھ کوئی ولایتی میم آئی ہے۔

بڑی۔ ہاں ہوں! یہ کس نے کہا۔ اُسکا نام بتاؤ۔

روح۔ اسی بوڑھے کو بھیجا تھا۔ انھوں ہی نے کہا ہے

بڑی۔ یہ تو ہم پہلے ہی سن چکے تھے نئی بات کیا ہے۔

روح۔ نہیں اماں جان سنا اُسکے ساتھ شادی بھی ہوگی۔

بڑی۔ پھر تمھیں کیا اندیشہ ہے آزاد کو اختیار ہے۔

روح۔ ہاں۔ تو آپکی اجازت ہے اماں جان۔

بڑی۔ بیشک۔ آزاد بے سمجھے بوجھے کوئی کام نہ کریگا۔ اسمیں بھی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوگی۔

روح۔ اور جو وہ اُس فرنگن کو زیادہ چاہنے لگے۔

بڑی۔ واہ یہ کیسی باتیں کرتی ہو بیٹیا۔ آزاد اس قسم کا آدمی ہی نہیں ہے۔ میں نے اُسکا حال بخوبی دریافت کر لیا ہے۔ ایسا نہوئے گا۔

روح۔ تو آپ کو یہ کہاں سے معلوم ہو گیا ابھی سے۔

بڑی۔ اچھا تم کو تقریر سے کیا واسطہ ہے۔

روح افزا وہاں سے خوش خوش کوٹھے پر آئیں کہا لو مبارک اماں جان نے بھی اجازت دیدی۔ کہا آزاد کو اختیار ہے تم کون بیچ۔ میں بولنے والی ہو وہ تو اب آزاد کا دم بھرتی ہیں۔ کہتی ہیں وہ بے سمجھے بوجھے کوئی بات ہی نہ کریگا۔ اور بڑی دیر تک تعریف کیا کیں سپہر آرا اور روح افزا کی میڈا کے بارے میں ایک رائے تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے صلاح کر کے حسن آرا کو علٰحدہ بلوایا۔ اور یوں سمجھایا۔

روح۔ حسن آرا تم یہ کیا بچپنے کی باتیں کرتی ہو۔

سپہر۔ مجھے خود حیرت ہے کہ باجی جان کیا کر رہی ہیں

حسن۔ اسکے کیا معنے کسی سے بلا صلاح مشورہ نہ لوں

روح۔ کس بات کا مشورہ وہ بات ہی کیا ہے۔

حسن۔ اے لو چہ خوش کوئی بات ہی نہیں ہے۔

روح۔ بہن مطلب یہ کہ آزاد اپنے فعل کے مختار ہیں اگر میڈا کے ساتھ شادی کریں تو اچھا۔ تم کون ہو

حسن۔ کیا! آپکی تو باتیں ہی سمجھ میں نہیں آتیں۔

روح۔ چلو جاؤ۔ لیکے بلا مچاؤ یا خواہی نخواہی

حسن۔ (مسکرا کر) اور سنو سنتی ہو سپہر آرا۔

سپہر۔ باجی اسمیں تو ہم روح افزا بہن سے متفق ہیں

روح۔ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا۔ اے واہ۔

حسن۔ مطلب یہ ہے کہ بہن سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے سمجھیں۔ وہ بات کیوں کریں جس سے پیچھے ہم سے اور میڈا سے کھٹ پٹ ہو۔

روح۔ تو میڈا مُردار کا ابھی ذکر ہی کیا ہے۔

حسن۔ آخر نباہنا تو ہم کو پڑے گا اُس سے کہ تم کو

روح۔ واہ وا۔ جو وہ چاہیں گے وہی ہوگا۔

ہرچہ دانا کند کند نادان | لیک بعد از خرابی بسیار

آخر کار تم بھی مجبور ہو کر وہی کرو گی جو آزاد کی رائے ہو گی گر وہی بیوقوفی کے ساتھ ۔

حسن ۔ وہ تو روٹھے ہوئے ہیں ہم منائینگے ۔

کیا کیجے ہمیں ناز اُٹھانا نہیں آتا
روٹھے کو مناتے یہ منانا نہیں آتا

روح ۔ یہ! یہ بھی یقین ہو گیا کہ وہ روٹھی ہوئی ہو ۔

سپہر ۔ کچھ ہی نہیں ۔ وہ روٹھی ہو یا نہیں ہم سے واسطہ

روح ۔ جب اتنی عقل بھی ہو پوچھو تم سے مطلب ۔

حسن ۔ اچھا نہیں مطلب تو نہ سہی ۔ بس اور نہیں تو ۔

روح ۔ جو کوئی سمجھائے عقل کی بات بتائے تو الٹا اسی سے لڑنے پر آمادہ ہو جاتیں ۔ مگر یہ لاکھ خفا ہوں ہمتو انکے بھلے کو کہتے ہیں ۔

حسن ۔ یہ سب باتیں دل کے ساتھ ہیں ۔

درد طلب و غم جدائی | دل جاتے ہی کیا مصیبت آئی
دیکھا نہ گئی یہ دل کے ہمراہ | ظاہر ہوئی جان کی بیوفائی
دی چرخ نے کسطرح سی ہمکو | آسودگی و شکستہ پائی
پروانہ فدائے گل ہی شاہا | دیکھا ترا پنجۂ حنائی

حسن آرا بیگم کی یہ کیفیت مشاہدہ کرکے روح افزا کو سخت رنج ہوا اور سپہر آرا اسدرجہ ملول ہوئی کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے ۔ حسن آرا نے جو یہ حال دیکھا تو کہا مجھے خواہ مخواہ سب مل کے دق کرتی ہیں ۔ میری طبیعت میری رای ایمن کیسکا کیا اجارہ ہو ۔ سپہر آرا یہ تقریر سنکر اُنکے پاس گئی اور کہا باجی جان از برائے خدا تم اسوقت ذری منھ دھو ڈالو اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پی لو سر پر بھی ڈال لو اور مغلانی کو اشارہ کیا خواصوں کو حکم دیا ۔ آب سرد سے مُنہ دھویا ۔ منھ اور آنکھوں پر چھینٹے دیے تھوڑا سا پانی پیا اور سو رہیں ۔ روح افزا اور سپہر آرا نے بہار النسا کو بلایا اور تخلیے میں مشورہ کرنے لگیں

روح ۔ اسوقت کی بہکی بہکی باتیں حسن آرا کی سُنیں ۔

بہار ۔ نہیں ۔ کیوں کیوں ۔ خیریت تو ہے ۔

روح ۔ ہمیں تو خوف معلوم ہوتا ہے ۔ باجی جان ۔

بہار ۔ اے تو کچھ کہو تو ۔ کیا کہتی کیا تھیں ۔

روح ۔ سپہر آرا سے سب باتیں دریافت کر لو بس ۔

بہار ۔ سپہر آرا سے کیا پوچھوں تم کیوں نہیں بتاتیں ۔

روح ۔ مجھے رنج ہوتا ہو ۔ مجھسے نہ پوچھیے باجی جان ۔

سپہر ۔ انھوں نے اور ہم نے سمجھایا کہ بہن تم کیوں خواہ مخواہ میڈا کا ذکر کرکے کڑھتی ہو ۔ شادی ہو تو تم کو کیا اور نہو تو تم کو کیا ۔ پس اسپر لگیں واہی تباہی بے مطلب شعر پڑھنے ہم نے لاکھ لاکھ کہا مگر انھوں نے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا بالکل سکوت کا عالم ۔ خاموش ۔ تب تو ہم نے کہا کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے ۔ جواب تو دو ۔

روح ۔ اور جواب دیا بھی تو بے تکا بالکل ۔

سپہر ۔ اب رو دھو کر وہاں جا کے سو رہی ہیں اسوقت

روح ۔ توبہ توبہ میرے تو ہوش اُڑ گئے تھے ۔

بہار ۔ آخر یہ میڈا کو لے کر کرینگی کیا ۔ اسکو ہوا کیا ہے ۔

سپہر ۔ اللہ جانے باجی ۔ عقل ہی نہیں کام کرتی ہے ۔

روح ۔ جنون ایک ہی طرح کا تھوڑا ہی ہوتا ہے کچھ ۔

بہار ۔ آخر تقریر سے کیا معلوم ہوا یہ چاہتی ہو کہ اسکے ساتھ تم شادی نہو یا یہ چاہتی ہو کہ اُسکے ساتھ بھی ضرور ضرور شادی ہو

سپہر ۔ نہیں ضرور ضرور شادی ہو یہ سمائی ہے ۔

روح - وہ تو کہتی ہین کہ ضرور شادی ہو-
بہار - یہ الٹی سمجھ - یہ سمجھ کا پھیر کہلاتا ہے بس -
روح - جیسے کوئی سیدھی بات کی نہین -
سپہر - صبح کو آج زینے پہ رو رہی تھین - مین نے کہا کیون کیون خیر ہے - بتائیے تو یہ ہے کیا ماجرا - تو ٹھنڈی سانس بھر کے یہ شعر سُنایا -

موت مانگون تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

روح - بھلا یہ کون بے موقع شعر تھا اول جلول -
بہار - ہان - مگر دُھن جو سمائی بس وہ سمائی -
سپہر - اب آرام کر کے اُٹھین تو ذری تم سمجھانا -
بہار - اے ہے - نہین نہین ایسا غضب بھی نہ کرنا -
روح - اب تو اس بات کو بھُلا ہی دینا چاہیے -
بہار - ہان جیسے کچھ ذکر ہی نہین ہوا تھا -
سپہر - مگر اُنکے دل سے بھی جائے جب مقام تو وہ ہر -
بہار - وہ چاہے جو ہو - ہم تو اپنی طرف سے نہ کہا چاہین -
سپہر - ہان اسمین کیا شک ہر جہانتک بھولین اچھا - اتنے مین مغلانی کو حکم دیا کہ جا کے دیکھو حسن آرا سوتی ہین یا ہماری باتین سن رہی ہین - اُسنے آنکے کہا حضور بالکل غافل سو رہی ہین اور خواص نے اشارے سے کہا کہ آہٹ نہ معلوم ہو آرام مین ہین سپہر آرا نے کہا چلو اچھا ہوا ذرا تھوڑی دیر سو رہین تو طبیعت ہلکی ہو جائے اُس وقت نصیب اعدا بڑی بُری حالت تھی - نازک دانے جو دیکھا کہ بہار النسا اور روح افزا اور حسن آرا اور سپہر آرا سب غائب ہین تو اپنی پیش خدمت کو بھیجا اور کہا کہہ دینا عطاقت مہمان نداشت خانہ بہ مہمان گذاشت ماشاء اللہ آؤ تو آؤ نہین ہم جاتے ہین چہ خوش - اسپر بہار النسا نے انکو بھی بلوا لیا اور آہستہ سے سب حال بیان کیا کہ اتنے مین ایک خادمہ نے اشارے سے کہا کہ حسن آرا بیگم بیدار ہوئین - مغلانی کو بھیجا تو اُسنے آنکر کہا حضور خواص نے کہا کچھ لکھ رہی ہین - ذری ٹھہر کے آؤ - منہ دھو کے کچھ لکھ رہی ہین - سپہر آرا نے ولایتی انار کے دانے اور سیب کی قاش ایک پلیٹ مین بھیجی اور حسن آرا نے بڑی خوشی سے کھائی - خط لکھکر خواص کو دیا اور کہا خبردار کوئی نہ پائے - حفاظت سے رکھنا - تھوڑی دیر کے بعد پیرمرد کو بلوایا چپکے سے بلوایا اور کہا یہ خط تم ہوٹل مین جا کے خوجی کو ہماری طرف سے دینا اور اسکا جواب لانا یہ کہکر حسن آرا بیگم نے دروازے کھلوا دیے اور ایک کتاب کا مطالعہ کرنے لگین بہار النسا آہستہ آہستہ گئین -

بہار - یہ آج بیوقت آرام کرنا کیا معنے -
حسن - طبیعت ذری بے لطف تھی اِس سے سو رہی -
بہار - کیون خیر باشد - اب کیسی ہو - دیکھون -
حسن - اب اچھی ہون فضل الٰہی ہے باجی -
بہار - مگر آواز کسیقدر بھاری ہر کیا زکام ہے -
حسن - ہان ریزش کی شکایت پائی جاتی ہے -
بہار - تو آج چار پی لو - یا صبح کو بنفشہ کشمیری -
حسن - بہت اچھا - اب تو فضل الٰہی ہے -
بہار - حسن آرا ریزش کی شکایت نہین - خدا نا کردہ تمھارے دل پر کچھ اثر ہے - ہان ہم سے نہ اُڑو بہن جو کچھ ہو بیان کر دو -
حسن - جی نہین - کچھ نہین - دل کی ایک ہی کہی -

بہار - ایک ہی کہی - مین ایک تو مانونگی نہین -
حسن - یہ تو بات ہی اور ہے باجی جان (مسکراکر) -
بہار - بارے ہزار شکر کہ تم مسکرائین تو اسوقت -
حسن - اے تو کیا مین کچھ روتی ہون - واہ واہ واہ -
بہار - اُسوقت جو مین نے تمکو دیکھا پریشان پایا -
حسن - طبیعت ہی تو ہے بہن گھڑی مین تولہ گھڑی مین ماشہ
بہار - تو چلو اب باہر چلو یہان کیا کر رہی ہو -
حسن - اچھا آپ چلین - مین ابھی حاضر ہوتی ہون -
بہار - واہ یہ تو وہی مثل ہوئی تو چل مین آتا ہون -
حسن - (ہنسکر) جب انسان کی طبیعت اچھی نہین ہوتی تو کوئی بات اچھی نہین معلوم ہوتی کسی بات کو جی ہی نہین چاہتا
بہار - اللہ نہ کرے - واہ یہ کیسی باتین کرتی ہو -
حسن - این ! اور سنو اگر آپ کے دلمین کوئی شک پیدا ہوتا ہے تو چلیے جہان کہیے چلی چلون - میرا اسمین کون ہرج ہے
بہار - اچھا کچھ اچھے اچھے شعر پڑھو - معشوق کی رفتار کی تعریف مین یا اور جو چاہے -
حسن - بہت اچھا - اسوقت کیا شوق ہوا باجی -

سرو را شرم قدت سلسلہ در پا انداخت
دیدہ تا طور خرام تو ز رفتار افتاد

بہار - اچھا حسن وجمال کی تعریف کے شعر پڑھو -
حسن - رفتار سے حسن وجمال پر آرہین - اچھا -

در تماشای جمال او سراپا دیدہ عام
یک سر مو برمہ بے لذت دیدار نیست

بہار - کوئی شعر ایسا نہین جو پھڑکا دے - اُردو شعر ہوتا تو ہم سمجھتے فارسی کیا سمجھین -

حسن - اے اب چلیے جہان چلنا ہو اب طبیعت چاق ہے
بہار النسا اور حسن آرا اُس چھت پر آنکر متمکن ہوئین جہان اُنکی اور ہجولیان بیٹھی تھین - حسن آرا نے آہستہ سے یہ شعر پڑھا

جنان لبریز ذکر نام جانان شد لب
کہ گر بوسم لب لعلش نگین نام او گردد

نازک - اللہ اللہ معلوم ہوتا ہے خواب مین وہی صورت زیبا نظر پڑی اور کیون نہ آئے - محویت بھی تو ہے -
حسن - اچھا پھر اسمین تعجب کی کون بات ہے -
نازک - کچھ نہین - بلکہ ایسا نہو تو تعجب کی بات ہے -
حسن - پھر تم ہی جانو
بہار النسا نے کہا اس گفتگو سے کچھ حاصل نہین حسن آرا تم اُردو کے شعر پڑھو کسی اُستاد کے جو ہماری سمجھ مین آئین
حسن - بہت اچھا سُنیے -

ہون خاک در شکا جب فلک نے — گردن مرے سامنے جھکائی
امید نہین رہی کہ دل کی — ایسے سے ہو کسطرح رہائی
آن شوخ چنان ربود از من — گوئی کہ دلم نبود از من

دوسرے دن صبحکو آزاد فرخ نہاد بعد غسل ہوٹل کے ایک چمن مین چہل قدمی کرتے تھے کہ دفعتہً منحوس الزمان خواجہ بدیع صاحب بدیع الزمانی کی صورت پلید نظر آئی خواجہ صاحب نے نہایت ادب کے ساتھ فرشی سلام کیا اور کہا پیر و مرشد خداوند سے کچھ عرض کرنا ہے غلام کو اگر گوش ہوش سے سنیے تو چشم ما روشن دل ماشاد ورنہ خانۂ احسان آباد بندہ یار شاطر ہے نہ بار خاطر ع ہر چہ از دوست میرسد نیکوست + آزاد نے مسکراکر اشارہ کیا کہ جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے آپ خواجہ صاحب

کے تیور بدمزاج ہوے۔ فرمایا چہ خوش ابتک تو آدمی کی طرح بولتے چالتے اور اخلاق سے پیش آتے تھے اب اشارون اور آنکھون سے باتین ہونے لگیں۔ ابھی کیا ہر یا وحشت تیرا ہی سہارا ہر خدا نے چاہا تو دو دنمین آنکھون سے بھی جواب نہ ملیگا۔ کوئی کہیگا آداب عرض ہر۔ خداوند پیر و مرشد آداب بجالاتا ہر غلام۔ پیر و مرشد ہین کہ ع جوابے نداردکنند ہوا۔ وہ آپ کیا کیجیے آپکا کیا قصور ہر وہ تو اس زبانکو خدا نے تاثیر دی ہر۔ یہ تو کچھ صاحب لوگون کا ہی ظرف ہے ورنہ اس ملک کا آدمی تو معاذ اللہ زمین پر قدم نہین رکھتا بات نرون کیا۔ دماغ ہی نہین ملتا۔ لو صاحب غضب خدا کا ہمتو جھک کر سلام کرین جسطرح کوئی بادشاہ وزیر کو سلام کرتا ہر اور آپ ہاتھ تک نہ اُٹھائین گردن تک کو جنبش نہ دین۔ خیر آپکو اختیار ہر۔ مگر یاد رکھو غرور جناب کے خلاف ہر تواضع۔ بڑے کی تعظیم معزز آدمیون کی تکریم۔ علما کی قدر و منزلت یہ باتین سعادت میں داخل ہین نہ کہ غرور و تکبر اے لعنت خدا۔ جب خواجہ صاحب بحر طویل ختم کر چکے آزاد نے حکم دیا کہ جو کچھ عرض کرنا ہو دست بستہ عرض کر۔ خواجہ صاحب بہت ہی آنچھلے کودے۔ واہ رے۔ واہ۔ رے تیری ڈانٹ ڈپٹ۔ خچہ خوش چرانہ باشد یہ دھمکی۔ جو کچھ عرض کرنا ہو دست بستہ عرض کر عرض کر!! الٰہی تیری قدرت۔ اور پھر کوئی نفرا ہو یا کوئی ایسا ویسا ہو تو خیر مضائقہ نہین بندۂ درگاہ۔ عالیخاندان معالی دودمان۔ دنگلے والی پلٹن کے کمیدان شاہی کے بانکے رسالہ دار گل چلے شہسوار باپ کیسے دادا کیسے مشہور۔ خاندان کیسا نجیب الطرفین و شریف الجانبین حسب نسب سے درست ہماری شان مین یہ کلمہ کہ عرض کر۔ یعنی ادنفر سے غلام عرض کر۔ خیر۔ انقلاب زمانہ اسی کو کہتے ہین۔ آزاد کا جی چاہتا تھا کہ اُسوقت خواجہ صاحب کو خوب چھیڑین تو ری دو گھڑی دل لگی ہو۔ اُنھون نے کل باتین سنکر جواب دیا۔ حضرت سلامت سُنیے آپ بدیع الزمان۔ بھائی رئیس الزمان باپ فصیح الزمان دادا آپ کے فقیر الزمان عم بزرگوار سفینۃ الزمان۔ آپ نواب آصف الدولہ بہادر کے خاندان سے سہی۔ بس مگر یہ کیا سبب ہے کہ مسن مینڈا کے ہان آپ بانس والے بنگلے اور جب آپ سے اور آپکے بڑے بھائی خواجہ رئیس الزمان سے ملاقات ہوئی تو آپکے باپ کی قلعی کھل گئی کہ وہ انڈے بیچا کرتے تھے۔

یہ سُننا تھا کہ خوجی آگ ہو گئے۔ بدن کانپنے لگا۔ چہرہ سرخ قہر آلود نظر سے آزاد کو گھورنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسیکو کھا جائین گے۔ اللہ رے عتاب! آزاد کا ہنس دینا اور بھی غضب ہو گیا۔ خواجہ صاحب سے اب ضبط نہو سکا اور دانت پیسکر غل مچا کے کہا۔ یا خدا! مجھے موت دے یا ان کو عقل دے۔ ہم شہزادے ہین سُنا آصف الدولہ۔ نہین ہم شاہ عباس کی نسل سے ہین جنکے ہان طاہر وحید نوکر تھا اور ہمارے دادا کو طاہر وحید نے پڑھایا ہر۔ سمجھا ہم وہ لوگ ہین۔ مگر۔

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست
بکشور سے کہ درو کودکان خداوند اند

اگر کسی دوسرے کے ساتھ اسقدر ریاض کیا ہوتا تو بزرگ سمجھتا اور آنکھو نمین جگہ دیتا مگر تم سے کون کہے تمھارے سامنے رونا اپنی آنکھین کھونا ہر آزاد نے مسکرا کر جواب دیا۔ خواجہ صاحب یاد رکھیے گا ایک ہوئی۔ آپنے

در پردہ ہمین اندھا بنایا ہے۔ ہم بھی غور کر کے اِسکا جواب دین گے۔ خوجی بولے۔

غور نہ دانم کہ کرا گفتہ است
خواجہ بدیع برملا گفتہ است

آزاد نے اِس شعر پر فرمایشی قہقہہ لگایا۔ واہ خواجہ واہ دم غنیمت ہی مگر شعر وہ برجستہ پڑھا جسمین عروض کا بھی قافیہ تنگ کر دیا ہی۔ اول تو خواجہ بدیع ہین۔ سقوط مین منزور ہی جا ہیے کیونکہ مذکور آنکھون کے اندھے کا کیا خوجی عقل کے اندھے ہین دوسرا حسن یہ ہے کہ سارا زمانہ برملا بر وزن ہر بلا باندھتا اور بولتا ہی اور ہمارے خواجہ بدیع اُسکو شدّ باندھتے ہین (بر ملّا) لے سبحان اللہ تو آج سے ہم بھی آپکو خواجہ بدیع کے عوض (بر ملّا) ہمیشہ خواجہ بدیع کہا کرینگے۔

اس تقریر کے بعد آزاد ایک روش مین کرسی پر متمکن ہوے اور وہ دونون شاہدان مہ پارہ پری چہرہ ناز و ادا کے ساتھ آئین اور سامنے کرسیون پر بصد شان برنائی و کج ادائی بیٹھین۔ خواجہ صاحب کو دیکھا تو دونون غنچہ لب بے اختیار ہنس دین اور خواجہ صاحب نے آزاد کے سُنانے کے لیے اُردو مین کہا۔ واہ رے مین اور واہ رے میرے چہرے اور واہ ری میری وجاہت اور واہ رے میرے حسن۔ ہر شے مین برق ہون اور بقول ایک پنڈت کے میرے پاس سوہنی ہے یا خدا جانے کیا اُسنے کہا تھا جو دیکھتی ہے چاہے دو سو برس کی کھوسٹ پیر زال ہو چاہے تیرہ چودہ برس کی پانزدہ شانزدہ سالہ ہو مجھے دیکھا اور باچھین کھل گئین یہ خدا کی دین ہی۔ مین خوب جانتا ہون کہ لوگ حاسد ہین اور بعض بعض کو یہ بھی خبط دامنگیر ہے کہ ہم بڑے حسین ہین مگر اِس جنون کی انتہا ہی نہین اِس سن و سال مین شنجرف سے رخسارے ہین اور آنکھون سے خون برستا ہے۔ مینڈا کو بھی بندہ راہ پر لے ہی آیا تھا مگر چغلخورون نے چغلی کھائی۔ مس روز تو ہزار جان سے اینجانب پر شیدا تھین تو سبب کیا کہ وہ خود کشیدہ قامت تھی اور میان دراز قد ہی ڈھونڈھتی تھی لہذا اینجانب کو پورا جوان فوج کے قابل پا کے ریجھ گئی اور گیل الگ مرتی تھی۔ سبز پوش لگ جان دیتی تھی الغرض واہ رے خواجہ بدیعا اور اُف رے تیرا حُسن۔ یہ خدا کی دین ہے کبھی کم نہوگا۔ اُسکو روز بہ ترقی ہی۔ خزان کی کیا حقیقت ہی۔ یہ سدا بہار چمنستان ہی۔ خزان کا خوف نہ صرصر کا ڈر۔

گل ہمین پنج روز و شش باشد
وین گلستان ہمیشہ خوش باشد

* مس مینڈا اور مس کلیر سا نے جو اُنکو آپ ہی آپ اول جلول بکتے دیکھا تو قہقہے پر قہقہہ لگایا یہ جاسے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ یہ دونون گلرخان فرنگ اِس حسن گلو ریز پر ایسی شیدا ہوئی ہین کہ اظہار عشق کر دیا۔ ضبط نکر سکین تو

مینڈا۔ آزاد یہ آخر اسوقت بک کیا رہا ہے۔

آزاد۔ بالکل اول جلول محض بے تکی باتین بکتا ہے۔

کلیر سا۔ ہم جانتے ہین اسکو کسیقدر خلل دماغ بھی ہی یا نہین

آزاد۔ کسی قدر کو ستی ہو۔ خاصہ دیوانہ خبط الحواس۔

مینڈا۔ اِسکو اللہ نے اسی لیے بنایا کہ اس کو دیکھ کے لوگ ہنسین۔

کلیر سا۔ ہان میرے دل کی بات کہی عجب مسخرہ ہی

مینڈا۔ ہاتھ پاؤن آنکھ ناک منھ لباس سب نرالا۔

کلیرسا - اور باتین! کبھی ختم ہی نہون - اور بے طلب
آزاد - اب انتہا یہ ہے کہ دن بھر بکتا رہے مگر ممکن نہین کہ ایک بار بھی سچ بات زبان سے نکالے جو کہیگا خرافات بے سروپا کہانی -
کلیرسا - انکو ذرا چھیڑو تو - دیکھو تو کہتے کیا ہین -
میڈا - جو اپنی خرابی آئی ہو تو چھیڑو - ورنہ سڑی سودائی کے منھ کون لگے ناحق - کچھ بک اُٹھے - گالی دے بیٹھے کون ٹھکانا ہے -
آزاد - (ہنسکر) ایسا سڑی نہین ہے خوجی (اُردو مین)

دیوانہ بکار خویش ہشیار

خوجی - (آہستہ سے) خوجی کی ایسی تیسی مردود کی اور کہنے والے کو کیا کہون - خوجی کسی بھیڑیے کے بھٹ مین رہتا ہوگا
کلیرسا - کیا کہتا ہے - تم نے اُردو مین کچھ کہا تھا وہی سن کے کسقدر بگڑا ہوا ہے شاید - ہان - مگر کہا کچھ آہستہ ہی سے بہت آہستہ سے -
آزاد - مین نے جو خوجی کہا تو بہت بگڑے کہ خواجہ صاحب کیون نہین کہتے - ہم تو خوجی ہی کہینگے - جسکا باپ اڑسے بجاتا تھا اُسکو خواجہ صاحب کوئی اور کہتے ہونگے ہول کے شہیدون مین داخل ہونا چاہتے ہین بچہ - چہ خوش - اور اوپر سے تڑاتا ہے اگر اچھی طرح رہنا ہے تو رہ نہین کھڑے کھڑے نکالدونگا مردک کو - اور سنیئے؟ برابری کا دعویٰ کرتا ہے -
خوجی - (رکندے تول کے) کیا! - کیا کہا - کیا؟!
آزاد - (کلیرسا سے) اب بہت ہی تیکھا ہوگا اور بکیگا -
خوجی - اِدھر جاؤ آئمین کر دو صاحب - ہم کو نکالدوگے

خانساماں - کیا ہے خواجہ جی صاحب کیا ہے کیون بگڑ گئے
خوجی - تو چپ رہ تلی - خواجہ جی - اور سنیئے گا -
خانساماں - مین نے تو آپکی عزت کی کہ خواجہ صاحب کہا
خوجی - آپ ہمین کچھ نہ کہیے - ہم در گذرے جناب - ماشاءاللہ ادنی سا خانساماں اور ہم سے اسطرح پیش آئے گرم گرم کیا گردش ہمارا زمانہ ہی بکام نہین ہے - تم بھی مجبور خیر جو چاہو سناؤ - اب ہم یہان سے کوچ ہی کرتے ہین - جہان ہمارے قدردان ہین وہان جائینگے -
خانساماں - اور یہان سے بڑھ کے آپ کے قدردان کہان ہین خواجہ جی صاحب - کھانا آپ کو دین - کپڑا بنوا دین مروت سے پیش آئین پھر اب اور کیا چاہتے ہو کیا کوئی کسیکو اپنا گھر اُٹھا دیتا ہے -
خوجی - سچ ہے بھائی جان سچ ہے - ہم اِنکے دست نگر ہین انھین سے قسم لو اور اِنسے کہو کہ قرآن اٹھائین اِنکے باپ دادا ہمارے بزرگون کے دست نگر تھے یا نہین مگر ہیچ گفتہ ہست -

آدمی را بچشم حال نگر +
از خیال پری وودی بگذر +

آزاد - یا حضرت - ذرا ادھر ملاحظہ فرمایئے گا -
خوجی - ہوشیار کی تو ایک لتار کی - جی حضرت -
آزاد - ہمارے باپ دادا آپ کے دست نگر تھے -
خوجی - جی - کیا اسمین کچھ شک بھی ہے - درین ہیچ شکے وشبہہ وشک وبے شائبہ ریب نیست بابائے من بدین نوع گفتہ اند -

جہان لے برادر نماند بکس

دل اندر جہان آفرین بند و بس	
اللہ باقی من کل فانی - افسوس	

آزاد - اور آپ کے بڑے بھائی کہان غائب ہین -
خوجی - وہ اللہ والے لوگ ہین اُنکا ذکر نہ کیجیے -
آزاد - بجا ارشاد ہوا تو اللہ والے لوگون کا ذکر کرنا گناہ ہے اچھے اللہ والے لوگ ہین -
خوجی - آپ تو ہم لوگون کو حقارت سے دیکھتے ہین مگر

خاکساران جہان را بحقارت منگر	
تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد	

اتنے مین خانسامان نے دوسرے کہا - حضور خواجہ صاحب کو ایک شعر یاد ہے اُسکے معنی سب سے پوچھتے پھرتے ہین - کل ساری بازار مین جو ملا اُس سے اُسی شعر کے معنے پوچھے اتنی بار پڑھا کہ مجھے یاد ہو گیا -

چار بودم سہ شدم اکنون دو ام	
از دوئی چون بگذرم یکتا شوم	

اتنا سننا تھا کہ خوجی آگ بھبوکا ہو گئے اور ایک توا جو سامنے رکھا ہوا تھا اُٹھا کر خانسامان کیطرف دوڑے دوڑنا ہی تھا کہ منہ کے بھل گرے اور تڑپنے لگے - توا اتفاق یا یون کہین کہ خوجی کی شامت اعمال سے اسقدر گرم تھا کہ الامان اُٹھا کے دوڑنے بھی نہ پائے کہ ہاتھ جل گیا ادھر خود گرے اُدھر توا گرا -

خانسامان - (دوڑ کر) یا علی - بچائیو - ارے!!!
بیرا - توا تو جل رہا تھا - ہاتھ جل گوا ہو ہیے -
آزاد - خواجہ صاحب خیریت تو ہے - کیا توا گرم تھا -
خانسامان - حضور مثال کھٹی کے جل رہا ہے توبہ توبہ

آزاد - (قریب جاکر) سینک دو - سینک دو - آگ لاؤ -
مینڈا - (افسوس کرتی ہوئی) ڈاکٹر کو فوراً بلاؤ آزاد
کلیریسا - (رقت کے ساتھ) بیچارہ خوجی! ڈاکٹر کو بلاؤ -
خانسامان - جی ڈاکٹر کا کچھ کام نہین ہے حضور -
آزاد - ایک آدمی کو بھیجدو کہ نیٹو ڈاکٹر کو بلالائے -
خانسامان - خواجہ صاحب - کیسے کیمدان ہو جی -
آزاد - ارے میان مرد ہو یا چھوکری ہو اُٹھ بیٹھو -
خانسامان - بسم اللہ - اُٹھ بیٹھو - بھائی - شاباش
آزاد - خوب سیکو - خوب سیکو خدا نے بچالیا -
خانسامان - جسوقت گھرے تھے اُسوقت اگر توا خواجہ صاحب کے سر پر گرتا تو کھوپڑی جل بھن کے خاک ہو جاتی -
آزاد - (چھیڑنے کے لیے) یہ توا انکے پاس کیون آیا -
خانسامان - (مسکرا کر) خدا جانے کیا سوجھی تھی انکو

خواجہ صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ کاٹو تو لہو نہین بدن مین - خانسامان نے برآمدے مین ایک پلنگ بچھایا اُسپر بستر لگایا اور دو آدمیون نے ملکر خواجہ صاحب کو اُٹھایا کہ وہان سے لاد کر برآمدے مین لیجائین - جسوقت اُنکو ہاتھون ہاتھ لیچلے ایک ظریف بول اُٹھا کلمہ نبی کا دوسرے نے کہا لا الہ الا اللہ - آزاد کو اسقدر ہنسی آئی کہ ضبط نہ کرسکے - علیحدہ جاکے خوب ہنسے اور خوجی عقل کے دشمن تو تھے ہی انکو یقین ہو گیا کہ دم دلبین ہے لبے سے حواس غائب غلہ - اب اوپر کے دم بھرنے لگے آزاد نے جو انکی یہ کیفیت دیکھی تو انکو سخت تعجب ہوا کہ جلتے توے کے اُٹھانے اور دم نکلنے سے کیا واسطہ - نبض دیکھی تو خاصے بھلے چنگے صحیح آدمیون

کی طرح چل رہی ہے۔ خانساماں اور ہوٹل کے اور ملازم اردگرد کھڑے انکو بنا رہے تھے اور خود منیجر کو ایک دل لگی ہاتھ آئی تھی۔ لیکن آزاد کے لحاظ سے منیجر علیحدہ کھڑا ہو گیا اور بیرا وغیرہ برابر خوجی کو بناتے ہی گئے۔

بیرا۔ ابھی ابھی بچر دا اچھے تھے۔ ہائے ہائے۔

خانساماں۔ بھائی دنیا اسی کا نام ہے۔ زندگی کا اعتبار کیا ہے۔

دوسرا۔ ان بیچارے کی مٹی اُن کو یہاں کشاں کشاں لائی تھی۔

محرر۔ اور ابھی نوجوان آدمی ہیں سن ان کا کیا ہے۔

خانساماں۔ جی اور کیا مگر موت سے کوئی لڑ سکتا ہے

محرر۔ کوئی نہیں۔ اجل سے کسی کی بھی چلی ہے۔ توبہ توبہ۔

آزاد۔ کیا حال کیا ہے۔ میاں۔ خوب یسے ہیں۔

محرر۔ خداوند خوجی بیچارے کا بہت پتلا حال ہے۔

راوی۔ خوجی کا لفظ سننا تھا۔ کہ رنگ مارے غصے کے متغیر ہو گیا۔ مگر چونکہ عالم نزع اور دم واپسیں تھا لہذا کچھ بول نہ سکے۔

محرر۔ حضور اب ان کے گور گڑھے کی فکر فرمایئے۔

راوی۔ گور گڑھے کے لفظ پر خوجی اور بھی جل گئے۔

آزاد۔ کسی مولوی کو بلاؤ خواجہ صاحب کا دم آخری ہے

محرر۔ واہ خداوند۔ یہ [illegible] کا۔ ہم نے کبھی انکو نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ نماز جنا[illegible] ہے کو پڑھنے لگا۔

آزاد۔ نہیں بھئی۔ اب اسوقت یہ ذکر نہ کرو میاں

محرر۔ خداوند حضور مالک ہیں مگر یہ مسلمان نہیں ہے

آزاد۔ اچھا پھر اتو اس بیچارے پر رحم کرنا چاہیے۔

راوی۔ خوجی کا اگر بس چلتا تو محرر کی بوٹیاں نوچ لیتے مگر اسوقت تو وہ اپنے نزدیک اوپر کے دم بھر رہے تھے۔

خانساماں۔ گورکن کو بلاؤ۔ اجی نہیں اب کیا ہے۔

دوسرا۔ یہی سامنے والے تکیے ہیں انکو توپ دو۔

راوی۔ خوجی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مگر مجبور۔ توپ دو یہ کلمہ بے ادبی۔ یہ نہیں کہتے کہ جناب خواجہ بدیع الزماں صاحب کو کہ مرد باکمال تھے مزار میں دفنا دو۔ بہت ہی خاصے۔

آزاد۔ ڈاکٹر کو آنے دو شاید زندہ ہو جائیں۔

محرر۔ [illegible] حضور مردے بھی کہیں زندہ ہوئے ہیں بھلا۔

آزاد۔ افسوس ہے۔ کیا خوب آدمی تھا خوجی بیچارہ۔

خانساماں۔ لاکھ سڑی سودائی خبطی تھے۔ مگر نیک دل۔

بیرا۔ تنک تنک ہی مدا تنک ہی تنک۔

راوی۔ خوجی اپنا خون پی کے رہ گئے۔ مجبوری۔

آزاد۔ اب تو نبض صحیح ہے۔ (نبض دیکھکر)

محرر۔ جی نہیں اب انکو لے کے توپ ہی دیجیے۔

آزاد۔ اور نماز جنازہ اور غسل۔ اور کفن!

محرر۔ ان ایسے بے وارثوں کو کفن اور غسل اور نماز جنازہ سے کیا واسطہ جہاں چاہیے۔ توپ دیجیے۔

آزاد۔ نے محرر کے کان میں آہستہ سے کہا اور محرر نے جا کے آہستہ سے کہا کہ گھڑی دو میں مرلیا با جگلی (

خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع دم بخود سب کی سنتے تھے مگر خون پی کے رہ جاتے تھے جسوقت محرر نے اُنکے کانمین جا کے کہا (گھڑی دو مین مرلیا باجے گی) اگر بس چلتا تو محرر کی بوٹیان نوچ نوچ کے چیلون کو دیتے اور گھنٹون چیل چلور بکارا کرتے مگر بیچارہ مجبور تھا۔ کرتے دھرتے کچھ بن ہی نہ پڑتی تھی اور گھڑی دو مین لیا باجیگی کا سنُنا تھا کہ اور بھی ستم ہوگیا۔

بیرا۔ خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔

خانساماں۔ خواجہ جی کہیے اب کتنی دیر مین مرلیا باجیگی

آزاد۔ اب اسوقت کیا بتائین بیچارے افسوس ہے۔

خانساماں۔ افسوس کا ہے حضور۔ اب مرنے کے تو دن ہی تھے جوان مرتے جاتے ہین یہ تو اپنی عمر تمام کر چکے۔ اب کیا عاقبت کے بوریے بٹورین گے۔

آزاد۔ ہان ہے تو ایسا ہی مگر جان بڑی پیاری ہوتی ہے چاہے دو سو برس کا ہو کے مرے مگر مرتے وقت تمنا رہ جائیگی کہ ہاے دس برس اور زندہ رہتا۔

خانساماں۔ تو حضور یہ تمنا تو اُسکو ہو جسکا کوئی دنیا و مافیہا مین ہو انکے ہے کون بے وارثے آدمی۔

آزاد۔ لو اور سنو۔ انکے کوئی ہے ہی نہین۔ بھائی مین ہون

خانساماں۔ وہ اُنسے بڑھکر خبطی ہین۔ بالکل شیطان

اتنے مین ہوٹل کا ایک بیرا ایک شخص کو حکیم بنا کر لایا

آزاد سمجھ گئے کہ مصنوعی حکیم صاحب آئے ہین کہ کرسی لاؤ کچھ بیٹھنے کو حاضر کرو حکیم صاحب آئے کرسی بچھائی گئی۔

آزاد۔ کرسی پر بیٹھیے جناب حکیم صاحب قبلہ۔

حکیم۔ واہ یہ گستاخی مجھ سے نہ ہوگی۔ حضور بیٹھین۔

آزاد۔ تعظیم کاریگران معاف۔ آپ تشریف رکھین۔

حکیم۔ جی مین ہرگز نہ بیٹھون گا۔ بے ادبی ہوگی

آزاد۔ حکیم صاحب مریض کی جان جاتی ہے اور آپ تکلف کرتے ہین۔

حکیم۔ چاہے مریض مرجائے مگر مین وضع کا پابند ہون

راوی۔ خوجی اس تقریر سے بہت ہی خوش ہوا کہ حکیم صاحب نے آتے ہی اچھی سنائی۔ چاہے مریض جائے مگر وہ تکلف نہ چھوڑین گے۔ اچھے حکیم صاحب سے پالا پڑا ہوئی۔ مریض کے منہ پر بے تکلف کہہ اُٹھے کہ چاہے مریض مرجائے حکیم کی صورت سے خوجی کو نفرت ہوگئی۔

آزاد۔ اب آپ تکلف تکلف مین مریض کی جان لین گے۔

حکیم۔ اگر قضا ہے تو مرے ہی گا۔ مین وضع کیون چھوڑون۔

آزاد۔ (دوسری کرسی پر بیٹھکر) اب تو بیٹھیے حضرت

حکیم۔ (کرسی پر متمکن ہوکر) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

آزاد۔ (خوجی کے کانمین زور سے) حکیم صاحب آئے ہین خواجہ صاحب نے حکیم صاحب کو سلام کر کے ہاتھ بڑھائے۔

حکیم۔ (نبض پر ہاتھ رکھکر) اب کیا باقی ہے۔

آزاد۔ ہاے افسوس کیا خوجی چل بسے۔ ارے میان خوجی۔

حکیم۔ ابھی تین چار دن کی نبض ہے۔ مگر اسوقت انکو آب سرد سے غسل ہو تو بہتر ہے۔ بلکہ اگر پانی مین برف

ملا دیجیے تو اور بھی بہتر ہے۔
آزاد ۔ بہت خوب ابھی اسی دم برف منگوالو۔
حکیم ۔ برف ایسا کہ کوئی بس ہان دو من تک ہو۔
محرر ۔ اچھی تدبیر کی حکیم صاحب نے۔ دیکھا کہ تین چار دن کی نبض ہی لہذا وہ فکر کی کہ اُسی دم اینٹھ کے سرد ہو جائے

سانس دیکھی تنِ بسمل مین جو آتے جاتے
اور چرکا دیا جلا دنے جاتے جاتے

حکیم صاحب نے اُنکی خوب ہی فکر کر دی۔
خانساماں ۔ اب غسال بلایا جائے۔ حضور والا نہین۔
محرر ۔ ہمین کیون تکلیف دیتے ہو خواجہ صاحب ابے او
آزاد ۔ یہ بھی اپنا اختیاری امر ہے کچھ۔ افسوس ہائے افسوس
حکیم ۔ افسوس کی کون بات ہے۔ مرنے دو مردود کو۔
راوی ۔ خوجی نے دانت پیسنا شروع کیا ہائے نہ ہوئی قرولی
خانساماں ۔ بھلا گیدی بھلا۔ دانت پیستا ہے کیون۔

اتنے مین مس میڈا نے آزاد کو بلوایا اور کہا تم اتنے بڑے تجربہ کار آدمی ہو کر یہ تم کو کیا سوجھی کہ خواہ مخواہ بھلے چنگے آدمی کو مارے ڈالتے ہو ایک تو وہ یون ہی انتہا سے زیادہ خبطی ہے۔ دوسرے تم نے اور بھی اُلو بنا لیا۔ دیوانہ را ہوئے بس است جب اُس سے جان بوجھ کے کہتے ہو کہ اب ایمن کیا باقی ہے۔ ہائے افسوس بیچارہ چل بسا۔ تو وہ مرتا نہو تو مر جائے ایک کہتا ہے خوجی اب مرے۔ ہمکو کیون تکلیف دیتے ہو۔ دوسرا کہتا ہے اجی ان کو چلکے کہین توپ دو۔ ای سبحان اللہ تیسرا کہتا ہے۔ اِس بے وارثے کا مرنا ہی اچھا۔ خواہ مخواہ کسی کے قتل سے کیا فائدہ ملیگا۔ سوچ تو اپنی لغو حرکت مذاق پر کمال شرمندہ اور سخت نادم ہوئے کہ واقعی اسطرح پر تو اچھا بھلا چنگا صحیح تندرست ذی فہم آدمی بھی مر جائے تو عجب نہین۔ نہ کہ خوجی سا مخبوط الحواس۔ دشمن عقل جب سب کے سب چو طرفے یہی کہین گے تو خواہ مخواہ اُسکو یقین ہو جائیگا کہ اب دم واپسین ہے کلیر سا نے بھی اُنکو خوب آڑے ہاتھون لیا۔ لے واہ۔ بالکل بچون کی سی باتین دو چار ہوٹل والون کو جمع کر کے خوجی بیچارے کا خون اپنی گردن پر لینا کون سی دانائی ہے بھلا۔ اور جو مارے وہم کے مر جائے تو عذاب کسکے سر ہو۔ اُس بیچارے کو جب سب نے لگے چھیڑا تو جھلا کے تو اے کے مارنے کو دوڑا وہان پینے کے دینے پڑے اب اسکی دوا کی تو کوئی فکر نہین کرتا سرہانے کھڑے کہہ رہے ہین کہ اب جان نکلی اور دم نکلا آزاد نے مسکرا کر کہا۔ دوا سے تو ہم بیفکر نہتے دوا تو لگائی گئی ہے مگر ہان اسکی حماقت دیکھکر یہ البتہ جی چاہا کہ تھوڑی دیر اسکو بنائین یہان سے اُٹھکر آزاد خوجی کے پاس گئے تو دیکھا کہ خواجہ صاحب نے کروٹ بدلی ہے اور آرام مین ہین۔ خانساماں نے کہا حضور برف کا پانی تیار ہے۔ اگر حکم ہو تو اینٹ ترڑ پڑے ڈالے جائین۔ اسقدر سُننا تھا کہ خوجی کی آنکھ کھل گئی اور بڑی حقارت کی نظر سے خانساماں کو دیکھا۔ آزاد نے کہا اب آپ اچھے ہین جناب خواجہ صاحب برف کے پانی کی مطلق ضرورت نہین ہے۔ اب آپ آرام فرمائین یہان سے چارپائی اُٹھا کر خواجہ صاحب کو اُس برآمدے مین لائے جو آزاد کے کمرون کے قریب تھا اور خواجہ صاحب آرام کے ساتھ سو رہے۔ آزاد کے کمرے مین جا کر ایک پلنگ پر لیٹے تو آنکھ لگ گئی۔ مس میڈا اور کلیر سا بھی دوسرے کمرے مین سو رہین۔ حسن اتفاق سے آزاد اور خوجی

دونون نے اپنے اپنے طرز کا خواب دیکھا۔

خواجہ صاحب خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک بہت بڑی کوٹھی مین حضور مدعو ہین اور قد آدم تھال مٹھائی کے اُنکے اردگرد چنے ہوے ہین۔ امرتی اور جلیبی اور برفی اور گلاب جامن اور لڈوا ور پیڑے اور حلوا سوہن اور کھاجا اور دودھ اور کئی قسم کی کھیر۔ کمرا بھر میٹھی چیزون سے پٹا پڑا ہے اور مکھی کا نام نہین اور خواجہ صاحب برابر مٹھائی چکھ رہے ہین سامنے قرولی رکھی ہے۔ ایکطرف قرابیچہ اور مس روز کی آمد کی خبر ہوئی۔ یہ استقبال کے لیے گئے۔ اُنکو ساتھ لے کر کمرے مین گئے معشوقہ پریزاد سے خواجہ صاحب میٹھی میٹھی باتین کرتے جاتے تھے کہ ایک سپاہی تلوار ہاتھ مین لئے داخل ہوا پوچھا کیون۔ کہا مس روز کے چاہنے والے۔ خواجہ صاحب نے جھلا کر مس روز کی طرف دیکھا۔ اُسنے سپاہی کو اشارے سے سمجھایا تو یہ آگ ہو گئے۔ کہا کون ہو جی۔ اُسنے پھر وہی جواب دیا کہ مس روز کے چاہنے والے۔ اسپر خوجی نے غل مچا کر کہا او گیدی۔ گیدی کا کہنا تھا کہ آنکھ کھل گئی اور گھبرا کر چارپائی سے اُٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک گاڑی آہستہ آہستہ آرہی ہے مگر بند۔ غور سے دیکھا تو کوچ بکس پر وہی خدمتگار بیٹھا تھا جو بی کندن کی گاڑی کے ساتھ اُس روز آیا تھا۔ ہوش غائب ہو گئے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھا اتنے مین گاڑی قریب آئی۔

خدمتگار۔ خوجی۔ اُٹھو۔ بیگم صاحب بلا رہی ہین۔

خوجی۔ یہ اُٹھو کیا معنی بے۔ کیا ہم نفرے ہین کچھ معقول۔

بیگم۔ دب آتا ہے موذی کا لے یا نخرے کرتا ہے۔

خوجی۔ بہت ہی خوب یک نشد دو شد۔ کیا ہے کیا

بیگم۔ یہان تک آمردے کیا اُٹھا نہین جاتا ہے۔

خوجی۔ یا الٰہی آخرش کیا ہے کیا۔ آپ کون ہین معلوم تو ہو۔

بیگم۔ قادر یار ڈلا لا اسکو۔ اور سنو موا اڑا اسکے بات کرتا ہے۔

خوجی۔ (اُٹھکر) دیکھون تو بھئی کیا ماجرا ہے ارشاد حضور۔

بیگم۔ سامنے آجان کاہے کو نکلی جاتی ہے۔ موئے۔

خوجی۔ سنو صاحب من بدیع کمیدان ست خام بات نہین شیندہ بس اس مین مرد ہو یا عورت۔ کسی باشد آدمیت سے گفتگو کرو۔

بیگم۔ (گاڑی سے ہاتھ نکال کر خوجی کے کان گرما دیے)

خوجی۔ اسی واسطے بلایا تھا۔ خیر۔ کیا مضائقہ۔

عاشقان کشتگان معشوق اند
بر نیاید ز کشتگان آواز

بیگم۔ خوجی تیرے مزاج سے یہ وحشت کب جائیگی۔

خوجی۔ بیگم صاحب جتنے آدمی حسین ہین سب کا یہی قاعدہ ہے

بیگم۔ کہ وحشی ضرور ہونگے۔ واہ اچھا قاعدہ نکالا ہے۔

خوجی۔ مین مردک کون قاعدہ نکالنے والا ہون صاحب

بیگم۔ اچھا گاڑی مین آؤ تو معاملے کی باتین کرلین۔

خوجی۔ آپ وہان بھی چپتیا ئیے گا۔ یہان تو آپ نے کان گرما ہی دیے وہان تو شاید مار ہی ڈالیے گا۔ آپ معشوقون کا اعتبار کیا ہے۔ مگر خیر قہر درویش بر جان درویش راوی۔ یہ کہکر خوجہ بدیعا صاحب گاڑی کے اندر گئے دیکھا ایک سمت صدر مین بیگم صاحب بصد اداے ٹھاٹھ سے نکھار کرکے بیٹھی ہین اور دوسری سمت دو خادمہ باادب کے ساتھ۔ خواجہ صاحب صدر کی خالی جگہ مین بیٹھنا اپنی حیثیت اور وضع سے بڑھکر سمجھے

لہذا کھڑے رہے۔ بیگم نے ایک خادمہ کو جو صاف ستھرے
کپڑے پہنے تھی اپنے قریب بٹھالیا اور سامنے کی جگہ خالی
مین بیٹھنے کی خوجی کو اجازت دی اور یون ہمکلام ہوئی
سنو خوجی۔ انسان کے یہ معنی ہین کہ کوئی بات خلاف عقل نکرے

چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	

آزاد گو بڑے جیوٹ کے آدمی ہین۔ جری ہین۔ جیالے
ہین۔ بانکے ہین۔ فوج مین نام کیا غنیم کو نیچا دکھایا۔ پڑھے
لکھے عالم فاضل آدمی ہین۔ تجربہ کار بھی مگر عاقبت اندیش
نہین مین اُنکی منکوحہ بیوی ہون۔ تم کوئی ایسی فکر کرو
کہ وہ اس مسودے کی نقل کرکے اپنے ہاتھ سے اُسپر دستخط
کردین۔ بس اگر یہ فکر کردو تو جو روپیہ اُسدن تمھاری
جیب سے نکال لیا گیا تھا وہ تم کو واپس ملے اور آزاد کو ہم
بدنام بھی نہ کرین اور تمکو کچھ رشوت بھی دین خوجی دشمن عقل تو
تھے ہی بے سمجھے سوچے کاغذ لے لیا اور کہا ابھی نقل کراکے
لاتا ہون آزاد کے دستخط تمھارے سامنے ہونگے۔ مگر پھر تم
اُس بیچارے کو بدنام نہ کرنا اور اُس عورت سے کہدینا کہ
مجھپر شوہریت کا دعویٰ نہ کرے از برائے خدا۔ بیگم بولی خوجی
تم تو مختبطی ہو۔ ہمارے نادان اُس عورت نے فقط تیرے بنانے
کے لیے کہا تھا۔ مگر آزاد نے مجھے کہین کا نہ رکھا اور خوب بٹا د
رکھا کہ اگر آزاد نے اِس کاغذ کی علیحدہ نقل کرکے اپنے
خاص دستخط نہ کردیے تو مین کل ہی تو نالش جڑ دونگی۔
خواجہ نے کاغذ لیا اور آزاد کے پاس گئے۔ دیکھا تو سو
رہے ہین۔ پاؤن دباکر کہا۔ حضور اب اُٹھین۔ بس اب
آرام ہو چکا۔ یہ خواب غفلت کبتک آزاد نے آنکھ کھولی
انگڑائی لیکر دیکھا تو خواجہ صاحب۔ ایجی واہ میان تم پھر زندہ

خوجی۔ بس اُسوقت کی باتین رہنے ہی دیجیے جناب
آزاد۔ واللہ مین تو سمجھتا تھا کہ آپ شہید ہوگئے ہونگے
خوجی۔ پھر وہی لاطائل تقریر۔ لسنت کی بھی کچھ خبر ہے
آزاد۔ اب کیسے آپ کے مزاج کا کیا حال ہے۔
خوجی۔ گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔ بس سمجھ جاؤ۔
آزاد۔ خدا ہی خیر کرے۔ پھر کوئی خبر بد لائے ہو۔
خوجی۔ بس کہدیا گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
آزاد۔ خدا تم سے سمجھے خوجی۔ بڑے منحوس آدمی ہو۔
خوجی۔ (مسکراکر) اور جب گھڑی دو مین مرلیا باجیگی
آزاد۔ پہلے تمھارے قتل کی بخوبی فکر کرلین گے ہم۔
خوجی۔ اختیار ہے۔ جان حاضر۔ دل حاضر۔ خواجہ بدیع
حاضر جان لو چاہے دل لو چاہو خواجہ بدیع کو لو۔ اختیار ہے
آزاد۔ فرمایئے۔ اب کیا خبر لائے۔ ایک ہی منحوس آدمی ہو
خوجی۔ اجی حضرت گھڑی دو مین مرلیا باجیگی (دروازے
کی طرف اشارہ کرکے) یقین نہ آئے جلوہ دیکھ لو۔ جی ہین آئے
آزاد نے شیشے کے دروازے سے دیکھا تو وہی اُسدن
والی گاڑی اور وہی کوچبین۔ سمجھ گئے کہ وہی مکارہ آج
پھر دق کرنے آئی ہے۔ خوجی سے کہا تم جاکے اُس گاڑی
والے کو ڈانٹ دو اور رکھو خبردار جو آج سے پھر گاڑی یہان
لایا تو تو جانے گا۔ خوجی نے کہا۔ بھائی جان پہلے سن تو
لو آج ایسی نکمر کے آئی ہے کہ مین کیا عرض کردن واللہ
دیکھنے کے قابل حسن ہے اور دیکھو ہم تجربہ کار آدمی ہین
جو کہتے ہین وہ یاد رکھو اس معاملے کو آسانی کے ساتھ
رفع کردو سمجھے مین کیا کہہ رہا ہون بہت دور کی بات ہے
مینے کل معاملے طے کردیے فقط اتنی سی بات باقی ہے کہ اس کاغذ

کی نقل دوسرے کاغذ پر کر دو۔ بس پھر تم سے کوئی مواخذہ نہ کرے گا۔ سمجھے۔ ورنہ وہ کہتی ہین کہ اگر ایسا نہوا تو ہم کل ہی نالش کرینگے اور اُسمین بڑی بدنامی ہوگی۔

آزاد نے خوجی سے وہ کاغذ لے کر دیکھا تو یہ عبارت نظر سے گذری۔ و ہو ہذا۔

منکہ محمد آزاد ساکن۔ ہون۔ جو کہ مین نے مسماۃ مولا بیگم عرف جعفری بیگم بنت نواب حفیظ الدین حیدر بہادر ولد نواب شمس الدین حیدر بہادر طاب ثراہ کو اپنے عقد نکاح مین لایا اور اقرار کیا ہے کہ تا دمِ مرگ اُسکو جدا نہ کرونگا اور اب اپنے نام کے لیے مرزبوم روم کو جاتا ہون لہذا لکھے دیتا ہون کہ بعد واپس آنے کے نواب مولا بیگم کو بدستور سمجھونگا اور بالفعل اُنکے گذارے کے لیے ایک جوڑی کنگن طلائی اور دو ہزار روپیہ نقد اور ایک ہزار کی اشرفی اور ایک اسپ سمند سیاہ زانو دیے جاتا ہون کہ وقت ضرورت اُسکو فروخت کر کے کام مین لائین اور چار ہزار روپیہ میرا جو لالہ لچھمن لال۔ گنیشی رام مہاجنان چوک کی کوٹھی مین جمع ہے اُسین بھی اختیار ہے کہ مولا بیگم وقتاً فوقتاً یا یکمشت منگوا لین لہذا یہ چند کلمے لکھدیے کہ سند رہے۔

العبد

آزاد۔ آپ نے اسکا مطلب بھی پڑھا تھا خواجہ صاحب

خوجی۔ لاحول ولا۔ تم تو بس مطلب ہی مین پڑے رہوگے وہ مطلب اچھا ہو یا بُرا ہے۔ اِس سے کیا واسطہ بھائی جان

آزاد۔ تو مین نقل کر کے اِسپر دستخط کر دون نا۔

خوجی۔ بس چھٹی ہوئی جھمیلا تو باقی نہ رہے گا۔

آزاد۔ اچھا پھر جو آپ کی رائے ہو آپ تجربہ کار ہین

خوجی۔ کہدیا نا کہ اُس سے بڑھکر اور کوئی خیال ہی نہین۔

آزاد۔ حضرت یہ تو خوب آسان ترکیب نکالی آپ نے۔

خوجی۔ اجی ہم سے بڑھکے سیانا سو دیوانہ۔ بچہ!!!

آزاد۔ مگر ہماری خاطر سے ذرا مسودہ پڑھ تو لو۔

خوجی۔ مسودہ پڑھا تو کیا لطف ہوا عقل کے یہ معنی ہین کہ مسودہ بے پڑھے بتا دے اب کہ معاملہ رو باصلاح ہے۔

آزاد۔ بھئی خوب سوجھی۔ اچھا تو ہے۔ ہم اُسکی نقل کر کے اسپر دستخط کر کے اُسپر دستخط کر دین۔ اور کاغذ انکو دیدین؟

خوجی۔ چلو بس جھگڑا مٹا۔ مفت کی ٹھائین ٹھائین۔

آزاد۔ اور کیون خواجہ صاحب اگر مہر ثبت کر دین تو۔

خوجی۔ اب آپ تو ہندی کی چندی نکالتے ہین۔ واہیات۔

آزاد۔ ابے مخبوط الحواس دشمن عقل۔ دیکھ تو اس مین لکھا کیا ہے (کاغذ دیکر) ہاتھ کاٹ دون اپنے۔

خوجی۔ (کاغذ پھینک کر) تم تو خارج از عقل ہو۔

آزاد۔ جی چاہتا ہے اسوقت گن کے دو سو لگا دین۔

خوجی۔ بلکہ چار سو۔ دو سو میری خاطر سے۔ ایسا ہی قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے نیکی کن و بہ آب انداز واہ رے زمانے واہ۔

آزاد۔ یہ تم نے ہمارے ساتھ نیکی کی ہے نامعقول۔

خوجی۔ اچھا پھر دیکھنا کیسی دھوم دھڑلے کی نالش ہوتی ہے اور کیا گھن گرج چوٹین چلتی ہین

آزاد۔ از برائے خدا تم اِسکی عبارت تو پڑھو۔

خوجی۔ (منہ پھیر کر) گھڑی دو مین مرلیا باجیگی۔

سخندان پروردہ پیر کہن ۔ بیندیشد آنگہ بگوید سخن

مین عبارت دیکھ کے کیا کرون - مطلب تو یہ ہے کہ اگر یہ کارروائی ہو تو بالفعل اُسوقت بلا ٹل جائے آیندہ فہمید خواہد شد - مگر -

مزاج مقدس تو لاأبالی ہے -

پوچھیے ذرا سے لکھدینے مین جو اتنی بڑی بلا ٹلجائے تو کیا ہرج ہے مگر کہے کس سے - کوئی آدمی ہو تو اُس سے کہے اور آدمیت سے جو خارج ہو اُس سے بلا کہے خود ہی پچھتاؤ گے ہمارا کیا جائے گا -

مرا دما نصیحت بود گفتیم　｜　حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ہم آج یہان ہین کل جدھر سینگ سمائینگے چلدینگے ! ہم سے یہ نہ دیکھا جائیگا کہ اتنا نام کرکے آزاد بدنام ہون ذرا سی بات مین اسوقت فیصلہ ہوا جاتا ہے -

یہ باتین ہو ہی رہین تھین کہ بیرا نے خوجی کو آواز دی یہ باہر آئے تو خدمتگار نے اشارے سے بلایا اور بیگم صاحب نے کہا کہو منظور کیا یا نہین خوجی نے بگڑی ہوئی بات بنائی - کہا ہم راضی ہین - دو سطرین لکھکر اب سمجھ رہے ہین مگر آپ آج جا یئے کل پہلے خدمتگار کو بھیجیے پھر خود آیئے - اُس سے کہد یجیے کہ کل ٹھیک دس بجے بخط رست ہمارے پاس آئے اور جو ہم حکم دین وہ بجالائے ایسا نہو کہ ہم کچھ کہین اور وہ کچھ کرے - ہان آدمی ذرا بے ادب اور ڑا ہی یہ - بیگم صاحب بولین - کیا مجال جیسا ہمارا نوکر ویسا آپکا - سنا قادر کل ٹھیک بجنے دس بجے خواجہ صاحب کے پاس آنا اور جو حکم دین بجالانا - اگر کہین آگ مین پھاند پڑو تو پھاند پڑنا قادر نے عرض کیا سرکار غلام کو بھلا عذر کیا ہی - جو حکم دینگے بسر و چشم بجالاؤنگا - میرا ہرج ہی کیا ہی

بیگم صاحب نے قادر اور کو چین کو ہٹا کر خوجی سے کہا - میان اگر عظمت چاہتے ہو تو خدمت کر دبے خدمت کے عظمت کجا بس اتنا سمجھ لو مقدم خدمت ہی اُسکے بعد عظمت - آزاد کو خوب سمجھاؤ کہ مفت کی بدنامی کیون لیتے ہو اک ذری سے کاغذ کے ٹکڑے پر دو حرف لکھد و الحمد للہ خیر صلاح - ورنہ فضیحتی ہوگی اور تم کو مین گواہ بدونگی اور بھو ہڑا اتنے بڑے کہ دوسرے کمرے مین لیجاکر تو بازی کر رہے ہین - وہان اُن دونون کو معلوم ہوگیا کہ بوسہ لیا - روم جاکے چاہیے تھا تجربہ کار ہو کے آتے مگر یہ اور بیوقوف ہی ہو کے آئے - تم بھی اُسوقت وہان ہوتے تو تعجب کرتے کہ یہ کیا ماجرا ہے - کوئی ایسا جامے سے باہر ہو جاتا ہے مگر کہے کس سے جب کوئی اپنے آپے مین ہو وہ تو جامے سے باہر تھا - اور خواجہ صاحب یاد رکھنا ہم شریف زادیان چاہی فاقہ کرین - مر مٹین - مگر ناموس مین فرق نہ آنے دینگے - آخر ہم مین کوئی تو بات ایسی ہی جسکا ہمکو خیال ہے پوچھو وہ کیا - اپنے باپ دادا کے نام کا خیال ہے کہ ہم شریف زادے ہین مگر افسوس خواجہ صاحب کہ آزاد نے ہماری قدر نہ کی اور ہمارا کلیجہ پکا دیا - لیکن شرافت کے یہ معنی ہین کہ اُف تک نہین کرتے - اسوقت جی چلتا ہے کہ ہم گاڑی پر یہان باہر جھک مارین اور آزاد وہان رہین - مگر کیا مجال کہ اُف کرین - دم بخود - خواجہ صاحب کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا - گو خوب جانتے تھے کہ یہ بیسوا زمانے بھر کی چھٹی ہوئی عورت ہے اور خاص آزاد کے دق کرنے اور نیچا دکھانے کے لئے آتی ہے مگر اس مکارہ کی تقریر نے جادو کا کام کیا اور خوجی نے ٹھان لی کہ آزاد

کو لعنت ملامت کرینگے کہ وہ تو ہزار جان سے تمپر عاشق ہے اور تم اسقدر بے اعتنائی کرتے ہو۔ بیگم کو سمجھایا کہ حضور کیون گھبراتی ہین۔ مین آج آزاد کو اسقدر آڑے ہاتھون لونگا کہ جسکا حق ہے۔ دیکھیے تو کس فصاحت سے کہتا ہون اور کیسا رنگ پر لاتا اور جنگ پر چڑھاتا ہون کہ آپ بھی خوش ہو جائین اور بیگم صاحب خدا گواہ ہے کہ مین آپکو اپنی مان بہن کے برابر سمجھتا ہون۔ حضور جھوٹ کہتا ہون تو آسمان پھٹ پڑے واللہ مین نے اسوقت جاکر عرض کیا تھا کہ آزاد آج اسقدر بنکھو کے آئی ہین کہ دیکھنے اور نظارہ بازی کے قابل ہین۔ مگر وہ شخص ذرا مخاطب نہوا۔ آپکے حسن وجمال کا کیا کہنا اللھم زد فزد۔ اور بیگم صاحب برسون سے آپکے ساتھ ریاض کیا ہے خدا کی قسم اگر اور کے ساتھ اسقدر ریاض کرتا تو دل وجان سے عاشق ہو جاتا اور اگر خدا کی بندگی کرتا تو ولی ہو جاتا۔ مگر واللہ ہے کیا دیکھیے بے فیض مین نے تو جھلا کے ایک دن کہدیا کہ۔

بہ کشوری کہ درو کودکان خداوندند ؎ حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال است

تہمت بگڑے۔ مین نے کہا بس۔ بگڑیے گا نہین۔ بندہ صاف صاف کہتا ہے کہ آپ ایسے لونڈون کی صحبت مین رہکر ہماری مٹی خراب ہوئی۔

بیگم۔ تو اب ہم جائین۔ خوجی تم ذمہ دار ہو۔

خوجی۔ ہم ذمہ دار نیچ کھیت۔ یہ کیا بات ہے۔

بیگم۔ اچھا تو خدا حافظ ہے۔ تم جاؤ اب۔ سلام۔

خوجی۔ آداب عرض ہے حضور۔ فی امان اللہ۔ بسم اللہ۔ قادر۔ تو مین کل ساڑھے نو بجے حاضر ہو جاؤنگا۔

خوجی۔ ہان بس کوئی دس بجے تک اور جلدی کیا ہے۔

گاڑی روانہ ہوئی اور خواجہ صاحب لڑھکتے ہوے آزاد کے پاس گئے آزاد نے کہا اگر اسوقت آپ آدمی ہون تو ذرا اُس عبارت کو ملاحظہ فرمایئے۔ خواجہ صاحب کو تو اس زن بد نہاد نے کلام سحر التیام سے سحر کر لیا تھا۔ یہ بھلا آزاد کی کب سننے والے تھے۔ بگڑ گئے بس بس آپ مین ذرا آدمیت نہین ہے غضب خدا کا۔ سطرح کی پری چہرہ بیگم۔ یوسف جمال مشتری خصال حاضر جواب چندے آفتاب چندے مہتاب اور آپ اس بے اعتنائی سے پیش آئین۔ جملہ خوبان جہان ہندوے این زن ہستہ بودہ شدہ اند۔ آزاد نے کہا جی ہان مین سمجھا سمجھا وہ مصرع آپکو یاد ہوگا ع۔ جملہ ترکان جہان ہندوے تو۔ اِسکو آپنے نثر مین یون ادا کیا۔ مگر دہی عقل کے خالی۔ ہستہ بودہ شدہ اند۔ اور ہستہ شدہ بودند اور کردہ بودہ گفتہ شدہ آمدندے۔ عجب گدھا ہے یہ شخص فرمایشی گدھا خوجی نے کہا۔ کس مردک نے یہ مصرع سنا بھی ہو اچھا اُسکا اوپر کا مصرع تو فرمایئے۔ کسکا شعر ہے یہ۔ آزاد نے کہا

جملہ ترکان جہان ہندوے تو ؎ ترک من این غلام روے تو

یہ اسقدر مشہور غزل ہے کہ بچے بچے تک جانتے ہین۔ آپ ہندوستانی اتنے بڑے ہوے آپکو نہین معلوم یہ خسرو کی غزل

غمزۂ تو چشم تو ابروے تو ؎ چند می پرسی کہ خسرو را کہ کشت

خوجی۔ ہاے یہ شعر بیگم صاحب کے حسب حال ہے۔

آزاد۔ کون بیگم۔ کیا کسی سے آپسے بھی لسر کا ہے کچھ۔

خوجی۔ اجی نہین یہ جو ابھی آئی تھین جعفری بیگم۔

آزاد۔ واللہ کیا اسقدر حسین ہے دکھائی بھی نہ تم نے۔

خوجی۔ بھوک پیاس دیکھنے سے بند ہو جاتی جی۔

آزاد۔ پھر اچھا ہم کو بھی لیجیے ہوتے وہ بات ہی کیا تھی

خوجی ۔ خدا کی قسم اس مرمین اگر تم ہمسے چھیڑ خانی کروگے آزاد تو ہم سے نہ بنے گی ۔ دم بھر نہ بنے گی باللہ العظیم ۔

آزاد ۔ اب مین تم کو درست کر دونگا ۔ نا معقول شرمائے نہ شرمانے دے دیکھ تو اس کاغذ مین کیا لکھا ہی ۔ ابھی پڑھ

راوی ۔ مارکے آگے بھوت ناچے ۔ خوری کے ڈربے خوجی کو پڑھنا پڑا ۔ پڑھا تو بہت خوش ہوے اور یون گفتگو کی ۔

خوجی ۔ برادر ۔ بابا ے من بدبیچ ۔ انیکہ گنیشی رام نام داشتہ بودہ شد چہ مردم ہست ۔ این مہاجنان ست یا دلالان کدامے ہست ۔

آزاد ۔ اب فارسی کی ٹانگ نہ توڑیے ۔ پڑھ لیجیے

خوجی ۔ واے برادر بابا ے بدبیچ ۔ از پا تا فرقدان خواندیم و خندیدم بس مگر ازین مہاجنان کدام چہ کس بودہ است ۔

آزاد ۔ اب بتاؤ دستخط کر دون ۔ کیا راے ہے تمھاری

خوجی ۔ بھائی جان بالفعل تو وہ کام کرو کہ سانپ مرد نہ ہنیرم شکستہ یعنی سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے ۔ بس

آزاد ۔ اور جو کل کو وہ سب کو یہ کاغذ دکھاتی پھرے دست آویز تو اُسکے ہاتھ مین ہوا اور ہم اپنے ہاتھ کاٹ دین چہ خوش واہ ری عقل ۔ نالائق ۔

خوجی ۔ جی ہان ابھی کیا ہے ۔ جب قائل ہوئے تو گالیان دینے لگے یا نی بی بی کے کو سو صاحب ۔ اے توبہ واہ ۔

آزاد ۔ خدا کی قسم تم بالکل عقل سے بے بہرہ ہو ۔

خوجی ۔ خیر اپنی اپنی سب بھگت لینگے ۔ آپکی بلا سے آپ تو بڑے عقلمند ہین مگر شاعر نے خوب گفتہ است ۔

زاہد بہ نماز و روزہ ربطے دارد
فاسق ہمہ دو سالہ ضبطے دارد
معلوم نشد کہ یار سر در کیست
ہر کس بخیال خویش ضبطے دارد

آزاد ۔ سبحان اللہ ۔ اصلاح دیے بغیر تو جوان رہتا ہی نہین تین مصرعہ خدا خدا کرکے پڑھے تو چوتھے مصرعہ مین ترشے اصلاح دیدی ۔ ع ہر کس بخیال خویش ضبطے دارد ۔ ارے لعنت خدا ۔ یون کہو ۔ ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد ۔ شعر پڑھنا ہی کیا ضرور ہے ۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

خواجہ صاحب نے غور کرکے کہا کہ اول تو سوال یہ ہے کہ اگر آپ اُسپر دستخط کر دیجیے تو یہ عبارت ایسی ہی کہ آپ پر نالش ہو سکے یا نہین ۔ کیا معنی کہ اگر کسی قانون دان کی لکھی ہی تو نالش ضرور ہو سکتی ہے اور اگر قانون دان کی نہین لکھی ہو تو پھر نالش کیا ہو سکیگی ۔ خاک ۔ بس اتنا سمجھ لیجیے اور پھر وہ گنیشی رام کون ہے اور اسپ سمند کا کیا پتا ہے اور اشرفیان کیسی اور اسکا کیا ثبوت ہے کہ جعفری بیگم سے آپ کا نکاح ہوا تھا ۔ سب خرافات ہمتو فوراً دستخط کرکے حوالے کر دیتے واللہ مگر آپ کے مزاج مین وہم ہے اور ۔

مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آنکے پاس
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس

یہ تو بات ہی دوسری ہے ۔

آزاد ۔ عجب گدھے ہو ۔ وہ بدنام تو کرے گی ۔

خوجی ۔ ہیچ خوف نہ ۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک +
زنند جامۂ ناپاک گاذران بر سنگ ۔

آزاد ۔ پھر اگر بدنامی کا خیال نہین تو پھر کس چیز کا

خیال ہی۔ پھر کیا پوچھنا ہی خیال تو انسان کو بدنامی ہی کا ہوتا ہے۔

خوجی۔ سنا نہین۔ خواجہ میگوید دادا سے من بدیع۔

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان
مانمی خواہیم ننگ ونام را

آزاد۔ حافظ شیراز آپ کے کون تھے خواجہ صاحب۔
خوجی۔ ہمارے دادا کے دادا کے دادا۔ یہی رشتہ تھا
آزاد۔ جب ہی آپ کی طبیعت بھی موزون اور رنگین ہے
خوجی۔ اور نہین تو کیا ناخلف ہر کوئی یہان۔

پدرم روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت
ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

آزاد۔ اور آپ کے باپ تو لالہ سرب سنگھ تھے۔
خوجی۔ کون کون۔ کیا کہا۔ لالہ کون۔ فرمائیے نہ۔
آزاد۔ بھئی ایک بات نہین معلوم ہی پوچھتا ہون۔
خوجی۔ ہان ہان پوچھیے۔ کوسیئے۔ گالیان دیجئے۔
آزاد۔ حافظ جو آپ کے دادا تھے اُنکے کلام مین سب سے زیادہ کون شعر آپ کو پسند آیا وہ پڑھکر سنائیے۔
خوجی۔ ہمین تو اپنے دادا کا کل دیوان کا دیوان اچھا معلوم ہوتا ہے واللہ۔

مزرع سبز فلک دیدم دداس مہ نو ؛ یادم از کشتۂ خود آمد ہنگام درو

آزاد۔ کوئی اور شعر فرمایئے تو۔ مگر معرفت کا ہو۔
خوجی۔ اُہو ہو ہو معرفت مین ڈوبا ہوا تھا۔ واللہ۔

من وانکار شراب این چہ حکایت باشد۔
غالبا اینقدرم نقل کفایت باشد
من کہ شبہارہ تقوی زدہ ام بادف وچنگ
این زمان سر بره آرم چہ حکایت باشد

آزاد۔ آپ کے باپ کیا تخلص کرتے ہین جناب۔
خوجی۔ محفوظ۔ ہمارے خاندان کے تخلص ایسے ہی ہوتے ہین۔
آزاد۔ بھلا حفیظن آپ کے ہان کسکا تخلص تھا۔
خوجی۔ کیا حفیظن۔ ہان کسی عورت کا ہوگا۔
آزاد۔ ہم نے تو سنا کہ آپکی والدہ بھی شاعرہ تھین خواجہ صاحب
خوجی۔ اجی جناب وہ دن ہی نہین رہے۔

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

عالم پیرانہ سالی اور قلت فارغ البالی اور پیر زالی اور عنقا مرفہ حالی اور خواجہ بدیع خوگر راحت۔ خوردہ چٹنی شیرین واچار ومربائے شیرین ونان نعمت و شیر تماکوے نوشیدنی۔

آزاد۔ تماکوے نوشیدنی یعنے گھول کے پی گئے۔
خوجی۔ کیا ایک تماکوے خوردنی۔ دوسری نوشیدنی اس کو کشیدنی بولتے ہین۔
آزاد۔ جی اسکو نوشیدنی نہین کہتے ہین۔

فخر حمقاے زمان خواجہ بدیع الزمان کے دل مین تو کھُب گئی تھی کہ آزاد بر سر غلط ہین لہذا اُنھون نے باتون باتون مین آزاد کو یون سمجھانا شروع کیا دیکھو بھائی دُنیا گذشتنی وگذاشتنی ہے اس کی بھول بھلیون مین وہ تیج ہے کہ خلاصہ یہ کہ دنیا بھی ہیچ ہے۔

دنیا ہمہ ہیچ او کار دنیا ہمہ ہیچ
اے ہیچ زبہر ہیچ در ہیچ مپیچ

آزاد یہ اول جلول تقریر سنکر نہایت ناراض ہوئے کہا بھئی تم کو قافیہ پیمائی اور عبارت آرائی ضلع جگت استعارہ ورعایت لفظی وفقرہ بازی سوجھتی ہے۔ ہمین الجھن ہوتی ہے پھر ہم سے آپ سے کیونکر بنے۔

خوجی تیکھے ہوکر بولے۔ کرنے نہ کرنے کا تمھین اختیار ہے۔ اختیار بدست مختار ہے۔ بابائے من بہریع مجبور ولاچار ہے مگر چونکہ محبت سامی کا دم بھرتا ہون لہذا دست بستہ عرض کرتا ہون کہ وہ محبوب جسکے تم شوہر مطلوب ہوا اگر تم کو مرغوب ہو تو بہت ہی خوب ہو مگر تم تو مرعوب وہ ویرانے کو گلشن کریگی او چراغ گھر تمھارے روشن کریگی ؎

چراغے کہ روشن کند خانہ ام
تو گوئی منش نیز پروانہ ام

جس گڑگڑانے اور لجاجت عاجزی اور سماجت سے اُس زن جادو۔ ولیلی مو نے مجھے تمھاری نسبت متواتر کہا سنا دل داند۔ یا خدا اے من بدیع دیدہ شدہ بودہ است

آزاد بے اختیار ہنس پڑے۔ کہا آپنے تو بڑے بڑے فصحا کو مات کردیا۔ ماشاء اللہ کیا مسلسل تقریر ہے۔

خوجی اکڑ کر بولے ہم بلیغا تو یون ہی خوش بیانی کرتے ہین۔

زلطفم بگفتار خوان می نہم / سخن را شکر در دہان می نہم
زلطفم بہ ہستی خبر میدہم
بریگ روان دجلہ ترمیدہم

مطلب ہمارا یہ ہے کہ اُسکی عبرت بھری داستان بھی سنئے وہ کہتی ہے کہ مین شریف زادی ہون میرا یہ شعار نہین کہ مصیبت کے وقت غل مچاؤن یا محلے والو نکو خواب راحت سے جگاؤن مگر آزاد نے مجکو بے موت قتل کیا اگر ذرا پڑ دانکھدین تو چشم ماروشن دل ماشاد لیکن بقول اُس مستانہ جانکے

حال دل کبھی اُس سے گر کہون تو کہتا ہے / اور مین سنے قصے یہ بھی اک کہانی ہی
پوچھتا ہی کیا ہمدم حال زندگانی کا / جب جدا ہوا جانان خاک زندگانی ہی
سکو ہی یقین کامل رخ پہ ماہتابان کا / اُسکی جو قبا کا رنگ آج آسمانی ہی
وہ لگاتے ہین مہندی ہم بھی ہین لہو کرتے / دان ہے شوق خونریزی ان بھی ہی بفشانی ہی
میری بیقراری ہے اور میرے رد نیسے / بر تن شکسے تو ان بربانی بانی ہی

زخم کھاکے بازو کی مچھلیان ہوئین زندہ
آب تیغ اے قاتل آب زندگانی ہی

آزاد۔ اُس تقریر کا خلاصہ تو بیان کیجے جناب۔

خوجی۔ چہ خوش۔ زلیخا زن بود یا مرد۔

آزاد۔ ہم بے عقلون کی سمجھ مین تو یہ پیچیدہ تقریر آنے سے رہی پھر آپ ہی اُسکا لب لباب بیان فرمایئے۔

خوجی۔ ایک نعمہ ہُن معشوقہ رنگین ادا سے باتین کر لیجے۔

آزاد۔ ایک دفعہ باتین کرکے خوب مزے پا چکا ہون۔

خوجی۔ دوسری مرتبہ ہماری خاطر سے سہی۔

آزاد۔ معاف فرمایئے آزمودہ را آزمودن جہل ست

خوجی۔ اگر سامنا ہو تو واللہ از خود رود ؎

نالۂ جان سوز لاؤن لب تلک گر بزم مین
بھاگ جائے سامنے سے میرے بیتابانہ شمع

اگر پیر فرتوت دیکھے تو وہ بھی جوان ہوجائے ؎

حسن روز افزون دکھائیگا جو وہ یوسف جمال
پیر مانند زلیخا پھر جوان ہوجائیگا

اور وہ تو بجز کھانے فرشتے پر بھی نظر نہ ڈالے ؎

آنکھون مین چھا رہا ہے کس انسان کا خیال
آتے نہین فرشتے بھی اپنے خیال مین

خوجی سمجھ گئے کہ آزاد کو سمجھانا اپنا منھ تھکانا ہی مگر چونکہ اُس عابد فریب تمام زیب معشوق نے جادو بیانی کے ساتھ اپنی مصیبت کا حال کہہ سنایا تھا اُنکا دل بالکل بھر آیا تھا اور جعفری بیگم کے ساتھ اُنکو ایک قسم کی محبت ہو گئی تھی کئی مرتبہ بڑی فصاحت سے بہت زد و ردکر آزاد کو سمجھایا مگر وہ کب ماننے والے تھے آخر کار خفا ہو گئے اور کہا تم اِس قابل نہین ہو کہ کوئی بھلا مانس تم سے گفتگو کرے۔ بغضب خدا کا ہاری مانتے ہو نہ جیتی۔ ہم نے آخر کار جو کچھ کہا تجربے سے کہا یا بے سوچے بوجھے تمھارے دوست ہین یا دشمن۔ بولو۔ دوست ہین نہ اچھا پھر دوست کی بات کا نہ ماننا دوستی کے خلاف ہے یا نہین خیر۔ آزاد ہم تو اب جاتے ہی ہین۔ مگر یاد رکھنا پچھتاؤ گے واللہ روؤ گے کہ ہاے خوجی کہان چلدیا اور خوجی تم سے بات تک نہ کرینگے۔ خواجہ بدیع کی نظرون سے جو گرا بس گرا۔ پھر یہ کسکے آشنا نہین ہین۔ جبتک دوستی ہی سب کے خادم ہین جب دوستی نہین رہی دشمن نہ بینگے۔ مگر بات نہ کرینگے صورت نہ دیکھینگے

آ گیا جی اجی یہ جی ہی تو ہے +
بد دعا دے دی خوجی ہی تو ہے

یہ کہکر خواجہ صاحب منھ پھلا کر الگ جا کے بیٹھ رہے۔

اب سنیے کہ معشوقہ یوسف لقا رنگین ادا حسن آرا بیگم کے دل مین آپ ہی آپ کھب گئی کہ اگر مس میڈا کے ساتھ آزاد کی شادی نہوئی تو دو شقون سے خالی نہین یا تو میڈا کوشش کریگی کہ مجھے قتل کر ڈلے سکیونکہ وہ اتنی دور سے اسی نیت پر آئی تھی کہ آزاد کے ساتھ شادی ہو گی اُسکو یقین کامل ہو جائیگا کہ حسن آرا سد باب ہوئی ہو گی اور یورپ کی ایسی مبارک دو آزاد چھوکریان اکثر جان دینے اور جان لینے دونون مین مشاق ہوتی ہین اگر اُسنے اپنی جان دی تو بڑی بدنامی ہو گی اور مجھے لوگ خونی بیگم کہنے لگین گے۔ اور اماجان ستم ڈھائینگی کہ کیا غضب کیا اُنکا قاعدہ ہی کہ جب کوئی پاس پڑوس مین مرجاتا ہی تو وہ ڈرا کرتی ہین کہ مبادا بھوت بن کے چمٹے نہ کہ میڈا اے توبہ اول تو خدا نہ کرے کہ یہ نوبت آئے مگر اتفاق ہی ع۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ اور اگر میڈا نے نہ اپنی جان دی نہ میری جان کی گاہک ہوئی تو لوگ حرف رکھینگے طعنے دینگے۔ اُنگلیان اُٹھائینگے بُرا بھلا کہینگے کہ جسکی بدولت آزاد نے نوکری پائی جسکے طفیل مین اتنا نام پیدا کیا اُسی بے کس کے پہلے اُنھون نے ہتھا صاف کیا۔ الغرض گو مگو کا معاملہ ہی ہمجولیون نے جب اُنکی کیفیت اسقدر غیر اور دگرگون دیکھی تو اُنکو پھر از سر نو سمجھایا۔

نازک ادا۔ اب یہ خیال کب تک رہیگا بہن آخر۔

حسن۔ جب تک کوئی کھلبیڑا۔ خاموش ہو گئین۔

بہار۔ یہ انوکھا عشق ہے کوئی اور تو نہیں کہیگا پہلے ہم خود ہی کہتے ہین کہ یہ انوکھا عشق ہے جسپر عاشق ہوا اسکی بغل مین دوسری نہو وہ اچھا یا ہو وہ اچھا۔

حسن۔ آپ تو سمجھتی ہی نہین ایک بات۔

بہار۔ ہان سچ ہی۔ تجربہ کار اور عقلمند تو تم ہو بس۔

حسن۔ جو مین کہون وہ بھی سن لیجیے۔ بس پھر رائے دیجیے

بہار۔ اچھا جو کچھ کہنا ہی وہ کہہ لو۔ ہم سنتے ہین۔

حسن۔ میڈا جو منزلون مہینون برسون کی راہ طے کرکے یہان آئی ہی اُسکا اس سے کیا منشا ہے۔ یہی نہ کہ آزاد سے عشق ہی اور اُسکی خواہش ہے کہ آزاد کے

ساتھ شادی ہو۔

جانی بیگم۔ ہم سے تو بے بولے نہین رہا جاتا۔

نازک۔ اُس سے پہلے یا اچا کو تم ہی کہہ تو پہلے۔

جانی۔ اگر میڈا مردار سچ سچ آزاد پر ریجھی ہے اور آزاد کا بھی اُسپر دل آیا ہے تو تم کو اور کوشش کرنی چاہیے۔ کہ میڈا کی طرف سے آزاد کا دل پھر جائے۔

گیتی۔ اور کیا۔ نہ کہو یہ اور اُلٹی اُسی کی طرفداری پر کمر باندھے ہوے ہین یہ انوکھی بات ہی۔ بھلا دنیا مین کوئی بھی چاہے گا کہ جسپر ہم عاشق ہین اُسکا کسی اور پر دل آ کے تو انوکھی بات سننے مین آئی۔

مغلانی۔ (بوڑھی) حضور ہمین بولنے کا منصب نہین ہے مگر کہتی تو آپ سچ ہین یہ تو بالکل نوکھی بات ہی خدائی مین ایسی کوئی

حسن۔ اچھا پھر جو سب کی راے ہو وہ کرون۔ چاہے شادی ہو یا نہو مین خاموش رہون نہ۔ یہی مطلب ہے۔ اچھا یون سہی مین یون ہی خاموش ہون۔

سپہر۔ بس اب راہ پر آئین۔ کسیکا کہنا تو مانین۔

جانی۔ مین ایسی ہوتی تو میڈا کو کھڑے کھڑے نکلوا دیتی

بہار۔ وہ نہ نکلوا دین نہ سہی۔ مگر زبردستی تو نہ کرین کہ خواہی نخواہی شادی ہو۔ جسکے سامنے کہو گی اُسکو ہنسی آئیگی۔ جو مفت مین بیٹھے بٹھاے ہنسوانا چاہتی ہو تو بسم اللہ کیا مضائقہ ہی۔ اختیار ہے۔ جسکو تم سب سے زیادہ عزیز رکھتی ہو اُس سے پوچھو تو دیکھو کیا کہتی ہے۔

حسن۔ آپ سے اور بھی کوئی عزیز ہے باجی جان۔

بہار۔ تو پھر ہمارا ہی کہنا مانو۔ یون ہی سہی۔

حسن۔ مانتی تو ہون۔ کہہ تو دیا کہ جو کہیے اُسکے مطابق کاربند ہوا کرون آپ میری بھلائی کی خواہان ہین۔ نہ بدی کی۔ بس چھٹی ہوئی۔

بہار۔ اب قسم کھاؤ کہ آج سے کبھی اِس قسم کا جرچا نہ کرو نگی اِسکے معنی کیا کہ ہنسی خوشی کے دنو مین چہرہ اداس کیے ہوے بیٹھی ہین۔ اے واہ۔

حسن۔ نہین اب اداس ہون تو جرمانہ کیجیے۔

نازک۔ لے بس اب ڈومنیون کو بلواؤ۔ س۔

گل نہ ہنستے تری فریاد پہ یون اے بلبل
میرے نالون کی اگر طرز اُڑائی ہوتی
سایہ افگن مری تربت پہ وہ مہ رو ہوتا
اسطرح چادر مہتاب چڑھائی ہوتی
دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی
اُس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی
بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے
مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی
تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد
بعد مرنے کے مری خاک اُڑائی ہوتی

اتنے مین بمبئی کی بیگم صاحب جو اپنے میان مرزا صاحب کے ہمراہ کسی مقدس مقام کی زیارت کے لیے گئی تھین تشریف لائین اور سب نے راے دی کہ انکو ابھی اس امر کی مطلق آگاہی نہین ہے انسے راے لو دیکھو وہ کیا کہتی ہین حسن آرا بولی آنے دیجیے۔ یہان آئین بیٹھین۔ خیر و عافیت معلوم ہوا ایسی جلدی کیا ہی۔ بیگم صاحب آئین۔ پہلے تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی گفتگو رہی بعد ازان اُنھون نے حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

بیگم - کچھ مٹھائی کھلاؤ تو ایک خوشخبری سنائین -
حسن - ضرور - دکان کی دکان حاضر ہو جائیگی -
بیگم - اسکے پہلے مٹھائی منگوالو -
حسن - ہا الٰہی تو کیا کوئی بدنیت ہے باجی جان -
بیگم - روپیہ خرچنے کے وقت نیت ٹھیک نہین رہتی -
حسن - اچھا ہم کسیکی ضمانت دین - مانوگی -
بیگم - ہان سواے گیتی آرا کے - اسکا اعتبار نہین -
گیتی - چہ خوش - مین نے بیچاری نے کیا بگاڑا ہے بہن
بیگم - اسُدن چھوٹی بیگم کی ضامن ہوئین آجتک وہ روپے ملتے ہی ہین کوئی اور ضمانت کرے تو کیا مضائقہ -
گیتی - اچھا ہم کسی کے پاس نقد داخل کر دین؟ یون سہی
بیگم - ہم کو اسکا بھی اعتبار نہو گا تم پھول کے جعلی روپے دوگی ہم کیونکر اعتبار کرین بھلا -
حسن - یا میرے اللہ - نازک ادا بیگم ضامن ہون
بیگم - ہان اگر نازک ادا بیگم ضامن ہون تو کیا حرج ہے کیون کبھی ضمانت کرتی ہو نہ انکی -
نازک - بہن سنا نہین - زر دے ضامن نہو -
بیگم - اے لو یہان بھی بھٹا کا ہو گیا - اب بولو -
سپہر - اجی ہم ضامن ہوتے ہین - واہ کیا کچھ بے اعتبار ہین
بیگم - اچھا سو روپیہ کی ضمانت کرو -
سپہر - پورے سو - ایک کم نہ دو زیادہ - !!!
حسن - واہ ہے یہ تو کوئی بہت بڑی خوشخبری ہے -
بیگم - ایسی خوشخبری ہے کہ سنوگی تو پھڑک جاؤگی -
حسن - ضمانت کرلو بہن - سو نہین دو سو تک کی سہی
بیگم - ہان کیون نہین - خوشخبری تو ایسی ہی ہے کہ ہزار دو ہزار دس ہزار قربان کر دیے جائین تو کوئی بات نہین
سپہر - اچھا ہم نے سو روپے کی ضمانت کر لی باجی کیطرف سے
بیگم - مین لے لونگی - دیکھو سب کے سامنے اقرار ہوا ہے -
سپہر - اجی وہ کون بڑی لمبی چوڑی رقم ہے -
بہار - دیکھو سب کے سامنے قبول ہو - روپیہ لے لیا جائیگا ایسا نہو کہ پیچھے جھگڑا ہونے لگے -
حسن - اور جو خوشخبری نہوئی تو کون ذمہ دار ہے -
نازک - بڑی بیگم - اپنی آپا جان سے پوچھنا - نہ انکے پوچھنے کی ہو ہم سب راے دینگے - کیا کچھ شہر شملہ ہے -
حسن - اچھا منظور - اب ضمانت ہو گئی بتائیے -
بیگم - دیکھو مین پھر کہے دیتے ہین کہ سپہر آرا سے بھر لونگی
حسن - لے ہے - وہ کون بڑی بات ہے خواہ مخواہ کیلیے غل مچا رہی ہو واہ - بتاؤ تو سہی خوشخبری کیا ہے -
بیگم - ہم نے راستے مین دو جگہ سنا اور معتبر معتبر لوگون سے سنا - ایسے معتبر آدمی کہ حسن آرا خود انکو معتبر سمجھین جب یقین آئے
حسن - یا خدا یہ نہ معلوم ہوا کہ کیا سنا -
بیگم - تم مٹھائی نہ دوگی تو بڑا ہی رنج ہوگا -
حسن - لے تو خدا کے واسطے کوئی سمجھاؤ انھین -
سپہر - کیا بے اعتباری ہے کہ توبہ ہی بھلی -
بیگم - بہن زمانہ نازک ہے -

میر صاحب زمانہ نازک ہے
دونون ہاتھون سے تھام لو دستار

نازک - تو بہن تمھارے بمبئی مین چور ہی بستے ہین کیا -
بیگم - ہمارے بمبئی مین تو چور نہین بستے ہین -

نازک۔ لے تو جب قول قرار ہو گیا۔ ضمانت ہو گئی سو روپے پر توڑ کر لیا گیا پھر یہ جھگڑا کا ہیکا رہا۔

بیگم۔ اچھا ایک اور ضمانت ہو جائے دو ضامن تین ہوں

بہار۔ یا اللہ انکو کسی کا یقین ہی نہیں ہے۔

جانی۔ ہم ضامن ہوتے ہیں پورے سو روپے کے۔

حسن۔ لو اب دو ضامن ہو گئے۔ اب بتاؤ۔

بیگم۔ اچھا غور کر لوں۔ انسے وصول ہو گا یا نہیں۔

نازک۔ ہم تو تھک گئے سنتے سنتے۔ (گا کر)

طبیعت آئی ہے ان روز دن اک طفل برہمن پر
گمان ہے نالۂ ناقوس کا اب میرے شیون پر
ہوا یہ رتبہ زلف یار کا کنگھی کے کرنے سے
ہوا پر ہے اڑی جاتی لگا شانے کہ ناگن پر
ہمیشہ مار اور طاؤس میں ہے دشمنی دیکھی
دل پر داغ کیوں شیدا ہوا ہے زلف پرفن پر
نظر آتی ہے مستی کی دھڑی پر پان کی سرخی
کسی نے برگ گل کو رکھ دیا ہے برگ سوسن پر
ہوا یہ پانی پانی دیکھکر اُس غیرت گل کو
طلب کرتا ہے اُڑ جانے کو ہر بلبل ہی گلشن پر
شب مہتاب میں ہنسنا تمھارا لائیگا آفت
گرے گی ایک دن بجلی مہ تاباں کے خرمن پر
تبسم دیکھکر اُس شعلہ رو کا جل رہی ہیں گل
بجا ہے گر کہوں بجلی گری پھولوں کے خرمن پر
دھواں جب دل سے اُٹھتا ہے مرے بن سیر کرنے زمین
تو اک کالی گھٹا سی یار چھا جاتی ہے گلشن پر
نہ کیونکر سینۂ و دل خانۂ زنبور ہو جائیں
طبیعت آ گئی ہے اِک نگاہ ناوک افگن پر
ہوا تار نگہ میں رشتۂ زنار کا عالم
نظر اس کی آنکھ پڑتی ہے جو اک طفل برہمن پر
بنایا ہے زمین کو آسمان اُن شہسواروں نے
مہ نو کا ہے عالم ہر نشان نعل توسن پر

نازک ادا بیگم نے اُسوقت خوب دل لگا کر گایا تو سب کی سب عش عش کرنے لگیں اور بہار النسا کے دل کا تو عجب ہی حال تھا۔ سپہر آرا بولیں اللہ جانتا ہے کیا نور کا گلا پایا ہے جو سنتا ہے جی چاہتا ہے برسوں سُنا ہی کرے اور آواز کتنی پیاری اور نازک ہے کہ میں کیا کہوں۔ نازک ادا نے کہا کسی روز سناؤنگی تو پھر کیفیت دیکھنا۔

اِس چمن میں خار چشم ہر گل و نرگس ہوں میں
ہاں مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے

ہاں مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے۔

بیگم۔ بہن یہ خداداد بات ہے۔ اللہ کی دین۔

نازک۔ واہ اللہ کی دین کیسی۔ ہم نے برسوں سیکھا ہے۔

بیگم۔ سیکھا ہے۔ سیکھا کس سے ڈومنیوں سے یا۔

نازک۔ ڈومنیوں سے نہیں تو اون سے۔ کیا کچھ اسمیں ہرج ہے۔

اسپر قہقہہ پڑا اور بڑی دیر تک چہل ہوا کی۔

اب ایک نیا گل کھلا۔ ایک مغلانی ڈولی پر سے اُتری اور بدحواسی کے ساتھ گھبرائی ہوئی آئی اور آتے ہی کہا بیوی آج تو بڑی بُری خبر سنی۔ جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اللہ نہ کرے کسی کا بچہ اسطرح مارا جائے اُن پر چور موے کیسے موذی بیرحم سفاک ہوتے ہیں

کہ اللہ پناہ مین رکھے - ہمارے مکان کے پڑوس ایک لالہ
رہتے ہین - السری داس - بوڑھے آدمی ہین بیچارے کوئی
اسی پچاسی برس کے ہونگے - ایک لڑکی - لڑکے سے زیادہ
ناز و نعمت سے پالی - ہزارون روپیہ اُسکے اوپر سے نچھاور کردیا
کھلائی انا یہ وہ نوکر رکھے - جب ذری سیانی ہوئی شادی کی
اور بڑی دھوم سے شادی کی کئی دن تک برات ٹکی رہی - لڑکا
پیدا کیا - اِسکے بعد پھر بلوایا - ابکی جو لڑکی آئی تو ایک بچہ گود مین
کھیلتا تھا اُسکو لالہ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ساری دولت
اسی کے نام لکھدی اور کوئی وارث ہی نہ تھا - لڑکا ہر وقت ہزارون روپیے
کا زیور پہنے رہتا تھا - اور سب زیور سونے کا اور جڑاؤ - اور جواہرات
سے لدا ہوا بس کل ایک کہاری اُسکو باہر لیکے نکلی اور گہنا
نکال کے بچے کو موئین ڈائن نے باؤلی مین ڈالدیا -

اتنا سننا تھا کہ بہار النسا اور سپہر آرا کی آنکھون سے
اشک جاری ہو گئے اور حسن نے بڑا سخت افسوس کیا کہ یہ کیا
غضب ہو گیا -

مغلانی نے بیان کیا کہ جب دیر تک لڑکا گھر مین نہ آیا
تو فکر پیدا ہوئی - اِدھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا - کہین نہ ملا -
آخر کار ایک گونگے نے سر پیٹ کر اشارے سے باؤلی کیطرف
بتایا - کنوئین والے اُتارے گئے تو اُس معصوم بچے کی لاش
نکلی - اِس فقرے پر پھر سناٹا ہو گیا اور جتنی بیٹھی تھین
ٹھنڈی سانسین بھرنے لگین - مغلانی نے کہا حضور جسوقت
لاش برآمد ہوئی وہ کہرام مچا ہوا تھا کہ توبہ ہی بھلی سگھر کی
عورتین تڑپ تڑپ کے باہر نکل نکل آئین محلے بھر مین وہ
بین ہو رہا تھا کہ مین کچھ عرض نہین کر سکتی - آخر کار پولیس
کے سپاہیون نے اس کمبخت کا پتا لگایا - اسکی گردن پر تو

خون سوار تھا زیور لے کر پہلے نخاس گئی اور وہان ہاتھ کے
کڑے بیچنے کھڑی ہوئی -

حسن - اوئی ! اتنی ڈھیٹ بیچ بازار مین بیچنے لگی

بہار - بس خون سر پر سوار تھا - یہ جیتا تھوڑا ہی ہے -

مغلانی - توبہ توبہ - خونی اور دیوانہ ایک ہوتا ہے -

نازک - ہان یہ تو سچ کہتی ہو - کوئی پوچھے دیوانی تو نخاس
کیا کرنے گئی - مگر وہ تو خون سر پر چڑھا تھا - اُسوقت وہ اپنے
آپے مین تھوڑا ہی تھی -

مغلانی - حضور ایک تو دل چور دوسرے کتے کو گھی نہین
ہضم ہوتا ہے اُسکی اوقات اور مال ملگیا اتنا - اور جہالر
سونے کا زیور - بس بدحواس ہو گئی نخاس مین جا کے
کھڑی ہوئی تھی کہ برقنداز نے بھانپا اور گرفتار کر لیا تلاشی
لی گئی تو اور زیور نکلا - اور کان کی بالیون مین ذرا سا
خون بھی لگا ہوا تھا - بس وہ سمجھ گیا - اتنے مین اور لوگ
جمع ہو گئے چوکی پر لے آئے - تھانے پر رپٹ لکھوائی -
معلوم ہوا کہ لالہ السری داس کے ہان کا زیور ہے -

حسن - اب پھانسی پائیگی مردار یا بچ جائے گی -

مغلانی - پھانسی پائے چاہے کھڑی چنوا دیجائے
بچہ پھر اب پیدا ہونے سے رہا - وہ بیچارہ جہان کا تھا
وہان سدھارا اب اُسکیلئے چاہے سو ہو -

حسن - مگر زیور پہنانا نہ چھوڑینگے نہ چھوڑینگے -

نازک - ہی ہی - اِس دہری کی صورت نہ دیکھنی چاہیے -

سپہر - اُس بچے بیچارے کا کیا حال ہوا ہوگا - ہی ہی -

حسن - چلو بس اب ذکر نہ کرو - مگر بچونکو زیور پہنانا ہی
بڑی بُری بات ہے کوئی مانتا نہین اور ہندؤن کی دیکھا

دیکھیے ہم لوگون مین اِسکا رواج ہوگیا ہے ۔ لڑکیون کو تو نہلاتے تھے اب لڑکون کو بھی نہلانے لگے ۔

نازک ۔ اگرچہ سب سے اچھے اُنکے ہان زیور دیور سے وسطہ ہی نہین رکھا ۔ صرف صفائی سے مطلب ہے ۔

ہم لوگ بچون کی جان خود خطرے مین ڈالتے ہین ۔

سپہر ۔ جب ہی تو بھگتتے ہین اور آئے دن ایسی خبرین آتی ہین ۔

مغلانی ۔ حضور نیت بدلتے کچھ دیر نہین لگتی ۔ سارا کھیل نیت کا ہے ۔ آدمی کی طبیعت کا کچھ ٹھکانا نہین ۔ لوگ کہتے ہین کہ اُس عورت نے دو تین آدمیون کا نام لیا ہی کہ وہ اُس بچہ کے قتل مین شریک تھے ۔ مطلب یہ کہ انھون نے مہری کو مدد دی تھی مگر وہ قطعی انکار کرتے اور کہتے ہین کہ یہ جھک مارتی ہے ۔ تھانہ دار اور انسپکٹر اور صاحب لوگ سب دروازے پر جمع ہین اور بڑی تحقیقات ہو رہی ہے اور لالہ بیچارے چپ زبان بند کر لی ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین اور زبان سے اُف نہین کرتے ۔ اُنکے قلب پر بڑا صدمہ ہے ۔ اور دیکھ لیجیے گا ۔ صبح شام مر جائیگا اِس سن مین یہ دھچکا اوہ برداشت کرنا محال ہے ۔

حسن آرا کے دل پر اس خبر نے بہت بڑا اثر کیا اور سہ پہر کے وقت جب اُنکی ہمجولیان آرام مین تھین اُنھون نے بچون کے زیور پہنانے کے مضار کے خلاف ایک مضمون لکھا ۔

دوسرے روز روح افزا کی سالگرہ کی تقریب مین بڑی بیگم نے اپنے اعزہ کی دھوم دھام سے دعوت کی جب روح افزا بیگم پیدا ہوئی تھین تو اُنکی زندگی کی امید نہ تھی بڑی بیگم سے ایک عورت نے جسکو یہ بہت مانتی تھین اُنسے کہا کہ اسکی ہر سالگرہ کے دن خوش روزہ کرنا اور مسجد مین اپنے ہاتھ سے سونے کے چراغ مین گھی جلانا اِس مجذوبہ کی نصیحت اُنکو ابتک نہین بھولی تھی ۔

الغرض دوسرے روز سویرے ہی مہمانون کی آمد آمد شروع ہوئی اور دس گیارہ بجے تک حسن آرا کی ہمجولیان بڑی کثرت سے جمع ہوئین ۔

نازک ۔ حسن آرا کے بشرے سے آج ایک نئی بات پائی جاتی ہے ۔

قمر النسا ۔ فرمائیے بات کیا ہے بہن ۔ ہم بھی تو سنین ۔

نازک ۔ اگر عقل خدا نے دی ہو تو خود ہی سمجھ جاؤ ۔

قمر ۔ یہی تو افسوس ہے کہ عقل خدا نے نہین دی بہن ۔

نازک ۔ اِسکا افسوس تمھین ہوگا یا تمھارے میان کو ۔

قمر ۔ تمھارے میان بڑے خوش نصیب ہین کہ تمھاری سی حاضر جواب بی بی پائی اُنکو ترڑے سے جواب دیتی ہو یا دب جاتی ہو ۔

نازک ۔ نہ دبنے کی کون سی بات ہی ۔ معلوم ہوتا ہی تم ڈرتی اور کانپتی رہتی ہو میان کے سامنے تو تمھارے دلمین چور ہے

قمر ۔ دل مین چور کیسا ۔ یہ کہتی کیا ہو بے تکی باتین ۔

جانی ۔ سمجھو تو بہت کچھ کہہ گئین نہین تو کچھ بھی نہین ۔

نازک ۔ یہ لڑواتی ہین ۔ اِنکی یہ عادت ہی بہن ۔

قمر ۔ لڑوائے تو اُسکو جو تم کو جانتا نہو ۔

نازک ۔ تو ہم مین کون بات ہی بہن ۔ دیوانی ہون کسیکو گالیان دے بیٹھتی ہون یا اُٹھتی بیٹھتی ۔ برا بھلا کہتی ہون آخر کچھ سنون تو ۔

قمر ۔ تمھاری بات کا کون جواب دے بہن ۔

بہار۔ جسکو بے نقط سننا ہو۔ ایک کھو ہزار سنو۔
قمر۔ اے ہے پرلے پڑیں ہزاروں لاکھوں باتیں کہہ ڈالیں۔
نازک۔ لے ہے۔ کیا ننھی بنی جاتی ہیں۔ اور ابھی ایک بات
کہوں تو بگڑ کھڑی ہوں۔ کہوں۔
راوی۔ سب کے دل میں شک ہوا کہ کوئی بڑی ہی بات
ہوگی اور کمال اشتیاق سے اس بات کے سننے کی منتظر ہوئیں
قمر النسا نے ہنسکر کہا تم جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو تمہاری معاف
ہے اتنے میں ایک اور بیگم صاحب آئیں۔ اور ادھر اُدھر کی
باتیں کرکے اُنھوں نے اس بچے کا ذکر چھیڑا۔
بیگم۔ پرسوں کا حال سنا ہی ہوگا۔ بڑا غضب ہوگیا۔
بہار۔ ہاں وہ بچے کا حال نا۔ زیور کی چوری کا۔
بیگم۔ اے بہن بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ہے ہے کر
گیتی۔ اس مہری نگوڑی کو غارت کرے خدا۔ اس کے
لیے کیا سزا تجویز کی گئی۔ کچھ سنا ہے۔
بیگم۔ ابھی کچھ نہیں ایک مہری ہی تھوڑے ہی تھی۔ ایمن
تو کئی شریک ہیں۔ ہمارے تو پڑوس کا ذکر ہے۔ ہر روز صبح
سے شام تک تھانے کے لوگ اور کوتوال اور شہر والے جمع ہوتے
ہیں اور لوگ پکڑے جاتے ہیں۔
مغلانی۔ حضور وہ لالہ بڑے امیر ہیں۔ مگر مرتا بیچارہ
بیگم۔ لالہ! وہ چکلہ دار تھا شاہی میں اب بھی اُسکے ہاں
ایک ہاتھی ہے۔ مگر قسمت کا ہیٹا۔ اولاد نہیں ہوئی بس
ایک لڑکی ہے سو وہ بھی بڑھاپے میں ہوئی تھی اُسیکا بچہ
تھا بڑا ستم ہوگیا۔
سپہر۔ تم نے تو لڑکا دیکھا ہوگا۔ پڑوسی ہی ہیں۔
بیگم۔ ایسا ہنس مکھ اور گورا چٹا لڑکا کہ میں کیا کہوں
مگر خدا اُسکو غارت کرے۔ موئی کو ایسی بیرحم کہ زیور اُتار کے
اندارے میں پھینک دیا۔ اُف ایکانپ کر عورتوں میں
بھی ایسی ایسی ظالم ہوتی ہیں۔
مغلانی۔ وہ تو کہتی ہے کہ زیور اُس سادھو نے اُتارا تھا اور
بچے کو لالہ کے ہاں کی ماجی نے کنوئیں میں پھینک دیا۔
بیگم۔ بچوں کو زیور نہ پہنانا چاہیے یہ تو بڑی بُری رسم ہے۔
آئے دن سننے میں آتا ہے کہ فلانے آدمی کے لڑکے کو
کسی نے مار ڈالا اور زیور اُتار لیا۔ مگر لوگ نہیں مانتے
اپنے بچوں کے اپنے آپ دشمن ہوئے ہیں اور پھر یہ بھی
تو ہے کہ جو عورت برسوں سے نوکر ہو اور جسپر اعتبار ہوگیا ہو
اُسپر یہ کیونکر شک گذرتا ہے کہ خواہی نخواہی اُسے مار ڈالا ہوگا۔
مغلانی۔ بڑا نازک زمانہ ہے حضور توبہ ہی بھلی۔
نازک۔ اب مہریوں کا اعتبار بالکل جاتا رہے گا۔
مہری۔ حضور سب انگلیاں تھوڑا ہی برابر ہیں۔
نازک۔ سنا نہیں کھانے کے وقت سب برابر ہو جاتی ہیں
پانچوں اُنگلیاں برابر جو بھر فرق نہیں۔
اب سنیئے کہ جب چالیس پچاس ہجولیاں جمع ہوئیں اور
عرصۂ دراز تک اُس بچے ہی کا ذکر رہا۔ تو بمبئی کی بیگمصاحب
نے جنکو حسن آرا نے مضمون سنایا تھا اُسکا ذکر کیا اور چونکہ
حسن آرا کی طباعی سے سب واقف تھیں اُنھوں نے اصرار
بلیغ کیا کہ مضمون پڑھکر سنائیں۔ حسن آرا نے پڑھکر
سنایا۔ وہو ہذا۔
جسطرح انسان کی شکل وصورت طرز معاشرت تراش
خراش وضع چال ڈھال ایک سی نہیں ہوتی کوئی گورا ہوتا
ہے اور کوئی کالا کوئی صبیح کوئی ملیح اسیطرح اُنکے خیالات

ہیں

مین بھی اختلاف ہی دیکھو نعبستان چین چھوٹے پاؤن کو حسن و جمال کا جزو اعظم سمجھتی ہین ادھر کسی شریف خاندان مین لڑکی پیدا ہوئی اُدھر انھون نے اُسکے پاؤن کو شکنجے مین کس دیا۔ انگلستان کے حسینان ماہرو اور خوبان پریرو کمر کی لچک کو عین انداز دلربائی تصور کرتے ہین اور مصنوعی چیزون سے کمر کو اسقدر باریک کرنا چاہتے ہین کہ کمر اور بال مین سرمو فرق نہ رہے۔ فرانس کے نازنینان زہرہ جبین مصنوعی بالون سے زلف کو طول امل سے بھی طول زیادہ دیتے ہین تاکہ چوٹی ایڑی تک لٹکے تو کمر ہزار جگہ سے لچکے۔ ہندوستان جنت نشان مین اصنام نازک اندام سبز تہ گلگون ناز و انداز کرشمہ سے سبز باغ دکھاتے ہین گانؤن کی۔ عورتین اودی اودی گھٹا مین دھانی ڈوپٹہ اوڑھ کر اتراتی ہین۔ ڈھامی کے باشندے دانتون کو زلف خوبان سے بھی زیادہ سیاہ رکھتے ہین۔ کوئی بادشاہ ناچ رنگ مین روپیہ ضائع کرکے اپنی عجب گت کرتا ہی کوئی غذائے لذیذ پر جان دیتا ہی۔ غرضکہ جسطرح صورتین گوناگون ہین اسی طور پر خیالات بھی بوقلمون ہین مگر بعض امور ایسے ہین کہ اُنکی خوبیون اور عیوب کو طبع سلیم فوراً تسلیم کرلیتی ہی منجملہ انکے بعض باتین ایسی ہین کہ اگر مُبصر اُنکو بغور دقیق چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائینگے تو مین علم الیقین سے کہہ سکتی ہون کہ ایسی پوچ باتون کو ہرگز ہرگز جائز نہ قرار دینگے مثلاً بچونکو زیور پہنانا۔ مستورات کا تو اس مقام پر تذکرہ نہین مگر ہان ذکور مین سے جو صاحب بچون کو گہنا پہنانا موجب فخر تصور کرتے ہین اُنکو ہم ایک قسم کا مریض سمجھتے ہین اور نصیحت اور فہمائش کو دارو۔ دوا چاہے کیسی ہی شیرین کیون نہو مریض کو اُسکی حلاوت ہمیشہ تلخ گذرتی ہی اور بڑی ترش روئی سے اُسکو پیتا ہی لیکن ارباب فہم و فراست خوب جانتے ہین۔

ع۔ کہ داروے تلخ ست دفع مرض۔

اکثر صاحبون کا یہ مقولہ ہے کہ لڑکون کو زیور پہنانے سے دو فائدے ہین ایک یہ کہ لڑکے خوبصورت معلوم ہوتے ہین دوسرے اظہار دولت۔ اِسمین اصلا شک نہین کہ لڑکون کو صفائی سکھانی چاہیے کہ ہمیشہ صاف ستھرے رہین غسل کیا کرین لباس کو حتی الوسع بے احتیاطی سے میلا نہ کرین بالون کو پریشان نہ رکھین مکان کو گندہ نہ کرین کیونکہ جسم اور لباس اور مکان کی صفائی تندرستی اور صحت سے ویسی ہی مناسبت رکھتی ہے کالملح فی الطعام صفائی جسم اور تندرستی لازم ملزوم ہین لیکن حضرت نظر انصاف سے دیکھیے کہ زیور سے کیا صفائی ہوتی ہے۔ لڑکا کیسا ہی خوبصورت ہو کڑے پہنا دیجیے۔ پاؤن کالے ہوجائینگے بالیان پہنا دیجیے بدقطع معلوم ہونے لگیگا۔ سواے اِسکے زیور اس قسم کے ہوتے ہین کہ ان مین نفاست اور نزاکت کا نام نہین بلکہ عموماً بھدے اور بھونڈے ہوتے ہین مثلاً بھلا ہنسلی مین کیا خوبی ہی ظاہر ہے کہ ایسا بھدا زیور گھوڑے اور بیل کے لائق ہی یا بچون کے قابل (معقول سبحان اللہ کیا کیا زیور ہین (ای صل علی) کڑے کیسے بھدے ہوتے ہین کہ خدا کی پناہ۔ الامان سردست کسی لڑکے کے ہاتھو نین سونے کے کڑے پہنا دیجیے دیکھیے اُسکی پھرتی رفوچکر ہوجاتی ہی یا نہین بھلا ایسے زیور سے لڑکا کیا بھلا معلوم ہوگا۔ جبتک لڑکے کا سبزہ آغاز نہین ہوتا تب تک اکثر لوگ سبزہ پہنائے رکھتے ہین بچون کو چاندی کے کڑے پہننے سے سخت دقت ہوتی ہی بچپن کے

دن اُنکے کھیلنے کودنے اُچھلنے پھاندنے دوڑنے دھوپنے کے ہین کڑے پنھاکر اُنکو ایک قسم کا مقید کرنا کب قرین مصلحت ہے طرہ اُسپر یہ کہ بعض صاحب غضب پر کٹی اُڑاتے ہین گورے گورے پانون کو کالا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خوبصورت معلوم ہوتے ہین لے کیون نہو واہ ع - برعکس نہند نام زنگی کافور -

ہان یہ امر صحیح ہے کہ جو لوگ زیور پنھانا نہ دل سے پسند کرتے ہین انمین عشر عشیر ایسے لوگ ہونگے جنکو اظہار دولت کا خیال شگدگداتا ہوگا غرضکہ یہ فعل لوگ عموماً اسلیے اختیار کرتے ہین کہ ہم کو اور ہمارے لڑکون کو دیکھنے والے غریب اور مفلس نہ سمجھین بلکہ یہ کہین کہ لڑکا گوندنی کیطرح لدا رہتا ہی -

اے حمیت قومی جوش مین آ - اے حب الوطنی خروش فرما اے طبع سلیم ایک نظر ادھر بھی - افسوس صد افسوس اگر اسی کا نام اظہار دولت ہی تو ایسے اظہار - اور ایسی دولت اور ایسی خودنمائی کو ہم جھک کر سلام کرتے ہین - صاحب اگر آپ دولتمند ہین تو لڑکے کو اعلےٰ درجہ کی تعلیم دیجیے - انگریزی فارسی سنسکرت وغیرہ السنہ مروجہ اور منطق - معانی فلسفہ ریاضی - تواریخ - طبیعیات وغیرہ علوم غریبہ سکھایئے شہسواری تیر اندازی - بانک - لکڑی وغیرہ مفید ہنر کی طرف اُنکی طبیعت کو مائل کیجیے - اخلاق کی باتین بتلایئے تاکہ اُنکی راے زرین ہو فکر متین ہو - یہ نہین کہ آج لڑکا پیدا ہوا کل اُسکی ناک کان چھید کر نکچھد اغلام بنا دیا - ابتدا سے اُسکو انتہا کا خودنما کر دیا طوق ہیکل وجھی وغیرہ زیور سے گھوڑے کی زیبایش ہو تو ہو حضرت انسان کی زیبایش اور خصوصاً شرفا کے لڑکون کی آرایش تو علم و ہنر سے ہے - ایک عالم کا مقولہ ہے کہ لڑکون کو لباس گران بہا اور غذاے پر تکلف کا عادی نہ کرنا چاہیے ورنہ بڑھکر وہ اُنھین چیزون کو سب سے عمدہ سمجھین گے والے برحال ماہنداریان کہ بچپن ہی سے اُن کو ایسی پوچ ولچر باتون کیطرف راغب کرتے ہین علم و ہنر سکھانا بالاے طاق کڑے اور گھنگرو پنھانا خوب سکھلاتے ہین -

زیور پنھانے مین ایک فائدہ تو صریح ظاہر ہی کہ اکثر لڑکون کی جان خطرے مین رہتی ہے بلکہ مہینے مین دو چار بار اخبارات دیار و امصار مین ہم بڑے افسوس سے پڑھا کرتے ہین کہ فلان شہر مین ایک لڑکے کو ایک شقی القلب نے چار روپے کے زیور کی طمع پر مار ڈالا یا دو روپے کا گہنا اُتار لیا اور پھانسی دے دی - عورتون مین اکثر زیور اُتر جاتا ہے خادمہ فوراً لے لیتی ہین آپ کی آنکھ چوکی اور اُنھون نے مال ہضم کیا بالی کھوئی بالی کھوئی کی آواز گونج رہی -

اگر کچھ بھی چشم انصاف سے غور فرمایئے تو لڑکون کو زیور پنھانا گویا درحقیقت خود عمداً اور ارادۃً قتل اطفال مین لوگون کو ترغیب دینا اور شاید از خود بحضور دار بدا و ارادت قتل انسان کے جرم کا مجرم بنکر مواخذۂ سخت مین مبتلا ہونا ہی اور ان بیچارے بیگناہون کی جان کھونا ہی -

جلوہ از زیور نباید چون بآئین گرو	ہار دار و از حنا پائے کہ رنگین مے شود

بعض کا قول ہی کہ ہم بیش بہا زیور کس کے گھر سے لائین ہمارا زیور کس گنتی مین ہی - ہمارے پاس نہ مالاے مروارید - نہ جگنو - نہ طوق - ہمارا پنھانا نہ پنھانا برابر ہی - ہان رتبے والے اگر اسمین اقدام کرین اور بچون کو گہنا نہ پنھائین تو ہم اُنکا تتبع کرین ماشاءاللہ اس اعتراض کو لوگ ایسا مدلل سمجھتے ہین کہ اُنکی راے مین یہ اعتراض لاجواب ہی ہی صاحب ہم سے جواب سنیے - بچون کو گہنا پنھانا اسوجہ سے برا سمجھا گیا ہی کہ اول تو اس سے

کوئی فائدہ نہین۔ دوسرے یہ کہ جان خطرے مین رہتی ہی اگر گہنے کے پہنانے سے نہ نقصان ہوتا نہ فائدہ تو بھی خیر ہم یہ سمجھتے کہ گو فائدہ نہین مگر نقصان بھی نہین ہی لیکن زیور کھو جانے اور روپیہ ضائع ہونے کے علاوہ سب سے بڑا نقصان یہ ہی کہ بات کی بات مین جان کے لالے پڑ جاتے ہین چاہے زیادہ زیور پہنایا جاے یا کم ہزار کا گہنا ہو یا پانچ روپے کا خوف و خطر دونون صورتون مین برابر ہی بلکہ غریب آدمیونکو تو اور بھی زیادہ اندیشہ ہی۔ امیرون کے صاحبزادے تو اکثر خدمتگار کہار چھوکرے۔ ماما چھوچھو کے ساتھ رہتے ہین ہر وقت ہاتھون ہاتھ رہتے ہین۔ مگر غریب کے بچے اکیلے گہنا پہنکر۔ مارے مارے پھرین تو خطرہ کیونکر نہو۔ آنکھ چوکی مال غائب لڑکا چاہے دس تولہ سونا پہنے ہو یا چھ ماشے سونا چور کی ہر طرح چاندی ہے بس یہ کہنا کہ ہمارے لڑکے تو یون ہی سا گہنا پہنے ہین ہم کو کیا خوف ہی ہرگز صحیح نہین ہے بس غریب یا اوسط درجے کے لوگون کو تو سب سے پہلے بلا انتظار امیرون کے باستقلال تمام از راہِ عاقبت اندیشی اپنے پیارے بچون کے حال پر رحم کرکے اس رسم مضر و جانکاہ طفلان سے احتراز فرمانا واجب ہے

ہمکو تو یہ رسم تہ دل سے ناپسند ہی اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ عورتون کے زیور پہننے پر مین طعن کرتی ہون۔ توبہ توبہ زیور تو عورتون ہی کے لیے ہی۔ مگر معصوم بچون کو گہنا پہنا کر انکی جان مفت معرض خطر مین ڈالنا نشان بالغ خردی نہین ہی۔ ہمارے ارباب قوم مین ایسے لوگ کم ہونگے جو لڑکون کے زیور پہنانے کو ذریعہ افتخار و اعزاز سمجھتے ہون۔ اگر ایسے دانشمند ہون بھی تو سو مین دس ہان مستورات زیور پہنانے پر البتہ لوٹ ہین۔ کچھ ہماری قوم پر خصوصیت نہین بلکہ ہندوستان کے ہر ایک فرقہ کی عورتین کم و بیش اسپر ٹرین مائل ہین۔ ہم لوگ یہ بات بھی خوب جانتے ہین کہ ہند کی عورتین محض ناخواندہ ہوتی ہین پس انکی رائے صائب نہین ناقص ہی اور راے ناقص کی پابندی کرنا خلاف مصلحت ہی۔ اس سے صریحی نتیجہ یہ نکلا کہ بچون کو زیور پہنانا خلاف مصلحت ہے اور جو چیز خلاف مصلحت ہی۔ اسکے خلاف لکھنا عین مصلحت ہے پس آپ اور آپکے وقائع نگار۔ و نیز اور معاونون پر فرض ہے کہ اس رسم ناشائستہ کی ہجو کرین اور اسکے پسند کرنے والون کو خوب آڑے ہاتھون لین۔ عجب نہین کہ پڑھتے ہی ناظرین عاقبت اندیش کے دلونپر ایسے مضامین مفید جلد اپنا اثر دکھا دین اناث ہند جنکی عقل حلیۂ عاقبت اندیشی سے عاری ہے انکا بیان تذکرہ نہین۔

کیا خوب بات ہو کہ جو جو اس امر مین ہم سے اتفاق کرتے ہین وہ عند الملاقات اپنے ہمجولیون سے اسکی خرابیان بالتفصیل والتوضیح بیان فرمائین تاکہ انکے دل پر اسکی برائیون کا نقش کالحجر منقوش ہو جاے یعنے ان باتون کو تہ دل سے برا سمجھنے لگین اسمین شک نہین کہ بڑی بوڑھی عورتین جو ہماری راے پر اعتبار کرنا پسند نہین فرماتی ہین اُنکی ہم لوگ ایسے امور مین دست اندازی نہین کرسکتے لیکن ایک تدبیر نہایت ہی معمولی ہے اور اسکا تجربہ بھی ہوا ہے مین اکثر ایک چھوٹے لڑکے سے جسکی عمر پانچ برس سے زیادہ نہین گہنے کی باتین کرتی اور شوق دلاتی تھی کہ گہنا نہ پہنا کرے مگر اسنے ایک بات نہ مانی اور زیور کا بدرجہ غایت شائق ہو گیا۔ آخرکار مین نے اس سے ہر روز کھیلتے کھیلتے یہ کہنا شروع کیا کہ دیکھو آج فلان لڑکا مار ڈالا گیا کیونکہ

وہ بہت سا گہنا پہنے تھا - فلان لڑکے کے کان سے چور نے اس زور سے بالیان نکال لین کہ اُسکا کان کٹ گیا -

فلان شخص کے بیٹے کو ایک اُچکے نے بہت لاٹھیان لگائین اور ہاتھون سے کڑے نکال لیے - یہ سب باتین وہ چھوٹا بچہ کان دھر کے بڑے غور سے سنتا تھا رفتہ رفتہ گہنے سے اُسکو نفرت ہو گئی اب گہنے کا اُسکو مطلق شوق نہین - بس اس حکمت عملی سے اُسکی طبیعت زیور کی طرف سے ہٹا دی گو اب بھی وہ بچہ کبھی کبھی عورتون کے خوف سے گہنا پہن لیتا ہے - مگر جب جب وہ نکی باتین اُسے یاد آجاتی ہین تو فوراً اُتار ڈالتا ہے - ایسی ہی تدبیرون سے یہ رسوم مذموم ترک ہو جاوین تو عجب نہین خدا کرے یہ رسم جلد دور ہو - آمین -

حسن آرا بیگم کی اس جادو بیانی نے سب کے دلون پر پورا پورا اثر کیا - مگر ایک ہمجولی نے جو قصبے مین عرصہ دراز تک رہی تھین کہا کہ بہن بعض بعض باتین ہماری سمجھ مین نہین آئین -

حسن - لے ہے سچ کہو بہن - وہ کون باتین ہین -

نازک - تم سمجھتی نہین - یہ گنوارن ہین نا -

جانی - یہ کس پر عنایت ہوئی - کریمن پر -

نازک - اہو ہو ہو - نام کتنا پیارا ہے -

بہار - حسن آرا نے چشم بد دور بڑی ترقی کی ہے -

قمر - اسمین کیا شک ہے - مردون کے کان کاٹے - اس شہر مین گیا معنے ہم جانتے ہین ملکون ملکون ڈھونڈو تو انکا جواب نہ نکلے

وزیر - جیسی تعریف سُنی تھی ویسا ہی پایا انکو -

نظیر - بس ذرا بعض بعض باتو نمین تو البتہ دنیا سے نرالی ہین باتی بڑھنے لکھنے مین تو جیسی برق ہین سارا زمانہ جانتا ہے

بہو - ہان رواج کے خلاف بعض باتین ہم نے دیکھین -

نازک - اب گنواری لڑکی کوئی بھی ایسی ہوگی بھلا -

بہو - یہ جو کریمن زیبا ہے - اللہ نے عقل مین علم مین سب سے زیادہ بنایا ہے - پھر غیرت دار - باسلیقہ - تمیزدار -

سپہر - کریمن بیچاری کی سمجھ مین جو نہ آیا ہو وہ سمجھا دو یہ بیچاری [illegible]

نازک - روئین اُنکے دشمن - کیون کوستی ہو -

سپہر - تم لڑوائے بغیر تو رہو گی نہین بہن -

نازک - اب آخر کس زبان مین حسن آرا بات چیت کرین جو کریمن کی سمجھ مین آئے - ہماری تو یہی بولی ہے -

حسن - ہان بہن اب گنواری بولی تو آنے سے رہی -

نازک - عربی فارسی کے لفظ جو عام فہم تھے وہ لکھے ہین - اسمین مشکل کون بات ہے اور اُسکی ٹھیٹھ ہندی تو کوئی لکھ ہی نہین سکتا - دو چار دس پانچ اسطرح کے لفظ ضرور آجائین گے -

حسن - واہ یہ نہ کہو بہن - کیا مجال جو اُردو فارسی کا ایک لفظ بھی آنے پائے - کیا ہم لفظون کے ہاتھ بک گئے ہین کچھ -

نازک - اگر دس سطرین بھی ایسی لکھدو تو بیس روپے ہارتی ہون جتنی سطرین لکھو اُسکے دونے روپے گنوا لو - چلو یون ہی سہی -

حسن - ہار جاؤ گی اور مین روپے لے ہی لونگی -

نازک - ایک سطر تو لکھو بھلا - لکھ کے دیکھ لو -

حسن - مہری قلم دوات کاغذ لاؤ جا کے -

حسن آرا نے مضمون لکھنا شروع کیا

لڑکون کو گہنا پہنانا

میری پیاری بہنو - بہت دنون سے میرا جی چاہتا ہے کہ لڑکون کے گہنا پہنانے سے جو جو بُرائیان ہوتی ہین وہ لکھون سو اب لکھتی ہون - جی چاہے تو جی لگا کے پڑھو - اور جو پڑھا کرو تو خوب درد وہ یہ ہے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ لڑکون کو لوگ گہنا کیون پہناتے

ہین - کوئی سمجھتا ہی کہ اُسکے پہنانے سے سب لوگ ہمکو روپیے والا کہین گے - کوئی کہتا ہی اِس سے ہمارے لڑکے اچھے اور گورے چٹے دکھائی دینگے جنکے پاس روپیہ نہین ہے وہ اِسلئے اپنے لڑکے بالون کو پہناتے ہین کہ جو نہ پہنا ئینگے تو ہمارے بھائی اور جان پہچان والے کنگال کہینگے سیکڑون نے چاہا کہ ہندوستان سے یہ بُری ریت چھوڑا دین آجتک کچھ نہو سکا - ابھی دلی سیکڑون کوس سے بہت دن سے لوگ یہ بات چاہتے ہین تیسرا آج پہلا ہی دن ہے۔

ہم سنا کرتے ہین کہ آج اُس جگہ ایک لڑکے کو کسی نے گہنے کے لالچ سے مار ڈالا - دس بارہ دن ہوے اِس بستی مین کوئی دو لڑکون کو جو گہنا پہنے تھے بھگا لیگیا اِس کان سے سنتے ہین اُس کان سے اُڑا دیتے ہین جس دن کوئی ایسی بات سنتے اُسدن تو کڑھتے ہین - جہان دو تین گھنٹے ہوگئے - پھر جب بھول جاتے ہین ہم یہ بھی نہ مانین گے کہ گہنا پہنانے سے چھوٹے لڑکے آنکھون کو اچھے دکھائی دیتے ہین اور جو اِسلیے پہنایا جاے کہ اُنکے ماں باپ روپیے والے سمجھے جائین گے یہ بھی کچھ ٹھیک نہین جو روپیہ ہی دکھانا ہی تو یہ کیون نہ کرے کہ اچھے کپڑے پہنائے ہر گھڑی لڑکون کے ساتھ کہار یا چھوکرا رکھے چڑھنے کے لیے پالکی موٹا تگھن ہاتھی کا پاٹھا - چھوٹی سی بگھی ہو جو کیسا یہ سوچ رکھے تو بچا سون باتون سے مٹ سکتا ہی - دیکھو انگریز لوگ کبھی ایسا نہین کرتے - کوئی کہہ تو دے ہم نے انگریزون کے لڑکون کو کڑے یا ہنسلی یا کوئی اور گہنا پہنے دیکھا - کبھی نہین - وہ لوگ ان باتون کو بُرا سمجھتے ہین - ہان پڑھانے لکھانے کو گہنا پہنانے سے کہین اچھا جانتے ہین ہملوگ نہین بھی لڑکون کو کڑے اور ہنسلی اور بالو تو پہناتے ہین - ہندوستان مین سب ایسا ہی کرتے ہین اِدھر لڑکا ہوا اُدھر جھٹ اُسکے کان ناک چھید کے نک چھدا بنا دیا اور جھٹ کالا دوڑا پہنا دیا

پھر تھوڑے دنون مین چاندی یا سونے کی بالی پہنائی گئی ننھے ننھے لڑکون کو اِس سے بڑا دکھ ہوتا ہی - کیا کرین - بول نہین سکتے تسپر بھی چلاتے ہین چیختے ہین - روتے ہین - جب ہم دیکھتے ہین کہ دو چار برس کا لڑکا سر سے پیر تک گہنے سے لدا ہی اور چل نہین سکتا - کان پک گئے - کڑے کی چاندی سے ٹخنے کالے کو دیا ہے ہوگئے تو بہت جی دکھتا ہی - یہ کتنی تھوڑی بات ہی کہ گہنا پہنانے سے لڑکے جو گھر مین رہتے ہین - کہار چھوکرے اور کہاریان بھی کبھی کبھی اُتار لیجاتی ہین جو آنکھ چوکی اور جھٹ گہنا جو کچھ ملا لے کے چمپت ہوئے

حسن آرا نے مضمون لکھکر کہا بہن اِسمین ۴۲ سطرین ہین فی سطر دو روپے کے حساب سے ۸۴ روپے ہوئے -

نازک - چہ خوش گر گھوڑا نخاس مول -

بہار - اُنکے حوالے کر دو - وہ خود گن لینگے -

نازک - پہلے دیکھون تو شرط پوری ہوئی بھی -

بہار - شرط تو ضرور پوری ہوئی ہو گی بہن -

نازک - کیا مجال - مین دیکھون تو سہی -

قمر - ہمکو تو یقین نہین ہی کہ پوری ہوئی ہو -

بہار - اچھا آؤ ہم تم الگ بد لین - ایک ایک اشرفی -

قمر - منظور - دو صاحب ہم تو نازک ادا کی طرف ہین اور یہ حسن آرا کی طرف -

حسن آرا نے نازک ادا کو مضمون دیا اور وہ پڑھنے لگین -

نازک - پیاری بہنو - پیاری فارسی نہین ہی ؟ -

حسن - لے کچھ خیر ہے - لو اور سنو ہوش کی دوا کرو -

نازک - اچھا روپیہ فارسی ہی چلیے اب شرط فسخ ہوگئی اور ہم جیت گئے روپیہ اُسکی جمع ہی - فارسی کہا نہین

حسن - کچھ خیر ہے - روپے کا لفظ ایرانی کلام مین آیا ہو وہان تو دینار و درم سکّے ہین -

نازک - اچھا یہ لفظ (کہ) کیا ہو - کاف بیانیہ -

حسن - یہ ہندی فارسی دونون ہو - اِسکی ہندی کیا ہو یہ بتایئے آخر فارسی ہو تو اِسکی ہندی کیا ہوگی -

نازک - اچھا (کہ) اور (روپیہ) (اور پیاری) یہ تینون لفظ کسی سے پوچھو دیکھو کیا کہتا ہے مگر کوئی شاعر ہو -

بہار - باہر مولوی صاحب سے پچھوا منگواؤ -

نازک - مولوی کیا جانے - کسی شاعر سے پوچھو -

حسن - اب پھر بدلو - اب کی ایک اشرفی لفظ -

نازک - نہین بس اب اِسکے طے ہونے دو پہلے - مگر شاباش بہن - اللہ جانتا ہو بڑا کام کیا - ہمین ایسا نہین تھی سچ تو یہ ہے کہ تمھارا ہی کام ہو جب ہی تو یہ بات حاصل ہوئی یہ سب تو ان پڑھ جاہل ہین جیسے گانؤن کی عورتین ویسے یہ - اگر کوئی سمجھتی تو ضرور داد دیتی - شاباش شاباش -

حسن - غریب کی جگہ مین سوچتی تھی کیا لکھون مفلس قلاش بے زر کوئی لفظ نہین لکھ سکتی تھی - آخر کو کنگال لکھا -

سپہر - اب روپے تو گنیے بائین ہاتھ سے -

بہار - گنواؤ پھر وہ شاہی سکے - اور قمر النسا بہن اشرفی نکلتا بدکے مکر جانا اچھا نہین ہوتا -

قمر - واہ نازک ادا - واہ - لے کے ہروا دیا -

نازک - تو بہن ہمین کیا معلوم تھا کہ یہ ایسی تیز طبیعت ہین - اُنھون نے تو وہ کام کیا جو کسی سے نہو سکیگا -

بہار - تو پڑھ کے سُناؤ تو سمجھ مین آئیگا ہماری ؟

نازک - اے ہے - تو تعریف یہی ہو کہ بالکل سہل ہے -

حسن - ایک لفظ بھی ایسا نہین جو کسی کی سمجھ مین نہ آئے - کسی گنوارن ہندنی کو بلوائیے - دیکھیے تو سب سمجھ لیتی ہے یا نہین -

قمر - مفت مین بیٹھے بٹھائے اشرفی ہاتھ سے گئی -

نازک - تم اشرفی دو بہن تم امیر ہو مین بیچاری کس کے گھر سے لاؤن -

محبوب رنگین قبا نازک ادا بیگم نے مسکرا کر کہا بہن لینے دینے مین مغائرت پائی جاتی ہو انسان کو وہ بات کرنی چاہیے جس سے محبت دن دونی رات چوگنی ترقی کرے اگر ہم نے چودہ روپے کے عوض چودہ اشرفیان بھی لے دین تو کیا مطلب نکلیگا - بھلا - اور یون تو - ہمین یاد رہیگا - کہ دیکھو حسن آرا بہن سے ہم سے اِسقدر محبت ہو کہ شرط ہری بھی ہار بھی گئے مگر کچھ نہین لیا اِسپر سب ہمجولیون نے قہقہہ لگایا - اور کہا شرط مین کسی کا اجارہ نہین ہو اگر تا ہو حسن آرا بیچاری کون ہین - ہم کاہیکو ماننے لگے - یہ چاہے مان بھی لین ہم تو نہ مانین گے - چوراسی روپیہ یکمشت ملتا ہو - ایک دن خوش روزہ ہوگا مزے سے - لے اب بائین ہاتھ سے روپیہ لایئے - ہم ایک نہ مانینگے - اِدھر قمر النسا بیگم کو آڑے ہاتھون لیا کہ اشرفیان نکالیے بدلے کے وقت تو بڑی سخی داتا بن گئی تھین اور بار بار غل مچاتی تھین کہ ہم لے لین گے - ہم ضرور لے لین گے اب اپنے داؤ خبر ہی نہین ہوتین -

الغرض بڑے جھگڑے کے بعد نازک ادا نے پچاس روپے دیے اور قمر النسا نے ایک اشرفی گھر سے منگوا دی

اب باہم یہ صلاح ہوئی کہ دو ڈومنیاں بلوائی جائین اور رات بھر دھما چوکڑی مچے اُس روز اتفاق سے بڑی بیگم صاحب رنگ لائین - دردِ سر نے ایسا پریشان کیا کہ گھر بھر کی نیند اڑ گئی - پھر شدید تپ نے اِس درجہ دق کیا کہ رات کو دو تین بار حکیم صاحب بلوائے گئے - خدا خدا کر کے پچھلے سے ذرا ذرا سکون ہوا -

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

رغید نسترن بناگوش مہ پارہ پری چہرہ زاہد فریب صنم گو ابرو ماہ سیما حسن آرا بیگم کے مضامین نادر ولربا ایک ہجولی نے انسے تھوڑی دیر کے لیے مانگ لیے اور شام کو فنس پر سوار ہو کر اپنے گھر چلدین - حسن آرا کو یاد نہ ہا کہ ہمارے مضامین اُنھین کے پاس ہین اُس پر کالۂ آتش نے وہ مضمون اپنے بھائی کو دکھائے اور اُسکے بھائی نے نقل کر کے ایک اخبار مین معًا چھپوا دیے - دوسرے روز صبح کو حسن آرا بعد نماز مناجات پڑھ رہی تھین جب یہ شعر پڑھا -

قافلہ شد و بیکسی ما ببین | اے کس ما بیکسی ما ببین

بیر مردنے ضروری ہی لکر ایک اخبار حسن آرا کو دیا - اور انھون نے مناجات ختم کر کے اخبار پر نظر ڈالی تو یہ گرما گرم فقرے نظر سے گذرے وہو ہذا -

جانہا حیات یافت ز حسن کلام تو
ورزیر لب چہ شیوۂ شیرین نہادۂ

یون تو خدا کی خدائی مین ایک سے ایک طباع اور ذہین ہو مگر جب کبھی ہم کسی خاتون عفت کوش و پاکدامن کی نسبت سنتے ہین کہ علم و فضل مین اُنھون نے تائید ایزدی سے پایۂ بلند حاصل کیا ہی تو باچھین کھل جاتی ہین - ہمارے ملک مین آجکل ایسی عالی دماغ اور تربیت یافتہ مخدرات کہان ہین جو فرنگستان کی لیڈیون سے عقل و فہم مین مقابلہ کر سکین - نقطہ مقابلہ ہونا درکنار یہ تو بہت مشکل بات ہی ہم کہتے ہین اُنکے عشر عشیر لیاقت نہین حاصل ہے - لیکن کبھی ایسے زمانے اور ایسے ملک مین ہم سنتے ہین کہ کسی خاتون پاک نظر نے علم و فضل مین درجۂ اعلے حاصل کیا تو روح فرحناک ہو جاتی ہے - چنانچہ آج ایک کرمفرما کے ذریعے سے بچون کے زیور پنہانے کے متعلق جسٹمار کی نسبت ایک بڑے گھر کی نوجوان اور عفیفہ بیگم صاحب کے خیالات یہان تک آئے ہین جن کو ہم کمال فخر کے ساتھ زیب اخبار کرکے خدا کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ ہمارے ملک مین بھی ایسی ایسی مخدرات موجود ہین وہو ہذا اِسکے بعد وہ مضمون کسی قدر جلی قلم سے درج تھا اور آخر مین لکھا تھا -

چہ غم است کہ موطے نام توام | درم ناخریدہ غلام توام

اِس کے ساتھ ہی ایک رقعہ بھی تھا جسکی عبارت درج ذیل ہے -

بیگم صاحب - کورنش - تعلیم النسا نے آپ کو رنگین طبع بنا دیا مگر خدا کے لیے قوم کی اور نوجوانون کو اسکی ترغیب نہ دیجیے کہ وہ بھی پڑھنے کی طرف مخاطب ہون اتنی عنایت کیجیے -

اِسکے جواب مین حسن آرا نے یہ مضمون فوائد تعلیم النسا کی نسبت قلمبند کیا -

مدعی گو برو و نکتہ بہ حافظ مفروش | کلک ما نیز زبانے و بیانے دارد

تہذیب اور شائستگی محبت اور ہمدردی حب وطنی اور دلسوزی یہ افعال حمیدہ اور صفات پسندیدہ علم سے حاصل ہوتے ہین ۔ یا یون کہین کہ علم ایک شجر ہے جسکی سرسبز اور شاداب شاخون مین محبت اور ہمدردی کے میوے لدے ہوے ہین مگر جسطرح سیب کا درخت فرنگستان مین نشو و نما نہین پاتا اسیطرح ہندوستان کی آب و ہوا شجر علم کے لیے کچھ ایسی ناموافق ہو گئی ہے کہ خدا کی پناہ بدشوقی کا پالا مار جاتا ہے سستی کی صرصر تند مرجھا دیتی ہے محنت کا آفتاب اسپر شعاع نہین ڈالتا ۔ کاہلی کے سایے مین ٹھٹھر جاتا ۔ کمھلا جاتا ہے ۔ یہ بھی نہین سہی یون کہو کہ علم ایک دریاے زخار و ناپیداکنار ہے جسکی تہ مین علوم و فنون اور تہذیب کے لولوے لالا لاکھون بلکہ کروڑون پڑے ہین لیکن افسوس ہے کہ یہ دریاے ذخار اپنے پرانے ڈھرّے کو چھوڑ کر کہان سے کہان پہونچا اللہ اللہ ہند سے انگلستان پہونچا ۔ اب ہمارے ملک مین بعض آدمی اسکی بڑی چاہ کرتے ہین مگر یہ یورپ ہی مین لہرین مارتا ہے یہ وہی دریا ہے جسکے پانی کی تاثیر سے راجہ بھوج اور بکرماجیت کے زمانے مین بڑے بڑے علما متبحر گذر گئے ہین جو افتخار قوم اور یادگار قوم تھے یہ وہی دریا ہے جسکے آب شیرین کے اثر سے ابو الفضل فیضی سے مدبرانہ بلند پایہ اور فصحا گرانمایہ کا کلام ابتک فرنگ اور ایران مین قدر کے ساتھ پڑھا جاتا ہے ۔ یہ وہی دریا ہے جسکی بدولت ہندیون نے جبر و مقابلہ مین مصریون اور یونانیون کو شرمایا منطق مین کوس لمن الملک بجایا یہ وہی دریا ہے جسکے فیض نے لوگون کو ایسا شائستہ کر دیا کہ مرد تو مرد عورتین تک تربیت یافتہ ہوتی تھین ۔ یا اب ایک زمانہ ہے کہ ذکور ہی ناخواندہ ہوتے ہین تا بہ نسوان چہ رسد ہان بنگال مین البتہ اس دریا کی ایک شاخ نکل آئی ہے اُسی سوتے نے اہل بنگال کو خواب غفلت سے بیدار کیا مگر اودھ اور پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی کے باشندے ابھی کورے کے کورے ہی ہین ۔ جب ہم بنگالیون ہی کا مقابلہ نہین کر سکتے تو اہل انگلستان کا بھلا کیا مقابلہ کرینگے ۔ ہمارا اور انگریزون کا مقابلہ ایسا ہی ہے جیسا کوہ ہمالہ اور لوارد گی پہاڑیون کا مقابلہ یعنی کچھ بھی نہین !!!

واقعی ہندوستان مین تعلیم نسوان کی بدرجۂ غایت ضرورت ہے تعلیم نسوان سے صرف عورتون ہی کو فائدہ نہوگا بلکہ مرد بھی فوائد عظیم حاصل کرینگے ۔ ایک یہی فائدہ کیا کم ہے کہ اگر عورتین تربیت یافتہ ہونگی تو مردون کو مارے شرم کے ضروری پڑھنا پڑیگا ۔ ناظرین حق مین خود خیال کر لین کہ اگر بیوی پڑھی لکھی ہون اور میان ان پڑھ گنوار جاہل تو انکا کیا حال ہوگا ۔ تحصیل علم کا ضرور خیال گدگدائے گا ۔

مرد اپنی ناقص العقلی سے عورتون کو ناقص العقل کا مفت مین الزام دیتے ہین ورنہ بڑے بڑے علما کا کلام اس قول کا شاہد ہے کہ عورتین ذکاوت اور ذہانت مین مردون سے کم نہین ہین بلکہ فوق لیگئی ہین ۔ جس عمر تک ننھے لڑکے اور لڑکیان کھیلتی ہین اُنکی ذکاوت اور طبیعت داری مین اصلا فرق نہین معلوم ہوتا بلکہ لڑکیان اکثر لڑکون سے تیز ہوتی ہین ۔ لڑکے چھ سات برس کی عمر سے کتب خانے جاتے ہین ۔ علما کی صحبت مین بار پاتے ہین علوم پڑھتے ہین ۔ انواع و اقسام کے تجربے حاصل کرتے ہین

اسکے برعکس لڑکیان دولت علم سے محروم رکھی جاتی ہین گڑیون سے کھیلنا اور کچھ سینا پرونا سیکھنا۔ وہ پڑھکر عالم فاضل منطقی فلسفی مدبر تحریر خوش لیاقت اور خوش تقریر ہوجاتے ہین اور یہ بیچاریان جاہل ہی رہتی ہین۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

خلاصہ کلام یہ کہ عورتون کی ناقص العقلی خلقی نہین ہی بلکہ نہین صرف ذکور کی عدم توجہی اُنکو ناقص العقل کردیتی ہے افسوس ہو کہ اُنہین تحصیل اور اکتساب دانش کی قابلیت موجود ہی مگر مردون کا حسد اُنکو اُنکی تحصیل سے باز رکھتا ہی۔

حسد کی لفظ سے شاید ناظرین متحیر ہون۔ مگر یہ محلِ مقام حیرت نہین ہی کیونکہ ہمین ذرا بھی شک نہین کہ مرد عورتون کو قریب قریب غیر جنس سمجھتے ہین۔ یہ وہ نہین چاہتے کہ عورتین اُنکی برابری کرین۔ جو لوگ ناخواندہ ہین وہ تعلیم النساکے اور بھی دشمن ہین جسطرح شکل وصورت مین اختلاف ہے۔ اُسی طرح اُنکے خیالات بھی مختلف ہین بعض اصحاب یہ تصور کرتے ہین کہ ذکور پر فرض ہی کہ اُناث سے زیادہ لائق ہون۔ اچھا چشم مار وشن۔ مگر کیا تماشے کی بات ہی کہ اپنی کاہلی کی بلا عورتون پر ڈالین۔ توبہ توبہ اس خودغرضی سے خدا کی پناہ معاذ اللہ کیا بے حمیتی ہی عورتون سے زیادہ لائق ہونے کا کیا سہل نسخہ ہے کہ اُنکو تعلیم سے بے بہرہ رکھو آپہی بیوقوف بنی رہین گی۔ سبحان اللہ۔ ع۔

برین عقل و دانش بباید گریست

یہ کہنا کہ نسوان کو پڑھنے لکھنے کا وقت نہین ملتا محض ایک عذر گناہ بدتر از گناہ ہی بعض عورتین جو گھر کی اکیلی ہین البتہ کسیقدر عدیم الفرصتی کا عذر پیش کرسکتی ہین مگر یہ عذر عام نہین اور یہ قاعدہ سب پر اطلاق نہین کرسکتا بہت عورتین ایسی ہین جنکو۔ ع۔ بجز خفتنی بازیا خوردنی۔ اور کوئی کام نہین۔ سوائے ازین ہمارا یہ منشا نہین کہ نسوان علم برق مین برق ہون یا جرِ اثقال سیکھین۔ ہان اخلاق کی نادر نادر کتابین پڑھین کفایت شعاری کے رسالے مطالعہ کرین۔ مذہبی کتب معقول کو غور سے دیکھین۔ ضروری حساب کتاب ضرب تقسیم کسور سے بقدر واقف ہون گھر کا خرچ آسانی سے لکھ سکین۔ چھوٹے چھوٹے بچون کو ابتدائی کتابین پڑھا سکین۔ کیا اسقدر تحصیل کے لیے خضر والیاس کی عمر درکار ہی یہ سب باتین تین چار برس مین بخوبی تمام حاصل ہو سکتی ہین ہمین ذرا شک نہین کہ اگر بیوی پڑھی لکھی ہو تو میان کو زیادہ خوش رکھ سکتی ہی ناخواندہ عورت دوست جاہل ہے تربیت یافتہ عورت مونس دانا پڑھی لکھی عورتین عموماً گھر کا انتظام اس خوبی و خوش اسلوبی سے کرسکتی ہین جیسے اچھے مدبر ملک کا انتظام کرتے ہین لڑکے جب تک کم عمر ہوتے ہین کنار مادری مین تعلیم پاتے ہین پس جاہل عورتون کے پاس وہ جہل کی باتین سیکھین گے بڑے خوش نصیب وہ لوگ ہین جنھون نے لائق اور تربیت یافتہ ماؤن کے کنار مین تعلیم پائی ہے کم سن بچے مان کی خو بو مان کی عادت مان کے رنگ ڈھنگ کا تتبع کرتے ہین اور یہ خو بو بڑھکر قریب قریب طبیعت ثانی ہوجاتی ہے۔

مردون کا قاعدہ ہی کہ عورتون کو ہمیشہ ذلیل سمجھتے اور نظر حقارت سے دیکھتے ہین۔ ظرفاء بصرہ مین سے چار صاحب جن مین ہر ایک بذلہ سنجی مین طاق اور لطیفہ گوئی مین مشاق تھا رابعہ بصری کے پاس گئے۔ ایک نے کہا اے رابعہ ذکور کامل العقل ہین اور اناث ناقص العقل۔ اسکے نقصان

عقل کی یہ کافی دلیل ہے کہ از روی شرع دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر سمجھی جاتی ہی۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کہ عورتین ناقص الدین ہین اور اسکا ثبوت یہ کہ وہ مہینے مین تین دن روزہ و نماز سے باز رہتی ہین۔ تیسرے صاحب بولے کہ آجتک کسی عورت نے پیغمبرون کا درجہ نہین حاصل کیا چوتھے صاحب نے مشیخت مین آنکر فرمایا کہ بس دلائل متذکرہ بالا سے ظاہر ہے کہ مرد عورتون پر فضیلت رکھتے ہین۔

رابعہ نے مسکرا کر کہا کہ آپ کے دلائل ساطعہ ہمارے سر آنکھون پر لیکن تنہا بیش قاضی روی راضی آئی کا معاملہ اگر کسی عورت سے پوچھیے تو وہ بھی عورتون کی تین فضیلتین بیان کر سکتی ہی جو مردون کو نصیب نہین۔ مجھ سے سُن لیجیے نہ۔

اولاً۔ عورتون مین کوئی مخنث نہین سنی گئی۔

ثانیاً۔ آجتک کسی عورت نے خدائی کا دعویٰ نہین کیا یہ بے ادبی مردون ہی سے سرزد ہوئی۔

ثالثاً۔ انبیا اور اولیا اور صلحا اور صدیقون نے عورتون کے بطن مین پرورش پائی ہی اور اُس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

بس ظاہر ہے کہ مردون کو عورتون پر اسقدر فضیلت نہین ہے جسقدر وہ سمجھتے ہین۔

یہ فی البدیہہ اور دندان شکن جواب سنکر اُن چارون کے حواس مختل ہوگئے اور اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اس بحث مین کئی باتین غور طلب ہین۔

اولاً۔ کیا تعلیم النسا ہندوون یا مسلمانون کے مذہب کی رو سے ممنوع ہی۔ اگر ہے تو ثبوت۔

ثانیاً۔ ہمارے اسلاف جنت آرامگاہ کے وقت مین تعلیم نسوان کا رواج تھا یا نہین۔

ثالثاً۔ اگر تعلیم نسوان کا رواج زمانہ سلف مین تھا تو کیون موقوف ہوا اور اُسکا سبب خاص کیا تھا۔

اب صاف ظاہر ہے کہ مذہب اسلام کی رو سے تعلیم نسوان ہرگز ممنوع نہین ہے ؎

طلب کردن علم شد بر تو فرض
دگر واجب ست از پیش قطع ارض

اور بے علم انسان خدا کو نہین پہچان سکتا ع

کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

اور امر دوم کی نسبت بھلا کوئی مسلمان بھی کہہ سکتا ہی کہ آگے ہماری سی عورتین ایسی ہی جاہل ہوتی تھین۔ اہل اسلام مین ایسی ایسی ذی لیاقت مخدرات گذر گئی ہین جنکے نام سے علم کو فخر حاصل ہی۔ باقی رہی ہندو۔ گو ہمین اُنکے ہان کے حالات سے چندان واقفیت نہین مگر خود ایک ہندو کا قول درج ذیل ہی۔

(یہ امر بخوبی ثابت ہی کہ زمانۂ سلف مین تعلیم نسوان کا رواج تھا۔ منتری جی جو جاگ ولک رکھیشر کی استری تھین پڑھی لکھی تھین مہاراجہ دھرتراسٹ کی استری گندھاری جی کا علم و فضل مین وہ پایہ تھا کہ بیاس جی سے عالم باعمل سے اور اُنسے بحث ہوا کرتی تھی۔ رکمنی جی کا تعلیم یافتہ ہونا اُس سے ظاہر کہ اُنھون نے اپنی شادی کے قبل مہاراج سری کشن جی سوامی کے نام اپنے ہاتھ سے خط لکھکر بھیجا تھا اُنکے بعد بھی راجہ بھوج کے عہد دولت عہد مین دو یا دھری نامے ایک بڑی عالمہ وحید العصر یکتائے روزگار گذر گئی ہین جن کو مہاراجہ محتشم الیہ نے مدارس نسوان مین ناظمہ اور معلمہ مقرر

کیا تھا۔ راجہ موصوف کی مہارانی لیلاوتی جی کی لیلا بھوج پربندھ مین درج ہی۔ اگر تعلیم نسوان خلاف عقل اور منافی اصول دھرم شاستر ہوتی تو کیا یہ ممکن تھا کہ ایسے ایسے مہاراجہ اور رشی اور منی جن پر ہم کو ابتک فخر ہی اپنے زمانے مین اسکو رواج دیتے ہرگز نہین۔

رکھیشر لوگ اُن مرتاض اور ممتاز بزرگون سے مراد لیتے ہین جو اپنے وقت کے صاحب قدرت عابد تھے۔ اور اوقات عزیز کو یاد الٰہی مین صرف کرتے تھے اور استری یہان بیوی منکوحہ سے عبارت ہی۔ پس بر ظاہر ہی کہ ہندو اور مسلمانون دونون کے تعلیم نسوان از روے رواج سابق و قواعد مذہبی ممنوع نہین ہی وہو المطلوب۔

افسوس ہی کہ چاردانگ ہند مین بوڑھے اور جوان بڑے اور بے پڑھے سب کے دلون مین عموماً یہ خیال باطل جما ہوا ہے کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین۔ اب البتہ بعض بعض صاحب سمجھنے لگے کہ عورتون کو ناقص العقل کہنا خلاف عقل ہی۔ اگر غور کیا جاے تو صاف ثابت ہو کہ جس ملک مین صرف مرد ہی پڑھے لکھے ہین اور عورتین جاہل وہ کبھی قرار واقعی ترقی نہین کر سکتا کیونکہ بچے جو کم سنی مین ماں کے پاس رہتے ہین وہ ماں کی جہالت سیکھتے ہین اور پھر وہ جہل کی باتین ایک قسم کا خمیر ہوجاتی ہین۔ افسوس ہی کہ ہمارے اہل وطن ان امور پر نظر نہین ڈالتے ہین۔

ایک اخبار مظہر ہے کہ زمانۂ سلف مین جب کہ ہندؤن کی عملداری تھی ایک مرتبہ راجہ بھوج جو علم دوست فصیح نکتہ پرور اور قدردان علم و ہنر تھے خود بہ نفس نفیس پاٹ شالے مین ایک طالب علم کی ذکاوت اور فہم و فراست دیکھکر دنگ ہوگئے اُس آفت کے پتلے نے جو اُس وقت صرف پانچ ہی برس کا تھا ایک اشلوک راجہ بھوج کی مدح مین بفصاحت تمام پڑھا اور زبان سنسکرت مین گفتگو کی راجہ موصوف بحر حیرت مین مستغرق ہوا کہ اتنا سا لڑکا اور یہ کاوت بڈھے بڑے طلبہ کے دانت کھٹے کر دیے عند التذکرہ معلوم ہوا کہ یہ کارگزاری پنڈت جی کی نہ تھی بلکہ اُنکی نیک و لائق استری کی حسن کارگزاری کا نتیجۂ خیر تھا جب سے وہ لڑکا پیدا ہوا اُسکی ماں ہمیشہ سنسکرت ہی مین گفتگو کرتی تھی۔ چنانچہ راجہ موصوف کے روبرو اس عالمہ دانش آگاہ نے ایک اشلوک پڑھا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جسطرح کمھار چاک سے چھوٹے بڑے برتن اپنی مرضی کے موافق بناتا ہی اور اُتارتا ہی اسیطرح لڑکے کی ماں اپنی مرضی کے مطابق اپنے لڑکون کی اصلاح کر سکتی ہی۔

مین نے ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ بنگال اور مدراس کے صاحب جو سررشتۂ تعلیم کے افسر ہین اُنکی رپورٹ سے واضح ہوا کہ مدارس نسوانین لڑکیون نے بہت جلد ترقی کی اور بعض امور مین لڑکونکے بھی کان کاٹے۔ پس عورتون کا ناقص العقل ہونا مردون کی سستی اور کاہلی کا نتیجہ ہی اور مردون ہی کے نقص عقل کی دلیل ہی کہ اُنکو لجۂ جہالت مین غرق ہوتے دیکھتے ہین اور مدد نہین کرتے۔ عورتونکے تعلیم یافتہ ہونے سے ایک یہی فائدہ کیا کم ہے کہ مرد مارے خفت اور شرم کے توسیع استعداد اور تحصیل علم مین سعی بلیغ کرینگے ہمیشہ خوف دامنگیر رہی گا کہ مبادا عورتین ہم سے بڑھ جائین اور ہمارا رتبہ علم و فضل مین اُنسے کم ہوجاے اور تھوڑی دیر کے لیے ہم مردون کی خاطر سے یہ امر تسلیم ہی کرلین عورتین ناقص العقل ہوتی ہین تو کیا پڑھنے لکھنے سے یہ نقص

رقع نہین ہو سکتا جبکہ تعلیم سے مردون کو فائدہ پہونچتا ہی تو عورتون کو کیون نہ پہونچ سکیگا ۔ ذکور تحصیل علم سے متقی اور پرہیزگار ہوتے ہین اور عورتون کو اجازت نہین دیتے کہ ان نعمتون کو کام مین لائین ۔ س

آئینۂ عقل کو جلا دیتا ہے	انسان کو علم فائدہ دیتا ہی

دنیا مین جو عظمت تو عقبے مین بہشت
یہ دونون جہان مین مرتبا دیتا ہے

یہ مضمون حسن آرا بیگم نے زبدۃ الاخبار مین چھپوایا اور چھپنے کے قبل ہمجولیون کو سنایا ۔

نازک ۔ چشم بد دور بہن اپنا ثانی نہین رکھتی ہو ۔

قمر ۔ مگر عورتون کے پڑھنے مین خرابیان بھی ہین ۔

حسن ۔ کوئی خرابی ہم بھی سنین ۔ کیا بات نکالی ہے ۔

قمر ۔ عشق کے خط آتے ہین اور بڑا فتور ۔

حسن ۔ پڑھا ہے درست ۔ عشق کے خط ضرور آئین گے ۔

قمر ۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے ہزارون مثالین ہین ۔

نازک ۔ کوئی مثال ہم بھی سنین بہن ۔ دو ہی چار مثالین دو ہزار [illegible] نکی جب بات ہی تو تم دو ہی چار کی مثالین دو ہم بھی تو سنین ذرا ۔

قمر ۔ کسیکا نام کاہے کو لین خواہی نخواہی ۔

بہار ۔ بس اسی خبط نے تو ہم سب کو جاہل رکھا ۔

نازک ۔ ایک تو شرماتی نہین قمر النسا کہ جیسی مہری ویسی تم وہ بھی ان پڑھ جاہل تم بھی ۔ تم مین اُسمین فرق کیا ہی دوکر اور اُلٹا چور کو توال کو ڈانٹے کہنے لگین عشقیہ خط آتے ہین تمھارے پاس آئے ہونگے تمھارے میان کی قسمت ۔ اِنکو کوئی گیا کر لکھتی ۔ دیکھو حسن آرا کی لیاقت کی سب مین تعریف ہوتی ہی ۔

نازک ۔ گر قمر النسا جاہل ہی رہنا پسند کرتی ہین یار ساہن جو پڑھی لکھی ہونگی تو مردوے اُنکو خط نہین گالیان دینگے بے تکی باتین ۔ !!!

حسن ۔ (ہنسکر) آپ نے نہین کچھ کہا (جانی بیگم سے)

جانی ۔ نازک ادا کی زبان رکے تو مین کچھ کہون ۔

حسن ۔ اُنکی زبان رک چکی ۔ ایسی زبان نہین ہی جو رُکجائے سمندر ہے زبان کیا ہی ۔ سمندر کی لہرین بھلا کس کے روکے رُکی ہین ۔ لے توبہ ۔

نازک ۔ شکل صورت تو دیکھو ۔ اسی صورت پر کوئی کچھ سمجھے گا بھٹنی ہین ہمسے بڑھکر کوئی خوبرو اور حسین نہین ہی شکل چڑیلون کی نام پریون کا

اتنے مین ایک مہری نے آکر دو اخبار دیے اور چار خط ۔ اخبار نازک ادا پڑھنے لگین اور ایک خط جسکا لفافہ معنبر و معطر تھا حسن آرا نے کھولا اور پڑھا تو سخت حیرت ہوئی کہ یا خدا اِسکا کاتب کون ہی ۔ آسمان جاہ فرضی نام ہے یا اصل مین کوئی آسمان جاہ ہے عبارت سے عشق پایا جاتا ہے مضمون سے پریشانی ۔ خدا ہی خیر کرے دیکھیے یہ کیا ستم ڈھاتے ہین شہسوار نے تو ایک کی جان لی ۔ ہمارا خدا حافظ ہے ۔ پورا خط از سر تا پا پڑھا عبارت خط درج ذیل ہے ۔ غور سے ملاحظہ فرمایئے گا این گل دیگر شگفت ۔

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

مصباح مجالس رعنائی ۔ مفتاح خزائن دلربائی صیقل مرات حسن و جمال ۔ زہرہ تمثال مشتری خصال معشوقۂ ماہ سیما حضور نواب حسن آرا بیگم ۔

حسن تو همیشه در فزون باد
رویت همه سال لاله گون باد

لآلی متلالی حمد فراوان و جواهر زواهر ثنا ے بے پایان نثار بارگاه حضرت آفریدگار جل جلاله که گلشن نکته دانی از سحاب کرمش سرسبز و شاداب ست و گلشن خوش بیانی به آبیاری عنایت بے غایت وے سراپا بهار و سیراب - کرنگ سرنگ خامهٔ عجز ختامه در جولانگاه تحمید و تقدیسش نعل مے افگند و سکندر رهای پیاپے سجود و نقرهٔ خنگ کلک عبودیت سلک در رتبه هاے ثناے پاکش همچو صید خالف و تقاعی زده خس بدندان می نهد - قلم دو زبان را کو تاب و توان که شکر عشر عشیر نوازشات رب قدیر عم نواله بجا آورد - معاذ الله محال - و زبان عجز بیان را چه زهره که از عهدهٔ شکرش بدر آید استغفر الله زبان ناطقه لال - قرار عجز از حقیقت معرفت و بے چون معرفت ست و معترف بودن به تقصیر در حمد و ثنایش غایت محمدت منتهاے قرب مشتاقین در حضرت جمالش حیرت است و عقل جمیع عقلا در مبادی اشراق شمس عظمت و اجلالش در غایت دهشت از اینجاست که حکیم بے بدل فاضل اکمل عارف بالله ولی حق آگاه بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سره و نور الله مرقده گفته و الحق چه دُر فصاحت در سلک بلاغت سفته قوله

اے برتر از قیاس و خیال گمان و وهم
وز هر چه گفته ایم و شنیدیم و خوانده ایم
دفتر تمام گشت و به پایان رسید عمر
ما همچنان در اول وصف تو مانده ایم

فلهذا از ان درگذشته به مطلب مدعا می گراید و بر میگوید فقیر حقیر سراپا تقصیر اذل خلائق روسیاه قمر الدوله آسمان جاه مستهام شهزاده برلب نام که دی سحرگاه که از ماه بست و هفتم بود جانانهٔ دلربا ملیح شیرین ادا ناظورهٔ دلفریب آتش زن کالاے شکیب در پرند شنگ اندود جلوهٔ معشوقانه نمود -

نگارے خوب رو زیبا شمائل
ببوے خوش ز سر تا پا معنبر
نهاده کج کلاه خود نمائی
ز سر انداز معشوقانه بر سر
خرامان و چمان با صد تجمل
در آمد از درم چون ماه انور
عجب حسن صبیحش و غریبے
تعالے شانه الله اکبر
سراپا مطلع دیوان خوبی
عجب مضمون نو در همچو زیور
زعنوانش عیان دل بستگیها
عبارت صاف و خوش چون آب گوهر

بدو گفتم که جایت بر سر و چشم
شبستانم خوشا کردی منور

اعنی مضمون لطافت مشحون چکیده کلک گهر سلک بندهٔ چار بالش والا شکوهی صدر نشین مسند دانش پژوهی فخر خواتین هندوستان خرد و در عالیشان فرزانهٔ تحریر سپهر لیاقت مهر منیر در صحیفهٔ زبدة الاخبار بنظرم در رسید و سواد آن نامهٔ عنبرین بدیدهٔ دل این گرسنه چشم نادره مضامین توتیا سا گردید - بنام ایزد زهے نامهٔ فصاحت بار که از هر لفظش ذوق شناسا گری و هنر پروری در چکیدن ست و از هر دانه نقطه اش بوئے شوق علم دوستی و حقیقت پژوهی ببالیدن - چون بر آن گلستان بلاغت برنگ بهار سر تا سر گذر کردم و بپاے چشم گلگشت آن بوستان حکمت نمودم دریافتم که آن ناظورهٔ ملائک فریب بمقتضاے حب الوطن و و همدردی مضمون نصیحت مشحون بذریعه صحیفهٔ مذکور شائع نموده از کلیم کلامان ایران زمین که ید بیضا در آستین دارند گوے سبقت ربوده -

فرخا لے دلبر فرخ نہاد
گشتہ با عندلیبان ہم صفیر
طرز و ایجاد و شگرفش دمبدم

مرحبا معشوقۂ عالی نژاد
وہ چہ خوش گفتی کلام دلپذیر
در جہان وحدت فراز و علم

بارک اللہ غنچۂ سربستہ الیست +
نے غلط گفتم عجب گلدستہ الیست +

بمطالعہ اش چشمے آب دادم ۔ وحظے وافر برداشتم وہر سطر را بجاے خود حرز بازوے آتش و امتیاز ساختم جبذا مضمون لطافت بارکہ نورس چمنستان محبت گفتنش سزاوارست دفرخار سالہ پر بہار کہ گل سرسبد مودت خواندنش بجاست و خواندنش ہمان بود گل شگفتہ وگلبن خاطر را طراوت تازہ گرفتن ہمان للہ الحمد والمنتہ کہ در شہر ما ہم خاتون پریزاد و حور نژاد بواسطۂ محبت خالص صرف کثیرہ ہیچ اوقات عزیز خود در ہیچ امور کہ باعث فلاح وصلاح حال و استقبال باشند بر خود گوارا فرمودہ وسعی وافر لوکوشش متکاثر نمودہ اگر نصائح دلپذیر آن مہر منیر سپہر برنائی بے اثر مانند مقام حیف ست کہ باوصف این ہمہ جانفشانی وعرق ریزیہا اہل وطن مایان در ظلمت جہل مرکب مبتلا باشند ۔ اگر احیاناً کسے از مردمان تہی از خرد اندرین خصوص آن محبوب شیرین ادا را بباعث نو دوشیزگی نہ ہیچو بیباکی مورد الزام نماید واز سخت و ترش زبانی برروآید اصلا بے دل نشوند وازین ارادہ بخیر وکوشش حسن کہ منتج حسنات دینی و دنیوی ست پہلو تہی نسازند چہ کہ برظاہر ست کہ ہر حکیم بسبب امور نو ایجاد خود کہ لامحالہ خلاف طبائع ہمعصر بودہ باشد در عہد خود چہا رنج ومصیبت کشیدہ بلکہ اکثرے دست از جان شستہ احوال شدید و تکالیف لیئو کہ درین روزہا تمامی اہل فرنگ بلکہ کل اہل عالم قائل و پیرو او اندروشن ست وقتل شدن او از دست یونانیان مبرہن ہرگاہ کہ حضرت انسان نسبت پیغمبران وفرشتگان بلکہ نسبت خاص وحدہ لاشریک ہزار بہتان وافترا می نمایند وشمارا چہ یارا کہ از ناگفتنہاے اینہا خود را وارہانند مسبب الاسباب بسببے سازد کہ ضیاے خورشید مضمون مذکور اطراف و اکناف ہندوستان فراگیرد واین بشیر فرخ پے خضر راہ آوارگان دشت جہل وادبار گردیدہ ہمہ را بسر منزل اقبال وآگہی رساند۔ رجا کہ ہمبرین نسق با جراے چشمۂ فیض خیالات نادرہ متعطشان زلال مضامین را سیراب و مزارع مشتاقان اخبار اخیار و مضامین لطافت باررا برشحہ کلک گوہر سلک سرسبز و شاداب خواہند فرمود من وایزد توانا کہ عبارت رنگینش تازہ تر از بہار کشمیر و دلکشاتر از برشکال ہند بود ۔ حالا از جناب باری ہمین التجاست کہ آن شاہد رعنا و معشوق رنگین ادا زیب آغوش این عاشق زار شود بالنون والصاد تا کہ این اشعار آبدار ترجمان خاکسار شوند۔

روز عیش وطرب بادۂ جام ست امروز
کام دل حاصل و ایام بکام است امروز
آنچہ میخواستم از حضرت باری شبہا
للہ الحمد کہ حاصل بتمام ست امروز
آفتاب حسن گلوسوز تابان باد

مشتاق بوس وکنار خاکسار
مرزا آسمان جاہ عرف قمر الدولہ

یہ خط پڑھکر حسن آرا کا چہرہ سرخ ہوگیا۔
نازک ۔ خیر باشد ۔ کیا لکھا ہے بہن ۔ کسکا خط ہے ۔

حسن ۔ خدا جانے کس موئے شہدے لچے کا خط ہے ۔
نازک ۔ کیا گالیان لکھی ہین چاک کر ڈالو بہن ۔
حسن ۔ دنیا مین بفکرون کی کمی نہین ہی اُفوہ ۔
نازک ۔ ہان خوب یاد آیا ۔ وہ جو تم نے زبدۃ الاخبار مین مضمون دکھایا تھا وہ وہان کیونکر پہونچا ۔
حسن ۔ تم سے مین نے نہین بیان کیا تمھین معلوم ہی نہین ۔
نازک ۔ مطلق نہین مین اسی حیرت مین ہون تب سے ۔
حسن ۔ یہ نواب وزیر محل کی عنایت ہوئی ہے ۔
نازک ۔ وہ کیا پڑھی لکھی ہین کچھ اُنکو کہان سے معلوم ہوا
حسن ۔ اُسدن وہ بیٹھی ہی تھین ۔ مجھ سے مانگا مین نے دیدیا ۔
نازک ۔ یہ وزیر محل کا فساد ہے اچھا آنے تو دو ۔
حسن ۔ تم کچھ نہ کہنا بہن ۔ اُنھون نے جو کچھ کیا اچھا کیا ۔
نازک ۔ نہ کہنا کیا معنے دیکھو تو سہی جاتی کہان ہے ۔
حسن ۔ (خط دے کر) اسکو بھی اک نظر پڑھ لیجیے ذرا ۔
نازک ۔ (خط لے کر) اخاہ کسی خوشنویس کے ہاتھ کا ہے ۔

	آنان کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند	

نام کسکا لکھا ہے ۔ کون ۔ آسمان جاہ ۔ واہ ہی ہمارا دوسرا نام چرا لیا اور سُنو مشتاق بوس و کنار ۔
حسن ۔ ابھی پڑھو تو سرے سے ۔ دیکھو کیا لکھا ہے ۔
نازک ۔ خوش تو نہوئی ہوگی کہ سارا زمانہ بوس و کنار کا مشتاق ہی ۔ یہ آسمان جاہ وہ تو نہین ہین آغا کی سرا کے پاس جو رہتے ہین ۔ دو بھائی ۔ انور الدولہ اور قمر الدولہ شہزادے ہین ۔
حسن ۔ ہان قمر الدولہ تو نام لکھا ہے ۔ عرف آسمان جاہ

نازک ۔ یہ تو ہمارے ہان بہت آیا جایا کرتے ہین
حسن ۔ تمھارے میان سے دوستی ہوگی کہین ذکر نہ کرنا
نازک ۔ نہین اور سُنو ۔ یہ کوئی ذکر کرنے کی بات ہے ابھی کم سن ہین بہت ۔ کوئی اکیس برس کا سن ہوگا ۔ اور خوبصورت آدمی ہین ستار بہت بجاتے ہین ۔ مگر پڑھے لکھے خاک نہین یہ کسی سے لکھوا کے بھیجا ہوگا دو شادیان کی ہین اور آوارہ مزاج ہے بالکل ۔ آخر کا فقرہ (حالا بجناب باری ہمین التجاست کہ آن شاہد رعنا و معشوق رنگین ادا زیب آغوش این عاشق زار شواد بالنون والصاد ۔ تا این دو اشعار آبدار ترجمان دل خاکسار شوند ۔) پڑھکر نازک ادا بہت ہنسین اور کہا بہن کیا ہرج تھا وہ بیچارہ اسقدر مشتاق ہے تو اُس کو کیون محروم رکھو حسن آرا مسکرا کر خاموش ہو رہین کہنے کو تھین کہ اگر ایسا ہی رحیم ہے تو خود ہی مبادرت اور اقدام کرو مگر ادب مانع ہوا لہذا مسکرا کر سکوت کیا ۔ نازک ادا نے کہا کہین کہین ہماری سمجھ مین نہین آتا ہے حسن آرا نے خط کو لفافے مین بند کر کے مغلانی کو دیا کہ اپنے پاس رکھے اور نازک ادا کی طرف مخاطب ہو کر بولین کہ مطلب مدار د لفظ بہت سے بھرے ہوے اور وہی پرانا ڈھرا شعر گفتن چہ ضرور اُردو ہی مین لکھتے اتنے مین بہار النسا آگئین اور حسن آرا نے بات ٹال دی اور گانے لگین اُن کا گانا سنکر اُنکی سب ہمجولیان آئین اور اس مرتبہ نازک ادا نے وہ غزل شروع کی جس سے سب کو پھڑکا دیا ۔

پڑے نازدن سے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے ۔	
یہ گھر جس نے بنایا ہی وہ صاحب خانہ آتا ہی	

خدا کے واسطے منھ سے لگا دے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے

نکلتی ہے کسی پر جھوم کر وہ مجھ پہ گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجکو اب تک یاد آتے ہین
مین رو دیتا ہون جب ہونٹون تلک پیمانہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے قدر کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی بڑھانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

اب سنیے کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع کو ایک روز شوق چرایا کہ بعد مدت کے چل کے چانڈو خانے مین چھینٹے اڑائیں۔ آزاد کو دم دے کر کہ اپنے بھائی خواجہ رئیس الزمان سے ملنے جاتا ہون ایک نامی چانڈو خانے مین پہنچے تو وہان ایک ذکر سن کر اُنکے کان کھڑے ہوئے اُنھون نے سُنا کہ کوئی شخص حسن آرا اور آزاد کا تذکرہ کر رہا ہے اور یون کہہ رہا ہے بھئی اس سے بڑھ کے اور کوئی دلچسپ خبر نہوگی اور آجکل شہر مین جابجا اسی کا تذکرہ ہے۔ مگر واللہ اُس بیگم کا بایان قدم بے بجا سون ہی گھر گھالے۔ ہمایون فر کی جان ہی لی۔ اب تمھارا پھانسی پائیگا۔ آزاد کو توپ کے منھ سے بھیجدیا۔ وہ تو کہیے خدا نے جان بچائی ورنہ اُنھون نے تو کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا تھا۔ اِن میان کو مہینون اُلو بنایا۔ وہ ہین نہین وضعدار سے۔ جو گوشہ ٹوپی دیے رہتے ہین۔ عسکری۔ عسکری۔ محمد عسکری۔ خوب یاد آیا۔ اور اب سُنا ایک شہزادے عاشق ہوئے ہین۔ شہزادۂ قمر الدولہ بہادر وہ جان دیتے ہین سُنا بڑی قبول صورت ہے اور کرورون میں انتخاب ہے۔ ہمارے محلے مین ایک بہشتی رہتا ہے کریم نمہ کہتا تھا کہ میان چاند مین داغ ہے اُسمین داغ نہین۔ اور ایک مہری ہے عباسی عورت کیا پارہ ہے۔ برق دم۔ وہ اُنکے ہان نوکر ہی تھی تھی اور قسمین کھا کھا کر بیان کرتی تھی کہ ایسی صورت آجتک نہین دیکھی۔ پھر بھلا شہزادے اور امیر لوگ اُنپر دل و جان سے کیون نہ عاشق نہون۔

اُسپر دوسرے چانڈو باز نے کہا میان یہ حال ہم سے پوچھو کیا ہم سے بڑھکے تو بیٹے ہو تم ہمایون فر کو جس نے قتل کیا وہ اور ہی ہین وہ چھوٹی بہن ہین اور جس نے آزاد کو گھائل کیا وہ بڑی بہن ہین ایک لطیفہ باز نے مسکرا کر کہا واہ چھوٹی اور بڑی کی ایک ہی کہی۔ ارے میان دونون کلان ہین اُسپر بڑا فرمائشی قہقہہ پڑا۔ اور بڑی دیر تک ہنسی رہی۔

خیر جب چانڈو بازنے پھر حسن آرا کا ذکر چھیڑا تو ایک سفید پوش جو لیٹے ہوے چھینٹے اڑا رہے تھے بگڑ کر اُٹھ بیٹھے۔ کہا بس اب زیادہ نہ بکنا زمانے بھر کا جھوٹا۔ شریف زادیون کا نام بدکرتا ہے۔ تو کیا جانے اِن باتون کو ٹکے کا آدمی۔

چانڈو۔ ہم تو سُنی سُنائی کہتے ہین صاحب اور کیا۔

سفید۔ کیا جھک مارتا ہے۔ سُنی سنائی کہتا ہے۔

چانڈو۔ اب شہر بھر مین مشہور ہے کہ قمر الدولہ بھی عاشق ہوئے ہین آپ کس کس کی زبان روکیے گا۔ اور قمر الدولہ نے اُن کے نام خط بھی بھیجا ہے۔

سفید۔ اچھا اِس مین اُس بیچاری کا کیا قصور ہے۔

چانڈو۔ تو حضور مین کیا کچھ کہتا ہون مجھے مطلب کیا۔

سفید۔ ایسی باتون مین آدمی ذلیل ہو جاتا ہے۔

چانڈو۔ ہم نے تو حضور بس یہ سُنا تھا کہ قمر الدولہ عاشق ہوئے

سفید۔ بھلا قمر الدولہ کس گنتی مین ہین بیچارے۔

چانڈو۔ اچھا ہم جھوٹ کہتے ہین تو عیدو سے پوچھ لیجیے۔
عیدو۔ ہم نے تو یہ سُنا تھا کہ بیگم صاحب نے کچھ لکھا تھا خبر
کے کاغذ مین سو وہ شہزادے نے پڑھا اور عاشق ہو گئے
اور خط لکھا اور تڑپ رہے ہین کہ اُنھین کے ساتھ نکاح
ہو اور شاید بانکو چوٹے کو مقرر کیا ہے کہ آزاد کو قتل کرڈالے
خدا جانے سچ ہے یا جھوٹ۔
سفید۔ (متحیر ہوکر) ہان تو آزاد کو اطلاع کر دینی چاہیے
یہ قمرالدولہ کو کیا سوجھی وہ تو مرنج مرنجان آدمی ہین۔
عیدو۔ اجی صاحب دو دن سے روٹی نہین کھائی ہے۔
خو۔ کیون میان کس خبر کے کاغذ مین بیگم صاحب نے لکھا
تھا اُس کا نام بھی کچھ یاد ہے۔
عیدو۔ اب لے ہم کچھ پڑھے لکھے تھوڑا ہی ہین۔
خو۔ بھلا کچھ پتا بتا سکتے ہو کہان چھاپا جاتا ہے۔
عیدو۔ جی ہان ست کھنڈے کے پاس تالاب کے اوپر
خو۔ ہم بھی مشتاق ہین کہ دیکھین کیا لکھا ہے بھئی۔
سفید۔ قمرالدولہ وہی جو ستار خوب بجاتے ہین۔
عیدو۔ جی ہان وہی وہی شہزادے ہین وثیقہ پاتے ہین۔
خو۔ مکان کس جگہ پر ہے میان۔ رہتے کہان پر ہین۔
عیدو۔ لال انارا پوچھتے چلے جاؤ۔ بس وہین ڈیوڑھی ہے
بڑے امیر ہین ہاتھی اور اونٹ اور گھوڑے اور فٹن اور بگھیان
اور یہ اور وہ۔ بھی کچھ ہے چودہ سَے کا وثیقہ بھی تو ہے۔
خو۔ سن کیا ہو گا جوان ہین یا بوڑھے۔
عیدو۔ اجی ابھی گبھرو ہین کوئی اُنیس بیس برس کے۔
خو۔ ہان اور بیگم کا کیا سن ہوگا۔ یہ بیگم کون ہین۔
عیدو۔ اب اُنکے سن کا حال کیا معلوم۔ یہی ۱۵ یا ۱۶۔

خو۔ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
سفید۔ تو آزاد کے اپنے دشمن ہین وہ۔ الامان۔
عیدو۔ سنی ہوئی کہتا ہون مجھے کیا معلوم مگر جس نے
کہا وہ اُنکے ہان کا خواص ہے۔
سفید۔ ہان تو ضرور معتبر خبر ہو گی۔ افسوس ہے۔
عیدو۔ اور آزاد سنا کسی صاحب لوگ کے ہان نوکر ہین۔
خواجہ صاحب کو یہ تقریر ناگوار گذری اور ڈپٹ کے چانڈو
باز سے کہا سنا میان چل کے تھانے پر گواہی دینی ہو گی۔
دل لگی نہین ہے۔ اِسکا ثبوت دو کہ قمرالدولہ نے بانکو چوٹے
کو آزاد کی جان لینے کے لیے مقرر کیا ہے۔ ابھی تو مچلکا لکھوایا
جائے اور کوئی کیا کھاکے آزاد کے منھ چڑھیگا آزاد تو ہیکل
سرخ و سفید جوان طناز مرد میدان۔ شہ زور طاقتور آدمی
ہے۔ ورزش کا شوق بانکے ہین نبوٹ مین برق تم لوگون
کی طرح تھوڑا ہی ہے کہ چہرے زرد بالکل سرد۔ پندرہ برس
کا سن عنفوان شباب کے دن۔ مگر آنکھین مانگنے لگے
ضعف معدہ کا عارضہ ہو گیا۔ مگدر اور جوڑی کیا مونگریان
تک نہ اُٹھا سکین۔ آج بخش ہے کل سوء ہضم پرسون
درد شکم۔ بیسوان سال ہے مگر زندگی وبال ہے بدن
کی ایک ایک ہڈی گن لیجیے۔
عیدو۔ آپ البتہ ماشاء اللہ بڑے بھاری جوان ہین۔
گنیشی۔ اجی تمھارا لگنیڈا ہی کہے دیتا ہے صاحب۔
خو۔ ہان واللہ تم بڑے فہمیدہ آدمی ہو بھئی۔
عیدو۔ کیون اُستاد کتنے ایک شاگرد ہونگے۔
خو۔ یہان سے لے کے تا بہ روم اور شام تک۔
عیدو۔ اللہ اللہ۔ سب آپ ہی کے چھٹے جی اور آپ۔

گینشی - ہم کو تو یہ اُلو کے پٹھے معلوم ہوتے ہیں -

خو - (چاقو بند کرکے) او گیدی بھوک دوں -

گینشی - (ہنسکر) ہہ خوش واہ اُستاد واہ -

خو - اور آزاد سے کوئی چار آنکھیں تو کرے پہلے -

قمر الدولہ کو بیسواں سال ہے مگر زندگی وبال ہے شام کو ذری سا شوربا اور دو چپاتیاں کھاتے ہیں تو سویرے تک ہضم نہیں ہوتیں - گربۂ مسکین نے میاؤں کیا اور وہ چوہے کا بل ڈھونڈھنے لگے - بلی پر حربہ کیا اور ہانپ گئے غش آگیا یہاں گو اسی اور چار چوراسی برس کا سن ہے

مگر لکڑی ہاتھ میں دے دیجئے پھر تماشا دیکھیے

عیدو - کیا آپ پھکیت بھی ہیں میاں صاحب -

خو - میاں صاحب کا مقبرہ بنا ہے - زبان سنبھال کے بول

عیدو - ماشے بھر کا تو حضور کا قد اور دعویٰ یہ -

خو - ہمارا قد چور ہے - جس وقت گتکہ لے کے ہم کھڑے ہوتے ہیں بس تو یہی بجلی ہے اور طمانچہ تو بلا کا صاف ہے کہ آج تک کوئی روک ہی نہ سکا - للکار دیا - کہہ دیا - جتا دیا - کہ دیکھو طمانچہ روک یہ آیا - وہ آیا سنبھل - ہوشیار تڑ - ہاتھ کیا دست اجل ہے

طمانچہ روک لے کوئی بھلا یہ کسکی طاقت ہے
بڑے استاد نے ہم کو سکھایا ہے بھری گدکا

خانہ جنگیاں ہم نے لڑی ہیں - تلوار ہم سے چلی - میدانوں میں ہم لڑے کمیدانی ہم نے کی - رسالدار ہم رہے - کرنیل رہا ہم کہلائے جنرل کا خطاب ہم نے پایا جسکو تم لوگ جندیل کہتے ہو

لو ایم خانۂ دل لفظ ست شکر
بسید ان آ ودم اللہ اکبر

عیدو - سچ ہے میاں جو کہو بجا ہے - آجکل باجیوں ہی کا زمانہ ہے

شریف زادے بیچارے ڈرتے رہتے ہیں پاجی اکڑتے پھرتے ہیں

گئی قدر شرافت یہ زمانے کا چلن بگڑا
رذالے اینڈتے پھرتے ہیں ایسا بانکپن بگڑا

خو - (بگڑ کر) ہوں! یہ کس پر کہی تو نے -

عیدو - آپ پر اور کس پر - کیوں کچھ دعویٰ ہے -

خو - گیدی پلٹن لے کے آنا تو مقابلہ میں بند نہیں -

منم آں پیل دماں و منم آں شیر یلاں
نام بہرام مرا و پدر م بو جیلہ

راوی - سبحان اللہ - شاعری حضور پر ختم ہے -

خو - کوئی بانکا اتنا کہتا تو دیر ہی ہی میٹھتا -

حشر میں جب حساب مانگینگے | الاماں شیخ و شباب مانگینگے

اپنے ساقی لاؤبالی سے
رندواں بھی شراب مانگینگے

ہم تو بات بات میں پھبتی اور پھکیتی اور نکیتی کی لینگے وجہ کیا لڑکپن سے یہی سپہگری کے پیشے سیکھے ہیں نادر باپ دادا سب بانکے تھے - ع -

بچۂ بط اگر چہ شبینہ بود +
آب دریا ش تا بہ سینہ بود +

عیدو - آپ بط کے بچے ہیں - ہم کو جھینگا مچھلی کے انڈے معلوم ہوتے ہو بزانہ انتا استاد -

خو - (مسکرا کر) مسسرے کی گالی ہے یہ تو -

عیدو - ایک ہوئی پھر اپنے داؤں نہ روئیے گا -

خو - کیا طاقت - رونے کوئی اور ہونگے حضرت -

خواجہ بدیع الزماں کل باتیں دریافت کرکے یہاں سے روانہ ہوئے اور پتا لوٹتے ہوئے لال انداز سے

کی طرف چلے مگر یار لوگون نے اُنکو پھبتی زیب سمجھکر
خوب خوب آوازے اُنپر کسے اور کسی نے پورب سے پچھم
بتایا - آخرکار ایک بوڑھی عورت سے ٹھیک پتا دریافت
کرکے چلے اور خدا خدا کرکے لال اندارہ نظر آیا - دیکھا تو
صدہا سقے اور برہمن اور عوام پانی بھر رہے ہین -
خو - کیون بھئی یہ اندارہ تو آجتک نہین دیکھنے مین آیا تھا
اور تم بھر اس شہر مین رہے وہ عمر بھر نہ سہی - پندرہ بیس
برس تک سہی - یہ کیا کم زمانہ ہے -
سقہ - کیا کہین باہر گئے تھے آپ کیا -
خو - ارے میان ہمین بڑا تعجب ہوا ہے بھئی -
سقہ - اجی صاحب ابھی چار مہینے تو بنے ہوے -
خو - اہا - یہ کو بھلا کسنے بنوایا ہے -
سقہ - نواب قمرالدولہ بہادر شہزادے نے -
خو - وہ کہان رہتے ہین کیا امیر آدمی ہین -
سقہ - امیر نہوتے تو لاکھون روپیہ صرف کرتے -
دوسرا - ارے میان کس کے منھ لگتے ہو بھئی ہوتھ -
خو - اسکے کیا معنی - کچھ بدحالی تو نہین ہوا ہے -
سقہ - جانے دیجیے آپ اپنی طرف دیکھیے -
دوسرا - (مسکراکر) بڑا تیکھا ہے بڈھا بھی یہ -
سقہ - اسمین کیا شک ہے - حضور کا نام -
خو - جناب خواجہ بدیع الزمان صاحب بہادر -
سقہ - بہادر! ہونہہ! باپ نہ مارے پیڑی اور بیٹا تیرانداز
خدا کی شان آپ اور بہادر! کہان کے بہادر ہو میان
خو - (ہنسکر) جتنے بانکے ہین سب منکسر مزاج -
سقہ - آپ بانکے بھی ہین خیر سے واہ وا!! -

خواجہ صاحب نے پتا پوچھکر نواب قمرالدولہ کے
محل اور محلسرا اور ڈیوڑھی اور امام باڑہ اور مسجد اور
باغ اور املاک سب کا باہر ہی باہر جائزہ لیا اور چلے مگر
پھبتے اور ایک دربان سے علیک سلیک کرکے یون
ہم کلام ہوے -
خو - سلام علیکم - بھائی چوبدار صاحب -
دربان - وعلیکم بھائی - حکم کہیے -
خو - کچھ نہین نوکری کی تلاش مین ہین -
دربان - داروغہ صاحب سے کہیے شاید مطلب نکلے -
خو - شہزادے تک رسائی ممکن ہے یا نہین -
دربان - ہونہہ! پرندہ پر نہین مار سکتا میان -
خو - درویشون کی بھی روک ٹوک ہے کیا -
دربان - یہان سب کی روک ٹوک ہے صاحب -
خو - اچھا پھر داروغہ صاحب سے کب ملین -
دربان - اُنکے مکان پر جایئے اور کچھ چٹایئے -
خو - یہ بات ہے - بھلا شہزادے کو سلام کر لین -
دربان - یہین بیٹھے رہو - جب گاڑی پر سوار ہوکر نکلین
تو جھک کے تین بار سلام کرو - یون ہی دس پندرہ
دفعہ سلام کرو - شاید کوئی بات نکلے -
خو - کس وقت سوار ہوتے ہین - بھائی جان شام کو -
دربان - جی کوئی دو گھڑی دن رہے کے وقت -
خو - اچھا تو ہم جاتے ہین - پھر آئینگے -
دربان - اگر کوئی اچھی صورت دکھاؤ تو پو بارہ ہین -
خو - اچھا پھر گفتگو ہوگی - اب اسوقت جاتے ہین -
دربان - ایک دفعہ جان جائین بس پھر کیا ہے -

خو - اجی ہم بڑے کمال کے لوگ ہیں میاں -

غنچہ وش از ہمہ نقصان لب بربند — خیرہ چو گل بر رخ ہر کس مخند
گفتن بسیار نہ از نغزی است
ولولۂ بلبل ز بے مغزی است

کیا شہزادے کی شادی ہو گئی ہے -

دربان - ایک اہو کہ ایک چھوڑ دو دو - اور پھر بھی ہر روز دھما چوکڑی مچی رہتی ہے اور خوشامد کرنے والے گھیرے رہتے ہیں -

خو - اچھی بات ہے - کسیکا بھلا تو ہو جاتا ہے -

دربان - اجی امیر آدمی ہیں - لاکھوں روپیہ پاس ہے -

خواجہ بدیع الزمان وہاں سے سوار ہونے ہی کو تھے کہ ایک شخص نے جو شہزادہ قمر الدولہ بہادر کے پاس سے آتا تھا دربان سے کہا سرکار کو تو بس یہی دُھن ہے کہ حسن آرا پر جادو کر دو - اسوقت شہر کے حسینان پری تمثال جمع ہیں - مگر کسی کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتے اور طرہ یہ کہ حسن آرا کی صورت بھی کبھی نہیں دیکھی مگر عاشق زار ہو گئے - ع -

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد

اور دل لگی یہ کہ رفیق لوگ اور چنگ پر چڑھا رہے ہیں اور اُسکے حسن کی وہ وہ تعریفیں کر رہے ہیں کہ میں کیا عرض کروں -

خو - حضرت اگر ہماری رسائی - وہاں تک ہو تو دیکھیے ہم کیسی کایا پلٹ کر دیتے ہیں کہ حسن آرا کا نام تک نہ لیں

شخص - آپ کون صاحب ہیں اسم شریف آپ کا

خو - بندے کو بدیع الزمان بدیع کہتے ہیں -

شخص - آپ شاعر بھی ہیں وطن کہاں ہے آپکا -

خو - شاعر بھی ہیں کیا معنے - بس ایک شاعری - شاعر نثار - ہجو گو - ہزل گو - غزل گو - قصیدہ گو - بنوٹیے - بنکیت - پہلوان - گل چلے - قادر انداز - تیر انداز - شہسوار - پیراک - بذلہ سنج - علم موسیقی کے عالم ستار باز شاطر بے بدل - سب ہنر ہم میں فضل الٰہی سے ہیں -

شخص - آپ تو مجھے کوئی دیوانے سے معلوم ہوتے ہیں

خو - واہ ری قدر دانی واہ حضرت واہ - سبحان اللہ -

دربان - اب آپ جاتے کہاں ہیں شیخ جی صاحب اس وقت -

شیخ - حکم ہوا ہے کہ کسی رمال کو بہت جلد حاضر کرو -

خو - ہم کو لیچلو - واللہ شہزادے کمال مسرور ہوں -

شیخ - لے تو چلیں مگر آپ رمل کیا جانیں - آپ تو گل چلے اور شاعر اور بنوٹیے اور الم غلم ہیں - رمل کا تو آپ نے نام ہی نہیں لیا حضرت -

خو - (کان پکڑ کر) یہ زبان جو چاہے کرے ہاے ہاے اگر رمال کہہ دیتا تو وہاں تک مزے سے رسائی ہو جاتی -

خواجہ صاحب نے ٹھان لی کہ فوراً چل کے آزاد کو اس خبر سے مطلع کرنا چاہیے - ایسا نہو کہ وہ غافل و بیخبر رہیں اور یاروں کا چکمہ چل جائے گرتے پڑتے بعد خرابی بصرہ آدھی دور پہونچے تھے کہ ایک پرانے دوست سے مڈھ بھیڑ ہوئی - خوجی کو اُنھوں نے روکا اور دونوں بغلگیر ہوئے تھوڑی دیر تک خواجہ صاحب نے اپنے سفر و فتح و ظفر کا حال بڑی

بڑی خدومدسے بیان کیا بعد ازان کہا کہ یار ہم ایک نئی مصیبت مین گرفتار ہین۔ اگر ہمکو مدد دو تو عین نوازش ہے ورنہ بڑی خرابیان واقع ہونگی۔ اس شہر مین ایک قمر الدولہ رہتے ہین۔ شہزادے۔ سنا بڑے روپئے والے ہین وہ اتفاق سے حسن آرا بیگم پر عاشق ہوے ہین اور انکا قصد ہے کہ آزاد کو قتل کروا ڈالین جب سے یہ خبر سنی ہے ہوش اڑے ہوے ہین سو مرزا جی اگر آپکے امکان مین کوئی بات ہو تو بتایئے۔ مرزا صاحب نے کہا۔ میان ہوش کی دوا کرو۔ خدا کو دیکھا نہین مگر عقل سے تو پہچانا ہے۔ کجا آزاد کجا قمر الدولہ ؏

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

قمر الدولہ کی بھی کوئی حقیقت ہے۔ آزاد کے مقابلے مین چلے ہین اور جو آپ نے سنا ہے کہ آزاد کے قتل کی فکر ہے۔ یہ سب گپ بازی ہے۔ انگریزی مین قتل کرنا یا قتل کرانا دل لگی بازی نہین ہے کہ کانا اور لے دوڑے۔ ہمارا تو قمر الدولہ کے ہان آنا جانا ہے۔ زمانے بھر کے بودے۔ ڈرپوک۔ بھلا وہ کیا مقابلہ کرینگے بیچارے لاحول ولا قوۃ۔ خواجہ صاحب نے جو سنا کہ مرزا جی انھین کے ہان نوکر ہین تو ہاتھ جوڑ کر بعد عجز عرض کیا کہ بھائی ہمکو بھی لے چلو۔ ہم رئیسون کی صحبت مین برسون رہے ہین۔ دو باتون مین رنگ پر لے آئین تو سہی۔

مرزا صاحب انکو لیکر قمر الدولہ کے ہان آئے خواجہ صاحب نے جاکے فرشی سلام کیا اور ادب کیساتھ بیٹھے دیکھا تو حوالی موالی رفیق مصاحب سفید پوش زرق برق تختون کی نشست ہے کچھ آدمی مونڈھون اور کرسیون پر بیٹھے ہین شہزادہ قمر الدولہ بہادر مسند پر متمکن ہین پیچوان پی رہے ہین اور رفقا بلبل کی طرح چہکتے ہین۔

آغا۔ حضور اگر حکم ہو تو تارے آسمان سے اُتار لون۔

منے۔ حق ہے ایسا ہی رعب ہے ہماری سرکار کا۔

مرزا۔ خداوندا اب حضور کی طبیعت کا کیا حال ہے۔

آغا۔ فضل الٰہی ہے۔ بس وہی بات ہے اور خدا نے چاہا تو صبح شام شب لڑا ہی چاہتا ہے حضور کا نام سن کے اور کوئی شکل سے انکار کریگا۔ بھلا۔

منے! جی پرستان کی حور ہو تو لونڈی بنجائے۔

مرزا۔ درین چہ شک باغ مین کچھ کیفیت دیکھی تھی۔

منے۔ این! کسقدر بیخود ہوگئی وہ عورت ماشاءاللہ!۔

مرزا۔ وہ کیا بیخود ہوئی حضرت یہ حسن عجب شے ہے۔

قمر۔ (مسکرا کر) واہ حسن یہان کہان!۔

خو۔ خدا گواہ ہے کہ شہر مین دوسرا رئیس ٹکر کا نہین ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب باری نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور قدرت کے سانچے مین ڈھالا ہے۔ اور باریک بینون کے سمجھنے کی بات ہے۔ کروڑ روپے کی بات ہے عرض کرتا ہون خداوند حضور کا حسن حسن مردانہ ہے۔

رفقا۔ سبحان اللہ۔ واہ خانصاحب واہ سچ ہے۔

مرزا۔ خانصاحب نہین ۔ یہ خواجہ صاحب ہین۔

رفقا۔ اجی واہ کیسے بلند خواجہ صاحب نہین شیخ جی سہی ہم تو انصاف کے لوگ ہین خدا کو منھ دکھانا ہے کیا بات کہی ہے۔

خو۔ این سخن باید بہ آب زر نوشت۔

رفیق۔ خواجہ صاحب آپ تو آج اوّل مرتبہ اس صحبت مین شریک ہوئے ہین۔ رفتہ رفتہ دیکھیے گا کہ حضور کے مزاج کی کیا کیفیت ہے

دوسرا۔ بڈھون مین بوڑھے۔ جوانون مین جوان۔

خو۔ مجھ سے کہتے ہو۔ شہر کا کون رئیس ہے جس سے خواجہ بدیع نہیں واقف۔ واللہ انکا ثانی نہین ہے۔ کوئی یہ اپنا جواب نہین رکھتے۔

آغا۔ بھئی مرزا ہم نے تو بڑا کام کیا۔

مرزا۔ ہان اب صورت کیا قرار پائی۔

آغا۔ اُس واہی سے تعلق قطع۔ اور اِدھر رجحان۔

مرزا۔ (خوش ہوکر)۔ واللہ! ہاتھ لائیے گا۔

آغا۔ (ہاتھ دیکر) مردون کا وار خالی جائے۔

مرزا۔ کیا مجال۔ اور یہ سب حضور کا اقبال ہے

قمر۔ مین تو تڑپ رہا تھا۔ زندگی وبال تھی۔ مگر اُنھون نے آن کے بیان کیا کہ مشاطہ کہتی ہے۔ معاملہ رو باصلاح ہے وہ صرف اپنی بدنامی کو ڈرتی ہین ورنہ سُنا تو یہی ہے کہ ادھر اب رجحان زیادہ ہے۔

مرزا۔ بیشک بیشک۔ اے حضور ہزار جان سے عاشق ہو جائے یہ شکل یہ صورت یہ چاند سی طلعت یہ نفاست یہ شیر مرد ایسا پائے کہان اور پھر ابھی سبزہ آغاز۔ کرورون روپیہ پاس ہزارون نمک خوار حسب نسب کو دیکھئے خاندان کو دیکھئے وہان کہا ہے۔

خواجہ صاحب متحیر کہ یا خدا یہ کیا سننے مین آیا حسن آرا بیگم کو یہ کیا ہوگیا کہ قمر الدولہ پر ریجھین۔ کبھی یقین آتا تھا کہ یہ سب صحیح بیان کیا ہے مگر کبھی شک ہوتا تھا کہ شاید غلط ہے اُنکی تقریر نے قمر الدولہ کے دلمین جگہ کرلی اور اُنھون نے کئی بار اُنکو دیکھا۔ خوجی روسا اعظام کی صحبت مین تو بارہا رہ ہی چکے تھے اور برسون امرا کی خدمت مین رہے تھے رنگ جمالیا۔

آغا۔ خداوند دور دور تک حضور کا نام ہے۔

مرزا۔ اے کیون نہین۔ تا بہ لندن تک۔

خو۔ کہہ دیا نہ بھائی جان کہ دوسرا نظر نہین آتا۔

قمر۔ (آغا سے) یہ کہان رہتے ہین اور کون ہین۔

آغا۔ غلام نہین واقف ہے۔ آپکا مکان کہان ہے۔

خو۔ غلام کا کفش خانہ مرغی بازار مین ہے۔

راوی۔ آگئے مسخرہ پن پر۔ بس پو بارہ ہین۔

آغا۔ جب ہی آپ کڑک رہے تھے کیون صاحب۔

خو۔ مجھے تو آغا صاحب مرغی میجر معلوم ہوتے ہین۔

مرزا۔ ہان انڈے بیچتے تو ہمنے بھی دیکھا تھا۔

خو۔ اجی یہ صدر بازار مین ٹاپا کرتے ہین۔

قمر۔ ماشاء اللہ۔ خواجہ صاحب ضلع جگت مین طاق ہین۔

خو۔ (آداب کے ساتھ سلام کرکے) قدر دانی ہے۔

قمر۔ نہین واللہ بہت لطیفہ باز اور خوش تقریر ہو۔

خو۔ (پھر سلام کرکے) یہ حضور کی قدر دانی ہے۔ ع

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

حضور اگر اجازت دین تو ایک قصیدہ کہہ لاؤن۔

قمر۔ کیا آپ شاعر بھی ہین کچھ کلام سُنائیے۔

خو۔ بندہ خواجہ بدیع یعنی بدیعا برگی گوید کہ کم کم گوید قابل سماعت خادمان من بدیع نیست مگر الامر فوق الادب فارسی گوید یا اُردوے۔

راوی۔ اے سبحان اللہ۔ اُردوے کی لے نے جان ڈال دی اور خادمان حضور بھول کے خادمان من بدیع کہنے لگے۔ اے سبحان اللہ۔

آغا۔ فارسی بھی خوب بولتے ہین آپ۔ ماشاء اللہ

خو۔ حضور بندہ در ایران زمین رفتہ بودہ شدہ آمد۔
قمر۔ پھر کچھ کلام تو سناؤ صاحب کوئی غزل کہیے۔
راوی۔ اسمین خواجہ صاحب برق پیش ملا شاعر و پیش شاعر ملا۔ و بیش ہر دو ہیچ و پیش ہیچ دو غزلین صد ہا یاد تھین۔
خو۔ حضور ایک مخمس سناؤن آتشی کی غزل پر۔
راوی۔ آغا صاحب تو کچھ جانتے بھی تھے مگر قمر الدولہ کے فرشتے خان نے بھی کبھی نہین سنا تھا کہ مخمس کس جانور کا نام ہے خواجہ صاحب نے یہ مخمس سنایا۔

تا کجا شرح دہم قصۂ طولانی را　　تا کجے باز نمایم غم پنہانی را
چند بر راہ نہم دیدۂ حیرانی را　　ساز آباد خدایا دل ویرانی را
یا مہ مہر تبان ہیچ مسلمانی را

ای خدا کے دو جہان بہر غلامان کل　　گوشۂ چشم سوی گوشہ نشینان خمول
عرض حاجت بجناب تو نہ ہیچ ست فضول　　میتوانی کہ دہی تنگ مر العس قبول
تو کہ در ساختۂ قطرۂ بارانی را

یارب از دست فلک چند بظلم شب و روز　　از کرم دیدۂ شام شب ہجران برو روز
مفگن بر سر من برق فراق جانسوز　　ہمہ گہ لالہ رخان بہر عتابم مفروز
بر من آتشکدہ مپسند گلستانی را

آغا۔ واہ وا سبحان اللہ۔ حضور اچھا کلام ہے۔
قمر۔ ہان خوب کہتے ہین خواجہ صاحب۔ فارسی ہے۔
راوی۔ خوب سمجھے۔ اس طبیعت داری کے صدقے دو حرف نہ بتا سکتا مگا کہدیا کہ فارسی کلام ہے۔ اور کوئی ہوتا تو عربی یا انگریزی سمجھتا۔
مرزا۔ صاحب خوب ہی فرماتے ہین۔ کیا کلام ہے۔
قمر۔ یہ سب شعر تھے جو اسوقت خواجہ صاحب نے کہے۔
راوی۔ اعجاز اعجاز۔ عقل کی رسائی اسے کہتے ہین۔
مرزا۔ جی ہان خداوند سب شعار تھے۔ اور چیدہ۔
قمر۔ ہان کچھ اور پڑھیے۔ مگر وہی چنندہ ہون۔
خو۔ حضور ایک مشاعرے مین غزل پڑھی تو دھوم مچ گئی مطلع ایسا ہوا ہے کہ مجھکو اُسپر ناز ہے۔
قمر۔ فرمائیے فرمائیے۔ مگر جی خوش ہو جائے ایسا ہو۔
خو۔ انشاء اللہ۔ ذری داد دیجئے گا خداوند ع۔

گیسو کا تمھارے لقب اعجاز نما ہے

آغا ع بل کھائے تو اژدر ہے نہ کھلے تو عصا ہے۔
راوی۔ خوجی سخت نادم ہوئے چوری پکڑی گئی آپکی۔ خواجہ صاحب قمر الدولہ کی نظروں مین جچ گئے۔ چاہتے تھے کہ کچھ عرصے تک اور بیٹھین اور لوہ لین مگر سوچے کہ جانا دور ہے لہذا اجازت کے طالب ہوئے۔ مرزا صاحب کو بھی لیا اور اثنائے راہ مین اُنسے کہا کہ ایک ماتم کا مضمون لکھ دیجئے این! یہ ماتم کا مضمون کیا ہوگا۔ فرمایا کہ ابتدائی چند سطرین لکھ دیجئے اور جتنی چنان اسوقت نہ بنے کہا اس وقت قلم نہ دوات نہ کاغذ۔ لکھون تو کیونکر لکھون خواجہ صاحب نے مگا ایک عطار سے کاغذ خریدا اور اُسی کی دوکان پر چند سطرین مرزا صاحب سے لکھوالین مرزا صاحب نے تمہید کے فقرے قلم برداشتہ یون لکھ دیے۔

گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست
این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد

ہیہات ہیہات یہ کیا سانحہ حیرت خیز ہے اور کیا واقعہ عبرت انگیز کہ قلم خونین رقم صفحۂ قرطاس پر اشکبار رہے

اور دل حزین منزل سراپا مضطر و بیقرار - دنیاے دون کا حال قابل عبرت ہی - اور نوجوانان نوخیز کی وفات کا اندوہ و ملال لائق حسرت گردون دون کی کجرفتاری سے زمانہ عاری ہی - رنج و الم کی گرم بازاری ہی محیط غم کی طغیانی ہی - رود بار ماتم کی روانی ہی یون تو ہر صغیر و کبیر کی وفات کی خبر وحشت اثر سنکر دل بھر آتا ہی لیکن جوانان صالح کی وفات کا صدمہ بڑا ہی ستم ڈھاتا ہی - ہبوب صرصر غم سے غنچہ خاطر پژمردہ ہو اور دل اندوہ منزل ملول و افسردہ - گلزار عیش و نشاط پر خزان الم نے قبضہ پایا - بلاغ انبساط پر ابر غم چھایا - ازہار خاطر پر پژمردگی ہی - ہر فرد بشر کے دل پر افسردگی ہی - چنار آتش غم سے جلتا ہی - آبشار دفور غم سے سنگ کو سر پٹکتا ہی - وادرداوا حسرتا - وامصیبتا -

خو - (بڑھکر) چند اشعار ماتم بھی درج کر دیجئے -

مرزا - بہت اچھا ذرا یاد کر لون -

آہ کین چرخ ستمگر برزکین	عالمی را کرد با غم ہمقرین
یعنی از مرگ جوانان پر خرد	حشر برپا گشت بر روی زمین
جامۂ تہذیب زون بر قدش	خاتم اخلاق نامش بر نگین
فیض تا فیر شکر گفتار شیس	بر لبش کردہ سخنہا شکرین
مرکب ادراک او افلاک سیر	مرغ فکرش از ثریا دانہ چین
چون قضای ایزدی آمد بسر	رفتہ شد زین جہان حلت گزین
از فغان گوش ملایک گشت کر	نالہ بر شد بر سر چرخ برین
یکطرف خیل عزیزان سینہ چاک	دوستان یکسو بدل اندوہ گین

زین الم لب دیدہ با پر خون شدہ
صد ہزاران جان ز ہجرش دل حزین

خو - بس آداب عرض ہے اب بندہ رخصت ہوتا ہی -

مرزا - آخر یہ اسکو کر دیگے کیا - تمھاری وحشت ابھی تک نہ گئی روم سے واپس آئے - ہزار دن کنوؤن کا پانی پیا دُنیا دیکھی مگر کورے کے کورے ہی آئے -

خو - تم ان باتون کو کیا جانو جو عقل بھی ہو جب -

مرزا - ایک تو شکر گذار نہین ہوتے کہ وہان تک رسائی ہوئی آپکے تو فرشتے خان کا بھی گذر وہان تک محال تھا -

خو - یار بات جب ہو کہ اُسکو نیچا دکھائین کسی طرح -

مرزا - جائی صاحب آزاد پھر آزاد ہی - کجا وہ کجا یہ -

خو - تم نے آزاد کو دیکھا کہان ہی بھلا -

مرزا - نام تو سنا ہی - انکو کون نہین جانتا -

خو - شیطان سے زیادہ مشہور ہوئے ہم دونون -

مرزا - آپکو تو کوئی خال ہی خال جانتا ہی -

خواجہ صاحب اُنسے رخصت ہو کر روانہ ہوئے ہوٹل مین پہونچے تو آزاد کو پیرمرد سے باتین کرتے دیکھ کر للکارا من بدیعامی آیم - بابای من - آزاد نے کہا غل نہ مچاؤ یہان خدا جانے کیا مشورہ کر رہے ہین تم کو کیا تم بیفکرے ہو - کچھ لسبنت کی بھی خبر ہے - ایک نیا گل کھلا خوجی نے کہا ہم کو سکھاتے ہو ہم سے بڑھ کے تو ہی ہو کہتے ہین گھڑی دو مین مرلیا باجگی - یہین بھی عشق عاشقی کا حال معلوم ہوا ہے - آزاد کو حیرت ہوئی کہ خوجی سے کس نے کہا خواجہ صاحب ڈپٹ کر بولے ہم سے بڑھ کر شہر خبرا کوئی ہو تو سے پہلے چاہے - چاہے قمر الدولہ ہو - قمر الدولہ ابھی وہین سے آتا ہون خاص انھین کی صحبت سے زانو بزانو بیٹھا تھا - جیسے ہی خبر پائی کہ حسن آرا کے ایک اور عاشق پیدا ہوے معاً قمر الدولہ سے

سکے ہان پہونچا کہ حال تو دریافت کرون اور وہان یاز
لوگ بھڑ ے دے رہے ہین کہ حسن آرا کا میلان طبع
اب حضور ہی کی طرف ہو۔

خواجہ صاحب نے قمر الدولہ کے مکان کا پتا بتایا
شکل و صورت کا حال بتایا اور کہا کہ کامل ایک گھنٹے تک
ہمسے اُنسے بات چیت رہی۔ اور ہماری تقریر سے نہایت ہی
محظوظ و مسرور ہوئے اور عجب نہین کہ مصاحبون مین نوکر
رکھ لین مگر اُنکے کل رفیق بھی کہتے تھے کہ حسن آرا بیگم اب
حضور کی جانب زیادہ رجوع ہین اور مجھے ہنسی آئی پہلے تو
یون ہی سا یقین ہوا تھا کہ شاید ایسا ہی ہو لیکن پھر مین سمجھا
کہ خواجہ بدیع اکہ ہر تیرا خیال ہو اور اسقدر مبالغہ لوگون نے
کیا ہو کہ خدا نخواستہ وہ آدمی مقرر کر چکا ہو کہ قتل کروا ڈالے
ہی۔ اور جب ہی تو مین مرعوب کر رہا گا کہ چل کے خبر تو لون
کبھی یہ کیا معاملہ ہو بیڈھب بیٹھے بٹھائے اچھا لنگوٹ چھوکرا
آدمی تو خبطی سا ہو۔ اور جاہل مطلق۔ ان پڑھ لیکن خوشرو
ہے اور اُسکے اُمیّہ ہونے مین تو شک ہی نہین مگر خدا کی
قسم تمھارے سامنے کھڑا ہو تو خود ہی شرما جائے مگر ہم
سمجھتے تھے کہ تم کو ابھی اطلاع ہی نہ ہوئی ہوگی اور یہان
آئے تو تم کو سب سے پہلے خبر ہو گئی آخر یہ اسرار کیا ہے
حسن آرا کو اُسنے کہان سے دیکھ لیا۔ چھوکری ہو چلبلی
کوٹھے پر گئی ہوگی۔ بس چھوکری کی لفظ پر دونون ہنس پڑے
پیر مرد نے مسکرا کر کہا کہ چھوکری کا لفظ تو بڑی تعظیم کا ہو
چھوکر یا کہا ہوتا۔

اسکے بعد آزاد نے اُنسے کچا چٹھا بیان کیا اور کہا تمسے
اگر کوئی پوچھے بھی تو تم کہنا کہ ہمین نہین معلوم یہ خبر مشہور
نہ ہوئے دو خواجہ صاحب نے اُنکی راے سے اتفاق کیا
اور یون کلمات نصایح آمیز زبان پر لائے۔

برادر باباے من بدنیج ۔ دنیا جائے دم زدن
نہین ہے ع

اگر این عجوزہ عروس ہزار داماد است

اور پیر مرد صاحب آپ اُنسے کہدیجئے سمجھا دیجئے کہ ناحق
کاہے کے واسطے خواہی نخواہی اپنے کو ملعون کرتے ہین
ایک مقام پر خدا جانے لوگ کیا کیا شک کرتے تھے۔
کوئی کچھ کہتا ہو کوئی کچھ۔ آپ کس کس کی زبان روکین گے
اب آپکو لازم ہے کہ اُنکو کوٹھے تک نہ جانے دین بلکہ اگر
موقع ملا تو اب مین وہین رہا کرونگا۔

آزاد نے اس راے سے اتفاق کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی
کہا کہ (بشرطیکہ عقل سے کام رکھیے) وہان لوگ آپکو تو
بنائینگے۔ اور آپ خواہ مخواہ سب سے جھگڑے پر آمادہ ہو جائینگے
یہ کون سی دانائی ہو بھلا سوچیے تو سہی اس سے نتیجہ
کیا نکلے گا خاک۔ اور ذلت ہو گی کہ آزاد کے رفیق ہین۔
خواجہ صاحب بہت بگڑے۔ اجی آپ جب دیکھو ترچھے ہی
ہو کر باتین کرتے ہین کیا کوئی آپ کا دیا کھاتا ہے یا آپکا
دبیل ہے۔ خدا واسطے کا جھگڑا بڑے عقلمند آپ ہی
تو ہین ایک۔

اب سُنیے کہ دوسرے روز آزاد پاشا کے پاس ایک
نوٹس آیا انگریزی عبارت مین درج تھا کہ آج شب کو
سات بجے سے مسٹر ایڈسن صاحب ہندوستان کی
سوشل حالت کی نسبت لکچر دینگے امید ہو کہ اصحاب
علم دوست ضرور قدم رنجہ فرمائین اور دو گھڑی تک ہنسے

ڈل مین ایک فٹن پر ایک معزز یورپین جنٹلمین آئے اور دریافت کیا کہ آزاد پاشا کہان فروکش ہین۔

آزاد نے جو اپنا نام سُنا تو آگے بڑھے اور صاحب ممدوح فٹن سے اُتر کر مصافحہ کر کے یون ہمکلام ہوئے۔

صاحب۔ مجھے یہ امر دریافت کرنے کی حاجت نہین ہے کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے۔ گریفک۔ اور لندن نیوز مین آپکی تصویرین چھپ چکی ہین۔

آزاد۔ بجا ارشاد ہوا۔ جناب کا اسم مبارک صاحب۔

صاحب۔ کرنل فرنوال۔ مین دورے پر تھا ورنہ آپ سے ضرور ملتا۔ کل ہی واپس آیا ہون۔

آزاد۔ آپ یہان کس عہدے پر ممتاز ہین۔

صاحب۔ مین اس قسمت کا کمشنر ہون۔ دو برس سے

آزاد۔ مین کمال ممنون ہوا کہ آپ نے اسقدر تکلیف کی میرا خود قصد تھا کہ یہان کے حکام سے ملون۔

صاحب۔ مین چاہتا ہون کہ آپ اسوقت میرے ہمراہ چلین۔ لکچر کا وقت بھی قریب ہے۔ مین نے خود آپکے ہان نوٹس بھیجا تھا اور مین چاہتا ہون کہ آپ بھی کچھ تقریر کرین۔

آزاد۔ بسر و چشم۔ سوشل حالت ہندوستان بہت خراب ہے۔

صاحب۔ انتہا سے زیادہ خراب ہے۔ اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ مگر بہت خرابی یہ ہے کہ لوگ مانتے نہین اور کہتے ہین کہ رسمین بدل نہین سکتین۔

آزاد۔ مین اُسکی تردید کرونگا۔ وہ بالکل غلط کہتے ہین

صاحب۔ آپ نے تمام دُنیا مین دھوم کر دی جس ملک مین اخبارون کی اشاعت ہے وہان چھوٹے بڑے سب آپ سے واقف ہونگے۔ اور واقعی آپ بڑے جیالے اور لائق اور جوانمرد ہین۔

اتنے مین حسن اتفاق سے مس کلیرسا چق اُٹھا کر باہر آئین تو اجنبی کو دیکھ کر کسی قدر جھجکین۔ مگر آزاد نے فوراً مس کلیرسا اور کرنل فرنوال کہکر ان دونون باہم مصافحہ کرایا اور کرنل صاحب سے مس کلیرسا روسی زبان مین گفتگو کرنے لگین یہ صاحب عرصۂ دراز تک روس مین رہ چکے تھے اور روسی زبان مین انکو پوری پوری مہارت حاصل تھی کچھ دیر تک مس کلیرسا اور کرنل صاحب مین باہم گفتگو رہی بعد ازان آزاد (اور کرنل صاحب کے اصرار سے) مس میڈا اور کلیرسا لکچر سننے کے لیے روانہ ہوے۔

آزاد۔ یہ اوّل مرتبہ ہے کہ اس ملک کے جلسۂ عام مین یہ دونون لیڈیان جاتی ہین۔ آپ تو ان دونون کے نام سے بیشتر ہی سے واقف ہونگے۔

کرنل۔ اسمین کیا شک ہے مجھے اِسوقت دلی مسرت حاصل ہوئی کہ مین نے آپ سب کو دیکھا جن کا ذکر خیر اسقدر عرصے تک اخبارون کے ذریعہ سے نظر سے گذرتا تھا اُن کو اب آنکھون سے دیکھا اس سے زیادہ مسرت اور کیا ہوگی۔

آزاد۔ یہ مسٹر اینڈرسن کون بزرگوار ہین۔

کرنل۔ اکسفورڈ یونیورسٹی کے۔ نیگلر۔ ام۔ اے۔ اور بڑے عالم و فاضل آدمی ہین۔ ہان خوب یاد آیا آپ کے

ساتھ ایک مسخرہ تھا خوجی۔

کلیسا۔ (ہنسکر) پرلے سرے کا مسخرہ ہے۔ خوجی۔

میڈا۔ بس اُسکی صورت دیکھ لیجئے۔ فوراً معلوم ہو جائیگا کہ مسخرہ ہے۔

الغرض جب لکچر کے کمرے مین داخل ہوئے تو مسٹر اینڈرسن صاحب نے تھوڑی دیر مین لکچر شروع کیا اور اُنکی تائید مین آزاد یون ہمصفیر ہوئے۔

رسوم مذموم کا چھوڑ دینا یا بُری باتون کے عوض نئی اور عمدہ باتون کا سیکھنا نہ غیر ممکن ہے نہ بے ادبی۔ یہ تو بدیہی اور ضروری ہے کہ حکماے متقدمین نے علم حکمت کو دو حصون پر منقسم کیا ہے۔ اولاً حکمت نظری۔ ثانیاً حکمت علمی حکمت نظری مین علم مابعد الطبیعت کا تذکرہ ہے اور حکمت عملی کی تین قسمین ہین۔ تہذیب اخلاق۔ تدبیر منازل۔ سیاست مدن۔ اور سب باتون سے قطع نظر کر کے ہم اخلاق کی روسے ثابت کرنا چاہتے ہین کہ انسان نیک سے بد اور بد سے نیک ہو سکتا ہے۔ خلق کی دو قسمین ہین خلق طبیعی۔ اور خلق کسبی۔ خلق طبیعی اُس کو کہتے ہین جو طبیعت سے تعلق رکھتا ہے۔ (یعنے ہنسنا) اور خلق کسبی وہ ہے جو عادت سے متعلق ہو مثلاً (تڑکے اُٹھنا) خلق طبیعی غیر ممکن الزوال ہے۔ اور خلق کسبی سریع الزوال ہے معلم اوّل یعنی ارسطاطالیس کا مقولہ ہے کہ خلق کوئی طبیعی نہین ہے اور شاید معلم ثانی ابو نصر فارابی کا قول ہے کہ انسان اصل مین مجسم شر ہے۔ لیکن تعلیم و تلقین سے اُسکی طبیعت اخلاق کو قبول کر لیتی ہے۔ جالینوس اور بطلیموس کی یہ راے ہے کہ بعض انسان بالطبع اہل خیر ہین اور بعض بالطبع اہل شر ہین حکماے متاخرین مین سے محقق طوسی نے یون تحریر کیا ہے کہ ہر ایک خلق قابل تغیر ہے اور جو شے قابل تغیر ہے وہ طبیعی نہین پس کوئی خلق طبیعی نہین ہے۔ محقق دوانی نے لکھا ہے کہ اگر خلق قابل زوال نہین ہوتا تو خدا قوت متخیلہ اور قوت تمیز وہ نہ پیدا کرتا غرضکہ خلاصہ اُن سب کا یہ ہے کہ اخلاق قابل زوال ہین۔

اَب دیکھنا چاہیئے کہ رسم کو اخلاق طبیعی سے تعلق ہے یا کسبی سے۔ ہمارے علم و یقین مین رسم کو طبیعت سے مطلق مناسبت نہین۔ مگر دعویٰ بے دلیل کے مہمل ہوتا ہے پس ہم شکل بدیہی الانتاج قائم کر کے چٹکیون مین ثابت کئے دیتے ہین کہ رسم اجزا خلق کسبی مین داخل ہے

صغریٰ رسم ممکن الزوال ہے۔

کبریٰ۔ جو ممکن الزوال ہے طبیعی نہین۔

نتیجہ۔ پس رسم طبیعی نہین۔

دوسرا ثبوت۔ طبیعت جوہر ہے اور رسم عرض ہے جوہر بالذات اور عرض بالصفات پس رسوم جو متعلق عادت ہین۔ بالصفات ہین۔ بالذات نہین۔ اَب اگر کوئی صاحب یہ فرمائین کہ درحالیکہ رسوم کا تغیر ممکن ہے اور اکثر اصحاب کوشش بلیغ کر رہے ہین تو پھر مراسم شایستہ کا اجرا اور افعال ناشایستہ کا ترک کیون عمل مین نہین آتا اسکا جواب بصد عجز یہ ہے۔

اولاً۔ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ علما کا قول فیصل ہے بعض رسوم ایسی ہین کہ وہ ہماری طبیعت کے ساتھ خمیر ہو گئی ہین اور شکر و شیر کی طرح مل گئی ہین۔ اُنکا چھوڑنا دفعتہً غیر ممکن ہے

ثانیاً اگر ایک خالی گھڑے کو اوندھا کر کے پانی مین ڈباوین تو وہ پانی سے بھر نہ جائیگا۔ کیونکہ ہوا اُسمین موجود ہے اسی طرح جب تک ہم لوگون کے دل سے پُرانی رسمون کی خوبیون کا خیال نہ جاتا رہے گا تب تک نئی باتون کا ذہن نشین ہونا علم طبیعات کے مسئلہ امتناع تداخل سے غیر ممکن الوقوع ہے۔

ثالثاً۔ علم جر اثقال سے ثابت ہو کہ اگر دو مساوی قوتین ایک جسم پر ایک ہی سمت مین عمل کرین تو اُس جسم کی رفتار دوچند ہو جائیگی اور اگر دو مساوی قوتین سمت مقابل مین عمل کرین تو جسم مذکور ساکت رہیگا۔ اور جو غیر مساوی قوتین کسی جسم پر سمت مقابل سے عمل کرین تو جو قوت زیادہ ہوگی اُسکا عمل ظہور پذیر ہوگا فرض کیجیئے کہ قوم ایک جسم ہی جس پر دو قوتون نے اپنا عمل جاری کیا اس طور پر ایک قوت چاہتی ہو کہ جسم مذکور ملکات فاضلہ کی طرف بھیجے اور دوسری بالعکس تو جو قوت زیادہ ہوگی اُسکا عمل بقدر زیادتی ظہور مین آئے گا۔

رابعاً۔ بڑے بڑے تجربہ کار آدمیون کا قول ہی جس چیز کو ہم عرصۂ دراز سے کرتے آئے ہین وہ چاہے کیسی ہی خراب ہو بھلی معلوم ہوتی ہے چنانچہ آیرلینڈ کے مشہور اور لایق نثار اور شاعر نے لکھا ہو کہ فرانس کے بادشاہ نے ایک مرتبہ ایک قیدی کو رہا کر دیا جو ساٹھ برس تک قید خانے مین رہا تھا وہ جا کر بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور یہ دعا دے کر التماس کیا کہ مین ساٹھ برس سے قید خانے مین رہنے کا عادی ہون مجھے وہی پسند ہے اور چاہتا ہون کہ پھر قید خانے مین جاؤن۔ اسی طرح پُرانی رسمون کا بھی حال ہو کہ اپنے یہان کی رسمین اصل مین کیسی ہی خراب ہون مگر بھلی معلوم ہوتی ہین باقی رہا یہ امر کہ جو لوگ دیہات و قصبون مین ہین وہ اپنے لڑکون کو کیونکر تعلیم دین اس کی نسبت ہماری رائے یہ ہے کہ اگر دال روٹی سے خوش ہون تو ممکن ہے۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین ایک مشہور و معروف عربی جملہ ہے جسکے معنی یہ ہین کہ اگر علم چین مین ہو تو وہان جا کے سیکھو۔ شاید کوئی صاحب چین بجبین ہون کہ تحصیل علم کچھ چین ہی پر منحصر نہین ہے جہان علم ہو وہان سیکھنا چاہیئے پھر چین کی کیون خصوصیت کی اس مین کیا سرخاب کا پر ہے۔

حضرت یہ ایک نکتہ ہے۔ ذرا کان دھر کے سنیئے چین بر اعظم ایشیا کے شہرون مین ہے اور عرب مغرب مین مطلب یہ ہے کہ اگر بعد المشرقین ہو تو بھی قصر ہمت نہ کرو۔

طلب کردن علم شد بر تو فرض
دگر واجب ست از پیش قطع ارض

اب ہم دیکھنا چاہتے ہین کہ ہم لوگ تحصیل علم کے لیے قطع ارض کرتے ہین یا نہین۔ صاف ظاہر ہے کہ گھر سے اسکول تک جانے کو ہم لوگ عموماً بڑی منزل کا طے کرنا سمجھتے ہین مگر بعض علم دوست ایسے بھی ہین جو اپنے لڑکون کی تعلیم مین سرگرم رہتے ہین لیکن تسپر بھی بعض اتفاقات کے سبب سے اُنکی آرزو بر نہین آتی اکثر لوگ زبان انگریزی سے ناواقف ہین اور اگرچہ لڑکون کو اسکول

بھیجتے ہیں مگر اُنکی تسلی نہیں ہوتی چھوٹے چھوٹے قصبوں نہیں بر سر روزگار ہیں جہان اچھا مدرسہ مفقود ہے بس لڑکے مفت میں تعلیم سے محروم رہتے ہیں۔ ہم ایک نسخہ بتائے دیتے ہیں یہ نسخہ لاکھ روپیہ کا ہے اگر کوئی صاحب اُس پر عمل کریں تو ہم پر احسان نہیں عنایت نہیں نہ عمل کریں تو حاشا ہم کو شکایت نہیں وجہ یہ ہے کہ اپنے صاحبزادون کو کسی ایسے رشتہ دار کے پاس بھیجیں جسکی لیاقت اور متانت پر اُنکو پورا بھروسا ہو اور جو طرز تعلیم میں کما حقہ تجربہ رکھتا ہو عام اس سے کہ وہ کسی شہر دور و دراز فاصلے پر ہو جو لوگ درس سے شوق اور تدریس سے ذوق رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ طرز تعلیم ایسا سہل نہیں ہے جیسا لوگ سمجھ بیٹھے ہیں یون تو ہر فرد بشر کو اپنی جگہ پر زعم ہوتا ہے کہ میں طرز تعلیم سے خوب واقف ہون ارسطو کو اپنے سامنے طفل مکتب سمجھتا ہون۔ مگر جو لوگ بغیر تجربہ کے اس مشکل کام کے جاننے کا دم بھرتے ہیں انپر یہ مثل صادق ہے۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

بہرحال اپنے لڑکون کو اپنے اعزا و اقربا میں سے اُنھیں لوگون کے سپرد کریں جو انگریزی مدرسون اور مکتبون دونون کے طرز تعلیم سے واقف ہون اور خود بھی کبھی ماسٹر رہ چکے ہون تو۔ نورٌ علیٰ نور۔ بہرحال اگر والدین اپنے لڑکون کی تعلیم کو دل و جان سے پسند کرتے ہون تو اس نسخہ سے شکایت مندرجۂ بالا رفع ہو سکتی ہے۔

بہنیں اکثر محبت کی وجہ سے اپنے پاس سے لڑکون کا دم بھر جدا ہونا پسند نہیں کرتیں مگر مردون کو چاہیے کہ اُنکو دلائل عقلی سے معقول کر کے اسطرف توجہ دلائیں اور تعلیم کے لیے اپنے لائق اور تجربہ کار رشتہ دارون کے پاس بھیجتے رہیں دریغ توجہ نہ فرمائیں۔

ایک شخص نے جو بالکل پرانے فشن کا تھا استادہ ہو کر کہا کہ اس قسم کی بحث اور ایسی کمیٹیون سے کوئی نتیجہ نہ نکلا ہے نہ نکلیگا جسکو جس امر میں ترقی کرنی ہو وہ خود کر دکھائے ورنہ خالی خولی ٹھائیں ٹھائیں سے کیا فائدہ نکلتا ہے اور کمیٹی میں بحث کرنے کے لیے اتنی باتیں اور امور متنازعہ کہان سے آئین گے۔

آزاد نے اس اعتراض کا جواب یون دیا۔

کمیٹی اس جلسۂ عام سے عبارت ہے جسمیں دس پانچ آدمی کسی خاص امر کے فیصلے کیلیے یکجا بیٹھ کر بحث کریں یہ کہنا کہ اسقدر امور متنازعہ یا غور طلب کہان سے آئین گے کہ ہر مہینے میں اُنکی ضرورت اور کمیٹی کے انعقاد کی حاجت ہو گویا اپنی عدم واقفیت کا ثبوت دینا ہے۔ بیسیوں باتیں ایسی ہیں کہ برسون سے اُنپر بحث ہو رہی ہے لیکن ہنوز روز اول ہے اس سے کہیں کوئی صاحب غلبۂ ذکاوت سے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ بحث سے کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ علما و فضلاے روشن ضمیر اور مدبران اُلاتدبیر کس خوبی اور خوش اسلوبی سے ایک دوسرے کے کلام کی تردید کرتے ہیں کہ باید و شاید اور اس سے کیا کیا عمدہ نتائج پیدا ہوتے ہیں کہ صل ملے شلاً پارلیمنٹ میں روس کی بحث چھیڑی گئی۔

فلان لارڈ نے بیان کیا کہ دریاے عمان پر ہماری ایک چھاؤنی ہونا چاہیے۔ کسی ممبر نے کہا کہ سرحد کابل

ایک رزیڈنٹ منجانب سرکار انگلیشیہ مقرر ہو کسی نے راے
دی کہ روسیون سے امر متنازعہ فیہ کی نسبت صاف صاف
دریافت کیا جائے کہ اُنکا مافی الضمیر کیا ہے ۔

الغرض بالغ خردان ذی ہنر اور مدبران بلند خیال
نے جو امور پولٹیکل مین ید طولیٰ رکھتے ہین بدلائل قاطعہ اور
براہین ساطعہ خوب دل کھولکر بحث کی ۔ صاحبان روشن ضمیر
کے آئینہ دل پر روشن ہو کہ اگر مدبران ذی فہم و فراست
گھر بیٹھے بیٹھے اپنے اڑھائی چاول گلاتے تو اُنکی دال نہ
گلتی اسیطرح ہندوستان مین جو صاحب زیور کیاست سے
متحلی ہین وہ اگر گھر بیٹھے انتظام کرنا چاہین تو معلوم ۔

ہانگیا ۔ نفس امارہ نے جو عموماً نفس مطمئنہ پر غالب ہوتا ہو
انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہو اور کان مین یہ بات
پھونک دی ہے کہ کم کان عقل اور اپنی قوم کی ناک ہو اس
زعم باطل مین انسان اپنے کو ارسطوے دہر اور جالینوس سمجھنے
لگتا ہو اور اپنے کو من کل الوجوہ قابل تسلیم تصور کرتا ہی لیکن
جلسۂ عام مین راے ظاہر کرنے سے شمشیر لیاقت کے جوہر کھل
جاتے ہین اپنی راے کے قبح اور اور ممبرون کے خیالات
نادرہ سے آگہی پاتا ہو جلسۂ عام مین بحث اور گفتگو کے
بعد جو راے قرار پاتی ہو وہ ایک متنفس کی راے سے زیادہ
وقعت رکھتی ہو ۔ لہذا گر بڑے بڑے ضلعون مین چند
دانشمند بھی ترقی قوم کے لیے باہم مشورہ کیا کرین تو
پھر ممبرون کی جادو بیانی دیکھین ۔

تماشا ۔ جو نسبت ملک کو بادشاہ سے ہے وہی قوم کو
کمیٹی سے ہے قوم شخصی سلطنت نہین ہو بلکہ جمہوری سلطنت
ہے افسوس کا مقام ہے کہ ہم لوگ اپنی قوم کی سلطنت جمہوری
کی بدانتظامیان دیکھتے ہین اور اُنپر قہقہہ اُڑاتے ہین مگر یہ
کوشش نہین کرتے کہ یہ بدانتظامی خوش انتظامی سے
مبدل ہو جاے ۔ رسوم مذموم ہماری قوم کی شمع عقل کے آگے
کافور ہو جائین اور اتفاق کے شیر ببر کی صورت دیکھتے ہی
روباہ نفاق منزلون بٹا توڑ بھاگے بعض صاحبون کا یہ
مقولہ ہو کہ اجی کیسی قومی ترقی ۔ کہان کی حب الوطنی ہمدردی
کی ایسی تیسی ۔ ہماری قوم کی اصلاح ممکنات سے نہین
محالات سے ہے قوم کے ذریعہ سے مہذب بننا اپنے تئین
بنانا ہے ہم پوچھتے ہین کہ یونائیٹڈ اسٹیٹس مین کون بادشاہ
ہے اب فرمائیے اسکا کیا جواب ہے بجز اسکے کہ وہ سلطنت
جمہوری ہے ۔

رعایا خود اپنے طرز پر انتظام کر لیتی ہے کیا خوش
انتظامی اور تہذیب اور شایستگی مین وہ ملک دنیا کے
پردے پر کسی سے کم ہے ۔ نہین صاحب ہرگز نہین آزادی
دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے علم و عمل نے وہ
ہاتھ پانون نکالے ہین کہ لیڈیان تک زیور عقل و علم
سے بازیب زین ہین تا بہ ذکور چہ رسد ۔

تہذیب کی ٹکسال ہے انتظام ملکی ایسا عمدہ ہے کہ
اصل علے ۔

جب آزاد پاشا نے تقریر ختم کی اور بیٹھے تو اکثر لوگ اُنکے
مداح ہوئے اور کئی یورپین جنٹلمین نے اُن کی تعریف کی
اور ایک صاحب نے جو اُنکے نام کے عاشق زار تھے پورے
ایک گھنٹے تک اُنکی مدحت سرائی کی ۔

اب سنیے کہ دو آدمیون مین اُن کے حسن کی نسبت
یون باتین ہونے لگین ۔

ق - سچ کتنا ایسا خوبصورت آدمی کبھی نظر سے گذرا ہے -

آ - خداوندیون کہیے جھوٹ کہدون ورنہ -

ق - اللہ اللہ - جو عضو بدن ہی سانچے کا ڈھلا ہوا -

آ - اس مین کیا شک ہی - اور حضور آنکھ ناک کان رخسار ہونٹھ ہاتھ پاؤن نک سک سب درست ہی - شیر معلوم ہوتا ہی - شیر -

ق - کیون صاحب دنیا مین اس سے بڑھکے نہوگا -

آ - حضور بس عرض کر دیا - لاکھو نہین ایک -

ق - اور خوش تقریر کتنا ہی کہ سبحان اللہ -

آ - بس حضور یہ سمجھ لیجیے کہ خدا کی اُسپر جسقدر عنایت ہے اسقدر بادشاہ وزیر پر بھی نہوگی - بس انتہا کی بات مین نے کہدی -

ق - ہان پھر حسن تو خدا کی دین ہی ہے -

آ - اور حسن بھی کیسا - عالم آشوب ہے -

ق - کیون صاحب جب ہم مردون کا یہ حال ہے تو عورتون کی تو عجب ہی کیفیت ہوتی ہوگی - واللہ - ہی ہے خدا جانے کیا گذرتی ہوگی -

آ - سرکار عورت کیا پری عاشق ہو جائے -

ق - اجی وہ خود رشک پری ہے اور مردانہ حسن -

آ - درین چہ شک ست شیر ببر ہے حضور -

ق - کلائی تو دیکھیے اور گوری چٹی کیسی ہے -

آ - کیا پوچھنا ہے - اے سبحان اللہ سانچے کی ڈھلی ہوئی ہے سنگین گول - گوری اور پھر شیر کی کلائی نظر آتی ہے -

ق - ذری دریافت تو کیجیے یہ کون صاحب ہین -

اتنے مین ایک پیرمرد جو انکے قریب بیٹھے تھے بولنے کہا حضرت آزاد پاشا جو آپ لے سنے ہون یہی ہین -

ناظرین غالبًا سمجھ ہی گئے ہونگے کہ یہ دونون صاحب کون تھے ایک قمر الدولہ دوسرے اُنکے رفیق آغا صاحب آزاد کا نام سنتے ہی دونون کے آئے حواس غائب غلہ ہوگئے - اور جب پیر معمر نے آزاد کا نام تبایا تھا اُسپر غور سے نظر ڈالکر قمر الدولہ نے پوچھا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ آزاد پاشا یہی ہین - پیر مرد نے مسکراکر جواب دیا چہ خوش ہم کو نہ معلوم ہوگا تو اور کسکو معلوم ہوگا - ہم تو بڑی بیگم صاحب کے ہان کے خانہ زاد ہین حسن آرا بیگم کو خدا سلامت رکھے گودیون کی کھلائی ہے - قمر الدولہ نے جو حسن آرا کا نام سُنا اور اُنکو معلوم ہوا کہ یہ پیر مرد اُنھین کے ہان نوکر ہین تو اور بھی ملول ہوئے اور فرط بیتابی و غم سے آنکھین اشکبار ہوگئین -

پیر مرد نے اُنکا یہ حال دیکھا تو یقین واثق ہوگیا کہ اس شخص کو سچا عشق ہے مگر آدمی تھا جہاندیدہ - دل پھیرنے کے لیے کہا - حضور ناحق اس پھیر مین پڑے ہین -

حسن آرا کی تمیز اور سلیقے اور لیاقت مین شک نہین - مگر میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ آپ کس ادا پر عاشق ہوئے ہین - اول تو کچھ ایسی حسین نہین - بلکہ اُن سے تو اُنکی چھوٹی بہن ہزار درجے اچھی ہین پھر کوئی ادا ایسی نہین جو دل پر اثر کرے - آخر یہ آپ جو اسقدر پریشان ہوتے ہین اس کا سبب کیا ہے اور حضور مین صرف اسوجہ سے کہتا ہون کہ حضور ہمارے بادشاہ اس ملک کے شہزادے ہین - بیکار اپنا نام بدکرنا اور ایک ایسے شخص کے مقابلے مین نیچا دیکھنا جو رئیس تک نہین ہے مین تو حضور

کو منع کردیگا۔ آیندہ اختیار ہے اور جو یہ لوگ حضور سے بجا جا کے کہتے ہین کہ حسن آرا بھی حضور کا نام سنکر عاشق ہوگئی ہین یہ سب غلط ہے۔ اُنکو خبر بھی نہین۔ وہ تو آزاد پر ہزار جان سے عاشق ہین اور اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو ایسا خوبرو جوان رعنا اس شہر مین کیا معنے تمام ملک مین نہوگا۔ ہم نے آجتک ایسا جوان اور ایسے کلّے ٹھلے کا آدمی نہین دیکھا۔ جوان اچھے اچھے دیکھے مگر یہ بل یہ کرارا پن یہ ہاتھ پانون یہ بھرے بھرے شانے یہ چوڑا سینہ یہ کلائی یہ چاند سا مکھڑا دیکھا نہ سُنا پھر ایسے شخص کے مقابلے مین کسی عورت سے عشق کا اظہار کرنا ہمارے نزدیک عقل کے خلاف ہے۔ ہم نے حضور کے باپ دادا کا نمک کھایا ہے وہ جوش کر رہا ہے۔ ہم اسوقت سچی سچی راے ظاہر کرینگے بھلا جسکو یہ چاہے اور جو اُسپر دل وجان سے فریفتہ ہو وہ کسی پری پر ساری خدائی مین عاشق ہو سکتی ہے۔ کیا مجال حضور اب اس امر کا خیال ہی نہ کرین۔ آزاد کی تصویر ہردم و ہر لحظہ حسن آرا کے پاس رہتی ہے۔ ممکن کیا کہ کسی اور کا خیال بھی دل مین آجائے میان عسکری نامے ایک شخص نے بڑے پاپڑ بیلے اور آزاد پاشا کی جھوٹی ہجو جابجا چھپوانی شروع کی مگر حسن آرا کا عشق کم نہ ہوا یہ عشق تو رگ دپے مین پیوست ہے مین تو دن رات دیکھتا رہتا ہون مجھ سے بڑھکر کیفیت کوئی کیا جانے گا بھلا بچپنے سے کھلایا ہے وہ کسی کا کہنا سُننا اس بارے مین نہین مانتین اور اگر اُن کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی فرد بشر آزاد کے علاوہ اور بھی اُن پر عاشق ہوا ہے تو معاذ اللہ تو یہ بھلی جانی دشمن انکی ہو جائین اور اُس کی صورت کیا معنے نام سننے تک کی روادار نہ رہین۔ اسقدر رشنا دہو جائے۔ جب آزاد روم مین لڑائی پر گئے تھے مہینون کھانا نہین کھایا صبح کو کھایا تو شام کو غرہ اور شام کو کھایا تو دوپہر کو دو چپاتیان بہزار خرابی کھائین۔ حضور اسقدر عشق تو مجنون کو لیلے اور فرہاد کو شیرین کا بھی نہوگا۔ اور یاد رکھیے انکا عشق بھی ایسا مشہور ہوگا کہ لیلی مجنون اور شیرین فرہاد کی طرح اُن کے عشق کی کتابین بھی چھپینگی۔

قمر الدولہ کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا اور آغا صاحب بھی چپ چاپ سنتے گئے اِدھر لوگ لکچر دے رہے تھے اسپیچین کہتے تھے۔ تقریرین کرتے تھے اِدھر پیرمرد قمر الدولہ بہادر کو اور ہی فن کا لکچر سُناتے تھے۔

الغرض جب جلسہ برخاست ہوا قمر الدولہ نے پیرمرد کا شکریہ ادا کیا۔ کہان قمر الدولہ کے دل مین یہ بات جاگزین تھی کہ حسن آرا بیگم ہم پر ہزار جان سے عاشق ہوگئی ہین اور آزاد کو چھوڑکر ہمارے ساتھ شادی کرلین گی۔ کہان اب اپنی حماقت اور بیوقوفی پر نادم تھے اور سوچتے تھے کہ کجا آزاد اور وہ پریزاد۔ کجا مین وہ عالم پاک تو مین خاک بھلا میرا اور آزاد کا مقابلہ کیا تمام راستے بھر مین یہی سوچتے جاتے تھے آغا صاحب کو بھلا جرأت نہوئی کہ بات کرین یا قمر الدولہ بہادر کی خاموشی کا سبب دریافت کرین اور شہزادے کو تو اُسکی صورت سے نفرت تھی۔ جب گھر پہونچے تو مصاحبون نے سروقد تعظیم کی اور پایہ بپایہ بیٹھے۔ ایک بے تکے رفیق نے گپ ہانکنا شروع کی خداوند آج تو منشہ

بیٹھا کیجیے وہ خوشخبری سناؤن کہ پھڑک جایئے واللہ
رفیق نے کہا اس مین کیا فرق ہے۔ حضور واقعی آج تو
یہ ایسی ہی خبر لائے ہین۔ کہدو میان انعام تو یون بھی
ملے گا۔ رفیق نے یون بیان کیا حضور اُسکے ہان ایک
مہری نوکر ہے۔ وہ مجھسے کہتی تھی کہ آج آپ کے سرکار
کی تصویر اور آزاد کی تصویر کا مقابلہ کیا تو ایک بجوی سے
کہا بہن سچ کہنا قمر الدولہ کی کتنی بھولی صورت ہے اور
ناک بھون چہرہ کس قدر صاف ہے کہ بے اختیار
جی چاہتا ہے تصویر ہی کو چوم لون۔

حاضرین نے خوش ہو کر غل مچانا شروع کیا حضور
مبارک ہو رقیب مقابل مین ٹھہر نہ سکا۔ اور واقعی کیونکر
نہ پسند کرتین حضور کا حسن وجمال دور دور تک مشہور
ہے کوئی ایسا دکھاوے تو جانین۔ کیا مجال بس اپنے
آپ ہی نظیر ہین۔

آغا صاحب سکوت مین تھے۔ وہ سوچتے تھے کہ یہ
بک کیا رہے ہین۔ آزاد کی صورت دیکھکر تو میان کے
ہوش اُڑ گئے اور گھنٹون تعریف کیا کیے اور یہ لوگ
آزاد کو بالکل گرد کیے دیتے ہین۔

قمر الدولہ چپ چاپ ان حضرات کی زبان درازی
اور چاپلوسی اور تملق کی باتین سنتے جاتے تھے اور دل
ہی دل مین سوچتے تھے کہ ایک سرے سے سب موقوف
ہونے کے قابل ہین۔

اتنے مین ایک رفیق (رونق علی) کی شامت آئی اور
آغا صاحب کی طرف مخاطب ہو کر اُسنے کہا کہ یہ آج آغا
کیون مسٹ مارے بیٹھے ہین۔ اسوقت تو بحمد دشمن
کوئی اور رنگ ملال خانہ زاد ایسا ملول و مغموم نہ بیٹھے گا
اسے میان تم بھی چہکارو۔ آج خوش روزہ مناؤ کہ رقیب
کی تصویر نظرون سے گر گئی۔ اُلو کی طرح چپکے بیٹھے ہین۔

آغا صاحب نے جواب نہ دیا اور نہ قمر الدولہ کچھ بولے
اُسپر رفقا سمجھے کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہے یہی دونون
سوار ہو کر گئے تھے اور جب سے آئے ہین بالکل خاموش
ہین اسکا کوئی سبب خاص ضرور ہو گا۔ یہ بات بے وجہ
نہین ہے سوچے کہ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہے۔ باہم اشارون
سے باتین ہونے لگین آخر کار میان رونق علی کسی
بہانے سے اُٹھے اور اشارے سے آغا صاحب کو بلایا۔
مگر یہ تو خوب جانتے تھے کہ آج قمر الدولہ بہادر آگ بھبوکا
ہو کے آئے ہین۔ اگر ذرا کوئی بیجا بکلی ہوئی تو مجھے
تو مار ہی ڈالین گے کہ یہ کمبخت گھر بیٹھے باتین بناتے ہین
تو تو اپنی آنکھون سے آزاد کو دیکھ آیا ہے۔ تو کیونکر
اُن سے ہمصفیر ہونے کی جراُت کرتا ہے آغا صاحب
نے رونق علی کی طرف دیکھا ہی نہین اور جانب
دیکھنے لگے۔

اب سُنیئے کہ شامت اعمال سے دو مصاحب آگئے
کے ساتھ ہی بے تکی ہانکنے لگے۔ حاضرین تو سمجھ گئے تھے
کہ اس سکوت اور خاموشی کا کوئی سبب خاص ضرور ہے
ان دونون کو کیا معلوم۔ آتے ہی گپ اور جھوٹ کے
پل باندھ دیے۔ ایک کا نام تھا کریم بخش تھا دوسرے
کا نام امیر۔

امیر۔ حضور آج تو معتبر آدمیون سے سُنا کہ آزاد کو اُنھون
نے جواب دیا۔ صاف صاف کہدیا کہ ہم نواب قمر الدولہ

کو چاہتے ہین جن کے سامنے تمھاری کوئی اصل و حقیقت ہی نہین ہے۔

ٹھاکر۔ ہان یہ تو ہم نے بھی سُنا ہے خط لکھ بھیجا کہ اب تم اس خیال سے درگذرو۔ تمھارا اور شہزادون اور نوابون کا مقابلہ کیا!۔

امیر۔ حضور ایک میوے والی بیان کرتی تھی کہ ایسی نازک اندام اور گلفام حسینہ ساری خدائی مین نہوگی۔

ٹھاکر۔ مشہور بات ہے بھئی کون نہین جانتا۔

نواب صاحب نے خدمتگار سے گلوریان مانگین اور محلسرا کی طرف روانہ ہوئے۔ چلتے وقت آغا صاحب سے اسقدر کہہ گئے کہ دیکھو خبردار کسی کو کچھ حال معلوم نہونے پائے آغا صاحب نے کہا کیا مجال خداوند توپ کے منہ سے اڑا دیجیے مگر حضور ایک عرض ہے غلام کی۔ (قریب جاکر) اب یہ خیال ہی دل سے اڑا دیجیے قمر الدولہ نے مسکرا کر جواب دیا ماشاء اللہ۔ آپ اور ہم کو سکھائین۔

ادھر نواب صاحب محل تشریف لے گئے ادھر رفقا نے آغا کا بٹھوا لیا۔ اے میان بتاؤ تو کیا ماجرا ہے کیا سبب ہے بھئی کہ سرکار آج اسقدر بد دماغ ہین۔ آغا صاحب نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بس کچھ نہ پوچھو۔ ع گویم مشکل وگر نگویم مشکل۔ گونگو کا معاملہ ہے اگر نہین بیان کرتا تو تم لوگون کے خلاف ہوگا اور بیان کرتا ہون تو ممکن نہین کہ اُن تک خبر نہ پہنچے وہ مجھ سے خفا ہو جائینگے۔

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کا نقشہ ہے

اسپر مرزا صاحب اور شیدی سنبل نے آغا صاحب کا ہاتھ پکڑا اور ایک کونے مین لیجا کر کہا کہو تو ہوا کیا۔ اور چلتے وقت اسقدر اصرار کے ساتھ منع کیون کر گئے کہ خبردار افشاے راز نہ کرنا۔ اتنے مین اور رفقا بھی مارے شوق کے چلے آئے اور باہم یون گفتگو کرنے لگے۔

سنبل۔ ہم جانتے ہین کہ سرکار وہان گئے ہین اور اس غم مین کہ وہ ہمپر عاشق ہین کوئی بیضا بغلی ہوئی ہے۔

مرزا۔ اور ہماری راے ہی کہ وہان سرکار اور آغا صاحب دونون پٹے ہین واللہ سچ کہتا ہون۔

رونق علی۔ قہقہہ لگا کر۔ اجی قسم خدا کی عجب نہین کہ جوتے پڑے ہون مگر یہ کاہے کو بتانے لگے!۔

ٹھاکر۔ ہی کچھ ایسا ہی معاملہ یار۔ کوئی بات ایسی ہوئی ہے جسکو مارے شرم کے بیان نہین کرتے۔

امامی۔ واللہ ہمین بھی یقین ہو گیا۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ حسن آرا دل و جان سے عاشق ہو گئی ہین بس اسی زعم نے انکو بلٹایا اور آغا صاحب اور بھی پر چک دیتے جاتے ہونگے کہ حضور وہ تو آزاد کے نام سے بھاگتی ہین اور جب سے آپ کا ذکر سُنا ہے انتہا سے زیادہ بیقرار اور بیچین ہین اور اس زعم مین وہان بھی چلے گئے ہونگے اور وہان پڑے ہونگے بے بھاؤ کے افسوس۔

آغا۔ کیا کیا بیفکرے جمع ہین۔ واللہ نہ یون چین۔ دُون چین افوہ۔ پناہ خدا۔

امامی۔ اچھا پھر آپ جو سنسناتے بیٹھے رہے سرکار خلاف معمول لب تک نہ ہلایا اسکا کیا سبب ہے اور چلتے وقت کہہ گئے خبردار آغا دیکھو کسی کو معلوم نہونے پائے

ٹھاکر۔ اسکے معنی صاف یہ ہین کہ کسی سے یہ نہ کہنا کہ پٹ کے آئے ہین بس اور کیا صاف تو ظاہر ہی اب بار بار کیا پوچھتے ہو ہم سے پوچھو۔ ضرور ٹھونکے گئے ہین۔

آغا۔ اچھا صاحب ٹھوکے ہی گئے سہی بس چلیے خیر۔

مرزا۔ آغا صاحب ہمکو تو ضرور اطلاع دو۔ ہم اُن لوگون مین نہین ہین جو راز کو افشا کردین۔ سوا اسکے جانتے ہین کہ وہ جو شخص کل آیا تھا کتنا بڑا دوست ہے ہمارا اُسکو کچھ ٹھا معلوم ہوگا۔ اسیوقت جاکے کل حال دریافت کرونگا۔

آغا صاحب نے کسی سے حال نہ بتایا اور لوگ گالیان دیتے ہوئے چلے گئے۔ صبح کو قمر الدولہ بہادر نے حسن آرا کے نام گمنام خط بھیجا اور اسمین اسقدر لکھا کہ گو مین تمہاری تعریف سُنکر ہزار جان سے تیر عاشق تھا مگر جب سے مین نے آزاد کو دیکھا ہے مجھے یقین ہوگیا کہ جو عورت آزاد سے خوش رو جوان پر ریجھی ہوگی وہ دنیا مین اور کسیکو پسند نہ کریگی۔ لہذا ہم شرم اور خفت سے تم سے معافی چاہتے ہین۔

حسن آرا نے یہ خط فوراً پیر مرد کے ہاتھ بھیجدیا اور جب اس خط کا مضمون ادھر اُدھر لوگونکو معلوم ہوا تو آزاد کا بڑا شہرہ ہوا۔

قاتل الرقیب

پیر مرد فرخ نہاد نے جسوقت آزاد کو قمر الدولہ بہادر کا خط دکھایا اور کہا حسن آرا نے یہ خط آپ کے ملاحظہ کے لیے بھیجا ہی اور آپکو مبارکباد دی ہی کہ آپکا رقیب خود آپ پر اسدرجہ شیدا اور فریفتہ ہوا ہی حسن آرا کی خواہش ہی کہ یہ خط بھی کسی اخبار مین ضرور درج ہونا چاہیے۔ آزاد نے مسکرا کر جواب دیا خط تو چھپ جائیگا۔ مگر مین یہ نہ چاہونگا کہ کوئی شخص علانیہ طور پر میرا رقیب مشہور ہو اُسکے لیے فخر کا مقام ہے اور میرے لیے باعث ننگ۔ پیر مرد یہ جواب باصواب سُنکر بہت ہنسا کہا واقعی کیا خوب توڑ کیا ہے سبحان اللہ۔

آزاد نے دریافت کیا کہ اسکی اصلیت کیا ہی پہلے کیونکر عاشق ہوا اب کسوجہ سے طبیعت پھر گئی مجھے کہان دیکھا پیر مرد نے بیان کیا کہ جسدن آپ لکچر سُننے گئے تھے اور آپ نے خود بھی عمدہ تقریر کی تھی قمر الدولہ اور اُنکے ایک صاحب میرے قریب ہی بیٹھے تھے اور آپکو دونون دیکھکر عش عش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا صورت زیبا پائی ہے ایک نے کہا خداوند سچ کہتا ہون ساری خدائی مین ایسا جوان خوبرو دوسرا نہوگا دیدہ ہی نہ شنیدہ۔ لاکھون مین انتخاب کرور دون مین لاجواب۔ آغا بولے جو عورت حسین ایسے جوان رعنا پر عاشق ہوگی وہ پھر اور کی طرف مائل ہوچکی مجھے بڑی ہنسی آئی نواب صاحب نے کہا کسی سے دریافت تو کرو یہ کون صاحب ہین مین نے کہا مین بتاؤن یہ آزاد پاشا ہین۔ بس اتنا سننا تھا کہ رنگ فق ہوگیا۔ اور ع۔

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا۔ اور دونون کے چہرے پہ ہوائیان اُڑتی تھین۔ خیر خدا خدا کرکے ایک نے پوچھا یہی آزاد ہین جو روم سے گئے تھے مین نے کہا ہان۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب کے آنیکی خبر ہوئی اور آزاد نے ہوٹل کے بیرا کو حکم دیا کہ تشریف لانے دو۔ ایک صاحب جوان خوبرو کم عمر کمسن سُرخ و سفید سپاہی وضع بانکے تشریف لائے اور بانکپن کے ساتھ آزاد سے ہاتھ ملایا اور بیٹھتے ہی یہ شعر پڑھا

ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین
گو نہین پوچھتے ہرگز وہ مزاج

یہ عجب تماشہ کی بات ہی کہ ایک صاحب تو دریافت ہی نہین کرتے

کہ مزاج اقدس - مزاج معلے - مزاج انور - مزاج شریف اور دوسرے صاحب گلا پھاڑ پھاڑ کر غل مچاتے ہین کہ الحمدللہ اچھا ہون فضل خدا سے دعاے خیر عرض کرتا ہون گو آپ کی خدمت مین نیاز نہ حاصل ہو مگر آپ کا ذکر خیر اور نام نیک سنکر بے اختیار جی چاہا کہ ملون - اور امید ہے کہ خلاف طبع مبارک نہوا ہو - آزاد نے کہا آپنے کمال احسان کیا کہ مجھ ایسے ناچیز گمنام آدمی کی ملاقات کے لیے آپ اسقدر وقت اٹھا کر تشریف لائے اور گو مین بوجوہ چند در چند عدیم الفرصت رہتا ہون لیکن آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوا - جناب کا اسم مبارک - کہا بندے کو قاتل الرقیب کہتے ہین - اسپر آزاد نے کان کھڑے کیے اور کہا یہ تو انوکھا نام ہے - اُس جوان نے یہ کہکر بات ٹال دی کہ اسکا سبب اور وجہ تسمیہ پھر عرض کرونگا - انشاءاللہ مگر آپکو خدا نے واقعی وہ جوہر عطا کیا ہی کہ صاحب سیف بھی ہین آپ اور صاحب قلم بھی ماشاءاللہ کتنی عمدہ تقریر کی کہ سُن کر کل سامعین پھڑک گئے حضرت میری غرض خاص آپکے پاس حاضر ہونے سے یہ ہی کہ شادی بیاہ کی رسم مین جو کرو دون اور مانع ترقی ہین وہ دفع ہون - اسمین بڑی کوشش کر رہا ہون ہم لوگون میں تو یہ عیوب کم ہین مگر اہل ہنود تو معاذاللہ اِس رسم مذموم کے ہاتھ بالکل بک گئے ہین - اب اِس زمانے کے موافق سب کے خیال ہون تو سبحان اللہ اس دار ناپائدار مین ہر وقت انسانی خیال موافق زمانے کی حالت کے ہوا کرتے ہین اور اُنکی بھلائی اور بُرائی اسی وقت اور زمانہ کی بنا پر مبنی ہوا کرتی ہی یہ ضرور نہین کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے عہد مین ہوا کرتا تھا وہ اِس زمانے کی حالت کے ساتھ مناسبت کلی رکھتا ہو کیونکہ ہر زمانے مین بمقتضاے تبدیل

تاثیرات آب و ہوا و نیز دیگر وجوہ جملہ اقسام و اشیا کے خواص بدلتے رہتے ہین اور اُنکی کیفیت اور کمیت مین ہر ایک نوع کو فرق پڑجاتا ہے چنانچہ یہ بات قدیم تحریر سے ثابت ہی کہ زمانہ سابق مین آدمیون کی عمرین زیادہ ہوتی تھین اور بہت آدمی اپنی عمر طبیعی کو فائز ہوا کرتے تھے بخلاف اِسکے اب برس کی عمر کا ڈھونڈھا جائے تو شاید شاذ و نادر کہین دستیاب ہو جب یہ بات مسلم ہوچکی کہ ہر وقت مین زمانہ کا تغیر واجبات سے ہے اور اُسکا قیام و قرار ایک حالت پر ممکن نہین تو لازم ہوا کہ ہم بھی ایک قدیم خیال پر جسکو اب کے زمانے کی حالت کے ساتھ مطابقت نہین ہی قدم گذار نہون -

خلاصہ کلام یہ ہی کہ اگر اسی طرح کسی زمانہ کی حالتون کے ساتھ صغر سن مین لڑکے لڑکیون کی شادی مفید تھی اُسپر کوئی مقام اعتراض نہین ہی شاید اُس زمانے کے ساتھ اُسکا برتاؤ احسن تصور کیا گیا ہو مگر فی زمانہ اِس فعل مین بجز حیرانی اور کوئی امر متصور نہین بلکہ اُسکے نتائج پر جو نظر کیجاتی ہی تو ایک بڑا عبرت انگیز معاملہ دکھائی دیتا ہی اور طرفہ تر یہ کہ اہل دولت نے اُس کو ایک اعلیٰ درجہ دولت مندی کا تصور کیا ہی اِس نظر سے کہ لوگ یہ بات کہین فلان شخص نے اپنے لڑکے لڑکی کی شادی پانچ برس کی عمر مین کردی اور پنڈتون نے جو اِس امر مین فرمایا تو اُنکی غرض صرف اپنے اخذ مطلب پر تھی واللہ اعلم بالصواب

تا سال دگر سے کہ خورد زندہ کہ ماند

جو مطلب اسوقت حاصل ہوسکے اُسکے حصول مین توقف کرنا خلاف عقل ہی اُنکا قول اُس منشا کو واضح کرتا ہی کہ مردہ بہشت مین جائے یا دوزخ مین ہمکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے اب دیکھنا چاہیے کہ اگر ناعاقبت اندیشی سے اِس فعل کا

ارتکاب ہوا تو کس مرحلۂ دشوار گزار مین جا پڑا جسمین ہزارون دو دو دام مخاطرے اور اندیشے کے رہزن ہین نعوذ باللہ یا خود منزل مقصود کی راہ مین جو کوئی ماجرا پیش آگیا اِدھر کے ہوئے۔ نہ اُدھر کے ہوئے بجز کف افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ نرہا اپنے کیے کو بھگتنا پڑا اور ایک مثال سُنیے اِس فعل کا ناجائز ہونا ذہن نشین خاطر احباب کرتا ہون یقین ہی کہ اِس سے بخوبی تصدیق کلام بالا ہو جائیگی اور کوئی اعتراض باقی نرہے گا۔

واضح ہو کہ بالفعل سرکاری تحقیقات سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ دنیا مین جسقدر بوڑھے سن رسیدہ انسان شربت موت چکھتے ہین اُسی قدر بچے خُرد سال بھی قضا کرتے ہین۔ مساوات حساب اِسطرح پائی جاتی ہی کہ پانچ برس سے بیس برس تک عمر کے اطفال کی وفات کا فیصدی اوسط چالیس سے پچاس تک عمر کے آدمیون کی وفات کے فیصدی اوسط کے برابر ہے درحالیکہ یہ دونون عمرین حیات ممات مین مطابقت تام رکھتی ہین اور چالیس سے پچاس برس تک کی عمر والے انسان کے ساتھ شادی مقبول و منظور نہین ہوتی تو پانچ برس سے دس برس تک کی عمر والے کے ساتھ کیونکر جائز ہو سکتی ہی۔ الغرض اگر گیارہ بارہ برس سے کم عمر مین شادی بیاہ کے مراسم مطلقاً ترک منظور ہون تو انسب و احسن ہی میرے ناقص العلم یقین مین سب سے زیادہ کارگر یہ تدبیر ہو گی کہ ہمارے اہل وطن جو تربیت یافتہ ہین باہم ملکر گورنمنٹ سے استدعا کرین کہ کس عمر مین شادی ہونا چاہیے اِسکا گورنمنٹ سے فیصلہ ہو جائے۔ اور ایک قانون شرف نفاذ پلئے کہ اُسکے خلاف اگر کوئی عمل مین لایا تو جرمانے کا مستحق ہو گا۔

آزاد نے کہا صرف جرمانے ہی کی سزا سے کام نہ نکلے گا ممکن ہی کہ بعض دولتمند آدمیون کو اسی نوے برس کے سن مین بیجوڑ

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت است

شوق چرائے کہ بارہ تیرہ برس کی بیوی بیاہین۔ اور دولہا بنین۔ اُنکو جرمانے کا خوف مطلق نہو گا وہ سمجھین گے کہ شوخ و خوبرو اور کم سن بیوی پر سے سو دو سو جرمانے کی نام بھی نچھاور کر دینگے۔ اگر قید کی سزا کا بھی خوف دلایا جائے تو سبحان اللہ مگر گورنمنٹ اسمین غالبًا دخل نہ دے۔

جوان رعنا نے کہا اگر ہم کسی سلطنت کے وزیر ہون تو ہم تو حکم دے دین کہ جو شخص چالیس یا انتالیس برس کے بعد شادی کرے فوراً اُسکی بیوی ضبط کر لیجائے۔ مگر ہان دو باتونکا خیال اُسمین ضرور ہی اب یہ کہ ہم کس ملک کا ہی اگر کسی ایسے ملک کا ہی جہان کے لوگ طاقتور اور توانا ہوتے ہین تو خیر کچھ رعایت کیجائے اور اسمین یورپ مین بھی شریک ہون۔ کیونکہ وہ عمومًا اِن امور مین حکمت کا برتاؤ کرتے ہین۔ اِس گفتگو کے بعد آزاد نے باتون مین اُنسے قاتل الرقیب کی وجہ تسمیہ دریافت کی کیونکہ یہ نام اُنکو بہت کھٹکتا تھا اُنھون نے ہنسکر کہا۔ حضرت وجہ یہ کہ جس روز خاکسار پیدا ہوا جناب والد کے ایک بہت بڑے رقیب کے مرنے کی خبر آئی۔ تو والد مبرور نے قاتل الرقیب نام رکھا۔ آپ اِس نام پر اِسقدر پریشان کیون ہوئے۔ یہ فقرہ سُنکر آزاد کا چہرہ سُرخ ہوا اور جسطرح شیر ڈکارتا ہی اُنھون نے باواز بلند کمال بے پروائی کے ساتھ جوابدیا کہ ؎

والا لڑنا ست حاسد منم آنکہ طالع من	و لا لڑنا کش آمد چو ستارۂ یمانی

مین اور پریشان ہون کہ ہو نہ اگر دیو بھی اگر آجائے تو صورت دیکھ کے سہم جائے۔ شیر ببر کان دبا کے بھاگے۔ اسپر وہ جوان بھی سُرخ ہو گیا مگر جواب نہ دیا خاموش رہا۔

پیرمرد نے جو یہ کیفیت دیکھی تو اُنکو خوف ہوا کہ مبادا یہ دونون

اسوقت کٹ مرین کیونکہ اس جوان رعنا کی تقریر سے آزاد
ایسے برہم ہو گئے تھے کہ مارے غصے کے چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور
اُسکے پاس سروہی بھی ہی اور تمنچے کی جوڑی بھی لگائے ہوئے
ہی ایسا نہو کہ بات بڑھے اور تلوار سوت کے کھڑا ہو جائے یا تمنچہ
چلائے یہ موقع نہ تھا کہ کسی کو باہر سے بلاتے۔

خوجی کا پتہ نہین کہ آزاد کے لیے بھی چپکے سے تلوار یا
کٹار لاتے۔ سوچتے سوچتے یہ سوچے کہ پانی منگواؤن۔ خواہ مخواہ
کوئی آوے ہی گا ایکسکو بھلے آزاد سے کہا حضرت پیاسا ہون
اُنھون نے فوراً گھنٹی بجائی اور بیرا آیا پانی مانگا اُلٹے پاؤن
گیا اور پانی لیکر واپس آیا۔ پیرمرد نے پانی لیکر گلوریان طلب
کین بعد ازان حقہ ایک خدمتگار سے بھروایا۔ اتنے مین
اُس جوان نے آزاد سے گفتگو شروع کی۔

جوان۔ بھلا کبھی ہمسے آپ سے کہین ملاقات ہوئی تھی۔
آزاد۔ (غور سے دیکھکر) مجھے یاد نہین آتا۔
جوان۔ مین بھی ایک بانکا آدمی ہون حضرت۔
آزاد۔ پھر ہم آزادون کو آپ سے کیا واسطہ۔ ہم بانکون کی کچھ
اصل حقیقت بھی جب سمجھین۔ ہم تو بانکون کو لونڈا سمجھتے ہین۔
جوان۔ اور ہم اپنے مقابلے مین کسیکو سمجھتے ہی نہین۔
آزاد۔ شیطان کان مین پھونک گیا ہو گا بس۔
پیرمرد۔ اِس گفتگو سے آخر حاصل کیا ہی۔ اگر آپ انکا نام
سنکر ملنے آئے ہین تو دوستانہ طور پر ملیے۔ یہ کون گفتگو ہے۔
جوان۔ اب ہم رخصت ہوتے ہین مگر یاد رکھنا آزاد ہم
بڑے مرد میدان ہین اسکو یاد رکھیے ورنہ اختیار ہے۔
آزاد۔ اچھے اچھون کو میدان سے باہر کر دیا ہی اور سکو
بجائے خود یہی زعم باطل تھا مگر دال نہ گلی۔

جوان۔ خیر اب بحث سے کیا واسطہ۔ آداب عرض۔
آزاد۔ تسلیم۔ مگر سپاہیون کو تو اسقدر کج خلق نہونا چاہیے
سپاہی تو بڑے خلیق ہوتے ہین۔
جوان۔ ہم تو سب سے زیادہ خلیق ہین مگر اکھڑ۔
آزاد۔ مجھے خود یاد آتا ہی کہ کہین ملاقات ہوئی ہے
مگر سوچتا ہون کہ کب اور کہان ملا تھا۔
جوان۔ اِسکا ذکر جانے دیجیے۔ رنج ہوتا ہے۔
آزاد۔ کون شخص ہو۔ بھئی یہ۔ اسم شریف۔
جوان۔ نام تو ہم نے بتا دیا صاف صاف قاتل الرقیب
آزاد۔ ہان صحیح ہی۔ آپ کے بشرے سے پایا جاتا ہے کہ۔
جوان۔ ہان کیا کیا فرمائیے۔ کیا بشرے سے پایا جاتا ہی
آزاد۔ کہ آپنے خون ضرور کیا ہی۔ اسمین شک نہین۔
جوان۔ (سُرخ ہو کر) ایک اگر بھر کیا کیجے۔
آزاد۔ مگر جیالے آدمی نہین ہو۔ بودے ہو۔
جوان۔ مقابلے کے وقت اِسکا حال معلوم ہوگا۔
آزاد۔ ہم تو اسوقت حاضر ہین۔ بسم اللہ۔
جوان۔ کیون جان کے دشمن ہوئے ہو میان۔
آزاد۔ خدا کی قسم تم بیدھے ہوئے ہو اور اسوقت تمھاری
قضا تمھارے سر پر کھیل رہی ہی۔ مین کیا کرون مجبور ہون۔
پیرمرد۔ ہم جانتے ہین آپ اب تشریف لے ہی جائین۔
جوان۔ اسطرح جاؤن جیسے بجلی چمک جاتی ہے۔
آزاد۔ خدا حافظ ہو۔ فی امان اللہ مسکرا کر۔
جوان۔ آداب عرض ہی جیتے گے تو پھر ملین گے۔
آزاد۔ انشاء اللہ۔ اور جب فرمائیے۔ جہان کہیے۔
جوان۔ (گھوڑے پر سوار ہو کر) قضا کہین کھرکاتی ہی سالب

رخصت ہوتا ہون اور یاد رکھنا ضرور ملونگا۔

آزاد نے چاہا کہ لپک کے گھوڑے کی باگ لین مگر پیرمرد نے روک لیا کہ اگر تمنچہ مار دے یا تلوار لگا بیٹھے تو کیا کروگے وہ تو ہوا کے گھوڑون پر سوار ہے۔ اتنے مین گھوڑا ہوا ہوا یہ جا وہ جا۔ آزاد اور پیرمرد دونون دیکھتے ہی رہ گئے۔

پیرمرد نے کہا حضرت یہ شخص واقعی بڑا خونخوار معلوم ہوتا ہے اسکی صورت سے برستا ہے کہ رحم اور خوف خدا مزاج سے منزلون دور ہے۔ مگر یہ قاتل الرقیب کا فقرہ اُسنے کیون کہا اور اُس سے اسکا کیا مطلب ہے کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔

آزاد انکو کمرے مین لے گئے اور وہان بیان کیا کہ جسوقت اُس شخص کی زبان سے قاتل الرقیب کا لفظ نکلا مین فوراً کھٹک گیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ شخص بھی حسن آرا کے چاہنے والونمین سے ہے اب مین سوچتا ہون کہ اگر اُسنے تلوار نکالی تو خیر مین جواب دے لونگا اور انشاء اللہ تلوار میرے ہاتھ مین ہوتی اور خود بدولت تڑپ رہے ہوتے۔ لیکن تمنچے کا کیا جواب دیتا۔ اور اسقدر دعوی تھا کہ اگر تمنچہ چلائے گا تو جبتک نکالے اور ادھر رُخ کرے مین ٹٹو اُچک کرونگا مگر چہرے سے مین نے ثابت نہونے دیا آخرکار پوچھنا لازم آیا کہ اُس نام کی وجہ تسمیہ کیا ہے بس اسپر بات بڑھی اور تکرار ہونے لگی یہ پیرمرد نے کہا مین نے ایک بات غور سے دیکھی ہے جیالا وہ بھی ہے ورنہ اسطرح کی بے جھجک گفتگو نہ کرتا۔

آزاد۔ جیالا تو ضرور ہے مگر جانسے بھی ہاتھ دھو چکا ہے۔ زندگی اب دوبھر ہوگئی ہے۔ کوئی سبب ہوگا۔

پیرمرد۔ ہان یا تو یہ سبب ہے اور یا بڑا اجری ہے۔

آزاد۔ اُس شخص نے کوئی خون ضرور کیا ہے۔

پیرمرد۔ یہ کیونکر معلوم ہوا آپ کو۔ اسکا ثبوت۔

آزاد۔ ایسے ہمارے ناخونمین لکھے ہین یہ واقعی قاتل ہے اور عجب نہین کہ اشتہاری مجرم ہو۔ ہم سے بڑی چوک ہوئی کہ گرفتار نہ کرلیا۔ افسوس ہے واللہ۔

پیرمرد کو سخت حیرت تھی کہ اس شخص کو اسقدر بیباکی کے ساتھ پرائے مکان پر کیونکر گفتگو کرنے کی جرأت ہوئی آزاد خوب غور کرتے ہین کہ یا خدا مین نے اِس کو کہان دیکھا تھا مگر سمجھ مین نہین آتا۔

آزاد۔ آج حافظے نے بڑا ہی دھوکہ دیا واللہ

پیرمرد۔ خوب غور کیجیے۔ یہ آدمی خطرناک ہے۔

آزاد۔ افوہ۔ خطرناک نہین۔ قاتل سفاک ہے۔

پیرمرد۔ قاتل الرقیب اچھا نام بتایا۔ قاتل الرقیب۔

آزاد۔ اور اسوقت خوجی بھی نہ تھے شاید وہ پہچانتے ہون کس سے دریافت کرون ہوٹل کے لوگون سے پوچھیے شاید کوئی واقف ہو۔

پیرمرد نے سب ہوٹل کے آدمیون سے دریافت کیا اور سبنے متفق اللفظ ہوکر کہا ہم نے کبھی پیشتر اس شخص کو نہین دیکھا۔ ایک بیرا نے بیان کیا کہ جسوقت گھوڑا اکڑا کڑاتا ہوا وہ سوار ہوٹل مین آیا آنکھون سے خون ٹپکتا تھا اور یہی معلوم ہوتا تھا کہ کسیکو قتل کریگا۔ آتے ہی حضور کا نام لیکر کہا کہ وہ یہان ٹکا ہے۔ ہمکو بڑی حیرت ہوئی کہ اس بے ادبی کے ساتھ پوچھا۔ ٹکا ہے۔ ہم نے کہا اِس کمرے مین ہین دانت پیستا ہوا گھوڑے سے اُترا اور بار بار ولنت کٹکٹاتا تھا دوسرے بیرا نے کہا حضور مین نے اس شخص کو اب پہچانا مین سوچتا ہون کہ یا خدا مین نے اُسکو کہان دیکھا تھا سوچتے

سوچتے یاد آیا حضور یہ راجپوتانہ کی ایک ریاست مین نوکر تھا ترک سوار نہین وہان اُسنے چند بدمعاشون کو ساتھ لیکر ڈاکہ مارا۔ تیس آدمی مجروح ہوئے دو جان سے گئے۔ وہان سے بھاگ کر جنارگڈھ مین آیا اور یہان ایک رئیس کی نوکری کی۔ میان رئیس کے ایک عزیز کا گلا کاٹ ڈالا اور زر و جواہر لیکر چلدیا۔ یہ وہی شخص ہی۔ اسمین ذرا شک نہین یہ سنکر پیرمرد کے ہوش اُڑ گئے۔ آزاد کو علحدہ لیجا کر کہا۔ بھائی جان یہ تو بیڈھب بات ہی خدا جانے کس پھیر مین تمھارے پاس آیا تھا۔ تھانے پر لکھوا دینا چاہیے۔ تاکہ وہ اس شہر مین ٹکنے نہ پائے اور اگر رہے تو گرفتار کرلیا جائے ورنہ ممکن ہی کہ کسی روز بُری نیت سے آئے جب قتل انسان اُسکے بائین ہاتھ کا کرتب ہی تو اس سے تعجب کیا ہی کہ خاص اسی نیت سے مستعد ہوکر آئے۔ ہمارے نزدیک اس موذی کی جلد فکر کرنی چاہیے۔ ورنہ پھر وہ بہت دق کریگا اور خدا جانے اس سے کون کون فعل سرزد ہون۔

پیرمرد نے اُنکو صلاح دی کہ دروازے بند کرکے بیٹھین اور ہر وقت پہرا رکھین کہ اگر اُسکو آتے دیکھے تو پہرے والا فوراً اطلاع دے اور اب آپ اُس سے ہرگز ہرگز نہ ملیے گا مانا کہ فنون سپہ گری مین آپ اُس سے بدرجہا بڑھے ہوے ہین مگر ایسے شخص سے تو وہی مقابلہ کرے جسکو جان دوبھر ہو۔

آزاد نے پہرہ مقرر کردیا اور مسلح ہوکر بیٹھے کہ اگر اچانک وہ ترک سوار آجائے تو وقت پر ہم بھی لیس ہون اور اُس سے اچھی طرح مقابلہ کرسکین۔

پیرمرد نصائح و پند کے بعد روانہ ہوئے اور گھر پہونچتے ہی حسن آرا کے پاس جاکر یون بیان کیا بابا آج تو ایک نیا گل کھلا قمرالدولہ تو خدا خدا کرکے خاموش ہو رہے مگر اب ایک اور پیدا ہوی اسوقت مین آزاد کو مضطر و مضطرب چھوڑ کر آیا ہون تجھسے اور اُنسے قمرالدولہ کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شہسوار آیا۔ گھوڑا نہایت تیز دوڑاتا ہوا اکھڑ دھڑ کرتا ہوا آیا۔ گھوڑے سے اُترا۔ آزاد سے ملا تو خونخوار آنکھین خون کبوتر کی سی سُرخ لال انگارا جوان بڑا کرارا اور کسیلا ہے۔ چہرے اور وضع سے سپہ گری برستی تھی۔ آزاد نے نام پوچھا تو کہا قاتل الرقیب اُنکو حیرت ہوئی کہ اس انوکھے نام کے کیا معنی ہین اور چونکہ یہ اُنکو خوب معلوم ہے کہ ایک زمانہ ہی کہ حسن آرا پر شیدا ہی لہذا اُنکو اور بھی زیادہ خیال ہوا۔

اب سنیے کہ وہ مسلح۔ تینچے کی جوڑی کل پر چڑھی ہوئی ہاتھ مین سروہی بغل مین کٹار۔ آٹھون گانٹھ کمیت۔ اور آزاد نہتے اور اُسکی خونخواری کا یہ حال تھا کہ الامان الامان بات کی اور انگارے برسنے لگے۔ منہ سے شعلے نکلتے تھے اور مین لرزان بید کیطرح کانپون کہ یا خدا کیا ہوگا مجھے یقین ہوگیا تھا کہ اب اُسنے تینچہ سر کیا اور اب تلوار چلائی۔

اتنے مین مین نے آدمی سے پانی مانگا دوسے تین ہوئے آزاد نے قاتل الرقیب کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو مسکرا کر بولا کہ آپ میرا نام سُنکر اسقدر خائف کیون ہوئے بس اتنا سُننا تھا کہ آزاد بدماغ ہوگئے اُنھون نے کہا خائف کوئی اور ہوتے ہونگے۔ ہم سرکوب صف شکن ہین معرکے لڑے ہوئے۔ اچھے اچھے گردن کش کو ہم نے نیچا دکھایا ہی۔ ہم اور خوف۔ اے لاحول۔ ہم مرد میدان شیر مرد شیر دل شیر شکار ہین بس وہ خونخوار بھی سخت غیظ و غضب مین آیا اور اسطرح ڈکارنے لگا جیسے شیر کچھار مین ڈکارتا ہے۔ میرے

ہوش پران۔ ہان خوب یاد آیا اور اُسنے یہ بھی کہہ دیا کہ مجھسے اور آپسے ملاقات ہوئی ہی آزاد بھی کہتے ہین کہ ملاقات تو ہوئی ہی مگر یاد نہین آتا کہ کہان ملے تھے۔ بڑی دیر تک دونون مین گرما گرمی کی باتین رہین چلتے وقت وہ بہت سخت کہہ گیا جسکا مطلب قریب قریب یہی تھا کہ زندہ نچھوڑونگا۔

حسن آرا نے آہ سرد کھینچکر کہا۔ ہاے ستم۔ کیا غضب کی بات سُنائی از برائے خدا یا لوگ جاکے ابھی آزاد کے پاس جاؤ اور کہو پولیس کا ایک گارد سرکار سے مانگین اور باہر نکلین جان کو عزیز رکھین۔ ایسے شہدون کے مُنھ لگنا کوئی بہادری نہین ہی دکفِ افسوس ملکر، ہی ہی اُسکو ناحق نکل جانے دیا اور افسوس ہی کہ تم بھی نہ سمجھے وہ کون موذی تھا ارے وہ تو صاف صاف کہہ گیا تم لوگ نہ سمجھو تو وہ کیا کرے قاتل الرقیب ایک پتا دیا دوسرا پتا یہ بتایا کہ ہمین ملاقات ہوچکی ہی۔ اب اس سے صاف صاف اور کیا کہتا۔ یا اللہ آزاد کو کیا ہو گیا اتنے بڑے عقلمند کو دہوکہ دیجائے۔

پیر مرد نے کہا مین ابتک نہین سمجھا کہ تمکو کس پر شک گذرا ہے

حسن آرا بولی شک کیسا وہی تھا قاتل الرقیب اللہ نت بجلی گرے موے پر۔ اِسی اٹھوارے مین لاش نکلے۔ ارے وہ شہسوار تھا۔ وہی موذی جسنے ہمایون فر کی جان لی اور اب آزاد کے دشمنون کے خون کا پیاسا ہے۔

حضرات ناظرین غالباً اکثر اصحاب بالغ نظر پہلے ہی سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کون ذات شریف تھے جنھون نے اپنا نام قاتل الرقیب بتایا۔ یہ وہی خونخوار شہسوار ہے جس نے شہزادہ فریدون مرتبت مرزا ہمایون فر بہادر کو قتل کیا تھا۔ آزاد سے اور اُنسے حسن آرا کے ہان ایک مرتبہ دو بدو بات چیت ہوئی تھی۔ مگر اکثر صاحبان کو استعجاب ہوگا کہ شہسوار تو قید ہو گیا تھا۔ وہان سے بھاگ کے کیونکر آیا اور اگر قید خانے سے نکل بھاگا تو اسقدر جرأت کیونکر ہوئی کہ دن دہاڑے لوگون کو جا جا کے دھمکائے سپہر آرا اور روح افزا اور بہار النسا اور گیتی آرا اور بمبئی کی بیگم صاحبہ کو اس معاملۂ خوفناک کی خبر ہوئی اور سب نے کمال افسوس کیا کہ غضب ہو گیا۔ فوراً چو طرفہ آدمی دوڑائے گئے پیر مرد آزاد کے پاس پہونچے چوبدار سپہر آرا کی سسرال بھیجا گیا کہ خبردار رہنا بڑی بیگم نے نواب رونق علیخان بہادر اور شہزادہ والا جاہ کو بلوایا اور اُنسے کہا کہ فوراً آزاد سے ملو اور اُسکی حفاظت کرو اور صاحب لوگون سے جاکے کہو کہ یہ کیا اندھیر ہے۔ اب کیا دو ایک کی اور جان لوگے۔ تمام شہر مین خبر مشہور ہوگئی کہ شہسوار قاتل ہمایون فر اب آزاد پروار کرنے والا ہی نواب صاحب اور شہزادہ جنکو بڑی بیگم نے بلوایا تھا بکمال سراسیمگی ہونچ گئے اور آزاد سے ملے۔ معانقہ و مصافحہ کے بعد بڑی بیگم کا پیغام سُنایا اور یون باہم گفتگو ہوئی۔

نواب ۔ یہ آپ کے پاس کون بزرگوار آئے تھے۔

آزاد۔ مین انھین پہچانتا نہین مگر آدمی خونخوار ہے۔

شہزادہ ۔ آپ نے کہین کبھی پیشتر بھی اُسکو دیکھا تھا۔

آزاد۔ جی ہان خیال تو ہے مگر یاد نہین آتا۔

نواب۔ حضرت بہت حفاظت رکھئے وہ سفاک ہی۔

آزاد۔ کیا آپ صاحبون کو اُسکا نام معلوم ہے۔

شہزادہ ۔ یہ موذی ہی بدبخت سواد الوجہ مردود ہی جس نے ہمارے لخت جگر نور بصر ہمایون فر کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کیے تھے

آزاد۔ (چونک کر) ایں! اوہ! ہان!!!۔

نواب - حضرت یاد رکھیے کہ ایسے شخص سے مقابلہ کرنا نہایت جہالت اور انتہا کی نادانی ہے - وہ تو جان بکف ہے -

شہزادہ - مگر سمجھ مین نہین آتا کہ جیل خانے سے کیونکر بھاگا -

نواب - ہم جانتے ہین دھوکا ہوا ہے اگر جیل خانے سے نکل بھاگتا تو ابتک زمانے بھر مین شہرت ہو گئی ہوتی -

آزاد - جناب ہمین ذرا شک نہین کہ وہی سفاک قاتل ہے مین اسکو ایک بار دیکھ چکا ہون مجھے اب خیال آیا -

شہزادہ - چلیے کپڑے پہنیے - چلین حکام کے یہان -

آزاد - ضرور اسکی تحقیقات ہوگی گرفتار کرانا چاہیے - ورنہ خدا جانے کس کس کی جان لے اور کیا کیا ستم ڈھائے -

نواب - محمد آزاد صاحب کا چلنا مصلحت نہین ہے -

شہزادہ - جی نہین - بالکل گاڑی ہے بند - اور پھر دو گلچلے بندوقین بھرے ہوے ساتھ ہین کوئی خوف نہین ہے -

نواب - اُنسے کہہ دیجیے کہ چوکس رہین - ہر دم چوکنا -

شہزادہ - جی ہان - سپاہی آدمی ہین کٹ مرنے والے اب دیر نہ کیجیے وقت تنگ ہے -

- اِن دونون کے ساتھ آزاد پاشا حکام ضلع سے ملنے اور شہسوار کا حال بیان کرنے گئے -

اب دوسری کیفیت سنیے - مرزا ہمایون فر کے بڑے بھائی کے پاس جیسے سپہر آرا کا نکاح ہوا تھا ایک خط آیا اُنھون نے کھولا یہ مضمون پڑھا مرزا ہمایون فر کے خرمن ہستی پر تو مین نے بجلی گرائی اب تم ہوشیار رہو سپہر آرا اور تمھاری بغل مین - ہائے ستم مین اِس معشوقۂ رنگین طبع نمکین ساق پہ ہزار جان سے عاشق ہون - مگر خوبی تقدیر شومی بخت بدنصیبی کے صدقے ایک بوسہ بھی نہ لے سکے ہائے افسوس

بدان طمع کہ بہ مستی ببوسم آن لب لعل
چہ خون کہ در دلم افتاد ہمچو جام و نشد

یا تو سپہر آرا کو ہمارے حوالے کرو اور یا اپنی جان دو ایک کم تو لاکھون آدمیون کی بھیڑ مین قتل کر چکا ہون اب کی خدا نے چاہا تمھاری گردن اور میری تلوار ہو - سپہر آرا کے فراق مین عیش و عشرت و آرام و راحت سب سے منہ موڑا پھر اب کس زندگی کے لیے یہ بات اُٹھا رکھون - نہین انصاف کرو کہ جس معشوق پر دم نکلتا ہو جان جاتی ہو اُسکی جدائی شاق گذرے یا نہ گذرے اور اُسکو دوسرے کے آغوش مین دیکھکر قلق ہو یا نہو - یا تو سپہر آرا ناکتخدا رہتین یا ہمارے آغوش کو زیب دیتین - ہمارے خوش کرنے کی تیسری اور صورت نہین ہے - اب -

کانٹون مین اگر نہو الجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

مین قتل کرنے مین اسقدر مشاق ہون کہ کروڑون مین گردن مارون اور ممکن کیا کہ میرا بال بھی بیکا ہو سکے - کیا مجال - ایک ہمایون فر پر کیا فرض ہے - خدا جانے کتنے آدمیون کی جان لی - تم بیچارے کس کھیت کی مولی ہو تمھاری تو مین کچھ ہستی ہی نہین سمجھتا - اور یاد رکھنا کہ اگر خط تم نے مشتہر کیا تو کتے کی موت مارونگا بس اپنے ہی تک رکھو آیندہ تمکو اختیار ہے میرے سفاک ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے لیکن ایک وصف بھی ہے کہ بلا اطلاع نہین قتل کرتا ہمایون فر کو اطلاع کر دی تھی کہ اگر نہ مانوگے تو گھر پھونک دونگا اُسنے نہ مانا مین نے آگ لگا دی پھر للکار دیا کہ سپہر آرا کے چاہنے والے ہم ہین اگر تم عقد نکاح مین لائے تو قتل ہوگے نہ مانا

عین برات کے دن تہ تیغ کیا۔

	سمجھانے سے تھا ہمین سرو کار	
	اب مان نہ مان تو ہے مختار	

راقم آثم قاتل الرقیب شہسوار

یہ خط پڑھتے ہی شہزادے کا رنگ فق ہو گیا اور اُسی دم بڑی بیگم کا چوبدار آیا۔ سات بار جھک کر فراشی سلام کیا اور کہا حضور آج تو شہر مین بڑا اندھیر ہوا ہی خدا اُس شہسوار کو غارت کرے جیل خانہ سے نکل بھاگا اور اب بدی پر ہے۔ بھیس بدل کر محمد آزاد پاشا کے پاس گیا تھا اور اُنسے کہہ آیا کہ ہوشیار رہنا۔

شہزادے نے جواب دیا کہ مین اسوقت اُسی بداعمال دوزخی کا خط پڑھتا تھا میرے نام خط بھیجا ہے کہ یا تو سپہر آرا کو چھوڑ دو اور یا اپنے قتل کی تیاری کرو مگر بہت جلد پکڑا جائے گا

چوبدار۔ خداوند وہ بڑا کلان کار ہے۔

شہزادہ۔ ایمین کیا فرق ہی۔ قید خانے سے نکل بھاگا۔

چوبدار۔ خونی مجرم۔ اتنے بڑے شہزادے کا خون کیا ہی وہ اور جیلخانے سے بھاگ نکلے۔ انوہ۔

شہزادہ۔ بڑی غفلت ہوئی اللہ اکبر۔

چوبدار۔ خداوند وہ تو کہیے یہ خیریت ہوئی کہ اُسنے سبکو اطلاع دے دی۔

شہزادہ۔ یہ بھی لکھا ہی کہ مین بے اطلاع دیے کسی پر حملہ نہین کرتا۔ وہان تو یہ دعوی ہی مگر آزاد پاشا ایسے جری آدمی۔ اُنھون نے گرفتار کیون نہ کر لیا جانے کیون دیا۔

چوبدار۔ سرکار اُنکو وہ حال کیا معلوم تھا۔

شہزادہ۔ شکر ہے خدا کا کہ اطلاع تو کر دی۔

چوبدار۔ گھر بھر مین کھلبلی پڑ گئی کہ اب کیا ہوگا اور اس سے کیونکر نجات ملے گی۔

شہزادے نے چوبدار سے کہا کہ تم جا کے بڑی بیگم صاحب سے عرض کرو کہ آپ مطمئن رہین وہ بداعمال سفاک میرا بال تک بیکا نہین کر سکتا۔ میرے بان تین تین پہرے ہین اور اب قطعی حکم دے دیا ہے کہ بلا اطلاع و منظوری خاص کوئی نہ آنے پائے اور مین باہر نجاؤنگا۔ اور یہ بھی کہدیا کہ پولیس کے افسرون او صاحب ضلع کو مین ابھی بلواتا ہون تاکہ بہت جلد تحقیقات کرین اور اُسکو فوراً گرفتار کر لین۔ چوبدار نے جھک کر سلام کیا اور ادب کے ساتھ روانہ ہوا۔

اب سُنئے کہ ادھر آزاد پاشا نواب صاحب و شہزادہ باوقار کے ساتھ صاحب ضلع کی کوٹھی پر پہونچے اور اُدھر صاحب نے بکمال حیرت کہا آپنے کچھ سُنا۔ جیلخانہ سے مرزا ہمایون فر کا قاتل بھاگ گیا۔

نواب۔ معلوم ہی۔ یہی خبر سُن کر تو ہم آئے ہین۔

شہزادہ۔ محمد آزاد پاشا آپ ہی ہین۔ لیجیے۔

صاحب۔ (نہایت تعظیم کے ساتھ ہاتھ ملا کر)۔

آزاد پاشا ہم آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے آپ بہت بڑے شخص ہین۔ واقعی جو کام آپنے کیا وہ کسی سے کم ہوگا۔

شہزادہ۔ اب آج کا واقعہ تو سُنیے۔ آپ ہوٹل مین فروکش تھے کہ ایک صاحب تشریف لائے گھوڑے سے اُترے۔ ملے مگر اینڈتے ہوئے۔ پوچھا نام۔ کہا قاتل الرقیب اسپر آپ ذرا چونکے ہوئے تو اُسنے کہا آپ اس نام سے خائف کیون ہین بس خلاف کا لفظ سنتے ہی آزاد آگ ہو گئے۔ اور دونون باہم تکرار

ہوئی جب وہ چلا گیا تب لوگونکو شک ہوا کہ یہی شہسوار ہے۔

صاحب۔ ہم ابھی ہوٹل چلتے ہین وہان تحقیقات ہونی چاہیے اور خوب یاد رکھیے فوراً گرفتار ہو جائیگا۔

اتنے مین کوتوال شہر کو اطلاع ہوئی اور اُنھون نے آتے ہی کہا حضور مرزا ہمایون فر کا قاتل بھاگ گیا اور میرے نام یہ خط بھیجا ہے صاحب نے یہ خط پڑھا اور یون اسکا ترجمہ کیا (انسپکٹر) ہم جیلخانے سے چلے آئے ہم آزادون کا دل وہان کیونکر لگتا۔ نہ کوئی شغل نہ دل لگی نہ چہل پہل۔

شہزادہ۔ ہان جیلخانہ کیا گھر تھا۔ گویا وہان دل لگی کی بھی فکر تھی۔

نواب۔ اور اس غضب کو دیکھیے کہ کوتوال کو کس دھوم دھڑکے سے اطلاع دی ہے ایک ہی بیباک شہدا ہے۔

صاحب۔ اور سنیے اسکے بعد لکھا ہے کہ اگر تمکو یہ منظور ہو کہ تمھاری سرکوبی ہو اور جان جائے تو ہماری تلاش کرو ورنہ اس خیال خام سے درگذرو اور ہمارے مخل نہو ہم سپہر آرا کو کسی اور کی بغل مین نہین دیکھ سکتے۔ ایک روز تم سے ملین گے بھی اور ہم مرد میدان ہین۔

صاحب ضلع نے آزاد سے کل کیفیت دریافت کی تو انھون نے ایک اخبار کا حوالہ دیا جسمین کل امور شہسوار اور آزاد کی نسبت درج تھے صاحب ضلع نے وہ اخبار مالک مطبع کے ہان سے منگوایا جب اُسکا فیل اُنکے روبرو آیا اُنھون نے دو پرچے نکالے جن مین کل امور درج تھے نواب صاحب نے مضمون پڑھکر سُنایا وھو ہذا۔

ہمارے شہر مین ایک مہ پارہ شوخ و شنگ رو کش پری نغان فرنگ پر دو نوجوانان گلبدن عاشق ہوئے ہین۔ دونون پستہ دہن دونون روئین تن۔ دونون شیر مرد۔ جرأت و بسالت مین فرد۔ عالم و فاضل۔ ذکی و عاقل۔ ایک کا نام آزاد ہے آدمی کیا سچ تو یہ ہے کہ پریزاد ہے۔ دوسرا شہسوار ضیغم شکار۔ یہ اس شمع رو کے رخسار آتشین پر پروانہ وہ والہ و دیوانہ جب شہسوار کو معلوم ہوا کہ وہ پری افشان جبین دلبری و رعنائی آزاد پر عرصہ دراز سے عاشق و فریفتہ شیدا و شیفتہ ہے اور شہر مین بھی خبر گرم تھی کہ۔

نگارین دخترے بردازشش ہوش ۔۔۔ چہ دختر با قیامت دوش بردوش
نغان در گیسوا و لیلۃ القدر ۔۔۔ عیان از جبہہ او مطلع الفجر
غزال چشم تکلیف برم ہوش ۔۔۔ نگاہ مست صد میخانہ در جوش
دراز زلف او عمر تسلسل ۔۔۔ عیان از پیچ و تابش مرگ سنبل
لبش با آب حیوان در تکلم ۔۔۔ نمودہ عرض جانہا در تبسم

خنائی پنجہ اش خورشید دلہا
ہلال ناخنش عید تماشا

آزاد تو دل و جان سے اسیر عاشق تھے ہی شہسوار نے جب رخ انور کی جھلک دیکھی تو یہ بھی تیغ ابرو کے گھائل ہو گئے یہ میان آزاد کو نظر قہر آلود سے گھورنے لگے اور میان آزاد اُنکو دونونکی آنکھون سے خون ٹپکتا تھا۔ منھ سے انگارے برستے تھے۔ پیر مرد بیچارے جسنے اس ناز پرور دختر شکر لب کو لڑکپن مین پالا تھا یہ کیفیت دیکھکر مثل بید لرزان ہوا اور سمجھا کہ اب خون ہوا ہی چاہتا ہے زخمی دونون ہونگے اور عجب نہین کہ ایک کی جان مفت مین ضائع ہو۔ دونون مجرور المزاج دونون مسلح۔ دونون تلے ہوئے کہ رقیب کو تہ تیغ کرین۔ پیر مرد نے لاکھ کوشش کی کہ وہ اُدھر کھڑے ہون یہ اِدھر۔ مگر نہ وہ ٹلے

شبیہ ہے۔ دونون ڈٹ گئے۔

اب سُنئے کہ اس شہسوار کی کمک کو ایک اور سوار آیا مسلح۔ پہلوان۔ فنون سپہ گری مین طاق۔ سرخ سفید اب وہ دونون گھوڑون پر سوار سوچ رہے ہین کہ آزاد کو قتل کرین یا سمجھا دین کہ یہان سے ہٹ جا اور آزاد کے چہرے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان دونونکی کچھ ہستی ہی نہین سمجھتے اتنے مین پیر مرد نے کہا حضرت گھوڑون سے اُتریے تشریف لائیے۔ دم لیجیے بسم اللہ کہکر دونون گھوڑون سے زمین پر آئے۔ اب پیر مرد سے باتین ہونے لگین۔

پیر مرد۔ حضرت اگر ان تبان جادو جال پر دل آیا ہی تو اسکے لیے صبر و استقلال لازم ہے۔

سوار۔ (تیکھا ہوکر) کیا! کیا بکتا ہے اے بوڑھے صبر کیسا اور استقلال کیا۔

دوسرا۔ داغ وے دُھوان اُس پار ہو یہ بر لایا ہو وہان سے اور استقلال ہو نہو۔

پیر مرد۔ جبتک وہ آپ کے حالات سے واقف نہون تب تک کیونکر آپ غایۂ مراد سے ہم آغوش ہو سکتے ہین مقدم تو یہ ہے کہ وہ آپکو اس قابل سمجھین۔

سوار۔ (تلوار میان سے نکال کر) کیا۔ کیا۔ کیا۔

دوسرا۔ (تپنچہ کھینچکر) کیون قضا آئی ہی۔ بوڑھے۔

جب پیر مرد نے دیکھا کہ دونون کے دونون میرے قتل ہی کے درپے ہین اور قریب ہے کہ گولی یا تلوار سے مار ڈالین تب تو وہ بھی بگڑا۔ کہا بس بہت بانکپن کی نہلو۔ اگر بانکے ہوتے تو مجھ اسّی برس کے بوڑھے پر اتنے تیکھے نہوتے مجھے للکارتے اور تلوار دکھاتے ہو۔ بانکپن اور رہی ہے۔ بانکا تو ہم سے مخاطب بھی نہوتا اگر ہم اس گالیان بھی دیتے تو مسکرا کر خاموش ہو رہتا بانکپن کے یہ معنی نہین ہین کہ پیر نود سالہ پر چھری تیز کرے۔ اب ہم لڑنے بھڑنے کے کام کے ہین بھلا۔ اسپر وہ دونون ٹھنڈے ہوے۔

ایک۔ معاف کرو بھئی۔ اسوقت اس جوان کے سبب سے ہم اسقدر تیز ہوئے ورنہ تم سے نہ بولتے۔

دوسرا۔ واقعی تم کو قتل کرنے کیا نتیجہ نکلے گا ہم ٹھہرے ہم جوان۔

پیر مرد۔ انسانیت کے یہ معنی ہین کہ درخت کے سایے مین اُترو اور وہان تھوڑی دیر دم لو اور بیٹھو باتین کرو۔

سوار۔ یہ کون شخص ہے اسکا نام کیا ہے۔

پیر مرد۔ یہ بڑے مشہور بانکے ہین محمد آزاد۔

سوار۔ ہاتھ پانون تو اچھے ہین مگر بانکپن کا حال خدا جانے شاید ہو۔

پیر مرد۔ شاید نہین انکی رگ رگ مین بنوٹ کے پیچ کوٹ کوٹ کر بھرے ہین۔

سوار۔ اچھا پھر بلوائیے۔ ذرا ہم بھی تو دیکھین۔

پیر مرد۔ اگر میرا یہ منشا ہو کہ آپ یا وہ دو مین سے ایک مارا جائے تو صلاح دون کہ کٹ مرو۔ مجکو اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ باقی یہ کہ آپ بر سر تیغ اپنا مطلب نکالین یہ لاحول ولا۔ کیا دل لگی ہی۔ دو سو جوان اسوقت اس ڈیوڑھی پر موجود ہے ایک سے ایک بڑھا ہوا بانکا جیالا سپاہی۔

حُسن آرا بیگم نے ایک مصرع بھیجا اور پیر مرد نے کہا اس مصرع پر دونون صاحب مصرع لگائین۔

	شب چو آمد ماہ ما بر بام ما	

اسپر شہسوار نے پہلے مصرع لگایا اور یون کہا۔ ؎

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
پر شدہ از جوہر دل جام ما

آزاد نے کہا الغلط۔ شراب کو فصحاے طلیق اللسان نے جوہر روح باندھا ہی جوہر دل نیا محاورہ ہی۔ لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی کا شعر سنیے۔ ؎

بدہ ساقی آن جوہر روح را
دواے دل ریش مجروح را

دیکھو مصرع یون لگاتے ہین۔

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

نواب۔ واقعی بہت خوب مصرع لگایا ہی۔ آپنے۔
آزاد۔ (مسکرا کر) جی ہان۔ جھیپ گیا اُسوقت۔
شہزادہ۔ واقعی کیا خوب فرمایا ہی۔ نہایت موزون۔
آزاد۔ اس اخبار مین ایک بات لکھنا بھول گئے۔ مجھسے حسن آرا نے فرمایش کی کہ فرض کیجیے ایک بوڑھے کو شادی کرنے کا شوق چرایا اور ایک کمسن لڑکی سے نکاح ہوا۔ مادہ تاریخ موزون فرمائیے۔ مین نے پوچھا تمھین تو بتائیے۔ کہا۔ ۱۲۹۶ھ معاذ ہن لڑ گیا۔ اور مین نے کہا (پیر نا بالغ) نہایت ہی خوش ہوئین۔ پورے بارہ سوچھیانوے۔

صاحب۔ خیر اب ہمکو کل حالات معلوم ہوگئے چلیے ہوٹل جب ہوٹل مین داخل ہوئے تو لوگون کے اظہار لیے گئے پہلے ایک بیرا نے یون اظہار دیا۔
مین اس کمرے کے دروازے پر بیٹھا ہوا نصیبن آیا سے باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین دور سے ٹاپون کی آواز آئی اور دیکھا کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے آتے ہی پوچھا آزاد یہان کہان ٹکے ہین مین دوڑ کر قریب گیا کہا آزاد کو اطلاع دو۔ حضور کے پاس گیا۔ فرمایا کہ بلا لو۔

اسوقت ایک بوڑھے سے آدمی اُنکے پاس بیٹھے تھے سوار دوڑاتا ہوا اندر گیا پھر مجکو نہین معلوم کیا بات چیت ہوئی مگر مین نے اتنا سُنا تھا کہ جب رخصت ہو کر وہ جانے لگا تو آزاد سے سخت کلامی ضرور ہوئی تھی۔ صاحب نے سوال کرنا شروع کیے۔

سوال۔ کبھی پہلے بھی اِس سوار کو دیکھا تھا تم نے۔
جواب۔ نہین خداوندا اور کبھی نہین دیکھا تھا کہنے۔
سوال۔ اب اگر دیکھو تو پہچان لو کہ وہی شخص ہے۔
جواب۔ لاکھ آدمیون مین پہچان لون حضور فوراً۔
سوال۔ حلیہ بتاؤ۔ سن۔ شکل۔ صورت۔ وضع۔
جواب۔ کوئی چھ فٹ کا قد ہی۔ یا شاید پونے چھ ہو نہایت سرخ و سفید۔ بدن نہ دُہرا نہ چھریرا۔ مگر گسیلا ہڈی چوڑی سینہ فراخ۔ سپاہی آدمی ہے۔

اسکے بعد دوسرے بیرا کے اظہار لیے گئے جسنے بیان کیا تھا کہ شہسوار کو پیشتر بھی دیکھا تھا۔ اِس کے اظہار صاحب نے بڑی احتیاط سے لکھے۔ اُس نے بیان کیا پہلے سوار مذکور راجپوتانہ کی ایک ریاست مین ترک سوار تھا۔ وہان ڈاکہ زنی کی اور کئی آدمیون کا خون کرکے زر و جواہر اور اسباب گران بہا لوٹ کے وہان سے بھاگا۔ بعد ازان ایک اور رئیس کے ہان نوکر

ہوا۔ وہان اُسکے ایک عزیز کو قتل کیا۔ مین نے اِس شخص کو دو بار دیکھا تھا۔

سوال۔ راجپوتانہ کی کس ریاست مین نوکر تھا۔

جواب۔ یہ مجھے نہین معلوم اُس ریاست کا نام کیا ہے۔

سوال۔ وہان سے ڈاکہ زنی کے بعد پھر کہان نوکر ہوا۔

جواب۔ اُس رئیس کا نام بھی میرے تئین نہین معلوم

سوال۔ پھر تم کو یہ کیونکر معلوم ہوئین سب باتین۔

جواب۔ حضور غلام اِنکے پاس نوکر تھا۔ کہا کرتے تھے کہ پارسال ہمنے فلان شخص کو قتل کر کے دریا مین ڈبو دیا تھا کبھی کہتا تھا کہ ہمنے ایک دِن مین تین تین چار چار آدمی قتل کیے ہین اور حضور ایک بار میرے سامنے بھی ایک بچے کو قتل کیا تھا۔ مین تو اُنکو خوب جانتا ہون۔

سوال۔ تم نے اُن کو گرفتار کیون نہ کر لیا اُسی وقت۔

جواب۔ مجھسے اُن سے ہوٹل مین ملاقات نہین ہوئی ہوٹل کے باہر ملا تھا۔ گھوڑا روک کے مجھسے کہا کہ اچھے ہو سب حال پوچھا مین کام کو جاتا تھا۔ رخصت ہوا پوچھا حضور یہان کہان ٹکے ہین کہا پارسی کے ہوٹل مین۔

اسکے بعد پیر مرد کے اظہار لیے گئے۔ اُنھون نے بیان کیا کہ مین آزاد پاشا کے پاس بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ ایک شخص کی اطلاع کی گئی۔ دیکھا تو ایک سپاہی جوان پہلوان۔ گورا چٹا۔ نہایت خوبرو۔ تھوڑی دیر تک تو اچھی طرح باتین کین بعد ازان اپنا نام قاتل الرقیب بتایا آزاد نے متحیر ہو کر کہا قاتل الرقیب کے کیا معنی۔ دوبارا پوچھا تو اُس نے کہا۔ آپ گھبرائے کیون یہ نام سُنکر کچھ خوف کا مقام نہین ہے اِس پر آزاد آگ ہو گئے اور خوف! خوف کیا چیز ہے۔ خوف تو کبھی ہم جوانمردون کے پاس نہین آنے پاتا۔

سوال۔ آپ کو یقین تھا کہ وہ آزاد سے لڑ پڑتا۔

جواب۔ اگر ذرا اور بڑھتی تو ایک نہ ایک کا خون ضرور ہی ہو جاتا۔

سوال۔ کبھی پیشتر اُسکو دیکھا تھا آپ نے یا نہین۔

جواب۔ کبھی خواب مین بھی نظر سے نہین گذرا تھا۔

آزاد (مسکرا کر) بہت ہی خوب۔ خواب مین بھی نظر سے نہین گذرا۔ کبھی عالم رویا مین۔ یا کبھی ایسی صورت کا تصور بندھا تھا۔

پیر مرد۔ اب البتہ تصور بندھا ہے اُس صورت کا۔

سوال۔ جسوقت آزاد سے اُسنے بدزبانی کی اُسکو اُنکی گرفتاری کا موقع حاصل تھا یا نہین۔ اُسنے کوئی ایسی بات سخت کی یا نہین جس سے ہر فرد بشر کو غصہ آجاتا۔

جواب۔ ہان ایسی باتین ہوئین کہ گرفتاری کا مجتمع نہ تھا وہ بھی کہتا تھا۔ یہ بھی کہتے تھے۔ اُسنے کہا ہم بانکے ہین یہ بولے ہم بانکون کو لونڈا سمجھتے ہین۔ بانکے کس شمار قطار مین ہین بیچارے۔ اُسنے کہا ہم انسان کی کچھ ہستی ہی نہین سمجھتے یہ بولے ہم دیو کی ہستی نہین سمجھتے انسان کس کھیت کی مولی ہے۔

سوال۔ جب وہ یہان سے جانے لگا اُس وقت

کیون نہ گرفتار کر لیا - وہ اکیلا تم اتنے -

جواب - اُسوقت موقع نہ تھا - گھوڑے پر سوار ہو کر اُسنے چند کلمات کہے اور بس راہی ہوا - گھوڑا بھلا کسکے روکے روکا جاتا - اور پھر شہسوار کا گھوڑا جو اس فن کا نقاد ہے -

اسکے بعد آزاد پاشا کے اظہار لیے گئے - اُنھون نے کل امور مفصل بیان کیے اور کہا کہ مین اِس کمرے مین بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ مولوی پیر بخش صاحب یعنی پیر مرد تشریف لائے اخبار کو چھوڑ کر مین اُنسے باتین کرنے لگا - اتنے مین اس پیر نے آن کے کہا حضور ایک صاحب آئے ہین گھوڑے پر سوار کسی فوج کے رسالدار معلوم ہوتے ہین آپ سے ملنا چاہتے ہین - مین نے اجازت دی کہ اچھا آنے دو آئے تو مین دیکھکر بہت خوش ہوا - نہایت خوبرو جوان طرحدار شکیل - اونچی بنا ہوا - مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی خاص فوج یا رسالے سے اُسکو تعلق نہین ہے آدمی سپاہی اور سپہگری کا شوقین ہے - باتین ہونے لگین مین نے نام پوچھا کہا قاتل الرقیب - یہ انوکھا نام جس مین قتل کا لفظ شامل تھا سُنکر مجھے حیرت ہوئی - اور مین سمجھ گیا کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہے - مگر مین نے اس طرح پر بات ٹال دی کہ گویا سُنا ہی نہین تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی گفتگو رہی بعد ازان اُسنے خود کہا کہ قاتل الرقیب اسوجہ سے نام رکھا گیا کہ اُسکی پیدایش ہی کے روز اُس کے باپ کے قاتل نے وفات پائی - مگر میری تشفی نہوئی اور کئی وجوہ سے مین سمجھا کہ بیان غلط ہے اسپر زہر خند کر کے مجھسے پوچھا کہ آپ یہ نام سن کر ڈرتے کیون ہین بس مین آگ بھبوکا ہو گیا - اور مین نے جواب دیا کہ ڈرنا کیا معنی اور ڈر کس شے کا نام ہے ہمکو کسیکا خوف کیون ہونے لگا ہم اچھے اچھے گردن گردن کش اور یلان نامدار کی سرکوبی کے لیے ہر دم مستعد رہتے ہین اُسکا بھی چہرہ سُرخ ہو گیا - اور اب وہ بھی ویسی ہی باتین کرنے لگا مجھے تاب کہان مین اور بڑھتا - اب مجھ سے پوچھتا ہے کہ کبھی آپ سے ملاقات ہوئی تھی - مین نے کہا ہان کچھ خیال تو ہے مگر یاد نہین آتا - بس پھر کسیقدر گرما گرمی کی باتین ہوئین اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا مجھے یہ خیال کہ اگر اُسنے وار کیا تو مین اس قابل تو ہون کہ اُسکا وار روک لون - وہ مسلح آمادہ تلا ہوا - مین ہاتھ پاؤن پر لڑنے والا - میرا اُس کا مقابلہ کیا - کچھ بھی نہین - مگر مین تلا ہوا تھا کہ اگر ذرا بھی اسکی طرف سے پہل ہوئی تو اُسی کی تلوار سے اُسکی گردن کاٹونگا اور اِسی کے تیغے سے اسکی جان لونگا باہر گیا اور بڑے غیظ و غضب کے ساتھ کہا کہ اچھا تو سپاہی کہ جان لون تیری - مین اُسوقت کی کیفیت بیان نہین کر سکتا اِدھر یہ کہہ کے اُسنے گھوڑا بڑھایا اِدھر مین دوڑنے ہی کو تھا کہ پیر بخش صاحب نے روک لیا اور کہا وہ اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار ہے اگر تیغہ سر کر دے تو کیا کر لوگے - وہ سوار تم پیدل - سوار اور پیدل کا ساتھ کیا -

سوال - آپ نے اُس کو پہلے پہچان لیا تھا کہ نہین -

جواب - مطلق نہین - ذرا بھی شک نہین ہوا -

سوال - اور جب اُسنے یاد دلایا تب پہچانا -

جواب - اتنا یاد آیا کہ کہین اُسکو دیکھا ہے -

سوال - اب یاد آتا ہے کچھ کہ کہان دیکھا تھا پہلے -

جواب - اب تو بخوبی یاد ہے - وہی شہسوار ہے -

سوال - وجہ کیا کہ آپ ایسے جری - اور جانباز جنرل معرکے دیکھے ہوئی جنگ مین لڑے بھڑے ہوئے اتنے نامی گرامی آدمی اور یون خاموش ہو رہین -

جواب - مین ہر ایک شخص سے بھڑ نہین پڑتا - ہان اگر ایسی ہی مجبوری ہوئی تو خیر ورنہ حتی الوسع طرح دیتا ہون

سوال - اُسوقت اُسکی بات چیت سے آپ کو کچھ معلوم ہوا تھا کہ حسن آرا بیگم یا اُنکی بہن کے پُرانے عاشقون مین سے ہے اور چونکہ اُس در سے ناکام آیا لہذا آپ کا دشمن جانی ہو گیا ہی -

جواب - مطلق نہین اُسے ہے جو یہ معلوم ہوا اگر ذرا شک بھی ہو تو معاذ اللہ دیو کے لشکر سے تو مقابلہ کرتا -

اب انسپکٹر کے نام جو خط بیرنگ آیا تھا وہ بغور معائنہ کیا گیا اسپر صدر کے ڈاکخانے کی مہر تھی - وہان جا کر تحقیقات کر ہی رہے تھے کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس بھی آن پہونچے اور اس واقعہ کا حال سُنکر اُنکو سخت حیرت ہوئی اِسکے بعد ڈاکخانے والون سے دریافت کیا گیا کہ یہ خط جو انسپکٹر صاحب کے نام ہے ڈاکخانہ مین کیونکر آیا اُنھون نے لاعلمی ظاہر کی اور کہا حاشا ہم واقف نہین ہین جہان اور خطوط بکس کے نکالے گئے یہ بھی نکالا گیا ہو گا - ہم نہین جانتا کہ اسکا راقم کون ہی اور یہان کون لایا اور نہ ہم اُس کے ذمہ دار ہین یہان کیا پتہ ملتا - یہان سے ہوٹل گئے اور وہان تحقیقات ہونے لگی - صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے ہوٹل والون سے دریافت کرنا شروع کیا -

صاحب - (مینجر سے) آپکے ہان کوئی اجنبی آنکے ٹکا تھا - آج کل یا دو چار روز ہوئے ہونگے -

مینجر - ہوٹل تو اجنبی کے واسطے خاص کر موزون مقام ہے اور یہان جو آن کے ٹکتا ہے - اجنبی ہوتا ہے - شہر والے کیون رہنے لگے - اپنے اپنے مکان سب کے پاس موجود ہین - لیکن اگر خاص آدمی کا پتا دیا جائے تو شاید مین بتا سکون -

صاحب - کوئی ہندوستانی جنٹلمین آن کے ٹکا تھا -

مینجر - ہان ایک سپاہی آن کے ٹکا تھا - مدراس کے کسی رسالے کا افسر - رسالدار محمد جانفشان خان نام تھا

صاحب - پستہ قامت آدمی ہی یا دراز قد -

مینجر - کشیدہ قامت آدمی ہین نہایت خوبرو جوان بہت حسین اور بڑے کرارے رسیلے جوان -

صاحب - یہان آپسے کبھی بات چیت ہوئی تھی کچھ -

مینجر - مجھ سے ایک بار اُنھون نے بیان کیا تھا کہ اُنکے بھائی بڑے جری آدمی اور بڑے جیالے تھے اور اکثر شبخون مارے اور کئی آدمیون کو شاہی کے زمانے مین قتل کیا مجکو ان باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ وحشت مزاج مین ضرور ہے -

صاحب - کتنے دن آپ کے ہان رہے اور کب گئے -

مینجر- یہان ایک شب رہے بس پھر چلے گئے۔

صاحب- اب کسطرف گئے ہین یہان سے ریل پر گئے یا اسباب اُٹھوا منگوایا تھا۔

مینجر- یہ مین نہین کہہ سکتا کہ ریل پر گئے یا نہین۔

صاحب- کسی اور آدمی سے دریافت کیجئے۔

مینجر- نور محمد کو بلواؤ تم کو معلوم ہے کہ وہ رسالدار صاحب یہان سے اُٹھ کے کہان گئے۔

نور محمد- حضور وہ تو جاتے جاتے ایسے بگڑے کہ الامان الامان اور کہتے تھے کہ مجھ سے اگر بولے تو دم مین قتل کر ڈالونگا کیا مجال ہے کہ کوئی ذرا چون بھی کر سکے ہم لاحول ولا حضور اسقدر خونخوار تھا کہ اُوہ۔

صاحب- کیا کہتا تھا کہ ہم قتل کر ڈالنے والے ہین؟

نور محمد- ہان حضور مُنھ سے آگ برستی تھی بڑا سپاہی آدمی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ دیوانہ ہے یا جھک ہے۔

صاحب- ہان! باتون سے وحشت ظاہر ہوتی تھی

نور محمد- حضور ہمکو تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص پاگلخانے سے بھاگ آیا ہے۔ یا کسیکو اُس نے قتل کیا۔ یا اب کسیکو قتل کرے گا۔

صاحب- بھلا کسی سے دریافت ہو سکتا ہے کہ یہان سے لد پھند کے کہان گیا۔

نور محمد- حضور ایک قلی کے کاندھے پر اسباب لے گیا تھا اِس سے جا کے ضرور دریافت کرونگا اور حضور کو اطلاع دیتا ہون۔

صاحب- ابھی دریافت کر کے بتاؤ تم کو بہت کچھ انعام ملے گا۔ اور ہم تمکو خوش کر دینگے۔

نور محمد- جا کے اُس قلی کو بلا لایا۔ اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اُس سے سوال کرنے شروع کیے

سپرنٹنڈنٹ- تم رسالدار صاحب کو یہان سے کہان لے گئے تھے۔

قلی- ہان سرکار رسالدار صاحب ہٹے۔

سپرنٹنڈنٹ- دل یہان سے کہان گیا۔ رسالدار صاحب

قلی- صاحب ہم سے پوچھیے ہین ہان صاحب۔

سپرنٹنڈنٹ- تم پاگل ہے۔ یہان سے رسالدار کہان گیا۔

نواب- ارے پوچھتے ہین کہ یہان سے رسالدار کہان گئے آج جنکو سویرے لے گئے تھے۔ وہ رسالدار۔

قلی- ہجور کالے پہاڑون تک گئے۔ وہان کپڑے بدلے اور ایک میانے پر سوار ہوئے بس چلے گئے۔

سپرنٹنڈنٹ- اُس میانے کے کہار کہان گئے تھے!

قلی- صاحب کیا جانے لے۔ وہین گئے ہونگے۔

سپرنٹنڈنٹ- انسپکٹر صاحب اور ایک ڈپٹی انسپکٹر اور دس برقنداز وہان جا کے فوراً دریافت کرین۔

قلی- دس روپے دیے اور کہا جائیگا تم کسی سے مت بولنا کہ کہان گیا۔ ہم نے سلام کیا چلے آئے۔

سپرنٹنڈنٹ- تم نے وہ دس روپے کیا کیے۔ کسکو دیے

قلی- اپنے پاس رکھے اور کسکو دیئے۔

اِسکے بعد انسپکٹر اور ڈپٹی انسپکٹر اور برقندازون نے کالے پہاڑون کی راہ لی اور تھوڑی ہی دیر مین صاحب ڈسٹرکٹ

سپرنٹنڈنٹ نے صاحب ضلع کو اطلاع دی اور یہ دونوں حکام مع آزاد اور دونوں روسا، نامدار اور برق اندازوں کے خود بھی کالے پہاڑ کی طرف چلے اور راہ میں تحصیلدار کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کالے پہاڑ پر ہم سے ملو۔ ایک گھنٹے کے عرصے میں کالے پہاڑ پر تحقیقات شروع ہو گئی پہلے تو بڑی دیر تک ذرا بھی پتا نہ ملا۔ کسی نے نہ بتایا آخرکار ایک بوڑھے فقیر نے آکر یوں بیان کیا۔

فقیر۔ میں یہاں برسوں سے رہتا ہوں۔ سامنے ایک مکان میں ایک عورت رہا کرتی ہے۔ ادھیڑ مگر حسین اور رنگین اُسکے ہاں کبھی کبھی ایک جوان آیا کرتا تھا۔ بانکا سپاہی نہایت خوش رو اور رنگیلا سپاہی ایک دن شراب کے نشے میں چور تھا مجھ سے نشے کی ترنگ میں اپنا کل حال کہہ سنایا اور قسمیں کھا کر کہنے لگا کہ مرزا ہمایون فر کو میں ہی نے قتل کیا ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا تھا کہ نشے میں بیہودہ بے تکی باتیں بک رہا ہے اور نہ مجھے اب تک نہیں معلوم کہ ہمایون فر کا قاتل یہی ہے یا کوئی اور۔

صاحب۔ وہ عورت اب کہاں ہے کہیں اس کا پتہ ہے۔

فقیر۔ سرکار مجھے نہیں معلوم شاید وہیں ہو۔

صاحب۔ (انسپکٹر سے) جسطرح ممکن ہو فوراً وہ مکان گھیر لو کسی کو آنے جانے نہ دو۔ فوراً بڑھو۔

یہ سننا تھا کہ فوراً انسپکٹر چھ برقندازوں کو لیکر اُس مکان پر گیا اور ہر سمت سے گھیر کر آواز دی۔ اندر سے ایک بوڑھی عورت بولی (کون ہے) برقنداز نے کہا یہاں آؤ۔ دروازے پر آؤ۔ اُس نے پوپلے منہ سے کہا۔ اوئی بیٹا یہ للکارنا کیا معنے۔ ہم شریف زادیاں ہیں۔ دروازے پر کوئی مالزادیاں جاتی ہونگی۔ ایسی ویسی۔ خبردار ہو نہ کہنا اور سُنو دروازے پر بلاتا ہے موا دادانہ چل دور ہو یہاں سے۔

برقنداز۔ تو نگبخت یہاں تک آؤگی یا وہیں سے باتیں بناؤ گی۔ تم نہ آؤ گی اور کو بھیجدو۔

عورت۔ کیا کچھ سودائی تو نہیں ہو گیا ہے۔

برقنداز۔ بڑی چڑچڑی بڑھیا ہے۔ تمھارے ہاں کوئی اور ہے یا نہیں ہے۔ بس تمھیں اکیلی ہو۔

عورت۔ میں کیوں نہیں کیا نگوڑے ناطے میں کچھ جوان لڑکیاں ہیں۔ انکو کیوں بھیجیں۔

اتنے میں ایک نہایت ملیح و نوجوان عورت عمدہ لباس زیب بدن کئے ہوئے دروازے کے پاس آئی قطع سے مہری معلوم ہوتی ہے۔ انسپکٹر نے یوں گفتگو کی۔

انسپکٹر۔ ہم جانتے ہیں تم باہر ہوتی ہو۔ دروازے چھوڑ کے باہر آؤ اور جو کچھ دریافت کیا جائے وہ بتاؤ صاف صاف۔

عورت۔ ای حضور ہم بہو بیٹیاں ایرے غیرے کے سامنے نہیں ہوتیں۔ ہم تو پردہ نشین گھر گرہست ہیں

انسپکٹر۔ تم مہری معلوم ہوتی ہو اور مہری چھوکریاں برابر باہر نکلتی ہیں۔

عورت۔ زبردستی کی بات ہی اور ہے۔ حکومی کیا کم

شاق ہے کہ اسوقت ہم یہان آن کے آپ سے باتین کرین۔ بھائی تک تو ہماری صورت سے واقف نہین

انسکپٹر۔ اِس مکانین اسوقت کون کون ہے۔

عورت۔ اے حضور مین ہون۔ امی جان۔ خالو آبا ہین۔ میری دو بہنین ہین۔ میری ایسی جوان جوان اور نگین اور ایک لونڈی ہے۔ ایک ماما ہے ایک مہری ہے۔

انسکپٹر۔ عورتون سے کہو پردہ کرین۔ اندر تلاشی لی جائیگی فوراً پردہ ہو جائے۔

عورت۔ (اندر جاکر غل مچاکر) اے خالو آبا اُٹھو تو یہ اندھیر تو دیکھو دوڑ آئی ہے۔ تلاشی لیجائیگی۔ صاحب لوگ اور سپاہی اور چوکی کے لوگ دروازہ گھیرے کھڑے ہین

انسکپٹر۔ کچھ گھبراؤ نہین۔ کوئی بُری بات نہین ہے فقط تلاشی لیجائی گئی۔

لونڈی۔ اللہ کرے ایسی ہی اچھی بات تیری بان بھی ہو۔ موئے خدا کرے تیری مان بہنین بھی یون ہی بے پردہ کیجائین۔ موا کہتا ہے فقط تلاشی لیجائیگی اور یہ کوئی بُری بات نہین ہے اور اب اِس سے بڑھ کے کیا ہوتا آخر۔ تلاشی سے بڑھ کے اور کیا سختی جھیلتے۔

اتنے مین اُس زن کے خالو ابا جنکا سِن سّتر برس سے متجاوز تھا لاٹھی ٹیکتے ہوئے آئے اور کوتوال کو سلام کرکے صاحب لوگون کو بہ جھک کے سلام کیا اور کہا حضور آخر کس جرم کی سزا دیجاتی ہے۔

صاحب۔ تم بتاؤ کہ تمھارے ہان کوئی سوار کبھی کبھی آتا تھا ٹھیک ٹھیک بولو۔

خ۔ خداوندمین تو اس مکان مین دس دن سے رہتا ہون ۷۔ تاریخ کو آیا تھا۔ آج ۱۷۔ ہے۔ اندر جاکے دریافت کرتا ہون شاید کسیکو معلوم ہو۔

صاحب۔ دیکھو کہ دو کہ اگر سچ سچ بتادوگے تو تم کو کوئی نقصان نہ پہونچائیگا نہین تو تمھارے حق مین بھی مضر ہے آیندہ تم کو اختیار ہے۔

خ۔ (اندر جاکر) یہان کوئی سوار آتا تھا۔ اسی کو ڈھونڈھتے سب کے سب آئے ہین۔

عورت۔ (وہی ملیح) مین چل کے جوابدہی کیے لیتی ہون (دروازے کے پاس آنکر) کیا پوچھتے ہو کوتوال صاحب جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے دریافت کرلو۔

انسکپٹر۔ تمھارے مکان مین کوئی شہسوار آیا کرتا تھا اور کل بھی وہ یہان ہی تھا۔

عورت۔ حضور یہان ہر قسم کے لوگ آیا کرتے ہین مگر جنکا ذکر آپ نے کیا شہسوار کا نام لیا وہ دوسرے تیسرے مہینے ضرور آتے تھے۔ اور ابکی بھی آئے ہین مگر صبح سے اُن کا پتہ نہین ملتا۔

انسکپٹر۔ کچھ کہہ گئے ہین کہ کب تک آئینگے۔ دوپہر کو شام کو۔ انسکپٹر متحیر ہوا کہ یہ عورت اسقدر طرار ہوکر ایسی صفائی کے ساتھ کیونکر حال بتانے لگی۔ اُنھون نے اور بھی سوال کیے اور اُسنے اُنکے دل کے موافق جواب بھی دیے ایکبار اُنھون نے دریافت کیا کہ تم سے کبھی مرزا ہمایون فر کا ذکر تو نہین کرتا تھا۔ عورت نے کہا۔ ایک مرتبہ مجھ سے اسقدر کہا تھا کہ جان من سوائے تمھارے اور عورت سے بات چیت بھی نہین کی مگر ہان حسن آرا اور سپہر آرا نامی دونون بیگمون پر البتہ

ہزار جان سے عاشق ہوں اور سپہر آرا جان دیتی ہے
مرزا ہمایون فر پر۔ اُسکا قتل ضرور ہے۔
ایک مرتبہ بیڑا اُٹھا کر گئے تھے کہ آج ہمایون فر کو ضرور قتل کرونگا۔ چاہے اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مجھ پروا نہیں اور اُسی دن خبر سُنی کہ ہمایون فر قتل کر ڈالے گئے
انکی یہاں آ کے بہت روئے کہ ہمایون فر کی جان گئی۔
آدمی۔ بڑا اچی دار ہے۔

انسپکٹر۔ تم کو یہ کب معلوم ہوا کہ ہمایون فر کو اُسنے قتل کیا تھا اُسی روز یا کئی دن کے بعد۔

عورت۔ کس نے قتل کیا تھا۔ اُنھیں نے قتل نہیں کیا وہ گئے تھے اسی دعوی سے گر قتل کسی اور نے کیا۔

انسپکٹر۔ یہاں کیا کرنے آتے تھے اور اب کی کیا کام تھا۔

عورت۔ (گردن جھکا کر) حضور عشق عشق تو وہ بلا ہی۔ خدا اس سے نجات دے اور سب کو بچائے۔

انسپکٹر۔ عاشق کس پر ہوئے شاید تم پر ہونگے۔

عورت۔ (گردن نیوڑا کر) حضور عشق کیا معنے میرے اوپر جان دیتے تھے اور ایک ایک ادا پر لوٹ تھے۔

انسپکٹر۔ واقعی تم تو ہو بھی اسی قابل۔ بھلا تم سے کبھی یہ بھی کہا تھا کہ قید خانے گئے تھے۔ بڑا سور ماہی مگر ہم نے خبر پائی ہے کہ اسکو کسی نے زخمی کیا ہے۔ پتا نہیں ملتا۔

عورت۔ نہیں حضور غلط ہی۔ وہ زخمی ہونے والا آدمی نہیں ہے۔ بڑا جیالا سپاہی ہے۔ وہ تو کسی ملک کے شہزادے ہیں۔ مگر جہاں کسی نے سپہر آرا کا نام لیا بس چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا۔

انسپکٹر۔ یہاں سے کسوقت گئے سویرے تڑکے یا دیر کو۔

عورت۔ علی الصباح حضور نور کے تڑکے سب ہتھیاروں سے لیس ہو کر۔ چلتے وقت ایک بوسہ لیا اور کہا سپاہی کی محبت بڑی نازک بات اور ٹیڑھی کھیر ہے۔ ؎

مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت
مثل ہے کہ جوگی ہوئے کس کے میت

انسپکٹر۔ کو سخت حیرت ہوئی اور نواب صاحب اور دوست شہزادے نے بھی اس زن شیرین حرکات پر تحیر سے نظر ڈالی جب اُس عورت نے بیان کیا کہ ایک دن ہمایون فر کے نوکر نے ہمایون فر کے قاتل کو گالی دی اور یہ بگڑ گئے پھر کیا تھا خوب پیٹنا شروع کیا۔
نواب صاحب نے کہا۔ بیوی تم کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ ہمایون فر ہی کا آدمی تھا۔ عورت نے مسکرا کر جواب دیا نواب صاحب بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ اور ایسا سوال کریں کیا ہمایون فر کا نوکر یہاں آئے تو بڑے تعجب کا امر ہے۔ اور آپ مجھسے دریافت کرتے ہیں کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا اُنکے گھر بھر کا حال اُسی کے ذریعہ سے ہم کو معلوم ہوتا رہا ہے اور اُسی نے آن کے مجھ سے کہا تھا کہ ہمایون فر کے قاتل یہی ہیں مگر مجھے یقین نہ آیا اُنسے اُس آدمی کا نام پوچھا گیا۔ اُنھوں نے کہا مرزا محسن۔

نواب۔ ایں! مرزا محسن اور ایسے بدخواہ آقا!!!

عورت۔ حضور یہ شہر ایسا ہی ہی اور مرزا محسن کی کون اصل وحقیقت ہے اُنسے بڑھ بڑھ کے نمک حرام پائیے گا۔

نواب - مرزا محسن تو اُنکے بڑے رفیق تھے صاحب -

عورت - مجھے معلوم ہے حضور - اور مین اصل مین مہری ہی ہون - اب چھپانے سے کیا مطلب - صاف صاف کیون نہ بیان کردون لگی لپٹی سے کیا واسطہ مین خود بھی دو بار ہمایون فر کے یہان ہو آئی ہون اور خورشید لقا بیگم کی نوکری کر آئی ہون مرزا محسن کی مجھپر نظر پڑتی تھی مین اُس شہدے سے خوب واقف ہون صاحب مجھے کوئی کیا سکھائے گا -

انسپکٹر - اگر آئین تو کہہ دینا کہ تمھارا دوست گیان سنگھ کوتوال آیا تھا سُنا تم زخمی ہوے ہو تو تمھاری کمک کو آیا -

عورت - اچھا مگر از برلے خدا اُس سے نہ کہنا کہ تمھاری مطبوعہ سے باتین ہوئی ہین -

اُس رنگین ادا زن ملیح نے بالکل بیحجاب و دربرافگندہ نقاب ہو کر اپنے یار وفادار شہسوار جرار کی جی داری وجیالے پن کی تعریف کے پُل باندھ دیے - کہنے لگی ایک مرتبہ کسی پہلوان پر جھلائے تو ڈپٹ کر کہا سُن او خر نامشخص - ہم وہ لوگ ہین جنھون نے بڑے بڑے گردان گردن کش کی گردن توڑ کے دھر دی ہے تو اپنی پہلوانی پر بیکار بھولا ہے - ہم کسی کے مان کے نہین - دبنا اور دب کے چلنا ہماری وضع کے خلاف ہے اور اس قدر ہمت چھٹ سپاہی ہین کہ بے جان لیے چین ہی نہین آتا اور انسان کو قتل کر ڈالنے مین وہ ملکہ حاصل ہے کہ واللہ کوئی جس طرح چیونٹی کو پانؤن تلے مل ڈالتا ہے اسطرح ہم انسان کو کچل کے دھر دیتے ہین - کیا مجال کہ کوئی مقابلہ کر سکے - توبہ -

کسی نے نظر بد سے دیکھا اور ہم نے آنکھین نکال لین پھر یہان تاب کہان کیا مجال کبھی کبھی ہمنے بھی زک پائی ہے مگر آجتک بانکپن کا کسی نے جواب ندیا - اور یون -

دوران فلک کہ بے مدارست — زو گاہ خزان وگہ بہارست
این بادہ کہ روزگار دارد — یک مستی و صد خمار دارد
ہم مہرہ دہد بدست وہم ذبا — گہ شیشہ تہی کند گہے پر

سیلاب غم ست در سرورش
طوفان بلا ست در تنورش

صبح کو البتہ بہت اداس گئے اور کئی بار بغلگیر ہوئے اور بوسے لیے اور رودئے بھی - مین نے کہا - ہائین سپاہی ہو کے رونا کیا معنی - تم اور گریہ وزاری! کہنے لگے - دل ہی تو ہے اور ہمایون فر کو یاد کر کے بڑی دیر تک رویا اور شعلہ غم پڑھا کیے - جنکو مین نے حفظ کر لیا ہے اشعار -

آتش غم نے گلستان مین کیا ہے وہ اثر
گل گلنار بھی سوزان ہے برنگ اخگر
نہین سنبل یہ نظر آتا ہے گلزار مین جو
پھیلا ہے بلبل ناشاد کا بس دود جگر
برگ سوسن نہین ٹوٹے پڑے ہین گلشن مین
بیٹھنے کو صف ماتم کے ہے پھیلی چادر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اس سبزۂ گلگون زن ملیح کے جوش جوانی اور خوش بیانی اور طلاقت لسانی نے سامعین کے دلون پر جادو کا کام کیا یہان تک کہ شہسوار ناہنجار کی نسبت جو کچھ سچ جھوٹ اُس معشوقۂ ملیح نے کہا سب نے آمنّا وصدّقنا

تسلیم کرلیا جب اُس جادو جمال نے دیکھا کہ نشۂ بادۂ عشق سے کوتوال بالکل طافح ہو گئے تو اُنکے دھوکا اور مزید فریب دینے کی غرض سے کسیقدر خود بھی اظہار عشق کیا اور نہایت رنگین آدائی کے ساتھ اُس خوش بیانی سے گفتگو کی کہ کوتوال کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور طائر دل دام زلف دوتا مین پھنس گیا۔ وہ معشوقۂ جمیلہ انواع و اقسام کے ناز و ادا سے مُسکرا مُسکرا کر اُنسے ہمکلام رہی اور نشۂ سرشار شراب عشق سے اُنکو اسقدر خراب و سرمست کیا کہ خانہ تلاشی اور تحقیقات سب کو بالاے طاق رکھکر اب اُنکو یہ فکر پیدا ہوئی کہ جس طرح ممکن ہو اس کافر کا کلمہ پڑھین آنکھون سے اشک اضطراب و سرشک آتشین کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔

اتنے مین صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اُنکو بلاکر حکم دیا کہ برقندازون کا ایک دستہ لیجاکر اندر تلاشی لو اور دو معتبر عورتون کو بلاکر کہو کہ جہان مستورات چھپی ہون وہان جاکر بغور دیکھین کہ کوئی مرد تو عورت کا بھیس کرکے نہین چھپ رہا ہے۔ انسپکٹر نے تعمیل حکم مین کسیقدر تساہل کیا مگر اُس پرکالۂ آتش نے اشارے سے اُنکو ڈیوڑھی کے ایک گوشے مین بلاکر کہا کہ تم سپاہی آدمی شہر کے کوتوال ہو کر ایسے بدحواس ہوئے جاتے ہو۔ اگر تلاشی لی جائے تو بسم اللہ۔ اسمین کسی کا خوف یعنی چہ۔

ہمارا دامن لوث سازش سے آلودہ نہین ہے۔ بس پھر ہم کو اندیشہ کیا ہے۔ اس تقریر سحر تخمیر سے اُنکو قدرے تسلی ہوئی اگرچہ کانسٹبلون کو اِدھر اُدھر تعینات کردیا۔ اور کچھ برقنداز دروازے پر کھڑے ہوئے اور معدودے چند آدمی اپنے ہمراہ لے کر تلاشی کے لیے زنان خانے مین گئے یہان اُنھون نے یہ چالاکی اور دانائی کی کہ ان سب کو صحن مین تعینات کرکے خود کوٹھے پر چلے گئے اور ہرچند برقندازون نے سمجھایا کہ حضور تن تنہا ایسے خطرناک مقام مین کیا کرنے جاتے ہین مگر اُنھون نے کسی کی نہ سنی اور کیونکر سنتے مطلب سعدی دیگر ست کوٹھے پر داخل ہوتے ہی اُنھون نے دیکھا کہ وہ سرو قد دو رفتار محبوب گل رخسار و نسترن بناگوش سیم بدن ہمجولیون کے ساتھ کہ چندے آفتاب چندے مہتاب تھین ایک تخت پر متمکن ہے۔

تینون جواہرات اور زیور گران بہا سے آراستہ تھین۔

لب لعلش چو لالہ در بستان	خندۂ شان بہار خورستان
دست ساعد پر از علاقۂ زر	گردش و گوش پر ز لولو تر

اس محبوب ساحری کیش نے کوتوال کا ہاتھ پکڑا اور بصد کرشمہ و ناز ایک شہ نشین مین جو فرش مکلف اور شیشہ آلات سے مثل نوعروس آراستہ و پیراستہ تھی بٹھایا اور خود اُنکی بغل مین باہزاران اداے رنگین متمکن ہو کر طوطی زبان کو یون زمزمہ سنج بیان کیا کہ اے جوان رعنا و قد سہی بالا جس شہسوار قمر رخسار پر میری جان جاتی ہے اور جسکی ایک ایک ادا پر مین فدا ہون وہ ہمایون فر کا قاتل اور بڑا نامی گرامی ڈاکو اور شاہین بادی چور ہے جس نے بیسیون بندگان خدا کی مفت جان لی اور دم کے دم مین بڑے بڑے گھر تباہ و ویران اور صدہا آدمیون کی آرزون کا خون کیا ہے مین ایک شخص کے ساتھ منسوب تھی پستہ قد اور گندم رنگ دبلا پتلا آدمی۔ مگر حسن اتفاق سے ہمارے مکان کے

پڑوس اس شہسوار جوان ماہ لقا مہر طلعت نے بھی رہنا
شروع کیا ایک روز میری مہری نے کہ بڑی رنگین طبیعت اور
شوخ تھی مجھ سے آن کر کہا - بیوی پڑوس مین جو آن کے
رہے ہین بس مین کیا عرض کرون دیکھنے کے قابل ہین -
حضور یہ خوبرو جوان ہے جسکا ثانی ہفت اقلیم مین نہوگا
عورت تو عورت مرد تک گھنٹون گھورنے کی آرزو رکھتے
ہین - ممکن کیا کہ ایکبار کوئی اُسکے جمال کا نظارہ کرے اور
ہزار جان سے عاشق و شیفتہ نہوجائے - اس کمبخت چلبلی
عورت نے اُس جوان رعنا کے حسن وجمال کا حال اسطرح پر
بیان کیا کہ مین بے دیکھے بھالے ہی اُسکے طرۂ زلف تابدار کی
اسیر ہوگئی اور دست بستہ اپنی خادمہ سے کہا کہ اے نیکبخت
از برائے خدا جس طور پر ممکن ہو مجھے اس جوان صنم فریب کی
صورت دکھاوے ورنہ خدا جانے میرا کیا حال ہوگا جھٹ پٹے
وقت مہری بلے تماشا ہنستی ہوئی دوڑتی آئی - کہا حضور
جلدی کمرے مین تشریف لیجائین بس ذری توقف فرمائین
ورنہ تیر ازکمان جستہ ووقت از دست رفتہ کا نقشہ ہوگا -
میرے تو سینہ مین تو نائرہ عشق اور آتش شوق نظارہ
جمال جوان یاسمین بدن مشتعل ہی تھا بمجرد استماع حال
پائے چشم سے کمرے مین گئی تو کیا دیکھتی ہون کہ ایک عربی
دو رکابے گھوڑے پر ایک شخص اس طرح چستی کے ساتھ
بیٹھا ہے کہ معلوم ہوتا تھا کسی نے میخ گاڑدی ہے - بس
دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور چق اُٹھا کے بیتاب
گھورنے لگی دونون کی آنکھین چار ہوئین اور دلون مین
محبت پیدا ہوگئی مین اُس جوان ماہ لقا پر اسقدر فریفتہ
ہوئی کہ دوسرے ہی روز اُسکو بلوایا اور وقت مقررہ

پر بکمال اشتیاق چشم درراہ انتظار تھی کون نہین جانتا ہے
دنیا بھر مین مثل مشہور ہے - ع

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

اتفاق سے اُس روز میان باہر سے جلد آگئے اور
مجھے اس درجہ ملال ہوا کہ جسکی حد نہین اُسکو کیا معلوم
کہ یہ اسوقت کس فراق مین تھی - مین نے آہ سرد بھری اور
علیحدہ جا کے بصد حسرت ومایوسی لیٹ رہی دل کا عجب
حال تھا - میان نے آنکے اختلاط کی باتین شروع کین اور
میرے دلکو اور بھی رنج دیا - بڑی مصیبت مین پڑ گئی -
میان - آج کیسی طبیعت ہے از برائے خدا بتا دو -
جواب - فضل الٰہی ہے شام سے سر مین درد ہے - بات کرنے
کو جی نہین چاہتا ہے کھٹی کھٹی ڈکارین بھی آئین - بڑی
دیر سے بیچین تھی - اب خدا خدا کر کے آنکھ لگی - بڑی دعاؤن
کے بعد ذری جھپکی لی تھی کہ تم غل مچاتے کھٹ پٹ کرتے
آئے اور نیند اُچاٹ ہوگئی - اب کس سے کہون اور کیا
کرون اب بھی ذرا خاموش رہو تو شاید آنکھ لگ جائے -
میان - یہ ماجرا کیا ہے ذری ڈوپٹہ تو منہ سے اُٹھاؤ
ہاتھ لاؤ مین تو دیکھون -
جواب - اے ہے تو نبض کیا کچھ بخار ہے - خواہی نخواہی
نبض دیکھنا - اس سے فائدہ - مرتے کہدیا سمجھا دیا کہ سر مین
درد ہے سونے سے کچھ آرام ہوتا ہے واہ نبض پر ہاتھ
دوڑاتے ہو چلو ہٹو سامنے سے -
اتنا کہنا تھا کہ میان سرہانے بیٹھ گئے اور کہنے لگے عجب اُلٹا
زمانہ اور اوندھی عقل کے لوگ ہین - ہم تو مارے محبت کے

پوچھتے ہین وہ بچارے کہاں ہین۔

اتنے مین مہری نے جو نیچے سڑک پر کھڑی تھی کہا ارے اماں جاگتا ہے۔ یا سو گیا۔ اس اشارے کے یہ معنی تھے کہ وہ جوان زیبا اندام دروازے تک آن پہونچا۔ اماں تو ہونڈا سکھایا پڑھایا تھا ہی اُسنے تڑسے جواب دیا۔ جاگتا تو ہے مگر سونے سے بدتر۔ چلی آؤ بس مین نے جو مہری کی آواز سنی اور معلوم ہوا کہ وہ حور طلعت جوان خجستہ شمائل آیا ہے تو کلیجہ مُنھ کو آنے لگا اور جب مہری نے بصد یاس اس شیر مرد سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے اُنکے میان آگئے تو اُسنے ٹھنڈی سانس کھینچی اور بادل پردرد یہ شعر زبان پر لایا۔ ~

میان خوش ہو ہم دعا کر چلے	تیرا نہ آنے صدا کر چلے

ہاے ہاے اس شعر نے مجھے اور بھی تڑپا دیا۔ اور ستم ڈھایا کوتوال صاحب ایسے محو ہوئے کہ دین و دنیا فراموش

اس چالاک عورت نے ایک چھری ہاتھ مین لی اور قریب تھا کہ فوراً اُنکا کام تمام کر دے کہ اتفاق سے اُنکی نظر پڑ گئی اور فوراً چھری چھین لی۔ چھینتے ہی برقندازون کو آواز دی اور سب کے سب مع کوٹھے پر آن پہونچے۔

ایک۔ کیا کہین جھلکی دکھائی ہے۔ ہے تبا کہین۔

دوسرا۔ ہوئے سسُر کہین جرو رکے ہین۔

تیسرا۔ اب کہان بھاگ سکتا ہے۔ ہوگا تو پکڑا جائے گا نہ ہوگا تو کیا ہو سکتا ہے۔ کچھ بھی نہین۔ مگر تلاشی ایک دفعہ کی لینی چاہیئے۔

کوتوال۔ اس کوٹھری کو کھولو اور دیکھو اسمین ہے۔

برقنداز۔ حضور سمین نہین ہے وہ بھاگ گیا صاحب۔

کوتوال۔ اچھا اس کوٹھری کا قفل توڑ ڈالو فوراً۔

ضعیفہ۔ لوگو اس اندھیر نگری کو تو دیکھو۔ ہے ہے مکان کے قفل توڑے جاتے ہین۔ ان موؤن کے ہاتھ ٹوٹین انکا جنازہ نکلے۔

برقنداز۔ چپ بڑھیا کیا کہتی ہے ڈھڈو چپ رہ۔

کوتوال۔ اُسکے مُنھ نہ لگو۔ اِسکو کہنے دو جو اسکا جی چاہے کہے تم اس کوٹھری مین دیکھو۔ اور دس آدمی نیچے کے مکانون مین جاؤ۔ وہان تلاشی لو۔

برقنداز۔ حضور اس کوٹھری مین یہ تیغا کیسا دیا ہے۔

کوتوال۔ (کوٹھری مین جاکر) اسکو ابھی کھود ڈالو۔ بلاؤ بیلدارون کو اور حکم دو کہ فوراً کھودین کل گھر بھر کھود ڈالو۔

ضعیفہ۔ اللہ کرے تم بھی خانمان خراب ہو جاؤ۔

دوسری۔ آمین ساری دنیا مین کہین ٹھکانا نہ رہے۔

کوتوال۔ خیر سمجھا جائیگا۔ بالفعل تو کھود کے پھینک دین۔

ضعیفہ۔ یا اللہ ایسی مصیبت سے ان مونڈی کاٹون کے اور کسو پر پڑے۔ یا اللہ انکا جنازہ ہی اٹھوارے مین نکلے انکے لڑکے یتیم ہو جائین انکی بیویون گو رنڈاپا نصیب ہو انکے ماں باپ لاولد ہو جائین۔

عورت۔ (وہی زن ملیح) لے ہے اُماں جان کاہے کو ناحق مین غل مچاتی ہو۔ دیکھو تو ہوتا کیا ہے۔ ذری دیکھتی ہی جاؤ کہ ہوتا کیا ہے۔

کوتوال۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب کیا باقی رہا۔

عورت۔ معلوم ہوگی قدر عافیت ٹھہر تو جا تو۔

کوتوال نے سر ٹپکا پٹانہ لگا۔ تھانے کے لوگون کر مقرر کرکے چلے گئے تو اثنائے راہ مین ایک مخبر نے اُنسے کہا کہ اگر سرکار مجھے پورا انعام دے تو غلام شہسوار کو گرفتار کرا دے بمجھے

اِس بدبخت شقی القلب کا ٹھیک ٹھیک پتا معلوم ہوا ہی
اور بچشم خود دیکھ آیا ہون کہ ایک جوان زیبا طلعت جسکی جبین
سے نور جرات نمایان تھا باغ فرح بخش دلکش مین مصروف
تماشاے ریحان و ضیمران ہی۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُس
شخص کی سپہ گری کی تمام ہندوستان مین دھوم ہی مگر جہل
مرکب نے مزاج مین اسقدر دخل پایا ہی کہ کسی نے ذرا بھی خلاف
بات کی اور اُنھون نے تلوار میان سے باہر نکالی بولا اور
وہ تلا ہوا ہاتھ دیا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔
مین اُس سے ہمکلام ہوا تو زبان سحر بیان سے اُسنے
واقعی جادو کا ہی کام کیا۔

باغ پر فضا و دلکشا مین بہار روح افزا اور نسیم غالیہ بار اور
گلہاے معنبر اور لعبتان گل اندام تکیۂ منظر اور شاہدان مہر طلعت
پری پیکر اور ندیمان بذلہ سنج اور رفیقان جلوہ طراز نکتہ پرداز
اور پرستاران حور وش برق کردار نغز گفتار قمر رخسار اور غلامان
باادب سلیقہ شعار اور مطربان پریزاد اور قوالان خوش الحان
باربد نژاد طیور ذی شعور کے چہچہون اور کبک دری کے قہقہون
چشمہ سار کی روانی آبشار کی کیفیت تازہ سے یہی معلوم ہوتا تھا
کہ جشن جمشیدی آنکھون سے دیکھ رہے ہین ایک سمت ساقیان
گلبدن دوسری جانب مہوشان پستہ دہن۔ شراب ناب کا
شغل بزم فریدون سے زیادہ لطف صحبت مین ایک ہی
چپکے چپکے مین لوگون سے دریافت کر لیا تو معلوم ہوا کہ یہ شخص
کسی بڑے شہزادے گردون مدار جم اقتدار فخر شہزادگان
روزگار کو قتل کر کے قید کر لیا گیا تھا مگر فطرت جبلی اور شرارت خلقی
کے سبب سے اس طرح قید خانے سے نکل بھاگا جس طرح
تنکہ چشم سے باہر ہوتی ہے۔ گو کئی سپاہی اور پہرے والے

اِس مرد ضیغم شکار شیر افگن پیل فگن کی تاب مقاومت
نہ لا سکے کوتوال نے سپاہیون کو اشارہ کیا کہ اس مخبر کو
جانے نہ دین اور اِس طرح حراست مین رکھین کہ ناگوار طبع
نہ گذرے فوراً اُسکے اظہار قلمبند کیے اور کہا اگر آپکے ذریعے
سے اُس لعین ناہنجار مرد نابکار کا پتا ملے تو سرکار بطیب
خاطر و خوشنودی مزاج انعام و اکرام عطا کرے لیکن پہلے
یہ بتائیے کہ اُس سواد الوجہ کا حلیہ کیا ہی۔ مخبر نے کہا حضرت
وہ جوان بلند بالا خجستہ شمائل شیر اندام فراخ سینہ ہزارون
مین لاجواب ہی اور چہرے سے پایا جاتا ہی کہ جرات
کوٹ کوٹ کر بھری ہے

بڑے بڑے سپہ سالاران روئین تن اور مبارزان نامی
صف شکن میدان نبرد و جنگ مین انکی تیغ خارا شگاف و
خوش غلاف کے مقابل مین منہزم ہو گئے۔ کبھی خنگ باد رفتار
پر سوار ہو کر لواے سپہ سالار سے پرے کے پرے صاف
کر دیے کبھی توسن عقاب طلعت کے ایک کاوے مین شمشیر لنگر دار
سے نامی گرامی نبرد آزماون کو نیچا دکھایا چنانچہ ایک بار
ہزار ہا آدمیون کی جماعت مین جہان اسقدر انبوہ کثیر تھا
کہ تھالی اُچھالتے تو سر ہی سر جاتی مردانہ وار گھس کر اِس
طلیعۂ خبیث معرکہ بسالت نے اپنے کسی دشمن کا کہ ازبس نامور اور
اسیر فریدون فر تھا ایک ہی وار مین کام تمام کر دیا اور اس طرح
تلوار بچ گیا کہ نکسیر تک نہ چھوٹی اور یہ بھی سُنا کہ میرزا ہمایون فر
بہادر کی محلسرا اور دیوان خانے اور شیش محل اور ایوان خاص
اور کوٹھی مین اُسی شخص کی سازش اور شرارت سے
آگ لگی تھی مین شتابان و دوان ہانپتا ہانپتا کوتوالی مین
آیا۔ بعد ازان جب سُنا کہ دو ٹلے گئے ہین تو اس طرف

روانہ ہوا۔ شہسوار کا کل حال دو کے ذریعے سے
معلوم ہو سکتا ہے۔ ایک للکھن بھٹیاری جو تیلیون کی سرا مین
رہتی ہے۔ دوسری امیرن کی چھوکری بتا سکتی ہے جسکے ہان
آپ دوڑے کر گئے تھے۔ کوتوال قرینے سے پہچان گیا کہ امیرن
کی چھوکری غالبًا وہی زن یاسمین بدن نازک ادا ہو گی جسنے
ایک نظر غلط انداز اور ہزارہا کرشمہ و ناز سے دل چھین لیا تھا
پوچھا کہ امیرن کی چھوکری کا حُلیہ اگر حلیہ بتائیے تو شاید کہہ سکون
کہ مین اس سے واقف ہون۔ یا نہین۔ مخبر نے حلیہ بتایا
معشوق سبزہ رنگ۔ شوخ و شنگ کشیدہ قامت حور طلعت
نوجوان و نوخیز۔ طرار و تیز۔ مست و چالاک عربدہ جو بیباک
سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا۔ عورت کیا حور فریب ہے۔ ہے تو ایک
مہری ہی کی چھوکری۔ مگر امیرزادیون مین تربیت پائی ہے۔
سلیقہ شعار خواتین نامدار کی صحبت اُٹھائی ہے۔ چال ڈھال
خوبو ادائے دلربا اور طرز کلام سے مستی و مذاق فورًا ظاہر
ہو جاتا ہے جسنے ایک بار دیکھا ہزار جان سے عاشق و شیفتہ
دیوانہ و فریفتہ ہو گیا ایسا حسن پری رشک لیلی دیکھے تو آتش حسد
سے اُسکا دل بھی کباب ہو جائے اور للکھن پرانی بھٹیاری ہے،
جب کبھی کسی کو قتل کر کے آتا ہے تو پہلے پناہ کے لیے اسی کے
پاس جاتا ہے اور وہ مکار بداعمال ایسے مقامات تیرہ و تار اور
ایسے کوچون اور گلیون مین اُسکو ٹھکاتی ہے جہان شاذ و نادر انسان
کا گذر ہے۔ کوتوال نے مخبر سے اُس باغ کا پتہ دریافت کیا جہان
شہسوار کی محفل طرب اور بزم نشاط آراستہ تھی۔ مخبر نے
مسکرا کر جواب دیا کہ پہلے سرکار سے کچھ اُمید منفعت دلائی
جائے کہ میرا دل خوش و خرم اور فرحناک ہو تاکہ کچا چٹھا
کہہ سناؤن اسپر کوتوال نے بہت کچھ ڈھارس دی اور

کہا یاد رکھو وہ نابکار اسقدر پاجی ہے کہ گورنمنٹ کے علاوہ
اکثر شہزادے اور امرا اور عمائد شہر تمھارے دامن آرزو کو
گلہائے مراد سے بھر دینگے۔ اور تمھاری جیب ہوس نقد و
جواہر سے مالامال ہو جائیگی۔ مخبر نے بیان کیا کہ کالے بیابان
سے جہان آپ دوڑے کر گئے تھے کوئی چار کھیت کے پیٹے پر
ایک نالہ ہے۔ اُسکے بائین طرف نیشکر کے کھیت اور جانب راست
ایک نہایت اونچا ٹیلا ہے اُس ٹیلے پر کسی رئیس نے شاہی مین
ایک باغ بنوایا تھا اور گنگا کے میلے سے جب لوگ واپس
آتے تھے تو اس باغ مین بڑا میلا جمتا تھا۔ عہد شاہی مین دریائے
گنگ جانے کا یہی راستہ تھا اور اسی مقام پر بندہ مہاجن سیٹھون
کو گڑ اور گھی کھلاتے تھے یہ باغ بہت قدیم اور مشہور ہے مگر
چونکہ اب پل کے سبب سے راستہ بدل گیا اور اس طرف کا
حصۂ زمین بالکل ویران ہو گیا تو حضرت انسان کا ادھر
برسون گذر نہین ہوتا صرف کسان اور کاشتکار جا بجا رہتے
ہین۔ وہ بھی معدودے چند اور باغ مین تو پرندہ پر نہین
مار سکتا۔ یہ باغ شہسوار نے مول لیا ہے اور جب باہر جاتا ہے
تو امیرن کی چھوکری اُسکی نگران رہتی ہے۔ شہسوار نے یہ چالاکی
کی ہے کہ ٹیلے کو بالکل ویرانے کی صورت بنایا ہے۔ کوڑا اور کرکٹ
اور اونچا نیچا اور کانٹے اور بدبو اور دلدل اور کیچڑ کے سبب سے
نہایت خوفناک اور مضر صحت ہو گیا ہے اُسکے اردگرد چھپر بنائے
ہین اور اُنکو حکم ہے کہ سور ضرور پالین الغرض جہانتک کثافت
متعلق ہے اُس مقام سے زیادہ کثیف تمام شہر مین اور کوئی
جگہ نہین ہے۔ لیکن باغ کے اندر جا کر دیکھیے تو سبحان اللہ
سبحان اللہ۔ عجب مقام دلکش ہے چمن بندی اور روشون
کی کیفیت اور پٹریون کی صفائی اور سرخی کی کیا ہی

اور سبزے کی تحریر اور پھولوں کی مہک اور درختوں کی قطار پُربہار اور نہروں کی روانی اور مرغان خوش نوا کی چہکار بس قدرت خدا ہر برگ و بار سے عیاں اور لطف بیحد ہر شجر و ثمر سے نمایاں ہے۔ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

کوتوال کو سخت استعجاب ہوا کہ اسقدر عرصۂ دراز سے کوتوالی کرتا اور شہر کے چپے چپے سے واقف ہو گیا ہون مگر افسوس ہے کہ آج تک اُس باغ ہی کو نہ دیکھا۔ کمال غیظ و غضب مین پیچ و تاب کھا کر مخبر سے کہا کہ تم نے اگر وہ باغ ہی دم نہ دکھایا تو ایسی سخت سزا دونگا کہ تمام عمر یاد کروگے مخبر نے کہا۔ خدا نے آپ کو کوتوال شہر مقرر کیا آپکو غربا کے ساتھ بالطف و نرمی اور دغا بازون جعلسازون کے ساتھ بدرشتی پیش آنا چاہیئے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

میرے اوپر خفا ہو لیجئے مگر انصاف کیجئے۔ انصاف اسی کا مقتضی ہے کہ اسی دم سمند خوش خرام کی باگ موڑ دیجئے اور میرے ساتھ چلے چلئے مع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

دیکھیے تو خدا کیا دکھاتا ہے۔

کوتوال چالیس برقندازون کو ہمراہ لیکر مع مخبر کے اُس باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے نالے کے قریب پہونچے تو انکو شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ مخبر دروغگو آدمی ہے اور اس کذب بیانی سے اسکا کوئی نہ کوئی ذاتی فائدہ ضرور تھا ڈپٹ کر کہا او جھوٹے بے حیا بے شرم چلو بھر پانی مین جا کے ڈوب مر بول اب تیری کیا سزا ہے۔ زندہ نہ چھوڑونگا۔ مخبر آگ ہو گیا اور چونکہ خود بھی بانکا اور شریف زادہ تھا کہا سنو میان کوتوال تم کو تو یہ خیال ہوگا کہ نوکری جاتی رہیگی اور یہان بالکل نڈر ہین لیکن اس وجہ سے چھوڑے دیتے ہین کہ تم ہمارے مزاج سے واقف نہ تھے۔ بس اب اگر ایک کلمہ بھی ہمارے خلاف زبان سے نکالا تو یا تم نہین یا ہم نہین اور اگر باغ نہ ملے اور جھوٹ بولتا ہون تو توپ کے مہرے اُڑوا دیجئے۔ کوتوال نے حسب مقتضائے مصلحت برقندازون کو حکم دیا کہ اُسکو گھیرے رہو شاید بھاگ نکلے اور اُسکے ساتھ ساتھ چلو دیکھون کہان باغ بتاتا ہے۔ برقندازون نے حکم کی تعمیل کی چلے تو اسقدر نشیب و فراز کہ راہ چلنا مشکل تھا ہر قدم پر خار اور اس درجہ بو اور کوڑا کہ الحذر۔ جدھر دیکھتے ہین سور چر رہے ہین۔ آخر بہزار خرابی ایک جھاڑی کے اندر پہونچے اور وہان ایک چھوٹا دروازہ نظر آیا۔ اُس دروازے کو برقندازون نے توڑ ڈالا اور ڈراتے ہوئے اندر دھنس گئے تو کیا دیکھتے ہین۔

بلغ ہی پر عجب ہے یہ روداد
نہ کوئی آدمی نہ آدم زاد

یاالٰہی یہ عجیب باغ ہے۔ کیاریان کھنچی سنچائی۔ روشون مین پانی کی روانی۔ ہر شئے قرینے کے ساتھ اگر آدمی کا یہان گذر نہین تو یہ طیاری کیسی ہے ایک روش مین سیاہ تختے پر کچھ اشعار نظر آئے پڑھا تو لکھا تھا وہو ہذا ؎

شکر خدا کہ اب تو طبیعت بحال ہے
رنج فراق ہے نہ خیال وصال ہے

فکر رقیب ہے نہ کسی سے ملال ہے اگلی شرارتون کا مگر انفعال ہے

کہتا ہے جب کوئی کہ مزاج اب بجا ہوا
ہوتا ہے جی ذلیل کہ ہم سے یہ کیا ہوا

مگر ہمایون فر کو جو مین نے قتل کیا یہ میرا قصور نہ تھا یہ اُسکی تقدیر کا قصور تھا میری خطا نہ تھی۔

بعد قتل ہمایون فر رہائی خود نوشتہ شد

کوتوال - حضرت آپ نے واللہ بڑا کارِ نمایان کیا - اور بندہ پر احسان کیا - بلکہ واللہ آپ نے مول لے لیا -

مخبر - خیر شکر ہے کہ اب تو انسانیت کی بات کی - اس جہالت کے صدقے کہ جانتے ہی نہین -

کوتوال - اندھا جب بیتائے جب آنکھین پائے - حقیقت حال تو یون ہے واللہ -

کوتوال نے کل باغ اور املاک کی تلاشی لی مگر انسان کی صورت نہ نظر آئی تو مخبر کی طرف مخاطب ہوکر یون گفتگو کی -

کوتوال - عجب سنسان مقام شہر خموشان ہو صاحب -

مخبر - معلوم ہوتا ہے کہ اُسکو کسی گو بندے نے خبر کردی -

کوتوال - اللہ اللہ اسقدر پتا ملا ہی تو جائے گا کہان چالاک آدمی ہے اُفوہ -

مخبر - مین کچھ عرض نہین کر سکتا - آدمی کیا ہے بلا ہے -

کوتوال - اچھا پھر اسقدر پتا ملا تو جائیگا کہان -

مخبر - حضور اب میری خیر نہین ہے مجھے مار ہی ڈالے گا ہرگز ہرگز زندہ نہ چھوڑے گا - آپ اب میری ذرا مدد نہین کر سکتے کوتوال صاحب -

کوتوال - اجی خدا اکرو صاحب وہ کیا کر سکتا ہو چور کے پانون کتنے - بھلا اُسکی کیا تاب و طاقت ہی کہ مقابلہ کر سکے ہم تمھارے مکان پر پہرا رکھین گے -

مخبر - واہ ایک نہین دو آدمی اور دو سو بھیجیگا -

کوتوال - ایں! سو خدا اکرو صاحب وہ ہو کیا بیچارہ -

مخبر - اس بھروسے نہ رہیئے گا کوتوال صاحب اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین بلا سے بیدرمان ہو - اب مجھے اپنی زندگی کا حال معلوم ہوگیا - اول تو یقین نہین کہ آج زندہ رہ سکون اور زندہ رہا بھی تو کل - کل نہین پرسون ایک نہ ایک دن جان جانی ہے -

کوتوال - (برقندازون سے) چارون کو گرفتار کرلاؤ اور وہان برابر پہرا رکھو - کوئی بھاگنے نہ پائے اور اُن سب کو حراست مین لاؤ -

مخبر - یہ جتنے چار ہین سب کو ڈاکو سمجھیئے - یہ بنے ہوے چار ہین اصل مین چار نہین ایک بھی نہین ہے -

کوتوال - دیکھو آدیکھتے کیا ہین آخر یہان رہکر یہ تو جانتے ہونگے - کہ اس باغ کا مالک کون ہے - ہم ابھی اظہار لیتے ہین -

مخبر - حضور اگر انھون نے کہدیا کہ امیرن کی چھوکری کا باغ ہے تو ستم ہو جائے گا - آپکا اُس پر دل آیا ہے آپ اُس سے مواخذہ کرین گے نہین -

کوتوال - نہین اب ہمارا دل قابو مین ہے اسوقت

مخبر - سپہ گری کے خلاف ہو یہ کہ عورت پر اور ایسی عورت پر جو ایسے مجرم کو عزیز رکھے کوتوال ہوکر عاشق ہو جائے -

کوتوال - بیشک ہے تو سپہ گری کے خلاف - لیکن ہم نے غور کیا تو ہمین خود افسوس ہوا کہ یہ ہم نے کیا کیا - بہرکیف گذشت آنچہ گذشت - گذشتہ را صلواۃ -

مخبر - اگر چپکے سے پچاس ساٹھ آدمی اسمین چند مین

تو بڑا لطف ہو۔ وہ تو ہاتھ نہ آئیگا بڑا بانکا ہی مگر اور لوگ گرفتار ہو جائین گے۔

چمارون سے کوتوال نے علیحدہ علیحدہ دریافت کیا۔

کوتوال۔ تم یہان کتنے دن سے رہتے ہو۔

چمار۔ ہجور ہمکا اونچہ سنائی دیتا ہے۔

کوتوال۔ ارے تو یہان کتنے دن سے رہتا ہے۔

چمار۔ ہماری عمر پچاس برس کی ہوتی ہے۔

کوتوال۔ ہم عمر نہین پوچھتے تو کب سے یہان رہتا ہی۔

چمار۔ اب لے صاحب ہمکا کا معلوم۔

کوتوال۔ ابے تو یہان کتنے دنون سے رہتا ہی پاگل

چمار۔ ہمکا دوئی ماس بھئے صاحبو پور ردائی۔

کوتوال۔ تم کسکے بسے ہو۔ کسکے بسے ہو۔

چمار۔ جبئی اہیر۔ پارسال جوان مرگوا کبھار مان۔

مخبر۔ خداوند یہ سب بنے ہوئے ہین اور یہ سب کے سب شہسوار تک خبر پہونچائین گے۔ اور مین نے آپ سے عرض کیا کہ۔ ممکن نہین کہ میری جان بچے۔

کوتوال۔ یہ شخص تو بہرا معلوم ہوتا ہے۔ ہمین۔

مخبر۔ واہ جھک مارتا ہے۔ بہرا کاہیکو ہے۔ ارے تو اونچ سنت ہے۔ او چمار۔ بول۔

چمار۔ دوئی ماس ہے جاڑ آوت ہے ہمکا۔ ان صاحب

مخبر۔ بس جی چاہتا ہی قسم خدا کی اُٹھا کے پھینک دون یا مار ڈالون یا کنوئین مین ڈھکیل دون لاحول ولا قوۃ جو بات ہی فضول۔ مگر ایسا سکھایا ہے اور وہ پٹی پڑھائی ہے کہ ممکن نہین ذرا کچھ قبولے۔

برقنداز۔ ارے او چمار اس باغ مین کون رہتا تھا۔

چمار۔ ہان صاحب ناؤن ہمار تردا ہی۔

برقنداز۔ این۔ ابے اس باغ مین کون رہتا ہی۔

چمار۔ ہجور ہمار بکری دو ٹھائین ہین صاحب۔

کوتوال۔ بیشک یہ سکھائے ہوئے ہین وہ تو بات چھپی ہی نہین رہتی نا۔ سوال از ریسمان جواب از آسمان ہم کہتے ہین آم۔ یہ کہتے ہین املی۔

چمار۔ اب ہم جائی اپنے سوریان چرائے کا۔

برقنداز۔ رگڑ داوے کہ آج بے ذبح کیے نہ رہونگا

چمار۔ تنک چلپوا دیو ہمکا آہ جون کہرنی چڑھت ہے۔ ہمکا۔ ہم بیاکل ہو جائیت ہے۔

کوتوال۔ ایک کام کرو یہان کون دیکھتا ہے ان سب کو درخت مین باندھ کے لٹکا دو اور کوڑے مارنا شروع کرو جب ہی مانین گے۔ بے اسکے نہ مانینگے۔

مخبر۔ اور کسیکو بلوائیے جسکو بلوائیے یہی کہیگا۔

کوتوال۔ اسکو لاؤ۔ وہ جو سامنے کھڑا ہی۔ او چمار ادھر آ یہ کسکا باغ ہے۔ اس باغ کا مالک کون ہے۔

چمار۔ (گونگا بنکر) اون اون آن۔

کوتوال۔ معقول یہ بغیر پٹے نہ مانین گے۔ انکو سخت سزا دینی چاہیے ورنہ یہ کسیکی نہ سنینگے۔ اور کوئی لاکھ سمجھائے ایک نہ مانین گے۔

اتنے مین ایک شخص نے جو کوتوال کے ساتھ آیا تھا آن کر کہا ذرا چل کے دیکھیے تو سپہر آرا بیگم کی نسبت کیا راے ظاہر کی ہے۔ کوتوال اُن کے ہمراہ گیا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑے سیاہ تختے پر یہ عبارت اور اشعار چھپے ہوے ہین وہو ہذا۔

ایسا خالق نے دیا ہے صنم خوش اسلوب
جسکو ہر طور سے ہو دوستی مجھ سے مطلوب
بوسے یوسف جو اگر دیکھ لے اُسکو یعقوب
ہو رہے تو اصل حقیقت مین سراپا محجوب

نکہت گل کیطرح ہوش اُڑا دے بالکل
سنبلین زلف کی بو سونگھ کے کھا دے سنبل

شوخی چشم پہ صدقے ہو غزال ختنی
لب جان بخش سے شرمائے عقیق یمنی
دانت اگر دیکھلے کھا جائے تو ہیرے کی کنی
قد موزون سے شب و روز ہو اعضا شکنی

ہو دے رفتار سے محشر کی علامت پیدا
شور خلخال سے ہو شور قیامت پیدا

یا الٰہی سپہر آرا سے ہم آغوش کر۔ آمین آمین ثم آمین یا الٰہی وہ دن اب کہان گئے جب سپہر آرا بیگم جھجک جھجک کر بحجاب عشاق زار کو جمال مبین دکھاتی تھین اور اس سے واقف ہی نہ تھین کہ دل آنا کسے کہتے ہین شوخی اور جفا کاری جانتی ہی نہ تھین کہ کہتے کسے ہین۔

وہ بھی کیا دن تھے کہ تم شوخ جفا کار نہ تھے
تیغ ابرو کی طرح خلق کے خونخوار نہ تھے
سر مو مثل سر زلف دل آزار نہ تھے
شوخ تھے گرم تھے اسطرح کے طرار نہ تھے

صورت برق جو رخسار چمک جاتے تھے
اپنے سائے سے بھی تم آپ جھجک جاتے تھے

اور یا اب وہ دن ہین کہ فضولی کبھی نہین ہوتی صحبت اغیار پسند ہے خدا نے چاہا تو ایک دن مرزا ہمایون فر کی گردن پر ہمارا خنجر ہوگا۔

کوتوال۔ این! آ خاہ۔ یہ تو برسون سے ٹھان چکا تھا

مخبر۔ اور کہین کبھی آپ نے دیکھا تھا کہ دیوارون پر کل حالات لکھے ہون۔ وہ مارے جوش کے ضبط نہ کر سکا واللہ عجیب قطع کا آدمی ہے ہم نے تو ایسا آدمی ہی نہین دیکھا۔

کوتوال۔ سپہر آرا تو دیکھنے کے قابل ہونگی جب ہی تو یہ اسقدر محتاج تھا

مخبر۔ ادھر تو ملاحظہ فرمایئے۔ یہ کیا لکھا ہے "یا خدا سپہر آرا کی خانہ آبادی ہو ہمایون فر سے اُنکو چھٹکارا ملے ہماری عزت گر جائین۔ دن عید۔ رات شبرات ہو۔

کوتوال۔ اب دن عید رات شب برات ہو چکی بس۔

مخبر۔ جو ابکی نہ ملا تو پھر قیامت تک نہ ملے گا۔

کوتوال۔ ہان اسکا تو ہم کو بھی یقین ہے مگر ملے اور پھر ملے

مخبر۔ مین نے تو وہ ٹھیک ٹھیک پتا بتایا کہ آپ بھی خوش ہوگئے ہونگے عین باغ مین لایا اب ملے تو سبحان اللہ نہ ملے تو مجبوری ہے۔

اتنے مین ایک ڈولی باغ مین آئی اور مہری نے جو ساتھ تھی کہا کوتوال صاحب کے پاس آئی ہین اور دو دو باتین کرنا چاہتی ہین کوتوال کو شک ہوا کہ مبادا وہی زن ملیح ہو جس نے کمال شقاوت قلبی سے چھری نکالی تھی لہذا اُنھون نے ملنے سے انکار کیا۔ مہری کو الگ ہٹا دیا اور برقندازان کو حکم دیا کہ ڈولی کو گھیر لین۔ پردہ اُٹھایا تو وہی معشوق سبز رنگ وہی محبوب شوخ و شنگ۔ گو کوتوال اس زن عجیب الحرکات سے ڈرا ہوا تھا مگر اُسکے حسن نے ایسا چوندھیا دیا کہ پھر بصد شوق اسطرح پر ہمکلام ہوا۔

کوتوال۔ اسوقت حضور کچھ اُداس سی بیٹھی ہین۔

عورت۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر بصد حسرت)

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے
اُس پہ مجھ سے پوچھنا بیٹھے ہو کیوں اداس ہو

کوتوال۔ ہاے اس شعر فشانی اور خوش بیانی کے صدقے

عورت۔ جی جلاتے ہو اور پھر باتین بناتے ہو۔

کوتوال۔ ہمتو چاند سے مکھڑے کے عاشق ہین۔

دیکھو حور ہووے جو ایسی پھبن کے ساتھ
اسمین کہان نکھار ہے اس بانکپن کے ساتھ

عورت۔ اب آخر ہمکو جو وہان سے بلوایا تو کیون بلوایا اگر قتل کرنا ہے تو بسم اللہ اور اگر قصور معاف کرنا ہے۔ تو سبحان اللہ مگر لگی لپٹی سے ہمین نفرت ہے۔

کوتوال۔ بلوانا کیا معنی۔ ہمنے تو تکلیف نہین دی لیکن۔

وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

عورت۔ ایکدن سبکو اس جہان فانی سے کوچ کرنا ہے کوئی بچ جائے یہ امر محال ہے مگر ایسی زندگی کیا کہ کڑھ کڑھ کے مرے اور ایڑیان رگڑ رگڑ کر جان جائے اور یون تو سب آمادہ سفر ہین

کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یان سب یار بیٹھے ہین
بہت آگے گئے باقی جو ہین تیار بیٹھے ہین

یہ کہکر اس زن مکارہ نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا اسپر کوتوال سے مخبر نے کہا حضور یہ ایک ہی کائیان عورت ہے جسکے کاٹے کا منتر نہین۔ آپ اسکے کہنے سننے مین نہ آئیے گا خود قتل کرنے اور جان لینے مین برق ہے مگر وہ صورت بنا پائی ہے کہ جادو کا کام کرتی ہے بات چیت ابرو ادا سب مین سحر ہے بس اتنا تھا شوخ عیار نے پھر آہ سرد کھینچی اور رو کر یہ شعر پڑھا

دل ستم زدہ بیتابیون نے لوٹ لیا	ہمارے قبلہ کو وہابیون نے لوٹ لیا

کوتوال نے فرط محبت سے اشک پونچھ کر اور رخسار زیبا پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ جان من گو تمھاری سفاکی سے خوف معلوم ہوتا ہے مگر دل نہین مانتا۔ لاکھ کوشش کی تھی کہ تم سے نہ ملونگا نہ بات کرونگا مگر جب آنکھین چار ہوئین بے اختیار ہو گیا۔

عورت۔ یہ بناوٹ کی باتین رہنے دیجیے۔ وہ تو فقط آزمایش ہی تھی۔ مگر امتحان مین نہ ٹھہرے۔

کوتوال۔ اس حسن سے خدا سمجھے جسنے ہمین بالکل چوندھیا دیا ہماری گردن کا خون تمھاری چھری مین لگا ہوتا۔ اور ابھی تک قطرے برابر گرتے جاتے مگر خدا نے ہمکو بچا لیا۔

عورت۔ ہاے ہاے بس ایک کڑی نہ سہی گئی۔

عاشقان کشتگان معشوق اند	بر نیاید ز کشتگان آواز

شیخ سعدی کا کلام بھولے جاتے ہو

کوتوال۔ مین نے تم کو ہرگز نہین بلوایا۔

عورت۔ ہمسے ایک برقنداز نے کہا کہ کوتوال صاحب آئے ہین اور تم کو انھون نے یاد کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ابھی ابھی بلا لاؤ۔ اب بتاؤ کہ یہان آنے سے کیا فائدہ ہوا ممکن نہین کہ وہ تمھارے ہاتھ لگے وہ دو دو مہینے تک یہ باغ اسی قرینے سے رہتا ہے۔ کوئی آدمی نہ آدم زاد اور پھر لطف یہ کہ روشین آراستہ پیڑیان صاف شفاف اور کیاریان سینچی جاتی ہین یہ سب جادو کا کھیل ہے۔

مخبر۔ حضور اب یہان تو کوئی پتا نہ لگے گا۔

عورت۔ (کوتوال سے) ان سب کو علحدہ ہٹا دو تو کچھ کہون۔ اب شہسوار تو آنے سے رہا اور مین کسی ایسے ویسے کے پاس جانے سے رہی اب تم سے

تو خیر اتنی باتین بھی ہو چکی ہین اور کسی سے بھلا ہم کب اس بے تکلفی سے گفتگو کرنے لگے۔ تم سے تو اسقدر بے تکلفی اگے ساتھ اس سبب سے بولی کہ مجبوری کا درجہ تھا۔ ہم سوچے کہ دیکھین تو وہ کون کوتوال دوڑ لیکر آئے ہین جو ہماری ادا پر لوٹ نہ جائین۔ مین تو دعوی کر کے آئی تھی۔ جب شہسوار سا خوبرو جوان رخسار پچھڑ گیا تو پھر اور کسکی حقیقت کیا ہی تم بھلا اسکا کیا مقابلہ کر سکتے ہو مگر اسکے بعد اب تم ہی سے لو لگائی ہی۔ اور خدا گواہ ہی دوسری ایسی نہ پاؤگے۔

کوتوال ۔ یا خدا کس مصیبت مین گرفتار ہو اہون نہ یون چین نہ دون چین۔ کیا مجبوری ہی اگر اسکے عشق کا دم بھرتا ہون تو ستم ہی اول تو یہ خود ہی کہہ چکی ہین کہ وہ تم کو زندہ نہ چھوڑے گا۔ پھر اپنے منصب کے خلاف ہی اور اگر ضابطے کے موافق کارروائی کرتا ہون تو کی نہین جاتی گو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ مجھے زندہ نہ چھوڑیگی مگر حسن خداداد اور جمال خدا آفرین نے ایسا جادو کر دیا اور وہ فسون پڑھ دیا کہ کہین کا نہ رکھا۔

اتنے مین ایک برقنداز نے دور سے کہا حضور تو بڑے پھیر مین پھنسے یہ عورت تو آپ کو کہین کا بھی نہ رکھیگی اسکے کاٹے کا منتر ہی نہین ہی یہ وہ کالی ناگن ہی جسکا مارا منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے۔ اور یہ بہت بڑا سنگین مقدمہ ہی شہسوار نے ہزارون خون کیے ہین لیکن آخری خون شہزادے کا تو اور بھی ستم تھا۔

کوتوال ۔ پھر مین کیا کرون۔ یہان پہرا مقرر کر کے صاحب سے ملون اور انسے کل حالات بیان کرون۔

برقنداز ۔ حضور اسکو گرفتار کر لیجیے۔ اسی سے تو سب پتا ملے گا مگر پہرے والون کو حکم دیجیے کہ اس گھر سے کسی کو باہر نہ نکلنے دین۔ یہ کیا غضب کی بات ہی کہ یہ فوراً مکان سے چلی آئی اور یہان مزے سے دندنا رہی ہی۔ کس نمی پرسد عجب اندھیر ہے۔

کوتوال ۔ اچھا لے بی صاحب اب ہم رخصت ہوتے ہین

عورت ۔ بسم اللہ دو چار پہرے اور بٹھلا جاؤ۔

کوتوال ۔ منصبی فرض ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت ۔ اچھا۔ تو بھی ٹھنڈا نہ رہی جی کے جلانیوالے۔ یا تو وہ بے تکلفی کی باتین اور عاشقی کی گھاتین تھین یا اب رکھائی اور طوطا چشمی۔ سچ ہے۔ ع

گھوڑے مردون کی دیکھی الفت گھڑی مین کچھ ہے
گھڑی مین کچھ ہے۔

کوتوال ۔ اس باغ مین بھی پہرا ہے اور ہم ابھی جا کے صاحب سے مشورہ کرتے ہین یہان بہت زیادہ آدمیون کی ضرورت ہی کیونکہ شاید کسی وقت وہ مردود یہان آ جائے اسکے ساتھ بڑی جماعت ہوگی اور سب کے سب جان بکف آئینگے۔ مین ابھی جا کے بہت سے آدمی بھیجتا ہون۔

یہ کہکر کوتوال نے اس زن بیچ کے رخسار تابان پر ایک ہاتھ پھیرا اور کہا رخصت ہوتے ہین۔ اسنے کچھ جواب دیا صرف ٹھنڈی سانس بھری اور کہارون سے کہا ڈولی اٹھاؤ

برقنداز ۔ ڈولی رکھدو کہارو۔ تم حوالات مین ہو۔

کوتوال ۔ انکو انکے گھر بھیجدو وہان پہرا موجود ہی ہی مین پہرے والون سے کہہ جاؤنگا اور تاکید کر دونگا کہ خبردار کسی حالت مین چاہی کوئی کیسے بلا حکم خاص کوئی آدمی اندر جانے نہ پائے نہ کوئی آدمی اندر سے باہر آنے پائے۔

برقنداز۔ حضور مجھے اُس پہرے پر رہنے دین تو سبحان اللہ۔

کوتوال۔ کیا مضایقہ ہی۔ ڈولی کے ساتھ چھ آدمی جائین بیگم صاحب کے ساتھ حفاظت کے لیے دس آدمی ہونے چاہئین۔

عورت۔ خدا کرے ایسی حفاظت تمھاری مان بہن کی بھی کی جائے۔ اللہ تم سے سمجھے۔ بڑا بیمروت نکلا۔

کوتوال صاحب گھوڑے پر سوار ہوئے اور چلے اُس مکان کے قریب جا کر پہرے والون کو بہت للکارا اور تاکید کر دی کہ خبردار اب کوئی اندر نہ جانے پائے اُنکو معلوم ہوا کہ برقنداز کے بھیس مین ایک شخص نے پہرے والون کو دھوکا دیا تھا۔ اُسی دم وہ محبوب بلقیس لقا نخچیر تیر جور و جفا نالان و گریہ کنان مکان پر آئی اور بعد حسرت و یاس زار زار روتی ہوئی مکان کے اندر داخل ہوئی اور اپنی مادر ضعیفہ و الم رسیدہ کے پاس جا کر کہا۔ اماجان دیکھو اُسنے ہمارا کہا نہ کیا آخر کار خود بھی گرفتار ریختۂ بلا ہوا اور ہمکو بھی کہین کا نہ رکھا۔

	آنچہ در حضرت او کردم عرض ہیچ نہ شنفت سلیمید انم	

اب وہ ہمکو اور ہم اُسکو بھلا کہان سے پائینگے ہم دونون اسی آرزو مین مرجائینگے اور کچھ بھی نہوگا۔ چہرے سے شہزادگی بادشاہی ریاست برستی تھی دونون کیسے مست اور خود پرست تھے کہ دین و دنیا کی خبر نہ تھی بیچ تو جانتے ہی نہ تھے کہ کہتے کسکو ہین۔

جشن و نشاط و خوشدلی و عشرت و نعم
عیش و خوشی مین چین سے خوش وقت ہو بہم
فرخندگی بخت پہ نازان تھے اپنے سب
ہر ایک نغمہ سنج تھا یا طوطی ارم
فیض سحاب فرح سے تھی مزرع امید
گل گل شگفتہ تازہ و شاداب سبز و نم
بلبل کو یہ طرب نہو ہرگز بفصل گل
غنچون کو یہ شگفت نہین ہوتی صبحدم
قمری کو وصل سرو کی اتنی نہو خوشی
آہو کو یہ سرور نہووے بوقت رم

مگر کیا معلوم تھا کہ دم کے دم مین یہ ساری خوشی غت ربود ہو جائیگی ہائے شہسوار وائے شہسوار مجھے اور کوئی افسوس نہین ہی اگر ہی تو بس اسقدر کہ اب مین اس سے کیونکر ہم آغوش ہونگی اور ایسا پاکیزہ مشرب جوان زیبا اندام گلفام مجھے کہان سے دستیاب ہوگا اور کیونکر ملے گا۔

اُس کی بوڑھی مان نے سمجھایا۔ بیٹیا۔ وہ ایسا آدمی ہی نہین کہ کوئی زک دیجائے اور تم دیکھ لینا کہ وہ سب کو چٹیل کر کے اور اکثرون کو قتل کر کے نلوہ نکل بھاگے گا اور کوئی اُسکی گرد کو بھی نہ پائے گا۔ وہ شہسوار ہے۔ ؎

	دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا پہونچے کب اُس پہ ہاتھ ہمارے غبار کا	

یہ کوتوال دوتوال اور پانچ پانچ چھ چھ روپے ماہواری پانے والے سپاہی پیادے انکی تو کیا کائنات ہی اگر جنگی فوج اور بادشاہی پلٹن کے لوگ بھی مقابلے کو آئین تو بے نیچا دکھائے نہ رہے۔ ایسا کرارا سپاہی ہی۔ سو خوب یاد رکھو بابا کہ آٹھ دن کے عرصے مین وہ ان سب کو قتل کر کے آئیگا اور اسی مکان مین دندنائیگا۔ ایسے سپاہی کو کوئی گرفتار کر سکتا ہی کیا مجال اُسکا تو بال تک بیکا نہین ہو سکتا۔

زن ملیح کو کسی قدر ڈھارس ہوئی کہا اماجان اب تو

دل بے قابو ہے اور طبیعت بے چین اور بازی ہری جاتی ہے۔
ایک شریر النفس برقنداز نے باہر سے کہا خوب گلے مل مل کے رو لو۔ اب شہسوار کی لاش اِدھر سے جائے گی جیتے جی اُسکی صورت دیکھ چکیں تم۔ شہسوار شہسوار مان بیٹی دونون کی دونون رو رہی ہین اور میرا بس چلا تو شہسوار کی بوٹیان ہی نوچونگا۔

اسپر زن ملیح آگ بھبوکا ہوکر ڈیوڑھی مین گئی اور برقندازکو اسقدر صلواتین سُنائین کہ عمر بھر یاد کرتا ہوگا مگر رعب حسن سے جواب نہ دے سکا۔

اب سُنیئے کہ کوتوال ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کے بنگلے پر گیا وہان صاحب سیٹی مجسٹریٹ اور صاحب ضلع اور دو یورپین افسر بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اور باہر آزاد پاشا اور وہ دونون روساے نامدار اور کئی شہزادے اور انسپکٹر بیٹھے ہین اُنھون نے جاکر بیان کیا کہ خداوند آج تو ایک نئی بات دیکھنے مین آئی۔ ایک مخبر نے مجھسے کہا کہ وہ شہسوار تو برسون سے یہان رہتا تھا اور ایک باغ مین مین نے اُسکو دیکھا ہے۔ مین برقندازون کو لے کر بکمال حزم و احتیاط مخفی طور پر وہان گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ اِس مکان سے جہان ہم اور حضور سب گئے تھے اور جہان اُس عورت نے ہم سے اُس شہسوار کا حال بیان کیا تھا اُس سے کوئی سوا کوس کے فاصلے پر ایک ویرانہ ملا۔ اونچا اور نیچا اور بیہڑ اور کانٹے اور جھاڑی اور بدبو۔ الامان الامان۔ چلتے چلتے ایک مقام پر دیکھا کہ چارون کی جھونپڑیان ہین سوریان چر رہی ہین۔ آگے بڑھکر ایک جھاڑی سے جو گذرے تو دروازہ ملا اور اُس دروازے کے اندر باغ۔ اب سُنیئے کہ باغ مین سناٹا آدمی نہ آدم زاد۔ کوئی نہین۔ یاالٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ اِدھر دیکھا اُدھر دیکھا کوئی نہین مگر دیوارون پر جابجا تختے لگے ہین کالے کالے بورڈ جیسے سوداگرونکی دُکانون پر ہوتے ہین۔ اور اُنہین کہین تو ہمایون فر کے قتل کا حال درج ہے کہین سپہر آرا کا ذکر کہین افسوس کہین لوگونکے قتل کرنیکا تذکرہ عجب عجب باتین لکھی ہین اور جا بجا اشعار بھی ہین۔ چارون سے جو بلاکر پوچھا تو ایک بہرا بنگیا اور دوسرا گونگا۔ کوئی دیوانہ۔ کوئی سڑی سودائی معلوم ہوا کہ اِن سب کی سازش ہے۔ باغ مین پرندہ تک پر نہین مارتا تھا اور لطف یہ کہ کیاریان سینچی ہوئین۔ پانی روشون مین جاری۔ گھانس جو کٹی ہوئی رکھی تھی وہ ہری ہنوز۔ خشک بھی نہین ہوئی اور آدمی کا نام و نشان نہین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک برقنداز نے آن کر انسپکٹر کو خط دیا اور کہا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔

اُنھون نے خط کھولا اور پڑھا تو یہ عبارت درج تھی۔

میان ابھی صاحبزادے ہو۔ تم سپہ گری کیا جانو پولیس مین نوکری کیا کی زمین پر قدم ہی نہین رکھتے ایسی چربی آنکھون مین چھا گئی۔ مگر یاد رکھو مین تم کو لونڈا اور معشوق سمجھتا ہون ابھی مین نے خبر پائی کہ میری تلاش مین تم باغ مین پہونچے مگر مجھ گم شدہ کو نہ پایا نہ پایا۔

شمع رخسار یک سوے من آئی پویان
نقش پاے من گم گشتہ زہر سو جویان
در تلاشم کنی بے صرفہ بصحرا جولان
ناگہان ازمن دلی سوختہ یابی جوشان
عذر تقصیر کنی تائب و گریان باشی

ہزان جفا ہا کہ نمودی تو پشیمان باشی

نہ مجھے اور نہ تم پاؤ - اے تیری قدرت - ؏

این خیال ست و محال ست و جنون

کجا تم کجا ہم بھلا کوئی مقابلہ ہو سکتا ہے لاحول و لا قوۃ اور یاد رکھنا اگر محبوب جان پر نظر بد ڈالی تو اُسی دم تمہارا سر تن سے جدا ہو جائیگا وہ خود تم کو قتل کر ڈالے گی اور دیکھو اتنی ہی دیر مین دو چکمے دیے ایک یہ کہ محبوب جان کو تمہارے پاس باغ مین بھیجا اور گو تم بہرے بھاگ گئے تھے مگر کچھ بھی نہوا دوسرا چکمہ یہ ہی کہ نواب الماس علی خان کا خدمتگار بنا کر ایک آدمی کو بھیجا اور اب اُسکا پتہ بھی نہین اتنا پڑھنا تھا کہ قوال نے غل مچا کر کہا کوئی ہی - یہ خط کون لایا ہے اسلوبا نے نہ دینا خبردار -

برقنداز - ارے بھائی یہ خط کو لادا ہے -

دوسرا - چل دیا وہ تو - ابھی ابھی تو یہان تھا -

تیسرا - ارے خط کون لایا تھا او جوان - جواب دو -

ارادمی - خداے برتخاست - کیسے الماس علیخان یہ خود شہسوار اپنے ہاتھ مین خط لایا تھا اور چکمہ دے کر چلدیا اور محبوب جان کے مکان پر بھی شہسوار ہی برقنداز کا بھیس بدل کر پہونچا تھا - واقعی اِس شخص کی جرأت مین ذرا شک نہین بڑا جیالا آدمی ہے ورنہ یہ ہر ایک کا کام نہین ہے - شہسوار کا خط آدھا ہی پڑھا تھا کہ کوتوال گھوڑے پر سوار ہو کر اور برقندازون کو ساتھ لے کر اسکی تلاش مین روانہ ہوا اور ادھر باقیماندہ خط میان آزاد نے صاحب سپرنٹنڈنٹ مجسٹریٹ و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو سُنایا جسکا مطلب یہ تھا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ تم اہل پولیس شیطان تک کے کان کاٹتے ہو مگر مین شیطان کے اُستاد کا بھی اُستاد ہون اور ابھی کیا ہے چند روز مین میرے جوہر کھلینگے جب تیری گردن کا خون میری شمشیر محرابی سے ٹپکتا ہوگا اور جتنے آدمی دوڑ کے ساتھ تھے ان سب کا سر بستر پر تن سے جدا نظر آئے گا اب بھی میرے امکان مین ہے کہ تیری جان بچا دون بشرطیکہ اُس نازنین زہرہ جبین ناز آفرین کو مصیبت سے محفوظ رکھے مین سُن چکا ہون کہ اُسنے اپنا عشق ظاہر کر کے تمکو صید اداے دلربا کر لیا تھا اور تم اُسکے دام زلف چلیپا مین پھنس گئے تھے مگر مین اُس حالت مین جب کہ تمہارا توسن شوق کلیلون پر تھا اُسنے چھری نکالی اور گردن پر پھیر ہی دی تھی مگر اتفاق سے تم نے دیکھ لیا - ہمایون فر کو ہزارون کی جماعت مین قتل ہی کر چکا ہون - اب اُسکے دوسرے بھائی کی جان باقی ہی انشاء اللہ صبح شام اُسکو بھی تہ تیغ کرتا ہون سب سے زیادہ اب آزاد کھٹکتا ہے اُسکا مقابلہ آسان نہین کیونکہ وہ بھی بڑا سپاہی ہے - لیکن مجھ مین اور اُسمین فرق یہ ہے کہ مین ڈاکو قاتل سفاک بیرحم ظالم ستمگر ہون اور وہ رحم دل ہمدرد مین مردم آزار - وہ خدا ترس اُسکی کبھی کوشش نہو گی کہ مجکو مار ڈالے اور مین بیڑا اُٹھائے ہوئے ہون کہ بے قتل کیے ہوے نہ رہونگا اِس ہفتے کے اندر ہی اندر اِس بات کی کوشش کرونگا کہ حُسن آرا اور سپہر آرا کو جا کے ایک نظر دیکھ آؤن - مین یہ نہین چاہتا کہ اُن دونون معشوقون کے خلاف کوئی امر سرزد ہو مگر تمناے دلی ہے کہ ایکبار بوس و کنار کا لطف حاصل ہو -

یارب این آرزوے من چہ خوش ست

تو بدین آرزو را برسان

اب تم ہماری تلاش کو نکلو۔ کنوؤن مین بانس ڈالو ہر طرفہ ڈھونڈھو۔ کیا مجال کہ پرچھائین بھی پاؤ۔ اور شب کو ایک بار پھر گشت کرونگا۔ سلام۔ تمھارا دشمن خونخوار شہسوار

اتنے مین خبر آئی کہ شہسوار گرفتار ہو گیا۔ صاحب سیٹی مجسٹریٹ اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اور آنا داور کئی آدمی گھوڑون اور بگھیون پر سوار ہو ہو کر مقام واردات پر پہونچے دیکھا کہ ہزارہا آدمی جوق جوق جمع ہین۔ اور ریلا لگا ہوا ہی۔ برقندازون نے بھیڑ چھانٹی اور لوگونکو ہٹایا تو کیا دیکھتے ہین کہ دس برقنداز ایک بڑے قوی ہیکل حبشی کو گھیرے ہوئے کھڑے ہین حبشی کو جو دیکھا تو چہرہ انتہا کا مہیب اور سیاہی ایسی چمکتی ہوئی کہ آبنوس کی کیا حقیقت ہی تن و توش الامان الامان۔ بدن گٹا پٹا چست ہاتھ پانون کسیلے آدمی کیا۔ دیوزاد تھا صاحب سیٹی مجسٹریٹ نے کوتوال سے دریافت کیا کہ شہسوار یہی ہے اُسنے کہا ہان حضور یہی ہے انکو سخت حیرت ہوئی کہ اُسکی نسبت تو مشہور ہی کہ سرخ و سفید وجیہ و خوبرو آدمی ہی۔ اس حبشی کو اُنھون نے کیونکر پہچانا۔ اس کا حلیہ ملایا تو صورت مین اختلاف۔ ہاتھ پانون ویسے نہین جن لوگون نے شہسوار کو دیکھا تھا وہ بلائے گئے سب نے متفق اللفظ ہو کر کہا یہ وہ شخص نہین ہی اتنے مین کئی گورے آئے اور ایک گورے نے قریب جا کر انگریزی مین کہا یہ تو (نگر ہے) اتنا سننا تھا کہ حبشی نے ایک ڈگ دیا اور گورا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پولیس نے گورون کو ہٹا دیا اور صاحب ممدوح نے حکم دے دیا کہ بھیڑ ہٹا دی جائے اُسکے قریب کوئی کھڑا نہ رہے۔

اب سنیے کہ اِس سے جو کوئی گفتگو کرتا ہی یا کچھ پوچھتا ہے تو جواب ندارد آنکھین نیلی پیلی کر کے اُسطرف دیکھتا تھا اور خاموش ہو رہتا تھا۔ صاحب ممدوح نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اگر اسوقت وہ ذرا بھی بھاگ جانے کی کوشش کرے تو اس قدر آدمیون کی جماعت دقت سے اُسکو روک سکتی ہے لہذا فوراً باہم مشورہ کیا۔

صاحب ۔ (سٹی مجسٹریٹ) انسپکٹر تمنے کیونکر اُسکو گرفتار کیا۔

کوتوال ۔ مجھسے لوگون نے کہا کہ نالے کے پل مین ایک آدمی چھپا ہی اُسکو گرفتار کر لو۔ مجھے شک ہوا فوراً نالے مین گیا۔ مگر یہ جرأت کسیکو نہوئی کہ پُل کے اندر گھس جائے۔ یہ شخص مقابل سے نکلا۔ مین نے کہا کہ تم گرفتار کر لیے گئے ہمارے ساتھ ساتھ چلو یہ چپکے سے میرے ساتھ ہو لیا ایک برقنداز نے بیوقوفی سے اسکا ہاتھ پکڑا بس ہاتھ پکڑنا تھا کہ یہ آگ ہو گیا اور اُٹھا کے اس طرح پھینکا کہ جیسے کوئی مٹی کا ڈھیلا پھینکتا ہے

صاحب ۔ بھاگنے کی کوشش نہین کی ساتھ چلا آیا۔

کوتوال مطلق کوشش نہین کی مگر بڑا اکڑا رہے۔

صاحب ۔ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ یہی شہسوار ہے۔

کوتوال ۔ لوگون نے کہا یہی شخص ہی مجھے بھی شک ہوا۔

صاحب ۔ اسکے پہچاننے والے تو کہتے ہین کہ یہ وہ شخص نہین ہے اُسکی اسکی قطع وضع صورت نہین ملتی زمین و آسمان کا فرق ہے۔

کوتوال ۔ وہ پنساری جو سامنے بیٹھا ہے خوب پہچانتا ہے اُس سے اور شہسوار سے لین دین ہے۔

صاحب ۔ اُسکو بلاؤ پنساری سے تم شہسوار کو پہچانتے ہو یہ شخص وہی شہسوار ہے۔

پنساری - نہیں حضور وہ سرخ و سفید آدمی ہی یہ تو حبشی ہے - کئی سال ہوئے بٹاسر کے میلے مین ہم نے اسکو دیکھا تھا یہ ہاتھی کی دم پکڑ لیتا ہی تو ہاتھی ہلنے نہین دیتا فرخ آباد کے کلکٹر صاحب نے ایک مرتبہ آزمایا - ایک ہاتھی کسی ریاست سے منگوایا اور فیلبان سے کہا تم اسکو آگے بڑھاؤ اور ادھر اسکو اشارہ کیا اُسنے دم پکڑی تو فیلبان نے لاکھ لاکھ کوشش کی مگر ہاتھی آگے نہ بڑھ سکا - یہ حبشی ہی مگر ذرا دماغ مین خلل ہو گیا ہے انگریزی خوب بولتا ہے -

صاحب - شہسوار کو تم کہان سے جانتے ہو -

پنساری - خداوند ہمارے اور اُنکے باپ سے بڑا یارانہ تھا ہم اُنکو خوب جانتے ہین مگر یہ نہین سُنا تھا کہ قاتل ہے ہم تو حضور اُنکو بڑا مولوی سمجھتے تھے یہ کیا معلوم تھا کہ مولوی صاحب ایسے سفاک ہین - بیر شو بیا موز -

صاحب سیٹی مجسٹریٹ نے مسکرا کر کہا کہ شہسوار کا ایسا رعب چھا گیا کہ اب ہر در و دیوار سے اُسی کی صورت نظر آتی ہے - کجا حبشی کجا وہ - اس کالے کلوٹے کو جا کے پکڑ لائے بھلا اسمین اُسمین کوئی مناسبت بھی ہے اتنے مین پولیس سپرنٹنڈنٹ مسٹر جیمس نے حبشی سے گفتگو کی -

جیمس - تم بات کا جواب کیون نہین دیتے (انگریزی مین)

حبشی - (منھ کھولکر) پھر بند کر لیا اور جواب ندارد -

جیمس - تم ناحق اپنے کو مصیبت مین ڈالتے ہو بیکار -

حبشی - خونخوار ہو کر اُنپر نظر ڈالی مگر خاموش -

جیمس - اچھا ہم مجبور ہین - تم خود بھگتو گے -

حبشی - ہم کیا بھگتینگے - تم زبردستی کر کے پکڑ لائے ہم خاموش کھڑے ہین اگر زیادہ سختی کروگے دو چار کو مار ڈالون گا - (انگریزی مین) -

جیمس - ہمنے سختی نہین کی - تم اس شک مین پکڑ آئے ہو کہ شہسوار ہو اگر ہو تو صاف صاف بیان کر دو سپہ گری کے یہی معنی ہین اور اگر نہین ہو تو اپنے بری ہونے کا ثبوت دو دو ہی باتین ہین -

حبشی - مین افریقہ کا باشندہ ہون اور کئی جزیرون مین کاشتکاری کر چکا ہون - ایک صاحب جنکا نام حافظ محمد عبد الستار ہے حج کے لیے گئے تھے مجھے اپنے ہمراہ لائے مین نے امریکہ مین انگریزی سیکھی تھی - مجھے مفت مین اس کوتوال نے گرفتار کر لیا اور مین چپ چاپ اسکے ساتھ چلا آیا -

کوتوال - تم شہسوار کا کچھ حال جانتے ہو -

حبشی - ہم کو کیا معلوم کہ شہسوار کون ہے اور کہان ہے ہم تو اس ملک مین بالکل اجنبی ہین مگر عجب ملک ہے کہ جہان بیگناہ پکڑے جاتے ہین اور گناہگارون کو کوئی گرفتار بھی نہین کر سکتا اور اگر تم لوگ بڑے مرد ہو تو شہسوار کو گرفتار کر لو -

صاحب سٹی مجسٹریٹ نے اور حکام کے مشورے سے اس شخص کو رہا کر دیا اور دو دن تک برابر شہسوار کی تلاش رہی تیسرے روز خبر آئی کہ شب کو شہسوار اُس مکان مین گھس گیا جہان محبوب جان رہتی تھین پہرے کے برقندازون مین بعض مجروح ہوئے بعض کی جان گئی - مکان کو پھونک دیا اور سب کو لے کر چل دیا شہر بھر مین تہلکہ مچا ہوا ہے کہ شہسوار کسی سے نہین ڈرتا جس وقت اہل پولیس کو اس واقعہ حیرت انگیز

کی خبر ہوئی تھا دوڑ گئی مگر اُسوقت پہونچی جب وہ شریر النفس پوری کارروائی کرچکا تھا دیکھا تو دس جوان مارے زخمون کے تڑپ رہے ہین اور تین کی لاشین پھڑکتی تھین اور چھ آدمی زخم خفیف کے سبب سے پریشان تھے ایک جان کنی کی حالت مین تھا دو کا ہاتھ اُڑ گیا مکان جل رہا تھا۔

تحقیقات سے معلوم ہوا کہ آدھی رات کو جب آندھی آئی تھی اور بجلی تڑپ رہی تھی ایک شخص نے آنکر کہا بھئی یہ آج یہان جماعت کیسی ہے برقندازون نے پوچھا کون ہے ادھر نہ آنا وہ متحیر ہوکر بولا خیر باشد یہ آج یہان روک ٹوک کیسی ہے ان لوگون نے اسکو گرفتار کرلیا اور دریافت کیا کہ تو کون شخص ہے۔ اُسنے بیان کیا کہ مین اس مکان مین آیا ہون پہلے یہان نوکر تھا۔ میری دو روز کی تنخواہ باقی ہے اور ایک آفتابہ اٹھایا اور کہا مگر شہسوار آدمی زبردست ہین اُن سے جب مانگتا ہون وہ گدا دینے پر آمادہ ہوجاتے ہین برقندازون نے باتون باتون مین حال دریافت کیا تو اُس نے کہا اس مکان مین محبوب جان نامی ایک بڑی حسین اور کم عمر عورت رہتی ہے اُسپر شہسوار عاشق ہین اور وہ اُنپر جان دیتی ہے۔ ہم ایک مہینہ بھر کے لیے اُنکے ہان نوکر تھے اس عرصے مین شہسوار فقط چار دن یہان آئے باقی اِدھر اُدھر رہے پوچھا کہین نوکر ہین یا بیکار۔ اگر بیکار ہین تو معاش کیا ہے۔ کہا یہ تو ہم کو نہین معلوم مگر اسقدر جانتے ہین کہ دال روٹی سے خوش ہین اور محبوب جان کو دسوین پندرھوین تین چار سو روپیہ دے نکلتے ہین اور فرمایش اور جوڑے اور یہ اور وہ روزمرہ کا خرچ مزید برآن پوچھا بھلا کبھی کسی آدمی کو اُنھون نے قتل تو نہین کیا تھا کہا جی نہین قتل کیا معنے اور شاید ہو ہم نے تو بس چار دفعہ اُنکا کام کیا ہے اللہ اللہ خیر صلاح پوچھا کبھی کسی شہزادے کے قتل کا حال تو نہین سنا۔ کہا مرزا ہمایون فر بیچارے کو کسی نے قتل کیا تھا اور اُنکی لاش سامنے والے درخت کے نیچے دفنا دی تھی اِسپر برقندازون کو سخت حیرت ہوئی اور سب کے سب مارے شوق اور استعجاب کے پہرا چھوڑ کر اُس شخص کے سامنے درخت تک گئے اور کھود کر لاش نکالی حالانکہ یہ سب کو معلوم تھا کہ ہمایون فر کا مقبرہ بنگیا ہے مگر اُس نے اسطرح پر بیان کیا کہ سب کو یقین آگیا اِدھر سب کے سب پہرا چھوڑ کر روانہ ہوئے اُدھر پچاس آدمی مسلح ہوکر دوڑ پڑے ارے! دائین دائین کی آواز گونجنے لگی۔ کوئی زخمی ہوا کوئی مارا گیا۔ کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا پانوٗن ندارد سب گر پڑے اور ہمارے روبرو محبوب جان کو لیکر اور کل عورتون اور مردون سمیت روانہ باشد۔ محبوب جان اسوقت مردانے کپڑے پہنے تھی اور نہایت ہی بشاش وخوش۔

صاحب۔ تم لوگون نے شہسوار کو کیونکر پہچانا۔

جمعدار۔ خداوند سپاہی چہرے سے برستی تھی۔

صاحب۔ اُسنے کوئی بات کی تھی تم سے یا نہین۔

جمعدار۔ حضور کچھ بھی نہین بولا۔ آیا اور چل دیا۔

صاحب۔ تم لوگ سزا پاؤگے پہرا چھوڑ دیا۔

جمعدار۔ سزا کا تو ہم نے کام ہی کیا ہے۔

صاحب۔ محبوب جان کو کیونکر پہچانا تم نے۔

جمعدار۔ ہمنے اُسکو پہلے بھی یہان اُس روز دیکھا تھا

صاحب ۔ شہسوار کا حلیہ اگر یاد ہو بیان کرو۔

جمعدار ۔ حضور بڑا گراں ڈیل جوان ہے کپڑے چست پہنے تھا گوالیار کی سی پگڑی سر پر تھی اور بدن سے معلوم ہوتا تھا کہ دو دو ہزار ڈنڈ روز پیلتا ہے اور اسقدر چست کہ کیا عرض کرون۔ بڑا طاقت ور آدمی ہے سُرخ و سفید چہرے سے شنجرف کا رنگ ٹپکتا ہے اور بڑا خونخوار ہے۔

صاحب ۔ جو لوگ اُسکے ساتھ تھے اُنہین تم نے کسیکو پہچانا یا تمھارے کسی اور ساتھی نے ۔

جمعدار ۔ حضور سب ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے اور تلوارین لیے ہوئے اور پندرہ آدمیون کے پاس بندوقین تھین باقی کے پاس تپنچے ۔

صاحب ۔ تم لوگون مین سے کسی نے دوڑ کے ہمین کیون نہ اطلاع دی۔ کسی تھانے یا چوکی پر تو اطلاع کی ہوتی خاموش کیون رہے ۔

جمعدار ۔ حضور ترہی ہمارے پاس تھی کوتوال صاحب دوسنے گئے تھے ۔ یہ نئے طرز کی ترہی ہے۔ انھون نے خود بنوائی ہے مگر ترہی تو وہین رکھی رہی ۔ ہم سب تو اسطرف چلے آئے تھے ۔ اور پھر جب زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے تو جو لوگ بھاگ سکتے تھے وہ بھاگے مگر چوطرفہ سے گھرے ہوئے تھے ۔ وہ تو اتفاق سے مہابت علیخان کسی جانب کو نکل بھاگے ورنہ آپ کو ابتک نہ معلوم ہوتا ۔

صاحب ۔ بھلا یہ معلوم ہے کچھ کہ کدھر گئے ۔

جمعدار ۔ حضور آئے تو اِس طرح جیسے رات کو آندھی آتی ہے اور گئے اس طرح جیسے روح بخیری مین نکل جاتی ہے ۔

صاحب ۔ بہت بڑی بدنامی ہوئی اور پولیس نے اپنے کو بالکل رسوا کر دیا۔ اب ہم منہ دکھانے کے قابل نہین رہے مگر مجبوری ہے ۔ افسوس ۔

جمعدار ۔ خداوندیہ کاغذ شہسوار کی جیب سے گر پڑا تھا (جیب سے نکال کر کاغذ دیا)

صاحب ۔ (آزاد سے) مہربانی کرکے ذرا پڑھکر سنا دیجیے ۔

آزاد ۔ (پڑھکر) بہ ارشاد نسیم شوقش صومعہ داران گلشن خرقہ پوش ۔ و بالہام شمیم ذوقش خلوت گزینان آشیان در فردوس ۔ ع

نمودہ بہ مستان سرو و سمن	رہ خلوت ذکر در انجمن
کنند روز و شب غنچہ حبس نفس	چہ سازد نہ پیچد نفس در قفس
بدمساز ریش نغمۂ عندلیب	گرفتہ وطن در مقام غریب
بیک جرعہ طوطی تنک ظرف شد	ز اسرار او بر سر حرف شد
کبوتر معلق زن مستیش	ہوادار سرجوش پابستیش
دل مرغ حق گو مگر خون شود	کہ از چنگش این نغمہ بیرون شود

شد از لطف او ساز روشندلی
مقامات ذکر خفی و جلی

برائے امتحان قلم نوشتہ شد

صاحب ۔ اسکے کیا معنی ۔ کچھ اس معاملے سے مراد ہے ۔

آزاد ۔ جی نہین یہ طغرا کے کلام سے لکھا گیا ہے ۔

صاحب ۔ ہمایون فر کے قتل یا اس واقعے سے کوئی سروکار ہے ۔

آزاد ۔ مطلق نہین صرف امتحان قلم کیا گیا ہے ۔

جمعدار نے دوسرا کاغذ دیا اور کہا یہ بھی اُس کی جیب سے گر پڑا تھا پڑھا تو یہ لکھا تھا نسخہ خضاب

نسخہ خضاب مجرب - سیندور - مردار سنگ - کھر یا گل او جاق گل پلد ول - چونہ در ظرف سرب از دستہ سرب در آب سائیدہ خضاب سازد واز برگ پان بندش نماید - دیگر سیسہ - پاؤ بھر - گندھک آدھ پاؤ - سیسہ را در کراہی بر آتش نہند و آتش بر افروزند چون سیسہ آب شود بالائے گندھک اندازند واز چوب بسایند تا سہ گرد و سپیدی نماند و سیاہی بہ ہد وقت ضرورت موافق احتیاج بر آوردہ نصف وزن سنگ جراحت چونہ گرفتہ در کونڈی خوب بسایند و بکار برند -

صاحب سے آزاد نے کہا یہ خضاب کے دو نسخے لکھے ہوئے ہین - معلوم ہوتا ہے کسی بڑے تجربہ کار کے بنائے ہوئے ہین - اور ایک نسخہ خضاب حیدر بیگ خان کا بھی ہے مگر کاغذ اسقدر بوسیدہ ہو گیا ہے کہ پڑھا نہین جاتا اور لکھا بھی پنسل سے ہے - صاحب نے مع اہالیان پولیس مکان کے اندر جا کے چوطرفہ معائنہ کیا تو کئی مقامون پر زمین کھدی ہوئی پائی - شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ زیور یا اشرفیان یا روپیہ دفن تھا - پھر ابیٹھا کا بیٹھا ہی رہا اور حریف اپنا کام کر گیا ایک مقام پر دو پائجامے پڑے پائے ایک گران بہا زربفت کا دوسرا کمخواب کا نہایت قیمتی -

کوٹھے پر ایک کاغذ پڑا پایا جسمین ذیل کی عبارت درج تھی آزاد نے کمال غور سے یہ کاغذ پڑھا وہو ہذا ٥

زدست تو دل کباب تا کی / جان در طلبت خراب تا کی
زنکہت غریق گشتم / این زندگی حباب تا کی
قلم دستم وجفات تا چند / دین غصہ واین عتاب تا کی

آخر با غیر او بسازم / دل میکند اضطراب تا کی
از خون جگر رقم نوشتم / پیغام مرا جواب تا کے

با غیر خوری شراب تا چند
زین غصہ دلم کباب تا کے

صاحب - کوئی بات اسمین پائی جاتی ہے -
آزاد - جی ہان - اسمین حسن آرا کا ذکر ہے -
صاحب - ہان اسکو پورا پڑھیے کیا لکھا ہے -
آزاد - مین خود کل از سر تا پا پڑھ جاؤن پہلے ٥

آباد نبا ... آباد
این کشور دل خراب تا کے

حسن آرا بیگم کی طرف مخاطب ہو کر یہ اشعار ین پڑھون تو می زیبد - میرا خانۂ دل ویران ہو گیا اسکی آبادی اسیوقت ہوگی جب حسن آرا بیگم مہربانی کرینگی اور لطف و کرم سے ہمارے ساتھ پیش آئین گی - فالے تا بکے ضبط فغان - کہون تو کس سے کہون ٥

چو طفل مریضم بہ عہد زمانہ
بہر عضو دردے وگفتن ندانم

مگر ٹھان لی ہے کہ ہمایون فر اور آزاد دونون کو قتل اور ذبح کر ڈالون گا جانے کہان ہین - انشاء اللہ ایک تو یہان ہے دوسرا ابھی نہ کبھی واپس آئیگا - سمجھ لینگے - ۶

چور جانے رہے کہ اندھیاری

جی چاہتا ہے کہ ایک روز بڑی بیگم کے گھر مین جا کے حسن آرا سے ملون اور سمجھاؤن کہ اس حرکت لغو سے کیا فائدہ نکلے گا مین آزاد کو قتل کیے بغیر ہرگز نہ رہونگا اور سپہر آرا کو بھگا لاؤن گا انشاء اللہ - ٥

گھبرانہ دل اشتاب کیا ہے
پھر سمجھین گے اضطراب کیا ہے

سمجھا جائیگا۔ جلدی کیا ہی۔ آج نہین کل

اسکے بعد صاحب ممدوح باغ کی طرف روانہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہین کہ گھوڑون کی ٹاپون کا نشان بنا ہوا ہے اور باغ مین کئی گھوڑے بندھے ہین۔ اندر جاتے ہین تو انتہا سے زیادہ حیرت ہوئی ایک سمت برنجی توپ کے ٹکڑے ایک طرف ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور ایک سمت کھانا پک رہا ہو اور کچھ پکا پکایا تیار ہی شیرمال باقرخانی تنکی پراٹھے کئی قسم کے کباب قورما پلاؤ قند کے چاول بورانی تلی اروبان اور کٹلٹ چاپ بسکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے ہین انواع واقسام کے اچار و مربے لذیذ الغرض ایک لشکر کے کھانے کا انتظام ہے اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ میوہ چنا ہوا ہی۔ انار ولایتی۔ شریفے۔ سیب۔ چکوترے پپیتابیان انناس۔ انگور۔ کیلے۔ رنگترے۔ سنگترے۔ نارنگیان امرود۔ یا الٰہی یہ عجب بات ہے۔ آدمی نہ آدم زاد اور زمانے بھر کا سامان موجود ہے۔

صاحب۔ یہ تو کچھ بات ہی۔ وہ جو اس ملک کی کتابون مین جادو اور طلسمات کا حال سُنا ہی وہی کارخانہ سب نظر آتا ہے۔

کوتوال۔ اور حضور یہ تو ملاحظہ فرمائیے کہ نہر دن مین پانی جاری ہی اور ادھر کھانا پک رہا ہی۔ کچھ پک چکا ہی اور کچھ پکنا باقی ہے۔

صاحب۔ معلوم ہوتا ہی ابھی ابھی کوئی شخص یہانسے گیا ہی۔ اور اُسکے ساتھ صدہا آدمی تھے۔

کوتوال۔ اور بےفکری کے ساتھ یہان آیا تھا۔

صاحب۔ توپ اسیوقت کی ٹوٹی ہوئی معلوم ہوتی ہی اور پہیے بھی۔ یہ کیا معلوم ہی اب جنگی کارروائی کے بغیر مطلب براری معلوم۔

جیمس۔ تعجب تو سب سے زیادہ یہ ہی کہ ہم کو آجتک یہ حال معلوم ہی نہوا۔

صاحب۔ اِسنے تو سیواجی مرہٹے کے بھی کان کاٹے۔

جیمس۔ ہان بس ویسا ہی فطرتی اور دغاباز ہے۔

کوتوال۔ اب یہان تحقیقات کیجیے کہ گیا کسطرف ہی۔

جیمس۔ ایک کوس تک جو ملے فوراً پکڑ وا منگواؤ اور ہر سمت بیس بیس سوار اور ایک ایک افسر بھیجا جائے۔

صاحب۔ اب جنگی کارروائی کیے بغیر بات نہ بنے گی۔

جیمس۔ ایک توپ تو دیکھی ہے شاید اور ہون۔

کوتوال۔ مجھے سخت حیرت ہی کہ توپ یہان آئی کیونکر اور جو لوگ پہرے پر مقرر تھے وہ یہان سے چل دیے۔

صاحب۔ کیا! پہرا۔ کیا یہان بھی پہرا تھا۔

کوتوال۔ حضور دونون جگہ پہرا تعینات کر دیا تھا۔

صاحب۔ پھر پہرے والے کیا ہوئے۔ ایک کا بھی پتا نہین ہی۔

کوتوال۔ بڑا تعجب ہے کہ یہ کیا ہوا خداوندا۔

جیمس۔ یہ سب ہماری ہی غفلت سمجھی جائیگی۔

کوتوال۔ حضور معلوم ہوتا ہی سب کو مار ڈالا ہی۔

جیمس۔ ہان مار نہین ڈالا تو کہان گئے پھر۔

اتنے مین ایک شخص نے آنکر کہا حضور اس مقام پر بڑی بو آتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ مردون کی لاشین پڑی ہین اور وہان کچھ لکھا بھی ہی۔ اُسکے قریب گئے تو انتہا سے زیادہ

عفونت اور ایک تختے پر لکھا ہوا۔ ع

یادگار قتل جوانان ناہنجار

جنکو شہسوار جرار نے حسن آرا اور سپہر آرا کے سبب سے قتل کیا ہے۔ ہ

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کیلیے

چنین حسن و ملاحت با ملک نیست	ملک را حسن اگر ہست این نمک نیست
گل خوبان چو گل عنبر سرشت ست	ولے بوے وفا با ہیچ یک نیست
مرا گر در وفا شک داری اے شوخ	ترا در بیوفائی ہیچ شک نیست
بکوے صبر عاشق رہ نیابد	رہ عشق و صبوری مشترک نیست

فلک ہرگز بمن اہلی نشد یار
مرا ہم چشم یاری از فلک نیست

نہو۔ نہ سہی چشم یاری فلک سے نہین ہی نہ سہی۔ کچھ پروا نہین۔ سمجھا جائے گا اس مقام پر خاکسار شہسوار جرار نے کل بر قندازان ناہنجار کو قتل کیا اور قتل کر کے یادگار رہے اور لوگ پڑھین۔ یہ سب مفسدہ کیش حسن آرا کے حسن پہ قربان کیے گئے۔ اب بھی اگر محسن آزا احسان نہ مانین اور بغل کو گرم نکرین تو افسوس ہے۔ ہ

نظری فگن کہ دارم تن زار و روے زردے
لب خشک و دیدۂ تر دل گرم و آہ سردے

اپنے ہاتھ سے ہمنے ان ملعونون کی گردن کاٹی اور اس کنوین مین توپ دیا۔ خوب شدہات تیرے کی۔ کنوئین مین جھانک کر دیکھا تو اسقدر بو آئی کہ دو تین آدمی سخت بیچین ہوگئے۔ لازم آیا کہ ان مقتول اور بیگناہ کشتون کو وہان سے نکالین۔ کنوئین کا منہ اُگار اگیا اور چونکہ اندھا کنوان تھا جب منہ کھولا گیا لاشین صاف نمودار ہوئین دیکھا تو کسی کا سر تن سے جُدا ہی۔ کسی کو کمر کے پاس سے دو نیم کیا ہی اُنکے ورثا کو اطلاع دی گئی وہ اپنے اپنے مُردون کو لے گئے جو بے وارثے تھے اُنکی تجہیز و تکفین کی سرکار نے فکر کی۔

اب تمام شہر کے لوگ باغ مین آ ڈٹے اور سب مُتحیر کہ یا الٰہی ایسا آراستہ باغ شہر مین تھا اور آجتک کسی نے دیکھا ہی نہین یہ بنا کب اور آراستہ کب ہوا اور ہم لوگون کو ذرا بھی اطلاع نہونے پائی اور یہ بھی حیرت ہی اس کشت و خون اور شبخون نے شہسوار کو اور بھی مہیب کر دیا۔

بڑی بیگم اور شہزادی بیگم کے چار چار پہرے بیٹھے سو برقنداز انکے مکان پر اور دو سو اُنکے مکان پر کہ مبادا حُسن آرا پسپہر آرا کی تلاش مین چھاپہ مارے بیخبری مین جماعت کثیر لیکر آئے اور دونون کو چھین لیجائے تو بڑی بدنامی اور رسوائی ہو۔ دن مین چار بار اور رات کو چھ مرتبہ دس سوار دونون جگہ کی خیر صلاح دریافت کرتے جاتے ہین اور انکے مکانون سے ایک کمیت کے فاصلہ پر ایک دستہ تعینات تھا کہ اگر فساد ہو تو فوراً حکام کو اطلاع دو اور جنگی فوج سے کہدیا گیا کہ پیکار کے لیے مستعد رہی کیونکہ اس سفاک نے دو مقامون پر پولیس والون کو ایسی فاش زک دی اور قتل کر کے اپنا کام کیا تو عجب کیا ہی کہ یہان بھی وہی کاروائی کرے اور اس سبب خاص سے اور بھی خوف ہو گیا تھا کہ برنجی توپ باغ مین موجود تھی یقین واثق تھا کہ اسکے ہمراہ بھی بدمعاشون اور سپاہیون و پہلوانون اور طلان نامی کی جماعت کثیر ہی گورنمنٹ سے حکام پولیس کے نام نئے سخت حکام جاری ہونے اور صاحب کمشنر پولیس کو حکم ہوا کہ خود جا کے انتظام کرین اُنھون نے

آن کر بندوبست کیا کہ کل شہر کو گھیر لیا - رعایا محاصرے کی حالت مین تھی ہر ناکے پر فوج کا پڑاؤ - ہر محلے مین دستہ ہر مقام پہرے مقرر کیے گئے اور شہر کے باہر بھی پانچ کوس تک جابجا فوج کی جماعت تھی - تاکہ شہسوار نکلنے نہ پائے -

ادھر تو یہ بندوبست ہو رہا تھا ادھر شہسوار کی چٹھی صاحب سیٹی مجسٹریٹ کے نام آئی عبارت ذیل اسمین درج تھی -

اجی حضرت تسلیم کہیے مزاج کیسے ہین خوش تو بہت ہوئے ہوگے میان ہم لوگ ہین جو ساری خدائی سے مقابلہ کرنے کا دم رکھتے ہین - وہ حبشی جسکو تمنے گرفتار کیا تھا میرا ادنے چیلہ ہی اور مین نے اُسکو وہ پیچ سکھائے ہین کہ اگر سو آدمی بھی گھیر لین تو سب کو زخمی کر کے نکل بھاگے - بس میری طاقت کا ایک ادنی اندازہ یہ ہی کہ اُس ایسے چار کو مین لڑا دیتا ہون اور یون چٹکیون مین دم تو لینے نہ دون - سچ کہنا کس صفائی کے ساتھ محبوب جان کو نکال لایا - اُس پر میرا دم نکلتا ہی اگر وہ مجھسے جدا ہو جاتی تو مین ابتک مر گیا ہوتا اگر تم اُس محبوب شیرین حرکات کو قید کر لیتے تو صرف اُسکے آخری دیدار کے لیے مین خود دوڑا آتا - مگر خدا کو اچھا کرنا منظور تھا اب مین مزے سے ڈھونڈتا ہون - باغ مین تم نے پہرا مقرر کیا تھا لاحول ولا قوۃ ایک کیا اگر دس پہرے ہوتے تو دسون کی یہی گت ہوتی میرے ساتھ سات سو جوان ہے اور سب لڑنے والے ہین - زندگی کو ہیچ سمجھتے ہین تین سو حبشی ہین اور چار سو مین دو سو ہندی دو سو مغل ہندیون مین راجپوت اور سکھ مگر دس جوان ایک پوری پلٹن کے مقابلے کے لیے کافی ہین - یہ تو ہمین یقین نہین کہ ہمکو کوئی گرفتار کر سکے مگر ان یہ ممکن ہی کہ ہمارے ہمراہیون پر شاید آنچ آ جائے جس مخبر مردود نے تمکو باغ کا پتا بتایا اُسکی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا - اب چھلکا اور اب چھلکا کوئی دم مین سُن لینا کہ مار ڈالا گیا اچھا ہمارے تمہارے یہی شرط سہی تم مخبر کو ہزار پردون مین رکھو - اور ہم قتل کی فکر کرین - دیکھو کون بازی جیت جاتا ہی اور کوتوال کے ماتھے بھی جائے گی اُسکو بھی زک دون گا کیونکہ محبوب جان پر اُس بیوقوف نے نظر بد ڈالی ہی - راقم شہسوار جرار -

یہ خط پڑھکر صاحب ممدوح اُٹھنے ہی کو تھے کہ ایک سپاہی نے آن کر کہا خداوند جس مخبر نے باغ کا پتا بتایا تھا وہ مار ڈالا گیا بڑی حفاظت سے اُسکو کوتوال صاحب نے کپتان صاحب کے حکم سے علیحدہ اور محفوظ مکان مین رکھا تھا لیکن خدا جانے کیا ہوا اور کیونکر قتل کیا گیا حضور اب پولیس کی بڑی بدرعبی ہو گئی اور مجھے یقین ہے خداوند کہ سب کو وہ چُن چُن کے مار ڈالیگا معلوم ہوتا ہی کہ پولیس والے بھی سب کے سب اُس سے ملے ہوئے ہین یا کوئی عمل اُسکو یاد ہے عقل کام نہین کرتی کہ کیا ہو رہا ہے -

شہسوار نے جب خبر پائی کہ پانچ کوس تک شہر برابر محاصرے کی حالت مین ہی اور جابجا دستے اور چوکیان قائم ہوئی ہین اور جنگی فوج سے کام لیا جاتا ہی تو چکر مین آیا کہ اب کیا تدبیر کیجائے سوچا کہ کل ہمراہیون کو جو رستم ثانی اور اپنے وقت کے روئین تن ہین لیکر ایکبار حملہ کر دون اور ہزارون کو مار کر مرون آخر ایک دن مرنا تو ہے ہی مگر لوگون نے سمجھایا کہ ابھی جلدی کیا ہے کوئی آپ سے بولتا تو ہے ہی نہین اب آپ یہ مشہور کر دیجیے کہ شہسوار اُسی شہر مین ہے تاکہ پولیس والون کو ہر دم خوف رہے اور آپ یہان سے رفتہ رفتہ سب

کو ادھر اُدھر منتشر کر دیجیے مگر خرابی یہ ہی کہ آپ کا حلیہ گلی کوچوں مین چھپا ہوا ہی اور قریب قریب ہر بازار مین چار پانچ جگہ آپ کی تصویر آویزان ہی جس طرف آپ نکلینگے گرفتار کر لیے جائینگے پولیس کے لوگ بمبئی تک سے اس غرض سے آئے ہین کہ جہان شہسوار ہو پتا لگائین آپ کا یہان سے جانا خالی از خطر نہین ہے۔ آیندہ اختیار بدست مختار۔

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

شہسوار نے کہا ہم بھی اسی فکر مین ہین کہ اب کیا کرین مگر دل خواہش تو یہ ہی کہ ایک بار خوب دل کھول کر لڑین۔ یہ میرے ساتھ کے جوانان صف شکن وہ وہ کار نمایان کرینگے کہ جسکا حق ہی انشاء اللہ ذرا مین بھی تو دکھا دون کہ مرد کیسے ہوتے ہین اور مردون کے منہ چڑھنا کیسا ہوتا ہی مجھکو تو میرے آدمیون نے مارڈالا ہوگا۔ اب آزاد کا نمبر ہے اگر آزاد کو قتل کر ڈالون اور حسن آرا یا سپہر آرا کو بھگا لاؤن تو فہو المراد ورنہ جان حاضر ہے۔

شہسوار نے اپنے دوست ٹھاکر گیان سنگھ راجپوت کو بلوایا اور اُنسے مشورہ لیا۔

شہسوار۔ بھائی گیان سنگھ تم نرے راجپوت ہی نہین ہو پڑھے لکھے آدمی ہو لہذا ہم تم سے پوچھتے ہین کہ اب ہم کیا کرین۔

گیان سنگھ۔ ع۔ صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست۔

شہسوار۔ ہماری صلاح تو کچھ بھی نہین ہے۔

گیان سنگھ۔ بس پھر جہان ہو وہین بیٹھے رہو۔

قاتل الرقیب کی گرفتاری

ہوای انجمن آرا نسیم بسر افتاد — شراب خوارہ تے چند خواہم ز حباب
کہ می خورند چو از بادہ رخ برافروزند — بسوز رشک دل حاسدان کنند کباب
تو اے ندیم و تو اے ساقی و تو اے مطرب — بسوز عود و بہ پیمای و بساز رباب
کجائی اے مہ خورشید جلوہ بین سلخ — کجائی اے بت ناہید نغمہ ہان مضراب
معاشران نکونام فرخی فرجام — پس از ادای سپاس مفتح الابواب
بہ بزم گاہ بباریدیک دو گلشن گل — بخاک رہ بپاشید یک دو دجلہ گلاب

دہید بادہ گلفام و چون سلام کنیم
ہمان بہ بادہ سلام مرا دہید جواب

ایک گلزار بہار سراپا بہار دلکش بوستان فرخار مین جسکی ہر روش پر نگارستان چین اور ہر شاہد گل پر بھو نشان ناز آفرین ادا حوریان زہرہ جبین کا دھوکا ہوتا تھا شہسوار جرار دم دم آزار اپنی معشوقہ جمیلہ وطرحدار کے ہاتھ مین ہاتھ دیے مصروف گلگشت ہی۔ شہسوار عیار محبوب جان ستمگار۔ وہ آشوب دوران۔ یہ بلاے جسم و جان وہ صف شکن شیر افگن۔ یہ نسرین بدن پستہ دہن۔ وہ سرو قد یاسمن بو وسیم ساق عنبر مو۔ وہ شمشیر خون آشام سے بیگناہون کی جان لینے مین طاق۔ یہ تیغ ابرو سے عشاق کے بسمل کرنے مین مشتاق۔ وہ بلبل چمنستان شیوا زبانی۔ یہ طوطی نوبہار جلوہ بیانی۔ وہ شیر دل جوان طناز یہ سرمست خوبی محو ناز باغ نئی دُلھن کی طرح سجا سجایا۔ چپہ چپہ رشک جنان زمین چہارم آسمان۔ آب و ہوا مین تاثیر مستی و جوش بلبلین گلون اور قمریان شمشاد سے ہم آغوش۔ ہر چمن جنت نظیر ہر روش غیرت کشمیر۔ درختان پر میوہ کی شاخون کا زمین کو چومنا اور زمردین پر و بال مورلیون کا فرط مستی مین جھومنا پھولون کی بھینی بو باس خوبرویان باغ کا سبز سبز لباس

بھینی بھینی وہ ہوا اور چمن کی وہ بہار
اور پھولونکی وہ بو ٹونکی ہر اک سمت قطار
ہو نسیم سحری جسپہ دل وجان سے نثار
نور کی بزم تھی روشن تھے کنول بوٹے دار
تھے چنگیر ون مین کہین ہار کہین گلدستے
تھے کہین جام بلورین کہین کنڑے کے

وہ محبوب شمع بالا اور عاشق رعنا عین لطف وکیفیت مین بکمال مستی وجوش حسن پرستی مزے مزے کی باتین کرتی باصد ہزار کرشمہ لاجوردی زمین ارم تزئین پر قدم دھرتی روشون مین تماشاے ریحان وضیران کرتی تھی۔

نے غم دزدو نے غم کالا

کوئی فکر نہین غم والم کا ذکر نہین فرحناک ودل شاد خوش وخرم شادان وفرحان مست دغزلخوان شہسوار کو یہ ناز تھا کہ اگر ساری خدائی مین مشعل آفتاب لے کر کوئی تلاش کرے تو ایسی رنگین ادا معشوقہ رعنا نہ ملے اور اس زن ملیح کو یہ غرور تھا کہ ایسا شیر مرد تمام عالم مین پیدا نہوا ہوگا جیسا شہسوار جرار ہے۔

اس معشوق شمع قد بت عربدہ جو نے اپنے عاشق شیر انداز جوان طناز کی طرف مخاطب ہوکر کہا اسوقت بادۂ طرب انگیز اور شراب ناب وتیز کے نشے مین بے اختیار جی چاہتا ہے کہ خوب دل کھولکر گاؤن اور نغمہ دلکش سے روح کو وجد مین لاؤن۔ شہسوار نے اس رشید عیار وسیم بدن طرار وغنچہ دہن کے لب لعل شکر خا کا بوسہ جان پرور لیکر کہا بسم اللہ مگر اسقدر ضرور یاد رہے کہ

روا است شور شنیدو ترانہ مستان را
بشرط آنکہ نگویند راز پنہان را

اسکے بعد بصد حسرت یون بیان کیا کہ اے جان جان ہماری تمہاری کشتی عیش دو آبہ امید وبیم مین ہے اسوقت لطف وکیفیت کے ساتھ اس گلستان بیخزان کے مزے اڑا رہے ہین شہنشاہ ہفت کشور اور تاجدار بحر وبر کو بھی یہ عیش خواب مین نصیب نہوا ہوگا مگر جسوقت خیال آتا ہی کہ ع

اسطرف ساری خدائی ہی ادھر کچھ بھی نہین

سارا مزہ کرکرا اور عیش منغص ہوجاتا ہی یہ تو سمجھے ہوئے ہین کہ ایک روز تمسے جدائی ضرور ہوگی مگر تمہاری یاد ہی سے دل بہلائینگے۔ مرتے دم تک نہ ہم تمکو بھول سکتے ہین۔ نہ تم ہم کو۔

لبم از زمزمۂ یاد تو خاموش مباد
غیر تمثال تو نقش ورق ہوش مباد

اتنے مین ساقیان سیم ساق فتنہ دوران یعنی کنیزان تبسم کنان غنچہ دہان نے مے کی گلابیان قرینے کے ساتھ چنین اور شہسوار نے اپنے ہاتھ سے جام بادۂ احمر دے کر کہا۔

بساز عود بدہ یک شراب وصل مرا
کہ من بسوختم از ہجر تو چو ز آتش عود

محبوب جان نے ناز وادا کے ساتھ مسکراکر شراب کا پیالہ لیا اور پیتے ہی عین مستی مین اپنے عاشق شیر اندام کے رخسار تابان کے کئی سرجوش بوسے لیے شہسوار نے خود بھی شراب لنڈھائی اور باہم میٹھی میٹھی باتین ہونے لگین نا طورہ زہرہ رخ نے عاشق فراخ سینہ نازک میان کی گردن مین ہاتھ ڈال کر کہا اس باغ کو تم نے ایسا سجایا ہے کہ بہشت مین بھی اس سے زیادہ کیفیت نہوگی الٰہی یہ باغ ہے یا حضرت

سلیمان کا شہر زرین۔ ؎

سوادش در نظر از قصر ایوان
بود چون شہر زرین سلیمان

اور املاک اور قصر سپہر توامان اور منار فلک شکوہ کی وسعت لامکان سے زیادہ ہی مگر اُس مین ایک بات کی البتہ کسر رہگئی ہی کہ کوئی نہر جاری نہین ہی۔ شہسوار نے کہا یہ کون بڑی بات ہی۔ اس اٹھوارے کے اندر ہی اندر تمام باغ مین انہار لطافت بار جاری ہو جائین گی اور پانی کے عوض انشاء اللہ کیتکی کی شراب ہو تو سہی۔

زن فتنہ جو نے کہا اسقدر شراب کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تم دونون بادۂ جوانی کے نشے مین مخمور اور چور ہین شراب کی کیا اصل و حقیقت ہے۔

شہسوار نے بوسۂ چشم مست لے کر کہا۔ ہم مخمور ہون یا نہون مگر یہ تو نرگس مخمور ضرور ہے بے مے مست اسی کا نام ہی تمھاری ایک ادا ہو تو جان دون دو ہون تو دل اور جان دونون کو نذر کرون جب ایک ایک ادا مین ہزارون ادائین نکلین اور اُن ہزارون مین لاکھون ادائین اور پیدا ہون تو کوئی کیا نذر کرے۔ ایک جان تو بس ایک ادا کے لیے کافی ہے۔ ؎

ترا صد خوبی در ہر یکے صد دیدہ حیرانت
ہر ایک جان و میخواہم شوم صد بار قربانت

اُس بت خورشید جلوہ نے طوطی زبان کو کمال جادو طرازی اون زمزمہ سنج بیان کیا کہ اے جوان شیر افگن جس روز مین نے تیری صورت زیبا اور مستانہ چال اور چشم ساقی مشرب دیکھی ہزار جان سے عاشق ہو گئی مگر سوچتی تھی کہ یا خدا بھلا کیونکر آرزوئے دلی بر آئیگی پہلے تو اُمید وصل منقطع ہو گئی اور سمجھی کہ ملاقات کی تمنا نہ نکلے گی۔

طمع بوسہ ازان لعل شکر خا دارم
خبر از خانۂ در بستہ تمنا دارم

مگر مسبب الاسباب نے میری فریاد سُن لی اور میری دعاے سحری و نیم شبی مستجاب الدعوات نے قبول کی کس زبان سے اُسکا شکریہ ادا کرون۔ مجھے کوئی کھانا نہ دے کپڑا نہ دے مگر تو میری آغوش مین ہو تو کرورون آسایش کے اسباب سے زیادہ ہے اگر اصل مین دیکھو اور چشم بینا سے کام لو تو عاشق معشوق سب ایک ہین مگر عقل کا پھیر ہے۔ اب۔ ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے

اور صاحب ظاہر ہی کہ اگر خدا نکردہ تمھارے پانون مین پھانس چبھے تو مجھے اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ رنج ہو اور اگر میری طبیعت ناساز ہو جائے تو تم مجھسے کہین زیادہ بیتاب اور بیچین ہو اصل مین ہم تم یک جان دو قالب ہین۔ ؎

در حقیقت دگرے نیست خدائیم ہمہ
لیک از گردش یک نقطہ جدائیم ہمہ

شہسوار نے پیاپے جام لنڈھائے اور معشوقہ زہرہ جبین گلفام کو بھی پلائے اور بدمست ہو کر لسان الغیب خواجہ حافظ شیراز معمار فصاحت کے تازہ اشعار زبان پر لائے۔

ساقیا برخیز و در دہ جام را	خاک بر سر کن غم ایام را
گرچہ بدنامیست نزد عاقلان	مانمی خواہیم ننگ و نام را

اُس آہو چشم سے کہا آج یون تو تمہارے ہر عضو بدن پر بوسہ بن ہی مگر آنکھ کے دل چاہتا ہی کہ صبح تک بوسے ہی لیتا جاؤن یہ کہکر دو تین بوسے لیے۔

محبوب جان نے دریافت کیا کیون شہسوار اگر خدانخواستہ ہم گرفتار کر لیے جائین تو کیا ہو۔ شہسوار نے مسکرا کر جواب دیا ہو گیا ہزارون لاشین ادھر اُدھر پھڑک رہی ہون اور کیا ہو۔ پوچھا اگر بھاگ چلو تو کیا کہا ایک بار ہم ہمراہیون سمیت آمادہ ہو چکے ہین مگر مصلحت کے خلاف سمجھکر درگذر کیا۔ محبوب جان نے صلاح دی کہ مع حشم و خدم اور مع حبشیون اور سکھون اور معلون اور راجپوتون کے جانا تو صاف پیغام جنگ دینا ہی بہتر یہ ہی کہ ہم اور تم ریل پر سوار ہو کر چپکے سے کسی اور مُلک کو روانہ ہو جائین ہم نے سنا ہی کہ فرانس ڈانڈے مین جسکا نام چندر نگر ہی مفر کی صورت نکل سکتی ہی اگر چندر نگر مین بھاگ چلین تو کیسا وہان مزے سے زندگی بسر کرین اور پھر قسم کھا لو کہ ڈاکہ زنی اور چوری اور جعل فریب سے اجتناب کرون گا۔

شہسوار کو یہ بات پسند آئی۔ کہا ہی تو مناسب چپکے سے تمکو لیکر چلدین اور وہان کھلم کھلا رہین۔ خدا نے کھانے کو نان خشک دی ہی۔ میرے پاس اسوقت چالیس ہزار کے جواہرات ہین اور کوئی بارہ ہزار کے نوٹ ایک شخص غیر کے نام سے یہ رقم ہماری زندگی بھر کے لیے کافی ہے۔ اب واقعی ڈاکہ زنی اور کشت و خون اور جعل و فریب کرتے کرتے تھک گیا۔ اب دم نہین ہے۔ علاوہ برین اگر مین پکڑا گیا تو ضرور ہے کہ پھانسی پاؤن۔ کئی آدمیون کا خون میری گردن پر ہی اور جب مین نے پھانسی پائی تو تمہاری زندگی بھی تلخ ہو جائیگی پھر تم کس کی ہو کے رہو گی مجھے اپنی جان جانے کا تو خوف نہین ہے مگر خوف یہ ہے کہ تم پھر یہ مزے یہ لطف یہ آرام کہان سے پاؤ گی۔ تم کو اس طرح کیونکر عیش حاصل ہوگا توبہ کی کان پکڑے کہ اب آج سے مردم آزادی نکرین گے مگر جان من خوب یاد رکھو اب ہماری زندگی کا پیمانہ لبریز بھی ہو گیا ہے چاہے یہان رہو چاہے چندر نگر جاؤ ممکن نہین کہ جان بچے ہم کو تو یقین ہے کہ فرانس ڈانڈے جاتے ہی گرفتار کر لیے جائین۔ کیا کرین اور کیا نہ کرین۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا خدا ہی پر بھروسا ہے۔

| ما کار خویش را بخداوند کارساز |
| بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند |

زن ملیح کو یہ کلمات سُن کر سخت رنج ہوا اور شہسوار کے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا۔ اسوقت مین نہایت شاد و خرم تھی مگر تمہارے اس بیان نے مجھے سخت ملول اور افسردہ کر دیا۔ اور مایوسی چو طرفہ سے صورت دکھانے لگی۔ اب یاس ہی یاس نظر آتی ہی اس بیکسی مین بجز خدا کے اور کون مدد دینے والا ہی مگر تمنے ایسی سفاکی کی ہے کہ خدا سے بھی امید مدد نہین۔ پھر اب بھلا کون صورت مفر ہے۔ ع

| اُسکا ہی کون جس کی مددپر خدا نہین |

جب خدا ہی مدد پر نہین تو اور کون مدد کرے گا۔

شہسوار معشوقہ گلعذار کو لیکر باغ کی عمارت مین سکن پہنے اور چونکہ دونون نشۂ بادہ احمر سے چور تھے باہم جوش و خروش کی باتین ہونے لگین۔

شہسوار۔ تو لیلی مین مجنون تو شیرین مین فرہاد۔

زمین کان نمک گردیدہ است از شور سودایم
بجاے گرد مجنون خیزد از دامان صحرایم

معشوق۔ ہم اور تم دونون عاشق دونون معشوق۔ یک جان دو قالب۔ تم لیلی ہم مجنون۔ ہم لیلی تم مجنون۔ جب دروازے پر سرکاری پہرا تھا اور دوڑ آئی تھی مین اپنے دل کا حال نہین کہہ سکتی مگر نے مجھے اپنے حسن گلو سوز پر غرہ اور ناز تھا اور میرا دل گواہی دیتا تھا کہ میری پیاری صورت اور دلربا ادا دیکھکر کوتوال ایسا فریفتہ ہو جائے گا کہ مین اپنا مطلب حاصل کر لونگی اس تمنا کے پورا کرنیکی غرض سے مین خوب نکھری اور بناؤ چناؤ کر کے کوتوال کے سامنے گئی بس ہزار جان سے عاشق ہو گیا کوتوال نے پوچھا کہ تم غمگین کیون ہو مین نے کہا۔ ؎

مردم زغم و غمم علاج است
تا خود چہ کند کسے مزاج است

اتنا کہنا تھا کہ کوتوال نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا جان من تم پژمردہ و افسردہ کیون ہو شہسوار نہین سہی ہم تو ہین۔ مین نے اور بھی لگاوٹ کی باتین کین اور وہ بھی مرنے لگا کہا تم درد دل بتاؤ تو چارہ کرون۔ شہر کوتوال بر سر حکومت ہون سارا زمانہ مجھسے ڈرتا ہے۔ کوئی میرا بال تک بیکا نہین کر سکتا اگر درد معلوم ہو تو درمان کرون مین نے کہا میرے دل کا درد کسی درمان کا محتاج نہین ہے۔ مین صرف یہ چاہتی ہون کہ شہسوار کے بجاے کوئی اور جوان شیر اندام سپاہی پیشہ بانکا آدمی ملے اور الگ ہو کے رہون یہ سُنکر کوتوال نے خود لگاوٹ کی باتین شروع کین اور کہا پیاری محبوب جان اگر ہماری ہو کر رہو تو چین بھی کرو گی۔ تمام شہر تمھاری رعایا کوئی تمکو ٹوکنے والا نہین شہسوار تو ایک ڈاکو چوٹا تھا وہ کس مین ہے خان مین خان کے

اونٹون مین اور ہم واقعی ایسی ہی معشوقۂ طناز کی تلاش مین تھے جیسی تم ہو۔ مگر جب ہمسے دل ملے تو پھر قسم کھالو کہ کسی اور کی طرف مخاطب نہو گی ہمارے عشق کی قدر کرو تو ہم جان اور دل دونون قربان کر دین اور جو معشوق قدر دل عشاق ہی نجانے اُس سے عاشقی اور معشوق کے برتاؤ مین بڑی مصیبت پڑتی ہے۔ ؎

کجا قدر دل عشاق را داند پریزادے
کہ دل رزدیدہ بجاے لالۂ بیگانہ از کو تیست

شہسوار جرار نے اس محبوب لالہ روے عنبرین مو سے از راہ مذاق دریافت کیا کہ کیون جان سچ کہنا کہ اُس ہنسی مذاق مین یہ تو تمہین چاہتا تھا کہ مین کوتوال ہی کے ساتھ بھاگ جاؤن اُسنے بھرّے تو دیے کہ مین کوتوال ہون بر سر حکومت ہون وہ اُٹھائی گیرا ڈاکو چور۔ بدمعاش۔ اور ظاہر ہے کہ کوتوال حاکم شہر ہے۔ کل شہر اُسکی رعایا ہے۔ شاید دو چار روز اور بیٹی پڑھاتا تو بھرّے مین آجاتین۔ یہ فقرہ سُنکر وہ زن جفا پیشہ بد دماغ ہو گئی اور چونکہ نشے مین چور تھی نہایت غیظ و غضب مین شہسوار کو صلواتین سُنائین اور کہا یہ بدگمانی مین تو جان دیتی ہون اور تو مجھے ایسی ہرجائی سمجھے جاتا ہے سچ ہے مرد وے خود ہرجگی تھے ہوتے ہین ایسا ہی سب کو سمجھتے ہین شہسوار نے بوسہ لیکر کہا اسوقت صرف از راہ مذاق یہ کلمہ زبان پر لایا تعجب ہے کہ ہنسی کی بات سے تمنے بُرا مانا۔ اسوقت خواہ مخواہ چہل اور دل لگی کیطرف طبیعت مائل ہے از براے خدا بُرا نہ مانو۔ ؎

زمین ز سایۂ ابر بہار ہمہ وشی ست
ز جوش لالہ و گل تخو جاے در دشت سبزہ پوش

اس جوشش بہار مین لطف بوس و کنار اور کیفیت ہم آغوشی عاشق زار و معشوق لالہ رخسار ہے۔ چمنون مین نو بہار کی گرمی بازار ہے طوطیان شکر بار بہ تدرو خوش رفتار۔ ؎

ہر روش رنگ محبت سے ہے گلشن مجھکو
اسی گلزار کے گلچین ہین گدا و مشہور

طوق قمری نے کیا سرو کے خاطر منظور
قد رنگیں جان سے جو حکم ہوئی بلبل کے حضور
زلف کی طرح سے بلبل کو پریشان دیکھا
صورت آئینہ نرگس کو بھی حیران دیکھا

معشوق۔ تمنے اسوقت ایسی بات کہی کہ طبیعت منغص کر دی منھ پھیر کر کہا، تمھاری سزا یہ ہی کہ رات بھر تمسے بات نکروں اور ترساؤن چاہی تڑپو چاہی زار زار روؤ۔

شہسوار۔ یہ بے اعتنائی۔ یہ کج ادائی۔ یہ عتاب الٰہی۔ مگر۔

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اُسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

معشوق۔ خیر اگر یہ ہی تو تمھارا مزہ ہر طرح حاصل ہی۔

شہسوار۔ جلاؤ اور کہو کہ شعلوں سے ٹھنڈک پڑی۔ ع

شیرین پہ طعن تلخی فرہاد کس لیے
مجھکو بھی کچھ مزہ نہ ملا تیری چاہ مین

معشوق۔ ایسی گنوں توان دیاروں کو پہونچے۔ (آہستہ سے)

شہسوار۔ یہ آہستہ آہستہ کوسنا کیا لطف دیتا ہی۔

نہ کیونکر بس ہوا جاؤں کہ یاد آتا ہے رہ رہ کر
وہ تیرا اسکا اناکچھ مجھے ہونٹوں مین کہہ کہکر

معشوق۔ اب تم لاکھ باتین بناؤ اس شب کو بجز حسرت و ناکامی کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا تمھین۔

شہسوار۔ بدگمان خود کام شعلہ مزاج معشوق سے پالا پڑا ہی ایک تو حسن صبیح آفت جان دوسرے ناز و عتاب اُسپر طرہ بلائے بے درمان ان دونوں نے دل چھین لیا۔

فغان کہ دلبر خود کام سے پڑا ہی کام
حصول کا رہے بیکار دستی بیجا مل
وہ تند خو کہ اگر جور سے پشیمان ہو
تو بہر عذر کرے نازہای تاب گسل
وہ بیوفا کہ نکر جائے جان گسستن نمک
کرے جو عہد و زجزا دم بسمل
وہ شمع انجمن نازہای حوصلہ سوز
جو بجھے خواری مشتاق رونق محفل
وہ جنگجو کہ اگر بولے کوئی دشمن بھی
تو بیحیائی کے طعنے ہوں جان کے قاتل
وہ خود نماز کہ لیلی بھی گرد رکاب مین ہو
نہ پھر کبھی دیکھے کہ کون آئے ہیں پس محمل

فتنہ کاری اور جفا کاری کوئی تمسے سیکھے۔ مردم آزاری کا سبق کوئی تمسے لے۔ از برائے خدا اب اس جور و ستم سے باز آؤ۔ حجاب رُخ زیبا کی جھلک دکھاؤ۔ اللہ جانتا ہی اسقدر تاب دوری کی مین برسوں کے ہجر کے برابر سمجھتا ہوں خدارا مکھڑا دکھا دو۔ کیوں بیگناہوں کو قتل کرتی ہو۔ جفا جو ہونا معشوق کی تعریف ہے مگر اعتدال کے ساتھ اسوقت کا عتاب بیجان کر دے گا۔

شہسوار زار جسقدر اصرار اور جد و جہد بسیار کرتے تھے اُسیقدر زیادہ ادھر سے انکار اور غمزہ ہوتا تھا۔ ادھر بیقراری اُدھر بے نیازی ادھر حرکات مجنونانہ اُدھر انداز معشوقانہ ادھر حیرانی و پشیمانی اُدھر چین پیشانی شہسوار نے آہ سرد کھینچکر کہا محبوب جان یہ عتاب و جور تو عذاب جان ناتوان ہی مین تو اسوقت سو رہتا کیونکہ خوب جانتا ہوں کہ جو بات تیری زبان سے نکلی اُسکے خلاف ہونا محال ہے۔ مگر سویا بھی جائے۔

چین آتا ہی نہیں سوتے ہیں جس پہلو ہمین
اضطراب دل غرض جینے نہ دے گا تو ہمین

اگر اسوقت بستر گل پر لیٹوں تو شعلوں کے سبب سے جو دل سے نکل رہے ہین وہ بھی جل بھن کے خاک ہو جائے اس سے سوز دل کا کیا ٹھکانا ہے۔

اُف رے سوز عشق بریان دل کی تسکین کے لیے
خرمن گل پہ جو لوٹا وہ بھی گلخن ہو گیا

ابھی یہ اختلاط کی باتین ہو رہی تھین اور اب یہ حال ہے ایسے جلد مزاج کا بدل جانا بھی ہماری جان کے لیے ستم ہے مگر کہین کسی سے معشوق کے مزاج کا کیا ٹھکانا

ہے ظلم کرم جتنا تھا فرق پڑا کتنا
مشکل ہے مزاج اتنا اکبار بدل جانا
عشق اُنکی بلا جانے عاشق ہو تو پہچانے
تو مجھکو اطبا نے سودے کا خلل جانا
کیا ایسے سے دعویٰ ہو محشر مین کہ مین نے تو
نظارہ قاتل کو احسان اجل جانا

ناحق اسقدر عتاب کرتی ہو۔ جو دم عیش مین گذرے اسکو غنیمت سمجھو۔ جانتی ہو کہ سرکاری پیادے اور کوتوال اس فکر مین ہین کہ گرفتار کر لین۔ سارا زمانہ دشمن ہے جب سے ہمایون فر کو قتل کیا تب سے دنیا بھر ہمارے نام پر لاحول پڑھتی ہے کسی کو ہمارے ساتھ ہمدردی نہین مگر پھر بھی نہین سمجھتین۔ ؎

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو | جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

معشوق۔ پھر یہ بدگمانی اور طعنہ زنی کیون کرتے ہو۔
شہسوار۔ شکر خدا کہ بات تو کی۔ الحمد للہ۔
معشوق۔ کوتوال موئے کو اڑھی چوٹی پر قربان کردون اسکی بھی کوئی اصل و حقیقت ہے۔
شہسوار۔ مجھے کہتی ہو میرا سا خوبرو جوان دنیا مین کوئی پیدا بھی ہوا ہے۔ کوئی نہین۔
معشوق۔ پھر یہ بدگمانی کیسی کہ سانئے سے بھڑکنے لگے۔
شہسوار۔ اب رات جاتی ہے یا آتی ہے خدا کے لیے صلح کر لو سویرے تک خدا جانے کیا ہو۔ یہان تو ایک گھڑی بھر کا بھی ٹھکانا نہین ہے۔
معشوق۔ اچھا توبہ کرو اور قسم کھاؤ کہ اب آیندہ ایسے کلمے زبان پر نہ لاؤنگا تو البتہ شاید کسی قدر عتاب کم ہو جائے ورنہ محال ہے۔
شہسوار۔ سبحان اللہ اگر توبہ کرون تو شاید کسی قدر عتاب کم ہو جائے یہ نہ کہا کہ گلے لگا لون۔ عتاب صرف کسی قدر کم ہو جائیگا اور اسمین بھی شاید نگاہون سے۔ خیر۔

شاد باش اے دل کہ فردا روز بازار جزا
مژدۂ قتل ست گرچہ وعدۂ دیدار نیست

معشوق خوش الحان فخر حسینان جہان محبوب جان نے شہسوار کے خوش کرنے کے لیے یہ غزل لحن داؤدی اونچے سُرون مین گانا شروع کی۔

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے
حنا کے رشک سے کیون کر نہ آئے جوش مین خون
کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پائمال تو ہے
ذرا تھم اے دل مضطر کہ فکر وصل کرون
شب قلق نہ سہی خواب بھی خیال تو ہے
کہان تلک گلہ ہائے تغافل قاتل
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہے
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی
ہم آؤن حضرت عیسیٰ تلک اتنا حال تو ہے
شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون
کہ گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہے
عبث ترقی فن کی ہوس ہے مومن کو
زیادہ ہوئیگا کیا اُس سے بیمثال تو ہے

اتنے مین دو حبشی بے تحاشا دوڑے آئے اور کہا از برائے خدا و رسول خاموش۔ ہوس کاری آدمی آن پہونچے

غضب ہوگیا شہسوار نے فوراً بندوق ہاتھ مین لی اور کہا کچھ پروا نہین ۔ آنے دو مگر محبوب جان بیچاری تھر تھر کانپنے لگی ۔ حبشیون نے کہا ہمنے اٹاری پر سے دیکھا کہ بیس بیس آدمی آہستہ آہستہ اس باغ کی دیوار کی طرف آرہے ہین اور دو کے پاس بندوق بھی نظر سے گذری اور اسیوقت آپ نے گانا شروع کیا اور بھی آئے حواس غائب ہوگئے کہ یا خدا اب کیا ہوگا ۔ وہان سے بھاگین کیونکر ۔ دوڑتے ہوئے یہان تک آئے اب ہمین نہین معلوم ہوا کہ وہ لوگ کس طرف چل دیے ۔ مگر پچاس ساٹھ آدمی اٹاری اور دروازے کے پاس سے دیکھ رہے ہین ۔

اتنے مین ایک مغل اور ایک راجپوت دوڑتا ہوا آیا اور کہا خاموش بالکل سکوت اختیار کرو ۔

مغل ۔ وہی لوگ ہین اور جماعت کے ساتھ آتے ہین بالفعل کوئی دس بارہ آدمی ہین شاید انکے پیچھے اور لوگ بھی ہون ۔

راجپوت ۔ ہمکو تو چور معلوم ہوتے ہین ہمارا مکان ہانگر مین ہے اور ہمارے باپ دادا سب ڈاکو تھے اسطرح پر آنا ڈاکوؤن ہی کا کام ہے ۔

مغل ۔ یہ تم کیونکر سمجھے کہ چور ہین ایسا نہو اسی دھوکے مین رہو اور غضب ہو جائے ۔ بخوبی غور کرلو اسوقت ۔

راجپوت ۔ ہم اسطرح پر سمجھے کہ آتے ہی اُنھون نے سیار کی بولی بولی اور اُس بول سے ہم بخوبی جان گئے کہ یہ سیار نہین چور ہے ہمارا ذمہ اس کی مین ۔

مغل ۔ ہان ! ہم اس ملک کا حال اسقدر نہین جانتے ۔

شہسوار ۔ چلو ہم چلکر دیکھین تو ہین کس طرف ۔

محبوب جان ۔ یا خدا آئی ہوئی ٹل جائے پاک پروردگار ۔

شہسوار ۔ ایں ! ہماری صحبت اور یہ خوف ۔ ڈر کیا ہے ۔ سپاہی ہین یا عورت تلوار کے عوض چوڑیان پہن لون واہ وا ۔

شہسوار نے کوٹھے پر سے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ سات آدمی ایک کھیت مین بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ کچھ باتین کر رہے ہین ۔ مسکرا کر کہا راجپوت کا قول صحیح ہے یہ چور ہین اور اسوقت کسی بڑے آدمی کے ہان چوری کرنے جاتے ہین راجپوت ۔ سے کہا اگر تم اسوقت انسے جا کر ملو تو بڑی خاطر سے پیش آئین وہ میرا ناڈا کو اس فن کا نقاد تھا ۔ فوراً ایک دریچی کی راہ سے کودا اور آہستہ آہستہ اُنکے قریب جا کر ایسے اشارے اور گفتگو کی کہ وہ سب اُنکو اپنا ہمدرد اور خرانٹ ڈاکو سمجھا تعظیم کرنے لگے اُنھون نے دریافت کیا کہ یار اسوقت کسکا گلا کاٹنے جاتے ہو کہا ایک بہت بڑا مہاجن یہان سے دس کوس پر رہتا ہے ۔ وہ اور اُسکا لڑکا اور اُسکی بہو اور لڑکیان آج تیرتھ کرکے جاتی ہین اور گھنٹے دو گھنٹے مین اس راہ سے نکلین گی ۔ ہم اسی تاک مین ہین انسے روپیہ چھین لین اور زیور بھی کثرت سے ملے گا ہم سب بیس آدمی ہین مگر بیسون ایسے کرارے اور چھیلے اور تلوائیے کہ سو کا مقابلہ کرین راجپوت نے انکی گفتگو سُن کر اپنا راستہ لیا اور اس شخص کو اپنا ساتھی اور ہانگر کا چور سمجھ کر انکو یقین ہوگیا کہ یہ ہم کو دھر دانہ دیگا پوچھا کہان چلے ۔ ٹھہرو تو تم بھی کچھ لیتے جاؤ کہا ہمین اُسوقت ایک بڑا ضروری کام ہے مگر ہماری طرف سے آپ خاطر جمع رکھین ۔ یہ کہکر راجپوت نے اپنی راہ لی وہ لوگ تو اُن کی آمد آمد کے منتظر تھے ہی فوراً دروازہ کھول دیا اُنھون نے جا کر کل حال بیان کیا تو لوگون نے

رانے دی کہ ان سب کو یہان بیٹھے کا بیٹھا ہی رہنے دو
تم دو تین آگے بڑھکر خود ہی ڈاکہ مارو اور زیور وغیرہ چل کے
لوٹ لو راجپوت نے کہا یہ ہمارے دھرم کے خلاف ہی اسوقت
ہم اگر ساتھ دین تو ان ڈاکوؤن کا ورنہ بانگڑے کے چور نہین ہم
لوگونکا ایسا ہی بھرم ہی کہ انھون نے ہمسے کچا چٹھا بیان کر دیا اور
جب ہم چلنے لگے تو روکا نہین اب ہم اپنا بھرم کیون کھو دین
شہسوار نے کہا بیشک صحیح کہتے ہو مگر اُسکے علاوہ ایک سبب
اور بھی ہی وہ یہ کہ اگر اس مقام کے قریب کہین ڈاکہ زنی ہوئی
تو ہمارا ہی نقصان ہی کیونکہ یون تو یہان کوئی نہین آتا اور
جب واردات ہوگی تو موقع دیکھنے کے لیے سب آئینگے
اور ہماری جان معرض خطر مین پڑیگی۔ اس سے بہتر یہ ہی کہ
ان لوگون کو سمجھا دو اور اگر نہ مانین تو ان سے کہو کہ جو کچھ
جرمانہ چاہو ہمسے لے لو شاید مان جائین۔ راجپوت پھر اُنکے پاس
گیا انھون نے کہا کہ ہمارے پاس خبر آئی ہی کہ اب وہ دوسرے
راستے سے چلے گئے۔ لہذا ہم محروم واپس جاتے ہین شہسوار
اور اُسکے ہمراہی سب خوش ہوئے کہ بڑی بلا ٹلی اگر اُنسے مقابلہ
کرتے تو گولی چلتی۔ دن ہوتا خبر چھپی نہ رہتی سو وہ ڈاکہ مارتے
تو یہ مقام محفوظ فوراً سب کو معلوم ہو جاتا اور دھر لیے جاتے
اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ دستیان بھبک رہی ہین اور
سپاہی ساتھ ہین اور کئی رتھ اور گاڑیان آتی ہین اور
ہر گاڑی اور رتھ کے ہمراہ ادھر ادھر ایک ایک جوان پرانے
فیشن کے توڑے دار بندوق لیے ہوئے چلا آتا ہی گنا تو دس
گاڑیان چار رتھ تین گھوڑے ایک اونٹ تینتیس جوان بندوقین
لیے ہوئے جو وہ سپاہی دس آدمی لٹھ لیے ہوئے تین سائیس
ایک ساربان اٹھارہ گاڑی بان چار برہمن دس گھر کے آدمی
مہاجن اُسکے دو لڑکے ایک داماد ایک بھائی تین اور رشتہ دار
چار چوکیدار۔ اس جماعت کے ساتھ یہ لوگ آئے شہسوار نے
کوٹھے سے دیکھا تو کہا۔ افوہ ہمین دیون کا ان کا مقابلہ
ہوتا تو کچھ دیر تک چلتی۔ راجپوت سے کہا تم جاکے ذرا ان
لوگون سے باتین تو کرو۔ حکم پاتے ہی وہ در پیچے کی راہ سے
کودا اور ایک سپاہی سے اُسکے یون مکالمہ کیا۔

راجپوت ۔ کہان جاتے ہو بھیا گنگا جی کے میلے۔

سپاہی ۔ ہان رستہ سے الگ ہٹو سواریان آتی ہین۔

راجپوت ۔ ہمارے پاس کیا کچھ جھگڑا ہی یا فوج لیے ہین۔

سپاہی ۔ وہ جھگڑا ہو یا نہ ہو الگ ہٹ کے کھڑے ہو۔

راجپوت ۔ (مسکرا کر) ہم غریب آدمی۔ غریب کی جورو سب
کی سرہج جو چاہو سو کہہ لو۔ ابھی اگر چور یا ڈاکو مل جائین تو
قدر عافیت معلوم ہو جائے میان صاحب جی۔

سپاہی ۔ کیا قدر عافیت۔ کچھ بیدھا تو نہین ہی چور تو ہماری
صورت دیکھے بھاگتا ہی تو دھمکاتا ہی کیا۔

راجپوت ۔ ہان یار اور جو ابھی ہم چوری کر لین تو کیا۔

دوسرا ۔ (سپاہی) کوئی سودائی ہی جی ایک گولی ماردون تو
میان کی جان نکل جائے مگر ڈرائیگا ضرور۔ چل الگ ہٹ گدھا سور۔

اِس فقرے پر راجپوت آگ ہوگیا آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ تپنچے کو
کل پر چڑھا کے گولی مارنے ہی کو تھا کہ ایک آدمی چلایا راجپوت نے
دیکھا کہ یہ اب سب کے سب ملکر مجھے قتل کر ڈالینگے فوراً تپنچہ
بادہوائی سر کر دیا اور اس پھرتی سے بھاگا کہ کئی جوانون نے
اسکا تعاقب کیا مگر بے سود ادھر یہ کیفیت دیکھ کر دو حبشی جو
مسلح تھے اُسکی مدد کو گئے اور آئی گئی بات ہو گئی۔
اس معرکے کے بعد شہسوار عاشق زار نے اپنی معشوقہ لالہ رخ و بہار

طرار و طرحدار کو آن کر سمجھایا کہ لے جانجان اسوقت بس آدمیون کا کھیت مین آکے چھپنا ستم ہو گیا تھا سب کو شبہہ کے عوض کامل یقین تھا کہ سرکاری فوج آگئی اور کمینگاہ مین آکر چھپی ہے تاکہ موقع دیکھکر باغ کو گھیرے اور ہمکو گرفتار کر لیجائے اب گویا یہی وقت ہمارے تمھارے ابدی جدائی کا تھا۔ پھر اب کس زندگی کے لیے یہ ناز و عتاب کرتی ہو۔ ع

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

ہفتے دو ہفتے سے زیادہ اپنے مسکن کا اخفا نہین کر سکتے پس جو کچھ دل کے حوصلے نکالنے ہون نکال ڈالا جائے کس وقت شاید اجل سے مجھے ہم آغوش ہونے کا اتفاق ہو۔ ف

رنگ لیان گل ہو تو مچائے غل بلبل	شادیانۂ خوشی کے اب بجائے بلبل
آخر تو کھڑا ہی سر پہ صیاد قضا	دل کھول کے خوب چہچہائے بلبل

اسوقت پھر خیال آتا ہے کہ اگر اب خدا جان بچائے اور یہ مرحلہ بعنوان مناسب طے ہو جائے تو پھر ڈاکے اور چوری اور سینہ زوری اور زنا اور فسق و فجور سے کنارہ کشی اختیار کرونگا لیکن از برائے خدا تم تو چند روز کے لیے مجھے جیتے جی قتل نہ کرو۔ اس زن ملیح نے عاشق طناز کا بصد ناز و ادا بوسہ لیکر کہا۔

ہم سمجھتے تھے گھر کی آبادی	تو نے کی ہائے خانہ بربادی
آرزو تھی کہ نکلینگے ارمان	ہر طرح کے بہم ہوئے سامان

یہ توقع سے اب ہوئے مایوس
آگیا حرف بات مین افسوس

یہ کیا معلوم تھا کہ تم ان حرکتون سے اپنا یہ حال کرو گے مگر افسوس ہے کہ تمنے ہمارا کبھی خیال نکیا۔ خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا کسی کے کیے سے اب کیا ہوتا ہے مگر جو ممکن ہو تو اب بھی بھاگ چلو بس فرانس ڈانڈے سے زیادہ آرام اور آسایش کا کوئی مقام نہین ہے۔ اور وہین مفر ہو سکتی ہے۔ تمھاری ان فضول حرکتون نے ہماری زندگی تلخ کر دی۔ ف

کھا گیا جی غم نہان افسوس	گھل گئی غم کو مارے جان افسوس
گل داغ جنون کھلے بھی نہین	آگئی باغ مین خزان افسوس

اب ہمارے گلشن دل پر خزان کا عمل ہے۔ مگر۔ ع

شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال۔ عنقا گردد

جس طرح تمنے جوانمردی کے ساتھ ہمکو ان گورے موذی پہرے والون سے بچایا اسی طرح شاید اب بھی مفر کی کوئی صورت نکلے۔

شہسوار۔ خدا بڑا مسبب الاسباب ہے محبوب جان۔

معشوق۔ ہان ہمین کیا فرق ہے مگر اب تو یاس ہے۔

شہسوار۔ نہین ابھی مایوسی کا درجہ نہین پہونچا جان من۔

معشوق۔ تم مرد شیر افگن ہو ایسا کہا ہی چاہو۔

شہسوار۔ مین سچ کہتا ہون کہ سب کو مار کر نکل جاؤنگا مجھے تو ملک بھر کی پلٹنین بھی روک نہین سکتین کیا مجال۔ ممکن کیا کہ ذرا بھی چوٹ کھاؤن۔ کیا طاقت ہزارون کے بیچ مین نکل جاؤن اور نلوہ برسون ریاض کیا ہے واللہ برسون ریاض کیا ہے اچھے اچھے استادون سے تلوار چلی۔ زخمی کیا اور الگ ساٹھ ساٹھ ستر ستر سو سو آدمیون مین گھر گیا اور بچ نکلا چھ چھ سات سات سو کی جماعت مین گھس پڑا اور برے برے صاف ہزار ہزار آدمیون کی بھیڑ مین جا کے شہزادون کو قتل کیا اور وجد مین آکر یہ شعر پڑھے۔

بیا ساقی بیا اے دلنوازم	کہ بے تو ہیچو شمع اندر گدازم
دلے دارم بغیر از می درین باغ	برنگ لالہ فانوس صد داغ
بس یک جام د زان راحت جان	کہ بے او خاطرے دارم پریشان

دمی با من اگر باشی ہم آہنگ | نوائے برکشم در پردۂ چنگ
صدائی دلکشے برخیزد از من | کہ در قص آرد سماعش روح در تن

توائے برکشم در نشۂ مے
باآہنگ حجاز و نالۂ نے

محبوب جان نے شہسوار کو سمجھایا کہ جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوا کریگا چند روزہ زندگی کے لیے ہر دم دل کو مغموم اور طبیعت کو ملول کیون رکھین اب اسوقت سے قسم کھالو کہ حرف جدائی زبان پر نہ لاؤنگا۔

شہسوار۔ کیا بات کہی ہی۔ خوشی کے شادیانے بجاؤ۔

معشوق۔ آئی تو ٹلیگی نہین پھر رونے سے کیا فائدہ۔

شہسوار۔ سچ ہی جو دم خوشی سے گذرے غنیمت ہے۔

معشوق۔ شاید خدا انجام بخیر کرے وہ مسبب الاسباب ہے۔

شہسوار۔ ابتک تو کسی سے دب کر نہین رہے ہین۔

معشوق۔ اللہ نے چاہا تو ہمیشہ اسی نوک کے ساتھ رہوگے۔

شہسوار۔ کسی کی بدی کا خواہان انسان کو ہونا چاہیے۔

راوی۔ بجا ارشاد ہوا۔ چاہے بیگناہ قتل کرڈالے۔

معشوق۔ تمکو اُسکا خیال نہین ہی سیکڑون کو ماما پچاسون کو قتل کیا اب نیکی کی لیتے ہو اور میرے سامنے کہتے ہو۔

شہسوار۔ گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط۔

معشوق۔ مجھے حیرت ہی کہ آزاد ایسا کون خوبرو آدمی ہی کہ اُسکے مقابل مین حُسن آرا تمکو بھول گئین اور اُسپر ریجھین یا تو اپنی اپنی طبیعت۔ یہ سبب ہوا اور یا وہ سچ مچ ایسا ہی حسین اور خوبصورت ہے۔

شہسوار۔ حق تو یہ ہی لے جان کہ آزاد سا خوبرو جوان دنیا مین پیدا نہین ہوا ہی ہمنے اس صورت زیبا کا آدمی ہی نہین دیکھا آجتک نک سک سے درست۔ پھرتی اور چستی اور چالاکی مین کسی سے دبکے رہنے والا نہین اور عالم وفاضل۔ شاعر خوش مزاج۔ خوش پوش۔

معشوق۔ ہم بھی کسی طرح آزاد کو دیکھتے ذرا۔

شہسوار۔ (مسکراکر) عورت کا کیا ٹھکانا ہی۔

معشوق۔ لے ہی اسقدر بدگمانی کو آگ لگجائے۔

شہسوار۔ بدگمانی تو نہین ہے۔ اصل بات ہے۔

معشوق۔ اب کچھ سننے کو جی چاہتا ہی تمھارا کیا۔

شہسوار۔ آخر پھر کیا سبب ہی کہ آزاد کو دیکھا چاہتی ہو کوئی بات بے سبب تو ہوتی نہین۔ خوبصورت ہی سمجھکر دیکھا چاہتی ہو نہ بسم اللہ دیکھیے۔

معشوق۔ (مسکراکر) جیسے بد مردوے خود ہوتے ہین ویسا ہی سب کو سمجھتے ہین جیسے تم ہو ویسی ہی ہماری نسبت بدگمانی کرتے ہو۔

شہسوار۔ بھلا ہم بدی کیا کرینگے تمھاری سی سیتن بلورین ذقن کج ادا بلقیس لقا ہمین کہان ملینگی۔

معشوق۔ اور ہمکو تمھارا سا کوئی ملجائیگا بھلا۔

شہسوار۔ عورت کے دل کا کوئی اعتبار نہین معشوقون کے مزاج مین انتہا کا تلون ہوتا ہے۔ ؎

حسینون کی کیا بات کا اعتبار
کدھر تھی طبیعت کدھر ہو گئی

جسدن تمکو دیکھا اُسی دن سمجھ گیا تھا کہ یہ عورت ستم ڈھائے گی اور قیامت بپا کرے گی سراپا دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ حور جنان ہے۔

درازی زلف او عمر تسلسل | عیان از پیچ و تابش مرگ سنبل

حنائی بچہ اش خورشید دلہا
ہلال ناخنش عید تماشا

دیکھتے ہی دنگ ہو گیا کہ یا الٰہی یہ نور عالم افروزیہ حسن گلو سوز سراپا سانچے کا ڈھلا ہوا۔

چشم بد دور نہین بلغ سے کم باغ جمال
سرو قد زلف ہے سنبل گل خندان عارض

اتنے مین ایک شخص نے آن کر کہا حضور باغ مین تین مقام پر بزم طرب آراستہ ہے اور دور چل رہا ہے آپ کے لیے تینون عقلون نے تھوڑی سی شراب اور کچھ کباب بھیجے ہین ۔ ع

اگر قبول اُفتد زہے عز و شرف

شہسوار نے کہا الحمد للہ کہ جلسے اور بزم طرب کی خبر تو آئی سب جوانان صف شکن اور گردان روئین تن سے کہدو کہ خوب شادیانے بجائین اور ہم خود بھی معشوق سیم تن گلعذار مصروف بوس وکنار ہین ۔ مے کی گلابیان چنی ہوئی ہین ۔ نغمہ و سرود دلکش ہے جی بہلاتے ہین دور چلتے ہین جام پر جام لنڈھاتے ہین ۔ بیڑے بھر سے کہدو کہ خوب دل کھول کر عیش کرلے خدا جانے ہاتھی چھوٹے گھوڑے چھوٹین ۔ ع

تا سال دگر کہ خورد و زندہ کہ ماند

ایک دم بھر کی تو امید نہین ہے ۔ سامنے دیکھو گورستان ہے کہ ہزارون آدمی اسمین آن کے خاک مین ملگئے ۔ انسان کا انجام بس یہی ہے ۔ پھر اس دو روزہ زندگی کو لطف مین کیون نہ بسر کرین یہ جتنے سوئے ہین ابد تک یون ہی پڑے رہین گے نہین کوئی شاعر ہوا ہوگا مگر اب زبان بند ہو گئی ۔

آنان کہ بعد زبان سخن میگفتند
آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

کوئی ہزارون آرزوئین دل مین لیکر روپوش ہوا ہوگا جسکی ایک تمنا بھی نہ بر آئی ۔ ع

حوصلے سے حوصلے تھے دلولے سے دلولے
آج وہ سب مر مٹے گور غریبان دیکھکر

محبوب جان نے کہا پھر تمنے وہی حسرت اور یاس اور گورستان کی باتین شروع کین جنسے ہمین نفرت سی ہے کوئی اور ذکر چھیڑو ۔

شہسوار ۔ اب بادہ و مطرب کے سوا اور کیا ذکر کرون ۔

معشوق ۔ تو پھر ایک کام کرو تم ساقی ہو ہم مطرب ۔

شہسوار ۔ بہت خوب ۔

معشوق ۔ جو غزل کہو ایک سے ایک عمدہ یاد ہے ۔

دل خون جگر میرا ہاتھون سے حنا تجھے — مین اور تو کیا کوسون پر کیسے خدا تجھے
تو مین نے پھر چٹکی لی ایسی ہی کہ درد اٹھا — معشوق ہے خوش ای واہ آپ اسکو ادا تجھے
ہنگامۂ محشر بھی گر سامنے آیا تو — اسکو بھی تماشائی ایک انگشت نما تجھے
سمجھانے کی جو باتین کین جینے دلا تجھسے — اے عقل کے دشمن سو وہ تیری بلا تجھے

شہسوار ۔ سبحان اللہ چہ خوش چرا نباشد کیا غزل ہے ۔

معشوق ۔ کیون کیا بری غزل ہے ۔ اچھا اور سہی ۔

شہسوار ۔ بس اگر ہوس ست ہمین قدر بس ست

معشوق ۔ اچھا اب تم کوئی اچھی سی غزل بتاؤ ۔

شہسوار ۔ آتش ۔ ناسخ ۔ مومن ۔ صبا ۔ گویا رند ۔ کا کلام ہو ۔

محبوب جان نے کہا جو غزل پسند ہو وہ سکھادو ۔ مگر تم تو اڑتی چڑیان پکڑتے ہو ۔ ابھی اسوقت میرے کہنے پر کہ ہم آزاد کو دیکھتے تم اسقدر بدگمان ہو گئے کہ الٰہی تیری پناہ ۔

شہسوار ۔ وہ ہمارا قصور تھا یا آپ کا قصور ۔

معشوق ۔ اچھا کسی سے پوچھو جو بات دیکھے وہی ٹھیک

شہسوار - مین تو ہزار دن سے پوچھون لاکھون مین -

معشوق - اچھا ایک محضر تیار کرو اور سرخی یہ لکھو -

تمھین تقصیر اس بت کی کہ ہی میری خطا لگتی
مسلما نو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

شہسوار - ماشاء اللہ چشم بد دور کیا طبیعت پائی ہی -

معشوق - پھر صحبت کسکی رہی ہی کہانتک طبیعت حاضر نہو -

شہسوار - اسوقت بے اختیار جی چاہتا ہی کہ غل مچا مچا کے گاؤن اور آسمان کو سر پر اُٹھاؤن -

معشوق - ابھی کیا ہی - ذرا اور گلے سے اُترے -

شہسوار - غل مچا کر اور فرط مستی مین جامے سے باہر ہو کر -

وہ پیچ و خم طرۂ طرار کہاں ہی
وہ کشمکش کاکل خمدار کہاں ہی
وہ نازکی نرگس بیمار کہاں ہی
وہ تازگی رونق رخسار کہاں ہی
وہ بوے خار رشک سمن زار کہاں ہے
وہ رنگ رخ غیرت گلنار کہاں ہی

گلگونے سے چہرے پہ کدورت ہی نہین اب
بدلے گئے کچھ تم تو وہ صورت ہی نہین اب

معشوق - (ہنسکر) ماشاء اللہ کتنے خوش گلو ہو واہ -

شہسوار - کیا جھوٹ بھی ہی کچھ - استاد فن ہون مین -

معشوق - درین چہ شک - کوئی مقابلہ کرنیوالا نہین ہی -

شہسوار - دوسرا ایسا گائے تو خون تھو کنے لگے جی -

معشوق - اے خدا کی مار تیرے اس گانے پر - !!!

شہسوار - این ! ماشاء اللہ ! بہت ہی خوب اور سنیے -

معشوق - اسوقت تمھاری آواز بھی نکلتی ہی کہ گانے ہی چلے ہو بڑے خوش گلو بنے ہو -

شہسوار - کھانس کر اچھا - اب سنو -

تیری پابوسی سے اپنی خاک بھی مایوس ہے

نقش پا بر نقش پا ظالم کف افسوس ہی
ہاے یاد مرغ مجنون کی جنون افزائیان
میرے سر کو سایۂ بال ہما منحوس ہی
چشم دریا بار ہی سلکے خیال خط مین جو
فلس ماہی داغ افزاے پر طاؤس ہی
کیا یہ مطلب ہی کہ بر عکس وفا ہو گی جفا
جو تمھارے عہد نامے مین خط معکوس ہی
غیرت آمد شد دشمن سے تلوون سے لگی
جل بجھینگے اب کہ حال مشعل معکوس ہی

نزع مین جی کا نکلنا تیر آنا ہو گیا
بسکہ مرتے مرتے دل مین حسرت پابوس ہی

معشوق - از برائے خدا آپ اپنا گانا ہنے دین اب -

شہسوار - (چسکی لگاکر) قدردان قدر -

معشوق - اب زبان لڑکھڑانے لگی - بس اب نہ پیو -

شہسوار - (ایک جام اور پی کر) بہت نشہ نہین ہی -

معشوق - اب اس سے زیادہ اور کیا نشہ ہوگا - اب نہ پیو

شہسوار - (ایک جام اور پی کر) اسکی لاابری ہوتی ہی -

معشوق - اتنا ہوش ابھی ہی پھر کیون پیتے ہو اب -

شہسوار - رہا نہین جاتا کچھ گاؤن اگر سنو -

معشوق - اب گانا تہ کر رکھیے بس اب سو ہی رہو -

شہسوار - اسقدر پیو کہ ہوش نرہے بس پھر کوئی رنج قریب نہ آنے پائیگا - جب ہوش ہی نرہا تو رنج گیا - اب چاہے بر قندا زآئین - یا آزاد - چاہی کوتوال - کچھ پروا نہین مگر ان مین دم کیا ہی -

قطع امید سے سر کاٹنے کو کیا نسبت

مجھ مین وہ دم ہی ابھی جو تمکے خنجر مین نہین!

سپہر آرا پر جان جاتی ہی اور حسن آرا پر دل آیا ہی اور دونون پردہ نشین ہین۔

بسکہ پردہ نشین پہ مرتے ہین
موت سے آتا ہے حجاب ہمین

مگر شاید خدا روز نیک دکھائے اور ان دونون مین سے کوئی عربدہ جو بغل گرمائے۔

اب سُنیے کہ شہسوار نے اسقدر پی کر مست ہوگیا اور غل مچانے لگا اور ادھر حبشیون مین ایک شخص نے اسدرجہ جام پیے کہ وہ بھی آپے سے باہر ہوگیا۔ ادھر سے یہ اُدھر سے وہ چلے تو باہم مڈھ بھیڑ ہوئی۔ شہسوار کے ساتھ محبوب جان اور دو جوان حبشی کے ہمراہ دس حبشی دو راجپوت اور ایک پٹھان تاکہ انکی حفاظت کرین۔ شہسوار۔ ابے او حبشی او۔ بس الگ۔

حبشی۔ گالی نہ دینا گالی۔ ہان مار ڈالون گا۔

شہسوار۔ (ہاتھ چھوڑاکر) اسکو ابھی قتل کرو۔

حبشی۔ تو کیا مال ہی بے چل الگ ہٹ دور ہو۔

شہسوار۔ کوئی ہی سب ہمارے ہیے اور کوئی نہین۔

پٹھان۔ یا الٰہی خدا کے لیے ہوش مین آؤ۔

حبشی۔ ہوش مین نہ آؤ بیہوش ہو جاؤ۔

ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

شہسوار۔ پھر آنے لگا ہوش۔ بزور پا پوش۔ اور۔

حبشی۔ سب حبشی ہمارے ساتھ آؤ۔ اور اسکو مارو۔

حبشی۔ (ساتھی) ہائین! یہ کسکی نسبت کلمہ ہی۔!

حبشی۔ تم سب کی نسبت کہ اس شور کو مار ڈالو ابھی

شہسوار۔ (تپنچہ سر کرکے) لے اور کیا لیگا۔

حبشی۔ ارے غضب ہوگیا! وہ گرا۔ یا الٰہی۔

راوی۔ حبشی کے عین کلیجے پر گولی لگی اور وہ لوٹ گیا پانی تک نہ مانگا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ اسپر دو حبشیون کو غصہ آیا اور اُنھون نے شہسوار کی طرف حملہ کیا مگر پٹھان اور راجپوتون نے روک لیا اتنے مین بیڑے مین خبر ہوئی اور سب کے سب دوڑے۔

اب سنیے کہ بعض تو شہسوار کی طرف ہین اور بعض حبشی مقتول کی جانب باہم گفتگو ہونے لگی۔

راجپوت۔ یہ تو نشے کی حرکت ہی اسکا کیا۔

حبشی۔ تو نشے مین کسی کو مار ڈالوگے تم۔

راجپوت۔ مار ڈالنا کیسا۔ اتفاق سے گولی چلگئی۔

حبشی۔ ہان اتفاق سے گولی چل جایا کرتی ہے۔

راجپوت۔ بھائی اب یہ موقع بگاڑنیکا ہی بھلا۔!

حبشی۔ بیشک ہم اسکا خون پی لینگے مردود کا۔

اتنا فقرہ سننا تھا کہ ایک مغل نے جو قریب کھڑا تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ اس حبشی کو ایک تھپڑ زور سے دیا چٹاخ اور حبشی آگ ہو کر جھپٹا تو دونون مین گتھم گتھا ہونے لگا لوگون نے بیچ بچاؤ کیا مگر وہ اس طرح گتھ گئے تھے کہ الامان الامان۔ اسپر حبشی سب کے سب ایک طرف ہوگئے مغل اور راجپوت ایک طرف۔ پٹھان فیصلہ کرنے والے تھے۔

حبشی۔ پھر اب دونون طرف سے آمادگی ہو جائے۔

راجپوت۔ آمادگی ہو جائے کیا معنی۔ آمادہ ہین۔

مغل۔ ابھی اسی وقت سہی۔ کوئی آگے تو بڑھے

پٹھان - ہمارا حصۂ جہالت ان سب نے چھین لیا -

حبشی - بس اب مذاق ہو چکا اب جنگ ہی -

پٹھان - اور اس جنگ کا انجام یہ ہوگا کہ سب بند جینگے اور شہسوار جسکا ابتک نمک کھایا ہی گرفتار ہو جائیگا اسوقت تو وہ نشے مین چور ہی جب ہوش مین آئیگا تو کیا کہے گا. بھلا -

حبشی - ہمارے ایک برادر کو مار ڈالا ایسے نشہ کو ہم چٹکیون مین ہرن کر دیتے ہین - یہ سمجھا کیا ہوا اپنے دل مین -

پٹھان - بھلا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم سب سے عہدہ برآ ہو سکیے ہو اگر سمجھتے ہو تو بسم اللہ - لے بس اب ہم بھی آگئے جہالت پر تکے اڑا دیے جائینگے تو سہی - بوٹیان نوچ نوچ کے چیلون کوؤن کو دی جائینگی -

شہسوار - مار ڈالو - قتل قتل - سب کو قتل -

راجپوت - کیا پی پی کے ہلڑ مچاتے ہو خواہ مخواہ -

شہسوار - اسکو مار ڈالو - سب کو ایکدم سے قتل -

حبشی - کیون ہڈیان جلبلاتی ہین - شہسوار -

شہسوار - نشے مین پاؤن لڑکھڑاے اور دھم سے گرا -

حبشی - گرگر گر - بدبخت ابھی مرجا -

لوگون نے شہسوار کو سنبھالا - ہاتھون ہاتھ لے گئے پلنگ پر لٹا دیا - محبوب جان آئین پانی پلایا آنکھ لگ گئی - صلاح ہوئی کہ اب انکو سونے دو ان کا سونا ہی اچھا -

اب سنیے کہ محبوب جان نہایت حسرت و حرمان کے ساتھ سر بالین شہسوار بیٹھی اس طرح روتی تھی جیسے کوئی کسی مردے کو روتا ہے -

ایک کیدان صاحب شہسوار کی حالت دیکھکر محبوب جان کو سمجھانے لگے کہ اسوقت نشہ تیز ہوگیا - دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہی مقام اندیشہ نہین ہی - رونے کی کیا ضرورت ہی - بیکار رونا فال بد ہی - ع

مزن فال بد کاورد حال بد

محبوب جان - اگر یہی حرکتین ہین تو صبح شام گرفتار ہون گے -

خان - اسمین کیا شک ہی اپنے آپ اپنے دشمن ہوئے ہین -

محبوب جان - مین کس عذاب مین ہون خداوندا ہاے ستم -

خان عیش بھی تو کیے ہین اب رنج کون سے -

محبوب جان - اسقدر عیش تو نہین کیے تھے کہ اب اتنا روؤن؟

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا
کہ جسکے عوض یون رولایا مجھے

خان - اب ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ تم یہانسے چلی جاؤ -

محبوب جان - این! اسکو یون چھوڑ کے یہانسے چلدون -

خان - نہین نہین جب انکو ہوش آئے تو ہم انکو یہی صلاح دینگے کہ اب محبوب جان کو یہان سے روانہ کر دو کیونکہ خدا جانے کہین پکڑے جائین تو تم کیون گرفتار بلا ہو -

محبوب جان - یہی ہی - یہ گرفتار ہون اسسے زیادہ رنج اور میرے لیے کیا ہی مگر کوئی تدبیر نہین بن پڑتی -

خان - یہ سچ مگر مجبوری ہی - جو ہی بچا وہی بچا سہی -

محبوب جان - انکو چھوڑ کے کہان جاؤنگی بھلا -

خانصاحب نے کہا - صاحب سنو عقل سے کام لینا چاہیے نہ کہ جہالت سے - اگر انکو چھوڑوگی تو کبتک اور کہان کہان

انکا ساتھ دوگی۔ انکو چراغ سحری سمجھو۔ صبح ہین تو شام کو نہین اور شام کو ہین تو صبح کو نہین یہ گرفتار ضرور ہونگے اور پھانسی ضرور پائینگے۔ تم انکا ساتھ دوگی اگر انکا ساتھ دو تو کیا مضایقہ۔ محبوب جان نے یہ فقرہ سنکر برا حال کیا اور آٹھ آٹھ آنسو روئی اور کہا۔

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہی
کہ لاکھ برق نہان جسکے ہر شرار مین ہے
یہ کون پھوٹ کے رویا کہ درد کی آواز
رچی ہوئی جو پہاڑونکی آبشار مین ہی

صبح کو شہسوار خواب غفلت سے بیدار ہوا تو محبوب جان نے شب کا واقعہ بیان کیا شہسوار نے شب کو اسقدر کثرت سے بادہ نوشی کی تھی کہ ابتک ہوش ٹھکانے نہ تھے۔

شہسوار۔ مجھے شب کا حال مطلق نہین یاد ہے۔

محبوب جان۔ غضب کیا ایک آدمی کی جان لی۔

شہسوار۔ نوہ بڑا غضب ہوگیا۔ وہ کون تھا۔

محبوب جان۔ ایک حبشی کو تمنے قتل کیا۔ وہ بھی نشے مین چور تھا بڑا بلوہ ہوگیا تھا۔

شہسوار۔ حبشی کو قتل کیا! افسوس مجھے اسوقت پیاس معلوم ہوتی ہی تھوڑا پانی پلاؤ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیون تو ہوش آئے ورنہ اسوقت بھٹک رہا ہون۔

محبوب جان۔ اب یہ بتاؤ کہ انجام کیا ہوگا۔

شہسوار۔ بہت برا۔ صبح شام گرفتار ہونگے۔

محبوب جان۔ (روکر) ہمکو کیا صلاح دیتے ہو۔

شہسوار۔ تمھارے لیے بہتر یہ ہی کہ تم اب چلی جاؤ۔

محبوب جان۔ مین جاؤن بھی تو نہین جا سکتی ہون

شہسوار۔ کیون جا کیون نہین سکتی ہو۔

محبوب جان۔ مین بھی تو مجرمون مین ہون۔

شہسوار۔ ہم دس حبشی ساتھ کیے دیتے ہین۔

محبوب جان۔ تمھارے ساتھ محبت کرکے یہ نتیجہ نکلا اب یہ تو بتاؤ کہ کسکی ہوکے رہون۔ اور تمھارا سا ساتھی اب کہان ملے گا۔ دیکھیے منظور خدا کیا ہی۔

شہسوار۔ دنیا اسی کا نام ہے۔

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

محبوب جان۔ مجھسے کل ایک آدمی نے کہا تھا کہ اب تم یہان سے بھاگ جاؤ تو بہتر ہی۔ مگر میری محبت اسکی مقتضی نہین ہی۔ اب سوچتی ہون کہ جاؤن اور یا تمھارا ہی ساتھ دون۔

شہسوار۔ ہندوؤنکی عورتین میان کے ساتھ جل جاتی ہین مین نے اپنی آنکھونسے دیکھا ہی کہ ایک ٹھاکر کی بیوی ان کا سر اپنے زانو پر رکھکر بیٹھی اور گرد لکڑیونکا انبار کر کے جلا دیا گیا اور وہ جیتے جی جل بھن کے خاک ہوگئی۔

محبوب جان۔ مین تو یہ چاہتی ہی نہین کہ تم کو چھوڑ کے جاؤن مگر جیتے جی جل بھن کے خاک ہونا کرورون مین دو ہی ایک کا کام ہی اگر مین یہان رہی تو تمام عمر خراب جائیگی۔

شہسوار۔ مین یہ سوچتا ہون کہ اگر تم چلی نہ گئین تو قید کر لی جاؤگی اور تمام عمر کے لیے مصیبت مین گرفتار رہوگی۔

محبوب جان۔ مین تمکو چھوڑ کر چلا جانا پسند نہین کرتی

اتنے مین ایک آدمی نے آکے کہا کہ حبشی سب بگڑے ہوئے ہین اور پٹھانون سے اُنسے جنگ ہونیوالی ہی آپنے کل شراب کے نشے مین غضب کیا کہ ایک آدمی کو مار ڈالا۔ شہسوار نے کہا کہ مرزا صاحب اب لیے خدا کوئی تدبیر بتائیے ورنہ کشتی ڈوبی جاتی ہی اب بچاے نہ بچیگی ہرگز۔

مرزا۔ اب آپ یہان سے بھاگنے کی فکر کیجیے۔

شہسوار۔ اس مین بھی کئی شقین ہین مرزا صاحب۔

مرزا۔ سب سے بہتر تدبیر یہی ہے کہ بھاگ جائیے۔

شہسوار۔ اگر گرفتار ہوا تو مصیبت مین پڑونگا۔

محبوب جان۔ اور نہ گرفتار ہونیکی بھی اُمید ہی۔

شہسوار۔ نہین۔ اگر اس حالت مین گرفتار ہوا تو لڑ بھڑ کے پکڑا جاؤنگا اور دون تو اس طرح گرفتار ہو جاؤنگا جیسے بھیڑ یا بندر کو پکڑ لیجاتے ہے۔

مرزا۔ آپ کو اختیار ہی ہماری صلاح تو یہی ہو کہ فوراً یہان سے بھاگ جائیے اور اس معشوق کی جان پر بھی رحم کیجیے۔

شہسوار۔ تیغ صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست

مرزا۔ پہلے تو حبشیون کے ہاتھ جوڑ دیجیے۔

شہسوار۔ واہ ہاتھ تو باپ کے بھی نہ جوڑین۔

مرزا۔ تو آپس ہی مین سب کے سب کٹ مرین۔

شہسوار۔ چاہی کچھ ہو۔ ہرچہ بادا باد۔ سمجھا جائیگا۔ ہاتھ کمین سپاہی جوڑا کرتے ہین۔ کیا مجال۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک حبشی نے شہسوار کی طرف مخاطب ہو کر یہ گفتگو بکمال غیظ و غضب شروع کی۔

حبشی۔ اب نشہ دماغ سے اُترا یا نہین۔

شہسوار۔ یہان ہر دم نشۂ نخوت مین چور رہتے ہین یہ نشہ اُترنے والا نہین ہی مرنے کے بعد تک نشہ رہے گا۔

مرے تو نشۂ الفت اُتر گیا عاشق
وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نہ رہا

حبشی۔ اچھا پھر آمادہ ہو رہو جنگ ہوگی۔

شہسوار۔ کیا! (بگڑ کر) جنگ ہوگی تو بسم اللہ ہو۔

حبشی۔ ابتدا آپ ہی کی طرف سے ہوئی ہی حضرت۔

شہسوار۔ اگر صلح کرو تو فہو المراد ورنہ خیر۔ یون سہی۔

حبشی۔ جو خون کیا اسکا بدلا کس سے لین۔

شہسوار۔ ہم وہ ہین جسنے شہزادون کو گھس گھس کے ہزارون آدمیون مین قتل کیا ہی۔ ہماری تلوار کے کاٹ کی تمام عالم مین دھوم ہی اور بانکپن کا ہر سمت شہرہ ہی۔

حبشی۔ کسی حبشی سے سابقہ نہین پڑا ہی۔

شہسوار۔ سب کو دیکھ لیا آخر قتل ہی کیا نہ۔

حبشی۔ خیر پھر اب جسکے بھروسے پر بھولے ہو اسکو بلوالو بسم اللہ آج معلوم ہو جائیگا کہ حبشی کیسے کڑے ہوتے ہین۔

شہسوار۔ ہمارے مقابلے کیلیے ٹھٹ تلوریے کی ضرورت ہی دو سو تک سے تو ہم اکیلے لڑنے کے لیے تیار ہین۔

حبشی۔ ایک گولی مین بول جاؤ میان صاحب جی۔

شہسوار۔ محبوب جان اب تم تو رخصت ہو اور ہم اسی دم ان سب کو تہ تیغ کرتے ہین سمجھا جائیگا۔

محبوب جان۔ یہ آپس مین کٹ مرنا کسنے سکھایا ہی۔

شہسوار۔ یہ لوگ سپہ گری کے رموز کیا جانین۔

محبوب جان۔ تم تو جانتے ہو پھر تم ہی کچھ عقل سے کام لو اس تو تو مین مین سے کیا فائدہ۔

جلشی - اچھا اب خدا حافظ ہی۔

شہسوار - ہم ہر دم مستعد ہین بسم اللہ جب مزاج مین آئے - اب سُنیئے کہ جبشیون نے باہم مشورہ کرکے یہ راے قرار دی کہ کل ساتھیون کو جمع کرکے شہسوار کی ناک کاٹ لین اور صاحب مجسٹریٹ سے جاکر کہدین کہ خداوند شہسوار کا پتہ ہمنے لگایا ہی یہ راے قرار دیکر ایک جبشی روانہ ہوا ادھر ایک ٹھاکر نے شہسوار کو اطلاع دی کہ جبشیون نے یہ ایکا کیا ہی اور اب کچھ دیر مین دوڑ آیا ہی چاہتی ہی شہسوار گھبرایا اور محبوب جان زار زار رونے لگی - شہسوار نے آہ سرد بھر کر کہا فعل بد کا نتیجہ یہی ہوتا ہی ہم نے تمام عمر افعال قبیحہ کیے کبھی نیک کامون کی طرف مخاطب ہی نہین ہوے اب اسکا خمیازہ کھینچنا پڑتا ہی مرزا ہمایون فر کو اس بیرحمی سے قتل کیا کہ الامان اور ایک ٹھاکر کو اس طرح مارا کہ بیان کرتے ہوئے کلیجہ منھ کو آتا ہے۔

محبوب جان - اب پُرانی باتونکے ذکر سے کیا نتیجہ نکلتا ہی اب اسوقت سوچو کہ کیا کرو گے۔

شہسوار - بیشک دوڑ آنیوالی ہی پھر اب کیا کرین۔

محبوب جان - پھر اب تو بھاگنے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہین ہی - بھاگ چلو پھر وقت ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

شہسوار - اب تو ٹھان لی ہی کہ جسطرح ممکن ہوگا ہی دم فیصلہ کردینگے - کہانتک جھگڑا - ممکن نہین کہ ہم گرفتار نہ ہوجائین۔

محبوب جان - بس بس اب کمر کسے ہو اور چلو۔

اتنے مین ایک شخص نے سمجھایا کہ اسوقت آپ بالکل سپہ گری کے خلاف کارروائی کر رہے ہین - سپاہی کے معنی یہ کہ نہ ہر جا مرکب توان تاختن - کہ جا ہا سپر باید انداختن - آپ نے ایک شخص کی جان لی کہ نہین اسنے کیا بگاڑا تھا - اب ان لوگون سے آشتی ملنا چاہیے نہ کہ یہ سختی۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است

محبوب جان کو یہ صلاح بہت پسند آئی اور باصرار تمام کہا کہ تم جاکر جبشیون سے ملو اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ۔

گر ڈسے جو مرے تو زہر کیون دے

کیدان نے کہا جب وہ لوگ استعد خلاف اور آمادہ فساد ہین کہ سیٹی مجسٹریٹ صاحب سے پتا بتانے کی ٹھان لی ہی اور اسوقت گئے بھی ہین تو اب ہمارے نزدیک بجز اسکے اور چارہ نہین ہی کہ چلکے اس سے بہ لجاجت پیش آئیے اور مصلحت وقت پر غور کرکے بمنت و سماجت عرض کیجیے کہ آپ کو معاف کرین اور یا بھاگ جائیے شہسوار نے کہا یہ تو محال ہی کہ ہم جاکے کسی کے ہاتھ جوڑین یا کسی سے لجاجت کے ساتھ پیش آئین یا خوشامد کرین - سپہگری کے معنی ہم اُجڈپن سمجھتے ہین اُجڈ آدمی کو ان باتون سے کیا واسطہ بھلا مگر ہان یہ ہو سکتا ہے کہ بھاگ جائین یہ کہکر شہسوار نے جنگی لباس پہنا اور کہا کہ اب تیغ بدست و جان بکف اس باغ سے نکلتے ہین ہر چہ باداباد محبوب جان نے سمجھایا کہ اگر بھاگنا ہی تو بھیس بدلکے چلو اس قطع سے تو لوگ چٹکیون مین گرفتار کر لین گے شہسوار نے کہ اسوقت ہوش و حواس باختہ تھا لباس بدلکر اور پوشاک پہنی اور محبوب جان کو مردانہ لباس پہنا کر ہمراہ لیا دو راجپوت اور دو پٹھان انکے ہمراہ گئے باغ کا ایک دروازہ چپکے سے کھولا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر چلے محبوب جان مردانہ چُست گٹھنا ڈانٹے دگلا پہنے صندلی عمامہ زیب سر کیے ہوئے اکڑتی ہوئی جاتی تھین مگر

قدم قدم پر ٹھہراتی تھین کہ ایسا نہو راز سربستہ کھلجائے برقندازدنگی دوڑ آئے۔ شہسوار کے ساتھ خود بھی بیحد معائب ہون شہسوار کے چہرے سے ذرا بھی ہراس عیان نہ تھا چارون ہمراہی بغل بغل مین ادھر اُدھر ساتھ تھے مگر کسی قدر فاصلے سے جاتے تھے تاکہ انپر کوئی شک نہ کرے چلتے چلتے ایک مقام پر شہسوار نے ایک آدمی سے پوچھا کہ سرا کتنی دور ہے۔ اُسنے کہا یہان سرا کہان حضرت شہر یہان سے دو کوس کے فاصلے پر ہے وہان البتہ کئی سرائین ہین یہانسے جمنا گنج سات کوس کے فاصلے پر ہے وہان بھی ایک سرا ہے اور مسافر اسمین آرام پاتے ہین آپ کسطرف جائینگے شہسوار نے کہا ہمارے ایک دوست کے ہان برات ہے وہ مقام جمنا گنج سے تین کوس اُترے اور اُسکا نام بی بی پور ہے اسنے ہنسکر جواب دیا بی پور اس ضلع بھر مین کوئی گانو ن نہین ہے مین تو جمنا گنج مین ٹھاکر کے ہان لڑکے پڑھانے پر دو برس سے نوکر ہون مین نے آجتک بی بی پور کا نام بھی نہین سنا۔ سیدھا راستہ نہین ہے۔ ع

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کین رہ کہ تو میروی بترکستانست

آپ کو دھوکا ہوا ہوگا جمنا گنج کی طرف بی بی پور کسی گاؤن کا نام نہین ہے اور آپ اُتر بتاتے ہین شہسوار نے پوچھا کہ شہر مین تو سب خیر و عافیت ہے کہا جی ہان فضل الٰہی ہے مگر آجکل وہ شہسوار جسنے ہمایون فر کو قتل کیا تھا بڑی بدعتین کر رہا ہے اور کمبخت کسی سے نہین ڈرتا چو طرفہ اسکی تلاش ہو رہی ہے سُنا اُسنے کئی سپاہیون کو زخمی کیا اور کئی آدمی مار ڈالے مگر ابکی بڑی فکر کی گئی۔ کہ گرفتار کر لیا جائے۔ شہسوار نے ہنسکر کہا بھلا ایک آدمی کا گرفتار کرنا کون مشکل بات ہے کہ سرکار کو اس قدر دقت پڑی مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی بلا کا آدمی ہے کہا اسمین کیا فرق ہے عجب طرح کا آدمی معلوم ہوتا ہے اور خدا جانے اسکے ساتھ کتنے آدمی اور ہین کہ دو مقام پر شبخون مارا اور برقندازون کی لاشون کو کنوئین مین ڈالکر بھاگ کھڑے ہوئے تو دوسرے روز خبر ہوئی اور اس کے ساتھ ایک عورت ہے محبوب جان اس پر شہسوار جان دیتا ہے وہ عورت اور کئی بدمعاش لیکر کسی طرف نکل گیا مگر مخبر خبر دیتے ہین کہ ابھی تک شہر ہی مین ہے اشتہار دیا گیا ہے کہ جو شخص اسکو گرفتار کر لائے گا اسکو انعام ملے گا شہسوار نے ہنسکر کہا خدا کرے آپ کو ملجائے مزے سے بھرپور روپیہ پائیے اور دندنائیے۔ کہا ہم مولوی آدمی لونڈے پڑھانا ہمارا کام ہے ہمکو ایسے انعام سے کیا سروکار ہے۔ اگر معلوم بھی ہو تو اغماض کرین ایسے آدمی کے سایے سے کوسون بھاگتے ہین یہ لوگ قابل دار ہین جہنم مین بھیجے جائین گے ایسے مردودون کے لیے دوزخ ہے مناہگار نے شہزادہ کو ناکردہ گناہ مار ڈالا مگر اتنا تو ہم بیشک کہین گے کہ چور ڈاکو گرہ کٹ ہو سپاہی آدمی نہین ہے سپاہی ہوتا تو یون قتل نہ کرتا سپاہی تو نہتے پر کبھی ہاتھ ہی نہین اُٹھاتے اگر اپنے پاس دو تلوارین ہوئین تو ایک اسکو دی اور کہا لو بسم اللہ اگر اسکے پاس تلوار نہوئی تو کبھی حملہ نکرین گے سپاہی آدمی نہین ہے سپہگری کے فنون وہ کیا جانے یہ کہکر مولوی صاحب رخصت ہوئے تو ایک عورت ملی۔ شہسوار نے اس سے پوچھا تم کون ہو نیکبخت کہا نواب ابو جعفر صاحب کے ہان کی ماما ہون کچھ سواریان رتھ پر جاتی ہین انکے ساتھ ہون یہان ایک موضع مین انسے عزیزداری ہے پوچھا شہر کی کوئی تازہ خبر تو بیان کرو کہا اور تو کوئی تازہ خبر نہین ہے سوا اسکے کہ وہ موا گوڑ ا شہسوار اللہ غارت کرے اسکو آجکل قیدخانے

سے بھاگ آیا ہی۔ آسمان سر پر اُٹھایا ہی۔ موے کو موت بھی نہین آتی اور بدمعاشون کو لیکر پھر اکرتا ہو مقابلے مین تو آ جنگ کسی سے ٹھہر ا نہین مگر چوٹون کی طرح بیخبری مین قتل کرتا ہے سب کہتے ہین کہ سپاہی نہین سپاہی ہوتا تو سامنا کرتا یہ کہکر ماما بھی چلدی اور ادھر محبوبجان نے انکو آڑے ہاتھون لیا۔

محبوب جان ۔ اسوقت تمھین کچھ غیرت آئی یا نہین۔

شہسوار ۔ بکتے ہین انکو بکنے دو۔ کیا ہوتا ہی۔

محبوب جان ۔ مارے شرم کے ڈوب مرو چلو بھر پانی مین۔

شہسوار ۔ بھلا کوئی بھی ایسا ہی جو ہم کو سپاہی نہ کہے۔

محبوب جان ۔ تمکو سپاہی کوئی نہین کہتا چور کہتے ہین۔

شہسوار ۔ ہزارون آدمیون مین گھس کے قتل کیا ہی۔

محبوب جان ۔ تم اپنے منھ میان مٹھو بنا کرو ہم کو کیا۔

شہسوار ۔ دل مین تو خوش ہوتی ہو گی محبوب جان۔

محبوب جان ۔ چلو بیٹھو پور مشہور ہوے تو کیا!!!۔

شہسوار ۔ ڈاکو ہونے کے لیے بھی تو بہادری چاہیے۔

محبوب جان ۔ دونون کے دونون نے کہا کہ سپاہی نہین ڈاکو اور چور ہے اب اس سے بڑھکر کیا ہوگا تمنے اسی مین تمام عمر صرف کی مگر اب تک چور ہی بنے رہے سپاہی ایک نے بھی نہ کہا۔

شہسوار ۔ جی چاہتا ہی اس مولوی کو مار ڈالون۔

محبوب جان ۔ بس مار ڈالنا ہی جانتے ہو یا کچھ اور۔

شہسوار ۔ کیا دل لگی ہی مار ڈالنا کیا آسان ہے۔

محبوب جان ۔ جیسا چوری کرنا ویسا مار ڈالنا۔

شہسوار ۔ اچھا کسی اور سے پوچھو ہمارا حال۔

چلتے چلتے راہ مین ایکدراز قد شیخ صاحب سے علیک سلیک کے بعد شہسوار انکی طرف مخاطب ہو کر یون ہمکلام ہوے۔

شہسوار ۔ اجی حضرت تسلیم عرض ہی۔ مزاج شریف

گو نہین پوچھتے ہرگز وہ مزاج ہمتو کہتے ہین دعا کرتے ہین۔

شیخ ۔ یا حضرت مزاج اقدس مین نے آپ کو پہچانا نہین مگر خیال آتا ہی کہ کہین دیکھا ہی۔

شہسوار ۔ خاکسار کو غلام مرتضیٰ کہتے ہین۔

شیخ ۔ بجا مین نے مطلق نہین پہچانا اسوقت۔

شہسوار ۔ سچ کہون۔ ملا تو بہت تپاک سے مگر دھوکا ہو گیا مین نے خود آپ کو نہین پہچانا۔ ایک اور صاحب کا دھوکا ہوا۔

شیخ ۔ کیا مضائقہ۔ جناب کا اسم مبارک۔

شہسوار ۔ عرض کیا نہ غلام مرتضیٰ خان نام ہی۔

شیخ ۔ جی ہان آپ نے ابھی فرمایا تھا سہو ہوا۔

شہسوار ۔ کوئی تازہ خبر فرمائیے۔ سُنی سُنائی ہوئی۔

شہسوار آجکل تو ایک مجرم کی خبر بہت گرم ہی جسنے مرزا ہایون فر کو قتل کیا تھا وہ جیلخانے سے بھاگ نکلا ہی۔

شہسوار ۔ حضرت ہے تو شقی مگر سپاہی آدمی ہی۔

شیخ ۔ اے لاحول ولاقوۃ لوٹیرا چور ہی۔

شہسوار ۔ کیا اسکی سپہ گری مین شک ہی آپ کو۔

شیخ ۔ وہ سپہ گری کیا جانے بزدل چوٹٹا۔

شہسوار ۔ سنا کئی ہزار آدمیون مین قتل کیا۔

شیخ ۔ غافل بیخبر نہتے کو بھلا کوئی سپاہی کہین قتل کیا کرتے ہین اے لاحول کیا مجال۔

شہسوار ۔ مگر سنتے ہین کہ بڑا نبوٹیا اور بنکیت آدمی ہی اور تلوار کی لڑائی اور گولی چلا نے مین ثانی نہین رکھتا بڑا گل چلا ہی اور آپ کہتے ہین کہ وہ سپاہی نہین ہی اب کسکا کہنا باور کرین

شیخ - اجی جناب سپاہی تو کبھی چوری کریگا ہی نہیں سپہ گری کے اصول سے تو پہلے واقف ہولے۔

چلتے چلتے شام کو شہسوار مع محبوب جان اور اُن ہمراہیون کے ایک سرا مین فروکش ہوئے تو وہان بھی اپنا ہی ذکر خیر سنا۔ بھٹیاری کسی عورت سے کہہ رہی تھی۔ شیخانی جی نہ معلوم کیا سبب ہی کہ کوتوال اور صاحب لوگ تک اُسکا پتہ نہیں پاتے اور شہر بھر کو لوٹ رہا ہو۔ کئی دن سے لوٹ مار ہو رہی ہی مگر کسی نمی پر سد اُس کی داد نہ فریاد۔ کل دو مسافر بھیس بدلکے یہان آئے تھے کہ اگر سرا مین اسکا پتا لگے تو گرفتار کرلیجائین۔ ادھر اُدھر چو طرفہ سب سے ٹوہ لی تو معلوم ہوا کہ اب پھر کسی باغ مین جاکے بستر جمایا ہی مین تو اسی شہر کی لڑکی ہون سوچتے سوچتے سوچی کہ وہ باغ جو یہان سے کوئی آٹھ کوس پر ہی اسمین ہوگا مگر مجھے کیا پڑی تھی کہ کسی کو پھانسی دلواؤن مین بھی سنکے چپکی ہو رہی شیخانی نے کہا ادئی نوج کوئی ایسا بیرحم ہو اُس موے کو تو ایسی جگہ قتل کیجے جہان پانی نہ ملے ہمارے شہزادے کو موے نے قتل کیا ہی اور تمکو اُسپر ترس آتا ہی تم بھی انوکھی ہو بی بھٹیاری مین ایسی ہوتی تو اُسے دھروا دی۔ ایسے پر ترس کیا معنی۔

اتنے مین شہسوار نے شیخانی کی طرف مخاطب ہوکر یون باتین کین۔

شہسوار - کیون بی صاحب بھلا اسکی صورت کا حلیہ بھی کہین ہی ایسے آدمی کا تو قتل واجبات سے ہے جسنے شہزادے سے جوان کو قتل کیا۔

شیخانی - لے میان قتل کیسا - زندہ چنوادے موے کو چور نگ کرنے ایسے کو تو خوش ہون۔

شہسوار - بھلا شکل صورت بھی اسکی کسی نے دیکھی ہے یا کوئی پہچانتا ہی نہین اُسے۔

شیخانی - نہین پہچانتے کیون نہین ہین - پہلوا ن ہے بڑا زبردست جوان ہے۔

شہسوار - جو ہمکو ملجائے تو قتل ہی کرڈالین ہم تو۔ مگر ہے سپاہی آدمی۔

شیخانی - اے نہین میان سپاہی گری وہ کیا جانے سپاہی اور ہی ہوتے ہین۔

محبوب جان - کوئی بودا بزدلا ہے سپاہی بنا ہے سپاہی کہین چوٹے ہوتے ہین۔

شیخانی - (غور سے دیکھکر) میان تمھارا کیا نام ہے ذرا ہم بھی تو سُنین۔

محبوب جان - ہمارا نام معشوق علی خان - کیون ہمارا نام تمنے کیون پوچھا تھا تمھارا نام کیا ہے - بیوی ہم نے تمکو نام بتایا تم ہمکو بتاؤ۔

شیخانی - (مسکراکر) ہمارا نام عاشق علی خان ہے (ہنسکر) دونون نام بہت ملتے ہین - ہی نہ - عاشق علی اور معشوق علی۔

شہسوار - تمھارا کہان مکان ہی بی صاحب - اسی گانونکی رہنے والی ہو یا کہین اور کی بات چیت سے تو معلوم ہوتا ہی کہ شہر کی ہو۔ گانونکی عورتین بھلا یہ کیا جانین۔

شیخانی - حضور ہم تو شہر مین رہے شہر مین بڑھے شہر مین نوکری کی گانون کا حال ہمکو کیا معلوم۔ مگر اب دس بارہ دن سے یہان ایک کام کو آئے ہین - سو ہر دم خوف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی گرفتار نکر لے جائے۔ یہان بات بات پر زبان کٹتی ہی

ابھی پرسون ہی ایک مسافر کو تھانے دار گرفتار کر لے گئے کہ یہی شہسوار ہی۔ اور وہ بیچارا ایک بھلا مانس برسون کا یہان کا رہنے والا۔ مگر کسی نے شنوائی نہین کی کہ کون ہی اور کیا کہتا ہی۔ مین تو یہین کوئی پکڑ لیجائے تو اسکا کیا کر لونگی۔

ایک سوار جو پنشن لیکر اسی شہر کو اپنے گھر جاتا تھا جہان سے شہسوار بھاگے تھے یہ باتین سنکر بولا کہ مارنے کا کوئی ہاتھ نہین پکڑ سکتا اس مین چاہے بودا آدمی ہو چاہے کرارا ہو جب جان پر کھیل گیا تو کوئی اسکا کیا کر سکتا ہی مگر ہمنے بھی شہسوار کا حال سُنا وہ ڈاکو ہی سپاہی نہین ہی مگر ہان اتنا کہین گے کہ بانکا آدمی ہی لیکن سپہ گری نہین جانتا۔ سپاہی تو کبھی اس طرح پر کسی کو قتل ہی نکرتا جس طرح اس کمبخت شہسوار نے ہمایون فر کو بجری مین مارا۔ توبہ توبہ سپاہی کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا مگر ہان ڈاکو چور جلاد یہ کہو تو ٹھیک ہی باقی سپاہی لوگ اور ہوتے ہین۔ سپاہی آزاد ہی۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

شہسوار نے کہا کیا آزاد کے سر پر دو سینگ ہین آزاد پر کیا فرض ہی جو سپہ گری کا برتاؤ کرے۔ وہ سپاہی آزاد کس گنتی مین ہین۔ ایک گولی لگتی گر پڑتے سپہ گری رکھی رہتی۔ اور شہسوار کی تو سنا ہی کہ اپنے آتش حسد کے مارے کئی گھر پھونک دیے ہین۔

سر پٹکتا ہون کہ بس ہم بھی تن گھر بھی نہ تھا	دھیان جسوقت آتا ہی کہ وہ بر مین نہین

اور آزاد سے ہرگز حسن آرا کو لطف نہین ہی بھلا کسی نے بھی آجتک یہ کہا ہی کہ جنگ پر جاؤ اور وہان جا کے لڑو اور کٹو مرو یہ تو عداوت ہی اور عداوت دوستونکا کام ہے بھلا۔

دشمنی دل شکنی شیوۂ احباب نہین
عشق کیون در پے جان شوق ہی کیون سینہ شگاف

سوار نے کہا تم رو کھے پھیکے آدمی عاشقی معشوقی کیا جانو شہسوار مردود کو دُنیا مین کوئی سپاہی نہ کہے گا۔ لٹیرا۔ چور۔ بزدل آدمی کہین سپاہی ہو سکتا ہی کجا شہسوار۔ کجا آزاد اپنے روم مین وہ کام کیا کہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

شہسوار نے آہ سرد کھینچکر محبوب جان سے آہستہ سے کہا اسوقت جی چاہتا ہی اس مردود کو دو نیم کر دون مگر کسکے لیے حسن آرا ہماری دشمن۔ سپہر آرا دوسرے کی بغل مین ہی اب ہم انکو اس قابل ہی نہین سمجھتے۔

دل قابل محبت جانان نہین رہا	وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیان نہین رہا
ٹھنڈا ہی گرمجوشی افسردگی سے جی	کیسا اثر کہ نالۂ و فغان نہین رہا
گر بید داغ ہین گل تر پیرہن نمط	از بسکہ داغ چاک گریبان نہین رہا

یا تو ہم اس قابل نہین کہ ایسے معشوق کے سزاوار ہون یا وہ اس لایق نہین کہ ہم ایسے جوان انکو معشوق بنائین بہرکیف شکر و شکایت دونونکا ہمین موقع ملا ہے مگر وصال کی تمنا دل سے نکل گئی۔ ہ

ناکامیونکا گاہ گلہ گاہ شکر ہے	شوق وصال و اندہ ہجران نہین رہا

محبوب جان نے مسکرا کر کہا۔ ای از براے خدا ایسا نہ کہو۔ وہ اسکو مجبور کرتی ہین کہ ہمکو معشوق بناؤ اور تم نہین بناتے۔ اے پھٹکار کیا دل کو ڈھارس دیتے ہین۔ یہ کیون نہین کہدیتے کہ انگور کھٹے ہین۔ چلو بس چھٹی ہوئی وصال کی تمنا نہین ہو نہ ہو۔ شہسوار نے کہا خوبصورت ہو معشوق ہو شیرین حرکات ہو گلبدن ہو۔ جو چاہو کہہ لو۔

حسنت نمک آمیز و لبت زہر جبین ست	کان نمکی ہرچہ تو داری نمکین ست
ابروے تو دل زد و محراب مرادست	چشم تو رہ دین زد و گوشہ نشین ست

محبوب جان۔ کس مزے سے کہتے ہین تمنا نہین رہی اب

شہسوار۔ جلے ہوئے کو اور جلانا کب جائز ہے۔
محبوب جان۔ ہمارے سامنے کسی اور معشوق کا ذکر۔
شہسوار۔ ہم تو صاف کہنے والے ہین مگر یہ عورت سمجھ گئی ہے کہ تم مرد نہین ہو عورت مرد کے بھیس مین ہو۔ عجب نہین کہ تاڑ گئی ہو۔
محبوب جان۔ تاڑنے والے تو ایکدم مین تاڑ جاتے ہین۔
شہسوار۔ تمکو بولنا ہی کیا فرض تھا۔ لاحول دلا۔
محبوب جان۔ شامت اعمال ایک کام نکرد مین پردہ نشین عورت ہون اور تمہارے ساتھ رہون ایک گاڑی کرایہ کرلو۔ ہم تم دونون اسی پر بیٹھ لین اور یون ٹٹوون کی سواری پر الگ کب تک چلین گے اور ضرور کھلجائے گا کہ عورت مرد کے بھیس مین ہے۔
شہسوار۔ ہمارے تو حواس اسوقت بجا نہین ہین ہائے۔

بشنو ای ہجر الامان کسے — رحم بر حال من بجان کسے
جانان غیر باتس بگو جان کیستی — جانہا فدای درد تو درمان کیستی

ہائے کیا مصرع کہا ہے ؎ جانہا فدائے درد تو درمان کیستی
محبوب جان۔ اب لوگون سے باتین نہ کرنا تم۔
محبوب جان کو تو کھٹکا ہو ہی گیا تھا کہ بی شیخانی تاڑ گئین ہین اور چونکہ شہسوار سے نفرت ظاہر ہی کر چکی تھی۔ انکو یقین ہو گیا کہ وہ مخبری ضرور کرے گی۔ شب کو کئی بار شہسوار کو سمجھایا کہ دیکھو یہ عورت بڑی بدہے اسکی باتون سے ہم تاڑ گئے کہ بلا ہے شہسوار اسوقت نشۂ شراب مین چور تھا۔ کہا۔ ہرچہ بادا باد۔ اسوقت ہمین دق نہ کرو یہ کہکر محبوب جان کے ہاتھ جوڑے اور کہا جو کچھ کہنا ہو کل کہ لینا آج ہمین گانے دو۔

در شب ہجر ان دلم از بسکہ غوغا می کند
بلبل سدرہ نشین ہم آہ و نالہ می کند

مردۂ صد سالہ را بخشد حیات سرمدی
یار من وقت تکلم کار عیسے مے کند
بر طپیدن ہای بسمل گوید این سفاک من
وہ چہ رقاصے کہ خیلے خوش تماشا میکند

محبوب جان۔ گاؤ اور بغلین بجاؤ اور شراب مین لنڈھاؤ۔
شہسوار۔ اور تم اسوقت ہمارا مزہ کرکرا کردو۔
محبوب جان۔ بدی کا نتیجہ بد ہی ہوتا ہے۔ بس افسوس۔
شہسوار۔ یہانسے دو منزل نکل چلین پھر راوی چین لکھتا ہے۔
محبوب جان۔ میان پھنون تو جانا بھی لنظر نہین آتا۔
شہسوار۔ سویرے سویرے یہانسے نکل چلین اور فوراً گاڑی کرایہ پر کرین اور دو آدمی ساتھ ہون اور دو ادھر اُدھر اغل بغل آگے پیچھے۔ بس۔ مگر گاڑی کہان ملسکتی ہے ایک راجپوت نے ہمراہیون مین سے کہا حضور ہم موجود ہین گاڑی تڑکے حاضر نہ کرین تو جو چاہیے سزا دیجیے اس شخص کے پاس ایک تحصیل کی چپراس تھی جسپر (رونیو) کا لفظ کندہ تھا اور شالباف کا منڈاسا بھی تھا۔ سفید کپڑے پہنے شالباف کا عمامہ باندھا چپراس لگائی ایک پٹھان کو ہمراہ لیا اور کہا حضور مین تو انکو لیکر گاڑی پکڑنے جاتا ہون اور سویرے تڑکے حاضر کردونگا۔ شب کو شہسوار اور محبوب جان نے آرام کیا دو آدمی خفیہ طور پر پہرے کے لیے مقرر تھے۔ سحر کا ذب کے وقت ادھر سرا کا پھاٹک کھلا اُدھر وہ لوگ گاڑی لیکر حاضر ہوئے شہسوار نے اندھیرے مین جھٹ پٹ محبوب جان کو سوار کردیا اور روانہ ہوئے گاڑیبان سے کہا گیا کہ میان بیوی ہین اور ان دو آدمیون مین سے صرف ان دو کو ساتھی بنایا جو گاڑی لائے تھے شہسوار نے ریل کے ایک اسٹیشن کا نام بتایا۔ جو وہانسے دو منزل کے فاصلے پر تھا

گاڑیبان نے کہا بہت اچھا سرکار میرے مالک سے صرف ایک منزل کا اقرار کیا تھا۔ اب مہربانی کر کے دو دن کا کرایہ دیجیے گا۔ راستے مین شہسوار نے حسب معمول گاڑیبان سے گفتگو کی اور یون باتین ہونے لگین پوچھا تمھارا مکان کہان ہے چودھری نے کہا حضور سلیم گڑھ مین مکان ہی گلام کا پوچھا یہ گاڑی تمھاری ہی یا کسی اور کی کہا ہمارے مالک کی ہی ہمین پانچ روپیہ مہینہ دیتے ہین پوچھا شہر کی طرف کب سے نہین گئے کہا ابھی پرسون ہی گیا تھا ایک مہاجن کے ہان کئی سواریان لیکر یہ سمجھ گئے کہ اسی مہاجن کے ساتھ گیا ہوگا جسکے لوٹنے کی فکر ہوئی تھی۔ کہا شہر کی کوئی تازہ خبر کہو اسنے کہا حضور اور سب جیسا کا تیسا ہی گل آجکل وہان بڑا ہلڑ مچا ہوا ہی جسنے نواب کو مار ڈالا تھا وہ پکڑا گیا تھا سو وہ جیل کھانے سے بھاگ آیا ہے اور سب کو مارتا پھرتا ہی شہسوار نے پوچھا کیا گولی سے مارتا ہی یا لٹھ سے۔ کہا حضور جان لیتا ہی۔ گولی تلوار لٹھ جو ملا۔ مار ڈالا اور بھاگ گیا۔ انھون نے محبوب جان کے چٹکی لیکر کہا معلوم ہوتا ہی۔ بڑا بہادر ہی۔ کہا۔ نا حضور۔ بھگوڑا ہی۔ سسرا۔ مکابلہ نہین کرتا کسی بھولے چوکے کو مار ڈالا بس بھاگ کھڑا ہوا سو ایسا آدمی بہادری کیا جانے۔ اب ہم چلے جاتے ہین کوئی آن کے پیچھے سے گولی مارے یا ایک لٹھ دے تو سر پھٹ جائیگا مر جائینگے۔ اسکی اسمین کیا بہادری ہی بھلا۔ بہادری کے یہ معنی کہ یہ سامنا کرے مقابلہ کر کے لڑنے بھڑنے والا ہی نہین تو کچھ بھی نہین ہی۔ محبوب جان نے چٹکی لی اور ہاتھ کے اشارے سے کہا بس اب تو شرمائیے۔ شہسوار نے اسکے جواب مین چاہا کہ بوسہ لین مگر محبوب جان نے منھ ہٹا لیا۔ شہسوار کئی بار خفیف ہو چلے تھے اور بھی جھینپے اور خفت مٹانیکے لیئے یہ شعر پڑھا۔

ہی نہان لطف و کرم چین جبین کی تہ مین
ہان ڈھی صاف ہی اک انکی نہین کی تہ مین

اس مقام پر شہسوار کو اپنے سے خود نفرت ہو گئی کہ جو ملتا ہی توہین ہی کے کلمے انکی زبان پر لاتا ہی کسی کی زبان سے بھی نہ نکلا کہ شہسوار بڑا سپاہی ہی اور گاڑیبان تک نے انکی ہجو کی سب سے زیادہ شرم انکو یہ آتی ہی کہ محبوب جان انکے ہمراہ تھین اور معشوق کے سامنے اپنی ہجو سننا سب کو برا معلوم ہوتا ہی مگر قہر درویش بر جان درویش۔

چلتے چلتے دوپہر کے وقت ایک باغ مین دم لیا اور دوپہر منانے کے لیے ٹھہرے۔ منھ کو خوب لپیٹ لپاٹ کر گاڑی سے اترے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر زین پوش بچھائے گھاس پر بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہین۔ علیک سلیک کے بعد آپ بھی انکے زین پوش پر بیٹھے اور باتین کرنے لگے۔

شہسوار۔ کیا ملاحظہ فرما رہے ہین آپ دیوان ہی۔

پیر۔ جی۔ ایک بیاض ہی مجھے شعر و سخن کا عشق ہی۔

شہسوار۔ وہ تو ظاہر ہے کہ سفر مین بھی ساتھ ہے۔

پیر۔ جہان ہون یہ شغل ضرور رہے گا۔

شہسوار۔ کچھ اشعار آبدار ہمین بھی سنائیے۔

پیر۔ امیر خسرو کا کلام سنیے۔ مین عاشق ہون اسیر۔ س

از دست تو دل کباب تا کے
جان در ظلمت خراب تا کے

در بحر غمت غریق گشتم
این زندگی حباب تا کے

ظلم و ستم و جفات تا چند
این غصہ و این عتاب تا کے

آخر با ہجر او بسازم
دل میکند اضطراب تا کے

شہسوار۔ مجھے اس غزل سے خدا ایک قسم کا عشق ہی۔

پیر۔ ہا ہا ہا۔ کیا شعر کہا ہے کسی استاد نے بمرل سنے

کن عاشق ہماے لامکان ست | تو پندار ی کہ مشت استخوانست

اور سنیے گا سبحان اللہ کیا کہا ہی واللہ۔ سہ

تو باغ حسنی صد عندلیب زار تو است | منم کہ جز تو ندارم چو من ہزار ترا است
مدام خون خورم از حسرت دو نرگس تو | شراب من خورم و چشم پر خمار ترا است

یہ اشعار سنیے گا قلم توڑ دیے ہین بخدا۔ سہ

سو بین و رخ ببین و لب جانفزا ببین
آن چشم مست و آن نگہ دلربا ببین
اجزاے حسن او ہمہ یک یک نگاہ کن
وانگہ بیاد حال من مبتلا ببین

آپ کس دیار پر بہار سے آتے ہین اور آپ کا شعار و ثنار کیا ہے۔

شہسوار۔ خاکسار ملک میواڑ سے آتا ہی اور طالبعلم ہے آجتک بجز طالبعلمی کے اور کوئی شغل نہین رہا۔

پیر۔ عربی کہا تک دیکھی ہے۔ فارغ التحصیل۔

شہسوار۔ طلب الکل فوت الکل۔ اور کیا عرض کردن۔

پیر۔ انگریزی مین کچھ مداخلت ہی یا نہین پڑھی۔

شہسوار۔ نہین قبلہ مطلق نہین صرف عربی فارسی۔

پیر۔ ابھی آج ادھر سے دو آدمی قید ہو کر گئے ہین اور برقنداز آتا ہی ہوگا کہ سب مسافرونکی صورت سے حلیہ ملائے خدا جانے کیا تباہی ہے اور بیگناہ پکڑے جاتے ہین مگر جسکی جستجو ہی اسکا کہین پتا ہی نہین لگتا اور وہ جس معشوق پر جان دیتا ہے اسکی طلب اور امید وصال مین کسی سے خائف ہی نہین ہی۔

داغ تو اگر شود خریدار | آرند چہ سینہ ہا ببازار

اور جب سے اسکو معلوم ہوا ہی کہ سپہر آرا اُسکے خون کی خواہان ہین یعنی چاہتی ہین کہ وہ قتل کیا جائے اور اُسکا خون گرے تب سے وہ اور بھی جان بکف ہی اگر معشوق کی یہی مرضی ہے تو بسم اللہ۔ خون بہانا کون مشکل بات ہے۔

شہسوار کے ہوش اُڑ گئے اور چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور لرزنے لگا پیر مرد نے پھر کہنا شروع کیا کہ حضرت خدا ہی خیر کرے مجھے اندیشہ ہی کہ مبادا مجھے کوئی گرفتار کرلے یا آپ دھر لیے جائین شترا زا سخرہ بیگیرند کوئی یہ نہ کہدے کہ این ہم بچہ شتر ست۔ اپنے اوپر آپ پھبتی کہنے کو جی چاہتا ہی خدا ہی اس طوفان بے تمیزی سے بچائے۔

پیر مرد نے انکو حقہ دیا اور کہا ہم نے شہسوار کی نسبت بڑی روایتین سنی ہین اور یہ بھی ہم کو معلوم ہوا ہی کہ اسنے کئی آدمیون کو بالکل بیوجہ اور بیگناہ قتل کر ڈالا ہی افسوس کا مقام ہی اور سنا کوئی محبوب جان نامے عورت ہے اُس سے رسم ہی اسکو لیکر نکل گیا ہی اور آج یہ خبر بھی مشہور ہوئی ہے کہ گاڑی پر سوار ہو کر دو سپاہی ساتھ لیکر اور محبوب جان کو ساتھ بٹھا کر بھاگا ہی۔ یہ فقرہ سنکر محبوب جان کے ہوش اُڑ گئے یہ گاڑی مین سے ساری داستان سن رہی تھی شہسوار کے حواس غائب کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی اور یہ پیر مرد بیاض سے اشعار کسی قدر آواز بلند سے پڑھنے لگے۔

مے کرد بر من گذر کیست این | فتنہ و آفتاب زنظر کیست این
ز شیرینی شور گفتار او | نمک آب شد در سفر کیست این
ظہوری صبوری سفر میکند | کسے آمدہ از سفر کیست این

شہسوار۔ اب مین رخصت ہوتا ہون دور جانا ہی۔

پیر۔ مجھے معلوم ہی آپ کو بہت دور جانا ہی۔

شہسوار۔ اسکے کیا معنی حضرت مین سمجھا نہین مطلب۔

پیر۔ اسکا مطلب آپ خوب سمجھے ہوئے ہین قبلہ۔

شہسوار۔ مگر لیکن۔

پیر۔ اسکی سند نہین ہی حواس مرتے دم تک قائم رہین۔

شہسوار۔ آپ نے شہسوار کو کبھی اپنی آنکھون سے دیکھا ہی۔

پیر۔ خدا اس مردود کو غارت کرے اور ایسے بدمعاش پاجی کی صورت کسی بھلے مانس کو نہ دکھائے۔

شہسوار۔ ہان ہی تو ایسا ہی جناب۔ آدمی شریر ہی۔

پیر۔ شریر نہین صاحب ہزار پاجیونکا ایک پاجی ہی۔

شہسوار۔ اور سپاہی ہوکر یہ افعال اس سے سرزد ہوئے۔

پیر۔ سپاہی! لاحول ولاقوۃ۔ سپاہیونکا ننگ۔

شہسوار۔ یہ تمباکو حضور کہان سے منگواتے ہین۔

پیر۔ اب بات ٹوٹا لیے نہین مین بھی سمجھا ہون۔

شہسوار۔ آہ سرد دل پر درد سے بھر کر بصد حسرت۔

ہزار حیف کہ گل کردہ نوائی کہ من	بچشم آبلہ آمد برہنہ پائی من

پیر۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد اسکو لازم تھا کہ جیلخانے سے بھاگا تھا تو کسی ایسے ملک مین جا کر بستا جہان اسکو کوئی پہچانتا ہی نہوتا برعکس اسکے وہ مردود مطرود ہمارے آپکے پاس آتا جاتا ہی اور دیکھ لیجیے گا صبح شام دھرا جائیگا مگر ہمنے تحقیق طور پر سنا ہی کہ وہ بندیلکھنڈ کی طرف بھاگا ہے۔

راوی۔ سبحان اللہ اچھی گریزین ہین استاد۔

شہسوار۔ ہان یہ تو ہمنے بھی سنا تھا کہ بندیلکھنڈ گیا۔

پیر۔ اور بندیل کھنڈ ہی کی طرف اسکو لوگ ڈھونڈھنے بھی گئے ہین یقین نہین کہ گرفتار ہو کیونکہ اسنے اب اپنی ہیئت بدل ڈالی۔

شہسوار۔ جی ہان سنا ہی کہ آدمی تو اکرا ہی مگر پستہ قد۔

پیر۔ جی ہان پست قامت ہی مگر گٹھا پٹھا بدن ہی۔

شہسوار۔ اور سنتے ہین داڑھی بالکل سفید ہوگئی ہے۔

پیر۔ بالکل سفید بھون تک سفید ہی۔ بوڑھا ہی۔

راوی۔ شہسوار اس مزک کو نہ سمجھے اور اب کسی قدر تردد رفع ہوگیا اور بے تکلفی سے باتین کرنے لگے۔ شہسوار عجب نہین کہ بندیلکھنڈ مین گرفتار ہوجائے۔

پیر۔ وہ بندیلکھنڈ نہین۔ روہیلکھنڈ سہی۔ جہان ہوگا۔

شہسوار۔ یہان کسی نے اسکو دیکھا ہی یا نہین۔

پیر۔ سنا ہی کہ کئی آدمی صورت آشنا ہین اسکے۔

شہسوار۔ حلیہ بھی چھپ گیا ہوگا۔ مشکل ہے بچنا۔

پیر۔ اسکی محبوب جان تک کا حلیہ چھپ گیا ہی وہ چڑیل کہان بچکر جائیگی۔ نکلی اور پکڑی گئی۔

شہسوار۔ محبوب جان اسکی منکوحہ بیوی ہی یا۔

پیر۔ جی ان بازاری عورتون کا کون ٹھکانا۔ منکوحہ کیسی خدا جانے کون ہی۔ بازاری تو ہی ہی۔

جب کچھ دیر کے بعد شہسوار یہان سے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ مین انکو ایک عجیب الخلقت آدمی ملا چیل کی ٹوپی سر پر اور کھڑاؤن پاؤن مین اور ہاتھ مین لیمو سوکھا ہوا ایک درخت مع جڑ کے لیے ہوئے تھا انھون نے جو اس عجیب الحرکت کو دیکھا تو بے اختیار ہنس پڑے۔ اور محبوب جان سے کہا تم بھی دیکھو انھون نے پردے مین سے دیکھا تو یہ بھی بہت ہنسین اور شہسوار ان سے ہم کلام ہوئے۔

شہسوار۔ بندگی عرض ہی کہیے ہمین پہچانا یا نہین۔

جواب۔ اخاہ بندگا مجاز سرپیٹ آپ کا۔

محبوب جان۔ اے تم کیا اسکو سچ مچ پہچانتے ہو۔

شہسوار ۔ نہین دل لگی کرتا ہون ۔ خدا جانے کون ہی اسکی طرف مخاطب ہوکر ۔ کہیے اتبک کہان رہے مین آپ کا نام بھول گیا اسوقت کچھ اشارہ دیجیے تو شاید یاد آجائے ۔

جواب ۔ اشارہ محبوب نام شیطان کی آنت ۔

شہسوار ۔ محبوب ! مین ! ابھی نہین سمجھا حضرت ۔

جواب ۔ میرا نام ہی زین العابدین آغا طاہر الزمان محمد حفیظ الدین احمد حیدر قادر بخش عاشق محبوب جان حسین جہان فخر حسینان گیہان نوجوان معشوقہ شہسوار بزدل دوران ۔

یہ جواب سنکر میان صاحب کے کان کھڑے ہوئے محبوب جان کے عاشق اور شہسوار کی معشوقہ اور شہسوار کو بزدل دوران کہا ۔ خیر ۔ فہمیدہ خواہد شد ۔ اس مین کوئی بلم ضرور ہے ۔ محبوب جان نے آہستہ سے چٹکی لی اور کہا کچھ سُنا بڑے غضب کی بات کہی ۔ شہسوار کو یقین ہوگیا کہ کسی زمانے مین محبوب جان پر یہ شخص ضرور عاشق تھا پوچھا کیون محبوب جان سچ سچ کہنا کبھی اس شخص سے تمنے عشق ظاہر کیا تھا ۔ وہ قسمین کھانے اور کہنے والے کو گالیان دینے لگی کہ حاشا مین اسکی صورت تک سے واقف نہین ہون ۔ یہ کوئی گوئندہ ہی اب تم اسوقت ہوشیار رہو ایسا نہو اسکے ساتھ اِدھر اُدھر کچھ اور لوگ ہون ۔ سرا مین شیخانی ہمکو پہچان گئی تھی کہ عورت ہی اور آج اس زین پوش والے بوڑھے نے بھی صاف صاف کل باتین بیان کردین اک ذری اُتر پڑو اور اُتر کر دیکھو کہ ادھر اُدھر کوئی اور تو نہین ہی شہسوار نے گاڑیبان سے کہا گاڑی روک لے ہم ذرا اُترینگے ۔ اُتر کے دیکھتے ہین تو کوئی بھی نہین صرف وہ عجیب الخلقت آدمی ہی اور چارون ہمراہی اغل بغل چھٹکے پھٹکے چلے آتے ہین اور دو ایک گاڑیان چرخ چون کرتی آرہی ہین ۔ دو چار مسافر بھی اِدھر اُدھر چلتے ہین ۔ گاڑی پر شہسوار سوار ہوا اور محبوب جان سے کہا کوئی بھی نہین وہم ہی وہم تھا اتنے مین اس عجیب الخلقت آدمی نے پکار کر کہا او بھائی گاڑی والے مسافر ہمارے شعر سنو گے انھون نے کہا ہان سنینگے مگر ایسے ہون کہ جی خوش ہو جائے وہ بولا جی خوش ہوا تو کیا سر خوش ہو جائے ۔ کان دعا دین زبان چُمنے ۔ ناک داد دے ۔ گردن ہلنے لگے ۔ مگر ہم موزون شعر پڑھنا جانتے ہین تم لوگونکی طرح سے غیر موزون اور سکتا شعر نہین پڑھ سکتے ۔ سُنو ۔

اک شہسوار مرد بزدل ۔ قاتل شہزادۂ ہمایون فر
ملا اکروز مجھکو تا در خانہ ۔ ہاتھ مین گاڑی پاس شانہ
محبوب جان اندرون غلش ۔ گفتم کہ اے شہسوار غلش
اُترا گاڑی سے جستجو کے لیے ۔ مین نے تجھا نساد یا کہ کھا گئے ۔

سندر مین کوئی برا سجے گی
گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی

محبوب جان نے یہ اشعار مضمون خیز سُنکر شہسوار کیطرف دیکھا اور شہسوار نے محبوب جان پر نظر ڈالی اور ہمراہیون مین سے جو شخص قریب تھا وہ یہ مضمون سُنکر سرد ہوگیا کہ یہ شخص تو سب صاف صاف کہہ گیا مگر وہی ایک مرک کے ساتھ شہسوار کا لفظ بھی آیا ۔ گاڑی کا بھی ذکر ہی ۔ بزدل بھی کہا شہزادۂ ہمایون فر کا بھی نام ہے ۔ محبوب جان اور بغل کا تذکرہ بھی کیا اور پھر یہ فقرہ غضب کا کہدیا کہ (گھڑی دو مین مُرلیا باجے گی) اسکے کیا معنی کہ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی ۔ دو لونکا رنگ

حق ہوگیا اور شہسوار نے کہا افسوس ہی کہ باغ کو چھوڑ دیا دہان دل کا حوصلہ تو نکال لیتا۔

اب سنیے کہ شہسوار اسقدر بدحواس ہوا کہ محبوب جان سے بے تکلف صاف صاف ان امور کی نسبت کل حالات بیان کردیے اور یہ خیال نہ رہا کہ گاڑیبان سُن رہا ہے جب کہ گاڑیبان کو انکی تقریر سے معلوم ہوا کہ یہی شہسوار ہین تو لرزنے لگا کہ یا الٰہی کہین ایسا نہو کہ مجھے بھی قتل کرڈالے۔

اتنے مین دفعۃً محبوب جان کو خیال ہوا کہ چودھری سُنتا جاتا ہو اشارے سے دیکھا تو شہسوار نے دانتون کے تلے اُنگلی دبائی۔

شہسوار۔ کہو بھئی گاڑیبان خاموش کیون بیٹھے ہو۔

چودھری۔ بہرے بن گئے جواب ندارد!!!

شہسوار۔ ارے میان چودھری۔ اوہو ہو۔ گاڑیبان۔

چودھری۔ جات نگریا ہین بھولی ڈگریا۔ اے جات نگریا۔

شہسوار۔ این! گاڑیبان ارے بولتا نہین۔ او۔

محبوب جان۔ اونچا سنتا ہی کیا ذری پکار و تو ارے۔

شہسوار۔ پردہ اُٹھا کر۔ او گاڑیبان کیا بہرا ہے۔

چودھری۔ صاحب۔ حکم۔ شام کے پہلے سرا ہو پہنچے گا۔

شہسوار۔ (مسکرا کر) کیا تم اونچا سنتے ہو گاڑیبان۔

چودھری۔ سرکار تو ہمارے بیل اس سے زیادہ کیا چلین۔

محبوب جان۔ (قہقہہ لگاکر) اے ہے سچ مچ یہ اونچا ہی سنتا ہی

چودھری۔ ہور دوئی گھڑی دن رہو سرا لجائے گی۔

محبوب جان۔ چلو یہ بھی اللہ کو کچھ اچھا ہی کرنا منظور تھا کہ یہ موا بہرا ہو نہین تو آج اسکے ہاتھ تک ہی گئے ہوتے مگر پھر آزمالو اچھی طرح کہ اونچا سنتا ہی یا بنتا ہو ایسے بھی لوگ ہوتے ہین۔

چودھری۔ صاحب اب کوئی دوئی بجے ہونگے یا تین۔

محبوب جان۔ اے دو بج گئے ہونگے تیز تیز چل اب۔

شہسوار۔ کہتی کس سے ہو وہ سنتا کسکی ہو بہری بلا۔

محبوب جان۔ اگر سنتا ہو تو بڑی مصیبت پڑجائے۔ ہی نہ۔

شہسوار۔ لاحول ولاقوۃ۔ اگر اسوقت یہ معلوم ہوتا کہ بہرا ہو تو مین آج رات کو اسے قتل بھی کرڈالتا۔ زندہ نہ چھوڑتا۔ یہ تو بائین ہاتھ کا کرتب ہے جسوقت دیکھتا کہ نو دس بجے ہین اور کنوئین پر کوئی نہین فوراً کہتا کہ پانی بھر لا خود ساتھ جاتا۔ اور ڈھکیل دیتا اگر کوئی دوڑ پڑتا کہ کیا ہوا تو صاف کہدیتا کہ پانون پھسلا کنوئین مین گر پڑا اور بہت کچھ افسوس کرتا۔

گاڑیبان نے جب ہی اس گت کا حال سُنا تو کانپ اُٹھا اور رہے سہے حواس بھی غائب غلہ ہو گئے بدحواسی مین قصد کیا کہ شہسوار کے قدمون پر گر پڑے اور ہاتھ جوڑ کر کہے کہ عمر بھر کسی سے اس راز کا حال نہ بیان کرونگا مگر پھر سوچا کہ مبادا اسکا نتیجہ یہ ہو کہ جان جائے اس سے بہتر یہی ہو کہ بہرا بنا رہون۔

شہسوار کو جب تسلی ہوئی تو محبوب جان کے خوش کرنے کے لیے آپ نے اشعار پڑھنا شروع کیا۔

دشنام یار طبع حزین پر گران نہین — ای ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب — تھا سازگار طالع بیدار دیکھنا
بد کام کا مآل بُرا ہے جزا کے بعد — حال سپہر تفرقہ پرواز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو — بیطاقتی پہ سرزنش ناز دیکھنا
کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا اے مسیح — کرنا سمجھ کے دعوئ اعجاز دیکھنا

محبوب جان نے مسکرا کر کہا اب ذرا دل کو ڈھارس ہوئی تو شعر خوانی کی سوجھی سچ ہی کہ بیفکری بھی کیا چیز ہی مگر تم نے قدر نہ کی - افسوس - اگر اسقدر بدعیتن اور اتنے خون نہ کرتے تو ان دہاڑون کا ہیکو بہونچتے - مگر خیر - اب تو جو ہونا وہ ہوا مجھسے اس کمیدان نے کہا تھا کہ تم اُنکے سبب اپنی جان کی کیون دشمن ہوئی ہو ساتھ چھوڑ دوگی - ع

اثر ہوتا ہے کب ہمسے وفا دارونکے اے ناصح
فغان سے بیشتر تم خجلت تقریر تو کھینچو

شہسوار نے جواب دیا کہ سنو محبوب جان تمھاری وفاداری کا نقش تو ہمارے لوح دل پر مرتسم ہی باقی رہا ہماری ختیتن اور باجی پن کی باتین انکا ذکر کرنا فضول ہی - اس دنیا مین کوئی جیتا بچا ہی اور نہ بچیگا - اچھے بُرون مین کوئی باقی نہ رہے گا -

آسمان فتنہ کچھ ایسا نہین اے اہل جہان
کوئی باقی نہین رہنے کا امان ہونے تک

محبوب جان نے آہ سرد کھینچی اور کہا سچ تو یہ ہی کہ ایسے موقع پر شاید مین خود ثابت قدم نہ رہتی اور چلی جاتی مگر دل گواہی نہین دیتا کہ تمکو چھوڑ کے چلدون کیونکہ تمھارے بغیر تو زندگی وبال ہوجائیگی اگر بھاگون بھی تو بھاگ نہین سکتی ہان اتنا البتہ جانتی ہون کہ تمسے جدائی ضرور ہو گی خدا مالک ہے جو اسکی مرضی ہو -

ادھر یہ گفتگو ہوتی تھی اُدھر گاڑیبان کو یہ سوجھی کہ بیٹھے بیٹھے تھوڑی تھوڑی دیر مین بول اُٹھتا تھا - محبوب جان اپنی تقریر ختم ہی کرنے پائی کہ آپ پکار اُٹھے - کہ ہجور چل تو رہا ہون - محبوب جان اور شہسوار دونون ہنس پڑے -

محبوب جان - اچھا ملا سچا ہی کیسے ہی غم مین انسان ہو - اسکی باتون سے غم غلط ہوجائیگا - چونک اُٹھتا ہے -

شہسوار - ارے میان چودھری کیا ہی - کہتے کیا ہو -

چودھری - جواب ندارد - بالکل سکوت اختیار کیا -

شہسوار - گاڑیبان (پردہ اُٹھا کر) ہوت -

چودھری - چونک کر، کُھداوند - دوئی گھڑی دن رہے داکھل ہو جائیے گا بس - ادھر چلے - ادھر داکھل سرا مین ٹکیے چل کے -

شہسوار - بھلا سرا مین دروازے بھی ہین - یا بس کھلی ہوئی ہی پھاٹک ندارد - اچھی سرا ہے -

چودھری - کون ؟ ہم ؟ ہم ہجور پلاؤ کہان پائین -

محبوب جان - (قہقہہ لگا کر) بلی کے خواب مین چھیچھڑے ہی چھیچھڑے - پلاؤ کھانے کا جی چاہا ہے -

چودھری - اور ہجور رہو شہر ہی مین مل گریب آدمی پلاؤ کھانا کیا جانین ہجور موٹی روٹی اور نون -

شہسوار - کھالیا اور پانی پی لیا اور لمبی تان کے سو رہے

چودھری - تاوان لگانا ہم کو نہین آتا ہجور -

محبوب جان - تمنے جو کہا کہ لمبی تان کے سو رہو تو سمجھا تاوان لگانیکا حکم دیتے ہین - اب معلوم ہو گیا کہ اصل بہرا ہی -

چودھری - (اپنے دل مین) بہرا تو ایسا ہون کہ دو چار کو بہرا بنا کے چھوڑ دون - ذرا سرا مین تو چلو -

شہسوار - چودھری تم گدھے ہو یا آدمی - ہو -

چودھری - کیا ہجور - یہ بیل یہ ادھر والا ساٹھ روپیے کو لیا تھا اور اُدھر والا پینتالیس کو -

محبوب جان - آگ لگے اس بہرے پن کو توبہ -

الغرض شہسوار اور محبوب جان کو قرین مصلحت یہی معلوم ہوا

کہ سرا مین محفوظ طور پر دو چار دن رہکر کسی خاص شہر مین قیام مستقل کی فکر کرین گاڑیبان اس اثنا مین بہرا ہی بنا رہا اور اسکے لیے مقتضاے مصلحت یہی تھا ورنہ شہسوار خونخوار بیشک اور بلاشبہ اسکو تہ تیغ کر ڈالتا جب اسکو معلوم ہوا کہ شہسوار مع اپنی معشوقۂ طرحدار کے دو چار روز سرا ہی مین قیام کرنیوالے ہین اسکو خوف ہوا کہ مبادا کسی روز اپر کھلجائے کہ یہ بہرا نہین ہی تو مبادا قتل کر ڈالین لہذا اسنے جس سے گفتگو کی بہرا ہی بنا رہا۔ بھٹیاری سے گفتگو ہوئی تو بھی دو چار مرتبہ آم کے عوض املی اور املی کے عوض آم اناپ شناپ بکنے لگا یہانتک خوف دامنگیر تھا کہ جس سے ملا بہرا ہی بن کے ملا۔

اب سُنیے کہ وہ پیر مرد جو شہسوار کو راہ مین ملا تھا سرا مین انھین کے قریب آن کے ٹکا۔

محبوب جانی نے شہسوار سے کہا کہ اب مفر کی صورت نہین ہی یہ شخص پھر ہمارے ہی پڑوس سرا مین آن کے ذوکش ہوا ہی اور ہمین خوف ہی عجب نہین ہی کہ یہ شخص پولیس کا آدمی ہو اور بھیس بدلکر آیا ہو شہسوار کے ہوش اُڑ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پیر مرد کے قریب جاکر کہا کہ آپ سے ہمین کچھ تخلیے مین عرض کرنا ہی۔

پیر۔ بسم اللہ یہان بھی تخلیہ ہی ہی۔ فرمائیے۔

شہسوار۔ آپ کون صاحب ہین اور یہان کیا کام ہی۔

پیر مرد۔ بس وہی ہون جو آپ ہین دونون مسافر۔

شہسوار۔ میرے اور آپ کے سفر مین بہت فرق ہے۔

پیر مرد۔ مجھے یہ نہین معلوم تھا۔ وہ فرق کیا ہے۔

شہسوار۔ مین آدمی ہون زبردست اور ظالم اور قاتل اور سفاک اور ہتھ چھٹ اور آپ ضعیف بوڑھے کم طاقت آدمی۔

پیر مرد۔ اگر آپکا یہ خیال ہی تو مین اب حاضر ہون۔

شہسوار۔ (مسکراکر) ہان یہ خم و دم!!!

پیر مرد۔ مین تو پیر حقیر ہون اور آپ جوان طاقتور پھر آپ کا مقابلہ کیا۔ مگر دل تو ہی۔ اب اس بارہ مین زیادہ گفتگو نہ کیجیے۔ بیکار طول دینا فضول ہے۔

شہسوار۔ طول دینا کیا معنے مین آپکو ٹھیک بناؤن گا ممکن نہین کہ آپکی قرار واقعی مرمت نہ کرون۔ مگر خیال فقط اسقدر ہی کہ آپ پیر مرد ہین ورنہ اگر کوئی برابر والا اور جوان ہوتا تو ابھی دم کے دم مین تہ تیغ کرتا تمکو اسوجہ سے چھوڑ دیا کہ تم بوڑھے آدمی ہو۔

پیر مرد۔ اگر آپ کو اپنی طاقت اور سپہ گری پر اسقدر زعم ہی تو بسم اللہ بندہ اب حاضر ہے۔ اس سے کیا فائدہ۔

شہسوار۔ ہمکو یقین ہوگیا کہ آپ ہمارے دشمن جانی ہین اور آپ اسی سبب سے ہمارے ساتھ ساتھ رہتے ہین کہ کسیوقت ہمکو زک دین اور یہ امر محال ہی ممکن نہین کہ ہم کسی سے دب کے رہین اور پھر جبکہ ہم اسقدر کرارے جوان ہین اور آپ اسدرجہ پیر ناتوان۔

پیر مرد۔ ذرا مجھسے ہاتھ تو ملائیے آئیے بسم اللہ۔

شہسوار۔ (ہنسکر) کیا ہاتھ پاؤن تڑوانےکو جی چاہتا ہے قضا کھیلتی ہی۔ شامت آئی ہی۔ تو اور ہمسے ہاتھ ملائے۔

بت کرین آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

پیر۔ اچھا ہاتھ تو ملاؤ۔ ہمارا کس تو آزماؤ۔

شہسوار - (ہاتھ ملاکر) یہ پنجۂ اجل ہی توڑ دون -
پیرمرد - اگر تمھارے امکان مین ہی تو بسم اللہ -
شہسوار - مجھے بھی اب تیری حالت پر رحم آتا ہے -
پیرمرد - اب یہ بتاؤ کہ تم زور کروگے یا نہین -
شہسوار - (مسکراکر) نہین پہلے آپ ہی زور کرین -
پیرمرد - اچھا پھر یون ہی سہی - ہے اجازت -

یہ کہکر پیر مرد نے ذرا زور کیا تو شہسوار کی اُنگلیان ٹوٹنے لگین تب تو یہ بھی سنبھل بیٹھے اور زور کرنے لگے مگر جسقدر زور کرتے تھے اسیقدر زیادہ مغلوب ہوتے جاتے تھے پیر مرد نے کہا ناحق مجھسے جھگڑتے ہو مین اُنگلیان توڑ کے دھر دون گا مجھے کوئی ایسا ویسا نہ سمجھنا گو بوڑھا ہون مگر تم ایسے لونڈون کو ہزارون مین نیچا دکھا سکتا ہون یہ کہکر پیر مرد نے زور کرنا چھوڑ دیا اور کہا بس اگر ہوس است ہمین قدر بس است -

شہسوار نہایت ہی خفیف ہوا اور سخت متحیر تھا کہ یا الٰہی یہ اسقدر ضعیف اور مُسن ہوکر اسدرجہ طاقتور ہی اب اُنکے رہے سہے حواس اور بھی غائب ہو گئے کہ اگر مقابلہ کرتا ہون تو بھی یہ شخص غالب رہیگا - اُٹھے اور بکمال ندامت اپنی قیام گاہ مین جاکر بیٹھے -

محبوب جان - کیا باتین ہوئین اس بوڑھے سے -
شہسوار - فرط خجلت سے زبان بند ہوگئی -
محبوب جان - آخر یہ یہان تمھارے پیچھے پیچھے کیون آیا -
شہسوار - خدا جانے کیا سبب ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا - مجھسے تو کہا تھا کہ شہر جاتا ہون - اب یہان کیا کرنے چلا آیا -
محبوب جان - آخر تمنے کچھ بات چیت کی یا نہین -
شہسوار - وہ تو ہوا کے گھوڑون پر سوار ہی سنتا کسکی ہی -
محبوب جان - جہان تمنے اور صدہا آدمیونکا خون کیا اسکو بھی قتل کر ڈالو - ہماری تو یہی آرزو ہی ایسے شخص کا ساتھ رہنا ہر گھڑی خطرے مین جان ڈالنا ہی -

شہسوار تو اسکا لوہا مانے ہوئے تھا - یہ کیا کہتا کہ پیر مرد سے ہاتھ ملاتے ہی اُنگلیان ٹوٹنے لگین محبوب جان کے سامنے کرکری ہوتی - خاموش ہو رہا اور کہا اسوقت سونیکو جی چاہتا ہے - رات بھر جاگا کیا ہون - یہ کہکر سو رہا

ادھر پیر مرد نے اشارےسے گاڑیبان کو بُلایا اور کہا ہم تمسے ایک بات پوشیدہ طور پر کہنے والے ہین اگر مانو تو بہتر ورنہ تمھارا ہی نقصان ہے اور اگر تمنے اس شخص کو اطلاع دی تو مُفت قتل کیے جاؤگے - اول تو یہ بتاؤ کہ یہ کون آدمی ہی اور تمکو کہان ملا اور تم اسکو کیسے جانتے ہو یہ گاڑیبان بولا -

صاحب ہمکو تو یہ دو آدمی پکڑ لائے وہ جو سامنے بیٹھا روٹی پکاتا ہی - اور یہ دوسرا جو ادھر لیٹا ہوا ہی - مگر مجکو کچھ دال مین کالا کالا نظر آتا ہے -

پیرمرد - ارے بدبخت تو بھی انکے ساتھ مارا جائے گا اب بھی سویرا ہے بھاگ جا گاڑی لے کے -
گاڑیبان - حضور یہ زبردست ہم گریب آدمی ہین -
پیرمرد - ہم تمکو مدد دینگے اور تم ابھی ابھی جاؤ -
گاڑیبان - حضور ایسا نہو کہ ہم کچھ کہین اور وہ مار بیٹھین جو حضور مدد دین تو مین لڑ دون -
پیرمرد - ابے مدد کیسی تو گاڑی لے کے بھاگ -

جب شہسوار کے ہمراہیون نے دیکھا کہ پیرمرد آہستہ آہستہ گاڑیبان سے باتین کر رہا ہی تو انکے دلون مین بھی کھٹکا پیدا ہو

کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی اسکا سبب کیا ہی کہ اسقدر آہستہ آہستہ باتین ہوتی ہین۔

ایک پٹھان نے فوراً شہسوار کو جگایا اور کہا اب سونیکا وقت نہین ہی یہ بوڑھا جو برابر والی کوٹھری مین کردم کے ساتھ نکلا ہے گاڑیبان سے کچھ باتین کر رہا تھا انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ ہی کے بارے مین ذکر تھا۔ شہسوار نے کہا گاڑیبان تو بہرا ہی جبتک زور سے بات نکرین ممکن نہین کہ کچھ سُن سکے اگر با آواز بلند انسے گفتگو کی تو تم بخوبی سُن سکتے تھے اور اگر آہستہ آہستہ بات چیت ہوئی تو یہ کیونکر سُن سکتا! اور یہ بھی ممکن نہین کہ وہ زور سے باتین کرتا لہذا ہماری سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا معاملہ ہی۔ پٹھان نے کہا اور سب سے بھی آپ دریافت کر لیجیے کہ یہ بات صحیح ہی یا غلط۔ یہ شخص بہرا نہین ہی صرف بنا ہی
شہسوار نے اس امر کو باور نہین کیا۔

اب سُنیے کہ شام کو دو مسافر پیادہ پا سرائین آئے اور انکے ساتھ دو گھوڑے پیچھے پیچھے اور دو گاڑیان جن مین سواریان تھین یہ بھی شہسوار کے قریب اُترے انمین ایک شخص جو بڑا گران ڈیل جوان اور کرارا اور خوش رو تھا ڈھاٹا باندھکر شہسوار کے پاس آیا اور باہم لطف و مذاق کیساتھ دونون مسافرون مین گفتگو ہونے لگی شہسوار اور مسافر دونون خوش مذاق اور لائق آدمی تھے۔

مسافر۔ سرائین جی گھبراتا ہی کس سے بات چیت کرین اور رات کیونکر بسر کرین۔ سرا کی راتین پہاڑ ہو جاتی ہین۔

شہسوار۔ دلبر ہمخوابہ کے بغیر لطف زندگانی نہین ہی۔

مسافر۔ (مسکرا کر) سرائین دلبر ہمخوابہ! معقول جیسی روح ویسے فرشتے معاف فرمائیے گا۔

شہسوار۔ واللہ مین ایسے بذلہ سنج احباب سے خوش ہوتا ہون اور مین خود بھی بے تکلف آدمی ہون۔

مسافر۔ اسم مبارک جناب کا دریافت کر سکتا ہون۔

شہسوار۔ خاکسار کو محمد عطاء اللہ خان احمدی کہتے ہین۔

مسافر۔ بہت چھوٹا سا نام ہی آپکا۔ بالکل ذرا سا۔

شہسوار۔ حضور کا اسم شریف بھی ایسا ہی کچھ ہوگا۔

مسافر۔ بندے کو نوازش علی کہتے ہین تخلص فرقت۔

شہسوار۔ آپ شیخ سید مغل پٹھان کیا ہین اور۔

مسافر۔ جی بندہ مظلوم ہی ظالم سے خدا سمجھے۔

شہسوار۔ اخاہ آپ سادات ہین لائیے مصافحہ کرون۔ سادات کرام کی تعظیم واجبات سے ہے۔

مسافر۔ ہان اگر خدا توفیق نیک عطا کرے تو۔

شہسوار۔ آپنے ورزش بہت کی معلوم ہوتا ہے۔

مسافر۔ جناب وہ دن گئے وہ جوش جوانی اب کہا۔

شہسوار۔ یہ کیون آپ ابھی ہوئے بیس بائیس برس کے ہونگے آپ کا سن ہی ابھی کیا ہے۔

مسافر۔ ورزش سے کیا ہمین سروکار مولوی آدمی۔

شہسوار۔ آپنے شہسوار کا بھی ذکر سنا ہے سنا ایک باغ مین خوب جشن کر رہا ہے۔ شراب بھی ہی معشوق بھی ہی باغ کو پرستان بنا دیا ہے۔

مسافر۔ شہسوار وہ جو قاتل ہمایون فر تھا۔ حضرت حق تو یہ ہی کہ وہ بلا کا آدمی ہر کالہ آتش ہی۔ اسکا ثانی یہان کوئی نظر نہین آتا سپاہی آدمی ہی۔

شہسوار نے جو اپنی تعریف ایسے بانکے اور کرارے آدمی کی زبانی سنی تو باغ باغ ہو گیا اور انکو حقہ دے کر ذرا محبوب جان کے

پاس گیا اور کہا تو تم ابتک ہکو للکارا کرتی تھین کہ لوگ تمکو لوٹیرا اور بدمعاش کہتے ہین اب ایک سپاہی اور بانکے آدمی کی زبانی سُن لو کہ کیا کہتا ہی محبوب جان نے مُسکرا کر کہا مین سُن رہی تھی ایک اسی کی زبانی تمھاری تعریف سُنی باقی تو اور کسی نے بھی تعریف نہین کی شہسوار ان کو قسمین دیکر کہ اس شخص کی تقریر غور سے سُنتا باہر آئے اور آتے ہی کہا حضرت آپ تو اس مرد کے بڑے مداح معلوم ہوتے ہین مگر یہ بتایئے کہ سفاک کسدرجہ ہی۔ مسافر نے کہا حضرت اسمین کیا شک ہی مگر اسکی سپہ گری اور بانکپن اور جوانمردی مین کوئی شخص شک نہین کرسکتا ہزارون آدمیون کی صفون مین گھس بیٹھ کے قتل کرنا دل لگی نہین ہی اسکے علاوہ جس مقام پہ گیا کامیاب ہی آیا جو کام کیا سرخروئی کیساتھ کسی امر مین ہمنے اسکو دبکے رہتے نہین دیکھا بڑا اچھا آدمی ہی ابتو بالفعل کوئی اسکا جواب دینے والا نظر نہین آتا بےنظیر ہی ثانی نہین رکھتا۔

مسافر نے شہسوار کے دل مین جگہ کرلی اور کہا کہ اگر آپ کے خلاف نہو تو ازراہ نوازش آپ یہین رہین۔ ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ہمسے اور آپسے خوب بنے گی اور ہم آپ کو کچھ پیچ ایسے سکھلا دینگے کہ عمر بھر یاد کیجیے گا۔ مسافر نے جھک کر آداب عرض کیا اور کہا اگر مجھے سکھانا چاہتے ہین تو مین بڑے شوق سے ہمراہ رہونگا۔

شہسوار۔ اچھا آؤ ایک پیچ تو اسوقت بتاتے ہین۔

مسافر۔ اب اسوقت تو رہنے دیجیے یہ کون موقع ہی مگر یہ فرمایئے کہ آپ ہمایون فر کے طرفدار ہین یا شہسوار کے اور مجھسے قسم کھایئے کہ آپ سچ امر حق بیان کرینگے۔

شہسوار۔ (ذرا تامل کرکے) ہم کسی کے طرفدار نہین۔ اچھا آؤ یہان ایک پیچ سیکھتے جاؤ۔

یہ کہکر مسافر اور شہسوار مین باہم داؤن پیچ ہونے لگے اور مسافر نے اس زور سے پیچ کا تھا کہ شہسوار کے ہوش اُڑگئے۔ جب مسافر نے دیکھا کہ شہسوار میرے قابو مین آگیا تو سیٹی بجائی اور سیٹی کی آواز سنتے ہی سو آدمی بھر بھرا کے ٹوٹ پڑا۔ لینا لینا مار لیا ہے۔ جانے نپائے۔ گرفتار کرلو جاتا کہان ہی وہ مارا خوب زور سے مشکین کس لو۔ پیرمرد نے قہقہہ لگایا بی شیخانی بھی ایک گوشے سے نکلین اسکے چار مرد ہمراہی تھے جو یہ کیفیت دیکھی تو انکی جرأت نہوئی کہ مدد دین سوچے کہ اب مدد دینا اور معین ہونا بیکار ہی لہذا خواہ مخواہ اپنی جانکا دشمن ہونا اس سے کیا فائدہ دونون بھاگ گئے اور باقیماندہ دونون پکڑلیے گئے۔ گاڑیبان بھی خوش ہوا اور کمال مسرت کے ساتھ کہا کہ آج میری آرزو برآئی۔

انکو گرفتار کرکے اہل پولیس لیچلے اور مسافر نے محبوبجان محبوب جان کہکر پکار اور رحم کرکے اسکو چکلے سے رہا کردیا۔

شہسوار ناہنجار کا پھانسی پانا

شاہد ملکست در عقد کسے کز روی جہد
دست در آغوش با شمشیر و خنجر میکند
آنکہ بار ابر سر نازو تنعم می نہد
کردگارش در جہان سرفراز و سرور میکند
بادشاہی در چمن دادند گل را زانکہ گل
باوجود نازکی از خار سر بر میکند

مبارز صف شکن شجاع روئین تن آزاد پاشا کی بہادری اور جرأت کا آوازہ چاردانگ ہندوستان بلکہ تمام آفاق مین

یون ہی بلند تھا اب اس شجاعت سے اور بھی صیت تہور قطار جہا نمین منتشر ہوا کہ سرہنگ عیار پیشہ اہل فتنہ وشر کے سردار گرانمایہ شہسوار عیار کو باسانی تمام وجرات مالا کلام اس طرح گرفتار کر لیا جیسے عقاب کسی ادنی سے جانور کو دبوچ بیٹھے یا شہباز کسی کبوتر طائر کا شکار کرے۔

اب ناظرین کو معلوم ہوا ہو گا کہ جس مسافر بلیتین مرد شیر افگن نے شہسوار سے پیچ سیکھتے ہوئے عین شاگردی کی حالت مین اس مکار جفا پیشہ پر پیچ کا تھا اور اسکو نیچا دکھایا وہ آزاد پاشا ہی ہین۔ گو شہسوار کی گرفتاری بمقابلۂ معرکہ ہائے روم ونبرد آزمائی میدان حرب کوئی وقعت نہین رکھتی مگر چونکہ اس مردم آزار کا ڈاکہ زنی مین بڑا شہرہ ہوا تھا اور حیلہ جوئی نے سے باوصف حزم واحتیاط سپاہیان سرکاری بڑی بہادری اور عیاری کے ساتھ نکل بھاگا تھا اور مرزا ہمایون فر فریدون فر سے شہزادہ جہجاہ ثریا بارگاہ کو عین بارات مین بیرحمی سے قتل کیا تھا اور باغ مین بر قند از ونکو تہ تیغ کر کے انکی لاشین کنوئین مین ڈال گیا تھا اور ساری خدائی کو اسکی جستجو تھی لہذا آزاد پاشا کا بڑا نام ہوا شہسوار کو اتنا کا ملال تھا کہ گرفتار بھی ہوئے تو رقیب کے ہاتھون اور آزاد جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ سپہر آرا کے پیارے ہمایون فر کے قاتل اور اپنے رقیب وعدوی دلی کو مغلوب کیا حسن آرا انتہا سے زیادہ محظوظ وفرحناک ہوتی ہون گی کہ شہسوار کو جو انکے خاندان کا اتنا بڑا مہیب دشمن تھا ہم ہی نے گرفتار کیا۔ ان خیالات سے آزاد اور بھی زیادہ خوش ہوتے تھے اور شہر مین دھوم پڑی تھی کہ فتح ونصرت آزاد کی دوا خانہ زاد لونڈیونکا نام ہے۔ جہان گئے فتح پائی جس پر

حملہ کیا اسکی شامت آئی۔

ہر کجا عزم جہانگیرش گران ساز درکاب
فتح ونصرت را بدان جانب سبک گردد عنان
رمح دولت پرورش را ملک وملت در پناہ
تیغ نصرت گسترش را دین ودولت در امان

آزاد نے اس مرد عیار ومکار قاتل شہزادہ جم اقتدار یعنی شہسوار ناہنجار کی طرف مخاطب ہوکر بآواز بلند ودبدبہ وشوکت کے ساتھ کہا کیون دوسری بار ہم مغلوب کیا اور ایکی ایسا نیچا دکھایا کہ تمام عمر پنپنے نپاؤ گے۔ میدان کارزار اور معرکہ حرب وپیکار مین ہماری تیغ الماس بار دشمن کے خون کی پیاسی ہو جاتی ہے اور فتح بیتہ پوچھتے ہی دوڑی آتی ہے میدان جنگ مین گرز گران سنگ اور توپ وتفنگ ہمارا نام سنتے ہی لرزنے لگتے ہین جاندار اور بیجان دونون کانپ اٹھتے ہین روز مصاف از روس تا کوہ قاف زلزلہ آجاتا ہے کہ آزاد پاشا تیغ شرربار سے جان عدو پر آگ برساتا ہے۔

یکایک تیغ زن چون نرگس یار
سراسر صف شکن چون ابروئے دلدار
ولایت گیر چون حسن حسینان
غبار انگیز چون جور رقیبان
ہمہ چون شعلہائے عشق جانسوز
ہمہ چون غمزۂ دلبر جگر دوز
ہمہ چون چشم خوبان فتنہ انگیز
ہمہ چون ہجر مردانداز وخون ریز

اب تجھے معلوم ہوا ہو گا کہ حسن آرا نے ہمکو تجھ پر کیون ترجیح دی ہم وہی ہین جسنے تمکو پیشتر بھی ذلیل کیا تھا اور اب پھر خفیف کیا ہم شجاعت کے نہنگ بحر آشام ہین تم ڈاکو چور مبتذل حالت کے آدمی۔ کجا مرد میدان کجا دزد بے ایمان کہان سپاہی کہان چور ہم معرکے لڑے ہوئے

جنگ آزما صف شکن۔ تو مردم آزار بیرحم چوٹٹا۔ ہمارا تیرا مقابلہ کیا شہسوار بیچارہ گربہ مسکین بنا ہوا چپ چاپ بیٹھا سنتا جاتا تھا۔

اتنے مین ایک شخص نے انسپکٹر سے کہا حضور اسکے ساتھ ایک عورت بھی تھی مگر ہلڑ مین کہین بھاگ گئی اسی کی بدولت کئی برقندازون کی جان گئی۔

آزاد نے انسپکٹر سے بیان کیا کہ مطلب تو اس مردک سے تھا اسکو ہمنے گرفتار کر لیا اگر اسکے ہمراہ سو آدمی بھی ہوتے تو کیا کر سکتے تھے مگر ہمنے جو دیکھا تو سرا کی کوٹھری مین اسکے ساتھ صرف ایک عورت تھی اس عورت کو دیکھتا ہون تو سبحان اللہ سبحان اللہ چندے آفتاب چندے مہتاب اسطرحکی ملیح عورت آجتک نظر سے نہین گزری جوانی پھٹی پڑتی ہے اور شوخی کا وہ عالم کہ چلبلے پن کے سبب سے ذرا قرار نہین۔ اس حالت مین بھی بجلی کی طرح چمکتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ برق شرر افشان ہے طرارہ بھر ادھر ہو رہی اور زبان ایسی شستہ و رفتہ اور صاف کہ الامان الامان ایک لفظ بھی ایسا نہین جو گالی سے خالی ہو۔ بات بات پر گالی اور جھک جھک کر ہاتھ پھیلا کے مجھے اور سرکاری پیادون کو گالیان دیتی تھی مجھے اُسکی حالت زار پر رحم آیا اور مین نے چھوڑ دیا۔ اسقدر البتہ کہدیا تھا کہ تمھارے حسن ملیح نے اسوقت ہمین چوندھیا دیا فقط حسن کی بدولت چھوڑے دیتے ہین مسکرا کر کہا از برائے خدا اس جوان رعنا کو صید مصائب کرو میری روح پر صدمہ ہے یہ اس ادائے دلربا سے بیان کیا کہ مجھے اور بھی رحم آیا اور رگ ترحم جوش زن ہوئی مگر سوچا کہ اب اس کے ساتھ زیادہ رعایت کرنا دلیل جبن ہے وہ سپاہی کیا جسکے مزاج مین سفاکی کے ساتھ بیرحمی نہو۔ محبوب جان آپ جانیے ایک ہی عیار رنگی لگاوٹ بازی کرنے حق تو یون ہے کہ ایسی آہو نگاہ آجتک نظر سے نہین گذری اس طرح کی باتین کین کہ دل ہاتھ سے جاتا رہا۔

محبوب جان۔ خدارا ذرا رحم کرو اللہ جانتا ہے خاتون جنت کی قسم عمر بھر لونڈی ہی رہونگی۔

مین۔ محبوب جان ہم لوگ قلعہ شکن اور صف شکن ہین ممکن کیا کہ کوئی زن حسینہ و ملیحہ ہمارا دل ہمسے چھین سکے اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اسوقت شہسوار کے تکے تکے اڑا دیتا مگر ہم تو سپاہی ہین جو شخص اپنے پنجے مین آگیا اُسپر کیا ظلم کرین۔

یہ بازوان توانا و قوت سر دست
خطاست پنجۂ مسکین و ناتوان بشکست

محبوب جان۔ اگر رنگین مزاج اور حسن طبع ہوتے تو اسوقت شہسوار کو پھنسا کر ہمین اپنے گھر ڈال لیتے مگر تم آدمی روکھے پھیکے معلوم ہوتے ہو۔

مین۔ محبوب جان قسم خدا کی تمھاری باتین سُن سن کے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ دو گال ہنس بول لین مگر فرض منصبی اسی کا مقتضی ہے کہ تمکو بھی اسکے ساتھ گرفتار کرین۔

محبوب جان۔ بسم اللہ مگر ایک شرط سے ہم اور شہسوار قید خانہ مین بھی ساتھ رہین۔ ہائے اگر اس طرح کا حکم ہو تو ہم خدا سے دعا مانگین کہ بار الٰہا ہمکو بھی شہسوار کے ساتھ قید نصیب ہو ورنہ درد ہجران و صدمۂ جدائی مار ڈالے گا۔

مین۔ بس اب لیچلو۔ گرفتار کر کے لیچلو۔ محبوب جان خدا کیلیے کسی طرف سے بھاگ جاؤ۔ ہائے ستم۔ وائے ستم۔ غضب کرتی ہو ہمارا کہا نہین مانتین خواہ مخواہ کیلیے اپنے کو کیسبت

مین ڈالتی ہو۔ فوراً قید ہو جاؤ گی یہ جوبن اور یہ جوش جوانی سب بالاے طاق رہے گا۔

محبوب جان۔ ہاے مین کیا کہون۔ اور کیونکر دل کو تسکین دون اور شہسوار کی جدائی کس طرح گوارا ہو۔

مین۔ اے ہی۔ شہسوار کی جدائی تو اب لابدی ہی کیا عمر بھر تمھارے ساتھ رہے گا۔ اب تم الگ۔ وہ الگ۔

محبوب جان۔ خیر خدا حافظ ہی مگر آزاد جی نہین چاہتا۔

مین۔ دیوانی ہو۔ کوئی اور مرد خوبرو تجویز دو۔

محبوب جان۔ اے توبہ کیا مجال یہ تو ممکن ہی نہین۔

مین۔ پھر پچھتاؤ گی اور جوانی خراب جائیگی۔

محبوب جان۔ اب خرابی مین کیا رہگیا ہی تباہ ہو گئی۔

مین۔ ہماری صلاح تو یہ ہی کہ کوئی خوبصورت آدمی تلاش کرو اور اس سے تعلق کر لو۔

محبوب جان۔ (گلے مین ہاتھ ڈال کر) پھر تمسے زیادہ اور کون ہی۔ تم شہسوار سے کسی امر مین کم نہین ہو جرأت مین شجاعت مین مردمی مین۔

مین۔ خیر اس عنایت سے تو مجھے معاف رکھیے۔

محبوب جان۔ اچھا اب کبتک سر مغزن کردن۔ ہرچہ بادا باد مگر جب کبھی ہم ذرا بلوائین تو ایسا نہو کہ آپکے مزاج نہ ملین۔

مین۔ ہان اگر اسقدر معلوم ہو گا کہ گورنمنٹ کو تمھاری تلاش نہین ہی تو ہم کبھی ملا کرینگے۔ مگر وضع کے ساتھ۔

یہ کہکر آزاد نے کہا خدا حافظ اور شہسوار گرفتار ہو کر اہل پولیس کی حراست مین چلے ادھر محبوبجان بکمال قلق و انتشار بصد حسرت و حرمان سرا سے روانہ ہوئی اور شہسوار کی حالت زار دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو زار زار روئی

شہسوار نے آہ سرد بھری اور آزاد پر نظر قہر آلود ڈال کر دانت پیسنے لگا اسکے جواب مین آزاد نے کہا اب دانت پیس پیس کے رہ رہ جاتے ہو اسوقت مین ہمین ہیچ سمجھاتے تھے سچ کہنا ہنوٹ کو بھی خدا نے کیا رتبہ بخشا ہی۔ شان خدا آپ اور ہمسے بچیتی کی لین۔ ؎

السیف والخنجر ریحاننا اف علی النرجس والآس
شرابنا من دم اعدائنا وکاسنا جمجمة الراس

اور ہمنے آجتک سنا ہی نہین کہ بدوضع بدکردار بے ایمان آدمی ان لوگون پر غالب آئین جو سچے شجاع ہین الملک والایمان توامان۔ کشورکشائی کے لیے صدق دل اور نبرد آزمائی کے لیے صفائی طینت لازم و ملزوم ہے۔

شہسوار نے آہ سرد کھینچکر یہ شعر پڑھا۔ ؎

بلبلو کسکو دکھاتی ہو عروج پرواز ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی

اب سنیے کہ جب آزاد نے شہسوار کو گرفتار کیا تو معًا حسن آرا اور مرزا ہمایون فر کے ہان لوگون نے خبر پہونچائی اسوقت معشوقہ رنگین ادا حسن آرا بیگم اور انکی گلفام و نازک اندام بہنین اور ہجولیان ایک عالیشان کمرے مین بیٹھی مزے سے باتین کر رہی تھین اور جانی بیگم کی طراری و لسانی سے لطف صحبت دوبالا تھا۔ ایک بڑی بوڑھی عورت جسنے شاہی کی زمانے مین خوب عیش کیے تھے اب ان سبکو طرح طرح کی گفتگو سے مذاق اور مسخرے پن سے ہنساتی تھی۔ حسن آرا نے پوچھا کیون ممولا سچ کہنا تمھارے کتنے میان تھے تالیان بجا کر جواب دیا۔ پہلی مرتبہ تو ایک پٹھان کے ساتھ نکاح ہوا۔ دوسرے مہینے وہ خفا ہو کے چلدیا پھر ہمارے ہان ایک ٹوپی والا آتا تھا پارچہ والی گلی مین اسکی دکان تھی اور مجھے پسند دل و جان سے

عاشق زار اور میان اُس سے کھٹکین - مین نے سمجھا دیا کہ میان اسکو آنے دیا کرو - لڑکپن مین یہ ہمسے کھیلا کیا ہی مین اسکو مثل بھائی کے سمجھتی ہون - مگر آنکے خلاف مین نے وہان سے اپنی راہ لی اور ایک نواب کے ہان نوکری کی وہان پہلے ایک مصاحب کے ساتھ نکاح ہوا بعد ازان ایک داروغہ کے گھر پڑ گئی - اسکے بعد پڑوس کے ایک مرد آدمی کے ساتھ نکاح پڑھوایا مجھے بڑی تمنا تھی کہ لڑکا ہو مگر آجتک نہ جنی نہ جنی یہ شہسوار جو آجکل خون کر رہا ہے اسکو مین نے دیکھا ہی -

اتنے مین ایک مغلانی نے کمرے مین آکر کہا حضور مبارک ہو وہ موا سوار پکڑا گیا - یہانسے کئی کوس پر کسی سراے مین ٹکا تھا وہان لوگون نے جاکر کل گرفتار کیا آج یہان آیا ہی کہتے ہین دو سو سوار اُسکے ساتھ ہین اور پچاس آدمی ننگی تلوارین لیے ہوئے آئے ہین اور مشکین کسدی گئی ہین -

حسن آرا - (فرط طرب سے استادہ ہوکر) سچ !!!

مغلانی - اے حضور عسکری میان خبر لائے ہین -

سپہر آرا - (متحیر ہوکر) ذری بلاؤ تو اُنکو -

عسکری - (صحن سے) بہن مبارک ہو گرفتار ہو گیا -

سپہر آرا - شکر ہی خدا کا - سُن لی پروردگار نے -

حسن - اے ذری دریافت تو کرو کہ ہی کہان -

سپہر آرا - یہان ہی گرفتار ہوکے آیا ہے نہ - ؟

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ سپہر آرا کی سسرال سے ایک مہری آئی اور ڈیوڑھی سے اُسنے غل مچانا شروع کیا کہ مبارک مبارک - بڑی بیگم صاحب کے پاس جاکر جھک کر سلام کیا اور کہا حضور ہماری بیگم صاحب نے بھیجا ہی وہ مونڈی کاٹا سوار اللہ کرے اُسپر آسمان پھٹ پڑے کسی گانون مین پکڑا گیا - کوٹھے پر سب کی سب آڑ مین کھڑی ہوکر کان دھر کے سننے لگین - بڑی بیگم نے کہا ہان مین سن چکی اور مجھے بڑی خوشی ہوئی لیکن ڈھارس تب ہو جب اُسکی لاش پھڑکتی ہوئی دیکھون - مہری بولی سرکار اب بے پھانسی پائے تھوڑا ہی رہتا ہے -

بیگم - بوٹیان نوچ نوچ کے چیلون کو دیجائین تو میرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے -

مہری - اور حضور ہان یہ تو کہنا بھول گئی تھی حضور نے کچھ سُنا کسنے گرفتار کیا -

بیگم - کسی سپاہی نے پکڑا ہوگا - دوڑ گئی تھی -

مہری - اے حضور میان آزاد نے گرفتار کیا -

سپہر - خوش ہوکر - ہان ؟ یہ کسنے کہا -

مہری - سب مین مشہور ہی سرکار سب کہتے ہین -

حسن - اے پوچھو تو کہ آزاد کے تو چوٹ نہین آئی یہ کیسی باتین سُنا

سپہر - بھلا آزاد کے تو چوٹ نہین آئی -

مہری - جی نہین ہوا یہ کہ وہ موا اللہ اُسپر برق غضب گرائے ایک سرا مین کسی بیسوا کوٹے کے بیٹھا تھا کہ وہ لگا کے مجرے سنے کے یہ بھی وہان پہونچے اُسنے جو انکو دیکھا تو رات کا وقت تھا پہچانا نہین مگر خوبصورت جوان اور مرد توانا اور اچھے ہاتھ پانون دیکھے تو بہت خوش ہوا اور کہا کون بھئی جوان کس ملک سے آنا ہوا - انھون نے وہان فقرہ چست کیا اور نوبت بانیجا رسید کہ اُس نگوڑے نے اپنے آپ ہی اپنا ذکر چھیڑا اور اُنسے پوچھا کہ شہسوار کا حال تو نہین سُننے مین آیا - انھون نے اسطرح کی بات چیت کی کہ شہسوار کے ہمدرد معلوم ہوئے - اور بہت ہی

خوش ہوا اور کہا اگر تم ہمارے ساتھ ہو تو ہم تمکو بانک اور پٹے مین طاق کر دین - یہ راضی ہو گئے اور وہ بیٹھکے انکو داؤن سکھانے لگا - بس موقع پا کر انھون نے دبوچا اور سیٹی بجائی تو لوگ اِدھر اُدھر کھڑے ہی تھے دوڑ پڑے اور گرفتار ہو گیا -

حسن آرا اس خبر فرحت اثر سے بدرجہ غایت مسرور ہوئی اور جانی بیگم انکے گلے مین ہاتھ ڈال کر بولین بہن اسوقت تو جی چاہتا ہے کہ جشن کرین سوچو تو کہ آزاد اپنے دل مین کسقدر خوش ہوئے ہونگے کہ اپنے رقیب کو نیچا دکھایا مگر اب تمھاری جدائی انکو شاق گذرتی ہوگی -

حسن آرا - اب جدائی کے دن گئے بہن اب جدائی کہان -

ہو نہ بیتاب تم ہجر بتان مین مومن
دیکھ دو دن مین تو اب فضل خدا ہوتا ہے

جانی بیگم - ہمکو تو اب اُنکی حالت پر افسوس آتا ہے -

آتا ہے بیکسون پہ تو جلاد کو بھی رحم
روتی ہے آپ شمع سر کشتگان شمع

سپہر آرا - اللہ اللہ آج تو اسوقت آپنے بھی شعر پڑھا -

جانی بیگم - اے کیون ہم کیا شعر جانتے ہی نہین -

حسن - افوہ! آزاد کا دل کسقدر خوش ہوگا -

جانی بیگم - اسمین کیا کہنا ہے - وہ سوچتے ہونگے نہ کہ حسن آرا اب اور بھی زیادہ مسرور ہوگی -

اتنے مین نازک ادا بیگم نے بات کاٹی اور گنگنانے لگین -

ہی جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین — آنکھین مین کسکی فرش ہی جلوہ گاہ مین
کیا رحم کھا کے غیر نے دی تھی دعاے وصل — ظالم کہان وگرنہ اثر میری آہ مین
لازم ہے چارہ گر شب ہجر مین مت بلا — وہ کیون شریک ہون مرے حال تباہ مین
ظالم وہ بیوفا ہی عدو جسکے رشک سے — اتنا کچھ آگیا خلل اپنے نباہ مین

اس منھ پہ اس سے دعوی حسن اک ذرا نہین — اے مہر روشنی قمر روز سیاہ مین
ظالم کہین وہ نہین عاشق سے احتراز — کہدی اگر ہو شک سخن دادخواہ مین

ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
جادو بھرا ہوا ہی تمھاری نگاہ مین

بڑی بیگم صاحب جریب ٹیکتی ہوئی صحن مین آئین اور لڑکیونکی طرف دیکھکر مسکرائین - آج برسونکے بعد اِن کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو روح افزا جو بڑی بیگم کی بہت پیاری تھین ہنسکر بولین - امان جان آج آپ بھی بہت خوش ہین اور ہم بھی آج تو خوش روزہ منائین اُنھون نے کہا تمھین اختیار ہے - اسمین دریافت کرنیکی کیا ضرورت ہے -

بہار النسا بیگم نے جو نازک ادا بیگم کے گانے پر عاشق تھین اصرار کیا کہ کوئی غزل پھر سنائین - اُسوقت یہ موجود نہ تھین نازک ادا نے یہ غزل شروع کی

تا نہ پڑے خلل کہین آپکے خواب ناز مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
اور ہی رنگ آج ہی عارض گلعذار کا
خون دل اپنا تھا مگر گو نہ رخ طراز مین
اُنسے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
سنکے مرا مبالغہ منت احتراز مین
پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری نہو کہین
ہوتی ہین بے حجابیان جان نہفتہ راز مین

یہ خبر سنکر فنسون پر فنسین اور گھمسان پر گھمسان آنے لگے مشہور ہو گیا تھا کہ خود آزاد ہی نے اُسکو گرفتار کیا تو ڈولیان مبارکباد دینے آئین اور سواریون پر سوار نیان اُترنے لگین -

جعفری بیگم۔ ہم تو حُسن آرا کی شناخت کے قائل ہین۔
جانی بیگم۔ ہمین کیا فرق ہی۔ بہن آزاد ایسے ہی ہین۔
جعفری۔ ایک تو یون ہی دھوم تھی اب اور بھی زیادہ۔
جانی۔ آنکی روز بروز شہرت ہی ہوتی جائیگی۔
جعفری۔ اللہ کی دین ہی۔ یہ کسی کا اجارہ ہی۔؟
جانی۔ حُسن مین شجاعت مین سب مین طاق ہین۔
جعفری۔ بڑی خوش قسمت عورت ہین حسن آرا۔
بہار النسا۔ اب اللہ کرے انکی جوڑی برقرار رہے۔
سپہر آرا۔ مین دیکھتی ہون سارے مین مشہور ہو گیا ہی۔
بہار۔ اے لو وہ عباسی خانم آ گئین۔ سلام بہن۔
عباسی خانم۔ آزاد اور حسن آرا کا حال اور مشہور ہو۔
بہار۔ یہ بیچاری کس گنتی مین ہین اور وہان آزاد کو خدا صد دسی سال کی عمر عطا کرے اُنکے سبب سے البتہ انکی شہرت ہوئی ورنہ یہ کس مین ہین۔
عباسی۔ نہین یہ تو ہم کہین گے۔ انھون نے بھی نوک کی بات کی عشق مین ضبط بڑے وضعدارونکا کام ہے۔
بہار۔ آزاد نے تو جادو ہی کر دیا ان پر۔
نازک ادا۔ ان پر۔ خالی انھین پر!! اے یون کہو کہ سب پر جادو کر دیا حسن آرا نے تو بھلا آنکھون سے دیکھا ہے جنھون نے فقط نام ہی سنا ہی ان سب پر آزاد نے جادو کر دیا ہی۔

یہ کسکی چشم فسونگر نے کی فسون سازی
طلسم جادو بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

عباسی۔ اب تم تو پڑھی لکھی ہو۔ ہم یہ کیا جانین۔
نازک۔ ہمنے تو سنا ہے عباسی خانم بھی آزاد کی تصویر دیکھکر لوٹ ہو گئین اور اب اپنے میان کو چھوڑ کر آزاد کے ساتھ نکاح پڑھوانے والی ہین۔
عباسی۔ اے ہٹو بھی۔ جھوٹے پر خدا کی سنوار۔ واہ
نازک۔ کیا جھوٹ ہی بہن نے ہمین کیا معلوم۔
عباسی۔ ہمنے تو تمھین البتہ سنا تھا کہ آزاد پر ریجھی ہین تم اورون کو کاہے کو بدنام کرتی ہو۔
نازک۔ ہمنے تو پیغام بھیجا ہے آزاد کے پاس۔

کیا مرے قتل پہ حامی کوئی جلاد بھرے
آہ جب دیکھ کے تجھسا ستم ایجاد بھرے
خون دل پیتے ہین خوگرِ محنت اے کاش
ساغر دہر مین ساقی سے بیداد بھرے
چارہ گر اُسکی خطا کیا مرے تن مین نہ رہا
خون آنا کہ سر نشتر فصاد بھرے
کہین ہو جائے وصال آہ بلا سے چھوٹون
ہجر کا دکھ کوئی کبتک دل ناشاد بھرے

بہار۔ اچھی بات ٹال دی۔ چلو بڑا احسان کیا۔
روح افزا۔ عباسی خانم تو ان سے بیش نہین پا سکتین۔
عباسی۔ لے توبہ میرے تو ہوش اسوقت اُڑ گئے۔
نازک۔ ایسی ننھی۔ لے ہی۔ ہوش اُڑ گئے۔ ہونہہ۔
عباسی۔ ہاتھ جوڑ کر مین تمھارے منھ نہین لگتی۔
بہار۔ چلو اب تو تو مین مین سے کیا واسطہ۔

خیر یہ تذکرہ تو یہان پر ختم ہوا۔ اب سُنیئے کہ جسوقت شہسوار بہت پولیس گرفتار ہو کر شہر مین آیا تو حکام اُسکے دیکھنے کے لیے جوق جوق جمع ہو گئے اور سب نے

متفق اللفظ ہو کر آزاد پاشا کی تعریف کی صاحب ضلع نے کہا مسٹر آزاد آپ نے وہ کام کیا ہے کہ مین منجانب لوکل گورنمنٹ آپ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ ع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو انکے اسسٹنٹون نے بھی انکی تائید کی اور کہا آزاد تم نے وہ کار نمایان کیا کہ جسقدر تعریف زیادہ کرین مینزیبد اپنے رقیب کو اور ایسے رقیب کو جو اس قدر بہادر اور جری اور ڈھیٹ ہو نیچا دکھانا اور موقع پر اُسکا پتہ لگانا واقعی تمھارا ہی کام تھا۔ پولیس کے افسران اعلیٰ نے بھی انکا شکریہ ادا کیا۔ کہ تمھارے سبب سے ایک بہت بڑا مہیب مجرم ہاتھ آیا جسنے بدمعاشی پر کمر باندھی تھی اور جسکے سبب سے تہلکہ مچ گیا تھا۔ سبکی یہی رائے تھی کہ اگر آزاد اسقدر مستعدی کو کام مین نہ لاتے تو شہسوار سا مجرم جرار ہرگز گرفتار نہوتا آزاد نے بکمال انکسار جو اس قسم کے اولو العزم اور سچے بہادرون کا شیوہ ہے نہایت متانت اور عاجزی سے جوابدیا کہ جو کچھ مین نے کیا وہ میرے فرائض مین سے تھا اور ایک مجھ کیا فرض ہے ہر انسان اسکو فرض سمجھے گا کہ جس شخص کے سبب سے ایک شہزادۂ نوجوان کی جان گئی اور جسکے ہاتھون پچاسون آدمیون کا خون ہوا اُس کو حتی الامکان زیر کرلے۔ مین نے بھی بمقتضاے انسانیت ایسا ہی کیا مین ان کلمات توصیف کو آپکی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ مجھے اس امر کا بھی کھٹکا تھا کہ مبادا وہ مجھے قتل کر ڈالے گو مین خوب جانتا تھا کہ وہ مجھسے پیش نہ پائے گا اور یہ بھی مجھکو کامل یقین تھا کہ اگر اُسکے سے دس آدمی بھی مقابلہ کو آئین گے تو اُنکے رخ چھوٹ جائینگے اور وہ ضرور نیچا دیکھین گے مگر خوف دامنگیر تھا کہ اگر احیاناً دھوکے مین مجھے مار ڈالا تو مفت مین جان جائیگی لہذا مین نے اِس مردود مطرود کی گرفتاری مین جو پاپڑ بیلے وہ اپنے ہی فائدے کے لیے تھے۔ اور چونکہ میرا دامن لوث عصیان سے پاک ہے اور مین نے سُنا تھا کہ ان اللہ یحب الشجاع لہذا میرے خیال کو اور بھی تقویت ہوئی اور مین نے اپنے ارادہ کو اور بھی مضبوط کر لیا اور خدا کی مدد پر بھروسا کر کے مین اپنے کام کے لیے روانہ ہوا پس مین ہرگز اپنے کو کسی خاص توصیف کا مستحق نہین سمجھتا بجز اسکے کہ مین شہسوار کی نسبت جری ہون اور اس سے زیادہ فنون سپہ گری مین واقفیت رکھتا ہون وگرنہ ہیچ۔

صاحب ضلع نے انکی اور بھی تعریف کی اور کہا کہ یہ انکساری بھی دلیل کمال ہے اسکے جواب مین شہسوار نے کہا گو مین انگریزی بول نہین سکتا مگر کسی قدر سمجھ سکتا ہون۔ آزاد بدبخت کے سپاہی ہونے مین کوئی شک نہین مگر اسنے مکر سے مجھے گرفتار کیا اور مین اُسوقت نیک نیتی کیساتھ اُسکو پیچ سکھا رہا تھا۔ اسنے مکاری سے مجھے گرفتار کیا اور ہم سپاہیون مین مکر سے کام لینا وضع کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ یہ سپاہی نہین مکار آدمی ہے۔ اور ہم سپاہی ہین آزاد یہ تقریر سنکر آگ ہوگئے اور بکمال غضب اُنھون نے کہا سن او ڈاکو چور دغاباز تو سپاہی بن کیا جانے تو اُٹھائی گیرا ہے۔ سپاہی ہم ہین اور فنون سپہگری مجھکو برسون بلکہ تمام عمر سکھا ہین اور مکر کی نسبت

جو فضول بک رہا ہی۔ لے لاحول۔ حرب مین خدع مکروہ
نہین ہی الحرب خدعۃ ایک بچہ بھی جانتا ہی تجھ ایسے
سفاک اور قاتل خونخوار کو مکر اور حیلے اور کید سے گرفتار
کرلینا عین سپہ گری ہی اور دلیل بخردی۔

شہسوار۔ ابتو تمھارے بس مین ہین جو چاہو بنکارو
مگر یاد رکھو کہ چھوٹتے ہی مار ڈالونگا۔

آزاد۔ (مسکراکر) خدا کیلیے مجھ بیکس کی ننھی سی جان پر
رحم کرنا بھائی ازبرائے خدا۔

شہسوار۔ خیر ہنس لو مین قید رہون کیا مجال مگر
تیری خیر نظر نہین آتی۔

آزاد۔ مگر بہون کے ساتھ سختی سے پیش آئے تو کیا
ہمتو بے بس اور مسکین ہین۔

شہسوار۔ اسوقت دل کا عجب حال ہے مگر گذشتے
کہ بعد از جنگ یاد آید کا نقشہ ہی۔ خیر۔

آزاد۔ اگر یہ کہتے ہو تو مین اب اسوقت حاضر ہون
ابھی پھر سہی بسم اللہ۔

صاحب۔ او۔ ہرگز نہین۔ اب نہین۔ اب
سرکار کا مجرم سرکار کی حراست مین ہے۔

شہسوار۔ حراست مین رہ نہین سکتا مجرم سن لیا
اور تجھ سے کہدیا ہی کہ ہم کل یا پرسون بھاگ جائینگے
دس ہزار فوج ہمارے ساتھ ہی۔ ہم جیل مین رہین
کیا طاقت۔۔

صاحب۔ دل اگر تمھارے پاس دس لاکھ فوج
بھی ہی تو ہمارے پاس پچیس کرور آدمی ہندوستان مین ہے

شہسوار۔ (قہقہہ لگاکر) ہان زن و مرد اور بچے سبکو
گن لو تو بیشک صحیح ہے۔

صاحب۔ ہان!!! اچھا اب تم بھاگ جاؤ ہم معمولی
پہرے سے زیادہ نہین تعینات کرینگے مگر تم کیا تمھارے
فرشتے خان بھی نہین بھاگ سکتے۔ ہش۔

شہسوار۔ یہ ہش اور پش کی تقریر تو ہم نہین سمجھتے
مگر ہمارے ساتھ اس طرح پیش آؤ جس طرح کوئی کسی سپاہی
کے ساتھ پیش آتا ہی ہمنے یورپ کی کئی تاریخونکا مطالعہ
کیا ہی۔ یاد رکھو جو پایہ اور اعزاز یورپ کے سپاہیون یعنی
جنرلون مین ہنیبال اور ٹالمی اور جولیس سیزر اور نپولین
اور ولنگٹن کا تھا وہی ہمارا درجہ اور پایہ ہی۔ کون نہین جانتا
کہ نپولین بوناپارٹ جسکے شمس بسالت کی شعاعین اطراف
واکناف عالم مین مخفی نہین اُسکو ایک گمنام آدمی نے جسکو
لوگ ولنگٹن کہتے ہین زیر کردیا اور نپولین وہ شخص ہے
جسکے نام سے تمام یورپ تھراتا تھا مشہور ہی کہ اگر اسکاکوٹ
کسی درخت کی شاخ مین لٹکا دیا جاتا اور فوج سے کہا
جاتا کہ وہ نپولین آگیا تو ساری فوج کے قدم اُٹھ جاتے
ہین جو شہسوار ہون مثل نپولین کے ہون اور یہ شخص
جو سامنے بیٹھا ہی اور آزاد میان آزاد مسٹر آزاد اور آزاد
پاشا کے نام سے مشہور ہوا ہی مثل ولنگٹن کے ہے۔ مگر
افسوس ہی کہ کمسن چھوکری مین اسکو چھوکری ہی کہونگا
کیونکہ وہ بالکل ناتجربہ کار ہی۔ آزاد کا نام سنکر بہت
خوش ہوگی ہاے افسوس واے افسوس مین خوب
جانتا ہون کہ میرے عدو یعنی آزاد نے مجھے گرفتار نہین کیا
بلکہ میرے اوپر احسان کیا۔

ہم نشین لطف کے پردہ مین ستم کرتے ہین
وہ علی الرغم عدو مجھپہ کرم کرتے ہین

طلب وصل کس انداز سے ہم کرتے ہین
شوق نامہ اسی وصلی پہ رقم کرتے ہین

جب ترے کوچہ کا بیتابی دل سے پھرنا
یاد آتا ہے زمین بوس قدم کرتے ہین

نیم بسمل کو نہ چھیڑ اے تپش دل کہ ابھی
روے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہین

اے اجل کاش اٹھائین شب ہجر آئین
وہ دعائین کہ تری جان کو ہم کرتے ہین

محضر قتل ہے مکتوب گنہ گارون کا
سر قاصد کو وہ فتوے سے قلم کرتے ہین

دیکھنا اس دہن تنگ کے بوسے کا مزا
کہ ہوسناک تمناے عدم کرتے ہین

کشتۂ یار رہون اس رشک سے مرتا ہے جہان
وہ بھی کیا ہین جو مری موت کا غم کرتے ہین

کیا ہی بیزار ہے اس زیست سے جی ہاے ستم
قتل کرتے نہین وہ اور ستم کرتے ہین

صاحب۔ مگر تمکو ہمنے بڑا مستقل مزاج پایا ہے۔

شہسوار۔ ہمیشہ پائیے گا۔ تلون کیا شے۔؟

صاحب۔ اس حالت مین اور استقلال مشکل۔

شہسوار۔ پھانسی کیوقت استقلال۔ دیکھنا بس۔

صاحب۔ بہت جلد وہ دن آنیوالا ہے۔ دس بارہ روز بس انتہا ہے یا ایک مہینہ۔

شہسوار۔ ہاے افسوس۔ کون۔ دن۔ موت کا؟ تمکو کیا معلوم کہ وہ دن کب ہوگا۔

صاحب۔ خفا ہو کر، وہ دن ہمارے قلم کی گردش مین ہے۔ بس سمجھا۔؟

شہسوار۔ تپنی چڑھ گئی ہے ذرا خدا سے ڈرو میان۔

صاحب۔ خدا جانے تم کس فکر مین ہو۔ ہاے افسوس

شہسوار۔ ہمکو افسوس تمھاری فہم و خرد پر ہے۔

صاحب۔ پھر معلوم ہو جائیگا ایک مہینے مین۔

شہسوار۔ ایک مہینے کی اگر مہلت ملے تو ٹھونک بجا کے بھاگ جاؤن اور اسطرح جیسے بوے گل چمن سے نکلجاتی ہے افسوس ہے تو اسقدر کہ جان جائیگی مگر حسرت نجائیگی۔ ولے بیکسی۔ اگر آزاد کو بھی مار ڈالتا تو ڈھارس پڑتی مگر یہی امر محال ہے۔

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق
یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق

کسی کے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق
کہ زمین کو زلزلہ آئے ہے جو لٹائے مجکو ذرا قلق

پئے ہم ہے حالت جان کنی غرض اسکو جان پہ آبنی
یہ عذاب مرگ ہے یا تپش یہ خدا کا قہر ہے یا قلق

یہ کہانی جی کو بلا لگی مری ہاے کیونکہ ہو زندگی
کوئی کیا جیے جو ہو ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق

شب ہجر روز وصال کی تری شوخیان بھی نظر مین ہین
کہون کیا تغیر حال دل کبھی تھا سکون کبھی تھا قلق

صاحب۔ اب تم شعر پڑھے یہان بس۔

آزاد۔ جی ہان اور کیا کر سکتا ہے۔!!!

شہسوار۔ ذرا چھوڑ دو تو مزا دکھادون۔ ہان۔

صاحب۔ اب پھانسی کیوقت تم چھوڑ دیا جائیگا۔

شہسوار۔ اللہ تمھارا بھلا کرے کہ اسوقت تو تم ک

رحم آئیگا شکر ہے خدا تمھارا بھلا کرے ہم اسکو غنیمت سمجھتے ہین
اسکے بعد شہسوار نے جناب باری سے دعا مانگی۔ یا خدا تو
خوب جانتا ہے کہ مین کیسا بندۂ گنہگار واجب الدار ہون مگر

شنیدم کہ در روز امید و بیم | بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

مین امیدوار عفو ہون مجھے معاف کر اور میرے گناہ بخشدے
آزاد۔ خدا ایسے بدطینتو نکی کبھی نہ سنیگا۔
شہسوار۔ آزاد خاموش۔ تم کون دخل دینے والے ہو۔
آزاد۔ ہم اپنی راے ظاہر کرتے ہین جو کچھ ہو۔
شہسوار۔ قسم خدا کی تم ہمارے مقابل مین لونڈے ہو۔
آزاد۔ امتحان ہو چکا اب لاف زنی فضول ہے تو کیا
تیرے سے دس ہزار ہون تو کیا پروا ہے۔
شہسوار۔ ہان مین پابجولان تم آزاد مین اسیر تم
جوان چاہو جاؤ مگر وہی شعر۔ ہاے۔

بلبلو کسکو دکھاتی ہو عروج پرواز | ہم بھی ہین تمھین قید سے آزاد کبھی

آزاد۔ جب دیکھیے تب کیا تھے۔ ڈاکو چور۔
شہسوار۔ اور حضور شاہ تھے۔ بدمعاش۔
آزاد۔ اب تم پانی پی پی کے کوسو بھائی۔
شہسوار۔ بھائی!!! پھونک دیا۔ اُف اُف۔ !!!
آزاد۔ اب اس جرأت اور سپہ گری کو چھوڑ دو۔
شہسوار۔ کیا طاقت جان کے ساتھ ہے یہ۔
آزاد۔ ہان۔ تو خیر۔ تمکو اختیار ہے۔ مگر۔ ؎

من نگویم کہ این مکن آن کن | مصلحت بین و کار آسان کن

شہسوار۔ میان۔ ع ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند
آزاد۔ والسلام مع الاکرام آپ کو اختیار ہے۔
شہسوار۔ آپ میرے مشیر نہ بنیں۔ خیر قسمت مین یہ لکھا تھا

روز ازل سے کہ شاہد مراد سے ہم آغوش ہونے پائین
یون ہی سہی۔ ؎

باد صبا پیغام نہ لاوے | مرغ سلیمان اڑنے نپاوے
تا دم مرگ ارمان نہ نکلے | نزع بھی ہو تو جان نہ نکلے
ضعف سے غش بھی ہونے نپاؤن | طاقت کیا جو آپ سے جاؤن
جی کی تباہی کہیے کہانتک | صبر نہ آوے قید یہانتک

خیر پھر اب اے جان ملینگے
جیتے رہے تو آن ملینگے

شہسوار نے اس رقت کے ساتھ یہ اشعار پڑھے کہ آزاد پاشا کی
آنکھین پُرنم ہو گئین اور کہا خود کردہ را چہ علاج۔
اب سنیے کہ ادھر یہ گفتگو ہوتی تھی ادھر ایک مرد
کشیدہ قامت سرخ و سفید ایرانی کپڑے پہنے ہوئے آیا
اور صاحب ضلع سے کہا کہ ہم شہسوار کے دوست ہین
اور اُس سے ملنا چاہتے ہین صاحب نے اس اجنبی آدمی پر
از سرتاپا نظر ڈالی اور یون ہمکلام ہوئے۔
صاحب۔ آپکا نام کیا ہے اور آپ کون ہے اور اس
مجرم سے کیون ملنا چاہتا ہے۔
جواب۔ میرا نام سلطان علی خان ہے اور مین شہزادۂ
ایران ہون اور اس مجرم سے مین اپنے روپیے کے
بارے مین کچھ کہنا چاہتا ہون۔
صاحب۔ آپ کو اس شہر مین کوئی جانتا ہے کسی سے
آپ سے ملاقات بھی ہے۔
جواب۔ ہان۔ مجکو وہ جانتا ہے جو ساری کائنات کو
جانتا ہے اور جسکو ساری خدائی جانتی ہے وہ مجھسے
بخوبی واقف ہے۔

صاحب۔ ہم نہین سمجھتا کہ وہ کون ہی۔ آپ صاف صاف بیان کرے کہ وہ کون شخص ہے۔

جواب۔ (آسمان کی طرف دکھا کر) وہ۔

صاحب۔ خدا؟ خدا سے مراد ہے۔ مگر وہ تو یہان گواہی دینے نہین آئے گا۔

جواب۔ بیشک دیگا اور وہ ہمکو بچائیگا ہمکو ذات باری پر بڑا بھروسا ہے۔

صاحب۔ (انسپکٹر پولیس سے انگریزی مین) یہ پولیس کے سپرد کیا جائے۔ جہان جاے لوگ اسکے ساتھ رہین۔

انسپکٹر۔ اسکو اب یہان زیادہ باتین نہ کرنے دیجیے آدمی مشکوک ہے۔

اس مرد کشیدہ قامت نے سلام کیا اور شہسوار کی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا۔

بے سبب کیونکہ لب زخم یہ افغان ہوگا
شور محشر سے بھرا اُسکا نمکدان ہوگا

سب کو سلام کرکے یہ شخص جسکے چہرے سے ریاست کے آثار عیان تھے روانہ ہوا اور پولیس والے ساتھ ہولیے۔

تحقیقات سے واضح ہوا کہ شہسوار کی مدد کیلیے سات آٹھ سو آدمی دل وجان سے مستعد تھے اور اُنھون نے ٹھان لی تھی کہ اپنی جان دیکر شہسوار کو قید سے بچائین گے حکام نے بڑا اہتمام بلیغ کیا کہ اس مجرم تک کسی کا گذر ہی نہو تین تین گھنٹے کیلیے اسکی کوٹھری کے اردگرد دس سپاہی کرچین لیے ہوئے پہرا دیتے تھے اور جیلخانے کے پھاٹک کے پچاس آدمی بھری ہوئی بندوقین لیے ٹہلا کرتے تھے اور حوالات کے اِدھر اُدھر ننگی تلوار لیے ایک گارد ہردم مقرر رہتا تھا۔ جو آدمی ایرانی کی وضع مین آیا تھا وہ بھی زیر حراست پولیس تھا کیونکہ علاوہ سازش کے اسپر ایک جرم یہ بھی قائم ہوا تھا کہ پولیس والون نے اسکے گھر سے کئی تیغے اور تلوارین برآمد کین مگر لیسنس ایک کا بھی نہ تھا اس شخص نے صاحب ضلع سے صاف صاف کہدیا کہ آپ لاکھ انتظام کیجیے ممکن نہین کہ شہسوار۔ دو ہی تین روز مین رہا نہ کردیا جائے۔ اُسکو کوئی قید مین نہین رکھ سکتا۔

صاحب۔ دو تین دن کے عرصے مین تو وہ پھانسی پائے گا اور تم اُسکے ساتھ ساتھ سزایاب ہوگا۔ رہا کرنا کیا معنی ہین۔

شخص۔ معلوم ہوجائیگا جب ہلوگونی لکی فوج دوڑ پڑیگی اور چوطرفہ سے گھیر کے جیلخانے کو مسمار کردے گی۔

صاحب۔ تم بالکل پاگل ہی۔ سرکار کو بھلا کسی ایسے ویسے آدمی سے کیا ڈر۔

شخص۔ شہسوار وہ شخص ہی جسکو خدا کی خدائی مین کوئی ضرر نہین پہونچا سکتا اور معاذاللہ چھوٹا منھ بڑی بات خدا سے بھی اُسکو خوف نہین ہے۔

صاحب۔ تمھارے دماغ مین گرمی چڑھ گئی ہے۔

انسپکٹر۔ حضور ہی لوگ تو ایسے بدمعاشون کو اور بھی خیرہ کردیتے ہین۔

شخص۔ چپ رہ ہمارے آقا شہسوار کی نسبت اگر کوئی کلمہ زبان سے نکالا تو زبان کو داغ دونگا۔

انسپکٹر۔ اب اسوقت جو چاہو سو کہ لو ہمکو یہ حکم تو ہے نہین کہ مار پیٹ کرین مگر تمنے خود اپنے آپ ہی اپنے کو مجرم کردیا ہے۔ اسکا خمیازہ اُٹھانا پڑے گا۔ سکر کرو کہ نیافت

شخص ۔ نیمردہ خواہد شد۔ ایک روز تو جان جانی ہی جیسے آج مرے ویسے کل مرے یکسان ۔

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

یہ بات بہت حیرت ہوتی ہی تھی کہ دو برقندازون نے آکر اطلاع دی کہ جیلخانے کے پاس پچیس آدمیون نے بلوا کیا تھا چنانچہ نمبر پلٹن کے سپاہیون نے اُنسے مقابلہ کیا اور دس آدمی مقتول ہوئے اور پندرہ آدمی زخم شدید کے سبب سے تڑپ رہے ہین مگر اس جرأت کے ساتھ لڑے کہ واہ واہ اگر اسی طرح شہسوار کیطرف سے آئینگے لوگ تو شہر مین بلوا ہوجائیگا اور بدمعاش اور بھی زیادہ خیرہ ہوجائینگے۔

صاحب ضلع نے مقام واردات پر جا کر دیکھا تو سخت متحیر ہوئے جس جوان کو دیکھا چھ فیٹ اور اسقدر جری اور کٹا پٹا بدن کہ ہر ایک پہلوان تھا۔ ایک پٹھان سے جو مجروح ہوگیا تھا انھون نے حال دریافت کرنا شروع کیا۔

صاحب تم لوگ کون ہو اور کہانسے آئے ہو۔

پٹھان ۔ ہم بہادر لوگ بہادرستان سے آئے ہین۔

صاحب ۔ بہادرستان تو نیا ملک سننے مین آیا۔

پٹھان ۔ ہر روز پچیس پچیس سوار یون ہی آئینگے ۔

صاحب ۔ اس سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ کوئی فائدہ ؟

پٹھان ۔ افسوس اسوقت یہ ہی کہ ہملوگ زندہ کیون ہین۔ ہملوگ بیڑا اُٹھا کر آئے تھے کہ جیتے نہ رہین گے مگر مقام حیف ہی کہ پندرہ آدمی جیتے بچے ۔ ہائے ان بہادر آدمیونکی روح اسوقت وجد کر رہی ہوگی جنکی لاشین ہمارے سامنے پڑی ہین۔

صاحب ۔ اگر تم ہمکو بتا دو کہ یہ سب لوگ کون ہین اور کہان سے آتے ہین اور تم سب کی جماعت کہان ہی تو تمکو جاگیر عطا ہو۔

پٹھان ۔ (ہنسکر) کچھ خبر ہی۔ ہونھ !!!

صاحب ۔ اچھا تم ذرا ادھر آؤ ہم تخلیے مین کچھ کہین گے تم اگر عقلمند آدمی ہو تو فوراً منظور کرلو گے ۔

پٹھان ۔ ہمتو بجز موت کے اور کسی چیز کے خواہان نہین ہین شاہنشاہ ہفت اقلیم بھی بلائے تو نہ جائین۔

دنیا اگر دہند نہ خیزم ز جائے خویش
من بستہ ام حنائے قناعت بپائے خویش

صاحب ضلع نے لاکھ کوشش کی مگر مطلب نہ نکلا اور اس پٹھان نے بجز اسکے کہ اپنے گرفتار ہونیکا افسوس کرے اور کوئی ذکر ہی نہین کیا اتنا البتہ کہا کہ پھانسی کے دن اتنی بڑی لڑائی ہوگی کہ دریائے خون چوطرفہ بہتے ہونگے اور بہت بڑا معرکۂ عظیم ہوگا۔ شہسوار بہت بڑا شخص ہی۔ اور بڑا نامی گرامی آدمی ۔ کسی ایسے ویسے سے مقابلہ نہین ہی بہت مشکل ہے ۔

تمام شہر کو یقین ہوگیا تھا کہ پھانسی کے روز بڑا تہلکہ مچے گا۔ مگر دوسرے ہی دن شہسوار نے حوالات مین صاحب ضلع کو بلوایا اور کہا کہ مین اب اپنے جرم کا معترف ہون مگر مین خوب جانتا ہون کہ میری طرف سے کئی سو آدمی جان دینے کے لیے مستعد ہین۔ بہتر یہ ہی کہ مین اپنے دستخط سے ایک اشتہار لکھون اور اُسمین اپنے کل احباب جانباز کو آگاہ کردون کہ اب میری رہائی کی کوشش فضول سے باز آؤ۔

صاحب۔ ہم آپ سے بہت خوش ہوے۔ آپ ضرور لکھین اور اپنے دستخط سے مشتہر کردین۔ تاکہ نہ آپ کے

احباب کی جان جائے نہ سپاہیون کی۔

شہسوار۔جی ہان مصلحت اب اسی مین ہے۔

صاحب۔آپ جس سے ملنا چاہین ملسکتے ہین۔

شہسوار۔پہلے مین اشتہار لکھدون پھر گفتگو ہو۔

صاحب۔نہین اب ہمکو آپ کا پورا اعتبار ہے۔

شہسوار۔وہ سپاہی کیا جسکی بات مین فرق آئے۔

صاحب۔آپ کس سے ملاقات کرنا چاہتے ہین۔

شہسوار۔اپنی معشوقہ گلعذار محبوب جان سے۔

اے دلبر عشوہ ساز احسنت احسنت | یاد عمرت دراز احسنت احسنت

دیدی مار او گفتی انشاء اللہ
احسنت احسنت باز احسنت احسنت

گو مین بڑا گنہگار ہون مگر دل کو یہ تسکین ہے کہ مین نے آزادی کی حالت مین خیرات بھی بہت کی ہے اور خدا پر بھروسا ہے۔ع

ہر چند گناہ بس عظیم ست مرا | از سرتا پا تمام بیم ست مرا

انشاء اللہ ہیچ تشویشے نیست
ہر دم سر و کار با کریم ست مرا

صاحب۔بس اب خداوند کریم کو یاد کرو۔

شہسوار۔اب وقت مصیبت خدا کو یاد کیا تو کیا کیا اللہ میان کو پھسلانا کون دانائی ہے۔مگر

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

یہ کہکر شہسوار نے قلم دوات اور کاغذ طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے اشتہار کی عبارت یون لکھی۔

بلا بموجۂ آہ سرد کو ہر گام | کہ دل کو آگ لگا کر ہوا آرام

ورود سال دل آرام دورۂ سامع | مراد مرحلہ گرد و سادس اوہام
الم مولد سودا وورد گرد اگرد | سواد دورۂ صحرا مسعود دوام

وہ گرد سورۂ الماس کل ہلاہل وار
ہوا کا حال محل ہلاک در طہ مسام

شہسوار جرار کے کل متعلقین و متوسلین و احباب و تابعین کو اطلاع دیجاتی ہے منجانب شہسوار کہ اب ہم بدست پولیس گرفتار ہین اور اب ہم مین اسقدر یارا نہین کہ بمقابلہ سرکار آمادۂ حرب و پیکار ہون لہذا بدرجہ مجبوری ہمکو لکھنا و مشتہر کرنا پڑتا ہے کہ جو شخص ہماری طرف سے جان بکف ہماری رہائی کے لیے آمادہ ہین وہ از برائے خدا اس ارادے سے باز آئین اور میرے اوپر احسان کرین سب صاحبون کی خدمت مین التماس ہے کہ امور مندرجۂ ذیل پر ضرور لحاظ کرین۔

۱۔پھانسی کے دن میرے مقتل مین نہ آئین۔
۲۔جوش و خروش اور محبت سے کام نہ لین۔
۳۔مجھے مردہ سمجھکر رہائی کی فکر نہ کرین۔
۴۔دعا دین کہ خدا میرے گناہ معاف کرے۔
۵۔میرے انجام سے خود عبرت حاصل کرین۔
۶۔جن افعال نے مجھے یہ دن دکھایا اُنسے احتراز کرین اور کبھی کسی فرد بشر کا دل نہ دُکھائین ورنہ۔ع

گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود
دل را شکستۂ کہ نہ گوہر شکستۂ

۷۔محبوب جان جہان ہو اُسکی مدد کو ضروری سمجھین۔
۸۔اگر محبوب جان کے خلاف کوئی شخص ہو تو اُس سے سمجھ لین اب جسکو میری محبت کرنی ہے وہ محبوب جان

کی مدد کرے اسکو شر آفات سے بچائے۔
۹۔ بقدر وسعت محبوب جان کے ساتھ سلوک کرین۔
۱۰۔ میری رہائی کیلیے ہرگز ہرگز اپنی جان نہ دین ورنہ مجھے کمال رنج ہوگا اور جسقدر آدمی اس کوشش مین مارے جائینگے اُن سب کا خون ہماری گردن پر ہوگا۔
۱۱۔ ہم یون ہی صد مصائب ہین اور صدہا خون ہماری گردن پر ہین اب اُنکی تعداد بڑھاتے ہوئے روح لرزتی ہے ازبرائے خدا اب ہمین یون ہی رہنے دو۔
۱۲۔ آزاد پاشا جو مسلمانون کے بڑے حامی ہین اُن سے خبردار ہرگز ہرگز دشمنی یا عداوت یا تعصب نہ رکھنا۔
۱۳۔ اگر میرے گروہ مین سے کسی کے سبب سے آزاد کا بال بیکا ہوا تو میری روح کو صدمہ ہوگا۔
۱۴۔ میرے کُل دشمنونسے کینہ نہ رکھو۔ معنیٰ ماضی

مشرب رندانہ می داریم و می جوشیم ما	باغیم تندے چون خم ہم آغوشیم ما
طاعت تقویٰ چہ باشد زاہدی زاہد چہ چیز	عاشق آوارہ ایم و مست و مدہوشیم ما
اے خوشا غفلت کہ از رفتن ہنوز آگہ نیم	اینقدر ہا درمیان خواب خرگوشیم ما

حررہ عاصی پُر معاصی اضعف العباد رد خلائق شہسوار جرار کہ رہ کہ ہم اب بھی اپنا نام ظاہر کرنا نہین چاہتے۔ بس اشارہ شہسوار کافی ہے۔

اب فکر یہ ہوئی کہ اسکے جسقدر ساتھی ہین اُن سبکو گرفتار کرنا چاہیے مگر یہ امر محال تھا۔ الغرض اس اشتہار کی نقلین مشتہر ہوئین اور اخبارون مین بھی اسکا حال درج کیا گیا اور ایک مقام پر خاص اشتہار محررۂ شہسوار چسپان کیا تھا کہ جسکا جی چاہے آن کے بڑھے باغ سے اسکے ساتھی پہلے ہی ٹہر ہوگئے تھے صرف چھ آدمی گرفتار ہوئے۔

ایک ہفتے تک بڑی سرگرمی سے پولیس نے تلاش کیا کہ شہسوار کے رفقا اور ساتھیون مین سے کوئی ملجائے مگر بجز ان چھ آدمیون اور زخمی سوارون اور ایرانی کے کسی کا پتہ نہ ملا اور گو حسب اصرار و لجاجت شہسوار محبوب جان کی تلاش کی گئی مگر وہ بھی نہ ملی۔

اب سنیے کہ ایک روز آزاد پاشا اور صاحب ضلع اور کئی اور حکام اور نواب صاحب ایک جیلخانے مین شہسوار سے چند امور دریافت کرنے گئے جیسے ہی شہسوار سے چار آنکھین ہوئین ایک صاحب نے غل مچا کر کہا او گیدی خر مردک مردکان مردود و خر خران مطرود دام لعنۃ۔

صاحب۔ یہ کون ہے۔ تم کسکے ساتھ یہان آیا۔
جواب۔ (شہسوار کی طرف) کیون بے مردک۔
جیلر۔ یہ کون شخص ہے۔ تم کون ہے بولو۔
جواب۔ بولنا کہان ہے۔ ارے ہمارا بدن چور ہے اور قد بھی چور رہا اور ہم شاہی کے گیدا الا ہین۔
صاحب۔ یہ کوئی پاگل ہے۔ تم کہانسے آئے ہو۔
جواب۔ کون؟ ہم؟ ہم آئے کہانسے ہین۔
جیلر۔ (مسکرا کر) خداوند یہ سڑی ہے کوئی۔
صاحب۔ aand kum to kan
Lnustea Aajdmu
یہو سپاہی اس آدمی کو پاگل خانے لیجاؤ [illegible]ین

سمجھ ہی گئے ہونگے کہ یہ ذات شریف کون بزرگوار ہین یہ جناب خواجہ بدیع الزمان صاحب عرف آبجشانی ہین جب پاگل خانے کا لفظ سنا تو چکرائے آزاد کی طرف دیکھا تو یہ مسکرا رہے تھے۔

حقوق خدمت صد سالہ لعب طفال است
بکشورے کہ در و کود کان خدا وندند

صاحب۔ یہ کون ہی مسٹر آزاد مین اس سے واقف نہین۔

آزاد۔ خواجہ بدیع الزمان بدیع یہی ہین۔

صاحب۔ کون! یہ کہین خوجی تو نہین ہی جو تمھارے ساتھ روم گیا تھا۔ بیشک وہی ہو گا۔

آزاد۔ جی ہان وہی ہی بہت معقول آدمی ہین۔

صاحب۔ مت بجاؤ پاگل خانے مزاج اچھا آپ کا۔

خوجی۔ حضور نے تو اسوقت غضب ہی ڈھایا تھا۔

صاحب۔ ہمنے آپکی بڑی تعریف اخبار مین پڑھی تھی۔

خو۔ وہ میری لیاقت سے بہت ہی کم ہے۔

صاحب۔ آپ کی لیاقت کا کیا پایہ ہے۔

خو۔ حضور مین ذی علم ہون اور شاعر بھی ہون اور نثار بھی ہون اور مین پہلوان اور سابق کیدان اور رسالدار اور فنون جنگ مین تجربہ کار اور شہ زور اور مین کارار حکیم اور شہسوار ہون اور روم کی لڑائی میرے ہی سبب سے اتنی دیر تک ٹھہری ورنہ پہلے ہی ستم بپا ہو گیا ہوتا۔

صاحب۔ تو آزاد پاشا کا نام آپ کے سبب سے ہوا۔

خو۔ درین چہ شک اسمین کیا فرق ہو۔ میری وحشت نے آزاد کو آدمی بنا دیا جناب والا۔

گام نخستین وحشتم از سدرہ بالاتر زند
سوزد فروغ نور اگر جبریل آنجا پر زند
دود از نہادم میرود چون سحاب برق وش
در سینہ زار طاقتم اسے کاش آتش پر زند
خیز و صداے ہاے وہو از مجمع کروبیان
در عالم مستی اگر رندی لب ساغر زند
یارب وگر نشنیدہ ام اے شب شمیم سنبلش
باشد گلے از چشمۂ خورشید خاور سر زند
بر آفتاب روی تو خواہد پسند آسا فلک
تا سبعۂ سیارہ را یکشت در مجمر زند

صاحب۔ ہم اسقدر فارسی نہین جانتے ہین۔

خو۔ حضور مصر کے کانسل کو جو مین نے اپنی فارسی سنائی تو پھڑک گئے۔ کہا سبحان اللہ سبحان اللہ۔ جگ جانہ یہ لفظ نہین سمجھے مین نے فوراً سمجھا دیا اور پوچھا گل وکر و کیا معنی۔ سمجھا دیا اور۔

اے قبای بادشاہی راست بر بالاے تو
مصرع ثانی حذف کردم۔ والاے تو

یہ شعر سرخی پر لکھا تو اور بھی پھڑک گئے۔

صاحب۔ آپ نے وہان مس روز سے شادی کرنا چاہا مگر ہمنے سنا کہ وہ آپ کو نیچ قوم سمجھ کے۔

خو۔ افوہ۔ (اچھل کر) افوہ!!! ہاے ہاے۔!

آزاد۔ خیر باشد۔ جناب خواجہ بدیع صاحب۔

خو۔ ع۔ اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست

صاحب۔ شاید بانس والا آپ کو کہا تھا یا۔

خو۔ بہت ہی خفا ہو کر ہاے ستم۔ اُف غضب!

ستم ہو گیا واللہ یہ سب انکے (آزاد کی طرف اشارہ کرکے) کانٹے بوئے ہوئے ہین۔

وہی والہ تو تذکرۂ آہ سرد کرد	موج نسیم منتشر اوراق درد کرد

آزاد۔ مجھسے کیا سروکار ہی بھئی۔ اخبار مین پڑھا ہوگا اسمین میرا کیا قصور ہی۔ دریافت کرلو۔ صاحب کی طرف مخاطب ہوکر انکو شک ہی کہ مین نے آپ سے ذکر کیا ہے۔

صاحب۔ ہمنے اخبار مین پڑھا تھا۔ اور ابھی تک وہ اخبار یہان موجود بھی ہی۔ ہم آپ کو دکھا دینگے۔

خو۔ حضور خاکسار کا خواجہ بدیع الزمان اور بھائی صاحب کا نام خواجہ رئیس الزمان اور جناب والد کا نام خواجہ بلیغ الزمان اور دادا کا نام خواجہ شریف الزمان۔

آزاد۔ اور مورث اعلی کا نام خواجہ رذیل الزمان رذیل۔

خو۔ جو باجی ہوگا وہ باجی کے نام چڑھیگا۔ بی بی کو کسی نے کہا لونڈی وہ ہنسنے لگی۔ لونڈی کو کہا وہ بگڑ گئی ہم شرفا مین باجی کے نام سے نفرت ہے۔

آزاد۔ مگر شریف کو آجتک یہ غل مچاتے نہین دیکھا کہ ہر ایک سے کہتا پھرے بندگی عرض جناب تسلیمات عرض کرتا ہون۔ مین شریف زادہ ہون اور جناب والد بھی شریف تھے اور دو قدم آگے بڑھے۔ جناب شیخ صاحب آداب عرض ہی حضرت یہ بات وہ بات این و آن اور چنین و چنان اور یہ اور وہ بندہ شریف ہی اور شریف زادہ بھی ہی اور کوئی ملا صاحب سلامت بھی مارے بوکھلاہٹ کے بالائے طاق رکھی اور کہنا شروع کیا جناب بندہ بنجانب کو باجیونسے پوری پوری نفرت ہے اور مجال کیا کہ باجی ذرا ہمارے سامنے بھی آسکے وجہ یہ کہ ہم

شہ و شہزادہ ہا کرسی بکرسی	

ہین اور ہمارے باپ دادا تک سب شریف تھے۔

خو۔ خوجی تو ان لوگون مین کوئی اور ہونگے ہمتو اپنی شرافت مخفی رکھتے ہین اور کسی سے کہتے بھی نہین کہ ہم شریف زادے ہین اور کیون کہنے لگے ہمین فائدہ کیا خواہ مخواہ کیلیے اپنے کو کیون نکو بنائین ورنہ ہمارا خاندان از ایران تا توران روم سے شام تک مشہور ہی ہمین کون نہین جانتا کہ یہ شخص کیسا نامی خاندان والا ہی اس زمانے مین کوئی کسی کو پوچھتا نہین۔ بس یہ خرابی ہی عقل اور فہم و فراست اور دانائی کو کس نمی پرسد۔

اندرین عصر اگر حضرت لقمان باشد
بہر یک لقمۂ نان تابع دو نان باشد

جناب والد کو باجی سے نفرت تھی۔

آزاد۔ مگر خدا چاہے باجی بنائے لیکن باجی کی صورت نہ بنائے اور جو چاہے بنائے۔

خو۔ جناب والد کہا کرتے تھے کہ خواجہ بدیعا بیٹا تیرا قد چھوٹا ہی اور بدن بھی چور ہی مگر تو سب سے شہ زور ہے۔

نشے مین آکے جو کل مرشد خان سے لڑے
تو بس یہ سمجھو کہ ہم سارے ہی جہان سے لڑے

اور جناب والد سرور پہلوان بھی تھے اور بحیثیت بھی

آزاد۔ جی ہان مجھے یاد ہی۔ مین نے سنا تھا کہ ایک خاکروب نے انکو اٹھا کے دے مارا تھا۔ مگر وہ چت نہوئے۔ پٹ ہی گرے۔

صاحب۔ خاکروب کون یہ جو حلال خور ہوتا ہے۔

آزاد جی ہان انکے باپ ایک ذلیل آدمی تھے۔

خوجی۔ بس میاں آزاد بس بس اتنے ہی مین خیر ہے۔ اور اب ذرا آگے بڑھے اور ہمنے سختی کی۔ کیا دل لگی ہے۔

دل مین بدولت آپکے اک درد ہے سو ہے
وہ آہ شرر ناک و دم سرد ہے سو ہے

آزاد۔ اب آپ کے منھ کون لگے پاجیون کے۔

صاحب۔ آپ کی صورت سے تو۔

خو۔ بس یہی تو غضب ہے حضور کہ صورت پاجیون کی سی ہے مگر سیرت مقدم ہے۔

ہم ابر سے ملاتا کون یان اعراض کا جوڑا
یہ ہی باندھا ہوا خود میدہ رفیاض کا جوڑا

چھ روز کے بعد سشن سے شہسوار کی نسبت پھانسی کا حکم ہوا اور پانچ تاریخ اسکے لیے مقرر کیگئی۔ چوتھی کی شب کو شہسوار کے دلمین طرح طرح کے خیالات آئے کبھی سوچتا تھا کہ اگر افعال قبیحہ کی سزا اور افعال حسن کی جزا صحیح ہے تو ہم نار جہنم مین ضرور جلائے جائینگے اور قعر دوزخ ہمکو ضرور دیکھنا پڑے گا۔ کبھی سوچتا تھا کہ ایسے حرکات شیطانی سرزد نہوئی ہوتین تو اس مصیبت مین بھلا کاہے کو گرفتار ہوتا۔ کبھی شہزادہ ہمایون فر کا سفاکانہ قتل یاد آتا تھا۔ کبھی ڈاکہ زنی کا خیال خون رلاتا تھا مگر قہر درویش برجان درویش ایک بار سوچے کہ باغ سے ناحق ہی نکل بھاگے اگر وہان بدمعاشون کے گروہ مین ہوتے تو کاہے کو اس طرح چپ چپاتے گرفتار کرلیے جاتے۔

ادھر ادھر دونون طرف کے ہزارہا آدمی مقتول و مجروح ہوتے مگر پھر ایک دفعہ یہی خیال آیا اور کہا افسوس اب تک ہمارے دل سے یہ خیال فاسد نہ گیا اب مرتے دم بھی یہی خیال ہے کہ صدہا آدمی زخمی ہوتے اور صدہا قتل کیے جاتے شہسوار کے دل مین ان خیالات نے اسقدر اثر پیدا کیا کہ اپنے اعمال بد پر بے اختیار رونا آیا مگر اس حالت تنہائی مین کوئی سمجھانیوالا یا کہنے سننے والا نہ تھا کہ سمجھاتا یا پچھلی بداعمالیون پر اور بھی غیرت دلاتا۔ الغرض جسقدر اوباشی اور بدمعاشی اور بدوضعی اور بدکرداری شہسوار نے اپنی زندگی مین کی تھی اُس نے انکو کمال منغص کر دیا اور جسقدر خوشی تمام عمر مین حاصل نہین ہوئی تھی اُس سے زیادہ رنج ہوا۔ اس ہجوم رنج و کثرت افکار مین انکی آنکھ لگ گئی مگر خواب مین بھی یہی دیکھا کہ جلاد سامنے کھڑا ہے اور بر قضائے ازل انکو پھانسی کے قریب لیے جاتے ہین فوراً چونک اٹھے اور آنکھ کھلگئی تو اور بھی زیادہ صید الم ہوئے۔

صبح کو ایک شخص نے آنکر انسے کہا کہ آزاد نے آپکے پاس چپکے پیغام بھیجا ہے۔ مین منیجر جیل ہون مجھسے کہا تھا کہ شہسوار کو ہماری طرف سے تسلی دو اور کہو کہ تم نے تو اعمال بد کی سزا بے پائی مگر دو باتون کا ہم تم سے اقرار کرتے ہین ایک یہ کہ محبوب جان کا بال بیکا نہوگا اور وہ ہمیشہ عزت و توقیر کے ساتھ زندگی بسر کرے گی دوسرے یہ کہ تمھاری قبر بنوا دونگا اور بعد وفات کوئی شخص تمھاری لاش کی بیعزتی نکرنے پائے گا۔ شہسوار نے اسکے جواب مین کہا اسوقت مجھے محبوب جان کا مطلق خیال نہین ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ بعد وفات لاش کی بیعزتی نہوگی اسکی بھی کچھ پروا نہین اور قبر بنوائیے یا نہ بنوائیے۔ قبر تو نام کے لیے بنتی ہے ہمارا نام ہوا تو کیا اور نہوا تو کیا۔ کہان ہین کے بڑے بہادر سپاہی یا نامور جرنل ہین۔

رہتا ہی آدمی کا نشان اس جہان میں | بنتی ہی قبر بعد فنا نام کے لیے

ہم نام نہیں چاہتے۔ قبر کا بنوانا محض فضول ہے جب ہمین نہ رہے تو قبر کبتک رہے گی۔ ہے

ہمین کیا جو تربت پہ میلے ہے | تہ خاک ہم تو اکیلے رہے

منیجر۔ تو مین بھی آزاد سے کہون گا۔

شہسوار۔ جی ہان اسوقت ہوش کسے ہے۔

منیجر۔ آپ کی حالت افسوس کے قابل ہے۔

شہسوار۔ ہرگز نہین میرے اعمال کا یہی انجام تھا۔

منیجر۔ اب اسوقت اعمال بد کا کمال افسوس ہوگا۔

شہسوار۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد اب افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہے بھلا۔

منیجر۔ آپ کے پھانسی پانے سے سب کو عبرت ہوگی۔

شہسوار۔ خصوصًا بد اعمال اور بدمعاشون کو۔

منیجر۔ مگر آپنے واقعی بہت برا کیا کہ مرزا ہمایون فر سے شہزادے کو جو ہر دل عزیز تھا قتل کر ڈالا ہائے افسوس۔

شہسوار۔ جناب اسوقت آپ جر کے برا ور جز کا لگاتے ہین زبان سے خدا ہی تک دفان ہجیے۔ اب وقت آخری ہے۔

منیجر۔ اب توبہ کیے سے کیا ہوتا ہے مکائد و حیل سے کہین خدا کو کسی نے راضی کیا ہے۔

شہسوار۔ خیر دل کو کچھ ڈھارس ہوگی۔

منیجر۔ سارا زمانہ خوش ہے کہ تو پھانسی پائے گا۔ دنیا مین کسی کو تیرے ساتھ ہمدردی نہیں۔

شہسوار۔ اسکے اظہار کی کیا ضرورت ہے۔

منیجر۔ تاکہ تو اور بھی زیادہ ملول و مغموم ہو۔ بس اور کچھ نہ کہنی ہونے پر سود کرتا ہے۔

سات بجے کا وقت پھانسی کے لیے مقرر ہوا تھا اور چھ ہی بجے سے جیلخانے کے ارد گرد اس کثرت سے تماشائی تھے کہ دور تک سر ہی سر نظر آتے تھے اور جوق جوق آدمی جمع ہوتے جاتے تھے۔ حکام نے بڑا انتظام کیا تھا کہ بلوہ نہونے پائے۔ فوج پیادہ کی ایک کمپنی متصل جیل میں پرا جماکر کھڑی تھی۔ بندوقیں ہاتھوں مین اور سنگینیں چڑھی ہوئین اسکے بعد ایکسو سوار شمشیر برہنہ لیے ہوئے صف باندھکر استادہ تھے۔ پھانک پر پچاس سپاہی مسلح مستعد اور تماشائیون کے ہجوم مین جا بجا دس دس سوار اور دس دس پیادے ہتھیار باندھے ہوئے تعینات تھے۔ اسکے علاوہ دو سو پولیسمین دو رویہ دور تک لین جمائے ہوئے تھے۔ آدمی پر آدمی اور تماشائی پر تماشائی ٹوٹا پڑتا تھا اور پھانسی دیکھ دیکھکر سب کو نہایت عبرت ہوتی تھی مگر بدوضع اور بدمعاشون کے کلیجے دہلتے تھے اور چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا۔

اتنے مین شہسوار کے آنے کی خبر گرم ہوئی پچاس سوار پچاس پیادے اسکو گھیرے ہوئے تھے تاکید کر دی گئی تھی کہ تماشائیون مین کسی کے پاس بندوق یا طپنچہ نہو اسوقت شہسوار بھیگی بلی کی طرح دبکا دبکا یا آہستہ آہستہ آیا اور ایک مقام پر کھڑا ہو کر تماشائیون کی طرف دیکھنے لگا کہ اتنے مین غول سے کسی شخص نے طپنچہ سر کیا اور شہسوار کے بازو پر گولی لگی مگر جھلتی ہوئی۔ طپنچے کے سر ہوتے ہی غلغلہ مچ گیا اور جس شخص نے گولی چلائی تھی وہ مگر غبارہ ہوئی گولی چلا کر اسنے بھاگ جانے کی کوشش کی تھی مگر ایک سوار نے تلوار سے روکا اور اسکی کوشش بیسود ہوئی

مجرم مجروح بھی ہوا اور قبل اسکے کہ شہسوار پھانسی پائے
مجرم کی طرف سب مخاطب ہوئے اور وہ گرفتار کر کے
جیلخانے مین لایا گیا تو شہسوار نے اُسکی طرف مخاطب
ہو کر یون گفتگو کی۔

شہسوار۔ اس سے کیا فائدہ ہوا اور کیا نتیجہ نکلا۔

مجرم۔ ہمنے بھی تمہارا ساتھ دیا۔ اسوقت۔

شہسوار۔ افسوس تم لوگ بالکل دشمن عقل ہو۔

مجرم۔ گولی اسلیے چلائی تھی کہ پھانسی سے بچ جائیے۔

شہسوار۔ واہ واہ۔ کیا عقل و خرد ہی۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

مجرم۔ خیر اب تو ہم بھی مجرم ہو گئے۔!!!

اتنے مین صاحب ضلع نے تماشائیونکا اور بھی بلیغ انتظام اور اہتمام مزید کیا تاکہ کسی کے پاس آلۂ حرب نہ نکلے اور ادھر شہسوار نے تماشائیون کی طرف خطاب کر کے یون کہا یار کوئی حسن آرا اور سپہر آرا ان کافر اور ظالم اور ستمگر معشوقونکو اتنی تو خبر کر دو کہ تمہارا عاشق زار شہسوار جرار اب اس جرم مین پھانسی پاتا ہی کہ تمہارا عاشق دلی تھا از برائے خدا ذرا مقتل تک آؤ۔

بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست
تو نیز برسر بام آ کہ خوش تماشائیست

اُنسے کہدو کہ خدارا بیحجاب آؤ اور رخ انور سے عاشق کے دم واپسین نقاب اُٹھاؤ اور چہرۂ زیبا دکھاؤ ہم مرنے سے جی نہ چرائینگے اپنے ہاتھ سے سولی پر چڑھ جائینگے ایک جوان طناز پر نظر پڑتی ہی مگر افسوس کہ نظر ڈالتے ہی اُسنے آنکھین نیچی کرلین۔

دزدیدہ نظر ہی کیون دم قتل ۔ کیا مرنیسے جی چرائینگے ہم

مجھ مین اب اسقدر طاقت بھی نہین کہ دو قدم چل سکون ورنہ ان سب سے مقابلہ کر کے اپنی معشوقہ زاہد فریب طاؤس زیب سے دم آخر بھی ضرور ہم آغوش ہو لیتا مگر طاقت نے جواب دیا۔ ؎

وہ صید ناتوان ہین کہ اس اضطراب پر
اُچھلے نہ آب تیغ کی طغیانیون مین ہم

مین تو سمجھا ہی تھا کہ اجل کے وصال کے وقت اُنسے بھی وصل ہوگا۔ اے توبہ وصل کجا۔ دور دور سے چار آنکھین ہو گئین مگر صد حیف کہ ہماری برسونکی صحبت مین بھی ابھی یہ حال ہی کہ آنسو ڈبڈبا آئے۔ جان جان تمہارے آنے سے تو مین خوش ہوا کیونکہ آخری دیدار نصیب ہو گئے۔ مگر اتنا نقصان البتہ ہوا کہ جان زار دیر مین نکلے گی اور روح بڑے جھگڑونکے بعد مفارقت کرے گی۔

صد بار بیش مردم از شوق نام تو
جان منتظر نشستہ بکنج لبم ہنوز

محبوب جان اب وہ آنسو کہان گئے۔ اللہ اللہ اسقدر جلد خشک ہو گئے کہ ابھی پٹ پٹ آنسو گرتے تھے اور اب کہین پتا ہی نہین تو وجہ کیا۔

در وداع دوست چشم اشک بارانی نکرد
آب کم میکند چون پختہ می گردد کباب

مین نے تمام عمر مین کوئی کار نیک نہین کیا بجز اسکے کہ ایک بیوہ جو کمال عفیفہ تھی اُسکو ایک شہوت پرست جوان کی بدعت سے بچایا اور اُسنے مجھے لاکھون دعائین دین مگر کوئی دن میری زندگی کا ایسا نہین گذرا کہ مین نے مردم آزاری

نہ کی ہو۔ میری سوانح عمری کا ادنےٰ نمونہ یہ ہے۔

۱۔ دس برس کی عمر مین مین نے ایک ہمسن بچے کو جس سے مجھسے بڑا یارانہ تھا کنوئین مین ڈھکیل دیا اور بہت خوش ہوا کہ مجھسے یہ کار نمایان سرزد ہوا۔

۲۔ دو مہینے کے بعد مین نے اپنی ایک بہن کو کہ مجھسے بہت محبت کرتی تھی پکڑ کر چولھے مین جلایا اور جب وہ غل مچانے لگی تو مین گھر سے بھاگ گیا اُس روز سے آجتک گھر نہین گیا۔

۳۔ فوج کی نوکری مین مین نے ایک شب کو دل لگی دل لگی مین چار سو گھوڑون کو جو رسالے کے تھے تلوار سے زخمی اور مقتول کیا کسی کا سر الگ اور کسی کا کان ندارد اور کسی کی دم کٹی ہوئی اور کسی کی تھوتھنی نہین۔

۴۔ ایکبار مین نے ایک بوڑھی عورت کے جوان لڑکے کو جسکا مین کئی سبب سے احسان مند تھا۔ صرف بنظر تفریح طبع گولی سے مار ڈالا اور اس عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالے کہ پھر کوئی کام نکر سکے تاکہ ایڑیان رگڑ رگڑ کے مرے۔

تماشائی۔ اے لعنت خدا کافر مردود۔

دوسرا۔ خدا کی مار شیطان کی پھٹکار۔!!!

تیسرا۔ اسکو تو کھڑا چنوا دینا چاہیے۔ بدبخت کو۔ خدا کی مار لعنت !!!! اے لعنت خدا !!!!۔

شہسوار۔ مین نے ایکبار مئو کی چھاؤنی کے پاس ڈاکہ مارا اور دس مردون چھ عورتون دو بچون اور بارہ آدمیون کو قتل کیا اور انکا سب مال و اسباب چھین لیا اور پھر ایک ڈاکہ مارا اسمین عورتین اپنے مردون سے جدا ہو گئین اور بچے بلک بلک کے مرے۔ اور انکا بلکنا اور تڑپنا دیکھکر مین ہنسا اور خوش ہوا۔

تماشائی۔ کیا فخریہ بیان کر رہا ہے۔ اے لعنت۔

دوسرا۔ اگر میرا بس چلے تو ہاتھی کے پانوُن کے تلے روندوا ڈالون۔ یہ اسی کے لائق ہو مگر پھانسی اسکے لیے کافی سزا نہین

تیسرا۔ اب اسوقت کل باتین یاد آرہی ہین۔

شہسوار۔ مرزا ہمایون فر کا قتل بھی یادگار رہے گا۔

تماشائی۔ اخ تھو دور ہو بدبخت نامعقول۔

دوسرا۔ خدا کی قسم یہ شخص اس قابل ہو اسکو سرد مہری سے اس طرح قتل کرے کہ اسکے تکے تکے کیے جائین اور ترسا ترسا کے مارا جائے۔

شہسوار۔ اگر پھانسی سے تشفی نہو یون بھی سہی۔ مرزا ہمایون فر کے قتل کا تو مجھے بھی رنج ہوا اور محبوب جان نے جو میرے سامنے اسوقت کھڑی ہی بہت کچھ لعنت ملامت کی ہاے۔ آہ سرد تر جان دل ہی مگر ضبط کر رہا ہون۔

رخصت آہ دو ہم گر دل شیدائی را ۔ آتشے در زنم این گنبد مینائی را

مگر میری اس حالت زار اور انجام سے سب کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ خصوصاً ان لوگونکو جو میرے ایسے قاتل اور ڈاکو اور سفاک ہین مین اپنے بیشمار احباب کو ہدایت کرتا ہون کہ حتی الوسع آزاد پاشا کی خدمت کرین اور انکو بہادر سپاہی سمجھ کر تعظیم کے ساتھ پیش آئین۔ اور محبوب جان کو دامے درمے قدمے سخنے مدد دین۔ اللہ بس باقی ہوس ہمنے جو کیا اسکا پھل پایا کہ کرو کہ نیافت جو جیسا کریگا ویسا پائیگا۔

یہ کیا الم ہے جو ہے چاک کی جیب سحر ۔ ہے چاندنی مین وہ لا سیل اشک کا عالم

یہ کیا الم ہے جو خورشید ہے برہنہ سر ۔ دو دور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر

سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کبود
بنا ہی چاند کا ہالہ بھی حلقۂ ماتم
وفور غم سے تعجب نہین اگر مریخ
نظر مین گنبد گردون ہی گنبد مدفن

بہ رنگ داغ دل ماہ ہی ہر اک اختر
ہی ہیچ آج گردون بشکل دیدۂ تر
اب اپنے قتل کو مانگے ہلال سے خنجر
بنی ہی چادر مہتاب قبر کی چادر

ہاے اگر حسن آرا کے ہاتھ سے مارا جاتا تو کس لطف کے ساتھ جان جاتی اور کسقدر مزا حاصل ہوتا۔

درد ہوتا مرے زخمون مین تو بجا بیٹھا
اس شکرلب نے جو شمشیر لگائی ہوتی

اور اگر سپہر آرا کے دست نازک سے جان جاتی تو سبحان اللہ سبحان اللہ۔

عمر بھر ہیں مین زخم سے خندان ہوتا
اُسنے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی

مجھے اس مرتے دم بھی اسی زلف چلیپا کی یاد ہے۔ اللہ رے عشق اگر کبھی وہ زلف چھوئی ہو تو کالے ڈسین مگر جب یاد آتی ہی تو کلیجے مین سانپ لہرانے لگتے ہین۔

خیال زلف ہی یون عاشقون کے سینون مین
کہ جیسے سانپ ہون بیٹھے ہوئے خزینون مین

یارو اسقدر مجھپر احسان کرنا کہ میرا جنازہ حسن آرا کے مکان کی طرف سے لیجانا اور اگر سپہر آرا میرے لاشے پر نظر ڈالے تو سبحان اللہ۔ مگر۔ ؂

جنازہ میرا گلی مین انکی جو ہیو ہے ٹھہرا کے اتنا کہنا
اُٹھانیوالے ہوئے ہین تنزی سو تھک کے کاندھا بدل رہے ہین

مجھے اس عشق اور حسن گلوسوز نے مار ڈالا نہ سپہر آرا پر دل آتا نہ ہمایون فر کو قتل کرتا نہ پھانسی پاتا۔ مگر سپہر آرا کا اسمین کیا قصور ہے۔ ؂

من گویم کہ یار کشت مرا
دل بے اختیار کشت مرا

[illegible] دہ را چہ علاج۔ جو ہوا سو ہوا۔ مگر فعل بد کا

انجام بد ہی گو مرنے کو کروڑون مرے اور کروڑون مرینگے اور مرتے جاتے ہین مگر جس تلخکامی سے میری جان جاتی ہی وہ کبھی کسی کو نہوئی ہوگی جن جن کو مین نے قتل کیا ہی اُنکی صورت اسوقت روبرو ہے۔

۱۔ بھالا ہاتھ مین لیے ہوئے وہ بچہ جسکو مین نے کنوئین مین ڈھکیل دیا تھا سامنے کھڑا ہے اور بھالا دکھا کر کہتا ہی عین پھانسی کے وقت بھوک دونگا۔ (کانپ کر)۔

۲۔ وہ ضعیفہ جسکے جوان لڑکے کو مین نے قتل کیا تھا انکلا دکھلا رہی ہی اور کہتی ہی کہ پھانسی پر چبھو دونگی۔ تاکہ جانکنی مین اور بھی صدمہ ہو۔

۳۔ اسکالڑکا تلوار سے مجھے دھمکاتا ہے۔

۴۔ ڈاکے مین جن لوگون کو قتل کیا تھا وہ مجھے گھیرے ہوئے ہین اور ہر چہار طرف سے ڈراتے ہین۔

۵۔ ایک عورت بطور میری دشمن ہی مگر مین پہچانتا نہین کہ کون ہی یا خدا یہ کون ہی اسکے ہاتھ مین انگیٹھی ہی اور وہ کہہ رہی ہی کہ عین اسوقت جب جلاد پھانسی پر چڑھائے گا تیرے جسم کو جھلسا دونگی ہاے ہاے مین کیا تھا اور اب کیا ہون کیسا چین کرتا تھا اور اب کس افسوس کی حالت مین ہون

آن بلبلم کہ در چمنستان شاخسار
بود آشیان من شکن طرۂ بہار
آن ساحرم کہ از اثر نشئہ کفم
خمیازہ را بموج گل بیاشتی خمار
آن مطربم کہ ساز نوای خیال من
تیر از کمند جاذبۂ دل نداشت تار
آن کوکبم کہ در تب و تاب رہ شوق
اوج من از رسیدن می یافتی قرار
آن ریشۂ نگاہ امیدم کہ دمبدم
بود از نم طراوت دل شوقم آبیار

ہر غنچہ از دمم بتقاضائے شگفتگی
فیض نسیم جلوۂ گل داشت پیشکار

مگر اب اسوقت ہر در و دیوار سے حسرت نظر آتی ہے اور جسقدر افعال بد مجھسے سرزد ہوئے وہ میری روح کو کمال صدمہ پہونچا رہے ہیں۔ ع

داغ تلخ کو یا ئم لذت سم از من پرس
کو تند خو یا ئم حیرت رم از من پرس

گو یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ مرنے کے وقت انسان کے خیال کیسے ہوتے ہین مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو میرے دل کا حال ہے وہ کسی کا نہوگا۔

نگا۔ مجھے اسوقت پریشان کر رہی ہے لیکن تعجب ہے کہ مرزا ہمایون فر کی صورت نظر نہین آتی ہے اور جس جس کو قتل کیا سب آمادہ کھڑے ہین کہ پھانسی کے وقت ضرر رسانی کرین۔

تماشائی۔ وہ قدسی صفات لوگ تھے بادشاہ کی اولاد انکو ضرر رسانی سے کیا مطلب۔ انکی طرف سے خدا کا قہر تجھپر نازل ہوا۔

دوسرا۔ پھانسی کے وقت سب گناہ تجھے اور بھی پریشان کرینگے گو وہ پریشانی ایک ہی ساعت کی ہوگی۔

جو صاحب اسوقت پھانسی کی نگرانی کیلئے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے تھے انھون نے چپ چاپ شہسوار کی تقریر سنی اور کہا اب زیادہ وقت ضائع نہین ہوسکتا۔ چلو اور پھانسی فوراً دیجائے۔ یہ سنکر شہسوار رونے لگا بدن تھر تھر کانپتا تھا اور ایک ایک قدم پر گرا پڑتا تھا تماشائیونمین ایک شخص نے کہا دیکھو بھائیو یہ گناہ کبیرہ اسکو اسوقت کسقدر رُلا رہا ہے کہ ایک ایک قدم پر اسکا پانوُن لرزتا ہے اور کانپ رہا ہے اور اسقدر گریہ و بکا کرتا ہے جسقدر گناہ اس سے سرزد ہوئے ہین وہ سب اسوقت پریشان حال کر رہے ہین۔

اب سنیے کہ ادھر تو مچل مچل کر شہسوار پھانسی کے رُخ جاتا تھا ادھر تماشائیون کے ہجوم مین ایک آدمی سیاہ عمامہ بانکا باندھے ہوئے سب سے زیادہ آہ شیون زار کھینچکر روتا تھا آنکھون مین حسرت گھٹنا سر پر عمامہ سیاہ اور گرنٹ کا دگلا اتو کیا ہوا اور جامہ وار کی رضائی اوڑھے۔

آزاد پاشا نے جو اسپر نظر ڈالی تو سمجھ گئے کہ کون ہے۔ لوگونکو حیرت تھی کہ یا الٰہی یہ کون شخص ہے حسن نمکین دبرشتہ ایسا کہ لاکھون مین انتخاب اور نک سک سے درست۔ بوٹا سا قد مگر داڑھی مونچھ ندارد اور کیفیت یہ ہے کہ ساتھ کے دو دو آدمی سنبھالتے ہین مگر نہین سنبھلتا۔ دل بے اختیار ہوا جاتا ہے۔ پھانسی کے قریب پہونچکر شہسوار نے نعرہ مارا اور یہ اشعار زبان پر لایا۔

مرغ عشق ستیزہ کار ہے دل | ملک الموت دوچار ہے دل
بسکہ مشتاق ناز یار ہے دل | ستم آموز روزگار ہے دل

وصل جانان کہان سوائے خیال
ہم ہین مایوس اُمیدوار ہے دل

یہ حسرت بار اشعار سنکر وہ سیاہ عمامہ والا جوان ایسا بیقرار ہوا کہ دھڑ سے گر پڑا اور آزاد نے جھپٹ کر اسے اُٹھایا تو غش آگیا پانی چھڑکا۔ بھیڑ سے ہٹانے کو تھے کہ ہوش آگیا اور کہا۔ لوگو۔ مجھ نصیبون جلی کو بھی ساتھ لیچلو۔ ہائے ہائے۔ ارے میرے بانکے شہسوار میرے محبوب جان تیرے مقتل سے اب جاتی ہے۔ ادھر قریب تھا کہ شہسوار پھانسی پر چڑھایا جائے۔ کہ اُسنے ایک مرتبہ کانپ کر کہا ائے خدا کیلیے مجھے نہ کونچو۔ ارے یہ بھالا لیے ہوئے لونڈا آیا ہے

ہاے کونج رہا ہے۔ یہ نکلا لیکر بوڑھی عورت آئی ارے آنکھ بچا نیکبخت دُہائی سرکار کی از براے خدا مجھے جلد پھانسی دو۔ دُہائی سرکار کی از براے خدا مجھے جلد پھانسی دو دہائی سرکار کی ارے یہ سب کے سب مجھسے بدلا لے رہے ہین اوہ ہاے مرا یہ آگ کی انگیٹھی سے میرا بدن جلایا جاتا ہے

سامعین یہ تقریر سنکر کانپ رہے تھے کہ اللہ رے انقلاب اور مکافات عمل یہ وہ شخص ہے جسنے ہزارون آدمیونکو ایذا پہونچائی اور صدہا کی جان لی اور پچاسون کو قتل کیا تھا اور ہزارون کے گھر کو نہین معدوم کئے چندسے چھاپہ مارتا تھا اور سرخرو آتا تھا اور کبھی کسی سے دب کے نہین رہا اور ایک وقت آج ہے کہ تھرا رہا ہے اور گریہ وبکا کرتا ہے اور جن بیگناہ ہونکو اسنے قتل کیا ہے انکی صورت ہر درودیوار سے نظر آتی ہے۔ افسوس صد افسوس ہزار افسوس خدا نہ کرے کہ ایسا انجام کسی کا ہو کوئی اسکے دل سے اسوقت پوچھے کہ اسپر کیا گزرتی ہے تمام عمر جسقدر عیش کیا ہے اُسکا ہزار گونہ اسوقت رنج ہے۔

شہسوار۔ اے زندگی اب تجھسے رخصت ہوتا ہون۔

آواز۔ جا جہنم مین مردود۔ دور ہو کمین۔

شہسوار۔ اُف اُف۔ صاحب اب ہمکو نجات دو۔ ارے یہ صدہا تیرون کی مجھپر بوچھار ہو رہی ہے۔

آواز۔ موے پر سو دُرے۔ تو ایسا ہی بداعمال اور بدوضع اور بدکردار ہے۔ اگر میرا بس چلے تو اسوقت تیری ایک ایک بوٹی نوچون۔

شہسوار۔ اُف۔ ہاے مرا اے اوبیرحم اب زیادہ نہ بدن جلا ہاے۔ اسکے بعد شہسوار تختے پر چڑھا دیا گیا اور جلاد نے رسی کھینچ لی اور پھانسی لگ گئی۔ بہت تڑپا ہاتھ پاؤن جھٹکے اور تڑپ کے سرد ہوگیا گلے سے رسی کھول لیگئی سول سرجن نے آنکر دیکھا اور کہا دم نکل گیا جسوقت جلاد نے کہا روے کا ٹوپ پنھایا شہسوار نے نعرہ بلند کیا کہ اکثر آدمی کانپ اُٹھے اور جلاد دوڑکر بھاگنے لگا تو صاحب نے للکارا۔ اب سنیے کہ تماشائی اس سانحے اور عبرتناک معاملے کو دیکھکر باہم یون گفتگو کرنے لگے۔

۱۔ بُرے کام کا برا نتیجہ ہے بھائی۔

۲۔ اسی سے کہتے ہین کسی کا دل نہ دُکھائے۔

۳۔ تھا تو یہ بدبخت بس اسی لائق۔

۴۔ بلکہ اور اس سے زیادہ سزا کے لائق۔

۵۔ دیکھا کس حسرت کے ساتھ یہ بدبخت مرا۔

۶۔ اُف اُف بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔

۷۔ اس مین کیا فرق ہے۔ یہ گناہ کا انجام ہے۔

۸۔ یا خدا ہر آفت سے بچائیو۔ یا باری تعالےٰ۔

۹۔ کر تو ڈر۔ نہ کر تو خدا کے غضب سے ڈر۔

۱۰۔ ہم اسکے قائل نہین ہین۔ بیگناہ کو خون کیا ہے۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گاذران بر سنگ

۱۱۔ اوہ ایک وہ دن تھا کہ سرکار اور حاکم لوگ اور پولیس والے اور بڑے بڑے آدمی سب اس سے خائف تھے۔

۱۲۔ جی ہان اور ایک دن آج ہے۔ واہ۔

۱۳۔ اوہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ واللہ!!

۱۴۔ عبرت۔ عبرت۔ کیا خراب انجام ہوا۔

۱۵۔ خدا دشمن کا بھی ایسا انجام نہ کرے۔

۱۶۔ اس سرکشی کا نتیجہ یہی ہے۔ خدا کو برا معلوم ہوتا ہے اسکے بندون

کی مفت مین کوئی جان لے۔ ع

عزیزے کہ از در گہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اس سے بڑھکر اور سرکشی کیا ہوگی الامان الامان صدہا خون اسکی گردن پر ہین۔

۱۷۔ پھانسی پاتے بہتون کو دیکھا مگر اس حالت زار مین جان دیتے کسی کو نہین پایا۔

۱۸۔ حق ہی حق ہی۔ یہ اعمال بد کا نتیجہ ہی۔ ع

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

کہ کرد کہ نیافت۔ خوب ہوا۔ واللہ خوب ہوا۔

۱۹۔ خدا کسی کو یہ وقت نہ دکھائے مگر مین تو واللہ خوش ہو۔ مرزا ہمایون فر کو اس دوزخی نے قتل کیا یہ تو اگر اسطرح پر مارا جاتا کہ پتھرون سے اسپر نشانے لگائے جاتے تو مین ازبس محظوظ ہوتا واللہ۔

شہسوار کی لاش محبوب جان کی نگرانی مین اٹھوائی گئی اور اسی وقت تجہیز و تکفین کی فکر کی گئی۔ جنازے کے ساتھ آزاد پاشا بھی تھے اور ہر مقام پر جوق جوق آدمی ساتھ ہوتے تھے اور یون باتین کرتے جاتے تھے

۱۔ اللہ اللہ کیا شورہ پشت آدمی تھا۔ اُف۔!

۲۔ جی ہان سب کا یہی انجام ہے حضرت۔

۳۔ خدا نہ کرے کسی کا انجام ایسا ہو۔ توبہ۔

۴۔ مطلب یہ کہ ایک دن مرنا سب کو ہے۔

۵۔ یہ سچ۔ مگر ایسی موت خدا نہ کرے کوئی مرے۔

محبوب جان۔ ہائے شہسوار۔ وے شہسوار ہمین چھوڑ گئے

اگر زنجیر کش سوے بیابان اپنی وحشت ہو
تو پاے قیس کا ہر ایک چھالا چشم حیرت ہو
ہمارے قتل سے قاتل نہ کیون غیرونکو عبرت ہو
ہم جوہر سے جوہر تیغ کا جب دست حیرت ہو
کسی کے ابروے خونخوار کا کشتہ ہون تعجب کیا
جو میری خاک سے تعمیر محراب عبادت ہو
بجاے سبزہ نکلے خاک سے میری زبان ظالم
دل نالان پس مردن جو سرگرم شکایت ہو

یہ شعر اکثر ورد زبان رہتے تھے اور مجکو بھی کچھ کچھ فارسی پڑھائی تھی۔ ہاے جسدن مرزا ہمایون فر کو قتل کیا میری عجب حالت تھی مگر وہانسے بھی بھاگ کے نکل آیا تو مین نے بڑی خوشیان کین۔ ہاے ایکبار مجھسے کہا محبوب جان ہمین ایک بوسہ تو دو مین نے کہا بس اب بوسے رہنے دیجیے۔ کہا۔ ع

دے دیا تجھے بوسہ طلب اول پر
سچ کہاہے کہ مزا حرف مکرر مین نہین

آزاد۔ بڑا بد اعمال آدمی تھا بدبخت۔

محبوب جان۔ انتہا سے زیادہ میان اونکی نیت ہمیشہ بدی کی طرف رہتی تھی۔

آزاد۔ اوہ کس حالت مین اسکی جان نکلی ہی۔

محبوب جان۔ میان رونگٹے کھڑے ہوتے ہین ہاے اب کیسے چپ چاپ پڑے ہین۔ آرزو وے دلی یہی تھی کہ سو دو سو کو مار کے مرے مگر تمنے اس طرح چیر غٹو کیا کہ بالکل بس ہی مین کرلیا۔

آزاد۔ مین تو جانی دشمن تھا اسکا۔

محبوب جان۔ اے کاش میرے پاس نہ آتا تو شاید بچ جاتا گرفتار نہوتا۔ ؎

تڑپتا ہی پڑا شوقِ شہادت خاک اور خون مین
گرا کوچے مین تیرے یہ لہو کسکا زمین پر ہی

شہسوار کے جنازے کے ساتھ جسقدر آدمی تھے اُسپر لعنت بھیجتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ملحدونکا یہی انجام ہی کوئی کہتا تھا کہ یہ مرد نماز روزہ اور عبادت خدا سے بالکل غافل تھا اور منہیات و معصیات کا مرتکب ہوتا تھا۔ لہذا یہ روزبد دیکھنے مین آیا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو کلمۂ خیر سے یاد کرتا۔ دفن کیوقت نماز جنازہ نہین پڑھی گئی کیونکہ محبوب جان نے صاف صاف کہدیا تھا کہ یہ شخص مسلمان نہ تھا بلکہ معبود حقیقی کی شان مین اکثر کلمات بے ادبانہ زبان پر لاتا تھا۔

اب سنیے کہ حسن آرا بیگم کے ہان کئی آدمیون نے جاکر شہسوار کی پھانسی کا حال بیان کیا۔

عسکری۔ (بڑی بیگم سے) الامان الامان جس مصیبت اور سختی سے اس ناہنجار کی جان نکلی۔ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے۔

بڑی بیگم۔ نا بابا۔ کوئی ایسا کلمہ کفر کا کہتا ہے۔!!!

بہار النسا۔ اسکے ساتھ رحم کرنا تو اماں جان ستم ہی۔

بڑی بیگم۔ وہ جیسا تھا ویسا اسکا انجام ہوا۔ ہم عبرت پکڑین یا خوش ہون خوشی کیسی ہمین عبرت ہونی چاہیے۔

بہار النسا بیٹا۔ اِس ہاتھ دے۔ اُس ہاتھ لے۔ سمجھے

بہار النسا۔ مین دیکھتی تو بہت ہی خوش ہوتی اماجان

عسکری۔ جس جس کے ساتھ اُسنے بدی کی تھی اُن سبکی صورت اُسکو سامنے نظر آتی تھی اور غل غلا مچا مچا کر کہتا تھا کہ ایک بچہ جسکو مین نے کنوئین مین ڈھکیل دیا تھا اسوقت بھالا لیے ہوئے کو بیچ رہا ہے۔

اتنے مین عباسی مہری آئی۔ اُسنے کانپتے ہوئے کہا حضور اُف اُف توبہ توبہ (ناک پر مٹی لگا کر) اللہ دشمن کو بھی ایسا دن نصیب نہ کرے۔

سپہر آرا۔ پھانسی کیونکر لگائی جاتی ہی باجی جان۔

حسن آرا۔ چہ خوش جیسے مین نے پھانسی لگائی ہی۔

عباسی خانم۔ مین عرض کرون ایک اونچے تختے پر آدمی کھڑا ہوتا ہی اور اسکا گلا رسی مین ڈالا جاتا ہے۔ بس تختہ کھینچ لیا اور لٹک گیا۔

حسن۔ افوہ (کانپ کر) چلو اب اسکا ذکر نہ کرو۔

روح افزا۔ ای ہان گیا وہ مو ا جہنم مین۔ اب اسکا بار بار ذکر کیا ہی۔ طرح طرح کے خیال آتے ہین۔

عباسی۔ اُسکا بوڑھا باپ کسی بہانے سے اُسکی جگہ جیلخانے مین جا بیٹھا تھا۔ وہی بوڑھا یاد ہوگا۔

سپہر آرا۔ تو کیا جوان اور بوڑھے مین فرق نہ کیا۔

عباسی۔ جب پولیس کے لوگون نے دیکھا تو تلاشی لی گئی اور ادھر شہسوار اپنے آشنا کے ہان ڈھونڈنا نے لگا۔

روح افزا اور جانی بیگم کے اصرار سے یہ تذکرہ موقوف کر دیا گیا اور دوسرا ذکر چھیڑ دیا!

اب سنیے کہ ثریا بیگم جو اسی شہر مین وارد تھین جب انھون نے یہ حال سنا تو ہمجولیون سے اپنے اور شہسوار کے حال اور بات چیت کا ذکر چھیڑا اور کہا مجھ سے اور اُس سے عرصے تک مکالمہ رہا۔

مین اُس زمانے مین کسی اور نام سے مشہور تھی یعنی

جوگن جب ایک مقام پر ملا تو جوگن سمجھکر یون گفتگو کی۔

شہسوار۔ مین نے کل سے دل مین ٹھان لی ہی کہ تارک الدنیا ہو جاؤن۔

جوگن۔ تارک ہونا خالہ جی کا گھر نہین ہے۔

شہسوار۔ یہ سچ مگر مین بوالہوس نہین مستقل ہون۔

جوگن۔ شاید کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہے۔

شہسوار۔ خوب یاد رکھیے مجھے دنیا سے نفرت ہو گئی۔ جس ماہرو کو پیار کرتا تہا اور جسکے عشق کا دم بھرتا تھا اُسنے میرے سامنے میرے رقیب کو منھ لگایا اور مجھے آتش غم مین جلایا۔ ؎

رقیبا از آتش ہجر تش من مہجور میسوزم
تیسوزی تو از نزدیک و من از دور میسوزم

جوگن۔ رقیب کون۔ رقابت کا کیا ذکر ہے۔

شہسوار۔ وہی جوان رعنا جسکا نام آزاد ہی۔

مین۔ آزاد کا نام سنکر پھر ملول ہو گئی شہسوار سے پوچھا کہ وہ آجکل ہے کہان شہسوار نے کہا واللہ اعلم مگر سنا روم گیا ہے۔

جوگن۔ وہ کون ایسا پر کالۂ آتش خوبرو جوان ہے جسکے سامنے تم ایسے گلبدن کی دال نہ گلی۔

شہسوار۔ ایان سے کہون یا لگی لپٹی بناوٹ کے ساتھ۔

جوگن۔ لگی لپٹی کیا معنے۔ اللہ لگتی کہو۔

شہسوار۔ مجھسے وہ کمبخت ہر طرح اچھا تھا واللہ دیتا تھا۔ کمبخت کا لفظ جو آزاد فرخ نہاد کی شان مین شہسوار کی زبان سے نکلا تو مین آگ بھبھوکا ہو گئی۔ قریب تھا کہ شہسوار کو نکلوا دون مگر سوچی کہ جھگڑے فساد سے کیا واسطہ۔ جب جوگن کے بھیس مین رہنے اور انواع و اقسام کے مصائب سہنے لگی تو اب غم و غصہ کیسا شہسوار بولا کہ روم گئے تو ہین چڈا اگر خدا ہی ہی جو واپس آئین۔ میرے شیشۂ دل کو ٹھیس لگی مگر اظہار ملال خلاف مصلحت سمجھی۔

شہسوار۔ واہ کیا خوب کہا ہے۔ ؎

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہی
کہ لاکھو برق نہان جسکے ہر شرار مین ہے

جوگن۔ آزاد ہائے آزاد (ٹھنڈی سانس بھر لی)۔

شہسوار نے بگڑکر جوگن پر نظر ڈالی تو اس شوخ ستمگر نے بات ٹالی اور کہا آزاد ہی نے تمھین خراب کیا ہی کانٹے اُسی کے بوئے ہوئے ہین شہسوار دل مین از بس خوش ہوا کہ اس مہ لقا نے میرے ساتھ ہمدردی کی اور میری بیقراری دیکھکر آہ سرد کھینچی۔ مسرور ہوکر مزید آزمائش کے لیے یہ شعر پڑھا۔ ؎

ملگئے پر حجاب باقی ہے
فکر ناز و عتاب باقی ہے
بات سب ٹھیک ٹھاک ہے لیکن
کچھ سوال جواب باقی ہے

ناظرین کو یہ بات چیت ضرور یاد ہوگی۔

الغرض شہسوار کی پھانسی کا حال اور آزاد کی جرأت کا ذکر گھر گھر مشہور ہوا اور حسن آرا کے ہان سب کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی کہ ہمایون فر کے قاتل اور آزاد کے جانی دشمن نے پھانسی پائی۔ ثریا بیگم بھی کمال محظوظ تھین کہ آزاد کو اب کوئی کھٹکا نہ رہا اور جو شخص اُسکا رقیب تھا وہ دنیا سے اُٹھ گیا۔ شہزادی بیگم کے ہان گھی کے چراغ جلائے گئے کہ شہزادے کے قاتل کی جان گئی۔ دونون بہنین خوش تھین کہ انکے بھائی کی جس شخص نے جان لی تھی وہ کُتے کی موت مارا گیا

اس پھانسی سے سب سے زیادہ خوشی سپہر آرا اور حسن آرا اور شہزادی بیگم اور مرزا ہمایون فر کے بھائی کو تھی۔

اب سنیے کہ دوسرے روز خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع نئے ٹھاٹھ اور نرالی دھج سے پاؤن مین کمبخت کا چڑھوان جوتا۔ ٹانگون مین بہت بڑا ڈھیلا پائجامہ زنگاری رنگا ہوا کوٹ کھاروے کا وردی کی طرح کا ٹوپی گرنٹ کی اور بیل کے عوض پیتل۔ یون تشریف لائے۔ مہری نے محلسرا مین دوڑتے ہوئے آکر بآواز بلند کہا

مہری۔ بیگم صاحب ذری کمرے مین چلکر دیکھیے گا یہ کون آئے ہین۔

حسن آرا۔ کون ہے۔ اری کون آئے۔ کون ہین۔

مہری۔ (ہنسکر) حضور چلکر دیکھ لیجیے۔

جانی بیگم۔ اوئی آخر معلوم تو ہو کہ کون ہے۔

مہری۔ دست بستہ حضور ذری تکلیف کر کے خود ہی چلکے دیکھ آئیے۔ حسن آرا نے کمرے مین جاکے دیکھا تو بے اختیار ہنس پڑین اور سب ہمجولیون کو بلایا۔ خواجہ صاحب کی انوکھی قطع دیکھکر سب کی سب کھلکھلا کر ہنس پڑین۔

حسن آرا۔ یہ موا بڑا مسخرہ ہے قطع تو دیکھیے۔

روح افزا۔ اور یہ ٹوپی کاہے کی دیے ہوئے ہے۔

بہار النسا۔ پیتل ہے کیا۔؟ اور یہ کالی کالی کیا چیز ہے اور یہ دگلا ہے یا کیا جانے کیا بلا ہے۔

خواجہ صاحب نے ڈیوڑھی پر آنکر کہا۔ مہری صاحب ذری یہان تشریف لائیے۔ ایک مہری باہر گئی۔ کہا ہماری جانب سے بڑی بیگم صاحب کی خدمت مین آداب عرض کر دو اور کہو حضور کے اقبال اور دعا سے اب آزاد پاشا کو کوئی کھٹکا باقی نہین رہا ہے۔ مہری نے جاکے بڑی بیگم سے کہا اُنھون نے دعائین دین اور کہا ہماری طرف سے اسقدر کہدو کہ خدارا اب کسی سے لاگ ڈانٹ نہ کرنا اگر کوئی دو باتین کہے تو سن لینا۔ خواجہ صاحب نے کہا اے حضور رئیسہ و امیرہ حاطمہ بندۂ بندگان اما بعد بر میگوید من بدیع الزمان خواجہ۔ کہ ؎

جب اپنا دوست لایق لطف و کرم نہین
ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہین

راوی۔ سبحان اللہ۔ واہ واہ۔ کیا خوب جواب دیا ہے ناصح کی دوستی۔ ماشاء اللہ۔

خوجی۔ خط غلامی آزاد کو اچھے اچھے پہلوانون نے لکھ دیا ہے یہ وہ آزاد ہین۔ جی۔

مہری۔ اب آپ باہر بیٹھکر حقہ پیین۔

اتنے مین پیر مرد آئے اور خواجہ صاحب کو باہر لے گئے اور لطف و کرم کے ساتھ حقہ پلوایا اور خواجہ صاحب نے شہسوار کی پھانسی کی مبارکباد دی۔

خیر شہسوار کا تو یہان خاتمہ ہوا۔ اب دوسرا ذکر سنیے۔

مس مینڈا اور مس کلیرسا

ان دونون پری پیکر لیڈیون نے دونون مین ٹھان لی تھی کہ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے ہم تمام عمر دوشیزگی ہی کی حالت مین بسر کرین گے۔ کلیرسا نے تو قسم کھائی تھی کہ اب کسی کے ساتھ شادی کرنے کا خیال دل مین نہ لاؤن گی مگر مس مینڈا خاص اسی غرض سے آئی تھین کہ یہان شادی ہو گی لیکن مس کلیرسا کی جادو بیانی نے بڑا

شریک یہانتک کہ ہیڈا بھی اُنھین کی ہمصفیر ہوگئین شہسوار کی گرفتاری اور بلوے اور دھر پکڑ اور بٹاپٹ کے زمانے مین جبکہ میان آزاد اپنے ہوٹل مین بہت کم رہتے تھے اِن دونون نے امریکن مشن کی لیڈیون کے پاس جانا شروع کیا اور اُنسے کہا کہ ہم بھی آپ کے گروہ مین شریک ہونے آئے ہین لیڈیان بہت خوش ہوئین۔ کہ جن دوستونکا حال اسقدر عرصۂ دراز سے سننے مین آتا تھا وہ اب ہمارے کار تعلیم مین خود شریک ہو جانا چاہتی ہین لہذا اُنکی بڑی خاطر اور تواضع کی اور اُنسے ناظمہ امریکن مشن نے چند سوال کیے۔

ناظمہ۔ آپ دونو مین کسی کی شادی ہوئی ہے یا نہین ہوئی۔

ہیڈا۔ نہ ہوئی ہے اور نہ خواہش ہے کہ شادی ہو۔

کلیرسا۔ مین نے تو پیشتر ہی سے ٹھان لی ہے۔

ناظمہ۔ آپ کس قسم کی شرکت کرنا چاہتی ہین۔

کلیرسا۔ جس سے اِس ملک کی لیڈیون کو فائدہ ہو۔

ہیڈا۔ ہم بہنون کو اپنی گمراہی اور ذلت کی حالت مین نہین دیکھنا چاہتے ہین ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اُن کو سیدھے ڈھرنے پر لائین اور کوشش کرین کہ اُنکے دلون مین پڑھنے لکھنے کا شوق خود بخود پیدا ہو۔

گو امریکن مشن کی لیڈیان اِن دونون کمسنون سے بخوبی واقف تھین اور اُنکے حالات مختلف اخبارون مین پڑھ چکی تھین تاہم ناظمہ نے اُنکو محک امتحان پر کسا اور مختلف سوال کیے۔ دونون فضل خدا سے علم و ہنر مین برق تھین۔ اعلےٰ درجے کی تربیت یافتہ اور ہوشیار اور اچھی اچھی صحبتون مین رہی تھین ہر سوال کا جواب اِس قابلیت کے ساتھ دیا کہ سامعین پھڑک گئے اور عش عش کرنے لگے۔

اِسکے بعد اُنھون نے اُنسے باصرار کہا کہ آپ اسوقت ہمارے ہی ساتھ ماحضر تناول فرمائین اور مس ہیڈا اور کلیرسا نے خوشی سے اِس بات کو منظور کر لیا۔

کھانا کھانے کے وقت اکثر لیڈیون نے اُنسے اصرار کیا کہ جنگ کے حالات بیان کرو۔ چنانچہ مس کلیرسا نے جو خود میدان حرب مین گئین اور شریک مصاف ہوئی تھین آزاد کی توصیف کی اور درپردہ اپنا بھی ذکر کیا۔

ناظمہ۔ ہم نے تمھارا حال کئی اخبارون مین پڑھا۔

کلیرسا۔ مین کیا بیان کرون کہ کن کن مصیبتون سے دوچار ہوئی کھانا کھانے کے بعد یہ دونون رخصت ہوئین۔

مس کلیرسا اور مس ہیڈا نے باہم مشورہ کر کے یہ بات تجویز کی کہ جہانتک مذہبی امور متعلق ہین یہ اُنسے مطلق سروکار نہ رکھین صرف تعلیم نسوان کی ترقی اور نیکی کی اشاعت کے مسلک کی سالک ہون اور ہندوستان کی لیڈیون اور شریف زادیون کو راہ راست بتائین اور اُنکو سکھائین کہ بچون کی پرورش اور تعلیم کا کون آسان ذریعہ ہے اور پڑھی لکھی مائین بچون کو کسقدر فائدہ پہنچا سکتی ہین۔ اِن دونون نے پہلے اُردو اور ہندی سیکھی اور تھوڑے ہی عرصے مین اُردو ہندی پڑھنے لکھنے مین طاق ہوگئین بعد ازان شریف زادیون کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئین شہر مین اُنکی عفت اور پاکدامنی کی اسقدر دھوم تھی کہ اُنھون نے ایک مدرسہ قائم کیا جس مین کئی مسلمان اور ہندی عفیفہ لیڈیان تعلیم کے لیے مقرر کی گئین جہان اعلےٰ درجے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مسلمان لڑکیون کی تعلیم کے لیے اُردو۔ اور ہندو لڑکیون کے لیے ہندی

اور ناگری تجویز کی گئی تھی - اور انھین زبانون کے ذریعے سے اُنکو حساب مین تعلیم دیجاتی تھی اس مدرسے کی لڑکیان سینے پرونے اور کاڑھنا مین بھی مشاق تھین مس کلیرسا نے ہندی زبان مین اسقدر مداخلت حاصل کی کہ بہت تھوڑے زمانے مین کتابین تصنیف کین اور کبتائی اور دُہرون کی تصنیف مین درجہ اعلےٰ حاصل کیا اور مس میڈا نے زبان اُردو مین دستگاہ کامل بہم پہونچائی مس میڈا اور مس کلیرسا سے ہندو مسلمان عیسائی ہر فرقے کے لوگون کو دلی ہمدردی تھی -

ان دونون ہمدرد لیڈیون نے کوشش بلیغ کر کے ایک ایکٹ پاس کرایا کہ شہر کے بڑے بڑے اور خاص خاص بازارون مین فاحشہ اور بدوضع عورتین نہ رہنے پائین - اُنکی کوشش سے تمام ہندوستان مین ایک خاص مقام اس قسم کی عورتون کے لیے مقرر ہوگیا جو شہر خاص سے علحدہ تھا اور جہان اُنکے سوا کسی اور کو بود و باش اختیار کرنے کی اجازت نہ تھی - جن بازارون مین دورویہ کمرون مین بدوضع عورتین دو گھڑی دن رہے تکم کھڑکے بیٹھتی تھین وہ اس فرقۂ پلید سے پاک کردیے گئے اور اس سے ملک کو بڑا فائدہ حاصل ہوا - ان دونون مسون نے اپنی جادو بیانی سے اس ملک کے مردون اور عورتون کو افعال بد سے باز رکھا اور اُنکی تعلیم کا یہانتک اثر ہوا کہ نیکی نے دن دونی رات چوگنی ترقی پائی - اُنکے اعتبار اور عفت کے بھروسے پر اکثر شرفا نے اپنی صاحبزادیون کو انکے ذریعے سے تربیت دلوائی اور بہت سی کمسن شریف زادیان لکھنے پڑھنے سینے پرونے مین طاق ہوگئین گو مس میڈا بھی نیکی

اور امور خیر مین کلیرسا سے کم نہ تھین مگر یہ شیوہ اُنھون نے کلیرسا ہی کی تلقین و صحبت سے حاصل کیا اور چونکہ امور مذہبی مین یہ مطلق دخل نہین دیتی تھین لہذا اور لیڈیون سے زیادہ عوام کو انپر بھروسا تھا اور اُنکو ہندو مسلمان مثل اپنے ملک کی شریف زادیون کے سمجھتے تھے باہم ذرا مغائرت نہ تھی مس کلیرسا اور مس میڈا نے ہندیون کا طرز معاشرت اور طریق نشست برخاست اور ملنے جلنے کا طریقہ اور اس ملک کی رسوم اور اخلاق مین ید طولیٰ حاصل کرلیا تھا اس سبب سے اور بھی زیادہ اُنکی قدر ہوتی تھی اور عوام کے دلون مین اُنکی جگہ ہوگئی تھی - کون جانتا تھا - کہ مس میڈا جو کوہ قاف مین پیدا ہوئی اور چار جیا کی رہنے والی تھی ہندوستان مین آکر یہان کی لیڈیون کو تعلیم دی گئی - کون جانتا تھا کہ مس میڈا کہ جن پر صدہا امرا فرنگ تہ دل سے عاشق تھے آزاد کے ساتھ شادی کرنیکا اقرار کرکے ہندوستان مین آئینگی اور یہان نیکی کا خیال اُنکے دلمین اسقدر جاگزین ہو گا کہ شادی بالائے طاق تعلیم کیطرف مخاطب ہونگی کون جانتا تھا کہ مس کلیرسا جو آزاد کے خون کی پیاسی تھین اور جنھون نے آزاد کی جان لینے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا تھا وہ آزاد سے اسقدر مل جل کے رہین گی اور اُنھین کے سبب سے آزاد کی جان بچے گی اور وہ آزاد کی طرف سے سینہ سپر ہو کر روس سے اُنکو تلوہ بچا لائینگی اور اپنا وطن مالوف چھوڑ کر اُنکے ہمراہ ہندوستان آئینگی - اتوار کے دن گرجا کے بعد صبح کو اُنکے مکان مین اکثر دور دور مین لیڈیان جمع ہوتی تھین اور یہ دونون اُنکو ترغیب دیتی تھین کہ جہانتک ممکن ہو سکے اس ملک کی لیڈیون کو مدد دینا چاہیئے - اُستانی جی سے

بھی اُنکو بڑی مدد ملتی تھی چنانچہ ایک بار کا مکالمہ لکھنے کے قابل ہے۔

اُستانی۔ آپ دونوں کی جانفشانی قدر کے قابل ہے اور ہم سب آپ کے مداح ہین۔

کلیرسا۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ اِس ملک کی لیڈیان جنٹلمین عورتون کے حقوق سے واقف ہون اور کوشش کرین کہ عورتین زیورِ تربیت سے متحلی ہو جائین۔

اُستانی۔ آفرین بیشک یہان اُسکی بڑی ضرورت ہے

کلیرسا۔ اس ملک کو عورتون کی جہالت سے نقصان پہونچتا ہے۔

میٹڈا۔ اور مردونکی تربیت یافتگی کماحقہ نتیجہ نہین دیتی۔

اُستانی۔ جبتک دونون تربیت یافتہ نہون یہ محال ہے۔

میٹڈا۔ اسی سبب سے یہان تعلیم نسوان کی اشد ضرورت ہے۔

کلیرسا۔ بڑی خرابی ہے کہ مرد تربیت یافتہ اور عورتین جاہل ہون کیونکہ پھر اُن دونون مین اور بھی نہ بنے گی۔

میٹڈا۔ یہی سبب ہے کہ اِس ملک مین مردون اور عورتون کے خیالات مین زمین اور آسمان کا فرق ہے مرد چیچک کو عارضہ سمجھتے ہین اُنھون نے تعلیم پائی ہے کہ چیچک بھی منجملہ امراض کے ہے مگر ہندوون کی عورتین اُسکو اور امورِ مذہبی پر منحصر رکھتی ہین مرد ٹیکا لگانے کو ضروری اور مقدم سمجھتے ہین عورتین خائف ہوتی ہین کہ ایسا نہو دیبی اُس سے ناراض ہو جائے اسکے علاوہ اور بھی بہت سے امور مین اختلاف ہین۔

اُستانی۔ مین نے اکثر لڑکیون کو فارسی اور اُردو سکھائی ور نماز پڑھنے کی ہدایت کی اور نیکی کی باتین سکھائین ور یہ بھی ہدایت کی ہے کہ ہر صبح کو اُٹھکر اخلاق کے قطعے اور رباعیان اور اشعار پڑھا کرو جنمین سے چند بطریق نمونہ سناتی ہون۔

۱- اے تازہ جوان بشنو ازین پیر کہن
یک نکتہ کہ ہست بیگمان اصل سخن
باحق باادب باش و عبادت می ورز
باخلق برفق باش و نیکی می کن

۲- نکوئی کن چو اکنون میدہد دست
بدی بگذار اگرچہ قدرتت ہست
کہ نیکو نکوئی آورد پیش
دگر بد میکنی بد آیدت پیش

۳- مشو مغرور مال و جاہ و دینار
کہ دنیا یار دارد چون تو بسیار
مادم بگذرے دور گذاری
بدشمن ہر چہ داری واسپاری

۴- ہمنشینے کو لطیف و کامل ست
راحت روح ست و آرام دل ست
وآنکہ نادانی و غفلت وصف اوست
صحبتش مانند زہر قاتل ست

۵- ہر کس کہ امان دین و دنیا طلبید
بے بدرقۂ حزم بمنزل نرسید
آئینہ فکر ۔ ابزن صیقل حزم
تا روے مراد اندران بتوان دید

۶- ہر کرا مایۂ ادب باشد
گر بجائے رسد عجب نبود
چون ادب ہست از حسب کم نیست

ہیچ شے بہتر از ادب نبود

کلیر سا۔ آپ اگر ان نظمون اور رباعیون کا اُردو نظم مین ترجمہ کر سکین تو مہربانی ہوگی مگر کم سے کم دو سو ہون۔

مُیڈا۔ ہماری خواہش یہ ہی کہ ہم اُردو کو فارسی سے زیادہ ترقی دین فارسی زبان مین محنت کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

اُستانی۔ مین نے آجتک کسی لڑکی کو کریما مقیمان خالق باری وغیرہ کتابین پڑھائی ہی نہین۔ فارسی کی وہ کتابین پڑھائین جو سررشتہ تعلیم کے کورس مین ہین۔

کلیر سا۔ بالفعل ہم اسی کو ضروری سمجھتے ہین کہ حساب سے لڑکیان واقف ہوجائین۔ اور اُردو آسانی سے لکھ پڑھ سکین۔

مُیڈا۔ یہ کافی ہی۔ انگلستان اور امریکہ مین عورتین ڈاکخانہ اور ریل اور تار کے دفترون مین برابر نوکریان کرتی ہین اُنکو زیادہ تحصیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

کلیر سا۔ اس ملک مین ایسا ہرگز نہین ہوسکتا ہے۔

اُستانی۔ اور نہ میری یہ خواہش ہی کہ عورتون کو اس درجہ آزادی دیجائے ہر شے مین اعتدال اولی اور انسب ہی اور زیادہ مطلق العنانی خلاف اصول عفت سمجھی جاتی ہے۔

مُیڈا۔ عورتون کو عموماً نوکری کرنے کی ضرورت نہین اسمین وہ عورتین شامل ہین جو شریف زادیان ہین۔

اور قسم کی عورتین تو یہان بھی سینے اور کاڑھنے اور خدمت کرنے مین بند نہین۔

ان دونون لیڈیون نے کچھ دن کے بعد اپنی پوشاک بھی بدل دی اور ہندوستانی لباس پہننا اختیار کیا تاکہ اس ملک کی لیڈیون سے اور بھی یکجہتی اور ربط ضبط کے ساتھ رہین۔

آزاد پاشا سے اُنکو بڑی مدد ملتی تھی اور وقتاً فوقتاً اکثر اخلاقی باتون کی نسبت اُردو نظم سلیس زبان مین وہ تصنیف کر دیتے تھے۔

رفتہ رفتہ ان کی نگرانی مین تعلیم نسوان کے لیے ایک کالج مقرر ہوا جس مین حسب شرائط ذیل لڑکیان تعلیم پاتی تھین۔

۱۔ پانچ برس سے کم اور سات سال سے زیادہ لڑکی نہو۔

۲۔ اگر کسی کے والدین کی خواہش ہو کہ سات سے زیادہ سن کی لڑکی کو کالج بھیجے تو اُسکے لیے خاص انتظام کیا جائیگا۔

۳۔ اِس کالج مین تعلیمی ڈپارٹمنٹ مقرر ہوے۔ ایک امراے عظام کی صاحبزادیون کیلئے۔ دوسرا عوام شرفا کی لڑکیون کیلئے تیسرا درجہ ادنےٰ کے واسطے۔

۴۔ فیس بہت ہی قلیل برائے نام۔

۵۔ اُردو اور ہندی اور ناگری کی تعلیم ہوتی تھی اور کسی قدر فارسی اور کچھ یون ہی سی سنسکرت اور حساب۔ سینا۔ کاڑھنا۔ پکانا۔

۶۔ پکانا سکھانے کے لیے ہفتے مین دو دن مقرر تھے۔ مگر اُس مین چند ہی لڑکیان شریک ہوتی تھین۔

۷۔ ہر لڑکی کے ساتھ ایک خادمہ کا رہنا فرض ہے۔

۸۔ اگر درجہ ادنیٰ کی لڑکیون کے ساتھ کوئی خادمہ آئے تو مضائقہ نہین درجۂ اوسط کے لوگ یہ بندوبست کرین تو فی محلہ جہان سے لڑکیان آتی ہون ایک خادمہ مقرر کر دین مگر امرازادیون کے ہمراہ کہاری یا مغلانی یا اُستانی کا ہونا ضروری تھا۔

۹۔ انکی نگرانی مین اعلےٰ درجہ کی احتیاط ملحوظ خاطر تھی۔

۱۰- دس بجے کالج کے سب دروازہ بند کردیے جاتے تھے-

۱۱- ہر درجے مین تاکید تھی کہ کوئی لڑکی کلاس کے باہر نہ جانے پائے اگر کوئی ضرورت واقع ہو تو خادمہ ساتھ جائین اور فوراً واپس لے آئین-

۱۲- عیسائی اور ہندو اور مسلمان لڑکیون کو سکھایا جائے کہ بلا لحاظ مذہب ایک دوسری کو اپنی بہن سمجھین-

۱۳- ممکن نہین کہ کوئی مرد کالج کا معائنہ کرسکے-

۱۴- اگر کوئی شریف زادی چاہے کسی مذہب اور قوم کی ہو کالج کا معائنہ کرنا چاہے تو اُسکو لازم ہے کہ ایک روز قبل سے ناظمہ کالج کو اطلاع دے-

۱۵- مذہبی امور سے کالج کو سروکار نہین ہے-

۱۶- انگریزی سنسکرت فارسی کی اخلاق کی باتون اور مسلون اور کلام منظوم کا آسان زبان ہندی اور اُردو مین ترجمہ ہوا-

۱۷- کتابین وہی شامل کورس کی گئین جو اخلاق سے ملو تھین-

۱۸- اُستانی جی سے اُنکو بڑی مدد ملتی تھی لہذا اُنکو آزادی حاصل تھی کہ جب چاہے چلی آئین-

۱۹- چوتھے مہینے مس کلیرسا اور مس ہیڈا کسی حاکم جلیل القدر کی میم صاحبہ کو ضرور یہان لاتی تھین تاکہ عوام مین اُس کالج کی قدر و منزلت ہو اور اُنھین کے سبب سے اکثر معزز معزز لیڈیان یہان آیا اور انعام دیا کرتی تھین-

۲۰- سینا سکھانے کے لیے ایک بہت لائق معلانی مقرر تھین-

۲۱- قس علی ہذا کھانا پکانے کی تعلیم کے واسطے بھی-

الغرض مس کلیرسا اور ہیڈا اِس درجہ ہر دلعزیز تھین کہ عوام اور خواص سب نے اُنکے ساتھ انتہا کی ہمدردی ظاہر کی اور اِس کالج نے وہ فروغ روزافزون پایا کہ باید و شاید-

یہان سے روس اور انگلستان تک اِن دونون کی دھوم پڑگئی تھی کہ ہندوستان مین جاکر اِن دونون نے وہ نام نیک حاصل کیا اور وہ بات پیدا کی کہ سبحان اللہ گو مس کلیرسا سے روسیون کو ہمدردی نہ تھی مگر یہ سنکر کہ یہان اُنکے ملک کی نوجوان امیرزادی نے اپنا چال چلن درست رکھا تھا وہ بھی نہایت خوش تھے-

شادی کی چھیڑ چھاڑ

سناسا گیا اب نوید برات — پھرے دن کہ آئی مرادون کی رات
یہی عاشقو کی شب قدر ہے — یہی حسن مین لیلۃ البدر ہے
عجب وقت ہی اور عجب فصل ہی — شب وصل ہی یہ شب وصل ہے
وہ بادہ پلا ساقی مہ جبین — کہ دے لذت جرعۂ اولین
فرح بخش خاطر ہو وہ جام مے — طبیعت ہی پر کسل آرام دے
قدح کش مین عشرت کی اُمید مین — مے ناب دے جام جمشید مین

آج مضمون کا دماغ عطر عشرت سے آسودہ ہے اور کیون نہ ہو برسون کے بعد مسبب الاسباب نے بچھڑے ہوؤن کو باہم ملایا عاشق و معشوق کو ہم آغوش پایا۔ شہسوار کے پھانسی پاتے ہی حسن آرا بیگم کے اعزا و اقربا اور آزاد کے احباب سنجیدہ اور اصحاب فہمیدہ نے یہی رائے دی کہ اب شادی اور آزاد کی خانہ آبادی مین تساہل و تعویق امر فضول ہے جسقدر جلد ممکن ہو شادی کی تقریب سعید انجام پائے۔ دولھا

دُلھن کی یکجائی عاشق کی آرزوے دلی برآئی ادھر حسن آرا کی افزونی اشتیاق - برسون کی جدائی اور باہم کا فراق ادھر آزاد کی بیقراری کہ یا خدا جلد دُلھن کی صورت زیبا دیکھون اور سالہا سال کی مشقت کے بعد لطف اُٹھاؤن -

اب سنیے کہ شہسوار کے پھانسی پانے کے تیسرے روز حسن آرا بیگم اور اُنکی نازکبدن بہنین اور غنچہ دہن ہجولیان ایک فراخ و فرح بخش کمرے مین کوٹھے پر بیٹھی ہوئی چہل اور مذاق مین مصروف تھین اور حسن آرا کی شادی ہی کی باتین ہوتی تھین -

بہار النسا - بس اب شادی ہوئی داخل ہے -

جانی بیگم - ہم آزاد کے ڈھول ضرور لگائین گے -

مغلانی - اے ہے یہ کہین ایسا خیال بھی نہ کرنا -

جانی - یہ کیون جو ریت رسم ہمارے ہان کی ہے وہ ادا ہو گی - وہ کیا مسلمان نہین ہین -

مغلانی - مگر آدمی آدمی کو دیکھ لینا چاہیے -

جانی - حسن آرا ہماری بہن ہین یا نہین ہین -

مغلانی - حضور بیشک ہین مگر آزاد تو اور طرح کے آدمی مشہور ہین اُنکے ساتھ یہ باتین نہ چاہیین - وہ سپاہی آدمی ٹھہرے -

جانی - سپاہی پن سب رکھا رہے گا جسوقت ہماری ملائم اُنگلیان اور نازک ہاتھ سے ڈھول پڑے گی اُسوقت سپاہی پنا سب رکھا رہے گا -

نازک ادا - اوہ حسن آرا ذری ہوشیار رہنا -

جانی - وہ ہم کو سب جانتے ہین اس بات کی تو ہمکو پروا ہی نہین ہے -

سپہر آرا - تم کو پروا کس بات کی ہے وہ تو معلوم ہو -

جانی - اگر ہمارا سا دہن تنگ اور مکھڑا کبھی دیکھا ہوتا تو آزاد حسن آرا کی طرف کبھی رُخ بھی نہ کرتے -

غنچہ سان خاموش بیٹھے ہین سخن کی فکر مین
قافیہ کیا تنگ ہے وصف دہن کی فکر مین

روح افزا - برات تو یقین ہے بڑی دھوم سے آوے گی -

جانی - اے لو اسمین بھی کچھ شک ہے کیا - آتے ہی گی -

بہار - ہمکو اس سے کیا - یہ اُنکے اختیار مین ہے -

سپہر آرا - تو ابھی کوئی دن تو قرار پایا ہی نہین -

مغلانی - وہان مشورہ ہو رہا ہے باہر - ایک دن مقرر ہوا تھا مگر بڑی بیگم صاحب نے منظور نہین کیا - اب کوئی اور دن مقرر ہو گا -

سپہر آرا - اماجان کے مزاج مین تو اسقدر رشک ہے کہ بس کیا کہیے اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر دم یہی خیال رہتا ہے اور نکاح کے وقت دیکھنا گھر مین کسی کو بات تک تو کرنے نہ دینگی -

جہان آرا - کوئی آیا ہے - گاڑی ڈیوڑھی پر رُکی -

مغلانی - چق سے جھانک کر حشمت بہو آئی ہین -

حشمت بہو نے آ کر بڑی بیگم کو مبارکباد دی کہ آزاد کو جو کھٹکا تھا اب جاتا رہا - اسکے بعد ادھر اُدھر کی باتین کر کے کہا آپ نے سنا ہی ہو گا کہ آزاد شرعی نکاح چاہتے ہین وہ کہتے ہین کہ میری برات مین انگریزی باجے کا غول اور شہنائی اور ڈھول اور تاشا اور ہاتھی اور گھوڑے کچھ نہونگے شرعی نکاح چپ چپاتے پڑھوا لیا جائیگا - اسمین کچھ لوگ تو اُنسے اتفاق کرتے ہین اور کچھ اُنکے خلاف ہین -

مگر وہ دھن کا پکا ہے بڑی بیگم بولین ہمکو اسمین ذرا اعتراض نہین ہے چاہے جس طرح نکاح ہو۔

حسن آرا بیگم یہ باتین اور نکاح کا ذکر سنکر دل ہی دل مین خوش ہوتی تھین اور دعا مانگتی تھین کہ یا خدا چاہے دھوم سے برات آئے چاہے شرعی نکاح ہو مگر اب ایک ایک دن ایک ایک سال کے برابر ہے برسون سے آزاد کو دیکھا نہین ہے اور نہ دیکھا ہے۔ ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

دل اور بھی زیادہ بیقرار اور آنکھین دیدار کے لیے ترستی ہین ادھر اپنے دلمین حسن آرا یہ سوچ رہی تھین ادھر نازک ادا بیگم نے ٹوکا اور کہا حسن آرا بھلا جب جانین کہ جو باتین اسوقت ہو رہی تھین وہ بتا دو۔ بھولیون نے پوچھا اسکے معنی کیا خدا نخواستہ انکے دشمن بہرے ہین۔ نازک ادا نے کہا تم لوگ یہ باتین کیا جانو۔ ہم تو اللہ کی عنایت سے قیافہ شناس ہین چتونون سے تاڑ گیا کہ اسوقت یہ تو یہان بیٹھی ہین مگر انکا دل کہین اور ہی ہے۔

حسن آرا۔ آپ کی ایسی ہی باتین ہین!!!

نازک ادا۔ اچھا پھر کہو نا۔ کیا باتین ہوتی تھین۔

حسن۔ ایک آدمی تو بولتا نہین تھا۔

نازک۔ کیا۔ چہ خوش۔ اسکے معنی کیا ہین۔

حسن۔ اچھا جو آپ سوچی ہین وہی سچ سہی۔

بہار النسا۔ اسوقت بیشک حسن آرا کسی سوچ مین تھین۔

گیتی آرا۔ پھر اسمین تعجب کی کون سی بات ہے۔

حسن آرا۔ مین تو کچھ نہین سوچتی تھی۔ سوچ کیا ہے۔

نازک۔ بہن ابھی کل کی لڑکی ہو۔ ہم سے فقرہ بازی تم سے سوچتی تھین کہ ابتو صبح شام نکاح ہوجائے تو بہتر ہے۔

جانی۔ ہمارا بھی اسپر صاد ہے۔ یہی سوچتی تھین۔

حسن۔ (مسکرا کر) اب یہان تو جو ہے بقراط ہی ہے اپنے وقت کا

بہار۔ تمھارے مسکرانے اور شرمانے سے تو پایا جاتا ہے۔

حسن۔ چلیے یک نشد دو شد۔ صحیح ہے۔

نازک۔ اللہ جانتا ہے ہماری راے صحیح۔

سپہر۔ تو آخر اسمین حیرت کا کون مقام ہے۔

نازک۔ بولین بہن کی طرف سے نہ آخر۔

بہار۔ ذری انسے بھی تو پوچھو شرعی نکاح چاہتی ہین یا نہین۔

روح افزا۔ واہ واہ انکو اس سے کیا واسطہ۔ انکو تو آزاد سے مطلب ہے۔ نکاح سے سروکار ہے۔ وہ شرعی ہو تو کیا ہرج ہے اور دھوم دھام سے ہو تو انکو اسمین کیا ملجائے گا۔

نازک۔ انکو تو خواب مین بھی نکاح سوجھے گا۔

جانی بیگم۔ بیشک چونک چونک پڑیگی اب۔ ؎

آتا ہے جو ہمین بھی تری لطف کا خیال	بیطور گم گئے ہین پشیمان ہین ہم

بہار۔ تم سب اپنی اپنی بیتی بیان کر رہی ہو۔

نازک۔ ہان۔ ہان۔ اسمین کیا فرق ہے مگر آپ اپنے کو کیون اس سے مستثنیٰ کیے دیتی ہین۔

بہار۔ خدا ہی خواہی کیسکو چھیڑنا کیا معنے۔

جانی۔ ابھی چھیڑ کہان ہے۔ آزاد کے سامنے چھیڑا ہو تو سہی

حسن۔ بسم اللہ۔ بسم اللہ۔ ہمارا اسمین کیا ہرج ہے۔

نازک۔ واہ بات تو انکو ادھوری ہی رہ گئی۔

سپہر۔ ابا جان جانین۔ بزرگ جانین۔ ہمکو اس سے کیا مطلب یہ کہ برات دھوم سے آئے یا شرع کے موافق نکاح

پڑھوایا جائے۔

بہار النسا۔ یہ سب دکھانے کی باتین ہین۔ کسی سے دو ہاتھی مانگ کسی سے دس بیس خاص بردار۔ کہین سے سپاہی آئے کہین سے برچھی بردار۔ لو صاحب برات آئی ہے مانگے تانگے کی برات سے فائدہ؟

نازک ادا۔ اخاہ۔ اب یہ ساری خدائی کی رسم پر منھ آنے لگین دنیا مین برات یون ہی جاتی ہے۔

بہار۔ ہان انگریزون مین بھی اونٹ اور ہاتھی اور نشان کا ہاتھی اور تاشا اور باجا ہوتا ہے۔

مغلانی۔ حضور کانون کان خبر نہین ہوتی کسی کو۔

سپہر آرا۔ دیکھون اماجان کیا کہتی ہین۔ اُنکی رائے کیا ہے جو اُنکی رائے ہوگی آزاد پاشا کو ماننی پڑے گی۔

نازک۔ عدول حکمی کر سکتے ہین بھلا۔

بہار۔ حسن آرا کی رائے سب پر مقدم ہے۔

سپہر آرا اُٹھکر بڑی بیگم صاحب کے پاس گئین اور اُنسے کہا اماجان اب تو ڈھیل نہ کرنی چاہیے جہانتک ممکن ہو سکے جلد نکاح ہو جائے تو بہتر ہے۔ وہ بولین چشم ما روشن دل ما شاد اس سے بہتر اور کیا ہے مگر زیادہ جلد بازی بھی نہین چاہیے دولہا کو بلایا ہے جو سب کی صلاح ہوگی ویسا کیا جائے گا۔ بہر حال یہ مہینہ ٹل نہین سکتا بیٹا مہین چاہیے جو ہو۔ نکاح خدا نے چاہا ضرور ہو جائیگا۔ خدا اُنکی جوڑی برقرار رکھے بڑی بڑی سختیان دونون نے سہی ہین۔ سپہر آرا نے کہا اماجان ہم سب کی خواہش تو یہ ہے کہ دھوم دھام سے شادی ہو۔

بڑی بیگم۔ بیٹا۔ اگلے وقتون مین یہ بال کی کھال کوئی نہین نکالتا تھا اب دن بدن ایک ایک بات بڑھتی ہی جاتی ہو۔ شرع کا کسی کو خیال نہین۔

سپہر۔ اے تو اماجان چپ چاپ شادی ہوئی تو کیا۔

بڑی۔ بہت سی رسمین واہیات ہین مانجھے کے کپڑے پہنانا کیا معنے۔ مولوی لوگون کے ہان یہ رسم کبھی جائز نہ رکھی جائے گی۔

سپہر۔ نوشہ اور اور دن مین کچھ تو فرق ہو۔

بڑی۔ واہ کیا اچھا فرق ہے۔ ہونہہ۔

سپہر۔ تو کیا اب باجا بھی نہوگا۔

بڑی۔ مجھے تو باجے اور ڈھول دمامے اور شہنائی اور قرنا اور انگریزی باجے کی کوئی فکر نہین ہے مطلب تو اس سے ہے کہ شرع کی رو سے شادی ہو جائے۔ بس۔

سپہر آرا یہ تقریر سنکر اوپر آئی اور کہا لو صاحب اماجان بھی انکی رائے سے متفق ہین وہ کہتی ہین مقدم تو شرع کا خیال ہے باجا اور ہاتھی اور گھوڑے ساتھ ہوئے تو کیا اُنھون نے بڑی بوڑھیون کو بلوایا ہے۔ ساعت سعید مقرر ہو جائیگی۔

نازک ادا نے کہا۔ انشاءاللہ۔ اللہ کرے بہت جلد کی ساعت نکلے یا میرے پروردگار۔ اب تو حسن آرا کو کوئی بات بھاتی ہی نہین بس ایک آزاد کا خیال ہے اور کوئی شے بھاتی ہی نہین۔

نہ کوئی زہرہ جبین بھاتا ہے | نہ کوئی لعبت چین بھاتا ہے
نہ کوئی شوخ جبین بھاتا ہے | کوئی انداز نہین بھاتا ہے

اور کوئی بھائے کیونکر بھلا۔ آدمی کا ہیکو چاند ہے بلکہ چاند مین بھی میل ہے اُس مین میل نہین۔

آنکھون مین اک سرو ہے حسن جمال کا | اگو چاند ہے یہ ناز ہے اپنے کمال کا

ہمتو جانتے ہین جو عورت اُسے دیکھیگی ہزار جان سے عاشق ہو جائیگی جانی بیگم نے تنگ ہو کر کہا تم ایسی عاشق ہو جاؤ تو ہو جاؤ

بہو بیٹیوں کو عشق سے کیا واسطہ۔ نازک ادا نے کہا یہ نہ کہو بہن۔ حسن عجب شے ہے۔ ؎

وہ نازنین سے آنکھ ملا کر نکل گیا
جس گل سے کچھ مزاج ذرا بھی بدل گیا
چلائی وہ یہ کون کلیجے کو مل گیا
اک شوخ اور بھانس لیا جی بہل گیا

روتا تھا اپنی جان کو چرخ کہن پڑا
اقبال تھا جو کام کیا خوب بن پڑا

بوڑھی مغلانی نے مسکرا کر کہا حضور نے کہیں آزاد کو دیکھا بھی ہے کہ حسن و جمال کی توصیف ہی کرتی ہین۔ کہا۔ اوئی اور سنیہ نہ دیکھنا کیا معنی باتین ہو چکی ہین۔ ہمجولی سے پوچھا اُنکا کیا اسم مبارک ہے۔ مین نے کہا نازک ادا بیگم فرمایا مین نے آپکی بڑی تعریف سُنی تھی۔ کہ آپ لگاوٹ باز ہین مین نے کہا۔ ؎

مجکو بھی کچھ حضور کے معلوم حال ہین
گانے مین اور ستار مین بھی بےمثال ہین
رکھتی ہون التماس مگر جی نہ سست ہو
مشہور ہے کہ آپ بھی یوسف جمال ہین
مین سن چکی ہون آپ بھی اہل کمال ہین
مشتاق مین بھی ہون جو طبیعت درست ہو

مسکرا کر کہا بسم اللہ فرمایئے۔ مین نے کہا مین نے سنا ہے آپ

عزیز و حق تعالے کبریا ہے

اُسکو خوب گاتے ہین۔

اِس فقرے پر قہقہہ پڑا اور روح افزا نے کہا۔ دوسری عورت کی زبانی کبھی یہ تقریر نہین سننے مین آئی تھی کہ فلان مرد نے ہمکو لگاوٹ سے باز رکھا۔ افوہ۔ اللہ جانتا ہے بڑی بیباک ہو کچھ ٹھکانا ہے اور کوئی تم کو جانتا نہو تو اُسکو یقین آجائے کہ یہ سچ کہہ رہی ہین اور آزاد سے اُنسے ضرور باتین ہوئی ہونگی مگر ہم تو اُنکے رگ و ریشے سے واقف ہین۔

بڑی بیگم نے اپنے ہان اعلے درجے کی تیاری کی اور اپنے کل اعزہ و اقربا کو بلوایا۔ دو تین دن مین مہمانون کی کثرت سے ایوان سپہر توامان مین تل رکھنے کی جگہ نہ تھی اور حسن آرا کی ہمجولیان اور بہنین اِسقدر شاد و خرم تھین کہ دن رات قہقہے اور چہچہے تھے۔ دن عید رات شب برات اور طرح طرح کی مذاق انگیز باتون سے بزم طرب مین ہر دم چہل پہل رہتی تھی ایک رشک قمر نے باتون باتون مین پوچھا وہ جو دو میمین ساتھ آئی تھین اُنھون نے شادی سے کیون انکار کیا اُسپر نازک ادا بیگم سے بحث ہونے لگی اُنھون نے کہا اُنکے دل کی خوشی۔ اِس مین کسی کا اجارا تو ہے نہین بیگم صاحب نے یون جواب دیا۔

بیگم۔ اگر حسن آرا بیگم اُنکے احسانات پر نظر ڈالکر رنج رقابت گوارا کرین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔

نازک ادا۔ پہلے اصل حال تو سن لو بہن۔

بیگم۔ ہم نے تو یہی سنا ہے کہ حسن آرا نہین مانتین۔

نازک ادا۔ غلط ہے سارا زمانہ جانتا ہے۔

بیگم۔ اچھا پھر کیا سبب ہے کہ شادی سے انکار ہوا۔

نازک۔ اول تو یہ بالکل غلط ہے کہ میڈا اور کلیرسا دونون سے شادی ہونے والی تھی۔ کلیرسا سے تو شادی کا ذکر ہی نہین آیا میڈا سے البتہ وعدہ ہو گیا تھا مگر اب یہان آن کے میڈا نے بھی انکار کر دیا۔

بیگم۔ کیا قیامت ہے کہ ایک پریوش حور نژاد اپنا ملک و مال چھوڑ کر ایک تمنا مین ہزارون مصیبتین اُٹھائے روم سے ہندوستان آئے اور یہان آکر شادی بالائے طاق۔

اُستانی۔ بجائے کلیرسا اگر معلمہ بجائے تو خیر مضائقہ نہین۔

نازک۔ اللہ جانتا ہے مانتی ہی نہین ہین۔

بیگم - اُنکا ارادہ تو ہمدردی اور خوش نیتی پر مبنی ہے - مگر یہ آزادی بعد شادی بھی حاصل ہو سکتی ہے - وہ اپنے گھر پر لڑکیون کو تعلیم دین یا دوسری مس کو مدد دین - شادی نہونا کیا معنے -

نازک ادا - ہم سے ملاقات ہو تو ہم صلاح دین کہ دونون کے دونون مشرف باسلام ہو جائین - علاوہ برین مسلمانون کے مذہب مین اہل کتاب کے ساتھ اکل و شرب اور نکاح مباح ہے اس مین کیا قباحت ہے مسلمان چاہے نہون مگر شادی تو ہو -

بیگم - اس مین کوئی لم ضرور ہے جسکے سبب شادی سے انکار نہین کیا ہے -

نازک - مشہور تو یون ہے کہ کلیرسا نے سمجھایا ہے -

بیگم - اور وہ ثریا بیگم اب کہان ہین - جوگن -

نازک - ثریا بیگم کا حال سُنا ہے مگر جوگن کون -

بیگم - ہم سے ایک مہری نے کل حال بیان کیا - وہ جوگن ہوگئی تھین - یہ دلدادہ حسن آزاد ہین اور جنگل جنگل گھومین - صحرا مین رہنا اختیار کیا -

نازک - آزاد نے خدا جانے کتنے گھر گھالے -

بیگم - مگر عشق صادق حسن آرا ہی سے ہے -

نازک - خدا کرے اب جلد نکاح ہو جائے - ؎

نوبت آخر در کف مشتاق بیمار برسد	آرزومند نگاہے بہ نگارے برسد

ہم نے سُنا تھا کہ کسی زمانے مین آزاد آپ پر کچھ کچھ ریجھے تھے

بیگم - کیا! اے واہ ماشاء اللہ سے کیا زبان صاف ہے آپکی ہم اس تقریر کے عادی نہین ہین -

نازک ادا - تو آپ خفا کیون ہوتی ہین - اللہ رے غرور

یہ گھمنڈ آپکو ہے شان خدائی کیا ہے	بات کرنا بھی سمجھتی ہو جو ہمسے معیوب

روح افزا نے آن کر کہا - لو بہن مس کلیرسا اور میڈا کی خبر آگئی کہ وہ دونون ایک کوٹھی کرایہ پر لیکر اسمین رہتی ہین اور سُنا بڑی لکھی پڑھی ہین اور بہت اُجلا خرچ ہے - اماجان کے پاس ایک عورت آئی تھی اور آزاد کی طرف سے پیغام لائی تھی کہ وہ دونون مسین برات کے دن یہان آئینگی اُنسے اچھی طرح اخلاق کے ساتھ پیش آیئے گا اماجان نے کہا - آئین بسم اللہ اُنکا گھر ہے جیسی ہماری اور لڑکیان ہین ویسی وہ ہین وہ عورت چلی گئی - کہتی تھی کہ دونو نکی دونون قبول صورت اور خوبرو ہین - چاند مین داغ ہے اُنمین داغ نہین ابھی اردو نہین سمجھتی ہین مگر قصد ہے کہ سیکھین تعجب کی بات ہے کہ اسقدر کم سن اور نوعمر ہوکر شادی نہ کرین اور آزاد کی پاکدامنی کی بھی قسم کھانی چاہیے کہ بدی کیطرف مائل نہونے بہت مشکل ہے ورنہ یہان کے رئیس زادے تو معاذ اللہ دو چار دس بیس پر بند نہین - دو گھر ڈالین چار کا ساتھ ہے تین نکاحی ہین - کوئی حد ہی نہین اور پھر بیسوا اُنمین الگ -

حسن آرا نے یہ باتین سنکر بیگم صاحب سے اپنے طور پر کہا بہن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ ہماری سازش سے آزاد نے مس میڈا سے شادی نہین کی ظاہر اتو کوئی نہین معلوم ہوتا آپ کو تعجب ہوگا کہ مین نے کئی دن اصرار کیا تھا کہ ضرور شادی ہو - مین احسان فراموش نہین ہون اسکے علاوہ کسی کی دل شکنی اپنی وضع کے خلاف ہے

مجھسے کسیکی دلشکنی ہو نہ عندلیب	توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

نازک ادا بیگم بولین ہم سمجھے کہ تم دونون آپس مین کیا گفتگو

کررہی ہو ہمارا ذکر کرتی ہوگی کہ یہ بڑی بیباک ہی۔ ہم نے تو میان سے کہدیا ہی کہ آزاد سے ہم ضرور باتین کرینگے پھر کسی کو کیا۔ اول تو ہمکو جانتے ہی ہو کہ مین بڑی پاکدامن ہون دوسرے اگر تم کو یہ گمان ہو کہ یہ ایسی نہین ہی تو کیا پروا ہے۔ ؎

یہی نہ غیر سے کی ہم نے محبت تمھین کیا
جا و بیجا ہے اگر خلق و مروت تمھین کیا
جو کیا خوب کیا پھر مری رغبت تمھین کیا
اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمھین کیا

کیا زلیخا کی طرح عشق کیا تھا تم نے
مثل یوسف مجھے کیا مول لیا تھا تم نے

ہم توجہ نہین کرتے تھے ذرا تم ہو وہی
چوم سکتے نہ تھے نقش کف پا تم ہو وہی
ہاتھ کیا باندھنا وہ بھول گیا تم ہو وہی
ناک رگڑا کیے پاؤن پہ سدا تم ہو وہی

ایک بوسے کے لیے کرتے تھے منت میری
آنکھون لیتے تھے بلائین بہ سماجت میری

بیگم۔ کیا میان سے تقریر ہوئی تھی!
نازک ادا۔ کیون کیا میان کے ہاتھ کوئی بک گیا ہے۔
روح افزا۔ اے بہن یہ اُنکی باتین ہین سُنا کرو۔
نازک۔ انھین تقین ہی نہین آتا۔ اسکو کوئی کیا کرے۔
بیگم۔ اگر سچ سچ تم نے یہی کہا تو اللہ کی سنوار۔
نازک۔ ہم تو اپنی ہی تقریر کرتے ہین بہن۔
بہار۔ ایسی تقریر کرو تو۔ اب کیا کہون بہان جو چاہو باتین بنالو۔
بیگم۔ ہمین تو تعجب ہوتا ہے کہ اُنکی زبان سے یہ کلمے ہم سب کے سامنے کیونکر نکلے۔

روح افزا۔ انکی ایسی ہی زبان درازی ہی بہن۔
بہار۔ مگر یہ یہان آپس ہی مین ایسی باتین کرتی ہین بس۔ انکے سامنے بھلا یہ کیا کہتین کہ جو کیا خوب کیا پھر میری رغبت تمھین کیا۔
سپہر آرا۔ لے ہی۔ چون کا میان بھی نہ سُن سکے۔
نازک۔ حسن آرا کیا سوچ رہی ہو۔ کس فکر مین ہو۔
گیتی آرا۔ فکر ہو انکے دشمن کو۔ فکر کیسی ہوتی ہے۔
نازک۔ انکو یہ فکر ہے کہ دن جلد جلد ختم ہون۔

بے تو بر من ماہتاب شب تبے دیگر شد است
نور چشم چون طلائے کشتہ خاکستر شد ست

اچھا یہ سوقت ایمان سے کہدین کہ یہی سوچ رہی تھین یا نہین آزاد کے نام سے انکو عشق ہی اگر کوئی آزاد کا نام لے تو انکا جی چاہے کہ اُسکے بوسے لے لین۔

لبپا بوس لبم ہر دم دلم صد بارے آید
بہ منتہا کہ از نام تو بر کام و زبان دارم

آزاد کی خانہ آبادی جسقدر جلد ہو اُسیقدر بہتر ہے۔ بزرگان گفتہ اند۔ کہ ہر کہ پدر ندارد سایۂ سر ندارد۔ و ہر کہ برادر ندارد قوت بازو ندارد۔ و ہر کہ زن ندارد۔ آرام تن ندارد و ہر کہ ہیچ ندارد۔ ہیچ غم ندارد۔
بیگم۔ و ہر کہ پسر ندارد نور بصر ندارد۔
نازک۔ ہان یہ رہ گیا تھا۔ جائے اُستاد خالی ست۔
روح۔ بہت بڑے دشمن شہسوار سے نجات پائی۔
نازک۔ تھا وہ بدبخت اسی قابل خوب ہوا۔ ؎

موا آغاز ہی مین ہائے افسوس | اُسے بھی رہ گئی حسرت جفا کی
ابتدائے عشق ہی مین جان گئی اُس کی

حسن آرا - اب اُس موے کے ذکر سے کیا مطلب ہے۔ از برائے خدا اُسکا بالکل ذکر ہی نہ کرو۔

بہار النسا - مین کہنے ہی کو تھی ہنسی خوشی کی باتین ہونی چاہئیین کہ رنج کی تھوڑا غم کیا ہے۔

اب سُنیے کہ خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع آزاد پاشا کا پیغام لے کر آئے اور پیر مرد سے کہا ذرا جا کے حضور لامع النور فیض گنجور نواب بڑی بیگم صاحب سے عرض کر دیجیے کہ کیدان خواجہ بدیع الزمان آئے ہین اور اُنکو کچھ عرض کرنا ہی پیر مرد نے اُنکے واسطے حقہ بھروایا اور بڑی بیگم صاحب سے پیغام کہا اُنھون نے کہا جو کچھ کہتے ہین سن لو اور مجھے اطلاع دو۔

پیر مرد - آپ فرمائیے مین جا کے اطلاع کر دون گا۔

خوجی - عرض کرنا یہ ہی مگر لفظ بلفظ کہیے گا کہ لیکن خدا کے واسطے کوئی لفظ رہ نجائے عرض یہ کرنا ہی کہ یار تم نہ ہوگے۔

پیر مرد - یا خدا اچھا ہوگے بھی - لاحول ولا -

خو - آپ پڑھے لکھے آدمی تو ہین نہین -

پیر مرد - مین تو بالکل گمراہی ہون - ماشاء اللہ -

خو - اچھا تو پھر لفظ بلفظ یون کہیے گا - اول تو حسن آرا بیگم سے فرمائیے کہ ان معماے خوب و مرغوب کو حل کیجیے -

کیفیت وصال بس اب کچھ نہین رہی	کیونکر کہون طول مین شب کچھ نہین رہی
اپنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا	ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

پیر مرد نے یہ دونون شعر کاغذ پر لکھ لیے اور حسن آرا کے پاس پہنچے وہان صرف حسن آرا اور نازک ادا اور سپہر آرا پڑھی لکھی تھین اور روح افزا اور صرف حرف آشنا۔

بہار النسا - رہ گیا نا حسن آرا خبردار -

نازک ادا - یہ انوکھی شادی اور نئی ریت ہی -

روح افزا - کرے سے انوکھی انوکھی باتین ہوئین -

حسن آرا - یہ تو چیستان ہین جنھین پہیلی کہتے ہین -

کیفیت وصال بس اب کچھ نہین رہی

اس سے کیا مطلب ہی - یا خدا یہ تو ہماری سمجھ مین نہین آتا مگر دوسرا شعر ذرا سہل ہے۔

ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

ہمکو اُلٹو - مہ ہوا - بات کو اُلٹو تاب ہوا - یار کو اُلٹو راے ہوا - سب ملا کر مہتاب راے ہوا - یہ مہتاب راے کے نام کا معما ہے۔

سپہر آرا - بہت ہی خوش ہوئین اور نازک ادا نے پیٹھ ٹھونک کر کہا شاباش بہن۔

اپنے کیونکر کہ ہی سب کار اُلٹا	ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

پھر جب جانین کہ پہلے شعر کو بھی حل کر دو۔

پیر مرد کو بلا کر کہا - جا کے یہ رقعہ دیدو - اسمین حل معما ہے اور کہدینا کہ ایک منٹ مین حل کیا ہی اور دوسرا شعر املا کی غلطیون سے مملو ہی - وصال سین سے اور کیفیت مین کے الگ اور فیت الگ درج ہی پیر مرد نے خواجہ صاحب کو رقعہ دیا اور پیغام کہا - یہ یہان سے رخصت ہوئے اور آزاد کے پاس آئے۔

آزاد - کہیے حضرت کیا خبر ہین وہان کی -

خو - چٹکی بجاتے معما [illegible] حل کر دیا جی -

آزاد - کہین حل نہ کر دیا ہو - تم کیا جانو -

خو - اجی روشن مثل مہتاب راے ہے اُنکی -

آزاد - ہنسکر - بھئی یہ تو بہت صحیح ہے -

خوجی ۔ دوسرا شعر نہ حل ہو سکا۔ ٹالدیا اُسکو۔

تجھے ریشم کے نہ ہاتھوں میں پہن | ہو کچھ نازک ہے کلائی تیری

راوی ۔ بہت ہی خاصے۔ یہ بھی برجستہ شعر پڑھا۔

آزاد ۔ رقعہ پڑھا تو یہ مطلب درج تھا

ہی لطف بناوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہین | یہ طور لگاوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہین

چیستان مین کوئی اور اُلجھتے ہونگے۔ مگر خدارا اب اس طرح بے جھجھک نامہ و پیغام سے درگذر کرو مفصلی ما مضی سمجھ لیو نہین کیون بیکار ہنسواتے ہو۔ بھلا یہ حل چیستان بھی کوئی رسم شادی ہے شعر اول تو مہمل ہے اور املا کی غلطیون سے مملو۔ دوسرے شعر کا مطلب کہدیا گیا۔ یہ جتاب راے کون ہین شرمائے تو نہوگے کوئی مشکل معما بھیجا ہوتا اتنے مین بازار سے ایک آواز آئی جس نے سب کو اپنی طرف مخاطب کر لیا ایک آدمی یہ اشعار گاتا جاتا تھا۔ ؎

وہ نوجوان عابد و زاہد کہ سب جسے | کہتے تھے مومن او رہبت مندا تھا
کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہون | جو تھا سو اُسکو دیکھ کے زار و نزار تھا
حیرت کی جا ہے یون مومن نے گیا خراب | ملنے سے جنکے معتقد ننگ و عار تھا
بیمار گردیا شب ہجر بتان نے آہ | کیا ہو گئے وہ روز کہ پرہیز گار تھا
یا تو ہمین ڈراتے تھے خورشید حشر سے | یا اپنے سر پہ داغ جنون شعلہ بار تھا
اختر شماری شب غم نے بھلا دیا | جتنا خیال پرسش روز شمار تھا
ہر ایک کی طرف نگہ بیکسانہ تھی | کسکی نگاہ لطف کا امیدوار تھا
ہمت سے اور ناز اُٹھانے کی آرزو | باقی تھی گو کہ ضعف سے جینا بھی بار تھا

آزاد نے اُس شخص کو بلوایا اور کہا بھئی تم اسوقت بڑے خوش معلوم ہوتے ہو اُسنے کہا حضور ہم ایک بہت بڑے رئیس کے لڑکے ہین مگر طبیعت مین آزادی ہے گھر بار چھوڑ کر اس قطع تمام دنیا کی سیر کرتے پھرتے ہین عاشق تن آدمی ہین۔

بسکہ طبیعت مشغلہ جو تھی | اپنی سدا سے چاہ کی خو تھی
اہل جفا مین معصوم تھی اپنی | جور کشی معلوم تھی اپنی
شوق نہان مشہور تھا اپنا | دیکھو جہان مذکور تھا اپنا
بچپن سے چاہ کا ہیکا | عشق و دل جان نکاہ کا ہیکا
مہر وشون سے لاگ تھی دلکو | گرم رکھے اک آگ تھی دلکو
جسنے ہمین نا کام کیا ہے | ہیچ تو یہ ہے کیا کام کیا ہے

ہماری خوشی کا سبب کچھ نہ پوچھیے۔ جب سے سُنا ہے کہ آزاد نے شہسوار کو گرفتار کر لیا اور وہ قید ہو گیا تب سے روح فرحناک ہے اور ادھر اُدھر گاتا بجاتا پھرتا ہون اور خدا سے دعا مانگتا ہون کہ آزاد مع اپنی معشوقہ پری رو کے خوش و خرم رہین۔ پہلے ہم بڑے پارسا تھے۔ پانچون وقت کی نماز پڑھتے تھے تیسون روزے رکھتے تھے اور وظائف بھی شروع کر دیے تھے۔ صبح کو مناجات بھی پڑھتے تھے۔ مگر ایک روز ایک بت عربدہ جو تند خو کی تصویر دیکھی اور سُنا کہ جس گلبدن کی تصویر ہے وہ اسی شہر مین رہتی ہے بس دل ہاتھ سے جاتا رہا اور پارسائی سے کنارہ کش ہوے۔ ؎

بھلا کیا اعتبار اے مومن اپنی پارسائی کا | کہ بیخود ہو گئے تم دیکھ کر تصویر شیشے کی

لوگون سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ کوئی بڑی بیگم ہین اُنکی بیٹی یا نواسی یا شاید پوتی کی تصویر ہے دوبار اُس بت پندار کو خود بھی دیکھا مگر ایک علت مین ماخوذ ہوے بلوے کا جرم ہمپر قائم کیا گیا۔ قید ہو گئے۔ برس بھر بعد رہا ہوے سیاح بنے مگر اُنکا پتا نہ ملا۔

آزاد ۔ اُس بت پندار کا نام یاد ہے۔

سیاح ۔ نام تو اسوقت ذہن سے اُتر گیا۔

آزاد ۔ اکیلی ہے یا کوئی بڑی چھوٹی بہن بھی ہے۔

سیاح ۔ ہان ایک بہن بھی اسکی ہی اُسکا نام البتہ یاد ہے دیکھیے

بھولا جاتا ہون - بھلا ہی سا نام ہی - ہان یاد آیا اُنکا نام سپہر آرا بیگم ہے دونون بہنین خوبصورت ہین غضب کی ادا ہے حضور مگر حسرت ہی حسرت رہ گئی -

کشتۂ حسرت پہ یا رہین یارب کسکے وہ چلا جان چلی دونون بہانے کسکے
نخل تابوت مین جو پھول لگنے کسکے اسکو سمجھا ہون کہ اُسے پانو تھے عدن کسکے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

ایک مصری نے جسکا میان ہوٹل مین نوکر تھا روح افزا بیگم سے کہا کہ یہ جو بونے آج آئے تھے اُنسے آزاد مشورہ کر رہے تھے کہ نکاح پڑھوا کر ایک باغ مین جا کے رہین گے شہر سے کوئی دو کوس ہوگا - لالہ مہتاب راے بخشی کا باغ ہی سُنا اُس سے بہتر یہان کسی اور کا باغ نہین ہے - سات دن اُسی باغ مین رہین اور حسن آرا بیگم بھی وہین رہین گی - اسکے بعد پھر اور کوئی کوٹھی لینگے روح افزا بولین اُن سے کچھ بعید نہین کیونکہ جتنی باتین ہین سب انوکھی ہین بالکل نرالی اور ادھر عنایت ایزدی سے حسن آرا نے وہ باتین کین جو آجتک دیکھی نہ سُنین - دونون اچھے ملے - گرہی کیا کہ دنیا اِن دونون کے خلاف نہین ہے روح افزا نے اور سب سے بھی یہ حال کہا - اُسپر بڑا قہقہہ پڑا اور سب نے ملکر حسن آرا کو بنانا شروع کیا -

بیگم - دولھا دُلھن باغ مین رہین گے -

روح افزا - اب حسن آرا جانین اور وہ جانین -

گیتی آرا - ہمارے نزدیک کلکتے چلے جائین تو اچھا -

نازک - ہان دو کوس پر باغ مین رہے تو کیا -

روح - اور جو لندن چلے جائین تو کیسا -

سپہر - واہ کیا کہنا انوکھی شادی ہوگی -

نازک - اول تو میان بیوی کی شادی کے قبل بیاہ باتین ہی نہین سُنین کہ تم روم جاؤ اور وہان جنگ کرو اور واپس آؤ -

بیگم - (ہنسکر) نکاح کی شرطین ہی تو ہین -

نازک - ایسی کڑی شرطین کم سُنی ہونگی -

جانی بیگم - اور مہر کا حال تو بتاؤ کسقدر ہے -

نازک - یہی لاکھ روپیہ اور کیا ؟ بہت ہے -

سپہر آرا - شریفون مین اسپر زیادہ جھگڑا نہین ہوتا -

نازک - یہ نہ کہو بہن جیسی جسکی راے ہوئی اب ثریا بیگم کا مہر نواب سنجر سطوت نے چھ لاکھ باندھا ہے -

سپہر آرا - تو انکو ہم کب بڑی عفیفہ سمجھتے ہین -

بیگم - ہائین ! خبردار پھر کبھی ایسا نہ کہنا بہن -

جانی - خدا گواہ ہے ایمان کی قسم کھا کر کہتی ہون ممکن نہین کہ ایسی عفیفہ کوئی اور ہو -

سپہر - جب ہی جوگن ہو کے پھر شادی کر لی - ہونہہ !

نازک - سُنو سُنو - وہ تو مرتے دم تک نکاح کا قصد اور خیال ہی نہ کرتین مگر کیا کرین مجبور ہو گئین - سوچین کہ آزاد سے تو نکاح کسی طرح نہین ہو سکتا یہ تو امر محال ہے پھر کیا کرتین -

جانی بیگم - اور بہن مصلحت بھی اسی مین تھی -

نازک - ٹھان لی تھی کہ اب شادی نہ کرینگے لیکن پھر عقل نے ہدایت کی کہ اِس سے بجز مصیبت کے اور کیا نتیجہ نکلے گا -

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملین گے کسی سے ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

مہری نے کہا اور وہ کہتے ہین کہ ہم حسن آرا کو انگریزی ضرور پڑھوائین گے۔

روح افزا ۔ کیا۔ ہان مبارک ہو۔ بسم اللہ۔

نازک ادا ۔ تو بہن اب سایہ پہنو اور میم بنو۔

سپہر آرا ۔ یہ کیون انگریزی پڑھنے سے کچھ ضرور ہے کہ سایہ ہی پہنے اور میم صاحب ہی بنجائے۔ اے واہ۔

نازک ۔ اچھا اسکول مین تو جایا ہی کرو گی۔

سپہر ۔ کیون یہ مس میڈا اور کلیر ساکس بیٹھے ہین۔

روح افزا ۔ ہان سچ کہتی ہو بہن یہ دونون انکو برق کردینگی۔ اول تو اللہ کی عنایت سے خود ہی ذہین ہین اُسپر طرہ یہ کہ تعلیم ایسی اچھی ہو گی۔

نازک ۔ ہم بھی پڑھین گے۔ ہم آزاد سے پڑھین گے۔

اُسپر فرمایشی قہقہہ پڑا اور بعض نے جو ازبس تعلیق تھین دانتون کے تلے اُنگلی دبائی اور کہا اوئی نوج کوئی ایسی بیباک ہو زبان مین لگام ہی نہین جو منہ پر آیا تڑسے بک دیا واہ واہ۔ بالکل کسی کی حیا ہی نہین ہے۔

اب سُنیے خواجہ صاحب نے بڑی کوشش کی کہ وہ شعر جو حسن آرا سے نہین حل ہو سکا تھا اُسکو حل کردین۔ مگر حضرت کی قابلیت کا حال ناظرین پر روشن ہی۔ بڑی دیر تک اُلجھے رہے لیکن خاک سمجھ مین نہ آیا ناچار آزاد کے پاس آئے اور کہا جناب دو گھنٹے کامل سے کوشش کر رہا ہون مگر حل نہین ہوتا لیکن خدا نے چاہا تو صبح شام یہ شعر کیا معنے ایسے ایسے دس حل کر ڈالونگا ورنہ تو کوئی شی ہی نہین جس شخص نے بدر چاچ پر حاشیہ لکھا ہو اور قصائد شاعر موصوف سے بھی گوے سبقت لیگیا اُسکو بھلا کوئی دھمکا سکتا ہی آزاد نے کہا بھائی صاحب یون کہنے کو آپ جو چاہے کہین مگر اسمین شک نہین کہ جسکا کام ہوتا ہی وہی خوب جانتا ہی ہر کارے وہر مردے۔

ہر سخن جاے وہر نکتہ مکانے دارد

آپکے ہان کوئی پڑھا لکھا پہلے کا ہے کو تھا اب البتہ کچھ شُد بُد جاننے لگے۔ اُسپر خواجہ صاحب بہت ہی خفا ہوے اور بکمال غیظ و غضب یون جواب دیا۔

خوجی ۔ ہم سے اور غرور قابلیت! شان خدا۔!

آزاد ۔ واہ بس خاندان بھر کو دیکھ لیا۔

خو ۔ بجز ہمارے اور کسی شخص کو آپ نے کہان دیکھا۔

آزاد ۔ بجا ارشاد ہوا۔ خواجہ رئیس الزمان۔

خو ۔ وہ ہمارے حقیقی بھائی نہین ہین سوتیلے ہین۔

آزاد ۔ یعنے سوتیلے کیا معنی جناب۔

خو ۔ مطلب یہ کہ سگے بھائی وہ نہین ہین ہمارے۔

آزاد ۔ آپ کی اُنکی والدہ تو ایک ہین نا۔

خو ۔ (جلدی مین) جی ہان والدہ ہماری اُنکی ایک ہین۔

آزاد ۔ (قہقہہ لگاکر) تو والد دو ہونگے۔

خو ۔ (دانت کے تلے اُنگلی دباکر) ارے ارے۔

آزاد ۔ بس اب یاد رکھیے گا حضرت۔ آداب۔

خو ۔ لاحول ولاقوۃ۔ بہت بُرے پھنسے واللہ۔

آزاد ۔ آپ نے جو کچھ کہا اپنے ہی منہ سے کہا۔

خو ۔ ذکر تو قابلیت کا تھا اُس مین ہم کسی مردک سے کم نہین اور یہ آپ نے کیا فرمایا کہ ہمارے ہان کوئی پڑھا لکھا ہی نہ تھا جناب والد صاحب شاعر تھے اور خر تخلص کرتے تھے۔

آزاد ۔ تخلص کیا تھا آپ کے والد کا۔ خر؟

خو ۔ دیکھیے۔ ایک ہوئی۔ ہان لیجے اب کلام سُنیے مخلق کہتے تھے۔

فرماتے ہین ۔ ؎

من آن غلیشق چپاتم کہ ضدیت ازل دارم
ولیکن صنعت تو تیغ ہم اندر بغل دارم
اگر مولوی بدید سے مودت بارج خواہ آید
بسم در کشتی سخنے عجائب در بغل دارم

آزاد ۔ شاعر کا ہے کو پوچ گدسے ۔ لاحول ۔

خوجی ۔ بس قابلیت عالم بالا معلوم شد ۔ خوب سمجھے ۔

آزاد ۔ کتنی کیا معنی اور غلیشق کرامی گویند ۔

خو ۔ آپ کیا جانین ۔ ہم گڑھیا مین کنول کھلے ہین جی جناب ۔

آزاد ۔ (قہقہہ لگاکر) اے سبحان اللہ بہت ہی خوب یعنی آپکا خاندان گڑھیا تھا اور آپ اُس مین کنول کھلے ہین ۔

خو ۔ ارے ! (تھپڑ لگاکر) لاحول ولا قوۃ !!!

آزاد ۔ اسکے یہ معنی کہ آپکے باپ دادا اور کل آباواجداد سب کے سب گدھے تھے ایک آپ کنول کھلے ہین ۔ لے لعنت خدا ۔

خو ۔ اس زبان کو کیا کرون ۔ کاٹ ڈالون ۔ کیا کرون کچھ سمجھ مین نہین آتا ۔ خیر فہمیدہ خواہد شد ۔ ہائے افسوس مین اس سے کچھ اور مطلب سمجھا تھا مگر لینے کے دینے پڑے ۔

آزاد ۔ اب یہ فرمائیے کہ ہماری شادی کی کون ساعت قرار پائی ہو ۔ ہم تو باجے اور جلوس کے دشمن ہین ۔

خو ۔ این ! ماشاءاللہ ! بھئی واہ ہو ۔ روس تک مین تو تہنے دھوم مچادی تھی ۔ نہ کہ خاص ہندوستان مین ۔ سونی برات کس کام کی ۔ آرایش ہو ۔ آتشبازی ہو ۔ گھوڑے ہون ہاتھی ہون ۔ اونٹ ہون ۔ سانڈنیان ہون ۔ ٹاٹمن ہون خاص بردار ہون ۔ بلم بردار ۔ جھنڈی بردار

فوج کے سپاہی ساتھ ۔ لال لال کرتیان چمکین تب البتہ برات کا لطف ہے بڑی بیگم صاحب نے ٹھان لی تھی کہ اس تقریب مین زر کثیر صرف کرین اور بعد مدت دل کا حوصلہ نکالین یہ تقریب اُنکی عمر کی آخری تقریب تھی کئی بڑی بوڑھی بیگمین قریب بیٹھکر باتین کرنے لگین ۔

بڑی بیگم ۔ اب کیا مین دوبارہ زندہ ہونگی ۔

۱ ۔ اے توبہ کرو بہن ۔ اس زندگی کا کیا اعتبار ہے ۔

۲ ۔ ایک دم بھر کا تو اعتبار نہین ہے انسان کو ۔

۳ ۔ حسن آرا اور سپہر آرا صد وسی سال کی ہون اب اُنکی تقریب سعید مین آخری وقت دل کا حوصلہ نہ نکالوگی تو پھر کب ۔

بڑی ۔ ہم غریب آدمیون کا حوصلہ ہی کیا ۔

۱ ۔ وہ جسکی جو حیثیت ہو اُسکے مطابق کرتا ہے ۔

۲ ۔ اگر ایسے ہی ایسے دو چار اور غریب ہون تو شہر بھر امیر ہو جائے ۔

۳ ۔ مگر لطف تو یہ ہے کہ دونون طرف سے دھوم ہو ۔

۴ ۔ اور یہان طرف ثانی شسست ہی ۔

بڑی ۔ ہم کو تو یہ تمنا نہین ہے کہ برات دھوم ہی سے دروازے پر آئے مگر جو شخص اپنے لاکھون روپے صرف کرے گا وہ یہ ضرور چاہے گا کہ دوسری طرف سے بھی دھوم دھام ہو ۔

۱ ۔ اور وہ مولوی آدمی شرع کے پابند ۔

۲ ۔ یہ سپاہی پن اور مولوی پن سے کیا نسبت ہے ۔

۳ ۔ لے بعض مردونکی یہ عادت ہوتی ہو کہ خواہی نخواہی شرع کی آڑ مین اپنی ہی سی کرتے ہین برات کی دھوم

لوگونکے ہجوم اُنکے خلاف ہونگے چلو شرع کا بہانہ کر دیا۔
۲۔خط تو اسی مین ہے کہ دروازے پر باجے کی آواز سے دھوم
مچ جائے کان پڑی آواز نہ سُنائی دے۔

بڑی بیگم۔ تم لوگون کی تو گھٹی مین یہ بات ہے۔
۱۔پھر ایک کام کیجیے۔ لکھ بھیجیے اور سمجھائیے۔
۲۔سمجھانے سے کام نہ چلے گا۔ وہ ماننے والے نہین ہین
اس طبیعت کے آدمی کسیکی سُنتے ہین بھلا۔

بڑی۔ اچھا آؤ خط لکھوا کے بھیجدین۔ ذری عسکری کو بُلاؤ
محمد عسکری صاحب تشریف لائے وہی گلبدن کا پاجامہ
ڈھیلے پایچون کا۔ سبز اطلس کا انگرکھا ہوا دگلا اُسپر سیاہ
گرنٹ کی صدری چوگوشیہ ٹوپی۔ وارنش کا بوٹ اس
قطع سے آئے بڑی بیگم صاحب کو سلام کیا اور باادب
بیٹھے بڑی بیگم صاحب نے کہا عسکری ایک خط آزاد کے
نام اپنی طرف سے لکھو کہ آپ مہربانی کرکے اس آزادی سے
درگذرین کہ بالکل شرع ہی کے مطابق کارروائی ہو۔

عسکری۔ بہت اچھا۔ مگر وہ ماننے والے نہین ہین۔

بڑی۔ ہان دُھن کے پکے ہین مگر لکھو تو سہی۔

عسکری۔ تو اپنی طرف سے لکھون یا آپ کی طرف سے۔

بڑی۔ میری طرف سے لکھنا فضول ہے۔ تم ہی لکھو۔

عسکری۔ بہت خوب (قلم دوات کاغذ لیکر لکھنا شروع
کیا مگر وہی پرانے فیشن سے۔)

جناب برادر صاحب عنایت فرماے مخلصان
محمد آزاد پاشا صاحب دام مجدکم۔ بعد ادائے مراسم
تسلیم عرض آنکہ خار جا سُنا گیا کہ جناب کو اس امر مین کد ہے
کہ برات مین دھوم دھام اور باجا اور ہجوم ہو مگر
سلف سے خلف تک رسم ہی نہو اور محض بہ پابندی شرع
متین کہ احسن و اولے ہے کارروائی عمل مین آئے۔ لیکن گو۔

من نگویم کہ این مکن آن کن	مصلحت بین و کار آسان کن

ازانجا کہ طرف ثانی کی دلجوئی باعث سعادت عزیزان ہے
لہذا لکھا جاتا ہے اور آپ خود بقول شخصے کہ دانا و بینا ہین
لکھنا اسکا امر فضول ہے اور سب پر مبرہن ہے کہ آپ
ایکسے ہین اور دانائی مین فرد ہین۔ مگر

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم	انیس ٹھیس نہ لگجائے آبگینونکو

اور یہان سب کی یہی خواہش ہے کہ واسطے دکھانے مردمان
کے اور بنا بر انہ یاد کرنے محبت کے اور نیز بجہت وصول
نیک نامی و شہرت حاصل کرنے کے آن شفیق ضرور
برات کو منظور اور دھوم دھام کی تیاری فرمائین۔

راقم آثم
ننگ کائنات محمد عسکری عفی اللہ عنہ

پُرانے فیشن مین یہ خط لکھکر محمد عسکری صاحب نے
ایک چوبدار کے ہاتھ بھیجا۔ اُس نے سلام کیا اور ادب
کے ساتھ میان آزاد کو خط دیا اُنھون نے پڑھا تو مسکرائے
اور یون مختصر و موزون جواب لکھا۔

حضرت سلامت مین کر و فر کی برات کو ناپسند کرتا ہون
یہ صرف بچون کا کھیل ہے۔ مگر نکاح اور شادی بازیچۂ
اطفال نہین۔
نیازمند آزاد

حسن آرا کی ہمجولیون نے اُنکو آنکر خبر دی کہ آزاد کے نام
خط بھیجا گیا ہے اور آزاد نے اُسکا جواب بھی لکھ بھیجا۔
حسن آرا نے خط منگوایا اور جواب پڑھکر کہا ناحق
لکھا تھا بھلا اس سے کیا ملا۔ مگر اما جان کی راے۔

روح افزا۔ تم کو ان باتون مین کیا دخل ہے۔

بہار النسا۔ اے ہان اب دو دن تو دُلھن کی سی باتین کرو بہن۔

حسن آرا۔ بہت اچھا اسی وقت سے سہی۔

نازک ادا۔ واہ بن چکین۔ دُلھن کہین سکھائے سے یہ باتین سیکھتی ہے۔

بہار۔ اتنا اچھا ہے کہ یہان کی بات کوئی جا کے ادھر اُدھر نہین کہتا۔

نازک ادا۔ تو وجہ کیا۔ سب کی سب شریف زادیان ہین

جانی بیگم۔ سب مین تو تم بھی آ گئین بہن۔

نازک ادا۔ بس ایک جانی بیگم کے سوا اور سب شریفونکی بہو بیٹیان۔ اور ہمکو کوئی کیا کہے گا۔ کوئی ڈومنی کا تو مقابلہ کر لے۔ سہ

ہی چشم بند تو بھی ہے آنسو رواں ہنوز	جی سرد ہو گیا ہی دلی دل طپان ہنوز
یہ دن دکھائے ہین شب فرقت نے ہمکو اور	وہ رشک آفتاب نہین مہربان ہنوز
مر بھی گئے جدائی مین پردہ نشین کے ہم	آیا نہین زبان پہ درد نہان ہنوز
ہم تیرہ بخت خاک مین بھی مل گئے ولے	کچھ کم نہین غبار دل آسمان ہنوز
یان امتحان مرگ سے غافل ہمیشہ ہم	وان اپنے ستی مرنے کا ہی امتحان ہنوز

باغ جہان مین گو مہ خرداد آگیا
یان ہے اُسی بہار پہ فصل خزان ہنوز

اب تو ہر روز دھما چوکڑی مچے گی۔ بھلا کوئی ہمارے مقابلے مین گائے تو آن کے۔

بہار۔ ہمین تمھاری آواز سب سے پیاری معلوم ہوتی ہے۔

نازک۔ اور ہمین اپنے میان کی آواز سنو گی۔

بیگم۔ آپ کے میان کی آواز آپ کو مبارک رہے۔

اب سُنیے کہ بڑی بیگم صاحب کو جو اُنکی ہجو لیون نے بہکایا تو اُنکو بھی کد ہوئی کہ جبتک دھوم سے برات نہ آئیگی تب تک شادی ہونا محال ہے۔ محمد عسکری سے خط لکھوایا جسکا مضمون یہ تھا۔

جناب برادر صاحب کرم گستر بندہ پرور دام مجدہٗ بعد کورنش معروض رائے فیض انجلائے گردا یندہ می آید کہ احوال این بفضل ناتناہی الٰہی مقرون خیریت ست و مژدۂ اعتدال مزاج وہاج از بارگاہ خداوند کریم مستدعی حال یہ ہے کہ عنایت نامہ سامی حضور بڑی بیگم صاحب کو حرف بحرف سُنا دیا اور انھون نے سُنا و کہا کہ پھر اُنکو سمجھاؤ کہ مرضی ہماری بنا بر دھوم و تیاری برات کے ہے اور چونکہ تم خرد اور چھوٹے ہو ہم سے۔ لہذا کاروائی کرنا مطابق رائے ہماری کے تم پر فرض ہے۔ بس اب لکھا جاتا ہے کہ آن بہادر از راہ عنایت منظور فرمائین تو عنایت ہی ورنہ موجب اُنکی ناراضی کا ہوگا جسکو آن شفیق ہرگز منظور نہ کرینگے۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید	نویسندہ را نیست فردا امید

العبد العاصی پُر معاصی محمد عسکری عفی اللہ عنہ۔

راوی۔ بہت ہی خاصے۔ آخر مین یہ سطور بڑھائین۔ مکرر آنکہ بنا بر انصرام برات و جلوس اگر آن مشفق کو وقت ہو لکھدیا جائے کسی اور صاحب سے جو ان امور مین دخل رکھتے ہین جواب طلب ضروری۔ ع

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

جواب ہمدست حامل مطلوب ست۔

یہ خط پھر آزاد کے پاس بھیجا گیا۔ اُنھون نے جواب لکھا بندہ نواز۔ اس امر مین اصرار فضول ہے۔ برات کا کروفر

وضع کے خلاف۔ بچون کا کھیل ہے اور مجھے اس سے نفرت ہے بڑی بیگم صاحب کے حکم کی تعمیل مین عذر نہین مگر اس امر خاص مین معذور و مجبور ہون۔ لہذا معاف فرمائیے۔

جب حسن آرا بیگم نے سُنا کہ بڑی بیگم نے مکرر آزاد کو لکھا اور اس مرتبہ اصرار بلیغ کیا کہ آپ اپنے ارادے سے در گذرین تو اُنکو بڑا رنج ہوا اور بہار النسا بیگم سے اُنھون نے یون کہنا شروع کیا۔

حسن آرا۔ باجی ہمین بڑی شرم آتی ہے۔

بہار النسا۔ پھر اب اُنکو کون سمجھائے بھلا۔

حسن۔ روح افزا بہن کو بھیجیے وہ سمجھائین۔

روح افزا۔ وہ اگر برات مین دو گھوڑے زیادہ ہوے تو کیا۔

بہار۔ واہ وا اس مین تو ہم کو بھی کد ہے۔

گیتی آرا۔ ہمارے خاندان مین کبھی ایسا ہوا ہی نہین۔

حسن۔ تو مذہب اور شرع کے خلاف تو نہین ہے۔

گیتی۔ اس سے کیا مطلب مذہب کا حال مولوی جانین۔

بہار۔ چپ چپاتے دولھا آیا نکاح پڑھوایا گیا چلو صاحب شادی ہو گئی۔ واہ سارا زمانہ طعنے دے گا۔

روح۔ اب سارے زمانے کا حال تو تم کو معلوم ہو گا۔

بہار۔ اچھا کسی کا نام تو بتاؤ کہین بھی ایسا ہوا ہے سکے یون شادی ہوئی ہو ہم نے تو آجتک نہین سُنا۔

گیتی۔ دیکھیے جولاہون کے ہان تک تو انگریزی باجا برات کے ساتھ ہوتا ہے اور کسی کا کیون ذکر کرو۔

اُس پر قہقہہ پڑا اور نازک ادا نے کہا ماشاء اللہ سے کیا اچھی مثال دی ہے۔ مگر ہم تو اس بات پر عش عش کرتے ہین کہ ان دونون کی راے ایک۔ خیال ایک بات ایک ہے جو وہ کہتی ہین وہ یہ بھی کہتی ہین۔

اثر حسن و عشق تھا بے مثل	تو مرا مین ترا عدیل ہو

دونون کی ایک طبیعت ہے۔ سبحان خدا۔

حسن۔ پھر اسمین بھی کوئی بُرائی یا عیب ہے۔

نازک۔ اے ہے کیا خفا ہو کے پوچھا ہے۔

پنجۂ شانہ سے تو زلف گرہگیر نہ کھینچ	دل دیوانہ کو مت چھیڑ یہ زنجیر نہ کھینچ

دیوانہ را ہوئے بس ست۔ اسوقت تو یہ اُس سے خوش ہین جو اُنکی سی کہے۔ بس۔ جو یہ کہین وہی کہے۔ بہار النسا بیگم کی راے سے تو ہمین ذرا بھی اتفاق نہین ہے کہ برات دھوم سے آئے اور دروازے پر خوب زور زور سے باجا بجے اس سے فائدہ شادی وہ جو شرع کے مطابق ہو۔

حسن۔ گویا اپنے حساب ہم کو بنا رہی ہین (مسکرا کر)۔

نازک۔ بہار النسا اور گیتی آرا کی راے بالکل غلط ہے۔

حسن۔ نہین نہین برات وہ جسمین پچاس ہاتھی بلکہ فیلخانے کا فیلخانہ ہو۔ اور سانڈنیون کی قطار دو محلے تک جائے اور شہر بھر کے گھوڑے اور پالکی اور ہوادار اور تامدان ہون اور کئی رسالے اور برقندازون کی کمپنیان اور گھوڑون کا رسالہ بلکہ توپ خانہ بھی ضرور ہو اور قدم قدم پر آتشبازی چھوٹتی ہو گولے دغ رہے ہون اور معلوم ہو کہ برات کیا قلعہ فتح کیا جاتا ہے اور دروازے پر فیلبان توشہ کو اُترنے نہ دے کہار انعام پہلے لائیے پھر کوئی بات کیجیے گا۔

نازک۔ یہ گویا بڑی باتین بیان کر رہی ہین۔

حسن۔ جی نہین۔ خدا نہ کرے بڑی کاہیکو ہین۔

نازک۔ اچھا وہ جانین اُنکا کام جانے ہمین کیا۔

حسن۔ (تنک کر) پھر آپ کیون دخل درمعقولات دیتی ہین بے وجہ۔

نازک ادا۔ اُف رے غصّے۔ اللہ اللہ مگر۔ ؎

لگتی ہین گالیان بھی ترے مُنھ سے کیا بھلی
قربان تیرے پھر مجھے کہدے اسی طرح

حسن۔ (مُسکراکر) اب مین آپ سے سوال جواب تو کرنہین سکتی جو چاہیے کہ لیجیے آپ کو اختیار ہے۔

نازک۔ ابھی کل کی لڑکی ہو باجا نہو اور یہ نہوا در وہ نہو۔ واہ کیا کیا باتین۔ کیون نہو باجا ضرور ہو گا کیا یہان خانہ جنگی کرینگے آن کے۔

آزاد گھر مین نہین چلتی ہے کسی کی۔

مقدمہ جریدۂ افتراح وکامرانی۔ شاہ بیت دیوان نشاط وشادمانی یعنی مانجھے اور ساچق کے جشن جمشیدی کا انعقاد اور بتان سیم بر کا جھرمٹ اور ہجوم مہوشان پریزاد

خوشا بند کہ زجوش گل کہ دہر — عرض گنجینۂ صبا و شمال
بخت گوید بجرسے کہ بناز — عیش بچہ تبازگی کہ ببال
رنگ ساپور سد بعذر قدوم — لالہ راگل دود باستقبال
ہمہ مے بچکد زمغز غبار — ہمہ گل میدمد زشاخ غزال
باغ از نقشہاے رنگا رنگ — نیکوان راست نامۂ اعمال
سروہا در ہجوم جنبش شاخ — قمریان نمردین پر و بال
شاخہا در نمایش شبنم — حلہ پوشان گوہرین تمثال
دہر گوئی شدست سرتاسر — بزم طوبی جوان باقبال

بڑی بیگم کے خانہ طرب کاشانہ مین ہرسمت سامان شادمانی و اسباب کامرانی مہیا تھے خواتین نسرین بدن و مہوشان غنچہ دہن کا جھرمٹ۔ بانکین اور رنگین ادا۔ خوبرو ماہ لقا۔ طرار حاضرجواب لگاوٹ بازی مین انتخاب۔ خوش پوش نسترن بناگوش۔ قیامت کبری سے دوش بدوش۔ ہرطرف گلبانگ مبارکبادا ور صداے تہنیت بلند تھی۔ بزم طرب کی کیفیت جشن جمشیدی سے بھی ہزار چند تھی۔ عرائس سیم ساق سیم غبغب وعرائس شیرین حرکات شکر لب کی چہل پہل اور چہل بل نے محفل کی رونق کو دوبالا کردیا تھا۔ مغلانیان سلیقہ شعار بچنۃ کار مہریان پرفن وعیار۔ پیش خدمتین سمن عذار اخواصین باغ بہار۔ شہر کی نامی نامی ڈومنیان بلوائی گئین تھین ایک ایک ڈومنی علم موسیقی مین فرد اور لاجواب دلربائی اور رنگین ادائی مین انتخاب۔ ایک ایک تان پر سامعین وجد کرین اور عاشق تن مردہ اُنکے عشق کا دم بھرین نغمۂ دلکش سے صورت باربدی آشکار۔ لحن داؤدی ہزار جان سے نثار۔ جو تھی ناہید نغمہ جادوفن۔ تیز طبیعت شیرین سخن۔ اداؤن دلپذیر حسن بے نظیر۔

بڑی بیگم نے جہیز کی بڑی دھوم سے تیاری کی تھی اور حسن آرا کے لیے زیور و لباس بڑے حوصلے سے برسون سے آراستہ کر رکھا تھا اور کئی غنچہ لب و ماہ طلعت خواصین ہمراہ جانے کے لیے نوکر رکھی تھین کہ حسن آرا بیگم کی شادی جنکا ساری خدائی مین اسقدر نام ہوا شہزادی کی طرح ہو۔ اور واقعی وہ تھی بھی اسی قابل۔ اول تو نواب زادی عالی نسب والا حسب نجیب الطرفین شریف الجانبین امیر کبیر۔ لاکھون کی حیثیت زر و جواہر کی انتہا ہی نہین۔ بنگلے کوٹھیان۔ بارہ دریان۔ محلسرائین ملاک باغ کثرت سے بڑی بیگم کے پاس تھے اور حسن آرا کے حسن ملائک

فریب طاؤس زیب ادا سے دلربا اور اعلےٰ درجے کی خوبصورتی مین جو شک کرتا وہ کافر سمجھا جاتا سراپا گویا سانچے کا ڈھلا ہوا اور ان سب باتون اور خوبیون پر طرہ یہ کہ خواندہ و تربیت یافتہ اور شاعرہ عفت و پاکدامنی اسپر بھی مستزاد۔ روح افزا نے کان مین جھک کے کہا۔ بہن وہ دن یاد ہی جب اخبار مین کوئی خبر پڑھی اور دنیا سے جی ہٹ گیا تھا ایک وہ دن تھا جو خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے اور ایک آج کا دن ہی حسن آرا نے کہا۔ ؎

روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد	زدہ ام فال و گذشت اختر و کار آخر شد
آنہمہ ناز و تنعم کہ خزان میفرمود	عاقبت در قدم باد بہار آخر شد
شکر ایزد کہ باقبال کلہ گوشۂ گل	نخوت باد دے و شوکت خار آخر شد
صبح امید کہ بد معتکف پردۂ غیب	گو برون آے کہ کار شب تار آخر شد

حسن آرا نے اس افراح اور خوشی سے یہ مبارک شعر پڑھے کہ روح افزا نے مسکرا کر کہا۔ بہن اسوقت تمھارے لبون کی جنبش اور آنکھون اور ہر ادا سے انتہا کی بشاشت برستی ہے اللہ یہ خوشی برقرار رکھے۔ آمین آمین حسن آرا زیر لب تبسم کر کے بولین پھر آمین آپکو تعجب کیا ہی اسوقت خوش نہونگی تو پھر کب خوش ہونگی۔ اتنے مین نازک ادا بیگم انکو آہستہ آہستہ باتین کرتے دیکھکر قریب آئین اور حسن آرا کے حسن گلو سوز کی تعریف مین رطب اللسان و عذب البیان ہوئین۔ کہا بہن۔ سچ تو یون ہے کہ یہان اسوقت خدا کے فضل سے اتنی خوبرو اور کم سن بیٹھی ہین اور سب کی سب اللہ کی عنایت سے روپے والی متمول اور نک سک سے درست ہین ایک سے ایک بڑھکر مگر جو بات تم نے پائی ہے اللہ جانتا ہی وہ ایک مین نہین ہی۔ اللہ جانتا ہی جواب نہین رکھتی ہو۔ ؎

آگے تیرے جو ہو کھڑا شمشاد	جان دیدے وہ صورت فرہاد
اور سنبل جو رو کرے یکسو	پیچ کھائے وہ صورت گیسو
سرخی پان کو دیکھکر مہندی	روئے خون اور اپنا دیدے جی
کرے شبنم نثار در شب ہم	جان تصدق کرے سر انور

مشاطگان سلیقہ شعار نے جو سلاطین باوقار کی سرکار دون خواتین نامدار کی خدمت مین برسون باریاب رہی تھین دلھن کو ہر ہفت آرایش سے ایسا مزین کیا کہ ایک ایک عضو بدن سے اور بھی زیادہ جوبن ٹپکنے لگا غیرت بتان لندن و جرمنی۔ رشک نگار رومی روکش لعبتان فرخار شمع قد گلعذار۔ سرمست بادۂ ناز۔ سرو سرافراز۔ یاسمن بدن حور فریب۔ زہرہ رخ طاؤس زیب حسین عالم آشوب و شوخی جلوۂ آتش زن کالاے ہوش۔ رخسارۂ تابان شنگرف رنگ گلپوش۔ خوش منظر۔ خورشید پیکر۔ آنکھین آہو فریب خدنگ افگن۔ ساقی مشرب غمزہ زن۔ شور انگیز۔ سرمہ بیز۔ لبہاے شگفتہ جرعہ نوش مے چکان۔ یاقوت خام شکر فشان۔ گردن دستۂ عاج فوارۂ نور بقول میر الٰہی سرور۔ ؎

رخش آئینہ گردن دستۂ عاج	پریرویان بآن آئینہ محتاج

ساق سیمین و نگارین۔ ساعد پر نور بلورین۔ ؎

کہ دیدہ میکشایم بر چشمہ سار ماہی	از ساعد تو دارم ذوق شکار ماہی
از چاک آستینت بیند چو حسن ساعد	از تاب رشک افتد در آتش تابہ ماہی

زلف عطر پاش عنبر پوش۔ سیہ بہار۔ زنار فروش۔ الٰہی زلف سرانداز ہے۔ یا چنگل شہباز ہی۔ نہین نہین یہ نسخۂ عمر دراز ہی یا الٰہی یہ زلف فتنہ گر ہے یا مار ہفت سر ہی سچ یون ہے کہ صبح

کی ہلطاق ہی اور ان اشعار کی مصداق ہے۔ ؎

چہ زلفے ہندوے زاویان رسیدہ — سیاہے پاسے بر مصحف کشیدہ
چہ زلفے دود آہی تار و مارے — بگنج حسن مارے بیقرارے
چہ زلفے کو برنگ دود آید — کز و بوے کباب دل برآید
برشتہ سوختہ چون آہ دلسوز — چو خط دفتر سنبل نو آموز
بہر عمرے درازی دام دادہ — بصیادان گیتی دام دادہ
بخود پیچیدہ عمرے پیچ بر پیچ — بلندی کم نگردیدہ ازان ہیچ

ابروان سیہ تاب مطلع دیوان رعنائی یشاہ بیت قصیدۂ شیرین ادائی۔ ؎

دو شمشیر اند در یک قبضہ ابروے سیہ تابش
کہ ہردم میدہد آن تند خواز زیر چشم آبش

اتنے مین اُستانی جی آئین اور حسن آرا کے پاس آنکر بیٹھین کہا مین بھی جاکے آزاد کو دیکھ آئی۔ گویا اللہ نے یہ جوڑی اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ دونون نے عجب صورت زیبا پائی ہے۔ جب مس میڈا کا آزاد پر دل آیا تو پولینڈ کی شاہزادی روس کے اخبارون مین اُنکے عشق کا حال پڑھ پڑھ کر ہنستی تھین مگر جب خود آزاد کو دیکھا تو خود دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ ؎

اے ناصحو آہی گیا وہ فتنۂ ایام لو — ہم کو تو کہتے تھے بھلا اب تم تو دل کو تھام لو

اب سُنیے کہ آزاد پاشا کے اوصاف حمیدہ مین سب سے زیادہ دو صفتون کی تعریف ہوتی تھی۔ شجاعت اور حسن مگر بعض بعض مرد اُنکے محسن کی تعریف سے اسقدر بدگمان ہوگئے تھے کہ برات کے روز دلھن کے ہان اپنی بیوی کا بھیجنا پسند نہ کیا۔ چنانچہ نازک ادا اور اُنکے میان نواب انور علی خان کی نوک جھونک لکھنے کے قابل ہی۔ نواب صاحب سے کسی نقرہباز نے کہ دیا تھا کہ آزاد بڑے خطرناک آدمی ہین اور گھر گھر اُنکے حُسن خداداد کا چرچا ہے۔ جب نازک ادا بیگم نے آزاد کے جمال عالم آشوب کی انتہا سے زیادہ تعریف کی تھی تو یہ اور بھی بدظن ہوگئے۔

نازک ادا۔ آزاد پاشا کی تصویر دیکھیے کیا حُسن پایا ہے

انور۔ ہمین خوف ہوتا ہے۔ مبادا۔

نازک۔ یہ کسی اوماتی سے خوف ہو تو ہو۔

انور۔ تکو آزاد کے حسن سے کیا مطلب۔ واہیات!!!

نازک۔ اللہ ری بدگمانی اچھ ٹھکانا ہے۔

انور۔ ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مگر تم جانے نہ پاؤ گی یہ آنہونی بات ہے۔ واہ رے زمانے لاحول۔

نازک۔ ہم تو بیچ کھیست جائین اور پھر جائین۔

انور۔ اچھا پھر ہم بھی دیکھتے ہین کون جاتا ہے۔

نازک۔ کیا کوئی ہمارا اتالیق ہی۔ خدا کے واسطے۔

انور۔ اور اوپر سے اور ضد کیے جاتی ہو۔ چُپ رہو۔

نازک۔ آخر تمھاری اِس بدگمانی کا علاج کیا ہے۔ بدگمانی کا ہیکو ہی۔ یہ تو خاصہ جنون ہے۔ ابھی آس پاس اڑوس پڑوس کے لوگ سنین تو کیا کہین گے بھلا۔

انور۔ ہمنے آجتک کسی بہو بیٹی سے کسی نامحرم کے حُسن کی اسقدر تعریف سُنی ہی نہین۔

نازک۔ تو غیر مردوے پر یہان کس کے دشمن پھسل پڑے تمھین یہ ہوا کیا بیٹھے بٹھائے ناحق کا جھگڑا مول لیتے ہو۔

انور۔ تمھاری نیکی عفت پارسائی مین شک نہین مگر۔ ہزار بات کی ایک یہ ہے کہ ؎

عشق ست و ہزار بدگمانے

نازک ادا۔ اسکا علاج تو لقمان کے پاس بھی نہ تھا۔
انور۔ اچھا آخر تمھین اسقدر اصرار کیون ہے ۔
نازک۔ مین نے اس بات پر ضد کب کی تھی پہلے ۔
انور۔ تم در پردہ قبول دین کہ آزاد کا عشق ہے ۔
نازک۔ لے ہی اس جھوٹ کو آگ لگے تم حلف اُٹھاؤ گے کہ مین نے عشق کا مقبولا کیا کوئی سونے کا بن کے آئے تو ہم اُدھر رخ نہ کرین۔ تم چھٹ کوئی اور بھلا یہ تہمت تراشتے تو دل لگی دکھا دون۔
انور۔ اچھا ابکی بار ہمارا ہی کہنا مان لو۔ یون سہی۔
نازک۔ ایک نہین ہزار بار ی۔ گر ہم بہو بیٹیان اس طرح کی باتین نہین سننا چاہتی ہین ہمارے پردۂ گوش کو صدمہ پہونچتا ہے۔ اس سے بڑھکر رسوائی شریف زادی کے لیے اور کیا ہے کہ میان ہی بدگمان ہو جائین اور اُسکی عفت کے شیشے پر ٹھیس لگے مگر اس بدگمانی کا کیا علاج ۔
انور۔ نہین ہم نے تو یہ نہین کہا رسیا ہی کہین برداشت کر سکتے ہین اگر بیوی بچۂ حور بھی ہو تو ایک ضرب شمشیر مین کام تمام کر ڈالین۔ ان باتون کا جواب شریف زادے زبان سے نہین دیا کرتے ہین ۔ ان باتون کا جواب تلوار سے دیتے ہین ۔
نازک۔ پھر بسم اللہ گردن حاضر ہے لیجیے ۔
انور۔ ہائین ! لاحول ولا قوۃ ! کچھ خیر ہے ۔ واہ۔
نازک۔ (رو کر) بس اب ہم اپنی جان دے دینگے ۔
انور۔ ہائین ! ہائین ! تمکو یہ ہوا کیا ہے کیا دشمنون کو جنون ہے ۔ واہ ! خدا کا واسطہ یہ کیا ماجرا ہے ۔
نازک۔ آپ ہی ظلم ڈھاؤ اور آپ ہی دیوانہ بناؤ اچھا انصاف ہے ۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ۔
انور۔ تو از برائے خدا آنسو تو رُو کو۔
نازک۔ دل بھر آیا ہے تم نے اِن باتون سے دل کو جلا دیا اب دھوان نکلے یا نہ نکلے۔ اس ظلم کا بھی کچھ ٹھکانا ہے لوگو کہ دل جلون پر تاکید ہے کہ دھوان نہ نکلنے پائے۔
انور۔ لے منہ دھو ڈالو۔ اب ہمارا دل تمھاری طرف سے بالکل صاف ہے واللہ۔ بس اب تو صفائی ہو گئی ۔
نازک۔ اگر سلامتی سے تلون کا یہی حال ہے تو اسوقت نہین کل پھر اس سے زیادہ بدگمانی ہو گی۔ تو صاحب اب اپنے گھر مین کوئی کسی کا ذکر بھی نہ کرے۔ بات کرتے زبان کٹتی ہے سبحان اللہ۔
انور۔ کتنی سادہ مزاج ہو باا ینہمہ شوخی و شرارت جو رگون مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے یہ سادگی حیرت انگیز ! کچھ ٹھکانا ہے ۔
نازک۔ وہ بات کون تھی جسپر تم اتنے بگڑے ۔
انور۔ اول تو بھلمنسی کے خلاف ہے کہ میان کے سامنے کسی مرد غیر کی تعریف کرے۔ اگر یہ کہے۔ کہ فلان شخص بڑے عالم فاضل یا مولوی ہین۔ یا فلان آدمی ستار خوب بجاتا ہے یا بڑا اسپاہی ہے تو خیر مگر کسی نامحرم کے حسن کی تعریف کرنا اپنے کو چور بنانا ہے وہ صاف سمجھ جائیگا کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہے ۔

نا سایہ ترا نمی پسندم		عشق ست و ہزار بدگمانی

نازک۔ اے توبہ کتنے شکی ہو۔ اُف ری بدگمانی ۔
انور۔ مگر اب ہم بالکل صاف ہین۔ واللہ باللہ۔
نازک۔ یہان تو طبیعت ہی نگوڑی ایسی نہین پائی ہے کہ ایسی ویسی بات کا دھیان آئے مگر جب تم ہی خلاف ہو جاؤ

تو پھر ہم کسکے سامنے روئین اور کس سے انصاف چاہین۔ یہ وقت کسنے ہمارا دل دکھایا۔

انور۔ اچھا اب جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ گذشتہ را صلوات۔ مگر چلو صفائی تو ہو گئی۔ یا اب بھی خلش باقی ہے۔

معشوقہ۔ ماہ سیما نازک ادا بیگم نے اس ناز و انداز اور حرکات شیرین سے روٹھکر باتین کین کہ انور علی خان بہادر کا دل لخت کھینچ گیا اور کہان تو بدگمان ہو گئے تھے کہان اُلٹے خود منانے اور صفائی جتانے لگے۔ اور بیگم صاحب کے رخسار گلگون پر قطرہ اشک دیکھکر اسقدر مضطر ہوے کہ گلے لگا کے پیار کیا اور کہا جان جان۔ اللہ جانتا ہے کہ ہمارا منشا وہ نہ تھا جو تم سمجھین۔ اب خدا کے لیے ذرا ہنس دو دو روزہ زندگانی مین یہ لڑائی فساد انسان کو نازیبا ہے۔ تم خوشی سے جاؤ روکتا کون ہے ہم تمہاری عادتون سے بخوبی واقف ہو گئے ہین تسپر بھی بھول جاتے ہین پھر آخر مین پچھتاتے ہین سُنا۔ نازک ادا ناز سے بولین۔ بس بس اب جانے آنیکا نام نہ لینا۔ جا چکی۔ کیا کچھ زندگی وہین جانے پر منحصر ہے۔ یہی نا کہ دو گھڑی ہمسنو مین جی بہلاتی ہجولیو مین ہنس بول آتی دنیا کا یہی کارخانہ ہے۔ اگر سب کے سب اپنی اپنی عورتون کو بد سمجھکر بٹھا رکھین اور گھر سے باہر نہ نکلنے دین تو مکان قفس اور قید خانہ ہو جائے۔ چلو خیر اب ٹھائین ٹھائین کاہے کی ہے۔ ہکو اپنی طبیعت پر اختیار ہے ہم نہین جاتے۔ اس بے رخی نے انکو اور بھی مجبور کیا کہ اب جانے کا اُلٹا اصرار کرین۔ پھر گلے لگایا اور بوسے لیکر کہا خدارا اب بات کو نہ بڑھاؤ سکھپال نکلواؤ اور جاؤ۔ نازک ادا تو لگاوٹ بازی مین طاق تھی جھڑک کر بولی۔ صاحب اس جھنجھٹ سے کیا واسطہ۔ دبے تو وہ جو دبتی ہو جسکے دلمین چور ہو کہ ایسا نہو بات کھلجائے اور جب دل ہی صاف ہے تو ہمین کسکا خوف ہے۔ تین ہی طرح کا عورت کو خوف ہوتا ہے۔ ایک تو اپنے میان کا خوف۔ دوسرے اللہ میان کا خوف تیسرے دنیا مین رسوائی کا خوف۔ پھر جب ان تینون مین ایک کا بھی خوف نہین تو اور کسکا ڈر ہو گا۔

انور۔ (ہنسکر) تمکو زبان سے بھی ملنا نہین ہے۔ اسکے یہ معنی کہ نہ خوف خدا نہ خوف شوہر نہ خوف دنیا کی رسوائی کا پھر جسکو کسی کا خوف ہی نہین وہ کیون نہ کھل کھیلے گی۔

نازک۔ (زیر لب تبسم کر کے) الٹے ہی معنی پہناتے ہو۔

انور۔ (پھر گلے لگا کر) وہ ہنسی آئی شکر ہے۔

نازک۔ تم نے جو یہ کہا کہ جب کسی کا خوف نہین تو خواہی نخواہی کھل کھیلے گی یہ غلط ہے۔ خوف ہونے کیون لگا۔ خوف تو جب ہی ہو گا جب کوئی جرم کرے۔ جب ہم صاف ہین تو ہم کو خوف کس بات کا ہے۔

انور۔ مگر یہ کیا سبب ہے کہ سب خوفون سے بڑھکر تم نے میان کا خوف بتایا۔ اور خوف خدا کو دوسرا درجہ دیا۔

نازک۔ خوف خدا تو کسی کو کم ہوتا ہے۔ یہ سب جھوٹی باتین ہین بڑا خوف تو رسوائی اور جگت ہنسائی کا ہے۔

انور۔ اب ہم چوک جاتے ہین۔ ہمین دیر ہوتی ہے۔ تم اگر نہ جاؤ گی تو ہمین کمال رنج ہو گا۔ اور خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون آج سے تم کو صورت نہ دکھاؤنگا۔

یہ کہکر نواب صاحب باہر جانے لگے۔ ادھر نازک ادا نے ہزارون قسمین دین۔ اگر واپس نہ آئے تو ہمین کو روئے۔

عظمت النسا۔ آخر یہ بہار النسا سے پردہ نہین تو ہم سے کیون پردہ کرتی ہو۔ ہم سے تو آج کہہ چکین تھین کہ نازک ادا بیگم کے

پڑوس میں کوئی ڈومنی رہتی ہی جب اُنکے میان چلے جاتے تھے تو وہ ڈومنی کوٹھے پر سے اُنکے ہان آتی تھی اور اُن کو گانا سکھاتی تھی۔

نازک ادا۔ اس جھوٹ پر خدا کی سوار۔ واہ۔ وا۔

عظمت النسا۔ اچھا بہار النسا بہن جو کہدین وہ سچ۔ یہ ہماری بڑی بہن ہین اور ہم اُنکو باجی جان کہتے ہین۔

نازک۔ آپکی باجی جان کیطرف مخاطب ہو کے کہتے ہین۔

تم بڑی قہر ہو اے باجی جان　　نوج تم سی کوئی چھتیسی ہووے

عظمت۔ اسے لو اور سنو۔ یہ تو گالیان دینے لگین۔

زینت النسا۔ اے ہے یہ نہ سمجھنا یہ بہت بڑھی ہوئی ہین مگر بڑی مجبتی ہین۔

نازک۔ بڑی بات کہ آپ نے کوئی ملنے کی بات نہین کی۔

عظمت۔ اب بات تو ٹالو نہین۔ ہم کو کچھ سنا دو۔

نازک۔ حسن آرا کے پاس چل کے بیٹھو وہین سنو نگے وہ سب کہتی ہونگی کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ یہ تینون کی تینون وہان کیا مصلحت کر رہی ہین۔

عظمت۔ تین کیون چار نہین۔ ہم تم۔ یہ اور یہ۔

زینت۔ اے بہن ذرا سے گانے پر اور یہ مان؟۔

نازک۔ خدارا اب اسکا ذکر نہ کرو۔ کسی دن کسی موقع پر سنا دونگی۔ اب یہ کوئی موقع ہے بھلا مجھے شرم آتی ہے اپنی جان پہچان ہمجولیان ہین جنسے ملاقات ہے تو خیر کچھ پروا نہین مگر اجنبیون کا ساتھ ہو تو مجبوری ہی۔ ناحق اپنے کو بدنام کرنا اور نکو بنانا کس نے بتایا ہے۔

یہ باتین کر کے یہ چارون معشوقان پری وش ماہ رُخ وہان سے اُٹھکر حسن آرا کے پاس آکر باتین کرنے لگین۔

نازک ادا بیگم نے کہا۔ آج حسن آرا کا چہرہ اسقدر سرخ ہے کہ افوہ جیسے گلاب کا پھول اور آنکھون سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایتی۔ (نام نہ لونگی) کی پوری بوتل چڑھائی ہے خون ٹپکتا ہی اور شباب کا خمار اُٹھتی جوانی ہی جوبن پھٹا پڑتا ہی ایک تو یون ہی جوبن تھا اب مارے خوشی کے اور بھی دو چند ہی۔

حسن آرا۔ حد کی صاف گو اور بیباک ہین۔

نازک۔ اچھا پھر ہم بیباک ہین تو اُسکی فکر ہمارے میان کو ہو گی۔ تم کون ٹوکنے والی ہو ہمارے میان ہم سے خوش ہم اُن سے راضی اب کیا کرے گا قاضی۔

روح افزا۔ اتنی دفعہ زینے چڑھو اُترو تو معلوم ہو جائے اور یون باتین بڑھ بڑھ کے بنانا اور شے ہی۔

نازک۔ کسکی للک پر وہان جاتی ہو بہن سچ کہنا۔

روح۔ ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ بہت ہی خوب! بہار النسا ہے؟ بی بی اما جان نے تو خزانون کے منہ کھول دیے روپیہ اشرفیان لٹائے دیتی ہین۔ ایک اور کوئی آئی ہین کوئی سو بلکہ خدا جھوٹ نہ بلوائے سوا سو برس کی ہون گی۔ آتے ہی کہنے لگین۔ اللہ کرے خیر و عافیت سے نکاح ہو جائے تم بھی اس فرض سے جیتے جی ادا ہو جاؤ۔ اما جان نے کہا اور سب فرضون سے تو سبکدوش ہو گئی۔ اب یہی ایک اللہ اسکی عمر مین برکت دے اور اُسکی جوڑی برقرار رکھے اس کی شادی باقی تھی۔ اللہ آمین کر کے اتنی بڑی ہوئی ہین ابھی کل ہی کی بات ہی کہ گھر بھر مین کہرام مچا ہوا تھا کبھی کچھ سنا کبھی کچھ۔ طرح طرح کی متوحش خبرین آتی تھین۔ گر بخیر گذشت۔

اے برآرندۂ مراد جہان — اے کشایندۂ در احسان
کس زبان سے ادائے شکر کرون — عرض کیا مین سوائے شکر کرون
واہ کیا رحم کیا عنایت ہے — اپنے بندون پہ کیا ہی شفقت ہے
یہ فقط بندہ پروری ہی تری — ورنہ میری بھی یہ حقیقت تھی
مجھ گنہگار پر عنایت کی — روسیہ کی دعا اجابت کی

اسی طرح کی باتین ہو رہی تھین - اور خدا جانے کن وقتون کا ذکر کرتی ہین غازی الدین حیدر کے وقت مین یہ ہوا تھا اور نصیر الدین حیدر کے زمانے مین یہ ہوا تھا اور محمد علی شاہ یون تخت پر بیٹھے - مگر وہ جو آئی ہین وہ شہ دے رہی ہین کہ چھپ چھپاتے ہوئے تو مزہ نہ نکلے گا - بھلا کہ سے کم پچاس ہاتھی تو ساتھ ہون - گنگا جمنی اور سونے چاندی کے ہودے ہون اور فیلبان بھاری بھاری جوڑے پہنے ہوے جواہر نگار رنگیبا نکین لیے بری وضعت میل کرتے ہون اور قدم قدم پر نشان کے ہاتھی کے سامنے پھلجھڑی دار انار اور ہزارے چھوٹ رہے ہون اور مہتابین روشن ہون - کار چوبی جھولین پڑی ہون اور گھوڑے زیور سے آراستہ چھم چھم کرتے نکلین - ادھر اُدھر جو دیکھے عش عش کرے -

حسن آرا - اوہو - ایسا ہو اماجان پھر بدل جائین -

نازک ادا - عجب کیا ہے اور لطف بھی اسی مین ہے -

روح افزا - ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اسمین کیا لطف ہے -

نازک - تم روکھی پھیکی اس لطف کو کیا جانو بھلا -

عظمت النسا - آخر پھر روپیہ اللہ نے کس کام کے لیے دیا ہے -

نازک - ہان کیا بات پوچھی ہو بہن - جواب دو -

روح - واہ ری عقل - بس روپیہ اسی لیے ہے کہ آتشبازی مین پھونکے یا آرایش مین لٹائے - اور کوئی کام ہی نہین -

نازک ادا - اور آخر کیا کام ہے - گودڑ کی دکان کھولے گدڑی بازار مین یا پرچون کی دکان کرے - ہچے بیچے کچھ معلوم تو ہو کہ روپیہ کس کام مین صرف کیا جائے - یہی باتین ہین - بس دل کا حوصلہ اور کیونکر نکالے -

روح - اپنی اپنی سمجھ اور اپنے اپنے خیالات ہین -

نازک - اللہ نہ کرے کسی کی ایسی اُلٹی سمجھ ہو جیسی تمھاری ہے لو صاحب اب برات بھی گناہ ہے - ہاتھی گھوڑے باجا سب عیب مین داخل ہے -

حسن - اُسے بحث ہی نہ کیجیے روح افزا بہن -

نازک - ہان ہان سچ کہا ہم تو بیوقوف ہین سب - اور سب جو برات نکالتے ہین سب گدھے ہین ایک تم اور دوسری حسن آرا اور تیسرے میان آزاد - ذری آنے تو دو میان کو ساری شیخی نکل جائے تو سہی -

روح - اسمین تو شک نہین کہ تمھین ٹھیک بنا دُگی -

بہار - بہت لڑائیان سر کین جب جانین کہ تم سے جیت سکین آزاد -

روح - اے توبہ کرو کیا طاقت ہے -

بہار - اسکی کیا مجال کہ کوئی نازک ادا بیگم سے مقابلہ کرے اور مقابلے مین غالب ہو جائے -

نازک - اچھا پھر جب آئین گے تو خود ہی دیکھ لینا -

اتنے مین ایک ڈومنی نے گانا شروع کیا اور سب کی سب مخاطب ہو کر سننے لگین - ؎

بیاؤ درد ہجران را دوا دہ — ز شربت خانۂ وصلم شفا دہ
ترا کان ملاحت آفریدند — ازین کان نمک بخشش بادہ
صفاے کعبہ را با کعبہ بگذار — بیا و خانۂ دل را صفا دہ
بہ تلخی کوہکن می مرد و میگفت — الٰہی جان شیرین را بقا دہ

بخوبان ہمعنان ہلی چوگوی | عنان در دست تسلیم و رضا ده

نازک ۔ آواز تو اچھی ہی مگر فارسی کی غزل ڈومنی کی زبان سے اچھی نہین معلوم ہوتی۔

ڈومنی ۔ (سلام کر کے) یہ حضور کی قدردانی ہے۔

نازک ۔ کوئی اُردو کی غزل کہو مگر اچھی ہو۔

ڈومنی نے اُردو کی غزل گائی اور بزم طرب مین چہل پہل دونی ہوگئی۔

اب اُدھر کا حال سُنیے کہ خواجہ صاحب بہادر آزاد کے پاس گئے اور کہا کہ حضرت اگر فارسی مین کچھ دخل ہے تو ہماری قدر کیجیے گا لال رقعے چھپواؤ گے یا نہین۔ اسکے لیے عبارت لکھنا ذرا مشکل ہی مگر آدھ گھنٹے کے غور مین لکھا ہی فارسی بالکل ایرانیون کی سی ہے۔ داد دیجیے اور سُنیے بسم اللہ۔

الحمد للہ الذی الذین جل شانہ درین زمان فرخ توامان سروش غیبی مژدۂ نوروسی در مشام جان رسانید کہ باہتزاز نسیم بہار شاخسار امید گل شگفت و دماغ مشتاقان بترانہ سنجی بلبل و نغمہ پردازی غنچہ و گل بفلک ہفتم رفت۔ باستماع غلغلۂ طہنیت شادی زہرہ با ساز سرود سماع دلکش برقص درآمدہ بکمال خوش ادائی نوید مبارکباد بعالمیان داد و دزد حنا دل دادۂ شیفتہ جمال گل رخان گلگون بدنان باغ باغ گردیدہ دست بستہ ساعد بہ پنجۂ رنگین عروس نہاد و باغبان فلک سبد ہاے مینا رنگ چمن چمن بسر و چشم نہادہ نوے حنابندی پیشکش طالب و مطلوب نمودہ نازنینان چمن لباس نگار رنگ و پیراہن گلرنگ زیب بدن کردہ گلبازی افزودہ بمشک بیزی نسیم بہار مشام قدسیان معطر و چشم انتظار بسر افرازی احباب صداقت آب منور ساخت ترصد کہ بتاریخ سوم۔ سر شام قدم رنجہ فرمودہ بتقریب حنابندی ہمشیرہ عزیزہ شریک شدہ ما حضر بہ غریبخانہ تناول فرمایند و بشرکت ہمراہی مہندی نیاز مند را ممنون منت و رہین عنایت نمایند۔

العبد

ایچمدان اضعف العباد خواجہ بدیع الزمان کیدان پلٹن و گلے والی غفی عنہ

آزاد نے یہ سب پڑھکر قہقہہ لگا کے کہا۔ تصنیف تو خیر مگر نقل کرنے کی بھی لیاقت نہین ہی۔ اے بدبخت اسمین سے ہمشیرہ عزیزہ کا لفظ تو نکال ڈالا ہوتا۔ اسے لعنت خدا میری شادی ہی یا آپ کی ہمشیرہ عزیزہ کی۔ اور یہ آپ العبد کے بعد اپنا نام لکھنے والے کون ہین۔ جی چاہتا ہے جیس لگاؤن نکال کے بدمعاش کہین کا۔

خواجہ صاحب بگڑ گئے کہ قدردانی دنیا سے اُٹھ گئی۔ اب کوئی جوہر شناس نہین ہی۔ آپکو بڑا غرہ اپنی فارسی دانی کا تھا مگر قدردان ہوتے تو میرے سامنے زانوے ادب تہ کرتے اگر اسکا جواب لکھ دو تو ٹانگ کی راہ نکلواؤن۔ آدھ گھنٹے خون جگر کھایا ہے۔ دل لگی بازی نہین میان صاحب کیا زمانہ آگیا ہی جہلا کا زمانہ ہے۔ واللہ افسوس۔

آزاد ۔ سبد مینا رنگ کے کیا معنی ہین بتاؤ۔

خوجی ۔ اجی بس جاؤ بھی خبط الحواس۔ چلے وہان سے سبد مینا رنگ کے کیا معنی ہین تم کیا جانو۔ سبد کسے کہتے ہین اور مینا رنگ کے کیا معنی ہین۔

آزاد ۔ دزد حنا والا فقرہ تو سمجھاؤ ہمین!۔

خو ۔ ہان اسی بہانے سب پوچھ لو۔ ہونہہ۔!

آزاد ۔ جی چاہتا ہے پیٹتے پیٹتے بیدم کر دون۔

خو ۔ قصور تو ایسا ہی کیا ہی۔ یہی صلہ ہی۔

حقوق خدمت سیسالہ العبث الطفال است | بکیستوسے کہ دزد کو دکان خداوند

لونڈون سے کسی بات کی امید کرنا یا اُنپر اعتبار کرنا بیوقوفی اور حماقت کی نشانی اور انتہاے نادانی ہے۔

آزاد پاشا خواجہ صاحب سے باتین کرتے تھے کہ ایک کم سن مہری نے جو عمدہ لباس پہنے ہوے تھی جھک کر سلام کیا اور کہا حضور کی خدمت مین مجھے کسی نے بھیجا ہی اور خط دیکر کہا یہ خط دیا ہی حضور تخلیہ مین ملاحظہ فرمائین۔ آزاد نے خط لیا تو دیکھا نہایت قیمتی لفافہ ہی۔ عطر مین بسا ہوا اور سنہرے حرفون سے اُس پر آزاد پاشا کا نام لکھا تھا کھولا تو یہ عبارت نظر سے گذری ہ

آزاد۔ بچا سعدی کا قول بھول گئے۔ ؎

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

مانا کہ تمھارے خیالات اعلی ہین۔ مگر راہ رسم مین خواہی نخواہی دخل دینے سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ اماجان اصرار کرتی ہین اور تم انکار۔ خدا ہی خیر کرے۔ بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ از براے خدا ہماری خاطر سے مان لو اور جو وہ کہین وہ کرو۔

یہ خط پڑھکر آزاد نے کئی بار چوما اور یون جواب لکھا۔

جان آزاد۔ قسم لو جو مہری سے تمھارا نام پوچھا ہو۔ عبارت ہی سے معلوم ہوا اور ہمنے تاڑ لیا کہ حسن آرا بیگم کا خط ہے اگر امر معلوم مین ذرا عذر کرون تو سزا وار سزا۔ آزاد۔

مہری سے کہا لو یہ خط دے دینا اُسنے مسکرا کر خط لیا اور جھککر سلام کر کے روانہ ہوئی۔ یہان آکر حسن آرا بیگم سے کہا حضور جواب لائی ہون اور اللہ نے چاہا تو بالصواب ہو۔ خط پڑھکر کئی بار بوسے لیے حسن آرا نے خط پڑھا تو تسکین ہوئی۔

حسن آرا۔ (نازک ادا سے) بہن جواب آگیا۔

نازک ادا۔ قسم ہی دل بھیجا یا نہین بھیجا آزاد کا۔

حسن۔ نہ مانا کیا معنی ہین بھلا!!!

نازک۔ چلو اب اماجان کی بھی تسکین ہوگئی۔

حسن۔ مفت کا جھگڑا بڑھانے سے کیا فائدہ تھا۔

نازک۔ (حسن آرا کو سینہ سے لپٹا کر) خوب ہوا

مہری۔ حضور خط پڑھتے ہی چومنے لگے۔

نازک۔ لے ہے ابتک تو خط ہی چومتے ہین اب رفتہ رفتہ گال چومین گے۔

حسن۔ (جھیپ کر مسکرا کے) توبہ توبہ!!!

نازک۔ اِین توبہ کاہے کی ہے۔ ہان۔

بہار۔ کتنا صاف روزمرہ ہے اُنکا۔

نازک۔ کیا کہنا۔ ہمارے شہر کو سب شہرون پر سبقت ہی۔

بہار۔ اسوقت ہمین بڑی خوشی ہوئی بہن۔

نازک۔ کیسی کچھ پہلے ہی پہل جھگڑا شروع ہوا تھا۔

آج اتنی پلاے سرجوش	سرو پا کا رہے نہ مطلق ہوش

مہری۔ حضور عطر مین تو لفافہ بسا ہوا تھا کہنے لگے یہ جوہی کا عطر ہماری جوہی کیلیے لگایا ہی۔ مگر آدمی بڑے مذاق کے معلوم ہوتے ہین۔

مغلانی۔ اُنکی لیاقت داری مین کیا شک ہی۔

نازک۔ مگر ذری خود کام ضرور ہین آزاد۔

مغلانی۔ اور پاس آبرو بہت ہے یا وضع ہین آزاد۔

سپہر۔ بی مغلانی ابھی تم نے دیکھا کیا ہے۔

مغلانی۔ لے لو ادئی مین نے کچھ نہین دیکھا۔ آپ بڑی جہاندیدہ ہین دو کم پچاس برس کی عمر ہونے کو آئی مین نے کچھ دیکھا ہی نہین۔

سپہر۔ لے ہے مین نے یہ نہین کہا بی مغلانی۔

نازک۔ اُنکا مطلب ہی کہ آزاد کا حال تمنے ابھی دیکھا ہی نہین ہے

جب ساتھ ہوگا تو اور بھی زیادہ تعریف کرو گی۔

سپہر آرا - یہ گانا کیون موقوف کروا دیا گیا۔

نازک ادا - اب گانے سے جی بھر گیا ہے سب کا۔

ڈومنی - (حیدری) کیا حضور ہم سے خفا ہین۔

نازک - تم امیرون کے یان جایا چاہو۔ ہم غریبون سے کیا سروکار ہے بھلا - بلواتے بلواتے عاری ہو گئے اور تم نہ آئین تو نہ آئین۔

حیدری - لے حضور نہ آنا کیا معنی سر کے بھل آنکھون کے بھل حاضر ہون - ذری سُن گن بھی پہنچ جائے سر کے بھل دوڑے آئین مگر مین اُسدن بہت علیل تھی اور برسون تک طبیعت ناساز رہی - ہمارا اللہ جانتا ہے - اِس بات کو - اور غریب و امیر کیا معنی حضور کو اللہ نے وہ بات دی ہے جو اچھے اچھون کو نہین حاصل ہے - ہماری کیا اصل حقیقت ہے بھلا جو آپ سے اُستادگی کرین ہمارا کام تو اُستادی ہے آپ ہی کا دیا تو کھاتے ہین واللہ۔

نازک - باتین تمھاری کوئی بیٹھا سُنا کرے۔

حیدری - (مسکرا کر) یہ بھی حضور کی ہی جوتیون کا صدقہ ہے جب اسقدر آبرو دی کہ پاس بٹھایا تو ع

جمال ہمنشین در من اثر کرد	وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

جب سمدھنین بیٹھین تو گلوریان دیگئین اور میراثنون نے خوب دل کھول کر گالیان دینا شروع کین۔

سپہر - (روح افزا سے) یہ کیا خراب رسم ہے۔

روح - ہان اس گالی گلوج سے ہمین بھی نفرت ہے۔

سپہر - اور گالیان کھا کے پھر انعام دیجیے۔

روح - لے انکو سمجھا دو کہ بس اب نہ واہیات بکین۔

نازک - واہ - ریت رسم مین کیا دخل ہے۔

روح - بس تمھین ایسون کے سبب سے تو یہ باتین ہوئین۔

نازک - میرا بس چلے تو تم دونون کو گالیان دلواؤن۔

روح - گنجے کو خدا ناخن نہین دیتا ہے بہن۔

نازک - (کان مین) حسن آرا دیکھو اب کچھ سنیگی۔

روح - ہان ہان ضرور میراثنین - سمدھنون کو گالیان دیتی ہین - تم ہمکو گالیان دو۔

حسن - (مسکرا کر خاموش ہو رہین [illegible])

نازک - جب جانین کہ اِسوقت حسن آرا بیگم کچھ کہین۔

سپہر - اب واسطے خدا کے انکو ہنساؤ نہین بہن۔

نازک - ہم تو منگنی کے دن کھل کھلا کر ہنستے تھے۔

سپہر - تمھارا کیا کہنا - تمھاری کل باتین انوکھی ہین کوئی نئی تھوڑا ہی ہے اور تم نہ ہنستی ہو تو تعجب ہے۔

روح - بھلا پہلے ہی روز میان سے بولی تھین۔

نازک - کیون! نہ بولنا کیا معنی - کیا میان سے بولنا بھی گناہ ہے کچھ - وہ بھی نامحرمون مین ہے کوئی۔

روح - مطلب یہ کہ سب کے سامنے بولی تھین۔

نازک - ہان ہان سب کے سامنے - اُدھر سُسرال مین داخل ہوئی اور میان سے گفتگو کی وہ جھیپتا تھا - مگر مجھے اُسکی کچھ پروا نہین میان تو ہمارے ہین بولیگا کون۔

روح - تو بہن جب ایسا دیدہ دلیل ہونا۔

نازک - وہ عورت کیا جو میان سے بولتے ہوئے منہ چھپائے۔

خیر جب میراثنون نے گالیان دینے سے فراغت پائی تو لڑکے والون نے انعام دیا - اسکے بعد جہان دُلھن بیٹھی تھی وہان سمدھنین چڑھاوا لیکر گئین - دولھا کی بہنون نے دلھن کو مصری کھلائی - جوڑا پہنایا دُلھن کو رونمائی دی

اور بہت ہی مسرور ہوئین کہ حسن آرا بیگم اِس درجہ حسینہ اور جمیلہ ہین یہ گردن جھکائے چپ چاپ بیٹھی رہین۔ نازک ادا نے کئی بار چھیڑا تھا کہ حسن آرا کو ہنسی آئے مگر وہ بالکل چپ بیٹھی رہین اور جوڑا اور پھولون کا گہنا پہنایا گیا۔

آزاد پاشا کی والدہ معظمہ اور اُنکی بہنون کو معمولی خوشی سے زیادہ مسرت تھی کیونکہ آزاد کی آزادی سے اُنکو یقین تھا کہ وہ اپنی تقریب شادی مین بلوائینگے۔ سب نے دُلھن کی تعریف کی اور کہا آزاد ہی کے قابل ہے۔

اِس گفتگو اور مذاق کے بعد سمدھنین رخصت ہوئین اور اُسی روز دلھن کے ہان سے دولھا کے لیے چڑھاوا بھیجا گیا سات مٹکے بدھی۔ پھولون کی چھڑیان۔ پھولون کے ہار چھوٹی مصری۔ گلوریان اور رہیان بھی وہی رسمین ادا ہوئین۔ دوسرے روز بڑی دھوم دھام اور بلیغ اہتمام سے مانجھے کی تیاری ہوئی۔ جسکو دیکھکر با وصف پیرانہ سالی پیر فلک کی عقل عاری ہوئی۔ سمدھیانے مین بھی خوجی مہتمم اعلےٰ تھے آنحضرت نے پرانے فیشن کی زربفت کی چپکن زیب بدن کی دستہ لگا ہوا جیب کٹی ہوئی۔ قیمتی بیل ٹکی ہوئی سر پر حضور نے ایک بہت بڑا شملہ رکھا گلبدن کا پاجامہ۔ کاندھے پر کشمیر کا سبز رنگ دوشالہ۔ پاؤن مین دہلی گھیتلا جوتا سات روپے کی اوگی۔ ہاتھ مین سیاہ جریب یہ کپڑے پہنکر اپنے کمرے سے باہر آئے تو لوگون نے تالیان بجائین اور خواجہ صاحب بہت ہی خفا ہوکر بولے کہ واہ یہ ہمیر تالیان نہین بجاتے ہو یہ اپنے باپ دادا پر تالیان بجاتے ہو یہ خاص اُنکی وضع ہی۔ ایک صاحب نے ہنستے ہنستے کہا خداوند یہ شملہ تو بہت ہی چھوٹا ہی۔ ذرا اِس سے بڑا شملہ سر پر رکھ لیجیے۔ فرمایا نہین شملہ بمقدار علم۔ مگر علم کی مقدار کا شملہ کس کے گھر سے آئے لہذا ہم نے اسی پر قناعت کی۔ لونڈون اور کم سن لڑکون نے اُنکے منھ پر ہنسنا شروع کیا اور قریب تھا کہ ایک آدھ شریر لڑکا پگڑی اُچھال دے مگر دو چار صاحبون نے سمجھایا اور اُنکو اِس حرکت سے باز رکھا خواجہ صاحب قلم دوات کاغذ دست مبارک مین لیے ہوئے جلوس کی فہرست لکھ رہے تھے مگر غلبۂ ذکاوت سے سب اُلٹا پلٹا۔ فیل کے لیے (دو راس فیل بلکہ افیال از مطبخ نواب نوازیش) لے سبحان اللہ۔ اِس گدھے پن کو دیکھیے کہ ہاتھی کے لیے راس جو گھوڑے کے لیے لکھتے ہین اور فیل لکھکر پھر افیال بناتا۔ فیلخانہ کے لیے مطبخ لکھنا بھی آپ ہی کا کام ہے نواب کے ہجے کتنے صحیح لکھے ہین۔ اور نوازش علی خان کے لیے نوازیش کا شارہ بھی ماشاء اللہ کسقدر جامع ہی۔ اب گھوڑے قلمبند کرنے لگے۔ (ہشت عدد اسپ) لے سبحان اللہ دم کی کسر ہے۔ سانڈنیون کو عجب ٹھاٹھ سے لکھا (ریخ زنجیر بعیرن) اہوا ہوا ہو۔ زنجیر ہاتھی کے عوض اونٹ کے لیے۔ ماشاء اللہ حضرت کی بھی کوئی کل درست نہین ہی اور سانڈنی کو مونث سمجھکر بعیرن کر دیا۔ واہ رے شتر غمزے ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ خاص برداروں نے کہا حضور ہمین فہرست پر چڑھائیے۔ مسکرا کر ایک لطیفہ گو بولے کہ اب آپ گدھے پر چڑھائے جائینگے اسپر کسی نے ٹلسو کی پھبتی کہی کسی نے کہا۔ تو توانائی معلوم ہوتا ہی مانگے کے کپڑے پہنکر آیا ہے یا کہین سے انعام ملا ہے مگر جوتا چوری کا ہی۔ کوئی دھوڑی استر کا چور رہتا ہی یہ ٹاٹ باقی اوگی کا چور ہے خواجہ صاحب نے فہرست کی تمہید مین دیکھیکر ابتدائی سطرین یہ لکھی فہرست (فہرست تعداد (جملہ) جملا ہی باب (اسباب

براے مان جہا (مانجھا) مکرمہ مغلو نوداب (نواب) بڑی بیگم صاحب بعافیت باشند کہ درین فہرست افیال وگھوڑے (بعیران) ومردمان واشامیان (اسامی) ہمہ حسب ذیل درج نمودہ شدہ بودہ است۔

ماشاء اللہ کیا کہنا ہے کیا بات ہے۔ املا درست۔ فقرے چست غلطی سے کوئی واسطہ ہی نہین۔ آدمی کیا کان صحت ہے اب مانجھے کا سامان باہر آیا۔ پانچسو کی گنگا جمنی چوکی نہایت خوبصورت بنی ہوئی سات سو کا مرصع لوٹا۔ مرصع جام اور کٹورا۔ چاندی کی سلفچی اور آفتابہ اور لگن نقرئی چنگیر دان اور پاندان ۔ الچی شناس تجربہ کار کے اہتمام مین یہ کل اشیا نہایت صفائی اور آب وتاب کے ساتھ تیار ہوئی تھین اور اکثر معمر آدمیون کا قول تھا کہ ہم نے اپنی عمر مین اس گزہست کی اشیا نہین دیکھین سب مین مشہور تھا کہ بڑی بیگم نے اس شادی مین دل کا حوصلہ خوب نکالا ہے مرصع لوٹا اس مرتبہ لالہ سانول داس نے ایک نئی ترکیب سے بنوایا تھا جسکے دیکھنے کے لیے تمام شہر اُمنڈ آیا تھا۔ اب پارچے اور زیور کا حال سنیے کنگنا مرصع مع مروارید۔ دوہزار کا سونے اور چاندی کے چھلے کنگنے مین ڈالے گئے۔ پانچ سو کی یاقوت کی انگوٹھی نیمہ جامہ ململ کا۔ بیش بہا بنارسی پٹکا زربفت کا پائجامہ انگرکھا۔ تاج مندیل دوشالہ۔ رومال۔ جیغہ۔ سرپیچ نورتن۔ ہاردست بند سات سفید ریشمی رومال جوڑا کشتیون مین اور بینڈیان خوانون مین لگائی گئین خواجہ صاحب شرف ہر دو کہتے ہوے اس طرت سے مصروف انتظام تھے۔ اور اسطرح دل سے انتظام مین مشغول کہ کسیکی سنتے ہی نہ تھے۔ اپنے کام مین بالکل محو تھے۔ ہمہ تن مستعد۔

خوجی۔ ہاتھیون کو اُس جانب رہنے دو۔ خبردار۔

ایک۔ اجی خواجہ صاحب آداب عرض ہے۔ اجی حضرت۔

خوجی۔ ہاتھی اِدھر بڑھا لاؤ جلدی سے۔ فوراً۔

دوسرا۔ یاالٰہی اے صاحب نواب صاحب کیا پوچھتے ہین۔

خو۔ بس اسی لین مین ہاتھی لگاؤ۔ لا کے تم بھی لاؤ۔

لوگ۔ ماشاء اللہ سب کا بھرتا بنائین گے۔ آپ۔

خو۔ دیکھو کچھ گڑبڑ ہونے پائے۔ خبردار یارو۔

لوگ۔ خواجہ صاحب چشم بددور کیا انتظام ہے۔!!!

خو۔ (مسکرا کر) آداب عرض ہے قدردانی آپ کی۔

لوگ۔ سبحان اللہ سبحان اللہ واہ جی واہ اے لاحول۔

خو۔ (آگ بھبوکا ہوکر) کیا کہا (اکڑ کر) منھ پر کوئی کہے تو دیکھ لین۔ اتنی قرولیان بھوکون کہ یاد کرے۔

لوگ۔ منھ پر نہین تو کیا پیٹھ پیچھے کہا ہے۔ پھر کہین۔

خو۔ اتنی قرولیان بھوکو نگا کہ یاد کروگے بچہ۔

لوگ۔ حضور سواریان تو اُتروائیے جاکے وہان۔

خو۔ سب انتظام ہوا جاتا ہے ابھی دم کے دم مین۔

لوگ۔ مگر آپ کا رعب سب مانتے ہین جناب خواجہ صاحب

خو۔ ارے میان ہم ذرہ بمقدار ہین بھائی جان۔

لوگ۔ واہ آپ آزاد کے جنرل نوکر ہین۔ خواجہ صاحب۔

خو۔ نوکر! ماشاء اللہ۔ دوست یا نوکر۔ ہونہ!!!

لوگ۔ آپ اور آزاد دوست ہین بجا ارشاد ہوا۔

خو۔ بیشک نوکر تو ہم اُس رئیس کے ہین۔

باداے ادب سپہر شکوہ
بزمش از دلکشی بہشت نظیر
بہ صداے کرم سحاب نوال
قصرش از برتری سپہر مثال

طراز ورقم سلیمان جاہ	بہ نشاط اثر ہمایون فال

اُسکے نوکر ہین۔ شہزادہ بلند ارادہ۔ ہژبر رزمگاہ وغا پسندی و برتری فرش میدان سخاگستری وسروری شاہ فلک وعرش پایگاہ بعافیت باشند۔

لوگ۔ سبحان اللہ ہژبر برکس کے رزمگاہ کے۔ واہ۔

دوسرا۔ فرش بنادیا یعنی چوپائے ہین۔ ماشاءاللہ۔

تیسرا۔ سخاگستر وسروری کتنی عمدہ بندش ہی ماشاءاللہ۔

چوتھا۔ اور فلک وعرش دونون کے دونون پایگاہ۔

پانچوان۔ مگر اسقدر بڑھا کے گھٹا یا بھی خوب آپ نے۔

چھٹا۔ جی ہان۔ خلد اللہ ملکہ ودولتہ نہین کہا۔

ساتوان۔ بعافیت باشند۔ اس سے بڑھکر اور کیا دعا ہوگی۔ واہ جناب خواجہ صاحب بہادر چرا نباشد۔

خواجہ صاحب سمجھے کر سب کے سب میرے مداح ہین بہت ہی مسرور ومحظوظ ہوے اور اکڑکر کہنے لگے۔ باباے من ہیچ بندہ فارسی گوید واُردو نگوید کہ اُردو ازپوچ است وفارسی بہتر ازان گفتہ اند۔ ؎

اسپ لاغر میان بکار آید
روز میدان نہ گاؤ پرداری

جلسۂ شادی آزاد ہی۔ لہذا کام کی کثرت وگرنہ آج اسوقت سے فارسی بولتا تو دس دن تک برابر فارسی ہی بولتا جاتا اور کون فارسی لیٹا فرستادہ حوتی نرسید۔ نہین عجم کی فارسی اور قصیدہ تو آزاد کی شادی کا کہنا شروع کیا ہی۔ مطلع سنیے۔

شادی زوجۂ خوش نحت مبارک باشاد
مبارک سلامت سلامت مبارک باشاد

گلے سے بھی کرتا ہون۔ مین کار بھی ہون اور شاعر بھی ہون اتنے کمال جناب باری نے مجھ ناچیز مین عطا کیے ہین۔

الغرض نہایت تزک احتشام اور بڑی دھوم دھام سے مانجھا خانۂ طرب کاشانہ مین پہونچا۔ سواریان اُترین ریت رسم ادا ہوئی۔ میراثنون نے سمدھنون کو گالیان دین اتنے مین ایک مغلانی نے کہا حضور اِس دھوم سے مانجھا آیا ہے کہ مین کیا بیان کرون۔ دو ہزار خون۔ سوا سو کشتیان ساتون باجے اور نقیب ٹھاٹھ سے کہتا آتا تھا کہ سواری ہے شیران بہادر کی۔ بڑھا ئیو عمر دولت کو دور باش۔

اب سُنیے کہ میان آزاد باہر سے بلوائے گئے اور اُنسے کہا گیا کہ منڈھے کے نیچے بیٹھیے۔ آزاد تو اِن مراسم فضول کے خلاف تھے اُنھون نے کہا یہ تو نہ ہونیکا۔ مگر عورتون نے ایک نہ سنی اور مجبور کر کے اُنکو بٹھایا۔ اُنکی بھاوج نے کہا یہ روم روس کی جنگ نہین ہے۔ بیوی بیاہ کے لانا ہنسی ٹھٹھا نہین کچھ خیر ہے۔ دولھا زیر شامیانہ اُس چوکی پر بٹھائے گئے جو دُلھن کے میکے سے آئی تھی۔ اور اب اصرار ہونے لگا کہ مانجھے کا جوڑا پہنو یہ جھنجھلا اُٹھتے تھے ور جھلاتے تھے مگر عورتین قہقہے لگاتی تھین۔

بھاوج۔ اب چپ چپاتے پہن لو بس۔ یہ لو۔

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ!!! کیا رسم فضول ہے۔

بھاوج۔ این! لاحول کیا معنی۔ کوئی نظر پڑ گیا۔

آزاد۔ صاحب آخر یہ کوئی پابندی شرع ہے۔

بھاوج۔ شرع سے کیا واسطہ۔ ہماری رسم ہی شرع ہے۔

آزاد۔ تو ہم اُن مسلمانون مین نہین ہین صاحب۔

بھاوج۔ تم نہین ہو۔ ہم تو ہین۔ لے اب پہنتے ہو یا بات کو خواہی نخواہی بڑھاؤ گے ہم سے جز بلی نہ چلے گی۔

ڈومنی۔ اے حضور جن بڑے بڑے ملاؤن کے بیاہ ہون مین طبلے پر ہاتھ رکھنے کی اجازت نہین ہو اُنکے یہانتک تو ڈنکے اور نقارے ہوتے ہین اور کسی کی کون کہے۔

بیگم۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہو کہ مانجھے کا جوڑا نہ پہنینگے۔ واہ۔

آزاد نے کہا اچھا خاطر ہے۔ لاؤ ٹوپی وے لون بس اب آگے خیر صلاح ہے۔ خیر جب اُنھون نے کسی کا کہنا نہ مانا تو دُلھن کی جھوٹی مصری کھلائی گئی گلوری کھا کر آزاد اُٹھنے ہی کو تھے کہ اُنکی بہنون اور بھاوجون نے ہزارون قسمین دین اور کہا جب تک مانجھے کا جوڑا پورا نہ پہنوگے چوکی سے اُٹھنے نہ پاؤگے۔ آزاد نے دیر تک ہاتھ جوڑے اور گڑگڑا گڑگڑا کر کہا کہ خدارا میرے اوپر رحم کرو۔ بحق محمد و آل محمد۔ مجھے اِس زرد جوڑے سے بچاؤ۔ مگر اُنھون نے ایک نہ سنی۔ انگرکھا پہنایا۔ کنگنا بندھا۔ کُل باتین خاطرخواہ ہوئین درجہ مجبوری تھا۔

اسکے بعد سمدھنون کو شربت پلایا۔ کشتیان نکالی گئین الائچی چکنی ڈلی گلوریان آئین۔ عطر ملا گیا چہل ہونے لگی۔

میراثنون نے گالیان دین۔ انعام پایا۔

آزاد نے باہر ڈیوڑھی مین جوڑا اُتارا اور کپڑے بدلکر باہر گئے وہان دل لگی ہونے لگی۔

احباب بے تکلف نے اُنسے کہا کیون حضور اب تو جوڑا زیب بدن تھا وہ چاہے ڈیوڑھی مین اُتارو۔ چاہے باہر مگر پہننا تو پڑا۔ کہتے تھے کہ ماہنون مین رہکر یہ ہیکڑی نہین چلتی۔ برسون سے مان بہنون سے علحدہ تھے جب دیکھو اپنی ہی ضد کرتے تھے اب بتائیے۔

آزاد نے کہا جی ہان اب اسوقت تو آپکی چڑھنی ہو جو چاہے کیجیے اختیار ہو۔ مین تو ہرگز نہ مانتا مگر عورتون کے اصرار نے مجبور کر دیا اور سوانگ بننا پڑا۔ ایک بذلہ سنج دوست نے جواب دیا۔ یار کیون ناشکری کرتا ہے۔ ارے مرد خدا حُسن آرا سی دُلھن کے لیے تو انسان زرد جوڑا کیا معنے اگر اصل مین سوانگ بنایا جائے تو ہنسی خوشی بنے ہم کو اگر ایسی پری جمم عروس قمر طلعت سیم بر حور پیکر ملے تو واللہ کس مردک کو سوانگ بننے مین عذر ہو مگر آپ نے عجب طبیعت پائی ہے۔

مانجھے کی تقریب تو بخیر و عافیت ہنسی خوشی ادا ہو گئی اب سنیے کہ بعض خواتین کو شوق ہوا کہ بڑی بیگم صاحب کے باغ دلکشا کی روح افزا بہار دیکھین اور نسرین و نسترن اور نظارۂ جمال سبزان چمن سے آنکھون کو نور بخشین جا کر دیکھا تو روشین دودھ کی دھوئی ہوئی خس و خاشاک کا نام نہین۔ ؎

لالہ بر کف گرفتہ جام شراب / نرگس از مستی اُفتادہ بخواب
گشتہ باد از شگوفہ عنبر بوے / سبزۂ نو دمیدہ بر لب جوے
سو بسو از درخت میوہ قطار / شاخ سر بر زمین فتادہ ز بار
ہر کجا گام زد جہانے دید / پیش ہر صفحہ بوستانے دید
ہر نمونہ عمارتے پرکار / گلشنے بود صد ہزار بہار
دیدہ در باغ سو بسو تمثال / کادمی را نگنجد آن بخیال

گر فرشتہ در آمدے در باغ / ہمچو پروانہ سوختے بچراغ

اِس گلزار سراپا بہار مین وہ معشوقان لالہ عذار لعبتان طرار رشک خوبان فرخار ادائے دلربا شاہدانہ سے اِدھر اُدھر چمنون اور روشون مین خرام نازسے فتنے

ڈھانے لگین - گیتی آرا نے شوخی سے ایک پھول توڑ کر جانی بیگم کی طرف پھینکا اور اُس زہرہ بناگوش نے پھول دونون ہاتھون مین روک کر اُسپر تاک کے مارا تو آنچل سے لگتا ہوا چمن مین گرا - پھر کیا تھا باغ مین ہر سمت گلبازی ہونے لگی - ہر خاتون زہرہ تمثال پر پرستان کی پری اور گلشن نگار پر بہشت برین کا دھوکا ہوتا تھا گیتی آرا ابرو ہلال - روح افزا جادو جمال - سپہر آرا سیم ساق - دلبری و عشوہ گری مین طاق - بہار النسا سرو صنوبر خرام سمن اندام جانی بیگم حاضر جواب لالہ بدن نازک ادا زبان دراز پر فن گلشن آرا رنگین مزاج غنچہ دہن مبارک محل جادو نگاہ غیرت حور رشک ماہ - جو تھی سرو چمن طراز - جوان طناز - غمزے سحر آفرین اسلام دشمن - ادائین جادو فریب نشتر زن - خرام ناز سے زاہدون کے دل پامال کرین مسیحان ملاء اعلیٰ اُنکے عشق کا دم بھرین -

بہر چمن قد موزون او خرام کند
ز طوق فاختگان سرو چشم دام کند

کسی نازک میان کی کمر سیکڑون بل کھاتی تھی کوئی گلون کی مستی مین جھومتی جاتی تھی کوئی اٹھلاتی تھی کوئی گلون کو شرماتی تھی - کسی نے ناز دلربایانہ سے گلاب کا پھول توڑ کر کہا - دلھن اسکی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہو - کسی نے چھوئی موئی کو چھوکر قہقہہ لگایا اور کہا لے ہے اس موئی کے بھونڈے غمزے تو کوئی دیکھے - کسی نے گیندے کے پھول کو توڑ کر الڑھ پنے سے پکھڑی دانتون کے تلے دبائی - کسی نے باغبان سے فرمایش کی کہ ہزارے کا گلدستہ بنادے - کسی نے حکم دیا ہمین بیا کا جھوجھ ڈھونڈھ کے لادے - سپہر آرا نے کہا اے بوی بھلا خانہ باغ مین بیا کا جھوجھ کہان - وہ تو جنگلون مین ہوتا ہے - ببول کے درخت پر کبھی تاڑ یا کھجور مین جہان بندر یا اور جنور نہ پہونچ سکین باغبانون سے پردہ نہ تھا - وجہ یہ کہ ان موؤن کی آنکھین نہین ہوتین - اور وہ بیچارے مارے خوف اور رعب حسن کے خود ہی نیچی نظر کیے ہوے رہتے تھے کیا طاقت کہ آنکھ بھر کر دیکھ سکین -

نازک ادا - یہ مالی موے بڑے مزے لوٹتے ہین -

سپہر آرا - اے چپ رہو بہن - بے ادب ہو جاینگے -

نازک - اے ہے ہمارا بس چلے تو اُنکی آنکھین نکلوالین ایسے خوش نصیب ہین -

سپہر - (ہنسکر) خدارا خاموش رہو بہن -

نازک - کیا نگوڑون کا ڈر پڑا ہے کچھ -

سپہر - تو اُنسے دل لگی بازی کیسی واہ!

نازک - تم مالنون کو کیون نہین نوکر رکھتی ہو -

سپہر - تمھارے میان کے باغ مین مالنین ہی نوکر ہونگی مالی کوئی نہوگا -

نازک - (ہنسکر) ایک بات کہنے کو تھی مگر نہ کہونگی جانے بھی دو - بیکار بیکار خفا ہو جاؤگی -

جانی - اے ہے ذہن نہ کند کرو - کہہ ڈالو -

نازک - نا بہن بہت اچھلین کودینگی یہ -

سپہر - تو پھر از برائے خدا وہ بات رہنے ہی دو -

اتفاق سے اُسوقت کسی کی برات کے لیے نشان کا ہاتھی جاتا تھا نشان دیکھکر سپہر آرا کو خدا جانے کیا یاد آیا کہ بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور رونے

لگین اُنکی ہجولیون کی سمجھ مین نہ آیا کہ اس گریہ و بکا کا کیا سبب ہے مگر عباسی مہری اور ایک مغلانی بخوبی سمجھ گیئن اور آہستہ آہستہ سمجھانے لگین کہ حضور اب آج تو کسی اور بات کا خیال ہی نہ کیجیے جو کچھ ہوا وہ ہوا۔ اور خصوصًا اب تو آپکو وہ سارا قصہ بھلا دینا چاہیے سپہر آرا نے پانی منگوا کر مُنھ دھویا۔ اُنکی ہجولیان اور وہان خاتونین جو باغمین سیر کرتی تھین یہ حال دیکھکر دنگ ہوگیئن اور اصرار کرنے لگین کہ اصل کیفیت کیا ہی روح افزا نے اشارے سے منع کیا کہ اس امر مین اصرار فضول ہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک روز دو گھڑی دن رہی حسن آرا اور اُنکی نوجوان اور خوبرو بہنین بڑی شوخی سے اُسی خانہ باغ مین گیند کھیل رہی تھین کہ ناگاہ ایک خاتون پری پیکر نے دیکھا کہ دیوار باغ کے قریب کوئی رئیس زادہ فیل فلک شکوہ پر سوار سبکو دیکھ رہا ہی۔ جیسے ہی اس محبوب دلربا کی نامحرم پر نظر پڑی فورًا اداے دلربا کے ساتھ جھپٹ کے ایک طرف بھاگی اور اُسکی کیفیت دیکھکر اور خاتونین بھی ادھر اُدھر چھپ گیئن کوئی بدحواسی مین پائینچے اُٹھائے شرم کے مارے اُسی رُخ گئی جہان رئیس موصوف اور بھی اچھی طرح گھور سکتے۔ کوئی گھبرا کر چلی تو دوپٹہ سر سے کھسک کر گر پڑا اور اُسوقت جسم کو چھپا کر ناز و ادا سے جھپٹنا اور سمٹنا اور بھی ستم ڈھانے لگا سپہر آرا اور اُس حسین باوقار کی چار آنکھین ہوئین تو دونون نے دید کے مزے لوٹے۔ ادھر اظہار شرم و حیا۔ اُدھر اشارۂ وصل معشوق دلربا۔ ادھر استغنا۔ و بے نیازی اُدھر گرمی ہنگامۂ عشق و نظارہ بازی۔ ادھر غرور حسن و جمال اُدھر آرزوے وصال۔ اور اُنکے ساتھ

سپہر آرا بھی بدن چرائے ہوئے ایک طرف جھپٹ گئی۔ یہ رئیس زادہ جو بڑی آرزو سے فیل آسمان رفعت پر سوار ہوکر قریب دیوار باغ آیا تھا شہزادہ ہمایون فر تھا۔ جسنے بڑی دیر تک باغ مین ان پریون کی چہل پہل کے مزے لوٹے تھے ہاتھی دیکھکر سپہر آرا کو وہ سمان یاد آیا اور بے اختیار اشک اضطراب فروش جاری ہوگئے۔ الغرض عرصے تک یہ گلبدنان گلپوش خانہ برانداز ہوش باغ مین گلگشت کرتی رہین جو تھی شوخ و چالاک مست و بیباک۔ ؎

زلف شان مشک سمن بیزان / زیر ہر موے صد دل آویزان
نرگس مست شان بہ فتنہ زدن / یار رسا سوز بلکہ توبہ شکن
ہر یکے شوخئی و ستمگارے / خانہ ویران کنی و خونخوارے
ہر یکے ناز آفرین گلپوش / گیسوے عنبرین کشیدہ بدوش
خانہ ویران کن ہزاران دل / گبر زنار بند سبحہ گسل

غمزہ را تیغ کافرے دادہ
ناز را شغل دلبرے دادہ

بہار النسا اور نازک ادا سب سے علحدہ ایک روش مین کرسیون پر بیٹھ کر باتین کرنے لگین۔ نازک ادا نے کہا اسوقت سپہر آرا کی یہ حرکت ہمکو بہت ناپسند ہوئی مجھسے حسن آرا کہہ چکی ہین کہ ایک دن باغ مین ہاتھی پر سوار ہوکر آئے تھے اور سبکو بے حجاب دیکھ گئے ہین۔ بہار النسا بولی باغمین تو نہین آئے تھے مگر باغ کی دیوار کے قریب تک آگئے اور سپہر آرا کو تو ہم کئی بار سب کے سب سمجھا چکے ہین اور وہ خود بھی سمجھتی ہین مگر بعض اوقات پچھلی باتین یاد کرکے ضبط کرنا مشکل ہوجاتا ہی۔ خیر اس ذکر کو جانے ہی دو کچھ گاؤ بہن نازک ادا نے کہا۔ تم مین یہ بہت بڑا۔

عیب ہی کجا بیجا فرمایش کر بیٹھتی ہو اور جو وہ سب سنئین تو ایک تو یون ہی کہتی ہین کہ نازک ادا بڑی اوماتی ہی اور اب اور بھی زیادہ طعنے دین مگر تمھاری خاطر ہی۔ وہ ایک شعر سنائے دیتی ہون۔ یہ کہکر نہایت نازک آوازی سے گانے لگین۔

نہین کچھ غم گلستان سے جو فصل گل روانہ ہے
وہ بلبل ہون کہ گل کھا کھا کے تازہ گل کھلاتا ہی
کہو اُس برق وش سے آج لازم ساتھ جانا ہی
جنازے پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے
گریبان پھاڑ کر دست جنون سے ہو گی کب فرصت
ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اُڑانا ہے
چلو نگا سر کے بھل شوق شہادت دستگیری ہی جہاں تلوار چلتی ہے اُسی کوچے مین جانا ہے

بہار۔ جی چاہتا ہے تمھاری آواز کے بوسے لون مگر یہ ممکن نہین۔ کیا گلا ہے ماشاء اللہ۔

نازک۔ اور میرا جی چاہتا ہی کہ تمھاری تعریف کو چوم لون مگر یہ محال ہے یہ کہان ممکن ہے بھلا۔

بہار۔ اتنی ڈومنیان ہین مگر ہمین ایک کی آواز پسند نہین۔ سوائے تمھارے۔

نازک۔ (مسکرا کر) بندگی۔ کیا اچھا لطیفہ کہا ہی تو ہم بھی ڈومنیون مین ہین۔

بہار۔ نہین اوئی تمھارے دشمن ہون ہم نے یہ تھوڑا ہی کہا کہ تم خدانخواستہ ڈومنی ہو۔ (ہنسکر) تمھاری آواز کے عاشق ہین۔

نازک۔ آپکی عنایت مہربانی مگر کوئی خوبصورت مرد عاشق ہو تو بات ہی تم ہمپر ریجھین تو کیا۔ کچھ بھی نہین۔

بہار۔ بس انھین باتون سے لوگ انگلیان اُٹھاتے ہین اور تم نہین چھوڑتین۔

نازک۔ زبانی دو اخلے سے بھی گئے گذرے۔ بہن۔

بہار۔ انھین باتون پر لوگ کہتے ہین کہ بڑی بیباک ہی مگر یہ اُنسے نہ چھوڑی جائینگی۔

اُسوقت باغ کی ہر روش مین نہالان چمن نہال تھے اور جامے مین پھولے نہین سماتے تھے کہ پریزادون نے قدوم میمنت لزوم سے باغ کو زیبایش بے اندازہ اور آرایش تازہ بخشی ہے۔ گلون پر عنادل چہچہہ زن تو روشون پر کبک دری قہقہہ زن۔ سرو شمشاد پر قمری و فاختہ کی دستک زنی عجب لطف دکھلاتی تھی۔ بہار رضوان بھی اس بہار سے شرماتی تھی پٹریون کے ادھر اُدھر دور دیہ دوب کی سبزی اور بیچ مین سڑک کی سرخی سے آنکھون کو نور حاصل ہوتا تھا تو روح کو سرور سوفور ہر سمت ساز خرمی مہیا۔ ہر طرف عیش و طرب ہویدا۔ ؎

در زیر گہش فرش بود اطلس گل
افروختہ شمع لالہ از آتش مل
استادہ ہزار سرو در جای خم صبا
ساقی شدہ طفل غنچہ مطرب بلبل

ادھر شاہدان لالہ رو قوس ابرو کا گلزار بنجار و چمنستان پر بہار مین اٹھلانا اور ہرن کی سی چھل بچھل دکھانا اور ادھر بزم طرب مین میراثنون کا دلربا اور دلکشا تانین لگانا اور صورت باربدی و نغمۂ دلکش سے سامعین کو وجد مین لانا عجب سمان دکھاتا تھا خوشی اور طرب کو خود حال آتا تھا۔ ؎

صدائے مطربان با نغمہ و ساز
درین بزم طرب گردیدہ دمساز
برقص افتادہ ہر سو شوخ و شنگی
بکار دلربائی تیز چنگی

ہمہ نگین دہان انھوتے سے　　جو مینا از سرود قلقل مے
اصول شاہدان رقص پرداز　　دو صد دل میر باید در یک انداز
ز دست افشاندن رقاص دلکش　　رمیدہ از چراغ صبر آتش
تر رو نغمہ از ہر سو بہ پرواز　　گسستہ آشیان از شاخ آواز

زمین تا آسمان در راگ و رنگ است
خموشی را مقام جلوہ تنگ است

راگ اور راگنی گویا دست بستہ حاضر تھے اور چونکہ ڈومنیوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہان اکثر ایسی بیگمات تشریف رکھتی ہین جنکو علم موسیقی مین کمال دخل ہے اور جو خود بھی گلے بازی کرتی ہین لہذا اور بھی دل لگاکر گاتی تھین اور فہمیدہ بیگمات موقع اور محل پر داد دیتی جاتی تھین۔

نازک ادا۔ ماشاء اللہ کیا اچھی لیاقت حاصل ہے سبحان اللہ سبحان اللہ اور آواز بھی خوب ہے۔

ڈومنی۔ (ادب کے ساتھ سلام کر کے) حضور کی قدردانی ہے۔

نازک۔ معنی یہی ہین کہ جہان جائے کچھ اپنا ہی کرے۔

ڈومنی۔ یہ سب حضور کی قدردانی ہے ہم لوگ تو پیٹ پالنا جانتے ہین۔ مگر حضور ماشاء اللہ سمجھتی ہین۔

دوسری۔ یہ آپ نے ہماری قدردانی کی کہ اسقدر تعریف فرمائی ورنہ ہم لوگ کس لائق ہین

جانی بیگم۔ خوش آوازی کو بھی خدا نے کیا رتبہ بخشا ہے۔

نازک۔ کیا کہنا۔ ہم جانتے ہین اب دو ہی چیزون مین تاثیر باقی ہے۔ ایک علم موسیقی۔ دوسرے حسن بس باقی اللہ اللہ۔ خیر صلاح حسین کو دیکھکر سب کی نظر پڑے گی چاہے مرد ہو چاہے عورت جو دیکھیگا عشق کرنے لگے گا۔ کہ واہ اللہ نے کیا صورت پیدا کی ہے کیا حسن عطا کیا ہے۔ یہ حسن ہی کی تاثیر ہے۔ یہ حسن ہی کا اثر ہے کہ آزاد پاشا روم تک دوڑے گئے اور وہان جان کو ہتیلی پر لیے رہے ورنہ ممکن تھا کہ روم کا قصد کرتے یہ حسن ہی کا اثر ہے کہ حسن آرا سی پریزاد پر ریجھے پولینڈ کی شہزادی جسکا حال ابھی پرسون ہی یہان بیان ہو رہا تھا آزاد پر کیون عاشق ہوتی حسن کے سبب سے ہمارے میان ہم پر کیون ریجھتے۔ اگر ہم کو اللہ نے ایسا حسن اور یہ جوبن نہ دیا ہوتا کہ چودھوین رات کا چاند ہمارے مقابل مین ماند ہے تو کاہے کو میان کا دل ہم پر آتا اور ہم اپنے میان کو کیون پیار کرتے۔ اور دوسرے گانے کا اثر اگر خوش گلو ہو اور دل لگاکر گائے تو سبحان اللہ کیسا ہی روکھا پھیکا آدمی کیون نہو ممکن نہین کہ اس کے کانون کو گانا بھلا نہ معلوم ہو

بہار النسا۔ ایک ہم ہی ہین کہ تمھاری نازک آوازی پر مٹے ہوئے ہین اسی طرح اور بھی ہونگے۔

نازک ادا۔ تم کیا اچھے اچھے زاہد ونکی جان جاتی ہے۔ ہمین اللہ نے اچھی صورت کے ساتھ اچھی آواز بھی عطا کی ہے

ساقی ہین یہ دن ہائے گلگشت　　ہے غیرت باغ ہر بر و دشت
اب دور فلک سے دل ہو شاد　　ہے نام تحمل کا مہر آباد
ہین جلوۂ نو بہار کے دن　　بدمستی بادہ خوار کے دن
تزئین سمن کے ہین یہ ایام　　گلگشت چمن کے ہین یہ ایام

کیسا رنگ چمن بہار پر ہے
عالم گل و لالہ زار پر ہے

کیون بہن سچ کہنا۔ مثنوی ہو چاہے غزل چاہے ٹھمری۔ چاہے ٹپا جو ہو ہم سے کہو اسی طرح گائین اور پڑھین کہ کوئی کیا مقابلہ کرے گا مگر اس کے لیے سمجھ والا

چاہیے سو خدا کا نام ہے سمجھدار کہاں ہے۔

بہار النسا۔ کیوں کیا یہاں کوئی سمجھدار ہی نہیں۔

نازک ادا۔ ایک تم سمجھدار ہو۔ باقی خیر صلاح۔

نازک ادا بیگم اور جانی بیگم اور جہان آرا نے بڑی بیگم سے جاکے کہا کہ جہاں آپ نے اسقدر زر کثیر صرف کیا ہے اتنا یہ بھی کیجیے کہ برات اور چالے تک ہر روز دس بارہ طائفونکا باہر بھی ناچ ہوتا رہے کیونکہ سب سے زیادہ نیکنامی اسی مین ہے۔ بڑی بیگم نے کہا با با جو تمھارا جی چاہے دل کھول کے خرچ مین روکتی کب ہون مجھسے کہلا بھیجو یا خود مجھسے کہو یا تم اپنے پاس سے خرچ کرکے مجھسے روپیہ لو اور کیا کروگی مجھے اب یہ روپیہ کس کے واسطے رکھنا ہے۔ سوائے حسن آرا اور سپہر آرا اور ان لڑکیوں کے اور کون ہے۔ اتنے مین بمبئی کی بیگم نے آن کے کہا اماجان ذری سی کسر رہی جاتی ہے۔ لوگ شاکی ہین کہ اور تو سب کچھ اللہ کی عنایت سے عمدہ طرز سے انجام پارہا ہے مگر مردانے مین ذری طائفے کم ہین۔

اتنے مین روح افزا نے آکے کہا۔ اماجان دولھا بھائی کہتے ہین کہ بنارس کی مُنّا بھی آئی ہے اور طائفے اور کہین سے آئے ہین۔ ان سب کی بڑی تعریف سنی ہے کہ گانے اور بجانے مین دونون مین طاق اور شکل و صورت بھی اچھی ہے تو آپ اگر اجازت دین تو کچھ دی بھیج دی جاوے۔ بڑی بیگم نے کہا بیٹا۔ یہ تمھارا کام نہین ہے۔ خورشید دولھا کو یہان بھیجدو تو اُنسے کہدون۔ مہری باہر گئی اور بلا لائی۔ بڑی بیگم نے انسے کہا کہ صاحب ادھر اُدھر کہنے سے کیا مطلب جس شئے کی حاجت ہو مجھسے مانگ لو جسقدر صرف کرنا ہو مجھسے صرف کرنیکو روپیہ مانگو اور کچھ نہین روح افزا کے نام رقعہ بھیجدیا اور

اُنھون نے مجھسے فوراً روپیہ طلب کرلیا یا خود چلے آئے اور لے گئے۔ مین تو پکار پکار کہتی ہون کہ مجھے اب روپیہ کی اصلا ضرورت نہین ہے اور اللہ کا دیا بہت کچھ ہے نہ تو وہ خرچ جسکو امید ہو کہ آیندہ کوئی اور کام ضروری اگر آن پڑے تو کیا کیا جائیگا جو کچھ کہ ہے اسی مین صرف ہو۔ اور کہانتک صرف ہوگا۔ جب حُسن آرا کو اس بات کی خبر ہوئی تو انھون نے اپنی اماجان کے نام خط بھیجا اور اسمین لکھا کہ اماجان فضول باتون مین روپیہ ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔

وہ کام کرو جس سے دس کا بھلا ہو اور خدا بھی خوش رہے ایک تو یہ کرو کہ پچاس ہزار روپیہ میری شادی کی یادگار مین جمع کرا دو۔ پچاس ہزار کے نوٹ اگر چار فیصدی کے حساب سے ہون تو اُسکا دو سو روپیہ ماہواری سود ہوا اور یہ خاصی بھلی چنگی رقم ہے۔ یہ وظیفے کے طور پر ان طالبعلمون کو ملے جو عربی کے امتحان مین در آئین۔ مگر کس طرح کا امتحان ہو یہ مین تجویز کردون گی یہ میری رائے پر چھوڑ دیجیے۔

۲۔ پچاس ہزار روپیہ مسلمان شریف زادیون کی پرورش کے لیے جمع کرا دیا جائے جو بیوہ ہوکر سخت مصائب برداشت کرتی ہین وہ بیوہ جو بالکل بیکس ہون اور بالکل بے بس۔ جنکا کوئی عزیز نہو۔ کوئی مددگار نہ کسیکا بھروسا ساری خدائی مین اُنکی پرورش کا کسیکو خیال نہو اُنکے لیے کھانے کپڑے اور رہنے کی فکر کیجائے اس سے زیادہ فائدہ اور کیا ہو پہنچا سکتے ہین۔

ادھر یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر ایک نیا گل کھلا کہ صاحب مجسٹریٹ اور انسپکٹر پولیس دو برقندازون کو ساتھ لیکر آزاد کی کوٹھی پر گئے اور اُنسے کہا آپ بہت چوکس

رسیگے گا کہ ہمارے پاس ایک خط آیا ہے اور اس مین خلاف
بہت کچھ لکھا ہے آزاد نے مانگا۔
صاحب۔ خط تو موجود ہے مگر مخفی رکھیے گا۔
آزاد۔ بیشک اسکا اظہار فضول ہے۔ دیکھوں۔
صاحب۔ کئی سبب سے اسکو پوشیدہ رکھنا چاہیے۔
آزاد۔ دُلہن کے ہان تو اُسکی خبر نہین ہوئی۔
صاحب۔ بالکل نہین مگر ہم اُنسے کہے یا نہ کہے۔
آزاد۔ مین پہلے خط پڑہون پھر عرض کرون۔
صاحب۔ خط کا منشا غور سے پڑھیے اور سمجھیے۔
آزاد۔ اب کون میرا دشمن پیدا ہوا ہے بھئی۔
صاحب۔ دل۔ اب یہ خط لے کے آپ پڑھ لین۔
آزاد نے خط کھولا تو یہ مضمون اسمین درج تھا۔

قدر مشتاقان چہ داند درد ما چندش بود
آنکہ دائم کام دلہاے خرسندش بود

تمنے تو تمام عمر لولیان شہر آشوب اور مہوشان غارتگر ہوش مین صرف کی ہم مان گئے دو ایک کمسن خاتونون کو گھائل کیا اور وہ کون ہی جسنے تمھین دیکھا اور ریجھی نہین مگر یہان حسرت اور تلخ کامی نے کہین کا نہین رکھا اور اب حسن آرا بیگم سے تمہاری شادی ہونیوالی ہے۔ خیر اور ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم یا خود چھری بھونک کے مرجائین یا تم کو بھونک دین۔ ؎

نشتر بہ باسلیق شکایت فرو برم
خون دل از رگ مژہ بر تر آورم
مرہم ز داغ تازہ بہ زخم جگر نہم
پیکان ز دل بہ کاوش نشتر بر آورم

اب صلاح یہ ہے کہ تم کو بھی ہمایون فر کی طرح قتل کرین شہسوار نے مفت پھانسی پائی۔ قاتل ہمایون فر تو خاکسار احقر ہے جس طرح اُسکو نیچا دکھایا اسیطرح انشاء اللہ تمکو بھی نیچا دکھاؤن گا۔ راقم آثم قاتل ہمایون فر۔

کانٹون مین اگر نہ ہو اُلجھنا
تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

آزاد پاشا نے کہا۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ کسی فقرہ باز کی فقرہ بازی ہے۔ اس شہر مین ہر قسم کے بفکرے ہین بعض آدمی ایسے ہین کہ صرف دل لگی دیکھنے کے لیے خبر مشہور کر دیتے ہین۔ شہسوار اگر زندہ رہتا تو بیشک ہے دم کا کھٹکا تھا اور اب تو گپ بازاری ہے۔ کسی بفکرے نے خط اُڑا دیا بیرنگ۔ صاحب موصوف کو آزاد کی راے بہت پسند آئی اور کہا خیر اب ہم کو تشفی ہو گئی۔ مگر دلہن تک خبر نہ پہونچے ورنہ انکی جان کی رُوح سنتے ہی تحلیل ہو جائیگی وہ بہت ڈرتی ہین۔ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کے پیتا ہے۔ سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔

جب حسن آرا بیگم کے ہان شدہ شدہ خبر پہونچی کہ آزاد کی نسبت ایک گمنام خط آیا ہے اور شہسوار کی طرف سے کسی نے بھجوایا ہے تو گھر مین کھلبلی مچ گئی اور سب کی سب انتہا کی پریشان ہوئین۔ بڑی بیگم صاحب کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے اور عجب کیفیت ہوئی۔ اُستانی جی سے کہا بہن ہم بھی کسقدر بدقسمت لوگ ہین کہ عین خوشی کے وقت جب دنیا بھر کی فکر انسان بھول جاتا ہی۔ اس وقت فلک کج رفتار دھقہ با ہم کوچرکا لگاتا ہی۔ اب تو ایک نیا گل کھلا۔ اللہ کرے جھوٹ ہو یا خدا بالکل غلط نکلے

آمین۔ ہوش اُڑے ہوے ہین اُستانی جی عورت تھین مستقل مزاج۔ گو دل مین تو خود بھی گھبرائی تھین مگر بڑی بیگم کی یہ کیفیت دیکھکر سمجھانے لگین کہ اب خدانخواستہ تشویش کا کوئی مقام نہین ہے۔ بڑا کھٹکا اس ہوی شہسوار کا تھا سو اُسکو پھانسی ہو گئی۔ لٹک کے تڑپ کے موا۔ اب یہ کسی دھوکے باز کا کام ہے اور یہ خبر اُڑائی کس نے آزاد سے خود نہ دریافت کر لو یہ کہکر انھون نے قلم دوات منگوا کر آزاد کے نام یون خط لکھا۔

عزیزم مولوی آزاد پاشا صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔

آج خار خا سنا گیا کہ کسی بد بخت بد کردار نے تم کو خوف دلایا ہے کہ اگر حسن آرا کے ساتھ شادی کر وگے تو تمھارے حق مین خدانا کردہ اچھا نہو گا اور سات قرآن درمیان ہمایون فر کا سا حال ہو گا دشمنون کا سخت ملال اور تشویش ہے کیا یہ امر صحیح ہے۔ مرسلہ آستانی جی جواب طلب ضروری یہ ایک خط چوبدار کے ہاتھ آزاد کے پاس بھیجا۔ پڑھکر سوچ کر گیا جواب لکھون بعد غور جواب مین لکھا کہ افترا پردازون کی افترا پردازی اور مفسدونکی فتنہ انگیزی سے خود بھی بچیے اور مجھکو بھی بچایئے یہ کسی نے خبر مشہور کر دی ہے خدا کی پناہ۔ کیا کیا فقرہ باز لوگ ہین۔ اب بھلا ہمارا دشمن کون ہے اور کون جانسے بیزار ہے کہ پھانسی پلنے کی تیاریان کرے۔ گپ سے گپ ہے۔ معاذ اللہ آپ ان فقرون پر لحاظ نہ فرمایئے۔

آزاد نے جواب باصواب دیا تو حسن آرا کو بڑی ڈھارس ہوئی۔ بڑی بیگم کی جان مین جان آئی۔ روح افزا اور سپہر آرا نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔ بہار النسا نے مبارکباد دی گیتی آرا نے فوراً مٹھائی منگوا کر تقسیم کی الغرض پھر بدستور وہی چہل پہل وہی رونق تازہ ہوئی بلکہ اگلی اور بھی زیادہ لطف بزم طرب تھا۔ ادھر صاحب مجسٹریٹ نے انگریزی بیگم کے اعزہ و اقربا اور بمبئی والے مرزا صاحب اور نواب خورشید علیخان بہادر اور روح افزا کے میان کو تشفی دی اور سمجھا دیا کہ اس خط کا مطلق خیال نہ کرین جب محلسرا مین یہ خبر ہوئی تو اور بھی زیادہ تشفی ہوئی مگر کسیقدر کھٹکا ضرور تھا دو گھڑی کے بعد نواب مبارک محل کے خواجہ سرا میان زمرد محلسرا مین آئے اور بڑی بیگم کے پاس جا کر آداب عرض کیا اور کہا حضور کے اقبال سے وہ شخص گرفتار ہو گیا جس نے آزاد کو فرضی نام سے خط بھیجا تھا۔ یہان ایک شخص ہے رام اوتار تلمے مجنون ایک بار پاگل خانے جا چکا ہے۔ اُسکے دستخط سے ایک آدمی نے یہ ڈاک مین روانہ کیا تھا۔ سٹری تو تھی ہی اُسکو ضبط کیا۔ فوراً زمانے بھر مین مشہور کر دیا۔ معلوم ہوا کہ من نامے ایک جعلساز نے جو اکثر بندہ خدا کے نام سے گمنام عرضیان اُڑایا کرتا ہے فقط دل لگی کے لیے یہ شعبدہ کیا تھا۔

بڑی بیگم اور بھی محظوظ ہوئین اور وفور طرب سے محلدار کو کچھ حکم دیا اور تھوڑی ہی دیر مین بھری ایک کشتی لائی جس مین چار سو روپے کا ایک نادر دوشالہ تھا اور ایک زر دوزی رومال قیمتی تخمیناً اسی روپیہ کا یہ انعام خواجہ سرا کو دیا گیا خواجہ سرا کی بن آئی۔ سات بار سلام کیا کشتی کو آنکھون سے لگایا اور دعا دی۔ بڑی بیگم صاحب کے حکم سے یہ خبر محل مین مشتہر ہو گئی اور شادمانی دو چند زیادہ ہوئی سپہر آرا نے کہا بیٹھے بٹھلائے ایک شکستہ دل مین ہو گئی تھی۔ بارے چلو

بخیر گذشت -

حسن آرا بیگم کے ہان تو جوان نازک بدن خاتونان پستہ دہن مین خوب چہل پہل آپس مین ہوتی تھی کہ اتنے مین نازک ادا بیگم نے بہار النسا کو دلھن کے پاس بلوایا - اور وہ نگار چابک بانون کو سنوارتی ہوئی خوش ادائی کے ساتھ خرامان خرامان آئی - نازک ادا نے کہا اس خرام ناز کے صدقے کبک دری تم تو بہن غضب ڈھائی ہوگی سسرال مین یہ چال تو ایسی مستانہ ہی کہ سارے زمانے کا دل اسپر لوٹ ہی اور اگر ہزار جگہ سبل کھاتی ہی - خدا کی قدرت نظر آتی ہے - یون تو عنایت ایزدی سے ہر ادا اور ہر عضو بدن قابل ہزار ان ہزار توصیف ہے مگر - ع

ہمتو عاشق ہین تمھاری چال کے

نازک ادا بیگم اسقدر وجد مین آئین کہ تالیان بجا بجا کر اس مصرع کو بار بار گانے لگین ع ہمتو عاشق ہین تمھاری چال کے - اب یہ خیال نہین کہ کوئی غیر تو نہین بیٹھا ہے - بہار النسا نے آہستہ سے چٹکی لی تو ہوش مین آئین اور دانتون کے تلے - انگلی دبا کر مسکرائین - اور گرد جو بیبیان بیٹھی تھین انھون نے قہقہہ لگایا - مبارک محل نے کہا بہار النسا مین یہ بات تو عرصے سے ہے کہ دو نین ہزار بار منھ دھوتی اور بناؤ چناؤ کرتی ہین اور ہاتھ تو بالون پر ہر دم پھیرا جاتا ہے اور یہ جو نازک ادا نے کہا اس سے ہمین بھی اتفاق ہے کہ انکی چال مارے ڈالتی ہے -

نازک ادا بولی شکر ہی کہ ہمکو تو ان سبنے ملکے کو بنا لیا تھا - ہائے ہمارا جنبہ بھی کسی نے کیا - یہ چال کسیکو نصیب نہین ہوتی یہی معلوم ہوتا ہی کہ مور ابر کو دیکھکر مستی مین جھوم رہا ہے طاؤس کو یہ بات کب نصیب ہوتی ہی جب گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے اور بادل صحن گلزار پر جھومتے ہوے آتے ہین اور یہان ہر دم چال کا یہی حال ہے -

بسکہ جانبخشد خرام آن پری | سازد از نقش قدم کبک دری

بہار النسا نے مسکرا کر کہا اگر ہم بھی تمھاری سی لفاظ ہوتی تو اسکا جواب دیتی اور آخر ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہمکو بناؤ چناؤ اور دن بھر آراستگی مین کس نے دیکھا - نازک ادا نے کہا - بہن - دن بھر تو تمھارے میان دیکھتے ہونگے مگر ہان جب کبھی تم ملین یا ہمارے ہان آئین یا کہین اور ملاقات ہوئی ہم نے یہی دیکھا کہ تم کو بات بات پر بننے ٹھننے کا خیال رہتا ہی اور گو ہم سے دو تین سال بڑی ہی ہوگی مگر بارہ برس کی بنی رہتی ہو - ہین تمھارے میان قسمت کے دھنی کہ بیوی ایسی پائی جو ہر دم پری کا سا جھمکڑا دکھائے نہین تو کسی ایسے حیران سے پالا پڑتا تو دیکھتین بہار النسا نے کہا - سنو بہن ہماری راے یہ ہی کہ اگر عورت فہمیدہ ہو اور تیز رکھتی ہو تو مرد کی طاقت نہین کہ باہر کا چسکا پڑے بیوی خود ہی خوش پوش کیون نہو خود ہی سولہا سنگار کرکے اپنے جوبن کو کیون نہ چمکائے - میان تو پانی بھرنے لگین - اسپر اور سب تو خاموش ہو رہین مگر گیتی آرا نے آہستہ سے اسقدر جواب دیا - بہن ذری ادھر تو چار آنکھین کرو بندگی، پر اٹن صاحب بھی یاد ہین - اسپر سپہر آرا روح افزا اور گیتی آرا ہمایون فر آزاد اور مبتلا کی بیگم سب کی سب کھلکھلا کر ہنس پڑین اور بہار النسا جھیپ کر خاموش ہو رہین اور نازک ادا نے بھید لینا شروع کیا کہ یہ پرائن صاحب کون ہین -

روح افزا - یہ باتین کسی سے کہنے کی نہین ہین بہن -

نازک ادا - یہ بتاؤ کہ خیریت تو ہے - یہ ہی کون -
بہار النسا - کالا چور تم سے کیا مطلب ہے -
گیتی آرا - بتا دو نہ بہار النسا بہن کیا ہرج ہے -
بہار - اے ہے - اے لو از برائے خدا کہین ایسا ستم بھی نہ ڈھانا - اوئی یہ ایک ٹھٹول ہین -
نازک - نہین اللہ جانتا ہے کسی سے نہ کہونگی بہن -
روح - اچھا پھر کسی وقت کہدین گے تمسے -
نازک - کچھ دال مین کالا ضرور ہے -
جانی بیگم - کوئی صاحب انپر ریجھے ہونگے بس - !
نازک - ہان خدا جانے کہان جھپک دیکھلی -
بہار - روح افزا کی یہی باتین تو ہمین ایک آنکھ نہین بھاتین بھلا اس ذکر کے بغیر کیا ہرج تھا
روح - لو بہن ! - ای لو - مین نے کیا کیا - واہ واہ کہا گیتی آرا بہن نے اور جھلاہٹ ہمپر - یہ خوب بات ہی - انکو کہو مجھے کیا مطلب یہ خاصی بات ہے
بہار - گیتی آرا کی یہی باتین ہین ابھی بچپنے کی بو نہین گئی ہے - بھلا کہنا کیا فرض تھا -

آخر کار مجبور ہو کر روح افزا نے بہار النسا کی اجازت سے نازک ادا کو ایک کونے مین لیجا کر کل حال بیان کر دیا اور پرائن صاحب کی حقیقت حال سے مطلع کیا -

پانچ دنکے بعد ساچق کی تیاری ہوئی - شب کو سامان اور جلوس آراستہ ہوا - ریت کا جوڑا اور چوتھی کا جوڑا کشتیون مین لگایا گیا چاندی کا پٹارا باہر آیا جو نیکی شیشیان عطر کی شیشیان - کیوڑے گلاب کے کنٹر - ساتون گہنے تاڑا - یہ سب اسمین قرینہ کے ساتھ رکھا ہوا تھا -

خواجہ صاحب بار بار پٹارے کا ڈھکنا اُٹھا کر دیکھتے تھے کہ خبردار شیشیان نہ گرنے پائین - موتیئے کا عطر خدا جانے کن دقتون سے لایا ہون یہ وہ عطر ہے جو آصف الدولہ بہادر کے ہان سے بادشاہ بیگم کے لیے گیا تھا -
لوگ - (ہنسکر) اللہ اللہ یہ بڑا پرانا عطر ہی خواجہ صاحب حضور کو کہان سے ملگیا - اللہ ری تلاش - !!!
خوجی - ہونہہ ! کہان سے ملگیا - مل کہان سے جاتا جو یندہ یابندہ یہ شاہی کوٹھون کی چیزین بڑی تلاش سے ملتی ہین -
لوگ - اور یہ برسون کا عطر چکٹ نہ گیا ہوگا کچھ کام ہے آصف الدولہ کے زمانے کا کوئی آدمی تو اب زندہ نہین رہا یہ عطر کہان سے مل گیا بڑی تلاش سے ملا ہوگا -
خو - ہونہہ ! عقل بڑی کہ بھینس - یہ وہی مثل ہوئی اے گیدی - بادشاہی کوٹھونکے عطر کہین چکٹا کرتے ہین یہ بھی ان گندھیون کا تیل ہوا جو بیلا چنبیلی سستی چلیل کہتے پھرتے ہین - طبلہ لیا اور چلے پھیری کو اور اسکے کیا معنی کہ آصف الدولہ کے زمانے کا اب کوئی آدمی ہی نہین رہا ہم دو ہزار دکھا دین اور وہ آدمی رہے یا نہ رہے عطر تو وہی ہے جو خاص بادشاہ بیگم کے لیے آصف الدولہ کے ہان سے ساچق کے دن بھیجا گیا تھا - یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسی وقت پھولونکو توڑ کے عطر کھینچا ہے عجب بو باس ہے واہ رے موتیئے - یہ معلوم ہوتا ہے کہ تختہ کھل گیا جونپور اور قنوج سب کو گرد برد کر ڈالا -
لوگ - اور کیون صاحب یہ کیوڑا کہان کا ہے
خوجی - کیوڑاستان ایک مقام ہی جنگلی بن کے پاس دہانے

کیوڑے سے کھینچا گیا ہے۔ عجب کیوڑا ہے۔
لوگ۔ کیوڑستان! یہ نام تو آج ہی سنا۔
خوجی۔ ابھی تم نے سنا ہی کیا ہے۔ ع

اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو

ایک۔ کیوڑستان ہی کا نام سن کے گھبرا گئے۔
لوگ۔ اور کیوں حضور یہ کجلی بن کونسا ہے۔ وہی نا جہاں گھوڑے کثرت سے ہیں۔
خوجی۔ (ہنسکر) اب بتلاتے ہیں آپ۔ کجلی بن میں گھوڑے ہیں۔ کجلی بن خاص ہاتھیوں کا جنگل ہے۔
راوی۔ ہنسے بھئی۔ خواجہ صاحب کو ہنستے ہوے لوگوں نے آج ہی دیکھا ہوگا۔ ہم تو سمجھے تھے گیدی قرولی نکال لیگا مگر ہنس دیے الحمد اللہ اب مینہ ضرور برسے گا۔
لوگ۔ اور کیوں جناب کیوڑستان سے تو کیوڑا آیا اور گلاب کہاں کا ہے گلابستان کا ہوگا۔ شاید۔
خوجی۔ شاباش۔ دیکھو یہ ہمارا فیضان صحبت ہے کہ چند ہی دن اب آپ اُڑنے لگے۔ گلابستان سے گلاب آیا ہے۔
لوگ۔ کیوڑا تو کیوڑستان سے آیا جو کجلی بن کے پاس ہے اور گلابستان کہاں ہے۔
خوجی۔ گلابستان یہ کیا۔ ا۔ اجی نام لو۔ تو یہ کامروپ کچھیا کے پاس جہان کا جادو مشہور ہے۔

الغرض خواجہ صاحب نے انتظام بلیغ کیا کہ سب سامان نہایت قرینے سے آراستہ ہو چاندی کی سٹکی ہیں وہی رکھا گیا اور سونے کی سٹکی کا منہ باندھا گیا اسپر ناڑا باندھا گیا زرد پہلا سنہرا پچکا ٹانکا گیا اور ار دگرد گنگا جمنی مچھلیاں پروئی ہوئی لٹک رہی تھیں مصری کے کوزے قند کے کوزے بادام چھوہارا۔ ناریل۔ انار سیب وغیرہ فواکہ خوانوں میں لگائے گئے آرایش کے تخت اور جلوس قرینے کے ساتھ آراستہ ہو کر ساچق چلی قدم قدم پر آتشبازی کے انار چھوٹتے جاتے تھے اور مہتابیں روشن تھیں خواجہ صاحب کی نسبت دل لگی بازوں نے تجویز کی کہ انکو بھی آرایش کے ساتھ ایک تخت پر بٹھائیں اور انسے کہیں کہ اوندھے پڑ کے چانڑ دیتے جائیں۔ مگر خوجی عقل کے دشمن تھے لیکن اتنے بڑے گدھے نہ تھے کہ آرایش کے تختوں کے ساتھ خود بھی کاٹھ کے اُلو بنتے یہ ادھر اُدھر اکیلے پھرتے تھے۔ پنشاخے والیوں سے اور انسے خوب چھوڑ ہوتی تھی ایک پنشاخے والی کا ہاتھ پکڑا اور کہا دوڑ ہمارے ساتھ وہ بگڑ کر بولی دُر موے ڈاڑھی جھلس دونگی ہاں۔

آیا وہاں سے برات کا داروغہ بنگے موا بونا یہ اسے وہی مرے ہیں کے دوسری بات نہیں۔ خواجہ صاحب طیش کھا کر اور بگڑ کر گالیاں دینے لگے۔
خوجی۔ نکال دو اس حرامزادی کو یہاں سے۔
عورت۔ نکال دو اس مونڈی کاٹے کو
خوجی۔ ارے کوئی ہے اس چڑیل کو نکالو۔
عورت۔ ارے کوئی ہے اس ہتھنے کو نکالدو۔
خوجی۔ اب میں چھری بھونک دونگا بس۔
عورت۔ اپنے پنشاخے سے منہ جھلس دونگی ہاں موا دِوانہ عورتوں کو راستے میں چھیڑتا چلتا ہی کچھ پی گیا ہی کیا یا بے وارثی سمجھا ہے۔
خوجی۔ اے یہاں کا کانسٹبل اسکو دھکے مار کے یہاں سے نکالدو چڑیل کو۔ جاتی ہے نہیں نا۔ چرخا۔

عورت - تو خود نکال دے پہلے - !!!

اتنے مین ایک نواب زادے نے جو ساچق کے ساتھ تھے سمجھایا کہ جانے دیجئے - آپ اپنی وضع کی طرف دیکھیے - یہ بازاری عورتین اس قابل نہین کہ اُنکے منہ لگے کوئی اب غصے کو تھوک دیجیے - خواجہ صاحب نے آہستہ سے کہا خداوندا اگر اُسنے سزا نہ پائی تو انجانب کی بڑی کرکری ہوگی اور بدرعبی ہو جائیگی - اودھر خواجہ صاحب باتین کرتے تھے اُدھر دکاندار تماشائی - رہرو - ساتھی قہقہہ لگاتے تھے یہ اور بھی جھلاتے تھے - آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ خواجہ صاحب اِس عورت کو نکال دین اور حضرت مگرکس ٹوپی اُتار کے بڑے اہتمام کے بعد پنشاخے والی کیطرف جھپٹے جھپٹتے ہی اُسنے آؤ دیکھا نہ تاؤ معاً پنشاخہ سیدھا کیا اور کہا اللہ کی قسم نہ جھلس دون تو اپنے باپ کی نہین اور لوگون نے پھبتیان کہنی شروع کین -

۱ - اجی کمیدانصاحب اب تو ہاری مانی -

۲ - دگلے والی پلٹن کے کمیدان صاحب ہین -

۳ - اب اسوقت قردلی اور چھری کیا ہوئی -

۴ - لاحول ولاقوۃ - ایک پنشاخے والی سے نہین جیت پاتے بڑے سپاہی کی دم بنے ہین - چلو بس -

۵ - اوگیدی سنبھل کر لڑ - یہ مرد وے بنے ہین - اسے پھنکا دار ہے میان عورت سے نہین جیت پاتے -

عورت - کیا دل لگی ہے - ذرا جگہ سے بڑھا اور بے داڑھی اور منہ دونون کو جھلسا دیا - پھٹے سے منہ - پیر دد ا ہو - عورتون سے بدتر - جا چلو بھر پانی مین ڈوب مر -

خوجی - دیکھو سب کے سب دیکھ رہے ہین - کہ عورت سمجھکر ہم نے اُسکو چھوڑ دیا ورنہ اگر کوئی دیو بھی ہوتا تو ہم قتل کیے بغیر نچھوڑتے اسوقت - ؎

نوایم خامہ و لفظ ست لشکر
بمیدان آمدم اللہ اکبر

عورت - پہلے تو مین نے طرح دی کہ اس شہدے کے منہ کون لگے مگر جب مین نے دیکھا کہ یہ مانتا ہی نہین ہے تو مین بھی اُسکے ساتھ شہدی بن گئی -

جب ساچق دلھن کے ہان پہونچی اور سواریان آترین تو دلھن کی بہنون نے صندل سے سمدھنون کی مانگ بھری اور سمدھنین آن کے دُلھن کے کمرے مین بصد ناز و انداز مٹھین حسن آرا کا نکھار اسوقت قابل دید تھا جسنے دیکھا بھڑک گئی - دلھن کو پھولون کا گہنا پنھایا ایک تو عروس نازنین یون ہی گلفام و گلبدن تھی - اس پھولون کے گہنے نے اور بھی جوبن کی آگ بھڑکائی اور اس درجہ پھبن تھی جسطرح ایک گل پر عنادل کا ہجوم ہوتا ہے اسیطرح خواتین نوخیز اس گل نوشگفتہ چمنستان رعنائی کے اردگرد کھڑی تھین اسکے بعد جواہرات کا گہنا پنھایا گیا سواشرفیان دُلھن کو دین اور چھڑیون کی مار ہونے لگی ڈنڈیو نپر چاندی چڑھی ہوئی تھی - نازک ادا اور جانی بیگم اور بہار النسا کے ہاتھ مین مقیش اور پھولون کی چھڑیان تھین سمدھنون پر اس درجہ چھڑیان پڑین کہ بعض ان مین سے اُٹھ اُٹھ کھڑی ہوئین نازک ادا نے کہا بہن یہ ماسنچے کے دن کا بدلا ہے - ہم تو سمجھاتے تھے کہ یہ وقت یاد رکھنا تم نے ایک نہ سنی - الغرض تھوڑی دیر تک چھڑیون کی مار رہی - فراشیون اور مہریون وغیرہ نے

اسقدر چاندی لوٹی کہ بن گئین۔ میر اُنہون نے گالیان دینا لگانا شروع ہوا۔ سمدھنون کو شربت پلایا اور وہ رخصت ہوئین جب سمدھنین چلی گئین تو بہار النسا نے عباسی مہری کو بلایا اور کہا تم نے آج بڑی بدتمیزی کی کہ سمدھنون کی کہاریون سے لڑ پڑین۔ اُسنے کہا حضور جو میری خطا ہو۔ تو جو سزا چاہیے دیجیے مگر مین مجبور ہو گئی۔ مجھسے کہنے لگی کہ بڑی بیگم ہین۔ کیا بچاری ہم اُنکی اگواڑے نہ پچھواڑے لینے مین نہ دینے مین کیا کچھ ہم اُنکا دیا کھاتے ہین۔ مین نے آپ تک سے نہین بیان کیا۔ حضور نے پوچھا یہ کیا کہتی تھی مین نے منھ پر بھی نہین۔ کہا اگر وہ خواہی نخواہی بے بجھے بوجھے اُلجھ پڑی پھر سرکار مین بھی انسان ہون اور ضبط کی بھی کوئی حد ہے۔ مجھسے نہین رہا گیا اُسوقت مین آگ ہو گئی مگر اللہ نے کچھ دل مین ڈال دیا کہ مین پھر بہلانے ٹل گئی۔

نازک ادا۔ تم بڑی طرار تھین وہ تم سے بڑھ کے نکلی۔

عباسی۔ اے حضور ہمین تو اُسنے گھماتے مین ٹھال دیا بڑے بلون پر ہے۔ ایسی عورت ہی ہم نے نہین دیکھی۔

نازک۔ اب تم اُسکے منھ نہ لگنا۔ وہ میر کے پائے سے ہے ایسے ویسے کی مہری نہین ہے۔ دولہا کے ہان کے مہری ہے۔

روح افزا۔ امان جان سن لیتین تو موقوف کر دیتین

اتنے مین ایک فراشن نے آکے کہا حضور مانجھے کے دن تو دولہا کے ہان بڑی دل لگی ہوئی۔ مانتے ہی نہ تھے کسیطرح نہین مانتے تھے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر نہ مانا نہ مانا جب تو اُنکی بھاوج نے آ کے اپنے ہاتھون لیا اور کہا بھلا دیکھین تو کیونکر جوڑا نہین پہنتے ہو۔ نہ پہننا کیا معنی یہان آپکی ایک نہ چلیگی۔ تم ہو کیا بیچارے۔ بڑی دھینگا مشتی کے بعد ٹوپی دے لی مگر اُنکی بھاوجون اور بہنون نے بذبردستی پہنایا۔ مگر حضور کیا کھڑا ہے نور برستا ہے چہرے سے اللہ نے اپنے ہاتھ سے صورت بنائی ہے۔ ہمنے تو اس سن مین ایسی صورت نہین دیکھی اور آنکھین مین کیا بیان کرون بس چندے آفتاب چندے ماہتاب۔ جب دولہا دولھن کے پاس بیٹھے ہونگے چاند سورج کی جوڑی معلوم ہوگی۔

نازک ادا نے دُلھن کو گدگدا کر کہا دلھن تو خوش ہوتی ہوگی وہ ہنس دین۔ بہار النسا بولی خوش ہونیکی بات ہی ہے فراشن سے پوچھا گیا کہ اب برات کی نسبت کیا رائے ہے۔ کہا حضور سب کچھ ہو گا۔ یہ سب نخرے بازیان تھین ماں سے لڑے بہنون سے لڑے۔ بھاوجون سے لڑے زمانے بھر سے لڑ پڑے لیکن دُلھن کے ایک خط نے موم کر دیا۔ بھاوجین تو ہنستی ہین۔ کہ ہمارا کہنا نہ مانا اور بیوی کا کہا اتنی جلد مان لیا اسقدر کا خوف ہے۔

حسن آرا کو فراشن کی یہ تقریر از حد بری معلوم ہوئی آہستہ سے بہار النسا کے کان مین کہا۔ باجی جان ایسا نہو کہ یہ بھی سارے زمانے مین مشہور ہو جائے کہ دُلھن نے شادی کے قبل دولہا کو خط بھیجا ہے۔ بہار النسا مسکرا کر بولی چلو بس اب ان باتون کا خیال نکرو۔ تمکو اور آزاد کو کوئی کچھ نہ کہیگا۔ کون نہین جانتا کہ یہ شادی ماں باپ کے ذریعے سے نہین ہوئی۔ خود بخود دولھا دولھن نے راضی ہو کر وعدہ کر لیا اور اگر مشہور ہوا بھی تو کیا آج اللہ کی عنایت سے ساری خدائی مین تم دونون مشہور ہو اور سب تمہاری تعریف کرتے ہین یہ ادنی سی بات ہے کہ خط بھیجا یا نہین بھیجا اس سے کیا ہوتا ہے۔ نازک ادا نے باصرار

دریافت کیا کہ دلھن کس امر کی نسبت تذکرہ کرتی ہین اگر مضائقہ نہو تو ہم بھی سُنین۔ بہار النسا نے کہا۔ اسوقت خواشن نے آنکر کہا کہ دلھن نے خط بھیجا تھا اور رجاو جین طعنے دیتی ہین کہ ہمارا کہنا نہ مانا دلھن کے خط پر راضی ہوگئی ناز ک ادا بولی۔ اوہ جی یہ کون بات ہی۔ یہ فضول خیال ہین وہ سارے زمانے کو معلوم ہوجائے تو کیا اِسکے بعد نازک ادا نے مثنوی کے اشعار آہستہ آہستہ پڑھنے شروع کیے۔

منہ سے تو کچھ نہ بولی وہ پر فن
پاؤن سے پر دبا لیا دامن

اُٹھتے اُٹھتے وہ ماہ بیٹھ گیا
گلے لپٹا کے پیار کر کے کہا

جانی اسوقت مجکو جانے دو
دن نکل آئیگا ہو آنے دو

لو بھلا جانجان تمھین بولو
جی مرا چاہتا ہے جانے کو

کیا کرون بس نہین مرا ہی جور
ہاتھ سے آسمان کے ہون مجبور

مجھسے کچھ بے مزا نہو ناتم
دل مین اپنے خفا نہو ناتم

جسطرح ہو سکے تم اے گل تر
ٹال جاؤ یہ اور چار پہر

حسن آرا نے آہستہ سے کہا۔ بہن اس مثنوی مین ہم کو سب سے زیادہ یہی شعر پسند ہے۔ جو آپ نے سب سے پہلے پڑھا تھا

منہ سے تو کچھ نہ بولی وہ پر فن
پاؤن سے پر دبا لیا دامن

اور جہان جو ذکر کیا ہے نیا اور نرالا۔ نازک ادا بولی بہنے تمھارے آزاد کی بڑی تعریف سنی ہی۔ وہ وہ شعر پڑھون اور سناؤن کہ پھڑک پھڑک جائین۔ حسن آرا نے کہا بہن بس انھین باتون سے تم بدنام ہوتی ہو۔ اور سب زبانی داخلہ۔ بھلا تم اُنکے سامنے شعر پڑھو گی اِسکا تم کو یقین ہی پھر اپنے کو مفت مین بدنام کیون کرتی ہو۔

ایک روز شام کو محمد عسکری بڑی بیگم کے پاس دوڑے آئے اور تخلیہ مین کہا۔ چچی جان نواب محمد حسین خان اور آغا نہو صاحب اسوقت باتین کرتے تھے کہ اب حسن آرا کو اسقدر سمجھا دینا چاہیے کہ جسطرح مسلمان شریف زادیان دلھن بن کے زمانے مین برتاؤ کرتی ہین از برائے خدا اِسیطرح برتاؤ کرین اُنسے کسی نے کہا ہی کہ حسن آرا نے کوئی خط حال مین آزاد پاشا کے نام بھیجا ہی یہ بُری بات ہے آپ سمجھا دین۔ بڑی بیگم کو سخت حیرت ہوئی کہ کیسا خط۔ کس امر کی نسبت۔ کس نے بھیجا۔ کب بھیجا۔ بہار النسا کو بلا کر دریافت کیا۔ یہ قبول دین کہ ہان جب آپ نے اصرار کیا تھا کہ برات اُسی طرح سے آئے جسطرح نواب زادون کے ہان جاتی ہے تب مجبور ہوکر اُنھون نے آزاد کو بہت پوشیدہ طور پر خط بھیجا تھا مگر کیا معلوم یہ بات کیونکر پھوٹی آپ سے کس نے بیان کیا اِنھون نے محمد عسکری کی طرف اشارہ کیا اور کہا ابھی اُنھون نے آن کر مجھسے بیان کیا منع کر دو کہ اب یہ لڑکپن نہ کرین اس سے بڑھکر اور بیبا کی کیا ہوگی آج تک کہین ایسا بھی ہوا ہے بہار النسا نے اُن کی تشفی کی کہ امی جان آپ اب اسکا خیال نہ فرمائین کوئی امر اب آپ کی مرضی کے خلاف نہونے پائیگا۔ آپ اطمینان رکھین اور ادھر اشارے سے محمد عسکری کو علیحدہ بلا کر ڈانٹا۔

بہار النسا۔ واہ واہ واہ۔ تم اب بھی نہین باز آتے۔
محمد عسکری۔ نہین بہن آمین میرا قصور نہین ہے۔
بہار النسا۔ چلو بس سُن چکے یہ باتین ہم نہین سنتے۔

محمد عسکری۔ تو سُن تو لیجیے۔ پہلے میری تو سُن لیجیُے۔

بہار النسا۔ تمکو بڑی بیگم سے پرچہ جڑنے کی کون سی ضرورت تھی نہ رکہتے تو کھانا ہضم نہوتا۔

عسکری۔ مجھسے خورشید دولھا اور نواب محمد حسین خان اور آغا نبو صاحب نے ذکر کیا کہ تم جاکے بڑی بیگم صاحب کو سمجھا دو۔ مین نے کہدیا۔

بہار۔ تو تم ان باتون مین دخل دینے والے کون۔

عسکری۔ اچھا صاحب قصور ہوا معاف فرمایُے بس۔

بہار۔ تم کو تو بالکل دخل ہی نہ دینا چاہیےُ۔

عسکری۔ آج سے اگر دخل دون تو باجی مجھو بس۔

بہار۔ یہ باتین ہمین ایک آنکھ نہین بھاتی ہین۔

عسکری۔ تو بہ اُنکی عقل مین آن کے خواہ مخواہ اُتو بنا۔ اب کان آینٹھے۔ کون مردک اپنے حساب کسی بات مین دخل دے۔ توبہ توبہ۔ ع

بات پر جب زبان کٹتی ہے

بہار۔ زبان نہین۔ تمہارا کلام کوئی باور نہ کرے گا یہان ایک دفعہ کے جلے ہوے ہین تم وہ شخص ہو۔

عسکری۔ جب آپ بڑی بہن ہوکر ایسا کہین گی تو بس پھر اور کسیکو کون کہے۔ خدا جانے ہماری قسمت نے کیسا پلٹا کھایا اچھا کام کرتے ہین تو بُرا ہو جاتا ہے۔ ؎

صورت گردون گردان خود بخود پھرتا سدا

ہون وہ سر گردان جو مٹی میری ملتی چاک مین

بہار۔ اب خدا کے لیے اور کوئی شگوفہ نچھوڑنا۔

عسکری۔ قسم کھائی کہ اب مین یہان قدم نہ رکھونگا۔

بہار۔ یہ جسمین لوگونکو اور بھی توی بدظنی ہو۔

عسکری۔ نہ یون چین ہی نہ وون چین ہے۔ لاحول۔

بہار۔ امی جان کی چوری سے خط گیا تم جاکے جڑ دینے والے کون اور جسکا جی چاہے کہے تم کو کیا پڑی تھی۔

عسکری۔ اچھا اَب یہ قصور معاف ہونے کے قابل ہے یا نہین۔ اگر معاف ہونے کے قابل ہو تو خیر ورنہ سزا دار۔ یہ کہکر محمد عسکری اپنا سا منھ لیکر روانہ ہوئے اور باہر جاکر کہا کہ حضرت آپ سب نے اچھا دھروا دیا۔

جب مانجھے اور ساچق کی رسم ادا ہو چکی تو ایک دن بی عباسی نے آن کر یون بیان کیا کہ مین اِسوقت دولھا کے ہان سے آتی ہون بڑی جھتین ہو رہی تھین مگر دونون کی نسبت آزاد پاشا آج سرخوش بادہ مسرت تھے اور کہتے تھے کہ عقل مصلحت آموز کی رہنمونی سے ہمکو مقتضاے خردمندی یہی معلوم ہوا کہ بود و باش اور تدبیر منزل مین انگریزون کی تقلید کرین۔ نازک اداؤنے قہقہہ لگاکر کہا۔ تو اگر یہ خیال ہے تو پھر حسن آرا بیگم کا جمال جہان آرا ابھی لوگونکی نظر سے گذرے گا۔ اور تماشائی اُنکے حسن بالغ عیار اور اُنکے جوبن کا نظارہ کرینگے جو اسقدر انگریزیت ہے تو انکو باہر ہوا کھلانے ضرور لیجائینگے۔ ایک فٹن پر صدر مین بی حسن آرا بیگم اور سپہر آرا بیٹھی ہین اور سامنے غلام بنے ہوے آزاد پاشا ہاتھ جوڑے بیٹھے ہین اور عاشق تن جوانان طناز باہم کہہ رہے ہین کہ واللہ کیا حور سرشت خاتون ہے۔

حسن بالغ عیار کا کیا کہنا اور گلبرگ رخسار کے مقابل مین گل ترخجل ہے ایزد بیچاں نے کیا رخ زیبا عطا کیا ہے جو دیکھتا ہے غش غش کرتا ہے اور عاشقی کا دم بھرتا ہے۔ ہر عاشق

تو رسینہ مین طوفان جنون جوش زن ہوگا - اور آزاد پر یا کو بغل مین بٹھائے ہوا سے باتین کرتے جاتے ہونگے اور کوٹھیون مین لیجا کر سیر دکھائین گے اور شرابین پلائینگے اس فقرہ پر حسن آرا نے تنگ ہو کر کہا - اللہ کرے ــــــ واہ کیا اچھی باتین کرتی ہو - کالا پانی ہمارے دشمنونکے حصہ مین آئے - نازک ادا بولی کیا آزاد نہین بیٹھے ہین - تم کسکی طرف سے قسم کھاؤ گی - انھون نے جواب دیا کہ پینے کی تو نکھو گر سنا نہین - ؎

آدمی را بچشم حال نگر
از خیال پری دوئی بگذر

اب تو توبہ کر لی - پھر التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ -

کی مے سے جو ایک بار توبہ
اے ساقی داد بہار توبہ
بس کیجے معاف مجھ سے تقصیر ہوئی
توبہ توبہ ہزار توبہ توبہ

نازک ادا نے تو یہ تقریر چھیڑنے کی غرض سے کی تھی حسن آرا کہہ چکین تو انھون نے از سر نو ذکر چھیڑا کہ بہن تم تو ذری سے مین بگڑ جاتی ہو - بھلا یہ ممکن کب ہے کہ آزاد اور تم کو پردے مین رکھین اور وہ تو کہہ ہی چکے ہین کہ پردے کی کیا ضرورت ہے بڑا پردہ تو اپنے دلکا ہے دلکی صفائی عبادت روزے نماز سب سے ہندو مسلمان دونون کے مذہب مین مقدم ہے پھر جسکی یہ رائے ہو وہ اپنی بیوی کو کب سات پردون مین رکھیگا اور تم ابھی ہو کیا جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - یہان خدا جانے کیا کیا دیکھ ڈالا - ؎

عالم کے بھی ہم نے طور کیا کیا دیکھے
معشوقون کے لطف جور کیا کیا دیکھے
شادی و غمی و وصل و ہجر اے انشا
کیا کیا دیکھینگے اور کیا کیا دیکھے

روح افزا نے کہا - تم آخر اپنے کو سمجھتی کیا ہو - انکی تو جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش ضرور ہے تم اپنی تو کہو - آخر تمھارا سن کیا ہے - تم بھی تو انھین کی ہمسن ہو یا کچھ اور دو تین برس کی چھٹائی بڑائی بھی کس گنتی مین ہے - نازک ادا نے کہا بجا ارشاد ہوا - دو تین برس آپ کے نزدیک کچھ ہوتے ہی نہین اور برسون کو جانے دو ہمارا تجربہ اِنسے کہین بڑھا ہوا ہے - کجا یہ ناکردہ کار کجا ہم پختہ مغز - زمین اور آسمان کا فرق ہے - یہ کیا جانین کہ دنیا کسے کہتے ہین ہمارا اور انکا مقابلہ کیا ہو سکتا ہے -

اب سنیے کہ جب گمنام خط کی خبر آئی تھی بڑی بیگم کے ہان سب کے سب گھبرا گئی تھین کہ مبادا خدا نخواستہ ہمایون کیطرح آزاد کی برات مین بھی بھر بھنڈی ہو جائے بڑی بیگم اور بہار النسا نے منت مانی تھی کہ اگر یہ تشویش رفع ہو جائیگی تو ہم امام جعفر طیار کا کونڈا کرینگے ساچق کی رسم کے بعد اس فرض سے بھی ادا ہوے - تر حلوا اسکا سادات اور مومنین کو کثرت سے کھلوایا گیا - نازک ادا نے کہا ہم تو شیخ سدو کو بکرا چڑھاتے وقت پردہ ضرور رہتا ہے - اسپر مغلانی نے کہا وہ کوئی اما مومنین تھوڑا ہی ہین - ابھی جیت مین مین بھی کر چکی - لڑکی کی شادی کی تھی - دو مہینے کے بعد بکرا شیخ سدو کی نذر کیا اور نہ کرتی تو کیا کرتی دوسرے روز بڑی بیگم نے آٹے کی جو کہہ نوائی - مہری نے اسمین بتیان ناٹھے کھی نبی ہوئی رکھین مگر بڑی بیگم نے حکم دیا کہ کوری ہو کی

بتیان ہون - ہمارے ہان نارے کی تہیان نہین رکھتے جو کمہ مین گمی ڈالا گیا بازار سے پیڑے منگوائے سپہر آرا اور روح افزا کو توان باتون کا خیال نہ تھا - بہار النسا بیگم اور گیتی آرا جو کچھ لیکر مسجد گئین یہ بڑی بیگم کے ایک باغ مین تھی - اسپر نذر دلوائی چراغی چڑھائی - مسجد کے طاق کے لیے سہرا لے گئی تھین نذر دلوا کر سوار ہوئین اور گھر آئین -

روح افزا - کہو باجی جان ہو آئین مسجد سے -

بہار النسا - ہان یہ فرض ادا ہو گیا بہن -

روح - باغ تو آجکل خوب آراستہ ہو گا -

بہار - کیا معلوم - رات کے وقت کون جائے ہمتو بس مسجد گئے اور سوار ہوئے - رات کو میوہ نہین توڑ سکتے پھول توڑ نہین سکتے پھر اندھیرے مین جاکے کیا کرین -

سپہر آرا - ہم تو رات کے باپ مین پھول توڑین -

بہار - تم بہادر ہو - اپنی نہ کہو - تم ہوئین - روح افزا ہوئین اور ہم سب کی اُستاد حسن آرا ہین وہ تم دونون سے بڑھی ہوئی ہین - وہ کچھ بھی نہین مانتین -

بڑی بیگم کے اعزہ مین ایک لڑکے کو جو اپنی مان کے ساتھ انکے ہان مہمان تھا کئی روز سے تپ آتی تھی جب حکیم صاحب کے علاج سے خفت ہوئی تو بڑی بیگم نے کئی ٹوٹکے کیے - پہلے گگڑی منگوا کر چودہ تار گن کے اس بچے کے گلے مین ڈالدیے دوسرے روز قدرت خدا سے وہ بچہ اچھا ہو گیا - اور تیسرے روز بخار نے بالکل مفارقت کی اب تو بڑی بیگم اور بھی شیر ہوئین - کہا لے اب روح افزا اور حسن آرا سے کہو کہ دیکھو ہم نے ایک روز مین اچھا کر دیا یہ سب باتین آزمائی ہوئی تھین بڑون اور بزرگون نے کوئی بات بے سوچے سمجھے بغیر آزمائے تھوڑا ہی پسند کر لی تھی حکیم جی کے علاج سے کیا ہوا کچھ بھی نہین - اور ہم نے چٹکیون مین اچھا کر دیا اگر یہ تدبیر نہ ہوتی تو نہ معلوم آجتک کیا ہوتا -

روح - تو مین آپ کے خلاف کبھی کہتی ہون -

نازک ادا - یہ سب اچھی باتین ہین - خلاف کہتی نہین تو دل سے ماننے سے کیا ہوتا ہے - ویسے جو بات ہو اُسکی سند ہے -

روح - تو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ دل سے نہین پسند ہے -

نازک - من خوب می شناسم پیران پارسا را -

اسپر اُستانی جی نے ہنسکر کہا بیٹی یہ تو بڑی بیگم پر ہوتی ہے ع

من خوب می شناسم پیران پارسا را

بڑا قہقہہ پڑا اور نازک ادا نے کہا - جی نہین مین ایسی بے ادب نہین ہون مگر بعض اوقات زبان سے بے تکی بات نکل جاتی ہے اور پیچھے پچھتانا پڑتا ہے -

روح - اچھا ہوا سزا - اور ہمارے خلاف کہو -

بڑی بیگم - نہین روح افزا تو اسقدر نہین مگر حسن آرا کی باتین ان معاملون مین سنو تو بس دنیا سے نرالی ہین -

مغلانی - حضور کیسا ہی بخار کیون نہو ٹھہر نہین سکتا -

مہری - یہ تو ہم نے بھی آزمایا ہے کئی بار کبھی فرق نہین پڑتا -

بہار - اور ایک بات اور آزمائی ہم اگر کسی دن صبح بجے یا تین بجے ضرور ضرور اُٹھنا ہو تو سہل ترکیب یہ ہے کہ سونے کے وقت تکیے سے کہدے کہ تکیے مجھے فلان وقت جگا دینا ہزار بار آزمایا ہے جسوقت کہا کھٹ سے اُسیوقت آنکھین کٹورا سی کھل گئین -

نازک - تکیے سے نہین ہمزاد سے کہکے سوتے ہین -

روح - اور اگر آنکھ ہی سے کہدے کہ آنکھ آنکھ مجھے جا کے جگا دینا تو اور بھی وقت پر آنکھ کھلجائے -

اسپر پھر فرمائشی قہقہہ پڑا اور بڑی دیر تک ہنسی رہی - بہار النسا بولی - امی جان اُنسے کچھ نہ کہو - ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش ہے - اور دعویٰ یہ کہ ہمچو من دیگرے نیست - ہمہ دانی کا دعویٰ ہے ان لڑکیون کو بڑی بیگم ان سے بہت خوش تھین بڑی تعریف کی شاباش بیٹیا اللہ نہ کرے کہ ان معاملون مین تمپر بھی انکا سایہ پڑے - دوسرے روز ڈھائی سیر کے دو میٹھے روٹ پکوائے سوا سوا سیر کے یہ روٹ تنور مین پکوائے گئے تھے اُنپر نذر دلوائی اور برادری مین بانٹے گئے اور خود بھی باہم ملکر کھائے کھانا کھانے کے بعد حسن آرا بیگم اور نازک ادا بیگم اور روح افزا بیگم ایک کمرے مین علیحدہ جا کر بیٹھین اور جوش و نشاء بادۂ نشاط مین باہم یون گرم گفتار ہوئین

حسن آرا - (نازک ادا سے مخاطب ہو کر) باجی جان آجکا دن تو نگوڑا پہاڑ ہی ہو گیا کسیطرح کٹتے ہی نہین آتا اللہ کرے جب سے صبح ہوئی ہے کچھ ٹھکانا ہے دن کیا ہے روم روس کی لڑائی کا سلسلہ ہو گیا -

نازک - (مُسکرا کر روح افزا کی طرف کنکھیون سے دیکھتے ہوے) ہان بہن تمہاری آنکھون مین دن کیونکر پہاڑ نہ معلوم ہو اور ابھی کیا ہے آج تو دن ہی پہاڑ معلوم ہوتا ہے آج کا دن گذر جانے دو پھر دیکھنا کل کے دن کی گھڑیان برس معلوم ہونگی -

روح - (نازک ادا سے) تم کل دن کی گھڑیون کو کہتی ہو مین کہتی ہون دیکھیے آج کی رات خدا کیونکر کاٹتا ہے کل دن کی گھڑیان اگر برس ہونگی تو آج رات کے منٹ گننے بھی ضروری سمجھو اور کیون نہو حق بجانب ہے - ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

حسن آرا - (کھسیانی ہو کر روح افزا سے مخاطب ہو کے) واہ باجی واہ - نازک ادا تو تھین ہی آپ اللہ رکھے اُن سے بھی بڑھ گئین سچ ہے خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے بھلا ان واہیات خرافات باتون مین وقت ضایع کرنے سے کچھ فائدہ اس سے تو کچھ شعر ہی پڑھو تو بہتر ہے -

نازک - کیا شعر پڑھین اچھا تو شعر پڑھتے ہین - ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

روح (نازک ادا سے) ہان باجی جان کیا خوب شعر ہے ذرا پھر پڑھنا -

نازک - وعدۂ وصل -

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

روح - کیا پیارا مضمون ہے میرا تو یہ جی چاہتا ہے کہ بس کوئی اس شعر کو پڑھتا رہے اور مین سنا کرون -

نازک - ہان بہن شعر تو یہ ایسا ہی ہے - ہمین بھی بہت پسند ہے -

روح - بہن چلو حیدری (ڈومنی) کو بلوائین اور اس سے فرمایش ہو کہ انعام لینا ہو تو اس وقت اس شعر کو گاؤ اور جہان تک بڑھے گھنٹے سنکو اسی مین گھنٹون پڑھو -

حسن آرا - اہو ہو ہو کیا کہنا ہے ! ما شاء اللہ !! او دیکھنا باجی

کہین شعر پڑھتے پڑھتے دشمن جلنے نہ لگین۔ خدا کی شان شعر کے معنی تک مجھے نہ سمجھنے لگے۔ شعر انھین بہت پسند ہی۔

روح۔ آخر تم اتنا کیون ننھی ہو تمھین آخر اس شعر سے اتنی نفرت کیون ہوتی ہے۔

نازک ادا۔ (روح افزا سے) کیا نفرت۔ نفرت کیسی یہ نہین کہتی ہو کہ جون جون یہ شعر پڑھا جاتا ہی وون وون انکا شوق بڑھتا جاتا ہے مگر شرمندگی مٹانے کو اتنا بھی نہ نہین اتنی بھی نہ بگڑین۔

حسن آرا۔ ہمکو اور آپ بنائین۔ خدا کی قدرت ہے پہلے ساری محفل ملکے تو ہمکو بنالے پھر آپ بنایئے گا ہان اسکی تو بات ہی اور ہی کہ تم کچھ کہو اور ہم تمھارا بڑا پن مان کے چپ ہو رہین جواب نہ دین یا جان بوجھ کے شرمندہ جیسی بن بیٹھین ورنہ کیا آپ اور کیا روح افزا بہن اور کیا کوئی ہم ایسے بیوقوف نہین کہ ایسی ایسی باتون مین جھیپ جائین نہ کوئی ردسنے ہین کہ ہنسی مین رونے لگین یا منہ پھلا بیٹھین ہمنے تو ایک بات کہی تھی کہ بیکار کی دل لگی سے تو شعر شاعری کی بحث اچھی ہوتی ہی۔ تو تمنے پھر وہی ہنسی مین بات کو ڈالدیا۔

روح۔ ہان صاحب جانتے ہین کہ آپ بڑی شاعرہ ہین بڑی شعر فہم ہین اچھا لیجیے تم شعر شاعری ہی کی بحث سہی یہ ہے اب دل لگی موقوف ایک حقانی غزل کا ایک مصرع پڑھتے ہین جب جانین اسپر مصرع لگا دیجیے۔

حسن۔ بسم اللہ پڑھیے ہمین دعوی تو ہی نہین ہان جوکچھ سمجھ مین آجائیگا تو لگا دین گے۔

روح۔ سنیے ع

جدائی کا تو اک دن اک برس ہے

حسن۔ باجی تم بڑی شوخ بڑی بیباک ہو یہ بات دماغ سے نکلا ادھر میرے ساتھ وہی دل لگی شروع کردی مصرع بھی پڑھا ہی تو کیسا۔ اور اسپر مصرعہ کیا لگائین یہ غزل تمھین بھی یاد ہی ہمین بھی یاد ہی تراب شاہ کی غزل ہی جو کاکوری مین تھے پہونچے ہوے فقیر کا مصرعہ ہی دلپر نقش ہی

نہین کاٹے سے کٹتی ہجر کی رات

مگر دوسرے مصرعہ مین تم نے خاص میرے چھیڑنے کیلیے (دم) کی جگہ (دن) داخل کر دیا۔

روح۔ توبہ ہین یہ تو بڑی خرابی ہوئی مجھے تمھاری طرح سے نکتہ چینیان تو آتی نہین ہین مجھے جسطرح یاد تھا اسطرح پڑھ دیا تم نے انھین ایک پے لگادی تمھاری سی لیاقت ہین کہان سے لاؤن کہ ہندی کی چندی کرکے تمھین قائل کرون۔ ان نازک ادا بہن تم سے خوب نپٹیگی جیسی تم ویسی وہ۔

نازک۔ باجی اب زیادہ نہ چھیڑو ایسا نہو کہ حسن آرا آزردہ ہو جائین۔

روح۔ (گالون پر آہستہ سے تھپڑ لگا کے) اچھا باجی لو اب تو یہ ہوئی اور کچھ باتین کرو۔

اب ادھر کا حال سنیے کہ خواجہ صاحب بہادر آزاد کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ حضرت اگر اجازت ہو تو اور کوئی رقعہ تہنیت فارسی مین لکھون لیکن اگر کچھ قدر دانی کیجیے۔

آزاد کی طبیعت گو اسوقت شگفتہ نہ تھی لیکن خوجی کے اس فقرے سے کسقدر شگفتہ ہو گئی اور یون جواب دیا۔

آزاد - بھلا ہم اور قدردانی نہ کریں کیا ہم سے بڑھ کے کوئی آپکا قدردان ہے مگر ابھی تو حضور نے ابتدا میں جو رقعہ شادی لکھا تھا اُسی کے غوامض ہم اچھی طرح نہیں سمجھے ہیں دوسرے کا کیا ذکر ہے اور صاف تو یہ ہے کہ آپ کے مضامین اور آپکی انشا پردازی ہماری سمجھ سے مافوق ہے حق یہ ہے کہ جیسے آپ لاجواب ہیں ویسی ہی آپکی فارسی بھی لاجواب ہے اے سبحان اللہ -

آزاد کے ان کلمات سے خوجی سمجھ گئے کہ آزاد دریردہ ہمیں بناتے ہیں - بس بگڑ گئے اور کہنے لگے خیر یون کہنے کو جو جی چاہے کہیے لیکن ہاں جسطرح ہمنے قلم برداشتہ لکھ دیا تھا اسیطرح لکھو تو جانیں کہ ہاں بڑے تیز ہو بندہ پرور سے حسن آرا کا عشق ہووے روم روس کی لڑائی ہووے حضرت فارسی کی انشا پردازی میں عمریں گذر جاتی ہیں اور آدمی یہ نہیں سمجھتا کہ گردن کا استعمال کہاں ہوتا ہے اور ساختن کا کہاں اور نمودن کا اس معنو میں کن کن موقعوں پر دل لگی بازی تھوڑا ہی ہے برسوں ایرانیوں کی جوتیاں سیدھی کی ہیں جب جاکے کہیں یہ ملکہ حاصل ہوا ہے اور اگر سچ پوچھیے تو جو حق فارسی دانی ہے اُسکی ابھی تک ہوا بھی نہیں لگی ہے -

جب یہ تقریر ختم ہوئی تو آزاد پاشا نے قلم برداشتہ ایک رقعۂ تہنیت لکھا اور خواجہ صاحب کو سنا کر کہا دیکھیے رقعۂ تہنیت یون لکھتے ہیں خوجی پھڑک گئے اور ایک مہری کو وہ رقعہ دیکر کہا کہ کل نور کے تڑکے یہ رقعہ اور بہار الخط حسن آرا بیگم کے پاس لے جاکر چپکے سے پڑھکر سنا دو -

دوسری صبح کو کہ مثل دل عارفان خدا آگاہ خدا شناسان معرفت دستگاہ نورانی تھی محبوبۂ یوسف لقا جانانۂ شیرین ادا حسن آرا بیگم مرغ سحر کی آواز سنکر خواب ناز سے بیدار ہوئیں اور لا الہ الا اللہ کہکر بستر سے اُٹھیں خواصوں نے منہ دھلایا وضو کرکے نماز صبح پڑھی اور حضرت فریدالدین عطار کی مناجات پڑھنے لگیں - اتنے میں سپہر آرا اور بہار النسا بھی بیدار ہوئیں اور سپیدۂ طلعت نشان صبح نمودار ہوا حسن آرا اور روح افزا مناجات کے اشعار نازک آواز سے پڑھتی ہوئی تختۂ باغ کیطرف بصد ناز دلربا چلیں اور وہاں جاکر روشون میں مثل نسیم سحر سبک خرامی کے گلگشت کرنے لگیں - دونون کے دل فرحناک - دونون شوخ و چالاک دونون سرخوش بادۂ نشاط دونون کے دامن پر از گلہائے انبساط دونون شادان و خندان دونون خوش و نغز خوان روح افزا نے اِدھر اُدھر کی باتیں چھیڑیں اور کہا یہ شادی بھی یادگار رہیگی ہمارے خاندان میں ایسی شادی کم ہوئی ہوگی کہ دولہا دلہن پہلے سے ایک دوسرے سے واقف ہوں - مگر سچ کو آنچ کیا - اگر ذراسی بات کوئی سن لیتا ہے تو مدتوں طعنے دیتا ہے مگر واہ ری حسن آرا کسی نے آج تک یہ بھی نہ کہا کہ کیسی شوخ لڑکی ہے کہ بوڑھی ماں کو خبر ہی نہیں اور آزاد سے وعدہ نکاح کر لیا اور کوئی کہے تو کیونکر کہے - بے وجہ بے سبب کوئی کہہ سکتا ہے بھلا - عشق صادق اسیکا نام ہے کہ آزاد سعد خطرون سے نلوہ بچ گئے اللہ کی عنایت سے واپس آئے بہار النسا یہ باتیں سن رہی تھیں - انھیں نے کہا بھلا عشق صادق کے اثر کی تو قائل ہوئیں کسی امر پر تو عقیدہ چاہیے جو آدمی جو خدا اور خدا کے رسول کو تہ دل سے مانتے ہیں اور پاک پروردگار کو معبود حقیقی اور مسبب الاسباب جانتے ہیں انکا قول ہے کہ اگر آگ میں

پہاڑ پڑین تو ممکن کیا کہ ایک رونگٹا تک جلے جسنے خود دیکھا ہو کہ لوہے کا جلتا جلتا گولہ ہاتھ مین لے لیا اور ہاتھ کو ضرر ذرا نہ پہونچا۔ صدق دل کو خدا نے یہ رتبہ اور یہ درجۂ اعلیٰ بخشا ہے۔ مگر تم تو دنیا مین کسی کو مانتی ہی نہین

حسن آرا بولی باجی جان ہم خدا کو اپنا خالق اور جناب رسالت مآب کو نبی اور پیغمبر خدا جانتے ہین اور اُنکی تعظیم کرتے ہین اور جسقدر بزرگان دین گذر گئے ہین اُن سبکو اچھا سمجھتے ہین بس باقی اگر فال کو ہم نے نہ مانا تو کون پاپ ہی۔ اہل حکمت خواب کو نہین مانتے مگر کیا کوئی انکو برا کہہ سکتا ہے اور یون تو جس زمانے مین چیچک کا زور رہتا ہو اچھے اچھے پڑھے لکھے مولوی ہندو ونکی طرح رتین کرتے ہین اور اُنکے گھر مین مائنین برابر جایا کرتی ہین یہ پریشان حالی اور گھبراہٹ کی بات ہی بس اور کچھ نہین جنکو خدا نے عقل سلیم دی ہے وہ چیچک کو مرض سمجھتے ہین اور کبھی کوئی پکا مسلمان یہ نکریگا کہ گدھے کو چنے کھلائے مگر ہان ایک بات ہی کہ انسان کا دل بیقرار ہو جاتا ہے اور اولاد کی ماستا تو بہت بڑی ہوتی ہی۔ ایک مولوی صاحب کا ذکر ہے کہ اُنکے نواسے کو چیچک نکلی بیوی نے کہا۔ مولوی صاحب چوراہے پر جاکے گدھے کو چنے کھلاؤ۔ مولوی صاحب فوراً اُٹھ کھڑے ہوے اور گدھے کو لیکر چوراہے پر چنے کھلائے اُنکے مرید سب بگڑ گئے اور کہا آپنے ہمکو بھی غارت کیا اُنھون نے کہا بھائی ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے۔ اگر بچ جاتا اور لڑکا مرجاتا تو خواہ مخواہ یہ سب عورتین مجکو برا بھلا کہتین اور یہ کلمات کفر زبان پر لاتین کہ مولوی صاحب نے گدھے کو چنے نہ کھلائے اسی سبب سے لڑکا مرگیا

ورنہ مجھے اور اس امر کا عقیدہ ع

	این خیال ست ومحال ست وجنون	

اتنے مین ایک مہری آئی اور اُسنے ادب کے ساتھ کہا حضور یہ کاغذ ملاحظہ فرمایے حسن آرا نے کاغذ لے کر کھولا اور پڑھا تو مسکرا کر روح افزا کو دیا۔ کہا خوجی مسخرے نے خط بھیجا ہے خط پڑھکر سنایا تو یہ عبارت تھی۔

مخدرات من بدیع بزرگہ سلمہا۔ من بدیع حسب فرمائش آزاد عنا کہ گل گلدستۂ عنایت وشوہر عروس باجمال ہوزین ست گفتہ کہ خط رقعہ رنگین بنام محبوبۂ رنگین بہ فرستم آیش انیست کہ مین نے ایک رقعہ بنام ارباب قوم نسبت عزیز کیا ہونے واسطے شادی کے لکھا تھا اور جوکہ یہ رقعہ فارسی مین تھا لہذا آزاد کو برا معلوم ہوا کہ یہ اور فارسی زبان نہین لکھے لہذا اُنھون نے بھی ایک رقعہ تہنیت لکھا اور مجھے ہدایت سراپا بلکہ سراسر افادت دی کہ حسن آرا بیگم کو لکھو کیا بہنے تمھاری اسقدر تعریف کی ہو یہ رقعہ آزادانے قلم بر داشتہ لکھا ہے۔ ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

[راقم خواجہ بدیع الزمان مبرور سابق کمیدان رسگلے والی پلٹن سلمہ اللہ تعالے۔

حسن آرا۔ (ہنسکر) مبرور کے معنی نیک کیا گیا۔ برکے معنی نیک۔ مرحوم کی جگہ مبرور لکھتے ہین۔ مردے کیلیے بے سمجھے بوجھے الفاظ استعمال کرنا بھی گدھے پن کی دلیل ہے اور پھر اپنے کو سلمہ اللہ تعالے لکھنا اور بھی گدھے پن کا ثبوت دیتا ہی۔ یہ مواتر کی کی ٹانگ ضرور توڑے گا۔

روح افزا۔ اس مین لکھا کیا ہو آخر۔ کچھ معلوم تو ہو۔

حسن۔ رقعہ شادی لے دہی جو سرخ کاغذ پر چھپکے

بھیجا جاتا ہے اُسکے لیے آزاد نے عبارت لکھی ہے رقعہ پڑھکر سنایا۔ ؎

ہوا عبیر فشانست ابر گوہر باد — جلوس گل بسر چمن مبارکباد
رباب نغمہ نوازست و نے ترانہ فروش — خروش زمزمہ در انجمن مبارکباد
ببزم نغمۂ چنگ و رباب ارزانی — بباغ جلوۂ سرو و سمن مبارکباد

زہرہ در رقص بصد ناز ز طرب زین شادی
چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارکبادی

چون قاضی قضا روح مجرد را بجبین تنہ رستی عقد بستہ عروس روح بہ جلوۂ تمام در حسن آرائش پیوستامروز در شش جہت عالم نہ نوبت طرب ۔ می نوازند و بہ نوائے جاوداں فزائے ساز تہنیت دلہائے عالمیان را بزم عیش مبارکم ابر بہار نزہت بار خرگاہ گوہر نگاہ برافراختہ و زمین از گلہائے بگار رنگ فرش قالین انداختہ ۔ سقائے سحاب آب پاشی باران گرد کلفت از ساحت گیتی دور کردہ و فراش بہار گستردن بساط زرنگار ریاحین عرصۂ زمین را پر نور کردہ مرغان ہمایون فال بہوائے رنگ طائر شوق سرگرم بال افشانی و قطرات باران بہار بسان گوہر غلطان پر آب و نورانی ۔ کاردان صبا از نافہ ختن در صحن چمن عالم کشادہ و عطار نسیم عطر روح افزائے ریاحین بجہانیان در دادہ ۔ زبان سبزہ را گلستان قدرت ایزدی بر زبان و گوش گل باستماع صفیر روح افزائش ہمایۂ دار و یاد کان مرغان خوش آہنگ آواز صدائے بربط و چنگ دادہ و شاہدان چمن از فرط ناز داد پہلو بہ پہلو ایستادہ عنادل بلند صفیر بہ ترتیب زیر و بم در ترنم و غنچہ ہائے ناشگفتہ از ہبوب نسیم در تبسم سرو آزاد را سلسلۂ شمشاد بن بہار زنجیر ابیدان برپا نہادہ و حلقہ کمند تجشتن بشکل طوق در گردن قمری فتادہ ۔ زبان سبزہ کاشف راز نہان ۔ و دہان غنچہ مفسر اوراق گلستان بنفشہ از فرط مستی بپائے سرو غلطیدہ و لالہ از وفور شادی در پوست نہ گنجیدہ سرخی شگوفہ ہائے بادام چشمک زن نرگس مخمور نازنینان گلفام ۔ زبان سوسن آزاد در توصیف جلوۂ سلطان بہار گویا و خطیب عندلیب بر منبر شاخ بنام خسرو گل گرم نوا ساکنان ملاء اعلیٰ از تازگی زمان متوجہ بسیط زمین و زہرہ بہ آہنگ رقص و سرود و بہ تہیۂ رونق افزودے محفل بہشت آئین فلک با ہزاران دیدۂ تماشائی بہار و مرغ زرین خورشید بہ فرود آمدن بال افشان اضطرار ؎

جہان بقدم باد صبا گلستانست — زمین لالہ و گل رشک باغ رضوانست

گل نشاط و طرب رنگ تازگی دارد
کہ کار جملہ جہان خوش بساز و سامانست

در چنین وقت سعید و ہنگام حمید کہ ماہ و مشتری را قرانست بساعت ہمایون تراز روز وصال زمانہ فرخندہ تراز حصول آمال انعقاد جشن شادی و انتظام محفل دامادی عاشق دلدادہ و شیدائے در بند وصال افتادہ محو دیدار زیبا نگار در آئینہ خیال مشتاق سبق خوانی صحیفۂ جمال دست پروردۂ رنج و عنا در آرمیدۂ آغوش تمنا سرخیل برہنہ پایان وادی نامرادی پیشوائے پس ماندگان منازل مسرت و شادی نشتر شکستۂ غمزۂ محبوبان دلربا در رگ جان ۔ مجروح تیغ نگاہ خوبان تغافل تو امان گرد صحرائے آفت زائے درد و محنت یکہ تاز میدان محشر نشان رنج و کلفت آبلہ پائے بادیۂ وحشت زائے رنج و محن ۔ سینہ فگار پیکان دلشگاف خنجر شکن نور نظر آبائے واہمات عشق و محبت لخت جگر والدین سوز الفت بزم افروز یکجہتی اتحاد ۔ گرفتار دام محبت میان آزاد عرش جاہ چون طول امل و راز وحشتش چون ہمت عالیش بلند باد

با جمیلہ و ودمان دلربائی سایہ پرورد امہات نگین ادائی
سند فگن زلف گرہگیر در گردن عاشق سراپا اضطرار ناوک
انداز نگاہ در سینۂ دلہائے خستگان محو دیدار سیہ تاب ابرو
تمدار خنجر خونریز در سینۂ دل دادگان فرو بردہ دبہ آب تیغ نگاہ
دلہا بسملان لخت لخت کردہ صفوف مژگانش بر خیال
ہوش و حواس طالبان ناوک فگن جیوش غمزہ بر لشکر قوائے
عاشقان تیغ زن۔ دلہائے ملائک بدام محبتش اسیر و دیدہ ہائے
کواکب محو دیدار رخسار پر تو ریز۔ دست نگارینش پنجۂ آفتاب
را تاب دادہ۔ در رخسار نور آگینش داغ کلفت بر دل لمعہائے
حسن خداداد ش بندہ ہائے خدارا پابندہ حلقۂ زنجیر زلف تودہ
دلہائے جانفزائش عنبر را اسیر چاہ ذقن فرمودہ نزاکت بیناہ
کہ برگ گل بر فرق نازکش بار گران ست و لطافت دستگاہ
کہ خوابگاہ مخمل جسم لطیفش را سخت تر از خار مغیلان۔ از چشم
نیم خوابش سرمۂ خموشی در گلوے عشاق و شور خندہ نمکینش
در اطراف بلاد و آفاق۔ سواد جبین در قبضۂ زلف مشکینش و دیار
سارا مسخر خط عنبر آگینش۔ فرش راہش دیدۂ دیدہ وران
و خاک پایش نور نظر حاجیان حنائے پنجۂ نگارینش از خون
دل مجروحان نیم بسمل۔ و سرمۂ چشم فتنہ انگیزش از خاک قتیلان
سوختہ دل۔ جانہائے شیرین شیفتۂ طرز کلاش خوبان فرخار
مولائے نامش۔ صد نافہ مشک ختن در چین زلف پیچانش
ہزار عطر جان بر در آلودہ در جیب و گریبانش جلوہ طراز دو
دسادہ دلبری۔ زینت افزائے بزم خوش منظری ہر یک
دیدہ عفت و حیا۔ نور العین لطافت و صبا معشوقہ عاشق
مزاج محبوبہ محبت امتزاج رعیذر نگین ادا و مخدرۂ ماہ سیما حسن آرا
قرار نیافتہ بتاریخ جشن برات تعیین یافتہ چشم داشتہ

از ارباب چشم عشق محبت و اصحاب سوز و الفت و امید
از ہواخواہان وفا شعار و حسن پرستان محو دیدار و رجانباز
عشق بازان صحرا نشین و عاشق مزاجان رنگین و ترصد
از پیمانہ کشان خمخانہ محبت و سرو ش زنان مصطبۂ الفت
کہ بر لوحۂ دل نقش تعشق نگاشتہ شیفتہ حسن بیا
پرورید بر نقش پائے خوبان دوختہ در گرد محبوبان نیکو منظر
از آنست کہ بمقتضائے خوش ہمدردی و محبت وطنیان آن خواجم
و فور شفقت با قافلۂ شوق و تمنا و جمعیت آرزو دید عاشق طبع
آوردہ بزم شادی را زیب و زینت تازہ و نور ضیائے
بے اندازہ بخشند۔ ہ

قدم رنجہ نما چشم براہت داریم	اے فدائے کف پائے تو سر منزل ما

رفتن مہندی از خانۂ عروس یاقوت لب پریزاد
بطرب کاشانۂ داماد فرخ نہاد

بیا ساقی اے در خت صد بہار	مے سرخ در ساغر زرنگار
بمن دہ کہ از رنج یابم فراغ	بیک جرعۂ می شوم تر دماغ
بیا ساقی اے من سگ کوے تو	بدہ می کہ شاید بہ نیرو ے تو
شرابی کہ دل را دہد شست و شو	از و چاک خمیازہ یا بدر فو
برنگے کہ بردآبروے بہار	بہ نشہ کہ شد خونبہائے خمار
دہد صبح را پر تو او جواب	بود عطسۂ شیشہ اش آفتاب
خرد گردد از جام مے در جنون	شفق غلط از سرخی او بخون
بیا ساقی آن آب جوے بہشت	ور افگن بآن جام آتش سرشت
ازان آب آتش سیہ بجان ہم	بمن دہ گر ان آب آتش برم
بیا ساقی از شربت نوش و ناز	یکے شربت آمیز عاشق نواز
بہ تشنہ دہ آن شربت دلفریب	کہ تشنہ ندارد دو دیا شکیب
بیائے بخوبی قبا و احتشام	بعیش کمترین بندہ ہمدا عام

آج عروس دہر پر اس غضب کا جوبن اور ستم کا نکھار ہے کہ قاضی و عابد شیخ و زاہد تک کو نشہ مے کا خمار ہے کہیں عرائس مست و طناز کہیں مطربان خوش ادا نازنیان سرو قد اور پری رویان گلعذار غیرت رنگ شمشاد دست نگارین مین گلدستہاے رنگین لیے ہوے بہزاران ناز خرامان و بہ نہایت انداز یہان وہان صحن خانہ مین مستی کے ساتھ جلوہ افگن تھین ؎

رخ آراستہ دستہا پر نگار
بشادی و ودیدہ از ہر کنار
سفانہ مے لعل بر داشتہ
بیاد مغان گردن افراشتہ
ہمکارشان شوخی و دلبری
گہ افسانہ گوئی گہ افسون گری
ہمہ افسون چراغی نیغرو حتند
ہمہ افسانہ چیزے نیامو ختند

فروہشتہ گیسو شکن بر شکن
بکے یا سے کوب دیکے دست زن

دلہن کے ہان بزم طرب بھی دلہن بنی ہوئی تھی اور محفل رشک ارم مین اشیاے سرخ کی کثرت سے گل لالہ کھلا ہوا تھا کمرے آراستہ۔ سامان دل خواستہ۔ بانویان پریزاد رو دلکش محبان فرخار اور سامان شادی پر جشن جمشیدی و بزم فریدونی نثار۔ ؎

گلاب صفاہان و مشک و طرانا
سر نافہ و دستہ را کر وہ باز
بکے مجلس آراست از رود وے
کہ مینو ز شرمش بر آورده جوے

شفق سرخ گل گشت بر سور شاہ
طبق پر شکر کرد خورشید و ماہ

معشوقہ پریزاد و نازک ادا بیگم با دل شاد و بار بد نژاد ڈومنیون سے فرمائش کرتی جاتین اور سامعین کو بار بار وجد مین لاتی تھین دلہن کا حسن عالم آشوب دخدا داد تھا رشک جمال خوبان نوشاد تھا نازک ادا نے بہ کمال نازیہ غمزہ کا

امشب این مجلس رنگین ز حنا بندان ست
یہ خوشی ولولہ شوق چہ دہ چندان ست
دیدم چون روشنی دست نگارین آن ماہ
پنجہ مہر بصد رشک بخود لرزان ست

کمرے کی دیوارین شنجرف اور گوند سے اسطرح رنگی ہوئی تھین کہ دیکھنے والونکی نظر نہین ٹھہرتی تھی۔ یہ خود بڑی بیگم کی فرمائش سے منون شنجرف اور صرف کثیر سرمایہ خطیر سے رنگی گئی تھین اور چھت گیری عوض گران بہا سرخ زربفت لگایا تھا اور سنہری کلابتون کی جھالر چمکتی تھی سرخ کاشانی مخمل کی کارچوبی مسند اسمین سنہری مقیشی جھالر لگی تھی اور تکیے سرخ مخمل کے اور انپر کارچوبی کام بنا ہوا ؎

درخشندہ ہر سقف دالان کی
ہو دیوار جیسے چراغان کی
جسکو ہو جس چیز کا اشتیاق
نظر آئے وہ چیز بالائے طاق
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش
بخط سلیمانی انپر نقوش

ریاحین و گل اسمین انواع کے
طلسمات گل اسمین انواع کے

اسپر بڑی بیگم نے یہ بات ایجاد کی کہ سرخ کریب کا ہلکا پھلکا شامیانہ نصب کیا تھا۔ اسکی جھالر بھی سنہرے بادلے کی تھی سنہرا لچکا اور سنہری کرن لگی ہوئی۔ چٹکی کا جال کیا ہوا شامیانہ بڑے اہتمام بلیغ سے بنوایا گیا تھا اور سونے کی چوبین اسمین لگی ہوئی تھین اس ایجاد کا یہ اثر ہوا کہ اور شہزادون نے بھی اسکا تتبع کیا اور مسند کے لیے شامیانہ ہر مقام پر جاری ہو گیا فرش بھی سرخ مخمل کا تھا اور کہین پشمینے کے سرخ غالیچے بچھے ہوئے تھے اور کہین ریشمی مشجر قیمت سرخ دریان زینت بزم تھین۔ پشمینے کے غالیچون پر

عجب جوبن تھا۔ جھاڑ اور کنول اور مردنگ ہانڈیان سب خاص سرخ اور سرخ ریشمی ڈوریون اور طلائی زنجیرون سے لٹکائی گئی تھین دیوارگیریان سرخ شیشے کی کمرے کو شیش محل کر دیا تھا خواصون مغلانیون پیش خدمتون جلسئون محلدارون کو گرنٹ اور گلبدن اور کمخواب تمک کے جوڑے ملے تھے۔ الغرض جہانتک نظر جاتی تھی ہر شے سرخ ہی سرخ نظر آتی تھی اور خواتین سیم غبغب شکر لب کے رخسار تابان سے بزم نشاط اندر سکے اکھاڑے اور پرستان پر رشک زن تھی۔ ؎

سر دمسر گردہ خوبان کشمیر ۔۔ صباحت از لب جان جام مستی گیر
لب چون غنچہ لبریز تبسم ۔۔ دہانش راہ خندیدن در وگم
سخن از تنگی راہ دہانش ۔۔ لب می آمد از اظہار جانش
لبشان گر نمی شد خندہ آلود ۔۔ ملاحت تا قیامت بی نمک بود
پے نظارہ سہر از تاب آزرد ۔۔ گرفتہ دست را بالاے ابرو

نزاکت بستہ موے میانش
عدم گم گشتہ راہ دہانش

جو بانوی بلقیس مرتبت اس محفل مینو آئین اور بزم رنگین مین آئی تھی اُس گروہ کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتی تھی۔ ؎

نگاہم از تماشا گشت گلگون
بہار این چنین خون میکند خون

اتنے مین ایک گھماپال لیکر مہریان صحن محل سرا مین آئین اور سب کی نظر اسی رخ تھی کہ ایک شہزادی قمر طلعت زیبا اندام ناز خرام ادائے رنگین سے اُتری اور کبک دری کو پامال خرام ناز کرتی ہوئی چلی۔ ان بیگم صاحب کو ہمجولیان پری بانو کہتی تھین۔ پہلے بڑی بیگم سے ملین

بعد ازان دلہن کے پاس آئین دلہن کو دیکھکر مسکرا کے کہا۔ ؎

برس پندرہ ایک کا سن بال ل ۔۔ نہایت حسین اور صاحب جمال
وہ مکھڑا جسے دیکھ مہ داغ کھائے ۔۔ وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت آئے
جو کچھ چلیے جھٹک نک سک سے وہ ڈھنگ ۔۔ نزاکت بھرا سیوتی کا سا رنگ
کچھ ایک تمکنت اور کچھ بانکپن ۔۔ غرض ہر طرح مین انوکھی پھبن
وہ ابرو کہ محراب ایوان حسن ۔۔ جھکے شاخ نخل گلستان حسن
وہ رخسار نازک کہ ہو جائے لال ۔۔ اگر اُس پہ بوسے کا گذرے خیال
وہ دست حنا بستہ خوبی کا باب ۔۔ شفق مین جو ان ہو پنجہ آفتاب
نہین رطب و یابس کا یان کچھ حساب ۔۔ بیاض گلو سب کے سب انتخاب
قد و قامت آفت کا نکڑا تمام ۔۔ قیامت کرے جسکو جھک کر سلام
تغافل حیا ناز و عشوہ غرور ۔۔ ہر اک اپنے موقع سے وقت ظہور

نگہ آفت و چشم عین بلا
مژہ وین صفون کو الٹ برملا ۔

سپہر آرا۔ ہان اب نازک ادا دلہن کی جواب دینے والی آگئین برابر کی جوڑ ہے۔ یہ کم نہ وہ کم۔
روح افزا۔ ہان اور صورت بھی دونو کی ملتی ہے۔
نازک ادا۔ کیا اچھے شعر پڑھے ہین پری بانو نے۔
روح افزا۔ اے انکا کیا نام ہے۔ پری بانو پری بانو سب کہتے ہین مگر نام تو پیارا ہے۔
نازک۔ پیارا کیون نہو۔ انکے میان نے یہ نام رکھا ہے پھر پیاری کا نام رکھا ہوا کیون نہ پیارا ہو۔
پری بانو۔ اور تمھاری میان نے تمھارا نام کیا رکھا ہے ہم تو جانتے ہین چڑ بانک محل نام رکھا ہوگا۔
جانی بیگم۔ کیون پری بانو سچ کہنا کیا اکڑ اسچا یا ہے پری۔ بڑی بیگم بڑی ذی حوصلہ ہین۔

جانی - اسوقت یہان دو دو دُلھنین ہین بتاؤ کون کون -

پری - ایک تم دوسری حسن آرا بیگم یہی رونا -

جانی - واہ - تم کیا بوجھوگی بیچاری عقل بڑی کہ بھینس

پری - نہین آپ بھی اپنے کو کوئی چیز سمجھتی ہین -

جانی - ایک دلھن حسن آرا دوسری دُلھن عقل -

نازک - اِسوقت جو خوشی ہہن ہو وہ بیان نہین ہو سکتی

تری آنکھین ہین دو پیمانۂ مے
بھرے ساقی ہین ہم دیوانۂ مے

تو پھر دل سے بھر بھر کیون سرد آہین
لڑین کچھ دم نگاہوتے نگاہین

نشانی دوسری ہون جب چار آنکھین
جھپکین شوق مین ہر بار آنکھین

اگر یون جیتے پیے ہو جائین سرشار
نہ دینی تکلیف ساغر تجکو زنہار

چرانا آنکھ کا ساقی غضب ہے
مناسب مہربان یہ تجکو کب ہے

بدل ہم سے نہ دم بھر اور تیور
کہ رکھتے ہین ابھی امید ساغر

پلا ایسی کہ بھولین دو جہان کو
کرین یون زیب لب حرف بیان کو

پری - ہمارے ہان ایک قلماقنی کل کہتی تھی کہ آزاد نے جوڑا پہننے سے انکار کیا تھا - سنا پہلے بہت رنگ لائے تھے ساچق کے روز - مگر جب بہنون نے قسمین دین تو مجبور ہو کر پہننا ہی پڑا اور مانجھے کا جوڑا پہن کے جلدی سے اُتار ڈالا - انگریزیت مزاج مین بہت ہے -

نازک - بھلا اُنکے حسن کی بنسبت قلماقنی کیا کہتی تھی -

پری - کچھ نہ پوچھو اتنی تعریف کی کہ مجھے اُنکی دید کا اشتیاق ہو گیا - اور نکاح کے دن ضرور دیکھونگی اگر نہ آسکی تو برات تو دیکھون ہی گی -

نازک - جو جاتا ہے اور جو دیکھتا ہے وہ حسن کا مداح آتا ہے اور کہتا ہے - ع

کیا قد و ادا و حسن پایا ہے

پری - شبو جان نے اُنکی تصویر کہین دیکھی تھی وہ تصویر دیکھکر عاشق ہو گئین - کہتی تھین بہنے ایسا حسین جوان آجتک دیکھا ہی نہ تھا - ع

چندے خورشید چندے مہتاب

نظر نہین ٹھہرتی ہے رخ انور پر - یہ نور ہے

جانی - حسن آرا اسوقت اپنے دلمین خوش ہوتی ہونگی کہ جو آتا ہے آزاد کے حسن کی تعریف کرتا ہے -

جانی بیگم کی مہری عیدو اُنکی گنگا جمنی گڑگڑی لیکر آئی تو تمام بارہ دری مہک اُٹھی - تین سو کا حقہ سچے سلمے نیچہ یاقوت کی نئی گڑھت کی مہنال - عدیم المثال - کل بیگمات کی اُس گڑگڑی پر نظر پڑی اور تمباکو کی خوشبو نے دماغ کو طبلۂ عطار بنا دیا - نازک ادا نے گڑگڑی لیکر یہ شعر اُنکے کان مین پڑھے - ؎

جب سے اس بزم مین آیا ہے قدم حقے کا
حقہ کش جتنے ہین سب بھرتے ہین دم حقے کا

چرخ چارم سے جو خورشید زمین پر آوے
زیر انداز ہے تیرا ہی صنم حقے کا

دانت مہنال پہ تم رکھتے ہو مین ڈرتا ہون
اِس داہی مین نکل جائے نہ دم حقے کا

دمبدم بوسے یہ لیتا ہے لب جانان کے
ہم سے دیکھا نہین جاتا ہے ستم حقے کا

گرچہ لم تم نہ نکالو تو کہون اک پھبتی
پیچ کاکل کے دھواندھار ہین خم حقے کا

دستگی جلد ابھی جا کے بنا لاے پری

ہو وردش تم کو جو ہو شوق بہم حقے کا

نازک ادا نے یہ اشعار پڑھ کے ایک کش لیا تو وجد کرنے لگیں کہا ہین یہ کس دکان کا تمباکو ہے۔ واہ کیا بو باس ہے دھوین کی سیاہی رشک زلف خوبان طلخ و نوشاد ہے گڑگڑی پر بزاد ہے جانی بیگم بولین تمباکو تو اچھا ہی مگر دام بھی اچھے ہین دو روپیہ سیر کا تمباکو ہے۔ اس شہر کے بڑے بڑے شہزادے دو سیر سے زیادہ نہین پیتے۔ جو دو ایک بڑے شوقین مشہور ہین وہ روپیہ سیر والا پیتے ہین۔ پوچھا یہ کس دوکان سے منگواتی ہو۔ کہا دکانین تو یون شہر مین بہت ہین مگر سچ پوچھو تو محمد علی اور اعظم علی لکھنوی کی دکان کو ان سب سے وہی نسبت ہی جو ستارونکو چاند سے وہ ستارے ہین تو یہ چاند۔ اس دکان کا تمباکو مہینون کی راہ جاتا ہے اس ملک کے جتنے نواب اور رئیس شوقین ہین منون تمباکو یہان سے منگواتے ہین۔ اور اُسکی بو باس پر عاشق ہین لطف اُسمین یہ ہے کہ اول سے آخر تک ایک ہی طرح کا دھوان آتا ہے چاہے جل جائے سوخت ہو جائے مگر رنگ نہین بدلتا پارسال ایک آدمی ملی سے تمباکو لایا تھا اور اسّی روپیہ تولہ بکتا تھا چھوٹی شہزادی کے مکان کے پاس دکان ہے۔

نازک۔ اسّی روپیہ تولہ۔ (سخت متحیر ہو کر)

جانی بیگم۔ ہان ہان اسّی روپیہ تولہ سیر نہین۔

نازک۔ اسمین کیا بات تھی جواہرات کوٹ کے ملا دیے تھے یا کوئی نسخہ ملایا تھا۔ جالینوس سے کسی ترکیب سے بنوایا تھا آخر بات کیا تھی اسّی روپیہ تولہ۔

جانی بیگم۔ بات یہ تھی کہ تو سے پر ایک لکیر کھینچ دی اور آگ رکھدی اور پینا شروع کیا۔ خوش مزہ تو ضرور تھا مگر امیرون کا چونچلا۔ جو بات اسمین ہے وہ اسمین کہان۔ زمین آسمان کا فرق۔ کجا یہ کجا وہ۔

نازک ادا بیگم نے تمباکو کی بڑی تعریف کی اور ساور ہمجولیون کو جو حقہ پیتی تھین گڑگڑی دی اور سب عش عش کرنے لگین تو نازک ادا نے کہا ہین ہم کو بھی منگوا دیا کرو جانی بیگم بولین ہمارے ہان کا روز آ جاکے آٹھوین دن لاتا ہے۔

۱۲۔ بجے شب کو مہندی روانہ ہوئی۔ محلسرا سے سواس گشتیان باہر نکالی گئین اور انمین دولھا کا جوڑا لگایا گیا تاج مرصع مع جیغہ و سرپیچ و کلغی و پر ہما جامدانی کا انگرکھا گلنار رنگا ہوا۔ بنت اور لچکا ٹکا ہوا کریب کا جامہ کارچوبی پٹکا اور پائجامہ۔ آرام پائی زرد وزی اور پھندنا اور شمسہ دوشالہ خاص کشمیر کے رفو اور مسلم الثبوت کاریگرون کا بنایا ہوا۔ دوردار رومال سرخ گرنٹ کا حنا بند رنگ اور شوخی مین یاقوت سے دوچند۔ ایکطرف نار ڈار رکھا گیا پھول اور مقیش کی چھڑیان۔ چنگیر دانون مین بدھی اور طرہ چاندیکا پان دان زیور رومین نورتن رو کش در عدن پہنچ بند بیش بہا۔ دست بند اور دُگڑ لا پاگلو بند۔ وغیرہ وغیرہ جب جلوس سجا گیا تو خواجہ صاحب آن موجود ہوے اور آتے ہی غل مچانا شروع کیا۔ سب قرینے کے ساتھ لگاؤ اور اہتمام اور دھوم دھام سے جلوس بڑھاؤ اور خبردار زنہار بلا حکم خواجہ صاحب شاعر با وقار شاہی کے رسالدار اور کمیدان جرار یعنی بندہ بدیع سلیقہ شعار کے کوئی فرد بشر از قسم اناث و مرد و مذکر و مؤنث و نر

فقادہ بہ ہمراہی بغیر اجازت خواجہ مبرور کوئی کام از قسم انتظام و اہتمام و انصرام نہ کرے ورنہ مستوجب سزائے اخراج تمہید ہ شدہ خواہد بود، اے سبحان اللہ-!!!

آرائش کے تخت بڑی بڑی کاریگری سے بنوائی گئی تھی جسنے دیکھا دنگ ہوگیا اور تعریف کے پل باندھ دیے۔

۱- یون تو ہر شے بے نظیر ہے مگر تخت سب سے بڑھ چڑھکر ہین- واہ واہ بڑی کاریگری کی ہے۔

۲- کمال صناعی ظاہر کی ہے- ہر تخت بے بدل ہے۔

۳- بزار و پیاشون نے بھی صرف کیا ہے صاحب۔

۴- پیر دل کی سوگی کا لطف آتا ہے۔

۵- درین چہ شک: پھول کیسے شاداب بنے ہین-

۶- بس انتہا یہی کہ سچ مچ کے پھول معلوم ہوتے ہین-

۷- معلوم ہوتا ہے ابھی کلیان چٹکی ہین- اے سبحان اللہ اور اس سرو کو دیکھیے گا- سرو کیا بہار کا چوبدار ہے۔

۸- چاندی کے تخت بڑے لطف کے بنے ہوے ہین۔

۹- ادے یار چانڈو بازونکے تخت کہان ہین-

۱۰- چانڈو بازون کا تخت کجا یہان- یہان پھول باغ سرو بہار آبشار ہاتھی گھوڑے اب کل کو آپ کہین گے کہ شراب خوارون دھوبی کہارون اور مدکیون اور چرسیون اور گنجڑیون اور بھنگیڑیون کے تخت ہون آپکی بھی کیا عقل ہے ماشاء اللہ-

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ چانڈو بازونکا تخت بھی نظر سے گذرا اور قہقہہ پڑا- لوگون نے کہا- دیکھیے چانڈو بازون کا تخت بھی آگیا- اہو ہو سب کے سب اوندھے پڑے ہین سخت لگو نگی طرح خود بھی واژگون ہین اور ان نیکبخت کو تو دیکھئے کس لطف سے مردوے کا سر زانو پر رکھے ہین- دوسرا بولا اجی یہ بھی تین چار چھینٹے اڑا چکی ہونگی آنکھون سے چانڈو بازی کا حال نظر آتا ہے مگر خدا کی قسم تصویر کھینچ دی ہے کمال کے معنی یہ ہین یہی معلوم ہوتا ہے کہ سچ مچ چانڈو خانہ ہی ہے اور وہ دیکھیے کہ پونڈا کس مزے سے چھیل رہے ہین ایک شخص نے پوچھا بتلائیے یہ سامنے کیا بنا ہے کئی آدمیون نے تشخیص کی مگر ایک دُبلے پتلے آدمی نے کہا- یار وہ ہم بتا سکتے ہین اور کوئی نہین بتا سکتا- ہم تو خود چانڈو باز ہین- یہ پونڈے کے چھلکے ہین حضرت انکی پیٹھ ٹھونکی گئی اور بڑی تعریف ہوئی اور چانڈو باز صاحب اکڑنے لگے فرمایا دیکھیے اس شہر مین وکیل بھی ہین اور عدالتین بھی ہین اور تاجر بھی ہین اور دکانین بھی ہین اور سب کچھ ہین مگر تخت ہمارا ہی بنایا گیا اور کوئی کیسکو نہین پوچھتا- ؎

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو
ایک ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو

نو سبب کیا- چنڈو باز تو مقبول بندگان خدا ہین اتنے مین ایک تخت پر بہت بڑا ہاتھی بنا ہوا سامنے آیا اس ہاتھی مین بڑی صناعی کیگئی تھی- اسکے بعد ترک سوارون کا تخت آیا گھوڑے طاؤس دم زرین لگام تند خو آہو خرام ؎

آتش مزاج و کوہ توان و ہوا نہاد
کشتی گذار و بحر نورد و زمین سپر
چراگاہ این اسپ آہو شکم
رمیدہ ز ہمشیر گی ارم

ترک سوار گردان گردن کش۔ جوانان رعنا۔ کرتیان سرخ بانات کی لالہ زار کھلا ہوا سر پر بانکے ترچھے خود اور انکے اوپر کلغی لگی ہوئی بوٹ چڑھائے ہوئے ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے یہی معلوم ہوتا تھا کہ رسالہ نے اب دھاوا کیا اور اب دھاوا کیا باگین اُٹھائے ہوئے بکٹٹ دوڑایا ہی چاہتے ہین بعد ازان ایک تخت پر ہوادار نظر آیا آٹھ کہار ساتھ تین تین ادھر اُدھر ہوادار اُٹھائے ہین اور ایک ایک کاندھا بدلنے کے لیے ہمراہ ہوادار بالکل چاندی کا بنا ہوا نظر آتا تھا اور اسمین پرانے فیشن کے ایک نوابصاحب متمکن تھے خدمتگار کے ہاتھ مین حقہ پیچوان پیتے جاتے ہین کہار دھانی ہری وردی اور لال لال پگڑیان اور مچھلیان دور سے بعینہ اصلی ہوادار ہی کا دھوکا ہوتا تھا۔ بعد ازان ایک فنس آئی مہریان ادھر اُدھر ہمراہ اور سواری کے ساتھ چار سپاہی بانکی بتیان لیے اور ایک فقیر گویا دوڑتا ہوا ساتھ جاتا تھا۔ ایک مہری کے جوتوں اسدرجہ تیکھی تھی کہ نقل کو اصل کر دکھایا یہ گویا فقیر کو ڈیٹ رہی تھی کہ دور موے کان نہ کھا الگ لگ آ سواری پر کیون بلا پڑتا ہے۔

خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع نے للکارنا شروع کیا کہ لال مہتابین برابر روشن رکھو تاکہ چوک مین ادھر اُدھر کردو نہر جھمکڑا نظر آئے اہم چوک کے کمرون ہی کو تکتے ہوئے نکلے۔ اس جلوس مع کمت ماتوس کے ساتھ رنگین طبع جوان نکلے آدمی بہت ہین روشنی ایسی ہو کہ دنکو مات کرے روز روشن گرد برد ہو جائے پنجشاخے چڑھاؤ پنجشاخے والے بڑھاؤ۔ باجے بجاؤ گھوڑون کو جھکاؤ ہاتھی ڈٹاؤ۔ مگر اس پنجشاخے والی کو نہ آنے دینا خبردار خبردار کہدیا ہے۔ مگر آج آئی تو کوچے ہی کاٹ ڈالونگا اُس روز اسکی موت آنہ تھی۔ ورنہ دم کے دم مین قتل کر ڈالا اپنا مشعلچی ادھر مشعل لاؤ ادھر دکھا۔ دیکھو ہر سواری کے ساتھ دو دو ایک ایک پنجشاخے والی رہین ہوادار کے ساتھ ایک اِدھر ایک اُدھر مگر گھوڑون کے ہمراہ دو دو اِدھر اور دو دو اُدھر چار چار مشعلچی۔ آگ لگا دو بازار مین سب بھکا ہوا نظر آئے۔ لالہ زار چراغان بھی چکا چوند ہو

مرجان کے دیکھ روشنی کو
مہندی کیطرح مین پیسگیا ہون

اور جسقدر سائیس ہین سب کو تاکید کیجاتی ہے کہ فوراً اور مٹا گھوڑون کو جھکائین اور ہر مقام پر گھوڑے چالاکیان دکھائین۔ ؎

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
توسن جانان سمند عمر سے چالاک ہے

اور فیلبانون کو حکم دو کہ وہ ہاتھیون کو ذرا آتشبازی کے پاس لیجائین جس مین خوب بھڑکین لوگون نے بنانا شروع کیا۔

لوگ۔ ہاتھی بھڑکین تو خوب ہی لطف ہو خواجہ صاحب

خوجی۔ اس سے زیادہ لطف خدا کا نام ہے جناب

لوگ۔ بجا ارشاد مگر ادھرے بھی جایے گا۔

خوجی۔ کیا مجال دھرے جائینگی ایکہی کہی آپ نے

لوگ۔ ہاتھی بھڑکین اور دو چار سو آدمیون کا خون کرین اور سو دو سو بلکہ ہزار دو ہزار مجروح ہون تو دل لگی دیکھیے۔

خوجی۔ سب ہاتھی تو بگڑ لے سکتے ہیں اگر دو تین بھی بگڑے

توسکھو بروا نہین دُم پکڑ لون تو ہمس نہ سکے۔
لوگ۔ تو دُم ایک ہی کی پکڑے گا اور باقیماندہ کو کیا کیجیے گا۔ حضرت۔
خو۔ ایک کی دُم۔ ایک کی سونڈ اور ایک کو ڈانٹ بتائی بھلا بے بھلا خبر دار جو آگے بڑھا۔ خبردار بس مجال کیا کہ بڑھ سکے اور گیا چنگھاڑ کے منزلون بھاگے
لوگ۔ تو پھر ایک آدھ ہاتھی کو ریل دیجیے نا۔
خو۔ نہین صاحب آج نہین۔ اب اپنی شادی کے دن

	اگرچہ کس بے اجل نخواہد مرد تو مرو در دہان اژدرہا	

جلوس کے ساتھ باد بہاری نے عجب لطف دکھایا بینڈ نوازون کا اعجاز۔ بگل والونکی خوش آیند آواز سامنے ماہی مراتب عالیشان ادھر اُدھر ذوالفقار محرابے لنگر دار۔ کلہ شیر دلیر مچھلی لٹو۔ ایک تلنگا کوس پھیلاؤ ہکا چلا جاتا تھا اور نقیب کی آواز دور باش و ادب سے شان اور بھی دوبالا تھی۔ سواریون کے آگے ڈنکا بیگمات عصمت سمات اور خواتین عفت مآب سکھپال پنج کلسے بوچے پالکیون مین سوار ادھر اُدھر خواص خاص بردار مہریان طرحدار۔ طرار پیچھے رتھون پر خواصین مغلانیان پیش خدمتین۔ اسطرح پر دولھا کے ہان پہونچین۔ دولھا کی بہنین اور بھاوجین اور چند اور رشتہ دار بیگمات نے

	کی تا در خانہ پیشوا ایی	

اور حسب رواج صندل کی گھلی ٹکیون سے مانگ بھری پھولونکے ہار گلے مین ڈالے جب سمدھنین اُترین تو سپہر آرا بیگم اور مبارک محل کے بوچے ڈیوڑھی تک آئے اور مہریون نے بوچے اُٹھائے اور محلسرا کے اندر لائین جب سمدھنین بیٹھین تو ڈومنیون نے مبارکباد گائی اور پھر گالیون کی بوچھار ہونے لگی۔ آزاد پاشا کو جو خبر ہوئی تو بہت ہی بگڑے۔ بھاوج سے کہا از برائے خدا انکو منع کرو ہمارے گھر مین اور گالیان۔ گو بہت ہی خفا ہوئے مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ اور جب ڈومنیان گالیان دی چکین تو انکے پھسلانے کے لیے کہا اب اگر گالیون کی آواز تمہارے کان مین آئے تو جب ہی کہنا۔ آزاد اس رسم فضول کے خلاف تھے ان کو سخت افسوس ہے اگر مجبوری تھی اُس روز انھون نے مارے ریخ کے منہدی کا جوڑانہ پہنا فقط تاج سر پر رکھ لیا اور فوراً اُتار ڈالا۔ بہ اصرار تمام بہنون اور بھاوجون نے مجبور کیا کہ مہندی لگائین اور عروس شیرین ادا دلبر رنگین تبا سپہر آرا بیگم نے اپنے پیارے پیارے ہاتھ لنے داہنے ہاتھ مین مہندی لگائی اور اُسکے بعد روح افزا بیگم نے دوسرے ہاتھ مین سپہر آرا بیگم کو تمام عمر مین اسقدر خوشی نہین ہوئی تھی جسقدر خوشی اسوقت ہوئی جب آزاد پاشا کے ہاتھون مین مہندی لگائی گو آزاد پاشا کا ارادہ تھا کہ صرف ایک ہی انگلی مین مہندی لگائین مگر سپہر آرا کے ہاتھ سے مہندی لگانا ایسا نہ تھا کہ اونکو وہ خیال آئے یا اسقدر جرأت ہو کہ ہاتھ کھینچ لین ہنسی ہنسی مین اُنھون نے کہا ہندؤن کی دیکھا دیکھی ہمسم لوگون نے بھی یہ رسم سیکھی ہے ورنہ عجم اور عرب اور روم اور شام اور کابل اور ماورالنہر مین مہندی لگانا کیا معنی مرد کو خلاف کیا کام سپہر آرا تم کو اسطرح پر دیکھکر کوئی ہنس نہین سکتا۔
آزاد۔ جب ہم اور ونکو ہنسینگے تو وہ ہمین کیون نہ ہنسینگے

مرد کے ہاتھون مین مہندی سخت معیوب ہے۔
سپہر۔ جن ہاتھون سے تم نے شمشیر چلائی اور جن ہاتھون سے
بندوق سر کی اور جن ہاتھون سے دشمنون کے سر قلم
کیے اور جن ہاتھون سے خنجر چلائے اُن ہاتھون کو کوئی
ہنس نہین سکتا سپاہی کو کون ہنسیگا بھلا۔
روح۔ کیا بات کہی ہے جواب دو تو جانین۔
آزاد۔ اب مقام غور ہے کہ جس شخص نے تلوار اور ــــ
سپہر۔ قطع کلام ہوتا ہے آجکے دن تو ہم تمھاری ایک نہ سنینگے
اگر تم ذرا انکار کرتے تو مجھے بڑا رنج ہوتا۔ برسون کی سختیون
اور پریشانیون اور مصیبتون کے بعد آج خدا نے یہ دن دکھایا
ہے آج جھگڑے کو نہ کر رکھو۔
روح۔ مہندی لگانا مرد معیوب کیون سمجھتے ہین۔
سپہر۔ معیوب ہے۔ مگر کن مردون کے لیے۔
آزاد۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ اچھا اچھا ہپ ہپ بُرا بُرا
تھو تھو۔ مرد مرد سب ایک۔ جو بات ایک مرد کے لیے
معیوب ہے وہ دوسرے کے لئے کیون نہ معیوب ہو۔
سپہر۔ سکھ اور پنجابی جری ہوتے ہین یا نہین پھر وہ زیور
کیون پہنتے ہین سونے کے کڑے وہ پہنین۔ بالے وہ پہنین
اُنکو کون ہنس سکتا ہے سب جانتے ہین کہ یہ زنان پن
کے سبب سے زیور استعمال نہین کرتے۔ انکی جو وضع ہے
وہ بانکپن اور سپہ گری کی ہے۔
آزاد۔ اُنکے ہان تو یہ رسم ہے کہ زیور پہنین۔
سپہر۔ (ہنسکر) لے تو یہ تمھارے ہان کی رسم نہین ہے وہ
اُنکے ہان کی رسم یہ تمھارے ہان کی رسم ہے۔
آزاد۔ خیر صاحب ہم ہارے تم سب جیت گئین

سپہر۔ ہم اپنے ہاتھ سے مہندی لگائین اور تم اُسپر اعتراض
کرو تو بھلا رنج ہو یا نہو۔
آزاد۔ تو جب ہم اعتراض کرین نہ ہم تو اعتراض ہی
نہین کرتے تم کو اختیار ہے۔ آج ہی تو تمھارے بس مین ہین
آزاد دولہا شاکی بہنون اور بھاوجون نے ملنے دینے شروع
کیے کہ ہمارے کہنے سے نہ مانا۔ سالی کے کہنے سے فوراً مان لیا
سپہر۔ تو یہ وجہ ہے کہ ہم سے تو پہلا ہی سابقہ ہے نا۔
بہن۔ نہین یہ سبب نہین ہے کہ پہلا ہی سابقہ ہے۔
سپہر۔ ہم تو غیر دن مین ہین تم بہن ہو۔
بہن۔ سالی کی محبت بہن سے زیادہ ہوتی ہے۔
سپہر۔ اسکی شکایت ہے تو یہ شکایت ہے۔
بہن۔ کل سے گھر بھر ایک طرف تھا اور یہ ایک طرف
کہتے تھے کہ نہ مہندی لگاؤنگا نہ جوڑا پہنونگا۔ مگر اسوقت
چپ چپاتے ہاتھ بڑھایا سالی کی محبت ہوتی ہے۔
آزاد۔ تم سے تو یہ خوف نہ تھا کہ تم بُرا مانوگی اور یہ تو بُرا
مان جائین۔ بس یہی فرق ہے۔
سپہر۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم کو غیر سمجھے۔
آزاد۔ جو خوش۔ تم بھی ناخوش وہ بھی ناخوش۔
سپہر۔ ہماری خوشی تو ہو گئی۔
اسکے بعد سپہر آرا اور روح افزا کو نیگ کی دو دو اشرفیان
دین۔ سمدھنون کو شربت پلایا اور وہ رخصت ہوئین۔
اب باہر کا حال سنیئے کہ یہان محفل طرب بعنوان مناسب
آراستہ تھی اور ایک شاعرہ ڈومنی۔ اس غزل سے لوگون
کو وجد مین لائی۔ ـــ ۵

بجون گل بہ پیشِ کمرای دربستی	کہ دست صد گلستان زانکاکل بر تقابستی

صدائے تہنیت از عرش تا فرش زمین آمد　　خالبتی خالبتی خالبتی خالبتی
بگلشن تندخوی رجان گزنمی جنیم　　کشایم تا گرہ ہا از جبین بند قبالبتی
چمن از حسرت رنگینی ناز توی شود　　ز دی آتش بگلشن تا بدست خود حنالبتی
فروغ طرۂ خورشید را برخاک افگندے　　بسی تا طرۂ زرتار را گلگون قبالبتی

نہ بودہ شاہد دیگر بہ بیداد تو اے ظالم
شکستی از جفا عہدی بہ غالب گرو فالبتی

جب عروس شوخ و طناز حسرت خوبی محو ناز لیلیٰ لقا حسن آرا بیگم کے پیارے پیارے گورے گورے ہاتھوں میں مہندی لگائی گئی تو جوبن اور بھی دوچند ہو گیا۔ ؎

لطافت جلوہ آرائے برو دوش　　زلال نازکی در موج آغوش
خمار آلودہ چشم مست و بیمار　　در آوردہ بگردش جام سرشار
نگہ در صید مرغ دل چو شہباز　　برآوردہ ز مژگان بال پرواز
لبے چون مصحف یاقوت خوشحرف　　شدہ از رنگ پانش مد شنجرف
مسو چون کشند زان چہرہ تمثال　　بگنج لب گذار و نقطۂ خال
تہبائی مسی مالیدہ دندان　　چو انجم در شب تیرہ نمایان
سیاہی ہائے دندان از تبسم　　شدہ در دیدہ آئینہ مردم

درخشان ساعدی چون شعلۂ طور
کفے چون پنجہ خورشید پر نور

اس شب کو آزاد نے احباب اور روسائے اولوالالباب کی دعوت بھی کی تھی اور انواع و اقسام کے اغذیۂ لطیف پکوائی تھیں جب حسن آرا نے اس دعوت کا ذکر سنا تو دوسرے روز قلم برداشتہ یہ چند سطور لکھیں۔

صفت - مائدہ گستردن و دستر خوان کشیدن و خورش ہائے گوناگون شیرین کلامان پختہ سخن خوان گفتار را بنگران معنی چنین آراستہ اند کہ چون گردۂ تفتان خورشید از سپیدۂ صبح خمیر مال گردید شیلا بچی کہ پنجہ کش ہفت خوان بود لبقۂ ذریان نمکشناس را طلبیدہ تا بر سر دستر خوان حاضری جویند و آنکہ از مائدۂ نعمت او بہرۂ وافی برند آفتاب رویان آفتابہ دار آبستان آوردند بہ آبستان شستن و ریز آبستان کردند عقب آن پیشکاران در صحن مجلس بہشت آئین خوان کشیدند و مائدہ الوان نعم درمیان آوردند از ہر سو صدائے حی علی المائدہ بلند بود و بگوش ارباب مذاق کلوا و اشربوا دل پسند۔ ؎

خوانی آراستہ چو صحن بہشت　　مائدہ جان فزا و روح سرشت

قرص چون روئے محبوبان گندم گونی دلفریبی کرد شکستہ چون خوبان نمکین شایستہ مذاق آمد سمبوسہ را سعادت بہ تثلیث دست دادہ۔ گردہ سرمایۂ لذت گرد گرد۔ و شیرمال با وجود شیرخوارگی پختگی اظہار کرد کہ سنگ نسبت از بر و بار سنگ خوشنود۔ ؎

مایۂ نان چو پنجہ کش افزود　　پنجہ از قرص آفتاب ربود

نان خمیر کہ از آب کوثر خمیر کردہ بودند چنان کہ نرم و بامزہ بود و ہنا و مریا اظہار مینمود۔ لوزینہ موجب زینت خوان گردید مغزی حاشیۂ سفرہ را آرائش بخشید۔ آب دندان حریف آب دندان شد لبشکر مغزی سن قند را مو بمو شرح داد کعب غزال طمار البقید خویش نہاد ساق عروسان جانہا پابند خود ساخت مقراضی شکرخندۂ خیال شیرین لبان از دل در باخت۔ و داغ کلہ سربلند شد دمایۂ نہارے نیرمایہ جنان کرد در ذائقہ شیرین و نمکین بود خسرو منشا نزاد پسند

ز ان خورشہائے حلاوت آمود
کام امید ہمہ شیرین بود

عسل کہ آیت حلاوت در شان اوست نوش وارد سے جانہا گفت زبدہ کہ خلاصہ خورشہاست در بردن دلہا چرب دستی نمود۔ شیر کہ ہمشیر لبن من انہار مصفّی بود سفید کاری خود آشکار گردانید پنیر اداہاے نمکین سر کرده شکوه تلخ ارباب ذائقہ را بشکر رسانید۔ حلوه سوہان دندان شکر شکن را تیره ساخت۔ چرب دستان چنگ در خوردن زوند و مالیده را بہ چرب دستی تمام مالشہا دادند۔

ذائقہ سنجان حلاوت اثر
گشت ہمہ چرب تر از یکدگر

رشتۂ ماہیچہ چون رشتہ جان بشیرینی موصوف گردید قبولی مقبول طبائع گشت۔ مزعفر و نمکی و بیرنج و جملہ اقسام برنجی سر رشتہ حلاوت برنج کچک آورده۔ دوپیازه بہ نمکینی اداہا در عرصۂ ظہور خیمہ زد و کوفتہ کوفت از دلہا بدر برد برنج زرده چنان برنگ زعفران سبق برد کہ گوئی زرده دہی پیشش زرد روئی کرده و سفیده کہ ہمہ نخش مانند سفید نجتان شیرین کار ملاحت بذائقہ افزوده یا سفیدی او مثل سفیدی دندان پریوشان چہرۂ روشن نمودار نموده۔

ملاحت ہم نمک پروردۂ او

بالجملہ چون کار گزاران خوان بر داشتند برگ تنبول از بہر رنگین ساختن مجلس بره بر داشت

زبان مشک و جان سخن پروران
عقیق سہیل لب دلبران

ہر یکے از مجلس نشینان ایں طلسم از بیرۂ تنبول کشادند تو گوئی طلسم از میان سبزان زنار گسیختند و چون رنگ از برگ پان بیرون کشیدند نبداری بہ نیرنگ مسّے از مینا بر آوردند ہلال لبہا شفق گون گردید و گوہر دندان ہمرنگ دانہ مرجان گردید

دہان از رنگ بوے برگ تنبول
برنگ غنچہ شد رنگین دریا

بنام ایزد چہ تنبول گلگونہ کش لبہاے پریرخان بود چونہ از سفید کاری خود را امیثال و سفید کرده دو فوفل از جانسپاری در دل جاے ساختہ طرفہ زمردی کہ سموتش مروارید را در بغل گرفتہ و عجب طوطی کہ سینہ باز را در شکم نہان کرده ؎

طراوت را از دو گر دو چمن سبز
شود ناگفتہ در وصفش سخن سبز

بلعل دلفریب نوشخندان
جدا و بنوچہ لعب آب دندان

بود بازار رنگ تنگ از رنگ اقیق
کہ برگش آب یاقوت ست لبریز

ازان در تازه روئی چون بہار است
کہ چون نوشیدنش ہم شعار است

شود آخر رخ او زعفرانی
بہ گل سیکند خون نہانی

بود او خضر و سر سبزی کاکش
لب نوشین لبان ہچیانش

شده آئین فناقش بزم سازی
بخوبان کرد طرح بوسہ بازی

ز رنگش لعل خوبان زیبا بود قوت
خط ریحان او سر خط یاقوت

از اول سبز بختش بود اگر نام
شد آخر سرخ رو از حسن انجام

زبان گلچین شود از صحبت او
سخن رنگین شود از مدحت او

زبس ماندم سخن از حسن آن سبز
زبان چون بستہ شد خنده دہان سبز

بوصفش معنی سنجیده بستم
طلسم بیرۂ اشش پیچیده بستم

چون رنگین طبعان ظرافت نشان لطافت توامان از دست کار کنان خنده جبین اول این بیت اندر مذاق ظاہر و باطن را صفائی بخشیدند۔

زبرگ پان چسان ممنون احسان موبمو گشتم
بباطن قوت دل شد بظاہر سرخرو گشتم

بکمال خندہ روئی و سرخروئی لطیفہ ہائے روح افزا وبذلہ ہائے لطیف و فرح زا و عجب برگزیدہ باہم گویان و بکمال خوشوقتی مانند ندرو قہقہہ زنان وہمچو مہوشان آزاد روش خندہ کنان در سخنان پیوستند و تا در دولت عروس کہ حور العین از لب شیرین او شکر خورد بصد ناز و انداز احرام کعبۂ حرم بستند و دیدند چہ دیدند در بادے النظر آثار خرمی دیار کاشانۂ دولت مدار بہشت شعار باین مضمون گزیدم

زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش
بہ دیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

یہ عبارت حسن آرا نے خوشخط لکھکر آزاد کے پاس بھیجی پیرمرد نے جاکر سلام کیا اور کہا حسن آرا بیگم نے ایک تحفہ بھیجا ہے۔

آزاد نے مسکرا کر خط لیا۔ لفافہ کھولا تو وہ عبارت نظر سے گزری نہایت مسرور و محظوظ ہوئے۔

آزاد۔ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا خوب عبارت ہے

پیرمرد۔ حضور یہ اس رقعۂ تہنیت کا جواب دیا ہے۔

آزاد۔ (مسکرا کر) ہان یہ کہیئے۔ خیر۔ بہتر۔

پیرمرد۔ ہے کچھ عبارت عمدہ یا نہین۔

آزاد۔ کیا کہنا۔ نہایت عمدہ عبارت۔ فقرے چست و درست۔ ع۔

ہاتف آورد این سخن با جبرئیل
گشتہ با عندلیبان ہم صفیر

وہ ہمہ خوش گفتی بکلام بے نظیر

طرز و ایجاد شگرفش ہمہ دم　در جہان وحدت افراز و علم

بارک اللہ غنچۂ سربستہ ایست
وہ غلط گفتم عجب گلدستہ ایست

یہ اشعار لکھکر اسکے جواب مین بھیجے اور اپنے ایک دلی دوست سے کہا یہ عبارت آپ کے نزدیک کیسی ہے ان کے دوست نے بڑی تعریف کی۔

آزاد۔ یہ حسن آرا بیگم کی طبع مواج کا لہرا ہے۔

دوست۔ واللہ!!۔ اللہ اکبر۔ بڑی طبیعت دار ہین

آزاد۔ اب طبیعت داری کا حال تو ظاہر ہی ہے۔

دوست۔ مگر آپکو یقین ہے کہ ضرور انھین کا لکھا ہوا ہے

آزاد۔ این ادرین چہ شک۔ اسمین کیا فرق ہے۔

دوست۔ پان کا تلازمہ بھی خوب لکھا ہے۔

زبرگ پان چسان ممنون احسان موبمو گشتم
بباطن قوت دل شد بظاہر سرخرو گشتم

کیا خوب شعر ہے۔ شکر ہے کہ اُس ملک مین ایسی خاتون طبیعت دار بھی ہین مگر دو ہی ایک بلکہ شاید دوسرا کوئی نہ نکلے یہ تو بے نظیر ہین کیا حسن کلام ہے۔

پیرمرد نے جواب لیا اور گھر آنکر کہا کہ بڑی تعریف کی اور یہ جواب دیا ہے۔ حسن آرا نے کاغذ کھولا اور اشعار توصیف پڑھکر مسکرائین۔ پوچھا۔ وہان کوئی اور بھی تھا کہا ہان ایک انکے دوست تھے وہ بڑے مداح تھے

دوسرے روز بھی محل مین دھما چوکڑی مچی اور اصنام نازک اندام و مہرویان گلفام خانہ باغ مین دو تین گھڑی دن رہے سیر اور گلگشت کرنے لگین۔

سمان قمریان دیکھ اُس آن کا بڑھ بصد تاب پنجم گلستان کا

دد اد ہیان اور مغلانیسان — پھرتی ہر طرف تھین جلوہ کنان
خواصونکا اور لونڈیونکا ہجوم — محل کی تھی چہلین آپس کی دھوم
تکلف کے پہنے تھین سب لباس — زمین ریتھن حسن آرا کے پاس
نگیلی کوئی اور کوئی شام روپا — کوئی جیت لگن اور کوئی کام روپ
کوئی کیتکی اور کوئی گلاب — کوئی مہرتن اور کوئی ماہتاب
کوئی سیوتی اور نہبس مکھ کوئی — کوئی دل لگن اور رتن سکھ کوئی
کہین چٹکیان اور کہین تالیان — کہین قہقہے اور کہین گالیان

ادہر اور اُدھر آتی جاتی تھین وہ
بصد ناز جوبن دکھاتی تھین وہ

ان بتان جادو جمال اور لعبتان زہرہ تمثال نے گلشن کو نہال کر دیا تھا کوئی روش ایسی نہ تھی جس مین دو چار کمسن اور نازک بدن اور متوالی پریان مستی کے ساتھ جھومتی نہون اور چونکہ عیش و نشاط کی گرم بازاری تھی اور کمسنی اور سیہ مستی نے اور بھی گدگدایا تھا ہر پری پیکر ایک نئی ادا اور انداز دکھاتی تھی کوئی دلربائی مین طاق کوئی کج ادائی مین شہرۂ آفاق کسی کو غرور حسن و جمال کسی کو لگاوٹ بازی مین کمال کوئی مست بادۂ جوانی کوئی قمری سرو دستان نکتہ دانی کوئی بذلہ سنج حاضر جواب کوئی تیز طبیعت لطیفہ گوئی مین انتخاب۔ کوئی مہر سپہر صباحت کوئی بدر منیر آسمان ملاحت کوئی سرمست خوبی کوئی طوطی نوبہار محبوبی کوئی بادۂ نوجوانی کے نشے مین چور کوئی بے پیے مخمور کوئی دل لگی باز کوئی زبان دراز کوئی مصروف ترنم و ترانہ کسیکی زبان پر اشعار عاشقانہ ؎

گلابی بھیل سے ساقی ہو گلرنگ — کہ دلکو نظم رنگین کا ہے آہنگ
وہ لائے رنگ چرخ آبنوسی — ہے یہ بزم مے بزم عروسی

دلہن کا حسن تخت رز دکھائے — یہ باہر خلوت شیشہ سے آئے
لب ساغر ہون ہمرنگ گل تر — کھلین شمشیر موج مے کے جوہر
پڑے جو رنگ کا پھر ہاتھ ساقی — ہے لشتہ گردن مینا مین باقی
بڑھے ہے خشکا زباں گ شوق — زبانکو ہے شراب نظم کا ذوق

نازک ادا۔ اللہ جانے اس کلے پانی مین خدا نے کیا تاثیر بخشی ہے جسے دیکھو اُسی کا عاشق ہے یہ عذرا تو وہ داحق ہے لسان الغیب حافظ شیراز میدان سخن کے یکہ تاز تھے مگر پیر مغان کے ہمدم و ہمساز تھے اور شاعری تو اسکے بغیر محال ہے شاعر بادہ گسار نہو یہ خواب و خیال ہے۔

بلا آتشین آب پیر مغان — کہ بھولے مجھے سرد و گرم جہان

یا خدا اس مردار پر لوگ کیون مٹے ہوتے ہین۔

جانی بیگم۔ ~~~ رنگ بدلا نظر آتا ہے خدا خیر کرے۔

تعریف بنٹ صب کی آمین کوئی فیہ ضرور ہے اللہ تمکو بچائے

نازک جس طبیعت مین گداز نہین وہ کیا کچھ نہین۔

جانی۔ کیا خواجہ حافظ نے مرنے کے بعد بھی رنگ جمایا ایسا نہو آس پاس کے لوگ اڑ وسی پڑوسی حرف رکھین

نازک۔ نہایت استغنا اور بے پروائی کے ساتھ۔

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان
مانمی خواہیم ننگ و نام را

ہمکو ایک رات اسوقت یاد آئی ہے بہن ناکردہ کاری بھی کیا بری چیز ہے عجیب قیامت کی رات تھی

امشب کہ وارہ مروز قیامت
گر دو چون دو زخم انگیز ندامت

برنگ آہ عاشق پیچ در پیچ
شکنج تار و سواس و دگر ہیچ

جانی۔ اسوقت یہ خیال کیون آیا بہن۔ کوئی سبب خاص ضرور ہے مین ہرگز نہ مانونگی۔

نازک۔ حافظ کا ذکر جو ہوا تو مجھے یہ شعر یاد آیا۔ ع

گرچہ بدنامی ست نزد عاشقان + الخ اور اسی کے ساتھ اس شعر کا خیال آگیا۔ ؎

ای صنم بند قبا را باز کن	شو تماشا فزا ایدا از پہلوی تو

اتنے مین ایک ڈومنی نے آن کے کہا حضور نے مجھے دینے کو فرمایا تھا وعدہ وفا ہو ہم لوگ اِسی دن کے منتظر رہتے ہین

کہا میرا مجرا ہے اب لائیے
جو ونا کیا تھا سو دلوائیے

نازک ادا بیگم نے کہا ہم باہر تھوڑا ہی ہین جو قول ہارے اُسکا خیال ہردم رہتا ہے اور تمھارے انعام مین بھلا کوئی کسر کرسکتا ہے یہ کہکر ایک خواص کو اشارہ کیا اور اُسنے اسیدم ایک اشرفی ڈومنی کو انعام دی۔ ڈومنی نے اشرفی لیکر سلام کیا اور دعائین دینے لگی نازک ادا بولین تمنے اسوقت ہمین خوش کردیا اور ہماری فرمایش کو اسطرح پر ادا کیا کہ باید وشاید جی خوش ہوگیا ڈومنی نے پھر جھک کر سلام کیا اور کہا حضور کے خوش کرنے کی تو لیاقت نہین ہے اور نہ اسقدر کا ریاض کیا ہے کہ دعوی کرکے بیٹھون کہ حضور کو خوش ہی کرونگی باقی ہان حضور کا اقبال اور بڑے کی بات ہے۔ کئی ڈومنیون نے نازک ادا بیگم کی تعریف کی اور کہا حضور کی ہی پرورش کرنا بھی امر محال ہے۔

مہندی کے دوسرے دن سب کو دو بجے کے وقت کچھ کھٹکا سا ہوا۔ قلماقنی جو پہرے پر تھی اُسنے غل مچاکر کہا کون ہے ارے کون ہے اتنا کہنا تھا کہ اندر باہر جاگ ہوگئی اور سب کے سب بیدار ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ قلماقنی سے پوچھا کہ کس قسم کا کھٹکا ہوا تھا بیان کیا کہ پورب کی شہ نشین مین ایک آدمی نظر آیا چپ چاپ اور آدمی کے چلنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو مین اُسطرف گئی وہان کی جشن پہرے پر اونگھ رہی تھی جیسے ہی مین وہان پہونچی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے قہقہہ لگایا۔ میرا پاؤن آگے نہ بڑھا مگر مین وہانسے ہٹی نہین اتنے مین جاگ ہوگئی جب یہ حال معلوم ہوا تو اب شہ نشین کی طرف کوئی رخ نہین کرتا خوف معلوم ہوتا ہے کہ مبادا چور ہو اور ہاتھ چلا بیٹھے لہذا باہر سے خورشید دولھا اور بمبئی کے مرزا صاحب اور چار پانچ سپاہی مسلح ہوکر آئے اور شہ نشین کی سمت جانے لگے شہ نشین کے قریب پہونچے ہی تھی کہ ایک گوشے سے پھر قہقہے کی آواز آئی اور یہ ذرا ٹھہر گئے کہ اتنے مین کسی نے ناک سے غنغنا کر کہا۔ خبردار اندھر کین طرف نہ آنان یعنی خبردار اِدھر کیطرف نہ آنا بہار النسا بیگم نے کوٹھے پر سے کہا یہ تو روح افزا کی سی آواز ہے اسپر ایک قہقہہ پڑا آخر کار قلماقنی آگے بڑھی اور ہنسکر بولی واہ حضور گھر بھر مین خدانخواستہ تہلکہ ڈالدیا۔ نواب صاحب کی طرف مخاطب ہوکر کہا حضور آرام فرمائین صرف مذاق ہی مذاق تھا۔

نواب صاحب اور مرزا صاحب اور سپاہی باہر گئے اور ادھر روح افزا اور نازک ادا اور گیتی آرا کھلکھلاتی ہوئی گوشہ نشین سے باہر آئین معلوم ہوا کہ گیر وگھول کے کئی مہریون اور جشنون کے منہ بیخبری مین رنگے تھے اور اب پھر ہوالی کی فکر مین تھین کہ اتفاق سے آمین گئین

بڑی بیگم۔ واہ وا۔ کوئی بچہ ہو تو خیر کہین اُنکے ہنسی کی

ماشاء اللہ سن تمیز کو پہونچی ہو مگر لڑکپن نہین جاتا۔

روح افزا۔ امی جان یہ پھرپوالیان سب اونگھا کرتی ہین اپنے کسی پر بھروسا نکرنا یہ سب خراٹے لے رہی تھین ایک نہین جاگتی تھی۔

قلماقنی۔ حضور اگر مین سوگئی ہوتی تو جاگ کیونکر ہوتی جیسے ہی آہٹ پائی غل مچادیا کہ چور رہے چور رہے۔

روح۔ ہم ایک گھنٹہ بھر سے یہان ہین اور چور نہ بارہ دری مین ہو آئے کوئی منکا تک نہین۔

گیتی آرا۔ مین نے ان کو منع کیا تھا۔ مگر سنتی کب ہین۔

روح۔ بس بہن یہ جھوٹ ہی تو برا معلوم ہوتا ہے۔

گیتی۔ اچھا گیرو کسنے پیسا اور کسنے گھولا تھا۔

روح۔ تمھاری مہری نے پیسا اور اسی نے گھولا۔

اب سنئے کہ جن جن کے منھ رنگے گئے تھے جب انکو یہ حال معلوم ہوا تو بہت ہی جھینپین اور دو ایک بڑی بیگم صاحب کے پاس گئین اور کہا حضور سرخرو ہوئے بہن تھی کے دوسرے دن روح افزا بیگم صاحب نے منھ پر گیرو ملا اُنھون نے آہستہ سے کہا روح افزا کو تو ان باتون کا خیال بھی نہین ہے یہ سب نازک ادا کے ہتھکنڈے ہین مگر چلو خیر اُنکی خوشی۔ جب ہمارا اُسکا سا سن تھا تب ہم بھی یہی چھلین کرتے تھے۔ یہانتک تو خیریت تھی کہ مہریون اور حبشنون کے منھ پر گیرو پھیرا گیا۔

اب سنئے کہ جانی بیگم جو یہ آواز اور شور و غل سنکر اٹھین اور مجو لیونکی اُن پر نظر پڑی تو اور بھی قہقہے پڑے جاتی۔ یہ آج ماجرا کیا ہے۔ محل زعفران کا کھیت بنا ہوا ہے ہر کوئی دیوار قہقہہ ہے۔

روح۔ گھبراؤ نہین ابھی معلوم ہو جائیگا۔

نازک۔ جس سے ڈری وہی منھ پر آیا۔

گیتی۔ جانی بیگم کو منھ دیکھنے کی لپ محبت ہے۔

سپہر آرا۔ اچھا گل کھلا کچھ بسنت کی بھی خبر ہے۔

جانی۔ کیا یا تو تی کسی نے کھلادی یہ ہے کیا۔

سپہر۔ ہمنے یا تو تی اور تمنے منھ کی کھائی۔

گیتی۔ (منھ اشارہ کرکے) یہ منھ کھائے چولائی۔

نازک۔ کوئی بتاؤ نہین خبردار جو کوئی بتائے۔

مبارک محل۔ کچھ اپنے چہرے کی بھی خبر ہے بہن۔

نازک (قہقہہ لگاکر) تم اپنے چہرے کی تو خبر لو۔

اتنے مین جانی بیگم کی نظر مبارک محل پر پڑی تو اُنھون نے فرمائشی قہقہہ لگایا اور ادھر مبارک محل نے اُن کو ہنسنا شروع کیا اور یہ نہین معلوم کہ دونون ایک ہی رنگ مین تھین جب ہی نازک ادا بیگم نے قہقہہ لگاکر کہا تھا کہ تم اپنے منھ کی تو خبر لو جب جانی بیگم نے مبارک محل کے ایک رخسارے کو رنگا ہوا دیکھا تو کہا بہن مبارک ہو اسپر مبارک محل سر ہوئین اور بولین یہ کیا۔ گال پر ہاتھ پھیرا تو سرخ ہوگیا آئینے کے پاس جاکے دیکھتی ہین تو رخسار چپ رنگا ہوا آئینہ اُٹھاکے جانی بیگم کو دکھایا اور اسقدر قہقہے پر قہقہہ پڑا کہ بارہ دری گونجنے لگی آخر کار بڑی بیگم صاحب کے خوف سے قہقہہ بازی موقوف ہوئی اور جس جس کے چہرے رنگ گئے تھے۔ اُنھون نے منھ دھو ڈالا۔ جانی بیگم کی تو رگ رگ مین شوخی اور چلبلاہٹ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اسوقت تو سو رہین مگر تڑکا ہوتے ہی تیکھی ہو ہوکر باتین کرنے لگین۔ اچھا کیا

مضائقہ ہے۔ خیر مگر اچھے گھر بیانہ دیا۔ آج رات تو ہونے دو انشاء اللہ ایسا بدلہ لون کہ یاد ہی کرین۔ جاتی کہان ہین مجھکو بھی کوئی دو مجھی ہین نازک ادا نے کہا ہنسکر ہم دروازے بند کرکے سو رہین گے پھر کوئی کیا کریگا جانی بیگم بولین ع جادو وہ جو سر پر چڑھکے بولے ہم سوچتے تھے کہ یا اللہ یہ کسکی عنایت ہے بارے اتنا تو معلوم ہو گیا دروازے بند کرکے سوئے کوئی یا دس من کا قفل ہو ہم اُس سیاہی سے منھ رنگینگے جس سے جوتے صاف کیے جاتے ہین بڑھئی کو بلایا ہو تو بھی۔ دروازہ چیر ڈالے قفل توڑ ڈالے چھت کاٹ کے دیکھو تو کیا کیا ہو گا۔ نازک ادا نے کہا بہن از برائے خدا معاف کرو۔ دو گھڑی کی دل لگی تھی اگر تم بڑھین تو بڑی بیگم کے خلاف ہوگا اور یون ہم حاضر ہین جو تو نکا ہار گلے مین ڈالدو۔ بڑی دیر کے بعد جانی بیگم نے کہا اچھا ہمنے معاف کیا اگر اتنی سماجت اور منت و سماجت نہ کرتین تو ہم ہرگز نہ مانتے۔

الغرض مہندی کی رسم بڑی بیگم کی خاطر خواہ بڑی دھوم سے انجام کو پہونچی اور اب برات کے دن کی تیاریان ہونے لگین ایک عورت نے بیان کیا کہ کل دولھا کے ہان شہر کے سب جوگی جمع ہو نگے۔ اور انکی بڑی تعریف کرینگے بڑی بیگم نے ہنسکر جواب دیا۔ دولھا کا باوا آدم ہی نرالا ہے جو بات سنتی ہون دنیا سے نرالی اور ساری خدائی سے انوکھی کہو ابھی لوبون کے جمع ہونے کی کون سی ضرورت ہے نکاح تو ہو لینے دیجئے مگر کون کہے جس بات کو اُن کے بزرگ ان کی مان بہنون نے جائز رکھا اُس مین ہم کون دخل دینے والے بھلا یہ بھی کہین سنا ہے کہ دولھا سب مانجھے کے کپڑے نہ پہنے مہندی کے دن جوڑے کے عوض ٹوپی دے لے واہ اور سنا وہ اسکو سوانگ بتاتا ہے کہا ہم سوانگ نہین بننا چاہتے۔ روح افزا بولی۔ امی جان سچ تو یہ ہے کہ دولھا مانجھے کے کپڑے پہنکر سچ مچ سوانگ ہی بنجاتا ہے۔

نازک۔ ساری دنیا نے دولھا مانجھے کے کپڑے پہنتے ہین۔

روح۔ ساری دنیا کے آدمی نہ کہو اس شہر کے امیر ونکا پچھ چلا ہے اور تو کوئی قوم ایسی نہین ہے۔

نازک۔ سب مین دولھا کو خلعت پہنایا جاتا ہے ہندو مسلمان سب کے ہان کا قاعدہ ہے۔ وہ دولھا کیا جس سے اور لوگون سے فرق نہ معلوم ہو۔

روح۔ انگریزون مین یہ کہان رسم ہے بھلا۔

بڑی بیگم۔ لے ہے لو وہ اور ملک کے ہم اور ملک کے

روح۔ تو مسلمانون کے کس ملک کی رسم ہے۔

بڑی۔ اتو جہان ہو وہانکے رسم کی پابندی کرو۔

نازک۔ اور وہ کون ملک ہے جہان دولھا ننگا رہتا ہے یا برات کے دن اُسکو قیمتی خلعت یا لباس نہین پہنایا جاتا ہے ہر ملکے دہر رسمے۔ ع

باہمین مردمان بباید ساخت	چہ توانکرد مردمان آنند

اتو ہندو مسلمانون کا جولی دامن کا ساتھ ہے اس جھگڑے کا تصفیہ اُستانی جی کی رائے پر چھوڑ گیا اُنھون نے بہت تامل کے بعد کہا کہ ہمکو تو خود یہ رسم اچھی نہین معلوم ہوتی مگر یہان کے امیرزادون مین کیسا ہی شرعی آدمی کیون نہو عورتین ایک نہ سنینگی ہزارون لاکھون قسمین دین خفا ہون بگڑ جائین دولھا کو پہننا ہی پڑیگا اور شرع کی پابندی

تو بہت مشکل ہے۔ رسم ریت کی پابندی البتہ مقدم ہے میں نہیں جانتی کہ یہ اس جامہ کے جوڑے پر لوگ اسقدر کیون لٹو ہین خاصی اچھی بھلی چنگی صورت کو شکلے سے بگاڑ دینا کون عقل کی بات ہے۔ گڈا بنانا اس سے فائدہ کیا آزاد تو بڑے فہمیدہ ہین مگر انپر کوئی ایسا ہی زور ڈالا گیا ہوگا جب انھون نے مجبور ہو کر جامہ کا جوڑا پہنا ورنہ وہ ایک ماننے والے نہ تھے

نازک۔ اب لو یہ بھی روح افزا کی طرف ہو گئین۔

روح۔ نہین تمھاری کہین جیکا سر نہ پیر۔

سپہر۔ مہندی لگانے پر بھی زبان بڑے بڑے جھگڑے ہوے تھے مگر پھر بھی کچھ بولے نہین انکی بہنون اور بھاوجون نے بڑے طعنے دیے کہ سالیون کے ہاتھ سے مہندی لگوائی اور ہمسے کہتے تھے کہ کیا مجال جو سوائے چھنگلیا کے اور کسی انگلی مین مہندی چھو بھی جائے۔

استانی جی۔ ہمین بڑی حیرت ہے کہ کیونکر مان گئے۔

روح۔ آپ کو۔ لے سب کو تعجب ہے اس بات کا۔

سپہر۔ اسکے کئی سبب ہین استانی جی بے وجہ نہین ہے۔

نازک۔ اب دیکھیین برات کیدن کچھ سوانگ لاتے ہین یا نہین۔ اب کیا کہینگے بے خلعت پہنے ہوئے آنے نہ پائینگے اور کہین بھی ایسا ہوا ہے۔

اب ایک نیا حال سنیے کہ آزاد پاشا مہندی کے دوسرے روز بارہ دری مین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکے سلام کیا اور خواجہ صاحب سے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو ہم آزاد پاشا صاحب سے کچھ عرض کرین پوچھا آپ کون صاحب ہین۔ کہا مجھے خواجہ محمد اسمعیل کہتے ہین آزاد نے انکو اجازت دی آپکو جو کچھ فرمانا ہو بسم اللہ ارشاد کیجیے انھون نے مسکرا کر کہا خادم کو آپ نے کہین دیکھا ہوگا آپکو شاید یاد نہو گا مگر مجھے بخوبی خیال ہے کہ ایکبار آپ ہمپر ہنستے تھے مگر شکر ہے کہ اب ہمکو بھی ہنسنے کا موقعہ ملا آپکو یاد ہوگا کہ ایک روز مین نا مجھے کے کپڑے پہنے جاتا تھا اور آپ نے قہقہہ لگایا تھا کہ داڑھی مونچھ پر بڈھے کے کپڑے پہنے ہو اب یہ فرمایئے کہ حضور نے یہ بدپرہیزی کیون کی آزاد بہت ہنسے کہا مین گھر مین پہنتا ہون اور گھر ہی مین اتار ڈالتا ہون ممکن نہین کہ باہر پہن کے نکلون اور مین واقعی اب بھی اس رسم کے خلاف ہون اور یہ رسم بھی پوچ ہے۔

القصہ بڑی بیگم اور آزاد پاشا دونون کے ہان بڑا لطف طرب اور دھوم دھام ہوئی۔

بیان اوصاف حمیدہ آزاد از زبانی علماء اعجاز نہاد

دم صبح ہے ساقی گلعذار — عنایت ہو جام مے خوشگوار
وضو کر کے کچھ ذکر و اذکار کرون — دہن جس سے ہان خنک ہے تر کرون
پڑھون ہیکلہ مین زبان آلہ — نیت خشت زیر خم سجدہ گاہ
جو سورہ پڑھون قل ہو اللہ کا — ہو لکنت سے قل قل کی پیدا صدا
کرون خم سے ساز رکوع و سجود — ہو اٹھنا قیام اور گرنا قعود

آزاد قدسی نہاد سے علمائے اجل اور فضلائے اہل اسدرجہ محظوظ و مسرور ہوئے انکے کارنمایان اور مہمات جلیلہ کا حال سنکر سرخوش بادۂ نشاط تھے کہ مین شادی کیدنون مین ایک جلسہ میمنت مانوس آزاد پاشا کے خانہ طرب کاشانہ مین منعقد کیا جسمین مولویان شہر اور علماء دہر اور مستعلق گویان خرد آگاہ و سیف زبان و شعرا و سخندانان طلیق اللسان و جادو بیان انکی توصیف مین رطب اللسان اور تعریف مین عذب البیان ہوے پہلے مولانا محمد عبد الودود صاحب محدث نے ایستادہ ہو کر یون بیان فرمایا کہ ہمارے

زمرۂ علما ہین کہ زندگی درس وتدریس مین گذری اور
تواریخ بھی ہمارے گروہ دانش پژوہ پر ختم ہے ایسا شخص شجاع
صاحب جرأت وفتوت بموجب مصرعہ۔

تجھسا دنیا مین بہادر کوئی دیکھا نہ سنا

الحق درست تو یہ ہے بیت۔

کف ہمت دم شمشیر جرأت | چراغ ہوشمندی مغز فطرت

ذرا بھی غور سے دیکھو تو یہ روح شجاعت ہین گو قرآن مجید
مین خلق الانسان ضعیفا خطاب حضرت آدم علیہ السلام
ہوا مگر اصل یہ ہے کہ حضرت انسان کو جناب کبریا نے وہ
طاقت عطا کی ہے اور وہ قوت عنایت فرمائی ہے کہ ہیجدہ ہزار
عالم اُسکے روبرو سرنگون اور مقابل مین عاجز اور زبون
کوہ کو کاہ مہر کو ذرہ قطرہ کو دریا کرکے دکھانا ادنی کام اس
ضعیف اور ناتوان کا ہے جو غور سے دیکھو نہین نہین سرسری
دیکھا جاتا ہے روبروئے چشم ظاہر ہوجاتا ہے اور روشن ہوتا ہے
کہ اس انسان ضعیف البنیان نے وہ وہ کام کیے کہ وہم و
گمان جن وملک سے باہر ہے علے الخصوص مرد آزاد کہ بتفاریق
الف ونقطہ آزاد کتنا زیبا ہے یعنی زاد بہتر وخوش طبع مرد
ہین انسے ظہور ہوا افراسیاب ورستم واسفندیار وسہراب
ایک ایک انکی تمثیل مین کنجشک پیش باز اور روباہ مقابل
شیر انداز رکھتا ہے آیات بینات کہ مجاہدین دین کی شان
مین خداوند خالق آسمان وزمین نے فرمائی ہین بے تصنع
وبے خوشامد ایسے ہی لوگ گنے ہین ان الذین مجاہدون
فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم یعنی جو ہمارے بندے خاص ہین
اور ایمان انکا آمیزش شک وشبہ سے پاک ہے
لڑتے ہین وہ راہ خدا مین اور نہین ڈرتے ملامت
کرنیوالون سے اور نہین خوف کرتے تلف جان ومال
سے ہم انکو دوست رکھتے ہین ایسے اشخاص مہاجرین اور
انصار سے گزرے کہ جنسے خدا اور رسول خوش ہوا اور مخاطب
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے کیا یعنی خدا انسے خوش ہے
اور وہ خدا سے راضی اور خوشنود دنیا اور عقبیٰ مین
مدارج اعلیٰ ومعارج والا پاوینگے اور اقوال واحادیث
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی مجاہدین کے بارے مین
ایسا ہی آیا ہے مہاجرین اور انصار کا چالیس بیالیس ہزار کس تھے
کہ وہ جان نثار رسول تھے اور ہر دم کمرین باندھے رہتے تھے
قصص وحکایات ان امور کی مشہور ومعروف مین قلم دوزبان
اگر صد زبان بلکہ ہزار زبان پیدا کرے ان قصص اور
حکایات کو قلمبند نہ کرسکے اس مرد آزاد کی ذات نے ہزارہا
ہزار کا نمونہ ومصداق دکھایا دیکھو ایک حدیث ہے۔ کہ
موتوا قبل ان تموتوا یعنی مرجاؤ تم قبل اسکے کہ موت
آئے تمکو اور ایک جگہ فرمایا کہ رجعنا الی جہاد الاکبر من
جہاد الاصغر ای رجوع لائے اور پھرنا کیا ہمنے بڑے جہاد کی
طرف چھوٹے جہاد کے یعنی نفس کا مارنا اور ہوا وہوس کا
مٹانا جہاد اکبر ہے اور یہ جہاد کہ کفار اور منافقین سے لڑنا اور
ملک گیری کرنا جہاد وجنگ صغیر اور چھوٹی ہے اس سے مطلب
ہے کہ نفس کشی بھی بڑا جہاد ہے غور سے سمجھو کہ عشق اور محبت سے
سب چیزین ہوتی ہین جیسا کہ مرد آزاد نے محبت ظاہری سے
رجوع طرف محبت اور دوستی باطنی موافق حدیث شریف
کی یعنی آمادہ ہوکر راہ خدا مین مشہور ہوا ایسا پائے
ثبوت زمین کین مین گاڑا کہ کسی کے اکھاڑے پھر بدون
فتح نہ اکھڑا اور جو کچھ داد جوانمردی اور بہادری اور

اور شجاعت اور ہمت مثنی نوداراور ظاہر کی ۔

ایصاحبان علم و ذکا کیا تمکو یاد نہین کہ عشق مجازی مظہر حقیقی ہے عشق و محبت ظاہری رفتہ رفتہ نردبان الفت باطنی ہو جاتی ہے۔ اس جوانمرد کریم النفس نے ریاضت و رنج و مشقت بدن و محنت و سختی و تکلیف راہ محبت و الفت کے روبرو آسان اور گوارا کی مصداق اسکا کہ جو راہ ظاہری سے طریق باطن پائی سنت مین دین ملا دنیا کی بھی ناموری حاصل ہوئی ایسے ایسے لوگ مومن اور مسلمان ہین نہین نہین رہنماے اسلام ہین بلکہ دین کے ستون کرام ہین عرب و عجم مخالف و موافق مجردات و نباتات جمادات و حیوانات مین علی قدر مراتب شہرۂ آفاق ہوا سرخروئی اور علو ہمتی طلب حقیقت مین زیر نہ رواق طاق ہوا کہ ہر ایک اوسکے اعلاے وضیع شریف ہزار دل سے مشتاق ہو االلہ اللہ جلشانہ و عم نوالہ ایسے ایسے بندۂ یکتا جیسے کہ آپ ہین پیدا کیے کہ بہ مجواے حبک الشی یعمی و یصم دوستی شی کی اندھا اور بہرا کردیتی ہے ناموری چاہے دنیا کی حاصل کی سرخروئی عقبیٰ کی نہے دونون دین و دنیا نقد کف آرزو و تمنا مین حاصل ہے سبحان اللہ۔ ؎

اللہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست ‖ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

سبحان اللہ کسقدر ثابت قدمی کی کہ بیان سے باہر ہے طرفہ یہ بات سنو کہ عرب بھی اس شخص کی تعریف مین سرگرم ہین

کل عرب یقول فی مدحک ‖ لیس فی الانس مثلک بشر

اور محققان فارسی اپنی زبان مین یون وصف کرتے ہین

ہمہ گردو یلان روی زمین ‖ ہم شجاعان زیر چرخ برین ؛
ہم دلیران روم و روس و فرنگ ‖ کردہ ہر یک بباز ویش تحسین

علیک سلام اللہ فی کل لیلۃ ‖ من اول مسا الی مطلع الفجر
بلغ عن ام الجلادہ زینۃ ‖ ہم انظروا ما کان عاقبۃ الامر
اذکرنی علی لنشاء خطبتہ ‖ لقد ایدک المولی بالاید النصر

اسکے بعد قاضی محمد مظہر اللہ صاحب نے نہایت طہارت لسان و نظافت زبان سے یون فرمایا۔

احمد اللہ تعالیٰ کہ علی رغم حسود ‖ بر سر نخل مدد ہمت و جرات بنمود
صبح امروز خدایا چہ مبارک بد مید ‖ کہ ہمی از نفسش بوئے عبیر آید و عود
مسیح الدہر تیسیر قلوب لاعمال ‖ سجع الطیر تیسیر حصول المقصود
رحمت رب جلیلے کہ لطیف است و کریم ‖ کرم بندہ نوازی کہ رحیم است و ودود
گر کسے شکر گزاری کند این نعمت را ‖ نتواند کہ ہمہ عمر بر آید ز سجود
خبر آور د مبشر کہ درین معرکہ ‖ وفد منصور ہمی آید و رفد موفود
ہمہ را تہنیتے از غیب فرستاد خداے ‖ تبرک آمدہ بر سر ہمہ ظل ممدود
شمس دین سایۂ آفاق جمال الاسلام ‖ صدر آزاد و سر خیل و سپہدار جنود
صاحب عالم و دل احسن الخلق حسین ‖ آنکہ در عرصۂ گیتی ز نظیرش مفقود
بجوانمردی و در روشن نو ازی مشہور ‖ بہ توانگر دلی و نیک نہادی مشہود
بدنبا خند سخن ہن کہ تو نیکش گوئی ‖ زر کہ ناقد بپسند و سر باخد منقود
ور حسود از سر یسعر فتیش گوید ‖ ظلم مریم چہ تفاوت کند از جہد یہود
حسرت ما در گیتی بہمہ وقت آہن و دست ‖ کہ نزاید چو تو فرزند مبارک مولود
من چہ گویم کہ گر او صاف جمیلت شمرند ‖ خلق آفاق بمانند طرف نامعدود
ہمہ آن باد کہ در بند رضا تو رود ‖ اہل اسلام و تو در بند رضاے معبود
صد رو یوان عمارت بتو آراستہ باد ‖ بد سگالان ترا عاقبت نا محمود
بر روان پدر و مادر و اسلاف تو باد ‖ صد در رحمت ایزد و صد درود زرود

اس قصیدے کے بعد حسب مع ذو چار صاحبون نے عبارت ترجمہ کے ہر فقرے اور ہر لفظ پر عقد شرلا اور سلک نثر و نثار ہو کمال ولولہ شوق و غایت استیلاے ذوق پڑھی ۔

ایک صاحب نے فرمایا کہ این وقتیست کہ دیدۂ اُمید بر شاہراہ ازمنہ و دوار انتظار ساعت سعید میدہشت و خیال کمال دقت خجستہ بنیا دمیرود وصول این بشارت دل افروز بیشتر دلطیفہ دلنواز و مقدمہ بابرگ وساز و سطوع نیر جہان آرا سامعہ پیر اگشتہ فصحت کدۂ تمنارا بلوامع حصول مامول نورانی گردانید و فضائے دلہا را بشوارق شادمانی فروغ جاودانی بخشیدہ فتاح حقیقی علم نصرت و نشان شوکت ترنام نامی و اسم گرامی از روز ازل و یوم اول نصیب گردانا و درچنین معرکہ ہزبران شیر توان و رستم توامان مانند روباہ ناتوان بن بانہ گوئے سبقت بردہ و بچوگان دلاوری غلبہ جستن ہمت ست کہ ؎

این کار از تو آید و مردان چنین کنند	بر تیغ و بازوئے تو ہمہ آفرین کنند

صدائے الامان الامان از جانب عدا بلند و تکبیر اقتدار ابر از طرف عساکر سلطانی دلپسند بر عالمان عالی مرتبت و ناظمان معانی منزلت کہ بعد او تامل اندیشہ را گرہ برگرہ افتادہ و حواس خمسہ آن منتشر و پراگندہ گردیدہ ہمچو خورشید علی رابعۃ النہار نور پذیر باد کہ انچہ در صفات انسان در کتب مذکور است و از ان مسطور در ذات بابرکات حضرت آزاد یافتہ ایم الحق این شخص یکے از خردمندان دانش گستر و آگاہ دلان معنی پرور دباریک بنیان و حقائق علوم و دقیقہ شناسان و حقائق فہوم بودہ کہ معلم اول نظیر و ثانی خود ندہشت زانوے سبق خوانی راتہ کرون سعادت سرمدی انگاشت واز لمعات انوار افضال سبحانی و اشعات اکرام ربانی بواطن قدس مواطنش جلائے وافر اندوختہ بود و از روشن ضمیرے و پاک نہادی جابجا قنادیل خرد فروز سخنان شایستہ و کلمات بایستہ

بر کام بلند ہدایت افروختہ کہ گمراہان بادیۂ ضلالت و رہبران فیافی بطالت مصابیح آگاہی بشکوۃ دماغ منور و صورت حال و ماضی و استقبال در آئینہ خاطر متصور۔ آئے اگر آزاد قمقام پیکر زیبای مجاہدات سخن بر الواح آفرینش نہ کشیدے نگارخانۂ عالم بنقوش بوقلمون این نقوش رنگا رنگ بچشم شال ندیدی و فسق و باطل در آئینہ دل ظہور نہ پذیر رفتے فی الحقیقت این عیسیٰ النفس روحانی مزاج از مریم فکر بہ پیکر نازک بلعان بعرصہ وجود قد کشیدہ و بہ ترتیب دابۂ الفاظ سمند زبان آرمیدہ۔ یوسف طلعتش بدل عزیزان عزیز سلیمان شوکتش پسندیدہ ارباب تمیز تیمن جوہری از ارکان قدسی برآمدہ و تا در گوہرے از قلزم تنزیہ سر برآوردہ این قدسی پیکر بہ رنگی بر می آید و این ہیکل روحانی بنفس بہ لباس دیگر جلوہ مینماید شریعت را جسم و طریقت را جان حقیقت را قالب معرفت را روان کحل الجواہر عنوان ادراک است و قرۃ العین افلاک طوبے عرش از رشتۂ متین و شہور تراز تر و البقائے حیات شیرین کامان آبحیات ممتاز تر عقل را جنون حیرت در دل افتادہ خرد را مالیخولیائے اندیشہ بدماغ راہ یافت کہ آیا ان این لیلی دلربا چہ صورت دارد کہ ہمہ کس مجنون وار خود را میشارد۔ درین شیرین ادا انجیسان خاطر نشین است کہ ہر کس چون فرہاد مفتون او نقطہ سویدائے دل است یا مرکز بیکار حکمت ازل موج دریائے آگاہی ست یا سیل عمان فیضان نامتناہی۔ ؎

اگر رزم ست رنگین رہ عیاش	و گر بزم ست عیشستان جہانش

ہر ہنگامہ این شیر دل شہر بر لوان بہ تندی و دلیری تمام

تیز خرام در میدان حرب راندہ عیش بر اعدا تلخ کردہ پیمانۂ عمر
فشان بر پیری مرگ ناگہان دادہ شیشۂ حیات حسادرا بر
سنگ ممات زدہ و خون شان چون جرعۂ بادہ برخاک ریختہ
بد سگالان را بخرابی انداختہ درزمستان را پامال نمودہ چندانکہ
از صدمہ و ہیبت این مردیگانہ فرزانہ مغز از سرہا چون پنبہ
از سر مینائے میخواران جدا گشتہ و پائے از رکاب برون رفتہ
و ہر بار از تیغ سرافشان پلنگ افگنان کہ مدام بر شیر غران
آہو میگرفتند مثال گوئے بر زمین غلطانیدہ آفرین بر زور و
بازوے خود از جانب یلان اعدا شنیدہ۔

اسکے بعد ایک سخندان سحر بیان فقید العصر وحید الدہر
نے شاہد سخن کو یون حلیۂ بیان سے آراستہ کیا۔

ایہا السامعین۔ آزاد فرخ نہاد نا خدائے کشتی مروت
و جرأت یکہ تاز میدان فتوت و شجاعت کی جوانمردی
کی توصیف اور مدحت سرائی کرنا حیز تقریر سے خارج اور
حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اہل ہند کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً
اس مرد میدان اور غازی بہر بر توان کا تہ دل سے شکر گزار
ہونا چاہیئے کہ اس شیر دلی سے صرف بپاس خاطر روم مین عدوے
مہیب سے مقابلہ کیا اور اس ثابت قدمی و استقلال سے لڑا
کہ دشمن تاب مقاومت نہ لا سکے یہی سبب تھا کہ دو خوبان
پریزاد و غیرت محبوبان نوشاد ہزار جان سے عاشق ہو کر
کلمہ انکا پڑھنے لگین۔ آزاد کے ہاتھ دیکھتے ہی ہوش و حواس
خیر باد و دائمی کہکر سدھارے۔ ؎

برو از من روان سرو روانے
مہ مہ سے گلے مشکین عنبر کے
فریقے دلبرے غمزہ دلیرے

تبے شوخی لطیفے دلستانے
نوشی خوے حبیبے مہربانی
ظریفے نازکے ابرو کمانے

طبیبے دار وی درد دلہائے
کمند ناوک تیر خدنگے
شریف شاہدے خمر و خماری

قضائے محنت رنج قرانے
امیرے بادشاہے پہلوانے
لطیفے سرکشے جان جہانے

اسکے بعد جناب مفتی میر محمد عبد الرؤف صاحب قبلہ نے
یون تقریر فرمائی کہ عالم اجل و فاضل اکمل تھے۔ ؎

اگر رزم است رنگین از حسامش
و گر بزم است عیشستان ز جامش

چون ہر دو صفات در ذات والا درجات اعلی سمات این
مرد آزاد در وداد و مصداق این آیت سراسر ہدایت و قل
رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعلنی من
لدنک سلطانا نصیرا یعنی اے پروردگار من در آر مرا در
آوردنی پسندیدہ و درست روے و بے ندامت و بیرون آر مرا
از بیرون آوردنی ستودہ و استواری و بدہ مرا از نزدیک خود حجت
یاری دہندہ و قوتی اعانت کنندہ چنانچہ بمقابلہ ہزارہا کس قیام
و ثبات پائے استقامت در زمین کین افشردہ بلغواے۔ ؎

ہر آنکہ بہر خدا راہ نفس بر بندد
فلک ز عرش بفرمان او کمر بندد

درینوقت معرکہ آرائی سوالیہ سہ گانہ در ربع مسکون و
شش جہت اقالیم کوس ناموری و نقارۂ جرأت پر دری
و ہمت گستری را بلند آوازہ گردانیدہ وہ صیح نوبت و لبرے
از قصر ہشت جنت و نہ افلاک عقول عشرہ بگوش ہوش رسانیدہ
واللہ یعصمک من الناس یعنی اے خدا وند تعالی کہ فتاح حقیقی
ست و بیدہ ازمۃ الاشیاء و در دست او عنان جملہ چیزہا
ترا از آدمیان نگاہدارد و در حفظ و امان خود ہنگام مقاتلہ
کہ تو کنند حافظ شود توکلت علی اللہ تعالی و ہمین محاربہ
مذکورہ بر زبان راندہ بقصد دل صادق و نیت واثق در ہر جا
و ہر مقام غلبہ صولت و حشمت بر اعدا بہ فرجام حسنہ چنانچہ

در روایت است از ابی امامہ آنجا کہ فرمودہ قال قال رسول اللہ صلعم من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل ایمانہ یعنی گفت ابو امامہ کہ گفت رسول خدا صلعم کسیکہ دوست دارد کسی را محض برائے خدا و دشمن داند و بغض ورزد محض برائے خدا و عطا کند و انعام نماید محض برائے خدا و منع کند و محروم گزارد از عطیہ محض برائے خدا پس تحقیق کامل کرد ایمان خود را مراد اینکہ این افعال اربعہ چار دنا چار محض برائے رضامندی دادار و خوشنودی کردگار باشد و در روے شائبہ غرض خود نباشد لاجرم ایمان کامل شد سبحان اللہ والحمد للہ فضلناہم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً یعنی افزونی و فضیلت دادیم ایشان یعنی انسان را بر بسیارے از آنچہ آفریدہ ایم افزونی دادنی چون علما را در تکریم انسان و تفضیل ایشان سخن بسیار و شایگان است اما درین مقام بہ اندکے از بسیار اکتفا میرود باید دانست کہ کرامت ایشان بر دو قسم است جسدانی و روحانی جسدانی تمام ایشانرا از مومن و کافر کہ تخمیر طینت انسان است بیدین و تصویر در رحم و حسن صورت و مزاج قریب بہ اعتدال و راستی قامت و اخذ بیدین و اکل با صابع و تزئین لحیہ و ذوائب و تمیز بعقل و افہام بنطق و اشارت و راہ یافتن بہ اسباب معیشت و تمکن از حرفہ و صناعت و روحانی دو قسم است عامّہ و خاصّہ اما آنچہ عام است مومن و کافر دران شریک اند چون نفخ روح در ایشان و اخراج از صلب و استماع قول الست بربکم و انطاق بجواب بلے و عہد بر عبودیت و ایدن بر فطرت و ارسال رسل بر ایشان و انزال کتب برائے ایشان و ترغیب بہ مثوبات جنانی و تخویف از عقوبات یزدانی و اظہار آثار قدرت و دلائل معجزات برائے ایشان اما کرامت روحانی خاصّہ

انبیا و اولیا و مومنان را بدان گرامی ساختہ از نبوت و رسالت و ولایت و ہدایت و ایمان و اسلام و ارشاد و جہاد و فی سبیل اللہ و اکمال اخلاق و آداب و سیر الی اللہ و فی اللہ و باللہ و عبور مقامات و ترقی از مضایق ناسوتی بجذبات لاہوتی و فنا از انانیت و بقا بہویت و کراماتی کہ در حد حصر نیاید علی الخصوص کرامات انسان بدانست کہ حضرت نبی آخر الزمان محمد مصطفی صلعم از ایشان است

ای بشریت دودۂ آدم تو	روشنی دیدۂ عالم تو
کیست برین خوان کہ طفیل تو نیست	کیست درین خانہ کہ خیل تو نیست
از تو صلاے بہ ست آمدہ	نیست بہانے ہست آمدہ

در اکثر کتب دیدہ شد کہ گفت خدایتعالی ما گرامی ساختیم آدمیانرا بمعرفت و توحید و برداشتیم ایشانرا و در ہر نفس و ہر قلب و درین نکات لطیف گفتہ اند بر آنست کہ ظہور دار دلقوت و صفا دیگر آنکہ مستور است از حقایق ذات چنانچہ در تاویلات کاشی مذکور است کہ بر عالم اجساد بود بحر عالم ارواح در داشتن ایشان در ہر دو کتب انسان است از ہر دو روزی دادیم ایشانرا از طیبات علوم و معارف و تفضیل رزانی داشتیم بر بیشتر مخلوقات باآنکہ ایشانرا لعیوب ایشان بنیا ساختیم و ستنی جنس ملائکہ اند با خواص ایشان و علما را در تفضیل ملک و بشر مباحث دور و دراز است اما آنچہ جمہور اہل سنت بر آنند آنست کہ رسل بنی آدم فاضل تر اند از رسل ملائکہ و رسل ملائکہ افضل اند از اولیائے بنی آدم و اولیائے آدم شریف تر اند از اولیائے ملائکہ و صلحا و اہل ایمان افضل اند بر عوام ملائکہ و عوام ملائکہ بہتر اند از فساق مومنان امام قشیری گفتہ کہ مراد از بنی آدم و مومنان نبعض و من ہمن اقتدر فمالہ من مکرم یعنی۔

کسے راکہ خدا خوار کند و اہانت نماید از تکریم ہیچ نصیبے نیست بوی و تکریم مومنان بدانست کہ ظاہر ا بتوفیق مجاہدت بیارا است و باطن ایشانرا بتحقیق و تخصیص مشاہدہ منور ساخت و از جملہ ترجمہ رضا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ و در جہ محبت یحبہم یحب اللہ و یحبونہ و یحبونہم و تشریف فاذکرونی اذکرکم پس بہر نوع این آیت خاصۃً دلیل فضیلت انسان و جامعیت ایشان ست کہ از ہمہ مخلوقات مرآت صافی جہتہ انعکاس صفات الٰہی ہمہ وست و بس چنانچہ از مضمون این ابیات حقائق سمات معلوم و مفہوم توان کرد ؎

گشت آدم جلاے این مرآت — شد عیان ذات او بجملہ صفات
مظہر گشت کلی و جامع — سر ذات و صفات ز و لامع
ز نمودند او بود بہ کمال — صورت ذوالجلال والافضال
شد تفاصیل کون را مجمل — بر مثال تعین اول
بوے این دائرہ مکمل شد — آخر این نکتہ عین دل شد

ایک صاحب نے بکمال جوش و خروش کہا کہ حضرات سامعین بندہ اسوقت اسلیئے نہین آیا ہے کہ آزاد فرخ نہاد کی شان مین کوئی قصیدہ پیش کرے یا کہ نظم مین ان کی اوقات برگزیدہ کا حال معرض بیان مین لائے یا عربی کے الفاظ ادق اور فقرات مغلق کے ذریعے سے ان کی توصیف مین رطب اللسان ہو بلکہ خاص اس غرض سے خاکسار اس جلسے مین شریک ہوا ہے کہ آزاد پاشا کی سچی تعریف جسمین ذرا بھی مبالغہ یا اغراق غلو یا شاعری نہو بیان کرے لیکن اسمین اصلا شک نہین کہ ممدوح میری مدحت سرائی سے مستغنی ہے جب بڑے بڑے پہلوانان ہفت خوان منازل فصاحت و نکتہ دانی نبرد آزمایان معرکۂ بلاغت و شیوا زبانی آزاد کی تعریف مین عاجز ہیں اور یہ عاجز ہی تجر لنسے نہ اٹھ سکا اور انھون نے چوم کے چھوڑ دیا تو مجھ کج مج زبان اور ژولیدہ بیان کی کیا تاب و توان ہے کہ اس میدان مین قدم رکھ سکون بھلا بحر ناپیدا کنار کی تعریف قطرہ اور خورشید عالمتاب کی توصیف ذرہ کر سکتا ہے۔ کیا مجال ایسے ہر دل عزیز آدمی کا مداح بھی ویسا ہی زبان آور فصیح البیان ہونا چاہیے نہ کہ آزاد سا ہر دل عزیز ؎

جیبی کو بود محبوب دلہا — سر آغاز بہار آب و گلہا
رخش چندان گل خندان شگفتے — کہ غنچہ در شگفتن با نہفتے
زلعلش ہم سر جوشی گرفت — ور معنی سرگوشی گرفت
بقلب عصمت میدان جانہا — بجوہر داون تیغ زبانہا
کفش آند مکہ میغ تشنہ بارست — گہر خونابۂ ابر بہار است

حیاتش خضر عمر جاودان باد
بجویش چشمۂ حیوان نہان باد

مین نے پیشتر عرض کیا تھا کہ مین شاعری اور لفاظی سے کنارہ کرکے اصل حال ظاہر کرون گا۔ مگر

کجا بود منزل تجا تا ختم

میان آزاد صف شکنو کی جان روح ہین سپہ سالارون مین مغز و ممدوح ہین ہر دشت بلاخیز مین جوانمردانہ کام کیا کہ ہر جنگ مین اپنا نام کیا۔ جن جن مقامون مین توپ اور تفنگ آتش بار تھی وہان انھون نے بکمال بسالت فتح پائی ظفر اور نصرت جلوہ داری کے لیے قدم قدم پر دوڑی آئی اس جنگ عظیم کا حال ہمین خوب یاد ہے آزاد پاشا نے لشکر روسیہ کا مقابلہ اور تعاقب کیا تھا اور

روسیونکو مجبور ہوکر گھوڑے دریامین ڈال دینے پڑے اور یہ وہ دریا تھا جو قلعہ معلی کے متصل بڑی عظمت وشان سے لہرین مارتا تھا اور جس سے نہرین کٹ کر قلعہ معلی کے ارد گرد جاری تھین روسیون نے جسوقت دیکھا کہ ہم آزاد پاشا کے مقابل مین تاب مقاومت نہین لا سکتے اور مجبور ہوکر دریا مین گھوڑے ڈالے اسوقت ہمارے آزاد فرخ نہاد نے فوج کو حکم دیا کہ بارہ مارو اسمقام پر روسی اسطرح بکمال شجاعت پلٹ پڑے جسطرح گولی کھاکر شیر پلٹتا ہے دوسرا جنرل ہرگز مقابلہ نہ کرسکتا مگر آزاد پاشا نے فوراً نصف سے زیادہ کالم کو فی النار کردیا اگر روسی دریا مین گھوڑے ڈال دیتے اور پھر اسی فکر مین رہتے کہ دریا کو عبور کر جائین تو ترکی ایکسوار کو بھی زندہ نہ چھوڑتے گھوڑے اور سوار سب طعمۂ نہنگ اجل ہوتے جب روسیون نے دیکھا کہ آزاد نے نصف سپاہ کو بھون ڈالا تو مرتا کیا نکرتا معًا تلوارین سوت سوت کے جڑ دوڑے اور ایک سوار جرار نے خاص آزاد پاشا کے گھوڑے کو زخمی کیا دوسرے نے گھوڑے کے پٹھے پر ایک اور چرکا دیا کہ آزاد نے ایسدم اس بدبخت کا کام تمام کیا تیسرا پھٹا تو انھون نے ایسا تلا ہوا ہاتھ دیا کہ بھنڈارا تک کھل گیا اسیطرح کئی سوارون روسیہ کو تہ تیغ کرکے فتح کامل پائی اور غنیم کو شکست فاش دی۔ آفرین پولینڈ کی قمر طلعت شہزادی جس کے رخسار تابان دیکھکر عابد شب زندہ دار کی قلیا تمام اور چشم بیمار سے آہوئے رم ہوجائے۔ اس امرد خوبرو پر صرف تعریف بسالت سن سنکر ریجھی تھی سچ ہے ؎

	نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	
	بسا کین دولت از گفتار خیزد	

انکی خوی عنبرین بوی دلپذیر وشمامۂ عبیر نے اسکو ایسا مست کردیا کہ شادی کے لئے زبردستی کی جسطرح حکم جاری جناب باری نے انکو پیدا کیا ہے اسیطرح خوبصورتی بھی ازل سے انکے نام لکھدی ہے۔

برگرد عارضت خط مشکین نوشتہ اند	
یا بوستان بزیر گلستان نوشتہ اند	

اور اسقدر رنجھی اسقدر فریفتہ ہوئی کہ لب لعل کا بوسہ لے لیا یہ شہزادی واقعی پرستان کی پری ہی ہے دودھ ہوتا تو مکھا پھسل پڑتا کلیرسا نے صرف انکی جوانمردی ہی کے سبب سے روس کو چھوڑا اور انکے ہمراہ چلی آئی۔

الغرض ایسا جوان مرد شیر دل پیدا نہین ہوا جب یہ تقریرین ختم ہوئین تو ایک مولانا صاحب نے آزاد کی طرف مخاطب ہوکر جلسہ عام مین کہا کہ اگر آپ زبان فارسی مین جنگ کا کچھ حال بیان فرمائین تو ہماری خوشی اور افتخار کا باعث ہوگا مگر ہم پر لسانی فن کے خیالات کے بموجب رنگین زبان اور مبالغہ جزو کلام ہین ان دونون سے آپکی عبارت کو معرا نہین چاہتے آزاد نے کہا کہ مبالغہ میری عادت نہین مگر تعمیل ارشاد بسر و چشم منظور ہے اسکے بعد یون تقریر کی۔

شیرین گفتار لطافت شعار از زبان فصاحت نشان حضرت آزاد با نظرام کار فرماید ہمیش علمائے تقدس بنیاد و ناظمان اعجاز نہاد و نثاران سحر ایجاد ہنگام زیر و زبر کردن اعدائے فریب نژاد و کہال صدق و سداد بہ مضمون واندر زو کوفت بالجمعہ

ساقیا بہر خدا را بزود
مست مرا ساز خمارم فزود

من کہ فدا بادہ و جام توام
بندۂ ناچیز و غلام توام

مرحبا اے عشق سلام علیک
روحی و جسمی و فوادی لدیک

وادی مراہمت و مردانگی
در ہمہ عالم شدہ فرزانگی

کو طرفے مژدۂ کامی رسید
سیر من آخر بتقاضے رسید

چون پے گوہر سود ریاضت نجست
ہیچ گہر جز گہر خود نیافت

شاہد خلوت کہ غیب از نخست
بود پے جلوہ گری گرد چست

داد حقیقت بجوابم دہید
گوش کرامت بخطابم نہید

گرد جان این بند کشائی مرا
داو زہر بند رہائی مرا

قطرۂ ناچیز بہ بحر آرمید
ہستی خود را ہمگی بحر دید

رفتہ من از گرہ قید رست
ہر گرہم گوہر اطلاق بست

گفت سلامت چو مرا از اسلام
پیش گرفتم سبق احترام

ناظر و منظور ہمین بود و بس
غیر من این عرصہ نہ پیمود کس

حسن زہر جا کہ زد از قصہ سر
عشق شد از جائے دگر جلوہ گر

حسن زہر چہرہ کہ رخ برفروخت
عشق ازان شعلہ دلی را بسوخت

حسن زہر لب کہ شکر خندہ کرد
عشق دلی را بہ غمش بندہ کرد

حسن بہر طرہ کہ آلم یافت
عشق وے آمدہ در دام یافت

حسن چو از عشق بگیرد غرای
عشق ہم از وے نگرد بینوائے

قالب جان اند ہم حسن و عشق
گوہر دو کان اند ہم حسن و عشق

عشق چو ہر برگ کہ را شکوہ
پست شود پیش بلندیش کوہ

بے مدد عشق شود خار گل
رو بہ دہد جو و شود ہمچو گل

نا اہل این ہر دو ہم بودہ اند
جز نہم این راہ نہ پیمودہ اند

حسن متقنست کہ ماند نہان
گرچہ بود پردہ جہان در جہان

حسن کہ در پردۂ مستوری ست
زخم ہوس خوردۂ منظوری ست

ہستی ما ہست ز پیوند شان
ہست کشادہ ہمہ در بند شان

حسن کس از عشق گرفتار نے
جنس نفیس است خریدار نے

تا ز غم عشق چو شیدا نبود
کوکبۂ حسن ہویدا نبود

سرمہ ز خاک قدم عشق گیر
زندہ بزیر علم عشق میر

ہر دو طرف اہل جہان ملتجی
جاہر الی الحرف و فہم الہی

داد و ما ہر یکے مردان کار
ہم بہ نہانی و ہم از آشکار

انچہ بود در دو جہان احتیاج
ہچو ظفر باد ترا از دواج

الحمد للہ کہ جامع المتفرقین و واصل لہا جورین از صدق دعائے سحری و مناجات نیم شبی این خیر اندیش راستی کیش را باز بملازمت ہمگنان صداقت عنوان و برخوری مخلصان وداد توامان رسانید و باہم بزم اختلاط و بساط انبساط گسترانید۔

اگر ہر موئے من گردد زبانے | ز تو رانم بہر یک داستانے

نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسان تو گفتن

ہر آنچہ مصائب درین مدت فراق و زمانہ افتراق گذشت از صد یکے و از بسیار اندکے گزارش می رود بموجب ؎

چو عشق است باعث حکمت سبب
بہ آمر آزاد گشتہ لقب

محبت مسبب محبت سبب
کہ گردید از عشق کار عجب

ہر چند از محبت دلی و الفت قلبی و عنایت خاص و قدردانی باختصاص من مور ضعیف و نحیف را چندان ستودند کہ برگ کاہ را کوہ گردانیدند و چنان فوق

وتفوق را بر روے کار آوردند کہ پستی ارض را بہ بلندی
آسمان رسانیدند آری اینہمہ حسن ظن بزرگان قدرشناس
مدارج اساس است والا حقیقت حال بدین منوال کہ این بارے
دفعہ مین الکمال در صحن خانۂ باغ از خار و خس ناچار و بر
کنارہ دریا از جلافت و خذف ضرور در کار بہ نہایت
بروباری و حلم و زاری سوگند بجناب باری میگویم نہ بطریق
اعتلا و خودنمائی بنا بران بر اصحاب اولوالالباب و ارباب
والا لقاب بلاغت خطاب فصاحت نصاب در احتجاب
مباد کہ ستائش و نیائش گوناگون او را سزاوار ست
کہ بادشاہان روئے زمین بر آستانہ کبریائش رگے و بر زمین
نہادہ و خسروان پاک جبین بر درگاہ جبروتش چون نقش
سجود جبین بخاکساری در دادہ ــ

بلندی دہ افسر سروران | سری بخش تاج بلندافسران

طرازندۂ بزم کار آگہے
فرازندۂ چتر شاہنشہے

و سریر بلند پایہ را بر مسند خلافت مربع نشانیدہ و
تاج والا گہر را سرآمد سروران گردانیدہ و باہی خنجر را آب
فولاد انداختہ و نہنگ شمشیر را گرفتار دام جوہر ساختہ و
فیل را در سیہ مستی آوردہ و گمہت را مائل کاب گردانیدہ و
تفنگ را صاحب خزانہ نمودہ و تیغ را در بند مشت زر اندوختہ
شدہ تیز از عم اژدہنگ چوبی | از ان گشتہ بگیتی راستی کیش

کمان گردیدہ دم ساز جیا کیش
سپے طاعت شدہ زان چلہ اندیش

آن خدائے کہ سعادت داران سپہر کوکبہ را ماہچہ برافراشتہ
و بلند اختران والا منزلت را اکلیل بر سر گذاشتہ بر ناصیہ چالاک
فیروز کنان خط اقبال کشیدہ و پردۂ لشکر اقبال منزلان
را کلید فیروزمندی بخشیدہ و زرہ پوشان رزم را آئینہ تیغ
صورت ظفر نمودہ و خانہ نشینان زین را از حلقہ کمان
در فتح کشودہ۔ قندیل تیر را از روغن کمان برافروختہ
و چراغ ظفر را افروزش کسری آموختہ سنبل جوہر را از
آب تیغ طراوت ارزانی داشتہ و در زمین رزمگاہ از
خون گلگون سواران لالہ کاشتہ ــ

عرصۂ نادرہ رنگین سازد از بہر تو آنکہ
برزبان تیغ سر صبغۃ اللہ آورد

رایت بلند اختر از آچون علم نور برافراختہ و تیغ والا
گوہران را چون حجرۂ انجم آموز ساختہ سیاہی لشکر شب را
بہ تیغ رخشان خورشید از جا بردہ و قلب کوکبہ کواکب را باہ
صاحب اکلیل سپردہ از ماہ تو بر سعد زنگی لب آماقہ نہادہ
و چرخ متوس را شیوہ کمانداری یاد دادہ و تیغ بہرام
فلک را روغن ساختہ سماک رامح نیزہ داری فرمودہ و
مہر را بآئین بادشاہان بلند پایہ بر تخت روان فلک نشانیدہ
و ماہ را بر کردار خسروان ہمایون بر اشہب سیاہ شب سوار
گردانیدہ و کمان ہلال را از خط شعاعی زہ بستہ و تیر شہاب
را چون تیر ہوائی در ہوا شکستہ و سراب بحر را تیغ موج
برکف نہادہ و کمان ابروے تیر قدان را بی زہ نفس
توز کردہ و تیغ غمزہ محبوبان را بخون دلہا آبے دادہ و
کمند زلف خوبان را از رشتہ جانہا تابے دادہ در ہر رزمے
کہ میر سیدم بدو آوردن و حمایت حافظ حقیقی یلان رستم
توامان و گردان افراسیاب نشان کہ رو بروی شان
زہرۂ فرامرز و سہراب آب میشد از ہر سمت جوق جوق از

هر طرف حملهٔ آور دمعرکه آرا میشدند چون شمشیر آبدار از غلاف مثل برق خاطف این مور ضعیف برآورد و اعدا از خوف لرزان شدند و هر جا الفتح لے و یا النصر الا من عند الله و فتح نمایان آشکار و نمودار می گردید چنانچه شمهٔ از ان آنست که چون نوری خورشید از زنگاری قفس سپهر برآمد این ناتوان بروش اهل اسلام بر رخش اوج پرداز برنشست و زیبا صورتان را بکردار سپر ترکش بر کمر بسته و قوی بالایان را چون جعفر طیار در شاخ به بهار جا داده و بهد سرشتان دیو سار را کلاه سلیمانی بر سر نهاده نوجوانان سرو قد را بگمر جوشن ساخته فاخته گون کرده سر صف ها چون صف هاے کلنگ مرتب ساخته ولشکر را بال مرغ رسانیده پروازکنان بمیدان تاخت جوانان نوخیز چون قمری بر سر سرو زیبنده بود و هر یکے از خود آرائی خویش را ور میدان رزم وانموده مبارزان پر عقاب خدنگ صد پر را بشکل سبزهاے بال طاؤس از هم می شگافتند و بال مردان را بکردار مرغان شهپر صد شاخ میگردانیدند طائر زخم بر شاخ کمان آشیان می بست و شاهباز سر مرغ جان اعدا را شکار میکرد جا بنا زانکه هواے نار در رود و سرشان جا کرده بود و تیر ابر فرق اعدا چون تاج شاهانه بر شاخ شاخ می تافتند تا زبان جوهر تیغ آبدار از تن بدسگالان سرخاب روان میکردند. ظفر کیشان در ره بکردار مرغان بدام افتاده می طپیدند. انداز هاے خنجر و زره تیغ دانان رزم سگال گره باز میکردند و سوفار هاے خدنگ تن جوانان فارغ البال را در دام بلا می انداخت

دران آشوبگه بر سوے تیر	فتادی در بر ید نخچیر گیر

حلقهٔ کمان بشکل حلقهٔ پر طاؤس میپرید و پیکان تیر برنگ منقار طوطی سرخ میگشت و شهبازان رزم هزار داستان میکردند بچندین عنادل می نهادند بعضے چون کبک بر کوه تیغ فولاد جا می گرفتند و برخے چون بط در آب شمشیر شناوری میکردند دلیران رزم نساد زاغ سیمار را می پرانیدند و بقدر منقار گنجشکی فروگذاشت نمیکردند. نیزهٔ پایهٔ سرداران را که بر سر نهاده بودند می سنجید و دشمن بے سنگ را این ترازو بال و پر میگردانید سر مبارزان از باد حمله چون برگ تلخ خزان از صبا میپرید و بال مرغان هوا چون پر طاؤس نگارین میگردید تیغ و بال گرد سرها میگشت و تیر از جگر هاے پران میگذشت کبوتر بر پاے زندگانی حکم عنقا پیدا کرده بود و مرغ روح از قفس تن پرواز مینمود کرگس ذر نعش از زین گشتگان قوت می یافتند و تیهو دراج از رشک خستگان دانه میچیدند خون آنقدر بلند شد که گنجشک سیاه اگر در هوا می پرید سرخ می شد و بر زمین چندان خونریزی کرده بودند که از بیضهٔ خاکی خراب سے برآمد

همه بودند از آهن پیکار	چو بوتیمار در اندوه تیمار

پس هنگام آن فرا رسید که زین تحفت برهمنونی بخت تیره درونان کلاه فطرت را که چون انجم مایهٔ فساد بودند بجهنم فرستد و آئینه ضمیران طوطی نفس را که چون طوطیان ذهن دم از شیرین زبانی میزدند شاد بهر گردانید

بدام خویشتن او و عدو را	زبون سازی بے پامال کردن
سیه سازد لبان بلبلان گو	چو قمری طوق اندازد بگردن

ناگاه مرغ زرین آفتاب باشیان مغرب شتافت و طوطی ماه بال کشاگردید هر دو لشکر به هنگاه خویش پرواز و آهنگ فارغ بالی ساز کردند روز دوم چون لاعب سپهر مهرهٔ خورشید از خانهٔ مشرق برانداخت هر دو لشکر

ہر دو لشکر را در عرصۂ مصاف باہم مقابلہ رو داد و اتفاق جنگ بر
روئے کار افتاد سواران چابک و پیادگان شاطر صغیر چہ
کبیر بساط نادر در انداختند اسپان را جولان دادند خصم نہادند
پیلان فیل شکوہ را بالعرصہ آوردند و بفیل بند پرداختند منصوبہ
انگیختند کہ بازی حریف قائم نماید پس فرزین نہادان بر لطفے
خونریزی کج کج میخرامیدند و شاہ سواران پیادہ مات میگشتند
پس این بازی آموز نراد چرخ برین رد در میدان نادر نہاد
گردانرا کہ رشت بر پشت تیغ‌شان بودند یکسر فراہم آورد۔

جمع شد لشکری تہمتن وش ؛ ہمہ دل دلیر و دست و گردن‌کش

زبردستان قوی بازو کہ بر تیغ شان از ہیچ دست
جائے انگشت نہادن نبود بہ نیروی ید اللہی دست بقبضۂ
شمشیر بردند و بحث مساعد بستی را کہ بدعوی ہمدستی بدستوار
انامل گرو آمدہ بودند ناخن‌دار سر بریدہ بخاک سپردند ؎

در عرصۂ مصاف نمودند دست برد ؛ البتہ گرچہ تیز زبہ شکست خصم
انداختند در دم ہیجا بزور تیغ ؛ چون ناخن بریدہ کمانرا ز دست خصم

جوہر تیغ مانند زلف پیچان با شانۂ قوی لشکریان آشنا گردید
و حلقہ کند بکردار زرہ گزنیان گلوگیر گردن فرازان گشت
دشمنان بیدست و پا شدند و ہر دست و پا افتادند پائے ثبات نتوانستند
قائم کرد۔ دست نتوانستند برداشت۔ ؎

حملہ را اشتیر از بیکار ماند ؛ کار رفت از دست دست از کار ماند

دشنۂ آئینہ زانو ست خشک بوے گشت دوست کہ سر خنجر
جوئیار ساعد سبب آب شد چشم چون حلقۂ زہگیر با سوفار چشم
گردیدہ مژگان چون پر تیر با تیر پیوند گرفت۔ تیغ محرابی
در گردنہا حائل گردید و دلہا در صندوق سینہ سی پارہ گشت

نہ آزرم را ناوک رہا کرد ؛ چو دل پیکان درون سینہ جا کرد

پیکان از خون جگر لعل پیکانی شد و خط جوہر خط یاقوت
گردید تیغ زبان صاحب جوہر چون تیغ دست در یکدیگر
کردند چون جوہرہائے تیغ در یکدیگر پیچیدند زبانہا چون
پیکان خشک گشت دہن‌ہا چون سوفار وا ماند جان
از زخم تیغ بلب آمدہ بود و دماغ از بوی خون بہ بینی رسید
دلیران آبروی خود گوش میداشتند و میخواستند کہ از خون خویش
سرخروئی حاصل کنند پیکر سادہ رویان را مانند کاغذ میبریدند
و سر نوخطانرا بقلم یکردار قط قلم میکردند۔ ؎

پیکر سرکشان چو بال قلم ؛ نی شد از تیغ شاخ شاخ ہمہ

القصہ این طلبگار ید اللہی بہ تندی تمام کمیت در میدان
راندند و ہمہ عیش بر اعدا تلخ ساختند پیمانۂ عمر شان پر کردہ
شیشۂ حیات حسادرا بر سنگ زدند و خون شان چون
جرعۂ بادہ بر خاک ریختند۔ بد سگالانرا بیگرانی انداختند لیکن
کمیت سوار را انتشار رزمسازی در سر افتاد و از صدمت
گرز دستان را پامال گردانید گرز مغز از سرہا چون پنبہ ز سر
مینائے میخواران جدا کرد و پاہائے از رکاب ما بیرون رفت بادہ
سرہا بیرون شد۔ از نشار رزم مستانہ دشت کبادہ بے
تیر خمیازہ کش پلنگ افگنان کہ بر شیر آہو می گرفتند سپ
آہو رفتار را بپوست شیر پوشانیدہ جولان داد و قصیدۂ
اجسام حسادرا قطع قطع میشد دلیران فرد را او دمینی میساختند
و موصل را مقطع میگردانیدند از گوہر تیغ ترکیب جسم موشح
میشد و از صفت سیف مجسم تن مشجر میگشت ؎

ز شیر افگنان چون رقم گیر شد ؛ نے خامہ در دست من تیر شد

بینی از ضرب گرز چون بینی کتاب فرو میرفت و گوش از زخم
تیغ چون گوش مکتوب بریدن می شد بعضے را دوات

مانند رگہا در تن سیاہ شدہ بود و بر خی را قلم کردار موئے در تن
پیچ و تاب خوردہ سرہا را چنان میبرید کہ قلم را قط میزنند و تارِ
جان می بیچید ہم کہ مکتوب را در نور دند ع۔

گشتہ ہوا گیر ہزاران سمند	

سطح ہوا صفحۂ نظر شد و این جو ضعیف کہ خط چنین مضمون
فیروز مندی دا شت بقلم یار نامہ تمام سرکشان را مانند قلم
در خط کردہ مکنون نیاز ساخت و دو دو ریان را بکردار مسطر
رشتہ در گردن انگندہ اسیر گردانند سیاہ کارانی را کہ سر
از خط فرمان پیچیدہ بودند ہمہ را سر برید بآئین قلم در قلمدان
در یک تابوت انداخت و رو سیاہانی را کہ بیان شکنی کردہ
بودند خامہ کاغذ دار انگندہ بکردار خط شکستہ دستی در ترکیب شکست

نخورد قم حیات اعدا	از صفحۂ روزگار بسترد

نزدیک بود کہ سرداران لشکر خصم را یک قلم مانند
نال قلم در پیچ و تاب انگندہ و در پائے حصار محبوس گردانند
ناگاہ سپہر بوقلمون طومار روز در نوشت و سواد شام را
در میان آورد و خط خورشید از صفحۂ ایام سترده گردید و ظلمت
شب آسمان را سیہ مداد ساخت ہر دو لشکر استرہ گری در
نوشتند و بعنوان خط در نامۂ جایگاہ خویش آرمیدند بروز سوم
چون شاہ کبود جامہ سپہر تیغ رخشان آفتاب را از نیام مشرق
بیرون کشید ہر دو لشکر بمیدان تا در رخش را جولان دادند و تیغ
گزاری آغاز نہادند ۔ ؎

گشتند بہ تیغ فتنہ اندوز	ہم عربدہ ساز و ہم عدو سوز
بستند کمر برزم سازی	کردند بخون خویش بازی

آلات رزم را روز بازاری پدید آمد و اسلحہ را قدر و قیمت
افزون گردید سپر مردمک وار از عزت جائے در چشم

یافت و کمان ابرو کردار از تعظیم بر سر دیدہ می نشست
و تیغ اندازِ ہزار گوہری از زید و خنجر بے قبضہ زر بدست
نمی آمد مردم بربگ زرہ ہزار چشم دوختہ بودند و از انتظار چار
آئینہ چار چشم گردیدہ یک تیر را بیک تیرہ بالائے زرہ میخ پیوند
می کندر مانند رشتہ جان جان بجان برابر میداشتند ترکش بدست
می آورد کہ سہم السعادت در طالع داشت و قوس کیسے میافت
کہ مانند خرچ مقوس ہا او بود دستانہ ہر گز بدست نیامدے داد این تحیف
سپاہی لشکر خویش را زلف کردار بہ دل ساخت و سایۂ ار
ترکش در کمر بست چار آئینہ پوشان را روشناس ظفر گردانید
جوہر مانند بعوح در آئینہ تیغ آورد بر جرم علم را چون کاکل
خوبان پیراست و ماہ رایت چون روئے مجنوبان آراستہ پائے
در رکاب آورد و آتشین کمیت را در میدان راند۔

پیادہ شیر گیران در کابش	چو موج بادہ تیغ شعلہ تابش

تہمتنان جان را بدرود کردند و در رویین تنان روئے بر تیغ
آہن می آوردند تیغ زنان بر جرم چندین فریدون ضحاک را
میگردانیدند و پلنگ افگنان چندین از شیر انرا بآئین
بہرام گور میکردند خون سیاد شان را از تیغ خونبار آب می
دادند و تن بر دتر دستان را از پیکان تیر پرویزن میساختند
سب راکیشان دران عرصہ گاہ اسکندری میخوردند
ورختہ جان سکندر آئینان تا رود ارائی تافتہ میشد از
قبضۂ تیغ پور دستان با وجود زبردستی از دست میرفت از
شیران تیرہ بہمن با وجود گران سنگی از زندگانی سیر میشد و
ہنگام درخشیدن تیغ برق تاب چشم کے تا بمی آورد و خسرو
جان شیرین میداد و بلابل دل بہلاک می نہادند ؎

شدہ کینہ اندیش پیکار جوی	دران رزمگہ پہلوانان ہمہ

بتیغ آزمائی کمر بستہ چست ‌‌‌ ‌‌‌ ہمہ پہلوانان کاشے جوانان ہم

تیغ سوسن رنگ لالہ خون از نہال قامت نوجوانان کہن قد بیرون میکشید و ہر گل زخمی را میساخت شاخ کمان اجل باری آورد و از غنچہ پیکان گل مرگ می شگفت۔

ہواداران رزم گلگون را صبا رفتار میساختند و ابرش را قطرہ زن میگردانیدند شمشیر آبدار از سلسل جوی آب روان بود و از خنجر سوسنی برنگ برگ سوسن جوہر موج میزد و دلیران سخن خود دستہ میساختند و حرف خود را آب میدادند تیر چون رگ ابر روح گرانی مینمود و کمان چون قوس قزح دلیل تیرباران بود

اندران عرصہ نوجوانان را ‌‌‌ ‌‌‌ جای پیکان گرفت در سوفار
تیر راستے درون سینہ خزید ‌‌‌ ‌‌‌ غنچہ گوئی شگفت و گل گردید

بالجملہ آہنگ ہا آراستہ شد و برآہنگی در گوشہ ارمید دران مقام کہ آویزہ رزمسازی باوج رسیدہ بود پہلوانان سد پہلوانان پیش میگرفتند کمان باصول ثقیل و حقیقت پرداخت و تیغ ضرب الفتح برگزید۔ آوازہ کرنای گوش ہا را کر ساخت و طبل نغمہ فتح در پوست میزد و در دائرہ لشکر کوچک و بزرگ بجنگ پیوستند بسبب مخالفان زر انگیز ابر کین گردیدند تیغ را کار فرمودند و از خنجر عمل نمودند پیش روان رزم بمیان خانہ زین و سیر خانہ کمان در آمدند و در برنا سازان بستند و در ہر کوچہ بہ تیر کار بر کفار تنگ کردند آئین موسیقار تیر ہا را باہم جمع ساختند۔ ؎

بہ دلہای مردان خنجر گزار ‌‌‌ ‌‌‌ ز نوک ای تیر میکرد کار
بجودت دوخت زان لشکر کینہ دار ‌‌‌ ‌‌‌ بزیر بغل بر یکی صد سپر
بہر سو ہزاران یل ارجمند ‌‌‌ ‌‌‌ چہ تیر کمانچہ اسیر کمند
ز افزونی لشکر پرستیز ‌‌‌ ‌‌‌ نہان چون رہ نغمہ راہ گریز

آواز جرس بی جگران را مغلوب گردانید و صورت زنگلہ شیردلان را بی جگر ساخت رزم سازان تیر خارا شگاف کشادند و در دہای کج آہنگان بیرون کشیدند پس ہنگام آن رسیدہ بود کہ این مور ضعیف مانند سلیمان جمیع مخالفان را کہ اصل فتنہ و مایہ فساد بودند بجنگ آوردہ روان شان چون نفس را مغگران بباد دہد تا بباید کارساز کار راست شود و از ہر گوشہ طنطنہ بلند گردد۔ ؎

بزم سازی کند لقا نوی ‌‌‌ ‌‌‌ کہ شود جان دوستان مسرور
دشمنان را بپای خر آمد ‌‌‌ ‌‌‌ کاسہ سر چو کاسہ طنبور

ناگاہ جرم خورشید کہ جلاجل زرین دائرہ سپہر است برخ در پردہ مغربی نہفت و ہر دو لشکر آہنگ مقام خویش کردند پس روز چہارم چون توسن زرین عنان خورشید در عرصہ مشرق بجولانگری آمد ہر دو لشکر تیغ آتش آمیغ بر آہیختند در خش بمیان نادرہ وبر انگیختند۔ ؎

گروید زگردہا و بایان ‌‌‌ ‌‌‌ آئینہ آفتاب تیرہ
شیر علم ظفر سگالان ‌‌‌ ‌‌‌ بر شیر سپہر گشت چیرہ

چون وصف غبار آن لشکر سر کنم اگر خامہ در دستم ہمہ خاکی شود میسزد و چون سخن از سیاہی آن لشکر رانم اگر ہمچو منت سیاہی رقم پذیر گردد می شاید۔ ؎

سیاہی تو تیر ز فولاد ہند ‌‌‌ ‌‌‌ بہ بیباکی آزاد چون توسن تند
ہمہ خانہ زاد کمان چون خدنگ ‌‌‌ ‌‌‌ چو شمشیر جوہر نما روز جنگ
پی وصف این فوج نصرت صفات ‌‌‌ ‌‌‌ سیاہی لشکر کنم در دوات
بتوصیف این فوج رزم آفرین ‌‌‌ ‌‌‌ زبانم چو شمشیر شد آہنین
زبس گرد در خانۂ زین سوار ‌‌‌ ‌‌‌ نوشتہ کتابہ بخط غبار
ہوا مایہ گرد تا کی شدہ ‌‌‌ ‌‌‌ کمان خانہ چرخ ہیچ خاکی شدہ

باد پیمان بکردار گرد دور گرد بہمان شدند و کید کنان بچرخ رزم آمدند - دگلگونان باعین گلشن رخ گشتند - واز سبک خیزی صبارفتار گردیدند از غبار لشکر بیم آن بود کہ آب تیغ گل شود واز موکب جای آن داشت کہ آئینہ جوشن تیرہ گردد و اشہب چون شہاب پنداری آتش زیر پا داشت کہ ہر ساعت چراغ پا میشد و ابرش چون ابر گویم کہ ہوای قطرہ موزون گرفتہ بود کہ ہر نفس از یاد میگذشت ؎

بسکہ می شد ز فرط خونریزی	ہمہ جا چہرۂ زمین گلگون
کاسۂ سم بادپایان بود	راست ہمچون حباب جای خون

رتبۂ علم زالا شد و بہ بیرق پایہ دارائی یافت شیر دلان از خرمی افتادند و پلنگ افگنان شعر گوئی میکردند -

یکی میکرد از خونخواری تیسر	زخم تا لب تہی مانند رہگیر
یکے از زخم تیغ گوہر آمود	لبان لعل در خون غوطہ زن بود

سران را شغل تیغ رانی بگردن افتادہ بود و دلیران را ہوای بلند پروازی در سر جا میکرد و چشمہای جستن و ابران بر بریدن گرفت گوشت از پوست گرگ آواز کشید و زہرہ پر آب گردید صیت کرنا از گوشہ برخاست و گوشہای دیران را کر ساخت من نحیف پا در رکاب گذاشتہ میدان مصاف را بکیفیت تمام پیراستم و میمنہ و میسرہ بکمیت سواران جور اندیش آراستم طغرل نشانان را بغیۂ فولاد بر سر گذاشتم تا بفراغ بال در جناح اسپان گرفتند و پر دلان را دادم تا در میان قلب جای ساختند ؎

گشت آمادہ لشکر خونریز	چون گہرہای تیغ گرم ستیز
ہر ہمہ رزم ساز و دشمن مال	ہر ہمہ تیغ بار و کینہ سگال

مہرۂ پشت قوی پشتان باعین تیر تفنگ از ہیبت بیرون افتاد - کمان چون ابروی دل آشوبان در فتنہ نوردی طاق شد و پیکان چون چشم خوبان در خونریزی تر گردیدہ چہ چہ رفتہا کہ از شاخ کمان سبز نمیشد و چہ گلہا کہ از غنچۂ پیکان نمی شگفت جمعی بر آئین شمشیر تن بہ پوست ہمیسے در دادہ با عدای آہنی دل تیغ نشاندند و شتی بکردار خنجر در عریانی جوہر خویش آشکارا کردہ با حسود بد گوہر دست بکمر چشم زرہ از آب پیکان تیر اشک آلودہ شد و ابروی کمان از کشاکش تیر اندازان چین گرفت سر انگشت زبردستان از ازدم خنجر چون پیکان تیر آہنی شد و تن دلاوران از بیم تیغ خونی گردید - ؎

ہنگام وغا تن دلیران	چون تیر ز تیر پر برآورد

گل سپر از تیغ کمانداران گل صد برگ شد و دامن زین از سیلاب چون دامن گلچین گشت چشم زہ گیر را زہ کمان رشتۂ اشک گردید و نرگس بر آئین پوست پوشان از تیر الف با کشید - ؎

چکید از لب سوفار زہر خند عتاب	کہ بوی جسم ز خمیازۂ کمان آمد
دل حیات خراشیدہ شد بسان ہدف	چو زخم تازہ لب عمر خونچکان آمد

تیغ زنان از ہجوم تیغ چون جوہر در آہن وطن گرفتند و شیر دلان از ہجوم تیر چون شیر در نیستان جا گزیدند شاخ کمان از سر انگشتان قبضہ گران غنچہ ہا برآورد و غنچۂ پیکان از خون گلگون سواران گل کرد ؎

ریخت از بسکہ خون گلرویان	تیغ را آستین پر از گل شد
آنچنان گشت تیر در رہ رزم	کہ سنانش زبان بلبل شد

سپہر کشادہ پیشانی در آمد و کمان بازوی فراخ جلوہ گر گردید دل در سینہ ہا از ہراس چون برگ بید لرزان شد و استخوان

درتن ها از صدمت استخوان خرد شکست۔ جوہر چار آئینہ ز کاوش تیر حلقۂ زرہ گشت دز داغ کمان از خونریزی سرخاب گردید و سیلاب خون از سر گلگون در کندخت و خانۂ زین خانۂ رنگین گشت۔ ع

بگویم کہ آمد بہنگام کین / ز شمشیر آب بردی زمین
زمین گشت با آب تیغ آشنا / درو دند صد گشت مردم گیا
ز کس خون گردنکشان تیغ ریخت / ز بیم اسپ خانۂ زین گریخت
ز انداز پیکان ہنگام جنگ / گمان شد بقربان تیر خدنگ
کمر تنگ شد از کمان گوشہ گیر / تن او زرہ گشت از زخم تیر
خدنگ جگر دوز ہنگام کین / بیفگند حرف کسے بر زمین

نزدیک بود کہ بتائید بخت بلند اختر کوکبہ اعدا را بشکنم و رایت فیروزمندی با وج سپہر رسانم کہ ناگاہ آفتاب سپر انداخت و سیاہی لشکر شب گیتی را فرو گرفت۔ ہر دو لشکر رجعت نمودند بمنزل خویش شتافتند۔ پس روز دیگر چون خسرو انجم تیغہائے رخشان بر آہیخت و خون ہندوی شب بر زمین ریخت ہر دو لشکر رو بعرصہ رزم آوردند و تیغ زنی سر کردند

ہمہ ناخن تیغ تیز شدند / باہم از کینہ در ستیز شدند

میدان جنگ از ہجوم کمانداران چون میدان کمان تنگ شد و از تنگی جان تیر اندازان را مانند زہ کمان رگ از تن جدا۔ اکردند افراس عقاب صفت گرم عنان گشتند و توسنان برق رفتار در جستن آمدند۔ موبراندام دلیران صاحب جوہر جوہر موی برتن خاست۔ اشہب سواران عنبرین توسن را بوے مرگ بمشام جان رسید و بہ آن عنبرین دود ہوائی آتشین در سر افتاد و آتش سنان علم چون شمع یک نیزہ بالا رفت پیکان تیر چون فتیلۂ چراغ قندیل بر افروخت قبضۂ دست

تیغ زنان مشت تیغ گردید و سر انگشت تیر افگنان پیکان تیر گشت۔ ع

پیکر مردان رزم آرا بہنگام ستیز / در زرہ پوشی بسان تیغ جوہر دار بود

تیغ تابدار جوزای قمر طلعتان آفتاب گردید و خنجر آبدار اژدر دست نہنگ صولتان ماہی گشت تیغ جانگزا ے عمر شان را بسر رسانید و تیر سر شگاف زندگانی سرداران را بسر رسانید و تیر سرشگاف زندگانی سرداران را سپر نگردانید پیش سیاہی لشکر ہیچ یکے سفید نتوانست شد و زرد کبودی تیغ ہیچکس حرف خود را سبز نیارست خواست آتش طبعانی کہ مانند آب در آہن غرق بودند آتشین کمیت را گرم رفتار ساختند و از تیغ آبدار آتش و آب آتش انداختند تیر از جا جست و کمان در کشمکش افتاد۔ از صدمت گرز جوہر تیغ چون نفس در زرنگین فرو رفت و از سہم تیر زہ در کمان چون رگ در پوست پنہان گشت۔ سپہر آفتاب کردار از کاوش تیر تار تار گردید و علم شمع دار از آتش تیغ بگداخت سلیمان از مور چۂ شمشیر بیدار گشت و زوال زر از آہنین خنجر در ہراس بود مبارزان خنجر را چون دشمنان آب میدادند و تیغ را از دہای سنگدلان بر نشان میزدند چون شانۂ انگشتان دست نیرہ دستان کار تیر میکرد و چون دستۂ آئینہ گردن گردنکشان بار فولاد بر سر گرفت آفتاب وار ہزاران ریح جلی از بیضۂ دلیران منہاست و آسمان کردار زرہ ہزار ریخی از تن مبارزان میرست تیغ اہل تجربہ از پوست برآمد و قطع پیوند ہا نمود و تیر چون اہل تقریر گرم سخنی کرد و با مجگا مقصود رسید پیکار جویان کے آسا سپر ابکشیدند و ستیزہ جویان بر آستان اجل سر سائیدند چون ابرش سبکرفتار قطرہ میزد کاہ خودی افزود و چون افسر آتش عنان چراغ پا می شد

شمع زندگانی می برد ؎

اجل را امیدواری از جنگ بود — زجانہا ہوای قضا تنگ بود
در آن عرصہ گرداست ہنگام جنگ — کمان گوشہ خاطری با خدنگ
کسی را چہ با خانہ کار بود — بغیر از کمان خانہ داری نبود
ظفر با کمان گشتی الفت پذیر — زرہ بندی بسکہ چشمک بتیر
بہر دل کہ در سینہ زنار دبود — دم تیغ افسون آن ورد بود
ز فتح و ظفر با دل ہوشمند — تفنگ گرانمایہ کردی بلند
کمانرا برگ حسودان کمین — شدی چاشنی شربت واپسین

آب تیغ از جوہر در موج آمد و شاخ کمان از پر تیر برگ آورد۔ پیکان مانند غنچہ صد پارہ شد۔ و سر ہر بدکردار مانند گل از ہم ریخت شد۔ بزاز رنگ خون گلگون گشت و گلگون از سپاہی لشکر شبدیز شد۔ آب تیغ از سرہا گزشت و آب سنان یک نیزہ بلند شد۔ آشوب فتنہ تیغ گردید و فتنہ مفتون خنجر گشت ؎

چنان ہنگامۂ ناورد شد گرم — کہ گردید آب خنجر آتش میغ
زفرط کینہ اندیشی ز جوہر — بہم پیچید رگہا در تن تیغ

دلیران آب تیغ را مانند شربت می نوشیدند و نیش تیر از نیشکر وا میخوردند و از چاشنی کمان جانبازان و خیرخواہان این ناتوان شربت شہادت میچشیدند و ایام حیات را عیقتان میساختند گوہرہای تیغ در صندوق سینہ جا گرفت و زین آتش پایان از گرمی جنگ پر زین گشت بعضے خود از سردی گرزم بر شکست زرہ بر تن قوی بالایان مرغ روح را دام بلا گردید۔ شہیدان را با آب تیغ غسل میدادند کشتگان را از نیام تیغ در تابوت میکردند جوہر خنجر ماہی ظفر را در دام می شد آب تیغ سپاہی لشکر را فرو می نشست ؎

آئین یلان تیغ زن بود — پرخاش گری و زرہ سازی
گردند ز آب تیغ ہر دم — داماں جبات خود نمازی

بعضے چون کمان در کمند افتادند و برخی چون تیر پیکان فرو بردند۔ سپاہی لشکر سرمہ چشم ظفر گردید۔ و غبار موکب دشمن سرمہ ابروی فتح گشت۔

شد چنان اوج گزین تبختر فیروزی من — کہ چمن گشت دل دشمن ز ملال دو نیست
تیر را پای نہ آمد بزمین از شادی — تیغ شد شاد بدانسان کہ نگنجید بپوست

القصہ نسیم ظفر وزیدن گرفت و غنچہ فتح بہ شگفتن درآمد

جب آزاد پاشا نے تقریر ختم کی تو اکثر علما اور حاضرین نے نعرہ سبحان اللہ بلند کیا اور محفل برخاست ہوئی۔

افیمیون کے ولی گھنگر اور گرو گھنٹال چانڈو بازو کے سرغنہ سگ زرد برادر شغال وسگلے والی پلٹن کے کیدان میان خواجہ بدیع الزمان کی تقریر حماقت تخمیر

ہٹو بچو دور باش با ادب حضرت خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع آنجہانی کی سواری آتی ہے۔ کون خوجی خواجہ بدیعا۔ خواجہ من بدیع خواجہ بدیع الزمان بدیع بدیعالی چینا بیگم کے آشنائے دیرینہ۔ وسگلے والی پلٹن کے کیدان انھون نے جو دیکھا کہ آزاد کی چہار طرف تعریف ہوتی ہے اور یہ کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہے تو بہت ہی جھلائے اور کل شہر کے افیمیوں کو جمع کر کے انھون نے بھی جلسہ منعقد کیا اور یوں اسپیچ دی۔

بیا ساقی شکل و سبزہ رنگ — بدہ جام افیون مرید رنگ
بدہ ساقی آن مالوی ایم — بنام خدای غفور الرحیم
افیمے کہ بیہوش سازد مرا — غم دین فراموش سازد مرا

افیمی کہ باشد سیہ مثل زاغ
بیا ساقی ای مایہ روح و تنم
شب جمعہ و روز آدینہ چیست
پیالے پیالے پیالے پیون
خدا کے لئے اٹھ ذرا ساقیا
ہوا بعد مدت کے فضل خدا
کہ پینک مین ٹک سیر گلشن کرون
مجھے جام افیون پلا بر ملا
بہت داستانین الم کی سنین
دوا تو نہین گھول کے افیون تاب
پلا ساقی افیون پینک فزا
مراحل مصیبت کے طی ہو گئے
قسم ملک چین کی تجھے ساقیا
وہ افیون کہ تر ہین ہو رشک گنج
کہ چہرے سے چھلکے سیاہی مرے
دل عارفا کی سویدا ہے وہ
وہ افیون جو ہو جان جانان ہند
کہ ظلمات ہو دیکھکر اسکو دنگ
حبش کا سیہ رو بھی اسکو پلے
بدہ ساقیا ساغر او بیم
مریجان پہ ساقیا کر نگاہ
سیہ مار یعنی وہ افیون تر
پلا جام افیون پیر مغان
بہت جلد ساقی پلا او بیم
کدھر ہے تو اے ساقی سبزہ رنگ

افیمی کہ زو گل شود ہر چراغ
افیمم بدہ تا دعایت کنم
بدہ اوپیم مالوا ہر کیست
کہ تا حشر پینک مین مین غلطین رہون
مرے منہ سے نے جام افیون لگا
مجھے بھر کے افیون کی پیالی پلا
ترانے ذرا بلبلون کے سنون
کہ ہوتے ہین بچھڑے ہوے ایکجا
مصیبت کی اور درد و غم کی سنین
کہ کلک بدیعا ہو پیکر خراب
بہت غم سے جی میرا گھبرا گیا
افیمی بھی پینک مین سب سو گئے
مرے منہ مین افیون کے قطرے جو آ
جگر پر کیے میرے وہ کار کرچ
کہ شب سے برے تباہی مرے
شب قدر کی شب سے پیدا ہے وہ
خجالت وہ زلف خوبان ہند
خجل آگے اسکے ہو زلفون کا رنگ
سیہ چشم کشمیر غیرت مین آنے
تو دشنام دو مین دعا کی قسم
کہ معشوق میرا ہے مار سیاہ
بھگا دے جو پینک مین ہو شیر نر
کہ پینک مین لکھ جاؤن اک داستان
خراب و سیہ مست و تر دامنم
کہ افیون کی ہے میرے دلکو ترنگ

زبان پر مرے ہے ترا نام خوش
کدھر ہے تو اے ساقی شب عذار
بس آگے نہین تاب کچھ ہو رقم
بنام خدائے بصیر و سمیع
کہ در وقت سعد و زمان سعید
جوانے فلک رتبہ عالی مقام
گل تازۂ بوستان جمال
رئیس و امیر و غریبا نواز
دُرِ درج دانش فلک بارگاہ
سمن ریق یکران تعبوتہ
نفق پوش پولاد گردن کشان
نمیقال کژدم آوارگان
بفطرت فلاطون یونان زمین
وہ لونڈی کہ نصرت ہوا جسکا نام
بت سیمتن پر وہ عاشق ہوا
وہ دخت شکر لب پری پیکرے
رغید طرحدار جادو نگاہ
وہ دولہن کہ ہو نور و تار وم شام
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
غضب کا نکھار اور ستم کی پھبن
وہ دست حنائی وہ پتلی کمر
وہ بانوی سحر آفرین لالہ فام
مہ چار دہ دیکھکر شرم کھائے
کہا اسنے اک روز اے مرد نیک
نداند ترا کس درین مرز و بوم

پلا ساقیا مجھکو اک جام خوش
کہ ٹھٹھے سے آئی چمن مین بہار
کہ پینک مین اب جھومتا ہے قلم
ہمین گفتہ بودہ است خواجہ بدیع
دہنگام نیک دادان حمید
جوانمرد و ہمدرد آزاد نام
شہنشاہ اقلیم عز و جلال
ز سر تا بپا خلق و انداز و ناز
مہ اوج بینش فلک پایگاہ
صحی نقال فندیق ناجوقہ
بسنجوق طمطاق پیل و مان
بنام ایزد آزاد آزادگان
بحکمت چو لقمان ابن یمین
کمر بستہ خدمت مین حاضر مدام
وہ عذرا ہوئی تو یہ وامق ہوا
بت لالہ رو سیمبر دلبرے
بت گلبدن غیرت مہر و ماہ
قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام
ملادون کی راتین جوانی کے دن
کسی نے نہ دیکھی تھی ایسی دولہن
وہ گوری کلائی وہ جادو نظر
بسان تدرو چمن خوشخرام
فرشتہ جو دیکھے تو ایمان لائے
کرون عقد گر مان لے بات ایک
ہمین یہ کہ منزل گزینی بروم

شنیدستم از مردم نامور
شہ روس بر روم یورش نمود
چہ باشد کہ بے حیلہ و ریو و رنگ
بلا عذر و حجت ازین مرز و بوم
نبرد آزما شور مردان کار
چو آزاد شد مطلع زین خبر
ندیم خردمند و فرخ نہاد
بفضل خدای بصیر و سمیع
بطلبید آزاد خاقان کلاہ
بسان بزرگان بدادیم پند
نصیحت کہ خالی بود از غرض
رسیدیم القصہ در ملک روم
طرب مسکن و پاک ملکے چنین
ز حوران فردوس آراستہ
چہ حسن گلو سوز زاہد فریب
بتان پری چہرہ جادو جمال
ز سر تا بپا عالم نور ہے
وہاں مجمع دلبران جہان
ہر اک شوخی و حسن میں بے نظیر
بروز مصاف اک یل نامور
ندیم پہلوان خواجہ بدیع
بڑھا فوج سے آگے مثل نقیب
سنی روسیوں نے جو آواز شیر
بیا ساقیا لالہ رو زاغ فام
اب آیا ہے جی بیٹھے بیٹھے ہے تنگ

کہ با تیغ و خنجر سنان و سپر
بوقتے گزین. بخبر روم بود
ہمین دم کنی باقبہ روس جنگ
ہمین دم شوی عازم ملک روم
کہ جنت بیابی پس کارزار
کمر بست فوراً بعزم سفر
ہمہ آن ندیم و عالی نژاد
من و سیہ نام خواجہ بدیع
ندیم چو من غیرت مہر و ماہ
کہ بشنو ز من نکتۂ سود مند
چو داروی تلخ ست دفع مرض
کہ آنجا نہ بینی یکے چند و بوم
ندیدہ کسے تا باقصائے چین
ہمہ خوبرویان نوخاستہ
ہمہ نازنینان طاؤس زیب
بحسن و بخوبی عدیم المثال
تجلی میں وہ رو کش طور ہے
ز ملک چگل تا بہ ہندوستان
غضب کی پھبن اور ادا دلپذیر
بڑھا فوج کے آگے جون شیر نر
نبرد آزماؤن میں سب سے منیع
رجز خوان بآواز حی الحبیب
لگے کانپنے روس کے سب دلیر
پلا دے مجھے ایک افیون کا جام
کہ آتی ہے آواز توپ و تفنگ

عدو کی جفائیں ستانے لگین
کہ حر ہو تو اے ساقی زاغ رنگ
سپہ شادیانے بجانے لگی
پیادے اور اسوار تننے لگے
خوشی سے پلا ساقیا اب افیم
کدورت مرے دل سے دھو ساقیا
وہ چینی کی پیالی وہ افیون ناب
افیم نخالص پلا ساقیا
سنو ایک شب کی یہ تم داستان
وہ جنرل نامی کہ ہے جس کی دھوم
ہزاروں پیادے ہزاروں سوار
جلو دار نصرت ہر اک گام پر
چلے سوی میدان شادی کنان
کہا سب نے پیل دمان ہے بڑھا
عدو کے عساکر میں ہلچل مچی
وہ فوج کا دل اور وہ کوہ رفیع
شپا شپ وہ آواز تلوار کی
وہ چھل بل وہ شوخی وہ اس کی پھبن
کہوں کیا میں اس اسپ کی خوبیاں
ذرا کل کو موڑے فلک پر ہوا
نہ کھاوے نہ پیوے نہ سووے کبھی
نہ ساپن نہ ناگن نہ بھونری کا ڈر
نہ حشری نہ کمری نہ شب کور وہ
وہ خواجہ بدیع کا اسپ سرنگ
لگے بہنے واں خون کے چشمہ سار

صدائیں جو نادن کی آنے لگین
کہ بے جام افیون نہیں قصد جنگ
جو نادن کی آواز آنے لگی
جو کمزور تھے غیر بننے لگے
کہ بھاگا ہے نامرد روسی غنیم
افیم سیہ رو کی پیالی دکھا
ملائی ہو جس میں ذرا سی شراب
ذرا خوب دھو دھا کے لا ساقیا
کہ جنرل خواجہ بدیع الزمان
ز ہندوستان تا باقصای روم
ہزاروں سمندان آہو شکار
وہ گھوڑے پہ نیزا وہ ضرغام پر
بڑھے سب کے آگے بدیع الزمان
ظفر بولی اٹھی مرحبا مرحبا
کہ کلے پہ ترکوں کی فوج آگئی
اکیلا اڑا اسپ سے خواجہ بدیع
وہ اٹھکیلیاں اسپ رہوار کی
پری تھی کہ گھوڑا بقول الحسن
پرندوں میں ہون کب محبوبیان
جو کہیے تو کہیے اسے بادپا
نہ ٹاپے نہ بیمار ہووے کبھی
ہر اک عیب سے وہ غرض بے خطر
نہ وہ کہنہ لنگ اور نہ منہ زور وہ
پری دیکھ کر جس کو ہو جائے دنگ
ہوئے قتل لاکھوں گروہ سوار

ہوے روسیونکے دہان سر قلم — پیادے مرے دس کرور اک پدم
کہا روسیون نے بصد رنج و درد — کہ ترکون نے ہمکو کیا گرد برد
ذکارا مین اسدم کہ خاموش باش — لگے روندنے روسی اپنی ہی لاش
ہوے ٹکڑے ٹکڑے وہ سینا بکار — پیادونکے دو اور سوارونکے چار
کہ اتنے مین ناگاہ دشمن کی فوج — کمینگاہ سے اُمڈی مانند موج
کمک کو جو آے سواران روس — بجے دونون جانب سے لشکر مین کوس
پلا ساقیا ساغر مشک بار — کہ ہی گرم ہنگامۂ گیر و دار
اجل پھر عدو کو ستانے لگی — پھر آواز توپونکی آنے لگی
دنادن کی ہین پھر صدائین بلند — اڑے ہوش اعدا کے مثل سپند
بڑی کشمکش کھا کر سپاہ جری — پھر افواج دشمن مین کھلبلی مچی
ڈپٹ کر جو جھپٹا بدیع الزمان — عدو کی طرف مثل سیل دمان
سوارون نے ہتھیار سب رکھدیے — تفنگ اور تلوار سب رکھدیے
اسیر بلا ہو گئے نابکار — کیے قید دس لاکھ چھبیس ہزار
ہوے جب ظفریاب خواجہ بدیع — بفضل خداے بصیر و سمیع
نقیبونکو بلوا کے یہ کہدیا — کہ نقار خانے مین دو حکم جا
کہ نوبت خوشی کی بجادین تمام — خبر سن کے یہ شاد ہون خاص و عام
یہ مژدہ جو پہونچا تو نقارچی — لگا ہر جگہ بادلہ اور زری
بنا شامیانہ نقار خانے کا سب — مہیا کر اسباب عیش و طرب
تصدق ترے جان و دل ساقیا — شب وصل مین ہی آفتابی تو لا
پلائی بہت تونے ایسون آب — ہو پینک یہ اسکی ہو بالا شراب
رہے دورۂ جام وہ درمیان — برابر لگین شیشے کو ہچکیان
مجھے وصل عشرت کی دارو پلا — کسیطرح مجھ نیم جان کو جلا
لپیٹے لگی جان سے عیش و نشاط — خوشی کا ہم دل سے ہو اختلاط
تو جب سے سب تیرے آسان ہو — سب انجام نصرت کا سامان ہو
جگر پر رہے داغ ہین مشعلدار — سوا آنکھوں کے نہ ہوا انکی نظارہ بہار

ہین اشک عشرت کے اب اسقدر — کہ ہون دامن آبرو تر بتر
مین قربان ترے ساقیا خوش شتاب — ملادے برانڈی مین افیون ناب
اٹھا ابر ساقی بہار آگئی — گھٹا گلشن دہر پر چھا گئی
گھٹا کالی کالی دھنک لال لال — کنہیا کے ابرو پہ جیسے گلال
بھر اب جام مین بادۂ پرتگال — بھرے رنگ سے تیغ کے مثال
بلائین مین لون تری ساقیا — بکھرن گو تیرے برنگ صبا
ہون گل گل شگفتہ مین پھر گل کے طور — کرون نغمہ سنجی مین بلبل کے طور
کہ اس جنگ مین اب یہ ہی بندوبست — کہ پھر ہو عدو ایک حملے مین پست
پھر اکدم مین روسی ہون لے تباہ — پھر اکدم مین دشمن نہین رو سیاہ
نصیبی مین دشمن کے لکھا ہو صاف — کہ بھاگیگا بے شبہ روز مصاف
اٹھا لنگر کشتی سے اٹھا — کہ ہوتی ہے اب جنگ بحری بپا
وہ فوجونکا مجمع لب جوئبار — وہ سبزہ وہ چشمہ وہ رنگین بہار
وہ ہر سمت توپ اور ہر سو تفنگ — وہ باجے ظفر کے وہ کوس اور سوے جنگ
وہ قرنا کی آواز وہ دھوم دھام — سپہ کا وہ غٹ اور وہ اژدحام
ادہر اور ادہر مورچے فوج کے — تماشے وہ دریا کے اور موج کے
ادہر توپ انداز مغز شگاف — ادہر فوج کا سک لیران قاف
صدا ایک روسی نے دی اے غنیم — تمہین ہے ذرا تو عقیل و فہیم
مقابل مین شیرونکے آتا ہے تو — ملارے گئے ہاتھی سے کھاتا ہے تو
جواب اسکا مین نے دیا برملا — کہ خاموش اے مردک بیحیا
مرے سامنے یون اکڑتا ہے تو — بھلا مجھسے کیا کھا کے لڑتا ہے تو
سکندر ہے اک میرا ادنی غلام — خدائی مین مشہور ہے میرا نام
مین ہون مرد کش رستم داستان — نہین کوئی دنیا مین مجھسا جوان
ہو لیکن الغرض فوجین آراستہ — ادہر ہم ادہر روس والے خستہ
لگے چلنے اتواپ اندھا دھند وان — زمین سے ہوا شور تا آسمان
ہو اگرم ہنگامۂ رستخیز — صدائین اٹھین فاقتلوا اور ستیز

برابر رہی ایک شب تک مصاف
ہوا صبح کو سارا میدان صاف

ہوئی نصب جھنڈی اور ہر مورچے
ادھر فتح کے شادیانے بجے

سنسار و سیون نے جو احوال جنگ
ہوا واقف اسیوقت ان سب کا رنگ

تجھے آفرین اے بدیع الزمن
کہ دشمن کو مارا بقول حسن

ہوئے دیکھ یہ حال حیران کار
کہ یہ کیا ہوا اے پروردگار

کوئی دیکھ یہ حال رونے لگا
کوئی غم سے جی اپنا کھونے لگا

کوئی بلبلایا سا پھرنے لگا
کوئی ضعف کھا کھا کے گرنے لگا

کوئی سر پہ رکھ ہاتھ دلگیر تھا
کوئی مبتلا ماتم کی تصویر تھا

رہا کوئی انگلی کو دانتوں میں داب
کسی نے کہا گھر ہوا یہ خراب

کسی نے دیے کھول سنبل سے بال
طمانچوں سے جوں گل کیے سرخ گال

کہاں چھپ رہا ساقی لالہ فام
بلوریں گلابی میں دے بھر کے جام

کہ میں پی کے بدمست و بیخود رہوں
سحر سے مسا تک برابر پیوں

ہے نام کے خوب ڈنکے بجے
کہو جاکے ساقی سے کمر سے بجے

انیسی کجا اور کجا رزمگاہ
کجا چانڈو باز اور کجا فوج شاہ

خوشا بیگ خواجہ پیلوان
خوشا بستہ اور بیم بے گمان

اگرچہ ہے رنگت میں کالی انیم
مگر سب نشوں سے ہے عالی انیم

تو احسن یہ کہتی ہیں سب رونمان
ہے رنگت میں کالا ہی وہ بیگمان

وہ مجنوں کی معشوقہ سیم بر
پریزاد و خوشرو و فرخ سیر

سیاہی میں تھی مثل افیون سیاہ
ملاحت میں تھی غیرت مہر و ماہ

سیہ نرگسیں اور مستی خراب
وہ ہندو نژاد و جادو بخواب

چھپا ہے کدھر ساقی گلبدن
کہ ہے جنگ سے چور میرا بدن

گلابی خدا کے لیے لا شتاب
پلا دے مجھے جام شیریں شراب

کہ یا آگئی نامور گلبدن
وہ مہ روز معشوق بستہ دہن

ہوا صید نخچیر تیر محن
برا عشق کا ہو بقول حسن

یہ کیا عشق آفت اٹھانے لگا
کہ دل کو مجھ سے چھڑانے لگا

ملا ہے مرے ساقی کو مجھ سے خلل
نہیں تو مرا دل ٹھکانے لگا

گلہ چشم خونبار کا کچھ نہیں
مرا دل ہی مجھکو ڈبانے لگا

نہیں مجھکو دشمن سے شکوہ حسن
مرا دوست مجھکو ستانے لگا

سنیں حال اب ان غنچہ خندہ خو
کہ ایک بت گلبدن خوبرو

زمرد کا مونڈھا چمن میں بچھا
وہ بیٹھی عجب آن سے دلربا

گرز ان پہ اک پاؤں کو دھر لیا
اور اک پاؤں مونڈھے سے لٹکا دیا

نہ پوچھو اسکے پائے نگارین کا حال
زبان تھا وصف میں جس کے لال

کفک اور فندق سے لالہ کو داغ
ہوا ایسی کیفیت پائیں باغ

طلائی گرشہ اور کفک کا وہ رنگ
سنہری شفق جسکو ہو دیکھ دنگ

جواہر کے چھلے بھرے پور پور
زری کی کنگنی جیسے مخمل پہ نور

خماری وہ آنکھیں وہ انگڑائیاں
وہ جوبن کے عالم کی سرسائیاں

جوانی کا موسم شروع بہار
وہ سینے سے انگیا کا ابھار

خواص ایک حقہ لیے تھی کھڑی
کہ لال رنگ کی پٹی تھی اسمیں پڑی

وہ شیشے کا حقہ مرصع کا کام
مغرق زری کا وہ نیچہ تمام

لب نازک اور وہ منہال مہر
لگائے تھی پر دیے دو جگر

ادھر اور ادھر ہر طرف تھی نگاہ
کسی کی کوئی جیسے تکتا ہو راہ

خواصیں کھڑی تھیں سب گرد و پیش
جو تھیں اپنی مہدی پہ حاضر ہمیش

کوئی مورچھل لیے اور کوئی پیکدان
کوئی لے چنگیر اور کوئی پاندان

رسیلی چھبیلی کوئی شنگ و چست
لباس اور زیور سے ہر ایک درست

کھڑی نیچی آنکھیں کیے باادب
اسی شرم سے تھا قیامت غضب

کئی ہمدم اسکی جو تھیں ہمنفس
بچھائے ہوئے کرسیاں پیش و پس

برابر ادھر اور ادھر
وہ گرد اسکے بیٹھی تھیں یکدگر

سماں اس گھڑی کا کہوں کیا میں آہ
ستاروں میں تھا جلوہ گر ایک ماہ

غزل

بعد حمد چون اما بعد بر میگوید اسعدک اللہ تعالےٰ فی الدارین کہ معشوقہ مہر سپہر ستم برای وزن بیت کم خم بی ضیا بیگم زاد عفتہا وہ محبوبہ سیہ تاب وسنبل رو کنعیا آبرو ہین کہ اگر من بدیعا ہزار بار جی کرے تو بھی ایسی دلھن نہ ملے اس پریرو مین اسقدر اوصاف ہین کہ بس گو ملو کا معاملہ ہے ایک صفت ہو تو بیان کرون دو صفتین ہون تو عرض کیجائین تین صفتین ہون تو کہ چلون ۔ چار صفتین ہون تو معرض بیان مین لاؤن جب اس قدر صفات حمیدہ ہون جس قدر ریت کے ریزے اور آسمان کے تارے اور دنیا بھر کے آدمیون کے سر کے بال اور درختون کے برگ و نہال کی چھال اور ربانی کے حباب اور شعاع آفتاب تو پھر حیز بیان سے خارج اور حیطۂ التماس سے باہر کیونکر نہو ۔ ضیا بیگم کو خدا بخشے (ماشاء اللہ) کیا دی ہے؛ انکا دم بھی غنیمت ہے اور لطف یہ کہ ایک یہ اور ہزارون بلکہ لاکھون ۔ ای توبہ حضرت کرورون آشنا جیسے ہونگے ضیا بیگم کا عاشق زار ہے ۔ اسی لیلی سیہ فام پر دل و جان سے نثار ہے ۔ جو ہے انھی کی بلائین لیتا ہے اور دعائین دیتا ہے ایسی پیاری معشوقہ دیکھی نہ سنی سانولی رنگت سیاہی ہرن موسے جھلک رہی ہے چہرے سے لیلۃ القدر کی ضیا چمک رہی ہے اور کرو رحسن کا ایک حسن تو یہ ہے کہ نجانب کی زوجہ مکرمہ ہین (ماشاء اللہ) جناب والدہ کی بھی بدیعا نے اس درجہ خاطرداری اور تعظیم نہین کی تھی ۔

سامعین ۔ آفرین ۔ آفرین مرحبا خواجہ بدیع ۔

راوی ۔ یہ آواز جو بلند ہوئی تو بعض انہی جو پینک مین اونگھتے تھے چونک پڑے دو ایک مارے ڈر کے بھاگنے کو تھے سب ہکا بکا کہ یہ آواز کہان سے بلند ہوئی ۔

الغرض خواجہ صاحب کی بڑی تعریف ہوئی کہ اپنی زوجہ مکرمہ بی ضیا بیگم کی مان سے زیادہ تعظیم کرتے تھے جب اور افیمیون نے سنا تو وہ بھی مداح ہوئے اور متفق ہوکر سب نے کہا واہ برادر کیون نہو ۔ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

وہ نام کیا کہ باید و شاید ۔

ایک ۔ اجی کل افیمیون کی ناک رکھ لی ۔

دوسرا ۔ درین چہ شک ۔ اسمین کیا فرق ہے ۔

تیسرا ۔ مگر کوئی اب افیم کو برا کہے تو ہمارا ذمہ ۔

چوتھا ۔ برا کہے اہو نہہ !!! اجی سب کے سب افیمی ہو جائین تو بھی وہ کام کیا ہے انھون نے ۔

پانچوان ۔ مگر یار ایک خرابی ہوگی ہان ۔!!!

چھٹا ۔ وہ کیا خرابی بھی تو ہم بھی سن لین ذرا ۔

جواب ۔ یار افیم مہنگی ہو جائیگی گران بکیگی ۔

ایک ۔ تمھارے منہ مین خاک ۔ ای لعنت خدا ۔

دوسرا ۔ ع ۔ مزن فال بد کاورد حال بد ۔

تیسرا ۔ یہ نابکار اس قابل نہین کہ افیم پیے ۔

چوتھا ۔ افیم کا دشمن مہنگا ہو ۔ افیم مہنگی ہو جائیگی ۔ ہونہہ ۔ مہنگی کیون ہو جائیگی جب امیر رئیس حاکم محکوم سب پینگے تو چین سے زیادہ مانگ ہوگی ہر ملک مین افیم ہی افیم کھیتون مین برابر بوئی جائیگی ۔

خوجی ۔ سنین سب افیمی اس شخص نے ایک اعتراض بدولت واقبال بر کیا ہے کہ افیم ہمارے سبب سے گران بکیگی اکثر افیم دوست بزرگون نے اس کا جواب دیا ۔ مگر علمی جواب نہ تھا اب علمی جواب ہم سے سنو اس کے کلام کا

لب لباب یہ ہی کہ جب لوگ کثرت سے افیون کے شائق ہونگے تو گران بکنے لگیگی کیونکہ جس شے کی مانگ زیادہ ہوتی ہی وہ گران بکتی ہی۔ سلمنا۔ یعنی تسلیم کیا ہمنے اس بات کو مگر کیا خاصہ جواب ہے۔

سامعین۔ سبحان اللہ کیا جواب ہا ہی۔

راوی۔ بہت ہی خاصے اس وحشت کے قربان جواب ابھی سنا ہی نہین اور تعریف کے پل باندھنے کا تا اور لے دوڑی خیر خواجہ صاحب نے اسکے کلام کی یون تردید کی۔ جواب یہ ہی کہ سب سے زیادہ ضرورت دنیا مین غلے کی ہی۔ غلہ کیا یعنی گیہون گندم اور چاول برنج اور دال از قسم خورش اور گوشت لحم اور ترکاری بقولات اور چنا نخود اور یونڈا یا گنا نیشکر۔

راوی۔ غلہ کا لفظ اسقدر ادق تھا کہ جناب خواجہ صاحب کو سمجھانا پڑا کہ غلہ گیہون اور چاول اور دال کو کہتے ہین اور اس ذکاوت کے صدقہ کہ گیہون اور چاول اور ترکاری اور گنے کا ترجمہ کرتے گئے اُردو دان لوگ کم تھے لہذا فارسی اور عربی مین ترجمہ کیا واہ گیدی کیون نہو اسکے بعد یون فرمایا دنیا مین جسقدر ضرورت غلہ کی ہی اسقدر اور کسی شے کی ضرورت نہین ہی اگر فروخت اور مانگ کی کثرت سے اشیا گران ہو جایئن تو غلہ بھی اب تک گران ہو جاتا مگر اسقدر ارزان ہی کہ جولاہے اور تیلی اور خاکروب اور کوری اور چمار سب خریدتے اور کھاتے ہین وجہ یہ کہ جب لوگون نے دیکھا کہ غلہ کی ضرورت زیادہ ہی تو غلہ زیادہ بونے لگے جب غلہ زیادہ بویا گیا تو ارزان ہو گیا اسیطرح جب افیم کی خواہش ہوگی تو غلے کی مثل بوئی جائیگی اور سستی بکیگی

سامعین۔ اعجاز اعجاز۔ واہ برادر واہ۔

ایک۔ کرامت ہی تقریر نہین ہی یہ۔ یہ کرامت ہی۔

دوسرا۔ اجی ہمارے تو اس فن کے خدا ہین یہ۔

تیسرا۔ خدا نہین بلکہ اس فن کے پیغمبر اور اوتار۔

راوی۔ اللہ اللہ اسقدر درجہ بڑھا دیا ہی۔ خدا نہین بلکہ اوتار اس ذکاوت کے نثار ایسے افیون نوشی کے علاوہ محقق بھی زبردست ہین اللھم زد فزد۔

اب سُنیئے کہ جس شخص نے یہ خرابی بیان کی تھی کہ افیم گران ہو جائیگی اسکو لوگون نے ذلیل کرنا شروع کیا اور کہا اس جواب سے تمہر سیکڑون جوتے پڑ گئے خبردار اب افیم کی نسبت کوئی کلمہ بد زبان سے نہ لانا اسنے مجبور ہو کر خواجہ صاحب کے پاس جا کر انکے ہاتھ جوڑے اور کہا خداوندا قصور ہوا مین بھی افیمی آپ بھی افیمی فرق اتنا البتہ ہی کہ آپ افتخار الافیونیان ہین اور بندہ ننگ افیونیان ہی مگر از بزرگان خطا و از خردان عطا۔

راوی۔ ماشاء اللہ کتنی ٹھیک مثل یاد ہی خیر خواجہ صاحب نے کہا کہ یہ شخص اسقدر منت و سماجت اور گریہ وزاری اور فروتنی اور انکسار کے ساتھ میری درگاہ مین کہ مین اس فن کا خدا اور پیغمبر ہون التجا لایا مین نے اسکو معاف کیا گو مین وہ شخص ہون کہ اگر اپنے لیے مابدولت و اقبال کا جملہ بھی استعمال کرون تو می زیبد۔ مگر انکسار مانع ہی مین تو اپنی زبان سے یہی کہونگا کہ مین بالکل ناچیز ہون اور ذرۂ بیمقدار ہون اور اراذل خلائق اور رو سیاہ اور بدترین مخلوقات اور اضعف العباد اور ہیچمیرز اور ہیچمدان اور کج مج زبان اور ژولیدہ بیان ہون مگر دنیا جانتی ہی کہ مین

کون ہون اور کیا ہون مین اپنی زبان سے تو یہی کہونگا کہ مین بالکل حقیر ہون مجھے معرکے پہلوان نے اُٹھا کے دے مارا تھا اور مین جان گیا پٹ کے آیا گو دنیا واقف ہی کہ خواجہ بدیع الزمان ساری خدائی کے پہلوانونکا سرمایہ ناز اور ذریعۂ اعزاز ہی مگر اپنی زبان سے مین کیون کہون مین تو یہی کہونگا کہ بوا زعفران نے جھٹ سے مجھے چھتیا لیا یہ نہ کہونگا کہ بوا زعفران افیون رنگ ہین اور اس مشابہت رنگ نے مجھے کہین کا نہ رکھا اُسنے جو جو سختیان کہین سب اُٹھائین مگر وا رے مین اف تک نہ کی۔

سامعین۔ خدا بخشے آپکو کیا کہنا ہی اُستاد۔

ایک۔ پٹ گئے اور اُف تک نہ کی یہ انکسار۔

دوسرا۔ ہمارے ہادی حضور خواجہ صاحبنے مار کھائی مگر افیم کے لڈو کے سبب ذرا اف تک نہ کی اسکے یہ معنی کہ گو پہلوانی مین برق اور یادگار ہین مگر جوتی خوردنکے بھی سردار ہین۔

سامعین۔ ع۔ آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔

راوی۔ خواجہ صاحب کی اسدرجہ تعریف ہوئی کہ اگر جامے مین پھولے نہ سمائین تو سے زیبہ۔ اب اس سے بڑھکر خوجی کی تعریف کیا ہوگی کہ جوتی خوروںکے سردار ہین باوصف شجاعت وجوانمردی جوتے کھاتے ہین مگر کسی کو ضرر نہین پہونچاتے ہین لیکن ہم تو اس صفائی کے قائل ہین کہ کس مزے سے اپنی سوانح عمری بیان کی ہی مانتا ہون استاد فرماتے ہین کہ گو ہم پہلوان ہین مگر ہم تو یہی کہینگے کہ بوا زعفران نے ہمکو چھتیا لیا گویا انمین کچھ شک بھی ہی اس فقرہ پر بے اختیار ہنسنے کو جی چاہتا ہی اور وہ بھول گئے کہ لوگ آپکو کانجی ہوس دکھلاتے تھے کانسٹبل نے للکارا تو حوض مین گر پڑے اور جہان لگے بلبلانے اور بلبلے اُٹھنے لگے: آئے۔

اسکے بعد خواجہ صاحب نے یون تقریر کی اور سنین برادران افیم دوست کہ من بدیع اگرچہ اپنی شان مین بہت کچھ کلمات توصیف کہہ سکتا ہی مگر جب کبھی یہ کہیگا کہ بدیع کچھ کہتا یا عرض کرتا ہی تو یون ادا کریگا کہ من بدیع اسوقت یہ جھک مارتا ہی اور جب اپنا ذکر کرونگا تو یون کہونگا کہ مین پاجی ہون مین شریف نہین ہون چنانچہ ایکبار آزاد پاشا سے کہہ چکا ہون کہ مین پالتو والا ہون یعنی مین یہ چاہتا ہون کہ میری حقارت مشہور رہو نہ کہ امارت سنین سب بزرگان وبرادران افیم دوست کہ مین اپنی شہرت نہین چاہتا مگر تشہیر ہونا چاہتا ہون تاکہ میرا نفس مغرور نہ ہو اور ہمیشہ مجکو ملامت کرتا رہے۔

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو کیا مارا
نہنگ واژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

سنین سب برادران افیون دوست۔ سب سے بڑا ریاض اور سب سے بڑی ریاضت سب سے بڑی نفس کشی ہی جسنے اپنے نفس کو مارا وہ بندۂ مقبول خدا ہی۔ اب مقام غور ہی کہ افیون سے زیادہ بہتر ذریعہ نفس کشی کا اور کیا ہی۔ کوئی نہین کیسا ہی سرکش اور مغرور اور متکبر آدمی کیون نہو ایک قطرہ حلق سے اترا اور منکسر مزاج ہوگیا۔ اس زمانے مین عجز وانکسار بڑی قیمتی اور نایاب شے ہے۔ ذرا اڑائیے اور گئے گذرے ذرا سی ٹیڑھی بات کی اور دم مر لئے گئے کسیکو ایک دھول لگائی اور چالان ہوگیا اور مجسٹریٹ نے معاً دس روپیہ جرمانہ کر دیے یا دو مہینے کی قید سخت اب بیٹھے ہوے چکی پیس رہے

ہین جلکیا گھر گھر۔
سامعین۔ اس ظرافت کے قربان واہ خواجہ بدیع الزمان شجاعت اور بسالت کے علاوہ بذلہ سنجی مین فرد ہین حضور۔
ایک۔ بڑے پکے ظریف اور ہنس مکھ آدمی ہین۔
دوسرا۔ منھ پر کہنا تو خوشامد کرنا ہی درجۂ اول کے مسخرے ہین یا یہو کہ تمسخر ان سے پیدا ہوا ہی یہ مسخرے اور انکے باپ مسخرے۔
خوجی۔ یہ سب آپ لوگونکا حسن خلق ہی ورنہ من

آنم کہ من دانم مین خوب جانتا ہون ؎

زیور ہین خود ستار کے نے زیب تن کرے || اتنی گلی بانی بشر اِدھر کے نہ اُدھر کے

من بدیع الزمان ان کلمات کو آپ کی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون کل اناء یترشح بما فیہ

از کوزہ ہمان برون تراود کہ در وست

سامعین۔ اگر ساری خدائی کے کھیت پوست کے کھیت ہو جائین اور ہر کھیت سے نوے کرور قلم اور نوے کرور دوات بنین تو بھی آپ کی ثنا وصفت کا شمہ ادا ہونا مشکل ہو جائے۔
خو۔ اے برادران افیون دوست اگر ایسے کلمات کہیے گا تو مین مغرور ہو جاؤنگا۔ من بدیع ہیچ مدانست و ہیچ ندانستہ شدہ بودہ است ہمہ مردمان کہ نمک کشندہ احسان آن مہ بر گردن پدر بدیع الزمان۔
سامعین۔ حضور کی زبان سے اوصاف و محاسن معشوقۂ پری چہرہ بی جینیا بیگم سننا چاہتے ہین اگر تکلیف فرما کر حضور پُرنور کچھ فرمائین تو زہے نصیب۔
خوجی۔ مین فرط انکسار سے اپنے کو اس خطاب کے قابل نہین سمجھتا کہ آپ میری نسبت فرمائین کا لفظ استعمال کرین مگر ہان یون کہیے کہ تو جھک مار۔
سامعین۔ تو جھک مار۔ اللہ رے انکسار۔
خوجی۔ دا گر کر مین وہ مرد شیر دل ہون جسنے میلون غا یعنی رن کی زمین مین کرورون کو نیچا دکھایا اور لاکھونکو خانمان خراب کیا اور بدمعاشون کے سر اسطرح تن سے اُڑا دیے جیسے بھٹا مین وہ ہون ؎

منم فخر ہندوستان بلکہ دہر || منم افتخار ہر اک ملک و شہر
منم آن کہ از خنجر آب دار || تہ تیغ کردم ہزاران سوار
منم آن یل پیل تن ذیوقار || کہ از ہستیم لرزد این کوہسار
بیک ضربت تیغ خاراشگاف || دو کردم عدو را ز سر تا بناف
بدیعا توئی خواجۂ خواجگان || یل نامور فخر ہندوستان
نبیرہ منم دخت افراسیاب || برہنہ ندیدہ تنم آفتاب

سامعین۔ کیا برجستہ شعر پڑھا ہی بارک اللہ بارک اللہ
ایک۔ یہ بھی انکسار ہی ورنہ منیزہ سے بڑھکر انکی حیا کا شہر مین تذکرہ ہی۔ وہ کیا تھی اسمین کون بات تھی جو ان مین نہین۔
سامعین۔ کیا بات کہی ہے حضور تو مجموعہ ہین ظرافت اور فصاحت اور لطافت کے افیمیو۔ فخر و مباہات کا مقام ہی افیمیو۔ ناز کرنیکا مقام ہی کہ ایسے شیر مرد دریا دل۔ باذل لطیفہ گو تمھارے ہادی اور پیشوا ہین۔
ایک۔ یہ اس قابل ہین کہ ڈبیا مین بند کر دین انھین
دوسرا۔ ڈبیا۔ ! افسوس اگر انکی خاک لیکر جائین اور اسکا تعویذ بنائین تو بھی سزد۔ یہ تو اس فن کے خدا ہین
خوجی۔ اے برادران سنو داستان از زبان بدیع الزمان

که میرا نفس ایسے سخنان سے مغرور ہو جائیگا۔
سامعین - اے سبحان اللہ کیا قافیہ بولے ہین آپ
برادران اور داستان اور سخنان اور کیا جانے ام غلمان
راوی - کیا خوب ایک سے ایک بڑھا ہوا ہے ؎

وزیرے چنین شہریاری چنان	جہان چون نگردد قراری چنان

خوجی - قافیہ کا تو مین قافیہ تنگ کر دینے والا آدمی
ہون - مگر میرے مزاج مین انکسار ہی - مین شعر کے
بحر مین غوطے کھاتا ہون لیکن میرا بیت کہنہ ہے سنئین
برادران افیون دوست کہ مین نے اسوقت تلازمے
فن شاعری کے کہے قافیہ کا قافیہ تنگ شعر کے بحر مین
غوطے کھانا بحر کے معنے سمندر اور عروض مین بحر جسکو
کہتے ہین سب جانتے ہین اور مین نے جو کہا کہ بیت
کہنہ ہی تو بیت کے معنے دو ہین گھر اور شعر - من بدیع
نے بے سوچے ہوئے اتنے الفاظ تلازمہ آگئے مگر
پھر بھی غرور نے دل مین جگہ نہین کی ہے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد	بزندان لعنت گرفتار کرد

مثلاً پان کا تلازمہ کوئی بولے ہم جواب
دینگے -
ایک - حضور تو میدان جنگ سے بھی سرخرو آئے -
خوجی - وجہ یہ کہ جنگلے کے ہم رہنے والے ہین
دوسرا - مگر ایسا نہو کہ نیچے لم لگائین حضور کو -
عجبی - یہ چکنی چپڑی باتین کام نہ آئینگی میان -
جواب - آپکے گھر کی چار دیواری مین چونا لگا ہے
اور چونے سے سفیدی ہوئی ہی گھر مین تیرا پایا رکھا تھا -
خوجی - ہشت - بالکل بے تکی کہی اسنے -
سامعین - بکمال دو اس بے تکے کو خداوند حضور
کا مقابلہ - کیا مجال - اے لاحول - توبہ توبہ -
خوجی - نابابا - ثنای من مگو - من بدیع کہ از ہمہ ہر یعنی
از ہر ہمہ در افیون بازی یکتا ہستم مگر میدانم کہ بندہ
حقیر است اگرچہ در ملک مصر کہ منسوب بہ پہلوانان است
ہمہ مردمان آنجا خوب منظر پہلوانان ہستند بندہ
در ہوٹل پہلوانے را - مگر تم لوگ تو فارسی سمجھتے ہی
نہین - مطلب یہ کہ مصر وہ ملک ہی - جہان سب پہلوان
ہی پہلوان بستے ہین - مگر اتفاق سے مین نے ان سبکا استاد
کو اٹھا کے دے مارا - مین آپ جانئے - بڑا استاد
اکھاڑے مین جیسے ہی وہ آیا - مین خم ٹھوک کر کھڑا
ہوگیا - وہ دیو مین مرا ہوا آدمی -
سامعین - واہ رے عجز اور اُف رے انکسار!!!
آپ مرے ہوے آدمی ہین اگر ایسے ہی دو ایک مرے ہوے
آدمی اور ہون تو پھر پہلوانون کی کھان ہو جاے
خواجہ آفرین صد ہزار آفرین -

آفرین خواجۂ بدیع زمان	ہمچو تو کس ندیدہ است جہان

خوجی - کل اناء یترشح بما فیہ -
ایک - حضور عربی خوان بھی ہین اے سبحان اللہ
دوسرا - اس مین کیا تعجب ہی - وہ زبان کون
ہے جو نہین جانتے - فارسی - عربی -
ترکی سیستانی - مازندرانی - اردو -

تیسرا - اردو - اردو لونڈی ہے انکے
گھر کی -
چوتھا - لونڈی! لونڈی کی لونڈی کہو صاحب -
پانچواں - میاں یہ سب چنیا بیگم کے دم کا ظہور اہو دگر
ہیچ چنیا بیگم عجب خوبرو پاکیزہ خو برق دم پری جسم نگار
رعنا ہین -
خوجی - اس شخص کی زبان چومنے کے قابل ہو -
سامعین - جھک کے سلام کر ادب کے ساتھ -
خوجی نے کہا ہم مین اور اور افیمیون مین فرق زمین
اور آسمان کا ہو وجہ یہ کہ ہم تو چانڈو باز زادے ہین کیونکہ
اینجانب کے پدر بزرگوار سلمہ اللہ تعالے اسی نشے کی کثرت سے
راہی ملک عدم ہوئے -
راوی - اے سبحان اللہ خدا جانے حضور کے پدر بزرگوار
کب مرے کہ پھر بھی آپ ابھی تک سلمہ اللہ تعالے ہی
کہے جاتے ہین -
خوجی - اور دادا جان قبلہ بھی چنیا بیگم کے عاشق دلدادہ
تھے انکے بعد والد عاشق ہوئے انکے بعد بندہ درگاہ
سامعین - ع - اگر پدر نتواند پسر تمام کند -
ایک - حضور بلوگ تو بس ایک ہی پشت کے افیمی اور
چانڈو باز ہین ہم آپکے سامنے بھلا کس گنتی مین ہین -
دوسرا - یہ حضور کے دم کا سب ظہور اہو -
خوجی - بھئی نقل ہے سنین سب مردان افیون دوست
کہ ایکروز بازار نخاس مین ایک شخص بوم صفت چند رو
نے ایک چڑیمار سے ایک الو کے دام پوچھے کہا آٹھ آنہ اسی کے
پاس ایک اور چھوٹا الو بھی تھا پوچھا اسکی قیمت کیا ہو کہا

ایک روپیہ - تب تو گاہک نے کان کھڑے کیے اور کہا - این
اتنے بڑے الو کے دام آٹھ آنے اور اس ذرا سے جانور کا
مول ایک روپیہ - چڑیمار نے کہا - آپ تو ہین الو اتنا نہین
سمجھتے کہ اس بڑے الو مین صرف یہ صفت ہو کہ یہ الو ہو اور
اس چھوٹے مین دو صفتین ہین ایک یہ کہ خود الو ہو دوسرے
الو کا پٹھا ہے -
سامعین - تعریف کا دونگڑا برسا دیا -
خوجی - تو سنین سب برادران کرم من ہم بھی صرف الو ہی
نہین بلکہ الو کا پٹھا ہو -
راوی - اس مین کیا شک ہو کسی مردود ہی کو شک ہوگا
سامعین - اللہ رے انکسار اور اف رے تیری عاجزی
خوجی - جی انکسار کے یہ مدارج کوئی پا سکتا ہو لوگ فرط عجز
سے اپنے کو ہیچمدان ہیچمیرز خاکسار خادم بندۂ احقر اذل خلائق
اضعف لکھتے ہین مگر بندہ اپنے کو جب لکھتا ہو الو کا پٹھا لکھتا ہو
ایک - ہم آج سے اپنے کو الو کی دم فاختہ لکھینگے -
دوسرا - ہم اپنے نام کے ساتھ چوہڑیکا لفظ لکھا کرینگے
آج سے ہم انکسار سیکھ گئے -
تیسرا - ہم تو جاہل آدمی ہین مگر جب اپنا نام لینگے
تو گدھے کا لفظ ضرور بڑھا دینگے - چاہے جو ہو -
چوتھا - ہم اپنے دستخط یون کیا کرینگے - بچہ لورو سیاہ کبو
پانچواں - کوئی اپنے نام کے بعد عفی عنہ لکھتا ہو کوئی
عفی اللہ عنہ - ہم دام دوزخہ اور دام جہنمہ لکھینگے اسکے
یہ معنے کہ ہم اپنے کو بندہ گنہگار سمجھتے ہین اور اس فہمید
کے سبب سے امید نہین رکھتے کہ ہماری قصور معاف
ہون اس سے زیادہ انکسار خدا کا نام ہے -

فوجی ۔ ایہا السامعین ۔ من بدیع الزمان اوسکے چچا نے جو جو کام کیا کوئی کرے تو جانین اور جو جو مصائب برداشت کیے کوئی برداشت کرے تو ٹانگ کی راہ نکلجاین کوہستان کو ہم نے کاٹا اور بڑے بڑے پتھر اٹھا اٹھا کر دشمن پر پھینکے ایک روز چالیس من کا ایک پتھر ایک ہاتھ سے اٹھا کر روسیون پر مارا تو دو لاکھ پچیس ہزار ہاے آٹھ آدمی چلکے مر گئے ایک ۔ کیا خداداد زور ہے ۔ ان دبلے ہاتھ پاؤن پر یہ طاقت !!! اللہ رے انکسار ۔

خوجی ۔ (مسکرا کر) کیا کہا دبلے پتلے ہاتھ پاؤن اے تیری قدرت ۔ ع ۔

شعر گفتن سہل باشد شعر فہمی مشکل ست

یہ ہاتھ پاؤن دبلے پتلے نہین ہین مگر بدن چور ہے یہ بھی اللہ کی دین ہے دیکھنے مین تو معلوم ہوتا ہے کہ مرا ہوا آدمی ہے مگر کپڑے اتارے اور دیو معلوم ہونے لگا اسیطرح میرے قد کا بھی حال ہے کہ گنوار آدمی دیکھے تو کہے پستہ قد ہے مگر اس فن کے بصر خوب جانتے ہین کہ مین کس درجہ کشیدہ قامت آدمی ہون اور روم مین (مسکرا کر) مجھے کہتے ہوے ہنسی آتی ہے روم مین دو ایک گنوارون نے جب مجھے بونا کہا تو بے اختیار ہنسی آگئی ۔ یہ خدا کی دین ہے کہ ہون تو مین دراز قد ۔ بالا بلند ۔ مگر کوئی کلجگ کی کھونٹی کہتا ہے کوئی بونا بتاتا ہے ہون موٹا تازہ سنڈا بنا ہوا اگر جو لوگ بصر نہین وہ سمجھتے ہین نازک بدن ہے ہون شریف زادہ اور خود شریف ابن شریف ابن شریف تین پشت تک کا حال معلوم ہے کہ شریف زادہ ہون آگے پتا نہین چلتا بااینہمہ شرافت جو لوگ ناواقف ہین دیکھتے ہی کہتے ہین کہ یہ کوئی پاجی ہے صورت سے پاجی پن برستا ہے

مگر سیرت اللہ نے وہ دی ہے کہ کسی شریف کے باپ کو بھی نہین نصیب ہوئی عقل اسقدر کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہ افلاطون اگر زندہ ہوتا تو شاگردی کرتا اور لقمان زانو سے ادب تہ کرتا یونان کے حکیم جوتیان من بدیع کی سیدھی کرتے مگر اسکی زری کے صدقے جو دیکھتا ہے کہتا ہے یہ شخص گدھا ہے اسکو عقل کہان ایک شخص نے مصر مین کہا کہ خواجہ بدیع تو عقل تقسیم ہونے کے وقت غیر حاضر ہو گئے تھے دو سر ابولا بیچارے بالکل سادہ لوح عقل سے خارج ہین اور مین دل ہی دل مین ہنستا ہون کہ اللہ کی کیا دین ہے کہ بنایا عقل مجسم اور یہ لوگ گدھا سمجھتے ہین ۔ اس بندہ نوازی کے قربان واہ میرے مولا واہ ۔ صدقے اس بخشش کے ۔

خواجہ بدیع الزمان صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ اکڑ کر کہا سنین سب برادران افیون دوست کہ نفس کشی جس سے من بدیع نے یہ درجۂ اعلیٰ حاصل کیا کیا شے ہے اور اسکے فوائد کسقدر ہین واضح ہو کہ نفس کشی کے یہ معنی کہ اپنے نفس کو کش کرے یعنی فعل کش ماضی مطلق ہے مصدر اسکا کشیدن ۔

راوی ۔ جھوٹے کی ایسی تیسی ۔ کہو مبش باد ۔

سامعین ۔ سبحان اللہ آمدنامے تک پر حاوی ہین

راوی ۔ جیسے کچھ آمدنامے سے ادق اور مشکل کتاب کو بالکل محو کر لیا ہے ۔ کش ماضی مطلق ہے کشیدن کا اے بیچارے

خوجی ۔ نفس کشی کے معنے نفس کا مارنا ۔ مین نے آمین وہ ملکہ بہم پہونچایا ہے کہ تم لوگ سنکر دنگ ہو جاؤ گے یہ سر جو دیکھتے ہو یہ من بدیع کا سر نامبارک ہے کیونکہ مین اس سر کو گو وہ مبارک ترین سہی نامبارک ہی کہونگا اور یہ بھی

انکسار اور نفس کشی ہی - خیر یہ سر اپنا مبارک سر جو تم دیکھتے ہو
ہو سپر گرسے کر سو دھولین تو نہ پڑی ہونگی ہزار چپتین
بھی نہ لگی ہونگی گر قسم لو جو ذرا اُف بھی کی ہو -

سامعین - یہ تو کوئی تعریف کی بات نہین ہی دھولین
کھاتے کھاتے آپکو مشق ہو گئی -

خوجی - اچھا - سلما - یعنی تسلیم کی من بدیع نے یہ بات
کہ دھولین کھاتے کھاتے مشاق ہو گئے مگر اسکا جواب
کیا کہ ابتدا ابتدا مین تو کھوپڑی اسکی عادی نہ تھی کہ چپت گاہ
بنائی جائے - جب سقراط نے ریاضت کیا اور اتنی افیم پی تب
تو یہ بات حاصل ہوئی کہ اگر کوئی شخص جوتون سے
سر نا مبارک من بدیع کا پیٹے تو چون نہ کردن اور یہ درجہ
ہر انہیں نہین حاصل کر سکتا ہے -

شرح مجموعہ گل مرغ سحر داند و بس
کہ نہ ہر کو ورقے خواند معانی دانست

علاوہ برین یہ بات بھی فرط انکسار سے حاصل ہے
کہ اگر کسی نے گالیان دین تو خوش ہو گئے - کسی نے کہا خواجہ
بدیع گدھا ہی - ہنسکر جواب دیا کہ صرف وہی نہین بلکہ من
بدیع کے والد بزرگوار بھی ایسے ہی تھے اور دادا جان بھی ایسے ہی
تھے جی یہ بات حاصل ہونی دل لگی نہین ہی - بس اس انکسار
سے من بدیع نے اپنے باپ کی روح کو بھی شاد کر دیا -

راوی - ہونہار پیدا ہوئے ہو کہ باپ کو بھی ایسے وقت پر
یاد کر لیا کرتے ہو - شاباش -

خوجی - مگر رحمدلی اور نیکی اور انکسار کے ساتھ اینجانب
جری بھی پہلے سرے کے ہین اور چونکہ سپاہی آدمی ہون
بات کی تاب نہین - ادھر کسی نے اعتراض کیا ادھر ہم نے
جانا تا جڑا سے

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

کسی نے ذرا ٹیڑھی بات کہی اور ہم نے سیدھا بنایا
او گیدی جاتا کدھر ہی - الانا قرولی - الانا قر انیچو [illegible] کے
نامی پہلوان کو مارا چاروں شانے چت - افیمی کمزور ہوا
کرتے ہین مگر یہ بات کسی افیمی مین دیکھی نہ سنی اور صاف یہ ہے کہ
گو جناب والد بھی تو ہون افیم پیتے اور دن بھر چانڈو کے چھینٹے
اڑایا کرتے تھے اور ساقیونکی دکانو پر چلبلین بھرتے تھے مگر یہ
جرأت انکی ہی نہ تھی - بندہ گرد ہا مین کنول پھولا ہی ع

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

نہین برادران افیون دوست و شائقین سرع
پوست کہ اس زمانے مین افیمی اور چانڈو باز منہا ملیل
انسانیت ہے اسکی وجوہ موجود سنئے -

ا - اول تو چانڈو پینا بغیر اسکے کہ انسان لیٹ جائے
امر محال ہی اور ظاہر ہے کہ جس شے کی ابتدا لیٹنے
کی ہو وہ انتہا کے انکسار سے مملو ہی کہ اپنے کو گرا دے اور
خاک مین ملا دے - ع -

خاک شو پیش از انکہ خاک شوی

جو سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی اسکے معنے مین کہ
قبل موت کے تو چانڈو پی اور مولانا روم نے مثنوی
مین بھی اسکی تعریف کی ہے -

بشنو از نے چون حکایت میکند
واز جدائیہا شکایت میکند

نے سے مراد ہے چانڈو کی نے سے مگر اسکا سمجھنا امر مشکل ہی صف

چانڈو باز ہی سمجھ سکتے ہین نہ کہ ایسے ویسے عوام ؎

ہزار نکتۂ باریک تر زمو اینجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

۱ - الغرض فروتنی اسکا اول قنطرہ ہی۔ قنطرہ کے معنے زینہ اس قنطرے پر چڑھے اور چانڈو کے اسرار نہانی کا مشاہدہ ہونے لگا ہی۔ کہتے نہین کہ بھئی فلان شخص ایسے نیک آدمی ہین کہ اگر انسے بیٹھنے کو کہو تو لیٹ جائین بس جبکہ بغیر فروتنی کے چانڈو کا استعمال امر محال ہی تو جاننا چاہیے کہ انکسار اور عاجزی اور فروتنی اس سے پیدا ہین اور چونکہ یہ ہمسے پیدا ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ خواجہ بدیع الزمان چانڈو بازون کے قبلہ گاہ اور پشت پناہ ہین -

سامعین - بیشک ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہین -

ایک - اجی ہمارے قبلہ گاہ کے قبلہ گاہ سہی - بس -

دوسرا - بلکہ اور اس سے بھی چڑھ بڑھ کے سہی جب انکو اپنا باپ بنایا تو جیسے باپ ویسے دادا -

خوجی - باپ بنانا کیا معنی - یہ تو ہمیر پھیبتی کہی - خیر ایک ہوئی - یاد رکھیے گا (مسکرا کر) باپ بنایا یعنی انسان وقت پر گدھے کو بھی باپ بنا لیتا ہی تو ہمکو گدھا بنایا مگر ؎

مسکین خرا گرچہ بے تمیز است
چون بار ہمی برد عزیز است

۲ - دوسری تنا وصفت چانڈو کی یہ ہی کہ ہر دم لو لگی رہتی ہی - جسکو ہندو جاگتی جوت کہتے ہین ہر دم طبیعت روشن - جب دیکھو چانڈو خانہ عاروفون کے دلکی طرح جگمگاتا ہی

۳ - افیم مین یہ بڑی صفت ہی کہ اسکی پینک مین انسان کے قریب غم اور فکر آنے ہی نہین پاتے چسکی لگائی اور غسلے مین آئے صبح تک مو جین لیتے ہین -

۴ - افیمی شب زندہ دار بزرگوار ہین رات بھر نیند نہین آتی اور یہ نعمت ہر ایک کو نہین حاصل ہوتی -

۵ - افیمی سحر خیز ہوتے ہین تڑکا ہوا اور آگ لینے چلے اور سحر خیز ہونا ہزار تندرستیون کی ایک تندرستی ہی -

۶ - افیمی کی وہ غذا ہوتی ہی جو شیرین شے ہے - پونڈا گنا - کتارا - بالائی - ربڑی - گڑنا - کھیر - فیرنی - میٹھے چاول میٹھے ٹکڑے - دودھ - ریوڑیان - گوشت کا چندان شوق نہین - اور اس سے رحملی ثابت ہوتی ہی کہ اپنے ذائقے کے لیے کسیکی جان کیون لین -

۷ - افیونی پرلے سرے کے بذلہ سنج ہوتے ہین - چنانچہ انکی مختلف کہانیون سے ظاہر ہے - اب اگر کسی کو کوئی شک ہو تو بسم اللہ بیان کرے -

اسپر ایک پرانے خرانٹ افیونی نے جو سن رسیدہ اور گرگ باران دیدہ تھا - کہا کہ ہمین چند امور مین شک ہے اول افیمیون کی عمر کم ہوتی ہی چنانچہ جو لوگ چین گئے ہین وہ کہتے ہین کہ وہان تیس برس سے زیادہ سن کا آدمی ہی نہین خواجہ صاحب نے مسکرا کر یون جواب دیا اول تو یہی غلط ہی کہ اس ملک کے لوگ چین گئے - آپلوگ بسم اللہ کے گنبد مین پڑے ہین آپ ان باتون کو کیا جانین - ہم سیاح اور جہان دیدہ ہین ہم سے پوچھیے تو ہم بتائین - سنیے چین کے باشندے غیر ملک والون کو اپنے ملک مین نہین آنے دیتے - لہذا قول قائل غلط ہو گیا پھر یہ بھی غلط ہے کہ چین کے باشندے تیس برس کی عمر مین مر جاتے ہین مین مورخ اور سیاح اور جہاندیدہ جہان گردہون

ہرن مجھسے سنئے چین میں افیون کی کثرت سے تیس برس اور پورے ہتیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

سامعین (کان کھڑے کرکے) کیا! اوہو!! تیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

ایک۔ اسکا تو کسی مردود ہی کو یقین آئیگا اپنے حساب۔

دوسرا۔ ہاں ہاں۔ ہوگا۔ اس میں یقین نہ آنیکی کون بات ہے میاں مطلب یہ کہ جب تیس برس کی عورت ہوتی ہے تب کہیں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

خوجی۔ واہ وا۔ خوب سمجھے یہ مطلب نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ جب تیس برس عورت حاملہ رہتی ہے تب لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

سامعین۔ اف رے جھوٹ۔ خدا کی مار اس کذب پر۔

خو۔ (بہت ہی بگڑ کر) کیا کہا۔ یہ آواز کدھر سے آئی (غل مچا کر) ارے یہ کون بولا تھا۔ کس نے کہا کہ جھوٹ ہے۔

ایک۔ حضور اس کونے سے آواز آئی تھی شاید۔

خو۔ پھونکدو جلادو جھلسادو۔ اس کونے کو۔

دوسرا۔ خداوند یہ غلط کہتے ہیں انھیں کی طرف سے آواز آئی تھی کہ اس جھوٹ پر لعنت خدا۔

خو۔ قتل کر ڈالو انکو وہاں کے سب شہر کار کو ہم اور جھوٹ مگر (انکسار کے ساتھ) ہم ہی چوکے۔ اس قدر غصہ نہ چاہئیے۔ اچھا! بابے سن بدیع۔ ہم کاذب۔ ہم دروغگو ہم جھوٹے۔ بلکہ ہمارے باپ بے ایمان اور جعلساز اور زمانے بھر کے دغاباز۔ خیر۔ ع۔

کجا بود منزل کجا تاختیم

مانا کہ افیم پینے سے کم عمر ہو جاتی ہے پھر اس سے مطلب سنا نہیں ؎

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہرچہ گیرید مختصر گیرید

افیون کی بدولت انسان کے قوائے مختلف کو یہی درجہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ باید و شاید۔ اسی سبب سے مرد پیر جوان اور جوان بچہ معلوم ہوتا ہے۔ بھلا کیا خیال کرتے ہیں برادران افیون دوست نسبت عمر و سن و سال میں بدایا کے۔

ایک۔ حضور کوئی پچاس چھ ہونگے (ہنسکر)

دوسرا۔ ع چہل سال عمر عزیزت گذشت۔ الخ

تیسرا۔ آپ کوئی پچاس کے پیٹے میں ہونگے بس۔

چوتھا۔ نہیں نہیں پچاس نہیں حضور کوئی ستر کے ہونگے۔

خو۔ ایک ہوئی یاد رکھیے گا حضرت جی۔

جواب۔ ہنسکر! ع

کر ہمائے تو مارا کرد گستاخ

خو۔ ہمارا بدن چور۔ قدر چور۔ لیاقت چور۔ عمر چور بس سال چور ہے ہمارا سن نہ پچاس کا نہ ساٹھ کا ہم دو اوپر سو برس کے ہیں جس کو یقین نہ آئے وہ کافر ہوں دو اوپر سو برس کا سن ہمارا۔

جواب۔ اللہ اللہ دو اوپر سو برس کا سن ہے!

خو۔ جی دو اوپر سو برس کا سن ہے!!

جواب۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو وہ اعتراض اٹھ گیا کہ افیمیونکی عمر کوتاہ اور قلیل ہوتی ہے حضور نے افیون کے سبب سے دو اوپر سو برس کی عمر پائی۔ اب بھی اگر کوئی افیم نہ پیے تو بس انتہا ہے حماقت ہے۔

خو۔ دو اوپر سو برس کا سن ہوا۔ اور ابتک وہی خم دم ہے ذرا آنکھ نہیں جھپکتی اور کہو ہزار سے مقابلہ کریں کہو لاکھ سے

کھو کروڑ سے مقابلہ کرین - اور آگ مین کو د پڑنا تو ہمارا خاص کام ہے جہان لاکھون کرورون توپین فرغ رہی تھین اور ہزار ہا آدمی برابر ادھر ادھر گر رہے تھے ۔ ع

پھر تو پکار رہی تھی یہ ادھر وہ ادھر گرا
یہ مور چہ وہ ہاتھ وہ عمود اور وہ سر گرا

اور مین نے بیرانہ سالی مین انھین ہاتھون سے ہزارون سر قلم کیے اور لاکھونکو قتل کر ڈالا ر ادہ ہماری شمشیر محرابی لنگر دار ہے ۔ ع

بولی یہ تیغ دم سر اعدا پہ لونگی مین
برش پکار ری تو یہ ٹھہرنے نہ دونگی مین

اس سن و سال کو دیکھیے اور اس حال کو دیکھیے واہ رے مین اور واہ ری میری جرأت و ہمت آفرین

خواجہ بدیع الزمان صاحب نے اپنے سب افیم دوست بھائیون سے کہا کہ جس جس مین جو جو صفتین ہون وہ سب کے روبرو بیان کرے سب کے پہلے گو مراف توم کلوار نے جو برسونسے افیم پیتا تھا استادہ ہو کر اپنی یون تعریف کی بھائی ہنجو مین کلوار ہون ۔ ل سراب ہمارے یہان نہین کہتی پسا پست (پشت ہا پشت) سے سو ہمارے دادا اور بھائی بند سب صراحی کرتے ہین ہم جب لڑکے سے تھے کوئی مسا کر کے بارہ چودہ برس کی عمر ہوگی سو تب سے ہم ابیم (افیم) پیتے ہین دن بدن ہمارا حال یہ ہوا کہ اب کوئی چار باتین کہے تو جواب نہ دین - ایکروج مین ہولی کے دن ہم جو گھر سے نکلے . لے بس ایک جگہ کوئی پچاس ہون چالیس ہون اتنے آدمی کھڑے تھے اور سب کے ہاتھ مین پچکاری سب کے ہاتھ مین لوٹا - اور چار پانچ گھڑے رنگ کے اور گلال اور عبیر سب منون اور سکھے (قہقہے) ہم ادہر سے جو چلے تو ایک آدمی نے پیچھے سے جوتا دیا تو کھوپری بھنا گئی - اور آگے بڑھا ہی تھا کہ ایک اور جوتا پڑا تراق تگراف نکی اگر جی کرتا تو ان سب کو ڈپٹ لیتا مگر چپ ہو رہا ۔ اور جس شخص نے جوتا مارا تھا اسکے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا بابا دو جوتے کسکے ! اور لگا لو بس جتنے تھے وہ سب ہماری تعریف کرنے لگے اور سب نے کہا واہ آدمی ہو تو ایسا ہو -

خوجی - شاباش ہم تم سے بہت خوش ہوئے گگّو -

گگّو - (سلام کرکے) ہجور کی دعا سے یہ سب ہے .

اسکے بعد نور خان نامے ایک افیمی اٹھے . کہا صاحب ہم ہاتھ جوڑ کے یہ کہتے ہین کہ ہمنے کئی سال سے انیم اور چانڈو پینا شروع کیا ہے - ہم افیم اور چانڈو کے پینے سے اسقدر منکسر مزاج ہوگئے کہ ایک روز ایک دل لگی باز آدمی نے جسکے کھیت مین ہم بیٹھے بوٹ کھا رہے تھے ہمارے کان پکڑے اور ہمکو کانجی ہوس لیچلا -

ایک - ہنسکر - کیا لدو ٹٹو سمجھا تھا آپ کو -

دوسرا - یا شاید دھوبی کا گدھا سمجھا ہو -

تیسرا - انکو گدھا ہی سمجھکر کانجی ہوس دکھایا -

چوتھا - مگر آپ بھی کان دبائے ہوئے خوب چلے گئے -

خوجی - ہنسکر بابا ہی من بیع من ہم وقتے درہین حال بودہ شدہ باشد مانند است مگر چون نکو - آخرکار یک جغادری افیمی نے استادہ ہو کر سب کو مخاطب کرکے کہا کہ آجتک ہمارے افیمی بھائیون مین کسی نے ایسا نام نہین

کیا تھا لہٰذا ہم سب پر فرض ہو کہ اپنے قبلہ و کعبہ کو کوئی خطاب دین۔ سب نے ملکر نعرہ خوشی بلند کیا اور کھڑے ہوکر باآواز بلند منظوری ظاہر کی اور ذیل کا خطاب حسب تجویز خواجہ صاحب دیا گیا۔

(بہ چشم ستم) بدن چور۔ پیل توان سینہ زور قبلہ و کعبہ افیمیان جہان۔ چنیا بیگم کے بچے شوہران من بدیعا خواجہ بدیع الزمان بدیع شکن گیدیان جناب پینک مآب لاناسیری قرولی۔

افیمیون نے اس خطاب اور زبان کی بندش کی بڑی تعریف کی اور کہا بھئی کل باتین اسمین آگئی ہین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ہو خصوصاً چنیا بیگم کے بچے شوہران کی سب سے زیادہ تعریف ہوئی۔

اور خواجہ بدیع الزمان صاحب نے پھر استادہ ہوکر شکریہ ادا کیا۔ (بہت اکڑتے ہوے)

برادران جملہ افیمیان۔ حاضر و غائب و زندہ و مردہ پیدا شوندہ نحیف ضعیف من بدیعا کے خاندان مین آجتک کسی نے خطاب نہین پایا تھا بندۂ خاکسار اپنے خاندان مین فرد ہو۔ گویا گڑھیا مین کنول پھولا یا یون کہون کہ ولی کے گھر شیطان پیدا ہوا۔

راوی۔ آہو ہو ہو دو کون تعریفین صحیح ہین !!!

خوجی۔ یا یون کہون کہ چورونکے گھر مین شاہ تولد شدہ بود بود ہمارے باپ تو اچھے ستھے ہی مگر ہم انسے بھی بڑھ گئے اور سچ یون ہو کہ ہم اپنے باپ کے بھی باپ ہین اگر وہ الو کے پٹھے تھے تو ہم الو کے باپ ہین اور اگر وہ چھوٹے گدھے تھے تو ہم بڑے گدھے ہین۔

سامعین۔ اللہ رے انکسار یہ انتہا سے عاجزی ہے

خوجی۔ میان عاجزی ہی خدا کو پسند ہو۔ اسمین چاہے جو ہو بس یہ نکتہ یاد رکھنا بھولنا نہین۔

ان سب تقریرون کے بعد سب نے چینی کی پیالیون مین افیم گھولی اور خواجہ کی تندرستی کی پیالیان پین اور غلین ہو گئے۔

کالج کے طلبہ کا ڈیپوٹیشن

دکھائے ساقیا پھر صورت شام
بھرآیا جھک کے ابر شام سرپر
ارے ساقی گیا دن آگئی شام
دکھائی شام پھر ساقی نے اکبار
کہان ساقی ہو اب پھر شام آئی
پلا ساقی وہ جام آب گلگون
نیا گل بادۂ رنگین کھلائے
یہ ذکر میکو و ورد زبان ہو
حنائی رنگ کا دو ساتھا جام
پلائے جام ساقی سحر آمیز
پھر آئی ساقیا تو بہ شکن شام
وہ مہکے پھول گلدستہ بنے جام
بہار گل تصدق جام سے ہو

دکھائین رنگ تازہ شیشہ و جام
ہوئی پھر بارش باران اختر
فراہم سب ہوئے پھر شیشہ و جام
ہوئی مہتاب سے روشن شب تار
ضیا کی ماہ نے چادر بچھائی
کہ ہو کچھ نشہ رنگین تازہ موزون
سر بزم آج ساقی رنگ لائے
ہر اک محفل مین اسکی تان ہو
گرا خورشید پر پھر لشکر شام
طلسم ہو ٹوٹے جن پر ہمیشہ
گلابی سے ملائے اب لب جام
گلابی آب رنگین سے ہو گلفام
ہنسین گل بو کی ہوش لیجائے سلام

کہانتک انتظار جام ساقی
تمنا تھی ہوئی پھر شام ساقی

آزاد فرخ نہاد و الا نژاد کا گھر گھر چرچا تھا جس بازار گلی کوچے برزن سڑک پر نکل جائیے آزاد کی نسبت کچھ نہ کچھ ذکر خیر

ضرور سننے مین آئیگا۔ گو ؎

بلبل یہ زمانہ ایک گل کا نہوا | محکوم ائمہ در رسل کا نہوا
انسان کو عبث غرور یکتائی ہی
اللہ یہ اتفاق گل کا نہ ہوا

لیکن تائید ایزدی سے آزاد پاشا کا نام سب کی زبان پر نیکی کے ساتھ آتا تھا۔ مدرسے کے طلبہ نے ایک جلسہ کالج مین منعقد کر کے آزاد کی خدمت مین ڈیپوٹیشن بھیجا کہ ہم طلبا کالج کی طرف سے اس عرض کے اظہار کے لئے حاضر ہوئے ہین کہ جو جو کارنمایان آپنے کیے انکی تعریف کرین اور آپ کو اطلاع دین کہ گو ہم لوگون کو بحیثیت طالب العلمان امور مین چندان دخل نہین ہی لیکن چونکہ ہمنے مختلف اور متعدد اخبارات ولایت روم اور صحائف یورپ و ہندوستان مین آپ کے کارنامون کا ذکر خیر پڑھا اور چونکہ ان سب پر ظاہر ہے کہ آپکی ذات سے نہ صرف آپ بلکہ کل اہل اسلام کا بڑا نام ہوا لہذا ہم اسکو عین فرض اور فرض عین بلکہ ذریعہ حصول سعادت دارین تصور کرتے ہین کہ آپکا شکریہ ادا کرین افسوس کہ ہمارے اہل وطن جو کسی زمانے مین اعلیٰ درجہ کے شایستہ تھے اور جنکی علمیت و تہذیب ساری خدائی مین ضرب المثل تھی جسکے خرمن قابلیت کے بصری خوشہ چین اور خوان علم و فضل کے حکمائے یونان زلہ ربا تھے وہ اب اوج لیاقت و شائستگی سے حضیض نادانی مین ہبوط کرتے جاتے ہین ایسے وقت مین جبکہ ستارۂ علوم چراغ سحری کی طرح ٹمٹماتا نظر آتا ہے ہم آپ کی ذات بابرکات کو ہزار غنیمت سمجھتے ہین کہ آپ نے اس ملک کا نام روشن کیا اور تمام عالم پر ظاہر کر دیا کہ ہند مین اب بھی ایسے لوگ موجود ہین جو بسالت لیاقت ہمدردی اور حکمت مین کسی سے دبکے رہنے والے نہین۔ آپنے ہندیونکا نام روم سے شام اور ہندوستان سے تا باقصائے روس بلند کیا اور اب دنیا مین کوئی شایستہ ملک ایسا نہین ہے جہان آپکے لوگ جانتے ہون۔ روسیون کے جرار سپاہیون نے آپ کا لوہا مانا۔ کاسک سے بہادر اور جیوٹ آپ کی شمشیر لیاقت کے جوہر دیکھ چکے بڑے بڑے سپہ سالارون کو آپ نے نیچا دکھایا اور جس جنگ مین شریک ہوئے سرخرو اور فائز بمرام آئے پلونا کی جنگ عظیم مین جس پر کل محاربہ روم کا دار و مدار تھا اور جس مین طرفین سے لاکھون آدمی میدان کارزار مین تھے آپ نے وہ کار نمایان کیا جو آج تک غالباً کسی سپہ سالار نامدار سے شاذ و نادر ہی عمل مین آیا ہو۔ جناب باری نے آپ کی ذات مستغنی از صفات مین ہر قسم کے جوہر کوٹ کوٹ کر بھرے ہین علم و فضل و معقولات و حکمت عربی و فارسی و انگریزی و فرانسیسی السنہ کی قابلیت شعر و سخن کی لیاقت درجۂ اعلیٰ کے علاوہ فنون سپہ گری مین آپ کو وہ ید طولیٰ حاصل ہے کہ کل جنگ روم و روس مین نہ سلطنت عثمانیہ کا کوئی افسر آپ کا نقطۂ مقابل تھا نہ روس کا کوئی جنرل آپ کی برابری کر سکا جو جوہر آپ نے دکھائے۔ اُس کی تصویر اس وقت ہماری آنکھون کے روبرو ہی جس مصاف مین آپ شریک ہوئے روسیونکے سر اسطرح گرتے تھے جیسے جھڑی لگتی ہے۔ ؎

بسر نیزہ ہا انگشت بازان | دو میدان بعلم از کاسہ بازان
ز سم تیر گز فرق آب میخورد | کہ تا ترسر بزیر آب میبرد
فرس در زیر بار نقش راکب | فگندی پشت گنبدے کوہ چیب
پلا رگ نہ خم بر الماس سوخت | ببالاے ہوا چون شعلہ بسوخت

جہازرا تیرہ بختی تیغ گشتہ	اجل پروانہ نازک شمع گشتہ
بہ نعل توسنت گر فتح دم زد	بہ پیشانی ہلال رنگ غم زد

رکابت راظفر شد حلقہ در گوش
عنانت راقیاست موج سر جوش

جہاز جنی ڈینش کے غرقاب اور تباہی کے وقت جزیرہ پیرم کے قریب جو جو انمردی آپنے ظاہر کی وہ ابدالآباد تک یادگار رہیگی۔ اسوقت واقعی مصیبت مین بنی نوع انسان کی جان بچنے کے لیے اپنی جان کو خطرے مین ڈالنا ہر فرد بشر کا کام نہین۔ آپ ہی کا کام تھا ورنہ ایسے موقع پر اچھے اچھے بہادر آدمی اسقدر سراسیمہ ہو جاتے ہین کہ اپنی جان کا بچانا مشکل ہوتا ہے نہ کہ اپنی جان کا مطلق خیال نکرنا۔ ع۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

ہمین امید کامل ہے کہ گورنمنٹ آپکی اس جوانمردی کا بہت جلد صلہ عطا کریگی۔ کیونکہ ادنے سے ادنی کار نمایان جن لوگون سے سرزد ہوے انکو خطاب ملگئے ہین آپ تو اُنسے کہین زیادہ اعزاز کے مستحق ہین ہم آپکے رفیق اور صافی مذاق مرد باخدا حضرت خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع دگلے والی پلٹن کے کپتان اور شاہی کے رسالدار بہادر کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین اگر ہم اس مقام پر انکا ذکر خیر نہ کرین تو کفران نعمت ہے کیونکہ خواجہ صاحب نے باوصف کبر سنی و عدم واقفیت فنون جنگ میدان نبرد مین آپکا ساتھ دیا سب سے زیادہ توصیف کے قابل خواجہ صاحب کی وہ جرأت ہے جو آپنے ایک دریا کے قریب کی جنگ مین ظاہر کی تھی اور ہزارون آدمیونکی جماعت کو تن تنہا منتشر کر دیا تھا خواجہ صاحب یہ تقریر سنکر اُٹھ کھڑے ہوے اور بگڑ کر بولے آپ سب صاحبان طالب علمان کا قطع کلام ہوتا ہے گر بندۂ خاکسار اضعف العباد اذل خلایق ناکار روسیاہ ہیچمرز خواجہ بدیع اس قابل نہین ہے کہ آپ ان الفاظ سے یاد فرمائین یہ تو تعریف نہین ہجو ملیح ہے فرماتے ہین کہ باوصف کبر سنی و ضعف عدم واقفیت فنون جنگ بجا ہے کبر سنی کیا معنی یہ کیونکر معلوم ہوا کہ بندۂ درگاہ پیر فرتوت ہے ابھی مجھے یہ دعوی ہے کہ اچھے جوان بلند بالا اور قوی ہیکل کا ہاتھ پکڑ لون تو چھڑائے نہ چھوٹے کیا دل لگی ہے مصر کے پہلوان کو اٹھا اُٹھا کے دے دے مارا اور جان گیا ایکبھی ہم پلۂ طلا ضعف کی اچھی کہی۔ ہمارے ہی لیے اگر دو چار ضعیف اور ہون ہندوستانی دیو کہلانے لگین گر ہے کیا کہ ہمارا بدن چور رہا ہے۔ اور پھر آپ فرماتے ہین کہ فنون جنگ سے عدم واقفیت ہے۔ ہونہہ! کپتان ہم رہے رسالداریان ہمنے کین مصر کے پہلوانون سے ہم لڑے اختری اور نادری پلٹن لور ترچھا اور سانکا رسالہ ان سبکے افسر ہم رہے کالے کانکر کی لڑائی ہم لڑے اور ابھی تک ہم ناواقف ہی ہین اس وہم کا علاج لقمان کے پاس بھی نہین تھا۔

اس تقریر پر بڑا قہقہہ پڑا اور طلبہ نے بلجاجت خواجہ صاحب سے معافی مانگی اور خواجہ بدیع الزمان صاحب بدیع نے استادہ ہوکر کہا شاباش۔ یہ نشان سعادت ہے من بدیع کا اعزاز کیا او رمن بدیع کارہای سترگ کردہ شدہ بودہ

اسکے بعد آزاد پاشا نے ڈپوٹیشن کا جوابدیا اور بفصاحت اپنا عجز ظاہر کیا اور طلبہ کی قدردانی کا شکریہ اور نصیحت کی کہ دل لگا کر اپنی کتب درسیہ کو یاد اور اُنکے مطالب درخواص کوفی الذہن کرین افعال قبیحہ سے بچین اور اپنے

ملک کے کلام آئین آزاد فرخ نہاد نے بیان کیا کہ میرے ناقص علم و یقین مین اس ملک کے طلبہ کو امور مندرجہ ذیل پر کامل غور کرنا چاہیے۔ اولاً۔ اکثر اوقات تجربہ کیا گیا ہی کہ اس ملک کے طلبہ تھوڑی سی انگریزی پڑھکر فرط غرور سے زمین پر قدم نہین رکھتے اور سمجھتے ہین کہ ہچو من دیگرے نیست بزار ڈ اسمتھ کی ارتھمیٹک کے چند صفحے دیکھکر اپنے کو ریاضی دان اور بطلی خوان سمجھ بیٹھتے ہین حالانکہ علم ریاضی ایک بحر زخار و ناپیدا کنار ہی جسکا اور نہ چھور۔ مقام غور ہی کہ جو طالبعلم اربعہ متناسبہ تک حساب پڑھکر یہ دعوی کرے کہ ہم ریاضی دان ہین وہ بھلا کیا ترقی کریگا جغرافیہ طبعی کے دو چار ورق پڑھے اور علما و فضلا اور نیوٹن اور ہرشل کا مقابلہ کرنے لگے انگریزی مین ایک خط بھی اچھی طرح نہین لکھ سکتے مگر خیال یہ ہی کہ ہم مکالے اور ایڈیسن سے بھی گوی سبقت لیگئے ہین مین نے ایک طالبعلم کی زبانی سُنا کہ فرانسیسی زبان ہم خوب بول سکتے ہین سمجھا کہ شاید کسیقدر واقفیت ہو ایک فقرہ زبان فرانسیسی مین بولا تو جواب ندارد۔ اُردو مین پوچھا آپنے فرانسیسی کہانتک دیکھی ہی کہا مین تین دن چندانگر فرانس ڈانڈے مین رہا تھا وہان کے دکانداروں سے گٹ پٹ کرتا تھا اب فرمائیے جو شخص تین دن فرانس ڈانڈے مین رہکر یہ دعوی کرے کہ ہم زبان فرانسیسی اچھی طرح بول سکتے ہین اسکے غرور کی بھی کوئی انتہا ہی

آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند وانکس کہ بداند و بداند کہ نداند	او نیز خر خویش بمنزل برساند اسپ طرب از گنبد دوار براند

وانکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند

اس ملک کے طلبہ کو جاننا چاہیے کہ اعلے درجے کے تربیت یافتہ یعنی جو لوگ کلکتہ اور بمبئی اور مدراس کی یونیورسٹیون مین ایم اے اور بی اے کے امتحان دیکر ڈگریان حاصل کرتے ہین ان تک کی تعلیم بمقابلہ طلباء دار العلوم یورپ بالکل خام ہی اور ذرا وقعت نہین رکھتی ممکن کیا کہ ہند کی یونیورسٹیونکے ڈگری یافتہ وہانکے ادنی طلبہ کے سامنے زانوے ادب تہ نہ کرین ہمکو جیومٹری اور کسیقدر علم ہیئت اور علم مثلث جغرافیہ طبعی وغیرہ کے اور کیا پڑھایا جاتا ہی کچھ نہین اور اسمین بھی ہمارے ملک کے طلبہ بالکل خام رہتے ہین علم ہیئت سے جو نتیجہ نکلنا چاہیئے وہ مفقود ہی۔ یہ سب علوم ہمکو تھیوریٹکل طور پر پڑھائے جاتے ہین نہ کہ پرکٹیکل طور پر یعنی عملاً اور جبتک عملاً اُنسے کوئی نتیجہ نہ نکلے انکا پڑھنا نہ پڑھنا ایک ہے جہازرانی اور علوم جیالوجی اور اصول تجارت اور طرز تمدن سے ہمکو ذرا واقفیت نہین ہی ہمکو لازم ہی کہ صرف ایم اے اور بی اے اور بی ال کی ڈگریون ہی کے عاشق دلدادہ نہون بلکہ یہ صرف برائے نام خالی خولی عزت ہی۔ مقدم ہی کہ علوم و السنہ مین قابلیت اصلی حاصل کرین یونیورسٹی کے طرز تعلیم مین ایک بڑا نقص یہ ہی کہ اسکے طلبہ

Jack of all trade
and master of none

مصداق ہین کسی امر مین پختگی نہین حاصل ہوتی ہے بیش فاضی شاعر وہ بیش شاعر فاضی و بیش ہر دو ہیچ و بیش ہیچ ہر دو۔ اچھے اچھے ایم اے عموماً انگریزی آسانی اور فصاحت اور صرف نحو کے لحاظ سے عمدہ نہین لکھ سکتے قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتے ہین اور ایک ایک سطر مین غلطیون پر غلطیان کرتے ہین بڑی کوشش اس امر کی کرنی چاہیے کہ جس علم کی

پختگی حاصل ہونا ہی نہ رہے۔

دوسرا امر جسکی طرف مین آپکو مخاطب کرتا ہون یہ ہی کہ اس ملک کے طلبہ عموماً نوکری کے عاشق و دلدادہ ہین اور یہ سخت عیب ہے ہر سال ہندوستان کی یونیورسٹیون سے ہزارہا طلبہ انٹرنس اور اف اے اور بی اے اور ایم اے کے امتحانون مین کامیابی حاصل کرتے ہین ممکن نہین کہ ان سبکو گورنمنٹ عہدے دیسکے ان لوگون کا دلی شوق یہی ہو کہ امتحان دیکر اکسٹرا اسسٹنٹی اور منصفی کے عہدہاے جلیلہ حاصل کرین اور یہ امر محال ہی اور مجنونانہ خیال ہی اب متمول لوگون اور مالدار رئیسون اور زردار مہاجنون اور اہل ثروت آدمیون اور نامدار تاجرون کے لڑکے اپنے معزز آبائی پیشونکو خیرباد کہکر اسی ادھیڑبن مین رہتے ہین کہ جسطرح ممکن ہو گورنمنٹ کی نوکری کرین منصفی اور ڈپٹی کلکٹری پانا تو بجیر کوئی تیس روپیہ ماہواری کا لوکل فنڈ کلرک ہوگیا کسی نے پندرہ بیس کی اسامی پائی۔ اب فرمایے ان عہدہ نہ امیرزادونکا نوکر رہنا تضیع اوقات ہی یا نہین۔ اگر اسکے برعکس وہ تجارت کی طرف متوجہ ہون تو سبحان اللہ دنیا کے پردے پر کوئی ملک ایسا نہین ہے جسنے نوکری کے ذریعہ سے ترقی پائی ہو فرانس کو دیکھو بعد جنگ تجارت کی بدولت وہ درجہ حاصل کیا کہ آج خدا کی خدائی مین کوئی ملک اسکا مقابل نہین ہی۔ ہر قسم کی ترقی ملک کو ثروت ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہی اور ثروت کے حصول کا بہترین اور آسان ترین طریقہ تجارت ہی بڑی خرابی یہ ہے کہ پرانے فیشن کے خیالات والے تجارت کو اچھا نہین سمجھتے تھے وجہ یہ کہ انکے وقت مین اس ملک مین نہ تو تجارت کا وسیلہ آسان تھا اور نہ ایسے اسباب جمع تھے کہ سوداگری فروغ پاتی اول تو سڑکین ہموار دوسرے ڈاکہ زنی کی کثرت۔ ریل کا نام نہین اخبارونکی اشاعت اور تار برقی جسپر تجارت کی ترقی کا بہت کچھ انحصار ہی انکے وقت مین بالکل مفقود تھا علاوہ برین جو ٹٹپونجیے تاجر انکے زمانے مین یہان تھے انکو وہ اس سبب سے بنظر حقارت دیکھتے تھے کہ وہ کم سرمایہ کے لوگ تھے اب وہ زمانہ نہین ہی اب تجارت کے اسباب اور وسائل ایسے آسان ہین کہ بایدوشاید جو لوگ کلکتہ اور بمبئی گئے ہین وہ تجارت کے بیشمار فوائد سے بخوبی واقف ہین اور وہ بخوبی جانتے ہین کہ تاجرون کے مقابلہ مین نوکری پیشہ کی کوئی وقعت ہی نہین ہی جو ثروت اور عزت اور آسودگی اور عیش تاجرونکو حاصل ہین اسکے عشر عشیر کا دسوان حصہ بھی کسی نوکری پیشہ کو نہ حاصل ہے اور نہ حاصل ہو سکتا ہی بس ایسی شے کا عاشق دلدادہ ہونا غلطی ہی یا نہین۔ ہم کہتے ہین کہ یہ کیا فرض ہی کہ امیر کبیر و مہاجن کا لڑکا اپنے باپ دادا کے معزز اور زرخیز پیشے کو چھوڑکر پچاس روپیہ کی پیشکاری کو غنیمت سمجھے یا تاجر نا ہو [illegible] سنیے جسکے باپکے پاس کرورون روپیہ ہی تجارت سے قطع تعلق کرکے ساٹھ روپیہ کی نوکری پر ناز کرے وہ شخص جسکے باپکے پانچ پانچ سو کے ایجنٹ نوکر ہین اگر خود ساٹھ ستر کی نوکری کی جستجو کرے اور اُسکے لیے ہر ایک کی خوشامد کرتا پھرے تو مقام حیرت ہے اس نوکری سے وہ ملک کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہی تجارت سے ملک کی ثروت و ترقی رونق پاتی ہے اور ثروت سے آسودگی فارغ البالی آرام و عیش کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے ہان جن لوگونکے پاس اسقدر سرمایہ نہین ہی وہ البتہ مجبور ہین انکے لیے نوکری کے علاوہ اور کوئی ذریعہ حصول رزق

نہین ہے۔ مگر جن خوش نصیب آدمیونکو خدانے متمول کیا ہے وہ اگر اس دولت سے محروم رہین تو دلیل ادبار ہے اور بس

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

جب آپ لوگ سفر کرینگے تو آپکو معلوم ہوگا کہ تجارت کے کیا کرشمے ہین لکھپتی جسکو اس ملک کے باشندے بڑا امیر کبیر سمجھتے ہین تاجرون کے نزدیک بالکل کم سرمایہ لوگ ہین انکی تجارتی مین کوئی وقعت ہی نہین اور کلکتے اور بمبئی کا ایک ایک تاجر گذرتی ہے جو دو دو ہزار روپیہ روز صبح شام صرف تارین صرف کرتے ہین۔ صبح ہزار کی تھیلی لیکے ایجنٹ ریل گھر گیا اور شام کو خالی تھیلی لیے ہوے چلا آتا ہے اور بعض بعض ملکونمین اس سے کہین زیادہ صرف ہوتا ہے تجارکی کوٹھیونکو جاکے دیکھو تو سر بفلک کشیدہ کرورونکا مال جمع ہے اور مختلف شہرونمین شاخین اور ایجنٹ ہین اور لاکھون آدمی پرورش پاتے ہین یہ شہر جسمین ہم اور آپ اسوقت موجود ہین مرکز دائرہ ادبار ہے جہان وہ شخص بڑا مالدار سمجھا جاتا ہے جسکے پاس پانچ سات لاکھ روپیہ ہو۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

اس امر کا بھی طلبہ کو خیال چاہیے کہ جس امر مین دخل نہو اسمین دخل نہ دین۔ دخل در معقولات یعنی جو اس ملک کے نوجوانان تربیت یافتہ کا میلان طبع عموماً یہی ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف مضامین لکھین اور نکتہ چینی کرین کہ گورنمنٹ نے یہ غلطی کی اور وہ غلطی کی۔

مانا کہ گورنمنٹ کی نسبت اخبارون مین آزادانہ رائے دینا دلیل خوش فکری و تربیت یافتگی ہے مگر بے سمجھے بوجھے محض اس نظر سے رائے زنی کرنا کہ لوگ ہمکو بھی ذی استعداد اور قابل سمجھین اور یہ تصور کر لینا کہ جو شخص ایسا نہین کرتا وہ شایستہ نہین اور اسکی تعلیم خام ہے انتہا کی غلطی ہے۔

بڑا نقص ہم لوگون مین یہ ہے کہ ہم باوصف مقدرت و تمول اپنے لڑکونکو اعلے درجہ کی تعلیم سے بے بہرہ رکھتے ہین یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ملک عسرت کے سبب سے اعلی تعلیم نہین حاصل کر سکتا کیونکہ جو متمول طبقے کے لوگ ہین وہی عموماً تعلیم سے بے بہرہ ہین۔ مثلاً مہاجن۔ اس طبقے کے آدمی سوائے کیتھی اور ہندی کے اور کچھ سیکھتے ہی نہین اور بالکل ناخواندہ ہوتے ہین انکو بجز اسکے اور کوئی شوق نہین کہ روپیہ جمع کرین اور سود پر دین پڑھنے لکھنے درس و تدریس علم و فضل و شعر و سخن سے کوئی تعلق ہی نہین رکھتے امرا ناز و نعم سے اپنے صاحبزادونکو پرورش کرنا اسکو سمجھتے ہین کہ بارہ چودہ برس کے سن تک بے دودا چھوچھو کے باہر نہ نکلنے پاے اور بعد ازان موبد صاحب کی سختیون سے بچے اسپر خفا ہون تو موقوف کر دے

پادشاہے پسر بمکتب داد	لوح سیمینش در کنار نہاد
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جور استاد بہ ز مہر پدر

اسکے مفہوم پر مطلق نظر نہین ڈالتے روسا خود مختار اور تعلقدارا ان کے لڑکے شاذ و نادر پڑھے لکھے ہین مگر بعض بعض ریاستون مین اب چند روز سے کچھ کچھ شوق تعلیم پیدا ہوا ہے۔

ایک امر ضروری کی طرف ہمارے ملک کے طالبعلمونکو ضروری توجہ کامل کرنی چاہیے اور وہ یہ ہے کہ انگریزی تعلیم کے سبب سے عموماً طلبہ کا میلان طبع نیچریت کیجانب ہے یعنی ہندو اور مسلمانونکے انگریزی خوان نوجوان عموماً مذہب مین آزادی پسند کرتے ہین اور قید مذہبی سے منہ لون بھاگتے ہین یہ امر

پرانے بزرگونکو سخت شاق گذرتا ہو وہ چاہتے ہین کہ ہندوؤن کے لڑکے بت پرستی کو برا نہ سمجھیں جوتے مین کھانا کھانیکو عیب نہ قرار دین - پرانونکے مسائل کے مطابق چلین اور ہندو دھرم مین جو باتین آجکل مروج ہین انکا تتبع کرنا - علی ہذا القیاس اہل اسلام کی خواہش ہو کہ مسلمانونکے نوجوان و انگریزی خوان جناب رسالت مآب کو نبی سمجھین قرآن شریف کے کلام ربانی ہونے مین ذرا شک نکرین اور دہریت جو مزاجون مین دخل پارہی ہو دلون سے دور کردین مگر عموماً تجربہ ہوا ہو کہ ہنود کے تربیت یافتہ نوجوان اس امر کے معتقد نہین کہ ہنومان جی پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑ لاے ہون یا سمندر کے پار کود گئے ہون یا جوتون کی پرستش سے دنیا یا عقبیٰ کا فائدہ متصور ہو نہ وہ اسباب کو مانتے ہین کہ مرنیکے بعد پانی دینا حکمانہ فعل ہے نہ وہ تناسخ کے قائل ہین اسی طرح تعلیم یافتہ مسلمان تربیت یافتہ نوجوانونکے ذہن مین یہ بات نہین آتی کہ شق القمر کیونکر ممکن تھا اور معراج کی اصلیت کیا ہے اور اصحاب فیل والی روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہو مین اسوقت کوئی مذہبی بحث کرنے نہین آیا ہون مگر اسقدر ضرور اور البتہ کہونگا کہ ہر طالبعلم پر فرض ہو کہ اپنے آبا و اجداد اور والدین اور بزرگونکا دل نہ دکھاے اور وہ امر نہ کرے جس سے اسکے بزرگونکے شیشہ دل پر ٹھیس لگے یہ تو کسیطرح ممکن ہی نہین کہ پرانے خیالات مین باہم مطابقت ہو لیکن تاہم اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ کوئی بات ایسی نہ سرزد ہو جس سے بڑے بوڑھے ہمکو نظر حقارت اور نفرت سے دیکھین

الغرض ہم یہ نہین کہتے کہ جو افعال اور خیالات آپکے بزرگون کے تھے بعینہ وہی خیالات آپکے بھی ہون ایک وہ زمانہ تھا کہ اچھے اچھے علما زمین کو جسم ساکن سمجھتے تھے یہ ضرور نہین کہ آپ بھی اسی لکیر کے فقیر بنے رہین ہمارا مقصد یہ ہو کہ اگر ہمکو یہ امر معلوم بھی ہو کہ فلان باتون مین ہمارے بزرگ ہم سے کم ہین تو غرور اور تکبر کے ساتھ انسے پیش آئین اور ایسا ہی یہ نہ ثابت ہونے دین کہ ہم اپنے کو بلحاظ علم انسے بہتر سمجھتے ہین - اگر تمہارا باپ تم سے زیادہ عالم ہو اور یہ ممکن ہے لہذا تمکو نظر حقارت سے دیکھے یا اسکے حرکات سکنات اقوال افعال سے ثابت ہو کہ وہ اپنے سے کم سمجھتا ہو تو تمکو رنج ہوتا ہے پس ع -

اینچہ بر خود نپسندی بر دیگرے ہم مپسند

اس ملک کے نوجوانونکی طبائع مین ایک سخت عیب یہ واقع ہوا ہو کہ وہ آزادی کے زعم مین بادہ گساری کے زیادہ شائق ہوتے جاتے ہین - چونکہ مذہبی قیدا اور شرع متین اور دھرم شاستر کو تو وہ مانتے نہین اور جب انکو اس امر کا عقیدہ نہین کہ شرابخواری کی سزا عاقبت مین پائینگے اور وہان اسکا خمیازہ کھینچنا پڑیگا تو وہ بیدھڑک شراب لنڈھاتے ہین اسکے دو نتیجے ہین - ٹلگوٹی یا موت مطلب یہ کہ اگر مفلس ہوا اور شرابخواری کا عادی ہوگیا تو ستم ہو مقروض ہو جائیگا اور ہزارون لاکھون کوردن آدمی اسی کی بدولت تباہ ہوگئے اور بھیک مانگنے لگے اسیطرح کروڑون نوجوانون نے اسکی بدولت جان دی ہو جہان منھ لگی بس غارت کردیا نشے کی حالت مین یہی جی چاہتا ہے کہ جام پر جام لنڈھاے اور برابر پیتا ہی چلا جاے انجام یہ ہوتا ہو کہ انسان صبح دوپہر سہ پہر شام آدمی رات ہر دم یہی جی چاہتا ہو کہ نشے مین غین رہون اور نشے بازی

سے آخر کار صحت مین فتور واقع ہوتا ہو اور انسان مرجاتا ہے بارہا سنا ہوگا کہ شب کو کثرت سے شراب پی تو صبح کو راہی ملک بقا ہوئے کانٹا لگا اور رہ گئے۔ مانا کہ اگر انسان اعتدال کے ساتھ پیے تو ان سب باتون سے بچ سکتا ہو مگر اسکا کوئی دعوی نہین کر سکتا کہ وہ اعتدال ہی کیساتھ شراب کا استعمال کریگا کیا ثبوت ہو کہ کسی زمانے مین وہ کثرت سے شرابخوار نہو گا جب ہم نے یہ تجربہ کیا کہ صدہا آدمیون نے جو بڑے عالم اور عاقل اور فاضل اور ادیب اور فلسفی اور منطقی اور مولوی اور پنڈت تھے شرابخواری مین دائرہ اعتدال سے باہر قدم نکالا اور تباہ اور روسیاہ ہوئے تو ہم کسی کے اس دعوی کو قابل اعتبار نہین سمجھ سکتے کہ وہ کسی حالت مین کثرت سے شراب نہ پیے گا بڑی خرابی یہ ہے کہ اُردو اور فارسی کی کتب علم ادب مین بھی قدم قدم پر شراب ہی کا ذکر اور اسی کی تعریف ہو ساقی نامہ نہو تو مثنوی کا لطف نہین جو بیان شروع کیا اومین ساقی نامہ کے اشعار ضرور رہون۔ ع

صبوحی دے کہ ہون مخمور ساقی
طبیعت کسل سے ہے چور ساقی
نہ کیون ساقی سے ہو دست و گریبان
کہ دامنگیر ہے فصل گلستان
شگفتہ گل ہین سب جامے سے باہر
بچھا ہے فرش سبزہ کا زمین پر
چمن مین بلبلونکے دل ہرے ہین
مثال جام مستی مین بھرے ہین

جب یہ اشعار نوجوان کی نظر سے گذرتے ہین تو پڑھتے پڑھتے دل بھر آتا ہو کہ دیکھین تو اس بادہ خواری مین کیا مزا حاصل ہوتا ہو۔ اسکے لطف سے تو واقف ہوجائین جس دیوان کو اٹھاتے ہین شراب کی تعریف موجود۔ ع

من و انکار زمے این چہ حکایت باشد
غالباً این قدرم عقل کفایت باشد

گو اکثر اصحاب نے اسکے معنے اور قرار دیے ہین مگر یہ سب باتین ہین بندہ اسکا قائل نہین۔

انگلستان مین اب ہمدرد اور نیک نفس بزرگوار برابر کوشش کر رہے ہین کہ انسداد بادہ خواری کے لیے جلسے قائم کرین اور امریکہ مین بھی لاکھون آدمیون نے عہد کر لیا ہو کہ شراب نہ پینگے مجھے کامل امید ہو کہ آپ میری اس نصیحت دوستانہ پر ضرور لحاظ رکھین گے مین کمال افسوس اور حسرت کے ساتھ کہتا ہون کہ مین خود بھی کسی زمانے مین اسکا شائق تھا گو بہت ہی کم اور بہت ہی شاذ و نادر شراب پیتا تھا مگر مجھے عذر نہ تھا اب خدا کا شکر ہو کہ مین نے ایک قلم ترک کی اور توبہ کی کہ جا ہے جان جاتی رہے اسکی طرف طبیعت نہ مائل کرونگا۔ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ اسکے یہ معنے نہین کہ جوانی کے عالم مین بادۂ گلگون پیکر رندی و مستی سے تمام عمر بسر کرے اور پیرانہ سالی مین توبہ پڑھ لے یہ تو گویا اللہ میانکو پھسلانا ہے علاوہ برین یہ بھی ایمان دار آدمیونکی وضع کے خلاف ہے کہ لوگون کے دکھانے کیلیے تو یہ پڑھ لی اور خفیہ طور پر برابر استعمال جاری رکھا اگر نوجوان تربیت یافتہ مذہب کی رو سے برا نہ سمجھین تو سوسائٹی کے لحاظ سے تو ضرور ہی اسکو برا اور مضرت انگیز قرار دینگے۔

حسن آرا پریزاد کی شادی اور نوشاہ آزاد کی خانہ آبادی

دم صبح ہے ساقی خوش جمال
عنایت ہو جام مے پرتگال
وہ خوشبو کا مے جام جس سے مدام
معطر ہو رندوں کا ساقی مشام
ذرا شیشہ و جام دھو دھا کے لا
شراب مصفا اچھوتی پلا
میں قربان ساقی ذرا اٹھ شتاب
تو دے جام مہتاب میں آفتاب
بچھاؤں میں ہر سمت عشرت کا فرش
زمین آسمان فرش ہوتا بعرش
وہ روشن بلا کہ پر نور ہو
ہر اک قطرہ جوں شعلۂ طور ہو
اٹھا ساقیا ساغر مشک بو
کہ مستی میں بر آئے سب آرزو
مرا خضر رہ ہووے آبحیات
خوشی میں لکھوں عیش و عشرت کی بات
پلا ساقیا بادۂ پرتگال
کہ گل اور بلبل میں ہوگا وصال
خوشی میں ہیں مصروف سب خاص و عام
مبارک سلامت کی ہے دھوم دھام

پلا ساقیا مجھ کو جام شراب
کہ ملتے ہیں باہم مہ و آفتاب

اللہ اللہ۔ آج کس ٹھسّے سے گلزار دہر میں عروس بہار کی سواری رشک باد بہاری آئی ہے کہ رضوان تک بصد شوق دیدۂ دل سے تماشائی ہے۔ سبحان اللہ کیا فیض بہار ہے کہ خوبرویان چمن پر قیامت کا نکھار ہے زلیخائے گل یوسف بلبل سے ہم آغوش ہے بجز مستی و عشرت پرستی کا جوش ہے ادہر گلوں پر نکھار ادھر عنادل کی چہکار بوستان جہاں پر نشاط و طرب کی گھنگھور گھٹا چھائی۔ رندوں نے دھوم مچائی ؎

برق چشمک زن بہ طرف کوہساران میرسد
ساقیا سامان ساغر کن کہ باران میرسد

زہاد صد سالہ پیالے جام لنڈھا کر قید مذہب سے آزاد ہوئے شوالے اور مسجد کے عوض میکدے آباد ہوئے ہر شیخ و شاب مرید پیر مغان ہے حافظ جی کا خدا حافظ و نگہبان ہے شیخ جی باایں ہمہ شیخوخیت بھبوتیر ہولیاں گاتے برہمن جیب جیب کے مندر میں بادۂ گلگوں کے جام لنڈھاتے ہیں بانگ تکبیر اور آواز ناقوس کے عوض ہو حق کی صدا بلند ہے اور لطف طرب دہ چند ہے ؎

عید ست و نشاط و طرب و زمزمہ عام است
مے نوش گنہ برہمن اگر بادہ حرام است

دلہن کا خانۂ طرب آستانۂ رشک باغ ارم تھا ہر در و دیوار پر نور کا عالم تھا۔ سراپا طلسمات تھا غیرت دہ گلزار جنات تھا ؎

اس مکان کا وصف کسکے منہ سے ہو
سر سے صدقے جسکے زلف ماہرو
یہ مکان ایسا سجا ہے بالیقین
جیسے ہو آرائش خلد برین
اس مکان میں با ہزاران انکسار
پنجۂ مژگان سے ہر اہل دیار
قدسیان آسمان ہشتمین
ہوتے ہیں جاروب کش بالصد یقین
حسن اس شب کا کہوں کیا ہو بہو
کلک کو دیکھا تو سرمہ در گلو
خال رخسارہ ہوا اسکا بیگمان
مردم چشم بت ہندوستان
نور سے پر نور تھا ایسا مکان
جیسے مہر نو سے سارا جہان
ہوگئی وہ شب جو روشن مثل روز
شب کو رشک روز عید افروز
شادیانے ہر طرف بجنے لگے
اہل گلشن ساز سب بجنے لگے
منتظم تھیں سب کی سب پستہ دہان
خوبصورت خوب سیرت نوجوان
سیمتن نازکبدن پاکیزہ دوش
غنچہ لب گل پیرہن عشوہ فروش
نار پستان سحر قد گلبرگ رنگ
فتنہ گر آشوب دوران شوخ و شنگ
دلفریب دلستان و دلنواز
شمع رو کافور بو عاشق گداز
مہ جبین خورشید طلعت خوشخرام
حور وش عیسی نفس شیرین کلام

غمزہ پرداز ستمگر سیمبر
نوجوان کم عمر اور نوخاستہ
تھا کسی کا وان لباس سرخ رنگ
رنگ آبی اسقدر تھا جو بہار
جا پڑے اسیر تو باللہ العظیم
اور کسی کا وان لباس زرد تھا
بہر تفریح قلوب عاشقان

عشوہ ساز و مو پریشان ہو کر
سر سے پا تک مثل حور آراستہ
واسطے عشاق کے قید فرنگ
دیدۂ نظارگی گرا یکبار
آپڑے آنکھوں میں دل ہو کو و نیم
رنگ عاشق جسکے آگے گرد تھا
تھی وہ کافر رشک کشت زعفران

صبح اس کافر کی شام عاشقان
بے تکلف رہزن اسلامیان

الٰہی یہ بارہ دری ہے یا روضۂ رضوان یہ خانۂ سعادت آشیانہ ہے یا پرستان۔ مکان مینو نشان ہے یا فردوس بریں رشک باغ نعیم غیرت ارم یا تزئین کارکنان گردون نزاک شمع تجیونکی آب و تاب دیکھکر ثریا میں چاندنیاں اس صفائی سے بچھائیں کہ ضیائے نیر عالم افروز اور چاندنی ہو جو نہ آئیں آنکھیں چرائیں ؎

یہ ایسی خوشی کی بچھی تھی بساط
کہ صدقے ہو جس سے ہر دم نشاط

تمامی سے منڈھے ہوئے دیوار و در۔ سونے کا گھر آئینہ بندی کی یہ شوکت و شان تھی کہ سکندر کی روح دیکھکر حیران تھی۔ موقع موقع پر جا بجا جڑاؤ پلنگ کہیں مسہریاں خوشرنگ اوسپر ادچھے کسے ہوئے زری بادلے کے رشک دینے والے آئینہ صاف کے بانکی چاروں طرف منقش کی ڈوریاں اس لطافت سے کشیدہ کہ گوش چرخ نشنیدہ نہ چشم عرش دیدہ۔

تعالی اللہ عجائب بارگاہ ہے | گمر یا باغ رضوان کو چرا ہے

برہمن سجدہ میکردش بامید
نگاز ہر دو بیر چرخ آنجا
در و دیوار قصر خلد آئین
گلستان کرد جارا بر جہان تنگ
زرشک غنچہای گل کہ شد باز

غلط شد شمسۂ ایوان بخورشید
نہادہ عینک از بہر تماشا
تجلی زار ایں فانوس بلورین
چہ باغ آرزو بشگفت صد رنگ
بہر جا غنچہ شد گل غنچہ شد باز

زمین آن تہ خاک این جہان است
تفاوت از زمین تا آسمان است

حسن آرا کا ابھرا ہوا جوبن اور ستم کا نکھار اگر حوران بہشتی دیکھ پاتیں تو ہزار جان سے عاشق ہو جاتیں اور پھر روضۂ جنان کا نام زبان پر نہ لاتیں۔

مطلع الشمس من وجہہا منبت الدر فی فیہا ملقط الورد فی خدہا۔ مغرس الغصن فی قدہا۔ مبدر اللیل فی شعرہا تکاد العیون والقلوب تسربہا۔ خواتین ماہ لقا مہر سیما و زبانویان شیرین ادا دلربا کا جھرمٹ اور انکا نکھار او دمراد ہجو بیان طرحدار اور بیچ میں عروس گلعذار ؎

بہر روز ن بت دل وزو درست
چو باد صبح و برگ لالہ تر دست

نازک ادا۔ بھئی آج تو دھما دھمی ناچ ہونا چاہیے
جانی بیگم۔ دولھا کے ہان سیر اشنین دھما چوکڑی مچا رہی ہین۔
نازک۔ رسم تو رسم کے طور پر ہوا ہی چاہیے بہن۔
جانی۔ پہلے تو ہم سنتے تھے کہ دولھا کے چہرے سے وہ جلال برستا ہو کہ ایکا ایکی کوئی چار آنکھین نہین کر سکتا اور زنانے مین ناچ گانے سے انھین اسقدر کی نفرت ہے کہ مجال کیا کوئی ڈومنی

دہلیز کے اس پار قدم دھرنے پائے نہ کہ اب سنتی ہون طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے غزلین ٹھمریان پٹے گائے جاتے ہین - جو آتا تھا یہی کہتا آتا تھا کہ انکے رعاب کے آگے کوئی چون نہین کر سکتا ہے ۔

مغلانی - کیا شک ہے - گابھن گابھڈ ڈالتی ہے -

نازک ادا - پھر یہ کایا پلٹ اتنی جلدی کیونکر ہو گئی -

مغلانی - دل ہی تو ہے حضور اور پھر دلھن پانیکا شوق -

سپہر آرا - ہم نے مہندی لگائی تو ذرا بھی ادھر سے انکار یا مکرار کی بات نہوئی - مسکرا کر ہاتھ دیدیا -

نازک - اے تو سالیون سے بھی کوئی اتنی بیرخی کرتا ہے -

مغلانی - یہ نہ کہیے حضور جو کٹے ہین وہ ایک نہین مانتے ساچق مانجھا وہان اسکا ذکر ہی نہین مرزا تقی نے کیا کیا خاص شرع کے مطابق شرعی نکاح پڑھوالیا -

بہار النسا - ہماری راے ہے کہ جس مین ان کا جی رضی ہو وہ کرین -

سپہر - مگر واہ رے آزاد کتنا قول پورا پورا نباہا ہے -

مغلانی - حضور سپہ گری کو انکے نام سے عزت اور شرف ہے -

نازک - تلوار کے منہ لڑنا انھین سورماؤن کا کام ہے -

مغلانی - ہم سے دو ایک عورتین کہتی تھین کہ حسن آرا کو چل دیکے خدانخواستہ چلے گئے مگر ہم نے کہدیا تھا کہ آئین اور بیچ کھیت آئین ہزارون لاکھون مین آئین ایسے مرد لوگ وعدہ خلاف ہوا کرتے ہین - قول مردان جان دارد -

سپہر - اتنے دنون مین دو مرتبہ باجی جان کا نصیب اعدا دو رانہ حال بُرا بُرا حال ہوا - ایکمرتبہ تو آزاد کو خواب مین دیکھا جب امان جان کو ان کی بیکلی کا حال معلوم ہوا تو انھون نے ان کو سمجھانا شروع کیا - کہ ؎

کون کہتا ہے تم نہ پیار کرو
شوق سے جان تک نثار کرو
باغ کی سیر کو ذرا جاؤ
گل و بلبل سے دل کو بہلاؤ

نازک - ہم کو اس حال کی پہلے خبر نہ تھی بہن -

بہار النسا - اور ہم سمجھ گئے تھے کہ انہین کچھ بجوگ پڑا ہے -

سپہر - بس باجی بس زیادہ نہ کچھ کہیے گا - ہونھ -

بہار النسا - اے اس باری کا ذکر نہین کرتی دوسری دفعہ کا تذکرہ ہے بہن -

سپہر - ثریا بیگم کا حال ہم نے کچھ کچھ سنا تھا اڑتی سی خبر پائی تھی مگر باجی جان سے سارا حال نہین بیان کیا -

بہار - اس مالزادی کا ہمارے سامنے ذکر نہ کیا کرو -

نازک (دانتون کے تلے انگلی دبا کر) ایسا نہ کہو بہن -

جانی بیگم - ایسی پاکدامن عورت ہے کہ جسکا سا ہونا محال ہے -

نازک - یہ لوگ خدا جانے کیا سمجھتے ہین ثریا بیگم کو -

بہار - اے ہے! سچ کہنا - ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی -

نازک - فلک آوارون کی طرح در بدر اور شہر شہر گھومی بیچاری -

بہار - بھلا ایسی ہرجائی کا کس کو یقین آئیگا

سپہر - بہن زمانہ ایسا نازک گزرتا ہے اور گناہ اس قدر کا بڑھتا جاتا ہے کہ اب ذری سی باتون مین کلیجہ دہل جاتا ہے - اور لوت تو جس کا دل صاف ہے اس کا دل صاف ہے اُس کو کسی کا ڈر نہین سب سے نڈر رہے -

اتنے مین ایک فنس سے ایک بیگم صاحب اُتر ین اور مع خواصون کے حسن آرا بیگم کے دیکھنے کے لیے آئین تو جانی بیگم اور نازک ادا بیگم مین باہم اشارے ہونے لگے بیگم صاحبہ ان خواتین سے ملین جنسے جان پہچان تھی۔ مگر حسن آرا کی بہنون مین سے کسی نے انکو نہ پہچانا کہ یہ کون ہین۔

بیگم ہم نے کہا چلکے ذری دلہن کو دیکھ آئین۔

روح افزا۔ اچھی طرح شگفتہ ہو کے بیٹھیے۔ یون آیئے

بیگم۔ مین بہت اچھی بیٹھی ہون تکلف کیا ہے۔

نازک۔ یہان تمکو ہمارے اور جانی بیگم کے سوا کوئی نہین جانتا۔

بیگم۔ نہین کیون خورشید محل نہین ہین۔

نازک۔ کیا یہ پہچانتی ہین اچھا کون ہین یہ۔

خورشید محل۔ ہم سے پوچھتی ہو ہمارے پڑوس مین رہتی ہین ہم انکے زیر سایہ رہتے ہین۔

روح۔ ہم نے بھی کبھی شاید نہین دیکھا تھا۔

بیگم۔ مین تو ایکبار حسن آرا سے مل چکی ہون۔

سپہر آرا (غور سے دیکھکر) اور ہم سے بھی۔

بیگم۔ ہان تم سے بھی ملی تھی مگر بتائینگے نہین۔

سپہر آرا۔ کب ملے تھے اللہ۔ کس مکان مین تھے۔

بیگم۔ (بات بناکر) مین مذاق کرتی تھی۔

نازک۔ نہ اب تم نے بات بنائی ہے بہن۔

بیگم۔ اے لو چہ خوش۔ بگڑ نا بنانا کیا معنے مین خاصکر سوجہ سے آئی کہ دیکھون حسن آرا بیگم کیسی ہین جنکی اللہ کی عنایت سے اسقدر شہرت ہے۔

روح۔ سو دو رکے ڈھول سہانی کی مثل ہے۔

بیگم۔ اے نہین اللہ رکھے ماشاء اللہ جسقدر تعریف حسن سنی تھی اس سے دہ چند پایا۔ اور ہم نے دولھا کو بھی دیکھا پروردگار کی قدرت نظر آتی ہے۔

نازک۔ کیا ہم سے زیادہ خوبصورت ہین۔

اس لطیفہ اور سوال پر بڑا قہقہہ پڑا

بیگم۔ تمہارا تو مثل نہین ہے دنیا کے پردے پر۔

نازک۔ بھلا دولھا سے آپسے بات چیت ہوئی تھی۔

بیگم۔ بات چیت آپسے ہوئی ہوگی۔ مین نے تو ایکدفعہ راہ مین دیکھا تھا۔ مین چلون سے دیکھتی تھی تو ایک مہری نے کہا حضور آزاد یہی ہین۔

نازک۔ بھلا دوسرا نکاح بھی منظور کرتے ہین وہ۔

بیگم۔ اب یہ تو ان سے کوئی جاکے پوچھے۔

نازک۔ تم ہی دریافت کر دو بہن۔ اللہ کا واسطہ

بیگم۔ اگر منظور ہو دوسرا نکاح تو پھر کیا۔؟

نازک۔ پھر کیا تمکو اس سے کیا مطلب ابھی سے۔

روح۔ آخر دوسرے نکاح کے لیے کون تجویزی ہے

نازک۔ ہم خود اپنا پیغام کرینگے تجویزی کیسی۔

روح۔ بس حد ہو گئی نازک ادا بہن افوہ۔

نازک۔ ہماری بہن بھی ریجھی ہوئی ہین شاید کیون؟

بیگم۔ ہمکو نہین معلوم تم بالکل بیباک ہو۔

نازک۔ اللہ جانتا ہے مین ساری قلعی کھول دونگی پھر

بیگم۔ (دانتونکے تلے اُنگلی دباکر) ہائین۔

اس سے سب کی سب سمجھ گئین کہ دال مین کچھکالا کالا ضرور ہے ورنہ جسوقت نازک ادا بیگم نے کہا کہ قلعی کھلجائیگی

اسوقت انھون نے دانتون کے تلے اُنگلی کیون دبائی
اور خوف کیون ظاہر ہونے لگا نازک ادا نے کہا کہ رہین
استقلال کو تم نے ہاتھ سے دیدیا بیگم نے اس شعر کو ترجمان دل کیا

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

نازک - یہ سچ - مگر - خیر جو ہوا - وہ اچھا ہی ہوا اور
بہن مصلحت بھی یہی تھی -
گیتی آرا - اب تو پہیلیون مین باتین ہونے لگین -
نازک - یہ باتین ہر کسی کی سمجھ مین نہ آئینگی دل لگی
بازی نہین ہے - یہ بھی وہی ہوا کہ کاتا اور لے دوڑی
ذرا عقل چاہیئے -
گیتی - کچھ گول گول باتین ہو رہی ہین اسوقت -
نازک - یہ اشارے ہین بس رازدان سمجھتا ہے -
ع - کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی پوچھے تو کیا پوچھے
جو راز سے واقف وہ سمجھ جائے -
جانی - کیا اچھا شعر پڑھا ہے بالکل حسب حال -
روح افزا - ذری بہن پھر تو وہ شعر پڑھ دینا -
بیگم - بصد حسرت دل آہ کھینچکر - ؎

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا

اس شعر کا مکرر سننا تھا کہ دلہن نازک کی سوچی کہ یا
الٰہی آزاد کے ذکر مین نازک ادا نے یہ کیون اس
بیگم سے کہا کہ رہین استقلال کو تم نے ہاتھ سے دیدیا
اور اسکے جواب مین بیگم نے کہا - ع -

ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا

سمجھ گئی کہ ہو نہو ثریا بیگم ہی ہے کنکھیون سے دیکھا اور گردن
پھیر کر اشارے سے سپہر آرا کو بلا کر یون ہمکلام ہوئین -
حسن - انکو پہچانا - سوچو تو یہ کون ہین -
سپہر - اے باجی تم تو پہیلیان بجھواتی ہو -
حسن - تم ایسی طبیعت دار اور ابتک نہ سمجھ سکین -
سپہر - تو کوئی اُڑتی چڑیا تو پکڑ نہین سکتا -
حسن - اس شعر سے طبیعت دار آدمی صاف مطلب
سمجھ جائیگا -
سپہر - اخاہ (بیگم کی طرف دیکھکر) اب سمجھ گئی -
حسن - ہے عورت حسین اور شوخ و شنگ بھی ہے -
سپہر - ہان ہو - تمھارے مقابلے مین ٹھہر سکتی ہے -
حسن - سچ کہنا کسقدر جلد سمجھ گئی ہون - ہے کہ نہین -
سپہر - اسمین کیا شک ہے تو ثریا بیگم اور اللہ رکھی اور
مس پالین اور جوگن اور شیو جان یہی ہین -
حسن - یہی ہین آزاد کی عاشق زار یہی ہین -
سپہر - یہ ہم تم سے کب ملین تھین بھلا کیون باجی -
حسن - اللہ کو علم ہے اللہ رکھی بن کے انکے فرشتے نہ آنے
پاتے جوگن کے بھیس مین کوئی انکو پھٹکنے نہ دیتا مس
پالین کا نام بھی ہم نے نہین سنا شیو جان کا یہان کیا
کام -
سپہر - شاید مہری وہری بنکے گذر ہوا ہو -
حسن - ہمکو انکا آنا یہان کھٹکتا ہے - سچ تو یہ ہے -
سپہر - نہین باجی جان اب وہ جوش کہان -
حسن - انکی پاکدامنی تو اسکی مقتضی تھی کہ آزاد کا نام سن
لیتین تو وہان سے ہٹ جاتین نہ کہ ایسے مقام پر آنا

سپہر آرا - ای ہے ان سے یہان تک آیا کیونکر گیا۔

حسن آرا - دوسری ہو تو اُس کے دل مین بیقراری پیدا ہو جاے اور ایسی صحبت سے منزلون بھاگے۔ دل مین ایک ہول سا پیدا ہو کہ جو ہماری بغل مین سوتا اور جس کی بغل مین ہم سوتے وہ اب دوسرے کا ہوا۔

سپہر آرا - پھر اب اسکو تو کیا کرین سکی صلاح ہو تو امان جان کو اطلاع دیدو اور دولھا بھائی سے کہدو کہ ان تک بھی خبر ہو جائے۔

حسن آرا - بہن ایسا نہو کہ کوئی گل کھلے - ہان!

سپہر آرا نے بہار النسا سے مشورہ کیا اور کہا کہ باجی یہ جو بیگم ابھی ابھی آئی نہیں ہین انکو پہچانا۔ بہار النسا نے اُن کو سر تا پا دیکھا اور کہا ہمنے انکو کبھی پہلے نہین دیکھا تھا۔ اللہ جانے کیا نام ہے کسی اور سے پوچھو۔ انھون نے جھک کے کان مین کہا ثریا بیگم یہی ہین تب تو بہار النسا کے کان کھڑے ہوے اور غور سے نظر ڈالکر بولین ماشاء اللہ کیا قبول صورت عورت ہے ایسی نمکینی بھی کم دیکھنے مین آئی۔

سپہر - باجی تو خوف ہے کہ مبادا کوئی گل کھلائین۔

بہار - گل کیسا کھلائینگی اب تو انکا نکاح ہو گیا۔

سپہر - ای ہے باجی نکاح پر نجانا یہ وہ کھلاڑ ہین کہ گھونگھٹ کی آڑ مین شکار کھیلین۔

بہار - ای بہن کیون بچاری کو بدنام کرتی ہو۔

سپہر - ای لو جو خوش بدنامی کی ایک ہی کہی کیا بڑی نیکنام ہین کوئی پیشہ کوئی کرم ان سے نہ چھوٹا اور اب تک آپکے نزدیک پاکدامن ہی بنی ہوئی ہین۔

بہار - حسن آرا کو سمجھا دو کہ از براے خدا طبیعت کو کلفت نہ کرو تہ دلی سے مٹھی رہو۔

سپہر آرا - لگاوٹ بازی مین انکی دھوم ہے - بہن -

بہار النسا - ہم جب اس ڈھب پر آنے بھی دین -

سپہر - وہ اشارون ہی سے سارا مطلب نکال لینگی

بہار - اوئی - تو بہو بیٹی کا ہے کو ہین مالزادیون کے بھی کان کاٹے کیا باہر نکلجائینگی یا دولھا کو جھپٹ جائینگی۔

سپہر - اچھا پھر جو راے ہو ہر چہ بادا باد -

بہار - کیا بوڑی ڈراہ ہو اب دولھن کے گھر مین گھب گئی کہ ایسا نہو کہ آزاد کے دل کو مسخر کرے۔

سپہر - یہ تو ممکن ہی نہین کہ حسن آرا کے مقابل مین آزاد کسی کو چاہین کوئی سونے کی ننکیے آئے تو کیا ہوتا ہے۔

بہار - بس تو پھر کاہے کا غم ہو - خدانخواستہ -

اتنے مین سپہر آرا نے ان سے پوچھا اے بہن ہمنے تمھین پہچانا نہین - معاف کرنا مسکراکر جواب دیا ہمارا نام ثریا بیگم ہو سپہر آرا ان سے باتین کرنے لگین تاکہ ان کو ذرا بھی یہ معلوم ہو - کہ یہان انکے راز دان انکے سوا کوئی اور بھی اللہ رکھی اور جوگن اور مس پالین کے حالات سے واقف ہی ثریا بیگم ان سے بڑے تپاک کے ساتھ ملین اور کہا ہم نے کئی بار جی چاہا کہ تم سے ملین مگر اب تک اتفاق نہوا انھون نے اخلاق اور لطف کے ساتھ جواب دیا۔

نازک ادا بیگم نے باتون باتون مین ثریا بیگم سے تخلیے مین پوچھا کہ بہن یہ عقدہ آج تک نہ کھلا کہ تم یاوری کے ہان کیون گئین اور وہان سے کیون نکل آئین ثریا بیگم نے کہا بہن اس ذکر مذکور سے رنج ہوتا ہے جو ہوا وہ ہوا اب اس کا گھڑی گھڑی تذکرہ کرنا فضول ہے لیکن جب انھون نے اصرار کیا تو انھون نے کہا بات یہ ہوئی - کہ

پادری بیچارے نے رحم کھا کر اور بیکسی کی حالت دیکھ کر مجھے اپنے ہان جگہ دی اور جس طرح کوئی خاص اپنی بیٹیون سے پیش آتا ہے اسی طرح مجھسے پیش آئے۔ مجھے پڑھایا لکھایا سلیقہ سکھایا مگر ہر روز دو تین گھنٹے تلقین کرتے تھے کہ تم عیسائی ہو جاؤ اور یہ یہان منظور نہین مین ہنس کے ٹال دیا کرتی تھی۔ ایک روز پادری صاحب تو چلے گئے کسی کام کو ان کا بھتیجا جو فوج مین لفٹنٹ ہے ان کے ہان آیا۔ پوچھا کہان گئے ہین۔ مین نے کہا گاڑی پر سوار ہو کے ابھی ابھی باہر گئے ہین اے بس اتنا سننا تھا کہ اپنے بوکرٹ سے برانڈی شراب کی بوتل لایا ایک گلاس منگوایا اور سوڈے کے ساتھ تین گلاس پیالے یکے بعد دیگرے پیے جب آنکھون مین لال لال ڈورے آئے اور نشے مین خوب جھکا تو میری طرف توجہ ہوئی کہا مس پالین ایک قطرہ تم بھی پیو۔ مین مسکرا کر چپ ہو رہی وہ سمجھا الخاموش نیم رضا۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ مرد مین عورت وہ نشہ زور مین نازک بدن مردوے سے کیونکر جیت پاؤن۔ سوچی کہ یا الٰہی کیا کرون کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتی ہاتھا پائی کرون تو کس برتے پر تتا پانی اس دیو سے مین بیچاری بھلا کیا جیت پاتی اچھا خاصہ جوان تو مقابلہ نہ کر سکتا۔ مین کس شمار و قطار مین ہون مین نے کہا لفٹنٹ صاحب تم فوج کے عہدہ دار۔ تلوار کے منہ لڑنے والے مجھ دبلی پتلی عورت سے دھینگا مشتی کرو تو اس مین تمھاری سبکی ہے یا نہین۔ ہاتھ چھوڑ دو دور سے باتین کرو اس کے جواب مین کہا اچھا ہمارا کہنا مانو گی سچ کہو اس وقت مین تھر تھر کانپنے لگی کہ خدا جانے کیا اینڈی بینڈی بات کہے ماننے کی ہو یا نہ ماننے کی مین کچھ کہنے کو تھی مگر مارے ڈر کے زبان سے ادا نہ کر سکی اتنے مین وہ موا سنڈا کھڑا ہو کے کہنے لگا اب تو ہم بے برانڈی پلائے نہین رہتے۔ ہی ہی سی ع۔

کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔

خون خشک ہو گیا۔ اب کرون تو کیا کرون۔ سوچی کہ ثریا بیگم اگر کسی کو پکارتی ہے تو یہ اس وقت مار ہی ڈالیگا اور بے عزت کرنے پر تو تلا ہوا ہی ہے۔ رسوائی کی رسوائی ہوگی اور جگت ہنسائی کی ہنسائی۔ مفت مین بدنام ہوگی اب اس نے وہ بھرا ہوا گلاس خود پی لیا۔ پینا تھا کہ نشہ اور بھی تیز ہوا اور چھینا جھپٹی پر آمادہ ہو گیا۔ مین بے تحاشا دوڑ کے بھاگی اس نے جھپٹ کے گود مین اٹھا لیا۔ وہ کشیدہ قامت جوان بلند بالا مین دھان پان اس طرح مجبوری سے جانا پڑا جیسے چوہے کو بلی دبا لیجاتی ہے کمرے مین چھوڑ کے کہا سنو مس پالین تم عیسائی ہو جاؤ تو ہم شادی کر لین میری یہ کیفیت کہ لب خشک۔ منہ خشک۔ زبان خشک تالو مین کانٹے پڑے ہوئے اور رنگ فق کہ یا خدا آج کیونکر عزت بچے گی اور کیا ہوگا۔ وہ تو نشے مین چور تھا ہی۔ بس اب کیا۔ کہون۔ مگر عزت آبرو کا بچانے والا اللہ ہے۔

اتنے مین پادری صاحب آن پڑے بس اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ ہکو تو کیا کہتے جب برابر کا لڑکا یا بھتیجا یا بھانجا کماتا، دھماتا ہو تو بڑا بوڑھا چشم پوشی کر جاتا ہے۔ مگر جب وہ بھاگ گیا تو میرے پاس آئے اور یون گفتگو کی۔

پادری۔ مس پالین۔ اب تم یہان نہین رہ سکتین۔

مین۔ پادری صاحب اس مین میرا ذرا قصور نہین۔

پادری - مین نے خود دیکھا کہ تم اور وہ ہاتھا پائی کر رہے تھے
مین - وہ چاہتے تھے - کہ زبردستی برانڈی پلائین -
پادری - نہین نہین تمکو ہم نیک عورت سمجھتے تھے -
مین - پوری سرگذشت سنیے پھر راے قایم کیجیے -
پادری - اب تم ہماری نظرون سے گر گئین - بس -
مین - میری شومی طالع - بدنصیبی - مگر پادری -
پادری - اسوقت سے کل تک تم کہین اپنا بندوبست کر لو
مین - (روکر) مین آپکی کمال شکرگزار ہون -
پادری - مجھے افسوس ہی کہ مین نے تمہاری پرورش کی مگر خیر - ایسا دھوکا کبھی نہ کھایا تھا - میرا بھتیجا بڑا جوان صالح ہے دوسرے روز مین نے پادری صاحب کو صورت نہین دکھائی اور بھاگ آئی مگر پاک پروردگار کا ہزار ہزار شکر ہے کہ عصمت بچا کے آئی - صدقے اسکی کریمی کے -

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ ایک مہری نے جو سمدھیانے کیطرف گئی تھی کہا حضور وہان تو بہت سے صاحب لوگ اسوقت جمع ہین اور بڑے جشن ہو رہے ہین -

خیال تشنہ لب ساقی ہو دل پر | نظر اب خواب مین آتے نہین ساغر
پلادے ساغر گل ہین مجھکو بھول | کہ جاے خارش خار محن بھول
خط ساغر سے ہون مضمون پیدا | ضیاے ہر ورق ہو صفحہ نور
فروغ مہر ہو ہر سطر روشن | دکھائے ہر ورق گلشن کا جوبن
نصیحت دختر رز سے کھنچی ہے | وصال اب اسکا وجہ زندگی ہے
در میخانہ کیون مدت سے ہی بند | کھلے اب ساقیا تا دل ہو خورسند
گریبان گیر عشق دخت رز ہی | بھلا دامن کشی عاشق سے تا کے
نظر ہر محتسب کی آستین پر | نہو کسطرح دل جامے سے باہر

در میخانہ سے پردہ اٹھادے
بغل مین دخت رز جلدی سلادے

بڑی بیگم صاف ستھری مگر سادی پوشاک زیب بدن کیے ہوے مصروف اہتمام تھین اور بات بات پر کہتی جاتی تھین کہ اللہ آج تو بہت تھکی - اب میرا یہ سن تھوڑا ہی ہے کہ اسقدر چکر لگاؤن - باغ سے کوٹھے پر اور کوٹھے سے باغ مین کبھی بارہ دری مین - کبھی شہ نشین مین مگر اللہ اس دوڑ دھوپ کا انجام بخیر کرے - استانی جی ساتھ ساتھ ہان مین ہان ملاتی اور آمین کہتی جاتی تھین -

بڑی بیگم - استانی جی اللہ گواہ ہی آج بہت شل ہو گئی
استانی - پھر ہوا ہی چاہو ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر -
مغلانی - جناب فاطمہ کی قسم یہ فقط حضور کی خوش اقبالی ہے ورنہ دوسرا ہو تو بیٹھ جائے -
محلدار - اے توبہ - ہمس کے بانی تو یہ نہین -
مغلانی - اور بوا بے اپنے دیکھے بھالے کوئی انتظام نہین ہو سکتا - سو کاہے سے - وجہ یہ کہ ہملوگ تو اپنی عقل اور بساط کے موافق کیا چاہین -
محلدار - اب صبح سے شام اور شام سے صبح تک پھرنا ہنسی ٹھٹھا تھوڑا ہی ہے -
سپہر آرا - ایسا نہو خدانخواستہ دشمنونکی طبیعت ناساز ہو جائیگی آپ کیون اسقدر تکلیف کرتی ہین -
محلدار - اے ہان حضور ہم لوگ کسکے لیے ہین -
بڑی بیگم - اب ان دو تین دن تو نہ بولو پھر دیکھا جائیگا اسکے بعد پھر کرنا ہی کیا ہی -
استانی - یہ کیون سلامتی سے ہو تو ان پوتیون نواسون نواسیونکی تقریبین کیجیے گا یہ کیسی باتین کرتی ہو بی -

بڑی بیگم - بہن زندگانی کا کون ٹھکانا ہے -

استانی - عمر دنیا بامید قائم کون مشکل بات ہے -

بڑی - اب تو دعا یہ ہے کہ اس تقریب سعید کے بعد آخرت کے لیے توشہ جمع کرون جو جو فرض ہے ادا ہو جائے خیر یہ باتین تو ہوا ہی کرینگی ذری میان الماس کو تو باہر سے بلا لاؤ میان الماس علیخان آئے بیگم صاحب نے کہا اب برات وہان سے روانہ ہونے والی ہے کل سامان لیس رہے خرچ کا کچھ خیال نہ کرنا یہ روپیہ بچا رکھنے کیواسطے نہین ہے - خوب دل کھولکر کے صرف کرو - مگر ذرا کسی نے حرف رکھا اور مین نے تمسے سوا خفہ کیا - خبردار جو ذرا بھی کسی بات مین ہیٹی ہو - میان الماس نے عرض کیا اے حضور کیا مجال جتنے منتظم ہین شب شاہی کے وقت کے کوئی مقرب نصیر الدین حیدر مبرور ہے کوئی معتمد امجد علیشاہ مغفور غازی الدین حیدر اور نصیر الدین حیدر اور کل شاہون اور وزیرون کی آنکھین دیکھی ہین شہزادون کی شادیون کے انتظام کیے ہین - ہیٹی کے کیا معنی اور سارا زمانہ کہتا ہے کہ یہ شادی بھی یادگار رہیگی - حق تعالے دولہا دولھن کی عمر مین برکت دے - سالہا سال کے بعد یہ انتظام ہوا ہے اور ادہر بھی بڑی دھوم سے ثروت کا انتظام ہے نواب محمد مرزا جان بہادر کا انتظام ہے پھر بھلا کون اسپر معترض ہو سکتا ہے شادور دور سے طائفے بلوائے گئے ہین اور کئی دن سے برابر ہر وقت جلسے ہوتا ہے حکم دیجیے تو جاؤن اور کل امور کی پھر نگرانی کرلون -

آداب عرض کرکے میان الماس باہر آئے اور بار دری کو از سر نو جا بجا جو شے بے قرینہ تھی اُسکو قرینے سے لگایا اور ایک روتا دوڑا بکہ دیکھو وہان برات سجی جاتی ہے یا نہین اُسنے آن کے بیان کیا - خداوند مارے بھیڑ کے پھاٹک پر گذر محال ہے - آدمی پر آدمی ٹوٹ پڑا ہے اسقدر دھکم دھکا کہ توبہ ہی بھلی - کئی تماشہ بین کچل گئے - ہاتھی اور گھوڑے اور سانڈنیان اور یابو اور ہوادار اور تامدان اور سکھپال اور پنج کلسے اور بوچے اور فنیسین اور رتھ اور بگھیان اور خاص بردار اور چوبدار اور عصا بردار اور نقیب اور بلم بردار اور برقنداز اور سپاہی اور گور ونکار سالا اور باجے والونکے غول اور شہنائی نواز ہین کہ عقل کام نہین کرتی - سنا ہت چکر کھا کے آ گئی اور ابھی بڑی دیر ہے لاکھون آدمی برات دیکھنے کے مشتاق ہین -

اب خیر نوشہ کے ہان کا حال سنیے کہ برات کے روز وقت فرح بخش مین دولہا کو بیگم صاحب نے محلسرا مین بلوایا مان بہنون نے خوشی خوشی نہلایا - ہری ہری دوب شاداب و خوب منگوائی ایک مین چانول اور دودھ لائی حسب رواج روپ دوب کی رسم ادا ہوئی عیش و عشرت دو بالا ہوئی - کلس کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ڈالا گیا اور مان نے کہا بیٹا سسکی نہ لینا - کپڑے سے بدن پوچھا نہانے مین پردہ ہوا - اعزا اقربا شادان و فرحان آئے خلعت بیش بہا لائے بہنوئی نے سہرا باندھا عزیزون نے خلعت پہنایا - بڑی بوڑھیون نے بلائین لین اور بدسے دعائین دین دولہا باہر مردانے مین آیا محفل رقص و سرود نے خوب رنگ جمایا -

	زہرہ در رقص بہناز و طرب بن شادی	
	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارکبادی	

محلسرا مین تمام شب ناچ ہوا کیا - خواتین عالی مرتبت نے

میراثنون کو پھر پورا انعام دیا سمدھنونکی چوٹیان گندھین۔ ہر ہفت آرائش سے مزین ہوئین بیش بہا فوق البھڑک جوڑے زیب بدن کیے زیور پہنا مشاطگان کامل فن نوجوبن کو دوبالا کیا اور نکھر نکھر کرکے آراستہ ہوئین۔

اب برات کے جلوس میمنت مانوس کا حال سنیئے کہ آدھی رات سے شہزادگان گردون مدار اور نوابان جم اقتدار اور امرار دارا دربان اور مہاجنان والاشان کے ہان سے جلوس آنے لگا اور دو بجے تک اس قدر کثرت ہوئی کہ دو رویہ بازار مین دور تک تل رکھنے کی جگہ نرہی شانے سے شانہ چھلتا تھا ہلا تک کو راستہ دقت سے ملتا تھا کہین فیلان فلک شکوہ رشک کوہ کمنا اور ایک دنتا کنجل دل بادل گنگا جمنی اور روپہلے اور سنہرے ہودج زرنگار فیلبان تجربہ کار سلیقہ شعار کہین مہاجنون کے پری چم گھوڑے افراس ہنر شکار ادھر تامدان اور ہوادار ادھر باجون والون کے غول اور خاص بردار۔ ؎

کتنے یوچے تھے ساتھ نادرکار
کچھ ہوادار بھی صبا رفتار

وہ منقش تمام نالکیان
رشک برج قمر وہ پالکیان

انگریزی باجے وہ بجتے ہوئے
فیلی نقارے بھی گرجتے ہوئے

دلربا یہ صدائے نوبت تھی
دل عالم کو جس سے فرحت تھی

کتنے شہنا نواز حور نژاد
سب بجاتے ہوئے مبارکباد

اتنے مین خاص بھی جلوس آیا
کچھ عجب لطف اُسنے دکھلایا

جیسے باغ جہان مین آئی بہار
کھل گیا ایک تختۂ گلزار

وہ پریزاد برچھیون والے
جنکی مژگان پر جگر بھالے

برق انداز بانداز تمام
بھالے والے پری رخ وگلفام

خاص بردار سب پری پیکر
خاصیان نور کی جو مکاندھون پر

سینگ گڑے سار سب مرصع کار
برق چقماق قہر توڑے دار

آگے آگے نقیب کی للکار
باادب باملاحظہ ہشیار

ہو فزون عمر و دولت و اقبال
دوست خوش ہون عدو رہین پامال

بعد ازین ہاتھیونکے غول کے غول
تیز رو اور سبک خرام جھول

قد و قامت مین ایک ایک نخل
پشتہ تھا جنکے آگے دل بادل

چال مانند کوہ گردون تھی
مستک ایک ایک کی شفق گون تھی

کارچوبی وہ مخملی جھولین
رتّے وہ جنمین ہمسون دل جھولین

وہ طلائی ٹکٹ مرصع کار
چاند و سورج کی مستکونکی بہار

چوڑے دانتونمین یون تھی جلوہ فگن
جیسے گوری کلائی مین کنگن

فیلبانونکی تھی غضب کی نکھار
بر مین ایک ایک کے قبا زرتار

سر پہ چیرے بندھے ہوئے گلنار
طرے اور گوشوارے نادرکار

وہ جواہر نگار کیجا کہین
حسن مین یادگار کیجا کہین

تارون کی چھاؤن مین آزاد کی برات بڑے کروفر کے ساتھ روانہ اور عازم محل عشرت منزل جانانہ ہوئی جب چوک مین اس عظمت شاہانہ اور سطوت خسروانہ سے برات آئی۔ تو تماشائیون نے جو بصد شوق منتظر کھڑے تھے گویا منھ مانگی مراد پائی۔ ؎

یون سواری جو چوک مین آئی
محو حیرت ہوے تماشائی

سب کے آگے نشان کا عرش شکوہ ہاتھی جھومتا ہوا جاتا تھا اور نشان عظمت تو امان عجب شان دکھاتا تھا ہاتھی کے سامنے قدم قدم پر آتشبازی کے انار چھوٹتے جاتے تھے۔ جو ضیا مین مہر عالم افروز کو شرماتے تھے۔ بو منزلون دور تھی گندھک مثل کبریت احمر کا نور تھی ادھر ادھر کمر دن پر

بارہ بارہ چودہ چودہ برس کے دوشیزہ نکھرے کے موجود ہیں۔ حیرت تھی کہ آج یہ رات ہے یا روز عید۔ ایک ایک سے ہمکلام ہو کر کہتی تھی۔ باجی اٹھو۔ نشان کا ہاتھی آتا ہے۔ اے بوا! کچھ ہزارہ چھوٹا جاتا ہے۔ مہتاب کی روشنی سے ماہ تاباں کا رنگ فق تھا۔ چرخی کی آن بان سے چرخ زنگاری کا کلیجہ شق تھا۔ نوجوان اور جوانان رنگین چوک کے کمروں کو تکتے تھے ادھر عباسی عباسی رنگ کا دوپٹہ اوڑھے انداز دلربایانہ سے کھڑی برات کا جلوس دیکھتی تھیں۔ ادھر ہزاروں عاشقان زار ڈ کانوں سے انکے جوبن کے مزے لوٹتے تھے کوئی گھر ایسا نہ تھا جس سے دو چار حوران طرحدار سولہ سنگار کر کے برات دیکھنے نہ آئی ہوں۔

رنڈیاں جا بجا جو تھیں استاد
ملکے گانے لگیں مبارکباد

کمرے پھٹے پڑتے تھے۔ تماشائی جگہ کے لیے باہم لڑتے تھے شوقین آدمیوں نے آدھا چوک کرائے پر لیا تھا اور صرف ایک لمحے کے لیے زر کثیر دیا تھا۔ مہاجنوں کے طاؤس دُم اور آہو چشم گھوڑے زیور سے لدے ہوئے چھم چھم کرتے جھوم جھوم کے شوخی کے ساتھ قدم دھرتے جاتے تھے ادھر اُدھر وہ سپاہی حفاظت کرتے آتے تھے جس وقت گوروں کا باجا چوک میں پہنچا اور انھوں نے بینڈ بجائی لوگ سمجھے کہ آسمان سے فرشتے باجا بجاتے اتر آئے وہ مست کرنے والی آواز وہ صدائے دلکش خوش آیندہ دلنواز کبھی تلنگوں کی کمپنیاں رپ رپ کرتی آئیں کبھی جھنڈے والوں نے طرح طرح کی رنگ برنگ جھنڈیاں دکھائیں شہنائی نواز نے اس خوبی خوش اسلوبی سے شہنائی بجائی کہ میاں غوثی تک کی روح وجد میں آئی۔

اتنے میں بنگلے والی پلٹن کے کپتان یہاں خواجہ بدیع الزماں صاحب من بدیعا ہیچ بالقابہ نے انتظام شروع کیا۔

خوجی۔ او شہنائی والو منہ نہ پھلاؤ بہت۔

لوگ۔ آئیے آئیے۔ بس آپ ہی کی کسر تھی۔

خوجی۔ او دائیں طرف کا شہنائی والا بازو یا وحشت

لوگ۔ کوئی آپ کی سنتا ہی نہیں خواجہ صاحب بہادر

خوجی ہم انکا بازو توڑیگا۔ میاں بہت منہ نہ پھلاؤ۔ یہ عیب ہے۔ غوثی کو ہمنے اسکے رکانے بتا دیے مگر یہ نو سکھیے لوگ ان نکات کو کیا جانیں۔

لوگ۔ خواجہ صاحب کچھ فرمایش تو کیجیے انسے۔

خوجی۔ اچھا۔ واللہ وہ سماں باندھوں کہ باید و شاید کرجوا مین درد اٹھی۔ کاسے کہوں ننندی مورے رام کرجوا مین درد اٹھی۔ سوتی تھی میں اپنے مندل میں [?] اچانک چونک پڑی۔ مورے رام کرجوا مین درد اٹھی کیوں کیا چیز ہے۔ خاص بھیرویں اور سنیے۔

جوبنوا ہو چار دنا چار دنا دنو ساتھ۔ جوبن رت جات جیسن ... مورت رہے۔ کدر کوؤ نہ پوچھے بات۔ جوبنوا ہو چار دنا دنو ساتھ

خدا بخشے صنم یہ کہہ کے انکو یاد کرتے ہیں
یہ مشت خاک تیری راہ میں برباد کرتے ہیں

لوگ۔ سبحان اللہ شعر کو اچھی اصلاح دی واللہ۔

خوجی۔ من بدیع ہیچ۔ خالی خولی شاعر نے نثر ہم میگوید دور قوالی گوے سبقت از بار بود و نا امید بردہ شدہ ام کہ گفتہ اند علم در سینہ کہ در سفینہ۔

لوگ۔ مگر شہنائی والے اب تک آپکا حکم نہیں مانتے

خوجی - نا بابا حکم تو مانین اور نہ مانین قسمین نکال نہ دون مگر بات اسمین یہ ہے کہ مجبور ہین ایک شے سے آگاہ ہی نہین اور واللہ نوشاہ - اور ہم آج بدرجۂ اتم خوش اور خرم اور مسرور و اکرم ہین -

راوی - ای سبحان اللہ - قافیہ بھائی آپ پر ختم ہے -

خوجی - ذرا مجھے آنے مین دیر ہوئی اور سب ابتر -

لوگ - اور خواجہ صاحب آپ گدھے پر سوار نہ ہوگے -

خوجی - من بدیع بدیعا - اس قابل بھی نہین ہے -

افیمی - واہ رے انکسار حضور کیا عاجزی ہے -

خوجی - مین بدیع بدیعا - اپنے کو قابل تعریف بھی نہین سمجھتا - کیونکہ ذرۂ بے مقدار ہون -

اتنے مین ایک شخص نے ازراہ مذاق خواجہ صاحب کے قریب جاکر ذرا شانے کا اشارہ کیا تو خوجی کیسقدر لڑکھڑا گئے اور انکے چیلے افیمی بھائیون نے اُسپر قہر کی نظر ڈالی -

ایک - (اینڈکر) ارے میان کیا آنکھون کے اندھے ہو

دوسرا - (بربر کر) اینٹ کی عینک لگا ؤ میان -

تیسرا - اور جو وہ بھی دھکا دیتے تو کیسی ہوتی -

چوتھا - ہوتی کیسی - منھ کے بھل میان گرے ہوتے -

پانچوان - دیگر کر گرے ہوتے! ہونھ! یہ نہین کہتے کہ انجر پنجر سب الگ ہو جاتے - ہونھ! -

خوجی - ارے بھئی - اب اس سے کیا واسطہ ہے - ہم کسی سے لڑتے جھگڑتے تھوڑا ہی ہین مگر ہان طیش مین آکر (اکڑ کر) اگر کوئی کیسی ہم سے بولے تو جہان کا ہے وہین پیر بچھا دین - اتنی قرولیان بھونکی ہون کہ یاد کرے اور بدن سے خون کے فوارے چھوٹین یا اگر قینسر بچہ پاس ہو تو رہے اور خون سے جی خرد کے ساتھ -

منم رستم داستان بے گمان	
منم خواجۂ خواجگان جہان	

اور جو لوگ منکسر مزاج ہین اُنکے ساتھ -

منم بندہ خواجہ بدیع الزمان	
حقیر زمان احقر احقران	

لوگ - ایک ذرا سے اشارے مین تو آپنے لڑھکنی کھائی اور زعم یہ کہ رستم دستان ہین اور خون نہ نکلے -

اور چنین اور چنان - سب زبانی داخلہ ! -

ایک طرار عورت نے چوک کے ایک کمرے سے آوازہ کسا دمیان خوجی کہان ہین ای یہ مُوا بونا ان ننھے ننھے ہاتھ پاؤن پہ اسقدر اتراتا ہے - خدا کی شان مرد تو مرد مین عورت ہون - مگر یہ دعوے ہے کہ اگر ذرا پھونک مار دون تو ستر لڑھکنیان کھائے، خواجہ صاحب نے کمرے پر نظر کرکے کہا مین تمکو بچہ سمجھتا ہون واللہ - اسپر سامعین نے قہقہہ لگایا اور اس شوخ طرار نے اُنکو انگلیون پر نچایا -

داغاہ ! میرے ابا جان قبر سے اُٹھ آئے برسون کے بعد آج صورت دکھائی ہے مین تمہاری لڑکی روز ترستی تھی کہ یا خدا مجھے ابا کی صورت دکھا بارے شکر ہے کہ برسون کے بعد آج ابا جان کو آنکھون سے دیکھا - امان کہا کرتی تھین کہ تمہارے ابا کے ذرا ذرا سے ہاتھ پاؤن تھے مگر خدا کی شان جب کسیکی طرف نگاہ قہر آلود ڈالی تھرا اٹھا جسکو تان کے تھپڑ لگایا بھنا گیا اور اسیطرح کی کنکھی چتون کی بھی تھی - خواجہ صاحب نے یہ تقریر سُنی تو معاً کمرے پر چڑھ گئے اور اُس سے کہا بیٹا - تمہاری مان کی سچ کی قسم مجھے خیال بھی نہ تھا - اب آج سے تم ہماری بیٹی

بیٹی اور ہم تمہارے باپ۔ یہ کہکر خواجہ بدیع الزمان حماقت نشان کمرے سے اُترے اور آپ جانیے عقل مجسّم تو تھے ہی سوچے کہ اب داگر آزاد کبھی بُرا مانینگے تو ہم بھی اکڑ کے کہینگے کہ اسقدر عورتین اور حسین ہین بانوئین ہمیر عاشق تھین کہ ہر گلی کوچے مین ایک ایک اس شخص کی لڑکی موجود ہے اور اس خوبرو نوعمر کو دکھا کر کہونگا سدا سچ کہیے گا جسکی لڑکی اس درجہ خوبصورت ہو وہ خود کیسی گلبدن نہ ہوگی راہ مین حضرت دو ایک مقام پر روئے بھی۔ کہ انکی بیوی یعنی اس میوا کی ماں نے انتقال کیا اور خوجی کو ریخ مفارقت دے گئین۔ جس جس نے یہ حال سُنا مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہوگیا کہ عقلمند ہو تو ایسا اور فہمیدہ ہو تو اتنا کہ ایک مال زادی کے ابا جان بن بیٹھے۔ بچھیا کے تاؤ ایسے ہی لوگ کہلاتے ہین۔

نوشاہ فریدون کمر خاقان کلاہ ذی مرتبت و ثریا جاہ حسن مین غیرت مہر و ماہ گلگون قبا بادرفتار رعنا تمام تُرکار برلبۂ سلطنۂ خسروی و دبدبۂ شاہی سوار ران بیٹری جمائے کمال شوکت دکھاتا جاتا تھا اور شبدیز سبک خیز ایک ایک گام پر نوجوان کے مزاج کی طرح بل کھاتا تھا اور آگے آگے نقیب باادب پکارتا آتا تھا۔ باملاحظہ باادب دُور باش سامعین خوش خوش ہوتے اور شاباش کہ آزاد پاشا کی برات ہی یا جادو کا کارخانہ ہے طلسمات اللہ ری لطافت۔ اُف رے جوبن۔ برات ہی یا دُلھن۔ پیچھے پیچھے پانچ چھ سو بیر بنجارا کا درباری شہدا۔ جھولیان بھرے ہوئے ساتھ تھا اور کرنے والو نکی طرف جھولیون پر ہاتھ بچھے بیرے کمہار نے کھلونون کی ڈالی دکھائی اور معاً زر سُرخ و سفید سے چھت بھر پور ہوگئی۔ بانکی ترچھی سبز رنگ کبوترون نے سقف مکان پر دکانین لگائین اور اشرفیون کی اس قدر بوچھار ہوئی کہ ایک ایک نے دس دس اشرفیان پائین۔ بیوہ ضعیفہ عورتون نے دعائین دین دُلھن کا سہاگ برقرار۔ دولھا سلامت حق تعالیٰ کرے جین جاگین بیٹا ہو انھون نے بھی جیب و دامن بھرے طوائفون نے پیشوازین پہن کر کمردن ہی پر سے مبارکباد گائی اور بہیرون کی دُھن مین۔ ع۔

ہمیشہ دلبرِ سجان مبارکباد شد

کی ہر کمرے سے آواز آئی۔ طوائفون کے کمردن پہ زر سُرخ و سفید کی اس درجہ بوچھار ہوئی کہ بجز دکان زر ایک ایک کمرے پر نثار ہوئی۔

خوجی۔ اس کمرے پر بھی ایک ہاتھ ادھر اُدھر۔

لوگ۔ کیا کوئی اور آپ کی۔ پیدا ہوئین۔

خوجی۔ اجی خدا جانے کس کس کو فیض بخشا ہے۔

لوگ۔ خواجہ صاحب تم تو اشرفیان لوٹو۔

خوجی۔ ہماری ہی دولت۔ ہم ہی لٹائین اور ہم لوٹین۔ واہ کیا انصاف ہے۔ ارے یہ سب ہمارا ہی تو ساختہ پرداختہ ہے آزاد ہمارے برات ہماری دولت ہماری۔ ثروت ہماری اور ہم ہی لوٹین۔

الغرض تارون کی چھاؤن مین برات اس دھوم سے دلھن کے خانۂ سعادت کاشانہ کے قریب پہونچی۔ عجب سہانا سمان تھا ہر در و دیوار نور فشان تھا ؎

شگفتہ گل ہین سب جا کے بہر — بچھا ہے فرش سبزے کا زمین پر
چمن مین بلبلِ خوش دل ہر سو ہین — مثالِ جام مستی مین بھرے ہین
عروسانِ چمن کا ہے عجب حال — ہر اک جا پر بچھا پھولون کا ہے جال
صبوحی پی کے ہین مخمور ساقی — طبیعت کسل سے ہی چور ساقی
نہ کیون ساقی سے ہو دل ستمگر یارب — الہٰ منگھر ہے فصلِ گلستان

پلادے آبِ آتش رنگ کا جام
قلم سفّار نقش کا کرے کام

گریبان گیرِ عشقِ دخت رز ہے
بھلا دامن کشی عاشق سے نالکے

بڑھی ہو جو شرابون مین نایاب
پلادے ساقیا اب دل ہے بیتاب

پلا ساقی مئے الفت جو ہو لال
لکھون اک عاشق و معشوق کا حال

صراحی کی طرح گردن اُٹھائے
قلم سے اب مداد قلقل آئے

بنے ہر شعر موجِ بادۂ ناب
خطِ ساغر بنے ہر سطر خوش آب

پلا ساقی مجھے وہ شیشۂ افسون
قتیلے ہون خطِ ساغر کے مضمون

دکھائے دخت رز اپنا یہ اعجاز
صریرِ کلک ہو بلبل کی آواز

بری مضمون ہون اُڑنے مین چالاک
حیا سے کاگ بوتل کا ہو صد چاک

ادھر دُلھن کے ہان اطلاع آئی کہ برات قریب آگئی

مغلانی - حضور دیکھیے گا کس ٹھسّے کی برات ہے -

مہری - بس یا ولیعہد کی برات تھی یا یہ دیکھتے ہین آئی ہے

مغلانی - وہ برات تو ہمین اچھی طرح یاد نہین ہے -

مہری - اے ہے کیا ننھی بنی جاتی ہین ملے ہے -

دوا - اے ہان ابھی تو کوئی باتّہی برس کی ہین -

مہری - بلکہ اس سے بھی اور کم - ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - اللہ جھوٹ نہ بلائے مُلکہ کو گودیون مین کھلایا ہوگا مگر ولیعہد کی برات نہین یاد ہے -

مغلانی - اب زبردستی سے قبولوایا چاہتی ہو - اسے جاننا ہے ہمکو نہیں یاد ہے - اسمین جھوٹ بولنے سے ہمکو کیا مل جاتا

جب آزاد فرخ نہاد کی برات عروسِ پریزاد غیرتِ خوبان نوشاد کے ایوان عرش نشان عظمت توامان کے عالیشان پھاٹک پر پہونچی اس زور کے باجے بجے کہ گوشِ فلک ہوگئے اور انگریزی باجے نے وہ سمان باندھا کہ برنا و پیر سب وجد کرتے تھے - گوروں نے اپنا کمال دکھایا اور بھرپور انعام پایا دولھا کو دروازے کے قریب لائے اور دُلھن کا حمام کیا ہوا پانی فرس طوطی پر کے سمون کے تلے ڈالا - بعدازان روغن زرد اور شکر ملا کر گھوڑے کے پانوین لگایا اور نوشاہ ثریا جاہ خاقان کلاہ بصد آن بان محلسرا مین آیا - دولھا کی دو بہنین حور وش برق کردار رشک پریخان فرخار بصد انداز معشوقانہ دولھا پر دوپٹے کے آنچل ڈالے ہوئے دولھا کو اندر لائین -

دُلھن کی طرف سے عورتین ایک بیڑا ہر قدم پر ڈالتی جاتی تھین اور یہ کلام زبان پر لاتی تھین (گلاب پانی گلاب پانی) اسوقت بیگمات عصمت سمات اور مخدرات کا ہجوم اور محل کی چہلین اور دُھوم خوشی کے شادیانے طرب و انبساط ہر سمت انشراح و نشاط ہی کی گرم بازاری تھی - کوئی باہم چہل اور دل لگی کرتی تھی کوئی محو دیدار تھی - گو کُل شہزادیان والا دودمان اور خاتونان عالی خاندان اور مخدرات عصمت سمات خصوصاً نوجوان اور شوخ مزاج بانویان قمر طلعت مہر لقا کم عمر بہار طبع خواتین جادو جمال مہر سیما اس رشکِ سپہر سروری اور مہر شبستان برتری تدرو خرامِ رعنائی طوطی نو بہار زیبائی یعنی نوشاہ ذی جاہ فلک بارگاہ کو بصد شوق چھپ چھپ کے پردے سے دیکھتی ہین - مگر ایک کو سب سے زیادہ اشتیاق دید تھا اور اُسکے لیے یہ دن بہتر از روز عید تھا - یہ بھی بصد شانِ دلبری بڑے شوق اور غایت ذوق سے اُن جوانِ رعنا کے حسنِ افروز پر نظر ڈالتی تھی - یہ بلبل تماشا ئے رخسارِ جمال زہرہ تمثال ہمجولی سے یون زمزمہ سنج بیان ہوئی -

بیگم - بہن اسوقت خوشی اور رنج توام ہین -

ہمجولی ۔ اے اوئی ۔ رنج کا نام نہ لو بہن ۔ واہ ۔
بیگم ۔ سچ کہتے ہیں بہن اسوقت غم و شادی توام ہیں ۔
ہمجولی ۔ اب وہی باتیں کروگی بہن کہ بڑی بیگم نکلوا دیں
بیگم ۔ وہ کیا نکلوا دینگی مین خود چلی جاتی ہوں ۔
ہمجولی ۔ اے آخر غرض کچھ ہو تو بیٹھے بٹھائے یہ کیا سوجھی ۔
بیگم ۔ بہن تم ہمارے درد دل کا حال کیا جانو ۔
ہمجولی ۔ اوئی ! اے آخر درد دل کا سبب کیا ہے ۔ !!!
بیگم ۔ (آہ سرد ہو کر) ہمارا قلب اسوقت الٹا جاتا ہے ۔
ہمجولی ۔ (علحدہ لیجا کر) بہن ہم جانتے ہیں تم سے اور آزاد سے ملاقات تھی ۔ تھا کبھی رسم ضرور ۔ ہم ایک نہ مانینگے
بیگم ۔ مین کچھ کہہ نہیں سکتی ۔ میرے دل کا کیا حال ہے بس ناگفتہ بہ ۔ اب یہانسے کیا بہانہ کر کے جاؤں ۔

ادھر تو یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر نیا گل کھلا یعنے دو چار کمسن جو ازبسکہ تمن طبع رنگین مزاج بلکہ کھلاڑ عورتیں تھیں دولہا کو جو دیکھا تو دیکھتے ہی ہزار جان سے بلبل شیدا کی طرح اس گل رخسار حسن پر عاشق و فریفتہ ہو گئیں اور یہ خیال کر کے کہ اب تو آزاد کا نکاح حسن آرا کے ساتھ ہو گیا اور موقع نہ رہا ازبس بیقرار ہوئیں ۔

کوئی دیکھ یہ حال رونے لگی | کوئی غم سے جی اپنا کھونے لگی
کوئی بلبلائی سی پھرنے لگی | کوئی ضعف کھا کھا کے گرنے لگی
کوئی سر پہ رکھ ہاتھ دلگیر تھی | گئی بیٹھ ماتم کی تصویر تھی
کسی نے دیے کھول سنبل سے بال | طمانچوں سے جوں گل کیے سرخ گال

کوئی رکھ کے زیر زنخداں چھڑی
رہی نرگس آسا کھڑی کی کھڑی

مگر یہ سب محلسرے فراخ کے گوشوں میں جا جا کے تھم کر روتی تھیں تا کہ بڑی بیگم برا نہ مانیں کہ آج عین خوشی کے دن انھوں نے گریہ و زاری شروع کی اور پھر رسوائی اور فضیحت ہمسائی کا بھی خیال تھا کہ کوئی سن پائیگا تو بنائیگا کہ واہ بیوی واہ کیا جلدی سے پرائے مرد سے پریشان پڑیں ۔ بہو بیٹیوں کا یہی شعار ہے ۔ پاس پڑوس کی عورتیں طعنہ دینگی کہ اوئی ! اس بیسوا ین چھنال کو ذرا پاس ناموس نہیں ۔ سچ ہے اگر عورت کے منھ پر ناک نہ ہو تو خدا جانے وہ کیا کر گذرے نوج کوئی چھوٹی ایسی ہو ۔

ناظرین غالباً سمجھ گئے ہونگے کہ جن بیگم صاحب نے اپنی ہمجولی سے اظہار تعشق آزاد کیا تھا وہ ثریا بیگم ہیں ۔

الغرض جب آزاد اندر آئے تو منڈھے کے تلے اس چوکی پر کھڑے کیے گئے جسپر دلھن نہائی تھی دلھن کے پائجامے کا کلاوہ ڈومنیاں پکڑ دوڑیں اور دولھا کے گلے میں کلاوہ ڈالکر دونوں سرے لئے اور یہ گانا شروع کیا ۔

ہریالا ڈورے ڈالیاں چھوڑائے کوئی آئے ۔
ہزار ڈورے ڈالیاں چھوڑائے کوئی آئے ۔ چھوڑائے
تیری میا چھوڑائے تری بہنا جسے چاؤ گھنیری رے
او ڈورے ڈالیاں چھوڑائے کوئی آئے ۔

میراثنیں جب ڈالم چکیں تو انکو زرکثیر انعام دیا ایک ڈومنی نے گوہر مقصود سے جیب و دامن بھر لیا گو انعام پہ انعام اور اشرفیوں پر اشرفیاں دیکاتی تھیں مگر میراثنیں کب مانتی تھیں ۔ ایک بولی اے حضور آج ہی کا دن تو جھگڑنے کا ہے ۔ دوسری نے کہا جب تک لڑے جھگڑے نہ ملے نہ تیسری نے جوابدیا اس سے کہیں ہم لوگو نکا

پیٹ بھرتا ہے۔ اے آج تو ہم اسقدر زرسرخ لینگے کہ سات نہین بلکہ ساٹھ پیڑی تک لکھ پتی کروڑ پتی بنے رہینگے۔

اسکے بعد میراثنون نے دلھن کے ابٹن کا جو مانجھے کے دن سے رکھا ہوا تھا ایک بھیڑ اور ایک شیر بنایا اور چاندی کے چراغ روشن کرکے ڈومنی دولھا کے پاس لیگئی اور کہا کہیے یہ شیر ہین بھیڑ۔ دولھا بھیڑ۔ دلھن شیر پہلے تو میان آزاد خوب ہنسے اور کہا واہ ہم تو نہ کہینگے مگر وہ کب مانتی تھین اسوقت کی چہل قابل دید تھی۔

آزاد۔ اچھا صاحب ہم شیر وہ بھیڑ بس۔؟

ڈومنی۔ اے واہ یہ تو اچھے دولھا آئے ہین آپ بھیڑ وہ شیر

آزاد۔ اچھا صاحب یون سہی آپ بھیڑ وہ شیر

ڈومنی۔ اے حضور کہیے یہ شیر ہین بھیڑ۔ یون کہیے۔

اسپر بڑا فرمائشی قہقہہ پڑا اور ہنستے ہنستے سب ہانسا گین

دوسری۔ (آہستہ سے) یہ تو اچھے دولھا ہین کیا مزے مزے باتین کر رہے ہین۔ اے واہ

نازک ادا۔ دولھا بڑے فقرے باز معلوم ہوتے ہین۔

جانی بیگم۔ اللہ جب جوتی چرائی جائیگی تب کیا کرینگے۔

نازک ادا۔ جب بھی یہی نخرے بازیان کرینگے۔

جانی بیگم۔ چل چکین نخرے بازیان کرینگے۔

نازک۔ اور جب غلام بنائے جائینگے تب کیا کہینگے۔

جانی۔ اے یہ کہین اور انکے پیر کہین کسی کی صاحبزادی بیاہ کے لیجانا کیا دل لگی ہے۔

مبارک۔ معلوم ہو گیا۔ یہ یہانسے راضی ہوکے جائینگے

نازک۔ ہان میرے دل کی بات کہی بھیڑ بننے مین نخرے

الغرض بہزار دقت آزاد نے کہا ہین بھیڑ۔ یہ شیر

جانی۔ (دولھا کی طرف والیون سے) دلھن کے ابا جان ہین

دوسری۔ یہ تمھاری طرف والیونکے میان ہین۔ پہچان لو۔

ہمجولیان باہم چہلین کرتی تھین خوشی اور شادمانی کا دم بھرتی تھین۔ قہقہے پر قہقہے پڑتے تھے کھلی جاتی تھین۔

وہ آپس کی خوش دلی اور وہ چہل
رسیلے سلونے وہ ہنسنے سے بول
بجانا عجب ناز سے تالیان
سہانی وہ دنیا عجب کا لبان
وہ آپس مین کہنا کہ یان پر تو آؤ
خوشی کی مری جان رسمین مناؤ

اسکے بعد نوشاہ فلک بارگاہ اس مقام عشرت انجام مین گئے جہان عروس پری رخ نسترن بدن بڑے ٹھسے اور جوبن سے سولہ سنگار کرکے متمکن تھی۔ آزاد والانژاد نے کنکھیون سے ادھر ادھر دیکھا تو نور کا عالم نظر آیا۔

لگاوان سے چھپ چھپکے کرنے نظر
درختونسے جون ماہ ہو جلوہ گر

جو دیکھی تو صحبت عجب تہ وہان
عجب صورتین اور طرفہ محل
نظر آئی وان چاندنی کی بہار
سفرق زمین پر تمامی کا فرش
سنہرے روپہلے ہون جیسے ورق
عجب چاندنی ہی عجب ہے سمان
چراد دیکھتے ہی دل اسکا نکل
کہ آنکھون نے کی خیرگی اختیار
جھلک جسکی لے فرش سے تا عرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق

الغرض جب بیچ کے در سے دولھا دلھن کے کمرے مین جو خود دلھن کی طرح سجا سجایا تھا بلائے گئے ادا

پردیکیے پاس وہان بٹھائے گئے تو دلھن کے داہنے ہاتھ مین
تل شکری رکھی گئی اور دولھا کو چٹائی اس دست
بوسہ فریب سے جو دولھا نے شکر اور تل کھایا تو آب حیات کا
مزا پایا شکر چاشنی بخش کام جان رشک بجیوان تل خال
رخسار خوبان پستہ دہان - اسی تل شکری کی آرزو مین
آزاد کی روح برسون سے ترس رہی تھی اور اسی کے ذائقہ
جان بخش کی تمنا مین جنگ کی تلخکامی سہی تھی۔ دولھا جامے
مین پھولے نہین سماتا تھا اور پردہ حائل کو دیکھ دیکھ کر زیر
لب ڈرتے ڈرتے مسکراتا اور زبان حال سے یہ شعر سناتا

طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

آزاد کا دل اسوقت اسقدر بیقرار تھا کہ جی چاہتا تھا
کہ پردے ہٹا کے معشوقہ گلبدن کا جمال مشاہدہ کرین اور
اس حور فریب کے نظارۂ حسن سے آنکھون کو نور بخشین
عشق کو دعائین دیتے تھے جسکی بدولت یہ روز سعید نصیب
ہوا کہ وصل نا طورۂ طاؤس زیب ہوا۔ ے

لے خوشا بخت لے خوشا تقدیر — دولت عشق ہی عجب اکسیر
اسمین وہ لذتین اٹھاتے ہین — حظ زمانے کے بھول جاتے ہین
صدقے اس رنج پر ہزار آرام — نام ور ہو جو اسمین ہو بدنام

اسکی تکلیف مین وہ راحت ہے
کہ کسی عیش کی حقیقت ہے

جب سب رسوم فرحت لزوم ادا ہو چکین تو دولھا
کی بہنین اسی طرح آنچل ڈالکر اس خورشید مشرقستان
جلال اور مشرقستان خورشید جمال کو دروازے تک لا کئین
ادھر نوشہ محفل عشرت منزل مین گیا ادھر ڈومنیون نے
تا واز بلند گا یان سنائین - ے

دکھا پھر جام کا منھ ہمکو ساقی — کہ راحت سے کٹے یہ عمر باقی
ابھی اندا ہوا ہی بحر فکرت — برابر ہے وہی جوش طبیعت
وہ مے ہو رنگ جسکا ہو گلنار — وہ ساغر جو طلائی جسمین ہو کار
اٹھانا تو ابھی کنٹر نہ ساغر — پلائے جا ہمین ساقی برابر
کدھر غم ہی کہان ساقی سبو ہے — پلا بھر بھر کے جو حرف آرزو ہے
چھلکتے خوب یا ساقی چھلکا دے — طلب جیسی ہو کون ویسی پلادے
کرم کر اے مرے ساقی کرم کر — پلا دو چار ساغر بھر برابر
نہ آنے پائے تا لب نام بادہ — کہ ہو ساقی عنایت جام بادہ
رہے ہر دور مین ساقی ترا دور — پلا اس سے تسلی تجھے اور
نہین ساقی یہ ہنگام توقف — پلا جس طرح کی بے تکلف
غنیمت ہے بہار زندگانی — کہان پھر ہم کہان یہ نوجوانی
اجازت تو اگر دیتا ہے ساقی — کہ رکھتا آرزوے دل نہ باقی
تو پھر اسکے سوا کیا التجا ہے — یہی مطلب یہی بس مدعا ہے
کہ جوش ہمت عالی ہین اگر — کلید قفل میخانہ عطا کر
در میخانہ ساقی جلد وا کر — پذیرا اتنی عرض مدعا کر

سرور آنکھون مین گوش مین قلم ہو
نیا آغاز مطلب یون رقم ہو

جب خورشید ہمایون جاوید صبح طفل سپہر زرنشان
آرائے روزگار ہوا اور سورۂ نور چہرۂ پرنور روز
سپیدہ دم کرتا آشکار بیاض سحر کا شیرازہ رشتۂ تار
شعاعی سے بندھا اور پیشانی عروس کو نور تجلی افشان
سے منور کیا حروف سطور بیاض خطوط مہر سے روشن
رخسار گلزار انتشار شگفتگی آثار عروس نوشہ
علے نور سے مبرہن -

آئینۂ گرمیِ طبیعت سے آئینۂ سخن کو روشن کرتا تھا اور صیقل وجلا سے بھرتا تھا۔ نفس طبع کو خیال سخندانی کلک گوہر سلک کو تصور انجم افشانی۔ جب دولھا محفل مینو شمائل مین آیا تو سب نے سروقد تعظیم کی۔ دولھا مسند پر متمکن ہوا اور ادھر گانا ناچ شروع ہوا ایکطرف زہرہ طبعان ماہ جبین رامشگری مین مصروف ایک سمت ویدان نرگس چشم عشوہ بازی مین مصروف۔ ؎

	مطرب از جوشش نغمۂ دلکش عود زہرہ فگند بر آتش	

پہلے لولیان شہر آشوب بلائے دل وجان سیم ساق غنچہ دہان نے بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی اور چھیڑ چھاڑ سے اہل محفل کو مسرور کیا۔ بعد ازان ایک زن نوجوان بلائے بے درمان دلربائی و دربح ادائی مین مشہور انام عباسی نام بصد ناز وانداز گران بہا پیشواز پہنکر بن ٹھن کر آئی۔ اس زاہد فریب کے آتے ہی محفل ارم تزئین غنچۂ گل کی طرح کھلکھلائی۔ لطف صحبت دوچند ہوا۔ ہر گوشۂ انجمن سے آوازہ تحسین بلند ہوا نازک آوازی پر صورت ہار بدی نثار گلے بازی سے لحن داؤدی آشکار۔ تان سین شاگردی کا دم بھرتا۔ بیجو نایک سنتا تو وجد کرتا۔ وہ صوت دلکش وروح افزا اور نغمات دلکشا کہ تمام حاضرین کی زبان پر آوازہ آفرین تھا اور ہر سمت شور تحسین ایک نواب صاحب نے جو بی عباسی پر ریجھے ہوئے تھے یون مذاق شروع کیا۔

نواب۔ بی عباسی صاحب آپ تو ایسی خوش گلو ہین واللہ کہ آپ کی تعریف ہی کرنا فضول۔ بالکل فضول ہے۔

عباسی۔ کوئی کسی تعریف کرے تو خیر عطائی اناڑی نے تعریف کی تو کیا۔

نواب۔ اللہ رے غرور۔ اے صاحب ہم تم خود تعریف کرتے ہین

عباسی۔ شان خدا۔ آپ بھی اتنے ہوئے۔ اے تیری قدرت بھلا یہ بہاگ کا وقت ہو۔ یا دھناسری کا۔

نواب۔ یہ کسی ڈھاڑی بچے سے پوچھو جا کے۔

عباسی۔ دھنسکر ایلو اور سنو جو علم موسیقی کے نکات سمجھے وہ ڈھاڑی بچہ کہلائے اس عقل کے صدقے ای واہ اپنین نکلا ہی جو دو باتین بجا نتا ہو۔ گانا اور بجانا چاہے خود گلے سے نکرے مگر سمجھے تو وہ رئیس نہین۔ جو یہ نہ سمجھے پھر گنوار اور شہر والون مین فرق کیا رہا۔ اور جو کمائیگا اچھا وہ بجائیگا بھی اچھا۔ آپکے سے دو ایک گھامڑ اگر شہر مین اہون تو تمام شہر بس جائے۔

نواب۔ ع۔ نگار ہنسنے دے جگر کو یار تو باقی ہجای تو یہ فرمائش ہی اگر مزاج مین آئے تو بسم اللہ ورنہ اختیار ہی۔

عباسی۔ سنیے بسر و چشم یہ کیا بات ہے۔

نگار ہنسنے دے جگر ہی لہو بلاد تو باقی	رسے نہ ہاتھ ابھی ہو رگ گلو باقی
جو ایک بات بھی سیادہ گل گلے ملکر	تو بھینی بھینی یہ بو ہی رہجاتی
ہلے میرا ل اٹھاکے وہ بولا غنچہ دہن	ابھی نمک ہی محبت کی اسمین ہو باقی
فاہر سجے لیے عجیبہ کہ نہین ہو تو فن	یہ شک ہی کہ اکیلا رہیگا تو باقی
کتو یمن مین جبکہ گئی آہ حضرت یوسف	رہی نہ عشق مجازی کی آبرو باقی
جو اس زمانے مین رہجائے آبرو باقی	

نواب۔ یہان یہ سب سے زیادہ مقدم شے ہے۔

عباسی۔ مگر حیا دارون کے لیے۔ بگڑے بازون کو کیا۔

حاضرین ۔ اس زور سے قہقہہ پڑا کہ نواب صاحب جھیپ گئے۔

عباسی ۔ اب اور کچھ ارشاد فرمایئے حضور ۔ ہنسکر یہ چہرے کا رنگ فق ہو گیا کیون۔

حاضرین ۔ آپ سے نوابصاحب بہادر بہت ڈرتے ہین۔

نواب ۔ جی ہان حرامزادے سے سبھی ڈرا کرتے ہین۔

عباسی ۔ اوہو یہ جبھی آپ اپنے ابا جان سے اس قدر ڈرتے ہین۔

حاضرین ۔ اور زور سے قہقہہ لگا کر کیا کہی ہے واللہ کیا کہی ہے بی عباسی کے سامنے آپ کی زبان بند ہو جاتی ہے ساری شیخی رکھی رہتی ہے۔

عباسی ۔ اب زیادہ نہ چھپایئے ۔ کیون نواب آجکل کوئی مقدمہ عدالت مین دائر ہے یا نہین۔

الغرض دیر تک محفل رقص آراستہ رہی ~

وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازون کی	ہوش صدا مین وہ نے نوازونکی
وہ گلے نور کے وہ تور کے سر	گوش زہرہ سنے وہ دور کے سر
دلکش و دلربا وہ ہر فقرا	لے مین ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا
ہر صدائے صاف پیدا تھا	اتر آئی ہے چرخ سے زہرا
پیچدار ایک ایک فقرہ تھا	صاف تصویر زلف لیلا تھا
مثل بلبل وہ گل نوازن تھی	کو کنے مین برنگ ارغن تھی
لے کا پتلا تھی وہ سراپا ناز	جس سے ہو ہوش باربد پرواز

دلہن کو سات سہاگنون نے ملکر اس طرح سنوارا تھا کہ آتش حسن دو چند بھڑک اٹھی جب کنگھی چوٹی سنواری مانگ نکالی یہ معلوم ہوا کہ قلب شب سے صبح صادق نکل آئی ۔ مشاطۂ چابک دست یہ شعر زبان پر لائی ~

ہو دسترس ہمارا جو مکھڑے پہ یار کے	صدقے کرون مین چاند فلک سے اتار کے

بوا فرحت افزا او بوا جان بخش سے مخاطب ہو کر یون ہمکلام ہوئین۔

فرحت افزا ۔ تم کو خدا کی قسم ہے مین اپنی باڑی چوٹی دیکھون ایسی سہانی موہنی صورت اور ایسی بھاؤنی دلپسند صورت کبھی دیکھی نہ سنی۔

جان بخش ۔ اللہ رکھے کیا بھاؤنی صورت ہے۔

دھواس ہے کچھ دیکھیں چاہیے کئی دنسے	صدقے نہین قمر نے اتارے کئی دن سے

محلدار ۔ تینون کلام کی قسم نہدی اندھی ہو جائے روزی نصیب نہو جو جھوٹ کہتی ہون یہ صورتین خواب مین بھی نہین دیکھنے مین آتین۔

جان بخش ۔ بڑی روٹی اٹھاتی ہون جو اس شہر مین کوئی دوسری اس شکل کی اور نکلے۔

فرحت افزا ۔ ہائے اس مین کیا فرق ہے دور دور ہماری بہرون جو ذرا بھی اس مین جھوٹا ہو کہ پرسون سکینہ بیگم اپنے منہ سے کہتی تھین کہ اگر ہم سے بڑھکے حسن ہے تو حسن آرا بیگم کا۔

جان بخش ۔ یہ حسن خداداد ہے ۔ اللہ کی دین مین کسیکا اجارہ ہے

محلدار ۔ بارے اللہ نے اتنی جھنجھٹ کے بعد یہ دن دکھلایا یہ عالم عیش تقدیر سے نظر آتا ہے اور یہ دور دورا حسن تدبیر سے ظہور پاتا ہے۔

جان بخش ۔ اللہ مبارک کرے دن دن شادی بڑھے۔

فرحت افزا ۔ دوست شاد دشمن نامراد۔

جان بخش ۔ زیور کو انکے جسم کے سبب سے رونق ہوتی ہے۔

فرحت افزا ۔ پھر کیا یہ زیور کی محتاج ہین بھلا۔

کب جو بر و کو ہوتی ہے زیور کی احتیاج	ہر عضو عضو اسکا ہے حسن نو کا تاج

چاندنی اس چمک دمک سے زیب دیتی تھی جیسے چاند کے پاس سہیل نمایاں یا بدر کے قابل مشتری جلوہ کناں پیچ و تاب زلف پر تاب رسن گردن آفتاب ے

روئے بنما تا دگر زاہد نخواند الصلوٰۃ	زلف بنما تا دگر راہب نگوید الصلیب

رخ سادہ غبغب و بختر گلا غز سینہ آبینہ آئی یہ سینہ ہی یا چشمہ زرینہ یا سیم گنجینہ لب رنگین سے شورش اٹھاتی تھی دل خستگان زار کے زخم جگر پر نمک چھڑکاتی تھی تبسم و خندہ از لب شکر ریز سے نمود ہوا اسکے مقابل میں قند فرسود تھا قد و قامت خرامندہ سرو و شمشاد قیامت و محشر کی بنیاد زیور نے اور بھی آفت ڈھائی۔ سینے کی آگ وہ چند بھڑکائی جلیاں بجلی گراتی ستم ڈھاتی تھیں۔ جگنی اور دھکدھکی اور ڈھولنا اور تاکڑی زیب گردن و گلو۔ جوشن اور نورتن

آرایش میں ہم پہلو۔

اب نکاح کی رسم شروع ہوئی۔ قاضی صاحب اندر آئے اور دو گواہ انکو ساتھ لائے اسکے بعد دریافت کیا گیا کہ آزاد پاشا کے ساتھ نکاح منظور ہے۔ الخ

دلھن نے فرط حیا سے جواب نہ دیا اور گردن نیوڑا کر سر جھکا کر چپ چاپ بیٹھی رہی۔

بڑی بیگم۔ اے بیٹی کہو خدا کا واسطہ۔

روح افزا۔ حسن آرا بوا بہن۔ دیر کیوں کرتی ہو۔

نازک ادا۔ بوا حسن آرا بس تم ہاں کہدو۔

جانی بیگم۔ (آہستہ سے) ایسی ہی تو بڑی شرمیلی ہیں

نازک۔ اے بیٹی اب کاہے کو دیر لگاتی ہو۔ خواہی نخواہی

قاضی۔ آپ سمجھایئے انکی بہنیں سمجھائیں۔

جانی (آہستہ سے) بجرو بنر سیر کر چکیں۔ ہوا کھا چکیں اور اب اسوقت یہ نخرے بگھارتی ہیں۔

نازک۔ از برائے خدا بہن اسوقت نہ شرماؤ انہیں۔

جانی۔ نہیں اسقدر جانتا ہو ہیں یہ نخرے بازی نہیں بھاتی ایک آنکھ خواہی نخواہی اپنے تئیں بنانا۔

بڑی۔ بیٹی از برائے خدا کہدو سمجھاتے ہیں۔

الغرض بڑی کوشش اور اصرار اور فہمائش کے بعد حسن آرا نے نہایت نازک آواز سے ہوں کہا۔

بڑی۔ لیجئے دلھن نے ہنکاری بھری۔

قاضی۔ ہم نے آواز نہیں سنی تم نے سن لیا۔

بڑی۔ ہاں ہم نے سن لیا بہت سے گواہ ہیں۔

قاضی تو راعد صاحب معہ گواہوں کے باہر آئے۔ ناچ رنگ موقوف ہوا دولھا کے شملے پر سہرا باندھا خطبہ پڑھا دولھا سے ایجاب و قبول کرایا۔

آزاد۔ جی ہاں قبول کیا۔

قاضی۔ یوں کہیے قبول کیا ہم نے۔

آزاد۔ (مسکرا کر) قبول کیا ہم نے۔

قاضی صاحب تشریف لے گئے اور محفل میں طائفوں نے ملکر مبارکباد ی گائی۔ ع۔

ہمیشہ دلبر بجان مبارک باشد

شربت پلائی کے بعد دولھا کو رسم کرنے کے لیے اندر بلایا سر پر آنچل ڈالے ہوئے بہنیں لائیں۔ مسند بیش بہا پر بٹھلائے گئے بعد ازاں عروس رشک ماہ غیرت مہر یوسف نقاب بچہرہ کو بہنوں نے لاکر اسی مسند پر بٹھایا اسوقت کے جوبن کا حال حیطۂ تحریر سے خارج ہو اور حیز تقریر سے باہر۔ چشم جادو اور اسپر سرمہ کی تحریر کا فرستہ کا ہاتھ میں برہنہ

سبز رخسار - گل نثار - زلف چلیپا سیہ مار گنجہ دار - گیسوی دو تا سا کمند انداز رسن باز صد پیچ و جنگ ساز غالیہ رنگ عمر دراز - مانگ کے دونون جانب بال بال موتی پروئے ہوئے معلوم ہوتا تھا فلک پر ستارے درخشان ہین مثل کہکشان یا ابر سیاہ مین برق جہندہ شرر فشان مستی ڈھڑی کے ساتھ پان کے لکھوٹے نے وہ رنگ جمایا کہ معلوم ہوتا تھا کہ دامن شب آج شفق کے ہاتھ آیا ؎

وہ جب کر چکی اپنا سارا سنگار ہوئی مہر و مہ جان و دل سے نثار

ہوئی حسن کی سارے عالم مین دھوم فلک نے لیے دست مشاطہ چوم

دلھن بیٹھتے ہی تو تھی نہ روح افزا اور گیتی آرا نے کہا بہن جوتی تو چھواؤ دلھن سمٹی سمٹائی سر جھکائے ہوئے خاموش کھڑی رہی -

جانی - واہ - یہ تو خود پھر نہین اسوقت -

سپہر آرا - حیا مانع ہو - آخر حیا بھی تو کوئی شے ہے -

نازک - اے جوتی شانے پہ چھوا دو بہن - واہ -

استانی - اگلے وقتون مین تو سر پر پڑتی تھی -

نازک - اس جوتی کا مزہ کوئی مردون کے دل سے پوچھے

جانی - اے جوتی خور کے جوتی لگا دو بہن -

جب دلھن نے ذرا جنبش نہ کی تو بہار النسا نے ہاتھ بڑھا کر دلھن کے داہنے پانو کی جوتی دولھا کے شانے پر چھوا دی میراثنون نے کہا اب دولھا کا ہاتھ دلھن کے ہاتھ پر رکھوائیے آزاد نے بادل شاد دست حنا بستہ پریزاد کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا سانچق کے دن کا سہاگ پڑھا آیا - سات سہاگنون نے چاندی کی کٹوریون مین مصری ساکر کے ایک چھوٹی زنگار جالی مین

رکھا اور چمبیلی پھیلا ناگر موتھا کپور اگلاب عطر سہاگ اور افشان ملکر دولھا کو لگا اور دولھا نے صندل کی کنگھیا سے مانگ بھری -

اسوقت حسن آرا کا رخسار نورانی شعلۂ طور تھا - اور ہر خط پیشانی مشعل نور سامنے جماعت مطربان خوش گلو شہر کی ڈومنیان خوبرو عنبر مو گاتی ہین طاق حسن مین پریزاد و بارید و نکیسا کی استاد کوئی گاتی تھی کوئی ناچنے کے لیے کھڑی تھی گنگری گویا مسلسل موتیون کی لڑی تھی ڈومنیون نے گانا شروع کیا نگ پیسون جو تری پیسون بھرا کٹورا تجا ہر پالے بنے بھرا کٹورا تجا - تیرا لاڈلا - اے نادان سب کچھ جانے لاڈلا حضرت بی بی کی بتیان جو شو آوے تجا -

حیدری ڈومنی جو سب سے زیادہ خوبرو تھی اسنے اصرار کیا کہ دولھا دلھن کی طرف مخاطب ہو کر کہین کہ تیرا نبرا ہونگا ری میری نادان بنو - ڈولی کے ساتھ چلونگا -

نازک - اور پاپوش جھاڑ جھاڑ کے دھرونگا -

جانی - اور صراحی ہاتھ مین لیے چلونگا اور چاندنی چوک ڈولی کے ساتھ جاؤنگا -

ڈومنی - تیرے بابا کا لیا گھوڑے نخاس مین میا - کھوٹے دامون سے لیا - میری نادان بنو کیسے یہ دونون ڈھونے میری آنکھون سے لگین -

آزاد - اے کیون نہین ضرور کہونگا -

نازک - اے واہ اچھا رنگ لائے -

جانی - رنڈیونکے نخرے بہت سیکھے ہین -

راوی - اس فقرے پر اسقدر قہقہہ پڑا کہ میان آزاد گو ازبس طرار و حاضر جواب تھے مگر سٹ پٹا ہی تو گئے

ڈومنی - اے حضور یہ دونون ڈھونے میری لگین

کہنا تو پڑے گا۔

ٹونا میرا سلونا آئو آئو ری ماں ٹونا۔ اتوا منگل کا ٹونا

بمجبوری تمام دولہا نے کہا یہ تو نے میری آنکھوں سے لگیں۔

لاڈلی بیگم بصد انداز و امتیاز اکیس پان کا بیڑا لائی اور نوشاہ کو گلوری کھلائی پہلے منہ تک بیڑا لا کر ہٹایا اور ڈہکایا آزاد تو آزاد تھے ہی مسکرا کر بولے ہم کو ڈہکانا کیا سر تو رنگ جانا کیا کیا چکنی چکنی باتوں سے لبھاتی ہو رنگ جاتی ہو ہم نے جان سپاری میں خیر خواہانہ بیڑا اٹھایا تھا۔

نوباتی بیگم اور مصری خانم نے روئیں روئیں نوبات جوائی اور دولہا کی سج دھج میں آئی دلہن نے منہ مانگی مراد پائی۔ اس کے بعد سپہر آرا سہاگ لائی اور دولہا کے کان کی لو پکڑ کر جھک کر کہا۔ کہو سونے میں سہاگا موتیوں میں دھاگا اور بنے کا جی بنی سے لاگا۔

میراثنیں گاتی تھیں سننے والوں کو وجد میں لاتی تھیں نوباتیں جننے کا سہرا لاہزار ایسا ٹونا کر دے ری رہے بن ام کا غلام ڈیوڑھی بٹھا کر سلام۔

اس کے بعد رسم آرسی و مصحف بصد عز و شرف ادا ہوئی

حیدری۔ دلہن کی آرسی میں دولہا منہ دیکھے۔

نازک۔ اس میں حسن آرا کو آرسی آئیگی۔

دولہا اور دلہن کو سرخ دوشالہ اڑھایا ادھر حیا ادھر شوق وصل نے رنگ جمایا۔ عروس نازنین کا سہرا ہٹایا منہ پر سے ہاتھ اتارے ٹھوڑی پکڑ کر منہ سے منہ ملایا بیچ میں دلہن کے زانوے آئینہ تمثال پر تکیہ رکھا۔

سکندر بیگم دوڑ کے آئینہ لائی ان دونوں مہر و ماہ سپہر حسن اور نونہالان گلزار فرحت کے درمیان میں آئینہ رکھا عکس جبین نورآگین عروس نازآفرین جس پر افشاں چنی ہوئی تھی اور حیا سے قطرات عرق لوح پیشانی پر نمودار تھے گویا ستارے اوج فلک حسن پر نمودار تھے صاف ظاہر کہکشاں کے آثار تھے اس گھڑی کا سہانا پن بھینی بھینی خوشبو ابھرا ہوا جوبن مہر و ماہ ایک برج میں جلوہ گر قران زہرہ و مشتری پیش نظر حیدری نے بصد شان دلبری کہا مبارک باشد آج چاند اور سورج آسمان سے زمین پر اتر آئے دلھن مانگ سواری پالکی کی آج تیاری دلھن مانگ سواری قرآن شریف لایا گیا۔

نوباتی بیگم۔ بی بی تو جلدی آنکھ نہ کھولنا۔

نازک۔ جبتک اپنے منہ سے غلام نہ کہیں۔

حیدری۔ کہیے بیوی میں غلام ہوں۔

آزاد۔ مسکرا کر۔ بیوی میں غلام بلکہ درم ناخرید غلام ہوں اور غلام کیا معنی تلام کا چولام ہوں از برائے خدا منہ کھولو۔

بڑی بیگم۔ بیٹا اب تو کہوا لیا۔ اب آنکھیں کھول دو۔

حیدری۔ ایک ہی بار کے کہنے کی سند کیا۔

آزاد۔ بیوی تم پر نثار تمہارا غلام واسطے خدا کے منہ تو کھولو۔

نازک۔ ہائے میاں اس قدر اصرار کرتے تو ہم

جانی۔ ہنس کر۔ ہاں ہاں کہو۔ کیا کرتیں۔

حیدری۔ اے حضور خوشامد کیجئے دلھن کی۔

آزاد۔ اب خوشامد سے نہ مانینگی زبردستی کے بغیر

نازک۔ اللہ جانتا ہے یہ تو سچ مچ آزاد ہی ہیں۔

حیدری۔ آپ رکھتے ہیں اس کا خیال رہے دلھن کے غلام بنے رہیے گا۔

جان بخش کہتے تو ہین مگر ان مردوں کی بات ہین بجدر ک نہین ہے۔ اسی سے دلھن منہ نہین کھولتین۔

حیدری۔ یہ کہتے تھے ہم مار نچے کے کپڑے نہ پہنینگے۔

جان۔ بڑے بول کا سر نیچا غلام تک تو بنے۔

دولھا۔ نجمے بول لو بیوی آنکھین کھولو۔

بڑی بیگم۔ بیٹا نستی دیکھو۔ بنا کو دیکھو۔ اب کہا مانو۔

دلھن نے آنکھین کھولین تو دولھا کی ہنسین بولین ہائے بھائی سے اسقدر خوشامد کروائی تب جاکے صورت دکھائی حسینی بیگم نے حرز یمانی دم کی اور مصحف ناطق بنیت وافق لاکے دولھا کے ہاتھ مین دیا اور کہا میان چوم کے سورہ اخلاص نکالو کہ اللہ تعالے دونو نہین اخلاص پڑھاتے

حسن آرا اسوقت غیرت ماہ رشک مہر حور وش پری چہر لباس فاخرہ سے خلع تھی اسدرجہ معطر معنبر کہ مشام روح طبلۂ عطار تھا عنبر سارا خوشبو پر نثار تھا۔ آزاد اسوقت افرط مسرت اور [illegible] نہین سماتے تھے بیقرار ہوے جاتے تھے حسن آرا کی آنکھونسے پٹ پٹ آنسو جاری ہوے لوگ سمجھاتے سمجھاتے عاری ہوے مگر آنسو نہ تھمے آزاد نے بدرجہ مجبوری سر جھکا کر کان مین کہا۔ اپنی خیر ہے! دلکو خوب مضبوط رکھو ہم تم تمام عمر مزے سے زندگی بسر کرینگے جو لوگ خوشی اور انتہا کی خوشی کے وقت اعتدال سے نہین گزرتے وہ ضابط کہلاتے ہین ازبراے خدا اسوقت ذرا دلکو قابو مین رکھو ورنہ مین شادی مرگ ہوجاؤنگا نہ مجھے دیکھو دل پر کس قدر مین نے جبر کیا ورنہ واقعی فرط طرب سے مین مر ہی جاتا۔

بڑی۔ نصیب دشمنان۔ دور پار۔ گنگا گومتی پار۔

بہار النسا۔ شادی کے وقت کوئی منہ سے وہ کلمہ نکالتا ہے۔ جسکو شادی کے ساتھ مرکب کرتے ہین۔

روح افزا۔ حسن آرا ازبراے خدا ہین منہ دھو ڈالو۔

عباسی بیگم۔ حضور کہا مانیے دیکھیے بڑی بیگم صاحب اور روح افزا بیگم کھڑی گگھیا رہی ہین۔

بہار النسا۔ اہی کی جان بوا ذری تم آن کے سمجھاؤ۔

سپہر آرا۔ باجی اچھا ایک بات تو سن لو۔

بڑی بیگم۔ ہین ہول ہوتا ہے ایسا نہو کہ روتے روتے

بہار۔ ناحق اپنے کو آپ ہلکان کرتی ہو۔ حسن آرا

استانی۔ بیٹا یہ نہین کرتے دل قابو مین رکھو

حیدری۔ پانی سے تر کپڑا منہ پر پھیر دے۔

اُستانی۔ تر کپڑے سے منہ پونچھکر۔ حسن آرا۔

بہار۔ مین کہتا مانو ایسا ہی دل کے ہاتھ بک جانا کیا

اتنے مین حسن آرا کو غش آیا۔ کوئی لخلخہ لائی کسی نے عرق بہار سنگھایا۔ آزاد نے جھک جھک کے کان مین کہا خدا کے لیے سنبھلو لوگ نام دھرینگے زود فریبی اور زود لاغری کا دھبہ لگاینگے حسن آرا کو ہوش آیا ادھر ادھر دیکھکر کہا اماں جان کو نہ کوئی اطلاع دینا اسپر قہقہہ پڑا اور بڑی بیگم بولین بیٹا کتنی سادی ہو تمھین نصیب دشمنان غش آگئے اور یہ بات ایسی چھپ چھپاتی ہو جلے کہ سنو بھی نہین عباسی ابھی طرح منہ دھونا۔

جب دلھن کا رخ انور دکھلا چکے اور دیکھا کہ اب عنایت ایزدی سے جاق ہو تو دولھا نے اس عروس پریچہر غیرت بدر و مہر کو گود اُٹھایا شوق نے گدگدایا مسند سے پلنگ پر بٹھایا۔ کچھ مینو کی فرمایش اور فہمایش سے سب

بدولت عروس پری تمثال جادو جمال کی مانگ کھولی تو جانی بیگم پردے سے بولی ۔ ؎

دل و جان زلف دوتا مانگے ہے
مانگ اب دیکھیے کیا مانگے ہے

مہار النسا ۔ اے بہن جانی ان کا ذکر نکرو اسوقت

جانی بیگم ۔ یہ تو بڑا اپنا شعر ہے ۔ دل و جان زلف

نازک ادا نے جانی بیگم کے منھ پر ہاتھ رکھکر پھر وہی انگشتی ہو ۔

جانی ۔ اسوقت جی چاہتا ہو کہ گلے لگاؤن ۔

نازک ۔ میرا بھی جی چاہتا ہو کہ حسن آرا کو پیار کر لو

جانی ۔ اور ثریا بیگم پر بھی نکھار ہو ۔

نازک ۔ واہ ایسی جی پرداروں ۔

جانی ۔ کیون کیا بری نہین ہو ۔ تسے اچھی ہے ۔

نازک ۔ کیون ہو نہ ہم سے اچھی جیسی سب ہین ویسی وہ بھی ہے ۔

جانی ۔ دیکھو کیسی اپنی گھلی پھر رہی ہو بوٹا سا قد چاند سا منھ ملنسار اپنے دل سے صاف ۔

نازک ۔ اے ہے ملنسار ملنسار نہ بھکنا ایک ہی طرح کی کھرتی ہو ۔ بس اک گانٹھ پیٹ کی ہلکی ان سے کوئی بات کہو تو چاہے کیسی ہی راز کی کیون نہ ہو مجال ... ایک سے نہ کہین اور جو کہین یہ کہدو ... کسی سے کہتا نہین تو یہ تو محلے مین ڈھنڈورا پٹوا دین

جانی ۔ ... کا پاؤن بھاری ہے ۔

نازک ۔ ... ابھی ہوئیا اتنا بھی نہین سوجھتا ... کہ ... دیکھ لینا لڑکا ہوگا ۔

جانی ۔ ایک لڑکا تو انکے پہلے ہوا تھا ۔

نازک ۔ ہان سات مہینے کا ہو کر بچارا چل بسا ۔

جانی ۔ اسے ہے سوکھے کا عارضہ ہوا ہوگا ۔

نازک ۔ نہین سرد ہو گئین ٹھنڈی نکلی تھی ۔

جانی ۔ دولھا باہر گیا یا ابھی رسم ہو رہی ہو ۔

نازک ادا اور جانی بیگم دونون نے پردے سے جھانک کے دیکھا نازک ادا نے کہا بہن بڑی بیگم نے اس شادی مین بھی وہ دھوم کی ہے کہ سارا شہر تعریف کرتا ہے یہ تقریب اور دوسری تقریب نواب امیر محل کے ہان کی جب نواب امیر محل کی صاحبزادی کی شادی ہوئی تھی تو انھون نے بھی وہ دھوم کی تھی کہ آج تک نام ہو گیا گیارہ ذبحیہ کو دلھن کے ہانسے مانجھا جلوس کے ساتھ گیا یا جاؤ اور جلوس اور سطح اور بریمی خوان نین بینڈیان کوئی تین من عود تین ہزار روپیہ نقد اور ایک کشتی مین مندیل شاہی مع کلغی جڑاؤ سرپیچ ایک مین کارچوبی جوڑا پر زر چاندی کی چوکی اور لوٹا ایک کشتی مین کنگنا ۔

مغلانی ۔ حضور مجھ سے پوچھیے نہ ۔ مین عرض کرون حضور تو مالی تھون کا بندوبست کیا ہوا ہے ۔

نازک ۔ سنا کنگنے مین حضور نے ایجاد کیا تھا ۔

مغلانی ۔ لے حضور کنگنا خواہ بادشاہ کے یہان کا ہو گا خواہ غریب ہو نکے ہان کا رچو لی ہی ہوتا ہے ۔ حضور نے گل کنگنا مغلانی بنوایا تھا ۔

نازک ۔ یہ تو شاید یہان بھی بندوبست ہوا تھا ۔

مغلانی ۔ یہان تو تقلید ہوئی تھی نہ ۔ موجد تو ہماری حضور ہی ٹھہری ہین نہ نواب امیر محل ہی کے ہان ایجاد ہوا

نازک ۔ میانے جو گنگنا گیا اسپر ہیرے اور زمرد کی لڑ لگی ہوئی تھی۔

مغلانی ۔ کشتیون مین چاندی کے برتن تھے۔

مہندی بھی نواب امیر محل نے بڑی دھوم سے بھیجی تھی آرائش کے تخت اور روشنی کشتیون مین جوڑے بہ زرد دولھا کے لیے اور کارچوبی مندیل اور جڑاؤ سرپیچ کلغی کے اور کارچوبی بار ایک بڑا قیمتی دوشالہ۔

نازک ۔ انکے ہان بھی سب شہزادے آئے تھے۔

مغلانی ۔ اے لو نہ آنا کیا معنی ۔ سب آئے تھے ایک ایک شہزادہ تھا ۔ جہیز مین چاندی کا پنج کلسا پر طلائی رتھ ہاتھی کسی راجہ سے بارہ ہزار کو لیا تھا گنگا جمنی ہودا تھا ایک عربی گھوڑا معہ نقرئی ساز کے لوٹا اور صندوقچہ اور خاصدان اور اگالدان سبوچہ سلفدان ۔ آئینہ پلنگ طلائی قلمدان ۔ کوئی اسباب باقی نہ رہا۔

نازک ۔ انھون نے بھی جہیز کی تیاری دھوم سے کی ہے

مغلانی ۔ انکے ہان ایک ایک چیز کے دو دو تین تین عدد تھے مسی کے اسباب مین کوئی شے باقی نہین تھی بچارا۔ ڈولی پہ جو لھا۔ توا ۔ گھڑونچی اونٹ پر دیگین بار تھین

نازک ۔ بڑی بیگم نے شیشے اور چینی کے متعدد اور بیش بہا برتن منگوائے ہین اور جوڑے بھی بھاری بھاری ہین

مغلانی ۔ نواب امیر محل کے ہان سوا سو جوڑے تیار ہوئے تھے چار سو سے تین ہزار تک کا ۔ کوئی جوڑا چار سو سے کم نہ تھا ۔ زیور تین قسم کا تھا جڑاؤ الماس کا جڑاؤ فیروزیکا ۔ اور سونے کا ۔ اس زمانے مین ایسی دھوم کی شادی کم ہوگی ۔ اچھے اچھے شہزادے تعریفین کرتے تھے ۔ برات کے ساتھ کھانے کی تین سو دیگین تھین۔

چوتھی کے دن دولھا کے ہان سے بڑی دھوم دھام سے چوتھی آئی ۔ دس اشرفی نواب امیر محل کو بطریق نذر دین اور حضور نے بہت بھاری خلعت عطا کیا اس مین ایک بڑا بیش بہا کارچوبی دوشالہ تھا ۔ بعد ازان دولھا نے قاضی محمد اصغر علیخان بہادر یعنی دلھن کے پدر بزرگوار کو دس اشرفیان دکھائین اور قاضی صاحب نے ایک ہار جڑاؤ طلائی الماس کا عطا کیا ۔ دولھا شہزادے ہین محمد علی شاہ کے پوتے ہین ۔ اب تو رسمون نے زمانے کے موافق شادی بیاہ مین وہ کچھ جلاپے نہین تو آگے جب زمانہ بکام ہوتا تھا ایک ایک فراش سیکڑون کی چاندی لوٹ لیتا تھا ۔ الغرض دولھا نے سہاگ پڑے سے صندلی نکالکر اپنے انگوٹھے سے دلھن کی مانگ بھری اور اس رسم کے بعد مردانے مین آیا رخصت کے وقت دولھا کی ان نے انکو اندر بلایا ۔ عروس پر بچھرہ کو گود مین اٹھایا اور سکھپال پر بٹھایا ۔ ؎

ہوئی تجھ تک تو اے ساقی رسائی ۔ اب آگے ہے مقدر آزمائی

مروت دی تو دے تیری ہی ساقی ۔ جو ہمت دی تو دے تیری ہی ساقی

اٹھا لے ساقی جو بٹھلایا ہے مجھکو ۔ اجازت جلد دے دست کرم کو

بتا ساقی نہ مینا نہ مجھ کو ۔ خدا لے عاب حیات خضر مجھکو

بنا ہو ساقیا میخانہ جاری ۔ کہ ہو چرخ کہن کو شرمساری

گلستان سے گیا دور خزان دور ۔ پھر آیا موسم گل دل ہو مسرور

ستارہ دخت رز کا نعرہ ہے ۔ پری بنکر یہان شیشے مین پھر آ

طبیعت اپنی جب جاتی ہے بہک ۔ گلابی ہو سب منہ تک بھر کے

وہ میخانہ کیون مدعو ۔ کھلے اب ساقیا تا دل ہو خرسند

گریبان گیر عشق دخت رز ہو | بھلا دامن کشی عاشق سے تا کے
در میخانہ سے پردہ اٹھا دے | بغل میں دخت رز کو جلد تر دے
دعا ہے ساقیا شام و سحر یہ | تمنا ہے بدل آٹھوں پہر یہ
جہان میں انقلاب ایسا کہیں ہو | کہ میخانہ مرے زیر نگیں ہو

اللہ اللہ برسون کے بعد آج خدا نے یہ دن دکھایا کہ آزاد فرح نہاد عروس پریزاد کو بیاہ کر لیچلے ۔ ؎

زہرہ در رقص بصد ناز و طرب زین شادی
چرخ غم گشتہ بہ تسلیم مبارکبادی

رخصت کے وقت سپہر آرا اور بڑی بیگم اور روح افزا اور بہار النسا اور اکثر مہمانو نکی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور حسن آرا کی آنکھین بھی پرنم ہو گئی تھین جب برات رخصت ہوگئی تو ہمجولیان باہم یون گفتگو کرنے لگین

روح افزا - اللہ کرے جیسی سختیان آزاد نے اٹھائی تھین ویسا ہی آرام پائین -

عباسی - آمین آمین اور اللہ ایسا ہی کریگا -

جانی بیگم - مگر آزاد کا سا دولھا بھی کسی نے کم دیکھا ہوگا -

مبارک محل - لاکھون کنوئونکا پانی پی چکے ہین -

جانی - اسمین کیا فرق ہے کس مزے سے کہتے تھے بیوی مین تمھارے غلام کے غلام کا غلام ہون ازبراے خدا ذری منھ کھولو کسی بات مین ذرا جھجک نہین -

نازک ادا - بڑے خوش مذاق آدمی معلوم ہوتے ہین

سپہر آرا - کیسے کچھ ڈھکانے کے وقت بڑی دل لگی ہوئی

نازک - انسے کوئی جیت نہ پائیگا -

جانی - ہماری بھی یہی راے ہے بہن -

سپہر آرا - ثریا بیگم کے آنے سے باجی جان خوش نہین ہوئین

جانی - بالکل نہین مگر کیا معلوم دولھا کو انکا آنا معلوم ہوا یا نہین -

سپہر - تم نے نہین سنا اگلی مہری نے جاکے دولھا کیطرف کی ایک ڈومنی سے کہا کہ اگر ہمارا پیغام کہدو تو ہم ایک اشرفی دین - وہ بولی اس وقت بھلا دولھا سے کوئی بات پوشیدہ طور پر کیونکر کر سکتی ہون سب سن لینگے باجی نے کانون سنا

جانی - بہن تمکو ابھی تک اچھی طرح سے معلوم نہین ہے کہ ثریا بیگم کس مرتبے کی عورت ہین مگر دلی محبت کو کوئی کیا کرے -

سپہر - امید تو نہین ہے کہ پاکدامن ہون یا شاید -

جانی - انسے زیادہ پاکدامن بس پھر اللہ کا نام ہے -

سپہر - باجی کو تو اس نام سے نفرت ہو گئی ہے -

جانی - یہ انکی بدگمانی ہے اور جہان میان بیوی عاشق معشوق ہوتے ہین وہان ایسا ہی ہوتا ہے -

سپہر آرا - نازک ادا بیگم نے کہا تھا کہ یہ کرشان بھی ہو چکی ہین پھر ایسی آوارہ ہرزہ گرد کا کر نسا اعتبار -

جانی - اللہ نہ کرے کسی پر مصیبت پڑے مگر گو برسون اکیلی اور مطلق العنان رہین اور چاہتین سو کر گزرتین لیکن ہر قدم پر آبرو کا خیال تھا اور یہ اسی سے ظاہر ہے کہ آخر مین شادی کی -

سپہر - (مسکراکر) یہ کیا اچھا ثبوت دیا ہے -

نازک - اسوقت ہمین یہ ڈر ذرا نہین بھاتا - ہم سوچ رہے تھے کہ اسوقت حسن آرا کے دل کا کیا حال ہوگا اور دولھا کیسے خوش ہونگے مگر آنکھون سے پایا جاتا تھا کسیے ہوئے ہین -

جانی بیگم - اور آنھین یہ کیونکر معلوم ہوگیا کہ پیے ہوے آدمی کی آنکھین فلان رنگ کی ہوتی ہین -

نازک ادا - وہ مثل نہین سنی کہ دولھا نہین بنے مگر براتین تو دیکھی ہین - کتابون مین تو پڑھا ہی کہ پیکر آنکھین سُرخ ہو جاتی ہین لال لال ڈورے آنکھون مین پڑ جاتے ہین

مری گردن پہ ہین ساقی کے احسان
بہار فصل گل آتی ہی ہر سال
گلابی سے بسر ہوتے ہین ایام
پیے ہر باتھ مین ساقی گلابی
کدورت ہو دونون کی دور یا ہم

یہ نہ بھولینگے ہم جبتک جسم مین جان
نیا رنگ اپنا یہ لاتی ہی ہر سال
ملے رہتے ہین لب سے پیکے جام
پلادے بھر کے جام آفتابی
شرابین پی کے ہون سرشار باہم

پلا ساقی مجھے اس پھول کا جام
زبان کلک شاخ گل کا دے کام

جانی - تمہین دولھا کی شکل صورت پسند ہے بہن -

مبارک محل - اور سنو پسند کی ایک ہی کہی اس صورت کا دوسرا بھی پیدا ہوا ہے کوئی -

نازک ادا - ماشاء اللہ کرور دو کرور مین ایک ہین ام خدا آغاز شباب ہی چہرے پر ریاست برستی ہی بس کہدیا کہ حسن آرا کے لیے ایسا ہی شوہر موزون ہی اور آزاد ایسی ہی بیوی کے پانیکے مستحق تھے اسمین جو شک کرے وہ کافر -

جانی - انمین سب صفتین موجود ہین اول تو تمتی بیدل دوسرے سپاہی بے مثل - تیسرے خوبصورتی مین کسی سے کم نہین چوتھے ہر علم سے واقف ہر علم کے اُستاد ہر دل عزیز

نازک - چوتھی کے دن دیکھنا تاک تاک کے نشانے لگائین گے -

سپہر آرا - اسمین تو شبہہ نہین ہی اسمین بھی تیز ہین نا -

جانی - کون دیکھ لینا بہن اگر ہاری نہ بولین تو جب ہی کہنا وہ اگر تیز ہین تو ہم بھی کم نہین -

نازک - بس دو ہی تو ہین ہم اور تم -

سپہر - امان جان کو یہ ڈھنگ اچھا نہین معلوم ہوتا -

نازک - ای بہن اُسوقت کوئی روکے چاہے کوئی غل مچائے ہم کسی کی نہ سنین گے -

روح افزا - دروازہ کھول کر - امی جان آج بڑی خوش ہین کہتی تھین کہ بس اب مجھے کوئی فکر نہین ہے اب بالکل سبکدوش ہوگئی ہون اُستانی جی سے باتین ہو رہی ہین دولھا کا جوڑا دیکھا آنکھ نہین ٹھہرتی ہی بڑا ما لاگت آئی ہی اور ابھی امی جان کے دل کے موافق نہین ہی کسی نہ کسی تہ پیسے اور روپیہ ضرور خرچ کرینگی اور اب آنکے بقول انکو طمع لگی ہی -

پلا ساقی مے دوشیزہ ہمکو
جھکے مینا صراحی پھر صدا دی
سبو ہون جبہہ سا بالائی ساغر
نیا شیشہ نیا خم اور پھر لا
یہانتک دے کہ مے بیکل رہین ہم
کہ آنکھین کیف مستی سے ملی ہون
ادھر بھی ہاتھ ساقی مہربانی
نگاہین دیکھتی ہین رو ساغر
غنیمت ہی دم مستی جو آئے
سرور افزا مزاج گفتگو ہو

کرتا ہو برہمی سوز الم کو
مزے کچھ اور عرض مدعا کر
کف ہر رند مین ہو بار ساغر
ارادہ دیکھ پھر میری ہوس کا
برابر کیف اُبلے ہر سخن سے
زبان ہو جانب مطلب گریز
کہ ہو اُٹھتا ہوا جوش جوانی
بہکتی ہو توجہ سوے ساغر
کہ جتنا پی ذرا جوبن دکھائی
بیان یون التماس آرزو ہو

جب برات دولھا کے گھر واپس گئی آزاد فرس پر سوار د

سے اُترے سکھپال مہربان ڈیوڑھی مین لائین دُولھا کی
بہنین آئین دروازہ بند کر لیا آزاد نے عروس نسرین
بدن غنچہ دہن کو سکھپال سے اُتارا۔ گود مین اُٹھایا پہلے
بہنون نے کئی منٹ تک دروازہ بند رکھا جب غلط خواہ
نیگ پا چکین دروازہ کھول دیا عروس مہ وش بارہ دری
مین آئی آنکے دُوپٹے پر دولھا سے نماز پڑھوائی کھیر آئی
دولھا نے سات بار اپنے ہاتھ سے چٹائی بڑی بوڑھیون نے
رونمائی دی۔ ـــــہ

طبیعت پھر ہوئی ہے کی طلبگار
کدھر ہو صاحب خم مالک جام
پلا ساقی لب مینا دہن سے
طبیعت کے ہین ساقی پھر افشار
کدھر ہو امیرے ساقی کدھر ہے
سنبھل ہان پھر سنبھل قربان ساقی
نکلے منہ سے کچھ جز اسکے لا جام
دکھا ساقی ہمین پھر پری کا جوبن
پری گلگون کا دم بھرتی ہے ساقی

کہان ہو محسن رندان سرشار
کدھر ہو یار می نوشان بدنام
کہ وقت گفتگو ہو انجمن سے
کہ ہون اُس پر دوالی کے لغزش
کہ سامان اور ہی پیش نظر ہے
کہ ہم پھر ہین ترے مشتاق ساقی
نظر آنے لگین مستی کے آرام
اسی مقبول خاطر شے کا جوبن
ہوس اٹکھیلیان کرتی ہے ساقی

آزاد فرخ نہاد نے قطع منازل و طے مراحل صدہا سختیون
وانواع واقسام کے مصائب بعد خدا خدا کر کے یہ روز سعید دیکھا
کہ حسن آرا سی حور وش کو بیاہ لائے دولھا دلہن دونو کا بحر جوش
طغیانی پر تھا دونون فرط طرب سے جامے مین نہین سماتے باغ باغ
ہوئے جاتے تھے بوفور نشاط و نہایت انبساط سے دونو کی آنکھین
اشکبار دونون چشم در راہ انتظار یا خدا کیہن لیلی مشکین پرند شب
جلوہ گر ہو سرے عرش پر اجلاس بانوے قمر ہو آغوش لبریز گلہائے
مراد ہو۔ ادھر دولھا ادھر عروس پریزاد ہو آزاد

پاشانے حمام کیا اور لباس فاخرہ زیب بدن کر کے دیوانخانہ
مین آئے احباب بذلہ سنج مرنجان مرنج نے مذاق کرنا شروع
کیا و مدہ دراز تک چہل پہل رہی اور ادھر بارہ دری مین
بیگمات شوخ طبع کچھ اور ہی فکر مین تھین۔
مہ لقا۔ اتنا دق کرنا کہ پاؤن پڑنے کی نوبت آئے۔
گلشن آرا۔ وہ تو خدا ہی نے کہا رات تو ہونے دو۔
مغلانی۔ اے نہین کاہے کیواسطے عیش مین خلل ڈالے
کوئی۔ برسون پاپڑ بیلے ہین دولھا نے۔
گلشن۔ تم مین تو بی مغلانی اب گرمی نہین رہی ہم تم تو سو
برس سے کچھ اوپر ہی ہو گی تمکو ہماری باتون مین کیا
دخل ہے۔
مغلانی۔ دیکھ لیجیے گا جو چھیڑینگی وہی پچھتا ئینگی۔
مہ لقا۔ خیر اُنکی بلا سے بھگت لین گے۔
بی جان۔ آجکا دن تو دق کرنے کا ہے ہی۔
مہ لقا۔ کسی دروازے کی چول بودی ہو تو دل لگی ہے۔
گلشن کمرے کے دروازے کی کنڈی ڈھیلی رہے مگر یہ اسطرح
کارروائی ہو کہ دولھا کانون کان سننے نہ پائین ایسا نہو
پہلے سے کچھ بندوبست کر لین۔
مہ لقا۔ بی مغلانی سے قسم لو کہ کسی سے ذکر نہ کرین۔
اب سُنیے کہ محبوبن اور لطیفن شہر کی دو مشاطگان
جنہون نے جو اس پیشے مین کمال رکھتی تھین دولھن کو اُس
لطافت سے سنوارا کہ کل حاضرین و ناظرین اور کل بیگمات
و مخدرات عش عش کرتی تھین اور اب سب متفق الرائے تھین
کہ جیسے کہ یور جہان آفرین نے لفظ کن سے دنیا کو نمودار کیا
نور ماضیا کو آشکار کیا حسن آرا کی سی حسینہ و جمیلہ پیدا کرو

حور نژاد رو کش حوربان تو فساد خلق مین خلق نہین ہوئی

ایک - خدا نظر بد سے بچائے کیا شکل و صورت ہے -

دوسری - اللہ رکھے اس حسن کی کوئی دوسری دکھا تو دے - ماشاء اللہ ماشاء اللہ -

تیسری - اسی صورت نے تو دولھا کو روم بھیجا تھا -

چوتھی - اس ملک مین تو انکا جواب نہین ہے بہن

پانچوین - مگر اللہ جانتا ہے اگر جواب دینے والا کوئی ہے تو دولھا ہے - مردون مین وہ عورتون مین یہ -

الغرض دولھا دولھن دونو کی مراد دلی برآئی یعنی عامل روز نے کوچ کی ٹھہرائی جب عروس جہان افروز مہر خلوتکدۂ مغرب اور حجلۂ آرام مین متمکن ہوئی خاتون صدر آرای انجمن انجم یعنی ماہ سراپا رفاہ نے سریر مینا کار سپہر پر جلوس فرما کر مسند نور تمامی آفاق پر بچھائی اور لیلاے لیل نے بہ نوبہ ترین وجہ جلوہ گری فرمائی آزاد فرخ نہاد خلعت ملوکانہ خوش قماش سے مخلع اور انواع و اقسام کے عطر و خوشبو سے معنبر ہوے اور ادھر وہ جادو جمال پری تمثال سحر مثال یعنی عروس زلیخا لقا حسن آرا بیگم ہفت آرایش سے مزین اور حلی پرانش سے مشیّن ہوئین کوئی بولی عورت کیا مجسم نور ہے کسی نے کہا بہن یہ تو جنت کی حور ہے الٰہی یہ رخسار تابان ہے یا قمر ہے عارض جانان ہے یا نگار خانۂ سحر - ؎

نگار خانۂ صبح ست این نہ رخسار است
نگاہ کن ورق سادہ چہ پر کار است

گو دولھن سر جھکائے گردن نہوڑاے بیٹھی تھی مگر اس سکوت مین بھی عجیب ادا تھی - ؎

نگاہ مست تو آنرا کہ مستفید کند
ہزار پیر خرابات را مرید کند

جانی بیگم نے نازک ادا سے کہا بہن جی چاہتا ہے گلے لپٹ کر سیکڑون بلیان لون پھر جب ہم عورتون کا یہ حال ہے تو مردون کا حال ظاہر ہے -

آزاد دست بدعا تھے کہ یا خدا کہین جلد آفتاب پردۂ خفا مین منہ چھپائے عروس ماہ سریر سپہر پر جلوہ فرمائے بحر آب و انبساط کا جوش ہو آزاد شاد شاد محبوب مطلوب سے ہم آغوش ہو شب عروسی کا حال لکھتے ہوئے قلم کی باچھین کھلی جاتی ہین ہر در و دیوار سے مبارکباد کی صدائین آتی ہین - اللہ اللہ آج کیا سمان عرصۂ گیتی رشک باغ جنان ہے جوش پر حسن بہار صحن گلشن قدرت پروردگار رنگونکا جوش بلبلونکا خروش ہوا مین لطافت پھولون مین طراوت نہرین جاری جدول نہر لطف باری سبزۂ و گل کا وفور فیض نامیہ سے عالم معمور بلبلونکی صدا معجزۂ عیسوی سے زیادہ - پھولونکی خوشبو جان بخشنے کو آمادہ طاؤس نگارین صحن گلشن مین خوشخرام سبزۂ زمردین طائر روح کے لیے دام دست چنار طلب ساغر مین دہان شقائق مین ساقی کا انداز شبنم کے موتیون سے گوش گل کو آرایش باران رحمت سے نباتات کی افزایش موردنکی بہجت انگیز صدا - شاہدان چمن کی رنگین ادا نرگس کی آنکھ چشم بد دور گلاب پہ شبنم نور علیٰ نور گل کے نازک کرشمے آب صاف کے لب پہ چشمے - غنچون کا چٹکنا - پھولونکا مہکنا - آتش گل کی گرمی باد شمال کی نرمی چار طرف عالم آب دوش فلک پر بادلکی سحابگل کو وہ ابتہاج کہ جامے مین نہ سمایا لالہ ایسا مست کہ دستار کا ہوش نہ آیا سوسن کی سیہ مستی کس زبان سے

بیان کرون۔ نرگس کا خمار آنکھ سے دیکھتے ہین کیا عیان کردن شاہدان چمن کا نور ماشاء اللہ چشم بد دور خاک مین خاصیت اکسیر پانی مین آبحیات کی تاثیر۔ آب شبنم کا طغیان آتش گل کا طوفان بلبلونکی صفیر۔ اہتزاز بخش بر پیر تاثیر حوض بصفا۔ آئینہ قدرت پر درد گار دامن صبا عکس ریاحین سے گلزار صورت دیوار نے تیور سنبھالے۔ طائر تصویر نے بال و پر نکالے سوتیا کی خوشبو سے مردون مین جان آئی شاخ گلشن پھل پھول لائی لطف ہوا نے اعجاز عیسوی دکھایا آہن دلونکو موم بنایا۔ نرگس کو خدا چشم بد سے بچائے سوسن کو زبان پر نہ چڑھائے۔ سورج مکھی آفتاب پر چشمک زن تخت زمین اسکے پرتو سے روشن۔ سبزی کے عکس سے کون و مکان ہرا بھرا۔ مہر و مہ کو دریائے اخضر کہیے تو بجا۔ دیدۂ دام صیاد سلطنت ہوا سے نرگس پر چشمک زن چوب قفس نزاکت و نرمی سے رشک افزائے شاخ یاسمن کاتب قدرت نے نرگس نے قلم سے خط گلزار لکھا۔ باغبان بہار نے نافرمان کو مہر داغ لالہ سے مزین کیا۔

عالم مین ایسی شگفتگی آئی کہ دشمنونکے دل مین گرہ نہ پائی ہر شجر پر گمان نخل طور صحن گلشن عالم نور نشاتو مکی زبان پر ارنی کا فسانہ برگ گل کے لبونپر لن ترانی کا ترانہ۔ جام لالہ بادۂ شبنم سے لبریز آتش گل آتش ہوسی سے تیز کمال پر عروج بہار خزانکے دلمین حسرت کا خار گنہگار رندونکی کلمے دھو گئے سیہ کار سفید رو ہو گئے زلف سنبل کا شہرہ ختن مین گوہر شبنم کا چرچا عدن مین۔ زاغ سیاہ کا طائی گون۔ بوم شوم ہمارے ہمایون فتور عالم کہن گیا خارستان نسترین زار بنگیا۔

ادھر لیلائے مشکین پرند شب بزم فلک مین جلوہ گستر ہوئی ادھر پیشکاران قانون دان اور خواصان با ادب نے دولہا دولھن کی یکجائی کا اہتمام کیا عروس گل رخسار تدرو رفتار کو کہ ہر ہفت آرایش سے مزین تھی چاندی کی پلنگڑی پر سلایا اور آزاد شیر دل شیر مرد کو بلوایا۔ گل رعنا کو عندلیب شیدا کے سپرد کیا اور اپنا اپنا راستہ لیا۔ جب دولہا کو تنہائی مین چھوڑا تو حیا اور شرم نے منھ موڑا ادھر بانویان نوخیز و گلبدن تاک جھانک کرتی تھین عیش و نشاط کا دم بھرتی تھین آزاد کو اسوقت نشۂ بادۂ جوش نے ایسا مست کر دیا کہ تاک جھانک کی پروا نہ کی مگر دلھن نے کئی بار آہستہ سے ہاتھ جھٹک کر آنکھون کے اشارے سے منع کیا کہ عجلت کا نتیجہ پشیمانی ہے۔ تعجیل کار شیطانی ہے انکا امر اور ان کا انکار ادھر شوق کی افزائش۔ ادھر حیا کی فہمایش۔ دولہا کا بیتابانہ ہاتھ بڑھانا دلھن کا ہاتھ اور منھ کے اشارے سے سمجھانا۔

الغرض عجب مزے کی بات تھی زیادہ کیا لکھین پردے کی بات تھی چوتھی کے دن عروس رنگین ادا حسن آرا بیگم کا چھوٹا چچا زاد بھائی دلھن کو لینے آیا۔ چوتھی بھی بڑی دھوم دھام اور کر و فر سے آئی تھی۔ بیس پچیس فیل کوہ رفعت اسپ تیز گام عقاب ہیئت جلوس اقتراح مانوس جب چوتھی آئی تو دولہا والون کی طرف سے میراثنون نے گالیان دین دلھن کے بھائی کے آگے چوبھار رکھا گیا۔ اسنے ڈڈمنو کو نیگ بخشا بھر پور انعام دیا تھوڑی دیر کے بعد حسن آرا بیگم میکے تشریف لیگئین۔ جانی بیگم اور نازک ادا بیگم اور انکی بہنون شوخ افزا اور سپہر آرا اور بہار النسا اور جہان آرا اور گیتی آرا اور

مہمانوں اور بیگمات نے انکے آنے سے دلی خوشی ظاہر کی دیر تک چہل پہل رہی بعد ازاں دلہن نے حمام کیا اور مشاطگان ذی ہنر نے سنوارا دس بجے آزاد فرخ نہاد سسرال آئے - بہنیں مامانیاں وغیرہ اعزہ ہمراہ تھیں خوانوں میں مقیش کے گیند اور پھولونکے گیند آئے حسن آرا کے دست نازک پر کھیر رکھی اور دولہا سے کہا چاٹ لیجیے ہی آزاد نے منہ بڑھایا نازک ادا نے کہ پر دیکھو پاس ڈہکانے کیلئے منتظر کھڑی تھیں فوراً دلہن کا ہاتھ ہٹایا جب کئی بار اسیطرح ڈہکایا تو بڑی دل لگی ہوئی اور سمدہنیں یوں کہنے لگیں -

مبارک محل - ای ہی کیسا ندیدہ دولہا ہے لوگو -

نازک ادا - اسکو کھیر کبھی نصیب ہی نہیں ہوئی ہے -

جانی بیگم - کس لالچ سے بچارا منہ لپکاتا ہے -

نازک - آجتک کبھی کھیر کھانے کی نوبت ہی نہیں آئی -

جانی - حلوا خوردن را روے باید -

نازک - یہ منہ کھائے چولائی - واہ رے ندیدے -

بہن (دولہا کی) ندیدے بنتے ہو شرم نہیں آتی -

دوسری - اے ہاں پکڑ لو - ہاتھ - ڈرتے کیا ہو -

نازک - کیا ہنسی ٹھٹھا ہے - بھیڑیں چلے ہیں -

جانی - بھلا کہیں شیروں کے مقابل میں چل سکتی ہیں -

بہن - دولہا کی - اللہ جانتا ہے ہمیں شرم آتی ہے -

دوسری - اے ہاں پکڑ نہیں لیتے ہاتھ -

دولہا نے منہ لپکا کر ہاتھ بڑھایا مگر بے سود -

نازک - (قہقہہ لگاکر) تترانے تو نہو گے -

جانی (کھلکھلاکر) بیحیا کی بلا دور -

مبارک - مائی تو مارے شرم کے عرق عرق ہو گئے -

دولہا نے جھلا کے ہاتھ پکڑنا چاہا مگر نازک ادا نے جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا -

جانی - لینا بالکل ہی ندیدہ ہے اسے ہے -

بہن - دولہا کی، ای واہ تمہیں شرم بھی نہیں آتی -

جانی - حیادار ہوں تو شرم آئے - ندیدے کی طرح کھیر پر گرے پڑتے ہیں -

بڑی بیگم - بس اب ڈہکا چکیں زیادہ دق نہ کرو -

اس رسم کے بعد دولہا نے سات بار پھولونکی چھڑیاں دلہن کے کاندھوں پر چھوائیں - مگر بہت ہی آہستہ آہستہ کہ جسم نازک کو گراں نہ گزرے - عروس گلبدن کی نزاکت اسدرجہ بڑھی تھی کہ پھولونکی چھڑیاں بھی ناگوار تھیں اسکے بعد دلہن کے ہاتھ میں چھڑیاں دیں اور نازک ادا نے خوب زور سے یہاں آزاد پر ہاتھ صاف کیا اور ہنس ہنس کے دلہن کے ہاتھ سے لگائیں -

بہن - دولہا کی - کیا مفت کا بدن پایا ہے -

دوسری - اس بیرحمی کے قربان واہ صاحب واہ -

نازک - کسی کی چاندی بیٹی بیاہنا دل لگی نہیں ہے -

جانی - اور ایسے ہی تو دولہا نازک بدن ہیں نہ -

نازک - ای ہی بڑی بچاری دبلے پتلے انکے دشمن گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے ہیں -

اس فقرہ پر بڑا قہقہہ پڑا اور دولہا کی بہن نے کہا جی ہاں سچ ہے پر آپ ہیں پڑھی ہی سوجھتی ہے کسی پر ایک آدھ پڑے تو قدر عافیت معلوم ہو - خیر اب پھولوں کے گیند آئے بعد ازاں مقیش کے گیند سے کھیلا اور جب ترکاری

اچھلی تو بڑی دھینگا مشتی ہوئی نازک ادا اور جانی بیگم نے تان تان کے ترکاریاں لگائیں جب آزاد نے دیکھا کہ یہ دونوں تباں شوخ اس زور سے ترکاری تاک تاک کے لگاتی ہیں کہ چوٹ آئی ہے تو ان سے بھی نہ رہا گیا انھوں نے بھی پردے میں بیگن پھینکنے شروع کیے کسی کی آنکھ پر پڑا کوئی کھڑی ہو گئی کوئی بھاگی کوئی مارے گھبراہٹ کے گر پڑی۔

بڑی بیگم - بس بس ترکاریاں ہٹا دو عباسی سنتی نہیں۔

استانی - اے ہے کیا ہڑدنگا کھیل ہے اوئی۔

عباسی - حضور لونڈی کی تو کوئی سنتا ہی نہیں۔

بڑی - ای از برای خدا نازک ادا - ہائیں ہائیں۔

جانی - دولھا کو تو ڈانٹے کوئی ہم کیا کریں۔

بہن - (دولھا کی) پہل کس طرف سے ہوئی۔

بڑی - اب کسی نہ کسی کے چوٹ ضرور آئے گی۔

ڈومنی - حضور اس چوٹ میں ذری بھی درد نہیں ہوتا۔

استانی - ہٹا دو - ہٹا دو - بس اب تک اچھل گئی۔

جانی - جو بات ہم چاہتے تھے وہ تو ہونے ہی نہیں پائی۔

آزاد - (جھلا کر) پردے کے باہر آئیے تو معلوم ہو۔

جانی - اخاہ گھونگر پی جائینگے جیسے زور سے ترکاری تاک کے لگائی تو رخسار چپ پر پڑی۔

آزاد - (جھلا کر) جواب دینے ہی کو تھے کہ یہ آواز آئی۔

ای واہ مردوے - عورتوں اور کم سنوں پر کوئی جھلاتا ہے۔

آزاد - مسکرا کر بیٹھ گئے اور ترکاریاں ہٹا دی گئیں اس رسم اور چہل اور ہڑدنگے پن کے بعد دولھا نے دلھن کا کنگنا کھولا اور دلھن نے دولھا کا - دلھن کا کنگنا سات گرہ کا تھا اور دولھا کا صرف ڈھائی گرہ کا - حسن آرا نے صرف برائے نام ہاتھ لگایا ڈومنی نے دولھا کا کنگنا کھول دیا - مگر آزاد کو کسی نے مدد نہ دی بڑی دقت سے دیر کے بعد کھلا اسقدر سخت گرہیں پڑی ہوئی تھیں کہ گھنٹے کا عرصہ ہوا - بعد ازاں سہاگ پڑے میں دو ڈلیاں رکھیں کنگن میں دوب پان کا بیڑا چھاول ڈومنی نے پھینکا اور دولھا دلھن کھا رو کو دلھن کی طرف سے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر روک لیتی تھیں اور دولھا کی جانب سے خود میاں آزاد آہستہ سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔

ڈومنی - ہماری دلھن عمر بھر غالب رہینگی۔

مبارک محل - اسمیں کیا فرق ہے وہ تو ظاہر ہے۔

نازک ادا - میاں سے تو ایک مرتبہ بھی روکا نہ گیا۔

جانی - تمام عمر دلھن کی جوتیاں سیدھی کرینگے۔

آزاد - خیر سمجھا جائیگا - مطلب سے مطلب ہے۔

جانی - کیا مجبوری ہے - مسکرا کر - کیا ناچاری ہے۔

دولھا - ہم تو وہ بات کرتے ہیں جسمیں سب خوش ہوں۔

جانی - غلامی کی سند لکھ دو مطلب یہ کہ اتنا لکھ دو کہ ہم آج سے دلھن کے غلام ہوئے۔

حکم چو رویم بہ از حکم خلاست	ہر چہ جو رویم بفرماید رواست

یہ شعر اپنے ہاتھ سے لکھ دو۔

اس چہل پہل کے بعد دولھا باہر جانے لگے مگر چوبانداروں

آزاد - ادھر ادھر دیکھکر - ابھی دل لگی ہے۔

روح افزا - مسکرا کر - کیا ہے کیا - کچھ گھبرائے سے معلوم ہوتے ہو

آزاد - خیریت تو معلوم ہو گئی - مسکراتے ہوئے۔

نازک - میاں پہنکر گئے تھے یا بے مرتے ہوے۔

بہن - وہ پہن کر گئے تھے یا نہیں اس سے کیا غرض ہے مگر خیر دمڑی کی ہانڈی۔ الخ

یوروپین کی دعوت

چوتھی اور چالون کے بعد میان آزاد نے اپنے یوربین احباب کی دعوت کی اور اسٹیشن کے معزز حکام سول و فوجی اور یوربین افسران سرکاری اور معزز جنٹلمین رونق افروز جلسہ ہوئے کھانے کے بعد اسپیچین دین اور آزاد پاشا کی سبنے تعریف کی جس کے جواب مین آزاد نے یہ تقریر کی۔

اسپیچ

ایہا السامعین ان معزز جنٹلمینون نے جو تقریب اور تحریک جام نوشی میری تندرستی کی نسبت فرمائی ہو وہ ان الفاظ مین بیان کی جن پر مجھے فخر کرنا چاہیے اور جس گرمجوشی اور محبت سے آپنے جام تندرستی پیا اس سے مین اپنی نسبت خیال کرتا ہون کہ مین معمولی طرز کا آدمی نہین بلکہ کوئی فرشتہ ہون لیکن خوشی مثل گھڑی کے ہو جسین تمام چیزین اسطرح کی انکا اندازہ اصلی سے بڑی معلوم ہوتی ہین اور آج کی میری مسرت یہ ایسی زیادہ ہو کہ اگر مین ان امور کی نسبت جو خود اپنے کانون سے سنتا ہون شک کرون تو بلاشک کفران نعمت ہو علی الخصوص ایسے امور کی نسبت جو بالکل میرے حق بجانب ہین قول مشہور ہو کہ کامیابی سے بڑھکر کوئی شے نہین الا میری حالت ایسی تھی کہ اگر ایک مرتبہ بھی ذرا چوکتا تو باعث بربادی اور خرابی کا تمام عمر کے لیے ہوتا علاوہ برآن میرے حق مین ایک امر ایسا باعث اشتعال کا بمصداق مسئلہ عربی کے کہ الامر فوق الادب اس سے بڑھکر مسلمان کے واسطے کون شے زیادہ تر باعث نیکنامی و فخر ہے کہ اپنے جوانی کے ایام بجاآوری خدمت اسلام مین صرف کرے جنگ حال جو مابین روس اور روم کے تھی اس سے صرف یہی غرض نہ تھی کہ روم کا مقابلہ روس سے بلکہ اس مین اور بڑے بڑے نتائج پیچیدہ متعلق تھے یعنی یہ امر ایسا تھا کہ زبردست کا مقابلہ زیردست سے آن پڑا تھا ایک طاقتور تھا اور دوسرا حق بجانب چنانچہ مین نے اپنا کار مفوضہ اسی طرح انجام دیا جیسے کہ آپ لوگ بحالت موجودہ حیثیت مین ادا کرتے۔

آپ اس جنگ کے حالات جو ظلم اور زور پر مبنی تھے برابر ملاحظہ فرماتے تھے اور جو کچھ نتیجہ جنگ بروے کار آیا وہ ویسا ہی تھا جو پیشتر سے خیال کیا جاتا تھا کہ ہوگا جس صورت مین کہ نفاق باہمی اور رشوت ستانی ایک فریق مین جاری تھی اور دوسرے فریق کی جانب فوج کثیرہ اور زر نقد بحساب تو ملک روم کا کام آخر ہونے کے سوا اور کیا ممکن تھا ہرچند کہ روم کو شکست نصیب ہوئی لیکن نہایت دقت اور نیکنامی کے ساتھ مین خود ہر ایک معرکۂ کارزار مین موجود تھا اور جنگ پلونا مین مین نے نامی گرامی سپہ سالار کا سکون کو نیچا دکھایا ان ہر ایک گھماسان لڑائیون مین میرے لیے یہ امر غیر ممکن تھا کہ ایک رومی سپاہی کو دوسرے سپاہی سے امتیاز کر سکون ایسے جری اور دلیر سپاہی عمدہ عمدہ فوج یورپ مین بھی نہونگے ایسا ممکن تھا کہ یہ آفت روم پر بوجہ مستعدی اور دلیری سپاہیان اور غیر متعہد افسران روم کے نہ آنے پاتی الا یہ سپاہی اور غیر متعہد افسر اکیلے جو کہ نالائق جرنیلون کی ماتحتی مین تھے روم کی بہتری کیلئے کیا کر سکتے مین نے رشوت ستانی اہل روم کی نسبت بہت کچھ پڑھا اور سنا تھا لیکن جو کچھ مین نے بچشم خود وہان جاکر دیکھا اس سے کہین بڑھکر خراب پایا۔ اکثر لڑائیون مین روم کو اس سبب سے شکست ہوئی کہ جنرل بلطع زر روسیون سے

ملگئے روسیون نے بزور تیغ کم مگر بزور زر زیادہ فتح پائی مجکو روم سے محبت ہی اور اسی ہمدردی کے سبب سے مین لڑا - اگر پھر ضرورت ہو تو مین ضرور اسکی طرف سے لڑون الا میرا تیغ بدست ہونا ویسا ہی ہوگا جیسا کہ کوئی شخص مرتا کیا نکرتا کیونکہ ایسی قوم کی مدد کرنیسے جو خود اپنے لیے کوشش اور مدد نہ کرے کیا ہو سکتا ہی۔ کانٹنل یورپ کے بادشاہون نے روم کو آپسمین بانٹ لینے کیواسطے سیکڑون حیلے پیدا کئے لیکن یہ کون کہہ سکتا ہی کہ اہل روم نے خود اپنی عادات کاہلی سے انکو اس امر کیلئے شیر نہین کر دیا ہی۔ اس سلسلہ بیان مین کچھ تھوڑا سا اظہار نسبت مہمان ان دو بہادر انگریزونکے بعید از انصاف نہوگا جنھون نے فوج رومی مین بہت کچھ مستعدی اور قواعد جنگی کے انتظام اور تعمیل کے نسبت کوشش بلیغ کی۔ مجکو معلوم ہے کہ اہل انگلینڈ نے رومیونکے ساتھ جنگ حالمین بڑی ہمدردی ظاہر کی اور اسمین کچھ شک نہین کہ اسوقت رات کو ایسے صاحبان انگریز کے تشریف لانے سے صاف ثابت ہی کہ کل قوم انگریزی کو رومیونکے معاملہ مین اور انکے ساتھ ہمدردی اور محبت ہی میرے نزدیک اس بیان کی چندان ضرورت نہین کہ سلطنت روم کے قیام مین خاص انگلینڈ کے اغراض متعلق ہین مجکو یقین ہی اور اکثر آپ لوگونکو بھی یقین کا درجہ ہوگا کہ اغراض انگلیشیہ ممالک شرقی مین بہت بڑھکر ہین مجکو اس امر کا بھی یقین ہی کہ روم کا قیام یورپ مین صرف اسیصورت ممکن ہی کہ وہ انگلینڈ کا اسکے اتحاد قائم رکھے اور اس اتحاد کو انگلستان سے اور زیادہ بڑھاوے کہ قوم انگلیشیہ نے زبردست کی حمایت کی ہی۔

القصہ پولیٹیکل امور کی نسبت اسپیچ دیکر آپکی زیادہ خراشی کرنا نہین چاہتا ہون الکر بستہ اور مین آپ صاحبونکا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپنے میرے اور میری بیوی کی نسبت دعائیہ کلمے بیان فرمائے اور اسکے معاوضہ مین مین اپنی تمنا اسسے زیادہ آپکی خوش نصیبی کیلیے بیان نہین کرسکتا جنکی آپ مین سے ابھی شادی نہوئی ہو انکو اپنی معشوقہ کے ساتھ وصل نصیب ہو آمین ثم آمین

تولد فرزند ارجمند خجستہ خصال مشکوی دولت آزاد بلند اقبال

لیا ہی صبحدم اٹھکر ترا نام رہی تا شام ساقی گردش جام
کہین بحر سخاوت جوش مین آئے کہ ساقی آرزوی دل نکلجائے
کوئی ساغر عطا اے مہربان دل پر غم کو ساقی شادمان کر
رہین جبتک تری محفل مین باقی پیے جائین یہی ہی دلمین ساقی
ہزارونکو پلائے سیکڑون جام رکھ ایسے دور مین ہمکو نہ ناکام

چار مہینے تک آزاد فرخ نہاد اور حسن آرا پریزاد نے نہایت عشرت و نہایت نشاط سے زندگی بسر کی انکی مسرت کا گلزار رشک نوبہار مقدم بہار سے شاداب و سیراب رہا دونون نے عہد کر لیا تھا کہ صدمۂ ہجر کی باتین زبان پر نہ لائینگے آزاد پر جو مصیبت میدان جنگ مین پڑی تھی اور رنج فرقت کی تجلیان دل پر حسن آرا کے گرائی تھین انکے ذکر مذکور کی ممانعت تھی۔ آزاد پاشا کی لوگون نے اسقدر قدر کی کہ کئی جلسونکی میر مجلس مقرر کیے گئے اور ایکبار امتحان یونیورسٹی مین بی اے اور ایم اے کے ممتحن زبان فارسی کے مقرر ہوئے پانچوین مہینے انکے ہان نخل امید کے بار آور ہونیکا زمانہ آیا ساتوین مہینے گود بھری گئی لال رنگا ہوا دوپٹا اودہ سبز ریشمی پاجامہ پہنایا۔ سوہے کپڑے مین میوے اور ترکاریان کھوپرا اور ناریل باندہ کر بڑی مٹھائی نے حسن آرا کی گود مین پوٹلی دی۔ حسن آرا نے

کھڑے ہوکر پیر پیغمبرون کو سلام کیا بعد ازان بڑی بوڑھیونکو بندگی کی جب دلھن سلام کرچکی تو پھولون کا گہنا پنہایا گیا آئینے پر زرد رنگا ہوا کپڑا رکھا اور دودھ سے دیکھا کہ بیٹا ہوگا یا بیٹی۔

منی۔ (بوڑھی دائی) دیکھ لینا بیٹا ہوگا۔

پھندن۔ اللہ نے چاہا دو بیٹے ہون چاند سورج کی جوڑی۔

روح افزا۔ پوتھی کی بیٹی بھی بیٹے کے برابر ہوتی ہے

بہار النسا۔ بیٹی کسی اور کے ہان ہوتی ہوگی۔

تھوڑی دیر کے بعد حسن آرا نے مسی لگائی بناؤ سنگار کیا سبز کانچ کی سات سات چوڑیان بڑی بیگم کے حکم سے پنہائین نوین مہینے خدا کے فضل سے توام لڑکے پیدا ہوئے دائیون نے میٹھے تیل کے سات چھاپے لگائے زچہ کے کپڑے بدلے گئے چھٹی کے دن ڈومنیان آئین اندر باہر خوشیان منائین زچہ کو گرم پانی سے نہلایا چوکی بچھی دو پان رکھے گئے زچہ کے پانونکے نیچے اشرفیان رکھین چوک بھرا گیا ناک مین نتھ پنہائی زچہ کی گود مین بچہ دیا گہنا پنہایا افشان چنی گئی سر خام زچہ اور بچونکے سہرا باندھا اور تارے دکھلانے چلے صحن مین ایک چوکی بچھی تھی زچہ کی گود مین سوجا ناریل اور ترکاریان دین حسن آرا نے سات تارے گنے چارونطرف کھیلین پھینکین چارون کونونکو سلام کیا جب حسن آرا کمرہ مین آئین دولھا نے جو پلنگ پر متمکن تھے دلھن کو بیٹھنے نہین دیا سالیون نے سربچونسے بھر پور حق لیا اسکے بعد آزاد نے چھت پر مرگ مارا اور پلنگ پر دلھن کے پاس بیٹھے تو حسن آرا نے گود مین بچونکو دیا۔ تمام شب جلسہ رہا

نازک ادا۔ ایک بات تو بھول ہی گئی بچون کے کان مین اذان نہین دلوائی۔

روح۔ امان جان سنینگی تو انکو بڑا خیال ہوگا۔

نازک۔ اے آپ کسی کو بلوا کر اذان دلوا دو۔

عباسی۔ مین بیگم صاحبہ کو اطلاع دیے دیتی ہون

جب آزاد پاشا کی والدہ ماجدہ کو خبر ہوئی فوراً ایک بوڑھے مولوی صاحب کو بلوایا انھون نے دونون بچون کے کانون مین اذان دی۔ قند کا کوزہ اور چاول اور پانچ اشرفیان انعام دی گئین۔

حسن آرا۔ اب پھولون کا گہنا بڑھایا جاوے۔

روح۔ ہان دریا بھیجدو کسی کے ہاتھ

الغرض بڑی چہل پہل رہی۔

خاتون سہ لقاس میڈا اور تھیاسوفکل سوسائٹی

تین برس کے ریاض شاقہ کے بعد اس عفیفہ اور خوبرو نے اردو اور فارسی اور سنسکرت مین اسقدر قابلیت حاصل کی کہ ان سب السنہ مین آسانی کے ساتھ عبارت لکھنے اور لکچر دینے لگین مس کلیر سا اشاعت امور نیک کی غرض سے کلکتے کیطرف روانہ ہوئین اور مس میڈا بمبئی مین آئین پارسی لیڈیونسے ملین کہ دیکھین انھون نے کسقدر ترقی کی یہان جس جس کے مکانپر گئین اور جس جس امیرزادی سے ملین اس سے خاتون بلقیس منزلت میڈم بلوٹسکی کی بڑی تعریف سنی۔

لوگون نے ان سے کہا کہ یہ خاتون عالمہ اس ملک کے خاندان شاہی سے تعلق رکھتی ہین اور انھون نے

عزم بالجزم کرلیا ہو کہ ہندوستان کی لیڈیون اور جنٹلمینون کی ترقی مین ساعی بالخیر ہونگی یہ خبر سنکر دوسرے روز مس میڈا میڈم بلوٹیکی کیخدمت مین حاضر ہوئین اور کہا کہ آپکی انجمن تھیاسوفی کی مین نے بہت کچھ تعریف سنی ہے اسکے ذریعہ سے جو فائدہ اس قلیل زمانے مین اہل ہند کو حاصل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اظہر من الشمس ہین بنی نوع انسان اور خصوصًا اہل ہند کو اخلاق سکھانیکا عمدہ وسیلہ ہی اور سب ملکون سے ہندوستانمین باہمی اتفاق اور محبت کی بہت ضرورت ہی مذہب اور ملت اور قوم کا اختلاف کیا کم مرض ہے ہندوستان کے حقمین تھا کہ اسپر طرہ یہ ہوا کہ ہر ایک مذہب مین صدہا فرقہ اور ایک ایک فرقے مین بیسون شاخین پیدا ہوگئین اور ہوتی جاتی ہین - برہمنونمین پچاس فرقے ہین - گوڑ اور کان کبجہ اور سناڈہ اور تیواری اور مصر اور سارسٹ اور چوبے اور دوبے اور ان سب مین بھی شاخین ہین -

اٹھ قنوجیا اور ۹ چولھے کشمیر کے برہمن اور مرہٹا برہمنون مین اختلاف کا یہ تمونمین سب کا حقہ ایک نہین - ٹھاکرونمین صدہا فرقے - یا الہی اسکا نتیجہ صاف ہے کہ ایک کو دوسرے سے بالکل ہمدردی نہین بلکہ آپسمین ایک دوسرے کے درپے - تجربہ سب رہتی ہین یہانکے حالات سے سنکر اور خرابیان بچشم خود دیکھ کر دل جوشمین آتا ہی اور یہی جی چاہتا ہی کہ اپنی عمر کا بقیہ حصہ ہندوستانکی اصلاحمین صرف کرون اور اگر کامیاب نہ بھی ہوئی تو مرتے وقت یہ خیال تو اپنے ساتھ لیجاؤن کہ ایک عظیم کار خیر مین مینے اپنی زندگی صرف کی اور گو میری رد بدر میری کوششونکا فائدہ ظاہر نہو تاہم اہل ہند کے دلون پر عمدہ اثر چھوڑ جاؤن ای خاتون ذیشان مجھ ناچیز کو بھی اپنے لائق گروہ مین شامل کر لیجیے - کہ آپکی فیض صحبت سے تھیاسوفی کے عالی مضامین سے واقف ہو جاؤن اور بعد ازان اپنا مافی الضمیر جابجا اور لوگون پر ظاہر کرون اور یہ بات ثابت کر دون کہ جس گروہ انسانی کو لوگ ضعیف العقل بتاتے ہین اسمین یہی قابلیت نہین کہ تعلیم اور تربیت کے زیور سے اپنے باطن کو آراستہ کرے بلکہ اپنی شائستگی کی روشنی سے اس گروہ کے ظلمتکدۂ دلکو منور کرے جو باوصف تاریکی اپنے کو روشنضمیر سمجھتے ہین اہل یورپ کو اپنے دلون مین یہ زعم ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست مگر ہندوستانکے علوم قدیم و نفیس جنسے قوای باطنی آراستگی پاتے ہین - انسے وہ لوگ بالکل محروم ہین - میڈم اس لیڈی کی یہ تقریر سنکر دلمین نہایت خوش ہوئین اور بڑے لطف سے متوجہ ہوکر یون جواب دیا - ای نوجوان بہن ہماری انجمن کی شرکت کیلئے ممکن ہی کہ مختلف خواہشین ہندوستانکی لیڈیونکو مائل کرین - مثلًا اگر کسی لیڈی کا شوہر یا بھائی یا اور کوئی عزیز قریب تھیاسوفی کی انجمن مین شریک ہو تو وہ لیڈی بھی ہماری انجمن کے اندرونی حالات دریافت کرنیکی غرض سے شریک ہونیکی خواہش کرے یا ایک محض نئی بات سمجھ کر یا اس خیال سے کہ تھیاسوفی کے حالات معلوم ہو جانے سے مین اور لیڈیون کے مقابلے مین زیادہ عقلمند سمجھی جاؤنگی یا وہ کشف اور کرامت دیکھنے پاؤن گی اور مثل اگلے بڑے بزرگون کے خود بھی دکھانے

لوگونکی جنکی قدرت صرف ہندوستان کے بعض مہاتماؤنکو حاصل ہو یا دل سے یہ تمنا ہو کہ اپنی روحانی اور اخلاق قوتونکو درست کرکے اپنے فرائض کو بہترین طریقے سے ادا کرون مہاری بہن اگر تمھاری یہ آخر خواہش ہے تو خیر ورنہ اس انجمن مین شریک ہونے سے تمھارا کوئی فائدہ متصور نہین جب تک کہ تم اپنے دلمین یہ بخوبی سمجھ نہ لو کہ ہرایک عمدہ بات محنت اور مشقت سے حاصل ہوتی ہو اور اس محنت اور مشقت کو بخوبی گوارا کرو اس انجمن مین ہزارون آدمی شریک ہین مگر محض شرکت سے انکا کوئی فائدہ متصور نہین جبتک کہ وہ اُسکے اصول پر کاربند نہون اور اپنی خراب خواہشون اور عادات پر غالب آنیکی کوشش نہ کرین اور اپنے دل کو پاک اور صاف کرکے اورونکو فائدہ نہ پہونچائین بعض کا یہ خیال ہو کہ ہم اپنی پرانی خراب عادات کو نہین چھوڑینگے خود ہکو کوئی کوشش نہ کرنی پڑے کسی قسم کی تکلیف نہ اُٹھانی ہو کوئی مہاتما ایسا معجزہ کردے کہ جس سے ہماری خصلت خود بخود بدلجائے اور ہمارا باطن صاف اور شفاف ہوجائے یہ خیال ایک امر محال ہو ہر ایک مرد و زن کو چاہیے کہ اپنی درستی اور اصلاح مین خود کوشش کرے جبتک تمھارے دلمین یہ خواہش نہو کہ تم اپنی زندگی کو بہتر اور زیادہ نیک بناؤ تب تک ہماری انجمن مین شریک ہونے سے کوئی فائدہ نہین اگر تمھارا یہ خیال ہو کہ تم دوست اور دشمن اور امیر اور غریب کے ساتھ اپنا ویسا ہی برتاؤ قائم رکھو رات اور دن عمدہ پوشاک اور زر و زیور کی فکر مین غرق نہ اپنے چال اور چلن کو درست کرو اور نہ دین کے فائدہ کیلیے محنت کرو تو ہماری انجمن مین شریک نہو کیونکہ جبتک دنیوی ہوا و ہوس کو دھبے اپنے دل سے صاف کرڈالنے کی کوشش نہ کروگی تب تک اس انجمن کی شرکت سے تمھارا کوئی فائدہ نہین بلکہ جو نیک مزاج اور صاف باطن لوگ ہماری انجمن مین شریک ہین تمھاری شرکت سے انکے ضرر کا گمان ہے بعض کی خواہش ہو کہ ہماری حالت بہتر اور ہمارا اخلاق زیادہ درست ہو لیکن اسبات کے حاصل ہونیکے واسطے جو محنت درکار ہے اسکے متحمل نہین جسطرح گنگا کے میلے مین بعض ہماری لوگ ترکے ماگھ پوس کے مہینے مین دریا نہانے جاتے ہین مگر سردی کے خوف سے کچھ دیر دریا کے کنارے ٹھٹکے رہتے ہین ادھر دل کہتا ہو کہ ثواب حاصل کرنیکا یہی وقت ہے غوطہ لگاکر اپنے جسم و جان کو پاک و صاف کرے ادھر جب سردپانی کا خیال آتا ہو طبیعت بدلجاتی ہو اور انسان سوچتا ہو کہ خدا معلوم نہانے سے کوئی فائدہ حاصل بھی ہوگا یا نہین جلدی کیا ہو کچھ دیر تامل کرین آفتاب نکل آنے دین مگر وہ مین نہائینگے یہانتک کہ اسی قیل و قال مین متبرک وقت نہانے کا گزرجاتا ہو اور وہ موقع پھر ہاتھ نہین آتا۔

میڈانے میڈم کی یہ تقریر کسی قدر حیرت سے سنی اور دلمین بہت خوش ہوئی تھوڑی دیر تامل کرکے بصد ادب ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ اے خاتون یہ سچ ہو کہ ہمارے دلونمین کبھی کبھی عمدہ خواہشین پیدا ہوتی ہین اور اپنی ضائع اوقات پر افسوس ہوتا ہو مگر کیا عمدہ پوشاک اور جواہرات اور زر و زیور ہماری روحانی اور اخلاقی ترقی کے مانع ہین ان اشیا سے ہمارے دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور بظاہر اس مین کوئی قباحت نہین معلوم ہوتی کہ انسان سب چیزون کو یک قلم ترک کرے

اوران کے ترک کرنے کے بعد گیروے کپڑے پہننے
میڈم نے میڈا کو سر سے پانوں تک بغور دیکھا اور کہا کہ اے بہن روح اور اخلاق کی ترقی کیلئے کسی خاص رنگ کے کپڑے پہننے کی تخصیص نہین ہی نیک اور صاف باطن لوگ لباس سے نہین بلکہ اپنی طبیعت اور یقین کی عمدگی سے پہچانے جاتے ہین ہماری انجمن کے اصول نہین کہ لوگ خواہ مخواہ تارک الدنیا ہو جائین بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی شان اور مرتبے کے موافق اپنا ظاہر درست رکھے جس سے اپنے شوہر کی نظرون مین بھلی معلوم ہو غرض میرا منشا یہ ہی کہ لذائذ نفسانی مین شب و روز غرق نرہی ہر ایک چیز سے موافق ضرورت کے کام لے اور باقی وقت اپنے تئین عمدہ بنانے اور اورون کی خوشی اور بہلانے کے اسباب زیادہ جمع کرنے مین صرف کرے۔

میڈا نے نیچی نظرون سے میڈم سے یہ سوال کیا کہ آپ بالتفصیل بیان فرمائیے کہ مین کیا باتین اختیار کرون اور کن امور سے اجتناب۔

میڈم نے کہا کہ یہ کوئی مشکل بات نہین ہے اس عالم مین بہت سے اسباب خوشی کے ہین جن سے حظ اٹھانا کوئی گناہ نہین ہے لیکن بالکل انکی خاطر مین غلطان پیچان ہو کر اپنی اوقات کو ضائع نکرو۔ دنیوی اسباب عیش و آرام سے صرف ایک حد تک کام کے ہین اس حد کے باہر ان سے نقصان ہے لیکن روحانی اور اخلاقی دولت کی خوشی لازوال ہے یہ خوشی وقت اور موت سے محدود نہین بلکہ بعد موت کے بھی آیندہ ہر ایک قالب مین قدم قدم پر ساتھ ہے۔

میڈا نے نہایت تعجب سے پوچھا کہ یہ مرنے کے بعد کا مسئلہ اور آیندہ کی خوشی کا مسئلہ سمجھ مین نہین آتا ہی اسکو زیادہ تصریح سے بیان فرمائیے میڈم نے کہا کہ صرف تمہاری ہی سمجھ مین نہین بلکہ اور لوگونکی سمجھ مین بھی یہ بات نہین آتی ہی اسکا سمجھنا آسان نہین ہے۔

میڈم ہان بہت لوگ ایسے بھی ہین جو اس محدود زندگی کے دائرہ کے باہر کچھ نہین سمجھتے ہر چار طرف انکو تیرہ و تاریک دکھائی دیتا ہی اس تماشا گاہ عالم مین چند سال بوالہوسی مین بسر کرتے ہین اور آیندہ بجز قبر یا چتا کے اور کچھ نہین سوجھتا ہی پس ماندونکو معلوم ہوتا ہی کہ بس زندگی ختم ہو گئی مگر جو چل بسے دراصل چند روز کے لیے تمہارے ہان مہمان تھے ایک مقام پر سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مقام پر بھی بڑا سفر صعب انکو درپیش ہی تمکو کیا معلوم اس دنیا مین جو نیک و بد افعال ان سے سرزد ہوے ہین انکا توشہ انکے آیندہ سفر مین ہمراہ رہتا ہی ہم سب مسافر ہین چند روز یہان بھی مقیم ہین جب یہان سے ہمارا کوچ ہو گا ہماری نیکی بدی ہمارے ساتھ ہوگی ہم مین سے جو محض اس دنیا کے لذائذ پر مٹے ہین اور مثل بہائم کے میلان انکا ہے مرنیکے بعد بھی وہ تعلق انکو باقی رہتا ہے اور اگر یہ تعلق زیادہ کثیف ہے تو ترقی کی عوض تنزل ہوتا ہی اور ایسے مسافر ہمیشہ کے لیے پیچھے رہ جاتے ہین نیچر کی عدالت مین بے انصافی کا نام نہین کمی اور بیشی کا کچھ کام نہین نیکی کا عوض نیکی اور بدی کا عوض بدی پس جو نیچر کی سیڑھی پر چڑھنے کو مستعد

اور تیار نہین ہوتے نیچے گرتے ہین اور گرتے گرتے تحت الثری کو چلے جاتے ہین برخلاف ایسے لوگون کے جنکے خیالات لطیف اور خواہشین پاک وصاف ہین اور اپنی روحانی ہی ترقی ہمیشہ مدنظر رکھتے ہین وہ جب اس جسم ظاہر کی قید سے آزاد ہوجاتے ہین تو نہایت اطمینان اور خوشی سے اپنے باقی سفر کو طے کرتے ہین -

میڈا - آپ کی تقریر سے تو معلوم ہوتا ہی کہ بہت سے لوگ تو اپنے افعال بد کی مکافات مین تحت الثری کو چلے جاتے ہین اور بہت سے آسمان پر چڑھجاتے ہین -

میڈم - نہین انسان کی زندگی مین نیک وبد اس طرح باہم آمیز ہین کہ فرشتے اور شیطان بھی کل نیکی اور کل بدی کو علیحدہ علیحدہ نہین کرسکتے عذاب کے تحت الثری کو وہ لوگ جاتے ہین جنمین نیکی کا جزو باقی نہین رہتا اور جسم کی تکلیف سے وہی نجات پاتے ہین جو مجسم خیر ہوجاتی ہین اور باقی لوگ موافق اپنے اپنے افعال کے تناسخ کو یعنی آواگون کے مدارج بآسانی اور جلد یا بدقت طے کرتے ہین ہر ایک نیک کام کا پھل آئندہ نیچر کے قواعد کی موافق وہ کسی نہ کسی وقت ضرور ملتا ہی اور ہر ایک فعل بد کا نتیجہ مثل کانٹے کے کھٹکتا یا مثل سانپ کے ڈستا ہی یاد رکھو کہ اس عالم کے بحر زخار مین ہماری موجودہ زندگانی مثل ایک روز کے سفر بحری کے ہے اس سفر کی مصیبتین اور آفتین جھیلنا ہر ایک کا کام نہین کہ بآسانی جھیل کر بیڑا پار کر لیجائے مگر ہر ایک کے اختیار مین ہے کہ اپنی کوشش اور سعی یعنی اپنے نیک افعال اور کردار کے ذریعہ سے بآسانی سفر طے کرتا چلا جائے -

میڈا - پھر کیا کوئی مجنون ہی کہ اس چند روزہ زندگی کو آنکھ بند کرکے ضائع کردے اور عمر جاودانی کیواسطے تیار نہو افسوس بلکہ صد ہزار افسوس ہو -

میڈم - سمجھنا شرط ہی جسکے ذہن مین یہ بات بخوبی آجائے کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا کرنا چاہیے اور جو ہر ایک کام اور دنیا کا تماشا دیکھتا ہوا سیدھا جاتا ہو اور ادھر ادھر دائین بائین نہ مڑے وہ راہ راست مین نیک خصلت کے جواہر بٹورتا ہوا مراحل طے کرے گا -

میڈا - اسمین تو کسی قدر خود غرضی کی بو آتی ہی ہر ایک کو محض اپنے ذاتی فائدہ کی ترغیب ہے اورون کا فائدہ اس سے کیونکر ہوگا -

میڈم - خاوند - ماں باپ - اولاد - اور عزیز اقارب دوست آشنا ان سب پر تمھارے افعال کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور پہونچتا ہی جو تم سے زیادہ قریب ہین انکی قسمت کا حصہ تمھارے اختیار مین ہی ماں کا اثر اسکے بچون پر کیسا زبردست ہوتا ہی بچے ابتدا مین اپنی ماں ہی کی تقلید کرتے ہین بس اگر ماں عقلمند اور نیک ماں ہو ممکن نہین کہ اسکے بچے بھی نیک اور عقیل نہون اس سے ظاہر ہی کہ اپنی ذاتی بھلائی کے سوا ہم اورون کے نیک بنانے کے بھی ذمہ دار ہین ہم سب کا نفع اور نقصان ایکدوسرے سے خلط ملط ہی -

میڈا - اس صورت مین تو ممکن نہین کہ کوئی شخص محض اپنی کوشش سے بالکل پاک وصاف اور ہمہ تن نیکی ہوسکے -

میڈم - بیشک جب تک روح اس جسم کثیف مین قید ہے اسکی کثافت سے بالکل پاک وصاف تو نہین ہوسکتی تاہم خلقی فرق مراتب ایسے پائے جاتے ہین

کہ بعض مین ابتدا ہی سے نیک خصائل کی طرف میلان خاطر ہوتا ہے اور بعض کی طبیعت برعکس اسکے بدی ہی کی طرف جاتی ہے الا اسمین بھی کچھ شک نہین کہ ہر ایک ہم مین سے موجودہ حالت سے بہتر ہو سکتا ہی مشکلات کا پہاڑ کیسا ہی بڑا کیون نہو رفتہ رفتہ استقلال سے ہم اسکی چوٹی تک پہونچ سکتے ہین اور کوئی کہہ تو دے کہ مین نے سہولیت سے بالا استقلال کوشش کی اور پھر باوجود اس کوشش کے کیقدر کامیابی بھی حاصل نہین ہوئی اور یہ مشکلات بھی جیسی بظاہر سخت معلوم ہوتی ہین دراصل ایسی سخت نہین ہین کسی عظیم الشان تعمیر کو دیکھو کہ ابتدا مین اسکا بنانا کیسا دشوار معلوم ہوا ہو گا مگر جب کاریگرون نے ایک ایک اینٹ جمانا شروع کر دی اور مالک مکان نے قصد کر لیا کہ اسکو پورا کرین کچھ عرصہ مین نہایت لق و دق عمارت بنکر تیار ہو گئی دل نہ ہارنا چاہیے جس کام کرنیکو دلمین ٹھان لو بہت سی مشکلین تو اوسکی فوراً آسان نظر آتی ہین اور یہ بہت جلد تم خود اپنے دلمین کہوگی کہ ہم نہایت پست ہمت تھے کہ اس بات کو اتنا مشکل سمجھتے تھے۔

میڈا۔ اچھا پھر کرین کیا ہم۔

میڈم۔ ہر ایک آدمی کے دل پر نیک و بد کی تمیز کا نقش ہی تمکو واعظ کی صرف اسقدر ضرورت ہی کہ وہ نیکی اور بدی کے نتایج سے تمکو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہے تم بخوبی آگاہ ہو جاؤ تب تمہارا دل خود تمہارا معلم ہو گا کون اپنے عیب نہین جانتا۔ سستی۔ نفسوی۔ لالچ۔ غصہ۔ غرور۔ حسد۔ وغیرہ کو حتی الوسع روکو اپنے دل مین نہ آنے دو۔

میڈم۔ بدی کا ثمرہ بدی اور نیکی کا ثمرہ نیکی ہی جو تمہارے افسر اور مالک ہین سچے دل سے اُنکی خدمت اور اطاعت کرو جسطرح تم چاہتے ہو کہ تمہارے نوکر تمہاری خدمت کرین اگر تم یا افسر یا حاکم ہو تو اپنے ماتحتون سے حلم و بردباری سے پیش آؤ بعض نوکر جھوٹ بولتے ہین بعض خیانت کرتے ہین اور اسیطرح اور بد افعال کے مرتکب ہوتے ہین اور اپنے فرائض سے غافل رہتے ہین انلوگون کی حالت افسوس کے قابل ہی انکی بدی کے پھل انکو ضرور ملینگے۔ اس بات کی کوشش کرو کہ وہ بھی مثل تمہارے واقف ہو جائین بلکہ اپنے نیک چلن کی نظیر سے ثابت کرو کہ ایمانداری صفائی اور سچائی سے کام کرنا یہان خوشی اور آیندہ بہتری کا باعث ہے

میڈا۔ اس ملک کے لوگون مین تعصب اور توہمات بہت ہین بعض اوقات ہنسی آتی ہی اور کبھی افسوس معلوم ہوتا ہے

میڈم۔ مگر انکا تمسخر اور ان سے نفرت جایز نہین۔ اب بوجہ جہالت کے انکی اصلی حالت نہ معلوم ہو الا کسی زمانہ مین یہ علامات بعض روحانی باتین یاد دلاتی تھین کسی کا دل دکھانا اچھا نہین ہے۔

میڈا۔ ہندوؤنکو دیکھتی ہون کہ پتھر کی مورتون پر چانول کے دانے اور پھول چڑھاتے ہین میری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ اس رسم سے انکی کیا اصلی غرض ہی۔

میڈم۔ چانول کے دانون سے نیک بات اور نیک کام مراد ہین جسطرح چانول کے دانے چھٹکتے ہین اسیطرح ہر شخص چاہے کہ اپنی نیکی چارون طرف چھٹکا دے پھولون سے یہ غرض ہے کہ ہمارے دل نیکی

اور محبت کی خوشبو سے نزدیک و دور سب کی شام جان معطر کرین - اسیطرح ہر ایک مذہبی رسم سے کوئی نہ کوئی عمدہ بات مراد ہی جو نیک نیتی اور سچے دل سے ان رسوم کو ادا کرتا ہی بیشک اچھا اجر پائیگا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کی بہت راہین ہوتی ہین جاہل سے بھی جاہل اگر خدا کی راہ دل سے ڈھونڈھے ضرور پا جائیگا تو جلد نہ پائے اگر تمکو زیادہ لیاقت ہی تو رفتہ رفتہ اور ونکو بھی لایق بناؤ محض نفرت اور اظہار لیاقت سے فایدہ نہین بلکہ نقصان متصور ہو-

میڈا - مین تو سنتی تھی کہ ہندوستانی شراب نہین پیتے ہین مگر یہان آکر دیکھا تو بہت لوگ برملا پیتے ہین -

میڈم - ہان اب یہ عیب زیادہ پھیلتا جاتا ہی - مذہب کی قید کم ہوتی جاتی ہی اور اس کمی کے عوض کوئی عمدہ طریقہ اخلاق کا سکھایا نہین جاتا -

میڈا - سوائے معمولی نقصانات کے کوئی اور بھی نقصان شراب سے ایسا پیدا ہوتا ہی جس سے مین نہ واقف ہون -

میڈم - یہ تو اب بہت لوگ جانتے ہین کہ شراب سے غصہ اور تلون بہت بڑھجاتا ہے سوائے اسکے روحانی ترقی کا باب اسکے استعمال سے بند ہو جاتا ہی حیوانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے

میڈا - آخر اسکے روکنے کی کیا تدبیر ہے -

میڈم - جو اپنے نیک و بد کو بھی سمجھتا ہی اسکو چاہیے کہ خود نہ پیے اور پیتا ہو تو ترک کر دے اور اپنے بھائی اور اولاد اور عزیز اور دوستون کو شراب کے استعمال سے باز رکھے لعنت ملامت کے ذریعہ سے نہین بلکہ علحدہ محبت سے سمجھا اسطرح سمجھانے کا موقع عورتون کو زیادہ حاصل رہتا ہے - اب وقت تنگ ہے اور ہم کم و بیش اپنی اوقات ضایع کرتے ہین اور بعض تو تمام عمر بے سود ضائع کر دیتے ہین اور کہین نہین اپنے اپنے گھر مین بھی اگر ہم محبت سے کام کرین اور سچے دل سے اپنے پیارون عزیزون کی روحانی بہتری مین کوشش کرین تو وقت بخوبی صرف ہو سکتا ہے اور سچ تو یہ ہی کہ اگر انسان دل سے چاہے تو باوجود موجودہ دقتون کے صد ہا طریقون سے نیکی کر سکتا ہے -

میڈا - اچھا اس سب کا نتیجہ کیا ہو -

میڈم - اگر تم امیر و غریب ادنے و اعلی ہر ایک ذی روح سے بہ محبت پیش آؤ گی تو وہ بھی تم سے محبت کرینگے اور اس عالم مین تمکو اور تمھارے پیارے عزیزون کو اسکا وہ عمدہ پھل حاصل ہو گا جسکا تمکو وہم و گمان بھی نہین ہی - ہان کوشش شرط ہی -

میڈا - مین عمدہ باتون مین کوشش کرنیکی نیت آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہون بلکہ اپنی انجمن تھیا سوفی کا ممبر قبول فرمائیے اور مناسب ہدایت دیجیے -

میڈم - اول ایک درخواست شرکت کی غرض سے جسپر دو تھیا سوفسٹ کی شہادت ہو کہ وہ تمکو نیک چلن جانتے ہین اس سوسائٹی کے پریسیڈنٹ کے نام بعد منظوری درخواست چند علامات اور الفاظ بطور راز شناخت کے تمکو بتلائے جائینگے بس میڈا کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا اور دوسرے روز درخواست حسب ضابطہ میڈم بلوٹسکی کی خدمت مین بھیجی چنانچہ خاتون موصوفہ نے انکی درخواست بطیب خاطر منظور کی اور دوسرے ہی روز سے مختلف

کہ بعض مین ابتدا ہی سے نیک خصائل کی طرف میلان خاطر ہوتا ہے اور بعض کی طبیعت برعکس اسکے بدی ہی کی طرف جاتی ہے الا اسمین بھی کچھ شک نہین کہ ہر ایک ہم مین سے موجودہ حالت سے بہتر ہو سکتا ہی مشکلات کا پہاڑ کیسا ہی بڑا کیون نہو رفتہ رفتہ استقلال سے ہم اسکی چوٹی تک پہونچ سکتے ہین اور کوئی کہتو دے کہ مین نے سعی سے بالاستقلال کوشش کی اور باوجود اس کوشش کے کیقدر کامیابی بھی حاصل نہین ہوئی اور یہ مشکلات بھی جیسی بظاہر سخت معلوم ہوتی ہین دراصل ایسی سخت نہین ہین کسی عظیم الشان تعمیر کو دیکھو کر ابتدا مین اسکا بنانا کیسا دشوار معلوم ہوا ہو گا مگر جب کاریگرون نے ایک ایک اینٹ جمانا شروع کردی اور مالک مکان نے قصد کر لیا کہ اسکو پورا کرین کچھ عرصہ مین نہایت لق و دق عمارت بنکر تیار ہو گئی دل نہ ہارنا چاہیے جس کام کو تمکو دلمین ٹھان لو بہت سی شکلین تو اوسکی فورًا آسان نظر آتی ہین اور یہ بہت جلد تم خود اپنے دلمین کہو گی کہ ہم نہایت پست ہمت تھے کہ اس بات کو اتنا مشکل سمجھتے تھے ۔

میڈا - اچھا پھر کرین کیا ہم ۔

میڈم - ہر ایک آدمی کے دل پر نیک و بد کی تمیز کا نقش ہی تمکو واعظ کی صرف اسقدر ضرورت ہی کہ وہ نیکی اور بدی کے نتائج سے تمکو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتا رہے تم بخوبی آگاہ ہو جاؤ تب تمہارا دل خود تمہارا معلم ہو گا کون اپنے عیب نہین جانتا - سستی - فضولی - لالچ - غصہ - غرور - حسد - وغیرہ کو حتی الوسع روکو اپنے دل مین نہ آنے دو ۔

میڈم - بدی کا ثمرہ بدی اور نیکی کا ثمرہ نیکی ہی جو تمہارے افسر اور مالک ہین سچے دل سے انکی خدمت اور اطاعت کرو جسطرح تم چاہتے ہو کہ تمہارے نوکر تمہاری خدمت کرین اگر تم یا افسر یا حاکم ہو تو اپنے ماتحتون سے حلم و بردباری سے پیش آؤ بعض نوکر جھوٹ بولتے ہین بعض خیانت کرتے ہین اور اسیطرح اور بد افعال کے مرتکب ہوتے ہین اور اپنے فرائض سے غافل رہتے ہین انلوگون کی حالت افسوس کے قابل ہی انکی بدی کے پھل انکو ضرور ملینگے ۔ اس بات کی کوشش کرو کہ وہ بھی مثل تمہارے واقف ہو جائین بلکہ اپنے نیک چلن کی نظیر سے ثابت کرو کہ ایمانداری صفائی اور سچائی سے کام کرنا یہان خوشی اور آیندہ بہتری کا باعث ہے

میڈا - اس ملک کے لوگون مین تعصب اور توہمات بہت ہین بعض اوقات ہنسی آتی ہی اور کبھی افسوس معلوم ہوتا ہے

میڈم - مگر انکا تمسخر اور ان سے نفرت جایز نہین ۔ اب بوجہ جہالت کے انکی اصلی حالت نہ معلوم ہو الا کسی زمانہ مین یہ علامات بعض روحانی باتین یاد دلاتی تھین کسی کا دل دکھانا اچھا نہین ہے ۔

میڈا - ہندوؤن کو دیکھتی ہون کہ پتھر کی مورتون پر چانول کے دانے اور پھول چڑھاتے ہین میری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ اس رسم سے انکی کیا اصلی غرض ہی ۔

میڈم - چانول کے دانون سے نیک بات اور نیک کام مراد ہین جسطرح چانول کے دانے چھٹکتے ہین اسیطرح ہر شخص چاہے کہ اپنی نیکی چارون طرف چھٹکا دے پھولون سے یہ غرض ہے کہ ہمارے دل نیکی

اور محبت کی خوشبو سے نزدیک و دور سب کی شام جان معطر کرین - اسیطرح ہر ایک مذہبی رسم سے کوئی نہ کوئی عمدہ بات مراد ہی جو نیک نیتی اور سچے دل سے ان رسوم کو ادا کرتا ہی بیشک اچھا اجر پائیگا پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کی بہت راہین ہوتی ہین جاہل سے بھی جاہل اگر خدا کی راہ دل سے ڈھونڈھے ضرور پا جائیگا گو جلد نہ پائے اگر تمکو زیادہ لیاقت ہی تو رفتہ رفتہ اونکو بھی لایق بناؤ محض نفرت اور اظہار لیاقت سے فائدہ نہین بلکہ نقصان متصور ہی -

مُیڈا - مین تو سنتی تھی کہ ہندوستانی شراب نہین پیتے ہین مگر یہان آکر دیکھا تو بہت لوگ برملا پیتے ہین -

میڈم - ہان اب یہ عیب زیادہ پھیلتا جاتا ہی - مذہب کی قید کم ہوتی جاتی ہی اور اس کمی کے عوض کوئی عمدہ طریقہ اخلاق کا سکھایا نہین جاتا -

مُیڈا - سوائے معمولی نقصانات کے کوئی اور بھی نقصان شراب سے ایسا پیدا ہوتا ہی جس سے مین نہ واقف ہون -

میڈم - یہ تو اب بہت لوگ جانتے ہین کہ شراب سے غصہ اور تلون بہت بڑھجاتا ہے سوائے اسکے روحانی ترقی کا باب اسکے استعمال سے بند ہو جاتا ہی حیوانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے -

مُیڈا - آخر اسکے روکنے کی کیا تدبیر ہے -

میڈم - جو نیک و بد کو بھی سمجھتا ہی اسکو چاہیے کہ خود نہ پیے اور پیتا ہو تو ترک کر دے اور اپنے بھائی اور اولاد اور عزیز اور دوستون کو شراب کے استعمال سے باز رکھے لعنت ملامت کے ذریعہ سے نہین بلکہ علیحدہ محبت سے سمجھا اسطرح سمجھانے کا موقع عورتون کو زیادہ حاصل رہتا ہے - اب وقت تنگ ہے اور ہم کم و بیش اپنی اوقات ضایع کرتے ہین اور بعض تو تمام عمر بے سود ضائع کر دیتے ہین اور کہین نہین اپنے آپ گم ہین بھی اگر ہم محبت سے کام کرین اور سچے دل سے اپنے پیارون عزیزون کی روحانی بہتری مین کوشش کرین تو وقت بخوبی صرف ہو سکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر انسان دل سے چاہے تو باوجود موجودہ وقتون کے صدہا طریقون سے نیکی کر سکتا ہے -

مُیڈا - اچھا اس سب کا نتیجہ کیا ہی -

میڈم - اگر تم امیر و غریب ادنے و اعلی ہر ایک ذی روح سے بہ محبت پیش آؤ گی تو وہ بھی تم سے محبت کرینگے اور اس عالم مین تمکو اور تمہارے پیارے عزیز و نکو اسکا وہ عمدہ پھل حاصل ہو گا جسکا تمکو وہم و گمان بھی نہین ہی - ہان کوشش شرط ہی -

مُیڈا - مین عمدہ باتون مین کوشش کرنیکی نیت آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ہون بجکہ اپنی انجمن تھیاسوفی کا ممبر قبول فرمائیے اور مناسب ہدایت دیجیے -

میڈم - اول ایک درخواست شرکت کی غرض سے جسپر دو تھیاسوفسٹ کی شہادت ہو کر وہ تمکو نیک چلن جانتے ہین اس سوسائٹی کے پریسیڈنٹ کے نام بعد منظوری درخواست چند علامات اور الفاظ بطور راز شناخت کے تمکو بتلائے جائینگے مس مُیڈا کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا اور دوسرے روز درخواست حسب ضابطہ میڈم بلوٹسکی کی خدمت مین بھیجی چنانچہ خاتون موصوفہ نے انکی درخواست بطیب خاطر منظور کی اور دوسرے ہی روز سے مختلف

اخباروں میں شائع ہوا کہ مس میڈا بھی میڈم بلوٹسکی اور کرنل آل کاٹ کی بیعت لائیں۔

جب آزاد پاشا نے بمبئی کے ایک اخبار میں پڑھا کہ میڈم بلوٹسکی نے مس میڈا کے دل کو اپنی سحر بیانی سے مسخر کر لیا اور یہ نوجوان لیڈی طیب خاطر کے ساتھ تھیوسوفسٹ ہو گئی تو انھوں نے میڈا کے نام ذیل کا خط بھیجا مائی ڈیر مس میڈا آج ایک انگریزی اخبار بمبئی کے لوکل کالم میں میں نے پڑھا کہ تم میڈم بلوٹسکی کی بیعت لائی ہو مبارک باشد۔ مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس مذہب جدید میں تم نے کونسی خوبی دیکھی جس سے اس خاتون روس کے کہنے میں آگئیں اسمیں تو شک ہی نہیں کہ بے سمجھے بوجھے تم نے یہ مذہب اختیار کیا ہو مگر ابتک مجھے تعجب ہی کہ تم نے اس امر کی اطلاع بھی نہ دی اب بتاؤ گنجائش شکوہ سنجی ہی یا نہیں کیا واقعی تمھارے نزدیک تھیوسوفی عاقبت بخشا ئیگی اگر ایسا ہو تو مجھے اور بھی زیادہ شکایت کا موقع ملا کہ خود تو بہشت میں جانے کی کوشش کرو اور مجھے محروم رکھو۔ آزاد

مس میڈا نے اس خط کا جواب یوں لکھا

میرے پیارے آزاد۔ مجھے دلی یقین ہی کہ تھیاسوفی عاقبت میں بخشا ئیگی اور یہ یقین حق الیقین کے درجے کو پہنچ چکا ہی باقی رہا یہ امر کہ تمکو کیوں اس نعمت سے محروم رکھا۔ حضرت اول خویش بعدہ درویش۔ آیا ہی شریف میں اب حال سنیے کہ تمھاری بڑی غلط فہمی ہی کہ تم تھیاسوفی کو مذہب سمجھ بیٹھے ہو تھیاسوفی کو کسی مذہب سے بحث نہیں افسوس ہی کہ تم اسکے ماحصل اور موضوع سے ذرا بھی واقف نہیں ہو جیسا تمھاری تحریر سے ثابت ہوتا ہے اور باایں ہمہ اعتراض جانے پر مستعد ہو گئے یہ امر تمھاری دانشمندی سے بعید ہے۔

> اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
> لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

میں پرسوں یہاں سے روانہ ہونگی اور انشاءاللہ اسکی خوبیوں کا نقش تمھارے لوح دل پہ بخوبی مرتسم کر دونگی۔

تیسرے روز مس میڈا حسب اقرار روانہ ہوئیں اور جب آزاد سے ملیں تو مصافحے کے بعد یوں گفتگو ہوئی۔

آزاد۔ ہنسکر۔ اب تھیاسوفسٹ ہیں آپ۔

میڈا۔ مسکرا کر۔ بیشک۔ اور میں خدا کی شکر گزار ہوں

آزاد۔ خدا کا شکریہ ادا کرنیکی غرض سے تھیاسوفسٹ ہوئیں

میڈا۔ اب میں کیا کہوں کتنا بچپنے کا سوال ہی۔

آزاد۔ تو یہ کہیے کہ اب آپ پر نور الٰہی نازل ہوا

میڈا۔ آفتاب عالمتاب سب کے لیے روشن یکساں ہی۔

> گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
> چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسی طرح نور الٰہی سب کے لیے یکساں فیاضی کے ساتھ تقسیم ہوا ہی مگر جو تاریک دل کے لوگ ہیں وہ اس سے فیض نہیں اٹھاتے بس تمھارا یہ کہنا کہ (اب آپ پر نور الٰہی نازل ہوا) اسمیں۔ اب۔ کا لفظ کھٹکتا ہے۔

آزاد۔ اس مذہب میں کون کون عالم اور فاضل شریک ہیں

میڈا۔ کون مذہب!!! میں تو خط میں کھلے لکھ چکی ہوں کہ تھیاسوفی کوئی مذہب نہیں ہی بس اسکے لیے جو آپنے مذہب کا لفظ استعمال کیا یہ غلط ہی۔

آزاد - اب مذہب کا لفظ نہ استعمال کرونگا مگر یہ تو بتاؤ کہ اسمین سواے چند آدمیونکے جو عقل سے بہرہ نہین رکھتے کوئی ذی علم بھی شریک ہی۔

میڈا - افسوس ہی آزاد کہ تم تھیاسوفی سے بالکل ناواقف ہو اسمین بڑے بڑے علماے اجل اور فضلاے گرانمایہ اور عقلاے دہر شریک ہین جنکی قابلیت کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین اور جہانتک مجھے معلوم ہے مین کہہ سکتی ہون کہ فرنگ کے اکثر علما کا میلان طبع اب اس طرف ہی۔

آزاد - تم اسکی بھی معتقد ہو کہ مرنے کے بعد انسان کے افعال کے مطابق اُسکو سزا یا جزا ملتی ہی۔

میڈا - اسکو تھیاسوفی سے کوئی سروکار ہی نہین ہی ہان میری پرایوٹ راے اگر دریافت کرتے ہو تو خوشی سے بیان کرونگی - مین بیشک اسکی معتقد ہون کہ مرنیکے بعد ہمارے افعال قبیحہ کی ہمکو سخت سزا ملیگی اور اگر افعال نیک ہم سے سرزد ہوئے ہین تو انکی جلد دینے ہم عمدہ صلہ پائینگے۔

آزاد - اور مسٹر اس امر مین تمھاری کیا راے تھی۔

میڈا - مسٹر بھی میری یہی راے تھی جواب ہی۔

آزاد - تو مذہب تھیاسوفی نے تمھاری اس راے کو بدلا نہین۔

میڈا - غضب خدا - اتنے مرتبہ سمجھا چکی انکی سمجھ ہی مین نہین آتا کہ تھیاسوفی کوئی مذہب نہین ہی۔

آزاد - لاحول ولاقوۃ - پھر چوکا - اب نہ کہونگا۔

میڈا - یہی تو بڑی خرابی ہی کہ لوگ بلا غور و خوض اعتراض کر بیٹھتے ہین اور اکثر آدمیونکو ایک قسم کا تعصب سا ہو گیا ہی۔

آزاد - ہمنے سنا ہی کہ تھیاسوفی کے پیرو شعبدہ باز بھی ہین

میڈا - سنا ہوگا - ہمنے سنا تھا کہ آزاد پاشا نے ایک سائیس کو قتل کر کے اسکی بیوی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔

راوی - ناظرین فسانۂ آزاد اس جواب کی خوبی کو بخوبی سمجھ سکتے ہین - اچھا جواب دیا۔

آزاد - وہ تو حاسدون نے گپ اڑائی تھی مگر۔

میڈا - اسکا کیا ثبوت ہی کہ یہ گپ دوستون نے اڑائی ہی

آزاد - سارے زمانے مین مشہور ہی کہ تھیاسوفی والے روح سے باتین کرتے ہین یہ صحیح ہے یا غلط۔

میڈا - اے ہی کیا تم اسی کو شعبدہ بازی سمجھے ہوے ہو۔

آزاد - یہ شعبدہ نہین تو اور کیا ہی شعبدہ اور کیسا ہوتا ہی۔

میڈا - اگر اسی کا نام شعبدہ ہی تو پھر نیوٹن اور ہیوم اور ہرشل بھی بڑے شعبدہ باز تھے جنکو حکیم اور علماے حکمت قرار دیتے ہو۔

آزاد - چہ نسبت خاک را با عالم پاک - کجا علم حکمت کجا تھیاسوفی معقول ہمنے سنا ہی کہ لوگون نے یہانتک مبالغہ کیا ہی کہ اسکے بانی غیب دان ہوتے ہین کوہ ہماچل کے باشندے بھی کے تھیاسوفسٹ سے باتین کرتے ہین اور جو تھیاسوفسٹ بمبئی مین رہتے ہین وہ کوہ ہماچل والون سے بلا کسی وسیلے کے گفتگو کیا کرتے ہین ایک شخص کی زبانی سننے مین آیا - کہ جن تھیاسوفسٹ نے اپنے گروہ مین مدارج اعلی حاصل کئے ہین وہ اس فرقے کے باشندگان کوہ مذکور کے نام خط لکھکر میز پر رکھتے ہین اور موکل خط اٹھا کے پہاڑ پر لے جاتے ہین۔

مس میڈا نے کہا اسمین تعجب کی کونسی بات ہی فرض کیجیے

کہ ایک ملک مین ایسے وحشی آدمی بستے ہین جو لکھنے پڑھنے سے بالکل ناواقف ہین اور جنکو یہ بھی معلوم نہین کہ حروف کے ذریعہ سے انسان اپنے خیال ایکدوسرے پر ظاہر کر سکتے ہین اگر انکے سامنے کوئی شخص کاغذ پر اپنا حال لکھکر دوسرے کو دے اور وہ پڑھکر بیان کرے کہ اس کا یہ مطلب ہی تو وحشی آدمیونکو ضرور تعجب ہوگا وہ اپنے دلمین سوچینگے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے دل کی بات اسوقت تک نہین جان سکتا جب تک وہ خود بیان نکرے اور یہ خیال صرف بولنے یا کسی قدر اشارون کے ذریعے سے معلوم ہو سکتا ہے جسطرح آپ ان امور کو حیرت انگیز سمجھتے ہین کہ خط میز پر رکھا اور کل کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر لے اڑے اسیطرح وہ بھی متحیر ہوتے ہین کہ دو آدمی چپ چاپ کھڑے ہین نہ بولتے ہین نہ چالتے ہین ایکنے کاغذ پر کچھ لکیرین کھینچدین اور دوسرا اسکا مافی الضمیر سمجھ گیا اگر گنوارون یا وحشی آدمیون سے مثلاً اسکوٹیمو یا رڈبو یا افریقہ کے اور باشندے سے یہ کہا جاے کہ کلکتے اور لندن مین تار کے ذریعہ سے خبرین آتی ہین اور مہینونکی راہ کی باتین پہرون مین معلوم ہو جاتی ہین تو کبھی باور نکریگا اسکی سمجھ ہی مین نہ آیگا کہ تار کے کھٹکھٹانے سے لندن والے کیونکر کلکتہ والونکی بات سمجھ سکتے ہین کوئی کروڑ دلیلین پیش کرے وہ ایک نہ مانینگے اب مقام غور ہی کہ اگر اس زمانہ مین تار برقی نہ جاری ہوئی ہوتی اور اہل یورپ کہا جاتا کہ ہندوستان نے اگلے وقتون مین اسقدر ترقی کی تھی کہ تار کے ذریعہ سے لکھنؤ کی خبر کلکتے مین دو ڈھائی گھنٹے کے اندر پہونچ سکتی

تھی تو وہ ہرگز باور نہ کرتے اور جسطرح بہت سی باتون کو غلط قرار دیتے ہین ان باتونکو بھی محض خیالی تصور کرتے اگر کسی ایسے شخص سے ریل کا ذکر کیا جائے جسنے کبھی ریل کو دیکھا نہو اور نہ کبھی اسکا حال سنا ہو تو ممکن نہین کہ اسکو یقین آئے وہ سمجھ ہی نہین سکتا کہ اسقدر تیز رو کون سواری ہو سکتی ہی میری بہن مس کلیرسا نے کسی اخبار مین مسٹر اسمتھ سیاح جہانگی سوانح عمری مین انکا اور حبش کے ایک وحشی کا مکالمہ پڑھا تھا سننے کے قابل ہی دریاے تبالیا کے کنارے ایک مقام پر سیاح موصوف تھکے ماندے گھوڑے سے اُترکر زمین پر بیٹھ گئے تھے اور اس فکر مین تھے کہ گاؤن مین جاکر کہین ٹکین استے مین ایک کالا بھجنگا حبشی انکے قریب آیا اور یون گفتگو کرنے لگا۔

حبشی۔ سفید آدمی تم یہان کس غرض سے آئے ہو۔

سیاح۔ مین اس غرض سے آیا ہون کہ اس ملک مین لوگونکو فائدہ پہونچاؤن اس ملک مین نہ ریل ہی نہ تار ہی یہان کے لوگونکو بڑی دقت رہتی ہی۔

حبشی۔ ریل اور تار کیسی ہوتی ہی۔ نام بھی نہین سنا۔

سیاح۔ ریل وہ سواری ہی جو ایک گھنٹہ مین سولہ کوس جاتی ہی اور ایکدن مین ایک سو اسی کوس۔

حبشی۔ ایک گھنٹہ مین سولہ کوس!! جھوٹا ہی تو۔

سیاح۔ مین بہت صحیح عرض کرتا ہون وہ ایسی ہی تیز رو سواری ہے۔

حبشی۔ کوئی تیز گھوڑا اسقدر جلد نہین جا سکتا۔

سیاح۔ اسمین گھوڑے کا کیا کام ہی بے گھوڑے اور بے ہاتھی کے چلتی ہی صرف ہوا اور پانی اور آگ کے زور سے چلتی ہے

حبشی۔ (گھونسا دکھا کر) تم اس قابل ہو کہ قتل کیے جاؤ
سیاح۔ گھبرا کر۔ میرا خدا جانتا ہے کہ مین سچ کہتا ہون
حبشی۔ ہوا کے زور سے آدمی اتنی دور اور اتنی جلد کبھی نہین جا سکتا۔ تیر ہوا کے زور سے جا سکتا ہے۔ گوشت آگ کے زور سے بھونا جاتا ہے پانی مین مچھلیان رہتی ہین سواری اسقدر تیز کیونکر جا سکتی ہے۔ ہمارے ملک مین جو جھوٹ بولتا ہے اُسکو قتل کر ڈالتے ہین تمہارے ملک مین ایسی انوکھی سواری ہوتی ہے بالکل جھوٹا ہے۔

مسٹر اسمتھ لکھتے ہین کہ مجھے پھر جرأت نہوئی کہ تار کا حال بیان کرون۔

آزاد۔ ہنسکر۔ تار کا ذکر کرتے تو اور پٹتے۔
مس۔ فوراً مار ڈالے جاتے پھر جیتے نہ بچتے۔
آزاد۔ بڑی ہنسی آتی ہے یہ ریل کا حال بیان کرتے ہین وہ گھونسا تانتا ہے اور دھمکاتا ہے کہ قتل کیے جاؤ گے
مس۔ اسکی سمجھ مین کیونکر آتا کہ بغیر جانورون کے کوئی سواری اسقدر تیزی کے ساتھ جا سکتی ہے۔
آزاد۔ افسوس ہے کہ تار کا تذکرہ نہ کیا بڑی دل لگی ہوتی۔
مس۔ اسیطرح تھیاسوفی کے رموز پر تم لوگ متحیر ہوتے ہو
آزاد۔ بہت ہی خوب۔ چہ خوش۔ اچھی مثال دی۔
مس۔ اسمین کیا کچھ شک بھی ہے واقعی اچھی مثال ہے
آزاد۔ افریقہ کا ایک حبشی اور وحشی ہم برابر ٹھہرے۔
مس۔ بیشک جسطرح اسکو ریل کی سواری کا یقین نہین آتا اور جسطرح وہ جھوٹ سمجھا اُسیطرح تم ہماری باتون کو کذب پر محمول کرتے ہو اور وہ جسطرح جھلایا اسیطرح تم لوگ جھلاتے ہو اور ہم لوگون کے مہذب اور معزز شخص کا کو گالیان دیتے ہو اگر نفس کشی کرکے ریاضت کی طرف آمادہ ہو تو ان باتونکی دل سے قدر کرو۔
آزاد۔ تم مسمریزم کی بھی معتقد ہو مس میڈا۔
مس۔ میرے نزدیک کل عقلا اسکے معتقد ہین۔
آزاد۔ اور جو معتقد نہین انکو جہلا قرار دیتی ہو۔
مس۔ جو معتقد نہین وہ دو شقون سے خالی نہین یا تو متعصب ہین یا اُنکی عقل کی آنکھین بے نور ہو گئین۔
آزاد۔ خدا تمکو راہ راست پر لا دے اور کیا کہون۔
مس۔ مسکرا کر۔ مجھے خدا راہ راست پر لایا اب میری دعا یہ ہے کہ خدا تمکو سیدھے ڈھرے پر لگائے۔
آزاد۔ آخر اس مذہب مین ہی کونسی بات ہے۔
مس۔ سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی مگر تمنے مذہب ہی کہا
آزاد۔ خطا ہوئی لیکن یہ تم کیونکر باور کر سکتی ہو کہ تھیاسوفی کے ذریعے سے قلب اسقدر صفائی حاصل کر سکتا ہے کہ غیب کی باتین انسان بتانے لگے۔
مس۔ مین نے بچشم خود دیکھا ہے اور انشاءاللہ دکھا دونگی
آزاد۔ سنا کہ میڈم صاحبنے ایک مرتبہ بند خط بغیر کھولے ہوئے پڑھ لیا۔ ڈاک پر کسی کا خط آیا تھا اُنھون نے لفافہ پیشانی پر رکھا اور ایک ایک حرف پڑھ دیا۔
مس۔ دیکھو آزاد بے سمجھے بوجھے کسی بات پر اعتراض کرنا اور زبان ایراد کھولنا بڑا عیب ہے اسمین ذرا شبہہ نہین کہ لفافہ پیشانی پر رکھا اور کل مضمون پڑھ دیا اور ایک نہین ہزار بار لاکھ بار۔
آزاد۔ میڈا تم ایسا کہتی ہو تعجب ہے۔

مس۔ ہان ہان مین ایسا کہتی ہون ہندؤن کے علوم قدیم سب صحیح تھے اور ان علوم مین اُنھون نے بڑا ملکہ بہونچایا تھا مگر جب کاہلی کا زمانہ آیا تو وہ علوم مفقود ہوگئے وجہ یہ کہ بلا ریاض شاق اور محنت کے انکا حاصل کرنا محال تھا علاوہ برین جب تک انسان اقبال قلبیہ سے کنارہ کش نہو تب تک قلب کی صفائی نہین ہوتی اور صفائی قلب حاصل کیے بغیر ممکن نہین کہ مسمریزم اور اکلٹ سائنس اور اسپرچوالزم وغیرہ علوم پر حاوی ہو۔

آزاد۔ اب تم مسمریزم سے واقف ہو گئین۔

مس۔ ہان اور ابھی برابر مشق کرتی جاتی ہون۔

آزاد۔ کیا مسمریزم ذریعہ حصول مغفرت ہی۔

مس۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ متصور ہی کہ درد اور بیماری کی تکلیف کم ہو سکتی ہے اور ادھر انسان پر عمل ہوا اُدھر دروازے کے باہر کا حال بتانا شروع کیا۔

آزاد۔ اسکا تو ہمکو حشر تک یقین نہ آئیگا۔

مس۔ مین نے تو کہدیا نا کہ اگر یہ غلط ہی تو نیوٹن اور ہرشل اور زمین اور کل علماء ہیئت کا قول غلط ہے۔

آزاد۔ کجا مسمریزم بے اصل چیز اور کجا علم ہیئت۔

مس۔ ہمکو بھی یقین نہین آتا کہ زمین کے باشندے اور کرہ شمس اور کرہ قمر اور اجرام علوی کی حالات سے آگاہ ہو سکین یہ کیونکر ممکن ہی کہ لندن مین بیٹھکر کرہ قمر کے حالات دریافت کرے عقل کبھی تسلیم نہ کریگی کہ کرہ آفتاب کے اندرونی اور بیرونی حالات سے انسان واقف ہو جائے کجا زمین کجا آسمان ان علما نے زمین اور آسمان کے قلابے ملائے ہین۔

آزاد۔ آلات کے ذریعے سے ان گردون کا حال بآسانی دریافت ہو سکتا ہے۔ اگر وہ یہ کہتے کہ ہمنے بلا امداد آلات دریافت کر لیا تو بیشک انکا قول حکماء کے نزدیک قابل اعتبار نہ قرار پاتا۔

مس۔ کیا خاصی بات ہی کہ دوربین یا ہیٹل یا شیشے کے ذریعہ سے انسان کروروں میل کی چیزین دیکھ سکے اور بدھون کو سون کی باتین دریافت کر لے اسکو تو آپ لوگ تسلیم کرتے ہین اور اسکو باور نہین کرتے کہ جس عقل نے انسان کو اس قابل کیا کہ دوربین بنا کر اجرام علوی کے حالات دریافت کرے وہ عقل اس درجہ ترقی کر سکتی ہی کہ بلا امداد آلات انسان دل کی صفائی کے ذریعے سے کل اشیا کا مشاہدہ کر سکے۔ افسوس فرض کیجیے کہ علم ہیئت دنیا سے مٹ جائے اور چار سو برس کے بعد لوگون سے کہا جائے کہ فلان زمانہ مین عالم ایسے زبردست تھے کہ علم ہیئت کے زور سے آفتاب اور قمر وغیرہ گردون کے حالات بتا دیتے تھے اور کل گردون کا قد معلوم اور کرۂ ارض کو وزن کر لیا تھا تو ہرگز یقین نہ آئے وہ قہقہے لگائین اور کہین کہ دعوی بالکل پوچ ہی باور ہونا محض خیال خام ہے۔

آزاد۔ اگر تم ذرا بھی غور کرو اور کتب تھیاسوفی پڑھو تو تمھاری خیالات اکثر بدل جائین۔ مین نے تھیاسوفی کی نسبت کچھ لکھا ہی۔ اگر سنو تو پڑھ کر سناؤن۔

آزاد۔ مین بڑی خوشی کے ساتھ سنون گا۔

مس کلیریسا نے اپنا لکچر حرف بحرف پڑھکر سنایا۔ وھوھذا۔

ہند کی تہذیب صرف سو برس اُدھر تک یورپ کی تہذیب سے بہت

بہت مختلف تھی کہ لوگ کہینگے کہ تہذیب تو ایک لفظ عام فہم ہے اسمین اختلاف کیسا۔ مگر جس طرحسے زمانہ ایک ہے لیکن شب و روز مین فرق ہے اسیطرحسے گو تہذیب لفظ عام ہے لیکن باطنی تہذیب اور ظاہری تہذیب مین صریح فرق ہے ہند کے اس زمانہ کا ذکر آجانے دو جبکہ یہانکے اہل کمال اپنی ریاضت اور صفائی باطنی کیوجہ سے سقراط اور افلاطون سے بھی زیادہ روشن ضمیر ہوتے تھے اس لئے زمانے مین بھی اس خیال سے کہ اس کرۂ زمین پر ہماری صرف عارضی سکونت ہے اور موافق ہمارے اعمال کے بعد موت کے بدتر یا متوسط یا بہتر ہوگی اہل ہند اور کل ممالک روے زمین کی نسبت اہل ہند کی توجہ تہذیب نفس کی جانب کسیقدر زیادہ تھی اور علوم باطنی کے ماہر جابجا ملتے تھے گو بعض محض دھوکہ باز اور فریبی ہوتے تھے تاہم بعض رہنماے صادق بھی موجود تھے یورپ مین بخلاف اسکے بوجہ تہذیب ظاہری کی طرف زیادہ توجہ رہی اور نفس پرستی کا غلو بوجہ کثرت استعمال شراب کے اسقدر بڑھا کہ دل بالکل تیرہ و تار ہوگیا یورپ مین جتنے نامی گرامی حکیم گذرے ہین سب کو شراب خواری سے اجتناب رہا ہے۔

یہانتک کہ لفظ روح ایک لفظ بے معنی قرار دیا گیا اور موت کو پایان حیات ٹھہرا کر یہ کہا گیا کہ۔ ع

اسطرف ساری خدائی ہے ادھر کچھ بھی نہین

انگریزی عملداری اور تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ خیال اہل ہند خصوصًا نوجوان تعلیم یافتون کے ذہن مین روز بروز جمتا گیا اور اب نفس پرستی کی تاریکی اسقدر چھاگئی کہ تہذیب باطنی کو بیوقوفی اور نفس کشی کو جنون اور مالیخولیا لوگ سمجھنے لگے کہان وہ روشن ضمیر کہان یہ تاریکی ع -

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

کرنیل آلکاٹ اور میڈم بلاوسکی جنکے نام نامی سے بہت لوگ واقف ہین اہل ہند کو بیدار کر رہے ہین چنانچہ کرنیل صاحب ہند کے سچے بہی خواہ ایام سرما کے دورہ مین اسی غرض سے اودھ اور ممالک مغربی اور شمالی مین آنے والے ہین کہ خاص منشا تھیاسوفی کا یہانکے تعلیم یافتہ اور اہل خرد پر صاف ظاہر کرین اور جو توہمات بوجہ عدم واقفیت بعض صاحبونکے مذہب مین جاگزین ہوئے ہین انکو دور کرین -

واضح ہو کہ تھیاسوفی کے دو صیغہ ہین ایک ظاہری اور دوسرا باطنی اہل ہند کے مختلف اقوام اور مذاہب اور فرقون مین باہمی محبت اور اتفاق اور ہند کے علوم قدیمہ کی تحقیقات اول صیغے سے متعلق ہے قانون قدرت کے اسرار کی تلاش باقاعدہ اور تکمیل قواے باطنی دوسرے صیغہ سے متعلق ہے ہر ایک دنیادار جنکو اگر بظاہر اسکا چلن درست ہے اور اپنے ہمجنسونکے نفع پہونچانیکی کچھ بھی خواہش ہے وہ تھیاسوفی کے گروہ کے صیغۂ اول مین شریک ہو سکتا ہے اس شرکت مین نہ کسی چیز کے ترک کرنے اور نہ کسی خاص ریاضت کی ضرورت ہے - رفتہ رفتہ جسقدر خیالات زیادہ وسیع اور خودغرضی اور نفس پرستی کم ہوتی جائیگی اوسی قدر دوسرے صیغہ مین کوشش کرنیکے واسطے رغبت پیدا ہوگی ہان دوسرے صیغہ مین خصوصًا اسکے درجۂ اعلی مین کوئی شخص داخل نہین ہو سکتا ہے جب تک تہذیب نفس اور ترک لذات دنیوی اختیار نہ کرے کوئی کمال بغیر ریاضت کے حاصل نہین ہوتا ہے اسرار قدرت

کا معلوم کرنا اور قواے باطنی کی تکمیل نہایت مشکل امر ہے یہانتک کہ بعض علماے یورپ کے نزدیک غیر ممکن ہی اسلئے وہی معدودے چند اس علم اور فن کو حاصل کرسکتے ہین جنکی خلقت طبیعت اس جانب راغب ہو اور اسکی ریاضت شاقہ کے متحمل ہوسکین پس بغیر دریافت حقیقت الامر کے یہ کہدینا کہ کرنیل صاحب یہ وعظ کرتے پھرتے ہین کہ دنیا اور دولت بالکل ترک کرکے اور ایک لنگوٹی باندھکر جنگل مین جاکر ریاضت کرو۔ سراسر راست بازی اور انصاف کے خلاف ہی۔ حقیقت تو یون ہی کہ کرنیل صاحب ہند کے لوگونکو نہایت دردمندی سے انکے سچے نفع کی طرف متوجہ کرتے ہین بدلائل سمجھاتے ہین کہ اپنے قدیم علوم اور فنون کو جو سراسر حکمت اور دانشمندی سے مملو ہین ایک دفتر پارینہ اور بے معنی نہ سمجھو۔ باہمی خصومت کے عوض مین آپسمین میل جول پیدا کرو۔ وہان ہزارون لاکھون مین اگر کوئی علم فنون باطنی کے حاصل کرنیکی خلقی قابلیت رکھتا ہے وہ بھولا بھٹکا نہ پھرے بلکہ اپنی اس خلقی قابلیت کا فائدہ تھیاسوفی کی سوسائٹی کے ذریعہ سے ضرور حاصل کرکے اپنے ہمجنسونکو پہونچائے نہ کہ ترک اور تجرید اختیار کرے اور ذاتی نفع آیندہ مین کمال خودغرض نجائے۔ خودغرضی ہر ایک قسم کی تکمیل کیلئے مضر ہے اور اپنی زندگی کو اپنے ہمجنسون کے فائدہ کیلئے صرف کرنا بہت مفید ہی۔

ہندوستان کے پہاڑون پر اب بھی رشی اور منی اور جوگی لوگ بستے ہین جنکی فضیلت اس قابل ہی کہ انکا سجدہ کرے مثلاً نیلگری پہاڑ جو ملک دکن مین شرقی اور مغربی گھاٹ کے درمیان واقع ہی عجب بزرگونکا مسکن ہی۔ گر ہندی مین پہاڑ کو کہتے ہین چونکہ یہ پہاڑ نیلگون ہی اسلئے اسکو نیلگر پربت۔ کہتے ہین گو آج پچاس برس سے صاحبان انگریز کی آمد و رفت اس پہاڑ پر ہی بلکہ چند مقامات کوہستان مثل شملہ اور نینی تال کے بوجہ سرد ہونے آب و ہوا کے منتخب کئے گئے ہین اور صاحب گورنر مدراس ایام گرما اور بارش مین اس پہاڑ پر بمقام اوٹاکمنڈ تشریف رکھتے ہین مگر مفصل حالات اس پہاڑ کے آجتک کسی کو دریافت نہین ہوئے کتاب ایس کی جلد ۲ صفحہ ۶۱۳ مطبوعہ ۱۸۸۲ء مین ذیل کا تذکرہ دیکھنے مین آیا لہذا ہم ارباب دانش پژوہ کے ملاحظہ کیواسطے نہایت خوشی کیساتھ لکھتے ہین کیونکہ بعض قدیم روایات کا ثبوت جنکو اس زمانے کے اکثر انگریزی خوان غیر ممکن اور موضوع سمجھتے ہین اس محقق تذکرہ سے پایا جاتا ہی کہ پچاس برس بھی نہین گزرے ہونگے کہ دو انگریزونکا شیر کے شکار کیواسطے نیلگر پربت پر گزر ہوا اتفاقاً چند عجیب و غریب آدمی انکو نظر آئے جنکی صورت اور بات چیت بالکل ہنود سے مختلف تھی انکی وجاہت اور شباہت سے بعض پادریون نے قیاس کیا کہ یہ لوگ یہودیون کی اقوام گم شدہ مین سے ہین یہ قیاس انکا صحیح نہین ہی بوجہ انکی خداداد وجاہت اور حسن کے اگر تشبیہ دین تو یہ کہنا چاہیے کہ صورت و شکل مین یونان کے قیاسی فرشتہ اعظم سے مشابہ ہین انسان مین انکا مشابہ اور مثیل آجتک تو دیکھنے مین نہین آیا اس فرشتہ صفت گروہ کو ٹوڈا کہتے ہین تعداد انکی کسی کو معلوم نہین کسی نے انکے لڑکون اور لڑکیون کو نہین دیکھا جنسے انکے ساتھ رہتے ہین وہ فرقہ ابتدا جاکر بچے ہوسے ہین

یہ فرقہ گروہ ٹوڈا سے قوم اور رنگ اور بول چال مین بالکل مختلف ہی بلکہ فرقہ ٹوڈا کو قابل تعظیم اور پرستش کے سمجھتا ہی اور دل و جان سے انکی خدمت کرتا ہی ٹوڈا طویل القامت اور رنگ و روپ مین مثل یوروپین کے ہوتے ہین یعنی بھورے تا بار سر اور داڑھی کے بال جنین کہ روز پیدائش سے کبھی استرا نہین لگا کبھی کسی شخص نے ۵ یا ۶ آدمی سے زیادہ انکو ایک مرتبہ مین نہین دیکھا غیر شخص سے وہ بات تک نہین کرتے انکے لمبے اور چپٹے مکانون مین بجز ایک دروازہ کے نہ کوئی جھروکا ہی اور نہ کوئی روشندان اور نہ کوئی انکے مکان مین اندر جانے پاتا ہی انکا مردہ یا بہت مسن آدمی کبھی کسی نے نہین دیکھا ایام وبا مین چارون طرف ہزارہا آدمی ہیضہ سے مرجاتے ہین مگر ٹوڈا قوم کے لوگ بالکل محفوظ رہتے ہین کبھی لکڑی تک ہاتھ مین نہین رکھتے اور باوجود کثرت شیر اور دیگر درندون کی کوئی جانور انکو کسی قسم کا گزند پہونچانا تو کیسا بلکہ مویشی تک کو نہین چھوتا۔ ٹوڈا لوگ کبھی شادی نہین کرتے اور شمار مین تھوڑے معلوم ہوتے ہین کیونکہ نہ تو آجتک کسیکو اتفاق انکی شمار کا ہوا اور نہ آیندہ ہوگا جب انکے مسکن تک غیر لوگون کا گزر ہوتا ہی وہ اور ویران مقام کو چلے جاتے ہین والدین انکے ٹوڈا نہین ہوتے بلکہ ایک خاص منتخب گروہ کے بعض لڑکے ابتدائے سن سے واسطے ادائے خاص فرائض مذہبی کے علیحدہ کر لیے جاتے ہین اور خاص علامات کیوجہ سے اس گروہ مین بچپن ہی سے شناخت ٹوڈا ہونیکی قابلیت ہو جاتی ہی۔ تین تین سال کے بعد ہر ایک ٹوڈا ایک خاص مقام مین ایک میعاد معینہ کیواسطے جاتا ہی۔ انکے متبرک مقامات مین کسی غیر شخص کا قدم نہین جاتا گو اکثر مندر انکے نہایت عالیشان عمارات ہین ایسی عجیب و غریب قدرت انکو حاصل ہی کہ گروہ بڈاجا انکو فرشتہ سمجھکر ہمیشہ انکی خدمت کیا کرتے ہین۔ انکے راز سے آجتک کوئی واقف نہین۔ ہند مین ایسے اور گروہ بھی جا بجا ہین چونکہ عوام الناس سے ہمیشہ علیحدہ رہتے ہین اسلیے بہت کم لوگ انسے واقف ہین یہانتک کہ اکثر لوگونکو انکے وجود ہی سے انکار ہی۔ الغرض افسوس کہ ہندو اور مسلمان انگریزی پڑھنے کے بعد خیالات مغربی اور شایستگی کے ایسے عاشق ہو جاتے ہین کہ اپنے مذہب کی کتب کا مطالعہ کرنا انکو شاق گزرتا ہی ورنہ قرآن پاک اور وید مین کیا نہین۔ مین دعوی سے کہتی ہون بھگوت گیتا کو جو کہ مہابھارت کا ایک حصہ ہی اور جسکو بیاس جی ایک بڑے متبرک رشی نے تصنیف کیا ہی اور درحقیقت جو کہ ایک دُر بے بہا ہی سرسری طور پر پڑھنے سے اور نیز موافق تعبیرات اور تاویلات بعض کے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین کثیر الازدواجی جائز تھی یعنی ایک مرد کی کئی بیبیان اور چند شوہرونکی ایک مشترک بی بی ہوتی تھی حالانکہ موافق شاستر کے یہ بالکل ناجائز اور ممنوع ہی اور یہ ایک عمدہ ترین رموز اور مسائل حکمت ہین مگر اسکے سمجھنے کیلیے کوئی شخص عقل سے کام نہین لیتا بلکہ بعضونکا یہ خیال خام ہی کہ ایسے مسائل حکمت مین عقل سے کام لینا بھی کفر ہی یہ بھی گیتا مین لکھا ہی کہ کُرکھیتر کا جبکہ ارجن نے تمام میدان آدمیون سے کہ مور و ملخ سے بھی زیادہ تھے بھرا ہوا دیکھا اور اسمین دونو طرف اپنے قریب تر اعزا اور اقربا بھی دیکھے اور یہ خیال کیا کہ جام زندگی

سب کا لبریز ہو چکا ہے اور ایکدم مین سدہا لاشے پھڑکتے ہونگے اور یہ سب عزیز چاشنی مرگ چکھینگے تو اسکو نہایت رقت آئی اور از حد افسوس اور نا امیدی ہوئی اور اسنے اپنے دلمین یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ لڑنا اور اپنے بھائیونکے خون مین اپنا ہاتھ آلودہ کرنا خلاف انسانیت ہی بہتر ہے کہ مثل جوگیون کے اپنی بقیہ زندگی خوشی اور مسرت سے پرمیشور کی یاد مین کاٹون لیکن بیعلم لوگ (جو کہ ایک لفظ کا بھی مطلب نہین سمجھتے) بجائے خود یہ خیال کرتے ہین کہ کرشن جی نے ارجن کو اسکے عمدہ ارادے سے باز رکھا اہل بصیرت کے نزدیک اسکے کچھ اور ہی معنی ہین اور اس سے وہی لوگ واقف ہو سکتے ہین جو عقل سلیم سے کام لے سکتے ہین. بیاس جی کی یہ مراد نہین ہی جیسا کہ لوگ سمجھتے ہین بلکہ مغنائے رموز حکمت کا یہ ہی کہ جودھشٹر سے جسکو اوتار دھرم کہتے ہین زمین مطلب ہے - بھیم اوتار پون یعنی باد - ارجن اوتار اندر یعنی اکاس یا جان سہدیو نکل اوتار اسونی کمار چونکہ اسونی کمار آفتاب کے لڑکے تھے اور آفتاب چشمۂ آتش اور باعث بارش ہے اسوجہ سے انسے مطلب آتش و آب ہے - غرضکہ ان پانچ بھائیونسے مراد پانچ ہیولے یعنے عناصر - اکاس - باد - خاک - آب - اور آتش ہین گو اصل ہر ایک کی وہی مادہ ہی لیکن اسباب انکے وجود کے مختلف ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور جدا جدا اسباب سے مراد سبب مختلف ہی دروپدی اسکی بیوی ہے غرض جوگ مایا یعنی خواب و خیال ہی چونکہ یہ کیفیت محض مادہ سے متعلق ہے اسلیے پانچون بھائیون یعنی عناصر مین یہ ایک کیفیت مشترک ہی اور نفظا کرشن سے مراد آتما یعنی روح ہی چونکہ ہفت طبقات انسانی مین اکاس یعنی جان اور باد اور آتما یعنی روح قریب ہے اسلیے کل ارجن اور دروپدی دونون کرشن کے عزیز قریب اور دلی دوست ہین خاندان کورو سے مراد نفسانیت اور خواہشات بد ہین - جب کرشن ارجن کو سمجھاتے تھے جیسا کہ اول بیان ہوا کہ سلطنت نہین ملیگی جبتک کہ تم اپنے پیارے عزا اور اقربا یعنی خاندان کورو کو قتل نکروگے اس بیان سے یہ غرض ہے کہ جبتک خواہشات انسانی کو نہ ماریگا تب تک روح کی نجات ممکن نہین ہی کرچھیتر کے میدان جنگ مین ارجن کی مایوسی اور جوش محبت اعزا سے واضع ہے یہ مراد رکھی ہی کہ گو اکثر لوگ کہتے ہین اور چاہتے ہین کہ نفس امارہ پر غالب ہون لیکن موقع اور معرکے کیوقت طبیعت کے جوش کو دبانا اور قدیم عادات بد کو ترک کرنا سخت مشکل ہوجاتا ہی اور بڑی جوانمردی کا کام ہی ارجن کے رتھ سے غرض جسم انسان ہی اور کرشن یعنی روح کو جان ہی رتھ مین ارجن کے بیٹھنے سے غرض جسم مین جان کا ہونا اور اسکا چلانیوالا کرشن یعنے آتما ہی - جب یہ پانچون بھائی معہ دروپدی کی بہشت کیطرف چلے تو سب سے پہلے دروپدی یعنی مایا غائب ہوئی اور سب سے پیچھے جدھشٹر یعنے اجزای ارضی پیچھے رہ گئے -

خیر یہ تو پرانے زمانے کا حال ہی - مین زمانۂ حال کی مثال دیتا ہون - ہنود کا یہ مقولہ ہی کہ انسان تین چیزون سے مرکب ہی مادہ - جان - آتما - اسی سبب سے جگناتھ جی کے مندر مین تین مورتین ہین - سبدرا - عورت - بلرام مرد - اور جگناتھ جی کہ جن پر کسی ذات کا اطلاق نہین ہو سکتا اور علاوہ سبدرا جی کی مورت کے باقی دونون بیدست و پا ہین جس سے یہ مراد ہے کہ اولاً ذلیل حالت مین انسان جسم ارضی اور کثیف کا محتاج ہی اور بغیر اسکے اسکی زندگی

محال اور در حالت ترقی اور عظمت روحانی صرف جان اور آتما کافی ہی اور اسکو اس جسم کثیف کی ضرورت نہین یہ مقام ہنود مین ایسا متبرک اور مشہور ہی کہ اُسکے قرب و جوار مین قومیت اور ذات کا لحاظ نہین رہتا اور وہان صدہا کوس سے جاتری ایک خاص تہوار پر آکر جمع ہوتے ہین اس روز ان تینون دیوتاؤنکی مورت ایک رتھ مین بٹھا کر شہر مین نکالتے ہین اور یہ ایک عام مقولہ ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ بھی اس جگناتھ کی جو کہ رتھ مین بیٹھتا ہی جھلک دیکھ لیگا وہ سیدھا بیکنٹھ کو سدھاریگا اور اسکا دوبارہ جنم نہوگا اور اسیوجہ سے وہان نہایت ہجوم ہوتا ہی لیکن اسکے معنی کوئی نہین سمجھتا وہ یہ ہین کہ جو شخص جگناتھ یعنی روح کو رتھ یعنی اسکے جسم خاکی مین دیکھ سکتا ہے اور نفس کشی کر سکتا ہی وہ ضرور بالضرور فائز المرام ہوگا۔

الغرض بوجہ جہالت کے اس خام خیالی مین جو شخص کہ اس رتھ کے نیچے کچل جائیگا اسکو نجات ہو جائیگی سیکڑون آدمی بوجہ اپنے حمق کے اپنی جان شیرین کھو دیتے ہین اور بجائے حصول مطلب اور ثواب کے وہ خودکشی کرکے گنہگار بنتے ہین اور اتنی جانونکا گناہ ان جاہل پجاریون پر ہوتا ہی جو اس روایت کے گڑھنے والے ہین کیونکہ یہ خودغرضی اور ذاتی فائدہ کے لیے لوگون کو گمراہ کرتے ہین حالانکہ مطلب اس دوسری بات مین یہ ہی کہ جس حالتمین کہ جگناتھ یعنی روح رتھ یعنی جسم مین رہتی ہی یعنی وہ آدمی زندہ جاوید ہی جو اپنی خواہشات بد اور نفس امارہ پر قابض ہو جائے اور انکو بالکل نیست و نابود کردے تو بے شبہہ اسکی مکتی ہو جائے گی۔

جس شخص کا دیدہ بصیرت کسیقدر بھی وا ہی وہ اس مختصر بیان سے کہ مشتے نمونہ از خروارے ہے سمجھ جائیگا کہ مسائل مذہب قدیم اور اسکے اصول کیسے تھے اور اب چند جہلانے کسقدر انکو تباہ اور برباد کر دیا ہی اور دام تزویر پھیلا کر سیکڑون کو پھانستے ہین لارڈ بیکن کا مقولہ ہی کہ کسی بات کا مطلق نہ ماننا بدرجہا بہتر ہی اس سے کہ اسکو ماننے اور اسکی نسبت ایسی لغویاتین بیان کرے کہ اُسکی تضحیک ہو۔ ہر فردبشر کو چاہیے کہ تعصب کو ہرگز کام مین نہ لائے کیونکہ یہی ہر ایک کو گمراہ کرتا ہے اور اس سے ہی انسانکی فہم اور رائے سالم مین خلل اور نقصان عظیم واقع ہوتا ہی ہم دیکھتے ہین کہ ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے مقلدون سے نہایت دشمنی اور تعصب کرتے ہین یہانتک کہ دنگا اور فساد پر نوبت آتی ہے جیسا کہ ابھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ ملتان مین ہوا تھا اور بالفعل سیلم مین ہو رہا ہے اس سے بجز نقصان کے اور کیا حاصل ہوتا ہے۔ لیکن

دولت ہمہ ز اتفاق خیزد
بے دولتی از نفاق خیزد

بس آدمی کو اپنے تئین ایسا عادی کرنا چاہیے کہ ہر چیز کو ہر سمت اور پہلو سے بغیر کسی تعصب کے دیکھے اور اپنے مذہب کے ان عمدہ ترین اصول پر چلے جنسے اور لوگونکا نقصان نہو اور کسی سے نفسانیت نرکھے۔ کیونکہ ع

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

جو لوگ اس راہ راست پر چلتے ہین انھین کو فلاح ابدی حاصل ہوتی ہی اور وہی تمام دنیا مین نیکنام ہوتے ہین اور عقبی مین نیک انجام۔

خیر بیشتر تو بمبئی اور جزیرۂ لنکا اور کلکتے کے عمائد اس جلسۂ علمی اور سچے ہی خواہ ہند مین شریک ہونا فخر سمجھتے تھے مگر اب اس درجہ دن دونی رات چوگنی ترقی جلسہ خیر طلب ہند کو خاص کر نیل الکاٹ کی خوش لیاقتی کی وجہ سے ہو رہی ہے کہ ہند کے تاریکترین حصہ یعنی مدراس مین بھی لوگونکو توجہ ہونے لگی یہانکے ہندوستانی عمائد نے بھی نہایت تعظیم و تکریم سے کرنیل الکاٹ صاحب اور خاتون بلاوٹسکی کا خیر مقدم پڑھکر سنایا ایک آنریبل مسلمان جنٹلمین سی ایس آئی ممبر کونسل قانونی نے اپنے ہاتھ سے پھولونکے ہار پہنائے اور حسب درخواست رؤسائے شہر صاحب ممدوح نے تھیاسوفی کے متعلق ایک پر تاثیر مضمون زبانی عام جلسے مین سنایا۔ ایک آنریبل صاحب بہادر ممبر کونسل قانونی اس جلسے کے صدر نشین تھے خلاصہ درج ذیل ہے۔

مذہب ایک نہایت عظیم حقیقت الامر اور جزو خلقت انسانی ہے نفس الامر ہر ایک قدیم مذہب کا عمدہ ہے اور جو توہمات اسمین داخل ہین وہ متعصب اہل مذاہب اور انکے مخالفین کی کج بحثیونکے نتائج ہین علوم ان توہمات کے خس و خاشاک کو قدیم مذاہب کی راہ راست سے دور کر رہے ہین پس علوم کو ہر ایک راست مذہب کا دوست درحقیقت سمجھنا چاہیے علوم امر حق دریافت کرتے ہین اور حق ہی بنیاد ہر ایک سچے مذہب کی ہے ہر ایک قدیم مذہب مین اول یہ بات مسلم ہے کہ جسم انسان مین ایک غیر مادی شے بھی ہے دوم یہ غیر مادی شے بعد موت کے قائم رہیگی سوم جتنی چیزین عالم مین ہین ان سب کی بنیاد غیر محدود سبب اول پر ہے چہارم اس غیر مادی شے اور غیر محدود سبب اول مین ایک خاص تعلق ہے اب علما اور متکلمین دونونکو اسبات پر اتفاق ہے کہ کل ذوی الارواح مین بوجہ ادنی سے درجہ اعلی کی طرف ترقی ہے انسان کا امر حق مین کوشش کرنا باعث اسکی روحانی ترقی کا ہے نفس ناطقہ تفتیش امر حق بذریعہ حواس ظاہری کرتا ہے اسیلئے امر حق اسکو ایسا ہی نظر آتا ہے جیسے میلے شیشے مین دن کی روشنی یا رات کو ستارے نظر آتے ہین یعنی امر حق بالکل صاف صاف نہین معلوم ہوتا ہے حواس ظاہری سے محض مادی چیزین دریافت ہوتی ہین مذہب بوجہ غیر مادی ہونیکے عقل سے متعلق ہے جو لوگ اس روحانی قوت کو اپنے مین قوی نہین کرتے انکی سمجھ مین نہین آتا کہ مذہب امر حق ہے انکے نزدیک مذہب بھی محض عادت یا کیفیت دلی ہے بنظر موجودہ حالت ہر ایک مذہب کی نسبت ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ کوئی ٹھیک ٹھیک راہ راست پر چلتا ہو کیونکہ راہ راست مین ایکدوسرے سے تخالف اور عناد کہان جو گروہ خود راہ راست پر چلیگا وہ اور روہون کو جو کسی قدر گمراہ ہین بنظر افسوس اور ترحم دیکھیگا نہ کہ دعیانہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امور مذہبی مین لوگ غیر ضروری کو ضروری اور دھوکے کو حقیقت الامر سمجھ بیٹھے متکلمین کے جھگڑون سے دور الگ ہو کر اس گروہ فرشتہ سیرت پر نظر ڈالیے جو اپنے قوائے روحانی کی تکمیل مین مصروف ہین گو ابتدا مین انکا مذہب ظاہری کچھ ہو لیکن اب بوجہ صفائی نفس کے انمین آپس مین صلح اتفاق اور برادرانہ محبت ہے جسکے سبب سے انکے اصول مذہبی ہمیشہ زندہ اور مضبوط رہتے ہین یہ لوگ درخت انسانی کے پھول ہین اور کل نوع انسان سے برادرانہ

برتاؤ رکھتے ہین دبستان محسن فانی ملاحظہ فرمایئے جسمین بارہ مختلف مذہب کے درویشونکا ذکر ہے بعض لوگونکا قول ہے کہ تحقیقات علوم جدیدہ نے کل مذہب کے دفتر پارینہ کو یکقلم دریا مین غرق کرادیا لیکن ہمکو اس قول سے مطلق اتفاق نہین - ہمارے نزدیک راستی علوم جدیدہ اور راستی مذاہب قدیمہ دو مختلف راستیان ہین اور یہ بات ثابت کرنا جلسۂ تھیاسوفی کا کام ہے لیکن ہم علوم جدیدہ کی راہ مین مثل اندھونکے چلنا پسند نہین کرتے غلطی سے ہمیشہ نقصان ہوتا ہے خواہ وہ غلطی علوم کی ہو خواہ مذہب کی -

میرے نزدیک علم سے غرض یہ ہے کہ کل حقائق جانتا ہو اگر یہ بات صحیح ہو تو انسان ہی کی نسبت دیکھیے کہ بجز افعال جواس ظاہری اور بجز جسم انسان کے ہمکو اسکے قوای روحانی کا کیا علم ہے علاوہ جسم و روح کے اور ایک قوت درمیان ان دونکے ہے جس سے بہت کم لوگ واقف ہین یعنی انسان مین سوا اس حصہ کے جو کہ جلا دیا یا دفن کر دیا جاتا ہے کچھ اور بھی ہے حکماء طبیعی محض مادہ کے قائل ہین مگر حکماے ہند کے نزدیک انسان مین سات مختلف طبقات ہین اور ہر ایک طبقہ اعلیٰ کے سات ادنی طبقات ہین اصطلاحات انکی ہندی مین اشھول شریر - اور جو کامروپ مین بدھی آتما منجملہ ان کے انسانکی خلقت اوسط ہے بعض اسی کو انسانکا ہمزاد یا بھوت یا دوسری پرت کہتے ہین - اب یہ بات دریافت طلب ہے کہ یہ دوسری پرت ذیشعور ہے یا غیر ذی شعور مادی ہے یا مجرد اور علمی ثبوت اسکے وجود کا ہے یا نہین - جواب یہ مادی ہے اور لطافت اور کثافت اسکی موقوف ہے ہوا اور آکاس کی کیفیت پر کبھی بوجہ زیادہ لطافت کے نظر نہین آتی مگر وجود اسکا صدا وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے - کبھی اور طرح مثل بخار کے دکھائی دیتا ہے کبھی بالکل صاف جسم قابل لمس معلوم ہوتا ہے - مردونکا کامروپ کبھی صرف دکھائی دیتا ہے - کبھی بولتا بھی اور شعور ظاہر کرتا ہے اس قسم کے پانچسو یا اس سے زیادہ ہین خود مین نے اور بہت سے لوگون نے امریکہ مین دیکھے ہین یہ نظر کا دھوکا نہین تھا بلکہ اصول علمی سے بخوبی جانچ کر لی تھی یہ بھوت خود انسان نہین ہوتا ہے بلکہ مردونکی دکھاتی صورت مین اجزای مادی مین اسکی کثافت کا ایک حصہ باقی رہگیا ہے زندگی مین بھی ریاضت کیش انسان اس کامروپ یا دنیادی روپ کو اپنی مستقل اور مضبوط مرضی سے اپنے جسم سے علحدہ کر سکتا ہے - چنانچہ شنکر اچارج کا حال جسنے پڑھا ہے اسکو معلوم ہوگا کہ اپنے جسم کو اپنی شاگردونکی پاس بحس و حرکت رکھکر آپ ایک ادنی لاش مین گیا اور کئی ہفتہ تک اسکو زندہ رکھا جنگ رام اور راون مین ارجن عین معرکہ مین موجود تھے اور جسم انکا صدہا کوس پر کوہ نیلگری پر تھا - پاتنجلی کا یوگ شاستر ملاحظہ کیجیے کہ یوگ کے کاملین مین سے ہر ایک کو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے خود مین اسبات کی شہادت دیتا ہون کہ کئی آدمیونکے ذیشعور میعادی روپ کو مین نے انکے جسم سے صدہا کوس کے فاصلہ پر دیکھا ہے یہ امر قانون قدرت کے خلاف نہین بلکہ عین اصول سے ہے جب مین مذہب بودھ یا ہنود یا زردشت کی طرف سے گفتگو کرتا ہون تو میری بحث کا یہ

اندھے اعتقاد پر مبنی نہ سمجھیے جو خوبیان ان مذاہب کی ہین
بیان کرتا ہون مین خوب جانتا ہون کہ وہ اصول علمی
اور عقلی پر مبنی ہین ہفت طبقات انسانی مین اصول
[illegible] جسم ظاہری نہایت کثیف اور متخلخل ہے اسکے
تخلخل مین ایک شریر ہے اور اس شریر کے خلا مین جیو ۔
اسیطرح سے آتما ہے جو کہ انسان کی آخری قوت ہے ہم یہ
کہہ سکتے ہین کہ فلان شے آتما نہین ہے مگر خود آتما کو بیان نہین
کر سکتے ہین جب کوئی جوگی دیدہ و دانستہ کامروپ کو اپنے
جسم سے علیحدہ کرتا ہے تو تینون [illegible] اور آتما داخل
[illegible] اور [illegible] جسم ظاہری مین رہجاتے ہین چونکہ
[illegible] جسم ظاہری کے کامروپ نہایت لطیف ہوتا ہے اسلیئے
اسکی قوت [illegible] حرکت [illegible] بہت تیز ہو جاتی ہے جو چیزین
مثل دیوار وغیرہ کے جسم ظاہری کو روکتی ہین کامروپ کو
نہین روک سکتی ہین کیونکہ [illegible] مسامات مین سے
کامروپ کے لطیف اجزا بلا تکلف گذر جاتے ہین ۔
جسم سے علیحدہ ہوکر کامروپ مثل خیال اور وہم کے تیز رو
ہو جاتا ہے علاوہ اسکے جوگی کو یہ بھی اختیار ہے کہ تصور کو
جما کر جہان چاہے اپنی غیر ذی شعور تصویر دکھادے جسکا
جی چاہے اپنی ذات مین یہ کیفیت آزمائے مگر اصول کے
موافق تعلیم و ریاضت شرط ہے علم اسکا خاص کسی گروہ
یا فرقہ کیواسطے مخصوص نہین ہے مثل دیگر علوم کے ہر ایک
اسکو حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ اسمین نا بہت علم حاصل
کرنیکی ہو ۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہین کہ مثل دیگر علوم کے
علم جوگ کے اصول بھی کیون نہین مشتہر کیے جاتے ہین ایسے
لوگون کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر شاگرد مجذوب بھی بیٹھا ہے تو
استاد علوم طبیعی کے اصول ذہن نشین کر سکتا ہے لیکن علم
جوگ کا حاصل کرنا محض طالبعلم کی ریاضت پر
موقوف ہے کہ خود اپنے قوای روحانی کو ظاہر کر کے ترقی
دے استاد اور دوست اور عزیز دوسرے ہین ان اوصاف
قوتونکو نہ ظاہر کر سکتا نہ دیکھ سکتا ہے بلکہ یہ بھی کچھ ضرور نہین کہ تم
اپنی ریاضت سے خواہ مخواہ کامیاب ہو جسطرح بے اصلی قابلیت
کے ہر ایک شخص محض ریاضت اور محنت سے زباندان اور عالم
اور شاعر اور فلسفی نہین ہو سکتا بلکہ باوجود قابلیت کے ہر
شخص کسی علم طبیعی کا کامل نہین ہو سکتا علم روحانی تو اور
بھی زیادہ تر مشکل تر ہے اسی وجہ سے کرورون آدمیونمین
صرف ایکدو شخص علم روحانی مین کامل ہوتے ہین اور ایسی
کاملین انسان نہین بلکہ فرشتہ سمجھے جاتے ہین ۔
بعض صاحب خیال فرماتے ہین کہ تھیوز آفیکل سوسائٹی
کوئی جادو کا کلب یا اسکول ہے کہ دس روپیہ دیدینے سے
جسکا جی چاہے ایک روز مین کامل ہو جائے جو لوگ محض
عجائب بینی کی نظر سے سوسائٹی مین شریک ہونا چاہتے
ہین انکے لیے بہتر ہے کہ نہ شریک ہون اس سوسائٹی
مین ایسے لوگ درکار ہین جنکا پہلا یہ سوال نہین ہے کہ سوسائٹی
مین شرکت سے انکا کیا فائدہ ہے بلکہ وہ خود کیا فائدہ پہونچا
سکتے ہین وہ لوگ درکار ہین جو اپنے ملک کو نفع پہونچانیکی غرض
سے قومی عداوت اور مذہبی تعصب کو اسیطرح سے علیحدہ کر سکتے
ہین جسطرح سے کوئی میلے اور بوسیدہ کپڑے اتار کر پھینکدیتا ہے وغیرہ وغیرہ
اگر یہ مان لیا جائے کہ مادی روپ کا وجود ہے اور
یہ جسم سے جدا بھی ہو سکتا ہے تو ترکیب اسکے
جدا کرنے کی کیا ہے ؟

کہا ہے جواب میادی روپ کو جسم سے علیحدہ کرنے کے
ضد سے مرضی کی قوت کو بالاستقلال جانا۔ بعض مین
استقلال خلقی ہوتا ہے اور اکثر کسبی۔ چونکہ میادی روپ
مادی ہے اسلیے غیر فانی نہین ہے۔ یہ صرف مرتبہ آتما کیواسطے
ہے اور جبتک اجزای مادی شریک ہین تب تک نجات مکتی
پرداں وغیرہ حاصل نہین ہو سکتا ہے اگر یہ مرتبہ کمال اس
زندگی مین ممکن نہین تو آیندہ کسی اور زندگی مین کسی دوسرے
عالم میں حاصل ہو جائیگا۔ ہان جسقدر ارضیت سے علیحدگی
اور روحانیت کی طرف توجہ زیادہ ہوگی اسی قدر جلد
نجات حاصل ہوگی جو عالم اور فاضل ہین وہ یہ نہین کہہ
سکتے ہین کہ انسان دفعتہً پیدا ہو جاتا ہے بلکہ دور عالم مین
بیشمار تغیرات کے بعد یہ مرتبہ پاتا ہے پس اسی قیاس پر سمجھنا
چاہیے کہ جو قوت انسان کو اس حالتین لائی ہے وہی طاقت
اسکو بلند تر مراتب پر پہونچائیگی اور جسقدر تصفیہ ہوتا جائیگا
اوسیقدر جدید اور حیرت انگیز قوی کا اظہار اور نمو اور کمال
حاصل ہوتا جائیگا حتی کہ بعد تصفیہ کامل یعنی جبکہ محض آتما
صاف اور پاک باقی رہجائیگی وہ مرتبہ حاصل ہو جائیگا جسکو
بعض نجات اور بعض مکتی وغیرہ کہتے ہین۔

آزاد۔ ہان آپکے اس بیان سے میرے اکثر شکوک رفع ہو گئے

میڈا۔ اگر دل لگا کے سنو تو تم بھی تھیا سوفسٹ
ہو جاؤ۔

آزاد۔ خیر مگر لوگ اسکو جادو اور سحر پر محمول کرتے
ہین اور انکا خیال ہے کہ یہ سب ساحر ہین۔

مس کلیر سانے سنجیدگی اور متانت سے اس کا یون
جواب دیا کہ عوام کے نزدیک سحر اور کرامات کی
تعریف یہ ہے کہ کسی ایسی بات کا ظہور مین آنا جو قانون
قدرت کے خلاف ہو غرضکہ جو بات جسکے ذہن مین نہین
آتی اسکو عوام سحر کہتے ہین اور اگر وہ کسی ادنی درجہ کے
خود غرض آدمی سے سرزد ہو تو اسکو سحر کہتے ہین اور
اعلی درجہ کے بے غرض یا خیر خواہ عام سے ظہور مین آئے
تو کرامات۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ خیال عوام الناس
کا کہا تک صحیح ہے اگر کوئی شخص کسی ایسے کام کو دیکھکر
کہ جو اسکی سمجھ مین نہ آئے اور نہ قبل اسکے اُسکے سننے
مین آیا ہو۔ کہے کہ یہ خلاف قانون قدرت ہے گو وہ
ایسی باتین پیشتر سے فرض کر لیتا ہے کہ جسکا کوئی
ہرگز دعوی نہین کر سکتا ہے اور جسپر صرف خداوند
کریم ہی حاوی ہے اول تو اس کہنے سے اسکا یہ منشا ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ شخص تمام قوانین قدرت سے واقف ہے کیونکہ
اگر وہ واقف نہوتا تو وہ کسطرح سے یہ بات فرض کر لیتا کہ
فلان بات قانون قدرت کے خلاف وقوع مین آئی اور
دوسری بات یہ ہے کہ کوئی غیر معمولی واقعہ سحر یا کرامات ہے اب
دیکھنا چاہیے کہ آیا یہ بات ممکن ہے کہ انسان تمام قوانین قدرت
کو جانے جب خدا کی ذات غیر محدود ہے اور اسکے قوانین بھی اندازہ
گمان مین نہین آسکتے ہین تو انسان جو ایک محدود چیز ہے کیونکر
اس وسیع کائنات کے سب قوانین قدرت کو جان سکتا ہے۔
علاوہ اسکے جبکہ ہم یہ فرض کرتے ہین کہ خدا کی قدرت لا انتہا ہے
اور انسان کے احاطہ فہم مین نہین آسکتی اور بعد اسکے پھر یہ
کہین کہ فلان بات قانون قدرت کے خلاف ہوئی ہین
اجتماع ضدین واقع ہوتا ہے ایک چیز کو ہم غیر محدود کہتے ہین اور
پھر یہ کہتے ہین کہ کوئی چیز اسکے باہر واقع ہوئی تو اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ غیر محدود نہین ہے۔

اب دوسری بات یہ ہی کہ جو کوئی بات ایسی واقع ہو جو پیشتر کبھی واقع نہوئی ہو یا یہ کہ اسکے وقوع کی کیفیت تاریخ سے دریافت نہوئی ہو وہ داخل سحر یا کرامات ہی اس خیال مین بہت بڑی غلطی ہے تاریخ سے صاف ثابت ہی کہ بعض سوانحات ایسے ایسے واقع ہوئے ہین کہ جو دوبارہ پھر سیکڑون برس کے فصل کے بعد ظہور مین آئے تو کیا وہ کسی طرح سے قانون قدرت کے خلاف ہین ہرگز نہین البتہ بہت شاذ ظہور مین آتے ہین اب اگر اسیوجہ سے وہ داخل سحر یا کرامات ہین کہ وہ شاذ و نادر وقوع مین آتے ہین تو پھر زلزلہ کا آنا بڑے بڑے اولون کا پڑنا دم دار ستارونکا نکلنا یہ سب داخل کرامات ہین۔

جاننا چاہیے کہ خداوند کریم کے قوانین مثل قوانین نوع انسان کے نہین ہین کہ آجکے روز تو جاری ہوئے اور کل منسوخ ہوگئے انسان تو بوجہ محدود ہونے اپنی عقل اور علم کے اپنے کامونکے سب نتائج نہین دیکھ سکتا ہے اور جب کہ کسی بات کے حصول یا دفعیہ مین اسکی کوئی تدبیر قاصر ہوتی ہے اسوقت وہ مجبور ہوتا ہی اس بات پر کہ کوئی دوسری تدبیر کرے اور بوجہ اپنے ذاتی نقص کے کبھی اس بات مین کامیاب نہین ہوتا ہی کہ کوئی ایسا قانون بنائے جو تمام دنیا کیواسطے کافی ہو اور جسکو کبھی منسوخ کرنیکی ضرورت نہو برخلاف اسکے خداوند کریم نے جو تمام نتائج سمجھتا ہی

کہ پیدا و نہان بہ نزد شش یکیست

وہ قانون بنا دئے ہین کہ جنکے منسوخ کرنیکی کوئی ضرورت نہین جنکے ذریعہ سے تمام کام دنیا کے نکلسکتے ہین ان قوانین کو ازل سے ابد تک قیام ہی انسانکی کیا مجال جو انکے خلاف کوئی کام کرسکے جن لوگونکی نسبت یہ کہا جاتا ہی کہ وہ سحر کرتے ہین یا کرامات یعنی ایسی باتین انسے ظہور مین آتی تھین یا آتی ہین جو قانون قدرت کے خلاف ہین اگر وہ ادنی درجہ کے خود غرض یا بدنیت لوگ ہین تو خیر مگر اعلی درجہ کے مقدس لوگونکی نسبت ایسا کہنا کہ یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہی ایک عظیم غلطی بلکہ گناہ ہی کیونکہ اس دنیا مین مقدس لوگونکا یہی سب سے اول مقصد رہا ہی کہ موافق قانون قدرت کے کام کرین اور عوام کو بھی ایسے ہی کامونکی طرف رغبت دلائین جو قانون قدرت کے مطابق ہون۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ جن عجیب باتونکا ذکر اکثر مشہور ہی آیا وہ صحیح ہین یا نہین اور اگر صحیح ہین تو کسطرح پر یہ بات ظاہر ہے کہ بعض باتین جو چند آدمی جانتے ہین اور ہر ایک سمجھ مین نہین آتین زمانہ گزشتہ مین جو مقدس لوگونکی بابت یہ لکھا ہے کہ وہ صاحب کرامات تھے اسکی اصلیت یون ہی معلوم ہوتی ہی کہ فرض کیا کہ کسی مقدس ہستی کو چند اصول کسی قسم کی بات کرنیکے معلوم ہوے کہ جو عوام الناس نہ جانتے تھے اور جبکہ وہ بات ظہور مین آئی تو اسکو عوام لوگ بوجہ اسکے عجیب و غریب ہونیکے خلاف قانون قدرت کے سمجھنے لگے لیکن جو کہ اس راز سے واقف تھے انکے نزدیک کوئی بات دشوار نہ تھی کوئی بات جو کہ عوام کے نزدیک عجیب ہی وہ دوسرے کو بالکل آسان اور موافق قانون قدرت کے معلوم ہوتی ہی مثلاً اگر دخت افریقہ سے ایک وحشی آدمی لائین اور اسکو ریل کی سڑک کے پاس کھڑا کرین اور ایک شخص انجن پر سوار ہوکر تمام ریل کو تیزی سے چلائے تو کیا اسکو یہ بات عجیب نہ معلوم ہوگی بلکہ اگر دیکھا جائے تو شاید ایسی عجیب اور غریب بات تو شاید کبھی دنیا مین

سنوئی ہوگی مگر کیا حقیقت مین یہ بات خلاف قانون قدرت
کے ہو ہرگز نہین۔ جو لوگ اسکے اصول سے واقف ہین
انکے نزدیک ریل چلانے مین کسی ایسی بات کی ضرورت
نہین ہی جو خلاف قانون قدرت کے ہو۔

مسمریزم ایک عمل ہے کہ جسکے ذریعہ سے انسان
کو اپنی قوت برقی پر طاقت حاصل ہو جاتی ہے اور اُس
قوت کا اثر دوسرے شخص پر وہ شخص پیدا کر سکتا ہی یعنی
صرف دیکھنے سے دوسرے شخص کو بیہوش کر سکتا ہے
صرف تصور سے بہت سے مرض دفع کر سکتا ہی اور لوگون
سے بڑے بڑے راز جو وہ اپنے ہوش مین کبھی نہ کہتے
دریافت کر سکتا ہی یعنی کسی آدمی کو بیہوش کر دینے کے بعد
وہ اس سے دوسرے ملک کی کیفیت بخوبی دریافت کر سکتا ہے

اب دیکھنا چاہیے کہ اس سے بڑھکر اور کیا عجیب بات
ہوگی کہ دیکھتے ہی کسی کو بیہوش کر دینا اور اس قسم کی باتین
وقوع مین لانا مگر جو لوگ اسکے اصول سے واقف ہین
وہ جانتے ہین کہ یہ سب باتین علم سے حاصل ہو سکتی ہین
یہ بات سب جانتے ہین کہ پانی کا کام بجھانا ہی لیکن اگر
کسی مقام پر پانی پڑنے سے کوئی چیز جلنے لگے تو کیا تعجب
ہوگا مگر ایسی چیزین موجود ہین جو پانی پر جلنے لگتی ہین
مثلاً فاسفورس کو جب پانی مین ڈالتے ہین تو پانی کا آکسیجن
اسمین ملتا ہی اور وہ جلنے لگتا ہی جو شخص اس اصول سے ناواقف
ہو اسکے نزدیک یہ بات بھی عجیب ہوگی یعنی جب وہ اپنی
لاعلمی سے اس جز کی خاصیت کو نجانیگا تو وہ اسکو خلاف
قانون قدرت کے خیال کریگا پس انسان کو چاہیے
کہ جب کوئی بات مضر پڑے تو اسکی اصلیت دریافت
کرنے کی کوشش کرے نہ یہ کہ جو بات اپنی عقل اور
علم سے بڑھی ہوئی دیکھے اسکو خلاف قانون قدرت
کے خیال کرے ہر ایک انسان کو یہ انگریزی مثل
یاد رکھنا چاہیے کہ (نالج از پور) یعنی علم مین ہر طرح کی
قدرت ہی اور مسمریزم بھی ایک علم ہے۔

مس پینڈرا نے ایکروز بڑے بڑے علما اور حکما اور فصحا
اور بلغا کی جماعت مین اپنی سوسائٹی کی نسبت سلیس
اردو مین بفصاحت تمام یون تقریر کی۔

واضح ہو کہ اس سوسائٹی کی بنا امریکہ مین سنہ ۱۱۹۲ء
مین پڑی اور اصلی مقاصد اسکے انعقاد کے مندرجہ ذیل
ہین مقصد اولی کہ نوع انسان کے دور کے لیے ایک
مرکز محبت قائم ہونا چاہیے اس سے یہ مطلب ہو کہ ہر
فرد بشر اپنے ہمجنس سے عموماً بھائی اور عین ان جانے
کسطرح سے برتاؤ برتے کچھ یہ وہم دلمین نہ لائے کہ ہم نہ
یہ ذات کا نہین میری اور اسکی قوم جدا۔ مین گورا یہ کالا۔
مقصد ثانی آریہ اور مشرقی علوم کو ترقی دینا۔ اُن کے
مذاہب اور انکے علوم انکے اہم نتائج پر فکو خوض کرنا
مقصد ثالث عقدہ راز فطرت (نیچر) حل کرنا اور خود
انسان کے قوائے روحانی پر جس سے وہ محض لاعلم
ہے خوض کرنا وہ انسان جو فی الحقیقت اپنی نوع سے انس
صادق اور محبت واثق رکھے جو ذات اور قوم کے تعصب
کو جو سخت سد راہ ترقی انسان ہو رہے ہین دل سے
دور کرنا چاہتے ہین اور وہ جو عالم مین راستی اور
صداقت کے دل سے خواہان ہین اور جہان کہین
راستی ہو اسکے حاصل کرنیکی کوشش کرتے ہین

وہ حکما خواہ مشرقی ہون یا مغربی جنکو ہند سے الفت ہے اور جنکی یہی تمنا ہے کہ ہند پھر دینی اور دنیوی عروج حاصل کرے اور خصوصًا وہ لوگ جو دنیا کے سب ناپائدار لذائذ اور عیش وعشرت پر لات مارتے ہین اور روحانی خوشی اور علم علوی کے لمعہ کی حد سے زیادہ آرزومند ہین اور جو دنیا پر خاک ڈالکر روحانی روشنی کے حاصل کرنیکے لیے مستعد اور سرگرم ہین ان سب سے سوسائٹی کو نظر استمداد ہے سوسائٹی مذکورہ بالا کوئی خاص دین نہین تلقین کرتی۔ کسی خاص قوم کی تائید نہین کرتی بلکہ برعکس اسکے ہر ملت کے ہادی اور رہنما کو بخوشی شامل کرتی ہے صرف اگر ممبر سے مطلب ہے تو یہ ہے کہ جیسا وہ اپنے مذہب اور یقین کو راست سمجھتا ہے علی ہذا القیاس ہر مذہب والا پس اتنا تحمل شرط ہے کہ اسکے عقیدہ کی توہین نکرے۔ اس سوسائٹی مین وہ لوگ بھی ممبر ہوسکتے ہین جنکو حب نوع انسانی ہے اور جنکو اسکی روحانی ترقیات مین مذاق ہے اور نیز وہ جو مشرقی فلسفہ کو راست سمجھتے ہین اتحاکہ اسکے خوض مین عمر صرف کرتے ہین اور ان قدیمی علوم پر حاذق ہونیکے لیے اسے ذریعہ اور راہ سمجھتے ہین۔

جو سوسائٹی مین داخل ہونا چاہے اسکو لازم ہے کہ کم ازکم دو ممبرونکی نسبت اپنے نیک چال چلن کی شہادت بہم پہونچاے اور وعدہ حتمی کرے کہ وہ علامات اور اشارات جنسے ممبر ایک دوسرے کو شناخت کرسکتے ہین ہرگز افشا نکرونگا اور ان معاملات کو جنسے سوسائٹی اسکو مطلع کرے بنظر اعتماد کلی ہرگز ظاہر نہ کرے۔

ذکور اور اناث دونون اس سوسائٹی کے ممبر ہوسکتے ہین انگریزی دانی کی کوئی قید نہین وہ لوگ جو ہیڈ کوارٹر یعنے صدر سے دور رہتے ہین اور ایک سوسائٹی کی شاخ بنانا چاہین تو انکو لازم ہے کہ وہ درخواست اپنی پریسیڈنٹ کو بھیجین جو بعد ملاحظہ ضوابط سوسائٹی کے انکو اختیار شاخ قایم کرنے کا دیگا مگر اسکے لیے ضرور ہوگا کہ کوئی ممبر وہان جاکر تعلیم ابتدائی حاصل کرآئے ہان اگر شاخ بڑی ہوگی تو خود کوئی نہ کوئی ممبر سوسائٹی کا واسطے قائم کرنے اور تعلیم شاخ کے بھیجا جائے گا۔

سوسائٹی کے تین درجے ہین دو درجے اعلیٰ جن کے قواعد لکھنا ضرور نہین ہین جو صرف عام ممبر ہونا چاہتا ہے اسکے لیے وہ ذمہ داری اور جوابدہی ضرور نہین ہے جو کہ دو درجۂ اعلیٰ کے ممبرون سے متعلق ہے درجۂ سوم مین بہت ہوشیار لوگ شامل ہین اور اسکا ممبر جب سوسائٹی منعقد ہو شریک سوسائٹی ہوسکتا ہے اور حسب الایمای پریسیڈنٹ معاملات سوسائٹی سے آگاہی بھی ہوسکتی ہے کتبخانہ کو سوسائٹی کے بھی دیکھ سکتا ہے۔

بروقت داخلہ کے دس روپیہ لیا جائیگا یہ روپیہ حسب الایماے پریسیڈنٹ کے سوسائٹی کے مقاصد کی تکمیل مین صرف کیا جائیگا اگر زیادہ بچ رہیگا تو اور کسی کار خیر مین صرف ہوگا درجۂ سوم مین تین قسم کے لوگ ہین۔ ۱۔ متعلم ۲۔ اہل مراسلہ ۳۔ معزز اہل مراسلہ وہ لوگ ہونگے جو ذی مقدور اور ذی علم ہین اور جو سوسائٹی کے موافق ہر قسم کی اطلاع اور خبر دیسکتے ہین اور معزز وہ جو سوسائٹی کے علم کو بڑہاوین اور جن سے کار خیر نمایان ہون وہ ممبر جو بوجوہ کامل اپنا تعلق

سوسائٹی سے عام طور پر ظاہر کرنا نہین چاہتا اسکو اس امر کے کرنے پر اختیار ہی اور رجسٹر پریسیڈنٹ کے کوئی مجاز نہین ہی کہ وہ اسم انلوگون کے بتلائے جو سوسائٹی مین داخل ہون اگر کوئی ممبر بسبب جرم سرکاری کے سزایاب ہو تو بعد تحقیقات کے اگر فی الحقیقت وہ مجرم پایا جائیگا تو وہ سوسائٹی سے خارج کیا جائیگا اور نہین تو نہین۔

ذیل کے مجمع اس سوسائٹی مین داخل ہین بنارس کے پنڈتون کا جلسۂ علمی جسمین پنڈت رام مصر شاستری معلم سانکھ فلسفہ متعلق بنارس کالج دمیر مجلس ہین بنارس کی سنسکرت سبھا جسمین بابو دیو شاستری میر مجلس اور پنڈت بال شاستری نائب میر مجلس ہین ہندو سبھا قائم کردہ شنکر صاحب بی اے نائب ریاست گوجین۔ علاوہ انکے اور بہت سی شاخین ہندوستان اور یورپ اور امریکہ اور لنکا اور دیگر جزائر مین قائم ہو چکی ہین اس شہر لکھنؤ مین بھی ایک بارآور شاخ اس سوسائٹی کی قائم ہو چکی ہے اور اکثر لایق لوگ نہایت سرگرمی سے اس نیک کام مین شریک ہوتے ہیں ایک مہینے کے اندر ہی اندر بڑے لایق لایق تربیت یافتہ نوجوانون نامی نامی بزرگوارون نے اس سوسائٹی کی ممبری اختیار کی اور مس میڈا ایرانڈیا تھیاسوفی کل سوسائٹی کی پریسیڈنٹ مقرر ہوئین انکی مساعی جمیلہ نے یہ رنگ اثر جمایا کہ انگریزی خوان جوانون کے دل سے زندیقیت کا خیال باطل مٹایا بڑے بڑے مشہور مرتد اور ملحد انکے لکچرون کے اثر سے راہ عرفان کے جویا ہوئے کچھ روز کے بعد مس میڈا جزیرہ سیلون گئین اور جزیرۂ لنکا کے ہزارون ہی باشندے قوم سنگھالیز نہایت تعظیم سے پیش آئے اور مختلف طریقون سے اظہار اپنی خوشی کا کیا دو مہینے کے عرصے مین آٹھ شاخین اس سوسائٹی کی مختلف مقامات مین قائم ہو گئین وقت رخصت قوم کے معززین نے اصرار کیا۔

حسب وعدہ اپریل ۱۸۸۱ء مین پھر گئین اور اس مرتبہ نصف دسمبر ۱۸۸۱ء تک وہین رہین اس عرصہ ۲۱۲ دن مین ساٹھ تقریرین مختلف اسکولون اور کالجون وغیرہ مین کین چند کتب مفید مذہب قوم سنگھالیز ترجمہ او تصنیف کرکے تقسیم کین اور واسطے قائم کرنے انکے مذہبی اسکول کے سترہ ہزار روپیہ فراہم کرکے اسکول قائم کیا اس جزیرہ کے عیسائی اسکولون مین ۲۷۰۰۰ جو لنکا کے طلبا تعلیم پاتے تھے انمین سے قریب ہزار آدمی کے اب جدید اسکول مین اپنے قدیم مذہب اور اخلاق کے اصول کے موافق تعلیم پاتے ہین اگر روپیہ کافی ہو تو اور سب بھی اسی طرح تعلیم پا سکتے ہین کیا ہندوستان مین جو لوگ محض انگریزی تعلیم سے ناراضی ظاہر کرتے ہین مثل مدرسۃ العلوم علی گڑھ کے اپنی کوشش سے مدرسۂ زیکالج قائم نہین کر سکتے ہین کلکتہ اور مدراس اور لنکا مین دورہ کرتے ہوئے کرنیل صاحب کا قصد ہی کہ ہندوستان کے ہر ایک احاطہ مین اسی قسم کی کوشش کی جائے ہی خواہان ہند اگر اس کارخیر مین محض درمے درمے قدمے کوشش پر اکتفا نکرین بلکہ بجای خود وہ عمدہ عمدہ طریقہ سوچ رکھین کہ جن سے ترقی ہند زیادہ تر متصور ہے تو نہایت عمدہ بات ہی۔ کرنیل صاحب کا منشا ہی کہ جسقدر روپیہ جمع ہو ایک حصہ اسکا ہند کے قدیم علوم و فنون اور فلسفہ کی ترقی مین صرف ہو۔ قدیم سنسکرت کتابون کا بغیر سمجھے برزبان کر لینا مفید مطلب نہین ہی۔ کیونکہ اس قسم کے پنڈتونکا اخلاق عوام الناس کے اخلاق سے

اکثر بہتر نظر نہین آتا ہان اگر مغربی علوم وفنون کے
ساتھ مشرقی علوم کو جو شخص خوب سمجھے گا قدیم حکماے
ہند کی عظمت اسکی نظر مین روز افزون ہوگی اور عوام
بھی ایسے شخص کو نالایق نجانینگے اور جسطرح زمانۂ قدیم مین مصر
اور یونان کے علماء ہند کے حکما کی خدمت گزاری کیا کرتے
تھے اسی طرح اب بھی ممکن ہی کہ علماء مغربی علوم باطنی مین
اہل ہند سے سبق لین اور کابون کے نوآموز طفل کتب
پاتنجل جی رشی کے علم تصفیۂ باطنی کو بہتیرے علوم سے سمجھین
واضح ہو کہ جو کچھ روپیہ جمع ہوگا کوئی متنفس اس کل یا
جزو روپیہ کا مستحق یا مالک نہین سمجھا جائیگا بلکہ چند معزز
اور لایق ہندوستانی اسکے امانت دار اور منتظم مقرر
ہونگے اور مضبوطی اُسکی بذریعۂ دستاویزات قانونی کے
ہوگی کرنیل صاحب کا ارادہ ہی کہ شہر بشہر اور گانون
گانون جاکر بیان کرین کہ قدیم زمانہ مین یہ ہندوستان
کیا تھا اور بالاتفاق کوشش سے اب پھر کسقدر فروغ
ممکن ہی ایک روپیہ سے لیکر لاکھ روپیہ جو دیگا بخوشی لے لیا
جائیگا ان کا مین تو جو لوگ کم مقدور تھے اُنھون نے ایک روپیہ
چار قسطون مین دیا اور جنھون نے دو روپے سے زیادہ
دیا انکا نام ایک دیسی اخبار مین برابر چھاپے یا گیا زر وصول
شدہ دس روپیہ فی صدی منافع پر لگایا نصف منافع تعلیم
مین چہارم کتب و رسالجات مفید کے چھاپنے مین اور
چہارم دیگر متفرقات عمدہ کار ہاے مفید عام ہند مین صرف
ہوگا ۔ بعض بہی خواہ ہند نے مختلف عمدہ رائین
نسبت فروغ دینے ملک کے دی ہین

آنریبل محمد آزاد پاشا

آزاد فرخ نہاد کے مضامین دلکش اور نادر نادرہ علمی اور پولیٹیکل
اور سوشل اور ظریفانہ آجکل ہندوستان کے نامی اخبارات
اردو و انگریزی اور لندن کے بڑے بڑے مشہور صحائف
مین شد و مد کے ساتھ درج ہونے لگے ۔ یہانتک کہ انکے
خیالات پاکیزہ اور رای صائب صاحب سکریٹری آف
اسٹیٹ ہند اور وزراے انگلستان نے تسلیم کی اور حضور
گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر انکو امپیریل لیجسلیٹو کونسل
ہندوستان کا ممبر مقرر کیا آزاد پاشا نے لیجس لیٹو کونسل کی ممبری
بڑی مسرت دلی سے منظور کی اور دل مین ٹھان لی کہ کمال حزم و احتیاط
سے مختلف امور پولیٹیکل کی نسبت راے زنی کرینگے اور کسی امر مین
تعصب یا جلب منفعت ذاتی کو دخل نہ دینگے جب آزاد پاشا کی
ممبری کی خبر مشتہر ہوئی تو اخبارات انگریزی داں و دیسی نے اہل ہند
کو مبارکباد دی چنانچہ بعض مشہور مشہور اخبار و نکی راے
کا لب لباب درج ذیل کیا جاتا ہی ۔ ۱۔ گورنمنٹ گزٹ
مطبوعۂ ۱۰ ماہ حال سے منکشف ہوا کہ محمد آزاد پاشا لیجس
لیٹو کونسل ہند کے ممبر مقرر ہوئے ہین یہ صاحب استقلال
نامور اور مشہور و معروف ہین کہ انکے صفات حمیدہ کی
تعریف لکھنا تحصیل حاصل ہے ۔ ہمین یقین واثق ہے کہ
آزاد پاشا اپنی اعلیٰ درجہ کی قابلیت سے اپنے ہموطنونکو کثیر
فائدہ پہونچائینگے اور ملک کی سرسبزی اور بہبودی کا خیال
ہردم مد نظر رکھینگے ۔ ۲۔ عرصۂ دراز سے ہماری دلی
خواہش تھی کہ ہماری ملک کے لایق اور ذی لیاقت بزرگوار
محمد آزاد پاشا جنکو ہند کا فخر و افتخار کہنا مبالغہ سے
معرا ہے صاحب گورنر جنرل قلمرو ہند کی لیجس لیٹو کونسل
کے ممبر مقرر ہون شکر ہے کہ ہماری آرزوی دلی بر آئی

اور گذشتہ پرچہ گزٹ آف انڈیا مین ہمنے بکمال مسرت پڑھا کہ حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے بعید خاطر آزاد پاشا کو ممبر کونسل موصوف مقرر فرمایا ہو۔ اس مین اصلا شک نہین کہ بہت قریب ہی جب ہم سنینگے کہ مسٹر آزاد نے لیجس لیٹو کونسل مین فوائد اہل ہند کے لیے مسودہ پیش کیا۔ ۳۔ یون تو اور وسیع اور آباد جزیرہ نما مین کرورون آدمی بستے ہین اور بفحواے فضلنا بعضکم علےٰ بعض ایک سے ایک بڑھکر ہے لیکن جہانتک قابلیت اور بسالت اور ہمدردی اور حب الوطنی اور آزادی اور رزانت خیالات متعلق ہے یہ دعوی کرکے کہہ سکتے ہین کہ اپر انڈیا مین محمد آزاد پاشا اپنی آپ ہی نظیر ہین ایسے ہی علم دوست اور خوش فکر اور عالی دماغ بزرگوار ہین سو امید ہے کہ یہ ملک دن دونی اور رات چوگنی ترقی کریگا۔ جب سے ہم نے سنا ہے کہ اس نامور ہند جنٹلمین کو گورنمنٹ ہند نے لیجس لیٹو کونسل ہندوستان کی ممبری پر نامزد کیا ہے ہماری روح کو سچی مسرت اور دلی خوشی حاصل ہوئی ہے بیشک اور بلاشبہ آپکی ذات سے ہمکو پوری پوری امید ہے کہ بہت جلد مفید عام مسودہ قانون پیش کیے جائینگے اور چونکہ جناب باری نے آپکو اعلی درجہ کی قابلیت اور دور اندیشی کے زیور سے متحلی کیا ہے ممکن ہے کہ آپکی فکر متین فوائد ملک کے ساتھ وہ کرے جو ابر بہار زراعت کے ساتھ کرتا ہے ہم دلی شوق سے منتظر ہین کہ دیکھین آزاد پاشا کس قسم کی اسپیچین دیتے ہین ہندوستان مین ایسا جنٹلمین کوئی کم ہوگا کہ صاحب السیف والقلم ہو جو تحریر اور تقریر دونون مین عدیم السہیم ہو اور جسکی جادو بیانی سامعین کے دلپر صاف اثر پہونچائے ہم اپنے

کل ہم وطنونکو مبارکباد دیتے ہین کہ مسٹر ممدوح ہماری کونسل واضع آئین و قوانین کے ممبر مقرر ہوئے آج کا مبارک دن ہندوستان کی تاریخ مین یادگار رہنے کے قابل ہے کہ اس ملک کے ایک باکمال اور ذی علم محمد آزاد پاشا کو جنکی قابلیت کا دور دور تک شہرہ ہے صاحب ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند نے مجلس واضع آئین و قوانین ہند مین شامل فرمایا اور ممبری کا اعزاز بخشا۔ حضور معزی الیہ نے اس تقرری سے کل اہل ہند کو مرہون عنایت بے پایان اور رہین منت بیکران فرمایا جو فوائد لاتعد و غیر محدود اس ذکی الطبع اور بلند خیال بزرگ کی تقرری سے حاصل ہونگے انسے ہم اور ہمارے ہموطن بخوبی واقف ہین کون نہین جانتا کہ مسٹر آزاد نے اعلی درجہ کی تعلیم انگریزی اور عربی اور فارسی مین پائی ہے اور سائنس مین مدارج اعلی حاصل کیے ہین بہتنے ان صاحب کے کئی مضمون انجمن کالمونکے ذریعہ سے شایع کیے ہین اور ہم کہہ سکتے ہین کہ جس آسانی سے شستہ زبان انگریزی مین مسٹر آزاد اپنے خیالات ظاہر کرسکتے ہین غالباً ممالک مغربی و شمالی و پنجاب مین کوئی ہندی انکا نقطہ مقابل نہین ہے انکے کئی آرٹیکلونپر اکثر لایق و فایق یوروپین کو دھوکا ہوا تھا کہ کسی لائق انگریز کے لکھے ہوئے ہین اور جب انکو معلوم ہوا کہ ایک ہندوستانی جنٹلمین انکے مصنف ہین تو سخت حیرت ہوئی۔ آزاد پاشا کے خیالات شایستہ اکثر رسالجات لندن مین بھی اشاعت پاتے ہین اور حال مین جو مضمون رسالہ نینٹینتھ سنچوری مین آپنے زراعت ہندوستان کی نسبت درج کیا ہے وہ قابل قدر ہے

اس سے صاف ظاہر ہو کہ آزاد پاشا نے ہند کے مختلف ملکونکی سیر خوب کی ہے اور مزارعین کی حالت پر کامل غور کیا ہو اسکے علاوہ سررشتہ تعلیم کے بارے مین جو آزادانہ رائے ایک رسالہ لندن مین آپنے بکمال فصاحت و بلاغت ظاہر کی تھی وہ آپکی قابلیت پر دال ہو پس ایسے ہندی کا مجلس واضع قوانین مین شریک ہونا فال فرخ ہو اگر ایسی ہی دو ایک لائق اور ذی علم اور واقف کار آدمی شریک لیجس لیٹو کونسل ہون تو ممکن نہین کہ اس ملک کو دو چند زیادہ فائدہ نہ پہونچے ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے کل معاصر اس تقرری سے بدرجہ نہایت محظوظ ہوئے ہین اور جس اخبار یا جس صحیفے کو کھولیے اسمین انکی نسبت یہی درج ہوگا جو ہمنے لکھا ہو۔ کوئی اخبار مبارکباد دیتا ہو کوئی کہتا ہو کہ آزاد پاشا سے ممبری کو اعزاز حاصل ہوا کسیکی رائے ہو کہ اس سے بہتر انتخاب نہین ہو سکتا۔ کوئی انکے علم و فضل کا مداح ہو کوئی انکی قابلیت کا ثناخوان ہو کوئی انکی ہمدردی کی تعریف مین رطب البیان اور کوئی حب الوطنی کی توصیف مین رطب اللسان ہو۔ محمد آزاد پاشا نے لیجسلیٹو کونسل مین ایک مسودہ قانون پیش کیا جسکا منشا یہ تھا کہ ہندوستان کے ان اردو اخبارون کی طرف گورنمنٹ کو توجہ کرنی چاہیے جنکے ذریعہ سے فحش کی اشاعت ہوتی ہو پہلے ایک اردو مین مضمون ذیل درج کیا اور بعد ازان ہندوستان کے تمامی گرامی اخبارات انگریزی مین اس مضمون کی تائید کی مضمون یہ ہو

فحش اخبارون کی اشاعت

خاطر خطیر جامع طبعان خردہ شناس و بذلہ سنجان لطائف اساس پر مخفی و محتجب نہ ہو کہ لغت مین مزاح کے معنی ہین خوش طبعی کرنا اور اصطلاح مین ایراد مقولات لطیفہ و استعمال نقلیات ظریفہ بہ پابندی آداب تہذیب کو کہتے ہین چنانچہ بحث نہایت طیب و انتہای تہذیب مزاح کو مطائبات و مباسطات بھی کہتے ہین اور استعمال اسکا من قسم سجایاے رضیہ و شمائل مرضیہ قرار دیا گیا ہو اور محافل سلاطین عظام و مجالس مقدسہ انبیای کرام علیہم السلام مین جائز رکھا گیا تھا پس اتقیا و آداب تہذیب سے ثابت ہو کہ جو مزاح آداب تہذیب سے سوا اور فوحشات سے خالی ہو وہ مزاح نہین ہے بلکہ بیہودگی و مسخرگی و ہزل ہو اجتناب مزاح از روے احادیث صحیحہ و روایات معتبرہ ثابت و متحقق ہو کہ حضرت رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی اولاد اطہار و ازواج مطہرات و اصحاب کبار کے ساتھ مزاح فرمایا کرتے تھے اور اصحاب رضوان اللہ علیہم بھی آنحضرت صلعم کے ساتھ بے تکلف مطائبہ کیا کرتے تھے اور گرد کدورت و ملال انکے آئینہ خاطر مبارک سے بذریعہ مزاح رفع دفع کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلعم کی مجلس مقدس مین شاعران خوش بیان اور راویان شیرین زبان اشعار آبدار و داستانہاے فرحت افزا عرض کیا کرتے تھے اور آنحضرت متوجہ ہو کر سماعت فرمایا کرتے۔ راوی معتبر عبد اللہ بن حارث سے روایت ہو کہ مین نے کبھی نہین دیکھا کہ کسی شخص نے بیشتر حضرت رسول صلعم سے مزاح کی ہو اور جمیع خلائق سے آنحضرت صلعم متبسم تر اور خوش خو تر تھے دانایان روزگار و واقفان اسرار نے ان جناب کے کلام لطافت انضمام کو بسبب ہونے فقرہ ہای قل و دل کے جواہر الکلم سے تعبیر کیا ہے اور ایک یہ بھی تھی کہ ایک ایک حرف ان جناب کے کلام کا حق ہوتا تھا کذب کو مطلق اسمین دخل نہین ایک روز بعض صحابہ کبار نے عرض کیا کہ یا حضرت اسقدر مزاح اپنے متعلقین اور تابعین کے ساتھ کرنا مناسب منصب نبوت کے نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انی لا اقول الا حقا یعنے بدرستیکہ ہون مگر

سخنِ راست پس اس قول جمیل رسول رب جلیل سے صریحاً عیان ہی کہ جس خوش طبعی مین فحش اور دروغ ہو وہ مزاح نہین ہے دیگر یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ شانہ مزاح کو دوست رکھتا ہے اور مزاح سے مواخذہ نہین کرتا ہے اور نیز فرمایا کہ واے اُس شخص پر جو کلام دروغ کہکر آدمیون کو ہنساتا ہے اور دو مرتبہ فرمایا واے واے۔ اس حدیث سے بھی بوجہ اولی ثبوت ہوا کہ مزاح اُس خوش طبعی پر صادق آئیگا جسمین دروغ و فحش دونون نہون ورنہ اللہ تعالیٰ کا دوست رکھنا معلوم اور یہ جو حدیث نبوی صلعم مین وارد ہوا ہی کہ برادران مومن کے ساتھ مزاح اور مجادلہ نکرو اس سے مراد یہ ہی کہ مزاح مین اسقدر مبالغہ نہ کرو کہ موجب رنجش و مجادلہ کا ہو اور مطالعہ مزاح کو اپنا شیوہ و شعار نہ کرنا چاہیئے اسلیے کہ خندہ بسیار و مزاح بہ تکرار موجب سختی دل و غفلت کا ہو پس جس حالتمین کہ مزاح حد اعتدال سے گذر جاتی ہی تو ضرر پیدا کرتی ہی اور باعث عصیان ہوتی ہی لہذا مزاح بدرجہ اعتدال جائز بلکہ مستحب ہی تاکہ باعث تفریح و انبساط قلوب ہووے و نیز حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی کہ مرد مومن مزاح دوست اور شیرین سخن ہوتا ہی اور منافق ترشرو اور چین بابرو اور شیخ فرید الدین متخلص بہ عطار فرماتے ہین کہ

	جو عیسی باش خندان و شگفتہ کہ خربا شد ترشرو سے دگر فتہ	

لطیفہ فرمودۂ آنحضرت ایکروز ایک عورت آپکی خدمت سراپا سعادت مین حاضر ہوئی اور دست بستہ عرض کیا کہ یا حضرت میری شوہر کو آپ سے کچھ ضرورت ہی اور حاضر بھی بوجہ علالت کے وہ قاصر ہو لہذا وہ اس امر کا طالب ہی کہ آپ اُسکے مکان ہی پر قدم رنجہ فرمائین تو اپنی ضرورت وہ آپکی خدمتین بالمشافہ عرض کرے آنحضرت اُسوقت بشاشر تھے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی شخص ہی جسکی آنکھ مین سفیدی ہی اُسنے کہا واللہ یا حضرت میرے شوہر کی آنکھ مین سفیدی ذرا بھی نہین ہی آنحضرت متبسم ہوے اور اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیون صاحبو اسوقت اس عورت کا خیال کہ میرے خاوند کی کوئی آنکھ ایسی بھی ہوتی ہی جسمین سفیدی نہو اصحاب تو ہنسنے لگے اور وہ عورت اپنی حماقت سے نادم ہوئی۔

دیگر

ایکروز آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ کو بسبب کسی ضرورت کے اُنکے دولت سرا پر تلاش کرایا مگر وہان اُس جناب کو نہ پایا آنحضرت صلعم نے خادمونکو ارشاد فرمایا کہ جا بجا جاؤ اور علی کو تلاش کرکے میرے پاس جلد لاؤ بنابر تعمیل ارشاد چند خادم بے دربے روانہ ہوے اور جا بجا کوچہ بکوچہ جناب علی مرتضیٰ کو تلاش کرتے پھرے مگر کہین پتا اُنجناب کا نپایا آخر الامر ایک خادم کو دریافت ہوا کہ وہ جناب مسجد مین ہین وہ خادم وہان گیا تو دیکھا اُسنے کہ جناب ستر پالا ولیا علی مرتضیٰ صحن مسجد مین بستر خاک پر کروٹ سے استراحت لیے اور ستر آرام فرما رہے ہین کہ ایک رخسار اُن جناب کا آلودہ بخاک ہی یہ خبر اُس خادم نے بجنسہ آنحضرت صلعم کی خدمتمین پہونچائی اُس خبر کے سنتے ہی سرور عالم مستعد ایستادہ ہو گئے اور ہمراہ اُس خادم کے اُس مسجد مین تشریف لیگئے دیکھے صحن مین جناب علی مرتضیٰ فرش خاک پر بلا تکلف آلودۂ خواب تھے آہستہ آہستہ جاکر بالین پر بیٹھ گئے اور سر مبارک اِن جناب کا دست مبارک سے اُٹھاکر اپنے زانوے اقدس پر رکھا اور خاک اُنکے رخسار سے

پاک کرکے دو دفعہ مزاحاً فرمایا قم یا ابا تراب قم یا ابا تراب - اُس روز سے ابوتراب جناب علی مرتضیٰ کا لقب ہوا -

اقوالِ حکماے فلاسفہ نسبت مزاح

حکمانے فرمایا ہو کہ مزاح واردے نافع واسطے دفعہ کلفت قلب کے ہو چنانچہ کسی شاعر حقیقت ماہر کا قول منظوم ہو کہ

سخن خوش بہ نزد مرد حکیم ۔۔۔ بہتر آید ز بخشش زر و سیم

ایک دوسرے حکیم کا قول ہو کہ خوش طبعی دوا ہو واسطے آزار مرض عداوت کے دل دشمنان سے

لطافت سخن از سینہ گرد کین بہبرد ۔۔۔ زبان لطف ز ابرو گرہ خشم چین بہ برد

دیگر

گنجے است کلام خوش کہ گویند ازان ۔۔۔ چندان کہ کرم نمود روشن شد

چونکہ سلاطین عالی تبار و سرداران ذی اقتدار کے مطمح نظر ہمیشہ یہ امر رہتا ہو کہ امورات دینی و دنیوی ہمیشہ اُنکے ہاتھ سے بروجہ احسن و حسن انتظام و انتساق کی انجام ہوئین اور طبیعت مین کلفت اور کدورت کو دخل مطلق نہو لہذا حکماے دانش پژوہ اور قدماے اُس گروہ نے اوقات شبانروزی بنظر انصرام مہمات و اصلاح طبیعت و انبساط مطلوب اس نہج پر کی ہو کہ ایک وقت خاص بر طاعت و عبادت آلٰہی مین صرف ہونا چاہیے اور وہ وقت صبح صادق کا ہو اسلیے کہ بعد راحت و استراحت چند ساعت وقت شب حواس ظاہری و باطنی انسان کے وقت صبح آلایش و اضطرار و کثافت و انتشار سے پاک اور مبرا ہوتے ہین اور توجہ خاطر الی اللّٰہ الاکبر اقوی یا یہ کہنا چاہیے کہ نفس انسانی اسوقت مشاغل سے فارغ ہوتا ہے اور روح اور دل علائق سے خالی

چنانچہ ناقلان سعادت آثار و راویان صداقت شعار نے لکھا ہے کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام نے جبرئیل امین مقرب رب العالمین سے پوچھا کہ عبادت خداے یکتا اور یگانہ کے واسطے کونسا وقت موزون و مناسب و فاضل تر ہے حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ زیادہ علم تو اس بارے مین مجھے حاصل نہین مگر اسقدر معلوم ہو کہ بہنگام سحر عرش اعظم آلٰہی مین کیفیت وجد اور اہتزاز کی پیدا ہوتی ہو اور زمرۂ روحانیات مین شورش و ولولہ پایا جاتا ہو در ہاے فیض و فتوح اسوقت کشادہ ہو جاتے ہین اور عاشقان درگاہ شاہد حقیقی کی زبان پر اسوقت خاص نالہ و آہ ہوتا ہو اور عابدونکی زبان پر کلمۂ استغفار کسی عارف باللہ کا کلام منظوم مطابق مضمون ہے -

چشم صاحب دولتان بیدار باشد صبحدم ۔۔۔ عاشقان را نالہ ہاے زار باشد صبحدم

پردہ بردار و سعادت ہر سحر از رخ و لے ۔۔۔ آن تواند دید کو بیدار باشد صبحدم

کتب معتبرہ مین سبب مشک نافہ پیدا ہونے کا اسطرح مرقوم ہے کہ آہوان بیابان چین مدت چالیس روز تک گیاہ ناپاک کھانے سے مجتنب رہتے ہین قدرتی خاشاک پاک کھا کھا کر بسر کرتے ہین بعد گزر جانے چالیسوین شب کے اکتالیسوین شب کی صبح کو مشرق کی طرف منہ کرکے منتظر رہتے ہین جسوقت کہ صبح صادق ہونے لگتی ہے اور باد نسیم سحری چلنا شروع ہوتی ہے اسوقت آہو منہ کھولکر اس نسیم عطر بار فرحت و برکت آثار کو منہ سے پینا شروع کرتے ہین وہ ہواے مبارک دم شکم مین

انکے قدرت خداے عزوجل سے ادھر انکے حلق سے اُترتی جاتی ہو اُدھر خون انکے جسم کا ناف مین جمع ہو کر منجمد ہوتا جاتا ہو حتی کہ ایک قلیل ہی عرصے مین خون انکا مقام ناف مین منجمد ہو کے خاصیت و برکت باد سحری سے مشک ہو جاتا ہو جسکی شہرت تمام ربع مسکون مین ہو اور قدر و قیمت اُسکی معروف و مشہور خواجہ عطار اپنی مثنوی مین فرماتے ہین۔ ؎

ازان دم مشک آید پدیدار
چو خونے مشک گردد از دم پاک
بلے چون نور حق در جان درآید

وزان دم گردش خلقے خریدار
بود ممکن کہ روحانی شود خاک
لنت خاکی برنگ جان آید

اگر تو کیمیا سازی چنین ساز
ولے این کیمیا در راہ دین باز

اور کچھ اوقات مذاکرہ علوم و کسب و فضائل مین صرف ہونا چاہیے اسلیے کہ تحصیل علوم و کسب فضائل واسطے تکمیل خلقت انسانی کے لازم ہے حکمانے انسان بے علم کو مردہ بے جان کہا ہے دیگر فوائد تحصیل علوم کے بعد ہا کتابون مین مفصل تحریر ہین اگر واقفیت مد نظر ہو فلیرجع الیہ۔ دیگر بعض اوقات معاملات دنیاوی مین بسر کرنا مناسب ہو مثل سیاست بدن و سیاست منزل وغیرہ کہ یہ بھی ضروریات سے ہے۔

دیگر کسی قدر وقت سیر و شکار و گلگشت گلزار مین صرف کرنا حکما کی رائے مین عین مصلحت ہے کہ یہ بھی باعث دفعیۂ رنج و آلام کا صفوہ خاطر سے ہوتا ہے۔ بعد ازان کسی قدر سماع سرود و تقریب و صحبت معشوقان و غارت کنان صبر و شکیب مین مشغول رہنا نیز چشم و گوش کو متلذذ کرتا ہے اور تفریح بخش خاطر ہوتا ہے پس ازان چند ساعت ہمدمان بے رنج و ندیمان بذلہ سنج سے اختلاط رکھنا انسب ہے اسلیے کہ واسطے ازالۂ مرض کلفت کے کلام خوش بہتر از ہزار دوائی ہے چنانچہ کلام حقیقت انضمام شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی مؤید مضمون ہذا ہے۔ ؎

نظر کردم بچشم عقل و تدبیر
نگویم لب بہ بند و دیدہ بر دوز
زمانے بحث علم و درس تنزیل
زمانے شعر و شطرنج و لطائف

ندیدم بہ ز خاموشی خصالی
ولیکن ہر مقالے را مقالی
کہ باشد نفس انسان را کمالی
کہ خاطر را بود دفع ملالی

خدا یست آنکہ ذات بے زوالش
نگردد ہرگز از حالے بحالے

اس تمہید کے بعد آزاد نے ان اخبارونکے نام لکھے اور اکثر فحش فقرے بھی نقل کی۔

جب بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہندوستان کے کل حکام بالا دست کی نظر انور سے انکے مضامین نسبت اشارات فحش گزرے اور سب کو توجہ ہوئی کہ انسداد فحش مین ساعی ہون تو لیجس لیٹو کونسل مین یہ مسودۂ قانون پیش کیا

مسودۂ قانون

کچھ عرصے سے اس ملک مین پنچ کے نام سے چند اخبار جاری ہوئے ہین جنکے ذریعے سے ہندوستانیون کے اخلاق مین فتور پڑنے کا احتمال ہے چونکہ آجکل اکثر اخبارون مین یہ بحث پیش ہو لہذا ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ ہم بھی آنریبل جنٹلمینو نکو اسکی طرف مخاطب کرین ان حضرات کی بیہودہ تحریرون سے ہندوستان کو انتہا سے زیادہ

نقصان پہونچتا ہے یہ مسخرے گالیان بکنے اور رئیسون کو برا بھلا کہنے اور کلمات فحش و ناملائم کو اپنا جوہر سمجھتے ہین تمسخر انکی کائنات ہی ہے ایک دوست کا یہ قول ہے ہمین از بس پسند آیا ہندوستان کے ثقات متین اور مہذب بزرگوار ان مسخرون کے نام سے نفرت کرتے ہین اور خوب سمجھتے ہین کہ جو تہذیب اشاعت علوم عربیہ اور خیالات مغربی کے ذریعہ سے ہمارے ہموطن حاصل کرتے ہین اس کو ان مسخرون کے شہدپن سے کمال ضرر پہونچے گا پس لازم آیا کہ رعایا اور گورنمنٹ دونون انکی تحریر کے مضار بیشمار کو میزان خرد مین تولین اور دیکھین کہ انکے مضامین بیہودہ سے اخلاق پر کتنا اثر پڑتا ہے اور انکی فحش تحریرات سے کس درجہ بدتہذیبی پھیلتی ہے ان مسخرون کا یہ شیوہ ہے کہ جس کسی کو اپنے سے افضل اور اشرف پایا اُسکی ہجو کرنے لگے اسکو برا بھلا کہا اور اپنی بیہودہ تحریر کے ذریعہ سے اُسکا خاکہ اُڑایا ۔ گالیان دنیا کوسنا سخت الفاظ لکھنا بدتہذیبی کی باتین درج کرنا ان کے بائین ہاتھ کا کرتب ہے ان مسخرونکی روٹیان اسی مسخرےپن سے چلتی ہین حاصل کلام یہی ہے کہ تمسخر اور فحش بکنے کو ان شریر النفس آدمیون نے اپنا پیشہ مقرر کر لیا ہے ع
مٹی تو کما کھاے کسیطرح مچھندر ۔ اسکے سوا عمر بھر کوئی اور کام ہی نہ کیا ۔

ان مسخرونکی فحش تحریرون نے بہت خراب اثر پہونچایا ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ گورنمنٹ ایسے بے تکے آدمیون اور مسخرون اور فحش بکنے والونکی خبر لے ورنہ اور بھی خراب اثر ہوگا ان مسخرونکو بجز اسکے اور کوئی کام ہی نہین کہ بھونڈی باتونکو خاص مذاق سمجھین اور مہینے مین تین چار امیرون اور رئیسون اور مہذب اور متین آدمیونکو بے نقط سنائین ہمیشہ ثقات کے پردہ گوش نازک انکے الفاظ فحش سے صدمہ پہونچتا ہے وہ ایسی پُر حرف تحریرونکا پڑھنا داخل گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور ان مسخرونکو نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور انکے نام پر لاحول پڑھتے ہین ہان ممکن ہے کہ بعض شہدے یا لُچے یا وہ لوگ جو تہذیب اور متانت سے محض ناواقف ہین ایسی تحریرونکو پڑھکر خوش ہون لیکن متین بزرگوار تو ہمیشہ ان مسخرون سے دور رہینگے اور سمجھ جائینگے کہ جن مسخرونکی تحریر سے بدتہذیبی کی بو آئے اور جو شرفا کی نسبت کلمات ناملائم تحریر کرین وہ ہرگز اس قابل نہین کہ انکی تحریر پر کوئی شریف زادہ نظر ڈالے ۔

ہم دعویٰ کر کے کہتے ہین اور انشاء اللہ اپنے دعوی کو ثابت کر دینگے کہ ہندوستان کے کالجون اور مدارس اور مکاتب سے جسقدر فائدہ اہل ہند کو ہوتا ہے اُس سے زیادہ نقصان ان مسخرونکی قابل نفرت تحریرونسے پہونچیگا اور اسی سبب سے ہماری یہ رائے ہے کہ گورنمنٹ انکی آنکھین کھولدے اور انکو ایسا سبق دے کہ عمر بھر نہ بھولین اہل ہند پر یہ فرض ہے کہ ایسے مسخرونکی سرپرستی اور حمایت سے کنارہ کش ہون سرپرستی اُسکی کرنی چاہیے جو اس لایق ہے اور جس شخص کی نسبت یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اسکو سواے گالیان دینے اور فحش بکنے اور شریفونکے دھمکانے کے اور کوئی کام نہین ہے اُس سے قوم کو انتہا سے زیادہ نفرت کرنی چاہیے اگر ایسا نہوا تو ان مسخرونکی نفرت انگیز تحریرین ستم ڈھائینگی اور ملک پر انکی بیہودگی کا اثر بہت خراب ہوگا ان مسخرون نے اپنے پیٹ پالنے کا آسان طریقہ نکالا ہے کہ شریفون کو گالیان دینا شروع کیا اگر انکے کل مضامین پر نظر ڈالی جائے تو صاف ظاہر ہو کہ ایک حصے سے

زیادہ مضمون قابل لحاظ و غور گورنمنٹ ہی نہین سوا ہی فحش باتون اور گالیون کے اور کچھ بھی نہین وجہ یہ کہ یہ مسخرے کچھ پڑھے لکھے تو ہین نہین کہ اونکی تحریر سے لیاقت یا علمیت کا ثبوت ہو اور پیٹ کسی نہ کسی طرح پالا ہی چاہین اب لکھین تو کیا لکھین سب سے آسان طریقہ یہ نکالا کہ گالیان بکنے لگے ہین اور مہذب لوگ اور ثقات مقدس اور تربیت یافتہ صاف مذاق نہ پڑھین نہ سنین شہدے اور لچے تو تعریف کرینگے پھر ظاہر ہے کہ انکا کام گو وہی پسند کرینگے اور وہی داد دینگے انکو اس سے کچھ بحث نہین کہ شائستہ آدمیونکی ہماری نسبت کیا رای ہے وہ خوب جانتے ہین کہ ثقات مہذب انکو کبھی اچھا نہ کہینگے لہذا وہ اسی بات پر خوش ہوتے ہین کہ انکے فن کے لوگ انھین اچھا کہین اور انھین کی بدولت ان کی روٹیان چلتی ہین یا ان لوگون کے طفیل مین جو ع

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ

پر عمل کرتے ہین۔

ناظرین باتمکین خوب سمجھتے ہین کہ تحریر چاہے جس قسم کی ہو اپنا اثر ضرور دکھائیگی اخبار کا خاص منشا یہ ہے کہ عمدہ عمدہ مضامین سے ناظرین کو خوش کرے اور اسکے ذریعہ سے ملک فائدہ اٹھائے اور جبکہ اخبار خاص اسی منشا سے جاری کیا گیا کہ فی صدی نوے مضمونون مین گالیان ہون اور بھٹیارخانے کی اصطلاحونکو ترقی دیجائے اور اشارہ اور کنایہ مین وہ وہ بیہودہ الفاظ لکھے جائین جنسے شرفا کو نفرت ہے تو فرمائیے ایسے اخبار کا اثر کیسا ہوگا جس طرح کتب اخلاق سے فوائد بیشمار لوگون نے حاصل کیے نیک و بد مین تمیز کرنے کے آداب و آواب سیکھا۔ نفس امارہ پر نفس مطمئنہ غالب آیا بدی خیرباد کہکر سدھاری خیالات مین موٹے بای زرین ہوئی اسیطرح فحش مضامین سے یہ اثر ناظرین کے دلون پر ضرور رہیگا کہ انکا مذاق بھی بھونڈا ہو جائے اور وہ بھی اسی ڈہرے پر چلنے لگین اور سالک یا وہ گوئی کے عادی ہون جس مضمون مین دلیل اور حجت اور برہان سے واسطہ ہی نہ رکھا جائے اور جسکے ایک ایک لفظ سے رذالت کی بو آئے اسکا نتیجہ بہ ظاہر ہے ظریف وہ جو تہذیب اور متانت کے ساتھ مزاح کا برتاؤ کرے جسکی تحریر اور تقریر سے سنجیدہ مذاق ترشح ہو جس سے عمدہ عمدہ نتائج نکلین اور جو دودھ کھائے بیٹھا ہو کہ ہم سوا فحش کلمات اور خیالات کے کوئی کلمہ زبان قلم پر نہ لائینگے اسکو کوئی ذی عزت ظریف نہ کہیگا بلکہ یہ سمجھیگا کہ بیر بجارا کے چھٹے ہوے شہدون مین سے یہ بھی ہین شہدے اچھے اچھے رئیسونکو گالیان دیتے ہین مگر ان شہدونکی تحریرونسے جو اثر بد پڑتا ہے وہ ان شہدونکے شہدے پن سے بھی بڑھ چڑھکر ہے متین اور مہذب اخبار نویس اس قسم کے فحش بکنے والونکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور وہ نہین چاہتے ہین کہ انکی بھونڈی روش کی تقلید کرین بلکہ انکے خیالات فاسد اور مضامین نفرت انگیز سے منزلون دور رہتے ہین اور خدا سے دعا مانگتے ہین کہ ہمارے ہموطن اس بلا سے جلد نجات پائین تاکہ اخلاق کی درستی و شائستگی و تہذیب کی اشاعت ہو۔ انھین سے معلوم ہے کہ تیرھوین صدی کے جعفر زٹلی اپنے ملک کے دشمن ہین اور اپنی مفسدہ آمیز اور مزخرف تحریرون کا اہل وطن کو بھونڈا مذاق سکھاتے ہین جو انکے حق مین زہر کی

خاصیت رکھتا ہی اور نکی سرپرستی کرنا فحش کو ترقی دینا ہے اور فحش کو ترقی دینا ملک کے حق مین کانٹے بونا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی نیک نفس خیر خواہ وطن یہ نہ چاہیگا کہ وہ اپنے پیارے ہموطنون کو خراب حالتمین دیکھے پس ثابت ہو گیا کہ تیرھوین صدی کی جعفر زٹلی اپنے وطن کے عدو ہین اور انکے افعال سے نفرت کرنا اہل ہند کے فرائض مین سے ہے۔

ہم پوچھتے ہین آخر انکی تحریر نے ملک کو کونسا فائدہ پہونچایا یا کس قسم کا فائدہ پہونچ سکتا ہی یا کسی طرح کی منفعت ہونے کی امید ہوسکتی ہے لاحول ولاقوۃ۔

ہاتھیون سے گنّے کھانا رئیس زادون اور شریفون کو گالیان سنانا۔ خاک اڑانا۔ ہجو کرنا اور با اینہمہ خیر خواہی ملک کا دم بھرنا۔ ع۔

این خیال است و محال است وجنون

مگر الحمد للہ کہ ان جعفر زٹلیونکی قلعی کھلگئی کاغذ کی ناؤ چلائے نہ چل سکی اب اکثر بزرگوارون پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ان حضرات کا منشاء ترقی ملکی نہین بلکہ صرف یہ مقصد ہی کہ اورونکو گالیان دین دنیا بھر مین فحش پھیلائین اور اترائین

ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین

مگر شکر ہو کہ اب انھون نے اپنے حسد اور بغض اور مضامین فحش آگین سے خود ہی ثابت کردیا کہ وہ اس لائق نہین کہ مہذب آدمی انکو منہ لگائین اس سبب سے اب روز بروز انکی کساد بازاری ہوتی جاتی ہی اب وہ فقط لکیر پیٹتے ہین وہ لاکھ اپنی ڈھائی چاول کی کھچڑی الگ پکائین مہذب آدمی اور عزیز تربیت یافتہ بزرگوارونکی طبقی مین انکی دال نہ گلیگی کیا مجال مرد دانا انکی جال مین نہ پھنسینگے انکی کوشش بالکل بیکار جائیگی اتنے ہی دنون مین اثر ظاہر ہو گیا کہ انکی بھونڈی روش سے اصحاب بالغ خرد کی طبیعت نفور ہی اور کچھ دن مین وہ اپنی لغو تحریرون پر خود کف افسوس ملینگے جب وہ دیکھینگے ساری خدائی انکے نام پر لاحول پڑھتی ہی۔

ہماری مہذب گورنمنٹ انکی طرف ضرور متوجہ ہو گی اور ان سے بازپرس ہو گی وہ وقت اب دور نہین ہی جب گورنمنٹ کے اراکین باتوقیر انکی فحش تحریرات کو غور اور تعمق سے پڑھکر نتیجہ نکالینگے کہ اگرچند ہی وہ اپنی کوشش مین جو ضرر رسان ہے کامیاب ہوی تو بد اخلاقی ہندوستان مین ہاتھ پاؤن نکالیگی۔ ممکن نہین کہ اس امر مین پہلو تہی ہو۔ قانون آزادی اخبار اچھا ہو یا برا لیکن ہمارے علم و یقین مین ایسے قانون کی اشد ضرورت ہی جسکی روسے فحش کی گرم بازاری سرد ہو جاے اور جو بد تہذیبی کا ڈھنگ تیرھوین صدی کے جعفر زٹلیون نے ایجاد کیا ہی اسکا ڈربا پھونکدیا جائے۔

اگر ذرا بھی غور کیا جاے تو ہماری رای قابل تسلیم قرار پانے۔ مہذب ملکون مین اخبارات کی اشاعت اس غرض سے ہوتی ہی کہ انکے ذریعے سے خیالات رعایا گورنمنٹ پر ظاہر ہون اور گورنمنٹ کے مقاصد کی رعایا اطلاع پائے مختلف امور پولیٹکل و سوشیل پر بحث ہو علما اور فضلا اور کملا اس بحث مین شریک ہون اور ہر پہلو سے امور ملکی و اخلاقی کے حسن و قبح کو اپنے اپنے خیالات کے مطابق ثابت کرین تہذیب کو ترقی دین شائستگی کے نور سے ناظرین کی دلون کو منور کرین۔ رسوم بد کو آڑے ہاتھون لین نہ یہ کہ اسکے برعکس فحش حسد اور بغض کی سبب سے آج اسکو بنائین کل اسکا خاکہ اڑائین اور

اس قسم کے کلمات نا ملائم سے مضمون کو مملو کرین جنکے پڑھنے اور سننے سے بجز نقصان ذرا بھی فائدہ متصور نہو جاری رکھے مین نہین آتا کہ ایسے اخبارون کی روک گورنمنٹ کیون نہ کریگی جو خاص نشا اخبار ہی وہ انکے ذریعے سے حاصل ہونا محال ہی بلکہ اسکے بخلاف بدتہذیبی کو دن دونی رات چوگنی ترقی دیتے ہین لہذا افسوس کا مقام ہی کہ ایسی مہذب گورنمنٹ کی عملداری مین جعفر زٹلی اس درجہ دائرہ اعتدال سے قدم بڑھانے پائین اور سرزنش سے محفوظ رہین ۔

ہم دعوی کرکے کہتے ہین کہ کوئی مہذب گورنمنٹ اس قسم کی تحریرون کی اشاعت کو پسند نہ کریگی اور نہ جائز رکھیگی یہ وہ تحریرین ہین کہ جو تہذیب کی جان کے ساتھ موت کا کام کرتی ہین اشاعت تعلیم سے گورنمنٹ کو یہی مقصود ہی کہ رعایا مہذب ہو اور نور علوم غربیہ سے اہل ہند کے ظلمت کدہ دل منور ہو جائین مگر افسوس صد افسوس کہ یہ غیر مہذب حضرات اپنی کوشش اور فاسد خیالات سے مہذبون کو غیر مہذب اور شایستہ آدمیون کو بدکردار کرنے مین سعی موفور کر رہے ہین پس لازم ہی کہ انسے مواخذہ کیا جائے ہمین اس امر خاص مین ابھی بہت کچھ لکھنا ہی اور اگر فرصت ملی تو ہم اپنے دعوی کو جلد ثابت کر دینگے کہ تیرھوین صدی کے جعفر زٹلی اپنے ملک کے تباہ اور غیر مہذب کرنے مین حتی الوسع کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھتے ۔ انگلستان کے ایک مشہور میگزین مین لکھا ہی کہ چہارکن سلطنت بعض نا ہنجار اور نالایق آدمیونکے سبب سے بدنام ہو جاتا ہی یہ وہ شریر النفس خبیث ہین جن سے ملک اور قوم کو کسی قسم کا فائدہ پہونچنے کی امید نہین جنکی گھٹی مین مسخرہ پن لچا پن پڑا تھا جنکے حرکات سکنات قول فعل تحریر تقریر سب سے مترشح ہی کہ وہ شریف نہین جسکی خوبو ذالت پر بوظاہر ہے جو شہدون اور کمینون مسخرون کی طرح شرفا کو گالیان دیکر خوش ہوتے ہین دہک میگزین کی اس رائے زرین سے ہمین اتفاق ہے اور کوئی ذی خرد جو طبع سلیم سے بہرہ کافی رکھتا ہو اس سے اختلاف رائے نہ ظاہر کریگا ۔

واضح ہو کہ چہارکن سلطنت اخبارونسے مراد ہی اول رکن سلطنت ملکہ معظمہ یا شہنشاہ یا بادشاہ جو کوئی صاحب تاج و تخت ہو دوسرا رکن سلطنت ہوس آف لارڈز تیسرا رکن سلطنت ہوس آف کامنز چوتھا رکن سلطنت اخبار ہی پس ضروری امر ہی کہ اخبار کا انتظام ایسے لایق فایق آدمیون کے سپرد ہو جو متین اور مہذب اور تربیت یافتہ ہین یہ نہین کہ ہر فرد بشر ایک کل چھر کے برتنے پر شریف زادونکو برا بھلا کہنے لگا کل چھر پاتے ہی عقل پر پتھر پڑ گئے اور جس کسی کو دولت مین ثروت مین عظمت مین لیاقت مین اپنی سے اشرف و افضل پایا اسکو بے نقط سنا دین اس بیباکی ہی کا انجام بہت برا ہوتا ہی یون تو اس سے زیادہ آسان اور کوئی بات نہین کہ جسکو انسان اپنے سے بہتر دیکھے اسکو گالیان دینے لگے لیکن پیچھے سے ان مسخرون کو اسکا خمیازہ کھینچنا پڑیگا اور قوم انکے نام سے انتہا نفرت کریگی کہ انکی کشکول گدائی مین صبح سے شام تک ایک جھنجھی کوڑی بھی نظر نہ آویگی اور مسخرہ پن سب دم کے دم مین نکل جائیگا جو شخص درجہ اعتدال سے تجاوز کرتی ہی اسکا انجام بخیر نہین نظر آتا ان شریر النفس مسخرونکی شرارت اور انکا کمینہ پن دائرہ اعتدال سے تجاوز کر گیا ہی لیکن ان عقل کے اندھونکی آنکھین تو ہین ہی نہین کہ انجام بینی کر سکین خدا نے چاہا تو بہت جلد ابنی نا ہنجارونکا خمیازہ

اٹھائین کہ تمام عمر روئین ۔
جب کبھی کسی مہذب اور متین اڈیٹر کو جو فن وقائع نگاری کے اصول سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہی ان ناہنجار مدعیان خرد دمن فش مسخرونسے بالا پڑتا ہی تو اسکی عجیب حالت ہوتی ہی اگر وہ بھی ان مسخرونکی طرح گالیان بکے اور انکو برا بھلا کہی تو وقائع نگار اور اہل الرای اور ناظرین اخبار اپنے اپنے دل مین کہنے لگین کہ لیجیے یہ بھی فحش بکنے لگے ۔
اور اگر خاموش رہین تو نا بکے وہ خوب واقف ہین کہ رمز کنایہ مین یا کھلم کھلا گالیان بکنا پاجیون اور شہدون کا کام ہے اگر وہ بھی گالیان بکین تو اہل آبرو انکی اس حرکت پر خوش نہونگے اس اصول معقول پر نظر ڈالکر وہ لوگ حتی الوسع خاموش ہو رہتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ لیجیے ہمارے مقابل ہین خاموش رہی اتنا نہین سمجھتے کہ انسے بحث کرنا اور انکو مخاطب کرنا اور انسے جھگڑنا شرفا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے ہین ان مدعیان تہذیب کا ٹھیک بنانا کون مشکل بات ہی اب کچھ دن سے بدتہذیب بہت سر چڑھے ہین جسکا انجام یہی ہوتا ہے کہ یہ بھیک کا ٹھیکرا بھی ان کے ہاتھ سے جائیگا ۔
ان دونون فطرت حضرات کا سرمایۂ ناز اور انکی ساری کائنات بس یہی مسخرہ پن ہی پیشہ بھی مسخرہ پن ہی کنیت انکی بھی مسخرہ پن ہے نام اس مسخرگی کی بدولت پیدا کیا ہی روٹیان اسی مسخرے پن کے طفیل مین چلتی ہین علمی بحث پولیٹکل معاملات سوشیل امور سے انکو کوئی واسطہ نہین ہمنے کبھی نہین دیکھا کہ کوئی عمدہ بات جس سے ملک کا عامہ متصور ہو انکی قلم سے نکلی ہو جب لکھی تو اپنی شرافت کے ہی مطابق فحش بککر زخرف مضامین لکھی اور اتو وہ سوچ لیں نہ کہ

روٹی تو کما کھائے کسی طرح یہ مچھندر

پڑھو لکھو خاک نہین بیٹر بازونکی اصطلاحین لوک زبان ہین بس وہی لکھا جاتا ہین تمام عمر کبھی نوکری نہ ملی جب جوتیان چٹخانے لگے تو یہ سوجھی کہ آؤ بھئی مسخرے پن کی دکان کھولین اور فحش بکین لوگ کچھ نہ کچھ دے ہی نکلین گے ۔
کوئی مضمون پڑھیے ممکن نہین کہ فحش سے مبرا ہو تو وجہ کیا عمر بیر تو لڑا یا بٹیر پا شہدون لچون کی صحبت مین رہی انکو مادہ کہان اور معلوم کیا کہ مضمون نویسی کسے کہتے ہین انکے نزدیک تو اس سے بڑھکر کوئی مزاح نہین جو حالاسے اکبر اور بیربل کی طرف منسوب کیا ہی کہ بیربل نے یون کہا اور اکبر نے اسکا جواب دیا ۔ صاف مذاق ہون تو سمجھین کہ مزاح ہی کیا شے ہے ماشاء اللہ ان خدا کے مسخرے مدعیان تہذیب و خرد اور اپنے کو وقائع نگار سمجھین جو آزادی گورنمنٹ نے اخبار کو عطا کی ہی اسکے یہ مسخرے جانی دشمن ہین اور جو ماحصل اشاعت اخبارات کا ہے اسکے برعکس ان مسخرونکے شہدے پن کی تحریر سے نتیجہ نکلتا ہے ۔
ان مسخرون کی تحریر کو شاید مسخرے ہی پسند کرتے ہین ورنہ کوئی ثقہ اور دور اندیش اور بالغ خرد آدمی انکے مضامین سنکر بجز لاحول کے اور کچھ نہ کہیگا ۔ تیرھوین صدی مین ان جعفر زٹلیونکا خروج تاریخی بات قابل یادگار ہی اور جب کبھی وقائع نگارونکو اس صدی کی مسخرون اور جعفر زٹلیونکے حالات لکھنی کی ضرورت ہوگی تو ان مسخرونکی تحریر سے انکو کافی مدد ملیگی لیکن وہ وقت اب بہت قریب ہے کہ ان بدتہذیب مسخرونکی تحریرونکی نسبت کوئی حکم منجانب گورنمنٹ شرف نفاذ پائے اور ان حشرات الارض کی قرار واقعی سزا ہو جائے

حاشا ہم صرف اسوجہ سے نہین لکھتے ہین کہ ہمارے نزدیک ایسا ہونا چاہیئے بلکہ ہمین یقین واثق ہے کہ ایسا ضرور ہوگا اور بالضرور ہوگا ورنہ انتہا کی بدتہذیبی ان سفلون کے ذریعہ سے ملک ہندوستان مین پھیلے گی جسطرح شہدونکا طبقہ شاہی مین رئیسون اور امیرون اور عمائد کو چن چن کر گالیان دیتا تھا اور وہ صرف اسوجہ سے خاموش رہتے تھے کہ ان کمینے شہدونکے منہ کون لگے اسی طرح تیرھوین صدی کے جعفر زٹلی بھی روسا و نامداران و امرا و عمائد کو برا بھلا کہتے ہین یہ نئی گروہت کے شہدے اپنے اسلاف پرانے شہدونکی طرح خوب جانتے ہین کہ روسا انکے منہ نہ لگینگے انسے مخاطب ہونا اپنی شان کے خلاف سمجھینگے انکو برا کہنا ایسا متصور کرینگے جیسا کہ چھوٹے آدمی اور بازاری شہدے کو برا کہنا - لہذا وہ اور بھی بڑھتے ہین کہ ہم ایسے مین اور اس غرور اور حماقت اور نخوت سے انکی [illegible] رفتہ رفتہ واقعی تنبیہ ہوجاتی ہے انکی ناہنجار زبان انکو خود ذلیل اور خوار کردیتی ہین -

مگر شکر کا مقام ہے کہ ان نابکار مسخرون سے اب قوم نفرت کرنے لگی اور لوگ خوب سمجھ گئے کہ یہ انکا کاسہ گدائی ہے جسکے ذریعہ سے وہ صرف اپنا پیٹ پالنا چاہتے ہین انکا منشا بس یہی ہے کہ مسخراپن کرکے امیرونکا منہ چڑھاوین فائدہ ملکی در کنار انکی ذریعہ مضار بیشمار ہوسکتے ہین لہذا انکو حقارت کی نظر سے دیکھنا لازم ہے - اگلے وقتون کے لوگ جب کبھی تیرھوین صدی کی جعفر زٹلیونکی تحریرات فحش اور مضامین خلاف تہذیب پڑھتے ہین تو انکو نکتہ چینی کا خوب موقع ملتا ہے وہ پوچھتے ہین کہ نئی روشنی کے اخبارونکی اشاعت کیا اسی غرض سے ہوئی ہے کہ اسقدر بدتہذیبی ملک مین پھیلے - ایسی شائستہ گورنمنٹ کی عہد مین ایسے بدتہذیب لوگونکی گوشمالی کو تمغای شرافت سمجھین ضرور تنبیہ ہونی چاہیے ورنہ انکی مزخرفات تحریرات کا بڑا خراب اثر ہوگا اوائل مین انگلستان کے اخبارونکی بھی یہی کیفیت تھی - سترھوین صدی کے اخبارات اور حال کے اخبارات انگلستان مین زمین و آسمان کا فرق ہے اس زمانہ مین وہ اخبار بھی تیرھوین صدی کی جعفر زٹلیونکی طرح گالیان بکتے تھے - واہیات تصویرین اسمین چھپتی تھین اور روسا اور امرا کی ہجو کرنے کو ذریعہ افتخار تصور کرتے تھے تیرھوین صدی کے جعفر زٹلیون نے یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ جب عمدہ عمدہ اور چیدہ چیدہ مضامین لکھنے کی اپنے مین لیاقت نہ دیکھی تو اخبار کو لوگونکی ہجو اور فحش الافاحش سے بھرنا شروع کیا لیکن اس شائستہ گورنمنٹ کی عملداری مین بہت جلد ایسے بدوضع اور ناہنجار اخبار نویسونکی خدمت مناسب کردیجائیگی ان جعفر زٹلیون نے یہ شیوہ اختیار کرلیا ہے کہ جس رئیس کو باعزاز اور باوقار دیکھا اسکی نسبت کہنا شروع کیا کہ ہمارے حاسد ہین اب ذی خرد لوگ سوچتے ہین کہ ان میان کی پلو تو ٹکا بھی نہین انکی حیثیت ہی کیا ہے کہ روسا اور امرا انکے حاسد ہون یہ کس چیز مین افضل اور اشرف ہین کہ اپنے کو محسود قرار دیتے ہین ناظرین قہقہے اوڑاتے ہین کہ اللہ اللہ آپ بھی اتنے ہوے کہ روسا آپکے حاسد ہوے شان خدا ان مدعیان عقل کو شیطان نے یہ پٹی پڑھادی ہے کہ مشہور و معروف بزرگوارونکو اپنا حاسد کہو تو تمہاری وقعت بڑھ آبرو کے جھنڈے گڑجائین - اس زعم مین انہون نے قلم اٹھایا ہے صفحے کے صفحے دھڑ لکھدیے کہ ہمارے حاسد ہین - ہمارے حاسد ہین - مگر عاقلان [illegible] نقل ہے کہ ایک بزاز نے جو کار دھوتر لیکر دن بھر صبح سے شام تک ادھر ادھر پھیری دیتا تھا ایک عالیشان کوٹھی

لب سڑک دیکھی۔ پوچھا اس کوٹھی مین کیا بکتا ہی۔ لوگون نے کہا کپڑے کی تجارت ہوتی ہی۔ گٹھری پھینک کر تاجر کو گالیان دینے لگا دو چار راہرو اسکو سمجھانے لگے کہ بھئی تم خواہ مخواہ کسی کو گالیان کیون دیتے ہو۔ گاڑھی دھوتر والے نے کہا واہ آپکو کچھ معلوم بھی ہی اس سوداگر کو ہم سے حسد ہی سامعین نے قہقہہ لگایا اور کہا ای تیری قدرت آپ اور اس عظیم الشان تاجر نامدار کے محسود ہین دو تھان کاندھے پر رکھے صبح سے شام تک زمین کے گز ہی جب کہین چھ ٹکے پیسے ہاتھ آئے اور زعم یہ کہ اس عالیشان کوٹھی کا مالک حضرت کا حاسد ہی ع

برین عقل و دانش بباید گریست

ہم کئی بار لکھ چکے ہین اور پھر لکھتے ہین کہ ایسے بھونڈے مذاق کا انجام بہت برا ہوتا ہے مگر ہان اسمین شک نہین کہ تحریر کے ذریعہ سے انسان جواب اسی کو دیتا ہے جسکو مخاطب صحیح سمجھتا ہی ورنہ سکوت اختیار کرتا ہی۔ ظاہر ہی کہ جب کسی اخبار کا موضوع اور ماحصل یہی قرار پایا ہو کہ فحش بکو نہ بجز گالیون کے اور کچھ نہ لکھو تو اس سے مخاطب ہونا اہل وضع کی آبرو کے خلاف ہے۔

نقل ہی کہ ایک عالم کے پاس ایک شخص گیا اور جا کر بیان کیا کہ مین آپ سے بحث کرنے آیا ہون یا تو عمامۂ فضیلت میرے سر پر رکھ دیجئے یا مجھے قائل کیجئے۔ عالم موصوف نے کہا مجھے علمیت کا زعم نہین اور نہ مین اپنے کو بحث کے لائق سمجھتا ہون لیکن آپکو جو کچھ فرمانا ہو آپ فرمائین حضرت نے کہا کہ خدا نے آنکھین کیون بنائین عالم نے مسکرا کر جواب دیا تاکہ باصرہ کے ذریعہ سے انسان اشیاء کو دیکھ سکے۔ فرمایا بغیر آنکھون کے بصارت ممکن نہ تھی عالم نے کہا نہین اسپر وہ بہت جھلائے اور جھلا کر فرمایا کہ آپ جھک مارتے ہین عالم نے کہا حضرت عمامۂ فضیلت حاضر ہی اور واقعی آپ ہی کے سر مبارک کے قابل ہی آپنے اسوقت ایسی عمدہ دلیل پیش کی کہ جی خوش ہو گیا اگر ہزار دلیلین بھی آپ پیش کرتے تو مین سب کی تردید کر دیتا ہا یہ ایک دلیل جو بہت زوردار پیش کی کہ آپ جھک مارتے ہین اس سے بہتر دلیل ہو ہی نہین سکتی ماحصل اس تحریر کا یہ کہ جب انسان دلیل سے ہار جاتا ہی اور جب کسی طور پر اپنے دعوے کا ثبوت نہین دے سکتا تو گالیان بکنے لگتا ہی اہل خرد خود ہی سمجھ جاتے ہین کہ بس اب اس شخص نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا اور ظاہر کر دیا کہ اب اسکے پاس اگر کوئی دلیل اپنے کلام کی صداقت کے ثبوت مین ہی تو یہی ہی کہ برہان اور حجت و دلیل سے واسطہ ہی نہ رہا اور فحش بکنے لگے۔

مسخرون اور سفلون کا تو پیشہ ہی یہ ہے کہ گالیان دین فحش بکین پر لطف ترین الفاظ فحش کو جو ہر و قائع نگاری سمجھین حسد اور بغض کی آگ مین جل بھن کے خاک ہو جائین وہ اپنے اس پیشہ پر اتراتے ہین اور چونکہ اس فحش اور بدتہذیبی پر انکی زندگی کا دار و مدار ہی لہذا وہ دون کی لیتے ہین کہ ہم یون لکھتے ہین ہم جب قلم اٹھاتے ہین مضمون کے مضمون بدتہذیبی اور فحش سے مملو کر دیتے ہین لیکن متین اور سنجیدہ وقائع نگار خاموش ہو رہتے ہین اور سوچتے ہین کہ اگر ہم نے بھی ایسا ہی کیا تو انمین اور ہم مین فرق کیا باقی رہیگا۔ ہم کو بھی لوگ انھین کی طرح برا سمجھین گے جب بس یا نخ اسی طرح خاموش ہو رہے تو مسخرے سفلے اور بھی اترائے اور سمجھے کہ بس اتنی دنیا ہی لیکن اسکا نتیجہ انکی ساتھ وہ کریگا جو مرگ جانکنی کے ساتھ کرتی ہے ہمارا دل گواہی دیتا ہی کہ جسطرح عوام الناس ان مسخرون

کی تحریرات مزخرفت کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین اسیطرح ارا کین سلطنت بھی انکے مضامین فحش سے آگاہ ہوکر کچھہ نہ کچھہ تدارک ضرور کرینگے خدا نہ کرے ان جعفر زٹلیون کی تحریر کا اثر اور اخبارات ہندوستان پر پڑے اور وہ بھی انکا تتبع کرنے لگین اسمین شک نہین کہ اگر تیرھوین صدی کے جعفر زٹلی اپنی کوشش مین کچھہ دن اور کامیاب ہوئے تو انکے خیالات اور ناشایستہ طرز تحریر کا اثر بہت ہی خراب ہوگا لہذا ضروری امر ہی کہ انکے کان کھول دیے جائین اور درجہ اعتدال سے آگے قدم نہ بڑھانے پائین۔

انگلستان مین رفتہ رفتہ اخبارون کے نقص دور ہوتے گئے مگر واہ رے ہندوستان یہان اتنے عرصے کے بعد جعفر زٹلیون نے فحش تحریر سے اخبار کا نام بدنام کرنا شروع کیا۔ افسوس صد افسوس ۱۸۵۵ء سے انگلستان کے اخبارون نے رفتہ رفتہ خوب ترقی کی لیکن اس ملک مین تیرھوین صدی کی جعفر زٹلی اپنے ملک کی ترقی کو تنزل سے مبدل کرنا چاہتے ہین ہمارا خدا اور ہم کہ تیرھوین صدی کی جعفر زٹلیون کی نسبت جو بحث ہمنے پیش کی ہی وہ سچی ہمدردی کی سبب سے لکھی گئی ہمارا اصلی منشا اسکی اشاعت سی یہ تھا کہ ہمارے پیارے وطن ہندوستان کے ظریفانہ اخبار خفیف سخرگی سی اوج مزاح کی طرف بلند پروازی کرین۔ ہماری ملک کے ظریفانہ اخبار ہماری ہم پیشہ نہین وہ اور مسلک کے سالک ہین ہم اور مسلک کے ظریفانہ اخبارون کو باہم کد وکاوش کسی قسم کی ہو تو ہو

آزاد رو ہون اور مرا مسلک ہی صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہین مجھے

اور بقول مرزا نوشہ غالب دہلوی۔ ع

کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت نہین مجھے

آنریبل ممبرون کو خوب سمجھنا چاہئیے کہ اس مسودہ قانون کے پیش کرنے سے ہمارا اصلی مقصد یہی تھا کہ ظریفانہ اخبارون کی اشاعت خانہ بر انداز اخلاق نہو ظریفانہ اخبار اگر اپنے فرائض کو خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کرین تو ہماری مسرت کا باعث ہی مگر جو طرز انھون نے اختیار کیا ہی وہ واقعی خالی از خطر نہین۔ یا یون کہین کہ جس طرز پر مزاح کے اخبارونکی اشاعت ہوتی ہی اس سے فائدہ درکنار نقصان کثیر متصور ہی اور خوف ہی کہ اگر ان اخبارون نے اپنی حالت کو درست نہ کیا اور شاہراہ واقفیت وآگہی سی بھٹکتے ہی رہے تو انکی اشاعت سی اخلاق کی کساد بازاری ہوگی اور مسخرہ پن دن دونی رات چوگنی ترقی اور رونق پائیگا۔

جب ہم اپنی ملک کے ظریفانہ اخبارون کو انگلستان کے ظریفانہ اخبارون سی مقابلہ کرتے ہین تو زمین اور آسمان کا فرق پاتے ہین شاید کوئی اعتراض جمائے کہ کجا ہندوستان کجا انگلستان۔ وہ کان علم وفضل ہی یہان جہالت اور ضعیف الاعتقادی نے البتہ پاؤن پھیلائی ہین پھر ہندوستان اور انگلستان کا مقابلہ یعنی چہ۔ یہ سچ مگر ہمارا منشا کچھہ اور ہی ہے جسکو ہم صاف صاف طور پر ظاہر کرتے ہین مطلب یہ کہ اگر ہمارے ملک کے ظریفانہ اخبار انگلستان کے اخبارونکی طرح نادر اور عمدہ عمدہ کارٹون نہ بنا سکین۔ اگر ہمارے ملک کے ظریفانہ اخبار انکی طرح اعلے درجے کے پولیٹیکل آرٹکل مزاح کے پیرایے مین نہ لکھہ سکین تو مقام استعجاب نہین لیکن افسوس تو یہ ہی کہ ولایت کی ظریفانہ پرچے ظرافت کا سچا برتاؤ کرتے ہین اور خوب سمجھتے ہین کہ ظرافت کسے کہتے ہین۔ برعکس اسکے ہمارے ملک کے ظریفانہ

اخبار بدتہذیبی کے ہاتھ تک گئے ہیں یعنی اُنھون نے مسخرہ پن سمجھ رکھا ہے جیسا ہم پر ظاہر ہے کہ مسخرہ پن کے مضمون فروغ بازار بیحیائی اور خانہ برانداز اخلاق مشہور ہیں اگر ہندوستان کے اخبارات ظریفانہ ظرافت کو سمجھیں اور اسکے مطابق لکھیں اور عملدرآمد کریں تو چشم ما روشن دل ما شاد ہان اسمین شک نہین کہ انگلستان کے ظریفانہ اخبارونکے مقابلے کیلئے عمرے باید مگر انکا تتبع تو کرین یہ نہین کہ وہ تو ظریفانہ خیالات ظاہر کرین یہ مسخرے پنے کی کوشش کرین اب شاید کوئی صاحب غلبۂ ذکاوت سے فرمائین کہ ہندوستان کے ظریفانہ اخبارونکی اشاعت کو بہت ہی قلیل زمانہ ہوا ہے رفتہ رفتہ ترقی کرینگے - ابھی تو ابتدا ہے - گو ابھی مسخرے ہی سہی مگر آیندہ چلکے ظریف ہو جائینگے اس خیال سے ہم اتفاق نہین کرتے - مسخرہ کبھی ظریف نہین ہو سکتا - ظریف اگر مرکز اعتدال سے تجاوز کرے تو مسخرہ ہو جائے - مگر مسخرہ ہو کر پھر ظریف ہونا محال ہے مسخرہ پن نے طبیعت مین دخل پایا تو پھر ظرافت جو ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے انسان کو حاصل نہین ہو سکتی - یہی تو افسوس ہے کہ ہماری ملک کے بعض اخبارون نے ظرافت کے مسلک ہی کو چھوڑ دیا - مسخرہ پن مین اگر ترقی کی بھی تو کیا بد سے بدتر ہو گئے -

اب سنیئے کہ ہماری ملک کے ان اخبارون نے جو اپنے کو ظریف مشہور کرتے ہین بعض نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ اُدھر اخبار جاری کیا اُدھر اعانت کے طالب ہوئے اور جب اعانت نہ ملی تو گالیان دینے لگے جیسے چھٹے ہوئے شہدے ہوتے ہین یا مُرچڑے ہم اسکا تحریری ثبوت دے سکتے ہین

ایک بیفکرے سائین راستے مین صدا کرتے جاتے تھے کہ ایک پیسہ لین گے اور ایک گالی دین گے یار لوگون نے دو گھڑی کی دل لگی سمجھکر ایک پیسہ جیب سے نکالکر کھٹ سے پھینک دیا - سائین نے پیسا اٹھا لیا اور کہا بولو کسکو گالی دین - زیادہ بکر - خالہ جسکو کہیئے گالیان دین پس بعینہ اُس سائین کی سی کیفیت ہمارے ملک کے بعض اخبارون کی ہے کہ ایک پیسہ لین گے اور ایک گالی دینگے اب فرمایئے ایسے پست خیالات کے آدمیون سے کیونکر یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے اخبار کے ذریعہ اپنے ہم وطنون کو فائدہ پہونچائین گے -

یہ مسخرے اخبار سمجھ بیٹھتے ہین کہ بُری بھلی تصویر اور فحش اور پھکڑ اور مسخرے پن کے سوا ہمارا اور کوئی کام نہین مگر ایسے اخبارات کے فرائض کا پورا پورا ادا کرنا بہت مشکل ہے مسخرے پن کی دو چار باتون کو ان اخبارون نے جوہر سمجھ لیا ہے مثلاً ایک سطر لکھی اور قہ قہ قہ قہ قہ - خی خی خی خی خی خی - خو خو خو خو خو خو - قہو قہو قہو قہو قہو - قاہ قاہ قاہ قاہ - اہاہاہا - اہو ہو ہو - بار بار لکھنا شروع کیا یہ قہو اور خی خی اور خو خو -

ان حضرات کے نزدیک بڑی دلگی کی بات ہے اور سنیئے اجی مسٹر مولوی پنڈت قاضی مفتی حکیم کپتان مینجر کرنل پنچ صاحب بہادر کے - سی - ایس - آئی - جی سی - ایس - آئی -

یہ بھی اعلیٰ درجے کی ظرافت ہے مولوی مفتی پنڈت حکیم کرنل - الم - غلم - یہ وہ ماشاءاللہ -

یعنی عداوت شروع ہو گئی - ممکن ہے کہ کوئی اخبار بہت سے اخبارون کے مبادلے کو اپنے نقصان کا باعث سمجھے -

یہ فرض نہین ہی کہ ہر ایک اخبار سے مبادلہ کیا جاوے۔ فرض کیجیے کہ ایک شخص لندن کے صوبہ مین ایک ماہواری پرچہ شایع کرے تو کچھ فرض نہین ہی کہ ٹائمز اور نہین تو ٹیلیگراف مثلاً مانچسٹر گارجین و دیلی نیوز اور پال مال گزٹ وغیرہ اخبار اُس سی ضروری مبادلہ کرین لیکن یہان یہ کیفیت ہی کہ اگر مبادلہ ہو تو خیر ورنہ دشمن بن بیٹھے۔ اب اخبار چلانے کیسا ہی نامی اور دلریا اور مشہور کیون نہو وہ جب لکھینگے خلاف ہی لکھین گے لندن کے ظریفانہ اخبار سوسائٹی اور کتب خانے اور علمی انجمنون مین اور اخبارونکی طرح میز پر چنے رہتی ہین کہ فرائض ضروری و منصبی کے بعد انسان انکے مضامین سے دو گھڑی دل بہلائے کیونکہ یہ انسان کے نیچر مین داخل ہی کہ محنت اور مشقت کے بعد کوئی چیز ایسی ہو کہ دل بہلائے اور غم غلط کرنے کیلئے ضرور ہو۔ ان پڑھ جاہل گنوار تمام دن کی محنت کے بعد آلہا گاتے ہین اور اُس سی اپنا دل بہلاتے ہین یا بے سر و پا کہانیان کہتی ہین کہ ایک بادشاہ زادہ ایک بادشاہزادی کے عشق مین بیمار ہونے کو پڑا اور مر گیا اور بادشاہزادی نے ایک جادوگر کو بلوایا اور اُسنے مردے کو زندہ کر دیا کوئی چوسر اور شطرنج اور گنجیفے سے دل بہلاتا ہے کسی مقام پر قہقہے اور ٹھٹھے ہوتے ہین پست خیالات کے بد وضع آدمی ضلع جگت گالی پھکڑ سے دل بہلاتے ہین مگر جو بزرگوار صنم لطیف و رعنا یعنی کتب علمی یا انشا یا نظم و نثر کے شایق ہین یا اخبارات دیار و امصار کے ان کو دن بھر کی مشقت کے بعد اگر کتاب نہ ملے یا اخبارات نہ لین تو طبیعت گھبرانے لگے ظریفانہ اخبار انکی دلبستگی کا باعث ہوتا ہی اور اسکے پڑھنے سی ناظرین کے دل خوش ہو جاتے ہین مگر افسوس ہے کہ ہندوستان کے ظریفانہ اخبار اگر دس بد وضع آدمیونکو جو بیحیٰی خوشی ہو وا قعی نہین خوش کرتے ہین تو ہزار فہمیدہ و متین اور صافی مذاق بزرگوار و نکا دل دکھاتی ہین بجز طعن و تشنیع اور ہجو اور مذمت اور فحش کے ان سے اور کچھ حاصل نہین ہو سکتا۔ ع

	ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا	

ہمکو افسوس ہی کہ مبادا مسخرگی اور فحش و بیحیائی ان اخبارونکے ذریعہ سی اُس درجہ کو پہونچ جائی کہ ہمارے ملک کی تہذیب اور شایستگی اور خیالات کا انھین کی رو سے اندازہ کیا جاوے اور ہندوستانی جو اہل یورپ کی نظر و نسی گرے ہوے ہین ان حضرات کی فحش تحریر و نسے اور بھی حقیر و ذلیل ہو جائین ہم دعوی کرتے ہین کہ جو فحش مضمون ہمارے ملک کے بعض مسخرے اخبارونمین لکھے جاتے ہین اگر انکا دسوان حصہ فحش بھی کسی انگریزی اخبار مین درج ہو تو اس اخبار کی بکری کم ہو جائے مشتری اسکی خریداری سی کنارہ کش ہون اور تمام ملک کے اخبار اُس فحش بکنے والے اخبار کو نظر حقارت سے دیکھین۔

مگر ہندوستان مین چونکہ ظریفانہ اخبار ایک نئی چیز ہے لہذا بعض مسخرے یہ مشہور کر کے اپنے کو بری کرتے ہین کہ یورپ مین بھی تو پنچ اخبار ہین۔ حالانکہ زمانہ سے پنچ اخبار ہونے سے کبھی فحش کلمہ زبان قلم پر نہین لاتی کیونکہ وہ ظریف ہین۔ وہ مسخرے یا پاجی یا بد وضع یا بازاری آدمی نہین ہین کہ گالیون کو اپنے اخبار کی ترقی کا باعث قرار دین۔

آخر مین ہم صدق دل سی اپنی رائے ظاہر کرتے ہین کہ ہمارے

علم ویقین مین ہمارا ملک ابھی اس قابل نہین کہ ظریفانہ اخبارون کی اشاعت سے ترقی پائے ابھی ہم لوگون نے علم وفضل وشائستگی مین وہ درجہ نہین حاصل کیا جو اہل یورپ نے حاصل کیا ہے اگر ایسے اخبارونکی طرز اشاعت نے ترقی پائی تو خوف ہے کہ مبادا ناظرین اخبار کا مذاق خراب ہوجائے اور پھر خواہ مخواہ قہقہوں اور لغویات اور مسخرگی کے سوا اور کسی قسم کے مضامین کے پڑھنے کو جی نچاہے کچھ شک نہین کہ مسخرگی اُن اخبارون کی بدولت سے ترقی پائے گی تو پھر ناظرین کو وہ مضامین پسند ہی نہ آئینگے جو متانت کے ساتھ لکھے گئے ہون پھر وہ جستجو کرینگے کہ فحش مضمون کہان چھپتے ہین پھر وہ اُن آرٹکلون کو ہرگز مطالعہ مین نہ لائینگے جنمین گالی اور جھگڑ نہین اس امر کی طرف ہمارے اہل وطن خصوصاً حضرات ریفارمر اور متین بزرگوارون کو ضرور متوجہ ہونا چاہیئے ورنہ ملک کے اخلاق پر مسخرگی اور فحش کا بڑا خراب اثر پڑیگا۔

ہم نے اسکو بہت طرح دی مگر اب تاب ضبط نہین ہم اب تلے بیٹھے ہین کہ اس فحش کا انسداد کرین اور گورنمنٹ کو اسکی اطلاع دین۔ بس اسقدر لکھنا کافی ہے ہم اُن شہدونکا گالیان بکنا ہندوستان کے حق مین مضر سمجھتے ہین۔

اُن اخبارونکو امراض ہیضہ وچیچک کی تشبیہ دینی چاہئے کیونکہ اور اخبار بھی انکی تقلید پر آمادہ ہوتے ہین اور انکے طبائع مین بھی ولولہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم بھی انھین کی تتبع کرین اور اسکا نتیجہ نہایت ہی خراب پیدا ہوتا ہے ان حضرات کا قاعدہ ہے کہ جہان کسی کو اپنے سے بہتر یا زیادہ لائق یا متمول پایا بس اسکے جانی دشمن ہوگئے اور ٹھان لی کہ جبتک اخبار جاری ہے دوسرے تیسرے اسکی نسبت ضرور کوئی نہ کوئی مضمون [illegible] اور اسکو مغلظ گالیان دیتے ہین۔ بیہودہ قہقہے لیجئے۔ اٹھائی گیرے بدمعاش بدوضع کمینے پاجی لوگ جنکو شرافت سے کوئی سروکار نہین ہے انکی واہی تباہی تحریر اور فواحش پڑھکر بڑے قہقہے لگاتے ہین اور چونکہ انکے طبائع مین جبلی پاجی پن بھرا ہے وہ اس قسم کی تحریر سے بہت خوش ہوتے ہین لیکن شریف زادے اور وہ اصحاب بالغ خرد جو عقل سلیم سے بہرہ وافی رکھتے ہین ایسے پرچون کو کبھی چھوتے تک نہین اور انکی خریداری کو خلاف وضع اور خلاف شرافت سمجھتے ہین گورنمنٹ کو لازم ہے کہ ان اخبارونکے مضامین کا کسی لائق انگریزی دان سے ترجمہ کرا کر حکام ضلع کے پاس بھیجے اور انسے رائے لی جائے کہ آیا اس قسم کے فحش آرٹکلون کی اشاعت سے رعایا کو نقصان پہونچیگا یا نہین۔ جبکہ گورنمنٹ نے کتب فحش کی اشاعت قانوناً ناجائز قرار دی ہے تو وجہ کیا کہ اخبارون مین جو فحش درج ہوتا ہے وہ جائز رکھا جائے۔ کون نہین جانتا کہ یہ لوگ اشارون اور کنایون مین کسقدر فحش بکتے ہین اور مغلظہ گالیان لکھتے ہین جو جی چاہا تین چار نقطے بنا کر لکھدیا اسطرح ... مثلاً منسارام کو گالیان دینا منظور ہے تو یون لکھینگے منسا ... یام ... رام تاکہ قانونی اعتراض اور گرفت سے بھی بچین اور اپنے مخالف کو گالیان بھی دین گورنمنٹ پر فرض ہے کہ اس مرض کا جلد علاج کرے کیونکہ اسکے سبب سے اخلاق کی گردن کند چھری سے ریتی جاتی ہے اور اسکا خون ہوتا ہے جبکہ ہر فرد بشر کو اسقدر آزادی حاصل ہے کہ جسکو چاہے برا بھلا کہے اور گالیان دے تو ممکن نہین کہ پاجی طبیعتون کے آدمی جنکی خو کمینہ پن کی ہے گالیان دینے اور فحش بکنے مین کوئی دقیقہ اٹھا رکھین۔

لہذا میرے ناقص علم ویقین مین اب وہ وقت آگیا ہے

کہ گورنمنٹ اسکا پورا پورا انسداد کرے اور وہ اسطرح پر
ہو سکتا ہی کہ ایک لایق افسر کہ جو انگریزی اور اردو اور ہندی
اور گجراتی اور بنگالی اور فارسی السنہ سے بخوبی واقف ہو
اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ وہ ان کل اخبارون کو پڑھا
کرے اور جب کبھی کوئی کلمہ فحش یا کوئی لفظ خلاف تہذیب
کسی اخبار مین نظر سے گذرے تو اس قسمت کے صاحب کمشنر کو
فوراً اطلاع دے اور صاحب کمشنر خود یا کسی ماتحت افسر
کے ذریعہ سے تحقیقات کرکے صاحب اخبار و نامہ نگار دونون
کو سزا دے اگر فحش انتہا سے زیادہ مغلظہ ہو تو سزاے قید
ضروری سمجھی جائے صرف جرمانہ پر اکتفا نہ ہو - اگر ایسا
نہ کیا جائیگا تو ان یاجیون کو اور بھی زیادہ جرأت ہوگی اور
وہ دائرہ ادب سے کہین زیادہ قدم باہر نکالینگے ایکٹ
انسداد فحش کی اس ملک مین اسیقدر ضرورت ہی جسقدر
اشاعت علوم کی ضرورت ہی ورنہ سررشتہ تعلیم کے ذریعہ
سے جو اثر نیک ملک کو پہونچتا ہے وہ بیکار ہو جاویگا
اور ان اخبارون کے ذریعہ کج خلقی اور بدتہذیبی دن
دونی رات چوگنی ترقی پائے گی -

ملک کے کئی سو روسا اور لایق فایق بزرگوار اور کئی
متین اخبار اس امر مین خاکسار سے متفق الراے ہین
اور انکو سخت حیرت ہی کہ گورنمنٹ نے جو اخلاق اور
تہذیب کی کان ہی اب تک شہدونکی سرکوبی کیون نہ
کی اور اگر اب بھی گورنمنٹ نے کچھ بندوبست نہ کیا
تو انکو اور بھی استعجاب ہوگا بڑے اونچے فشن کے لوگ جو
انگلش گورنمنٹ کے طرز تمدن اور سیاست مدن سے واقف
نہین ہین اور جنکو یہ نہین معلوم ہی کہ اخبارونکا ماحصل
اور انکے فوائد بیشمار کیا ہین وہ جب ان مسخرون کا کلام
دیکھتے ہین تو اخبار و نظم بالکل خلاف ہو جاتی ہین
ایسے ہی ایسے اخبارون کی مطالعہ سے انکی دل عموماً کل
اخبارونکیطرف سے پھر گئے اور وہ رای زنی کرتے ہین کہ اخبار خاص
اسی لئے شایع ہوئے ہین کہ تمسخر کی ترقی دین اور لوگونکو مسخرہ پن
سکھائین بزرگ لوگ اور ثقات تہذیب ان پرچون سے
نوٹ کرتے ہین اور کبھی کبھی اتفاق سے انکی نظر سے گذرتے
ہین تو انکو سخت افسوس ہوتا ہی - یہ اخبار متانت کے دشمن
تہذیب کے عدو - اخلاق کے قاتل - ادب کے خصم جانی
ہین اور انکی تحریر خانہ برانداز متانت فروغ بازار بیحیائی
ہے جبتک گورنمنٹ انکو سخت ترین سزا ندیگی اور قرار واقعی
مواخذہ انسے نہ کریگی تب تک یہ ہرگز نہ مانینگے -
اب وہ سمجھنے لگے کہ انکے فروغ کا ذریعہ یہی ہی کہ گالیان
بکین اور پیٹ پالنے کیلئے مسخرہ پن کرین - جب یہ خیال
ہوا تو ممکن نہین کہ وہ سکوت اختیار کرین اور اس ڈھرے
کو چھوڑین تاوقتیکہ حکام ضلع کی طرف سے انپر سختی نکیجاوے
ان اخبارونمین فحش کلام کے علاوہ فحش تصویرین بھی چھپتی ہین
الغرض گورنمنٹ پر فرض ہی کہ امور مندرجہ ذیل پر لحاظ فرمائے -

۱ ایک افسر ضرور سنسر مقرر ہو مگر یورپین -
۲ یا اگر ہندوستانی ہو تو لایق انگریزی دان -
۳ اردو اور فارسی اور انگریزی مین عالم ہو -
۴ اگر یورپین ہو تو ضرور ہی کہ اشارے اور کنائے
سے ضرور واقف ہو -
۵ ایک لایق میر منشی اسکی ماتحتی مین رہے -
۶ میر منشی زباندان اور خود منشی ہو -

۷ عوام کو اجازت دیجائے کہ جب کبھی کسی اخبار مین کوئی کلمہ فحش انکی نظر سے گذرے معاً سنسر کو اطلاع دین اور اس اخبار کا نام اور مضمون کی سرخی اور کالم بھی قلمبند کر دیئے جائین۔

۸ ان لوگون کے نام ہرگز ظاہر نہ کئے جائین۔

۹ صاحب سنسر فوراً وہ اخبار براہ راست صاحب کمشنر قسمت کے پاس بھیجدین۔

۱۰ صاحب کمشنر خود ملاحظہ فرمائین اور کسی مجسٹریٹ ذی اختیار کے سپرد کر دین اور وہ اگر خود زبان دان نہین ہین تو کسی لائق حاکم زبان دان سے مشورہ لین۔

۱۱ سزائین کئی قسم کی مقرر کیجائین اول اگر جو اخبار انتہا سے زیادہ فحش کلمے لکھے اسکے لئے کم سے کم دو برس کی سزا اور جو اخبار کسی کی نسبت ایسے کلمات لکھین جنسے امن و امان مین فتور پڑے اور بلوے اور جھگڑے اور فساد کا احتمال ہو انکے لیے بھی دو برس کی سزا مثلاً اگر طبیعت کے برانگیختہ کرنے والے مضمون درج ہون اور صاحب مجسٹریٹ کے نزدیک یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے کہ راقم مضمون نے صرف مدعی کے دل دکھانے اور اسکے دل کو صدمہ پہونچانے کی غرض سے لکھا ہے اور اس سے جائز طور پر فائدہ عام یا فائدہ خاص متصور نہین ہے اور علانیہ یا در پردہ کسیکو برا کہا ہے۔

۱۲ اشارے اور کنائے مین جو لوگ گالیان دین انسے بھی مواخذہ کیا جائے اور سزا دیجائے۔

۱۳ فحش لکھنے والا عام اس سے کہ وہ کسی کی نسبت ہو یا عام طور سے مستوجب سزا سمجھا جائے اور کوشش کیجائے کہ کوئی ایسا کلمہ ہرگز ہرگز درج اخبار ہونے پائے

۱۴ تا انفصال مقدمہ وہ اخبار بند رہے۔

۱۵ العبد انفصال مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ چھ مہینے کی مدت تک اخبار شائع نہ ہونے دے۔

۱۶۔ اس سے یہ نتیجہ نکلے گا کہ اخبار کے مہتممون اور نامہ نگارونکو عبرت ہوگی اور اس نیت سے کنارہ کش ہونگے۔

۱۷ نامہ نگار اور مالک اخبار دونون مستوجب سزا سمجھے جائین اور دونون سزا پائین۔

ہم آنریبل ممبرون اور گورنمنٹ کی اطلاع اور واقفیت کیلئے عمداً دو اخبارونکی عبارت ذیل مین درج کرتے ہین۔ گو ہم یہ نہین چاہتے کہ اس مسودہ مین کوئی ایسا کلمہ حوالہ قلم کرین جس سے شرفا کے پردۂ گوش کو صدمہ پہونچے مگر جبتک آنریبل جنٹلمین بخوبی ان فحش اخبارونکی حالات سے واقف نہونگے ممکن نہین کہ انسداد فحش ہو سکے وہ مضمون یہ ہے لو دیہے دھتا دھتا لولوہے بھاگا ہے بھی بھاگا ہے بھگو کی دم مین ڈنڈا گا ہے دیکھا بے لونڈی کے لونڈے استاد لوگ یون بھگا دیتے ہین اور یون آڑے ہاتھون لیتے ہین ہم سے اور مذاق شہید مردون سے دل لگی۔ بات تیرے کی۔ بچہ ابکی بولے تو کھوپڑی پلپلی کر دیجائیگی۔ مرغی کے نیچے تو اور مذاق بات تیری ایسی تیسی اگر ابکی پھر بولنے کی جرأت ہوئی تو گھر کی خبر لونگا۔ مان ڈینی باپ کلنگ جنگلی بچے رنگ برنگ آپکی اماجان کو ڈومنی معلوم ہوتی ہین اور اباجان خدا جھوٹ نہ بلائے جیب کترے ہونگے۔ اے لعنت خدا اندوخت ہی تیری اوقات ہے اور لعنت ہی تیری ہفتاد پشت پر ہم تیرے محسن ہین کیونکہ تیرے باپ کے باپ ہین۔ مگر اصل بد از خطا خطا نہ کند۔ خدا جانے کسکا ہے۔ اپنے باپ کا تو نہین

معلوم ہوتا ہی بے تو۔ کہیں شیخ بنتا ہے کہیں پٹھان۔ اور مہنگی سمان ہیں سید بن بیٹھتا ہے۔ یہ بچوڑی ین کی عین دلیل ہے اسکے جواب میں فریق ثانی نے یہ گرما گرم فقرے لکھے اور یوں زہر اگلا۔ بچہ تو تو تمہارے باپ کا نام ہے اور بھگو تمہارے دادا جان تھے۔ لونڈی تو تمہاری اماں جان ہیں۔ استاد بنے ہو۔ رنڈیا بھی استاد جی ہوگے۔ ابے واہ بے ڈھاری نیچے شہید مرد تو نہیں مگر ...... شہید تو ضرور ...

دیکھا۔ میاں ہی کی جوتی میاں ہی کا سر اس کو کہتے ہیں۔ آگے بڑھ کر آپ لکھتے ہیں (مرغی کے بچے) خوب۔ بولا۔ تو اور ہمارا مقابلہ دیکھو تو یہ شعر تیرے لیے موزوں ہوا ہے ؎

کہ ٹینی مرغے کا بچہ کھٹکتے ہی انڈا
مقصود بلبل بستان کرے نوا سنجی

اور تو اپنے گھر کی خبر تو پہلے لے۔ اور یہ آج معلوم ہوا کہ آپ کی اماں ٹینی ہیں اور آپ کے فرضی ابا کھننگ۔ اپنی قلعی اپنے آپ کھولنے لگے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

تمہاری والدہ ڈوسنی ہوں یا میراثن۔ ہمارا جہ اپنی قصہ اسکے بعد آپنے ایک مصرع اپنی شان میں لکھا ہے کہ ع ۔

اصل بد از خطا خطا نکند

سچ ہے واللہ سچ ہے حق برزبان جاری ۔ ؎

کیا سبب ہے کہا ہو تو سے
طینت پاکسے دغا نکند

نصیب کرمات کہہ دیا اسی | اصل بد از خطا خطا نکند

پھر میاں ہی کی جوتی میاں کا سر۔

اگر اسی طرح دو ایک بار اور بکے تو ہمارا جوتا اور تمہارا سر پڑینگے۔ تڑاتڑ اور پڑاپڑ۔ اب سنو کہ تمہاری والدہ سرہانے اپنے چھوٹے میاں یعنی تمہارے باپ کی شکایت میں یہ اشعار گاتی پھرتی تھی ؎

وہ کہاں ساتھ سلاتی ہیں مجھے | پاس غیروں کے بلاتی ہیں مجھے
اک بڑی ہم لگاتی ہیں مجھے | وہ تو انگلی پہ نچاتی ہیں مجھے
ڈھونڈ کر یار کوئی کر لے تو | قسمیں ہر روز کھلاتی ہیں مجھے
گر کوئی پوچھے کہ ... ہے کہاں | تو اشارے سے بتاتی ہیں مجھے
چھتے ہیں شہر میں عیاش وہ سب | اپنے نزدیک بلاتی ہیں مجھے
آشنا ہے بڑی چاہت سے | فقروہ وصل بتاتی ہیں مجھے

مجلو بچو آئیں گے محفل میں ضرور
طور اچھے نظر آتے ہیں مجھے

ایک اخبار نویس نے انکی دیکھا دیکھی راسخ الاخبار نامی ایک پرچے کو گالیاں دینا شروع کیں اور ابتدائے مضمون یوں لکھا۔

سنلیے اور راسخ الاخبار والے۔ بچہ تمہارے باپ دادا تو سدا بازار میں مرغیاں اور انڈے بیچا کرتے تھے اور تمہاری نانی اور خالہ جان اور خالو ابا روٹیاں پکانے پر نوکر تھے اور تم دو دن کی لینے ہو کہ ہم جیسے نامی اہل اللہ کی شان کہ آپ شاعری کا دعوی کریں ؎

طعام بچہ قصد شاعری کردہ
دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

ہمارے مضمون کا سمند صرصر تگ مارے ٹاپوں کے تمہاری گھوڑی اور لدو ٹٹو کی کھوپڑی پلپلی کردیگا۔ تمہاری گھوڑی یا بھلا کہیں ہمارے گھوڑے کا مقابلہ

کر سکتی ہی اور جس حمایت کے بھروسے بھولے ہو اسکو بھی ہم نیچا دکھائینگے۔ اونٹ جبتک پہاڑ کے نیچے نہین آتا تب تک بلبلایا کرتا ہے۔

سمجھے تھے یہ اب کوئی سر کوب ہی نہین
فرعون کیلئے کوئی موسیٰ نہ آئیگا

راقم تمھارا اور تمھارے باپ کا سرکوب

راسخ الاخبار کے اڈیٹر نے جو یہ گرما گرم فقرے سنے تو آگ ہوگیا یا الٰہی مجھسے کون سا قصور ہوگیا جسکے جلدو مین انھون نے مجھے گالیان دین۔ آدمی تھے مہذب قہر درویش بر جان درویش سوچے کہ اگر جواب ترکی بترکی لکھتا ہون تو مین بھی انھین ناہنجار غیر مہذبون کے زمرے مین سمجھا جاؤنگا۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ سکوت اختیار کرون خاموش ہو رہے تو تیسرے ہفتے مین پھر انھین ذات شریف نے انکو بے سبب آڑے ہاتھون لیا اور یون مضمون لکھا۔

... الاخبار زادہ چیڑی مار صحیفہ نابکار کے نامہ نگار ناہنجار نے ابکی مرتبہ ایک مضمون حماقت مشحون بھلے مانسونکی پردہ دری مین لکھ مارا اور صفحہ قرطاس کو اپنے طالع نحس اور روے سیاہ کی طرح سیاہ کیا ہے مردود لکھتا ہے کہ اس ملک کی شریف زادیان ضرور بالضرور علم ادب مین تعلیم پائین تاکہ انکے دل جو ظلمت کدہ کے رشک ہین نور خورشید علم سے منور ہو جائین۔ ہات تیرے بدبخت نالائق کی ایسی تیسی بھلا کوئی شریف زادہ بھی اس امر کو پسند کریگا کہ اسکی بہو بیٹی پڑھ لکھکر ادھر ادھر نامحرمونکی نام خطوط عشقیہ بھیجے اگر تم اسکو اچھا سمجھتے ہو تو پہلے اپنی بیوی سے بسم اللہ کرو اور اسکو چوک مین کمرہ لے دو اور مونڈھے پر بٹھاؤ اور پڑھاؤ۔ اے لعنت خدا۔ پھٹکار پھٹکار۔ بہو بیٹیون کا جوہر عفت اور عصمت ہے یا علم و ہنر۔ کیا پڑھ لکھکر نوکری کرینگی۔ آپکی بیوی بڑی چربانک معلوم ہوتی ہین اور انکے حسن کی تعریف ہم نے بھی سنی ہے ہمارے نام بھی پیغام آیا تھا۔ ؎

تیری بیوی سے ہے گلاب خجل — کف پا سے ہی ماہتاب خجل
یار لیتے ہین بوسے آنکھون کے — چشم میگون سے ہی گلاب خجل
دیکھکر دانت آشنا بولے — انسے ہی گوہر خوش آب خجل
برق نادم ہی بیقراری سے — چلبلاہٹ سے ہی سراب خجل

ذرا ہمکو بھی دکھا دیجیے گا جسمین پھڑک جائین۔ اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ انسے خط و کتابت بھی شروع کر دینگے۔

خط لکھینگے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہین بس انکے نام کے

اور ہم نے مصوری بھی انھین کی خاطر سے سیکھی اگر وہ بن ٹھن کے بیٹھین اور نکھر کے اور سنور کے پری چہرہ بن کی اکڑ اور تن کے کھنچ جائین تو ہم نے فی الفور تصویر کھینچ دین ؎

سیکھے ہین مہ رخون کیلئے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

اگر وہ دو ایک جلی کٹی بھی کہدین تو ہم ذرا بدمزاج نہونگے انکے دشنام کی لذت کوئی ہمارے دل سے پوچھے ؎

ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے انکی — راست قامت ہے کج ادا یہ ہے

راقم ... الاخبار باپ
اور سوتیلا باپ۔

جب اڈیٹر راسخ الاخبار نے یہ مضمون پڑھا تو اور بھی بددماغ ہو گیا اور قصد کیا کہ اُس شخص کو قتل کرڈالے بے سبب کھلی کھلی گالیان دیرہاہی اور لطف یہ کہ گورنمنٹ کی ذرا ادھر توجہ نہین ہوتی - حالانکہ یہ انتہا کا فحش ہی - الامان - الامان - دو ہفتے کے بعد اس غیر مہذب نے پھر راسخ الاخبار کو گالیان دین - اور ایکی بہر فحش کلمات سے اخبار کو سیاہ کیا اور یون لکھا - ؎

ہم نہ کہتے تھے کہ پچھتایئے گا
گنے ہاتھی سے اگر کھایئے گا

ہماری عدوے سیاہ اور دشمن بدخو کو اب معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہماری قلم کا زور کیسا ہے اور ہماری طبع بلند کیا کچھہ کر سکتی ہے - ؎

ہمت والائیم از کون و مکان بگذشتہ است
بر فضاے لامکان پر می زند عنقاے من

اب تو مدعیون کا جگر مثل کباب تربھن رہا ہوگا - ہم رند مشرب وحشی مزاج مجنونونکے منہہ چڑھنا خالہ جی کا گھر نہین ہمارا کلام ..... الاخبار والے کیلئے تازیانہ ادب ہے ہم جسقدر رحم دل ہین اُسی قدر سفاک بھی ہین جو ہم سے ملکے چلا ہم اُس سے دبکے چلتے ہین لیکن پاجیون اور حرامزادون کے ساتھ کفش و پاپوش سے پیش آتی ہین اور پھر اسکو بھی کہنا پڑتا ہی ؎

سر کٹے پر گر نہ چھوڑ نگ ای مری جلاد بس
تا کجا ظلم و ستم بس ای ستم ایجاد بس

اور دیکھ لینا دو ہی دن مین رونے نہ لگو تو سہی - اب ہمارے تمہارے تھوڑے دنون تین تین مکالمہ ہونے لگے

تم - حضور اب کھوپڑی بالکل پلپلی ہو گئی -
ہم - ابھی کیا ہی - ابھی روز اول ہے -
تم - خدا کے لئے اپنے جوتے پر رحم کیجئے -
ہم - مگر ہمارا جوتا تمہاری سر پر رحم نہ کریگا -
تم - از برای خدا اب نہ سزا دو -
ہم - موے پر سو بلکہ ہزار بلکہ لاکھ دو رکھ ہئے -
تم - خدا کے لئے اب چھوڑ دو بس ہماری ہانی -
ہم - توبہ کر - اور ناک رگڑ - اور کان پکڑ -
تم - (کان پکڑ کر) بس اب تو خوش ہوئی آپ -
ہم - ابھی نہین - ناک رگڑ اسی دم -
تم - (ناک جوتے پر رگڑ کر) لیجئے بس -
ہم - کوڑا لگاکر - توبہ کر توبہ -
تم - توبہ کی آج سے نہ بولون گا -
اگر ایکی مرتبہ چون و چرا کیا تو مار ہی ڈالون گا ؎

ذبح کرڈالونگا گر ایکی تو بولا شب وصل
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

العاقل تکفیہ الاشارۃ -

کرتے چون کو وہ نہین ہمتو سخن مین سبقت
پر وہ کچھہ ہمسے سُنے گا جو کہے گا ہم کو

اس مضمون کو پڑھکر راسخ الاخبار کے مولانا کو بھی غصہ آیا اور انھون نے تہذیب کو بالای طاق رکھکر ایک مضمون جھلا کے لکھا - ؎

ولہ ... کشتی مدچو ستارہ یمانی	ولہ ... ستاحا ستم آنکہ طاقت

ناظرین حق بین و نصفت قرین خوب واقف ہین کہ ہم خشک فحش سے بالکل احتراز و اجتناب کرتے تھے اور ہمیشہ ایک ایک قدم

تہذیب کا خیال رکھتے تھے ہماری دلی خواہش یہ تھی کہ ہمارا دامن لوث فحش و بدزبانی سے آلودہ ہنو مگر اب ہم مجبور ہو گئی

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر	کمان چو تن بکشیدن دہد کبادہ شود

ایک بد وضع بدکردار پاجی نے آجکل ہمکو بوجہ گالیان دینے پر کمر باندھی ہی اور چونکہ اسکے ...... مین فرق ہی اور اسکی مان کے کئی شوہر ہین لہذا القحوائے ع –

اصل بد از خطا خطا نہ کند

وہ پاجیون اور حرامیونکی طرح سے بدزبانی پر آمادہ ہے لیکن

دہن خویش بدشنام میالا صائب	کاین زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

آخر ضبط و تحمل تا کجے سکوت تا کجا - اول تو ہماری عادت نہین کہ کسی کو گالی دین کیونکہ یہ شرفا کا کام نہین ناظرین ہی خود منصف ہون کہ ہم کہانتک گالیان سہین - اگر اس مضمون کے بعد پھر اُس پاجی نے اپنی اصلیت اور پاجی پن کے سبب سے ہمین کچھہ لکھا تو ہم زبان قلم سے کام نہ لینگے بلکہ بیشک اور بلاشبہہ مثل حرف غلط اُسکو صفحۂ جہان سے معدوم کر دینگے ہم اُسکے خون کے پیاسے ہین اور پکار پکار کر کہے دیتے ہین کہ اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو ہم شمشیر و خنجر سے ضرور کام لینگے اور اپنا انتقام لینگے - مجھے افسوس ہی کہ ان لچر اخبارونکی یہ پوچ فقرے جنکے ایک ایک لفظ سے پاجی پن کی بو آتی ہی مجھے اس مسودۂ قانون مین مصلحتاً درج کرنا پڑی اگر مین آنریبل جنٹلمینون کے لئے صرف اسقدر کہتا کہ اس ملک کے لفنگے اخبارونمین ظرافت کی عوض فحش الفاظ کی بھرتی ہوتی ہی تو انکو اسقدر صاف صاف طور پر حال نہ معلوم ہوتا - یمکن نہین کہ گورنمنٹ کی مداخلت اور قانونکی توسیع کے بغیر یہ فحش بکنے سے یہ دھری پر آسکین لہذا مجھے امید کامل ہی کہ آنریبل ممبر مجھسے اتفاق رای کرینگے اور مسودہ پاس ہو جائیگا کیونکہ ملک کو اشد ضرورت ہی -

اس مسودۂ قانون کو ممبران لیجس لیٹو کونسل نے از بس پسند کیا اور حضور ویسرای گورنر جنرل بہادر نے بھی آنریبل آزاد پاشا کی تائید کی - یہ مسودہ تین بار گورنمنٹ گزٹ مین درج ہوا اور مختلف اخبارون مین اسکی تعریف چھپی انگریزی اخبارون کی رای دی کہ آزاد پاشا نے ہندستان کی توسیع اخلاق اور انسداد فحش کی نسبت جو مسودۂ قانون لیجس لیٹو کونسل مین پیش کیا ہی اس قابل ہی کہ اسکا ایک ایک حرف قانون مین شامل کیا جائے ہمین آجتک نہین معلوم تھا کہ اردو اخبارونمین اس کمینے پن کے ساتھ فحش اور گالی جائز رکھی گئی ہی ہم آزاد پاشا کی رای سے من کل الوجوہ اتفاق کرتے ہین اور ہمین امید ہی کہ حضور ویسرای اس مسودۂ قانون پر ضرور لحاظ کرین گے -

آنریبل ممبران لیجس لیٹو کونسل نے تو پہلے ہی اس مسودے پر صاد کیا تھا اور اخبارون کی اتفاق رای سے اور بھی زیادہ تقویت ہوئی اور مسودۂ قانون پاس ہو کر شایع کر دیا گیا اسکے چند روز بعد آزاد پاشا کو پھر معرکۂ جنگ مین شریک ہونا پڑا جسکا حال آیندہ معلوم ہوگا -

جنگ نامہ

زمانہ ساقیا ہی بر سر جنگ	نہ رکھ تو دیدۂ سوزن سے دل تنگ
صبوحی دی دل مشتاق ہین جو	جھلکی پڑتی ہی ساقی چشم مخمور
پلا دے پھول لگی بیکلی جائے	عنایت تجھپر ساقی یہ کیجائے
رہے تجھپر نگاہ مہر باقی	کہ ہی اس دختر رز سے زندگانی
مین ہونگا ساقیا تجھسے بے لغی	جب ان ہاتھون نہین ہوگی رنگین قلمی

نہیں میں شرع کا پابند ساقی　　پلا دے جو ہو شیشے میں باقی
ہوا ہے سرد ہے وقت ساقیا جام　　ہو آب آتشین سے دلکو آرام
بھری جو بن پہ ہے فصل بہاری　　ابر ساقی ہوا ابر فیض جاری
چمن میں آج لطف بیکشی ہے　　عروسان چمن کا دل خوشی ہے
ہے گلگون سی ہو گل رنگ ساغر　　حیا سے آب ہو خون کبوتر

ایک روز سعید بہتر از عید آزاد جل آزاد و پاشاد و کھڑی دن رہی خانۂ باغ طرب و انبساط کے چشم و چراغ - دلکش و دلکشا فرح بخش و روح افزا میں صنم نازنین گل اندام مہ جبین شیرین ادا نواب حسن آرا کے ساتھ میٹھی میٹھی باتیں کرتے چہنو نہین خوشی خوشی قدم دھرتے قہقہے اڑاتے خرامان خرامان اور جہان جہان سیر کرتے جاتے تھے سبزان چمن قدم قدم پر ان دونوں کی بلائیں لینے آتے تھے حسن آرا کی چشم جادو نرگس شہلا طعنہ زن تھی تم کا جوبن غضب کی پھبن تھی -

آزاد - تمھارے حسن سے خدا کی شان آشکارا ہے -

حسن آرا - اے بس رہنے دو بنا یا کسی اور کو کرو -

آزاد - کیون صاحب ہم بناتے ہین - خیر یون ہی سہی -

حسن آرا - کہے تو وہ جو خود خوبرو نہ ہو - تم ماشاء اللہ کرور و بلین انتخاب ہو -

آزاد - ہم دیوزاد آدمی - ہمارا حسن ہماری جوانمردی ہماری شجاعت اور ہمارا زور قلم ہے -

حسن آرا - ہم شریف زادیان ہین ہمارا جوبن ہماری عفت ہے ہمارا حسن ہماری عصمت ہے -

آزاد - حاضر جواب ہو تو ایسا - خدا تمھاری عصمت برقرار رکھے - واقعی عورت کا زیور عورت کا حسن عفت ہی ہے لاکھ بناؤ کا ایک بناؤ -

زن نیک و خوش سیرت و پارسا　　کند مرد درویش را پادشا

حسن - ہمیں تو شک نہیں ہے پاکدامنی سے بڑھ کے اور کیا ہے مگر دل کی صفائی مقدم ہے اور اسی کا نام پاکدامنی ہے -

آزاد - صفائی دل اور پاکدامنی میں فرق کیا ہے - کچھ نہیں صفائی قلب اور عصمت ایک چیز ہے -

جب رات ہوئی تو آزاد اور حسن آرا باغ سے چلے اور شب کی توصیف میں یہ اشعار آزاد کے ورد زبان تھے -

شبے در نور چون جوئے بہشتی　　کہ راندی برگ گل بر باد کشتی
ہوا یش بوی گل بالین بالین　　گلش بلبل چو لالہ نالہ نگین
شبے نوروز روز نو جوانی　　غبارش آب حیوان در روانی
شبے با آب و گل گل برگ شبنم　　چو طبع کودکان شاداب و بیغم

شبے کز وے ہوا نقاش چین بود
عروس آسمان روی زمین بود

پرستاران گلفام اور خواصان نازک اندام جلوہ دار تھین سبکی سب نوخیز اور طرحدار تھین اور اس درجہ شیرین گفتار و طرار تھین کہ اگر کوئی ایکبار ہم کلام ہوتا تو بلبل شیراز کا دم بھرتا جب خنکی زیادہ ہوئی تو آزاد اور حسن آرا ایک بارہ دری کے ایک سجے سجائے کمرے میں متمکن ہو کر باہم یون ہمکلام ہوئے -

حسن آج کی شب پر صبح بنارس بھی قربان ہو جائے -

آزاد - لیلی شب کہو - اسپر دولھن کا سا نکھار ہے -

حسن - اور ہوا بھی کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے اس وقت -

آزاد - تمھارے لباس اور زلف چلیپا کے عطر کی خوشبو جو ہوا کے جھونکے کے ساتھ آتی ہے اس درجہ مست کرتی ہے کہ دل ہی جانتا ہے اور ہوا بھی اسی رخ کی ہے -

حسن آرا۔ آخر یہ گل ہین یا طبلۂ عطار۔ یا یہ سمن و سنبل کے درخت ہین۔ یا نافۂ تاتار۔ سچ تو یون ہے کہ خوشبو بڑی مست کرنے والی چیز ہوتی ہے۔

آزاد۔ گل و یاسمن اور گل ارغوان کا رائحہ ستعدد روح افزا کجا یہ زلف عنبر بار کی فتنہ گری اور مشکبیزی ہے۔

حسن آرا۔ اور یا تمھارے عطر شجاعت کی بو باس ہے۔

آزاد۔ چاندنی نے کس جوبن سے سبزے مین کھیت کیا ہے۔

حسن آرا۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی معشوقۂ زاہد فریب آتش زن متاع تمکین سب کے دھانی دوپٹہ مین روپہلی کامدانی کی بیل بنائی ہے۔

آزاد۔ سنا ثریا بیگم اور انکے میان سے چھن گئی ہے

حسن آرا۔ ہان سپہر آرا کی خانم کہتی تھی کہ مارے رنج کے طبیعت بھی کچھ ناساز ہو گئی ہے۔ خدا جانے کیا بات ہے۔ کل تک تو سنا بھلی چنگی تھین۔

آزاد۔ انکے میان سے کس نے جاکے واہی تباہی باتین جڑ دین کہ آزاد و ثریا بیگم مین نکاح ہو چکا تھا۔

حسن آرا۔ گلی کوچون تک مین تو مشہور ہے کہ دونون کو باہم عشق تھا تو اب سنجر سطوت کا شک گن پانا کون تعجب کی بات ہے۔ بھلا خیر تم ہر پھر کے اسی کا ذکر کرتے ہو اور عین لطف کے وقت اور مجھے رنج ہوتا ہے۔

آزاد۔ (پیار کرکے) اُف فوہ۔ اللہ ری بدگمانی۔

حسن آرا۔ بدگمانی ہو چاہے قطرب ہو چاہے جنون ہو۔

آزاد۔ اچھا اگر ذکر کرین تو جبھی کہنا۔

حسن آرا۔ میرے کانون مین یہ بات پہلے بھی پڑی تھی۔

آزاد۔ ہماری قسمت کا ستارہ چمک گیا کہ تم سی بیوی پائی مگر تم ہم سے اس قدر بدگمان ہو یہ غضب ہے۔

حسن آرا۔ ناز و ادا کے ساتھ زیر لب مسکرا کر ؎

مزاج گل سے آوارہ نہین ہے	کہ رنگ گل سے بھی نازک کہین ہے

مجھے بوئے گل تر ہے گرانبار
کبھی چھوتی نہین مین عطر زنہار

آزاد۔ تمھاری سب بہنین ماشاء اللہ حسین اور حاضر جواب اور عفیفہ ہین مگر تم تو بس چیزے دیگری کا مصداق ہو۔

حسن آرا۔ پولینڈ کی خوبرو اور نسترن بدن شہزادی الیسی تم ریجھی جیسے بلا تشبیہ زلیخا کا دل حضرت یوسف کی چاہ مین ڈانوان ڈول تھا مس میڈا ہنرا جان سے تم پر فریفتہ ہوئی مس کلیریسا پر وہ افسون پڑھ کے پھونکا کہ دم بھرتی ہے ثریا بیگم فرقت کے صدمے نہ سہ سکی آخر کار جوگن ہو گئی مین بیچاری بھلا حسن و جمال کا دعوی کرون کس برتے پر تتا پانی۔

آزاد۔ مین تو ان نکات شیرین کا عاشق ہون کہ کس لطف کے ساتھ اپنے حسن گلوسوز کی تعریف کی کہ جس پر ایسی ایسی گلبدن شاہزادیان اور رستہ دہن مہ جبین والا وشیفتہ و دلدادہ و فریفتہ ہین وہ ہم پر عاشق ہو گیا۔

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

(بوسہ لے کر) اس عطر کی شمیم جان فزا نے اب ایسا مست کر دیا ہے دل ہی جانتا ہے خدا گواہ ہے روح مزے لوٹ رہی ہے لباس پر الگ نور پھٹا پڑتا ہے اور زلف و جسم الگ مہکتا ہے چلبلاہٹ ستم ڈھاتی ہے ناز ہر لفظ پہ قربان ہوتا ہے ؎

سراپا حسن تھی وہ غیرت حور	کہ رخ روشن مثال شعلۂ طور
ہوا دل باختہ حسن و ادا پر	تصدق جان سے تھا دلربا پر
خدنگ اک دل پہ وہ ترکان دلربا	ہوا غربال پہلو چھد کے سارا

دکھائے تیغ کے ابرو نے جوہر　　نظر نے صاف پھیرا دل پہ خنجر
نہیں چھپتی نگاہِ عشرت آمیز　　ادھر بھی آتش الفت ہوئی تیز

جب رات خوب بھیگی اور دونوں کی آنکھیں نیند کے مارے جھکنے لگیں تو لیٹ کر بصد نشاط و طرب سو رہے ؎

صبوحی خفتگان را ای سحر خیز　　ز خواب مستی غفلت برانگیز
زمینا گردن مستانہ برکش　　بطوق سجدۂ پیمانہ درکش

گرفتہ صبح بر کف شیشہ و جام
کشیدہ پیر میخانہ سر از بام

ادھر سپیدۂ طلعت نشان صبح نمودار ہوا ادھر آزاد پاشا اور حسن آرا بیگم کی آنکھ کھلی اور دونوں خواب ناز سے بیدار ہوئے خواصوں نے منہ دھلایا اور مشاطہ کامل فن نے سنوارا اور حسن آرا بیگم نکھر کر آزاد کے پاس آنکر بیٹھیں ؎

دہان از غنچۂ جنت نشان تر　　نگاہ از تیزی مژگان سنان تر
خراب نرگس مستش پیالہ　　کباب عکس رخ دلیش برگ لالہ
سرِ زنجیر زلف افگندہ بر دوش　　کہ مالد نالۂ دیوانہ را گوش
شدہ خالش سپند روے آتش　　کمان ابرو و مژگان جان ترکش

سر زنجیر آل او زلف سیاہش
بجا نان باز آغوش نگاہش

حسن آرا۔ شب کو ہم سوے تو پھر صبح تک آنکھ نکھلی۔
آزاد۔ پچھلے پہر تو آرام کرنے کی نوبت آئی۔
حسن آرا۔ رات ہی ایسی فرح بخش و فرحناک تھی۔
آزاد۔ اور اس پر نکھار اور جوبن کا اُبھار۔
حسن آرا۔ یہ تو کوئی نئی بات نہ تھی (مسکراتی ہوئی)
آزاد۔ اس غرور کے صدقہ اور ہے بھی صحیح۔
حسن آرا۔ تم مستغنی آدمی بھلا ہم کو غرور سے کیا سروکار۔
آزاد۔ حسین آدمی کو اپنے حسن کا غرور ضرور ہوتا ہے۔
حسن۔ تم کو ہوگا ہم تو جانتے ہیں حسین آدمی اس قدر بے نیاز ہوتے ہیں انکو اپنے حسن کی خبر ہی نہیں رہتی۔
آزاد۔ اس بارے میں تم ہم سے زیادہ مستند ہو۔
حسن۔ سر جھکا کر جو دو دھا نہیں بنے ہیں انھوں نے باتیں تو دیکھی ہیں گو ہم کو اللہ نے حسن نہیں بخشا مگر سنی سنائی باتوں اور تجربہ سے تو کہہ سکتے ہیں۔
آزاد۔ اب ہم باہر جاتے ہیں لوگ منتظر ہونگے۔

اتنے میں ایک مہری باہر سے خط لائی آزاد نے کھولا تو یہ مضمون درج تھا مائی ڈیر مسٹر آزاد مجھے ایک ضروری اور بہت ضروری امر کی نسبت آپ سے مشورہ کرنا ہے اگر فرصت ہو تو تشریف لائیے ورنہ میں خود آتا ہوں۔

آپکا دوست جان گرنیٹ منیجر

حسن۔ یہ خط کہاں سے آیا ہے۔ ثریا بیگم کے پاس سے۔
آزاد۔ تم خواب میں بھی چونک پڑتی ہوگی۔
حسن (لفافہ سونگھکر) دیکھوں خوشبو آتی ہے یا نہیں۔
آزاد (ہنسکر) یا الٰہی جنون ہی کا نام ہے۔
حسن۔ اچھا سویرے سویرے یہ خط آخر کس نے بھیجا۔
آزاد۔ یہ عجیب بات ہے کہ تڑکے اگر خط آئے تو ثریا بیگم ہی کا ہو۔ یہ دو تین دن سے تم کو ثریا بیگم سے اس قدر خوف کیوں ہے۔
حسن۔ خوف خوف ہمیں کاہے کا انسے ہونے لگا بھلا۔
آزاد۔ یہ صاحب ضلع کا خط ہے مجھے بلایا ہے۔

یہ کہکر آزاد پاشا باہر جانے لگے تو بیگم صاحب نے ہزاروں قسمیں دیں کہ از برائے خدا جلد آنا دیر نہ لگانا ہمیں کچھ کام ہے

باہر جاکر۔ نئے کپڑے زیب بدن کیے اور گلگون خوشخرام تیزگام پر سوار ہوکر صاحب ممدوح کی کوٹھی پر گئے چپراسی نے اطلاع دی۔ صاحب باہر چلے آئے مصافحہ کیا اور کمرے مین لیگئے اور یون ہمکلام ہوئے۔

صاحب۔ آپ کو اسوقت تکلیف تو نہین ہوئی

آزاد۔ مطلق نہین یہ تو ہوا کھانے کا وقت ہی ہر۔

صاحب۔ سرحد کے جھگڑے کا حال تو اخبارون مین پڑھا ہوگا۔

آزاد۔ روز پڑھتا ہون بہت جی کُھبراتا ہے۔

صاحب۔ ہان چلئے ہمارے نام تو حکم آیا ہے۔

آزاد۔ کیا آپ لڑائی مین شریک ہونیوالے ہین۔

صاحب۔ میرے نام تو حکم ہے کہ اگر آزاد پاشا کی خواہش ہو اُنسے کہا جائے۔ کہ مستعد ہون ہندوستان کے بعض مہاراجگان نامدار اور نوابان ذوی الاقتدار اور سردارون نے استدعا کی ہر کہ ہم دامے درمے قدمے سخنے ہر طرح حاضر ہین اور دو ایک نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ وہ بھی شریک جنگ کیے جائین۔

آزاد۔ مین نے تو کوئی درخواست نہین بھیجی تھی۔

صاحب۔ آپکی خوشی کی بات ہر مگر سوچ کر جواب دیجئے

آزاد۔ مین ضرور جاؤنگا مجھے تو اسکا دلی شوق ہر۔

صاحب۔ پھر چلیے اور مستعد ہو۔ پرسون کوچ ہوگا

آزاد۔ دیکھئے ہم ہندوستانی لوگ سرکار کے کیسے جان نثار ہین

صاحب۔ اور اسمین کیا شک ہر۔ بڑے خیرخواہ۔

آزاد۔ جان اور مال دونون سے حاضر ہین۔ ہر کہ نہین

صاحب۔ ہم خوب جانتے ہین کہ ہندی بڑے مطیع لوگ ہین

آزاد۔ اور جس سے کہیے گا وہ آپکی مدد کو حاضر ہوگا۔

صاحب۔ بالفعل بار برداری کیلیئے اونٹونکی ضرورت ہے

آزاد۔ یہ کون مشکل بات ہر جان تک سے دریغ نہین

صاحب۔ اور سب انگریزونکی دلونپر اسکا نقش ہر۔

آزاد۔ جب کبھی ہمکو آزمایا کسوٹی پر کھوٹے نہ اُترے۔

صاحب۔ ہان سوائے ایکمرتبہ کے ۱۸۵۷ء والا واقعہ

آزاد۔ (افسوس کرکے) وہ تو ایک اتفاقی تھا بس۔

صاحب۔ بیشک اور اُسوقت بھی ملک نے ہمارا ساتھ دیا۔

آزاد۔ واقعی ایک افسوسناک اور بڑا افسوسناک واقعہ تھا

صاحب۔ آپ کو مین کل امور کی نسبت آج شام کو اطلاع دونگا۔

آزاد۔ اور کسی امر کی نسبت مین اطلاع نہین چاہتا صرف نقل حکم بھیجدیجے اور پرسون مجھے تیار پائیے گا۔

صاحب۔ بہتر ہے آپ اس زمانے کے بڑے مشہور جنرل ہین۔

آزاد۔ آپکی قدردانی کہ آپ مجھے اچھا سمجھتے ہین۔ اب مین رخصت ہوتا ہون شام کو وہ بھیجدیجیے گا۔

صاحب۔ مین کل شام کو پانچ بجے آپکی کوٹھی پر آؤنگا۔

آزاد۔ بہت اچھا مین کہین باہر نہ جاؤنگا آپ آئیے۔

صاحب۔ اگر مضائقہ نہو تو شام مین کا پائنٹ کھلواؤن

آزاد۔ تسلیم مگر مین نے تو اب ترک کردی ہر۔

صاحب۔ آپ اتنا لائق آدمی اور ان باتون کو مانتا ہر۔

آزاد۔ اگر نہ مانون تو اہل اسلام مجھسے نفرت کرین۔

صاحب۔ تربیت یافتہ آدمی تو سب شراب پیتے ہین۔

آزاد۔ مین بھی شراب پیتا تھا مگر اب ترک کردی۔

صاحب - چرٹ منگواؤن چرٹ پیجیے گا کوئی ہو-
آزاد - مین چرٹ بھی نہین پیتا حقہ پیتا ہون -
صاحب - ہمین افسوس ہی کہ ہم کچھ تواضع نہین کر سکتے
آزاد - اسکا کچھ خیال نہ کیجیے عنایت کافی ہے -
مصافحہ کرکے آزاد پاشا گھوڑی پر سوار ہو کر روانہ ہوی تو اثنای راہ مین سوچنے لگے کہ کہنے کو تو ہم کہہ آئے مگر یہ خیال نہ رہا کہ حسن آرا سے تو استفسار کر لین خیر اگر منظور کرینگی تو چشم ما روشن دل ما شاد اور اگر نہ منظور کیا تو بھی قول جان کے ساتھ ہی تلون سے سپاہیون کو عار ہے - مارا مار گھوڑا دوڑاتے ہوئے اپنے ایک دوست کے ہان گئے اور باہم ہم کلام ہوے -
دوست ع خوش آمدی تو علیک السلام والاکرام -
آزاد - ارے یار ایک امر مین مشورہ لینے آئے ہین
دوست - مین سن چکا ہون مجھ سے سنو صاحب ؎

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئے

آزاد - ہے نہ تمھاری بھی رای - بلا رو و رعایت کہنا
دوست - ضرور جاؤ صاحب - یہ کیا بات ہے -
آزاد - چاء پلواؤ دو دو میا تو گھر چلین - مگر جلد -
دوست - چاء تیار ہی بسکٹ کے ساتھ کھائیے -
گرما گرم چاء اور بسکٹ پی کر آزاد پاشا گھوڑی پر سوار ہوئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر گھر کیطرف چلے پہونچتے ہی گھوڑے سے اُترے اور احباب سے کہا کہ ایک ذرا معاف فرمائیے مین محلسرا مین ہو لون تو ابھی آیا یہ کہکر زنانخانے مین تشریف لائے دیکھا کہ حسن آرا بیگم فرش مکلف پر بیٹھی ہوئی اخبار مطالعہ کر رہی ہین -
حسن آرا (مسکرا کر) خوب موقع پر آئے -
آزاد - کیون کیا کوئی تازہ خبر درج ہے -
حسن - نہین تازہ خبر کجا - اخبار مین خبر کہان -
آزاد - نہین (مسکرا کر) یہ میرا مطلب نہ تھا -
حسن - غضب کرتے ہو بعض اوقات - دیکھتے ہو کہ اخبار پڑھتی ہون - اور پوچھتے ہو کوئی تازہ خبر ہے
آزاد - صاحب قصور ہوا - کچھہ جرمانہ لے لو -
حسن - صاحب نے کیا کہا - کوئی نصاحت کا کام تھا -
آزاد - نہین (مسکرا کر) بلا وجہ بلایا تھا -
حسن - خیر (مسکرا کر) یہ ہماری بات کا جواب تھا -
آزاد - تھا جواب شافی یا نہین - کیون -
حسن - درین چہ شک آپکی حاضر جوابی مین کیا شبہہ ہے
آزاد - ہان یعنے کچھ شک بھی ہے - بجا -
حسن - اسوقت باتین کرتے ہو مگر کچھہ گھبرائی ہوئی سی اسکا سبب کیا ہے کوئی وجہ خاص ضرور ہے -
آزاد - نہین - مطلب -
حسن - این - آلہی - خیر - ہوش مین ہو یا نہین -
آزاد - (گویا ہر دم بے ہوش رہتے ہین اینجانب) ؎

ہوش کی خیر بی کے کچھ واعظ
آج رندون سے رنگ لائے ہین

حسن - تنکی اور نمش کھاؤ گے اللہ جانتا ہے تمھارا ہی انتظار تھا ہمکو تو نمش بہت بھاتی ہے -
آزاد - کوئی ایسا بھی ہے جسکو نمش برف آم حلوا سوہن نہ بھاتا ہو -

حسن آرا۔ ایسے بھی بندگان خدا ہین بعض ایسے بھی ہین جو خربزے کے ساتھ نمک کھاتے ہین۔

بعد فراغ طعام حسن آرا اور آزاد مین اخبار و نکی مختلف خبرون کی نسبت بحث ہونے لگی۔ اتنے مین آزاد نے کہا جنگ سرحد کا حال تو سنا ہی ہوگا حُسن آرا بولی ہان پرسون ایک اخبار مین پڑھا تھا کہ جنگ چھڑ گئی۔ آزاد نے دبے دانتون کہا یہ چلین افغانستان کی بھی سیر کر آئین۔ حسن آرا نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ مگر بات ٹال کر پوچھا۔ اس جنگ کا کیا سبب ہی۔ آزاد نے کہا والی ملک اور اس کے ایک رقیب سے چھڑ گئی۔ برٹش گورنمنٹ نے والی ملک کو کمک دی ہی اور ہم بھی ابکی ذرا سیر افغانستان کے لئے جاتے ہین جب آزاد نے یہ مژدہ مکرر سنایا تو حسن آرا نے کہا یہ دوسرا مرتبہ ہی کہ تم نے یہ ذکر چھیڑا۔ اسکے معنے کیا ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم کہتے کیا ہو اول تو افغانستان سیر و سیاحت کا مقام نہین۔ سیر کے لئے انسان لندن جائے پیرس دیکھے مصر جائے۔ امریکا سفر کرے۔ کشمیر کا لُطف دیکھے یہ کابل مین کیا رکھا ہوا ہے اور پھر ایسے وقت جبکہ وہان آگ برس رہی ہے۔

اب آزاد کی عقل گم ہے کہ کس طرز سے اظہار مطلب کرین کیونکہ حُسن آرا نے پہلے ہی سے تقدم بالحفظ کیا ہے اور بات کے ٹالنے کا موقع نہین۔ پرسون کوچ ہونیوالا ہی۔ اُن کی خموشی اور چہرے کے تغیر رنگ سے صاف کھل گیا کہ کچھ دل مین کا اندیشہ ہے کسی قدر تنک کر کہا سنو صاحب یہ چبا چبا کے باتین کرنا تو رہنے دو پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ ماجرا کیا ہے اللہ جانتا ہے مین اب کہین جانے نہ دونگی اس بھروسے نہ رہنا مجھ سے اب صاف صاف کہدو از برائے خدا

آزاد نے کہا مین قسم کھانے کا عادی نہین ہون مگر سچ کہتا ہون کہ قول جان کے ساتھ ہے۔ ابکی تو جانے دو آیندہ تم کو چھوڑ کے کہین نجاؤنگا حُسن آرا یہ کلام سنکر آب دیدہ ہوگئین اور کہا خیر خدا حافظ ہے۔ اپنے دل کا حال کس سے بیان کرون کہ اس وقت دل پر کیا گذرتی ہے بڑی دیر تک رویا کین اور گو آزاد نے بہت سمجھایا مگر دل کی بیقراری دور نہ ہوئی۔ دوسرے روز صبح کو آزاد بصد حسرت روانہ ہوئے صدمہ ہجر اور رنج مفارقت سے حسن آرا کا بُرا حال تھا کئی روز تک سپہر آرا اور روح افزا اور بہار النسا انکے ہان رہین اور سمجھایا کین۔

اب سنئے کہ آزاد پاشا نے میدان جنگ مین ایک طرت کے کالم کی پوری کمان کی چار لڑائیان سر کر کے مخبرون نے خبر دی کہ یہان سے دو کوس پر ڈیڑھ سو افاغنہ پڑاؤ ڈالے مقیم ہین۔ آزاد چند سوار لیکر بڑھے تو وہان دیکھا کہ کئی ہزار آدمیون کی جماعت ہے مقابلہ ہوا مگر انکی فوج تاب مقاومت نہ لائی لہذا یہ وہان سے مفرور ہوئے اور چند سواران غنیم نے انکا تعاقب کیا۔ ؎

بباز و لیش کمندے حلقہ بستہ	بحرف بر سمندے برنشستہ
نشستہ مست بر تازی سمندے	کہ جانش بود آتش تن سپندے
سمندے از مہ دہفتہ رمیدہ	بروز آخر از تندی رسیدہ
زو در راد تسلسل گشت پیدا	ز تمکینش تحمل گشت پیدا
صبا زیر و گل و شمشاد میرفت	دو بالائے سماع باد میرفت
ترازوے رکابس را بفر سنگ	شدہ دریا د نجی عمر یا سنگ
خوش مست سمندش مست رہ مست	غبار راہ را طرف کلہ بست
بگردون گرد راہ او سفر شد	چو می بر جا فرود آمد عرق شد

سرنگ خلی خرام کو اس شست بلا خیز مین سرپٹ دوڑائے جاتے تھے کہ دفعتہ ایک سمت سے گرد اٹھی۔ انھون نے شہب ناصر خرام پر کی باگ روکی اور غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فوج برٹش کے چند سواران جرار مارا مار فرس آہو شکار دوڑاتے چلے آتے ہین۔ ایک شجر بارور کے سایہ مین ضیغم طوطی پر ٹھہر گیا جب وہ سوار قریب آئے تو یون گفتگو ہوئی۔

آزاد۔ فوج کی کیا خبر ہے۔ کچھ معلوم ہوا۔

سوار۔ سوار کوتل مین فوجین جمع ہین ادھر ہم ادھر وہ۔

آزاد۔ ہم کو تو آج خداوند کارساز نے بچایا۔

سوار۔ ہم پانچ آدمیون نے آپکو دیکھا ہی نہین۔

آزاد۔ آؤ چلو ہم تم کو ایک سیر دکھائین۔

سوار۔ سوار ہم دیکھتے آتے ہین چوبیس سر پڑے ہین۔

آزاد۔ مین اکیلا آدمی تھا اور چوبیس کا مقابلہ۔

سوار۔ سبحان اللہ سبحان اللہ بس اب واپس چلیئے۔

آزاد۔ مین راہ بالکل بھول گیا بھٹکتا جاتا تھا آزاد پاشا ان سوارون کے ساتھ سوار کوتل واپس گئے جب برٹش فوج نے انکو صحیح سالم پایا تو لوگ بہت خوش ہوئے اور اُن سے کہا کہ دو سو سوار آپ کی تلاش مین مختلف مقامات کو بھیجے گئے ہین یہان تہلکہ مچا ہوا تھا کہ آزاد کو خدانخواستہ افاغنہ نے مار ڈالا اسکے سب سخت افسوس مین تھے اور فوج بالکل بیدل ہو گئی تھی آزاد نے کہا خدا نے آج بہت بچایا ہم چودہ آدمی تیرہ سوار اور مین پہاڑی کے قریب گرد آوری کر رہے تھے کہ دفعتہ بلندی کوہ سے ایک سل لڑھکتی ہوئی آئی اور اُس سل کے ساتھ اور بھی بہت پتھر اور کچھ چھوٹی چھوٹی سلین گرین تین آدمی تو اُسی دم آخر ہو گئے اور میرے بائین ہاتھ کا یہ حال ہے کہ میرا خدا ہی جانتا ہے اس مصیبت سے سنبھلنے نہین پائے تھے کہ دائین دائین بندوقین چلنے لگین۔ یا الٰہی ایک نشد دو شد پیچھے پھر کر دیکھتے ہین تو کوئی ستر آدمی اور سب کے سب گلے پر آن پہونچے بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ بھاگین ؎

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن

مین اور دو سوار ایک طرف بھاگے اور باقی لوگ دوسری جانب اور ادھر بھی کچھ سوارون نے انکا پیچھا کیا اور کچھ نے ہمارا تعاقب کیا۔ ہم تین آدمیون نے سات سواران عدو کو گرایا۔ وہ چوبیس آدمی تھے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ اب تک انکی لاشین پڑی ہین ہماری طرف کے دونون سوار اُسوقت مارے گئے جب افاغنہ کے سات آدمیون کو ہم نے قتل کیا تھا آخر کار صرف خاکسار بچگیا۔ اب سنئے کہان راہ نہین ملتی اور کہر اس کثرت سے گرنے لگا کہ الامان مین گھوڑا پھینکتا ہوا کئی کوس نکل گیا کہ اتنے مین یہ سوار ملے ورنہ خدا جانے آج کیا ہو جاتا۔

آزاد۔ ان لوگون مین کوئی قواعد دان نہین۔

میجر۔ ہان مگر آلات حرب اچھے اچھے موجود ہین۔

آزاد۔ ہماری رائے ہے کہ آدھی رات کو حملہ کیا جائے۔

میجر۔ ہمکو عذر نہین۔ ہم کو حکم ہے کہ آزاد پاشا کی رائے کے مطابق کام کرنا اور آپ اللہ کی عنایت سے تجربہ کار بھی ہین۔

آزاد۔ پھر اب تو ہماری یہی رائے ہے کہ فوراً حملہ کیا جائے ممکن نہین کہ کامیابی نہ ہو شب کو گیارہ بجے کے وقت دس ہزار سوارون نے تلبسر کر دی آزاد پاشا اور میجر ذاتی سوار کوتل پر

حملہ کیا۔ افاغنہ کو یقین کلی تھا کہ ابھی دو تین روز تک برٹش فوج حملہ آور نہ ہوگی۔ آزاد نے یہ کارستانی کی کہ تین ہزار سوار دشمن کی طرف سے قلعہ کوہ پر جہان مقام مذکور واقع ہی روانہ کئے اور دو ہزار اُس مقام پر تعینات کئے جہان جنگل کی طرف سے بھاگ جانے کا اندیشہ تھا اور پانچ ہزار آدمی لیکر قلعہ پر چھاپا مارا۔ فوج قلعہ ونادون کی آواز سے سخت متحیر ہوئی۔ ہاتھ پانون بھول گئے۔ اور ادھر فوج برٹش نے گولیون کی بوچھار کر دی اور ہلکی ہلکی توپین جو ساتھ لیگئے تھے اُنسے گولے اُتارنے شروع کئے افاغنہ نے گولیون کا جواب دیا۔ آخرکار جب دیکھا کہ میدان غنیم کے ہاتھ رہا چاہتا ہی تو فوراً قلعہ کا پھاٹک کھولدیا اور شمشیر بُران لیکر آمادہ جنگ ہوئے لیکن گولیون اور گولیون نے دم کے دم مین ستھراؤ کر دیا آزاد پاشا نے اس جنگ مین بڑی نیکنامی حاصل کی اور قلعہ دار کو جو بڑا جری سپاہی سردار تھا خود بنفس نفیس گرفتار کر لیا۔ دوسرے روز قلعہ دار موصوف نے جسکا نام شیر خان تھا آزاد کے پاس پیغام بھیجا کہ مین ملنا چاہتا ہون۔ آزاد نے انکو بلوا بھیجا اور جب وہ سامنے آیا تو باہم یون باتین ہونے لگین۔

آزاد۔ کیا کام ہے کچھ رشوت دینے کا قصد ہی۔

سردار۔ ہای افسوس اسوقت چھرہ پاس نہین ہی۔

آزاد۔ ہان ابھی تک جوش خروش ہی زخم دم دیتے ہی

سردار۔ ہم سپاہیون کا جوش و خروش گھٹ سکتا ہی

آزاد۔ اب آپ قیدی ہین سپہ گری کجا۔

سردار۔ (دانت پیسکر) تمکو قتل نہ کرون تو پٹھان نہین

آزاد۔ بالفعل تو قید رہیئے آئندہ سمجھا جائیگا۔

سردار۔ اگر بڑا سپاہی ہی تو تلوار لے اور لڑ ہم سے

آزاد۔ لڑائی کے وقت تم نے کون بڑی جوہر دکھائی تھی

سردار۔ (حملہ کر کے) ہائے ستم اُسکو کیونکر قتل کرون

آزاد۔ (مسکرا کر) سپہ گری بہت مشکل ہی خالہ جی کا گھر نہین

سردار۔ خیر اب تو ہم پھنس ہی گئے افسوس صد افسوس

آزاد۔ اب جب رہائی پاؤ گے تو ہم سے سمجھ لینا۔

سردار۔ ہم نہین تو ہمارے بھائی بند تمکو قتل کر ڈالینگے

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

آزاد۔ (خیر سمجھا جائیگا) اب انکو یہان سے لیجاؤ۔

سردار۔ (گالی دیکر) تم سیدھا جہنم مین جائیگا سور

اس فقرے پر دو سپاہی بہت بگڑے اور قریب تھا کہ سردار کو مار بیٹھین مگر آزاد نے منع کیا اور سردار کو پھر واپس لیگئے ایک ہفتے کے بعد آزاد نے دس سوارون سے افاغنہ کی دو ہزار سپاہیون کا مقابلہ کیا اور اُس جنگ مین خاص اپنی شمشیر آبدار سے اٹھارون آدمی مقتول اور چون مجروح کئے مگر آخرکار گرفتار ہو گئے لوگ انکو خوش خوش جنرل کے پاس لے گئے۔

جنرل۔ اپنی تلوار رکھدو اور لکھدو کہ بھاگنے کی کوشش نہ کرین گے تو خیر۔

آزاد۔ ہم صاحب السیف والقلم ہین مگر تلوار رکھ کے قلم لینا وضع کے خلاف ہے۔

جنرل۔ ابھی تک سپہ گری کا غم نہین گیا دل سے

آزاد۔ سپہ گری رگ وپے مین پیوست ہی۔

جنرل۔ خیر اب تو بالفعل قیدی ہو میان آزاد۔

آزاد۔ یہ سپہ گری کا جوہر ہے قید سے کیا خوف ہے

جنرل۔ اسوقت اگر تحریری معاہدہ کرلو تو اچھے ہو۔

آزاد - ہم تو پکار کے کہتے ہیں کہ ہم نکل بھاگیں گے

جنرل - ہم بھی سپاہی آدمی ہیں ورنہ اگر کسی جاہل پٹھان کے پالے پڑے ہوتے تو اب تک قتل کر ڈالتا۔

آزاد - قتل ہونے اور جان جانے کا کسی بزدل کو خیال ہوتا ہوگا جب سپہ گری پیشہ ہے تو تلوار کے منہ مرنا عین ایمان ہے

جنرل - خیر یہ جب تک لکھ نہ دو گے ممکن نہیں کہ پوری پوری آسایش تم کو دی جائے۔

آزاد - اگر یہ بھی معلوم ہو جائے کہ قتل ہو جاؤں گا تو بھی تحریری معاہدہ نہ کر دونگا تم اگر سپاہی ہو تو مجھ سے اس طرح پیش آؤ جس طرح کوئی سپاہی سپاہی سے پیش آتا ہے اور اگر ڈاکو اور لٹیرے ہو تو میں تم کو قابل خطاب نہیں سمجھتا۔

جنرل - خیر تم کو زمین کے فرش پر سونا ہوگا۔

آزاد - وہ فرش بھی نہ ہو تو ہمارا ایسا کونسا ہرج ہے۔

جنرل - اور کھانا بھی وہ نہ ملیگا جو ہم جنرل کھاتے ہیں۔

آزاد - افسوس ہے کہ جہلا میں آن کے پھنسے ہیں۔

جنرل داؤد خان یہ تقریر کر کے اپنے خیمہ میں گئے اہتمام بلیغ کیا گیا تھا کہ آزاد پاشا کسی طرح سے نکلنے نہ پائیں آفاغنہ شمشیر برہنہ کئے ہوئے چو طرفہ پہرے دینے لگے کہ اتنے میں ایک پٹھان آہستہ آہستہ آنکے قریب آیا اور مصافحہ کر کے اُنسے یوں باتیں کرنا شروع کیں۔

پٹھان - آپ کے سرہانے پر پہرا ہے آج۔

آزاد - ہاں پھر مطلب کہئے - پہرا ہے تو کیا۔

پٹھان - میں ایک مژدۂ طرب انگیز سنانے آیا ہوں

آزاد - بشکر اکرم میں سمجھ گیا مژدۂ قتل۔

پٹھان - نا - جنرل داؤد خان بڑا سپاہی ہے۔

آزاد - مگر تم لوگ تو جاہل ہو۔

پٹھان - خدا اور خدا کا رسول گواہ ہے کہ سب لوگوں کو تم سے ہمدردی ہے مگر تمہارے سبب سے ہماری فوج کے اسقدر آدمی مقتول ہوئے ہیں کہ بعض اوقات ہم کو مطلق ہمدردی نہیں رہتی اور جی بے اختیار چاہتا ہے کہ تم کو فوراً قتل ہی کر ڈالیں مگر میں تمہاری رہائی کی فکر میں آیا ہوں

آزاد - میں سچ بولنے کو اپنا ایمان سمجھتا ہوں - ع

راست می گویم و یزداں نہ پسندد جز راست

مجھے تمہارے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہے تم لوگ عموماً ان پڑھے ہوتے ہو اور کذب کو برا نہیں سمجھتے ہو کیونکہ وحشی ہو ہاں دو چار آخوند میاں ایسے ہیں کہ انکو میں مقدس تصور کرتا ہوں اور مولویوں کے ذریعہ سے کوئی خبر ملے یا کوئی پیغام آئے تو فوراً باور کر لوں۔

پٹھان - اس شہر کی ایک رئیس زادی کا پیغام ہے۔

آزاد - میں عورتوں کا پیغام نہیں سنا چاہتا ہوں۔

پٹھان - خدا جانے آپ کس قماش کے آزاد آدمی ہیں

آزاد - اچھا آپ پیغام تو تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیے

پٹھان - آپ کی رہائی انکے ذریعہ سے ممکن ہے اور آسانی مگر دو شرطیں ہیں۔

آزاد - اگر وہ منکوحہ ہیں تو کوئی ایسی شرط منظور نہیں کر سکتا جو خلاف شرع ہے۔

پٹھان - استغفر اللہ اگر ہم سے وہ اس طرح کا پیغام کہتی تو ہم پہلے ہی اسکا سر قلم کر ڈالتے۔

آزاد - ہاں تو بسم اللہ فرمائیے میں بخوشی سنونگا۔

پٹھان - ایک امیر زادی نے جو عفیفہ مگر رنگین مزاج ہیں

نے کو اُس حالت مین دیکھا تھا جب تم لڑ رہے تھے اور پھر بعد گرفتاری بھی دیکھا وہ تم پر عاشق ہوگئی ہین اور اُنکی خواہش ہے کہ تم کو صدمہ نہ پہونچے اور شر آفات سے مصئون رہو۔ اُن کے امکان مین یہ ہے کہ بذریعہ رشوت تم کو آزاد کرادین اور تم تو آزاد ہو جاؤ۔ مگر دو شرطین ہین۔

اولاً۔ بعد رہائی انگلش کی طرف سے جنگ مین شریک نہو۔

ثانیاً۔ انکی فوج کے کل امور سے اطلاع دیدو۔

آزاد۔ دونون شرطین منظوری کے قابل نہین ہین۔

پٹھان۔ پھر تم بھی رہا ہونے کے قابل نہین ہو۔

آزاد۔ بھلا اس کا کیا ثبوت ہے کہ مین جو شرط کرونگا پوری بھی ہوگی کہ مین اُن سے اقرار کر جاؤن اور پھر شریک فوج برٹش ہون۔

پٹھان۔ یہ ممکن نہین ہے وہ خوب جانتی ہین کہ سپاہی اپنے قول کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

آزاد۔ مجھے شرط اول کی تعمیل مین عذر ہے۔

پٹھان۔ اچھا تو ایمان کی روسے بتاؤ کہ انگریزون کا کیا مقصد ہے اور انکے پاس کسقدر فوج ہے انکا اصلی منشا کیا ہے۔

آزاد۔ انکا اصلی منشا یہ ہے کہ کابل کو غارت کر دین۔

پٹھان۔ اُسکے دفعیہ کی تدبیر بتا سکتے ہو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے اور دونون کا مطلب حاصل ہو جائے۔

آزاد۔ بہتر ترکیب یہ ہے کہ ہم کو اس دعوے پر رہا کر دو کہ دونون سلطنتون کے درمیان صفائی کرا دینگے۔

پٹھان۔ بسم اللہ بسم اللہ۔ ہم اسکا جواب صبح کو دین گے

دوسرے روز صبح کو اس پٹھان نے موقع نہ پایا کہ اس شہزادی کے جواب سے آزاد کو اطلاع دے مگر اشارون سے سمجھا یا کہ معاملہ سب ٹھیک ہے۔

اس روز پھر جنرل داؤد خان اُنکے پاس آئے اور باہر ہی سے گفتگو کی مگر آزاد نے اُسی طرح مردانہ جواب دیا۔

جنرل۔ اب برٹش گورنمنٹ سے اور ہم سے معاملہ ہو رہا ہے۔

آزاد۔ معاملہ ہو رہا یا جنگ ہو رہی ہے۔

جنرل۔ جنگ موقوف اب اِس امر کا فیصلہ ہو رہا ہے کہ اگر جنرل داؤد خان یعنی خاکسار آزاد پاشا کو رہا کر دین اور چھوڑ دین تم خیریت اور صحت کے ساتھ فوج برٹش مین داخل ہو جاؤ تو جنگ بالکل موقوف ہو جائے اور پرانے عہدنامہ کے مطابق کارروائی عمل مین آئے۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس۔ مگر ہمین اُمید نہین۔

جنرل۔ افسوس تم سپاہی نہین ہو۔ ہرگز سپاہی نہین ہو۔

آزاد۔ اب سپاہی تو ایسے ہین کہ تمھارا ہی دل جانتا ہوگا اپنے مُنھ میان مٹھو بننا ہماری وضع کے خلاف ہے۔

جنرل سپاہی کبھی سپاہی کی بات کو جھوٹ نہین سمجھتا۔

آزاد۔ تو جب ہم تم کو سپاہی سمجھتے ہون۔

جنرل۔ (مُسکرا کر) اچھا خیر۔ اسکا جواب دیا جائیگا۔

آزاد۔ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو ہم اخبار منگوایا کرین۔

جنرل۔ بجا اخبار منگوایا کرو۔ اور اخبارون مین یہان کی خبرین بھی بھیجا کرو۔

آزاد۔ افسوس کہ جنگ کا کچھ حال ہی نہین معلوم ہوتا۔

جنرل۔ حال یہ ہے کہ جن لوگونکی گردن پر چھُری پھری ہے وہ اور انکے بال بچے سب کے سب دعائین دیا کرتے ہین۔

آزاد۔ جنگ مین ہم نے کسی پر آجتک ظلم نہین کیا۔

جنرل۔ تم سے زیادہ ظالم کوئی شاید ہی ہوگا۔

آزاد۔ اگر ہم نے ظلم کیا تو خود بھگت لین گے۔

جنرل۔ تم کیا بھگتو گے ہم البتہ تم کو تلوار کے گھاٹ اتارینگے ہزارون عورتین تمھارے سبب سے بیوہ ہوئین اور ہزارون بچے یتیم ہوگئے۔ اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہوگا۔ گرفہید خواہد سند بجا جادیگا۔

شام کو اسی ٹھان نے میان آزاد سے آن کے کہا کہ آج اس طرف کے پہرے پر جس قدر جوان ہین ان سب کو امیرزادی نے زرکثیر دیا ہے اب آپ مستعد رہین جس وقت موقع ملا ہم آپ کو اطلاع دینگے یہ کہکر ٹھان چلا گیا اور دس بجے کے وقت ایک پہرے والے نے آن کر کہا بسم اللہ اب تشریف لے چلیے آزاد نے کہا میری اس قدر اور بھی خواہش ہو کہ ایک تلوار مجھے ملجائے تھوڑی دیر مین پہرے والون نے جو امیرزادی کے طرفدار تھے ایک ولایتی تلوار اور بندوق اور سنگین انکو دی اور آزاد مسلح ہوکر روانہ ہوے پہرے والے تو گٹھے ہوے تھے ہی روکنے کے عوض سب کے سب ساتھ ہوئے اور آزاد کو پہلے امیرزادی کے پاس لے گئے۔

آزاد۔ (ادب کے ساتھ سلام کرکے خاموش

امیرزادی۔ محمد آزاد۔ یہ تمھاری صورت زیبا نے اس وقت رہائی دلوائی۔ ہو قسمت کے دھنی۔

آزاد نے (امیرزادی) کو از سر تا پا دیکھکر سکوت کیا۔

امیرزادی۔ یہ خاموشی اور گھبراہٹ اور سکوت کیسا ہی

آزاد۔ سوچتا ہون کہ اپنی صورت زیبا کا شکریہ ادا کرون یا تمھاری عنایت کا کہ اُس زندان بلا سے رہا ہوا۔

امیرزادی۔ (آہ سرد کھینچکر) اگر رسوائی کا خیال نہوتا تو تمھارے ساتھ ضرور ہی شادی کرلیتی کیونکہ تم بھی باایمان مسلمان ہو۔

آزاد۔ شادی مین رسوائی کا خیال یعنے چہ۔ مگر ہان چونکہ میری شادی ہوگئی ہی اور مین دو بیویان نہین چاہتا۔ لہذا مجبوری اور افسوس ہی اگر مجھے اجازت دو تو دست مبارک کا بوسہ لون۔

امیرزادی۔ (ہاتھ دیکر) کیا مضائقہ ہے مگر یاد رکھنا اب زیادہ خونریزی نہ ہونے پائے۔

آزاد۔ اب تو مجھے آزاد ہی کیجیے تو بہتر ہے۔

امیرزادی۔ جاؤ خدا حافظ و ناصر ہے۔

آزاد پاشا کو ایک گھوڑا دیا اور راہ خدا پر چھوڑ دیے گئے۔ یہ بیچارہ حیران و پریشان اُس شب یلدا اور میدان جنون زا مین چلے جاتے تھے ہر چند انھون نے امیرزادی سے باصرار کہا کہ دو سوار میرے ہمراہ بھیجیے تاکہ ٹھیک ٹھیک راستہ بتا دین مگر اسنے کہا ہم یہ امر منظور نہین کرسکتے تین گھنٹے کامل راستہ ناپا کیے دو گانون تنہا راہ مین ملے ایک مین تو سناٹا پڑا ہوا تھا دوسرے گانون مین چند آدمی باہم باتین کرتے تھے کہ اگر آزاد رہا ہوے تو امیر اور برٹش گورنمنٹ دونون کو مجبور ہوکر غنیم کا کہنا ماننا پڑے گا۔ آزاد نے اُن سے راستہ پوچھا انھون نے کہا اگر سوار کوتل جاؤ تو اس جنگل کو پار کرنا پڑیگا اور اگر امیر کابل کی خیمہ گاہ جانا چاہو تو یہان سے دو میل کے فاصلہ پر ہے اور سامنے چند سوار دکھائی پڑا ؤ ہے اس خبر نے انکو کمال مسرور و محظوظ کیا اور فوراً سوارون کے پڑاؤ کی طرف گھوڑا دوڑایا۔ قریب پہونچے تو ٹوکے گئے

انھون نے کہا ہم ہین محمد آزاد پاشا جو سوار پہرا دے رہے تھے فرط طرب سے اُنکے قریب آئے اور کہا آپ کی گرفتاری کے سبب سے یہان کل امور تہ و بالا ہوگئے تھے اب آپ دیر نہ کیجئے فوراً خیمہ گاہ امیر پر چلئے دس سوار اُنکے ہمراہ رکاب گئے اور تڑکے خیمہ گاہ امیر پر داخل ہوئے - امیر کابل اسوقت نماز پڑھ رہے تھے جب نماز سے فراغت پائی تو لوگون نے محمد آزاد کی اطلاع دی سنتے ہی باغ باغ ہوگئے اور آزاد پاشا کو گلے لگا کر کہا خوب آئے کل یہان معاملہ پلٹ ہوگیا تھا بڑی خیریت گذری ورنہ خدا جانے کیا کیا شرطین قبول کرنی پڑتین اب آپ اپنی پوری سرگذشت بیان کیجئے آزاد نے کہا مین چاہتا ہون کہ پہلے حمام کرون بعد ازان کچھ کھانا کھاؤن تو دلجمعی کے ساتھ کل حالات عرض کرون مگر اسقدر اطلاع دیجئے کہ جنگ کا کیا رنگ ہے امیر کابل نے کہا کہ بہتر ہے آپ اطمینان کے ساتھ بیٹھین تو گفتگو ہوگی

بعد فراغ حمام آزاد پاشا نے کھانا نوش جان فرمایا اور یون گفتگو کی -

یہ تو آپکو بخوبی معلوم ہی ہے کہ فریب کے سبب سے مین گرفتار ہوگیا تھا - جنرل داؤد خان نامی ایک سردار نے کہ حضرت یار خان کا عزیز ہی مجھ سے کہا کہ اگر تلوار ہمکو دو اور ایک کاغذ پر لکھ دو کہ تم اس قیدخانہ سے بھاگنے کی کوشش نہ کروگے تو ہم اسقدر سختی کے ساتھ پیش نہ آئین مین نے کہا تلوار حاضر ہے جب قید ہوئے تو تلوار کیسی مگر کوئی تحریری معاہدہ مین نہین کرنا چاہتا حسن اتفاق سے دوسرے روز پہرے والے نے مجھے مژدہ طرب انگیز سنایا اسکے بعد آزاد نے پوری داستان بیان کی اور وہ اسکو سنکر بہت خوش ہوئے اسی روز کل افواج برٹش اور اور سپاہ کابل کو اطلاع دی گئی کہ آزاد پاشا مع الخیر والعافیت قیدخانۂ غنیم سے مردانہ وار نکل آئے اور اب امیر کابل کے خیمہ مین مزے سے ٹونڈ مار رہے ہین -

جب غنیم کو معلوم ہوا کہ آزاد پاشا باوجود حفاظت و نگرانی قید سے بھاگ گئے تو سخت افسوس کیا اور یار خان نے جو باغیون کا سرغنہ تھا سر پیٹ لیا کہ افسوس ہمارے ہی آدمیون نے اور معتمدون نے ہمسے مکر و دغا کھیلی اور ہمارے ایسے قیدی کو رہائی دیدی جسکی قید سے ہم سخت ترین شرطون پر برٹش اور امیر کابل سے اپنی مرضی کے مطابق دستخط کرا لیتے ہم نے پہلے یہ حکم جاری کیا کہ داؤد خان جسکو خاص اس کام کی نگرانی کے لیے مقرر کیا تھا قتل کیا جائے اور جو سپاہی پہرے پر تھے وہ کٹھڑے چنوا دیے جائین - داؤد خان یہ خبر سنکر مع چند سپاہیون کے روپوش اور مفرور ہوگیا اور پہرے کے جوان تو پہلے ہی بھاگ کھڑے ہوے تھے -

ادھر آزاد پاشا نے حسب مشورۂ امیر یہ کارروائی کی کہ ایکہزار برٹش اور تین ہزار کابلی سوار اور چھ توپین لیکر حضرت یار خان پر تاخت لائے وہ گھبرایا ہوا تو تھا ہی جب اس یورش کی خبر سنی تو اور بھی گھبرا گیا اور اپنے اسسٹنٹ سے یون مشورہ کرنے لگا -

حضرت - افسوس کہ اس داؤد خان نے ہمکہین کا نہ رکھا

اسسٹنٹ - وہ تو جو ہوا سو ہوا اب کیا مائی لارڈ -

حضرت - آزاد بلا کا جنرل ہے ایسا دیکھا نہین ہے -

اسسٹنٹ ۔ سچ تو یہ ہے کہ اُس سے مقابلہ کرنا مشکل ہے
حضرت ۔ جس شخص نے روسیوں کی ناک میں دم کر دیا
اسسٹنٹ ۔ اور کیسے کیسے معرکہ سر کئے الاماں الاماں
حضرت ۔ پھر اب ۔ ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم
اسسٹنٹ ۔ اب بغیر اسکے اور کیا چارہ ہے کہ آزاد ہوں چاہے کوئی ہو برابر مقابلہ کیا جائے ۔
حضرت ۔ آزاد کے نام سے لوگ کانپتے ہیں ۔
اسسٹنٹ ۔ اسمیں کیا فرق ہے وہ ایسا ہی جری ہے
حضرت ۔ ہم کچھ اس بات کا خوف نہیں کرتے کہ ہماری جان جائیگی ۔ لاحول ولا قوۃ ۔ جان کیا مال ہے اور ہم جان کو کیا سمجھتے ہیں مگر خیال یہ ہے کہ وہ ہم سے کہیں زیادہ تو اعدداں ہے
اسسٹنٹ ۔ خیر اب کچھ ہو ۔ خدا مالک و ناصر ہو ۔

جنرل آر بسر کردگی سواران گردن کش حضرت یار خان کے مقام قیام پر دفعتاً دھر دھمکے اور یہاں ابھی تک شور ہی ہو رہا تھا جب طالب کے سواروں نے آ کر اطلاع دی کہ آزاد پاشا سواران تہمتن ہمت شکن لیے ہوئے گلے پر آن پہونچے تو یہاں اس درجہ کھل بل مچی کہ ہاتھ پانوں پھول گئے اور ساری شیخی بھول گئے ۔

جنرل ۔ اب قرین مصلحت یہی ہے کہ جان دیدیں ۔
اسسٹنٹ ۔ یہ جیتے جی گرفتار ہونا افغان کا کام نہیں
جنرل ۔ پھر جو کچھ انتظام ہو سکے معاً فکر کرکے مقابلہ ہو
اسسٹنٹ ۔ اب فکر کیا خاک ہونا ہے بس ع

دست بگیر و سر شمشیر تیز

جنرل ۔ پھر بسم اللہ تلوار موت کے منہ میں گھس پڑیے ۔
اسسٹنٹ ۔ اسوقت ستر جوان رویین تن ساتھ ہیں

جنرل ۔ اور اُدھر ہزاروں سواروں کی بھیڑ ۔
اسسٹنٹ ۔ ع ۔ اُس طرف ساری خدائی ہے اِدھر کچھ بھی نہیں ۔
جنرل ۔ یار اگر مصلحت ہو بھاگ چلیں جان بچائیں
اسسٹنٹ ۔ ہاں ہر تو مصلحت یہی ورنہ جان بوجھ کے جان دینا کون عقل کی بات ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

مگر افسوس ہے کہ ہمنے آزاد کو قتل نہ کر ڈالا ۔
جنرل ۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد
اسسٹنٹ ۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا تھا مگر آپ نے ہرگز نہ مانا ۔
جنرل ۔ گولے کی آواز آ کے بند ہو گئی یہ کیا ۔
اسسٹنٹ ۔ قلعہ دار نے کہلا بھیجا تھا نہ کہ ذرا توقف کریں تو غالباً صلح کر لیں گے ۔
جنرل ۔ اوہ تو شاید کوچہ گریز بھی بند ہے ۔

اتنے میں ایک آدمی نے اطلاع دی کہ قلعہ چو طرفہ گھر گیا اب بھاگنے کا رستہ بھی نہیں ہے مگر اسوقت دو سو آدمی لڑنے بھڑنے والے موجود ہیں جو جان دینے پر آمادہ ہو جائیں گے اسوقت آزاد نے کمال شجاعت دکھلائی اور بسالت کی خوب داد دی یعنی یہانتک کہ قلعہ کے اردگرد کی فوج غنیم منتشر ہو گئی اور میدان انھیں کے ہاتھ رہا اس فتح نے غنیم کی قلعیا تمام کر دی تیسرے روز حکم آیا کہ آزاد پاشا واپس آئیں اور حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے منجانب سرکار انگلستان انکو شجاعت اور

جنگ آور کے سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عطا فرمایا ہے جس روز واپس آئے ان کے گھر مین اس قدر چہل پہل تھی کہ خارج از حیطۂ تحریر۔

اختتام داستان

جب جنگ افغانستان سے آزاد پاشا واپس آئے تو حسن آرا بیگم نے مسجدون مین گھی کے چراغ جلائے اور خوشی کے شادیانے بجائے۔ آزاد پاشا نے جنگ کے حالات اور اپنی بسالت کی داستان چھیڑی تو انھون نے کہا ہر روز مختلف اخبارون مین جنگ کے حالات پڑھتی تھی اور اپنے بچون سے اپنا دل خوش کرتی تھی اور خدا سے دعا مانگتی تھی کہ یا باری تعالےٰ انکی بھی عزت رکھ لے خدا نے سن لی اسکی کریمی کے صدقے آزاد کی واپسی کے جشن جابجا منعقد ہوئے۔ پہلی شب حسن آرا نے اپنے ہان رتجگا کیا۔ دوسری شب کو بڑی بیگم کے ہان رتجگا ہوا تین سال تک آزاد فرخ نہاد نے ہندوستان کی ترقی مین تہ دل سے کوشش کی۔ سررشتۂ تعلیم کو نئے طرز پر قائم کیا۔ کورس کی کتابین بدلین۔ یونیورسٹی کے قواعد مین انکی تجویز سے بڑا تغیر و تبدل ہوا مختلف اخبارون اردو انگریزی مین انکے دلچسپ و چیدہ مضامین طبع ہونے لگے اور انھون نے دو چار عمدہ عمدہ آرٹکل ولایت کے صحیفون مین بھی بھیجے۔ الغرض تین سال تک آزاد اور حسن آرا نے خوش خوش زندگی بسر کی اور اس کے بعد آزاد نے سیر و سیاحت کے شوق مین لندن کا سفر اختیار کیا چھ مہینے پارس اور ایک سال لندن مین رہے اور اس عرصہ مین یورپ کے اور مقامون کی بھی سیر کی جب ہندوستان واپس آئے تو اس امر مین بہت زور دے کر سعی بلیغ کی کہ ہندوستان مین کپڑے اور کاغذ کے کارخانے قائم ہون ہندوستان کے نامی گرامی اخبارون مین انھون نے مختلف پیرائے اور ہر پہلو سے ثابت کر دیا کہ جبتک کلون کے ذریعہ سے صناعی کو ترقی نہ دیجائیگی ممکن نہین کہ ہندوستان تہذیب و دولت اور سرسبزی اور مرفہ حالی مین یورپ کے کسی شائستہ ملک کا مقابلہ کر سکے۔ کیا مجال۔

ان کی تحریرون اور فصاحت بیانی کا اس درجہ اثر ہوا کہ اکثر اولوالعزم بزرگون نے اس طرف توجہ کی اور آزاد پاشا کی تجویز کے مطابق ڈنکن کمپنی کے مشہور کارخانے سے کاغذ کی کل منگوائی چونکہ پیپر مل کی تجویز کے آزاد پاشا بانی مبانی اور خود حصہ دار تھے لہٰذا ان کے نام سے اکثر روسا و حکام اور امراے عالی مقام اور والیان ملک و عہدہ داران سرکاری شریک ہوئے اتفاق سے پہلے سال اس مل نے کما حقہ ترقی نہین کی جس کے سبب سے بعض پست ہمت آدمی تہ دل سے ملول ہوئے اور غل مچانا شروع کیا کہ مل کے کوڑے کر کے رسدی حساب سے حصہ داران کو دیدیا جائے اور فوراً اونے پونے پر فروخت ہو جائے آزاد پاشا نے مع چند چیدہ اور برگزیدہ احباب کے اس رائے سے اختلاف ظاہر کیا اور بکمال سرگرمی دو سال کی محنت مین ساری خدائی کو دکھا دیا کہ عالی ہمم اور مستقل مزاج آدمی جو تجارت کے امور سے واقف ہین ان کارخانون کو کیونکر چلا سکتے ہین اگر آزاد نے استقلال مزاج نہ کیا ہوتا تو مل کی حالت تباہ ہو جاتی جس وقت کارخانہ کی حالت کسی قدر نازک تھی حاسد دن

نے اور مخالفون نے بات کا تبنگڑ سوئی کا بھالا اور تنکے کا پہاڑ بنا دیا تھا۔ کوئی کہتا تھا روپیہ ناتجربہ کاری کے سبب سے ضائع کیا گیا۔ کسی کی رائے تھی کہ نیلام کردیا جائے۔ مگر آزاد نے کسی کی رائے کو دخل نہ دینے دیا۔ اور آخرکار اس کارخانہ کو ایسا چمکایا کہ باید و شاید جب اس مل نے کماحقہ ترقی پائی اور حصہ دارون نے خوب فائدہ اُٹھایا تو ہندوستان کے کئی مقامون پر کارخانہ کھولا گیا اور ایک سال کے بعد آزاد کی تجویز سے کپڑے کا کارخانہ کھولا گیا اور چونکہ اب ملک ان کارخانون کی قدر و منزلت کرتا تھا اس کاٹن مل نے بہت ہی جلد ترقی کی تخمینے سے منکشف ہوا کہ چار سال مین ان کارخانون کے ذریعہ سے اس قدر فائدہ عظیم ہوا اور ملک کی عسرت اس درجہ دور ہوئی کہ اس کے عشر عشیر کا بھی لوگون کو گمان نہ تھا اول تو ہزارون آدمی جو بالکل مارے مارے پھرتے تھے نوکر ہو گئے۔ دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ اکثر اشیا جو پھینک دیجاتی تھین اُنکی بکری ہونے لگی تیسرے ان کارخانون کے ذریعہ سے اور کپڑا ارزان ملنے لگا جو تھے ہزارون اہل قلم نے نوکریان پائین۔

قصہ مختصر جو لوگ اوائل مین آزاد سے مختلف الرائے تھے اور جن کا قول تھا کہ یہ کارخانے ہرگز فروغ نہ پائین گے اور نہ ترقی پکڑینگے اور نہ اُنکے ذریعہ سے ملک کو کوئی فائدہ پہونچے گا وہ سب آزاد کا دم بھرنے لگے اور بصد عجز معترف ہوے کہ اُن کی رائے بالکل غلط تھی۔

آزاد پاشا نے ہندوستان کے ہر ایک بڑے اور مشہور شہر مین دورہ کیا اور وہان ترقی ملکی کے لیے انجمنین و محفلین ازسرِنو قائم کین۔

اس کے بعد آزاد نے حفظان صحت کی طرف توجہ کی اور ویکسینیشن بل یعنی ٹیکا لگانے کا مسودہ قانون انکی جادو بیانی سے ایکٹ ہو گیا۔ ہر شہر مین میونسپلٹی عمدہ اصول سے قائم ہوئی اور جابجا آب شیرین کے آرٹیشل کنوئین بنوائے گئے ڈسپنسریون کی ادویہ کا بند و بست مناسب کیا کہ عمدہ عمدہ دوائین بہم پہونچین تاکہ مریض کا نقصان اور اطبا کی بدنامی نہ ہو۔ الغرض عرصہ دراز تک آزاد نے اپنے وقت گرانمایہ کا بہت بڑا حصہ انہین امور نیک مین صرف کیا اور اپنے تجربہ ذاتی اور اعلٰی درجہ کی قابلیت سے ملک کو فائدہ کثیر پہونچایا۔

جب ان کے دونون صاحبزادے فضل خدا سے چودہ چودہ برس کے ہوئے تو دونون کو لندن بھیجا تاکہ وہان تعلیم پاکر دولت علم سے مالامال ہو جائین۔ یہ دونون ہونہار لڑکے امتحان مین نہایت کامیابی کیساتھ پاس ہوے ایک بیرسٹر اور سی۔ ایس۔ اور دوسرا صرف سی۔ ایس۔ کا خطاب پاکر ولایت سے واپس آئے۔

اس عرصہ مین حسن آرا نے اپنے گھر پر ایک مدرسہ تعلیم نسوان جاری کیا جس مین اکثر شریف زادیان و امیرزادیان پڑھنے اور سینا سکھنے کے لئے آتی تھین حسن آرا نے مس ٹیڈا کی نگرانی مین یہ مدرسہ فیض بخش جاری کیا تھا اور چونکہ خود نواب زادی اور خاندان شاہی سے تعلق رکھتی تھین اور اُن کے چال چلن کی نسبت لوگون کی عمدہ رائے تھی اور اُن کی پاک دامنی کی قسم کھائی جاتی تھی لہذا کسی کو ذرا عذر نہ ہوا کہ اس مدرسہ مین اپنی لڑکیون

کو بھیجین جو حسن آرا کے نام سے قائم ہوا تھا اور جسین حسن آرا انکو دو انتظام کرتی تھین۔

جب دونون لڑکے دنیا مین بخوبی کامیاب اور مستفیض بہ مرام ہوے اور آزاد اور حسن آرا نے اپنے دل کے ارمان نکال لیے تو اطمینان کمال کے ساتھ زندگی بسر کی اور دنیا کے جھگڑون سے مطلق واسطہ اور تعلق نہ رکھا آزاد پاشا کی کوئی تمنائے دلی ایسی نہ تھی جو بر نہ آئی ہو علم و فضل مین یکتائے روزگار ہندوستان کے فخر افتخار نثر مین منشی بے بدل۔ بلاغت نشان۔ نظم مین شاعر لاثانی سحر بیان السنۂ انگریزی و فرانسیسی مین طاق عربی فارسی مین شہرۂ آفاق۔ اسکے علاوہ اصول جنگ اور فنون سپہ گری مین حد سے زیادہ ایسے کہ کونسل واضعان آئین و قوانین مین نام کیا علاوہ بیوی ملی تو حسن ظاہری اور جمال مبین کے علاوہ زیور حسن باطن سے بھی آراستہ اور اولاد خدا نے دی تو ہونہار بلند اقبال۔ الغرض آزاد نے لڑکپن جوانی بڑھاپے تک عیش و عشرت اور نیکنامی کے ساتھ زندگی بسر کی اور نہایت ہمدردی سے ہموطنوں کی ترقی مین ہمیشہ ساعی رہے

تاریخات طبع سابق

از نتیجہ فکر مورخ کامل سخنور عدیم المثال منشی بھگوان دیال صاحب عاقل لکھنوی

یہ فسانہ ہے دلنشین واللہ — کیون نہ ہو اہل دید کو مرغوب
اگر لکھو تاریخ عیسوی عاقل — زیبا قصہ ہے بشاشت افزا خوب

تصانیف پنڈت رتن ناتھ سے — فسانہ ہے آزاد کا دلنشین
دیکھا لکھو عاقل جو سال ہجری مع — یہ ہے داستان مسرت گزین

از سخنور یادگار زمان ہمپایۂ سحبان جناب مولنا محمد حامد علیخان صاحب حامد شاہ آبادی محافظ صیغۂ تصحیح مطبع

سرشار نے ایسی ہی توبہ کر کر زبان آوری کی — نقرے دلچسپ عبارت بھی اچھی
کیا ہی بحسن فسانہ یہ لکھا ہو واللہ — اور ہر لفظ مین اک لطف نیا ہو واللہ
چار جلدون مین لکھا آشفتہ بیانی دل — سال تاریخ کا ہے آج حامد سے
یہ تو ہی کہ بڑا کام کیا ہے واللہ — یہ فسانہ خوب چھپا خوب چھپا ہو واللہ

از کلک گہر سلک نقاد سخنور منشی بالک رام صاحب گہر خوشنویس منصرم صیغۂ طبع

فسانہ دلنشین ایسا مصنف نے لکھا ہے — جہان بھر کے لیے تحفہ نصایح بھی یگانہ
گہر تمکو اگر لکھنا ہو تاریخ اسکے چھپنے کی — لکھو بیساختہ مرغوب گیتی ہے یہ افسانہ

خاتمۃ الطبع